ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

…حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت …وار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سنایا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو برسون سنو …پھر تمام نہون - آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع …ل الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور انکی …ین مین کسقدر عرقریزی کی - اس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
…ول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
…وم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
…ہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۲ "

…بعد کہ یہ سب جلدین باستثناء جلد دوم تورج نامہ طبع ہوگئین انکے علاوہ کامل ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیۂ طلسم ہوشربا …جلدونمین تصنیف کیا - انمین وہ داستانین ہین جو ہوشربا کی ساتون جلدونمین لکھنے سے رہگئی تھین - پھر طلسم نور افشان …ی جلدونمین تصنیف کیا - یہ سب جلدین طبع ہوکر نذر ناظرین ہوئین - اب طلسم ہفت پیکر تین جلدون مین تصنیف کیا جسکی جلد …ل و دوم چھپ گئی اور جلد سوم زیر طبع قریب الاختتام ہے - یہ سب جلدین قابل دید ہین اور انکا طرز تحریر و عبارت …ین مثل ہوشربا ہے - بالفعل ایرج نامہ جلد اول جسکو صاحب طبع سلیم عقیل و فہیم بلبل ہزار داستان چمن فصاحت …ی گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے از جانب مطبع اودھ اخبار کے

بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار دوم

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

۱۸۹۰ع

اعلان

داستان امیر حمزہ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ واقف
وآگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپیدا کنار ہی جسکی منتہا تک
شناور وہم وخیال کا پہونچنا نہایت امر دشوار ہی سواے اس
داستان سحر بیان کے اور کسی قصہ وافسانہ مین اسطرح کی دلبستگی
نہین ہی کہ اگر اسکی کسی داستان کا شروع سماعت مین گذرے
پھر تا تمامی داستان پہونچے دل کو چین نہین پڑتا مصنف اس
داستان کے علامہ وفہام خبیر باتدبیر مشہور آفاق حضرت ابو الفیض
فیضی انار اللہ برہانہ ہین جنھون نے بزبان فارسی اس داستان کو
واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرقریزی
اور جانکاہی سے تصنیف فرمایا۔ جبسے آج تک اس داستان کو
ایسی ترقی روز افزون ہوتی گئی اور ایسی پسندیدہ خلائق ہوئی
کہ ہر شخص اسکے سُننے کا بدل مشتاق رہا۔ لیکن چونکہ یہ داستان
عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عزیز الوجود ہونے کے
سواے کتبخانہ شاہی یا اُمراے والا مقام کے دستیاب ہونا
اِسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اِسکے مطالعہ سے بہرہ یاب
نہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب شوق نے اس داستان
کو جابجا سے یاد کیا اور بطور پیشہ داستانگوئی کے اِسکو بیان کرنا
شروع کیا۔ اس صورت مین بھی علی العموم اِس داستان کے
تمام وکمال سُننے سے حضرات کم مایہ فرحت اندوز نہو سکتے تھے
اور سواے مجالس امرا واصحاب ذی مقدرت کے اِسکا بیان عام
طور سے غیر ممکن تھا کیونکہ بار مصارف داستانگو کا متحمل ہونا ہر شخص
کے اختیار مین نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزہ صاحبقران
از ابتدا تا انتہا اسقدر طولانی ہی کہ اگر اس داستان کو تفریح طبع
کے لیے روزمرہ دو تین ساعت خاص ایک وقت مقررہ پر
بموجب طریقہ داستانگوئی کے کوئی صاحب داستانگو کی زبان سے
سُننا چاہین اول سے آخرہ تو بلا مبالغہ بیس برس مین
بھی تمام نہو اور اسکو ہزارہا روپیہ کا صرف درکار ہی۔
اب زمانہ کو ناز کرنا چاہیے کہ اِس داستان عظیم الشان کے
کل دفترون کا بہم پہونچانا اور ان سب کا بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ

داستانگویون اور نثارون کی معرفت
محاورہ اہل مذاق مین ترجمہ کرانا اور پھ
تمامی ممالک مین اشاعت دینا اور کوڑیو
گلستان بخزان کی تمام شائقین عیش پ
اودھ اخبار یعنی امیر والا ہمم رئیس باخلق
ذی المجد والامتنان مشہور نزدیک ودور جنا
سی-آئی-ای- مرحوم نے اپنی ذمت عالی ہمہ
ہزار شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کہ اتنے بڑے ا
کا انصرام بھی ہوگیا یعنے کل دفتر حلیۂ طبع سے
ہوکر نذر شائقین ہوگئے اور تمام عالم اِن داستانون کی
سے محظوظ ومسرور ہوا۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر ح
صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترون کی کئی کئی جل
اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت دو حصہ ہین۔ اس تف
سے **دفتر اول** نوشیروان نامہ دو جلد مین **دفتر د**
کوچک باختر ایک جلد مین **دفتر سوم** بالا باختر ایک
مین **دفتر چہارم** ایرج نامہ دو جلد مین **دفتر**
طلسم ہوشربا سات جلد مین اور بقیۂ طلسم ہوش
جلد مین **دفتر ششم** صندلی نامہ ایک جلد مین
ہفتم تورج نامہ دو جلد مین **دفتر ہشتم** لعل نامہ دو
اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو سات جلدون مین ہ
پنجم بوجہ ضخامت کثیر کے دو حصون پر منقسم ہی۔ یہ ا
مسلم الثبوت ہی کہ کوئی شخص ادنیٰ۔ اعلیٰ۔ غریب
تمام زمانہ مین تلاش کرنے سے بھی ایسا دستیاب
جو داستان امیر حمزہ صاحبقران کے سُننے کا تہ دل
مشتاق نہو۔ مگر علی العموم ہر صاحب جو اس داستا
سے بہرہ یاب نہو سکتے تھے یہی باعث تھا کہ یہ دا
معرض طبع مین نہ آئی تھی اور سواے کتبخانہ رئیـ
زبان داستانگویان کے اسکا وجود مثل عنقا کے ناپید
ہر شخص گھر بیٹھے اسکی سیر کر سکتا ہی اور عالم تنہائی مین وا

ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانون کو سُنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو برسون سُنو اور پھر تمام نہون۔ آفرین انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابوالفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور اُنکی تدوین مین کسقدر عرقریزی کی۔ اس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۴ "	ہشتم	لال نامہ	۲ "

الحمد للہ کہ یہ سب جلدین باستثنار جلد دوم تورج نامہ طبع ہوگئین انکے علاوہ کامل ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیۂ طلسم ہوشربا دو جلد وںمین تصنیف کیا۔ انمین وہ داستانین ہین جو ہوشربا کی ساتون جلدونمین لکھنے سے رہگئی تھین۔ پھر طلسم نور افشان تین جلدونمین تصنیف کیا۔ یہ سب جلدین طبع ہوکر نذر ناظرین ہوئین۔ اب طلسم ہفت پیکر تین جلدون مین تصنیف کیا جسکی جلد اول و دوم چھپ گئی اور جلد سوم زیر طبع قریب الاختتام ہے۔ یہ سب جلدین قابل دید ہین اور اُنکا طرز تحریر عبارت رنگین مثل ہوشربا ہے۔ بالفعل ایرج نامہ جلد اول جسکو صاحب طبع سلیم عقیل و فہیم بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے از جانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اُردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار دوم

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۸۹۹ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای قلم تحریر کر حمد خدا / جسنے یہ سارا جہان پیدا کیا
تاج بخشا قیصر و فغفور کو / بادشاہی کی عطا تیمور کو

ذرہ و خورشید کرتے ہین عیان / صنع صناع زمین و آسمان
ہو کسی سے کیا بیان کنہ ذات / اُسکی ذات پاک ہی عین صفات

مہر سے اُسکے اگر ہو کامیاب / ایک اک ذرہ ہو رشکِ آفتاب
گر اُسے مدنظر ہو انقلاب / مہر ہو ذرہ تو ذرہ آفتاب

باد صرصر ہو نسیم مشکبار / جلوہ گر فصل خزان مین ہو بہار
موجزن ہو بس سمندر کوہ مین / لعل دریا مین ہو گوہر کوہ مین

شیر کے بیشہ مین ہو آہو کا گھر / آب آتش کو نہ پہونچائے ضرر
ہو سکین اسرار قدرت کیا بیان / عالم کثرت مین ہی وحدت عیان

ماعرفناک ہو جب قول نبیؐ / پھر کرے دعوای عرفان کیا کوئی

نعت جناب رسول مختار حبیب کردگار شافع روز جزا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین الی یوم الدین

کرون کیا مین نعت محمدؐ رقم / کہین ہی بھی سامان مدحت بہم
کہان ہی مرے پاس بہر رقم / کوئی شاخ طوبا کا تحفہ قلم

لکھون کیا مجھے ہی میسر کہان / سیاہی گیسوے حور جنان
نہو کسطرح مجکو ہر دم قلق / میسر نہین جہرہ مہ کا ورق

وضو کے لیے درمیان جہان / مجھے آب کوثر میسر کہان
نہ کرتا خدا انکو پیدا اگر / نہوتے سموات و شمس و قمر

انھین سے ہی دونون جہان کا نشان / یہ ہین باعث خلق کون و مکان
انھین کا سہارا ہی روز جزا / لقب ہی انھین کا حبیب خدا

یہی لطف حق سے سرافراز ہین / یہی سب نبیون مین ممتاز ہین
غرض کیا ہو مدح رسول امم / سراسر ہی عاجز زبان قلم

منقبت امام عالیمقام امیر کشورگیر دستگیر برنا و پیر مظہر العجائب والغرائب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام

جب ہو رب پاک وصاف علیؑ / لکھ سکے کیا کوئی اوصاف علیؑ
مصطفےٰ ہین بادشاہ انبیا / مرتضےٰ ہین سرگروہ اوصیا

بادشاہ وہ یہ وزیر شاہ ہین / مہر انور وہ ہین اور یہ ماہ ہین
شان مین آیا ہی انکی لافتا / ہین یہ بازوے نبیؐ دست خدا

رکھے دوش پاک احمد پر قدم
بر فضائل حیدر کرار کے

طاق کعبہ سے گرائے ہین صنم
غیر ممکن ہی کہ وہ بھی گن سکے

اک فرشتہ ہی کہ وہ لیل و نہار
ہی لقب عالم مین انکا بو تراب

منہ کے کل قطرون کا کرتا ہی شمار
آسکے دیتی ہی زمین انکو حساب

جب معرف ہون خدا و مصطفےٰ
کیا کرے تعریف اُنکی دوسرا

سبب تالیف کتاب

ناظرین والاتمکین کی طبایع عالی اور اذہان صافی پر روشن و مبرہن ہو کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران مصنفۂ فیضی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے وقت سے فارسی زبان مین مرتب و مدون تھی آجتک کسی صاحب نے اُسکے تمام دفترون کے ترجمہ کیطرف توجہ نہین فرمائی اسیوجہ سے جن حضرات کو فارسی زبان کا مذاق تھا وہ تو اُن دفترون کی سیر سے حظ وافر اُٹھاتے تھے اور جو حضرات اس زبان سے بے بہرہ تھے وہ اُنکی سیر سے ناکام رہتے تھے مگر چونکہ جناب معلی القاب عالی ہمت والا منزلت صاحب دولت و اقبال خداوند جاہ و جلال قدر دان اہل کمال نیر اعظم سپہر حشمت قمر برج صولت زبدۂ تاجران ذیوقار خلاصۂ امراے روزگار ستودہ شیم امیر باکرم مخزن علم و شعور جناب منشی نولکشور صاحب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ دام اقبالہ وضاعف اجلالہ کی ذات فیض آیات مجمع اشاعت علوم گوناگون اور مخزن ترویج فنون بوقلمون ہی آپ نے ہر علم کی بڑی بڑی کتابون کو اُردو زبان مین ترجمہ کرا کے شائع فرمایا علی ہذا القیاس ان تمام دفترون کے ترجمہ کیطرف بھی خاطر عاطر مبذول ہوئی چنانچہ بیا بلغا فصاحت پناہ بلاغت دستگاہ منشی میر محمد حسین جاہ اور ہنر گستر سخن فہم و سخنور مرزا احمد حسین صاحب قمر سے ہوشربا دفتر پنجم کا جو سات جلدون مین ہی ترجمہ کرا کے شائع کیا اور باقی ماندہ دفترون کا ترجمہ اس خاکسار ذرۂ بیمقدار ہیچمدان کج مج زبان زلہ رباے داستان گویان تصدق حسین داستان گو ابن شیخ محمد حسین صاحب سے بوساطت صورت بند مرقع محبت نقاش نگار خانۂ مودت صاحب خلق و مروت منزہ عن الشین جناب شیخ حامد حسین صاحب متعلق فرمایا چنانچہ نوشیروان نامہ کوچک باختر بالا باختر کا ترجمہ حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر عنقریب نذر ناظرین ہونیوالا ہے اب ترتیب و تدوین ترجمۂ ایرج نامہ پر کمر ہمت باندھی ہی اگر حیات بے ثبات اس احقر العباد کی باقی ہی اور مالک مطبع عالی کی توجہ ہوگی تو باقی ماندہ دفترون کا بھی ترجمہ کہ ہمگی آٹھ دفتر ہین اور تفصیل اسکی مندرج ٹیٹل پیج کتاب ہذا ہی ناظرین باتمکین کی خدمت مین پیشکش کیا جائیگا گو کہ اس ناچیز بے علم و ہنر مین کسیطرح یہ لیاقت نہ تھی کہ ایسے امر عظیم کا ارادہ کرتا مگر قدر افزائی جناب منشی صاحب مالک مطبع اور نظر رحمت ناظران عالی ہمت نے کمر ہمت کو کس دیا اور ہر وقت درگاہ خلاق کائنات جلال جمات مجیب الدعوات مین مستدعی ہون کہ بمصداق السعی منی و الاتمام من اللہ بخیر و خوبی اسکا اختتام ہو اب ناظرین اولوا الالباب کی خدمت فیض موہبت مین دست بستہ ملتمس ہون کہ اس یاوہ گوئی ہرزہ گوئی کا کچھ خیال دل مین نہ لائین اور جہان کہین کوئی غلطی ملاحظہ فرمائین اُس سے درگذر اختیار کر کے عیب پوشی کو کام فرمائین

آغاز داستان شیرین بیان ایرج نامہ

ساقی نامہ

ای ساقی لالہ فام و می نوش
بند آنکھ کو کر کے جبکے جھومون
مشتاق ہوئی جو طبع عالی

مجھ رند کو کیون کیا فراموش
منہ شاہد مدعا کا چومون
ساقی نے شراب دی نرالی

اب دل کی لگی بجھا دے ساقی
کیفیت بزم کو بڑھاؤن
اب دیکھیے میری خوش بیانی

مرتا ہون دوا پلا دے ساقی
ایک رند کی داستان سناؤن
حضار سنین نئی کہانی

طی کنندگان منازل تحریر اور مراحل پیمائے منازل تقریر وادی بیان کو پائے قلم سے یون طے اور پیمائی کرتے ہین کہ لقائے
بے لقا راندۂ درگاہ خدا غازیان دیندار اور صاحبقران ضیغم شکار کے ہاتھ سے شہر عنطلی آباد سے شکست کھا کر بھاگا ہوا
مانند صید خائف کے چلا جاتا تھا کہ بختیارک روسیاہ شیطان راندۂ درگاہ نے کہا کہ یا خداوند آپ اپنی خاطر جمع
رکھیے خدا پرستون کا یہ معمول نہین ہی کہ پیچھا کرین بیچارہ بھاگتے بھاگتے ایک دامن کوہ مین آ کر بیٹھا عجب عالم اُسکی
فوج کا تھا کہ کسی کا منھ کٹا ہوا کسی کا سر پھٹا ہوا مال و اسباب لٹا ہوا فقط ایک نقد جان بچا ہوا ہر ایک مضطر و حیران
سراسیمہ و پریشان تھا جب لقا دامن کوہ مین پہونچا بختیارک نے نقارچی سے کہا کہ تو نقارہ بجا کہ لوگ
نقارے کی آواز سنکر جو جو پیچھے رہگئے ہین چلے آئین غرض نقارچی نے نقارے پر چوب لگائی بھاگی ہوئی فوج
پھر آئی کلکال خون آشام زنگار خون آشام ضیغم خون آشام سہراب اژدر گیر ہرمز شہریار فرامرز
بن نوشیروان وغیرہ اور سب سردار لاکھون پیدل اور سوار آکر مجتمع ہوئے لیکن لقا اُس عالم پریشانی مین تنہا
سر کوہ پر آیا اپنا رتبہ خیال مین لایا کہ اہی لقا ایک وقت وہ تھا کہ تو ملک سبائل مین قیطولون پر بعیش و عشرت بسر کرتا تھا اور
برسوین دن گنبد گیتی نما سے سر بدر کرتا تھا اور اٹھارہ ہزار ملک باختر کی خلقت جمع ہوتی تھی تجھے سجدہ کرتی تھی یا اب
وقت یہ ہی کہ خوف سے خدا پرستون کے شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہی یہ خیال کرکے چیخین مار مار کر رونے لگا کہ ناگاہ بختیارک لقا
کو ڈھونڈھتا ہوا جو وہان آیا اُسکو روتے دیکھکر اسکا بھی جی بھر آیا مگر ضبط کیا کہنے لگا او احمق ناحق روتا ہی ابھی جو کوئی تجھے
روتے دیکھیگا کہیگا یہ کیسا خدا ہی کہ خود اپنی مصیبت پر روتا ہی فوج برگشتہ ہو جائیگی تجھے باندھکر خدا پرستون کے پاس
لیجائیگی یہان سے شہر آذر کوہ نزدیک ہی وہان چل کہ مین نے کتاب نمدی مین دیکھا ہی کہ تو آذر کوہ مین بہت خرم
و مسرور ہوگا صاحبقران وہان آئینگے تو مع لشکر و فرزندان حمزہ مارے جائینگے غرض بہت سی تسلی لقا کو دی اور
تیسرے دن وہان سے کوچ کیا اور بعد چند روز کے قریب شہر آذر کوہ کے پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی لقا شہر مین
داخل ہوا لیکن شہر آذر کوہ مین چار بھائی بادشاہ ہین القاب اور انساب جہانگیر اور رشبار رنگ
و کنار رنگ کوہ تخت دریا نشین ان چارون کو ہرکارون نے جاکر خبر دی کہ پیر مرشد خداوند سجدہ ہزار ملک
باختر زمرد شاہ بداختر شہر عنطلی آباد سے شکست کھا کر قریب شہر آذر کوہ کے آیا ہی یہ خبر سننے کے تحفے شہر کے
اپنے ساتھ لیکر خدمت لقا مین آئے سجدہ کیا لقا نے کہا کہ تم ہمارے بندۂ خاص الخاص ہو اور آستین مرحمت پشت پر
جھاڑی خلعت دیا القاب و انساب نے عرض کیا کہ یا خداوند شہر مین چلیے اپنے یمن قدم سے آباد کیجیے لقا بولا کہ
مین نے اسی ہزار برس آگے سے تقدیر کی تھی کہ مین شہر آذر کوہ مین جاؤنگا یہ کہکر لقا مع لشکر روانہ ہوا فوج کو شہر کے باہر چھوڑا اور
خود مع بختیارک اور ضیغم خون آشام و دیگر سرداران وغیرہ داخل شہر ہوا چارون بادشاہ زر نثار کرتے ہوئے لقا کو شہر
کی سیر کراتے ہوئے ایوان بادشاہی مین لائے اور تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور دعوت و ضیافت بڑی دھوم سے کی سب
عیش و عشرت مین مشغول ہوئے تیسرے روز القاب و انساب نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اب کچھ بیان کیجیے کہ شطول
کی خدائی کیونکر چھوٹی اور ملک عنطلی آباد مین سات لاکھ جادوگر تھے کیونکر برباد ہوئے لقا یہ سنکر بہت رویا اور کہا کہ اے
القاب و انساب کچھ بندۂ خدائی ہین کہ اُنکو مین نے عالم خواب مین پیدا کیا ہی اور تقدیر کرنا اُنکی بھول گیا ہون اب مین جو
تقدیر کرتا ہون اُلٹ جاتی ہی پھر انکا حال مین کیا بیان کرون مگر یہ شخص جو بیٹھا ہی اس سے پوچھو اُن سبھون کے حال سے آگاہ ہی
یہ خوب بتائیگا بختیارک کمر کو ہلا کر اُٹھا اور جھک کر القاب و انساب کو سلام کیا اُنھون نے دیکھا کہ ایک شخص زرد
منھ ازرق چشم کوتہ گردن تنگ پیشانی گلیون دار جامہ پہنے جسکے بند چھاتی پر بندھے ہوئے طوق لعنت گلے مین پڑا ہی القاب و انساب

مسکرائے اور پوچھا کہ آپکا اسم مبارک کیا ہی بختیارک نے کہا ان جھگڑون سے آپکو کیا کام ہی جو کچھ پوچھنا ہو پوچھیے القاب والانساب نے کہا کہ نام بتانے مین کیا کوئی قباحت ہی جبتک نام سے واقف نہونگے آپ سے بات کیونکر کرینگے بختیارک نے کہا کہ میرے نام مین ایک آدھ لفظ ایسا ہی کہ احمقون کو سنکر ہنسی آتی ہی اُنھون نے کہا کہ آپ شوق سے اپنا نام بیان کرین کوئی نہین ہنسیگا بختیارک نے کہا کہ مجھے بختیارک بن بختک بن بداختر بن القش بن مادہ کش بن سگ سفید کہتے ہین یہ سنکر چارون بادشاہ بے اختیار ہنسے اور کہا کہ کیا سگ سفید بھی آپکے بزرگون مین ہین بختیارک نے کہا کہ ہمارے بزرگون تھے یہان کوئی اولاد نہ جیتی تھی یہ نام فقط جینے کے لیے رکھا تھا القاب والانساب نے کہا کہ لعنت ہی تمھارے بزرگون پر کہ سواے سگ سفید کے اور کوئی نام دنیا مین نہ ملتا تھا جو رکھتے خیر ملک جی اب حال خداپرستون کا بیان کیجیے بختیارک نے کہا کہ ہم خداپرستون سے خوب واقف ہین اس بلا کو ہم ہی خداوند کی خدائی مین لائے یہ خداپرست ہمارے ہی پیچھے آئے تھے اب سنیے حمزہ تو وہ ہی کہ دو پہلوان آئے تھے ایران کے طاہر عادی و مطاہر عادی جنھون نے پہلوانان جہان سے خط منشور بر اطاعت کی ٹھہرائی تھی اور ساٹھ ساٹھ ارنج کے قد و قامت رکھتے تھے جب مدائن مین پہونچے نوشیروان کے آگے وہی خط منشور پیش کیا حمزہ کا سن سات برس کا تھا اُسنے لڑکر دونونکو مانند کرپاس کے چیرکر پھینک دیا اور نو برس کے سن مین علقمہ خیبری کہ نہایت جری تھا اور نوے ارنج کا قد رکھتا تھا نوشیروان کو ملک مدائن سے قید کرلیگیا تھا اور نو سو من کا تیغہ باندھتا تھا ایک ضرب شمشیر مین حمزہ نے دو ٹکڑے کیا اور تاج و تخت لیکر پھر نوشیروان کو دیا بارہ برس کے سن مین ہندوستان کو بحکم نوشیروان خراج لینے گیا وہان لندھور بن سعدان سے شخص کو جسکا گرز خوردی و مردی مشہور ہی زیر کرکے اپنا رفیق بنایا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف مین جاکر سرکشان قاف مثل دیو راہدار اور دیو القران فیل بازو اور دیو معدان و رعد شاطر اور دیو منہکال اور دیو بہمند و ہزار دست اور دیو کیوس آہنی تن اور دیو سر جنگ آہن شاخ کو مارکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان لقب پایا نوشیروان کو بھگاکر تمام ایران مین اپنا عمل کیا اور اولاد حمزہ بھی بڑی بہادر ہی ایک بدیع الزمان کہ جسنے پانچسو ملک کو جیک باختر کو تنہا جاکر شکست دی اور قبضہ کرلیا پوتا حمزہ کا شاہزادۂ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ خداوند کی خدمت مین آیا تو زخالص چکیدۂ قدرت ملکۂ گیتی افروز پر عاشق ہوا راتکو شبخون مارتا تھا اور دنکو باغ سیستان مین عیش کرتا تھا انجام کار ملکۂ گیتی افروز کو نکالکر باغ بہشت سے لیگیا اور کسی سے کچھ نہوسکا لقا بولا اے نالائق اس باتکو تجھسے کسنے پوچھا تھا جو تو بکنے لگا بختیارک تھرک کر بولا کہ یا خداوند آپ کیون چھپتے ہین یہ امر تمام عالم پر ظاہر ہی میرے چھپانے سے چھپ سکتا ہی بلکہ اے القاب والانساب تمنے کیا یہ ذکر نہ سنا ہوگا یہ سنکر دونون مسکرا کر رہ گئے اور کہنے لگے کہ کیا بے تمیز ہی خداوند کا لحاظ نہین کرتا ہی بختیارک نے کہا کہ آخر حمزہ نے آکر ملک سبائل بھی چھین لیا خداوند شکست کھا بھاگے ملک بملک پھرے آخر عنطلی آباد کو تباہ کرکے اب خداوند تمھارے ملک مین آئے ہین اور خداوند کے پیچھے وہی خداپرست مانند اژدہاے دمان کے آرہے ہین کہ جنپر کوئی غالب نہین آتا القاب والانساب نے کہا کہ ملک جی حمزہ کیا حقیقت رکھتا ہی اگر خداوند چاہینگے تو ہمکو غالب کرینگے اور نجومیون نے خبر دی ہی کہ لشکر حمزہ پر آذر کوہ مین قران صعب ہی پھر نجومیونکو بلواکر احکام نکلوائے سبھون نے متفق ہوکر لقا سے کہا کہ یا خداوند یہان لشکر حمزہ شکست کھائیگا اور خداپرست بہت ہلاک ہونگے لقا یہ سنکر نہایت خوش ہوکر عیش و عشرت مین مصروف ہوا

اب شمہ داستان لشکر ظفر اثر حمزۂ صاحبقران کی بیان کی جاتی ہی

کہ حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بعد فتح کرنے شہر عنطلی آباد کے صحبت جشن مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر مجرا کیا زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

تا سر زند آفتاب سرور باشی
در خانۂ اقبال سکندر باشی
تا صبح و مہ ہمدم ساغر باشی
تا تاج حیات بر سر خضر بود

شہریار کی عمر دراز ہو لقا بھاگ کر شہر آذر کوہ مین پہونچا اور وہانکے بادشاہون نے دامن پناہ مین لیا اور نجومیون نے خبر دی ہی کہ میدان آذر کوہ مین لشکر حمزہ پر قران صعب ہی یہان آکر بہت رنج اٹھائیگا امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ اُنھون نے بہت جھک مارا ہی

مین وہان جاؤنگا اور اُس کافر فاسد لقا کو ایذا پہونچاؤنگا عمرو نے کہا کہ آپ جائیے مگر خواجہ زادون سے احکام نکلوائیے دیکھیے تو خواجہ زادے کیا بتلاتے ہین شہنشاہ سعد بن قباد نے فرمایا کہ مناسب ہی صاحبقران با اقبال نے کہا کہ حضور کو اختیار ہی بلوائیے مین کیا منع کرتا ہون غرض بحکم بادشاہ اسلام چوبدار خواجہ زادون کے لینے کو روانہ ہوا بعد گھڑی بھر کے خواجہ بزرجمہر و خواجہ بزرگ امید و خواجہ دریادل و خواجہ سیاوخش والاگہر حاضر ہوئے نیمے جامے گلون مین عمامے سرون پر سرمہ آنکھون مین دیے ہوئے چار خدمتگار چارون کے ساتھ قرعے لیے ہوئے صاحبقران نے سروقد تعظیم کی بادشاہ نیم قد اُٹھے نیم تخت خالی کر دیا چارون بھائی مجرا کرکے بیٹھے اور عرض کیا کہ کسواسطے یاد فرمایا ہی شہنشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ہمنے آپکو اسواسطے تکلیف دی ہی کہ صاحبقران نے ارادہ طرف آذرکوہ کے کیا ہی کیونکہ سنا گیا ہی کہ لقا نے اُس ملک مین جا کر پناہ لی ہی اب آپ نجوم مین ملاحظہ فرمائیے کس وقت اور کس دن اثالہ بارگاہ و لشکر اُسطرف روانہ ہو خواجہ زادون نے روزنامچہ امیر کا بغور ملاحظہ کیا پھر فرمایا کہ آذرکوہ مین لشکر پر قران صعب ہی بہت اہل اسلام شہید ہونگے بلکہ اولاد صاحبقران پر بھی چشم زخم ہونچیگا سخت زیرباری ہوگی چھ مہینے کے بعد اگر تشریف لیجائین تو بہتر ہی کہ یہ ایام نحس بر طرف ہو جائینگے اور بہتری ہوگی صاحبقران یہ سنکر خاموش ہو رہے ان چارون خواجہ زادونکو خلعت اور چار توڑے زر سرخ کے عنایت ہوئے بعد رخصتی صاحبقران نے فرمایا کہ مین نجوم اور اہل نجوم کو جھوٹا جانتا ہون اور بھروسا ذات خدا پر رکھتا ہون آج ہی کوچ کر دونگا جو پروردگار عالم میرے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا ہر چند عمرو نے اور بادشاہ اسلام نے سمجھایا کہ یا صاحبقران چند روز توقف کیجیے پھر تشریف لیجائیگا صاحبقران نے نمانا اور پہلوان عادی کو بلا کر حکم دیا کہ آذرکوہ کیطرف پیش خیمہ روانہ ہو پہلوان عادی اُسیوقت اثالہ بارگاہ سلیمانی کا چوبیس ہزار اشتر و قاطر پر لدوا کر روانہ ہوا اور نقارہ کوچ کا بجا پھر تو بہیرو بنگاہ سب نے فوراً چلنے پر کمر باندھی بمصداق اس شعر کے شعر لدا پیش خیمہ بصد دھوم دھام + کہ ہل چل پڑی بر سر روم و شام + فیلچیون کے سڑاکے کی آواز گاڑیبانون کی ٹک ٹک کی صدا اور بیل بدھیا کی گھنٹیون کا شور بلند ہوا لشکر صف بستہ سوار کلہ بکلہ پیچھے سے بیٹھا ملا کسی طرف پانچ سات سوار آپسمین ہنستے باتین کرتے ایک طرف پر تل کے ٹٹو لدے پھندے کدرون کا غل شور سقے کٹورا بجاتے ساتھ تھے اور نجیب سار سینگڑا لگائے توڑے دار بندوقین کاندھے پر رکھے توڑے چڑھے ایک ہاتھ مین طوطے کا پنجرا ڈولیون مین مستورات کہین فنسون کی قطار کہاریون کی بولی ٹھولی پیادون سے بھر بھار چھوٹی امت کے لوگ مرغی بکری سوپ چکی ٹٹوؤن اور سرون پر لادے پھاندے تو شک لحاف کرسیان دنگل چھکڑون پر لدے آگے پیچھے دو دو چار چار سوار پیادے ساتھ چلے راستے مین برگد کے درخت کے نیچے ناکے پر فقیر بیٹھا ہوا آگ بھٹیک مین دبی ہوئی دو چار حقے رکھے کورے گھڑون مین پانی بھرا آیند و روند کا وہان جماؤ فقیر کی صدا با بارہ باٹ کی خیر دم لیلو حقہ پانی پیکر چلے جانا کوئی زیر درخت بیٹھکر کھانا کھانے لگا کسی نے کمر باندھی پیسہ فقیر کو دیا حقے پر دم مارا اور چلا غرض اسیطرح سے بعد قطع منازل و طے مراحل منزل بمنزل قریب آذرکوہ پہونچے بارگاہ فلک رفعت استادہ ہوئی صاحبقران مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اور بادشاہ اسلام نے مع لشکر فیروزی اثر دخلہ فرمایا کوسون تک خیمہ خرگاہ راؤٹی اسپک بچھونے قلندریان سرا پیچے برپا ہوئے لشکر اُتر پڑا دوسرے دن حمزہ صاحبقران مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اور شاہ عیاران عیار پیک طرار عمرو بن امیہ نامدار بھی سیر آذرکوہ کو چلے وہان پر جب پہونچے دیکھا کہ تمام دشت مین سبزہ لہلہا رہا ہی ہزارہا جانوران خوش الحان درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین گلہائے بوقلمون سے جنگل نمونہ بہشت ہی کہین لالہ صحرائی کی عجیب و غریب بہار سے دامن کوہ رشک دامن گلچین معلوم ہوتا ہی اور اتفاق سے موسم نوروز بھی ہی خالق کائنات نے تمام نباتات کو لباس زمردین عطا کیا ہی پیراہن سبز پہنایا ہی شاخہائے درخت بر اثمار مصروف شکر پروردگار ڈالیان جھوم جھوم کر حمد خدا کر رہی ہین شعر ہر نہال و شاخ ہی مصروف شکر کردگار + خاک پر ہر شاخ سجدہ کر رہی ہی بار بار + اور سبزہ وہ سبزہ تھا کہ اگر زمرد رشک سے ہزار بار زہر کھائے تو بھی اُسکی سبزی کو نہ پائے چادر آبشار پہاڑ سے گر رہی ہی رنگ رنگ کی پتھریان اُسمین غلطان چلی آئی ہین طرفہ لطف دکھاتی ہین ہوائے خوش عیسی دم صبح نفس چل رہی ہی عجیب کیفیت ہی طرفہ سمان ہی اگر مردہ صد سالہ اُس

صحرائے روح افزا کی ہوا کھائے اُسمین بھی جان آجائے ہر طرف قدرت پروردگار کا جلوہ نظر آیا شعر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ✽ ہر ورق دفتریست معرفت کردگار ✽ صاحبقران نے جو ایسا صحرائے پرفضا دیکھا فرمایا کہ اے دارائے ہند واے مالک اژدر بریب کعبہ مین نے گلگشت باغ گلستان ارم بھی کی مگر ایسی سیر نہین دیکھی لندھور اور مالک نے عرض کیا کہ بجا ہے واقعی نہایت یہ دشت پرفضا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ سب ہین مگر خواجہ عمرو نہین ہین مقبل نے عرض کیا کہ خواجہ آگے بڑھ گئے ہین امیر باتوقیر باتین کرتے چلے آتے ہین دلکو ایک فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہے عالم مستی بہم پہونچا ہے یہ شعر ورد زبان ہے شعر این سبزہ و این صحرا بوسے زجنون وارد ✽ دیوانگی و مستی امروز شگون دارد ✽ کہ یکایک درہ کوہ کیطرف سے آواز عمرو کی بانسری بجانے کی آئی صاحبقران گیتی ستان اُسیطرف کو روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ عمرو کو دیکھا گلدستہ گلہائے عجیب کا ہاتھ مین لیے ہوئے چلا آتا ہے صاحبقران پکارے کیون خواجہ کہان تھے عمرو پکارا قربانت شوم ایسی سیر کبھی کہین نہ دیکھی تھی عجب یہ دشت سبز و خرم ہے کہ خود بخود میرا جی چاہا جو بانسری بجانے لگا اور خیال مین گذرا کہ چلکر حمزہ کو یہان لائیے آذر کوہ کے اندر کی سیر دکھائیے امیر خواجہ کے ساتھ روانہ ہوئے جب آذر کوہ کے اندر آئے دیکھا کہ عجیب درہ پرفضا ہے باغ بہشت آئین گلہائے عجیب اثمار غریب لالہ و گل کا جوش بلبلون کا خروش مرغان نواسنج کے چہچہے کبک دری کے قہقہے چارسو چمنہائے رنگین پھولے ہوئے اشجار سرسبز و شاداب میوہ ہائے نایاب سے لدے کہین انگور کے خوشے جیسے لآلی آبدار کے گچھے کہین درختہائے انار کی قطار جسمین ایک ایک انار علاج صد بیمار کسی طرف بادام رشک چشم خواب آلود محبوبان دلآرام کہین درختون مین سیب لٹکے اسبب حوادث سے بے کھٹکے کہین بہیان ناشپاتیان جیسے حوران جنت کی چھاتیان شاخین بار اثمار سے جھکی ہوئی ہین زمین کو چوم رہی ہین غرض ایسی جائے دلکش تھی کہ امیر بول اُٹھے شعر اگر فردوس بر روئے زمین ست ✽ ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ✽ حمزہ صاحبقران یہ سیر و تماشا دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین ہر قدم پہ تعریف صنعت کردگار کر رہے ہین کہ ایک تالاب پر پہونچے دیکھا کہ پانی نہایت صاف عمدہ اور شفاف بھرا ہوا ہے کہ آب مروارید سامنے اُسکے آب خجالت مین غرق ہو سبزہ گرد تالاب کے لگا ہوا ہے گویا فرش مخمل کاشانی سبز بچھا ہوا ہے ہوائے سرد و خوش آیند چل رہی ہے لب گردان اُس تالاب کی یاقوت احمر کی ہے صاحبقران وہین بیٹھ گئے اور سردار گرد و اطراف مین جمع ہوئے طائفے سامنے آکر موجود ہوئے ناچ ہونے لگا دورہ جام شراب کا گردش مین آیا صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام کو بھی لاؤ یہ مقام دیکھنے کے قابل ہے یہ فضا بھی یادگار ہے عمرو تو اُسیوقت بادشاہ کے لینے کیواسطے روانہ ہوا یہان صاحبقران صحبت عیش مین بیٹھے تھے کہ ایکطرف سے ابر تیرہ و تار نمایان ہوا بجلی چمکنے لگی ہوائے تیز و تند چلنے لگی دم بھر مین وہ ابر محیط عالم ہوا اور چھوٹی چھوٹی بوندیان پڑنے لگین تھوڑی دیر مین پانی زور شور سے برسنے لگا اولے پڑنے لگے بسبب سردی کے سب کی یہ حالت ہوئی کہ دانت سے دانت بجنے لگا ہونٹھ نیلے ہو گئے جب یہ حالت بہم پہونچی ہر چند چقماق پتھر سے آگ نکالتے تھے لکڑیان جلاتے تھے مگر جاڑا کم نہوتا تھا لندھور بن سعدان نے صاحبقران سے کہا کہ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابر و بارش برف سحر کی ہے جسوقت حضور طلسم نزاراسپ کیطرف جمہور جہان سوز کے چھڑانے کے لیے تشریف لیگئے تھے اور لشکر وہان اُترا تھا اُن دنون مین دو جادوگرنیان شہر عنطلی آباد سے گلنوم جادو اور گلشن جادو نام لقا کی مدد کیواسطے آئی تھین اسیطرح اُنھون نے برف برسائی تھی تو لشکر اسلام تباہ ہوا تھا اب بھی مجکو یہ کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے حضور اسم اعظم پڑھین مالک اژدر بھی بولے کہ شہریار جو لندھور کہتے ہین سچ ہے مجکو بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جلد اسم باطل السحر پڑھیے امیر نے چاہا کہ اسم اعظم پڑھین یاد نہ آیا بالکل فراموش تھا فوراً رنگ زرد ہو گیا یقین مرگ ہوا کہا اے دارائے ہند یقینی کوئی جادوگر آیا ہے اُسنے پہلے اسم اعظم بند کیا بعد اُسکے برفباری کی ہے خیر معلوم ہوا کہ خاتمہ ہمارا اسی مقام پر ہونا تھا جو مشیت ایزدی یہ باتین تھین کہ سلین کی سلین برف کی گرنے لگین مگر اتنا فضل الٰہی تھا کہ برکت سے دعاؤن کی وہ اولے اور برف گرد برستی تھی مگر کسی سردار کے بدن پر نہ پڑتی تھی لیکن شدت سردی سے کانپے جاتے تھے مگر باہر نکلنے کا راستہ وہان سے نہ پاتے تھے کسواسطے کہ ڈھیر ہر چہار طرف اولے اور برف کا تھا اب انکو تو

حالت گریہ و زاری و دعا و بیقراری مین چھوڑ دیجیے

اب احوال عمرو بن امیہ ضمری سنئیے

کہ عمرو خدمت شہنشاہ گیتی پناہ مین آیا و عاو ثناے بادشاہی بجالایا کیفیت درۂ کوہ بیان کی اور عرض کیا کہ صاحبقران نے مجھے
خدمت والا مین بھیجا ہی اور التماس کیا ہی کہ حضور بھی یہان گھڑی دو گھڑی کیواسطے تشریف لائین تو بہتر ہی کہ قابل دیکھنے کے یہ سیر ہی یہ سنکر
شہنشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ خواجہ امیر اسوقت کہان ہین عمرو نے عرض کیا کہ اُسی تختۂ گلزار درۂ کوہ پر بہار مین فرمایا کہ ای ارسطو فطرت لقمان حکمت تجھسے
متعجب ہی اور تیری دانائی و عقلمندی سے بعید ہی کہ تو اسطرح کا کلمہ کہے وہانکی فضا جانفزا ہی جلد جا اور حمزہ صاحبقران کو وہانسے لے آ
کہنا کہ آپنے بالکل خواجہ زادون کے کہنے کو فراموش کیا ابھی شہر عنظلی آباد کو فتح کیا ہی اور جادوگر وہان سے فراری ہوئے ہین
وہ کیا آپکی فکر سے غافل ہونگے ایک ایک دشمن جان ہی یہ سنتے ہی عمرو نے کہا کہ ای شہریار آپ بجا فرماتے ہین یہ کہکر جانب کوہ
فوراً روانہ ہوا کہ صاحبقران کو وہان سے لے آئے جب قریب درۂ کوہ کے پہونچا کیا دیکھا کہ برف کے سوا اور کچھ معلوم نہین
ہوتا گھبرا کر ہر چہار طرف دوڑنے لگا کہ کہین راستہ پائے تو اندر جائے جدھر جاتا تھا سواے انبار برف کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آخرکو
یقین ہوا کہ حمزہ مع سردارون کے برف مین دب گئے یہ خیال کر کے پچھاڑین کھانے لگا خاک اُڑانے لگا سر اپنا زمین پر دے مارنے
لگا کہ ای آقا آپ نے مجھے چھوڑ دیا اس سفر آخرت مین ساتھ نہ لیلیا عمرو کسکے سہارے جیے گا اور کسکو آقا کہیگا عمرو کو یہ امید نہ تھی کہ آپ
عدم کا سفر کرینگے اور غلام کو چھوڑ جائینگے اب یہ تو فرمائیے کہ مین جا کر بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤن اور اپنے دلکو کسطرح سمجھاؤن غرض
عمرو روتا پیٹتا لشکر مین داخل ہوا شہنشاہ سعد بن قباد سے ساری کیفیت رو رو کر بیان کی سنتے ہی شہنشاہ کی عجیب حالت ہوگئی
تمام لشکر مین کہرام پڑ گیا رفتہ رفتہ یہ خبر حرم محترم مین پہونچی وہان بھی ٹپس پڑ گئی ہرکارون نے یہ خبر لقا کو بھی پہونچائی وہ یہ سنتے ہی پکارا
کہ ای بندگان من ببینید قدرت مرا کہ مین نے کیونکر حمزہ کو مع اُسکے لڑکون اور سردارون کے اپنے فرشتگان غضب کو بھیجکر قتل کروایا ہان
بجے ہمارے یہان طبل شادمانی لشکر لقا مین ادھر طبل شادمانی بجنے لگا بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند یہی وقت ہی فی المثل آتش
کشتن و اخگر گذاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خردمندان نیست اب مناسب یہ ہی کہ جلد طبل جنگ بجوا کر ان مسلمانونکا خاتمہ کیجیے
لقا بولا کہ ستر ہزار برس پہلے مین نے یہی تقدیر کی تھی آج شب کو طبل جنگ بجے پھر بختیارک نے عرض کیا کہ یا خداوند ایک اور بات
میرے خیال مین آئی ہی جبتک آپ یہان کے سردارون اور پہلوانون سے لڑائی روکے ہین بہت جلد طماس ستون قدرت کو آپکا
نام لیکر بلالاؤن لقا اس بات پر اچھل پڑا اور پکارا کہ ای بندگان من ببینید قدرت مرا جو کچھ شیطان درگاہ کہتا ہی یہی تقدیر مین سے
کی بختیارک تو اُسیوقت مع تحفہ تحائف کے جانب طماس روانہ ہوا یہان شام کو بحکم لقا طبل جنگ بجا یہ خبر ہرکارون نے
سلطان ذیشان کو پہونچائی ادھر غم حمزۂ صاحبقران اور سرداران لشکر کا اُسپر طرہ یہ کہ طبل جنگ کی خبر اور بھی کاہش جان مگر مشیت ایزدی
مین کیا چارہ تھا فرمایا کہ بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے جو کچھ ہماری تقدیر مین لکھا ہی وہ پیش آئیگا غرض لشکر اسلام مین
بھی طبل جنگ بجا صبح کو ابیات

دو دریاے لشکر بجوش آمدند
ز دو دل سکونت نہ در دیدہ خواب

دو لشکر برابر صف آراستہ
خسک بر گذرگاہ کین ریختند

شد از ہر طرف صلح برخاستہ
نقیبان خروشی در انگیختند

دو ابر از دو سو در خروش آمدند
ہزک بر ہزک سو لب بہ در شتاب

دونون لشکرون کی آمد سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا تھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا جب غبار موقوف ہوا
اور کچھ زردی دھوپ کی میدان مین پھیلی صورتین نظر آنے لگین ایک نے دوسرے کو تیز تیز بنظر ستیز دیکھنا شروع کیا میمنہ میسرہ
قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوا صف آرا صف آرائی کر کے نکل گئے بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا
تبرداروں نے درختون کو کاٹ کر پھینک دیا سقون نے آبپاشی کی جب میدان تیار ہو چکا نقیبون نے نکلکر نہیب دی کہ کون ہما
بہادر ہی کہ نکلے اور اپنے باپ دادا کا نام اس میدان جنگاہ مین روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار کا اس صفحۂ دنیا سے

مانند حرف غلط کے مٹا دے سب نگران تھے کہ دیکھیے کون نکلتا ہی کہ لشکر ہاے کفار مین علمہاے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے اور
شبار زنگ کوہ لخت وریا نشین اپنے گینڈے کو اُڑا کر سامنے تخت لقا کے آیا سجدہ کیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا کہ تو میرا بندہ
خاص الخاص ہی جا تیرے دم شمشیر سے بہت سے خدا پرستونکی موت تقدیر کردی ہی بس یہ کافر گینڈے کو کجک مار کر میدان مین آیا اور پکارا
کہ ای خدا پرستو جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے کیواسطے آئے پوری بات اُسکے منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ شیرویہ بن حمزہ مرکب کو اُڑا کر
سامنے بادشاہ اسلام کے آیا پیادہ ہو کر سلام کیا اور رخصت میدان چاہی بادشاہ صورت شیرویہ کی دیکھکر بہت روئے اور فرمایا کہ تم ایک
نشان صاحبقران باقی رہگئے ہو یہ جی نہین چاہتا کہ تمکو رخصت میدان کی دون پہلے مین لڑلون بعد میرے تم میدانداری کرنا شیرویہ نے ہاتھ باندھ
عرض کیا کہ خدا اُس روز کو مجھے نہ رکھے کہ مین تخت بادشاہی کو خالی دیکھون اگر آپ نہ جانے دیجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کرڈونگا بادشاہ نے فرمایا کہ بھی جاؤ
تمھین خدا کے سپرد کیا شیرویہ سلام کرکے گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک طرفۃ العین مین اُس کافر کے برابر پہونچا دونون آپسمین لگاورزن ہوئے یہ کافر گینڈے
پر سے گرتے گرتے سنبھلا اور پھر رانون مین مسلکر کجک مار کے برابر آیا اور کہا کہ تو نام اپنا بیان کر کہ تو کون ہی شیرویہ نے نام اپنا بیان کیا اُس کافر نے کہا
کہ مین نے سنا تھا حمزہ مع اپنے فرزندون اور سردارون کے برف مین دبکر مرگیا مگر تو ایک باقی ہی شیرویہ نے کہا کہ خاک تیرے منہ مین حمزہ اپنے
فرزندون اور سردارون سمیت زندہ ہی ایسے قران صعب بہت سے گذر گئے لقا نامعقول کیا ہی کہ اپنا غضب کسی پر نازل کریگا شبار زنگ یہ کلمہ
سنکر غضبناک ہوا اور کہا ای خدا پرست معلوم ہوا کہ تو زباندراز ہی راہ راست پر نہ آئیگا لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو شعر بیار انچہ داری زمردی نشان +
کمان کیانی و گرز گران + شیرویہ نے کہا کہ ہمارا دستور نہین ہی پیشدستی کرنا جب تیرے حربے سے بچونگا تو مین بھی حربہ کرونگا اُس کافر نے کہا
کہ تجھے بڑا گھمنڈ ہی اپنی بہادری کا خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر نیزہ شیرویہ پر مارا شیرویہ نے نیزہ اُسکا سپر پر روکا نیزہ بازی
ہونے لگی دو گھڑی مین شیرویہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا شبار زنگ نہایت غضبناک ہوا اور تلوار کھینچکر ماری شیرویہ نے بفنون سپہ گری تلوار
اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین پر سے اُٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا مشکین باندھکر اپنے عیار کے
حوالے کیا کہ لیجا اسے اور پھر مبارز طلب کیا کنار زنگ مقابلے کیواسطے آیا بعد گفتگو کے شیرویہ پر حملہ آور ہوا شاہزادے نے تمام حملے اُسکے رد کرکے
اُسکو بھی مرکب پر سے اُٹھالیا لقا نے کہا کہ سواے طہماس کے کوئی اسپر غالب نہوگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ بیابان کیطرف سے گرد اُٹھی ہرکارے
طرفین سے دوڑے جب گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین خچر پر سوار دکھائی دیا عجب ہیئت تھی کہ
خلعت فاخرہ پہنے ہوئے مرغ زرین بنا ہوا ترکش کاندھے پر سپر تلوار لگی ہوئی مانند میمون کے خانۂ زین مین اُچھلتا ہوا لقا کے پاس آیا اور کہا کہ مبارک
ہو شیر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران طہماس بن عنقویل دیو پرور آپہونچا لقا نہایت خوش ہوا اور سردارونکو استقبال کیواسطے بھیجا مگر گرد تیرہ جو
بختیارک کے پیچھے اُٹھتی چلی آتی تھی وہ جو شق ہوئی اُسمین سے تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا بعد اُسکے ہتھنالین شترنالین قنچیان بھالونکی
بیدلون کے کڑکے دل دہلانے اور نفیری کی آواز بلند بعد اسکے غول خاص برداون کے اور کوتل گھوڑے باساز ویراق مرصع اور سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے
پیچھے اُنکے طہماس مسلح و مکمل کرگدن پر سوار تین لاکھ سوار پس پشت آکر لقا کو سجدہ کیا زمردشاہ نے دست نجس طہماس کی پشت پر پھیرا اور
کہا کہ انھی ستون قدرت خداوندی بغیر تیرے خدائی میری مردہ تھی طہماس نے کہا کہ یا خداوند جبتک حمزہ زندہ رہتا مین کبھی نہ آتا اب آپ نے حمزہ
کو غائب کردیا مین خدمت مین حاضر ہوا لقا طہماس کو لیکر بارگاہ مین آیا صحبت عیش آراستہ کی اسباب دعوت مہیا کیا طہماس کا دماغ جب
شراب سے مست ہوا کہا کہ یا خداوند مجکو بادشاہ اسلام نے جو جو لکھے کہے ہین اُسکا عوض مین اُنسے لونگا سعد بن قباد کو لکھو کہ یا تو اسباب صاحبقرانی
مجھے بھیجدے نہین آمادۂ جنگ ہون اسی مضمون کا نامہ طہماس نے بھیجا عیار نامہ لیکر بارگاہ مین آیا نامہ ہاتھ مین بادشاہ کے دیا بادشاہ نے
نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہوئے نامہ چیر کر پھینکدیا اور نامہ بر سے فرمایا کہ کہدینا اُس عادی سے کہ حمزہ نے تو تجھے زندہ چھوڑدیا اُسکے عوض مین
تو وقت پاکر آیا ہی کہ اسباب صاحبقرانی لے مین تو جانتا ہی تھا کہ تو قابوچی ہی اگر بہادر ہوتا تو کبھی لشکر بے سردار پر نہ آتا اور کیا مجکو بود اچھا ہی
مین نے بادشاہی لشکر اسلام کی بزور شمشیر لی ہی مین کسی سے اندیشہ نہین رکھتا ہون جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر خدا سے ما بزرگ است ایلچی

جواب نامہ لیکر طہماس پاس گیا نامہ پڑھا ہوا دکھایا اور زبانی بادشاہ کے جو سنا تھا بیان کیا بختیارک نے کہا کہ بھلا وہ کسی کو کیا سمجھتے ہین
طہماس نشہ شراب مین بدمست تھا نامہ پڑھا ہوا دیکھکر روز روشن اُسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا بختیارک نے اور گرمایا گویا جھس مین چنگی ڈالی ساطور
ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ابھی جاکر بادشاہ کو سزا دیتا ہون بختیارک نے بظاہر ہر چند روکا کہ جانے دیجیے میدان مین سمجھ لیجیے گا طہماس کب رکتا ہے
اُسیوقت بارگاہ سے نکلکر گینڈے پر اپنے سوار ہو کر راستہ لشکر اسلام کا لیا رفیقون اور افسران فوج نے چاہا کہ ساتھ طہماس کے جائین طہماس نے سبھون
سے دیکھکر کہا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آئے اور جو میرے ساتھ آئیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مجھسے بُرا کوئی نہین ہے مین کیا تمہارے بھروسے پران
خدا پرستون سے لڑنے آیا ہون تم سب یہین رہو اسطرح غضبناک ہو کر کہا کہ کوئی ساتھ نہ گیا سب وہین رہگئے طہماس یکہ و تنہا روانہ ہوا آتے آتے
داخل لشکر اسلام ہوا وہان پہونچا کہ جہان نقارخانہ سلیمانی و جمشیدی نوازش مین تھے اور طبل اسکندری اُسی جگہ رکھا رہتا ہے خیال مین گذرا
ای طہماس طبل اسکندری جو صاحبقران ہوتا ہے اُسی کے نام پر صدا دیتا ہے اگر تو صاحبقران ہے تو تیرے نام پر صدا دیگا یہ خیال مین لاکر نقارخانہ
پر چڑھ گیا اور چوب اُٹھا کر اُسپر لگائی بے اختیار یا صاحبقران کی اُسمین سے صدا آئی صاحب دفتر کہتا ہے کہ باعث طبل کے صدا دینے کا یہ ہے
کہ طہماس نور الدہر کا رفیق ہوتا ہے اور نور الدہر کو تمام بیٹون اور پوتون پر زبردست رکھا ہے اور دو بیٹا امیر کے اسکے ہاتھ سے مارے جاتے
ہین اور تمام لشکر کو مع امیر کے زخمی کرتا ہے اسی سبب سے طبل نے اسکے نام پر صدا دی غرضکہ جب طبل سے صدا یا صاحبقران کی بلند
ہوئی طہماس نے چاہا کہ طبل اُٹھا کر لیجائے کہ قلایہ چینی اور کبابہ چینی دونون داروغہ نقارخانے کے اور طوق حران گرد علمدار ہے علم اژدہا پیکر
اسی کے پاس رہتا ہے یہ تینون مانع ہوئے کہ طبل نہ لیجانے دینگے غرض تلوارین کھینچکر دوڑے طہماس پر حملہ آور ہوئے جسنے تلوار ماری طہماس
نے بفنون سپہ گری اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور ایک طمانچہ مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا تینونکو اسیطرح بیہوش کر کے طبل لیکر روانہ ہوا پورا طمانچہ
کسی پر نہ پڑا تھا جو پورا طمانچہ پڑتا تو دھڑ سے سر اُڑ جاتا ایک دو اُنگلیان پڑی تھین کہ جیسے لوٹن کبوتر لوٹ جاتا ہے یہ تڑپکر گرے اور بیہوش
ہو گئے پھر کسی کی جرأت اتنی نہوئی کہ اسکا سامنا کرے طبل اُٹھا کر طہماس نیچے آیا گینڈے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا یہ خبر مفصلاً و مشروحاً
بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ طہماس طبل سکندری لیے جاتا ہے آہ سرد کھینچکر فرمایا کہ اگر اس عادی کے پیچھے جاتا ہون تو لشکر خالی ہوا جاتا ہے نہین جاتا
ہون تو عجب ذلت ہے زمانہ کہیگا کہ طہماس طبل اُٹھا کر لیگیا اور کسی سے کچھ نہو سکا شیرویہ اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ شہریار مین اُس عادی کو کب چھوڑتا
ہون کہ طبل لیجائے مین جاکر چھین لاتا ہون سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ آپ اسکے تعاقب مین نہ جائیے اور آپ جانتے ہین کہ صاحبقران
مجکو باپ کہتے ہین اور تمام لشکر میرا کہنا مانتا ہے امیر نے بھی میرا کہنا کبھی رد نہین کیا مناسب نہین ہے کہ آپ اُسکا تعاقب کرین بادشاہ نے فرمایا
کہ بھئی تم نہ جاؤ شیرویہ نے نہ مانا اور باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوا تعاقب مین طہماس کے چلا طہماس دونون لشکرون کے درمیان پہونچا تھا
شیرویہ نے نعرہ کیا کہ او نامرد پیمان شکن حمزہ صاحبقران نے وہ نیکی تیرے ساتھ کی کہ تجکو زندہ چھوڑ دیا تو نے اسوقت مین اگر یہ فساد کیا
طبل لیچلا مین تجھے کب لیجانے دیتا ہون اور تلوار کھینچکر طہماس پر ماری طہماس نے تلوار اُسکی سپر پہ روکی اور زیر رکاب ساطور
ساڑھے تین سو من کا کہ ہر وقت اسکے پاس رہتا ہے اُسنے شیرویہ پر مارا سپر کو کاٹکے تا دو ابرو اُتر گیا شیرویہ نے دستانہ مارا کہ ساطور تو
جھنا کے نکل گیا سر سے چادر خون کی جاری ہوئی شدہ تحت الحنک کا کھولکر زخم سر کو کسکر باندھا تلوار طہماس پر ماری کہ گوشہ سپر کو
قلم کر کے دو انگل کا زخم اسکے سر پہ لگا طہماس نے زخم کھا کر دوسرا ساطور شیرویہ پر مارا کہ شانہ شیرویہ کا نشانہ ہو گیا اور داہنا ہاتھ جھول پڑا
بائین ہاتھ سے خنجر گھسیٹ کر طہماس پر مارا کہ زرہ کو توڑ کر دو انگل کا زخم اُسکی پسلی پر لگا تیسرا ساطور جو اسنے مارا تو بایان ہاتھ بھی اُنکا لٹک پڑا
بس شیرویہ نے اپنے تئین طہماس پر ڈال دیا اور اُسکے بدن پر دانت مارے کہ زرہ پنج آئی اور دانت اُنکے اُسکے بدن مین بیٹھ گئے اوپر سے جو
طہماس نے دستہ ساطور کا مارا سر شیرویہ کا پاش پاش ہو گیا زمین پر گر پڑا طہماس طبل سکندری لیے ہوئے چلا گیا لوگ شیرویہ کو اُٹھا کر
سامنے بادشاہ اسلام کے لائے جراحونکو بلوایا ہر چند اُنھون نے چاہا مگر زخم اچھا نہوا آخر کو درجہ شہادت پر فائز ہوئے ایک کہرام لشکر اسلام
مین مچا ہوا تھا مگر طہماس جو لشکر مین آیا تو احوال اُسنے لقا سے بیان کیا کہ طبل اسکندری مین لے آیا بختیارک یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور

اپنے دل مین کہا کہ اب خداپرستون کا زوال ہوا اور طہماس نے طبل سکندری نقارخانہ مین بھجوادیا اور نشہ شراب مین بدمست ہوا حکم کیا طبل جنگ بجے کہ صبح کو مین تمام خداپرستونکو قتل کرونگا ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی فرمایا کہ مین بھی اپنی زندگی سے سیر ہون بعد امیر باتوقیر اور سرداران لشکر اسلام کے بیٹھنا مجھے تخت شاہی پر گوارا نہین ہے یہ فرماکر کہا کہ طبل جنگ ہمارے لشکر مین بھی بجے چار پہر رات طرفین مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے جب صفین آراستہ ہوچکین اور نقیب نقابت کرگئے طہماس نے اپنے کرگدن کو چھیڑا اور سامنے لقا کے آیا اور کرگدن پر سے اُترکے اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا کہ تو میرا بندہ خاص الخاص ہے تقدیر مین سنی کی کہ تمام خداپرستونکو ماریگا جا تجکو اپنے ید قدرت کو بخشا طہماس گینڈے پر سوار ہوا اور میدان مین آکر نہیب دی کہ اے خداپرستو آؤ میرے مقابلے کو یا آکر خداوند کو سجدہ کرو یہ سنتے بہادرون نے گھوڑون کو چمکاکر نعرہ کیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر طہماس ادھر سرگرم مبارزطلبی ہوا کوئی ایسا نہ تھا کہ طہماس کے مقابلے کو جاتا بادشاہ اسلام نے جو یہ نقشہ دیکھا تو فرمایا کہ مین خود جاکر مقابلہ کرونگا اور کہا کہ لاؤ ہماری سواری کا مرکب اور ایہا الناس جو مین مارا جاؤن تو میرے بھائی جمشید بن قباد کو میری جگہ پر بادشاہ جاننا بس یہ کلمہ سنکر تمام لشکر مین ایک غل ہوا اور جمشید بن قباد دوڑکر پانؤن پر گر پڑا اور کہا کہ بعد آپکے خدا مجکو زندہ نہ رکھے اور مین اپنے ہوتے آپکو میدان مین کب جانے دیتا ہون اور مسلح و مکمل ہوکر اجازت لیکر مقابلہ کو طہماس کے آیا طہماس نے ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا پوچھا تو کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے اُسنے کہا کہ مجھے جمشید بن قباد کہتے ہین بھائی ہون بادشاہ اسلام کا طہماس کہ دشمن جانی سعد بن قباد کا ہے جو نہین سنا کہ یہ اُنکا بھائی ہے کہا لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو اُسنے کہا کہ ہمارے یہان کا دستور نہین ہے اُسوقت طہماس بولا کہ تیرا معمول نہین میرا معمول تو ہے اور برچھا جمشید پر مارا اُسنے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی مطلب کسی کا حاصل نہوا سنانین ہنانین برچھونکی ناکارہ ہوگئین ہاتھ سے برچھونکو پھینکدیا طہماس نے دوڑکر اپنے ساطور کو ارابے پر سے اُٹھالیا اور جمشید پر مارا جمشید نے سپر پر روکا سپر کو کاٹکر سر پر پڑا کہ تا دو ابرو اُترگیا جمشید نے دستانہ مارا کہ ساطور سر سے نکل گیا مگر سر سے دریاے خون جاری ہوا اور غش آگیا لوگ اُسکو اُٹھا لیگئے طہماس نے پھر مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام مسلح و مکمل ہوکر طہماس کے مقابلے کو آئے بعد لگاورزنی کے سعد بن قباد نے کہا کہ اے طہماس تجکو یاد ہے حمزۂ صاحبقران نے کیا نیکیان تیرے حق مین کی ہین اب تو انکی فوج بے سردار سے لڑنے کیواسطے آیا ہے تجکو حمیت نہین ہے طہماس نے کہا اے سعد جو جو کلمے کہ تمنے میرے حق مین کیے ہین وہ مین ہی خوب جانتا ہون دلپر میرے لاکھون داغ ہین اُسکا عوض مین آج تمسے لونگا اور وہ کینہ نکالونگا یہ سنکر سعد بن قباد نے کہا کہ مین تو پہلے ہی جانتا تھا کہ تو مرد قابوچی ہے تو نے دیکھا کہ امیر برف مین دب گئے ہین اب تو لشکر پر آیا ایسے قران صعب حمزۂ صاحبقران پر بہت پڑے ہین اور عنایت خدا سے گذر گئے ہین پھر وہ باقبال ظاہر ہوگا تو مجھے چند روز کی مہلت دے کہ مین امیر کو برف سے نکلواؤن طہماس نے کہا کہ مین دم بھر کی مہلت نہ دونگا اور جو مہلت چاہتے ہو تو آکر لقا کو سجدہ کرو کہ تقصیر تمہاری معاف ہوجائے یہ کلمہ سنکر بادشاہ اسلام نے کہا کہ او کافر تو کمال بے مروت ہے مین لقا پر بھی لعنت کرتا ہون خدا میرا مالک ہے جو تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر طہماس اس کلمہ و کلام سے بادشاہ اسلام کے آگ ہوگیا اور وہی ساطور سعد بن قباد پر مارا بادشاہ اسلام نے سپر پر روکا تھا کہ سپر کو قلم کرکے چار اُنگل سر مین اُتر آیا بادشاہ نے دستانہ مارا کہ ساطور سر سے نکل گیا اور زخم کو رومال سے باندھکر تلوار کھینچکر طہماس پر ماری اُسنے بھی سپر پہ روکی کہ تلوار سپر کو کاٹکر سر پر پڑی دو انگل کا زخم اُسکے بھی سر پر لگا طہماس نے دوسرا ساطور بادشاہ اسلام پر مارا کہ بادشاہ کا شانہ زخمی ہوا بادشاہ نے بھی تلوار ماری کہ بازو طہماس کا بھی زخمی ہوا طہماس نے تیسرا ساطور مارا کہ بادشاہ کے سر پر پڑا زخم سر چوپارہ ہوگیا اور غش کھاکر گرے لشکر اسلام نے جو اپنے مالک کو زخمی دیکھا تلوارین کھینچکر طہماس پر دوڑ پڑے اُدھر سے فوج کفار بھی دوڑی جنگ مغلوبہ ہوئی دن بھر تلوار چلی اور اہل اسلام نے خوب شمشیرزنی کی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون کیطرف چلے طہماس کو لقا نے بیچ مین لیلیا تھا اور جواہر کی کشتیان نثار کرتا ہوا خیمے مین آیا بختیارک نے کہا کہ اے خداوند آج تو خداپرست بچ گئے طہماس نے کہا کہ شام ہوگئی تھی اس باعث سے مین پھر آیا کل میرے ہاتھ سے یہ خداپرست بچکر کہان جائینگے

ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوئے مگر لشکر اسلام جو پھر کر فرودگاہ مین آیا زخمیون کے ٹانکے لگوائے اور آپسمین صلاح کی کہ اب طبل جنگ پھر بجا ہی صبح کو کون مقابلہ کریگا اور اس دیو سے کون عہدہ برا ہوگا آخر کو مشیران سلطنت نے صلاح دی کہ شہر عنطلی آباد کو چلو اور عمرو سے کہا کہ پہلے آپ روانہ ہو جیسے عمرو تو آگے روانہ ہوئے لشکر اسلام پیچھے چلا رات گذر کر صبح ہوئی لقا سوار ہوا چاہتا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی لشکر اسلام شہر عنطلی آباد کو بھاگ گیا بختیارک نے کہا کہ ای طہماس ان لوگونکو مہلت نہ دینا چاہیے زدہ راہیتوان زد اور اگر دہ شہر عنطلی آباد مین پہونچ گئے تو پھر انکا ہاتھ آنا بہت مشکل ہی طہماس نے کہا کہ ملک جی مین انھین کب چھوڑتا ہون کہ وہ شہر عنطلی آباد تک پہونچین اور ای ملک جی تم لقا کو لیکر پیچھے پیچھے آؤ مین آگے جاکر لشکر اسلام کو گھیرتا ہون یہ کہکر گینڈے کو دوڑا کر روانہ ہوا لشکر اسلام چلا جاتا تھا کہ طہماس پہونچا اور نعرہ کیا کہ ای خداپرستو مین تمھین کب چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے زندہ وسلامت نکل جاؤ اہل اسلام نے جو دیکھا اور آواز طہماس کی سنی تھرا گئے اور کہا غضب ہوا کہ عزرائیل ہماری جان کا آپہونچا مگر آپسمین صلاح کی کہ کچھ لوگ تو طہماس سے لڑین اور باقی بادشاہ اسلام کو لیکر آگے بڑھین آپسمین یہ صلاح کرکے بادشاہ کو لیکر چلے اور وہ جو لوگ رہگئے تھے وہ طہماس سے لڑنے لگے مگر اب کب اسکے منھ پر چڑھ سکتے ہین گھڑی دو گھڑی لڑے اور لہراسپ تیرانداز ہاتھ سے طہماس کے شہید ہوا باقی لشکر بارگاہ سلیمانی کو چھوڑ کر بھاگا طہماس نے بارگاہ سلیمانی اپنے قبضے مین کی اور پھر تعاقب مین لشکر اسلام کے روانہ ہوا لیکن بادشاہ اسلام بیہوش تھے ہوش مین آئے کہ لہراسپ کے شہید ہونے کی خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی بادشاہ نے چاہا آپ جاکر طہماس کا مقابلہ کرین مگر کسی نے نہ جانے دیا اور کہا کہ ای شہریار شہر عنطلی آباد قریب ہی وہان چلیے یہ کہکر روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے کہ دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے مگر نہایت اداس اور پریشان ہوائیان چہرے پر چھوٹتی ہین کہا کہ یارو تم کہان جاتے ہو لوگ عنطلی آباد کے دین اسلام سے پھر گئے اور ہمارے دشمن ہو گئے ہرچند مین نے کہا کہ دروازہ شہر کا کھول دو کسی نے نہ کھولا اور لڑنے پر مستعد ہوئے بادشاہ اسلام نے عمرو کے کہنے پر عمل نہ کیا اور سامنے شہر عنطلی آباد کے آئے پکار کر کہا کہ سرکشی سے باز آؤ دروازہ شہر کا کھولدو اور جو نہ کھولوگے تو چند دن مین حمزہ صاحبقران پیدا ہونگے اور ایک ایک کو قتل کرینگے یہ سنکر مالک بن زردہشت نے کہا خیر جب حمزہ پیدا ہوگا اسوقت سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر کہا اپنے لوگون سے کہ تیرباران کرو ان خداپرستون پر بس قلعہ پر سے بارش تیر ہونے لگی بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ یہ لڑنے پر مستعد ہین اگر مین یہان اٹکتا ہون تو ادھر سے یہ لڑینگے اور ادھر سے طہماس چلا آتا ہی ہمارا مارا جانا تو ایک طرف ناموس سب برباد ہوجائینگے یہ سمجھکر سامنے آذر کوہ تھا اسکے اوپر آئے اور تمام پہاڑ کو اپنے قبضے مین کیا جابجا گھاٹیون پر لوگونکو بٹھایا وہ تیر و کمان ہاتھون مین لیکر مستعد لڑنے پر بیٹھے کہ کسی کافر کو پہاڑ پر ہم نہ آنے دینگے اپنی جان دینگے لیکن ناموس امیر کو بچائینگے اس عرصہ مین گرد و غبار کا تتق اٹھا اور علامت لشکر کفار کی نمایان ہوئی طہماس بن عنقویل دیوپرور دکھائی دیا اتنا جلد طہماس آیا ہی کہ تین گینڈے رستے مین مرکر گر پڑے ہین چوتھے گینڈے پر سوار ہوکر آیا ہی پیچھے اسکے فوج چلی آتی ہی نیچے پہاڑ کے یہ آکر پہونچا اب کوئی دو گھڑی دن باقی ہی طہماس نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائے اور خداپرستونکو قتل کرے تو کچھ لوگ جو اسکے ساتھ آئے تھے انھون نے روکا کہ لقا خداے باخبر کو آجانے دیجیے یہ خداپرست جاتے کہان ہین پہاڑ پر گھرے ہوئے ہین کسی اور طرف سے راستہ جانیکا نہین ہی طہماس بھی تھک گیا تھا انکے کہنے سے پھر کر خیمہ مین داخل ہوا اور فوج کو حکم کیا کہ چہار طرف سے پہاڑ پر نرغہ کرلو فوج اسکی گرد پہاڑ کے اتری دوسرے دن لقا اور بختیارک اور تمام سردار مع لشکر آکر پہونچے طہماس نے ملازمت حاصل کی لقا نے دست بخشش اسکی پیٹھ پر پھیرا اور کہا کہ تو میرا بندۂ خاص الخاص ہی تیرے دم شمشیر مین سب خداپرستون کی موت تقدیر کردی ہی اسدن بھی لڑائی موقوف رہی شام کو طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری لڑائی کی رہی اور پہاڑ پر سب مسلمان نمازین پڑھ پڑھکر دعائین مانگا کیے صبح کو لشکر کفار سوار ہوا طہماس نے کہا کہ طبل سکندری کو بجاؤ جیسے ہی چوب اسپر پڑی صدا یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی بادشاہ اسلام نے جب یہ صدا طبل سکندری کی سنی فرمایا کہ ہم سب مارے جائینگے اور کوئی ہم مین سے نہین بچنے کا مین تم سب صاحبون سے

بخوشی کہتا ہون کہ جاکر لقا پرستی اختیار کرلو کہ جانین تمھاری بچ جائین اور جان و مال و ناموس تم سبکا بچ جائیگا اور یہ کافر تمھارا دشمن نہین ہو میرا دشمن ہو تم اُسکے شر سے بچے رہو گے اگر حمزہ صاحبقران پیدا ہونگے اور تمسے میرا حال سنین گے تو یقین ہو کہ میرے خون کا عوض ان کافرون سے لینگے یہ سنکر سب نے عرض کیا کہ ای شہریار لاکھ جانین ہماری آپ کے ایک ناخن پا پر نثار ہین ہم آپکو اسوقت تنہا چھوڑ کر نہ جاینگے آرزو یہ ہو کہ جہان ایک بوند آپ کے پسینے کی گریگی وہان ہمارا خون بہیگا ہم نمک حرامون مین نہین ہین کہ اسوقت بیکسی مین حضور کو تنہا چھوڑ کر چلے جائین بیت آن نمن باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ٭ این منم کاندر میان خاک و خون بینی سری ٭ غرض رات بھر عجب غلغلہ رہا لشکر کفار مین ناچ رنگ اور شراب خواری کی صحبت رہی اور لشکر اسلام مین نماز و دعا و گریہ و زاری تھی صبح کو لشکر کفار نے پہاڑ پر یورش کی اور طہماس کرگدن سفید پر سوار ہوا ساطور ساڑھے تین سو من کا ہاتھ مین اُٹھالیا اور پہاڑ پر چلا چہار طرف سے پہاڑ پر لڑائی ہونے لگی اہل اسلام نے ترکش اُنڈیل اُنڈیل کر آگے رکھ لیے تھے کمانون مین پیوستہ کر کرکے ان خطا شعارون پر مارنا شروع کیے عجب عالم تھا کہ قاصد قضا پیغام مرگ ہر ایک کو پہونچاتا تھا ہزارہا کافر واصل جہنم ہوئے اور گوشون مین چھپنے لگے پھر کسی نے ارادہ نہ کیا کہ پہاڑ کیطرف کو رخ کرے جب طہماس نے یہ حال دیکھا تو گینڈے پر سے اُتر دامن گرد اپنے آستینین چڑھائین اور پکارا کہ ای خدا پرستو اب مین تمھین کب زندہ چھوڑتا ہون یہ کہا اور ساطور ہاتھ مین پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا آدمی کہتا ہو کہ قد طہماس کا چوراسی ایرج کا ہو اس قد و قامت پر کودتا ہوا اچھلا جاتا ہو لقا کا یہ عالم ہو کہ قہقہے مار کر ہنس رہا ہو کہ ای بندگان من شیر جنگی کو میرے دیکھو کسطرح ان بندگان خوابی پر جاتا ہو بہت مین نے تامل کیا کہ اب بھی یہ خدا پرست مجھے جانین اور مانین مگر انھون نے نہ مانا آج دریاے قہر الٰہی میرا موجزن ہو ایک خدا پرست کو نہ چھوڑونگا یہ تو یہ کہہ رہا ہو اور طہماس لڑتا ہوا چلا جاتا ہو تین گھاٹیان پہاڑ کی اسنے لے لین اور بہت سے مسلمانون کو شہید کیا ہو ایک گھاٹی باقی رہگئی ہو طہماس اسپر بھی چلا پہاڑ پر لچل مچی ہوئی ہو کہ طہماس آپہونچا اُسوقت بادشاہ اسلام نے تاج دونون ہاتھون پر رکھکر محتاج درگاہ جناب ایزدی ہوکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارے کہ پروردگار عالم ای کس بیکسان و ای یاور غریبان یہ وقت ہو مددگاری کا حیات مستعار اگر باقی ہو تو اس کافر کے ہاتھ سے ہمکو نجات دے اور اسکے شر سے ہمین محفوظ رکھ اور پکارتے تھے ابیات

خداوندا شبم را روز گردان | چو روز اندر جہان فیروز گردان
توئی یاری دہ فریاد ہر کس | بفریاد ہمہ این بیکسان رس
شبے دارم سیہ چون بخت امید | درین شب رو سفیدم کن بخورشید

ای پروردگار عالم اسوقت بجز تیری ذات کے ہمارا سواے تیرے کوئی نہین یہ دعا مانگنے کے تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا کہ از قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از جانب بیابان گردے برخاست گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد با سمان رسیدہ و پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان مانند زلف معشوقان مہ وشان یا صورت دود دل عاشقان نیمجان بلکہ سواد دیدہ انتظار کہیے تو زیبا ہو کہ پردہ گرد مین شاہد مقصود کا جلوہ ہو نظم

از دامن دشت کوہ و اورنگ | گردے برخاست طوطیا رنگ
از دامن آن چنان غباری | رخسار بنود شہریارے

جسوقت گرد نزدیک پہونچی باد نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا باد کو دامن گرد شگافتہ ہوا چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا دکھائی دیا اور آگے آگے اُن چار لاکھ سوار کے چالیس ہزار جوان مروارید پوش اور ایک نقابدار مرصع پوش سبکے آگے دو نقابدار دہنے بائین ایک نقابدار پلنگینہ پوش دوسرا سبز پوش پیچھے جلوس سواری کا ہتھنالین شترنالین قینچیان بانون کی خاصبردارون کے غول کے غول اور مرکب تازی نچھی بنی عربی باساز و یراق مرصع دو دو سائیس جنوریان ہاتھون مین لیے ہوئے کہ مکھی گھوڑون پر نہ بیٹھنے پائے اور چار چار سوار ایک ایک جامہ پوش بکتر پوش چار آئینہ بند دوش بدوش چلے آتے ہین اور آگے نقابدار کے چار ہزار سقے بادلے کی لنگیان اُنکے بندھی ہوئی ہزارے دہانون پر مشکون کے چڑھے ہوئے اور مرزائیان بانات کی گلون مین پہنے ہوئے مشروع کے پائجامے پہنے ہوئے موٹے موٹے کڑے گنگا جمنی ہاتھون مین پڑے گلاب کیوڑا پانی مین ملا ملا کر چھڑکتے آتے ہین نقابدار آکر اُس مقام پر پہونچا اور ایک طرف کو قائم ہوا اور عیار کو اپنے خبر کیواسطے بھیجا کہ حال دریافت کرے کیا معرکہ ہو عیار خبر کے واسطے

روانہ ہوا لیکن بختیارک کا یہ حال تھا کہ جبتک نقابدار نہ آیا تھا یہ بدحواس خواصی مین لقا کی بیٹھا تھا ہر دم یہ اونچا ہوتا تھا اور صحرا کیطرف دیکھتا تھا دو تین دفعہ جو اس سے یہ حرکت صادر ہوئی تو القاب والانساب نے کہا ای بختیارک یہ تجھے کیا بیقراری ہی کہ ہر مرتبہ اونچا ہوتا ہی اور صحرا کیطرف دیکھتا ہی کیا تیرے پیٹ مین درد ہوتا ہی بختیارک نے کہا کہ حضور درد تو نہین ہوتا ہی مگر دیکھتا ہون کہ خداپرستون پر مصیبت گذر چکی اور نوبت انکی جان پر پہونچی ہی قریب ہی کہ مارے جائین اور خداپرستون کو مرنے کی عادت نہین ہی مین دیکھتا ہون کہ ابھی تک کوئی مددگار انکا نہین آیا ایسے وقت مین فرشتے آسمان سے انکی مدد کو اُترتے ہین القاب والانساب نے کہا کہ او مادر بخطا کوئی دم مین یہ خداپرست مارے جاتے ہین کوئی انکا نام لیوا پانی دیوا باقی نہ رہیگا یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ ای القاب والانساب بھاگنے کی فکر کرو کوئی دم مین بھاگا چاہتے ہو انھون نے کہا کہ یہ کیا بدشگونی کے کلمے منہ سے نکالتا ہی اس عرصے مین نقابدار پیدا ہوا بختیارک نے ایک ہاتھ سر پر اور ایک چوتڑون پر رکھکر تا دھنا تا دھنا کہکر ناچنا شروع کیا اور پکارا صلواۃ بر محمد اور لعنت بر لات اعلی و منات معلی وہ ملک الموت طلماس کی جان کا آپہونچا ادھر عیار نے جاکر نقابدار کو خبر کی کہ اہل اسلام ہاتھ سے طلماس کے تنگ آکر پہاڑ پر چڑھ گئے ہین اور طلماس بھی پہاڑ پر چڑھ گیا ہی کہ سبکو جاکر قتل کرے یہ کلمہ سنکر نقابدار برہم ہوا اور کہا کب اسے زندہ چھوڑتا ہون کہ پہاڑ پر جانے پائے یہ کہکر گھوڑے کو دوڑایا اور نعرہ کیا او گبر ناہنجار روای کندہ ناتراش او نامرد ازلی و ابدی کہان اُن زخمیون پہ جاتا ہی ٹھہر جا اور بہادرون سے مقابلہ کر یہ کہکر دامن گردانا اور آستینین چڑھاکر چاہا کہ پہاڑ پر چڑھے طلماس نہایت غیظ و غضب مین پہاڑ کے اوپر چلا جاتا تھا کہ آواز نقابدار کی سنی کچھ خیال نہ کیا اور پھر آگے کو روانہ ہوا نقابدار بھی اوپر پہاڑ کے چڑھا اور پھر نعرہ کیا کہ نہین سنتا ادھر نہین پھرتا اور جست کرکے آگے بڑھا طلماس نے پیچھے پھر کر دیکھا اور نقابدار پر اُسکی نگاہ پڑی پکار کر کہا او اجل رسیدہ قضا تیری تجکو میرے پاس لیکر آئی ہی پہلے تجکو قتل کرتا ہون پھر اُنسے سمجھ لونگا یہ کہکر نقابدار کی طرف پھرا لوگ دیکھتے تھے کہ ابھی تیس چالیس قدم کا فاصلہ طلماس سے اور نقابدار سے تھا کہ نقابدار نے دونون پانون جماکر جست کی کہ برابر طلماس کے آپہونچا طلماس نے ساطور نقابدار پر مارا لشکر لقا دیکھ رہا تھا کہ نقابدار نے پھلکی دیکر ہاتھ مروڑکر ساطور چھین لیا اور دونون نقابدار بھی پیچھے پیچھے تھے اُنکی طرف ساطور پھینکا اور کہا کہ یہ قلمتراش خوب ہاتھ آیا ہی اسے اچھی طرح سے رکھو نقابدار پلنگینہ پوش نے اُس ساطور کو ہاتھ مین روکا اور نقابدار سبز پوش کیطرف پھینکا اُسنے بھی اُسیطرح ساطور کو روکا بختیارک نے جو یہ نقشہ دیکھا تو کہا یہ تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ اتنے بڑے ساطور کو قلمتراش بنایا ہی طلماس نے غصہ مین آکر تیغہ نقابدار پر مارا نقابدار نے تیغہ بھی چھین لیا اور زنجیر کمر مین طلماس کے ہاتھ ڈالکر طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ لنگر طلماس کا ٹوٹ گیا ہاتھ پر بلند کیا اور اسیطرح چرخ دیکر نقابدار پلنگینہ پوش کیطرف پھینکا کہ لینا اسے بھی نقابدار پلنگینہ پوش نے بر روے ہوا اُسے لیا اور نقابدار سبز پوش کیطرف پھینکا اُسنے بھی بر روے ہوا روک کر زمین پر دے مارا اور مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا کہ لیجا اسے بختیارک نے جو یہ تماشا دیکھا تو ایک دوہتڑ پیٹھ پر لقا کی مارا اور کہا کہ ارے نالائق اب تدبیر گریز کر نہین تو مارا جائیگا اور پکڑا جائیگا یہ باتین تھین کہ نقابدار مرصع پوش مثل شیر غضبناک کے لشکر لقا پر گرا اور فوج نقابدار کی فوج کفار پر گری اہل اسلام بھی پہاڑ پر سے اُتر کر شریک نقابدار کے ہوئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ہزار ہا کافر مارے گئے پھر نقابدار مرصع پوش نے علمدار کو مع علم قلم کیا فوج کفار شکست کھاکر بھاگی اور لقا یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ای بندگان من من تقدیر گریز کردم اور نقابدار پیچھے پیچھے قتل کرتا ہوا چلا جہان کافرون کا پڑاو تھا وہان بھی انکو ٹھہرنے نہ دیا سب کافر مال و اسباب چھوڑکر بھاگے اور لوٹ شروع ہوگئی عمرو بھی پیچھے پیچھے نقابدار کے چلا آتا ہی اور لاکھون دعائین نقابدار کو دیتا جاتا ہی نقابدار تعاقب مین لقا کے چلا جاتا ہی یہانتک کہ لقا مع القاب والانساب جاکر قلعۂ آذر کوہ مین داخل ہوا اور کہا کہ دروازہ قلعہ کا بند کرو کافر جو پیچھے بھاگے چلے آتے تھے ہر چند چلائے کہ ہمکو بھی قلعہ کے اندر آنے دو مگر کسی نے نہ سنا گولے مارنا شروع کیا مثل مشہور ہی۔ ایسا ہاتھی اپنی فوج کو مارے آخرکار یہ سب کافر پلٹے اور نقابدار سے عرض کیا کہ ہم مسلمان ہوتے ہین نقابدار نے انکو تشفی اور دلاسا دیا کہ اچھا تم جاؤ اور شریک لشکر ہو اور مین نے تو قسم کھائی ہی کہ لقا کو بغیر مارے ہوئے یا گرفتار کیے ہوئے مین گھوڑے پر سے نہین اُترونگا یہ کہکر سامنے قلعہ کے آیا

اور نعرہ کیا کہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا دروازہ قلعہ کا کھولدو کہ میرا چور یہان آکر چھپا ہی نہین تو ایک دم بھر مین قلعہ لیلونگا بہتر یہ ہی کہ لقا کی مشکین باندھکر میرے پاس لے آؤ نہین تو جسوقت دروازہ قلعہ کا مین نے توڑا تو تم مین سے ایک زندہ نہ بچیگا القاب نے انساب سے کہا کہ بھائی یہ نقابدار بلای بے درمان معلوم ہوتا ہی اور حقیقت مین اگر اسنے قلعہ لیلیا تو ہمکو زندہ نہ چھوڑیگا انساب نے کہا کہ ای بھائی یہ قلعہ نہایت مستحکم ہی کسکی مجال ہی جو لے سکے اور پکار کر کہا کہ ای نقابدار جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر اور لقا ایسے خدا سے باخبر سے نہین ڈرتا ہی کہ وہ سخت گیر ہی ایک دم مین تجکو خاک سیاہ کر دیگا نقابدار نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو مین گمان بعقل ہون مگر خیر تمکو معلوم ہو جائیگا یہ کہکر گرز گران سنگ اٹھاکر قلعے کیطرف چلا ادھر سے گولے پڑنے لگے نقابدار سب لوگون کو رد کرکے دروازہ قلعہ پر پہونچا ماتا متوالاتیل کا کڑھاؤ گوک کر پولا بارود کی ہانڈیان منجنیق سے پتھر نقابدار پر پڑنے لگے نقابدار اُن سبکو رد کرکے خندق کو پھاند کر دروازۂ قلعہ پر آیا اور بضرب عمود دروازے کو توڑا اور اندر قلعے کے آیا پیچھے سے فوج نقابدار نے بھی یورش کی القاب و انساب و جہانگیر نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آج کے دن کیواسطے ہمنے آپکو خدائی کا مانا تھا اب نقابدار آپہونچا ہم سبکو قتل کریگا زن و فرزند ہمارے اسیر ہونگے رعیت قتل ہوگی شہر لٹیگا اب آپ نقابدار کو خاک و سیاہ کیجیے برق غضب سے جلا کر ہماری خبر لیجیے لقا نے کہا کہ اسوقت تقدیر ہمسے نہوسکیگی مین دیر گیر ہون مگر سخت گیر ہون اور جلدی کرتا تو قبول خدائی کا ہیکو چھوٹتی اور کیا تمہارے واسطے اپنے بندونکو غارت کردون یہ نہوگا اور تم خداوند پر حکومت کرتے ہو تمہاری حکومت نہ اٹھاونگا القاب و انساب نے کہا معلوم ہوا تجھسے کچھ نہین ہوسکتا ہی تو دروغگو ہی ہم تجکو باندھکر خدا پرستون کو دیدینگے اور مع اپنے لوگون کے تلوار کھینچکر دوڑے خوب تلوار چلی بہت لوگ لقا کے مارے گئے لقا شکست کھاکر بھاگا القاب و انساب ہاتھ باندھکر نقابدار کے سامنے آئے اور امان چاہی نقابدار نے فرمایا امان بشرط ایمان یہ دونون مسلمان ہوئے نقابدار نے اُنسے کہا کہ تم یہان کا بندوبست کرو مین لقا کے تعاقب مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا لیکن زمرد شاہ قلعہ زر لقا مین پہونچا گلباس اور گلبن کہ یہ دونون چیلے ہین یاقوت شاہ کے اور خزانہ یہان جمع رہتا ہی گلباس اور گلبن لقا کو استقبال کرکے لائے اور احوال معلوم کرکے دروازہ قلعہ کا بند کیا بعد پہر بھر کے نقابدار قلعہ زر لقا کے سامنے آیا نعرہ کیا کہ ای ساکنان قلعہ لقا کو میرے حوالے کرو قلعے پر مغرور نہو ایک لمحہ بھر مین قلعہ لیلونگا پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا گلباس اور گلبن نے کہا کہ ای نقابدار یہ قلعہ ایسا نہین ہی کہ کوئی اسے لیلیگا اور خداوند سے تو ڈرتا نہین ہی کہ سنگ سیاہ کر دیگا نقابدار نے دیکھا کہ یہ کہنا میرا نہ مانینگے پکارا کہ مین آتا ہون اور گرز ہاتھ مین پکڑکر روانہ ہوا ادھر سے لقا نے اشارہ کیا کہ مارو گولی توپ چلنے لگی نقابدار گولیون کو رد کرکے برلب خندق پہونچا اس عرصے مین دونون نقابدار بھی پہونچے نقابدار مرصع پوش خندق کو پھاندکر گرز سے دروازہ قلعہ کا توڑکر داخل شہر ہوا دونون نقابدار بھی مع فوج قلعہ مین در آئے گلباس اور گلبن خوب لڑے آخر گرفتار ہوئے لقا دوسری طرف کے دروازے سے بھاگا نقابدار نے قلعہ دونون نقابدارون کے سپرد کیا اور پیچھے لقا کے روانہ ہوا لقا قلعہ سے کوئی تین کوس بھاگ کر آیا ہوگا کہ نعرہ نقابدار کا بلند ہوا کہ او کافر کہان جاتا ہی آپہونچا مین اور گھوڑا چمکا کر لقا کے پاس پہونچا بہت لوگونکو مار کر لقا پاس آیا لقا نے تلوار ماری اسنے رد کرکے تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر اٹھالیا لقا پکارا کہ او بندۂ بے ادب تو مجھسے نہین ڈرتا کہ ابھی چاہون سنگ سیاہ کر دون نقابدار نے اُسپر تھوک دیا اسمین دونون نقابدار وہ بھی آئے ضیغم خون آشام و یاقوت شاہ وغیرہ کو گرفتار کیا فوج لقا کی بھاگی نقابدار پھر کر قلعہ زر لقا مین آیا گلباس اور گلبن دونون نے قدمبوسی کی از سر صدق مسلمان ہوئے خزانہ یاقوت شاہ کا نقابدار کو دیا نقابدار بہت خوش ہوا انکو خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ بارگاہ سلیمانی برپا کرو مین دیکھون کیسی بارگاہ ہی نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ آپکی بارگاہ کیا سلیمانی سے کم ہی آپ اپنی بارگاہ مین بیٹھیے کہا کہ اچھا غرض اپنے خیمے مین داخل ہوا کھانا کھایا آرام کیا صبح کو بعد فراغ نماز بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا کہ طہماس کو لاؤ طہماس غل و زنجیر مین گرفتار آیا بطریق لقا پرستان سلام کیا نقابدار نے کہا کہ ای طہماس مین نے تجھے بزور گرفتار کیا ہی آ دین اسلام اختیار کر طہماس نے دیکھا کہ نقابدار الحسن معلوم ہوتا ہی میرے اوپر کیونکر غالب ہوا یہ خیال اپنے دلمین

گر گئے قید کو جھٹکا دیکر توڑ ڈالا اور نقابدار پر دوڑا نقابدار اُٹھ کھڑا ہوا اور دو پہر کی کشتی میں اُسے زیر کیا جھٹکا دیکر لنگر جو اُسکا اُٹھایا بند نقاب کا ٹوٹ گیا ایک آفتاب چمکا طہماس ہزار جان عاشق ہوا قدموں پر گر کر مسلمان ہوا اور کہا کہ ہمیشہ تیر و کمان لیے غلام ساتھ رہا کریگا نقابدار نے قبول کیا اسے کلمہ پڑھایا اپنے سب سرداروں پر بالا بٹھایا اور لقا کو مع سرداروں اپنے عیار کے سپرد کیا کہ اسے زندان میں رکھو بعد فیصلے لشکر اسلام کے سمجھا جائیگا لیکن عمرو بن امیہ ضمری نقابدار کے ساتھ ساتھ تھا تمام جرأتیں اور بہادریاں اُسکی دیکھیں دعا و ثنا بجالایا بڑی تعریفیں کیں کہ ای نقابدار کیا کار نمایاں تمنے کیا اہل اسلام کو قتل سے بچایا ایسے عادی کو حلقہ بگوش بنایا نقابدار نے عمرو کی بہت عزت و توقیر کی زر جواہر بہت سا دیا اور کہا خواجہ تعجب ہی کہ تم خبر صاحبقران کی نہیں لیتے عمرو بولا ای نقابدار اب خاطر جمع ہوئی اب تلاش کرونگا یہ کہکر سمت آذر کوہ روانہ ہوا جب قریب اُسکے پہونچا ایک قصبہ دیکھا کہ اُدھر سے چار اونٹ لدے ہوئے چلے آتے ہیں ایک چوبدار ساتھ ہی عمرو ایک فقیر کی صورت بنکر اُنکے پاس آیا پوچھا یہ کیا ہی اور کہاں لیے جاتے ہو چوبدار اور شتربانوں نے کہا کہ شاہ جی اسمیں شراب و کباب اور کھانا ہی کہ ہم دو ظالموں کیواسطے لیے جاتے ہیں آٹھ روز ہوچکے ہیں کہ ہم اس بلا میں گرفتار ہیں آپ دعا کیجیے کہ بلا سے نجات پائیں عمرو نے کہا کہ تم کن دو آدمیوں سے ڈرتے ہو کہا کہ وہ جادوگرنیاں ہیں کہ ظلمات سے آئی ہیں واسطے استیصال حمزہ کے دمامہ نے بھیجا ہی گلشن و گلستان اُنکا نام ہی پہاڑ پر مسکن اپنا مقرر کیا ہی اور سات روز سے حمزہ پر برف برسا رہی ہیں اور سردار قصبہ کو ڈرایا ہی کہ ہمارے واسطے ہر روز شراب و کباب و کھانا بھیجے جانا نہیں تو تجھے مار ڈالینگے نام سردار قصبہ کا حامد الیسی ہی وہ مارے خوف جان کے ہر روز چار اونٹ شراب و کباب اور کھانا نیکے بھیجتا ہی عمرو نے کہا کہ میں بھی تمھارے ساتھ چلوں چوبدار نے کہا کہ ہمکو وہ مار ڈالینگی کہ غیر شخص کو اپنے ساتھ کیوں لائے عمرو نے کہا کہ اچھا نہ جاؤنگا چلتا اسواسطے تھا کہ اُنسے کچھ حاصل ہوتا اُنھوں نے کہا کہ ایذا دیتی ہیں اور کچھ نہیں دیتیں عمرو نے کہا کہ کچھ مجھے کھانے کو تو دو چوبدار نے شیرمال و کباب دیے عمرو نے کچھ نقل دیکر کہا خدا تمکو اُنکے عذاب سے نجات دیگا سبھوں نے نقل کھائے بیہوش ہوکر گر پڑے عمرو نے سب کھانے اور شراب میں بیہوشی ملائی اور اُنسبکو رفع بیہوشی دیکر چلا گیا وہ جو ہوش میں آئے تو گھبرا کر بھاگے کہ آج بڑی دیر ہوگئی عمرو گلیم عیاری اوڑھے پیچھے چلا ایک دامن کوہ میں پہونچے دیکھا کہ دو جادوگرنیاں بدمست بیٹھی سحر کر رہی ہیں آگ پر تیل مار رہی ہیں کہ وہ جلتے ہیں دھواں اُٹھ رہا ہی آسمان پر جاکر ابر بنتا ہی لیکن دونوں جادوگرنیوں نے دیکھا کہ چوبدار کھانا لایا ہی دونوں پکاریں کہ ارے موؤ کہاں دیر لگائی ہم بھوکے مر گئے چوبدار نے کہا کہ آج پہنچنے میں دیر ہوگئی کہا خیر اس کا حکم حامد سے سمجھا جائیگا اور کھانا اپنے سامنے رکھا لقمہ بنا کر چاہا کہ کھائے کہ بوداروے بیہوشی کی دماغ میں گئی شراب کو دیکھا وہ بھی خراب تھی بس غصے میں آکر سحر کرکے ہاتھ کو جنبش دی کہ پانچ تلواریں چمک کر گریں سب کے دو دو ٹکڑے ہوئے ایک زرہ بچا تھا اُس سے کہا سچ بتا بیہوشی کسنے ملائی اُسنے فقیر کا ملنا اور نقل کھانا بیان کیا کہا معلوم ہوا وہ فقیر عمرو تھا ملکہ دمامہ نے ہمسے چلتے وقت کہا تھا کہ عمرو سے خبردار رہنا کہ وہی تمھارا قاتل ہی دوسری نے کہا ہیں مقرر وہ ساربان زادہ کھانے کے ساتھ آیا ہوگا اور بلندی پر چڑھکے دیکھا پیشاب کرنیکو بیٹھی عمرو نے کمند مار کر پکڑا اور بیہوش کرکے وہیں ذبح کر ڈالا آپ اُسکی صورت بنکر آیا گلشن نے کہا کہ کیوں بہن کہیں وہ موا ملا کہا کہ نہیں معلوم ہوتا وہ ہمارے ڈر سے نہیں آیا یہ کہکر جام شراب کا ہاتھ میں دیا کہ پیو اُسنے ہاتھ میں لیا اور منہ کے برابر لائی کہ پیے بوداروے بیہوشی کی معلوم ہوئی عمرو کو پکڑا اور کہا کہ میری بہن کو کیا کیا عمرو نے کہا میں نے مار ڈالا بلندی پر چڑھکر جو آئی تو لاش گلستان کی پڑی پائی عمرو سے کہا کہ ارے تجھکو اُسکی جوانی پر رحم نہ آیا ایسے معشوق کو تو نے مار ڈالا عمرو نے کہا کہ او لکاتہ تو نے حمزہ صاحبقران کو مع سرداروں کے برف میں دبایا اور رحم نہ کیا میں نے تو ایک چڑیل ہی کو مارا ہی تجکو بھی مارا چاہتا تھا تو میرے دام میں نہ آئی اور اب کہاں جائیگی تجھے بھی کوئی دم میں دوزخ میں پہونچاتا ہوں اُسنے عمرو کو نہ مارا اور بہن کو یاد کرکے روتے روتے سو گئی عمرو دعائیں مانگنے لگا کہ الوس جن پیدا ہوا اور چاہا کہ گلشن جادو کو مارے کہ وہ بیدار ہوئی اور اُسکو پکڑ کر قید کیا اور پھر سو رہی الوس حیران و پریشان تھا کہ سمک دکھائی دیا الوس جن پکارا کہ جلد مجھے چھڑا آنے میں گلشن جادو پھر بیدار ہوئی سیاہ پوش کو دیکھا چاہا کہ گرفتار کرے سمک بھاگ گیا یہ پھر سو رہی کہ سمک پھر نمایاں ہوا ایکی گلشن نے اسے پکڑا اور

لاکر باندھا اور کوئلے لال کیے کہ کباب کر کے کھائے کہ ایک پتھر آکر گلشن جادو کے سینے پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا یہ تو دھم سے
گری مہتر قران سینے پر آکر بیٹھا اور سر اُس کا کاٹا غل و شور ہوا عمرو وغیرہ قید سے چھوٹے سر اُن دونوں جادوگرنیوں کے لیکر روانہ
ہوئے کہ چلکر صاحبقران کو دینگے مگر امیر پر شب ہات فاقے گذر چکے ہیں عجب حالت ہے کہ سب گریہ و زاری میں مصروف ہیں یکایک ابر پھٹا آفتاب چمکا
اور ایک ساعت میں برف پانی ہوکر بہگئی امیر نے کہا کہ واللہ میرے یار وفادار نے کام کیا مارا اُس ساحر کو جسنے برف برسائی تھی اتنے میں
عمرو اور مہتر قران آئے سارا حال گلشن و گلستان کا بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے احوال لشکر کا پوچھا عمرو نے تمام حال خروج کرنا طہماس
کا اور مارا جانا شیرویہ کا اور بھاگ کر جانا شہر عنظلی آباد میں اور یاغی ہونا مالک بن زردہشت کا اور پناہ لینا پہاڑ پر پھر طہماس کا یورش کرنا
آنا نقابدار کا اور پکڑنا طہماس کو پھر مسلمان ہونا اُسکا لقا کا گرفتار ہونا سب بیان کیا امیر پہلے قصبہ میں آئے حامہ لنیسی کو مسلمان کیا
بعد اسکے متوجہ لشکر اسلام ہوئے ادھر بادشاہ لشکر اسلام نے شہر عنظلی پر یورش کیا ہے مالک بن زردہشت قلعے میں بند ہوا ہے اور
سحر کر رہا ہے کہ ابر تیرہ پیدا ہوا اور سانپ لشکر اسلام پر برسنے لگے لشکر اسلام میں تلاطم ہوا دعا مانگنے لگے کہ حمزہ صاحبقران آئے اور اسم اعظم پڑھکر
دم کیا وہ ابر برطرف ہو گیا مالک بن زردہشت قدموں پر امیر کے گرا پھر از روے ترس جان کے مسلمان ہوا امیر شہر عنظلی میں داخل ہوئے
بادشاہ تخت پر بیٹھے جب امیر محل میں گئے ملکہ جادو نے کہا کہ شہریار پھر آپ فریب میں مالک کے آئے یہ کبھی مسلمان نہوگا امیر نے فرمایا کہ
شرع ظاہر پرست ہے میں اسے کیونکر قتل کروں ملکہ نے کہا خیر میں آپ پر ظاہر کردونگی دوسرے دن امیر کو چند سرداروں سمیت پوشیدہ کرکے
بٹھایا اور مالک کیواسطے سامان دعوت مہیا کیا مالک کو بلا کر بٹھایا خوب شراب میں مست کیا اور کہا کہ ای پدر بزرگوار میں نے خدا پرستوں سے
جو سلوک کیا کوئی نہیں کرتا اور اب مجکو حمزہ چاہتا ہے کہ ایک ساربان زادے کے ساتھ منعقد کردے میں اپنی جان دونگی اور عمرو کو نہ
قبول کرونگی اگر آپ میرے شریک ہوجیے تو بہتر نہیں تو وہ چالیسوں جادوگر کہ اسلام میں نہیں آئے اُنکو شریک کرکے حمزہ کا کام تمام
کرونگی مالک نے کہا ای فرزند مرحبا میں تیرا شریک ہوں تو حمزہ کا کام تمام کر ملکہ نے کہا بہت اچھا اور بیہوشی دیکر سب کو بیہوش
کیا اور سر سبھوں کے کاٹ لیے امیر ملکہ جادو سے بہت خوش ہوئے اور ملکہ جادو کو خلعت دیا عمرو نے کہا کہ حمزہ تو جانتا ہے میں
ملکہ جادو پر عاشق ہوں میرا عقد اسکے ساتھ کردے پہلے تو امیر نے بہت سی ظرافت عمرو سے کی بعد اسکے ملکہ جادو سے کہا کہ ای ملکہ
عمرو بہت مدت سے عاشق ہے اور تم بھی اسکو چاہتی ہو اب عقد تمہارا عمرو کے ساتھ ہوجائے تو اچھا ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے بسر و چشم منظور
ہے مگر آپ اُسکی خست کو خیال فرمائیں میں اس شرط سے قبول کرتی ہوں کہ عمرو میرے مال و اسباب اور شہر کے روپیے سے کچھ علاقہ نہ رکھے
تو کیا مضائقہ غرض جو جو کہ ملکہ جادو نے کہا وہ سب امیر نے عمرو سے کہا عمرو نے کہا کہ حمزہ مجھے سب شرطیں قبول ہیں میں مال و اسباب
ملکہ جادو سے کچھ علاقہ نہ رکھونگا شہر کی آمدنی سے مجھے کام نہیں ان سب شرطوں پر نوشت و خواند ہوکر شادی عمرو کی ملکہ جادو کے ساتھ
ہوئی عمرو اُس سے ہمبستر ہوا اُسی شب سے ملکہ جادو حاملہ ہوئی کہ نطفہ سے عمرو کے اور بطن سے اُس نازنین کے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اُسکا
زانچہ بن عمرو رکھا جائیگا اور ملکہ جادو اور مہر و نسیمین تن میں کمال اتحاد ہوا دونوں یکجا رہنے لگیں مہتر قران حبشی کو عمرو نے ان
دونوں کی حفاظت کو مقرر کیا قران زانچہ بن عمرو کو بھی فن عیاری تعلیم کرتا ہے انشاء اللہ شہر اختم میں داستان بیان کیجائیگی غرض بعد
جشن شادی عمرو کے امیر بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی غلام بارگاہ نقابدار مرصع پوش میں موجود تھے نقابدار
لاف و گزاف کرتا ہے کہ ملک باختر زمرد شاہ باختری کا ہے میں نے اسے پکڑا ہے باختر کا مالک میں ہوں حمزہ سے کیا علاقہ جو حمزہ اُسمیں
دخل دیتا ہے اور جو حمزہ ملک باختر سے دست بردار نہوگا تو میں اُسکو بھی باندھونگا مجکو کسی کی پروا نہیں ہے امیر نے کہا کہ نقابدار
نے طہماس کو جو پکڑا ہے تو اسپر وہ بہت نازاں ہے اور جانتا ہے کہ ہمچو ما دیگری نیست پھر امیر نے مقبل سے کہا جلد چوکی بچھاؤ اور اُسپر خلعت و سپر و شمشیر
اور جام کلہ عفریت بھر کر رکھو مقبل نے سب سامان درست کیا امیر نے فرمایا کہ ای غازیان دیندار و ای مجاہدان تہور شعار تم میں سے
ایک بہادر کو چاہتا ہوں کہ جاکر نقابدار کو گوشمال واجبی دے اور بارگاہ سلیمانی اثاثہ صاحبقرانی اُس سے چھین لائے ہنوز سخن تمام

زبان سے امیر کی تمام سنو نے پایا تھا کہ بھائی حمزۂ صاحبقران کا عجیل ماہرو اپنے دنگل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو
تو غلام جاکر نقابدار کو متعذب کرے امیر نے کہا جاؤ کیا مضائقہ ہی تمھین خدا کے سپرد کیا عجیل ماہرو لشکر اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا بعد اسکے
امیر نے کہا کہ صاحبو عجیل سے کچھ نہو سکیگا مین چاہتا ہون کوئی اور اسکی مدد کو جاوے ہاشم تیغزن فرزند صاحبقران اُٹھا اور
کہا کہ غلام حاضر ہی امیر نے فرمایا اچھا جاؤ یہ بھی اپنی ساٹھ ہزار فوج لیکر روانہ ہوا بعد اسکے امیر نے فرمایا ایہا الناس ہاشم بھی کمک
چاہتا ہی کوئی ایسا بہادر جاوے کہ ان دونون کی کمک کرے بدیع الزمان اپنے دنگل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ مین جاؤنگا امیر
چاہتے ہین کہ رخصت دین اتنے مین قاسم اُٹھا اور بدیع الزمان سے کہا کہ آپکو کیا علاقہ دست چپیون کی مدد سے اگر آپ چاہتے ہین
کہ میرے اور آپکے سلسلۂ محبت قطع نہو تو آپ دست چپیون کی مدد کو نہ جائین مین دست راستیون کی مدد کو نہ جاؤنگا بدیع الزمان
چاہتا تھا کہ جواب دے امیر نے فرمایا ای فرزند تم بیٹھ جاؤ قاسم کو جانے دو بدیع الزمان غصے کو ضبط کرکے بیٹھ گیا قاسم رخصت
ہوکر تمام فوج اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا دوسرے دن بدیع الزمان نے صاحبقران سے کہا کہ اے پدر بزرگوار مجھکو کمال اشتیاق
نقابدار کی لڑائی کا ہی حکم ہو تو جاؤن امیر نے دیکھا کہ اگر بدیع الزمان کو رخصت نہین دیتا ہون تو رنجیدہ ہوگا فرمایا جاؤ لیکن
قاسم سے فساد نہ کرنا بدیع الزمان نے کہا اگر مجھکو فساد منظور ہوتا تو کل ہی فساد کر لیتا مگر مجھکو نقابدار کا نہایت اشتیاق ہی اور
جو اُس خاوری سے کچھ نہو سکیگا تو نقابدار سے لڑونگا امیر نے کہا کہ اچھا جاؤ بدیع الزمان مع اپنے رفیقون کے روانہ ہوا
بعد اسکے مالک اشتر نے اُٹھکر سلام کیا کہ غلام بھی رخصت چاہتا ہی امیر نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر قاسم اور بدیع الزمان مین فساد
ہوا تو تمسے سمجھونگا مالک نے کہا کہ خدا مالک ہی اپنے مقدور بھر تو فساد نہونے دونگا کہا اچھا تم بھی جاؤ بعد اسکے لندھور نے دست
ادب بستہ عرض کیا کہ سب سردار تو دست چپ کے گئے مگر بدیع الزمان وہان اکیلا ہی امیدوار ہون کہ مجھے بھی رخصت ملے امیر نے
کہا تم بھی جاؤ وہ بھی مع اپنی فوج روانہ ہوا ختم ہوا بادشاہ اسلام نے سے اور کہا یا حمزۂ صاحبقران جو شوکت نقابدار کی طماس
کے پکڑنے مین دیکھی وہ شوکت مین نے آجتک کسی کی نہین دیکھی ہی یہ سب جو نقابدار پر گئے ہین انسے اُسکا کچھ نہو سکیگا اور کوئی
اُس سے عہدہ برا نہو سکیگا امیر نے کہا کہ مین بھی جاتا ہون اور پہلوان عادی کو بلاکر فرمایا کہ چلو پیش خیمہ روانہ کرو غرض دوسرے
دن صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے اُسطرف روانہ ہوئے قضا سے کار اتفاقات روزگار عیار نقابدار کا لشکر امیر مین موجود
تھا حال دریافت کرکے نقابدار کی خدمت مین آیا اور کیفیت بیان کی کہ کل عجیل ماہرو بھائی صاحبقران کا آئیگا نقابدار نے
کہا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی دوسرے دن عجیل ماہرو لاکھ سوار اور پیدل سمیت پہونچا اور نامہ نقابدار کو لکھا کہ بہتر یہ ہی بارگاہ سلیمانی
اور اثاثۂ صاحبقرانی جو تمھارے پاس ہی اسے لیکر میرے پاس چلے آؤ مین تمکو خدمت صاحبقران مین لیجاؤنگا وہ تمسے بہت
خوش ہونگے اور جو ایک طماس کے زیر کرنے پر غرور ہی تو حمزہ کے یہان ایک ایک وہ پہلوان اور گرد دلاور دن کش ہی کہ دیوون
کو باندھ لیتا ہی انسان کی تو کیا حقیقت ہی نامہ دیکھ کے چلے آؤ نہین تو سمجھا جائیگا نامہ نقابدار کے پاس پہونچا نقابدار مضمون
سے آگاہ ہوا جواب اُسکا لکھا کہ مین نے یہ اسباب کافرون سے چھینا ہی کچھ صاحبقران کے لشکر سے نہین لیا تم جو آئے ہو تو اب
مجھسے زبردستی لیلو یہ لکھکر حکم کیا کہ بجے طبل جنگ عجیل ماہرو کو جواب نامے کا پہونچا حکم کیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے بس
رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صف جدال و قتال دونون طرف سے آراستہ ہوئی
نقیب نقابت کرکے چلے گئے عجیل ماہرو خفتان مرصع نگار پہنے ہوئے خود صیقلہ سر پر رکھے ہوئے میدان مین آیا مبارز طلبی کی
نقابدار مرصع پوش نے نقابدار بلگینہ پوش سے پوچھا کہ یہ کون ہی اور کیسا ہی نقابدار بلگینہ پوش نے کہا کہ یہ بھائی ہی
صاحبقران کا اور بہت زبردست ہی اگر اسپر غلبہ ہوگا تو بڑا نام ہوگا اور جو اس سے کمی کی تو غضب ہوا نقابدار نے کہا کہ خدا
مالک ہی تنگ و زیر بند مرکب درست کرکے بار دیگر سوار ہوکر مقابلہ عجیل کا کیا پہلے ہمتگاور رہوار مرکب برابر ہے عجیل نے دیکھا کہ نقابدار

نوجوان ہے کہا اے نقابدار تو نے کار نمایان کیے ہین صاحبقران ممنون و مشکور ہین تیری بہت تعریفین کرتے ہین تو میرے ساتھ چلا چل
کہ امیر شاد ہونگے اور نہین تو پہلوان اُنکے تجھے باندھ لیجائینگے نقابدار نے کہا کہ تم مجھے نصیحت نہ کرو جو تمہارے دست برد سے ہو سکے
مقصور نہ کرو عجیل نے نیزہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر رد کیا لگی نیزہ بازی ہونے بعد چار گھڑی کے نقابدار عجیل ماہر
کے گھوڑے کی ہیکل نکال لیگیا لشکر مین نقابدار کے علم جلوہ گری پر آئے عجیل کو برا معلوم ہوا ڈانڈ نیزے کی نقابدار پر ماری
نقابدار نے نیزے کی ڈانڈ سپر روکی آخر نیزون کے پرخچے اڑ گئے ہاتھ سے نیزے پھینکدیے عجیل ماہر و نے گرز نقابدار پر مارا نقابدار
نے گرز سپر روکا مگر تڑاقے کی آواز آسمان تک پہونچی تورہ گرد مین نقابدار پوشیدہ ہوا عیار نقابدار نے گرد گرد چرخ مار کر آواز دی
آ قا حریف زبانداز کی کرتا ہو نقابدار ہوش مین آیا عجیل نے تین گرز پیہم نقابدار پر مارے تینون ضربین نقابدار نے رد کرکے ایک
ضرب ایسی ماری کہ چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دیگیا کمر مرکب کی ٹوٹ گئی عجیل بیہوش ہوگیا عیار عجیل کا عجیل کو ہوش مین لایا
مرکب کو مردہ پایا عجیل تلوار کھینچکر کودا کہ مرکب نقابدار کو پی کرے نقابدار مرکب سے کود پڑا تلوار عجیل کی خالی گئی آخر کو کشتی ہونے لگی
پانچ دن رات کشتی رہی پھر دن تھا کہ عجیل نقابدار کو سات قدم ریل کر لیگیا اور جھٹکا دیا کہ داہنا زانو نقابدار کا آشنا بزمین ہوا نقابدار نے
لنگر بار عجیل نے ہر چند زور کیا لنگر نے جنبش نہ کھائی اب کی نقابدار عجیل کو ریل کر لیچلا نو قدم تک لیگیا وہان جھٹکا دیا کہ دونون زانو عجیل
کے آشنا بزمین ہوئے مگر عجیل نے بھی لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق ہوگیا نقابدار نے بہتیرا زور کیا مگر لنگر عجیل کا نہ ٹوٹا نقابدار نے کہا کہ اے
عجیل بس آج زور آزمائش ہوچکی جاؤ مین نے تمھین چھوڑ دیا اتنے مین ہاشم مرکب کو جھپکا کر آیا اور کہا کہ اے نقابدار صبح کو تو ہے اور مین ہون
کل معلوم ہوجائیگا دونون لشکر پھر گئے نقابدار اپنی بارگاہ مین آیا نقابدار پلنگینہ پوش نے پوچھا کہ عجیل کو کیسا پایا نقابدار نے کہا
کہ بہت زبردست ہے ادھر ہاشم نے عجیل سے پوچھا کہ نقابدار کو کیسا پایا عجیل نے کہا کہ نقابدار بہت زبردست ہے جسوقت اُسنے
کہا کہ جا مین نے تجھے بخشا مین غنیمت سمجھا ورنہ مجھے یقین ہوگیا تھا کہ نقابدار پکڑ لیجائیگا نقابدار حمزہ سے کم نہین ہے دیکھیے آبرو
کیونکر رہتی ہے مین نے تو نقابدار کو ایسا پایا کہ حمزہ بھی اُسکا کچھ نہ کرسکیگا ہاشم نے کہا کہ صبح کو معلوم ہوجائیگا غرض دونون لشکرون مین
طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے جب صف آرائی ہوچکی ہاشم میدان مین آیا مبارز طلبی کی نقابدار نے کہا کہ اے مرصع پوش یہ
بیٹا امیر کا ہے اور طرفدار قاسم کا ہے نقابدار نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور مرکب کو ڈال کر مقابلہ ہاشم کا کیا اور کہا کہ اے ہاشم تو ہوا خواہ قاسم کا ہے
اور یہ لاف و گزاف کرتا ہے لا حربہ اپنا ہاشم نے برچھا مارا نقابدار نے نیزے پر اُسکا نیزہ روکا نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند طعن کے نیزہ
ہاشم کا ٹوٹ گیا ہاشم نے غصے مین آکر تین گرز نقابدار پر مارے نقابدار نے رد کیے اور اپنا گرز ہاشم پر مارا کہ کمر مرکب ہاشم کی ٹوٹ گئی
مرکب گرا پاؤن ہاشم کا رکاب مین پھنسکر اکھڑ گیا نقابدار نے حال ہاشم کا دگرگون دیکھا کہا جاؤ اب دیکھا تمھارا رنگ ہی ہاشم بیہوش ہوگیا
تھا لوگ لیگئے بعد دوپہر ڈھلنے کے گرد اور غبار کا تتق اُٹھا شاہزادہ خاور سپاہ مع سپاہ ترک و خاوری آن پہونچا حال عجیل و ہاشم
کا سنکر چاہا کہ مقابلے کو نقابدار کے جائے رفیقون نے سمجھایا آج تامل فرمائیے نقابدار ہاشم سے لڑ چکا ہے کل سمجھ لیجیے گا طبل بازگشت بجا دونون
لشکر پھر گئے رات کو طبل جنگ دونون لشکر و نمین بجا سرداران دست چپ اور دست راست متواتر پہونچتے جاتے ہین عمرو بھی خبر کو پہونچا
آیا اُسنے دیکھا کہ سب سردار مع بدیع الزمان و لندھور و مالک وغیرہ پہونچے اور قاسم و نقابدار سے صبح کو مقابلہ ٹھہرا ہے یہ خبر لیکر
خدمت امیر مین آیا اور نقابدار کی تعریف از حد کی اور کہا کہ کل قاسم و نقابدار سے لڑائی ٹھہری ہے امیر نے کہا کہ تم شوکت و شان
نقابدار کی بیان کرتے ہو کیا نقابدار ایسا ہی ہے عمرو نے قسم کھا کر کہا کہ اے حمزہ مین نقابدار کو ایسا دیکھتا ہون کہ تیرے سردار مثل
مانند اژدہے کے ایک سانس مین کھینچ لیگا امیر یہ سنکر بہت پریشان ہوئے اور سمجھے کہ نقابدار بلائے بیدرمان ہے طور سرگن سے کہا
کہ تم نشانی ہمارے تیر کی لیجاؤ اور قاسم سے کہنا کہ جبتک ہم نہ آئین تم نقابدار سے نہ لڑنا کہ ہمکو بہت اشتیاق تمھاری اور نقابدار کی
لڑائی کا ہے طور سرگن تیر صاحبقران کا لیکر روانہ ہوا اُسوقت آ پہونچا کہ جب دونون لشکر میدان مین آئے تھے اور قاسم و نقابدار مقابل

بلکہ گرہ ہو چکے تھے قریب تھا کہ نیزہ بازی ہو اتنے مین طور سرکن پہونچا اور قاسم کو پیغام امیر کا دیکر پتر نشانی دکھایا قاسم نے نقابدار سے کہا
کہ مین ناچار ہون فرمانا امیر کا رد نہین کر سکتا خلاف حکم کیونکر کرون خیر کل ہمارے اور تمھارے لڑائی ہوگی نقابدار نے کہا کہ جا آج تو تیری کل پر
ٹلگئی جان بچگئی غنیمت جان قاسم نے کہا اگر پیغام امیر نہ آتا تو تجکو معلوم ہو جاتا دیکھنا کہ کل تیری کیسی خدمت کرتا ہون نقابدار نے کہا کل بھی
دور نہین غرض طبل بازگشت بجا دونون پھر کر اپنے خیمون مین آئے دوسرے دن جو صاحبقران آئے تمام سردار استقبال کر کے لائے امیر بارگاہ
مین بیٹھے عجیل ماہرو سے کہا کہ ای برادر تم تو لڑ چکے ہو نقابدار کو کیسا پایا عرض کیا ای شہریار جسوقت نقابدار نے مجھسے پانچ روز لڑکے کہا
جاؤ مین نے تمھین بخشا مین غنیمت سمجھا کہ آبرو رہگئی اور مین پھر آیا امیر نے عمرو سے کہا خواجہ کسی طرح نقابدار کی جا کر خبر لاؤ کہ یہ کون ہے بدیع الزمان
سب سے زیادہ مشتاق تھا اور تمام سرداران دست راست و دست چپ چاہتے تھے کہ حال نقابدار کا معلوم ہو عمرو نے کہا کہ ای حمزہ تو جانتا
ہے کہ مین دو چیزون سے ڈرتا ہون ایک تو دریا سے کہ کشتی کو کشکول ملک الموت جانتا ہون کہ جہان غڑپ سڑپ ہوئی ڈوبا دوسرے جادوگرون
سے کہ جہان دو دانے ماش کے سحر کر کے مارے ہاتھ پاؤن اینٹھ کر رہگئے تیسرے نقابدار سے کہ جہان اوسنے چشم حیا پر برقع بیحیائی ڈال لیا
پھر اوسکو مروت کسی کی نہین ہستی حمزہ مین نہ جاؤنگا اور کسی کو بھیج دوسرے مین بیچارہ مفلس قرضدار مجھسے کیا ہوسکیگا امیر نے کہا کہ خواجہ
دو ہزار روپیہ ہم تمھین دینگے اور دو ہزار بادشاہ اسلام نے فرمائے کہ ہم دینگے پھر بدیع الزمان اور قاسم ولندھور و مالک
وغیرہ نے دینا قبول کیا عمرو نے کہا کہ نقد منگوا کر مجکو دیدو کہ مثل کہہ گئے ہین مثل تانبا دیکھے چیتنا اور مکھ دیکھے بیوار غرض سب نے روپے
منگوا منگوا کر رکھدیے عمرو نے نذر زنبیل کیے اور بانے عیاری کے بدن پر آراستہ کر کے روانہ ہوا جب قریب لشکر نقابدار کے پہونچا
صورت فقیر کی بنائی رومال ہاتھ مین لیکر داخل لشکر نقابدار ہوا لشکر بہت آراستہ دیکھا دروازہ بارگاہ پر آیا دیکھا کہ لوگ کچھ عیارونکو
پکڑے ہوے لیے آتے ہین عمرو نے دیکھا کہ سیارہ اور امیہ اور سمک اور ابو الفتح ہین کہ نقابدار اوٹھا عمرو نے دیکھا ایک جوان رعنا ہے
ازبسکہ نقاب پڑی ہے مگر عجب دبدبہ چہرے پر ہے عمرو بارگاہ کے اندر آیا دیکھا عیار نقابدار کہ اوسکے منھ پر بھی نقاب پڑی ہے سامنے
کھڑا ہے اوسنے عرض کیا کہ چند عیار لشکر اسلام کے واسطے تفحص حال حضور کے آئے تھے وہ گرفتار ہوئے اونکے حق مین کیا حکم ہوتا ہے اور
پھر کان مین کہا کہ بڑے مرشد فقیر بنے کھڑے ہین نقابدار نے کہا کہ ای برادر اونکا تجکو اختیار ہے جیسا مناسب وقت ہو اونکے حق مین
کر اوسنے کہا بہت اچھا اور عیارون کو بلایا کہا کہ دست راستی اور دست چپی الگ ہون بدیع الزمان کے طرفدار علیحدہ اور قاسم کے
طرفدار علیحدہ دونو طرف کے عیار الگ الگ ہوئے جو جو عیار قاسم کیطرف کے تھے کہا کہ انکے لباس چھین لو سوائے پائجامہ کے کچھ نہ
رکھا اور چھوڑکر کہا خبردار جو پھر آئے تو جان سے مار ڈالے جاؤگے اور طرفداران بدیع الزمان کو خلعت دیکر کہا کہ کسواسطے
صورت مبدل کر کے آئے تھے جاؤ پھر ایسی حرکت نہ کرنا بدیع الزمان کی خاطر سے تمھین کچھ نہ کہا وہ سب سمجھے کہ جان بچی اور لشکر اسلام
کیطرف روانہ ہوئے لیکن یہان اسباب جو عیارون کا رکھا ہوا تھا اوسمین سے ایک خنجر مرصع نگار نقابدار نے اوٹھا کر عمرو کو دیا اور
کہا کہ شاہ صاحب یہ خنجر لو اور فروخت کر کے خرچ اپنا کر لو اور پھر ہمارے پاس آنا عمرو نے دوڑ کر وہ خنجر نقابدار کے ہاتھ سے لیا
اور دعائین دینے لگا کہ پیچھے سے عیار نقابدار ازلیبٹ گیا اور کہا کہ باش ای دزد باریک گردن نقابدار نے کہا کہ او کمبخت فقیر کو بھی
کوئی پکڑتا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ وہی کہنہ دزد ہے اسکو ابھی قتل کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ ای نقابدار مین عمرو نہین ہون نقابدار نے
کہا کہ اسکو شکنجے مین کھینچو اگر عمرو ہے تو قبول دیگا جب شکنجہ آیا اور عمرو نے دیکھا کہ شکنجے مین مر جاؤنگا عیار نقابدار سے کہا کہ سبحان اللہ تجھے
بہتر کون عیار ہوگا تو نے مجھے خوب پہچانا مین عمرو ہون نقابدار نے کہا کہ خواجہ کیون آئے تھے عمرو نے کہا ای نقابدار حمزہ تجھسے
بہت خائف ہے مجکو بھیجا تھا کہ نام نقابدار کا دریافت کر اور مجکو بہت سا روپیہ دینے کو کہا تھا نقابدار نے کہا کہ خواجہ تم صورت اصلی
ہمکو دکھاؤ عمرو نے اپنی صورت اصلی بنائی نقابدار نے کرسی بیٹھنے کو دی اور کشتیان روپیے اشرفی و جواہر کی پیش کین اور کہا کہ
ای خواجہ اگر مجھے نام اپنا ظاہر کرنا ہوتا تو مین نقاب کاہیکو منھ پر ڈالتا اور تم میرا افشائے راز کرنے کو آئے تھے خیر اب تو مین

تمکو چھوڑے دیتا ہون خبردار پھر صورت بدلکر میرے لشکر مین نہ آنا بصورت اصلی جب جی چاہے آنا تمھارا گھر ہی عمرو نے کہا کہ مین تمھارے
خیمے کیطرف منھ کرکے نہین سوتے کا آنا کیسا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا کہ اب جاتا ہون مگر ای نقابدار اگر تو ایک حرف بھی اپنے نام کے
سرے کا بتادے تو مجکو بہت کچھ ملجائیگا نقابدار نے کہا کہ پھر بھتنے بدذاتی پر کمر باندھی اور تیر و کمان اُٹھائی عمرو چلا کے بھاگا نقابدار
ہنسکر رہگیا لیکن عمرو خدمت امیر مین آیا اور تمام حال بیان کیا قاسم سے کہا کہ ای خاوری نقابدار تجھسے خصومت رکھتا ہی عیار
جو تیری طرف سے گئے تھے انکو برہنہ کرکے نکالا اور بدیع الزمان کے ہوا خواہون کو تابر و چھوڑ دیا اتنے مین آواز طبل جنگ
نقابدار کے لشکر سے بلند ہوئی ہرکارون نے خبر دی کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے بھی حکم کیا کہ ہمارے یہان طبل جنگ
بجے رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو پہلے لشکر امیر میدان مین آیا اُدھر لشکر نقابدار آیا علم اژدہا پیکر سر پر نقابدار کے
سایہ فگن تھا اور اُسمین سے آواز یا صاحبقران کی بلند تھی اور طبل سکندری بھی صدا یا صاحبقران کی دے رہا تھا اور دونون
نقابدار بھی دہنی بائین طرف کھڑے تھے طہماس دست بستہ پیچھے دریاے آہن مین غرق ارابے پر سوار ایک طرف کھڑا تھا لیکن بدیع الزمان
نے جو نقابدار کو دیکھا خون عزیزی نے رگون مین جوش مارا بعد صف آرائی کے نقیبان بلند آواز نے نہیب دی کہ کون بہادر ایسا ہی
کہ میدان مین نکلے اور نام اپنے باپ دادا کا اور اپنا روشن کرے یکایک نقابدار کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور نقابدار مرصع پوش نے اجازت
میدان کی نقابدار پلنگینہ پوش سے چاہی نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ ای نقابدار مرصع پوش آج تمھاری آبرو رہجائے تو بڑی بات
ہی جاؤ خدا کے سپرد کیا نقابدار مرصع پوش نے سلام کیا اور مرکب کو چھیڑ کر میدان کو روانہ ہوا اور خوب ران باگ کی پکھدریان کین
خوب سبکخوری دکھائی کہ احسنت و مرحبا کی صدا ہر طرف سے بلند ہوئی بعد اسکے نعرہ کیا کہ کون میرے مقابلے کو آتا ہی عمرو بن رستم بڑا
بھائی قاسم کا امیر سے اجازت لیکر مقابل نقابدار ہوا پہلے تگاور زن ہوا کہ گھوڑا عمرو بن رستم کا پسپا ہو گیا بعد اسکے نقابدار نے
نام پوچھا اُسنے کہا کہ مین غلام ہون ملک قاسم کا عمرو بن رستم میرا نام ہی نقابدار نے کہا خیر معلوم ہوا کل وہ خاوری جان بچا کر
چلا گیا لاحرجا اپنا عمرو بن رستم نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا چند طعن دوبدل ہوئی تھی کہ نیزہ نقابدار نے توڑ ڈالا
عمرو بن رستم نے تین گرز متواتر نقابدار پر مارے نقابدار نے رد کیے اور ایک گرز جو عمرو بن رستم پر مارا تو دونون ہاتھ بمشکل قائم
رہے گربند بند مین رعشہ پڑ گیا کمر مرکب کی ٹوٹگئی گھوڑا گرا اور ہاتھ عمرو بن رستم کا اُسکی پیٹھ کے نیچے دبکر اُکھڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے عمرو بن رستم ہوش
مین آیا ہاتھ مرکب کے تلے سے نکالا اور روبرو نقابدار کے کھڑا ہوا مگر بدن تھراتا تھا نقابدار نے کہا ای بہادر جا جب تیرا ہاتھ اچھا ہوگا
تو سمجھ لینا عمرو بن رستم کو لوگ پالکی مین ڈالکے لشکر مین لیگئے اور نقابدار بھی طبل بازگشت بجواکے پھر گیا امیر اپنے خیمے کو پھرے قاسم نے کہا
دادا جان کل مین اس نقابدار سے لڑونگا اُدھر نقابدار مرصع پوش کو نقابدار پلنگینہ پوش زرنثار کرتا ہوا لایا اور کہا کہ کل قاسم سے
مقابلہ ہی نقابدار نے ہنسکر کہا کہ خدا ای ما بزرگ است اور کہا کہ طبل جنگ بجے ہرکارون نے آکر حمزہ صاحبقران کو خبر دی کہ لشکر نقابدار
مین طبل جنگی بجا ہی امیر نے فرمایا کہ ہان ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے رات بھر دونون لشکرونمین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے مقابل یکدگر صف باندھکر کھڑے ہوئے جبکہ صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے نقابدار مرصع پوش
بصد جوش و خروش مرکب اُڑاکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا بائین طرف سے علم سُرخ رنگ جلوہ گری پر آئے آواز کرنا دمامہ و نفیری شتر
دماموں کی بلند ہوئی قاسم شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو اُڑاکر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مرکب سے اُترکر بادشاہ کو سلام کیا اجازت
میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا جامہ کلہ عفریت عنایت کیا قاسم نے جامہ پیکر رنگ مرکب کو موافق مرضی درست کیا تا کہ ہم
جنگ حریف پر تنگ کرے بار دگر مرکب پر سوار ہوا شعر چو خیزے کہ گیرد برآہو کمین ٭ بجست از زمین و برآمد بزین ٭ اور میدان کو چلا آگے
حمزہ صاحبقران کھڑے ہوئے تھے قاسم نے جھک کر مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ خدا تمھارا نگہبان ہی شعر گریزے جنگ روی
لطف خدا یار تو باد ٭ ہمت اہل نظر قافلہ سالار تو باد ٭ قاسم آداب بجا لاکر روانہ ہوا برابر نقابدار کے پہونچا نقابدار تگاور زن ہوا ادھر

سپر پر پڑی سپر کے پھولون سے چنگاریان آگ کی جھڑ پڑین مرکب دونون کے برابر رہے نقابدار نے کہا شعر بگو نام خود را درین انجمن چ
کہ بسیار تند آمدی سوی من ✚ قاسم نے کہا منم شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری شعر آفتاب مشرق مین
پروری ✚ شہسوار لعل پوش خاوری ✚ اور اے نقابدار مغلوک روزگار یہ کیا غلغلہ بیجا اٹھایا ہی بہتر یہ تھا کہ اثاثہ صاحبقرانی جو تیرے پاس
تھا وہ لیکر چلا آتا تو تجھسے صاحبقران بہت خوش ہوتے اب بھی کچھ نہین گیا ہی اس جہالت سے باز آ اور میرے ساتھ چلا چل تو اچھا
ہی نقابدار نے کہا کہ آپ تو بڑے بہادر ہین مجکو باندھکے لیجائیے قاسم نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا غرض دونون نے نیزے ہاتھون مین
لیکر نیزہ بازی شروع کی دو سو طعن نیزے کی رد و بدل ہوئی تھی کہ قاسم بفنون نیزہ بازی طبل باز نقابدار کا نیزے سے لیگیا اور
آسمان کی طرف اچھالا لشکر قاسم مین علم جلوہ گری پر آئے نقابدار کو برا معلوم ہوا کلغی سر پر سے قاسم کے لیگیا نقابدار کے لشکر مین
بھی غلغلہ تحسین و آفرین بلند ہوا غرض یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنائین نیزون کی ناکارہ ہوئین جھڑ پر جھڑ پڑنے لگی
وہ بھی مانند خلال فراشان ہوگئین نیزون کو پھینکدیا گرز ہاتھون مین لیے دو دو تین تین گرز آپسمین چلے کہ گرزون مین مانند کمان
کے خم آگیا گرز پھینکدیے تلوارین کھینچین یہانتک تیغ زنی ہوئی کہ تلوارون کی آریان بنگئین انکو بھی ہاتھ سے ڈالدیا اور دست و گریبان
ہوئے پہلے گھوڑون پر زور ہوا جب مرکب تاب نہ لاسکے اور بیٹھ گئے دونون مرکبون پر سے کود کر سرگرم کشتی ہوئے چھ شبانہ روز کشتی ہی
ساتوین دن نقابدار نے سر اپنا سینہ قاسم مین لگا کر زور کیا اور سات قدم تک دوڑا کر لیگیا اور جھکا دیا کہ داہنا زانو قاسم کا آشنا زمین ہوا اور
ساعت بھر تک خوب زور کیا مگر کچھ نہو سکا آخر کو قاسم اٹھ کھڑا ہوا اور نقابدار کے دونون زانو پکڑ کر ریلا اور چھ سات قدم دوڑا لیگیا
وہان پر جھکا دیا بایان زانو نقابدار کا آشنا زمین ہوا قاسم نے ساعت بھر تک زور کیا مگر لنگر نقابدار نے جنبش نہ کھائی نقابدار
بھی اٹھ کھڑا ہوا اور زور کشمکش ہونے لگے قاسم نے گھونسا مارا کہ رخسارہ نقابدار کا پھٹ گیا اور خون جاری ہوا نقابدار نے گھونسا
مارا کہ شقیقہ قاسم کا پھٹکر خون بہنے لگا امیر اشقر دیوزاد کو اڑا کر میدان مین آئے اور دونونکو علیحدہ کر کے فرمایا کہ اے بہادرو مرحبا صد مرحبا
تم دونون بہادر خوب لڑے مگر یہ لڑائی شہدون کی ہی بس کرو قاسم نے عرض کیا کہ دادا جان جبتک نقابدار میدان سے نہ چلا جائیگا
مین نہ جاؤنگا نقابدار نے کہا کہ مین تجھسے کسی مقام پر دب گیا ہون جو مین چلا جاؤن قاسم نے کہا تو مین دبگیا نقابدار نے کہا اگر دب
نہ جاتا تو بچون کی لڑائی ہاتھا پائی نہ کرتا حریف کو زبردست پایا لگے گھونسے مارنے کاٹ کیون نہ کھایا یہ بھی تو ایک لڑائی ہی قاسم نہایت
برہم ہوا گھونسا تانکر دوڑا ادھر سے نقابدار لپکا لگے گھونسے چلنے امیر نے فرمایا کیون نقابدار ہم تمکو صاحب عقل خیال کرتے تھے مگر تم بھی
محض جاہل معلوم ہوتے ہو یہ فرما کر پھر درمیان مین آگئے اور دونون کو پھر علیحدہ کیا نقابدار نے کہا کہ جبتک قاسم یہانسے نہ ہٹ جائیگا مین
ہرگز نہ ہٹونگا امیر حیران ہوئے کہ اب کیا کرون ناچار ہو کر عمرو سے کہا کہ خواجہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ دونون کسی طرح اپنے مقام پر
چلے جائین مین دو ہزار روپیہ دیتا ہون عمرو نے پہلے تو بہت انکار کیا جب روپیہ دیکھا تو سوچے مین اب کیا تدبیر کرون کہ یہ دونون
اسیوقت پھر کر چلے جائین نہین تو یہ روپیہ مفت جاتا ہی سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ ایک قنات دونون کے بیچ مین کھڑی کردی
کہ نہ یہ اسکو دیکھے نہ وہ اسے دیکھے غرض خواجہ نے ایسا ہی کیا آخر دونون ناچار ہو کر پھرے امیر قاسم کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین
آئے اور پوچھا کہ اے قاسم نقابدار کو کیسا پایا قاسم نے کہا یا امیر نقابدار بہت زبردست ہی ایسا نہین ہی کہ کوئی اسپر غالب ہو
امیر سنکر چپ ہو رہے ادھر نقابدار اپنی بارگاہ مین آیا نقابدار پلنگینہ پوش سے کہا کہ یہ خاوری جوان اچھا اور کمال زبردست
تھا نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ قاسم تمام دست چپیون کی جان ہی بڑے بڑے کار نمایان اسنے کیے ہین آج بڑے زبردست سے
لڑے آبرو تمہاری رہگئی غرض نقابدار نے کہا کہ طبل جنگ بجے لیکن قاسم جب اپنے خیمے مین آیا نہایت جھنجھلاک اور جی مین کہتا ہی کہ
واقعی اس نقابدار کو اگر حمزۂ ثانی کہون تو درست ہی مجھسے اور بدیع الزمان سے اکثر مقابلہ ہوا یہ بات کبھی اسمین نہ دیکھی تھی
غضب کی قوت اس نقابدار نے پائی ہی اور لطف یہ ہی کہ مسلمان بھی ہی اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ نقابدار ہمین مین سے ہی اگر اسکا

نام دریافت ہو جائے تو ضرور معلوم ہو جائیگا کہ کسکی اولاد ہے اور واقعی وہ بڑا خوش نصیب ہے کہ جسکی اولاد ہے اے قاسم افسوس تیری اولاد
ابھی تک ایسی نہیں ہے جس سے تیرا بقائے نام رہے یہ خیال کرکے خوب رو دیا اتنے مین سمک یلطاقی سامنے سے آیا اور عرض کرنے لگا
کہ خدانخواستہ اسوقت حضور کو کیا صدمہ ہے جسکی وجہ سے اسقدر آپ رنجیدہ ہین قاسم نے کہا اے سمک مجھے ایک تو اپنی بے اولادی کا رنج
دوسرے اس نقابدار کے نام نہ معلوم ہونیکا صدمہ ہے سمک یلطاقی نے عرض کیا کہ حضور لاولدی کا علاج تو خدا ہی کر سکتا ہے مگر ہان اسقدر
ممکن ہے کہ مین اس نقابدار مغلوک روزگار کا نام دریافت کر لاؤن قاسم بہت خوش ہوا اور سمک یلطاقی کو خلعت دیکر رخصت کیا سمک
بانے عیاری کے لگا کر روانہ ہوا نقابدار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے کہ یکایک کان مین بین بجانے اور کسی خوش گلو کے گانے کی آواز درد آمیز
آئی کہ تمام حاضرین محفل بیچین ہو گئے نقابدار نے عیار سے کہا کہ دیکھنا یہ کون گاتا ہے عیار گیا اور ایک درخت کے تلے جوگن کو دیکھا کہ آنکھین بند کیے
بین بجا رہی ہے عیار نقابدار نے عجب حسن دلآویز دیکھا دیکھتے ہی شیدا ہوا دست بستہ سامنے کھڑا رہا جب جوگن گا چکی ایک شخص کو کھڑے
دیکھا پوچھا تو کون ہے اور میرے پاس کسواسطے آیا ہے عیار نقابدار نے دست بستہ کہا شاہصاحب مین عیار ہون اسوقت آپکے بین بجانے
اور گانے کی آواز سنکر ہمارے صاحبقران زمان آپ سے ملنے کے نہایت مشتاق ہین جوگن نے کہا کہ کیا لشکر اسلام مین حمزۂ صاحبقران
نے بلایا ہے عیار نے کہا جی نہین ہمارے صاحبقران نقابدار مرصع پوش نے جوگن نے کہا بابا مجھے وہان جانے سے کیا کام فقیرونکی نہ امیرون
کے دربار مین کیا ضرورت عیار نقابدار پانؤن پر گر پڑا کہ مین بغیر آپکے لیے نہ جاؤنگا القصہ جب عیار نقابدار نے از حد منت کی جوگن اسکے
ساتھ ہوئی جب بارگاہ نقابدار مین آئی بابا یا واللہ کہکر ایک گوشے مین بیٹھ گئی تمام حاضرین محفل کی یہ حالت ہوئی کہ جو شخص جوگن کو دیکھتا تھا
سکتے کی حالت مین رہجاتا تھا آخر کار نقابدار جوگن کیطرف مخاطب ہوا اور کہا کہ کیا اسوقت آپ ہی بین بجاتی تھین جوگن نے کہا جی ہان
اسوقت میرا جی گھبراتا تھا اسوجہ سے ذرا بین کو چھیڑا تھا نقابدار نے کہا اگر آپ ہمکو بھی اپنی بین سنائین تو ہم نہایت درجہ آپکے ممنون
ہونگے جوگن نے کہا بابا احسان کیسا فقیر کو جو کچھ آتا ہے سنانے مین کوئی عذر نہین ہے یہ کہکر بین کو درست کرکے بجانا شروع کیا تمام حاضرین
محفل نہایت خوش ہوئے پھر جوگن نے گانا شروع کیا سب کو دنگ کر دیا نقابدار نے نو لکھا ہار جوگن کو دیا جب جلسہ برخاست ہوا تخلیہ
مین نقابدار سے جوگن نے پوچھا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے نقابدار نے کہا کہ مجھکو نقابدار مرصع پوش کہتے ہین جوگن نے کہا بابا
نام تو نقابدار مرصع پوش آجتک نہین سنا نقابدار نے کہا بیشک فرمانا آپکا بہت درست ہے مگر مجھے نام کے چھپانے مین ایک مصلحت ہے
جوگن نے نقابدار کو پان تو نہین لگایا اور خاصدان کھول کے ایک گلوری خود کھائی ایک نقابدار کو دی نقابدار کا گلوری کھاتے ہی
سر چکرانے لگا جوگن سے کہا نہین معلوم اسوقت کیا سبب ہے کہ میرا سر چکراتا ہے جوگن بولی ذرا اُٹھکر ٹہلیے بعض پان ایسے ہوتے ہین کہ انکے
کھانے سے فوراً گرمی معلوم ہوتی ہے اور پسینہ آجاتا ہے نقابدار اُٹھا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا جوگن نے جلدی سے ایک شمع لاکر نقابدار کے
ہاتھ کی انگوٹھی کے الفاظ پڑھنا شروع کیے ساتھ ہی پشت پر سے کمند کے حلقے پڑے پلٹکر جو دیکھا تو عیار نقابدار ہے اُسنے جلدی سے جوگن
کو گرفتار کر لیا اور کہا بتا تو کون ہے جوگن نے کہا بابا جوگن ہون عیار نقابدار نے کہا اگر تو جوگن ہوتی تو مہر پڑھنے سے تجکو کیا مطلب تھا
سچ بتا تیرا کیا نام ہے جوگن نے نام بتانے مین تامل کیا تھا کہ عیار نقابدار نے ایک کوڑا اسٹراک سے مارا جب تو جوگن نے گھبرا کر کہا کہ مین
سمک عیار ہون مجھے قاسم نے نقابدار کا نام دریافت کرنے کو بھیجا تھا عیار نقابدار نے نقابدار کو ہوشیار کیا اور ساری کیفیت گذشتہ
بیان کی نقابدار نے غصے مین آکر حکم دیا کہ لاؤ جلاد کو اسے قتل کرے اور سمک کو نطع ریگ پر بٹھایا اور مستعد قتل ہوا تھا کہ غلغلہ ہوا ایک جھنڈی
سیاہ دکھائی دیا اور اُسنے حقۂ آتشبازی مارا کہ تمام بارگاہ دھوان دھار ہو گئی سمک کو عنتر قران اُٹھا لیگیا نقابدار مرصع پوش نے
پوچھا یہ کون ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ یہ نظر کردۂ شاہ ولایت ہے اور پہلوان بھی ہے بہت تعریفین قران کی کین نقابدار چپ
ہو رہا لیکن یہان لشکر امیر مین طبل جنگ بجا قاسم نے کہا کہ کل کون سامنا کریگا بدیع الزمان نے کہا کل مین جاؤنگا قاسم
نے چپکے سے اپنے سردارون سے کہا کل چچا جان کی خیریت معلوم نہین ہوتی مین کیا انکی رعایت کیا کرتا تھا یہ سب بے خبر ہو گئے دستی

ہان مین ہان ملانے لگے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کیون قاسم شاید تم اپنا سا مجھے بھی سمجھے ہو تمکو کیا نقابدار نے دبا لیا مجھے بھی دبا لیگا غرض اسیطرح آپسمین چشمک ہوئی دونون اپنے خیمون مین گئے رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی کے نقابدار اور بدیع الزمان کا مقابلہ ہوا نقابدار پلنگینہ پوش نے کہلا بھیجا کہ یہ تمھارے باپ ہین اور بہت بہادر ہین ذرا سمجھے ہوئے لڑنا یہ قاسم سے بڑھے ہوئے ہین نقابدار نے کہا آزمائش مین کیا مضائقہ ہے اتنے مین بدیع الزمان برابر نقابدار کے آیا بعد نگاورزی کے نقابدار نے سلام کیا بدیع الزمان نے جواب سلام دیا مگر کمال محبت پیدا ہوئی جی چاہا کہ اسکو گلے سے لگا لیجیے گرد پھرے پس نقابدار نے پوچھا کہ آپ کسکے ہواخواہ ہین بدیع الزمان نے کہا کہ مین اپنا آپ ہواخواہ ہون اور نام میرا بدیع الزمان ہے نقابدار بولا کہ اطاعت میری قبول کیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ اگر آپ مجھپر غالب ہوجیے گا مین اطاعت کرونگا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی بدیع الزمان نوک نیزہ سے جیغہ مرصع سر سے نقابدار کے لیگیا نقابدار نوک سنان سے ہیکل گھوڑے کی اور طبل باز حریف لیگیا بدیع الزمان آزردہ ہوا اور نیزہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزے پر روکا چند طعن مین نیزون کے ٹکڑے اڑ گئے ہاتھون سے پھینکدیے گرز ہاتھون مین لیے خوب گرز چلے آخر کشتی ہونے لگی چھ شبانہ روز کشتی رہی ساتوین روز نقابدار نے کہا کہ جائیے ہم اور آپ خوب کشتی لڑے بدیع الزمان کبھی کشتی مین میدان سے خالی نہین پھرا تھا یہ کلمہ سنتے ہی انکار مناسب نہ سمجھا ناچار پھر گیا دلمین کہا کہ آبرو رہگئی امیر نے پوچھا کہ ای فرزند نقابدار کو کیسا پایا بدیع الزمان نے عرض کیا ایسا پایا کہ سوائے حضور کے کسی کو نہ پایا تھا یہ سنکر امیر چپ ہو رہے اور کہا کہ خیر پروردگار جو ہمارے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا پھر مقبل سے فرمایا کہ ای مقبل پانچ ہزار روپیہ لاکر رکھو مقبل نے پانچ توڑے لاکے رکھے پھر امیر نے فرمایا کہ جو کوئی نقابدار کی خبر لائے کہ نقابدار کون ہے اور کیا نام ہے یہ روپیہ وہ لے عمرو نے چاہا روپیون کو اُٹھالون کہ سمک یلطاقی نے کہا ای شہریار ابھی روپیے نہ دیجیے جب یہ خبر لائین تو روپیے پائین عمرو کو غصہ آیا اور کہا او جوانا مرگ تجھے کیا ہم خاوندون سے جو چاہتے ہین وہ لیتے ہین تو کون دخل دینے والا ہے اور آستینین چڑھاتے ہوئے بڑھے سمک پیچھے ہٹنے لگا اور کہا پیر و مرشد دیکھیے جو کھری کہے اُسکا یہ حال ہوا امیر نے کہا خواجہ جانے دو اُسپر نہ جاؤ عمرو نے کہا کہ یہ مجھسے ہمیشہ سے عداوت رکھتا ہے مین اسکو سزا دونگا یہ کہکر سمک پر دوڑے سمک بھاگ گیا عمرو نے وہ روپیہ نذر زنبیل کیا اور نقابدار کی خبر کو روانہ ہوا ایک فقیر کی صورت بنکر داخل لشکر نقابدار ہوا جب دروازہ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ نقابدار نے دربار برخاست کیا اور اپنی خوابگاہ کو چلا جب صحبت خاص مین آیا کہا قانون چنگی کو لاؤ عمرو نے جو یہ آواز سنی صورت اپنی ایک خوبصورت لڑکے کی بناکر قانون چنگی کے پاس گیا قانون چنگی ہمیشہ سے حسن پرست ہی ہاتھ عمرو کا پکڑ کے اپنے پاس بٹھایا خدمتگار سب ہٹگئے قانون چنگی نے بوسہ لیا اور چاہا کہ اس سے فعل دیگر کا مرتکب ہو عمرو نے کہا یہ کیا وضع ہے مین ابھی آیا ہون اور آپ چاہتے ہین مجھے خراب کرین اپنا مزا نکالین صبر کیجیے اور کچھ مجکو دیجیے راضی کیجیے شراب پیجیے مین کہین بھاگا تو نہین جاتا ہون جو چاہیے گا کیجیے گا جب تو قانون چنگی نے ہاتھ چھوڑ دیا عمرو نے پیالہ شراب کا بیہوشی ملا کر اُسے دیا وہ پیکر بدمست ہوا حالت بیہوشی کی بہم ہوئی عمرو اُٹھکر علیحدہ ہوا تھا کہ طمانچہ بیہوشی لگا اور گرا عمرو اُسکی صورت بنا اور اُسکو ایک گوشہ مین چھپا دیا کہ اتنے مین چوبدار آیا اور کہا کہ آپکو صاحبقران ثانی نے یاد کیا ہے عمرو اُٹھ کھڑا ہوا اور ہمراہ چوبدار کے سامنے نقابدار کے آیا دعا و ثنا بجا لایا بیٹھکر چنگ بجانا شروع کیا خوب بجایا اور خوب گایا نقابدار اور اہل صحبت خوش ہوئے اور بیحد تعریف کی نقابدار نے کہا نے بجاؤ عمرو نے بجانے لگا اتنے مین عیار نقابدار آیا اور کہا آج تو قانون چنگی نے ایسی نے بجائی ہے کہ کبھی ایسی نے نہ سنی تھی بے اختیار تعریفین کرنے لگا عمرو نے اور جی توڑ کے نے بجائی اور گانے لگا عیار نے متحیر ہوکر اپنے دل مین کہا کہ ایسا کبھی قانون چنگی کو بجاتے اور گاتے نہین سنا معلوم ہوا یہ عمرو ہے مگر بانسری سنے جاتا تھا یہان لوگون نے قانون چنگی

اصلی کو بیہوش دیکھا ہوش میں لائے اور کہا کہ عجب تماشا ہے کہ ایک قانون جنگی نقابدار کی بارگاہ میں گئے ہیں قانون جنگی یہ سنکر جلدی سے لباس پہنکر خدمت نقابدار میں چلا دروازہ بارگاہ پر آیا لوگ دیکھکر حیران ہوئے کہ ایک قانون جنگی اندر ہے اور دوسرے یہ تشریف لائے ہیں یہ کیا تماشا ہے ایک چوبدار نے عیار نقابدار سے یہ حال کہا کہ اسمین قانون جنگی داخل بارگاہ ہوا عیار نقابدار نے عمرو سے کہا کہ او مرد آدمی تو نے کیا اقرار کیا تھا کہ اب صورت بدل کے کبھی نہ آؤنگا پھر کیا یہ عہد شکنی ہے یہ کہکر عمرو کو پکڑ لیا اور کہا کہ آج تجکو زندہ نہ چھوڑونگا نقابدار نے بھی کہا کہ کیوں تمنے ہماری بات نہ سنی اور پھر افشاے راز کی فکر میں پڑے اب ہم تمھیں مارین تو گیا کہ تمنے لشکر اسلام پر بڑے بڑے احسان کیے ہیں لیکن قید کرینگے اور جبتک صاحبقران سے فیصلہ نہوگا نہ چھوڑینگے عمرو نے کہا کہ اے نقابدار اب میں نہ آؤنگا ابکی مجکو اور چھوڑ دو اور گناہ میرا معاف کرو پھر میں قصد آنیکا نہ کرونگا نقابدار نے کہا کہ تمھاری بات کا اعتبار نہیں ہے اگر قسم کھاؤ تو مجکو اعتبار آئے عمرو بولا کہ میں قسم کھانیکو موجود ہوں نقابدار بولا کہ صحیفہ ابراہیمی جلد لاؤ جب صحیفہ آیا عمرو نے ہاتھ میں لیا اور کہا کہ میں قسم اسی صحیفہ کی کھاتا ہوں کہ اب میں تمھارے لشکر میں نہ آؤنگا مگر حمزہ اور دیگر سردار سب مجکو ہزاروں روپیہ دیتے ہیں کہ نام نقابدار کا دریافت کر لاؤ میں ناچار ہوں کہ زمانے کا قرضدار ہوں اگر روپیہ نہ لوں تو قرضہ کیونکر ادا ہو نقابدار نے دو توڑے اشرفیوں کے عمرو کو دیے اور کہا کہ جاؤ عمرو دعائیں دیتا چلا اور تمام احوال صاحبقران سے بیان کیا اور کہا کہ اگر قسم نہ کھاتا تو نہ چھوٹتا مگر اب لشکر نقابدار میں نہ جاؤنگا اگر ابکی نقابدار نے گرفتار کیا تو مار ہی ڈالیگا امیر خاموش ہو رہے اتنے میں خبر پہونچی کہ لشکر نقابدار میں طبل جنگ بجا ہے امیر نے بھی حکم طبل جنگ دیا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح کو میدان آرائی ہوئی بعد صفوف آرائی کے نقابدار میدان میں آیا مبارز طلب کیا مالک اژدر بادشاہ سے رخصت ہوکر مقابل نقابدار ہوا بعد نگاہ او گفتگو کے نیزہ بازی شروع ہوئی راوی نے بیان کیا ہے کہ نیزہ مالک کا دسو اسی من کا ہے اور مالک صاحبقران نیزہ داران عالم ہے دو گھڑی نیزہ بازی ہوئی تھی کہ مالک نے نیزہ درمیان نیزۂ نقابدار مارا کہ نیزۂ نقابدار ٹوٹ گیا قاسم خوش ہوا کہ مالک نیزہ باز بے بدل ہے کوئی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہے لیکن نقابدار نیزے کے ٹوٹنے سے بہت آزردہ ہوا ہاتھ بڑھا کر نیزہ مالک کا پکڑ کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ نیزہ مالک کا ٹوٹ گیا اور آپسمین لپٹ کے زور ہونے لگے جب گھوڑے بیٹھ گئے تو زمین پر آ کے مصروف کشتی ہوئے چھ شبانہ روز کشتی رہی ساتویں روز امیر نے دونوں کو جدا کیا دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں میں گئے امیر بارگاہ میں بیٹھے تمام سرداروں کا دورہ بندھا صحبت عیش گرم رہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمنے دو مرتبہ روپیے بھی لیے مگر نام نقابدار کا نہ معلوم کیا کہ یہ کون ہے عمرو نے کہا کہ اے حمزہ جان میری بچگئی اور میں نے تو کچھ کوتاہی نہ کی تھی مگر نقابدار کا عیار بلاے بیدرمان ہے مجکو پہچان ہی لیتا ہے اور مجھسے قسم کی صحیفہ درمیان میں رکھا گیا تھا امیر نے کہا کہ تم تو اب جاؤ گے نہیں بہتر ہے تو کہنا ناحق ہے اور تیس ہزار روپیہ منگوا کر رکھدیے کہ جو خبر نقابدار کی لائے وہ یہ روپیہ لے بدیع الزمان اور قاسم وغیرہ نے بھی روپیے منگوائے عمرو نے جو یہ روپیہ دیکھا خوش ہوکر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ حمزہ تو روپیہ دیکر میری جان لیگا اور میں نہ لونگا تو قرضداروں کو کیا جواب دونگا یہ کہکر سب روپیہ داخل زنبیل کیا اور بانہاے عیاری بدن پر درست کر کے روانہ ہوا دروازۂ بارگاہ نقابدار پر آیا دیکھا کہ دربار معمور ہے نقابدار پلنگینہ پوش کہ رہا ہے کہ ای شہریار دو لڑائیاں اور باقی ہیں ایک تو لندھور سے دوسری امیر سے عمرو چھپا کھڑا رہا دو پہر رات گئے فراشونکو بیہوش کرکے قنات پھاڑ کر خاص برداروں اور خدمتگاروں کو بیہوشی دیکر قریب نقابدار آیا نقاب منہ پر سے اٹھائی ایک جوان کو دیکھا کہ سن گیارہ برس کا ہے مگر شعلۂ نور چہرے سے اٹھ رہا ہے تمام چہرہ نورانی ہے خال سبز رگ ہاشمی نمایاں ہے چاہا کہ پھر نقابدار کو جگا کر نام دریافت کر لے اتنے میں عیار نقابدار پہونچا فراشوں کو بیہوش دیکھکر اندر آیا ایک سیاہ پوش کو دیکھکر نعرہ کیا کہ لینا اسے چار طرف سے لوگ دوڑے غل پکڑو پکڑو کا بلند ہوا عمرو گھبرا کر بھاگا راہ باہر جانے کی نہ پائی ناچار ہوا ستون پکڑ کر بارگاہ پر چڑھ گیا کسی نے نہ دیکھا کہ عمرو کہاں گیا مگر عمرو صبح تک وہیں بیٹھا رہا نقابدار کی بھی نیند جاتی رہی عیار سے باتیں کرتا رہا کہ عمرو بد اطماع ہے ہر دفعہ روپیہ لیکر میرا نام دریافت کرنے آتا ہے عیار کہتا ہے کہ حضور بجا ہے یہی باتیں تھیں کہ عمرو کو کھانسی آئی عیار نقابدار نے ادھر دیکھا عمرو بیٹھا تھا اسنے نعرہ کیا عمرو سقف بارگاہ کو چاک کرکے

حسرت و حیز کر کے چلا عیار نقابدار نے تعاقب کیا آگے آگے عمرو پیچھے عیار نقابدار عمرو ایک جگہ پہونچا کہ برسات کے پانی سے زمین وہان کی کٹ گئی تھی عمرو وہان چھپ رہا عیار نقابدار وہانسے آگے بڑھا عمرو نے پیچھے سے نکلکر عیار نقابدار کو کمند مارکر پکڑ لیا اور باندھکر بارگاہ سلیمانی مین لایا زمین پر رکھا امیر سے کہا نہین معلوم یہ جوانمرگ کسکا نطفہ ہے مین اسکے ہاتھ سے بہت تنگ ہون نام نقابدار کا دریافت کر چکا تھا اسمین سیاہی بھر چکا تھا حریر پر مہر چھاپا چاہتا تھا کہ یہ ناشدنی آ پہونچا تمام محنت میری ضائع کی اسکو خوب مار ڈالا چاہا کہ مارے نقابدار صبا وار اسپ سبک سیر پر سوار تعاقب مین آیا اور داخل بارگاہ ہوا وہ وقت ہے کہ عمرو نے تازیانہ اٹھایا ہے کہ نقابدار کے عیار کو مارے نقابدار نے سلام بطور اسلام کیا اہل بارگاہ نے جواب سلام دیا امیر نے تعظیم دی اور زنگل مکان بجانب ہر چھوڑ دیا نقابدار بیٹھا اور کہا کہ عمرو میرے عیار کو پکڑ لایا ہے مین چھڑانے آیا ہون امیر نے کہا کہ عیار آپکا حاضر ہے لیجائیے کوئی مانع نہین ہے عمرو خوف سے نقابدار کے چھپ گیا تھا امیر نے عیار کو کھولکر نقابدار کے حوالے کیا اور صاحبقران نقابدار سے بہت خلق کے ساتھ پیش آئے بدیع الزمان نے بہت محبت سے باتین کین بعد اسکے نقابدار اٹھ کھڑا ہوا ہر چند صاحبقران نے فرمایا کہ آج یہین رہو نقابدار نے کہا عنقریب ہمارا آپکا فیصلہ ہوا چاہتا ہے پھر یکجا رہینگے یہ کہکر اپنے عیار کو لیکر روانہ ہوا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ادھر امیر کے لشکر مین بھی نقارہ گڑگڑایا رات بھر دونون لشکر تیاری جنگ مین رہے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے نقابدار میدان مین آیا مبارز طلب کیا لندھور کی صف کے علم جلوہ گری پر آئے بارہ سو بادشاہ ہندوستان نیچے جامے پہنے کوتہ خالی کٹاریان کمرون مین لگائے لندھور کے ساتھ آئے لندھور برابر تخت شاہی کے آیا ہاتھی سے اترکر بادشاہ کو مجرا کیا اور اجازت میدان کی چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ خدا تمہارا مددگار ہے جاؤ اور جام کلہ عفریت عنایت ہوا لندھور اس جام کو لیکر ہاتھی پر سوار ہوا تمام رفیقون کو رخصت کیا کہ تم سب یہین ٹھہرو میدان مین ایک سے ایک ہی لڑا چاہتا ہے مگر تم میرے حق مین دعا کرو کہ آبرو میری خدا رکھے سب رفیق دعا مین مصروف ہوئے لندھور کا ہاتھی ہگلی بھچلی کلیلین جھاڑ کر چلا مثل بلبلکا ایا حست + اٹھائی سونڈ جھک گئے دنت + اس منزل سے جو ہاتھی چلا لندھور نے اپنے عیار حضرت الیاس سے آنکھ ملائی اسنے کہا کہ اے شہریار والا تبار نظم

چرخی بجا ہے اسکی جو چرخ پیلبان ہو	پایل نہ جھول ساٹر کیا کیا کہون مین خوبی	تعریف شان و شوکت ہاتھی کی کیا لکھون مین
گجباتک سالک مہاوت چھیڑے تو یون چلے ہے	عاشق کی وصل کی شب جسطرح سے روان ہو	اصلا جو اسمین شوخی ہو یا کہین تکان ہو
وصف ضخامت انکا کیسے تو کیا بیان ہو	اس دانت سے تو ہم اس دانت تک جو گذرے	دانتون کے بیچ اسکے ہے اسقدر پھسونڈا
		پہونچے وہ ایک دن مین جو شب نہ درمیان ہو

غرض لندھور نقابدار کیطرف چلا نقابدار نگاور زن ہوا برابر دونون کے مرکب ہٹے بعد گفتگو کے نیزہ بازی شروع ہوئی برابر رہے نقابدار نے گرز مارا لندھور نے روکا ایسی سخت ضرب آئی کہ بیہوش ہو گیا اور ہر بن مو سے پسینا جاری ہوا لندھور تتق گرد مین چھپ گیا مگر دونون ہاتھ جو ستون گرز تھے انمین خلل اور بل واقع نہوا لندھور تو تودہ گرد مین پنہان تھا اور نقابدار کلاہ کج کیے بیکار رہا تھا کہ زدم و پست کردم مارا کام تمام کیا شعر کجا پہلوانان گردنکشان + اگر خاک جوید نیابد نشان + عیار لندھور نے گرد گرد چرخ مارا ہر چند پکارا کچھ آواز نہ آئی الیاس نے اندر گرد کے گھسکر دیکھا کہ لندھور بیہوش ہے منھ پر چھاگل سے پانی لیکر چھینٹا دیا لندھور کی آنکھ کھلی الیاس نے کہا کہ حریف زیادتی کرتا ہے بس لندھور نے اشارہ ہاتھی کو کیا ویسا ہی ہاتھی تھا کہ طبقۂ زمین کا لیکر نکلا لندھور نے منھ رومال سے پاک کیا اور چاہا کہ ایک ضرب گرز اپنی نقابدار پر مارے کہ عمرو نے دوڑ کر کہا صاحبقران فرماتے ہین کہ اے لندھور تم اپنی ضرب گرز نقابدار پر نہ مارنا لندھور نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے نقابدار پکارا اے جری تمکو قسم ہے نمک صاحبقران کی کہ تم بھی ضرب اپنی مجھپر لگاؤ تب لندھور نے ناچار ہوکر گرز مارا اسنے گرز کو گرز پر روکا آواز گرز دمن کے تڑاقے کی گنبد گردان تک پیچیدہ ہوئی شرارے آتش کے نکلے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب تنگ تنگ غرق عرق ہوا کمر اسکی ٹوٹ گئی گھٹنے نقابدار کے زمین سے لگ گئے پلک سے پلک بند ہو گئی ہر بن مو سے نقابدار کے پسینا جاری ہوا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دیگیا یہ تو تتق گرد مین

پنہان تھا اور لندھور کاراہ کوچ کرکے پکارا کہ نقابدار کی خبر لو عیار نقابدار دوڑا گرد گرد کے چرخ مارا چھاگل سے پانی نکال کر چھینٹا دیا گرد بیٹھی دیکھا کہ نقابدار بیہوش ہو گیا ہی اور دریائے عرق مین غرق ہی عیار پکارا کہ اے نقابدار عالی مقدار ہوش مین آئیے حریف زیادتی کرتا ہی نقابدار نے آنکھ کھولی مرکب کو دیکھا تڑپ رہا ہی کود پڑا پیٹ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قائم کیا دیکھا کہ عرصہ زندگی کا اُسپر تنگ ہی تنگ ہوکر ہاتھ سے ٹپک دیا اور ہاتھی پر لندھور کے جھپٹ پڑا بھسونڈ پکڑکر جھٹکا دیکر کاسہ سر سے کھینچ لیا لندھور کود پڑا اور کہا کہ اے نقابدار غضب کیا کہ تو نے میرے ہاتھی کو مار ڈالا اس بیزبان نے تیرا کیا کیا تھا نقابدار نے کہا کہ تو نے میرا گھوڑا مار ڈالا مین نے اُسکا عوض لیا لندھور نے کہا مین نے دانستہ نہین مارا تھا اب میرے گرز کی نہ لا سکا اور تو نے تو دیدہ و دانستہ میرے ہاتھی کو مار ڈالا اخر جو تو نے کیا بہتر کیا اب تجکو باندھ کے صاحبقران کے پاس لیجاؤنگا یہ کہکے ہتھیار ہاتھ سے ڈالکر دوڑا نقابدار نے جو لندھور کو آتے دیکھا سپر و تلوار رکھکر آستینین چڑھاکر یہ بھی دوڑا ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ گردن پر رکھا غرض ایک ایک ہاتھ گردن پر رکھکر سر و نکو ملا کر ٹکر لی کہ پوست ماتھون کے اُڑ گئے عجب نہ تھا کہ ناتوان اگر متقابل سر ہوتا تو وہ بھی سرمہ ہو جاتا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین سامنے کے داؤن پیچ ہونے لگے خمون کی آواز سے رن گونج گیا نقابدار مثل برق کے چمک چمک کر اس خوبی سے لڑ رہا ہی کہ ہر شخص کی زبان پر واہ واہ جاری ہی لندھور بھی باوجود پیرانہ سالی کسی مقام پر نقابدار سے دبتا نہین ایکبار نقابدار لندھور کو نیچے پکڑ لایا صاحبقران نے جو یہ حالت دیکھی دعا مانگنے لگے کہ خداوندا لندھور کی تو آبرو رکھنے والا ہی ادھر نقابدار نے گھٹنا مارا کہ اگر پہاڑ پر مارتا تو وہ بھی اپنی جگہ سے جنبش کر جاتا مگر لندھور نے زمین نہ چھوڑی اور دھڑ سے دھڑ مار کر سامنے کھڑا ہو گیا نقابدار پھر لپکا لندھور بغلی ڈوب کے نقابدار کو نیچے لایا امیر بہت خوش ہوئے لندھور چاہتا تھا کہ دبا کر بیٹھے مگر نقابدار نیچے سے نکل گیا ایسا لطف تمام لشکر کو اس کشتی مین آیا کہ کسی کشتی مین نہ آیا تھا ہر طرف صدائے واہ واہ بلند تھی آخرکار ایسی گتھم گتھا ہوئی تھی کہ جہان گھڑی دو گھڑی لڑتے تھے پسینا یہانتک بہتا تھا کہ کیچڑ ہو جاتی تھی اسیطرح چھ شبانہ روز کشتی رہی ساتوین دن کو جدا کیا اور کہا اے بہادرو آفرین ہی تمپر اب بغیر میرے فیصلہ ہوگا کل میرا مقابلہ ہی نقابدار نے کہا مین بھی یہی چاہتا ہون یہ کہکر نقابدار اپنے خیمے مین آیا صاحبقران ادھر پھر گئے لندھور سے نقابدار کی کیفیت پوچھی لندھور نے عرض کیا کہ واقعی نقابدار زبردستان روزگار سے ہی خدا نے میری آبرو رکھی آپ ملاحظہ فرماتے تھے کہ کہین وہ مجھسے دبتا تھا امیر نے فرمایا کہ بھئی تم بھی تو کہین نہین گھٹے خیر اب میری باری ہی خدا مالک ہی یہان نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اے شہریار کل امیر کا سامنا ہی نقابدار نے کہا کہ حمزہ کے پاس اشقر سا مرکب ہی اُسکے برابر کہین دوسرا مرکب ہی پلنگینہ پوش نے کہا کہ حمزہ کے پاس خنگ سیہ قیطاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوسرا مرکب ہی کہ وہ اشقر کے مقابل ہی نقابدار مرصع پوش نے پوچھا کہ وہ مرکب کہان بندھا ہی پلنگینہ پوش نے پتا بتایا نقابدار مرصع پوش نے کہا ابھی جاکے لاتا ہر چند نقابدار پلنگینہ پوش نے منع کیا کہ تم نہ جاؤ صاحبقران سے منگوا بھیجو نقابدار مرصع پوش نے نہ مانا اور گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب لشکر امیر مین پہونچا اصطبل مین آکے خنگ سیہ قیطاس کو کھولا اور ساز اُسکا اُسپر لگایا لوگون نے اصطبل کے چاہا کہ روکین نقابدار مرصع پوش نے کہا کہ اگر تم لوگ روکو گے تو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور مین گھوڑا لیجاؤنگا بہتر یہی ہی کہ تم دخل نہ دو امیر مجھسے سمجھ لینگے اس رعب سے یہ کلمے کہے کہ کسیکا حوصلہ نقابدار کے روکنے کا نہ پڑا نقابدار خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا اچھی طرح بندھوایا بارگاہ مین آکر بیٹھا سارا حال نقابدار پلنگینہ پوش سے بیان کیا نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ امیر آتے ہی ہونگے یہان امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے عرض کی نقابدار خنگ سیہ قیطاس کو اصطبل سے کھول لیگیا امیر یہ سنتے ہی برہم ہوئے اور کہا کہ نقابدار مجھے سمجھ لیگا مین ابھی جاکر اپنا گھوڑا لاتا ہون اور بارگاہ سے نکلکر اشقر پر سوار ہوئے لشکر نقابدار کا راستہ لیا اُسوقت پہونچے کہ پلنگینہ پوش

دیکھ رہا تھا کہ اگر امیر آئیں تو کیا جواب دوں نقابدار نے کہا کہ سمجھا جائیگا امیر نے جو اندر بارگاہ کے قدم رکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا نقابدار نے جواب سلام کا دیا اور تعظیم کیواسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر کو مسند پر بٹھایا آپ پائین مسند بیٹھا عطردان پاندان چنگیر جو گھڑے حاضر کیے ناچ ہونے لگا جلسہ جما نازنینان خوش الحان نے بصد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی غزل

عار تھی جنکو ہمیشہ مری ہمخوابی سے
وہی جاتے ہین اُتر کر ابھی مہتابی سے
زلزلے سے ہین ہر زمین لحد کی اُنکے
مر کے بھی چین نہین ہے انہین بیتابی سے
جاگنا بھی شب تکلیف مین انکو دولت ہے
آنکھین یاقوت ہوئین میری بیخوابی سے
نہ دیا جبکہ مہ و مہر نے دم بھر آرام
کیا توقع ہمین اس گنبد دولابی سے
بجھ گئی دل کی لگی داغ مین ٹھنڈک آئی
تر ہین نظرین گل رخسار کی شادابی سے
رنگتی آج بھی امید شہادت تسلیم
پھر گئی آکے اجل تیغ کی بے آبی سے

عجب لطف ہے دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہے جب دماغ امیر کا بادۂ ناب سے گرم ہوا امیر کا یہ عالم ہے کہ نقابدار کو دیکھتے ہین اور باغ باغ ہوتے جاتے ہین یہ جی چاہتا ہے کہ اسکو گلے سے لگا لیجیے تصدق ہوجیے اور سب غصہ جاتا رہا دل مین کہتے ہین کہ اگر اشقر بھی مانگے تو اچھا ہے مگر ناچار ہین کہ آئے تھے گھوڑا لینے کیواسطے کچھ کہنا ضرور تھا نقابدار مرصع پوش کی طرف دیکھکر کہا کہ بھئی یہ کیا تھا کہ تم میرا گھوڑا کھول لائے کیا اپنی زبردستی اور بانکپن مجکو دکھاتے ہو آجتک مجھپر کوئی غالب نہین ہوا اور کوئی امیری قیمتی آجتک اس طرح نہین لایا کہ جس طرح میرا گھوڑا کھول لائے جلد میرا گھوڑا منگوا دو نقابدار نے کہا کہ یا صاحبقران مین بھی آپکا اور گھوڑا بھی آپکا ہے مگر کل میرے اور آپ کے مقابلہ تھا اور میرے پاس کوئی ایسا گھوڑا نہ تھا کہ جو اشقر سے مقابلہ کرے اگر آپ اشقر پر سوار ہون تو مجھے خنگ دیجیے اور اگر آپ خنگ پر سوار ہون تو مجکو اشقر مرحمت فرمائیے امیر نے فرمایا کہ اگر یہ تھا تو مجھسے کہلا بھیجا ہوتا مین بھیجدیتا اس طرح کے لانے سے تو خلق جانیگی کہ نقابدار زبردستی گھوڑا لیگیا نقابدار نے کہا کہ اے شہریار کل میرے اور آپ کے فیصلہ ہے اگر آپ مجھپر غالب ہوتے تو میرا اسب اسباب آپکا اور مین بھی ایک ملازمان حضور مین سے ہون اور جو یہ حقیر ملازمان عالی پر غالب ہوا تو سب کچھ میرا ہے اور جو گھوڑے کی طرف سے حضور کو ملال ہے تو گھوڑا لیجائیے امیر نے کہا کہ مین نے گھوڑا بادشاہ اسلام کو دیا ہے فقط اسکا خیال ہے کہ مین نے گھوڑا پایا تم رہنے دو سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے تینون نقابدار دروازۂ بارگاہ تک پہونچانے کو آئے امیر اُنسے رخصت ہوکر گھوڑے پر سوار ہوکر اپنی بارگاہ مین تشریف لائے اور حکم کیا طبل جنگ بجے اُدھر لشکر نقابدار مین نقارۂ رزمی بجا دونون طرف تیاری ہونے لگی ہر شخص اپنے اپنے آلات حرب کو درست کرنے لگا کسی کا یہ عالم تھا کہ تیر کے پیکان کو زہر سے آبدار کرتا تھا کوئی سپر کو صیقل مصقل چار آئینے کو صاف کر رہا ہے کسی کے آگے منقل آتشین رکھی تھی کمان جس جگہ سے خانہ کر گئی تھی اسکو درست کر رہا تھا ترکشون کو اُنڈیل کر جس تیر کا پیکان یا سوفار جاتا رہا تھا نکالکر پھینکتے جاتے تھے اور جو تیر اچھے تھے انہین ترکشون مین رکھتے تھے کہ بوقت جنگ کوتاہی نہ کرے بعضے تلوارون کو سنگ چٹا رہے تھے کہ دل سنگین کوہ ہول سے شق ہوا جاتا تھا بعضے تیغون کو چرخ چڑھا رہے تھے کہ عقل تیز چرخ کی چرخ تھی کہ دیکھیے اب کیا ہوگا بعضے لوگ آپسمین بغلگیر ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے کل گردون دون اور زمانۂ بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہے کل دیکھیے تخت سلطانی کسکی قسمت مین لکھا ہے اور تختۂ تابوت کسکی قسمت مین ہے اشعار

در اندیشه گردد گلستان یک بیک
که فردا ایکا میکه گردد فلک
گرا تاج اقبال بر سر نهد
گرا تخت تابوت بر ور نهد
که داند که فردا چه خواهد رسید
ز دیده که خواهد شدن ناپدید قطعه
بیا ای دوست با من باش امروز
که فردا من کجا باشم کجا تو
ندانم بازی گردد ملاقات
زمانی من ترا بینم مرا تو

سب کہتے تھے کہ کل نقابدار اور صاحبقران سے مقابلہ ہے اگر صاحبقران غالب آئے تو بہتر ورنہ نقابدار کو ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کرینگے یہ نہو گا کہ کسی طرح ذلیل ہون بعض کہتے تھے کہ حمزہ قدرت رب جلیل شاگرد جبرئیل ہے اسپر کوئی غالب ہوا ہے جو یہ غالب ہوگا ایسے ایسے نقابدار کتنے ہی آئے اور زیر ہوئے اسکو بھی امیر

زیر کرینگے اسباب حرب کیسکے واسطے درست کریں ادھر بھی اہل اسلام ہین اور اُدھر بھی اہل اسلام ہین بعضون نے کہا کہ بھائی
وقت ہر بیوقت ہر سپاہی کو اپنے کیل کانٹے سے درست رہنا چاہیے ہتھیار تو درست رہین غرض چار پہر رات تیاری جنگ
مین بسر ہوئی وقتیکہ آفتاب گلرنگ از دریچہ خرچنگ سر بدر آورد و این عالم ظلمانی را از نور خویشتن منور ومزین گردانید صبح ہوئی خیل
خیل ذیل ذیل قشون قشون تمبین تمبین دستے دستے گروہ گروہ انبوہ انبوہ میدان کیطرف چلے جاتے ہین اور دروازہ شاہی پہر دارو
کا مجمع ہے امیر نماز سے فراغ کرکے دعا مانگ رہے ہین کہ اے کریم کارساز بندہ نواز مین ایک مرد ضعیف نحیف ہون تو نے مجکو مرتبہ
سلیمانی عطا کیا اور خوگر تیرے الطاف وعنایت کا ہون تو ہی میری آبرو رکھنے والا ہے اب بھی تیری عنایت سے امید قوی رکھتا
ہون کہ اس نقابدار پر مجھے غلبہ دے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ عمرو بن امیہ ضمری آئے اور پیچھے کھڑے ہو کر پکارے
کہ اے پروردگار حمزہ بڈھے ہو چکے ہین اب انکی ضعیفی ہے اولادین بہت ہو چکی ہین طاقت انمین باقی نہین رہی ہے آبرو انکی رکھ
لے کہ جوان پر قوت سے سامنا ہے تو ہی انکا حامی و مددگار ہے امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا اور کہا کہ او کمبخت شیطان دعا بھی نہین
مانگنے دیتا ہے عمرو نے کہا حمزہ مین تو آمین کہہ رہا ہون امیر نے مقبل سے کہا کہ یہ دعا نہ مانگنے دیگا صندوق اسلحہ کا لاؤ مقبل
نے صندوق سامنے لاکر رکھدیا امیر باتوقیر نے ہفت پیراہن حضرت ابراہیمؑ کا واسطے نرمی اندام کے زیب بدن کیا زرہ
داؤدی پہنی کمر بند رستم کا باندھا نیمچہ سہراب یل اور تیغہ صمصام و قمقام اور تیغہ عقرب ذو الحجام کمر سے لگایا خود
حضرت ہودؑ کا سر پر رکھا دستانے حضرت یوسفؑ کے ہاتھ مین پہنے رانگے حضرت یونسؑ کے زانو پر لگائے سپر گرساسپ
کی موزے حضرت صالحؑ کے زیب پا کیے بازوبند حضرت آدمؑ کا بازو پر باندھا کمان حضرت اسحاقؑ کی شانے پر لگائی گرز اسپر گرشاسپ
کا پشت پر لگایا نیزہ حضرت نوحؑ کا ہاتھ مین لیا باہر آکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے دروازۂ بادشاہی پر آئے سب سردارون
نے اٹھ اٹھکر مجرا کیا پوچھا امیر نے کہ حضور بادشاہ عالم کے برآمد ہونے مین کتنی دیر ہے لوگون نے عرض کیا کہ آمد آمد شہنشاہ گیتی پناہ
ظل اللہ کی قریب ہے اس اثنا مین غلغلہ ہوا کہ صاحبو خبردار ہو ہوشیار ہو بادشاہ جمجاہ عالم پناہ برآمد ہوا چاہتے ہین تمام سردار
اور فوج ہوشیار ہوئی کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخیون پر کھینچا گیا پہلے پنجشاخے والے دکھائی دیے ہاتھون مین طلائی
نقرئی پنجشاخے روشن کیے ہوئے نکلے مشعلچی دستیان طلائی نقرئی لیے ہوئے برآمد ہوئے جب انکے غول نکل گئے بعد انکے
چوبدار یساول مردہے قولر اقاصی نظر آئے تخت شاہی بیچ مین گرد اسکے فانوس بردار ہاتھون مین انکے نیلم و پکھراج و یاقوت
و زمرد کی جھجھرین تھین تمام زمین بوقلمون معلوم ہوتی تھی آگے آگے طفلان پری پیکر ہاتھون مین انکے شمعہاے مومی روشن
عود سوز عنبر سوز و نقلدانی آتشین روشن عود برگی باسیر جہونکتے ہوئے خوشبو کی لپٹین چلی آتی ہین بادشاہ ملک اقتدار تخت سلیمانی
پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قب شاہنشاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوئے سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی چتر زرنگار
بادشاہی سر پر پھرتا ہوا تخت بادشاہی قلب سپاہ مین مثل دل کے آن کر قائم ہوا اولان اول صاحبقران عالی شان
نے بڑھکر مجرا کیا چوبدار پکارا حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان نگاہ روبرو جہاں پناہ قبلۂ عالم پناہ سلامت بادشاہ ظل اللہ
نے سینے پر ہاتھ رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے اور اشارہ کیا کہ مرکب پر سوار ہو جیسے امیر سات قدم پیچھے ہٹکر آداب شاہانہ
بجا لائے اور اشقر دیوزاد پری پیکر پر سوار ہوئے پھر تو دست راست سے لندھور نے مجرا کیا اور دست چپ سے
مالک اژدر نے تسلیم شاہانہ کی بعد اسکے اور دست راستیون اور دست چپیون کا مجرا ہونے لگا سلام و مجرا لیتے ہوئے
وعدہ گاہ مصاف کی طرف مثل باد بہاری سواری روانہ ہوئی نقارچیون نے پہلے ہی نقارون کو چاشنی دے دیکر درست کر رکھا
تھا بمجرد ورود سواری کے نقارے پر چوب پڑی شہنا نوازون نے للت بھیروین بہاس کو پھونکا یہ معلوم ہوتا تھا ایک
دولھا کی سواری چلی جاتی ہے کوچہ سلامت سے سواری حضور کی بے ملامت چلی دو دستہ سلامی ہوتی جاتی تھی اجرام نورانی ہوتا

جاتا تھا چھوٹے چھوٹے تارے چھپتے جاتے ہین بڑے بڑے تارے اکادکا دکھائی دیتے ہین نسیم سحری وزان ہی جب خوب روشنی صبح کی ہوئی تو روشنی کرنے والون کو اشارہ کیا کہ گل کردو پنجشاخے والے بھرے جابجا قندیلون کو جو توڑ توڑ کے پھینکدیا تھا انھون نے اختر تابندہ کا خواص پیدا کیا تھا زمین جنگ بہتر از سپہر برین معلوم ہوتی تھی بعد اسکے سواری جہان پناہ کی وعدہ گاہ مصاف مین آنکر پہونچی تمام دستہ راستی دستہ راست کی طرف اور تمام دستہ چپی دست چپ کی طرف آن آن کر قائم ہوئے جب تمام فوج نے اپنا اپنے قرینے اور معمول سے اپنی اپنی جگہ پر قیام کیا تو حمزۂ صاحبقران بمرتبۂ صاحبقرانی چالیس قدم آگے بڑھ کے قائم ہوئے تخت سلطانی قلب سپاہ مین مثل جان و دل کے آنکے قائم ہوا اُس طرف دیکھا کہ آمد آمد لشکر لقا بدلقا مقدار مرصع پوش کی ہی بیچ مین نقابدار مرصع پوش اور دہنی طرف نقابدار یاقوت پوش اور بائین طرف نقابدار سبز پوش آکر قائم ہوئے علم اژدہا پیکر سر پر نقابدار مرصع پوش کے سایہ فگن ہی اور آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی اُس پیکر بیجان سے نکل رہی ہی اور طبل اسکندری و بوق ترکی و سنج کیومرثی جہانجھ افراسیابی بجتا ہوا طبل اسکندری سے صداے یا صاحبقران یا صاحبقران بلند ہی آج ایک طرف لقاے بے بقا راندۂ درگاہ خدا زمرد شاہ مردود ورو سیاہ مسلسل و مطوق قید مین گرفتار ہمراہ نقابدار چلا آتا تھا لقا نے نقابدار سے کہلا بھیجا تھا کہ آج مجھے بھی میدان مین لیچلیو گا اسوجہ سے بحکم نقابدار زمرد شاہ روسیاہ و خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین اور ہرمز تاجدار و فرامرز نابکار اور یاقوت شاہ بدکردار و ضیغم خون آشام بدانجام اور کلکال خون آشام اور زنگال خون آشام و سہراب افسر گیر خاندان قدرت لقا کے بے پیر اور قہرش بن عشر الملک سوکیا کے طوفانی وغیرہ سب کے سب طوق و سلاسل مین گرفتار میدان مین آکے پہونچے ایک طرف کو ہاتھی ان دیہاتیون کے بھی کھڑے تھے اور لقاے ناہنجار وہان بھی تقدیرین بگھار رہا تھا اور بہت کچھ جھک مار رہا تھا بختیارک سے کہتا تھا کہ ای شیطان درگاہ مین تقدیر کی ہین نے کہ نقابدار مرصع پوش حمزہ کو پکڑ لیگا بختیارک نے کہا کہ یہ بھی نہوگا اگر نقابدار آئے اور حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے کوئی بیٹا کوئی پوتا نکلا معلوم ہوتا ہی یہ بھی نقابدار گرفتار ہوگا جب ظاہر ہوگا تو یہ بھی کوئی نہ کوئی عزیز حمزہ کا ہوگا تجھے کیا مطلب ہی یہ غالب ہوا تو کیا اور وہ غالب ہوا تو کیا تو بیٹھا اپنی تقدیر کو بیٹ لقا غصہ کھا کر چپ ہو رہا لیکن دونون لشکر جب میدان مین آئے فوجون کی آمد سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا چشمۂ آفتاب گندلا ہو گیا آئینۂ سپہر مکدر ہو گیا طائر آشیان گم کردہ پھرتے تھے فوجون کی آمد سے زمین نے مرکز اپنا چھوڑ دیا تھا کرۂ ہوا کرۂ خاک ہو گیا تھا چھ طبق زمین کے رہگئے تھے آٹھ طبق آسمان کے ہو گئے تھے اشعار

زمین شش شد و آسمان گشت ہشت | ز سم ستوران دران پہن دشت
ز آمد شد لشکر بے قیاس | زمین در تزلزل فلک در ہراس
خسک در گذرگاہ کین ریختند | نقیبان خروشیدن انگیختند
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب | ز رگ بر رگ سو لسبو در شتاب

جب کچھ کچھ گرد و غبار کم ہوا زردی دھوپ کی گندلاہٹ کے ساتھ میدان مین جھلی صورتین نظر آنے لگین ایک نے دوسرے کو تیز تیز بنظر ستیز دیکھنا شروع کیا بہادرون کا یہ عالم ہی کہ ٹھنڈی ہوا جسم مین لگ رہی ہی گھوڑے رانون مین اٹکھیلیان کر رہے ہین قبضون پر ہاتھ پڑے ہین دل مین امنگ ہی کہ حریف کو للکار لے تلوارین مار لے ادھر میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہو رہا ہی صف آرائی کر رہے ہین جسکا گھوڑا آگے بڑھا ہوا تھا چوبدست مار کے پیچھے ہٹاتے تھے جسکا مرکب پیچھے ہٹا تھا باگ کھینچ کے آگے بڑھاتے تھے جوانون کے بازو سے بازو گھوسے سے گھوسا گھوڑون کے تھوتھنون سے تھوتھن پٹھون سے پٹھا کنوتی سے کنوتی رکاب سے رکاب دم سے دم سم سے سم ملا کر برابر کر دیا تیرانداز طرفین سے نکلے جو جو درخت کہ حائل نظر و نظر تھے اُنکو کاٹ کر پھینکدیا

بیلچہ کارون نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کی میدان تیار ہوچکا نقیب نکلکر پکارے کہ کہان ہی رستم
کہان ہی سہراب کہان ہی سام کہان ہی بیژن کہان ہی برزو کہان ہی اسفندیار کوہ فنا دلاور نامدار ہی کہ اپنے نام کو بلند
کرے اور نام رستم و سام کا مٹادے اتنے مین لشکر نقابدار کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقابدار مرصع پوش
نقابدار پلنگینہ پوش سے اجازت لیکر بگمد بیان کرتا ہوا ران باگ لڑگت دکھاتا ہوا میدان کو چلا مرکب نے جو کیفیت دکھائی
عیار سے آنکھ ملائی اُسنے کہا ابیات وہ چہ مرکب چہ برق یا بادی ✤ طرفہ دیوانہ و پریزادے ✤ خوش خرامی ز آب نازک تر
تیز گامے ز برق چابک تر ✤ سبحان اللہ کیا بات ہی اور نقابدار گھوڑا چمکا کر میدان مین آیا اور نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع
کیے کبھی ایک رکاب پر قائم ہوکر برچھا ہلاتا تھا کبھی برچھے سمیت مرکب کی پیٹ کے تلے سے نکل آتا اور گھوڑے پر بیٹھ جاتا
تھا گھوڑا اسی طرح رو مین چلا جاتا تھا بعد اسکے چھلے اور انگوٹھی سنان و بنان مین ڈالکر نیزہ بازی شروع کی اور کوئی انگوٹھی
گرنے نہ دی بعد اسکے تیر و کمان ہاتھ مین لیکر تیر آسمان کی طرف پھینکا وہ تیر گرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا تیر مارا اُسکا پیکان اُسکے
سوفار مین در آیا اور سوے آسمان لیکر چلا وہ دونون ابھی نہ گرے تھے کہ تیسرا تیر اور مارا اُسکا پیکان اُسکے سوفار مین
پیوستہ ہوکر دونون کو لیکر بلند ہوا اسی طرح نو تیر کا نیزہ بنا کر اتارا آواز تحسین و آفرین کی ہر طرف سے بلند ہوئی بعد اسکے
درخت آہنی میدان مین قائم کیا جسکی ہر شاخ مین حلقے طلائی نمایان اور ہر حلقے مین خوشہ ہاے مروارید آویزان تھے
نقابدار نے جس خوشے پر تیر مارا اُسے اُڑا دیا عیار نے کہا اے شہریار اس خوشے کا ایک موتی اُڑ جائے اور موتیون کو خبر نہو
نقابدار نے جو تیر مارا ایک موتی اُڑ گیا اور موتیون کو خبر تک نہوئی پھر ایک میل آہنی نصب کیا اور دوڑ کر گرز مارا کہ زمین ہلگئی
عجب نہ تھا کہ گاو زمین کا سینگ ٹوٹ جاتا ایک گرد کا تتق اُٹھا کہ نقابدار اور میل پوشیدہ ہو گئے جب گرد بیٹھی دیکھا جس جا
میل تھا ایک کنوان سا بنگیا نقابدار کھڑا اکڑ رہا ہی اس قوت کو دیکھکر تہمتن کے ہاتھون مین رعشہ پڑگیا بے اختیار ہر
شخص واہ واہ کرنے لگا غرضکہ خوب سلحشوری نقابدار نے کی کہ پسینے پسینے ہوگیا اب اپنے دم کو آراستہ کرنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے نہیب دی کہ یا حمزۂ صاحبقران میرے مقابلے کو تشریف لائیے صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ میدان کو ٹھیک
کرو عمرو نے کلاہ نمدی آسمان کی طرف اُچھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر مقابلے کو جائینگے تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے
وردی بجنے لگی امیر اشقر کو لیکر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اُترکر سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت چاہی بادشاہ نے تخت اپنا
رکھوا دیا امیر کے گلے مین ہاتھ ڈالکر روئے اور فرمایا کہ بادشاہت میری فقط آپ کے باعث سے ہی خدانخواستہ آپ کے واسطے سبکی
ہوئی تو پھر مین کیا کرونگا امیر نے کہا کہ خدا کو یاد کیجیے گھبرائیے نہین پروردگار میرا حامی و مددگار ہی بادشاہ نے جام دیا امیر
نے بے اندیشہ انجام پی لیا اشقر پر سوار ہوکر میدان کو روانہ ہوئے سبحان اللہ کیا مرکب تھا کہ شعر جنداز رخش قمر طلعت
و شیرین نظرا ✤ آنکہ چون فکر منجم بود فوق سما ✤ جب صاحبقران نامدار نقابدار کے قریب پہونچے نقابدار گردہ
سپر کا ہاتھ مین لیکر بہر ہنگاوری دوڑا او جھڑ سپر کی سپر پر پڑی کہ چھ قدم مرکب امیر کا پیچھے ہٹ گیا اور سات قدم گھوڑا نقابدار
کا پسپا ہوا گھوڑون کو رانون مین مسلکر مقابل یکدگر ہوئے نقابدار نے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا مزاج پرسی کی نقابدار
نے کہا دعا مین معروف رہتا ہون مگر امیر کا یہ حال ہی کہ محبت نقابدار مین یہی جی چاہتا ہی کہ نقابدار کو کلیجے مین رکھیے غرضکہ بعد
از گفتگو نیزے ہاتھون مین سنبھالے نیزہ بازی ہونے لگی تین سو ساٹھ طعن رد و بدل ہوئی تھی ایک مقام پر صاحبقران زمان نے
بند صاحبقرانی سے نیزہ نقابدار کا نکالدیا نقابدار نے برہم ہوکر گرز مارا امیر نے رد کیا امیر نے ضرب لگائی نقابدار نے رد کی
نوبت تلوار پر پہونچی نقابدار نے کہا اے شہریار میری یہ قدرت نہین ہی کہ تلوار حضور پر کھینچون لیکن زور آزمائی ہو امیر نے
فرمایا کہ جسطرح تمھارا جی چاہے مین موجود ہون غرضکہ مرکبون سے نیچے اُترے ہتھیار کمرون سے کھولے دامن گردانے

آستینین چڑھائین دست وگریبان ہوئے ایک ایک ہاتھ پکڑا ایک ایک گردنون پر رکھا امیر کو یہ معلوم ہوا کہ تمام زمانے کے
پہاڑ کسی نے گردن پر رکھدیے اور نقابدار کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا سرون کو ملا کر ایک ٹکر لی کہ پوست تک ماتھون کے
اُدھڑ گئے کیا عجب کہ تابۂ آہنی مقابل سر ہوتا تو وہ بھی سرمہ ہوجاتا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین سامنے کے دانوؤن
اور پیچ ہونے لگے اسیطرح چار پہر دن کشتی رہی شام ہوئی آفتاب بارنگ زرد لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب مین پنہان
ہوا اور شاہ زنگبار با فوج ثوابت و سیار سپہر نیلگون پر نمایان ہوا عالم مین تاریکی چھائی اشعار چو مشکین جعد شب را شانہ کردند
چراغ روز را پروانہ کردند + بزیر تختۂ از آب آبنوسے + نہان شد نکتہ چین سندر وسے + نقابدار نے صاحبقران سے
کہا اب تشریف لیجائیے دن واسطے جنگ وجدل کے ہے اور رات واسطے عیش وآرام کے کل ہم اور آپ پھر لڑینگے امیر نے
فرمایا اے نقابدار مجھے ستیز زندہ نا گر یز ندھ کہتے ہین مین حریف کو بغیر زیر وزبر کیے میدان سے نہین جاتا نقابدار نے کہا کہ
دو سبب ایسے ہین کہ جو مین لڑائی سے کنارہ کرتا ہون ایک تو پیرانہ سالی حضور کی دوسرے شب کی تاریکی امیر نے جواب
دیا کہ رات کو دن کرتے کچھ دیر نہین لگتی اور مین ضعیف نہین ہون بہت قوی ہون نقابدار نے کہا بہت اچھا مین بھی موجود
ہون اور اپنے عیار سے کہا کہ روشنی جا کر لاؤ لشکر نقابدار سے روشنی آئی پنجشاخے طلائی ونقرئی گڑ گئے تمام میدان روشن
ہوگیا امیر نے عمرو کو حکم دیا کہ خواجہ روشنی کرو عمرو نے چار سو جھاڑ سلیمانی زنبیل سے نکالکر شمعین اُنپر چڑھا کر روشن کیے
کہ کوسون تک عرصۂ کارزار منور ہوگیا جب روشنی ہوچکی پھر دونون سرگرم کشتی ہوئے لوگون نے دیکھا کہ لڑائی اٹک گئی دونون
پھر کمرین بندھے بندھے نیلی ہوگئی ہین کمرین کھول کھولکر زین پوش بچھا کر اپنے اپنے جمعدارون اور رسالدارون کے پاس
بیٹھے اِدھر بادشاہ اسلام کے واسطے سائبان پڑا تھا اُسمین بادشاہ نے جلوس فرمایا سردار گرد واطراف مین جمع ہوئے
اُدھر لشکر نقابدار مین بھی لوگ بیٹھے خوانچہ والے آکر بیٹھے سقے پانی پلانے لگے خوانچہ والون سے لوگون نے مٹھائی لیکوان
لیکر کھانا شروع کیے تمام میدان مین میلہ لگا ہوا تھا کٹورا کھنک رہا تھا پیر فلک باین پیرانہ سالی بچشمۂ ماہتاب آنکھ پر لگا کر
تماشا کشتی کا دیکھ رہا تھا تارے نہ تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرشتون نے آسمان مین روزن کرکے اپنی آنکھین لگادی ہین اور
کشتی کے تماشائی ہین فراش ماہتاب نے فرش چاندنی گسترده کردیا ہے سب سیر دیکھ رہے ہین احسنت ومرحبا کی صدا چلی آتی ہے
کشتی ہوہی رہی چار پہر رات کشتی رہی دم صبح عابد شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ سپہر پر رکھکر سر بسجدۂ غروب رکھا اور ترک
آفتاب نے خود زرنگار سر پر پہنکے سپر زرین پشت پر لگائی زرہ طلائی زیب جسم کرکے نیزۂ خط شعاعی ہاتھ مین لیا اور توسن
فلک پر سوار ہوکر میدان جنگاہ جہان مین نمودار ہوا اشعار روز دیگر کین جہان پر غرور + یافت از سر چشمۂ خورشید نور +
ترک روز آخر باین زرین سپر + ہندی شب را بتیغ افگندہ سر + صبح کو وہی عالم کشتی تھا کہ نہ ایک سے ایک مغلوب تھا اور
نہ ایک پر ایک غالب تھا اسی طرح سات شبانہ روز کشتی رہی آٹھوین روز زور ریل پیل کے ہونے لگے نقابدار نے سر اپنا
سینۂ امیر مین لگا کر دوڑایا امیر نے دم کے بھروسے قدم کے شمار پر پیچھے ہٹنا شروع کیا نقابدار سات قدم تک ریل کے لیگیا
عمرو پکارا کہ حمزہ کہان پیچھے ہٹا جاتا ہے مین نہ کہتا تھا کہ تو ضعیف ہے جوان سے نہ لڑ میرا کہنا نہ مانا اب کیا پہلوان عادی کو
لاکر تیری کمر سے باندھ دون امیر نے کہا کہ خواجہ کیا بکتے ہو ذرا نگاہ کا ہٹنا اور خیال کا چوکنا تھا کہ نقابدار نے جھٹکا دیا دہنا
گھٹنا امیر کا زمین سے جا لگا امیر نے لنگر مارا کہ پشت بازمین مین غرق ہوگئی اور نقابدار اوپر چھا گیا کیسا کیسا زور کیا کہ
اگر پہاڑ ہوتا تو وہ بھی اُکھڑ آتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر نے ذرا جنبش نہ کی نقابدار کا منھ لال ہوگیا قریب تھا کہ پردے
کانون کے شق ہوجائین دسون انگلیون سے خون ٹپکنے لگا اسوقت ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ جتنا زور مجھ مین تھا مین کرچکا
اب جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے امیر اُٹھ کھڑے ہوئے اور دونون بازو نقابدار کے پکڑ کر ریل کرکے دوڑے

تو قدم تک لیگئے وہان عیارہ نقابدار چلایا کہ ای نقابدار کہان پسپا ہوا چلا جاتا ہی خبردار ہو نقابدار نے پھر کر کہا حریف زبردست
ہی مین کیا کرون ذرا نگاہ بٹنا اور خیال کا چوکنا تھا کہ امیر نے جھٹکا دیا کہ نقابدار کے دونون زانو آشنا بزمین ہوئے
گھٹنے ٹکانے تڑپ کر لنگر یارا کہ تا زانو زمین مین غرق ہو گیا امیر نے ہرچند زور کیا لنگر نقابدار کا نہ اُکھڑا اُسوقت فرمایا کہ ای نقابدار
ہم تم خوب لڑ چکے کوئی غالب و مغلوب نہوا لڑائیان تین طرح کی ہین ایک تو جنگ ترکی کہ آپسمین گھونسا چلتا ہی جو عاجز ہو جاتا
ہی گر پڑتا ہی دوسری جنگ فارسی جو ہم تم لڑ چکے ہین تیسری جنگ عربی وہ باقی ہی اُسمین یہ صورت ہوتی ہی کہ چار زانو بیٹھکر
زور کرتے ہین نقابدار نے کہا کہ یا حمزۂ صاحبقران چار زانو بیٹھنے مین لنگر تو مار نہین سکتا بھلا چار زانو پہلے کون
بیٹھیگا امیر نے کہا کہ پہلے مین بیٹھتا ہون تم زور کرو جب تم نہ اُٹھا سکوگے تو مین تمپر زور کرونگا نقابدار نے کہا کہ اچھا بیٹھیے
امیر چار زانو ہو کر بیٹھے ہرچند عمرو نے منع کیا کہ حمزہ پہلے تو سبقت نہ کر نقابدار کو پہلے بیٹھنے دے وہ جوان ہی امیر نے
نہ مانا اور نقابدار سے کہا آؤ زور کرو نقابدار نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا زور کیا کہ لنگر امیر کا زمین سے اُکھڑا اور کمر تک لایا
تھا کہ امیر تڑپے کمربند امیر کا ٹوٹ گیا لنگر ہاتھ سے چھوٹ گیا امیر پھر چار زانو ہو گئے نقابدار نے کہا یا حمزۂ صاحبقران
اب جانے دیجیے مین آپ برابر رہا امیر نے کہا ای نقابدار دو صاحبقران کیونکر رہین گے دہ درویش در گلیمے بخسپند + و
دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند دو چھریان ایک میان مین نہین رہتی ہین اب میرے تیرے مقابلے مین فیصلہ ہو جائے تو خوب ہی
نقابدار نے جواب دیا میرے دو زور ابھی باقی ہین ابکی مین آپکو اُٹھا لونگا اور اُٹھا تو چکا تھا مگر کمربند ٹوٹ گیا امیر نے کہا ای نقابدار
وہ وقت گیا گذر اب میرا لنگر نہ اُٹھیگا نقابدار نے زنجیر کمر امیر کی کسکر باندھی اور ہاتھ کمر مین ڈالکر خوب زور کیا لنگر صاحبقران
کا جنبش کر کے رہگیا نہ اُٹھا امیر نے کہا کہ ای نقابدار دیکھا تو نے یہ بولا کہ ابھی تو ایک زور میرا اور باقی ہی مین اُٹھا لونگا یہ کہکر
خوب دو گھڑی تک اپنا دم آراستہ کیا اور پھر امیر کے کمربند مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ منھ سرخ ہو گیا مگر امیر کے لنگر نے جنبش
نہ کھائی بس تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا اب آپ زور کیجیے یہ کہکر چار زانو ہو بیٹھا امیر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ایہا الناس
نقابدار نے تو مجھپر تین زور کیے مگر مین ایک زور راہ خدا چھوڑتا ہون اور ایک زور تمام خلائق کے واسطے کہ آٹھ روز سے سب
بیخور و خواب ہین ایک زور نقابدار پر کرتا ہون ہرچند عمرو نے کہا کہ حمزہ تیری عقل زائل ہو گئی ہی کیون تین زور کا ایک
زور کرتا ہی امیر نے جواب دیا کہ خواجہ تم دیوانے ہو جو پہلے زور مین کچھ نہوا تو دوسرے زور مین کیا ہوگا اور مین نعرہ کرونگا تم
سبکو آگاہ کرو عمرو پکارا صاحبو حمزہ نعرہ کیا چاہتا ہی اپنے اپنے کانون مین اُنگلیان رکھ لو اور گھوڑون کے کانون مین
روئی دو نہین تو پردے کانون کے شق ہو جائینگے بس امیر نے زنجیر کمر مین نقابدار کے ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ چونسٹھ کوس
تک آواز پہونچ گئی شعر یکے نعرہ زد میر منزل مصاف + کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف + نعرہ کر کے زور کیا کہ لنگر نقابدار کا اُکھڑا پہلی مرتبہ
تا بزانو اور دوسرے ہلکے مین تا بکمر تیسرے مین تا بسینہ لاکر بازو کا ہکہ دیکر سر سے بلند کیا غل ہوا کہ وہ نقابدار کو اُٹھا لیا بختیارک
نے لقا سے کہا اوگیدی دیکھا تو نے مین جو کہتا تھا وہی ہوا اور اب حال بھی اس نقابدار کا کھلا جاتا ہی اتنے مین امیر نے چاہا
نقابدار کو چرخ دیکر مارین کہ نقابدار پلنگینہ پوش گھوڑا دوڑا کر آیا اور کہا کہ یا امیر زمین پر نہ مارئیے گا یہ آپ کا پوتا ہی
بدیع الزمان کا بیٹا ہی نور الدہر اسکا نام ہی گوہر ملک سے ملک سنجان مین پیدا ہوا ہی صاحبقران نے ہاتھ سے رکھدیا
نقاب منھ پر سے دور کی ایک آفتاب چمکا صاحبقران نے اُسے سینہ سے لگایا اور پلنگینہ پوش سے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے بھی
نقاب اُٹھائی دیکھا کہ اسد بن کرب غازی ہی نقابدار سبز پوش فضل بن گیاہور خون آشام تھا اُسنے بھی نقاب اُٹھا کر
بدیع الزمان کو آواز دی کہ مبارک ہو یہ تمہارا بیٹا نور الدہر ہی بدیع الزمان دوڑا اپنی چھاتی سے لگایا پھر قاسم سے لاکر ملایا
کہ بھئی تمنے اسے فرزند کیا تھا قاسم نے اُسے گلے سے لگایا مگر دلمین کہا کہ گھٹنے پیٹ ہی کو جھکتے ہین اور ہائے آج تیرا فرزند ہوتا تو وہ بھی

اسی شان و شوکت سے آتا پرائی اولاد اپنی نہین ہوتی قاسم کو یہ خیال ہوا اور امیر نے نور الدہر سے کہا کہ اب ہمارے لشکر مین آؤ نور الدہر نے عرض کیا کہ کل غلام حاضر ہوگا امیر نے فرمایا اچھا جاؤ نور الدہر اپنے لشکر کو گیا امیر اپنی بارگاہ کیطرف پھرے عمرو پہلے ہی خواتین معظمہ مین آیا اور روپیہ ہر ایک سے لیا خوشخبری دی کہ نور الدہر گوہر ملک کا بیٹا ہے خصوصاً گردیہ بانو سے بہت کچھ لیا مگر امیر جب بارگاہ مین آئے سب سردارون سے فرمایا کہ کل نور الدہر بارگاہ مین آئیگا سوا بادشاہ کے اور سب استقبال کو جائین دوسرے روز تمام سردار پیشوائی کو روانہ ہوئے لیکن قاسم چار گھڑی رات رہے سے شکار کے بہانے سے چلا گیا بدیع الزمان پہلے ہی نور الدہر کے پاس پہونچا اُسکو گلے سے لگایا لندھور نے ملاقات کی اسد بن کرب غازی بدیع الزمان سے پیشتر پہونچکر اپنے بھائی سے ملا غرض کمال عزت و توقیر سے نور الدہر کو بارگاہ مین لائے لیکن امیر نے قاسم کو نہ دیکھا حال پوچھا سنا کہ شکار کو گیا ہے کمال آزردہ ہوئے بادشاہ دروازۂ بارگاہ تک آئے نور الدہر قدمون پر گرا اور داخل بارگاہ ہوا سب اپنے ڈنگلون پر بیٹھے مگر نور الدہر کھڑا تھا کہان بیٹھتا جگہ مقرر نہوئی تھی امیر نے فرمایا اے فرزند جبتک جگہ تمہارے واسطے تجویز ہو تم تخت سلیمانی کے چوتھے پائے پر بیٹھو نور الدہر آداب بجا لایا اور بیٹھ گیا مجلس عیش گرم ہوئی امیر نے جشن کی تیاری کی نور الدہر نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ وہ خرس بادیۂ ضلالت یعنی لقا حاضر ہے امیر نے حکم دیا کہ بلاؤ لوگ جو لقا کو لینے گئے وہان اُسکا پتا بھی نہ تھا آکر عرض کیا کہ لقا کا پتا زندانخانے مین نہین ہے امیر نے کہا آخر کہان جائیگا

داستان ندرت بیان لقا کا شہر مشتری حصار مین آنا اور قاسم کا گرفتاری لقا کے واسطے جانا اور نور الدہر کا پوشیدہ جاکر لقا کو پکڑنا اور عنقوبل دیو پیرو سے لڑنا غزل

پیام مرگ جو پیغام پہ عتاب ہوا
بنا مین خوبی قسمت سے جب خراب ہوا
شکست توبہ کی لہر آئی دیکھکر دریا
خیال یار بھی آنکھون کو میری خواب ہوا
مثال بھی نہین عمر خضر سے دی مین نے
اُدھر نقاب جو اُٹھی اِدھر حجاب ہوا
ابھی ہے نام خدا کمسنی پہ آفت ہے
حباب کیا لب جو بیٹھکر خراب ہوا
نہ سوئے چین سے تسلیم کنج مدفن مین

جواب نامہ مجھے نامے کا جواب ہوا
بُجھا دیا عرق شرم کے تلاطم نے
حباب بھی مجھے پیمانۂ شراب ہوا
نگاہ مست سے دیکھا جو اُسنے دریا کو
تمہاری زلف کو ناحق ہی پیچ و تاب ہوا
ہوا نہ دوست مرادہ کبھی بھی دشمن سے
جہان مین ہم نہین ہونے کے گر شباب ہوا
دکھایا منھ نہ مسیحا نے آج تک پھر کر
بلائے جان ہمین مر کر بھی اضطراب ہوا

مثا حباب کی صورت تو بحر آب ہوا
مرے سبب سے جہنم کو بھی عذاب ہوا
شب فراق مین کوئی نظر نہین آتا
حباب مین اثر ساغر شراب ہوا
وہ دیکھتے ہین مجھے مین کفن مین ہون روپوش
یقین کیا ہو زمانے مین انقلاب ہوا
فنا ہے ساتھ قیام جہان فانی کے
دم اجل جو مرے درد سے حجاب ہوا

یکہ تازان عرصۂ سخنوری و معرکہ آرایان معرکۂ زبان آوری اشہب تیزگام بیان کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین جسوقت صاحبقران نے نور الدہر بن بدیع الزمان کو زیر کیا اور نور الدہر داخل لشکر ظفر اثر ہوا تمام لشکر کو ایک خوشی ہوئی اور لقا کی خبر نہ تھی کہ کہان ہے وسواسی عیارہ لقا کو مع سردارون کے قید سے چھڑا کر لیگیا جہان لشکر لقا دامن کوہستان مین جمع تھا لایا تخت خدائی پر بٹھایا وہ وہان سے روانہ بسمت شہر مشتری حصار ہوا جب قریب پہونچا بادشاہ شہر مشتری حصار سہیل خان مشتری حصاری استقبال کرکے لقا کو لیگیا اور بہت دلاسا دیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر حمزہ یہان آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر اُسی وقت سے نامے اپنے دوستون کو لکھکر مدد کے واسطے بلانا شروع کیا اور لقا کے آنے کا جشن کیا ہرکارے جو لشکر اسلام کے لگے ہوئے تھے یہ خبر دریافت کرکے بارگاہ صاحبقران مین آئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی اس طرح سے بجا لائے ابیات شاہا بقاے عمر تو بادا ہزار سال

اقبال در پناہ تو باد ا ہزار سال + روزی ہزار ساعت و ساعت ہزار روز + سالے ہزار ماہ و ہی تا ہزار سال شہریار عالم کی عمر دراز ہو لقا شہر مشتری حصار مین پہونچا سہیل خان نے اپنے دامن مین پناہ دی اب لشکر اُسکے پاس جمع ہوتا جاتا ہی چہار طرف سے کافر اُسکی مدد کو چلے آتے ہین سہیل خان بھی زبردستان روزگار سے ہی لاکھ سوار کی جمعیت رکھتا ہی عنقویل دیو پرور کو مدد کے واسطے بلایا ہی امیر سنکر نہایت رنجیدہ ہوئے کہ یہ کافر چھوٹ گیا اور پھر فسا د اُٹھایا قاسم نے عرض کیا ای شہریار اگر حکم ہو تو لقا کو جاکر شہر مشتری حصار سے پکڑ لاؤن امیر نے فرمایا کہ ای فرزند وہان لشکر لا انتہا ہی تمہارے پاس اتنی فوج کہان ہی یہ سنکر تمام سرداران دست چپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا صاحبقران ہم سب قاسم کے ساتھ جائینگے امیر نے فرمایا ای قاسم اب مضائقہ نہین جاؤ اور خلعت رخصتی عنایت کیا قاسم مع سرداران دست چپ کوچ کرکے روانہ ہوا مگر بدیع الزمان نہایت پر ملال آزردہ خاطر کمال بارگاہ سے اُٹھکر اپنے خیمے کو چلا نور الدہر ہمراہ تھا ہاتھ باندھکر عرض کی ای پدر بزرگوار اسوقت کیا سبب ہی کہ گرد کدورت آئینہ دل پر حضور کے پائی جاتی ہی بدیع الزمان نے کہا کہ بابا کچھ نہین جو کچھ ہوا خوب ہوا خدا کو ہماری ذلت منظور ہی نور الدہر نے کہا خدا نخواستہ حضور کے غلامون کو بھی ذلت نہو گی کچھ ارشاد تو کیجیے بدیع الزمان بولا ای جان پدر کیا پوچھتے ہو جو ہونا تھا ہو چکا اب کچھ نہین ہو سکتا شعر گرگ از گلہ گوسفند ربود + ہاے ہوے شبان ندارد سود + یہ خاوری گوی سبقت لیگیا نور الدہر نے کہا کچھ زبان مبارک سے فرمائیے تو شاید تدبیر ہو جائے بدیع الزمان نے کہا بیٹا مین تجھسے کیا کہون ڈنگل رستم پر مجھسے اور اس ترک تنگ چشم سے جھگڑا چلا آتا ہی چنانچہ ملک کوچک باختر مین یہ شرط ہوئی تھی کہ جو گنجاب کو قتل کرے وہ ڈنگل رستم پر بیٹھے جب گنجاب کی لڑائی ہو چکی اور وہ زندہ و سلامت لقا پاس بھاگ کے گیا تو یہ ٹھہری کہ جو کوئی لقا کو مارے وہ ڈنگل لے اب یہ خاوری گیا ہی اگر لقا کو پکڑ لایا تو ڈنگل ہاتھ سے گیا اور آنکھ ملانے کی جگہ نہ رہی اور مین اُسکے پیچھے جا نہین سکتا کہ صاحبقران کو ناگوار ہو گا کسواسطے کہ جب عجیل ماہرو اور ہاشم تیغزن پتھر گئے ہین اور مین نے چاہا کہ اُنکی مدد کو جاؤن قاسم نے کہا کہ آپ سرداران دست چپ کی مدد کے واسطے نہ جائیے مین سرداران دست راست کی تائید کو نہ جاؤنگا امیر نے مجھکو منع کیا مین نہ گیا اب کیونکر مین قصد کرون نور الدہر نے کہا کہ اب آپ اسکی فکر نہ کرین دیکھیے تو کیا ہوتا ہی اور خدا کیا کرتا ہی یہی باتین کرتے ہوئے خیمے مین داخل ہوئے صبح کو نور الدہر صاحبقران سے اجازت شکار کی لیکر روانہ ہوا اسد بن کرب غازی کہ نور الدہر سے کمال محبت رکھتا تھا یہ بھی ساتھ چلا ہرچند منع کیا کہ بھئی مین خدا جانے کہان جاؤنگا اور کون سے شکار کی فکر مین جاتا ہون تم میرے ساتھ نہ جاؤ اسد نے کہا بھائی صاحب جہان آپ جائیگا مین ہمراہ ہون ناچار نور الدہر چپ ہو رہا اور شکارگاہ کی طرف روانہ ہوا جب صحرا مین پہونچا سب ہمراہیون سے کہدیا کہ تم شام کو لشکر مین جانا اور کہدینا کہ شاہزادہ ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑا لگر خدا جانے کدھر گیا اور تم نہ گھبرانا کہ اب شہر مشتری حصار مین مجھسے تمسے ملاقات ہوگی وہ تو رہ گئے نور الدہر مع اسد روانہ جانب مشتری حصار ہوا قضاے کار بعد از قطع منازل و طے مراحل راہ بھولکر کوہستان کیطرف نکل گیا قریب ایک قلعے کے پہونچا دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا وہان آکر اُترا ہی ابھی اچھی طرح قیام نہ کرنے پائے تھے کہ دروازہ قلعے کا کھلا اور قزاق اسمین سے باہر آئے اور اُس قافلے پر گرے قتل کرنا اور لوٹنا شروع کیا اہل قافلہ مسلمان تھے انھون نے دعا مانگنا شروع کی نور الدہر نے جو یہ حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ سوداگر مسلمان ہین تلوار کھینچکر اُن قزاقون پر گرا لمحہ بھر مین دس بیس کو مار کر گرا دیا باقی کو زخمی کیا اسد بن کرب غازی بھی لڑنے لگا قزاقون مین غلغلہ ہوا کہ ارے یہ دونو تو ہم سبکو مارے ڈالتے ہین کہان سے آئے ہین انکو مار لو سام دزد کہ سب قزاقون کا سردار تھا بہت سے لوگونکو ساتھ لیکر آیا اور کہا کہ مار لوان دونون کو بارہ ہزار قزاقون نے نرغہ کیا خوب تلوار چلی سام دزد پاس نور الدہر کے لڑتا ہوا پہونچا

شاہزادے نے نعرہ کیا کہ او نامرد کہان جاتا ہے سامنے آ اُسنے کہا او اجل رسیدہ مین تجھے ڈھونڈھتا تھا یہ کہکر تلوار ماری
شاہزادے نے بفنون سپہگری تلوار چھین لی کمربند مین ہاتھ ڈالکر اُسے گینڈے پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر
نہین تو تجھے قتل کرتا ہون فوج تیری کچھ نہ کر سکیگی سام دزد نے یہ بہادری اور صورت و شکل جو دیکھی عاشق ہوگیا غرض کی
کہ مین نے لعنت کی لقا پر شاہزادے نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے ساتھ والون سے کہا صاحبو
ایسا آقا کہین بھی نصیب ہوتا ہے یہ سن و سال ہے صورت ایسی طاقت اسطرح کی مین نے تو غلامی اسکی اختیار کی سب اُسکے ساتھ
والے مسلمان ہوئے نور الدہر نے سوداگرون کو بلوایا مال و اسباب اُنکا جو لٹا تھا دلوا دیا احوال پوچھا کہ تم کون ہو سوداگرون
نے کہا آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ آپ ہمارے مرشد زادے معلوم ہوتے ہین نور الدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا وہ سوداگر
قدمبوس ہوا کہا کہ ای شہریار نام میرا خواجہ بہلول ہے مین پردۂ قاف مین امیر کے ساتھ تھا شاہزادے نے اُسے گلے
سے لگایا اور رخصت کیا اسنے دعوت کی تمام قلعے کو اسلام آباد کیا دوسرے دن احوال لقا کا پوچھا سام دزد نے کہا کہ آج
وہ شہر مشتری حصار مین ہے اور مشتری حصار یہان سے سات کوس پر ہے اب لشکر خدا پرستون کا آیا ہے مقابلہ ہونے پر ہے کل
لڑائی ہوگی نور الدہر یہ سنکر چپ ہو رہا اور پہر رات رہے سے نقابدار بنکر روانہ ہوا یہان کا حال سنیے کہ شاہزادۂ خاور سپاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری جب شہر مشتری حصار پر پہونچا خیمہ برپا کیا ادھر سہیل خان مشتری حصاری
نے جو یہ خبر سنی کہ لشکر خدا پرستون کا آیا ہے اسنے خیمہ اپنا بھی باہر نکلوایا مع فوج خود بھی باہر آیا لقا کو تخت خداوندی پر بٹھایا صحبت
رقص برپا ہوئی محفل عیش آراستہ ہوئی دورۂ جام گردش مین آیا جب دماغ کافرون کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم کیا سہیل نے کہ
طبل جنگ بجے یہ خدا پرست کہان جائینگے سبکو قتل کرونگا بختیارک نے کہا ای سہیل خان یہ خدا پرست بلاے بیدرمان آفت
جان ہین سہیل خان نے جواب دیا کل صبح کو معلوم ہو جائیگا ادھر قاسم نے بھی طبل جنگ بجوایا چار پہر رات دونون لشکرون
مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین تبردارون نے درختون کو کاٹکر پھینکدیا بیلدارون
نے پست و بلند زمین کو برابر کیا سقون نے آبپاشی کی نقیبون نے نقابت کی اکوان فیل دندان لشکر کفار مین گینڈے کو پھیر کر
تخت لقا کے سامنے آیا اُترکر سجدہ کیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا جا تیرے دم شمشیر مین سب خدا پرستون کی موت کی
تقدیر کی ہے اکوان بار دگر گینڈے پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای خدا پرستو زبردستو جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلے کو آئے قاسم نے پوداباگ کا لیا تمام لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے قاسم برابر اکوان کے آیا اکوان ہمتگاور ہوا
قاسم کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا اکوان کا گینڈا سات قدم پسپا ہوا گرتے گرتے سنبھلا گینڈے کے پٹھے پر چار ہاتھ رانون
مین مسلکر گھانک ماری گینڈے کو سامنے کیا اور کہا کہ او خدا پرست بہتر یہ ہے کہ لقا کو سجدہ کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور
نام تیرا کیا ہے بتا قاسم نے کہا کہ مین داماد لقا ہون میرا نام قاسم ہے لقا بھی ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر آیا ہے تو اُس بھگوڑے
کو سجدہ کروا تا ہے لاکھ لاکھ لعنت ہے اُسپر اور تجھپر اکوان جھنجھلا کر بولا او خدا پرست زبان دراز لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو
قاسم نے کہا کہ یہ اپنا معمول نہین کہ حریف پر پیش دستی کرین جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب مین بھی ایک آدھ حربہ
کر لونگا اُسوقت اکوان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا قاسم نے چند طعن مین نیزہ اُسکا نکالدیا اکوان نے تلوار
کھینچی قاسم نے تلوار اُسکی روک کے جو ایک ہاتھ مارا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے غرض دوپہر ڈھلے تک سات
پہلوانون کو قتل کیا لقا نے غضبناک ہوکر فوج کو اشارا کیا کہ اسے مار لو تمام فوج قاسم پر دوڑی قاسم نے تلوار
پکڑ کے لڑنا شروع کیا اُدھر سے لشکر اسلام بھی چلا جنگ مغلوبہ ہونے لگی کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی ایک نقابدار
سفید پوش چالیس نقابدارون سے پہونچا اور لشکر لقا پر گر کر تلوارین مارتا ہوا چلا تمام لشکر کو تہ و بالا کرکے تخت لقا کے پاس

پہونچی نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے لقا پکارا کہ او بندہ بے ادب تجکو تیغ قدرت سے قتل کرونگا اور تلوار
نقابدار پر ماری نقابدار نے وار بچا کے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور جدھر سے آیا
تھا اُسی طرف کو روانہ ہوا لشکر کفار نے چاہا کہ نقابدار کا تعاقب کرے کوئی گرد گرد نہ پہونچا ناچار دونون لشکر طبل بازگشت
بجوا کے پھرے قاسم تعریفین نقابدار کی کرتا ہوا اپنے خیمے کو پھر کر داخل ہوا اُدھر کفار حیران و پریشان کہ یہ نقابدار کہان سے
آیا کہ خداوند کو پکڑ لیگیا حضور اسکو تلاش کرو ہرکارون کو خبر کے واسطے طلب کیا کہ ڈھونڈھین نقابدار کدھر سے آیا تھا اور
کہان لیگیا ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن راوی کہتا ہی کہ نقابدار لقا ایسے شخص کو جسکا ایک سو چالیس گز کا قد
تھا سات کوس تک ہاتھ پر لیے چلا آیا اور قلعہ سام و رزد مین لاکر زمین پر ٹپکا مشکین باندھین کہا کہ قید کرو خود لباس شاک
رزم اُتاری لباس بزم پہنکر صحبت مین بیٹھا کھانا کھایا شراب پی ناچ دیکھا سو رہا یہان لشکر کفار اور لشکر قاسم مین پھر طبل جنگ
بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے جب صفوف قتال و جدال آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے سہیل خان
منتری حصاری میدان مین نکلا ابھی کوئی اُسکے مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ نقابدار نمودار ہوا غل ہوا کہ یہ تو وہی نقابدار ہی جب
سہیل خان کے برابر پہونچا اُسنے کہا مین تو تیری تلاش مین تھا خوب ہوا جو تو میرے مقابلے کو آیا آج تجکو حال معلوم ہو جائیگا
اور خداوند کو تجسے لونگا نقابدار نے کہا کہ ایسے مجبور کو خداوند جانتا ہی عجب ہی تیری عقل سے کہ جسکو طرفۃ العین مین گرفتار
کرکے لیگیا اور وہ شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہی سہیل خان نے کہا بس اب زبان تیغ سے گفتگو کر یہ کہکر برچھا مارا نقابدار نے نیزہ
چھین لیا سہیل خان نے تلوار ماری نقابدار نے تلوار بھی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھایا اور صحرا کو روانہ ہوا لوگ دوڑے
کہ پیچھے جائین کوئی نہ پہونچ سکا نقابدار سہیل خان کو لیے ہوئے چلا گیا دونون لشکر طبل بازگشت بجوا کر اپنے اپنے خیمون مین
گئے نقابدار کے مقدمے مین حیران تھے کہ یہ کون ہی اور کہان سے آتا ہی قاسم کہتا ہی کہ کبھی ایسا بہادر نہین دیکھا پھر رات
رہے دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صفوف آرائی کے لشکر کفار سے یاقوت شاہ
زرین رخش نے نکلکر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کوئی ابھی مقابلے کو نہ آیا تھا کہ نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور مقابلہ
یاقوت شاہ زرین رخش کا کیا یاقوت شاہ نے بہت سے حملے نقابدار پر کیے اُسنے سب رد کیے اور یاقوت شاہ کو گھوڑے
سے اُٹھا کر صحرا کو روانہ ہوا آفت بن مکذبہ کذاب اور کاوس یہ دو عیار پیچھے پیچھے نقابدار کے پوشیدہ چلے اور تعاقب
نقابدار کا نہ چھوڑا یہانتک کہ نقابدار قلعہ سام و رزد تک پہونچا لوگون نے دروازہ قلعے کا کھولا نقابدار داخل قلعہ ہوا پھر دروازہ
بند ہوگیا رات کو یہ دونون جہری کی راہ سے داخل قلعہ ہوئے اور آکر دروازہ بارگاہ نقابدار پر پہونچے دیکھا کہ صحبت آراستہ ہی
نقابدار نے لقا کو طلب کیا جب لقا سامنے نقابدار کے آیا سلام کیا اور پکارا کہ جو مجکو خداوند برحق سمجھے اُسپر سلام پہونچے پھر نقابدار
نے کہا او نالائق اب بھی خدائی سے باز نہین آتا بس اُس کرسی کے احمق کو کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ ای لقا دین اسلام قبول کر اور
خدائی سے بادشاہی کم نہین کیون طوق لعنت اپنے گلے مین پہنتا ہی لقا نے کہا او نقابدار میرے غضب خداوندی سے نہین
ڈرتا ہی ابھی جو چاہون تو تجکو غارت کر دون نقابدار نے کہا بس زیادہ جھک نہ مار قید سے تو خود تو چھوٹ جا بعد اسکے دعوی
خدائی کا کر اور کہا کہ اس زیادہ گو کو لیجاؤ تا راہ راست پر آئے پھر لقا کو زندانخانے مین لیگئے دربار برخاست ہوا دونون عیارون
نے آپسمین صلاح کی آفت نے کہا مین تو خداوند کو نہ چھوڑونگا اُسنے کہا مین نقابدار کو مارونگا یہ کہکر دونون اپنے کام پر چلے
پہلے حال آفت کا سنیے کہ اُسنے کیا آفت کی وہان آیا جہان زندانخانہ لقا کا تھا محافظان زندان بیٹھے تھے ہوا کا رخ دیکھکر
بیہوشی اُڑانا شروع کی سب سونگھکر بیہوش ہوگئے اُسنے سبھون کو مارا اور قفل کھولکر اندر گیا دیکھا کہ لقا یاقوت شاہ
سے کہہ رہا ہی کہ ای فرزند کوئی خداوند اپنے حق مین ایسی تقدیرین نہ کریگا جیسی مین سنتی کی ہین اور خوف مجکو یہ ہی کہ جو دریا سے

غضب میرا موجزن ہو تو دوست دشمن سب خاک سیہ ہونگے یاقوت شاہ نے کہا کہ دوستون پر رحم کیجیے اور دشمنون پر غضب لقا
نے کہا مین صابر ہون کہ آفت بن مکذبہ کذاب پہونچا اور ملازمت حاصل کی عرض کیا کہ حضور کو چھڑانے آیا ہون لقا نے
کہا کہ مین نے ستر ہزار برس آگے یہی تقدیر کی تھی تب آفت بن مکذبہ کذاب نے عرض کی کہ مین آپکی بیڑیان اور ہتھکڑیان
کاٹ دون اور سوہن سے قید کاٹنے لگا اب کاؤس کا حال سنیے کہ یہ ملعون خوابگاہ نورالدہر مین پہونچا پاسبانون کو بعیاری
بیہوشی اڑاکر بیہوش کیا اور وہ خدمتگار جو چوکی پر تھے انکی صورت بنکر پاچپی کرنے لگا اور خاص بردار جو پہرے پر تھے اُنسے بھی
عیاری کرنے لگا اور کہا کہ مین نے نذر دلائی ہی یہ شیرینی اپنے اپنے حصے کی لو اور پانچ پانچ ریوڑیان سر اسم سکو دین غرض سبھون نے
بخوشی وخرمی کھائین اور خوب ریوڑی کے پھیر مین پڑے جب سب بیہوش ہوئے میدان صاف پاکر اٹھا اور کمر سے چادر عیاری
نکالکر ایک سرا اپنے پیر کے نیچے دبایا اور تین سرے پکڑ کے گردش دی کہ کل روشنی گل ہو جائے غرض جتنی شمعین تھین لرا لرا کر ٹھنڈی ہو گئین
مگر ایک آدھ شمع کو دیدہ و دانستہ گل نہو نے دیا کہ اگر سب گل ہو جائینگی اور مین اپنے کام مین مشغول ہونگا شاید میرا پانون کسی ظرف
چینی یا شیشے پر پڑے یا دھکے سے اندھیارے مین کوئی مرد نگ یا جھاڑ کنول ٹوٹ جائیگا تو نقابدار بیدار ہوگا اور کام میرا بنا
بنایا بالکل خراب ہو جائیگا یہ خیال کر کے دو ایک شمعون کو رہنے دیا تھا اور روشنی جب گل ہو گئی تو اُسنے بیلہ عیاری ہاتھون
مین چڑھایا اور پہلے ہاتھ کو خوب چرب کر لیا اور قریب پلنگ نقابدار کے آیا مگر خوف سے تھرتھر کانپتا ہوا کہ شاید نقابدار
جاگتا ہو یا عیار نقابدار آجائے مگر قریب پلنگ نقابدار کے گیا دیکھا کہ پلنگ جڑاؤ جھلمگ کر رہا ہی بس تھوڑی دیر متامل ہوکر
دیکھا اور آمد وشد نفس نقابدار کو دریافت کیا دیکھا کہ نقابدار سو رہا ہی بس دو انگلیون کی مقراض بنا کر دوشالہ منہ پر سے
سرکایا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت کو دیکھا کہ پرتو حسن سے آنکھین اُسکی خیرگی کرنے لگین مگر از راہ قساوت قلبی اور غبار دلی
کہ قلب کافرین ہوتا ہی اُس ملعون کاؤس نے چاہا کہ سر نورالدہر عالیشان کا کاٹ لے اُسوقت بسبب قدرت خداوندکریم
کے کہ انکی حیات مستعار باقی تھی موافق مثل جاکو راکھو سائیان مار نہ سکے کوے ✤ بال نہ بیکا کر سکے دو جگ بیری ہوئے اُسی
وقت خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ مجھپر حملہ آور ہی آنکھ ہول سے کھل گئی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہی اور
چاہتا ہی کہ سر کاٹ لے نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی جب اُسنے دیکھا کہ چونک پڑا اُسنے تردد مین خنجر جو برہنہ ہاتھ مین
تھا سینے پر نورالدہر کے مارا نورالدہر نے جست کر کے خالی دی کاؤس بھاگا اور نورالدہر پیچھے اُسکے دوڑا یہ تو جست وخیز
کر کے نکل گیا شاہزادہ پکارا کہ یہ چور ہی لینا جانے نہ پائے اسد بن کرب غازی بیدار ہوا پیچھے اُسکے دوڑا باہر بھی ایک غلغلہ
ہوا لوگ چارطرف سے طلایہ کی گشت والے دوڑے جہان لقا قید تھا وہان پہونچے آفت بن مکذبہ لقا کی قید بالکل
کاٹ چکا تھا یہ غلغلہ جو اسنے سنا وہان سے وہ بھی بھاگا دونون عیار ساتھ ہوکر بھاگے اور اسد تعاقب مین چلا آتا ہی
ان دونون نے جو کوئی جگہ بھاگنے کی نہ پائی تو قلعے کے برج پر چڑھ گئے اسد بھی دیوار قلعہ پر آن پہونچا دونون نے
اپنے تئین قلعے سے گرا دیا اور پکارے کہ ہم نقابدار کو مار کے آئے ہین او ظالم تو ہمارے پیچھے آن کر کیا کریگا اسد پکارا
کہ او نالائقو مین تمھین کب زندہ چھوڑونگا یہ نعرہ کر کے اسد بھی قلعے پر سے کود اوہ دونون عیار خندق قلعہ کو پیر کر پار اُترے
اسد بھی بعجلت خندق کو پیر کے پیچھے اُنکے پہونچا اور بنہایت چالاکی سے جھپٹ کر اپنے تئین قریب کاؤس بدسرشت کے پہونچایا
اور تیر پارہ دوز ہشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار عقاب پر کمان مین پیوستہ کر کے اٹکل سے مہرہ پشت کاؤس پر ایسا مارا کہ توڑ کر
اُسکے سینہ پر کینہ کو پار نکل گیا کاؤس گرا اسد مثل شیر غضبناک آپہونچا اور سر اُس تیز دست کا کاٹ لیا آفت بن مکذبہ کذاب
نے جو دیکھا کہ آفت عظیم آئی جفنی دیر مین کہ اسنے سر کاٹا اتنی فرصت مین آفت سر پر پیر رکھ کے بہت چستی وچالاکی سے بھاگا اور سیدھا
گرا او آفت او تو اس بلا سے بچ جا اور بھاگا بھاگ اپنے تئین بارگاہ کھتا چیدار مین پہونچایا تمام حالت گذشتہ بیان کی کہ کاؤس نو

حضور پر تصدق ہوا مگر غلام بجا ہی مگر وہ بلاے بیدرمان میرے پیچھے چلا آتا تھا نہین معلوم کہان ہی بختیارک نے کہا کہ کاؤس مارا گیا از صدقہ پاپوش مگر شکر ہی کہ تو بچ گیا یہ خبر سنکر کفار بدکردار بہت آزردہ ہوئے اور ادہر اسد بن کرب غازی نے جب دیکھا کہ وہ غائب ہو گیا حیران ہوا کہ کہان جاؤن اور کدہر ڈھونڈھون یہ خیال کر کے ناچار پھر گیا اور داخل خیمہ ہو اسب احوال نقابدار سے بیان کیا غرض ادہر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا اُسطرف لشکر قاسم مین طبل جنگی بجا شب بھر دونون لشکر تیاری مین مصروف رہے جبکہ ستارہ صبح کا چمکا اور روشنی صبح کی ہوئی چو آفتاب گلرنگ از دریچہ خرچنگ سر بدر آوردہ وایں عالم ظلمانی را از نور خویش مزین و منور گردانید صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ ایک طرف سے گرد اوٹھی سات سو علم نشان سات لاکھ سوار کا ہر ایک کے پھر ہرے پر تعریف لقاے بے لقا رانندہ درگاہ اکہ زمرد شاہ باختری مرقوم تھی جب گرد شق ہوئی سب نے دیکھا کہ لاہوت شاہ بسبر نامعقول لقاے بے لقا کا لشکر عظیم سے آکر پہونچا اور چالیس پہلوان زبردست و شہزور اسکے ساتھ تھے جبکہ یہ لشکر میدان مین آکے پہونچا بسبب آمد لشکر عظیم کے دن تمام ہو گیا تھا اسوجہ سے دونون لشکر میدان سے پھر گئے تمام کافران خرس طینت میمون خصلت خرسہاے بادیہ ضلالت بارگاہ مین آکے بیٹھے محفل ناچ رنگ کی گرم ہوئی لاہوت شاہ بھی آکے بیٹھا اور بختیارک سے احوال پرسان ہوا بختیارک نے تمام حال لقا کے گرفتار ہونے کا بیان کیا لاہوت شاہ نے کہا کہ یہ خدا پرست میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہین ایک ایک کو چن چنکر قتل کرونگا اور سزائین انکے اعمال کی انکے کنار مین رکھونگا یہ کہکر طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر قاسم کو دی اُسنے بھی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے جبکہ صف آرائی ہو چکی اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے لشکر لاہوت شاہ سے خرچال مردم در لاہوت شاہ سے اجازت میدان لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا قاسم میدان مین آیا بعد از گفتگوے دین و مذہب خرچال نے نیزہ سینۂ بے کینۂ قاسم پر مارا قاسم نے دس پانچ طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا خرچال نے ذلیل ہو کر تلوار ماری قاسم نے بفنون سپہ گری تلوار اُسکی چھین لی آخر فن کشتی سے پہر دو پہر مین اُسکو زیر کیا چھاتی پر چڑھ کے اُس ملعون سے کہا دین اسلام کے قبول کرنے مین کیا کہتا ہی اُسنے نہ مانا آخر قاسم نے اسکو مثل کرپاس کے چیر کر پھینکدیا لاہوت شاہ نہایت متردد و پریشان طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہریار قطعہ ای سرت سبز تا خزان بچرند + شکمت طبل تا سگان بدرند + گرز آتش ہزار رنگا رنگ + بر سر تو معو کلان بزنند + بختیارک نے کہا بیش باد کہو بھی کیا خوشخبری لائے عرض کیا کہ عنقویل دیو بر ور طلماس کے مسلمان ہونے کی خبر سنکر نہایت منغص اور غصہ مین آیا ہی کہ بیٹے کو تنبیہ کرے اور بخدا پرستون کو مارے لاہوت شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل شادمانی بجے اور سب سردار خرد و کلان استقبال کر کے عنقویل دیو بر ور کو لائین تمام سردار گئے اور استقبال عنقویل کا کر کے لائے عنقویل نے آکر قدمون کو خداوندزادون کے چوما دنگل پر بیٹھا صحبت عیش کی برپا ہوئی بختیارک سے عنقویل نے پوچھا کہ خداوند کہان ہین اُسنے کہا کہ ایک نقابدار یہان سے سات کوس پر ہی وہ خداوند اور یاقوت شاہ اور سہیل خان کو پکڑ لیگیا ہی پھر بختیارک نے حال نورالدہر کے ہاتھ سے طلماس کے مسلمان ہونے کا بیان کیا اُسنے پوچھا کہ نورالدہر کہان ہی اُسنے کہا کہ لشکر حمزہ مین اور قاسم بھی اُس سے کم نہین ہی پہلے اُس سے لڑ پھر نورالدہر سے سمجھ لینا عنقویل بولا ایسا ہی ہوگا تم طبل جنگ بجواؤ کل دیکھو کہ خدا پرستون کو کس طرح قتل کرتا ہون دونون لشکرون مین طبل جنگ بجے رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے صفوف قتال و جدال پیراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے لشکر کفار مین علمہا سخوک پیکر جلوہ گری پر آئے عنقویل سامنے لاہوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا جا تجکو سپرد کیا زمرد شاہ باختری کے

عنقویل میدان مین آیا اپنا سر اپا دکھایا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی قاسم سے رخصت لیکر میدان کو چلا عنقویل نے بھی گھوڑا دوڑا آنکا ورین مرکب مرزبان کا پسپا ہو گیا نیزہ بازی مین عنقویل نے نیزہ مرزبان نکالدیا تیغ شمشیر زنی ہونے لگی مرزبان زخمی ہو کر گرا اسی طرح بہت سے لوگون کو زخمی کیا دو ایک کو جان سے مارا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے رات کو پھر طبل جنگ بجا دوسرے روز عنقویل نے ہاشم وغیرہ کو زخمی کیا چار میداندار یون مین بہت سے سردار دست چپ زخمی ہوئے اور مارے بھی گئے قاسم نہایت رنجیدہ ہی واسطے نقابدار کے بہت متفکر ہی کہ کئی روز ہوئے نقابدار نہین آتا سمک ملطاقی سے کہا کہ جا کر خبر نقابدار کی سام درزد قلعے سے لاؤ سمک بولا بہت اچھا اور یہ کہکر روانہ ہوا

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر اسلام و امیر حمزۂ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین * اشعار

دیکھے جو بے نقاب تجھے کسکی تاب ہی
آسودگان خواب کی مٹی خراب ہی
ساقی ملیگا باغ مین دیکھا ہی خواب مین
اتنا تو ہم کہین گے دہن لاجواب ہی

خورشید تیرے آگے گل ماہتاب ہی
بیدار آج سوئے تو فردا ے حشر کو
جنت ہی دست دور مین جام شراب ہی
ٹلتے نہین ہین سامنے سے اشک ایکدم

زیر زمین بھی چین کی صورت کوئی نہین
خواب اپنے بخت کا نہین مردیکا خواب ہی
تصویر یار دیکھی ہی فردا ے حشر کو
آتش ہمار التشنۂ دیدار آب ہی

راویان شیرین گفتار و ناقلان خوش کردار نے اسطرح بیان کیا ہی کہ امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے سرداران دست راست سے باتین کر رہے تھے کہ عمرو آیا اور سلام کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ کئی روز کے بعد آئے کہان تھے عمرو نے کہا کہ مین قاسم کے ساتھ تھا اور احوال وہان کا بیان کیا کہا کہ حمزہ جو بہادری نقابدار سفید پوش کی دیکھی آجتک یہ زبردستی کسیکی نہین دیکھی کہ لقا ایسے شخص کو ایک ہاتھ پر اٹھا کر شہر مشتری حصار سے قلعہ سام درزد کو کہ سات کوس کا فاصلہ ہی لڑتا ہوا کفار سے لیگیا امیر نے کہا کہ خواجہ تمنے جھوٹھ کی حد کر دی کسی طرح خیال مین نہین آتا کہ لقا کو سات کوس تک ایک ہاتھ پر لیگیا بہت مشکل ہی یون تو مین نے بردہ قاف مین دیوار جنگ آہن شاخ کہ ہزار گز کا قد رکھتا تھا اور اُسنے شاخ میرے بازو مین ماری تھی کہ بازو میرا زخمی ہوا تھا چشمہ ماہیان کہ بارگاہ شہپال سے تین فرسنگ تھا ایک ہاتھ پر اُٹھا کر سامنے شہپال کے لیگیا تھا مگر وہ زور میرا شباب بلکہ صاحبقرانی کا تھا یہ تو غضب کا زور بیان کرتے ہو کہ میری اولاد نین آجتک کسی نے ایسا زور نہین کیا بھئی ایسا جھوٹھ اچھا نہین ہوتا ہی کہ تم نقابدار کو آسمان پر چڑھائے دیتے ہو اس سے کیا فائدہ عمرو نے قسم کھائی کہ حمزہ برب کعبہ مین جھوٹھ نہین کہتا امیر نے فرمایا ہوگا مگر تمنے دریافت بھی کیا کہ نقابدار کون ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ تو جانتا ہی مین نقابدار سے بہت ڈرتا ہون اور کبھی اُدھر رخ نہین کرتا کیا جانون نقابدار کون ہی یہ باتین تھین کہ امیر کی نگاہ ذکل پر نور الدہر کے پڑی اُسے نہ دیکھا بدیع الزمان سے کہا کہ نور الدہر کہان ہی عرض کیا کہ کئی روز سے شکار کیواسطے گیا ہوا ہی امیر نے کہا واہ کیا آپکو محبت پدری ہی کہ بیٹھے ہین کچھ خبر نہین ہی بدیع الزمان نے سر جھکالیا امیر نے کہا وہ جو لوگ ہمراہ گئے تھے اُنکو لاؤ پہلے قراول میر شکار خاص بردار آئے امیر نے اُنسے پوچھا کہ نور الدہر کہان ہی اُنھون نے عرض کیا کہ ای شہریار عالی وقار شاہزادہ ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالکر روانہ ہوئے تھے پھر نہین حال معلوم کہان گئے امیر نے کہا کہ تم مجھسے چھپاتے ہو اگر وہ غائب ہو جاتا تو تم اُسی روز با حال پریشان اگر خبر دیتے سچ بتاؤ کہان گیا اُنھون نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای شہریار سچ تو یہ واقعہ ہی کہ اسد بن کرب غازی شہر مشتری حصار مین واسطے گرفتار کرنے لقا کے لیگئے ہین امیر نے فرمایا کہ معلوم ہوا نقابدار سفید پوش وہی ہی اور لقا کو وہی پکڑ لیگیا اور بھئی ہم بھی یہان کیا کرینگے بلاؤ پہلوان عادی کو ہمارا کوچ ہو اُسی وقت پہلوان عادی پیش خیمہ لدوا کر روانہ ہوا امیر نے بھی دوسرے دن کوچ کیا شہر مشتری حصار کو روانہ ہوئے

اب چند کلمے سمک ملطاقی کے سنیئے

کر سمک نقابدار کی خبر کو روانہ ہوا تھا جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا زنگ کی آواز سنی دیکھا کہ آفت بن ملذبہ کذاب آتا ہی خیال
گذرا کہ اسکو پکڑا چاہیے ایک مقام پر کہ کوچہ تنگ تھا اور وہی راستہ قلعۂ سام دزد کے جانے کا تھا وہان پر کمند کا حلقہ زمین
پر ڈالدیا اور خود پوشیدہ ہو کر بیٹھا اور یہ آفت بن ملذبہ لقاے بے شرک خدا کی خبر کیواسطے قلعۂ سام دزد کو جاتا تھا جب
حلقہاے کمند کے پاس پہونچا سمک شیر کی بولی بولا آفت ٹھہرا کہ شیر کدھر ہی ساتھ ہی ٹھہرنے کے سمک نے کمند کو جھٹکا دیا
آفت گرا سمک چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور آفت کی مشکین باندھلین اور خدمت قاسم مین لایا قاسم نے اُس سے پوچھا تو کہان جاتا تھا
اُسنے کہا کہ مین قلعۂ سام دزد مین لقا کی خبر لینے کو چلا تھا کہ وہان لقا کو لیجا کر نقابدار نے قید کیا ہی اور نقابدار بھی وہین رہتا ہی قاسم
نے کہا کہ تو جانتا ہی کہ نقابدار کون ہی آفت نے کہا وہ نقابدار نورالدہر تھا کاؤس عیار نے اُسے مارا قاسم یہ سنتے ہی سن ہو گیا
اور آنکھون مین آنسو بھر آئے اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ امیر آپہونچے قاسم استقبال کر کے لایا جبتک بارگاہ سلیمانی
آراستہ ہوا امیر قاسم کے خیمے مین آئے ایک عیار کو بندھے دیکھا اور قاسم کو روتے پایا امیر نے فرمایا اے فرزند خیر ہی قاسم نے عرض کیا
کہ اے جد بزرگوار یہ عیار بدگفتار ایسا کلمہ کہتا ہی کہ سننے کی تاب نہین امیر نے آفت سے احوال پوچھا اُسنے تمام احوال اپنا اور کاؤس
کے جانیکا قلعے مین اور نورالدہر کا بیدار ہونا اور کاؤس کا خنجر مار کر بھاگ جانا بیان کیا امیر نے یہ خبر سنکر ہاے کا نعرہ مارا
بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا تاج سر سے دے مارا اور پچھاڑین کھانے لگا تمام سردار سر پیٹنے لگے آفت بن ملذبہ کذاب
کے ٹکڑے ٹکڑے کیے تمام خیمے مین ماتم برپا ہوا طہماس نے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے لوگون نے اُسے پکڑ لیا ہتھیار چھین لیے ایک
قیامت برپا ہوئی ہرکارون نے یہ خبر لاہوت شاہ کو دی کہ حمزہ آیا اور آفت کو مارا مگر نورالدہر کے مارے جانے کی خبر
سننے سے تمام لشکر مین ایک ماتم ہی اُس کافر نے کہا کہ مین ان تمام خدا پرستون کو اس حال مین مہلت نہ دونگا حکم کیا کہ طبل جنگ
بجے ہرکارون نے یہ خبر امیر کو دی امیر نے فرمایا کہ یہ کافر بڑے قابوچی ہین کہدو ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے رات بھر تیاری
رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کر کے نکل گئے عنقویل دیو پرور
لاہوت شاہ سے اجازت لیکر مقابلے مین آیا مبارز طلب کیا بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
مقابلے کو گیا نیزہ بازی مین برابر رہا تلوار چلنے مین زخمی ہوا بہرام شتر خوار نکلا اُسکے بھی زخم کاری لگا مندویل اصفہانی
مقابلے کو گیا وہ بھی عنقویل کے ہاتھ سے مجروح ہوا آصف شاہ جان سے مارا گیا دوپہر کا وقت تھا کہ پھر عنقویل نے مبارز
طلب کیا اتنے مین صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی اور نقابدار سفید پوش پیدا ہوا قاسم نے جو دیکھا خوش ہو کر امیر سے کہا دادا جان
یہی نقابدار ہی جو لقا کو پکڑ لیگیا ہی امیر بہت خوش ہوئے اور بدیع الزمان تو دوبارہ زندہ ہوا طہماس کو فرحت حاصل
ہوئی عمرو نے سفید مہرہ بجایا غلغلہ دونون لشکرون مین اُٹھا کہ نقابدار آیا نقابدار آیا لیکن عنقویل لاف و گزاف کر رہا
تھا نقابدار نے کہا ملک الموت تیری جان کا مین ہون چھری تلے دم لے حریف تیرا آپہونچا اِدھر بختیارک نقابدار
کو دیکھکر پکارا کہ صلوٰۃ بر محمد و لعنت بر لات اعلیٰ و منات معلی عنقویل اب نہین بچنے کا ہمارے ہاتھ سے گیا لاہوت
نے کہا کہ کیا واہیات بکتا ہی بختیارک نے کہا کہ دیکھو کیا ہوتا ہی نقابدار سے عنقویل نے کہا کہ اے مفلوک روزگار تو کہان
تھا خداوند کو تو ہی پکڑ لیگیا ہی نقابدار بولا ہان اور تیرا بھی کام تمام کرونگا عنقویل نے کہا مین تیری تلاش مین تھا
جاتا کہان ہی لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہی نقابدار بولا اپنا دستور نہین ہی ہم پیشدستی حریف پر نہین کرتے عنقویل نے
کہا خیر معلوم ہوا تجکو اپنی بہادری کا بڑا گھمنڈ ہی یہ کہکر برچھا مارا نقابدار نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا بس نیزے کا
ہاتھ سے نکل جانا تھا کہ روز روشن اُس کافر کی آنکھ مین تیرہ ہوا ساطور اُٹھا کر مارا نقابدار نے لفنون سپہ گری ساطور چھین
لیا اور ہاتھ زنجیر کمر مین ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا اور چاہا کہ جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا جائے طہماس بیتاب ہو کر دوڑ پڑا

پکارا کہ ای آقا ایک دم بھر ٹھہر جائیے کہ مین قدمبوسی حاصل کر لون اور امیر بھی اشقر کو اُڑا کر چلے اور پکارے کہ ای نقابدار بربِ کعبہ ٹھہر جا نقابدار نے گھوڑے کو روک لیا امیر نے پہونچتے ہی نقاب منھ پر سے نقابدار کے دُور کی دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہی طہماس تو قدمون سے لپٹ گیا امیر نے گلے سے لگایا بدیع الزمان گرد پھرنے لگا عنقویل نے جو یہ حال دیکھا قدمون پر نور الدہر کے گر پڑا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا لیکن امیر نے نور الدہر سے کہا کہ ای فرزند نقابدار بننے سے مدعا کیا تھا نور الدہر نے عرض کیا ای جد بزرگوار ایک تو یہ کہ لقا میری قید سے بھاگا تھا مین نے اُسکو آکر پکڑا اور کوئی اُسکو کیون پکڑتا مین نے اتنا لحاظ کیا کہ نقابدار بنکر آیا اپنے صید کو پکڑا قاسم کا یہ منصب نہ تھا کہ لقا کے گرفتار کرنے کو جاتے اور اگر مین یا علان قصد کرتا تو اِدھر حضور روکتے اُدھر قاسم کو ملال ہوتا اس سبب سے مین نقابدار بنکر آیا اور اپنے چور کو پکڑ لایا امیر نے کہا ای فرزند تُنے بہت معقول کام کیا قاسم یہ سنکر بہت رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میرے سب کام نامعقول ہین اور اُنکے سب امر معقول ہین امیر نے فرمایا ای فرزند تو کسی سے کم ہی تو نے بھی وہ وہ کام کیے ہین کہ بہتر سے نہین ہو سکتے غرض قاسم کو بہت سی تسلی دی وہان سے بارگاہ مین آئے نور الدہر پایۂ چہارم پر تخت کے بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی نور الدہر نے چالاک سے کہا کہ تم جاکر قلعۂ سام دزد سے اسد کو بلا لاؤ اور سام دزد سے کہنا کہ قید لقا اور سہیل خان کی لیتا آئے چالاک گیا اور اسد کو لیکر آیا سام دزد قید لقا وغیرہ کی لایا ملازمت امیر حاصل کی امیر نے لقا کو زندانخانے مین بھیجدیا دوسرے دن جسوقت اہل بارگاہ سب جمع ہوئے امیر نے فرمایا ای قاسم نور الدہر کو کہان بٹھائین ملک قاسم نے کہا اگر ترک ادب نہو تو بالادست بدیع الزمان کے بٹھائیے اسد نے کہا کہ یہ کیا کلام آپ کہتے ہین امیر نے کہا تجھے اس گفتگو سے کیا کام چھوٹا منھ بڑی بات یہان خردی و بزرگی کسی کی نہین ہی جسکو خدا بزرگ کرے وہی بزرگ ہی بدیع الزمان نے کہا کہ جو فرمان امیر ہی مین اُسمین راضی ہون امیر نے فرمایا کہ ذنگل نور الدہر کیواسطے لاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا کہ ای شہریار نور الدہر میرا بیٹا ہی اور قاسم نے بھی اُسے اپنا بیٹا کیا ہی وہ بھی بدل منظور کر لیگا کہ ذنگل رستم نور الدہر کو عنایت ہو امیر نے اپنے دل مین کہا کہ اس ذنگل کا جھگڑا مدت سے چلا آتا ہی اسکا فیصلہ ہو جائے تو اچھا ہی فرمایا کہ ذنگل رستم کو جھاڑو کل نور الدہر کو ذنگل رستم پر بٹھا ئینگے قاسم نے جو یہ سنا چپکا بیٹھا رہا جب دربار برخاست ہوا اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور اپنے رفیقون سے کہا کہ صاحب مین اپنی زندگی مین ذنگل رستم پر نہین بیٹھا نور الدہر کو بھی نہ بیٹھنے دونگا اور یہ دونون باپ بیٹے معلوم ہوتا ہی میرے ہاتھ سے مارے جائینگے یا مین اُنکے ہاتھون قتل ہونگا قضائے کار چالاک بن عمرو بصورت مبدل بارگاہ مین موجود تھا سب گفتگو سنی اپنے دلمین کہا کہ صبح کو بڑا ہنگامہ ہوگا یہ سوچکر اُداس و مضطر و پریشان وہانسے چلا لیکن اب فلک کجرفتار گردون غدار کا انقلاب سنیے دو پہر رات گئی تھی کہ خیمہ نور الدہر مین غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا کہ ہائے آقائے نامدار وای مولائے قدرشناس وہ کون ایسا بیرحم تھا جسنے آپ بیرحم کو سوتے مین ایسے ماہ تابان اور مہر درخشان کا سر کاٹ لیا یہ غل سنکر امیر خیمہ نور الدہر مین آئے دیکھا کہ بدیع الزمان کا گریبان پھٹا ہوا ہی اور پچھاڑین کھا رہا ہی لاش نور الدہر کی بیچ مین پڑی ہی سر بریدہ سینہ پر رکھا ہی زلف عنبرین اور کاکل مشکین رخسارون پر پڑی ہی چشم حسرت وا ہی تر تبسم چہرے سے ہویدا ہی امیر نے نعرۂ دردناک کیا کہ ہائے فرزند یہ کیا ہو گیا اور کس بیرحم ستمگر اسیر کا ناکس سنگدل کا ہاتھ تجھپر اُٹھا لندھور نے جو دیکھا کہ صاحبقران فرط غم سے اپنے تئین ہلاک کرینگے ہتھیار اُنکے چھین لیے مالک اژدر طہماس کے لپٹ گیا اور خنجر ہاتھ سے لیلیا مگر یہ عالم تھا کہ ہر ایک چیخین مار مار کر رو رہا تھا جان کھو رہا تھا سب کی آنکھون سے آنسو جاری تھے مصروف گریہ و زاری تھے جو آتا تھا اس سانحے کو دیکھکر پیٹنے لگتا تھا ایک کہرام مچا تھا قضائے کار یہ خبر جب خواتین معظمہ مین پہونچی گوہر ملک ادر گرد پہ با نوپیٹتی ہوئین نکل آئین کہ ہائے بیٹا اخیر وقت مین اس مادر ناشاد کو کچھ وصیت بھی نہ کی ہائے لون تم ناشاد و نامراد اس جہان سے اُٹھ گئے اس دادی کو یہ آرزو تھی کہ تمہارے سر پہ سہرا بندھا دیکھونگی مگر فلک نے نہ چاہا دادی اب یہ مادر ناشاد کسکی ہوکے جیے اور غل ہوا کہ ارے ہٹو ناموس صاحبقرانی باہر

آیا ہر چوب چاق پڑنے لگی مگر کوئی دمشنا تھا عورت اور مرد اُٹھا تھے خیمے مین قیامت بپا تھی گوہر ملک سر نورالدہر کا اُٹھا کر منھ
سے منھ ملتی تھی اور کہتی تھی کہ بیٹا کچھ منھ سے تو بولو کچھ بات تو کرو اس دائی سے کیا تقصیر ہوئی جو خفا ہو اور گرد یہ بالو لاش سے لپٹی جاتی
تھی امیر فرش خاک پر بیٹھے تھے سر مین تو مڑے پڑ گئے تھے گریبان پھٹا ہوا تھا خراش ناخن غم جابجا آنکھین لال چہرے پر گرد ملال ہائے
نورالدہر وائے فرزند ارجمندی آواز بلند تھی کہ چالاک بن عمرو روتا ہوا آیا اور کہا ای شہریار مین رات کو بارگاہ ملک قاسم مین
تھا یہ کلمے زبان سے قاسم کی سنے تھے کیا عجب ہی کہ قاسم نے شہزادے کو قتل کیا ہو امیر نے فرمایا کہ واللہ یہ کام اُسی خاوری
کا ہی رب کعبہ مین اسے نورالدہر کے ساتھ گاڑ دونگا یہ خاوری میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہی اور اُسنے یہ کام نہین کیا تو اس ماتم
مین شریک کیون نہوا ظاہر ہی کہ دنگل کی لاگ ڈانٹ مین اُسنے اسے مارا مگر غضب کیا اور کرب سے کہا ای دلاور جا کر اُس خاوری
کو لا کرب غازی روتا ہوا روانہ ہوا مگر دل مین کہتا ہی کہ ای کرب قاسم قاتل اسکا نہین ہی خدا جانے کیا پیچ ہی لیکن یہان
قاسم صبح کو بیدار ہوا نماز پڑھ رہا تھا کہ رونے کی آواز اُسکے کان مین آئی سیارہ سے کہا خبر تو لا اُسنے دریافت کر کے تمام حال
بیان کیا کہ رات کو نورالدہر کا سر کسی نے کاٹ لیا اور نام تمھارا ہی کہ قاسم نے مارا ہی قاسم نے کہا معاذاللہ خدا اُس روز کو مجھے
نہ رکھے کہ مین نورالدہر کا سر کاٹون لاحول ولا قوة الا باللہ نہین معلوم کس ظالم کا یہ کام ہی اور مین خدمت صاحبقران مین
جاتا ہون سیارہ نے کہا ای شہریار ہرگز آپ صاحبقران کے سامنے نہ جائیے گا آپکا جانا اچھا نہین ہی کسواسطے کہ اُنپر غیظ و غضب
طاری ہی اسوقت کچھ عذر نہ سنین گے قاسم نے علمشاہ کو بلوایا اور کہا کہ سنا آپ نے ہم قاتل نورالدہر مشہور ہوئے صاحبقران
کہتے ہین کہ مین قاسم کو نورالدہر کے ساتھ گاڑ دونگا بھلا آپ انصاف کرین کہ میرا ہاتھ نورالدہر پر اُٹھیگا آپ صاحبقران کے
پاس جائیے اور اُنکو سمجھائیے علمشاہ نے کہا بابا حمزہ صاحبقران بڑے طوطا چشم ہین میرا کہنا ہرگز نہ مانین گے میرا جانا ناحق ہی
یہ باتین تھین کہ کرب پہونچا اور قاسم کو روتے دیکھا حیران ہوا سمجھا کہ اسنے نورالدہر کو نہین مارا ہی بے تقصیر ہی علمشاہ نے پوچھا ای
کرب دلاور آج کدھر آ گئے کرب نے کہا کہ قاسم پر طوفان اُٹھا ہی مجکو امیر نے بھیجا ہی کہ قاسم کو ہم لے آؤ چنانچہ مین قاسم کو لینے آیا
ہون علمشاہ نے کہا ای کرب دلاور کیا انقلاب دہر دورنگ ہی کہ ہم نورالدہر کے قاتل مشہور ہون چلو ہم اور قاسم دونون چلتے
ہین کرب نے کہا ای شہریار گو کہ مین اس خدمت پر مقرر ہوا ہون مگر میرے دلکو یقین ہی کہ آپ سے یہ کام نہین ہوا ہی اور اسوقت
سامنے امیر کے جانا مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ آپ دونون صاحب یہان سے چلے جائین مین کہہ دونگا کہ مجکو نہین ملے یہ باتین تھین
کہ عجیل ماہرو آیا اور یہ حال دیکھکر کہا کہ مین جاتا ہون اور امیر سے کہتا ہون کہ قاسم کی خطا نہین ہی کرب نے کہا کہ کچھ نہوگا
عجیل نے نہ مانا خدمت صاحبقران مین گیا دیکھا کہ دیوانہ وار بستر خاک پر بیٹھے ہین اور کہہ رہے ہین لاؤ اُس خاوری کو کہ عجیل پہونچا
ہاتھ باندھکر عرض کیا ای شہریار غلام نے خوب دریافت کیا قاسم بے قصور ہی اُسکی کچھ خطا اسمین نہین ہی اگر اُسنے یہ امر کیا ہو اور حضور یہ
پر کھلے تو اُسکے ساتھ مجھے بھی قتل کیجیے گا امیر تو رنج مین بیٹھے ہوئے تھے جہان آنکھون مین تیرہ ہو رہا تھا عجیل کی باتون سے آزردہ
ہوئے اور ایک تازیانہ مارا کہ تو تو اُسکی طرفداری کیا چاہے وہ تازیانہ عجیل پر پڑا عجیل قدمون پہ گرا امیر نے اور تازیانہ مارا
القصہ سات تازیانے مارے عجیل بیہوش ہو گیا لوگ اُٹھا لیگئے سیارہ نے یہ خبر قاسم کو دی قاسم اور علمشاہ یہ سنکر وہان سے
بھاگے کرب پھر کر آیا امیر کو سلام کیا اور کہا میرے پہونچتے پہونچتے قاسم اور علمشاہ بھاگ گئے امیر نے فرمایا کیون صاحبو
تم سب کہتے تھے کہ قاسم بے تقصیر ہی اگر بے تقصیر ہوتا تو کیون بھاگتا اگر وہ بھاگے ہین تو کیا مین اُنکو چھوڑ دونگا جہان جاینگے
قتل کرونگا یہ کہکر اُسی حالت غیظ مین اشقر پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اُسی طرف کو چلے جس طرف کبکو پھندنا تک نہ چھوایا تھا اسپر
کوڑا اُٹھایا وہ مانند باد صرصر چلا یہانتک کہ قاسم و علمشاہ کو دیکھا کہ سامنے جاتے ہین امیر نے نعرہ کیا کہ آیا مین کب چھوڑتا
ہون کہ ایسے ماہ تابان کو تم قتل کر کے بچکر چلے جاؤ ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کرونگا قاسم نعرہ امیر کا سنکر کانپا اور تھرایا

بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا امیر پائین کوہ پہونچے اور نعرہ کیا اشقر پر سے اُتر کے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھین قاسم نے رو کر کہا کہ ای شہریار آپ کے نزدیک مین قاتل نور الدہر کا ہون خیر مگر اسکا عالم اللہ ہی کہ مین نے نور الدہر کو نہین مارا ہی آج کی شب مجھے مہلت دیجیے کہ مین درگاہ جناب ایزدی مین عرض کرون شاید حضور پر میری بیگناہی ثابت ہو جائے امیر نے فرمایا کہ لاش نور الدہر کی بیگور و کفن پڑی ہی مین دم بھر کی تجھے مہلت نہ دونگا یہ کہکر پہاڑ پر چلے پھر قاسم نے عرض کیا ای شہریار آپکو قسم ہی روح پاک حضرت ابراہیمؑ کی کہ شب بھر کی مجھے مہلت دیجیے صبح کو قتل کیجیے گا لندھور اور مالک وغیرہ سبھی سردار پیچھے پیچھے امیر کے آئے تھے لندھور نے سمجھایا ای شہریار ازبسکہ نور الدہر کے مرنے سے حضور کے ہوش و حواس بجا نہین ہین اک کوہ غم ٹوٹ پڑا ہی مگر قاسم بھی حضور کا پوتا ہی اور کیسا حضور اسکو عزیز رکھتے تھے حضور سے وہ ایک شب کی مہلت مانگے اور حضور نہ دین تعجب ہی غرض امیر لندھور کے سمجھانے سے اسوقت ارادۂ قتل قاسم سے باز آئے مگر سامنے پہاڑ کے خیمہ استادہ کرا کر اُتر پڑے شب گذری صبح کو غلغلہ ہوا کہ بدیع الزمان کا سر کسی نے کاٹ ڈالا امیر نے فرمایا اسواسطے اس خاوری نے رات بھر کی مہلت لی تھی کہ بدیع الزمان کو بھی مارے یہ ترک تنگ چشم کہان جاتا ہی یہ کہکر اُٹھے کہ پہاڑ پر جا کر قاسم کو قتل کرین اتنے مین سیارہ پہاڑ پر سے روتا ہوا اُترا اور کہا ای شہریار عالمشاہ اور قاسم اور عمرو بن رستم کے سر کٹے ہوئے پڑے ہین جسوقت یہ سنا امیر سن ہو گئے یقین ہوا کہ قاسم بیگناہ تھا یہ کسی اور ظالم کا کام ہی اب عجب حال صاحبقران کا ہی آنسو بھی خشک ہو گئے ہین سکتے کا عالم بہم پہونچا ہی چپ ہو گئے ہین آخر کار عمرو سے فرمایا کہ خواجہ دریافت کرو کہ یہ کس ظالم کی حرکت ہی عمرو نے کہا مین خود تلاش مین ہون دوسری شب کو مالک کا سر کٹ گیا اس خبر سے امیر اور حیران و پریشان ہوئے خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو بلوایا چارون خواجہ زادے خواجہ امید دریادل والاگہر سیاوخش حاضر ہوئے امیر نے کہا کہ آپ نجوم مین دیکھین کہ یہ کام کسکا ہی کسنے انکو مارا ہی انھون نے سوا ہاتھ زمین لیپ کر اصطرلاب کو آفتاب کے مقابل کر کے تختۂ نقش پر قرعۂ تفکر کو یہ کہکر عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو اور فوراً ساتون ستارے بارہ برج سولہ خانے رمل کے نگاہ مین کر کے احکام کو طرح دیکے نکالا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار انمین سے کوئی نہین مارا گیا سب زندہ و سلامت ہین بعد ایک ہفتے کے انسے ملاقات ہوگی اگر اسمین فرق پڑے تو ہم سب کو توپ دم کیجیے گا یہ سب کشتۂ سحر ہین اس کلمے سے امیر کو فی الجملہ تسکین ہوئی بعد اسکے عمرو سے کہا ای خواجہ تمکو مطلق پروا نہین ہی کہ اسمین خوض کرو عمرو نے عرض کیا کہ شاید لقا کو حال معلوم ہو امیر نے فرمایا لاؤ اس کافر کو جو ید اللقا کے لینے کو طرف زندانخانے کے روانہ ہوئے جب زندانخانے مین پہونچے داروغہ نے دروازۂ زندان کھولا لقا کو مع اسکے ہمراہیون کے نہ پایا مہر النقب کا دیکھا خبر صاحبقران کو دی کہ لقا زندانخانے سے غائب ہی کوئی نقب دیکر چھڑا لیگیا عمرو نے آکر دیکھا پہچانا کہ مہر ابلیس عیار کا لگایا ہوا ہی عمرو نے امیر سے آکر حال بیان کیا اور کہا لشکر کفار مین جاتا ہون شاید وہان کچھ پتا لگے یہ کہکر چلا

اب داستان لعل جادو کی بیان ہوتی ہی

جب خواجہ لشکر کفار مین پہونچے صورت خدمتگار کی بنکر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا لقا ابھی چھوٹ کر آیا ہی جھگڑیان بٹریان دور ہو رہی ہین تخت پر بیٹھا ہی لاہوت شاہ نے قدمبوسی حاصل کی سب کفار گرد و اطراف مین جمع ہین فکر ہو رہا ہی کہ بہت سے سردار حمزہ کے سر کٹ گئے ہین نہین معلوم یہ کام کسکا ہی عمرو نے خیال کیا کہ ان کافرون کو نہین معلوم ہی حیران و پریشان وہانسے اپنے دل مین کہتا ہوا پھرا کہ بڑا گمان کفار پر تھا کہ یہان کچھ سراغ ملیگا سو یہان بھی کسیکو نہین معلوم اب کہان جائیگا اور کس سے دریافت کریگا اس خیال مین چلا آتا ہی کہ برابر شہر مشتری حصار کے پہونچا دور سے ایک قلعہ دکھائی دیا اپنے دل مین کہا کہ ای عمرو یہ قلعہ کسی نے نیا بنایا ہی جب قریب پہونچا دیکھا کہ قلعہ بنا ہوا ہی اور سر نور الدہر وغیرہ کے کنگرون پر چڑھے ہوئے ہین اور ان سرون سے شعلے آتش کے نکل رہے ہین اور گرد قلعے کے خندق خون کی ہی یہ دیکھتے ہی گلیم عیاری اوڑھلی اور مضطر و پریشان

خدمت امیر مین آیا حال بیان کیا ہنوز بیان نہین کر چکا ہی کہ ملکہ جادو باحال پریشان آئی خدمت امیر مین آداب بجالائی اور عرض کی کہ یا امیر دادی اُس شخص کی یعنے مالک بن زردہشت جادو کی مان کہ نام اُسکا لعل جادو ہی جسوقت آپ نے عنظلی آباد کو فتح کیا تھا وہ ظلمات مین تھی اب وہ آئی اور مالک کے مارے جانے کی خبر پائی ہی تمام ہمراہیون کو میرے قتل کیا اور مجھسے کہا کہ تو میرے بیٹے کی قاتل ہی مین تجھسے سمجھونگی مین تو بھاگ کر یہان آئی اور اُسنے قلعۂ مینا بنایا ہی اسمین مسکن اپنا کیا ہی لوگون کو لاکر آپ کے فرزندون کی صورتین بنا کر اُنکو قتل کیا ہی اور سر اُنکے قلعے کے کنگرون پر چڑھائے ہین آپ کے فرزند سب زندہ ہین مگر قید ہین اور لعل جادو روئین تن ہی امیر نے جو سنا کہ نور الدہر وغیرہ زندہ ہین بہت خوش ہوئے ملکہ جادو نے کہا کہ شہریار حضور اسم اعظم پڑھنا ترک نہ کرین کہ لعل جادو آپ کی اور عمرو کی فکر مین ہی عمرو تو گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہو گیا امیر نے بارگاہ سلیمانی واسطے حفاظت ناموس کے برپا کی آپ بارگاہ ہشامی مین مع سرداران لشکر کے جلوہ فرما ہوئے اور ملکہ جادو سے باتین کر رہے ہین کہ لعل جادو اُڑتی ہوئی مثل بلاے آسمانی و آفت ناگہانی آئی اور چلائی کہ او حمزہ تو ساحران عنظلی آباد کو مار کر فراغت سے بیٹھا ہی سمجھا تھا کہ اُسکا کوئی وارث نہین رہا جو دعوی خون کا کریگا اب دیکھ تو تجھسے کیا سلوک کرتی ہون پہلے اس گیسو بریدہ ننگ خاندان ملکہ جادو کو قتل کر لون بعد اسکے تجھسے سمجھونگی یہ کہکر ملکہ جادو کی طرف بڑھی ملکہ جادو نے پیچھے ہٹکر ایک ترنج مارا لعل جادو ہنس پڑی اور ہاتھ سے ترنج کو پکڑ کر اشارہ کیا ملکہ جادو بیہوش ہوکر دھم سے زمین پر گری لعل جادو کمر مین پنجہ دیکر اس چستی سے بلند ہوئی کہ سب دیکھتے رہگئے عمرو رونے لگا اور جلدی سے گلیم اوڑھکر پیچھے پیچھے چلا جب قریب قلعہ پہونچا دیکھا کہ کنگرۂ قلعہ پر سر ملکہ جادو کا بھی چڑھا ہی یہ کیفیت دیکھکر روتا ہوا پھرا اور خدمت امیر مین باحال تباہ پہونچا امیر نے جو عمرو کا حال ابتر دیکھا فرمایا کہ خواجہ ملکہ جادو کیا ہمارے فرزندون سے زیادہ تمھین عزیز ہی اور تم تو سن چکے کہ سب زندہ ہین مگر قید ہین اسی طرح ملکہ جادو بھی زندہ ہوگی تم کیون اسقدر حال اپنا غیر کرتے ہو جو مرضی پروردگار کی دیکھو تو کیا ہوتا ہی اور آپ کوچ کرکے طرف قلعۂ کوہ مینا کے آئے خیمہ برپا ہوا چار گھڑی دن رہے سیر قلعۂ مینا کو نکلے تھے مقبل ساتھ تھا کہ شعلۂ آتش قلعے پر سے آیا اور مقبل کو لپیٹ کر لیگیا لندھور نے غیظ مین آکر ہاتھی کو بڑھا کر ایک گرز اُس قلعۂ مینا پر مارا بس گرز سے ایک شعلۂ آتش نکلا لندھور کو ہاتھی سمیت جلا دیا امیر اُداس و پریشان پھر کر خیمہ مین آئے بسبب تردد و تفکر کے کھانا بھی نہ کھایا پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے یہ خیال بندھا ہوا تھا کہ لعل جادو علامۂ زمان و آفت جہان سے ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی ناگاہ لعل جادو خیمے مین آئی اور کھڑی ہوکر اسم سحر پڑھنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اِدھر لعل جادو نے اسم سحر تمام کیا اُدھر امیر نے اسم اعظم ختم فرمایا لعل جادو امیر کے پلنگ پاس آئی ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ امیر کو اُٹھا لون امیر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کے جھٹکا دیا کہ منھ کے بھل گر ہی امیر نے اور ایک طمانچہ مارا کہ اگر پورا ہاتھ پڑے تو دھڑ پر سے سر اُڑ جائے مگر دو انگلیان پڑی تھین کہ جیسے لوٹن کبوتر لوٹ جاتا ہی زمین پر لوٹنے لگی صاحبقران نے نعرہ کیا کہ لینا اس مکارہ کو بہرام گرد بن خاقان چین دروازے پر تھا دوڑ کے امیر کے سامنے آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام زشت اندام لوٹ رہی ہی بہرام نے چاہا کہ اسکو گرفتار کرے لعل جادو اسم سحر کا پڑھکر بشکل دیو بنکر بہرام کو پکڑ لیگئی امیر دوڑے کہ بہرام کو چھڑا لین مگر وہ کب ہاتھ آتی ہی کف افسوس ملکر رہگئے اُدھر لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا بختیارک وغیرہ تمام سردار گرد و اطراف مین جمع تھے کہ ہرکارے آئے ہاتھ اُٹھاکر یہ دعا دی قطعہ کای سرت سبز تا خران بچرند ✠ شکمت طبل تا سگان بدرند ✠ گرز آتش ہزار رنگارنگ ✠ بر سر تو موکلان بزنند ✠ بختیارک نے کہا ہمیش باد کہو بھئی کیا خبر لائے ہو وسواس خناس خوش آمدید آمد برآمد ہرکارون نے نور الدہر و بدیع الزمان اور قاسم و علمشاہ وغیرہ کے سر کٹنا اور لعل جادو کا ظاہر ہونا اور قلعۂ مینا بنانا اور سرداران لشکر اسلام کے سر کاٹکر کنگرون پر چڑھانا اور لشکر اسلام کا سامنے

اُس قلعہ مینا کے آنا لندھور کا گرز مار کر چلا جانا سب بیان کیا بس یہ خبر سنتے ہی لقا پکارا ای بندگان من ببینید قدرت مرا وہ
شخص دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی دیکھا تمنے بلایا مین نے اپنی بندی خاص الخاص کو کہ سب خدا پرستون کا کام تمام کرے اور تقدیر
کی مین نے کہ یہان سے کوچ ہو موجب حکم کے لشکر اُسکا کوچ کر کے برابر لشکر امیر کے آ کر اترا لقا نے بختیارک سے کہا کہ ای شیطان
درگاہ تقدیر کی مین نے کہ تم ہماری طرف سے تحفہ لیکر لعل جادو کے پاس جاؤ اور اُسے لیکر ہمارے پاس آؤ وہ اُٹھا اور
خلعت ہفت کشتیان تحفون کی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا جب برابر قلعہ مینا کے پہونچا دست ادب باندھکر کھڑا ہوا لوگون
نے جا کر لعل جادو سے بیان کیا کہ ایک شخص کشتیان لیے ہوئے دروازے پر کھڑا ہی اور کہتا ہی کہ وہ شخص مدار المہام خداوند
لقا کا ہی لعل جادو کے پاس آیا ہون یہ سنتے ہی لعل جادو قلعے سے باہر آئی دیکھا کہ ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن
تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی دست بستہ کھڑا ہی اور کشتیان اسباب کی رکھی ہین جانا کہ کسی کا فرستادہ ہی پوچھا تو کون
ہی اور یہ کیا لایا ہی بختیارک نے کہا کہ وہ شخص فرستادہ زمرد شاہ خداوند لقا کا شیطان درگاہ ہی خداوند نے کہا ہی کہ تمنے فرزندان
حمزہ کو قتل کیا ہی نام تمہارا بلند ہوا ہی خداوند کو آرزو ہی تمہارے دیکھنے کی اسواسطے آیا ہون اور کچھ کشتیان تحفے کی خداوند
کی طرف سے لایا ہون آپکو مناسب ہی کہ خداوند کی خدمت مین چلیے آپ اور وہ ملکر خدا پرستون کا کام تمام کرین لعل جادو
نے کہا اچھا تم قلعے مین آؤ بختیارک کو اندر قلعے کے لیگئی بہت اچھی طرح سے اسکی دعوت کی بختیارک نے رات وہین بسر
کی صبح کو لعل جادو بختیارک کے ساتھ خدمت لقا مین آئی لقا نے سنا کہ لعل جادو آتی ہی سردارون کو استقبال کیواسطے
بھیجا وہ لعل جادو کو ساتھ لیکر آئے لعل جادو نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا لقا نے اُسکو گلے سے لگایا خلعت دیکر حکم کیا کہ طبل
شادمانی بجے اور لعل جادو سے بیان کیا کہ مین خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون انکو عالم مستی و خواب
مین مین نے پیدا کیا ہی اور تقدیر کرنا انکے حق مین بھول گیا ہون اب یہ مجھپر غالب آتے ہین مجھسے کچھ نہین ہو سکتا ہی لعل جادو
نے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے مین سب کا کام تمام کرونگی لیکن مجھے خدا پرستون کی لڑائی دیکھنے کا کمال اشتیاق ہی
لقا نے حکم کیا کہ طبل جنگ بجے لعل جادو تو رخصت ہو کر اپنے قلعے مین چلی گئی ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو دی کہ لشکر
کفار مین طبل جنگ بجا ہی امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے لعل جادو
قلعے کے برج پر آ کر زیر سایبان زربفت بیٹھی اور شرابخواری مین مصروف ہوئی یہان جب طرفین سے صفین آراستہ ہو چکین
اور نقیب نہیب دیکر نکل گئے لشکر کفار مین علماے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے خرچال مردم در گینڈے کو اُڑا کر لقا کے سامنے
آیا اجازت میدان مانگی لقا نے کہا جا تجکو ید قدرت کے سپرد کیا خرچال حیرت مآل گدھے کی طرح بھولا گینڈے کو اُڑا کر
میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قبادین ستون اسلام کرب پُرحرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب
مرکب کو اُڑا کر سامنے تخت شاہی کے آئے گھوڑے سے اُتر کر مجرا کیا اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے کہا خدا تمہارا
نگہبان ہی جام کلہ عفریت عنایت ہوا اُس جام کو پیکر بار دگر مرکب پر سوار ہو کر مقابل خرچال کے آئے نگاورزن ہوئے
کوئی تین قدم پیچھے مرکب کرب کا ہٹا اور سات قدم مرکب خرچال کا پسپا ہوا آخر خرچال گینڈے کے پٹھے پر جا پڑا گرتے گرتے
سنبھلا اسل کر رانون مین گجبانک مار کر گینڈے کو آگے بڑھایا مقابلہ کیا پوچھا تو کیستی وجہ نام داری کرب نے جواب دیا
کہ نام میرا ملک الموت قابض ارواح کفار ہی خرچال برہم ہوا نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا
اُسنے تلوار ماری کرب نے اُسکی تلوار روک کر تلوار ماری مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوئے بعد اسکے کرب نے نعرہ کیا
کہ ای کافران بیدین جسکو تم مین سے تمنا مرگ کی ہو میرے سامنے آئے ارجال مردم در مقابلے کو آیا ہاتھ سے کرب کے مارا
گیا اُس روز ستائیس کافرون کو کرب نے واصل جہنم کیا اور پانچ زخمی ہوئے طبل باز گشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنے

خیمون مین آئے لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ لعل جادو آئی لقا کے پاس بیٹھی بختیارک نے کہا اے ملکہ لعل جادو تمنے
لڑائی خدا پرستون کی دیکھی لعل جادو نے کہا کہ واقعی یہ خدا پرست بلاے بیدرمان آفت جہان ہین اُنسے کوئی عہدہ برآ
نہوگا مگر مین ان سب کو غارت کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی بختیارک نے کہا اے لعل جادو تم عیاران لشکر اسلام سے
واقف ہو کہ کیسے ہین مرشد نے کیسے کیسے جادوگرون کو مارا ہے لعل جادو نے جواب دیا کہ مین اُس ساربان زادے سے
واقف ہون کہ اُسنے بہت سے ساحران عنظلی آباد کو مارا ہے مین اُسکی فکر مین ہون جسوقت وہ ہاتھ لگا مین نے قتل کیا یہ کہکر
اُٹھی کہ آج دیکھو تو مین ان خدا پرستون کے ساتھ کیا کرتی ہون اور قلعۂ مینا کو گئی ہرکارون نے یہ خبر آکر امیر کو دی کہ آج
لعل جادو دعوی کر کے گئی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ رضینا بالقضات تقدیر جو مرضی الٰہی اور فرمایا کہ تمام لشکر مین جارجی
جاردے کہ رات بھر کوئی نہ سوئے ہر ایک صحیفۂ ابراہیم کی تلاوت شب بھر کرے یہی ڈھنڈھورا تمام لشکر مین پٹا سب صحیفہ
پڑھنے مین مصروف ہوئے صبح کو غلغلہ ہوا کہ سر پسران بزرجمہر کے کٹ گئے پھر خبر پہونچی کہ جمشید بن قباد کا سر کٹ گیا پھر سنا
کہ مرزبان خراسانی کا سر کٹا پڑا ہے اور فضل بن گیاہور اور رقاے زنجیر خوار کہ شکاری مین تھے انکے بھی سر کسی نے کاٹ
ڈالے امیر کو یہ خبرین سنکر نہایت وحشت ہوئی اور رو کر دعا مانگنے لگے کہ اے پروردگار اس ساحرہ کافرہ کے شر سے تو ہی محفوظ
رکھنے والا ہے اس بلا کو تو ہی ہمسے دور کرنیوالا ہے صاحبقران تو مصروف دعا تھے لیکن مہتر قران کا حال سنیے کہ رات
کو قلعۂ مینا کے پاس آیا اور نقب کھودنا شروع کی کھودتے کھودتے دیوار قلعہ تک پہونچا تھا کہ خنجر دیوار قلعہ پر پڑا نوک خنجر
سے ایک شعلۂ آتش نکلکر قران پر دوڑا قران بھاگا نقب سے باہر نکلا لشکر کا راستہ لیا شعلۂ آتش پیچھے پیچھے تھا لشکر
والون نے جو دیکھا کہ قران کے بدن مین آگ لگی ہے پانی چھڑکا وہ آگ نہ بجھی قران دروازۂ بارگاہ پر پہونچا وہان
حوض تھا اُس حوض مین کود پڑا غوطہ لگایا شعلۂ آتش پانی کے اوپر پھرانے لگا یہ خبر امیر کو پہونچی کہ قران کو آگ
نہین چھوڑتی امیر بارگاہ سے باہر آئے اُس شعلے کو دیکھا اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ شعلۂ آتش ایک جانور بنکر اُڑ گیا قران
اُس حوض سے باہر نکلا مگر آبلے بدن مین پڑ گئے تھے صبح کو لعل جادو لقا کے پاس آئی کہا کہ یا خداوند سنا آپ نے کہ رات
کو کیا ہوا خدا پرستون کے لشکر مین لقا نے کہا اے لعل جادو مجکو سب سویرے خبر پہونچی تھی کہ بہت سے لوگون کے سر کٹ گئے
ہین اور اے لعل جادو مین ستر ہزار برس آگے یہی تقدیر کر چکا تھا تو میری بندی خاص الخاص ہے اور اب تیرا ہی بھروسا
ہے لعل جادو نے کہا کہ خداوند آپ خاطر جمع رکھین ایک خدا پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی لقا خوش ہو کر مصروف عیش و
عشرت ہوا قضاے کار عمرو بصورت مبدل دروازۂ بارگاہ پر کھڑا ہوا تھا تمام گفتگو لعل جادو کی سنی تھرایا اور کانپا
دیکھا کہ دروازۂ بارگاہ سے ایک شخص نمودار ہوا عجب شکل تھی کہ سر شانون پر اور گردن نہ تھی جب قریب آیا عمرو نے
پہچانا کہ ادلوس جنی ہے حیران ہوا کہ یہ کیون یہان آیا ہے لیکن کافر اُسکو دیکھکر نہایت متحیر و متعجب اور خائف و پریشان
ہوئے کہ ادلوس لعل جادو کے پاس آیا اور ایک نامہ اُسکے ہاتھ مین دیا لعل جادو نے نامہ پڑھا بہت خوش
ہوئی کہا کہ یا خداوند باختر عجب خبر خوش آئی ہے لقا نے کہا کہو تو سہی کیا تقریر ہے لعل جادو نے کہا اے لقا بادشاہ
طلسم گوہر بار مکلل خان جادو آپکی مدد کو آیا ہے اب ان خدا پرستون کا استیصال بخوبی ہوگا ہم اور مکلل خان
ملکر خدا پرستون کو مار لینگے اور یا خداوند مکلل خان بہت زبردست ساحر ہے اور سب ساحر اسکی عزت کرتے ہین لقا نے
کہا اے لعل جادو مین نوے ہزار برس آگے یہی تقدیر کر چکا ہون کہ مکلل خان آکر خدا پرستون کو قتل کریگا لعل جادو
نے ادلوس سے کہا کہ تم جلد جا کر مکلل خان کو لاؤ ادلوس سلام کر کے بارگاہ لقا سے باہر نکلکر چلا عمرو پیچھے پیچھے روانہ ہوا
جب لشکر لقا سے نکل آئے عمرو نے کہا کہ اے ادلوس جنی ٹھہرو تو سہی مجھے کچھ کہنا ہے ایک بات سن لو ادلوس نے جواب

نہ دیا عمرو نے کہا اے ادلوس آج کیا ہی کہ تم بات تک نہین کرتے اور بھئی سچ ہی کہ مصیبت مین کوئی کسی کا شریک نہین ہوتا ہی یا تو وہ تمھاری دوستیان یا یہ کج ادائیان ادلوس نے کہا تو کون ہی نام تو اپنا بتا مین تجھے پہچانتا نہین ناحق بک بک کر میرا مغز کھا گیا عمرو نے کہا سبحان اللہ آپ اسوقت مجھے پہچانتے بھی نہین کل کا ذکر ہی کہ گلشن جادو اور گلستان جادو کے مکان مین مجھے چھڑانے کو آئے تھے تم بھی گرفتار ہوئے تھے قران نے جا کر گلشن جادو کو مارا مین عمرو بن امیہ ضمری ہون ادلوس نے کہا کہ عمرو تو ہی ہی خوب میرے ہاتھ لگا یہ کہکر عمرو کے لپٹ گیا مشکین باندھین اور قہقہہ مار کر ہنسا کہ مین تو تیری تلاش مین تھا بغیر محنت و مشقت تو میرے ہاتھ لگ گیا یہ کہکر باندھکر لیچلا عمرو روتا چلا جاتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ لعنت ہی انکے قول و فعل پر کہ ادلوس ایک صحرا مین پہونچا وہان ایک لشکر اُترا ہوا تھا اور بیچ مین لشکر کے ایک خیمہ مخمل سبز کا کارچوبی کام اُسپر بنا ہوا قبہ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرتا تھا ادلوس اُس خیمے کے اندر عمرو کو لایا عمرو نے دیکھا کہ ایک جادوگر بارنگیں سفید تاج شہریاری بر سر و چار رقبہ شاہنشاہی در بر چتر بادشاہی سر پر پھر رہا ہی تخت پر بیٹھا تھا اور جادوگر گرد و اطراف مین متمکن تھے ناچ ہو رہا تھا کہ ادلوس نے سلام کیا اور کہا کہ اے پدر بزرگوار لعل جادو نے آپکو بلایا ہی چلیے اور یہ سارباں (؟) ہاتھ لگ گیا مین پکڑ لایا ہون مکلل خان نے کہا اے فرزند اسے جیتا کیون چھوڑا سر کاٹ کر کیون نہ لائے عمرو نے جو یہ کلمہ اسکی زبان سے سنا اپنے دل مین کہا لعنت ہی ان جادوگرون پر اور انکے اطوار پر مگر ادلوس نے کہا کہ اے پدر بزرگوار اب مین اسکا سر کاٹ لون مکلل خان نے کہا کہ اب اسکو سامنے لعل جادو کے قتل کرینگے اب اسکو پنجرے مین بند کرو عمرو کو پہلے طوق و زنجیر مین گرفتار کیا پھر پنجرے مین بند کر کے طرف لشکر لقا کے روانہ ہوا جب قریب پہونچا تو لقا اور لعل جادو استقبال کے واسطے نکلے راہ مین ملاقات ہوئی مکلل خان نے لقا کے قدمون کو بوسہ دیا اُس کافر نے بہت شفقت سے اپنی بارگاہ مین لیجا کر دعوت کی مکلل خان نے لعل جادو سے کہا کہ کیا اقبال تمھارا ہی مین عمرو کو پکڑ لایا ہون اور کہا کہ لاؤ پنجرا عمرو کا ادلوس نے پنجرا لاکر رکھدیا بختیارک نے جو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور اشارے سے کہا اسے مار ڈالو مکلل خان نے کہا کہ ملک جی قاعدہ میرا یہ ہی کہ جبتک مین سردار کو نہین پکڑ لیتا ہون اُسکے لوگون سے نہین خبر ہوتا ہون حمزہ کو گرفتار کر لون تو اسے قتل کرون بختیارک نے کہا اے مکلل خان یہ ذات بابرکات چھوٹ جائینگے مکلل خان نے کہا کہ ملک جی کیا مجال جو یہ چھوٹ سکے لعل جادو مکلل خان کو لیکر قلعۂ مینا مین آئی لیکن ہرکارے خبر لیکر امیر کے پاس آئے اور حال عمرو کے پکڑ جانے کا اور مکلل خان کے آنے کا بیان کیا امیر بہت رنجیدہ ہوئے کہا کہ رضینا بالقضا تن بتقدیر جو مرضی الٰہی ہم بھی تو آمادۂ مرگ مہیائے قضا بیٹھے ہین دیکھیے پروردگار نے کیا چاہا ہی یہان لعل جادو نے مکلل خان کی دعوت بہت دھوم سے کی شب کو لعل جادو نے بہت سے سرداران اہل اسلام کو اسیر کیا لشکر اسلام مین ایک تلاطم ہی سوائے امیر اور بادشاہ اسلام اور چند مشیران سلطنت اور کرب غازی کے کوئی باقی نہین ہی سب کے سر کٹ چکے ہین لقا بہت خوش ہی بختیارک بغلین بجا رہا ہی کہ اب یہ خدا پرست مارے گئے اب نہین بچتے لقا سے لعل جادو نے کہلا بھیجا کہ تم طبل جنگ بجواؤ کل ان سب خدا پرستون کا خاتمہ ہی لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر کو خبر دی کہ طبل جنگ لشکر لقا مین بجا ہی امیر نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگ بجے جو منظور الٰہی یہ کہکر امیر نے کرب غازی سے کہا کہ بھئی تم ناموس کو ساتھ لیکر یہان سے چلے جاؤ کہ مین قتل ہوا تو ناموس تو برباد ہونگے کرب نے عرض کیا کہ مجھسے نہو گا کہ مین اس بہانے سے جان بچا کر چلا جاؤن لوگ مجھے کیا کہین گے آپ مجکو نامرد سمجھے ہین مین نہ جاؤنگا امیر نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ آپ اس امر پر کمر ہمت باندھین بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ آپ نے مجھے بادشاہ مقرر کیا اور مرتبۂ سلیمانی دیا اب جو مین اسوقت آپکو تنہا چھوڑکر چلا جاؤن تو تمام زمانے کا مورد طعن ہون کہ اپنی جان بچا کر اس بہانے سے چلے گئے کیا نالائق تھے مجکو یہ ننگ گوارا نہین جو سب کا حال وہ میرا حال امیر اُدھر سے بھی مایوس ہوئے سلمان شاہ فارسی نے عرض کیا کہ

ای شہریار حضور اُداس و پریشان نہون کہ پروردگار عالم ایک دم مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہی وہ ہمپر رحم کریگا رات کو لعل جادو جہنم واصل
ہوئی سب اسکی شر سے محفوظ رہینگے امیر نے کہا کہ مین اسکی ذات پر تکیہ کیے بیٹھا ہون راضی برضا ہون غرض سب گریہ وزاری
کرتے تھے اور دعائین مانگتے تھے اور کرب غازی اپنے مولا علیؑ ابن ابی طالب غالب کل غالب کو پکارتا تھا کہ آقا یہ
مقام یاری اور مدد کا ہی مگر اس طرف کا حال سنیے کہ مکلل خان نے لعل جادو سے کہا کہ آج تمھاری دعوت ہمارے
یہان ہی لعل جادو نے کہا ای مکلل خان ان خدا پرستون کو مارلین پھر دعوت کرنا مکلل خان نے کہا کہ یہ تو ہونا ہی ہی ہوگا کہ
ان مفسدون کو مار کر خوب فراغت سے دعوتین کھائینگے مگر ہمنے کچھ شراب وکباب تحفہ بنوائے ہین اور کھانے دو ایک طرح کے
نئے پکوائے ہین چاہیے ہی کہ ہم تم سب ایک جگہ کھائین لعل جادو نے جواب دیا کہ کیا مضائقہ ہی مکلل خان نے کہا ای لعل جادو
ان خدا پرستون کے ہاتھ سے تو دل پر لاکھون داغ ہین جگر خون ہو رہا ہی اول تو یہ دزد باریک گردن کہ اسنے شہر کے
شہر جادوگرون کے غارت کر دیے تمھارا اقبال تھا کہ عمرو میرے ہاتھ لگ گیا نہین تو یہ آفت کا پرکالا ہی کیسے کیسے ساحرون
کو اسنے مار ڈالا ہی ہائے کیا عنطلی آباد کو اسنے برباد کیا ہی اور ای لعل جادو یہ تا حمزہ کا کہ جسکا سر پہلے تمنے کاٹا ہی اسنے تمام
طلسم گوہر بار کو تباہ کر دیا جملہ ساحران زبردست قتل ہوئے سب عزیز واقارب میرے مارے گئے اسکی اطاعت قبول کی
جب جان بچی اور یہ ساربان زادہ ہمکو اپنا دوست جانتا تھا ہم تو وقت کے منتظر تھے اب خداوند سامری وجمشید آپکو لایا
ہم آپ کے شریک ہوئے اور کیون او ساربان زادے یہ دن تجھے یاد نہ تھا اب دیکھ تو تجھے کسطرح مارتا ہون عمرو نے
کہا ای مکلل خان خوب کینہ دیرینہ تو نے نکالا خیر پروردگار قادر و مالک ہی اگر بچ گیا تو سمجھونگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کھانا
اور شراب وکباب مکلل خان کے گھر سے آیا کھانا کھایا جاتا ہی اور شراب پی رہے ہین ناچ دیکھ رہے ہین عمرو سے ادلوس جنی
نے فرمائش کی ہی کہ خواجہ کچھ گاؤ نہین تو تمکو ایذا دینگے عمرو پنجرے مین بند ناچار مجبور گا رہا ہی اور رو رہا ہی کہ دفعۃً آثار بیہوشی
ظاہر ہوئے کہ کوئی تو ٹھمکر ناچنے لگا اور کوئی اٹھکنے لگا کسی نے کہا کہ تمھاری گود مین کتیا نے پلے دیے ہین اور تمکو خبر نہین اسنے
جواب دیا کہ بھئی تم کیسے دوست ہو کہ بیٹھے تماشا دیکھتے ہو اسنے اُٹھکر لات ماری کہ ہائے کر کے گرا اور کہا کہ میان تمنے تو
ہمکو مار ہی ڈالا ادھر سے وہ بھی گرا دونون بیہوش ہو گئے کہین کوئی کسی سے مخاطب ہو کر بولا کہ میان تمھاری مونچھ پر
کوا بیٹھا ہی اور تمکو اطلاع نہین ہی اسنے کہا کہ کیا اس نامعقول نے اڈا مقرر کیا ہی اور تمسے اتنا بھی نہین ہو سکتا ہی کہ اُڑا دو
بس اسنے مونچھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ کچھ بال مونچھ کے اُکھڑ آئے اسکو ایذا ہوئی ایک طمانچہ مارا کہ ارے تو نے سر محفل میری
مونچھین اُکھاڑ لین اسنے کہا کہ مونچھ نہین ہی کوا اُڑ گیا اسکی پونچھ میرے ہاتھ مین رہگئی وہ بولا ایسی پوچ باتین نہ کر غرض
دونون لڑے قضائے کار نمگیرے کی جھالر کا عکس ایک شخص کے سر پر پڑا وہ جو اُنکے برابر بیٹھے تھے وہ سمجھے کہ سانپ انکو
کاٹنے آیا ہی کہا کہ بھئی چپکے بیٹھے رہنا ہلے اور مارے گئے یہ کہکر خدمتگار سے اڑھائی تلے کا جوتا لیا اور بقوت تمام انکے سر
پر دیا چوٹ اُنکے جو قرار واقعی لگی بس اُنھون نے بھی جوتی اُٹھائی اور کہا کہ ارے سر محفل کفش کاری کرتا ہی کہ بیہوشی
نے اُنکو زمین پر دے مارا اُدھر لعل جادو پکاری کہ ای عمرو واہ کیا خوب گایا ہی جی چاہتا ہی کہ سامنے تیرے گت ناچون
یہ کہکر کھڑی ہوئی اُٹھی تھی کہ بے گت ہو کر گری اور ساحرائین جو تھین جو اُسکے اُٹھانے کو اُٹھی وہ گویا جہان سے اُٹھی عمرو حیران
تھا کہ یہ کیا ہوا کسنے انکو بیہوش کیا کہ ادلوس جنی نے عمرو کو پنجرے سے باہر نکالا اور قدمون کو عمرو کے چوما اور مکلل خان
دوڑ کر عمرو سے لپٹ گیا کہا کہ خواجہ بے ادبی تو مین نے آپکے ساتھ کی لیکن مصلحت اسمین یہ تھی کہ لعل جادو کو میرا اعتبار ہو
اور اپنا دوست جانے نہین تو یہ لعل جادو علامۂ زمانہ ہی میرے فریب مین نہ آتی اور سب مسلمانون کو مع حمزہ قتل کرتی
اب یہ بیہوش پڑی ہی جسطرح چاہیے قتل کیجیے آپکو اختیار ہی بس عمرو اور ادلوس جنی نے ملکر سر لعل جادو کا مع اسکے

سرداروں کے کاٹا اور مال و اسباب جو کچھ تھا وہ سب عمرو نے نذر زنبیل کیا مکلل خان نے کہا کہ خواجہ تم مژدہ امیر کے پاس لیکر جاؤ مین سردارون کو لیکر آتا ہون عمرو تو سر لعل جادو کا لیکر خدمت حمزۂ صاحبقران مین روانہ ہوا یہان صاحبقران نماز صبح پڑھکر آمادۂ مرگ بیٹھے تھے بادشاہ اسلام سے باتین کر رہے تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اور کیا منظور خدا کو ہی کہ ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا چار گھڑی تک تاریکی رہی پھر جو روشنی ہوئی تو عمرو کو دیکھا کہ سر ہاتھ مین لیے ہوئے لعل جادو کا آیا اور پکارا مبارک ہو کہ لعل جادو ماری گئی اور سردار سب قید سے چھٹے مکلل خان انکو ساتھ لیے ہوئے آتا ہی اے حمزہ مکلل خان نے بڑا کام کیا لعل جادو کو فریب دیکر مارا یہ سر ہی لعل جادو کا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا طبل شادمانی بجنے لگا عجب خوشی ہوئی عمرو نے عیارون سے کہا کہ اپنے اپنے آقاؤن کے گھوڑے لیکر جاؤ کہ وہان سے پیدل آتے ہونگے اب عیار گھوڑے لیکر روانہ ہوئے اور امیر نے جو سردار کہ یہان تھے اُنسے فرمایا کہ جاکر مکلل خان جادو کو مع سردارون کے استقبال کر کے لاؤ کرب اور فضل اور مشیران سلطنت سلمان شاہ فارسی وغیرہ پیشوائی کو روانہ ہوئے مگر جب وہان لعل جادو واصل جہنم ہوئی اور وہ قلعۂ مینا کرچیان ہو کر اُڑ گیا اور تاریکی بھی دور ہو گئی ہر سردار نے اپنے تئین فرش خاک پر بیٹھے دیکھا ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا اور کہا الحمد للہ کہ لعل جادو ماری گئی اتنے مین مکلل خان نے آکر نورالدہر کو سلام کیا ادلوس حبشی قدمون سے لپٹا حال لعل جادو کے مارے جانے کا بیان کیا نورالدہر بہت خوش ہوا ادلوس و مکلل خان کو گلے سے لگایا کہ اتنے مین عیار مرکب سبکی سواری کے لیکر آئے سب سوار ہوئے خدمت حمزۂ صاحبقران مین چلے مکلل خان اور ادلوس حبشی ساتھ تھے کہ سردار پیشوائی کو جو آئے تھے باہم ملاقات ہوئی حضور صاحبقران پہونچے مجرا کیا قدمون پر گرے امیر نے ایک ایک کو گلے سے لگایا اور مکلل خان کو خلعت عنایت کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی ہرکارے لقا کے جو بامر جاسوسی لگے ہوئے تھے مفصل خبر دریافت کر کے بارگاہ لقا مین آئے اور ہاتھ اُٹھا کر بد دعا دی بیت ای برزخ شوم تو آفاق از ضرر + وی آن کثافت تو بود ہیچو چشم خر + بختیارک نے کہا مبشر باد کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے مکلل خان کا فریب دیکر لعل جادو کو قتل کرنا اور سرداران لشکر اسلام کا رہا ہونا بیان کیا اور کہا کہ اب حمزہ جشن مین مصروف ہی لقا نے بختیارک سے پوچھا ای شیطان درگاہ من حالا چہ تدبیر کنم اُسنے کہا کہ تدبیر گریز اور خوب تادھنا تادھنا چاہیے پھر بولا ای لقا مجکو پہلے ہی مکلل خان کی باتون سے معلوم ہوا تھا کہ یہ مسلمان ہی مگر اُسنے ایسا جال پھیلایا تھا کہ عمرو کو پکڑ کر قفس مین بند کر کے لے آیا تھا تاکہ آپکو گمان ہو کہ یہ میرا دوست ہی خوب شیشے مین اُتارا بڑی مکاری سے مکلل خان نے لعل جادو کو مارا مگر افسوس ہی کہ اندھے کی ایک لاٹھی تھی وہ بھی ٹوٹ گئی اب سوائے بھاگنے کے کچھ نہین بن آتا غرض دوسرے روز لقا شکار کے بہانے سے بارادۂ گریز طرف صحرا کے روانہ ہوا

داستان حیرت بیان لقا کا بہانۂ شکار بھاگنا اور صحرا مین نقابدار قلندر فیل سوار خندان سے ملنا اور اُسکو اپنے ساتھ لاکر سرداران امیر حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کروانا

بلبل زبان نغمہ زن سخن و کبک بیان خوش رفتار قہقہہ زن ہی کہ جب لقا مشتری حصار سے چلا صحرائے سبز و خرم مین پہونچا تھا دیکھا کہ ایک گرد اُٹھی جب نزدیک آئی اور وہ گرد شق ہوئی ایک نقابدار شنجرفی پوش بیس آدمیون سمیت دکھائی دیا کہ تمام لباس شنجرفی نقاب منہ پر ڈالے ہوئے ہاتھی پر سوار دس خاص بردار اور دس خدمتگار ساتھ تھے لقا کے سامنے آیا پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو بختیارک نے کہا ای نقابدار عالیمقدار یہ لقائے خداوند باختر ہی خدا پرستون کے ہاتھ سے تنگ ہو کر بھاگا جاتا ہی کہ خدا پرستون نے ملک و مال اسکا چھین لیا ہی اور کوئی ایسا نہین ہی کہ اُنسے عہدہ برآ ہو نقابدار نے کہا کہ ای لقا اگر مین سب خدا پرستون کا کام تمام کر دون تو جو کچھ مجھسے کہون قبول کروگے بختیارک نے جواب دیا کہ البتہ

ہمکو عذر نہین ہی نقابدار لقا کے ساتھ ہوا لقا پھر کہ مشتری حصار مین آیا اور نقابدار کی دعوت کی دوسرے دن نقابدار نے لقا سے کہا کہ تم نوشتہ لکھکر مہر کردو بعد استیصال خداپرستون کے جو مین کہون اُسے قبول کرنا اور اگر قبول نہ کروگے تو تمکو باندھکر خداپرستون کو دیدونگا لقاے نابکار اور جملہ کفار نے قبول کیا غرض اس مضمون کا ایک نوشتہ لکھواکر نقابدار نے اپنے پاس رکھا اور لقا سے کہا کہ اب طبل جنگ بجوائیے کہ مین کل صبح کو خداپرستون سے لڑونگا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ لیکن بختیارک حیران ہی کہ یہ قلندر کیا اہل اسلام سے لڑیگا کچھ سحر کریگا کیا ہوگا لیکن اُدھر ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت امیر مین آئے بعد دعا و ثنا کے حال نقابدار قلندر فیل سوار قتقمہ کے آنے کا اور نوشتہ لقا سے لکھوانے کا اور طبل جنگ بجوانے کا بیان کیا امیر نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے چار پہر رات جانبین مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے لشکر لقا سے نقابدار سنجرفی پوش ہاتھی پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا مبارز طلب کیا ادھر معدی کرب سامنے تخت بادشاہی کے آیا چاہا کہ گھوڑے پر سے اُترکر اجازت خواہ ہو بادشاہ نے فرمایا آپ مرکب پر سوار رہیے اُترنے کا قصد نہ کیجیے پھر سوار ہونا مشکل ہوجائیگا اور جائیے خدا حافظ و نگہبان ہی جام عنایت ہوا پہلوان عادی جام پیکر سلام کرکے میدان کو چلا تخت شدادی گھوڑے پر مارا اُسے معلوم ہوا میان رن کو چلے گھوڑے کا یہ عالم ہی کہ بیٹھ تو جھک کر زمین دوز ہوگیا ہی اگلا پانون اُٹھاکر رکھتا ہی اور پچھلا پانون گھسیٹ کر رکھتا ہی اور توند حضرت کی اسقدر بڑھی ہوئی ہی کہ مرکب کی آنکھون کو ڈھانپ لیا ہی اور پیچھے چوتڑ دم سے باہر گذرے ہوئے ہین غرض باین ہیئت آپ آکے مقابل نقابدار ہوئے نقابدار نے دیکھا کہ ایک دیو میرے مقابلے کو آیا ہی پچپن ارنج کا قد ہی اکیس گز کا دور توند کا ستر گزہ پان سر پر بندھی ہوئین جسکے چونتیس شملے چھوٹے ہوئے نقابدار متحیر ہوا نام پوچھا کہا مجکو پیل عادیان پور شدادیان عم معدی کرب کہتے ہین شبر شریک بھائی حمزۂ صاحبقران کا داروغہ بارگاہ سلیمانی کا ہون نقابدار نے کہا کہ لقا کی اطاعت کر اسمین بہتری ہی پہلوان عادی نے جواب دیا کہ ہم کبھی اُس بھگوڑے کی اطاعت نہ کرینگے نقابدار بولا خیر لاؤ جو کچھ حربہ رکھتے ہو پہلوان عادی نے کہا ہم مسلمان ہین ہمارا معمول حریف پر پیشدستی کرنے کا نہین ہی تو اپنا حربہ کر نقابدار نے کہا کہ میرے پاس کوئی حربہ دیکھتے ہو تمھین سبقت کرو پہلوان عادی نے پوچھا کہ پھر کیونکر لڑیگا نقابدار نے جواب دیا کہ مین کسی طرح لڑونگا مگر تجکو باندھ لیجاؤنگا پہلوان عادی نے برچھا ہاتھ مین لیا چاہتا ہی مارے کہ نقابدار نے بند نقاب کا منھ پر سے دور کیا اور پکارا کہ ع برمن نگر برمن نگر شاید کہ نتوانی مرا پہلوان عادی کی جو نگاہ اُسکے روے نحس پر پڑی ہنسنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے قہقہے مارنے لگا بعد ایک ساعت کے آنکھون سے آنسو بہنے لگے اور منھ کھلا رہگیا اب یہ عالم ہی کہ اشارے سے ہنس رہا ہی اور گھوڑے کی پیٹھ پر لوٹا جاتا ہی یہانتک کہ ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا اور گرا نقابدار نے پہلوان عادی کو باندھکر عیارون کے حوالے کیا کہ لیجاؤ عیار لیگئے نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا دن بھر مین چارون بھائی عادی کے گرفتار ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے لقا نقابدار پر سے زر نثار کرتا ہی بارگاہ مین لایا صحبت عیش برپا ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ان خداپرستون کو قتل کیجیے لقا نے نقابدار سے خداپرستون کو طلب کیا کہ انکو میرے حوالے کرو تو مین قتل کرون نقابدار نے جواب دیا کہ ابھی مجھے قتل کرنا کسی کا منظور نہین جب سب کو مین گرفتار کرلونگا تو تمکو دونگا پر تم اپنے عہدنامے پر قائم رہنا پھر تمکو اختیار ہی چاہنا انھین قتل کرنا چاہے درگذر کرنا لقا سنکر چپ ہو رہا نقابدار نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارون نے یہ خبر امیر کو دی یہان بھی طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے اُس روز مرزبان خراسانی اور مظفر کو نقابدار پکڑ لیگیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے لقا بہت شادان و فرحان نقابدار کو لیکر داخل بارگاہ ہوا امیر نہایت اُداس

اور پریشان پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے چپ اُداس ہو کر بیٹھے بادشاہ اسلام نے فرمایا کوئی ایسا ہی جو نقابدار کو پکڑ لائے
یا یہ حال دریافت کر آئے کہ کیا اسکے روے نحس مین ہی جو لوگ دیکھتے ہی ہنسی کے مارے بیتاب ہو جاتے ہین اور پھر کسیطرح
ہنسی نہین تھمتی خدا جانے یہ نامعقول کافر ساحر ہی یا غیر ساحر ہی جو شخص اس امر کا تفحص کرے بہت کچھ انعام مین اُسے ملے
عمرو تو چپکا بیٹھا رہا دم بھی نہ مارا لگہ سمک یلطاقی خشت زرین پر سے کودا بادشاہ سے عرض کی کہ شہریار سہل کام پر تو جاتے
ہین سبھی راہ دشوار مین کوئی نہین قدم مارتا غلام جاکر اُسے گرفتار کر لاتا ہی یہ کہکر روانہ ہوا رات کو لشکر لقا مین پہونچا
نقابدار کے خیمے مین بصورت مبدل آیا خادمون اور خواصون کو بیہوش کرکے بند نقاب کا روے نقابدار سے دور کیا چاہا
کہ بیہوشی سنگھائے منہ پر جو نظر پڑی ہنسنے لگا یہانتک کہ نقابدار بیدار ہوا سمک کو پکڑ لیا صبح کو لقا کے سامنے لایا لقا نے
باشارۂ بختیارک کہا کہ اسے تو مار ڈالو نقابدار بولا کہ یہ ہرگز نہوگا جو مین کسی کو قتل کرون اور جو اسمین تم بجد ہوگے تو ابھی
تم سب کی مشکین باندھکر حمزہ کے حوالے کر دونگا خبردار بار دیگر اس امر مین تکرار نہ کرنا اس کلام سے نقابدار کے لقا اور
بختیارک دم بخود ہو رہے ڈر سے ایسا نہو کہ نقابدار ہمسے پھر جائے خیر سمجھ لیا جائیگا نقابدار نے پھر طبل جنگ بجوایا میدان
مین آیا مبارز طلب کیا اُس روز بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کو چلا امیر نے اسم اعظم
پڑھکر دم کر دیا کہ اگر سحر ہو تو تجھپر تاثیر نہ کریگا اور کہا کہ ای بہرام تہنسنا نہین بہرام نے عرض کیا ای شہریار مسخرے ہنستے ہین
بہادرون کو ہنسنے سے کیا غرض دیکھیے اُسکو باندھ لاتا ہون اور رخصت ہو کر سامنے نقابدار کے آیا بعد گفتگو کے نقابدار
نے بند نقاب کا منہ پر سے ہٹایا بہرام ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا نقابدار نے باندھ لیا ہاشم تیغزن گیا وہ بھی گرفتار ہوا
عمرو بن رستم بھی اسیر بلا ہوا شام تک تیس آدمیون کو نقابدار باندھ کر لیگیا دونون لشکر پھر گئے امیر نہایت پریشان خاطر
بارگاہ مین آکر بیٹھے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین کہ نقابدار کو پکڑ لائے مہتر گلباد عراقی مہتر برق فرنگی مہتر مسخر بلخی مہتر زیرک
خطائی ابو الفتح اصفہانی امیہ سیارہ سات عیار روانہ ہوئے کہ ہم نقابدار کو گرفتار کیے لاتے ہین جب قریب
لشکر کفار کے پہونچے صورتین بدلین داخل لشکر ہوئے نقابدار کے خیمے کے پاس آئے پاسبانون کو بیہوش کرکے اندر گئے
دیکھا نقابدار سوتا ہی آپسمین صلاح کی کہ بھئی آنکھین بند کرکے اسکے پاس چلو یہ بات ٹھہرا کے آپسمین آنکھین بند کرکے نقابدار
کیطرف چلے کہ نقابدار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سات اندھے چلے آتے ہین پکارا کہ ارے تم کون ہو کہان چلے آتے ہو کیا کچھ سوجھتا
نہین ہی خبردار آگے نہ بڑھنا وہین ٹھہرو سبھون نے مارے خوف کے آنکھین کھولدین نقابدار نقاب منہ پر سے اُٹھائے ہوئے
تھا ساتون عیار ہنستے ہنستے بیخود ہو گئے نقابدار نے ساتون کو باندھ لیا امیر انکی گرفتاری کی خبر سنکر بہت پریشان ہوئے
نقابدار نے صبح کو میدانداری کی طہماس کو تیس سردارون سمیت پکڑ لیگیا امیر نے کہا کہ یا ایہا الناس نقابدار کو جو کوئی
مارے مین بہت خوش ہونگا قاسم و علمشاہ دونون اُٹھ کھڑے ہوئے کہ شہریار ہم اسے قتل کرینگے خواجہ عمرو ہمارے
ساتھ چلین عمرو نے کہا کہ مین تمھارے ہمراہ ہون چلو قاسم و علمشاہ روانہ ہوئے وضع اپنی بدلے ہوئے دروازۂ بارگاہ
لقا پر آئے ایک گوشے مین کھڑے ہوئے جب دربار لقا کا برخاست ہوا نقابدار نکلکر اپنے خیمے کو چلا تھا قاسم نے
نعرہ کیا کہ ای تیرہ روزگار کھڑا رہ کہان جاتا ہی اور تلوار کھینچکر آنکھین بند کرکے نقابدار پر حملہ آور ہوا تلوارین صاف اُسکے
بدن پر سے اُچٹ گئین مگر فریب سے پکارا کہ یارو مجھے ان ظالمون نے مارا قاسم و علمشاہ نے آنکھین کھولین کہ دیکھین
کہان نقابدار کے تلوار لگی نقابدار نے نقاب کو منہ پر سے دور کیا عمرو تو دیکھکر نکل گیا یہ دونون ہنستے ہنستے بیہوش ہو گئے
نقابدار نے گرفتار کر لیا جہان سب سردار اسیر ہین وہان قاسم و علمشاہ کو بھی قید کیا بختیارک نے کہا کہ اب خدا کے واسطے تون
نے از حد دغا بازی پر کمر باندھی ہی نقابدار قہقہہ بولا کہ ملک جی ہمارا گرفتار کر لینا کچھ ہنسی نہین ہی یہان دغا بازی پیش نجائیگی

لیکن عمرو جو یہان سے بھاگا بارگاہ سلیمانی مین آیا تمام حال بیان کیا صاحبقران بہت رنجیدہ ہوئے خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو بلا یا فرمایا کہ آپ دریافت کیجیے کہ مین نقابدار سے سامنا کرون اُسپر فتح پاؤنگا یا مانند اورون کے گرفتار ہو جاؤنگا کوئی بھی اسپر غالب آئیگا یا خاتمہ تمام لشکر کا یونہین ہو جائیگا خواجہ زادون نے زمین کو لیپا اصطرلاب کو زمین کے مقابل کیا اور یہ کلمہ قرعہ پھینکا ع علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ؕ برج حمل برج ثور برج جوزا و سرطان و اسد سنبلہ میزان عقرب قوس جدی دلو حوت قمر عطارد و زہرہ شمس مریخ مشتری زحل ساتون ستارے بارھون برج سولھون خانہ رمل مین نگاہ کرکے اور احکام کو طرح دیکر حکم نکالکر دست بستہ عرض کیا کہ یا حمزہ صاحبقران نقابدار سے قصد مقابلہ نہ فرمائیے گا آپ کے واسطے خوب نہوگا نقابدار کسی سے مغلوب نہوگا لیکن ہمکو علم نجوم سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ بعد ہفتے عشرے کے یہ بلا خود بخود دفع ہو جائیگی آپ لقا پر غالب ہونگے امیر نے فرمایا معلوم ہوا کہ یہان سب کا خاتمہ ہی یہ کلمہ آپ ہماری تسکین کو کہتے ہین خواجہ زادون نے قسم کھائی کہ ہم جھوٹھ نہین بولتے ہین خیر حضور کو معلوم ہو جائیگا غرض یہ چار رون تو تخلع ہو کر رخصت ہوئے ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر لقا مین طبل جنگ بجا ہی امیر نے فرمایا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے شب بھر ہر ایک سامان جنگ مین مصروف رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے نقابدار نے میدان مین نکلکر مبارز طلب کیا رستم زمان لندھور بن سعدان مقابلے کو چلا امیر نے لندھور کو گلے سے لگایا کہ بھائی تم بھی چلے اور یہ فرماکر رونے لگے لندھور نے عرض کیا کہ شہریار مین نقابدار کی طرف نہ دیکھونگا آنکھین بند کرکے ایک ہی گرز مارونگا کہ پیوند زمین ہو جائیگا امیر نے کہا کہ بھائی خدا تمہارا ارادہ پورا کرے جاؤ خدا حافظ و ناصر لندھور آداب بجا لاکے ہاتھی پر سوار ہوا اور وہین سے گرز ہاتھ مین اُٹھاکر چلا نقابدار نے بند نقاب مُنھ پر سے اُٹھایا اور چپکا کھڑا دیکھ رہا ہو کہ لندھور نے قریب نقابدار پہونچکر آنکھ کھولی کہ دیکھے نقابدار کدھر ہی بجرد آنکھ کھولنے کے نقابدار کے منھ پر نگاہ پڑی بس اسکی بھی وہی صورت ہوگئی جو اور سردارون کا حال ہوا تھا نقابدار نے باندھ لیا بین بائیس سردار اور اُس روز گرفتار ہوئے شام کو دونون لشکر پھر گئے امیر نہایت پریشان بارگاہ مین آئے اُداس بیٹھے عمرو کے خیال مین گذرا کہ چلکر بختیارک سے حال نقابدار کا پوچھا چاہیے کہ یہ جو لوگ اسکو دیکھکر ہنستے ہنستے بیخود ہو جاتے ہین اسکا کیا سبب ہی معتبر اسکو معلوم ہوگا یہ سوچکر روانہ طرف لشکر کفار کے ہوا بختیارک بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکی رگ شیطنت جنبش مین آئی حیران ہوا کہ یہ کیون پھڑکتی ہی کیا مرشد میرے پاس تشریف لاتے ہین عمرو کا نام جو لیکر ہاتھ رگ پر رکھا رگ تھم گئی پھڑکنا موقوف ہوگیا حیران ہوا کہ مجھسے کیا کام ہی ساتھ ہی ذہن مین آیا کہ حال نقابدار کا پوچھنے تشریف لاتے ہین اور مجکو کیفیت معلوم نہین کہ نقابدار کون ہی اور کہان سے آیا ہی آج جان نہین بچتی یہ جو خیال آیا گھبرا گیا اپنے دل مین کہا کہ یہان مجھسے بندوبست نہو سکے گا اپنے خیمے مین چل پھر یہ سوچا کہ یہان سے مجھے کوئی جانے کا ہیکو دیگا کچھ حیلہ کیا چاہیے ایک مرتبہ بیٹھے بیٹھے پیٹ پکڑ کے لوٹ گیا کہ ہاے درد ہوتا ہی جان گئی لقا نے کہا ارے جلد حکیمون کو لاؤ کہ اسکا علاج کرین بختیارک بولا کہ مین علاج اپنے خیمے مین جاکر کرونگا یہ کہکر اُٹھا باہر نکلا سواری طلب کی خچر موجود ہوا بختیارک سوار ہوا لوگون سے کہا کہ خبردار غیر شخص کوئی میرے پاس نہ آنے پائے دیکھنا غیر کو تو پکڑ لینا سبھون نے عرض کیا کہ آپ ذرا اشارہ کردیجیے گا ہم اُسے پکڑ لینگے کہا کہ اونا معتمدو جب ملک الموت میرے سر پر آجائیگا تو پھر مجھسے آواز بھی نہ نکلے گی اور سب تم نالائق ہو تمھین مین برطرف کردونگا چلو تو مکان پر یہ کہتا ہوا چلا اتنے مین عمرو پہونچا بختیارک کو جاتے ہوئے دیکھا بجلدی تمام مشعلچی کی شکل بنکر دستی روشن کرکے زبردستی ساتھ ہوا اور دستی اسقدر بلند کی قریب تھا کہ ڈاڑھی جھلس جائے بختیارک نے کہا کہ ارے تو کیا اندھا ہی عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد ہین آپہونچے جان نکل گئی اور ہاتھ

باندھکر عرض کیا کہ حضور پیدل ہین اور مین سوار ہون یہ کمال بے ادبی ہی عمرو نے کہا کہ بدذاتی نہ کرو چپکے چلے چلو شامت
آئی ہی تو ویسا کہو بختیارک چپکا ہو رہا مگر خوف سے قالب بیجان ہی اُسکے ساتھ والون نے اشارے سے کہا کہ ملک جی
اگر کچھ کھٹکا ہو تو ہمسے فرمائیے ابھی سویرا ہی بختیارک بولا بدذات کھٹکا کیسا اُنھون نے جواب دیا کہ ملک جی بعد کو آپ
کہیے گا کہ عمرو آیا تھا مجھے لوٹ لیگیا تم سب نمکحرام ہو بختیارک نے یہ باتین سنکر کہا ارے عمرو کے تو آسنے کی آرزو ہی
مجھے وہ کبھی جوتی مارنے کو بھی نہین آتے غرض یہ باتین کرتا ہوا اپنے خیمے کے پاس آیا سب کو باہر چھوڑا عمرو کو اندر
خیمے کے لیگیا دروازہ بند کر دیا لوگون نے کہا ملک جی یہ مشعلچی بھی اندر جائیگا بختیارک نے کہا کہ یہ میرے باپ کے وقت
کا ہی میرا محرم راز ہی یہ کہکر اندر آیا اکیلا پاکر قدمون پر گر پڑا پوچھا کہ آج کیونکر آئے عمرو نے کہا کہ ملک جی دیکھتے ہو لشکر مین
کیا پریشانی ہی ہم بہت مقروض ہو گئے ہین کپڑے پھٹ گئے ہین بختیارک نے عرض کیا کہ دو ہزار روپیے اور دو جوڑے
غلام نے حضور ہی کے لیے رکھے تھے اور صندوق سے دونون توڑے اور جوڑے نکال کے عمرو کو دیے عمرو نے ہنسکے
کہا کہ بھئی تمسے زیادہ کون ہمارا دوست ہی تمھاری ذات سے تو اس سے بھی زیادہ امید ہین ہین لاؤ یہ کہکے وہ روپیہ اور کپڑا لیلیا
غرض اسیطرح کی باتون سے فرش اور پلنگ سب لیا ایک طرف بڑا سا صندوق رکھا تھا پوچھا کہ ملک جی اسمین کیا ہی بختیارک
نے کہا کہ پیر و مرشد اسمین چاندی سونے کے بت ہین مگر کس کام کے جو کمالات حضور مین ہین وہ انمین کہان یہ کہکر صندوق
کھولا بتون کو نکالکر جتیانے لگا عمرو نے کہا ملک جی یہ تمھارے کام کے نہین ہین مجھے دو یہ کہکر مع صندوق زنبیل
مین ڈال لیا بعد اسکے کہا کہ ملک جی تمھین معلوم ہی کہ مین کس کام کے واسطے آیا ہون بختیارک نے کہا کہ ارشاد
فرمائیے مین فقط حضور کا خفیہ نویس ہون عمرو بولا سنو ملک جی مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا جب ہم مرینگے تو سکو مار کر مرینگے
بختیارک نے جواب دیا درست ہی مگر حضور کو کون مار سکتا ہی فرمائیے تو کیا امر ہی غلام بجا لائے کہا سنو ملک جی سچ سچ بتایا
تو خیر نہین تو آج تمھین مار ہی ڈالونگا بختیارک نے کہا ارشاد تو کیجیے عمرو نے کہا کہ ملک جی یہ بتاؤ کہ نقابدار قلندر کون
ہی کہان سے آیا ہی لوگون کے ہنسنے کا سبب کیا ہی جہان اسکا منھ دیکھا ہنسنے لگے یہ سنتے ہی بختیارک قدمون پر گر پڑا کہ پیر و
مرشد غلام کو بالکل حال اسکا نہین معلوم چاہے حضور غلام کو قتل کرین چاہے بخشین حضور مالک ہین عمرو کو دریافت ہوا
کہ یہ نہین جانتا کہا خیر سمجھا جائیگا اور کچھ خرمے نکالکر دیے کہ یہ تازے کعبہ شریف سے آئے ہین ہمنے تمھارے واسطے رکھے تھے
اسے کھالو بختیارک نے کہا کہ اگر حضور کو غلام کا مار ڈالنا منظور ہی تو مانع کون ہی مار ڈالیے عمرو نے خنجر پر ہاتھ ڈالکر کہا
کہ کیون ملک جی ہم تمھارے دشمن ہین ہمنے اسمین زہر ملایا ہی جو تم نہین کھاتے بختیارک کانپنے لگا جلدی سے خرمے کھا گیا کہ
ہرچہ بادا باد جو کچھ ہو سو ہو بس کھاتے ہی چھینک آئی بیہوش ہو گیا عمرو نے بختیارک کو صندوق مین ڈالدیا آپ بختیارک
کی صورت بنکر دروازے پر آیا آواز دی کہ ارے سواری لاؤ لوگ اسکے گھر مین گھول چکے ہین کھانا پکانے کی فکر مین ہین کہ غل ہوا ملک جی
سوار ہوتے ہین سب جلدی جلدی کپڑے پہن کر دوڑے بختیارک جعلی سوار ہو کر بارگاہ لقا مین آیا سبھون نے پوچھا ملک جی
کہو درد تمھارا کیسا ہی جواب دیا کہ اب بہت اچھا ہون ایک دوا رکھی ہوئی تھی اسکے کھاتے ہی رفع قبض ہوا اچھا ہو گیا سب
بولے کہ ملک جی تمھارے بغیر صحبت مین سناٹا تھا کسی کا جی نہین لگتا تھا مثل خوان صحبت ہو بختیارک نے کہا کہ مہربانی تمھاری
ہین تو کسی قابل نہین ہون اور کیون اے نقابدار خندان ابو حمزہ اور بادشاہ اسلام رکھتے ہین انکا بھی خاتمہ ہی نقابدار
خندان نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا طبل جنگ بجواتا ہون بختیارک نے کہا آجکی شب بہت خوشی کی ہی صحبت رقص برپا کرو مین
ناچونگا اور سب کو آپ شراب پلاؤنگا ہر طرف سے آواز آئی واہ اس سے کیا بہتر ہی بختیارک جعلی نے تمام شراب مین بیہوشی ملائی اور
تمام محفل کو شراب پلاکہ بیہوش کیا مہتر قران اور گلباد غراقی بھی آئے عمرو نے پہلے سبکا فرد ان کو برہنہ کیا جتنا اسباب

تھا مع فرش زنبیل مین ڈالا اور نمدا نقابدار کے منھ پر لپیٹا بہت مضبوط مشکین باندھین لیکر روانہ ہوا ادھر صبح کو بختیارک جو ہوش
مین آیا چلایا کہ ارے مین صندوق مین ہون مجھے نکالو لوگ دوڑے بختیارک کو صندوق سے نکالا اور کہا کیون پیر و مرشد آخر
عمرو نے یہ حال آپکا کیا اور ہم کہتے رہے کہ کچھ کھٹکا ہو تو کہدیجیے بختیارک نے کہا او بدذاتو مین اگر کوئی حرف زبان سے نکالتا تو وہ
مجھے مار کر چلے جاتے تمسے کچھ بھی نہو سکتا میری جان مفت مین جاتی اب مین زندہ تو رہا اور بتاؤ تو کہ مرشد یہانسے کیونکر گئے اُنھون نے
کہا کہ آپکی صورت بنکر گئے تھے بختیارک بولا کہ غضب ہوا آج نقابدار کو مرشد گرفتار کر لینگے جلدی سوار ہوکر بارگاہ لقا مین آیا دروازے
پر کل منھون کو دیکھا کہ آپسمین جوتی چل رہی ہے بختیارک نے کہا ارے کل منھون دور ہو یہانسے ہر ایک برہنہ ایک ہاتھ آگے
ایک ہاتھ پیچھے فکر لباس مین بھاگا پھر بختیارک اندر بارگاہ کے آیا لقا کو صورت قلندر سہیل خان کو بندر بنا ہوا پایا پٹا
گلے مین پڑا ہوا دونون لڑ رہے ہین بعضے وحشیون کی وضع بنائے ہوئے بیٹھے ہین غرض سبکو ہوش مین لایا لیکن نقابدار کو وہان
نہ پایا ہرکارے خبر کیواسطے روانہ کیے یہان صبح کو بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین تخت پر رونق افزا ہوئے صاحبقران
عالیشان ذنگل نادعنبر پر جلوہ فرما ہوئے دربار معمور ہوا کہ عمرو نقابدار خندان کو لایا امیر بہت خوش ہوئے عمرو کو
گلے سے لگایا خلعت عنایت کیا نقابدار کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا نقابدار جو ہوش مین آیا اپنے کو بندھا ہوا پایا بہت آزردہ ہوا کہا
ای خداپرستو تمھاری دغابازی معلوم ہوئی ہے ایک طرف سے صدا بلند ہوئی کہ دغاباز تو ہے برقع مکر و دغا منھ پر ڈالکر آتا ہے اور ہمارے دوستون
کو فریب گرفتار کر لیجاتا ہے بادشاہ اسلام نے کہا کہ ارے نقاب تو اسکے منھ پر سے اُٹھاؤ دیکھین تو کیا سبب ہے کہ لوگ اسکی
صورت دیکھکر ہنستے ہین امیر نے کہا کہ مین بھی مشتاق ہون عمرو نے بند نقاب دور کیا بمجرد نقاب اُٹھانے کے جسنے اسکی صورت
دیکھی وہ خندہ زن ہوا یہانتک کہ اہل بارگاہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو گئے نقابدار اُسی طرح باہر نکلا بند نقاب منھ پر درست کیا بارگاہ
لقا مین آیا تمام حال کہا کہ مین گرفتار ہو گیا تھا چھوٹ آیا خداپرست کچھ نہ کر سکے بختیارک نے کہا غنیمت سمجھو کہ تم سلامت
چلے آئے اور اب ہوشیار رہنا اسطرح کے غافل نہونا نقابدار نے جواب دیا کہ اب ایسا نہوگا اور کہا کہ اب طبل جنگ بجواؤ کل ایک
خداپرست کو باقی نہ رکھونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر روانہ ہوئے یہان بادشاہ اسلام اور امیر مع سب سردارون
کے ہوش مین آئے نقابدار کو نہ پایا اپنے دل مین بہت پشیمان ہوئے کہ ناحق ہمنے اُسکی نقاب اُٹھوائی اور روے
نجس اُسکا دیکھا اگر قتل کر ڈالتے تو قصہ مٹ جاتا مگر اب کیا ہوتا ہے مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود بباید زد حیران و
پریشان بیٹھے تھے کہ خبر پہونچی طبل جنگ لشکر کفار مین بجا ہے امیر نے کہا کہ رضینا بالقضا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی
بجے شب گذری صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے نقابدار خندان لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا ادھر
لشکر اسلام مین کوئی سوائے کرب غازی اور صاحبقران کے نہین ہے جو مقابلے کو جائے جو باقی ہین وہ بھی حیران ہین
آخرکار امیر با توقیر اشقر کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ نے تخت زمین پر رکھوا دیا صاحبقران
کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور فرمایا یہ نہوگا کہ میرے ہوتے آپ میدان جائین مجکو اجازت میدان دیجیے آپ یہین رہیے بعد
میرے آپ جو چاہیے گا سو کیجیے گا صاحبقران چیخ مار کر روئے اور کہا کہ خدا اُس روز کو مجھے نہ رکھے کہ مین تخت بادشاہی کو
ویران دیکھون آپ ظل اللہ ہین رونق لشکر و سپاہ ہین مین کبھی اپنی زندگی مین آپکو میدان مین نہ جانے دونگا بادشاہ اسلام
کہ رہے ہین کہ جو کچھ ہے آپ ہی کے دم سے ہے سب رونق حضور کے قدم سے ہے ادھر کرب غازی قدمون پر گرا ہوا اجازت
طلب کر رہا ہے لوگ مشغول دعا اور مصروف نالہ و بکا ہین بار بار یا مستغیثا کی آواز چار سو لشکر اسلام مین بلند ہے ہنوز کوئی میدان مین
مقابلے کو نقابدار کے نہین گیا ہے اور بختیارک لقا سے کہ رہا ہے کہ آج خداپرستون کی فتح ہے کہین بھاگنے کا سامان کر لقا
گالیان دے رہا ہے اور دھوین مار رہا ہے کہ اونا شدنی کیا واہی بکتا ہے کہ دیکھا ایک بگولا گرد کا صحرا کیطرف سے اُٹھا جب

نزدیک پہونچا شق ہوا ایک عیار بچی دکھائی دی کہ تاج عراقی سر پر نیمہ تنہ گلے مین جوڑی خنجر کی کمر مین لگی ہوئی لچھا گوپھن کا سر سے
لپیٹے ہوئے کمند بازو پر بندھی ہوئی قنطورۂ زربفتی کمر مین زنگولے زانو پر پاتا بے پانؤن مین چستی و چالاکی رفتار سے ہویدا شوخی
و شرارت چہرے سے پیدا قریب نقابدار آئی اور ایک نامہ دیا نقابدار نے نامہ پڑھا مید ان سے پھر کر لقا کے سامنے
آیا کہا کہ میرے مالک نے مجھے بلایا ہی مین اب یہان ایک دم ٹھہر نہین سکتا مگر جلد آؤنگا تم خداپرستون کو اسی طرح قید رہنے دینا
مین اگر سمجھ لونگا یہ کہکر روانہ ہوا عیار دونون لشکرون کے جاسوسی کو پیچھے پیچھے چلے جاتے ہین دامن کوہ مین پہونچے دیکھا کہ
بلندی پر لشکر عظیم اُترا ہوا ہی تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا معلوم ہوتا ہی ایک طرف کو ساٹھ ہزار سنجرنی پوش کہ اُنکی صف
علیحدہ ہی ایک طرف ساٹھ ہزار سیاہ پوش افسر اُنکا نقابدار سیاہ پوش گریان ہی ایک جانب ساٹھ ہزار زرد پوش کہ سردار
اُن سب کا نقابدار زرد پوش مقرعہ زن ہی ایک جانب ساٹھ ہزار زرہ پوش ہین کہ سردار اُنکا فریمان فیل سوار ہی
اُسکے مُنھ پر نقاب نہین ہی ایک سمت ساٹھ ہزار زمرد پوش ہین کہ نقابدار قنطورہ پوش انکا مالک ہی بلکہ یہ چارون نقابدار
آگے تخت کے قائم ہین نقابدار خندان کو بلایا اور کہا تو جو ہمسے پیشتر سیر کو آیا تھا کیا بنایا نقابدار خندان نے جواب دیا کہ
مین لقاے خداوند باختر کے ساتھ ہوکر خداپرستون سے لڑا اور تمام خداپرستون کو گرفتار کیا ایک حمزہ اور بادشاہ لشکر باقی تھا کہ
اُنکو آج پکڑ لیتا اور لقا سے عہدنامہ لکھوالیا تھا کہ جو کچھ مین کہونگا تجھکو قبول کرنا ہوگا اب بہت خداپرست لشکر لقا مین قید ہین
نقابدار قنطورہ پوش یہ سنتے ہی برہم ہوا کہا کہ تو نے بہت بُرا کیا ایسا خودمختار ہو گیا کہ آپ سے آپ لوگون سے لڑنے
لگا ہمارے مالک نے کب یہ حکم دیا ہی کہ کسی سے لڑتے پھرین بس جلد جاکر تمام خداپرستون کو لے آ ہمکو نہ لقاپرستون سے
کام نہ خداپرستون سے سروکار نقابدار خندان یہان سے چلا لیکن عیاران لشکر اسلام و لشکر کفار جو خبر کیواسطے آئے تھے اس
عیار بچی نے سب کو گرفتار کر لیا سامنے نقابدار قنطورہ پوش کے لائی کہ یہ عیار خداپرستون کے ہین اور یہ عیار لقا کے ہین
نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ سچ بتاؤ تم مین سے عمرو کونسا ہی کہ مین اُسکا بہت مشتاق ہون اور بڑی تعریف سنی ہی عمرو
نے اپنے دل مین کہا کہ اگر اپنا نام ظاہر کرتے ہو تو خدا جانے کسطرح تجھسے پیش آئے اتنے مین نقابدار قنطورہ پوش نے پھر
کہا کہ خواجہ تم اپنے نام کو ظاہر کرو اور کسی طرح کا وسواس اپنے دل مین نہ لاؤ مین کمال تمھارا اشتاق ہون بہت دور سے
مجھے تمھارا اشتیاق لایا ہی اُسوقت خواجہ نے کہا کہ مین عمرو ہون نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو کی مشکین کھلوا دین اور اپنے
پاس لاکر بٹھایا باقی جو عیار لشکر اسلام کے تھے اُنسے کہا کہ تم جاؤ اور حمزۂ صاحبقران سے بعد سلام کے عرض کرو کہ حضور میری
بارگاہ مین قدم رنجہ فرمائین کہ مین بھی شرف ملازمت حاصل کرون اور عیاران لقا سے کہا کہ تم لقا کے پاس جاؤ اور اُسے
بلا لاؤ سب عیار اپنے اپنے لشکر کو روانہ ہوئے لیکن نقابدار قنطورہ پوش نے کشتیان جواہر کی عمرو کو دین اور کہا کہ مین
تمھارے علم موسیقی کا شائق ہون اب کچھ سرائندگی کرو عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی ذکی زنبیل سے نکالکر بجانا شروع کی
خوب بجائی خوب گایا کہ قنطورہ پوش عاشق ہو گیا اور عمرو کو اپنا بھائی بنایا اور کنارے لیجاکر بند نقاب کا اُٹھاکر اپنی صورت
دکھائی عمرو کو ایک نازنین آفتاب طلعت نظر آئی حیران ہو گیا مگر قنطورہ پوش نے منع کیا کہ خواجہ خبردار کسی سے میرا حال
نہ کہنا انھون نے قسم کھائی کہ نہ کہونگا عمرو کو تو یہان چھوڑیے اب حال نقابدار خندان کا سنیے کہ بارگاہ لقا مین آیا
سب کیفیت لقا نے پوچھی نقابدار نے کہا کہ قید تمام خداپرستون کی لینے آیا ہون میرے مالک نے انھین طلب کیا ہی لقا
چاہتا ہو کہ تکرار کرے بختیارک نے روکا کہ محل تکرار نہین ہی جواب دیا قیدی حاضر ہین لیجائیے ہمکو اُنسے کیا سروکار ہی آپ
کے قیدی ہین آپ کو اختیار ہی خندان تمام سرداران لشکر اسلام کو قنطورہ پوش کی خدمت مین لایا قنطورہ پوش
نے سب کو قید سے رہا کیا اپنے پاس بٹھایا لیکن عیاران لقا جو آئے تمام احوال نقابدارون کا بیان کیا اور کہا

کہ آپکو نقابدار قنطورہ پوش نے جو سب کا سردار ہی طلب کیا ہی بختیارک نے لقا سے کہا ضرور چلیے اگر وہ آپکا شریک ہو جائے تو پھر آپ سے کوئی عہدہ بر آنہو سکیگا لقا اسیوقت سوار ہوکر روانہ ہوا لیکن ادھر جب عیاران لشکر اسلام خدمت امیر مین پہونچے اور سب حال عرض کیا کہ نقابدار قنطورہ پوش نے حضور کو پیام دعوت بھیجا ہی اور کہا ہی کہ مین کمال مشتاق ہون تشریف لائیے اور قدم رنجہ فرمائیے اتنے مین خبر پہونچی کہ لقا تو گیا امیر نے فرمایا کہین ایسا نہو کہ یہ نامنجار جاکر فتنہ انگیزی کرے اشقر دیوزاد طلب کیا اور سوار ہوکر چلے جسوقت بارگاہ نقابدار مین پہونچے سلام کیا کہ سلام من ورین محفل برکسی باد کہ بداند و بشناسد خدا یک است و دین مسلمانان برحق سب نے انگلیان کانون مین دیے لیکن عمرو نے جواب سلام دیا اور نقابدار قنطورہ پوش تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ ای صاحبقران عالیشان و ای امیر گیتی ستان حقا کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین اختر اقبال آپکا بلند ہی اور شوکت و صولت بہرام فلک سے زہ چند ہی اگرچہ آپ اور خدا کو مانتے ہین ہم اور خدا کو جانتے ہین لیکن آج آپ ہمارے مہمان ہین عزیز دل و جان ہین غرض بکمال تعظیم و توقیر کرسی پر بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا نقابدار بہت محبت کے ساتھ امیر سے پیش آیا اسمین لقا آیا پکارا اسلام میرا اسپر ہی جو مجکو بخدائی مانتا ہو اور بختیارک چلایا فریاد ہی عمرو کے ہاتھ سے کہ میرے باپکو اسنے قتل کیا نقابدار قنطورہ پوش نہایت برہم ہوا اور حکم دیا ہان اسے لگین جوتیان اس نالائق کو نریمان فیل سوار نے تقصیر بختیارک کی معاف کرائی اور بختیارک سے کہا کسکی فریاد تو کرتا ہی عمرو تو بھائی نقابدار قنطورہ پوش کا ہی بختیارک نے جواب دیا کہ اب ایسا قصور نہو گا غرض یہ بھی صحبت مین بیٹھا رات بھر ایک عجب کیفیت رہی صبح کو نقابدار قنطورہ پوش نے نقابدار قلندرہ کو بلوا کر پوچھا کہ تو نے مشتری حصار مین آکر کیا کیا اسنے جو کچھ کہ لشکر اسلام کے ساتھ کیا تھا وہ کہا قنطورہ پوش یہ سنکر غیظ مین آیا اور کہا کہ بہت سا جھک مارا اور گوہ کھایا ہمارے آقا نے تجھے بھیجا تھا کہ جاکر خبر باختر کی لے آ اور تو بے سبب لشکر حمزہ سے لڑا تو نے اپنے آقا کی عدول حکمی کی ارے باندھ لو اسے اور زدوکوب کرتے ہوئے لیجاؤ لوگون نے دوڑ کر قلندرہ کی مشکین باندھ لین اور کوڑے مارتے لیکر روانہ ہوئے بعد اسکے نقابدار قنطورہ پوش نے تمام سردار امیر کے بلوا کر امیر کے سپرد کیے اور کہا کہ یا امیر ہمارے مالک کا یہ حکم نہین ہی کہ کسی سے جنگ و جدل کرین ہم فقط سیر ملک باختر کی کرنے آئے تھے ازبسکہ نقابدار قلندرہ نے نافرمانی کی اسکو بھی سزا دی اور امیر سے نہایت عذر کیا عمرو سے کہا کہ خواجہ اگر زندگی ہی تو پھر ملاقات ہوگی اور لقا سے کہا ہمین تمہارے مقدمے مین دخل نہین ہی تم جانو اور حمزہ صاحبقران جانین یہ کہکر رخصت ہوا اور کوچ کر کے چلا گیا امیر نے کہا ای لقا شیطنت سے باز آ خدا پرستی اختیار کر کوچۂ نافرمانی مین قدم نہ دھر مین تجکو بادشاہ ملک باختر کا کر دونگا اور اپنا بھائی بناؤنگا زمردشاہ بولا ای حمزہ میرے غضب سے نہین ڈرتا ابھی چاہون تو تجھے خاک سیاہ کر دون امیر نے کہا کہ لو اگر میری ایک انگلی ٹیڑھی کر دے تو مین ابھی تجھے سجدہ کرتا ہون سہیل خان بولا کہ اگر کچھ قدرت رکھتا ہی تو جو حمزہ کہتا ہی وہ کر دکھا نہین تو مین تجھے جھوٹھا اور مکار جانونگا اور بخدائی نہ مانونگا لقا نے کہا کہ یہ میرے بندے ہین مین نے انکو پیدا کیا ہی مجکو رحم آتا ہی مین انکے واسطے کچھ نہ کرونگا سہیل خان بولا بس معلوم ہوا کہ مہمل ہی تجھسے کچھ نہین ہو سکتا مین اب تیرے فریب مین نہ آؤنگا اگر تجھمین کچھ بھی طاقت ہوتی تو تو ملک حمزہ کے ہاتھ سے بھاگتا نہ پھرتا لیکن لقا نے امیر سے کہا مین لشکر مین جاکر طبل جنگ بجوا کر تجسے لڑتا ہون اگر مین غالب ہوا تو فبہا اور نہین تو جو چاہنا سو کرنا امیر نے کہا کہ نصیحت تجکو کارگر نہوگی تو سیاہ قلب ہی شعر باب زمزم و کوثر سپید نتوان کرد + گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ + جا او ملعون جو تیرا جی چاہے سو کر لقا وہانسے اپنے لشکر مین آیا سہیل خان نے لوگون سے کہا کہ مین لقا کو باندھکر حمزہ کے پاس لیجاؤنگا یہ خبر بختیارک نے لقا کو دی کہ سہیل خان مسلمان ہو گیا اور اس فکر مین ہی کہ تجھے باندھکر حمزہ کے پاس لیجائے لقا یہ سنکر ڈرا اور سہیل خان کو بلا کر کہا کہ تو میرا بندہ خاص الخاص ہی مین نے تجھے بخشا

سہیل خان نے جواب دیا کہ اب مین تیرے دام تزویر مین نہین پھنسنے کا لقانے بختیارک سے پوچھا کہ حالا چہ تقدیر کنیم اُسنے
کہا تدبیر گریز غرض لقا رات کو اپنے لوگون سمیت یہان سے شہر مرصع نگار کو بھاگا جب وہان پہونچا شہنشاہ مرصع پوش
شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش جو وہان کے حاکم تھے اُنھون نے دروازہ شہر کا بند کر لیا اور لقا سے کہلا بھیجا
کہ تیرا کام ہمارے یہان نہین ہی تو یہان سے چلا جا نہین تو ہمارے ہاتھ سے ایذا پہونچیگی لقا یہ سنتے ہی خوف زدہ ہو کر بھاگا اور
راستہ قلعہ اختم کا لیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ مین نے کتاب نمدی مین دیکھا ہی کہ شہر اختم مین حمزہ پر قران صعب
ایسا ہی کہ جو دوست روحانی حمزہ کے ہین وہ دشمن جانی ہو جائینگے لقا خوش و خرم شہر اختم کو چلا جاتا ہی جب قریب اختم
کے پہونچا ہرکارون نے جاکر جمشید اختمی اور خورشید اختمی کو خبر دی کہ لقا خداے باختر آتا ہی یہ خبر سنتے ہی وہ بہر استقبال
شہر سے نکلے اور بکمال اعزاز و اکرام سے شہر مین لیگئے نہایت توقیر و عزت کی بڑے عزم و شان سے دعوت کی دوسرے دن
نجومی پنڈت رمال جمع ہوئے اور سبھون نے اپنے علم سے دریافت کرکے عرض کیا کہ سرزمین اختم مین حمزہ بہت ایذا اُٹھائیگا
تمام لشکر تباہ ہو جائیگا یہ سنکر لقانے نجومیون کو خلعت دیا عیش و عشرت مین مصروف ہوا لیکن یہان صبح کو سہیل خان
مشتری حصاری نے سنا کہ شب کو لقا بھاگ گیا نہایت رنج ہوا غرض حمزہ صاحبقران کو خط اس مضمون کا لکھا کہ ای
شہریار مین چاہتا تھا کہ لقا کو باندھکر خدمت عالی مین لے آؤن وہ کافر خاسر شب کو بھاگ گیا اب یہ غلام شرمندگی سے
خدمت والا مین حاضر نہین ہو سکتا نہایت آرزوے قدمبوسی ہی جسوقت عرضی خدمت امیر مین پہونچی اور مضمون سے آگاہی
ہوئی بہت خوش ہوکے کہلا بھیجا کہ ای سہیل خان ہم خود تمھارے مشتاق ہین جلد آؤ اور وہ کافر کہان جائیگا تم اسکا خیال
نہ کرو سہیل خان یہ پیغام سنکر تحفے شہر مشتری حصار کے لیکر روانہ ہوا امیر نے جو آمد سہیل خان کی سنی سردارونکو استقبال
کے واسطے روانہ کیا وہ پیشوائی کرکے بارگاہ شہنشاہی مین لائے سہیل خان نے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا اور بادب امیر
عالیمقام کو نذر دی قدمون پر سر رکھا امیر نے گلے سے لگایا کلمہ ارشاد فرمایا سہیل خان کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور
ایک قصیدہ لکھ لایا تھا وہ گذرانا امیر اُسے پڑھکر بہت خوش ہوئے اپنا فرزند کیا سہیل خان نے پھر نذر دی بعد اسکے سہیل خان
نے اپنے شہر کو آئینہ بند کروایا اور امیر کو مع سرداران بلند مقام اور بادشاہ اسلام کے مشتری حصار مین بنوبت لیگیا اور
حکم دیا بتخانے توڑے جائین مسجدون کی بنا پڑ جائے اُسیوقت بتخانے ڈھائے گئے مسجدین بننے لگین سکہ بادشاہ اسلام کے
نام پر جاری ہوا بانگ صلوٰۃ بلند ہوئی شہنشاہ اور حمزہ مشتری حصار مین رہے سہیل خان نے شہر مرصع حصار اور
زہرہ حصار نقرہ حصار والون کو نامہ لکھا کہ تم سب اگر خدمت صاحبقران مین حاضر ہو مین تمھاری بخوبی ملازمت
کرادونگا تینون بادشاہون نے اُسکا جواب لکھا کہ ای سہیل خان اگر ہمکو اشتیاق قدمبوسی صاحبقران کا نہوتا تو ہم لقا
سے کیون باغی ہو جاتے ہم نہایت مشتاق زیارت صاحبقران ہین جسوقت وہ شہریار یہان رونق افزا ہوگا ہم سب شرف
ملازمت سے مشرف ہونگے جواب نامے کا پڑھکر سہیل خان بہت خوش ہوا اور وہی نامہ خدمت صاحبقران مین گذرانا
اور عرض کیا کہ بغیر حضور کی اطلاع کے غلام نے اُنکو نامہ لکھا تھا اُنھون نے یہ جواب بھیجا ہی امیر پڑھکر بہت خوش
ہوئے سہیل خان کی بہت تعریف کی کہ بہت مرد دانا ہی اور وہانسے کوچ کرکے مرصع حصار کو چلے جب قریب پہونچے
شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش اور شہسوار مرصع پوش یہ تینون بھائی سہیل خان کے پاس آئے وہ اُنکو
خدمت امیر مین لایا شرف قدمبوسی سے مشرف کرایا امیر نے کلمہ تلقین کیا یہ تینون کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اور عرض کیا کہ جو
کچھ ماحضر ہم بیقدارون کو میسر ہی تناول فرمائیے اور شہر کو قدم مبارک سے منور کیجیے امیر نے قبول کیا اور اُنکے ساتھ قلعے کو چلے
اُنھون نے پہلے ہی سے شہر کو سجا رکھا تھا اور دروازہ شہر سے تا ایوان بادشاہی پانداز ڈلوایا تھا اہتمام کرتے ہوئے لائے

بادشاہ اسلام کو تخت پر بٹھایا کشتیاں نذر کی پیشکش کین حق خدمت بجالانے امیر تین دن تینون بادشاہون کے یہان مہمان رہے خوب کیفیتین اُٹھائین

اب شمہ داستان شہر اختم مین لشکر اسلام کا جانا اور وہان فلک تفرقہ پرداز کا باہم امیر و عمرو مین نفاق ڈالنا بیان کیا جاتا ہی

کلک فراق نگار اور خامۂ نفاق اظہار یون راقم حال صاحبقران با اقبال ہی کہ صاحبقران گیتی ستان جب بند و بست شہر
مرصع حصار و زہرہ حصار و نقرہ حصار سے فراغت کر چکے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ بد اقبال راندۂ درگاہ ذوالجلال لقا
کہان گیا اور کسنے دامن پناہ اُسے دیا عمرو نے عرض کیا ای شہریار صاحب اقتدار اب لقا شہر اختم مین پہونچا ہی اور وہان
کے نجومیون نے متفق ہو کے حکم لگایا ہی کہ سرزمین اختم مین لشکر حمزہ پر قران صعب ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پسران خواجہ
بزرجمہر کو بلوائیے اور اُنسے احکام نکلوائیے امیر نے کہا کہ آپکو اختیار ہی بادشاہ اسلام نے خواجہ زادونکو بلا کر فرمایا آپ احکام نکالین
کہ کس روز یہانسے جانب اختم کوچ کرین اُنھون نے رمل مین دیکھکر عرض کیا کہ سرزمین اختم صاحبقران کو مبارک نہین ہی
وہان جو دوست قلبی ہین دشمن جانی ہو جاینگے کچھ شک نہین عمرو نے جو یہ کلمہ سنا قدمون پر صاحبقران کے گر پڑا اور کہا
حمزہ اختم مین نجا کسواسطے کہ مجھسے زیادہ دوست تیرا کون ہی تو میرا عاشق ہین تیرا شیدا ایسا نہو کہ فلک شعبدہ باز کچھ نیرنگ
دکھائے کہ مجھسے اور تجھسے نفاق ہو جائے اور اگر تو وہان جانے کا قصد کریگا تو مین اطراف کعبہ کو چلا جاؤنگا امیر نے فرمایا
کہ خواجہ کچھ تمھین خیر ہی ہمسے تمسے کبھی نفاق نہوگا انشاء اللہ تعالی اتفاق رہیگا غرض آپسمین عہد و پیمان ہو گیا اور وہانسے
طرف اختم کے کوچ ہوا ہر منزل مین یہ حال تھا کہ عمرو امیر پر سے تصدق اُتارتا تھا اور امیر عمرو پر سے کبھی وہ اُنپر نثار ہوتا
تھا کبھی یہ اُسپر نثار ہوتے تھے دونون آپسمین گلے ملکر روتے تھے ایک کا ایک دیوانہ تھا گاہ یہ بلبل وہ گل گاہ وہ بلبل یہ گل
اسیطرح بعد از قطع منازل و مراحل بادیہ پیمائی کرتے ہوئے قریب شہر اختم کے پہونچے بارگاہ فلک اشتباہ برپا ہوئی لشکر کا اُتار شروع
ہو گیا خیمہ خرگاہ راوٹیان ڈیرے بیچوبے قلندرے سراپچے استادہ ہوگئے ہر ایک حسب دلخواہ جگہ تجویز کر کے اُترتا جاتا ہی وہین
قیام کرتا جاتا ہی دوسرے دن عمرو کو خبر پہونچی کہ عنطلی آباد مین سمیتن سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا اور سکندر غبار انگیز اُسکا نام
رکھا تھا مہتر قران کو عنطلی آباد مین اُسکی تعلیم و پرورش کیواسطے مقرر کیا تھا وہ لڑکا بارہ برس کا ہوا ہی فن عیاری مین طاق
ہی یگانۂ آفاق ہی ادھر آنیکا قصد کیا ہی قریب آپہونچا ہی عمرو یہ استماع اس خبر فرحت اثر کے وہانسے چلا دو فرسخ آیا تھا کہ دیکھا ایک
خیمۂ پر تکلف استادہ ہی اور اُسمین سکندر غبار انگیز بیٹھا ہی گرد بارہ ہزار عیار بچگان مرصع پوش در مینوشی کا دور لگا ہوا ہی عمرو خیمے مین
آیا فرزند کو سینے سے لگایا پھر ملکہ سرو سمیتن سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا کہ خواجہ بعزت تمام مجکو اور میرے لڑکے کو لشکر مین لیچلو عمرو
نے جواب دیا کہ ملکہ ایسا ہی ہوگا اور وہانسے عمرو خدمت امیر مین آیا دست ادب بستہ کھڑا ہوا امیر نے کہا کہ خواجہ کیون تمکو
کہنا ہو تو کہو عمرو نے عرض کیا کہ ای حمزہ مین نے تمام عمر تیری اور تیری اولاد کی خدمتگزاری کی آج مین خواہان عزت و آبرو ہون
کہ میری بی بی اور بیٹا آتا ہی تمام سردارون کو حکم دیجیے کہ استقبال کو جائین اور بتوقیر تمام لائین امیر نے سب سرداران نامدار
بلکہ فرزندان با وقار تک کو فرمایا کہ جاؤ ملکہ سرو سمیتن اور ملکہ جادو کو لاؤ بموجب حکم صاحبقران سب سردار روانہ ہوئے
بادشاہ اسلام سر راہ خیمہ استادہ کرا کے بیٹھے اور فرزندان عمرو جو تھے مانند چالاک اور امیہ سیارہ کے لباسہائے پر تکلف
پہنکر بہر تماشا دروازے پر کھڑے ہوئے اس عرصہ مین آمد سواری کی شروع ہوئی پہلے تو جلوس تمام گذرا بعد اسکے محافہ
ملکہ سرو سمیتن اور ملکہ جادو کا دکھائی دیا گرد سواری کے تمام سرداران عالی تبار و عیاران نامدار نوبت و نقارہ ساز
جمشیدی و سلیمانی بجتے ہوئے آگے سکندر غبار انگیز بارہ ہزار عیارون سے اُسکے آگے مہتر قران حلبتی پیچھے پیچھے اور لوگ جب

قریب نشستگاہ بادشاہی کے پہونچا سکندر رسلاح شوری دکھانیکو جست کرکے بارہ ہزار عیارون مین جا پڑا نیچہ چلنے لگا جیسی اُن
عیارون کی پوشاک تھی ویساہی سبکا لباس ہو گیا کوئی نہ پہچان سکا کہ سکندر ان مین کون ہی جب علیحدہ ہوا سب کو معلوم ہوا
کہ یہ سکندر رسہی ایک غلغلہ تحسین و آفرین بلند ہوا لیکن چالاک و سیارہ و امیہ نہسے کہ ایسی جنگ زرگری بہت دیکھی ہی سب ملے
ہین علیحدہ کسی سے مقابلہ ہو تو حال معلوم ہو جائے سکندر یہ سنکر سامنے آیا اور کہا کہ جسکا جی چاہے مجھسے مقابلہ کرے یہی
گو یہی میدان ہی بلکہ تم تینون ایک طرف مین اکیلا ایک طرف معلوم ہو جائیگا کہ سازش ایسی ہوتی ہی اور قسم دی کہ تم سب اگر
مجھے تسخیر کرو سمک و چالاک و سیارہ و امیہ سکندر پر گرے عمرو مضطربانہ دعا کرتا تھا کہ پروردگار سکندر کی عزت تو رکھنے
والا ہی لیکن سکندر نے ایک ایک نشان چارون پر دیا اور جست کرکے آسمان پر گیا چالاک بھی ساتھ ہی پہونچا سکندر نے وہان
پنجہ بازی شروع کی دو ساعت تک نیچے نہ اُترا جب گرنے لگتا تھا پنجہ پٹ کرکے پانون رکھتا تھا اور اتنے سہارے مین پھر آسمان
پر اُڑ جاتا تھا ایک ساعت کے بعد سامنے بادشاہ اسلام کے اُترا بادشاہ نے اُسے خلعت دیا اور اپنا عیار کیا غرض اسی
دھوم سے سرو سیمتن اور ملکہ جادو داخل خیمہ ہوئین اور امیر سامنے شہر اختم کے آکر اُترے اُدھر لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا
کہ ہرکارے آئے اور ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا دی کہ قطعہ ای فخر جہان تو ئی دفنا سا قطاز و + گوہر بہین داری در اسقطاز و + روزان
و شبان ز حق تعالی خواہم + مرکب دہدت خداوبا سا قطاز و + بختیارک نے کہا کہ بیشی بادبھلی کیا خوشخبری لائے اُنھون نے
عرض کی کہ حمزہ مع لشکر آپہونچا اور سکندر غبار انگیز بیٹا عمرو کا جو سرو سیمتن سے پیدا ہوا ہی وہ بھی بہت دھوم سے آکر داخل
لشکر ہوا بختیارک نے کہا یہ کہو کہ دوسرا عمرو آیا لیکن لقا نے جو نام حمزہ صاحبقران کا سنا جام شراب ہاتھ مین تھا اندیشہ انجام
سے چھوٹ پڑا اگر چہ چور ہو گیا تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا جمشید اختمی و خورشید اختمی نے جو یہ حال دیکھا کہا کہ یا خداوند اسوقت
عجب کیفیت آپکی ہی اسقدر آپ خدا پرستون سے ڈرتے ہین اور خوف کرتے ہین لقا نے کہا ای جمشید و خورشید اگر زمانہ بھر
ایک طرف ہو تو مجھے کچھ اندیشہ نہین مگر جہان اس عرب کا نام سنا کانپ جاتا ہون اور تھرّاتا ہون جمشید و خورشید نے
تسلی دی اور کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے دیکھیے یہان حمزہ کیسا تباہ ہوتا ہی غرض دوسرے دن آمد لشکر اسلام شروع ہوئی یہ
سب تماشا دیکھنے بیٹھے کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا ہر اول لشکر ظفر اثر النسان صورت دیو پیکر پہلوان عادی اپنے چالیسون بھائیون
سمیت بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے آیا بعد اسکے کرنیت سپر گردان چالیس ہزار کی جمعیت سے پہونچا پھر نعمان بن مظفر اور
مظفر شاہ یمنی لاکھ سوار سے آئے اور پھر گرد اُٹھی عامر شاہ رودباری سیف ذوالیدین منشیان عنبر قلم عطارد رقم مع دو
لاکھ سوار کے دکھلائی دیے پھر گرد اُٹھی فریدون شاہ زنجیر و دی ہمالی طائفی سلطان بخت مغربی قار نقار مغربی
دو لاکھ سوار کے مجمع سے وارد ہوئے بختیارک ایک ایک کا حال جمشید و خورشید سے کہہ رہا ہی کہ انکو کشتی مین حمزہ نے زیر
کیا تھا اور ہشام بن علقمہ خیبری کو مار کر تاج و تخت نوشیروان کا لا کر نوشیروان کو دیا تھا بعد اسکے اور گرد اُٹھی اسد
مار گیر اسد اژدہا پیکر اسد شیر پنجہ گیر مردان دلاور تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے بختیارک نے امیر کا مہرنگار پر
عاشق ہونا اور محل مین جانا اور قارن دیو بند کے ہاتھ سے زخم کھانا اور بلبتہ فیض مین کہ جہان مسالم اژدہا بڑا ظالم تھا اُسے
مار کر اُسی اژدہے کے پوست کا علم اژدہا پیکر خواجہ بزرجمہر کا بنا کر دینا بیان کیا اور کہا آپکو معلوم ہوا کہ اسد بلبتہ فیض کا بادشاہ ہی
پیچھے اسکے بہرام گرد بن خاقان چین آیا پھر گرد اُٹھی جب وہ قریب آکر شق ہوئی اُسمین نو سو علم نشان نو لاکھ سوار کا دکھائی دیا
بعد اسکے ہتھنالین شترنالین تیغچیان بانون کی پیدلون کے دل کے دل دہل و نفیر کی آواز بلند خاص بردارون کے غول
کے غول اور مرکب تازی ترکی کچھی عراقی عربی ہندی باساز و یراق مرصع تین تین سائیس جنوریان ہاتھو نمین لیے ہوئے مکھیان
اُنپر سے جھلتے بعد اسکے چار ہزار سقے لنگیان بادلے کی اُنکے بندھی ہوئین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے کہ اُنکو بل دیدیکے

گھٹنون تک چڑھالیا ہی ہزارے دہانون پر مشکون کے چڑھے ہوئے پانی مین گلاب کیوڑہ ملا کر چھڑکتے آتے ہین کہ خاک نہ اُڑنے
پائے بعد اُنکے دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان فیل ہیمونہ پر سوار اگر مہ ہندی گوجر ملک دکھنی رایا شاہ ملک
قنوجی سکندر دہلوی فرخ شاہ ملتانی محمود شاہ استنبولی اور کو کریان ہندی عادل شیردل فاضل شیردل فرہاد خان
یکفری نو لاکھ سوار پوربی دکھنی ملتانی رہیلے سروہیان ہاتھو نمین سیلیان دکھتی گلون مین پڑین کمال عزو شان سے سواری کی
جو آئی جمشید و خورشید سمجھے کہ حمزہ یہی ہی بختیارک نے کہا کہ یہ جانشین حمزہ ہی ابھی حمزہ کہان غرض شام ہوگئی تھی سب کافر گھر گئے
صبح کو پھر تماشا دیکھنے آئے اب آمد شاہان ہفت ملک کی شروع ہوئی شام عاد زرین کمر اور میدان عاد زرین کمر
سیم تنلی برصیقلان رومی نقلان رومی عزیز شاہ مصری فریدون شاہ یونانی شعلۂ فراق جر ذبیتانی فضل گردستانی
اور ملک عطا طلب انگیزی اور آردشیر دیو دودی و منتقال شاہ مغربی وریحان شاہ مغربی نمودار ہوئے
بختیارک نے کہا ای جمشید و خورشید جب حمزہ بردۂ قاف کو گیا ہی تو عمرو قلعہ بقلعہ ہوتا ہوا اور سرداران حمزہ کو لیے
ہوئے کرور سوار کے بادشاہ سے لڑا کیا اور ایک سردار کو نہ لڑنے دیا سب کو بچایا بعد اُسکے عمرو بن حمزۂ یونانی
صاحبقران ثانی لہراسپ اشقانوس یونانی صدف پوش یونانی لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا بختیارک نے اسکی بہادری
کی نہایت تعریف کی عبدالقہار حلبی عبدالجبار حلبی قاہر حلبی طاہر حلبی لاکھ سوار سے آئے آمد مین دن تمام ہوا شب ہوئی
جمشید و خورشید اُٹھ گئے صبح کو پھر آکر بیٹھے اب شاہان عراق و اصفہان کی آمد ہوئی شہنشاہ عراقی مندویل اصفہانی اور
شہریار عراقی سلیمان شاہ فارسی ہیر فرخاری خضران شاہ کشمیری ساکت شاہ کشمیری بہرام شترخوار بہرام شیرخوار
بہرام چوب گردان مرزبان خراسانی مرزبان کلاہ آہن خسرو شیردل نمایان ہوئے بعد اسکے اسّی ہزار نیزہ دارون سے
صاحبقران نیزہ داران صاحب نیزۂ دوسر علام نبی و جاکر حیدر ممالک اژدر پیدا ہوا بعد اسکے بہلول شاہ عدنی سکندر شاہ
عدنی ہلال شاہ عدنی ساٹھ ہزار سوارون سے پہونچے بعد اسکے پھر گرد اُٹھی شاہزادۂ علمشاہ رومی کہ تمام سرداران رومی
مثل قہرمان رومی زہر مار رومی آلاگرد فرنگی مالا گرد فرنگی ہنگ بچہ دریائی ساقط شاہ دربندی مسروق دیوانہ
صیدان شاہ کیی ارزان شاہ کیی زلزال اشہر کوتوال ہمراہ گورون کی پلٹنین کہ اُنکے تنبوگر گراتے ہوئے کنٹھیان لہراتی
ہوئین گلون مین سرخ کرتیان سرون پر سیاہ ٹوپیان ساٹھ لاکھ فرنگی اور ساٹھ لاکھ رومیون سے آیا بعد اُسکے جمشید بن قباد
فوج زیر باد فرنگ کی اُسکے ساتھ مع عرشی تاجدار شاہ قرشی تاجدار شاہ صفا ترک شاہ فرنگی فیروز زہرخوار تین لاکھ فرنگیون
سے آیا بختیارک نے اسکا بھی حال کہا کہ یہ بھائی ہی بادشاہ لشکر حمزہ کا بعد اسکے ہر دم بروعی دیوانہ قلندر دیوانہ سلطان
سر برہنہ طبی دیوانہ طول شجر زنگی طول مست بربری قاسم شمشدری ہاشم شمشدری بہمن ارجاس کبودی اور
طوفان بن بہمن اژدہائی بن بہمن طوغان بن بہمن کوہی چالیس ہزار سوار سے کوئی پچاس ہزار سوار سے کوئی ساٹھ
ہزار سوار سے کوئی لاکھ سوار سے پہونچا بعد اسکے رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی ہلال عاد مغربی الجوب خان سنگری
تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آئے پھر لاکھ سوار سے جمہور جہان سوز طوس بہادر شہنشاہ تبرزن وارد ہوئے پھر قبۂ
دین ستون اسلام کرب برحرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر شرق و غرب سونے کی کڑیون کی زرہ گلے مین اندلس تیز رفتار
جام اندلسی شام اندلسی فتاح بلنگینہ پوش اسکے ساتھ چوبیس ہزار قزاقان طلائی پوش تھے آیا آمد سے شام ہوگئی کفار اُٹھ
گئے صبح کو پھر آکر بیٹھے گرد اُٹھی اہرمن مازندرانی لاکھ سوار سے آیا پھر گرد عظیم اُٹھی شاہزادۂ خاور سپاہ چالیس ہزار
یاقوت پوش آگے آگے پیچھے سب فوج ترکستان و خاوری کی قیماس خان خاوری تہمتن خان خاوری حسن خان خاوری
الماس خان خاوری فیروز خان خاوری ترک طہماس خجندی الماس خان ترک الاوندی طغرا د طغرل

نصر بن طول طول آئینہ رویہ سمرقندی ملک ہوشیار بلخی ماہیار بلخی کامگار بلخی خسرو دزد ہمایون بن شداد ملک
مراد شاہ قارن بن زراسپ زراسپ نیزہ دار مظفر بن ضیغم خون آشام اردشیر پیکر دیوبند لعلان
لعل قبا فیروز لعل قبا معدان شاہ حوت بن سارنج اخی سیستانی کتارہ بن اخی سیستانی چوبیس سوجوڑی
نقار خانۂ افراسیابی کی بجتی ہوئی اک عجب شوکت و شان سے قاسم دکھائی دیا خورشید و جمشید نے کہا کہ حمزہ یہی ہے بختیار
نے کہا کہ یہ پوتا حمزہ کا ہے اور داماد لقا ہے نور خالص چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز کو یہی لیگیا ہے لقا نے ایک دھول ماری
اور کہا کہ ارے بیہودہ یہ تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو بیان کر بختیارک نے کہا کہ مشہور ہو چکا ہے یہ حال کیا کسی سے چھپا ہے جمشید و خورشید ہنس
پڑے کہنے لگے کیا بدذات ہے خداوند سے بھی نہیں چوکتا بعد اسکے آمد بدیع الزمان کی شروع ہوئی کہ بدیع الزمان زمردی کڑیون کی
زرہ پہنے ہوئے چالیس ہزار زرہ پوشون سے آگے اور پیچھے ساٹھ لاکھ سوار اور رفیق اسکے ہیں تیز تیزی سہیل تبریزی توکل خشی کمر
گرش خطائی ملک مجنون شاہ آہوگیر شاہ گرشاسپ خسرو شاہ فضل بن گیا ہور قیس بن گیا ہور حبش بن گیا ہور
نوح بن گیا ہور نصر بن گیا ہور شرلیط بن علقمہ فرنیط بن علقمہ طربد بن علقمہ ارباب باختری فضل بن آشوب
جاروب و ساروب خونریز ترک جوشن پوش قارن بلند کمان ورقائے زنجیر خوار طاہر بن قہرمان عجمی سعد
و سعید خرقہ نشین جمشید و خورشید و جمی قارن کرگدن سوار ہوشنگ شاہ پیل دندان کاؤس شاہ پیل دندان
جمشید شاہ اہرمن سارنج بن اہرمن قرطاس اژدر پوش دیوانہ بلوچ الوند کمیت زنگی ابلق زنگی الماس زنگی
سہیل زنگی کمال دھوم سے اسکی سواری آئی بختیارک نے سب کیفیت کہی کہ یہ داماد ہے گنجاب کا اور بہو کو خداوند کی اپنے
قبضے مین لایا لقا نے کہا کہ تو سخت نالائق ہے بختیارک نے کہا سچ ہے غرض شام انجمن کی آمد مین ہو گئی سب کافر اٹھ گئے خواب خرگوش
مین گرفتار ہوئے صبح کو پھر آئے گرد نمایان ہوئی فرخ سوار قلندر فرخ بخت قلندر سر ہزار سوار سے دکھائی دیے
اسکندر فرخ لقا سات ہزار سوار سے آیا پھر اسفندیار گیلانی عمرو گوزاد ختنی چوگان بن حمزہ دو لاکھ سوار سے پیدا ہوئے
پھر سلطان سعد اور عمرو بن رستم دو لاکھ سوار سے آئے پھر گرد عظیم اٹھی نور الدہر بن بدیع الزمان خضران شاہ عدلان شاہ
طہماس بن عنقویل دیو پرور القاب و انساب جہانگیر شبارنگ کنارنگ کوہ لخت دریا نشین گلبن گلباس
سام دزد ساٹھ لاکھ سوار سے پہونچے خورشید و جمشید نے پوچھا کہ یہی حمزہ ہے بختیارک بولا یہ بھی حمزہ کا پوتا ہے خداوندی
ہو گو ہر ملک سے پیدا ہوا ہے اسنے طہماس ایسے شخص کو طرفۃ العین مین پکڑ لیا اسی روز دو قلعہ توڑ کر لقا کو گرفتار کیا یہی
باتین تھین کہ پھر گرد اٹھی سر خیل وفاداران مقبل وفادار اسی ہزار غلامان زرین ترکش و زرین کمان سے نمودار ہوا بختیارک
نے کہا کہ یہ غلام حمزہ اور صاحبقران تیر انداز ان ہے بعد اسکے دیکھا کہ ڈنکے اور نفیری کی آواز بلند ہے پیدلون کے غول کے غول آگے
تخت پر لقا اور اسکی زوجہ سرو آسا کی تصویرین انپر جوتیان پڑتی ہوئین اور ایک تخت پر عمرو تاج حضرت آدم کا سر پر سیمرغ
کلغی پر لگا ہوا دیو جامہ گلے مین یہ دمبدم رنگ بدلتا تھا ایک لاکھ اسی ہزار عیار لباس زرق برق پہنے ہوئے چار چتر اسکے
سب کے آگے نظر کردۂ علی عمران صاحب بغدہ گران مہتر قران حبشی راوی لکھتا ہے کہ سات روز تک اسی طرح لشکر چلا
آیا آٹھوین دن صبح کو تمام سردار انتظار حمزۂ صاحبقران مین کھڑے ہوئے تھے کہ آواز طبل سکندری اور بوق ترکی
اور سنج کیومرثی کی بلند ہوئی صدائے غرش علم اژدہا پیکر آئی تخت بادشاہی دکھائی دیا آگے آگے حمزۂ صاحبقران
اشقر دیوزاد پر سوار پیچھے فوج بیشمار سلامی بادشاہ اسلام کی چہار طرف ہونے لگی حمزۂ صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین
داخل ہوئے اور بعضون نے لکھا ہے کہ دس روز تک فوج اسلام آیا کی شاہان اختم اسقدر فوج و لشکر دیکھکر حیران ہوئے
آپس مین کہا لقا سچ کہتا تھا کہ حمزہ سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ہماری کیا حقیقت ہے کہ اس سے لڑینگے جمشید نے جو

یہ کلمہ کہا خورشید بولا کہ ابھی دیکھو تو کیا ہوتا ہی اور انھون نے جس روز سے لقا آیا ہی نامے چار طرف کو لکھے ہین اور مدد طلب
کی امیر کو یہان آئے ہوئے دوسرا دن ہی کہ آواز طبل شادمانی کی لشکر کفار سے بلند ہوئی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خبر تو لاؤ
عمرو لشکر کفار کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ لوگ بہر استقبال سوار ہوتے ہین حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ دامنہ الوند
کوہ بیابان اختم سے آس بن الوس مدد لقا کے واسطے آتا ہی عمرو اُس کافر کا نام سنتے ہی کانپنے لگا اور اپنے دل مین کہا
کہ نہین معلوم اس شریر سے کیا صدمہ پہونچیگا مگر صورت بدلکر ساتھ ہولیا زمردشاہ نے یاقوت شاہ اور ضیغم خون آشام و خورشید
و جمشید اختمی و بختیارک و فرامرز و بہرمرز وغیرہ کو بھیجا تھا کوئی دو کوس آگئے تھے کہ سواری آس بن الوس کی نمودار ہوئی
اور اُسنے سنا کہ جبرئیل قدرت تمھارے استقبال کو آئے ہین یہ ملعون ایسا مغرور ہی کہ کچھ خبر بھی نہوا جب قریب پہونچے
ہر ایک نے سلام کیا اُسنے ایک بے اعتنائی سے جواب سلام دیا کچھ تواضع و تعظیم نہ کی مگر سب کو دیکھنے لگا بختیارک
کہ مرد مضحک ہی اسکو بلا کر اپنے پاس بٹھا لیا اور حال لشکر اسلام کا پوچھنے لگا بختیارک نے پہلے تعریف صاحبقران کی
شروع کی اور کہا شعر خداے جہان تا جہان آفرید + چو حمزہ دلیرے نیامد پدید + بعد اسکے لندھور و مالک و قاسم
و بدیع الزمان ایک ایک کی توصیف کی یہی باتین کرتے ہوئے داخل بارگاہ لقا ہوئے آس بن الوس نے لقا
کو سجدہ کیا دنگل پر بیٹھا بختیارک کو بھی اپنے پاس بٹھایا اور پھر حال پوچھنے لگا بختیارک بولا ای آس بن الوس
یہ جو سب سردارون کے مین نے نام لیے یہ کچھ نہین ہین ایک عمرو عیار نہو تو مین سب کو ادنی تدبیر سے مٹا دون اور تعریفین
عمرو کی کرنا شروع کین اسنے کہا کہ کیا عمرو کا ہزار گز کا قد ہی بختیارک بولا نہین پھر کہا کہ کوئی دو چار سو گز کا ہی آخر کتنا قد ہی
بختیارک نے جواب دیا کہ کل نو انچ کا قد ہی آس بن الوس پچاسی انچ کا تھا ستر گز کی ناک تھی کہا ای شیطان تو عجیب
گدھا ہی جو کوئی اتنا بڑا ہو وہ کیا کر سکیگا اُسکو تو پکڑ کر اپنی ناک کے ایک نتھنے مین بند کر رکھونگا اور نکلنے نہ دونگا تو اُسکی ایسی تعریف
کرتا ہی بختیارک نے کہا ای پہلوان دوران عمرو کو ذلیل سمجھنا نہ چاہیے وہ بلاے بیدرمان ہی ہزار ہزار گز کے دیو تو اُس سے پناہ
مانگا کیے ہین اور بڑے بڑے بادشاہ تھرایا کیے ہین خداوند سے پوچھیے وہ ایسی قدرت رکھتا ہی کہ ابھی میری شکل بنکے آئے آپ نہ پہچانیے
اور خداوند کی ڈاڑھی تو موت سے تر کرکے مونڈی ہی فرمایئے یا خداوند مین سچ کہتا ہون یا جھوٹ لقا نے کہا نہین سچ ہی اور
ای آس بن الوس ابھی تم اُس سے واقف نہین یہ عالم ہی اُسکا کہ دروازہ بند کر دو تو وہ درازون کے راستے سے آئے
ہوا کا خواص پیدا کرے اور میرے تو باپ کو مار کر حریسہ پکا کر مجھے کھلایا ہی مین اُسکے نام سے کانپتا ہون صورت دیکھی اور سمجھا
کہ ملک الموت آیا غرض ایسا کچھ بیان کیا کہ آس خوف زدہ ہوا اور پوچھا کہ ای بختیارک مین اُسکے ہاتھ سے کیونکر بچون
بختیارک نے کہا کہ آپ نہ کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائیے نہ پیجیے سواے میرے کسواسطے کہ وہ تو ہزارون شکلین بدلتا ہی آس
بن الوس نے کہا کہ اچھا اور عمرو ایک چوبدار کی صورت بنا ہوا بختیارک کے پاس کھڑا سن رہا تھا اور دریاے فکر مین غوطہ زن
تھا کہ کیا کیجیے اتنے مین بختیارک اُٹھا پیخانے کیطرف چلا عمرو ہنستا ہوا برابر اُسکے پہونچا اور کہا ملک جی سلام ہی خوب تمنے ہمارے
حال سے آس بن الوس کو آگاہ کیا بختیارک کی جان نکل گئی عرض کیا کہ مین اُسکو آپکی طرف سے ڈراتا تھا اور مین تو مسلمان
ہون اور اُنگلیان کانون مین رکھکر اذان دینے لگا عمرو نے کہا او منافق دور ہو نگیے اسلام تیرا ظاہر ہی خیر اور کمر مین اپنی ہاتھ ڈالکر
خرمے نکالے کہ لو کھاؤ بختیارک جلدی سے کھا گیا اور بیہوش ہو گیا عمرو نے بختیارک کو وہین ڈال دیا آپ اسکی صورت
بنکر باہر آیا بختیارک کے خیمے مین گیا تمام اسباب نذر زنبیل کیا اور کچھ تحفے لاکر آس کو دیے صحبت گرم ہوئی ادھر بختیارک
کو جو ہوش آیا تمام خیمے کا اسباب لٹا ہوا پایا لوگون سے پوچھا اُنھون نے کہا کہ ابھی تو آپ تحفے لیکر یہان سے باہر گئے
تھے بختیارک نے یہ سنکر آہ سرد کھینچی سمجھا کہ عمرو سب مال و اسباب لیگیا خیمے سے نکلا سوار ہوکر بارگاہ کی طرف

چلا جب دروازے پر پہونچا پاسبانون نے دوسرا بختیارک دیکھا حیران ہوئے ایک آدھ سنے دوڑکر آس سے کہا کہ ایک
بختیارک اور آتے ہین عمرو جو بختیارک کی صورت بنا بیٹھا تھا آس بن الوس سے خطاب کیا کہ دیکھیے عمرو ایسا بیباک
ہو کہ میری صورت بنا ہوا آتا ہو شاید سمجھتا ہو کہ مین یہان نہین ہون اب مین نیچے تخت کے چھپا رہتا ہون جب وہ آکر بیٹھے
اسے پکڑ لینا جسوقت وہ گرفتار ہو جائیگا مین باہر آؤنگا پھر دیکھیے گا کیسی مکاریان کرتا ہو مگر کیا ہو سکیگا آپ اُسکی کسی
بات پر عمل نہ کیجیے گا آخر اقرار کریگا اسنے کہا کہ اچھا تو چھپ رہ عمرو تو تخت کے نیچے گیا بختیارک اندر بارگاہ کے آیا پہلے تو تمام
صحبت کو دیکھا پھر سلام کیا آس بن الوس نے کہا کہ آؤ ملک جی کہان گئے تھے کہا کیا بتاؤن عمرو مجھے لوٹ لیگیا مین تو فقط
رفع حاجت کو گیا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ بلا لگی ہوئی ہو مجکو ڈرایا اور زخرے بیہوشی کے ڈیلے مین کھا کر بیہوش ہوگیا عمرو سب
اسباب لیکر چلا گیا بختیارک قریب اُسکے بیٹھا تھا کہ آس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ بدمعاش وزد باریک گردن کیا مین
تجھے نہین پہچانتا تھا خوب تو نے مکر کیا بختیارک چاہتا ہو کہ کچھ کہے اتنے مین عمرو نے پیچھے سے نکلکر ایک دھول ماری
اور کہا او دزد باریک گردن تو جانتا تھا کہ یہان بختیارک نہین ہو میری صورت بنکر آیا بختیارک نے کہا مین تیری
صورت ہون یا تو میری صورت ہو عمرو نے کہا کہ تو میری صورت بنکر آیا ہو اور مکاری کرتا ہو آس خوب پہچانتا ہو اور
ای آس ہم دونون مین سے ایک بیشک عمرو ہو تو دونون کو قتل کر عمرو مارا جائیگا اور اُسکی شر سے کافر محفوظ رہینگے بختیارک
نے کہا مجھے قبول ہو غرض بختیارک ہرچند کہا کیا کہ مین بختیارک ہون کسی نے نہ سنا اور اسکی مشکین باندھین آس نے
کہا اسے قتل کرو چوبدار جلاد کو بلانے چلا تھا کہ عمرو نے بختیارک سے کہا کیا خونبہا دیتا ہو مین تجھے بچالون بختیارک
نے دو ہزار روپیہ کا اقرار کیا عمرو نے کہا ای آس اسے صبح کو قتل کرنا آس نے قبول کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی بختیارک
علی نے آس سے خطاب کیا آج بڑی خوشی مجھے حاصل ہو کہ یہ ساربان زادہ گرفتار ہو جی چاہتا ہو کہ مین ناچون اور شراب
تجھے پلاؤن آس بن الوس بولا کیا مضائقہ ہو عمرو نے تمام شراب مین بیہوشی ملا لی اور ساقی بنکر تمام صحبت کو شراب
پلائی سب کو بیہوش کیا آس کی ڈاڑھی مونچھین مونڈین اور بھانجے کو اُسکی عورت حسینہ کی صورت بنا کر برابر لٹا کر باہر آیا
چوبدار وغیرہ جو تھے اُنکا منہ کالا کیا بتیان ناکون مین کین جوتیان ہاتھون مین دین ایک رقعہ لکھکر ایک کی مونچھ مین
باندھکر راہی ہوا صبح کو آس بن الوس جو ہوش مین آیا دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت پاس لیٹی ہوئی ہو اپنے دین
کہا کہ کیا یہ تجکو نامرد سمجھی ہو اسنے کچھ ارادہ کیا اسکے بھانجے نے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ او نالائق تو کون ہو اسنے کہا کہ صاحب
ابھی رات باقی ہو اور وہ شخص نامرد نہین ہو یہ بولا کہ تیرے صاحب کی ایسی تیسی کی بھی بختیارک نے کہا کہ ای آس دیکھا
تو نے کیا خرابی ہوئی تو مجھے عمرو سمجھتا تھا عمرو تجھے یون ذلیل کرکے چلا گیا آس بن الوس سمجھا کہ یہ بختیارک ہو اور وہ عمرو
تھا بختیارک کو قید سے رہا کیا اور بہت سی دلداری کی اُدھر چوبدارون مین جوتی چل رہی تھی اُنکو باہر نکالا کہ جاؤ تم سب ننگ
ہو غرض اسوقت تو سب اپنے اپنے گھر گئے شام کو پھر دربار آراستہ ہوا بختیارک نے عمرو کو دیکھا کہ ایک چوبدار کی صورت
بنا کھڑا ہو ایک سیب اُٹھا کر اُسپر لکھا کہ ای آس وہ جو چوبدار سیاہ فام چوبدارون کی صف مین کھڑا ہو زرد لباس پہنے وہ
عمرو ہو جسطرح ہو اسکو پکڑ لو یہ لکھکر سیب اسکے ہاتھ مین دیا کہ دیکھو کیا اچھا سیب ہو اُسنے سیب دیکھا اور جو کچھ اُسپر لکھا تھا
وہ پڑھا گوشہ چشم سے عمرو کو دیکھا ایک کاغذ اُٹھا کر دو کلمے لکھے اور کاغذ کو لپیٹا سر اُٹھا کر عمرو کی طرف خطاب کیا کہ ای چوبدار
یہ رقعہ خزینہ دار کے پاس لیجا اور کہ فلان جواہر کا صندوقچہ مانگا ہو بہت جلد وہ صندوقچہ لے آ مین اندر خداوند کو دون عمرو مرد
طماع تو ہی دوڑا کہ رقعہ ہاتھ سے لے اور ہاتھ بڑھایا کہ لاؤ آس نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا اور کہا کہ باش او دزد باریک گردن
یہ دن یاد نہ تھا کل مجکو ذلیل کرکے چلا گیا آج دیکھ تجھے اس طرح سے ماروں کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا تیرے حال پر

گریہ وزاری کرین اور مجکو ذرا رحم نہ آئے بختیارک بہت خوش ہو کہ اب ساربان زادہ مارا جائیگا آس بن الوس عمرو کو
اپنے خیمے مین لایا بختیارک ساتھ ساتھ آیا آس مسند پر بیٹھا عمرو کو ستون سے باندھ دیا اور تیر و کمان منگوا کر بختیارک سے
کہا کہ اسے تیر باران کرونگا بختیارک نے کہا کہ یہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین مرنا جانتے نہین آس نے کہا کہ اچھا دیکھو تو مین
کسطرح سسکا سسکا کر مارتا ہون اور قلیل اپنی منگوائی غلے عمرو پر مارے کہ تمام جسم عمرو کا نیلا ہو گیا اور درد پڑ گیا عمرو تڑپنے لگا اور دعا
مانگنے لگا لیکن اُسطرف کا حال سنیے سکندر نے جو دیکھا کہ عمرو رات کو نہین آیا بیقرار ہو کر صبح کو عمرو کی تلاش مین روانہ ہوا سرو سیمتن
نے ہر چند منع کیا نہ سنا سرو سیمتن اور ملکہ جادو دروازے پر روتی رہگئین مہتر قران حلبشی کو بلا کر کہا کہ سکندر غبار انگیز عمرو
کا عاشق ہی عمرو کی تلاش مین گیا ہی تم بھی جاؤ قران روانہ ہوا پھر چالاک کو بلا کر کہا کہ بھیا سکندر غبار انگیز تیرا غلام ہی مین ہر چند
منع کیا کی نہ مانا عمرو کو ڈھونڈھنے گیا مجھپر رحم کرو اور اُسکی مدد کو جاؤ چالاک نے کہا مین ابھی چلا وہ بھی روانہ ہوا پھر امیہ و
سیارہ اور سمک یلطاقی و ابو الفتح ایک ایک کو بلا کر بیرون پر سر رکھا کہ صاحبو تم سکندر کو دشمنون سے بچا کر لاؤ اور میرے
بچے کو مجھسے لا کر ملاؤ یہ متواتر عیارون کو بھیج رہی ہی اور آس بن الوس غلے مار رہا ہی اور عمرو کا یہ عالم ہی کہ پکار رہا ہی او ملعون
مجھے ایک مرتبہ مار ڈال اور بختیارک کہہ رہا ہی کہ پیر و مرشد حضور کو کوئی مار نہین سکتا ہی اور حضور تو مرنا جانتے ہی نہین کوئی دم مین
حضور چھوٹ جائینگے اور آس سے اشارے کر رہا ہی کہ اسے جلد قتل کر اگر حمزہ خبر سنکر آ جائیگا تو پھر کسکی مجال ہی جو عمرو کا کچھ کر سکے آس
بن الوس نے حکم دیا کہ ہماری تمام فوج تیار ہو کر گرد خیمے کے کھڑی ہو تمام فوج بموجب حکم کے تیار ہو کر گرد خیمہ کھڑی ہوئی بختیارک
نے کہا ای آس تو کچھ ہی کر مرشد مارے نہ جائینگے چھوٹ جائینگے اور اشارے کر رہا ہی کہ ارے کیون دیر کرتا ہی جلد سر کاٹ ڈال
نہین تو پچھتائیگا آس کہہ رہا ہی کہ اسیطرح تڑپا کر مارونگا اور عمرو کی اب یہ حالت بہم پہونچی ہی قریب ہی کہ دم نکلجائے دعائین مانگ
رہا ہی کہ پروردگار صورت سکندر غبار انگیز کی مجھے دکھا دے پھر میرا دم نکال لے کہ سکندر حقہ ہائے آتشبازی مارتا ہوا خیمون
کو جلاتا ہوا پہونچا تمام مقام وہ دھوان دھار ہو گیا اُسی تاریکی مین سکندر رسی عمرو کی کاٹ کر اپنی گردن پر عمرو کو ڈالکر لے بھاگا
فوج سے لڑ بھڑ کر نکل گیا بختیارک پکارا الصلوٰۃ بر محمد لعنت بر لات اعلیٰ و منات علی امرا آس بن الوس دیکھا کہ مرشد چھوٹ گئے
آس نے کہا کہ مین اُسے چھوڑتا کب ہون اور سوار ہو کر تعاقب مین چلا اور سکندر عمرو کو لیے ہوئے لڑتا چلا جاتا ہی لشکر سے
باہر نکلا کہ آس کی بہن کا بیٹا ماچہ صید نوا نہ اُدھر سے آتا تھا سکندر پر دوڑا سکندر نے خنجر مارا کہ اُسکے سینے پر پڑا اور پشت کو
توڑ کر نکل گیا وہ گرا سکندر روانہ ہوا آس بن الوس آتا تھا لاشہ بھانجے کا پڑا ہوا دیکھا خون آنکھون مین اُتر آیا للکار کر دوڑا کہ
او نا عیار کہان جاتا ہی اور کرہ گدن کو دوڑایا سکندر اپنے لشکر کے قریب پہونچا تھا اسنے دیکھا کہ اب تو اُس تک پہونچ نہین سکتا اور
وہ داخل لشکر اسلام ہوا چاہتا ہی بس تیر کمان مین جوڑ کر مارا وہ تیر قضا تھا سکندر کی پیٹھ پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذر گیا
سکندر گرا آس دوڑا کہ سکندر کا سر کاٹ لے مہتر قران حلبشی پہونچ گیا سکندر اور عمرو کو اُٹھا کر لیگیا آس بن الوس تو
اُدھر پھر گیا مہتر قران عمرو اور سکندر کو لیے ہوئے خیمے مین آیا ملکہ جادو اور سرو سیمتن نے حالت تباہ کی صاحبقران
مع سردارون کے آئے شریک ماتم ہوئے سرو سیمتن رو کر پکاری کہ بیٹا سکندر آنکھین کھولو باپ کے عاشق تھے جان نثار
کر آئے مان کو کچھ وصیت بھی نہ کی آرزو تھی کہ تمھارے سر پر سہرا باندھے تمھاری دُلھن بیاہ کے لاؤن خدا نے تمکو ناشاد و نامراد
اُٹھا لیا بیٹا یہ مادر ناشاد کسکے سہارے جیے گی کچھ تو منھ سے بولو کوئی بات تو کرو کس بیرحم نے تیر مارا کیا مان سے خفا ہو جو نہین
بولتے سکندر نے آنکھین کھولین مان کو روتے دیکھا کہا امان جان صبر کرو جو خدا کو منظور تھا وہ ہوا اب بابا جان کی خیر منائو ایسا
نہو کہ وہ مر جائین اور امان جان دودھ مجھے بخشدو سرو سیمتن نے کہا کہ بیٹا دودھ تمھین بخشا یہ سنتے ہی ہچکی آئی اور جان بحق
تسلیم ہوا عجب کہرام قیامت نما برپا ہوا عمرو تو بیہوش تھا لیکن مہتر قران نے سکندر کو دفن کیا عمرو کے علاج مین

مصروف ہوا چوتھے دن عمرو ہوش مین آیا حال سکندر کا سنا نہایت صدمہ ہوا اُسی رنج مین باہر نکلکر لشکر کفار کو چلا کہ ای عمرو
چلکر آس بن الوس کو مار لیے جب وہان پہونچا سنا کہ آس اپنے خیمے مین ہی ناچ دیکھ رہا ہی عمرو ایک مغبچے کی صورت بنکر
خیمے مین داخل ہوا اور شراب پلا کر سب کو بیہوش کیا آس کے سرہانے آکر کھڑا ہوا چاہا کہ سر کاٹ لے پھر خوف آیا کہ حمزہ
کو کیا جواب دیگا مگر خنجر سے تالب بالا ناک کاٹ لی جب ناک کاٹ چکا تو خوف صاحبقران سے کانپنے لگا اور بھاگا جلدی
مین خنجر رہگیا عمرو تو چلا گیا صبح کو ہوا ٹھنڈی چلی آس کو ہوش آیا ناک مین درد ہوا گھبرایا منھ پر ہاتھ پھیرا ناک کٹی ہوئی پائی
چہرے پر خون بہتے ہوئے پایا خنجر پڑا تھا اُٹھا کر جو دیکھا نام عمرو کا اُسپر کھدا تھا یہ کافر حیران ہوا اُٹھا نقاب منھ پر ڈالکر بارگاہ
لقا مین آیا کہا کہ یا خداوند یہ کیا تقدیر آپ نے کی کہ ناک میری کٹ گئی بختیارک نے کہا ای پہلوان نقاب تو اُٹھا اُسنے
نقاب اُٹھائی لقا نے دیکھا کہ واقعی کسی نے ناک کاٹ لی ہی عجب ہیبتناک صورت معلوم ہوتی ہی لقا نے کہا ای آس قسم ہی
مجھے اپنی خدائی کی کہ یہ تقدیر مین نے نہین کی تقدیر بالائی ہوئی آس بن الوس نے کہا مین نہین جانتا ناک میری درست
کردیجیے بختیارک بولا ای آس اندنون خداوند بہت پریشان ہین خداپرستون نے بہت ستایا ہی تقدیر کرنا بھول گئے
ہین اور ناک تو تمھاری بہت جلد درست ہو جائیگی پہلے دشمن کو تو مار لو اور ہم تمکو وہ سہل تدبیر بتائین کہ عمرو کو باندھے
ہوئے لیے چلے آؤ آس نے کہا کہ جلد بتاؤ اور عمرو خنجر بھی اپنا بھول گیا ہی نام اُسپر اُسکا کھدا ہوا ہی بختیارک بولا یہ اور خوب
ہوا کہ خنجر اُسکی نشانی ہاتھ لگ گیا اب حمزہ کے پاس تم جاؤ اور اُس سے کہو کہ ای حمزہ مین تجکو بڑا بہادر جانتا تھا اور آیا تھا
کہ تجھسے لڑونگا اگر تو مجھپر غالب ہوتا تو مین مسلمان ہوتا لیکن بس دیکھا کہ نام کو تو بہادر ہی مگر حقیقت مین جسکو زبردست دیکھتا ہی
اُسکو عیار کے ہاتھ سے ذلیل کراتا ہی مجکو جانا کہ زبردست ہی عمرو کو بھیجکر میری ناک کٹوا ڈالی بہادر ہی تو عمرو کو باندھکر میرے
حوالے کردے نہین تو نتھ چوڑیان پہنکر اور اوڑھنی اوڑھکر پردے مین بیٹھ نام بہادری کا نہ لے اور کشتی نتھ اور چوڑیون کی سامنے
رکھدینا ڈرنا نہین حمزہ بہادر ہی عمرو کو پکڑ کر تجھے دیدیگا اگر حمزہ کہے کہ میرے عیار نے یہ کام نہین کیا تو خنجر عمرو کا دکھانا
کہ یہ نشانی میرے پاس ہی بس تو عمرو کو لاکر مار ڈال جب عمرو مارا گیا پھر حمزہ کا مار لینا مشکل نہین ہی اور اُسیوقت خداوند بھی خوش
ہوکر ناک تیری درست کردینگے آس یہ سنکر بہت خوش ہوا بارگاہ حمزہ صاحبقران مین گیا جو کچھ بختیارک نے سکھا دیا
تھا وہ سب صاحبقران سے کہا خنجر نشانی عمرو کی دکھائی نتھ چوڑی کی کشتی سامنے رکھدی امیر کا یہ حال ہوا کہ مارے غصے
کے کانپنے لگے بال تمام بدن کے کھڑے ہوگئے منھ لال ہوگیا مقبل سے کہا کہ لاؤ تو اُس ساربان زادے کو مقبل گیا عمرو کو
دیکھا کہ پوست بکری کا تمام بدن پر لپیٹے پڑا ہوا کراہ رہا ہی مقبل نے کہا امیر نے بلایا ہی عمرو بولا کہ میرا تو یہ حال ہی مین کیونکر جاؤن
اور چادر اُتار کر تمام بدن دکھایا کہ نیلا ہو گیا تھا اور کہا کہ ای مقبل اُس ملعون نے میرا یہ حال کیا ہی مجھمین اُٹھنے کی طاقت نہین
مقبل پھر کر آیا امیر سے حال عمرو کا بیان کیا امیر نے کرب سے کہا تم جاؤ جسطرح ہو اُسکو لاؤ ہمارے سر کی قسم ہے لیے ہوئے
نہ آنا کرب وہان سے روانہ ہوا خدمت عمرو مین آیا عمرو کا حال متغیر دیکھا کہا ای برادر بزرگوار مین آپ پر زیادتی تو کر نہین
سکتا مگر نہ چلیے گا تو اپنا گلا کاٹ ڈالونگا یہ کہکے خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا عمرو نے کہا مین چلتا تو ہون اور وہی پوست
بکری کا بدن سے لپیٹے ہوئے لاٹھی ہاتھ مین گرتا پڑتا خدمت امیر مین آیا سلام کیا جسم اپنا دکھایا کہ اس حال مین گرفتار
ہون امیر نے کہا خواجہ ناک آس بن الوس کی کسنے کاٹی عمرو نے کہا حمزہ مین کیا جانون مین اپنے حال مین گرفتار
ہون ایک تو غم مجھے سکندر غبار انگیز کے مرنے کا دوسرے میری یہ حالت ہی امیر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر تم
دوڑکر اسے پکڑوگے تو یہ ہاتھ نہ لگیگا اسے فریب سے پکڑا چاہیے عمرو سے کہا کہ خواجہ جو تمنے آس بن الوس کی ناک
نہین کاٹی ہی تو میرے سر پہ ہاتھ رکھکر قسم کھاؤ تاکہ مجھے یقین آئے عمرو پاس امیر کے آیا چاہا کہ سر پہ ہاتھ رکھکر قسم کھائے

بس امیر نے ہاتھ پکڑ کے جھٹکا دیا اور کہا کہ باش اوزدبار یک گردن جھوٹی قسم کھاتے آیا ہی خنجر تیرا اُس کے پاس موجود ہی یہ کہکر عمرو کو باندھکر اُس کے حوالے کیا کہ لیجا جو چاہے سو کر اُس عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ امیر سے باہر آیا گینڈے پر سوار ہوکر بارگاہ لقا مین پہونچا بختیارک سے کہا کہ لو عمرو کو مین لایا بختیارک نے کہا کہ آپ اسے انبار ہیزم مین پھونک دیجیے اُسیوقت انبار ہیزم جمع ہوا اور عمرو کو اُسپر بٹھا کے چار طرف سے آگ لگادی عمرو انبار ہیزم پر بیٹھا ہوا تھا جب دیکھا کہ آگ جلنے لگی بس بلبلا کر پکارا کہ ای پروردگار عالم تو نے مجھسے کوہ سراندیپ پر وعدہ کیا تھا کہ جبتک مین اپنے منھ سے موت نہ مانگونگا ملک الموت میرے پاس نہ آئینگے اب یہ کیا ہی کہ بے مانگے موت کا سامنا ہی جلد میری مدد کر اور تو نے تو آگ کو حضرت خلیل پر گلزار کردیا ہی مین بھی تو اُسی خاندان کا خدمتگزار ہون میری بھی مدد کر کہ شعر امداد خلیل نار مین کی ÷ یونس کو نجات حوت سے دی ÷ اور پکارا کہ یا علیؑ ابن ابیطالب اسد اللہ الغالب مجھے اس آگ سے نجات دو کہ کبت

موسٰےؑ کو گور پر روشنی دکھائی ہی
نوحؑ کا طوفان سے نکاس بیڑا پار کیو
خلیلؑ آگ بیچ بہشت دکھا دیو
یونسؑ کو ہین پیٹ مین راہ تین تائی ہی
یوسفؑ کو کوئین سے نکاس بادشاہ کیو
حضرت سلیمان شاہ کو موندری پہنائی ہی
ابے اور کیتے نستار بیڑا تار پار کیو
ابکی تو شاہ مردان میری بار آئی ہی

اور اب یہ حال ہی کہ آگ دمبدم بلند ہوتی ہی اور عمرو بے اختیار رو کر دعائین مانگ رہا ہی قریب ہی کہ آگ عمرو کو جلادے کہ ایک پنجہ پیدا ہوا عمرو کو اُٹھا لیگیا پہاڑ پر اُتارا ہوش آیا دیکھا تندک دیو کھڑا ہوا رو رہا ہی عمرو نے کہا ای تندک کیون روتا ہی تجھے کیا ہوا ہی وہ بولا کہ خواجہ کیا بیان کرون مین بہار پری کی بیٹی پر عاشق ہوا اور وہ مجھپر عاشق ہوئی اکثر ہم دونون باغون مین ہمصحبت ہوتے تھے کہ بہار پری اس حال سے آگاہ ہوئی آسمان پری سے جاکر میری شکایت کیا کہ تندک میری بیٹی کو رسوا کرتا ہی آسمان پری نے صلاح دی کہ اُسکو کسی پریزاد کے ساتھ بیاہ دے اُسنے اُسکی شادی ایک پریزاد کے ساتھ کردی مین نے اُس پریزاد کو مار ڈالا پریزادین لاش اُسکی آسمان پری کے پاس لیگئین وہ بہت غضبناک ہوئی چاہا کہ مجھکو قتل کرے مین بھاگ کر آپکی خدمت مین آیا آپکو انبار ہیزم پر پایا گرد کفار کا ہجوم تھا اور آگ لگی ہوئی تھی مین آپکو اُٹھا لایا آپ میری تدبیر کیجیے نہین تو مین مر جاؤنگا عمرو نے کہا ای تندک تو خاطر جمع رکھ مین تجھے اُس پریزاد کو دلادونگا مگر چندے صبر کر کہ فلک تفرقہ انداز نے عجب تفرقہ ڈالا ہی اور تمام حال سکندر عنبار انگیز کا آس کے ہاتھ سے مارا جانا اور اُسکی ناک کاٹنا اور امیر کا باندھکر اُسکو دیدینا اور انبار ہیزم پر رکھکر پھونکنا سب بیان کیا اور کہا کہ مجھے حمزہ سے صفائی ہوجائے تو تیرا معشوق تجھے دلادون مگر مجھسے غافل نہونا تندک نے اپنا بال دیا کہ اسکو بازو پر باندھیے جب آپ اس بال کو آگ پر رکھکر یاد کیجیے گا مین آکر موجود ہو جاؤنگا یہ کہکر چلا گیا عمرو پہاڑ پر سے اُترا اور صورت بدلکے لشکر امیر کو روانہ ہوا مگر یہان امیر کو خبر پہونچی کہ عمرو کو انبار ہیزم پر جلانے کو بٹھایا ہی امیر نے یہ سنکر غضبناک ہوکر فرمایا کہ خبردار کوئی اُس نمک حرام کا ذکر میرے سامنے نہ کرے اور جو کوئی اُسکا نام میرے سامنے لیگا مین اُسکو اپنے لشکر سے نکال دونگا وہ جہنمی مرا بھلا ہوا کہ جسکے باعث سے اسطرح کی ذلت مجکو سر محفل ہوئی کہ ایک کافر نانہ جور امیر سے سامنے رکھکر کہا اسے بینکو بیٹھو اور فرمایا کہ ابھی تمام لشکر مین جارچی ندا دے کہ عمرو کا نام ہمارے لشکر مین کوئی نہ لے اور جو کوئی نام عمرو کا زبان پر لائیگا اُسکی گدی سے زبان کھینچی جائیگی تمام لشکر مین یہی ڈھنڈورا پٹا کیا مجال جو کوئی عمرو کا نام لے کہ عیار جمع ہوکر روتے ہوئے دربارگاہ پر آئے امیر نے پوچھا کیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ تمام عیار عمرو کیواسطے روتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا افسر مارا گیا ہی ہمسے صبر نہین ہوسکتا ہم رو ینگے امیر نے کہا کوئی عیار میرے لشکر مین نرہے سب کو نکالدو اور اگر نہ جائین تو اسباب انکا لوٹ لو اور مار کر نکالدو غرض تمام عیارون کو لشکر سے نکالدیا عمرو یہ دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا مگر صبر کیا رات کو جب دربار برخاست ہوا بادشاہ اسلام تنہا رہے اور دو ایک مصاحب رہگئے بادشاہ نے کہا عمرو کیا شخص تھا کہ ہر مقام پر سینہ اپنا سپر کرتا تھا ہر ایک کو بلا سے بچاتا تھا افسوس کہ اُسکا خاتمہ ہوگیا یہ کہکر رونے لگے

اور خوب روئے عمرو گلیم عیاری اوڑھے کھڑا تھا بس گلیم دور کرکے سامنے بادشاہ کے آیا اور کہا کہ ای شہریار غلام زندہ ہی اور
تندک مجھے انبار ہیزم پر سے لیگیا تھا مین بچا اور کہا ای شہریار دیکھا حضور نے کہ حمزہ نے عیارون کو ہمارا ماتم بھی نہ کرنے دیا اور
نکلوا دیا ایک کافر کی ناک کاٹنے پر ہماری تمام مشقتین خاک مین ملادین میرا ایسا بیٹا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے عوض مین ناک
کاٹی تو کیا گناہ ہوا جو پکڑ کر مجھے اُسکو دیدیا ایسی بیمروتی کوئی بھی کسی کے ساتھ کرتا ہی جو اس عرب نے میرے ساتھ کی خیر جو کچھ
ہوا سو ہوا آپ مجھے قدمون پر گروا دیجیے تقصیر میری معاف کرا دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ مین بدل وجان موجود ہون
مگر اندنون نور الدہر کا بڑا جاہ بیارہ ہی تم نور الدہر کے پاس جاؤ اُس سے سعی اُٹھواؤ مین بھی شریک ہون عمرو بولا اچھا اور
وہان سے روانہ ہوا نور الدہر بیٹھا ہوا طہماس واسد سے کہ رہا ہی کہ کیون صاحبو دیکھا کہ کیا گردش فلکی ہی عمرو ایسا شخص یون
انبار ہیزم پر جلا دیا گیا اور ہم سب تماشا دیکھا کیے عمرو نے کس پر احسان نہین کیا کون اُسکا آزاد کیا ہوا نہین ہی کل کا ذکر ہے کہ
لعل جادو نے خاتمہ کر دیا تھا وہ کسطرح ماری گئی اور نقابدار خندان کے ہاتھ سے کیا خوب بچایا نہین تو کوئی نہ بچتا طہماس
نے کہا کہ عنطلی آباد مین سات لاکھ ساحر تھے کیسا سبھون کو مارا اور اہل اسلام کو بچایا افسوس کیسا شخص اُٹھ گیا ای شہریار مین
تو اُس بن الوس کے ٹکڑے ٹکڑے کرونگا اسد نے کہا بھائی صاحب جو مجھے رنج ہی وہ کسیکو نہو گا اور میرے تو دادا تھے ہاے ایسا
شخص یون مارا گیا شبرنگ عیار نور الدہر کا کھڑا ہوا تھا اُسنے کہا کہ شہریار میرا دل گواہی دیتا ہی کہ عمرو زندہ ہین سبھون
نے کہا کہ خدا ایسا کرے مگر کوئی مرکر بھی جیا ہی یہ کہکر نور الدہر اور اسد رونے لگے کہ ہچکی بندھ گئی عمرو تو موجود تھا گلیم عیاری دور
کرکے سامنے آیا کہ صاحبو مین زندہ ہون تم کیون روتے ہو اسد دوڑ کر لپٹا نور الدہر بھی دوڑ پڑا ایک ایک عمرو سے لپٹا ہوا تھا
یہ کہ رہا تھا کہ مجکو دیو تندک انبار ہیزم پر سے اُٹھا لیگیا مین اسطرح بچا غرض نور الدہر نے لاکر بٹھایا اور کہا کہ اب خواجہ تمھین کیا
منظور ہی عمرو نے کہا کہ بیٹا تمنے بیمروتیان حمزہ کی دیکھین کہ ماتم تک میرا انہونے دیا عیارون کو نکلوا دیا نور الدہر نے کہا کہ عیان را
چہ بیان اور جو کچھ آپ اُنکی طبیعت سے واقف ہین ہم نہین واقف عمرو نے کہا سچ ہی ای نور الدہر مین کیا اس عرب طوطا چشم
کی بیمروتیان بیان کرون مہرنگار ایسی معشوقہ کو دم بھر مین لشکر سے نکالدیا اُنکی خطا یہ کہ عمرو بن حمزہ جب شریک لشکر ہوا تو
مہرنگار نے کہا کہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ جبتک بتسے عقد نہ کرلونگا تمام زمانے کی عورتین مجھپر حرام ہین یہ بیٹا کہان سے
پیدا ہوا اتنی بات پر مہرنگار کو نکالدیا پھر بعد چند روز کے عمرو بن حمزہ کابل و زابل پر گیا وہان زوبین و بیژن کو گرفتار
کیا اور لکھ بھیجا کہ مین نے آپکے رقیبون کو پکڑا ہی بس اتنے کلمے پر بیزار ہو گیا کہ مین اسکی صورت نہ دیکھونگا علمشاہ کو واسطے کرب ولاو
کے مقدمے مین فرامرز بن قارن عدنی کے نین کوڑے مارے اٹھارہ برس تک علمشاہ لشکر مین نہ آیا یہ تو ہمیشہ کا بیمروت ہی
مگر مین کیا کرون کہ مجھے محبت نہین چھوڑتی ای نور الدہر جسطرح ہو سکے تم حمزہ سے صلح کرادو نور الدہر نے عرض کیا مین بسر و چشم
موجود ہون مگر بادشاد اسلام شریک ہون تو اچھا ہی عمرو بولا کہ مین ارشاد سے اُنھین کے تمھارے پاس آیا ہون نور الدہر
نے کہا خیریت ہی کل خدا چاہتا ہی تو صفائی ہوئی جاتی ہی آپ ایک کام کرین کہ دو گھڑی رات رہے سے تخت بادشاہی کے تلے
بیٹھ رہیے ہم ذکر آپکا چھیڑینگے جب آپ دیکھیے گا کہ موقع صفائی کا آیا آپ تخت کے نیچے سے نکل کے قدمون پر صاحبقران کے
گر پڑیے گا صفائی ہو جائیگی عمرو بولا بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ کہکر چلا گیا اور تخت بادشاہی کے تلے سو رہا صبح کو بادشاہ
آکر تخت پر بیٹھے امیر مجرا کرکے دنگل پر بیٹھے سردار تمام جمع ہوئے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ایک قاصد کی
کہ بہت اچھی آواز تھی یہ غزل گانے لگی غزل

لخت دل کون سے دن پنجۂ مژگان مین نہین
عہد مین عہد یہ پیمان کسی پیمان مین نہین

دست وحشت کے لیے تاب رگ جان مین نہین
مین نے وہ پھول چنے ہین جو گلستان مین نہین
بے ثباتی کے سوا اور کوئی کیفیت

ہاتھ اُس تار مین اُلجھا جو گریبان مین نہین
تیرے اقرار مین انکار مرا ہان مین نہین
میری تو بر مین نہین آپکے پیمان مین نہین

راہ میں ہمسے ملا دیتی ہی شوخی اُسکو
تم نہ برسوں سے یہ سنتے تھے کچھ افسانہ میں نہیں
خاک دیکھوں تجھے ای چاک جگر کیا دیکھوں
نالہ کرتا ہی کچھ اس خانۂ ویران میں نہیں
جلوۂ ہوشربا دیکھ لیا ای موسے
نیشتر میں وہ تڑپ ہی جو رگ جان میں نہیں
دیکھیے راہ میں ٹھوکر سے نہ کھل جائے گرہ
سادگی اک تری گنتی کسی سامان میں نہیں
اف رے جلوہ کہ نہیں اور نگہ شوخ میں ہی
جبسے ہم قید ہوئے کوئی گلستان میں نہیں
ہو جو تا تیر تو ہیرے کی کنی ہی قاتل
یہ کھٹکنے ہوئے کانٹے تو بیابان میں نہیں
داغ ہم تربت مجنون پہ چڑھاتے چادر
کہ ابھی ہیں تو ابھی چشم نگہبان میں نہیں
گل کو ملکر ترے عارض سے ملا حسن قبول
اُنکے دامن میں نہیں اُنکے گریبان میں نہیں
پہلے بھی دلمیں کھٹک اب ہوئی رگ رگ میں خلش
یان تحریر میں وہ لذت ہی جو عرفان میں نہیں
درد بیدرد ہی گر خاطر سفاک میں ہی
ایک فتنہ ہی یہ دل گوشۂ داماں میں نہیں
اب کب اس چشم نظرباز نے دعوی کھو دیا
بے پردہ کرو ہی اور دل حیران میں نہیں
مانگتا قرض ترے واسطے ای چشم خیال
کیا کروں اشک مرا تیرے نمکدان میں نہیں
اب تغافل ہی سے ہم چھیڑ کرینگے ناچار
ہر بیابان تار کفن کو بھی گریبان میں نہیں
ہم نہ مدت سے یہ سنتے تھے کہ مرجاینگے
ورنہ کیا سبزۂ بیگانہ گلستان میں نہیں
مجکو حیرت کا گمان دل میں تمنا کا یقین
ہیں ای درد تجھے بھی شب ہجران میں نہیں
نگہ شوخ جو ٹھہرے تو مرا دم نکلے
درد بیدرد ہی گر اس دل ویران میں نہیں
ناز کو فتنہ بنا دت کو بلا کہتے ہیں
جور کیا آپکے ٹوٹے ہوئے پیمان میں نہیں
رنگ گل نغمۂ بلبل اثر باد بہار
پر سیاہی ہی سفیدی شب ہجران میں نہیں
خار میں بلبل و پروانہ سر بزم چمن
آج ٹوٹی ہوئی نظروں میں صف فرق کا میں نہیں

صاحبقران نے اُسکی تعریف کی

بدیع الزمان نے عرض کی ای شہریار افسوس کہ عمرو نہیں ہی کیا خوب گاتا ہی بادشاہ نے فرمایا بھئی اُسکا جواب کاہیکو ہی خدا نے اُسکو الحان داودی عطا کیا ہی نور الدہر نے کہا کہ واقع یونہیں ہی اور گانے پر کیا منحصر ہی جامع الکمالات ہی لندھور نے کہا کہ عمرو سب کا محسن ہی کوئی ایسا نہیں کہ جسکی جان بخشی عمرو نے نہیں کی سب اُسکے ممنون احسان ہیں امیر نے کہا کہ صاحبو آپ اُس جہنمی کا ذکر کیوں کرتے ہو زمردشاہ کہ دعوی الوہیت کا کرتا ہی باوجود اس نافرمانی کے عمرو کے جلا دینے سے بہشت میں جائیگا اور مجھے تو ایسی ذلت اُسکے باعث سے ہوئی ہی کہ کبھی ایسی ذلت سر دربار نہیں ہوئی تھی یہ ذلت اُسی جہنمی کے باعث سے ہوئی لندھور نے کہا ای شہریار یہ حق بجانب ہی حضور سچ فرماتے ہیں مگر عمرو پر بھی کیا صدمہ سکندر غبار انگیز کے مارے جانے سے ہوا دوسرے یہ کہ تمام جسم اُسکا مارے غلوں کے نیلا کر دیا تھا اگر اس حالت میں عمرو سے ایک خطا ہوئی تو معاف کیجیے کہ حضور کا قدیم خدمتی ہی امیر نے کہا کہ ان باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عمرو زندہ ہی نور الدہر نے دست بستہ عرض کیا کہ اب خطا اُسکی معاف کیجیے امیر نے کہا کہ وہ کہاں ہی بادشاہ نے کہا کہ خواجہ آؤ تقصیر اپنی معاف کراؤ عمرو تخت کے نیچے سے نکلا اور ہاتھ باندھکر پیروں پر گرا کہ حمزہ خطا میری معاف کر اب کبھی ایسا امر نہو گا تجھسے میں شرمندہ ہوں امیر نے جو دیکھا بس آنکھوں میں خون اُتر آیا بدن غصے کے مارے کانپنے لگا اور کہا او ساربان زادے تیرے باعث سے ایک کافر مجھے اسطرح سے ہلکے کیے اور پھر میں تیری خطا معاف کروں یہ کہکر ایک تازیانہ مارا بدیع الزمان نے اپنے تئیں عمرو پر گرا دیا امیر نے تازیانہ بدیع الزمان پر مارا دوسرا تازیانہ اُٹھایا کہ نور الدہر باپ پر گر پڑا امیر نے تازیانہ مارا اور کہا ہٹو میں اس نمک حرام کو آج مار ڈالونگا عمرو نے جو یہ حال دیکھا جست کر کے علیحدہ ہوا اور پکارا کہ حمزہ میں نے تجکو صاحبقران زمانہ بنایا تو تو مجاور زادہ تھا جمعرات کو جو خانہ کعبہ میں چراغی چڑھتی تھی اسپر تیرے بزرگوں کی اوقات بسر ہوتی تھی میرے صدقے سے اب صاحبقران کہلاتا ہی ایک کافر کی ناک کاٹنے پر ایسا تو بگڑ گیا صبح سے شام تک تجھ ایسے سو صاحبقران بناؤں اور چھوڑ دوں اگر تجکو اس درجہ کو نہ پہونچایا اور میں چلو لہو نہ پیا تو نام اپنا عمرو نہ رکھا ہوگا امیر نے فرمایا او ساربان زادے اگر سو کوس تجھے ہٹتے تو اپنا نام صاحبقران نہ رکھی اور پکار کر کہا پکڑ لو اس نمک حرام کو عمرو بھاگا پہلوان عادی نے چاہا تھا پکڑے عمرو نے

تخت شدادی جھپٹ کر عادی پر مارا کہ عادی گرا عمرو چلا گیا اور سب عیارون سے کہا جلد میرا خیمہ اور اسباب بیشۂ شمشاد کو لیچلو عیار رہنے اپنے کام مین مصروف ہوئے کہ امیر نے کرب غازی کو حکم دیا ایک عیار میرے لشکر مین نہ رہے اور جاکر مال اسباب عمرو کا لوٹ لو پہلوان عادی سے کہا تم بھی جاؤ جبتک یہ پہونچین عیار تمام خیمے اور مال اسباب عمرو کا لیگئے تھے عمرو ناموس کو سوار کر کے لیگیا لوگون نے طرح دی عمرو بیشۂ شمشاد مین آیا لیکن راوی کہتا ہی کہ جب امیر نے سب عیارون کو نکلوا دیا تو چالاک بن عمرو صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ آپ چاہے مجھے قتل کرین چاہے بخشین مین قدمون سے جدا نہونگا امیر نے فرمایا کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ کیا کیا جو تجھسے کچھ امید ہوگی چالاک نے عرض کیا کہ غلام نے اپنا خون معاف کیا آپ مجھے قتل کرین بادشاہ کیوان پایۂ گاہ نے فرمایا کہ چالاک کو رہنے دیجیے سب عیار گئے ایک تو رہے امیر چپ ہو رہے چالاک حاضر رہا لیکن عمرو بیشۂ شمشاد مین آیا مہتر قران نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ غلام رخصت ہوتا ہی مین نظر کردہ شاہ ولایت ہون جبتک آپ سے اور حمزہ صاحبقران سے نااتفاقی ہی مین نہ آپ کے پاس رہونگا نہ امیر کے لشکر مین جاؤنگا بلکہ اپنے شہر کو جاؤنگا عمرو چپ ہو رہا قران چلا گیا عمرو نے اپنا خزانہ اور تحفے سرہنگ ملی کو دیکر قلعۂ ارمنوش حصار مین بھیجا بعد اُسکے عمرو کے خیال مین آیا کہ عمرو تو آوارہ پھرے اور یہ عرب چین سے بیٹھے چلکر تدبیر کرا سکو بھی چین سے نہ بیٹھنے دے یہ خیال کرکے لشکر کفار کا راستہ لیا اب حال لشکر کفار کا سنیے کہ جب عمرو کو انبار ہیزم پر بٹھا کر جلایا کفار خوش تھے کہ عمرو جلگیا بختیارک کہتا تھا کہ عمرو کا ایک رویان بھی نہین جلا دوسرے دن خبر پہونچی کہ عمرو زندہ و سلامت ہی تندک دیو اُسے انبار ہیزم پر سے اُٹھا لیگیا اور عمرو نے ہرچند چاہا کہ حمزہ سے صفائی ہو مگر نہوئی امیر نے سب عیارون کو لشکر سے نکلوا دیا عمرو بیشۂ شمشاد کو مع اپنے اسباب و ناموس کے چلا گیا بختیارک تا دھنا تا دھنا ناچنے لگا اور پکارا صلوٰۃ بر محمد لعنت بر لات اعلیٰ و منات علیٰ سنا سبھون نے کہ عمرو زندہ ہی لقا نے کہا کہ مین نے ستر ہزار برس آگے یہی تقدیر کی تھی بختیارک نے کہا ہمین کیا حمزہ بھی دشمن ہی وہ بھی دشمن ہی حمزہ سے بگاڑ ہوا تو کیا پھر ملینگے دونون ایک جان و دو قالب ہین لیکن آس سے کہا کہ تم چندروز کو اپنے شہر چلے جاؤ نہین تو عمرو مار ڈالیگا آس بن الوس لقا سے رخصت ہوکر چلا گیا لیکن عمرو جو نکلا تھا اُدھر سے لاہوت شاہ باز کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوئے چلا آتا تھا عمرو اسے دیکھکر خوش ہوا اور ایک کوری جھجھری مین پانی بھرکر ایک طرف سے پیدا ہوا فقیر کی صورت بنا تھا کہ لاہوت شاہ برابر پہونچا پوچھا کہ شاہ جی پانی ہی عمرو نے کہا ہان ہی پیجیے اور آبخورہ بھر کر دیا لاہوت شاہ پیکے بیہوش ہوا عمرو اُسے بیشۂ شمشاد مین لایا مسند پر بٹھا کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا لاہوت شاہ ہوش مین آیا اپنے تئین مسند پر بیٹھے دیکھا عمرو کو سامنے کھڑا پایا حیران ہوا عمرو نے کہا اے شہریار آپ پریشان نہوجیے مین آپکو ایذا دینے نہین لایا ہون ای شہریار آپ نے دیکھا کہ مین نے حمزہ کو حمزہ صاحبقران بنایا اور جو مین نہوتا تو لاکھ جگہ حمزہ مٹ گیا ہوتا اور مین نے کیا کیا حمزہ کے ساتھ کیا اور اُسنے ایک کی ناک کاٹ ڈالنے پر میرے ساتھ یہ سلوک کیا خیر مجھے حمزہ کی پروا نہین ہی مین صبح سے شام تک سو حمزہ بنا سکتا ہون چاہتا ہون کہ خداوند باختر کی خدمت کرون اور حمزہ و سرداران حمزہ کو قید کر کے تمام ملک اُس سے چھین لون پھر خداوند کو قیلوسون پر بٹھادون اگر خداوند میری عزت کرین اور میرے مقدمے مین بختیارک کی بات نسنین لاہوت شاہ نے کہا خواجہ تم چاہتے ہو کہ ہمین پھر اعتماد ہو پہلے مجھے چھوڑ دو مین تمہین اپنے ساتھ خداوند کے پاس لیچلون اور سب حال بیان کرون عمرو نے کہا اچھا اور لاہوت شاہ کو چھوڑ دیا اور خود جاکر اسکے لوگون کو مع سواری لایا لاہوت شاہ سوار ہوا عمرو ساتھ ساتھ چلا جب لقا کے پاس پہونچا سب حال عمرو کا بیان کیا بختیارک نے کہا کبھی عمرو ہمارا شریک نہوگا ایک طرح سے ہم اعتبار کرین کہ اپنے زن و فرزند مال و اسباب سمیت ہمارا شریک ہو تو جانین لاہوت شاہ نے عمرو کو بلایا عمرو نے پایۂ تخت

کو بوسہ دیا اور کہا کہ خدمت مین موجود ہون لاہوت شاہ نے کہا کہ خواجہ تم اپنے زن و فرزند کو لے آؤ عمرو نے کہا کہ
بہت اچھا اور دوسرے دن اپنے مال و اسباب عیال و اطفال اور عیارون سمیت آکر موجود ہوا ایک جانب
خیمہ استادہ ہوا لقا نے تمام سردارون کو استقبال کیواسطے بھیجا کہ جا کر عمرو کو لاؤ بختیارک نے کہا عمرو کا آنا خالی از علت
نہین ہے یہی باتین تھین کہ عمرو کو سردار لائے عمرو نے ملازمت حاصل کی اور بختیارک سے کہا ملک جی تمکو اب میرا اعتبار
ہوا یا ابھی نہین بختیارک بولا اگر آپ جا کر ایک شخص بھی لشکر اسلام کا پکڑ لائین تو مجھے اعتبار آئیگا اور یہ امر تو ظاہر ہے
کہ تین دن سے آپ سے اور حمزہ سے بگاڑ ہے عمرو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہوگا اور رجا کر رات کو بہرام گرد بن خاقان چین کو
پکڑ لایا لیکن زبان اُسکی کٹی ہوئی تھی وہ لڑکھڑاتا تھا سامنے لقا کے لایا اور خنجر مار کے بہرام کو مار ڈالا بختیارک نے لقا سے
کہا کہ یہ کیا بہرام منہ سے بولنے نہ پایا اور عمرو نے اُسے مار ڈالا لقا نے عمرو سے کہا کہ بختیارک یہ کہتا ہے عمرو نے بختیارک سے
کہا کہ ملک جی مجھے کچھ تمھاری اور خداوند کی پروا نہین ہے فقط مجھے حمزہ کا جلانا منظور رہا اگر ایسا نفاق ہے تو مین تمھارے پاس
نہ رہونگا اور نہین تو مجھسے صاف صاف کہو جسمین تمھین اعتبار ہو وہ مین کرون بختیارک بولا خواجہ ایک شخص بغیر زبان کا نے
لاؤ اور ہم اُس سے بات کرین جب ہم صاف ہون عمرو نے کہا ایک کام اور کرو تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ مین میدان مین
لڑون اور اہل اسلام کو مارون بختیارک نے کہا کہ یہ بات خوب ہے غرض لقا نے عمرو کے نام پر طبل جنگ بجوایا خبر امیر کو پہونچی انھون
نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور جو کوئی عمرو کو مارے مین اُسکی عزت کرون اس ساربان زادے کی شامت آئی ہے غرض دونون
لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے عمرو اپنی آراستگی کیے ہوئے تاج حضرت آدم کا
سر پر دیو جامہ گلے مین جوڑی خنجر داؤدی کی کمر مین کمند آصفاے باصفا بازو پر بندھی ہوئی چھپا کا گوپھن کا سر پر توبڑا پتھرون کا
بغل مین لٹکا ہوا حقے آتشبازی کے گھانون مین دبے ہوئے میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل بن گیا ہور بادشاہ سے اجازت
لیکر مقابلے کو آیا پہلے عمرو سے نیزہ بازی ہوئی عمرو نے نیزہ نکالا فضل نے تلوار کھینچی عمرو سامنے سے بھاگا فضل نے پیچھے گھوڑا
ڈالا فضل تو رو مین چلا آتا تھا عمرو نے پھر کر پتھر فضل کے گھوڑے پر مارا کہ سر اسکا پاش پاش ہوا فضل نے پیادہ ہو کر تلوار ماری
عمرو نے خالی دیکر پتھر مارا کہ سر فضل کا پھٹ گیا اور گرا عمرو نے حقہ آتشبازی مار کر منہ جلا دیا اور میدان سے چلا گیا امیر نے جو یہ
حال دیکھا کمال رنجیدہ ہوئے فضل کا لاشہ اُسکا بھائی اُٹھا لایا اور دفن و کفن کیا امیر بہت پریشان پھرے لیکن عمرو جب
بختیارک کے سامنے آیا کہا کیون ملک جی اب کچھ تمھین اعتبار آیا بختیارک نے کہا کہ اقبال حمزہ جاتا رہا جو آپ سے بگاڑ ہی
کی آپنے حمزہ کو بادشاہ عالم کیا تھا زمرد شاہ نے بہت تعریفین عمرو کی کین اور بہت عزت سے بارگاہ مین لایا اور نزدیک
اپنے تخت کے بٹھایا عمرو نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا
ہوئے آج عمرو مرکب پر سوار قبا اطلس سرخ کی پہنے ہوئے قنتورہ زربفتی پاتابہ سقرلاتی لگے ہوئے دو توبڑے پتھرون کے قربوس
زین مین لگے ہوئے میدان مین آیا مبارز طلب کیا مرزبان بن کرنگ مقابلے کو آیا عمرو نے پتھر مار کر سر اسکا پھوڑ ڈالا وہ زمین
پر گرا حقہ آتشبازی سے منہ اُسکا جلا دیا اور پھر مبارز طلب کیا اسفندیار گیلانی مقابلے کو آیا عمرو نے تیر کمان مین پیوستہ کیا اور
کہا کہ او اسفندیار خبردار ہو مین گھوڑے کو تیر مارتا ہون اسفندیار نے چاہا کہ گھوڑے کو بچائے عمرو نے تیر چھاتی پر لگایا
کہ اسفندیار کی پشت کو توڑ کر پار نکل گیا اسفندیار گھوڑے پر سے گرا عمرو نے حقہ آتشبازی کا مار کر منہ جلا دیا اور میدان
سے پھر کر سامنے لقا کے آیا لقا نے طبل شادمانی بجوایا عمرو پر سے زر و جواہر نثار کیا امیر گریان و نالان دونون لاشین میدان سے
اُٹھوا کر پھرے انکو دفن کرایا بارگاہ مین غمگین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی عمرو نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا
کہ یہان بھی نقارہ جنگ بجے رات بھر درستی اسلحہ مین گذری صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر ہوئے عمرو میدان مین آیا مبارز طلب کیا

عمرو بن رستم مقابلے کو آیا بعد گفتگو کے عمرو بن رستم نے نیزہ مارا عمرو نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دیا عمرو بن رستم نے تلوار کھینچی کہ
عمرو پر مارے عمرو نے ایک خنجر مارا کہ سینے پر پڑا اور پشت کو توڑ کر پار گذر گیا وہ چرخ مار کے گھوڑے سے گرا عمرو نے اُسکا بھی منھ
حقۂ آتشبازی سے جلایا اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا امیر نہایت آزردہ خاطر لاش اُٹھوا کر روتے ہوئے پھرے حکم دیا کہ انکو
دفن کر دو اور دربار بھی نہ کیا اپنی خوابگاہ مین چلے گئے لیکن حال عمرو کا سنیے راوی کہتا ہے کہ عمرو روز ایک کافر کو پکڑتا ہے اور
اُسے اشرفیان چورن کی بنی ہوئی دیتا ہے اور جس سردار سے کہ صبح کو لڑنا منظور ہوتا ہے اُس کافر کو اُس سردار کی صورت
بنا کر لیجاتا ہے اور اُس سردار کو پکڑ لاتا ہے اور اُسکو اُسکے پلنگ پر سُلا آتا ہے اور کہہ آتا ہے کہ صبح کو تو نکلکر مجھسے سامنا کرنا مین تجھے
پکڑ لاؤنگا اور تیرے گھر پہونچا دونگا وہ مال کے لالچ مین اپنا نقد جان برباد کرتا ہے اُس روز عمرو ویس قلی بن ورمش ساربان
ضیغم کو روپیہ کا لالچ دیکے اُسکا پشتارہ لیکر نگہبانون کو بیہوش کر کے نورالدہر کے پلنگ کے پاس آیا نورالدہر کی آنکھ کھل گئی
عمرو کو دیکھا کہ پشتارہ بدوش آیا نورالدہر نے اپنے تئین سوتے مین ڈالدیا عمرو نے قریب پلنگ کے پشتارہ اُتارا اور آب
داروے بیہوشی نکالا چاہا کہ نورالدہر کو بیہوش کرے نورالدہر نے نعرہ کیا کہ ارے لوگو ان ہے عمرو بھاگا پشتارہ وہین
رہگیا چار طرف سے لوگ دوڑے روشنی ہوئی امیر بھی غل سنکر آئے پشتارے کو کھولکر دیکھا تو دوسرے نورالدہر کو پایا
لیکن بیہوش ہے امیر نے ہوشیار کر کے احوال پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا مین ویس قلی ساربان ضیغم خون آشام کا ہون
مجھکو عمرو اشرفیان دیکے لایا ہے اور یہ کہا تھا کہ تجکو نورالدہر کی صورت بناکر لیجاتا ہون تو پلنگ پر نورالدہر کے سو رہنا صبح
کو میدان مین آنا مین تجھے پکڑ لاؤنگا اور اشرفیان دیکر چھوڑ دونگا مین نے قبول کیا تھا امیر نے یہ سنکر کہا معلوم ہوا سردار میرے سب
زندہ ہین کوئی مارا نہین گیا یہ ہر شب آتا تھا اور سردارون کو چُرا لیجاتا تھا اور میرے رنج دینے کے لیے کافرون کو مارتا تھا
میرے سب سردار اسکے یہان قید ہین غرض وہان سے ویس قلی کو لیے ہوئے بارگاہ مین آئے اور پہلوان عادی سے کہا
ویس قلی کو تم اپنے ساتھ بارگاہ لقا مین لیجاؤ اور کہنا کہ عمرو تمھارے لوگون کو قتل کرتا ہے ہمارا سردار کوئی نہین مارا گیا ہے قید
ہین اور یہ بات بھی تمھارا شریک ہوگا پہلوان عادی نورالدہر عملی کو اپنے ساتھ لیکر لشکر لقا مین آیا لیکن عمرو اُس روز
میدان کو نہین گیا آزردہ بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے آکر لقا کو خبر دی کہ پہلوان عادی ایک شخص کو بندھا ہوا لیے آتا ہے عمرو
نے لقا سے کہا کہ آپ کہلا بھیجیے یہان کیا کام ہے آنے بختیارک نے لقا سے اشارہ کیا آنے دیجیے لقا نے حکم دیا کہ بلاؤ
چوبدار جاکر پہلوان عادی کو لے آیا پہلوان عادی نے لقا سے کہا کہ یہ ساربان ضیغم خون آشام کا ہے عمرو نورالدہر
کی صورت بناکر اسے لیگیا تھا اور تمام حال بیان کیا لقا نے ویس قلی سے حال پوچھا اُسنے اپنی زبان سے بیان کیا لقا نہایت
غصے مین آیا کہا کہ او دزد مکار بختیارک سچ کہتا تھا کہ تو میری طرف نہوگا تو نے بڑی بڑی خطائین کین پہلے ڈاڑھی پر موتا پھر
مونڈا اور کیا کیا ذلتین تو نے مجھے دین اب میرے آدمیون کو تو نے مارا ارے ہان پکڑ لو اسے نہ جانے پائے عمرو بولا کہ او کافر
مین نے تو ایسے ویسے سپاہی فالیزان کو مارا تو کیا ہوا مین نے چاہا تھا کہ سب کو ایک دفعہ پکڑ کر قتل کرونگا اور تجھے ملک
سبائل مین چلکر تخت پر بٹھاؤنگا مگر تو نے نہ چاہا اور حمزہ کے کہنے پر آگیا خوب کیا اور مین دل تو کریگا کیا رہ جا تیری کیا حالت
کرتا ہون لوگ دوڑے کہ عمرو کو پکڑین یہ ایک جست کر کے برابر لقا کے پہونچا ایک دھول سر پہ لقا کے ماری اور
سر پہ سے تاج اُتار لیا لقا اوندھا پڑ گیا عمرو نے اُدھر سے پھر کر ہرمز و فرامرز کے سرون پر دو تھپڑ مارے اور تاج اُنکے
سرون پر سے لیے اُدھر سے پھرا تھا کہ بختیارک نے پگڑی اور قلمدان ہاتھون پر رکھکر کہا کہ مین غلام ہون بھی قبول ہو اُسکو
انگوٹھون سے ملتے ہوئے نقارخانے پہ پہونچے لوگ دوڑے تھے کہ نقارخانے پر سے کودے بازار مین آئے اور بازار
مین سے آپ غائب ہو گئے لقا کو خبر ہوئی حکم دیا کہ جاکر اسکا مال و اسباب لوٹ لو اور عیارون کو پکڑ لاؤ جبتک یہ وہان پہونچین

عمرو مع مال و اسباب و زن و فرزند کے نکل گیا لقا سر پٹک کے رہگیا بختیارک نے کہا کہ ای لقا عمرو تیرا دشمن ہو گیا اسنے کہا کا و شیر بر تو ہی نے تو اسکا پردہ فاش کیا اور پھر اب یہ باتین بناتا ہی بختیارک نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوا اور رنجسے کیا اب تو حمزہ سے اور اُس سے جھگڑا پڑا ہوا ہی پھر ہم اور آپ کس قطار و شمار مین ہین

داستان بہیل خان مشتری حصاری کے بیٹے کی کہ نام اُسکا مشتری شاہ ہی اُسکو صاحبقران بنانا عمرو کا اور آپ بادشاہ بننا اور امیر کو مع سرداروں کے گرفتار کرنا اور لقا کو مع بختیارک اور سرداروں کے پکڑ بلوانا اور سوال و جواب سخت و سست کرنا پھر زندان مین بھیجدینا چالاک کا مردہ بنکر زندان سے نکلنا پھر امیر کو چھڑا لیجانا بیان کیا جاتا ہی

اب احوال عمرو کا سنیے کہ اپنے ناموس اور عیاروں کو لیے ہوئے بقلعہ شمشاد مین آیا اور سب کو وہان داخل کیا وہان قلعہ عمرو نے بنایا ہی کہ اسمین کوئی جا نہین سکتا دروازہ قلعے کا معلوم نہین ہوتا اور بادپاؤ گوس سے گولے پڑنے لگتا ہی دروازہ اسکا سوائے عمرو اور سرہنگ ملک کے اور کسی کو معلوم نہین ہی القصہ عمرو نے سب ناموس اور عیارونکو داخل قلعہ کیا اور آپ نکلکر ایک ٹیکرے پر آکر بیٹھا اور گریہ و زاری شروع کی اور شکوہ پرداز جور فلکی تھا کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار ایسے دوست کو تو نے میرا دشمن کر دیا خیر جو مرضی پروردگار یہ کہکر خوب رویا پھر خیال مین گذرا کہ ای عمرو کیا رنڈیون کیطرح تو آنسو بہاتا ہی مردی یہ چاہتی ہی کہ جسطرح تو بیچین ہی اُس عرب کو بھی چین سے نہ بیٹھنے دے اور خدا چاہے تو اُسکو اسی مرتبے کو پہونچا جیسے اسکے بزرگون کی جمعرات کی ریوڑیون اور کوڑیون پر بسر ہوتی تھی یہ دلمین کہکر ایک طرف کو روانہ ہوا فکر مین چلا جاتا تھا کہ ای عمرو کیا کریگا اور کیونکر اُسکو پکڑیگا اس اثنا مین دیکھا کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا ایک ہرن دکھائی دیا عمرو نے نیت کی کہ اگر مین اسکو پکڑ لون تو حمزہ کو بھی پکڑ لونگا یہ کہکر اُسکے پیچھے دوڑا آگے ہرن ہی اور پیچھے عمرو اسکی فکر مین چلا جاتا ہی ہرن بھی اپنی جان بچاتے ہوئے بھاگا جاتا ہی ایک جھیل کے برابر ہرن جاکر جھجکا اور عمرو بھی اُسکے قریب پہونچا ہرن نے جست کی کہ جھیل کو پھاند کر نکلجائے عمرو نے دیکھا کہ یہ جست کرکے نکلا جاتا ہی اسنے بھی جست کی کہ ٹانگ ہرن کی ہاتھ مین آئی جھٹکا دیکر زمین پر دے آیا اور تکبیر کہکر ذبح کیا اس اثنا مین گرد کا تتق اُٹھا جب گرد شق ہوئی دیکھا کہ ایک جوان خوشنما خوش ترکیب نہایت حسین تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے مرکب با ساز و یراق مرصع اُسپر سوار چلا آتا ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ کون ہی اور ای عمرو یہ قابل اسکے ہی کہ اسکو صاحبقران بنایئے عمرو تو اپنے دلمین یہ خیال کر رہا تھا کہ اس جوان کی نگہ عمرو پر پڑی عجیب الخلقت آدمی دیکھا کہ ناریل سا سر کلچہ سے گال چھہارا سی ناک بادام سے کان زیرہ سی آنکھین مولی سے دانت تاگا سی گردن طباق سا پیٹ رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کا دھڑ تنکے کا تین گز کا دھڑ اوپر کا ہرن ذبح کیا ہوا سامنے اُسکے پڑا ہی بس یہ دیکھتے ہی آگ ہو گیا آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی و دود دماغی دل سے اُٹھا کس واسطے کہ یہ دور سے ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوئے چلا آتا تھا اب اپنے صید کو دیکھا کہ دوسرے کے آگے صید کیا ہوا پڑا ہی نعرہ کیا کہ باش ای خیرہ سر تو نے غضب کیا کہ میرے شکار کو شکار کیا اب مین جبتک تجھے نہین مارتا ہون مجھے آرام نہین ہی اور تلوار گھسیٹکر عمرو پر دوڑا عمرو نے کہا کہ ای شہریار مجھے نہ معلوم تھا کہ یہ تیرا صید ہی ہرن بھاگا ہوا چلا جاتا تھا مین نے اسے صید کیا تقصیر میری معاف کر اور یہ شکار موجود ہی اُٹھا لے اور ای عزیز شکر خدا کر دولت لازوال تیرے ہاتھ آئی کہ مجھسے ملاقات ہوئی مین مشرق سے مغرب تک تیرے قبضے مین کر دونگا تو میری قدر نہین جانتا ہی کہ مین کون ہون اب تو اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی اور کیا دین رکھتا ہی کسکا پرستار ہی یہ سنکر غصہ اُسکا فرو ہوا گھوڑے پر سے نیچے اُترا اور کہا کہ آپ اپنا نام بتایئے کہ آپ کون ہین عمرو نے کہا کہ مین شیطان سے زیادہ مشہور ہون اور وہ ہون کہ مین نے حمزہ کو صاحبقران بنایا نہین تو وہ ایک ادنی مجاورزادہ تھا اسکو مین نے اس رتبے کو پہونچایا

مگر اُسنے قدر میری نرجانی مجکو مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عمرو بن امیہ ضمری کہتے ہین اس جوان نے جسوقت عمرو کا نام
سنا جھلکر سلام کیا اور کہا کہ نام میرا مشتری شاہ بن سہیل خان مشتری حصاری ہی جب باپ میرا ہاتھ سے حمزہ کے مسلمان
ہوا اور لقا کو برا بھلا اُسنے کہا مین اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر در بند مشتری حصار مین چلا گیا سامنے میرا قلعہ ہی اور بیس پچیس ہزار
سوار اور پیدل میرے ساتھ ہین عمرو بولا ای مشتری شاہ اگر تو لقا پر لعنت کرے اور دین اسلام قبول کرے تو مین تجھے
بادشاہ عالم بناؤن یہ کہکر چند کلمے مذمت زمردشاہ مین بیان کیے اور کچھ کلمے وحدانیت خدا مین کہے کہ زنگ کفر اسکی لوح دلسے
دور ہوا اور آئینہ اسلام اُسکے دل پر منجلی ہوا عمرو سے کہا کہ جو کوئی تمھارے دین مین آئے کیا کہے عمرو نے کلمہ طیبہ مشتری شاہ
کو بتایا وہ از سر صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور سامنے عمرو کے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا مین تابعدار ہون جو کچھ فرمایئے وہ
بجا لاؤن عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ تو اپنے قلعے مین مجھے لیچل اپنی فوج کو میرا تابعدار کر اور مجکو بادشاہ بنا مشتری شاہ
سے جو کچھ عمرو نے کہا وہ سب بجا لایا جب عمرو بادشاہ بنا تمام اپنے عیارون کو بہیئت مشتری شاہ دسے بلایا سب عمرو کی
خدمت مین آکر حاضر ہوئے عمرو نے حکم دیا کہ آجکی رات لقا کو مع سردارون اور بختیارک کے پکڑ لاؤ عیار سب روانہ ہوئے
مشتری شاہ حیران اور پریشان ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اسی فکر مین سو رہا صبح کو بارگاہ مین آیا کہ عیار پشتارہ بدوش پیدا ہوئے
اور کہا کہ لقا سرداروں سمیت حاضر ہی مشتری شاہ حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگا عمرو نے حکم دیا کہ انکو پشتارون سے نکالو اور غل و
زنجیر مین گرفتار کرو ملازم کہنا عمرو کا بجا لائے جب لقا غل و زنجیر مین گرفتار رہا عمرو نے حکم دیا کہ اسے ہوش مین لاؤ فتیلہ رفع بیہوشی
دیا چند قطرات گندیدہ ناک سے گر پڑے اور چھینک مار کر ہوش مین آیا پکارا کہ ای بندگان من چہ تقدیر کردہ ام عمرو نے کہا او مرتد
ہوش مین آ تقدیر تیری بہت بُری ہی کہ مجھ البسا گوہر بے بہا تیرے ہاتھ لگا تھا تو نے اسکی قدر نہ کی دیکھ کہ تیرا کیا حال کرتا ہون
اب لقا نے آنکھین کھولین دیکھا کہ عمرو تخت زرین پر بیٹھا ہی چتر زرین سر پر پھر رہا ہی اور ایک جوان نوخاستہ ذنگل پر بیٹھا عیار
جا بجا داہنے بائین کرسیہائے جواہر نگار پر بیٹھے ہین اور خادم و خدمتگار دست ادب بستہ کھڑے ہین جو کوئی بات
کرتا ہی شاہ عمرو کہکر خطاب کرتا ہی لقا حیران ہوا اور کہا او بندہ گستاخ میرے ساتھ یہ کیا بے ادبی کی نہین ڈرتا میرے قہر سے
کہ تجکو ابھی خاک سیاہ کر دون عمرو نے سمک یلطاقی و ابوالفتح اصفہانی سے کہا کہ لگین اس ملحد کے دھولین ان دونون
نے خوب دھولین اور طمانچے مارے لیکن بختیارک جو ہوش مین آیا عمرو کو سامنے اس رنجے سے دیکھا کانون مین انگلیان
ڈالکر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ آج غلام نے حضور کو جسطرح جی چاہتا تھا اُسطرح دیکھا اور حضور تو شہنشاہ ہیشین ہین آپ تو
جسکو چاہین بادشاہ بنائین حضور مین سب طرح کی قدرت ہی اب خوشامد لگا کرنے عمرو نے کہا او منافق دورنگی مین تجھے خوب
جانتا ہون تیرا وہ نقشا ہی کہ منہ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ بس او شریر زیادہ بک بک نہ کر تو ہی نے میرا افشائے راز کیا اور مجھکو
نکلوایا یہ سنکر بختیارک تو دم بخود ہوا عمرو نے اور سردارون کو لقا کے بلایا اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو مسلمان ہونے مین یہ سب
بختیارک کے سکھائے ہوئے تھے کہا کہ ہم لقا کے ساتھ ہین اگر وہ مسلمان ہو گا تو ہم بھی مسلمان ہونگے عمرو نے جھنجھلا کر
کہا کہ ان سب کو زندانخانے مین لیجاؤ انکو تو لوگون نے لیجا کر قید کیا عمرو نے حکم دیا کہ آج جا کر تمام سرداران لشکر اسلام کو
پکڑ لاؤ عیار روانہ ہوئے مشتری شاہ کو اعتقاد دونا ہوا دوسرے روز عیار جا کر تمام سرداران لشکر اسلام کو پکڑ لائے عمرو نے
سب کو زندانخانے مین بھیجدیا بعد اسکے عمرو نے عیارون سے کہا کہ بھئی تم اپنے اپنے آقاؤن کو پکڑ لائے اور میرا آقا حمزہ ہی
مین اُسکو پکڑنے جاؤنگا خدا اُسکے جاہا تو پکڑ لاؤنگا یہ کہکر سر شام سے امیر کشور گیر کے پکڑنے کو روانہ ہوا اب احوال امیر کا
بیان کیا جاتا ہی کہ امیر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہین اور ذکر عمرو کا ہو رہا ہی جو سردار عمرو نے امیر کے پکڑے تھے جب لقا بھاگنے
بھاگنے لگا تھا تو سرداران اسلام کو چھوڑ تا گیا تھا وہ امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے تھے اور احوال اپنا بیان کیا تھا

کہ عمرو تو لشکر لقا سے بھاگ گیا اور ہمکو چھوڑ گیا امیر نے کہا خبردار اُس نمکحرام کا نام نہ لو مین نے اُسکو لقا کے ڈر سے نکلوا دیا
یہ سب چپکے ہو کر بیٹھ گئے تیسرے دن ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لقا اپنے لشکر سے مع سردارون کے غائب ہو گیا امیر نے
کہا کہ یہ اسی دزد باریک گردن کا کام ہے اپنا بغض اُس سے نکالا دوسرے دن صبح کو امیر بارگاہ مین آئے بادشاہ کو سلام
کر کے بیٹھے انتظار سردارون کا کر رہے ہین کہ آتے ہونگے ایک گھڑی گذری اور کوئی سردار نہ آیا اور ہر ایک کے خیمے مین سے
غل اُٹھا کہ رات کو کوئی پکڑ لیگیا جب امیر نے سنا کہ تمام سردار غائب ہو گئے چالاک نے عرض کیا کہ اے شہریار مین جاتا ہون
فکر مین سردارون کے چھڑانے کی امیر نے کہا کہ اچھا غرض یہ تو چلا گیا بعد اسکے امیر نے مقبل کو بلایا اور کہا کہ اے مقبل
وہ دزد باریک گردن میری فکر مین ضرور آئیگا مجھسے تم غافل نہ رہنا مقبل نے کہا اے شہریار میرا وجود کیا ہے عمرو کے سامنے
وہ ایک بلاے بیدرمان آفت جہان ہے جو غلام کو فرمائیے گا وہ غلام بجا ہی لائیگا امیر نے کہا مین اپنی ہوشیاری آپ کرونگا
اور کچھ نشانیان مقبل کو بتائین کہ وہ وقت پر بیان کیجائینگی دن تو گذرا رات کو خیمے مین تنہا بیٹھے اور بعد نماز مغرب و عشا کے
خاصہ نوش فرمایا اور صحیفۂ ابراہیمی پڑھنے لگے اور مقبل وفادار اسّی ہزار غلامون سے مع اپنے چارون بھائیون کے گرد
بارگاہ چوکی پہرا قائم کر کے بیٹھا پنجشاخے طلائی و نقرئی روشن ہین کوس کوس بھر کا آدمی آتا جاتا معلوم ہوتا ہے لیکن عمرو سیاہ پوش
بنا ہوا لشکر اسلام کی سیر کرتا چلا آتا ہے ہر طرف یہی چرچا سنتا ہے کہ افسوس امیر نے مفت عمرو کو ہاتھ سے کھویا اور اُس سے بگاڑی
اور میان عمرو تو سب کا محسن تھا ہر مقام پر اُسنے آفت سے بچایا سو دفعہ لشکر اسلام غارت ہو چکا تھا عمرو ہی کے باعث سے سب
بچے اور آفت ٹلی ہاے کیا شخص لشکر اسلام مین سے گیا ہے کوئی ایسا نہ تھا کہ عمرو کیواسطے افسوس نہ کرتا ہو عمرو یہ سنتا ہوا چلا
گیا وہان آیا کہ جہان خوابگاہ امیر کی تھی مقبل کو گرد بارگاہ کے گشت لگا رہا تھا اُسنے جو سیاہی دور سے دیکھی تیر کو کمان مین
پیوستہ کیا بس تیر کمان کی کڑکی اسکا کڑکنا تھا کہ عمرو کڑک کر بولا کہ ادکا کا سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر جست کی اور غائب ہو گیا صبح
کو مقبل نے امیر سے حال بیان کیا امیر نے کہا کہ مین تو جانتا ہون کہ وہ دزد باریک گردن میری فکر مین آتا ہے تم ہوشیار رہنا
حالانکہ تمھاری ہوشیاری سے کچھ نہو گا مگر غافل رہنا نہ چاہیے یہ کہکر امیر شب بھر کے جاگے تھے سو رہے دوسری رات کو عمرو گلیم
عیاری اوڑھکر ڈیڑھ پہر رات گئے خوابگاہ مین امیر کی داخل ہوا دیکھا کہ شمع کافوری روشن ہے اور رحل پر صحیفۂ ابراہیمی رکھا ہے
امیر پڑھ رہے ہین تیر و کمان ایک طرف سپر و شمشیر ایک جانب رکھی ہے عمرو نے گلیم عیاری دور کی پہلے دبلے پانون آکر تیر و کمان
اُٹھا لیا اور صحیفۂ ابراہیمی پر ہاتھ ڈالا امیر نے جو سیاہی دیکھی پکارے کہ ہان او ساربان زادے مین کب چھوڑتا ہون تجھے اور چاہا
کہ تلوار پر ہاتھ ڈالین کہ عمرو نے صحیفۂ ابراہیمی لیا اور جست کر کے دروازۂ بارگاہ پر پہنچا امیر پکارے پکڑنا اس دزد باریک گردن
کو اُدھر سے مقبل دوڑا تھا کہ عمرو نے ایک دھول ماری اور تاج مقبل کے سر سے لیکر چلا مقبل نے بھی جست کی اور تاج ہاتھ سے
عمرو کے چھین لیا خوش ہو کر پکارا کہ وہ لیا مین نے امیر سمجھے کہ مقبل نے عمرو کو پکڑا آواز دی کہ اے مقبل بارک اللہ خوب پکڑا
اس دزد باریک گردن کو مقبل نے آکر عرض کی کہ پیر و مرشد وہ میرے ہاتھ کب لگتا ہے ایک چھلاوا ہے آدمی کاہیکو ہے ہوا کیطرح سے
نکل گیا تاج میرا لیکر چلا تھا وہ مین نے چھین لیا امیر مایوس ہو کر رہگئے دوسری رات کو پھر عمرو بن امیہ ضمری لشکر اسلام مین
آیا خیال مین گذرا کہ ابکی عمرو پہلے تو مقبل کو پکڑ پھر حمزہ کو پکڑنا سہل ہو جائیگا یہ خیال مین لاکر ایک مزدور کی شکل بنکے مقبل کے
خیمے مین آیا مقبل باہر نکلا کہ خدمت امیر مین جائے خدمتگار اُسوقت کوئی نہ تھا نہ کوئی مشعلچی تھا آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے
ساتھ روشنی لیکر چلے یہ فتیلہ روشن کر کے آگے ہوا کہ چلیے مقبل ساتھ اسکے روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ فتیلہ ٹھنڈھا کر دیا مقبل
نے کہا کہ ارے یہ تو نے کیا کیا کہا ہوا سے بجھ گیا مین ابھی روشن کیے لیتا ہون اور بہت سی بیہوشی فتیلے پر ڈالکے مقبل کے سامنے لاکر
پھونکا اپنے دونون نتھنے اور دونون کان روئی سے بند کر لیے فتیلہ جو روشن ہوا اور دھوان اُسکا دماغ مین مقبل کے پہونچا

بیہوش ہو کر گرا عمرو نے مقبل کو لا کر مقبل کے خیمے مین ڈالا اوپر سے پلنگ پوش اُڑھا دیا اور آپ رنگ و روغن عیاری کا نکال کر اپنی صورت مقبل کی سی بنائی اور پاس امیر کے آیا سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے فرمایا ای مقبل کباب لاؤ عمرو باہر گیا ادھر سے مرغ ذبح کیا اور سامنے امیر کے لا کر کباب بھونے نمک مرچ چھڑک کر لیموں نچوڑ کے پلیٹ مین رکھا امیر کے آگے رکھے امیر نے ارشاد کیا کہ ای مقبل اس ساربان زادے نے کیا ظلم امی پر کمر باندھی ہی زندگی تلخ کر دی ہی مقبل عملی نے عرض کیا کہ حضور کباب نوش جان فرمائین نمک آپکا اُسکو خراب کریگا امیر نے کہا اچھا مین کھاتا ہون تم نشان بتاؤ تو مین کباب کھاؤن عمرو یہ کلمہ سنتے ہی گھبرایا کہ نشان کیسا ارے یہ عرب بڑا ہوشیار ہی تیرے ساتھ عیاری کر رہا ہی یہ اپنے دلمین سوچکر کہا کہ مین نشانی گھر مین بھول آیا ہون حاضر کرتا ہون آپ کباب تناول فرمائیے امیر نے کباب دو در سرکا دیے اور کہا کیا چیز تو گھر مین بھول آیا ہی عمرو بولا نشانی امیر نے نعرہ کیا کہ او دزد مکار مین تیرے فریب سے خوب واقف ہون یہ کہکر دوڑے کہ عمرو کو پکڑین عمرو جست کر کے نکل گیا امیر مقبل کے خیمے مین آئے مقبل کو پلنگ پر بیہوش پڑے دیکھا اسے ہوش مین لائے اور بہت سی تاکید کی اب کسی کے فریب مین نہ آنا اور سب احوال عمرو کا بیان کیا کہ مجکو کباب کھلا کر پکڑ چکا تھا نہ مین ایسا ہوشیار ہون نہ بچون مقبل بولا ای شہریار مین نے کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز کھائی بھی نہین مگر مزدور نے فقط روشن کیا تھا اُسی کی دھونی سے بیہوش ہوا فرمایا اب بہت ہی ہوشیار رہو مقبل نے عرض کیا مین کب غافل ہوتا ہون مگر اُسکی مکاری کے سامنے میری ہوشیاری پیش نہین جاتی امیر نے کہا تم سچ کہتے ہو وہ بڑا فیلسوف ہی خدا اُسکے ہاتھ سے بچائے اور نشانیان پھر اُسکو خوب تعلیم کین کہ وقت پر بیان کیجائینگی لیکن عمرو جو بہانے سے گیا تمام حال سرہنگ ملکی وغیرہ سے بیان کیا کہ حمزہ بڑا سیانا ہی مجھسے عیاری کرتا ہی اگر یہ حال مجھے معلوم ہوتا کہ یہ مجاور زادہ مکہ مجھسے یون بگڑ جائیگا تو نہ عیاری سکھاتا نہ اس رتبے کو پہنچاتا مگر جائیگا کہان میرے ہاتھ سے پھر مین اُستاد ہون وہ میرا شاگرد ہی سرہنگ بولا کہ آپ دو ایک روز مین پکڑ ہی لائینگے غرض عمرو سو رہا جب بیدار ہوا کھانا کھایا پھر سویا تیسرے پہر کو اُٹھا نماز پڑھی اور پھر امیر کے پکڑنے کی فکر مین روانہ ہوا مگر حیران تھا کہ نشانی کیا چیز ہی رات کو خیمے مین آزاد غلام کے گیا یہ آزاد مقبل کی طرف سے آبدار خانے کا داروغہ ہی آزاد نے عمرو کو سلام کیا کہا کہ آئیے خواجہ عمرو نے کہا ای آزاد دیکھی تو نے اس عرب کی بیوفائی آزاد نے کہا خواجہ آپ تو اُنکے مزاج سے خوب واقف ہین کہ آپکے آگے اُنھون نے اپنی زوجہ مہر نگار کو دم بھر مین لشکر سے نکالدیا مگر خواجہ وہ تو بیمروت ہین لیکن آپکو بھی ایسی حرکت نہ کرنی تھی کہ اُنسے دشمنی کرتے چند روز صبر کرتے آپ سے اب صفائی ہوجاتی اثنائے گفتگو مین خواجہ نے کہا کہ تھوڑا سا پانی مجھے دے آزاد نے جلدی سے کٹورا دھو کر پانی بہت اچھا صاحبقران کے پینے کا عمرو کو دیا عمرو نے تھوڑا سا پانی اُسمین سے پیا اور باقی مین بیہوشی ملا کر کہا کہ پانی کیا بدمزہ ہو گیا ہی جس روز سے کہ ہمارا قدم اس لشکر سے باہر گیا کسی چیز مین مزہ نہ رہا آزاد نے عرض کیا کہ وہی مین ہون وہی پانی بدمزہ کاہے سے ہو گیا مین دیکھون تو سہی عمرو نے کٹورا اُسکے ہاتھ مین دیا اُسنے تھوڑا سا پیا اور کہا کہ واقعی یہ پانی تو بدمزہ ہی عمرو نے کہا کہ لو بھائی خدا حافظ ہم جاتے ہین آزاد نے کہا کچھ دیر تو ٹھہریے عمرو نے کہا کہ جی نہین لگتا یہ کہکر چلا آزاد بھی اُٹھا کہ دو چار قدم خواجہ کو پہونچا آئے ساتھ ہی اُٹھنے کے بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اُسے گھڑونچی پر لٹا کے کھاروے کی صافی اوپر سے اُڑھا دی اور آپ اُسکی صورت بنا اس عرصے مین مقبل آیا پیاسا تھا اُسے بھی پانی پلا کر بیہوش کیا اور ایک کونے مین اُسے بھی ڈالدیا آپ مقبل کی صورت بنکر سامنے امیر کے سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے کہا مقبل پانی پینے کو لاؤ عمرو دوڑا اور جلدی سے جام و صراحی لیکر حاضر ہوا اور جام لبریز کر کے امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے کہا کہ ای مقبل نشانی عمرو حیران ہوا کہ یہ نشانی کیسی یہ کیا آفت ہی اور بغلین جھانکنے لگا امیر نے کہا کہ باش او دزد مکار کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے عمرو نے جام امیر کے منھ پر مارا اور بھاگا امیر نے نعرہ کیا کہ لینا اس مکار کو جانے نہ پائے اُدھر سے لوگ دوڑے عمرو نے دیکھا کہ اب تو پکڑا جائیگا ایک ہی شمع امیر کے سامنے جلتی تھی اُسے گل کر دیا

اور ستون بارگاہ کا پکڑ کے چڑھ گیا اور چھت مین چھپکلی کیطرح سے چٹ کر رہگیا امیر نے روشنی منگوائی وہان کسی کو نہ پایا بارگاہ کے باہر آئے مقبل اور آزاد کو ہوش مین لائے پھر بارگاہ مین بیٹھے اور شاہنامہ پڑھنا شروع کیا مقبل سے کہا کہ اب مین نہ سوؤنگا کہین ایسا نہو کہ وہ مکار پھر آئے یہ کہکر چپکے چپکے شاہنامہ پڑھنے لگے عمرو نے دیکھا کہ اب پھر یہ عرب غافل ہی پروانے بیہوشی کے نکالکر ریشم مین باندھ کے آہستہ آہستہ شمع کی لو پر پہونچائے رباعی

دانی کہ ز آدمی چہ ماند بس | مہر ہست و محبت ست و باقی ہمہ ہیچ
آنانکہ بصد زبان سخن می گفتند | آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

و دیگر

دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ | ای ہیچ ز بہر ہیچ در ہیچ مپیچ
صد حیف کہ گلرخان کفن پوش شدند | و ز رنج خاطر یکدگر فراموش شدند

غرضکہ وہ پروانے جلے دھوان بہت سا اُٹھا اور روشنی بھی زیادہ ہوئی امیر نے سر اُٹھا کر اوپر دیکھا عمرو کو چھت مین لپٹے پایا کھڑے ہو کر نعرہ کیا کہ باش اے دزد باریک گردن کہان جاتا ہی مگر بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہو کر گرے اُدھر سے مقبل و آزاد امیر کی آواز سنکر خیمے مین آئے وہی دھوان بیہوشی کا انکے بھی دماغ مین پہونچا وہ بھی بیہوش ہو کر گرے عمرو یہ حال دیکھکر بے اختیار ہنسا جو روئی نتھنون اور کان مین رکھی تھی وہ ہنسنے مین گر گئی اسکا خیال عمرو کو نہ رہا جست کر کے نیچے اترا وہی دود بیہوشی اسکے بھی دماغ مین گیا یہ بھی بیہوش ہو کر گرا کسی خادم و خدمتگار کو حکم نہین ہی کہ اندر بارگاہ کے آئے غرض تمام رات بیہوش رہی صبح کو امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین اپنی بارگاہ مین پایا نہایت خوش ہوئے بعد نماز صبح کے دو رکعت نماز شکر اسکی بھی ادا کی اس عرصے مین روشنی صبح کی زیادہ ہوئی ایکطرف مقبل آزاد کو بیہوش پڑے دیکھا ان دونونکو امیر ہوش مین لائے اور کہا کہ اے مقبل ہم تم اور آزاد تینون بیہوش ہوئے تعجب یہ ہی کہ اُسکے ہاتھ سے کیونکر بچے یہ باتین تھین کہ عمرو کو ایک طرف بیہوش پڑے دیکھا ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ اُچھلنے لگے اور دوڑے کہ اب اسکو پکڑ لین خواجہ عمرو کی بھی فوراً آنکھ کھل گئی امیر کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا معاً جست کر کے بھاگا امیر کف افسوس ملکر رہگئے لیکن آگے بیان کیا گیا ہی کہ لشکر امیر مین کوئی عیار نہین رہا ہی مگر چالاک بن عمرو زبردستی خدمت امیر مین رہگیا ہی امیر نے اُسے بلایا اور کہا کہ اے چالاک عمرو نے بہت مجکو تنگ کیا ہی کہ رات کی نیند حرام ہو گئی ہی چالاک نے عرض کیا کہ غلام اُس نمک حرام کو ماریگا حضور خاطر جمع رکھین امیر نے اسکو عمرو دوم کا خطاب دیا اور عمرو کی جگہ کرسئی ہدہد پر بٹھایا بڑا بھاری خلعت دیا چالاک خلعت پہنکر بارگاہ سے باہر آیا اور گرد بارگاہ کے خندق کھدوائی اپنے شاگرد دونکو کمینگاہ مین بٹھایا اور آپ اندر آکے امیر کی نگہبانی کو بیٹھا لیکن عمرو نے دامان کوہستان سے نقب لگا کر امیر کی بارگاہ مین اپنے تئین پہونچایا دیکھا کہ چالاک سامنے بیٹھا ہوا شترانجاری کر رہا ہی اور امیر بیٹھے ہوئے صحیفہ ابراہیمی پڑھ رہے ہین چالاک عرض کر رہا ہی کہ مین اُس نمکحرام کو مارے لیتا ہون عمرو یہ کلمہ سنکر آزردہ ہوا اپنے دل مین کہا دیکھو اس جوانا مرگ کو کہ تیرا دشمن قاتل ہو گیا ہی اور آہستہ آہستہ چالاک کے پیچھے جا کر دارو بیہوشی شراب مین ڈالی اور آپ پھر جا کر نقب مین چھپ رہا چالاک نے چاہا وہ جام پیے بھبک دارو بیہوشی کی دماغ مین پہونچی ہاتھ سے جام پھینکدیا اور امیر سے کہا کہ وہ نمکحرام یہان آیا ہی ہوشیار رہیے اور چارطرف ڈھونڈھنا شروع کیا عمرو نے چالاک کی نگاہ بچا کے دہرہ نقب کا بند کر دیا اور آپ آکر تخت کے نیچے چھپ رہا چالاک نے ہر چند ڈھونڈھا کسی کو نہ پایا وہان پہونچا کہ جہان نقب تھی پانون دونون اُسکے نقب کے اندر رہگئے اور یہ نقب کے اندر گرا اور پیچھے عمرو نے بیضۂ بیہوشی اُسکے منھ پر مارا اور چالاک کی مشکین باندھین لیکر چلا گیا امیر دھماکے کی آواز سنکر دوڑے نقب کو خالی پایا کف افسوس ملکر رہگئے اور بڑا صدمہ چالاک کے گرفتار ہونیکا کیا مگر عمرو جو چالاک کو پکڑ کر لایا باندھکر اسقدر کوڑے مارے کہ چالاک بیہوش ہو گیا عیارون نے بڑی منت و خوشامد کی چالاک کو سبھون نے کھولکر قید کیا عمرو پھر امیر کے پکڑنے کی فکر مین روانہ ہوا اور امیر کو کئی راتین گذرین کہ سوتے نہ تھے مقبل سے کہا کہ آج مین جنگل مین چلکر سوؤنگا مقبل نے کہا کہ بہت بہتر ہی امیر مقبل کو ساتھ لیکے صحرا مین آئے اور ایک مقام پر فضا دیکھکر بیٹھے عمرو گلیم عیاری اوڑھکر بارگاہ مین امیر کی آیا امیر و مقبل کو وہان نہ پایا حیران ہوا کہ یہ عرب کہان گیا تلاش مین نکلا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے وہان پہونچا کہ جہان

امیر جنگل مین بیٹھے تھے اور مقبل سامنے کھڑا تھا امیر نے مقبل کیطرف دیکھا اور کہا کہ ای مقبل تجکو نشانیان یاد ہین اُسنے عرض
کیا کہ ہان امیر نے فرمایا بیان کر مقبل نے کہا ای شہریار ناک پر ہاتھ رکھنا نشان ہی پانی مانگنے کا اور ماتھے پر ہاتھ رکھنا نشان ہی
کھانا مانگنے کا اور کان پر ہاتھ رکھنا نشان ہی کباب مانگنے کا اور کلمے کی اُنگلی پکڑ لینا نشان ہی شراب دینے کا عمرو نے یہ سب
کلمے سنے اپنے دل مین کہا کہ یہ عرب تیرے ساتھ عیاری کرتا ہی خیر کہان جائیگا اتنے مین امیر نے مقبل سے کہا کہ تو لشکر مین جاکر
کبابی کی دوکان پر سے کباب لا تو مین کھاؤن مقبل کباب لینے کو روانہ ہوا عمرو پہلے ہی صالح کبابی کی دوکان پر پہونچا صالح
نے سلام کیا اور تعظیم کو اُٹھا کہا آپ کہان تشریف لائے عمرو آکر بیٹھا کہا مین اب کاہیکو کباب کھلاؤگے صالح نے عرض کیا کہ مین
اُسی طرح آپ کا تابعدار ہون تمام دُکان آپکی ہی انشاءاللہ سو مزاجی آپکی اور امیر کی بہت جلد رفع ہو جائیگی یہ کہکر کباب
سیخ پر سے اُتار نمک مرچ لونگ الائچی چھڑک لیمون ڈالکر دونہ خواجہ کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ نوش فرمائیے عمرو نے تھوڑے
سے کباب کھائے اور تیوری چڑھاکر کہا کہ کیا بد مزہ کباب ہین جب سے ہم لشکر مین سے گئے کسی چیز مین مزہ نہین رہا صالح نے
کہا وہی کباب ہین وہی مین ہون عمرو نے کہا کہ کھاؤ تو اور بیہوشی ملاکر اُسکو دیے اُسنے کھائے اور کہا کہ واقعی یہ بد مزہ ہو گئے ہین
دیر کے بھنے ہین مین اور تازی سیخ تیار کرتا ہون عمرو اُٹھ کھڑا ہوا کہا اب ہم جائینگے پھر کباب تمھارے کھائینگے یہ کہکر چلا صالح
پہونچانے کو ساتھ چلا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا عمرو نے اُسے تو اندر دوکان کے لیجاکر چھپا دیا آپ اُسکی صورت بنکے بیٹھا کہ مقبل آیا
صالح نے سلام کیا اور کہا آپ کہان تھے چار روز سے کباب خراب ہوتے ہین مقبل نے کہا کیا تجکو نہین معلوم کہ عمرو و تمام سردار
لشکر اسلام کے پکڑ لیگیا ہی اور اب امیر کی فکر مین ہی کہ اُنکو بھی پکڑے صالح نے کہا عمرو بلاے مبرم ہی مجکو تعجب ہی کہ صاحبقران
اور تم اُسکے ہاتھ سے اب تک بچے مقبل نے کہا کہ امیر بھی تو عیاری مین بلاے بیدرمان ہین اور تین روز سے تو یہ حکمت ہی کہ رات کو
صحرا مین چلے جاتے ہین اور شب بھر وہین رہتے ہین عمرو آتا ہی ڈھونڈھکر چلا جاتا ہی اب تک تو امیر بچے ہوے ہین لاؤ بھئی جلدی
کباب دو عمرو نے کہا ای مقبل عمرو بُری بلا ہی کہان تک امیر اُسکے ہاتھ سے بچینگے آخر گرفتار ہونگے بیٹھو مین ابھی کباب تیار
کیے دیتا ہون اور کچھ کباب مقبل کو دیے اور کہا کہ کھائیے مقبل سیخ پر سے اُتار اُتار کر کھانے لگا خوب مرچ کبابون مین ڈالی تھی
مقبل پانی پینے اُٹھا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا عمرو نے اسے بھی چھپا دیا اور آپ مقبل کی صورت بن کباب گرما گرم دونے مین رکھ
اور رک چھڑک کر امیر کی خدمت مین لایا سامنے رکھدیے امیر صورت مقبل کی دیکھکر متوحش ہوے اور نشان مانگا کہا ای مقبل
نشان کباب کا بتا مقبل جعلی نے کلمے کی اُنگلی پکڑی امیر نے شراب کا اور کھانے کا نشان پوچھا عمرو نے سب بتایا ہم امیر کا باور
ہوا اور کباب کھائے جب کھا چکے تو آثار بیہوشی معلوم ہوے فرمایا کہ ای مقبل تجکو عمرو نے فریب دیا سچ بتا کہ رستے مین تجھسے کسی سے
ملاقات ہوئی تھی عمرو نے دیکھا کہ بیہوشی تو امیر کا کام تمام کر چکی ہی الگ ہٹکر پکارا او مجاور زادہ کیسا مقبل مین خود عمرو ہون
بس یہ سننا تھا کہ امیر تلوار گھسیٹ کر اُٹھے اُٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہوکر گرے عمرو نے حلقہ ہاے کمند سے امیر کو باندھ
لیا اور مقبل کو کبابی کی دوکان پر سے اُٹھا لیا دونون کو لیکر اپنے لشکر مین آیا سرہنگ ملی کو دیا کہ انھین بطوق و زنجیر گرفتار کرکے رکھو
سرہنگ ملی کہنا عمرو کا بجالایا عمرو جاکر سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا تخت شاہی پر آکے بیٹھا سمک یلطاقی اور ابو الفتح صفہانی
ان دونون کے ساتھ دس دس ہزار سوار کیے سمک سے کہا کہ تم لشکر حمزہ مین جاؤ اور بآواز بلند پکار کر کہو کہ شاہ عمرو نے تمام
لشکر کو طلب کیا ہی اور کہا ہی کہ تم سب کے سب ہمارے پاس چلے آؤ اور ہمارے نوکر ہو اور جو نہ آؤگے تو اپنی سزا کو پہونچوگے
ابو الفتح صفہانی سے کہا تم لشکر لقا مین جاؤ اور پکار کر کہو کہ شاہ عمرو نے فرمایا ہی کہ ہمین تمھارے دین و مذہب سے کچھ کام نہین ہی
بادشاہون کے یہان ہفتاد و دو ملت رہتے ہین تم ہمارے یہان چلے آؤ ہمارے نوکر ہو ان دونون عیارون نے جسطرح سے کہ عمرو
نے کہا تھا اُسیطرح دونون لشکرون سے جاکر کہا لشکر اسلام اور لشکر کفار والے لوگون نے آپس مین مشورہ کیا کہ ہم عمرو سے برابری

نہین کرسکتے چلکر اُنکی خدمت مین حاضر ہو جب دونون لشکر عمرو کے پاس آئے اور افسرون نے جاکر نذرین گذارین عمرو نے اُنکو خلعت سے
سرفراز کیا اور کہا مجکو تمھارے دین ومذہب سے کچھ سروکار نہین ہے مین تمھارا آقا ہون تم میرے نوکر ہو سبھون نے قبول کیا عمرو نے
خزانہ کھلوا کے دو ماہہ سب کو تقسیم کیا بعد اسکے حکم دیا کہ صبح کو بارگاہ سلیمانی استادہ ہو اور تخت بادشاہی تین پائے بلند ہو یہ حکم دیکر کھانا
کھایا اور سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھا سرخ پوشاک پہنے ہوئے تھا تلوار گھسیٹ کر سامنے رکھلی اور مشتری شاہ
کو صاحبقران کے دنگل پر بٹھایا اور تمام عیارون کو خان کا خطاب دیا امیہ خان کو دنگل پر بدیع الزمان کے بٹھایا سیارہ خان
کو قاسم کے دنگل پر بٹھایا غرض ہر عیار کو اُسکے آقا کے دنگل پر بٹھایا اس عرصہ مین نظر کردۂ علی عمران صاحب بعدۂ گران مہتر قران حبشی
سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اور کہا کہیے امیر کا اور آپکا مقدمہ کیسا گذرا عمرو نے کہا کہ مین اُسے پکڑ لایا قران چپ ہو رہا عمرو نے حکم دیا
کہ تمام اہل اسلام کو میرے سامنے لاؤ اور لقا و بختیارک وغیرہ کو بھی طلب کیا اور حکم کیا کہ اسباب سیاست لاکر موجود کرو بموجب الحکم
کے دو ہزار سولیان اور شکنجیان نشستگاہ سے تا دروازۂ بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئین سیندور ملا گیا ہار پہنے گئے جلادان مریخ چشم زحل
ہیئت ہزار ہا کھڑے ہوئے اُس عرصے مین ایک طرف سے سرداران لشکر اسلام آئے سبھون کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانوُن مین بیڑیان
امیر اور بادشاہ اسلام آگے آگے اور تمام سردار پیچھے سامنے عمرو کے آئے مگر صاحبقران کی تیوری پر بل پڑا ہوا تھا شکوہ پرداز جوگلے
تھے کہ ای پیر فلک معلوم ہوا تو سفلہ پرور پاجی پرست ہے ایک جانب سے لقا و بختیارک آگے آگے باقی سرداران کفار پیچھے مع
بختیارک کے سامنے عمرو کے آیا آتے ہی سلام کیا بختیارک دونون کانون پر ہاتھ رکھکر پکارا اشہدان لا الہ الا اللہ عمرو
نے کہا او منافق دورنگی تجھے مین خوب جانتا ہون قطعہ ہر کہ چون کاغذ قلم باشد + دو زبان و دو رویہ گاہ سخن + ہیچو کاغذ
سیاہ کن رویش + چون قلم گردنش بہ تیغ بزن + مین تجھے خوب پہچانتا ہون بختیارک نے کہا وہ شخص تو غلام ہے بلکہ غلام
کا تلام تلام کا احتلام ہو سب طرح آپ ہی کا ہون عمرو نے کہا چپ رہ ملعون تیرے ہاتھ سے کلیجہ میرا پکا ہوا ہے اور جو کچھ کیا تو نے
نے تو کیا ہر رہ جا تجھسے سمجھتا ہون اور لقا سے کہا او نابکار مین نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی کہ تیرا شتر بیک ہوا تھا تو ضیغم کے
ساربان کے لیے بگڑ گیا اور میری قدر نہ جانی رہ جا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون اور حکم دیا کہ ہان رسے مارو اس مرتد کو اور بختیارک
کو بھی حکم کیا کہ خوب چوبکاری کرو ایسا بختیارک کو پٹوایا کہ پاخانہ خطا ہو گیا بعد اسکے لاہوت شاہ سے کہا کہ مجکو اپنی ضمانت
سے لگیا تھا اسی طرح کوئی کسی کے درمیان مین پڑتا ہے یہ کہکر خوب اُسکو بھی پٹوایا امیر یہ حالت دیکھتے تھے اور رنگت امیر کی زرد
تھی خدا کو یاد کر رہے تھے عمرو کافرون سے فراغت حاصل کرکے امیر کی طرف مخاطب ہوا کہا او عرب سوسمار خوار دیکھ مین نے
تجھے کس رتبہ کو پہونچایا اور ذرا ایک کافر کی ناک کاٹنے پر مجھسے بگڑ گیا میری وہ جانفشانیان کہ تو اٹھارہ برس تک پردۂ قاف
مین رہا اور مین تیری جورو اور سردارون کو لیکر شہر بشہر پھرا کیا اور کرد و سوار کے بادشاہ سے لڑا کیا اور پھر کسی سردار کی
نکسیر تک نہ پھوٹنے دی جب تجکو ہندوستان مین زہر دیا گیا مین تین مہینے کا راستہ تین دن مین طی کرکے حکیم اقلیمون کو لایا
اور تجکو اچھا کرایا پھر تجکو ہفت ملک مین شہر مصر کے اندر چاہ یوسفی مین قید کیا تھا مین مردہ بنا تیری چاہ مین چاہ سے نکلا اور
بختیارک نے جلتا ہوا لوہا میری چھاتی پر رکھوایا بیسون اُنگلیون مین جلتی ہوئی میخین ٹھکوائین مین نے اتنی بڑی اذیت اُٹھائی
اور تجھے زندان سے رہا کیا جادوگرون سے تجکو اور تیرے رفیقون کو کیسا بچایا میرا بیٹا آس بن الوس کے ہاتھ سے مارا گیا
مین نے جاکر اُسکی ناک کاٹی تو اس مقدمے مین مجھسے بگڑ گیا اب مین تجھے پھر اُسی رتبے کو پہونچاؤنگا وہی مجاوری تجھے حاصل ہیگی
نہین تو آکر میرے پایۂ تخت کو بوسہ دے اور اطاعت میری قبول کر تقصیر تیری معاف کردونگا کہ آج زمانہ میرا ہوا اور مین
شہنشاہ ہون امیر نے کہا کہ او دزد مکار کیا جھک مارتا ہی اگر تیرے باعث سے میری صاحبقرانی ہو تو مین نے صاحبقرانی سے ہاتھ
اُٹھایا بس عمرو غیظ و غضب مین آکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ لاؤ بالس پھر کہا او عرب تو نے ایک کوڑا میرے اوپر مارا تھا کہ اُسکا بدلہ

امیر سے چھو گیا تھا اسکے عوض مین سو بانس تیرے اوپر توڑے ہونگے تو اپنا نام عمرو نہ رکھا ہوگا یہ کہا اور بانس ہاتھ مین لیکر امیر
کیطرف چلا امیر نے غیظ و غضب مین آکر چاہا کہ قبہ کو توڑ ڈالین مگر عمرو ایک ارسطو فطرت لقمان حکمت تھا پہلے ہی سے کمند
اصفہانی باصفا بازؤن پر امیر کے لپیٹ دی تھی امیر نے ہر چند زور کیا قید نہ ٹوٹی امیر نے آزردہ ہوکر سر جھکا لیا عمرو برابر امیر کے
آیا چاہا کہ بانس مارے نورالدہر بیتاب ہوکر مع غل و زنجیر لوٹ کر عمرو کے پیرون پر گرا اور کہا خواجہ امیر کے عوض مجکو مار لیجئے
امیر کو بے آبرو نہ کیجیے عمرو نے ٹھوکر مار کر کہا دور ہو کمان پیرون پر گرتا ہی مین اس عرب کو بغیر مارے نہ چھوڑونگا اُسنے رو کر کہا
خواجہ پہلے مجکو مار ڈالیے آپکو منظور یہ ہی کہ خانمان میرا برباد کیجیے تو مجھے قتل کیجیے پھر جو چاہے سو کیجیے مجھسے ذلت جد بزرگوار کی دیکھی
نہ جائیگی عمرو نورالدہر کے رونے پر آبدیدہ ہوا اور کہا کہ ای سر سنگ ملی ان سبھون کو لیجا آج دیوان کافرون کا کیا ملک سبائل مین تنہا
پہونچکر لقا و حمزہ کو مارکر بادشاہ ہفت اقلیم ہونگا اور قاسم خان تنگ رواحلی کو بلا کر حکم دیا کہ پیش خیمہ ملک سبائل کیطرف روانہ کرو
پیش خیمہ روانہ ہوا دوسرے دن عمرو سوار ہوا اس ہیئت سے کہ تاج شاہی سر پر چارقبہ شاہنشاہی در بر تخت سلیمانی پر سوار چتر سر پر
پھرتا ہوا اور تمام عیار لباس زرین پہنے ہوئے گرد و پیش امیر مع اپنے سردارون کے کجاوے پر سوار آگے اونٹ بادشاہ کا برابر علم و نشان
کے بعد اسکے کجاوہ صاحبقران دہنی طرف امیر کے کجاوہ نورالدہر و بدیع الزمان وغیرہ تمام دست راستیون کا اور بائین طرف
امیر کے کجاوہ قاسم و علمشاہ اور تمام دست چپیون کا اور بائین طرف عمرو کے کجاوہ لقا کا آگے اور پیچھے کجاوہ یاقوت شاہ و بختیارک
وغیرہ کا اس شوکت سے روانہ جانب ملک سبائل ہوا جب قریب مرصع حصار کے پہونچا بادشاہون کو وہان کے نامہ بھیجا کہ تم آکر میری
خدمت مین حاضر ہو جب نامہ شاہان مرصع حصار کو پہونچا شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش
تینون نے آپس مین مشورہ کیا کہ ہم عمرو سے لڑ نہین سکتے کیا فائدہ اُس سے بگاڑنے سے غرضکہ تحفے ساتھ لیکر خدمت عمرو مین حاضر
ہوئے نذرین گذرانین عمرو نے خلعت دیا اور کہا کہ تم اپنے زن و فرزند و مال خزانہ لیکر شہر سے نکل جاؤ کہ ہمنے یہ شہر خجستہ خان کو دیا
ہی یہ تینون بادشاہ گریان و نالان چلے گئے عمرو نے مرصع حصار و نقرہ حصار و زہرہ حصار خجستہ خان کو بخشا دو روز وہان
عمرو رہا بعد اُسکے شہر مشتری حصار کو روانہ ہوا سہیل خان مشتری حصاری کو خبر گرفتاری امیر کی مع سردارون کے پہونچی کہ
عمرو بادشاہ بنگیا ہی بہت افسوس کیا اور کہا کہ مین ہرگز قلعہ عمرو کو نہ دونگا ہما وزیر کہ نہایت عقلمند اور صاحب تدبیر ہی اُسنے دست
ادب بستہ عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار یہ امر جو آپ سوچے ہین اچھا نہین ہی اسمین بڑی قباحت ہی کسواسطے کہ عمرو بن امیہ ضمری
ایک بلای بد آفت روزگار ہی اُس سے مقابلہ دشوار ہی جب وہ چاہے گلیم عیاری اوڑھ کے آپکے لشکر مین آئے جسے چاہے قتل کر ڈالے
اور جسے چاہے گرفتار کر لیجائے اسکا علاج بمکر و تدویر کرنا چاہیے سہیل خان نے کہا ای وزیر نیک تدبیر تو مجھسے بیان کر وہ کیا امر ہی
جس سے عمرو گرفتار ہو ہما وزیر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ تو یہان لحاف اوڑھکر سو رہیے کہ ہاتھ پانؤن آپکے گرم ہو جائین
اور مین عمرو کے پاس جاتا ہون اور بمکر و فریب اُسے شہر مین لاتا ہون یہان لاکر اُسکی دعوت و ضیافت کرونگا اور اثنای دعوت مین
اُسکے ساتھ عداوت کرونگا انشاء اللہ عمرو کو گرفتار کرکے امیر باتوقیر کو مع سرداران ذیشان قید سے چھڑاؤنگا سہیل یہ تدبیر سنکر بہت خوش
ہوا ہما وزیر کو گلے سے لگایا اور کہا کہ یہ تدبیر نہایت خوب ہی ہما وزیر بہت سی کشتیان تحفے اور جواہر کی اپنے ہمراہ لیکے لشکر عمرو کی جانب
روانہ ہوا لشکر عمرو کا شہر سے ایک فرسنگ کے فاصلے سے اُترا ہوا ہی عمرو بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ بنا ہوا بیٹھا ہی تاج سر پر رکھا ہی چتر
سر پر پھر رہا ہی تمام عیار نامدار گرد بیٹھے ہین عقب بارگاہ سلیمانی خیمہ قیدیون کا استادہ ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ہما وزیر
خدمت مین آگیا ہی شاہ عمرو نے ارشاد کیا کہ آنے دو نہ روکنا ہما وزیر آتے آتے جسوقت کہ دروازہ بارگاہ سلیمانی پر
پہونچا قاسم تنگ رواحلی سے کہا شاہ عمرو سے جاکر عرض کر دیجیے قاسم نے کہا کہ تشریف لیجائیے آپکی خبر پہلے سے ہو چکی ہی
اندر بارگاہ کے آیا مجرا گاہ پر سے آداب بجا لایا مرحبا یکار انگاہ رو برو قبلہ عالم سلامت ہما وزیر نے جو یہ شوکت و شان عمرو کی دیکھی

حیران ہوگیا پہلے تو سواشرفیان خود گذرانین آپ نے بجلدی تمام اُٹھاکر زنبیل کین بعد اسکے سہیل خان کیطرف سے کشتیان جواہر کی دین وہ بھی فوراً داخل زنبیل ہوئین شاہ عمرو نے پوچھا کہ سہیل خان کیسا ہی ہما نے دست ادب جوڑکر عرض کیا کہ دریغا سہیل خان تپ شدید مین گرفتار ہی عمرو یہ خبر سنکر اُٹھا اور ہاتھ ہما وزیر کا اپنے ہاتھ مین تھام کر خلوتگاہ کیطرف متوجہ ہوا ایک جانب خیمہ استاد تھا دروازے پر خیمے کے چلمن پڑی تھی صاحب بغدادگران نظر کردۂ علی عمران مہتر قران حبشی ہمراہ تھا اُسنے چلمن کو اُٹھایا عمرو ساتھ ہما وزیر کے اندرون خیمہ آیا وہان بیٹھکر سہیل خان کا حال پوچھنے لگا کہ ای ہما تو سچ سچ احوال سہیل کا بیان کر کہ اُسکا کیا ارادہ ہی اور کیا کہتا ہی ہما نے عرض کیا کہ ای شاہ عمرو سہیل خان کا یہ مقولہ ہی کہ مین جسطرح سے پسر خواندۂ حمزۂ صاحبقران ہون اُسیطرح سے مین آپکا کمترین ہون مین قبل ازین بھی آپکو اپنا مالک سمجھتا تھا اور اب تو پروردگار عالم نے بادشاہ کیا ہی مرتبہ سلیمانی دیا ہی بس عمرو یہ سنکر چپ ہوا اور کچھ میوہ آگے رکھا ہوا تھا اُٹھاکر تھوڑا سا آپ کھایا اور پانچ دانے بادام کے ہما کو دیے اور کہا کہ تم بھی اسے کھاؤ ہما ازبسکہ عقلمند وذیشعور ہی سمجھا کہ اسمین بیہوشی آمیز ہی ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ پیرومرشد میری طبیعت کچھ علیل ہی مین نہ کھاؤنگا عمرو نے کہا کہ ای ہما پانچ سات بادام کیا نقصان کرینگے اسے کھاؤ یہ میوہ ابھی تازہ ولایت سے آیا ہی ہرچند اسنے چاہا کہ ان باداموں کو مین نہ کھاؤن کیونکہ جانتا تھا کہ ان باداموں کو کھاکے مین دام بلا مین گرفتار ہوجاؤنگا مگر انکار اسکا پیش نہ گیا ناچار کھانا پڑا بمجرد کھانے کے کنپٹیان اسکی لپکنے لگین دوران سر لاحق ہوا اسنے کہا کہ پیرومرشد مین جو عرض کرتا تھا کہ میوہ مجھے نقصان کرتا ہی حضور نے نہ مانا اور مجھے کھلایا اسکے کھانے سے دوران سر لاحق ہوا شاہ عمرو نے فرمایا کچھ مضائقہ نہین ہی چند قدم اُٹھکر ٹہلو طبیعت تمھاری بحال ہوجائیگی اسنے کچھ تامل کیا عمرو خود اُٹھ کھڑا ہوا اور ہما سے کہا آؤ ہما پیچھے شاہ عمرو کے ہولیا کوئی دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی جو طمانچہ مارتی ہی سر تلے ٹانگین اوپر بیہوش ہوکر گرا قران علٰحدہ کھڑا ہوا حیران دیکھ رہا تھا کہ یہ کیا ماجرا ہی یہان شاہ عمرو نے تمام لباس ہما وزیر کا اُتارا اور ایک روغن عیاری نکالکر صورت اپنی تبدیل کی ٹھیک ٹھیک قطع اپنی ہما وزیر کی بنائی کہ خال وخط اور وضع وطرح اور ترکیب مین کچھ فرق نہ تھا اور وہی لباس ہما کا اپنے جسم پر آراستہ کیا ہما وزیر کو اپنے پلنگ کے نیچے ڈال کر آپ باہر نکلا اور بجلدی تمام ہاتھی پر سوار ہوکے قلعۂ مشتری حصار کو روانہ ہوا اور فیلبان سے کہا کہ جلد مجھے قلعے مین پہونچادے اُسنے بعجلت ہاتھی کو ہولنا شروع کیا اور یہانتک اُسکو گجباڑین مارین کہ سر اُسکا جابجا سے شق ہوگیا دو گھڑی کے عرصے مین ہمائے علی کو قلعے مین پہونچادیا لوگ تمام قلعے کے متردد ہوئے کہ ہما جلد کیون پھر آیا اُدھر شاہ عمرو مکان مین سہیل خان کے داخل ہوا سہیل خان کو دیکھا کہ بستر خواب پر پڑا کراہ رہا ہی مگر سہیل کی نگاہ جو ہمائے علی پر پڑی اُٹھ بیٹھا عمرو سمجھا کہ سہیل خان بڑا مکار ہی یا تو یہ کراہ رہا تھا یا مجھے دیکھ کے اُٹھ بیٹھا سہیل خان نے پوچھا کہ تو پاس عمرو کے گیا تھا کیا ہوا وہان کیا ٹھہری عمرو نے کہا وہی تدبیر کی سہیل نے کہا کہ عمرو یہان آنے پر راضی ہوا اگر یہان آئیگا تو مین اُسکو گرفتار کرونگا بس جب اُسے پکڑ لونگا اور حمزۂ صاحبقران کو قید سے نجات دونگا وہ مجھسے نہایت خوش ہونگے عمرو نے جو یہ کلمہ وکلام سہیل خان کے سنے سمجھا کہ یہ تمام فطرت ومکاری وزیر کی ہی اگر تو ساتھ اسکے چلا آتا تو بیشک یہان گرفتار بلا ہوتا لیکن سہیل خان نے دیکھا کہ ایک خدمتگار بھی حاضر ہی بہت گھبرایا اور سمجھا کہ ایسا نہو کہ کوئی غماز تیری طرف سے جاکر غمازی کرے یہ سمجھکر چپ ہو رہا اور کچھ نہ کہا عمرو بن امیۂ ضمری بہانہ پیشاب کا کرکے باہر آیا اور ہاتھی پر سوار ہوا سب نے جانا ہما وزیر کسی کام کو جاتا ہی اور یہان عمرو بن امیۂ ضمری بارگاہ کو روانہ ہوا جب بارگاہ مین پہونچا صورت اصلی بنائی اور تخت پر آکر متمکن ہوا ہر ایک نے پوچھا کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے عمرو نے کہا مین سہیل خان کے پاس گیا تھا اور تمام نقل گذشتہ اور آنا ہما وزیر کا اور اُسکو بیہوش کرنا پھر اُسکی صورت بنکر پاس سہیل خان کے جانا یہ سب بیان کیا اور کہا کہ اگر مین مکروفریب مین ہما کے آجاتا تو مفت مین گرفتار بلا ہوتا پروردگار عالم نے اُس مکار کے مکر سے بچایا اور مہتر قران سے کہا کہ لاؤ ہما کو مہتر قران نے اُسیوقت لاکر حاضر کیا شاہ عمرو نے حکم کیا کہ اسے ستون بارگاہ سے باندھ دو

بموجب حکم شاہ عمرو کے ہما کو ستون بارگاہ سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا چھینک آئی آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے تئین ستون بارگاہ سے بندھا ہوا پایا خیال کیا کہ کیا خواب بدین دیکھتا ہون آنکھین بند کرلین اُسوقت عمرو نے آواز بلند کہا ای ہما چشم خود را واکن حال خود را تماشا کن یہ خواب نہین ہی عین بیداری ہی اسوقت ہما نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ سامنے تخت سلطنت پر عمرو بیٹھا ہی سمجھا کہ اسنے مجکو گرفتار کیا ہی عمرو بولا ای ہما بازی بازی بریش بابا ہم بازی ہمارے پاس مکر و فریب سے آیا تھا اور لوٹنے چاہا تھا کہ ہمین گرفتار کرے مگر مثل مشہور ہی کہ مثل جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوے ٭ بال نہ بیکا کر سکے دو جگ بیری ہوئے ٭ یہ کہکر خواجہ نے حکم دیا کہ ہان رسے اسے مارو غرض بموجب حکم کے اُسیوقت چابکاری ہما پر ہونے لگی یہانتک مار کھلوائی کہ تمام کھال اُسکے جسم کی اُدھڑ گئی فوارے خون کے جاری ہوئے اور بیہوش ہوگیا اُسوقت شاہ عمرو نے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو اور آپ قلعے کی تدبیر مین مصروف ہوا اُدھر سہیل خان کو خبر پہونچی کہ عمرو نے ہما وزیر کو گرفتار کیا اور بہت مارا اب ارادہ اُسکا یہ ہی کہ قلعہ آپ سے چھین لے سہیل خان یہ خبر سنکر بہت گھبرایا اور حکم کیا کہ دروازہ قلعے کا بند کرو پل بخچہ اُٹھا لو خندق کو پر آب کرو تمام برجون پر قلعے کے توپین چڑھوا دو بموجب حکم سہیل خان کے قلعہ آراستہ ہوا سہیل خان قلعہ بند ہو کر بیٹھا یہ خبر عمرو کو پہونچی شاہ عمرو نے حکم کیا کہ قلعے کو گھیر لو بموجب حکم محاصرہ کرکے کہارن گرد ٹٹیان تیار ہون آہنگر ٹٹیان بنانے لگے عمرو صبح کو بارگاہ مین بیٹھا تھا عیار تمام حاضر تھے دربار معمور تھا ناچ ہو رہا تھا ایک نازک اندام غزل گا رہی تھی جام شراب گردش مین تھا عمرو عیارون سے باتین کر رہا تھا گلباد عراقی کیطرف مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ ای گلباد خان عراقی دیکھو اس سہیل خان مفتری حصاری کی کمبختی آئی ہی کہ اسنے مجھے پہلے فریب دیا جب حال اسکا کھل گیا تو اب قلعہ بند ہوا ہی اگر آکر قدمون پر میرے گر پڑتا تو مین تقصیر اسکی معاف کر دیتا لیکن وہ اس بھروسے پر بھولا ہی کہ بند پانی کا کٹوا دیا ہی گرد قلعے کے دریا ہو گیا ہی اور جانتا ہی کہ مین دریا سے ڈرتا ہون ای گلباد خان ایسا اس سہیل خان کو ذلیل کرونگا کہ یہ بھی یاد کرے اور برق فرنگی سے کہا کہ ای برق فرنگی خان دیکھو مین دریا مین سرنگ لگا کر سہیل خان کو پکڑ لاؤنگا برق نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ آپسے کوئی کیا مقابلہ کریگا اُسکی شامت تھی جو آپ سے بگاڑی یہی باتین ہو رہی تھین کہ سرہنگ ملی نے آکر عرض کی چالاک تصدق ہو گیا بس یہ کلمہ سنکے عمرو نے ایک دو ہتھڑ اپنے منھ پر مارا اور نعرہ کوہ شگاف کھینچا آنکھون سے آنسو جاری ہوئے پچھاڑین کھانے لگا یہ حال تھا کہ آہ سرد کھینچتا تھا اور کہتا تھا نشان ہمارا مٹ گیا کوئی جانشین ہمارا نہ رہا لوگون نے سمجھانا شروع کیا کہ صبر کیجیے مگر عمرو اپنے دل مین سوچا کہ یہ ناشدنی نہایت مکار ہی ایسا نہو کہ اسنے دم چڑا کر آپ کو مردہ بنایا ہو سر اُٹھا کر کہا کہ ای سرہنگ ملی لاش اُسکی ہمارے پاس لے آؤ ہم دیکھین تو سہی کہ وہ مر گیا ہی یا مکر کیا ہی سرہنگ گیا اور لاش اُٹھا کر سامنے عمرو کے لایا اور آگے رکھدی عمرو نے جو نگاہ غور دیکھا تو نشانیان موت کی سب چہرے پر ظاہر ہین دونون آنکھون کے نیچے حلقے پڑے ہوئے ہین ناک ٹیڑھی ہو گئی ہی منھ مین کف بھرا ہوا ہی منھ کا ڈھلا ہی ہاتھ پانون کرخت ہین بس یہ صورت دیکھ کے دونون ہاتھون سے پیٹ پکڑ لیا اور ایک آہ کھینچی بعد اسکے پھر خیال مین گذرا کہ ای عمرو شاید اسنے مکر کیا ہو کسواسطے کہ تو بھی تو شہر مصر مین مردہ بنا تھا اور حمزہ کو چھڑایا تھا یہ خیال دل مین لا کہ سرہنگ ملی سے کہا کہ تجکو ہمارا مردہ بننا یاد ہی کہ مصر مین ہم مردہ بنے تھے اور بختک نے دسون ناخنون مین ہاتھ کے اور پانون کے دسون ناخنون مین جلتی ہوئی میخین لوہے کی ٹھکوادی تھین اور چھاتی پر جلتا ہوا لوا رکھا تھا مگر ہماری اُنگلی تک نہ ہلی تھی ایسا نہو کہ اس جوانا مرگ نے بھی مکر کیا ہو خیر مین لوا تو اسکی چھاتی پر کیا رکھون اور مہتر قران سے کہا ای مہتر قران تم اسکی فصد لو مہتر قران نے کہا بہت اچھا اور اپنے دل مین سوچا کہ ای مہتر قران اگر یہ مر گیا ہی تو تو بڑا عیار مرا اگر زندہ ہی فقط مکر ہی فصد لو تو نے کھولی اور خون جاری ہوا تو عمرو اسکو ابھی مار ہی ڈالیگا ابتک نشان کوڑون کے اسکے بدن پر سے گئے نہین جا بجا بدن پھٹا ہوا ہی پانی زخمون سے بہ رہا ہی یہ سوچا اور چالاک پر رحم کھا کے رگ کو بچا کے نشتر مارا خون نہ نکلا عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مر گیا ہی کہا اسکی لاش کو عریان کر کے مزبلے پر پھینکدو کہ جو اپنے باپ سے بدی کرے اُسکی سزا یہ ہی کہ بعد مرنے

کہ بھی اسیر عذاب رہے اور گوشت و استخوان کوے اور کتے کھائین قران اُسکی لاش کو اُٹھا لیگیا اور ایک بلندی پر کہ وہان چشمہ آب تھا اور کچھ درخت تھے وہان پر لاش چالاک کی ڈالدی اور پھر کر عمرو سے عرض کی کہ لاش اُسکی پھینکدی عمرو نے کہا خوب کیا کہ مین دغدغے سے اُسکے فارغ ہوا اب فکر مجھے قلعہ مشتری حصار لینے کی رہی عمرو کو تو اُسی فکر مین چھوڑیے اب حال چالاک کا سنیے اُسنے جب دیکھا کہ قران چلا گیا اور کوئی آدمی وہان نہین ہے زنجیر پانؤن سے نکالی اور اُٹھ کھڑا ہوا لیکن کپڑا جسم پر نہین عریان تن ہے بدن جابجا سے شق ہے اتنے دنون جو قید مین رہا تو لاغر ہو گیا ہے جی مین کہتا ہے کہ اے چالاک جو کچھ ہوا سو ہوا اب کسی تدبیر سے امیر با توقیر کو قید سے چھڑانا چاہیے غرض اُس ٹیلے سے نیچے اُترا بسبب شدت گرسنگی تلاش غذا مین مصروف ہوا اسی فکر مین چلا آتا ہے کہ کہین کچھ ملجائے تو کھائے آتے آتے ایک مقام پر پہونچا دیکھا کہ چند کھیت ہین اُنمین کچھ اناج بویا ہوا ہے اور ایک مرد دہقان ایک کھیت مین ہل جوت رہا ہے چالاک قریب اُس زمین مزرعہ کے پہونچا نگاہ اُس دہقان کی اسپر پڑی چالاک کو اس ہیئت سے دیکھکر دہقان نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ مین مسافر ہون اپنے ملک سے آتا تھا شہر مشتری حصار کو جاتا تھا جسوقت یہان پہنچا بسبب اسکے کہ یہان غدر ہے لوگون نے مجھے لوٹ لیا بہت سا مارا اور مجھے قید کیا کھانیکو بھی نہ دیا مین بصد خرابی اپنی جان بچا کر بھاگا اب مارے بھوک کے میرا حال بہت غیر ہے کچھ مجھے کھانیکو دے اُس دہقان نے اسکے حال پر رحم کیا تھوڑا کھانا اپنے گھر سے لا کر اسے کھلایا پانی پلایا اور ایک چادر بھی اوڑھنے کو دی اب چالاک کھانا کھا کر وہ چادر اوڑھکے ایک طرف کو روانہ ہو دشت پیمائی کرتا ہوا چلا جاتا ہے یکایک دیکھا اُسنے ایک تق گرد و غبار کا اُٹھا کہ جسنے سپہر دوار کو تاریک کر دیا جب وہ گرد قریب پہونچی گرد نے مارا باد کو باد نے مارا گرد کو وہ گرد شگافتہ ہوا اور کچھ نشان نظر آئے بعد گذرنے نشان وغیرہ کے دیکھا کہ چار سوار آتے ہین اُنمین چالیس چالیس جوڑی بیلون کی جتی اُنپر جھولین کاشانی مخمل و سلطانی بانات کی پڑی ہوئین بیلین کلابتونی بنی ہوئین گرد مقیشی جھالر لگی ہوئی ہے دو ریان بیلون کی ابریشم کی بیلون کے گلے مین گھنگھرو سونے کے پڑے ہوئے آواز چھم چھم کی بلند اُسپر خزانہ لدا ہوا ہے کہ خراج ملک فرنگستان کا ہے اور لہراسپ تیرانداز مصاحب خاص شہزادہ علمشاہ رومی کا ہمراہ ہے چالیس ہزار جوان اسکے ساتھ ہین سب زرق برق لباس پہنے ہین چالاک نے جو لہراسپ کو دیکھا نزدیک جا کر سلام کیا لہراسپ چالاک کا حال پریشان دیکھکر حیران ہوا احوال پوچھا کہ یہ کیا ہے کسنے تمھین اس حالت کو پہونچایا ہے چالاک چیخ مارکے رویا اور شکوہ پرداز جور فلکی ہوا تمام احوال صاحبقران اور عمرو کے باہم بگاڑ ہونے کا بیان کیا اور کہا کہ اب چرخ شعبدہ گر اور فلک سفلہ پرور نے اُس پاجی کو تو بادشاہ کیا ہے اور وہ شہنشاہ گیتی پناہ قید ہے یہ کہکر استفسار کیا کہ تم کہان گئے تھے اور کہانسے آتے ہو لہراسپ نے بیان کیا کہ مجھکو علمشاہ رومی نے خراج ملک فرنگ کا لینے کو بھیجا تھا چنانچہ مین قریب دس کرور روپیے کے لیکر آیا ہون اور اے چالاک اب مین کیا کرون یہ روپیہ کسے دون اگر عمرو سے مقابلے کا ارادہ کرون تو میری کیا لیاقت ہے مین اُس سے کب عہدہ برا ہو سکونگا جسنے کہ امیر کو سردارون سمیت گرفتار کر لیا اور لقا بھی پاس اُسکے قید ہے چالاک نے کہا کہ اے لہراسپ اگر تو چاہے تو امیر رہائی پائین اور قید سے چھوٹ جائین لہراسپ نے کہا کہ وہ تدبیر تو مجھے بتا چالاک نے جواب دیا کہ اے لہراسپ عمرو بڑا مردود ہے ایک ایک کوڑی پر اپنی جان دیتا ہے تم جسوقت جا کر اسکو یہ روپیہ دوگے وہ تمکو اپنے سر پر بٹھائیگا اور بہت خاطر سے پیش آئیگا تم اپنا خیمہ برابر خیمہ عمرو کے برپا کرنا وہان سے زندانخانہ امیر کا قریب ہے جب وہان خیمہ تمھارا برپا ہوگا مین نقب لگا کر امیر کو چھڑا لونگا لہراسپ نے کہنا چالاک کا قبول کیا چالاک خدمتگار کی صورت بنکر ساتھ ہوا لہراسپ روانہ ہوا جب قریب لشکر شاہ عمرو کے پہونچا ہرکارون نے خبر شاہ عمرو کو دی کہ لہراسپ دس کرور روپیہ خراج فرنگستان کا لیکر آیا ہے عمرو یہ سنکر ایسا خوش ہوا کہ پھولا نسماتا تھا برق فرنگی سے کہا کہ تم جا کر لہراسپ کو استقبال کر کے لاؤ برق فرنگی گیا اور لہراسپ کو اپنے ساتھ لیکر آیا جب لہراسپ داخل بارگاہ سلیمانی ہوا عمرو کو دیکھا کہ کمال شوکت و شان سے تخت بادشاہی پر بیٹھا ہے

چتر سر پہ پھر رہا ہر دیکھکر حیران ہوا جھک کے سلام کیا آگے بڑھکر نذر گذرانی پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کیا کہ مین جسطرح غلام
حمزۂ صاحبقران کا تھا اُسی طرح سے آپکا بھی تابعدار ہون عمرو نے لہراسپ کو خلعت دیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اسباب
دعوت سامنے مہیا کیے اور کہا ای لہراسپ مین حمزہ کی بیوفائیان تجھسے کیا بیان کرون مین نے حمزہ کو خاک سے پاک کیا مرتبۂ
صاحبقرانی پہونچایا ہر مقام پر اُسکی اور اُسکے لشکر کی مدد کی ہر جگہ جان بچائی تمام کیفیت گذشتہ اپنی لہراسپ کے سامنے بیان
کی لہراسپ نے جواب دیا کہ حمزۂ صاحبقران نے برا کیا جو آپ سے بگاڑی غرضکہ لہراسپ نے عمرو کی بہت کچھ خوشامد و
چاپلوسی کی عمرو لہراسپ سے بہت راضی ہوا اور دنگل لہراسپ کا جو بارگاہ سلیمانی مین بچھا رہتا تھا وہ بیٹھنے کیواسطے عطا
کیا لہراسپ نے عرض کیا کہ ای شاہ عمرو اگر ارشاد عالی ہو تو غلام بھی اپنا خیمہ قریب بارگاہ آسمان پایہ گاہ استادہ کرے عمرو
نے فرمایا کیا مضائقہ ہر اور ای لہراسپ تیرا اندازہ تمھاری جگہ ہمارے دل مین ہر جہان تمھارا جی چاہے وہان اپنا خیمہ استادہ
کرو یہ سب باتین بسبب طمع زر کے تھین نہ جانتے تھے کہ **نظم** طمع را سہ حرف ست وہر سہ تہی ✤ ازان طامعان را نباشد بہی ✤ بدوزد
طمع دیدۂ ہوشمند ✤ در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند ✤ غرض لہراسپ نے قریب خیمہ عمرو خیمہ اپنا برپا کیا جسوقت عمرو نے دربار برخاست
کیا اور سب لوگ اُٹھ اُٹھکر اپنے اپنے خیمون کی طرف گئے لہراسپ اپنے خیمے مین آیا چالاک خدمتگار کی شکل بنا ہوا اسکے خیمے مین موجود
تھا اُسکو اپنے قریب بلایا اور کہا ای چالاک جو کچھ کہ تو نے کیا تھا وہی مین نے کیا اور خیمہ اپنا قریب خیمۂ عمرو کے برپا کرایا اب کوئی تدبیر ایسی
کرو کہ جس سے حمزۂ صاحبقران قید سے نجات پائین چالاک نے کہا کہ ای لہراسپ تم کیا کہتے ہو مین خود اسی تدبیر مین ہون اور دیر
تو دل کو لگی ہوئی ہر یہ کہکر چالاک نے لہراسپ سے کہا کہ تم دروازۂ خیمہ بند کرو اور خبردار کسی کو اندر خیمے کے نہ آنے دینا مین یہانسے
نقب کھود کر امیر کو چھڑاتا ہون لہراسپ نے دروازہ خیمے کا بند کر لیا اور حکم دیا کہ خبردار کوئی ہمارے پاس نہ آنے پائے اور یہان
چالاک نے بیٹھکر خیمے مین اسکے نقب کنی شروع کی اسقدر گہری نقب کھودتا ہوا چلا کہ ایک آدمی بفراغت تمام کھڑا ہوکے اُس نقب
کے اندر سے نکل آئے غرضکہ کھودتے کھودتے دوسرا سرا نقب کا اُس جگہ پہونچایا کہ جہان امیر قید ہین اور یہان امیر باتو قیر شکوہ
پرداز جور فلکی ہین کہ کیون ای فلک کجرفتار ای گردون غدار او فتنہ گر او سفلہ پرور او ارازل پرست او تیز دست او پاجی نواز او
ایذا رسان برد و ران نغمہ و نازہ یہ کیا کجروی تو نے ہمارے ساتھ کی کہ یا تو ہم اُس مرتبے اور رتبے پر تھے کہ تمام عالم ہمارا تابع فرمان
اور مطیع ہر ملک گرد کشورستان تھا یا آج ہم اس ساربان زادے کی قید مین ہین اسی گفتگو مین تھے کہ نوک خنجر کی امیر کے
تلوے مین لگی صاحبقران نے پانوْن ہٹایا اور کہا کہ زمین بھی ہمین نہین بیٹھنے دیتی خدا جانے سانپ نے کاٹا یا بچھو نے ڈنک مارا
یہ کہتے ہی تھے کہ طبقہ زمین کا اُڑا اور چہرہ نقب کا نمودار ہوا ایک شخص خاک آلودہ اُسمین دکھائی دیا امیر نے پہچانا کہ چالاک
بن عمرو ہی پوچھا کہ ای چالاک تو کیونکر زندہ ہوا اور یہان پہونچا اُسنے عرض کیا کہ مقام گفتگو کا نہین ہی جلد تشریف لیچلیے امیر اُٹھ
کھڑے ہوئے اور تمام سردار ہمراہ ہوئے چالاک نقب کی راہ سے امیر کو مع سرداران گرامی کے لہراسپ کے خیمے مین لایا لہراسپ
اُٹھ کھڑا ہوا امیر کو سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ لاؤ آہنگرون کو کہ قید بدن پر سے امیر کے اور سب سردارون کے دور کرین
اُسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ آہنگر کی حاجت نہین ہر قید کا ٹوٹنا وقت پر مقرر ہر یہ کہکر ہتھکڑی بیڑی طوق جھٹکا دیکر مانند تار عنکبوت
کے توڑ توڑ کر پھینکدیے اسی طرح جو جو سردار زبردست تھے اُنھون نے اپنی قید توڑ توڑ کر پھینکدی اور جو سردار کمزور تھے ان سب
کی قیدین سرداران زبردست نے توڑ ڈالین غرض سب کے سب قید سے چھوٹے لہراسپ نے کھانا پانی شراب کباب جملہ دعوت
کے اسباب صاحبقران کے سامنے لاکر موجود کیے امیر نے کھانا کھایا اور شراب پیکر سو رہے صبح کو جو بیدار ہوئے نماز سے
فراغت کی اور لہراسپ سے کہا کہ مین جاکر اس ساربان زادے کو پکڑتا ہون لہراسپ نے کہا کہ مین بھی ہمراہ ہون امیر مع
سردارون کے عمرو کو پکڑنے کے لیے روانہ ہوئے یہان عمرو بارگاہ سلیمانی مین تخت بادشاہی پر بیٹھا ہوا تھا اور تمام

عیار دنگلوں پر بیٹھے ہیں کہ سرہنگ ملی نے آکر سلام کیا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالایا اور عرض کیا کہ وہ ناانصاف یعنی زلزلۂ قاف زندان سے مع سرداروں کے چھوٹ گیا کوئی نقب زنی کرکے چھڑا لایا عمرو یہ خبر سنتے ہی بدحواس ہوا اور کہا ہر کجا یہ کام اُسی ناشدنی چالاک ناہنجار کا ہے ارے دریافت تو کرو کہ حمزہ کہاں گیا یہی باتیں تھیں کہ امیر نے دروازۂ بارگاہ پر پہونچکر نعرہ کیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالیشان ای ساربان زادے میں کب چھوڑتا ہوں تجھے کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچے عمرو نے جو نعرے کی آواز سنی اور امیر کو سامنے سے آتے دیکھا قریب تھا کہ روح قالب سے پرواز کر جائے اپنے عیاروں سے پکار کر کہا کہ تم سب بھاگ جاؤ میں اس عرب سے سمجھ لونگا عیار تو سب گریزاں ہوئے عمرو نے تاج شاہی سر پر سے اُتار کر زنبیل میں رکھا سپر و تلوار لیکر امیر کے سامنے آیا اور کہا ای عرب ہو فا اُس روز نورالدہر کے صدقے میں بچگیا تو نے ایک کوڑا میرے مارا تھا کہ اُسکا پھندا میرے چھو گیا تھا اسکے عوض میں اگر سو کوڑی بانس تجھپر نہ توڑوں تو اپنا نام عمرو نہ رکھونگا صاحبقران عمرو کے اوپر دوڑے عمرو نے جست کی کہ انگوٹھا پاؤں کا لندھور کے سر پر لگا امیر مرکب پر سوار ہوکے پیچھے عمرو کے چلے اور تمام سردار ہمراہ صاحبقران کے ہوئے مہر قران حبشی نے فرصت پاکر ناموس اور خزانہ و اسباب عمرو کا اپنے ہمراہ لیا اور بہ نیت شمشاد میں آیا قلعے میں داخل ہوا اور بجمعیت خاطر بیٹھا اگر امیر اشقر پر سوار پیچھے پیچھے عمرو کے چلے آتے ہیں اور آگے آگے عمرو بھاگا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ حمزہ دیکھوں تو سہی کیونکر تو مجھے پاتا ہے یہانتک کہ بھاگتے بھاگتے برابر ایک پہاڑ کے عمرو پہونچا اور پہاڑ پر عمرو نے چڑھنا شروع کیا صاحبقران بھی قریب کوہ پہونچے دیکھا کہ عمرو پہاڑ پر چلا جاتا ہے صاحبقران نے قربوس میں سے کمان حضرت یونس علی نبینا و علیہ السلام کی اور ترکش میں سے تیر یازدہ مشتی سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب پر بیرون نکالکر پیوستہ کر کے ہاتھ کو کن دیکے چاہا کہ عمرو پر ماریں اور عمرو نے بھی دیکھا کہ امیر نے کمان حضرت یونس علیہ السلام کی ہاتھ میں اُٹھائی عمرو خاصیت سے اس تیر و کمان کی آگاہ ہے جسپر تیر اس کمان کا پڑتا ہے خطا نہیں کرتا عمرو حیران و ششدر رہا اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے قطعہ تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو دارند میل دربانی + چہ حاجت است بہ پیش تو حال دل گفتن + کہ حال خستہ دلانرا تو خوب میدانی + یہ تو مصروف دعا تھا کہ دست غیبی پیدا ہوا اور کمر میں اسکی پنجہ دیکے طرف آسمان کے بلند ہوا جب زمین سے عمرو بلند ہوا تو پکارا کہ ای عرب ہو فا کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے تجھکو چین سے نہ بیٹھنے دونگا امیر دیکھتے رہگئے اور عمرو غائب ہوگیا امیر ناچار وہاں سے پھرے سہیل خان مشتری حصاری قلعے کا دروازہ کھولکر باہر آیا آکر امیر کے قدموں پر گرا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا اور اُسکے بیٹے مشتری شاہ کو چاہا قید کریں اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ میں مسلمان ہوں میری خطا کیا ہے جو کچھ بدی کی آپکے ساتھ عمرو نے کی میں تو حضور کا خانہ زاد ہوں امیر نے اُسکو خلعت دیا آکر بارگاہ میں بیٹھے تمام سردار اپنے اپنے دنگلوں پر متمکن ہوئے اور چالاک کو بلاکر کرسی ہمہدر پر بٹھایا بہت بھاری خلعت عنایت کیا لہراسپ تیر انداز کو تمام فرنگستان کا اختیار دیا اور بڑی دھوم سے جشن فرمایا بعد اسکے کہا کہ لاؤ اس گبر ناہنجار کفر اساس لقائے ناحق شناس کو داروغۂ زندانخانہ نے زمرد شاہ باختری کو لاکر امیر کے سامنے حاضر کیا یہ کافر آکر پکارا کہ ای بندگان گستاخ یہ کیا بے ادبی کرتے ہو میرے غضب خداوندی سے نہیں ڈرتے ہو امیر نے جواب دیا کہ او خرس بادیۂ ضلالت یہ کیا جھک مارتا ہے اس گمراہی سے باز آ اور آپکو خدا کا بندہ جان خدائی سے بادشاہت کچھ کم نہیں ہوتی ہے اگر تو مسلمان ہوگا تو جہانتک میں نے ملک تیرے لیے ہیں وہ سب تجکو دیدونگا اور جو تو میرے کہنے پر عمل نکریگا تو تجھے قتل کرونگا اُس روسیاہ نے کہا کہ ای بندۂ سیاہ دل میں ہی تیرا خدا ہوں امیر نے غیظ و غضب میں آکر حکم دیا کہ لگے کفش اسکے منہ پر لگا چلایا کہ ای حمزہ مجکو اُس بندۂ گستاخ یعنی عمرو نے گرفتار کیا تھا تیرا قیدی میں نہیں ہوں جب تو مجھے پکڑیگا جو کچھ کہیگا قبول کرونگا یہ کلمہ سنکر امیر نے حکم کیا کہ اسے چھوڑدو لقا قید سے رہائی پاکر اپنے ساتھ والوں سے کہتا ہوا چلا کہ دیکھا تم نے میری

قدرت کو عمرو از بسکہ مغرور ہوگیا تھا کسطرح اُسے حمزہ کے ہاتھون یہانسے بھگوادیا اور مین اپنی قدرت کاملہ سے کسطرح چھوٹا ہو
چلا آیا وہ جو احمق اُسکے ساتھ تھے اُنھون نے آمنا و صدقنا کہا غرض لقا اپنے لشکر مین داخل ہوا اور وہانسے کوچ کرکے شہر اختم کو چلا جب
قریب شہر اختم کے پہونچا شاہان اختم خورشید اختمی جمشید اختمی استقبال کرکے لقا کو اندر قلعے کے لیگئے اور دعوت و ضیافت
مین مصروف ہوئے اس جانب حمزہ صاحبقران ایک روز شہر مشتری حصار مین رہے بعد اسکے مرصع حصار زمرد حصار
نقرہ حصار مین ایک ایک روز رہے شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش کو خلعت دیکر امیر کوچ
کرکے شہر اختم پر آئے اور جس مقام پر خیمہ پہلے تھا اسی جگہ بارگاہ سلیمانی استاد کی اور اُس باقبال نے نزول جلال فرمایا

اب داستان مذرت بیان نقابدار قنطورہ پوش کے آنے مین اور شریک عمرو ہوکر امیر سے لڑنے مین بیان ہوتی ہی

اول حال عمرو کا سنیے کہ اسکو جو پنجہ اُٹھا کر لیگیا کچھ دیر تک تو یہ اپنے ہوش مین رہا بعد اسکے بیہوش ہوگیا مطلق اسے خبر نہ تھی کہ مین
کہان جاتا ہون اور کون مجکو لیے جاتا ہی جب اُسکی آنکھ کھلی اور ہوش آیا آپکو ایک پہاڑ پر پایا اور دیو تندک کو دیکھا کہ ہاتھ
باندھے کھڑا ہی عمرو نے پوچھا کہ ای تندک تو کہان تھا اُسنے عرض کیا دُہرا کہون کاسے کہون کہون سو کو بتیائے + گونگے
کا سا سپنا بھیو سمجھ سمجھ پچھتائے + شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
غرض کچھ اشعار دردناک پڑھ کے گویا ہوا یا اُستاد کیا بیان کرون عجیب آفت مین مبتلا ہون دام الفت مین پھنس گیا ہون زندگی
شاق ہی صدمۂ فراق ہی چرخ بیداد گر نے لوٹا ہی مجھپر کوہ ملال ٹوٹا ہی شعر ابر کی طرح اشک باری ہی + صورت برق بیقراری
ہی + جدائی مین دختر بہارہ پری کی یہ حالت میری ہی عمرو نے کہا کہ ای تندک زیادہ باتین نہ بنا کہ مین خود گرفتار مصیبت ہون

فلک میں دنکو نہ راتکو آرام	مانتا ہی نہیں دل خودکام	لشکر عشق کی چڑھائی ہی	دشمن جان غم جدائی ہی

اور تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ حمزہ سے اور مجھسے کیسی عداوت ہی اگر تو نہ پہونچتا تو وہ مجکو مار چکا تھا چندے صبر کر مجھسے اور
حمزہ سے صفائی ہو جائے تو پھر مین تیری معشوقہ کو تجھسے ملادونگا تندک نے ایک آہ کا نعرہ کیا اور کہا شعر دل بیتاب
کو دکون تو یہ دیتا ہی صدا + صبر کرتے ہین کسے اور تحمل کسکو + یا اُستاد آپ ذرا پردۂ قاف مین تشریف لیچلیے آپ کے
سبب سے میری معشوقہ مجھے ملجائیگی عمرو نے سنکر جواب دیا کہ او احمق ہماری کیا حالت ہوگی حمزہ کی جدائی مین تو ابتدا سے
دیکھا کیا کہ وہ اور ہم مثل عاشق و معشوق کے رہے نہ اُسکو میرا رنج گوارا تھا نہ مجکو اُسکی آزردگی منظور تھی مین ہمیشہ اُسپر مرتا تھا وہ
اپنی جان مجھپر نثار کرتا تھا اور اب دیکھ کہ کیا اسکو مجھسے دشمنی ہی کیسی مجھپر بنی ہی تو اتنا تامل کر کہ مجھسے اور اُس سے ملاپ
ہوجائے اور اندنون تو مجھسے غافل نہ رہنا تندک نے کہا مین تو ہر وقت آپکے ساتھ موجود ہون الخ کا بعد گفتگوے
بسیار عمرو نے تندک کو رخصت کیا اور آپ حیران و پریشان سرگشتہ و سرگردان پہاڑ سے اُتر کر جانب بیشۂ شمشاد روانہ
ہوا وہان تمام عیار عمرو کے واسطے متردد و فکرمند بیٹھے تھے اور آپس مین کہ رہے تھے کہ خدا جانے خواجہ کو کون اُٹھا
لیگیا کیا اُسکا نام ہی بعض کہتے تھے کہ یہ کسی دوست کا کام ہی یہی باتین تھین کہ عمرو آپہونچا عیارون نے جو عمرو کو حیران و
پریشان دیکھا تسلی و تسکین کرنا شروع کی اور کہا کہ خواجہ بہتر یہی ہی کہ ان بالون کو جانے دیجیے آپ تجارت کیجیے اُسمین
بفراغت تمام آپکی اوقات بسر ہوگی اور یہان سے شہر آس بن الوس کا نزدیک ہی نہایت آباد ہی کمال رعایا وہانکی
خرم و شاد ہی اور آبادی بھی اسمین بہت ہی عمرو نے کہا کہ تم سب جانتے ہو کہ اس ملعون کے باعث حمزہ سے اور
مجھسے عداوت ہی اور اب مین اسکے شہر مین جاکر تجارت کرون میرا جی تجارت مین کب لگیگا مین اس عرب کو چین سے
بیٹھنے نہ دونگا اگر چاہے کہ مجکو اپنے لشکر سے نکال کے آپ عیش کرے یہ نہوگا جس طرح سے مین بیقرار ہون اُسکو بھی

بیچین کرونگا عیارون نے کہا کہ ہو مرضی مبارک ہو غرض عمرو رات کی رات تو وہان رہا بعد ادائے نماز صبح کے صحرا کیطرف روانہ ہوا اور پھرتے پھرتے حیران و پریشان ایک بلندی پر درخت کے نیچے کھڑا ہو کر لگا فکر کرنے کہ ای عمرو تونے تو چاہا تھا کہ اس عرب کو ذلیل و زبون کرے اور یہ عاجز ہو کر تیرے قدمون پر گرے مگر تیرا چاہا نہوا اقبال اُسکا یاور تھا کہ تیرا بیٹا ہی تیرا دشمن ہو گیا یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا کہ ایک طرف جو نگاہ پڑی دیکھا ایک خیمۂ عالیشان برپا ہی اور لشکر دور تک اُترا ہوا ہی عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ چلکر دیکھو تو یہ کسکا لشکر ہی اور کون اسکا سردار ہی بلندی سے اُتر کر اُس لشکر کیطرف روانہ ہوا جب قریب لشکر کے پہونچا صورت مسافر کی بنکر داخل لشکر ہوا دیکھا تو اُردو بازار بہت آراستہ پیراستہ ہر چیز موجود بڑے بڑے سائبان تمامی کے پڑے ہین خیمے پر تکلف برپا ہین ایک راستہ کے سوا دوسرا راستہ نہین ہی عمرو اُس بازار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کسی شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اُسنے کہا کہ کیا تو نو وارد ہی عمرو نے کہا کہ ہان لوگ چارطرف سے لپٹ گئے اور عمرو کو گرفتار کر لیا مشکین باندھین عمرو ہر چند چلایا غل مچایا قسمین کھائین کہ مین جاسوس نہین ہون نہ کسیکا بھیجا ہوا یہان آیا ہون بلکہ مین اُدھر سے جاتا تھا لشکر جو دیکھا پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہی اس جرم پر ناحق تم مجھے پکڑتے ہو ہر چند عمرو نے منت سماجت کی لیکن اُنھون نے ایک نہ سنی اور عمرو کو کشان کشان بارگاہ مین لائے دیکھا کہ بہت سے گرد گردنکش دنگلون پر بیٹھے ہین اور تخت زرنگار پر نقابدار قنطورہ پوش شکن ہر بزیمان فیل سوار کرسی پر بیٹھا ہی اور تین نقابدار زرد پوش سیاہ پوش شنجرفی پوش اور ہین یہ دیکھکر عمرو نے قنطورہ پوش کو پہچانا اور سلام کیا قنطورہ پوش نے پوچھا کہ تو کسی کا جاسوس ہی عمرو نے جواب دیا کہ نہین قنطورہ پوش نے کہا کہ تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی سچ بتا تو کون ہی اسنے کہا کہ مین عمرو ہون قنطورہ پوش نے کہا کہ اگر تو عمرو ہی تو کچھ گا کیونکہ وہ گاتا خوب ہی عمرو نے کہا کہ اگر آپکو یقین نہو تو گا نا سن لیجئے قنطورہ پوش نے بلا کر صحبت مین بٹھایا اور سازندون سے فرمایا کہ ساز ملاؤ غرض عمرو نے بانسری بجانا شروع کی خوب گایا خوب بجایا سب کو محو کر دیا نقابدار نے کہا بس اب تم اپنی اصلی صورت بناؤ عمرو نے رنگ و روغن عیاری پانی منگا کر دھوڈالا اُسوقت نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو کو گلے لگایا اپنے پاس بٹھایا اور احوال عمرو سے پوچھا کہتے اور امیر سے کیونکر بگاڑ ہوا عمرو نے تمام حقیقت بیان کی قنطورہ پوش نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو مین تمھاری طرف سے لڑونگی اور حمزہ کو باندھکر تمھارے حوالے کر دونگی اب عمرو کی خاطر جمع ہوئی نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ ای خواجہ تمنے دیکھا تھا کہ ایک نقابدار خندان میدان مشتری حصار مین لقا کا طرفدار ہو کر لشکر حمزہ سے لڑا تھا کیا حال لشکر حمزہ کا کر دیا تھا عمرو بولا سچ ہی تم لوگون سے کوئی عہدہ برا نہو گا مگر ای نقابدار قنطورہ پوش مین ایک شرط سے تمھارے ساتھ ہوتا ہون کہ مجکو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دو قنطورہ پوش نے کہا بشرطیکہ تم بھی عیاری ترک کرو عمرو نے کہا مجھے قبول ہی یہ کہکر اُسی وقت بانے عیاری کے بدن پر سے دور کیے اور زنبیل مین ڈال لیے نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو کو حمام کرایا اور خلعت فاخرہ پہنا کر تخت پر بٹھایا سب نے خود نذر دی بعد اور نقابدارون سے نذر دلوائی اور وہانسے کوچ کر کے برابر شہر اختم کے مقابل لشکر امیر لشکر نقابدارنہ اُترا عمرو نے بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ کی زنبیل سے نکال کے استادہ کرائی لشکر نقابدارون کا گرد و اطراف مین اُتر پڑا ہرکارون نے حمزہ امیر کو پہونچائی کہ چار نقابدار عمرو کو بادشاہ بنا کر لائے ہین اور آپسے ارادۂ رزم و پیکار پر آئے ہین امیر کو نہایت تردد ہوا مگر فرمایا کہ خدائے مابزرگ ہست اور اُدھر لقا کو معلوم ہوا بختیارک نے لقا سے کہا کہ تم تو کسی طرح سے عمرو کی مدد لکھی نہ کرنا اور چپکے تماشا دیکھا کرو کہ لشکر حمزہ سے کیونکر چوٹ چلتی ہی اُدھر شاہ عمرو نے منشی کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ اس عرب سوسمارخوار ریگ بیابان شمار کو لکھو منشی نے عرض کیا کہ مضمون اُسکا کیا ہو فرمایا کہ لکھو ای عرب بیوفا میرا ہی دل ہی کہ تجھپر رحم کرتا ہون اور جان بخشی کرتا ہون بہتر یہ ہی کہ کبر و غرور سے منھ موڑ صاحبقرانی چھوڑ جا کے خانۂ کعبہ کا مجاور ہو اور یاد خدا میں لگ

مثل غلامان حلقہ بگوش کے حاضر ہو اگر میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو اپنی سزا کو پہونچیگا اور عذاب الیم مین گرفتار ہوگا منشی عطارد رقم
عنبر قلم اس مضمون کا نامہ لکھکر اُسیوقت لایا عمرو نے نریمان فیل سوار کو دیا کہ تم اسکو لیکر حمزہ کے پاس جاؤ نریمان بموجب حکم
عمرو کے نامہ لیکر روانہ ہوا بعد اسکے ایک نامہ اس مضمون کا لقا کو نقابدار شنجرفی پوش کے ہاتھ بھیجا کہ ای لقا بہتر یہ ہی کہ بمجرد نامہ
دیکھنے کے غاشیہ حلم کو دوش ہوش پر رکھکر دربار معلی مین حاضر ہو نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ نامہ نقابدار شنجرفی پوش کو دیکر
روانہ کیا لیکن پہلے ہرکارون نے آکر امیر کو خبر دی کہ ایلچی عمرو کا نریمان فیل سوار آتا ہی فرمایا کہ خبردار اُسکو نہ کوئی روکے آنے دو
نریمان داخل لشکر اسلام ہوا اور تمام لشکر کی کیفیت دیکھتا بازارون کی سیر کرتا دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا پہلوان عادی
کو دروازہ بارگاہ پر بیٹھے پایا بعد رسم سلام کے کہا جاکر عرض کرو کہ نامہ شاہ عمرو آیا ہی پہلوان عادی نے کہا کہ کچھ عرض کرنے کی ضرورت
نہین ہی بے تکلف اندر جائیے آپکے واسطے پہلے ہی حکم پہونچ چکا ہی نریمان داخل بارگاہ عرش اقتدار ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا صحبت
امیر کی دیکھکر وجد کرنے لگا اور اپنے دل مین کہنے لگا سبحان اللہ کیا کیا پہلوان ہین کیسے کیسے بہادر بے نظیر بیٹھے ہین کہ جنکا مثل ممکن
نہین امیر نے جو نریمان کو دیکھا کرسی جواہر نگار منگوا کر بچھوا دی نریمان کرسی پر بیٹھا امیر کشورگیر نے فرمایا کہ جام شراب نریمان
کو دو ساقیان سیمین ساق نے جام جواہر نگار تواضع کیا جبکہ دو تین جام شراب کے اسنے پیے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
اُسوقت یہ پکارا منم نامہ دارم منم نامہ دار امیر با توقیر نے پوچھا تو کسکا نامہ لایا ہی اور کسنے تجھے بھیجا ہی کہا کہ مین شاہ اندران کا بھیجا
ہوا آیا ہون شاہ عمرو کا نامہ لایا ہون امیر نے نامہ طلب کیا اُسنے نامے کو سر سے کھولکے دونون ہاتھون پر رکھکر دیا اور یہ کہا کہ
اس پارچۂ کاغذ پر غصہ نہ فرمائیے گا اسکے ساتھ میرا سر ہی امیر نے وہ نامہ سیف ذوالیدین کو عنایت کیا کہ تم اسے پڑھو سیف
ذوالیدین نے باواز بلند پڑھا جسوقت امیر مضمون نامہ سے مطلع ہوئے غیظ و غضب طاری ہوا فرمایا کہ جواب مین جنگنامہ اسکی
پشت پر لکھدو سیف ذوالیدین نے لکھکر نریمان کو دیدیا نریمان نامہ لیکر اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے کہا کہ آپ برا کرتے ہین اطاعت
قبول کیجیے ورنہ پچھتائیے گا امیر نے کہا خدا ے ما بزرگ ست عمرو میرا کیا کر سکتا ہی وہ ساربان زادہ نہین معلوم کیا بکتا ہی بیت اگر تیغ
عالم بجنبد زجاے ۔ نہ برد رگے تا نخواہد خداے ۔ نریمان نے کہا آپکو اختیار ہی یہ کہکر روانہ ہوا مگر اب حال نقابدار شنجرفی پوش
کا بیان کیا جاتا ہی کہ نامہ عمرو کا لیکر جسوقت بارگاہ لقا کے قریب پہونچا زمرد شاہ کو خبر ہوئی کہ نقابدار شنجرفی پوش فرستادۂ عمرو
آتا ہی زمرد شاہ نے بختیارک کیطرف دیکھکر کہا کہ ای شیطان درگاہ مین تو نے سنا کہ ایلچی عمرو کا نامہ لیکر آتا ہی اب اسکے بارے مین
کیا تدبیر کرون بختیارک نے کہا بجز تدبیر اطاعت اور کوئی تدبیر مناسب نہین ہی کیونکہ وہ بندہ آپکا منہ زور ہی اگر اُس سے
مخالفت کیجیے گا تو وہ آپکو ایذا پہونچائیگا دوسرے یہ کہ نقابدار شنجرفی پوش یعنے نقابدار خندان کا حال معلوم ہی کہ اگر ابھی
وہ بند نقاب کا دور کرے تو سب ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائین اور وہ سب کی مشکین باندھکر لیجائیگا اس سے عزت ہی سے چلنا
بہتر ہی لقا نے بختیارک سے کہا کہ مین اسی ہزار برس آگے یہی تدبیر کر چکا تھا یہ کہکر نقابدار خندان سے کہا کہ تم جلو مین کل
شاہ عمرو کی خدمت مین حاضر ہونگا نقابدار چلا گیا اور جاکر شاہ عمرو سے جو کچھ لقا نے کہا تھا وہ سب عرض کیا عمرو چپ ہو رہا
دوسرے دن لقا سرداران سمیت دربار عمرو مین حاضر ہوا عمرو نے بہت عزت و آبرو کی بعد اسکے نریمان نے طبل جنگ بجوایا
ہرکارون نے جاکر صاحبقران کی خدمت مین عرض کیا کہ نقابدارون کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہی اور کل اُنکا ارادہ ہی کہ میدان مین
نکلکر معرکہ آرا ے نبرد ہون امیر نے یہ سنکر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا جو مرضی الٰہی خیر کہدو کہ بفضل سبحانی و تائید ربانی ہمارے یہان بھی طبل جنگ
بجے رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی جسوقت کہ صفوف جدال و قتال طرفین سے آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کے اشعار
پڑھے لشکر نقابدار قنطورہ پوش کے علما ے شنجرفی جلوہ گری پر آئے نقابدار خندان اپنے ہاتھی کو ہولکر سامنے تخت
شاہ عمرو کے آیا ہاتھی پر سے اُتر کر سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت میدان چاہی شاہ عمرو نے کہا کہ ای نقابدار خندان جاکر

تم سرداران حمزہ کو باندھ لاؤ بس نقابدار خندان ہاتھی پر سوار ہوا اور بجگانک مار کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا تمام سرداران
لشکر اسلام حیران کھڑے تھے کوئی مقابلے کو نہ جاتا تھا کسواسطے کہ میدان مشتری حصار میں لڑائی اسکی دیکھ چکے ہیں کہ کوئی اس سے
عہدہ برآ نہیں ہوا جو لڑا ذلیل ہو کر گرفتار ہوا بعد گھڑی بھر کے نقابدار نے پھر نعرہ کیا کہ ای خداپرستو تم میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ میرے
مقابلے کو آئے اور تاب مقاومت لائے سب کو ایک سکتا تھا جواب کوئی نہ دے سکتا تھا بادشاہ اسلام بھی حیران دہنی بائیں جانب
دیکھ رہے تھے مگر کوئی رخ میدان کا نہیں کرتا تھا کہ تیسری مرتبہ پھر نقابدار نے پکارا کہ ای خداپرستو یا تو شاہ عمرو کی اطاعت قبول
کر دیا میرے مقابلے کو آؤ نہیں میں خود آتا ہوں یہ آواز سنکر امیر نے ارادہ کیا کہ پہلے میں جاکر مقابلہ کروں کہ شاہزادہ انجم گروہ
رستم شکوہ پہلوان شیر افگن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے مرکب کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اترکر
مجرا کیا ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوا بادشاہ اسلام نے فرمایا ای شہزادہ بدیع الزمان تم حال سے اس نقابدار کے
واقف ہو لڑائی اسکی دیکھ چکے ہو مقابلہ کر کے کیا کرو گے ناحق گرفتار ہو گے بدیع الزمان نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ بھی تو
آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا ہے کہ صاحبقران خود جاکر مقابلہ کریں اور ہم تماشا دیکھیں ہم وہ ہیں کہ آگ ہو تو ہم اسمیں بھی کود دیں
لیکن امیر پہ آنچ نہ آنے دیں بعد ہمارے جو چاہے سو ہو ع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد ✦ بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ اچھا سپرد پروردگار عالم کیا اور جام کلاہ عفریت عنایت فرمایا بدیع الزمان سلام کر کے پی گیا اور تنگ مرکب کو موافق مرضی
کے درست کیا کہ عرصۂ زیست حریف پر تنگ کرے اور بار دگر مرکب پر سوار ہوا بیت چو شیر یکہ گیر دبرآ ہو کمین ✦ بجست از زمین
و برآ . بزین ✦ پو دھا باگ کا لیا رانون میں جو مرکب کو مسلا بجلی کیطرح کوندکے چلا اشعار مرکبش از باد صبا تیزتر ✦ وز نفس صبح
سبک خیز تر ✦ چون تنگ و پو نہادی قدم ✦ جست و رسیدی بوجود از عدم ✦ طرفۃ العین میں برابر نقابدار کے پہونچا چاہا کہ وار کرے
ہو نقابدار نے کہا کہ یہ میرا دستور نہیں ہے اور بتا کہ تیرا نام کیا ہے بدیع الزمان نے اپنا نام بتایا کہ میں بدیع الزمان پسر رشید
صاحبقران ہوں نقابدار نے کہا کہ اے بدیع الزمان تجھے لائق و لازم یہ ہے کہ حمزہ کو فہمائش کر کہ وہ اطاعت شاہ عمرو کی
کرے بدیع الزمان نے جواب دیا شعر بدیع الزمانم کہ ہنگام زور ✦ اگر دیو آید بہ پیشم چو مور ✦ لیکن مجھے حمزہ صاحبقران
پر اختیار نہیں ہے دوسرے یہ کہ عمرو کی اصل و حقیقت کیا ہے وہ ایک ادنی ساربان زادہ ہے اور ہمیشہ مطیع حمزہ صاحبقران رہا
اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ امیر اسکی اطاعت کریں نقابدار نے کہا کہ اگر حمزہ عمرو کی اطاعت نہ کریگا تو بہت پچھتائیگا خیر لا جو کچھ حربہ
رکھتا ہو بدیع الزمان بولا کہ یہ میرا معمول نہیں کہ میں حریف پر پیشدستی کروں جب تیرے حربے سے خدا مجکو بچائیگا اسوقت
سمجھ لونگا میں بھی اپنا حربہ کرونگا نقابدار نے کہا میرا حربہ غضب خداوند فرعون شاہ ہے اور میری چشم نمائی تجھے بہت ہے یہ کہکر
نقابدار نے نقاب اپنے منھ پر سے اٹھائی اور بدیع الزمان سے کہا ع بر من نگر بر من نگر شاید کہ بشناسی مرا ✦ بدیع الزمان
بمجرد مشاہدہ روے نحس نقابدار کے قہقہہ مار کر ہنسا اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو کر گھوڑے پر سے گرا نقابدار نے ہاتھی پر سے
اترکر مشکین بدیع الزمان کی باندھلیں پھر مبارز طلب کیا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم خورشید کلاہ نے جو یہ حالت
بدیع الزمان کی دیکھی کہ یوں گرفتار ہو گیا بس تاب باقی نہ رہی بادشاہ اسلام سے اجازت بھی نہ لی اپنے مرکب کو دوڑا کر میدان
کیطرف چلا آئے جب قریب نقابدار پہونچا نقابدار مثل بدیع الزمان کے اس سے بھی تگاور زن ہوا اور نقابدار
خندان چاہتا تھا کہ شہزادہ خاور سیاہ سے ہمکلام ہو کہ نقابدار سیاہ پوش گریان بڑھا اور اپنے گینڈے کو قریب لاکر
نقابدار خندان سے کہا کہ اب تو پھر جا ایک سردار کو تو گرفتار کر چکا ہے اس سے میں سمجھ لونگا نقابدار خندان پھر گیا اور
نقابدار گریان نے شاہزادہ خاور سیاہ کا مقابلہ کیا پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے شاہزادہ بولا شعر منم قاسم صفدر و تیغزن ✦ کہ ترک
فلک لرزد از بیم من ✦ نقابدار گریان نے کہا کہ ای قاسم جو حوصلہ نکو ہو نکال لو شہزادے نے اپنے جی میں کہا کہ ای خاور سیاہ

جو پہلے مار بیٹھے وہی میرہے دل مین یہ خیال کیا اور گھسیٹ کر تیغۂ بلارک افراسیابی نقابدار گریان پر مارا نقابدار نے سر اپنا آگے بڑھا دیا تلوار سر پر پڑی ایک جھناٹے کی آواز پیدا ہوئی اور جس طرح موگری گھڑیال پر سے اُچٹتی ہی یونہی تلوار اُسکے سر پر سے اُچٹ گئی خط تک نہ پڑا نقابدار گریان قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ ای قاسم اب تو آرزو اپنے دل کی نکال چکا ذرا میری طرف دیکھ شاہزادۂ خاور سیاہ نے اُسکی طرف دیکھا اُسنے نقاب اپنے چہرے پر سے اُٹھائی شاہزادہ چیخ مار کر رو دیا اور روتے روتے بیہوش ہوگیا نقابدار مشکین باندھکر اپنے لشکر مین لیگیا اور نقابدار زردپوش سے کہا اب تو جا تیری باری ہی زردپوش وہان سے چلا جب میدان مین آیا نہیب دی کہ جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آئے سب نگران تھے کہ دیکھین کون نکلتا ہی کہ جمہور جہانسوز طرطوس بہادر شہنشاہ تبرزن مرکب کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا ہاتھ باندھ کے اجازت چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمھین حافظ حقیقی کے سپرد کیا جام کلۂ عفریت عنایت ہوا جمہور نشۂ جرأت مین چور برابر نقابدار زردپوش کے آیا نگاورزن ہوا نقابدار نے نگاور کو خالی دیا قریب تھا کہ جمہور منہ کے بھل گھوڑے سے گر پڑے مگر شہسوار بے بدل تھا آپکو روکا اور نقابدار مغلوب روزگار سے پوچھا کہ ای عزیز یہ کیا تھا اُسنے جواب دیا مین ہر کس و ناکس سے نگاورزن نہین ہوتا جمہور سنکر آگ ہوگیا اور کہا خیر تو مجھے ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہی احوال معلوم ہو جائیگا نقابدار نے حربہ طلب کیا جمہور نے تبر کمر سے نکالکر نقابدار پر مارا نقابدار نے کوڑے سے تبر کو رد کیا اور وہی کوڑا جمہور پر مارا جمہور کوڑا کھا کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا نقابدار نے جمہور کی مشکین باندھین اور اپنے لشکر مین پہونچایا پھر مبارز طلب کیا رستم پیلتن و پلکین کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی و کشندۂ کپتان فرنگی شاہزادۂ علمشاہ رومی مرکب کو اُڑا کر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکے میدان کو چلا تھا کہ امیر نے پاس بلایا اور اسم اعظم پڑھ کے علمشاہ پر دم کیا اور کہا کہ بابا جان اگر سحر کا مقدمہ ہی تو اب اثر نکریگا علمشاہ بصد شوکت و شان مقابلۂ نقابدار کو گیا اور بعد گفتگو کے نوبت شمشیرزنی کی آئی نقابدار نے تلوار اُسکی رد کر کے کوڑا مار کر مانند جمہور کے اسکو بھی گرفتار کیا امیر حیران ہو کر رہگئے بعد اسکے شیرویہ مقابلے کو گیا یہ بھی گرفتار ہوا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے دوسرے دن نریمان فیل سوار میدان مین نکلا اور بہمن بائیس سرداران لشکر اسلام تا شام اسکے ہاتھ سے اسیر ہوئے تیسرے روز کی میدانداری مین بھی بائیس سردارون کو اسیر کیا اسطرح سے کہ جسنے تلوار ماری اُسنے چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر مرکب پر سے اُٹھا لیا مشکین باندھکر اپنے لوگون کے حوالے کیا اور جو سردار بہت زبردست تھا اُسے دو چار گھڑی کشتی لڑکر زیر کیا اور یہ عالم اسکا یہ تھا کہ ہنگام کشتی قد بڑھتا جاتا تھا حتی کہ آسمان کی خبر لے آتا تھا دیو کی بھی اسکے سامنے کچھ حقیقت نہ رہتی تھی کہانتک اسکو عرض کرون تا کی طول دون غرضکہ ایک ہفتے کی میدانداری مین ہزارہا پہلوانان نامی و سرداران گرامی گرفتار ہوگئے ہر روز امیر عالی مقام اور بادشاہ اسلام بچشم گریان و دل بریان اپنے خیمے کیطرف مراجعت کرتے تھے اور فرماتے تھے معلوم ہوا کہ اس پاجی کے ہاتھون فلک ہمین ذلیل کرائیگا خیر رضینا بقضائہ تقدیر یہی باتین تھین کہ خبر پہونچی پھر طبل جنگ لشکر نقابدار مین بجا ہی امیر نے فرمایا کہ صبح کو ہم بھی مقابلہ جائینگے آگے جو مرضی خدا کی غرض اُسی وقت ادھر بھی طبل جنگ بجا ہرکارون نے یہ خبر جاکر عمرو کو دی عمرو نہایت متشوش ہوا اور نریمان سے کہا کہ ای نریمان فیل سوار صبح کو مقام اندیشے کا ہی حمزہ سے مقابلہ ہی اور وہ مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہی مالک باطل السحر ہی اگر اسم اعظم حمزہ کا بند ہو جائے تو بہت خوب ہی یہ کلمہ سنکر نریمان نہایت برہم ہوا اور عمرو سے کہا کہ اگر آپ کے مقام پر دوسرا کوئی ہوتا اور کلمہ زبان پر لاتا تو مین اُس سے بہدی پیش آتا کیا آپ مجکو ساحر سمجھے ہین جو یہ کلمہ کہتے ہین ہم سحر سے کام نہین لیتے ہین بلکہ ہم ساحر پر لعنت کرتے ہین ہمکو باطل السحر حمزہ کی کیا پروا ہی ہملوگ بندۂ خاص الخاص خداوند فرعون شاہ کے ہین ہم بزور و قوت حمزہ کی مشکین باندھکر لے آئینگے یہ کلمہ سنکر عمرو بہت خوش ہوا غرض رات بھر

طبل جنگ بجا کیا صبح کو میدانداری ہوئی بعد آراستگی صفوف جدال و قتال کے نقیب نقابت کرنے لگے کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید نریمان فیل سوار شاہ عمرو سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا امیر نے ارادہ کیا کہ مقابلے کو جائین راوی لکھتا ہے کہ جسطرح سے امیر نے جواب جنگنامے پر لکھوا دیا تھا وہی نقابدار لیگیا تھا اور عمرو کا شریک جلسے ہوا تھا ہر روز یہی طبل جنگ بجا کر میدان مین آیا کرتا تھا اُس روز زمرد شاہ نے اپنے فرزند لاہوت شاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اے نور عالیں و اے چکیدۂ قدرت جنے تقدیر کی کہ آج تو میدان مین جا تیرے دم شمشیر سے ان سب کی قضا ہے یہ تمام میرے بندگان خدائی تیرے ہاتھ سے مارے جائینگے بس لاہوت شاہ نے جو یہ کلام زمرد شاہ سے سنا نہایت خوش ہوا اور گینڈے سے اُتر کر سجدہ کیا بار دگر گینڈے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور تیغ تولے ہوئے قریب نریمان کے پہونچا اور بغیر گفت و شنید کے نریمان پر تلوار ماری اُسنے تلوار کی دھار کو نظر مین رکھکر ہاتھ بڑھا کے جھکی دی تلوار اسکی ہٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اُسکے قبضے کو اپنے قبضے مین کیا اور لاہوت شاہ کا ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لی اور بقوت تمام اُسکے منھ پر ایک طمانچہ مارا کہ وہ اپنے گینڈے سے گر پڑا جیسے لوٹن کبوتر لوٹ جاتا ہے اسطرح تڑپ کر بیہوش ہو گیا نریمان نے ہاتھی پر سے اُتر کر اُسکی مشکین باندھین اور بار دگر سوار ہو کر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا اور حکم کیا کہ بجے طبل بازگشت غرض اُس روز طویلے کی بلا بندر کے سر رہی یعنے وہ میمون خصلت خرس بادیۂ ضلالت لاہوت شاہ بن زمرد شاہ ہاتھ سے نریمان کے اسیر ہو گیا دونون لشکر میدان سے پھر گئے عمرو تعریفین نریمان کی کرتا ہوا پھرا اور لاہوت شاہ کے بارے مین حکم کیا کہ زندانخانے مین قید کرو اور بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا چارون نقابدار مع نریمان گرد و اطراف مین متمکن ہوئے نریمان نے کہا کہ اے شاہ عمرو دیکھا تمنے کہ مین نے اس گبر بچے کو کسطرح باندھ لیا عمرو نے بہت سی تعریفین کین غرض اُسنے نشۂ شراب مین آکر کہا کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت شاہ عمرو نے حکم کیا کہ نقارۂ رزمی نوازش مین آئے طبل جنگ کا بجنا تھا کہ ہرکارون نے آکر خدمت صاحبقران مین عرض کیا کہ لشکر عمرو مین طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ حربی پر چوب پڑے اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ ہمارا اسی مقام پر تھا آج تو ہم لاہوت شاہ کے سبب سے بچ رہے کل ہمنے اور نریمان سے سامنا ہے یہ کہکر نہایت اُداس بکمال پریشان دربار برخاست کرکے اپنی خوابگاہ مین داخل ہوئے کھانا بھی کچھ کھایا کچھ نہ کھایا نماز مغرب و عشا ادا کرکے گریہ وزاری مین مصروف ہوئے چار پہر رات گذر کر جسوقت کہ صبح ہوئی دونون لشکر عرصۂ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نجیب دیگر نکل گئے نریمان سامنے شاہ عمرو کے آیا اور اجازت میدان کی چاہی عمرو نے کہا اے نریمان آج مقرر حمزہ سے سامنا ہوگا ذرا ہوشیار رہنا نریمان نے کہا اے شاہ عمرو آپکو اور کچھ گمان میری طرف ہے دیکھیے گا کہ مین بعنایت فرعون شاہ حمزہ سے کسطرح لڑتا ہون اور کیونکر باندھ لیتا ہون یہ کہکر اپنے ہاتھی پر سوار ہوا اور میدان مین آیا سراپا میدان کا دیکھا یا خوب عرق عرق ہوا اور نعرہ کیا کہ اے حمزہ نکل میرے مقابلے کو آ صاحبقران نے چالاک سے کہا کہ اے چالاک میدان کو قرق کرو اُسنے کلاہ اپنی سوے آسمان اُچھالی اور پکارا ایہا الناس آگاہ ہو کہ صاحبقران زمان امیر عالیشان خود میدان مین جائینگے تمام لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے جملہ سردار مرکبون سے اُتر کر پیادہ ہوئے حضور صاحبقران استادہ ہوئے حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد کو اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے تشریف لائے پشت زین سے روے زمین پر آئے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوئے بادشاہ اسلام نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور روکر فرمایا میری بادشاہی فقط حضور کے دم سے ہے جب آپ ہی نہوئے تو مین بادشاہت کرکے کیا کرونگا آپ اسی مقام پر ٹھہریے مین نریمان سے جاکر مقابلہ کرونگا امیر نے فرمایا کہ اے شہریار عالی وقار خدا مجھے اُس روز کو نہ رکھے کہ مین تخت بادشاہی کو ویران دیکھون میری زندگی مین تخت بادشاہی اسیطرح آباد رہے اور آپکے باعث سے قیام لشکر ہے ہر چند بادشاہ اسلام نے چاہا کہ صاحبقران میدان مین

نہ جائین امیر نے نہ مانا اور بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر نریمان فیل سوار سے مقابل ہوئے نریمان نے جو آتے دیکھا حمزۂ صاحبقران سے نگاو رزان ہوا مرکب دونون کے برابر سے ہٹ گئے سپرون سے چنگاریان آگ کی گر پڑین مرکبون کو رانون مین مسلکر ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا نریمان نے پوچھا کہ یا حمزۂ صاحبقران آپ سے اور عمرو سے کیا باعث بگاڑ کا ہوا یا تو باہم وہ محبت تھی کہ ایک جان و دو قالب تھے یا یہ کہ آپ اُنکے تشنۂ خون ہین اور وہ آپ کے دشمن جان ہین امیر نے جواب دیا کہ ای نریمان تمنے اس جھگڑے کو عمرو کی زبان سے کیونکر سنا ہی نریمان نے کہا یون سنا گیا ہی کہ آس بن الوس نے سکندر عیار انگیز فرزند شاہ عمرو کو کہ شاہ عمرو نہایت اُسے پیار کرتے تھے مار ڈالا شاہ عمرو کو کمال صدمہ و ملال ہوا اور اُسی صدمے مین بعیاری شاہ عمرو گئے کہ آس بن الوس کو قتل کرین لیکن آپ کے خوف سے فقط اُسکی ناک کاٹی جان سے نہ ہلاک کیا اُسکو آپ نے جرم تصور کیا اور شاہ عمرو کی مشکین باندھکر آس بن الوس کے حوالے کردیا مگر اُسپر بھی شاہ عمرو کو کچھ خیال نہ آیا اور اپنی تقصیر معاف کرانے کو آپکی خدمت مین آئے اور آپنے پھر بھی خطا معاف نہ کی بلکہ عوض عفو قصور آپنے تازیانے اُنپر مارے جو اپنا ایسا عاشق ہو اُسکو کوئی یون بیزار کردیتا ہی جسنے آپکو خاک سے پاک کیا مرتبہ صاحبقرانی پھونچایا عمرو ہی ایسا شخص تھا کہ سب بلاؤن کو آپ پر سے اور آپکے لشکر پر سے دفع کرتا رہا اور ہر جگہ تیغ حوادث کی سپر رہا جملہ بلاؤن سے آپکو محفوظ رکھا امیر نے کہا کہ ای نریمان یہ تم کیا کہتے ہو ملازم و خادم کسواسطے ہوتے ہین اُسنے اگر یہ کام کیے تو لاکھون روپیے ہمنے دیے اور ہم سے اُس سے تو عہد و پیمان تھا کہ کسی پہلوان کو سوتے مین ذلیل نہ کرنا اُسنے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالی اور وہ سر دربار ہمارے سامنے نتھ اور چوڑیون کی کشتی لیکر آیا کہا کہ آپ جسکو پہلوان زبردست دیکھتے ہین اُسکو عیار کے ہاتھ سے ذلیل کراتے ہین آپکو جرأت و مردی سے کچھ کام نہین ہی یہ جوڑا چوڑیون کا اور نتھ موجود ہی اسے پہنکر محل مین بیٹھیے ای نریمان نہ یہ نالائق ایسی حرکت کرتا نہ مین یہ کلمہ و کلام سنتا نریمان نے کہا کہ یا صاحبقران خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جانے دیجیے آپ صفائی کر لیجیے امیر نے جواب دیا کہ یہ کبھی نہوگا اپنی جان دونگا مگر اس پاجی سے صفائی نہ کرونگا نریمان بولا کہ ہمارا تو وہ بادشاہ ہی اور آپ اُسے ہر بار پاجی کہتے ہین بس معلوم ہوا کہ آپ بر سر پرخاش ہین خیر شاہ عمرو کو کسی کی پروا نہین ہی مثل آپکے ملازم اُسکے موجود ہین لائیے حربہ اپنا امیر نے کہا کہ ہمارا دستور حریف پر پیشدستی کرنا نہین نریمان نے خبردار خبردار کہکے اپنے ہاتھی کو پیچھے ہٹاکر برچھا صاحبقران پر مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا غرض نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی نیزہ بازی رہی سنانین ہنانین ناکارہ ہوگئین چھڑ پر چھڑ لگی پڑنے مانند خلال فراشان پیچھے پرچھے اُڑ گئے نریمان نے کہا کہ نیزہ بازی مین تو آپ مجھسے برابر رہے لیکن یہ گرز طمانچہ ملک الموت کا ہی لیجیے یہ کہکر خواصی مین سے گرز گران سنگ اُٹھاکر امیر پر مارا امیر نے قربوس زین سے گرز سام بن نریمان اُٹھاکر چہرے کی پناہ کیا اور پکارے اے پروردگار عالم چہرہ ام از گل نازک تر ست پناہ دست ندارم پناہ تو دارم نریمان نے گرز دودستی مارا گرز پر گرز پڑا اتفاقے کی آواز گنبد گردان تک پیچیدہ ہوئی دونون گرزون مین بل پڑ گئے شرارے آتش کے نکل گئے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب تا تنگ زمین مین غرق ہو گیا امیر کی آنکھین بند ہو گئین ہر بن مو سے پسینا جاری ہوا تتق گرد مین پوشیدہ ہو گئے نریمان فیل سوار پکارا کہ زدم و پست کردم چالاک بن عمرو دوڑا اور گرد کے چرخ مار اندر گرد کے گھسکر دیکھا تو امیر بیہوش کھڑے ہین آواز دی کہ یا امیر باتوقیر ہوش مین آئیے آنکھ امیر کی کھل گئی امیر نے پوچھا کہ کیا ہی چالاک نے کہا کہ ای شہریار حریف زیادتی کرتا ہی اور حضور کا کیا عالم ہی امیر نے فرمایا کہ بچایا پروردگار عالم نے نگہ بلا کی ضرب لگائی اس کافر خاسر نے یہ کہکر مرکب کو اشارہ کیا ایسا ہی گھوڑا تھا کہ زمین کا طبقہ لیکر نکلا حمزۂ صاحبقران تتق گرد کے باہر آئے حریف نے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران زندہ و سلامت ہین جی مین اپنے کہنے لگا کہ ای نریمان حمزہ بچ گیا اور اُدھر حمزۂ صاحبقران نے

آواز دی کہ باش او کافر خاسر شعر تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن ❊ ہمہ شادی از دل فراموش کن ❊ دیگر دور مجنون گذشت
نوبت ماست ❊ ہر کرا پنج روز نوبت اوست ❊ ہوشیار ہوشیار کہکر دو دستی گرز اُس ناہنجار بد کردار نزیمان فیل سوار پر
مارا کہ اُسکی بھی وہی حالت ہوئی جو کیفیت امیر کی ہوئی تھی اور کمر اسکے ہاتھی کی ٹوٹ گئی ادہر امیر نے بھی آواز دی کہ صاحبو دوڑو اور
نزیمان کی خبر لو عمرو بن امیہ ضمری نے کمارے جلد جاؤ عیار دوڑے اور پکارے کہ ای پہلوان زمان وای گرشاسپ دوران
کیا کیفیت ہی نہ صدا اتھی نہ ہاتھی چھاگل مین سے پانی نکال کے چھینٹا دیا گرد بیٹھی دیکھا کہ نزیمان فیل سوار مدہوش کھڑا ہی دونون
گھٹنے اُسکے آشنا بزمین ہین آنکھین بند ہین ہر بن مو سے پسینا جاری غشی طاری ہی مگر دونون ہاتھ اسکے ستون گرز ہین بالکل خلل
وبل نہین آواز دی عیارون نے کہ ای پہلوان قدرت ہوش مین آ نزیمان کی آنکھ کھل گئی حیران ہوکر ہر چہار جانب دیکھنے لگا
عیارون نے پوچھا کہ کیا کیفیت ہی نزیمان نے جواب دیا کہ بجا یا خداوند فرعون شاہ نے یہ کیکر ہاتھی کو اُسنے ہولا اُسکا کام تمام
ہو چکا تھا ہاتھی پر سے کود پڑا اور دوڑا کہ اشقر دیوزاد کو مار ڈالے امیر نے جو نزیمان کو بارادۂ فاسد آتے دیکھا گھوڑے
پر سے کود پڑے نزیمان نے امیر کو پیدل دیکھکر سپر اور تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور حمزۂ صاحبقران پر دوڑا امیر بھی نتھے
ہوکر جھپٹے دونون باہم لپٹکر مصروف کشتی ہوئے امیر اسم اعظم پڑھ پڑھکر دم کرتے جاتے ہین چار پہر دن کشتی رہی امیر کا یہ عالم ہوا
کہ بند بند مین درد پڑ گیا اور نزیمان کو کچھ نہ معلوم ہوتا تھا شام کو نزیمان نے کہا کہ اب آپ پھر جائیے صبح کو ہم اور آپ پھر لڑینگے
اگرچہ معمول امیر کا یہ نہ تھا کہ میدان سے بے تصفیہ پھرین لیکن نزیمان نے جو کہا کہ اب شام ہوئی پھر جائیے امیر غنیمت سمجھے
کہ آبرو میری رہگئی غرض امیر اشقر پر سوار ہوئے پھر کر بارگاہ مین آئے اسطرف نزیمان پھرا عمرو اسپر زرنثار کرتا ہوا کمال
مسرور و خوشنود ہو کر بارگاہ مین آیا صحبت عیش برپا ہوئی نقابدار قنطورہ پوش نے عمرو سے کہا کہ خواجہ صاحب جی چاہتا ہی آج
تم سرایندگی کرو اور بانسری بجاؤ تو ہم سنین عمرو نے کہا کہ بدل وجان مین حاضر ہون سازندون سے خطاب کیا کہ تم ساز آلیس
مین ملاؤ اور خود جوڑی نی کی ہفت پیوندی نکالکر ساتون قفلیان اُسکی ملاکر بجانا شروع کیا تمام صحبت مسرور و خورسند تھی احسنت
و مرحبا کی صدا بلند تھی یا یہ آواز تھی دہرا ہی مری بندوق جون گولی جاکے تان ❊ کان ہو ہر دسے بسے کہ آنکھین نکسے آن
عجیب سمان بندھا تھا عجب رنگ جما تھا یہان تو یہ رنگ ہی مگر حال حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ اُداس و پریشان
بارگاہ مین بیٹھے ہوئے بادشاہ اسلام سے کہ رہے ہین کہ کل جو نزیمان سے سامنا ہوا تو یقین ہی کہ مجھپر غالب ہوگا ہمیشہ
پروردگار نے آبرو رکھی مگر اب عزت بچتی نہین معلوم ہوتی بادشاہ اسلام فرما رہے ہین کہ آپ گھبرائیے نہین پریشان نہو جیے پروردگار
عالم مدد کریگا کوئی سبب ایسا نکالیگا کہ یہ بلا آپ پر سے دفع ہوگی یہی باتین تھین کہ پہلوان عادی سامنے سے آیا اور صاحبقران
سے دست بستہ عرض کیا دیلک ہذا من غلام تو ام امروز نوبت طلایہ شماست لشکر مین امیر کے معمول یہ ہی کہ جتنے سردار ہین مع
امیر اور بادشاہ اسلام کے سب کا ایک ایک دن طلایہ مقرر ہی اور فرد سب کے نام کی لکھی ہوئی پہلوان عادی کے پاس ہی
جس روز جسکی باری ہوتی ہی پہلوان عادی اُسے آگاہ کر دیتا ہی چنانچہ اُس روز نوبت امیر کی تھی امیر نے فرمایا کہ مجھے قبول
ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلینگے صاحبقران بولے کیا مضائقہ ہی مگر حضور کو تکلیف ہوگی بادشاہ
اسلام نے نہ مانا غرض بوقت شب حمزۂ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے طلایہ پھرنے لگے گرد لشکر کے پھرتے ہوئے
برابر ایک بلندی کے پہونچے اوپر بلندی کے حمزۂ صاحبقران چڑھ گئے اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ ای شہریار آئیے ہم
اور آپ یہان بیٹھین کہ آج شب ماہ ہی چاندنی کی بہار ہی سامنے سبزہ زار ہی اور ادھر لشکر ہی اس ٹیلے پر سے تمام کیفیت نظر
آئیگی بلطف رات بسر ہو جائیگی بادشاہ اسلام نے اس امر کو بہت پسند کیا حمزۂ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے اُس
ٹیلے پر جا کے بیٹھے اور شراب تھوڑی منگوا کر میکشی مین مشغول ہوئے شراب پیتے جاتے ہین اور چہار طرف دیکھتے جاتے ہین

کہ ایک طرف سے آواز زنگولون کی بلند ہوئی امیر اُسی جانب کو دیکھنے لگے دیکھا کہ چالاک بن عمرو چلا آتا ہے آواز دی کہ اے چالاک کہان چلا چالاک نے آواز امیر کی پہچانی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک بلندی پر صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے جلوہ فرما ہین اوپر آیا قریب حمزۂ صاحبقران کے پہونچکر دست ادب بستہ عرض کیا کہ اے شہریار باوقار مین جاتا ہون عمرو بن امیہ ضمری کے لشکر مین ارادہ ہے کہ وہان پہونچکر کچھ دست بردی کرون امیر اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ ہم بھی تیرے ساتھ چلتے ہین اسنے کہا کیا مضائقہ ہے غرض حمزۂ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور چالاک بن عمرو جانب لشکر شاہ عمرو روانہ ہوئے آتے آتے دیکھا انھون نے کہ ایک سیاہ پوش چلا آتا ہے جسوقت سیاہ پوش قریب امیر کے پہونچا امیر نے بنگاہ اول پہچانا کہ یہ شاہزادۂ اسد بن کرب غازی ہے اُدھر اسد نے پہچانا کہ امیر ہین عرض کیا اُسنے کہ اے جد بزرگوار آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین امیر نے جواب دیا کہ مین برائے سیر جاتا ہون اسد نے کہا کہ مین بھی اسی قصد سے نکلا تھا خوب ہوا کہ حضور سے ملاقات ہو گئی اب مین بھی حضور کے ہمراہ ہون حمزۂ صاحبقران نے کہا کہ آؤ غرض صاحبقران مع بادشاہ اسلام و اسد و چالاک کے سیر کرتے ہوئے لشکر مین عمرو کے داخل ہوئے بصورت مبدل چلے آتے ہین آتے آتے دروازۂ بارگاہ شاہ عمرو پر پہونچے صاحبقران نے دیکھا کہ عمرو بن امیہ ضمری تخت سلطنت پر بیٹھا ہے تاج شہریاری سر پر رکھا ہے لوگ گرد و اطراف مین دست ادب بستہ کھڑے ہین چارون نقابدار کرسیون پر بیٹھے ہین حمزۂ صاحبقران نے جیسے ہی صورت عمرو بن امیہ ضمری کی دیکھی ایک غیظ و غضب طاری ہوا آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ حسام کو نیام انتقام سے کھینچکر عمرو پر جا پڑین بادشاہ اسلام قریب تھے انھون نے نگاہ غضب آلود حمزۂ صاحبقران کو پہچانا کہا کہ یا امیر کیا ارادہ ہے قبضے پر کیون ہاتھ ڈالا ہے امیر نے جواب دیا کہ حضور قصد ہے اس ساربان زادے کے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کرون بادشاہ اسلام مانع ہوئے کہ یا امیر یہ امر اچھا نہین ہے اس ارادے سے آپ باز آئیے موجب بدنامی کا ہے تمام جہان مین مشہور ہو جائیگا کہ حمزہ نے عمرو کو بدغا بازی قتل کیا دوسرے یہ کہ نقابدار خندان اور گریان دونون موجود ہین جسوقت وہ نقاب اپنے منھ پر سے دور کرینگے آپ روتے روتے اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائینگے عمرو کی کیا اصل و حقیقت ہے کہ حضور سے مقابلہ کریگا یہ احتشام اُسکا چند روز ہے حمزۂ صاحبقران کو نصیحت بادشاہ اسلام کی پسند آئی کہا کہ اے شہریار باوقار جو کچھ آپ نے فرمایا وہ مین نے قبول کیا اس ساربان زادے سے پھر سمجھ لونگا واقعی اسے قتل کرنا ابھی مناسب نہین ہے بقول حضور کے زمانہ یہی کہے گا کہ حمزہ نے دغا سے عمرو کو مارا یہ کہکر حمزۂ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے آگے بڑھے تماشا دیکھنے لگے اور یہان نریمان فیل سوار نے داراب ایک سردار ہے اسکی جانب دیکھکر کہا کہ اے داراب اُٹھ اور یہ قرابہ شراب ناب کا سمک فرعونی کے واسطے لیجا اور اُس سے کہنا کہ اے سمک تو خداپرستون کی نگہبانی سے غافل نہو جیو اور اپنے ہمراہیون سمیت ہوشیار رہیو داراب یہ سنکر باہر بارگاہ کے آیا اور آواز دی کہ میان کوئی مزدور ہے چالاک نے جو سنا کہ مزدور کی خواہش ہے جلدی سے اپنے تئین ایک تھہدے کی شکل بنایا ٹوپی سر پر ہے چند وا اُسکا غائب گوٹ فقط رہ گئی ہے غرقی بندھی ہے دونون چوتڑ کھلے ہین ایک پھٹی چادر بغل مین ہے پکارا کہ خداوند حاضر ہون کیا مجوری دیجیے گا اُسنے کہا جو تو مانگے گا وہ دینگے یہ بولا خداوند مین تو گنڈے سے کم نہ لونگا اسنے کہا کہ اچھا تو اُٹھا تو سہی گنڈا ہی دینگے اسنے کہا کہ لائیے پہلے دیدیجیے خداوند آپکی بدولت کھوب چھکا پو کھیلین گے غرض داراب نے چار پیسے خدمتگار سے دلوا دیے یہ دعائین دینے لگا اور کہا خداوند اب جتنا بوجھ آپ چاہین اُٹھوالین اُسنے خطاب کیا کہ قرابہ شراب کا اُٹھا لے چالاک نے قرابے کو سر پر رکھا اور روانہ ہوا راستے مین تمام شراب

کو بیہوشی آمیز کیا یہانتک کہ جہان زندانخانہ تھا وہان پہونچا داراب نے سمک فرعونی کو شراب دی اور کہا ای پہلوان
دوران نریمان فیل سوار نے یہ شراب تمکو بھیجی ہی کہ اسے رات بھر پیو اور تمام شب نگہبانی مین مصروف رہو یہ کہکر
داراب چلا گیا سمک فرعونی نے تھوڑی شراب تو اپنے لیے رکھ لی باقی تمام اپنے ساتھ والون کو بانٹ دی سب نے
پینا شروع کیا اور اپنے اپنے کھیل مین مشغول ہوئے کوئی تو پچیسی کھیل رہا تھا اور کوئی تو تری پھینکتا تھا کہین تُلیلی پھنک
رہی تھی سات پانچ کی صدا بلند تھی کسی طرف پچیس تین کی آواز چلی آتی تھی کسی جانب سوخت ہو رہا تھا کوئی سیسر بت
کھیلتا تھا اور کوئی بدقماش گنجفہ بازی مین مصروف تھا کوئی شخص شطرنج کا منہوش تھا کوئی چوسر کے رنگ مین خودفراموش
تھا بیہوشی نے جو تاثیر کی تو چہار جانب چھینکین ہونے لگی لات کی ڈھول دھپا چلنے لگا ادھر بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش
ہو ہو کر گرے چالاک دور کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ کوئی ہوش مین نہین ہی بچالاکی تمام دوڑا زندانخانے
کا دروازہ کھولا جتنے سردار کہ نقابدارون کے ہاتھ سے اسیر ہوئے تھے اُن سب کو قید سے رہا کیا سبھون نے قید اپنے اپنے
بدن کی توڑ ڈالی چالاک ان سب کو ساتھ لیکر امیر کی خدمت مین آیا امیر انکو دیکھکر بہت خوش ہوئے چالاک کو گلے سے
لگایا کمال تحسین و آفرین کی اور جملہ سردارون کو لیکر داخل لشکر ہوئے صبح کو دربار فرمایا سب سردار جابجا آکر بیٹھے صحبت عیش
برپا ہوئی اب اس طرف کا حال سنیے کہ صبح کو زندانخانے والے لوگ بیدار ہوئے دروازہ زندانخانے کا کھلا ہوا پایا
اور کسی قیدی کو نہ دیکھا آکر خدمت شاہ عمرو مین عرض کیا کہ رات کو تمام قیدی چھوٹ گئے شاہ عمرو نے کہا کہ ای
نقابدار قنطورہ پوش تمنے مجھسے کہا تھا کہ عیاری نہ کرنا مین نے تمہارے کہنے پر عمل کیا شیوۂ عیاری چھوڑ دیا اب دیکھو کہ
عیاران لشکر اسلام میرے ساتھ عیاریان کرتے ہین تم بھی اب مجکو منع نہ کرنا مین بھی انسے عیاری کرونگا نقابدار قنطورہ پوش
نے کہا ای شاہ عیاران سردار لشکر اسلام کے چھوٹ گئے تو آپکو بڑا رنج ہوا آپ گھبرائیے نہین دو ایک دن مین وہ سب
گرفتار پھر ہو جاینگے وہی نقابدار انکو پھر پکڑ لائینگے یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہی اُدھر امیر بارگاہ مین بیٹھے ہوئے بادشاہ
اسلام سے عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار آج سردار چھوٹ آئے کل پھر گرفتار ہو جائینگے یہ بلا دفع کیونکر ہو گی بادشاہ
اسلام نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو بلوائیے اُنسے احکام نکلوائیے دیکھیے تو وہ کیا کہتے ہین حکم دیا کہ لاؤ جلد
خواجہ زادون کو بعد دم بھر کے خواجہ بزرگ امید و دریادل و والاگہر و سیاوخش آکر موجود ہوئے چارون بھائیون
نے سلام کیا صاحبقران باقبال مع سرداران فرخ فال کے تعظیم کو کھڑے ہوئے بادشاہ نے نیم قد اُٹھکے تعظیم کی نیم تخت
پر چارون بھائی بیٹھے عرض کیا کہ کسواسطے حضور نے یاد فرمایا ہی ارشاد ہوا کہ علم نجوم سے دریافت کیجیے کہ ان نقابدارون پر
ہم فتحیاب ہونگے یا نہین خواجہ بزرگ امید وغیرہ نے سوا ہاتھ زمین کو لیکر اسطرلاب کو مقابل آفتاب کرکے تختۂ تعقل
پر قرعۂ تفکر کو پھینکا ساتون ستارے بارہ برج شمس قمر زہرہ مشتری عطارد مریخ زحل اور حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ
میزان عقرب قوس جدی دلو حوت اور سولہا خانے رمل کے نگاہ مین کرکے احکام کو طرح دیکے حکم نکالا اور ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ ہمین تو یہ ثابت ہوتا ہی کہ مع حمزۂ صاحبقران کے کوئی ان نقابدارون پر غالب نہو گا اندنون کمال نحوست
پر کوکب بخت ہی ایک ہفتہ تو نہایت ہی سخت ہی بہتر یہ ہی کہ صاحبقران شکار کھیلنے کو تشریف لیجائین بعد چند روز کے یہ کلفت
دور ہو گی طبیعت شاد و مسرور ہو گی پروردگار رحم فرمائیگا فضل کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ معمول انکا دو چار دن خواجہ زادون
کو خلعت ہوئے چار توڑے اشرفیون کے مرحمت ہوئے وہ بزرگ تو چلے گئے بادشاہ نے امیر سے کہا کہ آپ ایک ہفتے
کی مہلت عمرو سے لیکر صیدافگنی کو جائیے امیر نے عرض کیا کہ وہ پاجی مہلت نہ دیگا بات میری ضائع ہو جائیگی سردارون
نے عرض کی کہ حضور شکار کے واسطے سوار ہون اگر ادھر طبل جنگ بجیگا ہم مقابلہ کر لینگے جو کچھ ہو گا سمجھ لینگے امیر کو یہ صلاح

پسند آئی فرامرز عاد مغربی سے کہا کہ جانوران صید گیر تیار رہین اُسنے عرض کی تیار ہین غرض صبح کو صاحبقران بیلے
قراول میر شکار یوزباشی اپنے ساتھ لیکر شکار کو روانہ ہوئے ادھر شاہ عمرو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر اسلام مین
بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو میدانداری ہوئی نریمان فیل سوار شاہ عمرو سے اجازت
لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا شاہزادۂ خاور سپاہ بادشاہ سے حکم لیکر مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی گرز بازی ہوئی
برابر رہے مطلب حاصل نہوا تلوار کی نوبت آئی جب بھی کار برآری نہوئی دوپہر کی کشتی مین نریمان نے زیر کیا اور پھر مبارز
طلب کیا بدیع الزمان نے مقابلہ کیا شام تک نریمان نے بدیع الزمان کو بھی پکڑ لیا شام کو دونون لشکر پھر گئے پھر طبل جنگ
بجا صبح کو پھر وہی سامنا ہوا اُس روز کی میدانداری مین لندھور اور نور الدہر کو گرفتار کرکے لیگیا تیسرے دن مالک اشتر در
صاحب نیزۂ دوسر غلام نبی جاکر حیدر مقابلے کو نریمان فیل سوار کے نکلا دن بھر کی کشتی مین یہ مغلوب ہوا اسی طرح بہر چند
روز کی میدانداری مین نریمان تمام سردارون کو گرفتار کر لیگیا سوا بادشاہ اسلام کے اور کوئی لشکر اسلام مین باقی نرہا
اُسوقت عمرو نے نریمان سے کہا اے نریمان فیل سوار جبتک حمزہ شکار سے پھر کر آئے تو سرداران زمرد شاہ کو شکار
کر اسنے عرض کیا کہ بہت خوب آپ طبل جنگ بجوا لیجیے کل مین ہون اور زمرد شاہ باختری ہے یہ کافر خاسر جاتا کہان ہے
اُسی وقت شاہ عمرو نے طبل جنگ بجوایا جاسوسان لشکر اسلام نے بادشاہ اسلام کو خبر پہونچائی کہ لشکر عمرو مین طبل جنگ
بجا ہے اور کل ارادہ نریمان کا یہ ہے کہ سرداران لقا سے مقابلہ کرے ادھر ہر کارے زمرد شاہ باختری کے وسواس
خناس خوش آمد در آمد بر آمد سلامت جو لشکر عمرو مین بامر جاسوسی موجود تھے اُنھون نے آکر زمرد شاہ
باختری کو اطلاع دی کہ نریمان فیل سوار کا یہ ارادہ ہے کہ سرداران خداوند سے مقابلہ کرے اور آتش عناد و
فساد کو دونا کرے زمرد شاہ نے کہا ہمنے یہی تقدیر کی کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی خروش مین آئے غرض تمام رات
تینون لشکرون مین ایک غلغلہ رہا صبح کو میدان کارزار مین آئے بعد صفوف آرائی میدان قتال و جدال و نقابت
نقباے بلند آواز کے نریمان فیل سوار اپنے لشکر سے نکلا اور وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر نہیب دی کہ اے زمرد
پرستو تم مین سے جسے تمنائے مرگ ہو میرے مقابلے کے واسطے آئے شعر گران ہر کرا بار سر بر تن ست ٭ حکیم علاجش
بدست من ست ٭ سب نگران تھے کہ دیکھین کون نکلتا ہے اتنے مین ضیغم خون آشام خالوے قدرت زمرد شاہ
سے اجازت لیکر مقابل نریمان کے آیا نریمان نے دو گھڑی کے عرصے مین اُسکی مشکین باندھ لین پھر زنگار خون آشام
نکلا وہ بھی گرفتار ہو گیا کلکال خون آشام نکلا وہ بھی اسیر ہوا جب یہ تینون سردار گرفتار ہو گئے اُسوقت لقا
نے حکم دیا کہ بجے طبل بازگشت کل ہم خود مقابلہ کرینگے لشکر مین زمرد شاہ کے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے
عمرو بن امیہ ضمری تعریفین نریمان کی کرتا ہوا پھرا اور ان تینون کو حکم دیا کہ لیجا کر قید کرو پھر طبل جنگ بجا لقا کے
لشکر مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا صبح کو دونون لشکر عرصۂ کارزار مین آئے اُدھر سے نریمان فیل سوار نکلا اور
ادھر سے زمرد شاہ نے ارادہ کیا کہ مقابلے کو جائے بختیارک نے منع کیا کہ یا خداوند آپ نہ لڑیے لقا بولا کہ او شیطان
تجھے کارخانۂ خدائی مین کیا دخل ہے مین ابھی اس بندۂ گستاخ کو باندھ لاتا ہون یہ کہا اور کرگدن پر سوار ہو کر میدان
مین آیا بعد ازنگاورزنی لقا نے نریمان سے کہا کہ او بندۂ بے ادب تو مجھسے مقابلہ کرتا ہے بہتر یہ ہے کہ مجھے آکر سجدہ
کر کیونکہ فرعون شاہ میرا چھوٹا بھائی ہے نریمان غضب مین آیا کہا او یاوہ گو کیا واہی بکتا ہے لقا نے برہم ہو کے کہا کہ
او نریمان مجھے تو جھوٹا جانتا ہے نہین ڈرتا میرے غضب خداوندی سے نریمان بولا تو جھک مارتا ہے لا
جو کچھ حربہ رکھتا ہو لقا نے نیزہ مارا نریمان نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوا کیا لقا غیظ و غضب مین آیا تلوار ماری

نریمان

نریمان نے تلوا چھین لی اور وہ سپر کی کشتی مین لنگر لقا کا توڑا اچرخ دیگر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھین لقا بکا کیا کہ تو سینۂ قدرت پر چڑھا ہی ڈرتا نہین آسمان تجھپر گرا دون زمین مین غرق کردون اب بھی باز آ مشکین نہ باندھ نریمان ہنسا کیا اور لقا کو باندھ لیا طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین گئے شاہ عمرو آکر تخت پر بیٹھا کہا کہ لاؤ زمرد شاہ کو لقا کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے لوگ لائے لقا نے کہا کہ سلام میرا اُسپر جو مجھے بخدائی برحق جانے کسی نے جواب نہ دیا نریمان پکارا کہ او گیدی کیا بکتا ہی اس کبر و غرور کو چھوڑ شاہ عمرو کے قدمون کو بوسہ دے لقا نے کہا کہ یہ گستاخ ہی عمرو نے کہا کہ مارو اس مرتد کو لوگون نے دو دو چار چار طمانچے لقا کے مارے نریمان نے ہنسکر کہا کہ ای لقا تو بڑا اچیا ہی دیکھو وا ہیات کو چھوڑ شاہ عمرو کی اطاعت کر لقا بولا کہ قسم ہی اپنی خدائی کی سب کامون کی تقدیر مین نے شیطان درگاہ ملک بختیارک پر مقرر کی ہی وہ آئیگا تو جواب دیگا شاہ عمرو نے کہا لاؤ بختیارک کو نقابدار قلندر فیل سوار گیا بختیارک کو لے آیا اُسنے آتے ہی شاہ عمرو کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ مین تو آپ کے غلام کا غلام غلام کا غلام بلکہ احتلام ہون کیا ہی طبیعت فدوی کی حضور کو اس شوکت سے دیکھکے خوش ہوئی ہی عمرو بولا بہت باتین نہ بنا دیکھ تو لقا کیا کہتا ہی بختیارک لقا کی جانب پھرا اور کہا کہ کیا ہی کیون نہین شاہ عمرو کی اطاعت کرتا اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ جلد قدمون کو بوسہ دے کہ اس جناب سے جو پھرا ہی وہ خراب ہوا ہی کسی خداوند مین یہ کرامات نہین دیکھی جو شاہ عمرو مین ہی لقا بکا سا مین نے تقدیر کی کہ قدمون کو عمرو کے بوسہ دون یہ کہکر آیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا شاہ عمرو نے حکم کیا کہ قید لقا کی دور کرو الغرض لقا نے قید سے رہائی پائی اور تمام اپنی فوج و لشکر بلوایا اور شریک عمرو ہوا بعد اسکے عمرو نے حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام کو لاؤ سب آکر سامنے حاضر ہوئے شاہ عمرو نے کہا کہ تم سب میری اطاعت کے بارے مین کیا کہتے ہو سبھون نے عرض کیا کہ ہم آپ کے بدل و جان مطیع ہین مگر پہلے صاحبقران سے فیصلہ کرلیجیے تو بہتر ہی لیکن پہلوان عادی کئی دن کا بھوکا تھا پکارا کہ ویک ہذا من غلام تو شدم شکم مرا ہر کہ سیر کند نوکر او ہستم شاہ عمرو نے فرمایا کہ کھانا پہلوان عادی کے واسطے لاؤ اور خوب کھلاؤ جسوقت کہ پہلوان عادی کا شکم سیر ہوا قدمون کو عمرو کے بوسہ دیا لخت شدادی لیکر دروازے پر بیٹھا نوکری شاہ عمرو کی اختیار کی باقی جتنے سردار تھے سب زندانخانے مین بھیجے گئے لیکن چالاک بن عمرو بصورت مبدل یہان موجود تھا تمام حال جاکر بادشاہ اسلام سے بیان کیا فرمایا کہ خیر یہان تو لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا اور امیر ابھی تک نہین پھرے ایک ہفتہ کا وعدہ کرکے گئے تھے دو ہفتے گذر چکے ای چالاک تم جاؤ اور صاحبقران کو ڈھونڈھ کے لاؤ غرض چالاک بن عمرو صاحبقران کی تلاش مین روانہ ہوا

اب چند کلمے امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

شکار اندازان صحرائے معانی و صید بازان صیدگاہ خوش بیانی وادی تحریر مین شکار تقریر یون کھیلتے ہین کہ جب امیر با توقیر بہر شکار چلے تمام جانوران صیدگیر ہمراہ تھے باز جرہ ترمتی شکرہ لگھڑ جھگڑ چیخ باشا بحری وغیرہ ابیات

سیہ گوش چیتے وہ تھے آشکار	ہرن وہ کہ شیرون کا کرین شکار	وہ کتون کی تھین جوڑیان لاجواب	دل شیر دہشت سے ہو جنکی آب
کسی سمت اجرے کہین ہرہان	پرندون کا چھوڑین نہ نام و نشان	لیے باز ہاتھون پہ تھے بازدار	کہ ہو طائر روح جنکا شکار

پہلے قراول میر شکار یوزباشی راہدار سنہرے دھون کے پائجامے پہنے ماشی پگڑیان باندھے گلون مین اُسی رنگے پہنے جانور ہاتھون مین لیے ہوئے ساتھ ساتھ چلے وقت صبح صادق کا تھا صحرا مین جو پہونچے پہلے صاحبقران نے نماز پڑھی وظیفے سے فارغ ہوئے بعد اسکے حکم دیا کہ شکار ہو پہلے میر شکار سب حاضر تھے انھون نے بموجب حکم اپنے آقا کے نامدار کے جھاڑی جھنڈی کو ڈھونڈھنا شروع کیا تیتر تو کے بٹیر کا شکار ہونے لگا جب پرندون کا شکار بخوبی ہو چکا اسوقت حمزہ صاحبقران نے

حکم دیا کہ اب چرندون کی تلاش کرو بموجب حکم عالی سوار اور پیادے تفحص مین چرندون کے روانہ ہوئے ایک ساعت ابھی نہ گذری تھی کہ چوگھڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق حاضر ہوئی لب عبودیت سے زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ یہان سے تھوڑی دور پر ایک چراگاہ ہے وہان سب طرح کے جانور مانند چیتل اور نیل گاؤ کے چرنے مین مصروف ہین امیر عالیشان انکو انعام موافق انکے مرحمت فرما کے اُس جانب کو روانہ ہوئے تمام لشکر بھی اُسطرف کو چلا جسوقت کہ قریب اُس چراگاہ کے پہونچے آواز سے سم مرکب کی ان چرندون نے اپنے کلّے کھڑے کیے اور ارادہ کیا کہ چوکڑی بھر کر فرار ہوجائین اُسوقت امیر گیتی ستان نے تمام لشکر کو اپنے حکم دیا کہ یہ چرند جانے نہ پائین بموجب فرمانے کے سوارون نے گھوڑے ڈالے حمزۂ صاحبقران نے بھی ایک ہرن کا تعاقب کیا وہ ہرن سامنے سے بھاگا جاتے جاتے ایک مقام پر دریا نمودار ہوا ہرن پانی کو دیکھکر جھجکا اُسی وقت امیر نے تیر کو کمان مین پیوستہ کرکے ہرن پر مارا آواز زہ کی بلند ہوئی مصرعہ فلک گفت احسن ملک گفت زہ + تیر ہرن کے شانے پر ایسا پڑا کہ دوسرے شانے کو توڑ کر پار گذر گیا ہرن گرا صاحبقران نے اشقر دیوزاد سے اُتر کر ہنوز وہ تڑپتا ہی تھا کہ تکبیر کہکر ذبح کیا چقماق پتھر سے آگ نکالی اور خشک لکڑیان جنگل سے چنکر جلا دین جب اُسمین سے دھوان نکل گیا آگ باقی رہگئی اتنے عرصے مین حمزۂ صاحبقران نے ہرن کے گوشت کو صاف کر لیا سیخ پر کباب لگا کر تیار کیے اور وہین آگ پر بھون بھون کر کھانے لگے چونکہ بھوک بشدت تھی دن بھی قریب دوپہر کے آچکا تھا اور لشکر تمام پیچھے رہگیا تھا کوئی ساتھ مرکب کے نہ تھا جسوقت کہ کباب کھا کر خوب شکم سیر ہو چکے دریا سے جا کر پانی پیا دلمین ارادہ کیا کہ یہان تھوڑی دیر استراحت کریجیے اگر اس عرصے مین لشکر ڈھونڈھتا ہوا آگیا تو بہتر ورنہ پھر چلینگے یہ اسی خیال مین تھے کہ سامنے سے ایک ہرن اور نہایت خوبصورت پیرون مین گھنگرو سینگون پر طلائی انگوٹھیان چڑھی اُسپر کار مینا کیا ہوا تمام جسم پر نقش و نگار عجیب و غریب کہ کبھی چشم فلک نے ایسا ہرن نہ دیکھا ہوگا پیدا ہوا صاحبقران اُسکو دیکھکر عاشق ہوگئے دلمین کہا کہ اگر زندہ پکڑ لیجیے تو اسکی پرورش کیجیے یہ سوچکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر تعاقب مین روانہ ہوئے اور ہرن بھی بھاگا چلا جاتا ہے اتنے مین ایک دریاے ریگ ظاہر ہوا ہرن اُسمین غائب ہوگیا امیر حیران و سرگردان رہگئے اب جو دیکھا تو ایک ہولناک بیابان دور تک ریگستان ہے اشقر کا یہ عالم ہے کہ چل نہین سکتا ریگ مین غرق ہوا جاتا ہے خاک اُڑ رہی ہے کوئی آدمی دکھائی نہین دیتا حاصل کلام چار گھڑی دن باقی تھا کہ اُس بیابان ریگ سے نکلے ایک باغ نظر آیا امیر داخل باغ ہوئے باغ نہایت شاداب و خرم پھول رنگ رنگ کے پھولے ہوئے درخت میوہ ہاے گوناگون سے بھرے ہوئے چار چمن آراستہ و پیراستہ اشجار نوخاستہ طاؤسون کا شور قہقہہ زن چکور عندلیبون کا چہچہہ طوطیون کا طوطی بول رہا ہے قمریون کی کوکو کی صدا بلند ہے طاؤس خوش قد ایک طرف خوش فعلیان کر رہا ہے امیر بھوکے تھے میوہ توڑ کر کھایا صدا ساز طبلے اور سارنگی کی کان مین پہونچی امیر اُسی طرف چلے قریب ایک قصر کے پہونچے دیکھا کہ اُسکے ہر در و دیوار پر مینا کیا ہوا ہے مکان نہایت پاکیزہ ہر ایک سمت ہجوم پریرویان ماہ طلعت بصد حسن و خوبی صحبت رقص و سرود گرم کیے ہے درمیان مین ایک تخت مرصع کار پر ایک نازنین حور وش بصد عز و تمکین متمکن ہے صاحبقران نے جو وہ صورت زیبا دیکھی ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوگئے اور اس نازنین نے بھی جو امیر کا جمال بے مثال دیکھا بصد جان و دل مائل ہوئی اور بہزار ناز و ادا تعظیم کیواسطے اُٹھی اور دوڑ کر ہاتھ امیر کا پکڑ لیا امیر از بسکہ وارفتہ ہوچکے تھے بے تکلف اسکے ساتھ جا کر مسند پر بیٹھے اُس مہجبین کے اشارے سے کل اسباب دعوت مہیا ہوا عطردان پاندان چنگیر چوگھڑے گلابیان شراب کی سیخین کباب کی اور کل سامان شاہانہ موجود ہوا اُس نازنین نے جام شراب لبریز کر کے امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نشۂ بادۂ الفت مین چور تھے بے اندیشۂ انجام وہ جام پی لیا اور اپنے ہاتھ سے ایک ساغر اُسکو تواضع کیا وہ نازنین پکاری شعر الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا + کہ عشق آسان نمود اول ولی

افتادہ شگفتہ تھا + اور وہ جام پی گئی پھر تو دو دو تین تین جام آلیسمین جیسے پھول کی صورت دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے گلون مین ہاتھ پڑ گئے تمام اہل محفل کے جمعے ہوئے رنگ اُکھڑ گئے لوگون نے اُٹھنا شروع کیا تخلیہ محض ہو گیا صحبت خاص رنگین امیر نے منہ سے منہ ملایا چاہا کہ بوسہ لین دل کا مزا نکالین کہ اُسکے منہ سے ایک بوے بد آئی امیر کو نفرت کلی ہو گئی سمجھ گئے کہ یہ جادوگرنی ہے دور ہٹکر بیٹھے اُس نازنین نے کہا کہ یہ کیا ابھی تو مجھسے لپٹا ہوا تھا اور ابھی ایسا دور رہا لگا یا یہ شور اشوری یا یہ بے نمکی امیر خفا ہو کے بولے کہ او لکاتہ تیرا منہ کا ہیکو ہے سنڈاس ہے عجب بوے بد آتی ہے کہ ناک نہین دیجاتی ہے معلوم ہوا کہ تو جادوگرنی ہے اور سن بھی تیرا ہزار برس سے کم نہین ہے اُسنے کہا کہ سن تو فقط میرا تین سو برس کا ہے اور سوائے گندہ دہنی کے مجھ مین کوئی عیب نہین ہے سُن اے شخص اگر مجھسے صحبت کریگا اور مجھے راضی رکھیگا تو مین تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کرونگی مین ہی ہرن بنکر تجھے لگا لائی ہون نام میرا گلشن جادو ہے اور اگر تو مجھسے محبت نہ کریگا تو آتش سوزان مین جلا دونگی یہ کہکر اُٹھی کہ مین صدقے مین قربان ہزار جان میری تیرے ایک ناخن پا پر نثار مجھے گلے لگا لے امیر نے کہا دور ہو فاحشہ نہین میرے ہاتھ سے ماری جائیگی گلشن نے کہا کیون باتین بناتا ہے یہ کہکر امیر سے لپٹنے لگی امیر نے اُلٹا ہاتھ مارا کہ گلشن جادو کا ہونٹھ پھٹ گیا دور جا کر گری کولے مین بھی ضرب آئی برہم ہو کر کہا خیر معلوم ہوا تیری شامت آئی ہے تجکو یہان اجل لائی ہے پکاری اے ارشند اسے لیجا کر آگ مین ڈالدے ساتھ ہی پکارنے کے ایک حبشی سیاہ رو تیرہ درون نمایان ہوا اور امیر پر دوڑا کہ پکڑ لیجائے جب قریب پہونچا امیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے گلشن جادو نے غضبناک ہو کر اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور شیر کی صورت بنکر امیر پر دوڑی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا کہ وہ ہیئت اُسکی برطرف ہو گئی اور ایک پیر زال کو دیکھا کہ ہاتھ پانون کے بھل مانند سگ مادہ کے چلی آتی ہے امیر پکارے کہ او علامہ دیکھ اپنی صورت کو اُسنے جو شکل اپنی دیکھی تو شرمندہ ہو کر کہا کہ تو مجھسے بڑھکر ساحر ہے اور چاہا کہ سحر کر کے بھاگے امیر نے ایک تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے شور گیر و دار کا بلند ہوا اندھیرا چھا گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ساحرہ کریہ منظر سیاہ فام مری ہوئی پڑی ہے اور مکان اُس کیفیت پر نہین ہے کچھ کوٹھریان بند ہین اُسمین سے آدمیون کی آواز آتی ہے امیر نے انکو کھولا اُنمین سے بہت سے آدمی نکلے کہ بال اور ناخن اُنکے بڑھے ہوئے غل و زنجیر مین گرفتار اور کوٹھریون مین مال و اسباب اور گھوڑے بہت سے نکلے امیر نے اُن سبکو رہا کیا اور مرکب اسباب اُنکو دیکر فرمایا کہ تمہارا جہان جی چاہے وہان چلے جاؤ ہر ایک دعائین دیتا ہوا چلا گیا ان لوگون مین ایک سوداگر خلیل اعظم نامے تھا امیر نے اُسے اپنے ساتھ لیا اور وہان سے روانہ ہوئے اثناے راہ مین چالاک ملا آکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ تمام سردار پھر اسیر بلا ہو گئے عجب پریشانی ہے بادشاہ اسلام بہت اُداس ہین یہ سنکر امیر کمال رنجیدہ ہوئے خلیل نے سبب آزردگی کا پوچھا امیر نے تمام حال عمرو کے باغی ہو جانیکا اور نقابدار کے لڑوانے کا بیان کیا خلیل نے آہ سرد کھینچی اور کہا کہ افسوس عجیب بلاؤن سے سامنا ہے امیر نے پوچھا کہ تم اُنسے واقف ہو اُسنے کہا مین جانتا ہون یہ نقابدار طلسم بند ہین اُنسے عہدہ برا ہونا مشکل ہے کسیکی مجال نہین کہ اُن پر فتحیاب ہو مگر پروردگار عالم کوئی سبب نکالے وہی ان بلاؤن کو ٹالے امیر نے کہا کہ تم حال انکا مفصل بیان کرو خلیل نے عرض کیا اے شہریار آخر باختر مین ایک ملک ہے کہ فرعونیہ اسے کہتے ہین فرعون شاہ وہانکا بادشاہ ہے اور وہ دعوی خدائی کا کرتا ہے بہشت اور دوزخ اُسنے بنائے ہین بہشت مین حور و غلمان ہین دوزخ مین کندہ ہاے آتش روشن رہتے ہین سات لکۂ ابر اُسکے قیطول پر سایہ فگن رہتے ہین اور سات نہرین پانی کی نیچے قیطولون کے موجزن ہین کہ وہ حکم سے فرعون شاہ کے ایک ایک نہر دریاے اعظم اور ہر ایک لکۂ ابر محیط عالم ہو جاتا ہے اور اُن لکہ ہاے ابر کی یہ صورت ہے کہ کوئی ابر آتشبار ہے اور کوئی دھوان دھار ہے کسی سے پانی برستا ہے کسی مین سے اولہ گرتا ہے یہ سب بنایا ہوا ساحر ششمش جادو کا ہے اور وہ کافر ہمیشہ بصورت نہنگ دریا مین رہتا ہے ان چارون نقابدارون کو بھی اُسی نے بنایا ہے کل اسباب اُنکا طلسم بند کر دیا ہے کوئی ان نقابدارون سے پیش نہین لیجاتا اور رباطل السحر بھی کام نہین کرتا ایک روز فرعون شاہ نے نجومیون

سے پوچھا کہ تم علم نجوم سے دریافت کرو عالم مین کوئی ایسا ہی کہ کشت خدائی میری پامال کریگا نجومیون نے دریافت کر کے عرض کی کہ ای شہریار ملک عربستان سے ایک جوان پیدا ہو گا وہ کارخانہ خدائی کو تیرے برہم کریگا ملک و مال سب چھین لیگا یہ سنکر فرعون شاہ نے ہر ایک سے خطاب کیا کہ جو کوئی میرے حریف کو زندہ گرفتار کرے یا سر کاٹ لائے مین اُس سے نہایت خوش ہونگا چنانچہ مجکو بھی حکم دیا کہ تو بھی تلاش کر اور لوگ چارطرف روانہ ہوئے ازانجملہ یہ نقابدار بھی ہین مگر آفت جہان و بلاے بیدرمان ہین امیر نے فرمایا کہ خداے ما بزرگ است انھین باتون مین دو تین فرسنگ نکل آئے اتنے مین شام ہو گئی ایک چشمہ آب پر اُترے فرش بچھا کر بیٹھے ابھی تاریکی خوب نہین ہوئی تھی کہ ایک گرد باریک سی اُٹھی اور قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک عیارہ بچی چست و چالاک قنطورے پاتابے پہنے ہوے جوڑی خنجر کی کمر مین لگی ہوئی ہی پنجہ ہاتھ مین مانند باد صرصر کے چلی آتی ہی عالم تیز رفتاری کا یہ ہی کہ جیسے برق کوند جاتی ہی خلیل خلظم نے اُسے پہچانا اور امیر سے عرض کیا کہ مین اسے پہچانتا ہون یہ عیارہ بچی ملک فرعونیہ کی ہی اور انھین نقابدارون کے پاس جاتی ہی اگر حضور ایک لمحہ میری اور پرورش فرمائین اور مانند خادمون کے میرے پیچھے کھڑے ہو جائین تو مین اسے بلا کر حال پوچھون امیر نے فرمایا اسمین قباحت نہین ہی اور ہاتھ باندھ کے خلیل کے پیچھے آکر کھڑے ہوئے خلیل نے آواز دی کہ ای رابعہ بانو ادھر آ اُس عیارہ بچی نے پھر کر جو دیکھا تو پہچانا اور پاس آکر پوچھا کہ خواجہ تم یہان کہان بہت دنون سے ہمنے تمھین نہین دیکھا خلیل نے کہا کہ ای رابعہ بانو گردش فلکی کا حال کیا بیان کرون ایک مدت گلشن جادو کی قید مین رہا اب وہ لکاتہ ماری گئی تو مین رہا ہوا رابعہ نے کہا کہ کسنے اُسے مارا خلیل نے کہا کہ ایسے ولی اللہ کے تھے جنھون نے اُس علامہ کو جہنم واصل کیا اگر وہ ہوتے تو مین دکھا دیتا اور ای رابعہ تم کہان جاتی ہو اُسنے کہا کہ نقابدار قنطورہ پوش کو معشوقہ فرعون شاہ کی اور بیٹی منور وزیر کی ہی دس روز کی رخصت لیکر چارون نقابدارون سمیت شکار کھیلنے آئی تھی عرصہ دو مہینے کا گذرا کہ وہ نہین گئی فرعون شاہ بہت برہم ہوا اور چاہتا تھا کہ جلادون کو بھیجے منور وزیر قدمون پر گر پڑا اور تقصیر اُسکی معاف کرائی اب وزیر نے مجکو اُسکے لینے کو بھیجا ہی مین نے سنا ہی کہ شہر اختم مین لشکر ہی مجھے تم پتا بتا دو کہ شہر اختم کدھر ہی مین زیادہ ٹھہر نہین سکتی خلیل نے راستہ بتا دیا وہ تو مثل برق لامع کے چمک کر چلی گئی خلیل نے امیر سے کہا کہ سنا آپ نے جو کچھ حال تھا اب پروردگار نے صورت نکالدی یہ بلا انشاءاللہ بہت جلد دفع ہو گی امیر نے فرمایا کہ اب بتعجیل لشکر مین پہونچنا چاہیے ایسا نہو کہ وہ دزد باریک گردن بھاگ جائے شب تو وہان گذری صبح کو پہلے چالاک کو روانہ کیا بعد اُسکے آپ بھی چلے ادھر کا حال سنیے کہ یہان عمرو بیٹھا ہوا نقابدار قنطورہ پوش کے سامنے بانسری مین یہ غزل بہزار خوش الحانی بجا رہا تھا غزل

شب فراق مین تن جان خیال یار مین ہی
ہزار ایک مین ہی ایک گر ہزار مین ہی
رقیب بیٹھے نہ محفل مین اُسکی بن تکیہ
کہ قیس دشت مین فرہاد کوہسار مین ہی
پری رخون کی طلب ہی تو بھول جا تسخیر
کوئی سرور مین ہی اور کوئی خمار مین ہی
اگر نہ ہر سمت ہوا اہل صورت آسودہ
سحر سے در رہی سوزش دل نگار مین ہی
وہ خامہ و دو زبان کا ہو میرے کیا قائل
شہیدی ایک کب امداد کے شمار مین ہی

بہشت مین ہی مری روح جسم نار مین ہی
جنون دکھا تو مجھے سیر عالم ملکوت
لگی ہمین سے نزاکت زیادہ خار مین ہی
ہمارے دلمین ہی زلف اسکی زلف مین دل ہی
فزون عمل سے اثر دل کے اضطرار مین ہی
ہزار سحر کرون مین اثر نہو اُسپر
ہمیشہ گلشن تصویر برگ و بار مین ہی
سخن مین غیر کے گو ہمی مرے سخن کی نہو
ہزار طرح سے اعجاز ذوالفقار مین ہی

بہار گل مین ہی بلبل تو گل بہار مین ہی
عنان عقل کف طفل نی سوار مین ہی
کرینگے بحر مین ہم آب چشم سے مسکن
بنفشہ باغ مین آئینہ زنگبار مین ہی
جہان کو اُسکے لب و چشم نے کیا کیفی
کہ طوق زر سے پری و فقط حصار مین ہی
خدا نہ کردہ کسی زخم کو شفا ہوگی
کب آتش شجر طور ہر چنار مین ہی
شمار مین شعرا کے نہ آؤن مین یکتا

سب سنکر نہایت شاد و مسرور رنج و ملال دل سے دور رکھے گرد دروازہ بارگاہ

ایک غلغلہ ہوا رابعہ بانو پہونچی سلام کیا اور کان مین قنطورہ پوش کے چند کلمے کہے قنطورہ پوش نے آہ سرد کھینچی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اب ہم ایک دم نہین ٹھہر سکتے کل ملک فرعونیہ کو جاینگے یہ سنکر عمرو رونے لگا کہ اب معاملہ میرا ابتر ہوا پھر خواجہ نے نہایت لجاجت سے کہا کہ اگر آپ دو چار روز ٹھہر جاتے تو حمزہ کا بھی استیصال ہو جاتا قنطورہ پوش نے کہا خیر تمھاری خاطر سے دو ایک روز مین ٹھہر جاؤنگا اتنے مین خبر آئی کہ حمزہ داخل لشکر ہوئے یہ سنکر نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ مین عمرو کو تخت پر بٹھا کر اور دشمنون کو اُنکے مٹا کر جاؤنگا غرض طبل جنگ بجا ادھر امیر کو معلوم ہوا یہان بھی نقارہ گڑگڑایا شب گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے لشکر نقابداران سے نریمان فیل سوار میدان مین آیا مبارز طلب کیا چالاک نے میدان کو قرق کیا تمام لشکرین علم جلوہ گری پر آئے امیر اشقر کو چھیڑ کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ ارادہ نہ کیجیے مجھکو جانے دیجیے مین مقابلہ نریمان فیل سوار سے کرون امیر نے عرض کیا ای شہریار خدا التخت بادشاہی کو آباد رکھے آپ چراغ لشکر اسلام ہین یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ میرے ہوتے آپ میدان مین جائین مجکو رخصت دیجیے اور میرے حق مین دعا کیجیے کہ آبرو میری پروردگار عالم رکھے اور اس کافر پر فتحیاب کرے کہ اتنے مین نریمان نے پھر نعرہ کیا کہ ای حمزہ کیا دیر لگائی ہی امیر کو غیظ و غضب طاری ہوا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ حضور نے دیر لگا کر یہ کلمے سنوائے اب مین جاتا ہون خدا حافظ و ناصر ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ سپرد بپروردگار کیا امیر اشقر پر سوار ہو کر میدان کو چلے جب برابر نریمان فیل سوار کے پہونچے تو نریمان نے وار کیا رد ہوا بعد اُسکے نیزہ بازی ہوئی برابر رہے گرز چلے اُسمین بھی ایک دوسرے پر غالب نہ آیا شمشیر زنی موقوف رہی کشتی ہونے لگی امیر لڑ رہے ہین اور پروردگار عالم کو یاد کر رہے ہین تیسرا دن کشتی کو ہی کہ ایکبار آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی بجلی چمکی لکہ ابر نمایان ہوا قنطورہ پوش نے عمرو سے کہا کہ خواجہ غضب ہوا خداوند فرعون شاہ نازل ہوا اتنے مین وہ ابر پھٹا اور چالیس زنگی سیاہ فام سرخ پوش کلاہ جلادی سرون پر رکھے ہوئے دکھائی دیے پہلے نریمان سے آکر لپٹے اور اُسکی مشکین باندھین تازیانے مارے غل و زنجیر مین گرفتار کیا پھر قنطورہ پوش اور تینون نقابدارون کو اسیر کر کے لیکر سوے آسمان روانہ ہوئے اور لشکر سے پکار کر کہا کہ جلد جلد فرعونیہ کو جاؤ خبردار ایک یوم یہان نہ ٹھہرنا اور اگر کوئی شخص تمھارے شریک ہو کر آئیگا وہ مارا جائیگا یہ سنکر قنطورہ پوش نے آواز دی کہ ای خواجہ عمرو خبردار ہمارے پیچھے نہ آنا اور لشکر مین ہمارے شریک نہونا یہ سنکر عمرو نے آہ سرد کھینچی اور وہان سے بھاگا امیر کے سردار سب قید سے رہا ہوئے اُدھر زمرد شاہ یہ حال دیکھکر پکارا کہ تقدیر کی مین نے کہ اب عمرو سے منحرف ہو جاؤ یہ کہکر اپنے لشکر کی طرف چلا اُدھر پہلوان عادی تخت شداُدی پکڑ کر عمرو پر دوڑا عمرو پکارا کہ او نمک حرام اُس روز قدمون پر میرے گرا تھا اور نوکر میرا ہوا تھا آج میرے قتل کے درپی ہی عادی نے کہا کہ بکتا ہی آقا میرا حمزہ ہی اور ایک طرف سے تمام سردار قید مین جو تھے اپنی اپنی قید توڑ کر دوڑے بلکہ سارا لشکر امیر کا دوڑ پڑا عمرو بھی نیچے ایک ہاتھ سے پکڑ کر لڑنے لگا اور دوسرے ہاتھ سے حقہ ہاے آتشبازی مارتا ہوا ایک سمت بھاگا تمام سردارون اور امیر نے عمرو کا تعاقب کیا عمرو گھبرا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہان جا کر چقماق سے آگ نکالی بال دیو تندک کا آگ پر رکھا بس اُسی وقت ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا امیر پکارے او مکار کہان جائیگا عمرو نے کہا کہ او عرب جہان جاؤنگا تیری فکر سے غافل نہ ہونگا تجکو چین سے بیٹھنے نہ دونگا امیر مجبور و ناچار پھر کر داخل لشکر ہوئے جشن شاہانہ کیا کہ خدا نے یہ بلا دفع کی لقا جمشید ختمی اور خورشید ختی کے پاس گیا اور کہا بندگان من دیدی قدرت مراد دکھاتے کہ کیونکر اس وزد باینک گردن کو بھگایا اور حمزہ کا بھی اب خاتمہ کرونگا

سب احمقون نے کہا کہ یا خداوند جو تو چاہیگا سو کریگا تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے بیان لقا اور حمزۂ صاحبقران کو اسی طور پر چھوڑیے

چند کلمے داستان عمرو کا شہر فرنگ گوشیہ مین جانا اور ایرج نوجوان کو صاحبقران بنا کر لانا شہر اختم پر اور امیر با توقیر سے لڑوانا بیان کیے جاتے ہین مخمس

اپنی ہمت پہ نہ مغرور رہون ہمت والے
بحقیقت مجھے سمجھین نہ حقیقت والے
کچھ مقدر تو نہین حشمت و شوکت والے
کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
اُنکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

قسمت دیدے فرصت کسی صورت نہ ملی
رفتہ رفتہ یہ مرے شوق کی نوبت پہنچی
خط جو لکھواتا ہون ان سبز خطونکو مین کبھی
ہاے ری حسرت دیدار مری ہاے کو بھی
گھستے ہین ہاے دو چشمی سے کتابت والے

جستجو سے نہین دریا کو گھڑی بھر فرصت
کوئی دم فکر طلب سے نہین حاصل راحت
غیر ممکن کی ترقی سے بڑھی کم نیت
حرص سے پھیل گئے پانون بقدر وسعت
تنگ ہی رہتے ہین دنیا مین فراغت والے

جیتے جی سب تھے شریک غم و محنت آزاد
ہمدم و ہمسخن و مونس و یار و غمخوار
پس مردن یہ ہوا بیکس و تنہا ناچار
نہین جز شمع مجاور مرے بالین مزار
نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے

شکل تصویر ہین رکھتے نہین کوئی خواہش
حرص کہتے ہین کسے دہر مین کیسی خواہش
اپنی مرضی ہے وہی جو تری مرضی خواہش
نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھو تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے

لیلی و قیس تھے برگشتہ معتدر دونون
نجد مین خاک اُڑاتے پھرے اکثر دونون
ہوئے صاف کسی طرح گھڑی بھر دونون
رہے جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون
کبھی ملنے نگئے دو دل جو کدورت والے

چشم بیمار تری دشمن آرام و شفا
لب جان بخش سے اعجاز مسیحا پیدا
کھائے جاتے ہین مری جان حزین بہر خدا
تو جو آجائے تو ہر درد محبت کی دوا
میرے ہمدرد ہون بیدرد نصیحت والے

اسقدر شعلہ فشان ہے اثر سوز و گداز
ہر سر موے سے ہویدا ہے شرر کا انداز
بھبھون کیا خطاب مجھے اے گرم ادا آفت ناز
چھوڑ دیتے ہین علم جون قلم آتشباز
میری شرح تپش دل کی کتابت والے

خضر کا نام و نشان ہے نہ مسیحا کا پتا
سر بالین نہین اب ایک بھی جیتا مرتا
خوش رکھے تمکو خدا جی تو بہلتا ہے مرا
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے

بے ترے بستر غم پر بت بیرحم و وفا
کیا کہین کرتے ہین کسطرح بسر صبح و مسا
کبھی افسانۂ حسرت کبھی غم کا قصہ
دل سے کچھ کہتے ہین ہم ہمسے ہے کچھ دل کہتا
دونون اک حال مین ہین رنج و مصیبت والے

قتل تسلیم نہ دو ہاتھ دہن مین اے ذوق
کتنے دو جو کیے گھر بیٹھے وطن مین اے ذوق
کسلیے سنکے ہو تم رنج و محن مین اے ذوق
ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن مین اے ذوق
اسنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے

حاکیان حکایت عجیب اور راویان روایت غریب یون روایت کرتے ہین کہ دیو تندک جو عمرو کو اُٹھا کر لیگیا تو ایک دامن کوہ مین لا کر اُتارا اور عمرو کے سامنے اپنا سارا حال بیان کیا عمرو نے کہا اے تندک تو دیکھتا ہے کہ مین کس حال مین گرفتار ہون صبر کر مین تجھے تیری معشوقہ کو ملاے دیتا ہون دیو تندک تو چلا گیا اور عمرو اپنے حال پر گریہ و زاری کرنے لگا دیر تک غمگین و ملول بیٹھا رہا اور اس فکر مین تھا کہ کیا کرون جو اس عرب پر غالب آؤن سوچتے سوچتے خیال مین گذرا کہ اے عمرو تو فرخ شہسوار قلندر کا سر لینے جو ملک فرنگوشیہ کو گیا تھا تو ایک لڑکے کو دوکان پر بیٹھے دیکھا تھا اُسکے چہرے سے

اولاد ابراہیمی کی نشانیان اور علامتین عیان بیقین اگر اُسکو تو جاکر صاحبقران بناکر لالٔے تو کلہ مہرہ اُس عرب کا توڑیگا بس یہ تصور کر کے جانب فرنگوشیہ صبح کو چلا تھا سہپر کو شہر مین پہونچا ڈھونڈھنا شروع کیا کہ وہ لڑکا کہان ہی تلاش کرتے کرتے چارسوق چوک مین دیکھا کہ وہ لڑکا مانند ماہ شب چہاردہ کے جلوہ آرا ہی اور جواہر کا ڈھیر اُسکے آگے لگا ہی خرید و فروخت ہو رہی ہی دُکان پر عجب گھما گھمی ہی بنگاہ اول پہچانا کہ یہ وہی جوان رعنا ہی جلدی سے کنارے جاکر صورت اپنی سوداگر کی بنائی اور دوکان پر آکر کھڑا ہوا دیکھا کہ ایک لعل اُسکے آگے رکھا ہی عمرو نے قریب آکر کہا کہ یہ لعلڑی ذرا مین دیکھون وہ طفل ماہ سیما کہ ایرج اُسکا نام ہی اُسنے دیکھکر کہا کہ ای عزیز مین نے اسے دس ہزار کو مول لیا ہی اور تو لعلڑی کہتا ہی عمرو نے کہا کہ صاحبزادے لعل تمنے نہین دیکھا ہی ایرج نے برہم ہوکر کہا کہ ای سوداگر اگر تیرے پاس لعل ہو تو دکھا عمرو ہنسا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیا نکالکر کھولنے لگا جب وہ ڈبیا کھلی اُسمین سے ایک لعل درخشان ایسا نکلا کہ چھوٹ پڑنے لگی جو جو دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے سب اُس لعل کو دیکھکر دریاے حیرت مین غرق ہوئے ایرج نے کہا کہ واقعی یہ کچھ اور ہی چیز ہی اور وہ اسکے سامنے لعلڑی ہی پوچھا خواجہ صاحب اسکی قیمت کیا ہی عمرو نے کہا ساٹھ ہزار کا ہی ایرج نے کہا تیس ہزار تو مین دیتا ہون اگر تو بیچے تو ابھی مول لیتا ہون عمرو نے کہا کہ لیجیے لائیے روپیہ دیجیے ایرج روپیہ دینے لگا تو عمرو نے کہا کہ ای طفل مہ جبین یہ لعل بنا ہوا ہی تمکو شناخت نہین ہی یہ سنکر ایرج نے ہنسکر کہا کہ ای عزیز مین ایسا ہون کہ اصلی اور مصنوعی مین تمیز نہین ہی عمرو نے کہا کہ تم سب کو یقین کلی ہی کہ یہ لعل اصلی ہی سب نے کہا ہان یہ اصلی ہی عمرو نے پانی ایک پیالے مین منگوا کر وہ لعل اُسمین ڈال دیا اور اُسے بند کر دیا پھر بھر کے بعد جو کھولا تو شربت تھا یہ تماشا دیکھکر سب کو ایک حیرت ہوگئی لیکن ایرج کو خواجہ سے عقیدت ہوئی پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی عمرو نے کہا کہ خواجہ سعد شامی میرا نام ہی ایرج نے کہا کہ آپ کس مقام پر تشریف رکھتے ہین عمرو نے جواب دیا کہ سرا مین اُترا ہون ایرج نے کہا کہ اسباب سرا سے اُٹھوا لائیے میرے گھر مین قدم رنجہ فرمائیے اور فرخ بازرگان ایرج کا باپ وہ بھی کمال گرویدہ ہوا اور منتین کرنے لگا کہ حضور چلکر فقیر خانہ کو رونق دیجیے یہ آپ کا غلام ہی اسکو کچھ تعلیم کیجیے عمرو نے کہا کہ بسر و چشم مین چلنے کو موجود ہون غرض کمال انکسار سے پیش آیا عمرو بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لڑکا گاتا اور ساز بجاتا ہوا مکان کے اندر آیا بمجرد دیکھنے کے ایرج سے کہا کہ بھائی یہ پیرمرد جو آپ کے پاس بیٹھا ہی یہ نہایت مکار اور فریبا ہی اسکے فریب مین نہ آنا زیادہ رابطہ نہ بڑھانا عمرو نے یہ سنکر اپنے جی مین کہا کہ بیشک یہ لڑکا بڑا متفنی ہی ایرج سے پوچھا کہ یہ کون ہی ایرج نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہی مگر دزد و عیار ہی نہایت ذو فنون و مکار ہی گا تا خوب ہی اسکا گانا سب کو مرغوب ہی عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ اگر تو عیاری سکھائیگا تو نادرِ یہ عیار بے بدل ہوگا عمرو نے کمال محبت سے اُسے بلایا اور پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ شاپور عمرو نے کچھ ایسی دو ایک باتین اُس سے کین کہ شاپور کو بھی عمرو کے ساتھ الفت پیدا ہوئی مگر پکارا کہ مجھسے فیلسوفی نہ کرو مین تمھارے دم مین نہ آؤنگا ایرج نے کہا کہ بھائی تم ایسے بزرگ سے ایسی بیہودہ باتین کرتے ہو خدا سے نہین ڈرتے ہو شاپور شیر دل نے کہا کہ انکے مکر سے خدا ہی بچائے انکے دام فریب مین نہ پھنسائے غرض ایرج اُٹھا اور ہاتھ پکڑ کر لے آیا پاس بٹھایا عمرو نے کہا کہ میاں کچھ گاؤ ہمکو بھی اپنا گانا سناؤ شاپور شیر دل نے کہا کہ مین کیا گویا ہون جو کسی کی فرمائش سے گاؤن جب خود میرا جی چاہیگا تو مین کچھ

گاؤنگا عمرو نے کہا کہ ظاہر ہی مگر مہمان کا بھی کچھ پاس و خاطر ہی آخر کار شاپور رشیر دل نے چوتارہ بجا کر بالحان داؤدی یہ غزل گانا شروع کی

غزل

سحر جو آئینہ پہ رشک ماہ دیکھتے ہین
ہمارے منھ کو ہمارے گواہ دیکھتے ہین
کوئی بھی مجھسے شب وعدہ یہ نہین کہتا
گناہگار نہ یہ بے گناہ دیکھتے ہین
غرض نہین ہر انھین طور کی تجلی سے
نگاہ دیکھنے والے نگاہ دیکھتے ہین
ہمیشہ کسکی نبھی اور کسکی نبھتی ہے
اُٹھو چلو کہین جلدی وہ راہ دیکھتے ہین
اسی کیواسطے آنکھین خدانے دین ہمکو
جو خوش نصیب تری جلوہ گاہ دیکھتے ہین
کچھ اسطرح کے وہ قاتل سوال کرتا ہی
نباہے جاتے ہین جبتک نباہ دیکھتے ہین
خدا کا خوف نہین پر بتون سے ڈرتا ہون
کر روز و شب یہ سفید و سیاہ دیکھتے ہین
خدا کیواسطے لو داغ کی خبر جلدی
ہم اُسکا حال نہایت تباہ دیکھتے ہین

خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کل بردہ رہب کھرج گھندھار بھیرون مکات پنجم برج گھاج بہاگ سوہنی وغیرہ کے تعلیم کیے شاپور نے کہا ہو تو بڈھے مگر دل جوان ہی اور صاحب مذاق کی بھی پہچان ہی الا اتنا جانتا ہون ایک عالم کو تمنے فریب دیا ہی عمرو اُسکی باتون پر ہنس رہا ہی کہ اسمین فرخ بازرگان آیا عمرو اُسکی تعظیم کے واسطے اُٹھا ایرج نے استقبال کیا عمرو نے دیکھا کہ خواجہ فرخ آزردہ کمال ہی چہرے پر گرد ملال ہی عمرو نے پوچھا کہ خواجہ صاحب اسوقت خاطر عاطر پر کچھ تکدر پایا جاتا ہی اسکا سبب کیا ہی کچھ بیان کیجیے رنج پوشیدہ کو عیان کیجیے خواجہ فرخ نے کہا کہ ای خواجہ سعد شامی آپ مہمان ہین مین آپ سے کیا کہون عمرو نے کہا کہ آپ فرمائیے تو سہی اسوقت نہایت آپ کو صدمہ ہی مین علم نجوم و رمل مین بھی دخل رکھتا ہون کیا کچھ جاتا رہا ہی حال اشیاے گم شدہ خوب بتاتا ہون خواجہ فرخ نے یہ سنکر آبدیدہ ہو کر کہا کہ ای خواجہ سعد شامی آج ایک نگینہ الماس جواہر بادشاہی مین سے مع درج غائب ہو گیا ہی اور پتا نہین لگتا عمرو نے کہا کچھ تشویش کا مقام نہین ہی ابھی معلوم ہوا جاتا ہی اسکا حال خور آگھلا جاتا ہی عمرو چونکہ علم نجوم مین شاگرد رشید خواجہ بزرجمہر کا ہی اُسی وقت زنبیل سے قرعہ نکالا اور تختے پر پھینک کر کچھ کاغذ پر لکھکر بہت غور سے دیکھا اور سر اُٹھا کر خواجہ فرخ سے کہا کہ ابھی وہ نگینہ یہین ہی کہین گیا نہین مگر گھر ہی مین کسی نے لیا ہی ایک طفل نے پوشیدہ کیا ہی خواجہ فرخ نے کہا کہ آپ یہ بھی بتائے کہ اُس لڑکے نے لیکر کس مقام پر رکھا ہی عمرو نے پھر کاغذ کو دیکھنا شروع کیا اور بعد گھڑی پھر سے سر اُٹھا کر کہا کہ فلان کوٹھری مین صندوق کے تلے زمین کھود کر گاڑا ہی آپ وہان جائیے اور بے تکلف نکال لائیے یہ سنکر فرخ بازرگان اُسی وقت اندر مکان کے گیا واقعی جہان عمرو نے بتایا تھا وہین نگینہ ملا خواجہ فرخ بہت مسرور ہوا اور وہ نگینہ لیکر آیا ایرج کو اعتقاد دوچند ہوا لیکن شاپور نے دل مین کہا کہ خدا کرے افشاے راز نہو مگر خواجہ فرخ خواجہ سعد شامی سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ آپ ایرج کو اپنا غلام جانیے اور جو کچھ آپ کو آتا ہو وہ سکھائیے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ مین اسے ایسا تعلیم کرونگا کہ ہر فن مین اسے یگانۂ آفاق کر دونگا مگر سیکھنا اسکا کام ہی یہ باتین تھین کہ چوبدار آیا اور کہا کہ اقبال شاہ نے ایرج کو بلایا ہی راوی کہتا ہی کہ بادشاہ شہر فرنگوشیہ کا مالک بن ملکوت شاہ کمال جہان پرور و رعیت نواز ہی اقبال شاہ اور ارسلان شاہ اُسکے دو فرزند نہایت جوانمرد و ہمت بلند ہین چنانچہ اقبال شاہ سے اور ایرج سے باہم کمال محبت ہی انتہا کی الفت ہی نفر طراد اقبال شاہ کے ملازمون سے ہی اور فن کشتی مین بے نظیر ہی اور ارسلان شاہ کا پہلوان غراب ہی زور آزمائی

مین لاجواب ہی ان دونون مین کشتی ٹھہری ہی اسی سبب سے ایرج کی بھی طلب ہوئی ہی ایرج نے خواجہ سعد شامی کو ساتھ لیا اور خدمت مین اقبال شاہ کی آیا خواجہ سعد شامی کو اقبال شاہ سے بغلگیر کروایا اور کہا کہ یہ میرے اُستاد ہین انکو بھی فنون سپہ گری کے بہت سے یاد ہین اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر سوار ہوا شہر سے باہر ایک باغ تھا وہان آیا دیکھا کہ کشتی گیر جمع ہین جانگھیا لنگوٹ کسے ہوئے بیٹھے ہین ڈھول بج رہا ہی اور تماشائی جمع ہوتے جاتے ہین اتنے مین سواری ارسلان شاہ کی آئی دونون بھائی ایک جگہ پر بیٹھے ایرج نے ارسلان شاہ کو سلام کیا اُسنے خیر و عافیت پوچھی ایرج دعا و ثنا بجا لایا طائفے اگر موجود ہو لئے ناچ ہونے لگا ارسلان شاہ نے کہا کہ کیون بھائی اب کشتی ہو اقبال شاہ نے کہا کہ اچھا پانچ پانچ ہزار روپیہ ایک نے دوسرے کے سامنے منگوا کر رکھدیے اور شرط ہوئی کہ جسکا پہلوان غالب آئے وہ ان توڑون کو اپنے صرف مین لائے جب شرط مقرر ہو چکی تو اُسوقت دونون پہلوانون کو حکم ہوا کہ ہان اکھاڑے مین آؤ اور مصروف کشتی ہو بس اِدھر سے نظر طراول چلا اور اُدھر سے غراب بڑھا اکھاڑے مین کود کے اور کشتی لڑنے لگے اب ہجوم عام خلائق کا ہو گیا دونون کشتی گیرون مین داؤن پیچ ہو رہے ہین اور دونون شہزادے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین تین پہر تک برابر کشتی ہوئی فقط سامنے کے داؤن پیچ ہوا کیے پہر دن باقی تھا کہ نظر طراول علیحدہ ہوا اور آکر اقبال شاہ سے کہا کہ مین غراب سے نہین لڑ سکتا غراب یہ کلمہ سنکر پکارا کہ وہ مارا مین نے شرط جیتی کیا مجال ہی کسی کی جو مجھسے عہدہ برا ہوسکے اگر رستم بھی ہوتا تو وہ میری غلامی کا حلقہ کان مین پہنتا کہان ہی سام و نریمان اور کہان ہین بدیع الزمان کشتی گیر اور حمزہ صاحبقران یہ کہکر چاہا کہ آگے بڑھے اور پانچون توڑے اُٹھالے کہ عمرو کو لاف و گزاف اسکا برا معلوم ہوا اور ایرج سے خطاب کیا کہ تم سنتے ہو یہ کیا مزخرفات بکتا ہی اسے جاکر زیر و زبر کرو مجھسے ہوسکتا ہی ایرج ازبسکہ اپنی طاقت و قوت سے آگاہ نہ تھا جواب دیا کہ خواجہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین مجھے اس سے کیا سروکار ہی مین کشتی لڑنا کیا جانون یہ میرا کب شغل ہی عمرو نے کہا کہ ای ایرج تیرے بادشاہ کا پہلوان ذلیل ہو اور شاہزادہ منفعل اور سرنگون ہوجائے غیرت کا مقام ہی ایرج نے برہم ہوکر کہا کہ خواجہ مین بیچارہ بنیا آپ مجھسے یہ گفتگو نہ کیجیے مین لڑنا کیا جانون یہ سنکر عمرو نے کہا کہ اگر تجکو مجھسے اعتقاد ہی تو یہ جان لے کہ مین عامل فن عملیات مین بھی کامل ہون اگر کیسا ہی کم قوت ہو مین تعویذ لکھکر اُسکے بازو پر باندھ دون تو وہ دیو کو پچھاڑ دے اور تمام زمانے کے پہلوانون کو زیر کرے یہ کہکر ایک تعویذ لکھکر ایرج کے بازو پر باندھ دیا ایرج نے کہا یا اُستاد مین داؤن پیچ کشتی کے نہین جانتا عمرو نے کنارے لیجا کر چند پیچ کشتی کے بتائے اور کچھ پڑھکر ایرج پر دم کیا اور سامنے اقبال شاہ کے لایا اور کہا کہ ابھی روپیہ شرط کا نہ دیجیے گا اقبال شاہ نے کہا کیون نہ دینے کا سبب کیا ہی خواجہ نے کہا کہ ایرج اُس سے لڑیگا اور آپ کے اقبال سے اُسے پچھاڑیگا اقبال شاہ نے کہا کہ خواجہ کچھ نہین خیر ہی اور ایرج سے ہنسکر کہا کہ کیون تم لڑوگے اس بچہ دیو سے کیونکر عہدہ برا ہوگے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ ای شہریار آپ تماشا دیکھیے اور ایرج سے کہا کہ جاکر لڑ مرا ایرج غراب کشتی گیر کی طرف چلا جب سامنے آیا اور خواجہ بھی ساتھ تھے غراب نے کہا کہ ارے لڑکے تو مجھسے لڑنے آیا ہی خواجہ نے کہا کہ تجھے زیر کرنے آیا ہی غراب نے غضبناک ہوکر ایک شاگرد کو اشارہ کیا کہ اسکو ذرا گوشمالی دیدے بل اسکا نکالدے شاگرد اُسکا ایرج پر چلا جب قریب آیا اور ہاتھ ملایا ایرج نے جھٹکا دیا کہ وہ دور جا پڑا ایرج للکارا کہ اور کسی کو بھیج دوسرا شاگرد آیا اسنے کولے پر لاد کر مارا کہ چارون شانے چت گرا غراب یہ حالت دیکھکر پکارا کہ چھوکرے مین آیا یہ کہکر دوڑا جب ایرج کے پاس آیا مانند مار پیچان کے لپٹا ایرج بھی اُس موذی سے لپٹ گیا داؤن پیچ ہونے لگے خواجہ سعد شامی کھڑے دیکھ رہے ہین غراب ایرج پر چھایا ہوا ہی اور چاہتا ہی کہ ایرج کو پیس ڈالے کمر مین

ہاتھ ڈالکر اُٹھالے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج عقرب مین چاند آگیا ہی یا سورج کو گہن لگا ہی اُسوقت خواجہ سعد شامی پکارے کہ
ہان ای ایرج کمر مین اسکی ہاتھ ڈالدے اور زور کرکے اُٹھالے ایرج نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا نیر اعظم آفتاب تابان کہکر
زور کیا اور اُس فیل کو اُٹھالیا غراب نے چاہا کہ پانؤن اندر ڈالکر ہاتھ باندھکر ٹانگ پر مارے کہ خواجہ پکارے خبردار چرخ دیکر زمین پر
مار ایرج نے سر پہ چرخ دیکر غراب کو زمین پر مارا کہ نقش بنگیا وہ کاوا کھا کر چاہتا تھا کہ سنبھل کر اُٹھ بیٹھے ایرج نے ایک
گھسا دیا کہ چارون شانے چت ہوگیا زن سے چھاتی پر چڑھ بیٹھا اقبال شاہ نے دوڑکر گلے سے لگالیا اور تعریفین کرتا ہوا
اپنے پاس لے آیا تمام باغ مین ایک غلغلہ تھا کہ کہان ایرج اور کہان غراب ایک پشہ نے ہاتھی کو پچھاڑا ایرج کو خواجہ
کا اعتقاد زیادہ ہوا بدل وجان انکی اطاعت پر آمادہ ہوا اپنے مقام پر گیا اور ارسلان شاہ کمال رنجیدہ ہوا اور
مالک بن ملکوت شاہ کو اسکا پرچہ گذرا کہ آج ایرج نے غراب کو پچھاڑا مالک کو یقین نہ آیا کہا کہ ایرج کو اور غراب
کو بلاؤ چوبدار نے اُسیوقت حکم پہونچایا اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر باپ کی خدمت مین آیا اور اُدھر ارسلان شاہ
غراب کو لعنت ملامت کرتا ہوا لایا غرض جب مالک بن ملکوت شاہ کے سامنے آئے تو بادشاہ نے غراب سے پوچھا کہ
تو اس لڑکے سے زیر ہوگیا اسنے کہا کہ پانؤن میرا پھسل گیا تھا یہ لڑکا مجھے کیا زیر کرتا خواجہ سعد شامی نے ایرج سے اشارہ
کیا کہ اگر اسیا ہی تجھسے لڑے تو اسے چیر کر پھینکدے ایرج نے بادشاہ سے کہا کہ ای شہریار اگر آپکو شک ہو مٹا لیجیے مجھکو اور اسکو بار
دگر لڑوا کے دیکھ لیجیے گا جو کوئی غالب آئیگا مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ اکھاڑا تیار ہو صبح کو ہمارے سامنے
کشتی ہو یہ خبر خواجہ بازرگان کو ہوئی کہ خواجہ سعد شامی نے ایرج کو غراب سے لڑوایا اور صبح کو دوبارہ کشتی
ہوگی وہ پیٹ پکڑے ہوئے دوڑا کہ ہائے خواجہ سعد شامی کب کا دشمن میرے بیٹے کی جان کا نکلا اور رشاپور ساتھ
ساتھ یہ کہتا ہوا چلا کہ مین تو پہلے کہتا تھا کہ یہ مرد پیر بڑا دغا باز ہی بڑا جعلساز ہی غرض فرخ بارگاہ بادشاہی مین آیا دیکھا کہ
تمام خلائق کا ہجوم ہی چہار طرف کشتی کی دھوم ہی اور یہی چرچا ہی کہ میان دیکھو کیا اس دیو کو اس لڑکے نے پچھاڑا ہی واہ واہ
سبحان اللہ اور جن لوگون نے نہ دیکھا تھا وہ کھڑے کر رہے ہین کہ جبتک آنکھون سے دیکھ لین تو ہمکو یقین آئے مثل مشہور ہی کہ اندھا
جب پتیائے جب دو آنکھین پائے اور بعضے کہ رہے ہین کہ میان اس لڑکے سے کیا ہوتا ایسے کشتی گیر سے کب عہدہ برا ہوتا مگر وہ
بڈھا جو اسکے ساتھ ہی یہ ساری کرامات اُسکی ہی یہ اُسکی بدولت ہی ہم دیکھتے ہین کہ وہ بڈھا اسکو جرأت دے دیکر لڑواتا تھا اور
کچھ پڑھا پڑھکر پھونکتا جاتا تھا کسی نے کہا کہ بھائی سچ ہی مین نے بھی مشاہدہ کیا تھا کہ ایک تعویذ لکھکر اُسکے بازو پر باندھدیا تھا
کسی نے کہا بھائی نہ زور خداداد اسی کا نام ہی نہ پڑھنے سے کچھ ہوتا ہی اور نہ تعویذ کا یہان کچھ کام ہی بعضون نے کہا کہ میان دعا
تعویذ مین کیون نہین اثر ہی بعضون نے کہا کہ میان اس لڑکے کا نصیبا ور ہی یا تو بادشاہزادے پاس آمد و رفت تھی یا بادشاہ
تک رسائی ہوئی مقدر کا کارخانہ ہی کیا نیرنگ زمانہ ہی فرخ بازارگان یہ باتین سنتا ہوا قریب اکھاڑے کے پہونچا وہ وقت ہی
کہ غراب اکھاڑے مین کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ یہ لڑکا مجھے کیا زیر کریگا اب دم بھر مین معلوم ہوا جاتا ہی اور ایرج جانگھیا لنگوٹ
کس کر اُسکے مقابلے کو جایا چاہتا ہی کہ فرخ آکر ایرج سے لپٹ گیا اور کہا کہ ای عزیز کجا لو اور کجا یہ کشتی گیر بیٹا کہنا میرا
مان اسکے مقابلے کو نہ جا اور خواجہ سعد شامی سے کہا کہ مین تو آپکو بزرگ جانتا تھا خوب آپ نے میرے بیٹے کو خراب کیا خواجہ
نے کہا کہ اگر تمھارے بیٹے کا ایک رونگٹا میلا ہو تو مجھسے جسطرح چاہنا پیش آنا مجھے تیرباران کرنا فرخ نے کہا کہ مین کسیطرح
سے نہ مانونگا اپنے بچے کو لڑنے نہ دونگا اور مالک بن ملکوت شاہ کے قدمون پر سر اپنا رکھدیا کہ مجھپر رحم کیجیے ایرج
کو لڑنے نہ دیجیے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ای فرخ یہ تو اس سے لڑا تھا غالب آیا تم گھبراتے کیون ہو یہ آج
اسے پھر زیر کریگا اُٹھا کر ٹیک دیگا بادشاہزادے اور وزیرزادے اور سوداگر بچے ایسا ہی کام کرتے ہین یونہین نام پیدا

ہین پاجیون کا حوصلہ نہین ہوتا بیٹا تمھارا کمال شجاع اور بہادر ہی یہ کہکر اپنے پاس کرسی پر بٹھا لیا لیکن خواجہ فرخ خواجہ سعد شامی پر دانت پیس رہا ہی کہ اس عرصہ مین ایرج اکھاڑے مین کودا غراب سے دست و گریبان ہوا خواجہ سعد شامی دور کھڑے ہوئے ایرج سے کہہ رہے ہین کہ ایرج اُٹھا کر ٹپکدے ایکی اسطرح زمین پر مار کہ اسکا پتا نہ لگے اور ایرج کے حسن کا یہ عالم ہی تمام اکھاڑا شعشعۂ نور جمال سے نورانی ہی لوگ تعریفین کر رہے ہین کہ یہ ایسا خوبصورت ہی جب تو شاہزادے کو اُس سے محبت ہی کوئی کہتا تھا کہ جو صاحب حسن و جمال ہوا وہ نصیب آور ذی اقبال ہی دیکھو کہ آپ کو بادشاہ تک پہونچایا بعضون کا یہ قول ہی کہ اس گبر سے خدا اسے بچائے کسی نے کہا کہ میان ایک مرتبہ یہ اسے زیر کر چکا ہی اب بھی خدا چاہے تو غالب آئے غرض ہر چہار طرف یہی چرچا ہی اور یہان ایرج غراب سے لپٹا ہوا ہی ازبسکہ ایک مرتبہ کشتی لڑ چکا تھا اب اسے کچھ داؤن پیچ بھی آگئے ہین جو پیچ اسپر غراب کرتا ہی ایرج اُسکو خیال مین لا کر غراب پر کرتا ہی آوازحمون کی بلند ہی یہانتک کہ دو پہر گئے عرصہ مین ایرج نے لنگر اُسکا اُکھاڑ کر سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مار کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا خواجہ سعد شامی پکارے کہ ابکی اسے زندہ نہ چھوڑنا بے فیصل کیے ہوئے منھ نہ موڑنا چیر ڈالنا ایرج نے جسطرح سے کہ خواجہ نے تعلیم کیا تھا چھاتی پر سے اُٹھکر دونون پانؤن سے ایک پانؤن اُسکا دابا اور دونون ہاتھون سے دوسرا پانؤن پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ پہلے جھٹکے مین ناف تک جسم اُسکا چیر ڈالا اور دوسرے جھٹکے مین سینہ تک تیسرے جھٹکے مین دو ٹکڑے کر کے ایک ادھر پھینکا اور ایک اُدھر اچھال دیا ایک غل ہوا کہ غراب کشتی گیر کو ایرج نے چیر ڈالا فرخ بازارگان ایرج سے دوڑ کر لپٹ گیا اور کہا کہ بیٹا تو دوبارہ زندہ ہوا اور مالک بن ملکوت شاہ نے ایرج کو بلا کر خلعت دیا اور ایک خلعت فرخ بازارگان کو دیا اور کہا کہ آج سے ایرج کو ہمنے اپنا بیٹا کیا ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ حضور یہ سارے کرتب خواجہ سعد شامی کے ہین یہ باعث غلام کی نیکنامی کے ہین انکو بھی سرفراز فرمائیے بادشاہ نے خواجہ کو بھی خلعت عنایت کیا اور دیوانخانہ کے داروغہ کو حکم دیا کہ فلان مکان ہمارا درست کراؤ اُسمین ایرج کو لیجاؤ اور عملہ انکے واسطے علیحدہ نوکر رکھا جائے کسی بات کی تکلیف نہونے پائے اور بالفعل ہمارے چند خدمتگذار سرگرم خدمت رہین اور اُدھر لاشہ غراب کا شاگرد اُسکے اُٹھا کر لیگئے اور ارسلان شاہ نہایت آزردہ اور رفیق اُسکے کمال پژمردہ چلے گئے ایرج دوسرے روز دربار مین آیا اور بادشاہ کو آداب بجالایا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ صاحبو تلاش کرو کہ کوئی شخص ایسا ہو کہ ایرج کو فنون سپاہ گری بتائے نیزہ بازی شمشیرزنی شہسواری جو جو فن سپاہ گری کے ہین وہ سکھائے بس جارچی نے آواز دی کہ جو فن سپاہ گری مین مہارت رکھتا ہو وہ صبح کو در دولت بادشاہی پر آئے اپنا اپنا ہنر دکھائے بادشاہ نوکر رکھے گا اور درماہہ بیش قرار مقرر کریگا صبح کو بادشاہ آکر قصر عالیشان پر بیٹھا اور نیچے قصر کے تمام سپاہیون کا جماؤ ہونے لگا سوار و پیادے جمع ہوئے ایک ایک اپنے تئین سپاہی بے بدل جانتا تھا رستم و افراسیاب کو نہ مانتا تھا بادشاہ ہر ایک کو دیکھتا تھا حاصل کلام اُس دن تو بادشاہ نے کسی کو پسند نہ کیا ایرج اور اقبال شاہ بھی حاضر تھے اور ارسلان شاہ ایرج کا دشمن جانی ہی اب دربار مین بھی نہین آتا ہی لیکن حال خواجہ سعد شامی کا سنیے کہ اُنکے دل مین آیا کہ ایرج کو خود فن سپہ گری تعلیم کیجیے اگر کوئی اور اسکو بتائیگا تو یہ حمزہ کی نظر مین کب سمائیگا بس رات کو ایرج سے کہا کہ ای ایرج نوجوان تمکو نیر اعظم آفتاب تابان نے رتبۂ اعلی کو پہونچایا کہ بادشاہ نے تمکو اپنا فرزند بنایا دن پر دن تمھارے واسطے ترقی ہی روز بروز بہبودی ہی اب ہم رخصت ہو کر اپنے وطن کو جائینگے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خواجہ مین تمھین ہرگز نہ جانے دونگا کسی طرح رخصت نہ کرونگا کہ آپنے مجھے خاک سے پاک کیا ہی آسمان پر چڑھا دیا ہی عمرو نے کہا کہ یہ تمھاری خوبی ہی شریف یونہین کہتے ہین جو عالی خاندان ہین وہ اسی طرح منکسر رہتے ہین مگر ای ایرج اب مجھے جانے دو مانع نہو مین وطن کو جاؤنگا جلد تمھارے پاس چلا آؤنگا کہ اس عرصہ مین فرخ بازارگان بھی آیا ایرج نے سب حال بیان کیا بابا جان

خواجہ سعد شامی بار بار حرف رخصت زبان پر لاتے ہین شاید برخاستہ خاطر ہین یہ سنکر فرخ لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ رخصت طلبی کا کیا سبب ہی تمھارا جانا بڑا غضب ہی خواجہ سعد شامی نے کہا کہ ای فرخ بازارگان تمکو ایرج جس طرح پیارا ہی یونہین سمجھ لو کہ سب کو الفت عیال کی ہوتی ہی ایرج نے کہا کہ مین بادشاہ سے کہکر چوبدار اور سواریان یہان سے بھیجونگا آپ کے عیال و اطفال کو بلوا لونگا مگر آپ نہ جائیے خواجہ نے جواب دیا کہ ایرج قطع نظر اسکے گماشتون سے حساب سمجھنا ہی اور بہت سے کار ضروری ہین ایرج نے کہا کہ ابھی کیا جلدی ہی چلے جائیے گا معلوم نہین آپ جاکر آئیے گا یا نہ آئیے گا عمرو نے قبول کیا مگر ایرج کو مطلع کر دیا کہ اگر مین چلا جاؤن تو تم پریشان نہونا غرض رات کو تو یہ گفتگو ہوئی اور صبح کو جو ایرج بستر خواب سے اُٹھا تو خواجہ سعد شامی کو نہ پایا کف افسوس ملنے لگا سمجھا کہ خواجہ تشریف لیگئے ہرچند تجسس کروایا لیکن کہین سراغ نہ پایا ایرج اسی رنج مین بیٹھا تھا کہ چوبدار شاہی آیا اور کہا کہ چلیے آپکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی اُسی وقت ایرج خدمت بادشاہ مین گیا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو سلام کرکے کرسی پر بیٹھا دیکھا کہ سامنے ایک ایک سپاہی گھوڑا کدا رہا ہی اور چابک سواری دکھا رہا ہی کوئی برچھی کو دیکھ بھال رہا ہی کوئی تیغہ کے ہاتھ نکال رہا ہی کہ ایک سوار مفلوک روزگار دکھائی دیا نہایت دبلا پتلا فقط گلے مین دگلا پہنے ہوئے کہ کئی جگہ سے کپڑا اُسکا اُڑ گیا ہی روئی دکھائی دیتی ہی اور سر پر میلی پگڑی بندھی ہوئی ہی وہ بھی میلی پھٹی ہوئی ہی پانؤن مین پائجامہ گاڑھے کا زرد مٹی سے رنگا ہوا پہنے ہوئے ہی ضعف و نقاہت کا یہ عالم ہی کبھی بائین پر اور کبھی دہنے پر جھکا پڑتا ہی اور سپر کبدار پشت پر لگی ہوئی ہی پر تلے مین تلوار چمڑے کی مڑھی کی پڑی ہوئی ہی کہ کوتھی کر گئی ہی پھیلا باہر نکلا ہوا اور گھوڑے کی یہ کیفیت ہی کہ لاغری سے پسلیان نظر آتی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ سوار یہان گرا وہان گرا چلا آتا ہی جب قریب آیا تو پکارا کہ ای بادشاہ مین فرستادہ نیر اعظم آفتاب تابان ہون کہ ایرج کو فن سپہ گری سکھلاؤن اور یگانہ آفاق بناؤن یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ ہنسا اور لوگون نے قہقہہ مارنا شروع کیا ایک آدھ نے پاس آکر کہا کہ آپ ایرج کو تعلیم کیجیے گا آپ کے برابر کوئی احمق نہین آپکو عقل مطلق نہین یہ ہیئت یہ افلاس یہ صورت یہ لباس اُس پر دعوے اتنا بڑا کرتے ہو یہان سے چلے جاؤ بس یہ سننا تھا کہ آگ بگولا ہو گیا اور پکار کر کہا کہ تم سب مجکو ذلیل جانتے ہو ہم گودڑ کے لعل ہین صاحب کمال ہین یکہ تاز میدان امتحان ہین بندۂ خاص نیر اعظم آفتاب تابان ہین اتنے شجاع کھڑے ہین بھلا کوئی آگے تو بڑھے مجھسے مقابلہ کرے منہ پر تو چڑھے اُسوقت کیفیت کھلے حال معلوم ہو جائے ایک شخص برچھا پکڑ کر سامنے آیا کہ کیا بڑبڑ کرتا ہی بیہودہ بکتا ہی آ بہادرون کا سامنا کر ملا تو نظر سے نظر عمرو نے گھوڑے کو پھیر کر للکارا اُسنے نیزہ مارا عمرو نے نیزے کو نیزے پر روکا اور دو چار طعن رد و بدل ہوئی تھی کہ عمرو نے ایک ڈنڈا اُسکی کمر پر مارا کہ وہ گرا اور بیہوش ہو گیا مالک بن ملکوت شاہ نے ایک دلاور کو کہ نام اُسکا پیلان بہادر ہی اشارا کیا کہ اسکو سزا پہونچا پیلان عمرو پر دوڑا اور تلوار کا وار کیا عمرو نے بفنون سپہ گری تلوار اُسکی چھین لی بعد اُسکے ایک کشتی گیر تھا وہ پکارا کہ مین اسے سزا کو پہونچاؤنگا وہ بھی کوئی دو چار گھڑی اٹکا انجام کار اُسے بھی عمرو نے دے ٹپکا اور جتنے بکیت اور پھکیت اور تلوارئیے وہان تھے سب عمرو سے مغلوب ہوئے ہر ایک نے حوصلہ اپنا اپنا نکال لیا کوئی اُس سے عہدہ برآ نہوا آخرالامر مالک بن ملکوت شاہ نے نہایت انکو پسند کیا اور نام پوچھا اُنھون نے کہا کہ آقا کرگ مست قلماق میرا نام ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد خلعت لاؤ اور آقا کرگ مست قلماق کو دو جب یہ خلعت پہنکر آئے تو بادشاہ نے ایرج کو اُنکے سپرد کیا آقا کرگ مست قلماق نے ایرج کو فنون سپہ گری سکھانا شروع کیے چند روز مین کل فنون تعلیم کر دیے اسطرح پر کہ پہلے نیزہ بازی سکھائی پھر شمشیر زنی سکھائی اور تیر اندازی بتائی بعد اُسکے گھوڑے پر چڑھنا

بنا یا شہسوار بے بدل بنا دیا پھر کشتی کے داؤن پیچ سکھا کر طاق کر دیا جملہ فنون مین یگانۂ آفاق کر دیا ایرج کی تعلیم مین آقا کرک مست قلماق نے نہایت اہتمام کیا ہے اب کسی کی یہ قدرت نہین ہے کہ ایرج پر غالب آئے بہرام فلک کی مجال نہین ہے کہ آنکھ ملائے ایک دن کا ذکر ہے کہ بیرون شہر باغ بہشت آئین ہے وہان ایرج ورزش کر رہا ہے اور سوائے آقا کرک مست قلماق کے اور کوئی وہان نہین ہے اتفاق کار ارسلان شاہ اُدھر سے شکار کھیلے ہوئے آتا ہے اور ایرج دروازۂ باغ پر کھڑا ہے ارسلان شاہ غراب کے مارے جانے سے ایرج کا دشمن ہو گیا تھا قریب ایرج کے آکر کہا کہ او کرپاس فروش بچۂ بازاری تو نے کیا یہ سمجھکر میرے پہلوان کو مار ڈالا کچھ تجھے میرا خوف نہ آیا یہ کیا سر پھری ہے بڑا لتو باجی ہے ایرج یہ کلمہ سنکر خشمناک ہوا مگر غصہ کو روکا اور کہا یہ کیا انداز گفتگو ہے مین تجکو اپنا شاہزادہ جانتا ہون کیا کہون اگر کوئی اور اسطرح کے کلام کرتا تو اُسکو سزا پہونچاتا ارسلان شاہ نے کہا کہ تو سزا پہونچائیگا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ لے جیسے ہی شاہزادے نے تلوار کا وار کیا ایرج نے دھار تلوار کی بچا کر ہاتھ قبضہ مین ڈالکر تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ ہے شرط زمین پر ٹپکون کہ نقش زمین ہو جائے اور چھٹی کا دودھ یاد آجائے ہر ایک سے زبان درازی کرتے ہوئے ڈرنا خبردار اسطرح کا کلام نہ کرنا یہ کہکر چھوڑ دیا کہ اس عرصہ مین اقبال شاہ بھی آیا اُسنے بھی ارسلان شاہ کو سمجھایا اور لوگون نے کہا کہ آپ نے بہت برا کیا ارسلان شاہ خفت زدہ ہوکر چلا گیا ایرج کو آقا کرک مست قلماق نے خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی پہونچایا مالک نے برہم ہو کر کہا کہ اُس بچیا کو بھی مانند غراب کے تو نے مار ڈالا ہوتا ایرج نے جواب دیا کہ پیر و مرشد وہ میرا مرشد زادہ تھا جو کچھ میرے ساتھ کیا اچھا کیا مالک نے ارسلان شاہ کو بلایا اور کہا یہ کیا تیری نالائق حرکتین ہین اور اُسی حالت مین قمچیان اُسپر ماریں وہ روتا ہوا سامنے سے چلا گیا اور شہر فرنگوشیہ مین بھی نہ ٹھہرا چند آدمیون کو ساتھ لیکے سوار ہو کر ملک زرنگوشیہ کو روانہ ہوا وہان اسکے دادا کی تختگاہ ہے اُس شہر کا ملکوت شاہ بادشاہ ہے جب یہ زرنگوشیہ مین پہونچا تو ملازمت ملکوت شاہ کی حاصل کی نذر دی چونکہ ملکوت شاہ نے اُسکو فرزند کیا ہے آزردہ جو دیکھا پوچھا کہ باعث رنجیدگی کا کیا ہے ارسلان شاہ نے کہا کہ مین حضور سے رخصت ہونے آیا ہون کہ کسی طرف کو نکل جاؤن بے عزتی گوارا نہین سوائے جلاوطن ہونے کے چارا نہین ایک تاجر بچہ کے واسطے ابا جان نے مجکو سر دربار خود بھی ذلیل کیا اُسکی نظرون سے بھی اُتارا یہ کہکر رونے لگا ملکوت شاہ نے پوتے کو گلے سے لگایا اور کہا تو خاطر جمع رکھ مین اُس تاجر بچہ کو سزا پہونچاتا ہون یہان پکڑوا کے بلواتا ہون یہ کہکر ایک نامہ مالک کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ایرج کو باندھکر ہمارے پاس بھیجدے اور اقبال شاہ کو دو چار قمچیان مارنا اور اگر یہ نہ کریگا تو مین بری طرح پیش آؤنگا اور تمہاری صورتون سے بیزار ہو جاؤنگا جب وہ نامہ لکھا گیا تو بلبیسم زنگی اور فلیسم زنگی کو دیا کہ تم لیجاؤ اور اگر مالک ایرج کی مشکین باندھکر تمہارے حوالے کر دے تو فبہا نہین تو تم اُسے باندھکر لے آؤ یہ دونون نامہ لیکر روانہ ہوئے جب نزدیک شہر فرنگوشیہ کے پہونچے تو مالک نے خبر سنکر اپنے سرداروں کو کہا کہ جاؤ اور استقبال کرکے اُنکو لاؤ حاصل کلام جب وہ زنگی داخل بارگاہ ہوئے دونون نے آکر مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور کرسیون پر آکر بیٹھے مالک نے حکم دیا کہ انکو جام شراب کا دو بحکم مالک بن ملکوت شاہ ساقی نے جام بھر کر دیا جب دو تین جام شراب کے پیے اور دماغ انکا نشہ مین آیا اور ادھر آقا کرک مست قلماق ایرج کو مسلح و مکمل کر کے لایا اور راستہ بھر سمجھاتا ہوا آیا کہ ای ایرج خبردار ان زنگیون سے نہ دبنا ہرگز اُنھین کچھ نہ سمجھنا غرض ایرج آکر اپنے دنگل پر بیٹھا بلبیسم اور فلیسم نے نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو دیا کہ تمہارے باپ نے یہ نامہ بھیجا ہے مالک بن ملکوت شاہ نے دبیر کو بلا کر دیا اور کہا کہ اسے پڑھ کہ اسمین کیا لکھا ہے اُسنے بآواز بلند پڑھنا شروع کیا مالک بن ملکوت شاہ مضمون سے آگاہ ہوا اور کہا کہ ای بلبیسم اور فلیسم ایرج بیگناہ ہے تقصیر وار ارسلان شاہ

ہی یہ سنکر اُن دونون نے کہا کہ ہم کچھ نہین جانتے آپ ایرج کو اسیر کر کے ہمین دیدیجیے نہین تو ہمین جیسا ہمارے بادشاہ کا حکم ہی اُسے ہم عمل مین لاوینگے خود ہم اُسے باندھکر لیجاوینگے یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے ایرج کی طرف دیکھا ایرج نے عرض کیا کہ ای شہریار مین آپ کا تابع حکم ہون مجکو کچھ عذر نہین ہی کہیے تو ابھی سر کاٹ کر دیدون اور اگر آپ فرمائین تو زندہ بندھا ہوا چلا جاؤن اور آپ یہ امر چاہین تو کیا مجال ہی کسیکی جو مجھسے آنکھ ملا سکے اور باندھکر لیجانا تو بڑی مشکل ہی بلکہ اُسکو سزا ایسی پہونچاؤن کہ وہ بھی تمام عمر یاد کرے اور مین کیا کسی سے کم ہون لبس یہ کلمہ جو ایرج نے کہا ملیسم اور قلیسم آگ ہوگئے اُنکو نہایت ناگوار ہوا اور کہا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ شاہزادون سے برابری کرتا ہی اور پہلوانون سے آنکھ ملاتا ہی یہ تو ہی بادشاہون مین باعث عناد ہی تیرا ہی یہ فتنہ و فساد ہی یہ کہکر اور خنجر کھینچکر ایرج پر دوڑے جب قریب پہونچے ایرج نے دونون کے خنجر چھین لیے اور دونون کی کمرون مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ ہی منشا کہ تم دونون کو ٹکرا دون کہ بل بھارے نکل جائین دونون نے کہا تا زندہ ایم بندہ ایم چاہے قتل کیجیے چاہیے بخشدیجیے ایرج نے دونون کو ہاتھ سے رکھدیا اُنھون نے دوڑکر قدمون کو چوم لیا اطاعت گوش ہوئے غلام حلقہ بگوش ہوئے اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ جنے تو ایرج نوجوان کی اطاعت کی ہم یہین رہینگے جسکا جی چاہے ہمارے پاس رہے اور جسکا جی چاہے چلا جائے اکثر نے اُنکا ساتھ دیا اور اکثر لوگ بھاگ کر ملکوت شاہ کے پاس گئے حال بیان کیا یہ سنکر ملکوت شاہ نہایت برہم ہوا ملکوت شاہ کے دو سپہ سالار ہین عوجان دریا باری اور مرجان دریا باری دونون سے کہا کہ تم جاکر مالک کو مع اقبال شاہ اور ایرج کے پکڑ لاؤ غرض عوجان نے بائیس ہزار سوار ساتھ لیکر کوچ کیا اور برابر شہر فرنگوشیہ کے آیا اسنے پیغام بھیجا کہ ای مالک ایرج اور اقبال شاہ کو باندھکر میرے پاس بھیجدو کہ مین اُنھین لیجاؤن اُنکی عزت و آبرو مین سرمو فرق نہ آئیگا مین اپنا ذمہ کرتا ہون جب یہ پیغام مالک کو پہونچا تو مالک نے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا کہ ای فرزند سنا تو نے اب مین کیا کرون عوجان کمال زبردست ہی اُس سے کیونکر مقابلہ کرونگا مگر یہ تدبیر سوچا ہون کہ قلعہ بند ہوکر لڑون ایرج نے کہا کہ ای شہریار آپ قلعہ بند ہو جیے باطمینان یہین بیٹھے رہیے مین قلعہ سے باہر نکلکر عوجان سے مقابلہ کرونگا اگر اُسپر غالب آؤنگا تو اچھا ورنہ آپ پیام صلح کا دیجیے گا میری گرفتاری کا کچھ ملال نہ کیجیے گا یہ سنکر مالک نے کہا کہ ای ایرج مین تجھے اپنے فرزندون سے زیادہ عزیز رکھتا ہون مجھسے تیرا روز بد نہ دیکھا جائیگا آنکھون مین خون اُتر آئیگا بہتر یہ ہی کہ تم یہان سے کسی طرف کو نکل جاؤ مین عوجان سے عذر و معذرت کرکے اپنے باپ کے پاس چلا جاؤنگا ایرج ہاتھ باندھکر بولا کہ مین گریزان ہرگز نہونگا اپنی جان دیدونگا انجام کار مالک قلعہ مین رہا اور ایرج پانچ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا عوجان کو خبر ہوئی کہ ایرج بقصد جنگ آتا ہی عوجان قہقہہ مارکر ہنسا کہ اُسکی قضا آئی ہی اور نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ایرج کو خبر ہوئی اُسنے بھی طبل جنگ بجوایا دونون طرف درستی آلات حرب ہونے لگی ایرج کے لوگ بہت پریشان تھے صبح ہوتے ہوتے تین ہزار آدمی بھاگ گئے دو ہزار کی جمعیت سے ایرج عرصۂ کارزار مین آیا اُدھر سے عوجان دریا باری چالیس ہزار سوار سے نمودار ہوا اور صفین آراستہ ہوئین عوجان دریا باری للکارا کہ او ایرج آ میرے مقابلہ کو ایرج مرکب اُڑا کر عوجان کے برابر آیا عوجان تگاور زن ہوا ایرج کا مرکب کوئی چار قدم پیچھے ہٹا اور عوجان کا گینڈا سات قدم پسپا ہوا عوجان حیران ہوا اور بنگاہ غضب سے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا فساد شاہون مین تو نے ڈالا ہی اب بھی کچھ نہین گیا ہی تو میرے ساتھ چلا چل مین ارسلان شاہ سے تیری خطا معاف کروا دونگا ایرج نے کہا کیا بکتا ہی مین تجھے اور تیرے مددگار کو بھی سزا دونگا عوجان برہم ہوا اور کہا کہ اپنی شجاعت پر بڑا غرور ہی ارسلان شاہ سچ کہتا تھا تو حرام کے لقمے کھاکر موٹا ہوا ہی اپنے کو بھول گیا ہی کیون خود رفتہ ہو گیا ہی مارا جائیگا ایرج نے کہا کہ کیا نالائق کلمہ کہتا ہی سزا پائیگا تو کہا کہ بادشاہزا[ده]

ہی جواد کسی کو بے حقیقت جانتا ہی ایرج کی گفتگو سے عوجان نہایت برہم ہوا اور کہا کہ خیر اب دست و بازو سے گفتگو
کر جو حربہ تیرے پاس ہو وہ لا ایرج نے کہا کہ میرے اُستاد نے مجکو پیشدستی نہین بتائی تو اپنا وار کر جب خدا تیرے وار سے
بچائیگا اُسوقت سمجھ لیا جائیگا بس عوجان نے خبردار خبردار کہکر نیزہ ہاتھ مین اُٹھا کر ایک پرتاب اپنے گینڈے کو پیچھے
ہٹا کر ایرج پر دوڑ کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے پر روکا سنانین شررافشان ہوئین دونون لشکر نگران ہین کہ سنان
پر سنان اور بنان پر بنان بج رہی ہی عجب لطف سے نیزہ بازی ہو رہی ہی چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوئی ایک مقام پر ایرج
نے نیزہ عوجان کا گانٹھ کر جو ہاتھ نیزے کا مارا نیزہ عوجان کا ہوائی ہوا عوجان کا منہ سرخ ہو گیا اور کہا کہ تو نے غضب
کیا کہ میرا نیزہ نکالدیا یہ گرز ہی طمانچہ ملک الموت کا ذرا خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مجکو خبردار نہین کیا تھا یہ کہکر دودستی گرز مارا ایرج
نے ہاتھ بڑھا کر گرز ہاتھ سے چھین لیا عوجان آگ ہو گیا اور تیغ شرربار میان سے لیا ایرج نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
جب تلوار نزدیک آئی ایرج نے سپر ہاتھ سے چھوڑ دی کہ علی بند سپر کا پشت پر جا کر جھولا اور پنجہ کو دراز کر کے کھبکی دی
کہ تلوار پٹ پڑی جھٹ پٹ قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور اُسکے قبضے کو اپنے قبضہ مین کیا عوجان کے ہوش اُڑ گئے ساری بہادری
بھولا شرم سے کٹ گیا لیکن پھر بھی وہ بیحیا بارادہ کُشتی ایرج سے لپٹ گیا زور کشمکش کے ہونے لگے مرکب بیٹھ گئے لوگ
پکارے کہ ان بیزبانون نے کیا کیا ہی نیچے اُتر کر لڑو مرکبون پر سے کود پڑو الحاصل دونون پشت زین سے علیحدہ ہوئے
دامن گردانے آستینین چڑھا کر دوڑے ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ گردنون پر رکھدیا اور سر ملا کر ایک ٹکر لی
کہ پوست ماتھون کا اُڑ گیا دستیان ساتھ زبردستیون کے چلنے لگین دانون پیچ ہونے لگے آواز خمون کی بلند ہی ہجوم تماشائیون
سے گذر نگاہ کا بھی مشکل ہی راستہ بند ہی جہان گھڑی دو گھڑی اٹک جاتے ہین کیچڑ ہو جاتی ہی اسقدر پسینے آتے ہین چار پہر دن کُشتی
رہی شام کو عوجان نے کہا شاباش ہی تجھے او لڑکے کہ دن بھر تو مجھ ایسے شخص سے لڑا اب رات ہوئی جا عیش و آرام کر صبح
کو ہم تجھسے پھر لڑینگے جیسا کچھ ہوگا سمجھا جائیگا ایرج چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے کہ آقا کرک مست قلماق پاس کھڑے ہوئے
تھے بولے کہ ای عوجان تو اپنی جان بچاتا ہی ایرج میدان سے بغیر زیروزبر کیے ہرگز نہ جائیگا عوجان نے کہا کہ او بڈھے
کیا تجھ مین دب گیا ہون فقط اسواسطے جاتا ہون کہ رات کو جو ہم جانفشانی کرینگے اُسکا کوئی تماشا نہ دیکھے گا کسی کو کچھ نظر
نہ آئیگا آقا کرک مست قلماق نے کہا کہ بادشاہون کو رات سے دن کرتے ہوئے دیر نہین لگتی ابھی تمام میدان روشن
ہو جائیگا تم بھی اپنے لشکر سے روشنی طلب کرو ہم بھی روشنی منگواتے ہین فقط حکم کی دیر ہی ابھی ہزارون پنجشاخے روشنی کے
آئے جاتے ہین یہ سنکر عوجان نے حکم کیا کہ روشنی لاؤ اور ایرج سے کہا کہ ہم بھی کچھ کھاتے ہین تم بھی کچھ کھانا منگوا کر
کھاؤ جبتک پنجشاخے گڑین اور روشنی ہو پھر ہم تم کُشتی لڑین یہ کہکر عوجان دریا باری تو کھانا کھانے مین مصروف
ہوا اور ادھر آقا کرک مست قلماق نے ایرج سے کہا کہ ہرگز تم کچھ نہ کھانا اور اگر کھاؤ گے تو پھر لڑنا دشوار ہو جائیگا غرض
ایرج نے کچھ نہ کھایا عوجان کھانے سے فارغ ہو کر آیا اتنے مین روشنی بھی خوب ہو گئی اور کُشتی ہونے لگی اور لوگون
نے دیکھا کہ لڑائی اٹک گئی کمرین کھولکر اور زین پوش بچھا بچھا کر اپنے رسالدارون اور جمعدارون پاس آ کر بیٹھے
خوانچہ والے آکر موجود ہوئے مٹھائیان اور پکوان بکنے لگا سقے پانی پلانے لگے اور ادھر ایرج و عوجان مصروف
کُشتی ہین اور خلق خدا تماشائی ہی فراش ماہتاب نے چاندنی کا فرش گسترده کر دیا ہی اور پیر فلک ایرج نوجوان پر گوہر
انجم نثار کر رہا ہی آقا کرک مست قلماق تعریفین کر رہے ہین غرض چار پہر رات کُشتی رہی حتی کہ عابد شب زنده دار راہ
اعتکاف گزین گوشہ پذیر ہوا اور ترک خاور نے علم نورانی ہاتھ مین لیکر سمند فلک پر سوار ہو کر ظہور کیا صبح ہوئی وہی عالم
تھا کہ دو مست ہاتھی باہم ٹکرا رہے ہین غرض چار پہر دن یونہین گذر گیا یعنے علم لشکر روز نے سرنگون کیا اور رایت سیاہ شب

دکھائی دیا بدستور سابق رات پھر بسر ہوگئی دن ہوا اب یہ حال پہونچا کہ جہان ایرج عوجان کو پکڑ لاتا ہی عوجان کا نکلنا مشکل ہوجاتا ہی اور جہان ایرج کو عوجان پکڑ لیجاتا ہی ایرج صاف مانند برق نکل آتا ہی پہر دن باقی تھا کہ عوجان پکارا کہ ای ایرج مین ایک زور آخر کرتا ہون ذرا خبردار رہنا ایرج نے کہا کہ یہ زور کہان رکھ آئے تھے ابتک نہ کیا عوجان پکارا کہ میرے بدن مین وہ زور موجود ہی وقت پر مقرر تھا ایرج نے ہنسکر کہا کہ مین خبردار ہون آپ شوق سے زور کیجیے دل کا حوصلہ نکال لیجیے عوجان دونون بازو ایرج کے پکڑ کر چھاتی مین سر اڑاکر لے دوڑا ایرج دم کے بھر وسے پر قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی دہنے پانون پر لنگر رکھنے کا ارادہ کیا تھا کہ عوجان نے جھکہ بازو کا دیا کہ پانون نہ جما پھر بائین قدم پر قیام چاہا تھا وہان بھی نہ رک سکا غرض پانچ یا چھ قدم تک عوجان لیگیا تھا کہ آقا گرگ مست قلماق پکارے کہ ای ایرج خبردار ذرا دیکھے بھالے ہوئے ایرج نے کہا کہ حریف نہین تھمنے دیتا ذرا نگاہ کا چوکنا تھا کہ عوجان نے جھٹکا دیا کہ بایان گھٹنا ایرج کا زمین سے جا لگا پھر جو ایرج نے لنگر مارا پشت پا تک غرق ہوگیا تھا اتنے مین عوجان نے کمرزنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لیکن ایرج نے جنبش نہ کھائی عوجان نے ہاتھ اُٹھا لیا ایرج نے کہا کہ کیون مجھے چھوڑ دیا عوجان نے جواب دیا کہ جتنا زور مجھ مین تھا مین کر چکا اب کچھ تجھسے ہوسکے تو بھی قصور و کوتاہی نہ کر یہ سنکر ایرج اُٹھ کھڑا ہوا اور عوجان نے ہرچند لنگر قائم کیا مگر ایرج نے قائم نہ ہونے دیا جسطرح آندھی مین پتا اُڑتا ہی ہٹاتا ہوا چلا جاتا تھا دس گیارہ قدم تک ایرج ریل لایا اور لوگ پکارے کہ ای عوجان سنبھل بہت پیچھے ہٹ آیا عوجان نے کہا کہ حریف زبردست ہی مین کیا کرون کیونکر قیام پکڑون فورا ادھر مڑنا تھا کہ ایرج نے جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے عوجان کے آشنا بزمین ہوئے عوجان نے چاہا کہ لنگر قائم کرلے مگر ایرج نے کمر مین ہاتھ ڈالکر یا نیر اعظم آفتاب تابان کہکر زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے مین تا بکمر تیسرے زور مین تا بسینہ لاکر حلقہ بازو کا دیکر سر سے بلند کیا عوجان نے چاہا کہ پانون بغلون مین اڑا کر دانون پیچ کرے ایرج نے چرخ دیا کہ پانون کے موزے کہین ہاتھ کے دستانے کہین ترکش کہین خنجر برق پیکر کہین مانند طاؤس آتشبازی کے چکر کھانے لگا ایرج نے چاہا کہ زمین پر مارے کہ عوجان نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین نے غلامی آپکی اختیار کی مجھسے نہ ارسلان شاہ سے علاقہ نہ ملکوت شاہ کی پرواہ ہی تا زندہ ایم بندہ ایم ایرج نے عوجان کو ہاتھ سے زمین پر رکھدیا عوجان قدمون پر ایرج کے گر پڑا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا اُسنے کہا کہ اگر حکم ہو تو اپنے لشکر کو جاؤن اور اپنے بھائی کو سمجھا کر لاؤن ایرج نے کہا کہ اچھا جاؤ عوجان روانہ ہوا اور چہار طرف ایک غلغلہ تھا کہ ایرج نے بہت بڑے پہلوان کو زیر کیا کارنمایان کیا اور عوجان جو اپنی بارگاہ مین آیا تو اپنے بھائی مرجان اور افسران فوج سے کہا کہ بھائی مین تو ایرج کا غلام حلقہ بگوش ہوا مجکو ملکوت شاہ سے کچھ غرض نہین ہی مین ایرج کے پاس رہونگا تمھین اختیار ہی چاہو میرے ساتھ آؤ چاہو چلے جاؤ تمام سپاہ نے کہا کہ ہم آپ کے ہمراہ ہین ہم محکوم آپ ہمارے بادشاہ ہین صبح کو عوجان اپنے بھائی اور افسران فوج کو لیکر ایرج کی خدمت مین آیا قدمبوسی حاصل کی آقا گرگ مست قلماق کو عوجان کے مطیع ہونے کی کمال خوشی ہوئی اور مالک بن ملکوت شاہ نے جو سنا کہ ایرج نے عوجان کو زیر کیا پہلے تو اسے یقین نہ آیا جب متواتر یہی خبر آئی تو نہایت مسرور ہوا خوشی سے پھولون مین نہ سماتا تھا اور اقبال شاہ تو سوار ہوکر پہلے ہی ایرج کے پاس گیا ایرج قدمبوس ہوا عوجان بھی قدمون پر گرا اب یہان سے سب جانب شہر روانہ ہوئے مالک بن ملکوت شاہ دروازہ شہر تک آچکا کہ ایرج آگر پہونچا اور قدمونکو بوسہ دیا بادشاہ نے گلے سے لگایا عوجان اور مرجان نے بھی ملازمت حاصل کی مالک خوشی خوشی ایرج کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا جشن کی تیاری ہونے لگی اور یہ خبر ملکوت شاہ اور ارسلان شاہ کو ہوئی قریب تھا کہ مارے صدمہ کے مرجائین مگر افسوس کر

رہگئے کچھ نہ کرسکے خاموش بیٹھ رہے مگر حضرت آقا کرک مست قلماق اس فکر مین ہین کہ ایرج کو کیونکر حمزہ سے لڑوائیے کیا تدبیر کیجیے کیونکر وہان لیجائیے ایک روز ایرج انکے پاس بیٹھا ہوا ہی کہ ایک طرف سے آواز نقارے کی بلند ہوئی عمرو نے ایرج سے پوچھا کہ یہ نوبت کیسی بجی ایرج نے کہا کہ جائے حیرت ہی آپ تو بندۂ خاص آفتاب تابان ہین اور پھر یہ اسرار آپ پر نہان ہین آقا کرک مست قلماق نے جواب دیا کہ نیر اعظم آفتاب تابان کا ظہور تمام زمانے مین ہی مین کیا کوئی پیغمبر ہون کہ مجکو سب جگہ کی خبر ہی ایرج نے کہا کہ یا اُستاد کل جشن نوروزی ہی اور طواف قطب زمان خلیفہ نیر اعظم آفتاب تابان کی تیاری ہی عمرو مونچھون پر تاؤ دیکر بولا کہ کوئی مکار ہوگا نائب آفتاب تابان کہان کیسے قطب زمان ایرج کمال رنجیدہ ہوکر بولا کہ آپ بڑے بد اعتقاد ہین ایسا کلمہ پھر زبان سے نہ نکالیے گا کیا کہون کہ آپ اُستاد ہین آقا کرک مست قلماق نے پوچھا ای ایرج پھر وہ خلیفہ کہان ہین ایرج نے کہا دامن کوہ مین جلوہ فرما ہین ہر روز کل تمام خلقت وہان جائیگی قدرت نیر اعظم نظر آئیگی عمرو نے کہا کہ ہم بھی ضرور جائینگے ایرج بولا کہ جب آپ اُنکو دغاباز جانتے ہین تو پھر جاکر آپ کیا کرینگے عمرو نے کہا کہ دیکھا جائیگا ایرج نے کہا کہ اُنکا جاہ وجلال بہت بڑا ہی اگر وہان بھی آپ کوئی کلمہ اُنکے حق مین بد نکالیے ایسا نہو کہ آپ سے جلجائین اس سے آپ نہ چلیے یہین رہیے عمرو نے کہا کہ مین دیوانہ نہین ہون کہ اچھے کو برا کہون مگر جبتک آنکھون سے نہ دیکھونگا باور نہ کرونگا ایرج نے کہا کہ اچھا جیسی آپکی رضا غرض تمام شہر فرنگوشیہ مین زیارت قطب زمان کی دھوم ہو رہی ہی دکاندار دوکانین لیے جاتے ہین ہر ایک جانے کی تیاری کر رہا ہی ہر شخص نکھر رہا ہی ادنی اور اعلی لباس عمدہ بدل رہے ہین کوئی کاکلین بنا رہا ہی کوئی مانگ نکال رہا ہی کوئی عطر کپڑون مین لگاتا ہی کوئی تیل بالون مین ڈالتا ہی اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے کشتیان تحائف کی درست کروائین اور ادھر اقبال شاہ اور ایرج مصروف خود آرائی ہین غرض رات بھر تو ان سامانون مین بسر ہوئی جسوقت کہ سحر ہوئی بادشاہ مع ایرج اور اقبال شاہ اور آقا کرک مست قلماق کے سوار ہوا بآئین جمشیدی و فر فریدونی چلا ڈنکا ہوتا ہوا کڑکیت کڑکتے ہوئے سقے بجائے آب کیوڑا چھڑکتے ہوئے رسالے پلٹنین آراستہ و پیراستہ چپ و راست شہر سے باہر نکلے دیکھا کہ انبوہ خلائق کا ہی ایک عالم چلا جاتا ہی جا بجا زیر درخت خوانچے والے نظر آتے ہین لوگ مٹھائیان پوریان دال موٹھ وغیرہ لیکر کھاتے جاتے ہین جتنے کہ سواری دامان کوہستان مین پہونچی دیکھا کہ عجب رنگ ہی سبزہ فرسنگ در فرسنگ ہی چشمۂ آب صاف و شفاف سے لبریز ہوا فرحت خیز گلہاے رنگارنگ پھولے ہوئے درخت میوہ دار لگے ہین کسی باغ کو مناسبت نہین دکانین دو راستہ لگی ہوئین ہمہ اشیا موجود کسیطرف حلوائیون کی دکان مین مٹھائی رکھی ہی کسی طرف میوہ فروشون کی دکانون مین گنا گنڈیری نارنگی شریفہ انار وغیرہ موجود ہین اور کسیطرف مہاجن بچے پوشاک پر تکلف پہنے ہوئے درخت تلے شطرنجیان بچھی ہوئی ہین لوگ بیٹھے ہوئے ہین کہین شطرنج کھیلی جاتی ہی کسی جگہ گنجفہ ہو رہا ہی کسی جگہ چوسر ہوتی ہی ایک جگہ بھنگیڑون کی بالین کھڑی ہین وہان رندون کا ہجوم ہی چرس کے دم پڑ رہے ہین دائرہ چکارہ بج رہا ہی گلنے کا سمان بندھا ہوا ہی غرض ایک اژدہام ہی مجمع خاص و عام ہی مالک بن ملکوت شاہ سیر کرتا ہوا خیمہ مین آکر اُترا مسند جواہر نگار پر آکر بیٹھا گرد و اطراف سب متمکن ہوئے کئی سو طائفے باساز و سامان آکر موجود ہوئے گانا شروع ہوا حاصل کلام وہ دن بدات تو رقص اور سرود مین بسر ہوا صبح کو مالک بن ملکوت شاہ کشتیان لیکر پہاڑ پر چلا ایرج ہمراہ رکاب بادشاہ تھا آقا کرک مست قلماق ایرج کے ہمراہ تھا جب پہاڑ کے قریب آئے دیکھا کہ ایک احاطہ ہی سنگ زرد کا گرداگرد کھنچا ہوا ہی عجب مقام پر فضا ہی اندر اُسکے آکر دیکھا کہ جتنے زمانے کے پھول زرد ہین وہان پھولے ہین گل خورشید سے دعوے ہمسری کرتے ہین اور بیچ مین احاطے کے گنبد فلک سنگ زرد کا ہی اُسپر کلس سونے کا چڑھا ہوا ہی اسپر آفتاب کا عکس جو آکر پڑتا ہی تو اُسکی جوت اور اسکی جوت ایک ہو گئی ہی نگاہ نہین ٹھہرتی اور دروازے پر گنبد کے ایک طرف پھول والے جھبڑیون مین ہار پھول لیے ہوئے

دوسری جانب حلوائی بتاشے اور لڈو کے تھال درست کیے ہوئے بیٹھے ہین اور برہمن ٹوپیان پہنے دھوتیان باندھے کھونیہ
چندن کے دیے ہوے قشقہ ماتھون پر کھینچا ہوا چوکیون پر بیٹھے ہوئے جھانجھ بجاتے اور گاتے ہین ثنا خوان قطب زمان ہر جرو کل
ہو یا نائب نیر اعظم کا غل ہو یہ کیفیت دیکھتا ہوا مالک بن ملکوت شاہ معہ اقبال شاہ اندر گیا زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا کشتیان
چڑھائین طواف کیا بعد اُسکے ایرج آقا کرک مست قلماق کو ساتھ لیکر چلا مگر عمرو کہتا جاتا ہو کہ یہ کوئی مکار ہو اچھا
جال پھیلایا ہو خوب لوگون کو فریب مین لایا ہو اور ایرج منع کرتا جاتا ہو کہ یہ کیا غضب ہو کہ آپ قطب زمان کو برا
کہتے ہین اب بھی چپ نہین رہتے ہین یہ جواب دیتے ہین کہ ای ایرج تو بڑا بیعقل ہو اگر یہ صاحب کشف و کمالات ہوتا تو
کبھی خلق کو اپنی طرف رجوع نہ کرتا ایرج نے کہا کہ وہ کیا کسی کے پاس جاتے ہین اُنکو کیا پروا ہو خود لوگ آستانہ بوسی کو آتے
ہین آقا کرک مست قلماق نے کہا کہ ہمنے زمانہ دیکھا بہت ایسا کارخانہ دیکھا اسنے کوئی نقش دلون پر بٹھا دیا ہو سب کو مسخر
کر لیا ہو آپ کیون کسی کے پاس جائیگا ایرج نے کہا خیر چلکر زیارت تو کر لیجیے دم بھر زبان کو بند کیجیے غرض اندر گنبد کے گئے
دیکھا کہ قندیلین روشن ہین خوشبو چلی آتی ہو تخت طلائی بچھا ہو اُسپر ایک مرد پیر بار لیش سفید عمامہ سر پر جبہ پر تکلف گلے مین جلوہ فرما
ہو آگے ایک اوٹ سنہری کھڑا ہو اُس سے سر اُسکا اونچا ہو اور اوٹ مین سوراخ کیے ہوئے مین دونون ہاتھ باہر نکلے ہوئے ہین ایرج
نے کشتیان چڑھائین دونون ہاتھ چومے نذر دی اور عرض کیا کہ یا قطب زمان اُستاد میرا آقا کرک مست قلماق آپ سے
بد اعتقاد ہو اُسکو کچھ کشف و کرامات دکھائیے آواز آئی کہ اچھا یہ کہکر سر اپنا جبہ کے اندر کھینچا مگر جبہ کو جنبش تک نہوئی دو تین تک نہ
بڑی بعد لمحہ بھر کے سر جبہ سے نکالا ہاتھ مین تھال لایا اُسمین حلوا اگر ماگرم بھاپ اُٹھتی ہوئی ہاتھ مین عمرو کے دیا کہ اسکو کھا ایک
بندہ نیر اعظم آفتاب تابان حالت سکرات مین تھا وہ آج جان بحق تسلیم ہوا ابھی اُسکی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر آیا ہون عمرو
نے وہ حلوا کھا کر کہا کہ یہ بڑا نیرنگ ساز ہی نہایت مکار شعبدہ باز ہی خود اپنے منہ سے کچھ طلب کیجیے آقا کرک مست قلماق نے
کہا کہ یا قطب زمان ایک ماہی مجھے دیجیے قطب زمان نے پھر سر اندر جبہ کے کھینچا اور غائب ہو گیا لمحہ بھر کے بعد اُسنے سر جبہ سے
باہر نکالا اور ایک مچھلی بڑی سی آگے عمرو کے پھینکدی اور کہا کہ دریائے بنگالہ مین ایک تاجر کا جہاز غرق ہوا چاہتا تھا اُسے
مین نے جا کر کنارے پر لگا دیا یہ مچھلی وہا ن سے لیکر آیا ہون ایرج پکارا کہ یا پیر قطب زمان آمنا و صدقنا اور کہا کہ یا اُستاد اب تو
آپکو اعتقاد ہوا عمرو نے کہا کہ تم معتقد ہو گے یہان کون ایمان لایا مجھکو اس دغا باز کا اعتقاد نہین ہو میری نظر سے ایسے شعبدے
بہت گذر رہے ہین ایرج یہ کلمہ سنکر برہم ہوا اور کہا کہ مین ایسی اُستادی اور شاگردی سے درگذرا اگر اور کوئی ایسے کلمے زبان پر
لاتا تو اُسے یہ سزا ہو پہنچاتا بس اب مین آپ سے کچھ نہ سیکھونگا اور نہ آپکے پاس رہونگا مجھے یہ اندیشہ ہو کہ آپ آتش غصہ سے جل نہ
جائین یہ کہتا ہوا وہا ن سے پھرا آقا کرک مست قلماق اپنے خیمہ مین آئے اور دلمین کہا کہ ای عمرو و بعیاری چالکر اسے جہنم واصل کیجیے اور
آپ قطب زمان بنکر جانب لشکر حمزہ چلیے اور ایرج کو ساتھ لیجیے نہین تو ایرج کیونکر بیا لشنے جائیگا ساری مشقت تمھاری برباد
ہو جائیگی بس یہ جو خیال گذرا اُسی رات کو دو خونچے مٹھائی کا اور کچھ پھول اور کچھ جوڑن کی اشرفیان لیکر پہر رات گئے اُسی پہاڑ پر
آیا اور دیوار پھاندکر اندر احاطے کے آیا وہان کسی کو نہ دیکھا سناٹا پایا گنبد کے اندر گیا اس جبہ کو خوب مس کیا پھر پکارا کہ یا پیر
قطب زمان نذر لایا ہون قبول ہو کسی نے جواب نہ دیا آخر کار جبہ کو جو ہٹایا تو ایک نقب کا پایا دبے پانون اُس نقب مین چلا جب
باہر نقب سے آیا دیکھا کہ ایک تختہ گلزار ایک حوض پر بہار ہو اُسمین مچھلیان گوناگون نظر آتی ہین سامنے ایک بارہ دری عالیشان
ہو اُسمین ایک فنت صندل کی چوکی پر بیٹھا ہو کہ پیٹ تو مٹکا سا نکلا ہوا ہو دونون گال پھولے ہوئے ننگے سر چوٹی سر پر اُڑتی ہو
پجاری گرد و اطراف مین بیٹھے ہین زر نقد اور جواہر جو لوگون نے چڑھایا تھا وہ اُسکو باہم تقسیم کر رہے ہین اور حلوے کے کڑھاؤ
چڑھے ہوئے ہین مٹھائی کا انبار لگا ہو شراب نایاب گزک لاجواب ہمہ چیز مہیا ہو عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے آگے بڑھا او

ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑانے لگا کہ اُن سب کے دماغون مین بیہوشی جو پہونچی تو ناک پھلا پھلا کر سونگھنا شروع کیا کوئی پکارا
آفتاب تابان کا گذر ہوا کیا خوشبو آتی ہی واہ واہ کسی نے کہا کہ کیون مہنت جی آج تو ایرج جو کچھ لایا تھا وہ سب آپ نے
حصہ مین لیا ہمکو اُسمین سے حصہ نہ دیا اُسنے کہا کہ ہمنے تو کہدیا ہی کہ نیا شخص اگر آئیگا اور وہ جو کچھ چڑھائیگا اُسمین سے حصہ کسی کو نہ
دینگے مہنت نے کہا کہ نہ دینے کی وجہ کیا ہم تو لینگے وہ جو مہنت جی کے طرفدار تھے بولے کہ مہنت جی جو کچھ دیتے ہین انکا حصہ ہو خیرات
ہی تم مین کیا کرامات ہی وہ بیچارے ہمنے انکو قطب زمان بنایا نہین کوئی اُنکو جانتا بھی نہ تھا اور ہم تو حصہ لینگے دیکھین کون نہین
دیتا وہ بولے کہ کیا طاقت کسی کی دیکھین تو کون لیتا ہی یہانتک گفتگو بڑھی کہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کشتی پر نوبت آئی مگر جو اُٹھا بیہوش
ہو کر گرا مہنت جی کو بھی ہوش نہ رہا عمرو بجلدی تمام اُس مہنت کو اُٹھا کر اپنے خیمہ مین لایا اور بارود بچھا کر آگ لگا دی کہ مع
خیمہ وہ مہنت جلکر فی النار ہوا پہلے تو پہاڑ پر سے آواز دی کہ آقا کرک مست قلماق بد اعتقاد تھا آفتاب تابان نے
اُسے جلا دیا ادھر قطب کی شکل بنکر بجائے قطب قیام کیا اور چار طرف ایک غلغلہ ہوا آقا کرک مست قلماق جلگیا ایرج
کو بڑا تاسف ہوا اور صبح کو جا کر جو دیکھا تو خاک کا ڈھیر تھا ایرج نے عوجان وریا باری سے کہا کہ مین نے ہرچند اُنکو سمجھایا
کہ قطب زمان کو برا نہ کہو اُنکے خیال مین نہ آیا آخر کو بد اعتقادی کی کیفیت اُٹھائی مگر افسوس ہنر سپاہگری مین کامل تھا ایسا
فن مین اُسکو کمال حاصل تھا اسی صدمہ مین ایرج بیٹھا ہوا تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے بلوایا بہت سا سمجھایا کہ جو ہونا تھا
وہ ہوا اب رنج و ملال سے کیا ہوتا ہی اسکا افسوس کرنا بیجا ہی یہ باتین تھین کہ ایک مہنت مالک بن ملکوت شاہ پاس آیا
مالک نے اُسکے قدمون کو چوما آنیکا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ نیر اعظم آفتاب تابان قطب دوران نے یاد فرمایا ہی بمجرد سننے کے
اُسیوقت مالک سوار ہوا ایرج اور اقبال شاہ کو ساتھ لیا جب وہان آیا تو قطب کو سلام کیا قطب للکارا کہ ای ایرج دیکھی تو نے اپنے
اُستاد کی بد اعتقادی اور دیکھا تو نے کہ نیر اعظم آفتاب تابان نے اُسکو سزا دی اور ہم سب پر بھی غضب ہوئے ہین مگر ہمنے تم سبکو بچایا
مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ سب سجدے مین گرے اور کہا کہ سوائے آپ کے کون ہمارا بچانیوالا ہی قطب نے مالک سے کہا
کہ خیر اسوقت تو جاؤ کل صبح کو پھر آنا حکم آفتاب تابان کا جو ہو اُسے بجا لانا مالک بن ملکوت شاہ کانپتا ہوا وہانسے پھر ایرج
سے کہتا ہوا آیا کہ آقا کرک مست قلماق کے باعث مین بھی نیر اعظم آفتاب تابان کے عتاب مین گھرا ایرج نے عرض کیا کہ
واقعی جو کچھ ہوا اُسیکے سبب سے ہوا مگر کیا کرون میرا اسمین کیا قصور تھا یہ باتین کرتے ہوئے خیمہ مین داخل ہوئے حسب الحکم صبح کو
مالک قطب دوران کی خدمت مین پہونچا دیکھا کہ قطب زمان آج سرخ پوش ہین اور سامنے شمشیر برہنہ رکھی ہوئی ہی مالک
کی جان نکل گئی کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہی دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ مجھسے کیا خطا ہوئی ہی قطب زمان للکارے ای مالک
زمانے مین بہت سے دین جاری ہین کوئی لات پرست ہی کوئی منات کو مانتا ہی کوئی لقا کو مانتا ہی کوئی خدا پرست ہی نیر اعظم یہ چاہتے
ہین کہ سارے زمانے مین ایک دین ہو تجھے نیر اعظم نے ایرج ایسا پہلوان زبردست دیا اور تو نے خروج نہ کیا نیر اعظم تجھسے
بہت بیزار ہین مالک نے عرض کیا کہ بیشک تقصیروار ہون مگر اسکا حکم نہوا تھا اب جیسا حکم ہو غلام بجا لائے جدھر حکم ہو اُدھر جاؤن
قطب دوران نے کہا کہ حکم نیر اعظم یہ ہی پہلے فوج اپنی آراستہ کرو اور خیمہ مخمل سرخ کا تیار کرو اُسپر زردوزی کا کام ہو اور
ایک تخت ہمارے واسطے تین درجے کا بنے درجہ بالا مین ہم بیٹھینگے اور درجہائے پائین مین ہمارے خدمتی رہینگے اور روپیہ
جو کچھ صرف ہو وہ ہمسے لو مگر بہت جلد اسکا سامان کرو کل ساٹھ لاکھ سوار ہون اُنکی وردیان زرنگار ہون کہ جب دھوپ مین
چلین تو عجب روپ طرفہ کیفیت ہو یہ کہکر روپیہ بہت سا دیا اور پھر مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ ایرج بندۂ خاص
نیر اعظم آفتاب تابان ہی اور خطاب اسکا زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران ایرج نوجوان صاحبقران
جہان ہی یہ کہکر ایرج کو سامنے بلایا اور پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ ہمنے اپنا نظر کردہ کیا ایرج بہت خوش ہوا مالک بن ملکوت شاہ

وہ روپیہ چھکڑون پر لدوا کر چلا اپنی بارگاہ مین پہونچا اُسیوقت زرگرون کو بلوا کر حکم دیا کہ جلد تخت بناؤ اور کارگذارون سے فرمایا کہ ساٹھ لاکھ سوار نوکر رکھو اور وردیان زرنگار اُنکے واسطے درست کراؤ اور مالک نے بھی اپنا ایک تخت پر تکلف بنوایا اور ایرج کے واسطے زرہ چار آئینہ اور بکتر خود وغیرہ اور گرز پندرہ سو من کا تیار کروایا جب یہ سب سامان درست ہوچکا تو مالک نے قطب دوران سے جاکر عرض کیا قطب دوران گنبد سے باہر نکلے تمام اسباب ملاحظہ کیا بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ خیمہ شہر سے باہر استادہ ہو بموجب حکم قطب دوران اُسیوقت خیمہ برپا ہوا قطب دوران وہان کا سب مال و اسباب زنبیل مین ڈالکر خیمہ مین آکر جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی دوسرے دن تخت قطب زمان جو بیس ہاتھی پر کسا گیا درجۂ اول مین قطب زمان نے جلوس فرمایا درجۂ ثانی اور ثالث مین نوبت نواز اور ناقوس بجانے والون کو جگہ دی یا ہیر قطب زمان کی آواز بلند ہوئی اور تمام سوارون کو حکم ہوا کہ ایک مرتبہ سب تلوارین کھینچکر نعرہ کرو کہ دشمن قطب زمان ناانصاف و ناقدردان کا دونون جہان مین روسیاہ ہو القصہ اس شان و شوکت اور جلوس سے قطب زمان نے کوچ کیا اور طرف شہر اختم کے راہی ہوئے

اب دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران اور لقائے مشرک خدا بیان کیے جاتے ہین

یہان لشکر امیر کا مقابل فوج لقا اُترا ہوا ہے اور لقا حیران و پریشان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے بختیارک کہ رہا ہے کہ ای لقا ابتک تو حمزہ عمرو سے برسر حساب تھا اب جو وہ اِدھر مخاطب ہوگا تو اُس سے کون سامنا کریگا لقا نے کہا کہ او بدذات کارخانۂ قدرت مین کیا مداخلت ہے نہین معلوم کہ مین اپنی خدائی کے کیا کھیل کھیلتا ہون کیا مصلحت ہے خورشید اختمی اور جمشید اختمی نے عرض کیا کہ ہمنے نامے سب طرف کو لکھے ہین مدد طلب کی ہے عنقریب مدد آیا چاہتی ہے یہی باتین تھین کہ جوڑی ہرکارون کی دوڑتی ہوئی آئی مجراگاہ سے مجرا کیا اشعار راے از وجود شوم تو آفاق پر ضرر ✤ در ہستی پلید تو بنیاد شور و شر ✤ میخواہم از خدا کہ تن نامبارکت ✤ در نابدان و ہر بغلطد چو دم خر ✤ بختیارک پکارا کہ پیش باد بھئی کیا خبر لائے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل شیر سر منارہ گردن بلند بینی کرگدن پیشانی ساٹھ ہزار سوار سے خداوند کی مدد کے واسطے آتا ہے یہ سنکر لقا پکارا کہ ای بندگان من ببیند قدرت مرا بلایا مین نے اپنے بندۂ خاص کو کہ کام ان خداپرستون کا تمام کرے اور حکم دیا کہ سب سردار جائین ہمارے بندۂ خاص کو استقبال کر کے لائین بموجب حکم لقا کے سب نے استقبال کیا اثنائے راہ مین جاکر دیکھا ایک شخص کو کہ ساٹھ ایرج کا قد بتیس ایرج کی گردن ایک ایرج کی ناک ہے اور ماتھے پر مثل پیشانی کرگدن ایک سینگ نکلا ہوا آنکھین نقارہ سی شراب مین بدمست ہاتھ مین ران بھینسے کی بجائے گزک چباتا ہوا چلا آتا ہے الغرض لقا سے آکر ملازمت حاصل کی سجدہ کیا لقا نے اپنی آستین مرحمت پشت پر جھاڑی کہ تو میرا بندہ خاص الخاص ہے سہیل اُٹھکر دنگل پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ مین نشہ آیا کیفیت لشکر اسلام کی پوچھی بختیارک نے تمام حال سنایا سہیل بولا کہ یہ لوگ بڑے زبردست معلوم ہوتے ہین مگر دیکھنا کہ سب کا کام ایک دم مین تمام کرونگا اور لقا سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مین ان خداپرستون سے لڑونگا بختیارک نے کہا کہ آپ جلدی کو کام نہ فرمائیے ابھی آپ آئے ہین کچھ کھائیے پیجیے عیش و عشرت کیجیے بہت جلدی خراب کرتی ہے دو چار روز آرام فرمائیے تاکہ مسافت سفر دور ہو طبل جنگ کا حکم ابھی موقوف کیجیے آیندہ آپ مختار ہین سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل نے کہا کہ خداوند کی مجھپر ہر مقام پر عنایت تھی وہان بہت آرام و آسائش سے گذران ہوتی تھی یہان محض اسلیئے آیا ہون کہ دشمنان خداوند کا کام تمام کرون شعر من ایجا پئے رزم جنگ آمدیم ✤ نہ از بہر بزم و درنگ آمدیم ✤ بختیارک نے کہا کہ ای سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل یہ ہمارے یہان بدشگونی ہے کہ جو جلدی کرتا ہو اُٹھا ہے وہ جلدی ہمارے ہاتھ سے جاتا ہے سہیل پکارا مین یہ باتین نہین جانتا یا خداوند

دیر نہ فرمائیے جلد طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی جاسوس لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوئے یہان بارگاہ مین بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز تھے تمام سردارون کا دورہ بندھا ہوا تھا اور ذکر لشکر کفار کا ہو رہا تھا کہ نقارے کی آواز سمع اقدس مین پہونچی فرمایا کہ خبر دریافت کرو کہ یہ آواز کیسی آئی یہی باتین ہوتی تھین کہ ہرکارے سامنے سے آئے زمین عبودیت کو لب ادب سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ تا سر زند آفتاب سرور باشی + تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی + تا تاج حیات بر سر خضر بود + در خانۂ اقبال سکندر باشی + شہریار عالم کی عمر دراز رہے فتح و نصرت یار رہے لشکر لقا مین طبل جنگ بجا ہی کل اُس کافر کا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے یہ سنکر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی کوس حربی پر چوب پڑے جو کچھ منشی ازل اور کاتب قسمت نے لوح جبین پر رقم کیا ہی وہی پیش آئی ہی بس اُسیوقت کوس حربی نوازش مین آیا سامان جنگ مین رات بسر ہوئی جب صبح ہوئی دونون لشکر صف آرا ہوئے کڑکیتون نے کڑکا کہا نظم

تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آجکل وہ لب جو چند کے ہین آئنہ وار
چیلین منڈلاتی ہین اُڑتے ہین بگولے ہر سمت
تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ وہ چیلین نہ نگین نہ خود آرائی ہی

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
بار وان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین
واہ ری تیری تنگ ظرفی باین عز و وقار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
سینۂ لبریز تمناؤ بہ لب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو حریص مین اگر قصر فریدون سے گذار
رات دن چین رہا کرتے تھے سردارون مین
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
جن پہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندونکو وان کے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

نقیب صدائین دے دیکر چلے گئے دونون طرف لشکر آراستہ و پیراستہ ہوا اور صفون مین مثل صف مژگان سناٹا تھا سہیل اپنے گینڈے کو جولان کر کے سامنے لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا کہ جا تجھے حکم دیا اور اپنے ید قدرت کو سپرد کیا سہیل میدان مین آیا خوب گینڈے کو گرمایا پھر تھوڑی دیر توقف کیا جب دم اپنا آراستہ کر لیا تو مبارز طلب کیا آردشیر کوہ پیکر دیو بند رفیق شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل ختنان خونریز خاوری بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا سہیل نے آردشیر کو آتے دیکھکر گینڈے کو بڑھایا بعد تگاورزنی کے نام پوچھا اُسنے کہا کہ مین بھانجا ہون ضیغم خون آشام کا اور رفیق ہون شاہزادۂ قاسم کا سہیل نے کہا کہ تو نے لقا پرستی چھوڑکر خدا پرستی اختیار کی ہی باوجود کہ خداوند کا عزیز ہی نہایت بے تمیز ہی بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کر نہین میرے ہاتھ سے تو مارا جائیگا آردشیر نے کہا کہ کیا بکتا ہی لقا ایک خرس بادیۂ ضلالت ہی لائق سجدہ نہین ہی قابل لعنت ہی یہ سنکر سہیل غضبناک ہوکر بولا کہ بس زبان درازی نہ کر جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا اس منحرف ہونے کی سزا پائیگا آردشیر نے کہا کہ ہم مسلمان ہین خود پہلے حربہ نہین کرتے تو حملہ کر ہم ہمیشہ سے حریف سے نہیں ڈرتے سہیل نے برچھا مارا اُسنے نیزے کو نیزے پر روکا چار گھڑی تک باہم نیزہ بازی رہی مطلب حاصل نہوا آخرکار برچھون کو ہاتھ سے پھینکدیا سہیل خبردار خبردار کہکر للکارا ایک تیغہ مارا سپر کو کاٹکر چار اُنگل سر مین اُتر گیا زخم کاری لگا آردشیر نے داستانہ مارا تیغہ چھٹا کر سر سے نکل گیا مگر چادر خون کی جاری ہوئی اور غش کھا کر گرا سہیل نے دوسرا مبارز طلب کیا آردشیر کو تو لوگ لیگئے سہیم شیر سوار نے آکر سامنا کیا خوب تلوار چلی آخرکار وہ بھی زخمی ہوا یہانتک کہ اُس روز شام تک سترہ جوان سہیل کے ہاتھون مجروح ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے دوسرے روز قیماس خان خاوری وغیرہ میدان مین آئے وہ بھی اُسکی تیغ بران کی تاب نہ لاسکے تیسرے دن عمرو بن رستم اور جمہور جہان سوز وغیرہ نکلے وہ بھی زخمی ہوئے الغرض سات میدان داربون

تلاطم لشکر اسلام مین مچا دیا ایک حشر برپا کیا آٹھوین دن پھر سہیل نکلا اور مبارز طلبی کا ارادہ کیا تھا کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا کہ سپہر دوار تیرہ و تاریک ہوگیا بس جسوقت کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی سات سو علم نشان سات لاکھ سوار کا بندھا ہوا اور سات سو ہاتھی اُنپر جھولین کارچوبی سنہری پڑی ہوئین آئینے مستکون پر بندھے ہوئے زنجیرین طلائی سونڈون مین لیے ہوئے فیلبان لباس زرین پہنے ہوئے علمہاے زرفشان مثل پنجۂ خورشید تابان بعد اُسکے تھالین شترنالین قینچیان بانون کی پہ بھی اسپ طلائی بعد اسکے غول خاص بردارون کا مخمل سرخ کے دگلے گلون مین اُنپر کارچوبی کام بنا ہوا خاصبان غلاف مخمل سرخ کے اُسپر چڑھے ہوئے کار زردوزی اُنپر بنا ہوا کاندھون پر رکھے ہوئے بعد اُسکے مرکب تازی ترکی کچھی مینی عربی باساز جڑاؤ مرصع دو دو سائیس جنوربان ہاتھون مین لیے ہوئے لکھی اُنپر بیٹھے پائے بعد اُسکے سات لاکھ سوار طلاپوش غرق دریاے طلا اور بیچ مین ایک تخت طلا تین درجے کا کہ درجۂ اول مین ایک مرد پیر باریش سفید لباس زرنگار گلے مین سر پہ تاج مرصع اور درجۂ دویم مین شاگرد پیشہ درجۂ سوم مین نقارخانہ نقارچی شہنا نواز ناقوس بجانیوالے اور ایک تخت پر داہنی طرف ایک بادشاہ دوسری جانب دوسرا شہریار اور آگے تخت کے اونچی بنا ہوا ایک جوان مہرطلعت مرکب پری پیکر پر سوار اور ساتھ اُسکے زرین پوش ایک عیار جبکہ لشکر وہان پہونچا ایک مرتبہ تلوارین سب نے برہنہ کین اور نعرہ کیا کہ نیر اعظم آفتاب تابان قطب زمان پیر گیتی پناہ اور ناخدا و ناحق شناس کا دونون جہان مین روسیاہ ہو ہرکارے جو بامر جاسوسی لگے ہوئے تھے جانبین مین جاکر خبر دی کہ یہ لشکر آفتاب پرستون کا ہے اور صاحبقران ایرج نوجوان ہے امیر نے سنکر فرمایا کہ ایرج تو ہماری اولاد مین معلوم ہوتا ہے اور یہ قطب وہی نمکحرام ہے مگر جسوقت سے قاسم نے ایرج کو دیکھا ایک محبت پیدا ہوئی اور کہا کہ دادا جان کیا اس جوان کی شان و شوکت ہے اُدھر نورالدہر دیکھکر بولے کہ واقعی خوب جوان ہے اور اسد نے نورالدہر سے کہا کہ بھائی صاحب عقل میری کہتی ہے کہ یہ کوئی پاجی ہے کسواسطے کہ اسکے بشرہ سے آثار شرارت پائے جاتے مین نورالدہر اور قاسم ہنسکر چپ ہو رہے اس عرصہ مین سہیلان بن سہیل نے مبارز طلب کیا پھر قطب زمان نے ایرج سے کہا کہ لے یہ تیرا شکار اول ہے جا ایرج قطب زمان کو مجرا کرکے چلا جب برابر پہونچا سہیلان نے کہا کہ مجھسے سامنا خدا پرستون سے بڑا ہے تو کون ہے جو آکر مارج ہوا ایرج پکارا کہ مین صاحبقران آفتاب پرستان نظرکردۂ پیر قطب دوران ہون منظور ہے نیر اعظم کو کہ تمام زمانے مین ایک آئین ہو جائے دین آفتاب پرستی رواج پائے بہتر یہ ہے کہ تو آفتاب پرستی قبول کر مین تجھے قطب دوران کے پاس لیچلونگا بڑی آبرو سے رکھونگا سہیلان یہ سنکر ہنسا کہ تو مجھے نصیحت کرتا ہے آفتاب و مہتاب بندے ہین زمردشاہ باختری کے تجھکو لازم ہے کہ لقا کو سجدہ کر اور میرے ہمراہ آ اور قطب کو بھی سمجھا کر اپنے ساتھی لا ایرج نے کہا کہ تو یون نہین مانے گا جبتک کہ سرخنگ معقول نہ پائیگا سہیلان نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا زیادہ لاف و گزاف نہ کر زبان تیغ سے گفتگو کر ایرج نے نیزہ مارا سہیلان نے نیزہ نیزے پر لیا کوئی سو طعن رد و بدل ہوئی کہ سہیلان کا نیزہ ہوائی ہوا سہیلان نے گرز مارا ایرج نے گرز پر گرز کو روکا تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی روے گردون ہیبت سے فق ہوگیا مگر زمین کا شق ہوگیا ایرج کے ہر سر مو سے پسینا جاری ہوا صدمۂ ضرب گرز سے غش طاری ہوا مرکب تنگ تک زمین مین غرق ہوگیا لیکن دونون ہاتھ جس طرح تھے اُنمین سر مو فرق نہوا سہیلان پکارا وہ مارا اور کام تمام کیا شاپور عیار ایرج کا دوڑا اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ ایرج بیہوش کھڑا ہے آواز دی کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان حریف زیادتی کرتا ہے ایرج کی آنکھ کھلی شاپور نے حال پرسی کی کہا کہ بلا کی ضرب تھی صدمۂ عظیم اُٹھایا مگر نیر اعظم نے بچایا یہ کہکر گھوڑے کو رانون مین دبایا ویسا ہی مرکب تھا طبقہ زمین کا لیکر نکلا ایرج گرد چہرے کی رومال سے جھاڑتا گرز گران سنگ ہاتھ مین تولتا سہیلان پر جھپٹا اور دو دستی گرز مارا سہیلان نے یا لقاے خداے باختر کہکر گرز کو چہرے کی پناہ کیا مگر گرز جو گرز پر پڑا تو کمر گینڈے کی ٹوٹ گئی سہیلان بیہوش ہوگیا سراپا دریاے عرق مین ڈوبا عیاران لشکر کفار دوڑے خاک اُڑا رہے تھے پانی کے چھینٹے دیکر گرد جھٹائی سہیلان کو پکارا جواب نہ آیا پانی کا چھینٹا منہ پر مارا آنکھ اُسکی کھلی دیکھا گینڈا تڑپ رہا ہے اُسپر سے

کود پڑا اور تلوار کھینچکر دوڑا ایرج نے جو سہیلان کو پیادہ پا دیکھا تو بجلدی تمام پشت زین سے زمین پر آیا سہیلان نے جو دیکھا کہ اسنے اپنے مرکب کو بچایا پیادہ ہوا تیغ و سپر رکھکر کشتی پر آمادہ ہوا دونون مین کشتی ہونے لگی دو پہر تک کشتی رہی انجام کار ایرج نے لنگر سہیلان کا توڑ کر سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر سوار ہوا اور کہا کہ آفتاب کو سجدہ کر تو تیری جان بخشی کرون سہیلان نے کہا کہ ہزار جانین میری لقا پر سے نثار مین یہ کلمہ جو ایرج نے سنا غیظ و غضب مین آیا اور چھاتی پر سے اُٹھکر دونون ہاتھون سے دونون ٹانگون کو پکڑ کر اُس کافر خاسر کو چیر کر پھینکدیا آفتاب پرستون مین غل ہوا کہ وہ سہیلان کو مارا تلوارین پکڑ پکڑ کو پکارے کہ ناقدردان اور ناحق شناس کا دونون جہان مین منہ کالا اُدھر لقا نے جو دیکھا کہ سہیلان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ اس آفتاب پرست کو مار لو تمام لقا پرست ایرج پر جا پڑے قطب دوران نے آفتاب پرستونکو حکم دیا کہ ایرج کی کمک کرو وہ بھی لقا پرستون پر آ کر پڑے تلوار چلنے لگی قیامت کبرا برپا ہوئی ایرج لڑتا ہوا برابر لاہوت شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری ایرج نے تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا کسیکے روکے نہین رکا صاف نکلا ہوا چلا گیا آخر کار طبل بازگشت بجا سب نے اپنی اپنی آرامگاہ کی راہ لی خیمہ قطب دوران کا بھی برپا ہوا قطب دوران نے آکر تخت پر جلوس فرمایا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ راست و چپ آکر بیٹھے ایرج بھی اپنے سردارون سمیت حاضر ہوا پیر قطب دوران کو سلام کیا اور کہا کہ لاہوت شاہ گرفتار ہو کیا حکم سرکار ہی قطب دوران نے فرمایا کہ اسے ہمارے سامنے لاؤ لاہوت شاہ غل و زنجیر مین گرفتار سامنے آیا بطریق لقا پرستان سلام کیا حکم ہوا کہ خوب تازیانے اُسکو لگاؤ اور مارتے ہوئے زندانخانے کو لیجاؤ بعد اُسکے کہا کہ بلاؤ دبیر حمزہ کو نامہ لکھنے کے لیے اُسیوقت دبیر آیا مضمون دریافت کر کے نامہ لکھ لایا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای عرب بیوفا کشگینہ نوش پشمینہ پوش مین قطب دوران نائب آفتاب تابان ہون یہ نامہ میری طرف سے آتا ہی تجکو آگاہ کیا جاتا ہی کہ ای ناخدادان تو نے مردون کی قدردانی نہ کی کیسی کیسی تیرے ساتھ جانفشانی کی آگاہ ہو کہ خداوند آفتاب تابان نے اپنا قہر تجھپر نازل کیا ہی ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان کو حکم دیا ہی کہ تجھے گوشمالی دے سارا کبر و غرور نکالدے بس بہتر یہ ہی کہ نامہ کو دیکھتے ہی ایلچی کے ساتھ ادھر کی راہ لے اور پایہ تخت کو میرے بوسہ دے نہین تو ایرج کے ہاتھ ذلیل ہوگا ندامت اُٹھا کر سرنگون ہوگا قصہ کوتاہ قطب زمان نے جب نامہ تیار ہوا تو ایرج کو دیا کہ حمزہ کے پاس لیجاؤ اور تعلیم کیا کہ پہلے نامہ پر سے زر نثار کروانا بعد اُسکے برلے تعظیم حمزہ کو اُٹھوانا یہ شرطین ادا کروانا جب نامہ اُسکے ہاتھ مین دینا اور یہ کہنا کہ نامہ پر غصہ نہ کیجیے گا جو کچھ جواب ہو اسکی پشت پر لکھدیجیے گا اور ایرج کو تنہائی مین لیجا کر سمجھایا کہ نامہ کو دیکھکر حمزہ کہیگا کہ ای ایرج یہ جو میرا ایک ادنی عیار ہی میرا ای عمرو اسکا نام ہی مکر و فریب اسکا کام ہی آس بن الدیس کہ ایک پہلوان تھا اِسنے ناک اُسکی سوتے مین کاٹ ڈالی تھی اتنا بڑا قصور کیا مین نے اُسے نکالدیا پہلے اُسنے اور لبور فتور اُٹھائے بہت سے دام تزویر بچھائے جب میرا کچھ نہ کر سکا تو اب جا کر تیرے قطب کو مارا اور آپ تیرے قطب کی شکل بنا اور تجکو مجھسے لڑنے کو لایا ہی ای ایرج تو اُسکے فریب مین نہ آنا اپنے پاس سے اُسکو نکالدے نہین پچھتائیگا اور ایسے ایسے کلمے بہت سے حمزہ کہیگا مین تجھے ابھی سے آگاہ کیے دیتا ہون جو امر ہونیوالا ہی اُسکی خبر دیتا ہون ایرج نے کہا کہ یا قطب دوران الحق آپ نائب مہر منیر ہین واقف مافی الضمیر ہین یہ کہکر ایرج رخصت ہوا اور چار ہزار جوان زرین لباس و زرین کلاہ اپنے ہمراہ لیکر چلا بعد ایرج کے جانے کے قطب دوران نے دربار برخاست کیا اور مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ وغیرہ سے کہا کہ اب آفتاب تابان کے پاس جاتا ہون یہ کہکر گلیم عیاری اوڑھلی جدھر ایرج گیا تھا اُدھر کا راستہ لیا اور ایرج جب لشکر اسلام مین پہونچا وہ فوج و سپاہ دیکھی کہ کبھی ایسا لشکر نہ دیکھا تھا ایک ایک جوان بیمثل و بے نظیر تھا ایک ایک دستہ گلدستہ دو طرف بازار دو رستہ ہر چیز طرفہ و عجوبہ ہر شی یادگار مدائن و عراق عربستان روم و فرنگ و چین و بربر و ترکستان کی بازار ایرج سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ لشکر نور الدہر کے قریب پہونچا نور الدہر کو خبر ہوئی کمال اشتیاق ایرج کی ملاقات کا ہوا طماس سے کہا کہ ای طماس تم جاؤ اور ایرج کو لاؤ طماس جام شراب کا ہاتھ مین لیکر خیمہ سے

باہر آیا اور ایرج کو سلام کیا اور پیام نورالدہر کا دیا کہ نبیرۂ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نے مجکو آپکی خدمت مین بھیجا ہی کہ آج مجکو سرفراز فرمایئے آپ اور مین شریک ہوکر حمزۂ صاحبقران پاس چلونگا اور کہا ہی کہ بھائی شعر گو مہمانی قدم در منزل ما می نہی * لطف میفرمائے وبرچشم من پائے نہی * ایرج نے طلماس کو دیکھا کہ چوراسی ارنج کا قد و قامت آثار بہادری چہرے سے عیان عجب شان وشوکت ہی پوچھا کہ آپ کون ہین نام آپکا کیا ہی طلماس نے کہا کہ مین بندۂ حلقہ بگوش نورالدہر والاکرام ہون طلماس مجکو کہتے ہین نورالدہر بن بدیع الزمان کا غلام ہون ایرج نے مرکب کو ٹھہرایا اور اُترکر طلماس کے ساتھ اندر بارگاہ کے آیا نورالدہر بہر تعظیم اُٹھے اسد نے کہا کہ بھائیصاحب باجی کی تعظیم نہ کیجیے نورالدہر نے جواب نہ دیا دوڑکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا دیکھا کہ ایرج نہایت جوان شکیل ہی بہت پسند کیا اور معانقہ کیا بغلگیر ہوا اپنی مسند پر جگہ دی مزاج پرسی کی اسباب دعوت مہیا کیا اسد چلکر پکارا کہ سبحان اللہ باجی کو جہان منھ چڑھایا وہ آپکو بھولگیا مثل گدھے کے پھول گیا بزاز بچہ شاہزادون کی برابری کرتا ہی تہوری و شجاعت کا دم بھرتا ہی جبتک اسے تنبیہ نہوگی یہ نہ مانیگا خود کو نہ پہچانیگا یہ کہا اور ایرج کیطرف گھورنا شروع کیا ایرج کی اسد پر نظر پڑی دیکھا کہ ایک بری پیکر جوان ہی مگر وحشت آنکھونسے عیان ہی گریبان چاک نہایت تیز و چالاک ایرج نے پوچھا کہ یہ کون جوان رعنا ہی نورالدہر نے کہا کہ ہمارا بھائی پھوپھی کا بیٹا ہی ایرج نے کہا کہ میری طرف کیون بنگاہ خشم دیکھتا ہی نورالدہر نے جواب دیا کہ اسکے مزاج مین دیوانگی ہی وحشت کا تقاضا ہی اسلیے جو کچھ کسیکو کہتا ہی کوئی برا نہین مانتا ہی ہر شخص اسکو دیوانہ جانتا ہی یہ کہکر اسد سے خطاب کیا کہ ایرج میرا مہمان ہی ایسی باتین اسکے ساتھ کرنا کب شایان ہین اسد نے گنگارکر کہا کہ بھائیصاحب بہادر کمین رکھتے ہین اور مجھے کیا کام ہے آپ جس ادنی کو چاہین سر پر چڑھائین اور جس باجی کو چاہین اپنے برابر بٹھائین یہ سنکر نورالدہر نے کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہین بکتے ہین اور ایرج سے کہا کہ آپ اسکی طرف سے منھ پھیر لیجیے اُدھر خیال نہ کیجیے مگر ایرج کا یہ حال تھا کہ جب اسد کیطرف دیکھتا تھا اسد قبضۂ تیغ پر ہاتھ ڈالتا تھا آنکھین نکالتا تھا ایرج ہنسکر چپ ہو رہتا تھا یہان تو یہ صحبت ہی اُدھر خبر امیر کو ہوئی کہ ایرج برسم ایلچی گری آتا تھا نورالدہر اُسکو خیمہ مین لیگیا ہی یہ سنکر امیر کو اشتیاق ہوا کہ ایرج کو دیکھیے اور ابوالمعدن گرد سے کہا کہ تم نورالدہر کے پاس جاؤ اور کہو کہ بھئی ایرج کو ابھی لے آؤ ہم بھی ایرج کو دیکھین ابوالمعدن گرد نے نورالدہر کو جاکر امیر کا پیام دیا نورالدہر نے ایرج سے کہا کہ چلیے امیر نے یاد فرمایا ہی ایرج اُٹھ کھڑا ہوا اور نورالدہر کے ساتھ خدمت امیر مین آیا ایرج نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا اور امیر نے جو دیکھا تو خون عزیزی نے رگون مین جوش مارا تعظیم کیواسطے اُٹھے اور بے اختیار ایرج سے پکارکر کہا کہ ہم تمھارے مشتاق ملاقات تھے آؤ اور لوگون سے کہا کہ صندلی ایرج کیواسطے لاؤ جبتک صندلی آئے قضائے کار اتفاق روزگار قاسم شکار کو گیا ہوا تھا اور دنگل افراسیابی خالی تھا ایرج اُسپر بیٹھ گیا امیر ساکت رہگئے مگر حیران ہوئے کہ وہ جو سنے گا تو خدا جانے کیونکر اس سے پیش آئیگا کیا قیامت ڈھائیگا اسد بن کرب غازی نے اپنے دل مین کہا کہ چلکر بھائیصاحب شاہزادۂ خاور سیاہ کو لائیے اور اسکو سرچنگ معقول دلوایئے یہ بزاز بچہ از خود رفتہ ہوگیا ہی معلوم نہین آپکو کیا سمجھا ہی بس یہ خیال اپنے دل مین لاکر چپکے سے اُٹھکر بارگاہ سے چلا جہان قاسم مصروف شکار تھا وہان پہونچا قاسم نے پوچھا کہ بھئی کدھر آئے اسد نے کہا بھائیصاحب ذرا چلکر بارگاہ مین تو دیکھیے عجب سیر ہی قاسم نے کہا کہو تو کیا ہوا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب کیا کہون وہ کم اساس فروش بچہ بازاری برسم ایلچی گری آیا ہی پہلے تو بھائی صاحب شاہزادۂ نورالدہر نے اُسے سر پر چڑھایا اپنے خیمہ مین بلاکر برابر اپنے بٹھایا جب ناناجان کی خدمت مین آیا تو دنگل آپکا خالی تھا اُسپر بیٹھ گیا قاسم تو آتش خو شعلہ مزاج ہی یہ سنکر سر سے پانک آگ لگ گئی باز کو ہاتھ سے پٹک کر مانند شیر غضبناک روانہ ہوا اسد بھی خوش ہوکر چلا کہ اب یہ آفتاب پرست ذلیل ہوگا جب قاسم بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوا ایرج پر نگاہ پڑی ایک محبت اُس سے پیدا ہوئی سارا غیظ و غضب فرد ہوگیا سرور حاصل ہوا اور جوش محبت سے دل مین کہنے لگا کہ اگر یہ سر پر بیٹھے تو مجھے گوارا ہی چاہتا تھا کہ کچھ کلام ایرج سے کرے کہ امیر نے پکارکے فرمایا کہ اے قاسم تمھین ہمارے سر کی قسم ہمارے پاس آؤ ایرج ہمارا مہمان عزیز ہی ایک تو ایلچی ہی دوسرے نادان

تمہارے دنگل پر بیٹھ گیا ہی اُس سے معترض نہو ہمارے دنگل پر بیٹھ جاؤ یہ کہکر صاحبقران نے اپنے پاس بٹھا لیا مگر قاسم کو تو
خود کچھ تعرض ایرج سے منظور نہ تھا سکوت کیا اور ایرج نے جو قاسم کو دیکھا اسکو بھی ایک الفت پیدا ہوئی دلمین کہا کہ یہ بھی کوئی بہادر
بے نظیر معلوم ہوتا ہی امیر سے پوچھا کہ یہ آپ کے کون ہین امیر نے فرمایا کہ یہ میرا پوتا ہی تم اسی کے دنگل پر بیٹھے ہو یہ ایسا بہادر ہی
ترک توسن بلیطاقی کو اٹھارہ روز تعاقب کرکے بارگاہ کیخسرو مین قتل کیا اور سات برس کے سن مین طلسم افراسیابی کو توڑا
اپنے باپ کو قید سے چھڑایا ایرج نے جو یہ بہادری سنی وجد کرنے لگا اور قاسم کیطرف مخاطب ہوا قاسم بھی اُسکی طرف راغب
ہوا اسد نے جو یہ حال دیکھا جلکر خاک ہو گیا ابراہیم سے کہا کہ بھئی حسن بھی کیا چیز ہی حسین ہر دل عزیز ہی مین جانتا تھا کہ بھائی
صاحب ضرور اسکو سزا دینگے بہت درہم و برہم آئے تھے اسکو دیکھکر غصہ جاتا رہا کچھ نہ کہہ سکے اور ایرج بیٹھا ہوا باتین کرتا جاتا ہی
اور بارگاہ سلیمانی کو دیکھتا جاتا ہی ناگاہ دیکھا کہ ایک تیغہ بارگاہ کی چھت مین لٹکا ہی صاحبقران سے پوچھا کہ یہ تیغہ کیسا ہی امیر یہ
کلمہ سنکر آبدیدہ ہوئے اور آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی بادشاہ اسلام رونے لگے تمام بارگاہ مین صدائے نالہ و فریاد بلند ہوئی ایرج
حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی جب رقت کم ہوئی پھر پوچھا کہ کچھ تو بیان کیجیے امیر نامور نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو تمنے تو زخم کہنہ کو تازہ
کر دیا ایک فرزند میرا قباد نام بادشاہ لشکر اسلام تھا اُسنے تمام ملک کوچک فرنگ مسخر کیا تھا آہن کلاہ فرنگی کو اُسنے زیر کیا
تھا یہ تیغہ اُسکا چھت مین لٹکا رہتا ہی اور شرط اسکے ساتھ یہ ہی کہ جو کوئی اس تیغے کو کھینچے اکیس بدرے زر سرخ کے لے ہمارے
یہان کسی سردار کو کبھی ادھر توجہ نہوئی اکثر اور پہلوان اور گردو گردن کش بھی آئے کبھی کسی نے رغبت نہین کی ایرج نے کہا کہ
اگر حکم ہو تو مین کھینچون امیر نے فرمایا اچھا بس اسنے وہ تیغہ چھت پر سے اُتار کر اور غلاف اُسپر سے دور کرکے میان سے کھینچ لیا
ایک شور تحسین و آفرین کا چہار طرف سے بلند ہوا اور اکیس بدرے زر کے ایرج نے لیکر طہماس کو بخشدیے اسد نے علقمہ سے
کہا کہ سبحان اللہ یہ بزرجمہر سخی بھی ہی سخاوت پر کمر باندھی ہی اسطرح یہ پکار کر کہا کہ امیر نے بھی سنا اور قاسم نے برہم ہو کر کہا کہ بس
زیادہ بیہودہ نہین بکتے ہین تجھسے چپ نہین رہا جاتا مین امیر کے لحاظ سے تجھے کچھ نہین کہتا اور امیر نے بھی فرمایا کہ ای اسد یہ کیا
واہیات کلمے ہین خبردار اب ایسی بات نہ کرنا اسد نے کہا کہ نانا جان مین تو کچھ نہین کہتا اس اثنا مین ایرج پکارا کہ ای امیر عالیوقار
منم نامہ دارم منم نامہ دار امیر نے کہا کہ کسکا نامہ لائے ہو کسکے فرستادہ آئے ہو ایرج نے کہا کہ نامہ خلیفہ آفتاب تابان لایا ہون مرسلہ
قطب دوران آیا ہون امیر نے فرمایا کہ لاؤ نامہ ایرج نے کہا کہ پہلے زر نثار کیجیے امیر نے حکم فرمایا اُسیوقت زر و جواہر بہت
نثار آیا امیر نے کہا لاؤ نامہ دو ایرج نے امیر کو نامہ دیا امیر نے دبیر کو بلا کر دیا دبیر نے باواز بلند نامہ پڑھا جب امیر مضمون
سے آگاہ ہوئے کہا کہ ای ایرج ایک عیار میرا تھا عمرو بن امیہ ضمری اُسنے آس بن الوس کی سوتے مین ناک کاٹ ڈالی اُس
خطا پر مین نے اپنے پاس سے نکالدیا اُسنے بڑے بڑے فساد اُٹھائے کہ فتنے برپا کیے ہرچند اُسنے چاہا عفو قصور ہو لیکن مین نے
خطا نہ بخشی اب وہ ملک فرنگوشیہ مین گیا تمہارے پیر قطب کو مار کر آپ قطب دوران بنا تمکو مجھسے لڑانے کو لایا یہ تمہارے
قطب کا قاتل ہی بہتر یہ ہی کہ اسے اپنے پاس سے نکالدو نہین تو تمھین یہ خراب کریگا ایرج یہ کلمہ سنکر برہم ہوا اور پکارا کہ یا پیر
قطب دوران صدقنا اور امیر سے یہ خطاب کیا کہ یہ جو کچھ آپ نے پیر قطب دوران کے حق مین کہا وہ ایسے صاحب کشف
و کرامات ہین کہ مجھسے پہلے کہدیا تھا بس اب کچھ نہ کہیے چپ رہیے آقا کرنگ مست قلماق میرا اُستاد تھا وہ بھی قطب دوران کو
برا کہتا تھا مین ہرچند مانع آیا مگر اُسنے بدگوئی کو ترک نہ کیا آخر قطب دوران نے اُسے جلادیا امیر نے فرمایا کہ ای ایرج خیر آپ
تم اس امر کو جھوٹھ جانتے ہو میرا کہنا نہین مانتے ہو چند روز مین تمپر ظاہر ہو جائیگا جو کچھ ہو گا وہ تمہارے سامنے آئیگا ایرج نے
کہا کہ اس ذکر کو جانے دیجیے جواب نامے کا جو کچھ منظور ہو عنایت کیجیے امیر نے فرمایا کہ جواب نامے کا جنگ ہی ایسے دغا باز کی
اطاعت سے عار و ننگ ہی یہ سنکر ایرج اُٹھ کھڑا ہوا بارگاہ سے باہر آیا مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا عمرو پہلے ایرج

کے آنے سے قطب دوران کی صورت بنکر اپنے خیمہ مین آیا اور مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ آکر جمع ہوئے حال ایرج کی الچی گری کا اُنکو سنایا یہی باتین تھین کہ ایرج بھی داخل خیمہ ہوا قطب دوران غضبناک ہوکر پکارا کہ ای ایرج تو ہمارا نامہ لیکر گیا تھا تو نور الدہر سے صحبت ہوا اسکا کیا سبب مجھے خدا پرستونکی ملاقات سے کیا مطلب ایرج نے کہا کہ یا پیر قطب دوران مجھسے خطا ہوئی وہ بخلق پیش آیا مین نے شرمندہ ہوکر اُسکی دعوت قبول کی پھر آواز آئی لو ہنے بدرے اشرفیون کے کیون جلماس کو دیے خود کیون نہ لیے اور یہ سب ایک طرف حمزہ نے مجکو کلمات ناسزا کہے اپنا عیار بنایا تو نے کچھ اسکو سزا نہ دی تو چپکا چلا آیا یہ کیا کیا بس تازیانہ اُٹھا کر چاہا کہ ایرج پر مارے ایرج نے قطب کے پانون پر سر رکھدیا اُدھر سے مالک بن ملکوت شاہ اُٹھ کھڑا ہوا اُدھر سے اقبال شاہ اُٹھ کھڑا ہوا کہ اب ایرج سے ایسی خطا نہوگی معاف فرمایئے قطب دوران نے تازیانہ ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا کہ نیر اعظم آج تجکو جلا دیتے جو مین مانع نہ آتا ایرج نے کہا کہ واقعی آپ نہ بچاتے تو کون بچاتا آپ مالک ہین قطب دوران نے کہا کہ حمزہ نے کجواب جنگ دیا پھر تو نے کیون نہ مقابلہ کیا ایرج نے کہا کہ مین اب موجود ہون جیسا ارشاد ہو وہ کرون پر قطب دوران نے آواز دی کہ ای ایرج اب تم بیان کرو کہ تجنے کیا کیا ایرج نے کہا کہ اب غلام کیا عرض کرے سب تو آپ نے ارشاد کردیا بس آپ طبل جنگ بجوایئے مین حمزہ سے لڑون اور آپکو جو برا کہا ہی اسکا عوض لون قطب دوران نے حکم دیا کہ طبل جنگ نوازش مین آئے ہرکارون نے امیر نامور اور زمرد شاہ باختری کو خبر دی اُن دونون لشکرون مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تمام رات تیاری رہی صبح کو میدانداری ہوئی ایرج مرکب پر سے اُترکر سامنے قطب دوران کے آیا اجازت میدان کی چاہی قطب دوران نے کہا کہ تجھے سپرد نیر اعظم کیا ایرج میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے یل عادیان پور شدادیان عمرو معدی کرب نے عزم میدان کیا لخت شدادی اُٹھا کر پیٹھ پر گھوڑے کے مارا گھوڑے کو معلوم ہوا کہ میان رن کو چلے گھوڑے نے اگلے پانون اُٹھا کر رکھے پچھلے پانون گھسیٹکر بڑھائے اس حیثیت سے انکو لیکر چلا اُنکی لاش اُٹھانا ایسے گھوڑے کا کام ہی رخش کی اولاد مین ہی کوہ ہامون نورد نام ہی کسواسطے کہ پچیس ۲۵ ارنج کا اُنکا قد ہی اکیس گز کا تو ند کا دورہ تو ند آگے اسقدر بڑھی ہوئی ہی کہ گھوڑے کے چشم و گوش ڈھانک لیے ہین چوتڑ پیٹھ سے باہر گذرے ہوئے ہین حاصل کلام پہلوان عادی عرصۂ کارزار مین آئے ایرج نگاور زن ہوا کوئی دو تین قدم عادی کا مرکب ہٹکر رہگیا ایرج نے نام پوچھا بعدہ حربے کا خواستگار ہوا عادی کیطرف سے انکار ہوا ایرج نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا عادی نے نیزے کو نیزے پر لیا آخرکار ایرج نے چند طعن سے عادی کا نیزہ ہوائی کیا عادی نے تلوار کا وار کیا ایرج نے بفنون سپاہگری حمار تلوار کی بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش کے ہونے لگے گھوڑے پیٹ کے بھل بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کودے سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر پھر دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی تین دن تک کشتی رہی تیسرے دن ایرج نے پہلوان عادی پر زور آزمائی کی لنگر نہ اُکھڑا ایرج حیران ہوا راوی لکھتا ہی کہ جب حریف عادی کے کمر بند کیطرف ہاتھ بڑھاتا ہی تو عادی پیٹ پھلا لیتا ہی کمر بند غائب ہو جاتا ہی حریف کو کچھ بن نہین آتا لنگر کسی طرح نہین اُکھڑتا اور امیر سے بھی جب اس سے کشتی ہوئی تھی تو امیر بھی نہایت لنگر توڑنے مین حیران تھے کمال پریشان تھے اُسوقت بھی عمرو نے حکمت بتائی تھی کہ اسکے گدگدی کرو اور امیر نے اُنگلی کوکھ مین ماری کر نفخ شکم موقوف ہوا کمر بند نظر آیا اُسوقت امیر نے کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا تھا ایرج بھی حیرت مین تھا کہ کیا کیجیے مگر قطب دوران نے ایک پرچہ لکھکر ایرج کو بھیجا کہ تو اسکے گدگدی کر جب کمر بند نظر آیگا تو اُٹھا لینا قصہ مختصر ایرج نے قطب دوران کی تعلیم سے پہلوان عادی کو اُٹھا لیا قطب دوران نے رومال ہلایا تمام آفتاب پرست پکارے کہ جو قطب دوران کا دشمن اور بدخواہ ہو اُسکا روسیاہ ہو یہ سنکر امیر بہت آزردہ ہوئے اور منھ پر ہاتھ پھیرا کہ انشاء اللہ یہانسے بھی نہ بھگایا ہو تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا ہوگا طبل بازگشت بجا ہر ایک اپنے خیمے کو گیا امیر بھی میدان سے سب

سردارون کو ہمراہ لیکر ایرج کی قوت و شوکت کی تعریف کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دوسرے دن ہرکارون نے لقا کو خبر دی کہ منار خوار آتشین مردار خوار اور ملک اشبہ ملک مسمار دریا باری لاکھ سوار کی جمعیت سے آپکی مدد کو آتے ہین زمرد شاہ نہایت خوش ہوا تمام سردارون کو استقبال کا حکم دیا اُنھون نے عرض کیا کہ ہم ابھی جاکر لاتے ہین غرض جب منار سامنے آیا لقا کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملک مسمار اور مالک اشبہ نے لقا کو سجدہ کیا اُس کافر نے کہا کہ تم میرے بندۂ خاص الخاص سرداران با اخلاص ہو بعد اُسکے منارہ کو خلعت دیا منارہ نے حال لشکر اسلام کا پوچھا لقا نے کہا کہ وہ بندگان بے ادب جیسے ہین خیر مگر اب ایک فرقہ آفتاب پرستون کا پیدا ہوا ہی کہ اُنکا صاحبقران ایرج ہی وہ نور خالص یعنے لاہوت شاہ کو پکڑ لیگیا ہی منار نے کہا کہ واہ یہ دین چوتھا پیدا ہوا بختیارک نے کہا منار اسکا حال مجھسے سنو کہ حمزہ کا ایک عیار تھا بلاے بیدرمان آفت جہان برباد کنندہ خانمان لقا شاہنشاہ عیاران عمرو بن امیۂ عالیشان اُس سے اور حمزہ سے آمس بن الوس کی ناک کاٹنے پر بگاڑ ہوا حمزہ نے اپنے لشکر سے نکالدیا اُسنے بڑے بڑے فساد اُٹھائے کہ کسی طرح سے حمزہ مجھسے صاف ہو جائے مگر کچھ نہوا آخر کو اب ملک فرنگوشیہ مین جاکر پیر قطب بنکر آیا ہی اور ایرج کو صاحبقران بناکر لایا ہی جس روز سے کہ یہ آیا اُسی دن ایرج نے سہیل بن سہیلان کو قتل کیا اور جنگ مغلوبہ مین لاہوت شاہ کو پکڑ لیا یہ سنکر منار پکارا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین معرکہ آرائے نبرد ہونگا اور اُس آفتاب پرست کو سزا دونگا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارۂ حربی نوازش مین آیا ہرکارون نے خبر پیر قطب دوران کو پہونچائی یہان بھی طبل جنگ پر چوب پڑی امیر نے بھی کوس حربی بجوایا تینون لشکرون مین وہ رات دستی آلات ضرب مین بسر ہوئی اشعار

ہرون آمد بجنگ انجم و اختر
سحرگہ تیغ خورشید ظفر کوش
شفق خونین کفن افگندہ بردوش
زنتارہ بود تیغ و خنجر صاف
ہوا گشتہ برند آہنی باف
کفن بردوش در کف تیغ و خنجر

جب تینون لشکر میدان کارزار مین آئے لشکر لقا مین علمہاے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے منار خار آتشین مردار خوار لقا سے رخصت لیکر میدان کو چلا جس تخت پر سوار تھا کہ لوہے کے کانٹے تخت مین نصب ہین اُسپر یہ کافر بیٹھا ہوا تھا شرابخواری کرتا آتا تھا اور مرے ہوئے بھینسے کی ران ہاتھ مین تھی اُسے چباتا تھا دونون باچھون سے نیلا نیلا پانی جاری تھا دو ساقی شراب پلاتے تھے اس ہیئت سے میدان مین آیا اور ایک مرتبہ چلایا کہ اے آفتاب پرستو تمنے غضب کیا کہ خداوند زادے کو پکڑ لیا میدان مین نکلو حال معلوم ہوگا ہنوز یہ کلمہ نا تمام تھا کہ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران ایرج نوجوان مرکب کو جولان دیکر سامنے قطب دوران کے آیا گھوڑے سے اُترکر آداب بجالایا میدان مین جانیکا حکم لیا پیر قطب نے ہاتھ پیٹھ پر پھیر کر کہا کہ جا تجھے نیر اعظم کو سپرد کیا ایرج بار دیگر مرکب پر سوار ہوکر عرصۂ کارزار کیطرف چلا خوب بگھدریان کین ران باگ کی لڑگت دکھائی چار طرف سے یہ آواز آتی اشعار

گلگون بے مثال کے کیا وصف ہون رقم
ایسا سبکخرام سبکرو سبک عنان
اُڑجائے جسکے رنگ ہوا ہو مثال لجا
معلوم بھی نہو کہ کہان تھا گیا کہان

جسوقت برابر منار کے آیا اُس کافر نے بہر نگاور زنی تخت بڑھایا سپر پر سپر پڑی ایرج کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا اور اسکا تخت جو چار گھوڑون پر کسا ہوا تھا سات قدم پیچھے سرک گیا منار گرتے گرتے سنبھلا تخت کو پھیر کر اُس کمبخت نے مقابلہ ایرج کا کیا ایرج کو مانند قمر کے جلوہ گر پایا ایک آفتاب تھا کہ زمین پر نظر آیا پوچھا کہ نام تیرا کیا ہی ایرج نے کہا کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان منار نے کہا کہ تو ہی خداوند کو رنج دیتا ہی اور تو ہی نے سہیل کو قتل کرکے خداوند زادے کو پکڑ لیا ایرج نے کہا کہ ہان مین ہی ہون یہ سنکر منار پر غیظ و غضب طاری ہوا کہا کہ بہتر یہ ہی کہ خداوند کو سجدہ کر اور خداوند زادے کو قید سے چھوڑدے ایرج پکارا کہ او مردار خوار کیا بکتا ہی لقا کیا نابکار ہی اور اُسکی اصل و حقیقت کیا ہی منار بہت برہم ہوا کہا کہ معلوم ہوا کہ بے رزم و پیکار تجھسے فیصلہ نہو گا تو نہایت بدذات ہی خبردار ہو کہ اب تجھے مارنا جملہ واجبات سے ہی یہ کہکر حملہ آور ہوا تیغۂ آبدار میان سے لیا ایرج نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی جسوقت تلوار

دور بھی دور تھی جب نزدیک آ کر چمکی سپر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا پنجۂ خورشید دراز کر کے جھپکی دی کہ تلوار
ہٹ پڑی اُسکے قبضہ کو اپنے پنجہ مین کیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لے ممکن نہوا وہ لپٹ پڑا زور کشمکش کے ہونے لگے
گھوڑے پیٹھ کے بھل بیٹھ گئے یہ دونون مرکبون سے کود پڑے دامن گردان کر دوڑے کشتی ہونے لگی تین پہر تک کشتی ہوئی
پہر دن باقی تھا کہ ایرج نے لنگر منارہ کا توڑ کر اُٹھا لیا اور توڑا زنجیر فولادی کا کھولکر مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا فوج
نے منارہ کی چاہا کہ جنگ مغلوبہ کرین بختیارک مانع ہوا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر پھرے اُدھر امیر بھی داخل
بارگاہ سلیمانی ہوئے اور قطب دوران نے حکم کیا کہ منارہ کو غل وزنجیر مین گرفتار کرو اور ہمارے سامنے لاؤ بموجب حکم کے
منارہ کو سامنے لائے منارہ نے بطریق لقا پرستان سلام کیا جواب سلام کا کسی نے نہ دیا قطب دوران نے بیٹھنے کا اشارہ
کیا وہ کرسی کا احمق کرسی پر بیٹھا ساقی کو اشارہ دیا کہ جام شراب کا دے جب منارہ نے دو تین جام شراب کے پئے دماغ بادۂ
ناب سے گرم ہوا قطب دوران نے پوچھا کہ اے منارہ تجھے ایرج نے کیونکر زیر کیا منارہ بولا کہ جسطرح بہادر کو بہادر زیر کرتے ہین
قطب دوران نے کہا اب تو آفتاب پرستی اختیار کر اور بہت سا سمجھا کر کہا کہ لقا نہایت دروغگو اور کاذب ہے اُسکو خدا
جاننا غیر مناسب ہے اور وہ ایسا ذلیل ہے کہ ایک ادنی عیار حمزہ نے اُسکی ڈاڑھی اپنے موت سے بھگو کر مونڈی اور اُسے
خبر بھی نہوئی وہ قابل خدائی نہین ہے منارہ نے کہا کہ مین نے لعنت کی لقا پر اور دین آپ کا قبول کیا قطب دوران
نے کہا کہ نیر اعظم آفتاب تابان برحق ہے منارہ یہ کلمہ کہکر آفتاب پرست ہوا الحبس و نابکار گوہ مین سے نکلا موت مین پڑا خبر لقا کو
ہوئی بہت حیران ہوا اُسکے افسران خوج نے کہا کہ کبھی وہ کسی کا شریک نہوگا بختیارک بھی بولا کہ منارہ ایسا نہین معلوم ہوتا
اور یہان منارہ نے دو ایک روز تامل کیا ایک دن شب کو دو پہر رات گئے زندانخانۂ لاہوت شاہ پر آیا بہرام
آفتاب پرست نے کہا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین ہون منارخار آتشین اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ہٹ جا مین خداوندزادہ
کو رہا کر کے لیجاؤنگا بہرام نے نعرہ کیا کہ مین تجھے کب چھوڑتا ہون اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ لینا جانے نہ دینا اور خود بھی تلوار
کھینچکر دوڑا منارہ دو چار آدمیون کو مار کر بہرام سے مقابل ہوا بہرام نے تلوار ماری منارہ نے وار اُسکا روک کر جو
تلوار ماری بہرام کے دو ٹکڑے ہوئے پھر تو اُسنے لاش پر لاش گرا دی کوئی موکل زندانخانہ اُسکے مقابلہ مین نہ ٹھہرا سب
بھاگ گئے منارہ اندر گیا لاہوت شاہ کی قید توڑی اور گھوڑے پر سوار کر کے روانہ سمت لشکر لقا ہوا صبح کو
لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے اور تمام کفار جمع ہو چکے ہین بختیارک مسخراپن کر رہا ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ منارہ
خداوندزادے کو چھڑا لایا لقا بہت خوش ہوا سردارون کو حکم دیا کہ استقبال کو جاؤ اس اثنا مین منارہ مع لاہوت شاہ
آیا لقا کو سجدہ کیا لقا نے منارہ کو خلعت دیا لاہوت شاہ کو گلے سے لگایا بعد اُسکے منارہ سے بختیارک نے پوچھا کہ
تم کیونکر آئے اور لاہوت شاہ کو کس طرح چھڑا کر لائے اُسنے سارا حال بیان کیا کہ بہرام آفتاب پرست
کو مار کر اور چند آدمیون کو قتل کر کے خداوندزادے کو چھڑا لایا اور راتون رات وہانسے بھاگ کر آیا بختیارک نے
جواب دیا کہ وہ آفتاب پرست تمھین چین نہ لینے دیگا قیامت برپا کریگا آتا ہی ہوگا لقا نے کہا کہ او شیطان کیا بکتا ہے
بھلا وہ یہان کیا آئیگا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا اور ادھر صبح کو قطب دوران دربار مین آکر بیٹھے ایرج آیا
مجرا کر کے اپنے دنگل پر بیٹھا تمام سردار جمع ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی کہ ہرکارون نے آکر یہ خبر دی کہ رات کو منارہ
خار آتشین بہرام کو قتل کر کے لاہوت شاہ کو چھڑا کر لیگیا ایرج نے جو یہ سنا آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی
تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر منارہ کو لبِ نزا پہونچاتا ہون لاہوت شاہ کو لاتا ہون قطب زمان نے منع کیا کہ اے
زبدۂ آفتاب پرستان تم قصد نہ کرو نیر اعظم اُسے سزا دینگے اور تمھارے قیدی کو بھی منگوا دینگے ایرج نے عرض کیا کہ یا

قطب زمان قسم ہے آفتاب تابان کی اگر آپ مجکو روکیے گا تو مین ہلاک ہو جاونگا قطب زمان نے سرنگون کیا ایرج اُسی غیظ مین باہر نکلا اور مرکب پر سوار ہو کر لشکر لقا کا راستہ لیا مرکب کو دوڑائے ہوئے چلا جاتا ہے جو اُسکی جھپٹ مین آیا گر پڑا جو پس گیا پس گیا اسکو مطلق خیال نہین کچھ اندیشہ و ملال نہین یہانتک کہ جب دروازہ بارگاہ لقا پر پہونچا وہان بھی مرکب سید ھا بڑھایا ایک غلغلہ ہوا کہ وہ ایرج آیا چوبدار نے چاہا تھا کہ روکے ایرج نے طمانچہ مارا کہ سر اُسکا دھڑ پر سے اُڑگیا یہ داخل بارگاہ ہوا اور پکارا کہ سلام اُسپر ہو جو آفتاب تابان کو برحق جانتا ہو اور اسکے نائب پر قطب دوران کو مانتا ہو زمرد شاہ نے جواب دیا کہ ای ایرج تو اپنے خدا کو نہین پہچانتا مجکو بخدائی نہین مانتا ایرج نے کہا کیا واہیات بکتا ہے تو قابل خدائی نہین ہے اور دغا شعار مثار کہان ہے بڑے فریب سے اپنی جان بچائیکو اُسنے آفتاب پرستی اختیار کی رات کو چھپ کر وہین سے آیا اور میرے رفیق کو قتل کر کے میرے قیدی کو چھڑا لایا مین جبتک اُسے سزا نہ دونگا چین نہ لونگا بختیارک پکارا کہ مثار وہ بیٹھے ہین ایرج اُسکی طرف کو متوجہ ہوا مثار نے بھی تلوار کھینچکر جھپٹا اور ایرج پر تلوار ماری ایرج نے بفنون سپاہگری تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ تا بسینہ زمین مین غرق ہو گیا روح نجس مثار کی نکل گئی ایرج اُسے مار کر لاہوت شاہ پر دوڑا لاہوت شاہ نے بھی حربہ کیا ایرج نے حربہ اُسکا چھین کر اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا لڑتا ہوا باہر نکلا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو چلا ہر چند فوج کفار نے چاہا کہ لاہوت شاہ کو ایرج سے چھین لے مگر ممکن نہوا بہت لقا پرست مارے گئے ایرج لاہوت شاہ کو لیگیا اور اسی طرح لشکر لقا سے اپنے لشکر تک لاہوت شاہ کو ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے لیے چلا آیا راوی لکھتا ہے کہ لشکر لقا سے اور اُسکے لشکر سے سات کوس کا فاصلہ ہے اور لاہوت شاہ کا قد ساٹھ ارنج کا ہے چونکہ دست چپ پر ایرج مقابل نور الدہر کے دنگل ہارتا ہے اسوجہ سے اسکے کام قدرتی نور الدہر سے مقابل ہوتے ہین چنانچہ نور الدہر لقا کو نقابدار سفید پوش بنکے مشتری حصار سے قلعہ شام دزد تک سات کوس بائین ہاتھ پر اُٹھا کے لڑتا بھڑتا لیگیا تھا اسیطرح یہ مقابلہ ہوا القصہ ایرج نے لاہوت شاہ کو لاکر سامنے قطب دوران کے زمین پر پھینک دیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کیا قطب دوران دل مین تو بہت خوش ہوئے مگر ظاہر مین خفا ہو کر کہا کہ تو نافرمانی ہماری کر کے چلا گیا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ہمیشہ ہمسے ڈرنا ایرج نہایت خجل اور بکمال منفعل ہوا بعد اُسکے صحبت عیش برپا ہوئی قطب دوران نے کہا کہ ای ایرج نامور اب خدا پرستون سے مقابلہ کر ایرج نے کہا کہ طبل جنگ بجوائیے قطب دوران نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُدھر لشکر لقا مین نقارہ رزمی گڑگڑایا اُدھر لشکر امیر مین کوس حربی نوازش مین آیا یعنے طبل سکندری پر چوب پڑی شعر زنقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دون است دون است گردون دون ٭ تینون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی سپاہی آلات حرب کو درست کیا کیے صبح کو آمد لشکرون کی وعدہ گاہ مصاف مین شروع ہوئی پرے فوجون کے جمنے لگے جسوقت کہ سب آچکے اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج قطب دوران سے اجازت لیکر رزمگاہ مین آیا اِدھر سے ابراہیم بن مالک نے بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مرکب کو بڑھایا اور جاکر مقابلہ کیا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ نکالدیا ابراہیم نے تلوار کا وار کیا ایرج نے وار رد کر کے جو تیغہ مارا ابراہیم کو زخمی کیا مرزنگ بن مرزبان نکلا وہ بھی مجروح ہوا علقمہ بن جمہور مقابل ہوا وہ بھی زخمی ہوا اتنے مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجا تینون لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہ مین قیام کیا ایرج پھر کر قطب دوران کے سامنے آیا اور مجرا کر کے بیٹھا کہ ابر گندہ بہار آسمان پر چھایا ایرج نے کہا کہ مین شکار کھیلنے جاؤنگا قطب زمان نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر دور نہ جانا جلدی پھر آنا ایرج نے عرض کیا کہ بہت اچھا پیر قطب دوران نے میر شکار کو بلا کر حکم دیا کہ جانور صید گیر تیار ہون صبح کو ایرج شکار کھیلنے جائیگا قصہ کوتاہ صبح کو ایرج مع رفقا سوار ہوا عازم شکار ہوا پہلے قراول میر شکار یوز باشی بہری باز جانوران شکاری

لیے ساتھ تھے جب صحرا مین پہونچے تو قراولون نے جھنڈی جھاڑی کا جھاڑا لینا شروع کیا تیتر اور بٹیر اُڑنے لگے باز بہری شاہین چھوٹے شکار ہونے لگے عجب لطف تھا اشعار

کسی سمت چلین کہین بہریان | پرندون کا چھوڑا نہ نام و نشان
پرندون کا جب کرچکا وہ شکار | چرندونکی جانب پھرا راہوار
کیا شیر جو رنگ شمشیر سے | بچا تیغ سے تو گرا تیر سے
لیے باز ہاتھون مین تھے باز دام | کہ ہو طائر روح جنکے شکار
وہ کتونکی تھین جوڑیان لاجواب | دل شیر دہشت سے ہو جنکی آب
کیے صید سب طرح کے جانور | نہ جیتا بچا ایک بھی شیر نر

ایرج تو یہان سیر و شکار مین مصروف تھا لیکن ہرکارون نے نورالدہر کو خبر دی کہ ایرج براے شکار گیا ہی شاہزادہ نورالدہر کو اشتیاق ہوا کہ چلکر ایرج سے ملاقات کیجے حکم دیا کہ ہم بھی شکار کھیلنے چلین گے ہمارا ابھی ارادہ ہی اسد نے کہا کہ بھائی صاحب مین بھی آپکے ہمراہ ہون نورالدہر نے کہا کہ مین تمھارے اطوار سے آگاہ ہون تم ایرج سے عداوت رکھتے ہو کبھی بزازبچہ بناتے ہو کبھی پاجی کہتے ہو خاموش نہین رہتے ہو تمھارا ساتھ لیجانا مناسب نہین ہی تم اگر جاؤگے تو میرا لطف مٹاؤگے اسد نے عرض کیا کہ بھائیصاحب مجھے اُس سے کسیطرح کی دشمنی نہین مگر مین تو صافگو ہون صاف صاف کہتا ہون فرخ بازارگان اُسکا باپ موجود ہی بزازبچہ خلاف کہتا ہون نورالدہر نے کہا کہ بھئی تمنے تو یہین سے واہیات بکنا شروع کیا مین تمکو کسیطرح ساتھ نہ لیجلونگا اسد نے کہا کہ مین عہد کرتا ہون کچھ نہ بولونگا بلکہ اُسکی خدمت کرونگا اور معزز و مکرم جانونگا غرض نورالدہر بھی شکار کھیلتا ہوا چلا جاتا ہی اور اُدھر سے ایرج آتا ہی دونون مین ملاقات ہوئی ایرج نے سلام کیا نورالدہر بھی جھکا وہ بھی مرکب پر سے اُتر پڑا یہ بھی پیادہ پا ہوا اور ایک جھیل کے کنارے خیمہ استادہ ہوا دونون آکر بیٹھے طائفے آکر موجود ہوگئے ناچ ہونے لگا جام مے گردش مین آیا کباب گوشت شکاری کے تیار ہوہوکر آتے جاتے ہین اور یہ دونون کھاتے جاتے ہین اسد بھی اپنے رفیقون سمیت بیٹھا ہوا ہی مونچھون پر ہاتھ پھیر رہا ہی ایرج نے اسد سے بھی صاحب سلامت کی اسد نے یون سلام کیا جیسے کوئی مکھی اُڑا دیتا ہی ایرج نے کچھ اسکا خیال نہ کیا اب باہم صحبت گرم ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی آتی ہی صحرا کی فضا عجب لطف دکھاتی ہی ایرج نے نورالدہر سے کہا کہ اے شہریار وہ کونسا دن ہوگا کہ آپ مجھے سر میدان زیر کرینگے اور مین آپکی ملازمت اختیار کرونگا یا مین آپ پر غالب آؤنگا اور اپنے لشکر کا شہریار کرونگا نورالدہر نے کہا کہ بھئی مجکو بھی یہی تمنا ہی کہ بتسے مقابلہ کیجیے دل کا حوصلہ نکال لیجیے لیکن اسد یہ کلمہ سنکر نہایت برہم ہوا اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا نورالدہر کا دھیان اسد کیطرف تھا کہا کہ بھئی خیر تو ہی کیا ارادہ ہی قبضے پر کیون ہاتھ رکھا ہی اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپ نے فرمایا تھا کہ ایرج کے مقدمہ مین دخل نہ دینا کچھ منھ سے نہ کہنا چپکے بیٹھے رہنا سو اب تک تو مین خاموش رہا مگر یہ تو نہین سنا جاتا کہ یہ بزازبچہ کہے کہ مین تجھپر غالب آؤنگا یہ واجب التعذیر ہی مین اسے اسوقت خوب درست بناؤنگا نورالدہر نے کہا کہ بھئی جو کچھ اُسنے کہا مجھے کہا تمھارا کیا نقصان ہوا اور قطع نظر اسکے کوئی لفظ ناشائستہ نہین کہا فقط یہی کہا کہ مین غالب ہون تو آپکو بادشاہ کرون خدا نے ایک کو ایک پر غلبہ دیا ہی ایک سے ایک کو مغلوب کیا ہی فضلنا بعضکم علی بعض پانچون اُنگلیان برابر نہین ہین مصرع خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد ＊ تمکو بگڑنا کب سزاوار ہی یہ اکڑنا بیکار ہی اسد نے کہا کہ بھائی صاحب سب انسان برابر نہین ہوتے اگر میری نسبت مین ایسا کلمہ کہتا تو مین جیتا کاہیکو چھوڑتا یہ بزازبچہ آپکو بھول گیا بہت پھول گیا سر چڑھ گیا ہی خدا کو بھولگیا ہی انسان کو چاہیے کہ خود کو سمجھے رہے کہ مین کون ہون مثل مشہور ہی کہ ایاز انیقدر بشناز نورالدہر نے کہا اگر کہین تم یہانسے چلے جاؤ میری صحبت کو برہم کروگے سارا لطف کھو دوگے اسد نے کہا کہ بھائیصاحب آپکو اختیار ہی مین دخل نہ دونگا اب کچھ نہ بولونگا لیکن ایرج اِن باتون پر کمال برہم ہوا تھا کہ نورالدہر نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان یہ مرد سودائی ہی اسکی باتون کا برا ماننا خلاف دانائی ہی ایرج نے کہا کہ مجھے آپسے مطلب ہی کسی سے تعرض کب ہی مگر اسد کا یہ عالم ہی کہ آوازے کستا ہی کھنکھار کھنکھار کر تھوکتا ہی اپنی شیطنت سے نہین چوکتا ہی گاہ کہتا ہی کہ جو ہمکو دیوانہ جانتا ہی وہ خود سودائی ہی ہم دیوانونکو سیانا جانتے

ہین بیخود کو ہوش مین لاتے ہین کہ طلماس نے کہا کہ صاحبزادے چپکے رہو ان باتون سے کیا حاصل ہی اسد بولا ای طلماس تم بھی مجھی کو
سمجھاتے ہو دیکھو یہ پاجی بھائیصاحب سے برابری کر رہا ہی ای طلماس یہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا سر میدان سزا پائیگا اور نورالدہر
ایرج کو باتون مین لگائے ہوئے ہین مگر ایرج اسد کی باتین سنتا ہی اور ٹالتا ہی بپاس خاطر نورالدہر کچھ نہین کہتا کہ اسی اثنا
مین دیکھا کہ ایک ہرن تیر اسکے پٹھے پر لگا سامنے سے بھاگا چلا آتا ہی ایرج نے تیر و کمان اُٹھا کر ایک تیر اُس ہرن پر مارا کہ بائین پہلو پر
اُسکے لگا باہر گذر گیا ساتھ اُسکے شاہزادہ نورالدہر نے تیر مارا کہ دہنا نشانہ نشانہ ہوا اسد نے تیر کمان مین پیوستہ کر کے سینہ ایرج
کا تاکا نورالدہر بہت مانع ہوا کہ ارے یہ کیا اسد بولا بھائیصاحب اپنے ہرن کو شکار کیا مین نے اپنے صید کو تاک لیا
نورالدہر غضبناک ہوا کہ زیادہ باتین نہ بنا اتنا جہالت کو کام نہ فرما القصہ لوگ جا کر اُس ہرن کو اُٹھا لائے ذبح کیا ابھی وہ
ہرن سامنے پڑا تھا کہ گرد اُٹھی اور عمرو بن رستم تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوئے پہونچا دیکھا کہ ہرن ذبح کیا ہوا پڑا ہی پکارا کہ میرا
شکار کسنے صید کیا نورالدہر آگے بڑھکر بولا کہ بھئی مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی مین نے تیر مارا اسد نے کہا کہ ای عمرو بن رستم تمھارے
صید کو ایرج نے نشانہ کیا نورالدہر نے گھور کر اسد کیطرف دیکھا اور عمرو بن رستم سے کہا کہ بھئی تم آؤ یہ بڑا فسادانگیز ہی اسکی
باتون پر نہ جاؤ یہی باتین تھین کہ دور سے شاہزادہ خاور سپاہ دکھائی دیا اسد نے دوڑ کر کہا کہ بھائیصاحب اس بزاز بچے
نے قیامت برپا کی عمرو بن رستم کے صید کو صید کیا ابھی اسد یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے نورالدہر اور ایرج دونون آئے
قاسم کو سلام کیا اور مرکب پر سے اُتر کر اپنی صحبت مین لائے ایرج نے عذر خواہی کی کہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ آپکے بھائی کا شکار ہی
قاسم بولا کہ بھئی خوب کیا نادانستہ کب خطاوار ہو اور اسد سے کہا کہ بھئی یہ تجھے صید کرنا تو گوارا تھا تم خفا ہو اسد جلکر خاک
ہوگیا اپنے دلمین کہنے لگا کہ یہ از بسکہ خوبصورت ہی اسی سبب سے سب طرح دیتے ہین عوض نہین لیتے ہین اور عمرو بن رستم سے
خطاب کیا کہ بھائی ہم تم چلکر ایک گوشہ مین بیٹھین جب ایرج یہانسے چلے تو اسے قتل کرین عمرو بن رستم نے کہا کہ اچھا غرض یہ
دونون علیحدہ سر راہ بیٹھے نورالدہر ایرج قاسم یہ تینون ایک جگہ ہم صحبت ہوئے ناچ شروع ہوا دورہ جام گردش مین
آیا گزک کھانے لگے کباب تیار ہو کر آنے لگے قاسم کا یہ عالم ہی کہ ہر بار یہ قصد کرتا ہی کہ ایرج کو اپنے کلیجے مین رکھ لیجیے تصدق
ہو جیے گرد پھریے اور ایرج کا بھی یہ حال ہی کہ دست بستہ عرض کر رہا ہی کہ مجکو بھی آپکی قدمبوسی کی نہایت آرزو تھی اور مین تو
یہ جانتا ہون کہ اگر کسیطرح سے دین و مذہب کا فیصلہ پائے تو ہم آپ یکجائی ہو جائین اور قاسم کبھی ایرج کو جام شراب دیتا ہی
کہیو کبھی کباب دیتا ہی کہ بھئی کیا اچھے بنے ہین اور متفحص حال قطب دوران بار بار ہی کہ ملک فرنگوشیہ سے کیونکر آئے اسی کا
استفسار ہی ایرج حال ترک نوشن کے مارے جانیکا پوچھتا ہی غرض ایک دوسرے سے بلطف پیش آتا ہی نورالدہر بھی ایرج
نوجوان سے مخاطب ہی اور کہتا ہی کہ شاہزادہ خاور سپاہ میرے قبلہ و کعبہ ہین انکی کیا تعریف کرون جو جو کہ کام اُنھون نے کیے
ہین بشر سے نہین ہوسکتے کیا کہون لشکر لقا خدائے باختر پر کہ جہان چونسٹھ لاکھ سوار کی چھاؤنی پڑی رہتی ہی شبخون پیہم مارے
انکے سامنے کیا کوئی شجاعت کا نام لے کیا تہوری کا دم مارے اور قاسم نورالدہر کے اوصاف بیان کر رہا ہی کہ یہ ایسا بہادر ہی
کہ طلماس ایسے شخص کو طرفۃ العین مین زیر کیا لقا ایسے قدآور کو قلعہ مشتری حصار سے قلعہ شام وزد تک کہ سات کوس کا فاصلہ
ہی ایک ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے لیگیا یہی باتین تھین ناچ ہو رہا تھا کہ ایک طرف سے شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر
رشک سہراب و تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن شکار کھیلتا ہوا نمودار ہوا نورالدہر برائے استقبال دوڑ پڑا ایرج
ساتھ نورالدہر کے چلا قاسم تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا بدیع الزمان بھی صحبت مین آکر بیٹھا سب نے استفسار مزاج کیا پھر طائفون
کو ناچ کا حکم دیا اب باہم شراب چل رہی ہی طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی ناگاہ ایکطرف سے ایک اژدہائے آتشفشان پیدا ہوا اور اُسنے
صحبت کی طرف رخ کیا یہ سب شیر بیشۂ شجاعت اُٹھ کھڑے ہوئے قاسم تلوار کھینچکر دوڑا بدیع الزمان بھی چلے قاسم نے قریب پہونچکر

تلوار اژدہے پر ماری اُچٹ گئی اور اژدہے نے نفس کشی کی کہ قاسم دہان اژدر مین در آیا اور وہ اژدر قاسم کو نگل کر منہ پھیر
کر صحرا کو روانہ ہوا ایرج گریبان پھاڑ کر پیچھے اژدہے کے چلا کہ مین اسے مارونگا آنکھون سے آنسو روان ہاتھ مین تیغ عریان
اُدھر نور الدہر اور بدیع الزمان دیوانہ وار مضطرب و بیقرار یہ کہتے چلے کہ ای قاسم افسوس تم اکیلے رہرو راہ عدم ہوئے
ہمکو اپنے ساتھ نہ لے لیا یہ تمنے کیا کیا اگر ابھی سیار باغ جنان نہونا ہمارا انتظار ضرور رہی ہم بھی تمھارے عنقریب آتے ہین ملک
عدم کیا دور ہی اور ای خاور سپاہ ہمکو یقین تھا کہ بے تمھارے ایک دم زندہ نہ رہینگے مگر کیا کرین دم نہین نکلتا سخت جانی سے
کچھ زور نہین چلتا یہ پکارتے تھے اور دوڑ دوڑ کر اژدہے پر تلوارین مارتے تھے مگر بر ہنی شمشیر کچھ کام نہ آتی تھی جیسے گھڑیال
پر سے موگری اُچٹتی ہی اسیطرح تلوار اُچٹ جاتی تھی قضائے کار وہ اژدہا لشکر اسلام کیطرف سے گزرا ہرکارون نے جاکر
خبر امیر کو دی کہ قاسم کو اژدہا نگل گیا اور بھاگا ہوا چلا جاتا ہی ایرج و نور الدہر و بدیع الزمان مع رفقا اُسکے تعاقب
مین ہین تلوارین مارتے ہین لیکن وہ کب مارا جاتا ہی صاحبقران یہ بات سنتے ہی بیتاب ہوکر اُٹھے ساتھ امیر کے تمام
سرداران دست راست و دست چپ بھی سب گریان و نالان تھے علی الخصوص علمشاہ دیوانہ وار وحشی مثال چاک
گریبان پکارتا ہوا چلا کہ بیٹا ہمکو یہین چھوڑ گئے ہماری کمر توڑ گئے ہم تو جانتے تھے کہ تم عصائے پیری ہوگے مگر ہمسے پہلے تم گزر گئے
یہ تم کیا کر گئے اور چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے رومیون اور فرنگیون نے جلدی سے ہتھیار چھین لیے اور ترکون و خاوریون
نے سر برہنہ کر دیے اور روتے سر پیٹتے اور پکارتے تھے کہ ای آقائے نامدار و ای مولائے ذیوقار آپ نے راستہ ملک عدم کا
لیا ہمکو کسکے حوالے کیا اور سب کے آگے حمزۂ صاحبقران با چشم گریان و دل بریان جب قریب اژدہے کے پہونچے تلوار
اُسپر ماری خط تک نہ پڑا صاف اُچٹ گئی الحاصل ہر سردار نے اپنا حوصلہ نکال لیا مگر کسیکی تلوار نے ذرا اثر نہ کیا کئی کوس تک
اسی طرح اُس اژدہے کے تعاقب مین چلے گئے حتی کہ ایک وادی پرخار ملا اور خار مغیلان ہر ایک کے چبھنے لگے مگر وہ ہر بیشہ
تہوری اور نہنگ دریائے جرأت و بہادری تعاقب نہ چھوڑتے تھے اژدہے سے منہ نہ موڑتے تھے کہ ایک مرتبہ وہ اژدہا پیچھے پھرا
اور بزبان انسان گویا ہوا کہ ای حمزہ اب قاسم سے دست بردار ہو کر پھر جاؤ نہین تو خراب ہوگا اور ہر ایک کیطرف دیکھکر یہی
خطاب کیا کہ یہانسے چلے جاؤ میرے تعاقب مین نہ آؤ بس یہ کہکر پھر روانہ ہوا مگر عجب عالم اژدہے کا تھا کہ قلابۂ آتشین منہ سے
چھوڑتا تھا اور قد اُسکا دمبدم بڑھتا جاتا تھا ایرج کی آنکھونسے آنسو روان محو گریہ و زاری اور اژدہے کا پیچھا نہ چھوڑونگا
اسے مارونگا یہ کلمہ زبان پر جاری نور الدہر اور بدیع الزمان بھی با حال تباہ ایرج کے ہمراہ اور پیر قطب دوران یعنی مرشد
کامل ہادی رہنما عمرو بن امیۂ ضمری شاہ عیاران خیار یہ بھی گلیم عیاری اوڑھے ہوئے ساتھ تھے اسیطرح سے تین شبانہ روز سب
بیخور دخواب بے دانہ و آب تعاقب مین اُس اژدہے کے چلے گئے چوتھے روز صبح کو ایک شہر عالیشان دکھائی دیا اور اس اژدہے
نے دروازۂ شہر کیطرف رخ کیا یہانتک کہ داخل شہر ہوا امیر نے فرمایا کہ عجب تماشا ہی کہ یہ اژدہا اس شہر مین رہتا ہی اور شہر
والے اس سے مانوس ہین اور یہ کسی کو ایذا نہین دیتا یہی باتین تھین کہ نور الدہر نے صاحبقران سے کہا کہ ای شہریار یہانتک
تو ہم اژدہے کے تعاقب مین آئے مگر اب اس شہر کی کوئی جاکر خبر لائے یہ شہر کسکا ہی اور کون حاکم اسکا ہی امیر نے ہرکارون سے
کہا کہ جاؤ اور جلد دریافت کر کے آؤ ہرکارے ابھی روانہ نہوئے تھے کہ آواز نوبت و نقارے کی بلند ہوئی لشکر بے پایان نمایان
ہوا پرے کے پرے سوارون کے نخچیون کی پلٹنیں غول کے غول خاص بردارون کے بعد اُسکے تخت بادشاہی دکھائی دیا کہ چتر زرنگار
سر پر پھرتا ہوا گرد افسران عالیوقار کا حلقہ جاسوس جو بہر جاسوسی روانہ ہوئے تھے واپس آکر امیر سے عرض کیا کہ ای شہریار
نام اس شہر کا زرافشان حصار ہی اور سعادت شاہ یہان کا شہریار ہی آپکو حریف سمجھکر تہیۂ رزم و پیکار نکلا ہی امیر نے کہا کہ ابھی
ابھی مین اپنے رنج و صدمہ مین مبتلا ہون مجھے لڑائی سے سروکار کیا ہی اُدھر سعادت شاہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ یہ حمزۂ صاحبقران

انجم سپاہ ہین اور تمام سرداران ذیشان ہمراہ ہین پوتا صاحبقران زمان کا کہ نام اُسکا قاسم تھا اُسکو اژدہا نگل گیا یہ سب اژدہے کے پیچھے آئے ہین فلک کے ستائے ہین سعادت شاہ یہ خبر سنکر پیادہ ہوا اور بملازمت کے واسطے چلا قدمون پر حمزۂ صاحبقران کے سر جھکایا امیر باتوقیر نے اُسے گلے سے لگایا حال اژدہے کا پوچھا اُسنے عرض کیا کہ حضور شہر مین تشریف لیچلین جو کچھ غلام کو معلوم ہی بیان کریگا جو چیچہ آتش اس ذرہ بمقدار کو میسر ہی اُسنے تناول فرمایئے فقیر خانے کو رشک باغ ارم بنایئے صاحبقران نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی ہمراہ سعادت شاہ کے روانہ ہوئے سعادت شاہ نے دروازۂ شہر سے تا ایوان بادشاہی پانداز ڈلوایا کشتیان جواہر کی نثار کرتا ہوا بڑی عزت و حرمت و جاہ سے ایوان بادشاہی مین لایا دعوت کا سامان آراستہ کیا محفل عیش و طرب برپا ہوئی بعد کھانا کھانے کے امیر نے احوال اژدہے کا پوچھا سعادت شاہ نے کہا ای شہریار یہان سے قریب ایک پہاڑ ہی کہ منصور کوہ اُسکا نام ہی عجیب کیفیت کا مقام ہی اور وہان ایک غار عظیم الشان ہی اُسمین سے ہر وقت دھوان نکلا کرتا ہی اور یہ اژدہا اُس غار سے نکلکر شہر مین آتا ہی ہر طرف جاتا ہی لوگ اُسکے ساتھ ساتھ پھرتے ہین کسی کو ایذا نہین پہونچاتا ہی اور یہ طرفہ تماشا کہ اکثر مانند آدمیون کے باتین کرتا ہی امیر نے فرمایا ای سعادت شاہ یہ اژدہا میرے پوتے کو نگلکر چلا آیا ہی مین اُسکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا جہان پر ہی وہین جاکر مارونگا اپنی جان دونگا سعادت شاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کیا حضور کو اختیار ہی مگر وہ اژدہا مہینون غائب رہتا ہی اب نکلے یا نہ نکلے کیا اعتبار ہی امیر نے فرمایا کبھی تو نکلیگا سعادت شاہ نے کہا ای شہریار یہان ایک نیرنگ عجائب و غرائب اور ہی فرمایئے تو عرض کرون حکم ہوا بیان کرو سعادت شاہ نے کہا یا ای حضور منصور کوہ پر ایک قصر نادر روزگار مثل آسمان بلند ہی مانند ایوان شاہی کے بنا ہی سقف و ستون طلائی اُسمین جواہر قیمتی بیشبہا جڑا ہی ایک دریچہ طلائے احمر کا اُس قصر مین نمایان ہی صبح کو جب آفتاب نکلتا ہی عکس آفتاب اُس دریچے پر پڑنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ دوسرا آفتاب نکل آیا عجب لطف نظر آتا ہی پھر ایک ہوا آتی ہی وہ پردے کو اُڑاتی ہی پردہ اُڑکر پیچ ہائے طلائی نصب ہو جاتا ہی چالیس دروازے اُس دریچے کے دہنے بائین اور بنے ہین وہ بھی وا ہو جاتے ہین ہر دروازے مین ایک ایک عورت حسین منقل آتشین لیے مشک و عنبر سلگتا ہوا آکر کھڑی ہوتی ہی بعد اُسکے ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین بنمونۂ برق طور از تا پا غرق دریائے جواہر مین غرق اُس دریچۂ طلائی مین کرسی جواہر نگار پر آکر بیٹھتی ہی کرشمۂ ناز و ادا مین طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق قطعہ زہے رنگین ادا و جامہ زیبے + نگار جانستان و دلفریبے + کہ بعد از دیدنش ہرگز نماند + دجو پارسایان را شکیبے + گلے مین ہیکل الماس کے نگینون کی پڑی ہی کہ جسکے دیکھنے سے جی بےکل ہو جاتا ہی ہاتھ مین اُسکے ایک ترنج ہی کہ ہر شخص اُس سے صدمہ اُٹھاتا ہی حاصل کلام جو اُس نازنین کو دیکھتا ہی دلدادہ شیفتہ و فریفتہ ہوتا ہی دمبدم ولولۂ شوق بڑھتا ہی ہر ایک شعر عاشقانہ پڑھتا ہی وہ نازنین اُسی ترنج کو مجمع عشاق مین پھینکتی ہی جو شخص اُس ترنج کو اُٹھاکر سونگھتا ہی گریبان چاک کرتا ہی اپنے کو ہلاک کرتا ہی ایک سمت ایک برج نظر آتا ہی اُس برج پر ایک کبوتر باز لباس زرین پہنے چھیپی طلائی ہاتھ مین کبوتر اُڑاتا ہی ایک زنجیر طلائی اُس برج سے لٹکی رہتی ہی ہر شخص اُس ترنج کو سونگھکر دیوانہ ہو جاتا ہی جوش جنون مین بڑھتا ہی زنجیر طلائی کو پکڑکر چڑھتا ہی جب قریب برج کے پہونچتا ہی کہ اوپر چڑھ جائے اپنے کو اُس نازنین تک پہونچائے اُس برج مین ایک سوراخ پیدا ہی اُس سوراخ سے ایک ہاتھ نکلتا ہی اُس شخص کو اندر سوراخ کے کھینچ لیتا ہی بعد ایک ساعت کے اُس شخص کا سر کٹا ہوا سوراخ سے رسی ہاتھ باہر پھینکدیتا ہی پھر وہ نازنین وہان نظر نہین آتی ہی کھڑکی بند ہو جاتی ہی یہ تماشا مدت سے دیکھتے ہین حال نہین کھلتا کہ یہ کیا بھید ہی صاحبقران عالیشان نے کہا مجھے یہ طلسم معلوم ہوتا ہی وہ اژدہا بھی کوئی ساحر ہی کل ہم وہان ضرور جائینگے اُس مقام کو

دکھینگے قضاے کار عمرو بن امیہ ضمری بھی وہان گلیم عیاری اوڑھے ہوئے پہونچ گئے سنا کہ حمزۂ صاحبقران طلسم کیطرف جاینگے سوچے ایسا نہو ایرج بھی ساتھ حمزہ کے جائے گرفتار طلسم ہوجائے آج شب کو اوسے کسی طرح یہانسے لیچلو یہ سوچکر خاموش ہو رہے جب رات ہوئی ایرج نوجوان کو مع رفقا بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالکر لیگئے دوسرے روز ایک صحرا مین پہونچے اتفاقاً ایک سوداگر کا قافلہ وہان اُترا ہوا تھا دیکھا کہ غلام اُس سوداگر کا گھوڑون کو پانی پلا رہا ہی عمرو نے حکمت عملی سے اُس غلام کو قتل کیا گھوڑون کو اپنے قبضے مین لیا ایرج کو مع رفقا زنبیل سے نکالکر فتیلہ رفع بیہوشی روشن کردیا خود گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہوگیا ایرج کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مع رفقا ایک صحرا مین پایا جتنے آدمی اُتنے ہی گھوڑے درختون سے بندھے دیکھے ایرج نوجوان نہایت حیران و پریشان دلمین سوچا کہ مین تو ہمراہ حمزۂ صاحبقران شہر زرافشان حصار مین تھا یہان کون لایا اسی فکر و تردد مین ارادہ کیا گھوڑون پر مع رفقا سوار ہوکر روانہ ہو کہ آسمان پر روشنی ہوئی دیکھا قطب دوران چلے آتے ہین لیکن تیوری چڑھی ہوئی غیظ و غضب مین بھرے ہوئے ایرج واسطے قدمبوسی کے دوڑا جب قریب پہونچا قطب دوران للکارے ای ایرج تجکو ہمنے لاکھون مرتبہ سمجھایا کہ خبردار خداپرستون سے ملاقات نہ کرنا یہ دشمن دین و ایمان ہین عدوے قطب دوران ہین لیکن تونے کچھ سماعت نہ کی شکارگاہ مین نورالدہر و قاسم و بدیع الزمان یہ سب کے سب موجود تھے تونے کسی سے ذرا پرہیز نہ کیا یہانتک تو ہمنے سنا جب قاسم کو اژدہا نگل گیا لڑکے عزیز سب روتے ہوئے ساتھ ہوئے تو اُنکے ساتھ کیون گیا اور ایسا از خود رفتہ ہوا کہ نہ ہمارا خوف کیا نہ نیر اعظم کے غضب ڈرا یہ کہکر کوڑا اُٹھایا ایرج چلایا ای قطب دوران جو کچھ آپ فرماتے ہین بجا ہی فی الحقیقت میری خطا ہی اب اس حقیر سے ایسی تقصیر نہوگی حضور میرا قصور عفو فرمایئے غضب نیر اعظم سے بچایئے یہ کہکے دوڑکر قدمون پر قطب دوران کے گر پڑا قطب دوران نے ایرج کو گلے سے لگا لیا کہا ای ایرج خبردار کبھی خلاف نیر اعظم کوئی امر نہ کرنا آفتاب تابان فرماتے ہین کہ اسکو مانند آقا کرک مست قلماق جلادون مگر مین نے بہت سی سعی کی اب ایرج سے ایسا قصور نہوگا تب غصہ نیر اعظم کا موقوف ہوا یہ لکھ لیا کہ نہین معلوم اس عرصہ مین لشکر پر کیا گذری جلد یہانسے چلو اہل لشکر کی خبر لو مین خدمت مین آفتاب تابان کی جاتا ہون یہ کہکے طرف آسمان کے بلند ہوا وسط سما پر جاکر حقۂ آتشبازی مارا روشنی ہوئی کچھ خوشبو پھیلی تمام صحرا معطر ہوگیا ایرج نے اپنے رفیقون سے مخاطب ہوکر کہا کیون صاحبو قطب دوران کی کرامت کو دیکھ لیا یزدان پرست انکو عمرو بتلاتے ہین کہان عمرو بدذات کہان یہ صاحب کشف و کرامات سب نے کہا آپ ان خداپرستون کی باتون پر نہ جایئے کسی کے کہنے کو خیال مین نہ لایئے یہ تو سب کو بُرا جانتے ہین سوا خداے نادیدہ کے کسی کو نہین مانتے ہین ہمنے تو آفتاب پرستی سے کوئی دین روشن نہین پایا دیکھا آپ نے نیر اعظم نے ہم سب کو شہر زرافشان سے فرشتون کو بھیجکر اٹھوا منگوایا ہمکو اصلا خبر بھی نہوئی کہ کون لیکر آیا غرض یہ سب تو اسی طرح باتین کرتے ہوئے طرف شہر اختم روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑیئے

اب کچھ احوال لشکر اسلام و لقا بدانجام کا سنیے غزل

داغ داغ ای گل تری فرقت سے ہم گلشن مین ہین
منھ چھپائے ہم کفن سے آجتک مدفن مین ہین
شکوہ ہر ستم مصیبت سے کوئی خالی نہین
آرزوے دوست ہین لیکن دل دشمن مین ہین
ٹھہر جا ای بیقراری کیون ہلاتی ہی جگر

پھول کیسے پارۂ اخگر لیے دامن مین ہین
نکہت گل مین ہمین بے پردگی سے رکھ معاف
دست و پا ہین صرف ماتم جان و دل شیون مین ہین
شورش محشر سوال گور تکلیف فشار
چند طفل اشک خوابیدہ مرے دامن مین ہین

بعد مردن اسقدر شرم گنہگاری بڑھی
آپ مین ہین ای جنون جبتک کہ پیراہن مین ہین
انکو ہی اپنی تمنا مانع وصلت ہین غیر
سو طرح کی آفتین باقی ابھی مدفن مین ہین
عصمت دیوانگی دست جنون سے پوچھیے

چاک لاکھون صورت یوسف گریبان مین ہین	ایک فقرے مین کیا بدظن عدو سے یار کو	آپ بھی استاد ای تسلیم اپنے فن مین ہین

مخبران قصص عجیب و مخبران اخبار غریب اسطرح خبر دیتے ہین کہ ہرکارون نے جاکر لقا کو خبر دی کہ قاسم کو اژدہا نگل گیا حمزہ مع سرداران تعاقب مین اژدہے کے گیا ایرج بھی سب کے ہمراہ جانب صحرا نکل گیا ہی وہ بھی اپنے لشکر مین نہین دونون لشکر بے سردار ہین یہ خبر سنتے ہی لقا نے آواز دی ای بندگان من بہ بینید قدرت مرا اس خاوری نے کیا کیا بے ادبیان کین تھین اب مین نے انتقام لیا یہ اژدہا ے غضب میرا تھا کہ اسکو نگل گیا جو کہ مکار ضلالت شعار وہان بیٹھے تھے سب نے کہا یا خداوند آمنا و صدقنا خواجہ گوار الدین ملک بختیارک لعین پکارا یا خداوند سنتے ہین لشکر اسلام مین سوا ے بادشاہ اسلام یا دو چار سرداران گمنام کے اور کوئی نہین ہی لشکر آفتاب پرستون کا بھی بے سردار ہی ایسے وقت مین آس بن الوس کو بلوا لیجے اسکی دلدہی کرکے اسی کے ہاتھ سے سب کو قتل کرائیے لقا نے آواز دی مین نے ستر ہزار برس آگے یہی تقدیر کی تھی ای بختیارک تو ہی جا آس بن الوس کو لا بختیارک نے کہا بہت خوب اسی وقت کچھ تحفے اور خلعت لیکر روانہ ہوا جب وہان پہونچا آس نے سنا بختیارک آتا ہی بہت خوش ہوا پیشوائی کرکے لیگیا پوچھا اے ملک جی اسوقت کیونکر آئے بختیارک نے تمام حال سنایا کہا یہ وہ وقت ہی کہ آپ خداپرستون کو قتل کیجے خداوند کو لیکر فیطول خدائی پر بٹھا دیجیے آس بن الوس بولا ملک جی مین حاضر ہون مگر ناک میری خداوند سے درست کرا دیجیے بختیارک نے کہا جب خداوند خوش ہونگے تو ایک طرفۃ العین مین ناک تمھاری درست ہو جائیگی بلکہ فولادی ناک بنادینگے کوئی کاٹ نہ سکے غرض آس لشکر کو ہمراہ لیکر کوہ الوند سے خدمت مین لقا کی آیا لقا نے سردارون کو براے استقبال آس بھیجا اور باعزاز و اکرام تمام بلوایا خلعت سے سرفراز کیا ذنگل جواہر نگار بیٹھنے کو دیا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی لشکر مین لقا کے طبل شادمانی بجا جب دماغ آس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا لقا سے عرض کیا ای خداوند طبل جنگ بجوائیے مین خداپرستون کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا لقا نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوئے یہان بارگاہ مین بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہین اسد بن کرب غازی و عمرو بن رستم کہ ایرج کے قتل کرنے کی فکر مین علیحدہ بیٹھے تھے جب انکو معلوم ہوا کہ قاسم کو اژدہا نگل گیا ایرج اسکے پیچھے گیا یہ سنکر لشکر مین آئے سنا کہ صاحبقران مع سردارون اژدہے کے تعاقب مین گئے ہین یہ سنکر حیران ہوئے آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا ذنگل پر بیٹھے باتین ہونے لگین اتنے مین ہرکارے خبر لائے مقام ادب پر دست بستہ ہوکر بعد دعا و ثناے بادشاہی کے عرض کی کہ لشکر لقا مین آس بن الوس داخل ہوا طبل جنگ بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آراے نبرد ہو یہ خبر سنکر بادشاہ اسلام نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگی بجنے کا حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ادھر مالک بن ملکوت شاہ کو جو خبر ہوئی نہایت پریشان ہوا لوگون سے کہا کہ قطب دوران بھی پاس نیر اعظم کے گئے ہین ایرج ساتھ خداپرستون کے گیا ہوا ہی دیکھیے انجام لڑائی کا کیا ہو مجبور و ناچار حکم دیا کہ کوس حربی بجے تینون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی جبکہ صفوف جدال و قتال آراستہ ہوچکین نقیب نقابت کرکے چلے گئے لشکر لقا مین علمہاے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے آس اپنے گینڈے کو اڑا کر سامنے تخت لقا کے آیا پیادہ ہوکر آداب بجالایا اذن جنگ چاہا عرض کیا اگر حکم ہو تو جاکر طرفۃ العین مین ان سبھون کا کام تمام کرون قدرت خداوندی سے سارے عالم مین اپنا نام کرون بختیارک نے کہا ای آس ہمین تو اب تمھاری ہی آس ہی پہلے آفتاب پرستون کا قصہ پاک کرو سب کو مٹا کے خاک کرو کیونکہ یہ تھوڑے سے ہین آس نے کہا اگر خداوند کی نظر عنایت ہوگی تو البتہ آفتاب پرستون کو بھی مارونگا خداپرستون کو بھی قتل کر ڈالونگا لقا نے کہا ای آس جا تجھے اپنے ید قدرت کو سپرد کیا

تیرے دم شمشیر مین سب خدا پرستون کی موت تقدیر کردی کوئی آفتاب پرست تیرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا آس نے اپنے گینڈے کو جولان کیا گجگ مار کر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا خوب عرق عرق ہوا گینڈا ابھی آس کا عرق کر لایا آس گینڈے کو روک کر کھڑا ہو گیا اپنے دم کو آراستہ کرنے لگا بعد دم بھر کے آواز دی ای آفتاب پرستو جلد میرے مقابلے کو نکلو یا آکر لقا کو سجدہ کرو آس مبارزطلبی کر رہا ہی کہ میدان مین قنوت آفتاب پرست برائے مقابلہ نکلا بعد تھوڑی سی گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی آس نے نیزہ نکالدیا اُسنے تلوار ماری اسنے تلوار کو رد کر کے خود ضرب لگائی سپر کو کاٹا سر پر پڑی خود و بلغہ عرق چین زرہ لڑپ کو کاٹ کرتا دو ابرو در آئی قنوت نے داستانہ مارا تلوار تو نکل گئی مگر سر سے دریاے خون جاری ہوا غش طاری ہوا الغرض دوپہر تک کئی آفتاب پرست ہاتھ سے آس بن الوس کے مارے گئے اب پرا بند ہو گیا کئی آوازین آس نے دین کوئی مقابلے کو نہین آیا اُسوقت آس گینڈے کو اُڑا کر آفتاب پرستان کے لشکر پر گرا تلوار چلنے لگی لقا نے فوج کو اشارہ کیا تمام فوج حکم لقا سے برائے کمک آس دوڑی جنگ مغلوبہ ہوئی آس لڑتا بھڑتا قریب اقبال شاہ کے پہونچا اقبال شاہ برنبر مقابلہ ہوا آس نے اُسکے حربے کو رد کر کے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا علم کو قلم کیا آفتاب پرست شکست کھا کر بھاگے کوہ اختم پر چڑھ گئے آس فتح پا کر خدمت مین لقا کی آیا لقا نہایت خوش ہوا زر و جواہر نثار کروایا اقبال شاہ کو طوق و زنجیر مین گرفتار کر کے زندانخانے مین بھیجا بختیارک نے کہا ای پہلوان دوران ای آس بن الوس عالیشان اب کل خدا پرستون کا خاتمہ کرو آس نے جواب دیا ای ملک جی ایسا ہی ہوگا لقا سے کہا طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم دیا کہ جلد طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر لشکر اسلام مین پہونچائی یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائی ہونے لگی طرفین سے ابھی کوئی نہین نکلا نقیبون نے نقابت بھی نہین کی ہی کہ گرد صحرا سے اُٹھی ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ تین سو علمہاے زنگاری و نشان تیس لاکھ سوارون کے نمایان ہوئے اور ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف و ثنا لقا کی تحریر بعد اُسکے خاص بردارون کے غول بعد اُسکے مرکب تازی و ترکی و کچھی و یمنی و عراقی و عربی باساز و سامان مرصع کار بعد اُسکے ہزار بارہ سو جوان بادلے کی لنگیان کمر مین بندھی ہوئین گلبدنون کے پائجامے چوڑی دار پہنے ہوئے گھٹنون تک بیل دیے ہوئے ہزارے مشکون کے دہانون پر چڑھے ہوئے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اس سامان سے چلے آتے ہین بعد اُسکے بدر بن زلازل کجیتھی کرگدن پر سوار چلا آتا ہی تین لاکھ سوار پشت پر ایک ایک جلیتہ پوش بکتر پوش بصد جوش و خروش چار آئینہ لگائے سامنے سے نمودار ہوا راوی کہتا ہی کہ نور الدہر نے بدر کو پکڑ کر شہر سیماب مین قید کیا تھا برہمن جادو قید سے رہا کر کے جزیرۂ فندق مین لائی اور ایک تختی فولاد کی اس قحبہ نے تیار کی اُسکو سحر بند کیا گلے مین بدر کے پہنائی اور سمجھا دیا بسبب اس تختی کے کوئی حربہ تیرے بدن پر تاثیر نہ کریگا حاصل کلام جزیرۂ فندق سے اس کافر نے خروج کیا پہلے ملک سنجان کا راستہ لیا جب وہان پہونچا کامل خان بن گنجاب نے اُسکا مقابلہ کیا بسبب اُس تختی سحر کے کہ نام اُس تختی کا خفتان مریخ بند ہی کوئی حربہ اُسکے بدن پر کارگر نہوا آخر کار کامل خان بدر کے ہاتھ سے زخمی ہوا بدر نے گرفتار کر لیا ملک سنجان پر اپنا قبضہ کیا اب یہان اس قصد سے آیا ہی کہ اہل اسلام کو قتل کرون لقا اسکے آنے سے بہت خوش ہوا ہی بدر نے لقا کو مجرا کیا لقا نے آواز دی ای بدر تیرے آنے سے خدائی کو بڑی قوت ہوگئی اب تو ان بندگان خوابی کو سزا دے اور مجکو لیجلکر قیطول پر بٹھا بدر نے عرض کیا خداوندا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر میدان مین آیا مبارزطلب کیا جمشید بن قباد مرکب کو پھیر کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہی جام کلۂ عفریت عنایت کیا جمشید

اُس جام کو پیکر بار دگر مرکب پر سوار ہو دونون مقابلے پر آ کر تگاورزن ہوئے مرکب دونون کے پانچ پانچ سات سات قدم پیچھے ہٹ گئے پھر رانون مین مسل مسل کے دونون سامنے آئے بدر نے نام پوچھا جمشید نے کہا کہ مین بھائی ہون بادشاہ لشکر اسلام کا بدر نے کہا بہتر یہ ہی لقا کو سجدہ کرو جمشید نے کہا وہ کافر قابل لعنت ہی بدر یہ کلمہ سنکر نہایت درہم و برہم ہوا کہا خیر معلوم ہوگا قضا تم سب کی دامنگیر ہی مین تم سب کے لیے ملک الموت ہون ای بدر جو کچھ فن سپہ گری سے جانتا ہی ظاہر کر حملہ آور ہو تا کہ کوئی حسرت تیرے دل مین باقی نہ رہجائے جمشید نے کہا ہم کبھی پیشدستی نہین کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچا یگا ہم بھی حربہ تجھپر کرینگے بدر نے کہا خبردار رہنا یہ کہکر نیزہ مارا جمشید نے نیزے پر نیزہ روکا نیزہ بازی ہونے لگی جمشید نے بدر کا نیزہ ہوائی کیا بدر نے تلوار ماری جمشید نے سپر پر روکی تلوار رد کرکے بدر پر تلوار ماری بدر نے سینے پر روکی تلوار جمشید کی اُچٹ گئی بدر نے تیغہ مارا جمشید کے سر پر پڑا سپر کو کاٹتا ہوا ابرو در آیا جمشید نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن دریاے خون سر سے جاری ہوا غش طاری ہوا بدر نے جمشید کو گرفتار کیا طبل بازگشت بجوا کر پھر اصحبت مین لقا کی آیا بہت کچھ لاف و گزاف بکا بختیارک نے کہا ای بدر عجب وقت پر تم یہان آکر پہونچے کہ لشکر اسلام مین کوئی سردار نامی نہین سب کو بلا خوف و خطر قتل کرو کسی سے نہ ڈرو بدر نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ادھر لشکر اسلام حیران و پریشان اُداسی چہرون پر چھائی ہوئی پلٹا تھوڑے ہی عرصہ مین ہرکارے خبر لائے عرض کیا حضور بدر نے طبل جنگ بجوایا کل بھی ارادہ اُسکا مقابلہ کرنے کا ہی ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی دم سحر دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صف آرائی ہوئی بعد آراستگی صفوف کے نقیب نہیب دیکر چلے گئے بدر عرصۂ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ضیغم زور و شیر بیشۂ وغا نجم سپہر شجاعت دُر دریاے قوت صف شکن و صفدر اسد بن کرب دلاور نے گھوڑے کو اُڑایا جب سامنے پہونچا بدر تگاور زن ہوا بدر نے از سرتاپا دیکھا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت آنکھون مین لال لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوئے گریبان مانند صبح صادق چاک زرہ آستین تک لٹکی ہوئی نہایت شوخ و چالاک بدر نے کہا شعر بگو نام خود را درین انجمن ٭ کہ بسیار تند آمدی سوے مین ٭ اسد نے نعرہ کیا نعرۂ اسد اسد نامدارم جری و دلیر ٭ کہ آب از نہیبم شود قلب شیر ٭ بدر نے کہا تم لوگون نے بڑے نام پیدا کیے لیکن اب تمھارے اقبال پر زوال آیا ادبار مین تم سب گرفتار ہو حمزہ مع فرزندان نامی و سرداران گرامی غضب خداوندی مین گرفتار ہی تمکو واجب و لازم ہی زمردشاہ کو سجدہ کرو تمھاری خطا معاف ہو جائیگی اسد للکارا ای گبر ناحق شناس ای کندۂ ناتراش یہ تو کیا فضول بکتا ہی ہم اس بجھوکڑے کو سجدہ کرینگے سواے لعنت کے اور کوئی کلمہ اسکے حق مین نہ کہین گے لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا پر اور اُسکے پرستارون کے اوپر بدر یہ کلمہ سنکر نعل در آتش ہوگیا آواز دی ای یزدان پرست ایسے کلمے منہ سے نہ نکال ذرا زبان کو سنبھال دیکھ تجھکو سزاے کامل دیتا ہون شعر بیار انچہ داری زمردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ اسد نے کہا او دشمن دین یہ ہمارا دستور نہین کہ پہلے حریف پر حربہ کرین بدر خبردار خبردار کہکر قریب آیا بزور و شور نیزہ اسد پر مارا اسد نے نیزہ نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی بعد دو ساعت کے نیزہ اسد نے ہاتھ سے بدر کے نکال دیا بدر آگ ہوگیا تلوار کا وار کیا اسد نے روکی باہم تلوار چلنے لگی بدر جب تلوار مارتا تھا اسد سپر کو پناہ چہرۂ انور کرتا تھا جب اسد نامدار کا وار چلتا تھا بدر تیغہ سپر کرتا تھا صاف تلوار اُچٹ جاتی تھی غرض اسد نے بہت سے وار کیے مگر اُسپر کوئی کارگر نہوا آخر کار اسد نامدار زخمی ہوا حالت زخمداری مین بدر پر تلوار ماری بدر نے وار کو رد کرکے اپنا وار کیا سر اسد نامدار چو پارہ ہو گیا بیہوشی طاری ہوئی بدر نے اسد کو باندھ لیا خدمت مین لقا کی بھیجدیا پھر مبارز طلب کیا عمرو بن رستم مقابلے کو آیا بدر نے اُس شجاع جوان کو دیکھکر نام پوچھا اُس جوان نے کہا میرا نام عمرو بن رستم ہی چھوٹا بھائی قاسم کا ہون بعد گفتگو کے خوب

تلوار چلی بدرہ کے بدن پر تو ایک خط بھی نہ پڑا لیکن عمرو بن رستم بہت زخمی ہوا حالت زخمداری مین ایک تیغہ سر بدرہ پر مارا تیغہ اُچٹ کے گینڈے پر پڑا گردن گینڈے کی قلم ہوگئی گینڈا اور بدرہ دونون تہ و بالا ہوگئے کافرادھر سے دوڑ پڑے ادھر سے اہل اسلام بڑھے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی عمرو بن رستم بیہوش ہوگیا کافرون نے گرفتار کرلیا بدرہ کو لوگون نے گینڈے سے جدا کیا بدرہ اور گینڈے پر سوار ہوکر پھر لڑنے لگا لڑتا ہوا بادشاہ اسلام تک پہونچا بادشاہ اسلام نے حربہ کیا اسکے بدن پر کچھ اثر نہوا القصہ بادشاہ اسلام بھی مجروح ہوئے دن بھر تلوار چلی یہانتک کہ شام ہوگئی لشکر اسلام شکست کھاکر بھاگا تمام مال و اسباب لیکر بتینہ تمشاد کی طرف روانہ ہو لقا نہایت خوش خوش بدرہ کو ہمراہ لیے ہوئے زر و جواہر بدرہ پر سے نثار کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی لقا نے ہرکارون کو بلاکر کہا جاؤ لشکر اسلام کی خبر لاؤ یہ خداپرست کہان بھاگ کر گئے مین کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا تقدیر کی مین نے ان سب بندگان خوابی کو غارت کرونگا ہرکارے گئے بعد دو دن کے خبر لائے کہ خداپرست بتینہ تمشاد مین ہین وہان سے قلعۂ مشتری حصار کا قصد ہے کچھ عجب نہین آپ کے جاتے جاتے وہ قلعۂ مشتری حصار مین داخل ہوجائین لقا نے کہا میرے ہاتھ سے کہان جائینگے انکو قتل کرکے اپنے پیغمبر نامرسل گاؤرنگ شاہ کو بلواؤنگا اور جاکر قیطول خدائی پر جلوہ فرما ہونگا از سرنو خدائی اپنی چمکاؤنگا تاکہ سب کو معلوم ہوجائے لقا نے خداپرستون کا خاتمہ کیا بدرہ بن زلازل یک چشمی شراب کے نشے مین بدمست تھا کہ خیال معشوق کا بندھا یہ حرامزادہ مدت سے ملکہ گیتی افروز پر مائل و مبتلا عاشق و شیدا ہے خیال مین گذرا کہ جاکر باختر کو مسخر کیجیے اپنی معشوقہ کو لے لیجیے لقا سے عرض کیا ای خداوند آپ تو خداپرستون پر جائیے میرے ہمراہ نور چکیدۂ قدرت لاہوت شاہ کو کردیجیے مین جاکر کل باختر کو تسخیر کرونگا کامل خان بن گنجاب کہ بادشاہ کوچک باختر ہے اُسکو تو مین نے قید کرلیا ہے اب مظفر بن ضیغم خون آشام و سلیمان شاہ فارسی کہ ملک سبائل مین ہین اُنکو اسیر کرونگا لقا پکارا ای بدرہ قسم ہے مجکو اپنی خدائی کی مین نے ستر ہزار برس آگے یہی تقدیر کی تھی اُسیوقت لاہوت شاہ کو بدرہ کے ساتھ روانہ کیا اور خود چاہا کہ اہل اسلام کے تعاقب مین جاؤن بختیارک نے کہا یا خداوند یہ آفتاب پرست تھوڑے سے ہین پہلے انکا علاج کرلیجیے بعد اُسکے خداپرستون کے استیصال کا ارادہ کیجیے لقا نے کہا یہی تقدیر کی اور آس سے کہا تو پہاڑ پر چڑھکر آفتاب پرستون کو قتل کروہ بولا کہ مین موجود ہون آپ طبل جنگ بجوائیے بے مارے ایک کو نہ چھوڑونگا ان سب کی قضا میرے ہاتھ سے ہے انکو اس فکر مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان کا مع تمام سردارون و فرزندون کے طلسم جان بنجان مین مبتلا ہونا اور شاہزادہ نور الدہر کا طلسم فتح کرکے رہائی دینا مخمس

بے اصل ہے نیرنگ جہان کا مرے آگے
اک شعبدہ ہے دہر کا نقشا مرے آگے
دھوکھا ہے طلسم تہ و بالا مرے آگے
بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

رہتا ہے مجھے بخت سے شکوا ترے پیچھے
وحشت سے نہین آپ مین آتا ترے پیچھے
دنیا ہے مزا موت کا جینا ترے پیچھے
مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے
تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے

ہون خاک نہین خاک کو رتبا مرے ہوتے
کوئی ہے کبھی رخ نہین کرتا مرے ہوتے
سب کچھ ہے مگر کچھ نہین جیتا مرے ہوتے
ہوتا ہے نہان گرد مین صحرا مرے ہوتے
گھستا ہے جبین خاک پہ دریا مرے آگے

ہون شام سے مین فکر صبوحی مین گرفتار
منگوائیے شیشے مئ خوشرنگ دو چار
کسکو سر معنی ہے کہان لذت اشعار
پھر دیکھیے انداز گل افشانی گفتار
لائے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے

بدنام ہون اسلیے کہتا ہون کہ اچھا
کچھ اور سمجھتا ہے مگر نامرے دل کا
منظور ہے جو چاہیے کرین ذکر احبا
نفرت کا گمان ہوتا ہے مین رشک سے گذرا
کیونکر کہون لو نام عدو کا مرے آگے

اک تو ہے کہ ہوتا نہین اپنا بت خودکام
ورنہ مرے قاتل ہین فرمانے کے دل آرام
اک مین ہون کہ ہر وقت زبان پر ہے ترا نام
اعجاز کی باتین ہین کرامات کے پیغام
مجنون کو برا کہتی ہے لیلی مرے آگے

مرتا تو ہون پہ کیون دم آخر ستم ہی
تسکین تو کوئی دم عوض یاس و الم ہی
کسواسطے یارو یہ غضب جا کے کرم ہی
لو ہاتھ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

ای زاہدو آئے ہو کہان کہتے ہو تم کیا
مشہور ہی تسلیم کے مانند ہمیشا
کب تک مین کرون صبر کہان تک ہون شکیبا
ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہی میرا
غالب کو برا کیون کہو اچھا مرے آگے

سیارگان تماشائے طلسمات عجیبہ و سیر کنندگان قصص نیرنجات لطیفہ نے یون بیان کیا ہی کہ صاحبقران باوقار مع سرداران نامدار شہر زرافشان حصار مین جلوہ فرما ہین اور حال طلسم جان بجان کہ اُسکو طلسم قہقہی دیوانہ بھی کہتے ہین سعادت شاہ کی زبانی معلوم ہو چکا ہی صبح کو وہان جانے کا ارادہ ہی القصہ جب شب گذر کر وقت سحر نمودار ہوا غل ہوا کہ ایرج مع اپنے سردارون کے بستر خواب سے غائب ہین امیر نے فرمایا کہ یہ کام اُسی دزد مکار کا ہی اُسکو یہ کب گوارا تھا کہ ایرج ہمارے ساتھ رہتا ہمپر تو فلک ٹوٹ پڑا قاسم ایسا بہادر ہمارے سامنے سے اُٹھ گیا ہم زندہ و سلامت بیٹھے رہے یہ کہکر آبدیدہ ہوئے اُدھر علمشاہ رومی چیخین مار مار کر رونے لگا تمام دست چپیون کا حال تباہ ہوا بدیع الزمان مشغول گریہ و زاری اور نور الدہر مبتلاے بیقراری ہوئے صحبت بھر مین سناٹا پڑ گیا سعادت شاہ نے عرض کیا ای شہریار غلام کو معلوم ہوتا ہی کہ یہ اژدہا تو نہین ہی جادوگر ہی شاہزادہ خاور سیاہ زندہ ہین صاحبقران نے فرمایا ای سعادت شاہ تم سچے ہو کسواسطے کہ یہ اژدہا بزبان انسان گویا تھا اب ہمارے ساتھ آؤ ہمکو وہ پہاڑ دکھاؤ اُسنے کہا بسم اللہ تشریف لیچلیے امیر اُسیوقت سعادت شاہ کے ہمراہ سردارون سمیت روانہ ہوئے چار گھڑی دن باقی تھا کہ دامنۂ کوہ منصور مین پہونچے دیکھا ایک کوہ نہایت ذی شکوہ گلہاے گوناگون شگفتہ جانوران بوقلمون زمزمہ سرا کبک دری کا قہقہہ طاؤسون کی رفتار مستانہ چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤن کے جھونکے عجب کیفیت کی جا نہایت مقام پر فضا ایک طرف ایک قصر عالیشان فلک نشان اور روہی برج ہی کبوتر باز وہان کبوتر اُڑا رہا ہی امیر سامنے اُس قصر کے حیران دیکھ رہے ہین کہ ایک ہوا چلی پردہ دریچہ ہاے قصر پر پڑے تھے وہ اُٹھے نازنینان مہ جبین و مہرویان مہر تمکین نمودار ہوئین سب کی سب حور تمثال غضب کا حسن و جمال تمام زعفرانی جوڑے پہنے ہوئے ساتھ ناز و ادا کے کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئین شوخ و طرار کبک رفتار جوبن کا اُبھار شعر بتے کز دین آن شکل و رفتار ✤ بہ بندد زاہد صد سالہ زنار ✤ حمزۂ صاحبقران مع سرداران عالیشان اُنپر دلدادہ و فریفتہ ہوئے ایک نازنین سردار مہ جبین اُسکے ہاتھ مین ایک ترنج ہی اُس نازنین نے ترنج کو امیر کی طرف پھینکا امیر بانو قر نے اُٹھا کر اُس ترنج کو سونگھا بمجرد سونگھنے اُس ترنج کے حالت دیوانگی بہم پہونچی ترنج ہاتھ سے پھینکا گریبان چاک کیا شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے زیر قصر جا کر بیٹھے وہ نازنین پکاری جو ہماری آرزو کرے وہ اس ترنج کی بو سونگھے یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے اُٹھا کر اُس ترنج کو سونگھا یہ بھی دیوانہ بنکر زیر قصر جا کر بیٹھا پھر اُس نازنین نے آواز دی جو ہمکو چاہے وہ اس ترنج کو اُٹھائے علمشاہ نے اُٹھا کر سونگھا وہی حالت ہوئی پھر تو تمام سرداران نامدار بیقرار ہو ہو کر ترنج سونگھ سونگھ کے دیوانے ہو گئے ہوش و حواس کھو گئے دامن صبر و تحمل ہاتھ سے چھوٹا ہر ایک پکارنے لگا کہ ای جان جہان وای برباد کن دین و ایمان تیری جدائی بہت شاق ہی قدمبوسی کا کمال اشتیاق ہی شعر اشتیاقیکہ بدیدار تو دارد دل من ✤ دل من داند و من دانم و داند دل من ✤ سب سردار معہ صاحبقران نامدار حرکتین دیوانگی کی کر رہے ہین لیکن نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان نور الدہر عالیشان تھے جو دیکھا کہ جد بزرگوار و پدر نامدار مع سرداران ذوی الاقتدار مسحور بسحر ہوئے دل مین خیال کیا مین قصر پر جا کے اس نازنین کو بسزا پہونچاؤن یہ لکاتہ ساحرہ معلوم ہوتی ہی ای نور الدہر جب تک اسے نہ مارو گے کوئی ہوش مین نہ آئیگا سب کام ہاتھ سے جائیگا اور کیا عجب ہی یہی اژدہا بنکر خاور سیاہ کو نگل گئی ہو بس نور الدہر یہ سوچکر آگے بڑھا ادھر وہ زنجیر جو لٹک

رہی تھی اُسے پکڑ کے چڑھاتے کر وہان پہونچا جہان ایک سوراخ روشندان کے مانند بنا ہوا تھا اُسمین سے ایک ہاتھ پیدا ہوا کمر مین نور الدہر کی پڑا شاہزادے نے ہر چند زور کیا لیکن وہ ہاتھ جدا نہوا آخر کار شاہزادہ بیہوش ہو گیا اپنے کو کچھ خبر نہ تھی کہ لوکون ہو اور کہان جاتا ہو بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا دیکھا کہ ایک باغ بے مثل و نایاب ہو نہایت سرسبز و شاداب ہو گل مہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین بلبلین شاخون پر ترنم سرا طرح طرح کے پھول شگفتہ ہین **نظم**

یاسمین جنبا گل ماچین گڑھل — لالہ و صد برگ و نافرمان کنول
سیوتی داؤدی نرگس جعفری — کر رہے تھے سارے گل جلوہ گری
چھوٹتے فوارے ہین یون بار بار — جسطرح ساون مین پڑتی ہو پھہار
نسترن شبو چنبیلی موگرا — رائی بیل اور جاہی جوہی موتیا
کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار — اپنے اپنے طور کی سب پر بہار
تھا یہ فرحت بخش دل وہ بوستان — جسکو کہیے ثانی باغ جنان

ہر ایک عمارت پاکیزہ بنی ہوئی ہر ایک قصر عالیشان زمین رفعت آسمان لوگون کو دیکھا بعضے پھول چمنون سے توڑ رہے ہین بعضے ہار بناتے جاتے ہین جو لوگ کہ مکانون مین بیٹھے ہین کوئی سوت کھول رہا ہو کوئی تاگے بٹ رہا ہو کوئی ڈلیان کتر رہا ہو غرضکہ سب اپنے اپنے کام مین مصروف ہین کوئی بیکار نظر نہین آتا اُن لوگون نے جو نور الدہر کا وہ حسن و جمال وہ دبدبہ و جاہ و جلال دیکھا ہر ایک نے سلام کرکے کہا ای شہریار آئیے آپ بھی مانند ہمارے گرفتار ہوئے اب تا دم حیات یہان سے نجات نہوگی شاہزادہ بولا خیر جو خدا کی مرضی رضینا بالقضا جو خواہش الٰہی ایک نے عرض کیا ای شہریار آپ بھی کچھ کام کیجیے کسواسطے کہ بے مزدوری یہان کھانا کسی کو نہین ملتا ہو نور الدہر برہم خاطر ہو کر بولا دور ہو میرے سامنے سے مین کیا مزدور ہون جو مزدوری کرون اُسنے جواب دیا آپکو اختیار ہو آپ جانیے آپکو آگاہ کر دیا چاہے مانیے چاہے نہ مانیے القصہ دن بھر اسی طرح گذرا ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف رہا نور الدہر سیر کنان پھرا کیا جب شام ہوئی وہی نازنین آکر قصر عالیشان مین بیٹھی اور وہ پھول جو سب نے توڑ کر ہار بنائے تھے اُس نازنین کے سامنے لیگئے پیچھے قدر کے کھڑے ہوئے وہان سے خواصین آئین تمام ہار پھول لیگئین بعد گھڑی بھر کے وہ نازنین اُٹھ گئی یہ سب وہانسے پھر کر اپنے اپنے مقامون پر بیٹھے چراغ روشن کیے تھوڑی دیر کے بعد خوان کھانے کے لوگ لائے آگے آگے داروغہ مطبخ اسنے سب کو کھانا تقسیم کیا نور الدہر سے بات تک نہ کی سبھون نے کھانا کھایا شاہزادے کی صلاح بھی نہ کی بعد کھانا کھا چکنے کے سو رہے صبح کو پھر اُٹھے گلچینی مین مصروف ہوئے وہ دن اُسیطرح سے گذرا نور الدہر فاقے سے بیٹھا رہا رات کو بدستور سابق وہی داروغہ آیا سب کے واسطے کھانا لایا ہر ایک کو دیا لیکن نور الدہر کی طرف التفات نہ کی نور الدہر کو ازبسکہ بھوکھ کمال تھی تاب باقی نہ رہی پکارا ای شخص مجھیر تیسرا فاقہ ہو تو سب کو کھانا کھلاتا ہو مجکو نہین دیتا مین تجھے مارونگا تجھسے کھانا ضرور لونگا یہ کہکر دوڑا اُس سے لپٹا اُسنے دو گھڑی کے بعد نور الدہر کو چارون شانے چت دے مارا مشکین باندھ لین کہا ای عزیز تجھے اور کیا سزا دون تو قیدی طلسم ہو بلکہ تجکو آگاہ کرتا ہون جبتک تو کچھ محنت نہ کریگا کھانا نہ ملیگا یہ کہکر مشکین کھولکر چلا گیا لوگون نے شاہزادے کو سمجھانا شروع کیا کہ ہم تو روز اول آپ سے کہتے تھے آپ کچھ مزدوری کیجیے آپ نے نہ مانا داروغہ سے بھی عبث لڑے شاہزادہ بولا مجھے تو کچھ بھی نہین آتا مین کیا کرون ایک شخص پکارا ہم کیا قوم کے مزدور ہین مگر کیا کرین فلک سے مجبور ہین ایک بولا ہم سوداگر بچے ہین مگر یہان مزدوری سے نہین بچے ہین نور الدہر سب کی باتین سن رہا ہو اور اپنے حال پر رو رہا ہو کہتا ہو ای نور الدہر کیا انقلاب دہر دورنگ ہو کہ ہمارے ادنی ملازم خوان کھانے کے تقسیم کر دیتے تھے یا اب ہم خود پارۂ نان کو محتاج ہین لوگون نے جو روتے دیکھا کہا ای شہریار آپ بیٹھے بیٹھے کچھ پھول ہی توڑ دیے اور کچھ نہ کیجیے آپ کو وقت شام کھانا تو ملیگا شاہزادے نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہو اتنا تو ہو سکیگا بھوکھ کے مارے تو بڑی حالت تھی غش کی نوبت تھی الغرض چمن مین بیٹھکر پھول توڑے

جب شام ہوئی تو آج نورالدہر کو بھی کھانا ملا شاہزادے نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر سویا صبح کو بہت سے پھول توڑ کے
جمع کیے اُسروز کھانا کل سے زیادہ ملا خوب کھایا اسیطرح ایک ہفتہ گذرا اب نورالدہر نہایت پریشان کمال حیران دل
مین سوچا کہ اس مزدوری کیطرح اوقات بسر ہونے سے تو موت بہتر بس یہ خیال کر کے دو گھڑی رات رہے سے ایک طرف کو
روانہ ہوا جب اس باغ سے نکلا جاتے جاتے قریب ایک گنبد کے پہونچا دیکھا کہ وہ گنبد سنگ سبز کا ہے اور دروازہ اُسکا بند
ہے چاہا کہ دروازہ کھولے اندرون گنبد سے آواز دردناک پیدا ہوئی کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار یہ کیا کجروی تو نے
میرے ساتھ کی اب مجھسے ایذا قید کی نہین اُٹھ سکتی ہے اے پروردگار یا تو اس قید سے مجھے نجات دے یا عزرائیل کو حکم
کر کہ قبض روح کرے اب تو سوا ے تیرے اسوقت بدین کوئی نہین ہے پھر یہ صدا آئی کہ کون یہان ہمکو چھڑانے کو آئیگا بس
یہین گھل گھل کے موے افسوس ہے کہ کفن دفن بھی نصیب نہوگا بس یہ سنکر نورالدہر سمجھا کہ کوئی مرد مسلمان یہان گرفتار بلا
ہے آفت مین پھنسا ہے گنبد کی طرف بڑھا اتنے مین کچھ لوگ دکھائی دیے پکارے کہ خبردار گنبد مین نہ جانا نورالدہر نے
اُنکے کہنے پر مطلق التفات نہکی اُسوقت لوگ للکارے کہ ہم یہان کے نگہبان ہین تجھے نہ جانے دینگے یہ کہکر شاہزادے
پر دوڑے نورالدہر بھی انپر متوجہ ہوا اور ایک طمانچہ دیا ایک آدمی کا گھونسے سے مغز پریشان کیا دس پانچ کو تلوار
سے مارا باقی جو تھے فرار ہوئے نورالدہر دروازہ گنبد کا کھولکر اندرون گنبد گیا دیکھا کہ گنبد نہایت وسیع ہے اور ایک
طرف قمرزاد غل و زنجیر مین گرفتار کھڑا ہے مار آتشین بدن مین لپٹے ہین نورالدہر پکارا کہ اے عم بزرگوار آپ کو کسنے
قید کیا قمرزاد بولا کہ اے فرزند ایک ساحرہ مجھے پکڑ لائی ہے نورالدہر نے کہا مین اُسے مار ڈالونگا وہ پکارا کہ یہ خیال تمھارا
خام ہے یہان کارخانہ طلسم و سحر کا بنا ہوا گسترده ہے مجھے تم نہ چھڑا سکوگے ساحرون سے عہدہ بر انہوگے یہی باتین تھین کہ آواز
زنجیرون کی جھنکار کی بلند ہوئی ایک سمت سے کچھ دیو اسنے پیدا ہوئے سرون کے بال اُنکے کھلے ہوئے زنجیرین کمر مین
بندھی ہوئین آنکھون مین لال لال ڈورے وحشت کے چھوٹے ہوئے وہ سب شاہزادے پر دوڑے نورالدہر ہرچند
اُنسے لڑا مگر کچھ نہو سکا آخر کو گرفتار ہوا وہ دیوانے اُسکو باندھکر لیگئے اور ایک چاہ تاریک مین شاہزادے کو قید کیا شام
کو دو روٹیان جو کی اور ایک آبخورہ پانی کا شاہزادے کو ملتا تھا عجب حال مین وہ یوسف صاحبقرانی گرفتار تھا اپنے
حال کثیر الاختلال پر روتا تھا کہ اے نورالدہر کس عذاب مین تو پھنسا وہین اوقات اچھی طرح بسر ہوتی تھی کہ دن بھر پھول چنتے
تھے شام کو سو رہتے تھے یہان تو نہ کسی آدمی کی صورت دکھائی دیتی ہے نہ کسی کی آواز سنائی دیتی ہے زندہ درگور ہین قصہ مختصر چاہ
مین قید ہوئے تیسرا دن تھا شاہزادہ نہایت غمگین و ملول بیٹھا ہوا دعائین مانگ رہا تھا کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اور ایک
شخص کہ اُسکی تین آنکھین گردن ندارد شانون پر سر رکھا ہوا فتیلہ ہاتھ مین روشن دکھائی دیا نورالدہر نے پہچانا کہ یہ تو
ادلوس جن ہے نہایت خوش ہوا پکارا کہ بھائی خوب وقت پر پہونچا تو مجھے یہان سے نکال کہ مین قریب ہلاکت ہون عجب
عذاب مین مبتلا ہون گرفتار مصیبت ہون ادلوس نے عرض کیا کہ مین فقط آپکی رہائی کے واسطے آیا ہون آپ خاطر جمع
رکھیے مین لیے چلتا ہون یہ کہکر شیرمال اور کباب مرغ شاہزادے کے سامنے رکھے کہ اسے نوشجان فرمائیے آپ نے کچھ کھایا بھی نہ
ہوگا نورالدہر نے کھانا کھایا ادلوس نے پانی لا کر پلایا بعد اُسکے پتھر جو کنوین پر ڈھکا تھا اُسکو بلند ہو کر ہٹایا جب دہن
چاہ کھلا اُس یوسف لقا کو اپنی پشت پر سوار کر کے باہر لایا نورالدہر نے پوچھا اے ادلوس تو مجھے کہان لیجائیگا اُسنے
کہا جہان فرمائیے نورالدہر بولا اے ادلوس میرے تمام عزیز مع حمزۂ صاحبقران طلسم مین گرفتار ہین اور قاسم کو
اژدہا اسی طلسم کا باشندہ نگل گیا ہے مین بغیر طلسم کے فتح کے نہ جاؤنگا یا طلسم مین اپنی جان دونگا شعر یا تن رسد بجانان یا جان
ز تن بر آید + دست از طلب ندارم تا کار من بر آید + ادلوس نے عرض کیا اے شہریار طلسم کا فتح ہونا دشوار تر ہے

لوح کا حال معلوم نہین کہ کسکے پاس ہی کدھر ہی نورالدہر نے قسم کھائی کہ ای ادلوس مین یہان سے نہ جاؤنگا ادلوس
نے عرض کیا کہ اس مقام پر سے تو چلیے کسی جاے امن مین بیٹھیے مین جانفشانی کرونگا لوح کا پتا لگاؤنگا یہان ہر ایک
دشمن جان تشنۂ خون ہی اگر کوئی ساحر آئیگا آپ بھی گرفتار ہو جائینگے مین بھی آپ کے ساتھ گرفتار ہونگا جان بچنا مشکل
ہو جائیگی نورالدہر نے کہا اچھا جہان جی چاہے چلو مگر طلسم سے باہر نہ لیجانا ادلوس نے کہا کیا مجال وہان سے شاہزادہ
نورالدہر کو کاندھے پر بٹھا کرکے اُڑا اور صحراے پر فضا مین اُتار کر کہنے لگا شاہزادۂ عالم آپ جبتک یہان سیر صحرا ملاحظہ
فرمایئے مین تلاش لوح مین جاتا ہون یہ کہکر آپ ایک طرف کو روانہ ہوا بعد پہر بھر کے آیا کہا کہ ای شہریار لوح طلسم دیو دوسر
کے پاس ہی نورالدہر نے کہا کہ مجھے وہان لیچل مین اُس دیو کو قتل کرون اور لوح اس سے لون ادلوس پکارا شہریار آپ
اُسکا کیا کر سکینگے اُسکا مارا جانا بہت دشوار ہی قضا اُسکی تیغۂ خاراشگاف سے ہی اور یہ تیغۂ خاراشگاف الماس پری
کے پاس ہی اور الماس پری دیو دوسر کی قید مین گرفتار ہی وہ چھوٹے تو تیغۂ خاراشگاف لائے دیو سر مارا
جائے تو لوح ہاتھ آئے شاہزادے نے جواب دیا ای ادلوس تجھی سے سب کچھ ہوگا تجھسے زیادہ دوست میرا کون
ہی ادلوس نے عرض کیا کہ مین جانبازی مین قصور نہ کرونگا ای شہریار چلیے قسمت آزمائی کیجیے یہ کہکر پھر نورالدہر کو
اپنے کاندھے پر سوار کرکے لیچلا بعد پہر بھر کے ایک صحرا مین پہونچا اور ایک گنبد سبز زمردنگار دکھائی دیا آگے اُس گنبد کے
دیو دوسر کو دیکھا کہ غافل سوتا ہی ادلوس نے کہا کہ شہریار یہی دیو دوسر ہی وہ لوح اُسکے گلے مین پڑی ہی جلد اسے
قتل کیجیے مگر سواے تیغۂ خاراشگاف کے کوئی حربہ اثر نہ کریگا اور لوح تو مین آپ کو ابھی لائے دیتا ہون یہ کہکر دیو کے پاس
گیا داروے بیہوشی اُسے نکالکر سنگھائی کہ وہ اور زیادہ غافل ہوا مقراض سے ڈور الوح کا کاٹ کر لوح لاکر شاہزادۂ
نورالدہر کو دی اور کہا کہ ای شہریار اسے دیکھیے کیا اسمین لکھا ہی نورالدہر نے لوح کو پڑھا اُسمین یہ مضمون تھا کہ ای
شکنندۂ طلسم تجھے لائق و لازم ہی کہ اگر قسمت تیری یاوری کرے اور لوح طلسم تجھے ملے تو پہلے دیو دوسر کو مار کہ یہ دربان
طلسم ہی مگر کوئی حربہ اسکے بدن پر تاثیر نہ کریگا اور یہ کسی طرح نہ مریگا جبتک کہ تیغۂ خاراشگاف الماس پری سے نہ ملیگا
اور الماس پری اسی گنبد سبز مین قید ہی دیو سے پوشیدہ ہوکر اندرون گنبد جا اور اُسے چھڑا وہ تجھے تیغہ لادیگی مگر جسوقت
کہ اُسے قید سے مخلصی دینا گوشوارہ اُسکے کان کا لے لینا اور کہنا کہ جب تو وہ تیغہ لائیگی تو گوشوارہ اپنا پائیگی نورالدہر
نے تمام حال ادلوس سے کہا وہ بولا کہ ایسا وقت پھر نہ ملیگا کہ دیو دوسر حرامزادہ خواب مرگ مین گرفتار ہی جلد
گنبد مین جایئے اُس پری کو چھڑایئے نورالدہر گنبد کے پاس آیا دیکھا تو دروازہ اندر سے بند ہی شاہزادے نے لوح
کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دم کر دروازہ کھل جائیگا نورالدہر نے اسم پڑھکر دم کیا دروازہ وا ہو گیا شاہزادہ
اندر گنبد کے آیا دیکھا کہ ایک پریزاد نہایت حسین و خوبصورت ستون سے بندھی ہوئی غل و زنجیر مین گرفتار اپنے حال پر
گریان ہی نورالدہر نے اُسکے پاس جاکر پوچھا کہ ای نازنین اگر مین تجھے رہا کرون تو تو تیغۂ خاراشگاف مجھے لادیگی پہلے
تو اُسنے انکار کیا کہ مین تیغہ کیا جانون کہان ہی نورالدہر بولا خیر اگر تمھین قید سے چھوٹنا ہی تو تیغہ لادینے کا اقرار کرو
نہین تو خیر قید مین پڑی رہو وہ بولی کہ بہت اچھا تیغہ مین لادونگی آپ مجھے رہا کیجیے نورالدہر نے اسم لوح کا پڑھکر
اُسپر دم کیا قید اُسکے بدن پر سے دور ہو گئی جس رسی مین بندھی ہوئی تھی اُسے نورالدہر نے کاٹ دیا الماس پری نے
شاہزادے کے قدمون کو چوم لیا بعد اُسکے عرض کی کہ حکم ہو تو تیغہ جاکر لاؤن نورالدہر نے کہا کہ گوشوارہ اپنا مجھے دیتی جاؤ
تو تمھارے آنے کا یقین ہو الماس پری نے عرض کیا کہ شہریار مین دغا نہ کرونگی آپ کچھ وسواس نہ کیجیے اور خیر اگر میرے آنے کا
یقین نہین ہی تو گوشوارہ لے لیجیے مین اب آپکی کنیز ہو چکی کبھی یہ احسان نہ بھولونگی کہ ایسے عذاب الیم سے مجھے نجات دی یہ کہکر

گوشوارہ کان سے اُتار کر شاہزادے کو دیا اور پرواز کر کے بسوے آسمان روانہ ہوئی نورالدہر اُس گنبد سے نکلکر ایک
درخت کے نیچے بیٹھا ادلوس نے کھانا لاکر کھلایا پانی پلایا شاہزادہ لیٹ کر سو گیا ادلوس نگہبانی مین مصروف رہا جب
صبح ہوئی نورالدہر بیدار ہوا وضو کیا نماز پڑھی اُسمین وہ دیو بیدار ہوا دیکھا دروازۂ گنبد وا ہی اندر آیا پریزاد کو نہ پایا گھبرا
کر باہر نکلا لوح بھی گلے مین نہ دیکھی بہت پریشان ہوا کہ یہ کون تھا کہ پریزاد کو بھی چھڑایا اور لوح بھی لیگیا سامنے جو دیکھا نورالدہر
کھڑا ہی اور لوح گلے مین پڑی ہی دوڑا کہ او خیرہ سر تو نے غضب کیا کہ قیدی کو میرے چھڑا لیا میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ
کہکر حملہ آور ہوا نورالدہر نے حملہ اُسکا رد کیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر تو حربہ کریگا تو جو اسکے خون کا
قطرہ زمین پر گریگا اُس سے دیو بنکے تیار ہوگا ہزارون دیو پیدا ہونگے تجکو جان بچانا مشکل ہو جائیگا بے تیغہ خارا شگاف
اسکی اجل نہین ہی یہ دیکھکر شاہزادہ حیران ہوا کہ کیا کرون حملے اُسکے رد کرنے لگا اسی طرح پر دو پہر گذری نورالدہر
اپنی زندگی سے مایوس ہوا دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار اگر حیات مستعار باقی ہی تو تیغۂ خارا شگاف مجھ تک
پہونچا دے یہ دعا شاہزادے کی بدرگاہ خدا قبول ہوئی الماس پری آن پہونچی تیغہ شاہزادے کے پاس پھینکدیا
دیو دوسر الماس پری پر دوڑا کہ پہلے تجھے مارون بعد اُسکے اس سے سمجھون شاہزادہ پکارا او نابکار مین
تجھے کب چھوڑتا ہون دیو دوسر نے وار شمشاد شاہزادے پر مارا شاہزادے نے خالی دی ضرب زمین پر
پڑی ایک تتق گرد بلند ہوا شاہزادہ اُسمین پوشیدہ ہوگیا دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرکرا ہوگیا نورالدہر
نے نعرہ کیا کہ او آدم خوار کسکو تو نے مارا خبردار ہو اور تیغۂ خارا شگاف اُسکی کمر پر مارا دو ٹکڑے اُس دیو ملعون
کے ہوئے شور قیامت زا برپا ہوا تاریکی پیدا ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من دیو دوسر بود جب روشنی ہوئی
ادلوس نے قدمون کو بوسہ دیا کہ کیا کار نمایان آپ نے کیا پریزاد گرد پھرنے لگی ہاتھ شاہزادے کے چوم لیے
شاہزادے نے گوشوارہ دے کر اُسکو رخصت کیا بعد اُسکے شاہزادے نے ادلوس سے کہا کہ تم بھی جاؤ مین طلسم کشائی
کو جاتا ہون ادلوس نے عرض کیا کہ لوح سے ہوشیار رہیے گا غافل نہو جیے گا اور جو کوئی پیچ پڑ گیا لوح چھین گئی تو پھر ملنا دشوار
ہوگا شاہزادے نے کہا کہ ای ادلوس پروردگار حافظ ہی جو چاہیگا وہ ہوگا حتے الامکان تو لوح سے غافل نہونگا
یہ کہکر ادلوس کو رخصت کیا آپ لوح طلسمی دیکھکر ایک طرف روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا ایک مکان دکھائی دیا
شاہزادہ اندر اُسکے گیا ایک اژدہے کو دیکھا کہ رنگ بدن کہربا ے زرد دونون آنکھین سرخ منھ سے قلاب آتشین نکلتے
ہوئے بیٹھا ہی اور پیچ مار رہا ہی اُسکی جو نگاہ شاہزادے پر پڑی دوڑا قلاب آتشین چھوڑا نورالدہر اُچک کر الگ
ہٹ گیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اژدہا شرر انگیز جادو ہی کوئی حربہ اپنا اسپر نہ کرنا یہ اسم سو بار پڑھکر اسپر دم کرکہ یہ
چستی و چالاکی اسکی موقوف ہو اُسوقت یہی اسم تلوار کی باڑھ پر دم کرکے تلوار مارنا کہ کام اسکا تمام ہو شاہزادے
نے موافق حکم لوح کے اسم پڑھکر اُسپر دم کرنا شروع کیا اُسکا یہ عالم تھا کہ کمال چالاکی سے شاہزادے کے نگلنے کا
ارادہ کرتا قلاب آتشین چھوڑتا تھا مگر اسم کی برکت سے چالاکی اُسکی کم ہوتی جاتی تھی جب اسم تعداد معین پر پہونچا
شاہزادے نے اُسپر دم کیا اُسکے دم کرتے ہی مانند رسن پیچیدہ نظر آنے لگا ساری چالاکی جاتی رہی سست ہوگیا
نورالدہر نے اسم دم کرکے تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے غلغلۂ محشر انگیز ہوا ایک صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من شرر انگیز جادو بود جب تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ نہ اُس اژدہے کا نام و نشان ہی نہ وہ مکان ہی
ایک جادوگر مرا ہوا پڑا ہی سامنے ایک دریا معلوم ہوتا ہی اور ایک کشتی کنارے پر لگی ہی لوح کو دیکھکر کشتی پر سوار
ہوا ہنوز اچھی طرح بیٹھا نہ تھا کہ کشتی مانند باد صرصر کے روانہ ہوئی شاہزادہ ہوا کے فراٹے سے بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی

دیر کے ہوش آیا دیکھا کہ ایک گنبد سبز ہی اُسکے گرد کشتی پھر رہی ہی اور ایک کبوتر گنبد کے اوپر بیٹھا ہی ایک ڈورا سنہری اُسکے پانون مین بندھا ہی کہ اُس کبوتر نے شاہزادے کو دیکھکر پرواز کی جب گنبد سے قریب دو سو گز کے بلند ہوا وہان سے تین بار افسوس افسوس افسوس ہیہات ہیہات ہیہات کی آواز دیکر پھر آکر اُسی گنبد پر بیٹھ گیا نورالدہر گھٹنون تک پتھر کا ہوگیا اتنے مین پھر کبوتر اُڑا اور صدا افسوس وہیہات کی بلند کی شاہزادہ تا کمر پتھر کا ہوگیا دل مین اپنے کہا کہ یہ کیا ہوا مقدر مجھے کہان لایا بُری جگہ قسمت نے پھنسایا ناچار ہوکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تیسری مرتبہ کبوتر نے ہیہات کہی تو تو بالکل پتھر کا ہوجائیگا اور تا قیامت نجات نہ پائیگا تجھے لائق و لازم ہی خیال کرکے دیکھ کہ کبوتر کے سینہ پر ایک گل سرخ رنگ ہی اسپر ایک تیر اس اسم کا پڑھکر مار اگر تیر اُس گل پر پڑا تو تو کامیاب ہوا نہیں تو خراب ہوا یہ دیکھکر تیر کمان مین پیوستہ کرکے اسم پیکان پر دم کرکے مارا کہ کبوتر کے گل پر پڑکر پشت کو اُسکی توڑکر پار گذر گیا ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا غل دار و گیر کا اُٹھا آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مرغان جادو بود جب روشنی پھیلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نہ وہ گنبد اور نہ کبوتر ہی سب غائب ہوگئے صرف دریا مین کشتی چلی جاتی ہی اتنے مین ایکمرتبہ پانی جوش مارکر پھٹا چند دیوان سیاہ پیدا ہوئے اور کشتی کو غرق کیا شاہزادہ متحیر تھا کچھ ہوش نہ تھا کہ تو کہان جاتا ہی جب ہوش آیا اپنے کو ایک میدان مین پایا ایک طرف کو چل نکلا قریب ایک باغ کے پہونچا اندر اُسکے داخل ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتے آتے ناف باغ مین پہونچا دیکھا کہ بارہ دری عالیشان ہی فرش ملوکانہ اُسمین کیا ہوا ہی اور کچھ خادم و خدمتگار چلتے پھرتے معلوم ہوتے ہین اور ادلوس جنی ایک مقام پر بیٹھا ہی نورالدہر نے آواز دی کہ اے ادلوس یہ تمھارا مکان ہی تم یہین رہتے ہو ادلوس نے جو شاہزادے کو دیکھا دوڑکر لپٹ گیا عرض کیا اے شہریار غلام کا مسکن یہی ہی آئیے قدم رنجہ فرمائیے شاہزادے کو لاکر مسند پر بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا کھانا کھلایا صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا نورالدہر نے کہا اے بھائی ادلوس جب سے طلسم مین آیا ہون سویا نہین اُسنے کہا آپ آرام کیجیے غلام خدمتگاری کو موجود ہی شاہزادہ غافل شعبدہ بازی فلک تھا لوح کو نہ دیکھا سو رہا یہ حرامزادہ دغا شعار ذوفنون جادو اسکا نام ہی نہایت مکار ہی پہلے شاہزادے کو بیہوشی دی بعد اُسکے لوح کا ڈورا مقراض سے کاٹ کر لوح لے لی اور گرفتار کرکے نورالدہر کو خدمت مین مجنون اختر شمار جادو کے کہ وزیر اعظم بادشاہ طلسم ہی لایا مجنون اختر شمار نے نورالدہر کو اسیطرح بیہوش بارگاہ انجم شاہ جادو مین بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اسی مفسد نے طلسم کو درہم برہم کر رکھا ہی اور یہ لوح طلسم بھی حاضر ہی بڑی مشقت سے ذوفنون جادو اسے گرفتار کرکے لایا اور مین نے آپ تک پہونچایا انجم شاہ نے لوح کو تو بجلدی تمام گلے مین ڈال لیا اور حکم دیا کہ اس طلسم کشا کو ہوش مین لاؤ شاہزادے کو ہوشیار کیا نورالدہر نے آنکھ کھولی بارگاہ کفر آئین دیکھا لوح کو بادشاہ کے گلے مین پایا مگر اُس شیر بیشۂ شجاعت کو ذرا خوف نہ آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو برحق جانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کو مانتا ہو یہ سلام نہ تھا ایک تیر دلدوز تھا کہ کافرون کے جگر پرسوز پر بیٹھا ہر ایک نے مانند مار سر دم بریدہ کے بل کھایا کہ چہار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ ہان ہان اے خدا پرست دیکھتا ہی کہ بادشاہ جلوہ فرما ہی اور تو آسمان کے خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہی غیرت کا مقام ہی یہ کیا کلمہ و کلام ہی تو مجبورانہ اسیر ہوکر آیا ہی مگر شجاعت کا وہی غرور ہی بموجب اس مثل کے رسی جلگئی بل نہ گیا نورالدہر پکارا کہ کسکی رسی جلگئی اور کسکا بل نہین گیا تُنے بمکاری لوح مجھسے لی اور بدغا گرفتار کیا جسطرح ایک روباہ حیلہ گر شیر ژیان کو مبتلائے بلا کرتی ہی یون مجھے پکڑا اگر لوح مجھے دیدو پھر مجھسے سامنا کرو تو مین جانون بادشاہ بولا کہ او مفسد مجکو بھی تو یونہین لوح طلسم ہاتھ لگی تھی سنا ہی مین نے کہ ایک شخص مکار تیرے شریک تھا اُسنے لوح تجھے دلوادی تھی ذوفنون پکارا کہ ادلوس جن اسکے شریک تھا مین نے اُسی کی صورت بنکر اُسے پکڑا مگر مجھے معلوم نہین کہ وہ کہان ہی انجم شاہ بولا کہ اے طلسم کشا بتا وہ تیرا رفیق کدھر گیا نورالدہر نے جواب دیا اول تو مجھے معلوم

نہین کہ وہ کس جگہ ہی اور جو مین جانتا بھی ہوتا تو کب بتاتا بادشاہ بولا خیر اب بہتر یہ ہی کہ خداوند سامری کو تو سجدہ کر نہین آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا ہو نورالدہر بولا خدا اُس روز کو مجھے نہ رکھے کہ شیطان رہزن دین وایمان مجھے بہکاے پروردگار قدم کو صراط مستقیم پر قائم رکھے لغزش نہ آئے لاکھ لاکھ لعنت ہی سامری وجمشید اور اُنکے پرستارون پر او کافر خاسر کیا بکتا ہی اگر حیات مستعار میری باقی ہی تو کچھ نہین کر سکتا ہی شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجاے ٭ نہ بُرد رگے تا نخواہد خداے ٭ اور جو قضا میری آگئی ہی تو کچھ پروا نہین ہی راضی برضا ہون شعر سر نمی پیچم زشمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید برسرمن یا نصیب ٭ یہ کلام سنکر ہر طرف غل اُٹھا کہ یہ معتقد واجب تعالیٰ ہی انجم شاہ نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو چوبدار گیا جلاد کو لایا عجب صورت جلاد کی تھی کہ سیاہ رنگ مریخ چشم زحل ہیئت اوپر کا ہونٹھ پرۂ بینی سے گذرا ہوا نیچے کا ٹھوڑی سے لٹکا ہوا شعر تا بہ دہنے سیہ زبانے ٭ بودہ دہنش چو دیگ دانے ٭ ناک کان کٹے ہوئے اون کا ہار گلے مین رومال کاندھے پر پڑا ہوا خون کی بو اُسمین سے آتی ہوئی چوڑا تیغہ کمر مین حمائل چہرہ ان بارھا اُسمین دی ہوئی ساہر کا کرتہ پہنے ہوئے آتے ہی چرخ مارا پکارا کہ شعر سلطنت سلطان کند فریاد ٭ بر جلاد جیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد جیست کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا کسکا سر رشتۂ حیات کٹا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی انجم شاہ نے نورالدہر کیطرف اشارہ کیا کہ جلد اسے لیجا کر قتل کر جلاد نے ریت کا چبوترہ بنا کر نطعہ اُسپر ڈالدیا شعر نطعہ بافگند بران ریگ ریخت ٭ دیو زدود نگش می گریخت ٭ اور ہاتھ پکڑ کر نورالدہر کا لاکر نطعے پر بٹھادیا اور کہا کہ جو کچھ تجھے کھانا ہو کھالے پینا ہو پی لے جو کچھ وصیت کرنا ہو کرلے جسے یاد کرنا ہو یاد کرلے کہ وقت تیرا آخر ہی شاہزادے نے فرمایا کہ کھانے کو غم کھاتا ہون پینے کو خون جگر پیتا ہون وصیت میری یہ ہی کہ اگر حمزۂ صاحبقران اس طلسم کو فتح کرین تو اُنسے کہدینا کہ انجم شاہ سے میرے خون کا عوض لین اور یاد کرنے کو کہتا ہی تو بس یاد کیا مین نے پروردگار عالم کو کہ جسنے مجھے پیدا کیا اسمین انجم شاہ بولا او جلاد کیا باتین لگائین ہین جلد گردن مار جلاد نے کوئلے کا خط گردن پر کھینچا اور تلوار برہنہ کرکے سر پر کھڑا ہوا تیسرے حکم کا منتظر تھا نورالدہر نے جو آنکھ اُٹھائی تو سواے دشمن کے کوئی دوست نہ نظر آیا جسکو دیکھا اُسے دشمن جان تشنۂ خون پایا جلاد کو قتل پر آمادہ دیکھا یقین مرگ ہوا کہ ای نورالدہر اب کوئی صورت بچاؤ کی نہین بے نیل مقصود جہان سے چلے سب آرزوئین دلکی دل ہی مین لیچلے آنکھون سے آنسو جاری زبان پر یہ سخن کہ ای جناب باری واسطہ اپنے بندگان خاص کا مجھے اس قید سے نجات دے اور جو قضا بھی آگئی ہی تو ایسے مقام پر آئے کہ کفن ودفن بھی نصیب ہو اشعار ای کارکشاے بستہ کاران ٭ مقصود دہ امیدواران ٭ ہم منشی صد نکات ہی تو ٭ ناظم کل کائنات ہی تو ٭ ہی کعبہ ودیر مین ترا شور ٭ موران ضعیف کو ترا زور ٭ امداد خلیل نار مین کی ٭ یونس کو نجات حوت سے دی ٭ ای پروردگار مجکو بھی یہانسے نجات دے یہ ابھی دعا مانگ رہا تھا کہ مجنون جادو سامنے سے پیدا ہوا اور جلاد کو منع کیا کہ خبردار ابھی قتل نہ کرنا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار جو قاعدے طلسم کے بندھے ہوئے ہین اُس سے منحرف ہونا نہ چاہیے ہمیشہ آئین طلسم یہ ہی کہ گرفتار کو چالیس روز قید رکھتے ہین بعد اُسکے اختیار ہی چاہے قتل کیجیے گا چاہیے بخشدیجیے گا مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ٭ انجم شاہ نے ہنسکر کہا کہ خیر ای مجنون جادو لیجا تو ہی اسکو اپنے پاس قید رکھ مین نے تیرے حوالے کیا مجنون قید نورالدہر کی لیکر اپنے مکان مین آیا ایک جادوگر کہ قلزم اُسکا نام تھا اُس سے کہا کہ تو لیجا کر اسے قید کر اور اچھی طرح سے رکھنا اگر چھوٹ جائیگا تو بڑی بدنامی ہوگی قلزم بولا کہ مین اپنی جان کے برابر رکھونگا آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر نورالدہر کو لیگیا قلزم کے مکان مین ایک حوض ہی ساٹھ گز تک لانبا اور ساٹھ گز تک چوڑا پانی سے لبالب اور اُس حوض مین چار ستون ہین اُن ستونون پر قصر بنایا ہی اور وسط حوض مین پل بنا ہی پل کی پشت پر قصر کے جانے کا زینہ لگایا ہی اور دونون سرون پر پل کے دو برج بنے ہین اُسمین نگہبان بیٹھے ہین القصہ اُس قصر مین لاکر نورالدہر کو قید کیا اور گرد قصر کے حصار آتش قائم کیا اور نگہبانون سے تاکید کی کہ خبردار غفلت نہ کرنا یہ کہکر چلا گیا وقت شام وہ جادوگر آتا تھا کھانا پانی دے جاتا تھا

مگر شاہزادے سے روٹی جو کی کھائی کب جاتی ہی پانی پی لیتا تھا اور کچھ نہ کھاتا تھا اپنی زندگی سے بیزار تھا پروردگار عالم سے مخلصی کا خواستگار
تھا تیسرا روز تھا کہ اُس حصار آتشین مین سے ادلوس دکھائی دیا نورالدہر کو سلام کیا نورالدہر نہایت خوش ہوا پوچھا کہ بھائی تو کسطرح
یہان آیا سحر سے تو واقف نہ تھا پھر کیونکر اُس آگ سے جسم کو بچایا ادلوس نے عرض کیا کہ شہریار ہم آتشین ہین ہمکو آگ نہین جلاتی
مگر آپ کو نکالکر لیجانا مشکل ہی کہ آپ جل جائینگے یہ کہکر بیٹھا اور مرغ بھنا ہوا مع شیرمال شاہزادے کے سامنے رکھدیا نورالدہر نے
تیسرے دن کھانا سیر ہو کر کھایا شکر پروردگار کا بجالایا کہا ای ادلوس اب کوئی رہائی کی صورت نکال اُسنے کہا شہریار آپ نے
تو غضب کیا کہ ذوفنون جادو کے فریب مین آگئے مین نے آپکو آگاہ کردیا تھا کہ یہ کارخانہ طلسم ہی آپ مجھپر بھی اعتماد نہ کیجیے گا لوح
طلسم کو ہر دم دیکھتے رہیے گا آپ نے کمال نادانی کی نورالدہر بولا بھائی سچ ہی مگر ازبسکہ تمکو دوست جانی جانتا تھا اس باعث سے
غافل ہوگیا اب تدبیر کرو کہ مین رہائی پاؤن ادلوس نے کہا کہ مین کیا غافل ہون مگر اب لوح طلسم کا ہاتھ آنا اور حضور کا چھڑانا بہت
مشکل ہی ای شہریار مین بھی زیادہ نہین ٹھہر سکتا ابھی جو کوئی ساحر مجھے دیکھے گا فوراً گرفتار کرلیگا اسیطرح کئی روز گذرے کہ
ادلوس آتا ہی شاہزادے کو کھانا کھلاتا ہی گھڑی دو گھڑی بیٹھتا ہی چلا جاتا ہی ایک روز قلزم جادو جو نورالدہر کے دیکھنے
کو آیا ہڈیان مرغ کی پڑی پائین پکارا کہ ای قیدی یہ ہڈیان مرغ کی کہان سے آئین سچ بتا کہ کباب مرغ کے کون تیرے واسطے لایا
شاہزادہ بولا میرے خدا نے مجکو عنایت فرمایا یہان میرے پاس آنیوالا کون ہی قلزم نے نگہبانون کو طلب کیا اُنسے پوچھا کہ کیا
تم مین سے کوئی اسکے ساتھ دوستی جتاتا ہی کباب مرغ کے اسے کھلاتا ہی اُن سب نے عرض کیا کہ ہماری کیا مجال جو ہم اسسے میل کرین
اور اگر ہم مین سے کوئی اسکا شریک نکلے تو جو سزا چاہیے دیجیے بلکہ قتل کیجیے خداوند ہم نیچے بیٹھے رہتے ہین آسمان پر سے کوئی اسکے
پاس آتا ہوگا اور کباب کھلا جاتا ہوگا قلزم جادو نورالدہر کو مجنون اختر شمار کے پاس لایا اور حال بیان کیا مجنون
جادو نے نورالدہر کو بہت ساڈرایا دھمکایا کہ بتادے کون تیرے واسطے کباب مرغ لاتا ہی شاہزادے نے نہ بتایا محض انکار
فرمایا مجنون نے قلزم سے کہا کہ اسے وہین لیجا کر قید کرو اور ساحرون کو کمینگاہ مین بٹھاؤ جو اسکا دوست اسکے پاس آتا ہوگا
معلوم ہو جائیگا قلزم نورالدہر کو اُسی قصر مین پھر لایا قید کیا نگہبانون کو بٹھایا اُنسے تاکید کی کہ جب اسکے پاس آتے ہوئے
دیکھنا گرفتار کرلینا جادوگر چارطرف کو چھپ چھپ کر بیٹھے دو پہر رات گئے ادلوس آیا نورالدہر نے دیکھتے ہی ہاتھ سے اشارہ
کیا کہ چلا جا وہ سمجھا کہ کہتے ہین جلد آؤ دوڑ کر قریب آیا کھانا جو لایا تھا سامنے رکھا نورالدہر نے سرگذشت بیان کی اور کہا کہ جلد بھاگ جا
ادلوس جون نکلکر چلا تھا کہ جادوگرون نے سحر کر کے پکڑ لیا کہا کہ او مفسد دیکھ صبح کو کیا حال تیرا ہوتا ہی رات کو وہین قید رکھا علی الصباح
مجنون اختر شمار جادو کی خدمت مین لائے اُسنے پہچانا کہ یہ تو بیٹا بادشاہ طلسم گوہربار مکلل خان جادو کا ہی کہا کہ ارے
آج معلوم ہوا کہ تو خداپرست سے ملا ہوا ہی یون تو ہمیشہ شادی غمی مین شریک رہتے تھے مگر یہ حال معلوم نہ تھا رہ تجکو بھی
قتل کرینگے اور جا کر تمام حال انجم شاہ جادو سے بیان کیا اُسنے کہا کہ اسے مکلل خان کے پاس بھیجدو مجنون نے
عرض کیا کہ شہریار وہان کیون بھیجے ایسا نہو وہ بھی خداپرستون کا دوست ہو انجم شاہ نے کہا اچھا رہنے دو سمجھ لیا جائیگا غرض
اسکو بھی نورالدہر کے پاس قید کیا شاہزادے نے کہا ای ادلوس ایک تو یہان دوست تھا تجکو بھی فلک نے گرفتار کروادیا
مین تجکو اشارے سے منع کرتا تھا کہ یہان نہ آ تو نہ سمجھا ادلوس بولا کہ مین سمجھتا تو کاہیکو آتا خیر قسمت مین میری گرفتار ہونا
بدا تھا اب یہ دونون شب و روز دعائین مانگتے ہین اور گریہ و زاری کرتے ہین کہ ای پروردگار ہمالسے نجات دے حتی کہ دو دن
انکے قتل ہونے مین باقی رہے اب اضطراب زیادہ ہوا شاہزادے نے دعائین مانگنا شروع کین پکارا کہ ای کس بیکسان و ای
یاور غریبان یہ وقت مددگاری کا ہی شعر خداوندا ستم را روزگردان * چو روز اندر جہان افروزگردان * شبے دارم سیہ چون
بخت امید * درین شب روسفیدم کن چو خورشید * آدھی رات کا وقت تھا زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی تھی کہ ایک نازنین

نہایت خوبصورت وحسین نمودار ہوئی اشعار جبین مطلع صبح ایجاد حسن ٭ بھوین دست وبازوے جلاد حسن ٭ قیامت نکیلے مژہ کے خدنگ ٭ نگہ برق شمشیر الماس رنگ ٭ قیامت نہان گوشۂ چشم مین ٭ اجل کا مکان گوشۂ چشم مین ٭ بلاسے جہان نرگس شوخ وشنگ ٭ قیامت کی آمد وہ چتون کا ڈھنگ ٭ ہنسی رعد پر قہقہے کا خروش ٭ تبسم مین اُڑجائین بجلی کے ہوش ٭ وہ غبغب مین اک موج آب زلال ٭ دکھاتے تھے اکجا پہ بدر وہلال ٭٭ وہ چھاتی کی رنگت وہ بھٹنی سیاہ ٭ کہین دیکھکر جسکو اہل نگاہ ٭ زلبس آئینہ سان ہی تن کی صفا ٭ یہ سینہ پہ پڑتا ہی عکس آنکھ کا ٭ بس یہ عالم دیکھتے ہی صدا دل نے دی الاشتیاق الاشتیاق ٭ کہا صبر نے الفراق الفراق ٭ ایک جوش محبت نور الدہر کے دل مین پیدا ہوا ہزار جان سے عاشق وشیدا ہوا اُس ماہ طلعت نے آکر سلام کیا شاہزادے نے دل کو تھام کر پوچھا کہ صاحب تم کون ہو کیا نام ہی اُسنے کہا کہ شہریار کیا آپ پوچھتے ہین گم نام بے نشان ننگ خاندان تیر عشق کی بسمل تیغ محبت کی گھائل اسیر دام گیسو ذبیح خنجر ابرو مورد آفت وبلا آپ کی مبتلا آپ کے عشق نے یہ حال بہم پہونچایا ہی آپکا اشتیاق بیقرار وبیتاب کرکے یہان تک لایا ہی ہر چند دل کو سمجھایا جب دل نے نہ مانا تو پاس رسوائی کچھ نہ رہا خدمت مین حاضر ہوئی آپ اپنی کنیز مجھے تصور فرمائیے اور مجھسے بلطف پیش آئیے تو مین آپکو رہا کرون نور الدہر نے کہا کہ اپنے نام سے تو آگاہ کر و اپنا نشان تو بتاؤ وہ بولی کہ ای شاہزادۂ عالی وقار مین مجنون اختر جادو کی بیٹی ہون ناہید جادو میرا نام ہی آپکو جس روز ذوفنون جادو اسیر کرکے لایا تھا مین نے بھی اُس روز کہین سے دیکھ پایا تھا اُسی دن سے مین کمبخت عاشق ہوئی ہون جان جاتی ہی مرتی ہون اب جو مجکو معلوم ہوا کہ ایک آدھ روز مین دشمن آپ کے قتل ہونگے یہ خیال گذرا کہ بعد اس شہریار کے زندگی دشوار ہی جینا بیکار ہی چلکر اُس رشک یوسف کو قید سے رہا کیجیے یا اپنی جان دیجیے سواے شہریار نگہبانون کو بعلم سحر غافل کرکے آئی ہون آپکو بیا نسے چھڑالیجلونگی نور الدہر نے کہا کہ ای نازنین آرزوے وصل اپنے دل سے نکال ڈال کہ ہمارے خاندان مین کوئی ساحرہ سے ہم صحبت نہین ہوتا ناہید نے عرض کیا کہ شہریار مین وصل کی خواہان نہین ہون اتنا چاہتی ہون کہ صحبت مین حاضر رہون نظارہ گلشن جمال کا کیا کرون جب مین آپکی خدمت مین حاضر ہون کوئی مجھے روکے نہین مجھسے ہنسکر بات تو کیجیے نور الدہر بولا کہ یہ سب مجھے گوارا ہی مگر اس شرط سے کہ لوح طلسم مجھے لادے ناہید نے عرض کیا شہریار مین اپنی جان لگادونگی سعی وکوشش کرونگی حتی المقدور لوح آپکے واسطے لادونگی مگر لوح بادشاہ طلسم کے گلے مین پڑی ہی ہاتھ آنا لوح کا بہت دشوار ہی خیر جیسا ہونا ہوگا سو ہوگا آپ یہان سے تو چلیے نور الدہر نے فرمایا کہ چلو بس ناہید تخت پر سوار کرکے بزور سحر اپنے باغ مین لائی اور تہخانے مین چھپا کر بٹھایا کہ آپ تو یہان بیٹھیے صبح کو آپکے چھوٹنے کا غلغلہ ہوگا یہان سے باہر نہ نکلیے گا اگر حال کھل گیا بہت برا ہوگا نور الدہر تو یہان بیٹھا لیکن صبح کو قلزم جادو خبردار ہوا کہ طلسم کشا چھوٹ گیا زندانخانہ مین آیا طوق وسلاسل کو شکستہ پایا نگہبانون پر بہت برہم ہوا کہا ارے ستم ہوا تم ایسے غافل ہوئے کہ اُسکو کوئی چھڑالیگیا یہ کہکر مجنون اختر شمار کے پاس آیا تمام حال سنایا اُسنے کہا کہ سن تو او ناہنجار ایک دفعہ یہ سانحہ ہو چکا تھا معلوم ہوا کہ ادلوس کا کام ہی اور وہ گرفتار بھی ہو گیا تھا پھر تو نے غفلت کی اسی حالت غیظ مین بادشاہ کی خدمت مین چلا قلزم جادو کو ساتھ لیا جب وہان پہونچا حال طلسم کشا کے چھوٹنے کا عرض کیا انجم شاہ جادو بولا کہ ای مجنون مین نے تو اُسکو مار ڈالنے کا قصد کیا تھا تو نے اُسکو بچا دیا ایسے مقام پر قاعدۂ طلسم کا کیا دخل تھا اب جو وہ چھوٹا ہی تمام طلسم کو برباد کریگا ایک ایک ساحر کا دم ناک مین کریگا وہ یاد کریگا قسم ہی خداوند سامری وجمشید کی اگر ایک ہفتہ مین تو نے اُسکو ڈھونڈھ نکالا تو فبہا نہین تو تجکو مع ذریات تیرے قتل کرونگا مجنون یہ سنکر مجنون ہو گیا خوف بادشاہ سے سینہ مین دل خون ہو گیا عرض کیا کہ حضور تو حفاظت لوح مین مصروف رہین غلام اُسے ڈھونڈھنے کو جاتا ہی اور ای شہریار مجھے یہ معلوم ہوتا ہی کوئی ادلوس کے دوستون مین ہی اُسی کا یہ کام ہی

کہا کہ بے شبہ سواے جنات کے اور کوئی طلسم کے اندر آ نہین سکتا اسمین کیا کلام ہی خبردار جلد تلاش کر کے لا ابھی طلسم سے وہ باہر نہین گیا مجنون نے چار طرف ساحرون کو بھیجا کہ تمام طلسم مین ڈھونڈھو جو کوئی اسکا سراغ لگائیگا مین اوس سے بہت خوش ہونگا مال دنیا سے مستغنی کر دونگا جملہ ساحر تلاش مین روانہ ہوئے ہر چند ڈھونڈھا کہین پتا نہ لگا ناچار پھر پھر آئے عرض کرنے لگے کہین اوسکا ٹھکانا نہین لگتا کون ایسا مقام طلسم مین ہی کہ جسے چھانا نہین مجنون جاکر قدمون پر انجم شاہ جادو کے گر پڑا کہ آپ چاہین قتل کرین چاہین مجھی بخشین مجھے کہین وہ مفسد نہین ملتا انجم شاہ غضب آلود ہوکر بولا کہ ای مجنون مین تو تیرے بھروسے پر غافل تھا اور سب کام تجھپر چھوڑے تھے تو ایسا عیش مین پڑا کہ تو نے طلسم کو برباد کیا قضا کار انجم شاہ جادو کا ایک عیار ہی کہ نام اوسکا عنصر جادو ہی اوسکو بلا کر کہا کہ ای عنصر مین تجھے دولت دنیا سے نہال کر دونگا اگر تو میرے قیدی کو ڈھونڈھ لائے وہ حرامزادہ مستعد ہوا اور جستجو کرنا شروع کی ایک دن بارگاہ مین سب جمع ہین اور ناہید جادو بھی آئی ہوئی ہی اور ذکر نور الدہر کا ہو رہا ہی کہ نہین معلوم کون دوست اوسکا ایسا پیدا ہوا کہ طلسم کشا کو چرا لیگیا مگر خیریت تو یہ ہی کہ لوح اوسکے پاس نہین ہی اتنا مقام وسواس نہین ہی خیر کہین تو ظاہر ہوگا جسنے پوشیدہ کیا ہی معلوم ہی ہو جائیگا جو کوئی ساحر یا غیر ساحر ہوگا آپ ہی ظاہر ہوگا ناہید یہ سنکر بہت پریشان حال ہوئی رنگت اوسکی زرد ہوگئی عنصر نے جو یہ کیفیت ناہید کی دیکھی خیال گذرا کہ طلسم کشا خوبصورت تو بہت ہی شاید یہ عاشق ہو کر چھڑا لیگئی ہو اور ادھر انجم شاہ نے عنصر سے پوچھا کہ کیون تو نے طلسم کشا کو ڈھونڈھا اوسنے عرض کیا کہ خداوند ڈھونڈھنا ہنسی نہین ہی یہ کام کسی موٹے کا ہی غریب کی مجال نہین ہی حضور جلدی نہ فرمائین دو ایک روز مین غلام سراغ لگاتا ہی ناہید تو قبل دربار برخاست ہونے کے مضطر و پریشان چلی گئی جاکر نور الدہر سے کہا کہ شہریار غضب ہوا کہ عنصر عیار اب فکر مین آگئی ہی دیکھے کیا ہوتا ہی نور الدہر نے کہا ای ناہید مجکو تم اپنے گھر سے نکال دو تا میرے باعث سے تم بدنام ہو ناہید نے عرض کیا کہ کنیز کی لاکھ جان راہ اسلام مین نثار ہر چہ بادا باد آپکی دوستی مین جو کچھ میرے اوپر گذریگی وہ گوارا ہی جان سے زیادہ مجھے کون پیارا ہی نور الدہر نے کہا ای ناہید کوئی تدبیر لوح لانے کی کرو ناہید نے عرض کیا شہریار لوح بادشاہ کے گلے مین ہی اوسکا ہاتھ آنا بہت دشوار ہی شاہزادے نے فرمایا تو بس ہم قیدیون کیطرح سے ہین جب افشاے راز ہو گیا تم بھی رسوا ہوگی ہم بھی گرفتار ہو جائینگے ناہید بولی ای عالیوقار میرا کیا اختیار ہی مگر تدبیر کر کے مین لوح آپکو لا دونگی گھبرائیے نہین قضاے کار عنصر جادو بدنہاد و بدخو ایک خواص کی صورت بنا ہوا ساتھ ساتھ ناہید کے آیا تھا نور الدہر اور ادلوس کو دیکھا سب باتین سنین خیال مین گذرا کہ اسے ہمین رسوا کر پھر سوچا کیا جانے کیا افتاد پڑے اس سے بہتر یہ ہی کہ چلکر بادشاہ سے حال بیان کر وہ سمجھ لیگا بس یہ خیال اپنے دل مین کر کے وہان سے سیدھا انجم شاہ جادو کے پاس آیا جو کچھ آنکھون سے دیکھا تھا اور کانون سے سنا تھا وہ سب کہا اور آگاہ کیا کہ اب ناہید جادو اپنے باغ مین طلسم کشا کو لیے بیٹھی ہی بس یہ سنتے ہی آتش غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے اوٹھا کہا کہ ای عنصر سچ کہتا ہی اگر اسمین خلاف ہوا تو تجھے بری طرح مارونگا اسنے کہا مین تو آنکھون سے دیکھی کہتا ہون اگر ذرا جھوٹ نکلے مجکو قتل کیجیے گا یہ مجال میری ہی کہ مین خدمت بادشاہ مین جھوٹھ بولون کہا خیر انجم شاہ کی رات عجب اضطراب مین بسر ہوئی صبح کو بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا جادوگر جمع ہوئے مجنون اختر شمار نے آکر مجرا کیا چاہتا ہی کہ بیٹھے انجم شاہ نے حکم کیا کہ پکڑ لو اس نمک حرام کو لوگون نے مجنون کی مشکین باندھ لین انجم شاہ نے کہا کہ کیون ظاہر مین تو ہمسے ملا ہی اور باطن مین طلسم کشا کا دوست ہی بربادی طلسم کی فکر مین لگا ہی چاہتا ہی کہ ساحران طلسم مارے جائین تجکو مین دوست جانتا تھا مختار کار کیا تھا تو دشمن نکلا ارے سنگے سے مجنون کو خوب مار پڑے مجنون نے کہا شہریار یا تقصیر میری ثابت نہ ہوئی کہ آپ نے مجکو کیون سر دربار ذلیل و زبون کیا انجم شاہ نے کہا ارے مفسد بیٹی تیری ناہید جادو طلسم کشا کو چھڑا کر لیگئی اپنے باغ مین لیے بیٹھی ہی اور تو نے ہمسے پوشیدہ کیا یہ سازش تیری وہ نہین لیگئی

مجنون نے عرض کیا کہ کسی میرے دشمن نے آپ سے کہا ہوگا یہ امر جھوٹھ ہی انجم شاہ نے عنصر سے کہا اب تو وزیر کو جواب نہین دیتا عنصر بولا ای مجنون مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون بلکہ ادلوس حبشی بھی تو ہین ہی مجنون نے کہا کہ ای انجم شاہ مین اس حال سے آگاہ نہین ہون اگر اُس ننگ خاندان سے یہ امر ہوا ہی تو ابھی گرفتار کر کے لاتا ہون انجم شاہ نے حکم دیا کہ اسے چھوڑ دو مشکین مجنون کی کھولدین وہ بادشاہ کے قدمون پر گرا انجم شاہ نے فرمایا جاؤ اور ابھی اُسے لاؤ مجنون بیٹی کو بہت چاہتا تھا اور ایک ہی اولاد ہی بیلے یہ اپنے گھر مین آیا زوجہ سے کہا کہ صاحب تمنے سنا کہ اس گیسو بریدہ ناہید نے کیا گل کھلایا وہ بولی کہ صاحب کیا ہوا مجھ مین بھی سنون بہت لوگ دشمن ہین کسی نے کچھ تمسے لگایا ہوگا مجنون پکارا کہ صاحب مین تو سر دربار ذلیل ہوا عنصر جاکر دیکھ آیا کہ باغ مین وہ طلسم کشا کو لیے بیٹھی ہی مین ہمیشہ آبرو سے رہا مگر اب قسمت نے یہ رنگ دکھایا اور یہ کہکر نرگس سے کہا کہ دایہ تم جاؤ اور اُس بے نصیب کو سمجھاؤ کہ یہ تونے کیا کیا نرگس جادو اُسیوقت روانہ ہوئی یہان نورالدہر اور ادلوس حبشی اور ناہید بیٹھے ہین ناچ کا سمان بندھا ہی ایک نازنین یہ غزل گا رہی ہی غزل

وحشیان ہوکر گریبان آچکا دامن کے پاس
خاک تو پہنچیگی اُڑکر دامن گل تک کبھی
آتے آتے طوق کشتہ ہو گیا گردن کے پاس
رشک آتا ہی کہ مخلوت ہون موسیٰ آپ سے
دیکھ لین تمکو بٹھاکر ایک دن سوسن کے پاس
حسن کی گرمی سے پانی پانی ہوکر بہ گیا
رشتہ لیتا ہی نہین ہر چند کچھ سوزن کے پاس
دوستون کا قحط ہی تسکین دل کیو اسطے
تو رچمین آتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کے پاس

خود بخود گردن جھکی جاتی ہی کچھ کھلتا نہین
بلبل بیکس کو گلچین دق نہ کر گلشن کے پاس
مرکے بھی خالی نہوگا پہلوے تربت مرا
اور ہم دیدار کو ترسین کھڑے ایمن کے پاس
دید کی فرصت نگاہ شوق کو ملتی نہین
آئینہ آیا جب اُسکے عارض روشن کے پاس
عالم بالا بھی حورون سے نہین ہی منحط
بیٹھتے اُٹھتے ہین جاکر دو گھڑی دشمن کے پاس
کیا ہت التسلیم اپنا گر یہی سر مارہا

ہٹ نہ کر دست جنون اب کیا ہی پیراہن کے پاس
سحر ہی افسون ہی کیا ہی خنجر آہن کے پاس
آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
بیکسی رو یا کریگی بیٹھکر مدفن کے پاس
روز سنتے ہین مسی مالیدہ لب سے کم نہین
جھانکتا ہی کون شوخ برق وش روزن کے پاس
بیغرض کی دوستی نبھتی ہی ناداری مین بھی
جاگتا ہی ماہ تابان رات بھر خرمن کے پاس
حسن روز افزون کا پردہ پردہ کر سکتا نہین
دھوپ مین دنکو ملین گے رات کو گلخن کے پاس

ناچ کا سمان بندھا ہی دورہ جام گردش مین آیا ہی اتنے مین ناہید نے کہا شہریار اسوقت دل میرا گھبراتا ہی رونا چلا آتا ہی جی چاہتا ہی کہ خوب روؤن بھڑاس دل کی نکالون نہین معلوم کیا سبب ہی شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ اگر ہمارے حال سے کوئی آگاہ ہو گیا تو کیا عجب ہی یہی گفتگو تھی کہ ایک روشنی آسمان پر نمایان ہوئی اژدر آتش فشان دکھائی دیا اور آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ تونے کیا کیا دشمن جان ساحران کو لیکر بیٹھی ہی طلسم کے برباد کرنے کی فکر مین لگی ہی تو جانتی ہی مین پوشیدہ ہون وہان راز تیرا افشا ہوا عنصر آکر تجھے دیکھ گیا باپ پر تیرے عتاب بادشاہی آیا تو یہان مزے کر رہی ہی جانتی ہی کوئی حال سے آگاہ نہین ہی اب مزے کرنے کا حال معلوم ہو جائیگا اس مفسد کو تو مین پکڑ کر ابھی لیے جاتی ہون یہ تو قرار واقعی سزا پائیگا اور یہ کہکر نورالدہر کیطرف نرگس جادو چلی شاہزادہ سپر تلوار لیکر دوڑا نرگس نے سحر کیا کہ ہاتھ شاہزادے کا خشک ہو کر رہ گیا ناہید نے جو یہ دیکھا روتی ہوئی دوڑی قدمون پر گر پڑی کہ ای دایہ یہ بیخطا ہی اسکو کچھ نہ کہ گنہگار تو مین ہون مجھے تعذیر دے نرگس نے چونکہ اسے اپنا دودھ پلایا ہی آغوش مین پالا ہی بہت چاہتی ہی اسکے حال پر رونے لگی سر کو اُٹھا کر چھاتی سے لگایا کہا او ناہید تو نے تو غضب کیا کہ دشمن طلسم سے دوستی کی ارے عیب بھی کرتے ہین تو چھپا کے شعر شرط سلیقہ ہی ہر اک بات مین ⁂ عیب بھی کرنیکو ہنر چاہیے ⁂ مجکو معلوم ہوا کہ تو اسپر مائل و مبتلا ہی مگر لڑکی تو نے اپنے کو رسوا کیا ہمنے بھی جوانی مین سبھی کچھ کیا ہی مگر کسی نے نہ جانا کہ کیا کیا عاشق بھی ہوئے اپنے اوپر بھی لوگون کو عاشق کیا خود بھی دیوانے بنے اور انکو بھی سڑی بنایا لیکن کسیکو کانون کان خبر نہوئی شعر عشق یون کیجیے پنہان کوئی پہچان نہ جائے ⁂ جان جائے تو بلا سے یہ کوئی جان نہ جائے ⁂ اور تو نے تو قیامت کی آفت

ڈھائی اب آخر کیا مطلب ہی کیون قدمون پر گری ہی ناہید نے کہا دائی امان تمھین نے مجھے پالا ہی تمھین مجھے مار ڈالو کہ مین اس کشمکش
رنج والم سے نجات پا جاؤن نہ زندہ رہونگی نہ روز بد اس شہریار کا دیکھونگی نرگس نے کہا میری جان اب مجھے تجھپر رحم آیا تو طلسم کشا
کو لیکر طلسم مین سے نکل جا کسی جنگل مین جا کر رہ مین کہدونگی کہ وہ بھاگ گئی ناہید نے کہا کہ ای امان اگر تمنے میرے حال پر رحم
کیا ہی تو لوح طلسم بھی لا دو اور مین تو انکو لیکر ابھی چلی جاتی ہون اور دائی امان یہ اقرار کرتے ہین اگر طلسم مین نے فتح کیا تو
تجکو بادشاہ کر دونگا جب مین بادشاہ ہوئی تو تمکو سیاہ وسفید کا اختیار ہی اُسنے کہا چھوکری مجھے دم دیتی ہی بفریب اپنا
کام مجھسے لیتی ہی مین نے بہت کچھ زمانہ دیکھا ہی سب کچھ جانتی ہون مگر تیری محبت نے ناچار کر دیا ہی کیا کرون خیر تو یہان
سے چلی جا مین آج رات کو جاؤنگی اور جسطرح ہوگا لوح تیرے لیے لاؤنگی ناہید تو نور الدہر اور ادلوس کو لیکر
طلسم سے چلی گئی دایہ لوح کی فکر مین روانہ ہوئی قضائے کار اتفاقات روزگار عنصر جادو عیار یہ دایہ کے ساتھ
پوشیدہ ایک جانور کی صورت بنا ہوا تھا اس حرامزادے نے سب باتین ناہید اور نرگس کی سنین اور انجم شاہ سے
تمام حال آکر بیان کیا انجم شاہ نے اُسے خلعت دیا اور ساحرون سے کہا آج رات کو مین نرگس کو اپنے پلنگ کی چوکی کیواسطے
مقرر کرونگا جب وہ لوح لینے آئے اُسے مار ڈالنا یہان تو یہ تدبیر ہوئی لیکن نرگس غافل شعبدہ بازی فلک انجم شاہ پاس
آئی سلام کیا بلائین لین اور کہا کہ ای شہریار کنیز گئی تھی کہ طلسم کشا کو مع ناہید پکڑ لائے وہ ننگ خاندان طلسم کشا کو لیکر
بھاگ گئی مگر بلالون کہان جائیگی لونڈی نے ساحرون کو بھیجا ہی پتا اُسکا لگا جاتا ہی انجم شاہ نے کہا خیر وہ کہان جائیگی ایک
نہ ایک دن گرفتار ہوگی نرگس کو کرسی پر بٹھا لیا جب دربار برخاست ہوا اندر محل کے لے آیا اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور
حکم دیا کہ نرگس تم ہمارے پلنگ کا چوکی پہرا بھی دو نرگس تو یہ چاہتی تھی بہت خوش ہوئی جب انجم شاہ کھانا کھا کر
سو رہا اور لوگ بھی اپنی اپنی طرف کو چلے گئے چوکی والے رہگئے نرگس نے اُنکو سحر سے بیہوش کیا پلنگ کی طرف چلی کہ لوح لے
سے انجم شاہ جادو کے سرے ابھی پاس نہ آئی تھی کہ وہ لوگ جو کمین گاہ مین لگے ہوئے تھے دوڑے کہ او نمک حرام
کہان جاتی ہی کھڑی رہ نرگس خبردار ہوئی چاہا کہ کچھ سحر کرے مگر لوگون نے تلوارین مار کر ٹکڑے اُڑا دیے صبح کو انجم شاہ
تخت پر بیٹھا لاش کو نرگس کی حکم دیا کہ مزبلے پر پھینکدو اس اثنا مین مجنون اختر شمار آیا انجم شاہ قہر وغضب سے
پکارا کہ ای مجنون تو نے کچھ طلسم کشا کا ٹھکانا لگایا مجنون بولا شہریار ناہید اُسکو لیکر طلسم سے نکل گئی اور کہین
ابھی تک پتا نہین لگا انجم نے کہا کہ نمک حرام تیرا الو دا ماغ ہی تو کاہے کو ڈھونڈھے گا اور نرگس تو مجھسے لوح چھینے
کو آئی تھی سو اُسکو تو مین نے مروا ڈالا اب تجکو بھی قتل کرتا ہون مجنون نے عرض کیا کہ شہریار مجکو اگر اُسکے شریک ہونا
ہوتا تو اُسکے ساتھ نہ چلا جاتا میری تو جان تک نثار ہی ایک ہفتے مین اُسے ڈھونڈھ لاؤنگا ہفتے بھر کی مہلت مجھے ملے
انجم شاہ نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی بعد ہفتے کے سمجھا جائیگا اب مجنون ناہید کی تلاش مین مصروف ہوا تمام طلسم کو
چھان مارا کہین پتا نہ لگا باہر طلسم کے ڈھونڈھنے لگا تیسرے روز ایک صحرا مین پہونچا کہ وہان ناہید شاہزادے کو
لیے بیٹھی ہی اور نرگس کے مارے جانے کی خبر جو سنی ہی تو بہت آزردہ کمال افسردہ ہوئی ہی کہ رہی ہی کہ یہان سے
کسی اور طرف کو اب چلے چلیے یہان نہ رہیے ایسا نہو کہ یہان کوئی چلا آئے افشاے راز ہو جائے ہمین دیکھ لے تو پھر بچنا بہت
مشکل ہوگا نور الدہر بولا ای ناہید باپ اور دادا اور سب عزیز ورفقا تو طلسم مین گرفتار ہین مین یہان سے کہان جاؤنگا یا تو
طلسم کو توڑ کر سب کو رہا کر دونگا یا اپنی جان دونگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ مجنون اختر شمار جادو پہونچا اور للکارا کہ او ننگ
خاندان خوب تو نے رسوا کروایا خوب طلسم کشا سے محبت بڑھائی یہ کیا دل مین سمائی رہ تو تم دونون کو گرفتار کرکے
لیے جاتا ہون ناہید نے جو مجنون کو دیکھا رنگ چہرے کا اُڑا ہوائیان منھ پر چھوٹنے لگین یقین مرگ ہوگیا بکاری کہ بیٹک

گنہگار ہون مگر دل سے ناچار ہون جیسی چاہیے سزا دیجیے ہم تو پہلے ہی سمجھے تھے کوچہ عشق مین قدم مارا ہی جان جائیگی کسواسطے
کہ یہ خانہ بر انداز بغیر جان لیے نہین چھوڑتا خیر اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈرنا ہی آپ شوق سے قتل کرین مجنون نے
کہا کہ پہلے اس مفسدہ کا کام تمام کرون بعد اسکے تجھے سمجھون یہ کہکر نور الدہر کیطرف بڑھا ناہید دوڑکر قدمون پر گر پڑی کہ
اسکا کیا قصور ہی مجھپر غصہ نکالیے زندہ بادشاہ پاس لیجائیے سر کاٹ ڈالیے مجنون کو اسکی بیقراری دیکھکر قریب تھا کہ جنون ہو جائے
بیٹی کو گلے سے لگایا اور کہا کہ او کمبخت تجکو اس سے ایسی محبت ہی کہ اپنے اوپر سب ایذائین گوارا کرتی ہی اور اسکا رنج تجکو
ناگوار ہی ناہید نے کہا ای پدر بزرگوار ابھی تمکو اس شخص سے صحبت نہین ہی یہ شخص عجیب با اخلاق جلیل القدر شہریار ہی اسکے
بزرگون نے بہت سے طلسم فتح کیے ہین بہت جادوگرون کو مارا ہی صاحب نصیب ہی مقرر طلسم فتح کریگا بارے مجنون
نور الدہر پاس آیا نور الدہر نے سلام کیا مجنون نے اوسے گلے سے لگایا کہا کہ ای شہریار اسکو مین نے آپکی کنیزی مین
دیا اور مجھسے جو خدمت فرمائیے وہ بجا لاؤن نور الدہر نے کہا کہ آپ لوح طلسم مجھے لا دیجیے مجنون نے کہا اچھا مین
جاتا ہون جو لوح ہاتھ لگتی ہی تو لاتا ہون یہ کہکر چلا تیسرے دن جاکر بادشاہ کو سلام کیا عرض کیا کہ ای شہریار مین آپ سے بہت
شرمندہ ہون ہرچند مین نے تلاش کیا کچھ پتا اوس خانمان آوارہ کا نہ لگا میرا منہ آپ کے سامنے نہین ہوسکتا خجالت سے موا
جاتا ہون حکم دیجیے کہ لوگ مجھے قتل کرین کہ اس رسوائی سے نجات پا جاؤن یہ کہکر قدمون پر گر پڑا انجم شاہ نے فرمایا کہ ای
مجنون تو کچھ دیوانہ ہو گیا ہی اسقدر کیون پریشان ہی اولاد بڑی ہو جاتی ہی تو کوئی کیا کرتا ہی اگر وہ مفسد کسی طلسم مین ہی تو ایک
نہ ایک روز پتا لگیگا ساحر تلاش کر رہے ہین اور قطع نظر اسکے بغیر لوح اوس سے کیا ہو سکیگا کسی طرح کا اندیشہ نہین ہی مجنون نے
عرض کیا کہ لوح کو بہت حفاظت سے رکھیے گا انجم بولا کہ مین تو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون اور مجنون کو خلعت دیا اور ساحرون
سے کہا کہ جو کوئی طلسم کشا اور ناہید کو ڈھونڈھیگا مین اوسے کوتوال شہر کرونگا ساحر تلاش مین مشغول ہوئے اب مجنون
ہر وقت اس فکر مین ہی کہ کسیطرح لوح انجم شاہ سے لیجایے ایک روز کا ذکر ہی کہ انجم جادو رات کو محل مین رہا صبح کو حمام مین آیا
تمام لباس اوتارا لوح بھی گلے سے اوتار کر رکھی خود نہانے مین مصروف ہوا مجنون نے دیکھا کہ یہی وقت ہی اسم سحر کا پڑھا کہ ایک
ہوائے سرد چلی سب سو گئے مجنون لوح لیکر روانہ ہوا وہان پہونچا جہان نور الدہر ناہید سے باتین کر رہا تھا ادلوس بھی
بیٹھا ہوا تھا ذکر مجنون کا ہوتا تھا کہ یہ لوح لیے ہوئے پہونچا اور کہا کہ شہریار لوح حاضر ہی جان پر کھیل کر لایا ہون خبردار اب
غفلت نہ کیجیے گا دونون ہاتھ پر رکھکر نذر گذرانی نور الدہر نے سلام کیا لوح لیکر بہت خوش ہوا بہت تعریفین کین شب کو
وہین رہا صبح کو متوجہ طلسم ہوا مجنون کبوتر بنکر ساتھ ہو گیا ادلوس بھی ہمراہ تھا لیکن نور الدہر لوح کو دیکھکر روانہ ہوا ایک درخت
چنار پاس پہونچا حکم لوح سے اوسے بزور صاحبقرانی اکھیڑا نیچے سے درخت کے حجرہ نقب دکھائی دیا اوسی نقب مین روانہ ہوا جب
اوسکے باہر نکلا ایک مکان مین پہونچا کہ ایک شیر مانند یاقوت کے سرخ رنگ وہان بندھا ہی وہ شیر شاہزادے کو دیکھکر غرایا
کہ ایک آواز آئی ای شہریار جلد لوح دیکھیے یہ شیر احمر جادو ہی نزدیک نہ جائیے گا اور اگر ایسا کیا تو جان کا نقصان ہی نور الدہر
نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر شیر پر دم کر اور تیغہ خارا شگاف سے اوسے قلم کر شاہزادے نے اوسکو اسی طرح مارا زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا آواز دارو گیر کی بلند ہوئی اور ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من احمر جادو بود افسوس کہ مردیم و جان دادیم
بمطلب خود نہ رسیدیم جب روشنی ہوئی دیکھا کہ نہ وہ شیر ہی نہ وہ مکان ہی صرف ایک مکان کہنہ بنا ہی آگے راہی ہوا کنارے
ایک دریا کے پہونچا دیکھا کہ اوس دریا مین ایک گنبد زمردین بنا ہی اوسپر کبوتر بیٹھا ہوا سیر دریا کر رہا ہی کہ آواز ادلوس کی
آئی شہریار مجکو اس ظالم کے پھندے سے چھڑائیے یہ ظالم مجکو پکڑے لیے جاتا ہی نور الدہر نے پھر کر دیکھا کہ ایک دیو سیاہ ادلوس
کو لیچلا جبتک یہ اوسپر دوڑے وہ ادلوس کو لیکر گنبد مین داخل ہوا نور الدہر نے حالت اضطراب مین چاہا کہ اوسکے پیچھے

جانے آواز آئی اَے خبردار دریا مین نہ جانا غرق ہو جائیگا لوح کو دیکھ شاہزادہ رک رہا مگر بڑا صدمہ ہوا کہ الیساد وست گرفتار ہو گیا
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دریا پر دم کر ایک کشتی پیدا ہوگی اُس پر سوار ہو کر روانہ ہو شاہزادے نے موافق حکم اسم
پڑھکر دم کیا کشتی پیدا ہوئی سوار ہو کے روانہ ہوا کشتی برابر گنبد کے پہونچی وہ کبوتر شاہزادے کو دیکھکر اُڑا ایک رشتہ طلائی
اُسکے پانوٗن مین بندھا تھا کبوتر نے بلند ہو کر آواز دی کہ ہیہات ہیہات افسوس افسوس اور پھر آکر گنبد پر بیٹھا نورالدہر زانو
تک پتھر کا ہو گیا یہ کیفیت اپنی دیکھکر جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اَی عزیز اگر تین دفعہ اس کبوتر نے بلند ہو کر صدا دی تو تو
بالکل پتھر کا ہو جائیگا پھر تا دام الحیات رہا نہو گا تجھے لازم ہے کہ جب کبوتر پرواز کرے خیال کر کے دیکھ کہ ایک رشتہ طلائی اُسکے
پانوٗن مین بندھا ہے جب وہ بلند ہوا ور ہیہات کہے تو ایک تیر پر اسم دم کر کے رشتہ پر مار اگر تیرا رشتہ پر پڑا تو تو کامیاب
ہوا نہیں تو ہمین رہا شاہزادہ جبتک لوح دیکھے اتنے عرصے مین وہ کبوتر پھر بلند ہوا اور ہیہات اور افسوس کی صدا دی
کہ نورالدہر سینہ تک پتھر کا ہو گیا غرض تیسری دفعہ کبوتر اُڑکر آسمان کو چلا منقار نہ کھولنے پایا تھا کہ شاہزادے نے خدا کو
یاد کر کے تیر کمان سے چھوڑا کہ اُس تیر نے اُس رشتۂ طلائی کو توڑا کبوتر گنبد مین گرا تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا بعد اُسکے دیکھا
کہ نہ کشتی ہے نہ دریا ہے سامنے گنبد معلوم ہوتا ہے آواز رونے کی چلی آتی ہے شاہزادہ اندر گنبد کے گیا کسی کو نہ پایا حیران ہوا کہ کسکے
رونے کی آواز آتی ہے ایک طرف چہرہ نقب کا دیکھا حکم لوح سے اُس نقب مین داخل ہوا جب باہر نکلا تو ایک مکان عالیشان
دکھائی دیا اُسمین سے آواز فریاد والغیاث کی آتی تھی شاہزادے نے چاہا کہ اندر اُس مکان کے جائے کہ ایک اژدر آتش فشان
نظر آیا قلاب آتشین شاہزادے پر چھوڑا نورالدہر نے حکم لوح سے اسم پڑھکر دم کیا کہ وہ اژدہا بصورت انسان بنگیا اور
چاہا اُسنے کہ بھاگے شاہزادے نے اسم پڑھکر شمشیر پر دم کیا اُس جادوگر پر تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے غل و شور ہوا زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اژدر جادو بود جب روشنی ہوئی اندر مکان کے گیا ادلوس جنی کو دیکھا کہ چو میخہ
بندھا ہوا ہے نورالدہر نے اُسکو کھولا وہ قدمون پر گرا نورالدہر اُسے ساتھ لیکر باہر آیا ایک طرف کو ایک جھونپڑا نظر آیا اور
ایک دروازہ مقفل پایا شاہزادہ قریب اُسکے گیا قفل کو کھولا دروازہ وا کیا ایک جادوگر اندر سے پکارتا نکلا کہ ارے ظالم تو یہانتک پہونچا
میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر اسم سحر کا پڑھا کہ بجلیان چمک کر شاہزادے پر چلین نورالدہر نے لوح دکھائی بجلیان جدھر سے
آئی تھین اُسیطرف پھر گئین نورالدہر نے تلوار اُس جادوگر پر ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے دو بنکر دوڑے دو تو نکو مارا چار بنکر دوڑے
چار دنکو مارا غرض اسیطرح ایک دو گھڑی مین دو سو جادوگر پیدا ہو گئے اور غلغلہ ہوا کہ پکڑ لو اس طلسم کشا کو جانے نہ پائے نورالدہر انکو
قتل کرتے کرتے تھک گیا ناچار لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تو اُنسے اندیشہ نہ کر یہ نمونہ طلسم ہے تو اندر اُس دروازے کے چلا جا ایک شخص کو دیکھیگا
کہ سر سے پانوٗن تک اُسکے بدن پر بال ہین تمام جسم اُسکا بالون مین پوشیدہ ہے اور کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے اور سینے پر اُسکے کچھ بال
سفید ہین تو یہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے اُن سفید بالون پر مار کہ کام اُسکا تمام ہو شاہزادے کو جیسا لوح سے حکم ہوا تھا ویسا
ہی کیا جب اُسکے سینے پر تیر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا غل و شور رہا آتش افروزی ہوئی زمانہ دھوان دھار ہو گیا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من غولان جادو بود جب روشنی پھیلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ ایک قلعہ سامنے ہے اور اُس
پکارا کہ شہریار مبارک ہو کہ تمام در بند طلسم کے فتح ہوئے اب لڑائی بادشاہ سے رہگئی ہے یہ باتین تھین کہ آواز نوبت اور نقارے
کی بلند ہوئی اور فوج ساحران غدار کی نظر آئی کوئی قاز پر سوار کوئی قرقرے پر سوار کوئی کرگدن آتشین پر کوئی فیل آہنی پر کوئی
اژدر آتش فشان پر بیٹھا ہوا ہے نرسنگے گھنٹے ترہی بجتی ہوئی ناقوس نوازی ہوتی ہوئی ڈہرون کی صدا بلند جھانجھون کا شور
بیچ مین تخت انجم شاہ جادو کا آگے تخت کے منقل آتش روشن بھجر دو رو لشکر جادوگرون نے چار طرف سے نرغہ کیا
ہر ایک سحر مین مصروف ہوا کوئی آگ برساتا تھا کوئی تیرون کی بوچھاڑ کرتا تھا کوئی اژدہا بنکر حملہ کرتا تھا کوئی شیر بنکر دوڑتا تھا

کوئی بارش تیغ و تیر کرتا تھا مگر شاہزادہ اسم لوح کا پڑھکر دم کر رہا تھا کسی کا سحر نہ تاثیر کرتا تھا بلکہ اُسکا سحر اُسی پر پلٹ جاتا تھا شاہزادہ رد سحر کرتا ہوا ساحرون کو قتل کرتا ہوا برابر انجم شاہ جادو کے پہونچا اُسنے سحر کرکے ہاتھ کو جنبش دی کہ پانچ تلوارین چمک کر شاہزادے پر چلین قریب آکر افسردہ ہوکر گر پڑین پھر سحر کیا کہ آگ کا دریا دوڑا نورالدہر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا یہ اسم پڑھتا ہوا قریب شاہ طلسم پہونچے اتنے مین انجم شاہ نے سحر کیا ایک رعد کی ایسی آواز پیدا ہوئی شعلے شاہزادے سے لپٹ گئے شاہزادے نے اسم لوح پڑھا ایک راستہ ہوگیا شاہزادہ برابر تخت کے پہونچا تلوار ماری انجم شاہ جادو نے سحر کیا کئی سو سپرین سحر کی سر پر لٹرائین مگر تلوار نے قبہ سر پر جھکتے ہی زیر تخت زمین کو بوسہ دیا دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُسکا تڑپنے لگا زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا آوازین مہیب بلند ہوئین اور ایک صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام ن انجم شاہ جادو بود دبس جسوقت کہ انجم شاہ جہنم واصل ہوا مجنون اختر شمار جادو نے آواز دی کہ اے ساحران طلسم بادشاہ مارا گیا مین نے تو اطاعت طلسم کشا اختیار کی تم کیون اپنی جانین دیتے ہو غلامی اس شہریار کی قبول کرو نہین تو مارے جاؤ گے سب جمع ہوکر آئے قدمون پر گرے مطیع اسلام ہوئے شاہزادے کو تخت پر بٹھایا شہر مین لائے کنجیان خزانے کی خزانہ دار نے سامنے لاکر رکھین نورالدہر نے مجنون اختر شمار کو بادشاہ کیا ادلوس جنی کو نائب گردانا ناہید جادو کو بالکل اختیار دیا اور کہا کہ ترک سحر کرو مجنون و ناہید نے عرض کیا کہ ہم ترک سحر کرنے کو موجود ہین مگر ابھی دمامہ جادو اور ساحر منشمش زندہ ہین جسوقت اُنسے مقابلہ ہوگا ہم اگر آپ کے شریک ہونگے جب وہ واصل جہنم ہولینگے تو ہم ترک سحر کرینگے آگے جیسا ارشاد ہو نورالدہر بولا کیا مضائقہ ہی اور خدمت صاحبقران مین روانہ ہوا یہان امیر با توقیر دیوان سے ئے ہوئے بیٹھے تھے کہ ایک آندھی چلی زمانہ تاریک ہوگیا بعد اُسکے دیکھا کہ نہ وہ قصر ہی نہ کبوتر خانہ ہی سامنے قلعہ نظر آتا ہی صاحبقران نے پوچھا کہ نورالدہر کہان ہی لوگون نے بیان کیا کہ وہ طلسم کشائی کو گئے ہین فرمایا کہ واللہ اُسنے طلسم کشائی کی اور ہم سب کو رہائی دی یہی باتین تھین کہ شاہزادہ دکھائی دیا صاحبقران اور بدیع الزمان کے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے کمال شفقت فرمائی پوچھا کہ حال خاور سپاہ کا کچھ معلوم ہوا نورالدہر نے مجنون اختر شمار سے خطاب کیا کہ قیدیان طلسم کو بلاؤ اُسیوقت سب اسیر طلسم آئے ایک مجمع اسیرون کا نظر آیا بلکہ اُسمین قمر زاد کو بھی دیکھا مگر قاسم کا نام و نشان بھی نہ پایا سب کو مخلصی دی فرمایا جہان تمہارا جی چاہے جاؤ قمر زاد کو بھی رخصت کیا لیکن قاسم کے نہونے سے کمال صدمہ ہوا مجنون سے اُس اژدہے کا حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ وہ طلسم کا رہنے والا نہ تھا خدا جانے کہان سے آیا تھا ہمکو حال معلوم نہین امیر بہت آزردہ خاطر ہوئے فرمایا کہ خدا اُسکا نگہبان ہی وہانسے شہر مین آئے سعادت شاہ نے دعوت وضیافت کی دوسرے دن ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لقا نے آس بن الوس کو چھڑایا اور بدر بن زلال یک چشمی بھی بھی آیا لشکر اسلام کو شکست دی بادشاہ زخمی ہوکر مشتری حصار کو گئے جسوقت ہم وہانسے چلے تھے لقا پرستون کی فتاب پرستون پر چڑھائی تھی لشکر ایرج سے لڑائی تھی یہ سنتے ہی فرمایا کہ کوچ کی تیاری ہو صاحبقران نامی مع سرداران گرامی لقا پر روانہ ہوئے سعادت شاہ زرافشان حصاری ہمراہ ہوا دوسرے دن صبح کا وقت تھا شاہزادہ نورالدہر چلا آتا ہی کہ ایک ہرن آگے سے گذرا نورالدہر نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا صاحبقران منتظر رہے کہ نورالدہر آئے تو چلین تمام دن انتظار کیا حتی کہ رات ہوگئی مگر نورالدہر نہ پھرا صبح کو امیر نے چارطرف ڈھونڈھا مگر کچھ سراغ نہ معلوم ہوا نہایت رنج ہوئے۔ فرمایا کہ اگر مین انتظار نورالدہر کا کرون تو اُدھر لقا تمام لشکر کو قتل کریگا خیر حافظ حقیقی نگہبان شہزادہ نورالدہر کا ہی مجکو لقا پر جانا ضرور ہی یہ کہکر کوچ کیا

اب داستان حیرت مآل لقائے بے بقا راندہ درگاہ خدا کی بیان کیجاتی ہی مخمس

بتنگ آتے ہین غیب دان کیسے کیسے
بیان کرتے ہین خوش بیان کیسے کیسے
اٹھکاتے ہین کلام و زبان کیسے کیسے

دہن پر ہین اُنکے گمان کیسے کیسے
کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے

بہار آکے جوبن دکھاتی ہی کیا کیا
خزان شرم سے منھ چھپاتی ہی کیا کیا
صبا ہوش بلبل اُڑاتی ہی کیا کیا

زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا
بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے

فتیلون کے جب سے سنے مرتبے ہین
ہزارون گلستان مین بسمل سنے ہین
لگا کر لہو پیرہن ترکیے ہین

تمھارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے

ارادے خراباتیون کے بڑے ہین
برابر سے لالہ گون پی رہے ہین
اُمنگون پہ ہی جوش مستی مزے ہین

بہار آئی ہی نشہ مین جھومتے ہین
امریدان پیر مغان کیسے کیسے

بیان کیا کرون اُسکی بیرحمیون کا
رہی دل کی دل ہی مین سب کی تمنا
خدا جانے کیا دشمنون نے پڑھایا

نہ مڑکر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا
تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے

دم چند تھا دور دورا وہ سارا
کہان روم و ایران کے وہ لشکر آرا
پس مرگ دیکھا ہوا آشکارا

نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

نہ ظلمت سفیدی نہ شام و سحر ہی
نہ شب کا اثر ہی نہ دن کا گذر ہی
نہ اپنا نہ بیگانہ پیش نظر ہی

دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہی
تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے

جدائی کے صدقے محبت کے قربان
رفیقون کے دنرات کیا کیا ہین احسان
ذرا دیکھ تو آکے او دشمن جان

غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان
ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

یہانسے عدم تک ہزارون ہین رہزن
دل و جان و اسلام و ایمان کے دشمن
وطن کو گیا کون بے چاک دامن

عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن
لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے

بشر کے لیے ناسپاسی ستم ہی
سکوت آگے منعم کے تسلیم سم ہی
بہت خوب ارشاد آتش رقم ہی

کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی
مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

یہان مالک بن ملکوت شاہ مع سرداران آفتاب پرستان پہاڑ پر گھرا ہوا ہی اور گرد لشکر لقا کا کھڑا ہوا ہی بدر بن زلازل باختر کو جا چکا ہی اور آس بن الوس طبل جنگ بجوا چکا ہی کہ کل مین آفتاب پرستون کو پہاڑ پر جاکر قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا القصہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو لشکر لقا نے یورش کی اور اقبال شاہ کو زندان مین سے بلاکر کہا کہ تو آفتاب پرستون کا بادشاہ ہی انھین سمجھا کہ آکر لقا کو سجدہ کرین اور ہمارے شریک ہون کہ ہم وہ ملک خدا پرستون کا کام تمام کرین شعر دو دل یک شود دلشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد انبوہ را ٭ اقبال شاہ نے کہا کہ تمام آفتاب پرست حکم خلیفہ آفتاب تابان قطب دوران کا مانتے ہین اور مجکو ہیچ کارہ جانتے ہین کوئی میرے کہنے پر عمل نہ کریگا آپ مجھے چاہین قتل کرین چاہین بخشین بختیارک نے کہا کہ یا خداوند آس بن الوس کو حکم دیجیے کہ اقبال شاہ کو اپنے چہرے کی سپر کرکے پہاڑ پر چڑھے کوئی اُسپر تیر نہ ماریگا نہ پتھر برسائیگا ایک طرفۃ العین مین پہاڑ ہاتھ آجائیگا لقا بولا یہی تقدیر مین نے کی بس اُسیوقت آس بن الوس اقبال شاہ کو ہاتھ پر اُٹھاکر پہاڑ پر چلا آفتاب پرست پہاڑ پر تیر و کمان ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے تیرون کے ڈھیر آگے لگے ہوئے تھے اقبال شاہ کو جو اس صورت سے دیکھا تیر و تفنگ پارۂ سنگ ہاتھ سے رکھدیے اپنی زندگی سے مایوس ہوئے دعائین مانگنا شروع کین کہ یا نیر اعظم

۱۱

یہ وقت مددگاری کا ہے اُدھر مالک بن ملکوت شاہ پکارا کہ یا آفتاب تابان بھیج اپنے نائب قطب زمان کو اُدھر آس بن الوس پہاڑ پر چڑھتا چلا آتا ہے آفتاب پرستون مین غل ہے تلاطم مچا ہوا ہے کہ آسمان پر ایک روشنی ہوئی اور قطب دوران نمودار ہوئے اتفاق کار قطب دوران کی جو نظر اقبال شاہ پر پڑی کہ آس بن الوس بجائے سپر اُسکو اپنے چہرے کی پناہ کیے ہے چند حقے آتشبازی کے داغ کر مارے کہ زمانہ تاریک ہو گیا ایک پتھر گوپھن کا اُسکے بندِ دست پر مارا کہ ہڈی پر ضرب پہونچی اقبال شاہ ہاتھ سے چھوٹا اور دو چار پتھر اُسکے سینہ و سر پر مارے کہ آس بن الوس بھاگا آفتاب پرستون نے جو یہ نقشہ دیکھا اسقدر تیر مارے کہ جسم آس بن الوس کا جا بجا سے شق ہو گیا کافر اُسکو لیکے بھاگ گئے قطب دوران نے اقبال شاہ کو مالک بن ملکوت شاہ سے ملایا اور کہا کہ مین جا کر اب ایرج کو لاتا ہون کہ قضا آس بن الوس کی اُسکے ہاتھ سے ہے یہ کہکر روانہ ہوئے اور یہان آس بن الوس کو لوگون نے لا کر خیمے مین ڈالا جہان جہان ضرب پہونچی تھی سینکا اور کہا کہ اے آس بن الوس تمنے پہچانا کہ یہ قطب کون ہے یہ وہی ہے جسنے ناک تمھاری کاٹی تھی یعنے عمرو عیار اِسنے جو سُنا پکارا کہ قسم ہے لقا خداے باختری کہ صبح کو آفتاب پرستون کو مع قطب دوران قتل کرونگا یہ کہکر طبل بجوایا صبح کو پھر پہاڑ پر یورش کی آفتاب پرست مشغول دعا تھے اتنے مین ایک گرد اُٹھی اور ایرج نوجوان دکھائی دیا اور قطب دوران ساتھ ساتھ آسمان پر چلے آتے تھے ایرج نے نعرہ کیا کہ او آس بن الوس نکٹے نامرد کہان لشکر بے سردار پر جاتا ہے مین تیری خدمت کرنے کو آیا اور مرکب کو اُڑا کر قریب آس بن الوس کے پہونچا آس بھی ایرج پر چلا بعد تگاورزنی کے نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری ایرج نے تلوار رد کر کے اپنا وار کیا کہ سپر کاٹ کر کے تا دو ابرو تلوار اُتر گئی آس بیہوش ہو کر گرا اوسان بن الوس نے جو یہ صورت دیکھی لقا سے کہا کہ یا خداوند یہ کیا تقدیر کی ہے کہ پہلے ناک عمرو سے کٹوائی اب ایرج سے زخمی کروایا لقا جواب نہ دینے پایا تھا کہ بختیارک نے کہا لقا نے تقدیر کی ہے کہ تو اس آفتاب پرست کو مار یگا یہ خرناشخص بہت خوش ہوا اور ایرج کے مقابلے کو للکارتا ہوا چلا جب میدان مین آیا کہا او بزاز بچے کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے رد کی بعد اُسکے ایرج نے تلوار ماری کہ تلوار اوسان کے سر پر چلی تھی یا زیر تنگ مرکب جا کر دم لیا گینڈے سمیت چار ٹکڑے اُس کافر کے ہوئے جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے تمام آفتاب پرست پہاڑ پر سے نیچے اُترے خیمہ برپا ہوا قطب دوران آکر تخت پر بیٹھے ایرج دنگل پر متمکن ہوا صحبت عیش آراستہ ہوئی لیکن لقا جو پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند بدرہ بن زلازل کو بلوائیے اور ایرج سے لڑوائیے لقا بولا کہ یہی تقدیر کی اور وسواس عیار کو روانہ کیا کہ جا کر بدرہ کو راہ سے پھیر کر لے آ وسواس روانہ ہوا لیکن آس بن الوس لقا کے سامنے آیا کہ یہ کیا تقدیرین بُری ہین کہ پہلے میری ناک کٹوائی اور اب بھائی کو میرے قتل کروایا باوجود کہ مین بھی زخمی ہوا لقا بولا اے آس تو غم نہ کر یہ تقدیر مین نے نہین کی تقدیر بالائی ہے تو خاطر جمع رکھ تیرے بھائی کو بھی زندہ کر دونگا اور مین ناک تیری درست کر دونگا آس یہ کلمہ سنکر بے آس ہوا بلکہ کوچ کر کے چلا گیا مگر لقا حیران و پریشان بیٹھا ہے بختیارک کہ رہا ہے کہ یا خداوند کل ایرج سے کون سامنا کریگا لقا خاموش ہے کچھ جواب نہین دیتا ہے کہ جوڑی ہرکارے کی دوڑی ہوئی آئی ہاتھ اُٹھا کر بددعا دی اور عرض کیا کہ بلوط کج گردن آپکی مدد کیواسطے آتا ہے لقا بہت خوش ہوا اور سرداروں کو استقبال کیواسطے بھیجا بلوط آیا لقا کو سجدہ کیا صحبت مین آکر بیٹھا پہلے حال خدائی کے برباد ہونے کا پوچھا بعد اُسکے کہا یا خداوند گردن میری سیدھی کر دیجیے لقا بولا کہ تو ان خداپرستون کو قتل کر مین گردن سیدھی کر دونگا بلوط نے عرض کیا کہ طبل جنگ بجوائیے اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون

نے آکر قطب دوران کو خبر دی بحکم قطب دوران مالک بن ملکوت شاہ نے بھی طبل جنگ بجوایا دونون لشکرون مین
چار پہر رات تیاری رہی جسوقت حبشی تیرہ فام شب کو پہلوان ذیشان آفتاب نے اپنی شعاعون کے تیرون سے مجروح کیا
بنغمے صبح ہوئی دونون لشکر صبح کو معرکہ آراے نبرد ہوے جب صفین آراستہ ہوچکین نقیب نہیب دیکر چلے گئے بلوط کج گردن
اپنے گینڈے کو گجک مار کر سامنے لقا کے آیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا ای بلوط جا تیری چوب دست مین سب
آفتاب پرستون کی موت تقدیر کردی بلوط نہایت مسرور وشادمان میدان مین آیا مبارز طلب کیا اُدھر سے ایرج
نوجوان نے مرکب کو اُڑایا بلوط نے جو ایرج کو آتے دیکھا دوڑ کر تکاور زن ہوا اور کہا کہ ای ایرج آ اور لقا کو سجدہ کر
ایرج پکارا او کافر کیا بکتا ہی لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر بلوط برہم ہوکر بولا خیر جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا ایرج
بولا کہ یہ اپنا دستور نہین ہی حریف پر پیشدستی کرنا کچھ ضرور نہین بلوط کو یہ سنکر اور غصہ آیا اُسکے پاس ایک چوب دست رہتی ہی اُسکی
کیفیت یہ ہی کہ درخت چنار کو اندر سے خالی کروا کے کئی سو من پارہ اُسمین بھرا ہی جسپر یہ چوبدست مارتا ہی وہ جانبر نہین ہوتا
وہی چوبدست ایرج پر ماری ایرج نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر چوبدست ہاتھ سے چھین لی اور نوبت کشتی کی آئی تین دن مین
اُسے زیر کیا باندھ لیگیا دونون لشکر پھر گئے اُدھر بلوط کو طوق وزنجیر مین گرفتار کرکے زندانخانے مین قید کیا
دوسرے دن قطب دوران نے بلوط کو بلوایا اُسنے بطریق لقا پرستان سلام کیا قطب دوران نے اُسے
کرسی پر بٹھایا پوچھا کہ ای بلوط تجکو زبدۂ آفتاب پرستان صاحبقران زمان ایرج نوجوان نے کیونکر زیر کیا اُسنے جواب
دیا کہ جسطرح بہادر بہادرونکو زیر کرتے ہین فرمایا اب دین نیر اعظم کا قبول کر دیکھ نیر اعظم کا کیا نور ہی تمام زمین نور سے معمور ہی
ہر شی نیر اعظم سے پختہ ہوتی ہی اثمار کی خامی کو تابش آفتاب کھوتی ہی جسوقت آفتاب پوشیدہ ہوجاتا ہی کیسا زمانہ تیرہ ہوجاتا ہی
القصہ یہانتک سمجھایا کہ بلوط کج گردن از سر صدق آفتاب تابان کے خدا ہونے پر ایمان لایا آفتاب پرستی پر رغبت کی
لقا پر لعنت کی قطب دوران نے اُسیوقت خلعت دیا دنگل بیٹھنے کو عنایت کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا جب دماغ
بلوط کا بادۂ ناب سے گرمایا اُس عالم مستی مین اُٹھ کھڑا ہوا اور ایرج سے عرض کیا کہ مین لقا کے پاس جاتا ہون اور اُس سے
کہتا ہون کہ گردن میری ابھی سیدھی کردے اُس دروغگو سے کیا ہوسکیگا مین اُسکو باندھ لے آؤنگا ایرج نے کہا کہ تمھارا
جانا اچھا نہین ہی بلوط نے عرض کیا کہ میرا لشکر اور مال واسباب سب وہین ہی میرا جانا مصلحت ہی قطب دوران نے
کہا ای ایرج اسے روکو نہین جانے دو ایرج بولا اچھا جاؤ بلوط نے رخصت ہوکر لشکر لقا کا راستہ لیا ہرکارون نے
جاکر یہ خبر لقا کو دی کہ بلوط کج گردن بارادۂ فاسد آتا ہی دین آفتاب پرستی اختیار کرچکا ہی لقا بولا وہ مجھسے کبھی منحرف
نہوگا وہ میرا بندۂ خاص الخاص ہی بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہوشیار رہیے گا بلکہ سب کو حکم دیجیے کہ اگر وہ بگڑے
تو ہمارے کہنے کے ساتھ اُسپر سب ٹوٹ پڑین اور گرفتار کرلین لقا نے کہا ای شیطان درگاہ مین نے کئی سال پیشتر یہی لقد
کی تھی اور سب اہل بارگاہ سے کہا کہ تمکو جسوقت مین اشارہ کرون تم سب ایک مرتبہ اُسپر گر پڑنا سب نے عرض کیا کہ
بہت خوب یہان یہ بندوبست ہوچکا تھا کہ بلوط کج گردن آیا سلام کیا اور اپنے دنگل پر بیٹھا بختیارک نے کہا ای بلوط ایرج
کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائی اُسنے کہا کہ مین نے اُسے فریب دیا بظاہر آفتاب پرستی قبول کی مگر اب خداوند کی خدمت مین آیا
ہون کہ خداوند گردن میری سیدھی کردین لقا نے کہا ای بلوط تو جلدی نکر ہر امر اپنے وقت پر مقرر ہی ابکی نوروز مین جو تقد
کرنے بیٹھونگا تو ناک آس بن الوس کی اور گردن تیری درست کردونگا بلوط نے کہا کہ سب باتین تیری جھوٹھی معلوم ہوتی
ہین بالو ابھی گردن میری درست کردے نہین تو باندھ کر تجھے ایرج پاس لیجاؤنگا ایک زمانے کو تو نے گمراہ کیا
ہی ایک عالم کو بہکا کر خراب وتباہ کیا ہی لقا پکارا کہ یہ کیسا بندۂ بے ادب ہی خداوند پر حکومت کرتا ہی ارے پکڑ لو اسے

بلوط چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے کہ لوگ چہار طرف سے ٹوٹ پڑے اسکو گرفتار کر لیا لقا نے حکم دیا کہ اسے لیجا کر قید کرو اسکو جنون
ہو گیا ہی کبھی اسکی گردن سیدھی نکرونگا لوگون نے لیجا کر زندان مین قید کیا بعد اُسکے ہرکارون نے خبر دی کہ بدر بن زلازل
ایک چشمی آپہونچا لقا نے حکم دیا کہ پیشوائی کر کے لاؤ لیکن ادھر جاسوسون نے خبر بلوط کے اسیر ہو جانیکی قطب دوران
کو پہونچائی ایرج غیظ و غضب مین آیا کہا کہ یا قطب دوران اگر آپ حکم دین تو تنہا جا کر بلوط کو چھڑا لاؤن قطب دوران
مانع ہوئے کہ ابھی جلدی نکرو وہ خود چھوٹکر تمھارے پاس چلا آئیگا ایرج پیچ و تاب کھا کر رہگیا اُس طرف بدر بن زلازل
نے لقاے بے بقا کو آکر سجدہ کیا لقا نے دنگل جواہر نگار بیٹھنے کو دیا بدر نے پوچھا کہ یا خداوند آپ نے مجھے کیون یاد فرمایا لقا
بولا کہ ای بدر بن زلازل مین نے تجھے اسلیے بلایا کہ اس آفتاب پرست ایرج نے جگر میرا خون کر دیا ہی اور بہت سے بندون
کو میرے قتل کیا ہی بدر پکارا کہ یا خداوند وہ بزاز بچہ کیا ہی کہ خداوند اُسکی ایسی شان و شکوہ بیان کرتے ہین مین اُسکو سر میدان
پکڑ لاؤنگا یا اُسکا سر کاٹ کے لے آؤنگا آپ طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی نوازش
مین آیا ہرکارون نے قطب دوران کو خبر پہونچائی اُسنے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگ گڑگڑایا رات بھر دونون
لشکرون مین درستی آلات حرب رہی صبح کو میدانداری ہوئی بدر بن زلازل لقا کے سامنے آیا اور اجازت میدان
مانگی لقا نے دست بخش اپنا بدر بن زلازل کی پیٹھ پر مارا کہا کہ جا تجھے مین نے اپنا نظر کردہ کیا کوئی تیری پیٹھ زمین سے
نلگا سکیگا بختیارک نے کہا ای بدر بن زلازل ہائے تم ہمارے ہاتھ سے چلے اب میدان سے پھر کر نہ آؤگے بدر نے
کہا او شیطان کیا واہیات بکتا ہی یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا اور رجگ مار کر میدان مین آیا خوب گینڈے کو گرمایا برچھے کے
ہاتھ نکالے جب خوب عرق عرق ہو چکا اور گینڈا بھی عرق کر لایا اُسوقت کچھ تھوڑی دیر دم لیا بعد دم بھر کے مبارز
طلب کیا نہیب دی کہ ای آفتاب پرستو تمنے خداوند کو بہت پریشان کیا ہی نکلو میدان مین تو قدر و عافیت ابھی معلوم
ہو جائے بس اسکا مبارز طلبی کرنا تھا کہ لشکر آفتاب پرستان مین تلملاے آفتاب پیکر جلوہ گری پر آئے آواز کوس دم گاؤ دم
نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی دبدبۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان گھوڑے کو اُڑا کر سامنے قطب دوران
کے آیا پیادہ ہو کر اجازت میدان چاہی قطب دوران نے آگاہ فرمایا کہ ای ایرج نوجوان یہ پہلوان روئین تن
ہی اسپر کوئی اسلحہ اثر نکریگا تجکو لازم ہی کہ جسوقت یہ تلوار تجھپر مارے تو بفنون سپاہ گری تو اُسکی تلوار چھین لینا
اور کشتی لڑکر زیر کرنا ایرج نے جواب دیا کہ بہت خوب قطب دوران نے فرمایا کہ جاؤ نیر اعظم تمھارے نگہبان
ہین ایرج مرکب بڑھا کر مقابل بدر بن زلازل آکر نگاور زن ہوا کوئی تین چار قدم ایرج کا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا
اور سات قدم بدر بن زلازل کا گینڈا پسپا ہو گیا گلہاے سپر مانند گل آتشبازی کے شرر افشان ہوئے پھر دونون
مرکبون کو رانون مین مسل کر مقابل یکدگر ہوئے بدر نے دیکھا کہ میرا مقابل ایک جوان ماہ طلعت ہی چہرے پر کمال شان و
شوکت ہی پوچھا کہ تو کون ہی ایرج نوجوان نے کہا کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج عالیشان بدر نے کہا کہ بزاز بچہ
تو ہی ہی جواب دیا کہ ہان مین ہی ہون لقا کو بسزا پہونچانے والا ہون بدر بن زلازل یہ کلمہ سخت و درشت ایرج نوجوان
کی زبان سے سنکے آگ ہو گیا کہا کہ بس زیادہ زبان درازی نہین کرتے خبردار رہ کہ تجکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے ایرج
پر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی چند طعن رد و بدل ہوئی تھی کہ ایرج نے
نیزہ بدر کا ہوائی کیا اُسکے منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین بدر پکارا کہ او آفتاب پرست غضب کیا کہ نیزہ میرا تو نے نکالدیا
مگر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار ماری ایرج نوجوان نے اُسے سپر پر روکا اور آپ تلوار اُسپر ماری اُسنے
سینے پر روکا صاف تلوار اُچٹ گئی بدر نے پھر حملہ کیا ایرج نے وار اُسکا رد کیا اور اپنی تلوار جو ماری اُسنے پھر سینہ سپر کیا

ایک رہ گیا ابھی اُسکا نہین میلا ہوا اسی طرح کئی حملے رد و بدل کے ہوئے آخر کار ایک مقام پر ایرج نے تھپکی دیکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش ہونے لگے طرفین سے لوگ پکارے کہ گھوڑون پر سے تو اُترو دونون مرکبون سے کودے دامن گردانی آستینین چڑھائین ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوا بدر نے ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا ایرج کو یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ مجھپر ٹوٹ پڑا اور جب ایرج نوجوان نے ہاتھ اُسکی گردن پر رکھا معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا باہم کشتی ہونے لگی اسی اثنا مین ایک گرد اُٹھی امیر مع سرداران باتوقیر ساتھ ساتھ سعادت شاہ کی فوج بیشمار ہمراہ لیے پہونچے دیکھا کہ ایرج سے اور بدر سے کشتی ہو رہی ہی ایک جانب کو آکر قائم ہوئے لقا تھرتھرانے لگا بختیارک سے کہا ای شیطان درگاہ اگر تمام زمانہ دشمن ہو تو مجھے کچھ اندیشہ نہین ہی مگر حمزہ کا نام سنا اور دل کانپ گیا بختیارک بولا کہ یہ گناہ تیرا ہی کیون ایسا بندۂ بے ادب تو نے پیدا کیا تھا لقا نے کہا کہ سچ ہی خود کردہ را درمان نیست لیکن صاحبقران زمان نے طور سرکن سے کہا کہ تم نیزہ میرانشانی لیکر جاؤ اور مشتری حصار سے لشکر کو لاؤ طور سرکن نیزہ حضرت نوح کا لیکر روانہ ہوا قطب دوران نے جو دیکھا کہ حمزہ آیا نصر طراول کشتی گیر کو بلاکر کہا کہ تو جاکر حمزہ سے کہہ کہ قطب زمان فرماتے ہین کہ نیر اعظم نے تجھے اس طرح کی سرجنگ دی اور پھر تو نہ سمجھا اب آیا ابھی تو قطب زمان سے رجوع نہ کی اور آفتاب تابان کو سجدہ نہ کیا قطب زمان کے قدمون کو نہ چوما نصر طراول خدمت امیر باتوقیر مین آیا سلام کرکے پیغام قطب زمان پہونچایا حمزۂ صاحبقران آگ ہوگئے فرمایا اُس نمکحرام سے کہدینا کہ کیون شامت آئی ہی گھبرا نہین جلد تجھے اس کو نمکی کا مزا چکھاتا ہون پھر اُسی عہدۂ سہاربانی کو پہونچاتا ہون ایرج کے بھروسے پہ تو بھولا ہی کچھ اُسکی حمایت پر پھولا ہی وہ کفش کاری کریگا کہ تا زندگی یاد رکھیگا نصر طراول یہ کلمۂ سخت سنکر پکارا کہ حمزہ تو قطب زمان کو کیا سمجھا ہی اُسکی شان مین ایسے کلمے بے ادبی کے منھ سے نکالتا ہی یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا امیر نے سردارون سے اشارہ کیا کہ لینا اس مردک کو خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین نے دوڑکر تلوار نصر طراول کی چھین لی اور دو چار دھولین اور دو چار لاتین مارکر کہا دور ہو یہان سے صاحبقران زمان پر تلوار کھینچتا ہی ارے کہان تو اور کہان صاحبقران ذرا ایما ہوتا تو ایک ایک دھول مین تیری جان نکل جاتی دعا دے اس عالیجاہ کو کہ تیرے اوپر رحم کیا جا خبردار پھر ایسا پیغام نہ لانا نصر طراول باحال تباہ کپڑے پھٹے ہوئے منھ سوجا ہوا سامنے قطب زمان کے آیا تمام حال کہہ سنایا قطب زمان بہت جلال مین آئے کہا ای نصر طراول حمزہ نے تجکو ذلیل نہین کیا مجکو ذلیل کیا خیر مین اسکا عوض لونگا یہ عرب جانتا کہان ہی لیکن یہان بدر بن زلازل ایرج نوجوان سے کشتی لڑ رہا ہی اور کہہ رہا کہ او بزاز بچے مغرور بے مقدور تو خداوند کا لحاظ نہ کرے اور اُسکے لشکر سے بے ادبیان کرے دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہون ایرج اُسکو جواب دے رہا ہی کہ تیرے خداوند کی کیا حقیقت او رتو کیا ہی غرض چار پہر دن کی کشتی مین ایرج نے بدر کو ٹانگ پر مارا کہ بدر چارون شانے چت گرا ایرج نے مشکین باندھین اور طبل بازگشت بجواکر پھرا قطب دوران ایرج پر زر نثار کرتے ہوئے لائے بدر کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے زندانخانے مین بھیجا اُدھر لقا کمال اُداس و پریشان پھرکر اپنی بارگاہ مین آیا تخت پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا بختیارک نے جو لقا کو بہت پریشان دیکھا کہا خداوند ایک صلاح مجھے سوجھی ہی کہ آپ پیغام صلح قطب دوران پاس بھیجے آفتاب پرستون سے ملجایئے لقا نے کہا ای شیطان لعض اُمور خدائی ایسے ہین کہ اُنکی تقدیر مین نے مجھپر موقوف رکھی ہی بتا کون پیغام لیجائے بختیارک نے عرض کیا کہ بلوط گج گردن کو قید سے رہا کرکے اُسکو خلعت دیجیے اور میرے ساتھ کیجیے مین اپنے ہمراہ اُسے لیکر قطب دوران کے پاس جاؤن اور جاکر کہون کہ خداوند نے کہا ہی کہ آپ بلوط کو لے لیجیے اور بدر بن زلازل کو دیدیجیے اور ہمارے آپکے صلح ہوجاتے ہم آپ ملجائیں

ہو کر خدا پرستون سے لڑین اُنکا کام تمام کرین یقین ہی کہ قطب دوران راضی ہو جائین لیس آفتاب پرستون کو خدا پرستون سے
لڑوائیے اور آپ بیٹھے ہوئے تماشا دیکھیے اگر ایرج نوجوان غالب ہوا بہتر اور جو حمزہ غالب ہوا تو سمجھیے گا کہ ایک بلا
دفع ہوئی لقا پکارا ای بختیارک بس یہی تقدیر مین سے کی تو اپنے ساتھ بلوط کو لیجا بختیارک بہت سی کشتیان تحائف کی
اور بلوط کو ساتھ لیکر چلا ہرکارون نے بختیارک کے آنے کی خبر قطب دوران کو دی قطب دوران نے
لوگون کو حکم دیا کہ بختیارک کو لاؤ اور ایرج نوجوان سے کہا کہ تم اُس روز بلوط کو چھڑانے جاتے تھے تمنے قدرت نیر اعظم
کی دیکھی کہ بلوط کو بغیر کوشش کے تمھارے پاس بھیجدیا ایرج نے قدمون کو چوم لیا اور کہا کہ بیشک وشبہ آپ واقف اسرار
ہین کہ اس اثنا مین بختیارک آیا اور دعا و ثنا ے قطب دوران بجالایا بلوط کو سامنے کیا اور پیغام لقا کا دیا بلوط
نے پایۂ تخت قطب دوران کو چوما ایرج نوجوان کے قدمون پر گرا ایرج اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا اپنے پہلو مین
جگہ دی لیکن قطب دوران نے بختیارک کو کرسی پہ بٹھایا بختیارک نے مضمون گذشتہ مشتمل صلح بیان کیا قطب دوران
نے کہا کہ ہم بھی صلح چاہتے ہین اور ہرگز ایرج کو بے سبب نہ لڑنے دینگے مگر تم لقا کے لشکر مین نہایت معقول معلوم ہوتے ہو
تمھارے پاس کیا عہدہ ہی کونسا کام ہی اور تمھارا کیا نام ہی بختیارک نے نام اپنا بتایا اور کہا وہ شخص شیطان سے زیادہ
مشہور ہی شیطان درگاہ لقا ہو قطب دوران نے کہا کہ پیدائش تمھاری باختر کی ہی عرض کیا کہ نہین مین ایرانی ہون
بختیارک سے پوچھا کہ پھر باختر مین تمکو کون لایا اُسنے کہا کہ گردش فلک نے یہان پہونچایا قطب دوران نے کہا کیا
حمزہ نے تمھین کچھ رنج دیا بختیارک روکر بولا کہ یا قطب دوران مین کیا کہون حمزہ نے کچھ میرے ساتھ نہین کیا ایک
لک لک پادزد باریک گردن ساربان زادے مکار کے ہاتھ سے ایذا پہونچی قطب نے پوچھا کہ کون دزد مکار اُسنے کہا کہ عمرو
عیار کہا عمرو کون ہی بولا امیر حمزہ صاحبقران کا ایک عیار ہی بلاے بیدرمان آفت جہان ہم سب ایرانی اُسی کے خراب کیے
ہوے ہین اُسنے ہم سب کو دربدر کرکے خاک بسر کیا ہی قطب نے کہا کہ کیا وہ عیار لشکر حمزہ مین ہی بختیارک بولا کہ یا خلیفہ
خدا اُسکا رو سیاہ کیا چند روز ہوے کہ حمزہ سے اور اُس سے بگاڑ ہو گیا حمزہ نے اُسے نکالدیا خدا اُسے پھر نہ لائے اور
قریب تھا کہ بختیارک عمرو کو گالیان دینے لگے اُسوقت عمرو نے باتین کرتے کرتے بختیارک کو اپنی بائین آنکھ کا تل دکھادیا بختیارک
کی نظر جو پڑی پہچانا کہ یہ تو مرشد خود ہی ہین مین اُنسے کیا باتین کر رہا ہون دل سنسنا گیا ہاتھ پانؤن مین رعشہ پڑ گیا زبان بہکنے
لگی منھ سے کچھ کا کچھ نکلنے لگا جان نکل گئی دل مین کہا کہ ای بختیارک تو جانتا تھا کہ عمرو یہان نہین ہی وہ تو سبھی جگہ موجود ہین
گھبرا کے کہا کہ قطب دوران خلیفۂ زمان عمرو سب طرح سے بُرا ہی اور نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہی اور دوسرے جو کرامت
کہ اُسمین ہی پونے دو سو خداوندون مین سے ایک مین بھی نہین ہی اور ہر سرکش و گمراہ کو خوب درست کیا ہی بڑے بڑے کافرون
کے سر کاٹے ہین بڑے بڑے زبردستون کو زیر کیا ہی اور ہین تو اُنکا غلام ہون قطب بولے کہ او مردک منافق دو رنگے کبھی مذمت
اور کبھی تعریف ارے اس حرامزادے کو خوب جوتیان مارکر نکالدو لگی بختیارک پہ پاپوش کاری ہونے خوب مار کر بارگاہ
سے نکالدیا بختیارک اُسیطرح منھ سوجا ہوا کپڑے پھٹے ہوے لقا کے پاس آیا اُسنے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا اُسنے تمام حال بیان
کیا کہ مرشد کو بھلا برا کہا تھا اُسپر قطب دوران نے مجھے خوب پٹوایا اور دربار سے نکلوادیا لقا نے کہا ارے مرشد کون
ہی بختیارک بولا کہ جسنے آپکی ریش مبارک کو پیشاب سے مونڈا وہی مرشد کامل وہی ہادی آگاہ دل خواجہ عمرو بن
امیۂ ضمری ہی لقا برہم ہوا کہ مین نے تقدیر کی ہی وہ اب یہان نہ آئیگا کیونکر وہ یہان آسکتا ہی تو جھوٹھا ہی تونے کچھ گستاخی
کی ہوگی کہ خلیفہ بگڑ گیا اور تجھے مار اپٹیا یہ کہکے کہا ارے اس فیلیے کے جوتیان لگین بختیارک پر خوب کفش کاری ہوئی یہ بیچارہ جی
مین کہتا ہی کہ ای بختیارک قسمت مین تیری جوتیان کھانا لکھا ہی اب اسطرف کا حال سنیے کہ ایرج نوجوان نے طبل جنگ

بجنے کا حکم دیا اُدھر لشکر امیر اور لشکر لقا مین بھی نقارہ گڑگڑایا رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج نوجوان قطب دوران سے اجازت لیکر معرکہ آراسے نبرد ہوا مبارز طلب کیا ہاشم تیغزن مرکب بر سے اُتر کر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا جام عنایت ہوا ہاشم اُسے پی کر مرکب پر سوار ہوا آکے مقابل ایرج نوجوان ہوا بعد نگا ورزنی کے نیزہ بازی شروع ہوئی خوب نیزے چلے ایرج نے سنان نیزہ ہاشم کی نکالدی ہاشم نے ڈانڈ پر ڈانڈ ماری نیزون کے ٹکڑے اُڑ گئے نوبت تلوار کی پہونچی دن بھر تلوار چلی آخر کو ہاشم تیغزن ایرج نوجوان کے ہاتھ سے زخمی ہوا آفتاب پرست تلوارین ننگی کیے لشکر امیر کیطرف رخ کر کے پکارے کہ نا قدردان ونا انصاف کا دونون جہان مین روسیاہ ہو اس کلمے سے حمزۂ صاحبقران پیچ وتاب کھا کر رہ گئے آخر طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنے اپنے مقام پر پھر گئے رات کو ایرج نے پھر طبل جنگ بجوایا اور صبح کو عرصۂ کارزار مین آیا عجیل ماہرو نے مقابلہ کیا نیزہ بازی ہوئی ایرج نوجوان نے نیزہ عجیل کا توڑ ڈالا شمشیر زنی ہوئی عجیل بھی زخمی ہوا پھر طبل بازگشت بجا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے اب حال اسد بن کرب غازی اور عمرو بن رستم سنیے کہ ان دونون کو بدر بن زلازل نے زخمی کر کے پکڑ لیا تھا اور زندانخانے مین بھجوا دیا تھا خورشید اختمی اور جمشید اختمی کی ہمشیرہ کا بیٹا فریدون اختمی ابنر متعین تھا زندانخانے مین اکثر آیا کرتا تھا اسد کی باتین دیوانگی کی سن سنکر بہت خوش ہوتا تھا اور کمال حظ اُٹھاتا تھا ایک روز اسد نے فریدون سے کہا کہ ای فریدون یہ کیسی تمکو ہمارے ساتھ محبت ہی بلکہ کمال بیمروتی ہی کہ تم تنہا شراب پیتے ہو اور ہمکو نہین دیتے ہو ہمارے ادنے ادنے ملازم قرابے کے قرابے شراب کے دے ڈالتے ہین اب ہم زندان مین گرفتار ہین فلک نے مجبور کر دیا ہی ناچار ہین اور کیا کہین کہ ہمارے دادا جان سے اور حمزۂ صاحبقران سے نا اتفاقی ہی نہین تو اب تک ہم قید کاہیکو رہتے وہ ہمکو چھڑا لیجاتے فریدون اختمی بولا ای شہریار مین جانتا تھا کہ آپ شراب نہین پیتے آپ کو شوق نہین ہی اسد نے کہا کہ بھئی ہم شراب تو ضرور پیتے ہین مگر کسی سے سوال کرنا نہین جانتے ہین مانگنا عیب سمجھتے ہین تم از بسکہ ہمسے محبت پیش آتے ہو اس باعث سے بتے اسوقت طلب کی اور نہین تو مانگنے کی کیا وجہ تھی فریدون بولا کہ شراب حاضر ہی پیجیے اور یہ کہکے اسد کو شراب دی اسد نے خود ہی پی اور عمرو بن رستم کو نہ دی فریدون بولا کہ شہریار یہ کیا نا انصافی ہی کہ آپ اکیلے ہی پی گئے اور کسی کو نہ دی اسد نے کہا کہ تم جسکو چاہو دو ہم کیون دون فریدون نے عمرو بن رستم کو بھی جام شراب دیا عمرو بن رستم نے بھی پی لیا لیکن اسد اب خراب پی رہا ہی گزک کھارہا ہی باتین بنا رہا ہی کہ فریدون نے پوچھا ای شہریار وہ دادا جان آپ کے کون سے ہین کہ جنکا ذکر آپ ابھی کرتے تھے جائے حیرت ہی کہ وہ کیونکر آپکو اس چوکی پہرے مین سے چھڑا لیجاتے کسطرح یہانتک آتے اسد نے کہا ای فریدون تم اُنکے وصف سے نہین واقف ہو وہ نقلکردۂ ہفت پیغمبران برہم زنندۂ دولت کافران برباد کنندۂ خدائی بتان وہ جو تمنے سنا ہو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ولی اللہ عیارون کے بادشاہ وہ میرے دادا ہین لقا خدا اے باختر کہ جب ملک سبائل مین رہتے تھے اور برسوین روز دریچۂ قدرت سے سر باہر نکالتے تھے اور اٹھارہ ہزار ملک باختر کی خلقت سجدہ کرتی تھی خدائی کے زور شور تھے اُسیوقت اُنھون نے ساتوین قیطول پر چڑھکر لقا کو بیہوش کیا اور بیشاب سے ریش قدرت کو تر کرکے مونڈا اور وہ اب بھی آفتاب پرستون مین قطب دوران بنے ہین کل کا ذکر ہی کہ بختیارک صلح کا ذکر کرنے گیا تھا اُسکو جوتیان لگوا کر نکلوا دیا فریدون نے کہا او شہریار یہ سچ ہی کہ عمرو نے لقا کی ریش تراشی اسد نے کہا ای فریدون یہ بات تو اظہر من الشمس و ابین من الامس ہی ایک زمانہ جانتا ہی اور بھائی میرا شاہزادہ خاور سپاہ لقا کی بیٹی ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوا اور اُسکو صاف باغ بہشت سے نکالے لیے چلا گیا یہ کیسی خدائی ہی کہ لقا کو خبر بھی نہوئی اور ماموں میرے بدیع الزمان لقا کی

بڑی بیٹی جہان افروز کو عاشق ہوکر لیگئے ہین یاقوت شاہ کی بیٹی پر مائل تھا اور لقا شہر بشہر ہم لوگون سے بھاگتا پھرا اُسکو
ہم بخدائی مانتے ہو غرض اسیطرح بہت سی مذمت لقا کی کی اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے کہ زنگ کفر دل سے
فریدون کے دور ہوا آئینۂ اسلام قلب پر پرتو فگن ہوا کہا کہ ای شہر یار مین نے لعنت کی لقا پر اسد نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا
فریدون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور دو پہر رات گئے دروازہ زندانخانے کا کھولکر اسد اور عمرو بن رستم
کو قید سے رہا کرکے لشکر امیر کیطرف چلا ادھر امیر کا حال سنیئے کہ اُنھون نے چالاک بن عمرو سے کہا کہ تو جا کر اس مکار کو پکڑ
لا کہ ہر روز مجھپر طعنہ زنی کیا کرتا ہی قطب دوران بنا بیٹھا ہی چالاک نے عرض کیا کہ بہت خوب اور اسباب عیاری اپنے بدن
پر آراستہ کرکے روانہ ہوا یہانتک کہ دروازۂ بارگاہ قطب دوران پر پہونچا دیکھا کہ قطب دوران تخت پر بیٹھے ہین اور ایرج
نوجوان دنگل پر تمکین ہی شراب پی رہا ہی چالاک بصورت مبدل پھرا کیا رات کے وقت جب دربار برخاست ہوا اور ایرج
اپنی خوابگاہ کیطرف گیا قطب دوران اپنی خلوت سرا مین آئے اپنے دل سے باتین کرنے لگے کہ ای عمرو اس عرب نے
بڑی بیوفائی تیرے ساتھ کی لیکن خدا نے ایرج ایسا جوان تجکو دیا ہی اُسکا نعم البدل عطا کیا ہی یون اپنے دل کو تسکین دی
بعد اُسکے کھانا کھاکر سو رہا چالاک نے کمینگاہ سے نکلکر پہلے پاسبانون کو بیہوش کیا بعد عمرو کو بیہوش کرکے پشتارے مین
باندھکر روانہ ہوا حمزۂ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو کا ذکر کر رہے ہین کہ اس نمک حرام نے آوازے
کس کس کر سخت تنگ کیا ہی مین نے چالاک کو بھیجا ہی کہ جا کر پکڑ لائے دیکھیے لاتا ہی یا نہین یہی باتین تھین کہ چالاک پشتارہ
لیے پہونچا امیر پکارے کہ ای چالاک اُس نمک حرام کو لایا عرض کیا کہ حاضر ہی اور پشتارہ سامنے رکھدیا امیر نہایت خوش ہوئے
فرمایا اسے ہوش مین لاؤ چالاک نے خوب دست و پا عمرو کے باندھکر فتیلہ رفع بیہوشی کا دیا خواجہ عمرو کو ہوش آیا اپنے
دست و پا کو بندھا ہوا پایا سامنے امیر حمزۂ صاحبقران کو مع سرداران با توقیر اور بادشاہ اسلام کے بیٹھے دیکھا پکارا کہ ای
آفتاب تابان جو تیرے قطب کے ساتھ برائی کرے اُسکو تو جلا دے امیر یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوئے نعرہ کیا کہ او مکار
لک لک پا دزد باریک گردن ساربان زادے کیا جھک مارتا ہی یہ نمک حرامی کا عوض ہی کہ تو مرتے وقت کافر ہوا خواجہ عمرو
پکارا کہ ای عرب تو نیر اعظم سے نہین ڈرتا اُسکے خلیفہ سے بے ادبی کرتا ہی وہ تجھے جلا دیگا امیر پکارے ہان اس نمک حرام کو
سزا ملے جو مجھے دوست رکھتا ہی اسیر تلوار مارے سب سردار تلوارین برہنہ کرکے اُٹھے خواجہ عمرو کی طرف چلے تھے کہ
عمرو پکارا ایہا الناس تم مجھپر تلوارین کھینچ کھینچکر آتے ہو مین وہی ہون کہ لعل جادو نے شہر منتری حصار مین تم سب کے
کانگر قلعہ کے کنگرون مین چڑھا دیے تھے مین نے لعل جادو کو مارا اور تم سب کو چھڑایا اور عنطلی آباد مین تم سب جانور بنگئے تھے
مین نے تمکو انسان بنایا اور کس کس جگہ پر مین تمھارے واسطے سینہ سپر نہین ہوا آج حمزہ نے جو نگاہ پھیری تم سب بھی
پھر گئے تمکو حیا و شرم باقی نہین رہی شعر دید کے قابل ہی تجھکو یہ گردش چرخ کی ❊ پھر گئے ہی اُنکی نظر جیسے زمانہ پھر گیا ❊
سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہی شعر مازیاران چشم یاری داشتیم ❊ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ❊ یہ کلمہ سنکر تمام سردار تلوارین
میان مین کرکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے دلمین کہنے لگے کہ چاہین صاحبقران ہمسے خوش ہون چاہین ناراض ہون ہمسے
محسن کشی کبھی نہوگی امیر حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ سب سردار سر جھکائے بیٹھے ہین عمرو کیطرف رخ نہین کرتے اُسوقت
ہاشم تیغزن کی طرف خطاب کیا ای ہاشم تو جاکر اس موذی کے ٹکڑے کر یہ فرزند رشید ہی کبھی عدول حکمی نہین کرتا تا تیغ برہنہ خواجہ
عمرو کیطرف چلا عمرو پکارا کہ ای ہاشم تیغزن کیا ارادہ ہی ہاشم بولا کہ قسم ہی خدا کی بغیر مارے تجکو نہ چھوڑونگا عمرو یہ بات سنکر آمادۂ
مرگ ہوا زیست سے یاس ہوئی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا دعائین مانگنے لگا ناگاہ در بارگاہ پر ایک غلغلہ ہوا امیر حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھو تو کیا غلغلہ ہی قضاے کار اتفاقات روزگار جسوقت عمرو کو چالاک پکڑ لایا ہی اُسی وقت

ہرکارے آفتاب پرستون کے جو لگے ہوئے تھے اُنھون نے ایرج نوجوان کو خبر پہونچائی کہ قطب دوران کو عیار لشکر حمزہ
کا پکڑ لیگیا اور خلیفہ سے جواب وسوال سخت وسُست ہو رہے ہین ایرج نوجوان یہ سُنتے ہی خشمناک مرکب پر سوار ہوکر جلد تر آیا کر
اور مانند شعلۂ جوالہ کے اندر بارگاہ کے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور نعرہ کیا کہ ای حمزۂ صاحبقران مین ایسا
آپکو نہ جانتا تھا کہ آپ قطب دوران کو عیار بھیجکر چُروا منگوا لینگے آپکو شرم نہین آتی کہ آپ نائب نیر اعظم کے ساتھ ایسی
حرکت کرتے ہین باوجود دیکہ کرامات خلیفہ کے آپ دیکھتے جاتے ہین پھر اعتقاد نہین لاتے ہین اور اُسپر طرہ یہ ہی کہ اسے قتل
کرنے کا ارادہ کیا ہی اگر ایک رونگٹا قطب دوران کا میلا ہوگا تو مین ابھی یہان دریاے خون بہادونگا اپنی جان پر کھیل
جاؤنگا اور قطب دوران کو چھڑا لیجاؤنگا امیر ایرج کی باتین سنکر ہنسے اور فرمایا کہ ای ایرج نوجوان یہ تمھارا دشمن دین ہی
تمھارے قطب کو مارکر آپ قطب کی صورت بنا ہی رنگ وروغن عیاری کا چہرے پر ملا ہی ابھی کہو تو مین اسے نہلادون یہ
صورت بدل جاے ایرج نوجوان نہایت خفا ہوا کہ جو کچھ ہو مین قطب دوران کو لیجاؤنگا امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا
کہ ای ایرج اگر یہ تمھارا قطب ہو تو لیجاؤ اور جو میرا عیار ہو تو لیجانا کیا ضرور ہی ایرج بولا کہ یہ کیونکر معلوم ہو امیر حمزہ نے
فرمایا کہ ابھی منتبر ظاہر ہوا جاتا ہی حکم دیا کہ لاؤ گرم پانی مین اس مکار کو نہلاکر ایرج کو صورت اسکی دکھادون ایرج اپنے قطب
کو پہچان لے لوگ اُسیوقت آب گرم لینے کو گئے لیکن اب ایرج بھی حیران ہی اور عمرو بھی خیال افشاے راز سے پریشان ہی مضطرب
ہوکر دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار جلد اس عرب کے ہاتھ سے نجات دے کہ لوگ گرم پانی لیکر آئے امیر نے حکم دیا کہ اسے
نہلاؤ لوگون نے چاہا کہ خواجہ عمرو پر پانی ڈالین اور عمرو عالم یاس مین تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کو اُٹھاکر آسمان کو
لیچلا امیر نے چاہا کہ تیر مارین ایرج نے دوڑکر کمان پکڑلی عمرو پکارا کہ ای ایرج مجھے فرشتۂ مقرب لیے جاتا ہی اور اب تو یہان نہ
ٹھہر اپنے لشکر کو جا یہ سب بے اعتقاد ہین ایرج نوجوان سجدے مین گر پڑا اور امیر سے کہا کہ اب بھی آپکو اعتقاد نہین آیا امیر
نے فرمایا کہ ای ایرج یہ فرشتہ نہین ہی دیو تندک عمرو کا شاگرد ہی جو عمرو کو لیے جاتا ہی ایرج بولا کہ سبحان اللہ کیا بد اعتقادی ہی
یہ کہکر باہر نکلا مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا لیکن دیو تندک نے عمرو کو ایک دامن کوہ مین لاکر اُتارا اور سامنے عمرو
کے رونا شروع کیا اور کہا کہ خواجہ جدائی مین بہار پری کے میرا برا حال ہی آسمان بیری میرے اوپر ظلم کرتی ہی میری معشوقہ کو اور
کے ساتھ منسوب کیے دیتی ہی ہر چند کہ ماں بہار پری کی شادی کرنے مین راضی نہین ہی مگر وہ کیا کرے خواجہ عمرو نے کہا ای
تندک تو اپنی معشوقہ کو لیجاکر پوشیدہ کر اُس سے عیش مین مصروف رہ اور مجھے اِن دنون مین غافل نہو مجھے بارگاہ ایرج
مین پہونچادے اور جب بارگاہ مین پہونچنا یہ مشک نافہ نثار کرنا اور مجکو تخت پر بٹھادینا مین کہونگا ای فرشتۂ مقرب نیر اعظم تو
چند روز میرے پاس رہ تو جواب دینا کہ اِن دنون مین آفتاب تابان شکار کو جایا چاہتے ہین مین ہمراہ اُنکے جاؤنگا نہین
تو آپ پاس ٹھہرتا یہ کہکر تو راہی ہونا غرض تندک نے موافق عمرو کی فرمائش کے اِسکو بارگاہ ایرج مین پہونچایا اور رنجہ گفتگو
قرارداد کے چلا گیا ایرج نے قطب دوران کے قدمون کو بوسہ دیا اور گرد پھرا قطب دوران نے اُسے گلے سے لگایا
اور کہا کہ ای ایرج دیکھا تو نے کہ یہ عرب کیسا بد اعتقاد ہی مین تجھے اسی واسطے منع کرتا ہون کہ اِن لوگون سے نہ مل یہ لوگ
بہت برے ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ یا قطب دوران آپ طبل جنگ بجوائیے قطب دوران نے حکم دیا اُسیوقت
نقارۂ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے جاکر امیر کو خبر دی کہ اسطرح سے قطب دوران آسمان پر سے بارگاہ ایرج مین آئے اور
اب ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر حمزہ نے فرمایا کہ اس مکار نے خوب مکر پھیلایا ہی خیر کیا مضائقہ ہی سمجھ لیا جائیگا ہمارے
یہان بھی طبل جنگ بجے اُدھر لشکر لقا مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو تینون لشکر میدان مین
آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے نکل گئے ایرج قطب دوران سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا

لشکر اسلام مین علمہاے شیر پیکر جلوہ گری پر آئے آواز کوس دم گاؤ دم نفیری شتری دمامون کی بلند ہوئی اتنے مین ستون اسلام
کرب پر حرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر شرق و غرب نے گھوڑے کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے
اُتر کر آداب بجا لایا اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خدا کیا جام کلۂ عفریت عنایت فرمایا کرب نے اُس جام
کو بے اندیشۂ انجام پی لیا اور تنگ مرکب درست کر کے سوار ہوا میدان کو راہی ہوا جب مقابل ایرج نوجوان کے پہونچا
ایرج تگاورزن ہوا برابر سے مرکب دونون کے لپیا ہوئے گھوڑون کو رانون مین دبا دیا مسل مسل کر مقابل یکدگر ہوئے
اور بعد گفتگو نیزہ بازی مین مصروف ہوئے خوب نیزہ بازی ہوئی مطلب کسی کا حاصل نہوا سنانین برچھیون کی ناکارہ ہوگئین
چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی برچھیون کے پرخچے اُڑ گئے ایرج نے پکار کر کہا اے کرب تو نیزہ بازی مین مجھسے برابر رہا مگر یہ گرز
طمانچہ ملک الموت کا ہی خبردار رہنا یہ کہکر گرز کرب پر مارا کرب نے سپر سکندری پر روکا صدمۂ ضرب گرز سے کرب بیہوش ہوگیا
مرکب تنگ تک زمین مین غرق ہوا مگر دونون ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے اُسمین سرمو فرق نہوا یہ تنورۂ گرد مین چھپ گیا
ایرج نوجوان کلاہ سرکج کر کے پکارا کہ زدم و پست کردم آڈا اسکی خبر لو اندلس تیز رفتار کرب کا عیار دوڑا گرد گرد کے
چرخ مارا آواز بلند پکارا کہ اے شہریار حریف زیادتی کر رہے ہین کرب کی آنکھ کھل گئی اپنے عیار کو سامنے کھڑے ہوئے پایا
عیار نے پوچھا کہ کیا حال ہے کرب نے کہا کہ پروردگار عالم نے بچایا مگر بلا کی ضرب ماری تھی یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا ایسا
ہی گھوڑا اٹھا کہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا کرب پکارا کہ اے ایرج نوجوان خبردار ہو یہ کہکر گرز مارا ایرج نے بھی گرز کرب کا رد کیا
کمر مرکب ایرج کی ٹوٹ گئی دونون گھٹنے ایرج کے زمین کو جا لگے شاپور عیار نے آکر ایرج کو ہوش مین لایا ایرج نے مرکب کو اشارہ
کیا وہ مرکب گلی بنا ہوا اٹھا کیا آگے بڑھتا ایرج اُسپر سے کود پڑا اور پیادہ پا تلوار کھینچکر دوڑا کہ کرب کے مرکب کو پکڑے کرب نے
جو یہ نقشہ دیکھا پشت زین سے روے زمین پر آیا دونون مین کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی ناگاہ پانون کرب کا
موشخانے مین پڑکر اُکھڑ گیا کرب کو غش طاری ہوا ایرج نوجوان کرب کو پکڑ لیگیا ہرچند کرب نے کہا اے ایرج اسطرح
بہادر بہادرون کو نہین پکڑتے اس صورت سے اکثر نامرد اور بزدلے لڑتے ہین مگر ایرج نے کچھ نسنا کرب کو باندھ لیا اور
لاکر بموت آفتاب پرست کو دیا کہ اسے قید کر کے شہر فرنگوشیہ مین لیجا بموت آفتاب پرست بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر کرب
کو اعرابے پر ڈالکر اور جو اور سردار لشکر اسلام کے گرفتار ہوئے تھے اُن سب کو لیکر روانہ فرنگوشیہ ہوا اُدھر فریدون ختنی
اسد اور عمرو بن رستم کو قید سے چھڑا کر ساتھ لیے ہوئے آیا قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی امیر اُس سے بہت خوش
ہوئے خلعت سے سرفراز فرمایا لیکن اسد اور عمرو بن رستم اپنے ڈنگلون پر بیٹھے دو چار جام شراب کے پیے دماغ نشۂ
شراب سے گرم ہوا اسد نے عمرو بن رستم سے کہا کہ کیون بھائی اس بزاز بچے کے مارنے کی کوئی تدبیر ٹھہرائی عمرو بن رستم بولا
کہ بھئی مین اس امر سے کب باہر ہون اسد نے کہا کہ پھر چلیے بسم اللہ عمرو بن رستم چپکے سے اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر کی نگاہ بچاکر
باہر نکلا اسد بھی پیشاب کے بہانے سے چلا دونون بارگاہ سے باہر آئے اور بارادۂ قتل ایرج نوجوان روانہ ہوئے
لیکن ہرکارے جو ایرج کے لگے ہوئے تھے اُنھون نے جا کر ایرج نوجوان کو خبر دی کہ اسد اور عمرو بن رستم دونون
آپ سے لڑنے کو آتے ہین ایرج نے کہا کیا مضائقہ ہے اور اُٹھکر بارگاہ سے باہر آیا مرکب پر سوار ہو کر اُنکے مقابلے کو چلا اثناے
راہ مین مقابلہ ہوا پہلے عمرو بن رستم تلوار کھینچکر ایرج پر آیا خوب تلوار چلی آخرکار عمرو بن رستم زخمی ہوا بعد اُسکے اسد بھی
لڑا وہ بھی مجروح ہوا مگر اُس حالت زخمداری مین بھی عمرو بن رستم اور اسد بن کرب غازی تلوارین کھینچکر آفتاب پرستون پر
جا پڑے خوب تلوارین مارین بہت سے آفتاب پرستون کو جہنم واصل کیا انجام کار جب زخمون سے خون جاری ہوا غش
طاری ہوا تلوارین میان مین کین دونون ہاتھ حمائل گردن کردیے گھوڑے دونون کے رزمگاہ سے لے نکلے

چالاک بن عمرو انکے بھی ساتھ ساتھ آیا تھا جب اسنے دیکھا کہ یہ دونون زخمی ہوئے اور گھوڑے انکو صحرا کیطرف لیچلے یہ لشکر آفتاب پرستان سے باہر نکلا اور دونون گھوڑون کی باگ ڈورین پکڑ کر لشکر اسلام مین لے آیا امیر حمزۂ صاحبقران سے تمام حال بیان کیا صاحبقران سنکر بہت آزردہ ہوئے کہ عجب طرح کے یہ شہدے ہین خیر زخمون مین ٹانکے لگوائے ادھر ایرج پھر کر بارگاہ مین داخل ہوا اب یہان کا حال تو یہین چھوڑیے

جبتک دو کلمے داستان شاہزادۂ عالم و عالمیان نور دیدۂ مومنان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین - غزل

مقابل ہو سکیگا ابر تر کیا میرے دامان کا
مقابل ہو گیا پھولون سے سبزہ اس گلستان کا
رقم جسمین کیا ہی وصف اُس رخسار جانان کا
کہین تیغ گلی باندھے سے بھی ہو جاتا ہی بانکا
دلا رکھنا سمجھکر پانون گلزار محبت مین
تماشا دیکھنا منظور ہی سرو چراغان کا
جہان مین فصل باران کا جو ہی سو آجکل غل ہی
بھڑکتے دیکھتے ہین ہم جو شعلہ آہ سوزان کا
قفس مین بھی رہا صیاد کا پاس ادب مجکو
غرض کھو دیتی ہی دنیا مین سارا دور انسان کا
دل مضطر کو کیونکر کل پڑے الفت مین کسیکی
بہانا کرکے رسم تعزیت کا اپنا منہ ڈھانکا
قیامت تک نہو گا بندہ یہ بھی اک گنہگار رو
نہین گھر مین خدا کے کام کچھ حاجب کا دربانکا
اثر صحبت کا اے سفاک آخر آہی جاتا ہی
کبھی چاک قفس سے بھی گلستان کو نہین جھانکا
چراغ طور کو جسنے بجھایا حضرت موسے
مگر ہی سلسلہ وحشت کا ہر تار اپنے دامان کا
ہوا مین ناتوان قتل اُن گلون کی جامہ زیبی پر
مگر ہی میل آب تیغ مین کچھ آب حیوان کا
کیا افشاے راز عشق طفل اشک نے اپنے
یہ ہی بعد فنا بھی ہمکو سودا زلف پیچان کا
وہ ایذا دوست ہون اک درد مین بھی ہی داخل رشتی مین
اُسی کی تیغ کا ڈورا ہی میرے زخم کو ٹانکا
انا لیلی کبھی ہی گہ انا مجنون کا نغرہ ہی
کہ ہو سارا سمندر ایک آنسو چشم گریان کا
صنم اشکو لنسے پردہ کھل چلا تھا تیرے گریان کا
ہوا مطلع ہلالی کا وہ مطلع اپنے دیوان کا
بیان کیا کوچۂ قاتل کے آگے باغ رضوان کا
کھٹکتا ہی برنگ خار غنچہ اس گلستان کا
بڑھی جاتی ہین راتین طول مین دن گھٹتے جاتے ہین
نچوڑا ہی مگر دامن کسی نے تیرے گریان کا
وہ ایذا دوست ہون مین زخمی تیغ جفا اے دل
چبھین آنکھون مین کانٹے گر کسی گل کو بھی جھانکا
زمین کیسی ہی ہو دو شعر کہ لینے سے مطلب ہی
پریشانی نسوا کرتا ہی یار انہ پریشان کا
جنون کی فصل آپہونچی ہی عریانی نہ بار کہ ہو
ورنہ تو یہ بھی گویا چاک ہی تیرے گریبان کا
بھلا جراح تو کیا لاسکیگا تاب نظارہ
کھٹک دل کی مزا دیتی ہی مجکو تیرے پیکان کا
ہمارے دل کو لیکے ہمسے کم مایہ کہا اُسنے
وہ ادنی ایک جھونکا تھا ہواے حسن جانان کا
بھلا جز آپ کے ہی کون عالم یا علے ایسا
مجھے تلوار کا ڈورا ہوا ڈورا گریبان کا
جناب عشق کی سرکار مین ادنی بھی اعلی ہی
ڈبو دیتا ہی ساری آبرو یارانہ نادان کا
ڈراتا ہی عبث سختی سے روز حشر کی واعظ
پیام موت سمجھا تذکرہ جب آیا دربان کا
پڑھا جب فاتحہ دست حنائی رکھ کے اُس گل نے
خدا جانے یہ دل مائل ہی کسکے روے تابان کا
ہوا ہی خط سے دونا حسن اب رخسار جانان کا
اگر کچھ درد دل نے دمبدم اُٹھنے اُسے ڈھانکا
کہے دو شعر بے معنی تو کیا ہی فخر انسان کا
کہ پھیرا جاتا ہی رنگ اُس جگہ خون شہیدان کا
وہ میرے جسم پر گل دے رہے ہین اپنے چھلون کے
اثر پھیلا ہی یہ میری شب تاریک ہجران کا
بجھا دیتے ہین آب چشم کے چھینٹو لنسے دم بھر مین
مجھے ہی کرب کا باعث تمہی ہونا نمکدان کا
مین بوسہ مانگتا ہون دیتے ہین وہ گالیان مجکو
نہین رکتا کسی جا ہاتھ اے دل مرد میدان کا
ہمارے بعد آنے کا ہوا ایسا حجاب اُنکو
یہ مژدہ دے رہا ہی خود بخود پھٹنا گریبان کا
ہمارے دلمین جب جی چاہے آؤ کون روکیگا
کہ مہر حشر بجھا ہا ہی ہمارے زخم سوزان کا
بھلا کس جرم پر آنکھین لڑا اے صیاد دیتا ہی
یہ اُلٹی بات دیکھو مول لیکے مال کو آنکا
جنون ہوتا ہی فصل گل مین ذکر رخت سے مجکو
کرا ابجد خوان نبے روح القدس جسکے دلبستان کا
پڑے ہین نیمجان کشتے جو تیرے ہاتھ کے قاتل
برابر مرتبہ ہی اس جگہ مور و سلیمان کا
ہمارے اُستخوان سے شانہ گر شانے بناتے ہین
وہ کیا سمجھے جو دیکھے ہو جہان مین روز ہجران کا
جو وہ سفاک وقت قتل چاہے التیام اے دل
ہماری قبر پر شب کو ہوا عالم چراغان کا
کیا دونا ستم صیاد نے کہنہ اسیرون پر

اگر پر تو پہلے ہی کترے تھے آج آنکھوں کو بھی ٹانکا
جنون ہم اس قفس مین شعر کیا کہہ سکتے تھے توبہ
اگر یہ فیض تھا کچھ حضرت عشق سخندان کا

شاہزادہ نورالدہر عالیشان ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالکر روانہ ہوا ہی تعاقب مین ہرن کے چلا جاتا ہی جہان رک رہتا ہی کہ اب نہ جائیگا تو ہرن اشارہ کرتا ہی کہ آ پھر نورالدہر مرکب کو اڑاتا ہی حتے کہ قریب ایک باغ کے پہونچا ہرن تو اُچھل کر دیوار کو پھاند کے داخل باغ ہوا نورالدہر دروازے سے اندر باغ کے آیا وہان ہرن کو نہ دیکھا نہ کسی آدمی کو پایا اُس آہو کی جستجو کی مگر کہین پتا نہ لگا چاہا کہ باغ سے باہر نکلے دروازہ باغ کا مقفل دیکھا دیوارون کو بہت بلند پایا شاہزادے نے دروازے کا قفل توڑا دوسرا قفل پیدا ہوا دوسرے کو توڑا تیسرا پیدا ہوا یہ قفل توڑتا جاتا ہی اور پھر قفل پیدا ہوتے جاتے ہین اب شاہزادہ حیران و ششدر رہی کہ کیونکر جائے ایک آواز آئی ماندی بدور قیامت ہمین جا ماندی یہ آواز سنکے اور زیادہ پریشان و ملول ہوا ناچار سیر باغ مین مشغول ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اس اثنا مین ایک آواز گریہ وزاری کی ایک طرف سے بلند ہوئی کہ ای پروردگار اگر زیست ہماری ہی تو ہمین اس عذاب سے نجات دے نہین تو عزرائیل کو حکم کر کہ ہماری قبض روح کرے اب یہ اذیت قید کی ہمسے اُٹھائی نہین جاتی ہی بمجرد سُننے اس آواز حزین کے شاہزادہ نورالدہر بیچین ہو گیا اُس آواز کیطرف چلا جب قریب اُسکے آیا دیکھا کہ ایک دروازہ بند ہی اُسمین سے یہ صدا بلند ہی نورالدہر نے دروازہ کھولا اندر گیا دیکھا کہ ادلوس جنی اور ناہید جادو اور مجنون اختر شمار قید سخت مین گرفتار ہین شاہزادے نے حال پوچھا اُنھون نے جواب دیا غزل

ہین قید عشق گیسو و رخسار یار مین
آب بقا ہی آب دم ذوالفقار مین
کٹتے ہین عشق عارض و گیسو مین روز و شب
لاکھون ہی بجلیان ہین دل بیقرار مین
دل مین ہزارون داغ ہوئے آتے ہی شباب
باقی ہی اب بھی ضعف یہ میرے غبار مین
بستان عشق کا گل یک رنگ ہی جنون

ہم مبتلا ہین گردش لیل و نہار مین
بعد فنا بھی مین جو نہین ہون قرار مین
دن کو ہین ہم حلب مین تو شب کو تتار مین
جاتے ہین رہروان عدم کس طریق سے
کیا گل کھلے ہین آمد فصل بہار مین
یہ کس سیاہ بخت سے ہر بر ہی انھین
ای عندلیب کہہ دو ن یہ سوسن ہزار مین

جلتے ہین ہم تصور ابروے یار مین
کیا میرے ساتھ دفن ہی بجلی مزار مین
ہین چشم تر مین سیکڑون بادل بھرے ہوئے
نقش قدم بھی تو نہین اس رہگذار مین
اُٹھے نہ یہ زمین سے لاکھ آئین آندھیان
گیسوے یار آج جو ہین انتشار مین

ای شہریار انجم جادو کا بھائی ہیکل جادو ہمین یہان پکڑ لایا ہی کہتا ہی کہ عوض انجم جادو کے خون کا تمسے لونگا کہ تمھاری سازش سے انجم جادو مارا گیا ہی اور پوچھتا تھا کہ طلسم کشا کدھر گیا بتاؤ ہمنے کہا کہ ہم نہین جانتے اُسنے ہمکو تو یہان قید کیا اور آپکی فکر مین گیا ہوا ہی نہین معلوم آپکا قدم یہان کیونکر آیا یا وہی آپکو کسی فریب سے اس مقام پر لایا ہوگا نورالدہر بولا کہ یہ کیفیت پھر بیان کرونگا پہلے تمھین تو رہا کر لون اُن سب نے کہا ای شہریار یہ قید سحر ہی ہم نہ چھوٹینگے ناحق آپ بھی گرفتار ہو جائینگے خبردار ہمین ہاتھ نہ لگائیے گا یہی باتین تھین کہ ایک آندھی بڑے زور شور سے چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور ایک جادوگر مہیب صورت نمودار ہوا اُسنے نعرہ کیا کہ باش ای قاتل انجم شاہ جادو مین ہی تجھے ہرن بنکر لایا ہون اب تو میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا تجھے اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرینگے مجھے ذرا رحم نہ آئیگا نورالدہر للکارا کہ او نابکار کیا جھک مارتا ہی مین تجھے زندہ کب چھوڑتا ہون ادلوس پکارا ای شہریار یہی ہیکل جادو ہی اسی نے ہم سبکو گرفتار کیا ہی نورالدہر یہ سنکر تلوار کھینچکر دوڑا ہیکل جادو نے سحر کیا کہ ہاتھ شاہزادے کا خشک ہو کر رہگیا ہیکل جادو نے ہاتھ نورالدہر کا پکڑ کر کھینچا اور چار میخین گاڑ کر چومیخہ باندھ دیا اور آواز دی کہ ارے جلد کوئلے لاکر سلگاؤ اور سیخین چھریان نمک مرچ لاؤ مین اسکے کباب کرکے کھاؤنگا سب اسباب آکر موجود ہوا آگ دہکنے لگی شاہزادے کا بدن جلنے لگا اور وہ حرامزادہ چھری ہاتھ مین پکڑ کر قریب بیٹھا کہ گوشت کاٹکر کباب کرے نورالدہر دعا مانگنے لگا کہ ای خالق عالم تصدق اپنے بندگان خاص کا مجھے اس ظالم کے پنجے سے نجات دے قطعہ ای آنکہ بملک خویش پایندہ توئی + وز دامن شب صبح

نمایندہ توئی ÷ کارمن بیچارہ قوی بستہ شدہ ÷ بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی ÷ ہنوز دعا مانگ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی نقابدار قنطورہ پوش چار ون نقابدار ہیبت پیدا ہوا اور نور الدہر کو دیکھا کہ چو میخہ بندھا ہوا ہی اور ہیکل جادو مستعد قتل بیٹھا ہوا ہی شاہزادے کو پہچانا کہ یہ تو حمزۂ صاحبقران کا پوتا ہی بس نعرہ کیا کہ او ہیکل جادو کیون تو اسکے درپے قتل ہوا ہی خبردار اسیر ہاتھ نہ ڈالنا چھوڑ دے نہین تو تجھسے بُری طرح پیش آؤنگا اور تجکو نہین معلوم کہ خداوند فرعون شاہ کا یہ حکم نہین ہی کہ خدا پرستون کو ایذا دو تو نے کیون اسکو گرفتار عذاب کیا ہی ہیکل جادو نے جواب دیا کہ اسنے میرے بھائی انجم جادو بادشاہ طلسم جان بن جان کو مارا ہی مین اس سے عوض خون کا لونگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا قنطورہ پوش نے کہا کہ تو جھک مارتا ہی کیا مجال تیری جو تو اسکی طرف آنکھ ٹیڑھی کرکے دیکھ سکے تجھے لازم ہی کہ اسے چھوڑ دے نہین تو نہایت ذلیل و خراب ہوگا تو خود گرفتار عذاب ہوگا ہیکل جادو نے کہا کہ مین کیا تیرا تابعدار ہون جو تیرے کہنے پر عمل کرون تو کیا اور حکم فرعون کیسا مین کسی سے پایہ کم نہین رکھتا اور یہ کہکر سحر کرنے پر مستعد ہوا قنطورہ پوش ہنسا اور نقابدار قلندر قہقہہ سے کہا کہ اسے پکڑ لا نقابدار قہقہہ ہیکل جادو کیطرف چلا ہیکل جادو نے سحر کیا کہ آگ کا دریا بہ کر نقابدار پر دوڑا مگر جسوقت پاس نقابدار کے پہونچا شعلہ ہاے آتش پھٹ گئے نقابدار برابر ہیکل جادو کے آیا نقاب منہ پر سے دور کی پکارا کہ برمن نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا ÷ ہیکل جادو کی جو نگاہ نقابدار کے چہرے پر پڑی بجرد دیکھنے کے ہنسنا شروع کیا یہانتک ہنسا کہ ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا قنطورہ پوش نے کہا کہ ارے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرو لوگ تلوارین کھینچکر آئے اُسیوقت اُسکے پرزے اُڑا ئے اور نور الدہر کو مع ادلوس و ناہید اختر شمار قید سے رہا کیا نقابدار نے خیمہ استادہ کروایا اُسمین نور الدہر کو بٹھایا دعوت و ضیافت کی صحبت عیش آراستہ ہوئی ارباب نشاط طلب ہوئے اُنھون نے بصد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی

غزل

کس سے برہم ہو کہو ہمسے چھپانا کیا ہی
کچھ نہ ظاہر ہوا راز اُنکی کمر کا کیا ہی
آپ کا دوسرے کے دل پر اجارہ کیا ہی
جب ہی مشہور جہان وعدہ خلافی اُسکی
آپ کا معجزہ اے حضرت عیسیٰ کیا ہی
سر تو ٹکرا چکے سو بار صنم کے در پر
ہم بھی تو سن لین الٰہی کہ یہ قصا کیا ہی
رنگ رخ زرد ہوا جاتا ہی کیون ایسے آپ

ذکر مذہب کا بھلا عشق مین لانا کیا ہی
کس سے ہم پوچھین الٰہی یہ معما کیا ہی
آجتک بلبل و گل مین جو نہین گفت و شنید
پھر نہ آنے کا بھلا یار کے شکوا کیا ہی
تاب نظارۂ محبوب نہ لا یا کوئی
آگے اب دیکھیے تقدیر کا لکھا کیا ہی
کچھ لیا تو نہین مانگا ہی فقط بوسۂ لب
اے جنون کچھ تو بتا ؤ کہ یہ نقشا کیا ہی

بل ہی کیون ابروؤن پہ آج یہ نقشہ کیا ہی
کعبہ کہتے ہین کسے اور کلیسا کیا ہی
ہمکو چاہے نہ کوئی آپ یہ کیا کہتے ہین
آخر اے باد صبا دونون مین جھگڑا کیا ہی
مردے ٹھوکر سے جلاتا ہی مسیحا میرا
منکر آپ پہ اے حضرت موسیٰ کیا ہی
کسکا جلوا نظر آیا جو ہوئے غش موسیٰ
اتنی سی بات پر اے جان بگڑنا کیا ہی

بعد صحبت عیش و نشاط کے جب تخلیہ ہوا تو نقابدار نے نور الدہر سے پوچھا یہ تو کہو کہ بھائی عمرو اور حمزۂ صاحبقران سے صلح ہوئی یا ابھی نہین نور الدہر نے کہا کہ اب تو وہ شہر فرنگوشیہ سے ایرج کو صاحبقران بنا کر آپ اُسکے قطب بنکر لڑائی کو لائے ہین ابھی صفائی کی کون صورت ہی مگر ہم لوگ خواجہ عمرو کے دشمن نہین ہین نہ وہ ہمارے دشمن ہین ہم آج چاہتے ہین کہ خواجہ عمرو سے اور امیر سے صفائی ہو جائے کہ وہ تو ہم سب کے محسن ہین ہر بلا سے ہمین بچاے تھے ہر وقت مین شریک ہو جاتے تھے قنطورہ پوش نے کہا کہ مین نے خواجہ عمرو کو اپنا بھائی کیا ہی مجکو اُس سے کمال محبت ہی مین بھی دعا کیا کرتا ہون کہ امیر حمزہ سے اور خواجہ عمرو سے ملاپ ہو جائے نور الدہر بولا کہ خدا چاہیگا تو ہو جائیگا القصہ دوسرے دن نقابدار تو چلا گیا نور الدہر ادلوس اور ناہید اور مجنون کو رخصت کرکے روانہ لشکر اسلام ہوا کوئی دو تین کوس آیا ہوگا کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا بارہ ہزار سوار سے یموت آفتاب پرست نمایان ہوا کر ب غازمی کو اعرابے پر ڈالے ہوئے فرنگوشیہ کو لیے جاتا تھا شاہزادے پر ۱۱

جو یہ حال کھلا نہایت برہم ہوا اور سامنے یموت آفتاب پرست کے آکر کہا کہ او یموت قید کرب غازی کی میرے حوالے کر نہیں تو تجھے مار کر چھین لونگا یموت آفتاب پرست نے دیکھا کہ یہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کیہ و تنہا ہی تنہا کا گرفتار کر لینا کیا ہی فوج کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو لوگ شاہزادۂ نور الدہر پر دوڑے شاہزادہ تلوار کھینچکر اُنپر جا پڑا بہت سے لوگون کو قتل کیا خوب لڑائی ہوئی آخر یموت سے سامنا ہوا یموت نے تلوار ماری شاہزادۂ نور الدہر نے تلوار اُسکی رد کر کے جوابنا وار کیا یموت آفتاب پرست کے دو ٹکڑے ہوئے فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگی کرب غازی نے قید توڑی اور سردار بھی قید سے رہا ہوئے شاہزادۂ نور الدہر نے کرب غازی سے حال پوچھا کہ آپ کیونکر قید ہو لئے اُس بہادر نے حال بیان کیا کہ کشتی مین کولہ میرا اُتر گیا ایرج نے بنامردی مجھے پکڑ لیا مگر ای شاہزادۂ نور الدہر اس نامردی کا عوض اُس آفتاب پرست سے نہ لیا ہوگا تو اپنا نام کرب غازی نہ رکھا ہوگا مین بغیر عوض لیے لشکر اسلام مین نہ جاؤنگا قسم ہی مجکو علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی کہ جبتک سزا اس کو پاس فروش بچہ بازاری کو نہ دے لونگا کسی کو منھ نہ دکھاؤنگا یہ کہکر صحرا کو راہی ہوا شاہزادۂ نور الدہر ناچار سردارون کو ہمراہ اپنے لیکر لشکر اسلام کیطرف چلا لیکن لوگ یموت آفتاب پرست کے بھاگ کر حیران و پریشان پاس ایرج نوجوان کے پہونچے اور بیان کیا کہ شاہزادۂ نور الدہر نے یموت کو قتل کیا اور سب قیدیون کو چھڑا لیا ایرج نوجوان یہ کلمہ سنکر غیظ و غضب مین آکر اُٹھا کہ مین جاکر نور الدہر کو لبزا پہونچاتا ہون اور سوار ہو کر بے اجازت قطب دوران روانہ ہوا ایسا غصہ ہر کہ گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے عوجان دریا باری مرجان دریا باری وغیرہ یہ سب ہین کہ اثنائے راہ مین شاہزادۂ نور الدہر سے مقابلہ ہوا شاہزادۂ نور الدہر سب سردارون کو پشت پر رکھکر مقابل ایرج ہوا ایرج نے بادب سلام کیا اور کہا کہ ای شہریار مجھسے اور آپ سے یہ دوستی و ملاقات اور آپ نے میرے رفیق کو مار ڈالا کچھ میرا پاس و لحاظ نہ کیا بھلا آپکو اُس سے کیا غرض بھی کیا مطلب تھا شاہزادۂ نور الدہر نے جواب دیا ای ایرج الصاف شرط ہی مین کیونکر اپنے پھوپھا اور اُستاد کو قید مین گرفتار دیکھ سکتا اور سردار میرے اور باپ دادا کے اسیر تھے کیونکر طرح دے جاتا اسیر بھی مین نے یہ کہکر یموت آفتاب پرست کو سمجھایا کہ تو اِن سردارون کو میرے حوالے کر کہ مین ایرج نوجوان کو جواب دے لونگا اُسنے میرا کہنا نہ مانا مجھسے مقابلہ کیا بلکہ جو کچھ سخت و سست اُسکے جی مین آیا مجکو کہا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو سب آفتاب پرست میرے اوپر آپڑے اُسوقت مین نے اُنپر تلوار کھینچی قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ یموت مارا گیا اب تم جو گرما کر آئے ہو تو مین کچھ چلا نہیں ہون جو نگل جاؤ گے ایرج بولا ای شہریار مجکو آرزو ہی میرے آپ کے آزمائش ہو جائے شاہزادۂ نور الدہر نے کہا کہ مین تجسے یہان نہ لڑونگا کسواسطے کہ اگر مین نے تمکو زیر کیا تو ایک زمانہ کہے گا کہ بہت سے پہلوان نور الدہر کے ہمراہ تھے اس سبب سے غالب آیا بہتر یہ ہی کہ لشکر مین چلو طبل جنگ بجوا کر میدان مین نکلو تمام زمانہ وہان جمع ہی سب دیکھینگے کہ کون کسپر غالب ہوا کسنے کسکو زیر کیا ایرج نوجوان نے کہا کہ بہت اچھا غرض دونون وہانسے چلے ایرج نوجوان اپنے لشکر مین داخل ہوا نور الدہر خدمت صاحبقران مین آیا قدمبوسی حاصل کی باپ کو سلام کیا بدیع الزمان نے اُسکے گلے سے لگایا شاہزادۂ نور الدہر نے کرب غازی کا حال بیان کیا کہ وہ صحرا کو چلے گئے میرے ساتھ نہ آئے امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ کرب نہایت صاحب غیرت اور بہادر بے نظیر ہی ایرج نے بڑی حرکت نامردانہ اُسکے ساتھ کی وہ مقرر اس سے عوض لیگا سزائے معقول دیگا مگر شاہزادۂ نور الدہر کے آنے سے کمال خوشنودی ہوئی محفل عیش آراستہ کی بجائے عمرو چالاک نے ذی نوازی کی یہ بھی بعد خواجہ کے اپنا مثل نہیں رکھتا یہ غزل گانا شروع کی غزل

یارون مین خوش شگفتہ ساعت ہوئی تو کیا	ظاہر مین صاف دمین کدورت ہوئی تو کیا	نکلا نہ گھر سے فاتحہ پڑھنے تمام عمر

کوچے مین اسکے نام کو تربت ہوئی تو کیا
کیا فائدہ کفن سے چھپا کر جو منھ چلے
روز جزا نجات کی صورت ہوئی تو کیا
گلچین نے سب کو پھول دیے ہمکو داغ دل
تسلیم یون سحر شب فرقت ہوئی تو کیا

ہر حال مین جلے صفت شمع رات بھر
مر کر کیے ہوئے سے ندامت ہوئی تو کیا
محروم دیدہ رہگئے اعمال کے سبب
باغ جہان مین ایسی بھی قسمت ہوئی تو کیا

خلوت ہوئی تو کیا ہمین جلوت ہوئی تو کیا
جو جو عذاب قبر مین ہونے تھے ہو چکے
برگشتہ قسمتون کو قیامت ہوئی تو کیا
کیا مر کے شکل روز تمنا مین دیکھتا

اُسطرف کو زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ مین حیران و پریشان بیٹھا تھا اور بختیارک کہ رہا تھا کہ یا خداوند اب ان خدا پرستون سے کون سامنا کریگا آفتاب پرستون کو کون جواب دیگا لقا کہ رہا تھا کہ تجھے کارخانۂ خدائی مین کیا دخل ہی نہین معلوم کہ مین اپنی خدائی کے کیا کھیل کھیلتا ہون یہی باتین تھین کہ آسمان پر سے شعلۂ آتش نمایان ہوئے برہمن جادو تخت زرنگار پر سوار دریاے جواہر مین غرق سامنے سے آئی لقا کو سجدہ کیا بیٹھی چارون طرف دیکھا اپنے معشوق بدر بن زلازل کو نہ پایا پوچھا کہ یا خداوند بدر کہان ہی لقا بولا کہ ای برہمن جادو اُسے ایرج آفتاب پرست پکڑ لیگیا ہی اور مین بہت پریشان ہون اب تم آئی ہو تو ان خدا پرستون سے لڑو انکا کام تمام کرو اور آفتاب پرستون کو وہ دزد باریک گردن عمرو بن امیہ ضمری لیکر آیا ہی انکو بھی مٹادو اب ہاتھ میرا ہی اور دامن تمھارا ہی برہمن جادو نے کہا کہ یا خداوند مین کوئی پہلوان نہین ہون کہ لشکر حمزہ سے لڑون مجکو سحر مین دخل ہی سو اسکی صورت یہ ہی کہ حمزہ اسم باطل السحر جانتا ہی مجکو کب مانتا ہی مفت مین حمزہ کے ہاتھ سے ماری جاؤنگی اور اگر آفتاب پرستون سے لڑون تو وہان عمرو ایسا عیار موجود ہی کہ جسنے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کر دیے کل کا ذکر ہی کہ عنطلی آباد کو کسطرح برباد کیا میری اُسکے سامنے کیا حقیقت ہی مین اپنی جان مفت نہ دونگی مگر بدر بن زلازل کو البتہ چھڑا لیجاؤنگی اور ملک کوچک باختر کو اُسے مسخر کرواونگی فوج فراوان لشکر بے پایان جمع کر کے آپ کی مدد کیواسطے بدر کو لاؤنگی لقا نے کہا کہ کئی ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی غرض برہمن جادو نے رات کے وقت جاکر سحر کیا کہ موکل زندان سب سو گئے برہمن جادو بدر بن زلازل کو چھڑا کر لے آئی اور لقا سے رخصت ہوکر مع بدر روانۂ باختر ہوئی مگر لقا نہایت آزردہ کمال رنجیدہ بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ارچنگ ماہی خوار تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آپکی مدد کیواسطے آتا ہی لقا یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور سردار استقبال کیواسطے جائین اور ارجنگ کو لائین ارجنگ ماہی خوار ایک مدت سے لاہوت شاہ پر عاشق ہی اسنے جو سنا تھا کہ ایرج آفتاب پرست لاہوت کو پکڑ لیگیا ہی برہم ہوکر یہ آیا ہی کہ چلکر ایرج نوجوان کو سزا دیجیے اپنے معشوق کو چھڑا لیجیے دو منزلے کا ایک منزلہ کرتا آیا ہی جب بارگاہ لقا مین پہونچا لقا نے صحبت رقص و سرود آراستہ کی ناچ ہونے لگا مغنی نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

آپ مین گم ہون کسی کی جستجو سے کیا غرض
آرزو کہتی ہی مجکو آرزو سے کیا غرض
کیون ملین ہم خاک مین تعظیم منعم کے لیے
رند مشرب ہون مجھے اس گفتگو سے کیا غرض
عندلیب گلشن جنت ہون مجکو اے صبا
ورنہ بھی گردون کو طوق بگلو سے کیا غرض
مین تو ہون تسلیم شاگرد نسیم دہلوی

جب دہن ٹھہرا اثر پھر گفتگو سے کیا غرض
بحر ہستی مین حباب آسا فقط رکھتے ہین سر
اہل زر کی اعتبار آبرو سے کیا غرض
سنکے قاتل کی طلب محشر مین بولا زخم دل
تو ہی بتلا ان گلو غنچے رنگ و بو سے کیا غرض
سرخوش جوش حقیقت ہون مجھے اس خم مین
مجکو طور شاعران لکھنؤ سے کیا غرض

دیکھکر تجمل فلک کو حوصلہ جاتا رہا
ہتھکڑی سے کام کیا طوق گلو سے کیا غرض
ذکر کعبہ ہو کہ وصف دیر دونون کو سلام
مین تو راضی ہون تمھین میرے عدو سے کیا غرض
ہی کسی محبوس دوران کا مہ نو یادگار
ساقیا تیرے مے و جام و سبو سے کیا غرض

جب اسنے دیکھا کہ سب بیٹھے ہین مگر لاہوت شاہ نہین ہی اور لاہوت شاہ پوشاک بدلنے گیا ہوا تھا غرض ارجنگ ماہی خوار نے لقا کو سجدہ کیا دنگل پر بیٹھا پوچھا یا خداوند نور خالص لاہوت شاہ کہان ہین بختیارک نے کہا آتے ہین حمام کرنے گئے ہین بعد دو گھڑی کے لاہوت شاہ آیا

آیا تاج مکلل بجواہر سر پر رکھے پیراہن آب روان کا گلے مین پہنے سراپا موتی ٹکے ہوئے تھے تکمہ الماس کا گھنڈی یاقوت کی لگی ہوئی تھی پائجامہ سبز گلبدن کا پانؤن مین نورتن بازؤن پر بندھے ہوئے دونون گال مانند چقندر کے سرخ آنکھین زرد بال بھورے ارجنگ نے جو لاہوت کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر لپٹ گیا رخسار نحس کا بوسہ لیا پاس اپنے بٹھالیا اور پوچھا کہ مین نے سنا تھا کہ ایرج آپکو پکڑ لیگیا تھا بختیارک بولا کہ یہ حال مجھسے پوچھیے اُسنے تو غضب کیا پہلے روز جو ایرج آیا سہیلان کو قتل کر کے جنگ مغلوبہ مین لاہوت شاہ کو پکڑ لیگیا منشار خوار آتشین مردار خوار لاہوت شاہ کو چھڑا لایا تھا کہ ایرج تنہا بارگاہ مین خداوند کے گھس آیا اور منشار کو مار کر لاہوت شاہ کو اسیر کرلیا اور قید شدید مین گرفتار کیا کہ دیکھیے اب تک ہتھکڑی بیڑی کے نشان دست و پا مین ہین کس بیدردی سے خداوندزادے کو قید کر رکھا ہے اور کیا اذیتین دی ہین ہائے وہ جو کی روٹی ملنا اور خداوندزادے کا نہ کھانا اور بھوکھ سے تڑپنا اور پیاسا رہنا القصہ ایسا بختیارک نے حال لاہوت شاہ کا بیان کیا کہ ارجنگ ماہی خوار رونے لگا اور کہا کہ جبتک اس آفتاب پرست کو نہین مارتا ہون مجھے چین نہین ہے لقا سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مین کل ایرج کو قتل کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ادھر ایرج کو خبر ہوئی اُسنے بھی حکم دیا نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ادھر امیر حمزہ صاحبقران کو جا کر ہرکارون نے ارجنگ ماہی خوار کے آنے کی اور طبل جنگ بجوانے کی خبر دی امیر نے بھی فرمایا کہ نقارہ بجے تینون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نیب دیکر چلے گئے ارجنگ اپنے گینڈے کو اُڑا کر سامنے لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا جا تجھکو سپرد کیا اپنے ید قدرت کے تیری دم شمشیر مین سب کی موت تقدیر کردی ہے ارجنگ وہانسے پھرا لاہوت شاہ کے گلے سے لپٹا کئی بوسے اُسکے لیے اور کہا آپنے شب کو اپنے وصل سے مجکو شاد کیا ہے مین بھی جان اپنی نثار کرنے جاتا ہون لاہوت شاہ نے ہنسکر ایک طمانچہ اُسکے مارا اور کہا کہ جا اگر تونے جا کر اس آفتاب پرست کو مار لیا تو آج تجھے بہت خوش کرونگا بس ارجنگ میدان مین آیا نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری بے ادب نکل میدان مین تو تجھے اس بے ادبی کا حال معلوم ہوگا کہ خداوندزادے کو تو پکڑ کر لیگیا اور قید رکھا ایرج مرکب کو اُڑا کر قطب دوران کے سامنے آیا اجازت چاہی قطب دوران بولے کہ سپرد کیا نیر اعظم کو ایرج مقابل ارجنگ ماہی خوار ہوکر نگاور زن ہوا بعد اُسکے ارجنگ نے کہا کہ سن تو او آفتاب پرست یہ تو نے کیا غضب کیا تھا کہ نور خالص میکائیل قدرت کو زندان مین بند کیا تھا ایرج بولا او بدمعاش کیا بیہودہ بکتا ہے تجھکو کیا چھوڑونگا دیکھ کسطرح مارتا ہون بس یہ سنکر ارجنگ آگ ہوگیا اور کہا او آفتاب پرست زبان دراز لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو ایرج نے کہا کہ تو اپنا حربہ پہلے کر لے ارجنگ نے نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے چند طعن مین نیزہ ارجنگ کا نکال دیا جہان آنکھون مین ارجنگ کی تاریک ہوگیا تلوار کھینچکر ایرج پر ماری کہ سپر کو قلم کر کے سر پر ایرج کے پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ایرج نے دستانہ مار کر تلوار جھنا کر نکل گئی سر سے ایک چادر خون جاری ہوئی ایرج نے زخم سر ہاتھ سے پکڑ کر تلوار ارجنگ پر ماری کہ سپر اُسکی قلم ہوئی اُسنے سر اپنا بچایا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ قلم ہوئی گینڈا اور ارجنگ دونون گرے آفتاب پرست تلوارین برہنہ کر کے پکارے کہ ناقدردان ناانصاف کا دونون جہان مین روسیاہ صاحبقران کو یہ کلمہ نہایت ناگوار ہوتا ہے مگر ضبط کر کے رہجاتے ہین لیکن اُدھر ارجنگ کا گرنا تھا ادھر فوج ارجنگ کی ایرج پر دوڑی ایرج بھی اُنپر دوڑ پڑا آفتاب پرست کمک کو دوڑے خوب تلوار چلی ارجنگ کو گینڈے کے نیچے سے نکالا یہ بھی اور گینڈے پر سوار ہوکر لڑنے لگا دن بھر تلوار چلی شام کو طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین پھر گئے نورالدہر ایرج کے دیکھنے کو آیا ایرج نے سردار استقبال کیواسطے بھیجے جب شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا ایرج چاہتا تھا تعظیم کیواسطے اُٹھے نورالدہر پکارا اے ایرج خبردار نہ اُٹھنا اگر اُٹھوگے تو زخم کے ٹانکے ٹوٹ جائینگے ایرج ناچار اُٹھا نورالدہر بیٹھا مزاج پرسی کی اور کہا اے ایرج زخمی ہونے کا مضائقہ نہین ہے زخم سکہ ہے زر نقد بہادری کا جو ہر ہے شمشیر تہوری کا سوار جبتک گھوڑے پر سے نہ گریگا اُسے

سوار ہونا نہ آئیگا اگرچہ کبھی ہم بھی زخمی ہو گئے ہین صاحبقران بہت زخمدار ہوئے ہین اور کبھی کل اس ارجنگ ماہی خوار کو مار لینگے
ایرج نے کہا ای شہریار آرزو تو یہی ہی کہ مین اچھا ہو کر اُسے قتل کرون مگر آپکو منع بھی نہین کرتا ہون خیر جو مرضی آفتاب تابان کی
بڑی دیر تک اسیطرح کی باتین رہین کہ اسمین خبر پہنچی کہ ارجنگ نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی نورالدہر تو رخصت ہو کر چلا گیا تینون لشکرون
مین طبل جنگ بجا صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر چلے گئے ارجنگ ماہی خوار لاہوت شاہ
کو خوب پیار کر کے بہت سے بوسے لیکر میدان کو چلا خوب گینڈے کو جولان کیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام مین علمہای شیر پیکر جلوہ گری
پر آئے اور اُس شخص نے باگ لی جسے نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان صاحبقران بن
صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر عالیشان کہتے ہین سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خدا حافظ و
نگہبان ہی یہ فرما کر جام عطا کیا شاہزادے نے پیا اور بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر مہمیز کر کے میدان مین آیا ارجنگ سے نگاور زن ہوا کہ ارجنگ گرتے
گرتے سنبھلا الغرض مین مثل کر سامنے پہنچا پوچھا کہ ای خدا پرست تو کون ہی شاہزادے نے فرمایا شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بچشم و بقہر +
منم ستارہ چشم شاہزادہ نورالدہر + تو نے سنا ہوگا تمام تاریکیان کفر کی میری ذات سے مٹی ہین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہون شعر
منم ماہ تابان صاحبقران + گل بوستان بدیع الزمان + ارجنگ نے کہا کہ نام تیرا معلوم ہوا ایک مرتبہ نام تیرا اختیار رک
کی زبانی سنا تھا مین تو چاہتا ہون کہ آفتاب پرستون کا کام تمام کرون تو نے کیون اگر مقابلہ کیا شاہزادے نے کہا کہ مجھے اور ایرج
سے دوستی کمال ہی وہ تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا ہین اُسکی تلافی کرنے نکلا ہون ارجنگ بولا کہ تو مجھے ایسا حلوا سمجھا ہوا ہی خیر لا اپنا
حربہ نورالدہر نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین حربہ حریف پر پہلے نہین کرتے اُسنے یہ سنکر خبردار خبردار کہکے شاہزادے پر نیزہ مارا
نورالدہر نے نیزے کو نیزے پر لیا اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا ارجنگ آگ ہو گیا کہا غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا
مگر یہ تلوار ہی کہ بردون کے جھگڑے فیصل کرتی ہی خبردار رہنا یہ کہکر تیغہ نیام سے کھینچکر نورالدہر پر مارا نورالدہر نے چاہا کہ تلوار
اُسکی چھین لے اور کمر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھالے یہ ارادہ کر کے مرکب کو مہمیز کیا پاؤن گھوڑے کا موشخانے مین جا رہا گھوڑے نے سکندری
کھائی خود سر پر سے اُلٹ گیا اوپر سے تلوار ارجنگ کی پڑی اور کوئی چار اُنگل سر مین اُتر گئی شاہزادے نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر
نکل گئی سر سے چادر خون کی جاری ہوئی شاہزادے نے زخم سر کو باندھکر گھوڑے کو سنبھالا اور تلوار ارجنگ پر ماری کہ سپر اُسکی
قلم ہوئی اُسنے سر اپنا نیچے کھینچا اسپر بھی بیبلا سر پر پڑا کوئی دو اُنگل کا زخم لگا اور تلوار آکر گینڈے پر پڑی کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی
ارجنگ اور گینڈا دونون گرے قطب دوران نے معمول رکھا ہی کہ جو لشکر کفار یا لشکر اسلام کا ہاتھ سے ایرج کے زخمی
ہوتا ہی تمام آفتاب پرست تلوارین ننگی کر کے پکارتے ہین کہ ناقدردان و ناحق شناس کا دونون جہان مین روسیاہ ہوا اب جو
ارجنگ زخمی ہو کر گرا صاحبقران نے حکم دیا کہ تمام فوج تلوارین کھینچکر نعرہ کرے کہ نمک حرام کا دونون جہان مین منھ کالا ہی
ایک مرتبہ لشکر اسلام مین غلغلہ ہوا کہ نمک حرام کا دونون جہان مین روسیاہ قطب دوران یہ آواز سنکے بہت جلا لیکن ارجنگ
جو گرا فوج اُسکی نورالدہر پر دوڑ پڑی جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو تینون لشکر طبل بازگشت بجوا کر اپنی اپنی آرامگاہ مین گئے بدیع الزمان
نورالدہر کو خیمے مین لیکر آیا زخم مین ٹانکے لگوانے لگا کہ ایرج بھی نورالدہر کی عیادت کو آیا اور بڑی دیر تک بیٹھا رہا اور کہا ای شہریار
مین ہی اسے مارونگا آپ سے مین کہتا تھا کہ یہ کافر زبردست ہی آپ نے نہ مانا نورالدہر نے کہا کہ ابھی گھوڑا میرا اگر سکندری نہ کھاتا تو
مین اُسے مار چکا تھا اور خضر جسکے ہاتھ قضا ہو گی اُسکے ہاتھ سے مارا جائیگا ایرج پہر رات گئے تک بیٹھا رہا بعد اُسکے چلا گیا لیکن لقا یہان
صبح کو بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا ارجنگ لاہوت شاہ سے اختلاط کرنے لگا اکثر لپٹ کر سب کے سامنے بوسے لیتا ہی ہاتھ چومنے
لگتا ہی ایک مرتبہ ہاتھ جو لاہوت شاہ کا پکڑا دیکھا تو سیاہ نشان کلائی پر ہی ارجنگ نے کہا ای جان جہان یہ سیاہ نشان کیسا ہی
لاہوت شاہ بولا کہ مجکو اُس آفتاب پرست نے قید کیا تھا یہ نشان ہتھکڑیون کا ہی ارجنگ کو نشہ شراب کا خوب تھا یہ کلمہ سنکر

نہایت غضبناک ہوکر اُٹھا کہ جاکر ابھی اُس کم پاس فروش بچہ بازاری کو پکڑ لاتا ہون یہ کہکر چلا ہر چند بختیارک نے منع کیا ارچنگ نے نہ مانا اور جانب لشکر آفتاب پرستان روانہ ہوا ہرکارون نے خبر قطب دوران کو پہونچائی کہ ارچنگ بارادہ فاسد آتا ہی سردارون نے کہا کہ ایرج نوجوان تو زخمی ہین مگر ہم اُس سے لڑینگے یہانتک نہ آنے دینگے قطب دوران نے کہا کہ تم جاکر اُسے استقبال کرکے لاؤ سب سردار گئے پیشوائی کرکے ارچنگ کو لائے قطب دوران نے تعظیم کی بہت عزت سے بٹھایا جملہ اسباب عیش کا مہیا کیا جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بیہوشی ملا کر اُسے پلایا دو تین جام متواتر دیے ارچنگ کو نشہ خوب ہوا کہا یا قطب دوران مین آیا ہون کہ ایرج کی مشکین باندھکر لیجاؤن وہ کہان ہی قطب دوران نے کہا کہ جلدی نہ کیجیے ایرج آتا ہی ارچنگ بولا کہ ان باتون سے کچھ فائدہ نہوگا جلد اُسے بلاؤ قطب دوران نے چوبدار بھیجا کہ ایرج کو لاؤ اتنے مین اور ایک جام بیہوشی آلود ارچنگ کو دیا یہانتک کہ خوب نمک سرکار نے اثر کیا ایک مرتبہ ارچنگ بولا کہ قطب دوران تو بڑا دغا باز معلوم ہوتا ہی ابتک ایرج نہ آیا مین تجکو باندھکر لیجاؤنگا قطب دوران نے دیکھا کہ بیہوشی ارچنگ مین تاثیر کر چکی ہی کہا کہ او ماہی خوار کیا کہتا ہی یہ کیا پوچ کلمہ و کلام مین مجکو کیا لقا کیطرح سمجھا ہی کہ اُسکے بیٹے پر عاشق ہی اور سامنے لقا کے تو اُسکے بوسے لیا کرتا ہی او نالائق بیہودہ کیون تیری شامت آئی ہی مین طرح دیتا ہون کہ تو میرے گھر مین آیا ہی ارچنگ یہ سنکر غضبناک ہوکر دوڑا قطب نے ایک طمانچہ مارا کہ ارچنگ بیہوش ہوکر گرا فرمایا پکڑ لو لوگون نے گرفتار کر لیا کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو کہ اسے قید کرین اُسوقت آہنگر آئے اور ارچنگ کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا اس اثنا مین ایرج بھی پہونچا دیکھا کہ ارچنگ بیہوش پڑا ہی احوال پوچھا قطب دوران نے بیان کیا ای ایرج مین اس سے بملائمت گفتگو کیے جاتا تھا یہ مجھے پیر سمجھکر دوڑا کہ پکڑ لون مین نے ایک طمانچہ مارا کہ ابتک بیہوش پڑا ہی ایرج بولا درست دیجا ہی قطب نے کہا کہ اسے ہوش مین لاؤ کچھ اسباب رفع بیہوشی اُسکی ناک مین ڈالے کہ وہ چھینک مار کر ہوش مین آیا اپنے کو بندھا ہوا پایا قطب دوران نے کہا ای ارچنگ دیکھا مجھ بوڑھے کا زور کہ ایک طمانچے مین تیری کیا حالت ہوئی ارچنگ نے پوچھا کہ مجھے کسنے پکڑا قطب دوران نے کہا مین نے ارچنگ پکارا کیا جھک مارتا ہی یہ دروغگو بیفائدہ ہی میرا پانون لڑکھڑایا مین گر پڑا قطب پکارا کیا بیہودہ بکتا ہی یہ کہکر جام شراب کا ارچنگ پر مارا کہ سینے پر ارچنگ کے پڑکر ٹوٹا شراب اسکے بدن پر بہ پڑی جہان آنکھون مین ارچنگ کی سیاہ ہوگیا قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا قطب پر دوڑا کہ او کاذب تیرا جھوٹھ معلوم کیے دیتا ہون تو اور مجھے پکڑیگا قطب نے دیکھا کہ غضب ہوا اگر تو بھاگتا ہی تو آبرو مین خلل آتا نہین تو مارا جائیگا پکارا کہ ای ایرج لے دشمن قطب کو ایرج نوجوان اُس حالت زخمداری مین دوڑا کہ کہان جاتا ہی بس ارچنگ ماہی خوار کا ہاتھ پکڑا ارچنگ بھی لپٹا کشتی ہوئی ایک پہر بھر مین لنگر اُسکا ایرج نوجوان نے توڑا چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کر اُسنے منھ پر ایرج نوجوان کے تھوک دیا ایرج نے سر اُسکا پکڑ کر دھڑ مین سے کھینچ لیا اور قطب دوران سے کہا یا قطب دوران پہلے تو آپنے ارچنگ ماہی خوار کو ایک طمانچہ مار کر خود گرفتار کیا ابھی آپ نے مجھسے مدد چاہی اسمین کیا بھید تھا مجھپر ظاہر کیجیے قطب دوران نے کہا ایرج نوجوان مین بے حکم نیر اعظم کوئی کام نہین کرتا ہون اور تم اُسوقت بارگاہ مین نہ تھے مین نے بحکم نیر اعظم اُسے پکڑ لیا اب نیر اعظم کو منظور ہوا کہ اس زخمداری مین شوکت تمھاری سب پر ظاہر کرے یہ سبب تھا کہ ارچنگ ماہی خوار تمھارے ہاتھ سے مارا گیا ایرج نوجوان نے کہا کہ درست ہی اتفاق کار جہانگیر ملازم نور الدہر بالوقیر دونون وقت ایرج نوجوان کی خبر گیری واسطے آیا کرتا ہی اُسوقت بھی موجود تھا قطب دوران نے کہا کہ ای جہانگیر دیکھا تو نے کہ ایرج نوجوان نے حالت زخمداری مین کیسے پہلوان کو چیر کر پھینکدیا جاکر حمزہ سے کہنا کہ اگر ایرج نوجوان کی اطاعت اختیار کرے صاحبقران زمانہ اسے جانے اور آفتاب تابان کو خدائی مانے جہانگیر نے اُسیطرح جاکر امیر سے

کہا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ دزد مکار مجکو ایرج سے ڈرتا ہی راوی کہتا ہی کہ امیر اُس روز بہت خوش بیٹھے تھے کہ بادشاہ اسلام نے امیر سے کہا کہ یا امیر عمرو نے ایک حضور سے نگرامی کی اور وہ بہ بدی پیش آیا مگر اور عیار تو بے قصور ہین اُن سبھون کی تقصیرین تو معاف کیجیے میری خاطر سے گناہ اُنکے بخشدیجیے اس گفتگو مین سب سردار شریک ہوئے کہ ای شہریار ہم بھی بغیر اپنے عیارون کے بیچین ہین امیدوار ہین کہ تقصیرین اُنکی معاف ہو جائین سب بیگناہ ہین امیر نے فرمایا اچھا بلاؤ سبھونکو سب جتنے بیٹے اور پوتے عمرو عیار اور عیاران سرداران نامی کے تھے آکر قدمون پر صاحبقران کے گرے امیر نے سب کو خلعت سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ حسب دستور سابق سب اپنے اپنے آقاؤن کی خدمت مین مصروف ہون تمام عیار اپنے اپنے مقام پر گئے لیکن امیر نے فرمایا کہ اسد اور عمرو بن رستم کہان ہین کہ بارگاہ مین نہین ہین لوگون نے عرض کیا کہ یا صاحبقران دونون ایرج کو قتل کرنے کی فکر مین گئے تھے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے امیر نے فرمایا کہ ایرج ایسا نہین ہی کہ کوئی اُسکے اوپر غالب ہو اسد نے بہت برا کیا آخر کو زخمی ہوا لیکن حال اسد کا سنیے کہ اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا ہی مرہم کی زخم پر چڑھی ہی رفیق پاس بیٹھے ہوئے ہین باتین کرتا ہی کہ صاحبو فلک کج رفتار دغاباز نے مجھے اس نابکار بچے کے ہاتھ سے ذلیل کروایا نہایت آسمان پاجی پرست ہی اور یہ آفتاب پرست اگر ہاتھ لگے تو ٹکڑے ٹکڑے کرون یہی باتین تھین کہ سمک یلطاقی اسد کے دیکھنے کو آیا اسد نے کہا ای سمک آؤ بیٹھو سمک سلام کرکے بیٹھ گیا زخم کا حال پوچھا کہا بھئی کیا پوچھتے ہو یہ آفتاب پرست حرام کے لقمے کھا کھا کر مسٹنڈا ہوا ہی اُسکے ہاتھ سے زخم لگا اور ای سمک اگر تم اس پاجی کو پکڑ لاؤ تو مین تمھین بہت خوش کردونگا ہزارون روپیہ دونگا سمک نے کہا ای شہریار ایسا نہو کہ صاحبقران سن پائین ابھی ہماری تقصیرین معاف ہوئین ہین پھر معتوب ہو جائین اسد نے کہا ای سمک نانا جان کو خبر بھی نہو گی مین اُسے علیحدہ جاکر تنبیہ کرونگا فقط ناک کاٹ کر چھوڑ دونگا سمک نے عرض کیا کہ مین جاکر گرفتار کیے لاتا ہون یہ کونسا بڑا کام ہی یہ کہکر روانہ ہوا صورت تبدیل کیے ہوئے لشکر آفتاب پرستان مین آیا چار طرف پھرا کیا جب شب ہوئی ایک مقام پر قیام کیا کہ وہان باورچی خانے کا پانی جمع ہوتا تھا پانی لوٹ اُلجکر پھینکدیا اور خنجر سے نقب کنی کرکے خوابگاہ مین ایرج نوجوان کی پہونچا دیکھا کہ خاصبردار پہرے پر ہین اور دو خدمتگار چپی کر رہے ہین سمک یلطاقی نے پروانے بیہوشی کے لو پر شمع کی مارے کہ وہ جلے دھوان اُٹھا دونون خاصبردار اور خدمتگار بیہوش ہوئے سمک یلطاقی نے چادر عیاری کو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ تمام شمعین گل ہو گئین ایک آدھ جو رہگئی اُسے رہنے دیا کہ اگر بالکل اندھیرا ہو جائیگا تو مبادا پانون میرا کسی ظرف پر پڑے اور وہ ٹوٹے اور اُسکی صدا سے ایرج نوجوان بیدار ہو بیلا عیاری کا ہاتھ مین تھا ہاتھ کو جرب کیا پلنگ کے برابر آیا کانٹا نکال کر دوشالے کو منھ پر سے لیا ہی کے پاس بیٹھ گیا کنجہ عیاری نکالکر دماغ کے برابر لگایا داروے بیہوشی ہتھیلی پر رکھی جب ایرج نے اوپر کا دم لیا فوراً بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی ایرج نوجوان کو چھینک آئی آنکھ ایرج نوجوان کی کھل گئی سمک یلطاقی تو پلنگ کے نیچے ہو گیا ایرج نوجوان نے اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا نیند کا غلبہ تھا بیہوشی بھی تاثیر کرچکی تھی پھر لیٹ گیا بیہوش ہو گیا سمک یلطاقی نے نکالکر حلقہ ہاے کمند دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے گولا لاٹھی کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ چہالے کے آگے لگا کر اُسی نقب کے راستے سے نکل کر روانہ لشکر اسلام ہوا یہانتک کہ داخل لشکر اسلام ہوا قضاے کار اتفاقات روزگار اُس رات کو طلایہ کا گشت شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا تھا شاہزادہ اپنے دوستون اور رفیقون کو ساتھ لیے ہوئے گشت پھر رہا ہی اور تمام لشکر کی گشت کرکے ایک بلندی پر بیٹھا ہوا ہی وہانسے لشکر ایرج نوجوان کیطرف دیکھ رہا ہی کہ آواز نگلون کی بلند ہوئی شاہزادہ نورالدہر نے صدا نگلون کی سنکر چہار جانب دیکھا معلوم ہوا ایک عیار چلا آتا ہی شبرنگ سے کہا دیکھو تو یہ کون ہی شبرنگ آگے بڑھا سمک کو پہچانا نورالدہر کے پاس جاکر کہا کہ سمک کسی کا پشتارہ لیے جاتا ہی

نورالدہر نے کہا میرے پاس بلالو شبرنگ جاکر سمک کو لے آیا سمک نے مجرا کیا دعاوثنا بجا لایا شاہزادے نے پوچھا کہ پیشتارے مین کیا ہی سمک نے عرض کیا کہ اسد بن کرب غازی نے میری بہت سی منت کی تھی کہ جاکر ایرج کو پکڑلا مین ایرج کو پکڑے لیے جاتا ہون یہ سنتے ہی طماس سے کہا کہ اس دیوانے کو کیا عداوت قلبی اسکے ساتھ ہی نہ ایرج نے اس دیوانے کو ستایا نہ کچھ اسکا بگاڑا اگر یہ دشمن جان ہوگیا اور سمک سے کہا کہ او احمق یہ تونے کیا حرکت کی ایک آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالنے پر آجتک عمرو سے صفائی نہین ہوئی ابھی تم لوگون کی تقصیرین معاف ہوئی ہین تو جو ایرج کو اسد کے پاس لیجائیگا اسد دیکھتے ہی اسے مار ڈالیگا بس جب حمزہ صاحبقران سنین گے تجکو بھی زندہ نہ چھوڑینگے اور سب عیارون کو پھر نکالدینگے سمک یہ سنکر کانپ گیا کہا شہریار پھر مین کیا کرون اب تو اِسے مین لایا ہون نورالدہر نے کہا خیر اسکو تو میرے ساتھ لے آ سمک نورالدہر کے ہمراہ ہوا شاہزادہ اپنے خیمے مین آیا صبح ہوگئی تھی نورالدہر مسند پر بیٹھا سمک سے کہا کہ ایرج کو ہوش مین لا سمک نے اُسکو فتیلہ رفع بیہوشی دیا ایرج کی آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا نورالدہر کو سامنے بیٹھے دیکھا ہنسکر کہا کہ نوبت یہانتک پہونچی کہ آپ نے ڈر کے مجھے پکڑوا بلایا نورالدہر بولا کہ ای ایرج تجکو اسد نے گرفتار کروا منگوایا تھا نہین معلوم کیا تیرے ساتھ سلوک کرتا مین نے تیری جان بخشی کی تجکو بچایا یہ کہکر فرمایا حلقے کمند کے کاٹ دو ایرج نے جھٹکا دیکر توڑ ڈالے اور اُٹھ کھڑا ہوا نورالدہر نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اسباب عیش مہیا کیا ایرج نے کہا مین اپنے لشکر کو جاؤنگا نورالدہر نے مرکب باساز و یراق دیا ایرج اُس گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے لشکر کو روانہ ہوا لیکن اِدھر صبح کو ایرج کے خیمے مین غل ہوا کہ ایرج بستر خواب سے غائب ہی قطب دوران نے آکر پیتر اسمک کا پہچانا شاپور کو بلاکر کہا کہ تو جاکر لشکر حمزہ سے ایرج کی خبر لا شاپور روانہ ہوا تھا کہ اثنائے راہ مین ایرج سے ملاقات ہوئی ایرج نہایت آزردہ بارگاہ مین آیا قطب دوران کو بے اعتنائی سے سلام کرکے کہا کہ سبحان اللہ کیا تقدیر ہی نیراعظم کی کہ مجکو پہلے عیار کے ہاتھ گرفتار کروایا اور پھر ممنون احسان نورالدہر کا کروا کے مجکو چھڑوایا اس سے کیا حاصل ہوا آفتاب تابان کو قطب دوران نے کہا کہ ای ایرج اگر تو کہے تو مین عیار کو بھیجکر نورالدہر کو پکڑوا بلاؤن تو اُسے چھوڑ دے تیری خفت مٹ جائے ایرج نے کہا اب زخم اچھا ہوچکا ہی جشن صحت کرلونگا تو اچھی طرح سمجھ لونگا

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو کا چالاک کی عیاری سے پریشان ہوکے لشکر ایرج سے مضطرب بھاگنا بیان ہوتے ہین نظم

آکے بیٹھا ملک الموت مین سیدھا اُٹھا
خاک اُڑانے کے لیے سر پہ بگولا اُٹھا
ضعف سے مین صفت نقش قدم توڑکے پانون
بھولکر بھی نہ کبھی دست تمنا اُٹھا
خار صحرا کو ہوا بارش نیسان کا خیال
نازبیجا نہ کبھی ہمسے کسی کا اُٹھا
ہون وہ شوریدہ کہ دم سے مرے ہر محفل مین
جب کوئی وادی وحشت مین بگولا اُٹھا

مجھسے دم بھر بھی اجل کا نہ تقاضا اُٹھا
خاک اُڑائی لب ساحل جو ترے مجنون نے
جس جگہ بیٹھ گیا پھر نہ اُٹھا یا اُٹھا
سنکے میرے لب پرشور کے افسانے کو
جس گھڑی سیر کو مین آبلہ فرسا اُٹھا
تم نہ آئے دل محروم تمنا آخر
بیٹھتے بیٹھتے سو طرح کا فتنہ اُٹھا
دل گم گشتہ اگر تھا تجھے بیار تسلیم

تھا وہ برگشتہ کہ سنکر خبر مرگ مری
بدلے گرداب کے دریا مین بگولا اُٹھا
تھا وہ ناکام سوے چرخ دعا کی خاطر
نہ رہی تاب دل رہکو چلا اُٹھا
عاشقی مین بھی ہمیشہ رہے معشوق مزاج
بیٹھے بیٹھے شب تنہائی مین گھبرا اُٹھا
چشم مجنون کو ہوا محمل لیلی کا گمان
پاس کیون اُس بت عیار کے بیٹھا اُٹھا

ایرج اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ابر گندہ بہار آسمان پر آکر چھایا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی چھوٹی چھوٹی بوندیان برسنے لگین ایرج نے قطب دوران سے کہا کہ بالفعل لڑائی تو میرے زخم کے باعث موقوف ہی یہ ابر آیا ہوا ہی آپ اجازت دین تو مین شکار کھیلنے جاؤن مدت سے شکار نہین کھیلا قطب دوران نے کہا کہ دور نہ جانا جلدی پہلے

آتا ایرج نے کہا شام تک پھر آؤنگا رات وہان نہ ہونے دونگا قطب دوران بولے اچھا جاؤ ایرج نے داروغہ
کو بلاکر حکم دیا کہ جانوران صید گیر صبح کو تیار ہو کر آئین یہ کہکر کھانا کھاکر سو رہا صبح کو بیدار ہوا سبز لباس پہنکر باہر نکلا
بہلیہ قراول میر شکار یوزباشی جانوران صید گیر لیے ہوئے در دولت پر حاضر تھے سب نے سلام کیا ایرج وہان سے
صبح کو جانب صحرا روانہ ہوا جہانگیر بنے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی کہ ایرج شکار کیواسطے گیا ہی نور الدہر نے بھی مع اپنے
رفیقون اور طماس کے تیاری صید افگنی کی کی اسد نے کہا بھائی صاحب مین بھی آپ کے ساتھ ہون شاہزادے نے فرمایا کہ
ای اسد مین فقط ایرج سے اختلاط کیواسطے جاتا ہون اور تم اُس سے دشمنی رکھتے ہو اسد نے کہا بھائی خدا نہ کرے جو
مین کسی کا دشمن ہون اور جو دشمن ہوتا تو اتبک زندہ نہ چھوڑتا نور الدہر نے کہا ابھی تمنے سمک کو بھیجکر ایرج کو پکڑوا
بلوایا تھا اگر مجھسے ملاقات نہوتی اور سمک سے ایرج کو نہ لے لیتا تو غضب ہوا تھا تمنے اب بار دگر عیارون
کے نکلوانے مین قصور نہ کیا تھا مگر مین نے اِس آفت سے سب کو بچوایا اور ایرج کو مین نے بچایا اور تمکو تو کچھ
اپنی آبرو کا پاس نہین ہی نہ کچھ دادا جان کے غصہ کا خیال ہی جانتے ہو کہ لاڈلا نواسا ہون کچھ نہ کہین گے سڑی ہو کر
چھوٹ جاؤنگا بھئی میرے ساتھ تم نہ چلو اسد نے کہا کہ بھائی صاحب مجھسے قسم لے لیجیے جو مین کچھ عداوت ایرج کے
ساتھ کرون آپکو اُس سے محبت ہی مین کیون دشمنی سے پیش آؤن نور الدہر نے کہا کہ بھئی کسی کو ضامن دو اسد چہار طرف
دیکھنے لگا کہ کسے ضامن دون شاہزادے نے طماس سے اشارہ کیا کہ تم ضمانت کر لو طماس نے کہا کہ ای شہریار مین ضامن
انکا ہوتا ہون نور الدہر بولا اچھا بھئی تم جانو القصہ نور الدہر جانوران صید گیر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اسد نے
نور الدہر کے پیچھے گھوڑا ڈالا اب یہ دونون مرکب دوڑاتے ہوئے چلے جاتے ہین قضائے کار ایرج درخت کے
سایہ مین بیٹھا تھا کہ باز نور الدہر کا شکار کو پنجے مین دبائے سامنے ایرج کے گرا ایرج نے باز کو ہاتھ پر اُٹھا لیا اُسے
پیار کر رہا تھا اس عرصہ مین اسد پہونچا باز کو ایرج کے ہاتھ مین دیکھکر آگ ہو گیا پکارا او کم اصل فروش بچہ بازاری
ہمارا باز تو نے کیون ہاتھ پر اُٹھا لیا ہمارے مزے مین خلل لایا ہم کہانتک اسکے پیچھے خراب چلے آتے ہین ایرج
نے کہا کہ مین تیرا باز نہ سمجھا تھا یہ باز سامنے صید کو دبا کر بیٹھا مین نے باز کو اُٹھا لیا باز بھی موجود ہی شکار بھی پڑا ہوا
ہی اسد للکارا او پاجی اب تو عذر کرتا ہی مین تجکو شکار کرونگا تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے دھار تلوار
کی بچاکر تھپکی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اسد کو اُٹھا لیا کہا ہی شرط مارون زمین پر
کہ بھیجا تیرا نکل پڑے اس اثنا مین نور الدہر پہونچا دیکھا کہ ایرج نے اسد کو ہاتھ پر اُٹھا لیا ہی نور الدہر پکارا
ای ایرج یہ کیا ہوا ایرج نے اسد کو تو ہاتھ سے رکھدیا اور دوڑ کر نور الدہر کے پاس آیا کہا ای شہریار مجھے
یہ مارے ڈالتے تھے ہر چند عذر خواہی کی نہ مانا نور الدہر نے اسد سے کہا کیون یہ کیا بیہودگی تھی یہ کہکر اسد
کو ایرج سے بغلگیر کروایا دونون آپسمین ملے ایک جگہ بیٹھے گوشت شکار کے کباب تیار ہو کر آنے لگے یہ دونون
کھانے لگے خیمہ نور الدہر اور ایرج کا ایک مقام پر برپا ہوا دونون باہم بیٹھے ناچ ہونے لگے شراب چلنے لگی
رات کو کھانا کھایا وہین پلنگون پر آرام فرمایا مگر اسد اس خیال مین تھا کہ ایرج کی آنکھ لگجائے اور یہ غافل ہو جائے
تو اسے قتل کرون جسوقت اسد یہ سمجھا کہ ایرج اب سو گیا تلوار کھینچکر ایرج کی طرف چلا ادہر ایرج بھی
اسد کے اندیشہ سے سویا نہ تھا دیکھا کہ اسد باتیغ برہنہ آتا ہی خیال مین گذرا کہ ای ایرج اگر تو نے دیوانے
کو مار ڈالا تو نور الدہر سے شرمندگی ہوگی اس سے بہتر یہ ہی کہ اسکو اسکی بدکرداری سے آگاہ کر دے بس آواز
دی کہ ای اسد تلوار کھینچے کدھر آتا ہی کیا ارادہ ہی اسد پکارا ای ایرج مجکو لوگون نے تیرا دشمن مشہور کیا ہی

مین ڈرا کہ مبادا کوئی اور اگر حرکت دشمنی کی کرے تو مین مفت مین بدنام ہون اس سے تمھاری نگہبانی کے واسطے تلوار کھینچے پہرا دیتا ہون یہ باتین جو باواز بلند ہوئین نورالدہر بیدار ہوا پوچھا کہ ای ایرج کیا ہی ایرج نے کہا شہریار مین خوف کے مارے سویا نہ تھا اسد تلوار کھینچکر میری طرف آتا تھا مین نے پوچھا کیا ارادہ ہی تو جواب دیا کہ تمھاری چوکی کے واسطے تلوار کھینچے پھرتا ہون نورالدہر یہ سنکر بہت برہم ہوا بولا کہ تجکو کسنے ایرج کی چوکی کے واسطے کہا تھا یہ کیا حرکت لغو ہی اور بھئی ایرج مین اب نہ سوؤنگا صحبت آراستہ کرو یہ کہکر مسند پر آبیٹھا ناچ ہونے لگا صبح ہو گئی ابر خوب تھا پھر شکار کے واسطے ایرج اور نورالدہر چلے خوب شکار کھیلا وہ صحرا سبز و شاداب تھا وہین خیمہ ہوا ایرج سے نورالدہر نے کہا کہ قطب دوران سے بھی کہلا بھیجیے انکو بھی بلوائیے ایرج نے شاپور شیردل سے کہا کہ تو جاکر قطب دوران سے کہہ کہ آپ بھی تشریف لائیے یہ صحرا قابل دید ہی اور مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو بھی لیتے آئیے شاپور نے جاکر قطب دوران سے کہا قطب دوران سوار ہوئے مالک اور اقبال شاہ دونون ساتھ ہوئے جب وہان پہونچے ایرج استقبال کے واسطے اُٹھا نورالدہر نے تعظیم کی قطب دوران آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا کباب کھانے لگے کیفیت صحرا کی اُٹھانے لگے مگر جب قطب دوران کو شاپور بلانے گیا تھا نورالدہر نے جہانگیر کو امیر کی خدمت مین بھیجا تھا کہ آپ بھی رونق افزا ہوجیے یہ سنکر امیر بھی سوار ہوئے اور سرداران نامدار بھی ہمراہ تھے امیر آتے آتے وہان پہونچے جہان قطب دوران بیٹھے تھے امیر نے چالاک سے کہا کہ آج جو تو عمرو کو بیہوش کر تو مین ایرج کے ہاتھون اسے ذلیل کروا کے نکلوا دون چالاک نے عرض کیا بہت اچھا مین بیہوش کر دونگا یہی باتین کرتے ہوئے قریب صحبت پہونچے یہان قطب دوران بیٹھے ہوئے سیر صحرا کی دیکھ رہے تھے کہ دور سے سیاہی نظر آئی شاپور سے کہا کہ دیکھ تو یہ سیاہی کیسی ہی شاپور نے جاکر دیکھا اور قطب سے آکر عرض کیا کہ حمزۂ صاحبقران آتے ہین قطب دوران نے کہا ای ایرج جو تمہن صعب نیر اعظم آتا ہی اب لطف بیٹھنے کا نہین ہین تو جاتا ہون نورالدہر نے ایرج سے کہا کہ قطب دوران تمھارے صاحبقران کے سے ڈرتے ہین جو بھاگے جاتے ہین میرا مذہب ہی جو امیر کسی طرح تمھارے قطب سے بولین ایرج نے قطب سے کہا کہ آپ حمزہ سے کیون خائف ہوتے ہین اور مجکو ذلیل کرواتے ہین ایسا ہی تھا تو آپ یہان کیون آئے آپ سے اور حمزہ سے کیا علاقہ ہی آپ بیٹھے رہیے حمزہ کیا آپ کا کر سکے گا اسطرح سے ایرج نے بگڑ کر کہا کہ عمرو نے خیال کیا ایسا نہو کہ ایرج تجھسے ابھی برگشتہ ہو جائے ناچار بیٹھا رہا اس عرصہ مین امیر اور قریب آئے نورالدہر استقبال کے واسطے چلا ایرج نے تعظیم کی بڑھکر سلام کیا امیر آکر رونق افزاے محفل ہوئے مگر عمرو کی طرف دیکھتے بھی نہین کہ یہ کون بیٹھا ہی اور قطب دوران دمبدم سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہین اور کہتے ہین کہ ای آفتاب تابان جو تیرے نائب قطب دوران سے بدی کرے تو اُسے جلا دے امیر یہ سنتے ہین غصہ آتا ہی مگر ضبط کر کے رہجاتے ہین لیکن چالاک بن عمرو اور سمک اور ابو الفتح اور امیہ اور سیارہ اور شاپور سب ایک طرف بیٹھے شراب پی رہے ہین گزک کھا رہے ہین چالاک نے اور عیارون سے کہا کہ تم شاپور کو باتون مین لگائے رہو مین آتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور ساقی پسر کی صورت بنکر شراب مین بیہوشی ملا کر کئی جام عمرو کو پلائے کہ عمرو بیہوش ہو کر تکیے سے لگ کر رہگیا چالاک نے امیر کو شراب پلانے مین آگاہ کر دیا کہ عمرو بیہوش ہی امیر ایرج کی طرف مخاطب ہوئے پہلے مزاج پوچھا پھر کہا ای ایرج یہی تمھارے قطب دوران ہین ایرج نے کہا کہ ہان تین سو برس کا انکا سن ہی اور کیا کیا کرامتین انکی دیکھی ہین بڑے صاحب کشف و کرامات ہین جو اُنھون سے

کہدیا وہی ہمبر ظاہر ہوا امیر نے فرمایا ای ایرج یہ میرا عیار ہی مین نے اِسکو اپنے پاس سے نکالدیا اول تو مجھسے اور اس سے عہد وپیمان تھا اُسمین فرق لایا دوسرے ایک زمانہ مین کہتا پھرا کہ مین نے حمزہ کو حمزہ بنایا اور بادشاہ جلیل القدر کیا بڑے بڑے فساد اُٹھائے لیکن عنایت الٰہی سے میرا کچھ نہ بنا سکا اب تمہارے شہر مین جا کر قطب کو تمہارے مار کر آپ قطب بنا اور تمکو مجھسے لڑوانے کے واسطے لایا ہی ایرج نے کہا یا حمزۂ صاحبقران آپ جو چاہین سو فرماوین ہمارا قطب ایسا نہین ہی اور آپکی ایسی ہی باتون سے مجھسے اکثر قطب نے کہا کہ ان خداپرستون سے نہ ملنا آپ وہی باتین کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ تم آزردہ نہو یہ تو کہو کہ تمہارا باعث خروج کا کیا ہوا ایرج نے کہا کہ سنیے مین ایک روز دوکان پر بیٹھا جواہر دیکھ رہا تھا کہ ایک سوداگر خواجہ سعد شامی نامے آیا اور ایک لعل عملی میرے ہاتھ بیچا اور پھر اُسے دکھادیا کہ یہ مصری کا ہی مجھے اُسکا اعتقاد ہوا اُسکو مین نے اپنا مصاحب کیا ایک روز اقبال شاہ کے یہان دو کشتی گیرون مین کشتی پڑی مجھے بھی اقبال شاہ نے براے تماشاے کشتی بلایا ایک کشتی گیر مغلوب ہوا اُس سوداگر نے مجکو گرمایا مین نے اُس کشتی گیر کو پچھاڑا چیر کر پھینکدیا مالک بن ملکوت شاہ نے مجکو اپنا فرزند کیا اور چاہا کہ میرے اوپر کوئی اُستاد مقرر کرے خواجہ سعد شامی مجھسے رخصت ہو کر چلے گئے صبح کو آقا کرک مست قلماق آئے اور مجکو فنون سپہ گری تعلیم کیے ایک میلہ وہان ہوا کرتا تھا کہ اُسمین قطب دوران اپنی کشف وکرامات ظاہر کیا کرتے تھے اور تمام زمانہ وہان جمع ہوتا تھا اتفاق کار مین اُس میلے مین گیا تو میرے ساتھ آقا کرک مست قلماق بھی گئے ہر چند قطب دوران نے معجزے اُنکو دکھائے آقا کرک مست قلماق اعتقاد نہ لائے آخر قطب نے اُنھین مع خیمہ جلادیا پھر قطب دوران مجکو لڑوانے کو یہان لائے صاحبقران نے فرمایا یہ عمرو تھا کہ پہلے خواجہ سعد شامی بنا اور پھر غائب ہو کر آقا کرک مست کی صورت بنکر آیا بعد اُسکے تمہارے قطب کو مار کر قطب ہوا تمھین مجھسے لڑوانے کو لیکر آیا اور ای ایرج تم سنتے ہو کہ کیا آوازے میرے اوپر کسے جاتے ہین اول تو میدان مین یہ آوازے ہین کہ ناقدردان اور ناانصاف کا دونون جہان مین روسیاہ ہو کسنے تمہارے قطب کی ناقدری کی اور کیا ناانصافی کی اور تم بھی سنتے ہو جیسے مین آگے بیٹھا ہون یہ آوازے ہین کہ یا آفتاب تابان جو میرے قطب سے برائی کرے تو اُسے جلادے یہ آوازہ سواے میرے کسپر ہی تم عقل رکھتے ہو سمجھو یہ تمہارا دشمن دین ہی ایرج نے کہا آپ ایسے کلمے نہ فرماوین ایسا نہو کہ وہ سن لین تو میرے واسطے مضر ہو امیر نے کہا کہ وہ اپنے ہوش مین کہان ہین ایرج نے کہا کہ میر اعظم پاس گئے ہوئے ہین امیر نے کہا ای ایرج اسکو چالاک میرے عیار نے بیہوش کیا ہی وہ اپنے ہوش مین نہین ہی اور اگر تجھے میرے کہنے کا یقین نہو تو ایک کام کر کہ ڈاڑھی قطب کی پکڑ کر ہاتھ سے کھینچ اگر ڈاڑھی یہ اصل ہی تو یون ہی رہیگی اور جو میرا کہنا سچ ہی تو یہ ریش عملی ہی کھنچ آئیگی نیچے سے چھوٹی ڈاڑھی نکلے گی تمکو معلوم ہو جائیگا کہ یہ عمرو ہی نور الدہر نے کہا ای ایرج آزمالو ایرج کو بھی امیر کی باتون سے گمان گذرا کہ شاید یہ عمرو ہو مگر خائف ہوا نور الدہر سے کہا کہ مجھے خوف ہی ایسا نہو آفتاب تابان مجھے جلادین نور الدہر نے کہا یہ تمہارا گمان غلط ہی چلو ڈاڑھی کو کھینچو بالفرض اگر یہ قطب ہین اور تجھسے بدمزہ ہونگے تو ہم قدمون پر گر کر تمہاری خطا معاف کروادینگے بلکہ خود اُنکا دین قبول کرینگے اور اگر تم ایسے ہی ترسان ہو تو ہمین اجازت دو ہم کھینچکر دکھادین اور یہ کیسے نائب ہین کہ ہم تم یہ باتین کر رہے ہین اور قطب کو خبر نہین ہی ایرج نے کہا ای نور الدہر تم کیون ڈاڑھی کو ہاتھ لگاؤ مین ڈاڑھی پکڑ کر کھینچتا ہون یہ کہکر لرزان وترسان چلا ہر مرتبہ ٹھہر جاتا تھا کہ مین یہ حرکت نہ کرونگا نور الدہر کہتا تھا نہین ہوتے جاتا تھا اور امیر فرما رہے تھے ای ایرج ڈرو نہین یہانتک کہ ایرج پاس قطب کے آیا اور ہاتھ مین ڈاڑھی پکڑ کر

کہ ریش عملی بچ آئی اور ایک چھوٹی سی ڈاڑھی اندر سے نکلی ایرج حیران ہو امیر نے کہا ای ایرج کہو میرا کہنا سچ ہی یا جھوٹھ
تمنے اب پہچانا کہ یہ تمھارا قطب ہی یا قاتل قطب ہی اب گرم پانی سے نہلاؤ صورت اصلی بھی اسکی ظاہر ہوجائیگی ایرج نے کہا گرم پانی لاؤ اور جا ہا کہ عمرو
کو نہلاوے اُسوقت عمرو کی آنکھ کھل گئی ہوش آیا ڈاڑھی اپنی ایرج کے ہاتھ مین دیکھی جست کر کے علیحدہ ہوا اور پکارا ای ایرج تو نے
حمزہ کے کہنے سے افشاے راز میرا کیا حقیقت مین ہین عمرو ہون مگر تیرے واسطے آیۂ رحمت ہون تجکو بزاری سے صاحبقران بنایا اور
تجھے اس رتبہ کو پہونچایا اور ابھی اس سے زیادہ تیرا رتبہ کرتا کہ ہر ایک کو رشک ہوتا امیر پکارے کہ ای ایرج اب تو تجھے ثابت ہوا کہ یہ
عمرو ہی اب تو خود اپنی زبان سے کہ رہا ہی کہ مین قاتل ہون تیرے قطب کا بس ایرج یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا تلوار کھینچکر دوڑا کہ باش او دزد
مکار میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا عمرو جست کر کے دور جا کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای ایرج گوہر نایاب تیرے ہاتھ لگا تھا تو نے قدر نہ
کی خیر بہت پچھتائیگا اور مین تو جاتا ہون ابھی ایسا شخص لاؤنگا کہ تیرا بھی کلہ بہرہ توڑیگا اور حمزہ کو بھی درست بنائیگا یہ کہکر بھاگا امیر نے
تیر و کمان اُٹھائی مگر عمرو نکل گیا جب عمرو جا چکا ایرج نہایت پریشان وہا نسے پھرا اپنے دل سے کہتا تھا کہ ای ایرج تو نے غضب
کیا کہ حمزہ کے کہنے مین آکر عمرو کو بیزار کیا حقیقت مین اُسنے تجھے خاک سے پاک کیا تھا مگر اب کیا ہوتا ہی شعر گر گ انکلہ گوسفند
ربود ٭ ہاے ہوے غبان ندارد سود ٭ اور مثل ہی مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد غرض اس صدمہ و رنج مین اور اسی
شش و پنج مین داخل لشکر ہوا اور حمزۂ صاحبقران عالیوقار نہایت خوشنود و بکمال مسرور مع سرداران نامدار داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے

اب چند کلمے داستان بدر بن زلازل یک چشمی کے بیان کیے جاتے ہین

جسوقت کہ برہمن جادو بدر کو اپنے ساتھ لیکر ملک کوچک باختر مین آئی تمام ملک باختر کو بزیر سحر قبضے مین بدر کے کر دیا بدر
بادشاہ عظیم الشان ہوا اور لشکر سات لاکھ سوارون کا جمع کیا ایک دن بدر برہمن جادو کے پاس بیٹھا تھا ناچ ہو رہا تھا دور شراب
چل رہا تھا اُسوقت بدر کو خیال آیا کہ ای بدر ہاے افسوس معشوق ہاتھ نہ آیا واضح راے ناظرین ہو بدر ایک مدت سے ملکہ گیتی افروز
پر عاشق ہی بس تصویر ملکہ کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی آہ سرد کھینچی شعر عاشقانہ پڑھنے لگا آٹھ آٹھ آنسو رونے لگا پکارا کہ افسوس درین
ہوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم برہمن جادو نے کہا او ایسے کے بیتے یہ تجھے کیا ہوا کوئی خالہ اور بیدا کی جو لشوے بہاتا ہی کہ تو بھی
کیا حال تیرا ہی اُسوقت بدر بولا کہ ای برہمن جادو تو جانتی ہی کہ مین مدت سے نور خالص چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز پر عاشق
ہون یا تو تو اُسے لاکے میرے حوالے کر یا مین قلعۂ ذوالامان پر جا کر سرداران و فرزندان حمزہ کو اسیر کر کے تمام ناموس حمزہ کو
اپنے قبضے مین کر کے ملکہ گیتی افروز کے وصل سے شاد ہون یہ کلمہ سنتے ہی برہمن آگ ہوگئی اور کہا کہ او مسخرے اپسے کے بیتے مین نے تجھے
بادشاہ جلیل القدر کیا اپنی جان تیرے ساتھ گنوائی اُسپر بھی تو میرا نہوا اور بیحیائی سے یہی کہتا ہی کہ مین اُسے جا کر لاؤن تجکو شرم نہین
آتی بدر بولا کہ ای برہمن مجکو بغیر اُسکے صبر و قرار نہین ہی مین قلعہ ذوالامان پر جاؤنگا اور اپنی معشوق کو لاؤنگا تم چاہو خفا ہو چاہو خوش
ہو برہمن نے کہا کہ او موے تو یہ سمجھا ہی کہ لشکر میرے ساتھ بہت ہی ارے کیون شامت آئی ہی تو جائیگا تو معلوم ہوگا کوئی زبردست
تجھے پکڑ لیگا خوب جوتیان لگائیگا خیر تو جا مین نے اسی واسطے تجکو تیرے دادا کے مقام پر قائم کیا تھا اور مین تو جاتی ہون میرے جلنے
کی تجکو سزا ملیگی یہ کہکر اُسی وقت جزیرۂ خندق کو چلی گئی بدر کو اُسکے جانے کا خیال بھی نہوا کہا خوب ہوا یہ لکاتہ چلی گئی مین ہی تھا کہ اُسکے
پہلو مین بیٹھتا تھا اول تو دو سو برس کا سن اُس لکاتہ کا دوسرے بوے بد ایسی اُسکے منہ سے آتی تھی کہ مین پریشان ہوتا تھا مغز سڑا
جاتا تھا خوب ہوا جو وہ لکاتہ چلی گئی یہ کہکر کوچ کیا ملک سبائل کو روانہ ہوا اقلیم کوہ کیطرف چند روز مین پہونچا خبر مظفر بن ضیغم خان آتشام
کو ہوئی کہ بدر حرامزادہ لشکر بے پایان فوج فراوان لیکر آیا ہی مظفر بھی لشکر ساتھ لیکر قلعۂ ذوالامان سے باہر آیا دونون لشکر دن مین
طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مظفر بدر کے مقابلے کو نکلا بدر نے کہا کہ ای مظفر تو بھائی
لقاے خداے باختر کا ہی زمردشاہ کو سجدہ کر اور ملکہ گیتی افروز کو مجھے دے گوہر ملک کو تو لے لو اور قلعۂ ذوالامان اور ملک

سبائل کو اپنے قبضے مین رکھ مظفر یہ سنکر پکارا کہ او نابکار سپر یک چشمی کیا بکتا ہی زمرد شاہ پر لعنت ہی اور خبردار ناموس صاحبقران کا تام نہ لے جبتک میرے بدن مین جان ہی کیا مجال کسیکی جو خواتین معظمہ کیطرف رخ کر سکے اور جسطرح باپ تیرا مارا گیا ہی اُس سے بدتر تیرا حال ہوگا اور صاحبقران اور سرداران لشکر اسلام کو تو دور سمجھا ہی بدر یہ کلمہ سنکر آگ ہو گیا کہا کہ خبردار ہو تجکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکر نیزہ مارا مظفر نے نیزے پر نیزہ روکا خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کو مظفر تو قاسم کا رفیق ہی اُسے نیزہ بازی مین خوب دخل ہی نیزہ بدر کا ہوائی گیا بدر نے تلوار ماری مظفر نے سپر پر رد کرکے اپنا وار کیا اُسنے سینہ سپر کیا تلوار اُچٹ گئی پھر بدر نے تلوار ماری مظفر نے روکی اسیطرح تین پہر تلوار چلی انجام کار مظفر زخمی ہوا قریب شام طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے رات کو مظفر مع لشکر داخل قلعہ ذوالامان ہوا پل تختہ اُٹھا لیا خندق پر آب کروادی دروازہ بند کروادیا توپون پر گولا انداز بٹھائے جہان توپین نہ چڑھتی تھین وہان چڑھوادین اور تمام خواتین سے کہلا بھیجا کہ غلام ہاتھ سے اُس حرامزادے بدر کے زخمی ہوا مگر اپنی زندگی مین آپ پر آسیب نہ آنے دونگا اسیوقت حمزہ صاحبقران کو عرضی لکھی کہ ای شہریار آگاہ ہوجیے کہ بدر بن زلازل نے تمام ملک کوچک باختر کو مدد سے برہمین جادو کے مسخر کر لیا جانشین گنجاب ہوا اور اب اُسکو خبط ہوا ہی لشکر قلعہ ذوالامان پر لیکر آیا ہی مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا عرضی کو ملاحظہ فرماتے ہی یا تو حضور تشریف لائین یا کسی ایسے زبردست کو بھیجین کہ اس کافر کو سرجنگ سزاے معقول دے اور اگر آپ نے خبر نہ لی تو ناموس مین خلل آئیگا غلام قدمون پر نثار ہوجائیگا یہ لکھکر عرضی مہروند عیار کو دی کہ لیجا مہروند عرضی لیکر سر سے باندھکر روانہ ہوا یہان امیر بارگاہ مین نہایت خوشنود و کمال مسرور بیٹھے ہین کہ الحمد للہ وہ نمک حرام دزد باریک گردن ایرج پاس سے نکلا اسی اثنا مین مہروند نے عرضی مظفر کی امیر کے ہاتھ مین دی امیر نے اُسے پڑھا کمال رنجیدہ ہوئے مقبل سے کہا کہ جو کی لاکر بچھاؤ اور سیر شمشیر بیڑا پان کا لاکر رکھو بعد اُسکے فرمایا کہ ایک بہادر کو مین چاہتا ہون کہ جاکر بدر بن زلازل کو گرفتار کر لائے پوری بات منھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ وہ شخص اپنے دنگل باشوکت پر سے اُٹھا کہ جسے نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان شاہزادہ بدیع الزمان نور الدہر عالیشان کہتے ہین آکر امیر کو مجرا کیا عرض کیا اگر ارشاد عالی ہو تو مین جاکر اُس کافر کو پکڑکے خدمت شریف مین لاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کام تمھارے ہی لائق ہی مگر اتنا توقف کرو کہ ایرج سے کہلا بھیجا جائے اور چالاک بن عمرو سے کہا کہ تم جاکر ایرج سے کہو کہ ناموس پر ہمارے بدر بن زلازل زیادتی کر رہا ہی نور الدہر اُسکو سر جنگ شکست دینے جاتا ہی اُسکے پھر کے آنے تک لڑائی موقوف رکھو جبتک وہ پھر کر آئے تم بھی عیش کرو عشرت مین مصروف ہو ایرج نے یہ پیغام سنکر کہا کہ اچھا مین نے منظور کیا نور الدہر جائین اُسوقت امیر نے نور الدہر کو رخصت کیا نور الدہر دس بارہ ہزار سوار لیکر روانہ ہوا رات کو امیر نے خواب مین دیکھا کہ نور الدہر آتش سوزان مین گرا ہی پکارتا ہی کہ ای جد بزرگوار مجکو اس آگ سے نکالیے صبح کو یہ خواب بارگاہ مین سب کے سامنے بیان کیا اور کہا جب سے مین نے یہ خواب دیکھا ہی بہت بیچین ہون سبھون نے کہا کہ شہریار یہ خواب و خیال ہی اسپر خیال نہ کیجیے تعبیر خواب کی برعکس ہوتی ہی بادشاہ اسلام نے بھی فرمایا کہ آپ تصور بد نہ کیجیے شاہزادہ اچھی طرح ہی کسی عیار کو خبرگیری واسطے بھیجیے امیر نے کہا شہریار مین نہایت بیقرار ہون جاؤنگا اپنی آنکھ سے دیکھ آؤنگا یہ کہکر مقبل کو پانچ ہزار غلامون سے اور بہرام گرد بن خاقان چین کو پانچ ہزار چینیون سے ساتھ لیکر پیچھے نور الدہر کے روانہ ہوئے بدیع الزمان کی بہت تشفی کر گئے تھے کہ تم خدمت شاہ مین رہنا کسی طرح کا اندیشہ نہ کرنا لیکن اِدھر بدر بن زلازل کا حال سنیے کہ یہ جو صبح کو اُٹھا بارگاہ مین بیٹھا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مظفر قلعہ ذوالامان مین بھاگ گیا قلعہ بند ہوکر بیٹھا بدر نے کہا کہان میرے ہاتھ سے جائیگا کہان قلعہ مین گھسکر اُسے مارونگا اور حکم دیا کہ فوج ہماری چہار طرف سے قلعہ کو گھیرلے اور رسد بند کردو اُسیوقت کفار نے قلعہ پر نرغہ کیا چہار طرف سے گھیر لیا جسطرح دانتون مین زبان یا انگوٹھی مین نگینہ ہوتا ہی یون محاصرہ کیا خیمہ بدر کا جہان خیمہ مظفر کا تھا وہان برپا ہوا بدر اُسمین آکر داخل ہوا چار گھڑی دن رہے سامنے قلعے کے آیا قلعہ پر سے اکا دُکا گولہ پڑنے لگا بدر گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور

ہرکارون کو بھیجا کہ جاکر کہو کہ ای مظفر اس گمراہی سے باز آ اور ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کر مین اُسے لیکر چلا جاؤنگا تجھسے علاقہ نہ رکھونگا مظفر نے جواب دیا کہ کہدینا اُس حرامزادے سے کہ تو بدیع الزمان اور شاہزادۂ خاور سپاہ کو بھول گیا خدا چاہتا ہی تو وہ تیرے سزا دینے کو آتے ہین اور مین جبتک جیتا ہون ایک بال ملکہ کا تجکو نہ دونگا ہان جب میرا کام تمام ہوجائیگا تو جوکچھ ہوگا وہ ہوا کریگا مصرع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد + او بچہ شیطان جو کچھ تجھسے ہوسکے تو قصور و کوتاہی نہ کر خداے ما بزرگ است جو وہ ہمارے حق مین بہتر جانیگا کریگا کچھ اندیشہ نہین ہی شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + اور جو حیات مستعار باقی ہی تو تو ہمارا کچھ نہ کرسکیگا شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے + نبرد رگے تا نخواہد خداے + بس یہ پیغام جو بدر نے سنا مانند مار سر دم کوفتہ کے پیچ و تاب کھاتا ہوا پھر اپنے خیمے مین آیا ونگل پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم کیا کہ بجے طبل جنگ کہ کل قلعہ کو سر سواری لونگا اُسیوقت نقارہ گرگا گڑایا ہرکارون نے جاکر مظفر بن ضیغم خون آشام کو خبر دی کہ بدر نے طبل جنگ بجوایا ہی کل یورش کا ارادہ ہی مظفر نے کہا کہ بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارے پر چوب پڑی دونون طرف تیاری ہونے لگی اِدھر تو بدر کے لوگ کہہ رہے تھے کہ میان عجب طرح کا سامنا ہی اُنکا حربہ ہم تک آئیگا ہمارا حربہ اُن تک نہ جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی اُدھر مظفر کے لوگون مین غلغلہ تھا کہ بھئی اگر وہ قلعہ پر آگئے تو ہم بھی ایک دفعہ ساکھے کی لڑائی لڑینگے اور اپنے آقا کے ناموس پر جان نثار کرینگے مظفر کے ساتھ مرینگے اور جو کوئی مددگار ہمارا آگیا تو قلعہ کا دروازہ کھولکر اُسکے شریک ہونگے مگر لڑنے سے نہ پھرینگے غرض رات بھر عجب تردد مین بسر ہوئی صبح کو مظفر اُسی حالت زخمداری مین کفن سر سے باندھکر خاک گریبان مین ڈالکر مستعد مرگ بیٹھا اور رفیق بھی سب تیار بیٹھے کہ اُدھر دیکھا حریف کی فوج بڑھتی آتی ہی اِدھر سے ایک آدھا گولہ پڑنے لگا فوج کفار ہٹ کھڑی ہوئی بدر نے افسران فوج سے کہا کہ تم سب یہین کھڑے رہو مین جسوقت قلعہ لیلونگا اور دروازہ شہر کا توڑونگا اُسوقت تم آنا یہ کہکر گرز گران ہاتھ مین لیکر چلا دیدبانون نے دیکھا کہ یکہ سوار آتا ہی مظفر سے عرض کیا اُسنے کہا کہ خوب زد پر آنے دو یہانتک کہ جو بھائی میدان زد کا طی کیا اُسوقت مظفر نے ہوائی داغی آواز سنسانے کی بلند ہوئی شور و فساد شروع ہوگیا اور گولہ اندازون نے توپون کو جھکا جھکا کر سیدھ باندھکر گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا ابر ظلمانی چھایا رعد و برق کا عالم نظر آتا تھا بجلی رنجک کی چمک رہی تھی دھوین کا ابر بنکر تیار ہوتا تھا گولہ مثل اولے کے پڑرہا تھا اور بدر کا یہ عالم تھا کہ جو گولہ داہنی طرف جاتا تھا جانے دیتا تھا اُس سے خبر نہ ہوتا تھا جو گولہ منہ کے سامنے آتا تھا اُسپر طمانچہ گرز کا مارتا تھا وہ پلٹکر زمین پر گرتا تھا اور خاک وہان سے اُڑتی تھی اسی طرح سے سب گولون کو رد کرکے برابر خندق کے پہونچا اور مورچون پر تاؤ پھیرنا شروع کیا اُدھر گولہ اندازون نے عرض کیا کہ بہت فلیتے باندھ کے داغ چلے کیا حکم ہوتا ہی کہا دیکھو تو سہی کوئی گولہ فضا کا اُسپر لگا ہوگا ہاتھ روک لینے اور دھوئین کے برطرف ہونے سے روشنی ہوئی اب جو بدر کو دیکھا لب خندق کھڑا ہی بس قلعہ مین کھلبلی مچگئی ماتا متوالا تیل کا کڑھاؤ گرگ کاکر پولا بارود کی ہنڈیان مارنے لگے بدر رد کرنے لگا مظفر نے کہا کہ جو گولے سے نہ مُڑا کاوہ ماتے متوالے سے کب مُڑیگا یہ وقت دعا کا ہی شاید پروردگار عالم ہمپر رحم کرے اور اِس کافر کے ہاتھ سے بچائے یہ کہکر تاج سر سے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر پکارا کہ ای خالق بیچون وای کریم رہنمون تو اپنا رحم کر بچا اسکے ہاتھ سے اور اُدھر تمام خواتین معظمہ کہ اُنھون نے سرون کے بال کھولدیے تھے اور زار زار دل دعا مانگ رہی تھین کہ واسطہ عصمت حضرت مریم کا ہماری عصمت بچا تیر دعا ہدف اجابت پر لگا کہ بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردۂ بیابان گرد سے برخاست ایک گرد اُٹھی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا جسوقت کہ قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر بن بدیع الزمان دکھائی دیا اور نعرہ کیا کہ او کافر خاسر دست خود را نگہدار من اینک رسیدم او نامرد ازلی کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے قلعہ والون نے جو نور الدہر کو دیکھا طبل شادمانی بجایا غل مچایا وہ قاتل کفار آیا بدر نے پکارا شاید تم اپنی موت کی خوشی کے نقارے

بجالاتے ہو کہا تیرے مارے جانے کی خوشی کرتے ہین کہ وہ برہم زنندۂ دولت زمرد شاہ بے ایمان آپہونچا اس عرصہ مین نورالدہر
نے پھر نعرہ کیا کہ او بدرہ تو اگر نہین پھرتا تو مین تیرے لشکر پر روز خون مارتا ہون بدرہ آزردہ ہوکر پھر اپکارا کہ او نبیرۂ حمزہ پہلے تجھے
مارلون بعد اُسکے قلعہ والون سے سمجھون یہ کہکر تلوار نورالدہر پر ماری شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار نزدیک پہونچی
سپر ہاتھ سے چھوڑدی علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا پنجہ بلی دراز کرکے جھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑکر تلوار
چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور اولین مین اُسکو اُٹھا لیا زمین پر مارا کہ نقش زمین بنگیا اور چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھ لین اُدھر
سے مظفر بن ضیغم خون آشام فوج لیکر باہر آیا نورالدہر کی قدمبوسی حاصل کی اُدھر فوج بدرہ کی پھر گئی مظفر شاہزادے کو
قلعہ مین لایا نورالدہر محل مین آیا ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا اُسنے بلائین لین گلے سے لگایا اور کہا بیٹا عجب زمانے کا لہو سفید ہی کہ تمھارا
ہمین دیکھنے کو جی بھی نہین چاہتا نورالدہر نے کہا اماں جان لڑائیون سے فرصت نہین ہوتی آنا جانا کیسا مگر یہ حال جو بیان کا سُنا
تاب نہ آئی اِدھر کو روانہ ہوا بارے خدا نے وقت پر پہونچایا کہ اُس حرامزادے کو آکر گرفتار کیا غرض رات کو بھی شاہزادہ وہین
رہا صبح کو باہر آیا بارگاہ مین بیٹھا فرمایا لاؤ بدرہ کو جب وہ آیا سلام کیا شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کی بدرہ دل مین کینہ
رکھکر مسلمان ہوا اور جاکر اپنے لشکر مین افسران فوج کو بھی سمجھایا اور لاکر شاہزادے کے قدمون پر ڈالا وہ بھی از روے ترس مسلمان
ہوئے نورالدہر دو روز وہان رہا تیسرے دن روانہ خدمت امیر ہوا بدرہ ہمراہ رکاب تھا چوتھی منزل مین بدرہ نے دعوت کی
اور کھانے مین بیہوشی دیکر نورالدہر کو پکڑ لیا اور فوج کو شبخون مارکر بھگا دیا اور شاہزادے کو گرفتار کرکے قلعہ ذوالامان پر آیا
اور پھر نرغہ کرکے اُترا اور طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر یورش کی اور گولون کو رد کرکے قلعہ پر پہونچا نورالدہر کو ایک لکڑ پر باندھ کے ہاتھ مین
لے لیا سب اہل اسلام دعائین کررہے تھے کہ بیابان سے گرد اُٹھی اور حمزۂ صاحبقران مع مقبل و بہرام و چالاک بن عمرو پہونچے
اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا بدرہ آواز امیر کی سنکر کانپا اور اپنے دل مین کہا مصرعہ غم را کہ نتوان داد بلا را کہ خبر کرد لیکن اپنے
دل مین سوچا کہ پاس تیرے خفتان مریخ بندہی اور حمزہ بوڑھا ہی تو اُسپر غالب ہوگا یہ سوچ سمجھکر امیر پر حملہ آور ہوا اِدھر نورالدہر نے
اپنی قید آہنی توڑی فوج بھی نورالدہر کی ساتھ بدرہ کے پوشیدہ آئی تھی وہ بھی آکر شریک ہوئی مگر امیر نے بدرہ کی تلوار چھین کر اُسے
قاش زین سے اُٹھا لیا اور چالاک نے گھوڑا نورالدہر کا پہونچایا نورالدہر مانند شعلۂ جوالہ کے اُسپر سوار ہوکر آیا امیر نے بدرہ
کو نورالدہر کے حوالے کیا نورالدہر نے اُس کافر کو ہاتھ پر اُٹھا لیا فوج بدرہ کی دوڑ پڑی جنگ مغلوبہ ہوئی کمربند بدرہ کا ٹوٹ
گیا ہاتھ سے نورالدہر کے چھوٹ گیا لوگ بچاکر لیگئے بدرہ گینڈے پر سوار ہوکر لڑنے لگا مظفر بن ضیغم خون آشام بھی دروازہ
قلعہ کا کھولکر مع فوج شریک جنگ ہوا خوب لڑائی ہوئی عین گرمی جنگ مین پھر بدرہ سے اور نورالدہر سے سامنا ہوا بدرہ نے
تلوار شاہزادے پر ماری اُس بہادر نے تلوار اُسکی پشت تیغ پر روکی کہ تلوار اُسکی ٹوٹ گئی اور پھر اپنا وار کیا باوجود خفتان مریخ بدرہ کے
نزدیک تھا کہ ہڈی اُسکی ٹوٹ جاتی خوب چوٹ لگی تسپر اب اِس سے نہ لڑا گیا ڈرکر بھاگا بہت سی فوج اُسکی کام آئی اکثر مسلمان
ہوئے لاکھون اُسکے ساتھ بھاگ گئے شاہزادے نے چاہا کہ تعاقب مین بدرہ کے جائے امیر مانع ہوئے مال و اسباب بدرہ کا جو
رہگیا تھا وہ لوگ جو بدرہ کے مسلمان ہوئے ہین امیر نے اُنکو دیا اور وہین خیام فلک احتشام استادہ ہوا حمزۂ صاحبقران خیمۂ
معظمہ مین گئے گیتی افروز نے سلام کیا دیکھا صاحبقران نے کہ لباس سیاہ اُسکے گلے مین ہی اور آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین
امیر بھی رونے لگے گیتی افروز کو گلے سے لگایا لاکر مسند پر بٹھایا بہت شفقت کرنے لگے اور فرمایا کہ ای فرزند تم رنج و فکر نہ کرو مین نے
نجومیون سے دریافت کیا تھا خواجہ بزرجمہر کے بیٹون نے کہا تھا کہ شاہزادۂ خاور سیاہ زندہ ہی بارہ برس کے بعد ملاقات ہوگی
تم کسی طرح رنج نہ کرو اور لباس ماتمی اُتارو ملکہ نے کہا کہ شہریار خدا آپکو سلامت رکھے آپ کے باعث سے کوئی رنج مجھے نہین ہی مگر
لباس سیاہ کیواسطے آپ نہ فرمائیے امیر چپ ہو رہے غرض بہت کچھ عنایتین فرماکر تمام خواتین کو خلعت دیے اور دو روز وہان رہے

بعد اُسکے کوچ کرکے راہی شہر اختم ہوئے

اولان اول اب دوستکلمے داستان حیرت مآل لقاے بے لقا راندۂ درگاہ خدا کے بیان ہوتے ہین

لقا شہر اختم مین بیٹھا تھا کہ ایک عیار ازرق چشم اندر بارگاہ کے آیا لقا کو بد دعا دی بختیارک نے پوچھا کہ تو کون ہی
اور کسکا پیغام لایا ہی ملک مسمار دریا باری نے کہا کہ یہ عیار ملک زادے کا ہی نام اسکا فیروز غول بچہ ہی اور پوچھا کہ ای
فیروز کیونکر آیا کیا خبر لایا اُسنے کہا خسرو شیر دل بیٹا تمھارا خداوند کی مدد کیواسطے آتا ہی ملک مسمار خوش ہوا اور لقا سے
کہا کہ یا خداوند وہ بہت بہادر ہی زمرد شاہ نے کہا کہ جاؤ اُسے استقبال کرکے لاؤ تمام سردار گئے اور اُسے لائے اُسنے لقا کو
سجدہ کیا اور حال خدا پرستون کا پوچھا بختیارک نے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا خسرو نے کہا کہ مین سب کو مارونگا
لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے دیکھیے مین صبح کو کیا کرتا ہون اُسی وقت طبل جنگ بجا ہرکارون نے
جاکر لشکر اسلام مین خبر پہونچائی شہنشاہ گیتی ستان نے فرمایا کہ یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے رات بھر تیاری جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر چلے گئے خسرو شیر دل لقا
سے اجازت لیکر میدان مین آیا ابھی مبارز طلب نہ کیا تھا کہ جانب صحرا سے گرد اُٹھی ہرکارے دونون لشکر کے خبر کیواسطے
دوڑے جب دامن گرد شگفتہ ہوا تو آگے آگے چالاک بن عمرو اور پیچھے پیچھے حمزۂ صاحبقران اور نورالدہر و بدیع الزمان مع مقبل
و بہرام چالیس ہزار سوار سے پہونچے پہلے قدمبوسی بادشاہ کی حاصل کی بعد اُسکے نورالدہر اجازت لیکر مقابل ہوا خسرو نے
بعد لگاورزی اور استفسار نام کے کہا کہ لا اپنا حربہ شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ اپنا دستور نہین ہی کہ حریف پر پیشدستی کرین
اُسوقت خسرو نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین نیزہ خسرو کا نکالدیا خسرو
نے تلوار ماری نورالدہر نے دھار تلوار کی بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑکر ہاتھ سے تلوار چھین لی غرض کشتی ہونے
لگی دن بھر کشتی رہی شام کو نورالدہر نے اُسے زیر کیا اور مشکین باندھکر لے آیا ملک مسمار شاہ نے کہا کہ ای زمرد شاہ
یہ کیا بیہودہ تقدیر ہی کہ بیٹے کو میرے گرفتار کروادیا لقا بولا کہ ای مسمار شاہ مین نے خدا پرستون کو پیدا
کیا ہی تقدیر کردی ہی کہ میرے بندون مین سے جو اُنسے لڑیگا وہ مغلوب ہوگا بختیارک نے کہا کہ لقا سچ کہتا ہی
ہم ہمیشہ سے یہی دیکھتے ہین ملک مسمار چپ ہو رہا غرض دونون لشکر پھر کر اپنی بارگاہ مین گئے صبح کو امیر نے دربار کیا
خسرو کو بلایا وہ آیا بطریق لقا پرستان سلام کیا امیر نے بہت عزت و حرمت سے اُسے بٹھایا اور کہا ای خسرو تجھے نورالدہر
نے کیونکر زیر کیا وہ بولا کہ جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ لقا مین تو نے کیا کیا خوبی دیکھی جو اُسکی
خدائی مانتا ہی اور یزدان پاک کو نہین پہچانتا ہی خسرو نے تعریفین لقا کی کین امیر نے اُسکی مذمت بیان کی اور تعریف
پروردگار عالم کی کی خسرو از روے ترس مسلمان ہوا اور عرض کیا اگر ارشاد عالی ہو تو مین جاکر اپنے باپ کو مسلمان کرکے
لے آؤن فرمایا اچھا جاؤ خسرو مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا اپنے باپ کے خیمے مین آیا اور اُس سے کہا کہ مین از روے ترس مسلمان
ہوا ہون اپنی جان بچاکر آیا ہون اور ان خدا پرستون سے کوئی سرکھ ہوکر سامنا نہین کرسکتا اب میرا ارادہ یہ ہی کہ حمزہ کے
لشکر مین ہون اور فیروز غول بچہ سے سرداران لشکر اسلام کو پکڑواؤن جب سب سردار گرفتار ہو جائین تو اُنکو لیجاکر مسمار کوہ
مین قتل کرون ایک حمزہ رہجائیگا اُسکی تدبیر ہو جائیگی ملک مسمار نے راے اُسکی پسند کی اور رات کو لقا سے آکر یہی کہا لقا
بولا کہ مین نے یہی تقدیر کی ہی جاؤ غرض صبح کو خسرو ملک مسمار کو ساتھ لیکر آیا قدمون پر صاحبقران کے گرا ملک مسمار
بھی از روے ترس جان مسلمان ہوا ایکطرف خیمہ اسکا بھی استادہ ہوا فیروز غول بچہ رات کو جاکر ہاشم تیغزن کو چرا لایا
ملک مسمار نے چاہا کہ ہاشم کو اُسیطرح بیہوش قتل کرے خسرو نے کہا کہ ابھی تامل کیجیے اور یہان صبح کو غلغلہ ہوا کہ رات کو ہاشم

بستر خواب سے غائب ہو گیا امیر نے فرمایا تلاش کرو عیار تلاش مین مصروف ہوئے دوسرے دن غلغلہ ہوا کہ آج بہرام گردین
خاقان چین چوری گیا کہین پتا نہین معلوم ہوتا اور بستر امٹا ہوا ہی امیر عیارون پر بہت خفا ہوئے کہ حریف آتا ہو اور کام اپنا کر
جاتا ہو اور تمسے کچھ نہین ہو سکتا جبتک تم لوگ لشکر مین نہ تھے صبر تھا کہ کوئی عیار ہمارے یہان نہین ہو اب یہ کیا آفت ہی معلوم ہوتا ہی
کہ تمھاری سازش سے یہ لوگ چوری جاتے ہین شاید یہ کام عمرو کا ہو تم لوگ سب اُس سے ملے ہوئے ہو سردارون کو پکڑ کر اُسے
دے آتے ہو سبھون نے عرض کیا شہریار اگر یہ بات سچ نکلے تو آپ ہم سب کو قتل کیجیے گا ہم اپنی جانین لڑاتے ہوتے ہین رات
دن مانند دیدۂ مہتاب کے آنکھین وا رہتی ہین چار طرف پھرتے ہین خدا جانے حریف آسمان پر سے آتا ہی یا زمین مین سے
پیدا ہو کر لیجاتا ہی ہم حتے المقدور سعی و تلاش کرتے ہین مگر قسمت مین بدنامی ہو تو کیا کرین تیسرے دن ابراہیم بن
مالک و مرزنگ بن مرزبان چوری گئے امیر عیارون پر بہت خفا ہوئے کہا کہ مین سبکو لشکر سے نکالدونگا غرض ہر شب
دو سردار یا تین سردار غائب ہو جاتے ہین اور امیر عیارون پر خفا ہوتے ہین مگر اُس فیروز غول بچہ صحرائی نے کیا تدبیر
کی ہی کہ اپنے خیمے مین سے نقب کھود کر ہر سردار کے خیمے مین پہونچتا اور جس سردار کے خیمے مین گیا خدمتگار اور پہرے والون
کو بیہوش کیا اور اُس سردار کو بستر مین باندھکر اپنا بستر امٹا یا مہرہ نقب کا بند کر کے اپنے خیمے مین لے آیا اور پھی دارو
بیہوشی کی دماغ پر چڑھاکر صندوق مین بند کر دیا یہانتک کہ ایک سو چالیس سردار امیر کے چوری گئے اور امیر نے فرمایا کہ یہ
کام اُسی دزد باریک گردن کا ہی کہ گلیم عیاری اوڑھکر آتا ہی اور سردارون کو پکڑ لیجاتا ہی خیر کبھی تو ہمارے ہاتھ لگجاویگا جب یہ
خبر ایرج کو پہونچی عمرو کیواسطے بہت افسوس کیا کہ ہاے حمزہ اور لنوز الدہر نے عبث عمرو کو تیرے یہان سے نکلوایا
غضب کیا عجب نایاب شخص تیرے ہاتھ سے کھو دیا ای ایرج اگر وہ تجکو نہ بناتا تو تو وہی بزاز بچہ تھا اور اے ایرج وہ
تجھے خدا پرستون سے ملنے کو اسی واسطے منع کرتا تھا مگر اب پچتانے سے کیا ہوتا ہی یہ کہکر آہ سرد کھینچی رونے لگا اور مالک
بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ نے قطب دوران مین بھی یہ کشف و کرامات کبھی نہ دیکھی تھی جو کہ عمرو مین تھی مالک نے
کہا تو یہ باتین بھلا وہ کیا جانے عمرو ایک بلاے بیدرمان آفت جہان تھا عمرو وہی ہی کہ جسنے حمزہ کو حمزہ بنایا خاک سے اٹھا کر
کیا مرتبۂ اعلی کو پہونچایا یہی باتین بڑی دیر تک ہین لیکن ملک مسمار دریا باری نے خسرو سے مشورہ کیا کہ اتنے سردار حمزہ
کے ہمارے ہاتھ لگ چکے ہین انکو لیجاکر مسمار کوہ مین قتل کیجیے اور پھر آکر اور سردارون کو پکڑیے خسرو نے کہا اچھا بس ملک
مسمار خدمت صاحبقران مین آیا عرض کی کہ غلام تو مسلمان ہو چکا ہی لیکن لوگ مسمار کوہ کے ابھی تک لقا پرست ہین جو
غلام کو رخصت ملے تو جاکر تمام شہر کو اسلام آباد کرون اور پھر خدمت شریف مین آکر حاضر ہون فرمایا کہ جاؤ ہمنے رخصت دی
ملک مسمار سب سردارون کو صندوقون مین بند کر کے اونٹون پر لدوا کر مسمار کوہ کیطرف روانہ ہوا لشکر اسلام سے کئی
کوس پر جاکے عرضی زمرد شاہ کو لکھی کہ یا خداوند مین نے ایک سو چالیس پہلوان حمزہ کے گرفتار کیے مسمار کوہ کو لیے جاتا
ہون آپ کچھ تھوڑے سے آدمی اپنے ساتھ لیکر یہان قدم رنجہ فرمایئے خدا پرستون سے جسطرح سے چاہیے پیش آیئے چاہیے قتل
کیجیے چاہیے بخشدیجیے اور مسمار کوہ کی سیر بھی کیجیے وہ عرضی عیار نے رات کے وقت بختیارک کے ہاتھ مین دی اُسنے پڑھی
بہت خوش ہوا لقا کو اُسکے مضمون سے آگاہ کیا لقا نے کہا کہ ای شیطان درگاہ بعضے امور خدائی کے مین نے تیری راے
پر رکھے ہین جو تو بتا وہ کیا جائے بختیارک نے کہا کہ خدا پرست تو مرنا جانتے نہین مگر خیر چلیے تو سہی شاید قضا اُنکی آگئی ہو
لیکن شکار کھیلنے کے بہانے یہانسے چلیے کہ کوئی آگاہ نہو کہ آپ کہان جاتے ہین لقا نے کہا کہ کئی لاکھ برس آگے یہی مین نے
تقدیر کی تھی اور جمشید و خورشید اختمی سے کہا کہ صبح کو ہم شکار کھیلنے جاینگے جانوران صیدگیر تیار رہون اُنھون نے عرض
کیا کہ بہت اچھا حکم دیا کہ سب جانور صبح کو آئین غرض لقا نے تمام لشکر اپنا جمشید و خورشید کے سپرد کیا اور کاکال خون آشام

وضیغم خون آشام و زنگارہ خون آشام و سہراب اژدر گیر و ہرمز تاجدار و فرامرز نابکار و یاقوت شاہ ولاہوت شاہ و بختیارک وغیرہ کو ساتھ لیکر مسمار کوہ کی طرف روانہ ہوا لقا کو اثناے راہ مین چھوڑ دیے

اب دو کلمے داستان حیرت بیان عمرو کا شہر اختم سے بھاگ کر شہر کشور یہ مین جانا اور پیرزال و شفیر کو مار کر خود اُسکی صورت بنکر داراب کشور کشا کو امیر کے مقابلے کیواسطے لیکر آنا

جسوقت عمرو لشکر ایرج سے نکلا اپنے حال پر روتا تھا شکوہ پرداز جور فلک ہوتا تھا آپ ہی آپ کہتا تھا اے عمرو حمزہ کا اقبال یاور ہے طالع اوج پر ہے تو اس عرب کا کچھ نہین کر سکتا بڑی دیر تک اسی خیال مین بیٹھا رہا پھر اپنے دل مین کہا کہ اے عمرو تو بھی اس محاورہ ناوے کو چین سے نہ بیٹھنے دے انتقام اس سے لے پھر سوچا کہ کیا کیجیے کیونکر عوض حمزہ سے لیجیے ذہن مین گذرا کہ تو شاگرد بزرجمہر کا ہے علم نجوم مین دیکھ کہ کام تیرا بنے گا یا نہین بس زنبیل سے قرعہ نکالا سوا ہاتھ زمین کو لیپا اصطرلاب کو آفتاب کے مقابل کیا تختہ نقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا سولہ خانے رمل کے نگاہ مین کر کے احکام کو ضرب دیکے نکالا معلوم ہوا کہ اگر سمت مغرب تو جائیگا تو کام بخوبی سرانجام پائیگا بس اُسی وقت اُٹھا اور خوش خوش سمت مغرب روانہ ہوا قریب شام ایک شہر مین پہونچا دیکھا کہ شہر نہایت آباد و رشک مینو سواد نام اُسکا شہر کشور یہ ہے ایک فقیر کا بھیس بدل لیا شہر کی سیر کرنا شروع کی پھرتے پھرتے کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ دھوبی کپڑے دھو رہے ہین تنا و تنتے ہوئے ہین اُنپر کپڑے سوکھ رہے ہین کسی طرف کپڑے کی بھٹی چڑھی ہے کلپ تیار کیا جاتا ہے کہین کپڑون مین نیل دیا جاتا ہے کوئی استری کر رہا ہے کوئی کُندی کر رہا ہے کہین کچھ دھوبی جمع ہین گھنٹے اُچھل رہے ہین ایک طرف گھڑا بج رہا ہے کھنڈ گائے جاتے ہین ایک طرف بیل لڑ رہے ہین اور دو لڑکون کو دیکھا کہ ایک اُنمین سے نہایت خوبصورت کوئی گیارہ بارہ برس کا سن خال سبز رگ ہاشمی عیان اولاد صاحبقران کی سب نشانیان اور دوسرا دبلا پتلا چست و چالاک شریر و بیباک عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ وہ بیشک کوئی اولاد صاحبقران سے بیٹا یا پوتا ہے اور یہ تمھارا نطفہ معلوم ہوتا ہے اور ایک دھوبی بیٹھا ہے نہایت موٹا تازہ دونون لڑکے اُسکے پاس آتے ہین اور جو کچھ مانگتے ہین وہ پاتے ہین اور نام اُس دھوبی کا سکندر ہے عمرو نے جو صورت اُسکی دیکھی خیال مین گذرا کہ اے عمرو یہ لڑکا بہت زبردست معلوم ہوتا ہے اِسکو تیار کر کے بھیج کہ کلہ مہرہ حمزہ کا توڑیگا یہ سوچکر ایک سور داس کی صورت بنا اور سکندر کے پاس آیا میلے کپڑے لایا کہ اِسے دھو دے اُسنے کہا کہ مین سواے لباس بادشاہ کے اور کسی کے کپڑے نہین دھوتا عمرو نے پوچھا کہ بادشاہ تجھے کیا کپڑا دیتا ہے اُسنے کہا کہ ایک اشرفی دیتا ہے عمرو نے کہا کہ ہم دو اشرفیان دینگے اور دو اشرفیان مصری کی بنی ہوئی کمر سے نکالکر اُسکے آگے پھینکدین اور کہا کہ کپڑے ہمارے دھو اُسنے کہا بہت اچھا اب کیون نہ دھوؤنگا یہ کہکر کپڑے اُٹھا لیے اور لاکر دھونے لگا عمرو اُن دونون لڑکون سے باتین کرنے لگا کہ صاحبزادو تمھارا نام کیا ہے وہ جو لڑکا خوبصورت و حسین تھا اُسنے کہا کہ مجھے داراب کہتے ہین اور وہ جو شوخ و طرار تھا اُسنے جواب دیا کہ اے شخص تجھے نام سے کیا کام ہے اور داراب سے کہا کہ یہ کچھ چلبلا سا معلوم ہوتا ہے بھیا تم اس سے بات نہ کرو خدا جانے یہ کیا آفت برپا کرے داراب نے کہا کہ ارے چپ رہ کمبخت ابھی یہ تازہ وارد ہے تجھے کیونکر مکاری اسکی ثابت ہوئی اُسنے کہا بھیا صورت سے اِسکی مکر و فریب عیان ہے یہی باتین ہو رہی ہین کہ دیکھا خلق خدا ایک طرف کو چلی جاتی ہے عمرو نے پوچھا کہ یہ سب کہان جاتے ہین اُس دبلے لڑکے نے بیان کیا کہ آج بادشاہ یہان کا لڑائی فیل و کرگدن و کشتی پہلوانان ہمتن کی دیکھنے کو بیٹھا ہے تمام شہر کا مجمع ہے ایک عالم مجتمع ہے عمرو نے کہا کہ تم بھی تماشا دیکھنے چلوگے داراب نے کہا کہ بابا جان کاہیکو جانے دینگے عمرو نے کہا کہ مین کہکے تمھین لیے چلتا ہون اور سکندر گازر سے خطاب کیا کہ جبتک

تم میرے کپڑے دھو مین تمھارے دونون لڑکون کو تماشا کشتی کا دکھلا لاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی لیجاییے عمرو نے دونونکو
ساتھ لیا وہانسے چلا سیر کرتا ہوا ایک میدان وسیع مین پہونچا دیکھا کہ کوسون تک سبزہ ہی اور ڈکاندار سب طرح کے بیٹھے
ہین میلہ لگا ہوا ہی خلائق کا ہجوم ہی کشتی کی دھوم ہی اور ایک بہت بڑا تالاب ہی پانی اُسمین صاف وشفاف بھرا ہی وسط
تالاب مین چار ستون نصب ہین اور اُن ستونون پر عمارت بنی ہی آگے کمرے پر بادشاہ بیٹھا ہی کوئی ہزار بارہ سو
بیٹھے رفیق وملازم خدمتگار وخادم گرد وپیش حاضر ہین کہ اس اثنا مین بادشاہ نے حکم دیا کہ ہاتھیون کو لڑواؤ سوار دو مست
ہاتھیون کو لگا کر لائے جب دونون ہاتھی مقابل ہوئے خوب ٹکرین چلین دونون لڑنے لگے یہانتک لڑے کہ گوشت
دانتون سے بچ بچ گیا خون بہنے لگا اُسوقت حکم دیا کہ انکو الگ کرو فیلبان بچیا مین مارتے تھے وہ الگ نہوتے تھے
بان بردارون نے ہوائیان بان کی داغین دونون ہاتھی علحدہ ہو کر بھاگے خلقت تلے اوپر ہوئی لوگ ہر طرف گریزان
ہوئے دوسری جوڑا اور لڑی پھر گینڈے اور مینڈھے لڑائے ارنے اور شیر مین مقابلے پڑے قضاے کار قصر شاہی پر
ایک طرف کو جب لوگون کا ہجوم ہوا ستون اُدھر کا جھکا عمارت گرنے لگی لوگ اُدھر سے بھاگے غل ہوا کہ بادشاہ بھی
گرا چاہتا ہی عمرو دیکھتا تھا کہ داراب نے دوڑ کر اس ستون کو تھانبا کہ جھکنا اُسکا موقوف ہو گیا جتنے لوگ اوپر تھے
اُترنے لگے اس اثنا مین ڈوپٹہ داراب کے شانے سے گرنے لگا داراب نے ایک ہاتھ سے ڈوپٹہ کو روکا دوسرے
ہاتھ سے ستون تھامے رہا جب سب لوگ مع بادشاہ اُسپر سے اُتر گئے داراب نے ستون چھوڑ دیا وہ عمارت تالاب مین
گری عمرو نے جو یہ طاقت داراب کی دیکھی اپنے دل مین کہا کہ ای عمرو اگر اسکو تو تیار کر کے لیچلے تو حمزہ اور ایرج
دونون کو یہ ٹھیک بنائے مگر بادشاہ یعنی کشور شاہ جسوقت اُس قصر پر سے اُترا سنا کہ سکندر رنگافر کے بیٹے نے سبکی
جان بچائی وہی ستون کو تھامے رہا کہا کہ اُس لڑکے کو لاؤ اور اُسکے باپ کو بھی یہ کہکر سوار ہوا ایوان بادشاہی مین آیا آتے
ہی تخت پر بیٹھا چوبدار داراب کو لایا بادشاہ نے اُسے خلعت دیا اور کہا ای لڑکے تم ہمارے پاس رہا کرو داراب نے
عرض کیا کہ باباجان کو اختیار ہی آپ اُنسے پوچھ لیجیے کہ اس اثنا مین چوبدار سکندر رنگافر کو بھی لایا اُسنے بادشاہ کو سلام کیا
داراب اُسکی تعظیم کیواسطے اُٹھ کھڑا ہوا مگر سکندر نے راہ مین حال داراب کا سنا کہ ایسا زور کیا کہ بادشاہ کی جان بچائی
اب یہان آیا بیٹے کو خلعت پہنے دیکھا بہت خوش ہوا اور چہار طرف سے اُنگلی اُٹھ رہی تھی کہ اِسی کے بیٹے نے دیو کا زور
کیا بعضے کہتے تھے کہ بھئی نصیبا اِسکا چمکا بعضے کہتے تھے کہ میان یہ لڑکا اس دھوبی کا نہین معلوم ہوتا ہی بعضے حاسد
کہتے تھے کہ بالفعل پاجیون کا زور ہی کیا ہوا مگر کشور شاہ نے سکندر رنگافر کو خلعت دیا اور کہا ای سکندر اب تم کپڑے
دھونا موقوف کرو اور داراب کو ہمین دو ہم اپنا بیٹا کرینگے اُسنے کہا خداوند سوا اِسکے اور اولاد نہین ہی کشور شاہ
نے کہا کہ مین تجھے اِس سے ملنے کو منع نہین کرتا ہون تو اِسکے پاس رہ اُسنے کہا کہ مین غلام ہون یہ بھی خانہ زاد ہی کشور شاہ نے
ایک مکان اِسکے رہنے کو دیا خادم خدمتگار نوکر رکھدیے دو ہزار کا مہینا مقرر کیا داراب روز دربار مین آنے لگا لیکن
ایک دیو ہی کہ نام اُسکا دیو ہوشنگ ہی اور کوہ کشور یہ مین رہتا ہی اور کشور شاہ اُس سے دبا ہوا ہی ہر روز
دعوت اُسکے واسطے بھیجتا ہی قضاے کار کشور شاہ کی بیٹی ہی کہ نام اُسکا ماہ کشور ہی ایک دن دیو ہوشنگ
جو محل پر سے کشور شاہ کے گذرا ماہ کشور کو دیکھا عاشق ہو گیا کشور شاہ سے کہلا بھیجا کہ اپنی بیٹی کو مجھے دے کشور شاہ
نہایت آزردہ ہوا پیغامبر سے کہا کہ دور ہو میرے سامنے سے اور مار کر نکلوا دیا دیو سنکر بہت آزردہ ہوا اور رات کو کشور شاہ
کو پکڑ لیگیا اپنے پاس پنجرے مین بند کر کے لٹکا دیا سردار کشور شاہ کے بہت پریشان ہوئے داراب نے سبھون سے کہا کہ
تم لوگ ہمیشہ سے نمک بادشاہ کا کھاتے ہو چلکر دیو سے لڑو بادشاہ کو چھڑا لاؤ سب نے جواب دیا کہ ہماری تو مجال نہین کہ دیو سے

لڑین وہ ہم سب کو کھا جائیگا دانستہ اپنی جان دیدین مگر آپ بڑے مرد ہین تو جا کر سامنا کیجیے داراب نے کہا کہ ہم تو جائینگے فقط تمکو آزماتے تھے کہ تم کتنے ہو معلوم ہوا کہ تم سب بزدلے و نامرد ہو ہر ایک بولا کہ آپ سچے ہین واقعی ہم سب بودے ہین جا کر تمہ دیو نہونگے داراب اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین جا کر اُس دیو کو مارتا ہون سبھون نے کہا کہ جائیے خداوند آبحیات آپکی مدد کرین عمرو سمجھا کہ یہ لوگ آب پرست ہین غرض داراب چلا عمرو بھی ساتھ ہوا داراب نے کہا کہ تم کہان جاؤگے عمرو بولا مین بھی تمھارے ساتھ ہون داراب چپ ہو رہا سکندرہ گاذر ہر چند بلبلایا کہ ای بیٹا تو نہ جا داراب نے نہ مانا سمت کوہ روانہ ہوا شہر سے نکلا کچھ لوگ اسکے پیچھے پیچھے تھے بعضے تو افسوس کرتے تھے کہ مفت مین یہ جوان دیو کے ہاتھ سے مارا جائیگا بعضے کہتے تھے کہ یہ لڑکا بھی بہت زبردست ہی دیکھا کہ تالاب کی عمارت گرنے لگی تھی ایک ہاتھ پر کیسا روک لیا ستون کو تھامے رہا گرنے نہ دیا کیا عجب دیو کو بھی مارے بعضے بولے کہ اب دیکھ ہی لینا کیا ہوتا ہی لوگ تو یہ باتین بناتے تھے داراب چلا جاتا تھا جب وہان پہونچا کہ جہان ہوشنگ دیو رہتا تھا دیکھا کہ کچھ درخت گنجان ہین چہار طرف ہڈیان جانورون کی پڑی ہین اُسمین سے بوے بد چلی آتی ہی ایک پنجرے مین کشور شاہ لٹکا ہوا ہی دیو ہوشنگ پتھر کے چٹان پہ بیٹھا ہی اور کشور شاہ سے کہ رہا ہی کہ کیون تو اپنی بیٹی مجھے نہین دیتا ہی جسوقت بہت خفا ہونگا تجھے کھا جاؤنگا وہ کہ رہا ہی تو کھا کیون نہین جاتا مجھے عذاب سے کیون نہین چھڑاتا ہی ارے تو اپنا قد و قامت دیکھ اور آدم زاد کو دیکھ تو بڑا نا انصاف ہی یہ سنکر دیو چلا اور کہا کہ او کشور شاہ پہلے تجھے کھا جاؤنگا پھر اُسے اپنے صرف مین لاؤنگا کشور شاہ نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر میرے بعد جو ہو سو ہو مصرعہ بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد +

جب ہمارا خاتمہ ہو جائیگا تو پھر آنکھون سے یہ حالت نہ دیکھین گے دیو پکارا کہ رہ مین تجھے بھون کے کھاے لیتا ہون یہ کہکر اُٹھا کہ پنجرے سے نکالے کشور شاہ رونے لگا اتنے مین داراب پہونچا للکارا کہ او نابکار کہان جاتا ہی خبردار ہو مین تجھے سزا دینے کو آیا ہون دیو نے آواز سنی پھر کر دیکھا ایک آدم زاد کھڑا ہی کہ نہایت حسین و حسن ہی پکارا کہ او آدمزاد تو مجھے سزا دیگا داراب نے کہا کہ ہان تجھے مار کر بادشاہ کو چھڑا لیجاؤنگا دیو ہوشنگ نہایت غضبناک ہوکر داراب پر دوڑا مگر کشور شاہ نے جو داراب کو دیکھا آواز دی کہ ای داراب تو چلا جا اپنی جان نہ دے مین نے جانا کہ تو جانباز سر فروش ہی لیکن دیو نے داراب کے قریب آکر ہاتھ دوڑایا کہ اُٹھا کر حلق مین ڈال لے ہاتھ دیو کا جب قریب داراب کے پہونچا داراب نے ہاتھ اُسکا پکڑا کہ اُنگلیان ہڈی تک پیوست ہوگئین بلبلا گیا اور چلایا کہ او آدمزاد ہاتھ میرا چھوڑ دے داراب نے کہا مردود تجھ مین طاقت ہو تو چھڑا لے یہ کہکر جھٹکا دیا دیو منھ کے بھل آ رہا بس داراب نے ایک گھونسا اُسکے دماغ پہ مارا کہ مغز اُسکا پھٹ گیا ہاتھ کہنی تک سر مین گھس گیا اور دیو چیخ کھا کر گرا تڑپ کے واصل جہنم ہوا داراب نے کشور شاہ کو پنجرے سے باہر نکالا کشور شاہ نے داراب کشور کشا خطاب دیا وہان سے بادشاہ شہر مین آیا اور جارجی کو بلا کر حکم دیا کہ تمام شہر مین ڈھنڈھورا پیٹے کہ داراب کو کوئی سکندرہ گاذر کا بیٹا نہ کہے داراب ہمارا فرزند ہوا اور عملہ اُسکے واسطے علیحدہ نوکر رکھا گیا مکان بہت بڑا بادشاہی رہنے کو ملا اب جو نام لیتا ہی شاہزادہ داراب یا داراب کشور کشا کہتا ہی اور داراب دونون وقت دربار بادشاہ مین حاضر رہتا ہی عمرو نے جو یہ طاقت و زور داراب کا دیکھا اس فکر مین ہوا کہ اسکو صاحبقران آب پرستان بنا کر جسطرح سے ہو سکے یہان سے لیجایے مگر یہ سوچتا تھا کہ کیونکر لیجایے اور کیا تدبیر کیجیے اُدھر داراب کیواسطے روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہی شکل بر نظر آتی ہی ایک روز کا ذکر ہی کہ آواز نقارے کی بلند ہوئی عمرو نے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہی نقارہ کیون بجا ہی لوگون نے بیان کیا کہ کل میلہ ہی تمام عالم بیر زلال رو شنفیر

کی زیارت کیواسطے جائیگا اور پیر زلال روشنضمیر نائب خداوند آبحیات ہین عمرو نے سنکر اپنے دل مین کہا کہ خیر سمجھا جائیگا القصہ
وہ دن گذرا رات ہوئی دوسرے روز صبح کو عالم عالم اور دنیا دنیا ایک طرف کو چلے عمرو بھی راہی ہوا آتے آتے ایک
کوہستان مین پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد بلورین ہے تیس گز سے بتیس گز تک مدور مثل مہر منور اور چہار طرف گنبد کے میلہ لگا ہوا
ہے تماشائیون کا جوش ہے اہل حرفہ کا خروش ہے کسی طرف سے آواز آرہی ہے مزہ انگور کا ہے رنگترون مین کوئی پکارتا ہے
گنڈیریان ہین پونڈے کی کوئی صدا دیتا ہے کرڑیوڑیان گلابی کوئی کہتا ہے قند کا مزہ ہے پیڑون مین کوئی پکارتا ہے کیا
مزہ ہے بالوشاہی مین اور دروازہ پر گنبد کے کشیش رہبان کہ جنیو اونکے گلے مین پڑے ہوئے دھوتیان بندھی ہوئین
سر کھلا ہوا چوٹیان ہوا سے اُڑتی ہوئین کھونٹی دار کھڑاوین پانؤن مین نوبت بج رہی ہے سنگھ پھنک رہا ہے جھانجھ
کی آواز بلند ہے گلفروش صف بصف بیٹھے ہین الائچی دانے والے ایک طرف بیٹھے ہین یا خداوند آبحیات اور یا
پیر زلال روشنضمیر کا غل ہے خیمے استادہ ہین نمگیرے تنے ہوئے ہین امرا خیمون مین بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے ہین ابھی
کوئی اندر گنبد کے نہین جانے پاتا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ بکمال عظم و شان سے سواری کشور شاہ کی آئی رسالے
ساتھ پلٹنین ہمراہ ڈنکا بجتا ہوا چوبدار اہتمام کرتے ہوئے داراب کشور کشا مرکب پری پیکر پر سوار مرکب دریائے
جواہر مین غرق جلو مین ہزار ہا خاصبردار غرض کشور شاہ آکر خیمے مین اُترا کشتیان نذر کی خوان شیرینی ہار پھول کے
ساتھ لیکر مع داراب کے اُس گنبد کیطرف آیا اب مجاورون نے دروازہ گنبد کا کھولا بادشاہ داراب کو ساتھ
لیے ہوئے داخل گنبد ہوا عمرو بھی ہمراہ تھا اندر جاکر دیکھا کہ پانچ پانچ گز زمین چار طرف سے چھوڑ کر بیس گز سے بتیس گز تک
مدور ایک چشمہ ہے اُسمین پانی صاف و شفاف بھرا ہے کہ آب مروارید اُسکے سامنے آب خجالت مین غرق ہو عجب آب لطیف
ہے شعر نہر کو دیکھکر یہ لہرائے منہ مین کوثر کے پانی بھر آئے ؀ اور کنارے کنارے اُس نہر کے گلدستے پھولون کے رکھے ہوئے ہین
لب گردان تمام بلور کی ہے مچھلیان نقرۂ مصقول کی پانی مین اُچھل رہی ہین کنارے پر تخت طلائے احمر کا بچھا ہے اُسپر ایک مرد پیر بار ریش
سفید پیراہن گلے مین عمامہ سر پر بندھا ہوا بیٹھا ہوا ہے جو نذر و نیاز کہ واسطے خداوند آبحیات کی آتی ہے اُس حوض مین ڈالدی جاتی ہے
نقدی سامنے پیر زلال کے رکھتے ہین اور پیر زلال اُسمین سے وہ یکی آپ لیتے ہین باقی وہان کے خادمونکو دے دیتے ہین اور بڑے
بڑے جام بلور کے رکھے ہین اُنمین پانی بھرا ہوا ہے ایک ایک دو دو مچھلی ہر جام مین پڑی پھڑک رہی ہے اور انگیٹھیان چاندی کی رکھی
ہوئی ہین اُنمین آگ بھری ہے اُسپر بخورات سلگ رہے ہین عود و عنبر جل رہا ہے خوشبو پھیلی ہوئی ہے غرض کشور شاہ نے نذر چڑھائی
داراب کو پیر زلال کے قدمون پر ڈالا حال دیو کے مارنے کا بیان کیا پیر زلال نے دست شفقت داراب کی پیٹھ پر پھیرا
اور کہا اے کشور شاہ یہ بڑا بہادر ہوگا دین خداوند آبحیات کا جاری کریگا اور ہار داراب کے گلے مین ڈالدیا پانچ لڈو
اُٹھا کر ہاتھ مین اُسکے دیدیے کشور شاہ باہر آیا عمرو گلیم عیاری اوڑھکر وہین رہگیا خیال مین گذرا کہ اے عمرو اس پیر زلال
کو قتل کرکے آپ اسکی صورت بنیے اور داراب کو بہکالیجیے ایک کونے مین کھڑا ہوا سیر دیکھ رہا ہے کہ ایک اژدہام
ہے انبوہ عام ہے نذر و نیاز چڑھ رہی ہے پہر رات گئے تک بڑا ہجوم رہا بعد اسکے لوگ کم ہونے لگے دو پہر رات گئے سناٹا
ہوگیا پیر زلال اور تمام کشیش رہبان اُٹھے اور ایک طرف اُس حوض مین زینے بنے ہوئے تھے اور ایک دروازہ
لگا ہوا تھا اُسمین چلے گئے عمرو بھی ساتھ ساتھ آیا دیکھا کہ ایک مکان بہت پاکیزہ بنا ہوا ہے وہان پیر زلال آکر بیٹھا
اور مال جو کچھ کہ چڑھا تھا اُسے باہم تقسیم کیا بعد اُسکے سو رہے عمرو نے پیر زلال کو پکڑ کر زندہ درگور کیا اور آپ اُسکی
صورت بنکر سو رہا صبح کو اُٹھا آکر تالاب کے کنارے تخت پر بیٹھا اور کہا کہ لاؤ کشور شاہ کو ایک مہنت دوڑا
کشور شاہ کو بلا لایا وہ لرزتا کانپتا سامنے آیا سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا ہاتھون کو چوما پیر زلال نے کہا کہ اے کشور شاہ

خداوند آبحیات تجھسے بہت خفا ہین نہایت آزردہ ہین کشور شاہ نے کہا کہ گناہ میرا کیا ہی پیر زلال بولے کہ پہلے
تو تالاب مین مع عمارت غرق ہوتا تھا بچایا بعد اُسکے دیو ہوشنگ تجکو لیگیا تھا اُس ظالم کے پنجے سے تجھے چھڑایا اور
داراب سا بہادر تجکو دیا تو نے اُسکی قدر نکی زمانے مین بہت سے دین ہین کوئی آسمان کے خدا سے نادیدہ کو مانتا ہی
کوئی لقا کو خدا جانتا ہی کوئی لات ومنات کو سجدہ کرتا ہی کوئی آفتاب پرست ہی خداوند آبحیات کو منظور ہی کہ ایک
زمانے مین ایک دین ہو جائے پس تجکو لازم ہی کہ جاکر فوج بہت سی نوکر رکھ چالیس روز ہمارے پاس نہ آنا کہ ہمسے
ملاقات نہوگی مگر کل صبح کو اس کوہ کیطرف سے ایک سوار قدرت خداوند آبحیات سے پیدا ہوگا وہ داراب کو
فن سپاہگری سکھائیگا خیر مین نے تیری خطا کو خداوند آبحیات سے معاف کروایا ہی مگر اب ایسی حرکت نہ کرنا یہ کہکر رخصت
کیا دوسرے دن صبح کو داراب دامن کوہ کیطرف چلا قریب پہاڑ کے پہونچا تھا کہ سم مرکب کی آواز بلند ہوئی آگے
بڑھا دیکھا کہ ایک سوار بوڑھا لباس بھی کہنہ اور گھوڑا بہت دبلا کثیف صورت پیدا ہوا داراب سے کہا کہ مین حکم
آبحیات سے چھ سو ساٹھ فرسنگ سے آیا ہون کہ تجھے فن سپاہگری مین تیار کرون اور نام میرا سوار قدرت ہی داراب
اُسے اپنے ساتھ کشور شاہ پاس لایا خلعت دلوایا مکان رہنے کو دیا دوسرے روز سے تعلیم کرنا شروع کیا پہلے تین سو
ساٹھ طعن نیزے کی داراب کو سکھائی اور نیزہ حریف کا توڑ ڈالنا اور چھین لینا اور نیزے سے نیزہ لڑاکر حریف کے
ہاتھ سے نکالدینا بتایا بعد اُسکے گرز ہاتھ مین پکڑنا حریف پر مارنا اور آپ حریف کے گرز سے بچنا اور گھوڑے کو بچانا اور حریف
کا مرکب چھین لینا بعد اُسکے شمشیر زنی اور ہاتھ سے حریف کے تلوار چھین لینا اور تلوار سے تلوار حریف کی توڑ ڈالنا اور حریف
کو مرکب پر سے اُٹھا لینا تعلیم کیا بعد اُسکے تیر اندازی اسپ بازی کمند اندازی بتائی چالیس روز مین داراب کو یگانۂ
آفاق کر دیا داراب اور فتاح دونون بہت خوش ہین کشور شاہ ہر روز خلعت وجواہر وپوشاک ولباس دیا کرتا ہی
جب خوب یہ دونون علم سپاہگری اور فن عیاری مین پختہ ہو چکے سوار قدرت نے کہا کہ اب مین جاتا ہون اور بندگان
آبحیات کو تعلیم کرون ہر چند کشور شاہ نے روکا کہ ابھی نہ جائیے اور داراب بھی مانع ہوا مگر سوار قدرت نے نہ
مانا اور کشور شاہ سے کہا کہ صبح کو تم وہین گنبد پر جانا جہان میلہ ہوا تھا پیر زلال سے ملاقات ہوگی جو کچھ وہ کہین اُسپر
عمل کرنا یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر سمت صحرا روانہ ہوا اور کشور شاہ دوسرے دن صبح کو سوار ہوکر خدمت پیر زلال
مین گیا دیکھا کہ پیر زلال بیٹھا ہی کشور شاہ قدمون پر گرا ہاتھ چومے پیر زلال نے ایک کاغذ سفید کشور شاہ کے
ہاتھ مین دیا کہ اس کاغذ کو حوض مین ڈالدو جو اُسمین لکھا ہوا دکھائی دے اُسپر عمل کرو کشور شاہ نے ویسا ہی کیا کاغذ
پر لکھا ہوا دکھائی دیا کہ مین خداوند آبحیات ہون خزانہ آبحیات کا جو کچھ کہ ہی زلال روشنضمیر سے لے اور خیمہ اور
تخت اور وردیان خاصبردارون کی اور علم ونشان سب آبی رنگ کے بناؤ اور لشکر بیکران ساتھ لیکر خدا پرستون پر
جا اور پیر زلال روشنضمیر نے نقشہ تخت کا دیا کہ ایسا تخت بنے کہ درجۂ بالا لاجوردی اور بیچ کا درجہ طلائی اور درجۂ پائین
نقرئی ہو درجۂ بالا پر ہم بیٹھینگے اور آگے پیچھے درجون مین ہمارے خدمتی اور نوبت نواز شہنا نواز رہین گے اور جب لشکر
حمزہ پر پہونچین تو تلوارین ننگی کرکے نعرہ کرین کہ دشمن پیر زلال کا دونون جہان مین روسیاہ ہو اور روپیہ اشرفیان
جواہر اپنے پاس سے دیا کہ جلد بارگاہ اور تخت اور وردیان سپاہ کی بنواؤ کشور شاہ نے بموجب حکم پیر زلال
روشنضمیر سب کچھ بنوایا اور خیمہ کلان مخمل آبی کا تیار کروایا اُسپر زردوزی کام بنوایا اور چھ لاکھ سوار سب آبی پوش
اور مرکبون کا اسباب بھی سب لاجوردی تخت پر درجۂ بالا مین پیر زلال متمکن ہوئے اور دوسرے درجے مین طفلان
ماہ طلعت جام لاجوردی ہاتھون مین لیے ہوئے اُسمین مچھلیان نقرئی پڑی ہوئی ہین ہر مرتبہ جام اُچھالتے مین کہ مچھلیں

ساغر کا پانی اُس ساغر مین اور اس جام کا پانی اُس جام مین گرتا ہی اور یا خداوند آبحیات یا پیر زلال روشنضمیر کا غل ہوتا ہی اُس عظم وشان سے پیر زلال روشنضمیر مع داراب کشور کشا اور کشور شاہ شہر اختم کو روانہ ہوئے کوچ بکوچ چلے

اب دو کلمے داستان مسمارہ دریا باری نابکار اور خسرو ناہنجار کے بیان کیے جاتے ہین

ادھر سے جب ملک مسمارہ دریا باری اور خسرو ایک سو چالیس سردار حمزۂ صاحبقران کے پکڑ کر صندوقون مین بند کرکے مسمارہ کوہ کو چلا تھا اثناے راہ مین تیسری منزل مین سردارون کو صندوقون سے باہر نکالا غل و زنجیر مین گرفتار کرکے سب کو اعرابون پر ڈالکر لیے جاتا ہی پانچوین منزل تھی کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ چھ سو علم نشان چھ لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف خداوند آبحیات اور پیر زلال روشنضمیر کی مرقوم تھی اور تخت پر پیر زلال سوار برابر کشور شاہ بیٹھا ہوا اور داراب مانند شیر کے آگے آگے اُدھر آب پرستون نے بھی لشکر دیکھا اور خبر دریافت کرائی کہ ملک مسمارہ از روے ترس جان مسلمان ہوکر سرداران حمزہ کو عیار کے ہاتھ سے چھڑواکر لیے جاتا ہی کہ مسمارہ کوہ مین اُنھین قتل کرے پیر زلال یہ سنکر غضبناک ہوئے داراب سے کہا پکڑ لے انکو نہ جانے دے کہ یہ سب آبحیات کے بندے ہین داراب اُسیوقت گھوڑا چمکا کر لشکر پر مسمارہ دریا باری کے گرا اور آب پرست بھی دوڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ مین داراب اور خسرو سے مقابلہ ہوا خسرو نے تلوار ماری داراب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا چھتون تلوار کے ساتھ لڑی تھی جب تلوار نزدیک پہونچی پنجۂ یلی دراز کرکے تھپکی دی کہ تلوار بیٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اُسکے قبضے کو اپنے قبضے مین کر لیا ہاتھ مڑوڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر خسرو کو اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھین فتاح کشوری کے حوالے کیا کہ لیجا ملک مسمارہ نے جو دیکھا کہ بیٹا اسیر ہوا خود تلوار کھینچکر داراب پر آیا حملہ کیا داراب نے اُسکو بھی گرفتار کر لیا جنگ مغلوبہ ہوئی اخیر کو لوگ ملک مسمارہ کے بھاگے شکست ہوئی مال و خزانہ آب پرستون نے لوٹ لیا سب سرداران حمزہ کو پیر زلال روشنضمیر کے سامنے لائے پیر زلال نے کہا کہ انکو قید رکھو جب حمزہ سے سامنا ہوگا اُسوقت انکو قتل کرینگے سب کو لیجا کر قید کیا دوسرے دن صبح کو ارادہ کوچ کرنے کا تھا کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور لقا مع لاہوت شاہ اور بختیارک و کلکال خون آشام وغیرہ کے پہونچا آکر سنا کہ یہ فوج آب پرستون کی ہی اور ملک مسمارہ و خسرو گرفتار ہوگئے اور قید سرداران لشکر اسلام کی آب پرستون نے چھین لی لقا نہایت غضبناک ہوا اور لاہوت سے کہا کہ جا ان آب پرستون کو قتل کر جس سے کہ گو موت دھویا جاتا ہی اُسے یہ بخدائی مانتے ہین پانی بھی میرا بندہ ہی لاہوت شاہ نے میدان کا راستہ لیا مبارز طلب کیا داراب کشور کشا مقابلے کو آیا اور بعد گفتگو کے لاہوت نے نیزہ مارا داراب نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا لاہوت نے گرز مارا داراب نے گرز چھین لیا کشتی ہوئی شام کو داراب لاہوت شاہ کو پکڑ کر لیگیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے لقا خیمے مین آکر داخل ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیا تقدیر کی ہی کہ آپ کے دوست اور نوکر خالص گرفتار ہوگئے لقا بولا کہ یہ تقدیر آسمانی ہی میری نہین ہی بختیارک نے کہا کہ اگر آپ فرمایئے تو مین اِن آب پرستون کو بلا لون اور پیر زلال کو اپنا دوست بنا لون لقا بولا اے شیطان درگاہی تقدیر کی دوسرے دن صبح کو بختیارک جانب لشکر آب پرستان چلا پیر زلال روشنضمیر کو خبر ہوئی کہ بختیارک آتا ہی کہا کہ اُسے استقبال کرکے لاؤ لوگ گئے پیشوائی کرکے لائے بختیارک نے پیر زلال کو کمال شان و شوکت سے پایا اور دیکھا کہ ایک طرف کشور شاہ بیٹھا ہی دوسری جانب داراب

اور تمام سردارون کا دورہ بندھا ہوا ہی ناچ ہو رہا ہی بختیارک نے سلام کیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا بجالایا پیر زلال نے
کرسی مکلل بجواہر بیٹھنے کو دی بختیارک بیٹھا پیر زلال نے مزاج پرسی کی بختیارک نے ہاتھ باندھکر کہا کہ دعا مین مصروف
ہون پیر زلال نے پوچھا کہ آپ کیونکر یہان آئے ہین کہا کہ مجکو لقا خداے باختر نے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ جو آپ مہربانی فرمائین
تو ہم آپ مل جلکر خدا پرستون سے لڑین پیر زلال نے کہا آپ کیا زمردشاہ کے وکیل ہین بختیارک بولا انھین کا بھیجا ہوا
ہون پیر زلال نے پوچھا کب سے لقا کے ساتھ ہو بختیارک رو کر پکارا کہ اسکا حال کچھ نہ پوچھیے مین ایران کا رہنے والا
ہون خدا اُسکا روسیاہ کرے کہ جسنے مجکو دربدر کیا زلال بولے وہ کون ہی کہا کہ وہ ایک جہنمی ہی دزد باریک گردن
لک لک پا ساربان زادہ اُسنے اُس شخص کے باپ کو مار کر حریسہ پکا کر مجکو کھلا دیا میرے کلیجے پر اُسکے ہاتھ سے سیکڑون
داغ ہین پیر زلال نے کہا کہ ملک جی اگر عمرو کو پکڑ کر تمھارے حوالے کرین تو تم کیا کرو بختیارک بولا کہ گوشت اُسکا کچا کچا
دانتون سے نوچ کے کھاؤن عمرو نے کہا ملک جی تم ایسے اُسکے دشمن ہو بختیارک نے جواب دیا کہ ہان پیر و مرشد مین ایسا ہی
اُس سے جلا ہوا ہون عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا بختیارک نے عمرو کو پہچانا جان نکل گئی جی مین کہا کہ ای بختیارک
اسنے کوئی مقام خالی نہین ہی تو حیران تھا کہ آج بڑی دیر سے ذکر خیر مرشد کامل کا ہو رہا ہی اور وہ یہان نہین
ہین سو وہ ظاہر ہوئے مگر ای بختیارک تو نے بہت بُرا بھلا کہا ہی آج خوب تجکو جوتیان لگوائینگے کہ کھوپڑی تو تیری
گنجی ہی اور پلپلی ہو جائیگی ہاے تو کیا جانتا تھا کہ یہ مرشد ہین خیر ہرچہ بادا باد کہا کہ ای پیر زلال عمرو مین عجب عجب
وصف ہین اول تو نظر کردۂ ہفت پیغمبران سر بریدۂ جادوگران ریش تراشندۂ کافران بر باد کنندۂ ادیان
باطلہ زبان نہین ہی کہ اُنکی تعریف کرون عجب صفت کے آدمی ہین یہ کلمہ سنکر پیر زلال نے کہا کہ او منافق دو رنگے
کبھی تو مذمت کرتا ہی اور کبھی تعریف قطعہ ہر کہ چون کاغذ و قلم باشد ٭ دو زبان و دو رویہ گاہ سخن ٭ ہجو کاغذ
سیاہ کن رویش ٭ چون قلم گردنش بر تیغ بزن ٭ ارے کوئی اُس حرامزادے کو مارو لوگون نے کرسی پر سے
اُتار کر خوب جوتے کاری کی خواجہ نے اپنے دل مین کہا کہ ای عمرو تجھسے اور حمزہ سے جو فیض ہوئی فقط اسی حرامزادے
کے باعث سے القصہ خوب بختیارک کو پٹوا کر نکالدیا بختیارک جوتیان کھا کر آیا لقا نے دیکھا کہ بختیارک کا عجب
حال ہی کپڑے پھٹے ہوئے ہین منہ سوجا ہی پوچھا کہ ارے یہ کیا ہی اُسنے کہا کہ وہ مثل مشہور ہی۔ کہ جا پوت دکھن وہی
کرم کے لچھن مرشد نے پہلے دم دے کر حال پوچھا مین نے نادانستہ حضرت کو بُرا کہا ولی اللہ نے خوب جوتیان
لگوائین لقا بولا او حرامزادے عمرو وہان کہان آگیا بختیارک نے کہا یا خداوند پہلے مرشد قطب دوران بنکر
ایرج کو لائے اب پیر زلال بنکر داراب کو لائے ہین اُنکو قدرت ہی جامین سو صاحبقران بنائین لقا بولا ارے
سچ کہتا ہی یہ پیر زلال عمرو ہی بختیارک نے کہا کہ آپکو ابھی کچھ شبہ ہی تو چلیے آنکھ سے دیکھ آئیے اور چپکے سے کہا کہ بھاگ
یہ سنتے اختم کو چل لقا نہایت آزردہ بکمال پریشان شہر اختم کو روانہ ہوا دوسرے دن لشکر آب پرستون کا بھی چلا
لیکن یہان جس روز سے کہ قطب دوران لشکر ایرج سے نکلے ہین ایرج کو کمال رنج ہی عالم تنہائی مین رو دیا کرتا ہی
قطب دوران کو یاد کیا کرتا ہی کہ ہاے کیسا شخص تیرے پاس سے گیا افسوس کہ حمزہ کے ورغلانے سے تو نے اُسکو
رنجیدہ کیا اب کہان اُسکو ڈھونڈھیگا اور اُس شب کو شاپور نے ایرج کی دعوت کی ہی ایرج شاپور کے خیمے مین ہی
دونون عمرو کے واسطے گریان ہین بلکہ شاپور کو نہایت ملال ہی کہ ایرج نے کہا ای شاپور مین ان خدا پرستون کو مار کر
خواجہ کو ڈھونڈھونگا عنتر صبا سے کہا کہ تم جا کر حمزہ سے کہو کہ نور الدہر سے اور مجھسے مدت سے وعدہ لڑائی کا چلا
آتا ہی دیر کاہے کی ہی اجو تجنے میرے مالک اور محسن کو میرے لشکر سے نکلوا دیا جہان آنکھون مین میری اندھیر ہی کچھ مجھے

سو جھتا نہین اور تجھسے زیادہ کوئی دشمن میرا نہین یا تو دین آفتاب پرستی اختیار کرو نہین مجھسے لڑو عنبر صبا خدمت امیر
مین گیا پیغام ایرج کا دیا نور الدہر نے کہا کہ کہدینا ایرج سے کہ عمرو ادنے ایک ہمارے یہان کا نوکر تھا وہ آوانسے
مالا کی صاحبقران یہ کرتا تھا اُسے نکلوا دیا اور تم جس وقت طبل جنگ بجواکر میدان مین آؤگے ہم تمھارا مقابلہ کرینگے
عنبر صبا نے جاکر ایرج سے کہا ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُدھر لشکر اسلام مین بھی خبر ہوئی نقارۂ رزمی نوازش
مین آیا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین ایرج نے گھوڑے پر سے
اُتر کر آفتاب کو سجدہ کیا اور مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اسد جو کھڑا ہوا
تھا اُسنے طہماس سے کہا کہ ای برشتہ دلگان تعجب ہی کہ آقا تمھارا جاکر اس پاپی بزاز بچے سے مقابلہ کرے اور تم تماشا دیکھو
حیف ہی تمپر اور وہ تو حرام کے لقمے کھا کھا کر کنگرا ہوا ہی شاید شاہزادے کو اُسکے ہاتھ سے چشم زخم پہونچے تو تم کیا کروگے
میان جاکر اس پاپی کو پکڑ لاؤ اور اُسکی حقیقت کیا ہی تمھاری گھڑکی مین پیشاب خطا ہو جائیگا طہماس نے کہا کہ ایسا نہو کہ
شاہزادہ مجھسے رنجیدہ ہوا اسد نے کہا یہ ذمہ میرا ہی مگر اُسے زندہ پکڑ لانا قتل نہ کرنا طہماس اسد کے کہنے سے گینڈے
کو جگا کر برائے اجازت سامنے تخت بادشاہی اور حمزۂ صاحبقران کے آیا عرض کیا کہ اجازت ہو تو جاکر اس
بزاز بچے کو پکڑ لاؤن زمانہ سابق کا دستور تھا کہ جو کوئی ارادہ میدان کا کرتا تھا اُسے روکتے نہ تھے اسواسطے کہ اُسے
ذلت ہوتی تھی کہ مین قابل میدانداری نہین ہون جو نہ جانے دیا ناچار اُسکو اجازت میدان دی طہماس مقابلے
کو ایرج کے چلا نور الدہر دیکھکر رہگیا اسد سے کہا کہ او کمبخت یہ تیری حرکتین ہین تو نے فتنہ انگیزی کرکے طہماس کو بھیجا
ہی اسد بولا بھائی صاحب آپکا رتبہ یہ نہین ہی کہ آپ ایسے ویسے پاجیون سے سامنا کرین دیکھے طہماس اُسے پکڑے
لاتا ہی مین نے بھیجا تو کیا بُرا کیا نور الدہر چپ ہو رہا مگر طہماس ایرج کے سامنے آیا ایرج نے جو طہماس کو دیکھا بہت
آزردہ ہوا کہا کہ ای طہماس مجھسے اور نور الدہر سے میدانداری کا وعدہ تھا وہ کیون نہ آیا تجھکو کیون بھیجا طہماس بولا
کہ ای ایرج مجھ ایسا ملازم جسکا ہو وہ کاہیکو کسی کے مقابلے کو جائے اُسے کیا غرض ہی جو ہر کس و ناکس سے مقابلہ کرے
مین آیا ہون کہ تجھکو باندھکر لیجاؤن ایرج یہ کلمہ سنکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ تیرا بھی ملازم ہی مین اُسے تیرے
مقابلے کو بھیجتا ہون کہ وہ تجھسے لڑیگا یہ کہکر پھرا نور الدہر نے اسد سے کہا کہ او کمبخت دیکھا تو نے کہ ایرج نے مقابلہ
نہ کیا پھر گیا اسد نے کہا بھائی صاحب وہ اپنے خوف جان سے پھر گیا کہ مارا نہ جاؤن اور بھائی صاحب آپکی محبت اور
سر چڑھانے نے اُسے خراب کیا ہی پاجی کو بہت سر نہین چڑھاتے ہین اور آپ کیا کرین کہ آپکا تو دل اُسپر آیا ہوا ہی
مگر ہا گئے آپکی طبیعت ایسی نہ تھی نور الدہر نے کہا کہ ہان بھائی تم سچے ہو جہان تمھاری اور باتین دیوانگی کی ہین وہان یہ
بھی ہین مجکو حسن پرست بھی بنا دیا اچھا بھئی جہان دادا جان تمھاری باتین سنتے ہین مجکو بھی جو چاہو کہو اسد چپکا ہو رہا
مگر ایرج جو پھر کر اپنے لشکر مین گیا بلوط الجگر دن سے کہا کہ تم جاکر طہماس سے مقابلہ کرو اُسے باندھکر لے آؤ
بلوط ایرج سے رخصت ہو کر مقابل طہماس کے آیا بعد از گفتگو کے بلوط نے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے
نکال دیا بلوط نے چوبدست طہماس پر ماری کہ سپر پر سے اُچٹ کر ران پر طہماس کی پڑی صدمۂ ضرب چوبدست سے
طہماس کو تیور آیا آفتاب پرستون مین علم جلوہ گری پر آئے یا نیر اعظم آفتاب تابان کا غل ہوا طہماس غضبناک ہوکر
دوڑا اعرابی پر سے ساطور ساڑھے نو سو من کا اُٹھایا اور بلوط پر مارا بلوط نے سپر پر روکا تھا کہ ساطور نے سپر کو
کاٹا سر پر پڑا کہ سر اسر بکلے چیرے کو کاٹا صراحی گردن مین اُتر کر صندوق سینہ سے مانند قطرۂ سیماب کے گذر کر تمام
جسم کو کاٹا کہ گینڈے کو قلم کرکے زمین کو بوسہ دیا راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ وہ بلوط مارا گیا

ایرج کمال رنجیدہ ہوا کہا کہ اگر مین جانتا کہ بلوط اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا تو مین اُسے میدان مین نہ بھیجتا مین آپ ہی مقابلہ کرتا افسوس
بڑا رفیق میرا مارا گیا آزردہ خاطر طبل بازگشت بجوا کر پھر اپنے خیمے مین آکر بیٹھا بلوط کے واسطے روئے دیتا ہی اور کہتا ہی
کہ میان اس عادی کو کیونکر نور الدہر نے زیر کیا ہوگا مجکو یقین نہین کہ نور الدہر نے اِسے زیر کیا ہو ایک آدمی نے
کہا کہ پیرو مرشد مین نے سنا ہی کہ نور الدہر پر طہماس عاشق ہوا ہی ایک آدمی نے کہا کہ میان خیر ہی نور الدہر وہ بہادر
ہی کہ آدمی کوہ پر طہماس کا گیند بنا کر اچھالا تھا ایرج بولا ہوگا مگر اب تو میرا کلیجہ پک گیا ہی اگر کوئی اِسے پکڑ لائے تو مین
بہت خوش ہون شاپور نے کہا کہ آپ مجھے طہماس کو لیجیے یہ کہکر روانہ ہوا اور رات کو باورچی خانہ مین ایک کہار کی
صورت بنکر کھانے مین بیہوشی ملا کر طہماس کو کھلا کر بیہوش کر کے باندھکر ایرج کی خدمت مین لایا ایرج طہماس کو گرفتار
غل و زنجیر کر کے ہوش مین لایا طہماس نے خود کو بندھے ہوئے پایا اور دیکھا کہ سامنے ایرج بیٹھا ہی اُٹھکر بطریق اہل اسلام
سلام کیا اور کہا کہ او بزاز بچے آخر کو تو پاجی ہی دیکھا کہ مین اسکا کچھ نہ کر سکونگا تو عیار کو بھیجکر مجکو پکڑ بلوایا بس صاحبقرانی
عیار کے بھروسے پر کرتا ہی لعنت ہی تجھ نامرد پر ایرج یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا کہا کہ او عادی تو نے میرے ایسے رفیق کو
مارا کہ اُسکا عدیل و نظیر نہ تھا مین اُسکے عوض مین تجھے قتل کرونگا اور کہا کہ بلاؤ جلادون کو بموجب حکم کے اُسی وقت جلاد
آکر حاضر ہوئے اور ریت کا چبوترا بنا کر نطع اُسپر ڈالا یا اور ہاتھ پکڑ کر طہماس کا بٹھا دیا اور کہا کہ تجھے جو کھانا ہو کھالے
جو پینا ہو پی لے وصیت کرنا ہو کر لے جسے یاد کرنا ہو کر لے وقت تیرا آخیر ہی طہماس بولا کہ وصیت یہ ہی کہ میرے آقا
نور الدہر عالیشان بن بدیع الزمان سے کہدینا کہ مین بیکس و مجبور یہان مارا گیا میرے خون کا عوض اِس آفتاب پرست سے
لے اور یاد کیا خداوند عالم کو جلاد سے کہا بس تو اپنے کام مین مصروف ہو جلاد تیسرے حکم کا منتظر تھا کہ غلغلہ ہوا اور
نور الدہر خبر طہماس کے گرفتار ہونے کی سنکر یکہ و تنہا آکر داخل بارگاہ ایرج ہوا جلاد کو قتل کیا طہماس نے قید
توڑ ڈالی ایرج یہ حال دیکھکر برہم ہو کر بولا کہ ای نور الدہر یہ کیا حرکت تھی کہ بارگاہ مین میری آکر قیدی کو چھڑا لیا اگر
اکیلا میری بارگاہ مین نہ آیا ہوتا تو تجھے قتل کرتا نور الدہر نے کہا اگر اور کوئی میرے رفیق کو اِسطرح چھڑا منگاتا تو مین بغیر
مارے اُسکو نہ چھوڑتا یہ کہکر طہماس کو لیے چلا گیا لیکن ایرج بلوط کے غم مین بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ ہرکارون نے آکر
خبر دی کہ قارن بن بلوط لخلخہ گردن آتا ہی ایرج نے لوگون کو استقبال کے واسطے حکم دیا سردار گئے اور استقبال
کر کے لائے دیکھا کہ وہ بھی لخلخہ گردن ٹھیک صورت بلوط کی ہی قارن نے ایرج کے قدم چومے بیٹھا سب کو دیکھا
اپنے باپ کو نہ پایا پوچھا کہ باپ میرا کہان ہی ایرج رویا اور کہا کہ کل طہماس کے ہاتھ سے مارا گیا اُسنے بھی ایک آہ کی
اور اپنی حالت تباہ کی کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے اُسیوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر اسلام
مین خبر ہوئی کہ بیٹا بلوط لخلخہ گردن کا آیا ہی اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے چار پہر رات درستی آلات حرب مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے قارن ایرج سے
اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ طہماس میرے مقابلے کو نکلے طہماس بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل
قارن ہوا نور الدہر نے چلتے وقت کہدیا تھا کہ ای طہماس قارن کو زندہ پکڑ لانا طہماس نے عرض کیا تھا کہ بہت
خوب بس جسوقت مقابلہ ہوا بعد از نگاورزی کے قارن نے کہا کہ ای عادی تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہی مین تجھے بغیر
مارے نہ چھوڑونگا اپنے حربے کو طہماس نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین ہی تو اپنا حربہ کر قارن نے نیزہ اُسپر مارا طہماس
نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا قارن نے چوبدست ماری کہ سپر پر سے اُچٹ کر گینڈے کے مغز پر پڑی کہ بھیجا پاش پاش ہوگیا
طہماس پیادہ دوڑ پہلے اُسکے گینڈے کو مارا بعد اُسکے چار پہر دن کی کشتی مین اُسے زیر کیا اور باندھ لیا پھر کر اپنے لشکر

مین آیا قارن کو خیمے مین لایا غل و زنجیر مین گرفتار کر کے مکان محفوظ مین اسیر کیا اور ایرج نے شاپور سے کہا کہ تو
جاکر قارن کو چھڑالا شاپور شیر دل صورت اپنی بدل کے لشکر اسلام مین گیا پہلے زندانخانے کو دریافت کیا دو پہر
رات گئے ہوا کے رخ پر کھڑے ہو کر بیہوشی اڑانا شروع کی کہ نگہبان بیہوش ہوگئے شاپور اندر آیا قارن کو چھڑایا
چاہا کہ ایرج پاس لیچلے قارن نے کہا کہ ای شاپور مین جبتک طہماس کو مار نہ لونگا یہانسے نہ جاؤنگا شاپور نے کہا کہ تو
چلے چلیے پھر سمجھ لیجیے گا قارن بولا ای شاپور مین اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگا ہرگز تیرے ساتھ نہ جاؤنگا شاپور پکارا
کہ آپکو اختیار ہی جو میرا کام تھا وہ مین کر چکا قارن نے کہا کہ طہماس کے خیمے کے دروازے پر مجھے پہونچا دے شاپور
نے لاکر دروازۂ بارگاہ طہماس پر پہونچا دیا قارن پوشیدہ ہو کر کھڑا ہوا کوئی چار گھڑی رات باقی تھی کہ شاپور تو چلا
گیا لیکن طہماس دو گھڑی رات رہے سے اٹھا حوائج ضروری سے فراغت حاصل کی وضو کر کے نماز پڑھی پوشاک منگوا کر
پہنی بارگاہ سے باہر آیا کہ سوار ہو کر خدمت شاہزادۂ عالیو قار مین روانہ ہو قارن نے فرصت پا کر تلوار طہماس
پر ماری طہماس چمک تلوار کی دیکھکر سیدھا ہوا پیچھے کو سر کھینچا تلوار پیٹ پر پڑی کہ آنتین باہر نکل آئین طہماس پیٹ پکڑ کر
بیٹھ گیا بیہوش ہو گیا قارن گھوڑے پر چڑھ کر بھاگا یہان غل ہوا کہ ارے طہماس کو کوئی مار کر چلا گیا یہ خبر نور الدہر کو
ہوئی سر و پا برہنہ دوڑا ہوا آیا دیکھا کہ طہماس بیہوش ہی فرمایا دریافت کرو یہ کام کسکا ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قارن
رات کو چھوٹ گیا ادھر قارن ایرج کے پاس صبح کو آیا کہا کہ مین طہماس کو مار کر آیا ہون ایرج بولا ای قارن
گو کہ اُسنے تیرے باپ کو مارا ہی مگر بہادر بے نظیر ہی تو نے بہت برا کیا قارن پشیمان ہوا ایرج نے کہا ای قارن اگر تو
ہوشیار کر کے مارتا تو تیرے واسطے ناموری تھی اور یہ عین نامردی ہی کہ تو نے اُسکو چھپ کر مارا قارن بولا ای
شہریار باپ کے غم مین مجکو کچھ سوجھتا نہ تھا ایرج پکارا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اگر نیر اعظم طہماس کو بچالے شدہ
شدہ یہ خبر نور الدہر کو پہونچی کہ قارن طہماس کو زخمی کر گیا ہی شاہزادے نے کہا کہ قسم پروردگار عالم کی اگر طہماس
مر گیا تو قارن کو مع ایرج کے زندہ نہ چھوڑونگا اسمین صاحبقران گرامی اختر شناس کو لیے ہوئے آئے
نور الدہر نے طہماس کو پلنگ پر لٹایا تھا کہ امیر کو دیکھا اٹھا سلام کیا عرض کیا ملاحظہ فرمائیے کہ میرے عاشق کا یہ
حال ہی یہ کہتا ہی اور روتا ہی امیر نے دلاسا دیا کہ بھئی خدا کو یاد کرو ادھر بدیع الزمان تسلی دے رہا ہی کہ گرامی نے
زخم دیکھا آنتین پیٹ کے اندر رکھ کے زخم مین ٹانکے دیے اور نور الدہر سے کہا کہ حضور خاطر جمع رکھین طہماس کے ایک
رونگٹے کو ضرر نہ ہوگا یہ بخوبی اچھا ہو جائیگا شاہزادہ کہنے سے گرامی کے مطمئن ہوا لیکن ہرکارون نے ایرج کو خبر دی کہ
نور الدہر کہتا ہی کہ اگر طہماس مر گیا تو قارن کو مع ایرج کے مار ڈالونگا ایرج یہ سنکر کمال غضبناک ہوا طبل جنگ بجوایا
کہ کل صبح کو معلوم ہو جائیگا یہ خبر نور الدہر کو ہوئی کہا کہ خیر ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے کہ کل اس آفتاب پرست کو
سر جنگ معقول دونگا ادھر لقا کے لشکر مین نقارۂ جنگی نوازش مین آیا رات بھر تینون لشکرون مین تیاری رہی صبح
کو معرکہ آرائے نبرد ہوئے ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اٹھی کہ بیت از دامن کوہ و
دشت و اورنگ ❊ گردی برخاست طوطیا رنگ ❊ ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے کہ گرد قریب پہونچی
گرد نے باد کو مارا باد نے گرد کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ سو علم نشان لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف
لقاے بے بقا راندۂ درگاہ زمرد شاہ باختری مردود الہ اور پیغمبر نامرسل گنجاب بن گنجور بن ملک
حرمان دیو کش کی مرقوم تھی بعد اُسکے نیمچہ شتر نالین قینچیان بالون کی خصبرداروں کے غول کے غول مرکب
تازی ترکی کچھی یمنی عراقی عربی باساز و یراق مرصع اُسکے بعد سقے پانی چھڑکتے ہوئے اور ایک جوان قوی ہیکل

قوی بازو قوی گردن بلند و بالا کہ گدن پر سوار اُسکی پشت پر لاکھ سوار جرار دریاے آہنی مین غرق دکھائی دیے بر کار دن نے معلوم کیا کہ طربد گرہ بند بن ذو القیس خون آشام لقا کی مدد کیواسطے آیا ہی اور آکر جمشید اختمی و خورشید اختمی کے شریک ہوا اسکی آمد مین دن تمام ہو گیا لشکر پھر گئے خیمون مین داخل ہوئے طربد گرہ بند آکر بارگاہ مین بیٹھا لقا کو نہ دیکھا احوال پوچھا لوگون نے کہا کہ مسمارہ کوہ کو گئے ہوئے ہین طربد نہایت آزردہ ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ کل ان خدا پرستون کو مار کر خداوند کو جا کر دیکھونگا یہ خبر لشکر اسلام اور آفتاب پرستان مین ہوئی وہان بھی طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو تینون لشکر آکر مقابل یکدیگر ہوے جسوقت صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہو چکا نقیب نہیب دیکر چلے گئے طربد نے ایک طرف کو لشکر غدار دیکھا اور ایک جانب کو لشکر تھوڑا سا پایا احوال پوچھا جمشید اختمی نے کہا کہ یہ لشکر کثیر خدا پرستون کا ہی اور یہ لشکر قلیل آفتاب پرستون کا ہی ایرج انکا سردار ہی اور ایرج نے کیا کیا آزار خداوند کو پہونچائے ہین بہت بندے لقا کے اُسکے ہاتھ سے کام آئے ہین طربد نے کہا کہ پہلے انھین کا کام تمام کرون یہ کہکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر ایرج سے نصر طراول کشتی گیر نکلا ہاتھ سے طربد کے زخمی ہوا غراب کشتی گیر نکلا مجروح ہوا اقلیم بلیم زنگی مقابل ہوئے وہ بھی گھائل ہوئے شام تک سات جوانون کو طربد نے زخمی کیا اور پانچ کو جان سے مارا طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے صبح کو طربد نے ایرج کو نامہ لکھا کہ ای ایرج نامے کو دیکھتے ہی میرے قدمون کو بوسہ دے اور دین زمرد پرستی اختیار کر ایلچی نے نامہ لیجا کر ایرج کو دیا ایرج نے پڑھکر چاک کیا اور ایلچی سے کہا کہ طربد نے بہت سا جھک مارا اور حکم دیا کہ ایلچی کی گردن مین ہاتھ دیکر نکالدو ایلچی خوب ذلیل ہو کر سامنے طربد کے آیا حال بیان کیا کہا مین نہین ذلیل ہوا آپ خود ذلیل ہوئے طربد نے غضبناک ہو کر تلوار ایلچی پر ماری کہ تو وہان مر نہ گیا ذلیل ہو کر آیا اور باتین بناتا ہی ایسی تلوار اُسکی کمر پر پڑی کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اُسی غصے مین طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان مین آیا مبارز طلب کیا عوجان دریا باری ایرج سے رخصت لیکر مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی طربد نے نیزہ نکالدیا عوجان نے تلوار ماری طربد نے رد کر کے اپنا وار کیا کہ سپر کو قلم کر کے سر پر پڑی کہ تا دوابرو اُترگئی دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی مگر ایک جا در خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی مرجان دریا باری نکلا زخمی ہوا غرض تین میدانداریون مین سواے ایرج کے کوئی صحیح و سالم باقی نہ رہا اب طبل جنگ بجوا کر لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوا مبارز طلب کیا حارث بن سعد مقابل ہوا بعد گفتگو کے طربد نے نیزہ مارا حارث نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُس کافر نے غیظ و غضب مین آکر تیغہ مارا حارث بھی زخمی ہوا تمغاج نے سامنا کیا اُسکے بھی زخم لگا غرض اُس روز بارہ سردار لشکر اسلام کے زخمی ہوئے اور پانچ سردار مارے گئے طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے طربد آکر صحبت مین بیٹھا جمشید و خورشید اختمی سے کہا کہ خداوند جو یہان ہوتے تو میری جانبازیان دیکھتے کہ مین نے کیا کیا اور کیونکر خدا پرستون کو مارا عرضی خداوند کو لکھو کہ جلد یہان تشریف لائین تماشا میری لڑائی کا ملاحظہ فرمائین جمشید و خورشید نے عرضی اسی مضمون کی لکھوا کر مسمارہ کوہ کو بھیجی اور پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو صف آرائی ہوئی طربد میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل بن گیا ہور مقابل ہوا نیزہ بازی مین برابر رہا شمشیر زنی مین زخمی ہوا شام تک دس بارہ سردار باختر زخمی ہوئے اور مارے بھی گئے ایسی میدانداریان کین کہ کوئی دو ڈھائی سو سردار زخمی ہوئے اور مارے گئے بارھوین روز سب لشکر میدان مین آئے تھے اور طربد مبارز طلبی کر رہا تھا ابھی کوئی اُسکے مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ صحرا کی جانب سے گرد تیرہ و تار نمودار ہوئی شعر زگرد و غبار یکہ شد بر سپہر رہ

رفتن خویش گم کرد مہر۔ ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے جسوقت کہ وہ گرد قریب آکر شق ہوئی چھ سو علم علامت
چھ لاکھ سوار کی ہویدا ہوئے کہ ہر علم کا پھریرا آبی رنگ کا اُسپر بیلین زر دوزی بنی ہوئین مچھلیان نقرئی الغضبا کی
ہوئین اور چھ سو ہاتھی کہ اُنکی جھولین بھی آبی مستکون پر آئینے بندھے ہوئے سونڈون مین زنجیرین طلائی نقرئی لپٹی
ہوئین تمام صحرا ہاتھیون سے کجلی بن معلوم ہوتا تھا بعد اُسکے ہتھنالین شترنالین قینچیان بالون کی مرکب تازی کی
کچھی یمنی عراقی عربی باساز و یراق دو دو سائیس چنوریان لیے ہوئے ساتھ ہزار بارہ سو سقے بادلے کی لنگیان
اُنکے بندھی ہوئین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے ہزارے دہالون پر مشکون کے چڑھے ہوئے گلاب کیوڑا ملاکر
چھڑکتے چلے آتے ہین خاصبردارون کے غول خاصیان کاندھون پر رکھے ہوئے غلاف خاصیون پر آبی بانات
کے چڑھے ہوئے بیلین جواہر نگار مرصع کار بعد اِسکے دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت شیر صولت رستم شجاعت مرکب
پر سوار زیر سایۂ علم ماہی پیکر چلا آتا ہی اور ایک تخت پر بادشاہ بیٹھا ہی اور ایک تخت کئی درجے کا بنا ہوا اُسپر ایک
شخص بارلیش سفید لباس آبی رنگ جواہر نگار گلے مین تاج مروارید دوز سر پر چار سو کشیش و رہبان کہ جام بلورین
اُنکے ہاتھ مین اُسمین پانی بھرتے ہین اور اُچھالتے ہین اور صدا دیتے ہین کہ یا خداوند آبحیات اور چھ لاکھ سوار
آبی پوش لپشت پر چلے آتے ہین القصہ آکر ایک جانب کو صف باندھے کھڑے ہین پیر زلال نے رومال ہلایا تمام
آب پرستون نے تلوارین ننگی کرکے نعرہ کیا کہ دشمن پیر زلال کا دونون جہان مین روسیاہ ہوا اِدھر ایرج اور
شاپور نے کہا کہ تمام وضع پیر زلال کی قطب دوران کی سی ہی اِدھر امیر نے فرمایا کہ یہ وہی نمک حرام ہی لیکن
پیر زلال نے جو ایک گبر ناہنجار کو میدان مین دیکھا داراب سے کہا کہ کیا دیکھتا ہی بحکم آبحیات اِسکو پکڑ لایا جاکر
قتل کر کہ اس اثنا مین طربد نے پھر مبارز طلبی کی داراب مرکب دوڑا کر مقابل طربد ہوا طربد تنگا ور زن ہوا
اور داراب کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا طربد کا گینڈا سات آٹھ قدم ہٹ گیا پیچھے پر جا رہا گرتے گرتے
سنبھلا گج مارکر رالوزن مین مسل کر سامنا کیا طربد نے کہا کہ تو کہان سے آیا ہی مجھسے تو خدا پرستون سے سامنا پڑا ہی
اُسنے کہا کہ مین صاحبقران آب پرستان ہون آیا ہون کہ دین خداوند آبحیات کا جاری کرون طربد بولا کہ سبحان اللہ
جس سے گہ موت دھویا جاتا ہی تو اُسکی خدائی مانتا ہی داراب نے کہا کہ اگر خداوند آبحیات نہون تو کوئی چیز
زندہ نہ رہے نہ ظاہر ہو کہ کل شئی حی من الماء طربد نے کہا پانی کو کیا بخدائی مانتا ہی لقا کو سجدہ کر جو خداوند سجدہ ہزار
ملک باختر ہی داراب بولا کہ وہ تو ابھی میرے ہاتھ سے بھاگا ہی اُس بھگوڑے کو تھین سجدہ کرتے ہو طربد نے
جھنجھلا کر کہا کہ بس زیادہ گوئی نہ کر لاحربہ اپنا داراب نے جواب دیا کہ مین پہلے حربہ نہین کرتا جب تیرے حربے
سے خداوند آبحیات بچائیگا تو مین بھی اپنا وار تجھپر کرونگا طربد بولا خیر اور داراب پر برچھا مارا داراب
نے برچھا اُسکا چند طعن مین نکالدیا طربد نے تلوار ماری داراب نے تلوار بھی چھین لی آخر کو کشتی ہوئی کوئی دوپہر
کی کشتی مین طربد کو داراب نے زیر کیا اور مشکین باندھ کے لیکر میدان سے پھرا ایک سمت کو داراب کا خیمہ برپا ہوا
پیر زلال آکر خیمے مین داخل ہوئے تخت پر بیٹھے کشور شاہ برابر پیر زلال کے دست راست کو متمکن ہوا داراب
نے دنگل پر جلوہ فرمایا پیر زلال نے حکم دیا کہ لاؤ طربد کو اُسیوقت طربد کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے لائے طربد نے بطریق
لقا پرستان سلام کیا پیر زلال بولا کہ لقا کیا گیدی خر ہی طربد پکارا کہ تو کیا سگ نجس ہی پیر زلال یہ کلمہ سنتے ہی آگ ہوگیا
سامنے ڈالی اناناس کی رکھی تھی اناناس اُٹھا کر طربد پر مارا کہ چھاتی پر پڑا طربد آگ ہوگیا قید توڑ ڈالی پیر زلال پر
دوڑا داراب للکارا کہ ارے بدمعاش کہان جاتا ہی طربد کے ہاتھ مین نہ زنجیر تھی پھر اکر داراب پر ماری داراب نے

ضرب اُسکی خالی دی دوڑکر گریبان اُسکا پکڑا جھٹکا دیا کہ زانو کے بھل آیا ایک گھونسا ماتھے پر مارا کہ مغز اُسکا پریشان ہوا چرخ کھاکر گرا تڑپ کر مر گیا کہا کہ لاش اسکی پھنکوا دو عیاران لشکر صاحبقران نامدار اور سرداران لشکر آفتاب پرستان اور لشکر لقا نے یہ تماشا دیکھکر جاکر امیر اور ایرج اور جمشید و خورشید کو خبر دی کہ داراب نے یون طربد کو مار ڈالا امیر اور ایرج حیران ہوئے جمشید و خورشید سنکر نہایت پریشان ہوئے لیکن امیر کو نہایت محبت داراب کو دیکھکر پیدا ہوئی نورالدہر نے بھی تعریفین داراب کی بہت سی کین اسد نے کہا کہ بھائی صاحب یہ دعوی بیجا ہی نورالدہر نے کہا کہ بھئی تم یونہین جسکو چاہتے ہو بنا دیتے ہو اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب مین خلاف نہین عرض کرتا ہون مگر لشکر کفار مین شام کو لقا بھی پہونچا حال طربد کا سنا بہت رنجیدہ ہوا اُدھر پیر زلال نے دبیر کو بلاکر کہا کہ نامہ حمزہ کا لکھو اور قلم لیکے آپ مسودہ کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای حمزہ خداوند آبحیات برحق ہی ایک دم اگر اپنے بندون سے منھ موڑین تو سب پیاس سے ہلاک ہو جائین اور سب اشیا پانی سے زندہ ہین اور مین کہ پیر زلال روشنضمیر نائب خداوند آبحیات ہون آگاہ ہو کہ کیا کیا احسان مین نے تجھپر کیے ہین اور تو نے قدر میری نہ جانی اب خداوند آبحیات کا غضب نازل ہوا ہی داراب الیساز بردست تیرے قتل کو بھیجا ہی آکر قدمون کو پیر زلال کے بوسہ دے یا کسی گوشہ مین بیٹھکر عبادت کر اور جو یہ نہ کریگا تو داراب کے ہاتھون ذلیل و خراب و رسوا ہوگا جب نامہ دبیر صاف کرکے لایا پیر زلال نے داراب کو دیا کہ تم یہ نامہ لیکر جاؤ اور جب حمزہ تمسے نامہ مانگے تو پہلے زنار کروانا بعد اسکے سات قدم پیشوائی کروانا تب اِسکے ہاتھ مین نامہ دینا اور کہدینا کہ یہ نامہ ہی اسمین دو کلمے سخت و درشت ہین اُسپر غصہ نہ کرنا کہ سر میرا اسکے ساتھ لگا ہوا ہی جب حمزہ نامہ پڑھیگا تمسے کہے گا کہ ای داراب یہ پیر زلال ہمارا عیار ہی ہمنے اِسکو اپنے لشکر سے خفا ہو کر نکالدیا ہی یہ تمھارے پیر زلال کو مار کر آپ پیر زلال بنکر تمھین مجھسے لڑوانے لایا ہی ای داراب تم حمزہ پر بہت خفا ہونا اور بہت سی باتین داراب سے کہدین کہ وقت پر بیان کیجائینگی داراب بہت سا جلوس اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا طرف لشکر اسلام چلا آتے آتے داخل لشکر ہوا تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا امیر نے داراب کے آنے کی خبر سنکر پہلے ہی سے حکم دے رکھا تھا کہ داراب آئے تو اُسے نہ روکنا پہلوان عادی نے داراب سے کہا کہ آپ بے تکلف جائیے آپکے واسطے حکم آچکا ہی داراب نے اندر بارگاہ سلیمانی کے قدم رکھا سامنے بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا اور صاحبقران کو دنگل شوکت پر جلوہ گر پایا باقی سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن تھے داراب نے سلام کیا کہ جو خداوند آبحیات کو برحق جانتا ہو اُسپر میرا سلام ہی جواب سلام کا کسی نے نہ دیا امیر نے فرمایا کہ کرسی داراب کے بیٹھنے کو لاؤ جبتک کرسی آئے داراب لندھور کے پاس آیا کسواسطے کہ لندھور تخت کے قریب سب سے بلند بیٹھا تھا اور کہا ای پہلوان دم بھر کے لیے جگہ اپنی خالی کردے تو مین بیٹھکر نامۂ پیر زلال گذرانون لندھور چاہتا تھا کہ کچھ کلمے سخت کہے کہ صاحبقران نے فرمایا ای خسرو بلاد ہند تمھین ہمارے سر کی قسم دنگل اپنا خالی کردو تم پایۂ تخت پر آکر بیٹھو لندھور اُٹھ کھڑا ہوا داراب لندھور کے دنگل پر بیٹھ گیا ساقی نے جام شراب کا دیا داراب نے لیا اور امیر کیطرف دیکھکر کہا کہ بخت تمھارا سیاہ ہی کہ تم اپنے خالق خداوند آبحیات کو نہین پہچانتے امیر یہ سنکر آزردہ ہوئے مگر کچھ نہ کہا فرمایا کہ ای داراب تمھارے آنے کا سبب کیا ہی کہا کہ نامہ پیر زلال کا لایا ہون مگر بغیر زنار کیے اور استقبال کے نامہ نہ دونگا امیر نے زنار بھی کرایا اور استقبال بھی کیا اور دونون ہاتھون سے نامہ لیا اُسکے نامے کو کھولکر دیکھا خط عمرو کا ہی پہچانا اور مضمون سے آگاہ ہوئے نہایت رنجیدہ ہوکر کہا کہ ای داراب یہ پیر زلال نہین ہی یہ ہمارا عیار ہی عمرو اسکا نام ہی تمھارے پیر کو مار کر پیر زلال بنا ہی

کیون اسکے فریب مین گرفتار ہو داراب یہ سنکر پکارا کہ یا پیر زلال روشن ضمیر آپ ہر ایک کے مافی الضمیر سے آگاہ ہین یا صاحبقران پیر زلال نے مجھسے بھی کہدیا تھا کہ امیر یہ باتین کرینگے امیر اور باتین داراب سے کرنے لگے اُدھر نور الدہر باتین کر رہا ہی کہ ای داراب نہایت ہمارا جی چاہتا ہی کہ ہمارے تمھارے صحبت ہو داراب نے کہا کہ مین بھی نہایت مشتاق ہون اب شراب پی رہے کباب کھا رہے ہین جب بڑی دیر گذری داراب نے کہا یا صاحبقران اب مین جاؤنگا جواب نامے کا دیجیے امیر نے جواب جنگ نامے کی پشت پر لکھدیا داراب رخصت ہوا سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا جسدم لشکر امیر سے باہر آیا لندھور مرکب پر سوار کھڑا تھا داراب کو آتے دیکھا گھوڑا اُڑا کر داراب کے سامنے آیا کہا کہ او دھوبی بچے آب پرست کیا بارگاہ حمزہ مین مجھسے زیادہ کوئی ذلیل تو نے نہ پایا کہ اُسکو اُٹھا کر تو بیٹھتا داراب نے کہا کہ ای ہندی مین تجکو سب سے جلیل سمجھکر تیرے ڈنگل پر بیٹھا تھا اور تجکو اور کچھ خیال ہی یا بر سر پرخاش ہی تو لڑ لے لندھور بولا کہ تو نے مجھے اتنی بڑی بارگاہ مین ڈنگل پر سے اُٹھا کر سبک کیا مین اُسکا عوض تجھسے لونگا داراب نے کہا کہ جو تجھسے ہوسکے اُسمین قصور نہ کر لندھور نے برچھا سنبھالا داراب نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا کہ اس اثنا مین نعرہ امیر کا ہوا کہ ای لندھور خبردار کیا کرتا ہی کیفیت یہ ہوئی کہ بعد داراب کے جانے کے امیر نے لندھور کو بارگاہ مین نہ پایا حال پوچھا لوگون نے کہا وہ تو یہانسے اُسیوقت چلا گیا تا سخن در دہان تھا ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور اور داراب سے تلوار چلا چاہتی ہی یہ خبر سنکر امیر اُسیوقت سوار ہو کر چلے تھے عین گرما گرمی مین آکر پہونچے گھوڑا بیچ مین ڈالدیا اور کہا کہ ای لندھور تھا غصہ نہ مٹا بس اب جانے دو ایسا ہی تو میدان مین سمجھ لینا اگر داراب کا رونگٹا میلا ہو گا تو ہمارے واسطے بدنامی کمال ہی ایلچی کو کب زوال ہی اور داراب سے کہا کہ بھئی اب تم جاؤ اور لندھور کو اپنے ساتھ لیکر پھر آئے داراب اپنے لشکر مین آیا داخل بارگاہ ہوا اپنے ڈنگل پر بیٹھا ہنوز کچھ داراب کہنے نہ پایا تھا کہ خود پیر زلال نے تمام احوال از ابتدا تا انتہا بیان کر دیا داراب بولا کہ آمنا یا پیر زلال روشن ضمیر اور جو آپ سے برگشتہ ہی وہ کافر ہی اُسکا کہین ٹھکانا نہین ہی اور گڑگڑانے لگا کہ آپ نے ایسا بیان کیا کہ گویا میرے ساتھ تھے آنکھونسے دیکھ رہے تھے پیر زلال نے ہنسکر کہا کہ ہم ہر جگہ موجود ہین خداوند آبحیات کہان نہین ہین داراب بولا سچ ہی اُدھر لندھور امیر کے ساتھ پھر خیمے مین آیا بیٹھا مگر غصے کے مارے عجب حالت ہی جہان آنکھون مین اندھیر ہی خیال ہی کہ یا تو داراب کو قتل کیجیے یا اپنی جان دیدیجیے کہ دن تمام ہوا وقت شام کا آیا تنہا لشکر داراب کا راستہ لیا اس خیال پر کہ چلکر پیر زلال کو پکڑیے اور داراب کو مار لیے یا اپنی جان دیجیے جیتے لشکر اسلام مین نہ آئیے یہان داراب پیر زلال سے باتین کر رہا تھا کہ لندھور پہونچا بطریق اہل اسلام سلام کیا پیر زلال نے جواب سلام دیا کہ سوائے خداوند آبحیات کے کوئی خدا نہین ہی مگر لندھور تم آئے ہو ٹھیوارے دارائے ہند کیواسطے کرسی لاؤ لیکن لندھور داراب کیطرف مخاطب ہوا کہ ای آب پرست مجکو تو نے بے آبرو کیا مین نے تو چاہا تھا کہ وہین تجھسے عوض لون مگر وہان حمزہ نے تجھے بچا دیا اب آیا ہون کہ تجھے ڈنگل پر سے اُٹھا دینے کا مزہ چکھاؤن داراب نے کہا ای لندھور تم میرے گھر مین آئے ہو اگر تجھسے تمھین کچھ آزار پہونچا تو زمانہ کہے گا کہ داراب نے گھر مین بلا کر لندھور کو ذلیل کیا اب تم جاؤ اور طبل جنگ بجواؤ کل میرے تمھارے میدان مین سامنا ہو گا لندھور پکارا کہ مین تجکو باندھکر لیجاؤنگا یون تو نہ جاؤنگا اُٹھ سامنا کر پیر زلال بولے کہ ای داراب اگر اسپر تو غالب ہوا تو حمزہ پر بھی غالب ہو گا اُٹھ مقابلہ کر داراب اُٹھ کھڑا ہوا تلوار کھینچی خوب تلوار چلی کہ تلوارون کی آریان بنگئین ہاتھ سے تلوارین پٹک کر دوڑے کشتی ہونے لگی رات بھر کشتی رہی تمام بارگاہ مین روشنی تھی یہ خبر امیر کو پہونچی نہایت آزردہ ہوئے فرمایا کہ دیکھو اسکا غصہ نہ موقوف ہوا بوڑھا ہو گیا ہی مگر حرارت مزاج کی نہین گئی ہرکارون سے

لاؤ خبر لاؤ تو وہاں کیا ہوتا ہے ہرکارے روانہ ہوئے مگر یہاں لندھور و داراب میں کشتی ہو رہی تھی پہر دن چڑھا تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور لندھور کی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا کر سوئے آسمان روانہ ہوا لندھور نے دیکھا کہ دیو مجھے لیے جاتا ہے ایک گھونسا گردن میں اسکی مارا کہ جلد نیچے اتار تو مجھے کہاں لیے جاتا ہے دوسرا گھونسا اور مارا کہ دیو بلبلا گیا اور بجلدی تمام زمین پر اتارا لندھور نے اسے تو مار ڈالا اور خود ایک طرف کو روانہ ہوا آتے آتے ایک دامن کوہ نظر آیا بھوک لگی ہوئی تھی لگا دیکھنے کہ کوئی جانور ہو تو اسکو صید کیجیے ناگاہ ایک ہرن کہ پیچھے پر تیر لگا ہوا تھا سامنے سے پیدا ہوا لندھور نے اسے ذبح کیا اور اٹھا لایا اب اس فکر میں بیٹھا ہے کہ اسکے گوشت کے کباب کیجیے کہ سم مرکب کی آواز کان میں پہونچی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش چلا آتا ہے اور نقابدار کی جو نگاہ ہرن پر پڑی معلوم کیا کہ تیرے صید کو کسی نے صید کیا ہے جب لندھور کو دیکھا غضبناک ہوا للکارا کہ او خیرہ سر تو نے میرے شکار کو صید کیا تو کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے لندھور نے جواب دیا کہ آپ کا شکار موجود ہے شوق سے اسے لیجائیے اتنی تو خطا مجھسے ہوئی کہ میں نے اسپر تیر مارا اب یہ حاضر ہے نقابدار بولا کہ تو نے میرا مزا ہی کھو دیا میں تو دور سے اسکے پیچھے خراب آتا تھا اب جبتک تجھے شکار نہیں کرتا ہون مجھے آرام نہیں ہے اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ لندھور پر مارے خسرو بلاد ہند نے تلوار میان میں کرکے تھپکی دے کے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر فاش زمین سے اس نقابدار کو اٹھا لیا مگر جھٹکا جو لگا تو بند نقاب کا ٹوٹ گیا اندر سے سحاب نقاب کے ایک آفتاب جلوہ گر ہوا کہ شعر اٹھی اسکے چہرے سے جسدم نقاب + فلک سے گرا کھا کے چرخ آفتاب + ایک نازنین مہ جبین مہ تمکین کو دیکھا

کہ عجب طرح کا حسن و جمال تھا اشعار	ابرو تھے کہ تھی قضا کی شمشیر	پلکیں تھیں کہ زہر کے بجھے تیر	زلفوں میں پھنسے جو دل تو چھوٹے
تا حشر یہ سلسلہ نہ ٹوٹے	وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا	ایسا نہیں حور کا سراپا	وہ صبح جبین ہے صبح جنت
ہر چین تھی موج لطافت	آنکھیں استاد سامری تھیں	جادو ہیں وہ پلکوں تک بھری تھیں	بس لندھور نے جو دیکھا

سو جان سے دلدادہ ہو گیا مرکب پر بٹھا دیا پوچھا کہ اے ملکہ اقلیم حسن حال اپنا بیان کر کہ گل کسکے گلستان کی ہے اور ماہ کسکے آسمان کی ہے وہ نازنین بھی چونکہ لندھور پر عاشق ہو چکی تھی بولی کہ اے شہریار با وقار میں شاہ کشوریہ کی بیٹی ہون کشور شاہ میرے باپ کا نام ہے داراب کو میرے باپ نے بیٹا کیا ہے میں شکار کے واسطے نکلی تھی تمکو دیکھکر صید ہو گئی آؤ خیمہ میرا زیر کوہ ہے اگر عیب نہ جانو تو چلکر بیٹھو لندھور بولا کہ جہاں لیچلوگی چلونگا اس اثنا میں خواصیں ملکہ کی آگئیں تھیں شکار کیا ہوا اٹھا لیا لندھور بھی گھوڑے پر سوار ہوا ملکہ کے ساتھ خیمے میں آکر بیٹھا گائنیں موجود ہوئیں ایک نازنین حور وش نے بصد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی غزل

تری صورت بت کافر خدا نے وہ بنائی ہے
ہوا اے دامن صحرا مرے سر میں سمائی ہے
کسی دن پان کھانے میں ہنسی انکو جو آئی ہے
جو فوج رنج و درد و ہجر کی مجھپر چڑھائی ہے
ہماری قبر پر رو رو کے فرماتے ہیں حسرت سے
تجھے سودا ہوا ہے یا کہ تری موت آئی ہے
کوئی کہتا ہے مجنون اور کوئی کہتا ہے دیوانہ
کہ یہ تیری بڑے گاڑھے پسینے کی کمائی ہے

کہ بے خوف خدا مائل تری ساری خدائی ہے
ہوا اے زلف عنبر فام پھر سر میں سمائی ہے
دل پرخون اہل عشق پر بجلی گرائی ہے
ترے کوچے سے جیتے جی نہ اٹھونگا نہ جاؤنگا
یہ وہ عاشق ہے جسنے جان تک ہمپر گنوائی ہے
وہ عیسی دم جو پھر آتا تو جی اٹھتا یہ پھر مر کر
تمھارے عشق میں پیارے یہ دولت ہمنے پائی ہے

جنون کا جوش ہے اے گلبدن تجھسے جدائی ہے
قضا کا سامنا ہے موت پھر تشریف لائی ہے
ہوا منظور پھر تاراج کرنا کشور دل کا
مجھے میری قضا جان جہان یان کھینچ لائی ہے
الجھ کر وہ سوال بوسہ کا کل پہ یون بولے
یہی تھا مشورہ سبکا مری جب لاش اٹھائی ہے
نہ کر اس سکہ داغ جنون کو رائیگان اخگر

دور جام گردش میں آیا لندھور نے جام شراب کا ملکہ کو دیا کہ تم بھی پیو ملکہ نے کہا کہ صاحب مجکو اس سے شوق نہیں ہے خسرو بلاد نے کہا کہ میں تنہا نہ پیونگا تم بھی پیو یہ کہکر جام منھ سے لگا دیا ملکہ نے

پی لیا پھر تو دو دو تین تین جام پیے تھے کہ آپس مین اختلاط ہونے لگے لوگ سرک گئے نوبت بوس و کنار پہونچی گلے بہیان پڑ گئین گزک بیچ سے اُٹھ گئی گزک لبہاے شیرین کی چلنے لگی قینچیان ٹھگریون کی بند ہو گئین عین اختلاط مین ملکہ کو خیال آیا کہ اے ملکہ ماہ کشوری آج تو اس سے صحبت ہی کل جو فرقت ہو گئی تو کیا صورت ہو گی اس خیال مین رونے لگی لندھور نے جو ملکہ کو روتے دیکھا پوچھا کہ صاحب کیون روتی ہو ملکہ نے کہا کہ خیال تمھاری جدائی کا آیا ہی کہ فلک تفرقہ انداز جدا کریگا زندگی کا ہیکو ہو گی لندھور نے کہا کہ ملکہ اگر تم مسلمان ہو تو مین تمھین لشکر اسلام مین لے چلون ملکہ نے جواب دیا کہ مین تمھین سجدہ کرنے کو موجود ہون جو تم کہو سو مین کرون مجکو سواے تمھارے کسی سے غرض نہین ہی مگر بھائی میرا داراب کشورکشا بہت زبردست ہی کہ دیو ہوشنگ کو مارا لندھور بولا اے ملکہ ہمنے پردۂ قاف مین دیو سفید کو مارا کہ اُسکا ثانی کوئی دیو نہ تھا ہزارون دیوؤن سے ہم لڑا کیے دیو کا مارنا کچھ کار دشوار نہین ہی ملکہ کو کلمہ سکھایا وہ مسلمان ہوئی رات انھین باتون مین گذری آثار صبح نمودار ہوئے جابجا فرش پر تنکین پڑی تھین شیشے جو لوٹے تھے ریزہ مینا جھلک رہے تھے شمع کی روشنی پر زردی تھی پتنگون کے خاکستر کے ڈھیر تھے مرغ سحر کا شور نوبت کی ٹکور ماہ تابان سمت مغرب راہی چاندنی پر ایک اُداسی چھائی تھی مؤذن کی آواز چلی آتی تھی گھڑیال پر موگری پڑ رہی تھی بے اختیار ملکہ پکاری کبت

کرم کرم آج بیتیسے سنجوگ بھیو آنند روسک اُترنا سمات ہی
سکھ مین دکھ دیجیے نہ ارے گھڑے کی لمک سنی چھاتی بھر آت ہی
جنم جنم پھر مانون احسان سا کے جب کرشن ریجھ کینے نجات ہو
اہو کہ پال وار ہرت ہون بار بار موگری نمارہ گر بیاگی رات ہی

اُدھر خسرو بلا دہند پکارتا تھا بیت شب وصل صنم ہی آج گر ہو تا کسی ڈھب سے + گریبان سحر کو ٹانک رکھتا دامن شب سے
نظم

اتنے مین صبح کا ہوا تڑکا
خندہ زن کبک کوہ کے اوپر
آئینہ ہاتھ مین لیے کوئی
کولی نادعلی کی ہیکل کو

پتا پتا نسیم سے کھڑکا
انکی آوازین یک بیک سنکر
مسی دانتون کی اپنے دیکھتی تھی
دیکھتی تھی کہ دل مرا خوش ہو

تھی اذان کی بھی اور گجر کی صدا
آنکھ یکبار کھل گئی سب کی
کوئی کرتی تھی ہر م اپنی درست
کوئی دیتی تھی نیفے مین چنٹ

شور اُٹھا ایک سمت نوبت کا
روشنی تھی وہان عجب ڈھب کی
ڈھیلے بندون کو کر لیا چست
تا ادا کیجیے واجب و سنت

غرض سب کی سب منہ دھو کے درست ہو کے ملکہ کے حجرے کو آئین ملکہ اور لندھور دونون اُٹھکر بیٹھے وہ بھی منہ ہاتھ دھو رہے تھے کہ ملکہ نے لندھور سے کہا کہ صاحب اگر مجھے لیچلنا ہی تو لیچلو نہین تو مین قتل ہو جاؤنگی لندھور نے جواب دیا کہ ملکہ ہمارے یہان عورت کو لیکر بھاگنا ننگ و عار ہی ملکہ بولی تو صاحب مین اپنے کو ہلاک کر دونگی مجھے شوگا کہ کشورشاہ کو یہ خبر ہو کہ بیٹی تمھاری یار کو لیے بیٹھی ہی اور وہان سے فوج آئے اور داراب بھی مقرر آئیگا تو تم شاید لڑ بھڑ کر نکل بھی جاؤ مگر مین رسوا ہوئی اس رسوائی سے موت بہتر ہی اور ملکہ کی ساتھ والیان بھی بولین کہ کیا ملکہ کا خون کرواؤگے اپنے لشکر مین کیون نہین لے چلتے اِدھر ملکہ حالت بیقراری مین یہ کہتی تھی خیر صاحب ہماری قسمت مین یون ہی مرنا لکھا ہوا تھا عاشق ہوئے تو ایسے بیرحم پر کہ اُسکو مرنے جینے کا کچھ خیال نہین پھر ایسی روئی کہ آنکھین لال ہو گئین کہ اسمین ایک آدھ انیس نے کہا کہ میان ایسے بیرحم ہو تو تم تنہا نہ چلے جاؤ ملکہ کو اکیلا یہان چھوڑ دو کوئی انھین بدنام تو نہ کریگا جان تو انکی بچیگی لندھور یہ سنکر بولا کہ ملکہ چلو سوار ہو مین تمھین اپنے لشکر مین سیلیے چلتا ہون اُسی وقت ملکہ اپنی انیسون جلیسون سمیت سوار ہوئی لندھور رات کے وقت اپنے لشکر مین داخل ہوا ملکہ کو علحدہ خیمے مین رکھا اور صبح کو خدمت حمزۂ صاحبقران مین گیا امیر لندھور کا حال سنکر نہایت فکرمند تھے کہ لندھور نے آکر قدمبوسی حاصل کی اور خلوت مین تمام حال ماہ کشوری کے مسلمان ہونے اور اپنے ساتھ لے آنے کا بیان کیا اور کہا کہ آبرو اُسکی میرے اور آپ کے

ہاتھ ہی امیر یہ سب حال سنکر چپ ہو رہے لیکن جو لوگ کہ ماہ کشوری کے وہین رہگئے تھے اُنھون نے لشکر کشور نگار
کا راستہ لیا اور جاکر تمام حال ماہ کشوری کا بیان کیا داراب سنکر نہایت غضبناک ہوا آتش غضب کانون
سینہ مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے اُٹھا حکم کیا کہ طبل جنگی بجے اس ہندی کو سر میدان لبزانہ پہونچایا
ہوگا تو تمام اپنا داراب نہ رکھا ہوگا اُسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر امیر اور ایرج
اور لقا کو پہونچائی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑائے چار پہر رات تیاری رہی صبح کو چارون لشکر میدان مین آکر
صف آرا ہوئے طرفین سے صفین آراستہ ہوئین میدان درست ہوا نقیب نہیب دیکر چلے گئے داراب کشور کشا
گھوڑے سے اُترکر پیر زلال کے سامنے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی پیر زلال نے کہا کہ ای داراب
لندھور قوت بازو حمزہ اور جانشین حمزہ ہو اسیر اگر تو غالب ہوگا تو حمزہ پر بھی غالب ہوگا داراب نے کہا کہ خداوند
آبحیات چاہین گے تو سب کچھ ہوگا پیر زلال نے کہا کہ جاؤ سپرد خداوند آبحیات کو کیا داراب بار دگر گھوڑے
پر سوار ہوکر میدان مین آیا خوب برچھے کے ہاتھ لگائے گھوڑے کو گرمایا جب پسینے پسینے ہوگیا لگادم آراستہ کرنے
اور پکارا کہ کہان ہو وہ ہندی نکلے میرے مقابلے کے واسطے بس پوری بات منھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ لشکر ہندوستان
مین علمہاے فیل پیکر جلوہ گری پر آئے آوازۂ دم گاؤدم نفیری شتری دمامون کی بلند ہوئی لندھور ہاتھی بڑھاکر
سامنے تخت بادشاہ کے آیا اُترکر ہاتھی پر سے سلام کیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد
کیا پروردگار عالم کو اور جام کلاہ حضرت عنایت کیا لندھور نے اُسے پیا اور بارہ سو بادشاہ ہندوستانی
کہ نیچے اور جیالے اُنکے گلون مین پڑے ہوئے کوترخانیان کٹاریان کمرون مین اُنکی لگی ہوئین تھین لندھور
نے اُن سبھون سے کہا کہ بھی میدان مین ایک سے ایک لڑتا ہو تم یہین رہو میرے حق مین دست بدعا ہو کہ خدا
اس آب پرست پر مجھے غلبہ دے میری آبرو رکھے سب وہین رہگئے لندھور نے فیلبان کو اشارہ کیا کہ وہ
تو اُترگیا آپ ہاتھی پر سوار رہا گرز کو اُٹھاکر ہاتھی کی مستک پر رکھا اور جگ ماری ہاتھی اگلی پچھلی کلیلین جھاڑکر
کلکلایا مستک اُٹھائی سونڈ چمک گئی ادھر لندھور ہاتھی کو جھکاتا ہوا برابر داراب کے آیا داراب لگاورزن
ہوا برابر سے مرکب ہٹ گئے رانون مین مسلکر مقابل یکدیگر ہوئے داراب نے کہا ای ہندی یہ کیا تو نے
کیا کہ پرائے ناموس کو نکالکر لیگیا لندھور بولا کہ وہ مسلمان ہوئی ناموس میرا ہو چکا مین اپنے ناموس کو لیگیا
تجھے کیا داراب یہ سنکر آگ ہوگیا برچھا لندھور پر مارا لندھور نے نیزے پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی مطلب
کسی کا حاصل نہوا سنانین اور بنانین ناکارہ ہوگئین ہاتھ سے نیزے پھینکدیے داراب نے گرز پر ہاتھ ڈالا خبردار
خبردار کہکر مارا لندھور نے اپنے گرز پر روکا گرز پر گرز پڑا اخگر اُڑے آتش کے نکلے دونون گرزون مین پھل پڑگئے
جگر زمین شق ہوگیا ہاتھی چار بند تک غرق ہوگیا پلک سے پلک بند ہوگئی ہر ایک بن مو سے پسینا جاری ہوا مگر
دونون ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے اُسمین خلل واقع نہوا لندھور تو تنورۂ گرد مین چھپا اور داراب کلاہ کج
کرکے پکارا کہ زدم و پست کردم عیار لندھور کے دوڑے گرد کے چرخ ماراندر گرد کے گھسکر دیکھا کہ لندھور
بیہوش کھڑا ہی پکارے کہ شہریار حریف زیادتی کر رہا ہو لندھور کی آنکھ کھل گئی اپنے عیارون کو دیکھا عیارون
نے پوچھا کہ خیریت تو ہی کہا کہ پروردگار عالم نے بچایا اُنھون نے عرض کیا کہ حریف زیادتی کر رہا ہی لندھور نے
ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی طبقۂ زمین کا لیکر نکلا اُس برج خاکی سے پھر ایک آفتاب طالع ہوا محمودی کا رومال ہاتھ مین
لیکر منھ کی جھاڑتا ہوا باہر آیا مگر گرز ہاتھ مین سنبھالے ہوئے امیر نے کہلا بھیجا کہ ای داراب ہندتم گرز اپنا

داراب پر نہ مارنا لندھور نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے داراب نے قسم دی کہ لندھور تجھے قسم ہے
اپنے دین ومذہب کی تو بقوت تمام گرز اپنا مجھپر مار نہیں تو مین اب گالیان دیکر کہونگا لندھور ناچار ہوگیا گرز
داراب پر مارا اُسنے بھی اپنے گرز پر روکا وہی حالت داراب کی بھی ہوئی جو لندھور کی تھی مگر گھوڑا داراب
کام گیا مگر اُسکی ٹوٹ گئی داراب نے چاہا کہ ہاتھی کو لندھور کے مار ڈالے لندھور ہاتھی پر سے کود پڑا دونون
مین کشتی ہوئی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز امیر نے آکر دونون کو جدا کیا لندھور نہایت آزردہ پھر اُدھر
پیر زلال داراب پر خفا ہوئے کہ تونے حمزہ کے کہنے سے لندھور کو کیون چھوڑا بہت بُرا کیا مگر داراب نے پھر
طبل جنگ بجوایا اور لشکرون مین بھی نقارہ گڑگڑایا ایرج نے کہا کہ کل مین زور آزمائی اس سے کرونگا صبح کو چارون لشکر
میدان مین آئے داراب پیر زلال سے اجازت لیکر عرصہ کارزار مین نکلا مبارز طلب کیا ایرج آکر مقابل ہوا اور
تلقین بدین آفتاب پرستی کیا داراب نے کہا تو خداوند آبحیات کو مان اور پیر زلال کو جان ایرج نے کہا کہ
مین پیر زلال کو خوب جانتا ہون ابھی دو دن کا ذکر ہے کہ میرے یہان قطب دوران بنا ہوا تھا میرے پاس سے
نکلکر گیا اب تجکو بنا کر لایا تجھپر بھی احوال کھل جائیگا غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی برابر رہے شمشیر زنی ہونے لگی
یہ تلوار مارتا ہے وہ تلوار پر روکتا ہے وہ تلوار مارتا ہے یہ تلوار پر روکتا ہے قریب شام ایرج ہاتھ سے داراب کے
زخمی ہوا طبل بازگشت بجا سب لشکر پھر گئے نور الدہر نے آدمی ایرج کے استفسار مزاج کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ
کل ہم تمھارا عوض داراب سے لین گے ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ اگر نور الدہر داراب پر غالب ہوا تو گویا یہ
دوسرا زخم لگا دیکھیے کیا ہوتا ہے اور داراب نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو معرکہ آرائے نبرد ہوا مبارز طلب کیا نورالدہر
بن بدیع الزمان مقابل ہوا داراب نے کہا ای شہریار اگر آپ بغیر جنگ وجدال دین آب پرستی اختیار کرین
تو مین اپنے لشکر کا بادشاہ آپ کو کرون نور الدہر بولا کہ آپ مجھے جب زیر کیجیے گا اُسوقت سمجھ لیجیے گا غرض پہلے نیزہ
بازی ہوئی برابر رہے داراب نے گرز اُٹھایا کہ نور الدہر پر مارے کہ پنجہ پیدا ہوا اُڑا لکر کمر مین ہاتھ داراب کو
اُٹھا لیگیا صاحبقران نے فرمایا کہ جلد لشکر حملہ کرے اور پیر زلال کو پکڑ لے لوگ دوڑے پیر زلال نے لشکر اسلام کو
بارادۂ فاسد آتے دیکھکر طبل بازگشت بجوا دیا امیر مجبور ہوکر پھر گئے اور لشکر اپنے اپنے خیمون کو روانہ ہوئے لیکن
صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے اور سردارون سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ آج شب کو لشکر
آب پرستان پر شبخون مارون اور پیر زلال کو گرفتار کرلون سبھون نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہے تیاری شبخون کی ہوئی
فتاح کشوری عیار داراب کشور کشا بصورت مبدل یہان موجود تھا خبر لیکر پیر زلال کی خدمت مین آیا حال
بیان کیا پیر زلال نے کشور شاہ سے کہا کہ تم فوج لیکر کوہ اختم پر چڑھ جاؤ مین داراب کو لینے جاتا ہون اگر حمزہ تمھارے
اوپر چڑھ آئے تم اُسکے سردارون کو زیر تیغ بٹھانا حمزہ پھر جائیگا یہ کہکر پیر زلال داراب کی تلاش مین روانہ ہوا
اُدھر حمزۂ صاحبقران لشکر تیار کرکے زیر کوہ آئے اور نعرہ کیا کہ اُس پیر زلال نمکحرام کو میرے پاس بھیجدو نہین تو
تم سب کو قتل کرونگا آب پرستون نے جواب دیا کہ پیر زلال تو داراب کے تعاقب مین گئے ہین یہان نہین ہین
اور جو آپکو یقین نہین ہے تو جو چاہیے سو کیجیے امیر نے فرمایا تم بہانہ کرتے ہو اور اُس نمکحرام کو چھپاتے ہو مین ہرگز نہ
مانونگا اور تم سب کو قتل کرونگا یہ کہکر پہاڑ پر چلے لڑائی شروع ہوئی پہاڑ والے تیر مارنے لگے امیر تیرون کو کاٹتے ہوئے
چلے آتے ہین دو گھاٹیان لے لی ہین ایک گھاٹی باقی رہی ہے اُسوقت کشور شاہ نے سرداران لشکر اسلام کہ جو خسرو اور
ملک ہمار سے چھینے تھے انھین بلاکر زیر تیغ بٹھایا اور کہا کہ بہتر یہ ہے کہ یہان سے پھر جاؤ نہین تو انھین ہم مار ڈالینگے

امیر ناچار پھر گئے آکر خیمے مین داخل ہوئے عیاران لشکر اسلام سے کہا کہ تم مین سے کوئی جاکر سردارون کو چھوڑا لائے سمک یلطاقی مستعد ہوا کہ اغلام جاکر چھڑا لاتا ہوں یہ کہکر دو چار شاگردون کو ساتھ لیکر سیاہ پوش ہوکر رات کو پہاڑ پر آیا اور زندانخانہ دریافت کرکے دو پہر رات گئے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑائی جب سب نگہبان بیہوش ہوئے سمک یلطاقی نے تمام سردارون کو رہا کیا اور خدمت امیر مین لایا امیر بہت خوش ہوئے سمک یلطاقی کو خلعت دیا لیکن صبح کو کشور شاہ کو خبر پہونچی کہ رات کو عیار خدا پرستون کے سب سردارون کو چھڑا کر لیگئے نہایت خائف ہوا کہ دیکھیے اب کیونکر خدا پرستون کے ہاتھ سے نجات ہوتی ہی

اب دو کلمے داستان خواجہ عمرو کا بصورت پیرزال تلاش مین داراب کشور کشا کی جانا اور ساحرہ کو داراب کے ہاتھون ملکر قتل کراکے واپس آنا بیان کیے جاتے ہین مخمس

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد	بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد	عبث عبث نہو تو مجھسے بدگمان صیاد
کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد	مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد	
ابھی نہین ہی ستمگار میری قدر تجھے	کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے	مین وہ ہون رونق گلزار ہی مرے دم سے
اُڑاتے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے	ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد	
عزیز رکھتے ہین میخوار ساغر و مل کو	بغیر گل نہین آرام جین بلبل کو	صد آفرین ہی میرے صبر اور تحمل کو
کہ جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو	کہ تا نہو مری جانب سے بدگمان صیاد	
مرا خیال ترے دل مین کب گذرتا ہی	کبھی نہ مانوگا مین تو خدا سے ڈرتا ہی	غرض کہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہی
پرون کو کھولدے ظالم جو بند کرتا ہی	قفس کو لیکے مین اُڑ جاؤنگا گمان صیاد	
اُدھر ہی تاک مین اُلجھانے کی تری سنبل	اُدھر ہی دام بچھائے ہوئے محبت گل	پھنسا ہی لینے کی ہی فکر جابجا بالکل
نکالیو نہ قدم آشیان سے او بلبل	لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان تہان صیاد	
اگرچہ میری بھی کی اُسنے خانہ بربادی	مگر کبھی نہ کسی روز مین ہوا شادی	پر اب تو ظلم پہ جلاد نے کمر باندھی
چمن مین رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی	خدا کرے یون ہی ہوجائے بے نشان صیاد	
نہ اسکے دام مین آتا مین زینہار ای رند	یہ کشمکش نہ اُٹھاتا مین زینہار ای رند	کبھی قریب نہ جاتا مین زینہار ای رند
فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار ای رند	نہ کرتا دام اگر خاک مین نہان صیاد	

مدہوشان جام تمنائے فتح و نصرت و جامہ پوشان ملبوس امانت مجتمعان عرصۂ جنگ و جدال و مستمعان اخبار معرکہ و قتال گم شدہ گان وادی غم و مجبوسان پنجہ ستم یون بیان کرتے ہین کہ جب عمرو تلاش مین داراب کی نکل گیا ہر طرف ڈھونڈھتا پھرا کہین پتا نہین لگا حیران و پریشان ایک دامن کوہ مین پہونچا بال دیو تندک کا آگ پر رکھا بال کا گرم ہونا تھا کہ بعد لمحہ کے دیو تندک پہونچا سلام کیا عمرو نے کہا ای دیو تندک اس عرب نے مجکو ایرج کے پاس سے نکلوا دیا اب مین داراب کو بناکر لیکے آیا تھا وہ اسطرح سے غائب ہوگیا اُسے ڈھونڈھنے نکلا ہون ہرچند تلاش کی نہین ملتا تندک نے کہا کہ اُستاد ایک ساحرہ کشمات جادو علامۂ دہر آفت روزگار ہی مین آپکی خبر کیواسطے آیا تھا دامن کوہ مین شکار کرکے کھارہا تھا کہ وہ آکر مجکو پکڑ لیگئی اور مجھسے طالب وصل ہوئی اُستاد کیا عرض کرون جو بوسے بد اُسکے منھ مین تھی مین نے خوب اُسکو شراب پلاکر بدمست کیا اور اُسکے پاس سے بھاگا وہ لکاتہ جب ہوش مین آئی نشہ شراب کا کم ہوا میری تلاش مین نکلی تھی کہ ایک جوان خوبصورت کو کہین سے اُٹھا لائی اب اُس سے ہمصحبت ہی

عمرو نے کہا ای تندک وہ جوان بینک داراب ہی تو اُس ساحرہ کو جا کر مار اور داراب کو چھڑا لا وہ بولا اُستاد مین تو اُدھر رخ بھی نہ کرونگا عمرو نے کہا اچھا اتنا کر کہ مجھے اُس باغ تک پہونچا دے تندک نے کہا کہ اُستاد اگر اُسنے مجھے دیکھ لیا تو مار ڈالیگی عمرو نے کہا ارے کمبخت رات کے وقت لیچل تندک نے وقت شب عمرو کو لا کر کشمات جادو کے باغ کے پاس اُتار دیا کہا کہ یہی باغ اُس قطامہ کا ہی اور مین تو جاتا ہون یہ کہکر بھاگا عمرو نے رات تو بسر کی صبح صورت اپنی ایک گوئیے کی بنائی اور زیر دیوار باغ بیٹھکر گانا شروع کیا یہان کشمات جادو جبسے داراب کو لائی ہی پہلے تو یہ صورت ہوئی کہ داراب اُس سے مشغول اختلاط ہوا جب نوبت بوس و کنار کی آئی تو گندہ دہنی سے اُس بدکارہ کی دماغ داراب کا پریشان کر دیا داراب کو نفرت کلی ہوئی دور ہٹکر بیٹھا اور وہ دوڑکر لپٹی داراب نے طمانچہ مارا کہ اوگندہ دہن الگ ہٹ ہونٹھ اُسکا پھٹ گیا خون بہنے لگا اُسنے سحر کیا کہ داراب بیحس و حرکت ہو گیا کشمات نے کہا کہ ای عزیز مجھے وصل سے اپنے شاد کر تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کرونگی داراب نے کہا کہ مجھے مرجانا قبول مگر تجھسے ہمصحبت ہونا نہین قبول منھ تیرا کاہیکو ہی سنڈاس ہی کشمات بولی کہ سوا اسکے کوئی اور عیب تو مجھ مین نہین ہی اور سن میرا سولہ برس کا ہی اور ایسی صورت ہی جسپر تجکو رغبت نہین ہی داراب نے کہا کہ مین تیری طرف تھوکونگا بھی نہین یہ سنکر کشمات جادو جھنجھلائی کہا رہ دیکھ تیری حالت کیا کرتی ہون اور خوب چوب کاری داراب پر کی اور حکم کیا کہ لیجا کر اسے قید کرو دانہ پانی بند کر دو دو روز داراب بے دانہ و آب قید رہا آخر کو خود ہی اُس لکاتہ کو چین نہ آیا تیسرے دن داراب کو پھر بلایا کھانا کھلایا کہا کیون اب تو کچھ سمجھا راہ راست پر آیا داراب بولا کہ اگر تو لاکھ بار مجھے مارے اور جلائے تو بھی مین تجھسے ہرگز ملتفت نہونگا کمال آزردہ ہوئی اُٹھکر ٹہلنے لگی ساتھ والیون نے کہا کہ بلا لون یہ موا ہیرا اندرائن کا پھل ہی دیکھنے کا ہی کھانے کا نہین ہی دور بھی کیجیے ہم اور سنڈا آپ کے واسطے لاتے ہین کشمات نے کہا کہ مردار تمھین کچھ خبر ہی یہ نامرد نہین ہی مرد ہی مگر میری بوے دہن سے اسکو انکار ہو گیا ہی مین تو اسے مار ڈالتی مگر دل نہین مانتا میرا دل تو اِسکو پیار کرتا ہی اور کسی کو لیکے کیا کرونگی یہ باتین تھین کہ آواز گانے کی پہونچی بیچین ہو گئی باہر باغ کے آئی دیکھا کہ ایک مرد ضعیف بیٹھا بانسری بجا رہا ہی قریب آکر کھڑی ہوئی عمرو نے ہاتھ سے بانسری رکھدی کشمات نے کہا کہ ارے تو کون ہی عمرو بولا مجکو طیفور ذی نواز کہتے ہین آپ کے باغ کے پاس پہونچا خیال مین گذرا کہ آپ کی ملازمت سے مشرف ہو جیے کشمات بہت خوش ہوئی ہاتھ پکڑکے اندر باغ کے لائی قصر مین آکر بیٹھی مگر کمال پژمردہ نہایت دل افسردہ عمرو نے پوچھا ملکہ قربانت شوم کچھ حال تو کہیے بلیان لون آپ آزردہ کیون ہین رنج و ملال کا کیا سبب ہی کشمات جادو نے آہ سرد کھینچی اور رو کر کہا طیفور دل کا آجانا بڑے غضب کی بات ہی بیت آہ آفت ہی عاشقی کی لاگ ✣ وا ہے ہوتی بُری ہی دل کی لاگ ✣ شعر محبت است کہ یکدم نمی دہد آرام ✣ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد ✣ طیفور بولا کہ چراغ خاندان سامری و جمشید کا ہمیشہ روشن رہے کیا آپ جیسے عاشق و شیدا ہین اُس پر دسترس نہین آپ کہین ہین وہ کہین کشمات بولی کہ وہ آفت جان میرے پاس ہی مگر مجھسے التفات نہین کرتا ہرگز بات نہین کرتا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ وہ ایسا کون سنگدل ہی کہ جسکو تم ایسی نازنین سے محبت نہین ہی ہاے ظالم کیا عالم ہی تمپر میرا جی کچھ چاہتا ہی کشمات نے کہا چپ نگوڑے تو مجھے ہنستا ہی طیفور بولا پھر اُسکا کچھ حال تو بیان کرو کہ وہ کون ہی کشمات پکاری کہ ای طیفور مین تخت پر سوار شہر اختم کی طرف سے چلی آتی تھی کہ میدان رزم مین دو شخصون کو گرم جنگ دیکھا اُنمین ایک جوان آبی پوش تھا میرا دل اُسپر آگیا مین اُسے یہان اُٹھا لائی مگر یہ بھی تقدیر کی خوبی ہی کہ مجھے تو اُس سے محبت ہی اور اُسکو

مجھسے نفرت ہی میرا تو دل اُسکے عشق مین بیقرار ہی اور اُس کمبخت کو اپنے پہلو مین مجھے بٹھانا ناگوار ہی عمرو نے کہا کہ ملکہ مجھے تم قبول کرو مین رات دِن تمھین خوش کیا کرونگا تمھارا مطلب دِلی خوب نکالونگا اُسنے کہا کہ ایسے ایسے پھر وہی باتین لایا طیفور بولا ملکہ اگر ایک مرتبہ میری بھی ہوس تم بجھاؤ تو مین اُسسے راضی کر دون ہاے کیا پیڑ کا اُبھار ہی کیا چھاتیون کا تناؤ ہی کیا گات ہی کیا بات ہی کشمات نے کہا کہ ارے مسخرہ پن تو نہ کر تو یہ کہ کہ اُسے راضی کر لائیگا عمرو نے کہا کہ ابھی اسی وقت آپ وہان مجھے بھیجیے تو سہی اسنے عمرو کو داراب کے پاس بھیجدیا عمرو کہہ گیا تھا کہ تم صحبت عیش آراستہ کرو مین اُسے لیے آتا ہون کشمات جادو بزم آرائی مین مصروف ہوئی عمرو جو داراب کے پاس آیا اُس سے کہا کہ ای داراب تم مجھے پہچانتے ہو داراب نے کہا کہ نہین عمرو نے کہا کہ مین کلا نوت ہون خداوند آبحیات کا مجکو پیر زلال روشنضمیر نے بھیجا ہی عیار آبحیات مجھے یہان لایا ہی مین اِسواسطے آیا ہون کہ تجھے جادوگر کا مارنا تعلیم کرون ای داراب جادوگر کو ملکہ مارتے ہین تو اُس سے محبت کر اور خوب شراب پلا کر اُسے مدہوش کر کے چھاتی پر چڑھ کے گلا گھونٹ ڈال داراب نے کہا کہ اب ایسا ہی کرونگا بس عمرو کشمات پاس آیا اور کہا کہ اب اُسے بلائیے دیکھیے کہ مین نے کیا افسون کیا ہی کشمات نے حکم دیا کہ لاؤ داراب کو لوگ گئے داراب کو لیکر آئے کشمات نے کہا ای عزیز اب بھی تو راضی ہوا یا نہین داراب نے کہا کہ جان جہان مین تو تمھین آزماتا تھا کہ تم مجھے کسقدر چاہتی ہو معلوم ہوا کہ تم اپنے مطلب کی غرضی ہو اور محبت شی دیگر ہی جو کسی کو چاہتا ہی وہ معشوق کو ایذا ابھی دیتا ہی آپ رنج اُٹھاتا ہی معشوق کا رنج گوارا نہین کرتا تمنے تو مجھے دو دو روز بھوکھا رکھا خانۂ تاریک مین بند کیا واہ کیا محبت ہی کشمات جادو یہ سنکر دوڑ کر لپٹ گئی کہا کہ میری جان حقیقت مین مجھسے خطا ہوئی اب ایسا نہوگا اور اپنے دل مین کہا کہ سب کرامات اسی گوئیے کی ہی اور طیفور کو خلعت دیا غرض اس سے ہمصحبت ہوئی اور داراب نے اُسے خوب شراب پلائی جب وہ بدمست ہوئی اُسے گود مین اُٹھا لیا وہ لگی تڑپنے لگی کوسنے کہ موے مونڈی کاٹے مین کسی چیز کی غرضی نہین ہون تیرا ستیاناس جائے مجھے چھوڑ دے ظاہر مین تو یہ کہتی تھی اور باطن مین غنچۂ خاطر مائل شگفتگی تھا کہ اب مطلب تیرا حاصل ہوا داراب نے اُسے لاکر پلنگ پر ڈالا چھاتی پر چڑھکر اسقدر گلا گھونٹا کہ روح نجس نے اُسکی جدھر سے راستہ پایا نکل گئی غل اور شور برپا ہوا تاریکی ہوگئی مکانات سحر کرچیان ہو کر اُڑنے لگے چار گھڑی کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من کشمات جادو بود افسوس کہ سن میرا ابھی تین سو برس کا بھی نہوا تھا جوان مری اور اپنے مطلب کو نہ پہونچی غرض جبکہ روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ ایک پیرزال کا پڑا ہوا ہی رنگ سیاہ ہی اب اُس گوئیے نے داراب سے کہا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤ کہ پیر زلال دامن کوہ مین بیٹھے تمھارا انتظار کر رہے ہین اور مین اب خداوند آبحیات کی خدمت مین جاؤنگا اب داراب تو مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا عمرو نے تمام مال و اسباب کشمات جادو کا نذر زنبیل کیا اور لوگون سے کہا کہ جہان تمھارا جی چاہے وہان جاؤ اور آپ پیر زلال کی شکل بنکر داراب کے پہونچنے سے پہلے دامن کوہ مین آبیٹھا بعد تھوڑی دیر کے داراب پہونچا پیر زلال کی ملازمت حاصل کی پیر زلال نے کہا کہ ای داراب دیکھا کہ ہمنے کیونکر تمھین چھڑایا گوئیے سے جادوگر کا مارا جانا تمھین تعلیم کرایا داراب بولا آمنا بعد اسکے پیر زلال نے آسمان کیطرف دیکھکر کہا ای پیک آبحیات تم ہمارے لشکر مین جاکر کشور شاہ سے کہنا کہ لشکر کو پہاڑ سے نیچے اُتارو داراب کشور کشا اور پیر زلال ابھو نجے آواز آئی کہ بہت اچھا پیر زلال نے خطاب کیا کہ ای شاطر آبحیات گھوڑا داراب کا لشکر مین سے لیتے آنا تھند کہ روانہ ہوا اور جو کچھ کہ پیر زلال نے کہا تھا جا کر لشکر آب پرستان مین بیان کیا اور گھوڑا داراب کا

وہان سے لیکر راہی ہوا کشور شاہ نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور فتاح کشوری کو صاحبقران کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ ہم پہاڑ کے نیچے آئینگے آپ اپنا لشکر ہٹا لیجیے کہ داراب کشور کشا آتا ہی امیر نے حکم دیا کہ فوج ہماری پہاڑ کے گرد و اطراف سے چلی آئے جب فوج اِسلام ہٹ گئی کشور شاہ پہاڑ سے نیچے آیا جہان لشکر پہلے تھا وہان اُترا لیکن صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی کہ داراب کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی تھی یہ ساربان زادہ اُسے مار کر داراب کو چھڑا لایا۔ سبھون نے عرض کیا کہ درست ہی مگر داراب کشور کشا مرکب پر سوار شہر اختم کو چلا آتا ہی کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا جب گرد شق ہوئی سو علم نشان لاکھ سوار کے دکھائی دیے اور جلوس سواری کا ہمراہ بیچ مین ایک جوان کرگدن سیاہ رنگ پر سوار گرد اُسکے سوار اور پیادے چلے آتے ہین اور اُس جوان نے بھی داراب کو دیکھا کہ دبدبہ و شوکت و شان چہرے سے ظاہر ہی مرکب کو اُڑاتے ہوئے چلا جاتا ہی بس وہ جوان گینڈے کو تجگ مار کر پاس داراب کے آیا اور کہا کہ کیا نام ہی تیرا اور کیا مذہب رکھتا ہی یہ پکارا کہ مجھے داراب کشور کشا صاحبقران آب پرستان کہتے ہین اور وہ دیکھ خلیفہ خداوند آبحیات پیر زلال روشن ضمیر میرے ساتھ ہین اُسنے دیکھا کہ ایک پیر باریش سفید عمامہ سر پر باندھا ہوا پیراہن زرین پہنے ہوئے کبھی زمین پر قدم قدم چلتا ہی اور کبھی آسمان پر اُڑتا ہوا جاتا ہی یہ حال دیکھکر حیران ہوا اُدھر داراب نے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی کہان سے آتا ہی اور کہان جائیگا اُسنے کہا کہ نام میرا سلیمان زرین زرہ ہی بادشاہ ہون سلیمان کوہ کا لقا پرست ہون اور اُسی کی مدد کے واسطے جاتا ہون داراب بولا کہ ای سلیمان وہی لقا کہ عمرو عیار نے جسکی موت سے ڈاڑھی مونڈی اور اُسکو خبر نہوئی اور ہاتھ سے اہل اِسلام کے شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہی اچھے بھگوڑے خداوند کو تم مانتے ہو ای سلیمان خداوند آبحیات کو سجدہ کرو کہ ہر شی کا یہی باعث حیات ہی اِسی سے سرسبزی اجا نباتات ہی دیکھو تو کیا پانی لطیف و صاف ہی کوئی شی بھی اِس سے زیادہ شفاف ہی چشمۂ فیض خداوند آبحیات ہر جا موجزن ہی دریاے رحمت ہر مقام پر جاری ہی غرض یہانتک تعریفین پانی کی کین کہ سلیمان نے کہا لعنت ہی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر یہ کہکر مع فوج آب پرست ہوا داراب وہان سے چلا گیا جب قریب اختم کے پہونچا کشور شاہ مع سرداران ذیجاہ استقبال کیواسطے آیا اور داراب کو بڑی شان و شوکت سے لشکر مین لایا داراب آکر صحبت مین بیٹھا پیر زلال تخت پر متمکن ہوئے ناچ ہونے لگا کشور شاہ نے بیان کیا کہ عیاران لشکر اِسلام سرداران لشکر اِسلام کو چھڑا لیگئے داراب نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور حمزۂ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ آپ چاہتے ہین کہ لشکر میرا برہم کرین اب مین بھی آپہونچا ہون مگر آپ کی صاحبقرانی سے لشکر بے سردار پر زیادتی کرنا بعید ہی امیر نے داراب سے کہلا بھیجا کہ ای داراب مجکو تمہارے لشکر سے کچھ سروکار نہ تھا مگر مین نے اُس نمکحرام پر یورش کی تھی اگر وہ ہاتھ لگتا تو اُسکو پکڑ لیجاتا داراب نے جب یہ سنا ہنسا اور کہا کہ سبحان اللہ حمزہ کو پیر زلال پر اپنے عیار کا گمان ہی پیر زلال نے کہا کہ ای داراب حمزہ کا عیار بھی بڑا ہی فعلیا ہی بہت سی خدائیان اُسنے برباد کر دین ہین داراب نے کہا یا پیر زلال آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین لشکر حمزہ سے مقابلہ کرونگا پیر زلال نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر لشکر امیر کو پہونچائی طہماس بن عنقویل دیو پرور نے صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور غلام کے نام پر طبل جنگ بجوائیے کل مین داراب سے مقابلہ کرونگا امیر نے فرمایا اچھا اور حکم دیا کہ نقارۂ رزمی نوازش مین آئے یہ خبر پیر زلال کو پہونچی اپنے دل مین کہا کہ ای عمرو یہ وہی طہماس ہی کہ جسکے ہاتھ سے حمزہ تک زخمی ہو گیا تھا اور دو بیٹے حمزہ کے اِسکے ہاتھ سے مارے گئے تھے یہ بلاے بے درمان ہی حربہ اسکا آفت ناگہانی ہی یہ حوصلہ نور الدہر ہی کا تھا کہ اس عادی کا کام تمام کیا ایسا نہو کہ داراب طہماس کے ہاتھ سے مارا جائے تو یہان اندھے کی لاٹھی ہی اگر وہ بھی ٹوٹ گئی تو پھر کیا ہوگا یہ سوچکر فتاح کشوری کو بلا کر کہا کہ تو حکم خداوند آبحیات سے

طہماس کو جز الافتاح نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور فتاح بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا
دروازۂ بارگاہ پر آکر کھڑا ہوا صبر کیا جب دربار برخاست ہوا سردار سب رخصت ہو کر اپنی اپنی خوابگاہون کو چلے
فتاح طہماس کے ساتھ ہوا وہ اپنی بارگاہ مین آیا کھانا طلب کیا کھا کر دو چار جام شراب کے پیے پلنگ پر لیٹا فتاح
شبرنگ عیار کی صورت بنکر آیا کہا کہ شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر بن بدیع الزمان نے مجکو نگہبانی کے واسطے
بھیجا ہے کہ تو جا کر رات بھر طہماس کی حفاظت کر ایسا نہو کہ اسکو کوئی پکڑ لیجائے سبھون نے کہا کہ آئیے آکر بیٹھا اور شراب
مین بیہوشی ملا کر سبھون کو پلا کر بیہوش کیا اندر خیمے کے آیا خدمتگار اور خاصبردارون کو کچھ میوہ کھلا کر بیہوش کیا
بعد اسکے جادۂ عیاری نکالکر ایک کونا انگوٹھے کے نیچے دابا اور زمین کو لے پکڑ کر چرخ دیئے کہ جتنی شمع تھین بجھ کر
ٹھنڈی ہو گئین ایک آدھ جو رہ گئی اُسکو رہنے دیا کہ اگر بالکل اندھیرا ہو جائیگا تو کچھ نہ معلوم ہوگا ہاتھ کو چرب کیا بلکہ
عیاری کا ہاتھ مین پہنا برابر پلنگ کے آیا دیکھا کہ نفیر خواب بلند ہے طہماس غافل سوتا ہے دو انگلیون کی مقراض بنا کر دو شالہ
منھ پر سے لیا کچھ عیاری نکالکر دماغ کے برابر لگا دیا اور داروے بیہوشی ہتیلی پر رکھکر جسوقت طہماس نے اوپر کا دم لیا کھینچ لیا تو
جو ہی بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی طہماس کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی فتاح تو پلنگ کے نیچے چھپ گیا طہماس ادھر اُدھر دیکھکر
پھر تکیے پر سر رکھکر لیٹ گیا بیہوش ہو گیا فتاح نے حلقہائے کمند لگا کر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے
دونون پانون دو حلقون سے گردن کمر ساتون سے کسکر گود مین اٹھا لیا اور مین پشتارہ باندھا ڈیڑھ گرہ عیاری کی چھاتی
کے آگے لگا کر صحیح و سلامت لیکر روانہ ہوا لیے ہوئے چلا جاتا ہے دوڑ جانے کا مقام دیکھتا ہے دوڑ جاتا ہے جہان بیٹھ جانے کا
مقام دیکھتا ہے بیٹھ جاتا ہے جہان چھپ جانے کا موقع دیکھتا ہے چھپ جاتا ہے اسی طرح طلایہ کے گشت سے بچتا ہوا تمام
لشکر کو طے کر کے میدان پکڑا اپنے لشکر کا راستہ لیا پہر رات باقی تھی کہ پیر زلال کی خدمت مین پہونچا اُسی وقت پیر زلال
نے آہنگرون کو بلا کر طہماس کو قید کیا کہا کہ طہماس کو ہوش مین لاؤ فتیلۂ رفع بیہوشی دیا کہ وہ ہوش مین آیا
آپ کو گرفتار بارگاہ اب پرستان مین دیکھا خیال گذرا کہ یہ خواب ہے چاہا کہ آنکھین بند کرلے فتاح پکارا اے
طہماس یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے اُسوقت طہماس ایک اکڑا اور مڑوڑ سے اٹھا کہ خانۂ زنجیر مین فغان ہوئی
قریب تھا کہ زنجیر کے غل سے اہل بارگاہ دیوانے ہو جائین اور یقین ہوا کہ قید طہماس نے توڑ ڈالی مگر قید کا ٹوٹنا
وقت پر مقرر ہے طہماس نے سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو ایک جانتا ہو اور دین پیغمبر خدا کو برحق مانتا ہو
سبھون نے کہا کہ یہ کیا کلمہ و کلام ہین طہماس بولا کہ یہ کیا طریقہ ہے کہ بہادرون کو بستر خواب پر سے پکڑ منگوایا اگر تاب
مقاومت نہ تھی تو کسنے کہا تھا کہ طبل جنگ بجوا دے پیر زلال نے جواب دیا کہ او عادی بس زیادہ زبان درازی نہ کر
تقدیر آبحیات یونہین ہوئی تھی طہماس بولا کہ مجھے نامردون سے گفتگو نہین ہے پیر زلال نے حکم دیا کہ لیجاؤ اسے
زندانخانے مین اور داراب جو صبح کو آیا اُس سے تمام حال بیان کیا کہ حکم سے خداوند آبحیات کے مین نے
طہماس کو پکڑوا کر قید کیا ہے داراب نے کہا کہ آپ مختار ہین مجھے اسمین کیا دخل ہے آپ جانین آپ کا کام جانے غرض
طبل جنگ تو بج چکا تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آراستگی صفوف قتال و جدال ہونے لگی لیکن نور الدہر
نے احوال طہماس کے گرفتار ہونے کا امیر سے عرض کیا کہ رات کو عیار داراب کا طہماس کو پکڑ لیگیا امیر بہت آزردہ
ہوئے مگر ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی اور قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ گینڈے
پر سوار ساطور دار اسبابے پر لدا ہوا لاکھ سوار کی جمعیت سے چلا آتا ہے دریافت ہوا طرماسپ بن طہماس
ہے اسنے جو سنا ہے کہ باپ کو میرے مسلمان کرلیا ہے آیا ہے کہ حمزہ اور نور الدہر اور سب خدا پرستون کو مار کر

طہماس کو لقا پرست کرے طرماسپ لقا پاس آیا سجدہ کیا اجازت میدان چاہی بختیارک نے طرماسپ کو بہت
پسند کیا لقا سے کہا کہ اس سے مقرر کام نکلیگا پہلے تو منع کیا کہ ابھی تازہ آئے ہو میدان مین نہ جاؤ طرماسپ نے نہ مانا
لقا نے کہا کہ جا تیرے دم ساطور مین سب خداپرستون کی موت تقدیر کردی ہے طرماسپ میدان مین آیا مبارز طلب
کیا شاہزادہ بدیع الزمان مرکب تھوم اڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اُتر کر مجرا کیا ہاتھ باندھکر اجازت
میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد کیا پروردگار عالم کو جام کلۂ عفریت عنایت ہوا بدیع الزمان اُسے پی گیا بارہ دگر
مرکب پر سوار ہوا کہ بیت چو شیر یکہ گیرد برآہو کمین ٭ بجست از زمین و برآمد بزین ٭ پو دھا باگ کا لیا گھوڑا اُڑا کر
مقابل طرماسپ ہوا طرماسپ تگاور زن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے مسل کر رانون مین مرکبون کو مقابل یکدگر
ہوے طرماسپ نے نام پوچھا کہا کہ مجھے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کہتے ہین بیٹا ہون حمزہ صاحبقران کا باپ تیرا
پرے بیٹے کا رفیق ہے طرماسپ نے کہا کہ تم خداپرستون نے اُسے سحر مین گرفتار کیا ہے نہین وہ کیا مسلمان ہوتا آیا ہون
کہ اُسے تنبیہ معقول کرون بدیع الزمان بولا کہ بس زیادہ زبان درازی نہ کر طرماسپ پکارا کہ لاؤ حربہ اپنا بدیع الزمان
نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہین ہے طرماسپ بولا کہ ہمارا تو دستور ہے اور یہ کہکر نیزہ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے نیزہ
نیزے پر رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کو بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اب طرماسپ
نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ بدیع الزمان غضب کیا تو نے کہ دو دریاے لشکر کے درمیان مین نیزہ میرا ہوائی کیا مگر
خیر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر اپنے ارابے پر سے ساڑھے سات سو من کا ساطور گران سنگ اُٹھا کر بدیع الزمان
مارا۔ شاہزادے نے چاہا کہ سپر کی اوجھڑ دے کر قبضے پر ہاتھ ڈال دے اتفاقاً پانون گھوڑے کا موش خانے مین
جا رہا اوپر سے ساطور پڑا چار انگل سر مین اُتر گیا بدیع الزمان نے دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر سر سے نکل گیا لیکن
ایک چادر خون کی سر سے جاری ہوئی غشی طاری ہوئی قفص بن گیاہور نکلا زخمی ہوا افارن بلند کمان نکلا زخمی ہوا
تا شام گیارہ آدمی مجروح ہوے اور چار سردار شہید ہوئے شام کو لقا طرماسپ کو ساتھ لیکر زر نثار کرتا ہوا
لوگون سے کہتا ہوا کہ اے بندگان من دیدید قدرت مرا مین نے بلایا اپنے بندۂ خاص کو کہ سب خداپرستون کا کام
تمام کریگا سبھون نے کہا کہ آمنا وصدقنا لقا اپنی بارگاہ مین آیا طرماسپ لباس رزم اُتار کر بزم مین بیٹھا ناچ ہونے لگا
دورۂ جام گردش مین آیا طرماسپ مست شراب ہو کر پکارا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ بجا ہرکارے خبر لیکر چلے
ادھر حمزہ صاحبقران بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ مین آئے ہین زخم مین ٹانکے لگوا رہے ہین کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ پھر طرماسپ نے طبل جنگ بجوایا ہے امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آئے
اُدھر ایرج اور داراب کے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی چار پہر رات چارون لشکرون مین تیاری رہی
صبح کو میدان مین آئے جب صف آرائی ہو چکی طرماسپ عرصۂ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا مالک اژدر ضرب
نیزہ دو سر غلام نبیؐ وجا کر حیدر بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل طرماسپ ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی شروع
ہوئی مالک نے نیزہ طرماسپ کا نکال دیا طرماسپ نے طیش مین آکر ساطور مارا کہ سر کو کاٹ کے تا دا برو اُتر گیا
زخم کاری لگا ابراہیم بن مالک نکلا زخمی ہوا ابوالفضل عرب جمشید و نکیس و قیس حامد پانچ سردار شہید ہوئے شام
کو لشکر پھر گئے شب کو پھر طبل جنگ بجوا کر صبح کو طرماسپ میدان مین نکلا مبارز طلب کیا لندھور اپنے
ہاتھی کو ہو لکر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر معرکہ آرا ہوا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ
طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ نے گرز لندھور پر مارا لندھور نے رد کر کے چاہا کہ گرز اپنا طرماسپ پر

مارے کہ نورالدہر نے کہلا بھیجا کہ اے لندھور تم گرز اسپر نہ مارنا لندھور نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھ دے اب طرماسپ نے
قسم دی کہ لندھور تم گرز اپنا بقوت تمام مجھپر مارو لندھور نے ناچار یادستی گرز طرماسپ پر مارا کہ گرز پر گرز پڑا تڑ تڑ نے
کی آواز گنبد گردان تک پہنچی ہو گئی دونون گرزون مین بل پڑ گئے شرارے آتش جھمکے نکلے دونون ہاتھ طرماسپ
کے جسطرح ستون گرز تھے اُسمین کچھ خلل نہوا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا گینڈا تا بہ تنگ عرق زمین ہوا گینڈے کی
ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو جا لگے یہ تو تودۂ گرد مین چھپا لندھور پکارا کہ زدم و پست کردم آگے خبر لو دیکھو
اسپر کیا گذری عیار لشکر کفار دوڑے گرد گرد کے چرخ مارا اندر گرد کے گھس گئے دیکھا تو طرماسپ بیہوش
تھا چھاگل مین سے پانی نکالکر چھینٹا دیا طرماسپ کی آنکھ کھلی عیارون نے پوچھا کہ کیا عالم ہے طرماسپ نے کہا
کہ بلا کی ضرب اس ہندی نے ماری اگر کوئی اور میرے مقام پر ہوتا تو پیوند زمین ہو جاتا مگر بچایا مجھے زمرد شاہ
باختری نے یہ کہکر گینڈے کو اشارہ کیا وہ مرکب گلی بن رہا تھا کیا لگتا گینڈے پر سے کود پڑا تنگ کے نیچے ہاتھ
ڈالکر قائم کیا دیکھا تو عرصہ زندگی کا اُسپر تنگ ہو رہا ہے تنگ ہو کر ہاتھ سے ٹیک دیا دوسرا گینڈا منگا کر اُسپر
سوار ہوا اور ساطور اپنا اُٹھا کر دوڑا لندھور پر مارا کہ سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر گیا زخم کاری لگا
لندھور نے دستانہ مارا ساطور تو نکل گیا مگر سر سے ایک دریاے خون جاری ہوا غش طاری ہوا طرماسپ نے پھر
مبارزطلب کیا ارشیون پریزاد مقابل ہوا وہ بھی گھائل ہوا الماس بن لندھور نے مقابلہ کیا مجروح ہوا شام تک
پانچ سرداران ہند ہاتھ سے اسکے شہید ہوتے اور سات بہادر زخمی ہوے اور داراب کشور کشا جب ارادہ کرتا ہے
کہ جا کر مقابلہ کرے پیر زلال اُسے منع کرتے ہین کہ مرضی خداوند آبحیات کی نہین ہے غرض طرماسپ نے تو میدان
واریان کین کہ بہت سے سردار لشکر اسلام کے زخمی ہوئے اور بہت سے مارے گئے دسوین دن نورالدہر نے
مقابلہ کیا طرماسپ نے پوچھا کہ آپ کون ہین کیا نام ہے کہا کہ مجھے نورچشم مومنان و مسلمانان گل گلزار حمزۂ صاحبقران
نخل بوستان شاہزادۂ بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر عالیشان کہتے ہین
شعر منم ماہ تابان صاحبقران ۔ گل بوستان بدیع الزمان ۔ باپ کو تیرے مین نے زیر کر کے مسلمان کیا ہے طرماسپ
یہ سُنکر آگ ہو گیا کہا کہ او نبیرۂ حمزہ باپ میرا ایسا ہے کہ اُسے کوئی زیر کرے مگر وہ تیرے لہو پر عاشق ہو کے مسلمان
ہوا نہین تیری کیا قدرت تھی کہ اُسے زیر کرتا نورالدہر بولا کہ او طرماسپ معلوم ہوا کہ تو طماس کے نطفے سے
نہین ہے اگر تو اُسکا نطفہ ہوتا تو مسلمان ہوتا خیر اب جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر طرماسپ نے کہا کہ اے نورالدہر دیکھ کیسی
تجھے سزا کو پہونچاتا ہون اور لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو نورالدہر نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین ہے جب تیرے حربے سے خدا
بچائیگا تو مین بھی حربہ کرونگا اُسوقت نیزہ طرماسپ نے مارا نورالدہر نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا طرماسپ
نے ساطور مارا شاہزادے نے سپر پر روکا مگر سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا کہ تا دو ابرو اُتر گیا شاہزادہ زخمی ہوا اور
اُس حالت زخمداری مین تلوار ماری کہ سپر کٹی طرماسپ نے سر و گردن کو بچایا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ
قلم ہو گئی طرماسپ گینڈے سمیت گرا لوگ اُسکے دوڑ پڑے ادھر سے لشکر اسلام آیا جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے طرماسپ نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو پھر میدان مین آیا مبارزطلبی کی دیکھا
تو لشکر آفتاب پرستان مین علم آفتاب پیکر جلوہ گری پر آئے اور زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران
ایرج عالیشان سے مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر گھوڑا باگ کا لیا اور مقابلہ طرماسپ کا کیا
طرماسپ نے بعد لگاوٹ نفی کے پوچھا کہ اے آفتاب پرست تجھسے تو سامنا خدا پرستون سے ہے تو کون آیا ہے

ایرج بولا کہ کل تو نے نور الدہر کو زخمی کیا مین اُسکا عوض لینے آیا ہون طرماسپ نے کہا کہ ای ایرج تو یہان سے چلا جا
مین خدا پرستون کا خاتمہ کر لون تو تجھسے سمجھ لونگا مجکو تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی ایرج نے کہا کہ مجھے بھی تجھسے ایک
الفت ہوئی ہی اگر مین تجھے زیر کر دون تو جیسے نور الدہر کا رفیق طہماس ہی تو میرا رفیق ہو طرماسپ نے کہا خیر تو اپنا حربہ
کرے ایرج بولا یہ نہوگا تو اپنا حربہ پہلے کر طرماسپ نے برچھا مارا ایرج نے برچھے پر رد کا خوب نیزہ بازی ہوئی ایرج
تو شاگرد آقا فرک مست قلماق کا ہی نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ نے ساطور مارا کہ سپر ایرج کی قلم ہوئی
ایرج گھوڑے پر سے کود پڑا ساطور نے مرکب کو قلم کیا ایرج نے تلوار کھینچکر گینڈے پر ماری کہ دونون اگلے پانون
گینڈے کے قلم ہوے طرماسپ کود پڑا اور کہا کہ ای ایرج تو نے میرا ایسا اچھا گینڈا مار ڈالا ایرج نے کہا مین نے
اپنے مرکب کا عوض لیا طرماسپ بولا خوب کیا تو نے مگر قد طرماسپ کا پچھتر آرنج کا ہی اور ایرج کا قد نو گز کا خیال مین
طرماسپ کے گذرا کہ تو اسکو مسلکر مار ڈالیگا یہ سمجھکر دوڑا ادھر سے ایرج دوڑا دونون کین کشتی ہونے لگی دن بھر
کشتی رہی شام کو ایرج نے روشنی منگوائی طرماسپ نے چاہا کہ رات کو نہ لڑے ایرج نے نہ چھوڑا غرض تین
شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن ایرج نے لنگر طرماسپ کا توڑا سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چار دن تبائے
چت گرا چاہا کہ مونڈھے کی کھا کر سنبھلے ٹھوکر ماری فرش ہو گیا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھین طبل بازگشت بجوا کر
پھر رات کو آرام کیا صبح کو ایرج نے طرماسپ کو بلایا طرماسپ نے آکر بطریق لقا پرستان سلام کیا ایرج نے کہا
ای طرماسپ تو کیا کہتا ہی لقا قابل خدائی نہین ہی نیر اعظم کو سجدہ کر غرض بہت سی تعریف آفتاب تابان کی اور
مذمت لقا کی کرنا شروع کی کہ لقا ایسا ہی کہ عمرو نے قیطول خدائی پر چڑھکر منھ پر اُسکے موتا اور داڑھی اُسکی
مونڈی اور بیٹیون اور بہوون کو اُسکی خدا پرست لے گئے اور اپنے تصرف مین لائے یہ کیسا خدا ہی طرماسپ نے یہ
سنکر لقا پر لعنت کی دین آفتاب پرستی اختیار کیا گوہ سے نکلکر موت مین پڑا ایرج نے سہ سالاری کا خلعت دیا اور
بہت خوش ہوا اپنے دل مین کہا کہ ای ایرج اب طہماس کے مقابل تجھے بھی رفیق نیر اعظم نے عنایت کیا مگر یہ خبر
جو لقا کو ہوئی نہایت رنجیدہ ہوا اور نور الدہر بھی یہ خبر سنکر بہت آزردہ ہوا مگر یہان طرماسپ نے ایرج سے پوچھا
کہ مین خدا پرستون سے اتنے دنون لڑا کیا لیکن اپنے باپ کو مین نے نہ دیکھا وہ کہان ہی ایرج نے کہا ای طرماسپ
ایک دن طہماس نے ارادہ کیا تھا کہ داراب سے لڑے خلیفۂ آب حیات پیر زلال روشنضمیر کہ وہ عمرو
عیار ہی سمجھا کہ طہماس زبردست ہی اور حربہ اُسکا بڈھب ہی ایسا نہو کہ داراب مارا جائے یہ سمجھکر عیار کے ہاتھ طہماس
کو چرا منگایا اب وہ لشکر آب پرستان مین قید ہی یہ سنکر طرماسپ اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین جا کر یا تو اپنے باپ کو چھڑا
لیتا ہون یا اپنی جان دیتا ہون ہر چند ایرج نے منع کیا طرماسپ نے نہ مانا اور تنہا گینڈے پر سوار ہو کر روانہ
ہوا اُس وقت بارگاہ مین پہونچا کہ پیر زلال بارگاہ مین نہ تھے داراب بیٹھا ہوا تھا طرماسپ کو آتے ہوے
دیکھا تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا بہت عزت سے اُسے بٹھایا جام شراب تواضع کیا اور کہا کہ ای طرماسپ
تم کیونکر آئے ہو بولا کہ ای داراب باپ میرا تمھارے لشکر مین قید ہی اُسکو بلواؤ داراب نے اُسی وقت حکم
دیا کہ طہماس کو زندان خانے سے لاؤ بموجب حکم طہماس جسوقت بارگاہ داراب مین آیا بطریق اسلام سلام کیا
طرماسپ نے طہماس کو دیکھا کہ مانند شیر ژیان اور اژدہائے دہان کے آیا بمجرد نگاہ پڑنے کے خون عزیزی نے
عروق مین جوش مارا اپنے دل مین کہا کہ باپ تیرا نہایت صاحب شوکت ہی ادھر طہماس نے ایک جوان بہادر کو
دیکھا کہ ابھی گرد گل رخسار کے سبزے نے نمائش نہین پکڑی ہی شعلہ حسن بے دھواں آثار شجاعت چہرے پر نمودار

داراب نے طہماس کو ٹھہرایا طہماس نے طرماسپ سے پوچھا کہ اپنا حسب و نسب بیان کر اُسنے کہا کہ مین آپ کا بیٹا ہون طرماسپ میرا نام ہے ملازم ہون ایرج نوجوان کا دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہے آیا ہون کہ تمکو بھی خدمت ایرج مین لیچلون مجھسے زیادہ تمھاری حرمت کریگا اور جو نہ چلو گے تو سر کاٹ کر لیجاؤنگا طہماس نے کہا کہ مین تو قید مین گرفتار ہون اگر رہا ہوتا اور تو میرے اوپر غالب ہوتا تو جو کچھ تو کہتا مین قبول کرتا طرماسپ بولا کہ ایسا ہی ہوگا اور داراب سے کہا کہ اے صاحبقران آپ پریشان عرض میری قبول کیجیے طہماس کو چھوڑ دیجیے داراب نے قبول کیا کہا کہ قید طہماس کی کاٹ دو طہماس نے قید توڑ ڈالی داراب نے مرکب سواری کو دیا طہماس سوار ہو کر خدمت نور الدہر مین گیا قدمون کو بوسہ دیا حال بیان کیا اُدھر طرماسپ داراب سے رخصت ہو کر خدمت ایرج مین پہونچا بہت تعریفین داراب کی ایرج سے کین اور کہا کہ طبل جنگ بجوائیے اُسی وقت طبل جنگی بجا شب گذری صبح کو چار دن لشکر میدان مین آئے طرماسپ معرکہ آرائے نبرد ہوا مبارز طلب کیا طہماس بادشاہ اسلام اور نور الدہر ایرج با توقیر سے رخصت ہو کر مقابل طرماسپ ہوا طرماسپ پہلے نگاور زن ہوا مرکب دونون کے برابر سے پسپا ہوئے طرماسپ نے سلام کیا طہماس بھی دست بسر ہوا طرماسپ نے کہا اے پدر بزرگوار آپ پیرانہ سال ہین مین جوان ہون مجھسے نہ لڑیئے چلے چلیے شرف اطاعت ایرج نوجوان حصول کیجیے دین نیر اعظم قبول کیجیے طہماس بولا او ناہنجار مجکو تو نصیحت کرتا ہے اگر تو میرے نطفے سے ہے تو آ کر دین اسلام قبول کر اور غلام شاہزادہ نور الدہر کا ہو طرماسپ نے کہا کہ تم راہ راست پر نہ آؤ گے مگر تمکو بزور راہ پر لاؤنگا بس حربہ اپنا کرو طہماس نے جواب دیا کہ یہ دستور اہل اسلام کا نہین ہے کہ پیش دستی کرین طرماسپ نے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ نیزے پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی آخر طہماس نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے ساطور مارا کہ طہماس نے رد کیا اور اپنا ساطور اُسپر مارا طرماسپ نے روکیا غرض دونون مین نہایت ساطور کی ردوبدل ہوئی آخر کو ایک مقام پر طہماس نے ایسا ساطور مارا کہ طرماسپ کی سپر کاٹ کر تا دو ابرو اُتر گیا زخمی ہوا دن بھی کم رہ گیا طبل بازگشت بجا سب لشکر پھر گئے ایرج طرماسپ کو لیکر خیمے مین آیا جراح کو بلوایا زخم مین ٹانکے لگوائے جب طرماسپ ہوش مین آیا ایرج سے کہا کہ اب تو مین زخمی ہو گیا ہون اچھا ہو لون تو سمجھا جائیگا لیکن اُس رات کو طلائے گشت طہماس کا تھا طہماس گشت کرتا پھرتا تھا کہ دور سے ایک سیاہی دکھائی دی طہماس للکارا کہ ارے تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین تیری جان کا ملک الموت ہون اور ایک پتھر اُٹھا کر طہماس پر مارا اور جنگل کو بھاگا وہ پتھر طہماس کے سینے پر لگا غیظ و غضب مین آ کر تعاقب مین اُسکے روانہ ہوا رات بھر پریشان رہا یہانتک کہ صبح ہوتے نظر سے غائب ہو گیا لوگ طہماس کے نور الدہر پاس آئے حال طہماس کا بیان کیا شاہزادے نے ہرکارے سانڈنی سوار خبر کے واسطے بھیجے کہ طہماس کو ڈھونڈھ لاؤ وہ روانہ ہوئے یہ خبر طرماسپ کو پہونچی کہ رات کو طہماس کو ایک غول لگا کر لیگیا خیال مین گذرا کہ مجھکو پہلی لڑائی مین طہماس نے زخمی کیا اب تو حیلہ طہماس کو زخمی کر اگر تو ایرج سے کہیگا تو وہ مجھے جانے نہ دیگا تو اُس سے پوشیدہ ہو کر چل یہ سوچ کر چھپ کر ایرج سے تعاقب مین طہماس کے راہی ہوا صبح کو ایرج مطلع ہوا کہ طرماسپ تعاقب مین طہماس کے گیا ہے ایرج بہت آزردہ ملال رنجیدہ بیٹھا تھا کہ ابر گرندہ بہار آسمان پر آ کر چھایا ہوا ٹھنڈی چلنے لگی چھوٹی چھوٹی بوندیان پڑنے لگین ایرج نے کہا کہ مین صبح کو شکار کھیلنے جاؤنگا جانوران صید گیر تیار ہون القصہ ایرج صحرا کو روانہ ہوا یہ خبر داراب کو ہوئی اُسنے پیر زلال سے عرض کیا کہ مین بھی شکار کو جاؤنگا پیر زلال نے کہا کہ کیا فائدہ شکار مین ہر ہزار طرح کی آفتون کا سامنا ہوتا ہے

اور جو جاتے ہو تو رات وہان نہ کرنا اور خدا پرستون سے صحبت نہونا کہ وہ دشمن دین و آئین ہین داراب نے کہا
کہ جو آپ فرماتے ہین ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جانوران صید گیر ساتھ لیکر یہ بھی چلا قضاے کار نورالدہر نامدار اس سے
پہلے بقصد شکار جا چکا تھا اور صید افگنی کر کے مع رفقا ایک چشمے پر بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہی کباب کھا رہا ہی دیکھا کہ
ایک ہرن بھاگا ہوا سامنے آیا اور پیچھے اسکے ایک سوار پہونچا اور تیر جو بھر کمان مین پیوستہ تھا اسپر مارا کہ ہرن گرا وہ
سوار اسے اٹھانے کو اترا نورالدہر نے پہچانا کہ یہ داراب ہی اٹھ کھڑا ہوا کہا کہ ای داراب کشور کشا آؤ بیٹھو یہ صحبت
تمھاری ہی اور دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا لا کر بٹھایا اسد بن کرب غازی نے ابراہیم بن مالک سے کہا کہ ای ابراہیم بھائی
صاحب کی عجب طبیعت ہو گئی ہی کہ پہلے اس ہرزہ بچے سے دوستی کی تھی اب اس دھوبی بچے سے محبت بڑھائی ہی ابراہیم بولا کہ
آپ کو کیا آپ چپکے بیٹھے اسد نے آہ سرد بھری کہا کہ بھئی جی جلتا ہی بھائی صاحب اپنے کو سبک کرتے ہین بڑی محبت یہ تھی
کہ کہا ہوتا کہ ذرا اپنے باپ کو بھیج دے تو ہم کپڑے اپنے اس سے دھلوائین نہ کہ دھوبی بچے کو اپنے پاس بٹھلا لیا علقمہ
نے کہا کہ پیر و مرشد آپ کیا انکے اتالیق ہین تماشا دیکھیے کچھ بولیے نہین یہ سب باتین داراب نے سنین اسد کو
دیکھا کہ ایک دبلا پتلا آدمی تاج کج سر پر رکھے ہوئے گریبان چاک زرہ آستین تک لٹکتی ہوئی آنکھون مین لال لال
ڈورے وحشت کے پڑے ہوئے چہرہ مانند ماہ کامل کے روشن بہت اسکی وضع سے خوش ہوا نورالدہر سے
پوچھا کہ یہ آپکا کون ہی کہا کہ یہ نواسا حمزہ صاحبقران کا ہی اور میرا بھائی ہی ملا وحشت اسکے مزاج مین ہی صاحبقران
کو جو چاہتا ہی وہ کہتا ہی وہ اسکے کہنے کا برا نہین مانتے اور تم بھی اسکے کہنے کا برا نہ مانو تم جو چاہو سمجھو کہ لو داراب
بولا یہ جو چاہین مجھے کہین مین برا نہ مانونگا جواب نہ دونگا یہی باتین تھین کہ ایرج بھی شکار کھیلتا ہوا وہین پہونچا
دور سے نورالدہر اور داراب کو بیٹھے ہوئے دیکھا شاپور سے کہا کہ جا کر دیکھ کون بیٹھا ہی شاپور چلا
جب قریب آیا اسد نے چاہا کہ مارے نورالدہر نے منع کیا شاپور سے کہا کہ تم جاؤ ایرج کو لاؤ شاپور پھر کر
آیا تمام حال بیان کیا ایرج داراب کی صحبت کا کمال مشتاق ہی گھوڑا اپنا تیز کیا سامنے سے شاہزادے کے
گذرا نورالدہر داراب سے باتون مین مصروف تھا ایرج کی طرف خیال نہ کیا پھر ادھر سے گھوڑے کو ادھر
پھیرا دو تین مرتبہ ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر گھوڑے کو چمکا کر گیا آیا کہ نورالدہر بلائے تو جاؤن مگر نورالدہر اور
داراب نے نہ دیکھا کہ اسد نے پکار کر کہا کہ او ہرزہ بچے تو سو مرتبہ آئے جائیگا تو تجھے کوئی نہ بلائیگا اب وہ دن بیتے
گئے ایرج نے کہا کہ او دیوانے مجکو لحاظ نورالدہر کا ہی نہین تجھے سزا دیتا اسد اٹھ کھڑا ہوا کہ او پاجی تو کیا
سزا دیگا سے آ یہ کہکر اٹھا ایرج پر چلا نورالدہر ہان ہان کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا کہ او دیوانے یہ کیا سودا ہی اور
ایرج سے کہا کہ آؤ بھئی خوش آمدی و صفا آوردی وقت جنگ جنگ وقت آشتی آشتی داراب نے بھی تعظیم کی اور
ایرج سے خطاب کیا کہ آئیے ہمارا جذب محبت آپ کو کھینچ لایا اور گھوڑے سے اتار کر صحبت مین لا کر بٹھایا صحبت
گرم ہوئی لیکن اسد نے کہا کہ اسوقت بھائی صاحب نے اس ہرزہ بچے کو میرے ہاتھ سے بچا لیا نہین تو ٹکڑے
ٹکڑے کرتا خیر کہان جائیگا ایک نہ ایک دن سزا پائیگا ایرج نے نورالدہر سے کہا کہ آپ گفتگو اس دیوانے کی سنتے
ہین نورالدہر بولا ای ایرج تم دوست وہ عزیز دوسرے دیوانہ مین کیا کرون خدا جانے تمسے کہان کا اسے بغض ہی
داراب بولا ای زبدۂ آفتاب پرستان جسطرح سے کہ ہم اسکے شر سے محفوظ رہے ہے تم بھی ایسا ہی کرو ایرج نے پوچھا کہ
بھئی تمنے کیا حکمت کی داراب بولا کہ مین نے سنا ہی کہ یہ حمزہ صاحبقران کو بھی جو منھ مین آتا ہی کہتا ہی اور وہ اسے
نمک صحبت جانتے ہین ہمنے بھی ایسا ہی کچھ سمجھ لیا آوازدن پر اسکے خیال نہین کرتے ایرج بولا کہ خیر اب

مین بہی جانونگا ہرگز اُسکی باتون کا بُرا نہ مانونگا اسد نے یہ سُنکر قبضۂ تیغ پر ہاتھ ڈالا اور للکارا کہ او آفتاب پرست بزاز بچے
تو مجھے سمجھا کیا ہے مار ہی ڈالونگا نورالدہر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ او کمبخت یہ تیرے مہمان ہین انکے ساتھ ایسی گفتگو
نہ کر اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپ ہی تو ہر کس و ناکس سے ایسی باتین سنوا تے ہین خیر مین نہ بولونگا آپ خوب
خاطر و مدارات کیجیے غرض صحبت گرم ہوئی ناچ ہونے لگا دورۂ شراب چلنے لگے کباب گوشت شکار کے کھانے
لگے قضائے کار اتفاقات روزگار یہ خبر پیر زلال کو ہوئی کہ داراب نورالدہر اور ایرج سے ہم صحبت
ہے بس یہ سنتے ہی آگ ہوگیا اور کہا کہ اس نابکار کو منع کیا تھا کہ خدا پرستون سے نہ ملنا اسنے نہ مانا خیر کیا مضائقہ
ہے یہ کہکر جست کی اور آسمان پر چلا ایک لمحہ مین وہان پہونچا جہان یہ سب صحبت آراستہ تھے آسمان پر سے پکارا
کہ کیون او داراب تو نے کہنا ہمارا نہ مانا اور دشمنون سے ہمصحبت ہوا داراب نے جو آواز سُنی کانپ گیا
پیر زلال کو آتے دیکھا سجدے مین گرا کہ مین تقصیروار ہون جو چاہیے وہ سزا دیجیے پیر زلال نے دو تازیانے
مارے اور کہا کہ کیون اُنکی صحبت مین بیٹھا نورالدہر ہاتھ باندھکر اُٹھ کھڑا ہوا کہ یہ نہ بیٹھتا تھا مین نے اسکو زبردستی
بٹھایا پیر زلال نے کہا خیر اب کی مرتبہ تو خداوند آبحیات سے کہکر گناہ اسکا معاف کرا دونگا لیکن بار دگر یہ جو
تم لوگون سے ہمصحبت ہوا تو اسکے حق مین اچھا نہوگا اور یہ کہکر خطاب کیا کہ او داراب اُٹھ چل یہان سے داراب
چاہتا تھا کہ اُٹھے نورالدہر نے دست بستہ عرض کیا کہ یا پیر زلال مین آپ کا خادم ہون آپ بھی بیٹھے
سبزے کی سیر دیکھیے اور جام شراب کا اپنے ہاتھ سے دیا کباب کھلائے پیر زلال نے کہا کہ اے داراب تم بیٹھو مین
جاتا ہون داراب نے کہا کہ مین بے آپ کے اب نہ بیٹھونگا ناچار پیر زلال بھی بیٹھے صحبت گرم ہوئی مگر نورالدہر نے
شبرنگ عیار کے ہاتھ خدمت حمزۂ صاحبقران مین عرض کرا بھیجا کہ آپ جلد یہان تشریف لائین مین نے
داراب کو مع پیر زلال صحبت مین بٹھایا ہے شاید کسی تدبیر سے افشائے راز پیر زلال ہو جائے امیر یہ پیغام سنتے ہی
اُسی وقت سوار ہوکر چلے یہان صحبت گرم تھی سب بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک گرد نمایان ہوئی کچھ سوار دکھائی دیئے
اور حمزہ صاحبقران چند سردارون سے پیدا ہوئے بمجرد امیر کی صورت دیکھنے کے پیر زلال اُٹھ کھڑے ہوے
اور داراب سے کہا کہ چل اُٹھ اب ٹھہرنے کا موقع نہین ہے کہ دشمن خداوند آبحیات آیا نورالدہر نے کہا کہ آپ
نائب خداوند ہوکر بندون سے ڈرتے ہین اور داراب بھی بولا کہ یا پیر زلال آپ بیٹھے حمزہ سے کچھ اندیشہ نہ کیجے اگر
حمزہ آپ کے ساتھ کچھ بے ادبی کریگا تو مین سمجھ لونگا اور مین کسی طرح حمزہ سے دبنے کا نہین اور آپکے اُٹھ چلنے مین ہتک
ہے پیر زلال ناچار مجبور بیٹھ گئے کہ اسمین امیر آئے سب نے تعظیم کی عمرو نے داراب کو نہ اُٹھنے دیا امیر کو بہت بُرا
معلوم ہوا مگر صحبت مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا دورۂ جام گردش مین آیا دمبدم پیر زلال کہ رہے ہین کہ یا خداوند
آبحیات وہ لوگ کہ تجھے ہنستے ہین اور تجکو خداوند برحق نہین جانتے ہین اُنکو سزا دے اور جو تیرے نائب سے گستاخ
ہین اور اعتقاد نہین لاتے اُنکو مٹا دے امیر یہ آوازے سنتے ہین اور ٹالتے ہین آخر کو داراب سے کہا کہ سُنتے ہو
یہ تمھارا پیر زلال کیا کہ رہا ہے یہ ہمپر آوازے کس رہا ہے اے داراب یہ ہمارا عیار ہے تمہارے پیر زلال کو مار کر
آپ یہ پیر زلال بنا ہے تم اس سے انتقام نہین لیتے داراب نے کہا کہ مجکو انکی گفتگو مین کیا دخل ہے مگر یہ شخص بہت
بزرگ ہین مین نے بہت سی کشف و کرامات اُنکی دیکھی ہین بیشک آبحیات انکے ساتھ تھا امیر نے فرمایا کہ دو
دیو تندک اسکا شاگرد تھا اور اے داراب ایرج سے پوچھو کہ پہلے انکے پیر قطب کو مار کر آپ قطب بنکر سب مجھے
لڑوانے لایا تھا ایرج کو تنخار ہے کہ تیرے پاس سے عمرو چلا گیا داراب پاس بھی نہ رہے ایرج بولا کہ حمزہ صاحبقران کی

سچ کہتے ہین داراب نے کہا کہ ان باتون سے حاصل کیا ہے اگر جنگ کرنا منظور ہو تو مین کسی سے اندیشہ نہین رکھتا ہون
پیر زلال نے یہ باتین مجھسے پہلے ہی کہدی تھین کہ حمزہ ایسا ایسا کہیگا ایرج کو گمراہ کریگا سبحان اللہ پیر زلال
حقیقت مین روشن ضمیر ہین اب جسقدر امیر عمرو کی مذمت کرتے ہین داراب کا اعتقاد عمرو سے زیادہ ہوتا جاتا ہے
اور امیر سے کہتا ہے کہ آپ جانتے ہین کہ پیر زلال دور بیٹھے یہ باتین نہین سنتے انکو ہر ایک کے دل کا حال
معلوم ہے آپکا کچھ نہ جائیگا میرے واسطے قباحت ہے پس اب ایسی باتین نہ کیجیے امیر حیران ہین کہ کیا کرین اور
چالاک سے بار بار اشارہ کرتے ہین کہ کوئی تدبیر کر چالاک عرض کرتا ہے کہ شہریار آج عمرو نہایت ہوشیار ہے گلدستہ
رفع بیہوشی ہاتھ مین لیے بیٹھا ہے دمبدم سونگھتا ہے اس وقت بیہوشی تاثیر نہ کریگی مگر خیر دیکھیے تو کیا ہوتا ہے اور چالاپور
شیردل اور سمک یلطاقی آپس مین کہہ رہے ہین کہ افشاے راز پیر زلال کیجیے کہ قضاے کار پیر زلال کو
پائخانے کی حاجت ہوئی اٹھکر رفع حاجت کو گیا جیسے پائخانے سے نکلا ہے ایک طرف سے تو یہ آیا اور تین طرف سے
تین پیر زلال اور پیدا ہوے اور پکارے کہ ہم پیر زلال فرستادۂ آبحیات ہین بعد دم بھر کے دیکھا کہ سو اور
پیر زلال وہان آگئے الغرض ہر ایک پکارا ہین نائب آبحیات ہون اور آپس مین کشتم کشتا لات کی شروع ہوئی ہر ایک
داراب کو اپنی مدد کے واسطے بلاتا ہے داراب حیران ہے کہ کسکی مدد کرے ادھر عمرو بھی ورطۂ حیرت مین پھنسا ہوا ہے کہ کیا
کرے ادھر جتنے پیر زلال ہین انمین غلغلہ ہے ایک دوسرے سے کہ رہا ہے کہ تو عیار مکار ہے مین نائب آبحیات ہون
اور ڈاڑھی ایک کی دوسرے کے ہاتھ مین ہے اور امیر داراب سے کہ رہے ہین کہ اے داراب دیکھا تمنے کہ
کیا ہوا اب پہچانو تو کہ تمھارے پیر زلال کون سے ہین تمکو میرے کہنے کا یقین نہ آتا تھا اب تمکو مکاری عیارون کی
معلوم ہوئی القصہ داراب حیران ہے کہ قسم کیا کرے کسکی مدد کو جائے قضاے کار عمرو کی ڈاڑھی چالاک کے ہاتھ مین تھی
جھٹکا جو دیتا ہے ریش عملی نچ آئی اور اصلی ننگی سی ریش نکل آئی امیر پکارے اے داراب دیکھو پیر زلال کو وہ
ڈاڑھی اصلی اُگی نکلی سبحان اللہ اور ادھر ایرج قہقہہ مار کر ہنسا کہ واہ کیا خوب پیر زلال ہین عمرو نے دیکھا کہ
افشاے راز ہو گیا پکارا کہ اے داراب اگرچہ مین عیار ہون الا تیرے پیر زلال کو مار کر خود پیر زلال بنا تھا مگر تیری
باعث آبرو تھا کہ تجکو کپڑے دھونے سے بچایا تھا اس مرتبے کو پہونچایا تھا تونے قدر میری نہ جانی خیر میرا کیا جائیگا
تو پچھتائیگا یہ سنکر نور الدہر اور ایرج اور صاحبقران خوب ہنسے کہ اے داراب ہمارے کہنے کا یقین نہ آتا تھا
اب تو اُسنے خود ہی اقرار کیا کہ تیرے پیر کو مار کر مین پیر بنا تھا بس داراب غضبناک ہو کر دوڑا کہ باش اے دزد
مکار تجھے چھوڑتا کب ہون اور میان سے تلوار کھینچی عمرو جست کر کے بھاگا پکارا او دھوبی بچے بھلا تو مجھے کیا پائیگا او
مین تجھ ایسے سو بنا کر لاؤنگا یہ کہکر گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہو گیا داراب نہایت پریشان اپنے لشکر
مین آیا تمام حال کشور شاہ سے بیان کیا کہ یہ پیر زلال عمرو عیار تھا کہ ملک کشور مین جاکر پیر زلال کو مار کر
آپ اُسکی صورت بنکر مجکو حمزہ سے لڑوانے کو لایا اب حال اُسکا مجپر کھلا مین نے اُسکے مار ڈالنے کا
قصد کیا تھا وہ بھاگ گیا کشور شاہ نے کہا کہ اے داراب تونے بہت بُرا کیا جو عمرو کو اپنے پاس سے نکالا
وہ تیرا خیر خواہ خضر راہ تھا اور حقیقت مین یہ کرامت پیر زلال مین کہان تھی جو عمرو مین تھین ہین اے داراب
مین تجھسے پوچھتا ہون کہ تجھے کشمات جادو پکڑ لیگئی تھی عمرو نے جاکر تدبیر بتا کر تیرے ہاتھ سے اُسے قتل
کروایا نہین تو اُسکی قید مین تو ہمیشہ گرفتار رہتا کبھی نہ چھوٹتا اُسنے تجکو صاحبقران زمانہ بنایا اس مرتبے کو پہونچایا
ایسے شخص کو کوئی یون ہاتھ سے کھو دیتا ہے دشمنون کے کہنے پر تو آگیا اور ایرج کو رشک تھا کہ میرے

پاس سے ایسا شخص جائے اور دوسری جگہ رہے داراب بہت شرمندہ ہوا اور کہا کہ ای کشور شاہ خیر اب کیا ہوسکتا ہی اور کف افسوس ملکر کہتا تھا معلوم ہوا ہی کہ یہ خدا پرست بڑے مکار ہین مین اُنکے فریب مین آگیا اور ہائے پیر زال وہان بیٹھنے پر راضی نہ تھے مین نے جبراً و قہراً اُٹھایا اب اُنکو کہان ڈھونڈھون مفت اپنے ہاتھ سے گنوایا یہ کہکر رونے لگا اُدھر فتاح کشوری آبدیدہ تھا کہ اسی رنج مین داراب نے کشور شاہ سے کہا کہ طبل جنگ بجوائیے کل صبح کو ان خدا پرستون سے سمجھونگا اُسی وقت کوس رزمی نوازش مین آیا یہ خبر تینون لشکرون مین پہونچی وہان بھی نقارہ گرجا گرمایا چار پہر رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو لشکر لقا مین غلغلہ ہوا کہ زمرد شاہ بستر خواب پر سے غائب ہوگیا اُدھر آفتاب پرستون مین شور اُٹھا کہ ایرج کو کوئی لیگیا اِدھر لشکر آب پرستان مین فریاد ہوئی کہ داراب کشور کشا کا پتا نہین اس طرف لشکر اسلام مین قیامت برپا تھی کہ نور الدہر اور حمزۂ صاحبقران نہین معلوم ہوتے چارون لشکرون مین ایک کہرام مچا تھا عیار ہر طرف سے بہر تجسس روانہ ہوئے کہ خبر معلوم کرین انھین تو یہین چھوڑیے

داستان ندرت بیان جانا خواجہ عمرو کا پردۂ قاف مین اور عادل قاف بنکر فوج دیوون کی امیر حمزۂ صاحبقران پر لیکر آنا

راوی بیان کرتا ہی کہ جس وقت عمرو لشکر داراب کشور کشا سے نکلا حیران و پریشان تباہ و سرگردان شکوہ پرداز سپہر بے مہر تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہائے اقبال حمزہ کا یاور ہی طالع اُسکے مددگار ہین تو نے لاکھ چاہا کہ حمزہ کو ذلیل و زبون کیجیے اس مجاور زادہ مکہ کو ذلت دیجیے لیکن کچھ نہو سکا اسی رنج مین رو رہا تھا کہ تندک پہونچا سلام کیا حال پوچھا عمرو نے کہا کہ کیا کہون گردش چرخ سفلہ پرور کی بیان کرون کہ داراب کو تیار کرکے لایا تھا حمزہ نے اُسکو بھی مجھسے جدا کیا مین پھر حیران و سرگردان ہوا تندک خوب رویا کہا کہ اُستاد ان دنون مین مین بہار پری کے بیٹے کو لیکر کوہستان مین چلا گیا تھا اُسے بھی مجھے کمال الفت تھی چندے مین وہان رہا تھا کہ دیوون نے آسمان پری کو جاکر میری خبر پہونچائی وہ میری تلاش مین تھی بہت سے دیوون کو بھیجا کہ اُسے پکڑ لاؤ دیو آئے مین تو اپنی جان بچا کر بھاگا معشوق کو میرے زبردستی ظلم و تعدی سے لیگئے گھر میرا لوٹ لیا اب مین حیران ہون کہ کیا کرون عمرو نے کہا مین آپ پریشان ہون کوئی تدبیر نہین بن پڑتی کہ اس عرب ہوفا پر غالب آؤن ارے کچھ حال پردۂ قاف کا تو بیان کر کہ اب آسمان پری کسی سے لڑائی تو نہین ہی تندک نے کہا کہ خواجہ ان دنون مین دریائے نیمرود پر بڑے جماؤ ہین وہ دیو کہ حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے ہین اُنکی اولادین سب جمع ہین چنانچہ لفریت بن عفریت اور خرچال بن خرپال اور ستش انگل بن زد انگل مردار خوار اور معدان بن رعد شاطر اور دیو غفیت بن خفیت بن عفوان راہ داران سب کا لشکر نیمرود پر جمع ہی آسمان پری نے قریشیہ سلطان کو اُنپر بھیجا ہی بڑی لڑائی ہو رہی ہی عمرو نے کہا ای تندک تو مجھے پردۂ قاف تک لے چل کہ مین اُن سبھون کو اپنا مطیع کرکے حمزہ سے لڑوانے کو لاؤن اور آسمان پری اور قریشیہ کو قید کرکے تیرے معشوق کو تجھسے ملاؤن تندک بولا کہ اُستاد ایسا نہو کہ کوئی دیو آپ کو کھا جائے عمرو نے کہا کہ ای دیو تندک تو مجھے اب لے تو چل دیکھ تو مین کیا کرتا ہون تمام دیوون سے سجدہ نہ کراؤن تو نام میرا عمرو نہ رکھنا تندک نے عمرو کو کاندھے پر سوار کیا روانہ پردۂ قاف ہوا چوتھے روز وہان پہونچا جہان لشکر دیوون کے جمع ہین لڑائیان بہت سی ہوچکین ہین قریشیہ سلطان کے ہاتھ سے دیوان زبردست زخمی ہوچکے ہین لفریت بن عفریت بھی زخمی ہی ارادہ بھاگنے کا ہی عمرو نے سب حال دریافت کرکے صورت اپنی ایک پیر کی بنائی جامۂ زرتار گلے مین پائجامہ اطلس سبز کا پاؤن مین تاج مکلل بجواہر سر پا

نفرہیت کے خیمے کے برابر آیا گلیم اوڑھے ہوئے اور آسمان کی طرف جست کی سو ہاتھ اُڑ گیا وہان جاکر گلیم تو زنبیل
مین ڈال لی اور حقّے آتشبازی کے نکالکر داغے کہ اُنکی روشنی ہوئی مشک منڈلایا کہ خوشبو پھیلی اور مقابل
بارگاہ نفرہیت بن عفرہیت کے آیا اور پکارا کہ ایہا الناس وہ شخص نائب خداوند ابلیس پر تلبیس راس الشیاطین ہو عادل
قاف میرا نام ہو مین ایک جگہ بیٹھا عبادت مین مصروف تھا کہ خداوند ابلیس میرے پاس آئے اور کہا کہ آگے
آسمان پری نے آدمزاد کو پردۂ دنیا سے بلوا کر تمام ہمارے بندگان سرکش قاف کو قتل کروا دیا اور آپ کل قاف
کی مالک ہوئی اب اُنھین دیوون کی اولادین پیدا ہوئین ہین اور آسمان پری پھر چاہتی ہو کہ انکو بھی قتل
کیے اب دربارے قہربانی ہمارا سوجزن ہو تم جاکر سب دیوون کی مدد کرو مین تمہاری مددگاری کے واسطے
آیا ہون نفرہیت نے دیکھا کہ ایک آدمی زرق برق لباس پہنے ہو سبھون نے تعظیم و توقیر کی تخت پر بٹھایا
اور کہا کہ اے نائب ابلیس ہم سب تو قرلیشیہ سلطان کے ہاتھ سے عاجز آ گئے ہین ہم اسکا علاج پہلے کیجیے عمرو نے
جواب دیا کہ قرلیشیہ کو مین پکڑے لاتا ہون تم خاطر جمع رکھو یہ کہکر سوے آسمان جست کی گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہوگیا
اور لشکر قرلیشیہ سلطان کی طرف روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا گلیم اُتار ڈالی دیوون نے عمرو کو دیکھا پہچانا اور
قرلیشیہ کو خبر دی کہ عمرو آتا ہو قرلیشیہ استقبال کے واسطے آئی عمرو کو ساتھ عزت و توقیر کے لائی مسند پر بٹھایا کشتیان
جواہر کی نذر دین احوال پوچھا کہ خواجہ کیونکر آئے ہو عمرو نے کہا کہ تندک مجھے لایا ہو کہ گناہ اُسکا تمسے بخشوادون
قرلیشیہ نے کہا آپ امان جان کے مزاج سے واقف ہین کہ جو اُنکی ضد ہوجاتی ہو وہی کرتی ہین مگر بعد فیصلۂ جنگ
دیوان مین تقصیر دیو تندک کی معاف کرادونگی آپ خاطر جمع رکھیے عمرو بولا کہ اچھا غرض صحبت رہی حال صاحبقران
کا پوچھا کہ عمرو نے کچھ کا کچھ بتایا کیا رات کو کھانا کھاکر قرلیشیہ سوئی عمرو دو پہر رات گئے اُٹھا قرلیشیہ کو بیہوش کرکے
زنبیل مین ڈال لیا اور اُسی وقت وہان سے راہی ہوا گلیم عیاری اوڑھے تھا آسمان کی طرف سے بارگاہ مین
نفرہیت بن عفرہیت کی آیا وہی صورت بنکر کہا کہ لو قرلیشیہ سلطان کو اور زنبیل مین سے نکالکر سامنے کیا
جتنے دیو تھے سب قدمون پر عمرو کے گر پڑے ہاتھ چومے ہر ایک نے کہا کہ آپ بیشک نائب خداوند ابلیس
ہین اور چاہا کہ قرلیشیہ سلطان کو ہوش مین لائین عمرو نے کہا کہ پہلے اسے قید کرو پھر ہوشیار کرنا غرض آہنگرون کو
بلوا کر قرلیشیہ کو اسیر غل و زنجیر کیا بعد اُسکے فتیلۂ رفع بیہوشی دیا قرلیشیہ ہوش مین آئی اپنے کو بارگاہ کفار مین بیٹھے
ہوئے پایا پہلے تو خواب کا خیال ہوا عادل قاف پکارے کہ او قرلیشیہ آگاہ ہو کہ ہمنے فرشتۂ غضب کو بھیجکر تجھے
پکڑوا بلوایا ہو بہتر یہ ہو کہ خداوند ابلیس کو سجدہ کر قرلیشیہ پکاری کہ لاکھ لاکھ لعنت ہو ابلیس اور اُسکے پرستارون
نفرہیت نے چاہا کہ قرلیشیہ کو قتل کرے عادل قاف مانع ہوئے کہ اسے ابھی قید کرو پھر سمجھا جائیگا قرلیشیہ کو قید خانے
مین بھیج دیا نفرہیت نے کہا کہ اب جو آپ فرمائین وہ ہم کرین عمرو بولا کہ مین آسمان پر سے آگ لشکر قرلیشیہ پر برساتا
ہون تم جاکر قتل کرو یہ کہکر تندک پر سوار ہوکر لشکر قرلیشیہ پر گیا اور حقّے آتشبازی کے مارنا شروع کیے رنگ برنگ کی
آگ آسمان پر دکھائی دیتی تھی خوب جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کار لشکر بے سردار شکست کھاکر بھاگا مال اور اسباب اور
خیمہ سب لوٹ لیا طبل شادمانی بجنے لگا عمرو تخت پر بیٹھا الغرض وہ جو روپیہ لوٹا تھا سب دیوون کو بخشا اور کہا کہ تیاری کرو کہ
مین لشکر آسمان پری پر جاونگا اور بعد دو روز کے تمام لشکر لیکر چلا لیکن آسمان پری شہر گلستان ارم مین بیٹھی تھی
کہ لشکر قرلیشیہ کا شکست کھائے ہوئے پہونچا اور تمام حال عمرو کے باغی ہوجانے کا صاحبقران سے اور پردۂ قاف
مین آنا اور قرلیشیہ کا بفریب پکڑ لیجانا اور شبخون مار کر فوج کو شکست دینا بیان کیا آسمان پری یہ سنکر نہایت پریشان

ہوئی اور خواجہ عبدالرحمن سے کہا کہ کیا تدبیر کرون خواجہ نے نجوم مین دیکھا عرض کیا کہ ای ملکہ تسخیر قران صعب ہی بہتر تو
یہ ہی کہ یہان سے خدمت حمزۂ صاحبقران مین چلی جاؤ آسمان پری نے کہا کہ مین لڑونگی سیاہ ملکہ سیاہ کلاہ
نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین مین اُن سب سے لڑونگا اور قتل کرونگا لشکر اُسکا آنے تو دیجیے آسمان پری
سیاہ ملکہ کے کلام سے بہت خوش ہوئی اور لشکر جمع کیا اُدھر سے لشکر عمرو کا مقابلے مین آکر اُترا عمرو تخت پر متمکن ہوا
نفریت بن عفریت و نگل سپہ سالار پر بیٹھا ناچ ہونے لگا چھ چھ سات سات سو گز کے رنڈیان کوڑیون کے ہار گردنون
مین اُنگلی برابر پڑے ہوے کڑوا تیل بنڈے مین لگا ہوا ہینگ تمام مالش مین ملی ہوئی پیاز کے گہنے پھول کانون مین
لسن کی دھگدگیان گلون مین ناچنے لگین جام شراب کا جیسے دھوبی کا نادہ ہوتا ہی گردش مین آیا جب دماغ بادہ نوشی
سے گرم ہوا نفریت نے حکم کیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے جو لشکر آسمان پری
کے لگے ہوئے تھے وہ خبر دریافت کر کے آسمان پری کی بارگاہ مین آئے عرض کیا کہ طبل جنگ لشکر کفار مین بجا ہی
سیاہ ملکہ نے آسمان پری سے کہا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون
مین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو آسمان پری تخت پر سوار ہو کر چلی نو لاکھ پریان نو لاکھ دیو ساتھ تھے عبدالرحمن
جنی پشت پر آسمان پری کی بیٹھے ہوے شمس پرافشانی کر رہے تھے شاہ پری ماہ پری سلطان ازرق پری جلاجل
پری سلاسل پری ارشد جنی راشد جنی ہمراہ رکاب تھے سیاہ ملکہ آگے آگے آکر میدان مین قائم ہوا اُدھر سے لشکر
نفریت کا آیا عمرو تخت پر سوار گھنٹے بجاتا ہوا نفریت آگے آگے بیس لاکھ دیوون کا لشکر پشت کے پیچھے یا عادل جان
یا نائب خداوند ابلیس کی آواز بلند آسمان پری نے دیکھا کہ عمرو مرغ زرین بنا ہوا تخت پر سوار اور قرتشیہ پیچھے تخت
عمرو کے قید مین گرفتار ہی آسمان پری کو نہایت رنج ہوا غرض صفوف قتال اور جدال طرفین سے آراستہ ہوئین نقیب
نقابت کر کے چلے گئے سیاہ ملکہ سیاہ کلاہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا اکثر کتنے دیو لشکر نفریت کے زخمی ہوئے اور
بہت سے مارے گئے نفریت خود میدان مین آیا بعد حملون کے رد و بدل ہونے لگی پھر کشتی کی نوبت پہونچی دن بھر
سیاہ ملکہ اور نفریت سے کشتی رہی شام کو نفریت پھر گیا اُدھر آسمان پری سیاہ ملکہ سیاہ کلاہ پر زر نثار کرتی ہوئی بارگاہ
مین آئی صحبت عیش مین مشغول ہوئی لیکن عادل قاف نے نفریت سے پوچھا کہ ای شاہ دیوان قاف سیاہ ملکہ کو کیسا
پایا اُسنے کہا کہ یا نائب خداوند مین سیاہ ملکہ سے نہین لڑ سکتا اور جو لڑونگا تو مارا جاؤنگا عمرو نے کہا مگر خبر معلوم ہو جائیگا یہی
باتین تھین کہ خبر پہونچی کہ لشکر مین آسمان پری کے طبل جنگ بجا ہی عمرو نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگ بجے دونون لشکرون
مین تیاری ہونے لگی دو پہر رات گئے عمرو قندک پر سوار ہوا سیاہ ملکہ کے خیمے پر آیا دیکھا کہ سیاہ ملکہ کھانا کھا رہا ہی
عمرو نے صبر کیا کہ جب سیاہ ملکہ سو رہا عمرو نے پہلے دارو بیہوشی اُڑائی کہ تمام نگہبان بیہوش ہو گئے بعد اُسکے
سیاہ ملکہ کو بیہوش کر کے باندھ کر لیگیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کر کے قید کیا صبح کو آسمان پری آگاہ ہوئی نہایت
رنج ہوا مگر عمرو و لشکر لیکر گرا خوب جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کو آسمان پری شکست کھا کر بھاگی خواجہ عبدالرحمن نے کہا
کہ جانب وادی ایمن چلو کہ وہان ہماری بہبودی ہی شقیرا سے برہمن بیٹا اشقر کا ہماری ضرور مدد کریگا اُس سے کوئی
عمدہ بر آ ہوگا یہ صلاح کر کے وادی ایمن کو روانہ ہوئی ارشد جنی اور راشد جنی نے استقبال کیا اور بجا کر دعوت کی
آسمان پری نے احوال بیان کیا ارشد اور راشد آسمان پری کو شقیرا پاس لائے وہ شکار کھیلنے گیا ہوا تھا
جب شقیرا سے برہمن شکار سے آیا اور حال آسمان پری کا سنا کہا کہ ای آسمان پری تم خاطر جمع رکھو مین تمہارا
ملک تمہین دلوا دونگا اور اُس عیار کو مارونگا اور آسمان پری کی دعوت کی آسمان پری کو ساتھ لیکر

کوچ کیا دونون لشکر مقابل یکدیگر ہوے طبل جنگ بجا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو معرکہ آرا ہوے ہنبر دہوے شقیرا
برہمن میدان مین آیا مبارزطلب کیا نفریت بن عفریت نے مقابلہ کیا بعد از گفتگو کے نفریت نے زاغ غول
شقیرا پر مارا شقیرا نے زاغ غول چھین لیا اور نفریت کو پکڑ کر بغل مین دبوچ کر آسمان پری کے خیمہ مین لایا زمین
پر رکھ دیا مشکین باندھین طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے آسمان پری بارگاہ مین آکر بیٹھی کہا لاؤ نفریت
بن عفریت کو جب وہ اُسے سامنے لائے اُسنے بطریق ابلیس پرستان سلام کیا آسمان پری نے کہا کہ نفریت
باپ تیرا ہاتھ سے زلزلۂ قاف کے مارا گیا اور تجھے عمرو عیار نے بہکایا ہی بہتر یہ ہی کہ دین سلیمان اختیار کر نفریت نے
کہا کہ یہ کبھی نہوگا کہ مین ابلیس پرستی ترک کرون لاکھ جان خداوند ابلیس پر سے نثار کردن یہ سنکر آسمان پری
نے کہا کہ بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے ابھی جلاد نہ آنے پایا تھا کہ عمرو نے ایک دیو کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ای آسمان پری
مین عادل قاف نائب ابلیس ہون اگر ایک بال بدن کا نفریت بن عفریت کے کم ہوا تو مین قریشیہ سلطان
اور سیاہ مکھ سیاہ کلاہ کو مار ڈالونگا یہ سنکر آسمان پری نے حکم دیا کہ نفریت کو لیجا کر زندانخانے مین قید کرو جس وقت
نفریت زندان خانے مین گیا رات کو عمرو تندق پر سوار ہو کر آیا اور تمام چوکیدارون کو بیہوش کر کے نفریت کو
چھڑا لیگیا صبح کو آسمان پری کو خبر ہوئی کہ رات کو عمرو نفریت کو چھڑا لیگیا بس یہ سنکر بہت رنجیدہ ہوئی شقیرا
برہمن غضبناک ہو کر اُٹھا کہ ابھی جا کر نفریت کو مع عمرو کے پکڑے لاتا ہون آپ آزردہ نہون یہ کہکر عمرو کے خیمے
کی طرف روانہ ہوا عمرو بارگاہ مین بیٹھا تھا نفریت اپنے دنگل پر تمکن تھا دیوون کا حلقہ بندھا ہوا تھا اور نفریت
ادائے شکر عادل قاف کر رہا تھا کہ آپ نے ایک طرفۃ العین مین مجھے چھڑا دیا عمرو کہہ رہا ہی کہ یہ قدرت خداوند
ابلیس کی ہی کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ شقیرا نہایت غضبناک آتا ہی عادل قاف نے کہا کہ آنے دو اور نفریت
سے کہا کہ تم میرے تخت کے نیچے چھپ جاؤ بعد اُسکے حکم دیا کہ شقیرا کو کوئی روکے نہین بلکہ دیوون کو حکم دیا کہ شقیرا
کے استقبال کے واسطے جاؤ اور اُسے باعزاز تمام لاؤ غرض شقیرا بارگاہ مین آیا عمرو تعظیم کے واسطے اُٹھا اور
کہا کہ ای شاہ دیوان قاف خوش آمدی وصفا آوردی این خانہ خانۂ شما است بیٹھیے شقیرا بیٹھا اور پوچھا کہ عمرو عیار
تو ہی ہی عمرو نے کہا کہ ہان مین ہی ہون آپ نے جو قدم رنجہ فرمایا ہی اور قدم سے گھر کو میرے منور کیا ہی آپ میرے
مہمان ہین کھانا تیار ہی نوشجان کیجیے بعد اُسکے جو کہیے گا بجا لاؤنگا یہ کہکر جام شراب کا تواضع کیا شقیرا جام پی گیا اور کہا
کہ ای عمرو مین آیا ہون کہ نفریت کو پکڑ کر لیجاؤن بلواؤ کہان ہی عمرو بولا وہ حاضر ہوتا ہی آپ کھانا کھا لیجیے دسترخوان
بچھوایا خوب کھانا کھلوایا جب کھانے سے فراغت ہوئی شقیرا نے پوچھا کہ نفریت نہ آیا عمرو نے چوبدار سے کہا کہ جا کر
نفریت کو لاؤ بعد اُسکے کہا کہ ای شقیرا ایک دو باتین میری سُن لیجیے شقیرا بولا کہو عمرو نے کہا مین تجھسے یہ پوچھتا ہون
کہ باپ تمہارا تھا یا نہین شقیرا نے کہا کہ باپ میرا اشقیر تھا عمرو نے پوچھا کہ وہ کیا ہوا اُسنے کہا کہ لندھور کے ہاتھ سے
مارا گیا عمرو نے پوچھا کہ لندھور کون تھا شقیرا پکارا کہ سپہ سالار حمزہ عرب زلزلۂ قاف عمرو نے کہا کہ آسمان پری حمزہ کی
کون ہی اُسنے جواب دیا کہ حمزہ کی زوجہ ہی عمرو نے کہا کہ ای شاہ دیوان قاف تمہاری دانائی سے بعید ہی کہ جو لوگ
تمہارے باپ کے قاتل ہون تم اُنکی طرفداری کرو اور راشدہ پری کہ لندھور کی زوجہ ہی اُسکے ساتھ ہو اور مین کہ نائب
حضرت ابلیس ہون نام میرا عادل قاف ہی آیا ہون کہ تم سب کے باپ دادے کے خون کا عوض آسمان پری اور زلزلۂ قاف
سے لون اُلٹے تم مجھسے لڑنے کے ارادے پر آئے ہو یہ کلمے جو شقیرا برہمن نے سُنے سمجھا کہ عادل قاف سچ کہتے ہین اُٹھکر قدمون کو
بوسہ دیا ہاتھ چومے کہا کہ ای عادل قاف مین آسمان پری کے ٹکڑے ٹکڑے کرونگا اور راشدہ پری کو مارونگا عمرو یہ سنکر بہت

بیتاب

خوش ہوا کہا کہ ای شاہ دیوان قاف مرحبا صد مرحبا اور خلعت منگوا کر پہنایا نفریت کو تخت تلے سے نکالا کہا کہ ای شقیرا ابھی شہزادۂ قاف ہی اسکو اپنا فرزند کیجیے بلا کر قدم پر ڈال دیا شقیرا نے سر اٹھا کر گلے سے لگایا اور پسر خواندہ کیا عمرو نے حکم کیا کہ طبل شادمانی بجے اور شقیرا کی خاطر و مدارات مین مصروف ہوا شقیرا نے اپنے لشکر کو طلب کیا اور کہا مین نے اطاعت عادل قاف کی اختیار کی تم بھی چلے آؤ تمام لشکر شقیرا کا لشکر آسمان پری سے علیحدہ ہو کر چلا آیا یہ تمام خبرین آسمان پری کو ہوئین آسمان پری نے خواجہ عبد الرحمن سے کہا کہ غضب ہوا شقیرا عمرو کا شریک ہوا خواجہ عبد الرحمن کو سکتہ سا ہو گیا ادھر عمرو نے حکم کیا کہ اچھا چہار طرف نامے لکھو کہ سب بادشاہان قاف آکر ہماری خدمت مین حاضر ہون چہار طرف سے دیوان ابلیس پرست آ آ کر جمع ہوے عادل قاف کو نذرین دین لیکن قہقہہ تسمہ حشمی بیٹا سمندون ہزار دست کا نہ آیا عمرو نے حکم کیا کہ نامہ قہقہہ کو لکھو کہ بادشاہی قاف کی تمکو مبارک ہو آکر تخت پر بیٹھو حکمرانی کرو جلد یہان آؤ جب اس مضمون کا نامہ قہقہہ کو پہونچا اسی وقت لشکر فراوان ساتھ لیکر پردۂ تاریکی سے روانہ ہوا جب قریب شہر بلور کے پہونچا عمرو کو ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قہقہہ تسمہ حشمی آپہونچا شقیرا ابن برہمین نے کہا کہ یا عادل قاف مین اپنے بالا دست قہقہہ کو نہ بیٹھنے دونگا اور جو لڑیگا تو مین اس سے لڑونگا عمرو نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو مین اسکو گرفتار کر لونگا تم تماشا دیکھا کرو اور دیوون کو حکم دیا کہ جا کر قہقہہ کا استقبال کرکے لاؤ دیو گئے قہقہہ کو لاے عمرو نے تعظیم کی بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی عمرو نے شراب بیہوشی آلودہ قہقہہ کو پلوائی جب قہقہہ اپنے فرزندون اور سردارون سمیت بدمست ہوا عمرو نے کہا کہ ای قہقہہ بادشاہی قاف کی کسکو سزاوار ہی قہقہہ نے کہا کہ سوا میرے کون بادشاہی کر سکتا ہی عمرو نے کہا کبھی تمھارے بزرگون مین کل قاف کا کوئی بادشاہ ہوا ہی مگر دیو عفریت کہ مالک کل قاف کا ہمیشہ رہا اور مین نائب حضرت ابلیس ہون جسکو بادشاہ کرون جبتک وہ بادشاہ ہو سکتا ہی تجھے لازم ہی کہ تو مددگار شاہان قاف کا رہ اور میرے حکم سے خلاف نہ کرنا چاہیے قہقہہ یہ سنکر نہایت برہم ہوا پکارا کہ او عادل قاف یہ کیا بیہودہ گفتگو ہی شاید تو نے اسی واسطے مجھے بلایا تھا کہ مین تجھے سزا پہونچاؤن یہ کہکر عمرو پر دوڑا ادھر عمرو دوڑا طمانچہ قہقہہ پر مارا بیہوشی تو اسکا کام تمام کر چکی تھی قہقہہ بیہوش ہو کر گرا بیٹے قہقہہ کے عفریت بن قہقہہ کریت بن قہقہہ کراب دگراب بن قہقہہ اٹھانے کو اٹھے تھے سب بیہوش ہو کر گرے عمرو نے سب کی مشکین بندھوا کر زندانخانے مین بھیج دیا اور اسکے لشکر کو کہلا بھیجا کہ تم اگر ہماری نوکری کرو تو بہتر ورنہ جہان چاہے چلے جاؤ بہتون نے نوکری کی اور بہت سے اپنی جان بچا کے سمت
پردۂ ظلمات بھاگے

داستان حیرت بیان مرسلہ بنت عمرو کا لعیاری ملکہ قرلیشیہ سلطان کو چھڑاتا اور پھر ملکہ آسمان پری کا مع ملکہ قرلیشیہ بمقابلہ عمرو فوج بے پایان لیکر نکلنا جنگ مغلوبہ ہونا آخر کار بوجہ مجروح ہونے ملکہ قرلیشیہ کے شکست کھانا اور بھاگ کر طلسم خارستان مین اپنے کو گرا دینا واضح رہے ناظرین والا تمکین ہی کہ اکثر جلدون مین بلکہ فارسی ایرج نامہ مین بھی یہی لکھا ہی کہ ملکہ آسمان پری عمرو سے شکست کھا کر اسیر طلسم خارستان ہوئین عمرو مع فوج قاہرہ بمقابلہ امیر آیا وہان نقابدار یاقوت پوش نے طلسم خارستان کو فتح کر کے ملکہ آسمان پری کو مع ملکہ قرلیشیہ و عبد الرحمن جنی و مرسلہ رہا کیا بلکہ آسمان پری مع فوج بے پایان امیر حمزۂ صاحبقران کی مدد کو آئین مگر طلسم خارستان کے مہمات کا مفصل حال کسی نے نہین لکھا لہذا اس حقیر کمترین شیخ تصدق حسین داستان گو نے حسب ایماے شیخ حامد حسین صاحب کے اس طلسم کو اپنی راے سے درست کرکے لکھا

نغمہ سنجان بوستان سخن   تازگی بخش داستان کہن
شاخسار بیان پہ بلبل سان   اس طرح ہوتے ہین نوا سنجان

کہ جب پردۂ قاف بدست خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تباہ و برباد ہوچکا اور وہ بوستان پر بہار میدان خارزار ہوگیا ملکہ قرلیشیہ مقید بہ قید شدید ہوئی اور ملکہ آسمان پری تباہی کی ماری دکھ درد کی ستائی مملکۂ گلستان ارم مین بھاگ کر آئی اب سُنیئے کہ ادھر تو ملکہ آسمان پری اپنی تباہی و بربادی اور فراق ملکہ قرلیشیہ مین جان کھو رہی ہی اور اُدھر ملکہ قرلیشیہ اپنی قید کے صدمے اور جدائی ملکہ آسمان پری مین بیتاب ہو رہی ہین لیکن ملکہ آسمان پری کا حال پر اختلال اور قلق و ملال حیطۂ تحریر اور میدان تقریر سے باہر ہی نظم

کبھی زانوے غم پہ سر دھرنا   کبھی آنکھون سے اشکباری ہی
ہاے کس جا سے مین کہان آئی   کبھی دل سے یہ مشورہ کرنا
کبھی یہ شعر لب پہ جاری ہی   کیسی دوری فلک نے دکھلائی
کہ کبھی لب پہ آہ و نالہ و زار   نہ کوئی خویش نہ رفیق نہ یار
لعنت حق سراے فانی پر   ہاے افسوس ناگہانی پر
دل کا جلنا کسی سے کیا کہئے   کھاکے کچھ جبر جیکے مر رہیے

اور کبھی کہتی تھی کہ ہاے افسوس اس باغ پر بہار پر کیسی تباہی آگئی اور اس فلک عشرت پر کیسی غم کی گھٹا چھا گئی ہاے افسوس میری قرلیشیہ مجھسے کیسی جدا ہوگئی کہ مجکو دین و دنیا سے کھو گئی ہاے کیونکر قرلیشیہ تک پہونچ جاؤن اور ایک نظر اُسے دیکھ آؤن کبھی بیقرار ہو کر ڈاڑھین مار مار کے روتی ہی اور کبھی در و دیوار سے سر ٹکرا ٹکرا کر اپنے حال زار پر اور فراق قرلیشیہ مین جان کھوتی ہی کبھی جانوران صحرا اور مرغان ہوا سے مخاطب ہو کر کہتی ہی کہ تم مین بھی کوئی رحم دل نہین ہی کہ جو میرے حال زار پر رحم کھا کر خبر قرلیشیہ کی لادے اور میرے دل کو ٹھہرادے کبھی کہتی ہی کہ اے قرلیشیہ مین تجکو کہان ڈھونڈھنے جاؤن اور کہان سے بے آبرو اے ملکہ جہان اس مصیبت مین سب نے ساتھ چھوڑ دیا تھا وہان ہوش و حواس بھی رخصت ہوگئے اور اُنھون نے بھی جواب صاف دے دیا کہ کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی اور کوئی فکر پیش نہین جاتی ہاے کہانتک دیکھیے یہ ادبار فلک کی ٹوٹیگی اور تو کب اس مصیبت سے چھوٹیگی کبھی کہتی ہی کہ ہاے اے ملکہ تم اگر ہمارے پاس ہوتین اور اس بلا مین نہ مبتلا ہوتین تو ہم اس بلاے لادوا مین کیون مبتلا ہوتے اور کاہے کو اس تباہی مین سسک سسک کر جان کھوتے اشعار

کیون وطن سے نکالے جاتے ہم   حال یہ اپنا کیون بناتے ہم
پردۂ قاف ہمسے کیون چھٹتا   ہاے کیون راج اپنا کیون لٹتا

اور کبھی دل مین یہ خیال کرتی ہی کہ ہمارا تو یہان یہ حال ہی اور وہان قرلیشیہ کو ہمارا دھیان بھی نہوگا پھر سوچ کر کہتی ہی کہ ارے توبہ میرا خیال اس وقت کہان ہی دل را بدل رہے است جو میرا حال ہی کیا عجب ہی کہ اس سے زیادہ قرلیشیہ کا حال ابتر ہو اور ہمسے زیادہ قلق و اختلال ہو ہم تو یہان پھر بھی گویا ایک آزادی سے ہین اور وہ غریب مصیبت زدہ تو ایک ساربان زادے کی قید شدید مین مبتلا ہی معلوم نہین کہ اُسکا کیا حال ہوگا اور دل پر کیسی گذرتی ہوگی کیا تدبیر کرون کہ وہ نجات پائے یہ باتین دل مین سوچتی ہی اور جب زیادہ دل قلق کرتا ہی اور کچھ سمجھ مین نہین آتا تو بے اختیار رونے لگتی ہی ہر چند مرسلۂ بنت عمرو سمجھا رہی ہی کہ اے ملکہ صبر و سکون سے کام لو تمھین پر اکیلے یہ مصیبت نہین پڑی ہی سلف سے آجتک ہر ایک شاہ و شہریار پر ایسے ہی مصائب گذرتے آئے ہین اور تمام شاہان ماسبق ایسے ہی اور اس سے زیادہ زیادہ مصائب مین گھرتے آئے ہین وہ سلاطین اولو العزم کہ جنکی شاہی کا ڈنکا ہفت اقلیم مین بجا کیا کبھی وہ بھی ایسی بلاؤن مین گھر گئے ہین کہ جنکے بیان مین زبان عاجز ہی لیکن حق تعالی مسبب الاسباب اور مقلب الاحوال ہی کوئی بہار ایسی نہین ہی کہ جسکے بعد خزان نہ آئے اور کوئی خزان ایسی نہین کہ جسکے بعد بہار نہ آئی ہو اور نہ گھبرایے نہین حق تعالی اس مصیبت کو دفع کر دیگا اور آپ کو ضرور اس بلا سے نجات ہوگی ان مع العسر یسرا مصیبت کے بعد راحت ہوتی ہی نہ کسی کی راحت یکسان رہتی ہی نہ کسیکی مصیبت ایک حال پر رہتی ہی اگر منظور باری ہی تو

آپ کو اس بلا سے ضرور نجات ہوگی مثل مشہور ہے کہ دنیا مین کسی کی کبھی یکسان نہین رہتی خدا کو یاد کیجیے لاتایئسوا من روح اللہ
رحمت الٰہی سے مایوس نہونا چاہیے دل کو سمجھایئے بیقراری کو کم کیجیے اور اے ملکہ اگر دل ہی قابو مین نہ رہا اور خدانخواستہ
شیطان کے کان بہرے دشمن مجنون ہوگئے تو پھر کیسی بڑیگی آپ کے ساتھ ہم بھی کدھر کے نہ رہینگے کوئی تدبیر بن
پڑیگی انسان کو چاہیے کہ مصیبت پر صبر کرے اور اُسکے دفعیہ کی تدبیر کرے نہ یہ کہ اُسکے سوچ مین ابتدائے بلا مین ایسا
بیخود ہوجائے کہ دشمنون کو دیوانہ بنادے اور دل کو اُلٹا دے آدمی کے قابو مین دل ہے دل کے قابو مین آدمی نہین
ہے دل کو سمجھاؤ رقت کو تھامو اسطرح ہاتھ پاؤن کے طوطے نہین اُڑاتے کسیکا کہنا بھی مانتے ہین اے ملکہ ہمارا ابھی کہنا مانو کچھ
کہنے پر عمل کرو اور اے ملکہ ہمین جو کچھ کہنا سننا ہے کہتے ہین اور کہا اور کہتے جائینگے شعر مانو نہ مانو اسکا تمھین اختیار ہے کہ
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہین ٭ لیکن بلکہ آسمان پری اگر یہی حال نباہے رہوگی تو اپنا نقصان کروگی اپنے ساتھ ہمکو
بھی دنیا سے کھوؤگی ہم بھی کسی طرف کے نہ رہینگے اگرچہ سچ تو یہ ہے کہ جیسے تمھارے دشمنون پر پڑی ہے خدا دشمنون پر
بھی نہ ڈالے مگر کیا ایسے اوقات مین اور اِن حالات مین جان دے دیتے ہین اور دشمنون کو ہلاک کر دیتے ہین آپ
ذرا حالات سلاطین سابقہ کو غور سے ملاحظہ کیجیے کہ کبھی وہ لوگ وقت مصیبت گھبرائے اور ہڑبڑائے نہین ہمیشہ فکر و
تدبیر سے اچھے نتایج پیدا کیا کیے اور جو لوگ گھبرا گئے اور ہڑبڑا گئے اور مثل آپ کے ہائے کیا کرون کیا کرون
کرنے لگے اُنکا ہمیشہ یہ انجام ہوا کہ دنیا سے گئے اور کدھر کے نہ ہوئے اے ملکہ صبر و سکون سے کام لو اے ملکہ یہ تو ممکن نہین
کہ ملکہ قریشیہ سلمہا کو قید سے رہائی نہ ہو اور تم پر سے یہ مصیبت دفع نہو اور یہ بلا نہ کٹے جیسا کہ مین تقریر بالا سے ثابت کرچکی
ہون لیکن اگر اس بیقراری اور گریہ و زاری مین تمنے اپنی جان دیدی تو پھر ملکہ قریشیہ کی رہائی کو دیکھکر کون خوش ہوگا
یہی نا کہ دشمن ہنسینگے اور خدانخواستہ ملکہ قریشیہ جیتے جی ہی جی سے گذر جائینگی اور ہماری تو جان و مال سب ہی تمھاری
جان و مال کے ہمراہ ہے جہان تمھارا پسینا گرے وہان ہم اپنا خون گرادین تمھاری زندگی سے ہماری زندگی اور تمھاری راحت
سے ہماری راحت وابستہ ہے اگر خدانخواستہ تمھارے واسطے کوئی امر نوع دگر ہوگیا تو یہ سمجھ لو کہ ایک تمھاری جان کے
ساتھ یہ تین جانین جائینگی اور تین خون ہوجائینگے پھر اس سے کیا فائدہ اور کیا نتیجہ ہے اس سے بہتر یہی ہے کہ اب بیتابی
و بیقراری اور نوحہ و زاری کی حد گذر چکی دشمنون کی جان مین حال باقی نہین ہے اب از برائے خدا و رسول دل کو ٹھہرائیے
ہمارا کہنا مان لیجیے وہ بڑا ارحم الراحمین ہے رجوع الی اللہ کیجیے اور اے ملکہ آپ کے دل کو قرار آئے تو پھر کوئی تدبیر ذہن مین
آئے اور کوئی بات سوچین آگے خدا کو اختیار ہے السعی منی والاتمام من اللہ ہمارا کام سعی اور خدا کا کام اتمام کار ہے اے ملکہ تمھاری
گھبراہٹ نے ہمارے ہوش و حواس بھی بجا نہ رکھے اور ہم بھی از خود رفتہ ہوگئے دل ہی بیقابو ہوگیا ورنہ یہ بھی ممکن تھا
کہ تمھاری یہ حالت ہوجائے اور ہم کوئی تدبیر نہ سوچین اور آپ کے دشمنون پر یہ حالت گذر جاتے اور ہم چپکے چپکے
دیکھا کرین کوئی بات سوچین کوئی تدبیر کرین ورنہ ہم مجبور ہین کیا کرسکینگے تمھاری اس حالت نے ہمارے ہاتھ پاؤن
کے بھی طوطے اُڑا دیے ہین مگر کسی طرح ملکہ کو قرار نہین آتا اور بیقراری کسی طرح کچھ کم نہین ہوتی جب خواجہ عبد الرحمن نے
یہ دیکھا کہ مرسلہ کا سمجھانا اثر پذیر نہین ہوتا تو عبد الرحمن بھی مرسلہ کے ہمزبان ہوگئے الغرض مرسلہ اور عبد الرحمن جی
کے سمجھانے بجھانے سے فی الجملہ جی بہل گیا اور کچھ رقت تھمی کچھ حواس درست ہوئے کہنے لگی کہ اے مرسلہ بن ابیہ
تو ہی انصاف کر کہ جسکا راج بھاگ سلطنت و شاہی یون مٹ جائے یون وطن سے بے وطن ہو جائے
عزیز و اقربا اپنے بیگانے سے چھٹے فوج و لشکر حکومت و سطوت لٹی اگر اُسکا یہ حال ہو جائے تو کیا بیجا ہے اے مرسلہ
سلطنت کا مٹنا حکومت کا لٹنا اجبا و اعزا کا بچھڑنا کس کس بات کا خیال کرون اور کس کس کو روؤن اتنے رونے

بنتی ہو اور نہ ہنستے بنتی ہو کوئی بات بھی ٹھیک نہین رہی دل ہی بے قابو ہو گیا ای مرسلہ کوئی بات ذہن مین نہین آتی کیا کرون اور رہتے جو حق محبت تھا اُسے ادا کیا مانا ای مرسلہ اگر دل بیقرار ہو جائے تو آدمی کیا کرے یہ سنکر مرسلہ نے کہا کہ ملکہ یہ تو سب کچھ صحیح ہو مگر کوئی سانحہ ہو جاتا ہو تو کیا اُسیکا گھولا گھولا کرتے ہین اور فکر و تدبیر سے بالکل دست بردار ہو جاتے ہین ایسا تو ہرگز نہین کرتے اور یہ تو دنیا مین کسی کا دستور نہین یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ اچھا ای مرسلہ تمھارا کہنا بھی سہی کوئی تدبیر سوچو کوئی فکر کرو اب مین انشاء اللہ تعالیٰ جہانتک ہو سکیگا بیقراری نہ کرونگی سنگ صبر دل پر دھرونگی یہ سُنکر مرسلہ نے سر جھکا لیا اور ایک تھوڑی دیر کے بعد کچھ سوچ کے سر زانوے فکر سے اُٹھا کر کہنے لگی کہ ای ملکہ دیکھو تو مین کیا کرتی ہون آخر مین بھی تو اُسی عیار کی بیٹی ہون کہ جسکی عیاری شہرۂ آفاق ہو تو سہی جو اس دزد بارہ بیگ گردن عمرو کو مین درست نہ بناؤن اور وہ دھوکا دون کہ جو تمام عمر یاد کرے ای ملکہ اگر ملکہ قریشیہ کو نہ چھڑا لائی تو کچھ کام نہ کیا اور اپنا نام پھر سے بدل ڈالون اگر اس کام کو انجام نہ دون یہ کہکر مرسلہ نے اسباب عیاری دست ردی تن پر آراستہ و پیراستہ کرکے قلم و دوات و کاغذ اُٹھا کر امیر حمزۂ صاحبقران کو من جانب ملکہ آسمان پری ایک خط بدین مضمون لکھنا شروع کیا کہ ای شاہنشاہ شاہنشاہان حلقہ فگن گوش گردن کشان زبان زیب دہ تاج داد رنگ شیر بیشۂ جنگ طرۂ تابان شہریاری مہر درخشندۂ بختیاری شکنندۂ کمان رستم دستان سام بن نریمان کوچک سلیمان صاحب گرز و علم و سنان خبرگیر درماندگان و بیکسان امیر حمزۂ صاحبقران زید اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ بعد ادائے ہدیۂ تسلیم یہ کنیز قدیم عرض کرتی ہو کہ اللہ اکبر حضور کسدرجہ اس کنیز کو آپ نے اپنے صفحۂ دل سے سہو و محو کر دیا ایک مدت گذر گئی کہ حضور نے خبر بھی نہ لی اور یہان ہم پر وہ وہ مصائب اور آلام گذر گئے کہ میدان تحریر سے باہر ہین اور جنکے بیان مین زبان معترف لکنت اور قلم عاجز ہو اس کمبخت حرامزادے ساربان زادے شطرنج کے پیادے عمرو نابکار نالائق روزگار کے ہاتھ سے جسپر آپ کو کسدرجہ دعوی دوستی تھا ہمارا شہر او ہو گیا اس کمبخت نے تمام پردۂ قاف کو تاخت و تاراج کر ڈالا ہزارہا پریزادان ماہ پیکر کو تہ خاک کر دیا سیکڑون عشرتکدے تباہ و برباد کر دیے تمام سلطنت میری خاک مین ملا دی کل پردۂ قاف مین ویرانہ کر دیا ملکہ قریشیہ کو مقید بقید شدید کیا یہ کنیز مع عبد الرحمن جنی اور مرسلہ بنت عمرو و پردۂ قاف سے مفرور ہو کر قلعۂ گلستان ارم مین چلی آئی ہو اب یہان میرا یہ حال ہو کہ انسان و جنی جان کا کیا ذکر ہو جانوران صحرا اور مرغان ہوا تک اپنے حال زار پر گریہ کنان و نالان ہین ای امیر جب دل پر داغ سے آہ کھینچتی ہون تو سارا باغ جل جاتا ہو اور زیر فلک دوسرا آسمان ہویدا ہوتا ہو اشعار لکھون حال دل کیا بحال تباہ ✿ کہ لکھنے کے قابل نہین آہ آہ ستم مجھپہ جو جو ہوئے ای امیر ✿ لکھون کیا آسے مین بحال تغیر ✿ مختصر یہ ہو کہ ای امیر با توقیر یہ کنیز تخت پریزادان مع چند دیوان تہمتنان روانہ لشکر ظفر پیکر سلطانی صاحبقرانی کرتی ہو ذات والا صفات سلطانی سے امیدوار ہون کہ فوراً مع فوج ظفر موج میری مدد و حمایت کو تشریف لائیے کھانا وہان کھائیے ہاتھ یہان دھوئیے اگر اس امر مین کچھ بھی تعویق ہوگی تو پھر اس کنیز کو زندہ نہ پائیگا اور دست تاسف ملتے جائیگا واجب تھا عرض کیا الٰہی آفتاب دولت و اقبال تابان باد نظم بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد ✿ داد عدلت در جہان معدلت معمور باد ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر ✿ تیغ تو چون برق عالم ناصر و منصور باد ✿ یہ خط لکھکر اپنی کمر مین رکھا اور ایک پری کو بشکل آسمان پری شکل کرکے اپنے ہمراہ لیا اور ملکہ سے عرض کی کہ ای ملکہ مین تو اب جاتی ہون آپ اتنی عنایت کیجیے کہ چند دیو دن کو حکم دیجیے کہ تخت لیے ہوئے پشت زندانخانۂ خواجہ پر مستعد رہین بحکم ملکہ آسمان پری چند دیو تخت لیکر ادھر چلے اور ادھر سے مرسلہ جانب دربار خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری روانہ ہوئی جلد راہ طے کرکے دربار

دربار خواجہ مین پہونچی اطلاع کرائی کہ مرسلہ حاضر ہی اجازت حضوری کی خواستگار ہی فوراً اجازت حضوری حاصل ہوئی مرسلہ دربار خواجہ مین گئی بصد آداب تسلیم عرض کی خواجہ نے کہا کہ کیون اسوقت تم کہان آئین تمہین ہمسے کیا مطلب ہی ہمسے تو دور دور بھاگتی پھرتی ہو آخر آئی ہو تو بیٹھ جاؤ سلام کر کے مرسلہ بیٹھ گئی عمرو نے پوچھا کہ کیون مرسلہ آج تم کیون آئین آخر تمہارے آنے کا سبب کیا ہی مرسلہ نے کہا کہ خدا حضور کو زندہ و سالم رکھے آپ نے تو اپنے دل سے مرسلہ کو بالکل سہو و محو کر دیا کبھی بھولے سے بھی نہ یاد کیا آخر مجبور ہو کر مین خود ہی حاضر ہوئی کہ جا کر زیارت سے مشرف ہو آؤن عمرو نے کہا کہ خیر یہ تو باتین ہین تم تو ہمسے کھنچی ہی کھنچی رہتی ہو آج تمہارا آنا خالی از علت نہین ہی سچ بتاؤ کہ آج کہان آئین مرسلہ نے عرض کی کہ حضور سچ یہ ہی کہ حضور کی الفت کھینچ لائی اور وجہ یہ ہوئی کہ آپ تو بالکل بے خبر بیٹھے ہین قرلشیہ کو قید کر کے بالکل مطمئن ہو گئے ہین اور اسکی خبر نہین کہ ملکہ آسمان پری کیا آفت ڈھایا چاہتی ہی یہ سنکر عمرو نے کہا کہ کیا کیا جلد بیان کر کہ آخر معرکہ کیا ہی مرسلہ نے کہا کہ حضور معرکہ کیا ہی بات یہ ہی کہ آج ملکہ آسمان پری امیر کو یہ خط لکھ رہی تھی کہ مین نے دیکھ پایا لیکن مین ٹال گئی جب وہ خط پورا کر چکی تو مین نے بہانے سے اُس خط کو لیکر کمر مین رکھا اور اُسے بیہوش کر کے اپنے ساتھ لیا اسباب شب روی مہیا کر کے مع خط اور ملکہ آسمان پری حاضر حضور ہوئی معلوم نہین کہ ملکہ کسقدر خط میرے اخفا مین امیر کو لکھ چکی ہی آج اتفاقیہ مین نے دیکھ پایا حضور اپنا دشمن سمجھین تو دوست سمجھین تو ہون آپ ہی کی کہلاؤنگی آپ ہی کی مثل مشہور ہی کہ ہاتھی بھرے گا ؤن گا ؤن جسکا ہاتھی اسی کا ناؤن آپ سے اور امیر سے اب نبنا دشوار ہی اور ضرور ہی بگاڑ ہوگا تو مین کدھر کی ہونگی آپ سے چھوٹونگی وہ الگ اور امیر آپ کی بیٹی سُنکر جو میرا حال بنائینگے وہ علیحدہ پس یہ سوچ کر یہ سارے کرتب کر کے حضور مین چلی آئی کہ مثل مشہور ہی آتب کا بکل آتب ہی مین خوب لگتا ہی اب امیدوار ہون کہ مجھے پردۂ دنیا پر لیچلیے اور آپ کے نزدیک جو گستاخیان مجھسے ہوئی ہون اُسے معاف کیجیے اور لیجیے یہ خط اور ملکہ آسمان پری حاضر ہی جو چاہے سو کیجیے یہ کہکر وہ خط خواجہ کو دیا خواجہ اُس خط کو پڑھتے ہی بڑے غیظ و غضب مین آ کے کہنے لگا کہ تو سہی جو آسمان پری کو قید مین ٹکڑے کر نہ مار ڈالون وہ آزار پہونچاؤن کہ آسمان پری ساری عمر یاد کرے اور امیر کی تو ساری امارت خاک مین نہ ملاؤن تو سہی اور ای مرسلہ تو نے تو وہ کام کیا ہی کہ جسکی ہرگز تجھسے امید نہ تھی اس امر مین جہانتک شکریہ ادا کرون بجا ہی یہ کہکر مرسلہ کو گلے سے لگا لیا اور ایک مالا زمرد کا جو اپنے گلے مین پہنے تھا اُتار کر مرسلہ کے گلے مین ڈال دیا اور نہایت اکرام و اعزاز سے اپنے قریب جگہ دی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ ای مرسلہ مین تجھے انشاء اللہ العزیز پردۂ دنیا پر لیجا کر بڑی دھوم سے تیری شادی کر دونگا تو گھبراتی کیون ہی اور بھلا امیر کی تو کیا حقیقت ہی جو میرا مقابلہ کرینگے اور اُس لشکر پر بیزادان و دیوان کی بھی یہ مجال ہی جو میرے سامنے آئیگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اکبر رسّی جل گئی بل باقی ہی بلکہ آسمان پری کے اس مٹنے پر بھی یہ خیالات تھے اور ابتک یہ ہوائے نخوت و تکبر سر مین بھری تھی ای مرسلہ اب تو میری سرکار کی مختار ہی جا جلد اسکو بھی ملکہ قرلشیہ کے پاس قید کر اور دربانون کو حکم کر دے کہ خبردار ملکہ آسمان پری لاکھ لاکھ خوشامدین کرے لیکن بالکل اعتنا نہ کرنا اور قرلشیہ سے کچھ زیادہ بسختی پیش آنا کہ یہ بڑی معتوب ہی اس کمبخت نے بڑی آگ لگانا چاہی تھی یہ سنکر مرسلہ کے قلب مجروح کو انتہا کی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے دل مین کہنے لگی کہ الحمد للہ یہ عیاری ہماری کارگر ہو گئی اور یہ دزد باریک گردن دام تزویر مین آگیا دیکھو تو اب کیا دل لگی ہوتی ہی یہ خیال کر کے باپ کے پاس سے اُٹھی اور اُس مصنوعی آسمان پری کو لیکر قید خانے کی طرف روانہ ہوئی دربانون کو خبر تو پہونچ ہی چکی تھی کہ خواجہ نے مرسلہ کو اپنے گھر کا مختار کر دیا مرسلہ کو دیکھتے ہی تمام ملازمین نے اُٹھکر نہایت آداب سے

مجرا کیا اور مرسلہ سے کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہی مرسلہ نے کہا کہ ایک معتوب سلطانی کو قید کرنے لائے ہین دروازۂ قیدخانہ
جلد کھولو فوراً دربانون نے دروازہ کھولا اور مرسلہ کو دعائین دینے لگے مرسلہ نے کچھ مٹھائی دربانون کو تقسیم کی کہ مین نے
یہ مٹھائی نذر کی تقسیم کی ہی یعنی نذر مانی تھی کہ جب مین اپنے باپ سے ملونگی تو غربا کو شیرینی تقسیم کرونگی سو تم بھی لیکر کھاؤ غلام
اینکہ اُس مٹھائی کا کھانا تھا کہ دربان تو سب کے سب بیہوش ہو کر گرے مرسلہ نے سبھون کے سر کاٹ ڈالے اور خود
داخل قیدخانہ ہوئی ملکہ قرلیشیہ کے ہاتھ پاؤن سے ہتھکڑی بیڑی کاٹ کے دیوار قیدخانہ کی طرف سے پھاندکے قریب اُس تخت
کے آئی جو پہلے سے ملکہ آسمان پری بھیج چکی تھی مرسلہ مع اُس مصنوعی آسمان پری اور ملکہ قرلیشیہ کے اُس تخت پر
بیٹھکر نہایت جلد راہ طی کرکے قلعہ گلستان ارم مین پہونچی اب سنیئے کہ مرسلہ جا کر کیا دیکھتی ہی کہ ملکہ آسمان پری بیہوش
ایک درخت کے نیچے پڑی ہوئی ہی فقط دم کی آمد و شد باقی ہی اور یہ حال ہی کہ صاف ثابت ہوتا ہی کہ اب کوئی دم کی ہوا کھا رہی
ہین مرسلہ نے جا کر کیوڑے گلاب کے چھینٹے دے کر ہوشیار کیا جب فی الجملہ ملکہ آسمان پری ہوشیار ہوئی تو مرسلہ نے
کہا کہ لو ملکہ مبارک ہو کہ مرسلہ ملکہ قرلیشیہ کو چھڑا لائی اُٹھو اور ملکہ قرلیشیہ کو گلے سے تو لگاؤ یہ سننا تھا کہ ملکہ آسمان پری
کہان کہان کرتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی اُدھر سے ملکہ قرلیشیہ بڑھی دونون آپس مین گلے ملکر بیہوش ہو کر گر پڑین مرسلہ
نے کیوڑا گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا تمام حالات ملکہ آسمان پری نے اپنے اور ملکہ قرلیشیہ نے اپنے بیان کیے جب یہ سب
باتین ہو چکین تو ملکہ قرلیشیہ نے کہا کہ اب تک تو جو کچھ ہونا تھا ہوا مگر اب تو یہ جی چاہتا ہی کہ دزد باریک گردن سے بغیر لڑے نہ باز
آؤن اور بغیر مارے نچھوڑون مرسلہ نے کہا کہ اے ملکہ لڑائی سے کیا فائدہ ہی جو مطلب تھا حاصل ہو گیا آپ کو حقتعالی نے قید سے
رہائی دی دونون آدمی آپسمین ملگئے ملکہ قرلیشیہ نے کہا کہ اے مرسلہ تمنے جو احسان ہمپر کیا اُسکا شکریہ تو کسیطرح ہم ادا نہین
کرسکتے اگر ہر بن مو مین ایک ایک زبان پیدا ہو تب بھی تمہارا شکریہ نہین ادا ہو سکتا لیکن اے مرسلہ اس امر مین مجھے مانع نہو
کہ حسرت بھی دل مین نہ رہجائے یہ تو ممکن نہین کہ خواجہ آتے کے ساتھ ہی ہمارا لقمہ کر لے ہم بھی دو چار کو ضرور ہی فی النار کرکے
مرینگے اگر خدا نے فتح دی تو سبحان اللہ پھر کیا کہنا ہی اور اگر خدا نخواستہ باشد شیطان کے کان بہرے امر نوع دگر ہو گیا تو یہ
یہ ذکر ہی باقی رہ جائیگا کہ ایک عورت بھی کسی طرح لڑی یہ کہکر تمام اسباب جنگ مہیا کرنا شروع کیا اب اُدھر کی سنیئے کہ
خواجہ کو خبر پہونچی کہ مرسلہ بڑا مکر کر گئی اور بڑی زبردست عیاری کر گئی ملکہ قرلیشیہ کو چھڑا لیگئی کل زندان خانے کے
دربانون کی گردنین کاٹ کر ڈال گئی خواجہ نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہنے لگا افسوس بڑا دھوکا دیگئی خیر سمجھا جائیگا اپنے
ملازمین سے کہنے لگا ذرا دریافت تو کرو کہ مرسلہ کدھر گئی اور قرلیشیہ کو کہان پہونچا آئی معلوم ہوا کہ قرلیشیہ اور مرسلہ
اور آسمان پری سب کی سب قلعۂ گلستان ارم مین ہین اور تیاری جنگ کر رہی ہین خواجہ یہ سنکر نہایت متردد ہوا
کہنے لگا کہ اب کیا کرون ایک عورت کا کیا مقابلہ کرون اگر مقابل ملکہ نہین نکلتا تو خلاف مردانگی ہی اور اگر مقابلہ کیا
اور قرلیشیہ میرے ہاتھ سے ماری گئی تو خلق خدا کیا کہیگی کہ ایک عورت کو مارا تو کیا مارا بڑی دیر تک خواجہ اسی
ششش و پنج مین نہایت متردد و متفکر رہے کہ کیا کرون کیا نہ کرون آخرکار اسی امر پر رائے خواجہ کی مستقل ہوئی
کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو مقابلۂ ملکہ کو نکلو بھی اگر فتح میسر ہوئی تو قرلیشیہ اور آسمان پری اور اُس مرسلہ مکارہ کو داخل
کرونگا قید شدید مین سڑا سڑا کر مار ڈالو اور اگر خدا نخواستہ شکست ہو گئی اور مارے گئے تو پھر ع بعد از مردن کن فیکون
شد شدہ باشد تھا مگر خوب اچھی طرح درست ہو کر ملکہ قرلیشیہ کا مقابلہ ضروری ہی شعر شکست و فتح نصیبون سے ہی ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا جو کچھ ہو مقابلہ خوب جی کڑا کرکے کر لینا چاہیے آگے وہ مالک ہی یہ سوچ کر خواجہ
نے بھی تمام جنگ کا سامان مہیا کیا اور قریب صبح متصل قلعۂ گلستان ارم پہونچکر نقارۂ رزمی پر چوب پڑی نقارہ

بجی

زمی کی آواز پہونچتے ہی ملکہ قرلیشیہ بھی سلاح جنگ سے فوج درست کرکے قلعہ سے باہر آئین فوج ملکہ مین بھی طبل جنگ بجا دونون
صفین آراستہ ہوئین میمنہ ومیسرہ قلب وجناح دونون جانب سے آراستہ ہوئے خواجہ خود لشکر مین ایستادہ ہوئے شیقرا کے
برہمین نفریت بن عفریت دیو سر نکال اور دیو نر نکال وغیرہ بڑے بڑے دیوان تہمتن اور پہلوانان نامی داہنے
بائین فوج کے آکر کھڑے ہوئے ادھر ملکہ کی فوج بھی درست ہو چکی تھی وہ بھی قلب فوج مین آکر کھڑی ہوئی دیو برق گرمی
اور دیو کیوان گری وغیرہ داہنے بائین ملکہ کے آکر کھڑے ہوئے جب دونون فوجین مرتب ہو چکین تو خواجہ نے آواز دی
کہ منم نائب ابلیس کو گذارم ترا ہوشیار باش کہ مین قریب آگیا تو سہی کہ جو تم سب کو زنجیرون مین باندھ باندھ کر قید شدید مین ڈالکر
نہ مار ڈالون یہ سنکر ملکہ قرلیشیہ نے جواب دیا کہ واہ چچا جان کیا کہنا سبحان اللہ آپ سے اس سے زیادہ امید تھی تو سہی جو مجکو
چچا ہی بنا کر نہ چھوڑون خوب تمنے چچا گری ادا کی ہم تو تمھین اپنا عمو سمجھتے تھے امیر کو تم پر کسقدر بھروسا اور کیا الطاف وعنایات
تھی مگر تم بڑے ہی نمکحرام نکلے خوب حق مروت ادا کیا اور بڑی نمک حلالی کی دیکھو زبان سنبھالو کیا لاف وگذاف واہیات
بیہودہ کلمات زبان سے نکالتے ہو ایسا نہو کہ زبان گدی سے کھینچ لیجائے اور تمھین اس کردار ناہنجار کی سزا ملے آخر
اپنی رذالت کی بنا دیکھ او سارہ بان زادے اپنے افعال پر نادم ہو کر رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آ ورنہ وہ سزا ملیگی
جو ساری عمر کو یاد کریگا کیا خوب ہمارے سامنے اور یہ مہملات واہ وا واہ کیا خوب نائب ابلیس بنے ہین یہ سنکر خواجہ نے کہا
کہ اے ملکہ مجکو تمھارے حال پر رحم آتا ہے کہ تمھارے باپ سے اور مجھسے دوستی ہے ابھی اتنی بڑی قید سے چھوٹی ہو ہوش و حواس
بجا نہین ہین جاؤ کیون اپنے خون مین مبتلا ہوتی ہو ورنہ وہ حال تمھارا بناؤنگا کہ ساری عمر یاد کروگی یہ سنکر ملکہ کو غیظ آگیا
کہنے لگی کہ اجی خواجہ صاحب اگر کچھ دعوی دلاوری ہے تو بسم اللہ میدان مین نکل آئیے یہ گیدڑ بھبکیان تو کوئی اور سنتا ہوگا
یہ کہکر ملکہ آگے بڑھین ادھر سے خواجہ نے دیو شاپور کو حکم دیا کہ او شاپور کیا دیکھ رہا ہے لینا ملکہ زندہ نجانے
پائے یہ سنتے ہی شاپور دار شمشاد پکڑ کے آگے بڑھا اور ملکہ قرلیشیہ پر بڑے زور مین ایک ہاتھ جمایا ملکہ نے اسکی چوٹ کو خالی دیکر تیغ سلیمانی
کا جو ایک وار کیا تو سر پر چمکا اور جگرگاہ تک پہونچکر برابر دو ٹکڑے کیے دیو شاپور کا مارا جانا تھا کہ عمرو کی آنکھون مین جہان اندھیر ہو گیا
کیونکہ شاپور بہت بڑا پہلوان اور خواجہ کے لشکر کی جان تھا اسکے مارے جانے سے لشکر عمرو کا گویا بیجان ہو گیا عمرو نے للکار کر
اپنی فوج کو للکارا کہ بہادر وخبردار ملکہ جانے نہ پائے چار طرف سے وار چلین کہ ملکہ نکلنے نہ پائے یہ سنتا تھا کہ ادھر سے فوج
خواجہ اور ادھر سے فوج ملکہ آگے بڑھی دونون لشکر آکر بھڑ گئے نظم مقابل ہوئی فوج سے آکے فوج ملے جس طرح موج سے آکے
موج ہوئی غٹ پٹ اور وار چلنے لگے باہم نمین ہتھیار چلنے لگے بڑا معرکہ عظیم پڑ گیا جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی ہزارون
کے وارے نیارے ہو گئے کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگ گئے فوج ملکہ بھی ایسی بہادری سے لڑی کہ بڑے بڑے
دلاورون کے چھکے چھڑوا دیے ہر شخص کی زبان پر جاری تھا کہ سلف سے آجتک کوئی عورت ایسا نہین لڑی ہر طرف سے صدائے
تحسین و آفرین بلند تھی شیقرا برہمین فوج ملکہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا فوج خواجہ کو یقین ہو گیا کہ اب کسی طرح فتح
میسر نہوگی لیکن خواجہ برابر غیرت دلا رہے ہین برابر آوازین دے رہے ہین کہ اے بہادرو جی نہ ہارو عنقریب فوج
مفرور ہوا چاہتی ہے مگر قدم فوج کے نہین تھمتے اور یہان ملکہ کو یقین ہو گیا کہ اب فتح ہوئی اور اب فوج خواجہ مفرور
ہوئی ملکہ بھی اس جوش مسرت مین آگے بڑھکر سیر دیکھنے لگین اور فوج کو تحسین وآفرین کرنے لگیں مگر دیکھیے بنکر بگڑنا اسے
کہتے ہین اور چون قضا آید طبیب ابلہ شود کا مصداق یہان پر صادق آتا ہے کہ کوئی تدبیر کارگر نہوئی جنگ مغلوبہ لڑ رہی تھی
اس ہنگامہ عظیم مین ایک زخم ملکہ کی پیشانی پر لگا ملکہ نے یہ خیال کر کے کہ مبادا فوج بددل ہو جائے تخت کو پیچھے ہٹایا کہ دفعۃً
آثار ہزیمت پیدا ہو گئے اور سارا کیا دھرا خاک مین ملگیا فتح ہو کر شکست ہونا اسی کو کہتے ہین جسکی خدا بنانا چاہے تو یون بناتا ہے

اور جسکی لگاڑتا ہی تو یون بگاڑتا ہی عبد الرحمن جنی نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ بڑا غضب ہو گیا ابتک کل ساعات اور سیارات موافق تھے مگر اب آپکے سیارات سب مخالف ہو گئے ہین اب قیام کرنا کسی طرح مناسب نہین ہی اور درصورت قیام جانبری ممکن نہین ہی اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی اگر جان بچانا منظور ہی اور اپنے بندگان خدا کی جان کی حفاظت چاہیے ہی تو یہان سے بھاگ چلیے اور اپنے تئین طلسم خارستان سلیمانی مین گرا دیجیے جب تو جان بچتی ہی ورنہ ہلاکت کا سامنا ہی یہ سنکر ملکہ نے لشکر کو آواز دی کہ بھائیو اب ساعات اور سیارات ہمارے بگڑ گئے اور اب ٹھہرنا مناسب ہی لہذا اے دیوان تہمتن و اے یاران وطن جسکا جدھر جی چاہے اُس طرف چلا جاے جسکا جدھر سینگ سماے منھ اُٹھاے چلا جاے اب بضرورت مصلحت ہم طلسم خارستان سلیمانی کو جاتے ہین جسوقت ہمکو ضرورت ہو گی فوراً طلب کر لینگے یہ سننا تھا کہ فوج ملکہ کی متفرق ہونے لگی دو دو چار چار دس دس بیس بیس جانا شروع ہو گئے جسکا جدھر سینگ سمایا ہوا اُدھر چلا گیا اور اُدھر مرسلہ اور عبد الرحمن جنی اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ قرلیشیہ نے اپنے کو طلسم خارستان سلیمانی مین پہونچایا اور درۂ کوہ پر عبد الرحمن نے ایک میل نصب کرکے بخط جلی لکھ دیا کہ جو کوئی یگانہ و دوست امیر حمزہ صاحبقران کا اس طرف سے گذرے اُسے لازم ہی کہ ہمارے حال پر اختلال سے مطلع ہو کر ہماری رہائی کی فکر کرے کہ ہم بسبب گردش فلکی کے تباہ و برباد ہو کر عمرو ناہنجار کے ہاتھ سے اپنے وطن و سلطنت سے چھوٹ کر طلسم خارستان سلیمانی مین بھاگ کر آے ہین عبد الرحمن نے اِدھر تو یہ میل نصب کیا اور اُدھر سے نیچے آکر چارون کو اُٹھا لے گئے اب یہان کا حال سنیے کہ جب خواجہ نے دیکھا کہ میدان فوج مخالف سے خالی ہوا اور اپنی فتح ہوئی تو فوراً اُسنے اپنی جانب سے دیو سر نکال کو بردۂ قاف کا حاکم کیا اور دیوان تہمتن اور ساحران زبردست کی بیشمار فوج کہ جسکی تعداد قریب بارہ لاکھ کے ہوتی ہی اپنے ہمراہ لیکر واسطے مقابلہ امیر حمزہ صاحبقران کے روانہ ہوا اور دیو سر نکال کے پاس بھی سترہ ہزار فوج معین کی کہ وقت ضرورت کے کام آے

اب دو کلمے داستان لقابدار یاقوت پوش سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب لقابدار یاقوت پوش نے خبر محاصرۂ بردۂ قاف کی سنی تھی کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے بردۂ قاف کا محاصرہ کیا ہی اور عنقریب ملکہ آسمان پری اور خواجہ سے جنگ ہوا چاہتی ہی تو فوراً لقابدار مع فوج بیشمار کے کہ جسکی تعداد قریب بائیس ہزار کے تھی کمک ملکہ کے لیے روانہ ہوے تھے اب جو بردۂ قاف کے قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ آسمان پری اور عبد الرحمن جنی اور مرسلہ بنت عمرو قلعہ گلستان ارم مین بھاگ کر گئے اور ملکہ قرلیشیہ مقید بہ قید شدید ہوئین تمام بردۂ قاف بدست عمرو تاخت و تاراج ہو گیا اس ساربان زادے نے ہزارہا پریزادون کو قتل قمع کر ڈالا آخر کار بعد چندے بعیاری مرسلہ بنت عمرو ملکہ قرلیشیہ رہا ہوئین اور بعد رہائی کے ملکہ قرلیشیہ اور خواجہ مین فوج کشی ہوئی ملکہ قرلیشیہ بڑی دلاوری سے لڑین مگر بمشورۂ عبد الرحمن جنی طلسم خارستان سلیمانی مین بھاگ کر چلی گئین اور عبد الرحمن جنی نے درۂ کوہ پر ایک کتبہ بخط جلی لکھکر نصب کیا ہی کہ جو دوست و یگانہ امیر کا اس طرف آجاے لازم ہی کہ ہمکو اس طلسم سے نجات دے اور خواجہ بعد اس جنگ کے دیو سر نکال کو بردۂ قاف کا حاکم کرکے امیر کے مقابلہ کو روانہ ہوا ہی خبر وحشت اثر یہ سنکر لقابدار یاقوت پوش کو انتہا کا قلق و اضطرار ہوا دست تاسف زانوے غم پر مارا اور کہنے لگے کہ افسوس دل کی آرزو دل ہی مین رہ گئی اور علاوہ برین ملکہ آسمان پری اس بلا مین مبتلا ہو گئین بعد اُسکے اپنے ارکین فوج سے لقابدار نے کہا کہ اب تو جس قصد سے گھر سے چلے بغیر اُسے پورا کیے واپس جانا خلاف ہمت مردانہ ہی اگر ملکہ مبتلاے بلا ہو گئی تو ہو گئی شاہ و شہریار اکثر بلاؤن مین مبتلا ہوتے رہے ہین اگر مدد خدا شامل حال ہو جاے تو پہلے اس دیو سر نکال کو مار کر بردۂ قاف سے ہٹا دیجیے بعد اُسکے ملکہ کی رہائی کی فکر کیجیے خداوند کریم قادر و حاکم ہی سمجھا جائیگا اب تو مصرع دل اگلنیم

بسم اللہ مجریہا و مرسہا ہر چہ باد اباد اللہ مالک ہر اگر ہم حق پر ہین تو البتہ فتح دیگا یہ کہکر دیو سر نکال کے پاس کہلا بھیجا کہ او مردود اگر تجھے اپنی جان بچانا ہو تو فوراً حکم کے سنتے ہی پردۂ قاف کو خالی کر دے اور مغار و مال سے ہاتھ باندھکر جلد آ ہماری اطاعت اختیار کر اور اگر کچھ دم داعیہ ہو تو ہمارے مقابلے کو نکل آ لیکن اتنا سمجھ لے کہ تیرے دلی کھنگر خواجہ عمرو کی بھی یہ حقیقت اور مجال نہین ہر کہ ہمارے مقابلے کو نکلے جسوقت یہ پیام غیظ التیام نقابدار یاقوت پوش کا دیو سر نکال کو پہونچا نہایت طیش مین آیا اور کہلا بھیجا کہ میان صاحب تم تو تم تمہارے صاحبقران کی بھی یہ مجال ہر کہ ان دیوان زبردست کے مقابلے کو آسکینگے یہ تو صرف تمہاری لاف و گزاف ہر لیکن مین نے سنا ہر کہ تم ملکۂ آسمان پری کی کمک کے لیے بمقابلۂ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے تھے تو تمہاری آرزو دل مین کیون رہے اگر موت ہی تمہاری یہان لائی تو ہمکو پھر کوئی عذر نہ ہونا چاہیے اگر دعوی ہو تو کل صبح کو میدان مین نکل آ یہ سمجھ لیا جائیگا جسوقت یہ جواب دیو سر نکال کا نقابدار کو پہونچا نقابدار یہ سمجھے کہ اللہ اکبر بڑا کبر آمیز پیام بھیجا ہر معلوم ہوتا ہر کہ نہایت متکبر شخص ہر خیر اب زبان تیغ سے اسکا جواب دیا جائیگا یہ کہکر شب بھر تیاری سپاہ مین بسر کی صبح کو طبل جنگ بجوا دیا اشعار

جنگ پر ہر جوان نہیت ہو
جو کہ نیزہ دیکھ ہوا سے مارین
تھے جو نامی جوان ہر ایک تھے
اسقدر تھا عروج تیغ زنی
شیر کی طرح سب دھمکے آگے
ایک حملے مین کیجیے صف شکنی
میمنہ میسرہ درست ہوا
لوٹتے تیغ زن تھے تلوار مین
جب میدان درست ہو چکا

نقیبون نے نسب دی اور یہ خبر دیو سر نکال کو پہونچی کہ لشکر نقابدار کا درست ہو چکا بس فوراً اس خبر کے سنتے ہی دیو سر نکال بدین خیال کہ نقابدار کی فوج کی کیا حقیقت ہر فقط سیاہ وکھا دینے مین بھاگ نکلیگی ایک بارہ ہزار فوج لیکر پلٹ لشکر نقابدار پر خلاف قواعد جنگ آکر گر پڑا ایک شور و غوغا محشر انگیز برپا ہوا اور شمشاد چوب چماق ارہ لشت نہنگ چلنے لگے نظم

ہر طرف دار و گیر کا غل تھا
سر پہ تلوار جبکہ چلتی تھی
برق انداز کی چلی گولی
ایک خنجر اٹھائے بیٹھا تھا
کوئی نیزہ دکھائے جاتا تھا
لٹھاریون کی نفیر کا غل تھا
آنگ کے نیچے سے نکلتی تھی
تھی عجب طرح کی وہان ہولی
ایک شمشیر کھائے بیٹھا تھا
کوئی لڑنے سے جی چراتا تھا
دے رہے تھے صدا الشور فغان
تیر جسکا چلا وُ سار رہوا
کسی جا نیزہ تھا کہین تھے تیر
کوئی زخمون سے سخت آری تھا
سلیے جانباز خون مین سرشار
جس سے ہلتا تھا گنبد دوران
زخمی ہر کب فنا سوار ہوا
موت تھی ہر جگہ گریبان گیر
کسیکو وقت دم شماری تھا
بدھیان زخمون کی گلے کا ہار

بڑی گھمسان سے جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے برابر فوج دیو سر نکال کی ہزیمت کھانے لگی دیودن کی بدمستی اترنے لگی فوراً دیو سر نکال نے سحر کا ابر بنا کر آسمان پر اڑایا کہ اس سے شعلے آگ کے گرنے لگے فوج نقابدار کی جلنے لگی اور آثار ہزیمت پیدا ہوے فتح کے بدلے شکست ہونے لگی یہ رنگ جو نقابدار نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت ہوئی فوراً ناد علی پڑھکر علم سعادت نشیم کے پھریرے پر دم کر دی ناد علی کا علم کے پھریرے پر دم کرنا تھا کہ فوراً فوج سر نکال مین ہلچل پڑگئی وہ ابر بھی غائب ہوگیا اور ساحر اور فوج بھی بھاگنے لگی یہ رنگ جو دیکھا نقابدار نے پکار کر کہا اشعار

لڑنے پر چست اب کمر رکھو
اپنے اللہ پر نظر رکھو
مردانہ وہ دلیر ہوے
فوج روباہ پر وہ شیر ہوے

پھر لڑنا شروع کیا جو ساحر سحر کرتا تھا فوراً ردّ ہو جاتا تھا شعر پھر وہان ایک شور برپا تھا بلکہ شور لشور گویا تھا اب جو نقابدار نے دیکھا کہ فوج دیوان کو ہزیمت ہوا چاہتی ہر گھوڑا بڑھا کے آگے آئے اور بآواز بلند پکار کر کہا کہ او سر نکال کہان جاتا ہر ہشیار ہو کہ غفلت مین سرشار ہر موت تیرے سر پر آ برابر ہوئی یہ کہکر تیغۂ سلیمانی پکڑ کر آگے بڑھے نقابدار کا آگے بڑھنا تھا کہ فوراً سر نکال زمین پر گر کے بشکل فیل شکل ہو کے چنگھاڑتا شعلے آگ کے منہ سے نکلتے ہوے نقابدار کی طرف لپکا کہ فوراً نقابدار نے وہ اسماء الہی جو حضرت سلیمان نے عالم رویا مین تعلیم کیے تھے تیغے پر دم کر کے دونون ہاتھون سے

خوب مضبوط پکڑ کے جو اُسپر ایک وار کیا تو برابر دو حصے کر دیے لشکر سرنگال مین آواز الامان الامان بلند ہوئی نقابدار نے آواز دی امان بشرط ایمان سبھون نے ایمان قبول کیا نقابدار نے سبکو امان دی نذرین فتح کی گذرنے لگین نقابدار بھی نہایت خوش ہوا تمام ارکان سلطنت اور اعوان مملکت اور افسران شاہی مین تو مین فتح کی چلنے لگین جب نقابدار نے دیکھا کہ اب سب طرح کا اطمینان ہوا اور کوئی خرخشہ باقی نہین رہا تو اب طرف تختگاہ و بارگاہ ملکہ آسمان پری کے بدین قصد روانہ ہوے کہ آج شب بھر وہان قیام کرینگے صبح کو روانۂ طلسم ہونگے یہ خیال کر کے طرف بارگاہ ملکہ کے روانہ ہوے اب وہان جاکر کیا دیکھتے ہین کہ سامنے ایک باغ لگا ہی باغ مین ہر وقت گل و بلبل کے ترانے اور عیش و عشرت کے افسانے گرم رہتے تھے اب وہان کیا حال ہی کہ زاغ و بوم کے آشیانے ہین جس جگہ ہر وقت صداے نغمۂ ساز آیا کرتی تھی اب وہان ہو مار رہا ہی کہ کھڑے ہونے کو جی نہین چاہتا جس باغ مین کہ ہر وقت خوشبوے گلہاے رنگا رنگ آیا کرتی تھی اب وہان بعوض اُس بہار کے صحرائی پھول لگے ہوے ہین ڈھیرون گھاس لگی ہوئی ہی جن درختون پر کہ زربفت کے تھان چڑھتے تھے اب اُن درختون پر وہ جانور بیٹھے ہین کہ جنکی صورت سے تنفر معلوم ہوتا ہی غرض عجب حالت ہی جو انان چمن پر نئی مصیبت ہی اشعار عبرت آثار

نخل ہت جھڑ ہے اور ٹوٹی پڑی ہین روشین
مشت پر قمری کے اسجا نظر آتے دو چار
چشم نرگس تھی کرشمے مین جہان باصد ناز
زلف سنبل سے نکلتی تھی جہان بوے تتار
بصد آہ و بدم سرد و بصد سوز جگر
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

خاک اُڑتی ہی ہر اک سمت پڑے ہین خس و خار
مسکراتا تھا جہان غنچہ و گل ہنستا تھا
وان تو اب خاک نہین سارا چمن ہی مسمار
دیکھتے کیا ہین مگر سوکھی سی اک شاخ اوپر
دیکھکر سوے چمن کہتی ہی با نالہ و زار

جس جگہ جلوہ نما رہتے تھے سرو و شمشاد
اشک شبنم کے بھی قطرے کہ نہ وان تھے آثار
وہ مکان جاے تعفن ہوا سبحان اللہ
عندلیب ایک ہی بے بال و پر و دل افگار
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

غرض عجب ایک عبرتکدہ معلوم ہوتا ہی صاف یہ ثابت ہوتا ہی کہ کسی وقت اس باغ مین ایسی بہار تھی کہ صل علی محمد و آل محمد نقابدار نامدار فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہتے ہوے آگے بڑھے ایک تھوڑی دور کے بعد کیا جاکر دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری معلوم ہوئی مگر حال یہ ہی کہ جن دروازون پر ہیرے کی پچی کاری اور مینا کاری کی ہوئی تھی اُنپر منون گرد اُڑ اُڑ کر پڑی ہوئی ہی کہ سب نقش و نگار اُنکے مٹ گئے ہین درون مین جو زربفت کے پردے پڑے ہوے ہین اُنپر بھی ڈھیرون خاک پڑی ہوئی ہی اور ہوا سے اُڑ اُڑ کر برابر دھڑا دھڑ پردے گر رہے ہین گویا اُس چوکھٹ پر سر ٹپک رہے ہین غرض ایک عجب عبرتناک مقام معلوم ہوتا ہی نقابدار پردہ اُٹھا کر اندر بارہ دری کے گئے لیکن باغ سے کچھ حصہ زیادہ ابتر حالت پائی جہان جہان فرش زری بچھا ہوا تھا اُسپر وہ تق خاک کے تودے ہو گئے تھے وہ دالان صحراے ہولناک معلوم ہوتا ہی جابجا کبوتران صحرائی اور جانوران وحشی نے اپنے آشیانے بنائے ہین تنکون کے ڈھیر جابجا پڑے ہین جنگلی جانورون کی آوازین آرہی ہین جن درون پر منقش پردے پڑے ہوے ہین اُنکے بیل بوٹون جانورون کی بیٹ اسقدر پڑی ہی کہ بالکل نقش و نگار جاتے رہے ہین کہین جام و سبو اور صراحی اوندھے پڑے ہوے ہین غرض جملہ اسباب عیش جمع ہین کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ اس مقام پر حسینان جہان کا ایک بڑا مجمع رہتا تھا اور یہ دربار کسی شہنشاہ اولو العزم شوقین و حسین کا ہی گردش فلکی سے تباہ ہوگیا ہی غرض یہ حالت دیکھکر نقابدار کو اسقدر عبرت ہوئی کہ قدرت خدا اور خوف الٰہی کے خیال مین اسقدر روئے کہ روتے روتے بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے عرض کرنے لگے کہ بار آلہا شکر ہی تیرا کہ تو نے اس ہنگامے کو فتح کیا اور اس جنگ مین ان دیوان زبردست پر مجھکو ظفر دی میرا مُنھ اس لائق نہ تھا اور میرے اعمال ہرگز اس لائق نہ تھے کہ جیسی تو نے مہربانی فرمائی مین بار آلہا لاکھ لاکھ اور کرور کرور تیرا شکر ہی خدایا یہ بندۂ عاجز بدین الکن زبانی کب تیرا شکر یہ ادا کر سکتا ہی مصرع جو کچھ

ہوا فقط تری امداد سے ہوا + اب بار خدایا اسقدر اور امیدوار ہون کہ تو اس طلسم کو بھی میرے ہاتھ سے فتح کر دے ابھی
نقابدار یہ دعا کر رہے تھے کہ مرغ سحر نے اذان دی سفیدۂ سحری نمودار ہوا اٹھکر نماز ادا کی اشعار روز دیگر کاین جہان
پُر غرور + یافت از سر چشمۂ خورشید نور + ترک روز آخر باین زرین سپر + ہندی شب را بتیغ افگندہ سر دیگر شب گئی نور کا
ہوا تڑکا + تیا بتیا نسیم سے کھِل اٹھا + نماز صبح سے فارغ ہو کر حکم دیا کہ سب لشکر و کل افسر اسی باغ مین قیام کرین اس بارہ دری
و باغ کو قابل بود و باش بنا لیا جائے ہم طلسم خارستان سلیمانی کی طرف جاتے ہین اگر خدا نے مدد کی تو اس طلسم کو فتح
کر کے پھر آملینگے یہ کہکر سبھون سے رخصت ہو کر چند آدمی رفیق بالتحقیق اور شفیق بالتصدیق جنسے پورا پورا اعتماد
اور یک روح دو قالب کا معاملہ تھا اُنکو اپنے ہمراہ لیکر طرف طلسم خارستان سلیمانی کے روانہ ہوئے اب اُسوقت کا سمان
قابل دید تھا وہ صبحدم ہوائے پُر فزا کا چلنا اور ہر چہار طرف گلہائے رنگارنگ کا کھلنا جا بجا بلبلون کا چہکنا اور جانورون کا
بولنا فاختہ کی کو کو قمریون کی حق سرہ کہین پہاڑی چشمے جاری کسی جا پھولون کی گلکاری کہین شاخہائے سبز کے سرون پر پھولون
کی ٹوپیان کسی جا نازنینان چمن پر باد صبا کے جھونکون سے پھولون کی چھڑیان گیاہ سبز کا فرش گویا مخمل کاشانی اور
اسمین گلبلے رنگارنگ کوئی سرخ کوئی زرد کوئی آسمانی کسی جا درختان سبز کا فرط مسرت اور انتہائے نضرت اور سبزو دل رحمت
سے مستانہ وار بہ یاد ایزد غفار گویا ایک عالم وجد مین جھومنا اور کہین باد صبا کا مثل معشوق طناز کے گویا عالم بے اختیاری مین
اکثر غنچہ ہائے نورسیدہ کا منھ چومنا غرض ایک عجیب عالم وجد تھا اور قدرت خدا کا ایک ادنی نمونہ تھا نقابدار مع رفقائے جان نثار
یاد خدا کرتے اور اُس معبود حقیقی کا دم بھرتے ہوئے شوق فتاحی طلسم مین چلے جاتے تھے کہ یکایک بعد طے مراحل اور قطع منازل
کے منزل مقصود پر پہونچے اور سامنے سے وہ پہاڑ دکھائی دیا جسپر عبد الرحمن جنی نے وہ میل نصب کر کے کتبہ لکھا تھا اسکا
دکھائی دینا تھا کہ نقابدار بے اختیار ہو گئے اور جلد جلد گھوڑا مگٹ کر کے مع رفقا متصل اُس پہاڑ کے پہونچے اُس کتبہ کو
پڑھکر ایک صدمۂ عظیم نقابدار نامدار کے دل پر گذر گیا چاہا کہ فوراً اپنے تئین اُس طلسم مین گرا دین کہ رفقا نے بڑھکر ہاتھ
پکڑ لیا اور عرض کی کہ حضور کیا غضب کرتے ہین اے نقابدار یہ دستور صاحبقران کا ہرگز نہین ہے جو حضور عمل مین لاتے ہین کہ بے
سمجھے بوجھے اپنے تئین کسی مقام مخوف مین گرا دیجیے سنبھلیے اور اسقدر بیتاب نہ ہوجیے دیکھیے کیا کرتے ہین اے نقابدار
نامدار سنیے معمول صاحبقران کا یہ ہے کہ جب اُنکو اس قسم کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو وہ رجوع الی اللہ کرتے ہین اور
اُسی قادر مطلق سے اعانت چاہتے ہین ایک مار کی برپا کر کے شب بھر یاد خدا اور عبادت پروردگار مین بسر کرتے ہین
بقدرت خدا سب اسرار اور نکات ظاہر ہو جاتے ہین مطابق اُسکے عمل کرتے ہین پس آپکو بھی مناسب ہے کہ آپ بھی
ایسا ہی کرین ایک مار کی برپا کیجیے شب کی شب یہان قیام کیجیے عبادت الٰہی اور یاد پروردگار کیجیے اور تماشا قدرت
خدا کا دیکھیے اگر فتاحی اس طلسم کی آپکے ہاتھون مقدر مین ہے تو فضل خدا شامل حال ہوگا اور اس طلسم کے متعلق جو اسرار
اور نکات ہین وہ سب ظاہر و باہر ہو جائینگے جلدی نہ کیجیے عجلت مین ہمیشہ کام بگڑتا ہے جلدی مین کوئی کام بنتے نہین دیکھا
مثل مشہور ہے کہ جلد کام شیطان کا اور دیر کام رحمن کا یہ رائے اور تجویز اُن رفیقان جانباز کی نقابدار نامدار کو نہایت
مرغوب ہوئی اور فرمایا کہ شاباش و مرحبا نمک حلالی و خیر خواہی اسی کا نام ہے کہ ان مواقع خوفناک مین افعال و کردار ہائے
مخوف سے روکے اور اپنے مالک و آقا کی جان بچائے حق تعالے تمکو جزائے خیر دے اُن رفیقون نے عرض کی کہ خدا حضور کو
سلامت رکھے مصرع کرمہائے تو مارا کرد گستاخ + حضور کے اکرام و اعزاز اور قدر شناسی نے اسقدر جرأت بڑھا رکھی ہے حق سبحانہ
تعالیٰ ایک ایک روئین مین ہزار ہزار جانین عنایت کرے الغرض نقابدار نے اُن سب کو منتظر انعام و اکرام کر کے حکم دیا کہ
نہایت مناسب ہے آج شب کو ہم یہین قیام کرینگے خیمہ استادہ کیا جائے فوراً بعد در حکم خیمہ برپا کیا گیا نقابدار نامدار

اُس خیمے مین اُترے شب بھر اُس مار کی مین قیام کیا دعا و عبادت و یاد الٰہی مین بسر کی ہر مرتبہ یہی دعا تھی رباعی خدایا بکرم
برمن درویش نگر ⁂ بر حال من خستۂ دلریش نگر + ہر چند نیم لائق بخشایش تو ⁂ بر من منگر بکرم خویش نگر ⁂ خدایا اگرچہ مین ایک
بندۂ گنہگار ہون لیکن تیری رحمت و کرم کا امیدوار ہون ع تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار + خدایا جو عنایت و الطاف تیرے اس
ذلیل بندہ کے حال پر مبذول رہے اُسکا شکریہ مین کہانتک ادا کرون شعر اگر بر موے من گردد زبانے + یکے یاد حرفے از
شکرش بیانے ⁂ اگر تو فضل کرے اور تیری نصرت شامل حال ہو جاے تو یہ فقیر اس طلسم کو بھی فتح کر لے خداوندا تیرے آگے
تو ہر ایک مشکل آسان ہے اتنی سی مشکل کی کون حقیقت ہے ع تو مددگاری کرے تو دل مین بڑا بار ہے + بار الٰہا تیرے آگے
تو کوئی مشکل نہین ہے مگر مجھکو تیری مکرمت و مرحمت پر ایسا بھروسا نہین ہے کہ کبھی کسی مشکل کو لاینحل نہین سمجھا خداوندا مین صرف تیرے
افضال کے بھروسے پر اتنا بڑا دعوی کر کے چلا ہون تیرے ہاتھ اس عبد ذلیل کی سرخروئی ہے اور وہ فقط اس طلسم کی
فتاحی پر منحصر ہے خداوندا ارحم کر یہ دعا کرتے کرتے قریب صبح آنکھ لگ گئی کہ عالم رویا مین حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ و
علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہین فرماتے ہین کہ اے نقابدار یاقوت پوش اٹھ گریہ و زاری تیری بارگاہ قاضی الحاجات
وبارگاہ مجیب الدعوات مین موجب مرحمت ہوئی اور دعا تیری قبول ہوئی اب تو ہراسان ہو فتاحی اس طلسم کی تیرے ہی ہاتھ
مقدر ہوئی ہے تیرے ہی حصے مین یہ نام آوری بدی ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ مین کلید طلسم تجھے تعلیم کرون یہ آواز جو نقابدار
کے کان مین پہونچی اُسی عالم رویا مین آنکھ کھولکر مصافحہ کیا اور عرض کی کہ یا حضرت ارشاد ہو کہ کلید اس طلسم کی کہان ہے
فرمایا کہ یہ پرچہ مین تیرے سرھانے رکھے دیتا ہون صبح کو اس پرچہ کو دیکھنا جو کچھ اسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا بعد اسکے وہ تو
غائب ہو گئے نقابدار کی آنکھ کھل گئی غور سے دیکھا تو وقت نماز صبح تھا اُٹھکر وضو کیا نماز پڑھی شکر الٰہی بجا لاے کہ بار الٰہا
شکر ہے تیرا کہ تونے دعا میری مستجاب کی اور کلید طلسم مجھے مرحمت فرمائی بعد فراغت دعا جو اُس پرچے کو سرھانے سے نکالکر دیکھا لکھا
تھا کہ اے فتاح طلسم اس پرچے کو لیکر داہنی جانب جا بعد تھوڑی دور کے تجھکو ایک تکیہ ملیگا پہر رات گئے تک اُسی تکیہ پر بیٹھا رہنا پہر
رات گئے ایک شخص کہ نام اُسکا دربان جادو ہے ایک قبر سے نکلیگا تمام صحرا مین سیر کریگا ہر چہار جانب پھریگا جب تجھسے
دور ہو جاے اور اپنی قبر سے فاصلے پر چلا جاے تو فوراً اُس قبر مین پھاند پڑنا ہر چند کہ وہ تجھے انتہا کی ممانعت کرے ڈرائے
دھمکاے سمجھاے مگر تو کسی بات پر عمل نکرنا اور فوراً قبر مین کود پڑنا کسی طرح کا خوف نہ کرنا اور یہ اسماء پڑھکر کہنا کہ اے قبر بند ہو جا
فوراً وہ قبر بند ہو جائیگی یہ حال دیکھکر نقابدار نامدار اُس پرچہ کو ہاتھ مین لیکر حسب تحریر اُس پرچہ کے داہنی طرف کو روانہ ہوے
جاتے جاتے بعد تھوڑی دور کے ایک صحراے لق و دق مین ایک تکیہ ملا کہ اُسمین چند قبرین بنی ہوئی تھین نقابدار نامدار
موافق تحریر اُس پرچہ کے وہان ٹھہر گئے نماز مغرب کا وقت آگیا نماز پڑھی پہر رات تک وہان ٹھہرے رہے جب پہر رات
گئی تو ایک مرتبہ سائین سائین ہوا چلنا شروع ہوئی اور ایک عجیب قسم کا خوف پیدا ہوا اور وہ تکیہ نہایت بھیانک ہو گیا
اب نقابدار نامدار ایک درخت کے نیچے کھڑے دیکھ رہے ہین کہ دفعتہً ایک قبر شق ہوئی اور ایک شخص نہایت کریہ منظر بد شکل
شعلۂ آتشین منھ سے نکلتے ہوے تمام جسم پر بڑے بڑے بال ننگا مادر زاد مثل شتر بے مہار کے اُس قبر سے نکلا اُس صحرا مین
پھرنے لگا چہار طرف کی سیر کرنے لگا جس درخت کے قریب جاتا ہے وہ اُسکے منھ کے شعلون سے جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہے جب
دور سے وہ شعلہ ہاے آتشین منھ سے نکالتا ہے جانوران صحرائی کباب ہو کر گر پڑتے ہین یہ تو تاک لگاے کھڑے ہی تھے
جیسے ہی کہ وہ شخص ایک میل کے فاصلے پر اُس قبر سے ہٹا نقابدار نامدار اُس قبر کی طرف بڑھے اُنکا بڑھنا تھا کہ اُسنے بھی دیکھ لیا
فوراً وہین سے ڈراتا دھمکاتا آگے بڑھا کہ او جوان کہان جاتا ہے خبردار اپنے ارادے سے باز آ کدھر کا قصد ہے اگر اس قبر کی طرف
نظر بھر کے دیکھیگا تو فوراً ہلاک ہوگا مگر یہ کسکی سنتے ہین اُس قبر کی طرف لپکتے چلے جاتے ہین اور وہ بھی بڑھتا ہوا چلا آتا ہے اب جب ۸۰

اُسنے دیکھا کہ ڈرانا دھمکانا کارگر نہین ہوتا تو دھمکی کے طرز مین سمجھاتا ہی کہ بھائی تجھکو اپنی جان کا خوف نہین ہی ارے کوئی مرنے کے بعد قبر کا منھ دیکھتا ہی اور مجبوری سے قبر مین جاتا ہی تو دیدہ و دانستہ جیتے جی قبر مین جاتا ہی اور زندہ در گور ہوا جاتا ہی مگر یہ کسکی سنتے ہین فوراً قدم بڑھاے ہوے چلے جاتے ہین جلد جلد جاکر اُس قبر مین کود پڑے اور وہ شخص بھی بالکل قریب آگیا جلد جلد وہ اسماے الٰہی پڑھکر کہنے لگے کہ اِن اسماء کی برکت سے ای قبر بند ہو جا وہ قبر فوراً بند ہوگئی اور دربان جا دو اسی قبر پر سر ٹکرا ٹکرا کر مر گیا اب یہان سے حال فتاح طلسم کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب وہ قبر بند ہوگئی تو نقابدار نامدار کیا دیکھتے ہین کہ سامنے ایک صحراے لق و دق صحراے محشر سے کچھ زیادہ ہولناک نظر آتا ہی اشعار

بیابانے درو جز دام و دد نے
بجز روباہ و گرگ و شیر بدنے
بنودی آب او جز اشک نومید
بنودی نان او جز قرص خورشید
ندر دے سایۂ جز در شب تار
ندر دے بسترے جز بستر خار

عجیب وحشت انگیز و قیامت خیز صحرا نظر آیا کہ زہرہ آب ہوگیا کوسون تک سواے میدان لق و دق کے اور جانوران صحرائی کے کچھ نظر نہین آتا نقابدار نامدار متوحش ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی فوراً خیال آگیا کہ اس پرچہ کو دیکھنا چاہیے جب اُس کاغذ کو دیکھا تو لکھا پایا کہ جب تو صحرا مین پہونچے تو قریب صحرا کے تجھکو ایک باغ ملیگا اور دروازۂ باغ پر دو درخت نہایت گھنے اور خوبصورت ملینگے مگر حال اُن درختون کا یہ ہوگا کہ باہم مثل عاشق و معشوق کے متصل ہونگے اور خود بخود آب اشک کی طرح پانی اُن درختون سے روان ہوگا تو تجھے لازم ہی کہ تمام دن اُس باغ مین سیر کرے اور شب کو اُن درختون کے نیچے جاکر قدرت خدا کا تماشا دیکھے الغرض یہ حال اُس کاغذ مین دیکھکر نقابدار آگے بڑھے جاتے جاتے ایک تھوڑی دور پر کیا دیکھتے ہین کہ ایک باغ نہایت ہی پُر فضا اور طرب خیز نظر آتا ہی جب قریب اُسکے پہونچے تو دیکھا کہ دروازۂ باغ پر دو درخت نہایت باردار اور گھنے لگے ہوے ہین مگر حالت اُن درختون کی یہ ہی کہ ایک درخت کی ڈالیان دوسرے درخت کی ڈالیون مین چسپیدہ ہین گویا عاشق و معشوق بغلگیر کھڑے ہین یہ دیکھکر نقابدار حیران و پریشان اُس باغ کے اندر جاکر کیا حالت دیکھتے ہین کہ باغ اجڑا اُجڑا پڑا ہوا ہی تمام اشجار سوکھ کر سوختہ ہوگئے ہین ڈالیون مین سوکھے پتے دو چار ہل رہے ہین کسی درخت کے بکل گر رہے ہین اور اثمار بکس بکس کے گر رہے ہین کیاریون مین خاک اُڑ رہی ہی بعوض سبزۂ نودمیدہ کے گھوا اور بتا ورلگی ہوئی ہی مگر قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ باغ کسی حسین شوقین کا ہی اور وہ جس زمانے مین یہان رہتا ہوگا یہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ مالک اس باغ کا کسی بلا مین مبتلا ہوگیا ہی مگر وہ بلاے عشق معلوم ہوتی ہی جب تو اس باغ کی یہ حالت ہی کہ دیکھکر خود بخود عبرت ہوتی ہی ہر مرتبہ بے اختیار فاعتبروا یا اولی الابصار زبان سے نکل جاتا ہی جس طرف جاکر دیکھیے ایک عبرتکدہ معلوم ہوتا ہی اشجار کا یہ حال اثمار کی یہ کیفیت کیاریان یون لٹی پٹی پڑی ہین نہر کا یہ حال ہی کہ پانی سب خشک ہوگیا ہی ایک تھوڑا پانی باقی ہی لیکن خراب فوارہ بھی موجود ہی لیکن ایک عالم حسرت و یاس مین اُس باغ کی طرف گویا نگران ہی حباب ٹھ اُٹھکر اُس فوارے سے کہ وہ سنگ مرمر کا ہی سر ٹکراتے ہین گرد اُس نہر کے جام و سبو ساغر و صراحی جو کچھ رکھے ہوے ہین وہ بھی اُلٹے ہوے ہین گرداگرد اُس نہر کے جو درختان پربہار لگے ہوے ہین جنپر قرینہ شاہد ہی کہ بلبلین نغمہ سرا ہونگی فاختہ نعرہ زن ہونگی اُنکا یہ حال ہی کہ جانوران صحرائی بیٹھے ہوے ہین اور وہ آوازین دے رہے ہین کہ کانون کو بری معلوم ہوتی ہین کھڑے ہونے کو جی نہین چاہتا غرض وہ حالت ہی کہ دیکھ دیکھکر کلیجہ منھ کو آتا ہی اور ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہی کہ ع دنیا بھی عجب گھر ہی کہ راحت نہین جسمین ٭ انسان کو چاہیے کہ اس سے دور ہی بھاگتا رہے اللہ اکبر اس فلک تفرقہ ساز نے کہان کہان نہین تفرقہ برپا کیا افسوس صد افسوس الغرض اسی حالت مین دن تو نقابدار نے اُس باغ مین بسر کیا جب شب ہوئی تو یہ اُس باغ سے نکلکر باہر آئے اور اُن درختون کے نیچے آکر کھڑے ہوے عجب حالت اُن درختون کی دیکھی کہ خود بخود آنسو اُن درختون سے بشکل شبنم جاری ہین صداے آہ آہ اُن درختون سے آرہی ہی اور گویا زبان حال سے کوئی کہہ رہا ہی کہ کیون ای فلک تفرقہ ساز ہم نے تیری کیا خطا کی تھی جو تو نے اس بلا مین ہمین مبتلا کیا افسوس

کہانتک تیری شکایت کرین اور اپنے حال زار پر نوحۂ و بکا کرین ہائے ہم نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تجھکو یکجائی ہماری ناگوار ہوئی ہائے
ای پیر فلک اسقدر تو ہمپر ظلم روا نہ تھے تو نے کیونکر جائز کر لیے ہائے تو نے ہمارا وہ حال کر دیا کہ مرغان ہوا اور جانوران صحرا تک
نالان وگریان ہین اور ہماری چشم پُرنم تو گویا رونے ہی کو خلق ہوئی تھی غرض کہ اس درد و حسرت کی آوازین آرہی ہین کہ خود بخود
کلیجا مُنھ کو چلا آتا ہی اور جی لیسا جاتا ہی آنسو نکلے آتے ہین اور ایک عجیب عالم بیقراری و یاس کا سامنا ہی اب نقابدار دل
یہ خیال کرتے ہین کہ بار الٰہا یہ معرکہ کیا ہی جب سے مین آیا ہون میرے آنسو نکلے آتے ہین اور خود بخود گریہ گلوگیر ہوتا ہی
خداوندا جلد اس راز کو مجھپر افشا کر دے کہ اب مجھسے یہ عالم بیقراری و یاس دیکھا نہین جاتا خداوندا یہ ماجرا جبتک مجھپر منکشف
نہوگا میری بھی حالت بیقراری کم نہوگی اور کیونکر کم ہو کہ اس جگہ عجب ایک تاثیر تو نے ودیعت فرمائی ہی اس مقام کی حسرت
انگیزی نے میرے قلب پر پورا پورا اثر کر لیا ابھی نقابدار یہ تخیلات کر رہے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ یکایک کیا
دیکھتے ہین کہ ایک طوطی نہایت خوشرنگ و خوبصورت اُس درخت کی ایک شاخ پر آکر بیٹھی اور بیٹھنے کے ساتھ ہی اُسنے انتہا
اور بیقراری سے اُس طوطی نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہ جسکو سنکر نقابدار کا کلیجا پھٹنے لگا اور دل اُلٹنے لگا اب
جو نقابدار سر اُٹھا کر دیکھتے ہین تو وہ طوطی نہایت بیقراری سے زار زار مثل ابر نوبہار رو رہی ہی اور کہتی ہی کہ ہائے ای
بیٹی ای ماہ رخ پری اب تجھسے حشر مین ملاقات ہوگی کیونکہ فتاح طلسم ابتک نہ آیا اور ہائے ای ماہ رخ تیرے فراق مین
میرے کیا کیا حال ہو گئے اور تجھکو خبر بھی نہوئی ہوگی ای ماہ رخ پری تجھے کس دیس مین ڈھونڈھنے جاؤن اور کہان
لے آؤن دل تڑپتا ہی اور کچھ قابو نہین چلتا ہائے بیٹی کون سی تدبیر کرون جو تیری صورت نظر آئے ہائے بیٹی جب سے تو
آنکھون سے پوشیدہ ہوئی تیری صورت کی بھی کوئی نظر سے نہین گذری غرض اس شدت سے بین کرکے وہ طوطی روئی
کہ نقابدار کا بھی کلیجا منھ کو آگیا اور وہ طوطی بھی روتے روتے غش کھا کر زمین پر گری نقابدار کو بھی سکتا سا ہو گیا مگر دوڑ کر
جلدی سے اُس طوطی کو اُٹھا لیا اور اُسکو چونکنے لگے جب ہوش و حواس اُس طوطی کے درست ہوئے تو وہ طوطی حیران ہو کر
نقابدار کی طرف دیکھنے لگی نقابدار نے اُس طوطی سے کہا کہ ای طوطی تو خوف نہ کر اور کل ماجرا اپنا بیان کر کہ تو کسلیے بیقرار ہی
اور سبب تیرے اسقدر گریہ و بکا کا کیا ہی اُس طوطی نے کہا کہ تم کون شخص ہو اور نام تمھارا کیا ہی اس صحرا مین تو مدتون سے
انسان و بنی جان کا نام بھی نہین آیا نقابدار نے کہا کہ ای طوطی تو پہلے اپنی حقیقت بیان کر کہ تیری بیقراری نے میرے حواس
باختہ کر دیے تو اپنی کیفیت مشرح بیان کر دے تو مین اپنا حال بیان کرون اُس طوطی نے کہا کہ ای شخص میری سرگذشت
اور میری کیفیت تو کیا پوچھتا ہی ای شخص ع عجیب سانحۂ و طرفہ ماجرا ئے ہست ٭ ای شخص بر من حالتیست کہ برعکس مباد
بلکہ ہیچکس مبیناد لیکن تجھکو جو استفسار حال پر اصرار ہی تو سُن کہ میری ایک دختر تھی ماہ پیکر ماہ رخ پری نام تھا اور اُسکے
حسن خداداد کی تعریف و توصیف کس سے بیان ہو سکے کہ ماہ تابان اور بدر کامل دیکھکر اُسے شرماتا تھا بلکہ بعض اوقات
جب وہ بناؤ سنگار کرکے جلوہ گر ہوتی تھی تو مہر شرم سے چھپتا تھا مگر ای شخص دل پر تو کسی کا اختیار ہوتا نہین ایسی حسین و خوبصورت
پری ایک آدم زاد پر عاشق ہو گئی اور جا کر اُسے اُٹھا لائی اور اُسپر شب و روز پروانہ تصدق ہونے لگی ای شخص یہ عشق
عجب بلا ئے بد ہی اس کمبخت کا ستیاناس جائے یہ حضرت جس دل مین گھر کرتے ہین اُسکی نیو اناس ہی اُڑا کر چھوڑتے ہین
اور انسان سے جب حیوان کر لیتے ہین تب اُس سے مُنھ موڑتے ہین ہائے اب مین آگے کی داستان حیرت و عبرت نشان کیا
بیان کرون کہ شب و روز ماہ رخ پری اُس سے اپنا دل بہلایا کرتی تھی کہ دفعۃً اس چرخ بے مدار اور فلک کجرفتار کو عاشق و
معشوق کا بیٹھنا ایک جگہ ناگوار ہوا اور یہ کمبخت درپی آزار ہوا یعنی یکایک اُسکے باپ کو یہ حال مفصل معلوم ہو گیا تو اُس کمبخت نے
اُس آدم زاد کے قتل کا ارادہ مصمم کر لیا کہ مین اس کمبخت کو قتل کیون نہ کر ڈالون جو اس تمام عمر کی بدنامی سے چھوٹون اور یہ

کلنگ کا ٹیکا ماتھے سے چھوٹے یہ قصد کرکے مع محشر جادو کہ جو مالک طلسم ہے طلسم سے باہر آیا اب اُس روز کی تجھسے کیفیت کیا بیان کرون کہ ایک انبوہ کثیر اور ایک جم غفیر اُس روز جمع تھا گویا تمام خلقت خدا اُمنڈ آئی تھی ایک غلغلہ تھا اور ایک شور محشر انگیز برپا تھا کہ آج ایک نیا تماشہ اور ایک نیا سانحہ ہونے والا ہے یہ فلک تفرقہ ساز نیا انقلاب دکھایا چاہتا ہے کہ عاشق کے سامنے معشوق مارا جاتا ہے سلف سے آجتک یہ رنگ نہ کسی نے دیکھا نہ سُنا آج یہ انقلاب تازہ دکھلاتی دیگا گویا نقارۂ قدرت سے تمام خلق خدا مین یہ آواز پہونچ گئی تھی کہ آج ایک نیا رنگ یہ فلک دکھائیگا جسکو دیکھنا ہو چلا آئے تمام خلق خدا جمع ہوئی جب تمام خلقت جمع ہو چکی تو اُسوقت حکم ہوا جلادون کو کہ آکر کام اس جوان کا تمام کرے جب اُس عاشق جانباز نے یہ دیکھا کہ اب کام اسکا تمام ہوا چاہتا ہے تو کہنے لگی کہ اب تو یہ جیسین مارا جاتا ہے تمام زندگی سوا اسے روز قیامت کے ملاقات نہوگی اگر اجازت ہو تو مین اس جوان سے ایک مرتبہ اور بغلگیر ہو لون الغرض بعد حجت بسیار ماہ رخ پری کو اجازت حاصل ہوئی اور ایک کٹار اپنی بغل مین لے لی اور جاکے بغلگیر ہوئی ایک کٹار ماہ رخ پری نے اپنے ماری اور وہی کٹار اُس جوان نے اپنے مار لی اور دونون آتش عشق سے جلکر خاک ہوگئے اے شخص اُسی روز سے یہ دونون درخت پیدا ہوے ہین اور قتل عاشق و معشوق کے گویا قتل عاشق و معشوق کا نشان دیتے ہین اے شخص ان درختون اور باغ کی ویرانی اور حسرت پر جو بیان آتا ہے بغیر روے نہین جاتا ہے اے شخص مجھے ایک طوطی بنا کر چھوڑ دیا ہے کہ مین شب و روز اُسیر دیا کرتی ہون جب فتاح طلسم آئیگا تو ان دونون کو زندہ کریگا اور مجھے ہیئت اصلی ملیگی باپ ماہ رخ پری کا اس پر بڑا دیو اور اب وہ بیرون طلسم رہتا ہے نقابدار یہ حال زار سنکر بہت شدت سے روے اور کہنے لگے کہ اے طوطی تو گھبراتا نہین کہ مین ہی فتاح طلسم ہون بقدرت خدا اس طلسم کو فتح کرونگا تو لوح طلسم کا پتا مجھے بتا دے اُس طوطی نے کہا کہ لوح طلسم کا حال مجھے معلوم نہین ہے لیکن وقتاً فوقتاً کام آتی رہونگی نقابدار نے قصد آگے جانے کا کیا ایک تھوڑی دور نہ چلے تھے کہ زمین موم ہوکر دھنسنے لگی اور نقابدار کے قدم رکھتے ہی وہ سب زمین پانی پانی ہوگئی تا اینکہ وہ ایک عظیم الشان دریا ہوگیا جہانتک نظر کام کرتی ہے بجز سطح آب کے تختہ زمین نظر نہین آتا نقابدار نامدار مجبور ہوکر پھر اُسی باغ مین واپس آئے اور اُس شب کو بتضرع و زاری بدرگاہ جناب باری دعا کیا کیے قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا کہ حضرت سلیمان علی نبینا و آلہٖ و علیہ السلام پھر تشریف لائے مین نقابدار اُٹھے اور مصافحہ کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے نقابدار ہراسان نہو اور کسی طرح کا خوف نہ کر یہ دریا تجھے جو نظر آتا ہے قریب اُس دریا کے جا اور یہ اسما اپنی سپر پر دم کرکے دریا مین ڈالدینا سپر تیری مثل کشتی کے ہوجائیگی اُس کشتی پر بیٹھ جانا وہ کشتی جاتے جاتے ایک مقام پر غرق ہوجائیگی تو خوف نہ کرنا جب وہ کشتی تہ پر پہونچ جائیگی تو تجھکو سامنے ایک دروازہ دکھائی دیگا مگر مقفل تو اُس دروازے کو توڑ کر یہ اسماء پڑھتا ہوا درانہ بےخوف و ہراس چلے جانا جب تو اندر اُس مکان کے جائیگا تو ایک گبر ناہنجار بکمال غرور و نخوت ایک تخت پر بیٹھا معلوم ہوگا اور جب تجھے دیکھیگا تو پاش پاش ہوکر تیغ آبدار ہاتھ مین لیکر تجھپر حملہ آور ہوگا تو فوراً اُس وار کو خالی دیکر اُسکی تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لینا اور وہی تلوار اُسکے بیچوں بیچ جوڑے پر مارنا وہ برابر دو حصے ہوجائیگا خبردار نہایت چالاکی اور عجلت سے کام کرنا اگر ذرا بھی خطا ہوگئی اور اُسکی تلوار تیرے پڑگئی تو پانی پانی ہوکر بہ جائیگا یہ خواب دیکھکر نقابدار نامدار اُٹھے دیکھا تو وقت نماز صبح ہے اُٹھکر نماز صبح ادا کی بعد ادائے فریضہ نقابدار نامدار شکر خدا کرتے ہوے قریب اُس دریا کے پہونچے اور جو اسما کہ حضرت نے تعلیم کیے تھے وہ پڑھکر سپر پر دم کیے اور اُس سپر کو دریا مین ڈال دیا بقدرت خدا وہ سپر کشتی ہوگئی اور نقابدار بسم اللہ مجریہا و مرسیہا کہتے ہوے اُس کشتی پر بیٹھ گئے اور وہ کشتی اُس پانی مین بہی نقابدار نامدار بےخوف و ہراس اس کشتی پر بیٹھے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے وہ کشتی ایک مقام پر پہونچکر ڈگمگائی اور ڈگمگا کر غرق ہوگئی اور ایک تھوڑی

دیر مین تہ پر پہونچی اب جو نقابدار دیکھتے ہین تو انکو سامنے سے ایک دروازہ معلوم ہوا جاکر قریب دروازے کے دیکھا تو
موافق ارشاد فیض بنیاد حضرت کے وہ دروازہ مقفل تھا قریب اُس دروازہ کے جاکر اُس قفل کو توڑا اور قفل توڑ کے وہی اسما
پڑھتے ہوے دیوانہ بےخوف و ہراس اُس مکان کے اندر چلے گئے جاکر کیا دیکھتے ہین کہ سامنے ایک گبر ناہنجار بدکردار ماتھے پر
سیندور کا قشقہ لگائین چھوٹی ہوئی جوڑا چو بیچ مین بندھا ہوا ننگا دھڑنگا صرف ایک لنگوٹا باندھے ہوے مگر بڑے کر و تجبر سے
ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور دست بستہ ملازمین بھی اُسکے اُسیکے مثل سامنے کھڑے ہوے ہین اور کچھ اسباب سحر
و ساحری بھی سامنے رکھے ہوے ہین نقابدار کو دیکھتے ہی بڑے غیظ و غضب سے باش باش کہتا ہوا تلوار پکڑے ہوے
نقابدار کی طرف لپکا کہنے لگا او مردود کھڑا تو رہ کہان جاتا ہے ماندی تابدور قیامت انیجا ماندی اور قریب آکے نقابدار
پر بڑے غیظ و غضب سے حملہ آور ہوا اور چاہا کہ ایک ہاتھ بھنڈارے کا نقابدار پر چھوڑے فوراً نقابدار بدن کو
چرا کر چوٹ اُسکی خالی دے کر اپنے تیغے کو اُٹھا کر یا علیؑ کہکے اُسکی طرف لپکے اُسنے جو دیکھا کہ اب اس جوان نے بھی تلوار
اُٹھائی ہے فوراً ڈھال اپنی اُٹھائی کہ مین ڈھال پر وار اسکا روک لون جیسے ہی سپر اُسنے منھ پر روکی کہ نقابدار نے
آگے بڑھکر ہشیار باش کہکے ہاتھ اپنا اُسکی کلائی پر ڈال دیا اور یا علیؑ مدد کہکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین کر وہی
تلوار بیچ جوڑے پر جو اُسکے ماری تو برابر سر سے لیکر ناخن پا تک دو حصے کر دیے بس اُسکا دو حصے ہونا تھا کہ
ایک شعلۂ آتشین ایسا بلند ہوا کہ تمام مکان اور سب اُسکے ملازم جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور اُسکے بہر ساری تدبیر بھولکر
برابر یہ شور مچا رہے تھے کہ مارا جوان کشتی نام من آہر یز جادو بود جسوقت آہریز جادو اور اُسکے ملازم اور وہ
مکان بالکل جلکر خاک سیاہ ہو گیا تو اب کیا دیکھتے ہین کہ نہ وہ صحرا ہے نہ دریا ہے نہ وہ مکان ہے بلکہ ایک میدان لق و دق صحراے
ہولناک ہے جانوران صحرائی اور درندے چہار طرف پھر رہے ہین ہوا کے جھکڑ سائین سائین چل رہے ہین خاک اُڑ رہی ہے
بگولے خاک کے اُٹھکر تا فلک جا رہے ہین کہ جسے دیکھ دیکھکر ایک عجیب قسم کی دہشت پیدا ہوتی ہے الغرض دور سے جو
دیکھا تو معلوم ہوا کہ سامنے ایک سہ دری بنی ہوئی ہے جب نقابدار اُس سہ دری کے اندر گئے تو کیا دیکھتے ہین کہ سامنے
ایک طاق ہے اور اُس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوا ہے اب نقابدار نامدار حیران ہوے کہ اس مقام پر کیا کرنا چاہیے فوراً
اُس پرچہ کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم بعد اُسکے مر جانے کے اور اُس مکان کے جلنے کے تجھکو ایک سہ دری
معلوم ہوگی جب تو اُس سہ دری مین جائیگا تو ایک طاق ملیگا اُس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوگا پشت گلدستہ پر لوح طلسم
ہے بےخوف و ہراس جاکر پشت گلدستہ سے اُس لوح کو اُٹھا لینا اور جو کچھ اُسمین لکھا ہوگا اُسپر عمل کرنا خبردار خلاف اُسکے نہ کرنا
اور اگر اُسکے مخالفت کروگے اور خیال نہ رکھوگے تو پھر اسیر طلسم ہو جاؤگے بہت پچھتاؤگے اور دیدہ و دانستہ پھنس جاؤگے
یہ حال اُس کاغذ مین دیکھکر بےخوف و ہراس قریب اُس طاق کے گئے اور اُس گلدستے کو اُٹھاکر اُس لوح کو اُٹھا لیا اور
شکر الٰہی بجا لائے اور اُس لوح پر ایک سو دس مرتبہ درود شریف پڑھ کے دم کیا اور دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے فتاح
طلسم اس لوح کو اپنے پاس بحفاظت تمام رکھنا خبردار اس سے غافل نہ ہونا اور لوح کو لیے ہوے بے کھٹکے چلا جا
سامنے ہی چلا جانا چلتے چلتے تھوڑی دور پر ایک صحراے لق و دق صحراے محشر سے زیادہ ہولناک تجھکو ملیگا جب تو
حد صحرا پر پہونچیگا تو تجھے ہزارہا بگولے گھیر لینگے اور گویا ہزارون پہاڑ خاک کے تجھپر گرینگے اور خار مغیلان
کی بارش ہوگی لیکن تو ڈرنا نہین اور خبردار یہ اسم ورد زبان رکھنا بفضل الٰہی تجھپر کوئی اثر نہوگا اور بعد
دو گھڑی کے اُنھین بگولون سے ایک ساحر پیدا ہوگا اور کہیگا کہ او بدبخت بیکار تو نے اس صحرا مین آکر اپنی جان
دینے کا قصد کیا ہے اور بہت شدت سے ڈکارتا اور نعرہ مارتا تیرے قریب آئیگا جب وہ تیرے قریب آ جاے

تو تو یہ اسم پڑھکے اپنے تیغے پر دم کر کے اُسکے بیچوں بیچ جوڑے مین تیغہ مارنا کہ وہ برابر دو حصے ہو جائیگا جب وہ مرجائیگا تو بیابان صاف ہو جائیگا صحراے سبزہ زار ملیگا بعد تھوڑی دیر کے ایک مکان شاہانہ ملیگا تو تجھے لازم ہی کہ نہایت ہوشیاری سے کام کرنا اور لوح سے غفلت نہ کرنا الغرض نقابدار نامدار عبارت لوح کو پڑھکر سامنے چلے جاتے جاتے ایک مقام سے صحرائیت شروع ہوئی اور بعد چند منٹ کے ایک صحراے لق و دق شروع ہوا کہ جسکی ہیبت نقابدار پر فی الجملہ طاری ہو گئی مگر دل مضبوط کر کے نقابدار نامدار آگے بڑھے بعد پہر بھر کے حد صحرا پر پہونچے حد صحرا پر پہونچا تھا کہ خاک کے بگولے اُٹھنا شروع ہوے اور تھوڑی ہی دیر مین ہزارہا بگولون نے نقابدار نامدار کو آکر گھیر لیا ابھی نقابدار اُن بگولون ہی سے گھبرا رہے تھے کہ دفعتہً کانٹون کی بارش ہونا شروع ہو گئی کہ نقابدار کا جی اُلٹ پلٹ ہو گیا کہ اب کیا کرون کیا نہ کرون کہ فوراً وہ اسما یاد آگئے بس نقابدار نامدار نے جیسے ہی وہ اسما شروع کیے ویسے ہی وہ اُلجھن اور گھبراہٹ بھی قلب نقابدار سے کم ہوئی اور وہ بگولے اور کانٹے بھی فی الجملہ کم ہوے کہ دفعتہً اُنھین بگولون سے ایک ساحر زبردست نہایت کریہ منظر اور بدشکل پیدا ہوا قشقہ سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا جوڑا بیچوں بیچ سر مین باندھے ہوے کچھ جکٹی جکٹی لٹین ادھر اُدھر گردن پر لٹکی ہوئی زرد زرد آنکھین بڑے بڑے دانت تمام جسم سیاہ پر مٹی ملی ننگا دھڑنگا فقط ایک لنگوٹہ باندھے ہوے تونبا ہاتھ مین اسباب ساحری تن پر آراستہ کیے ہوے چیختا چنگھاڑتا ڈکارتا نقابدار نامدار کی طرف لپکا اور کہنے لگا کہ باش باش کہان جاتا ہی منم خار خار بن خاکسار جادو قضا تیری یہان لائی ہی اور بدبخت تو کیون یہان آیا اور کیون اپنی جان دینے کا قصد کیا ہی جیسے ہی وہ ساحر چیختا پکارتا نعرہ زنان نقابدار نامدار کے قریب آیا بس فوراً نہایت پھرتی سے نقابدار نامدار نے وہ اسما تیغہ پر دم کر کے تیغے کو دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے یا علی کہکر لپک کے بیچوں بیچ جوڑے مین تیغہ مارا تو برابر سر سے پانْون تک دو حصے کر دیے بس اُسکا مارا جانا کہ ایک غل و شور قیامت زا برپا ہوا کشتی مارا جوان کہ نام من خار خار بن خاکسار جادو بود بعد اُسکے مرنے کے اب جو نقابدار دیکھتے ہین تو نہ وہ گرد ہی نہ غبار نہ کانٹے ہین نہ صحرا بلکہ ایک طرب خیز اور انتہا کا پُر فزا صحرا ہی گیاہ نومیدہ ہر ایک جا پر جمی ہوئی ہی اور اُس گھانس مین قدرتی پھول سُرخ زرد و سبز لگے ہوے ہین صحرائی میوون کی بیلین لگی ہوئی ہین جا بجا درختون پر بلبلین اور قمریان نغمہ سرا ہین غرض عجیب قسم کا طرب خیز صحرا ہی کہ جسے دیکھکر اُنہو نے آدمی کا جی لگے خلاصہ اینکہ ابھی نصف صحرا طی نہ کیا تھا کہ سامنے سے ایک مکان نہایت جلیل القدر عظیم الشان قابل بود و باش شاہان والا شان نظر آیا اُس مکان کو دیکھکر نقابدار نامدار آگے بڑھے آگے بڑھکر کیا دیکھتے ہین کہ سونے کا دروازہ ہی ہیرے کی پرچین اُسپر لگی ہوئین ہین اور اسطرح کا بنا کیا ہوا ہی کہ مینارے فلک اُس سے شرما رہا ہی چہار دیواری اُسکی نقرۂ مصقول کی ہی اور چند غلامان زرین کمر ہاتھون مین سونے کے عصے لیے ہوے دربان زربفت و کمخواب کی پہنے ہوے ہین اور اُس دروازے پر کھڑے پہرا دے رہے ہین غرض کچھ اس شنع کا مکان ہی کہ نقابدار نامدار کو ایک حیرت و سکتا ہو گیا کھڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ یکایک دروازہ مکان کا کھلا اور جلوس شاہانہ اُس مکان سے نکلنا شروع ہوا خاصبردار چوبدار عہدے ہاتھون مین لیے ہوے ڈنکا ہوتا ہوا نقیب بولتے ہوے اور اُس سب جلوس کے پیچھے ایک تخت جواہر نگار کچھ مہریان نہایت با آب و تاب ہیرے اور زمرد کی مچھلیان سر پر لگی ہوئی اور تمام لباس زرتار پہنے ہوے اُس تخت کو اپنے کاندھے پر اُٹھائے ہوے چلی آتی ہین نقابدار نامدار یہ ماجرا دیکھکر اور بھی متعجب ہوے کہ بار الٰہا آخر یہ ماجرا کیا ہی اور یہ کس طلسمات کا کارخانہ ہی کس بادشاہ اولو العزم کا یہ مکان ہی کہ کبھی خواب مین بھی نہین نظر آیا اُسی حیرت مین کھڑے ہوے نقابدار یہ سوچ رہے تھے کہ ایک ابر

نے آکر نقابدار کو نہایت ادب سے سلام کیا نقابدار نامدار نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ جلوس شاہی اور
یہ مکان بادشاہی کس اولوالعزم شہریار کا ہی اور تمھاری میرے پاس آنے کی کیا جہت ہی یہ سُنکر اُس چوبدار نے عرض کی کہ
ای شہزادۂ عالی وقار ای نقابدار نامدار یہ مکان تو اصل مین خار خار بن خاکسار جادو کا ہی اُس کمبخت نے ملکہ نسیم سمتین کو
اس مکان مین قید کیا تھا آج وہ ملعون بقدرت خدا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اور ملکہ نسیم سمتین کو آج بعد ایک مدت مدید اور
عرصۂ بعید کے اُس گبر ناہنجار ساحر بدکار کی قید سے رہائی ہوئی ہی اور آپ کے طفیل سے یہ روز سعید حاصل ہوا ہی بس ملکہ نسیم
سیمتن نے ارشاد کیا کہ اُس شاہزادۂ عالی قدر کو بہ تجمل وجاہ شاہانہ لے آؤ کہ آج ہم اُسکی دعوت کرینگے کل وہ اپنے گھر
چلے جائینگے ہم اپنے گھر چلے جائینگے جاکر شہزادۂ عالی قدر سے عرض کرو کہ ملکہ نسیم نے بندگان عالی کی دعوت کی ہی اور یہ عرض کی
ہی مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف ؎ آج شب کو یہین قیام کیجیے یہ سُنکر نقابدار نے ارشاد کیا کہ اگرچہ قصد ہمارا ٹھہرنے کا
نہ تھا لیکن ہماری ملت و مشرب مین چونکہ ردّ دعوت ممنوع ہی لہذا ہم نے دعوت ملکہ کو قبول کیا یہ سُنکر نقابدار سے چوبدار
نے التماس کیا کہ خداوند عالم حضور کو سلامت باکرامت رکھے اور اقبال و حشم اور جاہ و اجلال کو مضاعف کرے یہ تخت
شاہی حاضر ہی اسپر بیٹھ لیجیے نقابدار نامدار اُس تخت پر جلوہ افروز ہوے اور مہریان وہ تخت اُٹھا کر چلین اب جو دروازے
کے اندر جاکر دیکھا تو عجب قدرت صناع برحق اور قادر مطلق نظر آئی کہ ایک باغ نہایت پُرآب و تاب کہ کبھی چشم فلک نے
بھی نہ دیکھا ہوگا نظر پڑا کہ جس باغ کی تعریف اور توصیف مین زبان خامہ عاجز اور زبان انسانی معترف بکنت ہی مگر تشتے
نمونہ از خروارے یہ ہی نظم

اور کرنگی تھی اسمین ٹھانس جمی
پھر بھی وان لگے ہوے تھے کرخت
تھی ہر اک طرح کی ہر اک پہ بہار
ہر کہان ہی کہان سناتی تھی
باغ مین اُنکا تھا عجب آئین
ہر چمن معدن تجلی تھا

کسی فرسخ کے گرد مین تھا وہ باغ
زردون کی جا پہ ہیرے موتی تھے
موتیا موگرا گل شبو
لاجوردی تھا کیا گل خیرو
سیوتی کی بہار ایک طرف
تاک انگورون کی تھی ایسی عجب

دیکھے رضوان تو کھاے سینہ پہ داغ
کہ کئی جنکی جان و دلمین جیسے
ڈھڈھائین جو کھل کے راتون کو
سرو پر قمری کرتی تھی کوکو
کیتکی کی قطار ایک طرف
جنکے سایے مین عشق ہو مرغوب

مشک خالص کی تھی زمین ساری
اسمین سب قسم کے لگے تھے درخت
اشرفی جاہی جوہی ہارسنگار
یار کو اپنے وہ بلاتی تھی
نسترن رائی بیل اور نسرین
باغ وہ گلشن تجلی تھا

کہ جسے دیکھکر ہوش و حواس نقابدار نامدار کے پراگندہ ہوے اور اپنے دل مین یہ خیال
کرنے لگے کہ اللہ اکبر جس حسین کے لیے باغ اس قسم کا لگایا گیا ہی وہ خود حسین و خوبصورت کیسا ہوگا اللہ اکبر کوئی چیز بھی اس باغ
مین ایسی ہی کہ جو بدزیب اور بیجا ہو شعر کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار + اپنے اپنے موقع پر ہین بشجار + اور ہر چمن کے درمیان
مین ایک عجب بہار تازہ نظر آتی تھی کہ شعر حوض ہین لبریز نہرین ہین روان + پڑ رہی تھین جادرین لاکھون دہان ؎ اور
علاوہ اُس چمن بندی کے ہزارون اور حوضون کے گرداگرد بھی اُس قرینے اور اُس رویے سے پھولون کے درخت
اور اُنمین پھول لگے ہوے تھے کہ جسے دیکھکر آنکھون مین تراوٹ اور قلب کو سکون حاصل ہوتا تھا اشعار

کیوڑا چنپا گل ماچین گڑھل
مہندی و رعنا و نرگس جعفری

لالہ و صد برگ نافرمان کنول
کررہے تھے سارے گل جلوہ گری

سیوتی و اودی بابونہ کنار
تھا وہ فرحت بخش دل البساطان

گرد نہرون کے لگے تھے بیشمار
جسکو کہیے ثانی باغ جنان

اور اُن چھوٹے چھوٹے حوضون مین شعر یون پھوارے چھوٹتے تھے باربار + جسطرح ساون مین پڑتی ہی پھوار + اور درختان
باردار پر بلبلین اُس طرح نغمہ سرا ہین اور قمریان اُس طرح چہک رہی ہین کہ بے اختیار ہر بار یہ جی چاہتا ہی کہ پہرون کھڑے
ہوے سُنا کیجیے اشعار ہر فاختہ نعرہ زن پھرے ہی ؎ ہر مرغ چمن چمن پھرے ہی ؎ آئینہ جو یہ باصد انداز
چہکارے ہی طوطی خوش آواز ؎ غرض کچھ اس رنگ ڈھنگ کا باغ ہی کہ نقابدار کو تو سکتہ سا ہوگیا ہی اور وہ جہان

تخت لیے ہوے ہر ہر چمن اور ہر ہر روش پٹری پر گھوم رہی ہین جون جون وہ مہریان تخت لیکر بڑھتی ہین نقابدار کی حیرت اور زیادہ ہوتی ہے اور ہوا سے سرد اور خوشگوار جو آتی ہے تو نقابدار عالی وقار کو ایک قسم کی نیند سی آئی جاتی ہے اور چونکہ اتنی بڑی مسافت کھینچ چکے ہین اور اسقدر آلام اٹھا چکے ہین اور اب فی الجملہ راحت ملی ہے تو سوئے جاتے ہین مگر آواز طائران خوش نوا کی ہر مرتبہ ہشیار کر دیتی ہے اور نقابدار عالی وقار چونک پڑتے ہین اور باغ کی طرف بدیدۂ حیرت و تعجب دیکھنے لگتے ہین باد صبا برگہاے رنگارنگ و غنچہ ہاے نو دمیدہ کے نکھلنے سنگھا رہی ہے نقابدار نامدار کے قلب باصفا مین ایک عجیب قسم کی فرحت آرہی ہے خودبخود غنچۂ دل کھلا جاتا ہے اور جون جون وہ تخت آگے بڑھتا جاتا ہے اور بہار تازہ ہر مقام پر نظر آئی جاتی ہے ایک عجیب قسم کا آرام آتا ہے جب کسی فوارہ سے پانی نقابدار نامدار پر پڑجاتا ہے تو ایک اس قسم کی کیفیت دماغ و قلب کو حاصل ہوتی ہے کہ گویا سوکھے دھانون پانی پڑگیا یا بعد نوروز ابر نیسان برس گیا خلاصہ اینکہ یہ حال ہے ابیات

زمین گل آسمان گل بحر و بر گل + نماندہ در عدم گوے مگر گل + اگر فردوس بر روے زمین است + ہمین است و ہمین است و ہمین است

سیر کرتے ہوے نقابدار نامدار باصد حشم و اقتدار چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے سامنے ایک بہت بڑی نہر نہایت پرضیا اور پرآب و تاب نظر پڑی کہ شعر بھی لبالب گلاب سے وہ نہر + جوش سے پانی مارتا تھا لہر + گرداگرد اس نہر کے ایک چمن نہایت پرصفا لگا ہوا ہے کہ جسکی ہر روش پر بادلہ کترا ہوا بچھا ہے نخلان نقرۂ مصقول کے رکھے ہوے ہین اور طرح طرح کے درخت ان نخلدانون مین لگے ہوے ہین انگور کی بیلین جمی ہوئی ہین خوشہ ہاے انگور پر نیلمی کی تھیلیان چڑھی ہوئی ہین بیچ مین نہر کے فوارہ سنگ مرمر کا چھوٹتا جاتا ہے اور اس فوارے کا پانی جو اس چمن پر گرتا ہے تو ایک عجب تازگی اس چمن مین پیدا ہے کہ دیکھنے سے آنکھین خیرگی کرتی ہین اور مشرقی مغربی پہلو مین اس نہر کے ایک ایک سرو کیسا خوش قطع اور خوبصورت لگا ہوا ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ و صلی علی محمد و آلہ و اصحابہ اور ہر سرو کے درخت پر قمریان بول رہی ہین کہ جنکی آواز کانون کو بھلی معلوم ہوتا کیسا گوشۂ دل مین گھسی جاتی ہے اور وہ سب کی سب گویا بزبان فصیح یہ شعر پڑھ رہی ہین اشعار

اگر دیکھ لے یہ چمن ایکبار + تو پھر کھائے شداد بھی دل پہ خار
اگر ہے زمین پر بہشت برین + تو بہشت یہین ہے یہین ہے یہین
اگر دیکھے رضوان عالی وقار + تو وہ بھی ہو سو جان سے اسپر نثار

یہ اشعار طرب انگیز و فرحت خیز پڑھ پڑھکر اس طرح وجد مین آ آ کر جھوم رہی ہین کہ انکے وجد کو دیکھ دیکھکر انسان کو بھی خود بخود وجد ہوجائے نقابدار نامدار کو بھی ایک حالت وجد پیدا ہوگئی مگر نظر اٹھاکر جو دیکھتے ہین تو سامنے ایک قصر عالی شان جواہر نگار مرصع کار نظر آتا ہے شعر طاق کسری سے حسن مین وہ دو چند قصر قیصر سے بھی زیادہ بلند تمام قصر نقرۂ مصقول کا پچی کاری ہیرے اور زمرد کی ہوئی مینا وہ کہ مینا ے فلک کو دیکھکر شرم آئے تمام پردے زربفت و کمخواب کے پڑے اور جو جانور ان پردون پر بنے ہوے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب بولے اور اب بولے غرض تخت نقابدار کا سامنے اس بارہ دری کے پہونچا چوبدار نے جاکر ملکہ سے عرض کیا کہ حضور شاہزادۂ عالیوقار تشریف لاتے ہین ادھر تو چوبدار بارہ دری سے پھرا اور ادھر ایک حسینہ تو سو خواصون کے ساتھ نہایت حشم و خدم استقبال نقابدار نامدار کے لیے باہر آئی بس نقابدار کا سامنا ہونا تھا کہ تیر عشق جگر کے پار ہوگیا نقابدار اسکے حسن خداداد کو دیکھکر سہو و محو ہوگئے کہ ایسا حسین آجتک دیکھا نہ سنا وہ حسن خداداد ہے کہ ابیات

جسکا دیکھا نہ آجتک ہمسر + گیسو ہے اس رخ پہ زلف کا سایہ + نور و ظلمت کا ہے یہ ہمسایہ + کیا ہے طاقت لکھے جو چھوٹا بشر
خضر دل کو ہے جادۂ ظلمات + ابرودن کی صفت مین لکھون کیا + ایک جادو ہلال ہین گویا + مانگ ہے رشک موج آب حیات
بس رہتے ہی ہین غیر کمان + مردم چشم سامری سے سوا + نگہ تہر سحر کا لٹکا + ہین وہ دلدوز ناوک مژگان
پھول شبو کا ہے میان چمن + کیا بنا گوش گوش کا ہو بیان + پردۂ قاف مین ہین یہ پریان + بینی و عارض بہت پر فن
فرد آئینہ ہے عذار تسار

دل عارف کی طرح غیر غبار
ابر جیسے شفق پہ ہو چھایا
ٹکڑے کرتے ہین دلکو ہو سوا
یا کہین نور وادی ایمن
لمعۂ برق جسپہ ہو قربان
جو ہو ناخن وہ رشک اختر ہو
ایک دارا ہو ایک اسکندر
موج سنبل بھنور ہو اسمین ناف
جو دکھائی نہ دے لکھین ہم کیا
دیکھکر جسکو ہو دہر وہ حیران
ہنسے رعد پر قہقہے کا خروش

معجزہ ہر بیان مسیحا لب
ہر دہن اسکا غنچہ برگ زبان
نخل قامت کا پھل ہو سیب ذقن
واہ کیا خوشنما ہو وہ شانہ
ہاتھ پردے سے گر نکل آئے
واہ کیا نور کا بنا سینہ
ترک ہندوستان ہین وہ پستان
لکھہ صفت پشت کی تو خاطر خواہ
شاخ بلور ساق کو پایا

کرتے ہین مردہ دل کو زندہ لب
کیون نہ اسپر فدا ہو بلبل جان
جس سے خوشبو ہو حسن کا گلشن
کیسے شانے کو دل کا کاشانہ
پنجۂ مہر اس سے شرمائے
لوح سیمین سے ہو صفا سینہ
سامنا کرتے ہین سر میدان
حسن کی ہو وہ گو پالشت پناہ
نقش پا چاند سا نظر آیا

رنگ مسی کا لب پہ یون آیا
دانت ہین مثل پارۂ الماس
ہو قیامت کی صبح وہ گردن
اسکے بازو کا نور کیا ہو بیان
ایک سے ایک انگلی بہتر ہو
چھاتیان آئین شاہ حسن نظر
بحر کی طرح سے شکم ہو صاف
ہو گران وہ کمر کہ ہو عنقا
تھہ کے کوے ہین ستم کی زبان

خلاصہ یہ کہ ہر انداز و ناز اس قسم کا ہو کہ جسے دیکھکر جان عشاق فدا ہو اشعار

تبسم سے اڑ جائین کلی کے ہوش
ازبس آئنہ سان ہو تن کی صفا
یہ سینے پہ پڑتا ہو عکس آنکھ کا

وہ تڑپ ورد وہ پھڑک ہر ہر عضو مین ہو کہ یہ معلوم ہوتا ہو کہ ہر ہر عضو مین بجلی بھر دی ہو یا تمام جسم برق کے سانچے مین ڈھالا ہو نظم

گرمی ہو عضو مین ایسی کہ نسبت ور جیسا
یاد کرتی ہو سے دہن خر گانکی جھپک
اسے نے غرق ہوا ہو پہ ہو یاقوت ملک
ایک بیک دیکھے اگر راہ تو بجائے جھجک

غرض خرامان خرامان باصد ناز و انداز قریب نقابدار نامدار کے چلی آتی ہو اب نقابدار نے پوچھا کہ یہ جمیلہ کون ہو ایک خاص بردار نے بڑھکر عرض کیا کہ حضور ملکہ نسیم سمتین یہی ہین بس یہ سننا تھا کہ نقابدار فوراً تخت سے کود پڑے اور ادھر ملکہ نسیم سمتین آگے بڑھی صاحب سلامت ہوئی مزاج پرسی ہوئی ملکہ نے کہا کہ حضور چلیے بارہ دری مین استراحت کیجیے نقابدار نے کہا کہ بہتر دونون کے دونون ہاتھ پکڑے ہوے بارہ دری کی طرف چلے اب جو نقابدار نے قریب سے اس بارہ دری کو دیکھا تو دیکھکر ایک تحیر ہو گیا کہ اسکے درون پر یہ مینا اور یہ پچی کاری کسکے ہاتھ سے ہوئی ہو اور کن کاریگرون نے اسے بنایا ہو ان درون کا عکس جو اس نہر کے آب پر صفا مین پڑتا ہو تو ایک عجیب تماشہ بہار معلوم ہوتی ہو الغرض نقابدار اس قصر مین داخل ہوے نظم

عجب بارگاہ معلی اساس
نہ قالین و جازم تہ دبی قیاس
نہ قالین و جازم دران بارگاہ
زمین طعنہ ہیز د بخور رشید و ماہ

ایسی سجی ہوئی بارہ دری اور یہ قصر معلے کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا ہر ہر درجہ مین تمام اسباب عیش و عشرت کے مہیا ہو ہر مقام پر شیشہ آلات لگا ہوا ساری بارہ دری مین آئینہ بندی کی ہوئی اسطرح کہ جیسے دیوارین حلبی شیشون کی بنائی ہین اشعار

اتنے تھے کہ باغ جو ہر تھا
اور وہ دیوار گیر نون پہ بہا
فلک انجمن کے تارے تھے

بے تکلف دل سکندر تھا
کہیئے پستان شاہد دیوار
یا کلس عرش کے اتارے تھے

جو کھٹے شاب کوہ طور کے تھے
اسطرح کے چڑھے ہوے تھے گلاس

جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
جس سے شرمائے ساغ الماس

غرض اس قسم کی سجاوٹ اور بناوٹ تھی کہ بے اختیار قدرت صانع حقیقی یاد آتی تھی ہر ہر در و دیوار پر اس طرح کے نقش و نگار بنے ہوے تھے کہ اگر نقاش چین ام سے ایکبار دیکھ لین تو اپنی ساری صنعت بھولکر معترف عجز ہون سبحان اللہ وبحمدہ صل علی محمد وآل محمد ہر ہر جگہ فرش سفید چاندنی کا کیا ہوا اور اسپر بادلے کلکہ کیسا عمدہ کام کیا ہوا زربفت اور کمخواب کے حاشئے اسپر لگے ہوے اور ہر ہر درجے مین مسند سفید بچھی ہوئی اور اسپر موتیون کی جھالر لگی ہوئی کہ جیسے آفتاب بساط آسمان پر غرض کس سے مدح و ثنا اس قصر کی بیان ہو سکے اور کون مصور اس بارہ دری کی تصویر کھینچے کہ جسے دیکھکر مانی و بہزاد سر بہ گریبان حیرت ہو جائین جل جلالہ وجل شانہ خلاصہ اینکہ ملکہ نسیم سمتین نے نقابدار عالی وقار کو ایک خاص درجے مین مسند شاہانہ پر لاکے بٹھایا اور خود سامنے نقابدار کے آ کے بیٹھی اب

نقابدار کی یہ کیفیت ہی کہ ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہین کہ خدا کی خدائی مین ایسے سین بھی پڑے ہوے ہین کہ جنھین دیکھ دیکھکر بھوک پیاس جاتی ہی گویا حق سبحانہ و تعالی نے اپنے دست قدرت خاص سے بنایا ہی وہ حسن اور وہ چمک دمک کہ مثل شپرہ کے آنکھ بند ہوئی جاتی ہی اور وہ حسینہ نہایت شرم و حجاب اور ناز و انداز سے باصد کرشمہ و ناز سر جھکائے ہوے بیٹھی ہی اور کبھی نیچی نیچی نظرون سے نقابدار کی جانب دیکھتی ہی اور کبھی چھپی چھپی نظرون سے سر اُٹھا کر نقابدار سے کہتی ہی کہ مہربان اچھی طرح بیٹھے ایک تو نقابدار نامدار اُسکے تیر حسن سے گھائل ہو ہی چکے تھے دوسرے اُس ناز و انداز کی باتون نے اور بھی دل کو لبھا لیا اور اُسکے حسن ملیح کا گرویدہ بنایا نقابدار نے ارشاد کیا کہ اے ملکہ اگر ہمین تمنے مہمان اپنا کیا ہی تو چار آنکھ کرکے باتین کرو کچھ اپنی کہو کچھ ہماری سنو کیونکہ ہم اسی شب کی شب یہان قیام کرینگے پھر معلوم نہین کب ملاقات میسر ہوگی معلوم نہین کیا کیا آلام اُٹھا کر یہان تک آئے ہین ایک ذرا دل بہلے اور کچھ تو رنج و فکر ٹلے یہ کہکر ملکہ کو ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھا لیا اب تو ملکہ کا بھی مقصود دل گویا حاصل ہوگیا نہایت ہی ناز سے اُٹھکر نقابدار کے برابر آکے بیٹھی اور حکم دیا کہ طائفے اور گائنین آکر حاضر ہون اور مجرا کرین بمجرد حکم کے گائنین و طائفے آنا شروع ہو گئے ملکہ نے کہا اے نقابدار نامدار جس دن سے مین اس باغ مین آئی ہون اس حرامزادے خار خار بن خاکسار جادو کی قید مین پھنسی ہون اُس دن سے آج آپکے تصدق مین خوش و مسرور ہوکر بیٹھی ہون اور خوشی سے آج ناچ دیکھونگی الغرض سب گائنین آکر حاضر ہوئین وہ بھی ایسی گرما گرم اور حسینان ملیح کہ جنکی مدحت مین زبان قاصر ہی اشعار

وہ ترنگین بلا جوانی کی	ایک ایک انمین شوخ دیدہ تھی	پردہ ناموس کا دریدہ تھی	وہ امنگین بلا جوانی کی
رشک ناہید و غیرت بلقیس	ایسی بجین ایسی گرما گرم	برق و سیماب کو بھی آئے شرم	نور کی صورتین مزاج نفیس
نور تھی کوئی تو پری کوئی	چور ہر ماہ پارہ مستی مین	محو و بیہوش خود پرستی مین	کوئی گوری تو سانولی کوئی
بھولی بھولی وہ لاڈلی باتین	ایک ایک انمین قاتل عالم	اور وہ اُٹھتی جوانی کا عالم	دل لبھانے کی یاد سب گھاتین
شوخ مو باف کوئی ڈالے ہوے	وہ چھلاوے کی طرح سے چنچل	ترچھا انداز چال مین چھل بل	پٹیان اپنی کوئی نکالے ہوے
جیسے بنگلا بنا تھا چٹکی کا	گاج کی پہنے تھی کوئی محرم	ہاتھ جس سے کبھی نہو محرم	کوئی لاہی کی پہنے تھی انگیا
کھیلتی تھی شکار ٹٹی کی آڑ	سب کی سب مست بادۂ جوش	کوئی گلپیرہن کوئی گلپوش	ایک ایک انمین تھی غضب کی کھلاڑ

نقابدار نامدار اور ملکہ تسلیمین کو نہایت ناز و انداز سے سلام کیا ملکہ نے اشارہ کیا کہ ناچ شروع ہو سازندون نے ساز ملائے کہ بائین کی گمک آسمان کو جانے لگی روڑا سارنگی کا کھینچنے لگا ہر قسم کا راگ مالا بجنے لگا ایک پریزاد گائن اُسمین سے اُٹھی اور گھنگرو باندھکر پیشواز پہنکر ناچنا شروع کیا اور گت ناچنے لگی ابیات

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا	وجد کرنے لگا تدرو ادا	کچھ نئے ہاتھ وہ نکالتی تھی	دل کو ہر بار جیسے ڈالتی تھی
کبھی سارا بدن وہ مٹکانا	کبھی دامن سنبھالتے جانا	کبھی غمزے سے مسکرا دینا	کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
وہ کلائی مین شاخ گل کی لچک	ابھرے سینے کی بھی وہ قہر مسک	مثل طاؤس ایسی مست بنی	چوٹی ایڑی سے لگ گئی اسکی
حلقۂ دست جب ہوا بالا	بندھ گیا گرد ماہ کے ہالا	سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل	ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
ناز سے سر پہ جبکہ رکھا ہاتھ	اہل محفل کو تھا سروہی کا ہاتھ	جسکو تیوری بدل کے تبلایا	وہین تیورا کے اسکو غش آیا
جسکی جانب تبا کے سسکی لی	جان اُسنے سسک سسک کر دی	تیر مارا جدھر نظر پلٹی	مسکرائی تو گر پڑی بجلی

اسطرح ناچی کہ ملکہ اور نقابدار دونون محو نظارہ ہوگئے اور ہوش و حواس بجا نہ رہے تھوڑی دیر کے بعد نقابدار نے ارشاد کیا کہ آپ بیٹھ کر گاؤ وہ تسلیم کر کے بیٹھ گئی سازندون نے پھر ساز ملائے اور اُسنے گانا شروع کیا نظم

			گائی اُس ٹھاٹھ سے دھو پچھال
راگ کو مثل صوفی آگیا حال	بار بد شرم سے چھپا تہ خاک	کیا ناہید نے کفن کو چاک	گنج مرقد مین تانسین کی روح

تڑپی مانند طائر مذبوح ٹک
ترکیب اُسکے کمال کو پہونچے
صاف صندوقچہ تھا ارگن کا
لحن داؤد اُسکا تھا دم ساز
ڈبڈبا آئی چشم ساغر کی
بول اُٹھے طائران نقش و نگار

ایسا باندھا تھا اُسنے سُر اونچا
زیر بمگیرہ راگ رنگ ہوا
کس غضب کی سُریلی تھی آواز
ہوگئی چشم ساز گوہر بار
لب تصویر پر تھی شور آہ
جبکہ لیتی تھی نور کی کوئی تان

داد دیتی تھی چرخ پر زہرہ
دف لیے مہ فلک پہ دنگ ہوا
ساز در پردہ اُس سے کرتا تھا
بن گئے تار آنسوؤن کے تار
شعلۂ شمع کی زبان پہ داد
ڈھاڑی کہتے تھے ای علی کی امان

تولی چرخ لاکھ دون کی لے
کیا ہی اُسکا گلا تھا جوبن کا
ہی بجا گر کہون اُسے اعجاز
شیشۂ می کو لگ گئی ہچکی
ہوگئے مست سب در و دیوار

ایسا گائی کہ نقابدار اور گر

دونون بیخود ہوگئے بعد اُسکے اور گانین اپنی اپنی باری اپنے موقع پر نہایت نازو انداز سے گائین کہ نقابدار نے اُس قسم کا رقص کم دیکھا تھا جب صحبت برخاست ہوئی تخلیہ ہوا ملکہ نے نقابدار کا ہاتھ پکڑ لیا اور بارہ دری کے باہر آئی اور بیچ کے در مین دو کرسیان بچھوائین ملازمین کو حکم دیا کہ آپ سب اپنے اپنے مقام پر جائین اور ایک تھوڑی دیر آرام کرین ملازم سب اپنی اپنی طرف چلے گئے کنارے نہر کے سب اسباب مینوشی تو پہلے ہی سے مہیا تھا ملکہ نسیم سمتین نے ایک جام نقابدار کو بھر کے دیا اور ایک جام خود پیا اور اُٹھکر نقابدار کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے نقابدار تو پہلے ہی اسکے دلدادہ ہو چکے تھے نقابدار نے بھی اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دست درازی ہونے لگی لیکن نقابدار نے وہ جام ملکہ کے ہاتھ سے تو لے لیا مگر ایک میز جو برابر رکھی ہوئی تھی اُسپر رکھ دیا اور کہنے لگے کہ ای ملکہ مین نے بھی جب سے تمھین دیکھا ہی مجھکو بھی ایک قسم کا تعشق ہوگیا ہی اور مین خود تمھارے وصل کا مشتاق ہون لیکن یہ امر تقبیل ایمان پر منحصر ہی جبتک تم ایمان نہ لاؤ گی یہ امر ہرگز وقوع پذیر نہو گا مگر خیر اسوقت تو ہنگام مینوشی ہی پھر دوسرے وقت ہمارے تمھارے یہ امور حل ہونگے یہ باتین سُنکر اب جو ملکہ نے دیکھا تو وہ جام شراب گلرنگ اُسی طرح رکھا ہوا ہی ملکہ نے اُٹھکر وہ جام اپنے ہاتھ مین اُٹھا لیا اور کہنے لگی کہ واہ ای نقابدار یہ طرز محبت نہین ہی ہمین کو پیٹے اگر یہ جام ہمارے ہاتھ سے نہ پیے اُسکی ان باتون پر نقابدار بھی کچھ پگھل گئے اور چاہتے تھے کہ وہ جام اُسکے ہاتھ سے پی لین کہ دفعۃً نظر جو نقابدار کی اُٹھی تو دیکھتے کیا ہین کہ وہی طوطی ایک درخت پر بیٹھی ہوئی ہی جیسے ہی اُس طوطی کی نظر نقابدار سے دوچار ہوئی کہ اُس طوطی نے وہین سے نقابدار نامدار کو آواز دی کہ ہشیار خبردار ای نقابدار عالی وقار ہرگز یہ جام نہ پینا کہ جام طلسم ہی اور یہ سارا مکان و باغ سحر کا ہی خبردار ہوجیے ای نقابدار یہ عورت اُسی ساحر کی بیٹی ہی کہ جسکو آپ ابھی قتل کر چکے ہین دیکھیے لوح سے ہشیار ہوجیے ایسا نہو کہ لوح ہاتھ سے جاتی رہے تو پھر ساری کی کرائی محنت و جانفشانی خاک مین مل جائے اگر لوح آپ کے ہاتھ سے چھن گئی تو پھر کچھ بنائے نہ بن پڑیگی اور ہاتھ ملتے رہ جایئے گا دیکھیے سنبھلیے اِس جام کو ہاتھ سے پھینکیے اور اپنے سامان کو دست کرکے راہ لیجیے اللہ اکبر آپ لوح سے بھی غافل ہوگئے یہ سُننا تھا کہ نقابدار نامدار نے وہ جام ہاتھ سے پھینک دیا اور فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے کہنے لگے کہ او بدبخت مجکو دام تزویر مین پھنسایا چاہتی تھی اری تیرے دام مین اور ہی کوئی پھنسیگا نقابدار کا اُٹھنا تھا اور لوح کو دیکھنا تھا کہ فوراً وہ ملکہ دھڑ سے کرسی پر گری اور گرکے فوراً ایک بہری کی قطع پر متشکل ہوکے اُس طوطی کے پیچھے لپکی اُسکا لپکنا تھا کہ وہ طوطی بھی اُس درخت پر سے اُڑی اور اُڑ کے دوسرے درخت پر جا بیٹھی یہ بہری بھی وہان پہونچی یہ طوطی اُڑ کے قصر کے اندر چلی گئی وہ بہری بھی اُس بارہ دری کے اندر چلی گئی غرض جہان جہان وہ طوطی جاتی تھی وہان وہان یہ بہری بھی اسطرح لپکتی ہوئی جاتی تھی کہ اگر پاجائے تو اُس طوطی کا ایک ہی لقمہ کر جائے وہ طوطی کہنے لگی کہ ای نقابدار یہ طوطی تمپر اپنی جان فدا کرتی ہی مگر یاد رکھنا کہ تمھاری محبت اور الفت مین میری جان پر بنتی ہی اگر مین تمھین اسی راز سے آگاہ نہ کرتی اور پھنس جانے کا خیال نہ کرتی تو کاہیکو گرفتار بلا ہوتی اور آنکھون سے طوطی کی آنسو ٹپک کے نقابدار پر گرے اُسکے آنسو گرنے پر نقابدار بھی آبدیدہ ہوگئے

اور وہ طوطی نقابدار نامدار کی پشت پر آ کر گری نقابدار نے اُس طوطی کو اُٹھا کر اپنے دامن مین چھپا لیا اور لوح اُس بہری کی طرف اُٹھائی کہ اُس لوح کے سامنے ہوتے ہی بہری گری اور بشکل اژدر شکل ہو گئے نقابدار کی طرف لپکی اژدہا کہ نقابدار پر حملہ کرے اب جو نقابدار لوح کو دیکھتے ہین تو دیکھا کہ صاف لکھا ہوا ہی کہ اے نقابدار نامدار جب تجکو یہ واقعہ پیش آئے اور وہ بہری بشکل اژدر شکل ہو جائے تو ہرگز ہرگز خوف و ہراس نہ کرنا اور مطلق نہ ڈرنا بلکہ اِن اسماے معظم کو پڑھنا شروع کرنا اور اپنے تیغے پر دم کر کے دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑ کے یا علیؑ ولی کہکے مارنا وہ اژدر فوراً ہلاک ہو جائیگا پس یہ دیکھکر نقابدار عالی وقار نے وہ اسما پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو اُس تیغہ پر دم کر کے تیغے کا جو ایک ہاتھ یا علیؑ ولی کہکر اس اژدر کے مارا تو برابر دو حصے کر دیئے اُسکا مرنا تھا کہ ایک شعلہ آگ کا بلند ہوا کہ اُسنے اس قصر اور باغ کو بالکل سوختہ کر دیا اور بگولے اور تتق خاک کے اُڑنا شروع ہوے اور ایک آواز ہولناک بڑے زور و شور سے پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من ساحرہ شبرنگ شرارہ بنت خارخار بن خاکسار جادو بود و نبود اُسکے جب بگولے اور تتق خاک کے اپنی جگہ بیٹھ گئے تو اب جو دیکھتے ہین تو وہ طوطی اور وہ لوح اور وہ تیغہ سب انکے پاس حاضر و موجود ہی نہ وہ باغ ہی نہ قصر نہ وہ درخت ہین نہ نہر نہ وہ چوبدار نہ وہ خاصبردار نہ مہربان نہ تخت کسی چیز کا پتا نہین ہی سب غائب ہو گئے اب فقط نقابدار نامدار ہین اور وہ طوطی و تیغہ اور لوح انکے پاس ہی اکیلے کھڑے ہوے ہین اور ایک صحراے وسیع ہی کہ جہانتک نظر کرتے ہین سواے میدان کے کچھ نظر نہین آتا معلوم ہوتا ہی کہ یہ سارا سامان سحر کا تھا اور وہ گائین سحر کی پتلیان تھین اور وہ سب ملازم سحر کے پتلے تھے اب نقابدار نامدار نے جو لوح کو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم بعد اس واقعے کے تو اُس صحرا کی داہنی جانب جانا جاتے جاتے تجکو ایک میدان وسیع پُر فزا سبزہ زار ملیگا تو سیدہا منہ اُٹھائے ہوے چلا جانا جاتے جاتے تجکو ایک کوہ زمردین ملیگا تو تو یہ اسماے الٰہی پڑھکر ایک ڈھاک کا پتا توڑ کر اُسپر دونون پانون جما کر کھڑا ہونا بقدرت خدا وہ پتا تجکو اُڑا کر اُس پہاڑ پر پہونچا دیگا اور جب تو اُس پہاڑ پر پہونچیگا تو ایک پندرہ سولہ لڑکے ایک تخت پُر تکلف پر بیٹھے ہونگے اور بیچ مین اُنکے ایک لڑکا نہایت حسین و خوبصورت جلوہ گر ہوگا پیشانی پر اُسکی ایک خال سیاہ ہوگا اور ایک زمرد کے پیالے مین صابون کا پانی بھرا ہوگا اور ایک نے بلورین منہ مین لیے ہوے بلبلہ چھوڑتا ہوگا اور جب وہ حباب بہت سے ہو جائینگے تو بالاے ہوا باہم لڑ کر ٹوٹ جائینگے اور اُن حبابون مین سے نہایت حسین و خوبصورت پریان پیدا ہونگی اور بالاے ہوا باہم لڑینگی اور وہ لڑکا یہ تماشا دیکھ دیکھکر قہقہہ ماریگا اور خوش ہوگا اور جو لڑکے اور ہونگے وہ بھی ہنسینگے جب وہ لڑکے تجکو دیکھینگے تو نہایت مہیب آواز سے مار باش کی بلند کرینگے مگر تو ہراسان نہونا اُس طفل حسین کے آگے بڑھا چلا جانا جب وہ لڑکا تجکو اپنی جانب آتے دیکھیگا تو تیغہ پکڑ کے تیری جانب دوڑیگا تو بےخوف و خطر تیر چلہ کمان مین جوڑ کر اُسکی پیشانی کا خال تاک کے مارنا اگر تیرا تیر اُسکے بیچو بیچ خال پر پڑ گیا تو تو اچھا ہی اور اگر نشانہ تیرا خطا کر گیا تو نقصان دھرا ہوا ہی بیشک خطا پائیگا دیکھ خبردار بہت ہوشیاری سے کام کرنا چوکنا نہین الغرض نقابدار یہ حال دیکھکر اُس صحرا سے آگے بڑھے اُس صحرا کی داہنی جانب چلتے چلتے تھوڑی دور کے بعد ایک پُر فزا اور طرب خیز نہایت وسیع صحراے سبزہ زار ملا کہ جسے دیکھکر نقابدار کی آنکھون مین طراوت اور قلب مین سکون پیدا ہوا کیسی ہری ہری گھانس جمی ہوئی ہی اور قریب چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کے سلسلے اور چشمون سے پانی روان ہی ایک عجیب بہار اور سرور کی جگہ ہی کہ سبحان اللہ و بحمدہ اور سامنے ایک نہایت بلند کوہ زمردین ہی کہ جسکی چمک سے آنکھون مین چکاچوند آئی جاتی ہی غرض نقابدار نامدار نے موافق تحریر لوح ایک بڑا سا پتا ڈھاک کا توڑ کر اُسپر دونون پانون جما کر وہ اسماے الٰہی پڑھنا شروع کیے جب نقابدار نامدار اُن اسما کو پڑھ چکے تو خود بخود وہ پتا بقدرت خدا حرکت مین آیا اُس پتے کا حرکت کرنا تھا کہ بڑے زور و شور سے ہوا چلی اور وہ پتا اُٹھا نقابدار بھی اُس پتے پر دونون پانون

جملے اُڑے ہوے چلے جاتے ہین اور وہ بلند ہوتا جاتا ہی تا اینکہ نقابدار عالی وقار اُس پہاڑ پر پہونچے جاکر کیا دیکھتے ہین کہ اُس پہاڑ پر عجیب بہار طرب خیز ہی میوہ دار درخت بار دار کھڑے ہوے ہین نہر مصفا جاری ہی کہ سیان بچھی ہوئی ہین گرداگرد اُس نہر کے صحرائی پھول نہایت ہی خوش وضع لگے ہوے ہین اور سامنے اُس نہر کے ایک تخت نہایت ہی پُر تکلف بچھا ہوا ہی اور ایک لڑکا حسین و خوبصورت نکھ سکھ سے درست **نظم**

تھی جبین اُسکی غیرت خورشید — جس سے روشن تھا خانۂ امید
زلف تھی اُسکی مثل مار سیاہ — جسکو کاٹا ہوا وہ جی سے تباہ
اُسکے دندان تھے گوہر نایاب — روبرو اُسکے ہی گہر بے آب
کف دست اُسکے مثل بدر منیر — بلکہ بدر اُسکے آگے عشر عشیر
ہنسنا اُسکا غضب خرام بلا — شوخی و دلبری تمام بلا
دیکھکر اُسکے سرو قد کی پھبن — پا بگل سرو ہو گیا یہ چمن
اُسکے ابرو کمان تھے مژگان تیر — دل عشاق تھے جہان نخچیر
کیا منور تھے اُسکے رخسارے — مطلع نور کے تھے مہ پارے
چاہ غبغب کا تھا وہان پیدا — ڈوبتا اُسمین تھا دل شیدا
تھی کمر اُسکی وہم بلکہ گمان — ہو جو ین دیکھا اُسکا وصف کمان
دیگر جمالے داشت از حد بشر دو — ندیدہ از پری نشنیدہ از حور

ایک مسند زرتار پر نہایت ہی ناز و انداز سے بیٹھا ہوا ہی اور ایک خال سیاہ اُسکی پیشانی پر ایسا حسن دے رہا ہی کہ واہ وا واہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ خُود دل عشاق سمٹ کر ایک جا جمع ہو گیا ہی اور ایک پندرہ سولہ لڑکے چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کے گورے گورے گرداگرد اُس طفل حسین کے بیٹھے ہوے ہین باتین طرح طرح کی ہو رہی ہین وہ طفل حسین بھی ہنس رہا ہی وہ لڑکے بھی قہقہے مار رہے ہین کچھ راگ مالے رکھے ہوے ہین چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہی ایک عجیب طرح کی صحبت ہی عجیب قسم کا سمان ہی کہ نقابدار کے بھی دل مین یہ بات مرتکز ہونے لگی کہ کیونکر اس صحبت عشرت مین جاکر شریک ہوجاؤن اور اپنا دل بہلاؤن پھر خیال آگیا کہ اے نقابدار یہ خیال بد کردار کس قسم کا ہی اس خیال خام سے باز آ دیکھ کیا کرتا ہی اور یہ کہکے سامنے اس تخت کے بڑھے اب جاکر کیا تماشا دیکھتے ہین کہ زمرد کے پیالے مین صابون کا پانی بھرا ہوا ہی بلور کی نَے ہاتھ مین ہی بلبلے چھوڑ رہا ہی اور وہ حباب بالائے ہوا جب بہت سے جمع ہوجاتے ہین تو باہم ٹکرا کر ٹوٹ جاتے ہین اور اُنمین سے نہایت حسین و خوبصورت پریان پیدا ہوتی ہین اور باہم بالائے ہوا لڑتی ہین یہ طفل حسین اور وہ سب لڑکے ہنستے ہین اور قہقہے مارتے ہین نقابدار نامدار یہ تماشا کھڑے دیکھ رہے تھے کہ دفعتہً اُن لڑکون کی نظر جو اُس طفل حسین کے گرداگرد بیٹھے ہوے تھے نقابدار نامدار پر پڑگئی ایک مرتبہ وہ سبکے سب آواز باش باش بلند کرکے اُٹھ کھڑے ہوے کہ کہان جاتا ہی ٹھہر ارہ اب اسیر طلسم ہوگیا قضا تیری یہان لائی ہی لیکن نقابدار بخوف اُس طفل حسین کی طرف چلے کہ وہ لڑکا بھی نقابدار نامدار کی طرف چلا اور چاہا کہ تیغہ پکڑکے نقابدار پر حملہ کرے اور تیغے پر ہاتھ رکھ کے نقابدار کی طرف لپکا کہ فوراً نقابدار نامدار نے تیر چلۂ کمان مین رکھکر اُسکی پیشانی کے خال کو تاک کر اس زور سے مارا کہ عین پیشانی کے خال پر پڑا تیر کے پڑتے ہی وہ لڑکا تخت کے نیچے گرا اُسکا تخت سے گرنا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ اے کمبخت کہان جاتا ہی ٹھہر تو جا اور وہ تمام پریان شعلہ ہا آتشین منہ سے چھوڑتی ہوئی نقابدار کی طرف لپکین اور ایک تاریکی پیدا ہونی شروع ہوئی اب نقابدار حیران ہوے کہ کیا کرین اور کیا نہ کرین فوراً لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ جب تو اُس لڑکے کو مار چکے اور پریان تیری طرف شعلہ ہا آتشین چھوڑتی ہوئی دوڑین اور ظلمت پیدا ہو تو یہ اسمار پڑھکر اُس تاریکی کی طرف پھونک دینا وہ ظلمت رفع ہوجا یگی اور بلا دفع ہوجائیگی پس فوراً وہ اسمار پڑھکر نقابدار نے اُس ظلمت کی طرف پھونک دیا اُن اسمار کا دم کرنا تھا کہ وہ ظلمت رفع ہونا شروع ہوئی اور اُسکے بر سارے تدبیر بھولکر یہ آواز دینے لگے مارا جوان گشتی ہم من حباب جادو بود رفتہ رفتہ وہ ظلمت سب رفع ہوئی جب وہ تاریکی دفع ہوئی تو اب نقابدار کیا دیکھتے ہین کہ نہ وہ پہاڑ ہی نہ صحرا ہی نہ وہ تخت ہی نہ مجمع طفلان بلکہ ایک میدان وسیع ہی اور ایک بڑا عظیم الشان قلعہ نہایت مستحکم اور زبردست سامنے معلوم ہوتا ہی

اور اُس قلعے سے ایسی جلالت اور رعب ساطع ہو کہ نقابدار سے بہادر وجرار کے حواس باختہ ہوگئے لوح کو جو اُٹھا کر دیکھتے ہین تو اُسمین لکھا تھا کہ ای نقابدار نامدار ہوشیار ہو کہ یہ حباب جادو تھا جو بقدرت خدا تیرے ہاتھ سے مارا گیا اور یہ قلعہ طلسمی محشر جادو کا ہی حباب جادو کے مارے جانے کی خبر محشر جادو کے بیردن نے اُسے پہونچا دی ہی اب وہ تیرے مقابلہ کو ہزار ساحرون سے نکلیگا خبردار گھبرانا نہین اور ہراسان نہونا جو ایک ساحر تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو اُسکے خون سے دس ساحر پیدا ہونگے تو کسی طرح کا خوف نہ کرنا اور لڑتا بھڑتا مارتا پیٹتا محشر جادو کے قریب پہونچ جانا اور جاکر قریب محشر جادو کے کھڑا ہونا اور یہ لوح طلسم جو تیرے پاس ہی وہ اُسکے سامنے ڈال دینا اور کہنا کہ ای محشر جادو اگر تم مجھسے صرف اس لوح کے لیے اسقدر جنگ وجدل کرتے ہو تو لوح حاضر ہی بسم اللہ لو مجھے اس سے کوئی کام نہین ہی بلکہ اگر تمھاری مرضی اس امر مین ہو کہ مین تمھارے ساتھ رہون تو مین اسمین بھی موجود ہون تمھارے ہمراہ چلون ای نقابدار جب تم لوح اُسکے سامنے ڈال دوگے تو وہ علامتین جتنی ہونگی سب برطرف ہوجاینگی اور پھر سحر اُسکا تم پر کارگر نہوگا جب سب علامات سحر کے برطرف ہوجائین تو تیغہ اپنا دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑ کے بیچونبیچ جوڑے پر مارنا کہ وہ برابر دو حصے ہوجائیگا اور اگر تمھارے تیغے نے خطا کی اور بیچونبیچ جوڑے پر نہ پڑا تو یاد رکھنا کہ معرکۂ قیامت خیز برپا ہوجائیگا اور تم اسیر طلسم ہوجاؤگے یہ حال نقابدار نے اُس لوح مین ملاحظہ کر کے اُسے اپنے پاس رکھا اور نظر اونچی کر کے جو دیکھتے ہین تو دیکھا کہ ایک نہایت پرہیبت اور مہیب لشکر ساحرون کا چلا آتا ہی شعلے آگ کے مُنھ سے نکل رہے ہین تیغ آتشین گرز ہاتھون مین لیے ہوے اژدہا پشت نہنگ کاندھون پر رکھے ہوے سیندور کے قشقے پیشانیون پر لگے ہوے لوہے کے کپڑے پہنے ہوے مُنھ پر مٹی ملے ہوے زرد وزرد آنکھین چیختے ڈکارتے آواز باش باش ماندی تابدو قیامت انجاماندی بلند کرتے ہوے قریب آگئے نقابدار نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار ساحر سے کچھ زیادہ ہی ساحر ہین اور سب کے آگے آگے محشر جادو بڑے کبر و نخوت سے چلا آتا ہی اور قریب نقابدار کے آکر ایک نعرہ مارا کہ بگیرید نقابدار را بگیرید اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ دفعتہ دو ہزار ساحر نقابدار پر گرپڑے اور حملہ ہاے ترسول وپنسول کرنا شروع کیے مگر بہ برکت اُس لوح کے کوئی حملہ اُنپر متاثر نہوا اور نقابدار نے جو تیغہ پکڑ کے وار کرنا شروع کیا تو ایک ایک ہاتھ مین دس دس گرنا شروع ہوگئے مگر جو ساحر زمین پر گرتا ہی اُس ساحر کے خون سے دس دس ساحر اور پیدا ہوجاتے ہین خلاصہ اینکہ جیسا اُس لوح مین لکھا تھا کہ تو اسپر ظفریاب نہوسکیگا ویسا ہی نظر آیا کہ نقابدار نامدار اُس فوج ساحران کو چیرتے پھاڑتے ہوے اُس ساحر نابکار محشر جادو کی طرف چلے ہرچند وہ ساحر وار کرتے تھے لیکن بہ برکت لوح اُنپر کوئی حربہ اثر نہ کرتا تھا اور بہ برکت لوح صحیح وسالم اُن ساحرون کو چیرتے پھاڑتے محشر جادو کے قریب چلے جاتے ہین کہ بعد چند منٹ کے قریب محشر جادو کے پہونچے جیسے ہی متصل اُسکے پہونچے کہ محشر جادو نے ایک وار گرز آتشین کا اُنپر کیا اُس وار کو نقابدار نامدار نے فن سپاہگری خالی دے کر محشر جادو سے کہا کہ ای محشر جادو پہلے تم میری دو باتین سُن لو بعد اُسکے جو تمھارا جی چاہیگا میرا حال کرنا مین تو خود تمھارے پاس چلا آتا ہون یہ کہکر لوح اُسکے سامنے پھینک دی اور کہنے لگے کہ سنو ای محشر جادو اگر تم مجھسے اس لوح کے لیے لڑتے ہو تو مین نے یہ لوح حاضر کر دی بسم اللہ اُٹھا لو اور اگر تمھاری یہ مرضی ہو کہ مین تمھارے ساتھ ہو لون تو اسمین بھی مجھے عذر نہین ہی مین تمھارے ساتھ ہون تم کیون اسقدر بیخود ہوگئے اور مجھ ایک متنفس کے لیے اسقدر فوج زبردست لیکر نکل آئے مین ہرگز تمھارا مقابلہ نہین کرسکتا کچھ اس قسم کی باتین نقابدار نے کین کہ محشر جادو بھی سننے لگا یہ باتین سنتے سنتے محشر جادو کی نظر جو اُس لوح پر پڑ گئی تو ساری شیخی بکاجی بھول گئے اور وہ سب سحر وساحری دریابرد ہوگئی ساری حقیقت ساحری دماغ سے رفو چکر ہوگئی اب جو نقابدار پر سحر کرتے ہین تو وہ اُلٹ پلٹ کر میان محشر ہی کے

سر پر جاتا ہی نقابدار پر کوئی چیز اثر نہین کرتی بس یہ حالت جو محشر جادو نے دیکھی اپنے ساحرون کے تئین آواز دی کہ لینا اس
جوان کو یہ تو کچھ مجھسے بھی زیادہ تر لانباچوڑا ساحر معلوم ہوتا ہی بس یہ آواز سنتے ہی تمام ساحر نقابدار پر ٹوٹ پڑے پر نگ
جو نقابدار نے دیکھا تو فوراً اُس لوح کو ہاتھ مین اُٹھا لیا اور چارطرف اُسکو پھرانا شروع کیا جسکی آنکھ اُس لوح پر پڑ گئی
سارا سحر بھول گیا غرض جتنے ساحر تھے اُن سب کے سحر بیکار ہو گئے اور کوئی بات کارگر نہوئی بس جیسے ہی یہ حال نقابدار
نے دیکھا فوراً تیغہ سلیمانی کو یا علی ولی کہکر بیچوں بیچ جوڑے پر جو بھر پور تاک کر ہاتھ مارا تو از سر تا ناخن پا برابر دو حصے کر دیئے
بس اُسکا مارا جانا تھا کہ ایک شور و غل برپا ہوا اور اُسکے ہر ساری تدبیر بھولکر چلانے لگے کہ مارا جوان گشتی نام من محشر جادو بود
اور ایک ہنگامۂ قیامت انگیز برپا ہوا تمام ساحر جلنے لگے یہانتک کہ جلتے جلتے سوا ے خاک سیاہ کے ڈھیر کے اور کوئی شے معلوم
ہوتی تھی گرد و غبار انتہا سے زیادہ اُٹھا بگولے اور تق گرد کے بے انتہا اُٹھے جب وہ بہ برکت اُس لوح اور ورد اسماے الٰہی کے
برطرف ہوے تو اب میدان صاف ہوا نقابدار نے جو اُس لوح کو دیکھا تو اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای نقابدار بڑا معرکہ تو نے سر
کیا سارے بدن کی سوئیان نکل گئی ہین فقط آنکھون کی سوئیان باقی ہین ای نقابدار نامدار اس قلعے کے اندر چلا جا اور جس جگہ
محشر جادو کا تخت شاہی رکھا ہوا ہی اُسکے نیچے ایک تہ خانہ ہی اُس تہ خانے کے اندر چلا جانا ایک جوگی تجکو ملیگا کہ نہایت کبر و تبختر سے
ایک پتھر کی چوکی پر بیٹھا ہوا اور سامنے آتشگے چھت مین اُس تہ خانے کی ایک دو پنجرے لٹکے ہونگے ای نقابدار نامدار وہ دونون
جانور خوش رنگ جو اُن پنجرون مین بند ہونگے وہ وہی عاشق و معشوق ہین کہ باہم گلے ملکر آتش عشق سے جلکر خاک ہو گئے تھے
اور اُنکے نشان دہندہ وہ دونون درخت پیدا ہوے ہین جو تمکو باہم چسپیدہ ملے تھے پس جب تو اُس جوگی کو ماریگا تو وہ جانور
بشکل اصلی مشکل ہو جائینگے کہ ایک کا نام ماہ رخ پری ہی اور وہ معشوق دلفریب جسپر ماہ رخ پری عاشق ہوئی تھی سلطان
غیاث الدین ہی اُن دونون کو باہر نکال لینا الغرض نقابدار نامدار یہ حال فرحت اشتمال لوح مین دیکھکر آگے بڑھتے
ہین تو دیکھتے کیا ہین کہ وہ طوطی بھی بہ ہئیت اصلی مشکل ہو کے اُنکے ساتھ ہولی نقابدار نے اُس سے استفسار حال کیا
اُسنے بیان کیا کہ ای نقابدار اُسی محشر جادو نے مجھے اس حالت پر کیا تھا جب وہ مرا تو اُسکا سحر بھی برطرف ہوا اب مجھے ہئیت
اصلی عنایت ہوئی اب مین آپ کے ساتھ ہون جہان جایے چلیے نقابدار نے کہا کہ اب اُن دونون عاشق و معشوق مبتلاے
بلاے اسیری کی رہائی کو چلتے ہین وہ بھی اُنکے ہمراہ ہوئی یہ اندر قلعے کے داخل ہوے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ باہر سے
اس قلعے کی کیا ہیئت تھی جو یہ اندر ہی محشر جادو کے مرنے کے بعد بھی یہ کیفیت ہی کہ یہ ثابت ہوتا ہی کہ ہزارہا ساحر پیچھے دوڑے
چلے آتے ہین غرض نقابدار نے اُس تخت کو ڈھونڈھا اور قریب اُس تخت کے گئے وہان جاکر جو دیکھا تو ایک چار جوگی
لنگوٹین چھوڑے ہوے لوہے کے بڑے بڑے دست اپنے ہاتھون مین لیے تونبیان آگے رکھے ہوے زرد زرد آنکھین ملتانی
مٹی منہ پر ملے ہوے چارون کونون پر تخت کے بیٹھے ہوے ہین نقابدار کو دیکھتے ہی سب کے سب نقابدار کی طرف دوڑے
نقابدار نے فوراً لوح کو نکال کر دیکھا لکھا تھا کہ ای نقابدار جب جوگی تیرے پیچھے دست پنے لیکر دوڑین تو تو خوف نکرنا
اپنے تیغے کو پکڑ کے اور یہ اسماء دم کر کے لپک کے ایک جوگی پر جو مشرق رو کھڑا ہو مارنا جب وہ مرجائیگا تو اثر سحر اُن تینون
کا بھی باطل ہو جائیگا اُنکو بھی مار ڈالنا ویسا ہی کیا نقابدار نامدار نے کہ وہ اسماء پڑھکر اُس جوگی کے جو مشرق رو تھا ایک
مرتبہ تیغہ دونون ہاتھون مین مضبوط پکڑ کے مارا تو اُسکے دو حصے ہوے اُسکا مارا جانا تھا کہ اُن تینون جوگیون کا بھی سحر باطل
ہو گیا بس لیکے تیغہ اُن تینون کو بھی داخل جہنم کیا جب وہ مر چکے تو نقابدار نامدار اُس تخت کو ہٹا کر اُس نقب مین اُتر گئے
جب اندر گئے تو کیا دیکھا کہ ایک بہت بڑا تہ خانہ ہی کہ جسکا اور چھور نہین معلوم ہوتا ہی جہانتک نظر کام کرتی ہی تہ خانہ ہی تہ خانہ
معلوم ہوتا ہی اور ایک سنگ مرمر کی چوکی پر ایک گبرنا ہنجار بڑے کبر و تبختر سے بیٹھا ہوا ہی آگے اُسکے کچھ اسباب

سحر و ساحری بھی رکھے ہوے ہین ایک مالا ہاتھ مین کچھ بیٹھا پڑھ رہا ہی نقابدار کا دیکھنا تھا کہ گویا اُسکے مرچین لگا دین بکڑ ایک گُرزِ آتشین نقابدار کی طرف جھپٹا اور کہنے لگا کہ ای گرفتارِ اجل تو یہان کہان آیا ہی تیری قضا تجکو گھیر لائی ہی خیر آ تو سہی دیکھ کیا سزا پاتا ہی نقابدار نے یہ سُنکر جواب دیا کہ تو کیا مسخرہ ہی مین تو ابھی تیرے ساتھیون کو جو محافظ تخت محشر جادو تھے مار کر آیا ہون اور سارے قلعے کو بھی ستیاناس کر چکا محشر جادو کے تئین مع اُسکی فوج کے داصل جہنم کر چکا تو تیری کیا ہستی ہی جو میرے مقابلے کو اُٹھا ہی تو جانتا بھی ہی کہ یہ میرے ہاتھ مین کونسا تیغہ ہی اور مین کون ہون آگاہ ہو کہ یہ تیغہ سلیمانی ہی ایک وار مین تیرا کام بھی تمام ہی اور مین فتاح طلسم نقابدار نامدار ہون بس یہ سننا تھا کہ اُس جوگی کے چھکے چھوٹ گئے اور سحر سارا بھول گیا مگر چونکہ دعوی بہت بڑا کر چکا تھا نقابدار نامدار کی طرف جھپٹا بس نقابدار نامدار نے یا علیؑ کہکے جو ایک وار کیا تو اُس جوگی کو سر سے ناخن پا تک برابر دو حصے کر دیا بس اُسکا مارا جانا تھا کہ ایک غُل و شور برپا ہوا اور آگ نکلنے لگی کہ وہ سارا تہخانہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا مگر نقابدار پر بفضلہ تعالے آنچ بھی نہ آنے پائی جب وہ سب سامان جل چکا تو وہ پنجرے خود ٹوٹ گئے اور وہ دونون جانوران خوش رنگ اُن پنجرون سے گر کر بشکل اصلی شکل ہوے اور نقابدار کے پاؤن پر گر پڑے کہ اے نقابدار نامدار خداوند عالم آپ کو آپکے مقاصد دلی پر فائز فرمائے کہ ہم نے آپ کے صدقے سے اس قید ستم سے نجات پائی نقابدار نے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت تو بیان کرو اُن دونون نے عرض کی کہ جب ہم دونون گلے ملے ہین تو ایک دھوان بلند ہوا تھا ظاہر مین سب لوگ یہ سمجھے کہ ہم دونون جل گئے ہین مگر اصل مین اس محشر جادو کمبخت نے ہمکو اس جگہ جانورون کی شکل کر کے اور ان پنجرون مین بند کر کے اس جوگی کی حفاظت مین دیدیا تھا اور یہ مان میری ہی اسکو ایک طوطی کی شکل بنا دیا تھا حق سبحانہ تعالی آپ کو زندہ و سالم مقاصد دلی پر فائز فرمائے کہ آپ کی بدولت ہم نے بھی اس قید سے نجات پائی اور یہ مان بھی میری اس ہیئت سے ہیئت اصلی پر آئی اب جو نظر اُٹھا کر نقابدار نامدار دیکھتے ہین تو نہ وہ تہخانہ ہی نہ قلعہ نہ جوگی ہین نہ سحر بلکہ ایک میدان پُر فزا اور صحرائے وسیع اُس مین کھڑے ہوے ہین یہ سب کے سب ابھی کھڑے ہوے تھے کہ باپ ماہ رخ پری کا ارماس پریزاد حاضر ہوا اور نہایت ادب سے مجرا کیا نقابدار نے نام پوچھا اُسنے عرض کیا کہ اے فتاح طلسم حق سبحانہ تعالے جاہ و عمر و ہمت و سطوت مین ترقی عنایت کرے نام میرا ارماس پریزاد ہی ماہ رخ کا باپ ہون نقابدار نے ارشاد کیا کہ اچھا کچھ اپنی حقیقت بیان کر اُسنے عرض کی کہ خداوند نعمت یہ تابعدار ابھی اس محشر جادو کمبخت کے پھندے مین تھا جو وہ کہتا تھا اُس پر عمل کرتا تھا اگر اُسکے حکم کی تعمیل نہ کرتا تو معلوم نہین پھر ابھی کیا حال کرتا ای فتاح طلسم اسی کمبخت کے کہنے سے مین اس آدم زاد کے قتل پر بھی راضی ہو گیا تھا ورنہ خدا جانے پھر ابھی کیا حال کرتا الغرض بعد اُسکے محشر جادو کے ہاتھ سے یہ سارا ہنگامہ جو آپ نے غالبًا اس ماہ رخ پری کی زبانی اور اس کنیز کی زبانی سُنا ہوگا برپا ہوا اور اس کمبخت محشر جادو نے بعد اُس واقعہ کے مجکو اسیر طلسم کر دیا تھا اب جو وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا تو ہم سب کو رہائی ہوئی یہ سُنکر نقابدار نے کہا کہ اچھا ہم نے تمھین اپنی جانب سے اس سرزمین کا بادشاہ معین کیا اور خبردار شادی ان دونون کی جلد کر دینا اب ہم آگے جاتے ہین کہ ابھی بڑا مرحلہ طے کرنا ہی یہ کہکر اُنھون نے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ ایک تھوڑی دور کے بعد ایک گنبد تجھے معلوم ہوگا کہ اُسی گنبد مین ملکہ آسمان پری اور ملکہ قرلشیہ اور مرسلہ اور عبدالرحمن جنی قید ہو نگے تو بے تامل چلا جانا اور جا کر قفل اُسکا توڑکر اُن سب سے مل جانا کہ یہی طلسم خارستان سلیمانی ہی یہ حال دیکھکر نقابدار آگے بڑھے موافق تحریر لوح کے وہ گنبد ملا نقابدار اُس گنبد کے قفل کو توڑکر اندر گئے دیکھا کہ مرسلہ اور عبدالرحمن اور ملکہ قرلشیہ اور ملکہ آسمان پری مقید بقید شدید ہین اُن سب کے ہاتھ پاؤن سے بیڑیان ہتھکڑیان کاٹکر اُن کو رہا کیا ملکہ آسمان پری نے اُٹھکر گلے سے لگایا ادھر مرسلہ اور عبدالرحمن نے آکر قدمبوسی کی اودھر ملکہ قرلشیہ بغلگیر ہوئین ملکہ آسمان پری نے ارشاد کیا

کہ شاباش ومرحبا مردان دلاور ایسے ہی کام کرتے ہین اور بفضل خدا اپنے ارادون مین کامیاب ہوتے ہین سارا قصہ ملکہ اسمان پری نے اپنا اور قرلشیہ کی اسیری اور عرسلہ کی عیاری اور قرلشیہ کی رہائی اور خواجہ سے جنگ کا بیان کیا اور نقابدار نے اپنی روئداد بیان کی جب سب باتین ہو چکین تو ملکہ آسمان پری نے امیر حمزہ صاحبقران کو ایک نامہ بدین مضمون تحریر کیا کہ اے امیر نقابدار نامدار کی بدولت ہم رہا ہوئے اور اُسنے طلسم کو فتح کیا اب ہم کل نو لاکھ دیو دنکا لشکر لیکر تمھاری کمک کو آتے ہین

دوسرے کلمے داستان طہماس بن عقوبل دیو پرور کے غول کے پیچھے آوارہ ہونا اور پھر اُسے قتل کرنا بیان کیے جاتے ہین

کہان ہے تو اے ساقی لالہ فام — رہے سامنے جلد لا مے کا جام
لگا دے مرے منھ سے جام شراب — کہ اٹھ جائین سب سامنے سے حجاب
بیا ساقیا جام عشرت بیار — نویسم یکے داستان پر بہار
پلا دے مئے ارغوانی مجھے — رہے لغزش جاودانی مجھے
نظر آئے حسن عروس بہار — کرون دشت رز سے مین بوس و کنار

گم گشتگان وادی حیرت و آوارگان دشت مصیبت یون بادیہ پیمائی کرتے ہین کہ جب طہماس رات کے وقت ایک غول مجہول کے تعاقب مین روانہ ہوا تھا رات بھر اُسکے تعاقب مین منزل طے کرتا چلا جاتا تھا جو ہین آثار صبح نمودار ہوے وہ غول ایک سمت کو جنگل کی غائب ہو گیا اُسوقت طہماس صحرا مین حیران و پریشان و سرگردان پھرتا تھا اور راستہ نہ پاتا تھا کمال صدمہ تھا دل سے کہتا تھا کہ اے طہماس بڑا افسوس ہے کہ تو شہزادہ نور الدہر سے جدا ہوا اور وہ حرامزادہ غول بھی ہاتھ سے نکل گیا خدا جانے کہان غائب ہو گیا اسکو کہان ڈھونڈھون اور کیا کرون دو روز حیران و سرگردان پھرتا رہا تیسرے روز ایک غار پر پہونچا اور اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ یقین ہے وہ غول اسی غار مین ہو گا یہ سمجھکر نعرہ کیا کہ او غول بیابانی نکل غار مین سے ایک آواز مہیب آئی کہ او اجل رسیدہ تو یہان بھی آیا اب بچکر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اتنے مین ایک غول غار سے باہر آیا کہ تمام جسم پر اُسکے بال تھے اور آنکھین مانند شعلۂ آتش کے سرخ تھین اور قد دو سو گز کا تھا اور ایک چوبدست گران سنگ ہاتھ مین لیے تھا نکلتے ہی غار سے وہ چوبدست طہماس پر ماری طہماس نے دستۂ ساطور پر روکی مگر ضرب شدید ہو گئی اُس صدمے مین آہ کا نعرہ طہماس کے منھ سے نکلا بعد ازان وہی ساطور جو ساڑھے تین سو من کا تھا اور ہر وقت اُسکے پاس رہتا تھا کھینچکر اُس غول پر مارا کہ کمر پر اُسکی پڑا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اور غول زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور کہنے لگا کہ اے بنی آدم ایک ہاتھ اور لگا کہ کام میرا تمام ہو جاے طہماس نے پوچھا کہ عمر تیری کتنی تھی اُسنے کہا کہ ہزار سال کی طہماس نے ایک ہاتھ اور لگایا کہ وہ غول واصل جہنم ہوا طہماس غار کے اندر آیا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوے ہین درخت میوہ دار لگے ہین نہرین جاری ہین ہواے خوش چلی آتی ہے مکان پر تکلف بنا ہوا ہے تمام اسباب عیش اُسمین رکھا ہے کوٹھے بند ہین قفل پڑے ہین قفلون کو جو کھولا تو دیکھا کہ اسمین بہت لوگ قید ہین کئی کوٹھون مین مال و اسباب و جواہر بے بہا رکھا ہے کئی کوٹھون مین گھوڑے نکلے طہماس نے ہر ایک کو گھوڑا دیا اور مال و اسباب دے کر رخصت کیا اور کہا جہان چاہو جاؤ خدا نے فضل کیا کہ مین نے اُس غول کو مارا لیکن اُن قیدیون مین ایک جوان تھا نہایت حسین تاج شاہی سر پر رکھے کھڑا تھا طہماس نے اُس سے کہا کہ تو کون ہے اور کس شہر کا باشندہ ہے وہ بولا کہ اے شہریار مین شہر نیل رود کا شہزادہ ہون فرامرز نیل رودی میرا نام ہے اور فرہاد شاہ نیل رودی کا بیٹا ہون یہ غول میرے درپے آزار تھا اور چاہتا تھا کہ مجکو ہلاک کرے چند عرصہ سے مین اُسکی قید مین گرفتار تھا مگر اب خداوند باختر نے اُسکی قید سے نجات دی طہماس نے کہا اے برادر لقا کیا گیدی ہے یہ کام پروردگار عالم کا ہے کہ ایسی حالت مین اپنے بندے کی مدد کرتا ہے اے بہادر تمکو لازم ہے دین اسلام اختیار کرو اور لعنت کرو خداوند باختر کو اور چند کلمے وحدانیت پروردگار عالم کے بیان کیے کہ زنگ کفر اُسکے سینے سے دور ہوا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہا کہ اے برادر میرا شہر یہانسے بہت قریب ہے وہان چلکر سب شہر کفر اسلام آباد کیجیے طہماس نے کہا بسم اللہ یہ کہکر پشت زین پر بیٹھکر روانہ ہوے جب قریب شہر پہونچے

ہرکارون نے فرہاد شاہ کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار کئی برس کے بعد شاہزادہ خوش اطوار داخل شہر ہوا چاہتا ہی نا کے پر
شہر کے خیمہ زن ہی یہ سنتے ہی فرہاد شاہ محبت پدری سے بیتاب ہوا اور جوش مسرت و سرور سے پھولا نہ سماتا تھا اسیوقت
اسپ تیز رفتار پر سوار ہوا اور خوشی کے مارے تنہا بے سوار و پیادہ کچھ تھوڑا سا جلوس سواری ہمراہ لیکر شہر سے باہر
چلا جب قریب اُس مقام کے پہونچا کہ جہان فرامرز خیمہ زن تھا اُدھر فرامرز نے سُنا کہ باپ اُس تحفص کا آتا ہی یہ سوار
ہو کر ہمراہ طہماس کے چلا تھوڑی سی راہ قطع کی تھی کہ فرہاد شاہ نے دیکھا کہ فرامرز ایک جوان خورشید طلعت دہصورت
کے ساتھ چلا آتا ہی قریب آتا تھا کہ فرہاد شاہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور فرط محبت سے دوڑ کر بیٹے کو سینہ سے
لپٹا لیا اور سر و چشم کے بار بار بوسے لیتا تھا فرامرز بھی آداب تسلیمات بجا لاکر باپ کے قدم پر گرا قدم اپنے باپ کے
آنکھون سے ملتا تھا اور کہتا تھا کہ ای پدر بزرگوار اس شہریار کا بھلا ہو کہ جس بہادر نے آپ کی زیارت سے مجھکو سرفراز کروایا
جناب عالی غلام کو ایک غول صحرائی پکڑ کے لیگیا تھا اور ایسی ایسی ایذا رسانی کرتا تھا کہ غلام کو اپنی زندگانی سے یاس تھی
خدا اس شہریار کا بھلا کرے کہ اُس دشمن سخت جان کو مارا اور غلام کو اُسکی قید سے چھڑایا آپ بھی اس شہریار کے قدمون
کو بوسے دین اور ملازمت حاصل کرین یہ سُنکے فرہاد شاہ فوراً قریب طہماس کے آیا قدمون کو آنکھون سے لگایا اور بارہا
گرد پھرا اور پھر رکاب داری کر کے طہماس کو مرکب پر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہو کر شہر مین آیا اور ایک بارہ دری جو خاص
اپنے رہنے کی تھی اُسمین لاکے اُتارا اور نہایت اُس کوٹھی کو زینت تازہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور فرش و شیشہ آلات
سے مزین مثل عروس نو کے کیا طہماس تو آکے یہان آرام سے بیٹھے فرہاد شاہ نے اُدھر آکے دعوت و ضیافت کا
سامان کیا اور بڑی دھوم دھام سے مہمانداری مین مصروف ہوا ایک روز فرہاد شاہ نے آکے عرض کیا کہ ای شہریار اب
غلام کو دولت اسلام سے غنی فرمایئے حضور کا احسان تا دم مرگ یاد رہیگا کہ غلام زادے کو اُس بلا سے بچایا اور جان بخشی
فرمائی یہ سنکے طہماس نے اُسکو بھی کلمہ طیبہ پڑھایا یہ بھی صدق دل سے مسلمان ہوا اور تمام شہر اسلام آباد ہوا رات بھر
رقص دیکھا کیا جب پہر رات باقی رہی چھپر کھٹ پر آکے آرام کیا اور چونکہ صعوبت سفر اُٹھائے ہوے تھے پہر دن چڑھے
تک سوتے رہے جب بیدار ہوے سے ضروریہ سے فراغت کی اب مسند پر گاؤ تکیہ سے لگے بیٹھے ہین اور خدمت مین
شاہزادہ نورالدہر کی رخصت ہو کر ارادہ جانے کا ہی کہ یکایک جوڑی ہرکارے کی گرد مین آلودہ آکے مجرا گاہ پر کھڑی
ہوئی اور اسطرح دعا دینے لگی قطعہ الٰہی بخت تو بیدار بادا * ترا دولت ہمیشہ یار بادا * گل اقبال تو دایم شگفتہ * بچشم
دشمنانت خار بادا * کہ ای شاہزادہ والا تبار فرامرز نامدار خبر ہی کہ بادشاہ نہ طاق یعنی سکندر عاد بن عادان
بتہیہ و ارادہ جنگ ادھر کی طرف لشکر لیے ہوے یلغار کیے چلا آتا ہی باقی خیریت ہی جونہین یہ خبر وحشت اثر زبان سے
ہرکارون کی فرہاد شاہ و فرامرز نے سنی دونون کے رنگ مثل زعفران کے خوف سے اُڑ گئے اور کہنے لگے کہ ایسا
کون ہی جو اُس بہادر سے مقابلہ کرے عاد بن عادان ایک ہی زبردستان روزگار سے ہی ہم تو کیا ہین بڑے بڑے
بہادر اُسکے سامنے ایک مور ضعیف سے کم ہین پس ایسے کا مقابلہ کرنا اپنا ہاتھ خون مین رنگین کرنا ہی طہماس نے جسوقت
ان دونون کو ایسا خوفناک و پریشان دیکھا کہا ہر چند میرا ارادہ پاس نورالدہر کے جانے کا تھا اب یہ امر وقوع مین آنا
نہین ہو سکتا کہ اس لڑائی کو بے فتح کیے چلا جاؤن تم دونون عبث پریشان ہوتے ہو خدا چاہتا ہی تو مین اس جنگ
کو بہت جلد فتح کرتا ہون تم بھی اپنی فوج کو آراستہ کرو مین سمجھ لونگا چنانچہ فرہاد شاہ نے حکم آراستہ ہونے فوج ظفر موج کا
دیا تمام لشکر سوار و پیادہ اپنے ہتھیار و آلات جنگ و جدل کی صفائی اور آراستگی مین مصروف ہوے اُس طرف سے
پانچ یا چھ کوس کے فاصلے پر آکے سکندر عاد بن عادان نے اپنا لشکر اُتارا اور پڑاؤ کیا اور آپ بھی اپنے خیمے مین جا

مسند پر بیٹھا اور سب سرداران فوج بھی دردولت پر حاضر ہوے سکندر عاد بن عادان نے سرداروں کی طرف دیکھکر کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ کل صبح کو جنگ کردن سب نے دست بستہ عرض کیا کہ جو راے حضور کی ہی بہت مناسب ہم سب تابع حکم ہین اُسوقت سکندر عاد بن عادان نے حکم بجانے طبل جنگ کا دیا اُسکے لشکر مین طبل جنگ بجنے لگا تمام فوج آراستگی اسلحہ مین مصروف تھی جب لیکر ہرکارے آئے اور بجراگاہ پر کھڑے ہو کے دعا دی اور کہا کہ اے شہریار لشکر حریف مین طبل جنگ بجا صبح کو فوج میدان مین آئیگی اور لڑائی ہوگی فرہاد شاہ نے سنتے ہی اس خبر کے اپنے لشکر مین بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بتائید یزد گار بجے طبل جنگ چنانچہ لشکر فرہاد شاہ مین بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا کیا ہر ایک اُس امید و بیم مین ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی کسکو خدا شکست دیتا ہی اور کون فتحیاب ہوتا ہی ہر چند نوکر سپاہون مین ایسی ہیبت چھائی ہوئی ہی آپس مین کہتے ہین کہ ارے بھئی سنا دھنو خان و شہباز خان ہمتو جسوقت لشکر میدان مین جائینگے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کی جھاڑیون مین جا کے چھپ رہینگے اگر ہماری طرف کی فتح ہوئی لشکر کا دباؤ دشمن پر پڑا اور حریف بھاگا فوراً آ کے لشکر مین شریک ہو جائینگے اور اگر خدا نخواستہ ہماری طرف شکست ہوئی تو اُدھر سے اُدھر جنگل جنگل ہو کر چلے جائینگے بھیا ابھی ہمنے دنیا کا کیا دیکھا اور جو بہادر دلیر تھے جوش شجاعت سے جھوم کے ایک دوسرے سے کہتا تھا ہان بھائیو صبح کو لڑائی ہوگی اور شعلۂ جنگ و حرب مشتعل ہوگا دیکھین کون کون اپنے باپ دادا کے نام کو زندہ کرتا ہی اور پہلے دشمن سے مقابلہ کرتا ہی ایک بولا کہ او چے یاران دیکھ لینا کیا بڑھ بڑھ کے تلوارین مارینگی ہونگی کہ حشر برپا کر دیا ہوگا ایک بولا کہ ہان جی سچ کہتے ہو جب پرائے پوت سے سامنا ہوگا تو سب کا حال کھل جائیگا جسکو خدا دے وہ لے فتح و شکست خدا کے اختیار ہی غرض چار پہر رات دونون لشکرون مین طبل جنگ گڑگڑایا کیا

نظم

بیدار تھے مردے زیر تربت
جوزا کا تھا دل دو نیم اُس شب
روحون کا گذر تھا اُنپہ بالکل
تھا گو تس فلک مین پنبہ ماہ

رہتا ہی کہان عدو کا انبوہ
دیکھو دم تیغ اور جوہر
شہرہ تھا یہ چار حد مین ہر سو

آواز سے شق ہو جب دل کوہ
تھا ایک تو شعلہ سو سمندر
تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو

ہر لوق کی تھی صدا قیامت
تھا ترک فلک کو بیم اُس شب
تلوارین تھین یا کہ آہنی پل
کیا شور بپا تھا اللہ اللہ

ایسی تردد و تیاری حرب مین سرہنگ مہر جاؤ پر کھیل کر وعدہ گاہ فلک مین آیا اور روزگار غدار نے شل شہباز زرہ طلائی ضیاے خورشید کی پہنی نظم ہوئی پیدا سحر اتنے مین ناگاہ + ستارون نے بھی لی سوے عدم راہ + ہوئی جب صبح روشن آشکارا + فلک پر صبح کا چمکا ستارہ + اُسوقت دونون طرف کا لشکر آراستہ ہو کر جوق جوق غٹ کے غٹ گروہ گروہ میدان مین آیا اور تمام صفین آراستہ و پیراستہ ہوئین نظم ز بس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ + تو گفتی ہوا از بارو زمیغ + چنین گفت لشکر گروہا گروہ + ز افواج شد دشت و ہامون چو کوہ + اُسدم نقیب نقابت کر کے چلے گئے کڑکیت نے کڑکا کہنا شروع کیا کہ اے بہادران بکوشید تا جائۂ زنان نپوشید اُسوقت سکندر عاد بن عادان صف سے مرکب کو جولان کر کے میدان مین آیا اور سب ہنر سپاہ گری ظاہر کر کے مبارز طلب کیا اس طرف طہماس بن عنقویل دیو پرور اپنے فرس تیز رفتار پر چست و چالاک سوار ہو کر بمقابلۂ سکندر عاد بن عادان کے آیا سکندر عاد بن عادان نے پوچھا کہ اے شخص کیا حسب نسب رکھتا ہی اور نام تیرا کیا ہی طہماس نے کہا کہ مجھے ببر بیشۂ گلنگان صاحب ساطور گران طہماس بن عنقویل دیو پرور کہتے ہین آگے مین لقا پرست تھا اب خدا پرست ہون جو خالق و مالک ہی کل کائنات کا یہ سنتے ہی وہ گبر نا ہنجار مثل مار سر و دم بریدہ کے پیچ و تاب کھا کے کہنے لگا اے طہماس اب تیرے حق مین بہتر یہی ہی کہ اپنے دین قدیم پر قائم ہو ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و جانوران ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے اور مجکو اُسوقت ذرا رحم نہ آئیگا اُسوقت طہماس نے کہا کہ اے

کافر ناہنجار ای گبر بدکار کیا بکتا ہی مثل جو گرجے سو برسے نہین اور جو کہتے ہین کرتے نہین ارے مین نے تمام ادیان
باطلہ پر لعنت کی ہی سوائے خدائے یکتا کہ جو وحدہ لاشریک ہی اور کسی کو نہین جانتا ہون اُسدم وہ کافر بہت غصہ مین
آیا اور کہنے لگا کہ خیر معلوم ہوا جبتک تجکو سر جنگ معقول نہ دیجائیگی تو کسی طرح سے نہ مانیگا خیر لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو طہماس
نے جواب دیا کہ او بدکردار ہم اہل اسلام ہین جنگ مین سبقت نہین کرتے جب حریف اپنا حربہ کر لیتا ہی اور خداوند عالم اُسکے
حربہ سے بچاتا ہی اُسوقت ہم اپنا حربہ کرتے ہین یہ سنکے سکندر عاد نے کہا کہ بے خبر دار ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہین کیا یہ
کہکر نیزہ سینۂ بے کینۂ طہماس پر تاک کے مارا شاہزادے نے نیزہ کو سنان نیزہ سپر رد کا اور آپس مین نیزہ بازی ہونے
لگی ابھی بیس بائیس طعنین نیزے کی رد و بدل ہوئین تھین کہ طہماس نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور یہ کافر نیزہ
پھر آپ انجالت مین غرق ہوا اور کہنے لگا کہ نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راستبازی یہ کہکر تلوار میان سے لیکر طہماس
پر برس پڑا ضرب پر ضرب لگانے لگا اس اثنا مین ایک ضرب سپر پر طہماس کے ایسی پڑی کہ دو ہو کر کاٹے ہوے طہماس
نے سر و گردن لپشت کی طرف کھینچی طہماس تو بچا مگر تلوار گردن پر گینڈے کی اس زور سے پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوئی طہماس
گینڈے کو چھوڑ کر کود پڑا اُسوقت گینڈا ابھی چکر کھا کے گرا طہماس کا پانون گینڈے کے نیچے دب کر اکھڑ گیا سکندر عاد
بن عادان نے اپنے مرکب سے اُتر کر طہماس کی مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا وہ عیار طہماس کو اپنے
لشکر مین لیگیا یہان سکندر عاد بن عادان مبارز طلب ہوا فرامرز عاد نیل رودی اپنے گھوڑے کو جولان کرتے
میدان مین آیا اور مقابلہ کیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون کے نیزون کی ڈانڈین ٹوٹ گئین نیزے ہاتھ سے پھینک دیے اور
تلوار پکڑ کر مقابلہ کیا فرامرز نے تلوار ماری سکندر عاد بن عادان کے جب قریب سر کے تلوار پہونچی تھپکی دے کے تلوار
فرامرز کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور مشکین باندھ کے عیار کو حوالے کیا پھر مبارز طلب کیا فرہاد
نیل رودی نے مقابلہ کیا وہ بھی بعد کوشش بسیار کے ہاتھ سے سکندر عاد بن عادان بدکردار زخمی ہوا اب پرانبد ہو گیا
کوئی بہادر بمقابلہ سکندر عاد کے نہین آتا یہ نہیب پر نہیب دے رہا ہی مگر کوئی مقابلے کو نہین آتا سکندر عاد بن عادان
نے ارادہ کیا ہی کہ لشکر فرہاد پر جا پڑے اور تمام لشکر کو درہم و برہم کر دے ناگاہ ایک گرد سامنے سے اُٹھی تیرہ و خیرہ
جب اس گرد کا چاک ہوا طرماسپ آتے پہونچا اور حال طرفین کا دریافت کرکے آکر مقابلہ کیا سکندر عاد بن عادان نے چاہا تھا کہ
تلوار طرماسپ کو مارے اس اثنا مین یہ بہادر ہوشیار ہو گیا تھا تلوار کو اُسکی رد کیا اور ایک تلوار ایسی سکندر عاد بن
عادان کے ماری کہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا عادان نے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ سے طرماسپ کے واصل جہنم ہوا یہ دیکھکر
فوج نے اُسکی طرماسپ پر حملہ کیا اب تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے اور سوار و پیدل کی لاشون کے انبار میدان کارزار مین دکھائی
دینے لگے نمونہ رستخیز ظاہر ہوا اس بہادر کارزار نے جس سوار کے سر پر ساطور کا وار کیا مع راکب و مرکب کے صاف دو
ٹکڑے کیے اور جس پیدل کے بڑھکر ہاتھ مارا جزبرو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شور و داروگیر برپا ہوا یہ حال دیکھکر لشکر
سکندر عاد بن عادان کے قدم اُٹھ گئے اور لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی سب سوار و پیدل بھاگ گئے اب میدان جنگ مین سوائے
لاشون کے ڈھیر کے اور کچھ نظر نہین آتا ہی مال و اسباب بہت سی غنیمت ہاتھ آئی طرماسپ ساتھ فتح و فیروزی کے پھرا اور فرہاد
شاہ نیل رودی و فرامرز شاہ نیل رودی ساتھ اُسکے مکان پر آئے تمام باجے خوشی کے بجتے ہوے اور طرماسپ
پر سے روپیہ لٹاتے ہوے لا کے بارگاہ مین دنگل سلطانی پر بٹھایا ناچ رنگ ہونے لگا دور عیش و نشاط و سامان فرحت و انبساط
کا مہیا کیا طرماسپ کے سامنے خوان جواہر نگار لگایا گیا ہی اور رکابیان گلوریون سے مملو سامنے موجود کیا طرماسپ کھا
رہا ہی سرداران فرہاد شاہ سب اپنی جگہہ پر متمکن ہین ذکر جنگ و جدال کا بیان ہوتا ہی ایک عالم طرماسپ کی جرأت و بہادری

کی مدح و ثنا کرتا ہی طرماسپ بھی بہت خوش ہی فرہاد شاہ نیل رودی و فرامرز نیل رودی بھی سامنے کرسیون پر بیٹھے ہین اور سامان دعوت و ضیافت کا تیار ہو رہا ہی اُسوقت طرماسپ نے فرہاد شاہ نیل رودی اور فرامرز نیل رودی سے کہا کہ مین جو دین رکھتا ہون مین چاہتا ہون کہ تم دونون بھی قبول و اختیار کرو اگر میرے حکم سے سرتابی یا انکار کروگے تو تم دونون کو بھی قتل کر دونگا اور تمام شہر کو تمھارے تاراج و برباد کر دونگا بلکہ ایک کو بھی زندہ و سلامت نہ چھوڑونگا دونون نے عرض کی اے شاہزادہ عالی مقدار ہمکو کیا عذر ہی جس طرح حضور ارشاد کرینگے وہی عمل مین آئیگا اُسوقت ان دونون کو طریقۂ آفتاب پرستی تعلیم کیا اور ان دونون نے دین آفتاب پرستی قبول کیا بعد ازان حکم کیا کہ طہماس کو بلاؤ چونکہ طہماس زخمی تھا جسوقت آیا بطریق اسلام سلام کیا طرماسپ یہ دیکھکر نہایت آزردہ دل ہوا اور کہا کہ اے بد بخت گوارہ کیا یہ کلمہ و کلام ہین آپ نے عشق مین نبیرہ حمزہ کے دین و مذہب و ملت اپنا سب برباد و ضایع کر دیا اور نام شجاعت کا ڈبو دیا اب آپ کے حق مین بہتر یہی معلوم ہوتا ہی کہ دین آفتاب پرستی قبول فرمائیے مین آپ کو خدمت نبردہ آفتاب پرستان سے عہدہ سپہ سالاری دلوا دونگا کہ جسمین دونون جہان کا فائدہ متصور ہی اور ایرج نوجوان کے پاس بھیجونگا تجھسے زیادہ وہ آپکی عزت و حرمت کریگا طہماس نے کہا کہ او بیعقل یہ تو کیا بکتا ہی ابتک بھی یہ دعوی ہلوانی کرتا ہی مین غلامی گل بوستان بدیع الزمان چراغ دودمان حمزہ صاحبقران نور الدہر عالی شان کی چھوڑکر ایک کرماس فروش بچۂ بازاری کی اطاعت اختیار کرون یہ ہرگز مجھسے نہوگا اگر تو مہر لطف سے ہی تو دین اسلام قبول کر اور میرے ساتھ نور الدہر کی خدمت مین چلا چل وہ تجکو بہت آبرو سے رکھیگا اور دین دنیا کی تجھے حاصل ہوگی یہ کلمات طہماس کے سنکر طرماسپ نہایت درہم برہم ہوکر کہنے لگا کہ اب معلوم ہوا کہ تو راہ راست پر نہ آئیگا اب مجکو تیرے واسطے مدارک سخت کرنا پڑا کس واسطے تو ملکزادہ ایرج کو تاجرزادہ کہتا ہی اور نور الدہر کہ جسکی تو خدمت مین ہی اُسکی تعریف و توصیف اسقدر زیادہ اور فضول میرے سامنے کرتا ہی مین تجکو قتل کرونگا جبکہ طہماس نے یہ کلام طرماسپ کا سنا اُسوقت نہایت غیظ و طیش مین کہا کہ اے طرماسپ میرا مار ڈالنا تو اسوقت مین کوئی بڑی بہادری اور دلاوری کا کام نہین کیونکہ اول تو مین زخمی ہون اور شدت درد سے نہایت بیتاب ہو رہا ہون دوسرے یہ کہ ازدیاد اجراے خون سے ضعف اور کم طاقتی مجھ مین اسقدر ہی کہ اگر ایک پیر زال یا کوئی بچہ پنجسالہ بھی اگر میرے قتل کرنے کو مستعد و آمادہ ہو تو چشم زدن مین بے جہد و سعی سلاح اور زور و قوت کے اگر اشارہ ایک انگشت کا بھی کردے تو مثل تیر کے میرے جسم سے پار نکل جائیگی اور مین مرجاؤنگا ہان اگر مین صحیح و سالم اور تندرست ہوتا اور قوت حالت صحت نفس کی کچھ بھی میرے جسم مین ہوتی تو البتہ تجکو میرے قتل کرنے کا اور اس طرح سے روبرو سخت کلامی کرنیکا لطف مین تجکو دکھلاتا مگر بالفعل تو مجبور ہون یہ کلام اسکا طرماسپ نے سنکے طہماس زخمی شدہ لیئے اپنے والد بزرگوار سے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہی جبکہ تجکو اندمال زخمون سے صحت کلی حاصل ہو اور طاقت بدستور تیرے جسم مین آجاے تو اُسوقت مین تجکو سزا اس کلام زشت اور سخت و سست کی قرار واقعی دونگا اور بیک ضرب شمشیر بجہنم واصل کرونگا اور تیری حالت و قوت اور شجاعت و لاف زنی دیکھ لونگا یہ کہکے طہماس کو زندان خانے مین بھیج دیا اور بعد اسکے تمام شہر نیل رود کے باشندون کو آفتاب پرست کرکے وہان سے کوچ کا قصد کیا

اب دو کلمے داستان عشرت بیان لشکر فیروزی اثر فوج دریا موج سلطان صاحبقران و شہر سیقولہ کے امیر ولقا و نور الدہر و ایرج و داراب کشور کشا کا طلسم آذر سلیمانی مین اسیر ہو جانا اور لقا بدار یاقوت پوش کا آنا اور طلسم کو توڑنا اور ان سب کو قید سے چھڑانا

کہ امیر حمزہ صاحبقران دوران اپنی بارگاہ عرش اشتباہ مین بیٹھے مصروف عیش و طرب تھے کہ ناگاہ ایک ہرکارے نے آکر پایۂ تخت سلطانی کو بوسہ دے کر بعد دعا و ثنائے شاہنشاہی کے عرض کی کہ سلطان عالم کی عمر دراز لشکر حریف مین طبل جنگ بجا صبح کو فوج حریف بعزم رزم و جنگ میدان ستیز مین آئیگی یہ خبر حمزہ صاحبقران نے سماعت فرماکر جملہ سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ بجے چنانچہ حسب الحکم صاحبقران دوران لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بید رنگ بجا القصہ رات کو تو سب مستعد جنگ ہوکر سو رہے وقت علی الصباح جب خواب سے بیدار ہوے تو دیکھا کہ تمام سردار یعنی حمزہ صاحبقران اور لقا اور نور الدہر و ایرج و داراب کشور کشا سب کے سب غل و زنجیر مین مقید و گرفتار ہین اور ایک زندان خانے مین اسیر ہین یہ حال دیکھکر امیر با توقیر نے پوچھا کہ ای ایرج تم یہان کیونکر قید ہوے ایرج نے جواب دیا کہ یہ کیا آپ مجھسے پوچھتے ہین آپ ہی نے تو مجھے پکڑوا بلوایا ہی یہ سنکے امیر با توقیر نے فرمایا کہ بڑے تعجب کا مقام ہی کہ مین تو خود قید بہ غل و زنجیر ہون تجکو مین نے کس طرح قید کروایا تو محض جھوٹھ و لغو بکتا ہی ایرج نے نور الدہر سے استفسار کیا کہ کیون صاحب آپ کس طرح سے اسیر ہوے نور الدہر نے داراب سے پوچھا داراب نے لقا سے کیفیت پوچھی لقا نے کہا کہ سب یہ میری قدرت ہی کہ تم سب کو گرفتار کروا کے مبتلاے صدگونہ آفات کیا ہی مگر تقدیر سخت کی ہی کہ خود بھی قید مین گرفتار ہون یہ بات سنکے امیر با توقیر نہایت غیظ و غضب مین آے اور حالت غیظ و غضب مین کہا کہ ای گیدی خر تو کیا بکتا ہی اور جھک مارتا ہی ابھی باتین یہی ہو رہی تھین کہ دروازۂ زندان خانہ کا کھلا اور اسباب عیش و نشاط کا لاکر لوگون کے سامنے چنا اور کہا کہ آپ سب صاحب اپنے دل مین کسی طرح کا فکر و اندیشہ نہ کرین آپ سب صاحبون کو کسی نے از راہ عداوت کے نہین بلوایا ہی یہ کہکے صاحبقران کو مع ایرج و نور الدہر و داراب و لقا وغیرہ کے حمام کروایا اور خلعت فاخرہ پہنایا بعد اسکے بارگاہ شاہی مین لائے اُنھون نے بارگاہ مین تین بادشاہون کو تخت پر بیٹھے دیکھا ہر ایک نے موافق اپنے دین و مذہب کے سلام کیا اور لقا پکارا کہ سلام میرا اُن صاحبون کو ہو کہ جو مجھے خداے برحق جانتے ہون یہ بات سنکے کسی نے اسکے سلام کا جواب نہ دیا مگر تینون بادشاہ با ادب تعظیم کے واسطے اپنی اپنی جگہ پر سے اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنے برابر اُن سب کو بٹھلایا اور عطر دان پاندان چنگیر جو گھڑے شراب و کباب اور جو جو سامان تکلفات کے تھے مہیا کیے اور سامان رقص و سرود کا کرکے مصروف تماشاے رقص سرود ہوے بعد اسکے امیر نے پوچھا کہ تم نے ہمین یہان کیون بلوایا ہی اور یہ شہر کونسا ہی اور اسکا نام کیا ہی اُنھون نے کہا کہ ای شہریار نام اس شہر کا سیقولہ ہی اور نام ہم لوگون کا سیقول شاہ عیقول شاہ و میقول شاہ ہی اور ہم سب لوگ ماہ پرست ہین اور یہان ایک بہادر بڑا دلاور ہی کہ نام اسکا تورج ماہ پرست ہی وہ دعوی صاحبقرانی رکھتا ہی اُسنے اپنے عیارون کو بھیجکر آپ سب کو بلوایا ہی کہ قریب ہمارے شہر کے ایک باغ ہی اور اُس باغ مین ایک درخت چنار کا لگا ہی اُسکے تنہ مین ایک خط سفید کھنچا ہی اور ایک دیو اک نامے دیو وہان رہتا ہی اُسکے پاس ایک نازنین مہ جبین پری تمثال سراپا حسن و جمال برس بارہ ایک کا سن و سال کہ جسکی تعریف مین زبان سخنوران جہان کی لال ہی قطعہ ازین

مہ پارۂ عابد فریبے + ملایک صورتے طاؤس زیبے + کہ بعد دیدنش صورت نہ بندد + وجود پارسایان را شکیبے +

اُسکے ہاتھ سے دور جام شراب پیا کرتا ہی اور ایک دیوار آہنی بہت بلند اس سرے سے اُس سرے تک باغ کے کھنچی ہی اُس طرف دیوار کے آتش سوزان شعلہ سر بفلک رسان روشن ہی اور چارون اطراف

مین اُس باغ کے گلہاے رنگا رنگ اس کثرت سے پھولے ہوے ہین کہ وہ تختہ لالہ زار رجلت وہ گلزار ارم معلوم ہوتا ہی اور نام اُسکا طلسم آذر سلیمانی ہی اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ جو صاحبقران وقت ہوگا وہی اِس طلسم کو فتح کریگا یہ مقرر ہی کہ خط سفید جو اُس درخت چنار مین ہی اسپر تلوار مارے اگر چنار قلم ہوا تو طلسم فتح ہی اور جو قلم نہوا تو ایک دیو اُسمین سے نکلکر اُسکو پکڑ کے دیوار آہنی پر بٹھلا دیتا ہی اگر آپ کو دعوے صاحبقرانی ہی تو آپ جا کر اُس درخت پر تیغ آزمائی کیجیے یہ بات سن کے امیر نے فرمایا کہ مجھے اُس باغ مین لیچلو دیکھون تو کیا ہوتا ہی سیفقول شاہ اُسی وقت سوار ہو کے اپنے ساتھ اُن سب کو اُس باغ مین لایا امیر نے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہی گلہاے رنگا رنگ بوقلمون کھلے ہین نہرین سنگ مرمر کی بہت صاف و شفاف اور ہر چہار طرف نہرون کے فوارے مثل ابر بہاری روان طائران نغمہ سنج رنگا رنگ اشجار پر مرغولہ سنج ہین میوہ سبز ڈالیون مین لگا ہی اور میوہ خشک زمین مین پڑا ہی ٹٹیان مہندی کی روشون پر رنگت میناے سبز دکھلا رہی ہین کہین گل مہندی اور لالہ پھولا ہی قدرت کا نمونہ عیان ہی گل شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت ایک لخت بار کے بار سے سر نگون اور درخت سر کشیدہ پھل لطیف اور خوشگوار پھول نازک و طرحدار اور ایک طرف انگور کے خوشے مثل دل آبلہ دار لٹکے ہوے ہین اُنمین زر بفت کی تھیلیان چڑھی ہوئی اور ایک طرف درخت گلدار منبر و معطر بیلا چنبلی موتیا موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا نسرین و نسترن کی نرالی آن بان اور ایک طرف لالہ خوف خزان سے بادل داغدار کھلا ہی اور کہین سرو شمشاد لب جو فاختہ و قمری کی اُسپر کو کو اور شور حق سرہ اور شاخہاے گل پر بلبل شور مچا رہی ہی اور کہین مور ناچ رہے ہین اور ایک سمت سیب و بہی و ناشپاتی سے عجب کیفیت نظر آتی تھی القصہ خرامان خرامان سیر کرتے ہوے درخت چنار کے پاس آئے دیکھا کہ درحقیقت ایک خط سفید مانند برق کے چمک رہا ہی اتنے مین لقا نے پکار کے کہا کہ ایہا الناس مین نے اس درخت کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی اور پہلے تلوار مین اُسپر مار دنگا امیر نے فرمایا کہ او ملعون بد ذات کیا واہیات مزخرفات بک رہا ہی اگر تجکو تلوار لگانا ہی تو کون مانع ہوتا ہی یہ سنکے لقا نے تلوار کمر سے کھینچکر کہا کہ دیکھو کس جوانمردی و مردانگی سے ایک ہی ضرب مین اس درخت کو جو کہ قدرت کاملہ سے اپنی مین نے پیدا کیا ہی دو پر کالے کر کے منہدم بزمین کیے دیتا ہون اور طلسم کو شکست کیے دیتا ہون بس اتنا کہہ کے ایک ضرب تیغ بدریغ اپنے ہاتھ سے درخت چنار پر ماری اُس خط سے اُسکی تلوار اسطرح اچٹ گئی جسطرح سے گھڑیال پر سے موگری اُچٹ جاتی ہی تلوار علیحدہ جا پڑی اسیوقت ایک دیو پیدا ہوا اور لقا کو اُٹھا لیجا کے دیوار آہنی پر بٹھا دیا بعد اسکے ایرج حملہ ور ہوا مگر اس درخت کو مطلق جنبش نہوئی اور تلوار اُس خط سے اُچھل گئی اور وار خالی گیا بس وہی دیو پھر نکلا اور ایرج کو بھی گرفتار کر کے دیوار پر قریب لقا کے بٹھلا دیا تب داراب کشور کشا نے بکمال جرأت اُٹھ کر کے قبضۂ شمشیر کو ہاتھ مین لیا اور کہا کہ دیکھو مین خط سفید پر اس درخت کے نشانہ کرتا ہون اور کس صفائی سے دو ٹکڑے کر کے اس طلسم کو فتح کرتا ہون بس یہ کہکے ایک ضرب اُس خط سفید پر اس زور سے لگائی کہ اگر کوہ روئین بھی ہوتا تو اسکو بھی وہ تلوار دو ٹکڑے کر کے اُس پار نکل جاتی مگر اُس خط سے نشانہ اُسکا بھی خطا کر گیا اور فی الفور وہی دیو پھر نکلا اور اسکو بھی اسیر کر کے لے گیا اور اُسی دیوار آہنی پر برابر لقا کے بٹھلا دیا جبکہ داراب کشور کشا بھی اسیر ہو گیا تو نور الدہر نے یہ خیال کیا کہ تین شخصون نے تیغ آزمائی کی مگر کوئی کامیاب نہوا چونکہ یہ بھی فن سپہ گری و تیغ بازی مین نہایت تیز اور مشاق تھا جھٹ پٹ تلوار کو لیکر سمت اُس درخت کے دوان ہوا اور خوب سادھکر اُس خط سفید پر ایک وار کیا قضاے کار اُسکی بھی تلوار خط پر نہ لگی

بس وہین وہ دیو آیا اُسکو بھی لیجا کے اُن سب کے برابر بٹھلا دیا اور غائب ہو گیا اب تو امیر کو نہایت تعجب ہوا اور سوچے کہ چار شخصون کے وار ہوے مگر سب کے خالی گئے نشان پر ضرب کسی کی نہ پڑی اور نہ یہ معلوم ہوا کہ یہ دیو کہان سے آتا ہے اور گرفتار کر کے ان سب کو لیجاتا ہے کہ کسی کا منہ نہین پڑتا ہے جو اُسکا مقابلہ کرے اور کوئی اُسکے ہاتھ سے بچا ہے غرض کہ امیر باتوقیر بھی شمشیر عریان بکف اُس درخت کی جانب چلے اور جبکہ اُس درخت کے پاس پہونچے اُس خط کو دیکھکر ایک تلوار امیر نے بھی حتی المقدور نشان دیکھکر لگائی مگر ضرب اُنکی بھی خط پر نہ پڑی اور بدستور سابق اُس دیو نے آکر اُنکو پکڑ لیجا کے اُسی آہنی دیوار پر سب کے برابر بٹھلا دیا اور کہا کہ بعد چالیس دن کے اسی آتش سوزان مین تم سب جلا دیے جاؤ گے یہ حال زبانی دیو کے سنکے سب کے سب بخوف جان ترسان و ہراسان ہو کے رونے لگے اور دست بدعا ہو کے امیر نہایت عجز و انکسار بارگاہ جناب باری مین کر کے ملتجی ہوے کہ یارب تو کریم و رحیم ہے اور مین اس وقت ناچار و مجبور ہون بجز تیرے اور کسی کا بھروسا نہین **شعر**

چو عاجز رہانندہ دانم ترا* درین عاجزی چون نخوانم ترا* بس یہ دعا کر رہے تھے تین شبانہ روز اسی طرح بجز و خواب اُسی دیوار پر گذرے تھے کہ دن کی دھوپ اور رات کی اوس اُنپر پڑتی تھی اور ایک وقت کھانا کھانے کو وہی دیو مہیب صورت دوپہر کے وقت دے جاتا تھا روز چہارم لقاے نابکار شیطان طینت نے کہا کہ تم سب لوگ اب بھی اگر بصدق دل و پاک طینت مجکو سجدہ کرو تو مین تم سب کو ابھی نجات دون امیر نے نہایت غیظ و غضب مین آکر کہا کہ او دروغ گو ملعون نابکار تجپر خدا کی مار یہ کیا کلمات کفر آمیز بکتا ہے ارے او خوک پیکر خرس بادیۂ ضلالت تیری کیا اصل و حقیقت ہے جو مین تجکو سجدہ کرون تیری تو وہی کیفیت ہے کہ جو مثل کہتے ہین **مثل**

پیر خود در ماندہ شفاعت کسکی کرے یعنے جبکہ تو خود بحال خستہ خراب و بزنجیر مقید یہان بیٹھا ہوا ہے تو تو پہلے آپکو قید سے نجات دے پھر ہم سب کو سجدہ کرا کے نجات دلوانا لقا یہ گفتگو سنکے نہایت پیچ و تاب کھا کے خاموش ہو رہا الغرض امیر باتوقیر پھر بجناب باری مستدعی ہوے کہ اے خالق حقیقی و اے مالک تحقیقی واسطہ اپنے بندگان خاص کا اس عذاب الیم سے خلاصی کر دے ہنوز امیر باتوقیر دست بدعا تھے کہ سلطان ماران تاج الماس برق سر پر رکھے ہوے علم گرد باد پیلان کوہ پیکر سحاب پر آراستہ کیے ہوے قطرہ زنان سامنے سے نمایان ہوا اور قریب ساٹھ ہزار پریزادون کے پرے جماے ہوے اپنے ہمراہ لیے تخت پر بیٹھا ہوا اور گرد اُسکے ہزارون لاکھون دیو ہمراہ اور چالیس ہزار سوار یاقوت پوش علاوہ اسکے بہت سا جلوس شاہی ہویدا ہوا اور نقابدار یاقوت پوش شتر پرند پر سوار آتا نظر آیا جب سب لشکر قریب اُس باغ کے جہان وہ درخت چنار سفید خط کا لگا تھا پہونچے اُسوقت سب نے مودب باداب شاہنشاہی جھک کر امیر باتوقیر کو سلام کیا اور کہا کہ حضور گھبرائین نہین انشاء اللہ تعالے مین اس طلسم کو ایک دم مین فتح کرتا ہون اور تم سب کو جو یہان مقید ہو رہا کراے دیتا ہون امیر نے جو اُس نقابدار کو دیکھا تو خون عزیزی نے رگون مین جوش مارا اور ایک محبت سی اُسکی دل مین پیدا ہو گئی اور سب نے پکار کر کہا کہ اے نقابدار خدا تجھے فتحیاب کرے غرض نقابدار نے ایک لوح اپنی بغل سے نکالی اُسوقت امیر کے دل کو یقین کامل ہوا کہ لاشک و لاریب یہ طلسم کو فتح کر لیگا پھر نقابدار نے لوح کو دیکھکر تلوار اپنی بغل سے نکالکر ایک اسم اُس لوح سے پڑھ کر تلوار پر دم کیا اور اُس درخت کے پاس جا کے بسہولت تمام نشان خط سفید کا تاک کر بھر زور ایک وار تلوار کا کیا کہ وہ درخت خط سے دو ٹکڑے ہو کر گرا اور وہ دیو نہایت مضطر اور پریشان گھبرایا ہوا اور چلاتا دوڑا کہ باغی او تیرہ روزگار اب میرے ہاتھ سے بچکر

کہان جائیگا یہ کہکر وار تمشاد نقابدار پر باری نقابدار نے حربہ اُس دیو کا خالی دیا اور وار تمشاد زمین پر گری وہ دیو
خود بھی گھبرا کر چاروں شانے چت گرا اُس وقت نقابدار بچستی و چالاکی تمام دوڑکر اُس دیو سے لپٹ گیا باہم زور کشتی
ہونے لگا دو گھڑی تک خوب زور کشمکش کا رہا آخر بعد دو گھڑے کے نقابدار نے لنگر اُسکا توڑکر اُٹھا لیا اور بالائے
خوب سا چرخ دے کر دے مارا وہ دیو ہر چند چاہتا تھا کہ کوئی موقع ایسا ہاتھ آئے کہ بھاگ جاؤن مگر نقابدار
سرخ پوش خنجر آبدار میان سے نکالکر اُسکی چھاتی پر چڑھ کے بیٹھ گیا اور سینہ اُس دیو سیاہ دل کا چاک
کیا تو ایک مہرۂ سیاہ اندرون سینہ سے اُس ناپاک کے نکلا اُسوقت ایک شور یوم النشور برپا ہوا اور چار طرف
تاریکی چھا گئی اور ایک آواز مہیب گوش زد ہوئی کہ کشتی مرا نام من بلاق جادو بود بعد اسکے وہ نازنین جو نقاب جو اُس
دیو کے پاس تھی نوحہ کرکے کہنے لگی کہ باش او کشندۂ بلاق اب تو میرے ہاتھ سے کہان بچکر جا سکتا ہی بڑا غضب تو نے
کیا کہ میرے معشوق کو قتل کیا یہ کہکے کچھ دانے ماش و سرسون کے اُسپر ایک اسم سحر دم کرکے نقابدار پر پھینکے اور
خود زمین پر لوٹ پوٹ کے ایک صورت اژدہے کی بنکے نقابدار کی طرف دوڑی نقابدار نے اُس لوح کو دیکھکر مطابق
اُسکے عکس اُس لوح کا اُسکے منہ کے مقابل جو کیا تو صورت اُسکی تبدیل ہوگئی اور ایک زن پیر وہ ساحرہ کریہ منظر
زشت رو سیہ فام قد اُسکا مثل درخت تاڑ یا کھجور کے بلند بنکے اُسکی طرف دوڑی نقابدار نے پکار کے کہا کہ او
علامہ عصر نابکار ذرا اپنی شکل بد کو دیکھ تو سہی کہ تیری صورت کیا ہی اور کس طرح تو افتان و خیزان چلی آتی ہی اُسنے جو
اپنی صورت کو دیکھا تو نہایت نادم اور شرمندہ ہوئی اور ایک اسم دوسرا سحر کا پڑھ کے اپنے اوپر دم کیا اور کبوتر
کی صورت بنکے پرواز کر گئی نقابدار نے ایک تیر اپنی کمان مین پیوستہ کیا اور زہ سے زہ کو ملا کے پرتاب کیا وہ تیر
اُسکے سینہ پر پڑا کہ لشت کو توڑکر اُس پار نکل گیا وہ کبوتر یعنی ساحرہ چرخ مار کر زمین پر گری اور ایک شور و غل
چار طرف سے بلند ہوا کہ لینا لینا جانے نہ دینا خبردار اور تاریکی سی چھا گئی بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی جب رفع ہوئی
اور روشنی نمایان ہوئی تو ایک آواز آئی کشتی مرا نام من پر دین جادو بود نقاب بیٹھا ہوا یہ سب تماشا دیو آ اہنی کے
دیکھ رہا تھا بیساختہ اُن ہر چہار مقیدان طلسم کی جانب مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ اے بندگان حق دیکھا کہ مین نے
اپنی قدرت کاملہ سے ایسے ایسے بندے پر زور و قوی بازو و تہمتن اسفندیار توان روے زمین پر خلق کیے ہین
اور اس بندے نے پہلے اپنے دل مین بعد ہزار عجز و انکسار مجھسے دعا کی تھی اور جب دریائے رحمت کا میری جوش مین
آیا تب اُسنے دیو اور ساحرہ کو مارا اور درخت کو سفید خط سے دو ٹکڑے کیا ہی یہ گفتگو نقا کی نقابدار سنکر نہایت غضبناک
ہوا اور نقا کو للکار کر بآواز بلند کہا کہ او نامعقول ولد الزنائے نابکار یہ تو کیسا واہیات خرافات بکتا جھک مارتا ہی
بس نقا سکتے کے عالم مین محو حیرت ہو کر چپ ہو رہا لیکن نقابدار نے جو پھر لوح کو ملاحظہ کیا تو اُسمین یہ رقم تھا کہ
اس درخت کو جڑ سے اُکھاڑیگا تو نیچے اُس درخت کی جڑ کے ایک چٹان سنگ مرمر کی قریب دو گز کے لنبی چوڑی
نہایت صاف و شفاف رکھی ملیگی اُسکو اُٹھانا تو اُسکے نیچے ایک نقب ہی اُسکے اندر تو بخوف و خطر چلا جانا
تھوڑی دور آگے جب تو اُسمین جائیگا تو داہنی اور بائین طرف دو راستہ تجکو ملینگے تو داہنی طرف کے راستہ مین
قدم زن ہونا جسکہ تو وہان آگے دو ایک قدم جائیگا اُس وقت ایک اژدہاے خونخوار ملیگا اور
منہ سے شعلے آگ کے سر بفلک رسان نکلتے ہونگے تو بے خوف و خطر اُسکے منہ مین کود پڑنا پھر آگے
جو لوح مین لکھا ہو مطابق اُسکے عمل کرنا بس نقابدار نے جو اُس درخت کو جڑ سے اُکھاڑا تو ایک چٹان سفید
سنگ مرمر کی جو وہان رکھی تھی اُٹھائی تو وہان وہ اژدہاے آتش فشان ملا نقابدار اُسکے منہ مین کود پڑا تو ایک

آواز مہیب پیدا ہوئی اور بہت زور کی آندھی چلی اور مثل ابر باران آسمان سے آگ برسنے لگی لقا نے پکارا کہ یہ میرا اژدہا تھا جو لقا بدار کو نگل گیا امیر نے اٹھا ہاتھ لقا کے منہ پر اس زور سے مارا کہ ہونٹھ اسکا پھٹ گیا اور کہا کہ او ملعون خبردار اب کبھی ایسے کلمات کفر و کافری کے زبان پر نہ لانا لقا نے ڈر کے کہا کہ مین نے بری تقدیر کی اب مجھسے کبھی ایسی تقدیر نہوگی اور خاموش ہو رہا اور وہ دیو اور آہنی جسپر امیر و لقا بیٹھے تھے اور شعلہ ہاے آتش اور باغ سبزہ زار وغیرہ مفقود ہو گئے تیسرے دن ایک گنبد سبز دکھائی دیا اور نقابدار نے آکر دروازہ گنبد کا کھولا اور مال و خزانہ زر و جواہر بیشمار اسمین بھرا تھا اور ایک خیمہ زر نگاری ایک طرف رکھا تھا وہ سب مال و اسباب وخیمہ زر نگار کو ہمراہ لیکے اس طلسم سے باہر نکلا اور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوا اور بہت عزت سے بٹھلا کے الایچی پان وغیرہ پیشکش کیے اور عطریات نفیس نفیس اور خوشبودار قباے امیر باتوقیر پر ملکے باادب سامنے بیٹھا اور حکم تیاری دعوت اور سامان رقص و سرود کا اپنے سرداروں سے کیا بعد اسکے نورالدہر و ایرج اور داراب اور لقا کو طلب کیا وہ سب آکے حاضر ہوے پہلے نورالدہر نے سلام برسم اسلام کیا نقابدار نے جواب سلام کا دیا بعد ازان ایرج نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا نقابدار نے کسی کے سلام کا جواب نہ دیا مگر ہر ایک کو نہایت عزت و توقیر سے بٹھایا اور سامان عیش و طرب مہیا کیا جام شراب کا گردش مین آیا اُس وقت نقابدار نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے طلسم آذر سلیمانی کو فتح کیا ہے صاحبقران مین ہون آپ اتانہ صاحبقرانی مجھے دیجیے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے نقابدار تو نے تو صرف اتنا ہی کام کیا ہے کہ ایک طلسم کو فتح کیا ہے جس پر تو اسقدر مغرور ہوتا ہے اور لاف زنی کرتا ہے کہ گویا تو نے جھنڈا فتحیابی کا عرش پر گاڑ دیا میری اولاد نے تو ایسے ایسے کام بہادری کے کیے ہین اور ایسے ایسے طلسمات زبردست اور دشوار اور مشکل فتح کیے ہین کہ تو نے کبھی خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے اور نہ سنے ہونگے اگر تو اس ایک طلسم کشائی پر اتنا نازان ہوتا ہے اور دعوی صاحبقرانی کرتا ہے تو اچھا ایک کام کر کہ مجھسے تو بفنون سپہ گری رزم و پیکار خواہ زور کشتی کر اگر تو مجھکو زیر کرے اور آپ غالب ہو تو البتہ وہ اسباب صاحبقرانی کا آج سے مین نے تجھکو دیا امیر نقابدار نے جواب دیا کہ اچھا ایسا ہی ہوگا بعد ازان نقابدار سرخ پوش نے ایک تخت پر تورج کو سوار کرا کے رخصت کیا اب تورج تو شہر سیقولیہ مین آیا اور وہان سے اپنے لشکر کو ہمراہ لیے شہر اختم کو روانہ ہوا اسی طرح امیر باتوقیر اور نورالدہر سوار ہو کے اپنے لشکر مین داخل ہوے ایرج اپنے خیمے مین آیا لقا اپنے لشکر مین گیا داراب اپنی فوج مین داخل ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ چالاک بن عمرو آیا بعد سلام کے یہ دعا دی قطعہ الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + گل اقبال تو دائم شگفتہ + بچشم دشمنانت خار بادا + یہ عرض کی کہ شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو غلام واسطے بالادوی کے گیا تھا ایک لشکر دیکھا تحقیق جو کیا تو معلوم ہوا کہ طرماسپ تھا کہ پیچھے طہماس کے گیا تھا اور طہماس تعاقب مین ایک ساحر کے گیا تھا وہ ساحر غول کی تھی طہماس نے غول کو مارا اور اُس غول کے یہان بہت سے لوگ قید تھے اسمین شاہزادہ ذیل رود بھی تھا وہ طہماس کو اپنے شہر مین لے گیا شہر ذیل رود مین عادشاہ چڑھ آیا اور آمادۂ جنگ ہوا آخر کو طہماس اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا دوسرے دن طرماسپ وہان پہونچا اُس سے بھی بہت جنگ ہوئی اور بعد جنگ و جدل بسیار کے طرماسپ نے عادشاہ کو مارا اور فرہاد ذیل رودی کو آفتاب پرست بنایا اور طہماس کو کہ زخمی تھا قید کر کے ساتھ لایا ہے اب ایرج کے پاس لیے جاتا ہے نورالدہر نے جو یہ احوال چالاک بن عمرو سے سنا نہایت غیظ و طیش مین آیا اور مثل شعلۂ آتش بھڑک اُٹھا اور کہنے لگا دیکھو تو سہی مین کیا کرتا ہو

چھوڑتا ہون وہ میرے ساتھ ہے زندہ بچکر کہان جاتا ہی بس اُسی وقت نقاب سفید مُنھ پر ڈال کے مع بارہ ہزار سوار اور بیس
ہزار پیادے اور کچھ جلوس اور سرداران نامی کے گھوڑہ دن پر سوار ہو کر جانب نیل رود روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع
منازل جب قریب اُس شہر کے پہونچا حسب اتفاق طرماسپ اُس روز بطریق سیر وشکار کے کسی طرف گیا تھا اثنائے
راہ مین دور سے اُسنے دیکھا کہ کچھ گرد وغبار سر بفلک رسان ہی رفتہ رفتہ جب کہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک
نقابدار سفید پوش مع بارہ ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے اور سردارون وغیرہ کے اس طرف کو چلا آتا ہی
جب نقابدار قریب پہونچا با آواز بلند پکار کر کہا کہ باش او طرماسپ مین کب تجکو زندہ چھوڑتا ہون اور کیا تاب وطاقت
ہی تیری جو تو طہماس کو گرفتار کرکے لے جاے اُدھر طرماسپ نے بھی نعرہ کرکے کہا او نقابدار مفلوک روزگار تو کیا
اپنے دل مین سمجھا ہی تو مجھسے لڑنے کو آیا ہی شاید تو مجھے نہین پہچانتا ہی کہ طرماسپ ہون نقابدار نے کہا کہ تو طہماس
کو مجھے حوالے کر اور تو جدھر جاتا ہے چلا جا کچھ مجکو تجھسے غرض نہین ہی طرماسپ نے کہا کہ یہ تو میرا باپ ہی اور عشق مین
نبیرہ حمزہ کے سودائی ہو گیا ہی اسواسطے مین نے اُسکو قید کیا ہی اور جبکہ جنون اسکا کم ہو جائیگا تو مین اُسکو چھوڑ دونگا
نقابدار نے کہا کہ او بدکردار نا ہنجار کیا بکتا ہی اپنے باپ پر یہ اتہام معلوم ہوا کہ تو نطفۂ ناتحقیق ہی اولاد صحیح النسب سے
یہ افعال وکردار ممکن الوقوع نہین ہین دیکھ میرا کہنا مان اور طہماس کو چھوڑ دے ورنہ وہ سزاے معقول تجھے دونگا
کہ تمام عمر یاد رکھیگا الغرض بعد گفتگوے بسیار طرماسپ نے آمادۂ جنگ ہو کر ایک نیزہ نقابدار کے سینہ پر مارا نقابدار
نے سنان نیزہ کو خیال کرکے سنان نیزہ پر گانٹھ لیا نیزہ بازی ہونے لگی صداے چقاچاق بلند تھی شرارے مثل پھلجھڑیون
کے چھوٹ رہے تھے عجب تکلف سے نیزہ بازی کر رہے تھے شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر + تو گوئی کہ ہستند دو نرّہ
شیر الغرض ستائیسوین طعن مین نقابدار نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دیا طرماسپ مثل شعلۂ جوالہ کے افروختہ ہوا اور
جہان اُسکی نظرون مین تیرہ وتار ہو گیا پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے ہوائی کر دیا لیکن خبردار
کہ گذارم ترا از دست من بدر بردی یہ کہکے ساطور مارا نقابدار نے اُسکی دھار کو بچا کر دستۂ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا
جھٹکا جو مارا تو چند قدم طرماسپ دوڑ آیا نقابدار نے وہی ساطور جو اُسکے سر پر مارا طرماسپ نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا اور سر اپنا ہٹا لیا ساطور گردن مرکب پر پڑا کہ گردن مرکب قلم کرکے زمین پر اُترا طرماسپ مرکب سے گر کر
گرا ہمراہیان طرماسپ نے دوڑ کر طرماسپ کو اُٹھا لیا اور میدان سے لیکر چلے گئے طہماس نے جو یہ کیفیت دیکھی تو
ایکبارگی نشۂ شجاعت اُسکی آنکھون مین چڑھا اور ایک ہی زور مین تمام قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیا اور
بکمال جوش وخروش سر میدان آکے شریک نقابدار ہوا یہ کیفیت جو اُسکے لشکریون نے دیکھی تو سب کے سب
ایکبارگی تلوارین بند وقمین نیزہ وگرز لیکر نقابدار سفید پوش سے لڑنے لگے اور طرماسپ بھی دوسرے گینڈے
پر سوار ہو کر لڑنے لگا اُدھر صرف نقابدار سفید پوش مع بارہ ہزار سوارون کے آمادۂ کارزار تھا آخرکار لڑتے لڑتے
جب وقت شام کا قریب ہوا تاریکی شب کی پردہ پوش عالم ہوئی دونون نے طبل بازگشت بجوائے اور اپنے اپنے
لشکر مین آکے باسائش تمام خیمے ڈیرون مین پہونچے ہتھیار کھول کھول کر رکھے باطمینان تمام بیٹھے نقابدار سفید
پوش بھی اپنی بارگاہ مین متمکن ہوا اور سامنے سب سردار ومصاحبین وہمنشین اپنے اپنے رنگلون کرسیون پر بیٹھے
تھے قریب پہر رات کے گذری تھی کہ ایک خبردار نے عرض کی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا نقابدار نے فرمایا
کہ ہمارے لشکر مین بھی کہدو کہ بفضل ایزدی وتائید ربانی بجے طبل جنگ حسب الحکم لشکر اسلام مین بھی اُسی وقت
طبل جنگ بجا تمام شب لشکر مین طرفین کے چہل پہل رہی طلاے لشکر دون مین پھرتے رہے آواز بیدار باش

ہوشیار باش کی بلند تھی لوگ اپنے ہتھیاروں کو نکال کر صاف کرتے تھے کچھ لوگ آپس مین باتین کر رہے تھے کہ کل
صبح کو کون ہراول لشکر ہوتا ہی کوئی کہتا تھا کہ دیکھیے کل میدان کارزار مین کسکا پلہ وارہ ہوتا ہی اور کون ہمدوش
فتح وظفر ہوتا ہی اور کسکو شکست ہوتی ہی غرض اسی طرح سے تمام شب گذری جب کہ وقت صبح کا ہوا طرماسپ اپنی
فوج سے نکل کر مرکب پر سوار ہوا اور ناف میدان مین آکر پکارا کہ ای لشکر اسلامیان از شما ہر کرا آرزوے مرگ
باشد بیاید بمیدان جنگ کہ ارادہ دست پا آوری داریم اس آواز کے سُنتے ہی طہماس چاہتا تھا کہ مقابلے کو نکلے
مگر نقابدار مانع ہوا اور اپنے مرکب کو گرم تازہ کر کے میدان جنگ مین آیا اور پکارا کہ ای طرماسپ تیرہ روزگار
گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی یہ نہیب سُنکر طرماسپ نے ایک وار نیزے کا سینۂ نقابدار
پر کیا نقابدار نے سنان نیزہ سے نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا طرماسپ نے دوڑ کر تیغۂ آبدار کا وار کیا نقابدار نے اُسکے
وار کو رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو تا دو ابرو اُتر آیا طرماسپ نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکل گیا پھر دوسرا وار تلوار
کا نقابدار پر کیا نقابدار نے پھر وار اُسکا رد کر کے جو ہاتھ مارا تو زخم سر طرماسپ کا چوپارہ ہو گیا ہمراہیان طرماسپ
نے گھوڑون کو دوڑا کر نقابدار کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی اب نعرہ طہماس بلند ہوا نعرہ منم طہماس شیر بیشۂ زار
گلستانی + پدر من عنقول دیو بر رستم ثانی + غلام حمزہ ام شاہم منم طہماس عالی شان + عدوے کافرانم کرد عاشق
دین مسلمانی + تلوار چلنے لگی آسی ہنگامۂ جنگ مین گھوڑا طرماسپ کو لیکر نکل گیا فرہاد دیل رودی بھی شکست کھا کے
بھاگا یہ حال دیکھکر طہماس دوڑتا ہوا نقابدار کے پاس آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی تابعدار امیدوار ہی کہ حضور اپنے
نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائین کیونکہ آپ میرے بڑے محسن ہین کہ ایسے ظالم خونخوار کے پنجۂ قہر سے نجات
دی اور جانبری کی پس نقابدار نے اتنا سُنکے نقاب اپنے چہرے سے اُٹھا دی تب طہماس نے پہچانا کہ یہ سرمایۂ زندگانی
نور چشم مومنان نور دیدۂ مسلمانان یعنی شاہزادہ نور الدہر عالی شان ہی پس دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا سر و چشم
دیکھکر کہنے لگا الحمد للہ والمنۃ شعر منور دیدہ ام گر دیدہ از نور سراپایت + گرفتم قوت جان از حقۂ لعل شکر خایت + ای
شہریار لاکھ لاکھ جان میری آپ پر سے نثار شعر ہزار بار بشویم دہن ز مشک وگلاب + ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست
قربانت شوم حضور کو میرے حال پر ملال سے کیونکر آگاہی ہوئی جو اسقدر تکلیف اُٹھا کر راہ دور و دراز کو طی کر کے
اس خانہ زاد کے حال پر عنایت فرما کے سرفراز کیا نور الدہر نے کہا کہ چالاک بن عمرو نے مجکو خبر دی کہ طہماس
کو طرماسپ گرفتار کر کے بہزار ذلت وخواری سمت ایرج لیے جاتا ہی مجکو یہ حال سُنکر نہایت غصہ آیا اور مین نقابدار
سفید پوشش بنکے مع بارہ ہزار سوار اور سرداروں ہمراہیون کے یہان پہونچا اور تجکو رہا کیا طہماس نے کہا
ای شہریار یہ ناہنجار میرے تعاقب مین آیا اور مجکو اُسنے نامردی سے گرفتار کیا تھا مگر خیر صد ہزار شکر اُس رب کا
اور ہزار ہزار احسان حضور کا کہ اسقدر سفر دور و دراز سے تکلیف کر کے آپ میری رہائی کو تشریف لاے اور اُس
عذاب الیم سے مجکو نجات دی اور آپ میری اعانت نہ کرتے تو رہائی میری غیر ممکن تھی نہین معلوم وہ مجکو ایرج
کے پاس لیجا کے کس کس مصیبت مین مبتلا کرتا یہ آپ کی عنایت سے میری جان بچی گویا از سر نو زندگی ہوئی اور
ای شہریار مجکو لازم یہی ہی کہ مین بھی اُسکا تعاقب کرون اور اُسکو جہان ملے گرفتار کر کے لاؤن اُسنے جو مجکو قید کیا
تھا اور ایرج کے پاس لیے جاتا تھا تو اُسکے عوض مین اُسکو گرفتار کر کے چندے قید رکھون بعد ازان اُسکو
قتل کر کے جہنم واصل کرون نور الدہر نے کہا کہ ای طہماس طرماسپ جب پھر ادھر آئیگا تب سمجھ لینا
طہماس نے کہا جو مرضی شہریار کی بہت خوب نہ جاؤنگا یہ کہکے خاموش ہو رہا جب کہ قریب نصف شب کے گذر گئی

تو طہماس بے اطلاع نور الدہر کے پوشیدہ طرماسپ کی تلاش مین روانہ ہوا صبح کو شاہزادۂ نور الدہر جب
خواب راحت سے بیدار ہوا اور طہماس کو نہ دیکھا تو نہایت بیتاب ہو کر لوگون سے پوچھا کہ طہماس کہان ہی
جلد بلاؤ ملازمون نے عرض کی خداوند نعمت آج نصف شب سے اُسکا کچھ حال نہین معلوم کہ کہان چلا گیا ہی تب
نور الدہر نے سوارون کو حکم دیا کہ دس دس سوار ہر چہار طرف جاکر تلاش کرین جہان اُسکا پتا اور نشان ملے
وہان سے اُسکو مع الخیر میرے پاس حاضر کرین دس دس سوار ہر سمت کو روانہ ہوے اور تمام دن سر گردان
حیران و پریشان اُسکی تلاش مین رہے جب اُسکا کچھ پتا نہ لگا تو مجبور ہو کر واپس آے عرض کی اے شہریار ہم لوگون
نے تمام دن اُسکو تلاش کیا اور بہت لوگون سے اُسکا پتا بھی پوچھا مگر نہ وہی ملتا ہی اور نہ کسی سے اُسکا کچھ پتا
نشان معلوم ہوتا ہی نور الدہر نہایت متردد اور متفکر ہو کر اُس شب بھر منتظر طہماس کا رہا کہ شاید جو کہین چلا گیا ہی
تو کوئی ضرورت ہوگی مگر شب کو کسی وقت ضرور آئیگا مگر جب وہ نہ آیا اور صبح ہوئی جانا کہ طہماس مقرر بتلاش
طرماسپ گیا ہی اگر اور کہین گیا ہوتا یا کسی کام مین مشغول ہوتا تو ابتک آجاتا کیونکہ آج تیسرا دن ہی ضرور آتا یا کچھ
حال معلوم ہوتا کہ فلان جگہ پر ہی القصہ لشکر طرماسپ کا جو شکست کھا کر شہر نیل رود سے بھاگا تھا تو وہ لشکر
پاس ایرج کے گیا اور سارا حال اُسنے طرماسپ کے شکست کھانے کا روبرو ایرج کے بیان کیا اور فریاد نیل
رودی سے بھی تمام حال کہا ایرج نہایت آزردہ ہوا علوئل دریا باری سے کہا کہ یہ خدا پرست عجب طرح
کے لوگ ہین کہ مروت چھو نہین گئی ہی ان سے ہر چند مروت کرتا ہون وہ اپنے طریقے سے باز نہین آتے میرے
ساتھ اس طرح پیش آتے ہین اگر طرماسپ میرے پاس طہماس کو لے آتا اور نور الدہر میرے پاس کہلا بھیجتا
تو کیا مین طہماس کو نہ بھیج دیتا کیا فائدہ ہوا کہ نور الدہر نے جاکر طرماسپ سے جنگ و ستیز کر کے اُسکو زخمی کیا مین جبتک
اُسکو سزاے معقول نہ دونگا اور تدارک سخت نہ کرونگا تب تک وہ لوگ اپنے فعل بد سے باز نہ آئینگے یہی باتین
ہو رہی تھین کہ آواز طبل جنگ کی لشکر لقا مین بلند ہوئی ایرج نے شاپور کو حکم دیا کہ تم جاکر دیکھو کہ کہان پر یہ
صداے طبل جنگ بلند ہی حسب الحکم اُسکے شاپور نے حال دریافت کیا پھر بعد چار گھڑی کے شاپور آیا اور
بارگاہ مین حاضر ہو کر بعد دعا و ثناے شاہی کے یون کہنے لگا کہ تابعدار حسب الحکم حضور کے لشکر مین جہان صداے
طبل جنگ بلند تھی گیا دیکھا کہ اُس بن الوس آگے تخت لقا کے دست بستہ کھڑا ہوا عرض کر رہا ہی کہ غلام کی تقصیر
معاف ہو تا بعد از عمر بھر ناک کا نام نہ لیگا جبتک دشمنان حضور کو غارت نہ کر لیگا جسوقت فوج دشمن کو شکست فاش دیکر
بھگا دونگا اُس وقت میری ناک درست کر دیجیے گا لقا نے اقرار کیا اور کہا کہ اچھا جا جسوقت تو لشکر حریف کو شکست
و ہزیمت دے کر آئیگا اُسوقت تیری ناک بدستور سابق درست کر دونگا یہ صداے طبل جنگ جو بلند تھی اُس بن الوس
کے لشکر مین تھی اور ادھر لشکر داراب کا ایک سمت میدان مین فروکش تھا وہان سے بھی آواز طبل جنگ کی آنے
لگی تب تو امیر باتوقیر نے بھی حکم دیا کہ اچھا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجواؤ حسب الحکم امیر باتوقیر کے طبل جنگ
بجنے لگا طرفین مین درستی آلات ہوا کی ناگاہ روز روشن ہوا اور ہنوز لشکر جانبین سے کوئی میدان وغا مین بھی نہ آیا
تھا کہ ناگاہ کچھ گرد و غبار ایک سمت سے اُٹھتا ہوا نظر پڑا کہ جسکی بلندی سے قرص خورشید تیرہ و تار نظر آتا تھا امیر
باتوقیر نے چند ہرکارون کو طلب کر کے حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ گرد سر بفلک رسان کیسی ہی کہ جسکی تاریکی سے
آسمان تک چھپا ہی حسب الحکم امیر باتوقیر کے ہرکارے دوان دوان وہان پہونچے تو دیکھا کہ تخمیناً چار سو علم
نشان چار لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر ایک ایک تصویر ماہتاب کی منقش علمدار وردیان

نقرئی و طلائی پہنے ہوئے فیلان کوہ پیکر پر سوار چلے آتے ہین اور تین بادشاہ بجاہ بہ ہزار شوکت و شان تاج شاہی بسر
رکھے قبا شاہنشاہی دربر اپنے اپنے ہاتھیون پر سوار نمودار ہوئے اور پشت پر تخت کے چار لاکھ سواران جرار مسلح و مکمل
چلے آتے ہین ہرکارون نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر توبرج ماہ پرست صاحبقران ماہ پرستان
کا ہے شہر سیقولیہ سے آیا ہے اور یہ جو دو تخت ہمراہ ہین یہ دونون بادشاہ اسکے ہمراہ آتے ہین ایک کا نام داراب اور ایک
کا نام ایرج ہے ہرکارون نے بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہو کر سب کیفیت بحضور سلطان والاشان عرض کی غرض
دو لشکر اُسی میدان مین اُترا خیمے ڈیرے استادہ ہو گئے اور اپنے اپنے خیمے ڈیرون مین بیٹھے اور تینون بادشاہ
اپنے ہمنشینون اور سردارون سے صلاح رزم و جنگ کر رہے تھے کہ ناگاہ تین پنجے نمودار ہوئے توبرج
صاحبقران ماہ پرستان اور ایرج و داراب ماہ پرست کو اُٹھا لے گئے اب عادل قاف شہر اختم پر آیا اور دیوون
کو لشکر اسلام سے لڑوا دیا اب جسوقت ایرج و توبرج و داراب ہوش مین آئے اُنھون نے آنکھین کھولکر دیکھا
تو ایک بارگاہ عالی شان نظر پڑی اور تخت پر ایک مرد پیر بارلیش سفید بیٹھا ہوا ہے چتر جواہر نگار سر پر رکھے ہے
ہزارہا دیو اور پریان دست بستہ کھڑی ہوئین دعائین مانگ رہی ہین گھنٹہ گھڑیال دمامہ بج رہا ہے ایک طرف
صدائے ناقوس بلند ہے نعرۂ یا عادل قاف یا عادل قاف کا شور ہے ناگاہ اُس پیر نے ایرج و داراب کی طرف
دیکھکر کہا تمنے قطب دوران اور پیر زلال کی قدر نہ کی اپنے سے بیزار کیا آخر اس نوبت کو پہونچے تمنے مجھکو نہین
پہچانا کہ مین کون ہون وہ دونون میرے نائب تھے ایرج و داراب نے کہا کہ ہمنے آپ کو کچھ تو پہچانا مگر بخوبی نہین
اُسوقت عمرو نے کہا کہ اب یہ تبلاؤ کہ تم دونون میری اطاعت قبول کرو گے یا نہین دونون نے کہا کہ آپ حمزہ صاحبقران
سے فیصلہ کر لیجیے پھر ہم دونون آپ کی اطاعت کرینگے پھر توبرج سے خطاب کیا توبرج نے بھی یہی جواب دیا اسپر عمرو
نہایت درہم برہم ہوا اور کہا ان تینون کو لیجا کے زندانخانے مین قید کرو داراب و ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ افسوس
ایسے شخص عاقل کو مفت اپنے سے کھویا یہ کیا کیا عمرو نے ان تینون شخصون کو غل و زنجیر مین گرفتار کر کے تخت پر ڈال دیا
اور آپ جانب اختم روانہ ہوا یہان آس بن الوس طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا ہے اور مبارز طلب کر رہا ہے ناگاہ ابر تیرہ و تار
آسمان پر چھایا اور چار ہزار قرنا برابر پھنکین اور ایک سو چار نقارے اور بیس ہزار کوس حربی بجے اور بیچ مین تخت پر
عادل قاف سوار گرد تخت پریزادان کی قطار ناچ ہوتا ہوا مشک و عنبر اُڑتا ہوا کمال شان و شوکت سے تخت
عادل قاف کا دکھائی دیا لشکر دیوون کا ایک طرف استادہ ہوا عمرو نے آس بن الوس کو جو میدان مین کھڑے
ہوئے دیکھا آگ ہو گیا شقیقہ اُسسے کہا کہ تجا رمع گینڈے کے اسکو کھا لے شقیرا دوڑا اور قریب آس کے
آیا امیر نے دیکھا کہ یہ دیو اسقدر بڑا ہے کہ عفریت اسکے مقابل مین مثل ایک بیرزال کے تھا لیکن جب شقیرا اُس
بن الوس کے پاس پہونچا آس کو اپنی زندگی سے یاس ہو گئی چاہا کہ میدان سے بھاگ جائے مگر شقیرا نے گینڈے
کو اُٹھا لیا آس بن الوس گینڈے سے کود کر بھاگا شقیرا نے جیسے چڑیا پکڑ لیتے ہین اس طرح اُسے اُٹھا کر مع گردن
منہ مین ڈال لیا اور نگلکر پھر اپنے لشکر کی طرف رخ کیا تمام کفار کلپنے لگے یقین تھا کہ زہرے سبھون کے آب ہو جائین
الغرض طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنے اپنے خیمون مین گئے عمرو اپنی بارگاہ مین آیا تخت پر جلوس فرمایا ناچ
شروع ہوا دبیر کو بلوایا پانچ نامے لکھوائے تین نامے لشکر داراب و ایرج و توبرج کے پاس بھیجے مضمون اُنکا
یہ تھا کہ ایرج میرے پاس قید ہے تم اگر اطاعت کرو تو خیر اور نہین تو تمہارے سردار میرے پاس قید ہین تمکو لائق
و لازم ہے کہ اگر میرے شریک ہو القصہ وہ تینون لشکر آکر شریک عادل قاف ہوئے بعد اسکے شقیرا نے

برہمن کو نامہ دے کر لشکر لقا مین بھیجا شقیرا نے وہ نامہ سر سے لپیٹا اور سمت بارگاہ لقا روانہ ہوا القصہ بعد قطع راہ بارگاہ لقا مین پہونچا مگر چونکہ لقا نے کبھی اس قد و قامت کا دیو نہ دیکھا تھا دیکھکر ڈر گیا اور کانپنے لگا تمام اہل دربار بھی کانپنے اور تھرانے لگے اور بختیارک بھی خوف سے بیہوش ہوکر گر پڑا تب شقیرا نے کہا کہ تم لوگ کچھ خوف و دہشت نہ کرو مین تمکو کسی طرح کی تکلیف دینے کو نہین آیا ہون مین نامہ عادل قاف کا لیکر آیا ہون بس یہ کہکر نامہ سر سے کھولکر لقا کی حضور مین پیش کیا لقا نے نامے کو دونون ہاتھ سے اٹھایا اور سر نامے کو بوسہ دے کر دبیر کو دیا اور حکم کیا کہ لفافے کو کھولکر پڑھے جب دبیر نے نامہ لیکر کھولا اسمین یہ مضمون مرقوم تھا کہ ای لقا اگر تو بہتری اپنی چاہتا ہے تو اگر میری خدمت مین حاضر ہو مین تجھکو بڑی عزت سے رکھونگا اور اختیارات سابق سے دوچند اختیارات تجھکو دونگا اور جو انکار کریگا تو دیوان لشکر کو حکم دونگا وہ وہان اگر تجھکو مع زن و بچہ و قوم و سپاہ سب کو کھا جاینگے لقا نے بمشورہ بختیارک جواب نامہ یون تحریر کیا کہ ای بادشاہ دیوان قاف آپ جلسے مین بھی حاضر ہوتا ہون شقیرا نے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ چلیگا تو خیر ورنہ مین خود ہی سبھون کو کھا جاؤنگا لقا یہ کلمہ سنکر اپنے دل مین کچھ دیر تک سوچا کیا مارے خوف جان کے کانپنے لگا اور کہا ای شقیرا سے برہمن نے تین ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی کہ مین ابھی تیرے ساتھ چلونگا جسکا جی چاہیگا وہ میرے ساتھ چلیگا بس اتنا کہکر اسی وقت لقا اٹھ کھڑا ہوا اور ارادہ چلنے کا کیا کہ ساتھ ہی اسکے یاقوت شاہ ملک بختیارک اور ضیغم خون آشام زہر بن ملک سما دریا باری مالک زرہ لقا جمشید و خورشید آہنی یہ سب ہمراہ لقا کے اٹھ کھڑے ہوے اور چلنے کو آمادہ ہوے شقیرا ے برہمن ان سبھون کو اپنے ہمراہ لیکر سمت عادل قاف روانہ ہوا جب قریب لشکر عادل قاف کے پہونچا تو عادل قاف نے لقا کی آمد کی خبر سنکر کشور شاہ اور اقبال شاہ وغیرہ اور جملہ سرداروں کو حکم کیا کہ تم سب صاحب جاکر استقبال کرکے لقا کو باعزاز و اکرام میری بارگاہ مین لے آؤ الغرض بڑی تعظیم و تکریم سے لقا کو بلوایا اور بڑی عزت و حرمت کی کمال عظم و شان سے دعوت کی بعد اسکے دیو مہارہ کے ہاتھ نامہ امیر کو بھیجا دیو اس نامے کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر نے بتوقیر تمام اسے بٹھایا نامے پر سے زر نثار کرکے ہاتھ مین لیا خط عمرو کا پڑھنا لکھا ہوا تھا کہ ای عرب بیوفا باوجود برائیون کے جو تو نے میرے ساتھ کین مین سب سے درگذرا نامے کو دیکھتے ہی میری خدمت مین جلد آ تیرے گناہ معاف کر دونگا بلکہ معظمہ تیری بسر اوقات کے لیے بھی دیدونگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو یہ دیو کہ جنکے باپ دادا تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہین وہ سب میرے پاس جمع ہوکر آئے ہین اگر ایک ادنیٰ اشارہ بھی کر دونگا تو تیری کل فوج کو کھا جائینگے بس یہ مضمون پڑھکر امیر باتوقیر نہایت آزردہ ہوئے اور نامے کو چیر کر پھینک دیا یہ حال دیکھکر دیو مہارہ بہت برہم ہوا اور کہنے لگا ای حمزہ تو نے غضب کیا کہ نامہ عادل قاف کا چیر کر پھینکدیا ای حمزہ بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا یہ کہکر امیر کی طرف جھپٹا نور الدہر نے جو یہ دیکھا کہ دیو گستاخی کرتا ہے فوراً اپنے تکل پر سے کود کر للکارا کہ او نابکار ناہنجار خبردار مہارہ نے کہا آؤ تمہین بر ہاتھ صاف کر لون بعد اسکے حمزہ سے سمجھونگا یہ کہکر چاہا کہ نور الدہر سے دست و گریبان ہو فوراً نور الدہر نے ہاتھ اسکا پکڑ کے آگے کھینچا ایک طمانچہ جو اسکے منھ پر مارا تو دیو زمین پر لوٹنے لگا نور الدہر نے چاہا کہ سر اسکا جدا کرکے پھینکدے کہ امیر نے ممانعت کی کہ ہان ہان خبردار نور الدہر یہ فعل بہادرون کی شان سے خلاف ہے ایلچی کو مارنا نچاہیے نور الدہر نے یہ سنکر عرض کیا کہ اگرچہ یہ مردود رہائی کے قابل نہین ہے مگر الامر فوق الادب بحکم جناب سے چارہ کیا ہے یہ کہکر دیو مہارہ کو بارگاہ سے نکلوا دیا دیو مہارہ وہ نامہ پارہ پارہ لیے ہوے عمرو کے پاس آیا اور کہا کہ لیجیے مین امیر حمزہ کے پاس ہو آیا آپ کے نامے کی تو یہ توقیر کی کہ پھاڑ کے پھینکدیا لیجیے یہ پرچے اس خط کے مین سمیٹ لایا ہون اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ بذلت تمام بارگاہ سے نکلوا دیا

یہ سنکر عادل قاف بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اب تادیب و تہدید حمزہ کی ضرور ہی بغیر سزائے مقتول کے یہ ہرگز نہ مانیگا طبل جنگ بجوا دیا جائے بموجب حکم اُسی وقت طبل جنگ بجایا گیا ہرکارون نے یہ خبر امیر کو پہونچائی امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجایا جائے امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر معرکہ آرائے میدان نبرد ہوے دیو مہارہ عادل قاف سے رخصت ہوکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا نورالدہر امیر سے رخصت لیکر مہارہ کے مقابلے کو نکلا مہارہ نے کہا اے نورالدہر کل تو نے مجھے ذلیل کیا تھا آج مین تجھکو دیکھ تو کیسی سزائے مقتول دیتا ہون یہ کہکر بڑے زور مین آکر نورالدہر پر دار شمشاد کا وار کیا نورالدہر نے وار خالی دیا دار شمشاد زمین پر پڑی کہ تہ آب تک پہونچگئی خاک اُڑی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا دیو یہ سمجھکر کہ نورالدہر کا کام تمام ہوا پکار اُٹھا کہ وہ مارا نورالدہر نے آواز دی کہ او کافر خاسر کسکو مارا مین حریف تیرا تو زندہ و سلامت ہون اور نہایت پھرتی سے دیو مہارہ کے پیٹ گیا اور دار شمشاد اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور وہی دار شمشاد جو اُسکے ماری تو برابر دیو کے دو ٹکڑے کر دیے یہ کیفیت دیکھکر عمرو بہت آزردہ ہوا عفیف بن خفیف بن عفوان راہدار نے عمرو سے کہا کہ اے عادل قاف آپ آزردہ نہ ہوجیے مین ابھی اس آدمزاد کو گرفتار کیے لاتا ہون عادل قاف نے کہا کہ اچھا جا ابلیس تیرا نگہبان ہو عفیف میدان مین آیا اور کہا کہ او آدمزاد مین تیرا کام تمام کرونگا نورالدہر نے کہا کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نکرنا بس عفیف نے چماق چاد نورالدہر پر ماری نورالدہر نے اُسے رد کرکے بقوت تمام جو ایک تلوار کھی عفیف پر ماری مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ وہ دیو عفیف مارا گیا عمرو نہایت پریشان ہوا طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اُدھر امیر نورالدہر پر سے زرنثار کرتے ہوے داخل بارگاہ ہوئے اور یہان رات کو عمرو نے دیو تندک سے کہا کہ مجھکو نورالدہر کے خیمے مین لیچل تندک نے کہا بہت مناسب وہ دو پہر رات گئی تھی کہ تندک نے عمرو کو نورالدہر کے خیمے مین پہونچا دیا عمرو نے وہان پہونچکر ہوا کا رخ دیکھکر جو بیہوشی اُڑانا شروع کی تو سب پاسبان بیہوش ہوگئے عمرو قنات کاٹ کے داخل خیمہ ہوا اور نورالدہر کو تو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اور ایک لقا پرست کو جسے بصورت نورالدہر شکل کرکے اپنے ساتھ لیگیا تھا قتل کرکے نورالدہر کے پلنگ پر لٹا یا اور ایک رقعہ اس مضمون کا کہ اے حمزہ آگاہ ہو کہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے نورالدہر کو قتل کیا لکھکر نورالدہر کے پلنگ پر ڈال کے روانہ ہوا اور نورالدہر کو اپنے لشکر مین لاکر قید کیا صبح کو لشکر امیر مین ایک غل و شور برپا ہوا کہ کوئی شخص رات کو آکر نورالدہر کو قتل کر گیا یہ سنکر اُدھر تو لشکر مین بدیع الزمان نے نعرہ آہ کیا اُدھر امیر نے اپنا حال تباہ کیا تمام لشکر مین ایک کہرام پڑ گیا ہر شخص قصد خودکشی کا کر رہا تھا ایک عجب طرح کا تلاطم برپا تھا الغرض پسران بزرجمہر نے یہ کیفیت دیکھکر بحساب رمل زائچہ کھینچکر عرض کیا کہ اے امیر آپ گھبرائیں نہین نورالدہر قتل نہین ہوا بلکہ زندہ ہے مگر قید ہے یہ سنکر امیر نے کہا کہ اچھا اس لاش کو تو نہلاؤ عیارون نے جو اس لاش کو نہلایا تو رنگ و روغن عیاری برطرف ہوا اور شکل زشت اس لقا پرست کی نمودار ہوئی تب یقین ہوا کہ بیشک نورالدہر زندہ ہے ہر ایک کے جسم مین اس خبر کے استماع سے جان تازہ عود کر آئی یہان کی تو یہ کیفیت اور وہان لشکر عادل قاف مین طبل جنگ بجا ہرکارون نے آکر امیر کو خبر پہونچائی کہ لشکر عادل قاف مین طبل جنگ بجا یہ سنکر امیر نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی شب بھر تیاری جنگ رہی جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین آئے لشکر عادل قاف سے دیو نفریت بن عفریت میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا خسرو بلاد ہند اپنے ہاتھی کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اور نہایت ادب سے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا بادشاہ نے پوچھا کیا ارادہ ہے لندھور نے عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے اس کبر ناہنجار کو جاکر پکڑ لاؤنگا یا سر میدان کام اسکا تمام کر آؤنگا یہ سنکر بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ جاؤ اے لندھور تمہین خدا کے سپرد کیا لندھور سلام کرکے میدان کو روانہ ہوا نفریت بن عفریت کے مقابل ہوا نفریت

نے لندھور کو دیکھکر نعرہ کیا او آدمزاد سر سیاہ دندان سفید تو میرے مقابلے کو آیا ہی لندھور نے کہا ہان مین تیری
جان کا ملک الموت ہون یہ سنکر نفریت بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ خیر لندھور ہوشیار ہو یہ کہکر ایک وار شمشاد کا لندھور
پر کیا لندھور نے وار اُسکا خالی دیا وار شمشاد زمین پر پڑی زمین سے تتق گرد بلند ہوا دیو یہ سمجھکر کہ لندھور مارا گیا پکار
اُٹھا افسوس ای آدمزاد گوشت بھی تیرا خاک آلود ہو گیا لیکن عمرو اپنے جی مین کھڑا کہرہا ہی کہ لندھور تو بلا سے بیدرمان
ہی نفریت بھلا اسکے ہاتھ سے کیا بچیگا کہ دفعۃً نعرہ لندھور کا بلند ہوا کہ او تیرہ روزگار کیا بکتا ہی کسکو تو نے مارا اور کسکا
گوشت قابل کھانے کے نہ رہا مین تو ابھی زندہ و سالم موجود ہون یہ کہکر دو دستی گرز نفریت کے سر پر مارا کہ ایک سینگ
اُسکا ٹوٹ گیا اور خون اُسکے سر سے جاری ہوا نفریت نے ایک نعرہ کیا اور اپنی ٹوٹی ہوئی شاخ اُٹھا کر لندھور
کے سامنے سے بھاگا خون سر سے بہتا جاتا تھا اُسے پونچھ پونچھ کے چاٹتا جاتا تھا تا آنکہ سامنے عادل قاف کے پہونچا اور
کہا کہ مین اس آدمزاد کا مقابلہ نہین کرسکتا عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اے شاہ جوانان قاف وای بہر ہر
روز مصاف مین راضی ہی نہ تھا کہ تو میدان مین جاے تو کیون گیا اُسنے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا آپ نائب خداوند
ابلیس ہین میری شاخ شکستہ کو بنوا دیجیے عادل قاف نے کہا کہ اے فرزند ارجمند تو خاطر جمع رکھ مین تیری شاخ اسطرح درست
کردونگا کہ کسی کی ایسی نہ ہوگی یہ کہکر حکم طبل بازگشت دے کر واپس گیا اپنے خیمے مین متمکن ہوا اور ایک شاخ طلائی
بنوا کر یاقوت و مروارید اُسپر نصب کرا کے نفریت کے سر پر جڑوا دی اس احمق نے جو اُس شاخ کو آئینے مین دیکھا بہت خوش
ہوا اور کہنے لگا یا عادل قاف میری دوسری شاخ بھی ایسی بنوا دیجیے عادل قاف نے کہا اچھا خدا پرستون سے فیصلہ ہولے
تو مین تیری دوسری شاخ بھی ایسی ہی بنوا دونگا بعد اسکے دربار برخاست ہوا لوگ اپنی اپنی خوابگاہ کو گئے عمرو نے دیو تند ک
سے کہا کہ تو مجھکو لشکر اسلام مین لیچل کہ اس ہندی نے میرے فرزند کی شاخ کو توڑ ڈالا ہی مین اسکو دنیا ہی سے مٹا دونگا اور
ایک نقاپرست کو بصورت لندھور متشکل کرکے ہمراہ لیا اور لندھور کے خیمے مین آکر اُسے تو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا
اور اُس نقاپرست کا سر کاٹکر لندھور کے پلنگ پر ڈالدیا اور لندھور کو لاکر نورالدہر کے پاس قید کیا یہان لشکر
اسلام مین ایک غل پڑ گیا کہ رات کو کوئی لندھور کو قتل کر گیا امیر نے یہ غل سُنکر ارشاد فرمایا کہ سوا اُس دزد مکار کے اور کسیکا
کام نہین ہی اور فرمایا کیا تدبیر اسکی کیجاے اور ہر ایک سردار سے فرمایا کہ ہر ایک اپنے اپنے خیمہ مین جاگتا رہے سبھون نے عرض کیا کہ بہت مناسب
آئندہ ایسا ہی کیا جائیگا اُدھر شیقرائے برہمن نے حکم کیا کہ طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر امیر کو خبر پہونچائی
کہ عادل قاف کے لشکر مین طبل جنگ بجا دیا گیا امیر نے بھی یہ سُنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آئے بموجب حکم
اُسیوقت نقارۂ رزمی بجا رات بھر سامان حرب مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان نبرد مین معرکہ آرا ہوے شیقرائے برہمن کہ قد
اُسکا چوراسی گز کا ہی سامنے تخت عادل قاف کے آیا اجازت میدان چاہی عادل قاف نے کہا کہ اچھا جا خداوند ابلیس پر
تبلیس تیرا حافظ ہی شیقر اسلام کر کے میدان کی طرف چلا اس جوش و خروش سے راستہ چل رہا تھا کہ زمین ہل رہی تھی میدان
مین پہونچکر لشکر اسلام کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ قضاے کار اتفاقات روزگار پہلوان عادی لخت شدادی پکڑے ہوئے
صف آرائی کر رہا تھا جیسے ہی شیقرا نے پہلوان عادی کو دیکھا جست کر کے قریب آیا اور عادی کو بغل مین
دبا کر میدان سے لے بھاگا اور عادل قاف کے سامنے لیچلا پہلوان عادی ہر چند چلاتا رہا کہ ارے کمبخت مجھے کہان
لیے جاتا ہی مگر شیقرا نے ایک نہ سُنی اور عادل قاف کے پاس پہونچکر ملتمس ہوا کہ حضور یہ لقمۂ چرب میرے ہاتھ لگگیا
ہی اگر عادل قاف اس آدمزاد کو مجھے عنایت کرین تو مین اپنا دانت اُسپر تیز کردون خداوندین نے آجتک آپ سے
کوئی چیز نہین طلب کی آج آپ سے اس آدمزاد کو مانگتا ہون اگر سرکار کی اجازت ہو تو مین اسے کھا کر اپنا شکم سیر کردون عادل قاف نے کہا

کہ اے شہنشاہ قاف یہ مال تیرا ہی ہے سوا تیرے اور کسے دونگا تو خاطر جمع رکھ مین اسکو گلاب و زعفران و نمک مین پرورده کرتا ہون
صبح اور شام بجائے گزک کے تجھے کھلاؤنگا اب اگر کھائیگا تو تو بیمار ہو جائیگا اسلیے کہ یہ ڈر گیا ہے گوشت اسکا تلخ ہو گیا ہوگا شیقرا نے کہا کہ
بہت مناسب جو حضور کے نزدیک مناسب عادل قاف نے تندخش سے کہا کہ اے تندک اسے لیجاؤ اور نمک و گلاب مین پرورده کرو
تندک پہلوان عادی کو لیکر چلا گیا شیقرا نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجیے کہ کل صبح کو لڑائی ہوگی اسی وقت لشکر عادل قاف مین
طبل جنگ بجایا خبر صاحبقران کو پہونچی لشکر امیر مین بھی نقارهٔ رزمی بجایا گیا شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ
آرائے میدان نبرد ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوے جب نقیب نہیب و یکار چلے گئے تو شیقرا میدان مین آیا مبارزطلبی کی ہاشم
تیغزن مقابلے کو نکلا شیقرا سے برہمن نے ہاتھ دوڑایا کہ گرز اٹھائے ہاشم نے تلوار ماری شیقرا نے چھین لی اور ہاشم کو پکڑ کے میدان
سے لے بھاگا اور عادل قاف کے حوالے کیا پھر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا فرمان خراسانی مقابل ہوا اسکو بھی شیقرا پکڑ لے گیا
تا اینکہ شیقرا سے برہمن اس روز سات آدمیون کو پکڑ لیگیا یہ کیفیت دیکھکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ شیقرا بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے
کوئی اس سے عہدہ برآ ہوتا نہین معلوم ہوتا کل مین خود اس سے مقابلہ کرونگا نجومیون نے عرض کیا کہ اے صاحبقران طالع آپ کا بھی
نحس ہے آپ بھی شیقرا پر غالب آتے مشکل سے معلوم ہوتے ہین بہتر یہ ہے کہ آپ چند روز کے واسطے شکار کھیلنے کو چلے جائین کہ یہ دن
نحس و فع ہو جائے امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے مگر مین اس ہنگام سے مہلت طلب کرنا ننگ و عار جانتا ہون بادشاہ اسلام نے
کہا کہ اچھا مین طلب کرونگا اور خواجہ بزرگ امید کو طلب کر کے عمرو سے کہلا بھیجا کہ اے عادل قاف ہمین ایک ہفتے کی مہلت
دو بعد ایک ہفتے کے مقابلہ کرینگے پیغام بادشاہ اسلام کا خواجہ بزرگ امید نے عمرو کو پہونچایا اسنے جواب دیا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے جا
ہمنے مہلت دی خواجہ پھر کر آئے تمام حال بیان کیا امیر شکار کے واسطے روانہ ہوئے خوب شکار کھیلا ساتوین روز داخل لشکر
ہوئے جیسے ہی خبر آمد حمزهٔ صاحبقران عادل قاف کو پہونچی اسیوقت نقارهٔ رزمی بجوا دیا یہ خبر امیر کو پہونچی ارشاد ہوا کہ لا حول ولا
قوة الا باللہ ہمون آتش در کاسہ ناحق اس پاجی کا احسان لیا غرض امیر نے بھی نقارهٔ رزمی بجوایا شب بھر تیاری جنگ رہی
علی الصباح دونون لشکر میدان مین آئے ہنوز دونون لشکرون مین سے کوئی نہ نکلا تھا کہ آسمان پر سے ایک پریزاد پیدا ہوا اور
امیر کے سامنے آکر جھککر سلام کیا اور کہا کہ اے امیر با توقیر مبارک ہو کہ آسمان پری جو بخوف عمرو طلسم خارستان مین مبتلا ہو گئی
تھین وہ بھی مع فوره لقا بدار یاقوت پوش طلسم سے رہا ہو کر مثل سابق پردهٔ قاف کی حکمران ہوئین اور آپ کی اعانت کے لیے
نو لاکھ دیو و پری کی جمعیت سے تشریف لائی ہین یہ سنکر امیر با توقیر بہت شاد و مسرور ہوئے اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بجایا جائے
جسوقت آواز طبل بشارت کی عادل قاف نے سنی پوچھا کہ حمزه نے یہ طبل بشارت کیسا بجوایا ہے بعد دریافت حال لوگون نے
آکر بیان کیا کہ آسمان پری نے آپکی طرف کے کل دیوون کو مار کر ستھراؤ کر دیا اور لشکر کثیر لیے ہوئے مدد کو لئے قاف کو آتی ہے
عمرو یہ سنکر بہت ہی آزرده ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اور امیر کشورگیر نے استقبال کے واسطے سردارون کو
روانہ کیا لیکن زمرد شاہ نے بختیارک سے کہا کہ عمرو میری بہت عزت کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند آپ کی بھی کیا بات ہین
بھلا عمرو کے سامنے ہم لوگون کی کیا وقعت ہے ہم سب عمرو کے سامنے مثل گوسفند یا گلے کے ہین جسطرح گوسفند یا گاؤ قصاب سے ڈرتی ہے
اسی طرح ہم عمرو سے ڈرتے ہین آخر ایک روز ذبح کریگا لقا یہ سنکر گھبرا گیا اور کانپنے لگا کہنے لگا کہ پھر کیا تدبیر کرون بختیارک نے کہا کہ اے
خداوند صلاح وقت یہ ہے کہ قہقہہ سہ چشمی قید مین عمرو کی گرفتار ہے اسے جاکر چھڑا لیجے اور ان سب سے لڑائیے کہ قہقہہ کسی سے کم نہین ہے وہ ان
سبھون سے لڑیگا اور ان سب کو ماریگا زمرد شاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا اور وقت شب کے پشت خیمہ عادل قاف قریب زندانخانہ
قہقہہ گیا اور سب پاسبانون کو بیہوش کر کے اندرون زندان خانہ آیا اور قہقہہ سے کہا کہ اگر تو میری کمک کرے تو مین تجھے ابھی رہا
کردون قہقہہ نے کہا کہ اے زمرد شاہ اگر تم مجھکو چھڑا دو تو مین ان دونون لشکرون کو مستاصل کر دون ورنہ ایک کو زنده نہ چھوڑون

مجھکو تو عادل قاف نے فریب سے گرفتار کر لیا ورنہ کون مجھسے لڑ سکتا یہ سنکر زمرد شاہ قہقہہ کو اُسکے بیٹون اور سردارون سمیت قید سے رہا کر کے اپنے لشکر مین لے آیا اور علیحدہ سب سے جہان اُسکا لشکر پہلے تھا وہان خیمہ برپا کیا قہقہہ نے ایک دیو کو بھیجکر اپنا لشکر طلب کیا صبح کو یہ خبر عادل قاف کو ہوئی کہ لقا شب کو آکر قہقہہ کو چھڑا لیگیا عمرو یہ سنکر نہایت رنجیدہ ہوا شقیر لیے برہمن نے کہا کہ اے عادل قاف آپ آزردہ ہون مین سبکو مار ڈالونگا عادل قاف نے کہا اے شقیر دیکھو تو کیا ہوتا ہی لیکن جسوقت قہقہہ کا لشکر مجتمع ہوا تو تین لاکھ کی جمعیت ہوئی زمرد شاہ سے کہا کہ اے زمرد شاہ لشکر عادل قاف مین بڑا زبردست ایک شقیر لیے برہمن ہی تو اُسکی کیا حقیقت ہی مجھے ان برہمنون سے کچھ اندیشہ نہین ہی مین ان سبکو مار ڈالونگا اے لقا تم طبل جنگ بجواو دیکھو تو کل ہوتا کیا ہی اسیوقت لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاے فوراً نقارۂ رزمی نوازش مین آیا چار پہر رات جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینون لشکر میدان مین آئے ہنوز کوئی شخص کسی طرف سے نہ نکلا تھا کہ یکایک ابر آسمان پر نمایان ہوا اور اُس مین سے کچھ دیو پیدا ہوئے ان کے بیچ مین اُنکے ایک آدم زاد دیو کی گردن پر سوار تمام جسم پر اُسکے بال کہ وہ بال ہوا سے اُڑتے ہوئے چہرہ اُسکا مثل آفتاب کے چمکتا ہوا خال ورگ ہاشمی چہرے پر نمایان تمام نشانیان اولاد صاحبقرانی کی چہرے پر عیان مصرع برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۰ کیسا جوان حسین و خوبصورت چلا آتا ہی جسوقت کہ زمین پر پہونچا ایکجانب کو آکر کھڑا ہو رہا مگر حمزہ صاحبقران کو دیکھتے ہی ایک انس اُسکے دل مین پیدا ہو گیا ہزار جان و دل سے والا و شیدا ہو گیا کہ اتنے مین اور تخت پریزادون کے نمایان ہونے لگے تا اینکہ آسمان پری نے مع فوج سلطان نو لاکھ دیو و پری سے آکر حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی کل کوائف عمرو کی زیادتیون کے بیان کیے امیر نے ارشاد کیا کہ اے آسمان پری کیا کہون کہ کیا کیا داغ اس نگرام نے مجھکو دیے ہین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اور لکہ ہاے ابر نمایان ہوئے اور دیوزاد اور پریزاد نمایان ہونا شروع ہوتے اور ایک نقابدار سُرخ پوش آکر ایک جانب ایستادہ ہوا بعد اسکے اور لکہ ہاے ابر نمایان ہوئے اور قمرزاد لشکر دیوان و پریزادان لیے ہوے آیا مگر امیر نے اُسے نہ پہچانا آسمان پری نے کہا کہ اے امیر یہ قمرزاد ہی قمر چہر پری سے پیدا ہوا ہی امیر بہت خوش ہوئے بیٹے کو گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا جب یہ سب لشکر قایم ہو چکے تو قہقہہ سہ چشمی نے نعرہ کیا کہ جسے زندگی سے مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے وہ آدم زاد کہ جو روئین تن تھا اور نام اُسکا قمہور دیو پرور تھا اُسنے قصد کیا کہ میدان مین جاکر مقابل ہو کہ اُسکے باپ دیو اورنگ نے کہا کہ ہان فرزند جگر بند مردانہ باش یہی تو وقت نام آوری ہی کہ تمام سرگردان قاف اس مقام پر مجتمع ہین جا قہقہہ کا مقابلہ کر اور اُسکو حلقہ بگوش کر لا قمہور دیو پرور نے کہا کہ آپ مطمئن رہین ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جانب میدان قلقاریان مارتا ہوا چلا جسوقت کہ سامنے قہقہہ کے آیا نعرہ کیا کہ او سہ چشمی تو یہ نہ سمجھا کہ مین کھڑا ہوا ہون میرے سامنے تونے مبارزطلبی کی قہقہہ نے کہا کہ مین نے تجھکو اپنے مقابلے کے واسطے نہین طلب کیا تھا مجھکو تو غرض لشکر عمرو سے ہی قمہور نے کہا کہ او مردک تونے میرے سامنے مبارزطلبی کی مین کیونکر تیرے مقابلے کو نہ نکلتا دیکھ تو اب تجھے کیسی سزا کو پہونچاتا ہون مگر یہ باتین سوا دیوون کے یا امیر کے کہ وہ بھی زبان جنی سے آگاہ تھے اور کوئی نہ سمجھتا تھا الغرض بعد از گفتگوے بسیار قہقہہ سہ چشمی نے قمہور پر چماق ماری قمہور دوڑ کر اُسکی ٹانگون مین گھس گیا اور چماق زمین پر گری کہ خاک مین دب آئی اور تیق خاک کا بلند ہوا دیو قہقہہ نے نعرہ کیا کہ زدم و بستم کردم قمہور نے ساتھ ہی اُسکے نعرہ شیرانہ کیا کہ او بدخصال گرا زدی دیگر ایست کردی تیرا حریف دہانستان جو ہی یہ کہکر اُسکے ساتھ لپٹ گیا قہقہہ بھی چماق چھوڑ کر دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی قمہور نے لنگر قہقہہ کا توڑ کر بالاے سر بلند کیا اور چرخ دے کر قہقہہ کو زمین پر دے مارا قہقہہ کو غش آ گیا قمہور اُسے دیکھنے لگا ساعت بھر کے بعد قہقہہ کی آنکھ کھلی اور قمہور کو سرہانے کھڑا دیکھا جلدی سے آنکھ بند کر لی اپنے دل مین ڈرا کہ ایسا نہو اُسکی مرتبہ مار ہی ڈالے اسی طرح بار بار آنکھین کھولتا تھا اور بند کر لیتا تھا قمہور یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور قہقہہ بار بار کر ہنستا تھا آخر قمہور نے کہا کہ جا مردود دہٹ جا میرے سامنے سے اور ایک لات ایسی کہ قہقہہ قمہور سے زخمی ہو کر بھاگ گیا اور قمہور تخت پر سوار ہو کے اپنے دیوون سمیت چلا گیا اب دیکھیے پھر کہان پیدا ہوگا

غرض تھوڑی دیر بعد اسکے جانے کے طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنے اپنے خیمون کو پھر گئے عادل قاف اپنے خیمہ مین داخل ہوا نفریت بن عفریت
نے عادل قاف سے کہا کہ کل صبح کو خدا پرستون سے مین سامنا کرونگا شب بھر تیاری جنگ رہی صبح کو تینون لشکر معرکہ آرا ہے
میدان نبرد ہوئے نفریت بن عفریت عادل قاف سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور لشکر اسلام کو دیکھکر نعرہ کیا کہ ای فرقہ
خدا پرستان وای خیرہ سران زبردستان جسکو تم مین سے تمناے مرگ ہو میرے مقابلے کو نکلے ابھی پوری بات نفریت کے منھ
سے نہ نکلی تھی کہ قمرزاد بن حمزہ صاحبقران امیر کے سامنے آیا اور اجازت میدان چاہی امیر نے اسکو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ جاؤ
تمکو خدا کے سپرد کیا قمرزاد آتے ہی مقابل نفریت ہوا نفریت نے نعرہ کیا کہ او آدم زاد تو مجھسے مقابلہ کریگا کیون قضا تیری دامنگیر
ہوئی ہی قمرزاد نے کہا کہ او تیرہ روزگار مین پسر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہون میرے باپ نے ہزارون دیو واصل جہنم کیے اور مین تجھکو
مارونگا یہ سنکر نفریت غصے مین آیا اور روار شمشاد اٹھاکر قمرزاد پر ماری قمرزاد نے وار اسکا خالی دیا مگر ایک چھپیٹ سی جو لگ گئی
تھی قمرزاد کو غش سا آگیا نفریت نے لاف وگذاف بکنا شروع کیا کہ اس اثنا مین آنکھ قمرزاد کی کھل گئی جلدی سے اٹھ بیٹھا اور
کہا کہ او بیہودہ کیا بکتا ہی یہ کہکر دوڑ کر نفریت سے لپٹ گیا اور کشتی ہونے لگی لڑتے لڑتے قمرزاد نے جو اڑنگا مارا تو چارون
شانے چت زمین پر گرا قمرزاد اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین اسکی باندھ لین حمزہ صاحبقران نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ سب کے سب
ننگی تلوارین کرکے اس نمکحرام کے لشکر کی طرف ہلا دو اور نعرہ کرو کہ نمکحرام کا دونون جہان مین روسیاہ ہو سبھون نے ایسا ہی کیا
عمرو یہ نعرہ سنکر نہایت آزردہ ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور قمرزاد نے نفریت کو باندھکر غل و زنجیر مین گرفتار کیا
لیکن آسمان پری نے دلو تندک کے گرفتار کرنے کے لیے کچھ دیوون کو مقرر کیا ہی کہ جہان یہ بدمعاش ہاتھ لگے پکڑ لاؤ دیو اسکی فکر مین
لگے رہتے ہین اب یہان کا ذکر ہی کہ تندک نے شب بھر عیش و عشرت بسر کی ہر صبح کو دریاے اختم مین آکر نہا رہا ہی اور چاہتا ہی کہ لشکر عمرو
کی طرف روانہ ہو دیو تو اسکی تاک مین لگے ہوئے تھے دیکھتے ہی چارطرف سے دوڑ پڑے اور تندک کو گرفتار کرکے سامنے آسمان پری کے
لائے آسمان پری تو تندک کے باعث سے بڑی پریشانی مین پڑی تھی اسے دیکھکر نہایت آزردہ ہوئی کہنے لگی کیون مردک تو نے
عمرو کے ہاتھون قاف کو خراب کروایا اور یہ دن تجھے یاد نہ تھا دیکھ تو اب تجھکو اس طرح مارون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے
حال پر نوحہ و بکا کرین اور مجھکو ذرا رحم نہ آئے تندک نے کہا کہ اے ملکہ آسمان پری مین تو آپ کا ہمیشہ سے مطیع تھا اور بہار پری
پر عاشق تھا معلوم نہین حضور کو مجھسے کیا عناد تھا جو بہار پری کو مجھے نہ دیا اور ہمیشہ میری ذلت کی درپے رہین اور مین اسکا عاشق زار اور
انتہا کا اسکے فراق سے بیقرار تھا ظاہر ہی کہ اہل غرض مجنون ہوتا ہی جو کچھ مین نے کیا وہ اسکے عشق مین کیا اب تمھارے پنجے مین گرفتار
ہون جو تمھارا جی چاہے سو میرا حال کرو آسمان پری نے کہا کہ اب تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرونگی یہ سنکر تندک نے کہا کہ اے ملکہ آسمان
پری جبتک عمرو زندہ ہی اسوقت تک تو کوئی ایک رونگٹا بھی میرے بدن سے کم نہین کرسکتا اور اگر تم مجھے قتل کروگی تو دیکھ لینا کہ عمرو
تمسے کسطرح پیش آئیگا آسمان پری نے کہا او حرامزادے تو مجھے دھمکاتا ہی ارے بلاؤ تو جلادون کو کہ اسے قتل کرین اور دار پر
کھینچ کے اسے تیرباران کرین لیکن یہان کی تو یہ سرگذشت ہی اور وہان کا حال سنیے کہ یہ سرگذشت پوری پوری مشرح دیکھین
خواجہ عمرو کو پہونچی کہ تندک کو آسمان پری قتل کیا چاہتی ہی یہ سنکر عمرو قہقہہ مارکر ہنسا اور کہنے لگا کہ بھلا آسمان پری کی یہ
کیا مجال ہی جو تندک کی طرف آنکھ بھی ٹیڑھی کرسکے اور لندھور اور نورالدہر اور دیگر سرداران حمزہ کو اسی وقت طلب کیا اور کہنے لگا
کہ دیکھو مین انھین ابھی تو قتل کرتا ہون اور ہلواکر تیغ بٹھایا مگر چونکہ خواجہ عمرو کو یہ امر مد نظر نہ تھا کہ سرداران لشکر اسلام مارے جاتے
تو ایک دیو کو بلاکر کہا کہ جاکر اس عرب سے کہو کہ او عرب بیوفا کیون شامت آئی ہی ابھی تو لندھور اور نورالدہر کو قتل کرتا ہون نہین تو
تندک کو ابھی چھڑا دے جب اس دیو نے یہ پیغام امیر کو پہونچایا تو ارشاد فرمایا کہ جاکر عادل قاف سے کہدو کہ اگر تو میرے سردارون کو
چھوڑ دے اور تم انسے دست بردار ہو تو مین تندک اور نفریت کو چھوڑ دون جب عمرو نے یہ جواب امیر کا سنا تو آس معاوضہ کو

قبول کیا اور اسیوقت نور الدہر اور لندھور کو بھیجا تندک اور نفرہیت کو بلوالیا مگر سرداران دست چپ یہ حال سنکر طعنہ زن ہوئے
کہ واہ واہ نور الدہر سا بہادر او تندک کے صدقے مین رہائی پائے اور سواری نور الدہر کی مہر کی نقارخانے مین پنج نکی بدیع الزمان
اور اسد بن کرب اور طہماس بھی ساتھ ساتھ تھے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب دیکھیے تمام سرداران دست چپ طعنہ زن اور انگشت نما
ہین کہ نور الدہر نے تندک کے صدقے مین رہائی پائی نہین تو مارا جاتا نور الدہر یہ سنکر زرد ہو گیا اور برہم ہو کر کہنے لگا کہ خیر مین
ابھی جا کر شقیر کو مارتا ہون اور عادل قاف کو پکڑے لاتا ہون اور اس ذلت کی تلافی کرتا ہون مگر بدیع الزمان نور الدہر کے پہنچا
ہاتھ پکڑ کے کہا کہ خبردار میری جان ایسی حرکت نکرنا یہ لشکر دیوون کا ہے جانا اچھا نہین ہے نور الدہر چونکہ نہایت سعادت مند ہے اسلئے
پاس و محافظت سے خاموش ہو رہا کہنے لگا کہ بہت اچھا نہ جاؤنگا آپ خاطر جمع رکھیے لیکن دو چار روز بارگاہ مین بھی نہ آؤنگا ایسا نہ ہو کہ مجھے
ان لوگون کے طعنے نہ سننے پڑینگے یہ بہانہ کر کے اپنے خیمے مین گیا اور سب رفیقون کو رخصت کیا تنہا سوار ہو کر لشکر عادل قاف کا راستہ
لیا اُمیہ بھی ساتھ تھا دیکھا کہ یہ اکیلا لشکر عادل قاف کو جاتا ہے اپنے دل مین سوچا کہ تو رفیق قدیم ہے بدیع الزمان کا اگر نور الدہر
ضائع ہو گیا تو بدیع الزمان کو کیا جواب دیگا بہتر یہ ہے کہ چلکر اسے تو آگاہ کر دیجیے یہ خیال اپنے دل مین کر کے نور الدہر کے پیچھے
روانہ ہوا اور یہان بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھا ہوا امیر سے یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھ نور الدہر پر طعنہ زنی کرتے ہین کہ نور الدہر
تندک کے باعث سے رہا ہوا اور علمشاہ سے کہا کہ قبلہ و کعبہ نور الدہر تو آپکا غلام ہے حضور سے بہت بعید ہے کہ آپ اسطرح کے کلمات
سرداران دست چپ سے کہوائین یہ کہکر قاسم کو یاد کر کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ افسوس صد افسوس ہزار جان میری قاسم کے نام
فدا ہون کہ گو ظاہر مین وہ مجھسے عداوت رکھتا تھا مگر باطنا مجھپر جان ہی فدا کرتا تھا اگر وہ موجود ہوتا تو وہ کبھی ایسے کلمات نہ کہتا اور علمشاہ
بدیع الزمان سے کہرہا ہے کہ اے بدیع الزمان نور الدہر جیسے تمہارا فرزند ہے ویسے میرا فرزند ہے بھلا اسپر کیا طعنہ زنی کرتا بھائی مین نے تو کوئی
بات زبان سے نہین نکالی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ امیہ پہونچا اور حال نور الدہر کا بیان کیا بدیع الزمان سنکر بیتاب ہو گیا اور امیر سے
عرض کیا کہ خداوند اب مجھمین تاب نہین ہے یہ امر مجھسے ہرگز نہوگا کہ نور الدہر اکیلا لشکر عادل قاف کو چلا جائے اور مین یہان بیٹھا
رہون مین بھی جاتا ہون یہ کہکر بدیع الزمان نے لشکر عادل قاف کا راستہ لیا پیچھے پیچھے اسکے علمشاہ اور سرداران دست راست
و دست چپ بھی چلے اور آسمان پری بھی تمام دیوون کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی اور ادھر نور الدہر تنہا بارگاہ عادل قاف مین
پہونچا اور نعرہ کیا کہ او نفرہیت تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا نفرہیت تو یہ نعرہ سنکر تخت کے پیچھے چھپ رہا مگر شقیر اسکا شاہزادے پر
دوڑ پڑا اور کہا کہ او آدم زاد کھڑا رہ تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اور ہاتھ نور الدہر کی طرف دوڑایا نور الدہر نے اسکو ایسا
جھٹکا دیا کہ شقیر منہ کے بھل آ رہا شقیر اٹھنے چاہا کہ سنبھلے مگر نور الدہر نے چوکس کے ایک گھونسا دیا تو گردن تک سر مین ہاتھ اتر گیا اور
مغز پاش پاش ہو گیا عادل قاف بہت ملول اور رنجیدہ ہوا اور دیوون کو حکم دیا کہ اس آدم زاد کو مار لو دیو نور الدہر پر دوڑے تلوار چلنے
لگی اسی اثنا مین بدیع الزمان اور علمشاہ بھی پہونچ گئے بعد اسکے امیر نعرہ بلند ہوا پھر تو ہر ایک سردار نعرہ کر کے دیوون پر گرنے لگا تلوار چلنے
لگی آسمان پری بھی اپنے دیوون سمیت شریک لشکر اسلام ہوئی دیو سے دیو لڑ رہا تھا پریزاد سے پریزاد لپٹا ہوا تھا ایک طرف سے
سرداران اسلام دیوون سے جنگ کر رہے تھے بڑے بڑے دروازے دیوون کی ٹانگون کے بنے ہوتے تھے اس در مین سے نکل گئے
اُس دروازے مین سے چلے گئے عین گرما گرمی جنگ مین بدیع الزمان پر دیو سنکال نے وار شمشاد کا وار کیا بدیع الزمان نے
خالی دی جب دیو سنکال بہکا بس آ سکا جھکنا تھا کہ بدیع الزمان نے ایک تلوار رسید کی کہ کمر پر پڑی مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوئے دیو
خرپال اور مالک سے سامنا ہوا خرپال نے زاغنول مارا مالک نے اسکے وار کو خالی دیا اور اپنا نیزہ جو سینے پر اس کافر کے
مارا تو سینے کے پار ہو گیا ہائے کا نعرہ کر کے خرپال زمین پر گرا دیو عفیف بن خفیف سے اور لندھور سے مقابلہ ہوا اس نے جماق
مارا لندھور اسکی ٹانگون مین گھس گیا جھٹک جماق کی چار طرف میدان مین پھیل گئی تنق گرد بلند ہوا لندھور نے دونون ٹانگین دیو کی کھینچکر

زمین پر گرا دیا اور تیغہ ہندی سے سر اُسکا جدا کر دیا اُدھر نصرت بن عفریت سے اور امیر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ ہوا اُسنے بھی
اُٹھایا سنگ اسیر پر مارا امیر نے تیغہ عقرب سلیمانی سے اُسے دو کر دیا اور دوسرا ہاتھ جو مارا تو شانے پر پڑا زیر بغل اُتر گیا وہ بھی تمام ہوا
وہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ بہرام فلک کے رعشہ پڑ گیا اور دیو ہفت آسمان کا زہرہ آب ہو گیا لاشوں کے انبار اور کشتوں کے پشتے لگ گئے
تھے دریائے خون جاری تھا ملک الموت ایک کی قبض روح نہ کر چکتے تھے کہ ہزار اور گر پڑتے تھے ہنگامہ محشر انگیز برپا تھا صدائے دار و گیر بلند
تھی اور نقیب پکار رہے تھے کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید ؏ روز جنگ سست جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد +
اور کسی طرف سے آواز آرہی تھی کہ ہاں غازیو آج نام کرنا رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا ؏ کس باپ کے بیٹے ہو دلیرو + کچھ شیروں کے
شیر تم ہو شیرو + نام اپنے بزرگوں کا نہ کھونا + جز رونہ آبرو ڈبونا + رستم ہی رہا نہ سام باقی + مردوں کا رہا ہے نام باقی + ہر شخص
یہ کہتا اُسنکر گرگ کے لڑ رہا تھا الغرض دو شبانہ روز لڑائی رہی کل دیوان ہمراہی عادل قاف مارے گئے لشکر عادل قاف
نے شکست کھائی عادل قاف نے جو یہ رنگ دیکھا تاج سر سے اُتار کر زنبیل میں ڈال لیا اور دیو تُندک پر سوار ہو کے بھاگا
پھر تو بہت سے دیو مارے گئے لاکھوں اسیر ہوئے لاکھوں بھاگ گئے مال و اسباب اُنکا آسمان پری کے دیووں نے لوٹ لیا طبل شادمانی بجنے لگا
امیر نے داراب توریج اور ایرج کو قید سے نجات دی اور اپنی فرودگاہ میں واپس آئے صحبت عیش برپا ہوئی امیر نے ایرج سے کہا
کہ تم میں سے کوئی آفتاب اور کوئی ماہتاب کو مانتا ہے اور کوئی آب کو خدا جانتا ہے یہ سب دیان باطلہ ہیں خدائے برحق پروردگار عالم
ہے دیکھو کہ دن کو آفتاب نکلتا ہے رات کو ماہتاب فروزاں ہوتا ہے مگر سب بے استقلال در معرض زوال ہیں تابع فرمان ایزد متعال ہیں ایک
معبود برحق کے حکم سے ہر چیز متحرک ہے پانی اُسی کے حکم سے جاری ہے ابر کو دیکھو کہ استادہ رہتا ہے بغیر حکم خالق ایک قطرہ نہیں برساتا ان سب کا
خالق و مالک وہی رزاق مطلق ہے تمھیں چاہیے کہ اپنے خالق کو پہچانو اور مخلوق کو خالق نہ جانو ایرج وغیرہ نے تقریر امیر کی سُنکر کہا
کہ کلام آپکا برحق و لاجواب ہے اور مسئلہ باصواب ہے ہم آپکے کلام کی تردید نہیں کر سکتے ہم سب کو تو عمرو نے دیووں کے ہاتھ گرفتار کروا لیا تھا
آپ نے ہمکو نہیں گرفتار کیا اگر آپ ہمپر غالب آئیں تو جو کچھ آپ فرمائیں وہ ہم بجا لائیں امیر نے فرمایا کہ اچھا تم اپنے لشکر میں جاؤ طبل جنگ
بجوا کر میدان میں آؤ القصہ یہ سب کے سب اپنی فرودگاہ میں آئے اُدھر امیر نے آسمان پری کو رخصت کیا اُدھر قہقہہ سہ چشمی جو بشتری
تھا کے لشکر سے جا چکا تھا نام و نشان تک کسی دیو کا باقی نہ تھا مگر ایرج نے طبل جنگ بجوایا لشکر صاحبقران میں بھی طبل جنگی
نوازش میں آیا رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو اُدھر سے امیر باتوقیر با سپاہ ظفر پناہ تشریف لائے اُدھر سے ایرج و توریج اور داراب
مع لشکر و فوج نظر آئے سب اپنے اپنے مقام پر قائم ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں جسوقت نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج اپنے
مرکب کو اُڑا کر سامنے مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اور اجازت خواہ ہوا اقبال شاہ نے کہا کہ جاؤ شہزادۂ اعظم تمھارا نگہبان ہے جلد ان
خدا پرستوں کو سزا دو ایرج جگدریان کرتا ہوا اور باگ کی لڑنت دکھاتا ہوا عرصۂ کارزار میں پہونچا اور خوب مرکب کو گرمایا بعد اُسکے
مبارز طلبی کی کہ جسکو تم میں سے آرزوئے مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے ابھی پوری بات ایرج کی تمام ہونے پائی تھی کہ لشکر اسلام میں
علم ہائے شیر پیکر جلوہ گری پر آئے اور نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران
زمان نور الدہر عالیشان نے مرکب کی باگ لی مرکب کو چمکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا بادشاہ نے کہا کیا ارادہ ہے عرض کیا کہ باقبال
حضور یہ قصد ہے کہ جا کر اس آفتاب پرست کا کام تمام کروں یا مشکیں باندھکر خدمت والا میں حاضر کروں بادشاہ نے ارشاد کیا کہ سلمک اللہ
نجد اسپریم اور جام کلہ عفریت نور الدہر کو عنایت کیا شاہزادے نے اُس جام کو پی کر میدان کا راستہ لیا جب نور الدہر میدان میں
آیا اور ایرج کے مقابل ہوا تو ایرج نگاور زن ہوا دونوں مرکب برابر سے ہٹے مسل گزرانوں میں ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا
ایرج نے کہا کہ اے نور الدہر مدت سے یہ آرزو تھی کہ میرے آپ کے مقابلہ ہو شہزادۂ اعظم نے میری آرزو کو پورا کیا اب میرے آپکے
آج فیصلہ ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ جانب صحرا سے ایک بگولہ خاک کا اُٹھا جب وہ قریب آکر شق ہوا تو عیار دیو چہر نمودار ہوا اور آتے ہی

مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور ایک نامہ ہاتھ مین دیا اُسنے وہ نامہ پڑھکر ایرج کو بھجوا دیا جبار نے وہ نامہ ایرج کو لاکر دیا ایرج
نے اُس نامے کو پڑھا فرخ تاجر نے لکھا تھا کہ ای فرزند ارجمند اور ای راحت جان دل دردمند شہر فرنگوشیہ پر ملکوت شاہ اور
ارسلان شاہ چڑھ آئے ہین اور ہم قلعہ بند ہو گئے ہین اگر تمنے ہماری خبر جلد لی تو خیر ورنہ ہمین جیتا نہ پاؤ گے اور لاشہ بھی ہمارا خراب ہوگا
جس طرح ہو سکے جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ کھانا وہان کھاؤ تو ہاتھ یہان دھوؤ ایرج نے اس نامہ کو پڑھتے ہی نور الدہر سے کہا کہ خط
پدر بزرگوار کا آیا ہی مین تو جاتا ہون کہ نہایت مجبوری ہی خیر ہمارے آپ کے پھر سامنا ہو رہیگا اب مین ایکدم نہین ٹھہر سکتا شاہزادے
نے کہا اچھا جاؤ ایرج اسیوقت روانہ ملک فرنگوشیہ ہوا پیچھے پیچھے اقبال شاہ بھی مع لشکر روانہ ہوا بعد چند روز کے ایرج داخل شہر فرنگوشیہ
ہوا مگر اسوقت پہونچا کہ ملکوت شاہ نے قلعہ پر یورش کی تھی قریب تھا کہ قلعہ کو لے لے اور فرخ تاجر دعا مانگ رہا تھا کہ صحرا سے گرد
نمودار ہوئی اور ایرج نوجوان دکھائی دیا نعرہ کیا کہ او نامردو کہان جاؤ گے میرے ہاتھ سے یہ کہکر تلوار کھینچ کے گرا اور تلوارین مارنے لگا
ملکوت شاہ کے ہمراہی ایرج پر آگرے فرخ تاجر بھی یہ موقع غنیمت جانکر قلعہ کھولکر مع فوج شریک ایرج ہوا خوب ہی تلوار چلی
ایرج لڑتا ہوا ملکوت شاہ کے قریب پہونچا اور نعرہ کیا کہ کھڑا رہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے ملکوت شاہ نے کہا اور برا نہین مین
تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر تلوار ماری ایرج نے ضرب اسکی رد کی اور اپنا وار جو کیا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹکر سر پر پڑی اور خود اور دو ملغہ اور عرقچین
اور زرہ ٹوپ کو کاٹکر سر اور صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب کے گذر گئی اور تمام جسم کو کاٹکر ہاتھی کی مستک پر پڑی کہ اُسے بھی قلم کرکے
زمین کو بوسہ دیا ایک غل پڑ گیا کہ ملکوت شاہ مارا گیا یہ غل سنکر ارسلان شاہ آگے بڑھا اور ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے تلوار اسکی چھین
لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور بجائے سر کے بالائے سر بلند کرکے آواز دی کہ ایہا الناس کیون اپنی جانون کو تباہ کرتے ہو آگاہ ہو کہ
ملکوت شاہ مارا گیا اور ارسلان شاہ گرفتار ہوا اُسکے سب میری اطاعت کرو مین تم مین سے ایک کو بھی ہرگز قتل کرونگا کہ تم سب تابع بن
کے بنے ہو سب افسران فوج ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے اور اطاعت ایرج کی قبول کی اسی اثنا مین مالک بن ملکوت شاہ بھی حاضر ہوا طبل
شادمانی بجنے لگا فرخ تاجر مالک سے بغلگیر ہوا ایرج نے ارسلان کو مالک کے حوالہ کیا ارسلان شاہ باپ کے قدمون پر گر پڑا اور عرض
کیا کہ خطا میری معاف کیجیے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی مالک بن ملکوت چاہتا تھا کہ کچھ کہے کہ اقبال شاہ نے بھائی کے ہاتھ کھول دیے
خلعت منگوا کر دیا ایرج اب میدان سے واپس چلا ہی تھا کہ ایک نعرہ پیدا ہوا اور ایرج کو اٹھا لیگیا مالک بن ملکوت شاہ نے
سانڈنی سوار روانہ کیے کہ خبر لاؤ ایرج کو کون اٹھا لیگیا ہی اب ایرج کا حال سنیے کہ اسکی جو آنکھ کھلی ہی تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین
پایا حیران ہوا کہ یہ کس جگہ بھائی ہے آیا ہون یا ہر کہ ہر کچھ سمجھ مین نہین آتا حیرت مین کھڑے کھڑے چل نکلا سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ آواز دف
و اسرے کی کان مین آئی باین کی گمک آسمان کو جاتی ہی ہر روٹا سارنگی کا کھینچ رہا ہی ایرج اُسی سازنگی کی آواز پہ چلا جاتے جاتے ایک
بارہ دری کے قریب پہونچا جب اس بارہ دری کے اندر گیا دیکھا تو فرش مکلف بچھا ہوا ہی نازنینان مہ جبین و مہر جبینان نمک سکین مجتمع ہین
ایرج یہ رنگ دیکھکر یک تک رہ گیا انمین سے ایک نازنین نے آواز دی کہ ارے یہ نامحرم کہان سے گھس آیا ہی مگر صاحب مسند اپنی مسند سے اٹھی اور ایرج
کو دیکھکر کہنے لگی یہ تو کوئی شہریار زادہ معلوم ہوتا ہی اسے عزت تمام سے آؤ کہ یہ ہمارا مہمان ہی اور آواز دی کہ آئیے آئیے خانہ شماست اور
تا لب فرش ہاتھ پکڑتی اور ہمراہ ایرج کا پکڑکر مسند پر لا کے بٹھا لیا گانیوالیان گانے لگین طبلے پر تھاپ پڑنے لگی قانون بین رباب چنگ بجنے لگا صحبت جلسہ ہوا
ہوئی جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ساقیان سیمین ساق جام شراب ہاتھون مین لیکر موجود ہوئین وہ نازنین صدرنشین ہی جگہ سے اٹھی گلابی شراب کی
ہاتھون مین لیکر جام بھر کے ایرج کو دیا ایرج نے وہ جام اسکے ہاتھ سے لیکر بے اندیشہ انجام پی لیا اور خود گلابی ہاتھ مین لیکر پیمانہ بھر کر اس نازنین کو دیا وہ
بھی بخوشی تمام پی گئی پھر تو دو دو تین تین جام خوب آپس مین چلے نشے مین سرشار ہوئے اختلاط ہونے لگا ایرج نے گلے مین ہاتھ ڈالکر منہ سے منہ
ملا کر چاہا کہ بوسہ لے وہ بدبو اسکے منہ کی آئی کہ دماغ ایرج کا پراگندہ ہو گیا اور اسکو دھکا دے کر دور جا بیٹھا وہ نازنین بولی کہ ای عزیز یا بان شعر اشتعال
یا بابن نمکی دور کیون جا بیٹھا ایرج نے کہا کہ او لکاتہ و مردار تیرے منہ سے وہ بو مجھے بدآتی ہی کہ دماغ میرا پراگندہ ہو گیا معلوم ہوا کہ تو کوئی ساحرہ ہی اجل

کہ سن نام میرا مرجانہ جادو ہے داد جب تو خرد سال تھا مین جب ہی سے عاشق تھی اب جو تیرا عالم شباب دیکھا تو مین تجھے اٹھا لائی بہتر یہ ہے کہ تو
مجھسے انکار نہ کر کہ مین تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کر دونگی ایرج نے کہا کہ ای مرجانہ مجھے مرنا گوارا ہے مگر تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہے مرجانہ جادو
نے کہا کہ دیکھ پچھتائیگا اور یہ کہکر ایرج کی طرف دوڑ کر کہنے لگی کہ آ ذرا مجھے گلے سے لگا لے ایرج للکارا کہ او مردار خبردار اگر میرے پاس
آئی تو ایک ایسی تلوار مارونگا کہ دو ہی ٹکڑے ہو جائینگے اور یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالکر تلوار کھینچی فوراً اُسنے چند دانہ پڑھکے ہاتھ پر دم کیے پھینکے
جو ایرج پر مارے تو ہاتھ ایرج کا خشک ہو گیا یہ ساحرہ ایرج کا ہاتھ پکڑ کر کشاں کشاں لائی جیسے کوئی چیتے کو اٹھا لیتا ہے اور لاکر اپنے
سامنے ڈال دیا اور الحاح و زاری کرنے لگی کہ ای نوجوان مجھے قبول کر مگر ایرج یہی کہے جاتا ہے کہ او مردار جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول
مگر تیرے پہلو مین بیٹھنا گوارا نہین ہے جب اُسنے دیکھا کہ یہ کسی طرح راضی نہین ہوتا تو ایک حبشن سے کہا کہ اسے فلان فلان کوٹھری مین لیجا کر
بند کر آ حبشن ایرج کو کھینچتی ہوئی لیگئی اور جاکر بند کر دیا اور آب و دانہ بھی بند کیا دو شبانہ روز اسی طرح گذر گئے تیسرے روز مرجانہ جادو
نے ایرج کو پھر اپنے سامنے بلوایا دیکھا کہ چہرہ اُتر گیا ہے رخسارے کمھلا گئے ہین پیٹ پیٹھ سے لگ گیا ہے اور کہنے لگی کہ او آفتاب پرست
اب تو اپنی سزا کو پہونچا دیکھ اب بھی کچھ نہین گیا ہے ابھی خیر ہے میرا کہنا مان لے اور کھانا منگوا کر ایرج کو کھلوایا شراب پلوائی ناچ دکھایا اور
کہنے لگی کہ ای ایرج تو مجھے اپنی لونڈی سمجھکر سرفراز کر دے ایرج نے کہا کہ ای مرجانہ تو اپنے دل کی آرزو دل ہی مین لیجائیگی مجھسے ہرگز
یہ مطلب حاصل ہوگا یہ سنکر مرجانہ جادو اپنی ساتھ والیون سے کہنے لگی کہ صاحبو دیکھتی ہو مین تو اسپر دلدادہ و فریفتہ ہون اور یہ مجھسے انکار کرتا ہے
انھون نے جواب دیا کہ حضور یہ موا بس دیکھنے ہی کا ہے اندرائن کا پھل دیکھنے ہی کا ہوتا ہے کھانے کا نہین ہوتا دیکھیے ہم آپکے واسطے اور کوئی
جوان خوبصورت ڈھونڈھ لائینگے جو اس سے لاکھ درجہ بہتر ہوگا مرجانہ نے کہا او حرامزادیو مردار ہو مین تو اُسپر عاشق اور تم کہتی ہو کہ ہم اور ڈھونڈھ
لادینگے یہ سنکر ایک اُنمین سے بول اُٹھی کہ وہ تو آپ کی طرف ہرگز نہ دیکھیگا آپ چاہے مرین چاہے جئین یہ سنکر مرجانہ بہت برہم ہوئی اور اُسے
ایسا مارا کہ وہ بیدم ہوگئی اور غصے مین آکر ایرج کے پاس بیٹھکر کہنے لگی کہ دیکھ مجھے زیادہ نہ تنگ کر مین اپنی جان سے عاجز ہو رہی ہون
اب جو انکار کریگا تو میرے ہاتھ سے تجھے نفرت ہوجائیگی ایرج نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے تو کر مین ہرگز نہ مانونگا بس یہ سننا تھا کہ آگ ہو لا
ہوگئی اور حکم دیا کہ اسکو چومیخا باندھ دو مین اسکے گوشت کے کباب کھاؤنگی یہ سنکر کچھ کنیزون نے اٹھکر اسے چومیخا باندھ دیا اور کوئلے
لاکر دہکائے گرمی آتش جو ایرج کو پہونچی تڑپنے لگا اس عرصے مین سیخچے کانٹے نمک مرچ آکر موجود ہوا مرجانہ جادو چھری لیکر اٹھی اور ایرج کے
پاس آکر بیٹھی چاہا کہ گوشت کاٹکر کباب کرے اُسوقت ایرج نے بلبلا کر دعا مانگی کہ یا نیر اعظم آفتاب تابان فروغ بخش جہان یہ وقت
مدد ہے اس لکاتہ کے ہاتھ سے نجات دے پروردگار عالم سبکی دعا قبول کرتا ہے اتفاقات روزگار قضا کے کار ایک دیو آفتاب پرست
عادل قاف کے لشکر سے بھاگا تھا اُسکا گذر جو اس طرف ہوا اور اُسنے سنا کہ ایک شخص نیر اعظم آفتاب تابان کو پکار رہا ہے مثل بلاے
مبرم کے آسمان سے اُتر آیا اور آتے ہی اس بلا کا ٹینٹوا لیا لب ہلانے کی مہلت نہ دی اور ایک ہاتھ نیچے اور ایک ہاتھ اوپر رکھکر جو
مسلا تو وہ لکاتہ ایک گولی سی بنکر رہ گئی جھٹ منہ مین ڈال لیا خون بھی نہ بہنے دیا وہ بھی چاٹ گیا صداے دار و گیر بلند ہوئی مگر جسکے ہر خیل
چلاتے رہے کوئی تدبیر نہ بن پڑی تمام مکان گرچیان ہو ہو کر اُڑ رہے تھے در و دیوار سے شعلہ ہاے آتشین نکل رہے تھے باغ آتشکدہ
ہو گیا تھا آخرکار تمام زمین و آسمان ایک دھوان دھار ہو گیا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ حیف صد حیف کشتی مرا نام من مرجانہ جادو بود جب
روشنی ہوئی تو دیکھا نہ وہ باغ ہے نہ قصر نہ وہ عمارت ہے نہ ویسا مکان ایک تہ مکان کہنہ نظر آتا ہے عمارت بہت پرانی دکھائی دیتی ہے دیوارون پر
گھاس قد آدم جمی ہوئی ہے اور پردے جو لگے ہوئے ہین تو اُنکا یہ عالم ہے کہ گلہریون نے آدھے آدھے اڑا دیے ہین سوکھے ہوئے درخت کھڑے ہین
پتون کے ڈھیر جابجا لگے ہوئے ہین ایک عجب ویرانہ پن برس رہا ہے غرض اُس دیو نے ایرج کو کھولا اور کہا مین بھی آفتاب پرست ہون
ایرج نے کہا کہ ای دیو مین تیرا نہایت ممنون منت اور مرہون احسان ہوا عجب وقت مین تو نے میری مدد کی ہے لیکن اب میرے ساتھ
ایک احسان اور کر کہ مجھکو شہر فرنگوشیہ مین پہونچا دے اُس دیو نے کہا کہ بہت اچھا وہ عورتین جو مرجانہ جادو کے پاس تھین انمین سے

کوئی زمیندار کی بیٹی کوئی سوداگر بچی کوئی وزیرزادی تھی اُن سب سے کہا کہ تمہارا جس طرف جی چاہے چلی جاؤ مال اسباب مرجانہ جادو کا بیشمار تھا گھوڑے بھی سواری کے بیشمار تھے مگر اُسکی بھی کچھ پروانہ کی اور انکو بھی چھوڑ دیا اور آپ دیو کی گردن پہ سوار ہو کر شہر فرنگوشیہ میں آیا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ سے ملاقات کی ان سبکو اسکے آنے کی عید ہو گئی تصدق اُترنے لگے جب اطمینان سے ایرج بیٹھا تو کل سرگذشت اپنی بیان کی بعد اسکے لشکر حمزۂ صاحبقران کی طرف چلنے کا اہل لشکر کو حکم دیا اسکو یہیں چھوڑے اور احوال حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ بعد روانگی ایرج داراب کشور کشا شہر کشوریہ کو چلا گیا تو برج ماہ پرست شہر سنقوقیہ کو چلا گیا جمشید اختمی او خورشید اختمی نے آپس میں صلاح کی کہ لقا کاذب دروغ گو ہرگز قابل خدائی کے نہیں ہے اسکو باندھکر امیر حمزۂ صاحبقران کے پاس لیچلو اور خود دین اسلام قبول کرو بختیارک نے تیور انکے بدلے ہوئے لقا سے کہا کہ بھاگ چلیے ورنہ گرفتار ہو گا غرض شب کو زمرد شاہ بھاگ کر جزیرہ ناردن کی طرف روانہ ہوا صبح کو یہ دونوں جمشید اختمی اور خورشید اختمی یہ خبر سنکر بہت پریشان ہوئے کف افسوس ملنے لگے القصہ کچھ تحفے شہر اختم کے اپنے ساتھ لیکر خدمت امیر کشور گیر میں حاضر ہوئے اور دین اسلام قبول کیا صاحبقران نے انکو خلعت دیئے یہ دونوں باصرار حمزۂ صاحبقران کو شہر اختم میں لائے دعوت ضیافت کی صاحبقران نے حکم دیا کہ بتخانے ٹوٹ جائیں اور مساجد کی بنا کی جائے سکہ قباد شہریار کے نام پر جاری ہو بعد اُسکے حمزۂ صاحبقران نے جشن کیا بعد جشن کے چالاک بن عمرو سے پوچھا کہ یہ بداقبال راندۂ درگاہ ذوالجلال لقا بے لقا کس طرف بھاگا ہے چالاک نے کہا کہ حضور وہ تو جزیرۂ ناردن کو چلا گیا ہے اُسی وقت امیر نامدار نے پہلوان عادی کو بلا کر کہا کہ ہمارا پیش خیمہ لیکر جزیرہ ناردن کی طرف روانہ ہو پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر طرف جزیرۂ ناردن کے روانہ ہوئے اور امیر نے بھی شہر اختم سے کوچ فرمایا لیکن یہاں کا حال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا بھی ملاحظہ فرمائیے کہ تندک جو عمرو کو لیکر بھاگا تو دامن کوہستان میں جا کر اُتار دیا عمرو نے کہا کیوں دیو تندک دیکھا تو نے کہ اس فلک کج رفتار اور گردون غدار نے ہمارے ساتھ کیا کجروی کی اقبال اس عرب کا یاور ہے طالع اسکے زور پر ہیں افسوس میں اسکا کچھ نہ بنا سکا خیر اب تو چلا جا مگر خوب ہوشیار رہنا اور مجھسے غافل نہونا تندک تو اپنی طرف چلا گیا اور عمرو اس مقام سے اُٹھکر ایک جانب کو روانہ ہوا بعد چند روز کے عمرو ایک شہر پر فزا میں پہونچا دیکھا کہ شہر بہت آراستہ و پیراستہ ہے اور خوب آباد مگر باشندے وہاں کے سیاہ فام ہیں اور بہت قوی ہیکل اور زبردست ہیں دریافت کیا کہ اس شہر کا کیا نام ہے اور حاکم یہاں کا کون ہے معلوم ہوا کہ نام اس شہر کا جزیرۂ ناردن ہے حاکم یہاں کا لکنت بن لنکات زنگی ہے اتفاقاً لکنت نے فوج اپنی آراستہ کی تھی اور ایک بلندی سے بیٹھا ہوا تماشا فوج کا دیکھ رہا تھا عمرو نے جو لکنت کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان نہایت ہی حسین ہے اور مثل پرتاب زنگی اسکی بھی شان و شوکت ہے اور ایک جانب کو دیکھا کہ دریائے مواج بحر زخار تلاطم سنج آفت زا کہ ایک ایک موج اُسکی مثل کوہ کے اُٹھ رہی ہے اور آسمان اس دریا کا ایک حباب معلوم ہوتا ہے اشعار نمودی ہر حبابش آسمانے ہر خط موج او جوئی کہکشانی + چو جنبیدی بہ ہنگام تلاطم + بگردیدی سر افلاک انجم + شعر یہاں محیط فلک آکے پانی بھرتے ہیں + حباب اسکے ستاروں سے باتیں کرتے ہیں + اور ایک دو ہزار کشتیاں دریا میں کھڑی ہوئی ہیں اور ایک بارہ ہزار غوطہ زن موجود ہیں کہ ایک ایک ان میں کوئی چار گھڑی کا غوطہ لگاتا ہے کوئی پہر بھر کی خبر لاتا ہے بس فوراً ہی دل میں خیال گذرا کہ اے عمرو یہ لوگ اگر تیرے شریک ہو جائیں تو ضرور حمزہ سے عہدہ برائی ہو جائے یہ سوچ کر ایک زنگی کی صورت بنکر لکنت زنگی کی ملازمت اختیار کی اور اسکے ساتھ رہکر اسکی کل حقیقت سے آگاہ ہوا ایک رات کا ذکر ہے کہ آپ اسکے پلنگ کے قریب تھے جب وہ سو گیا تو اُسے بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور خود اُسکی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا صبح کو اُٹھکر تخت پر بیٹھا تمام زنگیوں پر حکم اپنا جاری کیا سب زنگی اُسکے مطیع ہوئے مال و خزانہ سب قبضے میں کیا آرام سے رہنے لگا اور فکر کرنے لگا کہ حمزہ سے کیونکر مقابلہ ہو ایک روز یہ بیٹھا ہوا تھا کہ سردار غوطہ خوران رحمن آب باز نے آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ غوطہ زن خوب تیار ہو چکے ہیں خوب مشقیں بہم پہونچائی ہیں بعض پہر بھر بعض دو پہر بعض دن بھر پانی سے باہر نہیں نکلتے اب حمزہ سے مقابلہ کیجیے گا تو البتہ سر بر ہو جیے گا عمرو یہ سنکر متحیر ہوا کہ کیا مضمون ہے اور لکنت نے اپنے دل میں کیا منصوبہ کیا تھا افسوس تو نے لکنت

پوچھ نہ لیا مگر اپنے دل مین کہا خیر رحمن آب باز سے معلوم کر لینگے اور رحمن سے کہنے لگا کہ بیان کرو کس طرح لڑائی ہوگی رحمن نے عرض کیا کہ جس طرح حضور نے ارشاد فرمایا ہے اور جو طریقہ آپ نے تعلیم کر دیا ہے اسی طرح لڑینگے اسنے کہا کہ اچھا بیان تو کرو مین سُن تو لون کہ تمھین یاد بھی ہے یا نہین رحمن نے عرض کیا کہ حضور نے یہ تدبیر ٹھہرائی ہے کہ حمزہ کو بلوائیے اور کشتیون پر سوار ہو کے حمزہ سے لڑیے اور غوطہ زن تیار ہوئے ہین کہ دن دن بھر پانی مین غائب رہتے ہین اثناے جنگ مین غوطے لگا کر سیخون سے کشتیون مین سوراخ کر دین پانی کشتیون مین بھر جائیگا کشتیان ڈوب جائینگی اُسی وقت اندرون دریا حریف کو گرفتار کر لین اور لاکر قید کرین اسی طرح تمام خداپرستون کو گرفتار کر لین اور حمزہ کو بھی مقید کرین اسنے یہ سنکر جواب دیا کہ رحمن مرحبا صد مرحبا خوب تجھے یاد ہے اب مین نامہ لکھکر حمزہ کو بلواتا ہون یہی باتین تھین کہ کافرون نے آکر خبر پہونچائی کہ زمرد شاہ باختری خداوند ہیژدہ ہزار و یک باختر مرتبہ خداپرستان کے ہاتھ سے ہزیمت اُٹھا کر یہان آیا ہے بس یہ سُنکر سرداران لشکر کو لیکر استقبال کے لیے اپنے مقام سے چلا اثناے راہ مین ملاقات ہوئی ساتھ لیکر داخل شہر ہوا دعوت کی اور کہا کہ مین بیہوشی دے کر لقا کو اُسکے سرداران سمیت گرفتار کر کے لشکر پر اُسکے شبخون مار کر بھگا دیا لوگ لقا کے دامن کوہ مین چھپے ہین بعد اُسکے حمزہ صاحبقران کو نامہ لکھا کہ دین لات پرستی اختیار کرو یا مجھسے آکر دو دو ہاتھ کر مین دریا مین لڑتا ہون جب نامہ امیر کے پاس پہونچا امیر نے چیر کر پھینکدیا اور کہا کہ مین آتا ہون جہان وہ لڑیگا مین اُس سے لڑونگا ایلچی جواب لیکر یہان آیا اور کہا کہ حمزہ آتا ہے مگر نامے کو تمھارے چیر کر پھینکدیا اسنے کہا خیر سمجھا جائیگا تیسرے دن لشکر حمزہ صاحبقران کا جزیرہ ناردون مین پہونچا بارگاہ سلیمانی برپا ہوئی لشکر اُترا خیمہ خرگاہ راوٹی اسباب ہمہ بے قلندریان سرچے برپا ہوئے بیچ مین دریا حائل تھا اُس پار لشکر اسلام اس پار لشکر لکنت زنگی اُدھر کشتیان لکنت زنگی کی اس طرف کشتیان حمزہ صاحبقران کی الغصہ لکنت زنگی نے نشہ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارے پر چوب پڑی یہ خبر امیر کو بھی پہونچی لشکر امیر مین بھی طبل حربی نوازش مین آیا صبح کو ادھر لشکر اسلام پشت دریا صف باندھ کر کھڑا ہوا اُدھر سے لکنت زنگی کا لشکر آ پہونچا دونون صفین آراستہ ہوئین لکنت زنگی بہت بڑا گرز تقوے کا ہاتھ مین لیکر بیچ دریا مین آکر کھڑا ہوا اور نعرہ کیا کہ اے خداپرستو آؤ میرے مقابلے کو بہرام گرد بن خاقان چین بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر کشتی پر سوار ہو کر مقابل لکنت ہوا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی لکنت نے نیزہ بہرام کا ہوائی کیا بہرام نے چاہا کہ تلوار مارے غوطہ خوردن نے سیخہ مار کر بہرام کی کشتی مین سوراخ کر دیا پانی کشتی مین بھر آیا ڈوبنے لگی اوپر سے لکنت نے وہ گرز مارا کشتی بہرام کی ڈوب گئی دریا کے اندر آب بازون نے بہرام کی مشکین باندھین اور زندانخانے مین لیجا کر قید کیا یہان اہل چین بہرام چین کے واسطے رونے لگے اور اپنی حالت تباہ کی لکنت زنگی نے پھر مبارز طلب کیا بہرام شتر خوار نے مقابلہ کیا اُسکو بھی مثل بہرام کے گرفتار کیا اسیطرح بہرام صحرانشین اسد اژدہادم وغیرہ تمام سترہ جوان اسیر ہو گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے مگر حمزہ صاحبقران نہایت ہی اداس کمال پریشان بارگاہ مین پھر آئے فرمایا کہ بہت بُرا رنگ ہے لڑائی کا اور گرز بھی بہت زبردست معلوم ہوتا ہے مسلمانون کو انکی شر سے پروردگار عالم محفوظ رکھے مگر لکنت زنگی جو پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا نہایت خوش ہو کر یہ حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام کو قیدخانے سے ہمارے سامنے لاؤ حسب الحکم وہ سب حاضر کیے گئے بارگاہ مین پہونچکر بطریق اہل اسلام سلام کیا سبکو بیٹھنے کا حکم ملا حال لشکر حمزہ کا پوچھا اور کہا کہ کیون صاحبو عمرو و لشکر حمزہ مین کون شخص تھا اور کیسا آدمی تھا جسنے تعریف کی اُس سے بہت ہی خوش ہوا اور جسنے مذمت کی اُسکو خوب ہی مار دلوائی اور پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اور مقابل یکدیگر ہوئے لکنت کشتی پر سوار ہو کے نصف دریا مین آکر قائم ہوا اور مبارز طلب کیا اُدھر سے مالاگرد فرنگی کشتی پر سوار ہو کر مقابل لکنت ہوا لکنت نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے مالاگرد نے نام و نسب و حسب اپنا بیان کیا بعد از گفتگوے بسیار گرز لکنت زنگی نے مالاگرد فرنگی پر مارا اُدھر سے تو اسنے گرز مارا اُدھر سے آب بازون نے سیخون سے کشتی مین سوراخ کر دیا پانی بھر گیا کشتی ڈوب گئی آب بازون نے اندر دریا مشکین باندھ لین اور دریا سے باہر لا کر زندانخانے مین اسیر کیا اُس روز کے مقابلے مین بہت سے سردار فرنگستان کے اسیر ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ کو واپس گئے عمرو نے سرداران اہل اسلام

کو اپنے سامنے بلوایا اور مالاگرد فرنگی سے پوچھا کہ اے مالاگرد فرنگی حمزہ سے اور عمرو سے جس وقت بگاڑ ہوا تھا تو تقصیر کس کی تھی مالاگرد نے کہا
کہ سراسر تقصیر حمزہ کی تھی اگر عمرو لشکر حمزہ میں موجود ہوتا تو تجھ ایسا زنگی روسیاہ مجھکو گرفتار کر سکتا تھا ہزار دن ہی بلائیں تو عمرو کے دم
سے رفع دفع ہوتی تھیں حمزہ کو حمزہ صاحبقران دراصل خواجہ عمرو نے بنا دیا اگر عمرو لشکر حمزہ میں موجود نہ ہوتا تو سو ہی جگہ لشکر حمزہ
غارت ہو چکا تھا عمرو وہی ایسا شخص تھا کہ ہر واقعہ میں ہر جنگ میں سینہ سپر رہا اور سبھوں کو بچایا عمرو نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا اے فرنگی
جو امر انصاف اور حق تھا وہ تو نے بیان کیا اور اسی وقت خلعت منگوا کر دیا اور حکم دیا کہ خبردار اس فرنگی کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے
اور پھر طبل جنگ بجوا کر دوسرے روز میدان میں آیا اور اسی طرح کشتی پر سوار ہو کے دریا میں گیا اور مبارز طلب کیا علم شاہ مقابلے کو گئے
مثل سابقین وہ بھی گرفتار ہوئے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ واپس گئے جب شام ہوئی تو علم شاہ کو دربار میں طلب کیا
علم شاہ جو دربار میں آتے ہیں تو کیا دیکھا کہ مالاگرد فرنگی بعزت تمام کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا ہے علم شاہ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ لکنت
زنگی نے جب مالاگرد کی اس درجہ توقیر کی کہ اپنے سامنے ایک قیدی کو کرسی جواہر نگار دی اگرچہ وہ سردار فوج تھا مگر اب تو قیدی ہے اگر
اسکی سرداری کا پاس و لحاظ کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زنگی نہایت معقول ہے تیری عزت اس سے زیادہ عمل میں لائیگا کیونکہ تو تو مالاگرد کا
بھی مالک ہے القصہ جب علم شاہ سامنے آئے تو عمرو نے پوچھا کہ کیوں علم شاہ حمزہ اور عمرو کے فساد میں خطاوار کون تھا اور کسکی
زیادتی تھی علم شاہ نے جواب دیا کہ اے لکنت زنگی تیری بھی کیا باتیں ہیں چہ نسبت خاک را با عالم پاک بھلا حمزہ سے اور عمرو سے کیا
نسبت عمرو ایک ادنی سا نوکر حمزہ صاحبقران زمانہ اس سے حرکات ناشائستہ وقوع میں آئے نکال دیا گیا حاکم و مالک کی تقصیر کیسی اگر حاکم کی
زیادتی بھی ہو تو اسے زیادتی نہیں کہہ سکتے اصل یہ ہے کہ صاحبقران نے اسے عزت و توقیر دے رکھی تھی اسلیے وہ انتہا کا گستاخ ہو گیا تھا اپنے کو
فلک ہفتم پر پہونچاتا تھا واقعی یہ ہے کہ پاجی کو کبھی سر نہ چڑھائے اور کبھی اسپر بھروسا نہ کرے صاحبقران کے کل احسانات کو بھولکر وہ کمبخت
بڑی بڑی لڑائیاں صاحبقران سے لڑا اور کوئی لحاظ خداوندی نہ کیا بس یہ تقریر علم شاہ کی سنکر لکنت نہایت برہم ہوا پہلے کمند آصف
باصفا میں بند ہوا یا کہ قید کو توڑ نہ سکے بعد اسکے خوب ہی مار دلوائی مالاگرد کو کمال درجہ رنج ہوا اور انتہا کا غصہ آیا مگر کرے کیا مجبور ہے بس
القصہ جب مالاگرد اور علم شاہ دونوں زندان خانے میں آئے تو علم شاہ نے پوچھا کہ اے مالاگرد تو نے آتے ہی یہاں کیا کارستانی کی تھی جو اسنے
تیری یہ عزت و توقیر کی کہ اپنے سامنے جواہر نگار کرسی پر جگہ دی مالاگرد نے کہا کہ اے شہریار آپ کو معلوم بھی ہے کہ یہ لکنت زنگی ہے کون
علم شاہ نے کہا کہ اے مالاگرد یہ تو تو ہی جان میں اب تک نہیں سمجھا کہ یہ کون ہے مالاگرد نے کہا کہ آپنے اسکی طرز کلام سے بھی نہ جانا کہ یہ لکنت
زنگی نہیں ہے اے شہریار یہ ضرور کوئی طرفدار عمرو معلوم ہوتا ہے اگر لکنت زنگی ہوتا تو اسکو عمرو و صاحبقران کے جھگڑے سے کیا بحث تھی کہ وہ
جھگڑا عمرو کا پوچھتا ہے اے شہریار میں بھی جس روز اسیر ہو کر آیا تھا تو مجھسے پوچھتا تھا کہ اے مالاگرد امیر اور عمرو کے بگاڑ میں تقصیر کسکی تھی میرے
منھ سے بیساختہ نکل گیا کہ عمرو بے تقصیر تھا اگر وہ لشکر امیر میں ہوتا تو تجھ ایسا روسیاہ زنگی مجھے اسیر کر سکتا تھا یہی کلمات میرے واسطے بہتری
کا باعث ہو گئے اور میری عزت کا سبب ہے اور آپنے تو صریحاً اسے پاجی بنایا اور نالائق کہا آپکی کیونکر حرمت کیجاتی علم شاہ نے کہا کہ اے
مالاگرد معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی پاجی ہے خیر جائیگا کہاں لیکن لکنت زنگی نے پھر طبل جنگ بجوایا اور صبح کو پھر کشتی میں سوار ہو کر آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام
سے نورالدہر عالی شان مقابل لکنت زنگی ہوا بعد از گفتگو لکنت زنگی سے اور نورالدہر سے نیزہ بازی ہونے لگی نیزہ بازی میں دونوں برابر
ہے لکنت زنگی نے گرز مارا اور اندر وان دریا سے غوطہ خوروں نے سیخوں سے سوراخ کر کے کشتی کو ڈبو دیا اور شاہزادہ نورالدہر کو گرفتار کر لیا
اسد بن کرب غازی بھی دریا میں گر پڑا وہ بھی گرفتار ہوا اب ایک حشر کنارے دریا کے بلند ہو گیا یہ معرکہ دیکھکر امیر نے بھی چاہا کہ اپنے کو دریا میں
گرا دیں لندھور اور مالک اشتر امیر سے لپٹ گئے اور دریا کنارے سے گھسیٹ کر لے آئے ادھر خواتین معظمہ میں ہائے نورالدہر اور وائے
نورالدہر کا غل برپا تھا لشکر اسلام میں ایک ہنگامہ محشر انگیز اور غلغلہ قیامت خیز برپا تھا غرض چند میدان دریا میں بہت سے سردار
لشکر اسلام کے گرفتار ہوئے اور لکنت زنگی ہر روز کہتا ہوا پھرتا تھا کہ ہر چند یہ خدا پرست بہت زبردست ہیں مگر میرے گرز کی تاب نہیں لا سکتے

ہمراہی اُسکے آمنا او صدقنا کہتے ہوئے القصہ بہر کشتی مین سوار ہوکر آیا اور مبارز طلب کیا اُس روز وارث ہند رستم زمان لندھور بن سعدان
کشتی پر سوار ہوکر مقابل لکنت زنگی آیا اور بعد از گفتگوے بسیار ستیزہ بازی ہونے لگی اور کشتی اُسکی ڈوبنے لگی بس فوراً لندھور خبردار
ہوگیا بس جیسے ہی کشتی اندر دریا کے بیٹھی اور غوطہ خور لندھور سے لپٹے لندھور نے پانی کے اندر لڑنا شروع کیا اور رفقاے لندھور
یعنی اکرمہ ہندی گوہر بلک دکنی آریا شاہ ملک قنوجی سکندر دہلوی ادھر گارخان ہندی اور نرنگ شاہ گورنگ شاہ گورکھپوری
عادل شیر دل فاضل شیر دل کہ یہ سب کے سب شناور بحر تھے دریا مین کود پڑے آب باز تو صرف بارہ ہی ہزار تھے اور یہ سب ہندی
پچاس چالیس ہزار بھلا کیا مقابلہ کرتے بہت سے آب بازون کو مارا بہتون کو گرفتار کیا اب باقی رہے ملاح اور مانجھی وہ بدبخت لڑتا گیا
جانین اور پھر ان سپاہیان بے بدل سے غرض لندھور لڑ بھڑ کر مع ہمراہیون کے دریا سے نکل آیا تمام حال امیر سے بیان کیا کہ خدا کے
تمام سردار جو میری مدد کو گئے تھے زندہ ہین کوئی مارا نہین گیا امیر نے خوش ہوکر کہا لندھور سچ کہو لندھور نے کہا کہ حضور ایک سر مو
فرق نہین ہر بھلا مین آپ سے خلاف عرض کرونگا غرض خوشی خوشی بہر بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے اور ادھر لکنت زنگی نے دیکھا کہ
افشاے راز اس ہندی نے کردیا اپنے دل مین کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے رات کو سمجھ لونگا غرض چار گھڑی رات گئے گلیم عیاری اوڑھکر
لشکر حمزہ صاحبقران مین داخل ہوا اور ایک مقام پر بیٹھکر خنجر ہاتھ مین لیکر نقب کنی کرنا شروع کی دوپہر رات گئے مہرہ نقب کا لندھور
کے خیمے مین نکالا خاصبر دارون کو دیکھا کہ پہرے پر کھڑے ہین اور خدمتگار چپی کر رہے ہین اسنے پروانے بیہوشی کے نکالکر شمع کی لو پر
جلانے اور دود بیہوشی اُڑا خاصبردار نے تو اُسکی بو سونگھکر چرخ کھاکر گرے اور بیہوش ہوگئے عمرو نقب سے باہر آیا اور سیلا عیاری کا ہاتھ مین لیکر ہاتھ
کو چرب کیا اور پلنگ کے برابر آکر چادر عیاری نکالی ایک کونا انگوٹھے کے تلے دبایا اور تین کونون سے جھٹک جھٹک کر جتنی شمعین
تھین سبکو بجھا دیا اور ایک آدھ شمع کو رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا نہ ہوجاے اور کفچہ عیاری پر دارو بیہوشی لگا کر دماغ سے لندھور کے
لگادی جیسے ہی ادہر کا دم لندھور نے لیا بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی لندھور کو چھینک آگئی اور آنکھ کھلگئی عمرو تو پلنگ کے نیچے چھپ گیا
لندھور نے ادھر اُدھر دیکھا جب کسیکو نہ پایا پھر تکیہ پر سر رکھکر سو گیا اور بیہوش ہوگیا عمرو نے حلقہ ہاے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون
ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے گولا لاٹھی کرکے چادر عیاری مین لپیٹ کر زنبیل مین ڈالدیا
اور اُسی نقب مین بیٹھکر خیمہ امیر کی سیدھ باندھکر نقب کنی شروع کی ایک دگھڑی مین نقب کا مہرہ امیر کے خیمے مین نکالا اور خدمتگار اور
خاصبردارون کو دارو بیہوشی اُڑا کر بیہوش کیا اور امیر کے پاس آکر بیٹھا کہ بیہوش کرے مگر ڈہر اجاکو رکھے سائیان مارنہ سکے کو تے +
بال نہ بیکا کرسکے جو دو جگ بیری ہوئے + صاحبقران نے خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ حملہ آور ہے گھبرا کر آنکھ کھولدی ایک سیاہ پوش کو
دیکھا کہ پلنگ کے برابر کھڑا ہے یقین ہوا کہ وہی دزد باریک گردن لک لک پاسار بان زادہ ہے میری خبر پاکر کسی نہ کسی طرح یہان پہونچگیا ہے
نہایت خوش ہوئے کہ اسکو اسوقت پکڑنا چاہیے بس آنکھین تو بند کرلین اور ہاتھ کو تیار کیا عمرو دارو بیہوشی نکالنے مین مصروف تھا امیر
تو آنکھ کھولتے نہ دیکھا تھا ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ کفچہ عیاری دماغ سے لگاوے کہ صاحبقران نے ہاتھ بڑھا کر پہونچے کے برابر سے ہاتھ
پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور نعرہ کیا کہ باغول و نمکحرام کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مدت کے بعد میرے ہاتھ لگا ہے بس عمرو مونھ کے بل زمین پر گرا مگر
ہاتھ اُسکا جو بسبب روغن کے چرب ہو رہا تھا اور اسپر سیلا عیاری کا پہنے ہوئے تھا ہاتھ کھینچا جو ہی تو سیلا عیاری کا امیر کے ہاتھ مین تھا اور
ہاتھ اُسکا سٹر سے نکل گیا وہ جست کرکے بھاگا اور پکارا کہ او عرب اس وقت تو تو میرے ہاتھ سے بچ گیا مگر تو جائیگا کہان جہان ہوگا تیری
خدمتگذاری کو موجود ہون امیر دوڑے مگر وہ بھلا کب ہاتھ لگتا ہے سرپٹے کو فرار کر پار نکل گیا امیر کی آواز سنکر لوگ دوڑ پڑے مقبل نے
عرض کیا کہ حضور یہ غل کیسا تھا امیر نے مُسکرا کر کہا کہ وہی نمکحرام دزد باریک گردن مجھے پکڑنے آیا تھا ہر چند کہ مین نے اُسکا ہاتھ بہت
مضبوط پکڑ لیا تھا لیکن وہ کمبخت پھر بھی نکل گیا لوگون نے کہا کہ بیوم رشد شکر ہے خدا کا مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت خیر
دیکھیے جو کچھ ہوا سو ہوا اب کوئی سوا پہر رات باقی تھی سوتا کون ہے مارے دہشت کے صاحبقران کو نیند نہ آئی اور عمرو بھی

ایک گوشے مین لیٹا کھڑا ہی رہا مگر تدبیرین نہ پڑی یہانتک کہ نماز صبح کا وقت آگیا امیر مسجد کرپاس سلیمانی کی طرف چلے عمرو نے کیا
کام کیا کہ ایک فراش کی صورت بنکر جلدی سے شمع روشن کرکے مسجد مین لگا دی امیر مسجد مین آکر نماز پڑھنے لگے مگر حالت یہ ہو کہ بہت
شدت سے دوران سر ہو رہا ہو خیال ہوا کہ شاید جاگنے کے باعث سے یہ کیفیت ہو الغرض اتنی دیر مین دوسرا فراش جو روشنی لیکر آیا تو اس سے
اسنے کہدیا کہ مین تو روشنی کر آیا پھرے جاؤ وہ فراش روشنی لیکر چلا گیا اور اس فکر مین کھڑا ہوا کہ کسیطرح امیر کو گرفتار کرون خیر جون تون امیر
نے دونون رکعتین تو ادا کین مگر سجدۂ اخیر مین بیہوش ہو گئے بس جھٹ عمرو نے حلقہ ہاے کمند سے باندھکر لپیٹا رے کی گرہ دیکر زنبیل مین ڈال لیا
اور راہی ہوا یہان صبح کو ادھر تو لندھور کے خیمے مین غل ہوا کہ دارائے ہند خیمے سے غائب ہو اور ادھر شہرہ ہوا کہ صاحبقران کو بھی کوئی
پکڑ لیگیا بادشاہ اسلام نے کہا کہ سواے عمرو کے یہ کام کسی اور کا نہین ہو اور ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا اب احوال عمرو کا سنیئے کہ لندھور
اور صاحبقران کو لاکر غل و زنجیر مین گرفتار کرکے زندانخانے مین بھیجدیا امیر جب زندانخانے مین پہونچے اپنے کل ہمراہیون کو زندہ پا کر شکر
کیا اور فرمایا کہ خیر بھائیو مرگ انبوہ جشنے دارد اور یہ بدبخت بارگاہ مین آکر لباس سرخ پہنکر بیٹھا اور کہا کہ لاؤ سب خدا پرستون کو داروغہ زندانخانہ
مع از زنجیر کا پکڑ کر صاحبقران اور کل سرداران اسلام کو سامنے لایا امیر نے جب بارگاہ مین قدم رکھا تو لکنت زنگی کو تخت زرنگار پر بیٹھے دیکھا
آواز دی کہ اے شخص بر میر اسلام ہو جو خداے واحد کو جانتا ہو اور دین پیغمبر آخر الزمان کو برحق جانتا ہو اور نمکحرام پر میرا سلام نہین ہو لکنت
سنکر عمرو نے آواز دی کہ اے عرب گستاخ نوش نیمینہ پوش سوسمار خوار ریگ بیابان شمار جلد میرے قدمون کو آکر بوسہ دے کہ اسی مین
تیرے بہتری ہو نہین تو بہت بری طرح تجھے مار ڈالونگا امیر نے جواب دیا کہ او نمکحرام کیا بکتا ہو مین نے جو تجھے منھ لگایا تو آپ کو بھول گیا عمرو نے
یہ سنکر جواب دیا کہ او مجاور زادہ کہ تیری حقیقت ہی کیا ہو جمعرات کے دن جو ریوڑیان اور کوڑیان خانہ کعبہ مین چڑھتی تھین اسی پر تیری او
تیرے بزرگون کی اوقات بسری ہوتی تھی عمرو ہی کے صدقے مین تو اس رتبے کو پہونچا ورنہ تو کہان اور صاحبقرانی کہان یہ سب تیان دشتکہ
تیری عمرو کے باعث ہوئی ہزار مقام پر تیرا لشکر مٹ گیا ہوتا عمرو ہی کے پاپوش کے صدقے سے بچگیا اب تو میری اطاعت کرتے ہوئے
انکار کرتا ہو صاحبقران نے برہم ہو کر کہا کہ او نابکار نمکحرام کیا جھک مار رہا ہو عمرو نے برہم ہو کر ایک دوات جو سامنے رکھی ہوئی تھی امیر پر
کھینچ ماری کہ امیر کے سینے پر پڑکے ٹوٹ گئی بس جہان صاحبقران کی آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا اور ایک جھٹکا جو دیتے ہین تو داروغہ
زندانخانہ منھ کے بھل زمین پر گرا اور امیر نے سمٹ کر ہاتھ کی ہتھکڑی پانون کی بیڑی گلے کا طوق پکڑ کے مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اور اس
زنگی یعنی داروغہ زندانخانہ پر وہ سب بار آہنی پھینک دیا کہ وہ اسکے بوجھ سے زمین پر گر پڑا بس اسکی چھاتی پر چڑھکے اسی کی تلوار لیکر پہلے
اسے واصل جہنم کیا بعد اسکے وہی تلوار لیکر عمرو پر دوڑے کہ او نمکحرام کہان جاتا ہو کھڑا رہ امیر کی یہ حالت دیکھکر سرداران اسلام کو بھی جوش
شجاعت آیا اور ہر ایک نے نعرہ بلند کیا اشعار ہر دار فنا خانۂ خون منست ٭ بازار دار ستون منست ٭ طوق و سلاسل گر اند
پیش من از عنکبوت کشتگنم این بند اوقت جنون منست ٭ یہ کہکر ہر ایک نے اپنی قید توڑ ڈالی عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا تاج و خلعت کو اتار کر
نذر زنبیل کیا اور جست کرکے بھاگا اور زنگیون سے پکار کر کہا کہ لینا ان خدا پرستون کو مین بھی آتا ہون زنگیون سے تلوار چلنے لگی ادھر عمرو
جست کرکے بارگاہ سے باہر آیا اور ایک گوشے مین آکر لکنت کو زنبیل سے نکالکر مسلح و مکمل کرکے ہوش مین لایا اور خود ایک خدمتگار کی
صورت بنکر کہنے لگا کہ اے لکنت حمزہ مع لشکر تیری بارگاہ مین گھس آیا ہو ہزار ہا زنگی یہ آواز سنکر مسلح و مکمل ہو کر چہار طرف سے دوڑ اور
یہان امیر با توقیر تلوارین مارتے ہوئے ایوان شاہی سے باہر نکلے خوب تلوار چل رہی ہو قضاے کار اتفاقات روزگار امیر کے نعرہ کی آواز
لشکر امیر مین پہونچ گئی اور بادشاہ اسلام نے یہ آواز سنکر ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوتا ہو صاحبقران چھوٹ گئے کل لشکر تیار ہو کر چلے
تمام غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالی وقار مرکبون پر سوار ہو ہوکر مسلح و مکمل ہو کر دوڑ پڑے اور زیر بند کاٹ کاٹ کر
گھوڑے دریا مین ڈال دیے ادھر لکنت زنگی کو بھی خبر پہونچ گئی کہ لشکر امیر کا اعانت امیر کے لیے دریا مین پیر کر آتا ہو زنگیون کو
حکم دیا کہ جا کر خدا پرستون کو دریا ہی مین روکو ادھر سے زنگی چلے ادھر سے لشکر اسلام چلا بیچون بیچ دریا مین مقابلہ ہوا بہت سے

زنگی لشکر اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اب زنگی تھوڑے بہت جو باقی رہ گئے تھے انکو ہٹا کر لشکر اسلام امیر کے پاس پہونچ گیا اب سنیے کہ ادھر تو دریا مین اسقدر تلوار چلی تھی کہ تمام دریا سُرخ ہو گیا تھا اور کالے کالے سر زنگیون کے جو اس پانی مین تیر رہے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ فصد کھلوا کر خون مین کوے ڈالدیے ہین یا تختۂ لالہ زار مین بھونرے بیٹھے ہین اور اُدھر یہ عالم تھا کہ لاش پر لاش سر پر سر دھڑ پر دھڑ گر رہا تھا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگ گئے تھے عین گرمی جنگ مین لکنت زنگی اور حمزہ سے مقابلہ ہوا لکنت نے حمزۂ صاحبقران پر تلوار ماری جب تلوار اُسکی نزدیک پہونچی امیر نے ایک تھپکی دی کہ تلوار اُسکی ہٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈالکے اسکی تلوار اپنے قبضے مین کی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کہکے زمین سے اُٹھالیا اور بالاے سر چرخ دینے لگے وہ زنگی مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا صاحبقران نے آواز دی کہ ہی شرط تجھے اس زور سے زمین پر دے مارون کہ تیرا دم نکلجاے بہتر یہ ہی کہ لقا پر لعنت کر اور دین اسلام کو اختیار کر لکنت نے عرض کیا کہ ای شہریار مجھے معلوم ہوا کہ دین آپ کا برحق ہی جبتک زندہ ہون آپ کی غلامی سے باہر نہونگا صاحبقران نے لکنت کو زمین پر رکھدیا لکنت صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کیا کہ مجھے تلقین اسلام فرمایے امیر با توقیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا اور لکنت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور اپنے افسران فوج اور سرداران لشکر کو بھی مسلمان کیا وہ بھی از تہ صدق مسلمان ہوئے بعد اُسکے لقا کو بلوایا لقا نے آکر اپنے سردارون سمیت سلام کیا اور پکار کر کہا کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر کہ جو مجھکو بخدائی برحق جانتا ہو صاحبقران نے کہا او نابکار کیا واہیات بکتا ہی بس خاموش رہ اس خیال خام اور تصور باطل تمام سے باز آ جلد توبہ کر اور پروردگار عالم کو سجدہ کر مین نے جتنے ملک تیرے لے لیے ہین سب دیدونگا اور نہین تو آج تجھے ضرور مار ڈالونگا لقا کو تو بختیارک پہلے ہی سکھا چکا تھا بموجب تعلیم بختیارک لقا نے جواب دیا کہ ای حمزہ تمنے مجھے گرفتار نہین کیا مجھکو تو بدنما بازی عمرو نے گرفتار کیا تھا اب تم مجھے چھوڑ دو بعد اُسکے اگر مجھپر غلبہ حاصل کروگے تو جو کچھ مجھسے کہوگے اُسے قبول کرونگا صاحبقران نے کہا کہ چھوڑ دو اس نابکار کو کہ یہ ایک حجت درمیان مین لایا ہی اُسی وقت بیڑیان پانون کی کٹوا دی گئین اور گھوڑے سواری کو دیے اور کہا کہ جا لقا وہان سے باہر نکلا اور اپنے لوگون سے کہا کہ دیکھا تمنے مین نے کیا تقدیر کی اور اپنی قدرت کاملہ سے کسطرح چھوٹ آیا جو سفیہ اور نادان اسکے ساتھی تھے وہ سب کہنے لگے کہ یا خداوند جو کچھ آپ فرماتے ہین سب بجا اور درست ہی آمنا وصدقنا الغرض یہ کہتے ہوئے یہان سے چلے اور دامن کوہ جہان اُسکی فوج پڑی ہوئی تھی پہونچے اہل فوج نے جو اپنے مالک کو آتے دیکھا دوڑکر قدمبوس ہوئے اور سجدہ کیا لقا نے سبکو تشفی اور دلاسا دیا اور کہا تم سبھون نے دیکھا کہ اس لک لکا پاسبان زادہ و زبار یک گردن نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا اور مین نے اُسکو کسطرح تماشا کردیا اور حمزہ کے ساتھ سے بھگایا سبھون نے کہا کہ یا خداوند گو تو دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی بختیارک نے کہا کہ واقعی آپکی سخت گیری مین کوئی شک شبہہ نہین ہی مختصر لقا نے ہرکارون کو روانہ کیا کہ جہان جہان ہماری فوج بھاگی ہوئی ہو اُسے بلا لاؤ بعد اُسکے بختیارک سے عالم تنہائی مین مشورہ کیا کہ ای بختیارک تو مجھے خوب جانتا ہی کہ مجھسے کچھ نہین ہو سکتا اور مجھسے کچھ نہین بن پڑتی اب تو بتا کہ مین کیا تدبیر کرون مین تو حمزہ کے سردارون سے ہرگز مقابلہ نہین کر سکتا بختیارک نے کہا کہ ای خداے باخبر آپ پر کیا منحصر ہی دنیا مین کون ایسا شخص ہی کہ جو حمزہ سے عہدہ برآ ہو سکے زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ قطب دوران صاحبقران زمان ایرج نوجوان بیشک حمزہ سے لڑ سکتا ہی مگر اب میری راے یہ ہی کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجیے اور کوئی دو پہر رات گئے لشکر حمزہ پر شبخون مارتے ہوئے شہر فرنگوشیہ کو روانہ ہو جیے اور جا کر ایرج سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان اب میرا ہاتھ اور آپ کا دامن ہی مجھکو حمزہ کے ہاتھ سے بچایے اگر اسکے جواب مین ایرج آپ سے دین آفتاب پرستی کے قبول کرنے کی شرط پیش کرے اور کہے کہ اگر تم آفتاب پرستی اختیار کرو تو البتہ مین تمھاری اعانت کو مستعد ہون تو آپ اسکا جواب دیجیگا کہ جب تو لشکر اسلام کا استیصال کریگا تو مین فوراً آفتاب پرستی قبول کرونگا بس جسوقت آپ یہ کہینگے تو ایرج بہت خوش ہوگا اور آپ کو پناہ دیگا مگر اتنا خیال رکھیےگا کہ اپنی خدائی جاکر نہ بگھاریےگا اور یہ نفرمایےگا کہ مین نے فلان تقدیر کی یا فلان کام کیا اور نہین تو پھر مین نہین جانتا اُلٹی ہتکڑیان گلے مین پڑ جائینگی اور اگر حمزہ پر ایرج غالب آ گیا

اور اُسکو ایرج نے مار لیا تو پھر ایرج کا مار لینا کیا بات ہے ایک ذرا سی بات مین تو مین ایرج کو مٹا دونگا اور اگر ایرج کو حمزہ نے قتل کیا تو بھی اچھا ہے دو دشمنون سے ایک ہی رہ جائیگا لقا اسکی تقریر سے بہت ہی خوش ہوا اور کہا اے بختیارک کیا خوب تدبیر تو نے بتائی ہے ایسی تدبیر تو شیطان کو بھی نہ سوجھتی جو تجھے سوجھی ہے ارے مین نے بھی ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی بختیارک نے کہا کہ پھر تو نے واہیات بکنا شروع کیا اور اُس تیرے تقدیر کرنے نے تو ایسی تیری تقدیر کر دی کہ ملک اور مال سب چھوڑا بھاگتے بھاگتے یہانتک آیا غرض کہ پاس پناہ لینے جاتا ہے کہ وہ تیرا پرستار بھی نہین ہے لقا نے کہا کہ اے شیطان درگاہ مجھکو تو عادت پڑ گئی ہے یہ عادت یکایک تو جائیگی نہین رفتہ رفتہ چھوٹیگی بختیارک چپ ہو رہا الغرض لقا نے طبل جنگ بجوایا اب ادھر بیان کا حال سُنیے کہ امیر نے تمام جزیرۂ ناروان کو مسلمان کیا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی بنا ڈالی بانگ صلوٰۃ چارطرف بلند ہوئی امیر اپنی بارگاہ مین دنگل شوکت پر بیٹھے ہوئے ہین سرداران کا دورہ بندھا ہوا ہے لکتش زنگی سے باتین ہو رہی ہین لکتش زنگی کہہ رہا ہے کہ اے شہریار مین آپکے لشکر سے نہین لڑا مجھکو لڑائی کی خبر بھی نہین ہوئی اگرچہ میرا قصد آپ سے مقابلے کا ضرور تھا مگر الحمد للہ کہ مین اس سے محفوظ رہا امیر فرما رہے ہین کہ ہان جو کچھ کیا وہ اس زدبارک گردن نے کیا یہی باتین تھین کہ یکایک ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ لقا کے لشکر مین طبل جنگ بجگیا امیر نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہین ہے بتفضل ایزدی و بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جائے اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی تیاری جنگ لشکر اسلام مین شروع ہوئی اور اُدھر سیاہ رو سیاہ قلب زمرد شاہ پہر رات گئے لشکر اسلام پر شبخون گرا اور جو سامنے آگیا اُس سے لڑتا بھڑتا ہوا شہر فرنگوشیہ کو چلا گیا اور یہان دھوکے ہی دھوکے مین رات بھر تلوار چلا کی کچھ ادھر سے کچھ اُدھر سے کچھ اس خیمے سے کچھ لوگ اُس خیمے مین سے نکل آئے یہ انھین حریف سمجھے وہ اُنھین حریف سمجھے خوب تلوار چلی ایک عجب غلغلۂ وحشت انگیز شب بھر برپا رہا صبح کے قریب کوئی چار گھڑی رات سے حمزہ صاحبقران کو خبر ہوئی بادشاہ اسلام و سرداران ذوی الاحترام سوار ہوئے نخشانے ساتھ ساتھ روشن چور مہتابین جھلکتی ہوئین جدھر سے ہو کر نکلے اُدھر کی لڑائی موقوف ہو گئی روشنی مین ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑ دوڑ کر گلے سے لپٹ گئے کہ بھائی ہماری خطا معاف کرو لاعلمی و نادانستگی مین ہم پر تلوار ماری تھی الحاصل امیر نے تمام لشکر مین گردش کی کسی طرف حریف کا پتا نہ لگا سب طرف کی لڑائیان موقوف ہوئین مگر اس دھوکے مین ہزارون ہی کے وارے نیارے ہو گئے امیر نے چاہا کہ میدان لقا کی طرف روانہ ہون کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ حضور کہان تشریف لیے جاتے ہین لقا تو رات کو بھاگ گیا صاحبقران نے کہا کہ ہان سچ کہو ہرکارون نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے ہماری جو خلاف کہین ارشاد ہوا کہ واللہ ثم باللہ تو تو پھر یہی کافر شبخون کر کے سیاہ فوج کا دکھلا کر چلا گیا یہ کہکر پھر بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور وہ لوگ جو رات کو شبخون مین مارے گئے تھے اُنکے وارثون کو بُلا کر زر نقد دیا اور درماہے اُنکے مقرر کر دیے پسر عمرو جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا امیر نے اس سے فرمایا کہ اے چالاک ہرکارون کو روانہ کرو کہ یہ راندۂ درگاہ ذوالجلال خسران مآل لقا بوم خصال کس طرف گیا ہے مین نے قسم کھائی ہے کہ جبتک اُس کُفر بنیاد ہنجار کنندہ نا تراش کو دائرۂ اسلام مین نہین لاتا ہون یا پائے تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر نہین کھینچتا ہون مجھکو چین اور آرام نہین ہے چالاک نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ بہت خوب اور چالیس جوڑیان ہرکارون کی کہ افسر اُنکے نونہال خبری سرہنگ ملک ابو طاہر خونریز تھے خبر کو روانہ کین لیکن اب تھوڑے سے احوال لقائے بے بقا کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بھاگتا ہوا قریب شہر فرنگوشیہ کے پہونچا قضائے کار اتفاقات روزگار ایرج نوجوان اُس روز شکار کے لیے نکلا ہے بیئے قراول میر شکار یوزباشی جانوران صید گیر لیے ہوئے ہمراہ ہین اور بحری کو ایک قاز کے پیچھے چھوڑا ہے وہ پیچھے چلی جاتی ہے پہلے تو آسمان مین ڈوبی پھر دہانے طمانچے مار مار کر قاز کو نیچے لانا شروع کیا اور ایرج اُسکا تماشا دیکھتا ہوا گھوڑا اُٹھائے ہوئے چلا آتا ہے کہ ایک مقام پر بحری قاز کو دبا کر بیٹھ گئی ایرج نے اُسے اُٹھا لیا اور گوشت خشکاری سے سیر کر دیا کہ فوراً لقا سامنے ایرج کے آیا اور بموجب تعلیم بختیارک آتے ہی ایرج کے پانون پر گر پڑا کہا اے زبدۂ آفتاب پرستان مین دہشت تیغ حمزہ سے بھاگ کر تیرے دامن پناہ مین پوشیدہ ہونے آیا ہون اب میرا ہاتھ ہے اور تیرا دامن ہے تو ہی خدا پرستون کے پنجے سے بچائیگا تو بچونگا یہ کلمے زبان لقا سے سنکر ایرج نے اُسے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر حمزہ آپکے پیچھے آئیگا تو مقتول

سزا پائیگا یہانسے ایک بھی زندہ نہ جائیگا مگر شرط یہ ہے کہ دین آفتاب پرستی قبول کرو لقانے کہا کہ جب تم آئین خدا پرستی کو مٹا دوگے تو مجھے اس امر کے قبول کرنے مین کوئی عذر نہوگا ایرج نے کہا کہ مجھے قبول ہے اور ساتھ ہی اسکے بختیارک بھی سامنے آیا اور قدمون کو بوسہ دے کر دعا دی اور فریاد کرنے لگا کہ ای ایرج نوجوان مین تو اس دزد باریک گردن لک لک یا سامان زادے کا مارا ہون بس یہ سُننا تھا کہ ایرج کو غصہ آگیا اور کانپنے لگا مگر باین خیال کہ یہ پناہ مین آیا ہے غصے کو ضبط کر کے کہنے لگا کہ ای بختیارک خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو برا نہ کہو اسے بھائی وہ تو میرا ولی نعمت ہے مین اُسی کا ساختہ و پرداختہ ہون اگر عمرو مجھے صاحبقران نہ بناتا تو مین پھر وہی بزاز بچے کا بزاز بچہ ہی رہتا اُسی ارسطو فطرت لقمان حکمت کے حُسن تدبیر سے یہ عزت و توقیر مجھے حاصل ہوئی اور مین اس رتبے کو پہونچا مین نے قدر نہ کی اور اپنی نادانی سے اُسے کھو دیا بختیارک نے جو دیکھا کہ یہ مرشد کی تعریفین کر رہا ہے اپنے دل مین کہا کہ مرشد کا سکہ ہر جگہ بیٹھا ہے کہنے لگا کہ ای ایرج نوجوان فی الواقع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایسا ہی شخص ہے اول تو وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران دوسرے جو کرامتین کہ خواجہ مین جمع ہوئی ہین وہ آج تک کسی خداوند مین نہین دیکھی گئین مشرق مین مغرب مین جنوب مین شمال مین جس جگہ اور جسوقت خواجہ کا نام لیا وہین موجود تھے اور حمزہ کو حمزہ صاحبقران کسنے بنایا خواجہ ہی نے یا کسی اور نے ایرج نے کہا کہ ای بختیارک تو بھی دو رنگا آدمی ہے ابھی تو مذمت کر رہا تھا اور ابھی تعریفین کرنے لگا بختیارک نے جو یہ کلمہ سُنا اور ایرج کو برہم پایا جھٹ سے پانون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ معاف فرمائیے اب تو مجھسے ایک خطا ہو گئی آنکے پیر و مرشد ہونے مین تو کون شک لا سکتا ہے مگر مین پریشان خاطر تھا اور خواجہ کی نظر میری جانب سے کج ہو گئی تھی اس لحاظ سے یہ کلمات میرے مُنھ سے نکل گئے اب ایسی خطا کبھی نہوگی غرض ایرج نوجوان لقا کو اپنے ہمراہ لیکر شہر مین داخل ہوا لقا کی دعوت کی بعد دو روز کے ایرج نے کہا کہ ای لقا مین نے ایک باغ نہایت پُر تکلف تیار کروایا ہے ایک قرا چلکر سیر کر آئیے لقانے کہا کہ اچھا مین نے ابھی تقدیر کی یہ جواب لقا کا سُنکر ایرج بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کیا واہیات کلمہ تمنے مُنھ سے نکالا ابھی وہی مرغے کی ایک ٹانگ چلی جاتی ہے اس حالت کو پہونچ گئے اور وہی دعوی خدائی بختیارک نے دیکھا کہ معاملہ خراب ہوتا ہے کہنے لگا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان اسکو عادت پڑ گئی ہے چھوٹتے ہی چھوٹیگی اور لقانے بھی عذر خواہی کی کہ ایرج اب کبھی ایسی خطا مجھسے سرزد نہوگی اس عذر خواہی سے لقا کی ایرج نے سکوت کیا اور اپنے ہمراہ لیکر باغ مین آیا دیکھا تو باغ نہایت سرسبز و شاداب بہشت برین کا جواب معلوم ہوتا ہے عجیب غریب درخت لگے ہوئے ہین انواع انواع طرح کے پھول کھلے ہوئے ہین ٹہنیوں پر داغ بیل لگا ہوا روشون پر سُرخی کُٹی ہوئی وسط باغ مین ایک بارہ دری عالیشان بنی ہوئی ہے اسکے درجۂ ثانی مین ایرج آکر بیٹھا بزم عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا گانا شروع ہوا اور ایک نازنین حور تمثال نے بصد ناز و ادا یہ غزل گانا شروع کی غزل

اگر جذب دل عاشق یہان تک اسکو لے آئے
کھلے کچھ حال تو آخر نہین اُنکی نہین ہان کا
ہوا کیا ہے وہان سے ای قضا اتنا تو وقفہ کر
ہوا افسانہ شہرت وہ ہوا اُس آفت جان کا
وہی ہے عاشق صادق وہی ہے ضبط مین کامل
لگایا خوب سا ایس تمنے جگر کوے جانان کا

گذر شاید ہوا ہے اسطرف اُس آفت جان کا
تو منت کش نہون کسواسطے پھر اسکے دربان کا
نہ کہنا اور کچھ قاصد سمجھ جائیگا وہ خود ہی
مین سُنلون حال تو قاصد سے کچھ اسکی نہین ہان کا
گیا ہمراہ غیرون کے جلانے کو مرے ظالم
نہین کرتا کسی سے تذکرہ جو درد پنہان کا

تزلزل مین ہے تختہ آج کچھ گور غریبان کا
وہ آئینگے نہ آئینگے ہوا کیا چپ ہے کیون قاصد
فقط تو پوچھ آ جا کر مزاج اُس آفت جان کا
ہوئے معشوق عالم وہ مرے معشوق ہونے سے
اور اُسپر یہ ستم میری گلی مین آکے مُنھ ڈھانکا
جلو اجلال کعبے کو کرو یاد خدا کچھ دن

الغرض بڑی دیر تک صحبت عیش برپا رہی اتفاقات روزگار قضاے کار مالک ملکوت شاہ کا ایک ہاتھی نہایت مست اپنے فیلبان کو مار کر زنجیرین توڑ کر چھوٹ گیا ہے اور شہر کے اندر گھسا ہے بازار بند ہو گیا لوگ بھاگ گئے جو اس ہاتھی کے ہاتھ لگا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسی پر دانتون کو تیز کیا کسی کو پانون سے مسل ڈالا ایک زمانہ تہ و بالا کر دیا درخت پھاڑ پھاڑ کر ڈال دیے خام دیوارین گرا گرا دی ہین پختہ عمارتون پر اسقدر ٹکرین لگائی ہین کہ دیوارین ہل ہل گئی ہین درشق ہو ہو گئی ہین شہر مین تلاطم مچا ہوا ہے بھاگنے والے دیکھے بھاگے ہوتے دور دور چلے آتے ہین نزدیک کوئی نہین جاتا اور اُس ہاتھی کی تو عجب صورت بنی ہوئی ہے کہ دانتون مین تو خون بھرا ہوا

بھسونڈے مین خاک جمی ہوئی ہی مستک پر مٹی کوٹرا پڑا ہوا ہی اور لوگ پیچھے پیچھے ہٹے رہو بچے رہو کا غل مچاتے ہوئے چلے آتے ہین جب وہ ہاتھی پیچھے پھر پڑتا
تو لوگ بھرا ٹا مار کر تتر بتر ہو جاتے ہین الغرض بایں صورت کذائی وہ ہاتھی دروازہ باغ پر پہونچ گیا اور لوگون کو دیکھکر جھپٹا کچھ لوگ بھاگ گئے
کچھ باغ کے اندر گھس آے ہاتھی بھی دروازہ باغ کا چیر کر باغ کے اندر گھس آیا اور جسوقت سامنے بارہ دری کے آیا ملکہ بن ملکوت سیاہ
بھی اُس صحبت مین موجود تھا اُسکا تو زہرہ آب ہو گیا لقا کا پیشاب خطا ہو گیا بختیارک کا بھی عجب حال ہوا کلیجہ بلنے لگا غرض تمام حاضرین
محفل کا عجب حال ہوا یہ حالت دیکھکر ایرج اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین ابھی تو اس ہاتھی کو مار ڈالونگا اقبال شاہ لپٹ گیا اور کہا کہ آپ کہان جائینگے
ایرج نے کہا کہ آپ کی یہ خواہش ہی کہ بندگان نیر اعظم اسکے ہاتھ سے مارے جائین اور ہاتھ چھڑا کر اُس فیل مست کی طرف دوڑا جب قریب اُس
ہاتھی کے پہونچا اُسنے بدمستی کرکے چاہا کہ ایرج کو بھسونڈے مین لپیٹ کر دے مارے فوراً ایرج نے اُسکی سونڈ کو دونون ہاتھون مین مضبوط
پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ مع برجرے کے دھڑ مین سے گردن کھنچ آئی ہاتھی چرخ کھا کر گرا غل ہو گیا کہ زبدۂ آفتاب پرستان نے ہاتھی کو مار ڈالا
لقا کٹہرے پر ہاتھ رکھکے دیکھنے کو جھکا تھا کہ کٹہرا ٹوٹ گیا اور لقا نیچے چلا لوگ چلانے لگے کہ ارے لینا لقا کو اگر نیچے گریگا تو ہاتھ پانون اسکے
ٹوٹ جائینگے کہ بختیارک نے ایرج سے کہا کہ ای ایرج نوجوان لینا لقا کو ایرج نے جو پھر کر دیکھا تو دیکھا کہ لقا غلطان او پیچان چلا آتا ہی
ایرج نے ہاتھ بڑھا کر لقا کو روک لیا اور زمین پر رکھدیا لقا بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش مین آیا تو لوگون نے بیان کیا کہ ای خداوند ایرج
نوجوان نے آپ کو برے ہوا روک لیا اور چوٹ نہ لگنے دی لقا نے اپنی انگوٹھی کہ جسمین کئی سال کا خراج ملک باختر کا صرف ہوا تھا اُتار کر ایرج
کے ہاتھ مین پہنادی اور کہا کہ ای ایرج مین نے تمام ملک باختر تجھے دیدیا اور نور خالص چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز کو مین نے تیرے ساتھ
منسوب کیا ایرج نے کہا کہ کیا خوب ملک باختر حمزہ کے قبضے مین ہی وہ عنایت ہوتا ہی اور گیتی افروز قاسم کی زوجیت مین ہی
وہ مرحمت ہوتی ہی جو چیزین قبضۂ غیر مین ہین وہ آپ عنایت کرتے ہین موئی بچھیا برہمن کے نام لقا یہ سُنکر آبدیدہ ہو گیا اور کہا کہ ای
ایرج اور کیا چیز اب میرے پاس رہ گئی ہی جو تجھے دون ایرج نے کہا کہ ای لقا رنجیدہ نہ ہو تمنے دیا مین نے پایا مین حمزہ سے لڑکر
ملک باختر تو لے لونگا مگر گیتی افروز سے مجھے سروکار نہین ہی الغرض ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ ای شاپور حمزہ کی خبر
منگواؤ کہ حمزہ آجکل کہان ہی شاپور نے اُسی وقت بمجرد حکم ایرج نوجوان بہت تیز رو اور چالاک ہرکارے روانہ کیے

اب دو کلمے داستان حیرت بیان روانگی امیر حمزۂ صاحبقران بہ سمت شہر فرنگوشیہ بیان کیے جاتے ہین

کہ جب ہرکارے حسب الحکم امیر دریافت حال لقا کے لیے روانہ ہو چکے تو امیر باتوقیر نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور جشن عشرت برپا کیا
عین جشن مین آکر کارمن نے خبر دی کہ لقا یہان سے بھاگ کر شہر فرنگوشیہ کو چلا گیا اور دامن ایرج مین پناہ لی ہی صاحبقران نے
بمجرد استماع اس خبر کے پہلوان عادی کو طلب کیا اور ارشاد ہوا کہ پیش خیمہ ہمارا جانب ملک فرنگوشیہ روانہ ہو اُسی روز پہلوان
عادی پیش خیمہ لیکر جانب ملک فرنگوشیہ روانہ ہوا اور دوسرے روز حمزۂ صاحبقران نے بھی کوچ فرمایا بعد طی مراحل و قطع
منازل قریب شہر فرنگوشیہ کے پہونچے بارگاہ سلیمانی برپا ہوئی امیر باتوقیر داخل بارگاہ ہوئے اور دنگل صاحبقرانی پر جلوہ فرمایا
اور ہر ایک سے استفسار کیا کہ ایرج سے کس مقام پر لڑائی ہونا مناسب ہی ہر ایک بہادر نے عرض کیا کہ ای امیر سامنے شہر
فرنگوشیہ کے زیادہ مناسب ہی یہ سُنکر بادشاہ اسلام نے کہا کہ نجومیون سے بھی بلا کر پوچھ لیجیے امیر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی اُسی وقت
پسران خواجہ بزرجمہر طلب ہوئے اُنھون نے آکر عرض کیا کہ بہتر تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ پل کفیل سے اُس پار اُتر کر مقابلہ کیجیے اور اگر حریف
اس پار اُتر آیا تو پھر اُسی کی فتح ہی امیر نے چار خلعت اور چار توڑے اشرفیون کے منگا کر چارون بھائیون کو دیے اور رخصت کیا
اُدھر تو وہ رخصت ہوئے اور اُدھر صاحبقران نے پہلوان عادی سے کہا کہ بہت جلد بارگاہ سلیمانی پل کفیل کے اُس پار ایستادہ کی
جائے پہلوان عادی اُسی وقت خیمہ لیکر چلا گیا اب ایرج و لقا کی کیفیت ملاحظہ ہو کہ یہ دونون بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ہین
کل پہلوان اور افسران فوج جا بجا متمکن ہین ناچ ہو رہا ہی جام مئے ارغوانی گردش مین ہی حمزۂ صاحبقران اور اُنکی فوج کے

سرداروں کا تذکرہ ہو رہا ہی بختیارک ایک ایک کی تعریف کر رہا ہی علی الخصوص شاہزادہ خاور سیاہ کی بہادری کا کہ وہ ترک توسن
یلطاقی کا اٹھارہ روز تعاقب کرکے بارگاہ کیخسروی میں گھس گیا اور کل بارگاہ کو قلم کر ڈالا اور ایرج بھی کہ رہا ہی کہ واقعی وہ ایسا ہی جری ہی
اور آنکھوں میں آنسو بھر بھر آتے ہیں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لشکر حمزہ صاحبقران آپہونچا اور پل کفیل سے خیمہ
حمزہ کا اسطرف آتا ہی یہ سنکر لقا کا تو یہ حال ہوا کہ کانپنے لگا اور جام شراب ہاتھ سے چھوٹ پڑا رنگت زرد ہو گئی ایرج نے دلاسا دیا اور
بختیارک نے ایرج سے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان میں نے کتاب نمدی میں دیکھا ہی کہ جسکا خیمہ پل کفیل سے آتر جائیگا
اسکی فتح ہوگی اور اگر آپکو میرے کہنے کا یقین نہو تو نجومیوں کو بلوا کر پوچھ لیجیے ملکوت شاہ نے کہا کہ ہاں میں نے بھی نجومیوں سے یہی سنا
ہی کہ جسکا خیمہ پل کفیل سے پار آتر جائیگا وہی فتحیاب ہوگا یہ سنکر ایرج نے غوجان دریاباری سے کہا کہ تم بہت جلد ہمارا پیش خیمہ لیکر پل
کفیل سے اس پار اتر جاؤ غوجان دریاباری اسیوقت روانہ ہوا جب پل کفیل پر پہونچا تو ادھر سے پہلوان عادی آرہا تھا دونوں سے
اثنائے راہ میں ملاقات ہوئی غوجان نے آواز دی کہ اسی طرف پھر جاؤ کہ خیمہ ایرج نوجوان کا اس پار استادہ ہوگا پہلوان عادی نے جواب دیا
کہ خیمہ امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا ہی تو اپنا خیمہ اس طرف پھیرے جا کہ میں اس پار جاکر بارگاہ سلیمانی قایم کرونگا غوجان نے
آواز دی کہ اے پہلوان عادی اگر تو یوں نہ ہٹیگا تو میں بزور تیغ تجھکو یہاں سے پھیرونگا عادی نے جواب دیا کہ کیا مجال ہی تیری غوجان نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا اور بڑھکے ایک تلوار پہلوان عادی پر ماری پہلوان عادی نے سپر پر روکی تلوار غوجان کی سپر کو کاٹکر عادی کے سر پر
پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی زخم بہت کاری لگا دستانہ مارا تلوار تو اسکی جھٹکا کر نکل گئی سر سے چادر خون کی جاری ہوئی ذوالخمار عادی نے
سامنا کیا وہ بھی زخمی ہوا آخر کار غوجان نے لشکر عادی کو شکست دی اور بارگاہ سلیمانی چھین لی ابھی پہلوان عادی کے ہمراہیوں
سے مقابلہ ہو ہی رہا تھا کہ ایک تتق گرد و غبار کا بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشۂ وغا انجم سپہر شجاعت در دریائے
فتوت اسد بن کرب دلاور بارہ ہزار قزاق اور چالیس امرا زادوں سے پہونچ گیا اسد نے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ غوجان نے بارگاہ چھین
لی یہ سنتے ہی آگ ہو گیا اور غوجان کا تعاقب کیا اور غوجان بارگاہ سلیمانی کو اپنے ہمراہ لیکر ایرج کے پاس روانہ ہوا تھا آواز نعرہ اسد کی
سنائی دی کہ او کافر خیرہ سر کہاں جاتا ہی کھڑا رہ میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا غوجان اسد کے نعرہ کی آواز سنکر ٹھہرا اور پکارا کہ او دیوانے
مجہول کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے کھڑا رہ میں آپہونچا اور سامنے آکر اسد کے تلوار لگائی اسد بھلا اسکی چوٹ کب کھاتا ہی تلوار غوجان کی
رد کرکے ایک تلوار غوجان کے پہلو پر ماری کہ بہت کاری زخم آیا دوسری تلوار سر پر لگائی کہ سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اتر گئی تیسری تلوار شانے پر
ماری غوجان پکارا کہ اے یارو مجھے بچاؤ کہ میری جان گئی ہزارہا آدمی ٹوٹ پڑے اور غوجان کو اٹھا کر لیے بھاگے پھر تو کوئی آفتاب
پرست سامنے اسد کے نہ ٹھہرا جتنے تھے سب کے سب بھاگ گئے اسد کے قبضے میں بارگاہ سلیمانی آ گئی اسد بارگاہ کو لیکر فوراً آفتاب
پرستوں کے تعاقب میں روانہ ہوا قضائے کار اتفاقات روزگار غوجان کے پیچھے مرجان دریاباری کو روانہ کیا تھا کہ تم بھی اپنے
بھائی کی کمک کے لیے ہمراہ رہو مرجان دریاباری ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے ہوئے چلا آتا تھا اور ادھر سے غوجان کے لوگ
شکست کھائے ہوئے چلے آتے تھے مرجان نے جو ان لوگوں کو حیران و پریشان گھبرائے ہوئے دیکھا بعد دریافت حال بہت سی لعنت و
ملامت کی کہا کہ اس دیوانے کی بھی یہ حقیقت تھی کہ جس سے تم بھاگ آئے دیکھو میں جاکر ابھی تو اسکو مارتا ہوں اسکی حقیقت کیا ہی یہ کہکر
غوجان کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لیا اور اسد کی طرف روانہ ہوا تا اینکہ اسد سے اور لشکر مرجان سے مقابلہ ہوا اسد تلوار کھینچ کے
مرجان کے لشکر پہ گرا تلوار چلنے لگی تا اینکہ اسد سے اور مرجان سے سامنا ہوا اسد سامنے جاتے ہی برس پڑا کہ مرجان چور چور ہو گیا اور
بھاگ نکلا بارہ ہزار آدمی سے دو لاکھ بھاگ گئے اور ایک کے بھی قدم نہ ٹکے اسد ان سب کو بھگاتا ہوا ایرج کے لشکر پر گرا اور لوٹنا شروع کیا خیموں
میں آگ لگا دی ایک تہلکہ برپا کر دیا جسکے خیمے پاس پہونچا اسکی طنابیں کاٹکر گرا دیا اور آگے بڑھ کے گھوڑوں کی میخیں اکھاڑ اکھاڑ دیں سارے
لشکر کے گھوڑے چھوٹ گئے اور برابر بے تامل قتل و قمع کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ وقتیکہ یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ اسد لشکر پر آ گرا یہ خبر سنکر

باہر آیا اور سوار ہو کر اسد کو ڈھونڈھتا ہوا چلا ادھر سے تو یہ چلا اُدھر سے اسد تلوارین مارتا ہوا چلا آتا تھا اسد نے ایرج کو دیکھتے ہی
نعرہ کیا کہ باش ای کرپاس فروش بچہ بازاری کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کھڑا رہ کہ مین آپہونچا ایرج نے آواز دی کہ او دیوانے مجہول برگشتہ بخت
نامعقول تو نے جگر خون کر دیا ہی آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر اسد کے سامنے آیا اور اسد نے بھی ایرج کے سامنے جاکر اسطرح تلوارین
برسانا شروع کردین کہ ایرج کو روکنا مشکل پڑگیا انجام کار جب اسد کا ہاتھ سُست ہوا تو ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالکے تلوار اُسکی چھین لی
اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر دے مارا اور مشکین باندھکر قلعۂ آفتاب نما مین بھیجدیا فوج اسد تباہ حال زخمی ہوکر
شکست کھاکر بھاگے ایرج اُنکے تعاقب مین پل کفیل کی طرف چلا اب سُنیئے کہ اودھر سے تو فوج اسد بھاگی ہوئی چلی جاتی تھی اور اُدھر سے
نظر کردۂ شاہ ولایت اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام یعنی مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر ساتھ سو عربون سے شکار کھیلتا ہوا
چلا آتا تھا لشکر اسد کو جو دیکھا اور یہ حال سُنا کہ ایرج کے ہاتھ سے شکست کھائے ہوئے چلے آتے ہین نہایت غضبناک ہوا اور اُن سبکو
اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا ادھر سے تو یہ سب پل کفیل پر پہونچے اور اُدھر سے ایرج آرہا تھا مالک نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست یہ کیا
نامعقول حرکت تو نے کی کہ بارگاہ سلیمانی اپنے قبضے مین کی ایرج نے جواب دیا کہ ای مالک میری کچھ خطا نہین ہی مین نے اپنے ملازمون کو بھیجا تھا
کہ تم جاکر پل کفیل کو روکو اور کسیکو پل سے اِدھر نہ آنے دینا پہلوان عادی آکر عوج جان و ریا باری سے اُلجھ پڑا اور لڑکر زخمی ہوا پھر اسد
نے آکر عوج جان اور مرجان کو زخمی کر کے سبکو شکست دی مگر اسپر صبر نہ کر کے میرے لشکر پر آگرا بہت سے لوگ قتل کیے اُس وقت
مین نے اُس دیوانے کو تنبیہ کر دی مالک نے کہا تو اپنی اصل کو بالکل بھول گیا دیکھ تو کیا سزا ای نامعقول تجھے دی جائیگی یہ کہکر نیزہ مارا
ایرج نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا مانند خلال فراشان کے نیزون کے پرخچے اُڑ گئے مالک نے تلوار ماری ایرج نے اُسکی تلوار
رد کر کے جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر گئی مالک نے سر کھینچ لیا تلوار مرکب کی گردن پر پڑی گردن
اُسکی قلم ہوگئی مالک مع مرکب تہ و بالا ہوا ایرج گھوڑے سے کود کر مالک کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور زنجیر فولادی کا توڑا کاٹکر مشکین مالک
کی باندھ لین مالک جو ہوش مین آیا ایرج کو چھاتی پر چڑھے دیکھا کہا کہ او آفتاب پرست یہ کیا حرکت نامردانہ ہی بہادرون کو یونہین
پکڑتے ہین ایرج نے کہا کہ ای مالک حمزہ کے ہزارون ہی سردار ہین اور مین تنہا کس کس سے سامنا کرونگا خیر جب حمزہ سے فیصلہ ہوجائیگا
تو مین تجھے چھوڑ دونگا مالک نے کہا خیر جب چھوٹونگا تب سمجھونگا ایرج نے کہا خیر تو مجھسے سمجھ لینا یہ کہکر مالک کو بھی اسد کے پاس قلعۂ آفتاب نما
مین بھیجدیا اور فوج کو مالک کی شکست دی کہ وہ سب گریزان ہوئے قضائے کار اتفاقات روزگار شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر
بن بدیع الزمان شکار مین مصروف تھا کہ پہلوان عادی کی زخمداری اور اسد و مالک کی گرفتاری کی خبر سُنی آتش غضب کانون سینہ مین
مشتعل ہوئی فرمایا کہ یہ آفتاب پرست جاتا کہان ہی میرے ہاتھ سے اور اُسی طرف سے پل کفیل کا راستہ لیا امیہ بن عمرو نے جو یہ حال دیکھا
بعجلت تمام خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچکر تمام حال بیان کیا امیر نے بدیع الزمان سے کہا کہ ای فرزند تم جلد جاؤ اور اسلحہ نور الدہر
کو پہونچاؤ کہ وہ بغیر اسلحہ لگائے ہوئے ایرج سے نہ لڑے کہ وہ بلائے بے درمان آفت جہان اُسی عکرام کا سکھایا ہوا ہی بدیع الزمان
اُسوقت اسلحہ لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے صاحبقران بھی سوار ہوئے اور کل سردارون کو ہمراہ لیکر پل کفیل کا راستہ لیا اُدھر بدیع الزمان
سے اور نور الدہر سے ملاقات ہوئی نور الدہر نے مجرا کیا کہ ای پدر بزرگوار آپ کہان جاتے ہین بدیع الزمان نے کہا کہ ای فرزند خبر
تمہاری صاحبقران کو پہونچی تھی کہ تم ایرج پر بغیر سلاح جنگ کے روانہ ہوئے ہو فرمایا کہ جلد نور الدہر کو اسلحہ پہونچاؤ تو مین اسلحہ لایا ہون
اسے لگالو عرض کیا کہ ای شہریار وہ کرپاس فروش بچۂ بازاری کیا وجود رکھتا ہی کہ مین اُسکے واسطے اسلحہ جنگ لگاؤن یہی باتین کر رہا تھا
پل کفیل پر پہونچا ایرج جا رہا تھا کہ پل کفیل سے اُترے کہ نور الدہر کا نعرہ بلند ہوا کہ ای آفتاب پرست خبردار ادھر نہ آنا جبت
ٹھہری کر کہ مین تجھسے اس بار چلکر لڑونگا ایرج نے جو دیکھا کہ نور الدہر آپہونچا لب وسط پل مین ٹھہر گیا اور کہنے لگا کہ ای نور الدہر مین
یہ چاہتا تھا کہ تجھسے اس پار چلکر لڑون نور الدہر نے کہا کہ یہ تو نہ ہوگا ایرج نے کہا کہ خیر نہ سہی مگر آج ہمارے تمہارے فیصلہ ہی

اگر مین تم پر غالب آیا اور تمھین زیر کر دیا تو لیجا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا اور اگر تم مجھپر غالب آئے تو مین تمھاری غلامی کا حلقہ کان مین ڈالونگا
نور الدہر نے کہا کہ اے ایرج مین تجھے اتنا بزدل اور نامرد نہ جانتا تھا کہ تو اسطرح مالک کو بنامردی گرفتار کریگا ایرج نے کہا کہ خیر اس بحث
سے کیا مطلب ہے حریف کو جسطرح چاہا گرفتار کر لیا یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک شہر فرنگوشیہ کی جانب سے تتق گرد کا بلند ہوا جب
گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ لقا اور ملکوت شاہ لشکر بے پایان لیکر چلے آتے ہین جب قریب پل کفیل کے پہونچے تو دیکھا نور الدہر اور ایرج
مقابل یکدیگر ہین ایرج نے جب اپنے لشکر کو دیکھا تو نور الدہر سے کہا کہ اے نور الدہر اگر ہم تم پل پر لڑینگے تو پل ٹوٹ جائیگا خوف ہے لو اگر
مین اپنی طرف چلکر لڑتا ہون تو خلقت یہی کہیگی کہ نور الدہر تنہا چلا گیا ایرج نے بمدد اپنی فوج کے گرفتار کر لیا اس سے بہتر یہ ہے کہ اسی طرف چلکر
لڑو نور الدہر نے کہا بہادرون کا قدم پیچھے نہین ہٹتا اگر تمھین یہ گمان ہے کہ پل ٹوٹ جائیگا تو تمھین اپنی طرف پھر چلو ایرج نے کہا علی ہذا القیاس
مین بھی آپ سے کچھ کم نہین ہون جہان بھی قطب از جانمی جنبد کا معاملہ سمجھنا چاہیئے ابھی ایرج اور نور الدہر سے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک تتق گرد
بلند ہوا اور آواز طبل سکندری کی سنائی دی اور علم اژدہا پیکر دکھائی دیے لشکر اسلام نمایان ہوا امیر توقیر مع سرداران نامور پہونچے نور الدہر
پکارا کہ اے ایرج میرا لشکر بھی آپہونچا اب بتاؤ کہان لڑو گے ایرج نے کہا کہ اے نور الدہر یہ تو سب پر ظاہر و آشکارا ہے کہ جسکا لشکر پل کفیل سے
گذر جائیگا اسی کی فتح ہوگی لو نہ آپ یہان سے ہٹینگے نہ مین ہٹونگا یہین لڑائی ہوگی نور الدہر نے یہ سنتے ہی بسم اللہ کہکر نیزہ اٹھایا پہلے ایرج نے
نور الدہر پر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے پر روکا گئی نیزہ بازی ہونے تا اینکہ نیزے مانند خلال دندان کے پرچے اڑ گئے نیزون کو ہاتھون سے
پھینک دیا ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ برنجہ کوہ ہاتھ مین لیا نور الدہر نے لندھور سے گرز طلب کیا لندھور نے ہاتھی پر سے گرز پھینکا
نور الدہر نے ہاتھ پر روکا اور ایرج پر چلا حمزہ صاحبقران نے جو یہ رنگ دیکھا امیہ سے کہا کہ جاکر کہو کہ پل سے اتر کر لڑین اسلیئے کہ پل سکندر
ذوالقرنین کے وقت کا بنا ہوا ہے گرز جو اسپر چلینگے تو پل ٹوٹ جائیگا تم دریا مین گر پڑوگے اور سابق ازین یہ معرکہ ہو بھی چکا ہے کہ پل جیحون پر
ترک طہماس جخندی اور فرامرز عاد مغربی سے گرز چلا تھا تو پل ٹوٹ گیا تھا اور دونون دریا مین گر پڑے تھے کہین یہان بھی وہی معرکہ
درپیش نہو اس سے بہتر یہ ہے کہ اس پار یا اس پار آکر لڑو امیہ گیا اور ہر چند چلاتا رہا مگر کون سنتا ہے ایرج نے گرز مارا نور الدہر نے گرز پر روکا پل مین زلزلہ
پڑ گیا اور نور الدہر کا بھی بند بند ہل گیا مگر نور الدہر نے جواب دیا ایکی مرتبہ ایرج نے نور الدہر کا گرز اپنے گرز پر روکا مگر تمام پل جنبش کھا گیا اور
ایرج کا بھی یہ حال ہوا کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا مگر ایرج نے پھر جرأت کرکے دوسرا گرز نور الدہر پر مارا نور الدہر نے پھر گرز پر روکا اب کی مرتبہ عالم یہ ہوا
کہ بہت سی مٹی پل کی دریا مین گری اور خاک اڑی نور الدہر نے پھر ایرج پر گرز مارا کہ چشمے پل کے کھل گئے مگر ایرج نے پھر گرز کو گرز پر روکا
جو حملہ کیا تو کچھ لٹھے اطراف پہلو کے دریا مین گر گئے اور نور الدہر نے پھر ایرج پر جو حملہ کیا تو خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پل بالکل ٹوٹ گیا دونون
کے دونون غرق ہوگئے مرکب تو پیر کر نکل آئے راکبون کا پتا بھی نہ لگا کہ کدھر غائب ہوگئے حمزہ صاحبقران نے گریبان چاک کیا تمام رفقا نور الدہر
کے سر پیٹنے لگے بدیع الزمان نے حال اپنا تباہ کیا ایک ماتم عظیم لشکر اسلام مین برپا ہوگیا جال ڈلوائے غوطہ خورون نے غوطے لگائے لگا کر تفحص
کیا مگر کہین پتا بھی نہ لگا حمزہ صاحبقران اور بدیع الزمان کے لوگ لپٹ گئے تھے ہتھیار رکھ لیے تھے کہ کہین خودکشی نکرین ہائے
نور الدہر کی صدا بلند تھی بدیع الزمان پکار رہا تھا کہ ہائے بیٹا تم یہ کیسا ستم کر گئے خود غریق لجہ فنا ہو کر ہمکو آشنائے گرداب رنج و الم کر گئے
حمزہ صاحبقران کا یہ حال تھا کہ ایک تو غم نور الدہر مین دل ڈوبا جاتا ہے دوسرے بدیع الزمان کی یہ حالت دیکھکر اور بھی کلیجا منھ کو چلا آتا تھا
آخرکار بادشاہ اسلام نے صاحبقران اور بدیع الزمان سے کہا کہ آپ کیون اسقدر بیقرار ہو رہے ہین اور اپنی حالت تباہ کر رہے ہین اسیطرح ترک
طہماس جخندی اور فرامرز عاد مغربی دریا مین گر چکے ہین اور پھر دونون صحیح و سلامت نکلے تھے نور الدہر تو اولاد صاحبقران سے ہے
خدا چاہیگا تو زندہ و سلامت پیدا ہوگا اور حکم دیا کہ پسران خواجہ بزرجمہر کو طلب کرو کہ وہ احکام نکالین حال شاہزادے کا بتلائین اسوقت
خواجہ زادے حاضر ہوئے اور بقاعدہ نجوم عرض کیا کہ اے شہریار نور الدہر اور ایرج دونون سلامت ہین ایرج تو ستر برس شمشیر زنی کرکے تمام ملک باختر کو مسخر
کریگا اور نور الدہر اس دریا سے نکلکر مدتون مبتلائے بلائے موجہ عشق رہیگا اور بالفعل یہ دونون ہفت منظر سلیمانی مین آئینگے صاحبقران اور

بدیع الزمان کو یہ حال سنکر فی الجملہ سکون ہوا بعد اُسکے امیر باتوقیر وہانسے پھر کر بارگاہ مین آے اور حکم دیا کہ پل آراستہ ہو بموجب حکم اُسوقت سے پل بننے لگا مگر ایرج کے غائب ہونے سے مالک بن ملکوت شاہ نہایت مضطر ہوا اور شہر کی طرف چلا لقا بھی ساتھ ساتھ ہی مگر کمال اُداس اور نہایت پریشان القصہ جب داخل شہر ہوا اور بارگاہ مین بیٹھا تو بختیارک سے لقا نے کہا کہ اے بختیارک جل لا جہ تقدیر کنیم بختیارک نے کہا کہ مین جاماسپ نامہ مین دیکھا ہے کہ ایرج ہفت منظر سلیمانی پر نکلیگا اور خدا پرست بھی وہین جمع ہونگے ہفت منظر پر تیران صعب ہے اب بہتر یہ ہے کہ ہفت منظر کی طرف روانہ ہو جیئے القصہ یہ مشورہ بختیارک کا لقا کو پسند آیا اور یہ تورات کو بھاگ کر ہفت منظر سلیمانی کی طرف چلا اور یہان چند روز مین پل تیار ہوا امیر اس پار اُترے اور یہ خیال کیا کہ اب شہر فرنگوشیہ لے لیجیئے تو مناسب ہے مگر اب امیر باتوقیر کو تو اسی حال مین چھوڑیے اور کچھ حال پر اختلال نور الدہر والا قدر کا ملاحظہ فرمائیے کہ جیسے ہی نور الدہر دریا مین گرا ویسے تو تہ آب پر پہونچا اور پانی نے جو اُبھارا تو نور الدہر نے سر پانی سے نکالا کہ جو دیکھا نہ لشکر کو پایا اور نہ ایرج کا پتا لگا یا دیکھکر نور الدہر شناوری کرتا ہوا چلا جب پیرتے پیرتے تھک گیا تو اپنی نجات اور حفظ جان کے لیے درگاہ قاضی الحاجات مین دعا مانگنے لگا ابھی دعا نہ ختم ہوئی تھی کہ یکایک ایک درخت بہتا ہوا اُسکے پاس آیا نور الدہر شکر خدا بجالا کر اُس درخت پر سوار ہوا دوسرے روز وہ درخت ایک کنارے پر پہونچا شاہزادہ اُترا اور کپڑے خشک کر کے ایک جانب کو روانہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک قافلے کو اُترے ہوئے دیکھا جب قریب اُس قافلے کے گیا تو دیکھا کہ اُس قافلے کا قافلہ باشی کہ نام اُسکا خواجہ سہراب ہے باہر بیٹھا ہے خواجہ سہراب کی نظر جو نور الدہر پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و خوبصورت مسلح و مکمل آثار سروری چہرے سے ظاہر نور شہریاری جبین سے ساطع و لامع چلا آتا ہے اپنے دل مین کہا کہ معلوم نہین یہ جوان کون ہے اور اسکا کیا نام ہے اور کہان سے آتا ہے یہ سوچ کر اپنے مصاحب سے خطاب کیا کہ جلد اس جوان کو بلاؤ یہ سنتے ہی لوگ دوڑ پڑے اور نور الدہر سے آکر کہا کہ آپکو ہمارا سردار بلاتا ہے ایک قدم ہمارے لیے چلیے چلیے نور الدہر نے کہا کیا مضائقہ ہے اور اُن لوگون کے ساتھ خواجہ سہراب کے پاس آیا سلام کیا خواجہ سہراب تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر ایک نہایت پر تکلف کرسی پر بٹھایا اور پوچھا کہ آپ کون ہین اور کیا نام ہے شاہزادے نے کہا کہ مین ایک سوداگر ہون مال لیکر وطن سے نکلا تھا دریا مین طوفان آیا جہاز پاش پاش ہو گیا مین ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پہونچا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ آپکا قافلہ ملا خواجہ سہراب نے کہا کہ آپ کا اسم اقدس شاہزادے نے کہا کہ اس حقیر کو خواجہ نور کہتے ہین اتفاقاً خواجہ سہراب کی کوئی اولاد نہ تھی اُسکو آپکی شیرین کلامی اور حسن و جمال بہت پسند آیا بظاہر اسباب ور آدمی نہایت شجاع و غیور پایا شاہزادے سے کہا کہ اگر آپ میرے پاس رہنا منظور فرمائیں تو میری عین سعادت ہے مین آپ کی خدمتگذاری کرونگا اور آپ کو بجاے فرزند کے سمجھونگا شاہزادے نے کہا کہ بہت مناسب ہے مضائقہ کیا ہے مین تو آپ ایسے شفیق اور مہربان کی جستجو مین تھا کہ اب مین بہت تباہ ہو گیا ہون اور خدا سے دعا کرتا تھا کہ کوئی شفیق تو السیادلوادے کہ جو میری سرپرستی کرے جب آپ سا شخص مجھ پر یون شفقت اور عنایت کرے اور اپنا فرزند قرار دے تو پھر مجھے کیا عذر ہے مین بھی بشوق تمام آپکی خدمت مین ہونگا اور جب آپ اپنا فرزند مجھے قرار دیتے ہین تو مین بھی آپکو مثل پدر مہربان کے تصور کرونگا اور کسی وقت آپکی اطاعت سے باہر نہونگا یہ کلام سنکر خواجہ سہراب بہت خوش ہوا اور کہا کہ آپ مطمئن رہیے مال دنیا بھی بہت کچھ ہو جائیگا کارخانہ بھی تمہارا درست ہو جائیگا جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب تمہارا ہی ہے یہ باتین کرتا ہوا خیمے مین گیا اپنے برابر بٹھایا کھانا کھلایا اور رات کو ایک خیمہ نہایت پر تکلف انکے لیے خالی کرا دیا نور الدہر اُس خیمے مین جا کر سویا غافل پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یکایک کسی نے آکر نور الدہر کے پانون دبانا شروع کیے گھبرا کر آنکھ کھل گئی غور سے جو دیکھتا ہے تو ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین لباس سرخ نہایت ہی پر تکلف پہنے ہوئے سبزہ رنگ بڑی بڑی آنکھین چتی بھوین شعر بربن بندہ پا کہ سولہ کا سن جوانی کی یہ راتین مرادون کے دن نہایت ہی خوش قطع اور خوش وضع کہ سبزہ رنگ عجب رت ابس سج دہج کی نور الدہر کی نظر سے نہ گذری ہوگی بلکہ کبھی عالم خواب مین نہ دیکھی ہوگی پائنتی بیٹھی ہوئی پانون دبا رہی ہے یہ رنگ دیکھکر شاہزادہ جلدی سے پانون سمیٹ کر اُٹھ بیٹھا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام ہے میرے پاس کیون آئی ہے اور میرے پانون دبانے کی تجھے کیا وجہ ہے یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ اے باعث زندگانی عاشقان اے شاہزادہ عالیشان آپ کو میرے نام و نسب سے کیا مطلب ہے مین جو کوئی ہون اور یہان آنے کے باعث اور پانون دبانے کے سبب

جیسی ہون آپکی خادمہ ہون یہ سُنکر نورالدہر اور بھی متوحش ہوا اور کہنے لگا کہ آخر کچھ مفصل حال تو بیان کر کہ اطمینان ہو اُس نازنین نے
کہا کہ جب آپکو اس خادمہ کے استفسار حال پر کمال اصرار ہی تو مین بھی صاف ہی صاف کہے دیتی ہون کہ مین زوجہ ہون خواجہ سہراب کی مین نے
جب سے تجھے دیکھا ہی عاشق و دلدادہ ہو گئی ہون پس اگر تو مجھسے موافق ہو جائیگا اور میرا کام دل بر لائیگا تو مین خواجہ سہراب کو زہر دیکر
مار ڈالونگی اور جتنا مال و اسباب خواجہ سہراب کا ہی اُس سب کا تجھکو مالک کر دونگی نورالدہر نے جو یہ کلمہ سُنا آگ بگولا ہو گیا کہا کہ او
مردار کیا واہیات اور لاطائل و مزخرفات بکتی ہی ہو دور ہو سامنے سے ورنہ ایک ایسی لات مارونگا کہ دم تیرا نکل جائیگا او لکاتہ مین نمک حرامی
کرون جو شخص میرے ساتھ ایسی عنایت کرے مین اُسکے ساتھ ایسی نالائق حرکت کرون اور یہ تباہ کردون اُسنے تو مجھکو اپنا فرزند کیا ہی اور مین
اُسے اپنا باپ کہہ چکا ہون اور تو مجھسے یہ سوال کرتی ہی دور ہو میرے سامنے سے تجھسے تیرا کام دل ہرگز پورا نہوگا وہ نازنین نورالدہر
کے قدمون پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ از برائے خدا مجھپر رحم کر کہ میری جان ہی تجھپر جاتی ہی اگر تو میری جانب متوجہ نہوگا اور میرا کام دل نہ برلائیگا
تو مین ضرور ہلاک ہو جاؤنگی یہ سُنکر نورالدہر نے جھنجلا کر جو ایک اُلٹا ہاتھ اُسکے منہ پر مارا تو اُسکے ہونٹھ پھٹ کر خون نکل آیا اور دانت
حلق مین جا پڑے اور منہ سے خون تھوکنے لگی اور روتی ہوئی اور نالہ و بکا کرتی ہوئی نورالدہر کے سامنے سے بھاگی جب وہ چلی گئی تو غافل
شعبدہ بازی فلک کج رفتار و گنبد دوار سے بیخوف غافل ہو کر سو رہا اور وہ مکارہ جو نورالدہر کے پاس سے آئی تو اپنے دل مین سوچنے لگی کہ ای نسترن
خواجہ سہراب جب تجھکو اس حال تباہ و پریشان سے دیکھیگا اور تیرا حال پوچھیگا تو کیا جواب دیگی اور کیا بتائیگی اور وہ جوان خواجہ سہراب سے ضرور
اس حال کو بیان کریگا پس اگر تو نے کوئی بات بنا کر کہدی تو اُس سے کیا فائدہ ہوگا جو اُسکی بات کا یقین آئیگا وہ ہرگز تیری بات کا اعتماد
نہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ تو پہلے ہی سے اُسکو رسوا کردے اور اپنی جان بچا ورنہ یہ بیل منڈھے چڑھتے معلوم نہین ہوتی اور اس سے بہتر کوئی تدبیر
نہین نظر آتی اور نہین تو اُسکی محبت والفت مین تڑپیگی اور اپنی جان زار کو ہلاک کریگی اور وہ تجھے مر کر بھی نہ دیکھیگا ہای تیرا تو یہ حال ہوگا
اور وہ عیش و آرام کریگا یہ خیال بدمآل اُسنے دل مین ٹھہرا کر اسیوقت بال اپنے سر کے نوچ ڈالے سارے کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور خواجہ کی
خوابگاہ مین آئی اور آتے ہی بعجلت تمام خواجہ کو بیدار کیا اور اپنا حال زار دکھایا خواجہ نے گھبرا کر پوچھا کہ اے نسترن جلد بیان کر کیا
حال ہی تیرا اے جلد بیان کر کہ یہ کیا سانحہ ہوا یہ سُنکر وہ پھوٹ پھوٹ کے رو کر کہنے لگی کہ واہ واہ تیرا ہی تو یہ سب کیا ثمرہ ہی خوب موٹا تازہ مسٹنڈا
فرزند پیدا کیا ہی کہ اُسنے پہلے مجھی پر ہتھ پھیری کی دوپہر رات گئے میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ مین تیرے اوپر عاشق ہوا ہون مجھسے میرا کام کر دے ورنہ
مین اپنی جان دیدونگا ای خواجہ سہراب مین اپنی عزت بچا کر بھاگی اور راہ مین گر پڑی یہ سُنکر خواجہ سہراب آگ ہو گیا اور فوراً خیال کیا کہ
اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو پھر سوچا کہ جانے بھی دو اسکو خدا ہی پر چھوڑ دو وہی اس سے سمجھ لیگا یہ سوچ کر خواجہ مع لشکر وہان سے کوچ
کر کے چلا گیا اور نورالدہر کو وہین سوتا چھوڑا صبح کو جب نورالدہر کی آنکھ کھلی تو وہان کسیکو نہ پایا صحرائے لق و دق اور وادی بے کنار کے سوا
کچھ نہ نظر آیا نہ کوئی مونس نہ یار نہ ہمدم نہ غمگسار بہت حیران ہوا کہ کیا سانحہ تھا ساتھ ہی اسکے یہ خیال گذرا کہ یہ اُسی مکارہ کا کام ہی وہی خواجہ
ورغلا کر لیگئی ہی ای نورالدہر یہ تو عورت ایسی معلوم ہوتی ہی کہ اُس مرد سادہ دل کو قتل کروائیگی خیر تجھے اس سے کیا بحث ہی جیسا تیرے ساتھ کیا
خدا اسے پائیگی یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور ایک طرف کو روانہ ہوا مگر سُم مرکب کا نشان دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے جب کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ
قریب ایک دُرّہ کوہ کے پہونچا مقام بہت دلآویز تھا ٹھہر گیا کہ آواز گریہ و بکا کی کان مین آئی حیران ہوا کہ اس صحرا مین یہ کسکی صدا آرہی ہی
ہر چند قدم آگے بڑھا پھر ویسی ہی آواز آئی اپنے دل مین کہنے لگا کہ پروردگار تو نے مجھکو کس عذاب مین گرفتار کر دیا جلد کوئی مددگار
بھیج کہ مجھکو نجات دے نورالدہر اور قریب گیا دیکھا خواجہ سہراب درخت سے بندھا ہوا ہی اور لوگ اُسکے کچھ تڑپ رہے ہین اور کچھ
لوگ مردہ پڑے ہین نورالدہر نے سلام کیا اور ہنسکر کہا کہ ای خواجہ تمنے بدی کا عوض دیکھا اُس فاحشہ کے کہنے پر عمل کیا اور اس
گت کو پہونچے خواجہ سہراب نے کہا کہ بیشک کہ تم بدنگاہ ہو تمنے میری ناموس پر بدنگاہ ڈالی نورالدہر بولا کہ ہم اُن لوگون مین نہین
ہین کہ جو بدنگاہی کرین وہ مکارہ خود میرے پاس آئی تھی اور کہتی تھی کہ تجھپر عاشق ہون خواجہ کو زہر دیکر مار ڈالونگی تجھے مالک و مختار کرونگی

مین نے یہ سنکر اُسے جھڑکا بلکہ اُلٹا ہاتھ مارا کہ ہونٹھ اُسکا پھٹ گیا اُسنے تمسے جاکر اور طرح سے لگایا ہم اولاد صاحبقران ہین ہمسے خیانت ہرا
ناموس مین نہین ہوتی خواجہ نے کہا کہ سچ ہی مین اُس مُردار کے کہنے سے آپکو وہان چھوڑ آیا تھا نور الدہر نے کہا خیر اب یہ بتاؤ کہ جنھون نے
تمھین لوٹا وہ لوگ کدھر گئے خواجہ نے کہا کہ آپ کیون پوچھتے ہین نور الدہر نے کہا کہ مین اُنسے تمھارا مال و اسباب لوا دونگا اور اُنکو
سزا دونگا خواجہ نے کہا کہ ہم اپنے اسباب سے درگزرے ہمارے آدمیون کو ڈھونڈھکر ہمکو دیا ایسے جھگڑا دیجیے نور الدہر نے کہا کہ
تم اُنکا پتا دو کس طرف سے آئے تھے خواجہ نے کہا کہ آپ کیا کہتے ہین مین آپکو نہین بھیجونگا نور الدہر نے کہا سہراب مجھکو تو جانتا نہین ہی کہ مین کون
ہون نبیرۂ حمزہ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان ہون مجھسے اور ایرج سے پل کفیل پر گزر چلے تھے پل ٹوٹکر ہم دونون گرے مین ادھر نکل آیا
ایرج کا حال معلوم نہین کہ کہان نکلا مین ان قزاقون کو مار کر تمھین بحال کرونگا خواجہ جب تک جواب دیوے ہی دیوے کہ ایک شخص نے اُٹھا کہ
مجھسے سنیے یہان سے نزدیک ایک قلعہ ہی کیوانیہ اور دو بھائی اُسمین رہتے ہین ایک کا نام ہی اکوان دزد اور دوسرے کا نام کیوان دزد
بارہ ہزار قزاق اُنکے ساتھ ہین قافلے کے قافلے لوٹ لیتے ہین کوئی اُنپر غالب نہین ہوا آپ ایسے ہی بہادر ہین تو جاکر لڑیے نور الدہر نے یہ سنکر خواجہ
کو تو اُسکے ہمراہیون سمیت ذرحستے کھول دیا اور آپ قلعہ کی طرف روانہ ہوا یہان اکوان و کیوان مال و اسباب خواجہ کا لیکر اپنی
کرسیون پر بیٹھے ہوئے مال و اسباب کی تقسیم مین مصروف ہین کہ نور الدہر سامنے سے دکھائی دیا ایک قزاق نے جو دیکھا کہ ایک نوجوان نہایت
حسین ہزارون روپے کا اسباب لاکھون روپے کا جواہر پہنے چلا آتا ہی لکارے میان آج اچھے شخص کا منھ دیکھا تھا کہ صبح کو قافلہ سوداگر کا
لوٹا اسوقت سونے کی چڑیا نظر آئی ہی اور اسکا گھوڑا ابھی کیا گھوڑا ہی اکوان و کیوان نے پھر کر دیکھا اور کہا کہ میان اسنے مارو نہین گھوڑا
اور اسباب اس سے لیلو اور اسے چھوڑ دو کہ چلا جاوے ایک دم حرامی گھوڑون پر چڑھکر چلے اور آواز دی کہ ای عزیز کھڑا رہ نور الدہر بولا کہ
کیا کہتے ہو مین کہین بھاگا نہین جاتا ہون وہ دونون قزاق قریب شاہزادے کے آئے اور کہا کہ ہمارے مالک نے تمپر رحم کھا کر کہا ہی کہ
جاؤ اس جوان کا گھوڑا اور اسباب لے آؤ اور اُسے زندہ چھوڑ دو تو بہتر ہی پس تم جو زندگی اپنی چاہتے ہو تو ہمین گھوڑا ہتھیار دیدو اور جدھر
چاہو چلے جاؤ نور الدہر نے کہا کہ تمھارے مالک نے بہت جھک مارا ہی سپاہی کے سر کے ساتھ گھوڑا اور ہتھیار ہین کسکی طاقت ہی کہ مجھسے
لے سکے اور مین تو تمھارے افسرون کو مارنے آیا ہون یہ سنکر وہ آگ بگولا ہو گئے اور پکار کر کہا کہ ای اکوان یہ سہل مین چھین دیتا معلوم
ہوتا ہی وہ انسے اور قزاقون نے کہا کہ تامل کا ہیکا ہو اسے قتل کرو اور گھوڑا اسباب لے آؤ وہ دونون برچھے ترچھے کرکے داہنی بائین طرف
سے دوڑے اور نور الدہر پر مارے شاہزادے نے بڑھ کے دونون کے چھین لیے ان دونون نے تلوارین ماین نور الدہر نے تلوارین
اُنکی چھینکر پھر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور دونون کو ٹکرایا کہ بھیجے شق ہو گئے ہاتھ سے پھینک دیا وہ دونون مرد صد ساله تھے اکوان اور کیوان
نے دیکھا کہ دو رفیق مارے گئے ایکی مرتبہ سو حرامیون کو بھیجا کہ جاکے اسکو پکڑ لاؤ یا سر کاٹ لاؤ پہلے ہی سے یہ سب قزاق دوڑے اور آکر نور الدہر
کو گھیرا اور کہا کہ او اجل رسیدہ تو نے غضب کیا کہ ہمارے دونون بھائیون کو مار لیا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب بھی گھوڑا اور ہتھیار دیدے
اور جدھر تیرا جی چاہے اُدھر چلا جا نور الدہر نے کہا او تیرہ روزگارو مین تم سب کو مار ڈالونگا اور تلوار کھینچکر اُنپر گرا اکی جو تلوار چلی تو ایک طرفۃ العین
مین دس بیس کو زخمی کیا باقی بد حواس ہو کے بھاگ گئے اکوان اور کیوان نے جو یہ حال دیکھا خود سوار ہوئے بارہ ہزار قزاقون کو ساتھ
لیکر نور الدہر پر آگرے نور الدہر لڑتے لڑتے برابر اکوان و کیوان کے پہونچا اور للکارا کہ او نامردو تم کہان جاتے ہو میرے ہاتھ
سے اکوان و کیوان نے جب نور الدہر کو آتے دیکھا دونون کے ہاتھ مین تلوارین کھنچی ہوئی تھین شاہزادہ نور الدہر پر ماین نور الدہر
نے ایک کی تلوار داہنے ہاتھ سے چھین لی اور دوسرے کی بائین ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر دونون کو دونون
ہاتھون سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا وہ بیہوش و مدہوش ہو گئے اور پھر تلوار کھینچکر قزاقون پر گرا لاش پر لاش گرا دی
قزاق سامنے سے بھاگے اور اکوان اور کیوان بیہوش پڑے ہوئے تھے اتفاقات روزگار وہ سوداگر کہ جنکو انھون نے لوٹا تھا وہ بھی پیچھے پیچھے
تماشا دیکھنے کو آئے تھے قزاقون کو جو دیکھا کہ شاہزادے سے مغلوب ہو گئے یہ بھی قزاقون پر آگرے اور تھپڑ مارنا شروع کیے اور پکارے کہ او ناانقو ۸۰

تمنے ہمارا مال و اسباب لوٹا ہی اب ہم تمکو کب زندہ چھوڑتے ہین اُدھر شاہزادہ نور الدہر اکوان و کیوان کو ہوش مین لایا اور کہا بہتر ہی کہ تم دین اسلام مین آؤ ورنہ تمکو زندہ نہ چھوڑونگا ان دونون نے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای شہریار جب تک جیتے ہین کبھی غلامی سے باہر نہونگے ہمنے لعنت کی لقا پر اور لقا کے پرستارون پر جو کوئی آپ کے دین مین آے کیا کہے شاہزادے نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے اور اپنے ساتھ والون کو بھی مسلمان کیا اب نور الدہر نے سوداگرون کو منع کیا کہ نہ لڑو اور کہا کہ اگر ایسے ہی مرد تھے تو پہلے قزاقون سے نہ لڑے سوداگرون نے جواب دیا ای شہریار آپ کی پشت و پناہی سے مضبوط ہوئے اور نہین تو ہمسے کیا ہو سکتا تھا انھنے ہمکو دلاور کیا غرض اکوان و کیوان اپنے قلعہ مین شاہزادے کو لیکر آئے دعوت کی شاہزادہ نور الدہر نے سب مال خواجہ سہراب کا اکوان و کیوان سے خواجہ سہراب کو دلوایا اور کہا کہ اب تم جاؤ خواجہ سہراب نے کہا کہ اب مین اُس لکاتہ کو قتل کرونگا یہ کہکر اُسے وہین بلوا کر قتل کیا بعد اسکے خواجہ سہراب نور الدہر سے رخصت ہو کر چلا گیا بعد اسکے نور الدہر رخصت ہوا اکوان و کیوان نے کہا شہریار ہم آپ کے ہمراہ رکاب مین آپ جہان چلیے وہان ہمین بھی لیچلیے نور الدہر بولا کہ اب تم قزاقی سے توبہ کرو اور یہین رہو مین تنہا یہان سے جاؤنگا یہ کہکر یکہ و تنہا ایک سمت کو روانہ ہوا جاتے جاتے ایک درخت چنار پاس پہونچا ایک شخص کو دیکھا کہ اُس درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہی اور کبھی روتا ہی کبھی ہنستا ہی کبھی اُٹھکر ناچنے لگتا ہی نور الدہر حیران ہوا کہ کیا اس شخص کو سودا ہوا ہی نزدیک اُسکے جاکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ ای عزیز تجھے کیا ہوا ہی کہ کبھی روتا ہی اور کبھی ہنستا ہی اُسنے ایک آہ سرد کھینچی اور رو کر کہا کہ شہریار شعر مین کیا بتاؤن تجھے کون خستہ تن ہون مین + غریب بیکس و بے یار و بے وطن ہون مین و دیگر ز بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + اس موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + آپ میرا حال کیا پوچھتے ہین مصیبت زدہ بیچارہ خراب حال خانمان آوارہ شاہزادے نے کہا کہ جو کچھ ہو بیان کر وہ بولا مین سوداگر بچہ ہون قلعہ قمر بخش ایک مقام ہی وہان کے بادشاہ کا کیوان فلک رفعت نام ہی اُسکی بیٹی ہی کہ جسے ملکہ قمر چہر کہتے ہین اسیر عاشق ہون لیکن اُسے ایک دیو اُٹھا لیگیا ہی اور ہفت منظر سلیمانی پر لیجا کے رکھا ہی اور وہ قصر عین دریا مین ہی وہ دیو سیکڑون شاہزادیون اور وزیر زادیون کو اُٹھا لایا ہی وہ بھی ہر وقت ملکہ کی خدمت مین حاضر رہتی ہین اور ملکہ اُس قصر پر بیٹھی رہتی ہی اور ہزار ہا عاشق اسیر دام گیسوے پر شکن دریا کنارے جمع رہتے ہین جب دیو بہر شکار چلا جاتا ہی تو ملکہ سامنے آکر عشاق کو صورت دکھاتی ہی عاشقون مین جان تازہ آتی ہی ملکہ قمر چہر کے باپ نے مصورون کو بلا کر تصویرین ملکہ کی کھنچوا کر شہرون شہرون بھجوادی ہین کہ شاید کوئی عاشق ہو کر آے اور دیو کو مار کر ملکہ کو اُسکے پنجے سے چھڑا لے چنانچہ اُسی تصویرون مین سے ایک تصویر میرے بھی ہاتھ لگی ہی کہ مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوا اور ہفت منظر سلیمانی پر گیا ملکہ سامنے بیٹھی ہی ایک نظر اُسے دیکھ تو لیا مگر دیو کو جو دیکھا میری جان نکل گئی کہ ایسا نہو یہ دیو کسی دن کھا جاے بسبب دیو کے ڈر سے دیو عشق اُتر گیا وہان سے بھاگا مال و اسباب سب برباد ہوا اب فقیر بنا ہوا ہون اور ملکہ کی تصویر پاس ہی اُسے دیکھ لیتا ہون دل کو اپنے تسکین دیتا ہون اور روتا ہون اور ہنستا ہون اپنی حالت پر کہ یا تو مین سوداگر تھا اور ہمہ چیز میرے واسطے مہیا تھی یا اب یہ حالت ہی کہ فقیر ہون کوئی چیز پاس نہین اور اُسپر بھی جسکے واسطے فقیر ہوا ہون اُس سے جدا ہون شعر گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے رہے ملا نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے + ای شہریار کہین ٹھکانا میرا نہین ہی کدھر جاؤن نور الدہر نے نام جو ملکہ قمر چہر کا سنا محبت پیدا ہوئی کہ شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد + اور کہا ای عزیز وہ تصویر ذرا مین بھی دیکھون مجھے تو دے اُسنے کہا کہ ایسا نہو کہ آپ بھی عاشق ہو جائین اور میرے رقیب بنین نور الدہر بولا کہ ای عزیز عجب سمجھ ہی تیری تو آپ ہی اپنے منھ سے کہتا ہی کہ ہزارون آدمی اُسے دیکھنے آتے ہین اور تصویر اُسکی شہر بشہر پھرتی ہی پھر اب مین بھی دیکھ لونگا تو کیا ہوگا ایک نگاہ تو مجھے دکھادے اُسنے کہا کہ خیر آپ کے ہاتھ مین تصویر نہ دونگا دور سے ملاحظہ فرما لیجیے نور الدہر نے کہا اچھا اُسنے تصویر بغل سے نکالی اور شاہزادے کو دکھائی نور الدہر کی نگاہ جو اُس تصویر پر پڑی خود شکل تصویر ہو گیا اور کانپ کر گر پڑا اشعار

اُدھر پڑ گئی آنکھ اُسپر ذرا	ادھر کھاکے غش شاہزادہ گرا	ہوا صدمہ ایسا دل چاک پر	پڑی دیر تک غش رہا خاک پر

محبت کا دل مین اثر ہو گیا ۔ کہ تصویر کا دل مین گھر ہو گیا ۔ بس شاہزادے کا گرنا تھا کہ فقیر دوڑا اور نورالدہر کو اٹھا کر اپنے زانو پر بٹھایا پنکھا جھلنے لگا پانی کے چھینٹے دینے لگا ساعت بھر کے بعد آنکھ کھلی کہا کہ ای عزیز پھر وہ تصویر مجھے دکھا دے مین تجھے دعا دونگا اُسنے پھر تصویر دکھائی شاہزادہ آہ کرکے گرا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا تو عجب عالم تھا کہ آنکھون سے آنسو جاری دم بدم ولولۂ عشق طاری تب بزار آہ حال دل تباہ اشعار

یکایک چڑھی دل پہ فوج جنون ۔ جنون کا علم دل نے برپا کیا
لگی عشق اور عقل مین ہونے جنگ ۔ علم عقل کے سب ہوئے سرنگون
بسر کرنے لگا پاس ناموس و ننگ ۔ تخلل حواسون نے پیدا کیا

اس سے کہا ای عزیز یہ تصویر تو مجھے دیدے اُسنے کہا کہ مین اسکے پیچھے فقیر ہو گیا ہون مال و اسباب سب برباد کر چکا ہون نورالدہر نے کہا کہ مین تجھسے پوچھتا ہون کہ تو دیو کے پنجے سے اُسے چھڑا لیگا اُسنے کہا کہ دیو کے ڈر سے تو بھاگ آیا ہون نورالدہر نے کہا کہ اگر مال چاہیے ہی تو تجھے اسقدر دونگا کہ پھر تو سوداگر ہو جائیگا مگر عشق سے اُسکے تو دستبردار ہو اور مجھکو اس نازنین کو بخش دے اُسنے کہا کہ آپ ہین کون اپنے حسب و نسب سے تو آگاہ کیجیے شاہزادہ پکارا کہ ای عزیز مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران فرزند شاہزادۂ بدیع الزمان ہون نورالدہر میرا نام ہی اور تمام اپنا حال بیان کیا اُسنے کہا کہ مین غلام ہون خواجہ منصور میرا نام ہی آپ مقرر اُس دیو کو مارینگے یہ تصویر حاضر ہی لیجیے نورالدہر نے تصویر اُس سے لی اور خنجر مرصع کمر سے نکال کر دیا کہ اسے لیجا لشکر اسلام مین وہان میرا رفیق ہی طہماس بن عنقویل دیو برور اُسکو دینا اور کہنا کہ آقا تمھارا نورالدہر بن بدیع الزمان ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو کر ہفت منظر سلیمانی کو گیا طہماس اسقدر مال و اسباب دیگا کہ تو محتاج نہ رہیگا اور لشکر اسلام بالفعل شہر فرنگوشیہ پر ہی وہ فقیر خواجہ منصور تو خنجر لیکر روانہ ہوا مگر نورالدہر اُس تصویر کو سینے سے لگائے ہوئے راستہ ہفت منظر سلیمانی کا پوچھتا ہوا چلا جاتا ہی عجب عالم ہی کہ جگر مین درد لبون پر آہ سرد مثل صرصر حال ابتر شکل گرد باد خاک بستر جنون کا جوش پانؤن کی خبر نہ سر کا ہوش وہ صحراے لق و دق وادی بیکنار کہ جہان بوے عمرانات کوسون نہین انسان کیسا تصور انسان بھی میسر نہین ہم تباہی خضر بھٹکائے گمراہی اب کس سے راہ پوچھے اور کون بتائیگا کسی جانور سے خطاب کرتا تھا کہ اگر تو ہفت منظر کا راستہ جانتا ہو تو بتا دے اشعار

کوئی جانور جو اُسے ملگیا ۔ قریب اُسکے وہ ماہ کامل گیا ۔ کیا بیخودی مین یہ اُس سے خطاب ۔ مجھے راہ للہ بتلا شتاب
بہت مبتلائے مصیبت ہون مین ۔ کہ آوارۂ دشت الفت ہون مین ۔ جب اُس وحشی بے زبان سے کچھ جواب نہ پایا تو ناچار ہو کر درختون سے
مخاطب ہو کے یہ زبان پر لایا تمھین کچھ خبر ہی کہ میرا سر فراز کدھر ہی اشعار ۔ درختون سے کہتا بعجز و نیاز ۔ بتاؤ کہان ہی مرا سرو ناز
کہان ہی وہ قامت برا فراختہ ۔ کہان ہی وہ جسکا مین ہون فاختہ ۔ نہ پاتا تھا اُنسے وہ جب کچھ جواب ۔ بہاتا تھا آنسو برنگ سحاب

کبھی یہ عالم تھا کہ اگر کوئی ہرن سامنے سے جاتا ہوا دکھائی دیتا تھا تو اُسکی طرف دوڑتا تھا کہ ذرا ٹھہر جا تیری آنکھین میرے معشوق کی آنکھون سے مشابہ ہین تجھسے بتا اُس آہو چشم کا معلوم ہوگا اشعار کسی جا جو آہو کوئی ملگیا + تو اُس سے کہا تو ٹھہر اک ذرا + ملیگا پتا تجھسے مطلوب کا + کہ نقشا ہی تو چشم محبوب کا + کبھی کوئی پتھر پڑا ہوا دیکھتا تھا تو اُس سے یہ پوچھتا کہ بتا تو سخت زیادہ ہی یا دل میرے معشوق کا اشعار

نظر آگیا کوئی پتھر اگر ۔ تو کہنے لگا اُس سے سر پھوڑ کر ۔ سوال اتنا کرتا ہون مین سر بسر ۔ کہ تو سخت ہی یا دل یار سخت
اگر تو کہے مین کڑا ہون کمال ۔ تو ہرگز نہ مانونگا مین خستہ حال ۔ ابھی مین جو تجھسے محبت کرون ۔ ابھی جو تری سمت رغبت کرون
ترا سب کڑا پن دکھا دون تجھے ۔ جو اک ماہ کھینچون بہا دون تجھے ۔ کڑا اُسکا دل تجھسے کیونکر نہین ۔ ہر اد ھیان اُسے خاک پتھر نہین
کبھی ہوا سے کہتا تھا میرا پیام پہونچا دے اشعار ۔ گلے سر راہ باد ورود ۔ دیتا تھا پیام یہ صبا کو ۔ کہ ای باد صبا سوے دلارام
پہونچا دے یہ غمزدے کا پیغام ۔ ای چشم و چراغ جان عاشق ۔ وہ نو گل بوستان عاشق ۔ جس دم سے ہوئی تری جدائی
دیوانے پہ تیرے آفت آئی ۔ کھچا سا گیا ہون جستجو مین ۔ آوارہ ہون تیری آرزو مین ۔ گھر بار تمام مجھسے چھوٹا
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا ۔ بے گھر مین ہوا ہون اپنے گھر سے ۔ بیزار ہون مادر و پدر سے ۔ ہر چند کہ قابل جفا ہیم
رحم آر کہ بندۂ خدا ہیم ۔ کبھی گھبراتا تھا اور کہتا تھا شعر ۔ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے + کسے ز بیکسی ما نمیبرد خبرے +

کبھی تصور محبوب مین آہ کے نعرے مارتا تھا اور پکارتا تھا کہ ای یار جاودانی وای مایۂ زندگانی اب تو دیدۂ و دیدار طلب کو صورت اپنی دکھا دے اور گوش مشتاق کو آواز سنا دے کبھی یہ خیال آجاتا تھا کہ معشوق چلا آتا ہی آنکھین فرش راہ کرنے لگتا تھا اور کہتا تھا کہ آئیے آپ نے مجھکو جلا لیا مین فقط صورت دیکھنے کا عاشق ہون ایک مرتبہ آپ رو نصورت دکھا جایا کیجیے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ جب وہ تصویر خیالی سامنے سے غائب ہوجاتی تھی تو نعرۂ کوہ شگاف کرتا تھا کہ ہاے وہ آیا تھا خفا ہو کر چلا گیا القصہ دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکپتا ہوا جو دل مین آتا تھا بکتا ہوا مرحلہ پیمائی مین مصروف تھا تلوون سے خون کے فوارے جاری نہ کھانیکا ہوش ہی نہ پانی کا خیال ہی دیدار یار کا بھوکھا نشۂ شربت وصال سے مست جب زیادہ گرسنگی بیقرار کرتی تھی تو کچھ پھل جنگلی کھا لیتا تھا اور پانی کسی چشمے مین سے لیتا تھا جاتے جاتے قریب شہر تخت الشعاع کے پہونچا ایک درخت کے سایے مین بیٹھ گیا اور یاد معشوق مین یہ شعر عاشقانہ پڑھنے لگا شعر یا من ناصبورم اپیش خود از وفا طلب ٭ یا کہ تو پاک دامنے صبر من از خدا طلب ٭ قضاے کار اتفاقات روزگار بادشاہ شہر تخت الشعاع کا خسرو زرین ترکش نے رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک تخت نورانی آسمان پر سے جسپر ایک مرد پیر بارلیش سفید بیٹھا ہوا تھا سرھانے آکر اُترا خسرو نے سلام کیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اُس مرد پیر نے فرمایا کہ ای خسرو زندگی مین تجھکو اختیار ہی بعد مرگ کچھ نہ ہوسکیگا جہنم مین جائیگا اور جو مسلمان ہوگا تو بہشت مین جگہ ملیگی اُسنے کہا کہ آپ کون ہین نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ کیجیے فرمایا مجھکو ابراہیم خلیل اللہ کہتے ہین خسرو نے کہا کہ یا حضرت دوزخ و بہشت دکھائیے حضرت نے بایان ہاتھ اُٹھایا کہ دیکھ خسرو کو شعلہ ہاے آتش سر بفلک کشیدہ معلوم ہوئے اور دکھایا کہ سیاہ فام کریہ منظر آدمی گرز ہاے گران سنگ کاندھون پر رکھے ہوئے چمڑے کے لباس پہنے ہوئے آنکھین اُنکی لال لال لوگون پر گرز مارتے ہین اور عذاب کر رہے ہین آواز توبہ و استغفار کی بلند ہی خسرو یہ دیکھکر کانپنے لگا پسینا آگیا اور حضرت سے عرض کیا کہ بہشت بھی مجھے دکھلا دیجیے حضرت نے دہنا ہاتھ اُٹھایا اور فرمایا دیکھ خسرو کو ایک باغ سرسبز و شاداب نظر آیا اور لوگ نورانی شکلون کے دکھلائی دیے ہواے خوش چلی آتی ہی درخت میوہ دار لگے ہوئے ہین جو میوہ کھانے کا ارادہ کرتا ہی شاخ درخت جھک جاتی ہی اور میوہ منھ سے لگ جاتا ہی وہ توڑ کے کھا لیتا ہی بس یہ دیکھکر خوش ہوا عرض کیا کہ یا حضرت مین نے لعنت کی لقا پر اور تمام ادیان باطلہ پر حضرت نے کلمہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اگر دحضرت پھر التصدق ہوا حضرت نے فرمایا ای خسرو ہمارا فرزند نبیرۂ حمزہ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو کر لباس فقیرانہ پہنے ہوئے قریب تیرے شہر کے آیا ہی تو اُسے جاکر دیکھ اپنا آقا جان خدمت اُسکی کر اپنے شہر مین اُسے لا طریقۂ اسلام وہ سب تجھے بتلائیگا اور اُسکی خدمت سے تو رتبۂ اعلی کو پہونچیگا صبح کو تو جا ٹوب تجھسے ملاقات ہوگی لیتی خواب دیکھکر اُٹھا پسینے سے بستر تر ہو رہا تھا جلدی سے منھ ہاتھ دھویا اور جانوران صید گیر ساتھ لیکر سوار ہو صحرا کو چلا صید شکار مین مصروف ہو شاہزادے کو ڈھونڈھنے لگا جب قریب پہونچا کہ جہان نورالدہر تھا آواز آئی کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار یہ کیا کج روی ہی کہ مین معشوق کو اپنے ڈھونڈھتا ہون اور وہ مجھکو نہین ملتا اور ہاے موت بھی نہین آتی کہ اس عذاب الیم سے نجات پاؤن شعر موت کو موت آگئی اسکو بھلا مین کیا کرون ٭ زندگی اب گلے پڑی اسکی دوا مین کیا کرون ٭ خسرو اسی آواز پر آیا دیکھا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت کہ چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہی آثار سروری جبین مبین سے ساطع و لامع ہین فقیر بنا بیٹھا ہوا ہی دونون آنکھون سے آنسو جاری ہین رنگت زرد لب پر آہ سرد خسرو سمجھا کہ یہی نورالدہر ہی قریب جا کر سلام کیا اور کہا کہ حال اپنا بیان کیجیے کہ آپ گل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے سرو کس بوستان کے ہین شاہزادے نے کہا کہ کیا میرا حال تو پوچھتا ہی مین ایک فقیر سب کی نگاہ مین حقیر عشق نے مجھکو تباہ کیا نہین تو ایک ایک ملازم میرا بادشاہ ذیجاہ ہی اُسنے کہا کہ مین آپ کو جانتا ہون نام آپکا نورالدہر بن بدیع الزمان ہی مین آپ کی تلاش مین نکلا تھا مجھکو حضرت ابراہیم نے خواب مین آگاہ کیا ہی مین اسلام لایا ہون مجھکو طریقۂ دین اسلام کا تعلیم فرمائیے شہر کو چلکر اسلام آباد کیجیے نورالدہر نے کہا کہ ای عزیز حقیقت مین نورالدہر ہون مگر تیرہ بختی عشق نے ہوش و حواس میرے بجا نہین رکھے اگر تجھکو مجھسے محبت ہی تو بڑا تیرا سلوک یہ ہی کہ کوے یار کا پتا بتا اور بتفقت منظر سلیمانی مین پہونچا دے خسرو نے عرض کیا کہ شہر جسپر آپ عاشق ہین باپ اُسکا کیوان فلک رفعت میرا خراج گذار ہی مین آپ کو وہان لیجاونگا

اور بہت آبرو سے آپ کو کیوان سے ملاؤنگا نور الدہر یہ کلمہ سنکر خوش ہوا اور کہا اچھا چلو مجھے ہفت منظر سلیمانی پر پہونچاؤ خسرو نے کہا
کہ آپ سوار ہو کر چلیے نور الدہر بولا کہ فقیر کو سواری سے کیا غرض خسرو نے کہا کہ مین اس ذلت سے آپ کو ہفت منظر مین نہ لیجاؤنگا آپ اپنے
ہوش و حواس بجا کرین سوار ہون تو مین آپ کو ہفت منظر مین پہونچاؤن نور الدہر ناچار ہو کر مرکب پر سوار ہو کر خسرو کے ساتھ روانہ ہوا
خسرو شاہزادے کو شہر مین لایا حمام کروایا لباس پہنایا دعوت و ضیافت کی نور الدہر نے پوچھا کہ اے خسرو ہفت منظر یہان سے کتنی
دور ہے اسنے کہا کہ سات فرسنگ ہے اور بعضے دس فرسنگ کہتے ہین شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے جلد وہان پہونچا خسرو نے کہا کہ مین غلام
ہون دو ایک روز ٹھہریے مین آپ کو لیے چلتا ہون نور الدہر بولا کہ تم ایک راہبر میرے ساتھ کردو خود ساتھ نہ چلو مجھکو کچھ شان و شوکت
سے جانا منظور نہین ہے خسرو نے عرض کیا کہ مین تنہا آپ کے ساتھ چلونگا شاہزادے نے فرمایا مین تمھین ساتھ نہ لیجاؤنگا مین اکیلا جاؤنگا
خسرو نے کہا کہ جس طرح مرضی آپ کی غرض ایک نامہ کیوان فلک رفعت کو لکھا کہ مضمون اسکا یہ تھا کہ اے کیوان فلک رفعت آگاہ ہو کہ
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران جوان وجیہ و شکیل فہمیدہ و سنجیدہ عاقل و دانا بہادر بے نظیر یگانۂ آفاق
تمھاری بیٹی کے عشق مین دیوانہ ہو کر نکلا ہے اور تمھارے پاس آتا ہے تم اپنی سعادت و افتخار سمجھ کر ملازمت اسکی کرنا بڑا نصیب تمھارا تھا کہ
ایسے عالی نسب کے ساتھ تمھاری دختر منسوب ہوا اور وہ ایسے ہی شہریار کے قابل و لازم ہے جسوقت شاہزادہ وہان پہونچے بیٹی کو اپنی شاہزادے
کے ساتھ منسوب کرنا اور جہیز ہم اسکو دینگے یہ نامہ ایلچی کو دے کر روانہ کیا بعد اسکے نور الدہر کو خلعت فاخرہ پہنا کر مرکب پر سوار کر کے روانہ
کیا اور بارہ ہزار سوار شاہزادے کے پیچھے روانہ کیے انسے کہدیا کہ تم دور دور شاہزادے کے تعاقب مین چلے جانا اپنی صورت نہ دکھانا
اس طرح سے شاہزادہ چلا لیکن ایلچی نے نامہ جا کر کیوان فلک رفعت کو دیا وہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ایلچی کو
خلعت دے کر رخصت کیا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ شاہزادہ نور الدہر آپہونچا کیوان فلک رفعت سامنے آیا گھوڑے سے اترکر
سلام کیا کیوان بھی پیادہ ہو کے دوڑ کر شاہزادے سے بغلگیر ہوا اور شاہزادے کو اپنے ساتھ لیکر داخل شہر ہوا اور شہر سے ایوان بادشاہی تک
پا انداز ڈلوایا کشتیان جواہر کی نثار ہونے لگین شاہزادے نے دیکھا شہر آباد ہے ہر طرف خلقت کی آمد و رفت ہے عجب رونق ہے دکانین اور
گھر بنے ہوئے ہین اور ہر مکان اور ہر کمرے مین تصویر ملکہ قمر چہر کی لگی ہوئی ہے نور الدہر ہر جگہ کھڑا ہو جاتا تھا گھڑیون تصویر کو دیکھا کرتا
تھا اور وہ تصویر جو اس فقیر یعنے خواجہ منصور سے لی تھی وہ ہر وقت سینے پر تھی شعر سینے پر ہر وقت تھی تصویر یار + دل نے جب جا با
اٹھائی دیکھ لی + تصویر کو دیکھتا تھا اور روتا تھا لوگ شاہزادے کے حسن و جمال کی تعریفین کرتے تھے بلکہ جہان نور الدہر کھڑا ہو جاتا تھا
آدمیون کا ہجوم ہو جاتا تھا کہ دیوانے دیکھکر اسے ہوشیار و دانشمند ہو جاتے تھے جدھر ہو کر نکلتا تھا وہ رستے بند ہو جاتے تھے چہار طرف
غلغلہ تھا کہ یہی نبیرۂ صاحبقران یہی نور الدہر عاشق ملکہ قمر چہر کا ہے ہر طرف سے انگلی اٹھ رہی تھی مثل ہلال انگشت نما تھا القصہ
شاہزادہ تمام شہر کو دیکھتا ہوا ایوان بادشاہی مین پہونچا کیوان تخت پر بیٹھا نور الدہر ذرا نگل پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی حال اپنا نور الدہر
نے تمام و کمال بیان کیا اور کہا کہ اے کیوان اب مجھے تم ہفت منظر پر لیچلو اسنے کہا کہ کل مین لیچلونگا اور اسی وقت وزیر کیوان کا کشتیان سامان
کی لیکر آیا ترنج خوشبو شاہزادے کی چھاتی پر مارا سب مین مشہور ہوا کہ کیوان فلک رفعت نے ملکہ قمر چہر کو نور الدہر کے ساتھ منسوب
کیا مبارک و سلامت کی آواز چہار طرف سے بلند تھی تین دن وہ صحبت رہی چوتھے دن نور الدہر کو سوار کر کے ہفت منظر سلیمانی پر لایا
شاہزادے نے دیکھا کہ دریاے مواج و ذخار طلسم سخن آفت خیز بہ رہا ہے ایک ایک موج اسکی مثل کوہ اٹھ رہی ہے درمیان مین ایک عمارت فلک اقتدار
جواہر نگار بنی ہوئی ہے سات درجے کی پہلا درجہ الماس کا دوسرا درجہ زبرجد کا تیسرا نیلم کا چوتھا پکھراج زرد کا پانچوان درجہ یاقوت سرخ کا چھٹا
درجہ صندلی رنگ کا ساتوان درجہ حدید کا اور ہر درجہ مرصع کار بر انواع طرح کا جواہر جڑا ہوا کبھی ایسا قصر چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا شعر

تھا بلند ایک قصر نادر کار سقف نقاش چین اگر دیکھیں	تھے جواہر کے سب در و دیوار دنگ ہون آنکھیں چھت کو لگ جائین	طاق کسرے سے اوج مین دہ چند مشرق آفتاب تھا وہ مکان	قصر قیصر سے مرتبے مین بلند پھیری تھی صبح کی سفیدی دہان

کنارے دریا کے دیکھا کہ صدہا آدمی باحال پریشان مثل ابر گریان مانند برق تپان بیٹھے قصر کی طرف دیکھ رہے ہین آہ سرد کھینچتے ہین شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہین کوئی کہہ رہا ہے شعر حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے + پھر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھی ڈرتے ڈرتے + کوئی پکار رہا ہے شعر نگہ بجانب من ہر گز از حیا نہ کنی + حیا کنی ز من و تیر از خدا نہ کنی + اور بعضے چھتری کے سایے تلے بیٹھے ہین بعضون نے کمل تان لیا ہے بعضون نے زمین کو کھود کر اُسمین مسکن اختیار کیا ہے گویا زندہ درگور ہین کوئی شاخ درخت ہاتھ مین لیے ہوئے اُس سرو قد کی الفت مین فاختہ وار نعرہ زن تھا اشعار ہاتھ شاخ درخت کے اوپر + پاؤن پر پاؤن سوے چرخ نظر + تو اُسی کی طرف لگائے ہوئے تیر الفت جگر پر کھائے ہوئے + کسی کا یہ عالم تھا کہ مٹی بدن پر جمی ہوئی طوطے سر پر بیٹھے ہوئے کاندھون پر جانور بیٹھے ہوئے تھے کوئی کہہ رہا ہے کہ اب معشوق کے آنیکا وقت قریب ہے دیو قلیاس شکار کو جائیگا تو وہ ادھر آئیگا یہ جو کیفیت نور الدہر نے دیکھی اپنے دل مین کہا کہ جو عاشق ہے وہ فقیر بنا بیٹھا ہے تجھے کیا آرام ہے کہ لباس شاہانہ پہن کر بیٹھے اُسیوقت گھوڑے کو چھوڑ دیا ایک فقیر کو دیکھا کہ خرقہ پہنے ہوئے کلاہ نمد سر پر تہمد باندھے ہوئے چلا آتا ہے اُس سے کہا کہ یہ اپنا لباس مجھے دے اور میرا لباس تو لے لے اُس فقیر نے عرض کیا کہ جامہ حاضر ہے آپ لیجیے نور الدہر نے دلق فقیری پہنا لوگون نے جلدی سے ایک تکیہ بنایا اُسپر آکر بیٹھا لیکن مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نامدار جزیرہ نارون سے جو بھاگ کر نکلا آتے آتے ایک دامن کوہ مین قریب ہفت منظر کے آکر اپنے حال زار پر نالان و بیقرار اُفتان و خیزان در اضطرار آکر بیٹھا اور سر جھکائے ہوئے انتہائے فکر و تردد مین بیٹھا ہوا تھا کہ اب مین کدھر جاؤن اور کیا تدبیر کرون اگرچہ لاکھ لاکھ تدبیرین کین مگر کوئی فکر نہ چلی دیکھیے اب قسمت کیا دکھاتی ہے یہی فکر کرتے کرتے ایک حالت طاری ہوگئی اور جی اُلٹنے لگا بے اختیار بانسری اُٹھا کر بجانے لگا ایک تو عمرو کی بانسری دوسرے وقت صبح کا سہانا وقت اور دامن کوہ کا سبزہ بلبلون کا چہکنا اور غنچہ ہاے نودمیدہ کا کھلنا ایک عجب کیفیت دے رہا ہے اتفاقاً دیو قلیاس اُسوقت شکار کو نکلا تھا عمرو کی آواز سُنکر مست ہوگیا بے اختیار چارطرف دیکھنے لگا کہ یہ کون خوش آواز جانور چہک رہا ہے کہ ایک جانب کیا دیکھتا ہے کہ ایک پتھر کی چٹان پر میان عمرو منہ سے بانسری لگائے گا رہے ہین دل مین کہنے لگا کہ واہ واہ یہ تو عجیب الخلقت آغا بلبل ہے کہ کبھی اتنی بڑی منقار کسی نے بلبل کی نہ دیکھی نہ سُنی اور جیسا یہ گاتا ہے اور خوش آواز ہے ایسا خوش آواز بھی نہین دیکھا بس جھٹ جا کے عمرو کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھا لیا اور ایک نہایت پُر تکلف قفس مین بند کرکے ملکہ قمر چہر کے پاس لایا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ ذرا دیکھو تو مین تمھارے لیے ایسا آغا بلبل پکڑ کے لایا ہون کہ مین نے بھی ایسا بلبل کبھی نہین دیکھا دیکھو تو کہ اسکی کتنی بڑی چونچ ہے اور اعضا اسکے کس قطع کے واقع ہوئے ہین اور گاتا اس خوش آوازی سے ہے کہ سنکر پتھر تک مست ہوجاتا ہے اور سن بول اُٹھتا ہے اے ملکہ تم سنوگی تو جانوگی ملکہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگی کہ اے کمبخت یہ کس بن مانس کو تو پکڑ لایا ہے دیو نے کہا کہ ملکہ سُنو تو پھر بن مانس کہنا اور عمرو سے کہا کہ آغا بلبل گاؤ مگر عمرو اپنے سوچ مین جھکا بیٹھا تھا کہ ایک تو بارے کوٹے کہان سے کہان آئے اور دوسرے یہان آکر پنجرے مین بند ہوئے جب دیو نے دیکھا کہ کسی طرح نہین گاتا اور جھکا بیٹھا ہوا ہے تو سیخ اُٹھا کر کہنے لگا کہ گاتا نہین نہ گائیگا تو اس سیخ سے چھید ڈالونگا عمرو نے دیکھا کہ اب گلے تو پڑے مجبور ہو کر گانے لگا اس طرح گایا کہ ملکہ اور اُسکی خواصین اور دیو سب کے سب مست ہوگئے دیو نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ تمنے سُنا کہ یہ آغا بلبل کیسا گاتا ہے ملکہ نے کہا کہ واقعی ہمنے ایسا خوش آواز بلبل آجتک نہین دیکھا مگر عمرو نے جو ملکہ قمر چہر کو دیکھا بہت ہی خوش ہوا کہ کیا نازنین مہ جبین ہے قابل خاندان حمزۂ صاحبقران کے معلوم ہوتی ہے الغرض عمرو گاتا تھا اور ناچتا تھا اور کودتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہتا تھا کیون نظر کیا جانور ہے ملکہ بھی کہتی تھی کہ ہان واقعی عجب خوش لحان بلبل ہے ارے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا الغرض دیو تو تھوڑی دیر کے بعد شکار کو چلا گیا ملکہ اپنے پلنگ پر جھکی ہو کر پڑرہی جب زیادہ جی گھبرایا تو ایک خواص سے کہنے لگی کہ ارے ذرا آغا بلبل کا پنجرا تو اُٹھا لا وہ خواص جا کر پنجرا اُٹھا لائی اور ملکہ کے پلنگ کے پاس رکھدیا عمرو نے دیکھا کہ اب دیو تو چلا گیا ملکہ سے کہنے لگا کہ اے ملکہ مین جانور نہین ہون بلکہ آدمی ہون یہ سُنکر ملکہ بہت حیران ہوئی کہ واہ واہ یہ تو زبان گویا رکھتا ہے اور خوب باتین کرتا ہے ایک نے کہا کہ حضور یہ جل مانس ہے ایک نے کہا کہ یہ بن مانس ہے عمرو نے کہا کہ نہ مین جل مانس ہون نہ بن مانس ہون خیر جو کچھ ہون اپنا حال تمسے بیان کیے دیتا ہون اور پنجرے سے کہنے لگا کہ اے ملکہ مین اس دیو کی قید مین

تھوڑی رہونگا جب تک جی چاہیگا رہونگا اور جب چاہونگا اس دیو کو مار کر چلا جاؤنگا اور تم بھی مطمئن رہو تمہین بھی چھڑا لونگا القصہ عمرو کو آئے ہوئے
کوئی ہفتہ عشرہ ہی گذرا ہوگا کہ نور الدہر بھی وہان پہونچا اور فقیر بنکر بیٹھا جہان اور عشاق کے جھونپڑے پڑے ہوئے تھے وہین اسنے بھی ایک
منڈیا ڈال لی اور کیوان فلک رفعت سے کہا کہ اب تم یہان سے جاؤ مین یہین رہونگا شعر کراد ماغ کہ از کوی یار برخیزد * نشستہ ایم کہ از ما
غبار برخیزد و مگر لیل ب اُٹھیگا نہ یہ ناتوان یہین کا ہوا * مثال اشک جہان گر پڑا وہین کا ہوا * کیوان نے ہرچند اصرار کیا اور عرض کیا اے شہریار
بلند اقتدار مین تو کسی طرح حضور سے جدا ہونگا نور الدہر نے نہ مانا اور کہا کہ نہین بھائی اب تم جاؤ ہمارے ساتھ تکلیف نہ اُٹھاؤ کیوان
نے عرض کیا کہ پھر جسقدر لوگ فرمایے حضور کی خدمتگذاری کے لیے معین کردون نور الدہر نے اس سے بھی انکار کیا اور کہا کہ بھائی
اب مجھے کسی کی حاجت نہین ہے کیوان مجبور ہو گیا مگر چاہا کہ اور عشاق جو نور الدہر کی منڈھی کے برابر جھونپڑے ڈالے ہوئے ہین انکو
اُٹھادے نور الدہر اس امر مین بھی مانع ہوا اور کہا کہ اے کیوان ان لوگون کو یہان سے نہ ہٹاؤ کہ یہ سب میرے ہم درد اور ہم داستان
ہین جب یادہ دم گھبرائیگا تو انسے بات کر کے جی تو اپنا بہلا لونگا یہ سنکر کیوان چپ ہو رہا اور شاہزادے سے رخصت ہو کر چلا گیا لیکن
نور الدہر سے خفیہ کچھ لوگ خدمتگذاری کے لیے مقرر کر دیئے اور اُنسے تاکید کر دی کہ خبردار کوئی لحظہ شاہزادے سے غفلت نکرنا مگر اب سُنیے
کہ حالت نور الدہر کی یہ ہے کہ صبح سے ہفت منظر کے سامنے آبیٹھا اور قصر کی طرف ٹکٹکی بندھی ہوئی ہے اور بھی جو عاشق تن وہان بیٹھے ہین
وہ دریچہ ہاے قصر کی طرف بہ نگاہ حسرت و یاس نگران ہین اسواسطے کہ جب دیو شکار کے لیئے جاتا ہے تو وہ دریچہ وا ہوتے ہین اور ملکہ مہر چہر
تفریحاً ان دریچون مین آکر بیٹھتی ہے سیر دریا کرتی ہے اور یہ سب مشتاق دیدار محو نظارۂ جمال باکمال و حسن جانفزاے یار ہوتے ہین اتفاقات
روزگار اُس روز تین پہر دن گذر گیا اور دیو قلیاس اس لحاظ سے کہ عمرو کے گانا سُننے مین مصروف تھا شکار کو نہ گیا یہ منتظر دیدار یار
نور الدہر عالیوقار صبح سے اسوقت تک برابر دھوپ مین کھڑا رہا اور بسبب افروختگی مہر جہان تاب آفتاب کی تمازت اور گرمی مطلق محسوس
نہوئی تین پہر دن یونہین گذر گیا نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ وہان سے ایک دم کے لیے ہلا ہرچند لوگون نے اصرار کیا کہ اے شہریار دھوپ مین
کھڑے کھڑے جان دیجیے گا صبح سے یہ وقت آگیا ہے نہ کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے اے شاہزادے سر گھوم جایگا اور گر پڑیے گا ازبراے خدا دم
کے لیے سایے مین چلے چلیے ایسا ہی ہے تو پھر چلے آیے گا مگر نور الدہر کسکی سُنتا ہے مبہوت عشق ساکت و صامت کھڑا ہوا ہے اور تمازت
آفتاب کو خیال مین بھی نہین لاتا حتے کہ پہر دن رہے دیو قلیاس شکار کے لیے چلا گیا اور ملکہ کے دل مین خود بخود ایک تڑپ اور بیقراری
پیدا ہوئی دل بیتاب مثل ماہی بے آب پھڑکنے لگا ہرچند چاہا کہ دم بھر لیٹ رہے مگر دل نے نہ مانا اور اس طرح دل اُلٹنے لگا اور جی گھبرایا
کہ کسی طرح ضبط نہو سکا خواصون سے کہا کہ اَرے جلد دریچے کھولو کہ اب تو وہ مردہ چلا گیا اور یہان سے دفع ہوا جلدی سے کرسی بچھا دو کہ ذرا مین چلکر
سیر دریا کرون کہ دل ٹھکانے سے ہو اور جان مین جان آئے یہ سُنتے ہی خواصین دوڑین اور جلد جلد دروازے کھولے گرد و غبار جھاڑا فرش
بچھایا کرسی جواہر نگار لا کر بچھائی عشاق مین یہ دیکھتے ہی ایک غل پڑ گیا کہ اب جان جہان آتی ہے زمانہ رنگ بدلتا ہے آفتاب عالمتاب طلوع
ہوتا ہے سب کے سب اپنی جگہ سے دوڑ کر قصر کے سامنے آئے اور نور الدہر عالی قدر تو صبح سے وہین کھڑا ہی تھا نگاہ اُسی طرف لڑی ہوئی
ہے کہ ایکایک دریچۂ الماس نگار مرصع کار مین کہ جسمین زمردین چلمن پڑی ہوئی تھی ایک نور ایسا ساطع ہوا کہ یہ معلوم ہوا کہ آفتاب عالمتاب قصر
ہفت منظر سے طلوع ہوتا ہے نظم وہ جو تھی زمرد کی چلمن پڑی * یکایک ہوئی اسمین اک روشنی * ہوا سب کو معلوم بے اشتباہ * کہ رے
دھانون مین چھپتا کرتا ہے ماہ * کہ یکایک وہ چلمن اُٹھی اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کہ جسکے حسن خداداد کے آگے طلعت مہ منیر ہیچ
معلوم ہوتی تھی اور ماہتاب عالمتاب سے نور محسوس ہوتا تھا اسی دریچے مین آکر بیٹھی اور وہ چلمن بندھی اشعار پڑی تھی جو چلمن یکایک بندھی * کسے تاب
تھی پھر جو دیکھے کوئی * جگر شق ہوئے دل دھڑکنے لگے * وہ سب مردم آنکھین جھپکنے لگے * ہر ایک کی یہ کیفیت ہوئی کہ اُس حسن خداداد کے
نظارے سے آنکھین خیرگی کرنے لگین اور غش کھا کھا کر مُنھ کے بل گر گر پڑے اور نور الدہر کا بھی یہ حال ہوا کہ جیسے ہی جمال عدیم المثال ملکہ پر
نگاہ پڑی تو نگاہ خیرگی کرنے لگی اور ہاتھ پانون کانپنے لگے بے اختیار یہ مصرع زبان پر آیا مصرع فریاد ہے اے جوشش جنون ہاتھ پکڑنا

بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ ملکہ دیکھا تو ایک نمونہ قدرت خدا کا نظر آیا اور وہ تصویر جسے دیکھکر یہ عاشق ہوا تھا صاحب تصویر پر سے نثار کر کے
پھینک دی اور بے اختیار ہو کر پکار اٹھا کہ اے ملکہ ملک اقلیم حسن و جمال میں تیری تصویر پر تو یہ دیکھکر عاشق ہوا ہوں اور نالہ و زاری اور نوحہ و بیقراری
کرتا ہوا یہانتک آیا ہوں ایک ذرا اس کشتہ چشم جادو و بسمل خنجر ابرو خانمان برباد ناشاد نامراد ہدف تیر نگاہ سودا زدۂ زلف سیاہ جان بختہ مہر و محبت
ساختہ و پرداختہ عشق و الفت کی طرف بھی نظر ترحم فرما اور اک نظر بھر کر ادھر بھی دیکھ لے بس جیسے ہی نور الدہر عالی قدر نے یہ آواز دی
ویسے ہی ملکہ قمر چہر نے نور الدہر کی طرف مڑ کر دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت ماہ طلعت مہر صورت بھرے بھرے ڈنڈ بھری بھری
مچھلیاں چوڑا چھاتا پتلی کمر تمام بدن سانچے میں نور کے ڈھلا ہوا اور لو نور کی جسم نورانی سے اٹھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے گویا خدا نے اپنے دست
قدرت خاص سے اسے بنایا ہے اشعار دیکھتے ہی اسے اضطرار ہا بے تکلف درود پڑھ کے کہا + لو تمر ن اس زمین نے پایا + بام گردوں
سے مہر تر آیا + القصہ جونہیں آنکھ سے آنکھ ملی اور نگاہ سے نگاہ لڑی یہ حال ہوا کہ گویا خرمن دل پر دونوں کے ایک بجلی گری تیر عشق دونوں
کے جگر سے پار ہو گیا ادھر اسے دیکھتے ہی غش آگیا اور ادھر یہ بیہوش ہو کر گرا ادھر تو یہ مدہوش اور ادھر وہ بیہوش یہ اسکی تیغ
ابرو سے گھائل اور وہ اسکے تیر نگاہ سے بسمل ادھر وہ مبتلائے بلائے الفت ہوئی اور ادھر تو یہ دام محبت میں اسیر ہوا ادھر اسیر کوہ محبت گرا اور
ادھر اسکو برق عشق نے سوختہ کر دیا گویا مقام ارنی و لن ترانی پیش نظر ہو گیا ملکہ قمر چہر کو تو اسکی انیسیں اور جلیسیں اٹھا کر لیگئیں اور اندرون
قصر لے جا کر ایک پلنگ پر لٹا دیا پنکھے جھلنا شروع کیے لخلخے سنگھانے کوئی ناد علی پڑھنے لگی اور کسی نے سورۂ نور کی تلاوت شروع کر دی کسی نے
مٹی کے ڈھیلے پر پانی چھڑک کے ناک کے برابر رکھ دیا کوئی کیوڑہ اور گلاب چھڑکنے لگی کسی نے حضرت جعفر طیار کا ملیدا دھو کر باندھا کسی نے
امام ضامن کی اشرفی باندھی کسی نے پیر لکا ایک کا ملیدا مانا کوئی کہتی تھی کہ اے لوگو ابھی تو ملکہ صحیح و سالم وہاں گئی تھی یہ کیا حال ہوا اور کیا گذری
کوئی کہتی تھی کہ ہاں ہاں بہن بیٹھے بیٹھے یکایک ابھی ابھی غش آگیا ہماری بھی سمجھ میں کوئی وجہ نہیں آتی ایک کہتی تھی یا علی تمہیں بچاؤ گے
اور تمہیں نگہبان ہو اے مولا سوائے تمہارے کسکو پکاریں کوئی کہتی تھی ایسے لوگو گھبراؤ نہیں غل نہ مچاؤ کیوں ہنگامہ کرتے ہو آخر اس کمبخت سے
کیا فائدہ ہے اور اس گھبراہٹ سے کیا نتیجہ ہے اللہ فضل کریگا اس شور و غل کرنے سے تو یہی بہتر ہے کہ دعا ہی کرو اور الی اللہ رجوع کرو معلوم یہ
ہوتا ہے کہ آج صبح سے اسوقت تک یکساں ایک مقام پر بیٹھی رہیں دل پر گرمی چھا گئی دم گھبرا اٹھا اور اس گرمی سے جو یکایک ہوا میں جا کر بیٹھی اور
دفعتہً پانی کی خنکی دل و دماغ کو پہنچی غش آگیا اسمیں تردد ہی کس امر کا ہے اور گھبراہٹ کس امر کی ہے ایک ذرا سب کے سب چپ رہو پنکھا جھلو
لخلخہ سنگھاؤ ہوش آیا جاتا ہے ادھر ملکہ کا یہ حال ہوا اور ادھر نور الدہر کو بھی اسکے خدمتگار اٹھا کر لیگئے اور لا کر لٹا لیا پانی کے چھینٹے دیے
پھول لا کے سنگھائے پنکھا جھلا چھوٹی مٹی لا کر سنگھائی ناد علی پانی پر دم کر کر کے پلایا ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے ادھر تو نور الدہر کو ہوش آیا
اور ادھر ملکہ قمر چہر کو ہوش آیا یہاں نور الدہر کا یہ حال ہوا کہ ہوش آتے ہی گھبرا گھبرا کر کہنے لگا کہ ارے مجھے وہاں سے یہاں کون اٹھا
لایا اور کسنے یہ غضب کر دیا کہ مجھے دیدار محبوب سے محروم رکھا ارے یہ کیسا ستم کر دیا کہ نظر بھر کر دیکھنے بھی نہ دیا اور دیوانہ وار وحشی مثال اٹھکر دوڑا
اور وہیں جا کر کھڑا ہوا اور اسی طرف دیکھنے لگا اور ہر بار کہتا تھا کہ خداوندا اب پھر بھی اسے دیکھ لونگا یہ کہتا تھا اور روتا تھا اور وہاں ملکہ
قمر چہر کا یہ حال ہوا کہ جیسے ہی ہوش آیا اور آنکھ کھلی گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی اور ایک ایک سے کہنے لگی کہ ارے صاحبو مجھے کیوں یہاں اٹھا لائے
اور یہاں کون لے آیا ارے دم بھر تو بیٹھنے دیا ہوتا اور دل ٹھہرنے دیا ہوتا ارے لوگو تین پہر دن تو وہیں بیٹھی رہی ابھی تو جا کر بیٹھی تھی
دم بھر تو دل بہلنے دو سمجھ تو ٹھنڈے کو ہوا لگے اور یہ الجھن اور گھبراہٹ کم ہو یہ سنکر پھر ایک انیس و جلیس و رخواص کہنے لگی کہ بسم اللہ بسم اللہ اٹھیے
اٹھیے چلیے پاک پروردگار آپ کو صحیح و سلامت رکھے الغرض ملکہ وہاں سے اٹھی اور آ کر اسی دریچے میں کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اور اسی طرف
دیکھنے لگی نور الدہر تو سامنے کھڑا ہی تھا جیسے ہی نور الدہر پر نگاہ پڑی ملکہ ہزار جان سے اسپر تصدق ہونے لگی اور بلائیں لینے لگی دل میں
کہتی تھی کیوں خداوندا تو نے اسکی صورت دکھا کر بیتاب و بیقرار تو کر دیا اب اسکے وصل سے بھی کبھی شاد و مسرور کریگا اے اللہ وہ کونسی
نصیب اور وہ کونسا دن ہوگا کہ جب یہ ماہ تمام میرے پہلو میں ہوگا اور ادھر نور الدہر نے جو دیکھا یہ بھی ہزار جان سے والہ و شیفتہ ہو گیا

اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگا کہ خداوندا اتنے دن انتظار دیدار مین خوب پھڑک چکا اور خوب صدمہ اٹھا چکا بار الٰہا اب تو نے صورت تو دکھائی کہانتک تیرا شکر ادا کرون اور کونسی زبان لاؤن اگر ہر تن مو میرا ایک ایک زبان ہو جائے تب بھی مین تیرا شکر نہین کر سکتا مگر بار الٰہا اب اسکے فراق مین ایسا نہ تڑپانا اسلیے کہ اب مین صدمۂ فراق نہ اٹھا سکونگا اور جان بچنا دشوار ہو جائیگی غرض ملکہ پوچھنے لگی کہ اے ماہ سپہر محبوبی وای سرو بوستان حسن و خوبی آپ اپنا نام نامی اور اسم گرامی ارشاد فرمائیے اور اپنے حسب و نسب سے مطلع کیجیے کہ آپ کون ہین اور کہان سے آتے ہین اور یہان تشریف لانے کی کیا وجہ ہے مگر اتنی دور سے آواز نور الدہر تک کب پہونچتی ہے مگر جو کچھ جنبش لبہائے نازک سے ثابت ہوتا ہے اور جو بات سمجھ مین آ جاتی ہے تو اسکا جواب دیدیتا ہے مگر اب جو نور الدہر سے اور ملکہ سے یہ اشارے بازی اور رمز و کنایہ مین باتین ہونے لگین تو اور جو عشاق وہان جا گزین تھے اور جمال عدیم المثال کا نظارہ کر رہے تھے وہ تو آتش رشک سے جل بھن کر سوختہ بلتیہ ہو گئے کہ اللہ اکبر یہ شخص آج ہی آیا اور آج ہی اسکی یہ کیفیت ہوئی کہ ملکہ سے اور اس سے اشارہ بازی بھی ہونے لگی اور ملکہ کو اسکی طرف یہ التفات ہو گیا ہم سب اتنے اتنے دنون سے فقیر بنے ہوئے بیٹھے ہین اور اسکے عشق مین سارا تمندرا چھوڑ بیٹھے مگر کبھی ملکہ نے کسی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ یہ کون لوگ ہر روز آ کر کھڑے ہوتے ہین ہم تو اسی کے منتظر رہے کہ ملکہ نظر بھر کے دیکھ ہی لے مگر کچھ خاک بھی توجہ سماعت نہوئی معلوم نہین اس شخص نے آتے ہی کیا طلسمات کر دیا ہے آج ہی آیا اور آج ہی باتین بھی ہونے لگین کچھ یہ معمہ کہ سمجھ مین نہین آتا ایک دوسرا بول اٹھا کہ بھئی اس امر مین رشک و حسد بیکار ہے یہ اپنا اپنا نصیب ہے اسمین کسیکا کیا اجارہ ہے ایک اور نے کہا کہ صاحب اپنا اپنا جذب دل اگر تمھاری بھی محبت اس درجہ ہوتی اور جذب دل کامل ہوتا تو تمھاری بھی طرف ایسی ہی توجہ ہوتی تاثیر عشق اور جذب مقناطیس کی ایک کیفیت ہے کسی نے کہا کہ تمھاری بھی عجب عقلین ہین کجا تم اور کجا یہ ارے یہ بڑا شاہزادہ جلیل القدر و والا منزلت ہے یہ نبیرۂ حضرت امیر حمزہ صاحبقران ہے نام نامی اور اسم گرامی اسکا نور الدہر عالیشان ہے بدیع الزمان نامور کا خلف ارشد ہے تمھاری اسکی کیا برابری اور کیا مقابلہ ارے یارو عقل کے ناخن لو اور قطع نظر اسکے کہ یہ بہت بڑا حسیب نسیب ہے شکل و صورت کیسی پائی ہے اسکے حسن و جمال کو دیکھو کہ باوجود اسکے کہ کسقدر صعوبات و تکالیف اٹھا کر آیا ہے گرد و غبار تک چہرے پر بھرا ہوا ہے مگر اس گرد و غبار مین بھی اسکا چہرہ بدلی کا چاند معلوم ہوتا ہے واقعی امر یہ ہے کہ ملکہ قمر چہر کا حسن و جمال اسکے حسن خداداد کے آگے ماند ہے اور کوئی حقیقت نہین رکھتا ہے پھر کیونکر ملکہ اسپر مائل نہ ہو اور کیونکر اسکی جانب توجہ نہ کرے کہ یہ کہان سے تصویر پر عاشق ہو کے آیا ہے کسی نے جواب دیا کہ صاحب یہ سب کچھ سہی کہ یہ اسیر مرتا ہے اور وہ اسکا دم بھرنے لگی ہے مگر جو دیو نے سن لیا تو پھر کیسی ٹھہریگی یہان تو یہ باتین تھین اور نور الدہر ساکت و صامت کھڑا تھا مگر وہان ملکہ قمر چہر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اے ملکہ قمر چہر اگر دیو کو کسی طرح معلوم ہو جائیگا کہ تو اسپر عاشق ہے اور یہ جوان تیرا دم بھرتا ہے تو ضرور اسکو مار ڈالیگا اور تیری زندگی اسکی زندگی سے وابستہ ہے یہ کیسی ہوئی یہ خیال کر کے بے اختیار ہو کر رونے لگی شاہزادے نے جو دیکھا کہ ملکہ رونے لگی کلیجے پر گھونسا پڑا اور یہ بھی زار و قطار رونے لگا ملکہ کو تو اسکی انیسین اور جلیسین سمجھانے لگین کہ اے ملکہ قمر چہر آپ کیون اسقدر نوحہ و زاری اور گریہ و بیقراری کرتی ہین اور دشمنون کی جان کو ہلاک کیے ڈالتی ہین حضور ایک ذرا جی کو بہلائیے دل کو ٹھہرائیے اللہ کو یاد کیجیے وہ بڑا مسبب الاسباب ہے کوئی سبب تو ایسا پیدا کر دیگا کہ آپ سے اور اس جوان سے ملاقات ہو جائیگی اور وہ حضور کی قدمبوسی سے کامیاب ہوگا یہ سنکر ملکہ بظاہر تو بہت برہم ہوئی اور کہنے لگی کہ کون جوان تم کہتی کیا ہو تمھارا خیال کس طرف ہے صاحبو مجھے تو کسی سے سروکار نہین مین تو دیو کی بندہ ہون کیسا عشق اور کیسی عاشقی خبردار اب ایسا کلمہ منھ سے نہ نکالنا ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگی تم لوگ ناحق مجھے رسوا اور بدنام کرتی ہو میری جان کے پیچھے کیون پڑی ہو کیون مجھے ہلاک کیا چاہتی ہو ایک تو مین اپنے صدمۂ رنج مین خود ہی مبتلا ہون دوسرے تم لوگون کی ان باتون سے اور بھی کلیجا پکا جاتا ہے سبھون نے عرض کیا کہ حضور آپ خفا نہون اب کبھی ایسی بات منھ سے نہ نکالینگے خطا ہوئی معاف فرمائیے مگر خداوندا اب یہان سے اٹھ چلیے تو بہتر ہے اسلیے کہ اب دیو کے آنے کا وقت قریب ہے ایسا نہو کہ آپ کو یہان بیٹھا ہوا دیکھکر کوئی گستاخی کرے ملکہ نے کہا کہ اچھا آئیگا تو آنے دے یہی نا کہ وہ ایسا ویسا مجھے مار ڈالیگا مار ڈالے مصرع اک جان ہے میری اسے وہ لے کہ خدا لے

کسے میری جان کی اللہ آمین ہے اے رب میری تو ہر وقت یہی دعا ہے کہ جلد میری قبض روح ہو کہ اس عذاب سے نجات پاؤن مگر مصرع موت کو موت آگئی اسکو بھلا مین کیا کرون + کسی طرح جان نہین نکل چکتی خواصون نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بھی عجب باتین ہین آپکا تو کچھ نجائیگا اور دشمنون کا رہان بھی وہ میلا نہ کرسکیگا مگر ان بیچارون کی شامت آجائیگی معلوم نہین ان سب کا وہ کیا حال کریگا تو آتنے بندگان خدا کی جان لینا کیا ضرور ہے یہ کہنا انکا ملکہ کو بھی پسند آیا اور کہنے لگی کہ تم سچ کہتی ہو اچھا چلتی ہون یہ کہکر اٹھی اور بنگاہ حسرت شاہزادے کی طرف دیکھکر اشارے سے کہا کہ جائیے صاحب اب کنارے بیٹھ رہیے وہ مردہ بدذات آتا ہوگا اور وہان سے اٹھی کہ لکایک آندھی چلنا شروع ہوئی ملکہ سمجھ گئی کہ دیو آگیا بے تحاشا وہان سے بھاگی نورالدہر کا تو اسکے جاتے ہی یہ عالم ہوا کہ غش کھاکر گر پڑا اشعار

وہ گئی اسکے سر بلا آئی　　خاک مین ملگئی وہ رعنائی
ہاتھ جانے لگا گریبان تک　　چاک کے پاؤن پھیلے داماں تک
سوزش دل نے تن کو خاک کیا　　داغ غم نے جگر کو چاک کیا
اور ہی دل کا ہوگیا انداز　　رنگ چہرے سے گرگیا پرواز
طبع نے اک جنون کیا پیدا　　اشک نے رنگ خون کیا پیدا
بستر خاک پر گرا وہ زار　　درد گھر کا ہوا دل بیمار

لوگ اٹھا کر لیگئے پلنگ پر لٹایا منھ ہاتھ دھلایا پنکھا جھلا جب حواس فی الجملہ درست ہوئے اور ہوش آیا تو بے ہوشون سے بدتر تھا بے اختیار ڈاڑھین مار کر رونے لگا اس عرصے مین رات تو ہو ہی چکی تھی روتا اور بیقراری کرتا ہوا پھر ہفت منظر کے سامنے آیا قصر کے دروازے سب کے سب بند ہو چکے تھے سامنے کھڑا ہو کر رونے لگا اور یہ خمسہ عاشقانہ پڑھنے لگا خمسہ شعلہ رویون کا کبھی حسن دکھایا مجھکو + سوز غم سے کبھی جون شمع جلایا مجھکو + اٹھ اٹھ آنسو ہر اک لحظہ رلایا مجھکو + دوستی دوستی مین اسنے گھلایا مجھکو + دل مرا دشمن جان تھا مجھے معلوم نہ تھا + آخرکار لوگون نے سمجھایا کہ اے شہریار والاتبار آپ نے عشق و محبت مین عقل کو بالکل تج دیا آپ کو یہ بھی خیال نہین ہے کہ اگر آپ کی یہ گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے دیو قلیاس آگاہ ہوگیا کہ ملکہ پر عاشق ہے اور ملکہ اسپر جان دیتی ہے تو فرمائیے کہ آپ سے کس طرح پیش آئیگا اور ملکہ کو کیسی ایذا پہونچائیگا یہ جو لوگون نے سمجھایا تو نورالدہر کو بھی کچھ تنبیہ ہوئی اور اپنے بستر پر چپکا ہو کے جا بیٹھا اور اُدھر ملکہ جو وہانسے اُٹھی تو چپ در ساکت و سامت آکر پلنگ پر گری مگر وہ پلنگ نہ تھا پلنگ درندہ تھا کہ پھاڑے کھاتا تھا مگر دیو کے ڈر سے خاموش تھی اور منھ سے کچھ نہ کہتی تھی مگر دل کا مالک اللہ ہی تھا القصہ دیو جو شکار سے آیا تو پہلے جو شکاری جانور لایا تھا اسکے کباب لگاکر کھائے بعد اُسکے ملکہ کے پاس آیا دیکھا کہ ملکہ چپ سناٹے مین پڑی ہوئی ہے پکارا اے نازک مزاج کیسا ہے آج چپ چپ کیون ہے کچھ کہو تو ملکہ نے کہا اچھی ہون مگر طبیعت سست ہے یہ سنکر مسخرگی کرنے لگا تعدق ہونے لگا کہنے لگا ملکہ اجی کہو تو کیا مزاج نادرست ہے کسی نے کہا کہ ہے کیا معلوم ہوا کہ تمسے کوئی بات خلاف مرضی کی ہے اُسی کا رنج ہے ملکہ نے کہا کہ نہین اسوقت سے دل مین کچھ میٹھا میٹھا درد ہوتا ہے دیو نے کہا کہ پھر ملکہ ہمہ شے موجود ہوسکتی ہے جو دوا کہو آجائے جو حکم کرو بجا لاؤن جس طبیب کو کہو اُسے اُٹھا لاؤن ملکہ نے کہا کہ نہین اب مین اچھی ہون دیو نے کہا کہ پھر ملکہ آغا بلبل کا گانا سنوگی کچھ دل بہل جائیگا ملکہ کو اگرچہ اور ہی خیال بندھا ہوا تھا مگر مجبوری سے کہا کہ اچھا بلاؤ دیو جاکر عمرو کا پنجرا اٹھا لایا تمام ہفت منظر مین روشنی کی گئی اور عمرو یہ اشعار پر اثر اپنی بانسری مین گانے لگا اشعار

کہون کیا جو گذرتے ہین دل پہ الم　　غم دل کی کسی کو خبر ہی نہین
نہ تو آتی ہے نیند کہ سو ہی رہون　　نہ انیس ہی کوئی کہ بات کرون
مرا ہجر مین جسکے یہ حال ہے　　اُسے حال پہ میرے نظر ہی نہین
شب ہجر کی کس سے درازی کہون　　یہ وہ شب ہے کہ جسکی سحر ہی نہین

الغرض خوب خوب ان اشعار کو گایا ایک تو عمرو کی آواز ہی بہت پیاری ہے دوسرے اشعار جو اسطرح سے گائے تو ملکہ کے بے اختیار آنسو نکل آئے پلنگ سے اُٹھ بیٹھی دیو سمجھا کہ ملکہ بحال ہوئی دیو نے عمرو کو خوب پیار کیا اور خوب میوہ کھلایا کہنے لگا کہ مرحبا آغا بلبل مرحبا کیا خوب گایا ہے مگر عمرو نے جو ملکہ کو دیکھا تو آثار عشق اُسکے چہرے پر نمایان تھے روتی بھی ہے اور آہ سرد بھی کھینچتی ہے تاڑ گیا کہ مقرر یہ کسی پر عاشق و دلدادہ ہے دل مین کہا کہ خیر معلوم ہی ہو جائیگا غرض دیو نے ملکہ کو کھانا کھلوایا باتین کیا کیا سو رہا عمرو کا قفس لٹکوا دیا مگر ملکہ قمر چہر کی یہ حالت ہے کہ معاذ اللہ رو رہی ہے اور تڑپ رہی ہے یہ کیفیت ہے کہ جیسے مچھلی خشکی مین تڑپتی ہے اور ہر دم و ہر لحظہ زبان پر یہی جاری ہے کہ اے خدا مین کب اس قید سے نجات پاکر اپنے محبوب تک پہونچونگی اے اللہ سوائے تیرے اپنا درد دل کس سے بیان کرون دو ہے اُنکا کہون کا سے کہون اور کہون سو کو بیتا +

گونگے کا سپنا بھیو سمجھ سمجھ پچتاے + غرض یہ حال ہے کہ کبھی روتی ہے کبھی خدا سے دعاے وصال محبوب کرتی ہے آخر مصاحبین سمجھا رہی ہین کہ حضور خاموش ہو رہیے ضبط کیجیے ایسا نہو کہ دیو اس راز سے آگاہ ہو جاے تو پھر غضب ڈھاے ای ملکہ آپ اپنی عزت کا خیال کیجیے اسقدر بیقراری نہ کیجیے اور حضور ابھی تو آپ نے دیکھا ہی ہے آپ کے پاس بھی نہین آیا آپ اسکے عادات و خصائل و حقیقت حال سے بھی واقف نہین کہ کون شخص ہے کہانسے آیا ہے اور اچھا اس سب کو بھی جانے دیجیے آپ کو اس سے الفت و محبت اور عشق و مودت سہی لیکن شعر عشق یون کیجیے وریان کہ کوئی جان نجاے + جان جائے تو بلا سے پہ کوئی جان نجاے + بھلا اسقدر گریہ زاری اور نالہ و بیقراری سے کیا حاصل اور اپنے راز کو افشا کرنے سے کیا نتیجہ ہے اپنے دل کو سمجھائیے اور اس غم کو ہٹائیے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اشعار دل کی تقصیر نہین آنکھون کا سب ہے قصور نالائین آفت یہی ساری یہ انھین کا ہے فتور + دیگر از گرفتاری چشم ست گرفتاری دل + سبب چشم بود موجب بیچاری دل + دوہرا چین کہان جہان نین لگو اور نیم کہان جہان پریم اروہی + سدہ کہان جہان بدہ نہین ادر سیج کہان جہان دھیر دھرہی + دھیر کہان جہان پیر مبارک پھر کہان جہان لاج کر وہی + چھوٹینگے تب ہی تو جائینگے اب تو من ہاتھ پرائے پروہی + جگ جات چھوٹو کل کان بینڈ بھوٹو لاج کی کھنج ٹوٹو ردیا نو دم سدہ گئی دینھ کی سکیج گئی گریھ کی مٹت نا ننھ کی بیو کی دھری + ارد ھکد کی لاگے نین ٹکٹکی لاگی کب بھیم ان راگی ساگری پری ہائی میری ہی نین پھر میرے ہی کھو چین میری ہی چتون پھر میرے ہی گلے پڑی + مین مجبور ہون کرون کیا میری قسمت مین تو یونہین جل جل کر مرنا اور شمع سان گھل گھل کر دنیا سے جانا بدہی ڈھرا سوچت جات سبھی ونرات کچھو نسہات کہا کریئے + بیاکل نین پڑو نہین چین ان نین مین مرم کہان دھریئے + چت چاہت لالن کو ملیو اون لاج مہا جگ کی کرییے + جرئے مرئے بھرئے ری سکھی بدھو یونہین لکھی تو کہا کریئے + ارے صاحبو مین کیا کرون آنکھون پر بس ہے تو رو لیتی ہون سوا اسکے کیا چارہ ہے بس یہ بیشک قصور ہوا کہ آج مین سیر کو کیون گئی اور گئی تھی تو اسکو کیون دیکھا رباعی اس دل کا جو اول سے پرکھا ہوتا + یا تنک کا ہے کو میں لیکھا ہوتا + اس خانہ خراب اپنی آنکھون سے ہاے + ای کاش نہ مین نے اسکو دیکھا ہوتا + ارے لوگو جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر اس دل کمبخت کو کیا کرون کہ کسی طرح ضبط نہین ہو سکتا اور ایک لحظہ قرار نہین آتا اب تو ہر دم یہی خیال ہے کہ وہ ماہ لقا مجھ تک کیونکر آئیگا یا مین اس تک کیونکر پہونچونگی ارے لوگو میری تو جی ہی الٹ پلٹ ہوا جاتا ہے رہ رہ کے دل مین ایک درد سا اٹھتا ہے ہر چند دل کو سمجھاتی ہون مگر جی امڈا آتا ہے اور بے اختیار گریہ گلوگیر ہوتا ہے یہ کہتی تھی اور روتی تھی کبھی ایک آہ سرد بھر کر کہتی تھی کہ ای اللہ کیونکر اس عذاب الیم سے جان چھوٹیگی ای اللہ میری نہین سنتا تو اپنی جان ہی کو لے اب تو دل بیقابو ہوا جاتا ہے اور عنان صبر ہاتھ سے جاتی ہے مصاحبین کہہ رہی ہین کہ حضور کسی طرح تو ضبط کیجیے اور دل ٹھہرائیے ایسا نہو کہ دیو کی آنکھ کھل جاے ای ملکہ صبح تو ہونے دو جب دیو شکار کو جائیگا تو پھر چلکر دیکھ لیجیے گا اتنی رات ہی تو درمیان مین ہے کل شب کو پھر دیدار یار سے شاد کام ہو جائیگا ملکہ نے کہا کہ ارے لوگو یہ تو سب سہی مگر یہ رات کیونکر بسر ہوگی اور دیکھیے سحر کب ہوگی نظم شب غم کی تو شکل سے بھی وہ ماہ

دفعتہ دیکھکر رخ شب غم
شب فرقت اسی کو کہتے ہین
جسمین بچتے نہین ہی ہر وہ شب
یہی ظالم بسر نہین ہوتی

ڈر گئی وہ مہ سپہر حشم
لوگ آفت اسی کو کہتے ہین
شب بیمار ہے اسی کا لقب
اسی شب کی سحر نہین ہوتی

گاہ ہچکیون سے گھبرا کر
جان لینا ہے کام اسی شب کا
ہے بلاے فراق یار یہی

خواب مین بھی کبھی نہ تھی آگاہ
پوچھتی تھی گھڑی گھڑی دہ ماہ
شام بلبل ہے نام اسی شب کا
ہے شب اول مزار یہی

ہاے شب تاریک فراق کیونکر بسر ہوگی اور کسطرح اتنی رات کٹیگی یہ کہکر رونے لگی زمام صبر ہاتھون سے گرنے لگی تصویر سیاہ زلفون کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی شعر تصور آبند حاجب اس صنم کا + لگا ٹپکنے چشم نم کا + بار بار یہ کہنے لگی کہ ارے یہ خواب ہے یا بیداری مصاحبین عرض کرنے لگین کہ حضور آپ کا مزاج کیسا بدل گیا ہے اور طبیعت کا یہ کیا رنگ ہو گیا ہے کہ کسی کا سمجھانا اثر ہی نہین کرتا کسی کے کہنے پر عمل ہی نہین کرتین خدا واسطے دل کو ٹھہرائیے حواس درست کیجیے اپنی جان کو جان سمجھیے ہم کب سے عرض کر رہے ہین کہ اب خاموش ہو رہیے اور اتنی رات کٹجانے دیجیے اگر دیو جو نک اٹھا تو فرمائیے کہ کیسی بنیگی کیا جواب دیجیے گا مگر آپ کچھ سماعت نہین فرماتین اب آپ کو اختیار ہے ہم تو یہی جانتے ہین کہ رات تھوڑی رہ گئی ہے چپکی ہو کے سو رہیے صبح کو سمجھا جائیگا

سنکر ملکہ کو کچھ تنبہ ہوا اور دم بخود ہو کر پڑ رہی بہر نوع جون تون اتنی رات کٹی صبح ہوئی ملکہ اٹھی ہاتھ منہ دھویا دیو کو بیدار کیا دیو تکیہ پر سے سر اٹھاتے ہی ملکہ قمر چہر کی صورت دیکھ بہت خوش ہوا اگرد ملکہ کے پھرا اور کہنے لگا کہ ملکہ سچ کہو تم آغا بلبل سے خوش ہوئین اور کچھ جی بہلتا ہی یا نہین ملکہ نے کہا کہ ہان دیو قلیاس نے کہا کہ ہان ملکہ یہ آغا بلبل بہت ہی پرانا معلوم ہوتا ہی اور خوب باتین کرتا ہی تم جب گھبرایا کرو تو اس سے باتین کیا کرو اپنا جی بہلایا کرو ملکہ نے کہا کہ ہان قلیاس ایسا ہی ہوگا القصہ دیو اٹھا ہاتھ منہ دھو میوہ خود بھی کھایا ملکہ کو بھی کھلایا آغا بلبل کا کچھ دیر گانا سنا کیا ملکہ سے سحر ابن کیا کیا بعد اسکے شکار کھیلنے چلا گیا جب دیو چلا گیا تو ملکہ نے خواصون سے کہا کہ ارے لوگو اب تو وہ موذی کا ٹا گیا برآمدے پر کرسی بچھاؤ کہ مین چلکر تھوڑی دیر سیر دریا کرون کہ دل بہلے اسی وقت خواصین اٹھین گرد و غبار جھاڑ کر فرش کیا کرسی بچھائی ملکہ سے آ کر عرض کیا کہ خداوند کرسی بچھا دی دریچے کھول دیے حضور اب چلین یہ سنکر ملکہ اٹھی اور چاہا تھا کہ جا کر بیٹھے عمرو نے جو دیکھا کہنے لگا کہ اے ملکہ آج مجھے اپنے ساتھ لے چلو مین بھی تو دیکھون کہ وہ کون شخص ہی جسپر تم عاشق ہوئی ہو اور جسکے فراق مین تمہارا یہ حال ہی ملکہ مسکرا کر کہنے لگی کہ مین تو کسی پر عاشق نہین ہون اے آغا بلبل تمھین کچھ خیر ہی یہ تم کہتے کیا ہو عمرو نے کہا کہ اے ملکہ تم مجھسے نہ چھپاؤ مین خوب جانتا ہون ساری عمر میری اسی کارستانی مین گذری ہی یا کچھ اور بھلا مین اور یہ کرشمہ نہ پہچانون تو یہ ہی بھلی ہی اے ملکہ اگر تمھین یہ خیال ہی کہ مین تمہارا راز افشا کر دونگا اور ساری حقیقت تمہاری دیو سے کہدونگا تو اس سے تم خاطر جمع رکھو مجھسے یہ امر ہرگز نہوگا اور دوسرے وہ نالائق ہی کیا اسکی ہستی کیا ہی مین تو فقط تمہارے سبب سے یہان رہگیا ورنہ مجھکو کوئی اپنے پاس قید کر سکتا ہی اگر تمھاری محبت میرے دل مین جاگزین نہو جاتی تو مین کب کا اڑ ہی ہو چکا ہوتا اگر مین چاہون تو ابھی چھوٹ کر چلا جاؤن اور یہ دیو منہ دیکھا رہ جائے اے ملکہ اسنے تجھے کیا راضی کیا ہی اور کیا اچھا برتاؤ میرے ساتھ کیا ہی جو اسکا دوست ہو جاؤنگا اور نہ اسکی بیخ کنی کے تمکو ایذا دلواؤنگا اور اے ملکہ میری دعا تو یہ ہی کہ وہ شخص اولاد صاحبقران سے ہو کہ تمہارا حسن و جمال لائق خاندان حمزہ صاحبقران ہی ایک مصاحب بول اٹھی کہ ہان آغا بلبل یہ شخص حسین تو بہت ہی کہ ہمنے ایسا حسین و خوبصورت آج تک نہین دیکھا فی الواقع کیا شکل و صورت پائی ہی کہ ماہ دو ہفتہ جسکے آگے گرد آفتاب نیم روز جسکے سامنے ماند ہی اور جو شان و شوکت اور جلالت و صولت رعب و تہور و دبدبہ و شجاعت اسکے چہرے سے آشکار ہی اور جو سطوت شاہی اسکی جبین سے ظاہر ہی آج تک بڑے بڑے شاہان والا قدر اور سلاطین اولو العزم مین نہین دیکھی گئی واقعی اسکا حسن و جمال قدرت خالق کا ایک نمونہ معلوم ہوتا ہی اب ملکہ نے دیکھا کہ اس سے اخفاے راز ممکن نہین خواصون سے کہا کہ اچھا اسکو بھی ساتھ لے لو غرض ملکہ قمر چہر اس دریچے کی طرف آئی اور عمرو کو بھی ساتھ لیا اور ادھر نور الدہر کا حال سنیے کہ اسکی بھی شب بھر عجب کیفیت رہی مثل ماہی بے آب تڑپا کیا شب بھر اختر شماری اور یاد محبوب مین گذری گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری سے زمین و آسمان کو ہلا دیا ہر دم زبان پر یہی کلمات تھے کہ کیون اللہ وہ بھی کوئی دن آئیگا کہ یہ بیقراری میری کم ہوگی اور شربت وصال یار سے محظوظ ہونگا اے خدا اب تو جلد مدد کر لے کہ اب تاب صدمہ و رنج کی باقی نہین ہی اور صبر و ضبط دل بیقرار سے اب نہین ہو سکتا خداوندا یا تو اس صدمے سے نجات دے اور محبوب تک پہونچا دے اور یا ملک الموت کو حکم فرما کہ قبض روح اس فقیر کی ہو جائے اور اس عذاب سے چھٹکارا ہو یہ کہکر اس بیقراری سے دھاڑین مار مار کر روتا ہی کہ سننے والون کے کلیجے شق ہوئے جاتے ہین اور دیکھنے والون کے دل الٹے جاتے ہین ہر ایک شخص سمجھا رہا ہی کہ اے شہریار از براے خدا اس نوحہ و بکا کو موقوف کیجیے اور اس بیقراری کو کم کیجیے حق سبحانہ تعالی مقلب الاحوال ہی کبھی آپ کی بھی پھر دیگا اور آپ کے مقصد دل بر فائز فرمائیگا آخر رحمت خدا سے مایوس ہو کر یہ بیقراری کیون مگر آپ نے جلوہ کر لی لاتیئسوا من رحمۃ اللہ رحمت خدا سے مایوسی نا زیبا ہی اور آپ کو تو فہمائش کی کوئی حاجت نہین ہی آپ خود ایک عالی فہم ہین اور ذکی الطبع ہین مگر معلوم نہین کہ اس وقت آپ کی عقل کو کیا ہو گیا ہی اے صاحب خداوند عالم سے اتنی دیر دعا ہی کیجیے اس گریہ و زاری سے سوا اسکے کہ دشمن آپ کے بدنام ہون اور حاسد اخفیہ کے خوش ہون اور کیا متصور ہی اور معلوم نہین آپ کو یہ کیا سوجھی ہی کہ آپ اسقدر شور و غل کرتے ہین کیا محبت اسی کا نام ہی

کہ اپنے ساتھ محبوب کو بھی رسوا اور بدنام کیجیے بھلا خیال تو فرمائیے کہ اگر دیو فلیاس کو یہ خبر معلوم ہوگئی تو بھلا آپ کے ساتھ تو جس طرح پیش آئیگا آپ کو کوئی پروانہ ہوگی مگر جو بدی ملکہ قمر چہر کے ساتھ کریگا اُسکا ذمہ دار کون ہوا کیا آپ کو یہ گوارا ہے کہ دیو فلیاس ملکہ سے بہ بدی پیش آوے اے شاہزادہ والا قدر ذرا تو عقل کو دخل دیجیے اور انجام کار کو ملاحظہ فرمائیے ایک دیو نے کہا کہ اچھا صاحب اس سب کو تو جانے دیجیے اور کسیکی بات کا خیال نہ کیجیے مگر یہ شب بھر تو خاموشی سے گذار دیجیے جب صبح ہوگی اور دیو فلیاس شکار کو جائیگا تو پھر نظارۂ محبوب ہے یہ اتنی رات ہی درمیان میں ہے مگر بھلا نور الدہر کو کب سماعت ہوتی ہے اور کب قرار پڑتا ہے لوگ سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے اور عاجز ہوکر خاموش ہو رہے اور نور الدہر کی وہی بیقراری اور گریہ و زاری اور ہر بار لبون پر یہ کلمہ جاری کہ بار الہا اتنی رات کیونکر بسر ہوگی اور کیونکر سحر ہوگی رات بھر پلک سے پلک نہ لگی کہین نام کو بھی نیند نہین آئی اور جو روتے روتے ایک آدھ منٹ کو کچھ غفلت سی آگئی تو یہی دیکھا کہ ملکہ قمر چہر کھڑی ہوئی پکار رہی ہے کہ اے شاہزادہ عالی قدر ہم تو یہان اس دیو فلیاس بے پرواہ کی قید میں مبتلا ہین اور تمھین ہماری خبر نہین یہ جلدی سے گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور یہ کہتا ہوا ہفت منظر کی طرف دوڑا کہ ملکہ تمنے کیا کلمہ کہا اے میری تو جان تک تمھارے لیے حاضر ہے تھوڑی دور جاکر یہ خیال آگیا کہ اے نور الدہر کہان جاتا ہے وہان دروازہ بھی بند ہوگیا ہوگا طائر خیال کا بھی گذر ممکن نہ ہوگا اور یہ سونچکر پھر اپنے بستر پر آکر پڑ رہا اور یہ غزل حالت بیقراری مین پڑھنے لگا غزل

اتنا سلوک ہمسے بھی اے روزگار کر
اے صبح جسطرح ہے عدو اُس سے ہم بغل
وہ مرگیا اُٹھا ما تھا نا تو ان جو فلک
پچھلا ہے اب تڑپ نہ لبل ہے دل قرار اے

لے آ عدو کے پاس سے اسکو بہار کر
اُسکے گلے کا ہے نہیں مجھے بھی تو ہار کر
کہدے قضا یہ اسکی گلی مین پکار کر
پہونچینگے اُس تک اتنی ہی تو تھکے غبار کر

حسرت بھری نگاہ سے پھر اسکو دیکھ لون
اس عشق کی بلا مین تو اے دل پھنسا چکا
کہتا ہے جوش عشق یہ اک دل ہزار کر

اے موت اتنی دیر تو اور انتظار کر
کچھ اور گل کھلا نہ ہمین اب انکار کر
سو دل جو پاس ہین تو سبھون کو نثار کر

الغرض اسی کیفیت مین وہ رات بسر ہوئی جسوقت کہ فوج سیارات کا کوچ قریب ہوا اور ماہتاب نے سمت مغرب جانے کا قصد مصمم کیا تو نور الدہر اُٹھکر اُس صحرا مین ٹہلنے لگا اور یہ اشعار پڑھنے لگا شعر

شب کو نیند آئی نہ تجھ بن دل کو یہ دھڑکا رہا + بیکلی سے صبح تک مین کروٹین لیتا رہا + دیگر کروٹین لیتے ہی لیتے آہ اُڑ جاتی ہے نیند + جسکا دل دلبر مین ہووے اُسکو کب آتی ہے نیند + خدا خدا کرکے جسوقت کہ سفیدۂ سحری نمود ہوا اور مرغ سحر نے اذان دی وقت نماز صبح کا آگیا نور الدہر نے وضو کرکے فریضۂ سحری ادا کیا درگاہ قاضی الحاجات مین بصد عجز و نیاز وصال یار کی دعا کی اور یہ شعر پڑھتا ہوا اُسی جانب روانہ ہوا کہ جہان سے قمر چہر کو دیکھا تھا شعر علی الصباح جو مردم بکار و بار روند + بلاکشان محبت بہ کوے یار روند + جب سامنے ہفت منظر کے آیا دیکھا کہ دروازے قصر کے مسدود ہین ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر فرش خاک پر بیٹھ گیا پھر بیقرار اُٹھ کھڑا ہوا اور قصد کیا کہ ملکہ کو پکارے فوراً خادم سمجھ گئے اور منع کیا کہ حضور از برے خدا نہ پکاریے گا دیو ہفت منظر مین ابھی موجود ہے اگر آپ نے پکارا اور وہ اس امر سے مطلع ہوگیا تو معلوم نہین ملکہ سے کس طرح پیش آئیگا اور کس قسم کی ایذا پہونچائیگا خداوند تھوڑی دیر اور خاموش رہیے اور ایک ذرا اگر ذرا اور صبر کیجیے جب دیو شکار کو چلا جائیگا تو ملکہ خود ہی برآمد ہوگی جہان اتنا صبر کیا ہے تھوڑا اصبر اور کیجیے شاہزادے نے کہا کہ خیر صاحب اب ہم بالائے علم اور جب تک کہو گے خاموش رہینگے یہ کہکر چپکا ہو رہا اور معہ عاشق تن وہان بیٹھے ہوئے تھے وہ اپنے اپنے مقام پر متمکن رہے اسلیے کہ اُنکو تو وقت دیو کے جانے اور ملکہ کے برآمد ہونے کا معلوم ہی تھا کہ جسوقت دیو جاتا ہے اُسوقت ملکہ برآمد ہوتی ہے اب کوئی چار گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ یکایک چلمن جواہر نگار بندھی اور جتنے عشاق بیٹھے ہوئے تھے سب کے سب اپنی اپنی جگہ سے دوڑے اور ملکہ قمر چہر آکر دریچۂ جواہر نگار مین کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئی ادھر سے نور الدہر کی نگاہ بلند ہوئی اور اُدھر سے ملکہ قمر چہر نے نور الدہر کو دیکھا نظر سے نظر ملی اور نگاہ سے نگاہ لڑی دونون کے دونون مسکرائے اور اپنی اپنی بیقراری اور نالہ و زاری کا حال لب شارت پر لائے اور ساتھ ہی اسکے بمصداق المسر در و الحزن تو امان کے آنسو بھی نکل آئے اور ادھر عمر و کی نگاہ اثنا ادھ نور الدہر والا قدر پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت چہرے پر بھبوت ملے ہوئے سر پر چوڑا بندھا ہوا شجرفی لباس

زیب بدن کیے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وقت سحر یا غروب آفتاب شفق میں نمایاں ہے بس عمرو تو اسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں
کہنے لگا کہ اچھا وسیلہ قسمت سے ہاتھ لگ گیا اگر فضل خدا شامل حال ہوا تو اس ذریعہ سے بوجہ احسن امیر سے صفائی ہو جائیگی اور
ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ قمر چہر شکر صد شکر کہ تمہارے اوپر وہ شخص عاشق ہوا اور تمہارے حسن و جمال پر وہ شخص دل دادہ ہوا کہ اے ملکہ
یہ شخص شاہزادۂ عالی قدر رفیع المنزلت بلند مرتبت شجاع و دلیر حسیب نسیب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
شاہزادۂ نور الدہر عالیشان بن شاہزادہ بدیع الزمان اور نبیرۂ حضرت امیر حمزہ صاحبقران ہے اے ملکہ یہ شخص حسباً و نسباً بھی تم سے
بہت اچھا ہے اے ملکہ نصیبا تمہارا جاگ اٹھا کہ تم ایسے شخص پر دل دادہ ہوئیں تم ہر طرح خاطر جمع رکھو میں اپنا ذمہ کرتا ہوں کہ تمکو
اسکے ساتھ منسوب کر دونگا اے ملکہ قمر چہر گو یہ اسوقت اس حالت فقیری میں ہے مگر بہت بڑا لشکر اسکے زیر حکم ہے باپ اسکا سر فتنہ ملک
باختر ہے جسوقت امیر حمزہ صاحبقران کو یہ خبر پہونچیگی کہ نور الدہر والا قدر ہفت منظر پہ ہے اور ملکہ قمر چہر پر عاشق ہوا ہے تو پھر بھی
تو لینگے اسوقت تم شان و شوکت و صولت و سطوت اسکے لشکر کی دیکھنا کہ کیسے کیسے شجاع و دلیر اسکے لشکر کے سالار ہیں کہ جنکے
نام سے روح رستم قبر میں لرزاں ہے ملکہ نے کہا کہ بھلا تم انھیں کیا جانو اور ایسی واقفیت کی کیا وجہ ہے عمرو نے کہا کہ اے ملکہ میں
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار ہوں ایک مدت تک اس بلند قدر کے دادا یعنی امیر حمزہ صاحبقران کا ملازم رہا اور نمک
کھایا کیے اور حمزہ سے بگڑ گئی میں نے اُسکی ملازمت ترک کر دی اور اُسکے لشکر سے نکل آیا ملکہ نے پوچھا کہ اچھا بیان
تو کرو تمسے اور امیر سے کیا قصہ ہوا عمرو نے کل حقیقت من و عن ملکہ سے بیان کی جب ملکہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص خواجہ عمرو عیار ہے
اور یہ بلند قدر شاہزادہ نور الدہر ہے تو بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ اچھا خواجہ یہ بتاؤ کہ اس دیو موذی کا نٹے سے
کیونکر نجات ہوگی عمرو نے کہا کہ ملکہ اسکا مار ڈالنا کتنی بڑی بات ہے اسپر کو تو آنے دو یہ سنکر ملکہ اور بھی خوش ہوئی مگر نور الدہر نے
جو عمرو کو پہچانا مصلحتاً سلام کیا عمرو نے اشارے سے کہا کہ گھبراؤ نہیں خدا مالک ہے الغرض دونوں عاشق و معشوق بڑی دیر تک
مصروف نظارہ بازی رہے جب دیو کی آمد قریب ہوئی ملکہ اٹھکر چلی گئی دروازے بند ہو گئے نور الدہر ٹہلتا ہوا اپنی جگہ
آبیٹھا اتنے میں کیوان فلک رفعت بھی آگیا شاہزادے نے کہا کہ اسوقت آپ کہاں آئے عرض کیا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہوں
اور یہ عرض کرتا ہوں کہ لباس قلندری جسم سے اتار دیجیے میں آپ کے واسطے خیمہ استادہ کرا دوں اسمیں آرام سے بیٹھیے نور الدہر
نے کہا کہ میں خاک نشین ہوں خیمہ کیسا مکان کسکا سایۂ آسمان کج مدار مجھکو کافی ہے اور علاوہ اسکے اگر کچھ سایہ ہوگا تو قصر یار نظر سے
اوجھل ہو جائیگا اگر میں معشوق کو نہیں دیکھتا ہوں تو نشستگاہ تو اُسکی پیش نظر ہے معشوق کو شان و شوکت کیا دکھائیے کہ وہ بادشاہ
اقلیم حسن ہے اور ہم گدائے عشق ہیں ہمارا ساز و سامان اور ہی کچھ ہے فرش خاک اپنا بستر ہے صحرائے پر خار اپنا گھر ہے کیوان فلک رفعت
نے جب یہ کلمہ و کلام سنا ناچار تکیہ بہت معقول بنوایا چہار طرف ہری ہری دوب جموائی چمن بندی کروائی بیچ میں بنگلہ خس کا بنوایا اسمیں
شاہزادے کو بٹھایا کیوان فلک رفعت دونوں وقت آتا ہے کھانا شاہزادے کو کھلاتا ہے تمام خدمت بجالاتا ہے اور چلا جاتا
ہے اور ملکہ کا یہ حال ہے ہر روز شاہزادے کے دیکھنے کو اور اُسے دکھلانے کو پہر چار گھڑی آکر بیٹھتی ہے اور نور الدہر حسب دستور مقام
معین پر آکر کھڑا ہوتا ہے اور ملکہ کا نظارہ کیا کرتا ہے جب دیو کی آمد قریب ہوتی تھی ملکہ اُٹھ کے اُدھر چلی جاتی تھی نور الدہر ادھر چلا آتا تھا
اور دیو جب پاس سوتے وقت عمرو کو گود آتا تھا اور عمرو ناچار ہو کر گاتا تھا جس وقت دیو شکار کو چلا جاتا تھا تو ملکہ عمرو کو قفس سے
نکالتی تھی اور اپنے ساتھ لیکر ہفت منظر کی سیر کرواتی تھی اور کہتی تھی کہ خواجہ جس طرح ہو سکے اس دیو کو مارو عمرو کہتا تھا حمزہ کو
آنے دو میں اسکو مار ڈالونگا اور تمہارا نور الدہر کے ساتھ عقد کر دونگا یہی باتیں رہا کرتی تھیں جب ملکہ بہت بیقرار ہوتی تھی
تو عمرو تسلی دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ میں تمھیں ابھی شاہزادے سے ملا سکتا ہوں مگر کام ابتر ہو جائیگا میں نے حمزہ کو
صاحبقران بنایا ہے وہ مجھسے بگڑا ہوا ہے خیر دیکھا جائیگا اور ادھر نور الدہر اپنے دل میں کہتا تھا کہ ملکہ خواجہ کے قابو میں ہے دیکھیے

انجام کار کیا ہوتا ہی ملکہ کو مجھے کیون دیگا مگر ای نور الدہر جو ملکہ ہاتھ نہ لگی تو جان دے دونگا یہان تو انکو اس حال مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت پل کفیل ٹوٹا اور ایرج دریاے سرخاب مین گرا ایک لٹھا پل کفیل کا ایرج کے ہاتھ آیا اُسپر سوار ہوا وہ لٹھا بہتا ہوا کنارے آ کے لگا کئی روز جو دریا مین گذرے تھے تو بھوکھ بہت تھا نہایت ناتوان تھا ہزار وقت سے اُٹھا بیابان کو چلا ہوا ٹھنڈی چلتی تھی درخت میوہ دار لگے تھے میوہ توڑ کر کھایا کچھ سیری حاصل ہوئی پانی پیا لیٹ رہا بعد دو چار گھڑی کے پھر روانہ ہوا چلا آتا تھا کہ کچھ زنگی آدم خوار دکھائی دیے نہایت سیہ فام اور ایرج کو دیکھکر نہایت شاد و خرم ہوتے دوڑے کہ خداوند ابلیس نے لقمہ چرب پہونچایا ہی ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ قیامت ہوئی یہ جزیرہ آدم خوارون کا ہی تو شاگرد ہی عمرو کا تو عیاری کر کہ ہیبت تیری اُنپر چھاے یہ خیال اپنے دل مین کر کے نعرہ کیا کہ بڑی دیر سے ڈھونڈھتا تھا اب شکار دکھائی دیا یہ کہکر زنگیون پر دوڑا زنگی ایرج پر حملہ آور ہوئے ایرج نے ایک زنگی کا حربہ چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پھر چرخ دے کر دوسرے زنگی پر مارا کہ دونون تلے اوپر گرے ایرج سینے پر چڑھ بیٹھا ایک کو خنجر سے ذبح کیا دوسرے کو ٹانگ پکڑ کر چیر ڈالا پھر ایرج نوجوان نے چقماق پتھری مین سے آگ نکالی اور گوشت اُنکا کاٹ کر بھونا اور اُنکے دکھانے کو منھ سے لگایا زنگی جو یہ دیکھ رہے تھے بھاگے کہ یہ تو آدمی زنگیون کو کھاتا ہی اور اپنے بادشاہ کے پاس گئے جاکر سلام کیا کہا کہ اس بیشہ مین ایک آدمی زنگی خوار آیا ہی ہم دس زنگی شکار کھیلنے کو بیشہ مین گئے تھے وہ ہم پر دوڑا اور دو بھائیون کو پکڑ کر مار ڈالا اُنکا گوشت بھون کر کھا رہا ہی کیا عجب ہی کہ شہر مین گھس آے اور سب زنگیون کو کھا جاے بادشاہ اس جزیرے کے دو بھائی ہین ایک کا نام سفیل سپر گردان دوسرے کا نام ہی سپہر سپر گردان دونون نے جو سنا کہ انسان زنگی خوار اس بیشہ مین آیا ہی آپس مین صلاح کی کہ اسکو چلکر یا بلوہ کر کے زندہ پکڑ لیجیے اُسی وقت بارہ ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوئے جہان ایرج تھا وہان آئے لوگون نے دیکھا کہ وہ شخص ہی سفیل و سپہر نے زنگیون سے کہا کہ چہار طرف سے لے گھیرو زنگیون نے دور دور حلقے باندھے ایرج کو گھیرا مگر کوئی نزدیک نہین آتا تھا زنگیون نے کہا کہ ای شخص ہمارے جزیرے مین سے چلا جا نہین ہم تجھے مار ڈالینگے ایرج نے نعرہ کیا کہ اگر دین آفتاب پرستی قبول کرو مین تمھین کچھ نہ کہونگا غل ہوا کہ ارے یہ تو آفتاب پرست ہی دشمن دین لقا ہی ارے اسے زندہ نہ چھوڑو چہار طرف سے پتھر ایرج پر پڑنے لگے ایرج نے تلوار ماری اور زنگیون پر گرا شمشیر زنی کرنے لگا بہت سے زنگیون کو مار کر سفیل و سپہر سپر گردان کے پاس پہونچا دونون نے تلوارین مارین ایرج نوجوان نے تلوارین چھین لین اور کمر مین ہاتھ ڈالکر دہنے ہاتھ سے سفیل کو اور بائین ہاتھ سے سپہر کو اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر کہا کہ ہی شہر طہ مارون زمین پر تم دونون کو کہ بھیجے نکل جائین اور سب زنگیون مین غل ہوا کہ ارے پکڑ لیا ہمارے بادشاہون کو ایک نے کہا کہ اب انھین کھا جائیگا ہاے کیا کرین بعضے مستعد ہوئے کہ یہ ہمین کھا لے بادشاہ تو چھوٹ جائیگا اور سمٹ کر پہ چاغل کرتے ہوئے کہ ارے چھوڑ دے ہمارے بادشاہون کو مگر ایرج نے سفیل و سپہر سے کہا کہ مین تمھین مار ڈالونگا نہین دین آفتاب پرستی اختیار کرو اُن دونون نے عرض کیا کہ ہمنے لعنت کی لقا پر آپ ہمین چھوڑ دین ایرج نے اُنکو ہاتھ سے رکھدیا وہ دونون پانون پر گرے اور زنگیون سے کہا کہ تم بھی اسکی اطاعت کرو سب زنگی ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے سفیل و سپہر ایرج کو شہر مین لاے دعوت کی عین گرمی صحبت مین سفیل نے عرض کیا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے ہمین آگاہ کیجیے ایرج بولا کہ مجھے بندۂ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان کہتے ہین مجھے اور نبیرہ حمزہ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان سے پل کفیل پر گزر چلے تھے پل ٹوٹا ہم دونون دریاے سرخاب مین گرے مین اس جزیرے مین نکلا نور الدہر کا حال نہین معلوم کدھر گیا یا غرق ہو گیا سفیل نے جو سنا کہ یہ ایرج ہی نہایت خوش ہوا عرض کیا کہ شہریار ایک میرا دشمن ہی کہ نام اُسکا ویلم شیاط زنگی ہی اور بھائی اُسکا کلید جہنم ہی مگر ویلم نہایت زبردست ہی اور بہت سا ملک میرا زبردستی اپنے قبضے مین کر لیا ہی مین اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا میرا اسکے ہاتھ سے ناک مین دم ہی یہ خوف ہی کہ وہ میرا شہر چھین لے رات دن اسی اندیشے مین گذرتی ہی ایرج نے فرمایا ای

سفیل تمہارے ساتھ کتنی فوج ہی اُسنے کہا کہ چالیس ہزار اور دیلم شباط کے ساتھ قریب لاکھ زنگی کے ہین ایرج نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہی تم فوج اپنی تیار کرو ہم چلکر دیلم کو گرفتار کرینگے اور سزاے معقول اُسکو دینگے سفیل نے کہا کہ ای شہریار یہ تو ارشاد کیجیے کہ آپ ہمیشہ سے زنگی کا گوشت کھایا کرتے ہین ایرج نے کہا کہ ای سفیل ہم اپنا دبدبہ تمھین دکھاتے تھے اور اپنا رعب ڈالتے تھے کہ تم ہمسے ڈرو اور ہمپر بلوا نکرو ورنہ ہم آدمخوار تھوڑی ہین اور ای سفیل تم بھی آدمخواری ترک کردو خبردار اب کبھی آدمی کا گوشت نکھانا اُسنے عرض کیا کہ بہت خوب القصہ ایرج نوجوان لشکر فراوان ساتھ لیکر دیلم شباط زنگی کے ملک پر چلا جب قریب ملک دیلم کے پہونچے اور اُسکو یہ خبر ہوئی کہ سفیل ورستہر ایک آدمزاد ساتھ لیکر میرے مقابلے کو آے ہین تو بہت برہم ہوا اور اپنا لشکر درست کیا ادھر ایرج نے دیلم کو لکھ بھیجا کہ آگاہ ہو ای دیلم شباط کہ مین صاحبقران آفتاب پرستان ہون اس نامے کو دیکھتے ہی سر اطاعت خم کرکے میری حضور مین چلا آ ورنہ بہت بُری طرح میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دیلم شباط اس نامے کو پڑھکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ اب جواب اس نامے کا زبان تیغ سے دیا جائیگا ایلچی تو ایرج کا اُدھر گیا اور اُدھر دیلم شباط زنگی نے طبل جنگ بجوا دیا اور یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی ایرج نے بھی حکم دیا کہ ہماری فوج مین بھی نقارہ رزمی بجا دیا جاے بموجب حکم اس طرف بھی طبل جنگ بجا تمام رات دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح دونون لشکر میدان مین آے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا دیلم شباط مقابلے کو نکلا بعد نگاورزنی کے دیلم نے پوچھا کہ تو ہی ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان ہی ایرج نے کہا کہ ہان مین ہی ہون دیلم نے کہا کہ واہ اسی قد و قامت پر لڑنے آیا ہی بہتر یہ ہی کہ تو جدھر سے آیا ہی اُس طرف چلا جا ایرج نے کہا کہ خوب اگر چلا ہی جاتا ہوتا تو یہان تک آتا ہی کیون اب بغیر تیری مشکین باندھے چلا جاونگا دیلم شباط یہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ خیر اب معلوم ہو جائیگا لا اپنا حربہ ایرج نے کہا کہ پہلے تو اپنے دل کا حوصلہ نکال لے پھر مین بھی حربہ کرونگا یہ سُنکر دیلم شباط نے ایرج پر نیزہ مارا اُسنے نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین دیلم شباط کا نیزہ ایرج نے ہوائی کیا دیلم نے غصے مین آکر آرہ پشت نہنگ مارا ایرج نے چھکی دی کہ آرہ پٹ پڑا بس ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے ہاتھ مروڑ کر آرہ کو چھین لیا اور کمر مین دیلم کی ہاتھ ڈال دیا دیلم بھی ایرج سے لپٹ گیا زور ہونے لگے مرکب دونون کے پٹکے کھا بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کود پڑے اور دامن گردان کر آستینین چڑھا کر دوڑے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی ہوا کی شام ہو گئی مگر شام کو بھی علیحدہ نہوئے اسی طرح کشتی ہوا کی جانبین سے روشنی آئی میوے کے خوان دودھ کے کاسے آکر موجود ہوئے دیلم شباط نے کہا کہ کچھ کھالین تو پھر لڑین ایرج نے کہا کہ تو کھالے مین تو بغیر تیری مشکین باندھے ہوئے کچھ نکھاؤنگا غرض دیلم نے میوہ کھایا دودھ پیا اور ایرج نے کچھ نکھایا کہ یہ تو آقا کرک مست قلماق کا شاگرد ہی جانتا ہی کہ کھانے سے بوجھل ہو جاتا ہی الغرض جب دیلم خوب طرح کھا چکا تو پھر دونون کشتی لڑنے لگے تا اینکہ دو شبانہ روز زور رہا کیا تیسرے روز ایرج نے لنگر دیلم کا توڑ ڈالا اور ہاتھون پر اُٹھا کے بالاے سر مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ دینے لگا بعد اُسکے ایرج نے چاہا کہ زمین پر دے مارے کہ دیلم نے آواز دی الامان یا صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نے جواب دیا کہ اگر تو آفتاب پرستی قبول کرے تو مین تجھے چھوڑ دون دیلم نے کہا کہ اچھا ایک شرط میری ہی اگر اُسے قبول کیجیے تو البتہ مین بصدق دل آفتاب پرست ہوتا ہون ایرج نے اُسے زمین پر رکھ دیا وہ قدمون پر گر پڑا اور عرض کیا کہ ای ایرج نوجوان شرط میری یہ ہی کہ حامد بن حمید زنگی کہ پانچ لاکھ زنگیون کا افسر ہی اُسکی بہن پر مین عاشق ہون مگر کوئی تدبیر نہین بن پڑتی ایک مرتبہ مین پیغام بھی بھیجا تھا تو اُسنے مطلق لحاظ نہ کیا بلکہ میرے ایلچی کو بھی مار ڈالا اور جو لوگ اُسکے ساتھ گئے تھے اُنکا بھی برا حال کیا اور ہر روز یہ خبر رہتی ہی کہ اب حامد بن حمید آیا اور اب آیا ہر روز اُسی کا خوف لگا رہتا ہی جب اُسکے آنے کی خبر سنتا ہون تو بھاگ جانے کا قصد کرتا ہون اسلیے کہ اُسکے ساتھ پانچ لاکھ سوار ہین مین اُسکا کیا بنا سکونگا میرے ساتھ تو لاکھ سوار بھی پورے نہین ہین ایرج نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین اُسے زیر کرونگا خاطر جمع رکھو سفیل اور سپہر سے ملایا دونون لشکر ایک ہوئے دیلم نے ایرج کی دعوت کی بعد اُسکے ایرج

دو لاکھ زنگی ساتھ لیکر قلعہ برقان کوہ کی طرف حمید اور حامد بن حمید کے مقابلے کو روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہونچا اور یہ خبر حامد بن حمید کو پہونچی تو بہت برہم ہوا اور کہا کہ خیر آتا ہی تو آنے دو دیکھو تو کیا سزاے معقول دیتا ہون اور اس دیلم کو تو جان ہی سے مار ڈالونگا اور یہ کہکر حکم دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے بموجب حکم فوج قلعہ سے باہر نکلی اور طبل جنگ بجا اور اُدھر ایرج کو خبر ہوئی کہ طبل جنگ حامد بن حمید نے بجوادیا یہ سنکر ایرج نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے نقیبون نے نقابت کی بعد اسکے حامد بن حمید زنگی میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی اس طرف ایرج نوجوان مرکب کو چمکا کر مقابل حامد کے آیا لگاورزنی ہوئی ایرج کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور حامد کا گھوڑا چھ قدم لسپا ہوا دونون نے مرکبون کو رانون مین مسلکر مقابلہ کیا حامد کی نگاہ جو چہرۂ ایرج پر پڑی ایک آفتاب جلوہ گر دیکھا آنکھین خیرگی کرنے لگین حامد نے حیران ہو کر پوچھا کہ ای جوان تیرا کیا نام ہی ایرج نے کہا کہ مجھکو ایرج نوجوان کہتے ہین حامد نے کہا کہ خیر مین نے تو تیرا بڑا نام سُنا تھا سمجھا تھا کہ ایرج کوئی بڑا پہلوان زبردست اور قدآور ہوگا مگر واہ واہ ایسی قد و قامت پر یہ دعوی ہی اور انھین ہاتھ پانون پر اپنے کو صاحبقران کہلاتا ہی ایرج نے کہا کہ خیر اس بک بک سے کیا حاصل ہی جب ہاتھ اٹھیگا تو آپ ہی معلوم ہوجائیگا کہ کون قوی ہی اور کون ضعیف حامد نے کہا کہ اچھا لا حربہ اپنا ایرج نے کہا کہ پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال پھر مین بھی وار کرونگا یہ سنکر حامد نے ایرج پر نیزہ مارا ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کر دیا حامد نے تلوار ماری ایرج نے تلوار اسکی پکڑلی کمر مین ہاتھ پڑ گئے زور ہونے لگے مرکب دونون کے بیٹھ بیٹھ گئے دونون گھوڑون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی چار شبانہ روز کشتی ہوا کی پانچوین روز ایرج نے اسکو زیر کیا اور کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کر اسنے کہا کہ ایک شرط سے ایرج نے کہا کہ وہ شرط بیان کر حامد نے کہا کہ مین دختر کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہر پر عاشق ہون اسے دلوا دیجیے تو مین اپنے لشکر سمیت آفتاب پرست ہوتا ہون ایرج نے کہا کہ مین تیری محبوبہ تجھے دلوا دونگا مگر اپنی بہن کو دیلم کے ساتھ منسوب کر دے اسنے کہا کہ بہت بہتر کیا مضائقہ ہی غرض ایرج نوجوان نے تمام قلعہ اور شہر برقان کوہ کو آفتاب پرست کیا اور شادی دیلم کی زنگلہ بانو کے ساتھ کر دی بعد اسکے نو لاکھ زنگیون کی جمعیت فراہم کر کے حامد بن حمید کو بادشاہ کیا تخت زرنگار پر بٹھایا اور فوج کثیر نو لاکھ زنگیون کی اپنے ہمراہ لیکر بصد کر و فر جانب ہفت منظر سلیمانی کے روانہ ہوا

اب یہان سے چند کلمے داستان طرماسپ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ طرماسپ جو نورالدہر کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا تو گینڈا اسکو لیکر علی الصباح ایک صحراے پر فزا مین پہونچا اور گھانس چرنے لگا چرتے چرتے ایک جھرجھری جو لیتا ہی تو طرماسپ زمین پر تھا اور گرتے ہی بے ہوش ہوگیا ہوش جو آیا تو اپنے کو ایک صحرا مین پایا کہ جہان تک نظر کام کرتی ہی سواے صحرا کے اور کچھ نظر نہین آتا مگر زخم سے خون جو علی الاتصال جاری تھا وہ بند ہو چکا ہی طرماسپ اٹھا دیکھا کہ ایک درخت پر بڑے بڑے چیونٹے چڑھے چلے جاتے ہین اور سامنے ایک چشمۂ آب ہی پہلے زخم اپنا دھویا بعد اسکے چیونٹے پکڑ کر اپنے زخم مین ٹانکے لگائے بعد اسکے گینڈے کو پکڑا زین اسکا درست کر کے اسپر سوار ہوا اور ایک گانون مین پہونچا وہان کھانا کھایا زمیندار سے وہان کے جا کر ملاقات کی پوچھا کہ کوئی شہر بھی یہان سے قریب ہی اسنے کہا کہ ہان شہر اشرقیہ یہان سے دس بارہ کوس ہی غرض کوئی دو چار روز وہان قیام کیا جب زخم کچھ اچھا ہولیا تو جانب شہر اشرقیہ روانہ ہوا جب داخل شہر ہوا تو شہر کو نہایت آباد و شاد پایا ایوان شاہی کا پتا پوچھتا ہوا در بارگاہ پر آیا گینڈے پر سے اتر کے بارگاہ کے اندر جانے کا قصد کیا دربان نے روکا اسکے اس زور سے طمانچہ مارا کہ سر دھڑ سے اڑ گیا طرماسپ بے تحاشا ایوان شاہی کے اندر چلا گیا کہ شرق شاہ تخت پر بیٹھا ہی سرداران فوج افسران سپاہ گرداگرد اسکے متمکن ہین طرماسپ پکارا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر کہ جو نیر اعظم آفتاب تابان کو برحق جانتا ہو شرق شاہ متحیر ہوا کہ پہلے دروازۂ بارگاہ پر غل و شور ہوا کہ ارے دربان کو مار ڈالا بعد اسکے

طرماسپ کو دیکھا کہ اندر آیا اور بطریق آفتاب پرستان سلام کیا پوچھا کہ اے عزیز تو کون ہے کہ بارگاہ مین بے اطلاع چلا آیا دربان کو مار ڈالا اور دین آفتاب پرستی کا نام لیتا ہے تو ایسا کہان کا زبردست ہے جو ایسی باتین کرتا ہے اگر تو سودائی ہوا ہے تو اپنا علاج کر ورنہ یہ حرکات تیرے تجھکو خرابی مین ڈالینگے طرماسپ نے کہا کہ سُن اے بادشاہ نام میرا طرماسپ بن طہماس بن عنقویل دیوبرو ہے رفیق بالتخصیص ہون زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا آیا ہون کہ تمکو آفتاب پرستی کی جانب ہدایت کرون اور مین ہاتھ سے نبیرۂ حمزہ کے زخمی ہوا تھا گنبذ ایمان لیکر نکل آیا یہ تقریر سنکر شرق شاہ اور بھی برہم ہوا اور پکارا کہ ارے جلد اسے گرفتار کر لو سودائی ہو گیا ہے ہمکو آفتاب پرست کرنے آیا ہے یہ حکم سُنکر بہت سے لوگ دوڑ پڑے طرماسپ اُنکی جانب حملہ آور ہوا بہت سے لوگون کو قتل کیا لاش پر لاش گرا دی جسپر ساطور مارا اُسکے دو ٹکڑے تھے ایک تہلکہ مچا دیا شرق شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا بارگاہ سے باہر نکل آیا تخت پر سوار ہوا چالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ ہین سب نے ایکمرتبہ اسکو گھیر لیا چار طرف غلغلہ ہے کہ لینا اس مردود کو طرماسپ بھی خوب ہی لڑ رہا ہے تا اینکہ بہت سے لوگ طرماسپ کے ہاتھ سے مارے گئے اب عجب تماشہ ہو رہا ہے کہ بازار مین لڑائی ہو رہی ہے دکاندار دکانون مین الگ شور کر رہے ہین راہ گیر الگ چلا رہے ہین قدر جو طرماسپ کا بہتر گز کا ہے تو لوگ یہ سمجھ رہے ہین کہ یہ کوئی دیوزاد ہے بعضے کہتے ہین کوئی رکس ہے بعضے جو بت پرست ہین وہ چلا رہے ہین کہ دیوتا ہمپر مہربانی کیجیے ہم تو آپ ہی کے ہین واسطے بھگوان کا ہمکو قتل نہ کیجیے اور طرماسپ برابر ساطور مار رہا ہے جسپر پھل پڑ گیا اُسکے دو ہی ٹکڑے تھے جسپر دستہ پڑ گیا اسکا بھیجا پاش پاش ہو گیا کسی محلے سے کوئی باہر نہین نکلتا کہ مال جان کو چھوڑکر کہان جائین کسی محلے مین کل اہل محلہ ایک جگہ مجتمع ہو گئے ہین کہ وہ بلا ادھر آئے تو اُسکو مارینگے ایک بلوا تمام شہر مین مچا ہوا ہے جس طرح مست ہاتھی سے لوگ بھاگتے ہین اس طرح طرماسپ سے لوگ گریزان ہین جس طرف طرماسپ نکل جاتا ہے لاش پر لاش گرا دیتا ہے اور ایک غل ہو جاتا ہے کہ میان وہ طرماسپ آپہونچا بھاگو بھاگو لوگ بھراٹا مار کر تتر بتر ہو گئے ایک عالم تہ و بالا ہو گیا آدمی پر آدمی گرنے لگا لیکن طرماسپ نے جو بہت سے لوگون کو قتل کیا اور ایکسان آٹھ پہر تک لڑا کیا تو اُسکے زخم کے ٹانکے ٹوٹ گئے خون بہت جاری ہوا اور غش طاری ہو گیا عیارون نے کمندین مار کر پکڑ لیا طرماسپ تو بیہوش تھا ہی اُسی حالت مین غل و زنجیر مین گرفتار کر لیا شرق شاہ نے حکم دیا کہ اسے زندانخانے مین لیجاؤ اور سب لاشین اٹھوا کر دفن کرا دو یہ حکم دے کر چلا گیا دوسرے روز پھر بارگاہ مین آکر بیٹھا تھا اور حکم دیا کہ جلد اس قیدی کو لاؤ مین اُسے قتل کرونگا وزیر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اسے رہنے دیجے اور اسکے زخم کا علاج کرائیے شاید کسی وقت مین اس سے کوئی کام نکلے کھانا اُسکے لیے تقرر کیجیے اور تاکید فرمائیے کہ کسی طرح کی تکلیف اسے نہ پہونچنے پائے کہ خداوندا ایسے پہلوان و بہادر کم ملتے ہین وزیر کے کہنے سے بادشاہ خاموش ہو رہا اور اُسکے زخم کا علاج شروع کیا جب زخم اسکا اچھا ہو گیا تو شرق شاہ نے اُسے بلوایا اور کہا کہ اے طرماسپ دین لقا پرستی اختیار کر طرماسپ نے کہا کیا خوب مین ایسے دین روشن کو چھوڑ کر اس بھگوڑے لقائے بے بقا کو سجدہ کرون مجھسے یہ امر ہرگز نہوگا مجھے مرگ گوارا ہے اور لقا پرستی منظور نہین شرق شاہ نے کہا کہ خیر اسے قیدخانے مین رکھو سمجھا جائیگا طرماسپ کو پھر حسب الحکم بادشاہ مقید کیا مگر کھانا پانی شراب و کباب وغیرہ سب اچھی طرح پہونچتا رہا چند ہی روز گذرے تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ اے شرق شاہ بادشاہ نہ طاق سکندری سکندر شاہ عاد اور سعادت شاہ بن سکندر فوج کثیر لیے ہوئے تمپر آتا ہے یہ خبر سنکر شرق شاہ کانپ گیا اور اپنے وزیرون سے مشورہ کرنے لگا کہ مین تو سکندر سے ہرگز مقابلہ نہین کر سکتا اب تمھاری کیا رائے ہے بھاگ چلون یا قلعہ بند ہو جاؤن اکثر نے قلعہ بند ہونے سے بھاگ چلنے کو پسند کیا اور کہا کہ خداوند اُسکی فوج گوے کو کھیلنے کا گیند جانتی ہے دم بھر مین قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا بعضون نے قلعہ بندی ہی کو پسند کیا اور کہا کہ خداوند یہی نا کہ مارے جائینگے دل کا حوصلہ تو نکل جائیگا بھاگ جانا تو مردی و مردانگی کا نام ڈبونا ہے مگر ایک وزیر جو نہایت ہوشیار اور ذیشعور تھا

عرض کرنے لگا کہ طرماسپ کو زندانخانے سے طلب کیجے اور اُس سے کہیے کہ وہ سکندر کا مقابلہ کرے اگر وہ مقابلے کا اقرار کرے تو اُسے چھوڑ دیجیے اور اگر وہ حریف کو مارے تو اُسکا دین بھی قبول کیجیے شرق شاہ نے کہا کہ اچھا بلاؤ طرماسپ کو القصہ طرماسپ کو زندانخانے سے طلب کیا جب وہ آیا تو اُس سے کل کیفیت بیان کی اور کہا کہ اگر تو سکندر پر غالب آئیگا تو مین دین آفتاب پرستی قبول کرونگا طرماسپ نے کہا کہ ہان مین سکندر رعاد سے لڑونگا آپ نہ گھبرائیے اور نہ کوئی تشویش کیجیے شرق شاہ نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلوا کر قید اسکی کٹوا دو طرماسپ نے کہا کہ اے بادشاہ کچھ آہنگرون کی حاجت نہین ہے یہ کہکر کل قید اپنی مثل ریسمان کے توڑ ڈالی شرق شاہ بہت خوش ہوا طرماسپ کو حمام کروایا لباس فاخرہ پہنایا دوسرے ہی روز خبر آئی کہ لشکر سکندر رعاد کا آپہونچا طرماسپ نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہے تم بھی لشکر اپنا باہر نکالو شرق شاہ کا بھی لشکر باہر آیا اُدھر لشکر سکندر رشاہ مین طبل جنگ بجا اُدھر شرق شاہ کے لشکر مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے میدان نبرد ہوئے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اُدھر سے سعادت شاہ اپنے باپ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اُدھر سے طرماسپ شرق شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا سعادت شاہ کے سامنے آکے لگا ورزن ہوا بعد لگا ورزنی کے سعادت شاہ نے پوچھا کہ تو کون ہے نام ونسب اپنا بیان کر اُسنے کہا کہ مجھے طرماسپ بن طہماس بن عنقوپل دیو برور کہتے ہین مین صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا رفیق خاص ہون اُسنے کہا کہ اے طرماسپ دین لقا پرستی اختیار کر مین تجھکو اپنے لشکر کا مختار کرونگا طرماسپ نے کہا کہ اے سعادت شاہ پہلے مین بھی لقا پرست ہی تھا جب مین نے دیکھا کہ وہ لائق خدائی اور قابل پرستش نہین ہے تو مین نے اُسپر لعنت کی اور دین آفتاب پرستی قبول کیا یہ سنکر سعادت شاہ نے کہا کہ ہان یہ کہہ کہ تو لقا کو بڑا جانتا ہے خیر معلوم ہو جائیگا اور جو حربہ تیرے پاس ہو لا طرماسپ نے کہا کہ تو پہلے وار کر لے تو مین حربہ کرونگا یہ سنکر سعادت شاہ نے نیزہ مارا طرماسپ نے بند اول ہی مین ہوائی کر دیا سعادت شاہ نے تلوار ماری طرماسپ نے وار بچاکر تلوار اُسکی پکڑ لی زور ہونے لگے مرکب تو بیٹ کے بل بیٹھ گئے دونون گھوڑون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی طرماسپ نے قریب شام اُسے زیر کر کے مقید کر لیا دوسرے روز سکندر خود میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا طرماسپ نے اُسکا بھی مقابلہ کیا شام تک مقابلہ رہا آخر کار طرماسپ نے اُسے بھی زیر کر کے مقید کیا صبح کو دونون کو اپنے سامنے طلب کیا اُنھون نے سامنے آتے ہی بطریق آفتاب پرستان سلام کیا طرماسپ نے اُنھین بٹھایا اور مذمت لقا اور مدحت آفتاب پرستی بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ اگر تمنے آفتاب پرستی اختیار کی تو فبہا ورنہ مین تمھین زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر وہ دونون بھی آفتاب پرست ہوئے اور شرق شاہ بھی آفتاب پرست ہوا سکندر رعاد نے جا کر اپنے تمام لشکر کو آفتاب پرست کیا اور طرماسپ کو شہر نہ طاق سکندری مین لے گیا دعوت وضیافت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا غرض

طرماسپ تین لاکھ سوار اور پیادے اپنے ہمراہ لیکر خدمت ایرج نوجوان مین روانہ ہوا

اب یہان سے چند کلمے داستان اُس درویش کے حال مین بیان کیے جاتے ہین کہ جسنے ملکہ قمر چہر کی تصویر نورالدہر کو دی تھی اور نورالدہر نے اُسے اپنا خنجر دیا تھا کہ تو لشکر اسلام مین اسے لیے جا

کاتبان حکایات عبرت آیات ومحرران مضامین حیرت لنشان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر وتسطیر کرتے ہین کہ جب وہ فقیر اُس خنجر کو لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا تو بہت جلد جلد طے مراحل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سات چور لباس فقیرانہ پہنے ہوئے ایک جانب سے پیدا ہوئے اور خواجہ منصور اُس خنجر کو کپڑے مین لپٹے ہوئے اپنے کلیجے سے لگائے ہوئے چلا جاتا ہے اُن چورون نے یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس کوئی نایاب چیز ہے جسے چھپائے ہوئے چلا جاتا ہے

آپسمین صلاح کی کہ کسی طرح اسے دیکھا چاہیے کہ یہ کیا چیز ہی تا اینکہ وہ سب ایک فقیر کے تکیے پر اُترے وہ ساتون تو گدائی کو چلے گئے اور آٹھوان فقیر یعنے خواجہ منصور وہین بیٹھا رہا جب ساتون پھر کر آئے تو شیرینی مین بیہوشی آلودہ کر کے اُس درویش کے آگے بھی رکھدی خواجہ منصور نے کہا کہ بابا یہ شیرینی کیسی ہی اُنھون نے کہا کہ داتا مانگ کر لائے تھے تو تم بھی کھاؤ کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو خواجہ منصور نے کہا نہین بابا اندیشہ کاہے کا اور تردد کس امر کا معبود مالک ہی شعر درویش بلانوش بلاچٹ ہین میان ہم بینگ ہین جو آہین افعی کو مسلکرین افیون کا گولا ہین ایسے ہم آفت + اور ہمنے تو اُسی پر سر منڈایا ہی وہی ہمارا مالک ہی یہ کہکر افیون نکالی گھولکر پی بعد اُسکے وہ شیرینی کھائی بس کھاتے ہی بیہوش تھا وہیں رات تلے گئے جب ان سب نے دیکھا کہ خوب بیہوش ہوگیا تو وہ خنجر چرا لیا اور یہ صلاح کر کے کہ اسے بیچکر حصہ بانٹ کر لینگے زمین مین گاڑ دیا جب صبح کو بیدار ہوئے تو لگے نشہ جمانے حقون کے دم اُڑانے اور کمر مین چستی کرنے کہ اتنے مین خواجہ منصور کی بھی آنکھ کھلگئی بقچہ خنجر کا غائب تھا جان نکلگئی یقین ہوگیا کہ انھین سب نے چرایا ہی جان پر تو صدمہ تھا ہی پکار کر کہا کہ مین تمھین ہرگز جانے نہ دونگا تمنے میرا خنجر چرایا ہی وہ ساتون تو ایک دل تھی ہی کہنے لگے کہ ارے داتا تجھے خیر ہی ارے تو کسکا ہونڈا ہوا ہی فقیرون پر تہمت لگاتا ہی ہم لوگ چوری کیا جانین جو مانگنا وہی کھانا شعر لنگکے زیر ولنگکے بالا + نہ غم دزد نہ غم کالا + ارے میان ہمارا اسباب دیکھلے یہ کہکر گٹھرین کھولڈالین سب اسباب کھولکر سامنے رکھدیا کہا بابا دیکھلے یہ سب اسباب موجود ہی اپنے کچھ پیٹ مین تو رکھ نہین لیا اور جب اسباب دکھا چکے تو سونٹے پکڑ پکڑ کر درپے ہوئے فقیر جو تکیہ دار تھا مانع ہوا کہنے لگا کہ خوب بات ہی اُسی کا اسباب گم ہوا اُسی کو مارتے ہو یہ کہکر اپنے فقیرون سمیت اُٹھ کھڑا ہوا یا ہادی یا مرشد یا داتا کا غل ہوا اور ہر ایک کہنے لگا کہ عجب لنگاڑے حرام خوار آتے ہین مال بھی چرائین مار پیٹ بھی کرین قضائے کار شہر سبز نگار کی کوتوالی کے لوگ کہ اُسی شہر کی عملداری مین یہ مقام تھا موجود تھے غل اور ہنگامہ جو ہوا تو اُن سبنے آکر فقیرون کو گھیر لیا پوچھا ارے یہ کیا شور و غل ہی اُن ساتون نے کہا کہ ہی کیا یہ فقیر ہمین عبث چوری لگاتا ہی اور ہم اسکے اسباب سے واقف نہین ہر چند کہتے ہین کہ ہمارا سب اسباب ڈھونڈھ لے مگر کسی طرح نہین مانتا اور وہ فقیر زار زار رو رہا ہی کہتا ہی کہ جہان میرا خنجر گیا وہان مجھے بھی مار ڈالو وہی تو وسیلہ تھا میری روٹیون کا مین اب ایسی شی کہان سے پاؤنگا اب وہ سپاہی تکیہ دار کی جانب متوجہ ہوئے کہ شاہ صاحب تم کیا کہتے ہو اُس تکیہ دار نے کہا کہ بابا مین تو اتنا جانتا ہون کہ یہ آٹھون فقیر کل شام کو یہان آئے تھے یہ ساتون تو گانون مین گدائی کو چلے گئے اور یہ آٹھوان فقیر جسکا خنجر جاتا رہا ہی یہین رہگیا تھا یہ نہین گیا صبح کو مین نے اسے روتے دیکھا کہ ہائے میرا بقچہ جاتا رہا اُن سپاہیون نے اس فقیر سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہی خواجہ منصور نے کہا کہ صاحب یہ ساتون راستہ سے میرے ساتھ ہو لیے تھے اور آپس مین سرگوشی کرتے جاتے تھے کہ جو کچھ اس فقیر کے پاس ہی یا چھین لیجیے یا چرا لیجیے مگر مجھکو غافل نہ پاتے تھے اور مین بہت ہوشیار رہتا تھا جب مین اس تکیہ پر آیا تو زبردستی مجکو شیرینی بیہوشی آلود کھلا کر بیہوش کیا جب مین بیہوش ہوگیا تو رات کو ان سبھون نے میرا بقچہ چرا لیا وہ ساتون پکارے کہ حاشا ہمکو خبر بھی نہین کہ اسکے پاس کیا تھا سپاہیون نے دیکھا کہ یہ ساتون تو ایک طرف ہین اور وہ اکیلا بلبلایا جاتا ہی کہا کہ ان سبکو کوتوال کے پاس لیچلو وہ جو چاہے سو کرے اور ان آٹھون فقیرون کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لائے اور تمام حال بیان کیا کوتوال نے کہا کہ اچھا ہم دم بھر مین قبلوائے لیتے ہین ابھی تو یہ بتا دینگے مار کے آگے تو بھوت بھاگتا ہی اور ان ساتون کو بندھوا کر تازیانے مارنا شروع کیے ایک فقیر اُنمین سے تاب مار کھانے کی نہ لاسکا پکارا کہ مین بتائے دیتا ہون مجھے چھوڑ دو اُسکو مارنا موقوف کر دیا جب مار کم ہوگئی تو کہنے لگا کہ تکیہ کی پشت پر اُس خنجر کو گاڑ دیا ہی کوتوال نے کہا کہ پیادے اسکے ساتھ جائین اور بقچہ لے آئین جب وہ بقچہ آیا تو اُسے کھولا دیکھا کہ ایک خنجر غلاف جواہر نگار مین ہی کہ قبضہ اسکا الماس کا ہی خنجر کو کھینچکر دیکھا تو ایک پرچہ الماس تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ برق چمک گئی کوتوال اُس خنجر کو دیکھکر لوٹ ہوگیا پہلے تو خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو کچھ دیکر یہ خنجر لے پھر سوچا کہ اگر یہ راضی نہوا اور بادشاہ تک یہ خبر پہونچ گئی تو مفت مین ذلیل ہونگا اس سے حاصل کیا بہتر یہ ہی کہ یہ خنجر

بادشاہ کو چلکر دے القصہ فقیرون کو تو وہین چھوڑا اور خود جاکر وہ خنجر بادشاہ کو دکھایا بادشاہ نے جو اُس خنجر کو دیکھا تو نام مبارک حضرت سلیمان پیغمبر اُس خنجر پر کندہ تھا اور فی التحقیقت ایسا خنجر کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا تھا سو جان سے عاشق ہوگیا پوچھا کہ کوتوال یہ خنجر کہان سے تیرے ہاتھ آیا کوتوال نے کل حال من و عن اُن فقیرون کا بیان کیا بادشاہ کو یہ خیال گذرا کہ اس خنجر کے ساتھ سپر تلوار بھی ہوگی کوتوال سے کہا کہ جلد اُن فقیرون کو بلواؤ کوتوال نے اُسیوقت اُن فقیرون کو طلب کیا جب وہ آئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ سپر تلوار اسکے ساتھ کی کہان ہے جلد بتاؤ ورنہ تم سب کو قتل کرونگا وہ ساتوان فقیر تو کہنے لگے کہ حضور ہم نہین واقف خنجر اسی شخص کے پاس تھا یہی بتائیگا جب بادشاہ اس سے مخاطب ہوا تو اُسنے عرض کیا کہ یہ خنجر مجھکو نور الدہر نے دیا تھا اور تمام سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی بادشاہ کو یقین نہ آیا سمجھا کہ یہ مکر سے کہنے لگا کہ اگر تمنے سپر تلوار اسکے ساتھ کی دیدی تو تمکو بہت کچھ دونگا ورنہ تم مارے جاؤ گے فقیرون نے کہا کہ اگر معبود نے قضا اُسی شہر مین لکھی ہے تو پھر مجبور ہین کیا بنا سکینگے یہ سُنکر حکم دیا کہ اچھا ان سبکی گردن مارو کوتوال اُن سب کو شہر سے باہر لایا جلادون کو طلب کیا میدان خونی تیار ہوا ارہ کش تسمہ کش قیچیان سولیان سب موجود ہوئین اُسوقت کوتوال نے کہا کہ انھین دار پر کھینچو نہین تو یہ سپر تلوار اسکے ساتھ کی بتائین اور سب فقیر پکار رہے ہین کہ یا لقادر دے یا لقادر دے اور یا لات یا علی و منات معلی الغیاث ہم سب بیگناہ تہ تیغ ہوتے ہین مگر خواجہ منصور تو مسلمان تھا یہ چلانے لگا کہ ای مالک حقیقی و خالق تحقیقی اسوقت بدین میری مدد کر سوائے تیرے کسکو پکارون ای مالک میرے مجکو اس جانکنی سے نجات دے اشعار

ای کارکشای بستہ کاران
ہی کعبہ و دیر مین ترا شور

مقصود دہ امید واران
موران ضعیف کو ترا زور

ہم نشئی صد نکات تو ہی
تو ہی ہی دوائے دردمندان

ہم ناظم کائنات تو ہی
تو ہی ہی امید مستمندان

مین بیگناہ مارا جاتا ہون مجھے اس ہلاکت سے جلد نجات دے بس اسکا یہ دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر جا گزین ہوا اور جانب صحرا سے ایک تتق گرد کا بلند ہوا جب دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ طہماس بن عنقوبل دیو پرور گرگدن پر سوار سامنے سے نمودار ہوا ہجوم خلائق دیکھکر یہ بھی اُس مقام پر آیا دیکھا کہ آٹھ فقیر تہ تیغ بیٹھے ہوئے ہین اس جگہ پر توضیح لکھدینا مناسب ہے کہ طہماس بن عنقوبل دیو پرور طرماسپ کے تعاقب مین نکلا تھا قضائے کار اتفاقات روزگار طرماسپ کو ڈھونڈھتا ہوا یہان بھی پہونچ گیا القصہ طہماس نے جلادون سے ڈانٹکر کہا کہ خبردار انھین ابھی مارنا اور کوتوال سے کہا کہ آخر انکا گناہ کیا ہے جو انکو قتل کرتے ہو اُسنے حال بیان کیا اور خواجہ منصور نے پکارا کہ تحفہ بھی میرے پاس سے چھین لیا اور ناحق مجھے قتل کرتے ہین مین اُسکے ساتھ کی سپر تلوار کہان سے لاؤن طہماس نے کہا کہ تو کون ہے اور تحفہ تیرے پاس کیا تھا اُسنے کہا کہ جان بچے تو بیان کرون طہماس نے کوتوال سے کہا کہ خبردار اسے نہ مارنا کوتوال نے کہا کہ حکم شاہی ہے کیونکر نہ مارین طہماس نے کہا کہ بادشاہ تیرا کیا حقیقت رکھتا ہے اور تو کیا فرمناق ہے دور ہو سامنے سے اور جلادون سے کہا کہ تمھاری بھی قضا آئی ہے جاؤ چلے جاؤ جلاد تو دور شکر کھڑے ہوئے مگر کوتوال ذرا گرم ہوا کہ تو ہے کون جو انکا حمایتی بنا ہے کیا تیری شامت آئی ہے طہماس یہ سُنکر بہت برہم ہوا اور ایک ساطور جو اُسکے مارتا ہے تو برابر دو ٹکڑے تھے یہ معرکہ دیکھکر کوتوال کے پیادے تلوارین سوت کر دوڑ پڑے طہماس نے ایک لمحہ بھر مین اُن سبکو مار کر ڈالدیا باقی پیادے اور تماشا بین بھاگے طہماس نے فقیرون کو رہا کیا ہرکارون نے جاکر بادشاہ کو خبر دی کہ ای محمل شاہ سبز پوش ایک عادی یکہ و تنہا آیا ہے اُسنے کوتوال کو مع پیادون کے مار ڈالا اور فقیرون کو رہا کردیا بادشاہ نے یہ خبر سُنکر حکم دیا کہ فوج تیار ہو اور خود ایک گینڈے پر سوار ہو کے بتیس ہزار سوار ہمراہ لیکر اُس طرف روانہ ہوا اور یہان طہماس اُن فقیرون سے حال پوچھ رہا ہے وہ کہہ رہے ہین کہ یہان سے چلے تو چلیے ایسا نہو کہ فوج شاہی آجائے اور طہماس کہہ رہا ہے کہ مین جب تک اس شہر کو مسخر نہین کرتا اور بادشاہ کو یہان کے دائرہ اسلام مین نہین لے آتا مجھے آرام نہ ہوگا تم سب دور سے تماشا دیکھو کہ یکایک گرد لشکر نمودار ہوئی اور غل و شور ہوتا ہوا سنائی دیا کہ لینا اُس مفسد کو جسنے کوتوال کو مارا ہے اور قیدیون کو چھڑایا ہے جانے نہ پائے یہ رنگ دیکھکر طہماس ساطور لیکر دوڑا اور اُس فوج پر حملہ آور ہوا جبکے

ساطور پڑ گیا اُسکے دو ہی ٹکڑے تھے ایک دم بھر مین ایک جماعت کثیر کو ہلاک کیا لاش پر لاش گرادی اکیلے نے سیکڑون کے وارے
نیارے کر دیے وہ تلوار کی کہ ہر طرف سے صدا تحسین و آفرین کی بلند ہوئی علمہاے لشکر نے سر وقد تعظیم دی نیزے استقبال کے لیے
آگے بڑھے کمانین قربان ہونے لگین وہان تیر و کلہ عمود سے صداے آفرین و تحسین بلند ہوئی الیاس اکہ رستم و اسفندیار کو یاد دلادیا
القصہ لوگون کو قتل کرتا ہوا محمل سبز پوش تک پہونچا اُسنے تلوار ماری طہماس نے تلوار اُسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چار
طرف سے کفار کا زغہ ہوا ہر طرف سے طہماس پر تلوارین پڑنے لگین مگر جو شخص طہماس پر تلوار مارتا ہے طہماس محمل شاہ کو بجاے
سپر سامنے کر دیتا ہے اور محمل سبز پوش چلا اُٹھتا ہے کہ ارے سنبھل کس پر تلوار مارتا ہے یہ آواز سُنکر وہ تلوار کو روک لیتا ہے اور
طہماس جب ساطور مارتا ہے تو اُسکے دو ہی ٹکڑے ہو جاتے ہین القصہ محمل سبز پوش یہانتک تڑپا کہ کمر بند اُسکا ٹوٹ گیا اور
ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا اور بھاگا محمل سبز پوش کے بھاگتے ہی تمام فوج بھاگ نکلی طہماس نے اُسکا تعاقب کیا محمل سبز پوش
اگر قلعہ بند ہوا اور گولہ اندازون سے کہا کہ بارو توپین بموجب حکم گولا برسنے لگا توپ پڑنے لگی اور جو لوگ محمل شاہ کے بیرون قلعہ رہ گئے
تھے ہر چند وہ چلایا کیے کہ ارے ہمین تو آنے دو مگر سُنتا کون ہے آخر کار وہ سب بھاگ کر طہماس کے پاس آئے اور ہاتھ باندھکر عرض
کیا کہ ہم آپکے مطیع ہین طہماس نے کہا کہ اچھا تم یہین کھڑے رہو مین قلعہ کو لیتا ہون تم بھی میرے عقب مین چلے آنا وہ سب تو
وہین ٹھہرے رہے اور طہماس ساطور ہاتھ مین لیکر جانب قلعہ روانہ ہوا اور یہان دیدبان جو بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے اُنھون
نے بادشاہ سے جاکر عرض کیا کہ عادی آ پہونچا اُسنے کہا کچھ پروا نہین خوب زد پر آنے دو جب طہماس قریب خندق کے پہونچا
محمل سبز پوش نے ہوائی داغی گولہ اندازون نے توپون کو جھکا کر سیدھ باندھکر گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد شکوہ جوش و
خروش مین آیا گولہ برسنے لگا طہماس کا یہ عالم ہے کہ جو گولہ داہنی جانب آتا ہے اُسے بچاتا ہے نکل جانے دیتا ہے جو بائین طرف جاتا ہے اُسے
بائین طرف جانے دیتا ہے جو سامنے آتا ہے اُسے دستہ ساطور سے کہ وہ پورے پانچ من کا ہے توڑ ڈالتا ہے یا ٹھنگی دے کر اُسی طرف پلٹا
دیتا ہے کہ وہ قلعہ کے برج پر پڑتا ہے اُسی طرح گولونکا ستیاناس کرتا ہوا لب خندق پہونچا یہان گولہ اندازون نے عرض کیا کہ خداوند
ہفت قلیہ بارہ کے داغ چلے گیا حکم ہوتا ہے کہا کہ ہاتھ کو روک تو دیکھو تو کہ ایک آدھ گولہ قضا کا لگا ہی ہوگا ہاتھ کا رکنا اور ہوا کا
چلنا تھا کہ دھوان ہر طرف ہوا اور روشنی ہوئی دیکھا کہ طہماس لب خندق کھڑا ہے اور للکار رہا ہے کہ اب تم میرے ہاتھ سے کہان
جاؤگے اوپر سے ماما متوالا تیل کا کڑاہ کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیان منجنیق کے پتھر پڑنے لگے طہماس نے سبکو رد کیا ایک کافر
نے ایک تیر پیشانی پر مارا کہ خون جاری ہوا طہماس نے تیر تو نکالکر پھینک دیا مگر خون پیشانی سے جاری تھا خندق کو پھاندکر پار آیا
ساطور دروازے پر مارا کہ دروازہ قلعہ کا مع برج گرا طہماس اندرون قلعہ در آیا اور قتل کرنا شروع کیا محمل سبز پوش نے
دیکھا کہ ظالم عجب بلا ہے لوگون کو آواز دی کہ ارے یہ کیا نامردی ہے کہ ایک تن تنہا کا کچھ نہین بنا سکتے تمام اہل قلعہ طہماس پر
ٹوٹ پڑے مگر ساطور کی دہشت سے کوئی طہماس کے پاس نہین آتا اور طہماس دو دستی ساطور مار رہا ہے کشتون کے پشتے
لاشون کے انبار لگا دیے قتل کرتا ہوا قریب محمل سبز پوش کے پہونچا دو چار آدمی جو اُسکے رفیق خاص تھے وہ خوب لڑے
مگر آخر کار طہماس کے ہاتھ سے مارے گئے اور جو لوگ قریب تھے وہ سب بھاگے جب محمل سبز پوش نے دیکھا کہ عادی قریب
آگیا تو ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے تلوار اُسکی چھین کر ایک طمانچہ جو مارا تو محمل سبز پوش بیہوش ہو کر زمین پر گرا اب لوگ
دور ہی سے شور و غل کر رہے ہین مگر کوئی قریب نہین آتا اور طہماس کہ رہا ہے کہ جو اُسکے قریب آیا مار ہی ڈالونگا کہ ایک ساعت کے
بعد محمل شاہ کی آنکھ کھلی طہماس نے ساطور کی نوک چھاتی پر رکھدی اور کہا کہ دین حقہ اسلام کو قبول کر ورنہ تجھے بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑونگا
محمل سبز پوش نے کہا کہ بہت مناسب مین نے لقاے پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا طہماس نے ساطور اُسکے سینے سے ہٹا
لیا وہ قدمون پر گر پڑا عرض کیا کہ کلمہ طیبہ ارشاد فرمائیے طہماس نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا محمل سبز پوش کلمہ پڑھکے مسلمان ہوا اور

افسران فوج سبکو بلا کر کہا کہ مین نے تو دین اسلام قبول کیا تمھین بھی اگر میرا ساتھ دینا منظور ہو تو زہرد شاہ پر لعنت کرو ان سبھون نے کہا کہ ہمین زہرد شاہ سے کیا غرض ہی ہمین تو آپ سے مطلب ہی الناس علی دین ملوکہم جو مشرب حضور کا وہی مذہب ہمارا اور سب کے سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے محمل طہماس کو ایوان شاہی مین لایا عرض کیا کہ آپ تخت پر بیٹھیے مین آپکی غلامی کرونگا طہماس نے کہا کہ ہمکو تخت نشینی سے کوئی مطلب نہین تمھارا تخت تمھین مبارک رہے ہم لوگ تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین خدا ہمارے شاہنشاہ کو سلامت رکھے ہم اُسکے ہوتے تخت پر نہین بیٹھ سکتے یہ کہکر محمل شاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور خود کرسی جواہر نگار پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی طہماس نے اُن آٹھون فقیرون کو بلوایا اور محمل شاہ سے کہا کہ کیا چیز تو نے انسے لی ہی اُسنے عرض کیا کہ اُن فقیرون کو آنے دیجے مین حاضر کرتا ہون الغرض لوگ جا کر اُن فقیرون کو بلا لائے سبھون نے قدمبوسی طہماس کی حاصل کی گرد پھیرے تصدق ہوئے طہماس نے فقیرون سے پوچھا کہ وہ کیا شی تھی جو تمسے محمل شاہ نے چھین لی تھی خواجہ منصور نے عرض کیا کہ خنجر تھا یہ کہکر رونے لگا طہماس نے دلاسا دیا اور محمل شاہ سے کہا کہ وہ خنجر منگاؤ اُسنے خنجر منگا کر پیش کیا طہماس نے خنجر کو پہچانا کہ یہ خنجر تو نور الدہر کا ہی اور خیال گذرا کہ نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری اور بے اختیار ہو کر رونے لگا اور کہا کہ سچ بتا یہ خنجر کیونکر تیرے ہاتھ لگا یہ خنجر تو میرے آقا کا ہی خواجہ منصور نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپکا کیا نام ہی طہماس کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ مجھے طہماس بن عنقوبیل دیو پرور کہتے ہین بس اُسنے جو نام طہماس کا سُنا عرض کیا کہ آپ ہی طہماس ہین مین تو آپ ہی کی خدمت مین چلا تھا آقا آپکا اچھی طرح ہی مگر تصویر ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو کے فراق محبوب مین جانب ہفت منظر تشریف لیگئے ہین اور یہ خنجر مجھے دے کر آپکی خدمت مین روانہ کیا تھا اور ابتدا سے انتہا تک کل حال بیان کیا طہماس نے اُس درویش کو بہت سا روپیہ اشرفی دے کر رخصت کیا اور کہا کہ جا کر سوداگری کرو خواجہ منصور تو مالا مال ہو کر چلا گیا اور اُن ساتون فقیرون کو بھی کچھ کچھ روپیہ دے کر رخصت کیا اور تمام شہر کو مسلمان آباد کیا اور محمل شاہ سے کہا کہ مین اب ہفت منظر سلیمانی کی طرف اپنے آقا نور الدہر کی خدمت مین جاتا ہون اُسنے کہا کہ مین بھی ہمراہ کاب چلونگا اور شاہزادے کے دیدار کا مشتاق ہون طہماس نے کہا کہ اچھا چلو کیا مضائقہ ہی محمل سبز پوش نے اپنے وزیر کو شہر مین چھوڑا اور بیس ہزار سوار ہمراہ لیکر طہماس کے ساتھ روانہ ہوا کوچ بکوچ چلے جاتے تھے تیسری ہی منزل تھی کہ ایک قافلہ سوداگرون کا ہفت منظر کی طرف سے آتا تھا اور قافلہ باشی اُسکا مسلمان تھا طہماس نے قافلہ باشی سے ملاقات کی اور پوچھا کہانسے آتے ہو اُسنے عرض کیا ہفت منظر سے طہماس نے کہا کہ اگر کچھ حال میرے آقا نور الدہر کا معلوم ہو تو بیان کرو اُس سوداگر نے کہا کہ ہان مین اتنا جانتا ہون کہ جب شاہزادہ نور الدہر وہان پہونچا تھا تو مین موجود تھا کیوان فلک رفعت نے شاہزادے سے ملاقات کی اور بہت خاطر کی ملکہ قمر چہر کو اُسکے ساتھ منسوب کیا اور کہا کہ وہ دیو کے قبضے مین ہی آپ دیو کے پنجے سے چھڑا کر ملکہ کو لے لیجیے شاہزادہ سامنے ہفت منظر کے گیا عاشقون کو دیکھا کہ وہان بیٹھے ہین آپ بھی فقیر بنکر وہان بیٹھا ہی ہرچند کیوان فلک رفعت نے منع کیا کہ یہ وضع اختیار نہ کیجیے آپکی شان کے خلاف ہی لیکن کسی طرح نہ مانا اور فقیر بنکر دریا کنارے ہفت منظر کے سامنے بیٹھا ہی اور ہفت منظر بیچون بیچ دریا مین سات درجے کی عمارت ہی دیوون کی بنائی ہوئی آدمزاد وہان جا نہین سکتا اور دیو قلماس وہان کا مالک ہی ملکہ اُسی کے قبضے مین ہی طہماس نے جو یہ حال اپنے آقا کا سُنا سوداگر کو تو رخصت کیا اور شنجرفی لباس پہنکر فقیر بنا محمل سبز پوش بھی اپنے ہمراہیون سمیت گیروا بستر ہوا القصہ طہماس بن عنقوبیل دیو پرور بوضع فقیری طرف ہفت منظر روانہ ہوا

اب یہان سے پھر داستان عبرت نشان شاہزادہ نور الدہر کی بیان کیجاتی ہی۔

کہ وہ مشتاق دیدار یار فقیر بنا ہوا سامنے ہفت منظر کے بیٹھا رہتا ہی اور بھی جتنے فقیر وہان عاشق بنے ہوئے بیٹھے ہین وہ بھی سب خوش و محظوظ رہتے ہین اسلیے کہ شاہزادہ انکو کھانا کھلواتا ہی میوہ کھلاتا ہی اور ملکہ جس وقت آتی ہی جدھر نور الدہر کھڑا ہوتا ہی اُسی طرف آکے بیٹھتی ہی اور شاہزادے کی خوش ہو ہو کر کبھی بلائین لیتی ہی اور کبھی ہزار جان سے صدقے ہوتی ہی اور اشارے سے کہتی ہی کہ ہائے

کیونکر تجھ تک پہونچ جاؤن بے بس اور بیکس پڑی ہون کوئی قابو نہین چلتا ہاے کیا کرون کہ تجھ تک اُڑ کر آؤن ہاے یہ نہین ہو حسرت و ارمان
جہان سے جائینگے اور تیرے وصل کی حسرت دل مین لیجائینگے یا اشارے کر کر کے روتی ہی آنسوؤن سے منھ دھوتی ہی اور کبھی عمرو سے
کہتی ہی کہ ای خواجہ آپ تو کہتے رہتے کہ دیو کا مار ڈالنا کوئی بات نہین ہی جسوقت چاہونگا دیو کو مار ڈالونگا اگر ابتک تو آپنے کوئی تدبیر
نکی ای خواجہ جب ہم غم فراق سے گھل گھل کر مر جائینگے تب آپ دیو کا کام تمام کرینگے عمرو جواب دیتا ہی کہ ملکہ مین سچ کہتا ہون اسکا
مارنا کچھ مشکل نہین ہی ایک چٹکی بجاتے مین مار ڈالونگا مگر بغیر حمزہ کے آئے ہوئے کچھ نہین ہو سکتا تم گھبراؤ نہین عنقریب حمزہ آیا ہی
چاہتے مین یہ سنتے ہی ایک آہ پر درد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ افسوس معلوم ہوا کہ ہماری قسمت مین یونہین گھل گھل کر مرنا اور رنج دل
مقصود دنیا سے گذرنا ہی شعر قبر مین بھی یار کا غم ساتھ لیجائینگے ہم + جب ہان ٹھہرائینگے دل اس سے بہلائینگے ہم + اُنیسیون
اور جلیسون نے کہا کہ حضور آپ کیون اسقدر رنج و غصہ کھا کھا کر اپنی جان ہلاک کیے ڈالتی ہین حضور خواجہ عمرو تو کہتے ہین کہ دو چار
روز صبر کیجے مین صورت وصل نکال دونگا خدا خواجہ عمرو تو ایک بلاے بے درمان آفت جہان ہین اُنکے نزدیک یہ کام کچھ
مشکل نہین ہی انھون نے تو بڑے بڑے زبردست دیوون کو مار کر خاک سیاہ کر دیا ابھی آپ ذکر سن چکی ہین کہ بردہ قاف مین تمام
تمام دیوون کو اپنا مطیع کرکے حمزہ سے لڑوا دیا اور خواجہ نے تو تمھین اپنی بیٹی بنایا ہی آپ کو شاہزادہ نور الدہر سے ملا دینگے آپ
گھبرائیے نہین دل کو چین دیجیے خدا کو یاد کیجیے دیکھیے کیا ظاہر ہوتا ہی ملکہ نے کہا کہ او کمبختو کیا کہتی ہو عاشق کو کہین چین آتا ہی دوہرہ
چین کہان جہان نین لگ اور نیم کہان جہان برہم اروہی + سدہ کہان جہان بدھ نہین اور سنکیچ کہان جہان دھیر دھرت ہی + دھیر کہان جہان
پیر پیا ملک نیہ کہان جہان لاج کرت ہی + چھوٹینگے جب جائینگے اتو مین ہاتھ پر لے بردہی + ہم بھی پہلے جب عاشق نہ ہوئے تو دیکھتے
تھے اور اپنے دیوانگان حسن کو بیقرار پاتے تھے تو کہتے تھے کہ ان موذون کے دل مین کیا سمائی ہی مخبوط ہو گئے ہین
اپنے کو دیوانہ بنایا ہی مگر اب انھین ٹرسے بولون کا سہارا ہو قطعہ ہم یہ کہتے تھے کہ نادان ہو جو دل کو دیوے + دیکھین
تو جو مین بے دل ہمسے وہ کون ایسا ہی + سو اب اک شخص کے ہی زیر قدم سر اپنا + سچ کہا ہی کہ ٹرے بول کا سر نیچا ہی + اور
ہمیں کیا منحصر ہی اس عشق خانہ خراب نے ہزارون کے گھر برباد کرلئے بہتون کو انسان سے حیوان کر دیا اشعار نہانہ ہمین اک غم
دلدار نے مارا بہتون کو اسی عشق کے آزار نے مارا + رہزن رہتے ادا و نگہ و خال و خط یار + تنہا ہمین پاکر انہین دو چار نے مارا +
یہ کہکر روتی جاتی تھی اور شاہزادے کو دیکھکر اپنا حال تباہ کرتی تھی ادھر نور الدہر زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا تھا مگر فلک کج رفتار
کے ظلم و ستم کا حال دیکھیے کہ اس ناہنجار کو اتنا دیکھنا بھی ناگوار ہوا اتفاق سے ایک روز دیو شکار کو گیا تو اس روز شکار اسکے ہاتھ
کم لگا جھنجھلاتا ہوا سویرے پھرا اور ملکہ قمر چہر اس خیال سے کہ ابھی دیو کے آنے کا وقت نہین ہی نور الدہر کی بلائین لے رہی
تھی کہ دفعتہ آندھی چلی راحت بخش نے عرض کیا کہ حضور دیو آتا ہی اٹھ چلیے ملکہ نے کہا کہ ارے ابھی اس مری کے آنے کا وقت
کہان ہی خدا جانے آندھی کیسی چل رہی ہی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیو آ پہونچا عمرو تو پہلے ہی پنجرے مین جا بیٹھا اور دیو نے
ملکہ کو دیکھا کہ کسی کی بلائین لے رہی ہی بس یہ دیکھکر آگ ہوگیا کہنے لگا کہ ای تنظرک تو کس سے باتین کر رہی تھی کسکے صدقے ہو رہی
تھی ملکہ تھرانے لگی رنگت زرد ہوگئی مگر اپنی جان سے تو بیزار تھی ہی کہنے لگی کہ انھین ساتھ والیون سے باتین کر رہی تھی دیو نے کہا کہ
اگر یہ نہین تو ان لوگون سے باتین کر رہی تھی جو کنارے دریا کے بیٹھے ہین دیکھ مین ان سبکو مارے ہی ڈالتا ہون پھر تو کس سے باتین
کریگی دیکھ ایک کو تو جیتا نہین چھوڑونگا ملکہ نے کہا کہ مین نے تجھ ایسا بدگمان نہین دیکھا کہان ہین وہ زمین پر مین آسمان پر تیری
عقل گئی ہی اور ایسا ہی مار ڈالنا ہی تو رہی بات تو مجھی کو مار ڈال کہ جھگڑا ہی چُک جائے اور عذاب کٹے ارے ایک تو میرے ماں باپ
سے تو نے چھڑا دیا دوسرے اوپر سے یہ مہمل بات کرتا ہی ارے مردے مین کسیوقت ادھر اپنا جی بہلانے کو جا بیٹھتی ہون تجھکو وہ بھی ناگوار
ہی اور تیری مرضی یہ ہی کہ مین تہین گھٹ گھٹ کر مر جاؤن نہ کسی طرف جاؤن نہ اٹھون نہ بیٹھون جس جگہ بیٹھی ہون بیٹھی

بیٹھی ہوں دیو کہنے لگا کہ ہان یہ کیون نہین کہتی کہ جب مین چلا جاتا ہون تو تو نظارہ بازی کرنے جاتی ہو خیر ان سب کا تو مین کام ہی تمام کرتا ہون
سب کو کھائے جاتا ہون مگر اب تو تو یہان سے کہین ہلکر جا ملکہ نے کہا کہ ارے مُوے ناحق بھی تو اُن غریبون کا دشمن ہوا ہی ارے
غضب الٰہی تجھپر نازل ہوگا اور یہ کہکر اپنی بے بسی و بیکسی پر اپنے کو کوسنے لگی کہ خداوندا اب جلد اس عذاب سے نجات دے اور میری
روح کو قبض کرنے ہاے اللہ میری موت کو بھی موت آگئی سیکڑون کو بھنے اپنے کو دیتی تھی اور زار زار مثل ابر بہار روتی جاتی تھی دیو تو اسکا
عاشق ہی منتین کرنے لگا کہ ملکہ بس بس اب نہ رو و چلو جانے دو مین سوتا ہون تم میرے سرہانے بیٹھو اب اُدھر نہ جانا یہ کہکر جو شکار
لایا تھا اُسے کھا کر سو رہا جب نفیر خواب بلند ہوئی تو ملکہ فرط بیقراری مین تڑپ کر نور الدہر کے دیکھنے کو چلی کنیز ہر چند ساتھ والیون
نے منع کیا کہ حضور از براے خدا نہ جائیے ایسا نہو کہ مُوا دیو چونک اُٹھے تو غضب ہو جائیگا ملکہ نے کہا کہ مین ابھی تو چلی آتی
ہون اور کہا کہ شعر مین تو بہتیرا ہی چاہون کہ نہ جاؤن وان پر + اشتیاق اُسکا کھینچے لیے جاتا ہی مجھے + ارے یہ دل کمبخت
نہین مانتا اسکو بغیر معشوق کے دیکھے آرام نہین ہی ہاے یہ کیا بلا میرے پیچھے لگ گئی یہ کہتی ہوئی اُسی دریچے
مین آکر بیٹھی شاہزادہ تو سامنے کو بیٹھا ہوا اُسی دریچے کی جانب دیکھ ہی رہا تھا ملکہ کی صورت زیبا دیکھتے ہی جان
تازہ جسم ضعیف مین آئی اشارے سے کہا کہ اے دلربا جب سے تم گئین ہم بیٹھے ہوئے ہین اور اس خیال سے کہین ہلے
نہین گئے کہ شاید پھر تم یہان تک چلی آؤ الحمد للہ کہ آپنے جان تازہ جسم مین ڈالی ملکہ نے کہا کہ ہان صاحب ہمپر تو تمھارے کارن
بڑی بڑی آفتین گذر گئین جب وہ مُردہ بک بک کے سو رہا تو مین یہان تک آئی نور الدہر نے کہا کہ ہان ملکہ مصرع
یہ مرے دل کی کشش تھی کہ ہو ممکن تم بچین + یہان ابھی یہ باتین ہو ہی رہین تھی کہ دیو نے کروٹ لی آنکھ کھولکر جو دیکھا تو ملکہ کو سرہانے
اپنے نہ پایا جھٹ اُٹھ بیٹھا اور پلنگ سے اُتر کر ملکہ کو چار طرف ڈھونڈھنے لگا ملکہ نے جو پاؤن کی چاپ سُنی جلدی سے دروازہ بند کر
منھ دھونے لگی دیو جو اُسطرف آیا کہا کہ اے نوسٹرک تو کیا کر رہی تھی ملکہ نے کہا کہ کرتی کیا تھی بیٹھے بیٹھے نیند آنے لگی تھی اٹھکر منھ دھونے
آئی تھی کہ آنکھون سے نیند کا خمار جاتا رہے دیو نے ہنسکر ملکہ کو گود مین اُٹھا لیا پیار کیا اور لاکر بٹھایا اور آپ سو رہا ملکہ کو خیال گذرا کہ
تیرے لیے شاہزادہ دھوپ مین کھڑا ہوگا اور یہ مُردہ تو سو گیا ہی ایک فرسا ملکر تو پھر اُسے دیکھ آ اور بیقرار ہو کر دوڑی ہوئی اُسی دریچے
کی طرف آئی اور شاہزادے کو دیکھنے لگی اور نور الدہر کا تو یہ حال تھا ہی کہ جب ملکہ چلی جاتی ہی اسی جگہ دل پکڑ کے بیٹھ جاتا ہی جب ملکہ
کو دیکھتا ہی قالب بیجان مین جان آجاتی ہی کھڑے ہو کر ملکہ کو دیکھنے لگتا ہی ملکہ نے اشارے سے کہا کہ ارے صاحب از براے خدا دھوپ
سے چلے جاؤ کہانتک کھڑے رہوگے اور کب تک اس گرمی مین جلتی ہوا کروگے ہی ہی جی ماندہ ہو جائیگا دشمنون کو بخار چڑھ آئیگا
ارے مین تمھارے صدقے سایے مین جاکر بیٹھ مجھ نگوڑی کی صورت مین کیا لعل لگے ہین جو میرے لیے اپنے کو ہلکان کیے
ڈالتے ہو ارے مین کیا کہین چلی جاتی ہون پھر دیکھ لینا مگر نور الدہر کی ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی جو اشارہ سمجھ مین آتا ہی اُسکا جواب
اشارۃً دیتا جاتا ہی کہ اس اثنا مین دیو پھر بیدار ہوا ملکہ کو جو نہ پایا چپکے سے اُٹھا اور سب سے منع کیا کہ خبردار ملکہ سے کوئی خبر نہ کرے
چپ چاپ ہین اور بہت آہستہ آہستہ آیا دیکھا کہ ملکہ دریچے مین تکیہ لگائے بیٹھی ہی اور دونون ہاتھون سے بلائین لے رہی ہی شعر
عاشقانہ پڑھ رہی ہی سمجھا کہ کسی پر عاشق ہی کوئی خوبصورت فقیران فقیر دن مین ہی اُسے دیکھ رہی ہی بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے
ملکہ تو کس پر عاشق ہوئی ہی کسکے صدقے قربان ہو رہی ہی ملکہ نے کہا کہ تجھے ہو کیا گیا ہی مین تو سوائے تیرے کسی کو بھی نہین چاہتی
دیو پکارا کہ مین کبھی یقین نہ لاؤنگا تو جس شخص کو دیکھنے کو یہان آتی ہی اُسے مجھے بتا دے ملکہ نے کہا کہ ارے مین اپنا جی بہلانے کو یہان
آ بیٹھتی ہون تو مجھے ناحق ستاتا ہی اس دق کرنے سے کیا حاصل ہی اس سے تو ایک مرتبہ مجھے کھا ہی جا دیو نے کہا کہ خیر تو مجھے نہ بتا مین
خود دریافت کرونگا اور ملکہ کے پاس مُنھ لاکر دیکھنے لگا سامنے ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا ملکہ کو ٹکٹکی باندھے
دیکھ رہا ہی بس یقین ہوا کہ ملکہ اسی پر عاشق ہی اسی کو آکر دیکھا کرتی ہی ملکہ سے کہنے لگا کہ مین سمجھا تو اسی پر عاشق ہی

اسی کو بار بار دیکھنے آتی ہی مین ابھی تو اسے جاکر کھائے لیتا ہون ملکہ نے کہا او بدذات یہ گمان ترا عبث ہی وہ بچارے فقیر گوشہ نشین ہین تو کیون اُنھین ایذا دیا چاہتا ہی دیو نہایت غضبناک ہو کر چلا اور یہان وہ وقت ہی کہ کیوان فلک رفعت شاہزادے کے پاس آیا ہی شاہزادے کو دیکھ رہا ہی کہ دیو غیظ و غضب مین چنگھاڑتا ہوا پہونچا خیال ہوا کہ ای کیوان دیکھیے کیا ہوتا ہی اور اُدھر ملکہ کی جان پر صدمہ ہی دعا کر رہی ہی کہ ای خدا تو ہی اس شہریار کو اسکے شر سے محفوظ رکھیگا اور اگر کوئی امر ناگوار ہونے والا ہو تو پہلے تو میری جان نکال لے کہ مین اُسکا روز بد نہ دیکھون اور عمرو کہ رہا ہی کہ ای ملکہ تم مضطر نہو اس دیو کی کیا حقیقت ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ جب مین دیوون کی فوج لیکر عادل قاف شہ کے حمزہ سے لڑا تھا تو یہ جوان ہزار دیوان زبردست سے ایسا لڑا کہ انجام کار وہ سب بھاگ نکلے پھر یہ غادیو قلیاس اُن دیوون کے سامنے کیا ہستی رکھتا ہی اور میرے کہنے پر کیا ہی تم خود دیکھ لینا ہر چند عمرو تسکین و تشفی کے کلمات کہتا ہی مگر ملکہ کو بالکل اثر نہین ہوتا زار زار رو رہی ہی کہ دیکھون کیا ہوتا ہی اور یہان دیو قلیاس قبیح شان و نحوست نشان نورالدہر پر آیا شاہزادہ تو ساکت بیٹھا ہوا تھا اور اور لوگ دور دور تماشا دیکھ رہے تھے اور سہم سب رہے تھے کہ اگر اسکو کھا لیا تو ہم سبھون کا بھی نوالا کریگا ساری عشق و عاشقی رفو چکر ہو گئی القصہ جب دیو نورالدہر کے پاس آیا تو شاہزادے نے ہاتھ پکڑ کر جو جھٹکا دیا تو دیو منھ کے بھل سامنے آیا ہر چند چاہا کہ ہاتھ چھڑائے مگر کسی طرح نہ چھوٹا آخر کار کشتی ہونے لگی مگر جان لیوا کا یہ ہی کہ ہر چند بھاگنے کا قصد کرتا ہی مگر کسی طرح نجات نہین ہوتی چار گھڑی تک ایسی کشتی ہوئی کہ دیو ہلاک ہو گیا اور نورالدہر نے شاخ اُسکے سر کی پکڑ کر کھینچی دیو نے جو سر پیچھے ہٹا کر زور کیا تو شاخ اُسکی جڑ سے اُکھڑ آئی اور دیو نورالدہر کے ہاتھ سے جھٹک کر بھاگا کیوان پکارا کہ مرحبا صد مرحبا ای شہریار اس حالت مین یہ کار نمایان آپ ہی کا کام تھا نورالدہر نے کہا ای کیوان کیا خاک کار نمایان کیا دیو تو ہاتھ سے چھوٹ گیا کیوان نے کہا کہ ای شہریار یار زندہ و صحبت باقی مگر دیو جو بھاگا تو ہفت منظر مین آیا پہلے تو ملکہ نے شکر خدا کیا کہ بارالٰہا لاکھ لاکھ شکر ہی تیرا کہ تو نے اُس شہریار کو بچایا اور دیو سے پوچھا کہ ارے یہ کیا ہوا دیو نے کہا ای ملکہ ہوا کیا وہ آدم زاد بہت بڑا زبردست ہی اُسنے میری ایک شاخ توڑ ڈالی اور اگر نہ بھاگتا تو مارا جاتا عمرو نے کہا کہ ای دیو قلیاس تم تو غصے مین آکے چلے گئے اگر مجھسے پوچھتے تو مین ہرگز نہ جانے دیتا زلزلہ قاف کا نام تو سنا ہی یہ شخص اُسی کا پوتا ہی بلاے بے درمان آفت جان و جہان ہی تم ناحق اُسکے مقابلے کو گئے اور خیر گھبراؤ نہین شاخ جو تمھاری ٹوٹ گئی ہی اُسکا غم نہ کرو مین تمھاری شاخ طلائی بنا دونگا دیو نے کہا کہ ای آغا بلبل تو میری شاخ درست کر دیگا عمرو نے کہا کہ ہان تم زرگرون کو بلاؤ اور ایک تھوڑا سا سونا منگاؤ مین شاخ تمھاری درست کر دونگا دیو گیا اور جو کچھ عمرو نے کہا تھا بہت جلد مہیا کر لایا عمرو نے سونے کا سینگ زرگرون سے بنوا کر دیو کے جڑوا دیا اور سنارون کو بہت سا انعام و اکرام دلوا کر رخصت کروایا دیو بہت خوش ہوا مگر نورالدہر کے نام سے روح کانپ رہی تھی دل مین عہد کیا کہ اب کبھی اس آدم زاد کے پاس نہ جاؤنگا بلکہ غافل پا کر اسے مارونگا ایک روز عمرو ہفت منظر پر بیٹھا ہوا تھا کہ جانب صحرا سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا ملکہ قمر چہر بھی دیکھنے لگی فقیر بھی سب بھیانک ہو کر دیکھنے لگے کہ دفعۃً دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ ایک جم غفیر اور فوج کثیر اس حشمت سے چلی آتی ہی کہ آگے آگے سقے زربفت کی مرزائیان پہنے ہوئے بادلے کی لنگیان باندھی ہوئین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے کہ انھین مل دے کر گھٹنون تک چڑھا لیا ہی کڑے ہاتھون مین پڑے ہوئے کاندھون پر مشکین رکھے ہوئے ہزارے دہانون مین لگے پانی مین گلاب و کیوڑا ملا ہوا چھڑکاؤ کرتے چلے آتے ہین جب وہ گذر گئے تو سات سو علم سات لاکھ فوج کے نشان سات سو ہاتھیون پر اس حشمت سے دکھائی دیے کہ ہاتھیون پر بہت پرتکلف جھولین پڑی ہوئین علم کے پھریرون پر آفتاب کی تصویر بنی ہوئی عماریان سنہری ہودج ہاتھیون کی مستکون پر آئینے لگے ہوئے سونے کی زنجیرین بھسونڈون مین لپٹی ہوئین اگر اکیلا جانب ٹھہرے بعد اُسکے ہتھنالین شترنالین فیچیا بانون کی پیدلون کے غول کے غول ڈفلے نفیری کی آواز بلند تکلیان چمکتی ہوئین خاصبردارون کے غول کے غول جوانان

کاندھون پر رکھے ہوئے مخمل سرخ کے غلاف اُنپر چڑھے ہوئے زردوزی کام اُسپر بنا ہوا سرخ پگڑیان باندھے ہوئے تخت تنگ
چھوٹی ہوئی چلے آتے ہین بعد اُسکے سوارون کے پرے کے پرے مرکب تازی ترکی عراقی نہایت عمدہ اور اصیل ایک ایک گھوڑا
دو دو دساہیس چنوریان ہاتھون مین لیے ہوئے گذر گئے بعد اُسکے ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار اور اُسکے پیچھے ایک
زنگی سیاہ رو تیرہ درون تاج شہریاری بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوئے اور خاص
خاص رفیق ساتھ چلے آتے ہین اس عظیم دشان سے یہ فوج سامنے ہفت منظر کے پہونچی بارگاہ استادہ ہوئی ایرج داخل بارگاہ
ہوا اور حامد بن حمید تخت پر بیٹھا ایرج نوجوان نے دنگل شوکت کو مزین کیا صحبت عیش برپا ہوئی حامد نے ایرج سے پوچھا
کہ ای ایرج نوجوان یہانتک تو پہونچ گئے اب بتائیے کہ ملکہ کیونکر ہاتھ لگیگی وہ تو وسط دریا مین اندرون عمارت دیو کے قبضے مین ہے
ایرج نے کہا کہ تم گھبراتے کیون ہو مین کشتی پر سوار ہوکے ہفت منظر مین جاؤنگا حامد نے کہا کہ دیو کے ڈر سے کوئی کشتی دریا مین
جا نہین سکتی دیو پتھر مار کر ڈبو دیتا ہے ایرج نے کہا کہ اچھا خیر سمجھا جائیگا اب یہان تک تو پہونچ گئے حامد نے کہا کہ خیر اتنا تو کیجیے کہ
کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہر کا باپ ہے اسے بلا کر کہیے کہ ملکہ کو میرے ساتھ منسوب کر دے ایرج نے کہا کہ اچھا یہ بھی ہو جائیگا
اور منشی سے بلا کر کہا کہ کیوان فلک رفعت کو اس مضمون کا ایک نامہ لکھ کہ اس نامے کو دیکھتے ہی بہت جلد آستانہ فیض کاشانہ
پر حاضر ہو ورنہ بہت سزا پائیگا جب نامہ تیار ہوا تو دیلم شاطر زنگی اُس نامے کو لیکر روانہ ہوا مگر ملکہ قمر چہر نے جو لشکر ایرج کو دیکھا
خواجہ سے پوچھا کہ خواجہ یہ لشکر کسکا ہے عمرو نے کہا کہ یہ لشکر ایرج کا معلوم ہوتا ہے شاید اس لشکر کا بادشاہ تمپر عاشق ہوکر
آیا ہے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ خواجہ نوج ایسی باتین تو نہ کیا کرو اس مردے کی صورت کو مردے شہدے جائین ای خواجہ سوائے اس شاہزادہ
عالی قدر کے خدا کسی دوسرے کی شکل نہ دکھائے ای خواجہ خدا اُس روز کے لیے مجھے نہ رکھے کہ مین کسی اور کا منھ دیکھون اور اُس
روز کو خدا زمین کا پیوند کر دے کہ جس روز مین کسی اور کے پہلو مین بیٹھون عمرو نے کہا کہ ملکہ مین نے تو ایک بات کہدی کہ اگر یہی
زندگی ہے تو تم سوائے نور الدہر کے اور کسی کا پہلو نہ دیکھو گی کیا مجال کسی کی جو تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے ملکہ نے کہا
خواجہ خدا تمھین سلامت رکھے مجھے تم سے ایسی ہی امید ہے ملکہ اس سے زیادہ امید ہے یہان تو یہ گفتگو ہے اور وہان دیلم شاطر زنگی نامہ
ایرج کا لیکر قلعہ قمر بخش مین پہونچا اور ایوان شاہی مین جا کر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا کیوان نے کہا کہ آئیے اور
دیلم کے لیے دنگل منگا کر بچھوایا مگر صورت دیکھکر سہما ہوا ہے پوچھا کہ آپ کدھر تشریف لائے دیلم نے کہا کہ مین صاحبقران آفتاب
پرستان ایرج نوجوان کا نامہ لیکر آیا ہون کیوان نے کہا کہ لائیے دیلم نے نامہ ہاتھ مین دیا کیوان نے دبیر کو بلوا کر نامہ پڑھوایا
مضمون نامہ سنکر کچھ چپ سا ہو گیا مگر نامے کو لیکر بوسہ دیا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور کہا کہ ای پہلوان دوران آپ چلیے مین
کشتیان ہدایا کی تیار کر کے حاضر ہونگا اور خلعت بیش بہا منگا کر دیلم کو دیا دیلم بہت ہی خوش و مسرور ایرج کے پاس آیا تمام حال بیان
کیا اور یہان کیوان نے اپنے وزیر سے مشورہ کیا کہ ای وزیر با تدبیر اب کیا تدبیر کرون ایک بیٹی تھی اُسے نور الدہر والا قدر کے
ساتھ منسوب کر چکا اب دوسری بیٹی کہان سے لاؤن جو اس بچہ طوک کے ساتھ منسوب کرون اور شاہزادہ نور الدہر اپنے ہوش
مین نہین ہے اور مین تنہا اس برازنیے سے مقابلہ نہین کر سکتا وزیر نے عرض کیا کہ پیر و مرشد بہتر یہ ہے کہ قلعہ آپکا بہت زبردست ہے آپ
قلعہ بند ہو جائیے اس قلعے کا لے لینا کچھ ہنسی نہین ہے اور حمزہ صاحبقران کی خدمت مین عرضی لکھکر روانہ کیجیے وہ جسوقت حال
نور الدہر کا ملاحظہ فرمائینگے اُسی وقت یا خود تشریف لائینگے یا اور کسی زبردست سردار کو روانہ کرینگے کہ وہ اگر قلعہ مہر افشان
آفتاب پرست کا توڑیگا کیوان وزیر کی اس رائے صائب سے بہت خوش ہوا گلے سے لگایا خلعت دیا اور حکم دیا کہ دروازہ
قلعہ کا بند کر کے پل تختہ اٹھا لو خندق پر آب کر دو توپین جہان چڑھی ہون چڑھوا دو گولہ انداز مستعد ہوئے حکم ہوا خبردار اب کوئی پرندہ پر
نہ مارنے پائے ملازمون نے حسب الحکم کل سامان درست کیا اور کیوان نے خدمت حمزہ صاحبقران مین عرضی لکھکر روانہ کی

ادھر تو قلعہ تیار ہوا اُدھر ایرج انتظار کر رہا ہی کہ کیوان اب آتا ہی اب آتا ہی تا اینکہ وہ دن تو گذر گیا اور دوسرا دن آیا جب پہر چڑھ آیا اور کیوان نہ آیا تو ایرج مشوش ہوا ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ کہ کیوان نے کیون دیر کی اور ابتک نہ آنے کا کیا سبب ہوا ہرکارے گئے اور شام کو آکر خبر دی کہ کیوان تو قلعہ بند ہوا ہی ارادۂ جنگ رکھتا ہی یہ سُنتے ہی ایرج کمال درجہ غضبناک ہوا اُسی وقت حکم دیا کہ فوج ہماری تیار ہو اور بہت جلد جاکر قلعۂ قمر بخش کو گھیرے اُس قلعہ قمر بخش کی حقیقت کیا ہی مین ایک پہر بھر مین توڑے دونگا لشکر اُسی وقت تیار ہونے لگا اور کل لشکر اپنے ہمراہ لیکر قلعہ پر آیا چہار طرف سے یون قلعہ کو گھیر لیا کہ جیسے دانتون مین زبان جب فوج نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو ایرج نوجوان داخل خیمہ ہوا اور دنگل شوکت پر متمکن ہوا اور حکم دیا کہ طائفے آکر مجرا کرین بمجرد حکم طائفے اُسی وقت حاضر ہوئے اور ناچ گانا شروع ہوا جام مے ارغوانی گردش مین آیا ہر ایک سردار ہر ایک زنگی چہار طرف بیٹھا ہوا ہی ایرج نے اُنسے مخاطب ہوکر استفسار کیا کہ اے بہادرو مین تم سب سے یہ پوچھتا ہون کہ تم سب کے نزدیک قلعہ لینے کی کیا تدبیر ہی اور اس مقدمے مین کونسی کوشش مناسب ہی یہ سُنکر اُن سب نے عرض کیا کہ خداوند آپ طبل جنگی بجوادین اور ہر طرح سے مطمئن رہیے کسی قسم کا تردد نہ فرمائیے اگر تائید نیر اعظم شامل حال رہی تو ہم سب یورش کرکے قلعہ کو توڑ لینگے اسمین وقت اور مقام تردد کا کیا ہی الغرض ایرج نے طبل جنگ بجوایا اور یہ خبر کیوان فلک رفعت کو بھی پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہی کیوان نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہین ہی اور کوئی مقام فکر و تردد کا نہین ہی رضینا بالقضا جو خواہش الٰہی ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دیا جاے اسطرف بھی بموجب حکم کیوان فلک رفعت کوس حربی نوازش مین آیا اور دونون طرف جنگ کی تیاری ہونے لگی شب بھر دونون جانب سامان جنگ درست ہوا صبح کو کیوان فیلبند دروازے پر آکر بیٹھا اور اُسطرف سے ایرج نوجوان زنگیون کی فوج لیے ہوئے نمایان ہوا قلعہ پر سے اکّا دکّا گولا پڑنے لگا زنگیون کی فوج گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑی ہوئی اور غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قلعہ اس طرح توپ و تفنگ اور جملہ سامان جنگ سے آراستہ ہی کہ جس طرح عروس نو اپنے زیور سے آراستہ ہوتی ہی گولا انداز بیس بیٹھے ہین مہران داغ رہے ہین اور کیوان فیل انداز کے گرد بھی کچھ لوگ مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے ہین پس ایرج نے زنگیون کی طرف دیکھکر کہا کہ بتلاؤ بھائیو کیا ارادہ ہی سبھون نے عرض کیا کہ خداوند آپ کے حکم کی دیر ہی ہم ہر طرح مستعد ہین ایرج نے کہا پھر دیر کاہے کی ہی جلدی سے یہ حکم سُنکر دفعتہ سبکے سب یورش کرکے قلعہ کی جانب چلے دیدبان جو قلعہ پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے اُنھون نے کیوان فلک رفعت سے عرض کیا کہ حضور ہوشیار ہون زنگی یورش کیے ہوئے قلعہ کی طرف آتے ہین کیوان نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی زد پر تو آنے دو جب زنگیون نے کچھ میدان زد کا بھی طے کیا تو کیوان نے ہوائی داغی گویا یہ حکم تھا کہ اب اپنے کام مین مشغول ہو پس گولہ اندازون نے فوراً توپون کو جھکا جھکا کر اور سیدھا باندھ باندھ کر گولے مارنا شروع کیے فوج ایرج مین ایک تلاطم ہو گیا غلغلۂ محشر انگیز برپا ہوا فوج ایرج پر برابر گولہ پڑنے لگا جسپر چھینٹ بھی پڑ گئی مع راکب و مرکب بخش ہو گیا جتنے زنگی آگے بڑھ آئے تھے وہ آن واحد مین واصل جہنم ہوئے اور جو پیچھے کھڑے تھے یا بچگئے تھے وہ بھاگ بھاگ کھڑے ہوے اور گولہ اندازون نے کیوان فیل انداز سے کہا کہ ہفت غلیمۃ باڑھ کی داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہی کہا کہ ہاتھ روک لو دیکھو کہ ایک آدھ گولہ قضا کا لگا ہوگا بس ہاتھ روک لینا تھا کہ ہوا چلی اور دھوان برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا ہزارہا زنگی مرے پڑے ہوئے ہین دست و پا اور سرون کا میدان مین ڈھیر لگا ہوا ہی اور کچھ زنگی بھاگے ہوئے اور سہمے ہوئے دور کھڑے ہین یہ معرکہ دیکھکر کیوان فلک رفعت نے کہا کہ ہماری فتح ہوئی طبل شادمانی بجایا جاے بمجرد حکم قلعہ پر طبل شادمانی بجنے لگا ایرج نے جھنجھلا کر چاہا کہ آپ اکیلا قلعہ پر جاے حامد بن حمید زنگی قدمون پر گر پڑا اور ایرج کو روک لیا اور قلعہ پر نہ جانے دیا بعد اسکے طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کو واپس گیا الغرض اسی طرح سات دفعہ قلعہ پر حملہ آور ہوا مگر ازبسکہ قلعہ بہت بڑا زبردست تھا کچھ نہو سکا ناچار ہو کر پھر پھر آئے اور ان سات مرتبہ کے حملون مین قریب ایک لاکھ زنگی کے جان سے ہلاک ہوئے

زخمیون کا حساب نہین اور ایرج جب قصد جانے کا کرتا تھا حامد بن حمید زنگی مانع ہوتا تھا القصہ لاکھ لاکھ تدبیرین کین مگر قلعہ کسی طرح ہاتھ نہ آیا ایرج کمال متردد ہوا اور کمال فکر و تشویش لاحق حال ہوئی شاپور شیردل سامنے کھڑا ہوا تھا اُس سے ایرج نے کہا کہ ای شاپور عمرو تو قلعہ گیر بے جنگ مشہور ہی اور اُسکی اولاد نے بھی بڑی بڑی لاجواب عیاریان کی ہین تو بھی شاگرد ہی عمرو کا مگر اب تک کوئی عیاری نہ کی شاپور نے کہا کہ آپنے کہا کب جو مین نہین بجا لایا جو ارشاد فرمائیے اور جو حکم دیجیے بجا لاؤن ایرج نے کہا کہ ای شاپور اگر تو کیوان کو پکڑ لائے تو مین بہت خوش ہون شاپور نے کہا کہ لیجیے کیوان کو یہ کتنی بڑی بات ہی اگر کیوان کو نہ لاؤن تو آج سے عیاری کرنا چھوڑ دون اور نام عیاری کا نہ لون ای خداوند اپنا نام شاپور نہ رکھون یہ کہکر ایرج سے رخصت ہوا رنگ و روغن عیاری اور کل سامان شب روی مہیا کر کے رات کو قلعہ کے سامنے آیا آکر کیا دیکھتا ہی کہ بہت بڑی بڑی مشعلین جل رہی ہین اور فصیل و ہر برج مین چراغ اور مہتابین دھڑ دھڑ کر رہی ہین چہار طرف بالاے قلعہ طلایہ پھر رہا ہی آواز بیدار باش ہشیار باش حاضر باش کی بلند ہی ہر طرف جاگ ہو رہی ہی اور سواران زرہ پوش چار طرف گرداگرد قلعہ توڑے بندوقون کے سلگائے ہوئے بندوقین کاندھون پر رکھے ہوئے طلایہ پھر رہے ہین غرض چہار طرف قلعہ کے پھرا کسی طرف سے راستہ نہ پایا کہ کمند مار کر اوپر جاے آخر کار لوٹتا ہوا کسی نہ کسی طرح لب خندق تک پہونچا اور مشک کو پھلا کر پیٹ تلے رکھکر شناوری کر کے پار گیا اور موری کے راستہ سے داخل قلعہ ہوا صورت کو بدل کر رات تو بسر کر دی صبح کو ایک فقیر کی شکل بنکر شہر مین پھرنا شروع کیا جاے نشست و برخاست اور خوابگاہ کیوان وغیرہ کو دریافت کیا شب کو جو کیوان اپنی بارگاہ مین جا کر سویا شاپور نگہبانون کو بیہوش کر کے سرھانے کیوان کے آیا اور اُسے بھی بیہوش کر کے حلقہاے کمند مین گرفتار کر کے وہان سے لے نکلا اور اُسی موری کے راستے سے نکلکر لشکر ایرج کا راستہ لیا جب بارگاہ ایرج مین داخل ہوا تو ایرج نے پوچھا کہ ای شاپور شیر یا روباہ اُسنے عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے شیر ہون روباہ کیسا ایرج نے کہا کہ کیوان کو لایا اُسنے عرض کیا کہ لایا اور پشتارہ سامنے ایرج کے رکھدیا اور اُسی وقت گرہ پشتارے کی کھولکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا کیوان کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ مشکین بندھی ہوئی سامنے ایرج کے بیٹھا ہی اور زنگیان آدمخوار جمع ہین خیال کیا کہ توبہ کیا بُرا خواب دیکھا ہی اور آنکھین اپنی بند کرلین شاپور نے کہا کہ ای کیوان تو خواب سمجھا ہی ارے یہ عین بیداری ہی مین تجھے قلعہ سے پکڑ لایا ہون یہ بارگاہ ایرج ہی یہ آواز جو کان مین گئی جلدی سے اُٹھ بیٹھا ایرج کو سلام کیا ایرج نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی اور حکم دیا کہ ای شاپور اسے کھولدو شاپور نے حلقہ ہاے کمند کھولدیے صحبت عیش برپا ہوئی شراب کا دورہ شروع ہوا ایرج نے ساقی سے کہا کہ کیوان کو بھی جام دے بعد اُسکے کیوان سے کہا کہ ای کیوان مین نے تجھے اسلیے طلب کیا ہی کہ تو اپنی بیٹی کو شاہزادۂ زنگبار حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کردے کیوان نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان میری ایک ہی بیٹی تھی اُسے شاہزادۂ عالی قدر نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا اب دوسری بیٹی کہان سے لاؤن جو شاہزادۂ زنگبار کے ساتھ منسوب کرون ایرج بہت غضبناک ہوا اور پکارا کہ ای دیلم شاط جلد اسے پکڑ کر کھاے دیلم شاط دوڑا کیوان کی جان نکلگئی چاہا کہ ایرج کے قدمون پر گرے دیلم شاط نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چاہا کہ اُسے چیر ڈالے کیوان پکارا کہ مین نے قمر چہر کو شاہزادہ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا ایرج نے کہا کہ ای دیلم شاط بس یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا دیلم شاط نے اُسے زمین پر رکھدیا کیوان ایرج کے قدمون پر گر پڑا ایرج نے خطا کیوان کی معاف کی کیوان نے خوف جان سے نوشتہ لکھدیا کہ مین نے بخوشی ملکہ قمر چہر کو شاہزادۂ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا اور اگر کوئی دوسرا دعوی کرے تو باطل ہی اور مہر اپنی اُس نوشتہ پر ثبت کر دی ایرج نے کیوان کو رخصت کیا کیوان بچشم گریان بادل بریان قلعہ قمر بخش کو چلا اور ریان کا حال سنیے کہ قلعہ مین کہرام ہی ہر طرف غل شور ہو رہا ہی کہ کوئی کیوان کو پکڑ لیگیا اور سواے عیار ایرج کے یہ کام کسی کا نہین ہی وزیر نے سبھون کو تسلی دی اور کہا کہ مین ابھی خبر منگواتا ہون اور اُسی وقت ہرکارون کو روانہ کیا

ہرکارے صورت بدلکر لشکر ایرج مین آئے اُسوقت پہونچے کہ کیوان پر سیاست ہو رہی تھی ناچار دکھا کیے تا اینکہ نوشتہ دیکر چھوٹا اور با چشم پر آب قلعہ کو چلا اثنائے راہ مین ہرکارون نے آکر سلام کیا عرض کیا کہ ہم تو آپکی خبر کو آئے تھے آپ نے بہت خوب کیا جو نوشتہ دیکر جان بچائی غرض کیوان داخل قلعہ ہوا کُل حال وزیرون سے بیان کیا سب نے عرض کیا کہ حضور یہ بڑا مکار ظالم ہی آپ صبر کیجیے اگر شاہزادہ ہوش مین ہوتا تو اس سے کچھ نہ بن پڑتا مگر افسوس کہ وہ بالکل بیہوش ہی اُسے اپنے ہی تن کا ہوش نہین ہی لیکن امیر حمزۂ صاحبقران کو اب نامہ اُنکا پہونچا ہوگا وہ آتے ہی ہونگے کیوان تو صبر کرکے چپکا ہو رہا اور ایرج سامنے ہفت منظر کے جلادیا دو قلیاس شکار کو گیا تھا ملکہ عمرو کو ساتھ لیے ہوئے نور الدہر کو بیٹھی دیکھ رہی تھی کہ گرد و غبار کا تتق اٹھا اور علم آفتاب پیکر نمایان ہوئے عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ایرج بہت ہی خوبصورت آدمی ہی ملکہ نے کہا کہ عمرو یہ سچ ہی مگر سوائے نور الدہر کے کل حسینان عالم میرے بھائی اور باپ ہین عمرو نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا اور ملکہ نے بھی جو ایرج کو دیکھا تو بہت حسین پایا لیکن اپنے دل مین کہا کہ حسین تو ضرور ہی مگر نور الدہر کے حسن کو کہان پا سکتا ہی القصہ جب تخت حامد بن حمید زنگی کا سامنے آیا تو ملکہ نے کہا کہ عجب بدشکل زنگی ہی سیاہ رو کج بینی احول چشم بڑا سا دہانہ موٹے موٹے ہونٹھ زرد زرد آنکھین بڑے بڑے بال اس طرح کھل کھائے ہوئے کہ جس طرح پہاڑ پر سانپ ہاتھ بھر سینے کی ہڈی اٹھی ہوئی دست و پا جیسے بڑے بڑے چنار کے ڈالے بدہیئت کریہ منظر ملکہ نے دیکھتے ہی اُٹھ کر کے منھ پھیر لیا اور کہا کہ خواجہ یہ ایسا قبیح کون ہی عمرو نے کہا کہ ارے یہی تمپر عاشق ہوا ہی ایرج اسی کو ساتھ لیکر آیا ہی ملکہ نے کہا کہ نوج خدا اس موئے پر بجلی گرائے یہ کہکر اُٹھ گئی اور خواجہ سے کہا کہ خواجہ سوائے نور الدہر کے مجھے اور کسی سے کچھ سروکار نہین ہی یہ کہکر اُس طرف آئی جدھر سے نور الدہر کا بالکل آمنا سامنا تھا نور الدہر نے جو دیکھا کہ ملکہ آئی اُٹھکر تصدق ہونے لگا ادھر ملکہ دونون ہاتھون سے بلائین لینے لگی دعائین دینے لگی اشارے مین باتین ہونے لگین لیکن ایرج سے حامد بن حمید نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان ملکہ ابھی تو ادھر بیٹھی تھی مجھے دیکھتے ہی اُس طرف جا بیٹھی اتنے مین ایرج سے ہرکارون نے کہا کہ ادھر اور عشاق بیٹھے ہوئے ہین اور نور الدہر بھی ہی ایرج یہ سُنکر بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ ہائین جہان میرے لشکر کے بادشاہ کا گذر ہو وہان کوئی دوسرا شخص آکر بیٹھے کیا مجال ہی مین ابھی سب کو جاکر ہٹائے دیتا ہون یہ کہکر اُسطرف چلا آکر دیکھا تو واقعی بہت سے عاشق تن مجتمع ہین شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہین نہایت غصہ آیا کہ یہ سب تیرے بادشاہ کے معشوق کو دیکھنے آئے ہین بس کوڑا لیکر دوڑا اور ایک ایک کو مار مار کر وہان سے ہٹایا ایک غل پڑ گیا کہ یہ ظالم کہان سے آیا ہی ایک ایک کو مارتا ہی خدا اسکو سزا دے مگر مار کے آگے بھوت بھاگتا ہی سب کے سب اُٹھکر بھاگے یہانتک کہ ایک ایک کو کوڑے مارتا ہوا نور الدہر کے پاس آیا دیکھا کہ فقیر بنا ہوا بیٹھا ہی شنجرفی تہمد بندھی ہوئی شنجرفی پیراہن گلے مین پہنے ہوئے سرہانے پاس رکھے ہوئے تکیہ شنجرفی پیچھے لگا ہوا تسبیح ہاتھ مین آثار عشق چہرے سے عیان اپنے بنگلے سے باہر نکلا ہوا ایک پتھر کی چٹان کے سائے مین بیٹھا ہوا ہفت منظر کی طرف دیکھ رہا ہی ایرج نے سلام کیا نور الدہر نے جواب دیا کہ بابا خدا بھلا کرے ایرج نے کہا کہ میری تلوار کے ہیبت سے یہ حال بنایا ہی تارک دنیا بنا ہی جاؤ اُٹھ یہان سے کہ میرے ملازم کا ناموس یہان ہی اور اگر نہ اُٹھیگا تو سخت آزار پہونچاؤنگا مگر نور الدہر تو مبہوت عشق ہی دنیا و مافیہا کی خبر نہین ہی بالکل خاموش ایرج کی لنترانیان سُن رہا ہی آخر سُنتے سُنتے اتنا کہا کہ اے ایرج تمنے ہماری دوستی اور آشنائی بالکل بھلا دی جو صحبتین ہمارے تمہارے رہتی تھین اُسے بالکل نسیاً منسیا کر دیا ایرج نے کہا کہ اے نور الدہر یہ سب سچ ہی مگر مقدمۂ ناموس سب سے زیادہ سخت ہی قمر چہر میرے ملازم کی معشوق ہی اس لحاظ سے مجھے گوارا نہین ہی کہ کوئی اور شخص یہان بیٹھے اور قمر چہر پر نظر ڈالے علی الخصوص تمہارا بیٹھنا تو اور بھی زیادہ ناگوار ہی اس وجہ سے کہ تمہارے باعث سے بدنامی متصور ہی لوگ یہی تو کہینگے کہ نور الدہر حامد بن حمید کی معشوقہ پر عاشق ہو کر بیٹھا ہی یہ ننگ مجھے کسی طرح گوارا نہین بہتر یہ ہی کہ تم یہان سے اُٹھ جاؤ نہین تو بہت ایذا پاؤگے یہ سُنکر پہلے تو نور الدہر کو غصہ آیا مگر یہ سوچکر غصے کو

ضبط کیا کہ ای نور الدہر تو عاشق ہی در دلدار پر بیٹھا ہی تجھے غصہ بیکار آیا ہی ہرگز غصہ نہ چاہیے اور جو عاشق اُٹھ گئے تو وہ عاشق صادق نہ تھے عاشق فاسق تھے کہ ایذا کے متحمل ہو سکے مگر تو تو یہان سے نہ جا اور جا تو مر کے جا جو ایذا ہو سو اُٹھا یہ سُنکر ایرج سے اتنا کہا کہ ای ایرج مین تجھکو نہایت اچھا اور بامروت و باحمیت سمجھا تھا مگر گمان میرا غلط ٹھہرا اور افسوس ہی کہ کمال درجہ پاجی اور نامرد و بے مروت نکلا کہ مطلق میرا پاس نہ کیا ارے زنگی کے لیے مجھے اُٹھاتا ہی اور ہم تو یہان سے نہ اُٹھینگے جور و ستم سہینگے ثابت قدم کوے محبت مین ہین یہین رہینگے جان سے جائینگے یہان سے نہ جائینگے یہ کہکر رونے لگا اور دیوانہ وار ہفت منظر کی طرف دیکھنے لگا بس یہ سُنکر ایرج نے دیدہ و دانستہ ایک کوڑا نور الدہر کے مارا اور ایک راوی کہتا ہی کہ ایک فقیر نور الدہر کے برابر بیٹھا تھا کوڑا اُسکے مارا تھا چھند نا اُسکا اچٹکر نور الدہر کے پڑ گیا نور الدہر آنکھون مین آنسو بھر لایا غصے کو ضبط کر کے آسمان کی طرف بہ نگاہ یاس دیکھکر چپ ہو رہا ابکی ایرج نے پھر کوڑا اُٹھایا کہ نور الدہر پر مارے کہ دفعۃً ایک نعرہ بلند ہوا کہ او آفتاب پرست خبردار کیا کرتا ہی اس طرح غفلت کا پردہ آنکھون پر ڈالا ہی کہ کچھ سوجھتا ہی نہین ارے کیا تو نہین پہچانتا کہ یہ جان حمزۂ صاحبقران زینت لشکر اسلامیان فرزند شاہزادہ بدیع الزمان ہی قسم پروردگار کی رات کو تجھے مار ڈالونگا اب جو ایرج نے مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ چالاک بن عمرو ہی کہنے لگا کہ ای چالاک مجھے ڈراتا ہی خیر اسوقت تو مین پھرا جاتا ہون آپسے یہان سے تو اُٹھائے جا ورنہ بیشک میرے ہاتھ سے ایذا ہو چکیگی یہ کہکر اپنے دل مین کچھ سوچکر چلا گیا دوسری روایت یہ ہی کہ شبرنگ بن عمرو نور الدہر کو ڈھونڈھتا ہوا ہفت منظر پر آیا تھا شاہزادے کو فقیر دیکھکر وہ ہاتھا اسباب تکیہ کا سنوار دیا کرتا تھا اُسنے ایرج کو منع کیا غرض ایرج تو چلا گیا اور یہ روتا ہوا خدمت صاحبقران مین روانہ ہوا لیکن وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق مورد بیداد سپہر بے مہر ملکہ قمر چہر ہفت منظر سے ایرج کی بدعت دیکھ رہی تھی کہ یہ کمبخت ایک ایک کو مار رہا ہی اور جو لوگ مدتون سے بیٹھے ہوے تھے بھاگے چلے جاتے ہین مگر جب نور الدہر کے پاس پہونچا اور اُسپر کوڑا اُٹھایا تو ملکہ ایرج کو کوسنے لگی کہ ای اللہ اس مردے پر کڑکڑاتی بجلی ٹوٹے آسمان پھٹ پڑے اور یہ موا غارت ہو کیسا اس کوڑے مارنے نے زور اُٹھایا ہی خدا اسکے زور کو ڈھائے اور ہاتھ اسکے گل گر پڑین سہیلیون نے کہا کہ حضور وہ کیا ایسے کمزور ہین دیکھیے دیدہ سے کیسے لڑے کہ ایک شاخ تک اسکی توڑ ڈالی کہ اُسنے پھر اُدھر کا رُخ نہین کیا ملکہ نے کہا کہ صاحبو تمھاری عجب باتین ہین ارے جب وہ ہوشیار بھی ہون انھین تو خدا جانے کیا ہو گیا ہی وہ تو اپنے ہوش ہی مین نہین ہین ہی کہ یہ موا ناحق ستاتا ہی اور میرا کچھ بس نہین چلتا دیکھیے کہ فلک کیا کیا دکھاتا ہی ارے وہ تو بڑے صاحب غیرت ہین ایسا نہو کہ یہ موا انھین بھی کو شامار بیٹھے اور وہ غیرت مین آکر اپنی جان دیدین ارے انکا حمایتی کوئی نہین آیا کہ انہین بچالے ای پروردگار تو ہی انکی جان کا نگہبان ہی عمر تسلی دے رہا ہی کہ ملکہ تم کڑھو نہین دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی اسی اثنا مین شبرنگ یا چالاک نے ایرج کو ڈانٹا اور ایرج چلا گیا اور ملکہ بھی اُٹھکر چلی گئی اسلیے کہ دیو کے آنے کا وقت قریب تھا اب سُنیے کہ شبرنگ جو لشکر اسلام مین پہونچا حمزۂ صاحبقران تو شکار کو چلے گئے تھے بدیع الزمان سے کل حال نور الدہر کا بیان کیا بدیع الزمان حال فرزند کا سُنکر نہایت غمگین ہوا اور اُسی وقت اپنے رفقا اور فوج سمیت ہفت منظر کی طرف روانہ ہوا جب امیر پھر لشکر مین آکے بادشاہ اسلام نے کل کیفیت عرض کی صاحبقران نے فرمایا کہ غضب کیا اُسنے کہ بغیر میری اجازت کے چلا گیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای امیر بدیع الزمان کا حق بجانب ہی ایسا سخت حال فرزند کا سُنکر کیونکر تاب ہتی اور فرزند بھی ایسا صاحب لیاقت جانا اُسکا بیجا نہ تھا امیر یہ سُنکر خاموش ہو رہے بلکہ اور سرداران سے کہا کہ ای بھائیو جسکا جی چاہے نور الدہر کی کمک کے لیے جاے اُسیوقت اکثر سرداران لشکر کثیر ساتھ لیکر روانہ ہفت منظر ہوے قضائے کار اتفاقات روزگار اسد بن کرب غازی بھی بارگاہ مین موجود تھا حال نور الدہر کا سُنکر نہایت غیظ و غضب مین آکر بارگاہ سے باہر آیا تمام امیرزادے جو اُسکے ساتھ تھے مثل ابراہیم بن مالک علقمہ بن جمہور مرزنگ بن مرزبان قتیل

بن

بن مقبل عدیل بن عادی قرزیل بن فرام زالماس بن لندھور لندھاوا بن ہوران سب نے کہا کہ تمنے سُنا جو سلوک اس
ہزار نیچے نے بھائی صاحب کے ساتھ کیا آخر باجی تھا میں اکثر کہتا تھا کہ دیکھیے اس باجی کو سر نہ چڑھائے مگر بھائی صاحب نے
نہ مانا آخر اسنے یہ سلوک کیا کہ بھائی صاحب پر کوڑا مارا قسم پروردگار کی اگر ایک کوڑے کے بدلے ہزار کوڑے نہ مارے ہوں اور بند بند
اُسکا نہ چھوڑا ہو تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر بارہ ہزار قزاقوں سے فقیر بنکر گرد الماس پہنکر جانب ہفت منظر روانہ ہوا اور اُدھر ایرج
نے مالک بن ملکوت شاہ کو نامہ لکھا کہ میں ہفت منظر سلیمانی پر ہوں تم جلد مع لشکریان آؤ اور لقا کو بھی اپنے ساتھ لاؤ
لقا اور مالک بن ملکوت نامہ پڑھکر بہت خوش ہوئے اور صلاح کی کہ کیونکر چلیں حمزہ کاہے کو جانے دیگا بختیارک نے کہا کہ
آپ دن سے تیاری فرمایئے رات کو شبخون مارتے ہوئے نکل چلیے ان کافروں نے وہی کیا کہ دن بھر تیاری کی اور رات کو شبخون
مار کر ہفت منظر کو بھاگ گئے صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ وہ سب کافر خاسر شبخون مار کر ہفت منظر کو چلے گئے اور ہزار اہل اسلام جام
شہادت فائز ہوئے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خیر یہ کافر جا بنگے کہاں میں بھی تو اُسی طرف چلتا ہوں اسلیے کہ مجھکو
بھی بغیر نور الدہر کے ایک دم قرار نہیں ہے علی الخصوص اس حال و ہنگامے میں کہ وہ دیوانہ محبت اور مبتلاے بلاے الفت ہے کیونکر
اُسکی خبر نہ لوں یہ کہکے حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو فوج درست ہو اور لندھور کو حکم دیا کہ تم بھی ملک فرنگوشیہ کو مسخر کرکے جلد ہمارے
پیچھے پیچھے آؤ لندھور نے عرض کیا کہ ای شہریار اشتیاق دیدار شاہزادہ عالی وقار کا تو غلام کو بھی بہت ہے مگر ارشاد عالی سے مجبور
ہوں خیر اس شہر کو مسخر کر کے اسلام آباد کر کے حاضر ہونگا الغرض حمزہ صاحبقران نے جانب ہفت منظر سلیمانی کوچ فرمایا
لندھور قلعۂ فرنگوشیہ لینے میں مصروف ہوا مگر لقا کا حال سنیے کہ یہ جو بھاگا تو بھاگا بھاگ قریب قلعۂ تحت الشعاع کے پہونچا بر روشن
ضمیر یعنی خسرو زرین ترکش نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور لقا کی جانب ہرگز ملتفت نہوا نہ استقبال کے واسطے نکلا اسلیے
کہ سابقا گذارش ہو چکا ہے کہ خسرو زرین ترکش مسلمان ہو گیا ہے اور نور الدہر کو کیوان پاس بھیج چکا ہے اسکو لقا بے لقا
مسخرے سے کیا مطلب ہے مگر لقا نے جو سنا کہ خسرو زرین ترکش نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا نہایت برہم ہوا ہرکاروں کو خسرو
کے پاس بھیجا کہ جا کر کہو خسرو سے کہ تو تو میرا بندۂ خاص الخاص ہے میرے پاس کیوں نہ آیا اور دروازہ شہر کا کسواسطے بند کر لیا
بہت جلد حاضر خدمت ہو ہرکارے قلعے کے سامنے رومال ہلاتے ہوئے آئے لقا کا پیغام خسرو کو پہونچایا خسرو نے کہا کہ اُس کذاب
سے کہدینا کہ میں تو کبکا مسلمان ہو چکا مجھے تجھسے کیا علاقہ ہے میں نے تجھپر لعنت کی لقا یہ پیغام سُنکر نہایت برہم ہوا اور کہا
کہ قسم ہے مجھے اپنی خدائی کی کہ بغیر اس قلعہ کے لیے ہوئے ہرگز یہاں سے نہ جاؤنگا بختیارک نے کہا کہ میاں ان باتوں کو دور کرو
اس قلعہ کے لینے سے کیا حاصل ہے لقا غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ او شیطان درگاہ تجھے کارخانۂ خدائی میں کیا دخل ہے خبردار تو
میری تقدیروں میں دخل نہ دے میں نے کئی ہزار برس پہلے یہی تقدیر کی تھی کہ قلعۂ تحت الشعاع کو لونگا اور حکم دیا کہ قلعہ کو گھیر لو
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ میں تو ایرج پاس جاتا ہوں میں نہیں ٹھہرونگا لقا نے کہا کہ اچھا تم چلو میں بھی اس
قلعہ کو فتح کر کے آتا ہوں غرض مالک بن ملکوت تو کوچ کر کے چلا گیا اور یہاں لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ
رزمی نوازش میں آیا ہرکاروں نے خسرو کو خبر پہونچائی اُسنے کہا کہ خیر یہاں بھی نقارۂ رزمی نوازش میں آئے جو کچھ خدا
میرے حق میں مناسب جانیگا سو کریگا کچھ اندیشہ نہیں ہے چار پہر رات تیاری رہی صبح کو خسرو فیلبند دروازے پر بیٹھا رفقاے
جانباز گرد مجتمع ہیں گولہ انداز سب توپوں پر مستعد بیٹھے ہیں مہران دمکنے لگے سرخ نشان کھلگئے مہتاب سلگنے لگی خسرو تمام
گولہ اندازوں کو یہ کہکر انعام دے رہا ہے کہ یارو یا تو اس کافر کو مار لو یا شکست دو سب عرض کر رہے ہیں کہ حضور خاطر جمع رکھیں
ہم سب جانیں لگائے ہوئے ہیں حتے المقدور تو حریف کو قلعہ کے قریب پھٹکنے بھی نہ دینگے آگے خدا کو اختیار ہے یہاں یہ باتیں ہو ہی رہی
تھیں کہ لقا بے بقا فوج فراوان لیے ہوئے نمایاں ہوا ادھر سے اکا دکا گولہ پڑنے لگا وہ کافر تو ٹھٹھکر کھڑا ہوا افسران فوج سے کہا

کہ کیا ارادہ ہی سب نے عرض کیا کہ یا خداوند فوج آپ کی ہزیمت خوردہ دل شکستہ ہی انکا حربہ ہم تک آئیگا ہمارا حربہ اُن تک
نہ جائیگا اور یون آپ کو توپ دم کروا تا ہی تو ہم موجود ہین کوئی عذر بھی نہین ہی لقا یہ تقریر سنکر بہت برہم ہوا کہا خیر مجھے تمھارے
دلون کا حال معلوم ہوگیا مین تو تمھارا دل دیکھتا تھا مجھے کچھ تمھارا بھروسا نہین ہی مین اپنا کام آپ کرلونگا شعر کار خود را خود
کنی تا خوب آید کشت من + کس نہ خارد پشت من جز ناخن انگشت من + یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہاتھ مین اُٹھاکر
تنہا گرز قلعہ کی طرف چلا اور کہا کہ ای اہل قلعہ دریاے غضب میرا موج زن ہوتا ہی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے قلعہ پر جو دیدبان
بیٹھے تھے اُنھون نے ایک دیو کو دیکھا کہ قلعہ کی طرف چلا آتا ہی کسواسطے کہ لقا کا قد ایک سو چالیس ارش کا ہی دیو قالب انسانی
مین معلوم ہوتا ہی خسرو سے عرض کیا کہ لقا خود قلعہ پر آتا ہی اُسنے کہا کہ خوب دیر آئے دو بعد لمحہ بھر کے دیدبانون نے عرض کیا کہ اب
کچھ میدان زو کا بھی طی کرچکا ہی اب کیا حکم ہوتا ہی اُسوقت خسرو نے ہوائی داغی آواز شتر بلند ہوئی گولہ اندازون نے توپین جھکا
جھکا کر گولے مارنا شروع کیے ہر طرف مثل اولے کے گولا پڑنے لگا تمام میدان دھوان دھار ہوگیا مگر لقا گولے رد کرتا ہوا چلا
آتا ہی یہان تک کہ سب گولے رد کرکے لب خندق پہونچا یہان گولہ اندازون نے عرض کیا کہ ہفت قلعہ باڑھ کے داغ چکے
اب کیا حکم ہوتا ہی خسرو نے کہا کہ ہاتھ روک لو دیکھو تو سہی ایک آدھ گولا قضا کا اُس گمراہ کن خلق کے لگا ہی ہوگا بس جسوقت کہ ہاتھ
روک لیا اور تاریکی موقوف ہوئی تو لقا کو دیکھا لب خندق کھڑا ہوا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای بندگان مغضوب کہان جاؤگے دیکھو تو کس طرح
سب کو قتل کرتا ہون یہ سنکر قلعہ مین ہلچل پڑگئی یقین ہوگیا کہ اب کافر سب کو قتل کریگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا خسرو نے کہا کہ
بھائیو اب یہ وقت دعا کا ہی اور خود تاج سر سے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر درگاہ الٰہی مین دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان داد
داور بس مظلومان ہماری فریاد رسی کر اور اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے اشعار مہسے کار ہا تو حافظ جان + یوسف
کا کنوین مین بھانگسیان + امداد خلیل نار مین کی + یونس کو نجات حوت سے دی + مجکو بھی اس ظالم کے ظلم سے نجات دے
یہ تو یہان دعا مانگ رہا ہی اور اُدھر کلکال خون آشام زنگار خون آشام ضیغم خون آشام سہراب اژدر گریا قوت شاہ وغیرہ کہ یہ
بین کہ خداوند نے قلعہ لے لیا ہی اب دروازہ توڑا اور اندر گئے بختیارک نے کہا کچھ دیوانے ہوگئے ہو قلعہ مین جانا
نصیب ہی نہو گا کوئی مارتے میان آتے ہونگے یہی باتین تھین کہ آسمان پر سے ابر نمایان ہوا اور وہ ابر پھٹا نقابدار یاقوت پوش
پہونچا کہا کہ او کافر کہان جاتا ہی پھر اُدھر سے لقا نے جواب دیا کہ او بندہ بے ادب تو مجھسے مقابلہ کرنے آیا ہی پہلے تجھے مارونگا
بعد اُسکے قلعہ والون سے سمجھونگا یہ کہکر مرکب کو پھیر کر برابر نقابدار کے آیا اور وہی گرز نقابدار کے سر پر مارا نقابدار نے
گرز اُسکے ہاتھ سے چھین لقا نے تلوار ماری کہ او بندہ بے ادب تو نے گرز چھین لیا تلوار سے تجھے مارونگا نقابدار نے تلوار
اُسکی رد کرکے تلوار اُسپر ماری کہ سر قلم کرکے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی داستانہ مارا تلوار تو چھپا کر نکل گئی سر سے ایک چادر
خون جاری ہوئی سامنے سے نقابدار کے بھاگا پکارا کہ ای بندگان من مرا دریابید اس بندہ گستاخ کے ہاتھ سے بچاؤ یہ آواز
لقا کی سنکر اِدھر سے فوج لقا دوڑی اور اُدھر سے فوج نقابدار دوڑی خسرو نے وقت فرصت غنیمت جانکر دروازہ
قلعہ کا کھولا اور آکر شریک فوج نقابدار ہوا خوب تلوار چلی ہزارہا آدمی طرفین کے مارے گئے آخرکار لقا شکست کھاکر بھاگا خسرو
نے ملازمت نقابدار کی حاصل کی قلعہ مین لیگیا دعوت کی نقابدار نے حال نور الدہر کا پوچھا خسرو نے تمام احوال ظاہر کیا
کا بیان کیا غرض نقابدار ایک روز وہان رہا دوسرے روز وہان سے کوچ کرکے ہفت منظر کو روانہ ہوا اور بعد چند روز کے
امیر حمزہ صاحبقران مع لشکر وفوج شہر تحت الشعاع پر پہونچے خسرو نے دعوت کی استقبال کیا نور الدہر کا حال گذارش کیا
امیر حمزہ صاحبقران دو ایک روز یہان رہکر خسرو سے رخصت ہوئے اور ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوئے
لیکن یہان شاہزادہ نور الدہر ایرج کی زیادتی کرنے سے نہایت آزردہ ہی اور دیو قلیاس عسبدن سے کہ شاہزادہ

نور الدہر سے پیدا ہوا ہی اور اُسکی شاخ ٹوٹی ہی اُسی دن سے اس فکر مین ہی کہ نور الدہر کو غافل پاکر اُٹھا لے جائے قضائے کار
اتفاقات روزگار شاہزادہ ملکہ کو دیکھکر پھرا ہی اور اپنے جھونپڑے مین آکر سو گیا ہی خدمتگار بھی علیحدہ ہو گئے ہین دیو تو تاک مین
تھا ہی دونون کندے دباکر شاہزادے پر گرا اور اُٹھا کے آسمان کی طرف لیچلا خدمتگار جو آگاہ ہوئے غل کرنے لگے دیو شاہزادے
کو لے چلا اور دیو نے نور الدہر کو آسمان پر لیجا کر کہا کہ تو نے میری شاخ توڑ ڈالی ہی شرط کہ تجھے یہان سے پھینکدون کہ تیرا پتا بھی
نہ لگے تو نے میری ملکہ کو دیوانہ بنا رکھا ہی تجھے زندہ نچھوڑونگا نور الدہر جو ہوشیار ہوا اپنے کو دیو کے پنجے مین گرفتار پایا ایک
سناٹا گذر گیا دل مین کہا کہ افسوس صد افسوس معشوق کے وصل سے بھی کامیاب نہ ہوئے بے نیل مقصود جہان سے چلے اور اُدھر
حسرت دیدار جد و پدر باقی رہگئی خیر جو مرضی خدا کی اور دیو بالائے ہوا لیے چلا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ او آدم زاد تجھے کہان مارون کہ
تو مرجائے اور زندہ نہ رہے نور الدہر نے اپنے دلمین کہا کہ ای نور الدہر دیو کی عقل اُلٹی ہو تو ہوتی ہی اگر تو دریا مین پھینکنے کو کہیگا
تو یہ کمبخت پہاڑ پر پھینکیگا اور جو تو پہاڑ پر کہیگا تو دریا مین پھینکیگا تو پہاڑ کی استدعا کر کہ یہ دریا مین پھینکدے اسلیے کہ اگر دریا مین
گریگا تو پانی مین چوٹ نہ لگیگی اور اگر پہاڑ پر گرا تو ہڈی پسلی سرمہ ہو جائیگی یہ سوچکر دیو سے کہا کہ تو پہاڑ پر پھینکدے دیو نے کہا
کہ ہان مین تجھے پہاڑ پر پھینکون کہ تو جھنڈی جھاڑی مین اُلجھکر رہجائے اور بچ جائے مین تجھے دریا مین پھینکونگا کہ دریائی جانور
تجھے کھا جائین یہ کہکر ہنسا اور کہا کہ ای آدم زاد تو مجھے دم دیتا ہی مین تیرے دم مین نہ آؤنگا القصہ دیو نے شاہزادے کو دریا مین
پھینکدیا اور پھر کر ہفت منظر سلیمانی مین آیا اور ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ تو جسے روز دیکھنے جایا کرتی تھی مین اُسے دریا مین پھینک
آیا اب کسے دیکھیگی ملکہ نے جو یہ کلمہ سُنا بے اختیار نعرہ کوہ شگاف کیا اور کہنے لگی کہ پھر تو نے مجھے کیون زندہ رکھا ہی مجکو بھی
کھا جا اور سر اپنا زمین پر دے مارا اور پچھاڑین کھانے لگی اور پکاری کہ ای شاہزادہ عالی وقار اگر تم صفحہ ہستی سے اُٹھ گئے تو
مجھکو بھی اپنے پاس بلا لو کہ بعد تمھارے مجھے لمحہ بھر کی زیست ناگوار ہی ای شہریار تم ثابت قدم کوے محبت نکلے جو تمنے کہا تھا وہی
کیا ہمارے لیے اپنی جان دیدی اور ہم ایسے سخت جان ہین کہ زندہ ہین ہماری جان نہین نکل سکتی اگر تمکو ہمسے محبت ہی تو جلد اپنے
پاس بلا لو کہ بغیر تمھارے ہمکو زندگی بہت شاق ہی ہمکو تو یہ آرزو تھی کہ ہم تمھارے سامنے مرینگے تم ہی ہماری عزیز کرو گے مگر
ہائے کہ ہم سخت جان زندہ ہین اور تم ہمارے سامنے دنیا سے اُٹھ گئے اور ہم بے بس و بیکس ناچار و بے اختیار رہگئے مگر ای شاہزادے
ہم سخت مجبور ہین کیا کرین کسی طرح دم نہین نکلتا ہماری موت کو بھی موت آگئی مگر ای شاہزادے یہ امر تمھاری محبت و مروت سے
بعید تھا کہ تم یون بے کہے سنے ہوئے چلے جاؤ گے ساتھ لینا کیسا اپنے جانے کی خبر بھی نہ کرو گے یہ کہتی ہی اور زار و قطار مثل
ابر بہار روتی ہی سر اپنا دے دے مارتی ہی کنیزین لپٹی ہوئی ہین مگر ملکہ کسی طرح نہین مانتی ہر مرتبہ دیو سے یہی کہتی ہی کہ تو مجھے
بھی کھا لے ارے ظالم تجھے اُس غریب کے مارنے سے کیا ہاتھ لگا اور کیا حصول ہوا وہ بیچارہ وطن آوارہ ستم رسیدہ دل افگار
بیکس و ناچار غریب الدیار محزون و مغموم رنجور و مہموم چپکا ایک گوشے مین بیٹھا رہتا تھا نہ کسی سے غرض نہ مطلب تیرا کیا بگاڑتا تھا
جو تو نے اُسے ہلاک کیا او موئے مردے مونڈی کاٹے جہان تو نے اُسے مار ڈالا مجھے بھی مار ڈال اور میری بھی جان لے لے
جیسا تو نے مجھے تباہ و برباد کیا اور میرے دل کو بیکل کر دیا اور میری آس توڑی اور کہین کا نہ رکھا خدا تیرا بھی بھلا نہین ستیاناس
کرے اور یونہین تجھے بیکل کردے ہائی اللہ اب مین کیا کرون اور کدھر جاؤن جو اپنے محبوب کو پاؤن اور کبھی رو رو کر کہتی ہی
کہ ہائے ای شہریار نامدار تم تو ہماری محبت مین جہان سے اُٹھ گئے اور جوانی تمھاری خاک مین ملگئی اور ہم ایسے عاجز و بیکس مجبور
و بے بس ہین کہ تمھارے فاتحہ کو بھی نہ آ سکے قبر بھی تمھاری نہ بنا سکے اور تمھاری تربت بنا کر دو آنسو بھی نہ بہا سکے ہائے اب مین کیا کرون
دم بھی کمبخت نہین نکل چکتا اور اس موئے سے کچھ بس بھی نہین چل سکتا ہائے کیا کرون اور کیا نہ کرون عاشق بیکس بے بس زنجیر و
مجبور ہون زمین سخت اور آسمان دور ہی ہائے مجھپر وہ درد و مصیبت ہی کہ منھ سے نہین نکل سکتا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد

دگرم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + دوہرہ کا کہون کا سے کہون اور کہون سو کو نبہاے + گونگے کا سپنا بھیو سمجھ سمجھ پچھتاے + غرض ملکہ اس درد سے روئی اور پیٹی کہ در و دیوار رونے لگے اور سننے والے بیخود ہو گئے اور کلیجے پھٹنے لگے اور جان کھونے لگے روتے روتے اور پیٹتے پیٹتے گر پڑی اور بیہوش ہو گئی دیو حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور پچھتا رہا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ ہائے افسوس تو نے یہ کیا کیا کتنی بڑی نادانی اور حماقت کی اب کاہے کو زندہ رہیگی اور کیونکر اسکی جان بچیگی ملکہ کے بیہوش ہوتے ہی اور بھی ہوش و حواس اسکے باختہ ہو گئے اور عقل بالکل رفو چکر ہو گئی انتہا سے زیادہ حیران و مضطر اور سراسیمہ و نوحہ گر ہوا اور آغا بلبل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ای آغا بلبل ایک ذرا تو تو دیکھ کہ ملکہ زندہ ہی یا مر گئی کچھ بھی دم باقی ہی یا نہین یہ سنکر آغا بلبل نے کہا کہ ای شاہ دیوان تمنے حد بھر برا کیا کہ تم اسے اٹھا کر بے سمجھے بوجھے پھینک آئے بالکل خلاف عقل و دانش کیا یہ بات تمکو کسی طرح زیبا نہ تھی مگر تم گھبراؤ نہین اور پریشان خاطر نہو کہ ملکہ ہوش مین آجائیگی اور اچھی ہوجائیگی کوئی بات گھبراہٹ کی نہین ہی اب تمھین مناسب و بہتر یہ ہی کہ تم اسکی دلداری کرو اور ہاتھ باندھو اور خوب طرح اطمینان دلاؤ کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہین اور مضطر و نوحہ گر نہو اس درجہ بیقراری نہ کرو جان کو جان سمجھو اور اس طرح بیخود ہو ہو کر نہ روؤ اور یون مفت جان نہ کھوؤ اب تو مجھسے ایک خطا ہو گئی مین اپنی تقصیر پر نادم و شرمسار ہون ایک ذرا جو اس درست کرو اور ایک تھوڑا سا صبر کرو دل کو ٹھہراؤ مین اپنے کیے کو بھرونگا اور جس طرح ہوگا اسے جا کر ڈھونڈھ لاؤنگا یہ کلام آغا بلبل کا سنکر دیو قلمیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل یہ تو سب کچھ ہوگا اور جو کچھ تمنے کہا ہی وہ کیا ہی جائیگا مگر اسوقت جس طرح ہو سکے تم ملکہ کو زندہ کرو یہ سنکر آغا بلبل پنجرے سے نکلا اور ملکہ کے منھ پر پانی چھڑکوایا لخلخہ سنگھایا ہوا دی اور تلوے سہلائے دونون بازو کسکر باندھ دیے بارے ایک تھوڑی دیر کے بعد ملکہ نے ایک انگڑائی لی اور ہوش مین آئی اٹھکر بیٹھی ہوش مین آنا تھا کہ پھر وہی بیقراری تھی اور وہی گریہ و زاری اس طرح بلک بلک کر اور ڈاڑھین مار مار کر روتی تھی کہ ہاتھ پانون پھولے جاتے تھے اور رونگٹے بدن کے کھڑے ہو جاتے تھے اور کسی مین ہوش و حواس باقی نہ تھے یہ دیکھکر قلمیاس آگے بڑھا اور ہاتھ باندھکر نہایت ادب سے سر جھکا کر کہا کہ ای ملکہ میری خطا معاف کر اور جو چاہے تعزیر دو مین یہ نہ جانتا تھا کہ تم اسکے واسطے ایسی بیقراری اور نوحہ و زاری کروگی اور خدا نخواستہ یون اپنے تئین ہلاک کروگی ایک ذرا صبر کرو دل کو ٹھہراؤ اس نالہ و بیقراری کو کم کرو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ ای دیو قلمیاس تو نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا کہ میری جان ہی لینے کی فکر کی تھی اور یہی منظور تھا کہ میری جان ہی جائے تو خیر مین بھی اب اپنی جان ہی دونگی نہ کھانا کھاؤنگی نہ پانی پیونگی اور یونہین روتے روتے اب اپنی جان دونگی جب دیو قلمیاس نے دیکھا کہ اب کسی طرح ملکہ میرے کہنے کو نہین سنتی اور اپنی جان ہی دینے پر آمادہ ہی تو اور بھی زیادہ تر بدحواس ہوا اور آغا بلبل سے کہنے لگا کہ ای آغا بلبل میری فہمایش تو کچھ اثر پذیر نہین ہوتی اب تم ملکہ کو سمجھاؤ کہ اپنے اس ارادے سے باز رہین اور کسی طرح ملکہ کی جان بچے اب تو مجھسے خطا ہو گئی مین اپنی خطا پر نادم ہون اور حد سے زیادہ شرمسار ہون آغا بلبل نے ملکہ سے دست بستہ عرض کیا کہ ای ملکہ اب شاہ دیوان عذر خواہی کرتے ہین اور عفو تقصیر چاہتے ہین ای ملکہ صبر کرو جی کو ٹھہراؤ دل کو سمجھاؤ اسقدر بیتابی اور بیقراری سے کیا فائدہ ہی اور اپنی جان دینے اور اس حرام موت سے کیا حاصل ہی بھلا کوئی بھی ایسا عاقل ہی کہ اپنی جان عزیز کو یون رائیگان کرے کیا بعد موت کے بھی کوئی دنیا مین آسکتا ہی اور اگر تمنے اپنی جان تڑپ تڑپ کر دیدی تو پھر سوائے اسکے کہ تمھارے دشمنون کی تو بلا سے جان جاتی رہیگی اور ہنسنے والون کو ہنسی کا موقع ملیگا یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ ای آغا بلبل یہ تو تمنے سب بجا اور درست کہا اور جو تمنے کہا سب ٹھیک ہی مگر ای آغا بلبل دل کو کیونکر سمجھاؤن یا اپنی جان کو کیونکر ٹھہراؤن ہر لحظہ اور ہر گھڑی بیقراری بڑھتی جاتی ہی اور کسی طرح جی نہین ٹھہرتا ہر مرتبہ یہی جی مین آتا ہی کہ اپنی جان دیدیجیے اور نوحہ و بیقراری کیجیے ای آغا بلبل جب کچھ دیر روتی ہون تو دل کی بھڑاس نکلجاتی ہی ای آغا بلبل جب خیال کرتی ہون تو ایک دھوان ایسا دل سے اٹھتا ہی کہ تن من کو جلا دیتا ہی اور ایک ایسی ہوک ری سی پڑتی ہی کہ گویا کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہی یہ جی مین

آتا ہے کہ کسیطرح دم کو نکال ڈالوں اگر ای آغا بلبل دم تو وقت کا باندھا ہوا ہے کسیطرح نہیں نکل سکتا جب کسی کے سمجھانے بجھانے سے دلکو سمجھاتی ہوں تو دل سے صاف یہ جواب ملتا ہے مخمس

کیا فائدہ اب ضبط سے دم لب پہ ہے پہونچا
ہیں ابر بہاری سے سوا دیدۂ خونبار
جب یاد کیا ہے اسے ای غیرتِ گلزار
بھڑکتا ہے مرا داغ جنون سے بدن ایسا
تیزاب کا شیشہ ہے ہر اک آبلۂ پا
جو کوئی کہتا ہے تجھسے کہ آئیگا وہ پاس
ہوئی ہوں ملنے سے اسکے میں اسقدر بے آس
شرارے کوہ سے نکلیں تو قیس ہو مجنون
پیرہن مرا جب تک کہ تار تار نہو

فریاد بسکہ زلزلہ عالم میں وہ برپا
اُس بت کو خبر ہو کہ نہ ہو اس سے غرض کیا
شل گل تر سبز ہوئے خشک تھے جو خار
بھر بھر دیے ہیں آنسوؤں سے باغ کے تھالے
جل جائے اگر تن سے لگے دامن صحرا
جنگل میں لگے آگ جو چھوئیں مرے چھالے
تو اُس سے کہتی ہوں ای ہمنشین بعالم یاس
کہ سامنے بھی وہ آئے تو اعتبار نہو
ہے بار پیرہن زیست میں وہ لاغر ہوں

جو اہل زمین اور فلک ہوں تہ و بالا
اب نالے سے تو عرش معلےٰ کو ملا لے
شبنم کی طرح اشک کے قطرے ہیں ہمکا
اور ای آغا بلبل تمام جسم پر آتش فراق سے جلتا ہے
ہر گام پہ اب گرم روی سے ہے یہ نقشا
اور ای آغا بلبل اب تو میرا یہ حال ہے کہ حسرت
و وائے ہوش کر و جا کے گم ہوئے ہیں حواس
تپ فراق کا اپنی اگر میں حال کہوں
نہ ہاتھ اُٹھائیو تجھکو قسم ہے جوش جنون

یہ سنکر آغا بلبل نے کہا کہ ملکہ یہ سب سچ ہے اور صحیح ہے جسکے دل پر گذرتی ہے وہی جانتا ہے دوسرے کو کیا خبر مگر ملکہ منظر بہ خدا رکھو کہ وہی ہر حال میں حامی و کفیل ہے ای ملکہ گھبراؤ نہیں نور الدہر صاحبقران جہان ہے خداوند عالمیان اُسکا حافظ جان ہے کچھ گھبراہٹ کی بات نہیں ہے فرزندان صاحبقران پر ایسے صعب حادثے بہت پڑے ہیں مگر بفضل خداے لم یزل پھر زندہ و سلامت باشوکت پیدا ہوئے ہیں ای ملکہ ایک مرتبہ زمرد شاہ باختری لقاے بے لقانے جادوگرون کو عنطلی آباد سے بلوا کر لشکر اسلام پر برف برسوائی تھی کہ تمام سردار تباہ ہو گئے تھے اور سب لشکر قتل ہو گیا تھا لقانے بہادران لشکر اسلام کے سر کٹوا کر چوبیس ہزار کلہ منار بنوائے تھے اور پھر بفضل خدا سے زندہ و سلامت رہے یہانتک کہ لقا کو ملک بسا کل سے بھگایا اور شہر مشتری حصار میں شاہزادہ نور الدہر کا سر لعل جادو نے کاٹ ڈالا تھا جب لعل جادو مارا گیا تو شاہزادہ زندہ و سلامت پیدا ہوا اب اگر اس دیو نے دریا میں ڈالدیا ہے تو کیا مضائقہ ہے انشاء اللہ العزیز شاہزادہ باآبرو نکلیگا جان دینے سے کیا حاصل ہے تم ہرگز اندیشہ نہ کرو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ تمھارے منھ میں گھی شکر خدا ہمچنین کند مگر دیو سے خطاب کیا کہ ای دیو مجھے رخت سیاہ لادے کہ میں اسکے لیے سیاہ پوش ہونگی اور جب تک میں اس شہریار کو نہ دیکھونگی لباس سیاہ جسم سے نہ اتارونگی آغا بلبل نے دیو سے کہا کہ ای دیو قلیاس جا جلد جا کر رخت سیاہ ملکہ کو لادے نہیں تو ملکہ ہلاک ہو جائیگی یہ سنکر فوراً دیو قلیاس گیا اور ایک گٹھری شال سیاہ کی لا کر ملکہ کو دی کہ ای ملکہ یہ گٹھری شال سیاہ کی حاضر ہے زیب بدن کیجیے جو آپکی خوشنودی ہے ملکہ خود بھی سیاہ پوش ہوئی اور تمام انیسوں اور جلیسوں کو حکم دیا کہ وہ بھی سیاہ پوش ہوں وہ سب بھی سیاہ پوش ہوئیں یہانتک کہ جس مکان میں تھیں اُس مکان کے چھت اور پردے اور در و دیوار تک سیاہ کر دیے مگر اس عالم رنج و غم اور ہم و ماتم میں اس لباس سیاہ میں ملکہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے ابر تیرہ و تار میں چاند چمکتا ہے دیو قلیاس بہت خوش ہوا کہ ملکہ نے مجھسے بات تو کی اور ملکہ سے کہنے لگا کہ ای ملکہ یہ لباس تمھیں ایسا خوشنما معلوم ہوتا ہے کہ میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تم یہی لباس پہنے رہا کرو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ دور بھی ہو موذی کا مجھے ستا کر خوش ہوتا ہے کیا پھل پائیگا تو سہی جو تجھے کوس ہی کوس کے نہ کھا جاؤں یہانکی تو یہ صورت ہے

اب یہاں سے دو کلمے داستان ایرج کے گوش دل سے سماعت ہوں

کہ جب ایرج کو یہ خبر وحشت اثر معلوم ہوئی کہ دیو قلیاس نور الدہر کو اُٹھا کر دریا میں ڈال آیا ہے ہفت منظر پر کہرام مچا ہوا ہے صغیر و کبیر برنا و پیر کی چشم نم ہے اور ہر شخص کیا اپنا کیا بیگانہ نور الدہر کے لیے نالان و گریان ہے ایک تلاطم مچا ہوا ہے تمام لوگ سیاہ پوش ہو گئے ہیں ہر لحظہ اور ہر گھڑی سواے آہ و بیقراری کے اور کوئی کام نہیں ہے تو ایرج کمال ناخوش ہوا اور انتہاے مرتبہ افسوس کیا کہ ہاے

افسوس صد افسوس نور الدہر کیا صاحب خلق و مروت اور با صولت و ہمت تھا اور کیا یار شاطر تھا کیسی کیسی صحبتیں ہمارے اُسکے رہی ہیں واقعی امر یہ ہی کہ نور الدہر کے مرنے سے لطف صحبت ہی جاتا رہا افسوس یہ قضا کسی کو نہ چھوڑیگی انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شی کو بجز فنا کے بقا نہیں ہی مگر حامد بن حمید زنگی یہ حال سُنکر نہایت خوش ہوا کہ خوب شد رقیب ہمارا مارا گیا اور وغدغہ و اندیشہ جو کچھ تھا وہ سب برطرف ہوگیا اب کوئی خوف باقی نہ رہا اور معشوق خوب بے کھٹکے ہاتھ لگیگا اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بجایا جائے یہ سُنکر ایرج نے منع کیا کہ ای حامد دیکھو خبردار طبل شادمانی نہ بجوانا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اگرچہ تمھارا رقیب سہی مگر ای حامد بن حمید زنگی مرنے کی کسی کے خوشی نہ چاہیے اور اصل امر تو یہ ہی کہ مجھکو بہت بڑا صدمہ و رنج ہوا اور نہایت قلق ہوا واقعی امر یہ ہی کہ ایسا بہادر نہ پیدا ہوا ہی نہ ہوگا انتہا کا جری و دلاور اور بڑا صاحب حوصلہ تھا یہ سُنکر حامد بن حمید خاموش ہورہا

اب دو کلمے داستان حیرت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان اور تجمل ہاہرو کے سُنیے

کہ یہ دونوں جو روانہ ہوئے تو بعد طی مراحل و قطع منازل کوچ بکوچ قریب ہفت منظر کے پہونچے جب کیوان فلک رفعت آگاہ ہوا تو آکر استقبال کیا شرف ملازمت حاصل کیا ہمراہ رکاب فلک انتساب ہوکر قلعۂ قمر بخش میں آیا دعوت کا سامان کیا اور نہایت تکلف سے دعوت کی اور جو کچھ زیادتیاں ایرج نے کیں تھیں وہ سب حرف بحرف بیان کیں اب جو بدیع الزمان نے خیال کیا تو دیکھا کہ سب کے سب سیاہ پوش ہیں صورت ماتمداران اور غمزدگان کی بنائے ہوئے ہیں کوئی آنکھ ایسی نہیں ہی کہ جسمیں اشک حسرت نہ ڈبڈبائے ہوئے ہوں کوئی لب ایسا نہیں ہی کہ جسپر آہ جگر خراش نہو غرض ہر شخص ایک ہی حالت غم و ملال و رنج و صدمے میں مبتلا ہی اور صاف تصویر غم بنا ہوا ہی شعر تصویر غم و ملال ہیں سب ۔ غمگین و تباہ حال ہیں سب ۔ یہ حال دیکھکر بدیع الزمان نہایت متحیر اور بکمال حیران و مضطرب ہوئے کہ سب تو سب یہ کیا معرکہ ہی اور کیا واقعہ ہی کہ ایک سرے سے سب کے سب سیاہ پوش اور غم نوش ہیں کیوان سے پوچھا کہ ارے یہ تم سب پر کیا حادثہ اور کیا سانحہ گذر گیا کس غم میں مبتلا ہو کس رنج میں گھرے ہو کونسی آفت آئی اور کیا مصیبت پڑی کہ تم سب نے یہ حال بنایا ہی ہر شخص نالان و گریان اور ہر لب پر آہ و افغان ہی جسے نظر اُٹھاکر دیکھتا ہوں وہ سیاہ پوش ہی اور صورت ماتمداروں کی بنائے ہوئے ہی دل پھٹا جاتا ہی اور کلیجا شق ہوا جاتا ہی اور خود بخود جی اُمڈا آتا ہی اور آپ سے آپ گریہ گلوگیر ہوتا ہی از برائے خدا جلد بیان کرو کہ اب مجھے تحمل و تاب ضبط باقی نہیں ہی یہ سُننا تھا کہ کیوان نے ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ حضور جو حال پر اختلال ہی اور جو صدمہ دل پر ہی اُسکا اظہار غیر ممکن ہی اس فلک کجرفتار اور چرخ دوار ستم شعار نے وہ مصیبت ڈالی ہی اور وہ دل پر درد و غم و الم کا پہاڑ پھٹ پڑا ہی کہ دشمن پر اُسپر بھی ایسی مصیبت نہ پڑے بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا کچھ کہو تو سہی میں بھی تو سنوں کیوان نے عرض کیا کہ ای شہریار آج کتنی روز کا زمانہ ہوا کہ دیو قلیاس شاہزادۂ بلند قدر کو اُٹھاکر لیگیا اور مردود دریا میں ڈال آیا بس یہ سُننا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان میں تاب ضبط و تحمل باقی نہ رہی اور ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ ہاے ای فرزند دلبند ای میرے سعادتمند جگر پیوند ہا یہ باپ جیتا رہا اور تو دنیا سے اُٹھ گیا ای بیٹا دیدار بھی تیرا نصیب نہ ہوا ہاے ہماری قسمت میں یہ داغ بدا تھا اور تمھیں اس سن میں دنیا سے سدھارنا مقسوم ہوا تھا ہاے ای بیٹا میں اب کدھر جاؤں اور کہاں سے تمھیں ڈھونڈھ لاؤں ہاے ای بیٹا باپ کی آنکھوں میں عالم سیاہ ہوگیا اور ای روشنی چشم میری مجھے کچھ نظر نہیں آتا ای بیٹا ایک نظر اپنا دیدار مجھے دکھا دے کہ دل کو چین آئے ای بیٹا تمھارے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی ہاے ای بیٹا یہ شرط محبت نہ تھی کہ تم ہمیں تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور ہمیں کوہ و صحرا کی خاک چھاننے کو چھوڑ گئے اور یوں اپنے بیگانے سے مُنھ موڑ گئے لازم تو یہ تھا کہ تم ہمیں مٹی دیتے اور ہماری قبر بناکر روتے کہ روح ہماری شاد ہوتی نہ کہ یہ انقلاب کہ آج ہم تمھیں روتے پیٹتے ہیں اور تمھارا ماتم کررہے ہیں کیوں ای فلک کجرفتار اور ای چرخ دوار تو نے یہ تفرقہ کیسا ڈالدیا کہ وہ ہمارے لیے ترس ترس کر مر گیا اور ہم اُسکے لیے تڑپ تڑپ کر رہ گئے

نہ وہ ہمیں دیکھ سکا نہ ہم اُسے دیکھ سکے یہ کہتے تھے اور روتے تھے یہانتک کہ روتے روتے غش آجاتا تھا غرض گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری جو کوئی سمجھاتا ہی کہ حضور اسقدر نالہ وزاری نہ فرمایئے صبر کیجئے مشیت ایزدی یونہیں تھی کہ آپ کے سامنے وہ کڑیل جوان یون مرجائے اور آپ یہ خبر وحشت اثر سنیں تقدیر سے کیا چارہ ہی جو اُسکی مرضی مصرع راضی ہیں ہم اُسی میں جسمیں تری رضا ہو حضور کیا روتے روتے جان دیجیے گا حضور یون بیقراری نہ کیجیے کہ مردے کی روح پر تکلیف گذرتی ہی حضور کے رونے سے اور اسقدر گریہ وزاری سے روح اُسکی بیچین ہوگی تو اُسکو بدیع الزمان یہی جواب دیتے ہیں کہ ارے صاحبو یہ کیا غضب ہی کہ جوان فرزند اور فرزند بھی سعادتمند یون دنیا سے اُٹھ جائے اور میں نہ روؤں اسوقت وہ آگ دل میں مشتعل ہی کہ کسی طرح نہیں بجھتی ہاے ہاے افسوس ایسی قسمت ہماری پھوٹ گئی کہ ہم آنے بھی نہ پائے اور وہ دنیا سے سدھارے ہمارا ابھی انتظار نہ کیا ہاے میں اپنے سعادتمند فرزند نوجوان کو کہاں سے لے آؤں قطعہ مرا نخل نوخیز سرو روان + کہاں ہی کہاں ہی کہاں ہی کہاں + اندھیرا ہی آنکھوں کے نیچے مری + کہ ہی میری آنکھوں سے اب وہ نہان + ہاے افسوس کمائی میری یون لٹ گئی اور اس قزاق فلک نے یون دولت میری لوٹ لی غرض اسطرح وہ بیتابانہ خاک بسر گریان و مضطر گریبان چاک سر پر خاک سر و پا برہنہ سیاہ پوش باصد جوش وخروش مع فوج ولشکر سامنے ہفت منظر کے آیا اور جس مقام پر نور الدہر بیٹھا تھا وہاں پہونچا دیکھا کہ وہ مقام ویران وسنسان پڑا ہوا ہی اس بستر پر خاک پڑی ہوئی ہی معلوم ہوتا ہی کہ کسی کڑیل جوان کا لاشہ ابھی ابھی یہاں سے گیا ہی اور اس طرح کی اُداسی چھائی ہوئی ہی کہ گویا کوئی لوٹ لیگیا خاک وہان کی اُٹھا کر بدیع الزمان نے اپنے منھ پر ملی اور پھر ماتم کرنے لگا اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا اور پکارتا تھا ای فرزند ارجمند ای میرے اقبالمند ہاے کس سن میں تمنے دنیا سے منھ موڑا کہ کوئی اس سن وسال کے درخت کو بھی نہ توڑے ای بیٹا ہم تو تمھارے اشتیاق دیدار ادھر کو آئے تھے کہ جاکر تمکو دیکھینگے کلیجے کو ٹھنڈا کرینگے مگر ہاے ای بیٹا تمنے ہمارے آنے کا بھی انتظار نہ کیا اور ہمارے آنے سے پہلے ہی گذر گئے ہاے فرزند کسی طرح دل کو قرار نہیں آتا ارے کوئی کلیجا نکال لیگیا ای بیٹا تم ایک نظر صورت اپنی دکھا جاؤ تو دل کو قرار آجائے ورنہ ہم بھی یونہیں تڑپتے تڑپتے مرجاینگے اور خیر ای بیٹا نہیں آتے تو نہ آؤ ہم خود ہی چند روز میں آکر وہیں تمسے ملجاینگے اور ای فرزند یہ تو بتاؤ کہ ماں جو تمھاری مجھسے پوچھیگی کہ کیون صاحب فرزند کو میرے دیکھ آئے اچھا تو ہی تو بیٹا میں کیا جواب دونگا کیا یہ کہدوں وہ ہمیں تنہا چھوڑ کر دنیا سے گذر گئے آہ وہ تمسے اور ہمسے منھ موڑ گئے ای بیٹا ماں تمھاری کاہیکو زندہ رہیگی یقین ہی کہ سنتے ہی ہلاک ہوجائیگی ای فرزند ہاے وقت آخر میں تم کچھ وصیت بھی کسی سے نہ کر گئے ای بیٹا اب میں کس منھ سے وطن جاؤنگا بس اب یہ ارادہ ہی کہ جوگی بنکر راہ صحرا اختیار کرون یہ کہتا تھا اور چیخیں مار مار کر روتا تھا اور برابر زمین پر پچھاڑیں کھاتا تھا کہ لباس سب پارہ پارہ ہوگیا ہتھیار سب عجیل ماہرو نے بدین خیال لے لیے تھے کہ مبادا خودکشی نہ کرنے تمام رفقاے بدیع الزمان رو رہے تھے ایک حشر برپا تھا اور وہ نعرہ اور وہ فریاد تھی کہ زمین و آسمان کانپ رہے تھے قمر چہر نے جو یہ معرکہ محشر انگیز اور قیامت خیز بالاے قصر سے دیکھا عمرو سے پوچھا کہ کیون خواجہ یہ کون ہیں خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ ای قمر چہر یہ باپ ہی اُس شہریار کا یہ وہ شخص ہی کہ جسنے پانچ سو ملک کو جنگ باختر کے تن تنہا گنجاب بن گنجوب حرمان ویلوکش سے چھین لیا اور بڑی بڑی افواج کو فاش زک دی ای قمر چہر اسکا نام شاہزادہ بدیع الزمان ہی حضرت امیر حمزہ صاحبقران سلمہ الرحمن اسی شاہزادے کو بہت دوست رکھتے ہیں اور وہ دوسرا عجیل ماہرو بھائی ہی حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا بس خواجہ سے یہ سُننا تھا کہ رنگ چہرہ قمر چہر کا متغیر ہوگیا شعر صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق + کہا صبر نے الفراق الفراق + اور رو رو کر یون پکاری کہ شعر من جدا از یار و یار از من جدا افتادہ است + این چنین مشکل کہ من دارم کرا افتادہ است + دیگر رسید جان بلب از محنت فراق مرا + اجل کجاست کہ مشتاق او بجان شدہ ام + ہاے ای فلک کجرفتار تونے ہمپر کیا ستم کیا لیکن اس طرف عجیل ماہرو نے بدیع الزمان کو سمجھانا شروع کیا کہ بدیع الزمان اسقدر بیقراری نہ کرو اور یون اپنی جان عزیز کو

نہ دو اور یقین کرو اس بات کا کہ وہ مرا نہین ہی بلکہ زندہ ہی اگرچہ دیو قلیاس بلاساس نے اُسے دریا مین ڈالدیا ہی مگر وہ زندہ ہی
اور انشاء اللہ تمسے ملیگا تم ابھی یہ بدشگونی کیون کرتے ہو ایک چند دن تو انتظار کرو دیکھو تو پروردگار کیا کرتا ہی ای بدیع الزمان
تمنے سُنا ہوگا کہ ایک مرتبہ قضائے کار اتفاقات روزگار حضرت امیر حمزہ صاحبقران سلمہ اللہ السبحان بردۂ قاف مین غرق
دریائے شور ہوگئے تھے مگر بفضل الٰہی بعد چند روز کے زندہ و سلامت اُس دریائے بلاانگیز و قہر خیز سے نکلے تھے بلکہ تکلف
یہ ہوا تھا کہ سلحہ خانہ سلیمانی پر سے تیغ عقرب سلیمانی بھی ہاتھ آگیا تھا کسی قسم کی کوئی گزند ذرا بھی امیر کو نہین پہونچی تم ہر طرح
اطمینان رکھو اور اپنے دل کو سمجھاؤ جی کو ٹھہراؤ اور اُسکو خدا نخواستہ مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہی ہوگا ای بدیع الزمان نورالدہر
بھی تو صاحبقران ہی انشاء اللہ اُسے بھی کوئی آسیب نہ پہونچیگا اور کوئی مضرت و گزند نہ ہوگی اور بحول و قوت ایزدی نورالدہر
بھی باسامان و شوکت نمایان ہوگا اور تمسے آکر ملیگا اور جی تمھارا خوش کریگا مگر اوسمین پریشان خاطر نہ ہو ہمارے کہنے پر
عمل کرو اور جیسا کہتے ہین اُسکو یقین اور سچ ہی سمجھو خدا نے چاہا تو تم اس قول کو ہمارے یاد کرنا دیکھنا کہ ایک سر مو فرق نہوگا اور جو
کہتے ہین وہی ہوگا یہ سُنکر شاہزادہ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ ہان عمو جان جب ایسا فرزند ارجمند اقبالمند و سعادتمند آنکھون
کے سامنے سے اُٹھ جائے تو پھر بھلا آپ ہی انصاف کیجیے کہ دل کیونکر چین آئے ای عمو جان مین لاکھ لاکھ دل کو سمجھاتا ہون مگر کسیطرح
قرار نہین آتا مین کیا کرون اور پھر یقین کیونکر ہو کہ جو دریا مین غرق ہوگیا وہ زندہ نکلیگا عجیل ماہرو نے کہا کہ تمھارے سامنے حضرت
امیر حمزۂ صاحبقران کے بارے مین حکایت بھی بیان کردی اور تمھاری سمجھ مین ہمارا کہنا نہین آتا بدیع الزمان نے کہا کہ ہان
قبلہ و کعبہ دیدہ باید ہیم تو اس غم مین اب تمام ہین یہ سُنکر عجیل ماہرو نے جواب دیا کہ میان بدیع الزمان گو یہ سچ ہی کہ مفارقت
فرزند گوارا نہین ہوتی مگر بیٹا سوائے صبر کے چارہ ہی کیا ہی اور تم کیا کرسکتے ہو یہ سُنکر بدیع الزمان نے جواب دیا کہ شعر
نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان بر کشم + دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن + ای چچا جان مین مجبور ہون کیا کرون یہ سُنکر عجیل ماہرو
نے جواب دیا کہ میان یہ سب سچ ہی مگر ہمارا ابھی کہنا مانو چند دن تو صبر کرو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی بعد اُسکے پھر اگر شاہزادہ والا قدر
نہ ملیگا اور نہ پیدا ہوگا تو پھر آپ کو اختیار ہی جسقدر چاہیے گا نالہ و زاری کیجیے گا جو چاہیے گا سو کیجیے گا مگر بھلا بدیع الزمان والا شان
کو کب صبر آتا ہی باپ کی محبت تھی سمجھانا کب اثر کرتا تھا اپنے رفقا سمیت گرد الیاس زیب بدن فرماکے فقیر بنکر بیٹھا اور اُدھر ملکہ کو عمر دکی
فہمائش سے خاموشی ہوئی اور صبر کیا دل کو جس طرح ہوسکا تھم گیا لیکن جب یہ خبر ایرج کو معلوم ہوئی کہ لشکر ظفر پیکر بدیع الزمان
کا آیا ہی اور ہمراہ اُنکے عجیل ماہرو امیر حمزۂ صاحبقران کا بھائی بھی ہی فوراً یہ سُنتے ہی سقیل سپر گردان سے کہا کہ ای
سقیل سپر گردان تم جاؤ اور جاکر بدیع الزمان سے پیام دو کہ ای بدیع الزمان بہت جلد ہفت منظر سلیمانی
کے سامنے سے خیمہ اپنا ہٹالو کہ ناموس حامد بن حمید زنگی کا ہفت منظر مین ہی خوف کرتا ہون کہ اگر تم اُسکی خلاف ورزی
کروگے تو شاید مجھسے گزند پہونچیگی مجھے ہرگز گوارا نہین ہی کہ حامد بن حمید کا ناموس نامحرمون کے سامنے رہے سقیل سپر گردان جلد
جلد یہ حکم سُنکر روانہ ہوا اور پیغام ایرج کا بدیع الزمان کو سُنایا بدیع الزمان اپنے رنج اور صدمے مین بیٹھا ہوا تھا آنسو بہ رہے تھے
یہ پیغام غیظ الثیام جو ایرج کا سُنا مزاج زیادہ برہم ہوگیا اور مارے غصے کے ہاتھ پاؤن تھر تھر کانپنے لگے پکار کر کہا او نابکار و ناہنجار
مجھے ملکہ کی کوئی پروا نہین ہی ارے مین تو اپنے رنج و صدمے مین مبتلا بیٹھا ہوا ہون اس کمبخت آفتاب پرست نے خواہ مخواہ کی چھیڑ
نکالی ہی اگر وہ ارادہ جنگ و جدال کا رکھتا ہی تو پھر مجھے کس بات کا ڈر خوف ہی اور کس امر کا کھٹکا ہی ارے مین خود آمادۂ مرگ اور
مہیائے اجل بیٹھا ہوا ہون مجھے خود یہی مدنظر ہی کہ جلد میرا کہین خاتمہ ہوجائے اور جھنجھٹ جھگڑا ایک ہوجائے جا اور کہدے
جاکر ایرج سے کہ او بے مروت و بد حمیت تجھے کچھ بھی مروت و حمیت اور پاس و لحاظ ہی ارے بدبخت شاہزادہ عالی قدر
نورالدہر کا تو یون خاتمہ ہوجائے اور ہم اُسکے غم مین یون ملول و دل افگار بیٹھین اور تو ہمین یون ستائے اور دق کرے

اور یہان سے اُٹھانے کا ارادہ کرے ہم تو یہان سے کبھی بھی نہ جاینگے اور تیری ایک بھی نہ سُنینگے اور ایک نہ مانینگے ہم تیری حقیقت ہستی کیا سمجھتے ہین تو ہے کیا سقیل سپہر گردان یہ سنکر اُٹھا اور ایرج سے جا کر ساری حقیقت بیان کی اور جو کچھ بدیع الزمان نے کہا تھا وہ ایرج سے بیان کیا پیغام بدیع الزمان کا سُنکر ایرج بھی بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اچھا مین خود جا کر اُنکو سمجھا آؤنگا یہ کہکر چپ ہو رہا اور دوسرے دن اُٹھکر بدیع الزمان کی خدمت مین آیا اور سامنے آکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا مگر بدیع الزمان اور عجبیل ماہرو نے ایرج کی تعظیم دی اور حکم کیا کہ ایرج کو جواہر نگار کرسی دی جائے الغرض کرسی جواہر نگار حاضر کی گئی ایرج رسم آداب بجا لا کر کرسی پر بیٹھا بعد مزاج پرسی ایرج نے نور الدہر کا تذکرہ چھیڑا اور بہت افسوس کیا رسم تعزیت ادا کی بدیع الزمان اور عجبیل ماہرو تو خوب روئے ایرج بھی کچھ جھوٹ موٹ رویا بعد اسکے ایرج نے کہا کہ میرے آنے کی یہ وجہ تھی کہ ایک تو نور الدہر کی تعزیت منظور تھی دوسرے بڑی وجہ یہ تھی اور زیادہ تر آنے کی یہ جہت تھی کہ اگر بہ عجلت تمام آج ہی آپ دونون صاحب مع اپنے لشکر کے یہان سے چلے جائین اور اس مقام کو چھوڑ دین تو نہایت بہتر ہے ورنہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ یہان سے نہ چلے جائینگے تو فساد رکھا ہوا ہے کیا ضرورت ہے کہ خواہ نخواہ جھگڑا ہو اور مبادا رنج بڑھے یہ سُنکر بدیع الزمان نے کہا کہ اے ایرج مجھے تمھاری عقل و دانش سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ تم ایک ذی فہم اور سمجھدار آدمی ہو کر ایسی حماقت اور نادانی کی باتین کرتے ہو اور زیادہ تر استبعاد تو یہ ہے کہ تم اپنا حکم جنگل پر بٹھاتے ہو یہ تو ایک صحرا ہے کسی کی ملک مین نہین ہے یہان کسی کا اجارہ نہین ہے اور نہ کسی کا عمل دخل اس بیابان مین ہو سکتا ہے کیا ضرورت ہے کہ تم اس قسم کی فساد آمیز باتین کرتے ہو اور رسم حمیت و مروت کے بھی یہ امر مخالف ہے اے ایرج تمکو یہ بھی خیال نہین آتا اور اسکا بھی لحاظ و پاس نہین ہے کہ ہمارا تو کڑیل جوان فرزند یون اُٹھ جائے اور ہم اُسکے غم و الم مین نوحہ گر و مضطر بیٹھے ہون اور تم یون چھیڑ چھاڑ کی باتین کرو تسلی اور دلاسے سے گئے اُلٹی یہ باتین کرتے ہو ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دفعۃً ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ اسد بن کرب آ پہونچا اس خبر کے سنتے ہی عجبیل ماہرو نے ایرج سے کہا کہ اے ایرج اب تم جلد یہان سے اُٹھ جاؤ تو بہتر ہے وہ دیوانہ اسد بن کرب آ پہونچا ہے اسد تمھارا پاس و لحاظ بالکل نہ کریگا خدا جانے تمسے اور اُس سے کیا گفتگو ہو تم کیا کہو اور وہ کیا گفتگو کرے اور کیا ٹیڑھی ترچھی بات چیت کرے اور کیسی ٹھہرے اسوقت تمکو ملال گذریگا اور رنج ہو گا کہ ہم یہان آئے اور ایسی ٹیڑھی ترچھی بات چیت کی ہمارے آنے کا بھی کچھ پاس و لحاظ نہ کیا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ اے عجبیل ماہرو تم اُس دیوانے سے مجھکو ڈراتے ہو اُس دیوانے کی حقیقت کیا ہے اور وہ دیوانہ کیا چیز ہے آتا ہے تو آنے دو بتا مرا کیا کریگا کیا اُسکی ہستی ہی کیا ہے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اسد بن کرب بارہ ہزار قزاقون سے فقیر بنا ہوا زیر ہفت منظر ہو پہنچا ملکہ قمر چہر تو ہر وقت سامنے کھڑی ہی رہتی تھی کہ شاید کچھ خبر شاہزادے کی معلوم ہو کہ دیکھا اسد بن کرب سامنے سے چلا آتا ہے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ کون ہے جو سامنے چلا آتا ہے خواجہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ قمر چہر یہ پھوپھی زاد بھائی ہے شاہزادہ نور الدہر کا اور کرب غازی کا بیٹا ہے اسد بن کرب غازی اسکا نام نامی اور اسم گرامی ہے اسکے باپ کرب غازی کو مین نے اپنا فرزند کیا ہے اور یہ نور الدہر کا عاشق صادق ہے ملکہ قمر چہر یہ سُنکر بہت خوش ہوئی اور دعائین دینے لگی لیکن اب سُنیے کہ اسد بن کرب غازی جو وہان پہونچا حال نور الدہر کا وہین سے پوچھنے لگا معلوم ہوا کہ نور الدہر کو دیو قلیاس اُٹھا کر دریا مین ڈال آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان اور عجبیل ماہرو بھی یہان کل سے آئے ہوئے ہین اور نوحہ و غم و گریہ و ماتم کر رہے ہین اور ایرج آیا ہے اور کہتا ہے کہ تم دونون اپنا لشکر اپنے ساتھ لیکر اُٹھ جاؤ اور اگر یہان سے نہ چلے جاؤ گے اور اس جگہ کو خالی نہ کرو گے تو فساد رکھا ہوا ہے لڑائی ہوگی یہ سنکر اسد کی آنکھون مین خون اُتر آیا نور الدہر کا صدمہ و رنج تو بھول گیا شعلے کے مانند برافروختہ ہو گیا کہنے لگا خیر دیکھو تو سہی اس پاجی نابکار ناہنجار نالایق روزگار بدکردار آفتاب پرست کو کیسی تنبیہ کرتا ہون کہ عمر بھر یاد کرے اور ساری شیخی بھول جائے اور غصے سے کانپتا ہوا بارگاہ بدیع الزمان کی طرف چلا آیا

وقت ہی کہ ایرج بیٹھا ہوا بدیع الزمان سے کہ رہا ہی کہ ای بدیع الزمان اب چاہیے جو کچھ ہو ہمکو یہان سے اٹھنا ضرور ہوگا اور
اس جگہ کو خالی کر دینا ہوگا کوئی عذر تمھارا نہ چلیگا اور کوئی بات تمھاری پذیرا نہ ہوگی بہتری اسی مین ہی کہ تم ہمارے کہنے کو
قبول کرو فساد نہ بڑھاؤ گیا اس سے حاصل ہی اور بدیع الزمان کہ رہے ہین کہ ای ایرج ارے ہم دل شکستہ ہو رہے ہین اپنے نوحہ ماتم
مین مبتلا ہین کوہ مصیبت دل پر گر پڑا ہی فوج غم کی ہم پر چڑھ آئی ہی گل جوان فرزند آنکھون سے پوشیدہ ہوگیا ہی ای ایرج وہ مصیبت ہم
پڑی ہی کہ جو دشمن ہو اُسپر بھی نہ پڑے ایک گوشہ صحرا مین خاموش بیٹھے ہوئے ہین کیون ہمین اسقدر ستاتا ہی اور رنج و آزار پہونچاتا ہی مصرع
عذر کن ز دود دل دردمند ۔ ای ایرج کیون ہمین اسقدر دق کرتا ہی اور ہماری بد دعا لیتا ہی کیون اسقدر تمنے رسم اتحاد و محبت
اور طریقہ ارتباط و مودت کو توڑ ڈالا ای ایرج ارے آنکھون کی سیل بھی جاتی رہی یہ کیا غضب ہی اور کیا ستم ہی اتنا حد سے زیادہ
انسان نہ پھول جائے اور یون نہ اُبھرے تمھین اسوقت مین یہ باتین ہمسے زیبا نہین کچھ تو پاس خیال چاہیے اگر خدانخواستہ تمھارے گھر
آتے تو معلوم نہین تم کیا حال کرتے جب صحرا مین جو تمھاری ملک نہین یہ حال ہی کہ خواہ مخواہ کا قبضہ اور حکومت جتاتے ہو ایرج نے
کہا کہ نہین مین ایک نہ مانونگا تمکو یہان سے اٹھنا ہی ہوگا ورنہ دو چار کوس یہان سے ہٹ جانا ہوگا یہان سے دو چار دس پانچ
کوس ہٹکر نور الدہر کا ماتم کرو یہ سنکر عجیل ماہرو نے کہا ایرج دیکھو سمجھو زیادہ بے مروتی اور تند اتندی اچھی نہین ہوتی نہ ہمکو کچھ ملک سے
مطلب ہی اور نہ قہر منفعت منظور ہی سے سروکار ہی ہم بھی کسی سے کوئی بایہی کا نہین رکھتے ہین دیکھو بہتر یہ ہی اور خیر اسی مین ہی کہ ہمکو
ہمارے حال پر چھوڑ دو ایسا نہ ہو کہ پھر ہم بھی اپنی جان پر کھیل جائین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پھر دوبارہ خبر آئی کہ اسد بن کرب غازی
آ پہونچا یہ خبر سنکر عجیل نے ایرج سے کہا کہ ای ایرج دیکھو اسد آ پہونچا اور وہ نہایت شہید اہلی وفا نتھا کا بیباک ہی اُسکی آنکھون مین ذرا سا بھی نہین ہی نہ وقت
ہر کسی کا لحاظ و پاس کرتا ہی ای ایرج تمھین واسطہ اپنے دین کا اور قسم اپنے مذہب کی اب تم یہان سے اٹھ جاؤ اور چلے ہی جاؤ
تو بہتر ہی دیکھو ہمارا کہنا مانو ورنہ پچھتاؤ گے اور پشیمان ہوگے تمسے اُس سے ہرگز نہ بنیگی معلوم نہین وہ تمسے کیا ٹیڑھی سیدھی
گفتگو کرے پھر اسوقت تمھین رنج ہوگا اور آزردہ ہوگے ای ایرج وہ تو صاحبقران کا لحاظ نہین کرتا تو بھلا تمھاری ہستی اور حقیقت
وہ کیا سمجھیگا وہ ایک بلاے بے درمان اور شعلہ جوالہ ہی بھلا اسے تاب ہی کہ تمھاری یہ بے محابہ گفتگو سنکر خاموش ہو رہے یہ سنکر
ایرج نے کہا کہ اگر اسکی یہ حالت ہی تو پھر مین اُسے کیا مال سمجھتا ہون اور اُسکی کیا حقیقت سمجھونگا مین تو ایک فو آب سے
کہ چکا وہ ہی کیا چیز آتا ہی تو آئے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اسی اثنا مین اسد غازی بارگاہ بدیع الزمان کے اندر آیا
اور نہایت ادب سے سلام کیا اور رسم قدمبوسی بجا لایا بدیع الزمان اور عجیل ماہرو نے دعا دی اور بدیع الزمان نے اپنے
پہلو مین بلا کر جگہ دی نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آیا بدیع الزمان نے اسد سے رو کر کہا کہ ای اسد حال نور الدہر کا سنا ہی
ہوگا ہائے اسد نور الدہر نے ساتھ ہمارا چھوڑ دیا اور ہم تنہا رہ گئے یہ سنکر اسد رونے لگا بدیع الزمان بھی خوب روئے کہ ایرج
نے پھر تھوڑی کے بعد کہا کہ ای بدیع الزمان مین جب سے آیا ہون کئی مرتبہ آپ سے کہ چکا اور آپنے کوئی صاف جواب نہ دیا
اِدھر اُدھر کے عذر معذرت اور حیلہ و حوالے ہی مین ٹالدیا دیکھیے مین آپ سے کہ رہا ہون کہ آپ یہان سے اٹھکر چلے جائیے
اور دو چار کوس ہٹکر اپنا خیمہ آپ برپا کیجیے نہین تو میرے ہاتھ سے آپکو آزار پہونچیگا اور فساد ہونا اچھا نہین ہی آگے آپ کو اختیار ہی
سبق کلام ایرج کا جو اسد بن کرب نے سُنا اب بھلا تاب کہان اور ضبط کہان آگ ہو گیا گویا آپ سے بے آب ہوگیا اور ایرج کی طرف
نہایت غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھکر کہا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تیری بھی یہ مجال اور یہ حقیقت و ہستی ہی کہ تو
ہمارے سامنے اس قسم کے کلام کرے او نالائق روزگار او نا ہنجار و بدکردار تو پہلے اپنی ہستی پر تو لحاظ کر اور اپنی حقیقت اور اصلیت کو
تو دیکھ کہ تو کیا ہی اور کون ہی ارے او بدگہر تجکو ایسی باتین کرتے ہوئے شرم نہین آتی او بے لحاظ و مروت کو تونے طاق پر بٹھا کے بیحیائی
اور نالائقی کے پردے آنکھون پر ڈال لیے ہین اسقدر بادۂ کبر و نخوت سے چور ہو رہا ہی اور اس درجہ متکبر اور مغرور ہوگیا ہی

اللہ ہی اللہ ہے ہیں زبان اپنی سنبھال اور اپنے حال پر رحم کر کیون قضا تیرے سر پر کھیل رہی ہے نالائق دین و دنیا کا کچھ خیال تو کر جسپر کہ
شاہزادہ نور الدہر عاشق ہو اُسکی نسبت تو یہ کلمات کہے کہ میرے ملازم کا معشوق بیان ہو اے لعنت ہے تیری حیا پر اور تف ہے تیری
حمیت پر ارے او بیمروت شاہزادے نے کیا کیا مراعات تیرے ساتھ کی اور تیرے ساتھ کس درجہ مروت کو صرف کیا اور کیسے
کیسے احسانات کیے اللہ غنی تو نے ان سب احسانات اور مراعات کو بھلا دیا اور طرہ برین یہ کہ او مردود تو شاہزادے کی معشوقہ
کو اپنے ملازم کے ساتھ نسبت دیتا ہے ارے یہ بے ادبی اور یہ گستاخیان اور بدبخت یون ہی بخود نہیں ہو جاتے اور اس طرح آنکھون پر
ہاتھ نہیں رکھ لیتے ارے او بدبخت محسن کش تجھسے ایسی بے ادبی اور بے مروتی کی ہرگز امید نہ تھی ہائین او کمبخت یہ طوطہ چشمی گو یا
کبھی کے آشنا ہی نہ تھے اور کبھی کی صاحب سلامت ہی نہ تھی ہم تجھے ایسا احسان فراموش نہ سمجھے تھے اور ایسی امید نہ تھی جیسی کہ
تو نے کی ارے یہ تو بتا کہ وہ ملازم تیرا کون سمجھا ہے اور کون ایسا پاگل بے وقوف ہے جو ملکہ قمر چہر کی آرزو اپنے دل مین کرتا ہے ارے
تیری بھی اتنی مجال ہے اور تیری بھی یہ قدرت ہے نہ کہ تیرا بھی ایک ملازم مصرع برین عقل و دانش بباید گریست ارے واہ رے بیوقوف
واہ رے عقلمند ارے تو مجکو اُسے دکھا تو سہی کہ اُسکے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کر دون ایرج یہ کلام غیظ القیام سُنکر نہایت آزردہ
ہوا اور غصے سے کہنے لگا کہ او دیوانے مجہول العقل کیا بکتا ہے یہ سُنکر اسد نے کہا کہ بس آگے نہ بڑھنا خاموش ورنہ گدی سے زبان
کھینچ لی جائیگی ارے بہادرون کے ناموس پر نگاہ بد کرتا ہے تجھکو یہ بھی معلوم ہے کہ کیوان فلک رفعت نے ملکہ قمر چہر کو نور الدہر
کے ساتھ منسوب کر دیا ہے اور تو ایک روسیاہ کے واسطے کد کرتا ہے بس معلوم ہوا کہ تیری قضا ہی آگئی ہے جائیگا کہان اور جو تیری
قضا ہی آگئی ہے تو لے جاتا کہان ہے ارے مین ابھی تو تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہون اور تلوار کھینچ کر ایرج پر دوڑا کہ کھڑا تو رہ
مردود کہان جاتا ہے قضا تیری آپہونچی جب تک بدیع الزمان اور عجیل ماہرو اُٹھے ہی اُٹھین جب تک اسد نے ایک تلوار
ایرج کے جما ہی دی ایرج نے جو ایک جھکی دی تو تلوار اسد کی پٹ پڑی اور ایرج نے ہاتھ اسد کا پکڑ لیا اسد نے اپنے
رفیقون کو آواز دی کہ ارے کمبختو کیا تم سب مر گئے ہو جانتے نہیں ہو کہ یہ پاجی حرام کے نقمے کھا کھا کر موٹا ہوا ہے ارے جلد
اٹھکر دوڑو اور مارو اس بزاز بچے کو بس یہ کلمہ سُنکر فوراً رفیق اسد کے دوڑے اور قصد کیا کہ مارین بدیع الزمان اور عجیل ماہرو
مانع ہوئے کہ خبردار بس تلوار ایرج پر نہ مارنا دیکھو خبردار ایرج پر آنچ نہ آنے پائے کہ نشانیان صاحبقرانی کی اسکے چہرے سے ظاہر
ہین مگر بھلا وہ کب سُنتے ہین اور کب چوکتے ہین سب کے سب چوب چماق پکڑ پکڑ کے حملہ آور ہوئے ایرج تو تن تنہا یہ چوالیس
شخص کہ اسد تو ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ایرج اُن سبکے حلقے مین گھر گیا حیران و پریشان ہے کہ کیا کرے اور کیونکر ان لوگون سے جان
بچائے ایک کی دوا دو سہی نہ کہ اکیلے پر اتنے آدمی ٹوٹ پڑے وہ کیا بنا سکتا ہے مگر ایرج بھی جو کچھ اڑ رہا ہے اور یہ سب بھی خوب
زد و کوب کر رہے ہین اور خوب ہی جی توڑ توڑ کے مار رہے ہین اور اسد برابر کہہ رہا ہے کہ مارو اس پاجی مردود کو خبردار کوئی مروت
و پاس و لحاظ نہ کرے جہانتک ہوسکے خوب جی کھول کھول کر مارو آپ ایرج نہایت ہی مضطر ہے کہ اکیلا آدمی کس کس کی ضرب کو روکے
اور کسکا کسکا جواب دے یکدفعتہً لندھاد ابن لندھور نے ایرج کے پس پشت آکر بزور جو ایک چماق ایرج کے سر پر
لگائی تو بڑے ہی زور سے چوٹ لگی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اور چکر کھا کے بیہوش ہو کر زمین پر گرا اُسکا زمین پر گرنا کہ اسد نے
پکار کر کہا کہ جلد مشکین اس مردک کی باندھ لو بموجب حکم اسد فوراً مشکین ایرج کی باندھ لی گئین جب ایرج کو ہوش آیا تو دیکھا کہ
مشکین بندھی ہوئی گرفتار پڑا ہوا ہے آنکھ کھول جو دیکھا تو اسد بن کرب غازی کھڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کیون پاجی دیکھا تو نے
اس دہن درازی کی کیا سزا ملی اور ابھی کیا سزا دی ہے دیکھ تو کس طرح بعقاب شدید تجھکو مارتا ہون اور یہ کہکر آواز دی کہ ارے
جلد بلاؤ جلادون کو جلاد ہمارے لشکر کے کہان ہین مارو گردن اس پاجی کی عجیل ماہرو نے اسکے سامنے آکر کہا کہ اے اسد بن کرب غازی
بس اب غصے کو تھامو زیادہ غصہ نہیں کرتے غصہ حرام ہوتا ہے بس اے اسد بن کرب یہ اپنی سزا کو اچھی طرح پہونچ گیا اگرچہ کچھ بھی

ایرج مین ہوے شرافت ہوگی تو کبھی ایسی دریدہ دہنی نہ کریگا اب سے قتل نہ کرو ایرج کے قتل سے کیا فائدہ ملیگا اگر کوئی شخص آپکے
برابر کا ہو تو خیر اگر تمنے اسے قتل کیا تو خلائق کیا کہیگی ای اسد از براے خدا اب جانے دو اور تمکو خود بھی خیال کرنا چاہیے کہ ایک تو
ایرج اولاد صاحبقران سے ہی اور دوسرے یہ کہ اگر تمنے اسے قتل کر ڈالا تو یہی مشہور ہوگا اور خلائق بھی کہیگی کہ ایرج تو تن تنہا
بارگاہ بدیع الزمان مین گیا تھا اُنہین لوگون کے سب نے پکڑ لیا اور مار ڈالا بالکل خلاف مروت اور محض مخالف مردی و مردانگی کیا
بیٹا یہ بات اچھی نہین ہی میان سنبھالو یہ سنکر اسد بن کرب نے کہا کہ آپ نے دیکھا اس پاجی کی حرکات کو اور اُسکی دریدہ دہنی کو سنے
اپنی اصالت اور حقیقت کو خیال نہ کرکے ایسی گستاخیان کرنا شروع کین دیکھیے اگر اسوقت یہ چھوڑ دیا گیا تو یہ پھر اپنی اصالت
کی لیگا اور پھر فساد برپا کریگا اسکا چھوڑنا مصلحت نہین ہی نانا جان اگر چھوٹ کر یہ مردود ہمین مار ڈالے تو اچھا ہی ہم اسے قتل ہی کر ڈالین
اور کہا کہ او حرامزادے دیکھ تو سہی تجھے کس طرح قتل کرتا ہون ارے مردک مین تیرا سر کاٹ کے فرخ تاجر کی جورو کے لیے بھیجونگا تاکہ
لوگون کو عبرت ہو کہ محسن کش اور دریدہ دہن کی ایسی ہی سزا ہوتی ہی یہ سنکر ایرج نے پکار کر کہا کہ ارے دیوانے چھوٹ جاؤن
تو بتاؤن دیکھو تو کیا سزا دیتا ہون یہ سنکر اسد غضبناک ہوا اور دانت کٹکٹا کر صراحی شراب کی اٹھا کر ایرج پر دے ماری
کہ وہ صراحی ایرج کی چھاتی پر پڑی اور ٹوٹ گئی اور ساری شراب ایرج پر گر پڑی بس غصہ چڑھ آتا ہی تو ایرج نے زور کرکے سب
قید توڑ ڈالی اور اُٹھا اسد کی طرف دوڑا اور کہنے لگا کہ لو اسد دیکھو تو اب تمھارا مین کیا حال کرتا ہون اسد نے عجیل ماہرو
سے کہا کہ دیکھا نانا جان آپنے آپکے روکنے سے مین خاموش ہوا اب اچھا ہوا کہ یہ چھوٹ گیا اور دیکھیے اب اسنے پھر وہی دریدہ
دہنی شروع کی ہی اور اپنی اصالت پر گیا کس مشقت و محنت سے تو مین نے اس مردک کو گرفتار کیا تھا اب یہ کاہے کو ہاتھ
آئیگا جو کچھ کیا آپنے کیا اگر آپ مجھے نہ روکتے اور مانع نہ ہوتے تو مین کبکا قتل کر چکا تھا بھلا مین چھوڑتا بھی مگر خیر اب کیا ہو سکتا ہی
کہ وقت رفتہ و تیر جستہ بدست نمی آید اور اپنے رفیقون سے کہا کہ ارے کھڑے دیکھ ہی رہے ہو مارتے نہین اس پاجی کو جلد گرفتار کر لو انتظار
کس بات کا ہی منھ کیا دیکھتے ہو یہ حکم محکم سنکر تمام رفقاے اسد دوڑ پڑے اور سب نے آکر ہجوم کر لیا لندھاوا بن لندھور پھر دوڑ پڑا اور
کھینچکر چماق چاہتا تھا کہ ایرج کو مارے کہ لپک کر ایرج نے چماق اُسکی چھین کر اسی پر ماری کہ سر لندھاوا بن لندھور کا دو ٹکڑے
ہو گیا اور لندھاوا بیہوش ہو کر زمین پر گرا اور ایک روایت ہی کہ مر گیا اب اُسکے گرتے ہی چار طرف سے ایرج پر مار پڑنے لگی مگر ایرج
لڑتا بھڑتا مارتا مار کھاتا ہوا بارگاہ سے باہر نکل آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا راستے مین دیلم شباط زنگی
سے ملاقات ہوئی ایرج نے بعد صاحب سلامت کے استفسار کیا کہ ای دیلم شباط زنگی کہان جاتا ہی دیلم نے کہا جاتا کہان ہون آپکے
گرفتار ہو جانے کی خبر سُنی تھی کہ آپ بارگاہ بدیع الزمان مین گرفتار ہو گئے ہین آپ کے چھڑانے کے لیے چلا تھا ایرج نے جواب دیا کہ ہان
دیلم اس اسد بن کرب دیوانے نے سخت عاجز و پریشان کیا بند بند میرا پھوڑ ڈالا سر میرا شگافتہ ہو گیا مگر مین نے بھی لندھاوا بن لندھور
کا کام تمام ہی تو کر دیا خیر کل میدان مین سمجھونگا اور اس دیوانے مبہوت کا خوب طرح مزہ دونگا کہ یہ بھی کبھی کو یاد کرے کہ بھلا
کسی سے مقابلہ ہوا تھا دیکھو تو دیلم مین اسکی کیسی گت بناتا ہون یہ جانتا ہی کہان ہی اپنے دیوانے پن پر بہت پھولا ہی اور اپنی
جرأت و شجاعت پر بہت دھمکاتا ہی اور نہایت متبختر اور متکبر ہی دماغ اُسکا چل گیا ہی کسی کی کوئی حقیقت ہی نہین سمجھتا جو ہی وہ اُسکے
آگے بالکل بد حقیقت اور بد اصالت اور کم ظرف ہی عجب ہوا ہے کبر اُسکے دماغ مین بھر گئی ہی کہ کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا دیلم سے
یہ باتین کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف راہی ہوا لیکن یہان کا حال سُنیے کہ اسد نے جو لندھاوا کو دیکھا کہ کام اُسکا تمام ہوا یہ حال
دیکھکر عجیل ماہرو سے کہا کہ ملاحظہ فرمایئے نانا جان لندھاوا کا کام تمام ہوا اب تو قبلہ و کعبہ آپ کی خوشی ہوئی اور آپ سر ہو
ہوئے کہ وہ پاجی مار پیٹ کر چلا گیا اور آپ یہ کیا بات بار بار فرمایا کرتے ہین کہ ایرج اولاد صاحبقران سے ہی یہ بدبخت مردک
اولاد صاحبقران سے کب ہی اگر صاحبقران کی اولاد ہوتا تو یہی حرکتین کرتا کیا صاحبقران کی اولاد کی اور ذریات کی ایسی ہی

حرکات ہوتے ہین مین تو ہرگز نہ مانونگا اور کبھی مجھے یقین نہین آتا کہ یہ نالائق صاحبقران کی اولاد سے ہی باپ اسکا فرخ تاجر موجود ہی آپ صاحبقران کی اولاد بتاتے ہین سبحان اللہ بعد اُسکے لندھاوا کی لاش کو بڑی تیاری سے اُٹھایا تمام رفقاے اسد اور بدیع الزمان اور عجیل ماہرو ساتھون ساتھ تھے اور خود بدیع الزمان اور عجیل نے بھی اسد کی خاطر سے مشایعت جنازہ کی اور بڑا افسوس کیا اور بعد غسل و کفن پہاڑ کے نیچے دفن کیا اور اسد بہت رویا خوب ماتم کیا قبر پر فاتحہ پڑھا اور رو رو کر کہا کہ حیف ای لندھاوا تم تو قبر مین سو رہے لیکن اگر میری زندگی نے وفا کی تو دیکھو تو کیسا تمھارے خون کا عوض لیتا ہون تمنے تو اپنی جان نثار کردی حق تعالی جزاے خیر دے اور اپنے جوار رحمت مین جگہ دے بعد دفن قبر لندھاوا پر گنبد استادہ کرایا صحیفہ خوان قبر پر معین کیے اور روتا ہوا لشکر بدیع الزمان مین پھرا اور وہان ایرج اپنے لشکر مین داخل ہوا اور اپنے دنگل شوکت پر جلوہ افروز ہوا کہ حامد بن حمید نے پوچھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان زمان ای ایرج نامدار یہ کیا حال گذرا مین نے سُنا ہی کہ آپ پر اسد نے بلوا کیا تھا اور گرفتار کیا تھا کچھ کہیے تو مین بھی تو سنون ایرج نے کہا ای حامد بن حمید کیا تجھسے کہون جو کچھ کیا وہ اس دیوانے نے کیا مار مار کر مجھکو دیوانہ بنا دیا چالیس آدمیون نے ایکدم مجھپر بلوا کر لیا اور سب کے سب ٹوٹ پڑے لندھاوا نے چماق کا وار کیا کہ مین زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑا اسد نے میری مشکین بندھوالین جب مجھے ہوش آیا تو مین نے اپنے تئین گرفتار پایا اسد نے سامان قتل کیا عجیل نے منع کیا مگر وہ کب سُنتا ہی جلادون کو طلب کیا مجھکو بھی غصہ آگیا اور جو میرے منھ مین آیا مین نے بھی کہا اُسنے غصے مین آکر شراب کی صراحی میرے سینے پر دے ماری کہ ساری شراب مجھپر گری بس نے بھی جو غصے مین آکر زور کیا تو قید سب ٹوٹ گئی اور اُٹھ کھڑا ہوا جسقدر بس چل سکا مین نے بھی خوب مارا یہانتک کہ لندھاوا ابن لندھور کا تو خاتمہ ہی کر دیا اور اُسپر بھی زندگی تھی کہ بچ گیا جس طرح ہوا بارگاہ بدیع الزمان سے نکل آیا لیکن اب مین ان خداپرستون کو زندہ نہ چھوڑونگا اور خوب شراب پی نشے مین بدمست ہو کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ کل مین ہون اور یہ خداپرست دیکھو تو کیا حال کرتا ہون ان خداپرستونکا بموجب حکم ایرج اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارون نے آکر بعجلت تمام بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ ایرج نے طبل جنگی بجوا دیا ہی اور کل اُسکا ارادہ مقابلے کا ہی فوج تیار کر رہا ہی لشکر درست ہو رہا ہی یہ سُنکر عجیل ماہرو نے کہا کہ ہم ہرچند چاہتے ہین کہ ابھی لڑائی نہ ہو اور فساد نہ بڑھے مگر یہ کمبخت ایرج آمادۂ فساد ہی کسی طرح نہین مانتا بدیع الزمان نے کہا کہ پھر کچھ اندیشہ نہین ہی خوف کیا ہی اگر وہ آمادۂ جنگ ہی اور فساد ہی پر آمادہ ہی تو خیر باشد ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے بموجب حکم بدیع الزمان نقارہ رزمی بجایا گیا اور ادھر بھی فوج درست ہونے لگی چار پہر رات تیاری رہی دونون جانب فوجون کی درستی ہوتی رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آئے نظم دو ابر از دو سو در خروش آمدند + دو دریاے لشکر بجوش آمدند + رسیدند این ہر دو لشکر بجاہ + ہمہ رزم جو ہمہ کینہ خواہ + ہمہ مست لیک از شراب غرور + بہ پیکار نزدیک و از صلح دور + بر آمد شد لشکر بیقیاس + زمین در تزلزل فلک در ہراس + حضیض زمین چون فلک اوج بود + سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود + صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے جب اچھی طرح لشکر آراستہ ہو چکے ایرج مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا کہ جسکو دعوی دلیری اور مردی و مردانگی ہو وہ میدان مین آئے اور اپنی شجاعت و جرأت دکھائے یہ سُنکر خود بدیع الزمان مرکب اُڑا کر مقابل ایرج ہوا ایرج نے جو دیکھا کہ غصہ مین خود بدیع الزمان نکل آیا ہی کہنے لگا کہ ای بدیع الزمان تم تو غم مین نور الدہر کے گریان و نالان و حیران و پریشان ہو جاؤ میدان کارزار سے چلے جاؤ اور اپنی جان کی خیریت مناؤ مین نے تمھین عفو کیا بہتر یہی ہی کہ میدان سے ہٹ جاؤ یہ سُنکر بدیع الزمان نے کہا کہ او مغرور بدبخت بس خاموش زیادہ زبان درازی اور وریدہ دہنی اچھی نہین ہوتی اپنی زبان کو تھام جو تجھسے ہو سکے تو قصور و کوتاہی نکر اور جو ہمسے ہو سکیگا اسمین ہم کمی نکرینگے شعر زبان در کش و تیغ کش از غلاف + کہ جاے سخن نیست دشت مصاف + یہ سُنکر ایرج نے نیزہ ہاتھ مین تھاما اور پکار کر کہا کہ ای بدیع الزمان ہوشیار و خبردار اور یہ کہکر ایک وار نیزے کا بدیع الزمان

پر گیا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر روکا اور نیزہ بازی ہونے لگی سنانین برچھون کی ناکارہ ہوگئین چھڑ پر چھڑ لگی پڑنے مانند
خلال فراشان کے پرسنچے اڑ گئے بدیع الزمان اور ایرج نے برچھے ہاتھون سے پھینک دیے جب نیزے بیکار ہوئے تو ایرج نے
عمود بدیع الزمان کے مارا بدیع الزمان نے وار اسکا رد کرکے عمود ایرج پر مارا ایرج نے بھی اُسے رد کیا جب گرزبازی بھی
ہو چکی تو تلوارین میان سے نکلین ایرج نے بدیع الزمان کے تلوار لگائی بدیع الزمان نے اُسکی تلوار رد کرکے ایرج پر تلوار ماری
ایرج نے بھی تلوار بدیع الزمان کی رد کی بدیع الزمان نے پھر وار کیا پھر ایرج نے رد کیا یہانتک کہ شام ہوگئی تلوار چلی ایک مقام پر بدیع الزمان
نے چاہا کہ بند دست ایرج کا پکڑ کر تلوار چھین لے گھوڑے کو گرایا وہان ہوش خانہ بھاگا پانون گھوڑے کا اسمین جا تار ہا اور سے
تلوار ایرج کی بڑی تادوا بر جا تھی شاہزادہ بدیع الزمان نے دستانہ مار کر تلوار چھینا کر نکلگئی اُسی حالت مین ایک تلوار بر سر ایرج
ماری ایرج نے خالی دی تلوار گھوڑے کے سر پر پڑی گھوڑا ایرج کا مارا گیا ایرج زمین پر گرا سنبھل کر اُٹھا ادھر عجیل ماہرو وغیرہ دوڑ پڑے
شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکر داخل لشکر ہوئے ایرج بھی پھر گیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی جگہ پر واپس گئے لیکن
اسد لندھاوا کی قبر پر بیٹھا رو رہا تھا کہ یہ خبر وحشت اثر معلوم ہوئی کہ بدیع الزمان ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا بس یہ سنکر نہایت
درجہ اسد ملول و آزردہ خاطر ہوا اور نہایت رنجیدہ ہوا اور اپنے دل مین یہ سوچا کہ اگر مین قبر پر لندھاوا کی بیٹھا رویا کرونگا او قیامت
تک نہ ہونگا تب بھی لندھاوا زندہ نہ ہوگا پھر اس گریہ و بکا اور نوحہ و ماتم سے کیا حاصل ہے جو مرضی الہی تھی سو جاری ہوئی قضا نے
کیا جو راہی ہیں اب یہانسے اٹھو اور آفتاب پرست کو چلکر مارو یہ سوچ کر انا للہ وانا الیہ راجعون رضا بالقضائہ وتسلیما لامرہ کہتا ہوا اُٹھا
ابراہیم نے عرض کیا کہ کیون اسوقت کہان کا عزم ہے اسد نے کہا کہ قتل ایرج کا ارادہ ہے تو مستحکم کر لیا ہے کہ اس کرباس فروش کو
بے مارے نہ چھوڑونگا ابراہیم نے عرض کیا کہ بھلا کیونکر اُسے مار لیگا آپنے اُسکے قتل کی کیا فکر کی ہے کچھ ارشاد تو کیجیے اسد نے
جواب دیا کہ بس یہان سے چلکر دربار گاہ پر پوشیدہ کھڑا ہو رہونگا جس وقت ایرج بارگاہ سے باہر آئیگا اُسی وقت مار لونگا یہ
سُنکر سب رفقا نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہو چلیے تدبیر بہت معقول ہے بس یہ تدبیر ٹھہرا کر اسد مع رفقا طرف بارگاہ ایرج کے روانہ
ہوا مگر قضائے کار اتفاقات روزگار شاپور شیر دل صورت بدلے ہوئے کھڑا تھا یہ صلاح سُنتے ہی وہان سے بھاگا اور طرف
بارگاہ ایرج کے روانہ ہوا جا کر ایرج سے بیان کیا کہ ہوشیار ہو جیے اسد آپ کی فکر قتل مین آتا ہے اور اپنی جگہ سے چل چکا ہے اور
اپنے رفقا سمیت آتا ہے یہ خبر سنکر ایرج نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم سب ہوشیار ہو جاؤ جس وقت وہ دیوانہ آئے اُسی وقت
اُسے گرفتار کر لو اور مجھے خبر کر دو مین بھی مستعد بیٹھا ہون غرض اسد اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے بارگاہ ایرج پر آیا کہ ویسے ہی
شاپور نے پکار کر کہا کہ وہ اسد آ پہونچا ہشیار و خبردار باشید بس یہ سنتے ہی ایک غل ہو گیا کہ لینا اس دیوانے کو جلد گرفتار
کر لو دیکھو خبردار جانے نہ پائے لوگ اسد پر حربے لے لے کر دوڑ پڑے بس اسد نے جو یہ رنگ دیکھا تلوار میان سے لیکر اُن سب
پر گرا یہ غل و شور سنکر ایرج بھی اپنی بارگاہ سے باہر نکل آیا تلوار چلنے لگی اسد ادھر سے مارتا ہوا اور ایرج اُدھر سے للکارتا ہوا
بڑھا جب دونون باہدیگر مقابل ہوئے تو اسد نے پکار کر کہا کہ او پاجی کرباس فروش بچہ بازاری کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
قضا تیری تیرے سر پر آ پہونچی اور یہ کہکر اسد نے تلوار چمکا کر چاہا کہ مارے ایرج نے بڑھکر ایک تھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی ایرج
نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ اسد کا مروڑ کر تلوار اسد کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اسد کو اٹھا لیا اور کہنے
لگا کیون اسد ہے شرط کہ تجھے اس زور سے ٹپکون کہ سر تیرا پاش پاش ہو جائے اسد نے آواز دی کہ یاران من بدو بدید آواز
سُنکر کل رفقائے اسد تلوارین پکڑ پکڑ کے دوڑے مگر یہان ایرج بعجلت تمام اسد کو اسی طرح ہاتھون پر اُٹھائے اپنی بارگاہ
مین لے آیا اور زمین پر پٹک دیا مشکین اسد کی بندھوا دین اور حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ جب آہنگر حاضر ہوئے تو ایرج نے
کہا کہ اس دیوانے کو قید آہن مین گرفتار کر لو اسکے ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پانون مین بیڑیان اور گلے مین طوق گران

والدو جب آہنگرون نے حسب الحکم ایرج اسد کو قید آہن مین گرفتار کرلیا تو اُسوقت ایرج نے اسد سے کہا کہ او دیوانے تو نے
پرسون مجھے کیا کیا کہا تھا اور کیا کیا باتین سُنائین تھین اور اس دن کی خبر نہ تھی ارے دیکھ تو سہی جو تجھے اسطرح نہ مارون کہ جن و بشر تیرے
حال پر افسوس کرین اور ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و بکا کرین اور مجھے رحم نہ آئے یہ کلام سُنکر اسد نے کہا کہ او
کرباس فروش بچہ بازاری تو تو حرام کے لقمے کھا کھا کے مسنڈا ہوا ہو مجھے مرنے سے ڈراتا ہو ادے مجھے مرنے سے کوئی اندیشہ نہین
ہو تو شوق سے مجھے قتل کر اگر خدا میرا حافظ ہو اور اُسکی طرف سے قضا نہین آئی ہو تو تو کیا مردک ہو اور تیری تو کیا حقیقت
ہستی ہو جو تو قتل کریگا اگر رستم بھی آجاے تو میرا بال بھی نہین بیکا کر سکتا یہ کلام سنکر ایرج کو غصہ آگیا اور اسد سے کہنے لگا کہ او
اتبک اور اس حالت قید مین بھی تیری یہ دریدہ دہنی ہو ارے کوئی ہو بلاؤ تو جلادون کو کہ اسکی گردن ماردین بموجب حکم اُسی وقت
جلاد آکر موجود ہوئے اور ایک چبوترہ ریت کا بنوا کر نطع اُسپر ڈالدیا اور اسد کو اُس نطع پر بٹھایا اور منتظر حکم کے تھے کہ ایرج حکم دے
تو گردن ماری جاے اب دیکھیے قدرت خدا کو جسے وہ رکھے اور وہ حفاظت کرے اُسے کون چکھے اتفاقات روزگار قضاے کار
عجیل ماہرو کو خبر ہو گئی کہ اسد کو ایرج نے گرفتار کرلیا سمجھ گیا کہ ایرج نہ چھوڑیگا ضرور اسد کو قتل کریگا اور ہرگز کوئی خیال نہ کریگا چلون
چلکر چھڑالاؤن یہ سُوچ کر مرکب پر سوار ہوا اور بارگاہ ایرج کی طرف روانہ ہوا اسوقت ایرج کے پاس پہونچا کہ اسد زیر تیغ بیٹھا ہوا
تھا اور جلاد منتظر حکم اخیر تھے جیسے ہی ایرج نے عجیل کو دیکھا فوراً تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور بعزت و احترام تمام لاکر بٹھایا
اور بہ تواضع تمام پیش آیا مزاج پرسی ہوئی بعد مزاج پرسی کے ایرج نے پوچھا کہ اس وقت آپ نے کہان تکلیف
کی اور میرے غریب خانے پر تشریف آوری کی کیا وجہ ہوئی عجیل نے کہا کہ مین اس وقت تمھارے ہی پاس آیا ہون
اور وجہ یہ ہو کہ مین نے سنا ہو کہ اسد کو تمنے گرفتار کر لیا ہو اور اسکے قتل کا ارادہ ہو مین چاہتا ہون کہ تم میری خاطر سے اسد کو چھوڑ دو
کیونکہ جس وقت تمکو اسد نے گرفتار کرلیا تھا اور آمادہ بقتل تھا تو اُسنے بھی میری خاطر سے تمھین رہا کر دیا تھا اب تمکو بھی لازم ہو کہ
میرا کہنا مانو اور اُسکے حق مین میری سفارش کو قبول کرو اور اُسے رہا کر دو یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ سُنو اے عجیل یہ تو سب کچھ صحیح ہو
مگر یہ دیوانہ نہ تمھین کچھ مانتا ہو اور نہ مجھی سے ڈرتا ہو نہ تمھارا ہی لحاظ ہو نہ اسے میرا ہی خوف ہو اور قطع نظر اسکے یہ دیوانہ روز اول سے
مجھسے عداوت رکھتا ہو مین اسکو ہرگز نہ چھوڑونگا تم اسکی سفارش نہ کرو یہ میرا دشمن جانی ہو اور قابل عفو ہرگز نہین ہو اسد
بھی یہ باتین سُن رہا تھا جب ایرج نے یہ کہا کہ مین ہرگز نہ چھوڑونگا تم اُسکی سفارش نکرو اور یہ میرا دشمن جانی ہو قابل عفو نہین ہو
تو یہ سنکر اسد نے کہ چھوٹے نانا اب آپ میری سعی نہ فرمائین کہ آپ کی بات ضائع ہوتی ہو اسے قتل کرنے دیجیے اگر میری قضا نہین
ہو تو یہ مسخرا کیا بنا سکیگا ایرج نے کہا کہ ای عجیل ملاحظہ کرو گرفتار بیٹھا ہوا ہو اور اسپر یہ دیوانے پن کی باتین کرتا ہو یہ سُنکر اسد
نے کہا کہ او بیحیا تجھے انتظار کا ہیکا ہو حکم قتل دے اور سر میرا کٹوا اور خوش ہو ایرج نے کہا کیا بکتا ہو چپ رہ اور عجیل سے
کہا کہ آپ اسکی گستاخیان دیکھ رہے ہین اور جلاد بے بنیاد نے ایک لات اسد کے ماری کہ ہائین مردود تو صاحبقران
آفتاب پرستان کی جناب مین یہ گستاخیان کرتا ہو بس خاموش ہو بھی اب کہان تاب اسد کو لات کا پڑنا کہ اسد کی آنکھون مین
تمام دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور اُسی غصے مین زنجیر کڑ کے جو زور کرتا ہو تو سب قید ٹوٹ گئی اور یا علی مدد کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور
اُٹھتے کے ساتھ ہی ایک ہاتھ جو جلاد کو مارتا ہو تو دھڑ سے سر اُڑ گیا اور اُسی کی تلوار اُٹھا کر چند آدمیون کو مار پیٹ کے باہر نکل آیا
اور ایرج ہی کے مرکب پر سوار ہو کر چلا گیا اور کوئی نہ روک سکا ایک غل ہو گیا کہ وہ اسد جاتا ہو ایک آدھ نے کہا کہ میان انگلی
بھی نہ اُٹھاؤ جانے بھی دو ہو گا کیا فائدہ کیا ایرج تعاقب مین چلا کہ لوگون نے روک لیا اور کہا کہ اب بیکار ہو جو ہونا تھا سو ہوا
بھلا اب کیا وہ ہاتھ لگیگا مگر ایرج کب سُنتا ہو لپک کے دروازہ بارگاہ پر آیا دیکھا تو گھوڑا بھی سواری کا نذارد لوگون نے کہا
کہ وہ آپ ہی کے گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا اب ایرج یہ سوچا کہ جب تک اور گھوڑا کسا جائیگا اور مین سوار ہونگا [illegible]

وہ کمان کا کمان نکلجائیگا بیکار ہی یہ سوچکر پھر بارگاہ مین واپس آیا اور اپنے دنگل پر بیٹھا مگر نہایت ہی ملول و شرمندہ لیکن عجیل سے کہا کہ ای عجیل آپ نے آکر اُسے چھڑوا دیا نہ آپ تشریف لاتے اور نہ اُسے قوت ہوتی عجیل یہ سُنکر ہنسنے لگا اور ایرج سے کہا سبحان اللہ چہ خوش صفت کرم داشتن اسی کا نام ہی اگر تم میرے کہنے سے اسد کو چھوڑ دیتے تو البتہ مجھپر احسان ہوتا مگر تمنے تو میری اتنی سنی جب اسد کو تم اُسوقت میرے کہنے سے رہا کر دیتے تو اُسکا بھی سر جھکتا اور مجھپر تمھارا احسان ہوتا مین تمھارا ممنون منت ہوتا اب وہ خود بخود فضل الٰہی سے چھوٹ گیا اور مین اور وہ کسی کا احسانمند نہ ہوا خدا نے بات رکھ لی تمنے کہنا نہ مانا تو کیا ہوا خدا نے تمھارے احسان سے بچایا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بیرون بارگاہ آکر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا جب اپنے خیمے مین آیا بدیع الزمان زخمی لیٹا ہوا تھا پٹی مرہم کی زخمون پر چڑھی ہوئی تھی عجیل ماہرو کو جو سامنے سے آتے دیکھا تو وہین سے پوچھا کہ حال اسد کا بیان کرو عجیل نے کہا گھبراؤ نہین وہ چھوٹ گیا یہ سُنکر بدیع الزمان اگرچہ اپنے زخمون سے بہت رنجور تھا لیکن ہنس دیا اور کہا کہ خدایا شکر ہی تیرا اب تنی دیر مین عجیل ماہرو نزدیک آکر بیٹھا بدیع الزمان نے کہا کہ کچھ کیفیت رہائی تو بیان کیجیے عجیل نے کُل کیفیت تمام کمان ہان کی بیان کی یہ حال ہائی کہ سُنکر بدیع الزمان اور بھی خوش ہوا اور سجدۂ شکر بدرگاہ رب العزت بجالایا اب ایرج کا حال سُنیئے کہ یہ اسد کی رہائی سے کمال دل ملول ہوا اور اُسوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی یہ سُنکر بدیع الزمان نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی نقارہ رزمی بجایا جاے بموجب حکم لشکر بدیع الزمان مین بھی طبل جنگ بجایا گیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی اشعار کہ چون صبحدم شیر گردون مہر + برون آمد از دشت سبز سپہر + غریو از زمین بر فلک سر کشید + تزلزل بہ ارکان عالم رسید + دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین ہر ایک بہادر مستعد جنگ ہوا جلیغے سے تنگ ہوا پھر پھریرے نشانون کے کھلگئے نقیبون نے نقابت کی جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے اور دونون فوجین لیس ہو گئین تو ایرج بصد کر و تبختر و بصد کر و فر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اسد حاضر خدمت بدیع الزمان ہوا اور عرض کی کہ حضور اجازت دین تو مین جاکر اس سے مقابلہ کرون بدیع الزمان نے کہا کہ نہین میان تم بجاؤ اور کسی کو بھیجو اسد نے عرض کیا کہ نہین خداوند مین ہی جاؤنگا مجھی کو جانے دیجیے ہر چند بدیع الزمان روکتے رہے مگر اسد کب مانتا ہی جون تون جس طرح ہوا اجازت لیکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا

شعر اسد نامدارم کہ در روز جنگ + بیاید دل پہلوانان تنگ +

یہ نعرہ سُنکر ایرج اسد کے سامنے آیا اسد نے للکار کر کہا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری خبردار ہوشیار کہ مین تیری خدمت کرنے کو آیا اب تو کہان نکلکر جائیگا میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا یہ سنکر ایرج ہنسنے لگا اور کہا کہ او دیوانے تو کچھ حیا بھی رکھتا ہی یا نہین ارے تو شرمندہ نہین ہوتا کہ ہر بار تو مجھسے ذلیل ہوتا ہی اور پھر مجھسے مقابلہ کرتا ہی اور کلمات لاطائل مُنہ سے نکالتا ہی ارے کچھ تو اپنے دل مین قائل ہو اور حیا کر اب پھر تو میرے سامنے آیا ہی معلوم ہوا کہ اجل تیری قضا ہی لائی ہی اگر اپنی خیر منانا ہی اور جان تجھے پیاری ہی تو میرے سامنے سے چلا جا اور اپنی شامت نہ بلا لشکر بدیع الزمان مین کیا کوئی اور بہادر نہین ہی کہ میدان مین آئے جو تجھسے بودے اور گیدڑ کو بھیجا ہی اگرچہ نام تیرا اسد ہی مگر عجب روباہ دل ہی جا سامنے سے ہٹ جا یہ سنکر اسد نے کہا کہ او آفتاب پرست تو بکتا کیا ہی اور کیا لاف و گزاف ہانکتا ہی کیا تو مجھکو مُردہ سمجھا ہی جو ایسے لغویات مُنہ سے نکالتا ہی کیا وجہ جو مین تیرا سامنا نہ کرون اور تو مجھکو یہ کیا طعنہ دیتا ہی کہ تو مجھسے ہر بار ذلیل ہوتا ہی اور پھر مقابلہ کرتا ہی یہ عجب حماقت زدہ بات ہی ارے جب مین تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو جاتا ہون تو تو مجھے مار کیون نہین ڈالتا ہم تو جب جانتے کہ کل ہی ہم پھنس گئے تھے اور تو نے قتل کا سامان بھی کیا تھا مگر ہمسے شیر یون نکلجاتے ہین دیکھا تو نے جس طرح ہم نکل آئے لیکن قسم بخدا ای ایرج اگر تو اب میرے ہاتھ لگ گیا تو مین اب تو ہرگز نہ چھوڑونگا اور ایک لمحہ مہلت نہ دونگا اور کسی کی نہ سنونگا ضرور قتل کر دونگا تو جائیگا کہان یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ بہت مناسب آپکا جو جی چاہے سو کیجیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیجیے اب تو مین آپ باہم مقابل یکدیگر ہین یہ سنکر اسد نے تلوار میان سے لی اور ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا دو بجلیان تھین

کہ چمک گئیں اور تلوار چلنے لگی مگر اسد نے اس طرح شپاشپ تلواریں مارنا شروع کر دیں اور اسطرح بے تحاشا ایرج پر گرا کہ ایرج
کو وار روکنا دشوار ہو گیا اور قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ قمر چہر اور عمرو دونوں قصر پر کھڑے ہوئے تھے اور تماشا لڑائی کا
دیکھ رہے تھے کہ ملکہ قمر چہر نے عمرو سے پوچھا کہ کیوں خواجہ تم تو کہتے تھے کہ یہ شاہزادہ نورالدہر کا بھائی ہے عمرو نے کہا کہ ہاں
ملکہ یہ نورالدہر کا بھائی ہے مگر کمزور ایسا ہے کہ ہر مرتبہ گرفتار ہو جاتا ہے ملکہ نے رو کر کہا کہ خواجہ ایسا نہ ہو کہ ایرج اسکو مار ڈالے خواجہ نے
کہا کہ نہیں ملکہ تم اسکا خوف نہ کرو وہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور یہاں ایرج نے اسد کی تلوار روک کر اسد پر جو تلوار ماری
تو اسد زخمی ہو گیا ابراہیم بن مالک یہ دیکھکر آگے بڑھا اور آکر اسد کو سامنے سے ہٹا دیا اور خود مقابل ایرج ہوا ملکہ قمر چہر نے پوچھا
کیوں خواجہ یہ کون ہے خواجہ نے کہا یہ حمزہ صاحبقران کے سپہ سالار کا بیٹا ہے مالک اژدر اسکے باپ کا نام ہے اور اسکا نام ابراہیم
بن مالک ہے لیکن اگرچہ یہ بڑا بہادر ہے مگر ایرج سے یہ کیا لڑ سکیگا اور اسکا کیا مقابلہ کریگا ایرج ان ایسے لوگوں کو اب بھی بہت
ہے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ خیر صدمے ہی اٹھانے کو ہمیں خدا نے پیدا کیا تھا آخر جو مالک کی مرضی بشر کا کیا اختیار ہے انسان مجبور ہے القصہ
ابراہیم مقابل ہوا کچھ تھوڑی دیر تک وجار داری کی رد و بدل ہوئی آخر کار ابراہیم زخمی ہوا جیسے ہی ملکہ نے یہ نقشہ دیکھا رو کر یہ کہا
کہ شعر داغ پر داغ نیا عشق میں کھایا ہمنے ٭ جب سے عاشق ہوئے آرام نہ پایا ہمنے ٭ بعد اسکے علم آیا اور وہ بھی زخمی ہوا القصہ اس
روز سب رفیق اسد کے زخمی ہوئے اسد تو اپنے رفیقوں کو ساتھ لیکر صحرا کو چلا گیا اور ادھر ایرج چاہتا تھا کہ اپنے خیمے کو واپس جائے
اور کوئی ایک ہی ساعت دن باقی تھا کہ یکایک گرد سامنے سے اٹھی جب گرد پھٹی تو معلوم ہوا کہ طہماس بن عنقوبل دیوپرور مع
محمل سبز پوش فقیر بنا ہوا چلا آتا ہے جب قریب لشکرگاہ آیا تو حال نورالدہر کا استفسار کیا معلوم ہوا کہ دیو قلیاس غفلت میں شاہزادہ
نورالدہر کو اٹھا کر دریا میں ڈال آیا اور بدیع الزمان اور عجیل مع اسد بھی آئے ہوئے ہیں بدیع الزمان اور ایرج میں معرکہ آرائی
ہو رہی ہے کل بدیع الزمان ایرج کے ساتھ سے زخمی ہوا تھا آج اسد زخمی ہوا اور اسکے رفقا بھی سب زخمی ہوئے یہ سننا تھا
کہ ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور رو رو کر پکارا کہ ہائے ای آقا میں تو آپکی زیارت کے لیے آیا تھا سو آپکی خبر مرگ سُنی قدمبوسی بھی
نہ حاصل ہوئی آپنے تنہا مجھے چھوڑ دیا ای شہریار اتنا بھی انتظار نہ کیا کہ یہ غلام آپ تک آلیتا ای آقا یہ غلام تو آپ ہی کی آس پر
آیا تھا ہائے آج آس میری ٹوٹ گئی اور امید منقطع ہو گئی ہائے ای آقا اس غلام کو آپنے آزاد کر دیا خدمتگذاری کے لیے ساتھ نہ لیا
ہوتا اس طرح ڈاڑھیں مار مار کر رویا کہ بدیع الزمان نے بھی آواز سُنی کہا دریافت کرو یہ کون ہے معلوم ہوا کہ طہماس بن عنقوبل
دیوپرور مع محمل سبز پوش آیا ہے حال نورالدہر کا سنکر رو رہا ہے بدیع الزمان نے کہا کہ بلاؤ طہماس حاضر خدمت ہوا سلام
کیا اور ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ اب زندگی بیکار ہے یہ کہکر خنجر کھینچ کے چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے بدیع الزمان نے
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای طہماس یہ کیا کرتا ہے گھبرا نہیں بھائی کیا کریں مجبور ہیں مگر نجومی کہتے ہیں کہ شاہزادہ زندہ ملیگا اگر خدا
نخواستہ چند روز میں خبر اسکی نہ ملی تو تم کیا ہم بھی جان دیدینگے کہ بعد نورالدہر زندگانی عبث ہے اور ای طہماس اس آفتاب پرست
ایرج نابکار نے جو جو زیادتیاں اور گستاخیاں کی ہیں وہ کوئی کاہے کو کریگا نورالدہر کے یہ احسانات اور اسکی یہ محسن کشی
ای طہماس میں نے سنا ہے کہ اس مردود نے اس شہریار پر کوڑا مارا ای طہماس وہ تو عشق ملکہ میں مبہوت تھا اُسے کچھ خبر بھی
نہ ہوئی ارے ایک زنگی بچے کے واسطے ایرج نے یہ نالائق حرکات کیے اسے شرم بھی نہ آئی افسوس صد افسوس اور ای طہماس
ہم جو یہاں آکر اترے تو بدبخت ہمیں اٹھانے آیا تھا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ اور اس جگہ کو خالی کر دو دو چار کوس ہٹکر اپنا خیمہ برپا
کرو کہ میرے ملازم کا ناموس یہاں ہے طہماس نے کہا کہ خیر حضور اگر میں نے اس ایرج کو نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالیے گا اور ملکہ قمر چہر
نے جو طہماس کو دیکھا خواجہ سے پوچھا کہ خواجہ یہ کون شخص ہے عمرو نے جواب دیا کہ ملکہ یہ رفیق خاص ہے شاہزادہ نورالدہر کا
بہت بڑا بہادر بے نظیر اور نہایت وفا شعار و جرار ہے نام اسکا طہماس بن عنقوبل دیوپرور ہے جملہ فنون سپاہ گری میں

کیا ہی یہ سنکر بلکہ بہت خوش ہوئی الغرض یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ طہماس بن عنقوبل دیوپرور آیا ہی اور نہایت غضبناک ہوا ہی
کل ضرور میدان کارزار مین مقابلے کو نکلیگا یہ خبر سنکر ایرج بہت متفکر ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہنے لگا کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ
طہماس ابن عنقوبل دیوپرور آگیا ہی اور یہ شخص لشکر نور الدہر کا بہت بڑا پہلوان ہی کل مقابلے کو نکلیگا اور یہ کہکر کہنے لگا کہ افسوس
ہی میرا رفیق خاص طرماسپ یہان نہین ہی اگر وہ ہوتا تو پھر البتہ لطف تھا نہین معلوم کہ وہ کہان ہی اور اسیر کیا گیا یا کسی طرح
زخم کھا کر چلا گیا واقعی کس قیامت کا زخم تھا اور یہ کہکر طرماسپ کو یاد کرکے خوب رویا جب دیلم شباط زنگی نے دیکھا کہ ایرج
بے آس ہو کر رونے لگا تو کہنے لگا کہ ای ایرج آپ دیلم کو طرماسپ کی جگہ سمجھیے اگر وہ نہین ہی تو مین ہون مین طہماس کا مقابلہ کرونگا اور
اس معرکہ مین جو کار نمایان کرونگا اُسے آپ ملاحظہ فرمائیے گا اور تماشا دیکھیے گا یہ کلام دیلم شباط زنگی کا سنکر ایرج کے کچھ آنسو تھمے کہنے لگا
بہتر ہی اور یہ خبر ہرکارون نے طہماس کو بھی پہونچائی کہ کل میدان کارزار مین دیلم تمسے مقابلے کو نکلیگا طہماس نے کہا کہ آدمی کیا ہی
اور کیا پڑا ہی ہم بھی دیکھین کیسا بہادر ہی الغرض شب بھر تیاری رہی جب شاہ خاور نے اس جہان بے بنیان کو اپنے ظہور سے
منور کیا تو دونون لشکر میدان مین آئے طبل جنگی بجا شعر ہوئین آراستہ صفوف جدال + ہوا ہر ایک مستعد بہ قتال ادھر تو میدان
قتال آراستہ ہوا ادھر اسد بن کرب بھی جانب صحرا لب مع رفقا تماشا دیکھنے کو آیا اور ایک جا پر ایستادہ ہوا القصہ دیلم شباط زنگی
ایرج سے رخصت ہوکر میدان کارزار مین آیا اور مبارز طلبی کی اور اس طرف سے شیر بیشہ کلنگان طہماس بن عنقوبل دیوپرور شاہزادہ
بدیع الزمان سے اجازت حاصل کرکے میدان مین آیا ملکہ قمر چہر اور خواجہ عمرو بھی بالاے قصر سے تماشا دیکھ رہے تھے
کہ ملکہ قمر چہر نے خواجہ سے پوچھا کہ کیون خواجہ یہ روسیاہ کون ہی عمرو نے کہا کہ ملکہ یہ دیلم شباط زنگی ایرج کا رفیق خاص ہی اور یہ ہی
طہماس بن عنقوبل دیوپرور رفیق بالتصدیق شاہزادہ نور الدہر ہی جسکا کل حال مین نے عرض کیا تھا القصہ جب طہماس مقابل
دیلم ہوا تو طہماس نے کہا کہ او زنگی کیون اپنی شامتین بلاتا ہی اپنے جان کی خیر منا اور میدان سے پھر جا میرے مقابلے کو کسکے کہنے سے
نکل آیا کیا تیری جان فالتو ہی ارے تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ تو میرا مقابلہ کرے دیلم نے جواب دیا کہ خیر اس سے کیا حاصل ہی جب مقابلہ ہوگا
آپ ہی حال کھل جائیگا میدان کارزار باتین بنانے کی جگہ نہین ہی یہ سنکر طہماس نے نیزہ ہاتھ مین لیا اور دیلم نے بھی نیزہ ہاتھ مین
لیا نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑی دیر تک تو دیلم طہماس کے وار روکا کیا بعد تھوڑی دیر کے طہماس نے دیلم کا نیزہ ہوائی کردیا
روز روشن چشمہاے دیلم مین سیاہ ہوگیا اور اُسی حالت مین ارہ پشت نہنگ طہماس پر مارا طہماس نے اُس آرہ کو ساطور پر روکا
اور وہی ساطور جو تاک کے دیلم کے مارا تو سپر کو کاٹکر دیلم کے سر پر بیٹھا اور تا دو ابرو اُتر گیا چادر خون کی جاری ہوئی اور دیلم بیہوش
ہوکر زمین پر گرا طہماس نے پکار کر کہا کہ او ایرجیو اس دیلم زنگی کو اٹھا لیجاؤ کہ کام اسکا تمام ہی یہ سنکر عیار دوڑ پڑے اور دیلم
کو اُٹھا لیگئے مگر یہ خبر سنکر چند زنگی اور جوش مین آئے اور یکے بعد دیگرے آکر طہماس سے مقابلہ کیا اور مارے گئے تا اینکہ بیس زنگی تمام
تک طہماس کے ہاتھ سے مارے گئے جب تو اسد نے پکار کر کہا کہ ارے ایرج کہ آج تیرا کیا نقشہ ہی او بے نیاز تیرے آج تو تیرا ستارہ گردش
مین ہی ارے جا ابھی تو ہم لوگون کا مقابلہ کر سکتا ہی پھر جا شام تو ہو ہی چلی ہی ایرج نے حکم دیا کہ طبل بازگشت بجایا جاے
بموجب حکم طبل بازگشت لشکر ایرج مین بجا۔ اور ایرج میدان سے پھر کر اپنے خیمے مین آیا ملکہ قمر چہر یہ دیکھکر نہایت خوش
ہوئی اور خوب قہقہہ مار کر ہنسی ادھر بدیع الزمان طہماس کو میدان سے اپنے ہمراہ لیکر زر و گوہر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ کی طرف
پھرا اور اسد مع رفقا کے صحرا کو چلا گیا اور ایرج نے اپنی بارگاہ مین جاکر پوشاک رزمی جسم سے اُتار کر لباس بزمی زیب تن کیا
اور اپنے دنگل شوکت پر بیٹھ کے جراحون کو طلب کرکے زخمیون کے ٹانکے لگوائے بعد اُسکے طائفون کو حکم دیا کہ آکر مجرا کرین طائفے
حاضر ہوگئے ناچ ہونے لگا شراب اُڑنے لگی خوب نشے مین شراب کے مست ہوکر حکم دیا کہ نقارہ رزمی بجایا جاے بموجب حکم لشکر ایرج مین
نقارہ رزمی پر چوب پڑی اُدھر ہرکارون نے بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ ایرج نے نقارہ رزمی بجوا دیا بدیع الزمان

نے بھی حکم دیا کہ کچھ پروا نہین ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جائے اس طرف بھی بموجب حکم طبل جنگ پر چوٹ پڑی شب بھر
دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان نبرد مین معرکہ آرا ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین نقیبون نے نقابت کی بعد اُسکے ایرج میدان مین آیا مبارز طلبی کی ادھر طہماس بدیع الزمان سے اجازت لیکر گھوڑا اُڑا کر
مقابل ایرج ہوا آنکاوہ زنی ہونے لگی بعد نگاوہ زنی کے نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک کامل نیزہ بازی ہوئی آخر کار ایرج
نے نیزہ طہماس کا ٹکا لدیا طہماس نے ایرج پر ساطور مارا ایرج نے گرز پر روکا کہ پھل ساطور کا گرز سے گذر گیا اور دستہ گرز پر
پڑا شرارے آتش کے نکل گئے کہ جگر زمین کا ہول سے شق ہوگیا مرکب ایرج کا تنگ تک غرق ہوگیا تتق گرد کا اُٹھا ایرج تو تودۂ
گرد مین غائب ہوگیا طہماس نے آواز دی کہ زدم پست کردم ایرج را ای یاران ایرج مدد دیہ آواز سنکر شاپور دوڑ پڑا گرد
گرد کے چرخ مارکر گرد کے اندر گھس گیا دیکھا کہ ہر سر مو اور ہر بُن مو سے پسینا جاری پلک سے پلک بند بیہوش و بیخبر پڑا ہوا ہی پکار کر کہا
کہ حریف زیادتی کرتا ہی یہ آواز سنکر ایرج کو ہوش آیا مرکب کو جو گد گداتا ہی تو مرکب طبقہ زمین کا لیکر نکلا اور ایرج اپنے مُنھ کی گرد
جھاڑتا ہوا اُس تتق سے باہر نکلا اور پکار کر کہا کہ او عادی خبردار رہنا اور تلوار کھینچکر طہماس کی طرف دوڑا طہماس نے
سپر منھ پر لی مگر ایرج نے جو پوری قوت سے ایک ہاتھ تلوار کا لگایا تو تلوار سپر کو کاٹکر طہماس کے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی جا
خون کی سر طہماس سے جاری ہوئی اور غش آگیا لوگ طہماس کو اُٹھا لیگئے ایرج نے طبل بازگشت بجوایا اور اپنے خیمے کو واپس
آگیا شب بھر جشن تہنیت برپا کیا ناچ ہوا کیا شراب اُڑا کی اور خوب خوش ہوا اندرین مبارکباد کی گذرنے لگین کہ ایرج نے آج بڑے
دشمن پر فتح پائی طہماس سے پہلوان کو زخمی کیا ایرج بھی ایک ایک کی نذرین خوشی خوشی لے رہا ہی ایک ایک سے گلے مل رہا ہی
اور کہتا ہی کہ بھائیو بڑی خوشی کا مقام ہی کہ نیر اعظم نے مجھکو بڑے پہلوان نامی پر کہ جو سر کردۂ لشکر نور الدہر تھا فتحمند کیا
وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا واقعی امر تو یہ ہی کہ مجھکو طہماس کے مقابلے کی خبر سنکر بالکل ہراس ہوگیا تھا کہ اس سے کون مقابلہ
کریگا اور جس روز دیلم شاطر نگی مجروح ہوا اُس روز تو اور بھی زیادہ تر یقین ہوگیا تھا کہ اب کوئی اسکے مد مقابل باقی نہ رہا کون اس سے
مقابلہ کریگا اور جب اپنی نسبت خیال کرتا تھا کہ مین خود مقابلہ کرونگا تو میرے چھکے چھوٹ جاتے تھے اور ہوش و حواس فوچکر
ہوجاتے تھے کہ بھلا مین طہماس سے کیا مقابلہ کرسکونگا مگر شکر صد شکر نیر اعظم کا کہ اُسنے مجھکو اُس سور پر فتحمند کیا اور تمام حاضرین یہ
باتین ایرج کی سُن سُنکر کہہ رہے ہین کہ بہت بجا ہی اور بہت درست ہی جو حضور ارشاد فرماتے ہین سب بجا ہی نیر اعظم حضور کے اقبال
کو مضاعف کرے اور ہر معرکہ مین دشمن پر فتح دے حضور ہم سب کو بھی بعد مجروح ہونے دیلم کے یہ خیال ہوا تھا کہ اب بجز دھاوا کرنے
کے کیا چارہ ہوگا یقین ہی کہ حضور صبح کو حکم دینگے کہ اب سب ایکدم سے دھاوا کردین پھر دیدہ باید اس جنگ مغلوبہ کا کیا انجام ہو
اور کیا نتیجہ ہو الغرض شب تو اس جشن و عیش مین گذری جب صبح ہوئی تو ایرج نے عجیل ہارو سے کہلا بھیجا کہ ای عجیل بہتر یہ ہی
کہ اب یہان سے تم حمزہ صاحبقران کے پاس چلے جاؤ اور اگر نہ جاؤ گے اور اب بھی میرا کہنا نہ سنو گے تو یاد رکھنا کہ میرے
ہاتھ سے بہت آزار اُٹھاؤ گے جب ایلچی ایرج کا عجیل کے پاس پہونچا اور پیام ایرج کا دیا تو عجیل نہایت برہم ہوا اور اُس
ایلچی سے کہا کہ جا کہدے ایرج سے کہ اب تو تو کیا مال ہی اور تیری کیا حقیقت ہی جو ہمکو یہان سے اُٹھائیگا ہم ہرگز یہان سے نہ جائینگے
بلکہ تجھی کو بھگائینگے اب جو تجھسے ہوسکے اور جو تیرے بنائے بن پڑے وہ کر اور کسی طرح کا قصور نہ کر جب یہ پیام عجیل کا ایلچی نے
ایرج کو پہونچایا تو ایرج بھی بہت برہم ہوا کہنے لگا کہ خیر سمجھا جائیگا اور حکم دیا کہ بجادو طبل جنگ کل ان خدا پرستون سے
اچھی طرح سمجھ لینگے یہ جاتے کہان ہین اور اپنے دل مین سمجھے کیا ہین ہرکارون نے عجیل کو بھی یہ خبر پہونچائی کہ ایرج نے
طبل جنگ بجوادیا ہی عجیل نے بھی حکم دیا کہ نقارۂ رزمی ادھر بجادیا جائے بموجب حکم عجیل اس طرف بھی نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی شب بھر جنگ کی تیاری رہی دونون لشکرون مین صدائے ہشیار باش و بیدار باش بلند رہی ادھر لشکر بدیع الزمان

بہادر ساماں جنگ مین مستعد تھا اور ایک ایک سے کہ رہا تھا کہ بھائی کئی معرکے ایرج کے ہاتھ ہو چکے ہین اور کیتی ہے وہ ہمیشہ جیتتا
ہی کل اسطرح کارزار کرو اور اسطرح جی توڑ توڑ کے لڑو کہ ایرج کے بھی چھکے چھوٹ جاوین بھائیو بڑی غیرت کا مقام ہی کہ ایک آفتاب پرست
ہم مسلمانون کو اسطرح ستاتا جائے بڑے افسوس کی بات ہی کل سب لشکر دھاوا کردو اور ایرج کو گرفتار ہی کرلو پھر سمجھا جائیگا
اسلیے کہ بظاہر اسباب یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر فرداً فرداً مقابلہ کیا جائیگا تو ہرگز سر بر نہ ہونگے یہ باتین ہو رہی ہین ہتھیار صاف ہو رہے ہین اور
اُدھر ایرج کے لشکر مین بھی ہر ایک جوان و پہلوان اپنے اپنے اسلحہ صاف و درست کر رہا ہی اور ایک دوسرے سے کہ رہا ہی کہ کل یقین
ہی کہ عجیل نامرد مقابلہ کرے دعا کرو کہ کل کے معرکے مین بھی نیر اعظم فتحمند کرے الغرض جب سفیدۂ سحری نے آسمان و دنیا پر جلوہ افروزی
کی اور شاہ خاور نے اپنے نور سے اس دنیاے دنی کو نورانی کیا تو دونون لشکر میدان مین آئے اور صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین
نقیبون نے نقابت کی جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو ایرج میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی اور بہ نہایت کر و فخر لشکر
بدیع الزمان کی طرف للکار کر کہا کہ اے خدا پرستو مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ اب بھی تم یہان سے چلے جاو تو بہتر ہی ورنہ یاد رکھنا کہ عتاب
نیر اعظم کا تم پر نازل ہوگا اور مین تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اگر یہ نہین منظور ہی اور جنگ ہی منظور نظر ہی تو پھر
عجیل سر کے مقابلے کو نکلے اور اگر اسمین کچھ دم دعوی ہو تو مجھسے آکر لڑے کیا ادھر اُدھر کے لوگ ورغلا کرتے ہین مزا تو جنگ کا
یہ ہی کہ بدیع الزمان زخمی ہو چکے ہین اب عجیل ہی آئے تو اچھا ہی یہ سنکر عجیل کو غصہ آگیا او صف جنگ سے آگے بڑھنے کا قصد کیا
ہر چند لوگ مانع ہوئے لیکن عجیل کب کسی کی سنتا ہی غصہ آگیا اور کہا ٹھہرو صاحبو یہ آفتاب پرست ہمکو اب دھمکانے ہی جاتا ہی
آج ہم بھی اسکے مقابلے کو جائینگے دیکھین تو یہ کیا بنا لیگا اب لوگ منع کر رہے ہین کہ حضور ایک تھوڑا توقف کرین ہم سب دھاوا
کرکے اسکو گرفتار کیے لیتے ہین مگر عجیل نے جواب دیا کہ تم لوگ کیا کہ رہے ہو اس مردود نے اتنا بڑا طعنہ دیا ہی دیکھو تو مین آج جا کر کیا
کار نمایان کرتا ہون کیا اب ہم ایسے ضعیف ہو گئے ہین کہ اس مردود کی یہ زبان درازیان سنکر خاموش ہو رہین یہ کہکر مرکب چمکا کر
مقابل ایرج ہوا اور کہا کہ او نابکار تجھے اب تو ایسا غرور ہو گیا ہی کہ کسی کو اپنے سامنے موجود ہی نہین جانتا ہمکو اگرچہ پہلے گمان تھا
کہ تو اولاد صاحبقران سے ہی مگر نہین تیری حرکتون سے معلوم ہوا کہ تو بیشک اولاد صاحبقران سے نہین ہی آخر گیا اپنی اصالت
پر ارے حمزہ کے صدقے مین تیری یہ شان و شوکت ہو گئی ورنہ تو تھا ہی کیا مگر آدمی کو ایسا بیخود اور بد دماغ نہ ہونا چاہیے یہ سنکر
ایرج نے کہا کہ بس عجیل بس زیادہ زبان درازیان اور ایسی ہرزہ سرائیان اچھی نہین ہوتین بس عجیل آگے نہ بڑھنا خاموش
رہو اور یہ بتلا کہ حمزہ صاحبقران ایسا کہان کا بادشاہ تھا ایک مجاور زادہ مکہ تھا صاحبقران ہو گیا ارے اُسے کیا منحصر ہی
جسکی تیغ اُسی کی دیگ مصرع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند + مجھکو بھی نیر اعظم نے صاحبقران کیا ہی اے عجیل میدان کارزار
جنگ و جدال کے لیے ہی نہ کہ قیل و قال کے لیے جو تجھسے ہو سکے اپنے دشمن کو تباہی نہ کر دے اور اپنا کمال ہنر دکھلا دے عجیل نے کہا اے ایرج جنگ جوئی
ہمارا کام نہین ہی اور نہ ہمارا یہ دستور ہی کہ پہلے ہم ہاتھ اُٹھائین ایرج نے کہا کہ خیر ہمارا تو دستور ہی اور یہ کہکر نیزہ عجیل پر مارا عجیل
نے نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے کامل تین گھنٹے تک بند نیزے کے نکلتے رہے حتے کہ سنانین اور بنا تین ناکارہ
ہو گئین چھپر چھپر لگی پڑنے مانند خلال فراشان کے پرچے پرچے اڑ گئے ایرج نے نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا اور گرز گران سنگ آسمان
رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ ہاتھ مین اُٹھا لیا اور خبردار و ہوشیار کہکر عجیل پر مارا عجیل نے گرز کو گرز پر روکا گرز گرز پر پڑا تو پڑتے
کی آواز گنبد گردان تک پہونچگئی شرارے آتش کے بلند ہوئے جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا مرکب عجیل کا ٹخنون تک غرق ہو گیا
عجیل تو تودہ گرد مین غائب ہو گیا اور ایرج نے کلاہ کو کج کرکے آواز دی کہ زدم و پست کردم عجیل را یہ آواز سنکر عیار عجیل کا
دوڑ پڑا اندر گرد کے گھس گیا کہ عجیل بیہوش کھڑا ہوا ہی پلک سے پلک بند ہو گئی ہی سر سر ہو اور سر بن ہو سے پسینا جاری
ہی مگر شجاعت اسکا نام ہی کہ گرز گران سر جسطرح مضبوط دونون ہاتھون مین تھا اسمین فرق نہین آیا اور اُسی طرح بہادرانہ

چست گھوڑے پر بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھکر عجیل کو آواز دی عجیل نے کچھ جواب نہ دیا جب پانی کا چھینٹا دیا تو آنکھ عجیل کی کھلی جب عیار نے دیکھا کہ اب کچھ ہوش آیا ہے تو کہا کہ اے عجیل حریف زیادتی کرتا ہے آپکا کیا حال ہے عجیل نے جواب دیا کہ کچھ مقام تردد نہین فضل کیا خدا نے اور بچا لیا یہ کہکر مرکب کو چمکا کر باہر نکلا اور آواز دی کہ او مردود گرز دی وکر الیست کردی خبردار ہوشیار یہ کہکر جو ایک وار گرز کا کیا تو ایرج نے اپنے گرز پر روکا گرز ایرج کا ٹوٹ گیا اور آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی شرارے آگ کے بلند ہوئے گھوڑا زمین کا ہول سے شق ہو گیا اور مرکب ایرج کا ٹخنگ تک غرق ہو گیا ایرج تو تنورہ گرد مین غائب ہو گیا اور عجیل ماہرو نے آواز دی کہ نردم وبست کردم ایرج ماہ یہ آواز سنکر عیار ایرج کا دوڑتا آکر گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے گھس گیا تو دیکھا کہ ایرج بیہوش کھڑا ہوا ہے پلک سے پلک بند ہو گئی ہوا اور ہر سر مو سے پسینا جاری ہے بیہوش آنکھین بند کیے ہوئے گھوڑے پر بیٹھا ہے عیار نے آواز دی کہ حریف زیادتی کرتا ہے یہ سنکر فی الجملہ ہوش آیا جب عیار نے پانی چھڑکا تو آنکھ کھلی بس جلدی سے گھوڑے کو کڑکا کر باہر نکلا اور آواز دی کہ گرز دی وکر الیست کردی خبردار ہوشیار باش یہ کہکر تلوار ہاتھ مین لی اور عجیل کی طرف گھوڑا بڑھایا عجیل ماہرو بھی تلوار ہاتھ مین لیکر ایرج کی طرف بڑھے تلوار چلنے لگی تا اینکہ کامل تین گھنٹے تک تلوار چلی قریب شام ایرج کے ہاتھ سے عجیل ماہرو زخمی ہوا لوگ عجیل کو آکر اٹھا لیگئے ایرج نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے بدیع الزمان نے عجیل کے زخم مین ٹانکے لگوائے جب عجیل ہوش مین آیا کہا افسوس اے فلک کجرفتار و اے گردون دوار تو نے یہ کیا کجروی کی کہ اس پاجی کے ہاتھ سے زخمی کروا دیا ادھر ملکہ قمر چہر نے جو سنا کہ عجیل ماہرو ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہو گیا تو نہایت رنجیدہ ہوئی اور انتہا کا قلق ہوا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ کیون خواجہ یہ آفتاب پرست بڑے ہی قیامت کا بہادر ہے جو سامنا کرتا ہے اور وہ زخمی ہوتا ہے اور اب کوئی اس سے عہدہ برآ ہوتا نہین معلوم ہوتا عجب طرح کی بات ہے کہ یہ کمبخت نہین مرتا ہر مرتبہ اسی کی فتح ہوتی ہے اور یہ کمبخت بلند پروازیان کرتا ہے اور تکبر و دون کی لیتا ہے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ قمر چہر اگر یہ حرامزادہ دیو قلیاس شاہزادہ نور الدہر کو نہ لیجاتا اور وہ موجود ہوتا تو وہی اس آفتاب پرست کی خبر لیتا اور اسکو درست کرتا شاہزادے کا نام سنکر ملکہ رونے لگی اور خواجہ سے کہنے لگی کہ ہان خواجہ اگر وہی زندہ و موجود ہوتا تو پھر کیا تھا اور کاہے کا رونا جھینکنا تھا سارا رونا تو اسی کا ہے معلوم نہین اب آیندہ یہ حرامزادہ نور الدہر کے اغوا اور احبا سے کیا کرتا ہے یہ کہکر قصر مین چلی گئی اور یہان اہل اسلام کا حال یہ ہے کہ جب بدیع الزمان نے دیکھا کہ اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے مین بھی زخمی ہوا طہماس بھی زخمی ہوا عجیل ماہرو بھی زخمی ہوئے اسد بھی زخمی ہوا جو گیا زخمی ہو کر آیا اگر پھر ایرج نے طبل جنگ بجوایا تو ابکی مرتبہ کون مقابلہ کو نکلیگا اور کون جا کر سر تکیہ سامنا کریگا اور یہ آفتاب پرست کمال بیمروت ہے مطلق پاس لحاظ نہ کریگا ایک ایک کو ضرور ایذا دیگا عجیل سے کہا کہ کیون اے چچا اب کیا فکر کرنا چاہیے عجیل بھی سوچ مین ہو گیا اور بدیع الزمان نے بھی سر جھکا کر غور کرنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے سر زانوے فکر سے اٹھا کر عجیل سے کہنے لگا کہ اے چچا جان میرے نزدیک تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ پر چڑھ چلیے کہ وہ ایک مقام امن تو ہے اور وہان جا کر جو جو راستے آنے کے ہون انسے بند کر دیجیے عجیل ماہرو نے بھی اس لے کو پسند کیا اور تینون یہ صلاح ٹھہرا کر راتی رات پہاڑ پر چڑھ گئے اور ہر طرف سے حریف کے آنے کے راستون کو بند کردوا اور مردان جنگی اور آزمودہ کارون کو وہان بٹھلا دیا دوسرے روز ہرکارون نے ایرج کو بھی خبر پہونچائی کہ خدا پرست پہاڑ پر چڑھ گئے ہین اور ہر طرف سے راستے مسدود کر دیے ہین پہرے بٹھا دیے ہین یہ سنکر ایرج نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہے میرے ہاتھ سے جا ئینگے کہان اگر بہرام نے مدد کر لی تو مین جا کر سبھون کو مارون گا اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا ہائے جب مین کہا کیا کہ یہان سے دو چار کوس ہٹکر چلے جاؤ تو نہ گئے اور میرے کہنے کو نہ سنا اب جب مجبور ہوئے تو بھاگے بھلا اب مین کب چین لینے دیتا ہون اور یہ کہکر حکم دیا کہ کہدیا جائے ہمارے لشکر سے کہ سب کے سب جا کر ہر طرف سے پہاڑ کو گھیر لین اور کسی طرف سے

کوئی راستہ جانے کا خالی نہ چھوڑین بموجب حکم ایرج فوراً لشکر آفتاب پرستان نے اُسی وقت کوچ کیا اور گرد پہاڑ کے اُتر کر پہاڑ کو
ہر طرف سے گھیر لیا اور کوئی چار گھڑی دن رہے ایرج بھی مع رفیقان خاص نہایت کبر و تجبر سے پہاڑ کے سامنے آیا اور نعرہ کیا
کہ ای خدا پرستو مین تمھین آگاہ کرتا ہون اور کہے دیتا ہون کہ اگر تم سب کو اپنی جان بچانا ہی اور اپنی زندگی چاہتے ہو تو بہت جلد
پہاڑ سے اُتر کر چلے جاؤ مین تمھین رستہ دیے دیتا ہون اور اگر اب بھی نہ جاؤگے اور میرا کہنا نہ سنوگے تو خوب اچھی طرح یاد رکھو
اور خوب خیال کر کے سُنو کہ پھر تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور ایک ایک کو چُن چُنکے قتل کرونگا ارے مین بڑے بڑے
مستحکم قلعون کو تو خیال مین لاتا نہین اور اُنکی تو کوئی حقیقت سمجھتا نہین تو بھلا اس پہاڑی کی کیا حقیقت ہی اور کیا ہستی ہی ایسے مین
ایک لمحہ بھر مین توڑے لونگا یہ کلام ایرج کا سُنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ او کافر خاسر جو تجھسے ہو سکے در جو تیرے بنائے بن پڑے
وہ کر اور کسی طرح کا قصور نہ کر خداے برحق ہمارا حامی و ناصر ہی اُسی پر ہمکو بھروسا ہی اور اُسی کا خوف ہی سواے اُسکے ہمکو رستم کا
بھی خوف نہین ہی تو بھلا تیری کیا ہستی ہی اور تو کیا بنا سکتا ہی بس خاموش کیا لاف و گزاف بک رہا ہی یہ کلام اہل اسلام کا سُنکر
ایرج نہایت خشمناک ہوا اور کہنے لگا خیر دیکھو تو کیا سزا دیتا ہون یہ کہکر اپنے خیمے مین داخل ہوا خوب شراب خواری کی جب
خوب نشہ ہو لیا تو حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جاے کہ ہم کل علی الصباح پہاڑ پر چڑھ کر ان مسلمانون کا مقابلہ کرینگے بموجب حکم اُسیوقت
طبل جنگ بجا بدیع الزمان کو بھی خبر پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہی کل صبح کو پہاڑ پر چڑھنے کا قصد ہی یہ سُنکر بدیع الزمان
نے ارشاد فرمایا کہ رضاً بالقضاء الله و تسلیماً لامرہ جو اُسکی مرضی یہ کہکر حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بجوایا جائے بموجب حکم
بدیع الزمان اس طرف بھی طبل جنگ بجا شب بھر ادھر اور اُدھر تیاری جنگ کی ہی صداے ہوشیار باش بلند رہی اُدھر لشکر اسلام
مین آپسمین یہ مشورہ ہوا کہ جس وقت ایرج کا لشکر پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کرے تو اس طرح سب کے سب ایکدم سے تیر باران
کر دو کہ رخ سبکے پھر جائین اور یہان سے ہٹ جائین کل صبح کا معرکہ اس قسم کا ہی کہ سب کے سب جان لڑا دو اور کسی قسم کی کوتاہی نکرو
اور اگر تمنے کسی قسم کی کوتاہی کی اور خدانخواستہ بدیع الزمان یا عجیل پر کوئی آنچ آگئی تو بجز جان دیدینے کے کوئی چارہ نہ ہوگا بھائیو بڑی
غیرت و حمیت کا مقام ہی اور اُدھر لشکر ایرج مین یہ مشورہ ٹھہرا کہ کل اسطرح ایکدم سے سب ملکر دھاوا کرکے پہاڑ پر چلو کہ اہل اسلام
کے چھکے چھوٹ جائین اگرچہ وہ تیر باران کرینگے لیکن مطلق ہراسان نہ ہونا اگرچہ دس بیس آدمی زخمی ہو جائینگے ہو جائین مگر جان ہی لڑا دو
اور ان اہل اسلام کو گرفتار ہی کرلو الغرض اسی طرح صلاح و مشورے مین دونون لشکرون نے رات کاٹی جب شاہ خاور نے
مع فوج شعاعی فلک دنیا پر جلوس فرما کر اس جہان بے بنیان کو منور فرمایا تو ایرج مع اپنے لشکر کے قریب پہاڑ کے آیا اور سپہر
سر بر کھ کے قصد کیا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ اُدھر سے تیر چلنے لگے مگر ملکہ قمر چہر نے جو یہ حال معائنہ کیا گھبرا گئی اور نہایت قلق کر دیو
قلیاس سے کہا کہ او مردوے خدا تیرا ستیاناس کرے ارے تو اُس بیچارے فقیر کو تو دریا مین پھینک آیا اور اب بر رقیب
سب کو مارے ڈالتا اور حامد بن حمید زنگی جو مجھپر عاشق ہی اُسکا کچھ نہین بنا سکتا مین تو جب جانتی کہ جب تو اسکا بھی
کوئی بال ہی توڑ ڈالتا او موے اُسی غریب کو ستاتا تھا اور اُسی کی جان لیتا تھا او بھڑوے دیکھ وہ حریف سامنے ہی اور ایرج کو
سامنے سے بھجوا دیا ایرج کو دیکھتے ہی دیو قلیاس جوش ان و خروشان ایرج کو للکارتا ہوا دوڑا کہ او آدم زاد او ایرج بدنہاد
کہان جائیگا ایک ہلکے سے طمانچے مین تو تیرا فیصلہ ہی کھڑا رہ مردود مین آپہونچا ارے پہلے تجھے مار لون تو اُس زنگی بچے
سے سمجھونگا یہ غل و شور مچاتا ہوا چلا لشکریان ایرج نے جو دیو قلیاس کو آتے دیکھا روح سب کی نکلگئی ایک پکار پڑگئی کہ بھاگو
بھاگو دیو قلیاس آپہونچا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا جسکا جسطرف سینگ سماے چلا جاے بعض لوگون نے ایرج سے پکار کر کہا
کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ہوشیار و خبردار ہو جیے کہ دیو قلیاس آپہونچا ایرج تو پہاڑ پر چڑھ رہا تھا جو لوگ اسکے پیچھے آرہے
تھے وہ بھی بھاگے ایرج جو مڑ کے دیکھتا ہی تو ایک بھاگڑ سی پڑی ہوئی ہی سبھون کے قدم ایکدم سے اُکھڑ گئے ہین بوکھلا کر

پہاڑ سے اُترآیا اب جو دیکھا تو دیو قریب آگیا اور آگے بڑھکر ایرج پر ہاتھ لپکایا جب تک دیو سے اور ایرج سے فاصلہ رہا جب تک تو
خیر ایرج خاموش رہا جیسے ہی دیو ایرج کے مقابل ہوا بس جھٹ ایرج نے دیو کا ہاتھ پکڑ کے جو پوری قوت سے جھٹکا دیا تو دیو
قلیاس منہ کے بھل سامنے آیا بس دیو کا گرنا کہ ایرج اُسکے اوپر چڑھ بیٹھا غرض کشتی ہونے لگی کبھی دیو اوپر تھا اور ایرج نیچے اور کبھی دیو
نیچے اور ایرج اوپر تا اینکہ تین پہر کامل کشتی رہی اب جو دور سے اہل لشکر نے یہ معرکہ دیکھا سب کے سب سمٹکر قریب آگئے الغرض ایرج
کے ہاتھ سے بائیں شاخ دیو کی ٹوٹی ایک شاخ داہنی تو نور الدہر پہلے ہی توڑ چکا تھا اب دونوں شاخیں ٹوٹ گئیں بائیں
شاخ کے ٹوٹتے ہی دیو قلیاس تڑپکر نکلگیا اور روتا چیختا چلاتا ہوا بھاگا اور گھبرایا ہوا ملکہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ملکہ
رقیب پُرزور ہیں تو اب کبھی نہ جاؤنگا ایک شاخ تو نور الدہر توڑ چکا تھا ایک شاخ اسنے توڑ ڈالی معلوم ہوا آدمزاد
بہت زبردست ہوتے ہیں اور خواجہ عمرو سے پوچھا کہ آغا طبیل جب نور الدہر نے میری داہنی شاخ توڑ ڈالی تھی تو تمنے درست کردی
تھی اب میری بائیں شاخ ایرج نے توڑ ڈالی ہے وہ بھی درست کردوگے خواجہ نے کہا کہ ہاں دیو قلیاس درست کردینگے اب ایرج کا حال
ملاحظہ فرمائیے کہ اس کشتی میں شام تو ہو ہی گئی تھی ایرج نے دیکھا کہ اب تو شام ہوگئی اب رات کو کہاں پہاڑ پر چڑھیں صبح کو
سمجھا جائیگا یہ سوچکر اہل اسلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ای پہاڑیو آج تو تم دیو قلیاس کی بدولت بچگئے کل بھلا میرے ہاتھ سے
چھوٹکر کہاں جاسکتے ہو بمدد نیر اعظم کل صبح کو تم سب کا خاتمہ ہی کرونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر افسوس کرتا ہوا وہاں سے پھرا
کہ ہائے افسوس آج دیو مفت ہاتھ سے نکلگیا اگر اسکو گرفتار کرلیتا تو پھر کیا تھا قمر چہر ضرور ہی ہاتھ لگ جاتی یہ سُنکر حامد بن حمید
نے کہا کہ ای ایرج نوجوان نیر اعظم نے تمھاری جان بچائی وہ حرامزادہ نہ ہاتھ آیا تو نہیں سہی ہمکو تمھاری جان کے لالے پڑگئے
تھے نیر اعظم نے تمکو فتحمند کیا اور وہ مردود تمسے مفرور ہوا ورنہ کجا دیو اور کجا آدمزاد بھلا تمھارا اُسکا کیا مقابلہ تھا مگر خیر یہ بڑے
شکر کا مقام ہے یہ باتیں کرتے ہوئے داخل خیمہ ہوئے صحبت عیش میں جلوہ افروز ہوئے شراب اُڑنے لگی ناچ ہونے لگا خوشی کی نذریں
سرداران لشکر دینے لگے کہ آج ایرج نے دیو سے مقابلہ کیا اور نیر اعظم نے فتحمند کیا ایرج بھی ہنس ہنس کر نذریں لے رہا ہے
اور کہہ رہا ہے کہ ہاں آج نیر اعظم ہی نے جان بچائی ورنہ بچنے کی کون صورت تھی مگر بھائیو کل معرکہ بہت بڑھکر ہے اسلیے کہ کل
میرا قصد یہ ہے کہ جس طرح ہو اس پہاڑ پر قابض ہوجیے اور ان اہل اسلام کو گرفتار کرلیجیے الغرض ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ
بجوا دیا جائے بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا شب بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی جب صبح طالع ہوئی تو اُدھر شاہزادہ
بدیع الزمان اور عجیل نامبردار اور طہماس مع جملہ رفیقان خاص قلہ کوہ پر متمکن ہوئے اور افسران و سرداران فوج مردان زنہ وگار
گھاٹیوں پر مستعد ہوکے بیٹھے اور ادھر سے ایرج بھی مع فوج زیر کوہ آیا اور اُسطرف ملکہ قمر چہر سامنے آکر بیٹھی اور ان آفتاب پرستوں
کی یورش خدا پرستوں پر دیکھکر بکمال قلق و ملال ہوا آنکھوں میں آنسو بھر کے خواجہ سے کہنے لگی کہ کیوں خواجہ تم تو کہتے تھے کہ
حضرت امیر حمزہ صاحبقران آئینگے مگر نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ اب تک تو نہ تشریف لائے اور آج یہ بیچارے پہاڑیو اس موے
مُسٹنڈے کے ہاتھ سے کاہے کو بچینگے افسوس صد افسوس خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم کوئی خوف نہ کرو ای ملکہ حق سبحانہ تعالیٰ ان
سب کا حافظ و معین ہے اکثر اہل اسلام پر ایسی پریشانیاں گذری ہیں اور اس سے زیادہ زیادہ مصائب میں مبتلا ہوگئے ہیں مگر
پھر بفضل ایزدی بلا دفع ہوئی ہے اور صحیح و سلامت رہے ہیں ای ملکہ تم قدرت خدا کا تماشا دیکھو اور کسی طرحکا غم
و ملال نہ کرو ملکہ نے کہا کہ ای خواجہ ہماری قسمت میں تو غم و رنج کھانا اور قلق و ملال اُٹھانا ابتدائے سن سے مقدر ہوا ہے ہم اسکو
کیا کریں جب سے ہوش آیا اس حرامزادے دیو کی قید میں مبتلا رہے اور طرہ برین یہ کہ اُس شہریار پر عاشق ہوئے اگرچہ کچھ امید
نہ تھی مگر دیکھ تو لیتے تھے دل کو تسکین ہوجاتی تھی ای خواجہ دیکھیے سفلہ گری اس چرخ بیداد کی یہ بھی اسے منظور نہ ہوا اس شہریار
کو ہمسے جدا کردیا اور اُسکے عزیزوں پر یہ بلا نازل ہوئی جسے دیکھ دیکھکر کلیجا پھٹتا ہے ای خواجہ یہ لوگ کیونکر اس موذی کے

کے ہاتھ سے بچینگے خواجہ نے کہا کہ ملکہ اطمینان رکھو رنج نہ کرو خدا حامی و ناصر ہی یہ سُنکر ملکہ نے جواب دیا خواجہ رنج تو ہمارا جبھی دور ہوگا کہ جب ہم مرجاینگے یہ سُنکر عمرو سمجھانے لگا کہ اچھا دیکھو تو حق سبحانہ تعالے کیونکر انکی نصرت کرتا ہی کس طرح انکو بچاتا ہی الغرض ایرج نے دامن گردانکے آستینین چڑھاین تیغ و سپر ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چلا اور پکار کر کہا کہ ای خدا پرستو آج میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے مین آیا یہ کہکر چلا اور اُدھر سے تیر چلنے لگے ایرج تیرون کو خنجر سے کاٹتا ہوا آگے بڑھا اور دو تین گھاٹیان لے لین اب ایک غل ہوگیا کہ آج ایرج آپہونچا اور ایرج برابر پہاڑ پر چڑھتا چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے ایرج کے دیلم شاط زنگی اور کلپ جہنم وغیرہ بھی پہاڑ پر چلے آتے ہین اور ادہر ملکہ قمر چہر ہفت منظر پر سے دعائین مانگ رہی تھی کہ پروردگا تو ہی ان بیکسون کا حامی و کفیل ہی اور تو ہی بچانے والا ہی ای مالک میرے تیرا ہی سہارا ہی ای خدا یہ خاص تیری پرستش کرنے والے تیرے ہی حوالے ہین اس وقت بیکسی مین تو ہی انکا حافظ ہی پروردگاران سب کے حال پُر ملال پر ترحم فرما اور اس بلائے بد سے انکو نجات عطا فرما اور اُدھر شاہزادہ بدیع الزمان اور عجیل ماہرو اور طہماس اور جملہ اہل اسلام دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی تیرے سوا اس وقت بیکسی مین کسکو پکارین اور کسکا سہارا تکین ای مالک ہمارے تو ہی ہمارا حامی و کفیل ہی اور تو ہی ناصر و معین ہی تو ہی خالق ہی اور تو ہی حافظ ہی بارالٰہا اس وقت بیکسی مین نہ کوئی حامی اور نہ کوئی ناصر اس پہاڑ پر بیکس و بے پر پڑے ہوئے ہین اور چار طرف سے گھیرے ہوئے ہین خداوندا واسطہ اپنی کبریائی کا اور واسطہ اپنی خدائی کا ہم سب کو اس بلا سے نجات دے خداوندا واسطہ اپنے بندگان خاص کا اور واسطہ اپنے پیغمبران اولوالعزم کا تو ہم سب کو اپنے دامن رحمت مین امان دے کہ اس وقت ہم کسی طرف جا نہین سکتے تیری جانب امید ہی اور تیری ہی طرف راجع ہین اشعار خداوندا شبم را روز گردان + چو روز اندر جہان فیروز گردان + شبے دارم سیہ چون بخت نومید + درین شب رو سفیدم کن چو خورشید + یہ دعا کر رہے تھے اور برابر گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری کر رہے تھے کہ یکایک کیا دیکھتے ہین کہ جانب صحرا سے تتق گرد کا اٹھا کہ سپہر دوار اور چرخ بیمدار کو تاریک کر دیا شعر ز دامن دشت کوہ وادر رنگ + گردے برخاست طوطیا رنگ + القصہ جس وقت چادر گرد کی پھٹی اور میدان صاف ہوا تو کیا دیکھتے ہین کہ شاہزادہ چین و ماچین خاقان ابن الخاقان بہرام بن خاقان چین رفیق قدیم حضرت امیر حمزہ صاحبقران اسی ہزار چینیون سے پہونچا اور قریب دامن کوہ اگر نعرہ کیا کہ باش او آفتاب پرست باش او عدوے خدا پرست ایرج بد نہاد نامرد بے بنیاد ارے جلد پھر وہان سے اور جلد قدم ہٹا وہان سے ورنہ تیرے کل لشکر کو تباہ و برباد کر دونگا اور ایرج اس وقت تین مورچے لے چکا تھا کہ بہرام قریب آپہونچا ایرج نے جو مڑکے دیکھا کہ بہرام بالکل قریب آگیا بس یہ دیکھکر ایرج نے پشت و دست دانتون سے کاٹ لی کہ افسوس صد افسوس بہرام کس وقت پہونچا ہی کہ جب مین پہاڑ لے چکا تھا ہائے دل کی آرزو دل ہی مین رہگئی مصرع عمر را کہ نشان داد و بلا را کہ خبر کرد + یہ کہتا ہوا پہاڑ سے اُترا اور طبل بازگشت بجوا کر وہان سے واپس آیا اور اپنے خیمے مین داخل ہوا بہرام نے پہلے کچھ آذوقہ پہاڑ پر بھیجا اور بعد اُسکے خود پہاڑ پر گیا بدیع الزمان کا سامنا ہوا دونون رسم مودت و محبت بجالائے باہم بغلگیر ہوئے مزاج پرسی کے بعد کرسیون پر بیٹھے نورالدہر کا حال پوچھا بدیع الزمان نے کل حال نورالدہر کا بیان کیا بہرام سُنکر نہایت متاسف و متالم ہوا بعد اُسکے بدیع الزمان نے کل حالات ایرج کی بیہودگیون اور گستاخیون کے بیان کیے یہ سُنکر بہرام نے کہا کہ خیر یہ آفتاب پرست بڑا بیہودہ نکلا جائیگا کہان دیکھو تو کیسی سزا دیتا ہون کہ آفتاب پرست تمام عمر یاد کرے اور بطور کافی تسلی و دلاسا دیکر پہاڑ پر سے اُتر کر اپنے خیمے مین داخل ہوا یہ حال دیکھکر عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ای قمر چہر دیکھا تمنے قدرت خدا کو وہ بچاتا ہی تو یون بچاتا ہی دیکھو اُسنے بدیع الزمان وغیرہ کو بچا لیا اور دفعۃً کیسا معین پیدا کر دیا کہ جسکی صورت دیکھکر ان آفتاب پرستون کے قدم اکھڑگئے

ملکہ قمر چہر ہمنے ایسے کارخانے بہت دیکھے ہین کہ اکثر اہل اسلام اس سے سخت ترین مصائب مین مبتلا ہو ہوگئے مگر حق سبحانہ تعالی نے یونہین ان سبکو بچا بچالیا اور کسی طرح کی کوئی گزند نہین پہونچی ملکہ قمر چہر نے پوچھا کہ ای خواجہ آخر یہ ہی کون شخص مجھے کچھ بتلاؤ تو عمرو نے کہا کہ ای ملکہ یہ بادشاہ زادہ چین ہی بہرام اسکا نام ہی صاحبقران کا رفیق بالتخصیص ہی مگر اتنا زور آور نہین ہی کہ ایرج پر غالب آئے اور اُسپر فتح حاصل کرے یہ سُنکر ملکہ قمر چہر کو انتہا کا رنج گذرا اور کمال قلق ہوا اُدھر ایرج جو پھر کر خیمے مین آیا پوشاک رزمی اُتار کر لباس بزمی زیب بدن کیا اور صحبت مین بیٹھکر حامد بن حمید سے کہا کہ ای حامد مین ہر روز چاہتا ہون اور ہر چند کوشش کرتا ہون کہ ان خدا پرستون کو قتل کردن مگر عجب طرح کی بات ہی کہ ایک ایک خنہ اس قسم کا ہو جاتا ہی کہ مین بے بس ہو جاتا ہون اور مجبوری ہو جاتی ہی اور یہ بچ جاتے ہین مگر خیر کہان تک بچینگے اور کہان تک چھپینگے ایک نہ ایک دن ان سب کو قتل کرونگا چھوڑونگا نہین یہ سُنکر حامد بن حمید نے کہا کہ ای ایرج پھر ان خدا پرستون کے قتل کی کیا جہت ہی اور اُنسے متعرض ہونے کی کیا وجہ ہی اور کیا حاصل ہی مطلب تو دیو قلبیاس سے ہی اگر وہ ہاتھ لگ جائے تو ملکہ قمر چہر ابھی دستیاب ہو جائے اور پھر کوئی وقت نہین ہی اُسی کی فکر کیون نہ کیجائے اور ان ساری کوششون کا اثر دیو قلبیاس ہی پر کیون نہ ڈالا جائے جو صرف ایک ذرا سی بات کی بات کے لیے پہلے انکا مقابلہ کرکے قوت کو کم کیا جائے اور بعد اُسکے دیو قلبیاس سے ٹکر دری مقابلہ کیا جائے کیونکہ جب پہلے ان خدا پرستون سے مقابلہ ہوگا تو ضرور فوجی قوت کم ہو جائیگی پھر باین کم قوتی دیو قلبیاس کا مقابلہ کیونکر ممکن ہی بہتر یہ ہی کہ پہلے دیو قلبیاس ہی کی خبر لیجائے یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ ہان تمنے خود دیکھ لیا کہ وہ بھی میرے ہاتھ سے نکلگیا اور بعجلت مین اگر چھوٹ گیا مگر خیر سمجھ لیا جائیگا اگر نیر اعظم نے اعانت کی تو اُسکو بھی گرفتار کرتے ہین اور جب وہ ہاتھ آگیا تو پھر ملکہ قمر چہر کا ملنا کتنی بڑی بات ہی مگر جب تک ان خدا پرستون کو قتل نہ کرونگا مجھے چین نہ پڑیگا مین بغیر مارے ان سبکو نہ چھوڑونگا یہ کہکر خوب نشہ شراب مین چور ہو کر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا ہرکارون نے یہ خبر بہرام کو بھی پہونچائی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہی یہ سُنکر بہرام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا دیا جائے بموجب حکم اُسی وقت طبل جنگ لشکر بہرام مین بھی بجایا گیا شب بھر دونون لشکرون مین غلغلہ رہا جب صبح ہوئی تو دونون لشکر معرکہ آرای میدان نبرد ہوئے ایرج خود میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی اسطرف خود بہرام مرکب خوش خرام پر سوار ہو کر مقابل ایرج ہوا ایرج تگاور زن ہوا اور جمجر سپر کی سپر پر ٹری مرکب برابر سے پیچھے ہٹے رانون مین مسلکر مرکبون کو ایک دوسرے سے مقابل ہوا بہرام نے کہا ای ایرج خیال تو کر تمسے اور شاہزادہ نور الدہر سے کیا ارتباط و محبت اور کیسی ملاقاتین رہی ہین یا تمنے ایک دم سے ایسے بے مروتی کے پردے آنکھون پر ڈال لیے کہ بالکل خیال و پاس نہین رہا گویا نور الدہر سے واقفیت بھی نہ تھی ایرج نے کہا کہ ای بہرام تمنے خود خیال نہین کیا یہ مقدمہ ناموس کا ہی میرے ملازم کا ناموس خیمہ بدیع الزمان کے سامنے تھا مین نے بدیع الزمان سے ہر چند کہا اور سمجھایا کہ تم یہان سے چلے جاؤ یا دو چار کوس ہٹکر اپنا خیمہ برپا کرو بدیع الزمان نے ایک نہ مانا اور نہ تحمیل بہروسے سماعت کی اُسوقت مین مجبور ہو گیا اور تاب و تحمل ہاتھ سے جاتا رہا اور سُنو ای بہرام کسی کو اپنا ناموس کھانا گوارا ہوگا اور حامد بن حمید ملازم کیسا میرے لشکر کا بادشاہ ہی اُسکا ناموس تھا مجھے کیونکر گوارا ہوتا یہ سُنکر بہرام نے کہا کہ ای ایرج کچھ خیال کر اور دماغ کو درست کر جبکہ نور الدہر عاشق ہوا اُسکی نسبت تو یہ کہے کہ میرے ملازم کا ناموس ہی ارے کمبخت تجھے خود تو اُسطرف نگاہ اُٹھا کر دیکھنا سخت نازیبا ہی نہ کہ تیرا بھی ایک ملازم یہ کلام بہرام کا سُنکر ایرج برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای بہرام کیا مین کوئی نور الدہر کا دبیل تھا جو اُس سے دب جاتا اور اول تو مجھے خبر ہی کب تھی کہ نور الدہر یہان عاشق بنا ہوا بیٹھا ہی حامد بن حمید زنگی ملکہ قمر چہر کی تصویر پر مدت سے عاشق تھا جب مین نے حامد کو زیر کیا تو حامد نے یہ شرط مجھسے کی کہ ای ایرج اگر تو میری معشوقہ کو مجھے دلوا دے تو البتہ مین آفتاب پرست ہوتا ہون مین نے اس شرط کو منظور کر لیا تھا اور اسی

وعدہ پر مین اُسکو یہان لایا اب مین دیو کو مار کر ملکہ قمر چہر کو دلوا دونگا خراب بہتر یہ ہی کہ تو ان بھون کو پہاڑ سے اُتار کے جہان جا ہے لیجا مین معترض اور مزاحم نہ ہونگا اور نہین تو ای بہرام یہ یاد ہی رکھنا کہ پھر اگر امیر حمزہ صاحبقران بھی آئینگے تو اُنکو بھی نہ ٹھہرنے دونگا بہرام یہ سُنکر نہایت خشمناک ہوا اور نہایت غصے سے کہنے لگا کہ ای آفتاب پرست تجھے بڑا غرا ہی خبر معلوم ہو جائیگا ایرج نے کہا کہ بہرام سنبھل تو بھی ان سبکے ساتھ جاہل بنتا ہی جا لیجا کنارے بیٹھ رہ اور اپنی خیر منا کیون تماشین آئین ہین اور اگر کچھ دم داعیہ ہو تو آگے بڑھ اور جو حربہ تیرے پاس ہو بلند کر بہرام نے کہا کہ یہ ہمارا معمول نہین ہی اگر تیرا جی چاہے تو تو پہلے وار کر اگر تیرے حملے سے خدا نے بچا لیا تو پھر مین بھی حربہ کرونگا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ خیر بہتر ہی خبردار و ہوشیار یہ کہکر ایرج نے بہرام کے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر روکا کئی گھنٹے تک نیزہ بازی ہوا کی آخرکار ایرج نے نیزہ بہرام کا نکالدیا عمود بازی ہونے لگی گئی گھنٹے تک عمود بازی ہوا کی کہ اُسی عمود بازی مین گھوڑا بہرام کا مارا گیا آخرکار نوبت بہ تیغ زنی رسید شام تک تیغ زنی ہوا کی نتیجہ یہ ہوا کہ بہرام ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر اُسی غصے مین جو بہرام نے پوری قوت سے تلوار ایرج کے ماری تو سپر کو کاٹکر ایرج کے سر پر پڑی کوئی دو اُنگل کا زخم آیا ایرج نے جھنجلا کر دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکلگئی اور چادر خون کی سر سے جاری ہوئی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی طبل بازگشت بجا دیا گیا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین واپس آئے بہرام تو بیہوش تھا لوگ اُسے لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے لیکن ایرج تو میدان کارزار سے نہایت ہی خوش خوش اپنی بارگاہ مین آیا جلدی جلدی زخم مین ٹانکے لگوائے اور پھر حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا ہرکارون نے بدیع الزمان کو یہ خبر پہونچائی بدیع الزمان نے بھی حکم دیا کہ اس طرف بھی نقارہ رزمی بجایا جائے بموجب حکم اس طرف بھی نقارہ رزمی بجایا گیا رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو ایرج پہاڑ کے نیچے آیا کہا کہ ای خدا پرستو آج میرے ہاتھ سے چھوٹکر کہان جاؤ گے روز بچتے چلے آتے ہو اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ اگر زندگی ہی تو آج بھی اُسی طرح بچینگے اگر قضا نہ ہوگی تو تو کیا مردود ہر رستم تو کچھ بنا نہین سکتا تو ہی کس بھلاوے مین اور اودھر ملکہ قمر چہر ہفت منظر سے بیٹھی دیکھ رہی تھی خواجہ سے کہنے لگی کہ اس موئے کا سر کوئی نہین کچلتا اور کوئی اسے سزا نہین دیتا یہ موا ان بیچارون پر ظلم کر رہا ہی ای خدا واسطہ اپنی خدائی کا جلد اس موئے کے زور کو ڈھا دے تیری لاٹھی بے آواز ہی خداوندا اس مردے مونڈی کاٹے نے کیسا سر اُٹھایا ہی ارے ایک تو وہ سب اُس شہریار کے غم مین مبتلا ہین دوسرے وہ سب زخمی ہین اور اُسپر اس کمبخت کو کسی طرح رحم نہین آتا ہائے کمبخت خدا ہی تجھسے سمجھے اور تیرا ستیاناس جائے خواجہ سنے کہا کہ ملکہ تم خاطر جمع رکھو یہ سب زندہ و سلامت رہینگے کوئی بال بھی انکا نہ بیکا کر سکیگا تم ناحق رنج و ملال کرتی ہو القصہ ادھر تو ایرج نے جانب کوہ رُخ کیا دامن گردانے آستینین چڑھا کر سپر تلوار ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چلا اور اُدھر اہل اسلام دعائین مانگنے لگے کہ خداوندا اپنا رحم ہم مسلمانون کے حال پر شامل فرما ہمکو اس بلاے بد سے نجات دے اسوقت بیکسی مین سوائے تیرے کسکو پکارین اور کسکی حمایت اور دامن رحمت مین چھپین فانت حسبنا و نعم الوکیل ابھی پوری دعا اہل اسلام کی تمام نہ ہوئی تھی کہ یکایک ایک گرد جانب صحرا سے نمودار ہوئی بدیع الزمان نے چند ہرکارون کو استفسار و استخبار کے لیے روانہ کیا کہ دیکھو جا کر یہ گرد کیسی ہی اور کون آتا ہی اور ایرج بھی مُڑ مُڑ کے دیکھنے لگا کہ خداوندا یہ گرد کیسی ہی اور کیا معرکہ ہی کہ یکایک دامن گرد کا شق ہوا دیکھا کہ چھ سو علمدار با علمہاے زر فشان چلے آتے ہین پھریرے اُنکے آبی رنگ کے ہین مچھلیان رُوپہلی اور سُنہری پھریرون پر بنی ہوئین علمدار بھی آبی لباس پہنے ہوئے ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے ہین اور جھولین ہاتھیون کی بھی آبی رنگ کی زردوزی کام اُنپر بنا ہوا مستکون پر آئینے حلبی بندھے ہوئے بھسونڈون مین زنجیرین بندھی ہوئین خرامان خرامان کھیلتے ہوئے آتے ہین اور پیچھے اُنکے سیٹھنالین شترنالین قیچیان بانون کی غول خاصبردارون کے نہایت تزک و احتشام سے چلے آتے ہین اور آگے

فوج کے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے فوجی بگل ہوتا ہوا چلے آتے ہین اور آگے آگے داراب کشورکشا پیچھے پیچھے تخت پر کشورشاہ
غل و زنجیر مین گرفتار چلا آتا ہی جو ہرکارے بدیع الزمان نے بھیجے تھے اُنھون نے فوج سے استفسار کیا کہ یہ کون بزرگ ہی جو
پاین گرد تخت شاہی پر چلا آتا ہی اور اسکے مسلسل ہونے کی کیا وجہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ داراب کشورکشا ہی جو آگے
آگے چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے کشورشاہ ہی ملکہ قمرچہر کی تصویر دیکھکر دیوانہ ہوگیا ہی اور جوش عشق مین آپ سے بے آپ ہوگیا
ہی اسواسطے اسکو مسلسل کرلیا ہی داراب شاہ اسکو لیکر اسلیے آیا ہی کہ ملکہ قمرچہر کو اُس سے ملادے کہ یہ جنون اسکا جاے
الغرض جب داراب قریب کوہ آیا تو آواز گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری کی سُنی دریافت کیا کہ اس پہاڑ پر کون ہی اور اسقدر
بیقراری کی کیا وجہ ہی معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور عجیل ماہرو اس پہاڑ پر ہین نہایت درجہ زخمی ہو رہے ہین اور
ایرج نے اُنپر چڑھائی کی ہی وہ بیچارے انتہاے اضطرار مین بدرگاہ جناب باری بصد بیقراری مناجات کر رہے ہین آ
جو غور سے دیکھتا ہی تو کیا دیکھتا ہی کہ فی الواقع ایرج مع فوج زیر کوہ کھڑا ہوا ہی اور چین جبین سے آشکارا ہی کہ اسکا قصد یہ
ہی کہ پہاڑ پر چڑھ کے مقیمان کوہ کو قتل کرے بس یہ حالت ملاحظہ فرماکے مرکب کو چمکا کر آگے بڑھا اور پکارا کہ او ایرج بدنہاد
ہٹ اُسطرف سے اور جلد پھر وہان سے ہرگز یہ طریقہ بہادرون کا نہین ہی کہ زخمیون پر چڑھائی کرین اور حالت بے بسی مین
کسی سے مقابلہ کرین ارے تجھ مین کچھ بھی بوے غیرت وحمیت ہی یا نہین یہ کلام داراب کا سنکر ایرج اُدھر سے پھرا
اور کہنے لگا کہ ای داراب مجھے تمسے سخت تعجب ہی کہ تم کب سے انکے دوست بن بیٹھے ای داراب خیال تو کرو کہ یہ کون لوگ
ہین ارے یہ وہی تو ہین کہ جنھون نے عمرو ایسے محسن کو ہمارے تمھارے پاس سے نکلوا دیا ارے انکو تو وہان مارے جہان
پانی بھی دستیاب نہو اور تم انکے ساتھ یہ دوستی کا برتاؤ کرتے ہو تمھاری دانش وفراست سے بہت بعید ہی داراب نے کہا کہ
مین تو انکی طرفداری ہرگز نہین کرتا اور نہ انکے میرے دوستی ہی نہ کوئی غرض مطلب ہی مگر یہ نہوگا کہ ایسی حالت مین جبکہ وہ
بے بس اور مجروح ہین تو انکو ایذا پہونچائے کیونکہ یہ داب سپاہیانہ کے بالکل مخالف ہی اور کوئی جوانمرد اور سپاہی ایسی
حرکت نکریگا کہ کسی سپاہی کو حالت مجبوری مین قتل کرے یا گرفتار کرے اسلیے کہ اگر حالت مجبوری مین کسی سپاہی کو قتل کیا یا
گرفتار کیا تو سواے اسکے کہ لوگ نامرد اور بودا کہینگے ای ایرج اس ارادے سے باز آؤ جس وقت وہ اچھے ہو لینگے اور یہ
حالت بیکسی اُنپر سے رفع ہو جائیگی اُسوقت تمھین اختیار ہی پھر ہم مانع نہونگے مگر اسوقت ہم تمھین پہاڑ پر نہ جانے دینگے اور
اگر تم انصاف سے خیال کرو تو مین تمھاری ہی دوستی کرتا ہون اس واسطے کہ تمکو اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہون
کہ جسکو خلقت بدکہتی ہی اور کیسی اگر خیال کرو تو وہ بھی بڑے بہادر لوگ ہین تمسے کوئی بات کمی کا نہین رکھتے ہین اتفاقات روزگار
اسوقت وہ ناچار ہوگئے ہین بس تمکو بھی ایسے وقت مین مزاحمت کرنا خلاف ہمت وجرأت ہی اسوقت اُنکے قتل سے باز آؤ
یہ کلام داراب کا سُنکر ایرج نے کہا کہ سُنو ای داراب مین نے ہرچند انکو منع کیا اور سمجھایا کہ دیکھو تم یہان سے چلے جاؤ دو چار کوس
ہٹکر خیمہ استادہ کرو کہ میرے ملازم کا ناموس یہان سے قریب ہی اُنھون نے مطلق خیال نہ کیا اور ایک دل لگی سمجھکر ٹال دیا
یہ سُنکر داراب بول اُٹھا کہ کیا خوب یہ نئی بات ہی اور نئی اپج ہی آپ جنگل پر اپنی حکومت بٹھاتے ہین اور صحرا پر عملہ دخلہ کرتے
ہین لیجیے اب ایک مین ہی آیا ہون میرا ٹھہرنا بھی تمکو ناگوار ہوگا اور مجکو بھی یہان نہ اُترنے دوگے ای ایرج یہ تمھین کیا
سوجھی ہی ایک ذرا ہوش مین آؤ حواس درست کرو عقل کے ناخن لو یہ کیا سوجھی ہی مین تو صاف بات خوب جانتا ہون اور
کسی کی لگی لپٹی نہین رکھتا اور صاف ہی صاف کہونگا تم چاہے خوش ہو چاہے ناراض میان تمکو تو اُنسے کینہ دیرینہ ہی اچھا اگر ہی تو ہو
اس وقت تو مین تمکو ہرگز اُنپر نہ جانے دونگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تم بھی برسرفساد تُلے ہو مین تو یہ چاہتا
تھا کہ میرے تمھارے دوستی ہی بنی رہے اور نہ بگڑے مگر تمکو خود نہین منظور اور تمھاری بھی خواہش ہی کہ مجھ

تمسے بگڑے اور رنج وملال ہو تو خیر مین مجبور ہون کیا کرون مین تو ہرگز تمھارے کہنے کو نہ مانونگا اور ایک نہ سنونگا یہ سنکر داراب نے
کہا کہ سنو ای ایرج اول امر تو یہ ہی کہ کوئی بہادر اور کوئی دلاور یہ نہ دیکھ سکیگا کہ کسی غریب و بے بس پر کوئی ظلم کرے دوسرے یہ کہ
میرا بادشاہ بھی تو ملکہ قمر چہر پر عاشق ہی تمکو کب گوارا ہوگا کہ رقیب یہان رہے میرے تمھارے تو فساد اور رنج ہر نوع رکھا ہوا ہی
کہین لینے تھوڑے جاتا ہی یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اگر یہی بات ہی تو مین بھی کوئی پایہ کمی کا نہین رکھتا اور کسی قسم کا خوف نہین رکھتا
واقعی مین کسی کو یہان نہ اترنے دونگا نہ ٹھہرنے دونگا اسکا کہنا کیا ہی اب ایک بات ظاہر ہی یہ سنکر داراب نے کہا کہ خیر
بہتر ہی جو تجھسے ہو سکے تو قصور نہ کر اور جو بنیاتے بن سکے ہمین کوتاہی نہ کر پہلے میرے ہی تیرے فیصلہ ہو جائے تو اچھا ہی اور
بہت انسب ہی ایرج نے کہا کہ ہم تو ہر چند چاہتے ہین اور بہ نیر اعظم بھی خواہش ہی کہ ہمسے تمسے نہ بگڑے اور لڑائی نہ ہو مگر جب
تمھارے یہ ارادے ہین تو خیر کیا مضائقہ ہمین کو وہین میدان ٹہرو آگے یہ سنکر داراب نے برچھا اپنا اٹھایا لیکن اس طرف
عمرو اور ملکہ قمر چہر بھی سامنے سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ملکہ قمر چہر نے پوچھا کہ خواجہ یہ کون شخص ہی جو ایرج سے یون گفتگو کر رہا ہی
خدا ایسا کرے کہ اس مردے کا یہی سر کچلکر تحت الثرے کو پہونچا دے خواجہ نے کہا کہ ملکہ یہ داراب ہی اور دوسرا شخص کشور
شاہ ہی جبکہ مین ایرج کے پاس سے نکلا ہون تو مین اسی کو صاحبقران بناکر حمزہ سے لڑوانے لایا تھا نڑا بہادر
اور صاحب ہمت و حوصلہ ہی اور نہایت ہی حسین و خوبصورت ہی ایسا بہادر کم دیکھا گیا ہی تمھاری طبیعت تو اسپر ضرور ہی آئی
ہوگی ملکہ نے کہا کہ بس خواجہ بس ایسی باتین مجھسے نہ بنایا کرو یہ تھوڑے کسی اور ہی سے کیا کرو واہ خواجہ تمھاری بھی جو حرکتین ہین
وہ فضل خدا سے ایسی ہی ہین واہ واہ واہ رے خواجہ مین تو ایسے ایسے ہزار حسین و خوبصورت شاہزادہ نور الدہر کے
ناخن پا پر سے صدقے کرتی ہون خدا اسکو پھر زندہ و سلامت جیتی زندگی مین دکھائے تو جانون یہکر ملکہ قمر چہر آنکھون مین آنسو
بھر لائی اور ایک ٹھنڈھی سانس بھر کے کہنے لگی کہ ای خدا مجھے جیتی زندگی شاہزادے کے دیدار سے مشرف کردے تو مین جانون
ادھر تو یہ گفتگو ہی ادھر داراب اور ایرج سے خوب نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے کسلیے کہ یہ دونون ایک ہی استاد کے
سکھائے ہوئے ہین یعنے ان دونون کو فنون سپاہگری مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری سے تلمذ ہی الغرض بعد گرز بازی کے
تیغزنی ہونے لگی تا اینکہ ایرج نے خوب جھلاوا دے کر خوب پوری چوٹ تاک کر ایک تلوار ماری تو سپر کو کاٹکر داراب کے
سر پر اتری اور تا دو ابرو کاٹ گئی زخم بہت کاری لگا داراب نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکر نکلگئی مگر خون کی چادر سر سے
جاری ہوئی داراب نے نہایت پھرتی سے بعجلت تمام اپنے زخم کو باندھکر جو ایرج پر تلوار لگائی تو سپر کو کاٹکر سر پر آئی
تھی کہ ایرج نے خالی دی اور سر اپنا ہٹا لیا تلوار گردن مرکب پر آئی کہ گردن اسکی قلم ہوگئی ایرج گھوڑے پر سے کود پڑا اور
داراب بیہوش ہوگیا ایرج نے آواز دی کہ زدم و لبست کردم جلد داراب کو اٹھالے جاؤ یہ آواز سنکر لوگ داراب کو
پالکی پر ڈالکے لیگئے یہ حال دیکھکر ملکہ قمر چہر بہت اداس ہوئی اور ایرج کو کوسنے لگی کہ خداوندا اس موذی کا نٹے کا
جلد ستیاناس کر ہاے یہ موا سنڈا کسی طرح نہین مارا جاتا اور کوئی اسکا نہین کچل سکتا جو اسکے مقابل ہوتا ہی مجروح ہوتا ہی
خداوندا یہ کیا معرکہ اور کیا سانحہ ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ تم ہراسان نہو اور گھبراؤ نہین انشاء اللہ العزیز شاہزادہ
نور الدہر ہی آکر اسکی درستی کریگا اور وہی اسکا سر کچلیگا اور حضرت امیر حمزہ صاحبقران بھی اب آتے ہی ہونگے لیکن
ایرج زیر کوہ آکر اہل اسلام کو پکارا کہ ای خدا پرستو آج بھی تم داراب کے سبب سے بچگئے خیر کل کہان میرے ہاتھ سے
جاؤگے یہ سنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ جادو رہتی ہوا رے خدائے ما بزرگ است وہی بچانے والا ہی اگر ہماری زیست
ہی تو وہ ہر نوع ہمین بچائیگا اور تو ہر روز واپس جائیگا یہ سنکر ایرج نہایت ہی غیظ و غضب مین پیچ و تاب کھاتا ہوا
پھرا اور اپنے خیمے مین بیٹھتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا رات تو جون تون

گذر گیئی صبح کو ایرج نے پہاڑ پر یورش کی اور اوپر چڑھ کر گھاٹیان لے لین یہ حال دیکھکر اہل اسلام مین ایک تہلکہ مچ گیا اور ایک تلاطم
پڑگیا کہ اب یہ آفتاب پرست آیا اور اب آیا بدیع الزمان اور عجیل اور طہماس کے زخمون پر مرہم کی پٹیان چڑھی ہوئی
تھین مگر نام خدا لیکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور تلوارین ہاتھون مین لیکر کہنے لگے کہ آتا ہی تو آنے دو ہم لڑینگے اس بدبخت سے اور ہم سے
کچلینگے اس آفتاب پرست کا خداوند تو ہمارا ایک وحامی ہی مگر غصے مین جو اُٹھے ٹانکے زخمون کے ٹوٹ گیے اور بیہوش ہوکر گر پڑے
اور ایرج اب قریب پہونچکر لڑنے لگا لیکن اُدھر ملکہ قمر چہر دست بدعا ہی کہ خداوند توانا بے بسون پر رحم و کرم فرما اور ان بیچارون
کی جانون کو بچالے اور ادھر اہل اسلام دعائین مانگ رہے ہین کہ ای ناصر و معین مدد کر اور اسوقت ہماری خبر لے سواے تیرے کسکو
پکارین اور کسکے پاس فریاد لیکر جائین کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد نمودار ہوئی جب گرد پھٹی تو معلوم ہوا کہ اسد بن کرب
غازی بارہ ہزار سواران جرار سے آتا ہی اور چالیسون رفیق اسد کے ہمراہ رکاب ہین القصہ اسد بن کرب قریب آکر اپنے
رفیقون سمیت تلوار کھینچکر لشکر ایرج پر گرا بہت سے لوگون کو قتل کیا بہت سے خیمے لشکر ایرج کے گرادیے اور جلادیے
یہ خبر ایرج کو بھی پہونچی کہ اسد بن کرب بارہ ہزار سوارون سے آپہونچا اور بہت سے لوگون کو تہ تیغ کیا کئی ایک خیمے جلادیے
کمال درجہ آزردہ خاطر ہو نصر طراول سے کہا کہ ای نصر طراول جلد جاکر اس دیوانے کو باندھ لا اور دیر نہ کر مین خود چلتا مگر مجبور ہون
کہ یہ معرکہ عنقریب فتح ہوا چاہتا ہی اگر مین چلا گیا تو پھر یہ معرکہ رہ جائیگا یہ سنکر نصر طراول اسی وقت روانہ ہوا بعد روانگی نصر طراول
کے انتر صبا کو بھی روانہ کیا کہ تو بھی جلد جا اور اس دیوانے کو جلد پکڑ لا یہ سنکر انتر صبا بھی عقب مین نصر طراول کے اسد کو للکارتا
ہوا چلا آتا ہی کہ او دیوانے کہان جاتا ہی ٹھہر کہ مین آپہونچا او اسد کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ مین آپہونچا القصہ قریب آکر
اسد پر ایک تلوار ماری اسد نے پشت تیغ پر روک کے جو ایک ہاتھ نصر طراول کے جمایا تو سپر کو کاٹ کر سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو
اُتر گیا نصر طراول جھٹ پٹ زخم کو باندھکر بھاگا اسد نے لپک کر اور ایک ہاتھ رسید کیا کہ پہلو بھی نصر طراول کا مجروح
ہوا اور ہاے کہکر گر پڑا لوگ بیچ مین آگئے کہ اتنے مین انتر صبا بھی پہونچ گیا اور للکارا کہ او دیوانے یہ کونسی بہادری ہی کہ تو بھاگ
بھاگ کر لڑتا ہی تجھے کچھ بھی حیا آتی ہی یا نہین یہ سنکر اسد نے آواز دی کہ او مردود کیا بکتا ہی کھڑا رہ تیری بھی قضا آئی ہی تو بھی
لیتا جا کہان جائیگا یہ کہکر قریب عنتر کے آکر جو ایک تلوار پوری قوت سے ماری تو اسکا بھی سر کھلگیا جان چھوڑ کر بھاگا اسد نے دوسری
تلوار اور ماری کہ اسکا بھی پہلو شگافتہ ہوگیا یہ بھی دو تلوارین کھاکر چلتا ہوا یہ خبر ایرج کو بھی معلوم ہوئی کہ دونون کے دونون
اسد کے ہاتھ سے زخمی ہوئے سر اپنا پیٹ لیا دیلم شاطر زنگی سے کہا کہ ای دیلم اب تو جا وہ دونون تو زخمی ہوئے تو ہی اسکو
گرفتار کرے دیلم یہ حکم سنکر جھپٹا اور اسد کو للکارتا ہوا بڑھا قریب آکر اژدر پشت نہنگ اسد پر مارا اسد نے تلوار سے
دو ٹکڑے کردیے اور تیغہ دیلم کی کمر پر مارا کہ تیر و ترکش اور چارقب کو کاٹکر کمر پر پڑا کہ خوب کاری زخم آیا دیلم ہاے کر کے اس
پہلو کی طرف جھک گیا اسکے جھکتے ہی اسد نے ایک تلوار سر پر ماری کہ سپر کو کاٹ کر چار انگل سر مین دیلم کے اتر گئی دیلم
تلوار کھاکر پھرا ہی تھا کہ اسد نے ایک تلوار شانے پر رسید کی خوب زخم آیا دیلم نے آواز دی کہ یار و دوڑو مجھکو تو اسد
نے بالکل ٹکڑے ٹکڑے کردیا اسکے آواز دیتے ہی اسد نے اور ایک ہاتھ جمایا کہ کمر گردن دیلم کا قلم ہوگیا اور دیلم دھڑ سے منھ
کے بھل زمین پر آیا اسد نے چاہا کہ دیلم کا کام تمام کرون کئی سوزنگی بیچ مین آگئے اور دیلم کو بچا لیگئے لیکن جب یہ خبر ایرج
کو معلوم ہوئی کہ اسد نے دیلم کا بھی خاتمہ کیا جہان آنکھون مین ایرج کی تیرہ و تاریک ہوگیا کہ ہاے افسوس دیلم بھی سخت
زخمی ہوا مجبور و ناچار ہوکر اہل اسلام سے یہ کہکر پھرا کہ ای خدا پرستو خیر اس دیوانے کا پہلے کام تمام کرلون تو پھر سمجھونگا جو دیر
کی زندگی ہی وہ ہی پہاڑ کے نیچے اُترا یہ سنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ او کافر خاسر خدا ہمین بچائیگا کہ ہم اسی
کی ذات پر تکیہ کیے ہوئے بیٹھے ہین وہی ہمارا معین و حافظ ہی الغرض ایرج پہاڑ سے اُترکر اسد کی طرف للکارتا ہوا

چلاکہ او دیوانے گہوارہ مین آپہونچا میرے ہاتھ سے بچکر کدھر جائیگا اسد نے جو ایرج کو آتے دیکھا تو نہایت ہراسان ہوا اور اپنے
رفقا سے کہنے لگا کہ ای یاران من امروز روز فنائے من ہست اسلیے کہ اگر آج یہ بزاز بچہ میرے ہاتھ سے نہ مارا گیا تو آج مین اپنی
جان ضرور دیدونگا یہ سُنکر سبھون نے عرض کیا کہ حضور مضطر و پریشان و ہراسان نہ ہون ابھی تو وہ آفتاب پرست دور ہی ہے
چلیے اسد نے جواب دیا کہ مین اُس سے خائف تھوڑی ہون اور یہ کہکر مثل شعلۂ جوالہ کے دوڑا اور للکارا کہ او کرپاس فروش
بچۂ بازاری ہوشیار باش کہان جائیگا میرے ہاتھ سے آج تو مین بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا دیکھ خبردار ہو کہ آج تیری قضا آ ہونچی
او نامرد گہوارہ یہ کہتا ہوا ایرج کے برابر مثل شیر غضبناک آیا اور آتے کے ساتھ ہی نہایت پھرتی سے ایک تلوار ایرج پر ماری
کہ ایرج کو سنبھلنا دشوار ہو گیا مگر جون تون سپر پر وار اسد کا روکا سپر تو دو ٹکڑے ہوئی ایرج نے سر اپنا گھوڑے کے نیچے پر رکھدیا
تلوار اسد نوجوان کی گردن مرکب پر اُتری کہ گردن اُسکی قلم ہو گئی اور ایرج پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ گھوڑے سے کود نا
مشکل پڑ گیا مع مرکب دھم سے زمین پر گرا اسد نے اُسی حالت مین ایک تلوار شانے پر ماری کہ شانہ ایرج کا نشانہ ہو گیا
آپ نیچے ایرج اور اوپر گھوڑا اسد نے گھوڑے کی پشت پر جو ایک ہاتھ مارا تو ایک گھوڑے کے دو کر دیے اور تمام اوجھ
اُسکا ایرج پر گرا کہ دم اُسکا گھٹنے لگا اسد نے چاہا کہ ایک ہاتھ اور رسید کر کے خاتمہ ہی کر دون کہ حامد بن حمید زنگی نے
پکار کر کہا کہ یاران من بدوید ایرج کو اسد مارے ڈالتا ہے ارے بچاؤ ایرج کو یہ آواز حامد کی شنکر ہزار ہا زنگی دوڑ پڑے
اسد نے دیکھا کہ اب اگر ایرج نکل آیا تو بچنا دشوار ہو جائیگا اور ایرج کو مارا ابھی ایسا ہی کہ بھلا کچھ دنون تو یاد کریگا بس یہ سوچکر
گھوڑا اُٹھا کر دانہ ہلوا اور بوق بجادی کہ ای یاران من بدر روید جتنے لوگ ہمراہیان اسد تھے سب سمٹ کر اسد کے ساتھ ہوئے
اور اسد صاف نکلا ہوا چلا گیا اور یہان ایرج کو لوگون نے نہلایا دُھلایا زخمون مین ٹانکے لگوائے جب ایرج کو ہوش آیا تو اپنی
حالت دیکھکر نہایت رنج کیا اور کہنے لگا کہ یارو کچھ نہین بن پڑتا کہ اس دیوانے کی کیا فکر کرون اس کمبخت نے تو ناک مین مرا
دم کر دیا ہے بھاگ بھاگ کے پھر آتا ہے اور لڑ بھڑ کر غائب ہو جاتا ہے اور پھر آتا ہے اور دق کرتا ہے کیا کیا رنج اور صدمے اسکے ہاتھ سے
مین نے اُٹھائے اور کیسے کیسے افکار و تدابیر کیے مگر یہ کمبخت کسی طرح ہاتھ نہین آتا اور ہر مرتبہ نکلجاتا ہے اور اس طرح بلا کی شکل
یکایک آ پڑتا ہے کہ مجھے اپنے کو بچانا دشوار ہو جاتا ہے مگر خیر نیر اعظم کی مدد چاہیے سو دن چور کی تو ایک دن شاہ کی بھی ہو ہی جائیگی
کسی دن تو ہتھے لگ ہی جائیگا آج بھی نیر اعظم ہی نے مدد کی مین بچگیا ورنہ اُسنے تو کوئی دقیقہ میرے قتل مین فروگذاشت
نہین کیا تھا اگر حامد بن حمید آواز دے کر اُن زنگیون کو نہ بلاتا تو میرا کام ہی تمام تھا واقعی یہ اسد بن کرب عجب سخت بلا
ہے کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا بعد اُسکے دیلم شباط زنگی اور نصر طراول اور اختر صبا کے بھی زخمون مین ٹانکے لگوائے اور پھر حکم دیا
کہ طبل جنگ بجادیا جائے بموجب حکم اسیوقت طبل بجایا گیا اور ہرکارے خبر لیکر روانہ ہوئے کہ ایرج نے طبل جنگ بجوادیا ہے اور
یہان کا حال سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان و عجیل ماہر و طہماس وغیرہ سب کے سب متعجب و متحیر ہین اور کھڑے ہین کہ
امیر حمزہ صاحبقران نے جو کام اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف مین کیا تھا اُس سے بہتر اسد نے کام کیا واقعی کیا
بہادری کی ہے اور کیا دل و جگر اور کیا جیحہ اور حوصلہ اسد کا ہے واہ واہ کیون نہ ہو آخر کسکا پوتا کسکا نواسا اور کسکا بیٹا ہے
اگرچہ ہمنے بھی کیسے کیسے معرکے فتح کیے کیسے کیسے شبخون و روزخون فوج لقا اور گنجاب بن گنجوب پر مارے مگر اسوقت تو
ہمسے بھی اسد گوے سبقت لیگیا خدا اسکو نظر بد سے بچائے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ایرج نے طبل
جنگ بجوادیا بدیع الزمان نے یہ سنکر کہا کہ خیر خدا مالک یہان بھی طبل جنگ بجایا جاے الغرض بموجب حکم بدیع الزمان
اس طرف بھی طبل جنگ بجایا گیا شب بھر تیاری رہی صبح ہوتے ہی ایرج ماتہ شعلۂ جوالہ کے زیر کوہ آیا و امن گردان کیرآئینین
چڑھا کر سپر تلوار ہاتھ مین لی اور پہاڑ پر چلنے کا قصد کیا ملکہ قمر چہر اور خواجہ ہفت منظر پر آ بیٹھے اور تماشا دیکھنے لگے

ملکہ قمر چہر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہی مجھکو ہر مرتبہ یہی وسواس دامنگیر ہوتا ہی کہ کہین لشکر بدیع الزمان پر کوئی آسیب نہ پہونچے خواجہ نے کہا کہ ملکہ مین تمسے سو بار کہ چکا کہ تم اطمینان رکھو اُنپر کوئی آسیب نہ پہونچیگا آخر روزمرہ دیکھا ہی کرتی ہو کہ خدا انکو کتنے دن سے کیونکر بچا رہا ہی اور کیونکر اُنکی محافظت کر رہا ہی برابر کئی روز سے ایرج کس کس زور مین آتا ہی اور کیسی کیسی سخت کوششین کر رہا ہی کہ کسی طرح اُنپر فتح حاصل کرے مگر ایک نہ ایک ایسی تائید غیبی کہ جسکا سان گمان بھی نہین ہوتا پیدا ہو جاتی ہی کہ ایرج اپنے ارادے مین کامیاب نہین ہو سکتا ای ملکہ جسنے ابتک بچایا وہی آج بھی بچائیگا یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ خواجہ یہ تو سب سچ ہی مگر یہ تو بتاؤ کہ اسکا انجام کیا ہونا ہی یہ موا تو باوجود ان فاش زکون کے کسی طرح نہین چوکتا اور کسی طرح اپنے ارادے سے باز نہین آتا خواجہ مجھکو تو جبھی اطمینان و تسلی ہوگی کہ جب یہ موا مُشٹنڈا مارا جائیگا اور اُسکا کوئی ہر کھلکر اُسکا ستیا ناس کر دیگا خواجہ نے کہا کہ گھبراؤ نہین انشاء اللہ شاہزادہ نور الدہر ہی آکر اسے ٹھیک کریگا اور تمسے ہنسی خوشی آکر ملیگا ملکہ نے کہا کہ ای خواجہ دعا تو یہی ہی مگر خواجہ جو جیے گا وہ دیکھیگا ہمکو تو اپنی زندگی سے مایوسی ہی خواجہ نے کہا کہ ہان ہان ملکہ ایسی فال بد تو منھ سے نہ نکالو تمکو وہم بھی نہین آتا القصہ یہان تو یہ باتین تھین اور وہان ایرج برابر بڑھتا گھاٹیان فتح کرتا پہاڑ پر چلا جاتا ہی اور اہل اسلام حالت بیکسی و بےبسی مین کس کس طرح تڑپ تڑپکر دعائین مانگ رہے ہین کہ خداوندا کہانتک تیرا شکریہ ادا کرین کہ آج تک تو نے کیونکر اس بلا سے نجات دی اور ہم سب کی محافظت کی مگر ای خداوند کریم و کارساز ہماری بیکسی تو تجھپر ظاہر ہی کہ ہم کس حالت مین ہین خداوندا آج بھی ہمپر ترحم فرما اور اس بلا سے نجات دے کر زندگی رکھے کہ ہم اس وقت بالکل بےدست و پا ہین کدھر جائین اور کسکے دامن امن مین سوائے تیرے چھپین ابھی اہل اسلام یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ یکایک گرد جانب صحرا سے نمودار ہوئی کہ جسنے آسمان کو چھپا دیا خواجہ نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ دیکھو گرد لشکر نمودار ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی مددگار اہل اسلام آتا ہی انشاء اللہ العزیز سزائے معقول ایرج کو دیگا ملکہ نے کہا کہ خدا ہمچنین کند خواجہ تمھارے منھ مین گھی شکر ارے ہان کوئی تو از غیبی ایسا پیدا ہو کہ جو اس مردود کا سر کچلے کہ یکایک چادر گرد شق ہوئی اور سامنے سے نقابدار یاقوت پوش چالیس ہزار سواران جرار سے پیدا ہوا اور آتے ہی نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری او مردود جلد اتر پہاڑ پر سے اور جلد ہی پھر وہان سے ورنہ مین تیرے کل لشکر کو تباہ و برباد اور قتل و قمع کر دونگا یہ آواز سنکر ایرج نے اپنا زانو پیٹ لیا اور پشت دست کو دانتون سے کاٹ لیا اور کہا کہ ہائے افسوس آج بھی یہ خدا پرست بچے جاتے ہین اب کیا کرون اور کیا نہ کرون یہ کہکر پہاڑ سے نیچے اُترا نقابدار سے وعدہ ہوا کہ خیر اسوقت تو دن کم ہی کل لڑینگے غرض ایرج اپنے خیمے مین داخل ہوا اور نقابدار اپنے خیمے مین فروکش ہوا دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا تیاری ہونے لگی مگر اب یہان سے دو کلمے عیاری شمائل نقطہ انداز عیار نقابدار یاقوت پوش کے بیان کیے جاتے ہین اُسے بھی بگوش دل سماعت کیجیے کہ ادھر تو دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی اور ادھر شمائل نقطہ انداز کے دل مین یہ خیال گذرا کہ ای شمائل نقطہ انداز اگرچہ نقابدار یاقوت پوش بڑا بہادر و ذی حوصلہ ہی مگر ایرج بھی کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتا وہ بھی نہایت زبردست اور باقوت ہی خدا جانے کیسی گذرے جنگ و نبرد برابر کی ٹکر ہی ای شمائل اگر تو راتی رات ایرج کو کسی طرح گرفتار کر لائے تو کیا اچھی بات ہو یہ خیال اپنے دل مین مستحکم کر کے لشکر نقابدار سے نکلکر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا تو اُسنے اپنی صورت تبدیل کر ایک سپاہی کی شکل پر متشکل ہوا ایک پتی سر پر لپیٹی مٹی کا رنگا انگرکھا گلے مین پہنا نیلا پاجامہ پانون مین سان سینگڑا ٹنگا ہوا تلوار پرتلے مین چمڑے کی ڈھال پڑی ہوئی کوتھی تو گر گئی پیپلا نکلا ہوا بندوق کاندھے پر پشت پر سپر کہ تین پھول اُسکے گر گئے ہین ایک پھول باقی ہی ٹوٹا سا جوتا پانون مین اس صورت سے داخل لشکر ایرج ہوا

تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ ایرج پر آیا معلوم ہوا کہ ایرج بیٹھا ہوا ہے داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ایرج بیچ مین اورنگ شوکت پر بیٹھا ہے گرد ایرج کے تمام سردار اور افسران فوج رفقاے خاص بیٹھے ہوئے ہین ناچ ہو رہا ہے شراب اڑ رہی ہے ایک جشن تہنیت وعیش برپا ہے اور ایرج حامد بن حمید سے کہہ رہا ہے کہ اے حامد مین ہر روز چاہتا ہون کہ ان خدا پرستون کو قتل کرون اور کسی طرح ان پر فتحیاب ہون مگر کچھ عجب طرح کی بات ہے سمجھ مین نہین آتی کہ ہر روز ایک نہ ایک رخنہ ایسا پیدا ہو جاتا ہے اور ایک نت نیا مددگار انکا ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ جسکے باعث سے یہ خدا پرست ہر مرتبہ بچ جاتے ہین اور میرا کوئی قابو نہین چلتا اب دیکھیے نقابدار یاقوت پوش آگیا ہے اور وہ سد راہ ہوا ہے دیکھیے اس سے اور ہم سے کیسی بنتی ہے اور کیا نتیجہ ہوتا ہے حامد بن حمید نے کہا کہ کچھ مقام تردد نہین اگر مدبر اعظم شامل حال رہی تو نتیجہ کچھ اچھا ہی ہوگا مثل اور آپ نقابدار پر بھی فتحمند ہونگے گھبرائیے نہین ایرج نے کہا کہ ہان جائینگے کہان غرض شمائل بزمرۂ سپاہیان کھڑا ہوا یہ باتین سنا کیا تا اینکہ دربار برخاست ہوا سب اہل دربار اٹھ اٹھکر اپنی جگہ پر گئے اور ایرج نے کھانا طلب کیا بس فوراً شمائل وہان سے ہٹکر ایک چوبدار کی قطع بنکر جو چوبدار کھانا لینے چلا تھا اسکے ساتھ ہولیا باورچی خانے مین آیا جلد جلد کھانا نکلوایا خوانون مین لگوایا اور کل کھانے کو آغشتہ بدارو ے بیہوشی کرکے خوان کسوا کر داروغہ باورچیخانہ کی مہر کروائی اور کہارون کے سر پر رکھوا کر ایرج کے سامنے لایا اور مہر توڑ کر دسترخوان چنا ایرج نے ہاتھ دھوئے اور کھانا کھایا دو چار جام شراب کے پی کر پلنگ پر لیٹ رہا ایک تو کڑوا کریلا دوسرے چڑھا نیم ایک تو کھانا بیہوشی آلود تھا دوسرے دو چار جام اوپر سے اور نوش جان کیے تھے پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہو گیا اور جو کھانا بچا تھا وہ شمائل نے خدمتگارون اور خاص بردارون کو تقسیم کر دیا اور آپ کچھ نہین کھایا جسنے کھانا کھایا بیہوش ہوا اب کے سب خاص بردار چوبدار خدمتگار سپاہی بیہوش ہوگئے اب جب یہ نقشا شمائل نے دیکھا کہ سب کے سب بیہوش ہوگئے اور کسی مین حواس باقی نہین ہین بس فوراً شمائل نے حلقہاے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر ساتوین حلقہ سے گولا لاٹھی کرکے گلیم عیاری مین باندھ پشتارہ بدوش ہوکر اوپر سے دوہر اوڑھ لی اور صحیح وسلامت بارگاہ سے نکلا دروازے پر بھی سب کو بیہوش پایا صاف نکلا ہوا چلا گیا اور لشکر کو طے کرتا ہوا چلا طلایہ کی گشت سے بچتا ہوا جہان بیٹھ جانے کا مقام تھا وہان بیٹھ جاتا تھا جہان دوڑنے کی جگہ پاتا تھا وہان دوڑ کر نکل جاتا تھا جہان چھپ جانے کا مقام تھا وہان چھپ جاتا تھا الغرض اسی طرح تمام لشکر کو طے کرتا ہوا اپنے لشکر کا راستہ لیا بارگاہ مین اسوقت پہونچا کہ نقابدار اسوار ہوکر میدان کو جایا چاہتا تھا سامنے سے دیکھا کہ شمائل نفط انداز پشتارہ بدوش چلا آتا ہے پوچھا شمائل کہان سے آتے ہو اور یہ پشتارہ تمھارے کاندھے پر کیسا ہے شمائل نے عرض کیا کہ خداوند ایرج کو پکڑ لایا ہون نقابدار کو یہ سنکر کچھ ہنسی سی آگئی اور دانتون کے نیچے انگلی دبا کر کہنے لگا کہ ارے تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو ایرج کو گرفتار کر لا شمائل نے کہا حضور آپنے تو نہین ارشاد فرمایا تھا غلام اپنی طبیعت سے گرفتار کر لایا ہے اب آپ کو اختیار ہے جو چاہیے سو اسکے حق مین کیجیے نقابدار نامدار سنکر کہنے لگا کہ ارے کمبخت تو نے مجھے سخت بدنام کیا اور بہت مطعون کرایا اے شمائل زمانہ یہی تو کہیگا کہ نقابدار کیسا بزدل و بودا تھا کہ برکھے ہوکر میدان مین تو نہ لڑسکا عیار سے چروا منگایا شمائل نے عرض کیا کہ حضور اب تو خطا ہوگئی اور قصور ہوگیا غلام نے تو اچھا ہی سمجھکر یہ امر کیا تھا اگر حضور کے خلاف ہو تو عفو فرمائیے یہ سنکر نقابدار نے کہا خیر اور ایرج کا پشتارہ ساتھ لیکر بارگاہ کو پھرا اور یہان صبح کو ایرج کے خیمے مین ایک غل ہوگیا کہ ایرج غائب ہوگیا یہ غل اور شور شاپور نے بھی سنا بارگاہ ایرج مین آیا اور بستر ایسا پایا کہنے لگا کہ عیار نقابدار چرا لیگیا اور یہ کہکر جانب بارگاہ نقابدار چلا اور اتفاقاً دربار گا اسد بن کرب غازی کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ نقابدار یاقوت پوش کا عیار شمائل نفط انداز ایرج کو پکڑ لایا ہے اسی وقت

اسد سوار ہو کر لشکر نقابدار کی طرف روانہ ہوا اور اُسوقت داخل بارگاہ ہوا کہ نقابدار یاقوت پوش شمائل لفظ انداز پر خفا ہو رہا ہی کہ تو میرے بے حکم ایرج کو کیون پکڑ لایا مجکو تونے سخت بدنام کیا یہ امر تونے بالکل خلاف کیا اور مجھے سخت ناراض کیا جلد ایرج کو ہوش مین لا اور شمائل اُسی وقت عطیلہ رفع بیہوشی دے کر ایرج کو ہوش مین لایا ہی الغرض اتنے مین اسد پہونچا اور نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے جواب سلام کا دیا تعظیم کو اُٹھا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھالیا اور کہنے لگا کہ بیا برادر بیا خوش آمدی وصفا آوردی اسد بیٹھتے ہی للکارا کہ او آفتاب پرست خیرہ سر او مردود وباجی دیکھ اب تجھے کیونکر سزا دیتا ہون اور کس طرح تیرے پرخچے اُڑاتا ہون ارے تو سہی جو ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر نہ روئین ارے او بزاز بچے تونے تو کلیجا پکا دیا ہی جو حرکتین تونے کی ہین وہ کوئی نہ کریگا اور جو کردار نامردانہ تجھسے سرزد ہوئے ہین وہ کسی سے کا ہے کو سرزد ہوئے ہونگے آخر ہی نہ کم اصالت وکمینہ یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ او دیوانے مجہول بخت برگشتہ دنا معقول ارے کم زور مار کھانے کی نشانی کیون تیری شامت آئی ہی کیون اسقدر کلمات لاطائل وفضول مہملات ولغویات بک رہا ہی بس سنبھل زیادہ مہملات نہ بک اے تو نقابدار کی عطوفت وعدافت اپنے حال پر مبذول پاکے بھول گیا ہی ایک نہ ایک دن تجھکو ایسی سزا دونگا کہ تمام دیوانگی تجھے بھول جائیگی یہ سنکر اسد جھنجھلا گیا اور پکارا کہ او مردود تو اس آرزو ہی مین رہیگا مگر رہ تو جا مین تجھے ابھی ابھی قتل کرتا ہون یہ کہکر اور تلوار سونت کے ایرج کی طرف لپکا نقابدار نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہان ہان اسد غصے کو تھامو بہت غصہ نہین کرتے ہین جو کام کرو سمجھ بوجھکر اگر تمنے ایرج کو قتل کر ڈالا تو مین بدنام ہوجاؤنگا اس واسطے کہ اسے میرا عیار چرا لایا ہی اور یہ امر بالکل خلاف مردانگی ہی جس وقت مین اس سے سر میدان لڑ بھڑ کر فتحیاب ہونگا اور گرفتار کر لاؤنگا اُسوقت تمھین اختیار ہی سپاہیون کا یہ طرز نہین ہی کہ کسی کو بفریب قتل کرین خبردار ایسی حرکت نہ کرنا یہ سنکر اسد نے کہا کہ ای نقابدار نامدار یہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہین زدہ رامی توان زد ای نقابدار اسے جس طرح چاہو قتل کر دو کس واسطے کہ یہ رسم وراہ بہادری کو کیا جانے اور طریقۂ دلاوری سے کیا واقف یہ مردک دلیری اور بہادری کا فقط نام ہی نام سنتا ہو تو سنتا ہو ورنہ یہ کیا جانے کہ بہادری کسے کہتے ہین بدیع الزمان نامور اور عجیل ماہرو وغیرہ نے زخمی ہو کر دامن کوہ مین پناہ لی ہی اور پہاڑ کو گوشۂ عافیت سمجھکر چھپے ہین اور یہ مردود دانستہ مہلت نہین دیتا کہ وہ سب اپنے زخمون کو اچھا کرلین روز پہاڑ پر چڑھائی کرتا ہی اور ان سبکے قتل کا ارادہ کرتا ہی ای نقابدار نامدار ایرج دعاوے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو کہ جسنے کرپاس فروشی سے باز رکھا اور اس مرتبے کو پہونچا دیا اب یہ ارادہ ملک گیری کا کرتا ہی اور قانون سپاہ گری سے مطلق واقف نہین ہی یہ نامرد کیا اور پہلوانی ودلاوری کیا یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ ای اسد دلاور یہ کلام تمھارا بہت صحیح ہی اور ذرا بھی خلاف نہین ہی لیکن یہ بھی تو سمجھو کہ اگر مین اسے مار ڈالون یا اپنے سامنے تمسے قتل کرا دون تو مین بھی اسکے ساتھ نامردون مین گنا جاؤن اور بودا کہلاؤن اپنی عزت کو ہاتھ سے دیدون ایسا امر ہرگز مجھسے ممکن الوقوع نہین ہی اور حکم دیا کہ جلد ایرج کو کھولدو بموجب حکم اُسیوقت ایرج کھولدیا گیا اور وہ اپنے لشکر کو راہی ہوا اسد نے یہ دیکھکر آواز دی کہ او آفتاب پرست تو جاتا کہان ہی ارے مین ہر جگہ تیری خدمتگذاری کو حاضر ہون اور نہایت برہم ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا نقابدار یاقوت پوش جلدی سے دوڑ کر اسد سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ ہان مین ای بہادر تو مجھسے کیون خفا ہو گیا مجھسے کیون ناراض ہو گیا مین تو تیرا بدل وجان خادم ہون آج نہین رہ جا کل انشاء اللہ صبح کو باندھ کر ایرج کو تیرے حوالے کر دونگا پھر تجھے اختیار ہی جس طرح چاہنا قتل کرنا اور ای اسد خفا نہ ہو ناراض ہونے کی کوئی بات نہین ہی ایک ذرا تم غور تو کرو ای اسد اسمین میرے لیے کمال بدنامی تھی اسلیے کہ عیار میرا پکڑ لایا تھا اگر مین اسے ذلیل کرتا تو خلقت کیا کہتی ای اسد یہ امر آئین بہادری سے بہت مستبعد تھا ای اسد آج طبل جنگ بجتا ہی کل میرے اسکے مقابلہ ہی انشاء اللہ اُسے باندھکر تمھارے حوالہ کر دونگا اسد کہنے لگا کہ نہین نقابدار اب مجھے جانے ہی دو اب مین تمھارے یہان

ہرگز نہین چھوڑونگا تمنے ہاتھ آیا ہوا شکار میرے ہاتھ سے نکالدیا نقابدار نے ہنسکر کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا اب معاف
کیجیے مین کل آپ کو آپکا شکار پھر دلوا دونگا خفا نہ ہوجیے بیٹھیے بیٹھیے غرض جس طرح سے ہوسکا اسد کو روک لیا اور جانے نہ
دیا اسد ناچار و مجبور ہوکر نقابدار کے خیمے مین رہ گیا مگر ایرج نہایت ہی پژمردہ و آزردہ ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا حامد
بن حمید بہت خوش ہوا کہ خدا نے ایرج کو نجات دی ایرج نے تمام سرگذشت بیان کی اور کہنے لگا کہ ہائے افسوس ہمارے
عیار ایسے غافل و سرشار ہوگئے کہ نقابدار کا عیار ہمین پکڑ لیگیا اور افسوس کسی کو خبر نہوئی کیون حامد بن حمید اگر
اگر شا پور اُسوقت یہان موجود ہوتا تو کاہے کو کوئی عیار ہمین پکڑ سکتا اور کیون ہمین یہ ذلت ہوتی کہ تمام عالم مین تشہیر
ہوگیا کہ نقابدار یاقوت پوش نے ایرج کو گرفتار کرواکے اپکا بزدلا سمجھکر چھوڑ دیا خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا سو ہوا مگر خدا اگر
نیر اعظم کی نصرت و اعانت ہمارے شامل حال ہے اور اُسنے فضل و کرم کیا تو کل کا دن بھی کچھ دور نہین ہے فقط شب ہی
درمیان مین ہے ہم بھی نقابدار یاقوت پوش کو سر میدان گرفتار کرکے چھوڑ دینگے یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجوا دیا جائے بموجب
حکم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے جاکر نقابدار کو خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا ہے یہ سنکر نقابدار نے بھی
حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہے یہان بھی طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم لشکر نقابدار مین بھی کوس حربی بجایا گیا مگر ان سب کو اسی
حال مین چھوڑیے اور حال شاہزادۂ نورالدہر کا ملاحظہ فرمایئے

داستان عبرت نشان و حیرت بیان شاہزادۂ نورالدہر بن شاہزادۂ بدیع الزمان بن امیر حمزۂ صاحبقران زناشعار

پلا ساقیا وہ مے لالہ فام
کہ جب بھر کے تو دے سبو پر سبو
یہ داستان ہے عجیب و غریب

اکہ زاہد کو بھی ہو نہ جسمین کلام
کہے شیخ بھی فاش ہوا فاش ہوا
کہ خوش ہونگے پڑھکر امیر و غریب

وہ مے دے کہ جو مجھکو مرغوب ہے
پلا جلد عرصہ بہت ہے قلیل

جو آغاز و انجام مین خوب ہے
کہ لکھتا ہے قصہ بھی طول و طویل

محرران عبارات رنگین و نویسندگان اخبارات نوائین و
معنی سنجان عبارات پُربہار بہار آوران میدان خارزار طرازندگان مضامین بیش بہا مضمون نویسان قصہ ہائے پُرضیا و صفا
بہ تسطیر و تحریر این داستان عجیب و قصۂ غریب عنان خامۂ عنبرین شمامہ کو میدان قرطاس پر یون منعطف کرتے ہین کہ جب دیو
تلماس بے اساس نے شاہزادۂ نورالدہر کو دریا مین پھینکا تو پہلے وہ شہریار با وقار پانی کی تہ پر پہونچا مگر جب پانی
نے اچھالا تو وہ شاہ عالی جاہ اوپر آیا اور اُس عالم آب مین شناوری کرنے لگا پیرتا ہوا چلا تو جاتا ہے مگر یقین کامل ہے کہ اب کوئی دم
مین راہی ملک بقا ہین اس واسطے کہ اس دریائے بے پایان سے یقین نجات بفرض امور محالات ہے خدا ہی ہے جو اس
بحر شور انگیز اور تلاطم خیز سے برأت ہو لیکن اتبو دل انگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا رضاً بقضاء اللہ و تسلیماً لامرہ جو مالک
کی خوشنودی بندے کا کیا اختیار اور سوائے سر تسلیم خم کرنے کے کیا چارۂ کار ہے لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ دل کی حسرت
دل ہی مین رہ گئی اور سب امید آرزو خاک مین ملگئی وصل محبوب سے ناکام ہوکر طعمۂ نہنگان اور خوراک ماہیان ہوئے
اور بار بار فلک کج رفتار اور زمانہ غدار سے مخاطب ہوہوکر کہ رہا ہے کہ کیون اے فلک نیلگون و اے زمانہ دگرگون دل لگانے
مین یہ بھی ہوتا ہے آدمی اپنی جان کو کھوتا ہے ہمنے تیری کیا خطا کی تھی جسکی تو نے یہ سزا دی کہ اپنے محبوب کے دیکھنے کو بھی
ترس گئے اگرچہ وصل نصیب نہ تھا لیکن دور ہی سے نظارۂ حسن محبوب کرکے اپنے دل کو ٹھنڈا کرلیتے تھے تجھکو یہ بھی
ناگوار ہوا اور تیری یہی خواہش ہوئی کہ ہم اس بلا مین پھنس جائین اور تو تماشا دیکھے ہائے افسوس ساری تمنائین درجۂ
شہادت پر فائز ہوکر خاک مین ملگئین الغرض یونہین گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور حق سبحانہ تعالی سے
دعا کر رہا ہے کہ بار الٰہا تو نے مرنے سے تو نجات دی اور تہ آب سے اس تختہ آب پر پہونچا دیا مگر اتنی امید اور ہے کہ اس دریائے
تلاطم خیز سے نجات دیکر ساحل مراد پر پہونچا دے اور اس ورطۂ ہلاکت سے بچا کر کوے محبوب دکھا دے

یکایک اور ایک غوطہ کھایا اور پھر بقدرت خدا ابھر کر دعا کرنے لگا ای پروردگار عالم جلد اس بلا سے نجات دے کہ میرے
مرجانے سے دشمن خوش ہونگے اور دوست رنجیدہ ہونگے علی الخصوص یہ آفتاب پرست بہت ہی شاد و مسرور ہونگے ای
مالک حقیقی تو اسکی آرزو پوری نہ کر اسی حالت خوف و رجا میں ہاتھ پانوں مارتا ہوا چلا جاتا ہی کہ ایک تختہ بہتا ہوا بقدرت خدا
اسکے قریب آیا نور الدہر شکر خدا بجا لایا اور اُس تختے کو کشتی نجات سمجھکر سوار ہوا اور وہ تختہ سطح آب پر بہتا ہوا چلا جہان تک
نظر کام کرتی ہی بجز عالم آب کے اور کوئی شی معلوم نہین ہوتی ادنے حباب اُس دریاے ناپیدا کنار کا آسمان ہفت رنگ اور کمترین
موج اُسکی کہکشان معلوم ہوتی ہی اشعار نمودی ہر حبابش آسمانی + خط ہر موج او چون کہکشانی + چو جنبیدی ہنگام تلاطم
بگردیدی برافلاک انجم + اب جی مین اپنے سوچتا ہی کہ ای نور الدہر یہ تو محض عالم آب ہی غذا یہان نایاب ہی اور بے کچھ کھائے زندگی
مثل حباب ہی مگر یہ سوچ کر پھر خیال کرتا ہی کہ جس خدا نے ڈوبنے سے بچایا اور اس تختے کو تیری سواری کے لیے بھیجا وہ غذا
بھی پہونچا دیگا کوئی مقام تردد نہین ہی کس واسطے کہ وہ ایسا رازق العباد ہی کہ تین روز قبل ولادت مولود پستانہاے مادر
مین دودھ اُتار دیتا ہی اور پتھر کے بھی کیڑے کو غذا پہونچاتا ہی اگر حیات مستعار بھی باقی ہی تو تجھکو بھی غذا سے سیراب کریگا
الغرض تین شبانہ روز اسی حالت مین گذرے کہ اب بسبب شدت گرسنگی کے غش پر غش آتے ہین اور ایک عجب حالت منتظرہ ہی کہ
اب جو ایک مرتبہ بیہوش ہو کر ہوش آیا تو ایک جزیرے کے کنارے پر اُس تختے کو پایا شکر خداوند جل و علے بصد عجز و انکسار بجا لایا
اور اُس جزیرے کو غنیمت جانکر اُس تختے پر سے اُترا اور اُس جزیرے مین گیا کیا دیکھتا ہی کہ وہ جزیرہ نہایت شادان و خرم ہی
جا بجا درختان میوہ دار لگے ہوئے ہین ایک عجیب پر فزا اور طرب خیز مقام ہی کہ جسکی ہوا لگتے ہی اسقدر تقویت ہوئی کہ
ساری بھوکھ پیاس جاتی رہی چہار جانب سیر کرنے لگا میوہ توڑ توڑ کر کھانے لگا جان تازہ جسم نحیف مین عود کر آئی اور پانی پیکر
شکر خدا بجا لاکر ایک درخت سایہ دار کے نیچے سو رہا جب بیدار ہوا تو وہان سے چلا جاتے جاتے ایک تھوڑی دور پر پہونچکر عجب
طرح کی بوے بد دماغ مین آئی نہایت متحیر ہوا کہ اس جگہ یہ بوے بد کیسی ہی آگے بڑھا تو ایک گنبد سبز رنگ دکھائی دیا اور
آگے بڑھا تو دیکھا کہ آگے اُس گنبد کے چودہ زنگی بیٹھے ہوئے ہین اور آدمی کے گوشت کے کباب پکا رہے ہین اور خوب خوش ہو ہو کر
کھا رہے ہین یہ ماجرا دیکھکر نور الدہر کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ ای نور الدہر یہ زنگی آدمخوار معلوم ہوتے ہین کسی طرح انکو مارا چاہیے
اسلیے کہ یہ سب واجب القتل ہین نہین معلوم کہ کسقدر آدمیون کو مار کر کھا چکے ہین اگر یہ کسی طرح مارے جائین تو بڑا ہی ثواب
ہاتھ آئے مگر اُن زنگیون نے جو نور الدہر کو دیکھا تو نہایت خوش ہوئے کہ ابلیس پر تلبیس نے خوب چرب لقمہ ہمارے
لیے بھیجا ہی اور پیچھے نور الدہر کے سب کے سب دوڑے اور پکارے کہ لینا اس آدمزاد کو جانے نہ پائے ایک نے
پکار کر کہا کہ ای آدمزاد تو میرے پاس چلا آ کہ مین تجھے ابھی نہ کھاؤنگا تجھکو شہد مصفا مین پروردہ کر کے لقمہ کرونگا دوسرا بولا
کہ ای آدمزاد تو میری طرف آ کہ مین تجھکو چند دن خوب کھلا کر موٹا تازہ کرونگا تب کھاؤنگا یہ آوازین سنکر نور الدہر نے آواز دی
کہ ای آدمخوارو جب مین تمھین زندہ بھی چھوڑون ارے تمنے تو ایک عالم کو ایذا پہونچائی ہی کہان جاتے ہو کھڑے رہو کہ مین آتا ہون
یہ کہکر ایک چنار کا درخت قریب تھا اُس سے لپٹ گیا اور یا علی مدد کہکر جو زور کرتا ہی تو جڑ سمیت وہ درخت اکھڑ آیا
یہ معرکہ دیکھکر اُن زنگیون مین ایک غل پڑ گیا کہ ارے یہ تو بڑا زبردست ہی جلد اسے گرفتار کرلو لیکن شاہزادے نے دوڑ کر جو
وہی درخت اُن زنگیون پر مارا تو چھ زنگی ہلاک ہوگئے اب پھر دوسری دفعہ جو نام مبارک علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا لیکر
زنگیون پر وہ درخت کھینچ مارا تو وہ باقی ماندہ زنگی بھی ہلاک ہوئے شکر خدا بجا لاکر گنبد کے اندر آیا دیکھا تو مکان نہایت پاکیزہ
اور مصفا پایا اور قریب قریب دو ڈھائی سو آدمیون کے طوق و زنجیر مین گرفتار نظر آئے مگر اُن سب مین ایک جوان نہایت
حسین و خوبصورت نظر پڑا کہ انکھین نور الدہر کی نظارہ جمال باکمال سے اُس شاہ حسن کے خیرگی کرنے لگین تاج

شہریاری بر سر جا رقب شاہنشاہی در بر گرفتار غل و زنجیر اسیر پنجہ تقدیر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے اور لبہائے شگفتہ
بر آہ و نالہ ہے سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا ہے اور زار و قطار رو رہا ہے کہ آنکھین شدت بکا سے ورم کر آئی ہین اور ایک دریا آنسوؤن کا
قریب اُسکے موج زن ہے مگر جیسے ہی نورالدہر نے کھولا تھا تو اُسکو یقین ہو گیا تھا کہ کوئی زنگی کھانے کو آتا ہے تو اور بھی باد
ہوائیان چہرے پر اُڑنے لگی تھین مگر جب نظر اُسکی شاہزادۂ نورالدہر پر پڑی دل مین اپنے یہ خیال کیا کہ یہ بھی تو مثل میرے
آدمزاد ہی معلوم ہوا کہ یہ بھی مثل تیرے گرفتار رنج و آزار ہوا ہے مگر سخت متحیر ہے کہ ایسا حسین و خوبصورت کہان سے ان زنگیون
کے ہاتھ لگ گیا اور یا یہ کہ زنگی کسی طرف کو چلے گئے ہین اور یہ بسبب ناواقفی کے یہان چلا آیا ہے بے اختیار ہو کر پکارا
کہ اے عزیز جلد بتلا تو ان زنگیون سے بچکر یہان کیونکر آیا اور اُنھون نے تجھے کیونکر چھوڑا ارے وہ آدمخوار ہین یہ سُنکر نورالدہر
نے آواز دی کہ آگاہ ہو اے بھائی کہ مین نے اُن سب کو مار ڈالا اگر یقین نہ ہو تو باہر نکلکر دیکھ آ کہ لاشین اُنکی پڑی ہوئی ہین
اُس جوان نے کہا کہ اے شخص بھاگ یہان سے ارے یہ سب جزیرہ زنگیون کا ہے جلد نکل جا یہان سے ورنہ ضایع ہوگا
سُنکر شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ اے شخص مین تو جاؤنگا یا بھاگونگا مگر تم تو اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کس قبیلے سے
کیا نام و نسبت رکھتے ہو کہان کے رہنے والے ہو اور ان زنگیون کے ہاتھ کیونکر لگ گئے یہ سُنکر وہ شخص ایک چیخ مار کر رو دیا
اور کہنے لگا کہ اے شخص شعر: من ملک بودم و فردوس برین جایم بود + آدم آورد درین دیر خرابات مرا + یہان سے نزدیک ایک
شہر ہے کہ نام اُسکا شہر انوریہ ہے مین وہان کا بادشاہ ہون اور میرا نام انور شاہ ہے تیرہ درون زنگی ہے کہ نام اُسکا شباط
بن دلیمان زنگی ہے بڑا بدذات اور نہایت حرامزادہ ہے مین اُسکا خراج گذار تھا ایک روز اُسنے مجھسے کہلا بھیجا کہ اے
انور شاہ ایک آدمی ہر روز میرے کھانے کے واسطے بھیجا کر یہ سُنکر مجھکو نہایت غصہ آیا اور اُسکے پیغامبر کو نکلوا دیا جب
پیغامبر نے جا کر کل روئداد بیان کی تو شباط بن دلیمان زنگی نہایت آزردہ اور کمال دل ملول ہوا سامان جنگ کیا مگر فوج
و سپاہ بیشمار میرے پاس تھی وہ مجھپر کسی طرح فتحیاب نہ ہو سکا مگر اب میری گرفتاری کی فکر مین رہنے لگا اتفاقات روزگار ایک
روز مین تھوڑے سے آدمیون سے شکار کھیلتا ہوا صحرا مین نکلگیا شباط زنگی وہان پہونچ گیا اور مجھے شکارگاہ سے پکڑ لایا
اور اب یہان قید کیا ہے اس حالت مین مبتلا ہون کہ مرغان ہوا میرے حال زار پر گریان ہین اے شہریار یہان تو میرا یہ حال
ہے اور معلوم نہین وہان شہر انوریہ مین میرے فرزند منصور شاہ پر کیا گذری ہوگی اور وہ زنگی کس طرح پیش آیا ہوگا
نورالدہر نے یہ سُنکر کہا کہ تو لقا پرست ہے یا خدا پرست انور شاہ نے کہا کہ لقا پرست نورالدہر نے کہا کہ اگر تو لقا پر لعنت کرے
اور مسلمان ہو جائے تو مین شباط زنگی کو تیرے ساتھ چلکر ابھی قتل کرتا ہون اور تجھے اس قید سے رہا کرتا ہون انور شاہ نے
کہا کہ مین نے لعنت کی لقا پر اور بصدق دل مسلمان ہوتا ہون آپ مجھے رہا کیجیے فوراً نورالدہر نے قید اسکی توڑ ڈالی اور انور
شاہ کو رہا کیا اور بعد اُسکے اُسکے کل ہمراہیون کو بھی قید سے رہائی دی انور شاہ نورالدہر کے قدمون پر گر پڑا اور کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوا شاہزادہ اُسکو ساتھ لیکر شہر انوریہ کو روانہ ہوا اور یہان شہر انوریہ کا حال سُنیے کہ منصور شاہ بن انور
شاہ خوف شباط زنگی سے قلعہ بند ہو گیا اور شباط بن دلیمانی نے قلعہ پر حملہ کیا اور خندق پر پہونچ گیا نعرہ کیا کہ تم مین
سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اس قلعہ کی کیا حقیقت و ہستی ہے جسمین تم چھپکر بیٹھے ہو ابھی شباط زنگی یہ نعرہ کر رہا تھا کہ
یکایک نعرہ شاہزادۂ نورالدہر کا بلند ہوا کہ باش و گیر ناہنجار باش اے کندۂ ناتراش کہان جاتا ہے ادھر آ کہ مین تیری
خدمتگذاری کو آپہونچا یہ نعرہ سُنکر کچھ زنگی شباط بن دلیمان کے پاس آئے اور کہا کہ اس جوان نے انور شاہ کو تمہاری قید
سے چھڑایا ہے اور اُسے اپنے ہمراہ لیکر بارادہ جنگ آیا ہے اب جو شباط بن دلیمان نے پھر کر دیکھا کہ نورالدہر للکارتا ہوا چلا آتا
ہے بس غیظ و غضب مین آ کر قلعہ کی طرف سے منہ موڑ کر شاہزادے کی طرف دوڑا اور للکارا کہ او آدمزاد ٹھہر تو رہ

تو نے میرے قیدی کو رہا کیا ہی اور ان قلعہ والون کا حمایتی بنکر آیا ہی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر قریب نور الدہر آکر ارہ ایشت نہنگ کا وار کیا نور الدہر نے ارہ کو خیال مین کر کے ایک جھکی دی کہ ارہ ہٹ پڑا ارے کا ہٹ پڑنا کہ نور الدہر نے پنجے پر ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ مروڑ کر ارہ کو چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر زمین سے اُٹھا لیا اور بالاے سر چرخ دے کر زمین پر دے مارا زنگی نے چاہا کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے مگر نور الدہر بھلا کب سنبھلنے دیتا تھا گرتے ہی ایک ٹھو کر جو ماری تو وہ چت ہو گیا بس جھٹ نور الدہر چھاتی پر بیٹھا اور تلوار کھینچکر کہنے لگا کہ او مردود لعنت کر ابلیس پر بیس پر اور ملت بیضاے اسلامیہ کو بصدق دل اختیار کر شباط بن دلمان زنگی نے اُس حالت خوف مین ڈرتے ڈرتے استفسار کیا کہ آپ کو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی پہلے تو یہ بتلایئے کہ آپ کون بزرگ ہین نور الدہر نے اپنا حسب و نسب بالتفصیل جلد جلد بیان کیا شباط بن دلمان نے کہا کہ مجھے تو مدت سے آرزو تھی کہ کوئی تم آقا اور مالک آپ ایسا مجکو ملجائے شکر صد شکر کہ خدا نے آپ کو بھیجا اور آپ یہان تک آ گئے اب مین نے بصدق دل ادیان باطلہ پر لعنت کی اور مین آپ کے ساتھ ہون نور الدہر نے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا شباط زنگی نے فی الفور از سر صدق کلمۂ طیبہ پڑھکر مذہب اسلام اختیار کیا نور الدہر اُسکی چھاتی پر سے اُترا اور شباط بن دلمان کو شاباش و مرحبا کہا ادھر انور شاہ قلعے مین گیا اور بیٹے سے جا کر کل حالات بالتفصیل بیان کیے اور مجھ سے اپنے ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آیا اور شاہزادہ نور الدہر کے قدمون پر گرا دیا نور الدہر نے سر اُسکا قدمون سے اُٹھا کر اپنی چھاتی سے لگایا اور بہ نہایت خندہ پیشانی کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوا اور ان دونون کے اسلام لاتے ہی تمام فوج اور کل اہل قلعہ بھی مسلمان ہوئے بعد اُسکے انور شاہ نور الدہر کو تمام شہر مین لیگیا نور الدہر نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی بنا ڈالی سکہ بنام قباد شہریار کے جاری ہوا بعد اُسکے انور شاہ نور الدہر کو دار الامارہ مین لایا جشن تخت نشینی برپا کیا تمام اراکین سلطنت اعوان مملکت مجتمع ہوئے جس وقت تمام دربار مملو ہو چکا تو اُسوقت انور شاہ دست بستہ شاہزادہ نور الدہر کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کیا ای سلطان اقلیم شجاعت بادشاہ ملک جرأت شہریار جہان پناہ شاہنشاہ تاج بخش ظل اللہ مناسب یہ ہی کہ اب حضور اس تخت سلطنت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے جلوہ افروز فرمائین مین ہر طرح آپ کا تابع فرمان ہون آپ حکومت فرمائین اور مجھے جس خدمت کو حکم ہوگا اُسے بدل و جان بجالاؤنگا کہ لائق تخت و تاج آپ ہی کی ذات فیض آیات ہی یہ سُنکر شاہزادہ نور الدہر نے انوار شاہ کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ نہین صاحب تخت تمھارا تمھین مبارک ہم لوگ تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین یہ کہکر ہاتھ انور شاہ کا پکڑ کے تخت پر بٹھا دیا اور فرمایا کہ ہمنے انور شاہ کا تخت انور شاہ کو بخشا تمام حاضرین مجلس نے نور الدہر کو نذرین دین جب ہمہ تن حکم صداے تہنیت و مبارکباد دربار مین بلند ہوئی نذرین گذرنے لگین اور در و دیوار سے آواز آنے لگی اشعار الہی در جہان باشی باقبال + جوان بخت و جوان دولت جوان سال + گل اقبال تو دائم شگفتہ + بچشم دشمنانت خار بادا + بعد اُسکے توپین چلنا شروع ہوئین جب تمام شہر مین اچھی طرح امن و امان ہو چکی اور کل قلمرو انور شاہ مین یہ خبر فرحت اثر شائع ہو چکی تو انور شاہ نے سامان دعوت و اسباب ضیافت مہیا کیا کئی روز تک صحبت جشن برپا رہی تمام عمال و افسران ملک کو خلعت و انعام تقسیم ہوا ہر ایک شاد و خرم اور مسرور و محظوظ ہوا بعد اس جشن کے انور شاہ نے ایک نہایت پاکیزہ اور نفیس قصر شاہزادہ نور الدہر کے لیے مہیا کیا اُسمین نور الدہر قیام پذیر ہوا ایک روز بیٹھے بیٹھے خیال ملکہ قمر چہر کا آگیا تصویر یار آنکھون کے سامنے پھر گئی بے اختیار ہو ہو کر ڈاڑھین مار مار کر رونے لگا کہ ای پاک پروردگار اب تو یا اُس عبد عاصی کی قبض روح کے لیے حکم فرما اور یا اب بہت جلد دیدار محبوب سے خوش و مسرور فرما کہ اب نور الدہر سے صدمۂ مفارقت اُس محبوبۂ دلفریب کا اُٹھ نہین سکتا کلیجا شق ہوا جاتا ہی اور دل بیقرار کو کسی طرح صبر و قرار نہین آتا خداوندا تو عالم الغیب ہی تجھسے زیادہ

عرض کرنے کی کیا حاجت ہے تو خود خوب واقف ہے کہ جو میرے قلب کا حال ہے خداوندا اب رحم فرما الغرض یہ خبر انور شاہ کو بھی پہونچی کہ آج شہریار عالم پناہ شاہزادۂ نور الدہر بہت نالان و گریان اور حد سے زیادہ بیقرار و مضطر ہین لیکن کوئی سبب نہین معلوم ہوا کہ کیا باعث ہے یہ سُنکر انور شاہ کو بھی استعجاب ہوا کہ معلوم نہین کیا امر ایسا وقوع مین آیا ہے جسکے باعث سے شاہزادۂ نور الدہر سا بہادر بیقرار ہو گیا یہ سُنکر انور شاہ اور شباط بن دیلمان زنگی نہایت حیران و پریشان اور بیقرار حاضر خدمت نور الدہر ہوتے دیکھا کہ شاہزادہ زار و قطار رو رہا ہے دست بستہ عرض کیا کہ ای آقاے نامدار خیر باشد اس وقت آپ کی اس بیقراری کی کیا جہت ہے اور اس نوحہ زاری کا کیا باعث ہے کچھ ارشاد تو فرمایے ادھر انور شاہ اور شباط زنگی دونون دست بستہ عرض کر رہے ہین مگر نور الدہر کی بیقراری کسی طرح کم نہین ہوتی اور کچھ جواب نہین دیتا جب بہت اصرار کیا تو ارشاد کیا کہ مین اپنی حقیقت کیا بیان کرون ای انور شاہ وہ مرض لاعلاج رکھتا ہون کہ خدا ہی اُسکا علاج کرے تو اچھا ہو انور شاہ نے عرض کیا اچھا حضور ارشاد تو فرمایئے یہ سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر ارشاد کیا شعر کوہیست مرا فتادہ بردل + بر داشتنش بس است مشکل + مین اپنا حال کیا بیان کرون کہ ایک محبوبۂ دلفریب اور معشوقۂ پری پیکر پر عاشق ہون اُسی کے تیر عشق نے میرے دل کو چھید ڈالا ہے مین کیا بیان کرون کہ جو جو رنج و صدمات اُسکے عشق مین اُٹھائے ہین اور جو حالات گذر گئے ہین اور تمام حال اپنے تعشق کا اور دیو کا حالت غفلت مین دریا مین ڈال آنے کا تفصیل وار بیان کیا اور کہا کہ ای بھائی قیامت اور آفت تو یہ ہے کہ بمصداق دل را بدل رہے است وہ بھی مجھپر عاشق ہے ای شباط بن دیلمان بھائی بڑا رنج تو اسی کا ہے کہ معلوم نہین اُسکا میری جدائی مین کیا حال ہوا ہوگا اور کیا رنج و ملال گذرا ہوگا اگرچہ بسبب ناچاری و مجبوری کے بجز اسکے کہ صرف دور ہی سے دیکھ لیتے تھے اور کچھ علاقہ نہ تھا وہ مجھے دیکھکر شاد و مسرور ہوتی تھی مین اُسے دیکھکر زندگانی بسر کرتا تھا اور شاد و انبساط ہوتا تھا مگر فلک تفرقہ انداز و حیلہ باز کو یہ بھی ناگوار ہوا اور اس کمبخت کو اتنی ملاقات بھی کھلگئی اور وہ تفرقہ ڈالدیا ہے کہ دیکھیے زندگی مین ملاقات ہوتی بھی ہے یا نہین اور بڑا خیال تو یہ ہے کہ جب دیو فلیاس بے اساس نے جاکر ملکہ سے بیان کیا ہوگا کہ مین نور الدہر کو جاکر دریا مین ڈال آیا تو اُسکا کیا حال ہوا ہوگا معلوم نہین کہ زندہ بھی ہوگی یا دشمن اُسکے ہلاک ہو گئے ہونگے اسلیے کہ وہ دن بھر مجھے کھڑکی سے دیکھا کرتی تھی اور مین بھی دن دن بھر دھوپ مین اُسکے لیے کھڑا رہتا تھا اور ای انور شاہ اور ای دیلمان مین اُسکے حسن کی تعریف تمھارے سامنے کیا بیان کرون سراپا اسکا قدرت حق تعالیٰ پر دال تھا گویا صانع قدرت نے برق کے خمیر کو سانچے مین حل کر کے اُسکے بدن کو ڈھالا تھا ایک ضو جس سے اُس ماہ طلعت کی ایسی ہویدا ہوتی تھی کہ تمام در و دیوار روشن ہو جاتے تھے مین نے اُسے اتنی دور سے دیکھا ہے کہ میری آواز اُس تک پہونچنا دشوار تھی بیچو بیچ دریا مین حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا علیہ السلام نے ایک قصر بنوایا تھا اُسمین اس دیو فلیاس حرامزادے نے ملکہ قمر چہر کو رکھا ہے اس وقت اُسکا خیال کامل بندھا ہوا ہے ان دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ پھر حضور بات کیا ہے چلیے ہفت منظر سلیمانی کی جانب نور الدہر نے کہا کہ مین چلنے کو تو چلا چلون مگر انتظار اسکا ہے کہ کوئی شخص اُس طرف کا اسطرف آئے کچھ احوال وہانکا سُن لون تو پھر قصد کرون ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ کچھ سوداگر ہفت منظر کی طرف سے آکر اس شہر مین اُترے ہین انور شاہ نے کہا کہ جلد اُن سبکو بُلا لاؤ بموجب حکم سرکار کے اُسی وقت گئے اور جاکر اُن سوداگرون کو بلا لائے جب سوداگر سامنے آئے تو اُن سبنے نہایت ادب سے مجرا کیا نذرین گذرانین انور شاہ نے نذرین اُنکی قبول کر کے خلعت و انعام سے سرفراز و ممتاز کیا اور حکم بیٹھنے کا دیا جب وہ سوداگر بیٹھے تو شاہزادہ نور الدہر نے اُنسے کہا کہ کچھ حال ہفت منظر کا بیان کرو اُن سوداگرون نے عرض کیا کہ حق جل و علا شاہزادہ والا قدر نور الدہر کو سلامت و باکرامت رکھے وہان تو کسی کو

توقع آپ کی زندگانی ہی کی نہ تھی ہر ایک کو یہ یقین تھا کہ حضور کے دشمن ہلاک ہو گئے ہونگے مگر شکر ہے خدا کا کہ اُسنے حضور کو زندہ وسلامت دکھلایا اب حضور ارشاد تو فرماویں کہ حضور پر کیا واقعہ گذرا نورالدہر نے کل اپنا حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور پوچھا کہ تمنے میرا حال تو سُنا اب کچھ حال میری معشوقہ جانستان ملکہ قمر چہر کا تو بیان کرو کہ وہ بھی بقید حیات ہے اُن سب نے عرض کیا کہ ہان حضور زندہ تو ہے مگر گویا زندہ در گور ہے اگر خواجہ عمرو اُسکے پاس نہ ہوتا تو کب کے دشمن ہلاک ہو گئے ہوتے مگر حضور وہ حال بنا رکھا ہے کہ دیکھا اور سُنا نہیں جاتا ادنے امر یہ ہے کہ لباس سیاہ آپ کے ماتم مین جو اُسنے پہنا تھا اب تک جسم سے نہین اُتارا اور ای شہریار جب حضور کے والد ماجد مدظلہ العالی اور عجیل ساحر اور اسد بن کرب غازی اور طہماس ابن عنقو پیل و یوسر ور سامنے ہفت منظر کے آئے ہین تو ایک عجیب طرح کا ماتم برپا ہوا تھا مگر اس ایرج بدنہاد نے اُن سبکو قصر ہفت منظر کے سامنے سے ہٹانے کا قصد کیا تھا اُسپر بڑی لڑائی ہوئی سب کے سب ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور اب بسبب رنجور ہو جانے کے ایک پہاڑ پر جا چھپے ہین لیکن ایرج ہر روز چاہتا ہے کہ پہاڑ پر چڑھکے اہل اسلام کو قتل کرے مگر بقدرت خدا ہر روز ایک نہ ایک مددگار ان سب کا ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ہر روز بچ جاتے ہین اور جو آتا ہے اُس سے ایرج سے لڑائی ہوتی ہے لیکن ایرج پر کوئی غالب نہین آتا اور ای شہریار قابل صد ہزار آفرین وتحسین اسد دلاور ہے کہ وہ اپنی جان لگائے ہوئے ہے اور سینہ سپر کئے ہوئے ہے بس یہ حال سُنتے ہی نورالدہر آگ ہو گیا سوداگرون کو تو رخصت کیا اور انور شاہ اور منصور شاہ کو دو لاکھ سوار ان جرار سے اور دیلمان زنگی کو ساٹھ ہزار سوار سے ہمراہ لیکر جہازون پر سوار ہو کے ہفت منظر کو روانہ ہوا کوئی تیسری منزل تھی کہ یکایک ایک غل و شور برپا ہوا نورالدہر نے پوچھا کہ ارے کیا غل ہے لوگون نے عرض کیا کہ ای شہریار ایک نہنگ نے دریا سے سر بدر کیا ہے اور جہازون کی طرف آتا ہے ای شہریار معاذاللہ اگر نزدیک آپہونچا اور ان جہازون پر ایک دُم ماری تو خدانخواستہ یہ سب جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو جاینگے اور ایک تو زندہ نہ رہیگا مگر ابھی تو وہ نہنگ بہت دور ہے نورالدہر نے کہا کہ اچھا پھر اسمین خوف کاہے کا ہے جہازون کا رخ دوسری طرف پھیر دو اس جانب سے چلنا کیا ضرور ہے یہ حکم سُنکر ملاحون نے چاہا کہ رخ جہازون کا اُس طرف سے پھیرین مگر ہوا اتنی تیز تھی کہ جہاز اُس طرف سے نہ پھر سکے بس ایک چار گھڑی نہ گذری تھی کہ ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا کہ ارے نہنگ آپہونچا سب کے سب آمادہ مرگ ہو جاؤ یہ آواز سُنکر ہر ایک رونے لگا اور ایک نے دوسرے کو اپنے گلے کا تعویذ کیا کفن سرون پر باندہ لیے صداے گریہ وزاری بلند ہوئی ادھر ملاحون نے سر کھولکر دعا کرنا شروع کی کہ ای خالق بحر و بر و ای مالک خشک و تر تو ہی اُس نہنگ بلا سے بچانے والا ہے اور تو ہی ہر بلا اور ہر آفت سے محافظت کرنے والا ہے یا رخدایا واسطہ اپنے انبیاء کرام اور اپنے بندگان خاص ذوالاحترام کا کہ ہماری جان کو اس بلا سے بچاکر ساحل مراد تک پہونچا دے تا اینکہ وہ نہنگ سامنے دکھائی دیا سب کے چہرون پر مُردنی سی پھر گئی اور بمصداق مثل مشہور و معروف کہ زیادہ مارین تو بھول جاتی ہے آنسو بھی سب کے خشک ہو گئے اب سب کے سب آگئے عالم سکتے مین ہو گئے او یقین ہو گیا کہ اب زندگی کسی طرح ممکن نہین ہے مگر شاہزادہ نورالدہر نے یہ نقشہ جو ملاحظہ فرمایا تو ملاحون سے حکم کیا کہ ایک کشتی چھوٹی سی ہمارے جہاز کے برابر لگا دو چنانچہ حسب الحکم ایک چھوٹی سی کشتی شاہزادۂ نورالدہر کے جہاز کے پاس لگا دی گئی نورالدہر اُس کشتی پر سوار ہوا اور ملاحون سے کہا کہ یہ کشتی اسی نہنگ کی طرف لیچلو مرتے تو ہین دل کی آرزو دل مین کیون رہجاے اور ملاحون نے بموجب حکم کشتی کا رخ اُسطرف پھیرا اور لیکر چلے ہر چند شاطر بن دیلمان نے منع کیا انور شاہ منصور شاہ سمجھاتے رہے مگر شاہزادہ کسکی سُنتا ہے کشتی کو برابر دوڑائے ہوئے چلا جاتا ہے اور وہ نہنگ بھی برابر دوڑا ہوا قریب چلا آتا ہے جیسے ہی وہ نزدیک آیا بس جلدی سے ایک تیر جو تاک کر مارا تو دہنی آنکھ مین اُس نہنگ کے مع سوفار در آیا اور ساتھ ہی اُسکے دوسرا تیر جو بائین آنکھ مین تاک کر

مارا تو وہ بھی دُسار ہو گیا دونون آنکھین اُسکی ہدف تیر قضا ہو گئین اب نہنگ نے گھبرا کر جلدی سے دم اپنی اُٹھائی کہ جہاز پر مارے بس جیسے ہی دُم اُسکی اونچی ہوئی نور الدہر نے بہت ہی پھُرتی سے ایک تلوار آبدار دونون ہاتھون مین خوب مضبوط پکڑ کے یا علی مدد کہکر اُسکی دم پر ماری تو صاف دم دو ٹکڑے ہو گئی اور وہ نہنگ اُس دریا مین گرا ایک تلاطم قیامت نما دریا مین برپا ہوا تمام پانی خون سے اُسکے رنگین ہو گیا چہار طرف سے صداے آفرین و تحسین کا ایک شور ہوا ہر ایک شخص کی زبان پر صداے احسنت جاری تھی الغرض شاہزادہ پھر جہاز پر آیا انور شاہ تو دوڑ کر گلے لپٹ گیا شباط ابن دیلمان نے دست بوسی کی ادھر منصور شاہ نے شاہزادے کے قدم لیے اور انور شاہ نے عرض کیا کہ حضور آپ بیشبہ مؤید من اللہ ہین اور بیشک آپ حق جل و علے کے خاص بندے اور اُسکے پیارے ہین سواے حضور کے اس نہنگ کا مارنا کسی دوسرے کا کام نہ تھا اور اصل تو یہ ہی کہ ایسے وقت اضطرار مین ہوش و حواس کب بجا رہتے ہین جو کوئی بات سوجھے مرحبا صد مرحبا آپ کی جدت ذہن اور استقلال و اطمینان طبع کو نور الدہر نے کہا کہ ہان مین تو اُسکا ایک عبد ناچیز ہون جو اُسکے الطاف و اعطاف اور رحمت و مکرمت میرے شامل حال رہی اور ہو یہ مین کہانتک اُسکا شکریہ ادا کرون بعد اُسکے ہر ایک نے آکر دست بوسی اور قدمبوسی کی تصدق اُترنے لگے الغرض کئی پہر تک اُس دریا مین لنگر پڑا رہا بعد اُسکے نور الدہر نے حکم دیا کہ لنگر اُٹھایا جائے اور جہاز یہان سے روانہ ہون بموجب حکم لنگر اُٹھا دیا گیا اور جہاز وہان سے روانہ ہوئے مقامات معینہ پر لنگر کرتے ہوئے اور ضروریات بہم پہونچاتے ہوئے بعد چند روز کے کنارے پر پہونچے ملاحون نے جہازون کے لنگر ڈالدیے ناخدا نے مہاشیر تھال مین رکھکر نذر گذرانی اور عرض کیا کہ حضور سفر دریا تمام ہوا شاہزادے نے اُسے خلعت دیا مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی نذرین خوشی کی گذرنے لگین الغرض اسباب اُتار گیا خیمے ڈیرے استادہ ہوئے سبکے سب خیمون مین قیام پذیر ہوئے اور ہاتھ منھ دھویا نہائے دھوئے کپڑے بدلے تین دن تک آرام کیا چوتھے روز شاہزادہ واسطے شکار کے سوار ہوا شکار کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک بیابان حول خیز اور صحراے وحشت انگیز مین گذر ہوا دیکھا کہ ایک گنبد سامنے نمودار ہی شاہزادہ اُس گنبد کے قریب آیا دروازہ بند پایا اور دیکھا ایک پتھر کی چٹان بہت بڑی دروازے پر رکھی ہوئی ہی اور اُس گنبد مین سے ایک آواز دردناک نحیف و ضعیف سنائی دیتی ہی کہ کوئی شخص نہایت دلخراش آواز سے کہ رہا ہی کہ ہاے افسوس اور واے بیکسی و بےبسی کہ مفت جان گئی اور ابتک کوئی فریادرس نہ آیا کہ ہماری فریاد سُنکر کچھ توجہ کرتا اب یا تو جان نکلجائے یا اس عذاب سے نجات ملے اس طرح بلک بلک کر کوئی شخص کہ رہا ہی کہ شاہزادہ بیچین ہو گیا اور چاہا کہ اس گنبد کو کھولکر دیکھیے کہ یہ گنبد کس قسم کا ہی اور یہ کون شخص ہی جو اس طرح فریاد کر رہا ہی اور کس بلا مین مبتلا ہی شباط بن دیلمان زنگی و انور شاہ و منصور شاہ نے ہرچند منع کیا کہ اے شہریار آپ کو کیا غرض ہی اور کیا مطلب ہی جو حضور اس گنبد مین تشریف لیے جاتے ہین اس ارادے سے باز رہیے اور اپنے کو معرض ہلاکت سے بچائیے معلوم نہین اسمین کیا بھید ہی اور کیا امر ہی اور یہ صدا کس قماش کی ہی اگر کوئی بات متحقق ہوتی تو یہ بھی سہی ورنہ کیا ضرورت ہی آپ اس گنبد مین ہرگز نہ جائیے مگر شاہزادہ کب سُنتا ہی ایک کی بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ معلوم نہین تم لوگ کیا باتین کر رہے ہو اور تمہارا خیال کس طرف ہی ارے صاحب ہمکو جو پروردگار عالم نے حلال مشکلات پیدا کیا ہی تو ہمکو یہ کب زیبا ہی کہ ہم سنین کہ کوئی شخص مصیبت مین ہی اور کسی آفت مین مبتلا ہی اور ہمارے کان تک فریاد پہونچے اور ہم نہ سماعت کرین نہ دیکھین تو چھین یہ ہم سے ہرگز ممکن الوقوع نہین ہی خدا جانے تم لوگ کیسی باتین کر رہے ہو یہ کہکر بہت جلد دروازے کے پاس آیا اور اُس سنگ گران کو جس سے دروازہ بند تھا ہٹایا اور دروازے کو کھولکر اندر گیا جا کر کیا دیکھتا ہی کہ ایک جوان حسین و خوبصورت کہ آثار شجاعت و دلیری اور مردی و مردانگی اُسکے چہرے سے ظاہر و آشکار ہین غل و زنجیر مین

گرفتار چت لیٹا ہوا ہی اور فریاد وزاری اور نوحہ وبیقراری کر رہا ہی اور ایک سنگ گران اُسکے سینے پر رکھا ہوا ہی اور قریب مرگ پہونچ گیا ہی کہ سانس لینے کی بھی قوت باقی نہین رہی اور بدقت دم کی آمد وشد ہو رہی ہی اور حال یہ ہی کہ پانون مین مہندی لگی ہوئی ہی سہرا سر پر بندھا ہوا ہی ایک انگلی مین چاندی کا چھلّا اور ایک سونے کی انگشتری یاقوت سرخ کا نگ اُسپر جڑا ہوا پہنے ہوئے ہی ہاتھون مین بھی مہندی لگی ہوئی ہی دولہنے ہاتھ مین کنگنا بندھا ہوا گلے مین ہیکل پڑی ہوئی دولھا بنا ہوا ہی نورالدہر نے پہلے تو لپک کر پتھر اُسکی چھاتی سے اُتارا بعد اُسکے قید اُسکے بدن سے جدا کی جب تو وہ جوان اُٹھکر قدمون پر نورالدہر کے گر پڑا نورالدہر نے قدمون سے اُٹھاکر سر اُسکا چھاتی سے لگایا اور پوچھا کہ یہ بتلا کہ تو کون شخص ہی اور کسنے تجھے یہان قید کیا تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور ایک ساحرہ مکارہ مجھپر عاشق ہی اور مجھکو اُس سے کمال درجہ تنفر ہی جس روز کہ میری برات ہوئی اُسی شب کو وہ کمبخت مجھے یہان اُٹھا لائی اور مجھسے کہا کہ اگر تجھے اپنی زندگی منظور ہو تو مجھے اپنی زوجیت مین قبول کر اور اس زوجہ سے اپنی دست بردار ہو ورنہ تجھے بعذاب شدید مبتلا کرونگی کہ زندگی تیری دشوار ہو جائیگی ای شہریار اس طرح کی بوے بد اُسکے منھ سے آتی تھی اور اس درجہ کریہ منظر اور بدشکل تھی کہ مجھے اپنی جان عزیز کا دیدینا اور لقمۂ ملک الموت ہونا گوارا اور منظور ہوا مگر کسی طرح اُس سے مواصلت تو درکنار پاس بیٹھنا بھی نہ گیا جب مین کسی طرح راضی نہ ہوا تو اُس لکاتہ نے مجھے قید کر دیا اور اس عذاب شدید مین مبتلا کیا ای شہریار وہ لکاتہ عجب طرح کی بلاے بدرمان اور آفت جہان ہی کہ اُس سے مفر ملنا دشوار ہی حضور نے کسلیے اسقدر تکلیف گوارا فرمائی اور اپنے کو زحمت مین ڈالا نورالدہر نے کہا کہ بھائی ہمکو تو حق تعالیٰ نے خلق ہی اسی واسطے کیا ہی کہ دردرسیدون اور مظلومون کی فریادرسی کرین اور انکو بلاؤن سے نجات دین یہ سنکر اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار حق سبحانہ تعالیٰ آپ کے ارادون مین برکت دے اگر آپ نے اسقدر زحمت گوارا کی ہی اور اتنی تکلیف مالایطاق اُٹھاکر مجھے اس مصیبت عظیم سے چھڑایا ہی تو پھر کسی طرح اگر کسی طرف یہان سے لیکر نکلجائیے تو بہت انسب ہی نورالدہر نے کہا کہ گھبراؤ نہین ایسا ہی ہوگا ابھی نورالدہر اور اُس مظلوم مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مرتبہ سیاہ آندھی چلی اور گرد وغبار اُٹھنا شروع ہوا کہ زمانہ تیرہ وتار ہو گیا اور ہاتھ کو ہاتھ نہین ملتا تھا شباط زنگی انورشاہ منصور شاہ سبکے سب بھاگے اور شاہزادہ نورالدہر بھی ایک درخت کی آڑ مین خاموش کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے جب وہ آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ ایک شیر ببر سامنے سے چلا آتا ہی اور ایک عورت زشت رو تیرہ رنگ کریہ منظر اُسپر سوار چلی آتی ہی جب قریب گنبد کے آئی دیکھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہی نہایت متعجب ہوئی کہ یہ دروازہ کسنے کھولا اور اسقدر سنگ گران کسکے ہٹائے یہان سے ہٹا الغرض متحیر ومتفکر اندر گنبد کے آئی دیکھا کہ معشوق ندارد ہی بس آگ ببولا ہو گئی کہ یہ کون شخص یہان آیا ہی کہ جسنے دروازہ بھی کھولا اور میرے معشوق کو چھڑا لیگیا اور چہار طرف ڈھونڈھتی ہوئی اُس طرف پہونچی کہ جہان شاہزادہ نورالدہر کھڑا ہوا تھا شاہزادے کو دیکھکر پکاری کہ ہان مین سمجھی تو ہی نے میرے محبوب کو رہا کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ ہان مین ہی نے رہا کیا ہی اور یہ کہکر ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کر اُسپر بہت تاک کے مارا مگر اُسکے بدن پر سے اُچٹ گیا کئی تیر اُسپر متواتر مارے مگر کسی نے اثر نہ کیا اور وہ ساحرہ قریب نورالدہر کے آئی اور شاہزادے کو دیکھکر ایک جان کیا ہزار جان سے عاشق وفریفتہ ہو گئی کہ ایسا جوان حسین کاہیکو دیکھا تھا کہنے لگی کہ ای عزیز تو نے جو اسکو رہا کیا بُرا کیا مگر خیر اب تو جو ہوا سو ہوا جو تو نے کیا خیر خوب کیا مگر اب مین تجھپر عاشق وفریفتہ ہوئی ہون تو اپنے وصل سے مجھے محظوظ کر اور اپنی زوجیت مین قبول کر کے شادکام ومسرور کر یہ سنکر نورالدہر نے کہا کہ چپ رہ او مُردار کیا واہیات اور مہملات لاطائل ولاحاصل فضول اور بیہودہ بک رہی ہی بس چپ رہ او مُردار کیا کلمہ بد زبان سے نکالتی ہی دیکھ ایسا نہ ہو کہ زبان تیری عقب گردن سے کھینچ لیجائے اور یہ کہکر ایک تلوار

اُسپر ماری وہ بھی اُسکے بدن سے اُچٹ گئی شاہزادے نے جھنجلا کر ایک خنجر بہت زور سے مارا وہ بھی اُچٹ گیا اب وہ ساحرہ
بالکل قریب شاہزادے کے آکر کہنے لگی کہ اے شہریار بس کیون اپنے ہاتھ کو تکلیف دیتا ہی اور اپنے نفس کو ایذا پہونچاتا
ہی اور اپنے کو مشقت و محنت مین ڈالتا ہی اور فوراً اسم سحر کا پڑھکر جو شاہزادے پر دم کرتی ہی تو معاً شاہزادہ بیحس و
حرکت ہوگیا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پھر اسم سحر پڑھکر ہمراہیان نور الدہر پر جو دم کیا وہ سب حصار آہنی مین گھر گئے
اور وہ ساحرہ لگاتہ نور الدہر کو لیکر بالائے ہوا جانب آسمان روانہ ہوئی اور بہت بلندی سے جاکر نور الدہر کو زمین
پر پھینک دیا نور الدہر بہت زور سے زمین پر گرا یقین تھا کہ استخوان سرمہ ہوجائینگے مگر بقدرت خدا چوٹ تک نہ لگی اور آنکھ
جو کھلی تو شاہزادہ بالکل صحیح و سالم ذرا بھی کہین چوٹ کا نام و نشان نہین ہی شکر خدا بجالایا اپنے تئین ایک دشت سبز و
شاداب مین پاکر سجدہ کیا اور حمد جناب باری زبان پر لایا اور سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ گلہائے رنگا رنگ لگے ہوئے
ہین سبزہ لہک رہا ہی چشمے جابجا جاری ہین جہان تک نظر کام کرتی ہی سوائے سرسبزی اور شادابی کے کوئی زمین ایسی
نہین معلوم ہوئی کہ جو سبزے سے خالی ہو ایک عجب طرح کی فرحت اور سرور حاصل ہوا گویا جسم بیجان مین جان آگئی
شاہزادہ نور الدہر نے یہ خیال کیا کہ تو مسلمان تھا بعد مرنے کے تجھے بہشت عنبر سرشت ملا ہی سیر کرتا ہوا چلا جاتا ہی
کہ جاتے جاتے ایک باغ عجیب سے متصل ہوا تھا کہ عقل حیران ہوگئی چار دیواری اُسکی کنگا جمنی یعنی خشت سونے کی اور ایک
چاندی کی پر جین کاری جواہر کی کی ہوئی جگمگ جگمگ کر رہی ہی کہ نظر خیرگی کرتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان دیوارون
مین ہزارون آفتاب نصب کردیے ہین نور الدہر کو نہایت تعجب و تحیر ہوا کہ یہ عمارت کسکی بنوائی ہوئی ہی اور اسکا
مکین کون ہی الغرض آگے بڑھکر جانب شرق جو ملاحظہ کرتے ہین تو دروازہ اُس باغ کا کھلا ہوا ہی اندر باغ کے گیا جاکر عجب
قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ وہ باغ لگا ہوا ہی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا نمونہ باغ بہشت معلوم ہوتا ہی شاہزادہ
سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک طرف جاکر کیا دیکھتا ہی کہ ایک قصر نہایت ہی پر تکلف بنا ہوا ہی کل چار دیواری اُسکی نقرہ مصفی
کی ہی زمردکی پر جین کاری کی ہوئی ہی سامنے اُس قصر کے ایک نہر نہایت مصفا سنگ مرمر کی دو فوارے لگے ہوئے ہین
گرداگرد اُسکے درختان سرو لگے ہوئے ہین اور بلبلین ہر درخت پر چہچہے کر رہی ہین نیچے اُن درختون کے بادلہ کتراہوا
بچھا ہی ایک عجیب و غریب کیفیت نظر آرہی ہی غرض شاہزادہ پردے کو اُٹھا کر اُس قصر کے اندر گیا جاکر کیا دیکھتا ہی کہ
نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین جمع ہین ناچ ہو رہا ہی طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی تمام نازنینین لباس پر تکلف
پہنے ہوئے جلوہ گر ہین ایک عجیب نور کا سمان بندھا ہوا ہی اور تخت جواہر نگار پر ایک معشوقہ ہوش ربا اور محبوبۂ جانستان
بیٹھی ہوئی ہی شعر دیکھے جو ملک نہ تاب لائے + زاہد کی بھی توبہ ٹوٹ جائے + دھانی لباس زیب بدن ہی سر پر تاج پہنے
ہوئے ہی قریب جاکر جو دیکھا تو قریب چار سو حسینان مہر طلعت کے گرد اُس ماہ سپہر حسن کے مثل پروانہ جمع ہین اور بیچ
مین وہ شمع انجمن حسن تخت پر اس طرح جلوہ گر ہی کہ جسطرح ستارون کے بیچ مین ماہ شب چاردہ جلوہ گر ہوتا ہی ایک
عنوان اُسکے حسن خداداد کی اسطرح بلند ہی کہ جسنے در و دیوار کو روشن کردیا ہی اُسکو دیکھتے ہی نور الدہر کے دل سے خیال
ملکہ قمر چہر سہو و محو ہوگیا اور اُس ماہ تابان پر بدل و جان عاشق و شیدا ہوگیا لیکن ضبط سے کام لیا اُسی جگہ ٹھہر گیا اور دل
مین یہ خیال کیا کہ اے نور الدہر خدا جانے یہ کسکا ناموس ہی یہین کھڑے رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہی لیکن ناچ دیکھتے دیکھتے
جب اُس نازنین مہ جبین کی نظر نور الدہر پر پڑی تو بے اختیار ہوکر پکار اُٹھی کہ اے شہریار حسن و خوبی و اے بادشاہ جمال
با کمال محبوبی بیا بیا خانہ خانہ شما است اور یہ کہکر تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئی اور تخت سے اُتکر شاہزادے
کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب لاکر بٹھالیا مزاج پرسی کی نہایت تعظیم و تواضع سے پیش آئی جام شراب گلرنگ بھر کر ۲

اپنے ہاتھ سے نور الدہر کو دیا اور کہا کہ ای شہریار نوش فرمایئے شاہزادے نے ہرچند انکار کیا مگر جب اُسنے اصرار کیا اور گلے مین ہاتھ ڈالکر قسمین دین کہ ای شہریار آپ کو قسم ہی ہمارے ہی سر کی ہین کو نہ پیجئے اگر نہ پیجیے تو شاہزادے نے وہ جام نوش فرمایا بعد اُسکے اُسنے خود بھی شراب پی گائنین پھر گانے لگین طبلے پر تھاپ پڑنے لگی ناچ ہونے لگا اور نشہ شراب مین دست درازی شروع ہوگئی نوبت بوس و کنار کی پہونچ گئی یہ رنگ دیکھکر کل حاضرین محفل رفتہ رفتہ سرک گئے اور اپنی اپنی جگہ چلے گئے جب بالا خالی پایا تو شاہزادے نے بھی گلے مین ہاتھ ڈالدئے اور چاہا کہ بوسہ لے مگر ایک ایسی بو اُسکے منھ سے نکلی کہ دماغ شاہزادے کا پریشان ہوگیا اور جلدی سے دور ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ ارے سچ کہ تو ہی کون اور نام تیرا کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ای شاہزادہ بلند قدر یہ کنیز وہی ساحرہ ہی کہ جسنے آپ کو اُٹھا کر آسمان پر سے پھینکدیا تھا ای شاہزادے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ تو مجھکو اپنے وصل سے مسرور کر اور اپنی زوجیت مین قبول کر نور الدہر نے کہا کہ سُن ای ساحرہ تو ناحق میرے پیچھے پڑی ہی اور بیکار اس ہوس مین مرتی ہی ارے کمبخت ہمارے خاندان مین تو جادوگر سے اختلاط تک نہین پیدا کرتے مواصلت تو درکنار ہی تو بیکار اسقدر جد و جہد کرتی ہی مجھسے ہرگز تیرا مطلب کبھی نہ حاصل ہوگا یہ سُنکر اُس ساحرہ نے کہا کہ دیکھو میرا کہنا مانو اور مجھکو نہ جلاؤ ورنہ بہت پچتاؤگے شاہزادے نے کہا ہرچہ بادا باد یہ سُنکر اُس ساحرہ نے شاہزادے کو گرفتار کیا دو روز تک آب و طعام بند رکھا اور تیسرے روز پھر سامنے بلایا بہت خاطر سے پیش آئی ہاتھ منھ دُھلا کر کھانا کھلایا پانی پلایا شراب دی اور بعد اُسکے ہاتھ جوڑ کر قدمون پر گر پڑی اور کہا کہ ای شاہزادے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ مجھے اپنے وصل سے شاد و خرم کرو اور اس آتش عشق کو بجھاؤ شاہزادے نے سر اُسکا اپنے قدمون سے جھٹک دیا اور کہا کہ او نکاتہ اگر تو مجھے ہلاک بھی کردیگی تو بھی مین تجھسے ہم صحبت نہ ہونگا اور مواصلت کیسی تیری جانب رخ نہ کرونگا یہ کلام نور الدہر کا سُنکر وہ نکاتہ جل کر کباب ہوگئی اور اُسی طرح پھر نور الدہر کو قید کیا ہر روز اُسنے اپنے سامنے بلاتی تھی اور الحاح و زاری اور منت و عاجزی کرتی تھی مگر نور الدہر کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا تا اینکہ شاہزادہ تنگ آگیا اور دعا کرنے لگا کہ پروردگار اب تو یہ صدمات نہین اُٹھائے جاتے یا اُٹھالے یا اُس عذاب سخت سے نجات دے اتفاق سے ایک روز اولوس جنی اُس ساحرہ کے پاس آیا اور سلام کیا دیکھا کہ وہ نکاتہ نور الدہر کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے بیٹھی ہی اور منت و سماجت کر رہی ہی مگر شاہزادہ کسی طرح راضی نہین ہوتا یہ دیکھکر اولوس جنی نے کہا کہ ای ملکہ تم کس واسطے اسقدر رنج کرتی ہو اور کیون اپنی جان ہلاک کرتی ہو مین اسے راضی کردونگا اُس ساحرہ نے جواب دیا کہ ای اولوس جنی تمھارا بڑا احسان ہوگا اگر تمنے اسے راضی کردیا تو گویا میری جان بچالی اولوس جنی نے کہا کہ بات ہی کیا ہی آپ ایک ذرا ہٹ جائیے مین ابھی تو راضی کیے دیتا ہون ای ملکہ یہ تو از خود راضی ہوجائیگا تمنے بیکار اسے گرفتار بھی کیا اور اس گل رعنا کو صدمہ بھی پہونچایا اور آپ بھی رنجیدہ ہوئین یہ سُنکر وہ ساحرہ تو ہٹ گئی اولوس نے نور الدہر سے کہا کہ ای شہریار آپ تو محض نادانی کرتے ہین جادوگر سے کوئی بھی بغیر فریب کیے ہوئے عہدہ برآ ہوا ہی آپ اس سے ہنسیے بولیے اختلاط کیجیے مین ابھی تو اسے مارے ڈالتا ہون کہ اس ساحرہ نے ہر ایک کا ناک مین دم یہ تنگ کیا ہی نور الدہر نے کہا کہ ای اولوس مین کیا کرون ہرچند مین چاہتا ہون کہ اسکے پاس بیٹھون اختلاط کرون اور کوئی نہ کوئی فریب کرکے اس سے مخلصی حاصل کرون لیکن اسکے منھ سے تو ایسی بوے بد آتی ہی کہ پاس ٹھہرا نہین جاتا جان دینا گوارا ہی مگر یہ امر گوارا نہین ہی اولوس جنی نے کہا کہ ای شہریار ناچاری کو گوارا کیجیے نور الدہر نے کہا کہ خیر اچھا یہ بھی سہی بعد ان باتون کے اولوس جنی نے اُس ساحرہ کو بلا لیا اور نور الدہر کو پاس بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا شاہزادہ ہنسنے لگا اُس ساحرہ نے

جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر شاہزادے کو دیا شاہزادے نے اُس ساحرہ کو پلایا الفت و محبت کی باتین ہونے لگین ساحرہ یہ رنگ مزاج شاہزادے کا دیکھکر بہت مسرور ہوئی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ اتنی دیر مین اولوس جنی نے اسکو گیا پٹی پڑھادی جو شاہزادہ یون رام ہوگیا متحیر ہوکر اولوس کی طرف دیکھنے لگی اولوس بھی ہنس دیا اُس ساحرہ نے اولوس کی بڑی خاطر و مدارات کی اور پھر دورہ شراب گلرنگ شروع ہوا اولوس نے آنکھ بچا کر اُس ساحرہ کے جام شراب مین داروے بیہوشی ڈالدی اور وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئی اولوس جنی نے خنجر کھینچکر اُسکی گردن پر پھیرا مگر گردن اُسکی نہ کٹی نور الدہر نے کہا کہ ای اولوس یہ لکاتہ رویئن تن اور آہنی بدن ہے اثر حربے کا اسپر کبھی نہ ہوگا لاکھ لاکھ تدبیرین کروگے اور کچھ نہ ہوگا اولوس جنی نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کیسی باتین کرتے ہین مین تو شاگرد ہون خواجہ عمرو بن امئیۃ ضمری کا بھلا میرے ہاتھ سے بچ بھی سکتی ہے اگر خنجر نے کام نہین کیا نہ کیا مین اور تدبیر اسکی موت کی کرتا ہون اور یہ کہکر ایک دو پتھر بڑے بڑے بھاری اُٹھالایا ایک پتھر اُسکے سر کے نیچے رکھا دوسرا پتھر جو پھوا کر اُسکے سر پر مارتا ہے تو سر اُسکا پھٹ گیا اور بھیجا نکل آیا اُسکے مرتے ہی نہ وہ عمارت تھی نہ باغ تھا نہ نہر تھی نہ قصر سب فنا اور نابود ہوگیا سحر کے تو سارے کارخانے تھے ہی نور الدہر نے اُس بلا سے نجات پائی اور جتنی عورتین تھین وہ بھی رہا ہوئین اور بھی قیدی کل رہا ہوئے آنکھ اُٹھاکر جو دیکھا تو سامنے سے انور شاہ اور منصور شاہ اور شباط بن دیلمان بھی چلے آتے ہین شاہزادے نے کہا تم کہان تھے اُنھون نے عرض کیا حضور ہم لوگ بھی سب یہین مقید تھے یہ کہکر شاہزادے کے قدمون سے لپٹ گئے نور الدہر نے گلے سے لگایا دلاسا دیا بعد اُسکے دیکھا کہ وہ شاہزادہ جسکو نور الدہر نے رہا کیا تھا وہ بھی چلا آتا ہے اور دوڑ قدمون پر نور الدہر کے گر پڑا اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہم وہان سے بھی رہا ہوئے تھے اور پھر یہان سے بھی حضور ہی کی بدولت چھوٹے نور الدہر نے اُسکو بھی گلے سے لگایا تشفی دی پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور نام میرا ملک زادہ ہے سعادت شاہ کا بیٹا ہون شہر میرا یہان سے قریب ہے حضور میرے جان بخش اور آقا اگر مالک ہین امیدوار ہون کہ تشریف لیچلیے اور اُس شہر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمائیے غلام شرط خدمت بجا لائیگا اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب خدمت کرتا ہوا چلیگا شباط بن دیلمان نے عرض کیا کہ حضور اسکی خاطر بھی لازم ہے اور اُسکے ملک مین بھی چلنا ضرور ہے نور الدہر نے پوچھا کہ کیون شباط بن دیلمان تو اسکے باپ کو جانتا ہے شباط نے عرض کیا کہ حضور یہان مین خوب واقف ہون مجھسے اور سعادت شاہ سے ہمیشہ لڑائی رہا کی کبھی مین اُسکے ملک پر قبضہ کرلیتا تھا اور کبھی سعادت شاہ میرے ملک پر قبضہ کرلیتا تھا ایک مدت تک یہی کیفیت رہی شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ خوب پھر اب تو مین ضرور چلونگا اور تمھارے اور سعادت شاہ کے صفائی کروا دونگا سامان سفر درست کرو یہ سنکر وہ سب عورتین جو اس ساحرہ بدنہاد جادو کی قید مین تھین آاکر شاہزادہ نور الدہر کے قدمون سے لپٹ گئین کہ حق تعالی حضور کو سلامت با کرامت رکھے ہم سب نے آپ کی بدولت رہائی پائی اب ہماری نسبت کیا حکم ہوتا ہے نور الدہر نے کہا کہ جس طرف تمھارا جی چاہے چلی جاؤ مجھے تمسے کوئی تعرض نہین اور اُس ساحرہ کے اسباب مین سے چیزے بہ چیزے اُن سب کو دیکر رخصت کیا اور باقی مال و اسباب اپنے قبضے مین کیا اور ملک زادے سے کہا کہ ای ملک زادے پہلے تم اپنے ملک مین چلے جاؤ اپنے باپ سے ملو اور اُسکے دل کو مطمئن کرو معلوم نہین تمھاری جدائی مین اُسکا کیا حال ہوا ہوگا اور ہمارے آنے کی اُسے خبر دو کہ اُسکی پریشانی دفع ہو اور اگر ہم یکایک وہان مع فوج چلے چلین گے تو باپ تمھارا پریشان ہوگا اور یا گھبراجائیگی خیال ہوگا کہ کوئی حریف آگیا یہ صلاح دیکر ملک زادے کو روانہ کیا اور پیچھے پیچھے آپ بھی روانہ ہوا ملک زادہ بہت جلد چلکر

گھوڑا اُٹھائے ہوئے چلا جاتا تھا جب قریب شہر کے پہونچا تو ہرکارون نے جاکر سعادت شاہ کو خبر دی کہ حضور مبارک ہو شاہزادۂ عالی جاہ آگیا سعادت شاہ یا تو بیٹے کے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا پھرون ملک زادے کو یاد کرکر کے رویا کرتا تھا اور جان کھویا کرتا تھا یا اب دفعۃً جو خبر بیٹے کے آنے کی سُنی یقین نہ آیا ہرکارون سے خفا ہو کر کہنے لگا کہ تم مجھسے مزاح کرتے ہو یا میری تسلی کے لیے کہتے ہو تو مین ایسا کوئی نادان نہین ہون مجھکو تو اپنے بخت برگشتہ سے یہ امید ہرگز نہین ہے کہ مین جیتی زندگی بیٹے سے ملونگا اور اُسکو پھر دیکھونگا ہرکارون نے عرض کیا کہ حضور بھلا اتنی مجال ہے ہماری کہ ہم حضور سے خلاف واقعہ عرض کرینگے خداوند ہم اپنی آنکھون سے شاہزادے کو دیکھ آئے ہین کہ وہ حضوری مین حاضر ہوتے ہین جب ہرکارون نے یقین دلایا تو سعادت شاہ بے تحاشا اپنی جگہ سے اُٹھ کر نا کے طرف دوڑا اب سنیے کہ ادھر سے سعادت شاہ چلا اور اُدھر سے ملک زادہ چلا آتا تھا کہ ملک زادے کی نظر باپ پر پڑ گئی بہت جلد گھوڑے سے اُتر کر دوڑا اور اگر باپ کے قدمون سے لپٹ گیا سعادت شاہ نے سر بیٹے کا قدمون سے اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور گلے ملکر خوب رویا اور خوش و خرم بیٹے کو ساتھ لیکر داخل شہر ہوا زر و جواہر بیٹے پر سے نثار کرتا ہوا چلا آتا ہے اہل شہر اپنی جان تک نثار کرنے کو موجود تھے ہر ایک شاہزادے کے قدمون سے لپٹا جاتا تھا ہر گلی کوچے مین ایک شور و غل تھا کہ شاہزادہ آگیا غرض سعادت شاہ بیٹے کو لیکر محل مین آیا مان سے اور بیٹے سے ملاقات ہوئی بیٹا دوڑ کر مان کے قدم سے لپٹ گیا مان نے سر بیٹے کا چھاتی سے لگایا پانی بیٹے پر سے وار کے پیا سات بار گرد بیٹے کے پھری احوال پوچھا ملک زادے نے کُل حال اپنا مفصل بیان کیا شاہزادہ بھی خوش مان باپ بھی خوش ہوئے سعادت شاہ نے کہا کہ بے شبہہ یہ کام خدا پرستون کا ہے کہ وہ ہر ایک کی مشکل مین کام آتے ہین اور ہر مظلوم کی فریادرسی کرتے ہین سوائے اُنکے یہ کام کسی کا نہین ہے ای فرزند وہ شہریار کہان ہے مجھے بھی اُس تک لیچلو کہ مین بھی شرف قدمبوسی حاصل کرون ملک زادے نے عرض کیا کہ حضور وہ شہریار بھی مع شباط بن دیلمان زنگی کے آتا ہے آپ دعوت کی تیاری کرین شہر کو آراستہ کرین سعادت شاہ نے کہا کہ کیا شباط بن دیلمان زنگی بھی اُسکا مطیع ہوا ہے ملکزادے نے کہا کہ حضور ہان وہ بھی اُس شہریار کا تابع فرمان ہوا ہے یہ سُنکر سعادت شاہ نے سامان دعوت مہیا کیا تمام شہر مین آراستگی کی آئینہ بندی کرائی روشنی کے لیے ٹھاٹھر بندی کا حکم دیا آتشبازی اور ناچ رنگ ہر چیز کا سامان درست کرا کے استقبال نورالدہر کے واسطے ناکے کی طرف روانہ ہوا اُس طرف سے نورالدہر بھی آ ہی رہا تھا سعادت شاہ کی نظر جو نورالدہر پر پڑی دوڑ کر نورالدہر کے قدمون پر گر پڑا اور گرد نورالدہر کے پھرا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا بعد اُسکے سعادت شاہ نورالدہر کو اپنے ساتھ لیکر قلعہ شاہی مین لایا فوج کو اُتروایا تمام سامان و اسباب بہت احتیاط سے اُتروا کر رکھا اپنے ہاتھ سے نورالدہر کے ہاتھ پانون دُھلائے نورالدہر نے دن بھر آرام کیا شب کو تمام شہر مین روشنی ہوئی قلعہ مین جگہ جگہ آئینہ بندی ہوئی روشنی کی گئی بعد فراغت اکل و شرب آتشبازی چھوٹی نورالدہر بعد تماشائے آتشبازی مسند پر آکے بیٹھا اور سعادت شاہ ملک زادہ سامنے نورالدہر کے حاضر ہوئے شباط بن دیلمان اور انور شاہ و منصور شاہ کو پہلو مین نورالدہر کے جگہ ملی نورالدہر نے شباط بن دیلمان زنگی اور سعادت شاہ سے کہا کہ تم دونون مین ایک مدت سے رنجش چلی آتی ہے آج تم دونون ہماری خاطر سے ملجاؤ اور باہم گلے ملکر غبار فساد و رنج کو دلون سے دھو ڈالو بموجب حکم شباط بن دیلمان اور سعادت شاہ اُٹھے باہم بغلگیر ہوئے دل دونون کے صاف ہوئے بعد اُسکے صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ناچ گانا شروع ہوا جام شراب گلرنگ گردش مین آیا الغرض اسی طرح تین روز تک دعوت و ضیافت رہی بعد اُسکے نورالدہر نے سعادت شاہ سے

ارشاد کیا کہ ای سعادت شاہ چونکہ نام تمھارا سعادت شاہ ہی مین چاہتا ہون کہ اب تم سعادت اسلام سے بھی
فائز و مشرف ہو اور ادیان باطلہ اور مذہب لاطائلہ پر لعنت کرو سعادت شاہ نے عرض کیا کہ حضور مین تو آپ کا
ایک ادنیٰ غلام و تابع فرمان ہون مجھے آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہی ای نور الدہر والا قدر غلام کو بھی عذر ہی مگر مجھے
عذر نہین ہی حضور ہو فور السرور نے تو اس غلام کی زندگی کر لی ورنہ مین غم فرزند مین گھل گھل کر تمام ہو جاتا مین نے بصدق
دل لقاے بقا پر لعنت کی آپ تلقین اسلام فرمائین مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون یہ سنکر نور الدہر نے کلمۂ طیبہ ارشاد
فرمایا سعادت شاہ کلمہ پڑھکر بصدق دل اسلام لایا بعد اُسکے تمام شہر کو باسلام آباد کیا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی
بنا ڈلوائی سکہ بنام سعد بن قباد جاری کیا بعد اُسکے کوچ کر کے ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوا تیسری ہی
منزل تھی کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ و تار اُٹھی جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ جم غفیر اور فوج کثیر مع چارسو علمہاے
زرفشان و چار لاکھ سواران جرار کے چلی آتی ہی آگے آگے سقے چھڑکاو کرتے چلے آتے ہین اور ایک بادشاہ ذیجاہ نہایت
کروفر سے تخت پر سوار اور ایک دیوانہ چوبدست گران ہاتھ مین لیے ہوئے زنجیرین کمر مین بندھی ہوئین سب کے آگے آگے
نور الدہر اس لشکر کو دیکھکر بہت متحیر ہوا ہرکارون سے پوچھا کہ یہ کون ہی اور کسکا لشکر ہی دریافت کرو ہرکارون نے
بعد دریافت حال عرض کیا کہ حضور یہ ایرج تاج بخش ہی اور چارسو بادشاہون کو اُسنے زیر کر کے تاج بخشی کی ہی اور
اپنے کو صاحبقران زمانہ جانتا ہی یہان سے کئی منزل پر ایک پہاڑ ہی قاقم کوہ اور ایک شہر ہی مرصع حصار کہ بادشاہ
وہان کا فریدون شاہ ہی یہ ایرج تاج بخش اُسی کا فرزند ہی ایک مدت قبل اُسکی ولادت کے نجومیون نے خبر دی
تھی کہ اُس شہر مرصع حصار مین ایرج نام ایک جوان زبردست پیدا ہوگا کہ وہ صاحبقران زمان ہوگا زمانے مین
بہت بڑا نام پیدا کریگا بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کو زیر کر کے اُنکے ممالک پر قبضہ کریگا اور بڑے بڑے زبردست
پہلوان اسکے نام سے لرزہ براندام ہونگے جب ایرج تاج بخش فریدون شاہ کے متولد ہوا اور ذی ہوش و صاحب
عقل ہوا اور یہ اخبار اُن نجومیون کا سُنا تو اُسنے دعوی کیا کہ وہ ایرج جسکی نجومیون نے خبر دی تھی وہ مین ہی ہون
اور جب یہ جوان ہوا چارسو ملک اُسنے بزور شمشیر اپنے تابع کر کے وہان کے بادشاہون کو تاج بخشی کی ایرج تاج بخش
نام پایا بعد اسکے اُسنے چاہا امیر حمزۂ صاحبقران پر خروج کرے اور اُنسے جا کر مقابلہ کرے تو فریدون شاہ مانع ہوا
اور کہنے لگا کہ ای فرزند تو ایسے ارادے سے باز آ اور بمقابلۂ امیر نہ جا اور ای بیٹا وہ ایرج جسکی نجومیون نے خبر دی تھی وہ
کوئی دوسرا ایرج ہوگا جب اسنے کسی طرح نہ مانا تو فریدون شاہ نے کہا کہ اچھا اگر تجھے دعوے صاحبقرانی کا ہی تو ایک
دیوانہ عفریت سیہ پوش خون آشام صحرا مین رہتا ہی اگر تو جا کر اُسکا مقابلہ کرے اور اُسکو زیر کرے تو البتہ مین جانون
کہ تو صاحبقران ہی یہ سنکر ایرج تاج بخش نے جا کر عفریت سیہ پوش خون آشام سے مقابلہ کیا اور اُسکو اپنا حلقہ بگوش
کر لیا اس وقت فریدون شاہ نے اظہار مسرت کیا اور کہا کہ ہان بے شبہ اب مجکو یقین کامل ہوا کہ تو صاحبقران
ہی اب شوق سے جا کر امیر کا مقابلہ کر تو اب یہ ملک گیری کرنے چلا ہی اور آپ کے آنے کی خبر سُنکر بہت خوش
ہوا ہی اور اپنے مقام پر کہ رہا ہی کہ پہلے اس نبیرۂ حمزہ کو زیر کرون تو آگے بڑھنے کا قصد کرون اور صاحبقرانی کا ڈنکا
بجاؤن اور حضور چار لاکھ پیدل و سوار اور ساٹھ ہزار دیوانے اسکے ہمراہ رکاب ہین بڑے کروفر سے چلا آتا ہی
نور الدہر یہ سُنکر بہت ہی خوش ہوا اور شاطر بن دیلمان زنگی سے کہا کہ کیون شاطر اگر یہ زیر ہو گیا اور میرے قبضے
مین آکر مسلمان ہو گیا تو البتہ قوت بازو ہوگا شاطر بن دیلمان نے عرض کیا کہ خدا ہمچنین کند ہمت مردان مدد خدا
اور اُدھر ایرج تاج بخش سے جا کر ہرکارون نے خبر دی کہ نور الدہر اس طرح اپنی جگہ پر بیٹھا کہ رہا ہی ایرج نے کہا ۶۶

فیر پہلے اسی سے سمجھونگا بعد اُسکے حمزہ کے مقابلے کو جاؤنگا اور شراب کے نشے مین حکم دیدیا کہ طبل جنگ بجادیا جاے اور لشکر ہمارا یہین اُتر پڑے کہ نبیرۂ صاحبقران سے مقابلہ ہی ادہر نورالدہر کو خبر ہوئی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوادیا نورالدہر نے حکم کیا کہ بہت ہمارا لشکر بھی یہین اُتر پڑے اور طبل جنگ بجادیا جاے الغرض اُسی جگہ دونون لشکر فروکش ہوکے نورالدہر کے لشکر مین نقارہ رزمی بجایا گیا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی نورالدہر تمام رات مناجات کیا کیا ہر بار یہی عرض کرتا تھا کہ خداوندا مین کہان تک تیرا شکریہ ادا کرون کہ تو نے کن کن اسم مقامات پر اس عاصی کو فتحیاب کیا خداوندا واسطہ اپنی کبریائی کا کہ تو اس معرکے مین بھی مجھکو مظفر و منصور فرما اور ملت حقہ کو ترقی دے الغرض اسی دعا و مناجات و تیاری جنگ مین صبح ہوگئی دونون لشکر صف آراے میدان نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین ایرج تاج بخش کے لشکر سے عفریت دیوانہ میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی شاہزادۂ نورالدہر بصد کر و فر اپنے لشکر سے باہر آیا اور عفریت دیوانہ کے مقابل ہوا پہلے تو نیزہ بازی ہوا کی جب بعد تھوڑی دیر کے نورالدہر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر عفریت دیوانہ نے تلوار ہاتھ مین لیکر نورالدہر پر بجبر زور مین ایک وار کیا نورالدہر نے دھار سے تلوار کی بچکر تلوار پر قبضہ کیا عفریت دیوانہ نے نورالدہر کی کمر مین ہاتھ ڈالدیا اور اپنی طرف کھینچا نورالدہر نے اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کھینچا غرض زور ہونے لگے اور کشمکش شروع ہوئی دونون گھوڑے سے اُتر پڑے اور کشتی ہونے لگی اُسوقت سے لیکر شام تک کشتی ہوا کی قریب شام نورالدہر نے عفریت دیوانہ کو زیر کیا اور طبل بازگشت بجواکر اپنے خیمے کو واپس گیا اور خیمے مین جاکر شکر باری تعالے بجالایا اور پھر حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجایا جاے بموجب حکم نورالدہر نقارۂ رزمی بجایا گیا ہرکارون نے جاکر ایرج تاج بخش کو خبر دی کہ نورالدہر نے طبل بجوادیا ہی یہ سُنکر طبل جنگ ایرج تاج بخش نے بھی بجوایا دونون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نورالدہر اپنے لشکر سے باہر آیا اور ایرج تاج بخش اپنے لشکر سے باہر آیا نورالدہر اُسکی صولت و حشمت دیکھکر لوٹ ہوگیا اور خداوند کریم سے دعا کرنے لگا کہ ای پروردگار واسطہ اپنے بندگان خاص انبیاے ذوالاحترام کا مجھکو اس گبر پر فتحمند فرما اور اسکو توفیق نیک عطا فرما کہ یہ مسلمان ہو اور اس دین حقہ اور ملت بیضا کے شرف سے مشرف ہو الغرض دونون صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے اب سبکے سب نگران ہین کہ دیکھین لشکر ایرج تاج بخش سے کون مقابلے کو نکلتا ہی کہ دفعتہً ایرج تاج بخش نے مرکب کی باگ لی چار سو نامدار ہمراہ رکاب ہوئے ایرج نے سبھون کو رخصت کیا کہ تم سب پھر جاؤ مین تنہا اس سے مقابلہ کرونگا بلکہ تم سب یہین ٹھہرے رہو اور دعا کرو کہ ایرج نبیرۂ حمزہ فتحیاب ہو سبھون نے عرض کیا کہ حضور ہمارے دل دعائین کرتے ہین یہ کہکر وہ سب تو وہین ٹھہرگئے ایرج تاج بخش مرکب کو چمکاکر میدان مین آیا خوب مرکب کو جولان کیا برچھے کے ہاتھ نکالے بعد اُسکے مبارز طلبی کی شاہزادۂ نورالدہر مرکب کو چمکاکر مقابل ایرج ہوا اور تیغ زنی ہوئی کوئی چار قدم مرکب نورالدہر کا پیچھے ہٹا اور کوئی سات قدم مرکب ایرج کا پسپا ہوا مرکبون کو رانون مین مسلکر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا جب غور سے ایرج نے نورالدہر کو دیکھا تو دیکھتے ہی دنگ ہوگیا کہ ایسا جوان حسین اور پہلوان خوبصورت و زبردست تمام عمر کاہے کو دیکھا تھا اور پکارا شعر بگو نام خودرا درین انجمن + کہ بسیار تند آمدی سوے من + یہ سُنکر شاہزادۂ نورالدہر نے آواز دی شعر منم ماہ رخشان صاحبقران + بن شاہ گیتی بدیع الزمان + آگاہ ہو ای ایرج تاج بخش کہ مین نورالدہر ابن شاہزادہ بدیع الزمان نبیرۂ حضرت امیر حمزۂ صاحبقران مدظلہ الرحمن ہون دیکھ ہوشیار و خبردار ہو اور اپنی جان کو جان سمجھ اور شرف اسلام سے مشرف ہو ورنہ تجھے وہ سزاے معقول دونگا

کہ تو تمام عمر کو یاد کرے ایرج تاج بخش نے کہا کہ خیر یہ تو سب کچھ مین نے سنا مگر یہ کہ کہ تجھے صرف باتین ہی بنانا آتی ہین یا میدان جنگ مین آکر بہادرون کا مقابلہ بھی کر سکتا ہی اگر صرف چرب زبانی اور باتین ہی بنانا یاد ہین تو جا اپنے گھر بیٹھ اور اگر تاب مقاومت ہی تو لا اپنے حربے کر و قبل مقابلہ اتنا اقرار کرلے کہ اگر مین نے تجھکو زیر کر لیا تو دین لقا پرستی اختیار کریگا نور الدہر نے کہا کیا مضائقہ یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ پھر کیا ہی اُٹھا حربہ نور الدہر نے کہا کہ یہ طریقہ اہل اسلام کا نہین ہی کہ حریف پر سبقت کرین پہلے تو اپنا حربہ کرے پھر مین بھی ہاتھ اُٹھاؤنگا یہ سُنکر ایرج نے نیزہ ہاتھ مین پکڑ کے ایک تیر کے فاصلے پر اپنے مرکب کو ہٹا کر سینۂ بے کینۂ نور الدہر کو تاک کر چاہا کہ لپک کر نیزہ لگائے نور الدہر نے آگے بڑھکر جھکے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا سنانون سے چنگاریان آگ کی جھڑنے لگین نیزہ بازی ہونے لگی کوئی چار گھنٹے کامل نیزہ بازی ہوئی آخر کار نور الدہر نے نیزہ ایرج تاج بخش کا ہوائی کیا بس ایرج تاج بخش نے نہایت غیظ و غضب مین آکر نو سو من کا گرز اُٹھا کر نور الدہر پر مارا نور الدہر نے گرز اُسکا گرز پر روکا آواز تراقے کی پیدا ہوئی کہ جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا اور تتق گرد کا بلند ہوا نور الدہر تو تنورۂ گرد مین غائب ہو گیا اور ایرج نے آواز دی کہ جلد نور الدہر کی خبر لو کہ بزدم ولیست کردم نور الدہر را یہ آواز سُنکر عیار نور الدہر کا دوڑ پڑا اور گرد کے گرد چرخ مار کر آواز دی کہ ای شہریار حریف زیادتی کرتا ہی ہوشیار ہو جیسے نور الدہر نے جو یہ آواز سُنی ہوشیار ہو کر مرکب کو چھیڑا مرکب نور الدہر طبقہ زمین کا لیکر نکلا اور گرد مُنھ کی جھاڑتا ہوا نور الدہر باہر آیا اور آواز دی کہ گرا زدی و کر البیت کردی ہوشیار باش یہ کہکر چاہا کہ گرز ایرج پر مارے کہ ساتھ ہی اسکے یہ خیال آگیا کہ ایسا نہ ہو ایرج تیرے گرز کی تاب نہ لاسکے اور مرجائے تو پھر تجھکو بڑا رنج ہوگا یہ سوچکر چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھکر دوسرا وار کرے کہ ایرج تاج بخش نے آواز دی کہ ای نبیرۂ حمزہ تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ تو شوق سے وار گرز کا مجھپر کر اور میری جرأت کو دیکھ کہ مین بھی کیا کرتا ہون اگر تیرے گرز کا صدمہ نہ اُٹھا سکا تو مین صاحبقران کا ہے کا ہون تو اپنے خیال سے درگذر کر اور ضرور گرز کا وار اپنی پوری قوت سے مجھپر کر بس یہ سُنکر نور الدہر مجبور ہو گیا اور وار گرز کا کیا مگر یکدستی لیکن ایرج کی اس یکدستی گرز سے بھی یہ کیفیت ہوئی کہ گو گرز کو روکا مگر دودھ چھٹی کا یاد آگیا ہرن ہوا اور ہر سر مو سے پسینا جاری ہوا دریائے عرق مین غرق ہو گیا اور ایک تتق گرد اس طرح کا بلند ہوا کہ ایرج تاج بخش اُس تتق مین غائب ہو گیا عیار دوڑ پڑے چھاگل سے پانی نکالکر مُنھ پر چھینٹے دیے جب گرد بیٹھی تو دیکھا ایرج بیہوش کھڑا ہوا ہی پھر پانی ایرج کے مُنھ پر چھڑکا ایرج کی آنکھ کھُلی ہوش مین آکر کہنے لگا کہ مین نے کبھی ایسی ضرب نہ اُٹھائی تھی اگرچہ نور الدہر نے وار یکدستی کیا مگر میری یہ حالت ہو گئی اور گھوڑے کو جو دیکھتا ہی تو گھوڑا ابھی قریب مرگ ہی تنگ تلے ہاتھ دیکر اُسے اُٹھایا مگر اُسپر عرصۂ زندگی تنگ ہو گیا تھا تنگ ہو کر اُسے وہین چھوڑا اور پیدل تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب شاہزادہ نور الدہر کو بھی پی کر دے یہ عزم اُسکا دیکھکر فوراً نور الدہر گھوڑے سے کود پڑا ایرج نے کہا ای نور الدہر خوب مرکب اپنا بچایا لیکن اب میرے تمھارے کشتی ہو تو خوب ہی نور الدہر نے کہا ای ایرج بہت ہی مناسب ہی مین کسی لڑائی مین بند نہین ہون جس طرح تیرا جی چاہے اپنا حوصلہ نکال لے بس یہ سُنکر ایرج نے سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور نور الدہر کی طرف چلا ادھر سے نور الدہر بھی آلات حرب اپنے جسم سے دور کر کے بڑھا اور کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی ہوا کی جب شام ہوئی تو ایرج تاج بخش نے چاہا کہ پھر جاے نور الدہر مانع ہوا اور تمام میدان مین روشنی کرادی ایرج نے میوہ کھایا دودھ پیا دونون لشکرون کے افسر کمرین کھول کھول کر بیٹھے شب بھر گرم بازاری رہی الغرض تین شبانہ روز برابر کشتی ہوا کی چوتھے روز پہر بھر دن باقی تھا کہ ایرج تاج بخش نے نور الدہر سے کہا کہ ای نور الدہر آج چوتھا دن ہی کہ دونون لشکر نے دانہ

وآب اور بے خورد و خواب ہین بس اب ایک روز اور ہی مگر آخری روز ہی خبردار ہوشیار رہنا اور یہ کہکر دونون بازو شاہزادے کے پکڑ کے بے دوڑا شاہزادے نے دم کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر پیچھے ہٹنا شروع کیا کوئی چھ یا سات قدم تک ریل کر لیگیا اور ایک جھٹکا دیا کہ داہنا زانو شاہزادے کا زمین سے لگ گیا مگر تڑپ کر لنگر جو مارا پشت پا تک غرق ہوگیا ایرج تاج بخش نے ہر چند چاہا کہ نور الدہر کو ہٹا دے اور انتہا کا زور کیا مگر اُس کوہ وقار نے جنبش بھی نہ کھائی بس ایرج نے ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا کہ اب جو تمسے ہو سکے قصور نہ کرو بس اُسوقت شاہزادہ اُٹھا اور ایرج کے دونون بازو پکڑ کے لیکر دوڑا مگر اب ایرج ہر چند چاہتا ہی کہ رُکے مگر کسی طرح نہین رُک سکتا مثل پرکاہ کے اُڑا جاتا ہی کوئی گیارہ بارہ قدم تک شاہزادہ ریل لیگیا یہ دیکھکر لشکریان ایرج نے آواز دی کہ ای ایرج ہوشیار ہو ای ایرج خبردار ہو حریف زیادتی کرتا ہی ایرج تاج بخش نے جواب دیا کہ مین مجبور ہون میرا کیا اختیار ہی حریف زبردست ہی بس اتنی باتون مین ایرج کا خیال جو ادھر بٹتا ہی فوراً نور الدہر نے غنیمت جان کر جو ایک جھٹکا دیا تو دونون گھٹنے ایرج کے زمین سے جا لگے ہر چند ایرج نے چاہا کہ سنبھلے مگر نور الدہر کب سنبھلنے دیتا ہی اور زنجیر کمر مین جو ہاتھ ڈالکر زور کرتا ہی تو لنگر ایرج تاج بخش کا ٹوٹا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بکمر تیسرے زور مین تا بہ سینہ لا کر ایک بازو کا دے کر ایرج کو سر سے بلند کیا ایرج نے چاہا کہ بغلون مین پانون اڑا کر داؤن پیچ کرے بس ساتھ ہی نور الدہر نے بالاے سر اس طرح چرخ دیا کہ ہاتھ کے دستانے پانون کے موزے اتر اتر کر ادھر ادھر گرے اور ایرج مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا نور الدہر نے ایرج سے کہا کیون ای ایرج تجھے صاحبقرانی معلوم ہوئی ہوگی اور تاج بخشی کا حال اس وقت خوب منکشف ہوا ہوگا ای ایرج دیکھ میرے کہنے کو سن لقاے بے بقا پر لعنت کر ملت بیضاے دین اسلام کو اختیار کر حلقہ میری غلامی کا اپنے کان مین پہن ورنہ بہت پچھتائیگا یہ کلام نور الدہر کا سنکر ایرج نے کہا کہ ای شہریار عالم پناہ تا زندہ ایم بندہ ایم حقا کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین صاحبقرانی آپ ہی کے لیے مخصوص ہو اور آپ ہی کے گھرانے پر ختم ہی بس یہ سنکر نور الدہر نے ایرج کو زمین پر رکھدیا ایرج نور الدہر کے قدمون پر گر پڑا شاہزادہ نور الدہر نے اُسے گلے سے لگایا ایرج نے حلقہ بگوش ہو کر لقاے بے بقا پر لعنت کی نور الدہر نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا ایرج کلمۂ طیبہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد اُسکے عرض کیا کہ اگر اجازت پاؤن تو اپنے لشکر مین جاؤن اور کل فوج کو تلقین اسلام کرون اور سمجھا بجھا کر مسلمان کراؤن نور الدہر نے ارشاد کیا کہ بہت مناسب ہی جاؤ ایرج تاج بخش اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادۂ نور الدہر شکر خدا کرتا ہوا نہایت مسرور اور کمال درجہ خوش اور شادان اپنے لشکر ظفر پیکر مین داخل ہوا اپنے خیمے مین باآرام بیٹھا نذرین خوشی کی افسران فوج دینے لگے صحبت عیش برپا ہی بعد برخاست دربار نور الدہر نے کچھ غذا نوش فرمائی اور آرام کیا اُدھر ایرج بھی اپنے خیمے مین گیا کھانا کھاکر سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا تو پہلے عفریت دیوانہ کو بلایا اور اُس سے کہا کہ ای عفریت مین نے تو غلامی نور الدہر کی اختیار کی اور دین اسلام کو قبول کر لیا تم کیا کہتے ہو عفریت دیوانہ نے کہا کہ حضور مجکو تو پہلے ہی وہ پکڑ لیگیا تھا آپ مجھکو اپنے ساتھ لیتے آئے جب آپنے اسلام اختیار کیا تو مجھے کیا عذر ہی مین پہلے ہی مسلمان ہوا بعد اُسکے ایرج نے کل افسران فوج کو طلب کیا اور تلقین دین اسلام فرمائی وہ سب بھی بمصداق الناس علی دین ملوکہم کلمہ پڑھ پڑھکر مسلمان ہوئے ایرج تاج بخش سبھون کو لیکر خدمت فیضدرجت شاہزادۂ نور الدہر مین حاضر ہوا سبھون کو اُس سر تاج عالم کے قدمون پر گرایا اُس شاہزادہ نے سبھون کو گلے سے لگایا خلعت و انعام عنایت کیا بعد اُسکے ایرج تاج بخش شاہزادۂ نور الدہر کو اپنے شہر مین لیگیا باپ بھی ایرج کا مشرف بہ شرف اسلام ہوا اور تمام شہر کو باسلام آباد کیا بتخانے توڑ ڈالے اور

مسجدون کی بنا ڈالی سکہ بنام بادشاہ اسلام جاری ہوا فریدون شاہ نے بڑے تزک و احتشام سے شاہزادہ نورالدہر کی دعوت کی بعد دو روز کے شاہزادے نے ارشاد فرمایا کہ اب ہم یہان سے ہفت منظر سلیمانی کی طرف جانے کا عزم بالجزم رکھتے ہین اسباب سفر درست کرو غرض تیسرے روز شاہزادہ نورالدہر فریدون شاہ سے رخصت ہوکر سات لاکھ سوار اور پیدل کی جمعیت کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کو روانہ ہوا اشتیاق محبوب مین جلد جلد طے منازل اور قطع مراحل کرتا ہوا برابر قدم بڑھائے اور گھوڑا اٹھائے ہوئے چلا جاتا ہے اور ہر مرتبہ یہی دعا ہے کہ خداوندا اب جلد منزل مقصود پر پہونچا دے اب نورالدہر کو یونہین اثنائے راہ مین چھوڑیئے

دو کلمے داستان روانگی امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کے بسمت ہفت منظر سلیمانی بیان کیے جاتے ہین

محرران اخبار صداقت طریقہ و راویان روایات صحیحہ اس داستان صحت بیان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین کہ جیسا امیر با توقیر نے ملک تخت الشعاع سے کوچ کرکے عنان عزیمت کو طرف ہفت منظر سلیمانی کے منعطف فرمایا تو انتہائے اشتیاق مین منزل او رسہ منزلہ کرتے ہوئے خبر نورالدہر اور بدیع الزمان اور عجیل ماہرو کی پوچھتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ ایک شخص معتبر سے اثنائے راہ مین دریافت ہوا کہ نورالدہر کو تو دیو قلیاس اٹھا کر دریا مین پھینک آیا اور بدیع الزمان اور عجیل ماہرو ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوکر ایک پہاڑ پر چھپے ہین مگر ایرج انکو سخت آزار پہونچا رہا ہے ہر بار بارادہ قتل اس پہاڑ کی جانب جاتا ہے مگر بفضل خدا ایک نہ ایک مددگار ان بیچارون کا ہر روز ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ ایرج بے نیل مقصود پھر آتا ہے امیر با توقیر یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت دل ملول اور آزردہ خاطر ہوئے اور بہت تیز چلنا شروع کیا چار چار منزلون کو ایک ایکدن مین طے کرتے ہوئے ایک پہاڑ کے قریب پہونچے اس پہاڑ کو دیکھا تو نہایت سرسبز و شاداب پایا اور ایک جانب کو ایک گنبد عالیشان نہایت پرتکلف دکھائی دیا امیر با توقیر جب اس گنبد کے دیکھنے کو قریب اس گنبد کے آئے تو دیکھا کہ ایک مرد پیر نہایت درجہ نورانی شکل ہزار دانے کی تسبیح ہاتھ مین لیے ہوئے سجادے پر بیٹھا پڑھ رہا ہے جیسے ہی امیر با توقیر اس مرد پیر کے سامنے آئے اور نگاہ چار ہوئی وہ مرد پیر تعظیماً اٹھ کھڑا ہوا اور کہا السلام علیکم یا حمزہ صاحبقران آئیے خانہ ما خانہ شماست یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھالیا امیر اسکے برابر بیٹھ گئے وہ مرد پیر مستفسر حال ہوا امیر نے کل کیفیت اپنی بیان کی اور کہا کہ اب مین چاہتا ہون کہ بہت جلد ہفت منظر سلیمانی پر پہونچ جاؤن یہ سنکر اس مرد پیر نے کہا کہ یہان سے ہفت منظر سلیمانی کے دو مشہور راستے ہین ایک راستہ بہت ہی قریب ہے مگر بالکل بے آب و دانہ دوسری راہ بہت دور ہے مگر نہایت آرام کی مگر اے امیر مین آپ کو تیسری راہ سے لیچلونگا کہ آپ بہت جلد اور بہت آرام سے پہونچ جایئے گا امیر نے کہا کہ اگر آپ ایسا کرینگے تو مین آپ کا بہت ہی ممنون ہونگا اس مرد پیر نے کہا کہ بابا احسان کاہے کا آخر ہم ہین کس واسطے اے امیر ہم اسی لیے یہان جاگزین ہین کہ بھولے کو راہ بتائین بھوکون کو روٹی کھلائین مسافرون کو ہر طرح کا آرام پہونچائین اے امیر با توقیر آپ پریشان نہ ہوجیے آج یہین شب باش ہوجیے آرام کیجیے کل صبح کو مین آپ کو با آسایش تمام پہونچا دونگا اس پیر کے کہنے سے اس روز و شب امیر نے وہین قیام کیا صبح کو اس پیر مرد کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوئے

الغرض جب صاحبقران اس کوہ سے آگے بڑھے ایک بیابان ہولخیز وحشت و دہشت انگیز نظر آیا کہ اگر رستم بھی دیکھ لیتا تو اسکا بھی زہرہ آب ہو جاتا آب وہان نایاب چشمہ بجز چشمۂ آفتاب کے معدوم اور اگر کوئی چشمہ نظر بھی آیا تو مثل چشم کور کے پانی کا نام و نشان نہین اور اگر کسی چشمے مین پانی ہے بھی تو اسمین اژدہے لوٹ رہے ہین کف اپنا ڈال رہے ہین کہ پانی بالکل نیلا ہو گیا ہے چنگاریان اڑ رہی ہین منھ جلا جاتا ہے برابر چھوٹے چھوٹے پہاڑون کے سلسلے تمازت آفتاب سے تپ رہے ہین جب کسی پہاڑی کی طرف سے گذر ہو گیا تو یہ معلوم ہوا کہ قعر دوزخ سے گذر گئے اس طرح کی زمین جل رہی تھی کہ جسکے تصعد سے

پاے خیال مین چھالے پڑے جاتے ہین کسی درخت سایہ دار کا منزلون اور کوسون پتا نہ ملتا تھا اور اگر اتفاق سے کوئی شجر بھی ملجاتا تھا تو بالکل ڈنڈ تھے پتے کا کہین نشان نہین زاغ پر پھیلائے اُس درخت پر بیٹھا لیخ کر رہا ہے اگر کوئی چیل بھولی بھٹکی اسطرف نکل آئی تو وہان پہونچکر گر پڑی ہے پر و بال مار رہی ہے ہوا کی یہ شدت ہے کہ ادھر کا تل ریت کا اُڑ کر اُسطرف جا رہتا ہے اور اُدھر کا تل ریت کا اُڑکر اسطرف آ رہتا ہے کبھی ادھر نشیب اُدھر فراز ہوجاتا ہے اور کبھی اُدھر فراز ادھر نشیب معلوم ہوتا ہے اگر وہ ریت اُڑ کر مُنھ پر پڑجاتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھڑبھونجے کے بھاڑ کی بالو مُنھ پر پڑ گئی اور اگر کوئی سنگریزہ اُڑ کر مُنھ پر آگیا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا کسی نے بندوق مین چھرا بھر کر مارا مغز پکنے لگا اسلحہ جل اُٹھے کہ اگر بھولے سے قبضۂ تلوار کا ہاتھ کو لگ گیا تو چھالا پڑ گیا پانون اُٹھانا مشکل تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آگ کے صحرا مین جل رہے ہین اگر بات کی تو زبان بمشکل تالو سے چھٹتی تمام فوج کی یہ کیفیت مرکبون کی یہ حالت تھی کہ گرے پڑتے تھے پیاس کی شدت سے زبانین نکالے ہوئے تھے اگر خواہش گیا دہین اتفاق سے مُنھ جھک گیا تو اسطرح کا شعلۂ آتش بلند ہوا کہ مُنھ کباب ہوگیا نتھنون سے پھٹ پھٹکر خون جاری ہوگیا تھا الغرض ہر ایک انسان و حیوان کی وہ کیفیت ہوئی کہ العظمۃ للہ ہر شخص کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا العیاذ باللہ ہر ایک کی زبان پر جاری تھا ہر متنفس قریب مرگ تھا جب بہت صعوبت و تکلیف نفس امیر کشورگیر پر ہوئی تو بہت ہی رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ ذرا اس مرد پیر خرس بادیۂ ضلالت کو تو بلاؤ اب جو دیکھتے ہین تو اُس مرد پیر کا کہین پتا نہین ہر چہار طرف ڈھونڈھتے پڑے پھرے جب کہین پتا نہ لگا تو آکر خدمت امیر مین عرض رسا ہوئے کہ خداوند اُس مرد پیر کا تو کسی طرف پتا نہین چلتا معلوم نہین کس طرف غائب ہوگیا یہ خبر سنکر امیر باتوقیر نہایت دل ملول اور آزردہ ہوئے فرمایا کہ افسوس صد افسوس ہم اُس مردود ازلی و ابدی کے دام فریب مین آکر اس بلا مین مبتلا ہوئے کہ اس ملعون نے عمداً ہمین اس بلا مین پھنسایا معلوم ہوا کہ یہ پیر مرد ضرور بالضرور کوئی غول نجس تھا الغرض بڑی دیر تک اُسی بیابان رنج نشان مین مبتلا رہے کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایک بیابان سبز و شاداب اور صحراے پر آب و گیاہ مین گذر ہوا وہ صحراے پر فرا طرب خیز و مسرت زا اس طرح کا شاداب تھا کہ اگر مجنون بھی دیکھ لیتا تو اپنی دیوانگی بھول کر عشق الٰہی کا دم بھرتا نہرین جابجا جاری پانی صاف و شفاف رواں پہاڑون سے فوارے چھوٹ رہے ہین اور اُن پہاڑی چشمون مین بطین تیر رہی ہین طرح طرح کے گلہاے رنگین گرداگرد اُس نہر کے لگے ہین اس طرح کی خوشبو آرہی ہے اور ایسی سراوٹ دماغ مین پہونچ رہی ہے کہ دماغ جان معطر اور روح مسرور و محظوظ ہو رہی ہے جب کسی شہر کی طرف سے گذر ہوگیا تو یہ معلوم ہوا کہ نہر سلسبیل کی طرف سے گذر گئے اس طرح کا سبزہ ہر سمت لگا ہوا ہے کہ باغ شداد کی سرسبزی کی کوئی حقیقت نہین ہے ہر مقام پر درختان میوہ دار لگے ہوئے ہین بلبلین چہک رہی ہین قدرت خدا کا دم بھر رہی ہین فاختہ کی صداے کوکو قمریون کی صداے حق سرہ دماغ کو مست کیے دیتی ہے اور ایک حوض پر صفا بیچون بیچ مین تیس گز سے تیس گز کا مدور بنا ہوا ہے گرداگرد اُسکے درختان سرو و شمشاد لگے ہوئے ہین اور ہوا وہ پر فضا چل رہی ہے کہ دل باغ باغ ہوا جاتا ہے ہر جھونکا نسیم کا ایک گلاب کا چھینٹا معلوم ہوتا ہے ہر ایک کے دل کا کنول کھلا جاتا تھا ایک دوسرے سے کہ رہا تھا کہ کیون بھائی شکر ہے خدا کا کہ اُسنے اُس صحراے ہول خیز سے نجات دے کر اس صحراے طرب خیز مین پہونچا دیا کیا سرسبز و شاداب صحرا ہے کہ سبحان اللہ و بحمدہ مرکبون کی کیفیت یہ ہے کہ ہر بار گھانس کی طرف مُنھ جھکا دیتے تھے اور اوس جو اس گھاس پر پڑی تھی اور وہ اُنکے مُنھ مین لگجاتی تھی تو خوش ہو ہو کر ہنہنانے لگتے تھے غرض ایک عجب سرور و خوشی اُس صحرا مین پہونچکر ہر ایک کو حاصل ہوئی کہ جو حیطۂ تقریر اور میدان تحریر سے باہر ہے امیر باتوقیر اس صحراے سرسبز کو غنیمت جان کر شکر خداوند جل و علا بجالائے اور حکم دیا کہ آج لشکر ظفر پیکر صاحبقرانی یہین قیام پذیر ہو القصہ اُس شب کو امیر باتوقیر نے اُسی صحرا مین قیام فرمایا صبح کو وہان سے کوچ کر کے راہی ہوئے جب شام ہوئی تو پھر اسی صحرا مین تھے وہی سرسبزی اور شادابی اور وہی

کیفیت وہی حالت یہ دیکھکر امیر باتوقیر نے ارشاد کیا کہ سبحان اللہ یہ منزلین معلوم نہین کسنے بنوائین ہین کہ سب ایک صورت
کی معلوم ہوتی ہین جو کیفیت وہان تھی اُس سے یہان کچھ کم نہین ہی سبھون نے عرض کیا کہ حضور کیا ارشاد ہوتا ہی غرض
شب کو پھر قیام کیا جب صبح کو وہان سے کوچ کیا تو فرمایا کہ آج کوئی نشان یہان دے دو دیکھین کہ جس مقام سے چلتے ہین
شام کو وہین پہونچتے ہین یا نہین کہ اگر یہ کوئی طلسم ہی تو معلوم ہو جائیگا اور اگر منزلین ایک ہی صورت کی ہین تو وقوع
مین آجائیگا غرض چلتے وقت ایک درخت مین ایک تیر ماردیا اور چل کھڑے ہوئے دن بھر چلا کیے شام کو پھر اُسی صحرا مین ہی
حوض تین گز سے تیس گز تک کا مدور وہی سبزہ وہی درختان میوہ دار گل وہی کیفیت امیر نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا تم سب
نے مجھکو تو وہی صحرا معلوم ہوتا ہی ذرا دیکھو تو کہ وہ تیر بھی کسی درخت مین لگا ہی یا نہین ہی اب جو دیکھتے ہین تو وہ تیر جس طرح
درخت پر لگا دیا تھا اُسی طرح درخت پر لگا ہوا ہی یہ دیکھکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا تمنے جو ہم سمجھے تھے وہی امر ہی نا یا تو
کوئی طلسم ہو اور یا وہ مرد پیر کوئی جادوگر تھا کہ سد باندھکر چلا گیا اور ہمکو حیران و پریشان کر گیا سبھون نے عرض کیا کہ پھر حضور
تردد کس امر کا ہی کل صبح کو اسم اعظم پڑھکر چلیے گا امیر نے ویسا ہی کیا اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے جب شام ہوئی تو جہان سے
چلے تھے پھر اُسی جگہ تھے امیر یہ ماجرا ملاحظہ کرکے نہایت پریشان ہوگئے اور مجبور ہو کر ارشاد کیا کہ ہمارا خیمہ عبادت برپا
کرو کہ اب عقل اس جگہ پریشان ہی درگاہ ایزدی مین التجا اور رجوع کرنا چاہیے القصہ خیمہ عبادت برپا ہوا امیر اس خیمے مین
تشریف لیگئے نماز مغرب مین سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا کرنا شروع کی تمام شب گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری اور
دعا و مناجات مین بسر ہوئی قریب صبح امیر باتوقیر کی آنکھ لگگئی صدائے سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح بلند ہوئی اور
بعد اس ندا کے حضرت خضر علی نبینا علیہ السلام دفعۃً نمایان ہوئے امیر اُسی عالم خواب مین تعظیم کو کھڑے ہوگئے تسلیم عرض کی
حضرت نے جواب سلام ارشاد فرمایا اور کہا کہ ای حمزہ صاحبقران افسوس کہ تم اُس خرس بادیۂ ضلالت غول بجس کے
بہکانے مین آگئے اور اس بلا مین مبتلا ہوئے ای حمزہ تم طلسم مین گرفتار ہوگئے یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ پھر آپ تو واقف
ہین کہ مین صاف دل ہون اُسکے فریب مین آگیا حضرت نے ارشاد کیا کہ ای حمزہ تم جانتے بھی ہو کہ یہ کون سی جگہ اور
کونسا بیابان ہی ای حمزہ یہ وہ جگہ ہی اور وہ بیابان ہی کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے یہان طلسم بنوایا تھا
کہ تمام غول اس طلسم مین رہین خلق اللہ کو ایذا نہ پہونچائین نام اس طلسم کا سموم سلیمانی ہی اور یہ حوض وہ حوض ہی کہ اگر تمام عمر
پھروگے تو یہین رہوگے یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ پھر یا حضرت کچھ تو ایسی ہدایت فرمایئے کہ خادم اس طلسم کو توڑے حضرت
نے ارشاد فرمایا کہ ای حمزہ فاتح اس طلسم کے تم نہین ہو بلکہ اس طلسم کا فتاح ایک شخص تمہاری ہی اولاد سے بدیع الملک
نام نور الدہر کا بیٹا ہی بعد تمہاری صاحبقرانی کے ایک شخص تمہاری نسل سے بڑا کافر خاسر پیدا ہوگا کہ اُسکے ہاتھ سے بہت
اہل اسلام قتل ہونگے بلکہ اولاد تک تمہاری قتل ہوگی اور تمام اہل اسلام کو اُسکے ہاتھ سے بہت ایذا پہونچیگی جب
وہ لڑکا شیر خصلت رستم ہیبت شجاع و دلاور پیدا ہوگا تو سبب سے اُسکی شمشیر کے وہ کافر خاسر مفرور ہو کر طلسمون مین
پناہ لیگا اور وہ بہادر اُن سب طلسمون کو فتح کریگا منجملہ اُسکے وہ کافر اس طلسم مین بھی پناہ لیگا اور وہ فرزند تمہارا اس طلسم کو
بھی بقدرت خدا توڑیگا یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ یا حضرت مین بھی اُسے دیکھونگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسکا عالم علام الغیوب
ہی امیر نے عرض کیا کہ کیا مین اُسکے خروج تک اس طلسم مین مبتلا رہونگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہین مین تمھین یہ
دعا لکھے دیتا ہون تم صبح کو اسے پڑھنا ایک طاؤس سبز رنگ پیدا ہوگا اور ایک درخت پر آکے بیٹھے گا تم اُس طاؤس
سے کہنا کہ ای طاؤس زرین بال مجھکو حضرت کا حکم ہی کہ طاؤس کے ساتھ اس طلسم سے نکلجاؤ ای طاؤس تو میرا رہبر ہو
اور مجھے اس طلسم سے نکال دے یہ کلام تمہارا سنکر وہ طائر زرین بال ایک طرف کو پرواز کریگا تم مع لشکر بھی

اسم پڑھتے ہوئے پیچھے اُسکے چلے جانا انشاء اللہ تعالے طلسم سے باہر نکلجاؤ گے یہ کہکر وہ دعا امیر حمزہ صاحبقران کو
دیکر غائب ہوگئے اور امیر کی آنکھ کھلگئی شکر خدا بجا لائے اور اُس خیمے سے باہر آئے اور حسب ہدایت وارشاد فیض بنیاد
حضرت خضر علیہ السلام عمل کیا اور بقدرت خدا اُس طلسم سے باہر آئے شکر خداوند کریم بجا لاکر ہفت منظر سلیمانی کی راہ
لی جلد جلد راہ کوہ ودشت جبل منزل بمنزل طے کرتے ہوئے اور شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دفعۃً ایک ہرن نہایت
خوبصورت اور خوش قطع سامنے سے دکھائی دیا امیر باتوقیر نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالدیا اور یہان تک اُسکے پیچھے دوڑے
کہ اپنے لشکر ظفر پیکر سے بہت دور نکل گئے اور وہ ہرن چوکڑیان بھرتا ہوا چوگان لگاتا ہوا چلا جاتا ہی جاتے جاتے ایک
جھاڑی مین چھپ کر غائب ہوگیا اب امیر کشور گیر اُسی جگہ سکوت مین حیران وپریشان کھڑے ہو رہے
اور اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ اے حمزہ تونے یہ کیا نادانی وسفاہت کی کہ ایک ہرن کے پیچھے ایسا بیخود ہوگیا
کہ اپنے لشکر سے اسقدر دور نکل آیا معلوم نہین اب یہان سے لشکر میرا کسقدر فاصلے پر ہی اور وہ کس راہ سے آیا ہی
مین نہین معلوم کدھر سے نکل آیا اسی تردد وتفکر مین حیران وپریشان کھڑے ہوئے تھے کہ دیکھا ایک فقیر روشن عبادت کیش اسی
ہرن کو پکڑے ہوئے لیے چلا آتا ہی اور لاکر سامنے امیر کے حاضر کیا اور عرض کی بابا یہ ہرن حاضر ہی امیر نے سلام کیا اور فرمایا کہ
شاہ صاحب آپنے بڑی زحمت فرمائی اور انتہائی تکلیف اُٹھائی مین آپکا بہت ممنون ہوا یہ سُنکر اُس فقیر نے کہا بابا یہ کیا ارشاد
ہوتا ہی معبود نے تمکو صاحبقران زمان راہ نمائے گمراہان بنایا ہی تمھاری خدمتگذاری باعث سعادت کونین اور سبب افتخار
دارین ہی یہ سُنکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب آپ تو مجھکو بڑے صاحب کمال معلوم ہوتے ہین فقیر نے کہا کہ
نہین بابا یہ سب تمھاری خوبیان ہین مین تو ایک عبد ذلیل وعاجز ہون بابا اگر صاحب کمال ہوتا تو بیٹھکر گوشۂ عافیت
مین کیون نہ بیٹھا رہے بابا یہ سب دق مکاری اور حیلہ ودغا ہی جو صاحب کشف وکمال ہوتے ہین کیا وہ یونہین مارے
مارے پھرتے ہین ارے بابا صاحبان کمال ہاتھ کو کھینچ لیتے ہین پاؤن کو پھیلا دیتے ہین کسی کی کچھ پروا نہین کرتے دنیا کو نابود
اور بادشاہ ہفت کشور کو گدائے دریوزہ گر سے بدتر سمجھتے ہین اور بابا ہم ایسے گدا ایک ایک پیسے پر جان دینے والے
ہر ایک سے لپٹتے ہین ہم مین کس جمعیت کی ہوئی امیر نے کہا کہ پھر شاہ صاحب آپ نے کیونکر جانا کہ مین صاحبقران ہون
فقیر نے کہا کہ بابا میرا تکیہ ان درختون کے اُس طرف ہی مین نے سُنا تھا کہ صاحبقران ہفت منظر کو جاتے ہین
جسدن سے سُنا تھا کمال درجہ منتظر تھا اور اشتیاق زیارت مین ہر وقت چشم براہ بیٹھا رہتا تھا کہ اسوقت اس ہرن کو
دیکھا کہ بھاگا ہوا چلا آتا ہی اور یہ تیر اسکے پیٹھ پر لگا ہوا ہی صاف یقین ہوگیا کہ کوئی شخص اسکے تعاقب مین آتا ہی بس جھپٹکر
اُسکو پکڑ لیا اور یہ خیال کیا کہ چلکر اسکے ذریعہ سے کچھ حاصل دنیا کیجیے اب جب مین یہان تک آیا اور حضور
کے چہرۂ انور پر نظر پڑی تو مجھکو یقین ہوگیا کہ بیشک آپ ہی صاحبقران ہین اسلیے کہ جو شان وشوکت آپ
کے چہرے سے آشکار ہی وہ صولت ودبدبہ مین نے آج تک کسی مین نہین پایا پیارے بابا گمان فقیر کا صحیح ہوا امیر نے
اُس فقیر سے اُس ہرن کو لیکر ذبح کیا اُس فقیر نے جنگل سے لکڑیان توڑ کر آگ سلگائی جب خوب دھوان نکلگیا انگارے
رہ گئے تو امیر نے کباب سیخون پر لگائے جب بھن گئے تو آپ بھی کھائے اور فقیر کو بھی کھلائے جب کباب کھا چکے
تو امیر نے فقیر سے کہا کہ شاہ جی پانی بھی پلواؤ گے یہ حرامزادہ تو آبرو لینے کی فکر مین تھا ہی جلدی سے جاکر آب سرد
مین داروے بیہوشی ملاکر لے آیا اور امیر کو دیا حمزہ صاحبقران نے اُس پانی کو پیا پانی بہت ہی سرد خوشگوار
تھا امیر اُس پانی کو پی کر بہت ہی مسرور ہوئے اب جو فی الجملہ راحت ملی تو سستی چڑھی زین پوش بچھا کر لیٹ رہے اور لیٹتے ہی بیہوش ہوگئے
امیر کے بیہوش ہوتے ہی اُس مکار نے چاہا کہ امیر کو باندھے اشقر یعنی گھوڑا امیر کا دیکھ رہا تھا اُسنے جو یہ سمہ کہ دیکھا

کہ یہ مکار میرے آقا کے ہاتھ پانوٗن باندھنے کا قصد کرتا ہی بس دُم کو کھڑا کر کے دانتون کو چمکا کر آنکھون کو نکالکر ہنہناتا ہوا اُس عیار مکار کی طرف دوڑا اس طرح سے کہ اُسے کھا ہی جائیگا عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ گھوڑا آدم خوار ہی اُسکے پاس سے بھاگا اور دور جا کر کھڑا ہوا اشقر پھر چرنے لگا مگر چرتا جاتا تھا اور گوشۂ چشم سے دیکھتا جاتا تھا کہ پھر وہ عیار مکار بارادۂ فاسد امیر کے پاس آیا اشقر پھر اُسپر دوڑا پھر وہ مردود بھاگا کئی مرتبہ ایسا ہی واقعہ ہوا آخر کار مجبور ہو کر دور جا کے کھڑا ہوا حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے اُسی اثنا مین شاگرد اُس عیار کے پہونچ گئے اُس عیار نے اپنے شاگردون سے کہا کہ مین تو اُس گھوڑے کا سامنا کرتا ہون تم اُس شخص کا پشتارہ باندھکر لیجاؤ شاگرد تو امیر کو پشتارے مین باندھکر لے گئے بعد اُسکے وہ مکار بھی جست و خیز کر کے چلا گیا اشقر ناچار ہو کر رہ گیا اور وہ عیار مع شاگردون کے نکلا ہوا چلا گیا لیکن اس جگہ برائے آگاہی ناظرین و نزہت طبع سامعین اتنا لکھدینا بھی ضرور ہی کہ ایک بادشاہ ہی شہنشاہ مرصع پوش بادشاہ ہی اس قلعۂ مرصع حصار کا جب اُسنے سُنا کہ حمزۂ صاحبقران اس نواح مین آئے ہین تو اپنے مشیران کار کو جمع کر کے یہ بیان کیا کہ اگر کسی طرح یہ عرب ہاتھ آجائے تو اسے خوب سزا دون اور اتفاق کار یہ عیار بھی کہ نام اسکا طرار تیز رفتار ہی وہان موجود تھا اس سے کہا کہ اگر تو حمزہ کو گرفتار کر لائے تو قسم ہی زمردشاہ باختری کی مین اُسکے برابر اشرفیان تول کر تجکو دونگا یہ سُنکر یہ مکار وہان سے چلا اور امیر کو اسیر کر کے اب یہ مین لیے جاتا ہی الغرض بہت جلد پشتارہ لے کر داخل دربار شہنشاہ مرصع پوش ہوا پشتارے کو دیکھا شہنشاہ مرصع پوش نے پوچھا کہ لایا حمزہ کو اُسنے عرض کیا کہ حضور ہان باقبال خداوند اسیر کر لایا اور پشتارہ سامنے بادشاہ کے رکھدیا گرہ پشتارے کی کھولی امیر تو بیہوش تھے بادشاہ نے کہا کہ کیون ای طرار یہ زندہ ہی یا مردہ طرار نے کہا کہ حضور زندہ ہی مین نے بیہوشی دے دی ہی اس وجہ سے یہ بیہوش ہو گیا ہی شہنشاہ نے کہا پھر اسے ہوش مین لا عیار نے عرض کیا کہ حضور یہ قید آہنی کو تو خیال مین لاتا نہین ان حلقہاے کمند کی کیا حقیقت ہی ایک ادنے سے زور مین تو ٹوٹ جاینگے تو پھر کون اسکا سامنا کر سکیگا بہتر یہی کہ پہلے اسے قید شدید آہنی مین گرفتار کروا لیجے پھر ہوش مین لائیے تو مضائقہ نہین ہی یہ سُنکر شہنشاہ نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوئے صاحبقران کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا بعد اُسکے عیار نے فتیلۂ رفع بیہوشی دیا امیر کی آنکھ جو کھلی تو اپنےکو دربار کفران میمون خصلت فخر سہاے بادیۂ ضلالت مین گرفتار غل و زنجیر پایا اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ وہی فقیر عیاری کر کے مجھے پکڑ لایا ہی مگر مجبور و ناچار کر رہ گیا لیکن ایک ایسی اکڑ اور مڑور سے اُٹھے کہ خانۂ زنجیر مین فغان ہوئی قریب تھا کہ زنجیر کی صدا سُنکر اہل دربار دیوانے ہو جائین بلکہ ہر شخص کو یہ گمان پیدا ہوا کہ صاحبقران نے قید توڑ ڈالی مگر قید کا ٹوٹنا وقت اور ساعت معینہ پر موقوف ہی اُٹھکر پکارے کہ سلام ہو میری جانب سے اُس شخص پر جو خدا کو وحدہٗ لاشریک جانتا اور اُسکے نبی مرسل جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نبی برحق اور رسول آخر الزمان جانتا ہو بس یہ سلام کیا تھا کہ ایک تیر دلدوز اور جگر سوز تھا کہ اُنکے دل و جگر مین پیوست ہو گیا اور کل حاضرین بارگاہ نے مثل مار سر و دم کوفتہ کے پیچ و تاب کھا کر آواز دی کہ آہا ای خدا پرست اگرچہ تو اس وقت گرفتار قید شدید ہی مگر کلمہ و کلام وہی فساد انگیز اور غضب آمیز و غیظ خیز ہی ارے رسّی جلگئی مگر بل ابھی باقی ہی یہ سُنکر امیر نے آواز دی او تیرہ روزگار و او بدبخت کسکی رسّی جلی اور کسکا بل گیا ارے ایک مکار کو میرے لیے بھیجا تھا وہ مجھے بمکر و فریب گرفتار کر لایا اپنے بودےپن پر یہ مباہات ہی ارے اگر کسی بہادر کو بھیجا ہوتا اور وہ مجھے لڑ بھڑ کر شان جرأت دکھا کر گرفتار کر لاتا تو البتہ مقام تفاخر تھا اور اس قسم کے کلمات زیبا تھے اور اب تم سب اپنے گریبان مین منھ ڈالو کہ تمنے وہ حرکت کی کہ جو کوئی بہادر و دلیر کسی شجاع و دلاور کے ساتھ نہ کرتا اور اب بھی مین یہ کہتا ہون کہ تم سب مین اب بھی کوئی اتنا ہی جو میرے ہاتھ سے ہتھکڑی

نکالکر پھر پہنا دے اگر کوئی شخص تیرے یہان ایسا ہو تو جو کچھ شرط وہ کریگا اُسے مین قبول کرونگا یہ سُنکر شہنشاہ نے
کہا کہ ای حمزہ بھلا اتنی بھی کسی کی مجال ہو کہ تجھسے اڑبھڑ کر عہدہ برا ہوا ای حمزہ حق تو یہ ہو کہ جسنے تجھے گرفتار کیا تھا آئین
اور گرگ بغل بنکر کوئی شخص ہرگز ہو کر آج تک نہین گرفتار کر سکا مگر ای حمزہ اب تمھارے لیے مناسب و بہتر یہی ہو کہ لقا
کو سجدہ کرو ورنہ مارے جاؤ گے جان تمھاری مفت جائیگی یہ سُنکر امیر کو غیظ آگیا اور فرمایا کہ ارے لاکھ لاکھ لعنت لقا پر
اور کرور کرور لعنت اُسکے پرستارون پر او مردود لقا پرست جو تجھسے ہو سکے اور جو تیرے بنائے بن پڑے اُسمین
ایک شمہ بھی قصور و کوتاہی نہ کر خدائے ما بزرگ ست اگر قضا میری آ برابر ہوئی تو کوئی روک نہ سکیگا اور اگر قضا نہین
ہو تو تجھ خرس بادیہ ضلالت کی تو کیا ہستی ہو جو مجھے قتل کر سکیگا یہ سُنکر شہنشاہ کو غیظ آگیا حکم دیا کہ اس وقت اسے
زندانخانے مین مقید رکھو اور صبح کو اُسکی گردن زدنی کی جاے حسب الحکم امیر با توقیر زندانخانے مین بھیجے گئے
لیکن جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے جسکی طرف اسکی نظر رحمت ہو اُسے کون آزار پہونچا سکتا ہو اتفاقات روزگار قضائے کار
جس وقت امیر داخل بارگاہ ہوئے تھے اُس وقت شہنشاہ مرصع پوش کی بیٹی دریچے سے امیر کو دیکھ رہی تھی دیکھتے
ہی ایک جان بلکہ ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور تیر عشق جگر کے پار ہو گیا بیتابی و بیقراری نوحہ و دل افگاری مین دن تو
جون تون بسر ہو گیا جب رات ہوئی تو لباس عیاری زیب بدن کر کے دارو ے بیہوشی لے کر در زندانخانہ پر آئی ہوا
کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑانا شروع کی جب سب پاسبان اور محافظان زندانخانہ بیہوش ہو گئے تو دروازہ زندان کا کھولکر
اندر آئی دیکھا کہ امیر با توقیر سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین جیسے ہی پانون کی چاپ کان مین آئی اور روشنی آنکھون کے
سامنے آئی سر زانوے فکر سے اُٹھا کر جو ملاحظہ فرماتے ہین تو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین بصد ناز و انداز
و کرشمہ و ساز چلی آتی ہو امیر دیکھتے ہی والہ و فریفتہ ہو گئے شعر جو نہین اُس سے نظر دو چار ہوتی + ایک برچھی
جگر کے پار ہوئی + لیکن متحیر ہو کر اُس سے مستفسر ہوئے کہ ای جان جہان و ہوش ربائے عالم و عالمیان تو کون ہو اور
یہان کیون آئی ہو حال اپنا بیان کر یہ سُنکر اُسنے جواب دیا کہ مین کوئی ہون آپ کو اُس سے کیا مطلب ہو مگر آپکی ہر
طرح کنیز اور تابع فرمان ہون جب امیر بہت مصر ہوئے تو اُسنے کل کیفیت اپنی بیان کی اور کہا مین آپ کے چھڑانے
کے لیے آئی ہون لائیے قید آپکی کاٹ دون یہ سُنکر امیر نے کہا کہ کوئی ضرورت قید کاٹنے کی نہین ہو قید کا ٹوٹنا وقت پر
مقرر ہو جب وقت آئیگا آپ ہی ٹوٹ جائیگی یہ کہکر یا علی مدد کہکر جو ایک زور کرتے ہین تو کل قید کو مثل تار عنکبوت
توڑ ڈالا ملکہ لپٹ گئی کہ شہریار کہین زخم تو نہین آیا امیر نے فرمایا کہ ملکہ گھبراؤ نہین ایسی قید بند ہمنے اکثر بقدرت خدا توڑ
ڈالی ہو کچھ وسوسے کا مقام نہین ہو تم کسی طرح کا سوء ظن نہ کرو الغرض ملکہ امیر کو لیکر داخل محل ہوئی اور یہ بندوبست
محکم کیا کہ کوئی شخص غیر خبر دار نہ آنے پائے غرض رات بھر کی تو جاگی ہوئی تھی ہی جاتے کے ساتھ ہی سو رہی تیسرے
پہر کو بیدار ہوئی امیر کو تو وہین چھوڑا آپ قصر سے باہر آئی تمام مصاحبون کو طلب کیا اور بہت عمدہ عمدہ زیور
اور پوشاک اور بہت کچھ خلعت و انعام دے کر چپکے چپکے یہ سب ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مین نے تم سب سے
یہ ماجرا اسلیے بیان کر دیا ہو کہ تم سب میرے راز کی امین ہو میری آبرو تمھارے ہاتھ ہو خبردار اس راز کی خبر کسی کو
نہ ہونے پائے اُن سب نے عرض کیا کہ حضور یہ آپ کیا ارشاد فرماتی ہین ہم سب آپ کے دوست اور رفیق ہین آپکا
پسینا جس جگہ گرے وہان ہم اپنا خون گرا دین حضور ہماری جانب سے خاطر جمع رکھین ہماری ذات سے یہ امر ممکن تو کجا
نہین ہو اور ہمین تو حضور کے اُس خیال ہی سے استبعاد ہوتا ہو کہ حضور کو ہم کنیزون سے ایسا خیال پیدا ہوا انکو اُس
حال پر چھوڑیے اور اب وہان کا حال ملاحظہ کیجیے کہ صبح ہوتے ہی ایک غوغا ہو گیا کہ کوئی حمزہ صاحبقران کو چھڑا لیگیا

اور شہنشاہ مرصع پوش جو محل سے برآمد ہوا تو میدان خونی تیار کرایا اور آکر بیٹھا چوبدار کو حکم دیا کہ جاکر حمزہ کو قید خانے
سے لے آ چوبدار گیا تو وہاں سے خالی پھرا اور آکر عرض کیا کہ حضور وہ تو قید خانے سے غائب ہے بس یہ سنتے ہی
شہنشاہ مرصع پوش بہت برہم ہوا اور حکم دیا کہ لاؤ تو طرار تیز رفتار کو جب وہ حاضر ہوا شہنشاہ مرصع پوش
برہم ہوکر کہنے لگا کہ کیوں ولد الزنا نمک حرام بدکردار ناہنجار تجھسے ایک رات کی نگہداشت نہ ہوسکی اور حکم دیا کہ جلد اس فرد و
کو قتل کرو یہ حکم سنکر طرار تیز رفتار عرض رسا ہوا کہ حضور مجھے چند روز کی مہلت دیں اگر میں اُسے نہ ڈھونڈھ لاؤں
تو پھر حضور کو اختیار ہے شہنشاہ نے کہا کہ اگر تو بھاگ جائے اُسنے عرض کیا کہ اے شاہ عالم پناہ میں بھاگ کر کدھر جاؤنگا
گھر بار میرا سب یہاں موجود ہے میں کہاں جاسکتا ہوں بادشاہ کو یہ سنکر تامل ہوا افسران فوج اور سرداران لشکر اور او
مشیران ملک جو جو وہاں حاضر تھے اُن سب نے بھی سعی کی کہ پیر و مرشد اسکے قتل سے کیا فائدہ ملیگا غرض ضمانت لیکر
اُسے چھوڑ دیا وہ دربار سے نکلکر تفحص و تجسس میں صاحبقران کی مصروف ہوا اور شاگردوں کو بلا کر کہا کہ یارو میری تو جان
پر آبنی ہے اور تم سب کے سب مزے اُڑا رہے ہو بھائیو جلدی حمزہ صاحبقران کی تجسس و تفحص کرو ورنہ ہم تمسے رخصت
ہیں یہ سنکر ہر ایک نے مانند مہرۂ شطرنج کے خانہ بخانہ پہونچنا شروع کیا اور ہر ایک مثال اوراق گنجفے کے صرف تلاش ہوا مگر کام اتر
ہی بازی ہاتھ سے گئی ہوئی ہے رنگ سفید ہے غلاموں کی طرح بیکار جا جا کر اپنے تاجدار سے عرض کرتے ہیں کہ حضور حمزہ کا
تو کہیں پتا نہیں لگتا جب بادشاہ یہ سنتا ہے تو غصے سے رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور نہایت درجہ غیظ و غضب میں آکر کہتا
ہے کہ اے بدقماشو تم سب کو زیر تیغ کرونگا اور ادھر کا حال سنیے کہ ملکہ اور امیر رات دن عیش و عشرت میں مصروف ہیں
ایک روز ملکہ نے ایک کنیز سے کہا کہ تو آج کباب مرغ کے تیار کرکے جلد لا حسب الحکم وہ کنیز گئی اور وہ کباب بھون کر لائی مگر وہ
کباب کچے رہ گئے اُس کنیز کو ملکہ نے خوب مارا اور قید کیا اور طرار تیز رفتار نے تمام شہر چھان مارا کسی طرف پتا امیر کا نہ لگا بادشاہ
نے طرار تیز رفتار کو بلا کر کہا کہ او طرار تیز رفتار تو اب تک حمزہ کو تلاش کرکے نہ لایا دیکھ اب میں تین روز کی مہلت اور دیتا
ہوں اگر تو نے اس تین روز میں سُراغ لگا دیا تو تو خیر ورنہ چوتھے روز تجھے ضرور قتل کرونگا طرار یہ حکم سنکر وہاں سے آیا اور سر
جھکا کر فکر میں بیٹھا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے جو حمزہ ہاتھ لگے اور جان بچے مگر معلوم نہیں کون ایسا زبردست ہے جو اس قید شدید سے چھڑا
لیگیا اسواسطے کہ یہ کام کسی زبردست اور بڑے ہی نڈر کا معلوم ہوتا ہے سوچتے سوچتے یہ خیال گذرا کہ اے طرار تو آج ملکہ
مہروح پرور مرصع پوش کے یہاں تو چلکر دیکھ عجب نہیں ہے کہ وہی چرا لیگئی ہو اسلیے کہ حمزہ بھی بہت خوبصورت ہے اور اُسکی
بھی اٹھتی جوانی ہے اگر اُسنے دیکھ پایا ہوگا تو ضرور حمزہ کو لیگئی ہوگی یہ خیال کرکے شب کو ملکہ کے باغ کی طرف روانہ ہوا اور بر
دیوار باغ ملکہ کے پہونچ کر کمند پھینک کر باغ کے اندر گیا اُسوقت پہونچا کہ ملکہ نہایت ناز و انداز سے امیر کے گلے
میں ہاتھ ڈالے ہوئے بیٹھی ہے ناچ گانا ہو رہا ہے صحبت عیش برپا ہے بس یہ کرشمہ دیکھکر آگ بگولہ ہوگیا اور کمند کے
ذریعہ سے باغ کے باہر آکر شہنشاہ مرصع پوش کے دربار میں آیا مگر اُسوقت پہونچا کہ دربار برخاست ہوچکا تھا
اور شہنشاہ محل میں جاچکا تھا طرار تیز رفتار نے خبر کرائی کہ حضور اس خادم نے اُس خدا پرست کا پتا لگایا ہے
ایک تھوڑی دیر کے لیے حضور باہر تشریف لائیں یہ خبر سنکر شہنشاہ مرصع پوش باہر آیا طرار نے سلام کیا اور عرض
کیا کہ خداوند خادم امیر حمزہ صاحبقران کو دیکھ تو آیا ہے مگر عرض حقیقت حال میں خوف شاہی اور آداب بادشاہی
مانع ہے شہنشاہ نے کہا ارے کچھ کہ تو سہی طرار تیز رفتار نے عرض کیا کہ اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں شہنشاہ
مرصع پوش نے کہا کہ تیری جان تجھکو بخشی جلد بیان کر طرار تیز رفتار نے عرض کیا کہ حضور تخلیے میں التماس کرنا مناسب
ہوگا اُسی وقت تخلیہ ہوگیا طرار نے عرض کیا کہ خداوند یہ خادم حمزہ کو شاہزادی کے باغ میں صبح

دیکھ آیا ہو کہ دونون کے دونون بیٹھے ہوئے شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہے ہین اور شاہزادی حمزہ کے گلے مین ہاتھ
ڈالے بیٹھی ہوئی ہی ناچ گانا ہو رہا ہی اگر حضور کو یقین نہ ہو تو خادم چلکر حضور کو دکھلا دے یہ حال سُنکر شہنشاہ مرصع پوش بدن مین
آگ ہو گیا اور کہنے لگا طرار تو سچ کہتا ہی طرار نے عرض کیا کہ خداوندا اگر اسمین ایک سر مو فرق ہو تو خادم کو اُسی وقت
قتل کیجیے گا بس یہ سُنکر شہنشاہ اُسی وقت طرار کے ساتھ روانہ ہوا اور دیوار باغ کے برابر آکر کمند پھینک کر داخل
باغ ہوا دیکھا کہ حمزہ صاحبقران ملکہ کے ساتھ مصروف بوس و کنار ہین صحبت رقص و سرود برپا ہی بس یہ کیفیت
دیکھکر شہنشاہ مرصع پوش مثل شعلۂ آتش کے برافروختہ ہوا اور کہا کہ باش ای حمزہ صاحبقران کی گذارم ترا کہ از
دست من بدر روی غضب کیا کہ میرے ناموس مین تو خلل انداز ہوا کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی اور
تلوار کھینچکر دوڑا ملکہ نے جو باپ کے نعرہ کی آواز سُنی حالت تباہ ہو گئی تمام جلسہ پریشان ہو گیا کوئی کسی طرف بھاگا
کوئی کہین چھپا کسی کا پیشاب خطا ہو گیا کوئی کانپنے لگا مگر صاحبقران جس طرح بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے اور شہنشاہ
نے قریب پہونچکر تلوار ماری صاحبقران نے ملکہ کو تو پیچھے کیا اور دونون گھٹنون کو ٹیک کر بسم اللہ کہکے اُٹھ کھڑے
ہوئے اور ایک پھکی جو دیتے ہین تو تلوار اُسکی ہٹ پڑی اور صاحبقران نے قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈال دیا اور
تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ او مردود دین حقہ اسلام کو اختیار کر ورنہ اس زور سے
پٹکونگا کہ سر ترا پاش پاش ہو جائیگا اور ابھی تو واصل جہنم ہو گا اُسنے عرض کیا کہ ای صاحبقران مین نے ادیان باطلہ
پر لعنت کی آپ کلمہ تعلیم کیجیے مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے اُسے زمین پر رکھدیا وہ امیر کے قدمون پر گر پڑا انہین
صاحبقران نے اُسے کلمہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا بعد اُسکے اُسنے عرض کیا کہ یا صاحبقران ملکہ
کو تو مین نے آپ کی کنیزی مین دیا اب آپ بارگاہ مین تشریف لیچلیے کہ اور لوگ بھی شرف اسلام سے مشرف ہون اور
مین حضور کی دعوت کرون امیر با توقیر نے فرمایا کہ اچھا مین صبح کو آؤنگا یہ سُنکر شہنشاہ تو چلا گیا ملکہ نے امیر سے کہا
ای شہر یار دیکھیے مین آپ کو مطلع کیے دیتی ہون مجھے پھر الزام نہ دیجیے گا ای شہر یار باپ میرا بڑا مکار اور انتہا کا
فریبی ہی آپ ہرگز اُسکے فریب اور مکر مین نہ آئیگا مجھے تو اُسکے اسلام لانے کا بالکل یقین نہین ہی میری دانست مین تو
آپ کے خوف سے حفاظت جان کے لیے بظاہر ایمان لے آیا ہی اور دل مین اُسکے وہی مکر اور ادیان باطلہ کی پیروی
راسخ و مضبوط ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ کچھ مقام خوف تردد نہین ہی خدای ما بزرگ است حق تعالے میرا
حافظ و معین ہی اگر یون بھی ہی تو وہ مسخرا میرا کیا بنا سکتا ہی اور میرا کیا کر سکتا ہی جو امر پروردگار عالم میرے حق مین
بہتر و مناسب جانے گا وہ کریگا مجھے اُسکے مکر و زور سے کچھ اندیشہ نہین ہی القصہ رات تو یونہین گذری اور انھین باتون
مین کٹ گئی جب صبح ہوئی تو صاحبقران عالیشان بارگاہ شہنشاہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہان شہنشاہ امیر
کا انتظار کر رہا تھا بارگاہ کو آراستہ کیا ہی سب انتظام کر رہا ہی کہ اس اثنا مین صاحبقران بھی پہونچے سب کے
سب تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے شہنشاہ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور تخت شاہنشاہی کو جلوہ افروز
فرمائین کہ آپ ہی لائق تخت و تاج ہین یہ سُنکر امیر نے ارشاد کیا کہ ای شہنشاہ ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین تمھارا
تخت و تاج تمکو مبارک رہے ہمین تمھارے تخت و تاج سے کچھ غرض نہین یہ کہکر شہنشاہ کو تخت پر بٹھایا اور خود دنگل
پر بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی شراب و کباب چلنے لگے اس کمبخت نے اُن سب چیزون کو پہلے سے آغشتہ بدار وے
بیہوشی کر رکھا تھا امیر اُنکے کھاتے اور پیتے ہی بیہوش ہو گئے چار سو زرہ پوش چھپے ہوئے بیٹھے تھے وہ صاحبقران کے
بیہوش ہوتے ہی نکل آئے اور امیر کو غل و زنجیر مین مقید کر لیا اور جلاد کو بلا کر چاہا کہ امیر کو تہ تیغ کرے کہ قضائے کام

اتفاقات روزگار نظر کردۂ علے عمران صاحب بغدہ گران مہتر قران حبش امیر کو ڈھونڈھتا ہوا یکایک وہان پہونچ گیا سنا کہ امیر کو تہ تیغ بٹھایا ہی اور ارادہ قتل کا کیا ہی یہ سنتے ہی مہتر قران حبش بغدہ کھینچ دروازۂ بارگاہ پر پہونچا اور جو دربان دروازے پر تھے انکو مار کر بارگاہ کے اندر آیا اور قریب سو آدمیون کے جو اُسکے سامنے آگئے انکو قتل کر کے شہنشاہ کے سامنے آکر پکارا کہ او نامعقول خبردار اگر ایک رونگٹا بھی امیر با توقیر کا میلا ہوا تو یہ یاد ہی رکھنا کہ تو بھی مارا جائیگا یہ کہکے جست کر کے بارگاہ سے نکلا اور صورت اپنی تبدیل کر کے غائب ہو گیا شہنشاہ نے قران کے تعاقب مین کچھ لوگ روانہ کیے مگر سب ڈھونڈھ ڈھونڈھکر تھک گئے اور آکر شہنشاہ سے عرض کیا کہ ای شہنشاہ وہ تو مثل باد صرصر کے نکلگیا ہرچند اُسکا تفحص کیا مگر کہین پتا نہ لگا ہم مارتے کسے اور پکڑتے کسے یہ سنکر شہنشاہ کانپنے لگا اور طرار سے کہا کہ دیکھا تو نے عیار ایسے ہوتے ہین اُسنے کہا کہ شہنشاہ یہ عیار کاہے کو ہی بلاے بیدرمان آفت جہان ہی مگر حضور کے اقبال سے مین ضرور پکڑ لاؤنگا مگر شہنشاہ کا خوف کسی طرح کم نہین ہوتا اور مارے دہشت کے کانپے جاتا ہی اور کہا کہ جب تک یہ بلا گرفتار نہ ہوئے حمزہ کا قتل کرنا مناسب نہین ہی اسے زندانخانے مین لے جاؤ اور قید بہ شدید کرو ادھر تو صاحبقران کو قید کیا اور اُدھر ملکہ کو نظربند کیا مگر قران حبش نے دو تین روز تامل کر کے جب خبر اسیری حمزہ کی سن لی تو قصد کیا کہ جا کر امیر کو رہا کرے یہ قصد کر کے جانب زندانخانہ روانہ ہوا اور زندانخانہ پر پہونچکے وہ پاسبانی اور حفاظت دیکھی کہ عیاذاً باللہ جو شخص غیر اُدھر سے نکلتا تھا اُسے رفع شک کے لیے نہلاتے تھے اور اگر کوئی عیار اُن عیارون مین سے جو زندانخانے پر معین تھے کسی ضرورت کے لیے اِدھر اُدھر نکلجاتا تھا تو اُسکا بھی خوب امتحان کر لیتے تھے جب اپنے حربے مین شریک کرتے تھے اور طرار تیز رفتار بھی ہر وقت وہین بیٹھا رہتا تھا اور اندرون زندانخانہ چار عیار با شمشیر برہنہ امیر کے سرپر کھڑے رہتے تھے قران نے جب یہ نقشا دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہان کچھ نہ ہوسکیگا اور ایک مرتبہ خواجے وآلے کی صورت بنکر آیا تھا بھی تو پہچان لیا گیا تلوار چلی چند عیارون کو قتل کر کے نکل گیا اور اپنے دل مین کہا کہ ای قران لشکر اسلام مین چلکر خبر کر دیکھ تو کیا ہوتا ہی یہ بات اپنے دل مین ٹھہرا کر روانہ ہوا اقتضاے کار اتفاقات روزگار اسفندیار گیلانی اور فرخ بخت قلندر شکار کھیلنے کو آئے ہوئے تھے کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی مہتر قران نے حال صاحبقران کا من وعن بیان کیا یہ حال سنکر دونون شاہزادے کمال دل ملول ہوئے اور وہان سے پھر کر لشکر اسلام مین آئے تمام حال صاحبقران کا من وعن بادشاہ سے گذارش کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم عالی شرف اصدار پائے تو ہم جا کر پدر بزرگوار کو چھڑا لائین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اچھا جاؤ کیا مضائقہ ہی حق سبحانہ تعالے تمھارا حافظ و نگہبان ہی القصہ پھر یہ دونون بلشکر فوج بیکران ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور سامنے شہر مرصع حصار کے پہونچکے خیمے اپنے برپا کیے جب یہ خبر شہنشاہ کو پہونچی کہ فرزندان صاحبقران عالیشان بارادۂ پیکار و رہائی امیر باوقار شہر مرصع حصار کے سامنے آئے ہین اور خیمے اپنے برپا کیے ہین تو اُسنے بھی لشکر اپنا باہر نکالا اور نقارۂ رزمی بجوا دیا یہ خبر سنکر شاہزادون کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاری جنگ رہی آواز بیدار باش ہشیار بلند رہی علے الصباح دونون لشکر میدان نبرد مین معرکہ آرا ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے شہنشاہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا شاہزادہ اسفندیار گیلانی مقابل ہوا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہونے لگی پہلے ہی وار مین اسفندیار نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا شہنشاہ نے تلوار ماری اسفندیار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار نزدیک پہونچی سپر کو اشارہ کیا کہ علی ہذا سپر کا

پشت پر جا جھولا پنجۂ پلی کو دراز کر کے جھٹکی دی کہ تلوار پٹ پڑی پس اسفندیار نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر دے مارا اور جھٹ چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ جلد لقاے بے بقا پر لعنت کر اور ملت بیضاے اسلامیہ کو اختیار کر ورنہ ابھی واصل جہنم کر دونگا شہنشاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار مین نے بصدق دل لقا پر لعنت کی آپ کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایئے مین بصدق مسلمان ہوتا ہون اور تصدیق کرتا ہون کہ دین آپکا دین حقہ ہی اور لقا کاذب و مکار ہی ہرگز لائق خدائی اور پرستش کے نہین ہی یہ سنکر شاہزادہ اسکی چھاتی سے اُتر اور قدمون پر گر پڑا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا اور کلمۂ طیبہ تعلیم کیا شہنشاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور دونون شاہزادگان عالی وقار گلہاے سرسبد بوستان امیر باوقار کو شہر مین لایا امیر حمزۂ صاحبقران کو قید سے نجات دی عفو تقصیر کرائی حمام کروایا لاکر بارگاہ مین بٹھایا دونون شاہزادون نے قدم میمنت لزوم امیر کشور گیر کو بوسہ دیا امیر نے شاہزادون کو گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا شہنشاہ نے امیر باتوقیر اور دونون شاہزادون کی بڑے تزک و احتشام سے دعوت کی تمام شہر کو اسلام آباد کیا تمام فوج و لشکر مسلمان ہوا بتخانے تڑوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈالی سکہ بنام سعد بن قباد کے جاری ہوا آواز اذان چار طرف سے بلند ہوئی بعد اُسکے شہنشاہ نے ملکہ کو امیر باتوقیر کے ساتھ منسوب کیا صحبت عیش برپا ہوئی بعد تین روز کے امیر کشور گیر شہنشاہ کو ساتھ لیکر لشکر اسلام مین رونق افروز ہوے بادشاہ اسلام کی ملاقات ہوئی کل حال اپنا بیان کیا بعد اُسکے شہنشاہ کو بادشاہ اسلام سے قدمبوس کروایا بادشاہ اسلام نے شہنشاہ کو خلعت سے سرفراز و ممتاز کیا بعد چند روز کے امیر باتوقیر ہفت منظر سلیمانی کی جانب روانہ ہوئے اب امیر کو تو اثناے راہ مین چھوڑیئے

دوستگاہے داستان صداقت بیان لندھور بن سعدان کے ملاحظہ کیجئے

کہ جب ارشاد امیر حمزۂ صاحبقران لندھور بن سعدان نے قلعہ فرنگوشیہ پر چرغہ کیا اور عوجان دریا باری سے کہلا بھیجا کہ ای عوجان دریا باری تجکو چاہیے کہ اپنے باطل مذہب کو ترک کر اور ملت حقہ اسلام کو اختیار کر ورنہ سزا معقول دی جائیگی یہ سنکر عوجان نے اسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ ای ہندی تو سمجھا کیا ہی زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان جو یہان موجود نہین ہین تو تو ہمپر دباؤ ڈالتا ہی ہم کوئی بات تیری نہ مانینگے جو تجھسے ہوسکے وہ کر اور ذرا بھی قصور نہ کر ہم بھی کسی طرح تجھسے کم نہین ہین مگر بہتر یہ ہی کہ اب تو تو یہان سے چلا جا جس وقت ایرج نوجوان یہان آجائیگا اُسوقت سمجھ لینا جب یہ پیغام لندھور کو پہونچا تو لندھور نے پھر کہلا بھیجا کہ ہم تیرے ان عذرات بارد کو نہین سنتے بہتر یہ ہی کہ تو قلعہ کو خالی کر دے ورنہ بہت پچتائیگا جب یہ پیغام عوجان نے سنا تو کہلا بھیجا کہ ای لندھور اگر تیرے یہ ارادے ہین تو ہم بھی آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا ہین یہ نہین کہ میرا آقا تو تجکو قلعہ سپرد کر جاے اور مین تجکو دیدون جب یہ پیغام عوجان کا لندھور نے سنا تو نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجا دیا جاے کل ہم قلعہ کو لے لینگے فوراً لشکر لندھور مین طبل جنگ نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر لشکر عوجان مین پہونچائی اُدھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند رہی جب صبح طالع ہوئی عوجان فیلبند دروازے پر آبیٹھا اور ادھر سے لندھور بھی فوج ظفر موج لیے ہوئے سامنے آیا قلعہ سے اکا دکا گولہ گرنے لگا تمام ہندی تو گولے کی زد سے ہٹکر کھڑے ہوئے مگر لندھور گرز گران سنگ آسمان رنگ ہاتھ مین لیکر یکہ و تنہا قلعہ کی طرف چلا لندھور کا آگے بڑھنا کہ اُس طرف سے گولہ برسنے لگا مگر لندھور بے کھٹکے یا علی یا علی کرتے ہوئے گولون کو رد کرتے ہوئے لب خندق پہونچ ہی گئے جب فیلبند باڑھ کے داغ چکے

تو ہاتھ کو رکھ لیا دھوان ہر طرف ہوا روشنی ہوئی دیکھا کہ لندھور لب خندق کھڑا ہوا ہی یہ دیکھتے ہی قلعہ پر سے ماتا ہتو الا
پڑنے لگا مگر لندھور ان سب بلاؤن کو رد کرتا ہوا خندق کے پار پہونچ گیا گرز سے دروازہ شہر کا توڑ ڈالا اور داخل
شہر ہوا دروازے کے ٹوٹتے ہی فوج لندھور بھی پہونچ گئی اور لندھور کے پیچھے پیچھے چلی غوجان دریا باری سے اور لندھور
سے لڑائی ہوئی آخر کار غوجان دریا باری لندھور کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگا لندھور نے حکم دیا کہ تین پہر تک قتل عام
ہو جو سامنے آجائے بے تحاشا گولے مار دو جب تین پہر تک خوب شہر قتل ہو چکا تو دُہائی امیر حمزہ صاحبقران کی بلند ہوئی
اور شور الامان الامان کا آسمان تک جانے لگا لندھور نے سب کو امان دی اور ارشیون پریزاد کو مالک شہر کرکے
روانگی خدمت حمزہ صاحبقران کا تہیہ کیا دیو چہر عیار طرار نے جو یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تو اپنے ذہن مین یہ خیال کیا
کہ ایرج کو بھی اس واقعہ سے اطلاع کرنا ضرور ہی پھر یہ خیال کیا کہ نہین پہلے اس ہندی کو گرفتار کر لینا چاہیے
بعد اُسکے ایرج کو خبر کرنا چاہیے اسواسطے کہ اگر ایرج یہ خبر سُنکر آگیا تو پھر اس ہندی سے معرکہ درپیش ہو جائیگا یہ خیال
اپنے دل مین مضبوط کرکے لندھور کے خیمے کی جانب روانہ ہوا اور یہان کا حال سُنیے کہ لندھور آکر اپنے خیمے مین
بیٹھا ہی اور سامان کوچ کا تیار کر رہا ہی کہ کل حمزہ صاحبقران کی خدمت مین روانہ ہونگے الغرض جب شب ہوئی
تو لندھور اپنے خیمۂ خاص مین جاکر سو رہا اور یہ حرامزادہ دیو چہر صورت اپنی تبدیل کرکے بانے عیاری کے ہمراہ لیکر
خیمۂ خوابگاہ لندھور پر آیا چارطرف خیمے کے گردش کی کسی طرف سے راستہ جانے کا نہ پایا دیکھتا بھالتا ہوا پشت خیمہ پر آیا
وہان پہونچکر دیکھا کہ کچھ فراش بیٹھے ہوئے آپس مین پچیسی کھیل رہے ہین اور چار تین پچیس تیس کا غل ہو رہا ہی بالکل
غافل بیٹھے ہوئے ہین خوش فعلیان کر رہے ہین بس دیو چہر بھی جھٹ فراش کی صورت بنکر انمین مل بیٹھا ہوا
کا رخ دیکھکر جھپ سے بیہوشی اُڑادی بوے تازہ اور عجیب جو اُن سب کے دماغ مین پہونچی خوب ناک پھلا
پھلا کے سونگھی ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی دیکھنا کیا بوے عجیب آرہی ہی جسنے سونگھی اُسنے کہا کہ بھائی ہان کچھ
عجب طرح کی بو آرہی ہی معلوم نہین کس طرف سے آتی ہی غرض خوب طرح سب نے سونگھی اور باتین کرتے کرتے سب کے سب
بے حواس ہوگئے لڑنے لگے آپس مین تکرار ہونے ایک کہتا تھا کہ چار چت پڑی تھین ہمنے پانچ چار کو دکھا کر اٹھایا ہی اور تم کہتے ہو
پچیس پڑے تھے کوئی ایسی چینٹی کرتا ہی واہ بھائی ہارے جو بہت سا ہو تو اب بے ایمانی پر کمر باندھی ہی اس سے ہوگا کیا
کچھ ہم ایسے کمزور نہین ہین کہ تم ہمسے داون لے لوگے اُدھر دوسرے نے کہا کہ ہم تو اپنے پچیس لینگے دیکھین تو کیونکر نہین
دیتے تم ہمیشہ یونہین کوڑیان سمیٹ لیجایا کرتے ہو اور ہم غم کھا کے رہجاتے ہین مگر ابکی ہم نہین چھوڑینگے اپنا داؤن لے لینگے
دیکھین تو تم کیونکر نہین دیتے ہم تو رستم سے لے لینے والے ہین یہان تک کہ آستینین چڑھ گئین اور گتھم گتھا ہونے لگی اور
لڑتے لڑتے بیہوش ہوکر سب گر گئے یہ رنگ دیکھکر مہتر جی اُٹھے کہ یہ لوگ عجب طرح کے پاجی ہین اور انتہا کے بیہودہ
ہین کہ جوا اگر کھیلتے ہین اور دھینگا مشتی کرتے ہین ارے جلد انکو الگ کردو یہ کہکر اُٹھے ہی تھے کہ بیہوش ہوکر وہ بھی دھڑ سے
گرے اور جو فراش کہ مہتر جی کو اُٹھانے آئے تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہو ہوکر گرے کوئی ذی ہوش باقی نہ رہا بس اس
حرامزادے نے جھٹ خنجر نکالکر سبھون کو ذبح کیا اور قنات خیمہ کو چاک کرکے اندر خیمے کے جاکر جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ تمگیرہ تمامی کا
استادہ ہی چاندی کا پلنگ بچھا ہوا ہی ادقچہ برق تمثال پڑا ہوا ہی گرداگرد پلنگ کے کافوری شمعین جل رہی ہین شیشہ ہاے
عطر کے مُنہ کھلے ہوئے ہین دو خاص بردار سونے کی خاصیان ہاتھون مین لیے ہوئے کپڑے نہایت نفیس زرین کمر
پہرے پر کھڑے ہوئے ہین دو خدمتگار چپی پر بیٹھے ہوئے ہین بس اس حرامزادے نے تفنگ مین پر لانے بیہوشی کے جو بھونکے
تو وہ شمع کی لو پر گرے اور جلے دھوان اُنکا جو خاصبردارون اور خدمتگارون کے دماغ مین گیا سب بیہوش ہوکر گرے آ

جو اس بدذات نے سب کو بیہوش پایا تو پلنگ کے قریب آیا دوشالہ کانٹے سے اٹھا کر بیہوشی ہتھیلی پر رکھکے کفچۂ عیاری ناک کے برابر لگا دیا جب لندھور نے اوپر کا دم لیا تو بیہوشی دماغ مین چڑھ گئی لندھور کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی دیوچہر تو پلنگ کے نیچے ہو گیا لندھور ادھر ادھر دیکھکر پھر تکیے پر سر رکھ کے سو رہا اور بیہوش ہو گیا دیوچہر نے فوراً حلقہاے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے گولا لاٹھی کر کے پشتارہ باندھکر صحیح و سلامت خیمے سے نکل آیا اور جانب ہفت منظر روانہ ہوا جلد جلد طے مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا کوئی ایک منزل نہ آیا ہو گا کہ ایک جانب سے تتق گرد کا بلند ہوا اب یہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ گرد کیسی اٹھی ہے خیر باشد دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ یکایک دامن گرد شق ہوا اور سو علم نشان لاکھ سوارون کے دکھائی دیے اور پیچھے پیچھے ان علمہاے زرفشان کے لاکھ سواران جرار بلند بالا نظر آئے اور پیچھے ان سوارون کے ایک جوان شیر اندام کرگدن پر سوار اور اسکے برابر اسی کا ہم پلہ ایک دوسرا جوان چلا آتا ہے دیوچہر نے پہچانا کہ یہ طرماسپ ہے سامنے جا کر دعا دینے لگا اور کہا کہ اے پہلوان دوران رستم زمان زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان تمھاری جدائی مین روز و شب رویا کرتا ہے اور انتہا کا رنج و صدمہ ہے کسی وقت آنسو نہین تھمتا ہر وقت تمھاری ہی یاد رہتی ہے کسی وقت تمھارا دھیان نہین بھولتا طرماسپ نے کہا کہ ہان سچ ہے انکی عنایات و مراحم میرے حال پر ایسے ہی ہین اور اس سے زیادہ مہند دل رہتے ہین مگر یہ تو بتلا کہ تیری پشت پر یہ کسکا پشتارہ لگا ہوا ہے دیوچہر نے کہا کہ اے طرماسپ یہ پشتارہ لندھور کا ہے مین اسکے خیمے سے اسے گرفتار کر لایا ہون اس ہندی نے قیامت ہی کر دی تمام شہر فرنگو نشیہ کو تاراج و برباد کر دیا اور ابتداے محاصرۂ قلعہ سے انتہا تک کل حال من و عن بیان کیا طرماسپ نے بھی کل حال اپنا بیان کیا اور حکم دیا کہ خیمہ ہمارا یہین برپا ہو اور ہندی کو غل و زنجیر مین گرفتار کرو فوراً حسب الحکم طرماسپ خیمے ڈیرے سراپچے برپا ہوئے کل لشکر اترا اور ہر ایک افسر اپنے اپنے خیمے مین اترا لندھور کو آہنگرون نے آکر قید آہن مین مقید کیا طرماسپ اپنے خیمے مین داخل ہوا بعد تھوڑی دیر کے جو لندھور کو ہوش آتا ہے تو اپنے کو مقید بہ قید شدید پایا موکلان زندان سے گھبرا کر کہنے لگا کہ ارے مین تو اپنے خیمۂ خاص مین پڑا ہوا سو رہا تھا یہ میرا کیا حال ہے کون مجھے پکڑ لایا اور یہان قید کیا موکلان زندان نے بیان کیا کہ اے لندھور یہ لشکر طرماسپ ہے دیوچہر عیار طرار تمکو تمھارے خیمے سے بیہوش کر کے گرفتار کر لایا ہے اور طرماسپ کے حوالے کر دیا ہے طرماسپ نے تمھین قید کیا ہے لندھور یہ سنکر چپ ہو رہا مگر عجب طرح کا عالم سکوت تھا اپنے دل مین کہتا تھا کہ خداوندا مین کس بلا مین مبتلا ہو گیا اور یہ کیسی آفت مجھپر آ گئی خدایا مین کیونکر اس بلا سے نجات پاؤنگا لندھور اپنے دل مین ابھی یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ طرماسپ نے لندھور کو اپنے سامنے طلب کیا داروغۂ زندان زنجیر پکڑے ہوے لندھور کو طرماسپ کے سامنے لایا جب لندھور کی نظر طرماسپ پر پڑی تو بطریق اہل اسلام سلام کیا طرماسپ نے برہم ہو کر کہا کہ کیون او ہندی اب اس حالت قید مین تو اپنے کو کیونکر پاتا ہے لندھور نے جواب دیا کہ مین اپنے کو اس طرح پاتا ہون کہ جس طرح شیر ژیان روباہ حیلہ گر کے حیلہ و فریب مین آ کر گرفتار بلا ہو جاتا ہے مجکو ایک عیار مکار بدکردار میرے خیمے سے عالم خواب مین گرفتار کر لایا اور تو اسپر اس طرح کے کلمہ و کلام کرتا ہے ایسا بزدلا ہین شان جراران و بہادران سے بہت بعید ہے اور جو عالی ہمت لوگ ہین وہ ایسے حرکات ناشائستہ و بیہودہ کو نامردی اور بزدلی پر محمول کرتے ہین مگر شاید تو اسی کو جرات و بہادری سمجھے ہوئے ہے اور اس بزدلی سے کسی بہادر کے گرفتار کرنے کو مقام فخر و مباہات جانتا ہے اے طرماسپ تیرے ہوش و حواس کدھر ہین ایک ذرا سنبھلکر بات کر اے عادی اگر تو خود بھی مجکو گرفتار کرتا تو ایسی گفتگوے ناسزا پھر تجکو سزاوار نہ تھی اے عادی اب تو ایسی حالت مین یہ گفتگو سخت ناسزا ہے طرماسپ نے کہا کہ اے لندھور مین نے تجکو نہین گرفتار کروایا یہ عیار طرار دیوچہر تیرا پشتارہ باندھے ہوئے ایرج نوجوان کے پاس لیے جاتا تھا مین نے اس سے تجکو لے لیا

اور اب اسی طرح مقید بقید شدید تجکو ایرج کے پاس لیجاؤنگا یہ کہکر لندھور کو زندان خانہ مین بھجوا دیا اور آپ وہانسے کوچ کر کے شہر فرنگوشیہ کو روانہ ہوا دوسرے دن شہر فرنگوشیہ پر پہونچا مگر جسوقت کہ فرہاد خان بکفر لی اور رفقاء لندھور لندھور کے غائب ہونے سے مطلع ہوئے تو نہایت متردد ہوئے اور انتہا کا قلق ہوا لیکن دارا ب گلیر گی نے دیو چہر کا پیترا پہچان لیا اور سب سے کہا کہ یہ کام کسی کا نہین ہے دیو چہر عیار لندھور کو چرا لیگیا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک گرد لشکر نمودار ہوئی اور طرماسپ مع فوج و سپاہ آ پہونچا اور لشکر اپنا مقابل لشکر لندھور کے اتارا اور آتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جائے اُس وقت لشکر طرماسپ مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا جب یہ خبر ہرکارون سے فرہاد خان کو پہونچائی تو اُسنے بھی اپنے لشکر مین طبل حربی بجوا دیا رات بھر دونون لشکرون مین طیاری رہی اور آوازہ بیدار باش ہوشیار باش بلند رہی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے جسوقت کہ صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کر کے نکلگئے تو طرماسپ میدان مین آیا مبارز طلبی کی فرہاد خان بکفرلی طرماسپ کے مقابلے کو نکلا بعد از گفتگو سے بسیار طرماسپ نے فرہاد خان پر نیزہ مارا فرہاد خان نے نیزہ نیزے پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے کامل دو گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی سنا مین سنانین نیزون کی ناکارہ ہو گئین جھڑ جھڑ جھڑ جھڑ پڑنے لگی مانند خلال خراشان کے پرخچے پرخچے اڑ گئے برچھے ہاتھون کے پٹک دیئے طرماسپ نے فرہاد خان کے ساطور مارا ہر چند کہ فرہاد نے سپر پر وار اسکا رو کا مگر ساطور طرماسپ کا سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر گیا فرہاد خان نے دستانہ مارا اسا طور تو جھنا کر نکل گیا اور سر سے چادر خون کی جاری ہوئی فرہاد خان نے بڑی ہی پھرتی سے زخم سر کو ندھکر طرماسپ پر تلوار ماری طرماسپ نے وار فرہاد کا سپر پر رو کا کہ سپر دو ٹکڑے ہو گئی طرماسپ نے سر اپنا پیچھے ہٹا لیا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہو گئی طرماسپ گینڈے پر سے کود پڑا یہ رنگ دیکھتے ہی ہمراہیان طرماسپ دوڑ پڑے اسطرف سے ہندی بھی ریلا کر کے دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار قریب شام لشکر فرہاد کا بھاگا طرماسپ نے طبل شادمانی بجوایا اپنے خیمے مین گیا صحبت عیش برپا ہوئی افسران فوج نے نذرین خوشی کی دین جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ناچ گانا شروع ہوا شب بھر صحبت عیش و عشرت برپا رہی علے الصباح طرماسپ نے قلعہ فرنگوشیہ کا قصد کیا جب یہ خبر وحشت اثر ارشیون پریزاد کو پہونچی کہ لندھور طرماسپ کے پاس قید ہے اور فرہاد خان نے فوج طرماسپ سے شکست کھا کر فرار اختیار کیا ادھر طرماسپ اب قلعہ فرنگوشیہ پر آتا ہے تو نہایت متفکر اور متردد ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے رفقاے ارشیون نے یہ راے دی کہ آپ بیکار تردد کرتے ہین طرماسپ سے قلعہ بند ہو کر لڑیے قلعہ کا لے لینا کوئی دل لگی بازی نہین ہے یہ سنکر ارشیون نے جواب دیا کہ ہان یہ سب تو سچ ہے لیکن مین اگر حصاری ہو کر لڑتا ہون تو مجھے یہان کی رعایا پر اعتماد نہین اور انکے اسلام پر وثوق نہین ہے یہ تمام شہر آفتاب پرستون کا ہے ادھر سے طرماسپ یورش کریگا اور ادھر سے اہل شہر بلوا کرینگے تو مین بالضرور بیچ مین گھر کر گرفتار ہو جاؤنگا ایک خوف تو یہ ہے دوسرا خرخشا یہ ہے کہ لوگ طعن کرینگے کہ ارشیون طرماسپ سے خائف و ترسان ہو کر قلعہ بند ہو گیا اور دو دن بدن تاب مقاومت نہ لا سکا مین تو ہرگز قلعہ بند ہونا پسند نہین کرتا بہتر یہی ہے کہ مین قلعہ سے باہر نکلکر مقابلہ کرون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکالے اُسی وقت لشکر ارشیون کا قلعہ سے باہر نکلا جب یہ خبر طرماسپ کو پہونچی تو اُسنے اُسی وقت نقارہ رزمی بجوا دیا ہرکارون نے یہ خبر لشکر ارشیون مین پہونچائی اس طرف بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین طیاری رہی علی الصباح دونون لشکر صف آراے میدان کارزار ہوئے جب صفوف جدال و قتال ہو چکین نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو طرماسپ میدان مین آیا مبارز طلبی کی اسطرف سے ارشیون پریزاد مقابل ہوا طرماسپ نے کہا کہ اے ارشیون اگر تجھے اپنی خیریت منانا ہے

اور اپنی جان عزیز ہی تو میرے سامنے سے چلا جا اور قلعہ میرے حوالے کر دے ورنہ بہت ہی سخت سزا پائیگا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی ارشیون نے کہا کہ اگر مجھکو اپنی جان ہی کا خیال ہوتا تو مین تیرے مقابلے کو کیون نکلتا مین ہرگز تجھسے خائف نہین ہون جو تیرے بنائے بن پڑے اُسمین قصور و کوتاہی نہ کر میدان جنگ مقام گفتگو اور فہمائش نہین ہی یہ سنکر طرماسپ نے نیزہ اُٹھا کر ارشیون کے مارا ارشیون نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے کامل تین گھنٹے تک نیزہ بازی ہوا کی تا اینکہ سنانین اور بنانین ناکارہ ہو گئین دونون نے نیزے ہاتھ سے پٹک دیے اور گرز بازی ہونے لگی جب گرز بازی مین بھی دونون برابر رہے تو شمشیر زنی ہونے لگی خوب ہی تلوار چلی مگر اُسمین بھی دونون برابر رہے آخر کار طرماسپ نے ساطور اُٹھا کر دو دستی ضرب لگائی تو سپر کو کاٹ کر ساطور تا دو ابرو اتر گیا ارشیون کے زخمی ہوتے ہی ہمراہیان ارشیون دوڑ پڑے اُسطرف سے طرماسپ کے ساتھی دوڑ آئے جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی خوب ہی کھیت پڑا آخر کار لشکر ارشیون کا شکست کھا کر مفرور ہوا طرماسپ وہان سے مراجعت کر کے قلعہ فرنگوشیہ پر آیا آفتاب پرستون نے دروازہ قلعہ کا طرماسپ کے آتے ہی کھولدیا اور سب کے سب طرماسپ کے قدمون پر گر پڑے طرماسپ نے سبھون کو گلے سے لگایا تشفی اور دلاسا دیا اور عوجان دریاباری کو راستے سے اپنے ہمراہ لے لیا تھا اسی کو قلعہ فرنگوشیہ کا مالک کر کے کل اہل قلعہ کو امر بہ اطاعت عوجان دریاباری کیا اور خود خدمت ایرج نوجوان مین روانہ ہوا

دو کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ایرج نوجوان نقابدار کے خیمے سے نکلکر اپنے لشکر مین صحیح و سلامت پہونچا تو سرداران لشکر نہایت مسرور ہوئے اور حال استفسار کیا ایرج نے تمام سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک بیان کی کہ اس لیوا نے نامعقول نے تو میرے قتل کرنے مین کسی طرح کی کوتاہی نہ کی تھی مگر نقابدار یاقوت پوش نے انتہائے بلند حوصلگی کو صرف کیا اور داد جرأت و بہادری دے دی اور مجھکو چھوڑ دیا کسی قسم کا تعرض جیسے نکیا مگر مجھسے وہان سے لڑائی کا وعدہ ہوا ہی یہ کہکر حکم دیا کہ اسی وقت ہمارے لشکر مین نقارۂ رزمی بجا دیا جائے اُسی وقت حسب الارشاد نقارۂ حربی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر لشکر نقابدار مین پہونچائی نقابدار نے بھی فوراً حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑے اسطرف بھی اُسی وقت طبل جنگی نوازش مین آیا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند رہی جب صبح طالع ہوئی تو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو ایرج نوجوان معرکہ آرائے میدان نبرد ہوا اور مبارز طلب کیا نقابدار یاقوت پوش اپنے لشکر سے نکلکر مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا کہ اے نقابدار یاقوت پوش مین صرف حسب وعدہ میدان کارزار مین نکل آیا ہون لیکن خدمت سامی مین التماس یہ ہی کہ اے نقابدار مناسب یہ ہی کہ آپ مجھسے نہ لڑین اور میری دلی خواہش یہ ہی کہ آپ سے ہرگز نہ لڑون اور آپ کا مقابلہ نہ کرون آپ مجھ سے درگذر فرمائیے مین تو آپکا ہر طرح ممنون منت ہون اور آپ کے احسان اور عنایت سے کسی طرح سر نہین اُٹھا سکتا کہ آپ نے طلسم آذر سلیمانی سے میری جان بچائی اور اس طلسم کو فتح کر کے مجھے چھڑایا اگر آپ میرے حال پر عنایت نہ کرتے اور طلسم آذر سلیمانی کو فتح نہ کرتے تو ہرگز میری رہائی ممکن نہ تھی اگر آپ مجھسے نہ لڑینگے اور مجھ سے درگذر کرینگے اور ان خدا پرستون کے درمیان مین دخل نہ دینگے تو مین اس سے بہت زیادہ آپ کا احسانمند ہونگا یہ تقریر ایرج کی سنکر نقابدار نے جواب دیا کہ یہ ہرگز ممکن نہین ہی کہ مین خدا پرستون کو تمھارے ہاتھ سے ایذا اُٹھاتے دیکھون اور کسی بات مین دخل نہ دون تم انکو قتل کرو اور مین اپنی آنکھون سے دیکھون لیکن ہان یہ ممکن ہی اور اس شرط پر مین تمسے دست بردار ہو سکتا ہون کہ تا وقتیکہ ان سب کے زخم اچھے نہ ہو لین اور یہ اچھی طرح مطمئن ہو کر پہاڑ پر سے نہ اُتر آئین اُسوقت تک تم اِنسے متعرض اور مزاحم نہونا اور جب وہ سب اچھے ہو جائینگے اور

اور باطمینان کامل پہاڑ سے اُترینگے تو پھر مین متعرض و مزاحم نہونگا تم اُنسے سمجھ لینا وہ تمسے سمجھ لینگے مجھے کوئی دخل نہوگا یہ سنکر
ایرج نے کہا کہ سنیئے ای نقابدار یاقوت پوش مین نے کوئی دقیقہ لجاجت او منت کا فروگذاشت نہین کیا مگر ان لوگون نے
میری کوئی بات نہ مانی مین نے نہایت لجاجت سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ تم لوگ دو چار کوس یہان سے ہٹ کر اپنا خیمہ برپا کرو
کہ میرے ملازم کا ناموس سامنے ہو اور یہ مجکو گوارا نہین ہو کہ میرے ملازم کا ناموس تمھارے سامنے رہے مگر ان سب نے ہرگز
نہ سنا اب اگر آپ ان سب کو یہان سے ہٹا دین تو اب بھی مجھے ان سے کوئی تعرض و مزاحمت نہین ہو وہ دو چار کوس پر ٹہکر اپنا
خیمہ برپا کرین یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ ای ایرج انصاف بھی کوئی چیز ہی یا نہین اسطرح غیظ و غضب مین آکر غفلت کے پردے آنکھون پر
نہین ڈال لیتے ذرا تو غور و تامل کرنا چاہیے کہ ایک تو وہ لوگ مجروح اور مقروح دوسرے نور الدہر کے ماتم دار پھر کس طرح یہانسے
سر دست جا سکتے ہین وہ لوگ سب کے سب اپنے قول کے پابند اور دلاور روز ہیجا ہین جان دیدینگے مگر یہان سے ہٹینگے نہین
یہ خیال تمھارا بالکل فضول ہی اس خیال سے درگذر و یہ خیال بدمآل ہی ایرج نے جواب دیا کہ پھر ای نقابدار اب اسمین جو کچھ ہو جاے
مگر مین بغیر ہٹائے ہوے چین نہ لونگا اور جب تک یہان سے ان خدا پرستون کو اُٹھا نہ لونگا کھانا اور پانی حرام ہی یہ
سنکر نقابدار کو غصہ آگیا اور برہم ہوکر جواب دیا کہ او آفتاب پرست بدمست تو اپنے نزدیک دل مین سمجھا کیا ہی تیری منت و سماجت
پر جو ہمنے معاملے کی بات کی اور تجھسے دست بردار ہونے کا قصد کیا تو تو اور سر چڑھنے لگا ذرا تو اپنی حقیقت پر تو خیال
کر کہ تیری اصلیت کیا ہی دیکھ اپنی زبان سنبھال اور اگر اپنی خیریت کا خواہان ہی تو میدان سے جا ورنہ وہ سزا دے معقول دونگا
کہ تمام عمر یاد رہیگی ایرج نے کہا کہ اگر آپ مجھپر ایسا دباؤ ڈالتے ہین تو مین بھی کسی طرح آپسے کچھ کم نہین ہون لائیے
جو کچھ حربہ آپکے پاس ہو نقابدار نے کہا کہ تو ہی ابتدا کر کہ ابتدا کرنا ہمارے ضوابط کے برخلاف ہی یہ سنکر ایرج نے نقابدار پر نیزہ مارا
نقابدار نے وار نیزے کا نیزے پر رد کیا اور نیزہ بازی ہونے لگی نیزے کے نکلنے لگے گویا دو بلبلین بقین کہ باہم باغ مین
گتھ گئین کامل تین گھنٹے تک اسطرح نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین سنانین بالکل ناکارہ ہوگئین نیزے مانند خلال فرشان کے پرچے پرچے
اڑ گئے دونون نے نیزے ہاتھ سے پھینک کر گرز اٹھا لیے خوب ہی گرز چلے کہ گرزون کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے نوبت شمشیر زنی کی
پہونچی عین حالت شمشیر زنی مین جانب صحرا سے ایک گرد اٹھی اور دفعۃً اسد غازی اپنے رفیقون سمیت آپہونچا اور ایک جانب
کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگا اب ایرج اور نقابدار مین خوب ہی تلوار چل رہی تھی تا اینکہ دن بھر تلوار چلی قریب شام ایرج نوجوان
کے ہاتھ سے نقابدار زخمی ہوا یہ رنگ دیکھکر اسد غازی تلوار کھینچکر لشکر ایرج پر گرا اور بہت سے آدمیون کو قتل کرکے نکلگیا
اس طرف سے ایرج نے اسد کا تعاقب کیا اور للکارا کہ او دیو اسے مجہول برگشتہ بخت و نا معقول کھڑا رہ کہان جاتا ہی مین آپہونچا ایرج کی
آواز سنکر اسد بھی پھر پڑا اور پکارا کہ او کر پاس فروش بچہ بازاری کہان جاتا ہی دیکھ مین آپہونچا یہ کہکر مثل باد تند یا طوفان فورًا لڑتے کے لشکر
ایرج پر گرا اور دو چار سو آدمیون کو مار پیٹ کے مثل باد صرصر صاف صحیح و سلامت نکلا ہوا چلا گیا اور پکار کر کہتا گیا کہ دیکھا دلیر ایسے
یون عوض لیتے ہین اسد تو ادھر نکلا ہوا چلا گیا اور ایرج اُسطرف پھرا اور زیر کوہ آکر نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو آج بدولت
نقابدار اور اسد غازی کے بچگئے خیر کل کہان جاؤ گے ارے تم مین سے ایک کو تو زندہ چھوڑونگا نہین یہ کہکر اپنے لشکر کی طرف
مراجعت کی اور خیمے مین داخل ہوا اور ڈنگل شوکت پر بیٹھکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جاے اور اسد بن کرب غازی جو دامن کوہ
مین آیا سب کے سب شکوہ پرداز جور فلک ہوکے اور آپسمین باتین ہونے لگین کہ افسوس صد افسوس یہ فلک کجرفتار اور گردون
دو دار کیا کیا گردشین دکھاتا ہی کہ ایک بزاز بچے سے ذلیل کروا دیا ہاے افسوس اس فلک تفرقہ پردازی کی مجبوری
سے ہمارا یہ حال ہوا اور وہ سب ایک پہاڑ پر یون بے دست و پا پڑے ہوے ہین یہ باتین کرکے اسد رونے لگا ابھی اسد
یہ باتین کرکے رو ہی رہا تھا کہ یکایک ایک بگولا گرد کا اٹھا اور جانسوز بن قران ایک فقیر کی صورت بنا ہوا آیا اور اسد غازی کو بطریق

اہل اسلام سلام کیا اسد نے تعظیم کی اور اُٹھکر جانسوز کے گلے سے لپٹ گیا اور اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا کہ ای جانسوز مین
تجکو قران کے برابر جانتا ہون ای بھائی تمھارے آنے سے اسوقت میرا دل قوی ہو گیا بازو مضبوط ہو گیا تم کیا آگئے گویا
جسم بیجان مین جان تازہ عود کر آئی یا سوکھے دھانون مین پانی پڑ گیا یا باغ خزان رسیدہ مین بہار آگئی دل باغ باغ ہو گیا غرض
انتہا کی خوشی او مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی مگر اسد کو صدمہ اسطرح کا گذرا ہی کہ ہر مرتبہ آنسو ٹپک پڑتے ہین بات کرتا جاتا ہی اور آہ سرد
کھینچتا جاتا ہی جانسوز نے عرض کیا کہ ای شہریار مین جب سے حاضر ہوا ہون گو کہ آپ نے بہت خوشی اور مسرت ظاہر کی مگر
برابر آہ سرد کھینچتے ہوئے اور آنسو ٹپکتے ہوئے دیکھ رہا ہون دل بیقرار ہوا جاتا ہی آخر سبب تو اس گریہ و زاری
اور قلق و اضطرار کا کچھ بیان تو کیجیے کہ آخر وجہ کیا ہی اگر کوئی کام مجھسے ہو سکنے کا ہو تو مین بجالاؤن اور فی الجملہ آپکے
حق سے ادا ہون یہ سُنکر اسد نے کہا کہ ہمدلا اور کیا بیان کرون کہ اسکی کیا وجہ ہی اور زمانہ نے کس قدر اور کس طرح ہمیساہی شعر
کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا ÷ بن کہے بھی رہا نہین جاتا + ای بھائی کیا بیان کرون کہ اس فلک کجرفتار نے اس پاجی بزاز بچے
کے ہاتھ سے کیا ایذائین دلوائی ہین اور کیا کیا رنج و صدمے اسکے باعث سے اُٹھائے ہین کہ کلیجہ پک گیا اور دل پاش
پاش ہو گیا لاکھ لاکھ تدبیرین اور کوششین کین مگر کوئی فکر پیش نہین جاتی کوئی تدبیر بن نہین پڑتی دم گھٹ گھٹ کر مُنھ کو
آتا ہی اور ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہی کہ کونسی فکر کرون اور کیا کرون اور کیا نہ کرون ای جانسوز یقین کوئی تدبیر سوچ جانسوز
نے کہا کہ ای شہریار باوقار مجکو اتنی طاقت اور قدرت اور حوصلہ کہا کہ مین قران کی برابری کرسکون یا لشکر اسلام مین اپنے
کو بھی شامل کرون مگر جو کام آپ ارشاد فرمائین اور جو ضرورت آپ کو درپیش ہو اُسے شوق سے ارشاد فرمائیے مین بدل
و جان و شوق تمام اسکی تعمیل مین مصروف ہونگا اور سعی وافر کرونگا امکان بھر تو کوتاہی اور تعویق نہ کرونگا یہ سُنکر اسد نے
کہا کہ ای جانسوز اب اس سے زیادہ مجھے کوئی دقت اور مشکل نہین ہی جسکے باعث سے میرا یہ حال اور اس درجہ ملال ہی
جانسوز نے کہا کہ آپ بیان تو کیجیے مین سنون بھی تو اسد نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ ای جانسوز
اب بڑی ضرورت اور بڑا کام یہ ہی کہ تو جاکر کسی طرح ایرج کے لشکر سے ایرج کو چُرا لا تو مجھے اطمینان اور تسلی ہو
جانسوز نے کہا بہت اچھا یہ کونسا بڑا کام ہی اور کونسی مشکل بات ہی جسکے واسطے آپ اس درجہ متفکر و متردد ہین مین
ایرج کو جاکر چرا لاؤنگا آپ مجھسے ایرج کو لیجیے یہ کہکر اُسی وقت اُٹھا اور صورت اپنی تبدیل کرکے بانے
عیاری کے بدن پر آراستہ کرکے لشکر ایرج کی جانب روانہ ہوا اب وہ وقت ہی کہ ایرج طبل جنگ بجوا چکا ہی تیاری
جنگ کی لشکر ایرج مین ہو رہی ہی اور ایرج نوجوان اپنے خیمۂ خاص مین بیٹھا ہوا ہی رفقاے خاص ایرج کے پاس بیٹھے
ہوئے ہین افسران فوج گرداگرد مجتمع ہین لڑائی ہونے کی بابت مشورہ ہو رہا ہی ایرج کہ رہا ہی کہ یہ معاملہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ
جب مین ان خداپرستون کے قتل کا ارادہ کرتا ہون ایک نہ ایک حمایتی انکا ایسا پیدا ہو جاتا ہی کہ یہ ہر روز بچ جاتے ہین اور مین ہر روز
بے نیل مقصود واپس آتا ہون رفقا کہ رہے ہین کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان نیر اعظم کی اعانت درکار ہی آخر ان خداپرستون کے
حمایتی کب تک آئینگے اور کہان تک لڑینگے اگر نیر اعظم کی مدد شامل حال رہی تو جو آئیگا اُسے مارئیے گا مگر اب تو کوئی شخص آتا
جاتا معلوم نہین ہوتا کل شب بخیر آپ ان خداپرستون پر فتحیاب ہونگے القصہ جانسوز یہ رنگ دیکھکر ایک گوشے مین چھپ رہا
تا اینکہ دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے ٹھکانے پڑ رہے ایرج نے کھانا کھا یا اپنی خوابگاہ مین جاکر آرام کیا بس
فوراً جانسوز شاپور کی صورت بنکر بیٹے تو جو لوگ دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اُنکے پاس جاکر بیٹھا خود بھی شراب پی اور اُن سب کو
بھی خوب شراب مین بیہوشی ملا کر پلائی وہ سب جب خوب سا بیہوش ہو گئے تو یہ بارگاہ کے اندر آیا خاصبرداروں اور خدمتگاروں کو کشمش
پستے وغیرہ کھلا کر بیہوش کیا تمام روشنی بجھا دی مگر ایک آدھ شمع جو قریب الاختتام ٹمٹما رہی تھی اُسے رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا نہو جائے

اور برابر پلنگ کے آکر کانٹے سے دوشالہ ایرج کے منہ سے اٹھایا اور داروے بیہوشی نکالکر غنچہ عیاری مین رکھکر ایرج
کے دماغ کے برابر لگادی جب ایرج نے اوپر کی سانس لی او بیہوشی دماغ مین چڑھی تو ایرج کو چھینک آگئی آنکھ کھلگئی جانسوز
پلنگ کے نیچے چھپ رہا ایرج نے ادھر ادھر دیکھکر جب کسی کو اپنے قریب نہ پایا تو پھر تکیے پر سر رکھکے سو رہا اور بیہوش ہوگیا بس
فوراً جانسوز نے حلقہا سے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن و کمر باندھ
ساتوین حلقے سے گولا لاٹھی کرکے پشتارے مین رکھکر گرہ پشتارے کی باندھکر پشتارہ پیٹھ پر رکھکے صحیح وسلامت راہی ہوا اب
ہر ایک کی نگاہ سے بچتا ہوا جلد جلد راستہ طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی یہان تک کہ لشکر ایرج مین پہونچا طلایہ پھر رہا تھا آواز بیدار باش
ہوشیار باش اور حاضر باش کی بلند تھی سیقل سپر گردان بھی طلایہ کی گشت پر تھا اور ہر چہار طرف دوربین لگائے ہوئے
دیکھ رہا تھا جب جانسوز اُسطرف سے گذرا اور سیقل نے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی سیقل نے یہ دیکھکر نعرہ کیا کہ ارے
کون جاتا ہی اور کیا لیے جاتا ہی کھڑا رہ جائزہ دیتا جا یہ آواز سنکر جانسوز نے للکار کر کہا کہ ابے تو مجھے نہین پہچانتا کہ مین کون ہون منم
جانسوز بن قران اور اس پشتارے مین ایرج نوجوان ہی اسد غازی کے حکم سے گرفتار کرکے لیے جاتا ہون اور جاکر اسد
کے حوالے کرتا ہون یہ کلمہ جو سیقل نے سنا پکارا کہ ارے جانسوز کھڑا تو رہ مین آن پہونچا تو تو میرے آقا کو لیے جاتا ہی دیکھ تو کسطرح
قتل کرتا ہون یہ کہکر بے تحاشا دوڑا مگر جانسوز نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر مین یہین بر بھڑ پڑا تو ابھی لشکر ایرج سے لوگ
نکل آینگے قرار واقعی لڑائی ہوگی ایرج ہاتھ سے مفت مین نکل جائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ جلد لشکر سے اسے نکال لے چلو اور دو
چار کوس یہان سے ہٹ کر اس مردود کا مزہ اچھی طرح لو یہ سوچ کر سیقل کے سامنے سے بھاگا سیقل نے اُسکا تعاقب کیا
آگے آگے جانسوز پشتارہ بدوش پیچھے پیچھے سیقل تعاقب مین جانسوز کے چلا جاتا ہی جب دو تین کوس لشکر سے نکل آیا تو
اُسوقت جانسوز پھرا اور کہنے لگا کہ او حرامزادے تو اپنے دل مین یہ نہ سمجھنا کہ جانسوز تجھسے دبگیا او مردود مین تجھسے دبا ہرگز نہین
بلکہ مین اسواسطے تیرے لشکر سے تجاوز کر آیا کہ وہان تیرے حمایتی بہت سے تھے اور مین تنہا تھا ایک دو کی دوا ہوسکتی ہی نہ یہ کہ ایک تن تنہا
پر اسقدر لوگ ٹوٹ پڑتے مگر اب تو بھی اکیلا ہی اور مین بھی تنہا ہون جسطرح تیرا جی چاہے مجھ سے سمجھ لے دیکھ تو مین بھی تیری کیا حالت
کرتا ہون اور کیا گت بناتا ہون دوسرے یہ کہ مین گران بار بھی تھا اگر وہان مین بھڑ پڑتا تو اکیلا آدمی لڑتا بھی اور بوجھ کی حفاظت بھی
کرتا یہ کیونکر ممکن تھا مین لڑنے مین مصروف ہوتا اور کوئی صاحب اس بار گران کو میری پشت پر سے اٹھا لیجاتے اب یہان تو مین ہون
اور تو ہی جو تجھسے ہوسکے تو کر اور جو مجھسے بن پڑیگا وہ مین کرونگا تو جاتا کہان ہی اگر خدا نے فضل کیا تو آج خوب ہی دل کا حوصلہ
نکالتا ہون اور تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہون سیقل یہ سنکر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ اچھا جب تو میرے ہاتھ سے بچیگا تو سب کچھ کر لینا یہ کہکر
ایک ہاتھ تلوار کا اپنے زعم مین اس زور سے مارا کہ اسی ہاتھ مین فیصلہ ہی مگر جانسوز نے نہایت پھرتی سے پشت شمشیر پر روک کر ایک
ہاتھ جو سیقل کے رسید کیا تو تلوار اسکی سپر کو کاٹ کر چار انگل سر مین سیقل کے در آئی دوسری تلوار اور ماری کہ شانہ بھی سیقل کا زخمی ہوا
سیقل نے باگ پھیری کہ جانسوز کے سامنے سے بھاگ جائے کہ جانسوز نے پانون گینڈے کا لیکر اس زور سے کھینچا کہ سینہ گینڈے
کا زمین سے لگ گیا سیقل جھٹ کود کر اپنے لشکر کی جانب بھاگا ہی تھا کہ اسی اثنا مین ہمراہیان سیقل دوڑ آئے اور سیقل انکی آڑ مین
ہوکر بھاگ گیا جانسوز نے گینڈے کو بالاے سر چرخ دے کر جو ہمراہیان سیقل پر کھینچ مارا تو کوئی دس بارہ آدمی کچلگئے اس عرصے
مین صبح تو طالع ہو ہی چکی تھی جانسوز جانب کوہستان اسد بن کرب غازی کی خدمت مین روانہ ہوا جلد جلد راستہ طی کرتا ہوا
چلا جاتا تھا کہ دفعتہ جانب صحرا سے ایک تتق گرد کا بلند ہوا اور سات سو علم ستارہ پیکر نشان سات لاکھ سواران جرار کے ہویدا ہوئے
جب علم گذر گئے اور نصف لشکر بھی متجاوز ہوگیا تو بیچون بیچ فوج مین ایک شخص کو تخت پر دیکھا کہ ہاتھون مین ہتھکڑی پانون مین
بیڑی گلے مین طوق کمر مین زنجیر مقید بہ قید شدید بیٹھا ہی اور ایک علم ستارہ پیکر کے سایے مین ایک جوان حسین خوبصورت

شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن - جوانی کی راتین مرادون کے دن + خال سبز رگ ہاشمی چہرے پر ہویدا زلف ہاے عنبرین چہرے پر چھوٹی ہوئین آثار سطوت وصولت رعب وجودت تہور وشجاعت جبین جبین سے آشکار چلا آتا ہی اُس جوان کی نظر جو جالنسوز پر پڑی دیکھا کہ ایک پیادہ ایک پشتارہ پشت پر لیے جاتا ہو اور کسی جگہ قدم نہین ٹھہرتا بھاگا بھاگ دوڑتا ہوا منھ اُٹھائے روانہ ہی تو اپنے لوگون سے کہا کہ اس پیادے کو میرے پاس لے آؤ یہ حکم سنتے ہی کچھ لوگ جالنسوز کے تعاقب مین دوڑے مگر جالنسوز کب ٹھہرتا ہی اور کب کسی کی سنتا ہی بھاگا ہوا چلا جاتا ہی کہ اتفاقات روزگار قضاے کار جاتے جاتے ایک پتھر کی جو ٹھوکر لگی جالنسوز اوندھے منھ گر پڑا اور ناخن جالنسوز کا ٹوٹ گیا خون بکثرت جاری ہوا جالنسوز کو غش آگیا ایک لمحہ ٹھہر کے جو ہوش آیا تو پھر پشتارے کو اُٹھا کر چلا مگر دو ہی قدم کے بعد پھر آگے نہ چل سکا اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اس پشتارے کی وجہ سے آہستہ آہستہ چلتا ہون کیونکہ یہ بوجھ لیکر جلدی جلدی نہ چل سکونگا تو فوراً ضروری گرفتار ہو جاؤنگا اور اگر جان بچا کر نکل جاؤنگا تو یار زندہ صحبت باقی کا معاملہ ہی ہم زندہ رہینگے تو کبھی نہ کبھی داؤن پڑ ہی جائیگا پھر گرفتار کر لینگے القصہ سوچ بچار کر کے اسی امر کو ترجیح دی کہ اسوقت اپنی جان ہی بچا کر نکل جانا بہتر ہی یہ خیال اپنے دل مین مستحکم کر کے پشتارہ تو کھول کر راستے مین پھینکدیا اور آپ اسد کی خدمت مین روانہ ہوا اسد جالنسوز کے انتظار مین بیٹھا ہوا تھا اور اپنے رفقا سے کہہ رہا تھا کہ دیکھیے جالنسوز کیا کارستانی کر کے آتا ہی ایرج کو لاتا ہی یا نہین رفقا عرض کر رہے ہین کہ حضور جالنسوز اپنے قول کا سچا ہی اور پابند ہی جہان تک اُسکا زور اور قابو چلیگا وہان تک کوتاہی نہ کریگا اور ضرور بالضرور لائیگا آپ کے اضطرار کو دیکھکر بہت تیزی سے گیا ہی اسد نے کہا کہ ہان یہ تو سب سچ ہی اور اسمین کوئی ریب وشک نہین ہی کہ جالنسوز نہایت صادق الوعدہ اور سچا وفادار دوست ہی میرے اضطرار نے اُسکے دل محبت منزل پر کامل اثر کیا اور وہ بہت ہی بیقرار ہو کر نہایت تیزی سے گیا ہی مگر میرے دل کو ہرگز ہرگز یقین نہین ہی کہ جالنسوز ایرج کو لا سکیگا کیونکہ لشکر ایرج ایسا ویسا لشکر نہین ہی ہر طرح کا بندوبست بہ طرز خوب وعنوان مرغوب ہوگا پھر جالنسوز کسطرح جا سکیگا میرے خیال مین تو طائر خیال کے بھی پر جلتے ہین پہرے بکثرت ہر چہار جانب طلایہ کی گشت میری تو عقل ہرگز قبول نہین کرتی کہ جالنسوز اپنے مقصد مین کامیاب ہوگا اور صحیح و سلامت ایرج کو یہان تک لے آئیگا ایرج کا لانا کیسا اگر خود بھی صحیح وسلامت نکل آئے تو بڑی بات ہی اور لو فرضنا بفرض محال اگر جالنسوز ایرج کو اُسکے خیمے سے نکال بھی لایا تو راستے سے صحیح وسلامت بچکر آنا دشوار ہی کہ لشکر ایرج کا تین چار کوس کی حد مین ہی رات کو طلایہ کی گشت کے افسر دوربینین لگائے چہار طرف دیکھا کرتے ہین دیکھیے خدا ہی خیر کرے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ جالنسوز لنگڑاتا ہوا آیا اسد بن کرب غازی کو سلام کیا اسد نے جو خالی ہاتھ دیکھا کہا کہ کیون جالنسوز بس اسی برتے پر شیخی مارکے گئے تھے کہ ہم ایرج کو لائینگے بس لا چکے اپنا سا منھ لیکر چلے آئے اسی منھ مصالحہ پر اتنا بڑا دعوی کیا تھا واہ دادا واہ بھائی چھوٹا منھ بڑی بات کا یہی انجام ہوتا ہی کہ انسان منھ کی کھاتا ہی یہ سنکر جالنسوز نے کہا کہ اے شہریار باوقار پہلے آپ سن لیجیے پھر برہم ہو جیے گا کہ خطا میری تھی یا قصور تقدیر کا مین نے تو تا امکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اسد بن کرب غازی نے سنکر کہا کہ بہت اچھا فرمایئے مین بھی تو سنون کہ کیا حادثہ گذر گیا جالنسوز بن قران نے ابتدا سے انتہا تک کل کیفیت من وعن بیان کی اور پاؤن کا انگوٹھا دکھا دیا کہ ملاحظہ فرمایئے جب یہ صورت میری ہو گئی ہی تب مین نے پشتارہ ہاتھ سے چھوڑا ہی اور اپنی جان بچا کر بھاگا ہون ورنہ اتنی کوشش کر کے چھوڑ دینا اور آئی ہوئی چیز پھینکدینا کوئی عقلمند کیون پسند کریگا یہ حال سنکر اسد بہت آزردہ ہوا اور کہا کہ بس لے بس زیادہ باتین نہ گڑھیے اور ناحق کی بہانے بازی نہ کیجیے گئے تو تھے آپ اتنا بڑا دعوے کر کے جب وہان جا کر آپ سے کچھ نہ ہو سکا اور بے نیل مرام وہان سے پھرے تو راستے مین آپ نے پتھر سے انگوٹھا توڑ لیا کہ اب جا کر بہانہ بازی کیجیے اور اپنی

دلاوری حنا پیے جانسوز یہ باتین سنکر جلگیا اور برہم ہو کر کہنے لگا کہ اجی واہ حضرت آپکی بھی کیا باتین ہین کیا کوئی ایسا مجنون و مخبوط ہی کہ ناحق بھی اپنا انگوٹھا توڑ لیگا خون بہائیگا اور اپنی یہ گت خواہ مخواہ بنائیگا آج اتفاق سے یہ سانحہ ہو گیا اب کیا روز روز ایسی ہی آفتون کا سامنا ہو گا خدا چاہیگا تو کل جا کر ضرور پکڑ لاؤنگا جو کچھ کہا ہی اُسے پورا کرونگا آپ طعن و تشنیع بیکار ہی کو کرتے ہین اتفاقات روزگار اور قضاے کار کو کیا کیجیے یہ باتین سبھی کے ساتھ ہر وقت لگی ہوئی ہین مجھپر کیا منحصر ہی یہ سنکر اسد بن کرب غازی نے کہا کہ خیر یہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب یہ کہو کہ وہ لشکر کس مقام پر ملا تھا جانسوز نے کہا کہ دامن کوہ مین اسد اُسی وقت مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور یہان کا حال سنیے کہ اس جوان حسین نے جو لوگ جانسوز کے تعاقب مین روانہ کیے تھے وہ اس پشتارے کو لیکر اُس جوان کے پاس آئے اور کہا کہ وہ پیادہ تو ٹھوکر کھا کر گرا تھا غش آ گیا جب ہوش آیا تو پشتارہ چھوڑ کر بھاگا یہ پشتارہ ہم اُٹھا لائے ہین بس اُسی وقت اُس جوان نے حکم دیا کہ خیمہ ہمارا یہان نصب کیا جائے لشکر ہمارا یہان اُترے ہم دو ایک روز یہین قیام کرینگے اُسی وقت حسب الحکم خیمے استادہ ہوئے وہ جوان اپنے خیمے مین اترا پشتارہ ایرج کا سامنے رکھوایا اور سوچ رہا ہی کہ معلوم نہین کہ اس پشتارے مین کیا ہی کھولون یا نہ کھولون اور اپنے رفقا سے کہ رہا ہی کہ بھائی یہ عیار واقعی بہادر تھا اور بڑا صاحب حوصلہ اگر انگوٹھا اُسکا نہ ٹوٹ جاتا تو کیا ممکن تھا کہ یہ پشتارہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ جاتا اور معلوم نہین کہ اس پشتارے مین کیا ہی کہ اسی اثنا مین اسد بھی پہونچگیا دیکھا کہ ایک خیمہ زرین نہایت پرتکلف باساز و سامان بیچ مین نہایت بلند استادہ ہی اور گرداگرد خیمے کے فوج و لشکر بیکران اُترا ہوا ہی اسد بن کرب غازی نے چاہا کہ اندر بارگاہ کے جائے دربانون نے روکا اور کہا کہ ہم بلا اجازت اپنے مالک کے اندر بارگاہ کے آپ کو جانے نہ دینگے آپ اتنا صبر کرین کہ ہم جا کر عرض کر لین اور اجازت لے آئین تو آپ تشریف لے جائیگا یہ سنکر اسد بن کرب غازی نے کہا کہ تم مجھے پہچانتے بھی ہو کہ مین کون ہون مین حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا نواسا ہون بھلا تمھارے روکنے سے رُکونگا تمھارا روکنا بھی فضول ہی یہ کہکر بے تامل بارگاہ کے اندر داخل ہوا اور اُس جوان کو سلام کیا وہ جوان حسین اسد بن کرب غازی کی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھا لیا اور پوچھا کہ آپ کا اسم اقدس اور نام مقدس کیا ہی ارشاد فرمائیے اسد نے کہا کہ مجھے اسد بن کرب دلاور کہتے ہین اور مین نواسا ہون حضرت امیر حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان کا اُس جوان نے کہا کہ اے اسد دلاور اس حقیر کو سرفراز کرنے سے آپ کا کیا منشا ہی اور کیا باعث ہی اسد نے کہا کہ باعث یہان آنے کا یہ ہوا کہ ایرج کرپاس فروش کو عیار میرا پکڑنے کے لیے چلا آتا تھا کہ تمھارے لشکر سے سامنا ہوا تمنے پشتارہ اُسکا چھنوا لیا اُس جوان نے کہا کہ اے اسد ہمکو معلوم بھی نہین کہ اس پشتارے مین کیا ہی آپ کے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ پشتارہ ایرج کا ہی دیکھیے وہ آپ کے سامنے اُسی طرح رکھا ہی مین نے اُسکی گرہ بھی نہین کھولی مگر یہ تو بتلائیے کہ ایرج کی خوبیان اور عادات خجستہ تو تمام زمانے مین مشہور ہین آپ کو ایرج سے ناراض ہونے کی کیا وجہ ہی اسد نے کہا کہ ع عجیب سانحہ و طرفہ ماجرائیست + مگر اب تمنے پوچھا ہی تو سنو حال اس قصہ کا یہ ہی کہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران سے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے ایسا بگاڑ ہوا کہ امیر کشور گیر خواجہ عمرو کے دشمن جان ہو گئے اور خواجہ امیر کا تشنہ خون ہو گیا اُسی حالت نفاق مین عمرو شہر فرنگوشیہ کو چلا گیا اور ایرج آفتاب پرست کو خاک سے پاک کر کے اس مرتبے کو پہونچایا کہ امیر با توقیر سے لڑوانے کو لایا اور صاحبقران آفتاب پرستان کے لقب سے مشہور کرایا اور شاہزادہ نور الدہر بن شاہزادہ بدیع الزمان نامور امیر حمزہ صاحبقران کا پوتا کہ آج لشکر امیر گیتی ستان مین اُس سے زیادہ بلند حوصلہ اور باجرأت اور پر تہور اور صاحب شجاعت کوئی دوسرا شخص نہین ہی اُس سے ایرج سے کمال درجہ محبت ہو گئی اور وہ اس بزاز بچے سے نہایت مروت اور

محبت سے پیش آیا اور کمال درجہ اُس بزاز بچے سے محبت کی کہ اس زمانے مین شاہزادہ نورالدہر عالی وقار کیوان رفعت
کی بیٹی ملکہ قمر چہر پر عاشق ہوگیا اور ایسا بیخود ہوگیا کہ سامنے قصر ہفت منظر کے کہ جسمین ملکہ سکونت پذیر تھی فقیر بنکر بیٹھ رہا
اور ایرج نے شاہزادہ زنگبار حامد بن حمید زنگی پر فتحیابی حاصل کی اور اُسکو دین آفتاب پرستی قبول کرنے کی ہدایت
کی اُسنے یہ شرط پیش کی کہ مین ملکہ قمر چہر پر عاشق ہون اگر آپ اُسے مجھے دلوادین تو مین آفتاب پرست ہوتا ہون
ایرج اُسے لیکر قصر ہفت منظر پر آیا خلاصہ یہ کہ اُسنے وہان آتے ہی تمام محبتین اور دوستیان بھلاکر بیمروتی پر کمر باندھی
اور شاہزادہ نورالدہر سے کہا کہ اے نورالدہر میرے ملازم حامد بن حمید کا یہان ناموس مقیم ہے تم یہان سے اُٹھ جاؤ اُس
غمہر یار نے عالم بیخودی مین کچھ جواب ندیا اُس پاجی نے جھنجھلاکر اُس شاہزادے کو کوڑا مارا القصہ بعد چند روز کے دیو قلیاس
جسکے قبضے مین ملکہ قمر چہر ہفت منظر سلیمانی مین نظربند ہے وہ نورالدہر کو اُٹھاکر دریا مین پھینک آیا بدیع الزمان اور
بجیل ماہرو شاہزادہ نورالدہر کو ڈھونڈھتے ہوے ہفت منظر پر آئے وہان آکر یہ خبر بدسنی بس تاب ضبط باقی نرہی
اُسی جگہ خیمہ برپا کرکے شاہزادہ نورالدہر کا ماتم کرنے لگے اس پاجی نے اُنسے بھی یہی کہا کہ آپ یہان سے ہٹ جائین
تا اینکہ نوبت بجنگ وجدل پہونچی وہ سب زخمی ہوکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور دامن کوہ مین پناہ لی ہے اب یہ چاہتا ہے کہ اُن سبکو
پہاڑ پر جاکے قتل کرے خلاصہ سارے قصہ کا یہ ہے اب یہ مردود آفتاب پرست واجب القتل ہے یا نہین یہ سُنکر اُس
جوان نے کہا کہ آپ مجھسے بھی آگاہ ہوئے کہ مین کون ہون اسد نے کہا کہ مین آپ سے واقف نہین ہون آپ بیان کیجیے
اُسنے کہا کہ سنیے ایک شہر اختر ہے وہان کا بادشاہ ہے جمشید اختری سب لوگ وہان کے ستارہ پرست ہین اور
نام خورشید ستارہ پرست ہے اور یہ جوان رعنا جو غل و زنجیر مین گرفتار تخت پر بیٹھا ہوا ہے یہ بیٹا ہے
جمشید اختری کا ناہید اختری اسکا نام ہے یہ بھی ملکہ قمر چہر کی تصویر دیکھکر عاشق ہوگیا ہے اور اپنے آپ سے گذر گیا
ہے مین اسے اپنے ہمراہ اسلیے لایا ہون کہ اُسکے معشوق کو اس سے ملادون اور مین اختر اختران کا بیٹا خورشید
صاحبقران ستارہ پرستان ہون گو مجکو بھی یہ حال سُنکر ایرج سے ایک قسم کی خصومت پیدا ہوئی ہے مگر جو مین اسے
اسی وقت مار ڈالونگا تو باعث میری بدنامی کا ہوگا اسلیے کہ یہ اسوقت میرے قبضے مین ہے آپ بھی میری خاطر سے اسکے
قتل سے باز رہیے مین سر میدان اسے پکڑ کر آپ کے حوالے کردونگا پھر آپکا جو جی چاہیگا اسے سزا دیجیے گا اسد نے یہ سنکر کہا
کہ اے خورشید مجھے تمسے ایک محبت ہوگئی ہے اور تمھاری حمیت اور شیرین زبانی نے میرے دل پر ایک اثر پیدا کیا ہے اس
لحاظ سے جو تم کہوگے سو مجکو قبول ہوگا لیکن اتنی بات میری بھی قبول کرو کہ اگر تم اسے قتل نہین کرنے دیتے تو ناک اور کان
تو اسکے کاٹ لینے دو خورشید نے کہا کہ اے اسد ایک ذرا تم خیال تو کرو مثل مشہور ہے کہ نکٹا جیا برے احوال اگر قتل نہین کرتے تو
اس سے کیا حاصل ہے کہ ناک کاٹ کر چھوڑ دیا جاے یہ تو قتل کرنے سے بھی بدتر ہے میری راے تو یہ ہے کہ اگر آپ اسے صحیح و
سلامت چھوڑ دین تو بہتر ہوگا اسد بن کرب غازی نے کہا کہ خیر اے خورشید تمھاری خاطر ہے یہی نہ سہی اسے ہوش مین تو
لاؤ خورشید نے کہا کہ بہت بہتر اور یہ کہکر حکم دیا کہ ارے کوئی حاضر ہے ذرا کوکب عیار کو تو بلاؤ حسب الحکم اسی وقت کوکب
حاضر خدمت ہوا خورشید نے کہا کہ اے کوکب یہ پشتارہ ایرج کا ہے اسکی گرہ کھولکر جلد اسے ہوش مین لاؤ اُسنے
فوراً گرہ پشتارے کی کھولی اور فتیلہ رفع بیہوشی دے کر ایرج کو ہوش مین لایا جب آنکھ ایرج کی کھلی تو اپنے کو
بندھا ہوا پایا اور سامنے ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت شجاعت آثار کو بیٹھے ہوے دیکھا سلام کیا اور کہا اے جوان تو
کون ہے اور کیا نام تیرا ہے اور یہان کیون آیا ہے خورشید نے نام و نسب اپنا بیان کیا اور کہا کہ مین یہان اسلیے آیا ہون کہ
کیوان رفعت کی بیٹی ملکہ قمر چہر کو اپنے بادشاہ کو دلوا دون اور سن اے ایرج مین صاحبقران ستارہ پرستان ہون مین نے سنا ہے کہ

تو بھی صاحبقرانی کا دعوی کرتا ہے اور بھی بہت سے صاحبقران زمانے میں مشہور ہیں میں سب کا امتحان کرنے آیا ہوں
یہ سنکر ایرج نے کہا واہ واہ اسی جرات و دلاوری پر آپ کو صاحبقرانی کا دعوی ہے کیا اللہ مردان کو یونہیں جیر ولیتے
ہیں اور پھر اس بزدلی پر صاحبقران بھی بن بیٹھے ہیں خورشید نے کہا کہ ای ایرج تو بیکار مجھ پر طعن کرتا ہے میں نے
تجھے نہیں جیر وایا بلکہ تجکو میرا ممنون ہونا چاہیے کہ میں نے تیری جان بخشی کی اور تجکو بچا لیا اسد بن کرب ولاور کا عیار
جانسوز اسد کے حکم سے تجھے پکڑے لیے جاتا تھا میں نے اس سے تجھے چھین لیا ورنہ اگر تو اسد غازی کے پاس
پہونچ جاتا تو وہ ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑتا اب تک تو کب کا لقمہ اجل ہو چکا ہوتا اور اب بھی تو اسد غازی تجھے قتل کیے
ڈالتا تھا میں ہی نے بہ ہزار دشواری اسد کے پنجے سے تجھے چھڑایا اور ذرا ہوشیار ہو آنکھ کھولکر تو دیکھ اسد غازی بھی تو
بیٹھے ہوئے ہیں یہ سنکر ایرج نے آنکھ اٹھا کر جو دیکھا تو اسد غازی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ایرج کی جان نکلگئی سہم کر کانپ گیا اور
اسد غازی نے پکار کر کہا کہ او کرباس فروش بچۂ بازاری تو بھی اس قابل ہوا کہ اپنے کو پانچوں سواروں میں گنتا ہے ارے او
مردک تو اپنی حقیقت کو تو دیکھ ارے بیوقوف تو اتنی جلد اپنی اصلیت کو بھولگیا ارے او پاجی تجکو صاحبقرانی اور ملک گیری سے
کیا واسطہ اور جنگ و جدل سے کیا غرض شعر آخر ترا بکوشش فرماندہی چہ کار + جہدے بکن کہ شیوۂ جد و پدر کنے +
ارے نامعقول تو اپنے باپ دادا کا پیشہ اختیار کر تجھے ان امور سے کیا بحث ہے ایرج یہ کلمہ و کلام اسد غازی
کا سنکر نہایت آزردہ ہوا اور کہنے لگا کہ او دیوانے نامعقول برگشتہ بخت و بعقل و مجہول تو یہاں کیونکر آیا اسد نے کہا کہ او
پاجی چپ رہ نہیں تو پس گردن سے زبان تیری کھینچ لیجاینگی او نالائق تو اپنی قینچی اور کپڑے اور گز کو بھولگیا دکان پر بیٹھا ہوا
کپڑا بیچا کرتا تھا اور اب تو ایسی دون کی لیتا ہے ارے مردک عمرو کو دعا دے کہ جسکی پاپوش کے صدقے میں تو اس رتبے کو
پہونچگیا اور جانور سے آدمی ہو گیا مگر تیرا سر غرور نے بلند کر دیا ہے ایسا ہو کہ یہ نخوت اور سربلندی کی امنگ تجکو پست
کردے او کمبخت تو اس وضع کو چھوڑ دے حلال زادگی یہ ہے کہ اگر آدمی مرتبۂ اعلی کو پہونچ جاے تو اپنی حقیقت کو
نہ بھولے اور اسطرح نہ پھولے تجکو تو جانسوز بن قران میرے واسطے پکڑے لیے جاتا تھا اقبال نے تیرے یاوری کی
اور اصل یہ ہے کہ زندگی تیری باقی تھی جو خورشید نے جانسوز سے لے لیا نہیں تو میں اسطرح تیرے ٹکڑے کرتا کہ
ماہیان دریا او مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ کنان ہوتے ایرج نے کہا کہ بجا ہے آپ درست فرماتے ہیں کوئی حاجت
بیان کی نہیں ہے ارے دیوانے میں تجھے روز اول سے جیسا تو ہے ویسا خوب جانتا ہوں اسقدر بڑھ بڑھ کے نہ فرمایے
اسد نے کہا کہ او پاجی کیا میں بھی تیری طرح سے کوئی بزاز بچہ ہوں او مکار زیادہ یاوہ گوئی نہ کر خاموش رہ خورشید
کے صدقے میں تو اسوقت میرے ہاتھ سے بچا جاتا ہے اپنی حقیقت کو دیکھ کسی طرح تجکو تنبیہ نہیں ہوتی برابری کیے
جاتا ہے یہ کہکر تلوار سونت کر اٹھا اور کہا کہ ٹھہر جا تو نہ مانیگا میں تیرا کام ہی تمام کیے دیتا ہوں تو ہے کس خیال اور کس
بھلاوے میں بس جیسے ہی اسد ایرج کے برابر پہونچا ایرج کو بھی غصہ آگیا جھنجلا کر جو زور کرتا ہے تو تمام حلقہاے
کمند ٹوٹ گئے اور اسد غازی کی طرف لپکا اور للکارا کہ او دیوانے او نالائق کیوں تیری شامتیں آئیں ہیں ہر مرتبہ تو
مجھ سے بھاگ گیا ہے اور پھر میرا مقابلہ کرتا ہے ارے تجھے کچلکر مار ڈالونگا تو ہے کس زعم میں خورشید نے جو یہ نقشا دیکھا کہ اب
ایرج سے اور اسد سے چلا ہی چاہتی ہے جس واسطے میں نے اسے قتل ہونے نہ دیا وہی بدنامی پھر میرے نام ہوتی ہے ایرج
تو بالکل نہتا ہے اسد ایک تو در اصل شجاع ہے دوسرے اسوقت صاحب اسلحہ ہے ایک ہاتھ میں ایرج کا کام تمام
ہو جائیگا یہ سوچ کر ہاں ہاں کرکے بیچ میں آگیا اسد غازی سے کہا واہ بھائی واہ بھیسر تم وہی جہالت کیے
جلتے ہو یہاں اس سے لڑنا مناسب نہیں لوگ کہیں گے کہ خورشید نے اپنے خیمے میں ایرج کو ذلیل کروا دیا ؛ ور

ایرج سے کہا کہ کیون صاحب مین نے تمکو اسی واسطے قید آہنی مین گرفتار نہین کیا تھا اسی واسطے تمکو اسد کے پنجے سے چھڑایا اب تم اپنے لشکر مین جاؤ یہان ٹھہرنا تمھارا مناسب نہین ہے اسد سے اور تمسے ہرگز نہ بنیگی اور ایرج کو مرکب دے کر رخصت کیا ایرج گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا بعد روانگی ایرج کے اسد غازی نے بھی خورشید کے خیمے سے جانے کا قصد کیا خورشید ستارہ پرست مانع ہوا اور کہا کہ اے اسد غازی مین ابھی تو تمھین نہ جانے دونگا اسواسطے کہ مین نے تو ایرج کو تمھارے عیار سے چھین کر چھوڑ دیا اب مین جبتک اُسے پکڑ کر تمھارے حوالے نہ کر دونگا اسوقت تک تمھین نہ جانے دونگا یہ کہکر اسد سے لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی خانہ ما خانہ شماست آج رات کی رات یہین قیام کرو کل کی لڑائی تو میری اور آفتاب پرست کی دیکھو کہ کسطرح ہوتی ہے اسد غازی کو بھی خورشید کے ساتھ محبت ہوگئی تھی اسواسطے کہ خورشید کی بول چال نور الدہر کی گفتگو سے بہت مشابہ تھی اور صورت و شکل بھی نور الدہر سے اشبہ تھی اور دوسرے خورشید کی شیرین کلامی نے اسد کے دل مین گھر کر لیا تھا کہنے لگا کہ اچھا اے خورشید یہی سہی مین آج نہ جاؤنگا تمنے اتنے عرصے مین میرے ساتھ وہ برتاؤ اور وہ محبت کی کہ مجکو تمھارے کہنے سے انکار کرتے ہوئے حجاب آتا ہے اسطرح تمھاری خاطر مجکو منظور ہے کل تمھاری اور ایرج کی لڑائی کا بھی تماشا دیکھ لین یہان تو یہ باتین ہوتین اور وہان ایرج کا حال سنیے کہ یہ جو اپنے خیمے مین آیا تو اُسکے لشکر مین شادمانی کے طبل بجنے لگے ہر طرف خوشی کی دھوم ہوگئی ہر ایک آکر قدمبوس ہوا استفسار حال کیا ایرج نے تمام حال سبھون سے بیان کیا سب نے عرض کیا کہ اے زبدہ آفتاب پرستان ہم بھی بہت متردد تھے کہ ایسا کون بہادر و دلاور تھا جو اس چوکی پہرے اور اس طلایہ کی گشت سے آپکو نکال لیگیا مگر خیر شکر صد شکر نیر اعظم کا کہ اسنے بڑی بلا آپ پر سے روکی اور بہت بڑے مخمصے سے نجات دی نیر اعظم نے بار دگر زندگی عطا فرمائی ایرج نے کہا کہ واقعی یہی ہے کہ نیر اعظم کا افضال تھا ورنہ ایسے بلاے بے درمان کے پنجے سے چھوٹ جانا کوئی آسان امر نہ تھا یہ کہکر حکم دیا کہ اچھا اب طبل جنگ بجایا جاے حسب الحکم اُسی وقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر لشکر خورشید مین پہونچائی خورشید نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے خورشید کے لشکر مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا یہ خبرین جو داراب کے لشکر مین پہونچین اُسنے بھی کوس حربی بجوایا شب بھر تینون لشکرون مین جنگ کی طیاری رہی آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند رہی علی الصباح تینون لشکر میدان نبرد مین صف آرا ہوئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو اُسوقت خورشید اپنا مرکب جمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ایرج نے چاہا کہ خورشید کے مقابلے کو جاے مگر دیلم شاطر زنگی اپنا گردن بڑھا کے آگے آیا اور ایرج سے کہا کہ اے زبدہ آفتاب پرستان جہان اے ایرج نوجوان آپ کیون اسکے مقابلے کو نکلتے ہین جب مجھ ایسا ملازم آپکا حاضر رکاب سعادت انتساب ہو آپکی بلا کو کیا غرض ہے اور آپ کو کیا ضرورت ہے کہ ہر کس و ناکس سے مقابلہ کرین آپ ایک دم بھر توقف کرین مین ابھی تو جا کر اس ستارہ پرست کو گرفتار کیے لاتا ہون آپ کھڑے تماشا دیکھا کیجیے کہ نیر اعظم کیا کرتا ہے ایرج نے کہا کہ اچھا جاؤ نیر اعظم تیرا حافظ و معین ہے دیلم شاطر زنگی سلام کر کے مرکب اُڑا کر سامنے خورشید کے آکر نگاور زن ہوا دیلم شاطر کا گینڈا اسطرح سے کئی قدم پیچھے ہٹا کہ دیلم پیچھے پر جا رہا اور خورشید کا بھی مرکب دو ایک قدم پیچھے ہٹ گیا القصہ دونون کے دونون سنبھلکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے خورشید نے کہا کہ ارے او شب دیجور روسیاہ بخت و سیاہ رو کیا تیری قضا آئی ہے اور موت دامنگیر ہوئی ہے جو تو میرے مقابلے کو نکلا ہے اگر اپنی جان بچانا اور اپنی خیریت منانا منظور ہے تو جا میدان سے پھر جا اور اُسی آفتاب پرست کو بھیجدے وہ کیون جی چُرا کر بیٹھ رہا اور سر میدان مقابلے کو نہ نکلا دیلم نے کہا اے ستارہ پرست تو اپنے زعم مین ایرج کو سمجھا کیا ہے ارے وہ صاحبقران زمانہ ہے جب اُسکے ملازم مجھ ایسے موجود ہین

تو پھر ایرج کو کیا غرض ہے اور کیا فرض مارا جاتا ہے کہ وہ ہر کس و ناکس کے مقابلے کو نکلے میں ہی تیرے واسطے کافی و وافی ہوں پہلے تو مجھ سے تو حوصلہ نکال لے پھر ایرج سے لڑنے کا دم باندھنا خورشید یہ سنکر آگ بگولہ ہوگیا کہنے لگا کہ بس زیادہ نہ بڑبڑ لگا شیر کا کام یہ ہے کہ جو اسکا سامنا کرے وہ اسکا کام تمام کرے اگر تجھے حوصلہ ہے تو پھر لا جو حربہ رکھتا ہو ورنہ اپنے بالوں سے اجل کی خدمت میں جا یہ کلمہ سنکر دیلم نے دو مرتبہ خبردار خبردار کہکر خورشید کے نیزہ مارا خورشید نے وار اسکا نیزے پر روک کے جو طعنیں نیزے کی لگانا شروع کیں تو ایک آن واحد میں نیزہ اسکا ہوائی کردیا دیلم نے جھنجھلا کر ارہشت ننگ مارا خورشید نے آتے ہوئے آرے کو خیال میں لاکے تھبکی دی کہ ارے دیٹ پڑا ارے کا بٹ بڑنا تھا کہ خورشید نے جھٹ قبضے پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے کشمکش شروع ہوگئی مرکب صیحے کرنے لگے اور پیٹ کے بل بیٹھ گئے دونوں کے دونوں مرکبوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی قریب شام خورشید نے دیلم کو پچھاڑ کر مشکیں اسکی باندھ لیں اور اپنے لشکر میں لاکر دیلم کو زندان خانہ میں بھیج دیا یتیموں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس آئے خورشید اپنے خیمے میں آکر بیٹھا اسد نے کہا کیوں خورشید دیکھا تم نے کہ اس آفتاب پرست نے کیا گھٹیاپنا کیا ہے اور کیا چوٹ بچائی ہے خود تو نہ نکلا دیلم شاطر زنگی کو تم سے لڑوا دیا یہ سنکر خورشید نے کہا کہ خیر بھائی یوں بھی سہی ارے آج نہیں کل کل نہیں پرسوں یہ آفتاب پرست جائیگا کہاں ایک نہ ایک دن تو میرے ہتھے چڑھ ہی جائیگا جس دن میرے مقابلے کو نکل آیا اسی دن تو میں نے باندھکر تمھارے حوالے کردیا اسکی اصلیت اور حقیقت ہی کیا ہے میں نے اسی لحاظ سے کہ اگر ایک کمینے کو چھپ کر مارا تو کیا مارا سر میدان نہ مارے کہ اور دن کو بھی عبرت کا موقع ملے اور ذرا سے رسوخ میں اپنی حقیقت کو نہ بھول جائیں تمھارے پنجے سے چھڑوا دیا تم گھبراتے کیوں ہو یہ سنکر اسد غازی نے جام لبریز کر کے اپنے ہاتھ سے خورشید کو دیا خورشید نے ہنسکر جام تو ہاتھ سے لے لیا مگر کہنے لگا کہ ارے اسد اس جام پلانے سے کیا منشا ہے اور کیا مقصد ہے اسد نے مسکرا کر کہا کہ ای خورشید کیا تمھیں یہ گمان ہے کہ تم ایرج کو پکڑ لاؤ گے ارے بھائی تم اُس سے واقف نہیں ہو کہ وہ کیسا بدمعاش اور پاجی ہے ای بھائی وہ حرام کے لقمے کھا کھا کر مسٹنڈا ہوا ہے اُسکو روٹیاں لگی ہیں بلاے بے درمان آفت جہان ہے بھائی اسکا گرفتار کرلینا یا قتل کرنا کوئی ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے بہت امر دشوار ہے بلکہ قریب ناممکن ہے تم اپنے زعم میں سمجھے کیا ہو بھائی یہ امر کوئی آسان امر نہیں ہے تمنے اپنے ہاتھ سے بھی کھویا اور میرے ہاتھ سے بھی گنوایا مگر خیر اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم میری خاطر سے اپنے عیار کو بلاکر کہو کہ وہ اُسے پکڑ لائے سر میدان اُس سے کوئی سر بر نہو گا میری رائے میں تو یہی امر مناسب و بہتر معلوم ہوتا ہے آیندہ تمکو اختیار ہے یہ سنکر خورشید نے کہا کہ ارے بھائی صبر کرو تامل کرو گھبراؤ نہیں تردد و اضطرار کا ہے کا ہے آج کی رات اور تامل کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہے کل صبح کو میں سر میدان اُسے گرفتار کر کے تمھیں دیدونگا یہ سنکر اسد نے کہا کہ بھائی جنگ دو سردار واسطے لڑکر گرفتار کرلینا کوئی امر آسان نہیں ہے اس سے یہی انسب ہے کہ تم اُسے اپنے عیار سے گرفتار کروا لو اگر تمھیں یہ گمان ہے کہ ایرج کو میں مار ڈالونگا تو اس سے تم خاطر جمع رکھو یہ امر ہرگز نہوگا میں اُسے صرف اسوقت تک قید رکھونگا جب تک ماموں جان کا زخم اچھا ہو اور تمھیں صحت کلی ہو جائے اور جب وہ اچھے ہو جائینگے اور انکے ہمراہیوں کے بھی زخم اچھے ہو جائینگے تو میں فوراً اُسے چھوڑ دونگا سارا خرخشہ اور سب بند و بست تو اسی کا ہے کہ وہ ماموں جان کو اس حالت مجروحیت اور مضروبیت میں ایذا نہ دے اور بر سر جنگ نہ ہو یہ کہکر خورشید کے گلے سے لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی میں تمھارے عذرات نہ سنونگا اور نہ مانونگا تم جس طرح ہو ایرج کو منگوا دو آخرکار خورشید اس اصرار سے اسد غازی کے مجبور ہوگیا اور کوکب عیار کو بلا کر کہا کہ اے کوکب جسطرح ہو سکے ایرج کو پکڑ لا اور کسی طرح کوتاہی نکرنا اگر تو ایرج کو پکڑ لائیگا تو باعث میری خوشنودی اور تیری بہبودی کا ہوگا یہ سنکر کوکب نے کہا کہ بہت اچھا حضور یہ کتنی بڑی بات ہے

مین ابھی جاتا ہون اور ایرج کو لاتا ہون اُسکی حقیقت کیا ہی یہ کہکر بارگاہ خورشید سے نکلکر بانے عیاری کے اپنے بدن پر آراستہ کرکے لشکر ایرج کا راستہ لیا قضا سے کا اتفاقات روزگار شاپور شیردل اپنی صورت تبدیل کیے ہوے دریافت حالات کے لیے بارگاہ خورشید مین موجود تھا کل گفتگو اسد اور خورشید کی سن رہا تھا جب اُسنے دیکھا کہ کوکب ایرج نوجوان کے گرفتار کرنے کو چلا تو اُسنے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ ای شاپور اگر کوکب ایرج کو گرفتار کر لایا تو یہ دیوانہ ایرج کو فوراً مار ہی ڈالیگا ہرگز تو چھوڑیگا نہین اس سے بہتر یہ ہی کہ تو راستے ہی مین چلکر کوکب ہی کو پکڑلے یہ خیال اپنے دل مین مستقل کرکے کوکب کے تعاقب مین چلا اور آگے بڑھکر مقام گھاٹ کا تجویز کرکے دام حلقہاے کمند زمین مین بچھا کر خود ایک جھنڈی کی آڑ مین چھپکر بیٹھا جب کوکب وہان پہونچا اور پاؤن کوکب کے حلقہاے کمند مین اُلجھے بس فوراً شاپور شیر کی بولی بولا کوکب گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ یہ شیر کی آواز کسطرف سے آرہی ہی اور یہ پاؤن کا ہے مین اُلجھا ہی بس کوکب کا ٹھہرنا تھا کہ شاپور نے ایک جھٹکا اس زور سے مارا کہ کوکب اوندھے منھ گر پڑا بس اسکا گرنا تھا کہ شاپور اُس جھاڑی مین سے نکلا اور جھپٹ کو کوکب کی مشکین باندھ لین اور اُسی طرح ایرج کے پاس لے آیا اور تمام حال ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا کہ ای شاپور تمنے خوب کیا کہ اسے پکڑ لائے اگرچہ یہ یہان آتا بھی تو کیا بنا سکتا تھا مگر اب اسے سرزنش کامل ہوگئی کہ راستے ہی سے پکڑ لیا گیا اور ارادہ اُسکا پست ہوگیا اب کبھی ایسی جرأت نہ کریگا مگر ای شاپور اب اسے چھوڑ دینا چاہیے کہ کل مجکو بھی خورشید نے چھوڑ دیا تھا اب مین اُسکے عیار کو کیا گرفتار رکھون یہ کہکر کوکب کی مشکین کھلوا دین اور کہا کہ ای کوکب جا تو بھی کیا یاد کریگا تو اپنے سردار کے پاس جا مین بھی آتا ہون جسطرح وہ چاہے مجھسے پیش آئے یہ کہکر کوکب کو تو رخصت کیا وہ سلام کرکے روانہ ہوا اُسکے عقب مین ایرج بھی بارگاہ خورشید کی طرف چلا غرض جب کوکب بارگاہ خورشید مین آیا تو اسد نے اُس سے پوچھا کیون کوکب ایرج کو لایا کوکب نے تمام حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ ایرج بھی آتا ہی کہ اسی اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج آپہونچا اسد نے کہا کہ اچھا جب وہ آئے تو دروازے پہ ٹھہرا لینا ہم اُسکا استقبال کرکے لائینگے القصہ جب ایرج دروازہ بارگاہ پر پہونچا تو دربانون نے روکا کہ آپ دم بھر توقف کرین لوگ آپ کے استقبال کے واسطے آتے ہین یہ سنکر ایرج ٹھہر گیا کوئی آدھ گھڑی گذر گئی تو ایرج نے پکار پکار کر باتین کرنا شروع کین جب اسپر بھی کوئی خبر نہوا تو ایرج اپنے دل مین سمجھا کہ اسد نے میری باتین ضرور سُنی ہونگی مگر یہ دیوانہ سنتا ہی اور غفلت کرتا ہی اور کسی کو بہر استقبال نہین آنے دیتا اب خود ہی چلنا چاہیے یہ سوچکر بارگاہ کے اندر قدم رکھا صاحب سلامت کی خورشید ایرج کی صورت دیکھتے ہی جلدی سے تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جلد ایرج کے واسطے کرسی لاؤ اسد نے کہا کہ ای خورشید سمجھ بوجھ کے بات کیا کرو یہ کرسی کسکے واسطے منگواتے ہو ایرج بھی اس لائق ہی کہ اسے کرسی دیجاوے یہ ہرگز کرسی کے قابل نہین ہی کہین اِدھر اُدھر پائین فرش جوتیون کے برابر بیٹھ جائیگا جیسی اسکی حقیقت ہی ویسا ہی اسکے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای اسد مین تجھ سے بہت عاجز آیا ہون تو اپنی آن بان سے کہین نہین چوکتا نور الدہر کی ملاقات مین بھی تو نے یونہین رخنہ اندازی کی تھی اور یہان بھی تو وہی حرکتین کرتا ہی ای اسد مصرع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد — یہ باتین تجھین زیبا نہین ہین یہ سنکر اسد کہنے لگا کہ ای ایرج اب تو نے لجاجت و منت کی اسی لحاظ سے مین نے تجھے عفو کیا اور تیری خطا بخش دی خیر تو بھی کیا یاد کریگا آ بیٹھ جا خورشید نے اُسی وقت کرسی جواہر نگار منگوا دی اور ایرج کو کرسی پر بٹھا دیا خورشید نے حکم دیا کہ صحبت عیش برپا کیجاے اُسی وقت ناچ گانا ہونے لگا جام شراب گلرنگ گردش مین آیا عین گرمی صحبت مین ایرج نے کہا کہ ای اسد تو نے اپنے عیار کوکب کو بھیجا تھا کہ مجھے پکڑ لائے اُسکو تو مین نے گرفتار کرکے چھوڑ دیا اور مین خود ہی چلا آیا مین موجود ہون جو آزار تیرا جی چاہے مجھے پہونچا مین کچھ نہ کہونگا اسد غازی نے کہا کہ اگر

ایرج آج تو تیری منت وسماجت پر مجھے رحم آگیا خطا تیری بخش دی اب ایسی بدذاتیان کبھی نہ کرنا اور اگر تو نے پھر
ایسی مبادرت کی تو سمجھا جائیگا یہ باتین سُنکر خورشید نے کہا کہ ای اسد اب ان باتون کو موقوف کرو آخر اس وقت ان باتون
سے کیا حاصل ہمارے بھائی روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی یہ کہکر اپنے ہاتھ سے جام شراب بھر کر ایرج کو دیا کہ دمیان بیو
ابھی اسوقت ایسی باتین نہ چاہیئین ایرج نے سلام کرکے جام شراب ہاتھ سے لیکر پی لیا اور کہا کہ ای خورشید مجھے تجھسے
کچھ اسوقت التماس کرنا ہی اگر قبول کرو خورشید نے کہا کہ کہو ایرج نے کہا کہ ای خورشید کل کی میدانداری مین تم دیلم شباط زنگی
کو گرفتار کرلائے ہو اگر تم اُسے چھوڑ دو تو مین تمہارا بہت ممنون ہونگا اسلیے کہ اُسکے قید رکھنے سے تصفیہ ہو نہ جائیگا
خورشید نے کہا کہ ابھی ابھی اور دیلم شباط کو بلوا کر ایرج کے حوالے کردیا ایرج نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ای خورشید کل کے
میدان مین اب ہمارے تمہارے مقابلہ ہونا چاہیے خورشید نے کہا کہ ہان ایرج مین بھی یہی چاہتا ہون کہ ہمارے تمہارے
مقابلہ ہو تو البتہ لطف ہی ایرج نے کہا بہتر ہی اب مین رخصت ہوتا ہون اجازت ہی اسد نے کہا کہ بس بیٹھ چکے ملاقات
ہوچکی مطلب تمہارا نکل گیا ہم گھات تمہاری پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ تمہارا آنا خالی از علت تھوڑی ہی دیلم کو چھوڑانے
آئے تھے بہت اچھا تشریف لیجائیے ایرج نے کہا کہ جی نہین اگر آپ کی مرضی نہ ہو تو مین اور تھوڑی دیر ٹھہرا رہون جو آپکے
مزاج مبارک مین آئے اور سُنا لیجیے اسد نے کہا کہ جی نہین اب آپ کو تکلیف ہوگی تشریف لیجائیے یہ سنکر ایرج اُٹھ کھڑا
ہوا خورشید دروازے تک پہونچانے آیا القصہ ایرج دیلم کو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین بیٹھا صحبت عیش
برپا ہوئی جام شراب گلرنگ گردش مین آیا نشے مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی
ہرکارون نے یہ خبر خورشید کو پہونچائی وہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے جب صفوف جدال وقتال آراستہ ہوچکین نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو ایرج میدان مین آیا مبارز
طلب کیا خورشید ستارہ پرست مقابلے کو نکلا تگاور زنی کے بعد نیزہ بازی ہونے لگی اسد بھی ایک طرف کو کھڑا ہوا تماشا
دیکھ رہا ہی القصہ بعد چند طعنون کے ایرج نے سنان نیزہ خورشید کی نکالدی ٹھانڈ پر ٹھانڈ پڑنے لگی جب سنانین نہ باقین ناکارہ
ہوگئین تو نیزون کو ہاتھ سے پھینک دیا دونون نے گرز اُٹھالیے خورشید نے گرز ایرج پر مارا ایرج نے خورشید کا وار
رد کرکے اپنا وار کیا خورشید نے بھی وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا ایرج نے پھر رد کیا اور نہایت پھرتی سے گرز
پھینککر تلوار خورشید پر ماری کہ سپر کو کاٹ کے سر پر پڑی اور تا دو ابرو اُتر گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار تو
جھٹکا کر نکل گئی مگر سر سے چادر خون کی جاری ہوئی خورشید نے جیب سے سرالحت الجناک کا کھول کر زخم سر کو باندھا اور
اُسی حالت زخمداری مین ایک وار تلوار کا پوری قوت سے ایرج پر مارا ہرچند ایرج نے سپر کو پناہ کیا مگر تلوار خورشید
کی سپر کو کاٹ کر خود و دوبلغہ عرق چین و زرہ ٹوپ کو کاٹ کر سر مین در آئی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ایرج نے سر اپنا کھینچ لیا
تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوگئی ایرج مع مرکب زمین پر آیا آفتاب پرست ایرج کے گرتے
ہی یہ سمجھے کہ ایرج مارا گیا تلوارین کھینچ کر دوڑ پڑے آفتاب پرستون کو دیکھکر خورشید ستارہ پرست کی فوج بھی ٹوٹ پڑی
باہم ہتھیار چلنے لگے جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی ایرج کو لوگ آکر اُٹھا لیگئے اور مرکب پر سوار کرکے لشکر مین سے نکلگئے مگر ایرج
نوجوان پھر سنبھل سنبھلا کر خورشید ستارہ پرست کے لشکر مین در آیا اور تیغ زنی کرنے لگا خورشید یہ رنگ دیکھکر ایرج
کے لشکر مین گھس پڑا اور شمشیر آزمائی کرنے لگا خوب ہی تلوار دونون جانب چلی اسد بن کرب غمازی نے جو یہ نقشا
دیکھا بس ایک جانب سے آکر ایرج کے لشکر پر گرا اور تلوار لیکر برابر قتل وقمع کرنا شروع کیا لاش پر لاش
گرانا شروع کی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیے ایک تلاطم مچگیا دُہائی پڑگئی آفتاب پرست بھاگ نکلے

اسد آفتاب پرستون کو دور تک بھگا آیا خورشید وا ایرج کے لڑتے لڑتے خون بہت سا جاری ہوا تو دونون کو غش طاری ہوگیا ستارہ پرست خورشید کو اٹھا لیگئے آفتاب پرست ایرج کو لیگئے طبل بازگشت دونون لشکرون مین بجگیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ مین آئے خورشید کو خیمے مین لاکر زخمون مین ٹانکے لگوائے جب خورشید کو ہوش آیا تو اسد نے اُٹھکر سلام کیا کہا کہ اے خورشید دیکھا تمنے کہ مین نے ان آفتاب پرستون کو کیسا مارا ہی اور کیسا بھگایا ہی اور اے خورشید تمنے بھی کیا دل میرا خوش کیا ہی کیا ہی اس برازنیچے نامعقول کو زخمی کیا ہی قسم بخداے لایزال اسقدر میرا جی خوش ہوا کہ جسکا اظہار میرے بیان سے خارج ہی واہ واہ واہ مگر اے خورشید اب میرا جی یہ چاہتا ہی کہ تمھاری ضیافت کرون اور جو کچھ ہوسکے تمھاری خدمتگزاری کردن یہ سنکر خورشید نے کہا کہ بھائی اسد بس مجھے تمسے کچھ انکار ہی یہان بھی تو تمھارا ہی ہی وہان کسکا یہان کسکا ہی اسد نے کہا کہ دیکھو بھائی پھر تم وہی تغائر آمیز باتین کرنے لگے یہ باتین تمھاری ہمین پسند نہ آئین اللہ اکبر تمھین ہمسے اس درجہ انکار ہی اور ہمکو دیکھو کہ ہم کسطرح بے تکلف اتنے دنون تمھارے یہان رہے خورشید نے کہا کہ اچھا بھائی خفا کیون ہوتے ہو مجھے اچھا تو ہولینے دو اسد نے کہا کہ نہین بھائی اب تم کچھ عذر نہ کرو کیا وہان علاج ممکن نہین ہی زخم تمھارا اچھا ہو جائیگا مین تو تمھین ضرور لے چلونگا خورشید نے کہا کہ بہت بہتر رنجیدہ نہو جیسے چلیے چلیے اور پالکی پر سوار ہو کے اسد کے ساتھ چلا اسد خورشید کو اپنے خیمے مین لایا پلنگ پر لٹایا ہر قسم کا سامان راحت مہیا کیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش وعشرت برپا ہوئی دورہ جام شراب گلرنگ گردش مین آیا دیر تک ہنگامہ صحبت گرم رہا جب صحبت برخاست ہوئی تو اسد نے خورشید کے زخمون کا تدارک شروع کیا ایک دو ہی روز مین زخم پھر بھرے ہوگئے اب دونون کے دونون مشغول عیش وعشرت ہوئے باہم خوش بیٹھے ہین ہنسی دلگی ہو رہی ہی دو تین روز یونہین گذرے ایک روز اسد نے خورشید کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور کہا کہ بھائی خداے لایزال شاہد عادل ہی کہ مجکو تمسے حقیقی بھائی سے زیادہ تر الفت ہی خورشید نے کہا کہ بھائی میری بھی یہی حالت ہی دل کو دل سے راہ ہوتی ہی جیسے تم ہمسے ویسے ہم تمسے بیان کرنا اور خواہ مخواہ کی للو پتو تو احمقون کا کام ہی مگر مجکو جو الفت تمھارے ساتھ ہی میرا دل ہی خوب جانتا ہی اور غالباً چونکہ دل مین ایک قوت مقناطیسی ودیعت کی گئی ہی تمھارے دل پر بھی میری الفت کا اثر ہوگا اور تم خود سمجھ گئے ہو کہ مجکو تمسے کسقدر الفت ہی یہ سنکر اسد نے کہا کہ ہان بھائی بہت سچ ہی اب میرا جی یہ چاہتا ہی کہ تمسے دستار بدلون کہ رابطۂ اتحاد کو اور بھی قوت ہو خورشید نے کہا کہ بھائی اسکی کیا ضرورت ہی میری راے مین تو یہ سب باتین ظاہرداری سے تعلق رکھتی ہین اسد نے کہا کہ نہین بھائی اسمین مضائقہ کیا ہی میری خوشی اسی مین ہی اور یہ کہکر اپنی پگڑی خورشید کے سر پر رکھدی اور خورشید کی پگڑی اُتار کر اپنے سر پر رکھلی اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور جشن کی تیاری ہو

اب یہان سے چند نکلے داستان جشن بہار افروز کے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

پلا ساقیا اب وہ جام شراب
وہ مے جو کہ ہو صاف با آب و تاب
برآئین مرے دل کے مقصد تمام

کہ زاہد کو بھی دیکھکر ہو نہ تاب
وہ مے جسمین ہوئے برابر گلاب
کرون نشے مین جشن کا انتظام

کہے بیخودی مین پلا ساقیا
لگا دے مرے منھ سے اب وہ سبو

نہ کر دیر اب تو ذرا ساقیا
کہ ہو جسمین انس و محبت کی بو

راویان اخبار صحت آثار مضمون نگاران حکایات پر بہار اس داستان طرب نشان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر وتسطیر کرتے ہین کہ حسب الحکم اسد دلاور طبل شادمانی نوازش مین آیا اور اسی وقت سے تیاری جشن کی شروع ہوئی تین چار کوس کے گرد سے مین سب صحرا خس وخاشاک سے صاف وپاک کیا گیا ٹھاٹھ بندی شروع ہوئی تمام ملازمین کی وردیان نئی تبدیل کی گئین چھڑکاؤ ہوا گرد سے گیاہ مین روش بڑی قائم

کی تھی سرخی کے عوض سرخ گران کترکتر کے بچھائی گئی بیچون بیچ مین ایک خیمہ رشک بیچو بہ فلک نیلگون بجاے بارگاہ کے
قائم کیا گیا گرداگرد اُس خیمے کے نقرئی ٹٹیان روشنی کے لیے باندھی گئین اندر خیمے کے مخمل کاشانی کا فرش کرکے موقع
موقع سے فانوسین اور مردنگین رکھی گئین سقف خیمہ مین جھاڑ اور قمقمے لگائے گئے بیچون بیچ مین ایک تخت جواہر نگار
بچھا کر دو کرسیان طلائی خورشید و اسد کے بیٹھنے کے لیے نصب ہوئین تخت کے گرداگرد دنگل زرین رفقاے اسد و
خورشید اور افسران فوج کے لیے بچھائے گئے غرض ہر طرح کا سامان جشن و عیش مہیا ہوا دن بھر تو یہ سامان ہوا کیا
سر شام سے روشنی ہونے لگی جب روشنی ہو چکی اور بارگاہ درست ہو چکی تو چوبداروں نے اسد غازی کو اطلاع کی
کہ حضور آپ تشریف لے چلین باقبال حضور موفور السرور تمام سامان درست ہو گیا یہ سنکر اسد خورشید کو ہمراہ لیکر
مع چند رفقاے خاص کے بارگاہ کی طرف چلا آکر کیا دیکھتا ہی کہ تین چار کوس کے گردے مین تمام صحرا صاف و شفاف
کیا ہوا ہی روش پڑی ایسی گیاہ مین اسطرح قائم ہوئی ہی کہ جسے دیکھکر صانع یکتا کی قدرت یاد آتی ہو بادلہ کترا ہوا
بچھا ہی تمام سرخ سرخ گران کترکتر کے بچھائی ہی روشنی کے لیے جو ٹٹیان لگائی تھین انمین نقرئی چراغ روشن ہین
تمام صحرا جگمگ جگمگ ... ہی فلک زبرجدی باوجود فانوس ہاے سیارات کے بے رونق معلوم ہوتا ہی جو صحرائی درخت
انار و انگور کے بیچ مین لگے ہوئے ہین اُنھین دیکھکر بھوکھ پیاس جاتی ہی ہر خوشے پر بتامی کی تھیلیان منڈھ
دی ہین نخلدان نقرۂ مصقول گے رکھے ہوئے ہین جابجا پھولون کے انبار لگے ہوئے ہین کہ دماغ جان معطر
ہوا جاتا ہی خلاصہ یہ کہ اسطرح کا ساز و سامان اس صحرا مین فراہم کیا ہی کہ وہ صحرا باغ شداد بلکہ بہشت عنبر سرشت کا
نمونہ معلوم ہوتا ہی اسد دلاور اور خورشید ستارہ پرست اس سامان کو دیکھکر نہایت مسرور ہوئے خورشید نے
اسد سے کہا کہ بھائی واقعی عجب سامان تمھارے ملازمین نے اس جنگل مین فراہم کیا ہی کہ جسے دیکھ دیکھ کر ایک
عجیب طرح کا استعجاب دامنگیر ہوتا ہی اسد نے کہا کہ بھائی یہ سب تمھاری عنایت و کرم ہی ورنہ یہ سامان کیا چیز
ہی اگر یہ جشن کسی شہر مین قائم ہوتا تو پھر البتہ تم دیکھتے کہ ان ملازمین نے کیا کام کیا اور اس جنگل بیابان کف دست
میدان مین کیا سامان ہو سکتا ہی خیر جو کچھ ہو گیا ہو گیا رفقاے اسد نے عرض کیا کہ حضور واقعی یہ ہی کہ اس صحرا مین
جو سامان اقبال حضور سے مہیا ہو گیا وہ بڑے بڑے شاہنشاہون کو اُنکے پایہ تخت مین مہیا ہونا خالی از
دشواری نہ تھا حق سبحانہ تعالے حضور کے اقبال اور اجلال کو روز افزون مضاعف فرمائے بمحمد و آلہ الامجاد شعر
الٰہی بخت تو بیدار بادا ۔ بچشم دشمنانت خار بادا ۔ حق جل و علی حضور موفور السرور کو سلامت و باکرامت رکھے
دشمنون کو پامال اور دوستون کو بامسرت رکھے الغرض جب خوب سیر کر چکے تو خورشید نے کہا کہ بھائی اب یہان کی
تو سیر کر چکے اب بارگاہ کے اندر چلین اسد نے کہا کہ بھائی آتشبازی کی تو سیر کر لو اُسی وقت آتشبازی چھوٹنا شروع
ہوئی جب آتشبازی بھی چھوٹ چکی تو اسد خورشید کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ کے اندر آیا دیکھا کہ عجب بارگاہ
عرش اشتباہ نہایت عالی شان مرصع کار جواہر نگار قائم کی گئی ہی کہ شعر طاق کسرے سے حسن مین وہ چند و
قصر قیصر سے مرتبے مین بلند ۔ گرداگرد بارگاہ کے نقرئی ٹٹیان لگی طلائی چراغ چڑھے ہوئے عطر آگین بھرا ہوا
روشن ہین خوشبو اس طرح کی آرہی ہی کہ دماغ کو تقویت اور قلب کو فرحت حاصل ہوتی ہی اور اتفاقاً وہ شب
شب چہاردہ تھی ماہ عالمتاب سر شام سے نکلا ہوا تھا آسمان کی وہ چاندنی اور زمین کی یہ روشنی عجیب
طرفہ بہار دے رہی تھی استغاثہ وہ صفائی وہ روشنی کا روپ ۔ چاندنی پر گمان تھا کہ ہی دھوپ ۔ وہ
شب چاردہ وہ جلوۂ بدر ۔ زیب ہی گر اُسے کہون شب قدر ۔ صبح کے بجھنے مین وہان شب بھر روشنی نہوتی تھی

پا ہر ماہ نے موتیون کو راکھ کیا اور بھبھوت اُسکی اپنے منہہ پر ملی اشعار شرم سے صبح نور بخش جہان + پردہ شب مین ہوگئی تھی نہان رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر بھاگمان موسیقار + کلس اس بارگاہ پر اسطرح کا چڑھا ہوا کہ آفتاب نیمروز معلوم ہوتا تھا سیر کرتے کرتے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا کہ وہ پر تکلف بارگاہ بنی ہوئی ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی تمام تنائین اسطرح منقش اور اسطرح کی مصوری کی ہوئی کہ مانی و بہزاد دیکھکر دنگ رہجائین چھت اُسکی ایسی کہ اگر نقاشان چین دیکھین تو آنکھین اُنکی چھت کو لگی رہین چارون طرف چبوترہ بلور کا بنا ہوا صاف و شفاف سائبان تمامی کے کھنچے ہوئے تمام بارگاہ مین شیشہ آلات لگا ہوا آئینہ بندی کی ہوئی اشعار

جو کٹھے سنگ کوہ طور کے تھے
ویسی دیوار گیریون پہ بہار
فلک انجمن کے تارے تھے

جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
کیسے بستان شاہد دلدار
یا کلس عرش کے اُتارے تھے

آئینے تھے کہ باغ جوہر تھے
طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
عطر کیون چڑھے ہوئے تھے گلاس

بے تکلف دل سکندر تھے
نور تارا ایک جا پہ تھا روشن
جس سے شرمائے ساغر الماس

بیچون بیچ بارگاہ مین ایک تخت جواہر نگار بچھا ہوا اور گرد اگرد تخت کے طلائی بچھی ہوئین زری بوٹی کی اطلس کے گدے جھالرین موتی ٹکے ہوئے اُن کرسیون پر رکھے ہوئے گرد اگرد تخت کے دنگلہاے زرین بچھے ہوئے تمامی کے گدے پڑے ہوئے مخمل کاشانی کہ جسپر زردوزی کام نہایت پر تکلف کیا ہوا با انداز زمین بچھی ہوئی تھی الغرض اسد اور خورشید نہایت خوش و مسرور اُن کرسیون پر آکے بیٹھے رفقا اور افسران فوج اُن دنگلون پر متمکن ہوئے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو تمام ملازمین دنگلون کی پشت پر نئی نئی وردیان بدلے ہوئے دست بستہ سلام کے لیے کھڑے ہوئے ہین جیسے ہی اسد نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا سب نے سلام کیا اسد نے جواب سلام دے کر سبھون کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا بعد اُسکے افسران فوج اور رفقاے خاص نے اُٹھ اُٹھ کر خوشی کی نذرین دینا شروع کین اسد نے نذرین اُن سب کی لیکر سبھونکو خلعتہاے گران بہا و خطابہاے لائقہ سے ممتاز کیا بعد اُسکے طبل شادمانی بجنے لگا ساقیان مہر صورت جام و صراحی ہاتھ مین لے کر حاضر ہوئے مجرا گاہ پر مجرا کیا اجازت حضوری حاصل ہوئی بعد اُسکے مطربان ماہ طلعت اپنے ساز و سامان سمیت شرف قدمبوسی سے مشرف ہوئے بعد اُسکے طائفے آنا شروع ہوئے گائنین حاضر ہوئین جام شراب گلرنگ گردش مین آیا اسد نے حکم دیا کہ زہرہ طلعت کو طلب کرو کہ وہ آکر مجرا کرے اُسیوقت زہرہ طلعت نے پیشواز پہنی گھنگھرو پانو مین باندھکر گت ناچنا شروع کی ایسی گت ناچی کہ تمام حاضرین محفل کو بے گت کر دیا اشعار

دل کو ہر بار پیسے ڈالتی تھی
کبھی تیوری کا وہ چڑھا لینا
چوٹی ایڑی سے لگ گئی اُسکی
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
مسکرائی تو گر پڑی بجلی
جان اُسنے سبک سبک کردی

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
کبھی سارا بدن وہ مسکانا
وہ کلائی مین شاخ گل سی لچک
حلقۂ دست جب ہوا بالا
ناز سے سر پہ جبکہ رکھا ہاتھ
جسکو نیوری بدل کے تلاایا

وجد کرنے لگا تدرو ادا
کبھی دامن سنبھالتے جانا
ابھرے سینے کی بھی وہ دھڑک
بن گیا گرد ماہ کے ہالا
اہل محفل کو تھا سرو ہی کا ہاتھ
دہین نیورا کے اُسکو غش آیا

کیا سنگے ہاتھ وہ نکالتی تھی
کبھی غمزے سے مسکرا دینا
مثل طاؤس مست ایسی تھی
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
تیر مارا جدھر نظر پلٹی
جسکی جانب تتا کے سسکی لی

تمام حاضرین محفل مست ہوگئے اسد اور خورشید بھی نہایت محظوظ ہوئے جب گت ناچ چکی تو اسد نے حکم دیا کہ بس بی بس اب تم دیر تک گت ناچین اب بیٹھکر گاؤ زہرہ طلعت سلام کرکے بیٹھ گئی سازندون نے پھر ساز ملائے اور زہرہ طلعت نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

دوست کو جان کا دشمن ہین بنانے والے
میکدے سے سوے مسجد نہین جانیوالے

جا بہو پہنچتے ہین عدم جان سے جانیوالے
نہ کبھی شیخ کے چھیٹون مین ہین آنیوالے

خیر ہو حضرت دل ہین کہین آنیوالے
خاک اُڑایا کرین یہ خاک اُڑانیوالے
آپ کا ٹینگے گلے جان سے جانیوالے

ہاتھ روکینگے اگر دل کے بڑھانیوالے
بس چلے انکا تو پہلے سے اذان دین اٹھکر
حشر مین آستے ہین اب حشر اٹھانیوالے
بیٹھ جائین نہ کہین تھام کے دل ہاتھ لگنے
جی دکھانے کے چلین انکو سکھانیوالے
بات ضائع نکرین حضرت ناصح اپنی
اُسکو بھی ضد سے جلاتے ہین جلانیوالے
دیدۂ تر ہین سلامت تو دکھائینگے فرور
کیا اُسے اُلٹی سمجھاتے ہین سمجھانیوالے
گرمیان بھی جو وہ کوتے ہین تو ٹھنڈی ہمسے
چھیڑتے ہین جو سر بزم ستانیوالے
کوئی آفت زدہ اب آہ کیا جاتا ہی
آستین اپنی اداؤن سے چڑھانیوالے
ایک ہم ہین کہ جو چپ ہون تو نہ بولین تا حشر
چاہ مین حضرت یوسف کے گرانیوالے
دیدۂ تر لب خشک آہ جگر سوز جلال

بیٹھ جایا کرے دل درد بھی اُٹھے لیکن
سونیوالون کو شب وصل جگانیوالے
آہ کرتے ہوئے ڈرتا ہون کہ نازک ہین بہت
اُٹھنے جوبن کی نہ دھی چوٹ لگانیوالے
ٹھیکیان سے دل ناشاد ین وہ بیٹھ کے لاکھ
انکی سننے کے نہین اب کے زمانیوالے
کیون نہ دل کھول کے مین رؤون کہ لیکر بالے
تمسے بڑھکر ہین یہ طوفان اُٹھانیوالے
جان سے ردھین تو آئے نہ منانے کوئی
کیا بجھا ئینگے لگی دل کی بجھانیوالے
انقلاب اس لٹے ہوئے دل کے یہ ہاتھون دیکھا
تھام لین دل کو ذرا دل کے دکھانیوالے
ہوش مین آنے جو دیتے نہین کیا سمجھے ہین
ایک نالے ہین فلک سر پہ اٹھانیوالے
شیخ کی طرح کہا کرتا ہون توبہ توبہ
رنگ عاشق کا بھی تو ہین جمانے والے

خوش ہین محفل مین مرے رنج اُٹھانیوالے
بیٹھ جائے کہین دل تھام کے سوچ اپنا
چوٹ کھا جائین نہ یہ چوٹ لگانیوالے
اور سب ایکطرف حضرت دل کیا کم ہین
بر گئے ہم نہین پہلو سے اٹھانیوالے
شمع دلسوز بھی مجھ سوختہ قسمت کی کبھی
بو بجھتے جاتے ہین اشکین کو رلانے والے
سیدھی نظرین بھی نہین رکھتا ہی کوئی جو دم بھر
کس مصیبت مین ہین بٹے دل کے لگانیوالے
جانتے ہین مجھے پکا ہوا پھوڑا شاید
کہ ہمین ہنس کے رلاتے ہین رلانیوالے
تیغ سے سر کو اتارین تو سبکدوش ہون ہم
عنبرین زلف کی بو مجکو سنگھانیوالے
کوئی ڈوبا ہوا دل بھی تو نکالین آکر
توبہ تڑواتے ہین جب جام پلانے والے

اس ٹھاٹھ سے اور اس سُریلی آواز سے اس غزل کو گایا کہ ہار برنے نتھو اپنا سر مار کر رہ گئے ناک چھپالیا ناہید نے کفن کو چاک کیا تانسین کی روح کُنجِ مرقد مین مثلِ طائر

مذبوح پھڑکنے لگی اشعار
بر لب آسکے کمال کو ہو بچے
صاف صند و قچہ تھا اگن کا
ڈبڑبا آئی چشم ساغر کی
بوا اُٹھے طائران نقش و نگار

ایسا باندھا تھا اُسنے سر اونچا
یہ سمان بندھ گیا یہ رنگ جما
کس غضب کی سریلی تھی آواز
لب تصویر پر بھی شورش آہ
جبکہ لیتی تھی کوئی لونڈی تان

داد دیتی تھی چرخ پر زہرا
اہل محفل کو ہو گیا سکتا
ساز در پردہ اس کے کرتا تھا ساتھ
شعلہ شمع کی زبان پر آہ
دُھاڑی کہتے تھے سب علی کی امان

کوئی چرخ لاکھ دوان کی اسے
کیا ہی اسکا گلا تھا جوبن کا
شیشۂ مے کو لگ گئی ہچکی
ہوگئے مست سب در و دیوار
اس طرح گائی کہ سب

بیہوش ہوگئے کوئی ذیہوش نہ تھا سوائے واہ واہ کے اور کچھ منھ سے نہ نکلتا تھا آنکھون سے آنسو جاری لب پر کلمات تحسین جاری ہر ایک اہل محفل مدہوش و بیہوش اسد اور خورشید کی یہ کیفیت تھی کہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے جھوم رہے تھے کبھی مثل تصویر خاموش ہو جاتے تھے کبھی واہ واہ کے نعرے منھ سے نکالتے تھے جب اسد اور خورشید وجد مین آکر سر ہلا دیتے تھے تو وہ سلام کرکے اسطرح لہک لہک کر گاتی تھی کہ دونون اور زیادہ وجد مین آجاتے تھے اور کہتے تھے کہ لحن داودی کی تعریف سنتے تھے مگر آج اپنے کانون سے سن لیا واہ واہ جب وہ گا چکی تو اسد اور خورشید نے اسقدر انعام و اکرام دیا کہ اُٹھانا مشکل ہوگیا دوپہر رات تک زہرہ طلعت گاتی رہی بعد اُسکے چوبدارون نے آکر عرض کیا کہ اور طائفے بھی حاضر ہین اسد نے خورشید سے کہا کہ کیون بھائی اور طائفے بھی حاضر ہین سنو گے خورشید نے کہا کہ نہین بھائی نصف شب گذر چکی ہی اب آرام فرمایئے تو بہتر ہی اور دوسرے میری رائے مین کیا کوئی دوسرا طائفہ زہرہ طلعت سے اچھا گا سکتا ہی جسطرح سے کہ یہ گائی ہی اور ناچی ہی کوئی گا بھی

سکتا ہی اسد نے کہا کہ بہتر یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا دربار برخاست ہوا سب رفقا اور افسران فوج اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے اور
اُسی بارگاہ مین ایک جانب ایک نمگیرہ علحدہ استادہ تھا اسد اور خورشید اسطرف آئے آکر کیا دیکھا کہ اس نمگیرے
مین کار چوبی کام نہایت پر تکلف کیا ہوا ہی نیچے اُسکے کامدانی کا فرش کیا ہوا ہی دو پلنگ الماس کے پاؤن کے برابر
بچھے ہوئے پلنگ کے برابر ایک مسند سفید بادلے کا کام اُسپر کیا ہوا موتیون کی جھالر لگی ہوئی جیسے آفتاب بساط آسمان پر
بچھی ہوئی پلنگون پر اودے قیمے رق تاب پڑے ہوئے کہ جسپر آنکھ نہین ٹھہرتی پھولون کی ڈالیان گرد پلنگ کے رکھی ہوئین
اور پھول بھی پلنگون پر بکھرے ہوئے ہین خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی القصہ اسد اور خورشید اس مسند پر آکے
بیٹھے سامنے چوبدار کھڑے ہوئے تھے اسد نے اُنسے حکم دیا کہ جلد کھانا منگاؤ اُسی وقت چوبدار باورچیخانہ مین گئے
داروغہ باورچیخانہ کھانے کے خوان لے کر حاضر ہوا رکابدارون نے دسترخوان بچھا کر کھانا چنا اسد اور خورشید نے باہم کھانا کھایا جب
کھانا کھا چکے تو دو ایک جام مئے گلگون کے پی کر پلنگون پر آئے آرام کیا خدمتگار چپی کرنے لگا کوئی پنکھا جھلنے لگا غرض
دونون سو گئے جب صبح کو اُٹھے تو پھر وہی سامان اور وہی تیاریان تھین غرض اسی طرح تین شبانہ روز انجمن جشن و عشرت
برپا رہی زمین و آسمان سے صدائے تہنیت و مبارکباد بلند رہی اب انکو تو اس حالت پر چھوڑیے اور وہان ایرج کا
حال سنیے کہ اسکے ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ اسد نے خورشید ستارہ پرست سے دستار بدلی ہی اور بھائی
بنایا ہی یہ سنکر ایرج نے اپنے رفقا سے کہا کہ دیکھا تمنے اس دیوانے نے کیا گھات کیا ہی خود تو ہی کمزور خورشید کو
زبردست دیکھکر دستار بدلی ہی اور بھائی بنایا ہی خیر سمجھا جائیگا دیکھو تو اس دیوانے کی کیا گت بناتا ہون لیکن خورشید
ستارہ پرست تین روز کے بعد اسد غازی کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے خیمے مین آیا دونون کے دونون باہم
بیٹھے ہوئے تھے کہ امیہ بن عمرو نے آکر اسد غازی کو سلام کیا اور عرض کیا کہ آپکو بدیع الزمان ماموں نے بلایا
ہی اسد اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور خورشید سے کہا کہ بھائی مین ابھی آتا ہون خورشید نے کہا کہ بھائی مین بھی چلون
اسد نے کہا کہ نہین بھائی کوئی ضرورت نہین ہی مین ابھی تو آتا ہون یہ کہکر بارگاہ سے نکلا اور امیہ کے ساتھ پہاڑ
پر آیا بدیع الزمان کو سلام کیا کہا کہ ماموں جان کیون مزاج آپ کا کیسا ہی فرمائیے کیا کام ہی مین آنکھون سے
بجا لاؤنگا بدیع الزمان نے آہ سرد کھینچکر کہا کہ کیون اسد بھئی تم تو عیش کر رہے ہو جشن و تعیش مین مصروف ہو
اور یہان ہم سب فاقے سے ہین غلے کا نام و نشان نہین ہی آفتاب پرستون نے غلے کو بھی روکا ہی اناج نہین آنے
دیتے ہم سب بھوکون مر رہے ہین جلد کوئی تدبیر غلے کی کرو اسد غازی نے کہا بہت خوب ماموں جان آپ گھبراتے
کیون ہین تردد کاہے کا ہی مین غلہ لایا دیکھون تو کون روکتا ہی یہ کہکر پہاڑ پر سے اُترکر روانہ ہوا آفتاب پرستون
نے اگرچہ آتے بھی دیکھا اور جاتے بھی دیکھا مگر رعب اسد سے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اسد کو کوئی روکتا یا ٹوکتا یا کچھ کہتا بلکہ
اسد بکتا جھکتا ہوا آیا بھی اور گیا بھی کہ معلوم ہوا ان آفتاب پرستون کے سر پر قضا کھیل رہی ہی خود تو کھا کھا کر مسٹنڈے ہوئے
ہین مزے اُڑا رہے ہین اور ہمارے ماموں جان کے پاس غلہ تک نہین آنے دیتے اناج کی بھی بندا بندی کی ہی دیکھو نامرد
ہم جا کر غلہ لاتے ہین دیکھین تو کون روکتا ہی اور ہمارا مزاحم کار ہوتا ہی ارے ذرا میرے سامنے تو کوئی آجائے اور
مجکو روکے دیکھیے تو کیا سزا ملتی ہی یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوئے چلا گیا ہرکارون نے یہ خبر ایرج کو پہونچائی
کہ اسد کو بدیع الزمان نے بلا کر کہا تھا کہ ہم بھوکون مر رہے ہین غلے کی فکر کرنا چاہیے تو اسد غلے کی تلاش مین گیا ہی
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ارے یارو اس دیوانے کے استیصال کی کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی ہی کیا کیا جائے بھائیو جبتک یہ دیوانہ
مارا نہ جائیگا یا گرفتار نہو گا اُسوقت تک کوئی تدبیر زمین پر ٹکیگی اور مین ان اہل کوہ کا کچھ نہ بنا سکونگا یہ کہکر شاپور

سے کہا کہ ارے شاپور خبر تو لاؤ کہ یہ دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول کہان رہتا ہی اگر ٹھیک ٹھیک مقام سکونت
اسکا معلوم ہو جائے کہ یہ فلان مقام پر رہتا ہی تو جس طرح بنے مین جاکر اس مجہول العقل دیوانے کو پکڑ لاؤن شاپور نے کہا
کہ اچھا مین آپکے ارشاد سے جاتا ہون مگر یہ باتین آپ کی سب بیکار سی معلوم ہوتی ہین آپ اسکا بال بھی بیکا نہ کر سکینگے گرفتار
کرنا تو درکنار رہا ایرج نے کہا کہ اچھا تم جاؤ تو سہی شاپور نے کہا کہ بہت اچھا مین ابھی جاتا ہون جانے مین مجھے کیا عذر
ہی یہ کہکر تلاش اسد مین روانہ ہوا جاتے جاتے تلاش کرتے کرتے اسد غازی کو ایک دامنہ کوہ مین پایا مگر اسوقت
پہونچا کہ اسد اپنے رفیقون اور یارون سمیت بیٹھا ہوا ہی دوپہر کا وقت ہی کپڑے اتار کر پھیلا دیے ہین گھوڑون کے منہ پر توبرے
چڑھے ہوئے ہین کوئی کھانا کھا رہا ہی کوئی پکا رہا ہی اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہی کوئی شعر پڑھ رہا ہی آپسمین باتین ہو رہی
ہین غرض ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر فراغت سے بیخوف اور بے کھٹکے بیٹھا ہوا ہی شاپور یہ رنگ دیکھکر پھرا اور جلدی سے
جاکر ایرج کو خبر کی کہ حضور چلنا ہو تو چلیے ایسا وقت فراغت پھر نہ ہاتھ آئیگا کہ وہ لوگ سب کے سب غافل
بے کھٹکے آرام سے بیٹھے ہوئے ہین جو تدبیر کرنا ہو وہ اسی وقت کر لیجیے اور اگر ذرا بھی آپ نے تعویق کی تو بہت
پچھتائیے گا سوائے دست تاسف ملنے کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا یہ حال سنکر ایرج اسی وقت تھوڑا لشکر لیکر سوار ہوا
اور درۂ کوہ کی جانب روانہ ہوا اقتضائے کار اتفاقات روزگار جالنوس بن قران قلہ کوہ پر بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا تم اسنے
جو ایرج کو اسطرف آتے دیکھا وہین سے پکار کر کہا کہ او شہریار بلند اقتدار خبردار و ہوشیار ایرج مع لشکر آپ پر آپہونچا
اسد اس آواز کے سنتے ہی اپنے قزاقون سمیت سوار ہوکر لشکر ایرج کی طرف چلا لیکن ایرج بہت آہستہ آہستہ
چپکے چپکے اسطرح دامن کوہ کی طرف چلا آتا ہی کہ کوئی کھٹکا تک نہین گھوڑون کو بھی آہستہ قدم قدم لیے ہوئے جا رہے
ہین تختۂ اسم مرکب کی آواز بلند نہونے پائے اسی طرح جب متصل دامنۂ کوہ کے پہونچا تو نعرے بلند کیے لینا پکڑنا مارنا
یہ کہکر اندر درے کے گھس پڑے دیکھا کہ وہان بھیرون ناچ رہا ہی بالکل سناٹا ہی ایک آدمی کا بھی پتا نشان نہین ہی گھوڑون
کی لید گھانس مینخین ٹوٹی ہوئین تسمے کچھ رسیان پڑی ہوئی ہین ایرج نے شاپور سے برہم ہوکر کہا کہ او کمبخت تو مجھکو
فریب دیکر یہان لے آیا ارے بدبخت وہ دیوانہ کہان ہی شاپور نے کہا کہ اے ایرج قسم نیر اعظم کی مین ابھی اسد کو اپنی
آنکھ سے یہان بیٹھا ہوا دیکھ گیا تھا اور تھوڑی دور تک مین مڑ مڑ کر دیکھتا گیا تھا کہ وہ اسی طرح فراغت سے بیٹھا ہوا تھا مگر اب
قرینے سے یہ معلوم ہوا ہی کہ وہ آپ کے آنے کی خبر سنکر یہان سے چل نکلا اب جلد یہان سے چلیے چلیے ایسا نہو وہ دیوانہ آپکے
لشکر پر جا گرے ایرج نے کہا کہ واقعی سچ ہی یہ بات میرے ذہن مین بھی آتی ہی عجب نہین کہ ایسا ہی ہو یہ کہکر اپنے لشکر
کی جانب پھرا اور جلد جلد گھوڑون کو بگٹٹ دوڑاتا ہوا اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہان اسد آکر لشکر ایرج پر
روز خون گرا آتے کے ساتھ ہی خیمون مین آگ لگانا شروع کر دی تلوار برسانا شروع کر دی سیکڑون ہزارون آفتاب پرستون
کا وارا نیارا کر دیا ایک تلاطم مچگیا آب تیغ سے لشکر ایرج مین ایک طوفان بلاخیز آگیا سب کے سب آفتاب پرست
اپنی جانین بچا بچا کر بھاگ نکلے اب اسد غازی نے وقت فرصت کو غنیمت جان کر جسقدر غلہ اٹھا پایا اور چھکڑون پر
لد سکا لیکر بدیع الزمان کی خدمت مین روانہ کیا اور ہرکارے لشکر ایرج کے فریاد والغیاث کرتے ہوئے ایرج
کے پاس روانہ ہوئے راستے مین ایرج سے ملاقات ہوئی ایرج نے جو انکو اس حال تباہ سے دیکھا پکار کر پوچھا کہ
خیر باشد جلد بیان کرو کہ کیا سانحہ گذرا ہرکارون نے رو رو کر عرض کیا کہ خداوند ہم کیا عرض کرین آپکے جاتے ہی وہ دیوانہ
آپ کے لشکر پر آگرا ہم سب تو بیخبر اور غافل بیٹھے ہوئے تھے آتے کے ساتھ ہی خیمے جلانا شروع کر دیے ہر طرف
سے لڑنے لگا تلوار برسانا شروع کر دی ہم سب کو کچھ نہ بن پڑی غافل تو بیٹھے ہی تھے آخر کار مجبور ہوکر اپنی اپنی

جانین بچا کر بھاگ نکلے اُس دیوانے سے جسقدر غلہ لادا گیا چھکڑون پر لاد دلاد کے پہاڑ پر پہونچا دیا آپ کا ادھر آنا کیا تھا کہ
ایک قیامت برپا ہوگئی حامد بن حمید زنگی کا بھی کہین پتہ نہین ملتا معلوم نہین وہ کس طرف چھپ رہا مارا گیا یا زندہ
ہی ایرج نے یہ سنتے ہی کف افسوس ملکر پشت دست کو دانتون سے کاٹ لیا اور تیز جانا شروع کیا اسد کے ہرکارون
نے یہ خبر اسد کو پہونچائی کہ ای اسد غازی ہوشیار ہو جائیے ایرج آپہونچا یہ سنکر کہا کہ خبر آتا ہی تو آلے دو بتائیگا کیا
سب مجکو یہان پادے ہی گا نہین تو کیا کریگا یہ کہکر باگ گھوڑون کی اُٹھائی اور جو کچھ مال و اسباب اُٹھ سکا وہ لیکر
صاف نکلا ہوا چلا گیا اب جو ایرج آتا ہی تو عجب طرح کا تلاطم دیکھا خیمے جلے ہوئے غلہ اور اسباب تتر بتر پڑا ہو
اسد غازی کا کہین نام و نشان بھی نہین ہرکارون کو چہار طرف دوڑایا کہ جلد تلاش کرو اور سراغ لگاؤ ہرکارے چہار
طرف ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر تھک گئے مگر کسی طرف پتا نہ لگا ایرج سے آکر کہا کہ خداوندا ہم چہار طرف ڈھونڈھ آئے کہین
پتا نہین لگتا یہ سنکر ایرج نے سپر تلوار ہاتھ سے ٹپک دی اور کہا کہ افسوس صد افسوس آج کیا دھوکا اٹھایا ہی حامد بن حمید
زنگی پاینخانے مین چھپا ہوا بیٹھا تھا ایرج کی آواز سنکر نکل آیا کہا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان ای ایرج نوجوان مین بھی
اس دیوانے کے ہاتھ سے ایسا عاجز آیا ہون کہ ناک مین دم آگیا ہی مین یہ جانتا ہون کہ تم ایک آدھ دن اس دیوانے
کے ہاتھ سے مجھے قتل کروادوگے جب وہ آتا ہی میری ہی تلاش کرتا ہی آج بھی اگر مین نہ چھپ جاؤن تو مجھے وہ مار ہی ڈالے
اور تم ہر مرتبہ مجھے تنہا چھوڑکر چلے جاتے ہو میری جان پر بن بن جاتی ہی نیر اعظم کی مدد شامل حال ہی نہین تو جو درجہ
نہ ہو جاتا تھوڑا تھا ای ایرج مین تم چہرے کے عشق سے باز آیا اب مین اُس سے دست بردار ہوا مجھے اب رخصت کردو
کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن مجھے اپنی جان دینا منظور نہین ہی جان ہی تو جہان ہی آپ مردہ جہان مردہ آپ
زندہ جہان زندہ اگر مین ایک آدھ دن اُسکے ہاتھ لگ گیا تو شرطیہ میرا کام تمام کردیگا پھر اگر مین ہی مر گیا تو معشوق کو
کون لیگا اور اُسکے وصل سے کون محظوظ ہوگا اور اگر زندہ رہے تو کوئی صورت نکل ہی آئیگی نیر اعظم معشوق
کو دلوا ہی دیگا مین باز آیا اس عشق و عاشقی سے ہاتھ دھویا ایرج نے کہا کہ ای حامد بن حمید زنگی تم ناراض کیون ہوتے
ہو رنجیدہ ہونے کا کوئی مقام نہین ہی اب مین جہان جاؤنگا تو تمکو اپنے ساتھ لیلونگا یا کسی کو تمھاری حفاظت کے
لیے مقرر کرجایا کرونگا آج تو مین شاپور کے بیان پر یہ سمجھا تھا کہ وہ دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول غافل بیٹھا
ہوا کوہستان مین مزے اُڑا رہا ہی مین جاتے ہی گرفتار کرلاؤنگا یہ تھوڑی جانتا تھا کہ یہ آفت آجائیگی اور میرے
جاتے ہی وہ دیوانہ اور راستے سے نکلکر یہ آفت برپا کر دیگا حامد بن حمید زنگی نے کہا کہ ای ایرج تم ہو کن خیالون
مین ارے وہ دیوانہ بڑا سیانا ہی بلائے بے درمان آفت جہان ہی وہ کہین بھی اپنی گھات سے غافل نہین بیٹھتا
تم لاکھ لاکھ تدبیرین اور فکرین اور کرور کرور گھاتین کروگے وہ کبھی بھی تمھارے ہتھے نہ لگیگا ایرج نے کہا کہ
ہان سچ ہی اب کبھی ایسی حرکت نہوگی اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم کسی طرح نہ گھبراؤ مین کبھی اب تمھاری حفاظت سے
غافل نہونگا اور بہت کچھ تشفی و دلاسا دیا لیکن داراب کشورکشا جو ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا اپنے خیمے مین
بیٹھا ہوا علاج کررہا تھا پٹی مرہم کی داراب کے زخم پر چڑھی ہوئی تھی کہ یکایک اُسکے عیار فتاح کشوری
نے آکر داراب کشورکشا سے کہا کہ اگر آپ ارشاد فرمائیے تو مین ابھی جاکر ایرج کو گرفتار کرلاؤن کہ ایسا وقت
پھر نہ ہاتھ آئیگا اسوقت وہ اسد غازی کے ہاتھ سے بہت سخت پریشان ہوا ہی کوئی سامان اُسکے پاس درست
نہین ہی داراب نے کہا کہ ای فتاح ایسی بات منھ سے نہ نکال یہ کام دلاورون کا نہین ہی جمعیت اور مردانگی
سے یہ امر بہت بعید ہی خبردار ای فتاح ہرگز ایسا قصد نہ کرنا جو شیر دل اور مرد میدان ہین وہ کبھی اُس

چوری چھپے کی کارروائی کو اپسند نہین کرتے یہ سنکر اُسوقت فتاح چپ ہو رہا اور داراب کے سامنے سے ہٹ آیا
مگر دل کو قرار نہ پڑا آخر کار اپنی صورت بدل کر شب کو خوابگاہ ایرج پر آیا دیکھا کہ گرداگرد خیمے کے عیار بیٹھے ہوئے ہین
طلایہ پھر رہا ہی آوازہ بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہی جاگ ہو رہی ہی شاپور شیر دل بھی گرد خیمہ ایرج کے پھر رہا ہی
فتاح نے جو یہ رنگ دیکھا دل مین اپنے سوچنے لگا کہ یہان تو بے انتہا جاگ ہو رہی ہی چہار طرف چوکی پہرا ہی کوئی تدبیر ایسی
کرنا چاہیے کہ یہ لوگ دام تزویر مین آکر غافل ہو جائین یا کسی طرح یہان سے ہٹ جائین تو پھر تو اپنا کام آسانی سے انجام دے
یہ خیال کرکے تھوڑی دیر تک سوچا کیا بعد تھوڑی دیر کے سر زانوے فکر سے اُٹھا کر جھٹ پٹ ایک آدمی بہت قوی ہیکل بلند بالا
سیاہ کاغذ کا بنا کر اُسکے پانون مین پہیئے لگا کر دور سے شاپور کو دکھایا اور آہستہ آہستہ تھوڑی دور تک اس تپلے کو بڑھایا
شاپور نے جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آدمی آہستہ آہستہ چلا آتا ہی جو وہین سے آواز دی کہ بھلا او نابکار مین نے
تجھے دیکھ پایا کہان جاتا ہی کھڑا تو رہ مین آ پہونچا یہ کہکر دوڑا فتاح نے ہوا کے رخ پر اُس تپلے کو اُڑایا ہوا پر تپلا اڑتا ہوا
چلا جاتا ہی اور شاپور اسکے پیچھے دوڑا جاتا ہی جب شاپور اور شاگردان شاپور اُس تپلے کے تعاقب مین گئے تو جھٹ
فتاح شاپور شیر دل کی صورت بنکر ایرج کے خیمے مین آیا پہلے تو خدمتگارون اور خاصبردارون کو کچھ میوہ آغشتہ
بدارو بیہوشی کھلا کر بیہوش کیا بعد اُسکے جتنی شمعین جل رہی تھین اُن سب کو گل کیا ایک آدھ شمع جو قریب الاختتام تھی
اُسکو رہنے دیا کہ بالکل تاریکی نہو جاے اور قریب پلنگ کے جا کر منھ پر سے ایرج کے دوشالہ اُٹھایا اور داروے بیہوشی
نکالکر کفچۂ عیاری مین رکھکر دماغ کے برابر لگا دی جب ایرج نے اوپر کا دم لیا دارو بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک آگئی آنکھ
کھولکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا فتاح تو چھپ پلنگ کے نیچے چھپ رہا ایرج نے جب کسی کو نہ پایا تو پھر تکیے پر سر رکھکے
سو رہا بس فتاح پلنگ کے نیچے سے نکلا اور حلقہاے کمند مین گرفتار کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لادا اور
خیمے سے صحیح و سلامت نکلکر روانہ ہوا اور اِدھر شاپور اُس تپلے کے پیچھے تلوار کھینچے ہوئے چلا جاتا تھا اور اپنے شاگردون
سے کہتا جاتا تھا کہ ارے تم سب اسے داہنی بائین جانب سے روکے رہو کہ یہ کسی اور طرف سے بھاگ نہ جاے
اتفاقاً وہ تپلا اُڑتے اُڑتے ایک درخت مین جا کر اٹک رہا شاپور نے لپک کر تلوار ماری آواز کھڑاکے کی پیدا ہوئی شاپور متحیر ہوا
کہ یہ کھڑاکا کیسا ہوا اور یہ شخص کیسا تھا آیا تھا کہ میرا وار کھاکر چپ ہو رہا اور مجھپر کوئی حربہ نہ کیا یہ خیال کرکے اُس تپلے کے
قریب جا کر دیکھنے لگا یہ بلا کیا ہی کہ اس اثنا مین اُسکے شاگرد بھی پہونچ گئے اور تلوارین مارنا شروع کین جو تلوار پڑتی تھی آواز
کھڑاکے کی پیدا ہوتی تھی وہ شاگرد بھی متحیر تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی آخر کار تلوارین پڑتے پڑتے وہ تپلا زمین پر گرا اور
ایک شخص نے جو آکر قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ کاغذ کا تپلا تھا ہوا پر اُڑتے اُڑتے یہانتک آگیا تھا مجبور ہوکر
اپنی بیوقوفی پر افسوس کرتے ہوئے واپس آئے یہان جو آکر خیمے کے اندر دیکھا تو کل خدمتگار اور خاصبردار بیہوش پڑے ہوئے
ہین اور ایرج کا پلنگ بھی خالی پڑا ہوا ہی ہر چہار جانب دیکھا کہین پتا نہ لگا مجبور ہوکر خیمے سے نکلکر ایرج کی تلاش مین
چلا مگر اب فتاح کشوری کا حال سنیے کہ یہ جو پشتارہ ایرج کا لیکر خیمے سے نکلا تو جلد جلد پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا تھا
جاتے جاتے قریب اُس پہاڑ کے پہونچا کہ جسپر اسد غازی اُترا ہوا تھا اور جالنسوز بن قران اپنے شاگردون سمیت
سامنے پہاڑون کے طلایہ پھر رہا تھا کہ سامنے سے ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش کو جاتے دیکھا دوڑ کر آواز دی کہ تو کون
ہی اور یہ پشتارہ کاہیکے لیے جاتا ہی ٹھہر ارے کہ ہم آتے ہین یہ سنکر وہ ٹھہر گیا جب جالنسوز اُسکے قریب گیا تو اُسنے کہا کہ اے
جالنسوز بن قران مین داراب کشور کشا کا عیار ہون فتاح کشوری میرا نام ہی جالنسوز نے پوچھا کہ اس پشتارے
مین کیا ہی فتاح نے کہا کہ اس پشتارے مین ایرج ہی مین اُسکے خیمے سے اُسے بیہوش کرکے پکڑ لایا ہون یہ سنکر

جالنسوز بن قران اپنے جی مین سوچا کہ اسوقت فتاح اکیلا ہے اس سے یہ پشتارہ چھین بھی لو کہ اسوقت مفت بن بہ مردک ہاتھ لگجائیگا یہ سوچ کر فتاح سے کہا کہ ای فتاح یہ پشتارہ مجھے دے دے کہ میرا آقا اسد غازی کرب لا اور ایرج کا دشمن جان ہے ایک مرتبہ مین بھی اسے گرفتار کرلایا تھا تو راستے سے خورشید نے چھین لیا تھا اُسی دن سے مین اسد سے نہایت نادم ہون اور آنکھ میری اُس سے چار نہین ہوتی اگر تو مجکو دے دیگا تو مین بہت ممنون ہونگا اور لیجا کر اپنے مالک کو دیکر سرخرو ہونگا فتاح نے کہا کہ ای جالنسوز بھلا یہ کیا بات ہے کہ مین تو اتنی محنت سے اسے لایا ہون اور تمھین خواہ مخواہ دیدون مین تو ہرگز تمھین نہ دونگا جالنسوز نے کہا کہ بھلا میان فتاح تم ہیکڑی کرکے مجھ سے نکل بھی جاؤ گے تم یہ نہین سمجھتے کہ مین اکیلا ہون اور میرے ساتھ اسقدر شاگرد ہین اور مین اکیلا بھی کسی سے کم نہین ہون تن تنہا دو چار پر بھاری ہون اگر تو نہین سہل مین دے دو گے تو مین تمھارا ممنون ہونگا تمام عمر احسانمند رہونگا اور نہین تو بجبر جسطرح دو گے اُسطرح لونگا چھوڑونگا نہین اور بے اس پشتارے کے لیے ہوئے تمھین جانے نہین دونگا یہ سنکر فتاح نے خیال کیا کہ ای فتاح اگر تو نہین دیتا اور اس سے تکرار کرتا ہے تو اسکے ساتھ بہت سا مجمع ہے اول تو یہی تجھ سے نپٹ لینگے دوسرے اگر زیادہ غل غپاڑا ہوا تو تو اسد غازی بھی دوڑ پڑیگا تو مفت مین مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا اس سے بہتر یہی ہے کہ پشتارہ اسکو دے ہی دے ورنہ انجام اسکا اچھا نہین معلوم ہوتا یہ سوچ کر پشتارہ جالنسوز کے حوالے کر دیا اور خود داراب کی خدمت مین روانہ ہوا اب سنیے کہ جب فتاح پشتارہ دے کر چلا گیا تو جالنسوز نے جلدی سے ایک گڑھا کھودا اور پشتارے کو اس غار مین رکھکر منھ گڑھے کا پتھر کی چٹان سے بند کر دیا اور اسد کی خدمت مین روانہ ہوا اور فتاح نے داراب کے پاس پہونچکر سب حقیقت حال گذارش کی داراب یہ قصہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ کمبخت مین نے تو تجھے منع کیا تھا کہ خبردار تو ایرج کے گرفتار کرنے کا قصد تک نہ کرنا اور تو نے یہ طرہ کیا کہ جاکر اُسے گرفتار کرہی لایا اور میرے کہنے پر عمل نہ کیا ارے بدبخت اگر تو نے اپنی سخن پروری ہی کی تھی اور اُسے گرفتار کرلایا تھا تو کاش یہان اُسی طرح لیے چلا ہی آتا کہ وہ زندہ تو بچ جاتا مارے تو تو اُسے شیر کے منھ مین دے آیا اسد تو اُسکا دشمن جانی ہے وہ کاہے کو زندہ چھوڑیگا جسوقت جالنسوز ایرج کا پشتارہ اُسے جاکر دیگا وہ اُسی وقت تو ایرج کو تہ تیغ کریگا مین تمام زمانے مین تیری وجہ سے عبث بدنام ہوا اور ناحق ملعون ہوا خیر اب تو نے جو کچھ کیا سو کیا اور جو ہوا وہ ہوا مگر اب تو یہ کر کہ اسی وقت جھپٹا ہوا بدیع الزمان کے پاس چلا جا اور میری جانب سے بدیع الزمان کی خدمت مین بہت بہت سلام کہنا اور کہنا کہ ای بدیع الزمان مین ہر چند چاہتا ہون کہ میری جانب سے کوئی فساد نہ نکلے اور اس دیوانہ سے نہ بگڑے مگر وہ ناحق مجھ سے برسر فساد ہے اور لڑائی پر آمادہ ہے میرا عیار آج ایرج کو اُسکے خیمے سے پکڑے ہوئے پشتارے مین باندھے چلا آتا تھا کہ راستے مین عیار اسد سے ملاقات ہوئی اُسنے پشتارہ زبردستی چھین لیا بہتر ہے کہ پشتارہ ایرج کا بہت جلد میرے پاس بھجوا دیجیے ورنہ اب میر آپ کے فساد رکھا ہوا ہی فتاح حسب الحکم اُسی دم جھپٹا ہوا گیا اور پیغام داراب کا بدیع الزمان سے آکر بیان کیا بدیع الزمان یہ پیغام داراب کا سنکر بہت متوحش ہوئے اور فتاح سے کہا کہ ٹھہرے رہو مین ابھی اسد کے پاس آدمی روانہ کرتا ہون اور اُسی وقت امیہ کو اسد کے پاس روانہ کیا کہلا بھیجا کہ ای اسد یہ کیا حرکتین تمنے اختیار کی ہین مین ایرج کے ہاتھون سے تو پریشان تھا ہی اب تمھاری مرضی یہ ہے کہ داراب سے بھی جھگڑ جائے اور اس سے بھی مجھ سے بگاڑ ہو اور وہ بھی میرا دشمن بنے داراب کا عیار ایرج کو گرفتار کیے لیے آتا تھا کہ تمھارے عیار نے اُسے تنہا سمجھکر پشتارہ ایرج کا چھین لیا بھلا یہ کون سی مروت اور کونسی شجاعت تھی

یہ باتین اچھی نہین ہین بہتر یہ ہی کہ تم اسی وقت پشتارہ ایرج کا داراب کے پاس بھیجدو امیہ اُسی وقت اسد کے پاس روانہ ہوا جلد جلد راہ طی کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ جالنسوز بن قران سے ملاقات ہوئی جالنسوز نے پوچھا کہ امیہ اسوقت تم لپکے ہوے کہان جاتے ہو امیہ نے ساری حقیقت جالنسوز سے بیان کی جالنسوز نے کہا کہ تم اسد کے پاس بیکار جاتے ہو اسد کے تو فرشتون کو بھی اس معرکے کی خبر نہین ایرج کا تو پشتارہ مین ہی نے چھینکر غار مین چھپا دیا ہی تم میرے ساتھ چلو مین ابھی تمہین اُٹھا دون اسد سے اور اس معرکے سے کوئی غرض نہین ہی مین نے ابھی تک اسد سے ذکر بھی نہین کیا امیہ جالنسوز کے ساتھ ہوا جالنسوز امیہ کو لیے ہوے اُس غار پر آیا دیکھا کہ غار کا منھ کھلا ہوا ہی چٹان پتھر کی دور پڑی ہوئی ہی پشتارے کا نشان بھی نہین یہ دیکھکر زانو پر ہاتھ دے مارا اور کہا کہ ہاے افسوس یہ کیا سانحہ ہوا کہ پشتارہ ایرج کا غائب ہو گیا امیہ یہ سمجھا کہ جالنسوز نے مجھ سے دلگی کی کہا کہ واہ جالنسوز بھلا ایسی دلگی ٹھیک نہین ہی جالنسوز نے کہا کہ ای امیہ واللہ مین دلگی نہین کرتا سچ یہ ہی کہ مین نے پشتارہ ایرج کا فتاح سے چھینکر اس غار مین رکھدیا تھا معلوم نہین یہان سے کون اُڑا لیگیا اور مین نے اسی احتیاط کے لیے اتنا بڑا بھاری پتھر اس غار کے منھ پر رکھدیا تھا لیکن معلوم نہین کہ کون شخص ایسا آیا کہ جسنے اتنا بھاری پتھر اُٹھا کر پھینکدیا اور پشتارہ لے بھاگا اور بھائی امیہ مجھے جھوٹھ بولنے کی تمسے کوئی وجہ نہین ہی یہ سنکر امیہ وہان سے پھرا بدیع الزمان کی خدمت مین آکر تمام حقیقت بیان کی بدیع الزمان نے فتاح سے کہا کہ ای فتاح سنا تمنے جو کچھ حال تھا وہ امیہ نے بیان کیا اب مین مجبور ہون کیا کرون کہ پشتارہ ہی غائب ہو گیا فتاح بھی سنکر ساکت ہو گیا اور داراب کے پاس آکر ساری حقیقت حال گذارش کی مگر بدیع الزمان کے اخلاق و مروت اور کرم و ہمت کی حمد و ثنا بہت بیان کی کہ خداوندا یہ تو قصہ آپ سے گذارش ہی کر دیا گیا مگر واقعی یہ امر ہی کہ بدیع الزمان کیا صاحب عدل و انصاف ہی اور کسقدر با مروت شخص ہی آپ کا پیام سنتے ہی امیہ کو اُسی وقت اسد غازی کے پاس روانہ کیا اور بہت تاکید کرا بھیجی مگر اس امر مین مجبور تھے کہ پشتارہ ہی غائب ہو گیا یہ حال سُنکر داراب بھی چپ ہو رہا اور ادھر جالنسوز بن قران نے آکر ساری کیفیت اسد سے بیان کی اسد نے خوب ہی لعنت ملامت کی کہ ایک مرتبہ تو ایرج کو گرفتار کرکے لایا خورشید کے لوگون سے چھنوا دیا اب دوسری مرتبہ جو بے مشقت و بے محنت وہ ہاتھ لگ گیا تو یون گنوا دیا تجکو اسیوقت میرے پاس لے آنا تھا اُسے غار مین چھپانے کی کیا ضرورت تھی صحرا کا اعتبار کیا صیدی لگے ہی ہوئے ہین کسی نے تجکو اُس غار مین رکھتے دیکھ لیا ہوگا وہ تیرے آنے کے بعد نکال لیگیا جالنسوز اپنی خطا پر نادم ہو کر خاموش ہو رہا اُسکی خاموشی پر اسد کو خیال گذرا کہ اسنے مجھ سے فقرہ کیا تھا اپنی رسوخیت جتانے کے لیے اسنے کہا تھا اسلیے کہ اگر پشتارہ ایرج کا اُسکے ہاتھ لگ جاتا تو اُسکو غار مین رکھنے کی کوئی وجہ نہین تھی فوراً میرے پاس لے آتا یہ سوچکر جالنسوز سے کہا کہ فقط یہ تیری باتین ہی باتین ہین تو نے مجھ سے اپنی خجالت مٹانے کے لیے فقرہ کیا اس امر کی کوئی اصلیت نہین ہی محض کذب ہی اور بالکل جھوٹھ ہی یہ سنکر جالنسوز نے قسم کھا کر بیان کیا کہ ای اسد مین سچ ہی بیان کرتا ہون اول تو مین جھوٹھ نہین بولتا دوسرے اگر جھوٹھ بولتا بھی تو آپ سے یہ سنکر اسد نے کہا کہ اچھا اگر سچ ہی تو وہ مقام تو مجھے چلکر دکھا دے کوئی نشان کسی قسم کا تو ہوگا جالنسوز نے کہا کہ بہت اچھا چلیے اور اپنے ساتھ لے کر اُس غار پر آیا کہ جہان پشتارہ ایرج کا پوشیدہ کیا تھا اور اسد سے کہا کہ دیکھیے اسی غار مین چھپا دیا تھا اب جو وہان کھڑے ہو کر اسد نے چہار جانب نظر دوڑائی تو ایک جانب خورشید کا لشکر تھا ایک طرف بدیع الزمان کا دامن ایک جانب کو داراب کی فوج چوتھی طرف ایرج کا لشکر تھا پس اُسی طرف اسد نے گھوڑا بڑھایا جالنسوز بن قران سے بھی

ساتھ ساتھ ہی کوئی دو ہی تین کوس آیا ہوگا کہ دور سے ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ بے تحاشا بھاگا ہوا چلا جاتا ہی بس جانسوز نے
نعرہ کیا کہ او مردود کہان بھاگا جاتا ہی ٹھہر جا اور ادھر اسد غازی نے آواز دی کہ او نابکار کہان جاتا ہی اگر زندگی اپنی چاہتا
ہی تو پشتارہ رکھدے ورنہ بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہین پر لقمۂ اجل ہو جائیگا یہ پکارتا ہوا اور اُس سیاہ پوش کے پیچھے
گھوڑا اٹھائے چلا جاتا ہی جاتے جاتے جب اُسکے قریب پہونچا تو دیکھا کہ دیوچہر عیار پشتارہ لیے چلا جاتا ہی نعرہ کیا
کہ بس ٹھہر جا یہین آ پہونچا اور تیر چلہ کمان مین جوڑ کر چاہتا تھا کہ دیوچہر کے مارے کہ اُسنے پلٹ کر دیکھا کہ اسد تیر مارا
ہی چاہتا ہی بسبب خوف جان کے پشتارہ چھوڑ کر بھاگا اب اسکی حقیقت حال سنیے کہ اسکے ہاتھ پشتارہ کیونکر لگ گیا کہ جب
جانسوز پشتارے کو غار مین چھپا رہا تھا تو اتفاقات روزگار دیوچہر ایرج کو ڈھونڈھتا ہوا شہر فرنگوشیہ سے
نکلا تھا اس مقام پر اُسی وقت پہونچگیا جانسوز کو چھپاتے ہوے دیکھا یہ دیکھکر ایک گوشے مین چھپ رہا جب جانسوز
چلا گیا تو یہ اُس گوشے سے نکلکر پشتارہ کو لے بھاگا الغرض اسد نے اُس پشتارہ کو کھولکر دیکھا تو ایرج بندھا ہوا پڑا تھا
بس جانسوز سے کہا کہ اٹھا لے اس پشتارے کو جانسوز نے اُس پشتارے کو اُٹھا لیا اسد ساتھ لیکر اپنی فرودگاہ
مین آیا اور پشتارے سے نکالکر درخت سے خوب جکڑکر بندھوایا اور جانسوز بن قران سے کہا کہ اسے ہوش مین
لا جانسوز فتیلۂ رفع بیہوشی دے کر اُسے ہوش مین لایا اب جو ایرج کی آنکھ کھلتی ہی تو اپنے کو ایک درخت سے جکڑا ہوا
پایا اور اسد کو سامنے کھڑا ہوا دیکھا خیال کیا کہ شاید مین خواب دیکھ رہا ہون یہ سوچ کر آنکھین بند کر لین اسد نے جو دیکھا
کہ اسنے آنکھ کھولکر بند کر لی سمجھا کہ یہ کمبخت اس حالت کو عالم خواب سمجھا ہی آواز دی کہ او بد ذات سمجھے یہ خواب نہین ہی بلکہ
عین بیداری اور امر واقعی کا سامنا ہی خواب خرگوش سے بیدار ہو دیکھ تو مین نے تیری کیا حالت کی ہی تجھکو تیرے خیمے
سے پکڑوا بلایا اور اس درخت سے جکڑ کر باندھ دیا ہی اب تو میرے ہاتھ سے نکلکر کہان جائیگا دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہون
ارے کمبخت یہ وقت تجھکو یاد نہ تھا ذرا سے رسوخ مین تو نے یہ آفت برپا کی اور اس طرح محسن کشی پر کمر باندھی
شاہزادۂ نور الدہر کے احسانات اور مراحم و عنایات کو بھولکر عالم عشق اور حالت بیہوشی مین تو نے کوڑا مارا اور
وہ قرۃ العین مومنان نور حدیقۂ مسلمانان آسمان کو دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر خاموش ہو رہا او مردود تو نے یہ بھی
خیال نہ کیا کہ ہم کسکے ساتھ یہ بدعنوانی کرتے ہین اور کس محسن کے ساتھ یہ بدسلوکی کرتے ہین ارے بیحیا جس نے تجھکو خاک
سے پاک کر دیا اُسکے ساتھ تو نے یہ بیمروتی کی آخر اپنی اصالت پر گیا نا خیر دیکھ تو اب مین بھی تجھے کس گت کو پہونچاتا ہون
تو سہی جو اتنے تازیانے نہ مارے ہون کہ بند بند تیرا پھوٹ جاے اور گوشت تیرا قیمہ تختہ ہو جاے یہ سنکر ایرج
نے کہا کہ او دیوانے مجہول العقل جو تجھسے ہو سکے اور جو تیرے بنائے بن پڑے اُس مین قصور و کوتاہی نہ کر کہ اب تو مین
تیرے قابو مین ہون میرا بس ہی کیا ہی لیکن اگر نیر اعظم کی نظر مہر میرے حال پر مبذول ہی تو تجھ ایسے دو کرور
بھی میرا کچھ نہین کر سکتے اور سر سوے آسمان بلند کر کے کہنے لگا کہ ای نیر اعظم ای آفتاب تابان تو ہی
بچانے والا ہی اور اس دیوانے کے ہاتھ سے چھڑانے والا ہی یہ سنکر اسد غازی کوڑا ہاتھ مین لیکر اُٹھا اور کہا
کہ دیکھتے ہی تو ہین کہ نیر اعظم تجھکو کیونکر بچاتے ہین بڑا آفتاب پرست بنا ہے یہ کہکر پہلے خوب زور سے ہاتھون پر
کوڑے مارے اور کہا کہ کیون مردود انہین ہاتھون سے شاہزادہ نور الدہر عالی قدر پر کوڑا مارا تھا ہی شرط
کہ تیرے ہاتھ بند دست سے قلم کر لون یہ کہکر برابر کوڑے برسانا شروع کیے وہ کوڑا دہ کوڑا دہ کوڑا مارتے مارتے
بیحال کر دیا اما انکہ بند بند ایرج کا شق ہوگیا او مشکون خون بہ گیا پھر تو بے اختیار ہو کر پکارنے لگا کہ ای اسد
توبہ ای اسد توبہ ای اسد از برائے خدا واسطہ تجھکو اپنے دین و مذہب کا اب میری خطا کو معاف کر

اب کبھی ایسی خطا اور گستاخی نہ ہوگی یہ سنکر اسد نے کہا کہ ہان اب تو یہ سوجھتی ہو تو یہ ہوئی تو یہ ہوئی پہلے تجھے اس دن کا خیال نہ تھا کہ ہم جو ایسی بیہودہ حرکت کرتے ہین تو اسکا انجام بھی بد ہی اور اسکی پاداش بہت سخت ہی **مصرع** چہ اکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + ارے مردود ابھی کیا ہی دیکھ تو تجھکو کیسی کیسی تکالیف اور کیسی کیسی ایذائین پہونچاتا ہون اور کس طرح تجھکو مارتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ وزاری کرین اب آتی باتون مین جو ذرا ہاتھ اسد کا ٹھہر گیا اور جان مین جان آئی تو پھر وہی اپنی گانے لگا کہنے لگا کہ اب تو تو جو چاہے سو میرا حال کردے جس قدر تیرا جی چاہے مجھے ایذا دے لے مگر قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی جس وقت چھوٹا اور تیرے پنجے سے نجات ملی تجھے جان ہی سے مار ڈالونگا یہ کلام ایرج کا سنکر اسد ہنسنے لگا اور کہا کہ او پاجی او بزاز بچے اب تجھے چھوٹنے کی بھی امید ہی کہ میرے ہاتھ سے صحیح وسلامت چلا بھی جائیگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ ارے کمبخت محسن کش مین ابھی تو بتجھے تہ تیغ کرتا ہون تو جائیگا کہان جب مین تجھے چھوڑ دونگا تو تو جو سلوک چاہنا میرے ساتھ کرلینا اور جب مین تجھے مار ہی ڈالونگا تو تو میرا کیا کرسکیگا **مصرع** از مرغ سر بریدہ صدائے نمی شود + یہ کہکر تلوار کھینچکر ایرج پر ماری قضائے کار اتفاقات روزگار ابھی زندگی ایرج کی باقی تھی وہ تلوار اُس رسی پر پڑی کہ جس سے ایرج کو درخت مین باندھا تھا اور وہ رسی کٹی ایرج کے ہاتھ پانون جو ڈھیلے ہوئے زور کرکے قید آہنی بھی توڑ ڈالی اور مانند شیر کے اسد پر جھپٹا اسد نے جو دیکھا کہ یہ مردود چھوٹ گیا خود تو دور بھاگ کر کھڑا ہوا اور اپنے رفیقون سے کہا کہ ارے جلد مارو اس پاجی کو یہ مردود تو چھوٹ گیا خبردار جانے نہ پائے اسد کی یہ آواز سنکر سب کے سب دوڑ پڑے قریب تو کوئی آتا نہین دور سے کنکر پتھر مارنا شروع کیے ایک تو بدن ایرج کا کوڑون سے شق ہو ہی رہا تھا دوسرے خشت وسنگ کی جو بوچھار ہوئی تو اور زیادہ مجروح ہوگیا مجبور ہوکر سامنے سے بھاگ کھڑا ہوا سامنے ایک جھیل تھی گھبرا کر اُس جھیل مین کود پڑا مگر رفقائے اسد ہر چہار طرف سے پتھر برسا رہے ہین اسد کہہ رہا ہی کہ ہان دیکھو یہ پاجی جانے نہ پائے جس طرح ہو اسے مارو اب ہر طرف سے ایک غل ہو رہا ہی ہر ایک چلا رہا ہی کہ او پاجی نکل پانی مین سے او پاجی نکل جھیل مین سے ورنہ جھیل ہی کے اندر تیرا خاتمہ ہو اور جب ایرج پانی سے سر باہر نکالتا ہی تو ہر طرف سے پتھرون کا منھ برسنے لگتا ہی پھر ایرج بوکھلا کر پانی کے اندر غوطہ مار لیتا ہی گھڑی دو گھڑی کے بعد پھر جب دم گھٹنے لگتا ہی وپھر پانی سے سر نکالتا ہی پھر وہی بلوا دیکھتا ہی آخر کار اس بلوائے شدید سے ایرج کو یقین ہوگیا کہ اب تو زندہ نہ بچیگا اس دیوانے کے ہاتھ سے آج نجات ملنا بہت ہی دشوار ہی یہ خیال کرکے لگا بلبلا بلبلا کر دعائین مانگنے کہ ای نیر اعظم ای آفتاب تابان اس وقت بیکسی مین سوائے تیرے مین کسکا نام لون اور کسکو پکارون نہ یار ہے نہ مددگار ہے توہی اس دیوانے کے ہاتھ سے نجات دیگا تو نجات ملیگی یہ تو اس حالت مین ہی اور اُدھر کا حال سنیے کہ دیو چہر عیار جو پشتارہ ایرج کا پھینک کر بھاگا تو بخط مستقیم طرماسپ کے پاس گیا طرماسپ نے پوچھا کہ دیو چہر خیر باشد اس قدر متردد اور پریشان کیون ہو دیو چہر نے ساری حقیقت ایرج کی بیان کی اور کہا ای طرماسپ جلد چلو ورنہ وہ دیوانہ ضرور ایرج کو مار ڈالیگا یہ سنکر طرماسپ اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنی فوج کو ساتھ لیکر اسد غازی کی جانب چلا جلدی جلدی راہ طی کرکے اُس وقت پہونچا کہ ایرج بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہا تھا اور رفقائے اسد پتھرون کا منھ برسا رہے تھے جاتے ہی نعرہ کیا کہ باش او دیوانے و بھول بخت برگشتہ و نامعقول کے گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت روی پہلے تو اسد کو یہ خیال گذرا کہ یہ اکیلا تو ہو ہی اسکو بھی مار لونگا مگر آنکھ اُٹھا کر جو دیکھتا ہی تو گرد وغبار کا تتق اُٹھتا ہوا معلوم ہوا فوج کثیر کی علامت پیدا ہوئی اسد غازی نے یہ خیال کیا کہ یہ تنہا نہین ہی فوج کثیر اسکے ساتھ ہو جب تک مین اس سے اُلجھونگا اُس وقت تک فوج بھی اسکی آپڑیگی یہ سوچ کر اپنے رفقا سمیت

یہ کہتا ہوا بھاگا کہ خیر او آفتاب پرست یار زندہ صحبت باقی تو میرے ہاتھ سے جائیگا کہان طرماسپ تیرا حمایتی آ پہونچا اس سے آج تو تو بچ گیا مگر خیر سمجھا جائیگا اگر مین زندہ ہون تو تیرا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہتا ہوا صاف نکلا ہوا چلا گیا اتنے عرصے مین طرماسپ بالکل نزدیک آگیا اور چاہا کہ اسد غازی کا تعاقب کرے مگر ایرج نے اُس جھیل مین سے یہ رنگ دیکھکر طرماسپ کو آواز دی کہ ای طرماسپ کہان جاتا ہی خراب ہوگا پہلے میری تو خبر لے کہ مین اس حالت زار مین مبتلا ہون پھر اسد کا تعاقب کرنا یہ آواز ضعیف ایرج کی سنکر طرماسپ پھر پڑا اور ایرج کو جھیل مین سے آکر نکالا عجب حالت دیکھی ایرج کی کہ سر سے پانک زخمون مین چور چور زخمون مین پانی بھرا ہوا اور پتھرون سے سب زخم شگافتہ پوچھا کہ ای ایرج یہ کیا حالت ہی تیری ایرج نے کہا کہ اب یہان سے لے تو چلو حواس میرے درست ہولین تو پھر ساری حقیقت بیان کرون غرض طرماسپ ایرج کو پالکی پر سوار کرکے لشکر ایرج مین لایا اور یہان کا حال سُنیے کہ حامد بن حمید زنگی نہایت متفکر اور متردد اپنے خیمے کے آگے ٹہل رہا ہی شاپور شیر دل چار جانب ڈھونڈھتا پھرتا تھا کہ طرماسپ ایرج کو لیے ہوے پہونچا سب کے سب کمال درجہ خوش و مسرور ہوئے حامد بن حمید بھی دوڑا ہوا آیا سلام کیا مزاج پرسی کی مگر حالت جو ایرج کی دیکھی زانو پر ہاتھ مار لیا اور کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ای ایرج نوجوان یہ کیا حادثہ سخت گذرا جو آپ کا یہ حال ہوا ایرج نے کہا کہ ای حامد کیا میرا حال زار پوچھتے ہو ارے بھائی آج تو نیر اعظم نے دوبارہ عمر عطا کی ورنہ کیا بچنے کی امید تھی آفتاب تابان طرماسپ کا بھلا کرے اور اسکے مقاصد پر اسکو کامیاب کرے کہ اسنے آج جان میری بچالی ورنہ وہ دیوانہ نامعقول آج مجکو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑتا وہ تو یہ کہیے کہ طرماسپ پہونچگیا کہ اسکے خوف سے وہ دیوانہ مجھے چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اُسنے تو میری ہلاکت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا تھا مارے کوڑون کے تمام بدن میرا مجروح کر دیا اور اُسپر سے پتھرون کی بوچھار پڑی کہ سب زخم شگافتہ ہو گئے اور بھائی اس حالت زار مین اب بھی کوئی امید نہ رکھنا چاہیے اگر زخم میرے اچھے ہوگئے تو ہوگئے ورنہ موت کا تو سامنا ہی ہی غرض ایرج کو خیمے مین لیجا کر پلنگ پر لٹایا زخمون مین ٹانکے لگوائے علاج شروع ہوا جب ذرا افاقہ ہوا تو ایرج نے شہر فرنگوشیہ کا حال استفسار کیا طرماسپ نے کُل حال فرنگوشیہ کا بیان کیا کہ مین نے از سر نو فرنگوشیہ کو سخر کیا اور لندھور کو گرفتار کیا آئین آفتاب پرستی کو اوج دیا یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی تمنے بڑا کام کیا آفتاب تابان کا فضل و کرم تمھارے شامل حال رہے بعد اسکے شاپور سے کہا کہ ای شاپور اس دیوانے نے مجھے سخت عاجز کیا اور انتہا کا ذلیل کیا اگر تو جاکر اسد کو گرفتار کر لاوے مین اُسکے برابر تجھے جواہر تول دونگا اور اسقدر انعام دونگا کہ تیرے اُٹھائے نہ اُٹھ سکیگا شاپور نے کہا کہ بہت اچھا مین آپ کے کہنے سے اُسے گرفتار تو کیے لاتا ہون مگر آپ سے کبھی کچھ نہ ہوسکیگا اور آپ اُسکا بال بھی نہ بیکا کر سکینگے پھر وہ صحیح و سلامت نکلا ہوا چلا جائیگا ایرج نے کہا کہ تمھین اس طعنہ زنی سے کیا فائدہ ہی تمسے جتنا کہتے ہین اُتنا کر لاؤ اس بحث سے تمھین کیا ہی شاپور نے کہا کہ بہت اچھا مجھے تو آپ کی تعمیل ارشاد سے غرض ہی مین گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر شاپور تو فکر گرفتاری اسد مین روانہ ہوا اور یہان کا حال سنیے کہ جس روز ایرج کوڑے کھاکر اسد غازی کے ہاتھ سے چھوٹا اُسی روز بدیع الزمان نے غسل صحت کیا اور امیہ آکر اسد غازی کو لیگیا اسد غازی نے صبح کو جشن کیا اور خورشید ستارہ پرست اور داراب کشور کشا سے کہلا بھیجا کہ مامون جان نے غسل صحت کیا ہی اور مین نے اُس خوشی مین جشن اور دعوت احباب کا سامان کیا ہی مجھے امید ہی کہ آپ اگر حقیر کو سرفراز فرمائیے اور شاہزادۂ بدیع الزمان نے بھی کہلا بھیجا کہ مین بھی تم دونون کا مشتاق ملاقات ہون اور ممنون منت ہون کہ تم دونون نے خوب خوب میری اعانتین کین اور خوب میری کمک کی اب

میری خواہش یہ ہی کہ آکر صحبت جشن و عیش مین شریک ہون جس وقت پیغام اسد اور بدیع الزمان کا داراب و خورشید نے سُنا پیامبر کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور کہلا بھیجا کہ ہمین آپ کے ارشاد سے عذر نہین ہی بسر و چشم حاضر ہونگے پیامبر تو رخصت ہوا داراب و خورشید نے جانے کا سامان کیا الغرض بعد تھوڑی دیر کے داراب و خورشید دونون حاضر خدمت بدیع الزمان ہوے صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گلرنگ گردش مین آیا اسد غازی نے اپنے ہاتھ مین جام و صراحی لیکر شراب پلانا شروع کی تین شبانہ روز صحبت عیش برپا رہی بعد اُسکے سب کے سب رخصت ہو کر اپنے خیمون مین آئے خورشید و داراب اپنی اپنی فرودگاہ کو گئے اسد اپنے مقام پر آیا رات کو بیٹھا ہوا شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہا تھا کوئی دو پہر رات گذر گئی تھی کہ اسد نے جانسوز سے کہا کہ ای جانسوز اسوقت مرغ کے کباب کھانے کو جی چاہتا ہی کہین سے مرغ تلاش کر کے لاؤ جانسوز نے کہا کہ بہت اچھا آپ یہین بیٹھیے مین ابھی آتا ہون ملا جاتا ہی تو ابھی لاتا ہون یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہوا کوئی کوس بھر گیا ہوگا کہ ایک مرد کو زیر درخت بیٹھے دیکھا سلام کیا اور کہا کہ ای عزیز یہان کہین مرغ بھی ملیگا اُسنے کہا کیا خوب آپ کے بھی پانون پوجیے دو پہر رات گئے مرغ تلاش کرتے ہو اور ایسا کون عقلمند ہی کہ جسنے اتنی رات گئے مرغ منگایا ہی جانسوز نے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ مین اسد کا عیار ہون جانسوز میرا نام ہی اگر نہ آتا تو وہ خفا ہوتا اُس مرد پیر نے کہا کہ اچھا وہ جو درخت معلوم ہوتے ہین اُس طرف ایک چھوٹا سا گانون ہی وہان مرغ ملے تو ملے یہ سنکر جانسوز تو اُس گانون کی طرف روانہ ہوا اور یہ مرد پیر در اصل شاپور شیر دل تھا اسد کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے قریب شام یہان پہونچا رات ہو جانے سے اسی مقام پر پڑ رہا یہ موقع غنیمت جانکر جانسوز کو تو دھوکا دے کر اُس طرف روانہ کیا اور خود جانسوز کی صورت بنکر کچھ سموسے اور کچھ دال موٹھ ملگئی دارو بیہوشی مین آغشتہ کر کے اسد کے پاس آیا اور کہا کہ چار طرف ڈھونڈھ پھرا مرغ تو کہین نہین ملا مگر یہ سموسے اور دال موٹھ ملگئی ہی اسے نوش فرمائیے جو ملگیا سو لے آیا اسد نے اُسے لیکر کھایا اور رفیق تو سب کے سب جا جا کر پہلے ہی سو رہے تھے اسد تنہا تھا القصہ اُس دال موٹھ اور سموسون کے کھاتے ہی سر پھرنے لگا اور آثار بیہوشی کے نمایان ہوئے کہنے لگا کہ ای جانسوز یہ دال موٹھ اور سموسے تو کہان سے لایا تھا مجھے تو اسمین کچھ بیہوشی آمیز معلوم ہوتی ہی یہ تو کیونکر کہون کہ تو نے دغا کی مگر کچھ فیہ ضرور ہی شاپور نے کہا کہ ای شہریار آپ کے بھی کیا کیا خیالات ہوتے ہین کہ جسکا نہ سان نہ گمان رات زیادہ جا چکی ہی اور آپ نے اب تک دم بھر بھی آرام نہین فرمایا اس وجہ سے دوران سر ہونے لگا ہی اب جا کر آرام فرمائیے صبح کو صحیح و سلامت اُٹھیے گا یہ سنکر اسد اُٹھا کہ پلنگ پر آرام کرے کہ دفعتہً بیہوشی نے طمانچہ مارا اور دھڑ سے زمین پر گرا شاپور نے جھٹ حلقہاے کمند نکالکر دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے گولا لاٹھی کر کے چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر روانہ ہوا مگر جانسوز جو مرغ لیکر پھرا تو اسد کو وہان نہ پایا پیترا شاپور کا پہچانا اور رفقاے اسد غازی کو بیدار کیا حال بیان کیا کہ غضب ہو گیا تم سب سوتے کے سوتے رہے اور اسد غازی کو ایرج کا عیار شاپور چرا لیگیا مگر گھبراؤ نہین تم سب تیار ہو کر پیچھے پیچھے آؤ اور پوشیدہ ہو کر گوش بر آواز کھڑے رہو یہ کہکر سب قزاقون سمیت مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوا اور یہان صبح کو ایرج نوجوان آکر بارگاہ مین بیٹھا حامد بن حمید زنگی تخت پر متمکن ہوا امرا اور ارکان دولت اور افسران فوج جمع ہوتے جاتے ہین ایرج ظہماسپ سے بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ شاپور سے کبھی کچھ بھی نہو گا آج کئی روز ہو چکے ہین کہ وہ اسد کی تلاش مین گیا ہوا ہی اب تک تو نہ خود آیا نہ اسد غازی کو لایا وہان اسد غازی اور بدیع الزمان نے جشن کیا صحبت عیش برپا رہی جب اُس جشن مین شاپور کا قابو نہ چلا تو اب کیا ہوگا مجھے تو قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہی

کہ شاپور ہی ہین مگر صورت اپنی مجھے نہین دکھاتا طرماسپ نے کہا کہ اے شہریار جشن مین تو اسد غازی نے وہ مضبوط بندوبست کیا تھا کہ کوئی پرندہ پر نہین مارسکتا تھا ایسا خیال نہ فرمائیے شاپور شیر دل اس قسم کا آدمی نہین ہو کہ وہ بزدلہ پن کریگا یا آپ سے مکر کریگا اب وہ ضرور اسد غازی کی فکر مین ہوگا مجھے یقین ہو کہ شاپور خالی ہاتھ نہ آئیگا ابھی یہ باتین ہوہی رہی تھین کہ شاپور پشتارہ بدوش پہونچا اور طرماسپ نے دور سے پشتارہ بدوش دیکھا بیساختہ پکار اُٹھا کہ ای ایرج نوجوان وہ شاپور آیا اور بامقصد آیا کہ اتنے مین شاپور بھی جلدی سے نزدیک آگیا ایرج نے کہا کہ اے شاپور لایا اُس دیوانے کو کہا کہ خداوند حاضر ہی بس یہ سنا تھا کہ خوشی کے مارے اُچھل پڑا شاپور کو گلے سے لگایا اور کہا کہ ای شاپور واقعی تو صادق الوعدہ اور نمک حلال ہو اب لاترازو کہ مین بھی اپنا وعدہ پورا کرون شاپور ترازو اُٹھا لایا ایرج نے ایک طرف اسد غازی کو بٹھایا اور دوسری طرف جواہر رکھکر اسد کے برابر تول دیا اور آہنگرون کو بُلاکر پہلے اسد غازی کو قید آہن مین مقید کرایا بعد اُسکے شاپور سے کہا کہ جلد اسد کو ہوش مین لاؤ مگر خوشی کے مارے ایرج کا یہ حال ہو کہ پھولا نہین سماتا بے اختیار اپنے دنگل سے اُٹھ اُٹھ کھڑا ہوتا ہو اور ہر مرتبہ شاپور کو گلے سے لگالیتا ہو اور بہ ہزار زبان شاپور کی تعریفین کررہا ہو کہ ای شاپور فی الحقیقت تمام عمر مین تو نے ایک ہی کام کیا ہو اور ادھر دیلم شیاط زنگی اور طرماسپ سے کہ رہا ہو کہ ای طرماسپ مجھے ہرگز یقین نہ تھا کہ یہ دیوانہ میرے ہاتھ لگیگا اور شاپور اسے گرفتار کرلائیگا کچھ نیر اعظم ہی کی مہربانی اور عنایت تھی کہ یہ دیوانہ میرے ہاتھ لگ گیا ابھی کل ہی کا ذکر ہو کہ اس نامعقول نے مجھکو وہ تکلیف پہونچائی تھی کہ مجھے اپنی زیست کی امید منقطع ہوگئی تھی مگر خیر دیکھو تو اب کس عذاب سے اسے قتل کرتا ہون الغرض حسب الحکم ایرج شاپور نے اسد غازی کو فتیلہ دفع بیہوشی دیا چند قطرات گندیدہ ناک سے اسد کی گرے فوراً تڑسے چھینک آگئی اور آنکھ اسد غازی کی کھلگئی اپنے کو بارگاہ ایرج مین مقید قید آہن پایا اور شاپور شیر دل کو سرپر کھڑے دیکھا یقین ہوگیا کہ یہی ملعون جانسوز کی صورت بنکر رات کو میرے پاس آیا تھا اور اشیاے بیہوشی آلود کھلاکر مجھے بیہوش کرکے گرفتار کر لایا یہ خیال کرکے رنگ زرد ہوا اور یقین مرگ ہوگیا مگر مجبور اُٹھ کر بطریق اہل اسلام سلام کیا ایرج نے مسکراکر کہا کہ او دیوانے کل تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا کچھ یاد ہو یا نہین اسد غازی نے کہا کہ ہان خوب یاد ہو کل مارتے مارتے تجھے اُڑا دیا تھا اگر طرماسپ نہ پہونچ جاتا تو کیا مین تجھے چھوڑتا ابھی ارے اب بھی چھوٹ جاؤنگا تو تجھے خوب ہی درست کرونگا خداے ما بزرگ است اگر میری زندگی منجانب اللہ تعالے باقی ہی تو تجھ ایسے دوکرور بھی میرا کچھ نہین بنا سکتے جو تیرے بنائے بن پڑے اُس مین قصور نہ کر ایرج نے کہا او شہدے کیا بک رہا ہو خاموش رہ یہ کہکر حکم دیا کہ جلد جلادون کو بلاؤ کہ اس شہدے کو تیغ کرین فوراً حسب الحکم ایرج نوجوان جلادان مریخ چشم زحل ہیبت ناک کان کے ہار گلے مین رومال کاندھون پر پڑے ہوے خون کی بھبک اُنہین سے آتی ہوئی چوڑا ساتیغہ چیروان باڑھ اُسپر دی ہوئی کمر مین حائل موٹے موٹے ہونٹھ لال لال آنکھین حاضر ہوے اور ایرج کو آکر سلام کیا اور پکارے کہ شعر سلطنت سلطان نماید حکم بر جلاد چیست + مرغ را اوانہ بلاشد طعنہ بر صیاد چیست + ایرج نے کہا کہ جلد اس دیوانے کی گردن مارو اُسی وقت جلادنے ریگ کا چبوترا بنا کر نطع اُسپر ڈالا اور اسد غازی کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور کہا کہ او دیوانے جو کچھ تجھے کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے جسے یاد کرنا ہو یاد کرلے جو وصیت کرنا ہو وہ وصیت کرلے کہ اب موت تیری قریب آئی ہو وقت تیرا آخر ہو اسد غازی نے کہا کہ تو اپنے کام مین مصروف ہو نہ مجھے کچھ کھانا ہو نہ پینا ہو نہ وصیت کرنا ہو لیکن ہان اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کررہا ہون یہ کہکر سر سوے آسمان بلند کیا اور درگاہ قاضی الحاجات مین بصد عجز

و نیاز عرض کیا کہ اے رب العزت تو ہی اس وقت بیکسی میں میرا حامی و کفیل ہے خدایا تو خوب واقف ہے کہ اس مجمع میں سوائے میرے دشمن جان اور تشنہ خون کے اپنا طرفدار کوئی نہیں ہے یہ دعا کر رہا ہے اور آنسو علے التسلسل آنکھوں سے جاری ہیں اور جلاد منتظر حکم اخیر کھڑا ہے کہ ایرج نے حکم دیا کہ جلد اس شہدے کی گردن مار کیا دیر لگائی ہے یہ سنکر جلاد نے کوے کا خط گردن پر کھینچا اور تیغہ کھینچکر چاہا کہ اسد کو قتل کرے کہ دفعتہً ایک پتھر جلاد کے سر پر پڑا کہ سر جلاد کا پھٹ گیا اور زمین پر گرکے مر گیا غل ہوا کہ وہ مارا ایرج نے آواز دی کہ اسد مارا گیا شاپور نے کہا نہیں اسد تو زندہ و سلامت ہے جلاد سڑی سودائی ہو گیا تھا پھر اپھر اکر تلوار اپنے سر پر مار لی کہ سر اسکا شق ہو گیا اور مر گیا ایرج نے حکم دیا کہ خیر ایک سودائی ہو گیا ہو گیا دوسرے جلاد کو بلاؤ حسب الحکم دوسرا جلاد آیا وہ بھی اسی طرح ہلاک ہو گیا تیسرے جلاد کو بلایا وہ بھی اسی طرح مارا گیا اب جو ایرج نے یہ رنگ دیکھا کہ جو جلاد آتا ہے ہلاک ہوتا ہے جھنجلا گیا اور کہنے لگا کہ یہ معرکہ کیا ہے جو جلاد آتا ہے وہ آپ ہی لقمۂ اجل ہو جاتا ہے ارے اب کسی ہوشیار شخص کو بلاؤ کہ جو بہت قوی دل اور آزمودہ کار ہو وہ آکر اسے قتل کرے اب جسے بلاتے ہیں وہ محض انکار کر دیتا ہے یا کوئی عذر بار دکر کے ٹالدیتا ہے کوئی کہتا ہے کہ صاحب میں جلادی کیا جانوں میں ہمیشہ گھانس کھودا کیا مجھسے اور جلادی سے کیا علاقہ کوئی کہتا ہے میں تو سائیسی کرتا ہوں کوئی کہتا ہے کہ میں تو ہمیشہ لکڑیاں کاٹتا ہوں غرض جس شخص کو طلب کرتے ہیں وہ یہ سوچ کر کہ کون جاے جو اس قصد سے جاتا ہے وہ ہلاک ہوتا ہے انکار کر دیتا ہے نہیں معلوم کیا بلا ہے مگر ایک شخص قوی ہیکل قوی بازو و بلند بالا بھاری تیغہ ہاتھ میں لیے ہوے اتفاق سے ملگیا اُس سے کہا کہ زبدۂ آفتاب پرستان نے اپنے ایک دشمن قوی ہیکل کو گرفتار کیا ہے کوئی شخص اُسکے خوف سے اُسکے قریب نہیں جاتا اگر تو جلکر اُسکو قتل کریگا تو سرکار ایرج نوجوان سے بہت کچھ انعام پائیگا یہ سنکر اُسنے کہا کہ حضور ہاں غلام اس کام کو انجام دیگا اور یہ لوگ جلادی کیا جانیں ایک ہاتھ میں تو کام اُس دریدہ زبان اور معتوب زبدۂ آفتاب پرستان کا تمام کرونگا القصہ اُس شخص کو ایرج کے پاس لائے ایرج نے کہا کہ میں تجھے بہت کچھ انعام دونگا جلد اس دیوانے کا کام تمام کر یہ حکم سنکر جلاد اسد غازی کے قریب آیا اور کہا کہ یاد کیجے جا خدا کو بہت جلد اب تیرا فیصلہ ہوا جاتا ہے اور چپکے سے کہا کہ اے آقا میں جانسوز بن قران ہوں آپ جلدی سے میری گردن پر اچک کے بیٹھ جائے اور خوب مضبوط مجھے پکڑ لیجے میں آپ کو نکالے لیے چلتا ہوں یہ کہکر تیغہ ہاتھ میں کھینچکر ظاہرا ارادۂ قتل میں جھکا بس اسد غازی سے جس طرح ہو سکا پاؤں اچھالکر گردن جانسوز بن قران پر جا بیٹھا اور دونوں ہاتھوں سے خوب مضبوط سر جانسوز کو پکڑ لیا اور جانسوز لیکر بھاگا اور چلتے وقت ایرج سے پکار کر کہا کہ اے ایرج ہوشیار ہو جا کہ میں جانسوز بن قران اپنے آقا کو لیے جاتا ہوں ہے کوئی تیرے لشکر میں ایسا صاحب حوصلہ ہو جو مجھسے میرے آقا کو چھین لے بس یہ رنگ دیکھکر ایرج ارے کرکے کانپ گیا اور پکارا کہ یہ کیا غضب ہو گیا آیا لقمہ ہاتھ سے نکل گیا ارے لینا اسے خبردار خبردار بارگاہ سے باہر نہ جانے پائے ہر چند لوگ دوڑ پڑے مگر جانسوز کو کب پاتے ہیں جانسوز جھپ سراچے کو پھاڑ کر باہر نکلگیا اور تھوڑی دور جاکر اسد غازی کو کاندھے سے اُتارا اسد غازی نے قید آہنی کو توڑ ڈالا اور جانسوز نے کسی نہ کسی کا گھوڑا بھی چھین چھان کر لا دیا اسد غازی اُس گھوڑے پر سوار ہوا اور جانسوز ساتھ ساتھ ہوا چند قدم پر جا کے زنبیل عیاری بجائی قزاق تو حسب ہدایت جانسوز گوش بر آواز کھڑے ہی ہوے تھے جیسا کہ سابقاً گذارش ہو چکا ہے بوقین بجا کر دوڑ پڑے اور بہت سے آفتاب پرستوں کو قتل کر کے صاف اسد غازی کو نکالے لیے چلے گئے اسد نے جا کر دامن کوہ میں پناہ لی اور یہاں شاپور شیر دل نے ایرج سے کہا کہ آپ بہت مجھسے کہا کرتے تھے کہ تجھسے کبھی کچھ نہیں ہو سکتا میں نے تو تعمیل ارشاد کی اور اُس دیوانے کو جا کر پکڑ لایا

اگر کیا مفت مین میری محنت ر ایگان ہوئی ہای افسوس صد افسوس کہ وہ دیوانہ صاف نکلا ہوا چلا گیا اور کوئی کچھ نہ بنا سکا ایرج
نے کہا کہ ارے توہی نے اُس عیار مکار کو پکڑ لیا ہوتا محنت تیری سوارت ہو جاتی شاپور نے کہا کہ واہ واواہ آپ کی
بھی کیا باتین ہین ہین تو کیا کسی کی بھی یہ قدرت ہی کہ اُس عیار کو پکڑ لاے ارے صاحب یہ مہتر قران حبشی کا فرزند ہی
اور مہتر قران حبشی وہ شخص تھا کہ جسنے بڑے بڑے پہلوانون کو تہ تیغ کیا مگر کبھی پکڑا نہین گیا ایرج نے کہا کہ واقعی عجب
بلاے بے درمان ہی کہ صاف دن دہاڑے نکالے لیے چلا گیا اور جاتے وقت سبھون کو آگاہ بھی کر دیا مصرع چہ دلاور است
دزدے کہ بکف چراغ دارد + ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ہر کارون نے آکر خبر دی کہ لقاے بے بقا رانذہ درگاہ
آرمز شاہ آپہونچا ایرج نے تمام سردارون کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی سرحد لشکر تک گیا لقا کو
ساتھ لیکر آیا دعوت کی ایرج نے اپنا حال بیان کیا لقا نے اپنا حال بیان کیا آخر کار یہ صلاح ہوئی کہ اب طبل جنگ
بجوا دینا چاہیے اُسی وقت ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جاے فوراً لشکر ایرج نوجوان مین نقارہ رزمی پر چوب پڑی
جب یہ خبر لشکر بدیع الزمان اور داراب وخورشید مین پہونچی تو معاً ان لشکرون مین بھی نقارۂ رزمی گڑ گڑایا رات
بھر تیاری رہی صبح کو میدان کارزار مین صف آرائی ہوئی بعد آراستگی صفوف جدال وقتال جب نقیب نقابت کر کے
چلے گئے تو ایرج مرکب کو چمکا کر میدان کارزار مین آیا اور پکارا کہ ایہا الناس کیا بہادری اسی کا نام ہی کہ عیارون کے ہاتھ
بہادرون کو گرفتار کرا لیتے ہین واہ واواہ شجاعت اسی کا نام ہی اور سپاہ گری اسی کو کہتے ہین اگر تمہاری یہی ہمت ہی تو آج سے
شجاعت کا نام نہ لینا شاہزادۂ بدیع الزمان نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای ایرج ہمارا یہ طریقہ اور وتیرہ نہین ہی تم جانو
اور اسد جانے ہمکو اس امر مین کوئی دخل نہین ہی ہم تو پہاڑ پر زخمی پڑے رہے اور چہار طرف سے گھرے رہے مگر کبھی
ایسا قصد نہین کیا بلکہ داراب نے جس وقت اپنے عیار سے کہلا بھیجا ہی کہ اسد کے عیار نے میرے عیار سے پشتارہ ایرج
کا چھین لیا ہی آپ اسد غازی سے لیکر مجھے دلوا دیجئے تو اُسی وقت مین نے امیہ کو اسد غازی کے پاس بھیجا
معلوم ہوا کہ پشتارہ غائب ہو گیا یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ مین آپ کو نہین کہتا جب داراب نے دیکھا کہ ایرج کا روے
خطاب بدیع الزمان کی طرف نہین ہی تو یہ خیال ہوا کہ یہ آوازہ مجھ پر ہی تو چلکر اس آفتاب پرست سے سمجھ لے
یہ خیال کر کے مرکب اُڑا کر مقابل ایرج ہوا بعد تگاورزنی کے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن ایک دوسرے پر غالب نہ ہوا
گرز بازی ہوئی اُسمین بھی دونون برابر رہے کہ دونون ایک ہی اُستاد کے شاگرد تھے آخر کار نوبت بہ شمشیر زنی پہونچی شام
تک تلوار چلائی آخر کار ایرج داراب کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر اپنی فرودگاہ کو واپس گیا پھر سب
لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو پھر کر آئے ایرج کے زخمون مین ٹانکے لگائے گئے ارتال خونخوار نے لقا سے کہا کہ ای خداوند
آپ متردد نہ ہون طبل جنگ بجوائیے مین ان سب کو مارونگا انکی ہستی کیا ہی اس وقت لشکر ایرج مین نقارۂ رزمی
پر چوب پڑی یہ خبر ہرکارون نے لشکر داراب وخورشید وغیرہ مین پہونچائی وہان بھی کوسہاے حربی پر چوب
پڑی رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان نبرد مین صف آرا ہوئے بعد صف آرائی کے جب نقیب
نقابت کر کے چلے گئے تو ارتال خونخوار لقا سے اجازت لیکر معرکہ آراے نبرد ہوا مبارزطلبی کی داراب نے چاہا
کہ ارتال خونخوار کے مقابلے کو جاے لیکن خورشید ستارہ پرست مانع ہوا اور کہا کہ ای داراب تم کل لڑ چکے
ہو آج تمہارا جانا مناسب نہین داراب خورشید کے کہنے سے چپ ہو رہا خورشید مرکب کو اُڑا کر مقابل ارتال
خونخوار ہوا بعد تگاورزنی کے ارتال نے کہا کہ ای خورشید مین نے تو اُس آفتاب پرست کو طلب کیا تھا تو کیون
آیا خورشید نے کہا ارے ارتال میرا اور داراب کا معاملہ واحد ہی جیسے مین آیا ویسے داراب آیا کل وہ ایرج سے

مقابلہ کرچکا تھا آج مین تیرے مقابلہ کو آیا ہون ارتال نے کہا کہ خیر تو ہی آپہلے تیر افیصلہ کر لون پھر وار اپ سے سمجھ لونگا لاجرم یہ تیرے پاس ہو خورشید نے کہا کہ تو ہی پہلے وار کر کے اپنا حوصلہ نکال لے یہ سنکر ارتال نے خبر دار اور ہوشیار کہ کے نیزہ اپنا خورشید پر مارا خورشید نے نیزہ اسکا رد کیا بس پھر تو نیزہ بازی ہونے لگی خورشید نے چند طعنون مین نیزہ اسکا نکال دیا ارتال نے تلوار اُٹھائی خورشید نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ خورشید کی تلوار کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جیسے ہی تلوار نزدیک پہونچی سپر کو تو ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ علی بند سپر کا بشت پر جا جھولا اور بہت ہی پھرتی سے پنجہ پلی کو دراز کر کے تلوار کو تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا زور اور کشمکش ہونے لگے خورشید نے چاہا کہ ہاتھ اسکا مروڑ کر تلوار چھین لے لیکن ممکن نہ ہوا خوب ہی زور ہوے کہ گھوڑے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے اور پھلنے لگے اکثر لوگ پکار اُٹھے کہ صاحبوان بے زبانون نے تمھارا کیا کیا ہو مرکبون سے نیچے اُتر پڑو کہ انکی تو جان بچ جاے یہ سنکر دونون مرکبون سے کود پڑے اور دامن گردان کر آستینین چڑھا کر ایک دوسرے پر دوڑا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی ہوا کی کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ خورشید نے ارتال کو زیر کیا اور اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ اد مرد ود دین ستارہ پرستی اختیار کر و ورنہ ابھی مار ڈالونگا ارتال نے کہا کہ یہ تو نہوگا لاکھ جانین میری خدا وند لقا پر سے نثار ہین مین بجز لقا کے کسی دوسرے کو لائق خدائی اور پرستش کے نہین جانتا یہ کلمہ سنکر خورشید آگ بگولا ہوگیا اور چھاتی پر سے اتر کے ایک پانون دونون پاؤن سے دبا کر اور دوسرے پانون کو ہاتھ سے پکڑ کر پوری قوت سے جو ایک جھٹکا دیا تو سُرین سے تا ناف شق ہوگیا دوسرے جھٹکے مین تا بسینہ اور تیسرے جھٹکے مین برابر دو حصے کر دیے اور ایک ٹکڑا ایک طرف دوسرا ٹکڑا دوسری جانب پھینکدیا ایک شور وغل بلند ہوا کہ خورشید ستارہ پرست نے ارتال کو چیر ڈالا ایرج طبل بازگشت بجواکر داخل خیمہ ہوا اور لقا سے بے بقا سے کہا کہ کچھ عجب طرح کا امر ہی عقل حیران ہی کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون جب سے یہ ستارہ پرست آیا ہی ناک مین دم ہوگیا ہی اس طرح سدراہ ہوا ہی کہ میرا کچھ زور نہین چل سکتا اور کسی طرح ان خدا پرستون پر دوست رس نہین جاتا کہ انکا کام تمام کرون ہر چند ذہن لڑاتا ہون اور عقل دوڑاتا ہون مگر کوئی بات ذہن مین نہین آتی اور کوئی تدبیر صائب نظر نہین آتی دیو چہر عیار سامنے کھڑا ہوا تھا اُسنے عرض کیا کہ اگر مین اجازت پاؤن تو جا کر ابھی اس ستارہ پرست کو باندھ لاؤن ایرج نے کہا کہ اگر تو اس کام کو انجام دے سکے تو کیا مضائقہ ہی جانیرا اعظم تیرے ارادے مین برکت دے دیو چہر رخصت ہو کر لشکر خورشید ستارہ پرست مین آیا دن بھر تو اپنی صورت تبدیل کر کے لشکر مین پھرا کیا اور موقع عیاری کا سوچا کیا رات کے وقت جب کہ خورشید اپنے خیمے مین جا کر سو رہا تو پشت خیمہ سے نقب کئی کر کے خورشید ستارہ پرست کے خیمے مین پہونچا دیکھا کہ خاص بردار اور خدمتگار وغیرہ گرد پلنگ کے پہرا دے رہے ہین شمعدانے مومی و کافوری روشن ہین بس چھپ پروانہ ہاے بیہوشی نکالکر تفنگ مین رکھکر شمعون کی لو پر مارے کہ وہ جلے اور دھوان نکلا خاص برداروں اور خدمتگارون کے دماغ مین جو دھوان گیا سب کے سب بیہوش ہو کر گرے دیو چہر نے جتنی شمعین تھین سب گل کر دین اور ایک آدھ شمع جو قریب الاختتام تھی اُسے رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا نہ ہوجاے اور پلنگ کے برابر جا کر داروے بیہوشی لخلخہ عیاری پر رکھ کے خورشید کی ناک سے لخلخہ عیاری کو لگا دیا جب خورشید نے اوپر کی سانس لی اور داروے بیہوشی دماغ کو چڑھی فوراً خورشید کو چھینک آگئی اور آنکھ کھلگئی تکیہ سے سر اُٹھا کر ادھر اُدھر دیکھا دیو چہر تو چھینک کے آتے ہی پلنگ کے نیچے ہو رہا تھا جب خورشید نے کسی کو نہ پایا تو پھر تکیے پر سر رکھکے آنکھین بند کر لین اُسی وقت بیہوش ہوگیا

بس جب دیو چہر حلقہ ہائے کمند مین کرکے پشتارہ باندھ کر اُسی نقب کے راستے سے روانہ ہوا اور صبح ہوتے ہوتے بارگاہ ایرج مین داخل ہوا وہان ایرج کو شب بھر نیند نہ آئی تھی انتظار دیو چہر مین بیٹھا تھا کہ دیو چہر سامنے سے نمودار ہوا ایرج کو سلام کیا اور پشتارہ سامنے رکھدیا کہ خداوندیہ خورشید حاضر ہے یہ سنکر ایرج فرط مسرت سے اُچھل پڑا اُسی وقت دیو چہر کو خلعت دیا اور حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون کو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوئے اور خورشید کو غل وزنجیر مین گرفتار کیا بعد اُسکے ایرج نے حکم دیا کہ اس ستارہ پرست کو ہوش مین لاؤ کہ اپنے کردار کی سزا بدپائے دیو چہر نے بمجرد حکم فتیلہ رفع بیہوشی دیا خورشید کی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ بگرفتار غل وزنجیر بارگاہ ایرج مین کھڑا ہوا ہی نہایت دل ملول اور آزردہ خاطر ہوکر ایرج سے کہا کہ ای ایرج کیا اسی طرح دلاور وشجاع بہادرون سے سلوک کرتے ہین جو تونے کیا باوجود اسکے کہ مین نے تیرے ساتھ بہت بڑا احسان کیا تھا کہ عیار اسد غازی تجھے پکڑے لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھین لیا اور پھر اسد کس کس طرح تجھے مانگا کیا مگر مین نے نہ دیا اور تجھے چھوڑ دیا مگر تونے اُسکے عوض مین میرے ساتھ یہ مکر کیا کہ مجھکو میری خوابگاہ سے چروامنگایا ایسے افعال قبیح بہادرون کی شان سے بہت بعید ہین ایرج نے کہا کہ ای خورشید تومانع قتل خداپرستان ہوتا ہی اس واسطے تجھے گرفتار کرلیا تا استیصال اہل اسلام تجھے قید رکھونگا اور اس امر سے اطمینان رکھ کہ مین تجھے کسی طرح کی ایذا نہ پہونچاؤنگا جس وقت کہ ان اہل اسلام کا کام تمام کرلونگا اُس وقت تجھے چھوڑ دونگا یہ سنکر خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ ای ایرج تو انتہا کا بزدلا اور بے حمیت ہی تو نے نام مردی ومردانگی کا خراب کیا کوئی حرکت تیری قابل تحسین و آفرین نہین ہی جو حرکت تیری ہی وہ نامردون کی ہی تجھسا نامرد اور بے حمیت اور بزدلا شاید ہی دنیا کے پردے پر کوئی ہوگا جسے زبردست پایا اور جس سے تاب مقاومت نہ لاسکا اُسے اسی طرح پکڑوا بلوایا ارے او نامرد و بے حمیت اول تو نور الدہر ایسے شخص کے ساتھ وہ نالائق حرکت کی کہ ایک اونے زنگی بچے کے واسطے تونے اُس شاہزادۂ عالیقدر پر کوڑا اتارا خیر اُسکے عوض مین تو اسد غازی نے تجھپر وہ کوڑے برسائے کہ کھال تیری اُدھڑ گئی دوسری حرکت بیہودہ یہ ہوئی کہ بدیع الزمان اور عجیل ماہرو کو حالت زخمداری مین تکلیف دہی کا قصد کیا اور اب بھی خواہ مخواہ تو اُن لوگون کے قتل کا درپے ہی مگر تائید غیبی اُن سب کے شامل حال ہی اس سے وہ سب بچ جاتے ہین اور تو اُنکا کچھ نہین بنا سکتا تیسری نالائق حرکت یہ کی کہ مجھے چروامنگایا اب اس سے زیادہ کونسی نالائقی ہوگی اور تجھے زیادہ کون نامرد ہوگا لعنت ہی تیری حمیت اور دلاوری پر القصہ خورشید نے سب کچھ کہا مگر ایرج شربت کے ایسے گھونٹ پی پی کر خاموش ہو ہو رہا بعد اُسکے حکم دیا کہ اسے زندانخانے مین لیجاکر قید کرو بختیارک نے کہا کہ ای ایرج اسے قید رکھنا مناسب نہین ہی بلکہ اسے قتل ہی کرڈال تو اچھا ہی اس وقت اس نے وہ سخت کلمات کہے ہین کہ مین کانپ اُٹھا اگر تیرا لحاظ مانع نہ ہوتا تو مین اثناے کلام ہی مین اس ستارہ پرست کو ایک ہاتھ ایسا مارتا کہ یہ ہلاک ہوجاتا ایرج نے کہا کہ ملک جی مین بھی تو اسکا ممنون ہون تم اس امر مین دخل نہ دو یہ امر مجھسے ہرگز سرزد نہ ہوگا اور یہ بے حمیتی ہرگز مجھسے وقوع مین نہ آئیگی اور خورشید ستارہ پرست کو زندانخانے مین بھجواکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت بموجب حکم ایرج نوجوان نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور ایرج نے افسران فوج کو بلواکر حکم دیا کہ آج شب بھر بہت اچھی طرح کل فوج چست وچالاک کرلو اور اسباب جنگ خوب درست کرلو کہ کل صبح کو مین ان خداپرستون کا کام ضرور تمام کرونگا جب یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوادیا اور کل ارادہ یورش کا ہی تو

بدیع الزمان نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ افسوس زخم تو میرا اچھا ہو گیا ہی مگر ابھی اتنی طاقت مجھ مین نہین آئی کہ اس آفتاب پرست سے اچھی طرح مقابلہ کر سکونگا ادھر طہماس اور عجیل نے بھی یہی کلمہ کہا کہ ہم مین بھی ابھی پوری طاقت نہین آئی مگر خیر نقارہ رزمی بجوا دینا چاہیے اور رجوع الی اللہ کرنا چاہیے اس آفتاب پرست سے عاجزی یا فرار کرنا ہمارے مرتبے اور عزت کے بہت خلاف ہی اُسی وقت بدیع الزمان نے طبل جنگ بجوا دیا اور وضو کر کے سب نے نمازین پڑھین بعد فراغ نماز سب کے سب دعا و زاری مین بدرگاہ جناب باری مصروف ہوئے چار پہر رات مناجات و دعامین بسر ہوئی علے الصباح ایرج زیر کوہ آیا اور پکارا کہ ای خدا پرستو آج تک تو تم بچتے چلے آئے مگر آج تم سب کو ضرور قتل کرونگا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ملکہ قمر چہر بھی اپنے برآمدے پر بیٹھی ہوئی یہ رنگ دیکھ رہی تھی اور کمال درجہ تڑپ تڑپ کر اور بلک بلک کر دعائین مانگ رہی تھی کہ اے پروردگار عالم توہی ان اہل اسلام کا حافظ و نگہبان ہی اور تیری ہی جانب رجوع ہی خداوندا جلد امیر حمزہؑ صاحبقران کو روانہ کر کہ وہ ان دکھیارون کی کمک کرین ابھی یہ دعا ملکہ قمر چہر کی تمام نہ ہوئی تھی اور ایرج پہاڑ پر جانے نہ پایا تھا قصد کرتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ یکایک تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز طبل سکندری کی زمین و آسمان کو ہلانے لگی آواز طبل سکندری سنکر خواجہ عمرو نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ قمر چہر لاکھ لاکھ اور کرور کرور شکر ہی خداوند عالم کا کہ امیر کشور گیر آپہنچے اے ملکہ تم ذرا کان لگا کر سنو تو دیکھو تو وہ آواز طبل سکندری کی آرہی ہی اور وہ تتق گرد و غبار کا اُٹھ رہا ہی یہ سنکر ملکہ قمر چہر فرط مسرت سے اُچھل پڑی اور کہا کہ اے خواجہ عمرو تمھین میرے سر کی قسم سچ کہو خواجہ عمرو نے کہا کہ اے ملکہ تمھاری بھی عجب باتین ہین ارے عیان را چہ بیان تم ذرا نظر دوڑا کر دیکھو تو اور کان لگا کر سنو تو وہ تتق گرد بلند ہوتا آتا ہی اور وہ آواز طبل سکندری کی آرہی ہی ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ لشکر امیر حمزہؑ صاحبقران قریب آپہونچا خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ دیکھو یہ لشکر ہی امیر حمزہؑ صاحبقران کا ملکہ نے کہا کہ کہان کہان ارے مجھے امیر حمزہؑ صاحبقران کو تو دکھا دو خواجہ عمرو نے کہا کہ گھبراؤ نہین دیکھو یہ صاحبقران ہین یہ فلان سردار ہی یہ فلان افسر ہی غرض کہ ہر ایک افسر و سردار کو مع صاحبقران ملکہ قمر چہر دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اپنے دل مین کہا کہ خدا اُس شہریار کو بھی لاے تو مین اُس خاندان عالیشان مین شریک ہون اور آسمان کی طرف دیکھکر کہا کہ اے پروردگار عالم دو مہینے ہو چکے ہین کہ اُس شہریار عالی قار کی کچھ خبر نہین معلوم ہوئی تو چاہے تو وہ یہان تک پہونچ جاے اور آنکھون سے علے التسلسل اشک حسرت جاری تھے خواجہ عمرو نے تسلی و تشفی دی ملکہ گھبراؤ نہین خدا کو یاد کرو امیر حمزہؑ صاحبقران کو تو خدا نے بھیجدیا نور الدہر بھی عنقریب آیا چاہتا ہی تم گھبراؤ نہین مضطرب و پریشان نہ ہو مگر ایرج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ صاحبقران آپہونچے تو گھبرا کر ادھر سے بھاگا اور اُدھر سے اسد بن کرب غازی نے جو سنا کہ ایرج پہاڑ پر گیا ہی تو اپنے قزاقون سمیت لشکر ایرج پر گرا قتل و غارت کرنا شروع کیا خورشید ستارہ پرست کو زندانخانے سے رہا کیا ابھی اسد قتل و غارت مین مصروف تھا کہ ضرغام نے آکر خبر دی کہ اے اسد خبردار ہو جاؤ حضرت امیر کشور گیر حمزہؑ صاحبقران عالیشان آپہونچے اور ایرج پہاڑ سے پھرا ہوا آتا ہی بس یہ سنکر خورشید کو لشکر خورشید کی طرف روانہ کیا اور خود خیمہ ڈیرہ جلا کر اسباب لشکر لوٹ کر جانب کوہستان روانہ ہوا اور دیو چہر نے آکر ایرج کو خبر دی کہ اسد خورشید کو آکر چھڑا لیگیا جلد چلیے ایرج یہ خبر سنکر بہت آزردہ ہوا اپنے دل مین کہا کہ افسوس صد افسوس مفت مین خورشید سے بھی ندامت ہوئی اور وہ مطلب بھی

نہ حاصل ہو اگر اب دوڑ چلنا چاہیے شاید اسد ملجائے یہ باتین اپنے دل سے کرکے جانب لشکر آیا دیکھا کہ خیمون مین آگ لگی ہوئی ہی لاشون کے انبار لگے ہوئے ہین سر دھنتا ہوا بارگاہ مین داخل ہوا اور وہان بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی حضرت امیر کشور گیر داخل بارگاہ ہوئے بدیع الزمان وجیل ماہر و طہماس و بہرام سب پہاڑ پر سے اتر کے حاضر خدمت صاحبقران ہوئے شرف قدمبوسی سے مشرف ہوئے امیر نے حال شاہزادہ نور الدہر کا استفسار کیا بدیع الزمان نے رو رو کر حال نور الدہر کا بیان کیا پھر از سر نو ماتم نور الدہر کا برپا ہوا سبھون نے گریبان چاک کیے گریہ وزاری اور نوحہ و بیقراری شروع ہوئی ہائے نور الدہر کا غل بلند ہوا ملکہ قمر چہر نے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ شور و غل کیسا بلند ہوا ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ بارگاہ صاحبقران مین نور الدہر کا ماتم ہو رہا ہی یہ سنکر قمر چہر بھی رونے لگی حال اپنا بہت تباہ کیا عمرو نے سمجھایا اور تسلی دی کہ ای ملکہ گھبراؤ نہین ذرا دل کو ٹھہراؤ بیقراری کو کم کرو خدا نے چاہا نور الدہر ایک ہی آدھ دن مین آیا چاہتا ہی اور ان لوگون کے حال پر خیال نہ کرو اسلیے کہ انکی تو اولاد ہی اولاد کا دم بھر آنکھ سے اوجھل ہونا قیامت برپا کر دیتا ہی نہ کہ اتنے دن ہوگئے اگرچہ وہ سب بھی ضرور واقف ہونگے کہ نور الدہر سلامت ہی اسلیے کہ لشکر بدیع الزمان اور صاحبقران مین بڑے بڑے کامل اہل تنجیم جمع ہین ضرور انھون نے حالات نور الدہر بقاعدۂ رمل دیکھکر بیان کر دیے ہونگے مگر پھر بھی باپ اور دادا کی محبت ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور وہان داراب کشور کشا گریبان چاک منہ پر خاک خدمت باسعادت امیر مین حاضر ہوا داراب کے آنے سے اور بھی زیادہ ماتم برپا ہوا بعد ادائے رسم تعزیت داراب نے کہا کہ حضور اطمینان رکھین خبر نے اہل نجوم سے حال شاہزادۂ نور الدہر کا دریافت کیا تھا نور الدہر زندہ اور صحیح و سلامت ہی جو دن کی دیر ہی وہ بھی امیر نے کہا کہ ای داراب اندھا جب پتیائے جب دو آنکھین پائے نور الدہر کو آنکھون سے دیکھ لون تو قرار آئے داراب نے کہا کہ اچھا حضور کے لشکر ظفر پیکر مین بھی تو بڑے کامل نجومی خواجہ بزرگ امید موجود ہین اُنسے بھی بلا کر پوچھیے اسی وقت امیر با توقیر نے خواجہ بزرگ امید کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوے تو اُنسے حکم کیا کہ ایک ذرا نور الدہر کا حال تو ملاحظہ فرمائیے اسی وقت خواجہ بزرگ امید نے زائچہ کھینچکر حال نور الدہر معائنہ کیا اور عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار آپ ہر طرح مطمئن رہیے نور الدہر زندہ و سلامت ہی اور عنقریب انکی خبر صحت و سلامتی آیا چاہتی ہی ہنوز یہ باتین تمام نہ ہوئی تھین کہ عمرو معدیکرب صاحبقران کے سامنے دست ادب بستہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار ایک سوار سر سے پانک گرد و غبار مین اٹا ہوا یہ معلوم ہوتا ہی کہ کہین دور سے چلا آتا ہی مگر آثار سروری و سالاری چہرے سے ظاہر و باہر ہین دروازۂ بارگاہ پر کھڑا ہوا اجازت حضوری کا امیدوار ہی اور کہتا ہی کہ مجھے امیر کشور گیر شہریار عالیوقار سردار مسلمانان حضرت امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان سے کچھ مطلب ضروری عرض کرنا ہی امیر نے فرمایا کہ اچھا بلاؤ کیا مضائقہ ہی یہ سنکر پہلوان عادی باہر گیا اور اپنے ساتھ لیکر اُس جوان کو بارگاہ کے اندر لایا اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا امیر با توقیر نے جو اُسکے چہرے پر نظر کی تو واقعی آثار سروری اُسکے چہرے سے نمودار تھے اپنے قریب بلا کر پوچھا کہ ای بھائی تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور کیون آیا ہی اُس جوان نے عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار مین شہر انوریہ کا شاہزادہ ہون منصور شاہ میرا نام ہی انور شاہ بادشاہ شہر انوریہ کا فرزند ہون اور شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر عالیشان کے پاس سے آتا ہون یہ سنتے ہی امیر فرط مسرت سے کھڑے ہوگئے اور اُس جوان کو گلے سے لگا لیا کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا منصور شاہ سلام کرکے اُس کرسی پر بیٹھ گیا امیر نے فرمایا کہ ای منصور شاہ جلد حال نور الدہر کا بیان کرو منصور شاہ نے کل کیفیت شاہزادۂ والاقدر کی بیان کی اور کہا کہ

ای شہریار عالیوقار شاہزادۂ عالیجاہ بہت قریب آ گئے ہین مجھے حکم ہوا ہی کہ مین پہلے جاکر خبر نور الدہر والاقدر کے آنے کی عرض کرون یہ سنتے ہی امیر باتوقیر نے دوبارہ اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای منصور شاہ حقتعالےٰ جلشانہ تیری عمر دراز مین برکت دے کیا مژدۂ جان بخش اور روح افزا اس وقت تو نے سُنایا ہی بعد اُسکے بدیع الزمان عالیشان اُٹھکر بغلگیر ہوئے بعد اُسکے اسد نے معانقہ کیا پھر تو ایک ایک سردار اپنی اپنی جگہ سے اُٹھتا تھا اور منصور شاہ سے معانقہ کرتا تھا پیشانی کے بوسے لیتا تھا تا اینکہ منصور شاہ گھبرا گیا امیر نے فرمایا کہ بھائیو اب بیٹھنے بھی دوگے یا نہین یہ سنکر لوگ ساکت ہوئے امیر نے طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت نقارۂ شادمانی پر چوب پڑی داراب نے عرض کیا کہ ای امیر کشورگیر میرا آنا مبارک ہوا کہ خبر تو صحت نور الدہر عالیقدر کی پہونچگئی اور آپ خوش و مسرور ہوئے حقتعالیٰ مبارک کرے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ہان داراب سچ ہی خدا تمھین بھی مبارک کرے بعد اُسکے خواجہ زادون کو بہت کچھ انعام واکرام دیا منھ اُنکا موتیون سے بھر دیا سب کے سب کمال خوش و مسرور ہوئے ملکہ قمر چہر تو دمبدم آکر دیکھتی ہی تھی ایکی مرتبہ جو آکر دیکھتی ہی تو یا تو ماتم ہو رہا تھا یا آوازۂ خوشی بلند ہونے لگا طبل شادمانی کی آواز آنے لگی ہر چہار طرف ناچ اور راگ رنگ نظر آیا حیران ہو کر خواجہ عمرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ معرکہ کیا ہی ابھی تو صداے ماتم بلند تھی ہر ایک رو رہا تھا آنسوون سے منھ دھو رہا تھا دفعۃً آوازۂ خوشنودی بلند ہونے لگا طبل شادمانی بجنے لگا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ خدا کا شکر کرو معلوم ہوتا ہی کہ خبر نور الدہر عالیقدر کے آنے کی ملی ہی اس سبب سے شور تہنیت بلند ہی یقین ہی کہ کل تک وہ شہریار بھی آجاے ملکہ قمر چہر نے کہا کہ خواجہ تمھارے منھ مین گھی شکر خدا ہمچنین کند ای خواجہ اللہ اُسے صحیح و سلامت دکھاے تو دل کو چین آے خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ اب تم یقین ہی مانو کہ نور الدہر آ ہی پہونچا ہی اور صحیح و سلامت ہی مین تو تمسے کہتا ہی تھا کہ یہ اولاد صاحبقران ہی گو کیسے ہی سخت مصائب مین مبتلا ہو مگر پھر صحیح و سلامت رہتی ہی کوئی گزند انکو نہین پہونچتا فضل خدا ہر وقت شامل حال رہتا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور وہان اسد غازی بارگاہ سے نکلکر جھپ گھوڑے پر سوار ہو کے نور الدہر کی خدمت مین روانہ ہوا اثناے راہ مین ملاقات ہوئی صورت دیکھتے ہی نور الدہر اور اسد دونون مرکبون سے اُتر پڑے اور بغلگیر ہوئے اسد قدمون سے نور الدہر کے لپٹ گیا نور الدہر نے سر اُسکا قدمون سے اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور حکم دیا کہ آج خیمے ہمارے یہین نصب کرو بموجب حکم اُسی وقت خیمے نصب ہوئے لشکر اُتر پڑا نور الدہر اسد کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے خیمۂ خاص مین داخل ہوا نور الدہر نے اپنی کیفیت مجملاً بیان کی اسد نے اپنی کیفیت مختصراً گذارش کی ایرج کا حال عرض کیا کہ بھائی صاحب مین نے سنا تھا کہ اس بزاز بچے نے حضور کے دشمنون پر کوڑا مارا تھا تو اسکے عوض مین نے اُس مردود کو گرفتار کروا کے اسقدر کوڑے لگاے کہ بند بند اُسکا شق ہو گیا نور الدہر نے کہا کہ بھائی مجھے مطلق خبر بھی نہین ہوئی کہ کسپر کوڑا پڑا ایرج نے کیا حرکات ناشائستہ کی مین تو ایسا بیخود و مدہوش ہو گیا تھا کہ اپنی آپ ہی خبر نہ تھی خیر جو کچھ تمنے کیا خوب کیا اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب مین نے تو کوئی دقیقہ اُسکی ہلاکت کے لیے باقی نہین رکھا مگر یہ کہیے کہ زندگی تھی جو بچ گیا یہ باتین اسد اور نور الدہر مین ہو ہی رہی تھین کہ شاہزادۂ بدیع الزمان بھی پہونچگئے شاہزادۂ نور الدہر بدیع الزمان کی صورت دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اُٹھکھڑا ہوا سلام کر کے باپ کے قدمون پر سر رکھدیا بدیع الزمان نے سر اُسکا قدمون سے اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور دونون باپ بیٹے خوب گلے ملکر روے بعد اُسکے نور الدہر نے عرض کیا کہ قبلہ و کعبہ مین تو خود ہی حاضر ہوتا تھا آپ نے کیون زحمت و تکلیف گوارا فرمائی بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا محبت پدری نے جوش مارا صبر نہو سکا دل سے نہ مانا ای بیٹا تمنے ہمین کہین کا نہ رکھا اگر دوچار روز اور نہ آتے تو ہم بالکل تمام تھے اور تمپر جو اس پاجی بزاز بچے محسن کش نے زیادتیان کین وہ تو کین میرے ساتھ وہ سلوک کیا

کہ خیر میرا ہی دل مزے اُٹھاتا ہی نور الدہر نے کہا کہ خیر حضور دیکھا جائیگا وہ مردہ وجاتا کہان ہی دیکھیے تو کیسی سزاے معقول
دیتا ہون کہ عمر بھر یاد کرے الغرض اسشب بھر تو وہین قیام کیا صبح کو کوچ کرکے خدمت امیر کشور گیر مین روانہ ہوئے اور یہان
ایرج بھی نور الدہر کی سواری دیکھنے کے لیے سر حد لشکر پر آکے کھڑا ہوا اب کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ یکایک ایک
تتق گرد وغبار کا سامنے سے نمایان ہوا کہ جسنے سپہر دوار کو تیرہ وتاریک کر دیا جب وہ گرد شق ہوئی تو پہلے سات سو
علمہاے زر فشان کہ جنکے عکس سے آفتاب شرمندہ پھرہرے تمام مرصع کار علمداران مرصع پوش ہاتھیون پر بیٹھے سیدے
کہ جنپر جھولین مرصع کار پڑی ہوئی تھین پیدا ہوئے اور کمال زرق برق سے نکلگئے بعد اُسکے اتھناآئین شتر نالین
قیچیان بانون کی نخل کے تحل ڈنکے نفیر کی آواز بلند ہوتی ہوئی سامنے سے گذر گئے بعد اُسکے سقے بادلے کی لنگیان
باندھے ہوئے گلاب اور کیوڑہ پانی مین ملا ملا کر چھڑکتے ہوئے نمودار ہوئے اور پیچھے سواران زرین پوش زرین کمر
مرکبان تازی وترکی پر سوار دو دو سائیس طلائی باگڈورین اور چنوریان ہاتھون مین لیے ہوئے ہر ایک گھوڑے
کے ساتھ ساتھ خاصبردار خاصیان کاندھون مین رکھے ہوئے سرخ پگڑیان سرون پر بندھی ہوئین سرے تحت الحنک
کے چھوٹے ہوئے نمودار ہوئے بعد اُسکے دیکھا کہ نور الدہر عالیقدر ایک مرکب صبا رفتار اور سبکخرام زرین پوش
پر سوار سعادت شاہ اور انور شاہ آگے آگے سواری کا انتظام کرتے ہوئے اور ایرج تاج بخش داہنی جانب اور
عفریت دیوانہ بائین جانب جلو داری مین حاضر با شوکت تمام بعظمت وجبروت مالاکلام مع اسد غازی اور بدیع الزمان
دکھائی دیا ایرج یہ شوکت وعظمت وجلالت دیکھکر متحیر ہو گیا اپنے دل مین کہتا تھا کہ معلوم نہین نور الدہر کو یہ عظمت
وشوکت کہان سے میسر آئی ادہر ملکہ قمر چہر نے جو جلوس سواری کا دیکھا خواجہ سے کہا کہ خواجہ دیکھو تو یہ کسکی سواری
آتی ہی خواجہ نے جھک کر برآمدے سے جو دیکھا فرط مسرت سے اُچھل پڑا ملکہ قمر چہر سے کہا کہ ای ملکہ جلد سجدۂ شکر
کرو نور الدہر آپہونچا ملکہ نے اُسی وقت سجدۂ شکر کیا اور جلدی سے تہادھو کر جہان سے نور الدہر کو دیکھا کرتی تھی آکر
بیٹھی گر اس اثنا مین نور الدہر کی سواری بھی قریب آگئی جیسے ہی ملکہ کی آنکھ نور الدہر پر پڑی بے قابو ہو کر بلائین لینے
لگی اور نور الدہر بھی کنکھیون سے دیکھکر مسکرایا مگر چونکہ باپ ساتھ ساتھ تھا اس سبب سے ادہر نہ دیکھ سکا مگر پانی کے بہانے ٹھہر
گیا اور اسد سے اشارہ کیا کہ تم طہماس اور بدیع الزمان کو لیکر آگے بڑھو مین آتا ہون اسد طہماس اور بدیع الزمان
کو لیکر آگے بڑھ گیا دونون عاشق ومعشوق ایک دوسرے کو دیکھکر شاد ہوئے اشارون مین باتین ہونے لگین بڑی دیر
تک نور الدہر وہان کھڑا رہا آتش ہجر کو آنسوؤن سے بجھایا کیا دونون کا ایک حال تھا وہ دعا دیتی تھی یہ صدقے ہوتا تھا
وہ کہتی تھی کہ ای آرام جان حزین وای صبر وقرار دل اندوہگین تمنے تو ہمین کہین کا نہ رکھا تھا اگر دو چار روز اور نہ آتے تو
ہمارا کام تمام تھا ای شاہزادہ تمھاری آتش ہجر نے تو دل کو جھلسا دیا جگر کو کباب کر دیا شاہزادہ کہتا تھا کہ ای ملکہ بخدا
میری کچھ خطا نہ تھی امور تقدیری اور گردش زمانہ سے مجبور ہو گئے ہمپر بھی وہ وہ مصیبتین گذر گئین اور وہ وہ حالات
گذر گئے کہ اب جسکے بیان کرنے سے شعلے نکلتے ہین اور زبان جلتی ہی مگر خیر شکر ہی خدا کا کہ پھر صحیح وسلامت تمکو آکر دیکھ لیا ای
ملکہ خدا تمکو صحیح وسلامت رکھے کہ تمھاری زندگی سے میری زندگی وابستہ ہی ہر وقت اور ہر لحظہ دل سے یہی نکلتا تھا کہ
خداوندا یہ سب مصائب آسان ہین اگر انکا انجام ملکہ قمر چہر کا دیدار ہو خدایا اس سے زیادہ سختی ہو تو وہ بھی سہل ہی
جو دیدار یار میسر ہو جاے غرض خوب اشارم اشارہ ہو چکا اور راز دل اشارون مین ادا ہو چکے تو نور الدہر خدمت
صاحبقران مین حاضر ہوئے اور سلام کرکے قدمون پر گر پڑے امیر نے سر نور الدہر کا قدمون سے اُٹھا کر چھاتی
سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا استفسار حال کیا نور الدہر نے کل حال ابتدا سے انتہا تک گذارش کیا بعد اُسکے سعادت شاہ

انوشاہ و ایرج تاج بخش وغیرہ جو نورالدہر کے ساتھ تھے اُنکو قدمبوس کرایا امیر نے سبھون سے معانقہ کیا مزاج پرسی
کی نہایت عطوفت اور شفقت سے پیش آئے سبھون کا حال استفسار کیا نورالدہر نے سب کی حقیقت حال سے مطلع کیا ابھی
یہان یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اسی اثنا مین تورج ماہ پرست بمعیت چار لاکھ سوار کے صیقول اور عیقول کو لیے ہوئے
آیا اور سامنے ہفت منظر کے مقام کیا اور حقیقت اسکی یہ ہی کہ عیقول ملکہ قمر چہر کی تصویر دیکھکر دیوانہ ہو گیا تھا تورج
ماہ پرست اُسے غل و زنجیر مین گرفتار کر کے ملکہ قمر چہر کے لینے کے لیے آیا ہی عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایک اور دیوانہ نمودار ہوا
سمجھا کہ یہ بھی ملکہ قمر چہر کے عشق مین مبہوت ہو گیا ہی اور کوئی شخص فوج کثیر لیکر اس دیوانے کو اسکی معشوقہ سے ملانے آیا ہی
یہ سوچ کر ملکہ سے کہا کہ لو ملکہ ایک اور چاہنے والے تمھارے پیدا ہوئے بفضل الٰہی اب آپ کے عشاق کی تعداد مین بڑھتی
ہو رہی ہی اب کیا ہی ملکہ نے کچھ تیوری چڑھا کر کہا کہ نا خواجہ تمھین تو ایسی دل لگی نہ چاہیے خواجہ نے کہا کہ نہین ملکہ
تمھارے سر کی قسم مین سچ ہی کہتا ہون دل لگی نہ سمجھو اور جو تمھین یقین نہ ہو تو تم خود ایک ذرا جھک کر دیکھ لو یہ سنکر ملکہ برآمدے
پر آئی اور جھک کر دیکھنے لگی جب نظر ملکہ کی عیقول پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص غل و زنجیر مین گرفتار مبہوت اور مجنوط
بیٹھا ہوا ہی ملکہ نے اُسے دیکھکر خواجہ سے کہا کہ واہ خواجہ واہ اسی کو تم کہتے تھے کہ اُس بندی کا چاہنے والا پیدا ہوا ہی اسی
خواجہ مین تو کبھی اس صورت کا جانور بھی نہ پالون اور علاوہ اسکے اس ایسے دو لاکھ اور دو کرور ہون تو نقش پائے
نورالدہر پر نثار کر دی ہون مین تو لاکھ جان سے نورالدہر کے قدم پر نثار ہونا فخر سمجھتی ہون خداوند عالم سوائے
نورالدہر کے کسی اور کے پہلو مین بیٹھنا نصیب نہ کرے حق سبحانہ تعالے ایک جان مین نورالدہر کی ہزار جانین عنایت
کرے مجھکو سوائے اُس عالیقدر کے اور کسی سے کام نہین ہی ای خواجہ خدا اُس دن کو مجھے زمین کا پیوند کر دے جس دن
اور کسی کا پہلو دیکھنا بدا ہو خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ جب تک مین زندہ ہون مجال ہی کسی کی جو تمھاری طرف نظر اُٹھا کر دیکھ بھی
سکے حق سبحانہ تعالے بہت جلد نورالدہر کے پہلو مین تمھین بیٹھنا نصیب کرے ملکہ نے کہا کہ خواجہ تمھارے منھ مین
گھی شکر ای خواجہ اب مجھ مین تاب مفارقت باقی نہین ہی اور صدمہ ہجر اُٹھانے کی تاب نہین ہی اب کہین جلد اس دیو
حرامزادے کو مار کر مجھکو نورالدہر سے ملا دو عمرو نے کہا کہ ملکہ دو چار روز اور صبر کرو مین اس دیو کا کام تمام کیے دیتا
ہون اسکا مار ڈالنا کچھ بات نہین ہی مگر کل امر مرہون باوقاتہا یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور اُدھر کیوان فلک
رفعت کو نورالدہر کے آنے کی خبر ہوئی اُسی وقت مع فوج و لشکر سوار ہو کر خدمت امیر کشور گیر مین روانہ ہوا امیر
باتوقیر نے کیوان فلک رفعت کے آنے کی خبر سنکر سرداران لشکر کو استقبال کے واسطے روانہ کیا وہ سب جا کر بعزت
و حرمت تمام کیوان فلک رفعت کو خدمت امیر باتوقیر مین لائے کیوان نے نہایت ادب سے سلام کر کے قدوم
میمنت لزوم صاحبقران کو بوسہ دیا امیر باتوقیر نے معانقہ کر کے جواہر نگار کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کہ ای کیوان
یہ کیا غلغلہ ہی کیا ہنگامہ ہی کہ ہزار دن عشاق ملکہ قمر چہر مجتمع ہین آخر تم تو اپنے دل کی بات کہو کہ آخر تمنے بیٹی کو کسکے
ساتھ منسوب کیا ہی اور کسکی طرف مد نظر ہی کیوان نے کہا کہ حضور تمام زمانہ مجتمع رہے اور ساری خلقت اُمنڈ آئے
مگر مجھکو کیا مین تو قمر چہر کو شاہزادہ نورالدہر کی کنیزی مین کب کا دے چکا جس وقت ایرج یہان آیا تو اُسوقت
اُس نے مجھے گرفتار کرا کے جبراً قہراً اقرار نامہ لکھا لیا مین نے بخوف جان اقرار نامہ لکھدیا اور اگر یہ امر بخوف
جان نہ ہوتا تو جب قبل میرے گرفتار کرانے کے ایرج نے میرے پاس پیام بھیجا تھا کہ ای کیوان ملکہ قمر چہر کو حامد
بن حمید زنگی کے ساتھ منسوب کر دے جبھی مین اقرار کر لیتا حضور مین اپنے کو ایک ادنے غلام اور قمر چہر کو ادنی کنیز
شاہزادہ نورالدہر کی جانتا ہون مجھے اور کسی سے کیا غرض ہی یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ ای کیوان اب تم دین اسلام

قبول کرلو کیوان نے کہا کہ حضور خادم تو مدت سے اسلام لا چکا اور اسلام کا حلقہ بگوش ہو چکا ہے جس وقت قمر چہر کو شاہزادۂ نور الدہر کے ساتھ منسوب کیا تھا اُس وقت سے ادیان باطلہ پر لعنت کر دی تھی یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ ای کیوان تیرے اعتقاد اور دانش پر لاکھ لاکھ آفرین ہو اور اُسی وقت شربت منگوا کر کیوان فلک رفعت کو پلوایا اور طبل شادمانی بجوایا بعد اُسکے فرمایا کہ سنو ای کیوان مین صاحب انصاف ہون ہرگز راہ عدالت سے کنارہ کشی نہ کرونگا تمھاری مرضی تو مین نے دریافت کر لی اب اصل مین صاحب معاملہ قمر چہر ہے اُسکی خوشنودی کا استفسار ضرور ہے اگر وہ بھی راضی ہے تو پھر سبحان اللہ یہ کہکر ہرکارون سے حکم دیا کہ اسی وقت جا کر سب لشکرون مین خبر کر آؤ کہ جس کسی کو عشق ملکہ قمر چہر کو ادعا ہو وہ صبح کو سامنے قصر ہفت منظر سلیمانی کے آئے اور مین بھی نور الدہر کو لیکر آؤنگا دیکھون کہ ملکہ کسکی طرف مائل ہے جسکی طرف ملکہ مائل ہو اُسی کا عشق سچا ہے اور وہی ملکہ کا دعویدار ہے اور باقی سب لا دعوی اور کاذب اور لامی ہین یہ حکم محکم قضا شیم سنکر اُسی وقت ہرکارے روانہ ہوئے اور بہت جلد جلد جا کر فرمان واجب الاذعان امیر حمزۂ صاحبقران ہر ایک لشکر مین پہونچا آئے یہ حکم سنتے ہی ہر لشکر مین ایک کھلابلی سی پڑ گئی کہ دیکھیے اس امتحان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور دعوی تعشق مین کون سچا نکلتا ہے غرض شب تو اسی شش و پنج مین گذر گئی علی الصباح حامد بن حمید زنگی بمعیت ایرج نوجوان اور ناہید اختری بمعیت خورشید ستارہ پرست اور عیقول شاہ بمعیت تورج ماہ پرست اور کشور شاہ بمعیت داراب کشور کشا اور نور الدہر بلند قدر ہمراہ امیر گیتی ستان سامنے ہفت منظر کے مجتمع ہوئے اور درجہ عشاق فقیر بنے ہوئے مدتون سے بیٹھے ہوئے تھے وہ تو موجود ہی تھے الکا کیا ذکر ہے لیکن سب سے زیادہ حامد بن حمید کی ہیئت قابل دید تھی وہ سیاہ سیاہ رنگت زرد زرد آنکھین بھورے بھورے بال دو دانت مانند گراز کے منہ سے باہر نکلے ہوئے ہاتھ پیل کے ڈوائے ٹانگین جیسے دو ستون چھاتی جیسے کچھ کا چبوترا ناک جیسے درخت کا تھنہ بال باہر نکلے ہوئے بوے بد دہن سے آتی ہوئی غرض جس شخص کی آنکھ حامد بن حمید زنگی پر پڑتی تھی وہ ایک عجب نگاہ حیرت سے دیکھکر ایرج کی حماقت پر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ ایرج کو کیا حماقت سوجھی ہے جو ایسے قطعدار کو لیکر ملکہ قمر چہر کے لیے آیا ہے غرض جب ملکہ قمر چہر صبح کو سو کر اُٹھی اور دیو فلیاس شکار کو چلا گیا تو عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ آج کے واقعے کی خبر بھی ہے ملکہ نے کہا کہ کیا کچھ بیان تو کرو عمرو نے کہا کہ ملکہ آج صاحبقران نے سب کو جمع کیا ہے اور تمھارا امتحان ہے کہ ملکہ کس سے مانوس ہے جسپر ملکہ مائل ہو وہی قمر چہر کا مالک ہو ملکہ نے کہا کہ خواجہ اچھی بات ہے یہ جھگڑا تو مٹ جائیگا اور ہم تو جو منہ سے کہ چکے سو کہہ چکے ہمکو سوائے شاہزادہ نور الدہر کے اور کسی سے کام نہین ہے یہ کہکر اُٹھی اور نہا دھو کے ایک سادا سا جوڑا پہنکر اہنسون سے کہا کہ دیکھو تو کیا مجمع ہے انہین گئین اور جا کر دیکھا تو ایک بڑا جماؤ تھا آکر ملکہ سے کہا کہ حضور ایک عالم جمع ہے تمام خلقت خدا امیدوار ہے ملکہ نے کہا کہ شاہزادۂ نور الدہر کس طرف ہے انہون نے عرض کیا کہ حضور وہ شہریار جس طرف کھڑا ہوتا تھا اُسی طرف کھڑا ہے یہ سنکر ملکہ قمر چہر اُٹھی اور جس طرف نور الدہر کھڑا تھا اُسی طرف کا دروازہ کھولکر کرسی بچھا کر آ بیٹھی شاہزادہ تو انتظار مین کھڑا ہی تھا دریچے کے وا ہوتے ہی ہزار جان سے تصدق ہونے لگا اشارون مین باتین ہونے لگین نور الدہر نے کہا کہ ملکہ آج تمھارا امتحان ہے سارے عشاق مجتمع ہین ملکہ نے کہا کہ ہونے دو مجھے سوائے تمھارے کسی سے سروکار نہین ہے ان باتون سے سب کو معلوم ہو گیا کہ ملکہ قمر چہر کو سوائے نور الدہر کے اور کسی طرف میلان نہین ہے سب کے سب مایوس و ناامید ہو کر پھر گئے مگر ایرج قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوئے یہ کہتا ہوا پھرا کہ اگر میری جان مین جان ہے اور مین زندہ ہون تو ملکہ کو حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کرونگا جب سب کے سب چلے گئے نور الدہر بھی پھر کر داخل لشکر صاحبقران ہوا اور ہرکارون نے ایرج کو خبر دی کہ کیوان فلک رفعت بارگاہ حمزۂ صاحبقران

موجود ہی اور اُسنے صاف صاف کہدیا کہ مجھے کسی سے کوئی مطلب نہین تھا مین نے قمرچہر کو نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا
اور وہ کل شربت بھی پی چکا بس یہ خبر سنتے ہی کہا کہ ہان وہ مردود مجھسے اقرار کرکے اور اقرار نامہ لکھکر منکر ہوگیا دیکھو تو کیسی
سزا دیتا ہون ایکے کیا معنے کہ قمرچہر کو اُس روز حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کرچکا ہی نوشتہ سر بمہر میرے پاس موجود
ہی آج حمزہ کے یہان شربت پیا اپنی بیٹی کو چار چار خصم کروائیگا یہ لکہکر سوار ہوا اور مانند شعلہ جوالہ کے بارگاہ سلیمانی مین
پہونچا امیر نے تعظیم کرکے جواہر نگار کرسی پر بٹھایا جام شراب ساقی سے لیکر ایرج کو دیا دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
اُس وقت ایرج نے کہا کہ مین آپ سے فقط پوچھنے آیا ہون کہ کس ملت و مذہب مین یہ روا ہی کہ جس عورت
کو ایک شخص کے ساتھ منسوب کر دیا ہو اور وہ شخص منسوب الیہ بقید حیات ہو تو اُس عورت کو دوسرے کے ساتھ منسوب
کر دین یہ سنکر امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای ایرج مجھسے اس امر کا استفسار بیکار ہی کیوان فلک رفعت موجود ہی اُسی
سے پوچھو کہ وہ مالک و مختار ہی جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے مجھے اس امر مین دخل نہین ہی اور کیوان سے کہا
کہ ای کیوان خبردار ڈرنا نہین جو کچھ راست راست ہو اور جو امر فی الواقع ہو اُسے بیان کرو ایرج کیوان کیطرف
متوجہ ہوا اور کہا کہ ای کیوان سچ سچ کہو کہ تمنے ملکہ قمرچہر کو کسکے ساتھ منسوب کیا ہی کیوان نے کہا کہ تمھین اس امر سے
خوب واقف ہو مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی یہ سنکر ایرج بہت برہم ہوا اور آنکھین نکالکر کہنے لگا کہ یہ کیسی پھیر دار
بات کہتے ہو صاف صاف نہین بیان کرتے یہ سنکر اسد نے کیوان سے کہا کہ ای کیوان تم ڈرتے کیون ہو یہ بارگاہ
صاحبقران ہی یہان کوئی کسی پر زیادتی نہین کرسکتا کیا مقدور ہی کسی کا کہ کوئی کسی کو آزار پہونچا سکے تم صاف صاف
کیون نہین کہتے اُس وقت کیوان نے باواز بلند پکار کر کہا کہ ای ایرج سنو حقیقت حال یہ ہی کہ مین نے پہلے ہی قمرچہر
کو برضا و رغبت شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر بن بدیع الزمان کے ساتھ منسوب کر دیا تھا اُسمین حجت و بحث کس
امر کی ہی جب تمنے مجھپر جبر کیا اور زیادتی کی تو مین نے بخوف جان یہ کہدیا تھا کہ ملکہ قمرچہر کو مین نے حامد بن حمید کے
ساتھ منسوب کیا اور اسی طرح بمجبوری نوشتے پر مُہر بھی کر دی تھی خوشی خاطر سے یہ امر نہین کیا تھا اب مین صاف صاف
کہے دیتا ہون کہ مجھے مطلق کسی سے سروکار نہین ہی قمرچہر کو تو مین نور الدہر کی کنیزی مین دیچکا یہ سنکر امیر نے فرمایا
کہ ای ایرج اب تمنے سُن لیا یہ عورت کا مقدمہ ہی کوئی کسی پر جبر نہین کرسکتا جب دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی اور
اگر دو دل ناراضمند ہین تو بادشاہ ہفت کشور کیا کرسکتا ہی اسی لحاظ سے مین نے خود کوئی امر نہین کہا کیوان کے منہ سے
خود سُنوا دیا بس ایرج یہ سنتے ہی پیچ و تاب کھا کر اُٹھا اور کیوان سے کہا کہ خیر ای کیوان سمجھا جائیگا تو جاتا کہان ہی اور
بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا جیب داخل بارگاہ ہوا تمام حال حامد بن حمید زنگی سے بیان کیا حامد نے کہا کہ ای
ایرج نوجوان ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ اسقدر پیچ و تاب کیون کھاتے ہین اور اپنے دل کو اسقدر کاہش
مین کیون ڈالتے ہین قمرچہر کیوان کے اختیار مین نہین ہی قمرچہر تو دیو قلیاس کے قبضے مین ہی جو دیو کو باریگا یا گرفتار کریگا
وہی قمرچہر پر قابض ہوگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ بیشک تم سچ کہتے ہو اب ہم اسی کی فکر کرینگے مگر شاپور شیر دل سامنے
کھڑا ہوا تھا اُس سے بلا کر کہا کہ ای شاپور کیوان فلک رفعت تو اپنی بیٹی کو حامد بن حمید زنگی کے ساتھ منسوب کرکے
مُکر گیا ہی جس وقت تیرا قابو چلے اور موقع ملے اُس وقت کیوان کو گرفتار کر لا شاپور نے کہا کہ بہت مناسب مین ابھی جاتا
ہون یہ کہکر اُسیوقت روانہ ہوا کہ اس اثنا مین ابر گندہ بہار آسمان پر چھایا ایرج بھی سیر و شکار کو روانہ ہوا اور اُدھر شاپور شیر دل
عیار نور الدہر کی صورت بنکر کیوان کے خیمے مین آیا اور کہا کہ ای کیوان مین نور الدہر کا عیار ہون نور الدہر نے
آپکی نگہبانی کیواسطے مجھے بھیجا ہی یہ سنکر کیوان فلک رفعت بہت خاطر سے پیش آیا جب فلک رفعت سو رہا تو پہلے اُسنے

پاسبانون کو کچھ میوہ کھلا کر بیہوش کیا بعد اُسکے کیوان فلک رفعت کو داروے بیہوشی دے کر بیہوش کیا اور چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لاد کے راہی ہوا صبح کو یہ خبر نورالدہر عالیقدر کو پہونچی کہ رات کو شاپور شیر دل کیوان کو چُرا لیگیا نورالدہر یہ کلمہ سُنتے ہی آگ بگولا ہوگیا اور کہا کہ یہ کب ہو سکتا ہے کہ وہ آفتاب پرست ناحق کیوان فلک رفعت کو ذلیل کرے اور ایک ادنی عیار اُسے پکڑے جاے۔ اور ہم چپکے بیٹھے سُنا کرین ہم ابھی جاکر کیوان کو لیے آتے ہین اس آفتاب پرست نے اب بہت سر اُٹھایا ہے کیوان کو چھڑا لاؤن تو پھر اسکو سزا دونگا یہ کہکر مرکب صبا رفتار پر سوار ہوا اور لشکر ایرج کا راستہ لیا جب یہ خبر اسد کو پہونچی تو وہ بھی فوراً پیچھے پیچھے روانہ ہوا اسد کے جانے کے بعد خورشید ستارہ پرست کو یہ حال معلوم ہوا وہ بھی سوار ہوکر لشکر ایرج کی طرف راہی ہوا بعد روانگی خورشید داراب کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ نورالدہر کے پیچھے پیچھے خورشید ستارہ پرست گیا ہے وہ بھی سوار ہوکر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا ایرج تو شکار پر چلا گیا ہے لقا اور مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ بیٹھے ہوئے ہین کہ شاپور شیر دل پشتارہ بدوش پہونچا مالک بن ملکوت شاہ نے پوچھا کہ کیون شاپور کیوان کو لایا شاپور نے عرض کیا کہ حضور حاضر ہے لیجیے اور یہ کہکر پشتارہ کیوان کا سامنے رکھدیا مالک بن ملکوت نے شاپور سے کہا کہ اے شاپور شیر دل اس مکار دو رنگے کو ہوش مین لا اُسی وقت شاپور نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا کیوان ہوش مین آیا آنکھ کھولکر دیکھا کہ بارگاہ ایرج مین بحلقہ کف ر اسیر ہے متحیر ہوا کہ خواب ہے یا بیداری دفعتہً شاپور شیر دل پر نظر پڑگئی دیکھا کہ وہ سامنے کھڑا ہوا ہے اُسے دیکھکر یہ خیال گذرا کہ بفرمایش ایرج یہی ملعون گرفتار کر لایا ہے خیر جبراً وقہراً اُٹھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اے کیوان تیری لیاقت اور حمیت سے یہ دو رنگی بہت بعید تھی جو تو نے اختیار کی ہے ارے تیری حمیت کو کیا ہوگیا ہے یہ کونسی غیرت اور حمیت تھی کہ تو اپنی بیٹی حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کرکے اور نوشتہ پر مُہر کرکے حمزہ کے خوف سے مُکر گیا اور کہدیا کہ مین نے نورالدہر کے ساتھ منسوب کردیا مگر اب تو آمادہ مرگ اور مہیاے قضا ہوجا ایرج آے تو تجھے قتل کرے یہ سُنکر کیوان نے کہا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ جب تک میری حیات منجانب اللہ باقی ہے اُس وقت تک تو کیا ہے اور ایرج کیا ہے اُسکی کیا مجال ہے اور تیری کیا طاقت وقدرت ہے کہ ایک رویان بھی میرا میلا کر سکے ارے تو مجھے سمجھا کیا ہے تنہا سمجھکر مجھے دباتا ہے تو مین بفضل خدا تنہا نہین ہون ابھی میرے بڑے بڑے حمایتی اور معین موجود ہین کہ اگر کوئی میری طرف آنکھ بھی ٹیڑھی کرے تو آنکھ نکال لی جاے تو ہے کیا مردود یہ سُنکر بختیارک نے کہا کہ اے کیوان بہت سچ ہے اور ایک سر مو فرق نہین ہے بیشبہہ تمھارا ایک بال بھی کوئی نہین بیکا کر سکتا واقعاً ان سب کی کوئی حقیقت نہین ہے یہ سُنکر مالک بن ملکوت نے کہا کہ کیا خوب یہ کیا کہا تمنے کہ ہم اسکا کچھ نہین کر سکتے بختیارک نے کہا کہ مین نے کچھ ہنسی دل لگی سے نہین کہا ہے واقعی تم اسکا کیا بنا سکتے ہو اور تم تو کیا بنیاد اور کیا حقیقت رکھتے ہو یہ مفت سر تو اسکا کچھ بنا نہین سکتا زیادہ ہیکڑیان نہین اچھی ہوتین یہ سُنکر مالک بن ملکوت نے کہا کہ ارے کوئی حاضر ہے مارو اس پاگل کو اسکی حقیقت کیا ہے لوگ دوڑے تھے کہ یکایک ایک شور اور ہنگامہ بلند ہوا کہ شاہزادہ نورالدہر بے تحاشا گھوڑے کی باگ اُٹھاے ہوے بارگاہ کی طرف چلا آتا ہے جسکو اپنی جان بچانا ہو ہٹ جاے کہ یکایک نعرہ شاہزادہ نورالدہر کا بلند ہوا کہ اے کافران دغاباز وناحق کوش ان حیلہ ساز جلد بیان کرو کہ کیوان فلک رفعت کو کون پکڑ لایا ہے اور وہ کہان ہے جلد حاضر کرو اور ساتھ ہی اسکے اسد غازی کی آواز آئی کہ بھائی صاحب مین بھی آپہونچا چھوڑیے گا نہین ان مکارون کو ان نعرہ ہاے کوہ شگاف کی آواز سُنکر شاپور تو اُسی وقت پوشیدہ ہوگیا اور کیوان کو چھپا دیا ادھر نورالدہر بارگاہ مین مع مرکب داخل ہوا لقا کا تو گویا دم نکل گیا کانپ کانپ کر پکارا کہ اے شاہزادہ نورالدہر خوش آمدی وصفا آوردی یہ سُنکر

نورالدہر نے آواز دی کہ او خرس بادیۂ ضلالت چپ رہ کیا بکتا ہو تیری یہ خوشامدین مجھکو نہین بہکا سکتی ہین جلد بتا کیوان فلک رفعت کو وہ کس طرف ہی اور نہین تو ابھی تجھے تہ تیغ کرونگا لقا نے کہاکہ ای نورالدہر عالیقدر تم مجھسے کیون برہم ہوتے ہو اور مجھپر کیون خفا ہوتے ہو میری کوئی خطا نہین ہی مجھے قسم ہی اپنی خدائی کی کہ مین نے کیوان کو نہین منگوایا بلکہ مین اس مشورے مین بھی شریک نہ تھا شاپور شیردل حسب الحکم ایرج نوجوان اُسے گرفتار کر لایا ہی اور وہ حاضر ہی آپ لیجائیے اس وقت نہ ایرج ہی نہ شاپور مجھے کیوان کے دیدینے مین کیا عذر ہی بختیارک نے کہا کہ ای شہریار مین تو آپ کا تابعدار ہون آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہو سکتا ہی مین کیوان کی مشکین کھولے دیتا ہون آپ شوق سے لیجائیے اسد نے کہاکہ چُپ رہ او خوشامدخورے زیادہ باتین نہ بنا جلد کیوان کو حاضر کر اور یہ کہکر تلوار کھینچکے حامد بن حمید زنگی اور مالک بن ملکوت شاہ پر دوڑا اور نورالدہر سے کہاکہ بھائی صاحب آپ کیوان کو لیکر چلیے مین ان دونون کا کام تمام کرتا ہون یہ رنگ دیکھکر اُن دونون کے تو پیشاب خطا ہو گئے کیوان کو حاضر کیا مگر نورالدہر اسد کو مانع ہوا نہ بھائی ہرگز ایسا قصد نہ کرنا صاحبقران سُنینگے تو بہت خفا ہونگے بھائی ہر بات ہر موقع اور ہر وقت کے واسطے مخصوص ہی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ اپنے کام سے کام ہی اسوقت کیوان کو تو لیچلو آیندہ سمجھا جائیگا مگر کیوان کا یہ حال ہی کہ مارے خوشی کے رنگت سُرخ ہوئی جاتی ہی پھُولا نہین سماتا ہنسی آئی جاتی ہی اور کہہ رہا ہی کہ ای شہریار یہی دونون حرامزادے مجھے دھمکاتے تھے اور ڈراتے تھے اگر انکو قتل نہ کیجیے تو ناک اور کان تو انکے کاٹ ڈالیے کہ میرا دل ٹھنڈھا ہو جاے اسد نے کہاکہ ہان بھائی صاحب مین بھی یہی چاہتا ہون اگر مجھے حکم ہو تو مین انکے ناک اور کان کاٹ لون کہ ذرا تو دل ٹھنڈھا ہو نورالدہر نے کہاکہ بھائی تمھاری بھی عجب باتین ہین ہم منع کرتے ہین اور تمھین اثر نہین ہوتا اپنی ہی باجنی بجاے جاتے ہو بہت دیوانہ پن اچھا نہین ہوتا چلو لیچلو اور کیوان کو چھڑا کر اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ ایرج سے باہر آیا اور اُن کفار ستم شعار بدکرداران ناہنجار کے مرکب جو موجود تھے انھین مین سے ایک مرکب پر کیوان کو سوار کر کے اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ امیر کی طرف روانہ ہوا قضاے کار اتفاقات روزگار زندانخانۂ لندھور کی طرف سے گذر ہوا اسد غازی نے آگے بڑھکر حال لندھور کا دریافت کر کے نورالدہر سے کہاکہ بھائی صاحب چھوٹے نانا اسی مقام پر قید ہین اُنکو بھی چھڑا کر ہمراہ لیتے چلیے تو بہت مناسب ہی نورالدہر نے کہا کہ بھائی اسد خوب یاد دلایا ازین چہ بہتر دخوشتر ضرور اُنھین چھڑا لینا چاہیے کیوان نے جو یہ کلمہ سُنا اُس کی تو جان نکل گئی اور شاہزادۂ نورالدہر سے کہاکہ ای شہریار عالیوقار پہلے مجھے کسی مکان مین چھپا دیجیے مبادا کچھ بیچ پڑے لڑائی جھگڑا ہو اور آپ عالم جنگ وجدال مین مجھے بھُول جائین اور ایرج بدنہاد آپہونچے تو مین تو کدھر کا نہ رہونگا وہ میرا دشمن جانی ہی کاہے کو زندہ چھوڑیگا یہ سُنکر شاہزادۂ نورالدہر کو ہنسی آگئی اور کیوان فلک رفعت سے مُسکرا کر کہاکہ تم گھبراؤ نہین ہراسان نہ ہو تم میرے ساتھ ہو کوئی تمھین اُنگلی نہ لگا سکیگا ایرج کے گھر سے تو مین لے آیا اور یہان لاکر تمھین اُس پاجی کے سپرد کر دونگا یہ کہکر در زندان پر جا کے زندانبانون سے کہاکہ تم سب یہان سے ہٹ جاؤ کہ مین لندھور کو رہا کر کے لیجاؤنگا زندانبانون نے کہاکہ سُنیے تو سہی بھلا ہم اپنے آقا کو کیا جواب دینگے آپ تو اس طرح حکومت سے کہتے ہین کہ گویا ہم آپ کے نوکر ہین یا آپ کے چھائے بسائے ہین ہم تو ہرگز یہان سے نہ ہٹینگے دیکھین تو کون ہٹا دیتا ہی بس یہ سُننا تھاکہ شاہزادۂ نورالدہر کو غصہ آگیا تلوار کھینچکر اُن سب پر گرا یہ دیکھکر اسد غازی نے بھی تلوار کھینچ لی اور تلوار برسانا شروع کی کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ مارے گئے شاہزادۂ نورالدہر قفل زندان کو توڑ کر اندر گیا لندھور فرط مسرت سے اُچھل پڑا اور یا علیؑ دلی کہکر

قید کوشل تار عنکبوت توڑکر شاہزادہ **نورالدہر** کے لپٹ گیا شاہزادہ **لندھور** کو اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا اور گھوڑے پر سوار کرکے اپنے ساتھ لیچلا **شاپور شیردل** تو پہلے ہی **کیوان فلک رفعت** کے حال کا اظہار کرنے **ایرج** کے پاس چلا گیا تھا اب **دیو چہر عیار لندھور** کا حال بیان کرنے **ایرج** کی خدمت مین روانہ ہوا اور یہان **ایرج** مع ولیم شبازنگی اور **طرماسپ** مشغول صید افگنی تھا کہ اسی اثنا مین **شاپور شیردل** پہونچ گیا تمام حال **کیوان فلک رفعت** کے گرفتار کرلانے اور **نورالدہر** کے چھڑا یجانے کا **ایرج** سے بیان کیا اور کہا کہ ای زبدۂ **آفتاب پرستان** ہر مرتبہ میری محنت یونہین ضایع و برباد ہوجایا کرتی ہی مین ہر مرتبہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہون اور آپ حکم دیکر غافل ہوجاتے ہین جب آپ نے مجھکو **کیوان** کی گرفتاری کے لیئے بھیجا تھا آپ کو شکار کے لیے آنا کیا ضرورت تھا اور کیا فرض مارا جاتا تھا یہ سُنکر **ایرج** نے کہا کہ ای **شاپور** تمھاری مشقت اور محنت مین کوئی شک نہین ہی مگر مین یہ تھوڑے ہی جانتا تھا کہ تم میرے کہتے ہی چلے بھی جاؤگے اور آج ہی رات کو پکڑ بھی لاؤگے اگر مین یہ جانتا تو کاہے کو شکار کے لیے آتا اور علاوہ اسکے یہ کارخانے قضا و قدر کے ہین اسمین کسی کا کچھ اختیار نہین ہی یہ باتین ہوہی رہی تھین کہ **دیو چہر عیار** بھی آپہونچا اور اُسنے **لندھور** کے چھڑا لیجانے کا حال بیان کیا بس یہ سُنکر **ایرج** بہت ہی برہم ہوا اور تاؤ پیچ کھاکر پشت دست کو دانتون سے کاٹ لیا اور باز شکاری جو ہاتھ مین تھا اُسے زمین پر دے مارا کہ وہ مرگیا اور کہا کہ ارے یہ کیا قیامت آگئی میرے آتے ہی یہ سب آفتین برپا ہوگئین کس گھڑی سے مین شکار کو نکلا تھا **طرماسپ** نے کہا کہ ای شہریار اگر مین بارگاہ مین موجود ہوتا تو **نورالدہر** یہ زیادتیان نہ کرسکتا تھا **کیوان فلک رفعت** اور **لندھور** کو نہ لیجا سکتا تھا کیا مجال اور کیا طاقت رکھتا تھا **ایرج** نے کہا کہ ای **طرماسپ** تم کہتے کیا ہو عقل تمھاری کس طرف ہی تمھارا وجود ہی بیش **نورالدہر** کیا ہی وہ ایک بلاے بے درمان آفت جہان و جہانیان ہی وہ کسی سے دبتا ہی اگر کچھ دبتا ہی تو مجھسے **شاپور** نے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جلد چلے چلیے اسلیے کہ وہ دیوانہ اسد بھی **نورالدہر** کے ساتھ ہی ایسا نہ ہو کہ وہ اور کچھ فساد برپا کرے **حامد بن حمید** اور **مالک بن ملکوت شاہ** کا تو وہ جانی دشمن ہی یہ سُنکر **ایرج** افسوس کنان اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب داخل بارگاہ ہوا تو **مالک بن ملکوت** اور **حامد بن حمید** نے کہا کہ ای **ایرج** نوجوان تم اُس طرف چلے گئے اور یہان ہم پر ایک آفت برپا ہوگئی **اسد دیوانہ** مارے ہی ڈالتا تھا **نورالدہر** نے رحم کھاکر بچوادیا نہین تو لاش بھی ہماری تمھین نہ ملتی ہر چند تمسے ہزارون ہی مرتبہ کہا کہ تم ایسے ہنگام مین اول تو لشکر سے نکلکر کہین جایا ہی نہ کرو اور اگر جایا بھی کرو تو کسی کو ہماری حفاظت کے واسطے چھوڑتے جایا کرو مگر تمکو کسی طرح خیال نہین رہتا اور کبھی اس امر کی جانب تمکو توجہ نہین ہوتی اب ایک روز دیکھ لینا کہ اس غفلت کا انجام یہ ہوگا کہ ہم سب کا کہین نشان بھی نہ پاؤگے معلوم نہین کسکے ہاتھون مارے جائینگے اور کیا انجام ہوگا اور **حامد بن حمید** نے کہا کہ ای زبدۂ **آفتاب پرستان** مجھے تو اب آپ رخصت ہی کردیجیے تو اچھا ہی ایک مرتبہ مین گرفتار بلا ہوچکا تھا اور آپ سے کہدیا تھا کہ اب مجھے تنہا نہ چھوڑیے گا **اسد** میرا دشمن جانی ہی اور آپ نے وعدہ کرکے فراموش کردیا آج تو میرا کام تمام ہی تھا وہ تو یہ کہیے کہ **نورالدہر** کو خود ہی کچھ رحم آگیا اس سے مین بچگیا اب مین نے عشق سے ہاتھ دھویا عاشقی کو سلام کیا اب مجھے آزاد کیجیے ملکہ **قمر چہر** کا میرے ہاتھ آنا صرف کہنے ہی کی بات ہی جہان **نورالدہر** سا شخص عاشق ہو وہان اور کسی کا گذر کجا یہ سُنکر **ایرج** نے کہا کہ ای حامد بن حمید زنگی ابکی تو تم اور معاف کردو اب ایسی غفلت کبھی نہ سرزد ہوگی اول تو اب مین جاؤنگا نہین اور جاؤنگا تو کافی بندوبست کرکے جاؤنگا اور ای **حامد بن حمید** تم ہر طرح اطمینان رکھو اگر میری زندگی باقی ہی اور جان مین جان ہی تو مین **قمر چہر** کو تمھارے

پہلو مین بٹھا دونگا یہ تم کیا کہتے ہو تا دم مرگ اس کوشش سے باز نہ آؤنگا اور اُسی آزردگی مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دو
بموجب حکم ایرج اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر اور لشکرون مین بھی پہونچائی وہان بھی
نقارہ ہاے رزمی پر چوبین پڑین رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی علے الصباح میدانداری ہوئی جس وقت
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوچکین اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو ایرج مرکب کو چمکا کر عرصۂ کارزار مین آیا
مبارزطلبی کی عمرو بن رستم امیر باتوقیر سے رخصت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد نگاورزنی کے ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہی
اُسنے بیان کیا کہ ای ایرج آگاہ ہو مین چھوٹا بھائی ہون شاہزادۂ خاور سیاہ کا عمرو بن رستم میرا نام ہی ایرج نے
کہا کہ ای خیرہ سر و بداندیش مجھکو شاہزادۂ خاور سیاہ سے کمال درجہ محبت ہی مین یہ نہین چاہتا کہ تو میرے ہاتھ
سے مارا جاے بہتر یہ ہی کہ تو میرے سامنے سے چلا جا کیون اپنے پاؤن سے صحراے اجل مین جاتا ہی اور لقمۂ موت ہوتا ہی
مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہی عمرو بن رستم یہ سُنکر کمال آزردہ ہوا اور کہا کہ او آفتاب پرست و ناحق کوش کیا
بکتا ہی بس زبان اپنی بند کر زیادہ وہن ورازی اور یاوہ گوئی کا انجام بخیر نہین ہوتا میدان جنگ باتین بنانے کا
مقام نہین ہی صف کارزار مین اگر دوستی اور مروت کا کیا ذکر ہی اگر تجھے جنگ و جدل منظور ہی تو ہمین گودہین میدان
اور اگر باتین بنانا ہی اور اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہی تو پھر جا اپنے خیمے کو یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تجھکو موت
سے خطرہ نہین ہی اور اپنے پاؤن سے جان دینے آیا ہی خیر جو حربہ رکھتا ہو لا عمرو بن رستم نے کہا کہ ہمارا یہ
دستور نہین ہی کہ ہم تقدم کرین پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال ایرج نے کہا کہ خیر ہمارا تو دستور ہی یہ کہکر عمرو بن رستم
پر نیزہ مارا اُسنے نیزے کو نیزے پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے سنان پر سنان اور بنان پر بنان پڑنے لگی طعنین نکلنا
شروع ہوئین نیزے مانند بلبلون کے گتھ گئے چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی آخرکار ایرج نے نیزہ عمرو بن
رستم کا ہوائی کر دیا عمرو بن رستم نے جھنجلا کر تلوار ماری ایرج نے تلوار اُسکی رد کرکے جواب دار کیا تو عمرو بن رستم
زخمی ہوا لوگ اُسے میدان سے اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارزطلبی کی علم شاہ چاہتا تھا کہ مقابلے کو نکلے کہ خورشید
ستارہ پرست مانع ہوا اور گھوڑے کو بڑھا کر مقابل ایرج ہوا ملکہ قمر چہر ہفت منظر سے دیکھ رہی تھی عمرو سے
کہنے لگی کہ خواجہ اب کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ تم تماشا دیکھے جاؤ یہ سب آپس مین یونہین لڑا کرتے ہین ان سب
مین اسی طرح غپ شپ ہوا کرتی ہی مگر شاہزادہ والا قدر والا تبار نورالدہر عالیوقار کو کچھ ضرر اور خوف نہین ہی تم ہر طرح
اطمینان رکھو غرض جب خورشید ایرج کے سامنے آیا تو ایرج نے کہا کہ ای خورشید مجھے ان خداپرستون سے
سروکار ہی اور انھین سے دراصل جنگ و پیکار ہی تو میرے مقابلے کو کیون نکلا مین تجھسے لڑنا پسند نہین کرتا خورشید
نے کہا کہ اول تو مین خداپرستون کا طرفدار ہون دوسرے مجھسے تو نے کون سی بھلائی کی ہی مین نے تجھکو اسار
کے پنجے سے چھڑا دیا مگر تو نے اُسکے بدلے اپنے عیار سے گرفتار کرا کے مجھے قید رکھا اُسکا عوض لینا منظور ہی اگر
تجھکو خوف جان ہی اور حمیت آگئی ہی تو اسلحہ اپنے مجھکو دے دے اور میدان سے پھر جا اور نہین تو میرا مقابلہ کر
یہ کلمہ سُنکر ایرج آگ ہو گیا اور کہا کہ خیر ساری حقیقت تجھپر منکشف ہو جائیگی جو تجھسے ہو سکے تو قصور نہ کر یہ سُنکر
خورشید نے نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا اور خبردار کہکر ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی
چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی آخرکار نیزۂ خورشید کی سنان ایرج نے نکال دی خورشید ستارہ پرست نے
برہم ہو کر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ ایرج پر مارا ایرج نے خورشید ستارہ پرست کا
وار روک کے اپنا گرز خورشید پر مارا کئی گرز متواتر چلے مگر ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخرکار دونون نے

گرز ہاتھوں سے ٹپک دیے خورشید نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے وار اُسکا روک کر اپنا وار کیا خورشید نے
وار اُسکا پشت تیغ پر روکا غرض چار چھ گھڑی تک خوب ہی تلوار چلی اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے یا
نیر اعظم مدد کہکر پوری قوت سے جو خورشید پر وار کیا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کر خورشید کے سر پر چلی تھی کہ خورشید
نے بعجلت تمام سر اپنا سرکا لیا اور خود مرکب کے پٹھے پر جا رہا تلوار ایرج کی گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوگئی
خورشید مع مرکب زمین پر آیا ہاتھ خورشید کا ایک پتھر پر اس زور سے پڑا کہ اُکھڑ گیا ایرج نے جھپٹ کر دوسری تلوار
خورشید پر ماری خورشید نے دیکھا کہ ایرج نے نامردی اور بزدلاپن کرکے زخمی پر ہاتھ اُٹھایا بس اپنی جان پر کھیل کے
بائین ہاتھ سے گھوڑے کو اُٹھا کر سپر کیا تلوار ایرج کی گھوڑے کے پیٹ پر پڑی کہ پیٹ اُسکا کٹ گیا اور سب آنتین
اور دل وجگر اُسکا نکل کر خورشید پر پڑا ایرج نے یہ سوچ کر کہ زدہ را میتوان زد اب اسے مار ہی لینا چاہیے دوسری
تلوار اور اُٹھائی تھی کہ خورشید پر مارے اور کام اُسکا تمام کرے مگر اسد غازی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور آگے بڑھکر
للکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری یہ کیا نامردی ہی اور کیا بزدلاپن ہی کہ تو زخمی کو مارے ڈالتا ہی خبردار او مردود
ناہنجار ہٹ جا خورشید کے پاس سے اگر اب تو نے خورشید کی طرف نظر بھی اُٹھا کر دیکھا تو آنکھ تیری نکال لیجائیگی اور
طہماس سے کہا کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو اور یہ پاجی نامردی کر رہا ہی خورشید کو حالت زخمداری مین ہلاک کیے
ڈالتا ہی جلد اسے جا کر سزا دو نور الدہر بھی یہ سمجھا کہ یہ دیوانہ ایرج سے کیا لڑسکیگا گرز ور مار کھانے کی نشانی طہماس
کو اشارہ کیا کہ جاؤ طہماس یہ للکارتا ہوا دوڑا کہ خبردار او آفتاب پرست دست خود را نگہدار کہ اینک در رسیدیم
اور جھٹ پٹ اپنے گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ او بزاز بچے یہ کیا حرکت نامردانہ ہی اور کون سی
جوانمردی ہی اُس جوان کا تو ہاتھ ٹوٹ گیا زخمی پڑا ہوا ہی اپنی حالت بدین گرفتار ہی تجھے اُسے آزار دیتے ہوئے شرم
نہین آتی اگر تیری تلوار میان سے نکلی ہی پڑتی ہی تو آ مجھسے مقابلہ کر دیکھ تو تجھے کیسی سزا دیتا ہون طہماس اور ایرج
سے تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اسد غازی نے آکر خورشید کو پکارا کہ بھائی خورشید میری جان تم پر سے نثار کیا حال ہی کچھ
بیان تو کرو مگر خورشید تو بیہوش تھا کچھ جواب نہ دیا اسد غازی نے پالکی منگوائی اور خورشید کو سوار کرکے لیگیا گر طرماسپ
نے جو دور سے یہ نقشا دیکھا کہ طہماس ایرج سے مقابل ہوا ہی اپنے دل مین سوچا کہ طہماس نور الدہر کا رفیق ہی اور
تو ایرج کا مصاحب ہی مناسب یہ ہی کہ تو بھی چلکر طہماس سے مقابلہ کر اور ایرج کو میدان سے ہٹا لا یہ سوچ کر اپنے
گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے برابر آیا اور کہا کہ آپ ہٹ جائیے مین ہی اس پدر نامہربان کو سزا دونگا اسلیے کہ یہ
نور الدہر کا رفیق ہی اور مین آپ کا مصاحب ہون مجھی کو لڑنے دیجیے ایرج طرماسپ کے آنے سے بہت
خوش ہوا اور اپنے لشکر کو پھر گیا اور طرماسپ نے طہماس سے کہا کہ ای پدر نامہربان و ناہنجار اگر آج تجھے زندہ چھوڑ دیا
تو اپنا نام طرماسپ نہ رکھا تمام زمانے مین تو نے مجھے بدنام اور رسوا کر دیا ساری خلقت پکار رہی ہی کہ باپ طرماسپ
کا شاہزادۂ نور الدہر پر عاشق ہوکے مسلمان ہوگیا یہ کلام بد انجام طرماسپ کا سُنکر طہماس نے کہا او نطفۂ حرام
معلوم ہوا کہ تو میرے صُلب سے نہین ہی ارے بیٹا وہی جو باپ کے طریقے اور وتیرے پر ہو تو نے مجھے بدنام کر رکھا ہی
کہ طہماس کا بیٹا نالائق ہوگیا یا مین نے تجھے بدنام کیا مین آج بغیر تیرے قتل کیے ہوئے باز نہ رہونگا تو جاتا کہان
ہی غرض بعد از گفتگوے بسیار طرماسپ نے ساطور اُٹھایا کہ طہماس پر مارے ہاتھ اُٹھایا ہی تھا کہ ایک پنجہ آسمان کی طرف
سے پیدا ہوا اور کمر زنجیر طرماسپ کو پکڑ کے آسمان کی طرف لے اُڑا طہماس دیکھکر رہ گیا اور ناچار و مجبور ہوکر
اپنے لشکر کی جانب پھر گیا ایرج نے طبل بازگشت بجوا دیا ایرج کا لشکر اپنے مقام پر پھر گیا اور اور لشکرون نے بھی

اپنے اپنے مقام پر معاودت کی ایرج اپنی بارگاہ مین کمال آزردہ اور نہایت پژمردہ ہو کر بیٹھا اور مالک بن ملکوت
سے کہا کہ اے مالک تم دیکھتے ہو کہ کیا کیا پیچ پڑ رہے ہین بن بن کے لڑائی بگڑ بگڑ جاتی ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اب ان
خدا پرستون کی کیا فکر کرنا چاہیے اور کون سی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ خدا پرست مغلوب و مفتوح ہون مالک بن
ملکوت نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ متردد نہ ہون یہ اتفاقات زمانہ ہین ایسا خوفناک نہ ہونا چاہیے
اور ایسے ایسے حوادث فلکی سے مایوس نہ ہونا چاہیے ہر حالت مین نیر اعظم سے مدد کے طلبگار اور فتح کے خواستگار رہیے
اور پھر طبل جنگ بجوائیے آفتاب تابان حامی و مددگار رہی یہ سُنکر ایرج نے پھر طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے یہ
خبر اور لشکرون مین پہونچائی وہان بھی نقارہ ہاے رزمی گڑگڑاے رات بھر تیاری رہی صبح کو ایرج میدان مین
آیا مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ ایک جانب سے ایک گرد تیرہ و تار کا تتق اُٹھا
کہ جسنے آسمان تیرہ رنگ کا رنگ دگرگون کر دیا جب دامن گرد شق ہوا تو بارہ سو علم بنفشئی رنگ کے بارہ ہزار سوار کے
نشان کہ ہر علم کے پھر ہرے پر حمد الٰہی اور نعت رسالتؐ پناہی مرقوم تھی دکھائی دیے بعد اُنکے ہاتھا مین شتر بالین
بانون کی قمچیان کچھ سواران زرہ پوش مرکبان زرین پوش پر سوار انتظام درست کرتے ہوئے خاصبردارون کے
غول کے غول اُنکے ہمراہ آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اور ایک نقابدار بنفشہ پوش مرکب پری پیکر پر سوار
زیر سایۂ علم شیر پیکر چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے اُسکے بارہ ہزار سواران بنفشہ لباس چلے آتے ہین القصہ جب یہ نقابدار
قریب میدان کارزار کے پہونچا تو آکر ایک جانب کو کھڑا ہو رہا اور چہار طرف دیکھنے لگا جب نظر اُسکی ایرج پر پڑی
تو سجدۂ شکر الٰہی گھوڑے سے اُتر کر بجا لایا اور سجدے سے سر اُٹھا کر بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور مرکب کو مہمیز کر کے
ایرج کے مقابل ہوا بعد تگا ورزنی کے جب نظر ایرج نقابدار پر پڑی تو چہرۂ نقابدار سے عجب رعب و تہور
اور جلالت و شوکت اور دبدبہ و عظمت ظاہر ہوئی کہ کسی پہلوان اور کسی سردار اور کسی بادشاہ مین نہ دیکھی تھی متحیر
و متردد ہو کر نقابدار سے کہنے لگا کہ ای نقابدار مین توان خدا پرستون سے لڑ رہا تھا تو کون ہی جو بیچ مین اگر
خارج و حائل ہوا جدھر سے آیا ہی اُسی طرف چلا جا کیون اپنے پانؤن سے صحراے اجل مین جاتا ہی اور
کیون بلا وجہ دریاے موت مین شناوری کرتا ہی جا چلا جا نہین اس بیدردی سے قتل ہوگا کہ ماہیان دریا اور
مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ و زاری کرینگے تو مجھے جانتا بھی ہی کہ مین کون ہون مین صاحبقران آفتاب پرستان
ایرج نوجوان ہون یہ سُنکر نقابدار نے کہا کہ الحمد للہ والمنہ ای خیرہ سر و بیہدہ گو اگر آئین مردی و مردانگی سے بیخبر
مین تو تجھے مدت سے ڈھونڈھ رہا تھا شکر ہی خداے لایزال کا کہ مین نے تجھے پایا تو سر میدان پایا دیکھ تو اب
تجھے کیسے آئین شجاعت و دلاوری کے تعلیم کرتا ہون کہ تو بھی تمام عمر یاد رکھے انشاء اللہ العزیز الجبار یا تو آج مین تجھے
تہ تیغ کرتا ہون یا اپنی غلامی کا حلقہ تیرے کان مین ڈالکر باندھے لیے جاتا ہون بس یہ کلمات سُنکر ایرج آگ
بگولا ہو گیا اور پکارا کہ او نقابدار مفلوک روزگار ناہنجار و بدکردار غدار و مکار تجھے اپنی شجاعت پر بڑا گھمنڈ
ہی اپنے کو بہت بڑا بہادر و دلاور جانتا ہی تو مجھے آئین بہادری کیا تعلیم کریگا مجھے بھی کوئی کم نہ سمجھ تیرے لیئے ابھی
مین بہت ہون تو اپنے دل مین سمجھا کیا ہی خیر جو حربہ رکھتا ہو لا نقابدار نے کہا کہ یہ دستور اہل اسلام کا نہین کہ پہلے
وہ پیشدستی کرین تو پہلے اپنا حربہ کر لے تو پھر مین بھی سمجھ لونگا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ اچھا خبردار خبردار کہکر
نقابدار پر نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی
ہوا کی سنانین بنانین ناکارہ ہو گئین برچھون کو ہاتھون سے ٹیک دیا ایرج نے نقابدار پر گرز مارا نقابدار نے

گرز اُسکا رد کیا اور اپنا گرز ایرج پر مارا ایرج نے بھی وار اُسکا رد کر کے اپنا وار کیا گرز بازی مین بھی دونون برابر رہے ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخر کار ایرج نے نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا رد کر کے کہا کہ دیکھ او آفتاب پرست خبردار و ہوشیار باش یہ کہکر پوری قوت سے جو تلوار ایرج پر ماری تو ایرج نے سپر پر روکی تلوار جو سپر پر پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ایرج نے سر اپنا ہٹا لیا تلوار مرکب کی گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہو گئی ایرج نے چاہا کہ مرکب پر سے کود پڑے پیر جو رکاب مین اُلجھتا ہی مع مرکب دھڑ سے زمین پر گرا پانون ایرج کا گھوڑے کے نیچے دب گیا ہر چند ایرج نے چاہا کہ سنبھلے مگر نقابدار کب سنبھلنے دیتا ہی جھپ گھوڑے سے کود کر ایرج کی چھاتی پر سوار ہوا اور دونون کان پکڑ کر خوب گوشمالی دی اور کہا کہ ای ایرج تو خوف نکر ہم بہادر ہین شجاع ہین تیری طرح نامرد نہین ہین مگر یہ گوشمالی اس واسطے دی ہی کہ خبردار اب کسی زخمی کو نہ پکڑنا زخمی کا گرفتار کرنا عین نامردی ہی اور تو نے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون منم قبۂ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر شرق و غرب یہ کہکر بند نقاب کا مُنھ پر سے ہٹا لیا ایرج نے دیکھا کہ فی الواقع کرب غازی ہی صورت دیکھکر کانپ گیا کرب نے کہا کہ ای ایرج تجھے یاد ہی کہ میدان اختم مین مجھسے اور تجھسے کشتی ہوئی تھی اور کولہ میرا اُکھڑ گیا تھا اور تو نے مجھے گرفتار کر لیا تھا اور مین نے کہا تھا کہ اسکا عوض تجھسے لونگا ای ایرج آج میرا موقع بنگیا اور بہ تائید ایزدی آج اُسکا عوض تجھسے لیا اب خبردار دیکھ آج کی سزا کو یاد رکھنا اور کبھی کسی زخمی کو نہ قتل کرنا نہ اُسپر کسی طرح کی زیادتی کرنا کہ اسی اثنا مین اسد غازی نے اپنے باپ کو دیکھا وہین سے یہ کہتا ہوا دوڑا کہ باداجان مین آپہونچا اسے چھوڑیے گا نہین مگر ایرج بہت شرمندہ اور انتہا کا نادم ہوا اور کرب سے کہا کہ مجھسے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی اور واقعی یہ حرکت میری قابل ملامت ہی اور اب مین یہ عہد کرتا ہون کہ کبھی کسی زخمی پر زیادتی نہ کرونگا علی الخصوص جسکا کہ ہاتھ اُکھڑ جاے یا پانون مین ضرب آجاے یہ سُنکر کرب غازی نے ایرج کو چھوڑ دیا ہر چند اسد غازی کہتا رہا کہ باداجان یہ پاجی ہی اسکے اقرار پر عمل نہ کیجیے اور اس مردود کو گرفتار ہی کر لیجیے اس سے وفا کی امید رکھنا سخت غفلت ہی مگر کرب نے یہی جواب دیا کہ نہین بیٹا جو اپنے سے لجاجت کرے اور عہد کرے اُسکو ایذا دینا اور آزار پہونچانا مردی و مردانگی کے بہت خلاف ہی القصہ ایرج تو اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور کرب پر حرب اسد غازی کو اپنے ہمراہ لیکر یہ باتین کرتا ہوا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا کہ بیٹا تم گھبراتے کیون ہو یہ آفتاب پرست جاتا کہان ہی مین بغیر مارے اسے چھوڑتا تھوڑی ہون اس وقت اسے مارنا یا گرفتار کر لانا شان بہادری کے بہت خلاف تھا اسلیے کہ اُسنے لجاجت و منت کر کے شرط کی اور عہد کیا اسد غازی نے کہا کہ باداجان یہ سب سچ ہی مگر اسکے قول کا اعتبار کیا ہی کرب نے کہا کہ بیٹا یہ مین بھی جانتا ہون مگر یار زندہ و صحبت باقی اسوقت چھوڑ دیا پھر سہی جائیگا کہان اگر یہ کوئی ناشایستہ حرکت کرے تو پھر اسکو قرار واقعی سزا دینا چاہیے القصہ یہی باتین کرتے ہوئے داخل بارگاہ صاحبقران ہوئے امیر با توقیر کی قدمبوسی حاصل کی امیر کشور گیر بہت خوش و خرم ہوئے کرب سے معانقہ اور مصافحہ کیا کرسی زرنگار پر بٹھایا بعد اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان نامور اور نور الدہر والا قدر آکر بغلگیر ہوئے مزاج پرسی ہوئی کرب نے نور الدہر کا حال استفسار کیا نور الدہر نے کرب کا حال استفسار کیا کمال خوشی حاصل ہوئی طبل شادمانی بجنے لگا مگر ایرج جو اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کمال دل ملول اور پژمردہ خاطر ہو کے اپنا سر جھکا کر بیٹھ رہا ہر مرتبہ اپنے دل سے یہ کہتا تھا کہ افسوس ایسی ذلت و خواری آج نصیب ہوئی کہ اب کسی سے آنکھ چار کرنا نہ چاہیے اور ذلت بھی کیسی سر میدان کیا کرون کیا نہ کرون اسی سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ مصاحب اگر

بیٹھے عرض کیا کہ خداوند کیون سوچ کا ہے کا ہی بادشاہون کو ایسے اتفاقات اکثر ہوا کرتے ہین نیر اعظم سے مدد کے
طالب رہیے ناچ دیکھیے خوش و بشاش ہو جیے کل پھر سمجھا جائیگا آپ کے لشکر مین بھی بڑے بڑے پہلوان ہین کل خود
نہ جائیے گا کسی ملازم کو بھیجدیجیے گا کہ رب گرفتار ہو آئیگا یہ بھی اتفاقات زمانہ ہی کہ جیسے آپ گرفتار کر لائے تھے اُس سے
آپ پست ہو گئے یہ مقام تردد نہین ہی غرض اس فہمائش سے ایرج کو بھی فی الجملہ تسکین ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب
گلرنگ گردش مین آیا جب ایرج کو خوب نشہ ہو لیا اور دماغ گرم ہوا تو عین حالت نشہ مین طبل جنگ بجوادیا یہ خبر
ہرکارون نے لشکر امیر مین پہونچائی وہان بھی اُسی وقت کوس غربی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی
علی الصباح دونون لشکر معرکہ آرا ے میدان نبرد ہوئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین نقیب نقابت کر کے
چلے گئے تو ایرج میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر صاحبقران سے رستم پیلتن کشندۂ قوئیل ہندی و دویل ہندی
و کپتان فرنگی علمشاہ رومی امیر سے رخصت حاصل کر کے بادشاہ اسلام کو سلام کر کے مرکب اُڑا کر مقابل ایرج ہوے
بعد تگاورزنی کے ایرج نے کہا کہ ای شہریار والا تبار آپ شاہزادۂ خاور سیاہ شاہزادۂ قاسم کے پدر بزرگوار ہین
اور مجھے شاہزادۂ موصوف کی خدمت مین کمال درجہ نیاز ہی مین یہ نہین چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کرون اور شاہزادۂ
خاور سیاہ سے ندامت حاصل کرون آپ یہان سے تشریف لیجائیے اور مجھے مقابلے کا قصد نہ کیجیے لشکر صاحبقران
مین کیا سواے آپ کے اور کوئی نہین ہی جو میرے مقابلے کو آئے علمشاہ نے یہ سنکر کہا کہ ای ایرج اگر یہ بات
سچ ہی اور تجھکو قاسم کے ساتھ محبت ہی تو مین بھی یہ نہین چاہتا کہ تجھکو ذلیل کرون اور سر میدان گرفتار کر کے لیجاؤن
چل میرے ساتھ خدمت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران مین اور قدمبوسی کا شرف حاصل کر کے کلمہ پڑھ اور راز سر صدق
دائرۂ اسلام مین داخل ہو اور اگر یہ امر راست نہین ہی اور صرف سفسطہ ہی تو آ میرا سامنا کر اور تلوار ہاتھ مین لے کہ
مین تجھکو باندھ کر لیجاؤن اور اپنا حلقہ بگوش کرون یہ سنکر ایرج نے کہا کہ کیا خوب آپ یہ سمجھتے ہین کہ مین آپ سے
دبگیا اور دبکر یہ کلام کرتا ہون تو یہ بخیریت ہی مین آپ سے دبا نہین اور کچھ آپ سے کم نہین ہون آپ سے جو کچھ ہو سکے
قصور و کوتاہی نہ فرمائیے لائیے جو حربہ آپ رکھتے ہون علمشاہ نے کہا کہ تقدم کرنا ہمارا دستور نہین ہی تم اپنا حربہ پہلے
کرو جب تمہارے حربے سے خدا بچائیگا تو پھر ہم بھی حملہ آور ہونگے یہ سنکر ایرج نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے
پر روکا پھر تو طعنین نیزے کی نکلنے لگین سنان سے سنان بنان سے بنان لڑنے لگی دونون نیزے مثل بلبلون کے گتھ گئے
چار گھڑی تک خوب نیزہ بازی ہوئی مگر ایک دوسرے پر غالب نہ ہوا اور کچھ مطلب نہ حاصل ہوا نیزے ہاتھون سے
ٹیک دیے عمود ہاتھون مین اٹھا لیے اُسمین بھی برابر رہے اور کوئی مطلب نہ حاصل ہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
تا شام تلوار چلا کی آخر کو علمشاہ زخمی ہوے اور لوگ علمشاہ کو لیگئے ایرج طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا صاحبقران
علمشاہ کو بارگاہ مین لائے زخم مین ٹانکے لگوائے کہ دفعتہً ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ایرج نے طبل جنگ
بجوادیا یہ سنکر صاحبقران نے بھی نقارۂ رزمی بجوادیا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان
مین صف آرا ہوئے ایرج نے اپنے لشکر سے نکلکر مبارز طلبی کی لشکر صاحبقران سے مرزبان خراسانی مقابلے
کو نکلا ایک تھوڑی ہی دیر مین مرزبان زخمی ہوا بعد اُسکے مندویل اصفہانی وغیرہ کل اُنیس آدمی ایرج کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے شام تک لڑائی رہی شام کو ایرج طبل بازگشت بجا کر اپنے لشکر کی جانب پھر گیا اور اپنی بارگاہ
مین بیٹھکر عیش و عشرت مین رات گذاری اور صبح کو پھر ایرج میدان مین صف آرا ہوا اور نعرہ کیا کہ جسکا جی چاہے
میرے مقابلے کو نکلے یہ نعرہ سنکر داراب کشور کشا اپنا مرکب چمکا کر ایرج کے مقابل ہوا شام تک خوب نیزہ بازی

اور گرز بازی ہوا کی آخر کار دارا ب ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا دارا ب کو تو لوگ اُٹھا لیگئے اور نور الدہر نے
اپنا مرکب بڑھا کر کہا کہ ای ایرج آج تو شام ہوگئی تم بھی اپنے خیمے کو جاؤ اور ہم بھی جاتے ہین کل ہمارے اور تمھارے سامنا
ہوگا ایرج نے کہا کہ مین بھی مدت سے اسی کا مشتاق ہون خیر ایک مرتبہ تو پل کفیل گرز بازی کے صدمے سے ٹوٹ گیا گر
اب تو کوئی پل اور دریا اس جگہ نہین ہی اور جبکی مرتبہ تو دل کی آرزو دل ہی مین رہ گئی تھی کل خوب آرزوے دلی نکلے گی یہ کہکر
ایرج اپنے خیمے کو گیا اور نور الدہر پھر کر اپنے لشکر مین آئے اُدھر ایرج نے طبل جنگ بجوایا ادھر شاہزادہ نور الدہر نے
نقارۂ رزمی پر چوب دلوائی رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے میدان نبرد ہوئے اور وہان قصر ہفت منظر
مین بھی یہ خبر کسی طرح ہوگئی کہ آج ایرج اور نور الدہر سے مقابلہ ہوگا دیو قلیاس نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ آج سُنا ہی
کہ نور الدہر اور ایرج سے مقابلہ ہوگا اگر یہ بات سچ ہی تو آج کی لڑائی قابل دید ہوگی مین بھی شکار کے لیے نہ جاؤنگا اور
ان دونون کی لڑائی کا تماشا دیکھونگا دیکھیے کون غالب ہوتا ہی اور کون مغلوب یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ ای دیو قلیاس
ان آدمزادون کی بھی کوئی لڑائی ہی تم حسب معمول شکار کے لیے جاؤ وہ لڑائی ہی کیا ہی جسکا تم تماشا دیکھوگے مگر
دیو قلیاس نے نہ مانا اور کہا کہ نہین آج شکار کو نہ جائینگے تو کیا ہرج متصور ہی ان دونون کی جنگ و جدل ضرور دید
کے قابل ہی جب دیو قلیاس نے کسی طرح نہ مانا تو عمرو نے ملکہ سے کہا کہ اچھا ملکہ تم کیون مصر ہوتی ہو تم بھی آج
کی لڑائی کا تماشا دیکھو اور ہمین بھی دکھاؤ یہ سُنکر دیو قلیاس نے کہا کہ ہان ہان اچھی بات ہی یہ کہکر دیو سامنے آ بیٹھا
اور ملکہ اُسکے پہلو مین جا کر کھڑی ہوئی عمرو کا قفس بھی اُسی جگہ رکھوا دیا گیا اور سب کے سب تماشا دیکھنے لگے کہ
یکایک ایرج اور نور الدہر اپنے اپنے لشکر سے نکلکر تگاورزن ہوئے دونون کے مرکب برابر سے ہٹ گئے
بعد تگاورزنی کے دونون نے نیزے ہاتھون مین اُٹھائے دیر تک نیزہ بازی ہوا کی دونون کے نیزے مثل ملبلون کے
گتھ گئے طعن پر طعن پڑنے لگی تا اینکہ نیزے دونون کے ناکارہ ہوگئے دونون نے برچھے ہاتھون سے پٹک کر گرز اُٹھالیے
بڑی دیر تک گرز بازی ہوا کی مگر ایک دوسرے پر غالب نہ آیا بلکہ اثناے گرز بازی مین ایرج کا گھوڑا صدمہ گرز
نور الدہر سے ہلاک ہوگیا اور ایرج گھوڑے سے کود کر الگ ہوا گرز ہاتھ سے رکھکر تلوار لیکر نور الدہر کی طرف
جھپٹا کہ نور الدہر کا مرکب پے کر دے شاہزادے نے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایرج اس قصد سے آتا ہی جھپ گھوڑے
سے کود پڑا اور پیادہ ہوکر ایرج کی جانب لپکا ایرج نے جب نور الدہر کو پیادہ آتے دیکھا تو تلوار ہاتھ سے
رکھدی اور بعزم کشتی نور الدہر کی طرف بڑھا یہ دیکھکر نور الدہر نے بھی کشتی کا تہیہ کیا غرض جب دونون برابر آگئے
تو خم ٹھونک کر کشتی لڑنے لگے دیو قلیاس نے جو یہ تماشا دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھا ملکہ نے پوچھا کہان جاتے ہو
کہنے لگا کہ کہین نہین ابھی آتا ہون ملکہ نے کہا کہ آخر کچھ بتاؤ تو تب دیو نے کہا کہ جاتا کہان ہون یہ دونون کشتی لڑ رہے
ہین میرا قصد یہ ہی کہ ان دونون کو اُٹھا کر دریا مین پھینک آؤن یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ ارے او بدعقل کہان جاتا ہی تو
بیٹھا ہوا تماشا دیکھے جا تجھے اِن سے کیا مطلب غرض ہی ایک مرتبہ تو شاہزادۂ نور الدہر کو دریا مین پھینک آیا تو کیا ہوا
وہ پھر صحیح و سلامت نکل آیا اور اگر اب پھینک آئیگا تو کیا ہوگا خبردار نہ جانا مجھے خوف یہ ہی کہ تیرے دشمنون کو کوئی
چشم زخم نہ پہونچے دیو یہ سُنکر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ای ملکہ تمھاری بھی کیا باتین ہین یہ آدمزاد اس حالت مین میرا
کیا بنا سکتے ہین القصّہ ہر چند ملکہ منع کرتی رہی کہ تو نہ جا مگر اسنے نہ مانا اور قصر ہفت منظر سے اُتر کر دوڑا ہوا اُن
دونون کے قریب گیا چاہتا تھا کہ دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالے کہ ایرج نے دیکھ پایا اور نور الدہر کو
آگاہ کیا کہ ای نور الدہر آگاہ ہوجیے کہ دیو قلیاس آ پہونچا ایسا نہ ہو کہ یہ کمبخت ہم آپ دونون کو

اُٹھا لیجائے اور پھر دل کی آرزو دل ہی مین رہجاے پہلے اسکا کام تمام کر دیجیے یہ سُنکر نورالدہر نے جو اپنا ہاتھ دوڑایا تو ایک ہاتھ دیو کا نورالدہر کے ہاتھ مین آگیا ایک جھٹکا جو دیتے ہین تو سر دیو کا جھک گیا ایک شاخ نورالدہر نے پکڑ لی اور دوسری ایرج نے پکڑلی اب ایرج تو اپنی طرف کھینچتا ہوا اور نورالدہر اپنی جانب کھینچتے ہین اب اس کشمکش مین دیو کی جان پر آبنی اپنے دل مین خیال کرتا ہو کہ اب کیا کرون اور کیا نہ کرون اور ہزار ہزار لعنتیان اپنے اوپر دیتا ہو کہ تو یہان آیا ہی کیون ایک شاخ تیری پہلے ہی ایرج کے ہاتھ سے ٹوٹ چکی تھی مگر جبپر بھی خیال نہ رہا یہ تو اپنے دل مین یہ باتین سوچ سوچ کر بیچارا ہو ایرج اور نورالدہر نے جو یہ دیکھا کہ نہ ہم کھینچ سکتے ہین نہ یہ کھینچ سکتا ہو تو اب کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ دیو کسی طرح ہلاک ہو جاے یہ خیال نورالدہر نے ایرج سے ظاہر کیا اور ایرج نے بھی نورالدہر سے یہی کہا آخر کار یہ بات قرار پائی کہ اس کمبخت کو بیچ بیچ سے چیر ڈالو یہ مشورہ سُنکر دیو کی جان نکلگئی اور اپنے دل مین خیال کیا کہ افسوس تو مفت مین مارا گیا یہ کیا غضب ہوا اگر اپنا داؤ تو کرے پھر چاہے جو کچھ ہو جاے یہ سوچ کر دونون ہاتھون سے جو ایرج کے دونون ہاتھ دبائے تو دونون ہاتھ ایرج کے مڑ گئے اور اُسکے صدمے سے شاخ دیو کی ہاتھ سے ایرج کے چھوٹ گئی بس ایرج کے ہاتھ سے شاخ کا چھوٹنا تھا کہ فوراً اسنے مُنھ بڑھا کر نورالدہر کے ہاتھ پر اس زور سے دانت مارے کہ ہاتھ نورالدہر کا زخمی ہو گیا اور شاخ دیو کی ہاتھ سے چھوٹ گئی بس شاخون کے چھوٹتے ہی وہان سے ہانپتا ہوا بھاگا اور ہفت منظر سلیمانی مین آکر دم لیا اور ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ حقیقت یہ ہو کہ یہ لوگ آدمزاد کاہے کو ہین اژدہے ہین قریب تھا کہ مجھکو چیر ڈالین مگر زندگی تھی جو بچ گیا اے ملکہ مین تمہارا کہنا نہ ماننے کے بہت پچتایا یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ او موے سزا ہو تیری منع کرتی تھی کہ نہ جا مگر تونے نہ سُنا تو مارا جاتا تو مین خوش ہوتی ارے او مونڈی کاٹے ایک دفعہ شاخ تڑوا چکا تھا اور جبپر بھی خیال نہ آیا خوب راضی ہو کے آیا اب پھر جا ارے بے کہے ایکی تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرے تو میرے دل مین ٹھنڈک پڑے ارے مرے لاکھ لاکھ منع کرتی ہون مگر تجھے ساعت ہی نہین ہوتی اپنی دون ہی مین مرا جاتا ہو دیو قلیاس نے کہا اے ملکہ جو تم کہتی ہو سب سچ ہو اب مجھسے کبھی ایسی خطا سرزد نہ ہوگی اے ملکہ قسم ہو ابلیس پر تلبیس راس الشیاطین کی جو اب کبھی بھی ان آدمزادون پر جاؤن اے ملکہ ان آدمزادون کے مردے سے بھی حذر کرنا چاہیے معلوم نہین یہ کون بلائین ہین اب تو انکا مردہ بھی دیکھونگا تو دور بھاگونگا دیو قلیاس تو اس طرف بھاگا اور اُدھر نورالدہر اور ایرج مین یہ وعدہ ہوا کہ اب تو ہم تم دونون ایک بلائے ناگہانی مین مبتلا ہو گئے ہمارا ہاتھ زخمی ہو گیا تمہارے بھی ہاتھ مڑک گئے اب کل لڑینگے نورالدہر اپنے خیمے کو گیا ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا امیر نے نورالدہر کے ہاتھ مین مرہم پٹی کرائی ایرج نے اپنے ہاتھ مین مالش کرائی دوسرے دن ایرج نے حامد بن حمید زنگی کو تخت پر بٹھانے کا سامان درست کیا اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ بُرا نہ مانیے گا کہ مین حامد بن حمید کو بادشاہ لشکر قرار دیتا ہون مین فقط ملکہ قمر چہر کے دکھانے کے لیے حامد بن حمید کو تخت نشین کرتا ہون مالک بن ملکوت نے کہا کہ مجھے اس امر مین بُرا ماننے کا کوئی باعث نہین ہو تمھین اختیار ہو مین مانع نہین ہون غرض سارا دن تو درستی سازو سامان مین بسر ہوا وقت شب حامد بن حمید زنگی کو سر سے پا تک جواہر اور لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرنگار پر بٹھایا اور پہلے خود نذر دی بعد اُسکے اپنے رفقا اور افسران فوج سے نذرین دلوائین طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا کوسون تک اپنے لشکر کے گرداگرد روشنی کرائی مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ گرداگرد تخت کے متمکن ہوئے ایرج خود دنگل شوکت پر متمکن ہوا طائفے آکر حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا دورہ شراب گلرنگ گردش مین آیا بختیار ک

وہ بھی مسخرہ پن کرنے لگا اور ناچنے لگا کودنے لگا خواصون نے ملکہ سے آکر کہا کہ آج تو لشکر ایرج مین بڑی روشنی ہو رہی ہی کوسون تک یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب نکل آیا ہی دیو قلیاس اور عمرو اور ملکہ قمر چہر سامنے آکر بیٹھے اور تماشا دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے عمرو کی نگاہ بختیارک پر پڑگئی دیکھا کہ ناچ رہا ہی کود رہا ہی مسخراپن کر رہا ہی بس دیکھتے ہی آگ ہوگیا اور اپنے دل مین کہا کہ افسوس یہ حرامزادہ تو اس طرح فرحان و شادان ہو اور تو اس طرح بلا مین گرفتار رہے ای عمرو اسی حرامزادے کی بدولت تجھسے اور امیر سے جدائی ہوئی اور تو اس زندان مین مبتلا ہوا کسی طرح تو اس مردود کو بھی گرفتار بلا کرا یہ باتین دل مین کر رہا تھا کہ دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل کچھ گاؤ اسوقت جی گھبرا رہا ہی عمرو نے اس موقع کو غنیمت جان کر دیو سے کہا کہ ای شاہ دیوان گانے کو تو مین گاؤنگا اور جب آپ نے کہا مین نے گایا مگر گانا میرا بغیر سازندے کے آدھا ہی اگر سازندہ کوئی ملجاے تو اور بھی لطف زیادہ ہو اور بھی گانا میرا رونق پکڑے اور آپ بھی بہت زیادہ محظوظ ہون دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل پھر سازندہ کہان سے ملے عمرو نے کہا کہ مین آپ کو بتلائے دیتا ہون اٹھا لانا آپ کا کام ہی دیو نے کہا کہ بتلاؤ خواجہ نے دور سے بختیارک کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ وہ سازندہ ہی جو اچھل کود رہا ہی نام اُسکا حافظ بختیارک ہی سازندہ بے مثل و بے نظیر ہی تم اُسے اُٹھا لاؤ تو پھر میرے گانے کا حظ ہی یہ سُنکر دیو قلیاس نے کہا کہ مین جانے کو تو جاؤن مگر یہ بتلاؤ کہ وہ بھی مثل نورالدہر و ایرج کے زبردست تو نہین ہی کہ مجھکو ایذا پہونچائے عمرو نے کہا کہ نہین وہ ایک سازندہ ہی اُسکی حقیقت کیا ہی جو تمھین آزار پہونچائے تم کچھ خوف نہ کرو دل کڑا کرکے اُٹھا بھی لاؤ دیو نے کہا کہ اچھا تم مجھے اچھی طرح پہچنوا دو تو پھر مین جاؤن خواجہ عمرو نے بختیارک کو اچھی طرح پہچنوا دیا جب دیو خوب پہچان گیا تو قصر ہفت منظر سے اُترکر جانب بارگاہ ایرج روانہ ہوا وہ اس طرف گیا اور یہان عمرو نے ملکہ قمر چہرے کہا کہ ای ملکہ تم مجھسے اکثر کہا کرتی تھین کہ کسی طرح اس دیو کا کام تمام کردو اب کیا کہتی ہو قمر چہر نے عمرو سے کہا کہ ای خواجہ بہت جلد اس بھڑوے کا کام تمام کرو کہ میرا پیچھا چھوٹے یہ کہکر خواجہ سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ میرے خواجہ تم سلامت رہو جلد کسی طرح اسکا کام تمام کرو یہ سُنکر خواجہ عمرو نے ایک پڑیا داروے بیہوشی کی نکالکر ملکہ قمر چہر کو دی اور کہا کہ ای ملکہ اس پڑیا کو تم اپنے پاس رکھو جب دیو شکار کو جائے تو تم یہ پڑیا شراب مین ملا رکھنا جب وہ شکار سے واپس آئے تو تم وہی شراب اُسے پلا دینا وہ پیتے ہی بیہوش ہو جائیگا پھر سمجھ لینگے یہ کہکر پڑیا ملکہ کو دے دی ملکہ نے اُسے اپنے پاس بحفاظت تمام رکھا اور اُدھر جھپٹا ہوا دیو قلیاس بارگاہ ایرج مین داخل ہوا اور بختیارک کو اُٹھا کر لیچلا بختیارک چلایا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان جلد خبر لیجیے دیو مجھے پکڑے لیے جاتا ہی ایرج جب تک اُٹھے ہی اُٹھے دیو قلیاس بختیارک کو لے بھاگا اور قصر ہفت منظر مین آکر اُتارا ہرچند بختیارک چلاتا رہا کہ ای آقا دیو مین ملکہ قمر چہر کا عاشق نہین ہون مجھے چھوڑ دو مگر دیو قلیاس کب سُنتا ہی القصہ جب نظر بختیارک کی ملکہ قمر چہر پر پڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک برق تجلی تھی جو دفعتہً چمکگئی قریب تھا کہ غش کھاکر گرے مگر ضبط کیا اور اپنے دل مین کہا کہ اگر یہ معشوقہ دلفریب حامد بن حمید زنگی کو ملجائے تو کیا ہی خوب ہو مگر یہ تو نورالدہر پر مائل ہی حامد بن حمید زنگی کے ہاتھ لگنا بہت مشکل ہی مگر خیر اگر زندہ رہا تو پھر کوئی تدبیر سوچونگا یہ باتین بختیارک اپنے دل مین کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکجی اچھی طرح رہے بختیارک نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ انھین مرشد کی کارستانی ہی جلدی سے اُٹھکر سلام کیا اور کہا کہ مین تو آپ کا غلام ہون خواجہ عمرو نے کہا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا دیو قلیاس نے کہا کہ ای آدمزاد تیرا کیا نام ہی

بختیارک نے کہا کہ اے آقا دیو مجھے بختیارک کہتے ہین دیو قلیاس نے کہا کہ تو نے حافظ بختیارک کیون نہ کہا مین نے تیرا نام حافظ بختیارک رکھا ہی یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر بختیارک کو دیا اور کہا کہ لو حافظ بختیارک پیو آج تمھین سے صحبت گرم ہوگی بختیارک نے کہا کہ اے آقا دیو مین تو شراب نہین پیتا مجھے تو معاف رکھو دیو قلیاس نے برہم ہو کر کہا کہ پیتا ہی یا نہین نہ پیے گا تو کھا ہی جاؤنگا بختیارک نے چار ناچار ہاتھ سے لیا مگر وہ جام دھوبی کے نامدے سے کم نہ تھا ایک مرتبہ مین تو پینا دشوار ہی سے خالی نہ تھا دو تین مرتبہ مین کچھ پھینکی کچھ گرائی کچھ پی غرض بہ ہزار خرابی وہ جام شراب خالی کر کے دیو کو دیا دیو نے بھی کئی قدح شراب زہر مار کیے جب خوب مست ہوا تو بختیارک سے کہا کہ او حافظ بختیارک میرے سامنے آج تمھین گانا پڑیگا یہ سُنکر بختیارک بہت ہی پریشان ہوا اور سمجھا کہ یہ خواجہ عمرو کی کارستانی ہی اسی کمبخت نے دیو سے کہکر اُس تقریب سے اُٹھوا منگوایا ہی موت تجھے قتل کروا یا کانپ کانپ کر کہنے لگا کہ اے شاہ دیوان مین تو گانا نہین جانتا دیو نے کہا او حرامزادے صبح سے ہنک نو گایا کیا اور ناچا کیا اچھلا کودا کیا اور مجھسے کہتا ہی کہ مین گانا نہین جانتا یہ سُنکر بختیارک نے کہا اے شاہ دیوان مین سچ ہی کہتا ہون کہ مجھے بالکل ناچنے گانے مین تمیز نہین ہی بارگاہ ایرج مین تخت نشینی حامد بن حمید کا جشن تھا ناچ ہو رہا تھا مین بھی بوجہ تمسخر اُچھل کود رہا تھا دل لگی کر رہا تھا بس یہ سُننا تھا کہ دیو آگ ہو گیا اور کہنے لگا او مردک کیون جھوٹھ اور مہملات و واہیات بکتا ہی گاتا ہی تو گا نہین تو سزاے معقول پائیگا بختیارک نے کہا کہ اے شاہ دیوان مین کیا گاؤن مجھے فن موسیقی مین بالکل امتیاز نہین ہی ہان اگر کہیے تو کچھ اپنی مصیبت گانا شروع کرون یہ سُنکر دیو قلیاس نے کچھ جواب نہ دیا اور اُٹھتے کے ساتھ ہی بختیارک کو پکڑ کر اُلٹا لٹکا دیا اور ملکہ قمر چہرہ کی پاپوش اُٹھاکر اسقدر بختیارک کے سر پر مارین کہ سر کے بال جھڑ گئے تب تو بختیارک بلبلا گیا اور خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر ہاتھ جوڑ کے کہنے لگا کہ اے خواجہ اب تمھین بچاؤ گے تو بچونگا اور تمھین جان بخشی کروگے تو جانبری ہوگی یہ حال بختیارک کا دیکھکر اور اُسکی لجاجت و منت کرنے پر خواجہ کو رحم آگیا اور دیو سے کہا کہ آقا قلیاس معلوم ہوا کہ حافظ بختیارک گاتے گاتے تھک گیا ہی آواز اسکی پڑ گئی ہی اسوقت اسے معاف کرو پھر کسی وقت گائیگا مگر تمھاری دل لگی اور اشتعال طبع کے لیے مین گاتا ہون اور حافظ بختیارک مسخرگی کریگا دیو نے کہا اچھا ہمنے اسکو اپنا مسخرہ مقرر کیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ تمام قصر مین روشنی کرادو جب روشنی ہو چکی تو خواجہ عمرو نے گانا شروع کیا اور بختیارک اچھلنے لگا عمرو کوئی دوپہر رات تک گایا کیا اور اُسکے ساتھ ہی ساتھ بختیارک اُچھل کود مچایا کیا جب دوپہر رات گذر گئی تو صحبت برخاست ہوئی دیو قلیاس بھی سو رہا اور ملکہ نے بھی آرام کیا عمرو بھی سو رہا بختیارک کو بھی سونے کی اجازت ملی جب صبح کو دیو سو کر اُٹھا تو عمرو کو پنجرے مین بند کیا اور بختیارک کو ستون سے باندھکر سُوا اُسکی زبان مین چُبھو دیا اور خود شکار کو چلا گیا جب شکار سے واپس آیا اور جانوران شکاری وغیرہ کھا پی چکا تو عمرو کو پنجرے مین سے نکالا بختیارک کو قید سے رہا کیا ملکہ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا جام و صراحی شراب گلرنگ کی خواصون نے سامنے لاکر رکھدی ملکہ نے پہلے ہی سے داروے بیہوشی شراب مین ملا رکھی تھی اور اس سبب سے اطمینان تھا کہ آج تو اسکا کام تمام ہی ہی لہذا برخلاف ایام گذشتہ ملکہ نے دیو سے خوب ہی اختلاط کرنا شروع کیا بظاہر خوب ہی شادان و فرحان ہوئی خوب ہی بشاشی ظاہر کی کبھی تو مونچھ پکڑ پکڑ کے ہلاتی ہی کبھی سر پر چڑھ بیٹھتی ہی کبھی شاخین پکڑ پکڑ کے دھولین مارتی ہی اور کہتی ہی کہ ارے مین تیرے سر کی خاک جھاڑتی ہون دیو قلیاس بھی یہ حرکتین دیکھکر بہت ہی خوش ہی اور اپنے دل مین کہتا ہی کہ خیر آج ملکہ خوش تو ہی کبھی اپنے ہاتھ سے شراب انڈیلکر پیتا ہی کبھی ملکہ

اور ملکہ

او نڈ یلکر پلاتی ہی غرض دیو قلیاس شراب پی کر خوب مست ہوا جب عمرو نے دیکھا کہ بیہوشی نے خوب اثر کر لیا تو دیو قلیاس سے کہا کہ اے آقا قلیاس آج مین دائرہ بجاتا ہون تم اُٹھکر ناچو اور حافظ بختیارک تمہارے ساتھ کودے تو بڑا لطف ہو اور ملکہ بھی بہت ہی خوش ہو دیو نے کہا کہ اے آغا بلبل مین بھی یہی چاہتا ہون یہ سُنکر خواجہ عمرو نے دائرہ بجانا شروع کیا دیو اُٹھکر ناچنے لگا بختیارک اُچکنے لگا جب خوب بیہوشی نے اثر کیا تو چکر کھاکر دھڑ سے گرا جب عمرو نے خنجر نکالکر اُسکے گلے پر پھیرا لیکن ایک رونگٹا بھی اُسکا نہ کٹا سمجھا کہ یہ کمبخت آہنین بدن روئین تن ہی خنجر سے اُسکا کام تمام ہونا دشوار ہی بس یہ سوچ کر کمند آصفاے باصفا نکالکر پھندا اُسکا دیو کے حلق مین ڈالدیا اور دعا کرنے لگا کہ اے کمند تجھے قسم ہی بی بی آصفاے باصفا کی کہ تو ایسی تنگ ہو جا کہ اس مردود کا دم گھُٹکر نکلجاے یہ کہکر کمند کو ستون سے باندھ دیا اور ایک جھٹکا دیا کہ آنکھین اُسکی نکل پڑین اور پھڑک پھڑک کر مر گیا عمرو نے اُسے کمند مین باندھکر قصر ہفت منظر کے نیچے لٹکوا دیا رات بھر لٹکا رہا صبح کو ہرکارون نے شاہزادہ نور الدہر اور ایرج سے خبر کی کہ آج دیو قلیاس ہفت منظر کے نیچے دریا کے کنارے کھڑا ہی یہ خبر سُنکر دونون کے دونون مرکبان تیز رفتار پر سوار ہوکر ہفت منظر کی جانب آئے اور داراب و خورشید و توریج بھی یہ خبر سنکر ہفت منظر کی جانب دوڑے آکر دیکھا کہ واقعی دیو قلیاس ہفت منظر کے سامنے کھڑا ہی نور الدہر اور ایرج تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے جب دیو کے نزدیک پہونچے تو عمرو نے آواز دی کہ سبحان اللہ مردے کو مارنے آئے ہو واہ واہ کیا بہادری ہی اور کیا دلاوری ہی ارے اسے تو مین نے مار ڈالا یہ مردہ ہی ناحق اسپر تلوارین کھینچے ہو یہ کہکر کمند سے معجزہ طلب کیا کہ دیو کو کھینچ لا یہ کہنا تھا کہ دیو ہفت منظر پر آگیا عمرو نے کمند اُسکے گلے سے کھولکر دریا مین پھینکدیا سب نے آواز تحسین و آفرین کی بلند کی اور ایک ایک پوچھنے لگا کہ خواجہ اب ملکہ کو کسے دیجیے گا عمرو نے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کہ رہے ہو کہ ملکہ کو کسے دیجیے گا ارے صاحبو مین خود ملکہ پر عاشق ہون دونگا کسے مین تو کسی کو بھی نہ دونگا اور جو دونگا بھی تو ایسے شخص کو جو مجھے روپیہ بہت سا دے مین تو روپیہ کا میت ہون جو مجھے خوش کرے سو لے یہ سُنکر داراب و خورشید و توریج نے یہ خیال کیا کہ اب ملکہ عمرو کے قبضے مین ہی اور نور الدہر پر عاشق ہی سواے شاہزادہ نور الدہر کے اور کون پا سکیگا یہ سوچ کر نور الدہر سے کہا کہ اے شہریار اب تو ملکہ عمرو کے قبضے مین آگئی اور عمرو کو آپ کے ساتھ جو خصوصیت ہی وہ ظاہر ہی سواے آپ کے اور کون ملکہ کو لے سکتا ہی ہمنے ملکہ سے ہاتھ اُٹھا یا ملکہ آپ ہی کو مبارک رہے یہ کہکر داراب و خورشید و توریج تو پھر گئے مگر ایرج وہین کھڑا رہا جب یہ سب چلے گئے تو عمرو سے پکار کر کہا کہ یا آقا کرک مست قلماق یا پیر قطب دوران شاہنشاہ عیاران زمان مین آپ کا ایک ادنے تابعدار ہون میری بات آپ کے ہاتھ ہی حامد بن حمید زنگی سے مین وعدہ کرکے لایا تھا کہ تمھین ملکہ قمر چہر کو دلوا دونگا آپ ہی نے مجھکو یہ عزت دی آپ ہی کی بدولت مین اس مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچا اگر نہ دیجیے گا تو ساری شیخی میری کرکری ہو جائیگی جسقدر روپیہ آپ کو مطلوب ہو وہ مجھسے لیجیے اور ملکہ کو میرے حوالے کردیجیے یہ سُنکر خواجہ عمرو نے کہا کہ اچھا پہلے تم روپیہ تو جمع کرو ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دفعتاً آسمان پر ایک ابر نمودار ہوا اور اُسمین سے ایک آواز نوبت اور نقارے کی بلند ہوئی جب وہ ابر شق ہوا تو بہت سے دیوزاد اور پریزاد نمایان ہوئے اور کچھ آدمزاد دیوون کی گردنون پر سوار نمودار ہوئے اور ایک نقابدار سُرخ پوش تخت جواہر نگار پر بیٹھا دکھائی دیا جب وہ تخت قصر ہفت منظر پر پہونچا تو وہ نقابدار تخت سے اُترا اور عمرو سے پوچھا کہ اے خواجہ ملکہ قمر چہر کسے دوگے

عمرو نے کہا کہ ای نقابدار ایرج تو کافر آفتاب پرست ہوا ہے تو نہ دونگا مگر شاہزادہ نور الدہر ملکہ پر عاشق ہی
اُسی کو دونگا نقابدار نے کہا کہ ای عمرو مین ملک قاسم لال خفتان خونریز کا طرفدار ہون اور ایرج سے اور ملک
قاسم سے کمال دوستی ہی اسواسطے میری خواہش یہ ہی کہ ملکہ قمر چہر کو ایرج کے حوالے کردے یہ سُنکر عمرو نے کہا کہ ای
نقابدار یہ امر سخت ناانصافی پر مبنی ہی تم بیکار اس قسم کا کلام کرتے ہو مین کبھی ملکہ کو ایرج کے حوالے نہ کرونگا تم
جدھر سے آئے ہو اُسی طرف چلے جاؤ کہ یہی امر تمھارے حق مین بہتر و مناسب ہی ورنہ مین عمرو ہون مجھے خوب
پہچان رکھو اگر نہ جاؤ گے تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا سارا گھمنڈ تمھارا نکلجائیگا مین حمزہ سے تو کبھی دبا نہین تو بھلا
تمسے کیا دبونگا بس یہ کلمہ سُننا تھا کہ نقابدار سُرخ پوش آگ ہو گیا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ پکڑ و اس ساربان
زادے کو یہ سُنتے ہی بہت سے لوگ دوڑ پڑے اور عمرو کی مشکین باندھ لین ملکہ نے جو یہ حال مشاہدہ کیا
خوف کے مارے بھاگ کر کمرے کے اندر چلی گئی اور دروازہ بند کر لیا عمارت بہت مستحکم و سنگین تھی دیوان زبردست
سے بھی اُس دروازے کا کھلنا دشوار تھا ہر چند لوگون نے کوشش کی مگر دروازہ نہ کھلا مگر نقابدار سرخ پوش نے
ایرج سے پکار کر کہا کہ ای ایرج تو ہر طرح خاطر جمع رکھ مین ملکہ کو تجھے دیتا ہون یہ کلام نقابدار کا سنکر ایرج بہت شادان
ہوا اور نور الدہر کمال پریشان ہوا مگر اپنے دل مین کہا کہ ای نور الدہر اگر ملکہ ایرج کے پاس آجائے تو تو اپنی
جان دیدے یا ملکہ کو لڑ بھڑ کر چھین لے نور الدہر تو اس خیال مین تھا اور وہان نقابدار اس کمرے
کے قریب گیا اور پکارا کہ ای قمر چہر دروازہ کھولکر باہر چلی آ ورنہ دروازہ تڑوا کر تجھے نکلوا لونگا مگر ملکہ کچھ
جواب نہین دیتی اور چپکی حالت سکوت مین زار زار رو رہی ہی کہ ای پروردگار عالم یا تو تو مجھے اس عذاب سے
نجات دے یا میری جان لے لے دیو کی قید سے چھوٹی تو اس بلا مین مبتلا ہوئی ادھر تو ملکہ یہ دعا کر رہی تھی اور
ادھر عمرو بلک بلک کر دعا کر رہا تھا کہ خداوندا میری محنت رائگان نہ کر اور ملکہ کو اس عذاب سے نجات دے
اور مجھے بھی اس قید سے رہا کر اور بختیارک نقابدار سے کہ رہا ہی کہ حضور انتظار کس امر کا ہی دروازہ تڑوا ڈالیے
یہ سُنکر نقابدار نے قصد کیا تھا کہ دیوون سے دروازہ تڑوا ڈالے کہ دفعتہً آسمان پر سے ایک نقابدار سبز پوش نمودار ہوا
اور ہفت منظر پر آکے اُترا عمرو کو جو بندھے ہوئے دیکھا تمام حال استفسار کیا خواجہ عمرو نے کل کیفیت بیان
کی نقابدار سبز پوش نے نعرہ کیا کہ ای خواجہ عمرو تم اطمینان رکھو کیا مجال ہی کسی کی جو ملکہ کو لے سکے یہ سُنکر
نقابدار سُرخ پوش نے کہا کہ تو کہان سے آیا ہی دیکھین تو ملکہ کو کون لے سکتا ہی آخر کار نوبت باینجا رسید کہ تلوارین
کھنچ گئین چار پانچ زخم سُرخ پوش نے کھائے چار پانچ زخم نقابدار سبز پوش کے لگے دونون بیہوش
ہو کر گر پڑے ہر ایک نقابدار کے ہمراہی ہر ایک نقابدار کو اُٹھا لیگئے جب دونون نقابدارون کو دیو پری
اُٹھا لیگئے اور بالا صاف ہوا تو ملکہ قصر سے باہر آئی سجدۂ شکر بدرگاہ رب العزت بجا لائی بختیارک نے
جو خواجہ عمرو کو بندھے ہوئے دیکھا ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ عمرو کو مار بھی ڈالو اور اس ساربان زادے کے قبضے سے
بیچھا چھڑا کر حامد بن حمید زنگی کو قبول کرو دیکھو تو وہ کسقدر تمھاری خاطر کرتا ہی اور ایرج نوجوان صاحبقران
آفتاب پرستان کسقدر تمکو مالا مال اور خوش و مسرور کرتا ہی یہ سُنکر ملکہ جھنجلا گئی اور برہم ہو کر کہنے لگی
کہ او مردے مونڈی کاٹے خاموش رہ کیا بکتا ہی خدا تجھے غارت کرے کڑ کڑاتی بجلی تجھپر گرے اور حامد
بن حمید زنگی کی صورت نحس کو مردے تو لیجائین مجھے اُس مونڈی کاٹے سے کیا کام ہی ہزار ہزار جان
میری شاہزادۂ عالیوقار نور الدہر عالی تبار پر نثار ہی سو ایسے حامد بن حمید زنگی ہون تو

نور الدہر کے نقش ناخن پا پر نثار کرون اور ایسے تیسے کچھ تیری شامتین آئی ہین یا اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی حواس بھی تیرے درست ہین یا کچھ تھوڑی سی بھنگ پیگیا ہی ارے مونڈی کاٹے کسکی نسبت تونے یہ کلمہ کہا تو جانتا بھی ہی کہ خواجہ عمرو کون شخص ہی اور مین اُسے کیا سمجھتی ہون ارے وہ میرا باپ ہی میرا محسن ہی اُسنے مجھے دیو کی قید سے چھڑایا وہی میرا ہر وقت ہمدم و ہمراز رہا اُسنے میری زندگی رکھ لی اگر خواجہ نہ ہوتے تو مین اسی قید سخت مین مبتلا رہتی اور گھٹ گھٹ کر جان بحق تسلیم ہوتی او نگوڑے مارے عمرو کو تو مین مار ڈالون اور تجھے زندہ رکھون اور مرنے جوگے تجھے مین خاک مین ملاؤن تجھے عمرو کے نقش پا پر سے صدقے کر دون رہ تو جا مردے دیکھ تجھے کیا مزا دلواتی ہون اور کیا تیری حالت بناتی ہون یہ کہکر حبشنون سے کہا کہ ارے مارو تو اس نالائق کو بس سُنتے ہی حبشنین دوڑ پڑین اور بختیارک کو اسقدر جوتیان اور لاتین مارین کہ توبہ توبہ پکارنے لگا لیکن حبشنین کو بہ کاری کر رہی ہین اور ملکہ نے خود اُٹھکر خواجہ عمرو کو کھولا بختیارک کے پٹنے اور توبہ کرنے پر عمرو کو رحم آگیا اور ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ اب اسے چھوڑ دو ملکہ نے کہا کہ نہین خواجہ اسے اور پٹنے دو اسلیے کہ اس مردے نے تمھاری شان مین بڑی گستاخی کی تھی خواجہ عمرو نے کہا کہ نہین ملکہ مین نے اسے معاف کیا تم بھی معاف کردو میرے سر کی قسم اب اسے چھڑوا دو یہ سُنکر ملکہ نے کہا کہ ای خواجہ اگرچہ یہ موا قابل عفو نہین ہی مگر تمھارے سر کی قسم سے مجبور ہوگئی خیر چھڑوائے دیتی ہون اور حبشنون سے کہا کہ خیر اب اسے چھوڑ دو حبشنون نے بختیارک کو چھوڑ دیا مگر حالت بختیارک کی مار کھاتے کھاتے یہ ہوئی کہ مُنہ سوج گیا بال گرگئے جابجا خون چھلک آیا گھٹنے چھل گئے سر مین گومڑے پڑ گئے ہفر ہفر کرنے لگا کتے کی طرح ہانپنے لگا جب ذرا حواس درست ہوئے ہیبنی موقوف ہوئی تو خواجہ نے کہا کہ کہو ملک جی کیا نقشا ہی مزاج کیسا ہی بختیارک نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ای خواجہ خدا آپ کو سلامت رکھے جو حالت ہی وہ ظاہر ہی اگر آپ اس وقت نہ بچاتے تو کام ہی تمام تھا عمرو نے ہنسکر کہا کہ ملک جی خوشامد تو موقوف کیجیے آپ تو میرے دشمن جان ہین ابھی مجھے قتل کرواتے تھے اب فرمائیے کہ آپکے ساتھ کیا سلوک کرون اور آپ کی کیا حالت بناؤن بختیارک نے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ ای خواجہ غلام آپ کے قبضے مین ہی پیرو مرشد کو اختیار ہی جان میری آپ کے قبضۂ قدرت مین ہی چاہیے ہلاک کیجیے چاہیے معاف کیجیے مگر مین اپنے کردار بد کی سزا کو پہونچگیا ایسی مار کھائی کہ تمام عمر یاد رہیگی فقط جان نکلجانا باقی تھا ادھ موا تو ہوگیا عمرو نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلوٰۃ اب مین تجھسے کیا معاوضہ کرون مگر اس شرط پر تیری خطا معاف کرتا ہون کہ جو مین کہون سو تو کر مگر اتنا سمجھلے کہ اگر ایک سر مو تونے فرق کیا تو پھر مین عمرو ہون خوب سمجھ لے کہ جہان تو جائیگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا بختیارک نے کہا کہ مین حضور سے خوب واقف ہون کیا مجال جو آپ کے ارشاد سے ایک سر مو فرق کرون جو حکم دیجیے گا اُسے ہو بہو بجالاؤنگا جب عمرو نے اسے خوب پکا کر لیا اور یہ سمجھ لیا کہ بختیارک خطا نہ کریگا تو اس سے کہا کہ ای بختیارک مین تجھے ملکہ قمر چہر کی صورت بنا کر حامد بن حمید کے حوالے کر دونگا اور اس سے یہ کہدونگا کہ ای حامد یہ ملکہ قمر چہر حاضر ہی مین نے بخاطر ایرج تیرے واسطے اسقدر مشقت گوارا کر کے یہ کام کیا ہی اور شاہزادہ نور الدہر سے انحراف کیا ہی تو جلد اسے لیے ہوئے چلا جا اور ایک دم بھی یہان توقف نہ کرو ورنہ اگر نور الدہر اس حقیقت حال سے مطلع ہوگیا تو ملکہ قمر چہر تیرے ہاتھ سے چھین جائیگی اور علاوہ اسکے میری اور تیری جان بھی مفت مین جاتی رہیگی دو منزل یہان سے لیجا کر اسے ہاتھ لگانا کیونکہ اگر یہان تو اس سے بولا اور ذرا بھی ہاتھ لگایا تو یہ چلا اُٹھیگی اور سارا کھیل بگڑ جائیگا الغرض جب حامد بن حمید

تجھے یہان سے لیکر نکلجائے تو تو اُسوقت تک اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور ہرگز ہرگز جب تک وہ تجھسے مشغول اختلاط نہ ہو
اور جب تک وہ تیرے ازار بند پر ہاتھ نہ ڈالے اُسوقت تک اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور ہرطرح اطمینان رکھنا تجھپر
گزند نہ پہونچنے پائیگی یہ کہکر قصر ہفت منظر کے برآمدے پر آیا دیکھا کہ ایرج اور نورالدہر دونون کھڑے ہوئے
ہین ایرج سے پکار کر کہا کہ ای ایرج نوجوان مجھے تیری خاطر بہت عزیز ہے مین یہ نہین چاہتا کہ تیری بات ضایع ہو
اور تجھے رنج پہونچے مین ملکہ قمر چہر کو اس شرط پر تیرے حوالے کرتا ہون کہ تو مجھے چار لاکھ روپیہ بہم پہونچادے
یہ سُنکر ایرج کے دانت نکل آئے اور کہا کہ ای خواجہ خواجگان ای شاہ عیاران زمان اس حقیر کو آپ کی
ذات فیض آیات سے اس سے زیادہ توقع ہے آپ ہی نے مجھکو خاک سے پاک کر دیا آپ کے باعث سے
مین اس اعزاز کو پہونچا آپ ہی کی بدولت مین اس مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچا ورنہ مین اور صاحبقرانی کہان مین
تو ایک تاجر زادہ تھا یہ دولت اور حکومت یہ جاہ و مرتبت کہان سے پاتا سب آپ ہی کے تصدق مین حاصل
ہوا کہان تک آپ کا شکر بہ ادا کرون شعر اگر ہر موے من گردد زبانے × نباشد حرفی از شکرت بیانے ×اور ای خواجہ
اس احسان سے تو آپ کے مین تمام زندگی سر نہ اُٹھا سکونگا اگر میری جان بھی آپ کے کام آئے تو حاضر ہے تو روپیہ ہے
کیا چیز ہے مین ابھی تو جاکر روپیہ لاتا ہون یہ کہکر ایرج تو چلا گیا اور خواجہ عمرو نے نورالدہر سے کہا کہ ای شاہزادہ
عالیقدر تم اطمینان رکھو اس مردک سے صرف روپیہ مقصود تھا وہ لے لونگا مگر ملکہ کو تھوڑی ہی اسکے حوالے کردونگا
ملکہ تمھاری ہے تم ملکہ کے ملکہ کو مین تمھاری خدمت مین حاضر کردونگا اور اب تم جاؤ کیون زحمت اُٹھارہے ہو
شب کو مین تمھارے پاس آؤنگا یہ سُنکر نورالدہر تو اپنے خیمے کو چلا گیا عمرو پھر کر قصر مین آیا ملکہ کے پاس آکر
بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی عمرو نے بختیارک کو بھی بلاکر بٹھایا ملکہ نے کہا کہو خواجہ ہمارے لیے تمنے
کیا تدبیر سوچی ہے اب بھی ہم اُس شہر یار تک پہونچینگے یا اسی طرح گھُل گھُل کے مرینگے خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکہ گھبراؤ
نہین مطمئن رہو بہت ایام کٹ گئے اب دو ہی ایک روز اور باقی ہین بعد دو ایک روز کے مین تمھین نورالدہر کے
پہلو مین بٹھادونگا آج رات کو مین شاہزادہ نورالدہر کے پاس جاؤنگا اور تمھارے ہی ذریعہ سے حمزہ
سے صفائی کرونگا اور سوائے اس ذریعہ کے اور کوئی ذریعہ نہین ممکن ہے مین آج ہی تمھین نورالدہر سے ملادون
مگر میرا کام رہجائیگا مجھسے اور امیر حمزہ صاحبقران سے صفائی نہ ہوگی ملکہ قمر چہر نے کہا کہ خیر خواجہ جو
تمھاری مرضی مگر یہ سمجھ لو کہ اگر شاہزادہ نورالدہر کے سوا تمنے اور کو مجھے دیا تو مین اپنی جان ہی دیدونگی مین نے
سنا ہے کہ تمنے ایرج سے وعدہ حتمی کر لیا ہے کہ مین ملکہ کو تجھے دونگا عمرو نے یہ سُنکر کہا کہ ملکہ تمھین کچھ خبر ہے اُس
پاجی سے مین نے اخذ زر کے لیے یہ کہدیا ہے ورنہ مین اور تمھین ایرج کو دیدونگا تمھاری بھی کیا باتین ہین بختیارک
کو اسلیے مین نے زندہ رکھا ہے کہ اُس سے روپیہ لیکر اُسے تمھاری صورت بناکر حامد بن حمید کے حوالے
کردونگا اور اب تو مین شاہزادہ نورالدہر کے پاس جاتا ہون ملکہ نے کہا کہ خواجہ بھلا کیونکر وہان تک پہونچوگے
خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم تماشا دیکھو یہ کہکر اُٹھا اور برآمدے پر آکے آسمان کی جانب جست کی جب زمین کی
طرف گرنے لگا تلوار پٹ کرکے پاؤن کے تلے رکھکے پھر زغن بھری اسی طرح اُڑتا ہوا دریا کے پار گیا اور بصورت
اصلی لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا نورالدہر اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا تصور ملکہ قمر چہر مین رو رہا تھا اور
اپنے دل مین کہتا تھا کہ دیکھیے اب ملکہ کسکے ہاتھ لگتی ہے وہ تو عمرو کے قبضے مین ہے اور عمرو اور حمزہ سے
نااتفاقی ہے وہ ملکہ کو مجھے کیون دینے لگا فقط اُسنے مجھے بہلادیا ہے اور کبھی دل مین یہ خیال کرتا تھا کہ ای نورالدہر

اگر خواجہ نے سچ کہا ہی اور حمزہ سے صفائی کی خواہش رکھتا ہی تو وہ میرے پاس ضرور التجا لائیگا اور اسی شرط کو پیش کریگا کہ حمزہ سے مجھسے صفائی کرادو تو مین ملکہ کو دیدون بس تو بھی جاکر صاحبقران کے قدمون پر گر پڑنا اور عمرو کی صفائی کرادینا ای نور الدہر اگر آج وہ تیرے پاس چلا آئے تو سب کام بن جائین ابھی نور الدہر اپنے دل سے یہ باتین کرہی رہا تھا کہ خواجہ سامنے سے دکھائی دیا نور الدہر عمرو کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے پاس مسند پر بٹھا لیا اور عرض کیا کہ ای دادا جان آپ فی الواقع بڑے صاحب حمیت اور صادق الاقرار ہین مین تو واقعی آپ کے آنے سے ناامید تھا کہ آپ مجھ تک کیون آئینگے عمرو نے کہا نہین شاہزادے بھلا مین آپ سے وعدہ کرکے خلاف وعدہ کرتا ابھی یہ باتین ہوہی رہی تھین کہ اسد بھی آگیا اور دادا دادا کہکر عمرو سے لپٹ گیا عمرو نے اسے گلے سے لگا لیا نور الدہر نے سامان دعوت خواجہ مہیا کیا اور خوشامد کرنا شروع کی کہ خواجہ میری زندگی اور آبرو آپ ہی کے دم قدم سے وابستہ ہی آپ ہی چاہیے گا تو میری زندگی ہوگی ورنہ چند روز مین کام تمام ہی آپ واقف ہین کہ مین ہمیشہ سے عشق عاشقی کو بُرا جانتا تھا اور اُسپر لعنت کیا کرتا تھا مگر خدا جانے اِسکے حُسن خداداد نے میرے دل پر کیا تاثیر کی کہ مین از خود رفتہ ہوگیا اور اب یہ حالت بہم پہونچی ہی کہ اگر دو چار دن اور وصل اسکا حاصل نہ ہوا تو جان میری تمام ہی اور ای خواجہ آپ مجھسے ہر طرح اطمینان رکھیے گا آپ کے ارشاد سے مین کبھی باہر نہ ہونگا اور مال و اسباب جو کچھ میرے پاس ہی وہ تو آپ ہی کا ہی جو طلب کیجیے گا سو حاضر کرونگا از براے خدا اب آتش فراق سے نہ جلائیے اور صدمۂ ہجر سے نہ تڑپائیے وصل ملکہ قمر چہر سے شادان و فرحان کر دیجیے جو جو احسان آپ نے لشکر اسلام پر علی الخصوص مجھپر کیے ہین اُسکا اظہار میرے امکان سے تو باہر ہی کہان تک آپ کا شکریہ ادا کیا جاے اکثر مقامات پر آپ ہی کے باعث سے میری جان بخشی ہوئی ہی یہ سُنکر عمرو نے کہا کہ ای نور الدہر مین ایک کوڑی کا آپ سے خواستگار نہین ہون ملکہ قمر چہر آپ کی خدمتگذاری کے لیے حاضر ہی مگر ہان اتنی شرط ہی کہ صاحبقران سے عفو جرائم میرے کرادیجیے اور ملکہ قمر چہر کو مجھسے لیجیے نور الدہر نے ہاتھ باندھکر جواب دیا کہ خواجہ آپ تو دادا جان کے مزاج سے بخوبی واقف ہین روپیہ اشرفی جسقدر مطلوب ہو وہ لیجیے مگر اس امر مین مصر نہ ہوجیے ملک باختر کا خراج سالانہ تک آپ کو دے سکتا ہون مگر اس امر کا اقرار نہین کرسکتا یہ سُنکر خواجہ عمرو نے کہا کہ مین ملکہ قمر چہر کو صاحبقران کی ملاقات کا وسیلہ سمجھے ہوئے ہون بغیر اس امر کے ملکہ کو نہ دونگا یہ سُنکر نور الدہر بہت رنجیدہ ہوا اور سر اپنا جھکا کر رونے لگا قریب تھا کہ روح پرواز کرجاے مگر اسد غازی نے جو یہ حال دیکھا نور الدہر سے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ آزردہ نہ ہون اور کسی طرح کا رنج و صدمہ نہ کرین مین اس امر مین سعی کرونگا اور دادا کی تقصیر معاف کرادونگا اور عمرو سے کہا کہ دادا جان مین آپ کا ذکر خیر حضور صاحبقران ضرور کرونگا مگر لندھور اور بادشاہ اسلام کی بھی شرکت ضرور متصور ہی اور نور الدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ بھی اتنا کیجیے گا کہ علی الصباح نانا جان کے سامنے بہت ہی غمگین ہوکر بیٹھیے گا آخر نانا جان آپ سے پوچھینگے اُسوقت مین گفتگو کرونگا آپ خاموش رہیے گا مین سب باتین طے کرلونگا اور اور سردارون کو بھی مین کسی نہ کسی طرح شریک کرلونگا خاصی طرح صفائی ہوجائیگی یہ سُنکر عمرو بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای اسد مین بھی تخت بادشاہی کے تلے بیٹھونگا اور شاہزادہ نور الدہر سے کہا کہ ای نور الدہر مین تو بادشاہ کو جاکر راضی کیے لیتا ہون اور تم یہ کرو کہ اور سردارون کو اسی وقت اس مضمون کے رقعے لکھواکر روانہ کرو کہ وصل

ملکہ قمر چہر کا مجھکو اس صورت سے ممکن ہو سکتا ہی کہ خواجہ عمرو سے اور حمزۂ صاحبقران سے صفائی ہو جائے اسد اس ذکر کو صاحبقران کے سامنے چھیڑیگا تم اُسکے ہمزبان ہو کر اس مقدمے مین ساعی ہو نا نور الدہر نے اُسی وقت کل سردارون کو رقعہ لکھوا کر اپنی مہر و دستخط سے مزین کر کے روانہ کیے اور عمرو وہان سے اُٹھکر بادشاہ اسلام کی خدمت مین گیا اور جاتے ہی جھپٹ سے بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا شہنشاہ گیتی پناہ نے فرمایا کہ ای عمرو کیا ہی کچھ کہو تو سہی عمرو نے کہا کہ حضور مین ایک حاجت لیکر آیا ہون بادشاہ نے کہا کہ اچھا سر تو اُٹھاؤ عمرو نے کہا کہ حضور آپ جب تک اقرار حاجت روائی نہ کرینگے تابعدار قدمون سے آپ کے سر نہ اُٹھائیگا مجبورًا بادشاہ نے کہا کہ اچھا جو کچھ تم کہو گے مجھے قبول ہو گا اور تمھاری حاجت برآری مین سعی کرونگا جب بادشاہ نے اقرار کر لیا تو عمرو نے قدمون سے سر اُٹھا کر ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور تو حالِ شاہزادۂ نور الدہر سے خوب واقف ہین کہ وہ شاہزادہ ملکہ قمر چہر پر عاشق ہی اور اُس حالت عشق مین اُس والا قدر پر کیا کیا مصیبتین گزر گئین بادشاہ نے کہا کہ ہان مین خوب جانتا ہون صاحبقران آخر یہان کسلیے آئے اسی لیے آئے کہ نور الدہر کا تدارک کرین یہ سنکر عمرو نے کہا کہ اب مین نے اُس دیو کو مار ڈالا اور ملکہ میرے قبضے مین ہی مین نے اُسے صاحبقران کی صفائی کا وسیلہ سمجھا ہی اور قصد مصمم ہی کہ بعد صفائی صاحبقران ملکہ کو نور الدہر کے حوالے کر دون کل اسد حضور حمزۂ صاحبقران میرا ذکر چھیڑیگا تو حضور بھی اُسکے ہمزبان ہو کر میری سفارش فرما دیجیے گا اور صاحبقران سے صفائی کرا دیجیے گا یہ سُنکر بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا تم خاطر جمع رکھو مین ضرور اس امر مین ساعی ہونگا بس عمرو یہ سُنکر بادشاہ کو سلام کر کے بارگاہ ایرج مین آیا ایرج تعظیم عمرو کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور بکمال عزت و توقیر سے بٹھایا اور کہا کہ ای خواجہ مین آپ سے نہایت نادم و پشیمان ہون کہ مین نے حمزہ اور نور الدہر کے کہنے سے آپ کو اپنے پاس سے جدا کیا مگر ای خواجہ ویسا ہی پچھتاتا بھی ہون اور پہرون آپ کی جدائی مین رویا کرتا ہون دیکھیے یہ مالک بن ملکوت شاہ بیٹھا ہی اس سے پوچھیے مالک نے کہا کہ واقعی خواجہ ایرج سچ کہتے ہین عمرو نے کہا کہ ہان مین بھی خوب جانتا ہون کہ ایرج کو مجھسے کمال محبت ہی اور مجھکو بھی ایرج سے جیسی محبت ہی خدا ہی خوب جانتا ہی ایرج نے کہا کہ ای خواجہ آپ کے احسانات بے پایان کا مین کہانتک شکر یہ ادا کرون گرچہ آپ کے وہ سب احسانات ہین وہان ایک احسان یہ بھی کیجیے کہ ملکہ قمر چہر کو حامد بن حمید کے حوالے کر دیجیے خواجہ نے کہا کہ سنو ایرج تمکو خوب معلوم ہی کہ مین ایک مدت سے ہفت منظر سلیمانی مین دیو قلیاس کا مقید رہا پیسے روپیے کی صورت نہین دیکھی اور اسیر کیا منحصر ہی قید کو تو تھوڑا ہی زمانہ ہوا اصل مین جب سے کہ حمزہ صاحبقران سے مجھسے بگاڑ ہوا جب سے ایک کوڑی کہین سے ہاتھ نہین لگی اب دیو کو مار کر قید سے رہا ہوا تو سوائے ملکہ کے اور کوئی مایہ و بساط نہین رکھتا اگر تم مجھے سہ سالہ خراج شہر فرنگوشیہ کا ہبہ کر دو تو مین ملکہ کو تمھارے سپرد کر دون ایرج نے یہ سُنکر تامل کیا اور مجبورانہ کہا کہ اچھا دونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ دونگا کیا ابھی دو اور ملکہ کو لو غرض اُسی وقت ایرج نے عمرو کو زر مطلوبہ دیا عمرو نے روپیہ کمر مین رکھا اور کہا کہ کل کوئی دو گھڑی رات گئے تم آکر ملکہ کو لیجانا اور وہان سے اُسی وقت کوچ کر کے چلے جانا لیکن اتنا کہے دیتا ہون کہ مین ملکہ سے تمھارا نام نہین لونگا اور تم بھی یہان سے دو تین منزل پر نکلکے ملکہ کو ہاتھ لگانا اور اگر یہین سے ہاتھ لگاؤ گے تو وہ تمھین پہچان کر شور و غل کریگی تو نور الدہر اپنے خیمے سے نکلکر ملکہ کو لیجائیگا یہ کہکر ایرج کے پاس سے اُٹھکر دارا اسپ کے خیمے مین آیا دارا اسپ عمرو کو دیکھکر بہت خوش ہوا نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے پاس بٹھایا

سامان عیش مُہیا کیا کشور شاہ نے کہا کہ ای خواجہ مین ملکہ پر بہت مائل ہون کہان سے کہان تصویر دیکھ کے عاشق ہو کے آیا ہون اب آپ کے ہاتھ میری زندگی ہی عمرو نے کہا کہ میان زر کام کریگا روپیہ مول چیز ہی کشور شاہ نے کہا کہ کسقدر روپیہ درکار ہی عمرو نے کہا کہ شہر کشور یہ کا سالانہ خراج غرض بُری چیز ہوتی ہی مجبور اُدیا عمرو نے وہ بھی روپیہ کمر مین رکھا اور کہا کہ تم سہرات گئے محافہ لیکر آنا ملکہ کو تمھارے ساتھ کردونگا مگر شرط یہ ہی کہ اپنے شہر مین جاکر ملکہ کو دیکھنا اسلیے کہ مین ملکہ سے تمھارا نام تو لونگا نہین ملکہ سے یہی کہونگا کہ یہ لشکر شاہزادہ نورالدہر کا ہی اگر راہ مین بولوگے تو افشاے راز سے جو خرابی متصور ہی وہ ظاہر ہی یہ کہکر وہان سے اُٹھ کے خورشید دو توج کے پاس گیا اُنسے بھی زرخطیر لیکر بارگاہ سلیمانی مین آیا اور زیر تخت بادشاہ اسلام آکر بیٹھ رہا جب صبح ہوئی بادشاہ اسلام آکر تخت پر بیٹھے صاحبقران نے آکر مجرا کیا دنگل شوکت پر متمکن ہوئے بعد اُسکے اور سرداران و افسران فوج حاضر دربار ہوئے سلام کر کر کے اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوئے دربار معمور ہوا ناچ ہونے لگا دورۂ جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ہوشا ہوش نوشا نوش کی صدا بلند ہوئی مگر امیر کی نگاہ نورالدہر پر پڑی دیکھا کہ چپکا بیٹھا ہوا رورہا ہی بس دیکھنا تھا کہ امیر بیقرار ہوگئے اور دوڑکر نورالدہر کو گلے سے لگالیا اور پوچھا کہ کیون بیٹا تم کیون روتے ہو باعث ملال کیا ہی آزردگی کی وجہ تو بیان کرو نورالدہر تو آہ سرد کھینچکر چپ ہورہے اور کچھ جواب نہ دیا مگر اسد غازی نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ نانا جان آپ سب حال تو نورالدہر عالیقدر کے عشق کا سُن چکے ہین اُسکے بیان کرنے کی حاجت نہین ہی کہ بھائی صاحب کا ملکہ قمر چہر کے تعشق مین کیا حال ہوگیا تھا بلکہ اُسی حالت مدہوشی مین اُس پاجی بزار بچے نے کوڑا بھی مارا کہ جسکے عوض مین مین نے اُس مردود کو کوڑون کے مارے اُدھیڑ دیا خیر وہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب بھائی صاحب کی عجب حالت ہی جلد تدبیر کیجیے اور قمر چہر کے وصال کی کوئی فکر سوچیے ورنہ دشمنون کی ہلاکت کا خوف ہی امیر نے فرمایا کہ ای اسد پھر مین کیا تدبیر کرون پہلے تو ملکہ دیو قلیاس کے قبضے مین تھی اب سُنا ہی کہ عمرو نے اُسے مار ڈالا اور ملکہ عمرو کے قبضے مین ہی وہ جسے چاہیگا اُسے دیگا اب رہا یہ کہ مین اُس نمکحرام سے التجا کرون اور اُسکی خوشامد کر کے ملکہ کو لاؤن تو یہ مجھسے ناممکن ہی مین اُسکی لجاجت اور خوشامد ہرگز نہ کرونگا اسد نے کہا کہ اچھا نانا جان اگر عمرو خود آکر آپ کے قدمون پر گر پڑے اور عفو جرائم چاہے تو آپ کو تو کوئی عذر نہ ہوگا اور تقصیر اُسکی معاف کردیجیے گا امیر یہ سُنکر خاموش ہورہے اور سر زانوے فکر پر جھکا کر سوچنے لگے کہ اس معاملے مین کیا کرنا چاہیے کہ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای صاحبقران اب آپ کچھ عذر نہ فرمائیے عمرو آپ سے تقصیرات کی معافی کا خواہشمند ہی تقصیر اُسکی معاف کردیجیے اور ملکہ قمر چہر کو بخاطر نورالدہر عمرو سے لیجیے آپ کی اور اُسکی نقیض کو ایک زمانہ ہوچکا اب آپ درگذر فرمائیے جب بادشاہ اسلام چپ ہوئے تو لندھور نے کہا کہ ای شہریار عمرو کے بغیر تو بارگاہ مین بالکل سناٹا ہی ادھر مالک اژدر پکارا کہ ای شہریار ہم سب تو عمرو کے احسانمند ہین اور وہ ہمارا محسن ہی اب اُس سے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی پھر تو تمام سردار عمرو کی سفارش کرنے لگے امیر تو دراصل عاشق عمرو ہین فرمایا کہ صاحبو وہ کہان ہی جسکی تم سب کے سب سفارش کرتے ہو اُسے بلواؤ تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ صاحبقران آپ کے مزاج سے ڈر معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ آپ اُسے دیکھکر غیظ و غضب مین آجائیے اور مزاج آپ کا برہم ہوجائے امیر نے فرمایا کہ نہین مین برہم نہ ہونگا آپ کے ارشاد سے اور ان سب کی سفارش سے مین نے تقصیر اُسکی معاف کردی

برب کعبہ مین برہم نہ ہونگا اسے بلواؤ یہ سُنکر بادشاہ نے آواز دی کہ خواجہ آؤ اور اپنے عفو جرائم کراؤ بس فوراً عمرو تخت کے نیچے سے نکلکر امیر کے قدمون پر گر پڑا اور رونے لگا امیر نے سر اُسکا قدمون سے اُٹھا کر چھاتی سے لگالیا اور فرمایا کہ خواجہ خطا تو تمھاری ہمنے معاف کردی مگر یہ بتاؤ کہ مین نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مین ایک سو ایک بانس عمرو پر نہ توڑ لونگا جب تک قرار نہ آئیگا اور اگر عمرو پر بانس نہ توڑے تو حمزہ نام نہ رکھا اور تمنے قسم کھائی تھی کہ مین تین چلولہو پیونگا صفائی تو میرے تمھارے ہوگئی مگر یہ قسمین کیونکر ادا ہونگی اب عمرو بھی متفکر ہی صاحبقران بادشاہ اسلام تمام سردار بھی متحیر ہین کہ یکایک آواز سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح کی بلند ہوئی اور برقع حضرت خضر علے نبینا و علیہ السلام کا نمودار ہوا امیر اور جملہ سرداران اسلام مع بادشاہ تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور دوڑکر ہاتھ حضرت خضرؑ کے چوم لیے قدمون کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ یا نبی اللہ ہم سب حیران ہین کہ ان دونون کی قسمین کیونکر ادا ہونگی حضرت نے جواب دیا کہ تردد کس امر کا ہی اداے قسم بہت سہل در سہل ہی امیر سے فرمایا کہ تم سو بانس کے عوض سو سرکنڈے منگا کر عمرو کے مارو اور عمرو سے کہا کہ تم حمزہ کی فصد کھولکر تین چلولہو لیلو امیر اور عمرو نے قدوم حضرت علی نبینا و علیہ السلام کو بوسہ دیا حضرت خضرؑ تو غائب ہوگئے امیر با توقیر اور عمرو نے حسب الارشاد فیض بنیاد حضرت خضرؑ قسمین ادا کین بعد اُسکے عمرو نے امیر سے عرض کیا کہ ابھی اس امر کو مشہور نہ فرمایئے گا کہ مین نے خطا عمرو کی معاف کردی اور ممانعت فرمادیجیے کہ لشکر مین بھی ابھی کوئی مُنھ سے نہ نکالے مین داراب و خورشید و ایرج وغیرہ کو یہان سے ٹالدون تو پھر اختیار ہی فرمایا کہ بہت مناسب یہ سُنکر عمرو وہان سے اُٹھا اور امیر حمزہ صاحبقران کو سلام کرکے ہفت منظر سلیمانی کا راستہ لیا اور آکر کل حال ملکہ قمر چہر سے بیان کیا ملکہ کمال مسرور ہوئی اور کہا کہ ای خواجہ پھر اب کب مجھے لیجلوگے عمرو نے کہا کہ ای ملکہ مین ایرج وغیرہ کو وہان سے ٹالدون تو پھر تمھین لیچلون ملکہ نے کہا کہ پھر کب تک ان سب کو نکالیے گا عمرو نے کہا کہ آج ہی شب کو یہ کہکر اُسی وقت بختیارک کی داڑھی مونچھین مونڈکر رنگ روغن عیاری مُنھ پر ملکے آنکھون مین سرمہ لگایا بالون مین کنگھی کی لباس عروسانہ پہنایا ٹھیک ملکہ قمر چہر کی صورت پر متشکل کرکے ملکہ کو دکھایا ملکہ نے جو اُسے دیکھا تو اپنی صورت سے سرمو فرق نہ پایا ہو بہو اپنی صورت پائی خواجہ سے کہا کہ واہ خواجہ سبحان اللہ کیا صورت بنائی ہی کہ سرمو میری صورت سے فرق نہین ہی ای خواجہ دافعی تمھارا مثل و نظیر نہین ہی ان باتون چیتون مین کوئی دو گھڑی رات آئی ہوگی کہ ایرج مع لشکر محافہ لیکر دریا کنارے آکر کھڑا ہوا عمرو نے جو ایرج کو دیکھا ملکہ مصنوعی کو زنبیل مین ڈالکر جست و خیز کرکے ایرج کے پاس آیا اور ملکہ کو دکھا کر محافے مین سوار کرکے ایرج سے کہا کہ جلد مع لشکر یہان سے چلے جاؤ ایرج نے نہایت مسرور ہوکر محافہ اپنے ساتھ لیکر مع لشکر کوچ کیا بعد اُسکے عمرو نے اور تین شخصون کو ملکہ قمر چہر کی صورت متشکل کیا کوئی دو پہر رات گئے داراب آیا ایک کو اُسکے حوالے کیا پھر کوئی تین پہر رات گئے خورشید آیا ایک کو اُسکے سپرد کیا پھر کوئی پہر رات رہے تو برج آیا ایک کو اُسکے حوالے کیا غرض ہر شخص کو باری باری ملکہ ہاے مصنوعی کو سپرد کرکے رخصت کیا اور ہر شخص سے کہدیا کہ خبردار جبرا بغیر اپنے اپنے شہر مین داخل ہوئے ملکہ کو ہاتھ نہ لگانا جب سب کے سب خوش و مسرور عمرو کو دعائین دیتے چلے گئے عمرو نے کل مال و اسباب اور کنیزون اور خواصون سمیت ملکہ کو زنبیل مین ڈالا اور ہفت منظر سے جست و خیز کرکے دریا پار آکر داخل لشکر اسلام ہوا اب اسکو تو لشکر اسلام مین چھوڑیے اور اب حال عبرت بیان ایرج نوجوان کا سنیے کہ ایرج ملکہ مصنوعی کو خوش و خُرم اپنے ساتھ لیے ہوئے جلد جلد منزل طی کرتا ہوا چلا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ فی الحقیقت خواجہ نے مجھپر وہ احسان کیا کہ تمام عمر اُسکے احسان سے سر نہ اُٹھا سکونگا فی الواقع اگر عمرو مجھکو نہ دیتا

تو ہرگز ملکہ ہاتھ نہ آتی القصہ جب جاتے جاتے دو منزل طے کر چکا تو تیسری منزل پر پہونچ کے حامد بن حمید زنگی کو ملکہ مصنوعی کے ساتھ منعقد کیا حامد بن حمید زنگی خوشی خوشی داخل حجلۂ عروسی ہوا پہلے تو سجدے مین جاکر نیر اعظم کی مدحت کی اور کہا کہ ای نیر اعظم آفتاب تابان کرور کرور شکر ہی تیرا کہ تو نے مجھ ایسے روسیاہ نالائق روزگار کو ایسی ماہ طلعت مہر صورت عنایت کی ای آفتاب تابان **شعر** اگر ہر موے من گردد زبانے * نیاید حرفے از شکرت بیانے بعد اُسکے سر سجدے سے اُٹھا کر ملکہ مصنوعی کے گرد پھرا تصدق ہوا خوب اُچھلا خوب کودا اب یہ تو خوشوقتی مین اچھل کود رہا ہی اور بختیارک اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ واہ اس صورت نحس پر ملکہ قمر چہر کے لیے یہ خوشوقتی کر رہا ہی اب کوئی دم مین روئیگا کہ حامد بن حمید نے اسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے رُخ انور کے بوسے لینے لگا اور کہا کہ ای ملکہ مُنھ سے تو بولو بات تو کرو اس قدر شرم وحجاب کیون کرتی ہو آنکھ کھولکر دیکھو یہان سواے میرے اور کوئی نہین ہی ایک مدت مدید سے تمھارے فراق مین رویا کرتا تھا اور جان اپنی کھویا کرتا تھا آج آفتاب پرستون کے طفیل مین نیر اعظم نے یہ دن دکھایا کہ تمھارے وصل سے کامیاب اور شادکام ہونگا مگر بختیارک خوف عمرو سے خاموش بیٹھا ہوا ہی اسلیے کہ مرشد نے کہدیا تھا کہ جب تک حامد بن حمید دست درازی نہ کرے اُس وقت تک تو خاموش رہنا اور اپنے کو ظاہر نکرنا الغرض حامد بن حمید نے بوسہ لیکر اپنے ہاتھ سے قسمین دے کر مٹھائی کھلائی عطر ملا ایک آدھ جام شراب کا زہر مار کیا جب خوب مست ہولیا اور خواہش نفسانی سے اندھا ہو گیا تو بقصد شہوت رانی بختیارک کے قریب گیا اب جو خیال کر کے دیکھتا ہی تو بجاے علامت اناس کے علامت ذکور کی پائی متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ای نازنین مہ جبین یہ کیا امر ہی کہ تو بجاے علامت عورت کے علامت مرد کی رکھتی ہی تب بختیارک بول اُٹھا اور کہا کہ او مادر بخطا نازنین کون ہی اور تو مجھے سمجھا کیا ہی ارے احمق مین ہون بختیارک پہلے اپنا مُنھ تو دیکھ پھر ملکہ قمر چہر کی خواہش کرنا یہ امر خدا پرستون ہی کے لیے مخصوص ہی کہ تمام دنیا کے حسین اُنھین کو ملتے ہین ای حامد بن حمید ملکہ تو نور الدہر کے پاس گئی ملکہ یہان کہان سے آئی بس یہ سُننا تھا کہ ایک تیر حامد بن حمید کے جگر پر پڑا اور روتا پیٹتا ہوا ایرج کے پاس آیا ایرج نے کہا کہ کیون حامد کیون رونے کی کیا بات ہی معلوم ہوا کہ عروس زبردست ہی تیرا قابو نہین چلتا حامد نے کہا کہ آپ چلکر دیکھیے تو وہان معرکہ ہی دگرگون ہی کیسی عروس اور کیسی ملکہ ایرج نے کہا ارے کچھ کہ تو سہی حامد نے کہا کہ ای ایرج مین کیا کہون خلاصہ یہ ہی کہ آپ نے میرے واسطے بڑی کوشش کی اور حد کی جانفشانی کی مگر آپ کیا کرین میری قسمت مین وصل ملکہ کا مقدر ہی نہین ہوا محنت کی محنت ضائع ہوئی روپیہ کا روپیہ برباد ہوا ایرج حیران و پریشان ہو کر حجلۂ عروسی مین آیا دیکھا تو ملکہ بیٹھی ہوئی ہی ایرج کو جو آتے دیکھا اُٹھکر سلام کیا ایرج نے کہا کہ ای ملکہ یہ کیا امر ہی حامد بن حمید کو تمنے کیون خفا کر دیا سچ کہو کہ تو ملکہ قمر چہر ہی یا عمرو نے کسی اور کو بنا کر میرے حوالے کر دیا ہی اسوقت بختیارک نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ای ایرج نوجوان ملکہ قمر چہر کا کیا ذکر ہی وہ یہان کجا وہ تو نور الدہر کے پہلو مین بیٹھی ہوگی مین تو بختیارک ہون جب تو ایرج کو غصہ آگیا اور کہا کہ او نابکار تو نے پہلے کیون نہ اپنے کو ظاہر کیا تو نے مجھے اسقدر زحمت بیکار ہی کو دلوائی اگر وہین تو ظاہر کر دیتا تو مین یہانتک کیون آتا مگر اب جیسا تو نے مجھے پریشان کیا ہی ویسا ہی مین بھی تیری وہ حالت کرونگا کہ تو بھی تمام عمر کو یاد کرے بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا کرورہا روپیہ میرا تو نے برباد کروادیا یہ سُنکر بختیارک ایرج کے قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ میری کوئی خطا نہین ہی مین بالکل بے گناہ ہون اب چاہیے قتل کیجیے چاہیے عفو فرمائیے آپ کو صاحب مروت جان کر اپنی جان بچانے کے لیے یہ حرکت کی ہی اگر مین یہ حرکت نہ کرتا تو وہ مرشد کلان مجھکو

مار ہی ڈالتا ای ایرج عمرو نے مجھسے کہدیا تھا کہ جب تک حامد بن حمید قصد شہوت رانی نہ کرے اُسوقت تک تو اپنے کو ظاہر نہ کرنا ورنہ وہین آکر تجھے مارونگا زندہ نہ چھوڑونگا ای ایرج بن عمرو سے اس طرح ڈرتا ہون کہ جس طرح گاے قصاب سے ای ایرج عمرو وہ بلاے بد ہے وہ آفت روزگار ہے کہ میرے باپ کا حرلیسہ مجھے پکا کر کھلا دیا مین نہ ڈرون تو کون ڈرے عمرو سے تو میری روح ہی نکلتی ہے اور آپ بھی تو اُس مرشد سے خوب واقف ہین کہ جیسے وہ ذات بابرکات ہین اور کیسے معقول آدمی ہین کیا آپ کو معلوم نہین کہ ایک مدت کے بعد حمزہ نے تقصیر عمرو کی معاف کردی اور حمزہ اور عمرو سے صفائی ہوگئی عمرو نے ملکہ قمر چہر کو نورالدہر کے حوالے کردیا اصل مین یہی تو باعث صفائی ہوا ای ایرج یہین بھی بدولت عمرو ہی کے دیو قلیاس کی قید مین رہا اور جو جو میرا لکھا پورا ہو آگیا گذارش کردن آخرالامر وہ مرشد میرے قتل پر آمادہ ہوئے جب مجھسے یہ شرط ٹھیری کی کہ مین تجھے ملکہ قمر چہر کی صورت بنا کر ایرج کے حوالے کرونگا خبردار خبردار تو اُسوقت تک نہ بولنا اور اپنے کو اُس وقت تک ظاہر نہ کرنا جب تک حامد بن حمید دست درازی نہ کرے اور کہا کہ اگر ایسا نہ کریگا تو مین عمرو ہون وہین پہونچ کر تجھے قتل کرونگا تو ای ایرج نوجوان مین نے مجبورًا اس شرط کو قبول کیا اور آپ کو صاحب کرم سمجھکر اور عفو قصور آپ کا معمول جان کر یہ حرکت کی اور عمرو نے تو ملکہ قمر چہر کو بیٹی کیا تھا اور قمر چہر نے اُس سے اقرار کرلیا تھا کہ آپ مجھے سواے نورالدہر کے اور کسی کو نہ دیجیے گا ملکہ تو نورالدہر کے نام پر ہزار جان سے نثار ہے جب یہ ساری رام کہانی ایرج نے سُنی تو سر ہلا کر کہا کہ ہان معلوم ہوا کہ اُن مرشد کلان نے مجھے دم دیا اور مجھسے مسخرہ پن کیا مگر خیر خواجہ عمرو سے تو کیا سمجھونگا کہ وہ میرا محسن ہے مگر نورالدہر کا عیش تلخ کردونگا ملکہ کو اُسکے پاس چین سے نہ بیٹھنے دونگا یہ کہکر وہان سے کوچ کر کے جلد جلد اُتنی راہ طے کر کے اُسی مقام پر آیا کہ جہان پہلے اسکا لشکر اُترا تھا اور وہان پہونچ کر خیمے ڈیرے استادہ کرائے اور شاپور شیر دل کو بلا کر چپکے سے کہا کہ ای شاپور شیر دل تجھسے جس طرح ہوسکے نورالدہر اور قمر چہر کو باندھ لا مین ممنون منت ہونگا شاپور نے کہا کہ خداوند مجھے تعمیل ارشاد مین تو عذر نہین ہے آنکھون سے بجالاؤنگا مگر یہ تو سوچ لیجیے کہ آپ سے کچھ بنائے بن بھی پڑیگا مین تو یہ جانتا ہون کہ کبھی بھی آپ کے بنائے کچھ نہ بن پڑیگا اور بے تامل وہ چھوٹ جائینگے ایرج نے کہا کہ تجھے ان قصون سے کیا مطلب ہے تو کیون دخل درمعقولات دیے جاتا ہے تجھے ہمارے حکم کی تعمیل سے غرض ہے یا دنیا بھر کے قضیون سے تو جا کر گرفتار کر لا سمجھ لیا جائیگا یہ سُنکر اُسی وقت شاپور شیر دل صورت اپنی تبدیل کر کے روانہ ہوا جب داخل لشکر اسلام ہوا تو دیکھا کہ نورالدہر عالیقدر کے خیمے کے برابر ملکہ قمر چہر اور کیوان فلک رفعت کا خیمہ استادہ ہے اور وہ نگہبانی اور پاسبانی ہے کہ مجال کیا ہے جو پرندہ پر مار سکے اور روندہ دوندہ کی تو کیا تاب وطاقت اور مجال وقدرت ہے کہ وہان پہونچ سکے تین پہر رات گرداگرد خیمون کے پڑا پھرا اگر کوئی تدبیر پیش نہ جاسکی مجبور ہو کر وہان سے پھرا راستے مین بدیع الزمان کا خیمہ ملا بس شاپور اُسی کو غنیمت جان کر ایک جگہ بیٹھ گیا اور خیمہ کی سیدھ باندھ کر نقب کنی شروع کی اور ایک تھوڑی ہی دیر مین مہرہ نقب کا خیمہ بدیع الزمان مین پھوڑا خیمے کے اندر پہونچ کر بہ دوانے بیہوشی کے شمعون کی لو پہ مارے جب وہ جلے اور دھوان اُسکا خاصبردارون اور خدمتگارون کے دماغ مین گیا تو وہ سب بیہوش ہوکر گرے شاپور شیر دل بدیع الزمان کے پلنگ کے پاس گیا اور جھٹ پٹ بدیع الزمان کو بیہوش کر کے چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر وہان سے چلتا ہوا اور قریب طلوع آفتاب ایرج کے پاس پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھدیا ایرج نے پوچھا کہ شاپور کسے لایا

شاپور نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور نور الدہر اور قمر چہر پر تو کسی طرح قابو نہ چل سکا وہ زبردست پہرا تھا کہ پرندہ پر نہین مار سکتا تھا دو تدے کا تو کیا ذکر ہے تین پہر رات گرداگرد خیمے کے پڑا پھرا اور تدابیر سوچا کیا مگر کوئی فکر پیش نہ جا سکی مجبور ہو کر وہان سے پھرا راستے مین بدیع الزمان کا خیمہ ملا غلام نے بمصداق مصرع گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت است ۔ اسی کو غنیمت جانا اور اندرون خیمہ نقب کنی کر کے پہونچ گیا اور بدیع الزمان کو بیہوش کر کے باندھ لایا ایرج نے کہا خیر جو آیا وہی سہی جلد اسے لیجا کر قید کرو سمجھا جائیگا شاپور نے اُسی وقت آہنگرون کو طلب کر کے بدیع الزمان کو مسلسل و مطوق کر کے زندانخانے مین بھیجدیا جب صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام تخت پر رونق افزا ہوئے مقربان درگاہ سے دربار مملو ہو چکا تو امیر نے جو نظر اُٹھا کر دیکھا تو سب ہین مگر بدیع الزمان کا کسی طرف پتا نہین بہت متحیر ہوئے پوچھا کہ آج بدیع الزمان نہین آئے لوگون نے عرض کیا کہ خداوند ہان ابھی تک تو نہین آئے یہ سُنکر امیر باتوقیر نے لندھور سے کہا کہ جا کر دیکھو تو لندھور خیمۂ شاہزادۂ بدیع الزمان مین جا کر کیا دیکھتے ہین کہ خدمتگار اور خاصبردار بیہوش پڑے ہین بدیع الزمان کا پلنگ خالی پڑا ہے مگر پتیرا شاپور کا معلوم ہوتا ہے سمجھا کہ وہی مردود آکر لیگیا ہے جا کر امیر سے عرض کیا کہ خداوند بدیع الزمان کو تو شاپور عیار ایرج کا چُرا لیگیا امیر نے فرمایا کہ ایرج تو چلا گیا تھا پھر آگیا لندھور نے کہا کہ حضور ہان اگر نہین آیا تو پھر شاپور کو کسنے بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ آگیا امیر نے فرمایا کہ اس کمبخت آفتاب پرست نے سخت بتنگ کیا ہے مین نے تو ارادہ کیا تھا کہ نور الدہر کی شادی کرونگا مگر اب جب تک کہ بدیع الزمان چھوٹ کر نہ آئے کیونکر شادی ہو سکتی ہے یہ سُنکر نور الدہر نے کہا کہ حضور بغیر پدر بزرگوار کے رہا ہوئے کیسی شادی اور کیسا بیاہ وہ چھوٹ کر آئین تو پھر سب کچھ ہو گا نہین تو سب ہیچ ہے اس گفتگو سے تمام حاضرین دربار مین ایک سکوت کا عالم ہو گیا مگر اسد غازی چپکے سے اُٹھکر بارگاہ کے باہر آیا اور ضرغام شیردل کے ہاتھ ایک نامہ اس مضمون کا ایرج کو لکھ بھیجا کہ او باجی آفتاب پرست کر پاس فروش بچۂ بازاری تو نے اسقدر نامردی پہ کمر باندھی ہے کہ جب تیرا کچھ بس نہین چلتا تو تو سرداران لشکر اسلام کو چُرا منگاتا ہے او مردود کیون تیری قضا آئی ہے اور موت سر پر کھیل رہی ہے جلد ماموسنجان کو رہا کر دے ورنہ وہ سخت عوض لونگا کہ تو تمام عمر یاد کریگا جب ضرغام نامہ لیکر ایرج کے پاس پہونچا اور ایرج نے اُس نامے کو کھولکر پڑھا تو مسکرا کر کہنے لگا کہ وہ مسخرہ مجھسے کیا عوض لیگا ہر مرتبہ تو دم دبا کر بھاگ جاتا ہے اور پھر یہ لن ترانیان کرتا ہے جس دن ہاتھ لگجائیگا مار ڈالونگا اور ضرغام سے کہا کہ جا کہدینا اُس دیوانے سے کہ بدیع الزمان جب چھوٹینگے جب ملکہ قمر چہر میرے پاس آجائیگی یہ جواب ایرج کا سُنکر ضرغام وہان سے واپس آیا اور تمام حال اسد سے گذارش کیا اسد نے کہا کہ خیر اے ضرغام سمجھا جائیگا ارے تو سہی جو اس دڑبے کو آگ ہی نہ دے دون اور حامد بن حمید ہی کا فیصلہ نہ کر دون نہ مرغا ہوگا نہ اواز گڑدون کون کی آئیگی رفقا نے کہا کہ اے شہریار خبردار ایسا قصد نہ کیجیے گا اگر آپ حامد کو مار ڈالینگے تو وہان بھی تو بدیع الزمان مقید ہین معلوم نہین وہ مردک بدیع الزمان سے کیا سلوک کرے اسد نے کہا کہ صاحبو تمھین کچھ خبر ہے اپنے حواس درست کرو وہ مردک ماموسنجان کا کیا بنا سکتا ہے یہ کہکر یکہ و تنہا سر شام سے روانہ ہوا اور کسی کو ساتھ نہ لیا سبھون سے کہدیا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے دیکھو ہم تنہا جا کر جو کہا ہے سو دکھائے دیتے ہین یا نہین القصہ جب دروازۂ بارگاہ ایرج پر پہونچا تو مُنھ اپنا دوشالے سے لپیٹ لیا لوگون نے جانا کہ جہان اور سوار اردلی کے پہرے پر کھڑے ہین اُنھین مین یہ بھی ہوگا یہ سمجھکر کوئی اُس سے متعرض نہ ہوا

جب دربار برخاست ہوا اور حامد بن حمید بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمے کو چلا تو اسد غازی نے جلدی سے آگے بڑھکر کہا کہ
او مادر بخطا رو سیاہ تو اور ملکہ قمر چہر کا عاشق ہو کھڑا تو رہ کہان جائیگا منم ضیغم روز ہیجا شیر بیشہ دغا نجم سپہر
شجاعت دُر دریاے فتوت شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی نعرہ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ٭
بدرم دل شیر و چرم پلنگ ٭ شہنشاہ نام آور و کامران ٭ اسد شیر دل ابن صاحبقران ٭ اور جو لوگ وہان پھر رہے
تھے وہ تو اسد کا نام سُنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک غلغلہ پڑگیا کہ ارے بھاگو شیر آگیا حامد جب تک
بھاگے ہی بھاگے اسد غازی نے لپک کر جو ایک ہاتھ بھنڈارے کا رسید کیا تو شل خیار دو ٹکڑے تھے
حامد دھڑسے زمین پر گرا اور سے اور دو تین تلوارین مارین کہ بالکل قیمہ ہی ہوگیا جب حامد مین بالکل دم نرہا تو
اسد گھوڑا اُڑاتا ہوا اور یہ کہتا ہوا راہی ہوا کہ زندگی مین تو ملکہ کی جدائی جلاتی تھی اب مرے پر دوزخ کی آگ
جلائیگی القصہ جب اسد چلا گیا اور حمید پدر حامد کو یہ حال معلوم ہوا تو گریبان چاک کرکے روتا پیٹتا ہاے حامد
واے حامد کے نعرے مارتا ہوا ایرج کے پاس آیا تمام حال ایرج سے بیان کیا اکثر ہچکی لگی ہوئی تھی آنسو برابر
آنکھون سے جاری تھے اور کہتا تھا کہ ہاے افسوس اس بڑھاپے مین یہ داغ بدا تھا ہاے افسوس مین تو کہتا تھا
کہ ایک روز یہ دیوانہ اسے مار ڈالیگا اور ملکہ قمر چہر کا عشق اسکی جان لیگا ہاے ای کا سامنا ہوا ای زبدۂ آفتاب پرستان
اب کیا کرون یہ معلوم ہوتا ہو کہ کمر میری ٹوٹ گئی یہ حال سُنکر اور حمید کی بیقراری دیکھکر ایرج کے بھی آنسو نکل آئے
اور حمید کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای حمید اب صبر کر دحامد کا زندہ ہونا تو ممکن نہین مگر اُسکا عوض لینے کو اب
بدیع الزمان موجود ہو مین اُسے حاضر کرتا ہون تم اُسے قتل کرکے خون کے بدلے کا خون لیا اور دل اپنا ٹھنڈا
کرو یہ سُنکر بختیارک نے کہا کہ ای ایرج نوجوان یہ کیا ارشاد ہوتا ہو بدیع الزمان کا قتل کرنا امر سہل نہین ہو نہایت
دشوار ہو جسوقت خدا پرستون کو خبر ہوگی کہ بدیع الزمان قتل ہوتا ہو اُسی وقت تو سب کے سب یہین ہونگے نور الدہر
اور حمزہ قیامت ہی تو برپا کردینگے مگر ایک تدبیر میرے ذہن مین ابھی آئی ہو کہ جس سے اسد بھی ہاتھ لگ جائیگا اور کوئی جھگڑا
اور فساد بھی نہ ہوگا ایرج نے کہا کہ ای بختیارک جلد بتاؤ وہ ترکیب کیا ہو بختیارک نے کہا ای زبدۂ آفتاب پرستان
آپ تابوت حامد کا حمزہ کے پاس بھجیدیجیے اور کہلا بھیجیے کہ ای حمزہ اس اسد مجہول العقل نے حامد کو دغا بازی سے
مار ڈالا ہو اور مار کر بھاگ گیا ہو یا تو آپ اسد کو باندھکر میرے پاس بھیجدیجیے اور یا بدیع الزمان سے ہاتھ
اُٹھائیے ایرج نے اس راے کو پسند کیا اور اُسی وقت تابوت حامد کا بناکر صاحبقران کے پاس روانہ کیا اور شاپور
کے ہاتھ جو کچھ بختیارک سے کہا تھا حمزہ سے کہلا بھیجا شاپور اُسی تابوت کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف چلا جب دروازۂ
بارگاہ سلیمانی پر پہونچا تو تابوت کو تو دروازے پر چھوڑا اور خود بارگاہ کے اندر جاکر صاحبقران کو سلام کیا
اور پیغام ایرج کا سُنایا امیر یہ سُنکر بہت آزردہ ہوئے اور پہلوان عادی سے کہا کہ جلد جاکر اسد کو لاؤ کہ اُسنے
نہایت بیجا حرکت کی ہو پہلوان عادی اُسی وقت اسد کے لینے کو روانہ ہوا جب اسد کے پاس پہونچا تو اسد تعظیم
کے لیے اُٹھکھڑا ہوا سلام کیا کہ دادا جان اسوقت آپ کہان آئے اور اس حقیر کو سرفراز کیا پہلوان عادی نے کہا
کہ مین تمھین لینے کو آیا ہون صاحبقران عالیشان نے تمھین یاد کیا ہو اسد نادانستہ اُٹھکھڑا ہوا اور فوراً پہلوان
عادی کے ساتھ روانہ ہوا اثناے راہ مین ضرغام شیر دل نے اسد کے کان مین کہا کہ آپ جاتے کہان ہین آپ کو
کچھ خبر بھی ہو کہ دادا جان آپ کے آپ کو کیون لیچلے ہین اسد نے کہا کہ مجھے تو کچھ نہین معلوم تم بتاؤ تو کہ
کیا معرکہ ہو ضرغام نے کہا کہ مین اتنا جانتا ہون کہ آپ کا جانا اصلاح وقت نہین ہو جائیے گا تو

بچتا ہوگا اسد نے کہا کہ آخر کہتا کیون نہین خوف کاہے کا ہو کہ صاف صاف جو تونے دریافت کیا ہو جب تو خضر غام صاف صاف کہنے لگا کہ ہم کیا آپ نے جو حامد بن حمید کو مار ڈالا تو ایرج نے امیر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ اسد کو باندھکر بھیجدینگے تو بہتر ورنہ مین بدیع الزمان کو مار ڈالونگا یہ سنکر صاحبقران بہت آزردہ ہوئے ہین اور اُسی خفگی مین آپ کو طلب کیا ہو آپ سامنے گئے اور صاحبقران نے ایرج کے پاس بھیجدیا دیکھیے ہرگز ہرگز نہ جائیے گا ہان خوب یاد آیا کہ ایرج نے حامد کا تابوت تک بھیجدیا ہو اور وہ بارگاہ کے دروازے پر رکھا ہوا ہو بس یہ سنکر اسد آگ ببولا ہوگیا اور پہلوان عادی سے کہا کہ واہ ای واہ واہ ای شکم بزرگ تیرے قتل ہی کروانے کی فکر کی تھی ارے لعنت ہو تیری بزرگی پر پہلوان عادی نے کہا کہ ارے بدیع الزمان جو تیرے بدلے مارا جاتا ہو اُسکا کیا علاج ہو اسد نے برہم ہوکر ایک تلوار پہلوان عادی پر ماری کہ کوئی دو انگل کا زخم سر پر آیا اور اسد گھوڑے کو اُڑاکر دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر آیا اور لوگون سے کہا کہ تمکو قسم ہو صاحبقران کے نمک کی کہ میرے آنے کی خبر صاحبقران سے نہ کرنا اور وہ جو لوگ تابوت کے ساتھ تھے اُنکو مار کر بھگادیا اور حامد بن حمید کے تابوت پر روئی رکھواکے آگ ڈلوادی اور وہان سے چلتا ہوا اسد کے جانے کے بعد ایک غل ہوگیا کہ اسد نے حامد کا تابوت بھی جلادیا جب امیر کو یہ خبر پہونچی تو بہت خفا ہوئے اور کرب سے کہا کہ جلد اسد کو جاکر پکڑ لاؤ اُسی وقت کرب اسد کے گرفتار کرنے کے لیے تنہا بارگاہ سلیمانی سے روانہ ہوا مگر اسد جب تابوت حامد کا جلاکر چلا تو دل مین خیال کیا کہ کسی طرف چلا جاؤن پھر سوچا کہ نہین جانا مناسب نہین ہو ایسا نہ ہو کہ یہ آفتاب پرست ماموںجان کو مار ڈالے تو مفت مین رسوا ہو جائیگا پہلے ماموںجان کو جلکر چھڑالا پھر تجھے اختیار ہو جدھر چاہے چلا جانا یہ سوچ کر لشکر ایرج کا رستہ لیا اور ادھر ایرج سے شاپور نے آکر حال تابوت جلانے کا بیان کیا یہ سنکر ایرج نہایت غضبناک ہوا اور اُسی وقت حکم کیا کہ جلد بدیع الزمان کو لاؤ مین اُسکو بعوض خون حامد بن حمید زنگی قتل کرونگا یہ سُنکر اُسی وقت لوگ دوڑ گئے اور بدیع الزمان کو غل و زنجیر مین گرفتار ایرج کے سامنے لائے جب بدیع الزمان اور اسد سے سامنا ہوا تو بدیع الزمان نے پکار کر کہا کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو بہادر ہو اور طرز شجاعت سے واقف ہو سپاہی ہو بو دانہ ہو یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ ہم بیشک شجاع ہین اور بہادر ہین اور نہین تو اسکا نام بہادری ہو کہ جس طرح اسد نے حامد بن حمید کو قتل کیا یہ سنکر بدیع الزمان نے کہا کہ او بزاربچے آفتاب پرست تجھسے بھی جو کچھ ہو سکے تو بھی قصور و کوتاہی نہ کر یہ سنکر ایرج نے بعوض خون حامد کے بدیع الزمان کو حمید کے حوالہ کردیا اور کہا کہ ای حمید اسے بعوض خون حامد کے بیرون بارگاہ لیجاکر قتل کر حمید بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ کے باہر لایا اور میدان خونی تیار کراکے جلاد سے کہا کہ جلد اسکی گردن مار جلاد نے قصد ہی کیا تھا کہ بدیع الزمان کی گردن پر تیغہ مارے کہ دفعۃً نعرہ اسد بن کرب غازی کی آواز آئی کہ او نابکار ناہنجار دست خود را نگہدار حالا میرسم یہ آواز سنکر جلاد نے گردن اُٹھاکر دیکھا ہی تھا کہ اسد نے مثل برق کوند کر جو ایک ہاتھ مارا تو سر اُسکا قلم ہوکر دھڑ سے زمین پر گرا حمید نے جو اسد کو تنہا دیکھا تلوار کھینچکر دوڑا کہ او دیوانے تو ہی قاتل ہو میرے بیٹے حامد کا کھڑا تو رہ جائیگا کہان حمید کی آواز سنکر ہمراہیان حمید بھی دوڑ پڑے اسد پکارا کہ او روسیاہ ٹھہر جا تجھے بھی تیرے بیٹے کے پہلو مین بٹھائے دیتا ہون جا تو بھی اُسکی مصاحبت کر یہ سنکر حمید نے اسد کے برابر آکر ایک تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر وار اُسکا روک کے جو ایک ہاتھ بھنڈارے کا مارا تو حمید کے مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوئے ادھر بدیع الزمان نے جو بالا خالی دیکھا قید اپنی توڑ کر اسد کے

شریک ہو کر لڑنے لگا اسد نے جو بدیع الزمان کو پیادہ دیکھا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ مامونجان آپ تو
سوار ہو کر لشکر اسلام کا راستہ لیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا تم جو پیادہ رہجاؤ گے اسد نے کہا کہ مامونجان
مین جو آپ سے کہتا ہون آپ چلے جائیے اگر ایرج آجائیگا تو پھر آپ کا نکلنا دشوار ہو جائیگا بدیع الزمان
نے کہا کہ بیٹا دل نہین مانتا تمہین کیونکر اکیلا چھوڑ دون اسد نے کہا کہ مامونجان بات کو تو سمجھا کیجیے یہ وقت اس
قسم کا نہین ہی تکرار نہ کیجیے چلے ہی جائیے اور میرا خیال نہ کیجیے مین عیار ہون سو طرح سے نکلجاؤنگا غرض
بدیع الزمان چار ناچار لشکر اسلام کو راہی ہوا اور یہان ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد آپہونچا اور بدیع الزمان
کو چھڑا کر لشکر اسلام مین بھیجدیا اور خود زنگیون سے لڑ رہا ہی حمید کو بھی مار ڈالا بس یہ سنتے ہی ایرج مرکب پر
سوار ہو کر دوڑا کہ یہ دیوانہ جاتا کہان ہی جب وہان پہونچا تو دیکھا کہ اسد پیادہ لڑ رہا ہی اور زنگی بھاگتے پھرتے ہین
یہ دیکھکر ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے مجہول العقل کھڑا تو رہ مین بھی آپہونچا یہ کہتا ہوا تلوار کھینچے ہوئے اسد کے برابر
پہونچا اسد نے جو ایرج کو باشمشیر برہنہ مرکب تیزرفتار پر سوار دیکھا پکار کر کہا کہ ای ایرج تو اپنے کو شجاع اور بہادر جانتا
ہی اور سپاہیون مین محسوب کرتا ہی مین پیدل اور تو سوار اگر تجھے بہادری کا دعوی ہی اور ارادہ جنگ ہی تو تو بھی
پیادہ ہو جا ایرج نے کہا کہ امر منصفی مین کیا عذر ہی مین ابھی پیدل ہوا جاتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے کود پڑا اور سبھون
سے کہا کہ تم سب ہٹ ہٹ جاؤ مین تنہا کیا کم ہون اس ایسے دس پر بھاری ہون ابھی تو مین اسے باندھے لیتا
ہون سب کے سب ہٹ ہٹ گئے اسد ایرج کی طرف لپکا ایرج اسد کی جانب بڑھا جب دونون برابر پہونچے
تو اسد پینترا بدل کے ایرج کے گھوڑے کی جانب دوڑا اور گھوڑے کے قریب آکر یال فرس مضبوط پکڑ کے جھپ
پشت فرس پر تھا اور گھوڑے کو کوڑا کر کے ایرج کے سامنے سے بھاگا ایرج پکارا کہ یہ کیا بزدلاپن تھا کہ تو فریب
کر کے میرے ہی گھوڑے پر سوار ہو کے بھاگ نکلا اسد یہ کہتا ہوا چلتا ہوا کہ سپاہی کے چھتیس فنون ہین انمین سے
ایک فن یہ بھی ہی یہ سنکر بعجلت تمام ایرج دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے اسد کی طرف لپکا اور پکارا کہ کھڑا تو رہ وہ
گھوڑا نہایت تیزرفتار تھا آن واحد مین اسد غازی کے برابر پہونچگیا اب جو اسد مڑ کر دیکھتا ہی تو ایرج بالکل
قریب آگیا مڑ کر ایک ہاتھ جو مارا تو ایک اوچھا سا زخم ایرج کے سر پر آیا اور پھر گھوڑے کو کوڑا کر کے لبنا ہوا ایرج
پھر اسی حالت مین اسکی طرف لپکا اور بہت تیزی سے اسد کے قریب آکر ایک تلوار ماری کہ اسد بھی زخمی ہوا مگر
سر جو کھینچلیا تو تلوار ایرج کی گھوڑے کی گردن پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی اسد گھوڑے سے کود پڑا
اس عرصے مین تمام قزاق اور رفقائے اسد غازی آپڑے اور اسد کو بچا کر تلوارین مارتے ہوئے نکلے چلے
گئے ایرج نے ہرچند تعاقب کیا مگر اسد کی گرد قدم کو بھی نہ پاسکا مجبوراً ہاتھ ملکر رہ گیا اور اسد نے دامنۂ کوہ
مین پہونچ کر زخم مین ٹانکے لگوائے زخم پر پٹی باندھے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ ایک یکہ سوار سامنے سے دکھائی دیا
اسد حیران ہوا کہ یہ کون سامنے سے گھوڑے کو بگٹٹ دوڑاتا چلا آتا ہی اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا
کہ آن واحد مین وہ سوار نزدیک آگیا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبلۂ دین ستون اسلام کرب پرحرب
نظر کردۂ شاہ ولایت نایب امیر مشرق و مغرب ہی نہایت غیظ و غضب مین تیر کمان مین پیوستہ کیے ہوئے دوڑتا
چلا آتا ہی دیکھتے ہی جان نکلگئی یہ معلوم ہوا کہ ملک الموت کا سامنا ہو گیا کانپتا تھراتا اٹھا اور چاہا کہ کسی
گوشے مین چھپ جائے مگر کرب نے دیکھ پایا وہین سے آواز دی کہ بھلا نامعقول مین نے دیکھ پایا ہر علیؑ ابن ابیطالب
اگر تو سامنے سے بھاگا اور دست بستہ میرے سامنے نہ آیا تو ایک ہی تیر مین کام تمام کر دونگا اور بالکل اس

امر کا لحاظ نہ کرونگا کہ تو میرا بیٹا ہی مین حکم صاحبقران کو تجھسے زیادہ عزیز جانتا ہون بہتر یہی ہو کہ ہاتھ باندھکر چلا آ بس اسد کو کچھ نہ بن پڑا دست بستہ ہوکر کھڑا ہو گیا کرب نے قریب پہونچ کر مشکین اسد کی باندھ لین اور اپنے ہمراہ لیکر خدمت امیر مین راہی ہوا اب اتنی دیر مین بدیع الزمان بارگاہ سلیمانی مین پہونچگئے اور امیر با توقیر کو آگر سلام کیا امیر نے گلیسے لگا کر بیٹھنے کا حکم دیا بدیع الزمان سلام کر کے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے امیر نے پوچھا کہ ای فرزند سعادتمند تم ایرج کے پھندے سے کیونکر رہا ہوئے عرض کیا کہ خداوند باقبال حضور موفور السرور اسد بن کرب غازی نے نہایت محنت اور جانفشانی سے مجھکو رہا کیا اگر اسد نہ پہونچ جاتا تو مین قتل ہو جاتا کوئی بات قتل ہونے مین باقی نہ رہی تھی فی الواقع آج اسد نے وہ کام کیا ہو کہ رستم و اسفندیار سے بھی ممکن الوقوع نہ تھا اگر سام و نریمان موجود ہوتے تو وہ بھی غلامی اسد کا حلقہ کان مین پہنتے حضور کیا حقیقت ہی کسی بہادر و جری کی خلاصہ یہ کہ اسد لائق صد ہزار تحسین و آفرین ہو میری عندیہ مین اسد کی تعریف کرنا مجال بشری سے خارج ہو یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ ای بدیع الزمان تم چاہے جو کہو اور چاہے جتنی تعریف کرو مگر یہ ممکن نہین کہ مین آج اسد کو زندہ چھوڑدون ضرور ہی قتل کرونگا یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اسد غازی کو کرب پر حرب مشکین باندھے ہوئے امیر کے سامنے لائے اور عرض کیا کہ یہ اسد حاضر ہی امیر نے جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو اسد نے کہا کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو خداے برحق کو واحد جانتا ہو یہ سُنکر سب نے جواب سلام دیا مگر صاحبقران نے فرمایا کہ او دیوانے کیا تو اس صحبت کو مجمع کافران سمجھا ہی جو اس طرح سلام کیا یا مجھکو کافر سمجھا اسد نے کہا کہ آپ کیسے مسلمان ہین جو آپ نے مجھ بیچارے زخم خوردہ پریشان حال بے گناہ کو ایک گوسالہ پرست کافر خاسر کے عوض خون مین گرفتار کروا منگایا اور اب آپ بے گناہ میرے خون کا بار اپنے سر پر لیتے ہین امیر نے فرمایا کہ یہ سزا اُس کافر کے خون کرنے کی نہین ہی بلکہ سزا تیری نامردی کی ہو کہ تو نے اُسے نامردی سے قتل کیا اگر تجھے قتل کرنا تھا تو سرگھ ہو کر قتل کیا ہوتا اسد نے کہا کہ ای صاحبقران اور سرگھ ہو کر قتل کرنا کسکا نام ہی جب وہ مردود بارگاہ ایرج سے باہر نکلا تو مین نے اُسکے سامنے جا کر اُسے خبردار و ہوشیار کر کے ارادۂ قتل کیا اور جب وہ آمادۂ پیکار ہوا تو مین نے اُسے دین اسلام کی طرف ہدایت کی جب اُس نے فحش کلمات زبان سے نکالے اور راہ پر نہ آیا تو مین اُسے قتل کر کے چلا آیا ای صاحبقران انصاف فرمائیے اگر یہی نامردی ہی تو پھر بہادری کسکا نام ہی مجھے بتلائیے تو سہی صاحبقران نے فرمایا کہ بس خاموش ہو زبان اپنی بند کر بس اب مردی یہی ہی کہ کلمہ پڑھ اور مرنے سے نہ ڈر اسد نے کہا کہ مین نے علماے اعلام سے سنا ہو کہ اگر مظلوم کو ظالم قتل کرے تو حاجت کلمہ پڑھنے کی نہین ہی امیر یہ سُنکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا مین ظالم ہون اسد نے کہا کہ اب آگے کہنا ترک ادب ہی یہ سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیون ای صاحبقران اگر کوئی شخص اسد کی سفارش کرے تو اسوقت مقبول ہوگی یا نہین امیر نے فرمایا کہ نہ بلکہ اُسکو بھی اسے کے ساتھ قتل کرونگا تا اورون کو عبرت ہو اور پھر کبھی کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے یہ سنکر بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے اور اسد نے آواز دی کہ ای ذوالخمار تو کدھر ہو جلد آ اور مجھکو قتل کر کہ نانا جان خوش ہون مین مارا جاؤنگا تو اورون کو ضرور عبرت ہوگی ارے جلد آ ایسا نہ ہو کہ کوئی سفارش میری کردے اور وہ بھی میرے ساتھ مبتلاے عذاب ہو یہ کلمہ سنکر امیر با توقیر قہقہہ مار کے ہنس پڑے بس امیر کا ہنسنا کہ نور الدہر او رلندھور اور علمشاہ وغیرہ سب کے سب امیر کے قدمون پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ یا امیر ابکی مرتبہ اسد کی تقصیر او رمعاف کر دیجیے اب اس سے ایسی خطا نہوگی اور اگر ہو تو پھر

آپ کو اختیار ہو مگر کرب کی جان پہ بنی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو اور اپنے دل مین دعائین کر رہا تھا کہ خداوند نصیری
آپ ہی اسکے بچانے والے ہین آپ ہی بچائینگے تو اسد بچیگا اب جب صاحبقران نے یہ رنگ دیکھا کہ اسد کی
سفارش کی آواز ہر طرف سے بلند ہو تو فرمایا کہ اچھا ایک شرط سے مین اسد کو چھوڑتا ہون کہ اب کبھی ایسی حرکت نہ کرے
بغیر میری اجازت کے کسی کو نہ مارے اسد نے کہا کہ خداوند مجھسے اقرار نامہ لکھا لیجیے اب مین کبھی کسی کافر کو قتل
نہ کرونگا امیر نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا خوب یہ مطلب میرا تھوڑے ہی ہو کہ تو کسی کافر کو قتل نہ کر ہمکو تو خدا نے قاتل کفار
کیا ہو ہم لوگ یہ کیونکر کہین مگر ہان بغیر مجھسے پوچھے ہوئے کسی کو نہ مارنا اسد نے کہا کہ بہت بہتر یہ سنکر امیر نے حکم دیا
کہ اسد کو چھوڑ دو اسی وقت اسد کی مشکین کھولدی گئین کرب نے سجدۂ شکر کیا اسد امیر کے قدمون پہ گر پڑا امیر
نے اُسے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا اسد اپنے دنگل پہ بیٹھا صحبت عیش
برپا ہوئی عین گرمی صحبت مین اسد اُٹھا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اگر صاحبقران حکم دین تو غلام جاکر ایرج
کو قتل کر آئے امیر نے فرمایا کہ بیٹھ اپنی جگہ پر پھر تجھے دیوانگی سوجھی اسد اپنے مقام پر بیٹھ گیا امیر نے کیوان
فلک رفعت سے کہا کہ ای کیوان مین چاہتا ہون کہ نور الدہر اور قمر چہر کو اس دھوم سے منعقد کرون اور
اس دھوم سے شادی رچاؤن کہ کسی نے کبھی شادی نہ کی ہو یہ سنکر کیوان نے عرض کیا کہ خداوند نعمت تا بعدار
تو ادنی ملازمان والاشان کی بھی برابری نہین کرسکتا صاحبقران نے فرمایا کہ ای کیوان تم اطمینان رکھو تمھین
جس قدر روپیہ پیسہ درکار ہوگا وہ ہم دینگے تم ملکہ کو لیکر قلعۂ قمر بخش مین جاؤ ہم یہین رہینگے کیوان فلک
رفعت نے عرض کیا کہ ای صاحبقران مجھکو ایرج بدنہاد سے اندیشہ ہو ایسا نہ ہو کہ وہ مردک خلل انداز ہو
اور شادی کو برہم کردے اگرچہ حضور کے مقابلے مین وہ کچھ بنا نہین سکتا مگر خداوند شیطان مارتا نہین ہو ہلاک تو
کرتا ہو فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم اسکی بھی تدبیر کر دینگے کوئی اندیشے کی بات نہین ہو یہ کہکر مقبل کو طلب کیا اور فرمایا
کہ جلد سنگ مرمر کی چوکی لاکر بچھاؤ اور یہ جام و خلعت وغیرہ سب چوکی پہ لاکے رکھو مقبل نے اُسی وقت سب سامان
درست کیا جب حسب الحکم سامان مہیا ہو چکا تو امیر نے فرمایا کہ ای سرداران حق شناس و ای پہلوانان گردون
اساس آیا ہو تم مین کوئی ایسا ہو کہ اس خلعت کو پہنے اور اس جام کو پیے اور اس بیڑے کو کھاے اور نور الدہر
اور قمر چہر کی حفاظت کرے کہ شادی مین کوئی برہمی نہ ہونے پاے اور ایرج کسی طرح کی خلل اندازی نہ کرنے
پائے اُسے روکے رہے بس یہ سننا تھا کہ وہ شخص اپنے دنگل پر سے اُٹھا کہ جسے رستم زمان لندھور بن سعدان
کہتے ہین اور اُٹھکر صاحبقران کو سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار بلند اقتدار یہ غلام شاہزادہ
نور الدہر والا قدر پر جان نثاری کریگا آپ شوق سے شادی رچائیے جب وہ مردود مجھے قتل کرلیگا تو پھر شادی
کو برہم کریگا میری زندگی مین تو وہ کچھ نہین بنا سکتا یہ کہکر خلعت پہن لیا جام پی لیا بیڑا کھا لیا اور اُسی وقت بارگاہ سے
باہر نکلکر نو لاکھ ہندی ساتھ لیکر مقابل لشکر ایرج اُتر پڑا جب یہ خبر ایرج کو پہونچی کہ شاہزادہ نور الدہر کی شادی
کا سامان ہو رہا ہو تو کہنے لگا کہ اگر مین زندہ ہون اور ہاتھ پانون میرے چلتے رہے تو اس شادی کو مبدل بہ غم کردونگا
عین شب عروسی کو رنگ مچاؤنگا سب رفقا نے کہا کہ خداوند ہم سب شریک ہین کسی طرح کی کوتاہی نہ ہوگی ہرکارون
نے یہ خبر لندھور کو پہونچائی کہ ایرج یہ کہتا ہو لندھور نے کہا کہ بکنے دو وہ مسخرہ کریگا کیا سمجھا جائیگا جو خدا کو
منظور ہوگا وہی ہوگا اُس مروک کی کیا قدرت ہو اور کیا تاب و طاقت ہو خداوند جل و علا مالک و مختار
و قادر و توانا ہو یہان تو یہ باتین تھین اور وہان کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہر کو محافے مین سوار کرکے

بکمال عظم وشان سے قلعہ قمر بخش مین لایا تمام شہر کو آئینہ بند کرایا قلعہ قمر بخش سے تا بارگاہ سلیمانی چار فرسنگ کا فاصلہ تھا دو طرفہ ٹھاٹھر بندی کرائی چاندی سونے کے گلاس چڑھوائے تیل کے بدلے عطر بھروا دیا پس پشت ٹھاٹھرون کے خیمے ڈیرے استادہ کرائے ہر خیمے مین ہر قسم کا سامان تعیش جمع کیا ہر خیمے مین ناچ اور راگ رنگ کی تیاری ہوئی فرش مکلف بچھوا دیا جھاڑ فانوس مردنگین قمقمے اپنے اپنے موقع سے چڑھوائے غرض ہر ایک خیمہ ایک بارگاہ شاہی معلوم ہوتی تھی تمام شہر مین حکم عام تھا کہ تاختم شادی تمام شہر ہمارے یہان سے کھانا پائے اور عیش وعشرت مین بسر کرے جسقدر روپیہ درکار ہو خزانۂ شاہی سے لے غرض ایک جشن عام تمام شہر مین برپا تھا کیوان مانجھے کی تیاری مین مصروف ہوا تمام جوہری اور زردوز طلب ہوے رکابدار اور زرگر بلائے گئے ایک طرف جوہری بیٹھے ہوے جوہر بیش بہا دولہا کے تصدق کے لیے فروخت کر رہے ہین داروغہ اور مہتمم اُسے کشتیون مین لگوا رہے ہین ایک طرف زردوز بیٹھے ہوے دولہا کے کپڑے سی رہے ہین تاج مرصع کار جامہ نیمہ چکن پائجامہ وغیرہ جتنے ضروری کپڑے تھے سب تیار کر کے کشتیون مین چنوائے رکابدارون نے پنیڈیان تیار کر کے چاندی سونے کے ورق لگا کر رکھین سُنارون نے سونے کے خوان تیار کیے غرض ہر طرح کے سامان مانجھے کے درست ہوئے جب سامان درست ہو گیا تو کیوان سے جا کر عرض کیا کہ خداوند سب سامان تیار ہے فرمایا کہ اچھا آج صرف پنیڈیان چاندی کی بہنگیون مین رکھوا کر دولہا کے گھر پر بھیجدو اور کہلا بھیجو کہ کل مانجھا آئیگا اُسی وقت داروغہ نے پنیڈیان چاندی کی بہنگیون مین کسوا کر چوبدارون شاہی کو ساتھ کر کے بارگاہ سلیمانی کی طرف روانہ کین اور بعد اُسکے دیوان خاص نے ایک عرضی کیوان فلک رفعت کی جانب سے لکھکر مُہر شاہی ثبت کر کے ایک خاصبردار خاص کے ہاتھ خدمت امیر مین بدین مضمون ارسال کی کہ حضور یہ ہدیۂ محقرہ آتا ہے امید ہے کہ شرف اجابت سے مشرف ہو اور کل شب بخیر مانجھا آئیگا خاصبردار یہ عرضی لیکر روانہ ہوا اِدھر تو پنیڈیان پہونچین اور اُدھر سے یہ چوبدار پہونچا پہلے صاحبقران نے عرضی کیوان فلک رفعت کی پڑھی نہایت خوش ومسرور ہوئے پنیڈیان محل خاص مین بھجوا دین اور سامان صحبت عیش مہیا کیا اور خلعت وانعام دے کر خاصبردارون اور چوبدارون کو رخصت کیا وہ سب خوش خوش واپس ہوئے رات بھر تو سب سامان درست ہوا کیا اِدھر اُدھر دونون طرف تیاری رہی صبح کو کیوان فلک رفعت نے اُٹھتے کے ساتھ ہی حکم دیا کہ سب سامان ہمارے سامنے لا کر رکھو اُسی وقت سب سامان کیوان فلک رفعت کے سامنے رکھا گیا خاصبردار چوبدار حاضر ہوئے کیوان نے حکم دیا کہ کپڑے نوشاہ کے کشتیون مین لگائے جائین اُسی وقت سونے کی کشتیان حاضر ہوئین پہلے سب کشتیون مین تامی کے تھان اور کمخواب کے تھان لپیٹے گئے ایک کشتی مین تاج جواہر نگار کہ جسکی چمک سے آنکھین خیرگی کرنے لگین لگایا گیا ایک کشتی مین کنگنا جسمین موتی ٹکے ہوئے کہ ابتداے خلقت سے تا ایندم کسی صدف سے نہین نکلے تھے ایک کشتی مین جامہ ایک مین نیمہ ایک مین چکن ایک مین زیر جامہ ایک مین پائجامہ ایک مین ٹیکا ایک کشتی مین دوشالہ اور کمخواب کی لنگی رکھی گئی غرض ایک ایک کشتی مین ایک ایک کپڑا لگایا گیا مگر ہر کپڑا اسقدر بھاری اور مکلل بجواہر بے بہا تھا کہ تمام کشتیون مین ایک لو نور کی اُٹھتی ہوئی معلوم ہوتی تھی غرض جب سب کپڑے چنے جا چکے تو کیوان فلک رفعت نے کھیلین اور بتاسے ڈلوا کے جواہر نگار کشتی پوش ڈلوا دیے بعد اُسکے پھولون کا گہنا کشتیون مین لگایا گیا بعد اُسکے ایک سونے کی چوکی کہ جسپر برابر سے موتی ٹکے ہوئے تھے جواہر بیش بہا کی جھالر ٹکی ہوئی تھی کمخواب کا تھان بچھا ہوا تھا لا کر رکھی گئی سونے کا لوٹا سونے کا کٹورا اُسپر رکھا گیا سونے کے تارون سے باندھا گیا اُبٹن عطر مین گھولکر رکھا گیا ایک اشرفی اُس کٹورے مین

رکھی گئی جب یہ سب سامان درست ہو چکا تو چاندی کے خوانون مین کھیلین بتاسے ڈالکر کمخواب کے تھانون مین لپیٹ کر
درست کیے گئے جب یہ بھی درست ہو چکا تو کھانے جوڑے اور دودھ پینے کے لیے تین سال کا مداخل شہر قمر بخش کا
ہاتھیون پر لدوا دیا بعد اُسکے محل مین کہلا بھیجا کہ دُلھن کو مانجھا پہنایا جائے محلدار نے اندر جاکر یہ حکم سنایا کہ حکم
بادشاہی یہ ہی کہ دُلھن کو مانجھا پہنا کر سواریان سوار کرائی جائین اُسی وقت دُلھن کو مانجھا پہنایا گیا شادیانہ بجا جب مانجھا
پہنا چکے تو محلدار نے آکر کہا کہ دُلھن مانجھا پہن چکی جلوس تیار ہو سواریان ڈیوڑھی پر لگائی جائین اُسی وقت سواریان
ڈیوڑھی پر لگائی گئین جلوس آراستہ ہوا جب سواریان سوار ہو چکین تو ہزارون رسالے ہزارون پلٹنین قریب
قریب کل جلوس شاہی خاص کیوان کی ہمراہی کا اور کل رفقاے خاص کیوان فلک رفعت کے بڑی تزک
وحشم سے نقارہ ہاے فوجی بجتے ہوئے مانجھا لیکر جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے جب قریب بارگاہ پہونچے اور
خبر مانجھے کی آمد آمد کی امیر نے سنی تو بعض خاص خاص رفقا کو استقبال کے واسطے روانہ کیا کل سواریان اور سامان
اندر محل کے بھیجا گیا جو لوگ ساتھ تھے وہ بارگاہ مین آکر اپنے اپنے مراتب سے بیٹھے سواریان اندر اُتر گئین دولھا
بلایا گیا جب دولھا مانجھا پہن چکا تو سمدھنون کو شربت پلایا گیا شادیانہ دیا گیا باہر امیر باتوقیر نے کل ہمراہیون کو
خلعت وانعام دیا سب کے سب خوش ومسرور ہوئے جب سب امور ضروری سے فراغت ہو چکی تو سواریان ڈیوڑھی
پر لگائی گئین سمدھنین سوار ہوئین خوش خوش قلعۂ قمر بخش مین واپس گئین جاکر کیوان فلک رفعت کو مبارکباد دی
وہان کیوان فلک رفعت نے روشنی کا حکم دیا اور یہان صاحبقران نے جشن کی تیاری کی دولھا مانجھا پہن کر
باہر آیا سب بزرگون کو سلام کیا امیر نے اُٹھکر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا بدیع الزمان نے بھی گلے سے
لگایا سب کے سب خوش ومسرور ہوے صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا صداے مبارک سلامت آسمان تک
جانے لگی رات بھر ناچ اور راگ رنگ رہا صبح کو امیر نے اُٹھتے کے ساتھ ہی تمام لشکر کو زرد جوڑے تقسیم کیے کل بارگاہ
زرد کپڑے سے منڈھی گئی ہر سردار کے خیمے پر زرد جھنڈیان لگائی گئین افسرون کو لاکھ لاکھ روپیے کے جوڑے
اور تمام فوج کو ہزار ہزار روپیے کے جوڑے پہنائے گئے غرض مانجھے کے دن سے ساچق تک دن عید رات شب برات
رہی حکم عام تھا کہ تا ختم شادی تمام فوج مین کھانا سرکار سے تقسیم ہو ہر سردار کے خیمے مین ناچ رنگ ہو جسکو جسقدر روپیہ
کی ضرورت ہو خزانۂ سرکاری سے لے غرض عجب دھوم دھام اور عجب مسرت کا سما تھا تا اینکہ ساچق کا دن قریب آیا
ایک دن پیشتر ہاتھیون پر لکھوکھا من نقل لدوا کے روانہ کیے اور کیوان فلک رفعت سے کہلا بھیجا کہ کل
ساچق آئیگی اور بعد اُسکے تمام لشکر کو گلابی جوڑے تقسیم ہوئے ساچق جانے کا سامان مہیا ہونا شروع ہوا آرایش
تیار ہونے لگی سُنارون نے سونے کے گھڑے جلد جلد تیار کیے اندر محل کے ریت کے کپڑے درست ہونے
لگے چڑھاوے کا سامان مہیا ہونے لگا جب سامان درست ہو چکا اور ساچق کا دن آیا تو کل فوج مین تیاری
ہوئی جلوس شاہی ساتھ جانے کے واسطے مرتب ہوا چو گھڑے سونے کے تارون سے باندھے گئے جب سب
سامان درست ہو چکا اور سواریان سوار ہو چکین تو نہایت تزک وحشم سے ساچق دُلھن کے گھر پہونچی آتشبازی
جو ساتھ تھی پہلے وہ چھوٹی بعد اُسکے آرایش لٹوائی گئی کیوان نے سبھون کو بارگاہ مین لاکر بٹھایا سواریان
محل مین اُترین دُلھن کو چڑھاوا چڑھا صداے مبارکباد کی بلند ہوئی جب چڑھاوا چڑھ چکا شادیانہ بج چکا تو کیوان نے
سب کو جواہر کے ہار تقسیم کیے کشتیان عطر اور پان وپھول کی پیش کین سب کے سب پھر کر بارگاہ سلیمانی مین
آئے امیر باتوقیر کو مبارکباد دی دوسرے روز کیوان نے بڑے تزک سے مہندی بھیجی دولھا کے مہندی

لگائی گئی امیر باتوقیر نے سب کو سُرخ جوڑے تقسیم کیے دوسرے روز برات کا سامان ہوا تمام اعلیٰ ادنی وضیع وشریف
سب کے سب سُرخ پوش ہوئے بارگاہ سلیمانی سجی گئی دولھا کے مکان سے لیکر دلھن کے گھر تک دورویہ چراغان
چاندی سونے کے گلاسون مین عطر بھر بھر کے روشنی ہوئی آتشبازی گاڑی گئی دعوت کا سامان مہیا ہوا سر شام سے
کل سرداران وافسران لشکر کو کھانا کھلایا گیا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو آتشبازی چھوٹنا شروع ہوئی بعد
آتشبازی چھوٹنے کے سب لوگ آکر بارگاہ مین بیٹھے امیر نے سبھون کو خلعت وانعام سے سرفراز کیا اور جواہر کے تقسیم
کیے بعد اُسکے ناچ کو حکم دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش وعشرت برپا ہوئی ایک مسند جواہر نگار بیچون بیچ بارگاہ مین بچھی
ہوئی تھی اُسپر نور الدہر آکر متمکن ہوا دہنی جانب بادشاہ اسلام بائین جانب صاحبقران سامنے اسد اور کرب
اور اور سرداران اسلام آکر بیٹھے پس پشت خاصبردار چنور ہاتھ مین لیے ہوے مگس رانی کر رہا ہی غرض اس قسم
کی صحبت عیش وعشرت برپا تھی کہ مشتری فلک صداے مبارکباد بلند کر رہی تھی کوئی دوپہر رات تک صحبت عیش
برپا رہی بعد اُسکے پچھلے پہر اندر سے طلب ہوئی کہ دولھا کو حمام کے لیے بھیجو نور الدہر والاقدر محل کے اندر گیا
پہلے منڈھے کے نیچے چوک پورا گیا بعد اُسکے گنگا جمنی چوکی مقیش کا کنگنا بندھا ہوا لاکر منڈھے کے نیچے بچھائی گئی دولھا
نہانے کے لیے بیٹھا دولھا کی بہنون نے روپ درسن سے دوب اور دودھ سر پر ڈالا نور الدہر کی والدہ نے
نیگ مین نور الدہر کی بہنون کو ایک ایک دوشالہ نہایت گران قیمت اور ایک ایک توڑا اشرفیون کا دیا بعد
اُسکے باری وارین آکر حاضر ہوئین دو توڑے اشرفیون کے نیگ مین لیے دولھا کو نہلا دھلا کر بارگاہ مین بھیجا امیر
باتوقیر نے آکر اپنے ہاتھ سے سہرا باندھا خلعت پہنایا بعد اُسکے اپنے ساتھ لیکر صحبت رقص مین لائے ہر ایک نے مبارکباد
دی دولھا نے سب بزرگون کو سلام کیا مسند پر بٹھایا مبارکباد گائی جانے لگی کہ اس عرصے مین صبح قریب ہوئی
ناچ برخاست ہوا برات جانے کا سامان ہوا امیر نے پہلوان عادی کو بلا کر کہا کہ اے پہلوان عادی
جلد برات سجواؤ کل فوج اور جلوس شاہی تیار کرواؤ پہلوان عادی سلام کر کے گیا اور نہایت جلد
جلد سامان درست کر کے خدمت امیر مین آکر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہو گیا جلوس وغیرہ مرتب
ہو چکا دولھا کا ہاتھی حاضر ہی سوار کروا لیے یہ سنکر نور الدہر کو لیکر امیر اُٹھے موتیون کا سہرا اپنے ہاتھ مین اُٹھائے
ہوئے لیچلے غرض نور الدہر کو سوار کیا بائین جانب نور الدہر کے خود بیٹھے داہنی جانب بادشاہ اسلام کو بٹھایا خواصی مین
پہلوان عادی کو اشرفیون کے توڑے دے کر بٹھایا بعد اُسکے اور سرداران عالی مقام افسران ذوالاحترام
ہاتھیون پر سوار ہوئے آگے آگے دولھا کا ہاتھی پیچھے پیچھے ان سب کے ہاتھی دولھا پر سے زر وجواہر نثار ہوتا
ہوا ہاتھی بھی سر سے پانؤن تک زیور جواہر مین غرق سونے کا ہودا رکھا ہوا چاند مرصع کار جواہر آبدار کا سر پہ
لگا ہوا طلائی زنجیرین سونڈ مین لپٹی ہوئی دُم مین موتیون کے گُچھے لگے ہوئے آتشبازی کے بان چھوٹتے ہوئے
نقارے اور ڈفلے دمامے بجتے ہوئے روشنچوکی اور انواع انواع طرح کے باجے بجتے ہوئے تمام فوج صاحبقرانی
ہمراہ کوئی سوار اور کوئی پیدل ایسا نہ تھا جو برات کے ساتھ نہ ہو سوا طلایہ کی گشت کے کہ وہ تو حفاظت بارگاہ کے لیے
رہگئے تھے روشنی اس طرح کی کہ رات کا دن معلوم ہوتا تھا اور تکلف یہ تھا کہ بجاے تیل کے مشعلچی عطر مشعلون پر
ٹپکاتے ہوئے جاتے تھے کہ وہ صحرا تمام معطر ہو گیا تھا غرض بڑی شان وشوکت سے برات دُلھن کے دروازے
پر پہونچی کیوان فلک رفعت نے استقبال کیا کل ہمراہیون کو قلعہ مین لیگیا دولھا تل شکر چاٹنے اور
بیڑے چننے کے لیے اندر بلایا گیا جب دولھا تل شکر چاٹ چکا تو باہر آیا اور صحبت رقص مین مسند پر بیٹھا ناچ

ہونے لگا تھوڑی دیر تک ناچ ہوا کیا بعد اُسکے خواجہ بزرگ امید اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے خواجہ بزرگ امید دولہا کی طرف سے اور خواجہ عمرو دلہن کی طرف سے وکیل ہوئے عقد پڑھا گیا دو کرور روپے خواجہ بزرگ امید کو دیے اور دو کرور روپے خواجہ عمرو کو دیے بعد عقد کے شربت پلائی ہوئی دولہن کا جوٹھا شربت دولہا کے لیے بھیجا گیا مبارکباد گائی گئی بعد اُسکے دولہا کو اندر محل کے طلب کیا ریت رسمین ادا ہونے لگین دلہن کو دولہا کے برابر لاکے بٹھایا دُلھن کی پشت پر دولہا نے ہاتھ رکھا ڈومنیون نے ٹونے گائے آرسی مصحف دکھایا گیا تو باتین چنوائی گئین جب ریت رسمون سے فراغت ہو چکی تو دُلھن کو حجلۂ عروسی مین لاکر بٹھایا اب عزیز و اقربا ملنے کو آئے ڈومنیون نے بہنی گائی دولہا باہر آیا کیوان فلک رفعت کو سلام کیا کیوان نے سلامی مین قلعۂ قمر بخش دولہا کو دیا اور جسقدر مایہ و بساط کیوان کے پاس تھی سب جہیز مین دے دی دولہا پھر اندر بلایا گیا دُلھن کو گود مین اُٹھا کر محافے مین بٹھایا برات رخصت ہوئی نور الدہر خوشی خوشی دلھن کو بیاہے ہوئے چلا جاتا تھا کہ ایرج کو یہ خبر پہونچی ایرج نے کہا کہ اسی کا تو انتظار تھا اب دیکھتا ہون کہ نور الدہر کیونکر لیجانے پاتا ہو اور ایک روایت یہ ہو کہ بعد شادی نور الدہر کے ایرج بدیع الزمان کو پکڑ وا منگاتا ہو اور اسد حامد بن حمید کو مارتا ہو اور تابوت اُسکا جلاتا ہو بہرطور یہ کہکر ایرج سوار ہوا اور قصد کیا کہ برات کی طرف جائے لندھور تو اُسی واسطے قریب لشکر ایرج اُترا ہی ہوا تھا للکارا کہ او آفتاب پرست کدھر جاتا ہو بہتر یہ ہو کہ اپنے ارادۂ فاسد سے باز آ مین جب تک زندہ ہون تیری ہوا کو بھی اُدھر نہ جانے دونگا ایرج نے کہا کہ خیر پہلے تجھکو مارلون تو آگے بڑھون اور عروس کو لون یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالکے لندھور کی طرف دوڑا اور ایک تلوار لندھور کے سر پر لگائی کہ سپر کو قلم کرکے چار اُنگل سر مین در آئی لندھور نے دستانہ مار تلوار تو چھینا کر نکلگئی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی مگر لندھور نے اُسی حالت زخمداری مین جو پوری قوت سے ایرج کے سر پر تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر گئی ایرج نے دستانہ مار تلوار تو چھینا کر نکلگئی مگر چادر خون کی جاری ہوئی اُسی حالت زخمداری مین ایرج نے پھر وار کیا کہ بایان شانہ لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پھر تلوار لگائی کہ داہنا ہاتھ ایرج کا مجروح ہوا غرض دونون مین خوب لڑائی ہوئی قرار واقعی دونون چور چور ہوئے اور بیہوش ہو کر گرے ادھر آفتاب پرست کھڑے ہوئے تھے اُس طرف ہندی استادہ تھی وہ ایرج کو اُٹھا لیگئے یہ لندھور کو اُٹھا لیگئے اور امیر باتوقیر فرحان و شادان عروس کو لیے ہوئے لشکر اسلام مین داخل ہوئے خوشی خوشی دُلھن کو اُتروا کر حجلۂ عروسی مین بھیجا پہلے چاندی کا ورق تلوے مین لگایا گیا دودھ سے پاؤن دھلوائے بعد اُسکے نور الدہر دامن عروس پر نماز پڑھکر باہر آئے امیر کو سلام کیا امیر نے گلے سے لگا کر خلعت دیا لوگون نے مبارکبادی ناچ ہونے لگا کہ اس اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ لندھور اور ایرج مین خوب تلوار چلی تا اینکہ دونون بیہوش ہو کر گر پڑے آفتاب پرست ایرج کو اُٹھا لائے ہندی لوگ لندھور کو اُٹھا لائے یہ سنتے ہی امیر اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور خیمۂ لندھور مین تشریف لائے لندھور کو ہوشیار کیا زخمون مین ٹانکے لگوائے فرمایا کہ مرحبا صد مرحبا لندھور تمنے بڑا کام کیا مرد ایسا ہی کرتے ہین ای لندھور تمنے رفاقت کا حق ادا کر دیا بڑی دیر تک بیٹھے رہے تحسین و آفرین فرمایا کیے بعد اُسکے تشفی و دلاسا دے کر معالج مقرر کرکے بارگاہ مین واپس آئے اب اس عرصے مین رات تو ہو ہی چکی تھی نور الدہر حجلۂ عروس مین داخل ہوئے نوشاہ نے آتے ہی ملکہ کو آغوش مین لیا اب یہان پر وہ دونون جانب کے اشتیاق شرم آمیز اور انکار اقرار خیز ایک عجیب لطف دے رہے تھے کہ جنکا تحریر کرنا قدرت

قلم سے باہر ہی خلاصہ یہ کہ فرط مسرت سے دونون بیہوش ہو گئے لیکن وہان تھا کون جو جو لیتا صرف ہوا نے پنکھا جھلا باد صبا نے نخلخہ سنگھایا تھوڑی دیر کے بعد اُن دونون شیدا ے یکدگر کو ہوش آیا باہم اختلاط شروع ہوے تا اینکہ گوہر وصال حاصل ہوا اپنے اپنے دلون مین دونون نے شکر خدا کیا کہ خداوندا لاکھ لاکھ اور کرور کرور شکر ہی تیرا کہ تو نے ایک مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد جبکہ بالکل یاس ہو چکی تھی شربت مواصلت سے محظوظ فرمایا بار آلہا شکر ہی تیرا کہ تو نے دعا ہماری سنلی اور باہم یکدیگر ملا دیا خداوندا کہان تک تیرا شکر یہ ادا کرین ہم ہرگز تیرے شکر سے عہدہ برآ نہین ہو سکتے اب اور ینا گلگوشِ سنیے کہ چونکہ دونون جوان اور ایک دوسرے کا مشتاق اور دونون صحیح المزاج تھے تو بفضلہ تعالےٰ اُسی وقت نطفے کا استقرار ہوا اور ملکہ قمر چہر حاملہ ہوئی اب ملکہ قمر چہر کے بطن سے وہ شاہزادہ باہمت و پر صولت و ذی مرتبت بلند شوکت پیدا ہوگا کہ جسکا نام نامی اور اسم گرامی شاہزادۂ بدیع الملک ہی اور جسکا ذکر صندلی نامہ مین تبفصیل آئیگا اور وہ شاہزادۂ بلند قدر اور عالی حوصلہ وہ وہ کارنمایان کریگا اور وہ وہ شوکت نمایان کریگا کہ جسکے دیکھنے سے ناظرین باتمکین و دقیقہ سنجان معنی آخرین حظ کافی اور لطف وافی اٹھائینگے جب ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو وہ یقین کرینگے کہ یہ شاہزادۂ اپنے اسلاف سے گوے سبقت لیگیا بلکہ اپنے اسلاف کا فخر ہو گیا القصہ اب ان دولہا دلہن کو تو اسی حال مین چھوڑ دیے

اب دو کلمے دہستان حیرت نشان سرگشتنا ایرج کا اور عمرو کا اس علت مین مطعون ہو کر لشکر اسلام سے نکلنا اور لقا کا جانب طلسمات بھاگنا اور صاحبقران کا اُسکے تعاقب مین جانا تحریر ہوتے ہین ملاحظہ فرمائیے

راویان اخبار عبرت آثار و کاتبان مضامین حیرت زدہ بیشمار طغرا نویسان کل نفس ذائقۃ الموت مضمون نگاران ان الانسان قد خلق للموت معنی سبحان انا للہ و انا الیہ راجعون نکتہ رسان کل المرافع للمخفض یا یون اس داستان عبرت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ جب نور الدہر والا قدر وصل ملکہ قمر چہر سے شادکام ہوا اور ایرج نے دیکھا کہ مین ناکام ہوا حامد اور حمید دونون مارے گئے میری کوئی تدبیر پیش نہ چل سکی ہر واقعہ مین مجھکو ذلت و پستی اور ہر ارادے مین ناکامی ہوئی تو اُسنے خیال کیا کہ اب تو امیر یا نور الدہر سے مقابلہ کر اور اس قصے کو یکسو کر یا مارا گیا یا فتح حاصل ہوگی اگر فتح حاصل ہوئی تو فبہا مقصد دل حاصل شد اور اگر مارا گیا تو مردون کا کام یہی ہی تا ابد الآباد نام رہجائیگا کہ ایرج صاحبقران کے سرچڑھ کر مارا گیا یہ خیال کر کے خدمت صاحبقران مین کہلا بھیجا کہ اے حمزہ صاحبقران مین آپ کے کُل لشکر سے لڑ چکا لشکر اسلام کے بڑے بڑے سردارون سے مقابلہ کر چکا حتے کہ آخرین لندھور بن سعدان سے مقابلہ ہو چکا اور خوب دل کا حوصلہ نکلا مین بھی زخمی ہوا اور وہ بھی مجروح ہوا اب فقط آپ ہی سے مقابلہ باقی ہی اور یہی آرزو ہی کہ اب یا آپ میرے مقابلے کو نکلیے یا آپ کو جسپر ایسا ہی اعتماد ہو کہ اپنے مثل سمجھتے ہون اُسے میرے مقابلے کو بھیجیے جب ایلچی نے ایرج کا یہ پیغام صاحبقران کو دیا تو اُسوقت شاہزادۂ نور الدہر بھی وہین موجود تھے یہ پیغام سنکر جواب دیا کہ جب تک مین زندہ موجود ہون اُسوقت تک صاحبقران گیتی ستان کو میدان مین جانے کی کوئی وجہ نہین ہی مین ایرج سے مقابلہ کرونگا جب مجھسے ایرج عہدہ برآ ہو لیگا تب دادا جان مقابلے کو نکلینگے جا کہدے ایرج سے کہ ہم تیرا مقابلہ کرینگے یہ سنکر صاحبقران نے ایلچی کو خلعت دے کر رخصت کیا ایلچی نے تمام حال ایرج سے آکر بیان کیا ایرج نے کہا کہ خیر وہی سہی نور الدہر بھی صاحبقران ہی اُسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا بموجب حکم اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچائی اُسی وقت نقارۂ رزمی یہان بھی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی علی الصباح امیر با توقیر بیدار ہوئے وضو کر کے مشغول نماز ہوئے اتفاقاً اُس روز ہوا اُسی طرف کی تھی اثنائے نماز مین لشکر ایرج سے آواز غل و شور کی سنی جلدی سے نماز کو تمام کیا چالاک بن عمرو سامنے کھڑا ہوا تھا

اس سے کہا کہ جاکر خبر تو لا کہ لشکر ایرج مین یہ غل وشور کیسا بلند ہی جب سے یہ آواز سنی ہی دل خود بخود گھبرایا جاتا ہی اور آپ
سے آپ ایک وحشت سی پیدا ہوتی ہی چالاک تو اُسی وقت سلام کر کے لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اور امیر باتوقیر
داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر متمکن ہوئے سرداروں نے آکر مجرا کیا اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے لیکن جو آتا ہی
وہ یہی کہتا ہی کہ آج چار گھڑی رات سے لشکر ایرج مین ایک غل مچا ہوا ہی امیر نے فرمایا کہ ہان مین نے نماز پڑھتے
مین ایک شور سا سنا تھا اُسی وقت چالاک بن عمرو کو روانہ کیا تھا اب وہ آتا ہی ہوگا حال معلوم ہو جائیگا یہ باتین ہو ہی رہی
تھین کہ چالاک آپہونچا امیر نے پوچھا کہو چالاک کیا خبر ہی چالاک نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور سانحہ عظیم
ہوگیا امیر نے فرمایا کہ کیا جلد بیان کر اُسنے کہا کہ کیا عرض کرون بڑا غضب ہوگیا ای شہریار رات کو کسی نے ایرج کا سر کاٹ
ڈالا لشکر آفتاب پرستان مین ایک قیامت مچی ہوئی ہی یہ سنتا تھا کہ امیر کو سناٹا سا آگیا اور ایک آہ سرد کھینچکر فرمایا
کہ افسوس صد افسوس نوجوانی ایرج پر ہائے ایرج وائے ایرج یہ سنکر نور الدہر بھی آبدیدہ ہوگئے اور تمام سردار بھی
غمگین ہوئے امیر نے عمرو سے کہا کہ ای خواجہ بھلا بتاؤ تو کہ یہ کسکی حرکت ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ مین کیا بتاؤن جہان آپ ہین وہین
مین بھی ہون امیر نے فرمایا کہ بھلا کچھ اٹکل ہی سے کہو عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ حمزہ خدا ہی خوب جانتا ہی مین کسے کہون کہ یہ
حرکت کس نے کی امیر نے فرمایا کہ اچھا ایک بات تو سنو جب عمرو قریب آیا تو چپکے سے کہا کہ خواجہ یہ اسد کی تو حرکت
نہین ہی عمرو نے کہا کہ جی نہین اب وہ اتنا نڈر نہین ہی ابھی وہ ایک حرکت کر کے آپ کی خفگی اُٹھا چکا ہی اب وہ کبھی ایسی
حرکت کا مرتکب نہ ہوا ہوگا یہ سنکر امیر باتوقیر چپ ہو رہے مگر اب ایرج کا حال سنیے کہ علی الصباح مالک بن ملکوت شاہ
جو معمولاً خیمہ ایرج مین آیا تو دیکھا کہ ایرج کا سر کٹا ہوا سینے پر رکھا ہی بس یہ دیکھتے ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور زمین
پر گر کے پچھاڑین کھانے لگا گریبان چاک کیا ڈاڑھی نوچ کر سر اپنا پیٹنے لگا نہایت حالت تباہ کی کہ اس اثنا مین لقا
اور بختیارک بھی پہونچ گئے ایرج کا لاشہ دیکھکر بختیارک بھی سر پیٹنے لگا اور ڈاڑھین مار مار کر رونے لگا مگر بختیارک
نے جو غور سے دیکھا تو عمرو کا خنجر پہچانا کہ خون بھرا ہوا پڑا ہی بس بختیارک نے مالک سے کہا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ
ایرج تو اب زندہ نہین ہو سکتا لیکن قاتل ایرج کا مل سکتا ہی مالک نے کہا کہ ای بختیارک ایرج کا قاتل
کون ہی اور تو نے کس نشان سے پہچانا بختیارک نے کہا کہ قاتل ایرج کا سوائے عمرو کے اور کوئی نہین ہی اسلیے
کہ یہ خنجر اُسی کا ہی اگر تم یہ خنجر لیے ہوئے حمزہ کے پاس چلے جاؤ اور حمزہ سے کہو کہ سبحان اللہ دلاوری اسی کو کہتے ہین
کہ آپ نے اپنے عیار کو بھیجکر ایرج کو قتل کروا دیا دیکھیے تو یہ خنجر عمرو کا ہی یا نہین پہچانیے تو سہی جس وقت حمزہ اُس
خنجر کو پہچانیگا تو اسی وقت عمرو کو پکڑ کے تیرے حوالے کر دیگا تو اُسے لاکر بعوض ایرج کے قتل کرنا مالک کو بھی
یہ رائے پسند آئی اور اُسی وقت ایرج کی لاش مع خنجر خون آلود اپنے ہمراہ لیکر دروازہ بارگاہ پر آیا اطلاع کرائی کہ
مالک لاش ایرج کی لیکر آیا ہی امیر نے فرمایا کہ بلاؤ ہائے افسوس صد افسوس ایرج کے مرنے سے کمر میری ٹوٹ
گئی ہائے ایسا جوان خوبصورت صاحب شجاعت زمانے سے اُٹھ گیا اور سب سردار بھی افسوس کرنے لگے کہ مالک
بن ملکوت شاہ گریبان چاک سر پر خاک کپڑے پھٹے پہنے ہوئے ہائے ایرج نوجوان وائے ایرج نوجوان
کا نعرہ بلند کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای مالک کس نے ایرج کو مارا کچھ پتا بھی لگا اُسنے
کہا کہ آپ جان بوجھکر پوچھتے ہین آپ یہ سمجھے کہ مین ایرج سے عہدہ برآ نہ ہو سکونگا اس لحاظ سے عمرو کو بھیجکر
ایرج کو قتل کروا ڈالا اور پھر آپ پوچھتے ہین کہ کسنے ایرج کو مارا آپ سے یہ امر بہت بعید تھا اگر اور
کوئی ایسا کرتا تو مقام شکایت نہ تھا کہ حریف کا مطلب ہر طرح حریف کے قتل وغارت سے ہوتا ہی لیکن آپ سے

شجاع و غیور کو یہ امر بالکل نا زیبا تھا بس یہ سنتے ہی امیر غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ ای عمرو سنا تو نے مالک بن ملکوت کیا کہتا ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ تمہین کچھ خبر ہی مین واقف بھی نہین جب سے مین تمہارے پاس آیا ہون یکجز روز عقد نور الدہر کے بارگاہ سلیمانی سے باہر بھی نہین نکلا مین کیا جانون کہ مالک کیا کہتا ہی جو کچھ کہتا ہی بالکل دروغ ہی دوسرے یہ کہ مین ہی نے تو ایرج کو ایرج بنایا اور اس رتبے کو پہونچایا اور مین ہی اُسے قتل کرتا تمہاری بھی کیا باتین ہین یہ سنکر امیر نے مالک بن ملکوت سے کہا کہ ای مالک کون ایسا بیرحم ہی جو اُس ایسے نوجوان کو مارتا اسے دشمن بھی تو یہ نہ چاہیگا کہ ایسے جوان رعنا کو قتل کرے اور بھئی واللہ مین نے کسی کو اس ارادے سے نہین بھیجا ہان چالاک کو علی الصباح البتہ استفسار حال کے لیے بھیجا تھا آس بن الوس پہلوان نے عمرو کے بیٹے کو مار ڈالا تھا تو اُسکے عوض مین عمرو نے اُسکی ناک سوتے مین کاٹ لی تھی اسپر مین ایسا برہم ہوا کہ عمرو کو لقا کے پاس باندھ کر بھیجدیا اور کچھ پاس و لحاظ نہ کیا اور پھر جب عمرو وہان سے چھوٹ کر آیا تو ہر چند اُسنے خواہش کی مگر مین نے ایک مدت تک اُسے اپنے پاس نہین آنے دیا اب مدت مدید کے بعد مین نے اُسکی تقصیر معاف کر کے اپنے پاس بلایا مجھے عمرو سے یہ امید نہین ہی کہ اب وہ ایسی حرکت کا مرتکب ہوگا تمھارا یہ خیال محض فضول ہی یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے خنجر خون آلود نکال کر سامنے رکھدیا اور کہا کہ دیکھیے تو یہ خنجر کسکا ہی سر ایرج کا اُسکے سینے پر رکھا ہوا اور یہ خنجر اُسکے سرھانے پڑا تھا عمرو کی نگاہ جیسے ہی خنجر پر پڑی رنگ چہرے کا اڑ گیا اور امیر نے اُس خنجر کو دیکھکر پہچانا فرمایا کہ او حرامزادے ساربان زادے تو مجھسے مکر کرتا ہی دیکھ تو سہی یہ خنجر کسکا ہی اگر تو نے نہین قتل کیا تو یہ خنجر تیرا کہان سے وہان تک پہونچا یہ سنکر عمرو نے قسم کھائی کہ برب کعبہ میرا کام یہ نہین ہی یہ کہکر اس قصد سے اُٹھا کہ امیر کے سر پر ہاتھ رکھکے قسم کھاے کہ صاحبقران مین بالکل بے گناہ ہون بس عمرو کا اٹھنا کہ امیر نے ہاتھ عمرو کا پکڑ کر مالک بن ملکوت کے حوالے کر دیا اور کہا کہ ای مالک یہ عمرو موجود ہی جو چاہے سو اس سے برتاو کرو مالک عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ سے باہر آیا اور عمرو سے کہا کہ ای عمرو تجھکو نوجوانی ایرج پر رحم نہ آیا تیرا ہاتھ قتل ایرج کے لیے کیونکر اُٹھا کہتا ہوا لشکر مین آیا لقا نے جو عمرو کو دیکھا بہت برہم ہوا اور کہا کہ او ساربان زادے غضب کیا تو نے کہ ایرج نوجوان کو بے قصور تو نے مار ڈالا عمرو نے کچھ جواب نہ دیا چپکا کھڑا رہا بختیارک نے عمرو کو ساکت دیکھکر کہا کہ ای پیر و مرشد آپ ہراسان کیون ہین آپ کا تو کوئی رونگٹا بھی میلا نہین کر سکتا اب آپ ایک دم بھر مین چھوٹا چاہتے ہین لقا نے کہا کہ ای بختیارک مین تو اُسکی وجہ سے بالکل بے پر و بال ہو گیا ابھی تو اسے دار پر کھینچتا ہون یہ جاتا کہان ہی یہ کہکر حکم دیا کہ جلد اسے بالاے دار کھینچ کہ مین اسے تیر باران کرونگا یہ سُنکر لوگون نے چاہا تھا کہ عمرو کو چرخی پر کھینچین عمرو بلبلا کر دعا مانگنے لگا کہ ای خالق عالم تو نے تو مجھسے کوہ سراندیپ پر وعدہ کیا تھا کہ جب تک مین اُس بڑی چیز کو نہ مانگونگا ملک الموت میرے پاس نہ آئیگا اب یہ کیا امر ہی کہ قبض روح میری ہوا چاہتی ہی پروردگار تو ہی بچانے والا ہی ابھی یہ دعا تمام نہوئی تھی کہ ایک نقابدار سبز پوش بیس ہزار سوار سے تلوارین کھینچے ہوئے لشکر لقا پر گرا اور نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا کے گذاریم کہ شما از دست ما زندہ و سلامت رہ برید یہ کہکر قریب بیس ہزار کفار کے مع جلاد ایک ہی حملے مین قتل کر کے عمرو کو چھڑا کر اپنے گھوڑے پر ڈالکے لیے ہوئے چلا گیا مالک بن ملکوت شاہ اور لقا بے بقا دونون کف افسوس ملتے رہگئے لیکن بختیارک تو دشمن جان خواجہ عمرو ایک ہی شیطان ہی مالک سے کہنے لگا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ تم اسی وقت خدمت حمزہ مین چلے جاؤ اور جا کر کہو کہ واہ ای حمزہ واہ تمنے بظاہر تو عمرو کو باندھ کر میرے حوالے کر دیا اور اُسکے عقب مین کسی سردار زبردست کو نقابدار بنا کر بھیجدیا کہ وہ بہت سے لوگون کو قتل کر کے عمرو کو چھڑا لیگیا بھلا اس سے کیا فائدہ لاابست

تو نہ دینا بہتر تھا یہ سنکر مالک بن ملکوت اُسی وقت خدمت صاحبقران مین گیا اور جو کچھ بختیارک نے تعلیم کیا تھا امیر سے دُہرایا صاحبقران یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے اور فرمایا کہ ای مالک قسم ہی پروردگار عالم کی مین نے کسیکو نہین بھیجا یہ گمان تمھارا بالکل فضول ہی اگر تم اُس نقابدار کا پتا بتادو کہ وہ کدھر سے آیا تھا اور کدھر گیا تو مین ابھی جاکر عمرو کو اُسکے پنجے سے چھڑا لاؤن اور تمھارے حوالے کردون مالک بن ملکوت نے کہا پتا معلوم ہونا کیسا میرے ہرکارے تو اُسکا لشکر تک دیکھ آئے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اچھا پھر تم اُن ہرکارون کو میرے ساتھ کردو مین ابھی جاتا ہون یہ سنکر مالک نے اُن ہرکارون کو بلاکر حاضر خدمت امیر کیا امیر باتوقیر اُسی وقت سوار ہوکر لشکر نقابدار کی طرف روانہ ہوئے اور ادھر نقابدار نے عمرو کو اپنے لشکر مین لاکر استفسار کیا کہ ای خواجہ سچ کہو کہ تمنے ایرج کو قتل کیا ہی یا نہین عمرو نے کہا کہ ای نقابدار قسم ہی وحدہ لاشریک لہٗ کی ہرگز مین اس امر کا مرتکب نہین ہوا مجھپر بالکل عبث اتہام لگایا گیا اور مجھے جو محبت ایرج کے ساتھ تھی شاید ہی وہ محبت کسی کو ہوگی اسلیے کہ وہ تو میرا ہی ساختہ و پرداختہ تھا تم یہ نہین سمجھتے کہ میرا ہاتھ باوجود ان حالات کے ایرج پر کیونکر اُٹھتا خدا جانے یہ بیہودہ حرکت کس ظالم مکار کی تھی اور بڑی حیرت تو یہ ہی کہ میرا خنجر ایرج کے سرھانے کسنے رکھدیا مین نے تو خود جب سے حال ایرج کا سنا ہی بے اختیار ہوہو کر رو رہا ہون اور خود بخود جی اُمڈا آتا ہی نقابدار نے کہا کہ خواجہ مجھے تمھارے کہنے کا یقین تو آگیا مگر ابھی مین تمھین چھوڑ نہین سکتا اسلیے کہ کفار حمزہ کے پاس گئے ہین دیکھون حمزہ میرے پاس آتے ہین یا نہین اور اگر آتے ہین تو تمکو طلب کرتے ہین یا نہین یہ کہکر عمرو کو پوشیدہ کردیا کہ ایک تھوڑی دیر کے بعد ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ صاحبقران آپہونچے نقابدار اُسی وقت استقبال صاحبقران کیواسطے خیمے سے باہر آیا امیر کو سلام کیا اور ہاتھ پکڑ کے خیمے کے اندر لایا مسند پر بٹھایا خود دست ادب باندھ کے سامنے بیٹھا عطردان پاندان چنگیر دان جو گھڑے سب اسباب دعوت مہیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار خوب تمنے مجھے رسوا کیا عمرو کہان ہی جلد اُسے بلاؤ مین بغیر قتل کیے اُسے چھوڑتا تھوڑی ہون ایک مدت کے بعد وہ کمبخت میرے پاس آیا اور عفو تقصیر کرائی اور پھر وہی حرکت کی بلکہ جب سے بدتر حرکت کی جب تو فقط آمس بن الوس کی ناک ہی کاٹ ڈالی تھی ابکی مرتبہ تو اس نمک حرام نے ایرج سے نوجوان کو جان ہی سے مار ڈالا اور اسے اُسکی نوجوانی پر رحم نہ آیا جلد اسے بلاؤ نقابدار نے کہا کہ ای صاحبقران عالیشان مین نے عمرو سے استفسار حال کیا تھا عمرو نے قسم کھائی کہ مین اس امر بیجا سے واقف بھی نہین ای صاحبقران عمرو تو نوجوانی ایرج پر خود متالم اور متاسف ہی اور اپنی حیرت ظاہر کرتا ہی کہ مین خود اس امر سے متحیر ہون کہ ایرج کو کسنے قتل کیا اور مزید بران میرا خنجر کسنے رکھدیا جب عمرو نے اپنی بیگناہی مجکو متیقن کردی تو مین نے اُسے بے گناہ سمجھکر چھوڑ دیا یہ سنکر صاحبقران بہت غضبناک ہوئے اور نہایت برہم ہوکر نقابدار سے کہا کہ اگر تو نے عمرو کا پتا لگا یا اور نشان دہی کی تو خیر ورنہ مین تجھکو عمرو کے عوض مین قتل کرونگا نقابدار نے کہا کہ سر میرا حاضر ہی کاٹ لیجیے اور عمرو کو کچھ نہ کہیے کہ وہ آپ کا خادم قدیم اور پرانا ندیم ہی کیسی کیسی جانبازیان عمرو نے آپ کے ساتھ کین ہین ہمیشہ آپ کا سینہ سپر رہا کیا اور وہ محض بے تقصیر ہی امیر نے کہا کہ ای نقابدار تو عمرو کو بے گناہ جانتا ہی ارے اگر وہ بے قصور ہوتا اور ایرج کا قاتل نہ ہوتا تو خنجر اُسکا ایرج کے سرھانے سے کیونکر نکلتا جلد عمرو کو بلاؤ مین ایک بات تو تمھاری مانونگا نہین یہ سب عذرات بارد ہین تم بکتے کیا ہو نقابدار نے جو امیر کو غضبناک دیکھا سمجھا کہ اب کوئی عذر میرا پیش نہ جائیگا اور کوئی سفارش میری قبول نہوگی اپنے عیار سے کہا کہ جلد جاکر عمرو کو لے آ عیار اُسی وقت آیا اور عمرو سے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ ای عمرو اب موت تمھاری آگئی ہرچند نقابدار نے تمھین چھپایا اور بچایا اور لاکھ لاکھ عذرات اور انتہا درجہ کی سفارش کی مگر کوئی بات صاحبقران نے نہ مانی بلکہ اُلٹے نقابدار سے برہم ہوئے اور فرمایا کہ اگر عمرو کو نہ دوگے

تو اپنی جان سے ہاتھ دھوؤ مین عمرو کے عوض تمہین قتل کرونگا یہ سنکر عمرو ساکت ہوگیا اور عیار کے ساتھ چلا عیار نقابدار
کا عمرو کو ساتھ لیے ہوئے چلا آتا ہی اور عمرو اپنے حال زار پر روتا ہوا چلا جاتا تھا کہ یکایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ او نابکار و
نامراد بشاہ عیاران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو کہان لیے جاتا ہی یہ آواز سنکر عیار نے جو مڑ کر دیکھا تو دیکھا
کہ ایک شخص مثل برق کے چلا آتا ہی عیار کو تو مارے دہشت کے سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا وہ تو عمرو کو چھوڑ کر
بھاگ گیا اور عمرو کو وہ شخص اُٹھا لیگیا عیار کانپتا تھراتا نقابدار کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ عمرو کو ایک شخص مجھ سے
چھین لیگیا نقابدار تو یہ سمجھا کہ عیار شاید بہانہ کرتا ہی خاموش ہو رہا مگر امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای نقابدار مین خوب
سمجھتا ہون مجھے اس سے کوئی غرض نہین ہی کہ عمرو کو کون لیگیا جان سے بنے عمرو کو لاؤ نقابدار نے عیار سے کہا کہ ارے
صاحبقران نہ مانینگے اور کوئی بات نہ سنینگے تو بہانہ نہ کر عمرو کو جا کر لے آ اُسنے کہا کہ مین بہانہ نہین کرتا آپ سراپردے کو گرد اگر
خود دیکھ لیجیے جھوٹ سچ ظاہر ہوجائیگا یہ سنکر نقابدار مع امیر خیمے سے باہر آئے دیکھا کہ کوئی شخص عمرو کو پیٹھ پر لادے ہوئے
جاتا ہی نقابدار نے کہا کہ لاحظہ ہو وہ سامنے کوئی شخص عمرو کو لیے چلا جاتا ہی یہ ملاحظ فرما کر امیر نے اُسکا تعاقب کیا اور
نعرہ کیا کہ باش او نامعقول کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ آواز سنکر اُس شخص نے پلٹ کر جو دیکھا تو دیکھا کہ امیر کشورگیر چلے
آتے ہین سامنے ایک پہاڑ تھا عمرو کو تو شاگردون کے حوالے کرکے کہا کہ تم اسے لیکر پہاڑ پر چڑھ جاؤ مین انہین سمجھ لیتا ہون
شاگرد تو عمرو کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور یہ وہین کھڑا ہو رہا جب امیر قریب آئے تو دیکھا کہ نظر کردۂ علی عمران صاحب بغدہ
گران مہتر قران حبشی کھڑا ہی کچھ کہا ہی چاہتے تھے کہ قران فوراً قدمون پر گر پڑا اور کہا یا صاحبقران مین حاضر ہون
چاہے قتل کیجیے چاہے عفو فرمائیے مین بیشک عمرو کو عیار نقابدار سے چھین لایا ہون اور اس پہاڑ پر جو سامنے دکھائی دیتا ہی
اُسنے بھیجدیا ہی لیکن ای صاحبقران عمرو قسمین کھاتا ہی کہ مین بالکل بے گناہ ہون مین نے ایرج کو نہین مارا امیر نے فرمایا کہ ای
قران تو نظر کردۂ شاہ ولایت امیر عرب ہی مین تیرا بہت لحاظ و پاس کرتا ہون تجھے تو ایسا نہ کہنا چاہیے ای قران اگر عمرو
ایرج کو نہ قتل کرتا تو خنجر اُسکا ایرج کے سرہانے سے کیون نکلتا مین کیونکر یقین کرون کہ عمرو نے ایرج کو نہین مارا اس
امر سے صاف ظاہر ہی کہ عمرو نے ایرج کا سر ضرور کاٹا ہی مگر جسوقت یہ اپنا کام کر چکا تو شاید جاگ ہوگئی یہ گھبراہٹ کے
مارے خنجر چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا ای قران مین نہ مانونگا تو عمرو کو میرے حوالے کردے قران نے عرض کیا کہ قیاس
حضور کا بہت بجا ہی لیکن مین عمرو کو جھوٹا نہین کہ سکتا اور جب وہ قسمین کھاتا ہی تو مین اُسکی تکذیب نہین کرسکتا آپ میری
خاطر سے ایک شب کے واسطے عمرو کو میرے پاس امانۃً چھوڑ دیجیے اور آج شب کو بعد الفراغ نماز دعاے انکشاف حقیقت
کرکے سو رہیے جھوٹ سچ جو کچھ ہوگا آپ پر منکشف ہوجائیگا امیر نے فرمایا کہ امر منصفی مین کوئی کلام نہین ہی اسے مین نے
قبول کیا مگر پہاڑ کو مین گھیرے رہونگا قران نے کہا کہ بہت مبارک اسکا مضائقہ نہین ہی امیر نے اُسی وقت اُس مقام پر
خیمہ استادہ کرایا اور مقبل و بہرام سے بلا کر کہا کہ تم اپنے لوگون سمیت اس پہاڑ کو شب بھر گھیرے رہو کہ یہ وزد باریک
گردن لک لک پا بھاگ نہ جاے غلامان مقبل رفقاے بہرام سب کے سب گرد پہاڑ کے اُتر پڑے القصہ دن تو
گذر گیا جب شام ہوئی تو امیر باتوقیر نے وضو کرکے نماز مغربین ادا کی اور وظائف معمولی پڑھ کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کرکے کہنے لگے کہ بار الٰہا واسطہ تجھکو اپنی کبریائی کا مجھپر اس واقعہ کی حقیقت کو منکشف کردے یہ دعا بکمال الحاح و زاری
جناب باری سے طلب کرکے سجادے سے اُٹھے اور خاصہ نوش فرما کر بستر خواب پر تشریف لیگئے خدمتگار خاص پہرہ دار
وغیرہ سب اپنے اپنے عہدہ پر کھڑے ہوئے صاحبقران نے آرام فرمایا قریب صبح حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کو خواب
مین دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ ای فرزند ارجمند آگاہ ہو کہ اس واقعہ مین عمرو بالکل بے قصور رہا

اُسکا کوئی گناہ نہین ہی وہ جھوٹھی قسم سر گز نہین کھاتا جو کچھ کہتا ہی وہ سب سچ ہی بیکار تو اُسے ماخوذ کرتا ہی ای فرزند عمرو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہی اُسکو ایذا نہ دے اور اُسے اس علت مین ماخوذ نہ کر اُسے بلوا کر اُس سے عذر خواہی کر بلکہ عفو تقصیرات کر یہ سنکر صاحبقران عالیشان نے عرض کیا کہ نبی اللہ پھر اس امر کی حقیقت ارشاد فرمائیے کہ اسکی اصلیت کیا ہی ایرج کو کسنے مارا ہی اور یہ خنجر کسکا ہی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند ایرج دراصل مارا نہین گیا بلکہ زندہ ہی ایک ساحرہ مدت سے ایرج پر عاشق تھی اور وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح ایرج میرے پاس آجائے مگر کوئی تدبیر اُسکے بنائے نہ بن پڑتی تھی اب کی مرتبہ اُسکا موقع بن گیا اُسنے اور ایک شخص کو بصورت ایرج شکل کے پلنگ پر لٹا کر سر اُسکا کاٹ ڈالا اور ایرج کو اُٹھا لیگئی اور خنجر عمرو کا چرا کر اُسکے سرہانے ڈالدیا ای فرزند ایرج بعد ایک مدت کے اُس ساحرہ کو مار کر خروج کریگا اور اپنے لوگون سے آکر ملیگا مدتون تک ممالک باختر مین لڑیگا یہ کہکر حضرت آنکھون سے پوشیدہ ہوگئے حمزہ صاحبقران کی آنکھ کھلگئی دیکھا کہ وقت نماز صبح کا ہی اُٹھے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ وظائف کل سردارون کو بلا کر یہ خواب دُہرایا سب نے عرض کیا کہ حضور ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھا ہی امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اب مین عمرو کے لینے کو جاتا ہون یہ کہکر مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کے جانب کوہ روانہ ہوئے وہان عمرو کا حال سنیے کہ شب کو جو عمرو سویا تو اُسنے بھی یہی خواب دیکھا کہ ای عمرو تو حمزہ سے آزردہ نہ ہو وہ تیرا آقا اور خاوند ہی پہلے تیری بے گناہی اُسپر منکشف نہ تھی اب اُسے تیری بے گناہی معلوم ہوگئی اور وہ علی الصباح تیرے لینے کو آئیگا خبردار اُس سے انحراف نہ کرنا جب عمرو خواب سے بیدار ہوئے تو وضو کر کے نماز پڑھی اور انتظار امیر حمزۂ صاحبقران مین بالائے کوہ بیٹھے کہ یکایک امیر حمزۂ صاحبقران زیر کوہ آپہونچے عمرو صورت امیر کی دیکھکر پہاڑ سے نیچے اُترا اور امیر کو بصد ادب سلام کیا امیر جواب سلام دیکر گھوڑے سے کود پڑے اور دوڑ کر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا اور فرمایا کہ خواجہ معاف کرنا مین بعض لاعلم تھا تمھاری بے گناہی مجھپر ثابت نہ تھی عمرو نے کہا کہ ای حمزہ مین خادم تم آقا خادم و آقا کا کیا تقابل مگر تمھین خیال کرد کہ مین نے تمھارے ساتھ کیا کیا جانبازیان کین کیا کیا خدمتین تمھاری بجالایا کیسے کیسے مقام پر سینہ سپر رہا ہمیشہ مثل پروانے کے تمپر نثار رہا اور تمھین ذرا بھی میرے مقابلے مین چشم مروت نہوئی اور مجھکو کافر کے ہاتھ جا کر ایک کافر کی خاطر سے اُسکے حوالے کر دیا کہ اسے قتل کر ڈالو اگر نقابدار مجھکو نہ بچاتا تو اب تک کفن و دفن بھی ہوگیا ہوتا ای حمزہ اگر میرے کہنے پر تمھین اعتماد نہ بھی تھا تب بھی تحقیق جرم تو ضرور تھی مگر الحمد للہ والمنہ کہ میری بے گناہی تمپر ثابت ہوگئی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ حقیقت مین مین تم سے شرمندہ ہون مگر مجھے علم غیب تو تھا ہی نہین تمھارا ہی خنجر اس امر کا اذعان ہوا تھا کہ تم سے یہ حرکت ہوئی ہوگی لیکن خواجہ اب مین عہد کرتا ہون کہ بلا تحقیق کوئی بات منھ سے نہ نکالونگا اب تو جو کچھ ہو ہو ہوا خطا میری معاف کرو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای حمزۂ صاحبقران تم آقا مین خادم تمھاری خطا کیسی یہ کیا فرماتے ہو امیر نے فرمایا کہ نہین خواجہ عمرو اب خطا میری دل سے معاف کردو اور میرے ساتھ چلو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای امیر حمزہ اصل یہ ہی کہ اب دل میرا پھٹ گیا اور دنیا سے ہٹ گیا کہ جب ہمسا مالک یون دشمن ہو جائے اور یہ خیال نہ کرے کہ ابھی تو بمقدمہ الوس مین نے اُسکی خطا معاف کی ہی اب یہ ایسی حرکت ناشایستہ کیا کریگا مگر ای امیر حمزۂ صاحبقران یہ تمھارا قصور نہین ہی میرے مقدر کا قصور ہی منظور خدا ہی یون تھا شعر از خدادان خلاف دشمن و دوست + کہ دل ہر دو در تصرف اوست + اب مین تمھارے ساتھ چل کر کیا بناؤن اب تو دل مین یہ ٹھان لی ہی کہ بھئی دنیا ہیچ پوچ ہی اور نہایت بیقرار و بے ثبات ہی اب اس سے کنارہ کشی ہی بہتر ہی فقیر ہوکر نکل جاؤنگا اور گوشۂ عاقبت اور کنج عزلت

گزین

مین بیٹھ رہونگا بقیہ عمر کو یاد خدا مین بسر کرد ونگا اب انہی باتون مین امیر کو جو دیر ہوئی تو اور سردار بھی آ گئے عمرو کی یہ باتین سُن سُنکر سمجھانے لگے کہ ای خواجہ عمرو اب دل صاف کر ڈالو اور اس رنج و ملال کو دور کر و امیر حمزہ صاحبقران کے کہنے پر عمل کر و لشکر اسلام مین چلے چلو مگر عمرو کسی طرح نہین مانتا ہر ایک سے یہی جواب ہو کہ صاحبو شعر دل نیست کبوتر کہ پرد و باز نشیند ۞ از گوشہ بامے کہ پریدیم پریدیم ۞ صاحبو سب چیزین درست ہو سکتی ہین لیکن دل شکستہ نہین درست ہوتا بھائیو سب باتین دل ہی سے تعلق رکھتی ہین اب میرا جی یہان کسی طرح نہین لگتا خود بخود اُکتایا جاتا ہو اب مین یہان کسی طرح نہین رہنے کا بیکار تم لوگ اصرار کرتے ہو یہ باتین سنکر امیر نے فرمایا کہ ای عمرو معلوم ہوا کہ اس وقت فرط تالم سے تمہارا دل بیتاب ہو رہا ہو اچھا جاکر آرام سے بیٹھو اور میرے کہنے کو اچھی طرح سوچو اب مین بھی جاتا ہون پھر کسی وقت آؤنگا یہ کہکر امیر عمرو سے رخصت ہو کر لشکر اسلام مین آے تمام حال بادشاہ اسلام سے بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ آپ تو نادانستہ تھے آپ کا کوئی قصور نہین ہو اور عمرو بھی حق پر ہو کہ وہ بے گناہ تھا ناراضی اُسکی بجا ہو اگر خیر دو چار دن مین اُسکا غصہ جاتا رہیگا سمجھ لیا جائیگا دو چار لاکھ روپے دیدیجئے گا خوش ہو جائے گا لالچی بندہ تو ہو سرداران لشکر جو اسوقت موجود تھے کہنے لگے کہ حضور بجا ہو دو چار دن مین کوئی صورت نکل ہی آئیگی یہان تو یہ باتین تھین اور وہان عمرو نے وقت شب تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا کہ بھائیو اب ہم تم سب سے رخصت ہوتے ہین اور اس دنیاے دنیہ کو ترک کر کے فقیری بھیس مین جسطرف خدا لیجائیگا اُس طرف چلے جائینگے اور اب دم بھر یہان قیام نہ کرینگے کیونکہ دنیا بالکل بے اعتبار اور زیست بالکل بیقرار ہو معلوم نہین کسوقت پیام موت آجاے تو پھر ہمکو اسی طرح علائق دنیا سے ملوث جانا پڑیگا اس لحاظ سے اب ہم دنیا کو ترک کرتے ہین اور کنج عزلت اور گوشہ عافیت مین جا بیٹھتے ہین تم سب سے یہ خواہش ہو کہ اتنے دنون کے ساتھ مین ہمسے جو کچھ خطا و تقصیر تمہاری ہوئی ہو اُسے بحل کردو کہ ہمسے تمسے اب ملاقات ہونا ناممکن ہو اور منزل آخرت کی رہروی ہو یہ سنکر عیار رونے لگے اور کہا کہ ہاے اُستاد یہ کیا بات آپ نے سنادی کہ دل پاش پاش ہو گیا ہاے ایک مدت کے بعد تو آپ کی زیارت نصیب ہوئی تھی اچھی طرح جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پاے تھے کہ پھر سامان جدائی درپیش ہو گیا اور جدائی بھی ایسی جدائی کہ پھر جسکے بعد ملاقات کی امید نہین ہو ہاے استاد اب ہم کسکے سہارے زندگی بسر کرین گے جب آپ سے شفیق کا سایہ سر سے اُٹھ جاے تو پھر زندگی عبث ہو ہم سب بھی آپ کے ساتھ ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ نہین بھائیو ہمارا تمہارا اب کیا ساتھ دنیادار اور فقیر سے کیا مطلب ہماری زندگی تو اب اخیر ہو تمکو ابھی دنیا تیر کرنا ہو یہ کہتا جاتا ہو اور لباس عیاری وغیرہ کو جسم سے اُتارتا جاتا ہو القصہ لباس فقیری زیب جسم کیا اور کہا کہ اے بھائیو خدا حافظ ہماری خطا تقصیر معاف کرو اور خیمے سے باہر جاؤ ہم رخصت ہوتے ہین یہ سنکر ہر ایک روتا ہوا اُٹھا اور خواجہ عمرو سے گلے مل ملکر خوب رویا اور خیمے سے باہر گیا جب سب عیار رخصت ہو چکے اور خیمے سے باہر آئے تو عمرو نے خیمے مین آگ لگادی اور ایک طرف کو نکل ہوا چلا گیا ہر چند عیارون نے تفحص کیا اور اُستاد اُستاد پکارتے ہوئے چہار طرف دوڑے گئے مگر کہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا پتہ نہ لگا رو کر رہ گئے صبح کو آکر امیر حمزہ صاحبقران سے حال بیان کیا صاحبقران نے یہ سنتے ہی ایک آہ کا نعرہ مارا اور بے اختیار چیخ مار کر روئے اور فرمایا کہ افسوس صد افسوس ہاے میرا یار وفادار مجھسے چھٹ گیا اور مین یہان غافل بیٹھا رہا ہاے اگر مین یہ جانتا کہ جو اُسنے کہا ہو وہی کریگا اور یون مجھسے خفا ہو کر چلا جائیگا تو مین اُسکے قدمون پر سر رکھدیتا ہاتھ جوڑتا اور تقصیر اپنی عفو کراتا اور اُسے لے آتا ہاے جلد شتر سوارون اور ہرکارون کو تلاش کے لیے روانہ کرو اُسیوقت ہرکارے اور شتر سوار تلاش عمرو کے لیے روانہ ہوئے چہار طرف تفحص کیا مگر کہین خواجہ کا پتا نشان نہ پایا امیر بادیدۂ تر ـــ اگر

عرض رسا ہوئے کہ خداوند ہر چند ہمنے تلاش کی مگر کہین پتہ نہ لگا یہ سنکر امیر نہایت غمگین ہوئے اور انتہاے مرتبہ آزردہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ ہاے خواجہ عمرو بڑی دغا دیگئے بعد اسکے حکم دیا کہ خزانہ عمرو کا قلعہ ارمنوس حصار مین روانہ کرو اُسی وقت روپیہ پیسہ عمرو کا قلعہ ارمنوس حصار مین بھجدیا گیا بعد اسکے خواجہ عمرو کے ناموس کو قلعۂ ذو الامان مین روانہ کردیا اور فرمایا کہ تم مطمئن ہو کر بیٹھو مین جہان ہونگا تمھاری خبر گیری کرتا رہونگا الغرض ناموس خواجہ عمرو کا قلعۂ ذو الامان مین جاکر مطمئن ہوکے بیٹھا مگر امیر نے اپنا حال بہت تباہ کیا کھانا پینا ترک کردیا ہر مرتبہ زبان پر یہی جاری تھا کہ خود کردہ را درمان نیست ہاے جو کچھ کیا مین نے اپنے ہاتھ سے کیا ہاے عمرو مین تجھے کہان سے ڈھونڈھ لاؤن ہاے عمرو تو مجھسے کیسا چھوٹ گیا ہاے عمرو اب مین تجھے کہان سے پاؤنگا یہ عالم ہے کہ دیکھنے والون کا دم قلق کرتا ہے کھڑے ہین تو روتے ہین بیٹھے ہین تو روتے ہین ہر چند سردار اور بادشاہ اسلام سمجھا رہے ہین کہ حضور گھبرایے نہین خواجہ عمرو سے ملاقات ہو ہی جائیگی آپ کھانا تو کھا لیجئے مگر امیر کو کسی طرح قرار نہین آتا فرماتے ہین کہ بھائیو کھانا پینا سب عمرو کے ساتھ راہی ہوا جب ایسا یار وفادار چھوٹ جاے تو پھر زندگی فضول ہے تا اینکہ اسی طرح بے آب ودانہ متواتر سات فاقے ہوئے رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا آنکھون مین حلقے پڑ گئے اب جو اُٹھکر کھڑے ہوتے ہین تو پانون لڑکھڑا گیا دھڑ سے گر کر بیہوش ہو گئے سب سردار دوڑ پڑے صاحبقران کو آکر اُٹھایا گلاب کیوڑے کے منھ پر چھینٹے دیے جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بادشاہ اسلام نے کھانا منگوایا اور بجبر اپنے ہاتھ سے بٹھکر کھلایا اور بہت تشفی اور دلاسا دیا فرمایا کہ حمزہ تم اتنے بڑے عقلمند ہوکر خلاف دانش باتین کرتے ہو اسوقت عمرو آزردہ ہو کر چلا گیا ہے جسوقت اُسے روپے کی ضرورت ہوگی خود بخود چلا آئیگا صفائی ہو جائیگی لالچی بندہ تو ہے ہی غرض جب کھانا کھایا پانی پیا ہوش وحواس درست ہوئے توفی الجملہ تسکین ہوئی گریہ وزاری کم ہوئی کاروبار ضروری مین مصروف ہوئے کھانے پینے لگے قصہ مختصر رفتہ رفتہ امیر حمزۂ صاحبقران کو صبر آگیا اور خیال خواجہ عمرو کا دل سے گیا لیکن اب حال لقاے بے بقا کا ملاحظہ فرمائیے کہ جب یہ راندۂ درگاہ آلہ ایرج کی جانب سے مایوس ہوا تو بختیارک سے کہا کہ ای بختیارک اب مین کیا تقدیر کرون باختر مین تو اب کوئی ملک میرے قبضے مین رہا نہین کہ جہان جاکر عزلت گزین ہون ایرج کا دامن تھا بنا تھا وہ بھی جدا ہو گیا اور حمزہ کے پاس جاکر اُسکا دین قبول کرنا حمیت کے خلاف ہے کرون تو کیا کرون بختیارک نے کہا کہ یا خداوند پردۂ ظلمات مین آپ کا چھوٹا بھائی زبرجد شاہ موجود ہے اور ملکہ دمامہ جادو خداوند ساحران اُسکی مددگار ہے وہین چلے چلیے اگر خدا پرست وہان آئینگے بھی اور آپ کا تعاقب کرینگے بھی تب بھی کچھ نہ بنا سکینگے اور مارے جائینگے کیونکہ وہان حمزہ صاحبقران پر قران صعب ہے یہ سنکر لقا نے کہا کہ ای بختیارک تو بہت ٹھیک کہتا ہے مین نے بھی دو لاکھ برس قبل یہی تقدیر کی تھی غرض لقا تو راتی راتا اپنا سامان درست کر کے جانب ظلمات روانہ ہوا اور علی الصباح جب مالک بن ملکوت شاہ نے یہ خبر سنی تو سبھون سے کہا کہ صاحبو سنو مین کسی طرح حمزہ سے مقابلہ نہین کرسکتا یہ دم دعوی ایرج ہی کا تھا کہ وہ حمزہ سے مقابل ہوا سب نے کہا کہ بجا ہے تب مالک نے کہا کہ مین نے نجومیون سے دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا کہ ایرج زندہ ہے چند روز کے بعد خروج کریگا پس مین تو لشکر حمزہ صاحبقران مین چلا جاتا ہون کہ وہان سے ایرج کی خبر اچھی طرح معلوم ہوتی رہیگی اور تم لوگ جا بجا چلے جاؤ جسوقت ایرج کے آنے کی خبر سننا فوراً چلے آنا سبھون نے کہا کہ بہت مناسب جو آپ کی مرضی یہ سنکر مالک بن ملکوت نے اقبال شاہ کو نہ طاق سکندری مین میعاد رشک دراز گردن کے پاس روانہ کیا اور دیلم شباط زنگی کو جزیرۂ کاخ کی جانب بھجدیا غوچان اور مرجان کو شہر دریابار کی جانب رخصت کیا ارسلان شاہ کو

ملک فرنگوشیہ مین جانے کا حکم دیا جب یہ سب چلے چلے گئے تو خود خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا اور بظاہر اسلام
قبول کیا صاحبقران نے حال زمرد شاہ باختری کا استفسار کیا کہ یہ راندۂ درگاہ ذوالجلال لقاے بد اقبال
خسران مآل کدھر بھاگ کر گیا ہی اُسنے عرض کیا کہ بختیارک کے ورغلانے سے جانب ظلمات گریزان ہوا ہی امیر
نے فرمایا کہ بتائید ایزدی مین جب تک اُسے تختِ سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہین کھینچتا یا دائرۂ اسلام مین نہین لاتا ہون
قرار نہ لونگا اس واسطے کہ اگر اُسے اُسکے حال پر چھوڑ دونگا تو وہ بادشاہ بزرگ ہی اور کفار ابھی بہت ہین اُسکے پاس پھر
جمع ہو جائینگے پھر خروج کریگا اور میرا مقابلہ کریگا تمام عالم مسخر کرنے کا قصد کریگا اور یہ محنت میری ضایع و برباد ہو جائیگی
پھر از سرِ نو اُسکی شکست دینے کے لیے وہی محنت شاقہ اُٹھانی ہوگی اسوجہ سے مجھے اُسکا تعاقب کرنا ضرور ہی یہ فرما کر حکم
دیا کہ جہازون کی تیاری کیجائے بعد اُسکے ارشاد فرمایا کہ مین نے اپنے جد امجد سے سنا ہی کہ ایرج زندہ ہی وہ بیشبہ
خروج کریگا اور جہانگیر ہوگا تو ایک تو ایرج دوسرا تورج تیسرا خورشید ستارہ پرست چوتھا داراب کشور کشا
یہ سب میرے حریف ہین اور ان سب سے بڑھکر داراب کشور کشا کا مجھے خیال ہی اے مقبل جلد سنگ مرمر کی چوکی
اور جام شربت اور خلعت لاکر رکھو مقبل نے اُسی وقت تعمیل ارشاد کی جب چوکی پر جام و خلعت رکھا گیا تو صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ آیا ہی کوئی ایسا بہادر کہ جاکر قریب ملک کشوریہ کے اُترے اور داراب کشور کشا کو ہر بلا سے
محفوظ رکھے اور جب تک مین ظلمات سے واپس آؤن اُس وقت تک داراب کی حفاظت کرے اور کوئی چشم زخم
نہ پہونچنے دے ہر آفت و ہر بلا سے محفوظ رکھے کس واسطے کہ داراب کشور کشا مین نشانیان اولاد ابراہیمی کی ظاہر
و نمودار ہین مجھے ثابت ہوتا ہی کہ داراب کشور کشا بیشک و بیشبہ میری اولاد مین سے ہی اس لحاظ سے یہ امر
حفاظت ضروری اور واجبی معلوم ہوتا ہی ابھی امیر حمزۂ صاحبقران کے منھ سے یہ کلام تمام نہ ہونے پایا تھا کہ صاحب
نیزۂ دوسر غلام نبی چاکر حیدر یعنے مالک اژدر اپنے دنگل سے اُٹھا اور امیر کشور گیر کے سامنے آکر دست ادب
بستہ عرض رسا ہوا کہ اے امیر باتوقیر اگر ارشاد فیض بنیاد شرف اصدار پاے تو یہ تابعدار احقر روزگار اس امر کو
انجام دے اور اس خدمت کو بجالا کر عزت و افتخار حاصل کرے یہ سنکر صاحبقران نے ارشاد کیا کہ مین بھی تجھی کو چاہتا تھا
کہ تو ہی جائے تو بہتر ہی تجھسے بڑھکر اس کام کے لیے کوئی لائق نہین ہی یہ فرما کر مالک اژدر کو خلعت دے کر جانب
شہر کشوریہ روانہ کیا بعد اُسکے فرمایا کہ اور کوئی بہادر ایسا ہی کہ درہ اختریہ اور سیقولیہ کو مسخر کرے عجیل ماہرو
اُٹھا اور عرض کیا کہ اس خدمت کو کمترین بجالائیگا صاحبقران نے عجیل ماہرو کو خلعت دے کر جانب درۂ اختریہ
اور سیقولیہ روانہ کیا بعد اُسکے سلیمان شاہ فارسی کو بلا کر فرمایا کہ اے سلیمان تم میرے بزرگ ہو اور نہایت عاقل
و متین اور صاحب حوصلہ ہو مین تمام زمانے کے عقلا سے تمھاری راے کو پسند کرتا ہون اور ترجیح دیتا ہون تمھاری راے
بہت صائب ہوتی ہی لہذا مین نے تمکو ممالک باختر کا بادشاہ کیا تم جاکر سبائل مین بادشاہی کرو اور اُسی کے سامنے
قلعۂ ذوالامان واقع ہی اُس قلعہ مین میرے ناموس رہتے ہین اُن سب کو تمھارے سپرد کرتا ہون اور تمکو خدا کی
حفظ و امان مین دیتا ہون سلیمان نے کہا کہ تعمیل ارشاد مین تو مجھے عذر نہین ہی اور جانے مین بھی کوئی عذر نہین ہی لیکن
اگر وہان کوئی فتور اُٹھا اور کوئی حریف زبردست آگیا تو اُس وقت مین کیا کرونگا امیر حمزۂ صاحبقران نے
فرمایا کہ اُسکی تدبیر بھی تم سوچ لینا میری تعلیم کی کوئی حاجت نہین ہی تم خود عقیل آدمی ہو فوج تمھارے ساتھ حسب
ضرورت کے دیجائیگی یہ فرما کر لندھور بن سعدان کی طرف دیکھکے فرمایا کہ اے برادر بجان برابر تم یہین رہو
بارگاہ سلیمانی اور اثاثۂ صاحبقرانی سب تمھارے حوالے ہی اگر ایرج نوجوان ظاہر ہو تو اُسکی حفاظت

جان مین بہت کوشش کرنا کہ وہ میری اولاد مین سے ہی خبردار کوئی اُسے قتل نہ کرنے پائے جس طرح وہ خوش ہو اُسے خوش رکھنا یہ سنکر لندھور بن سعدان آبدیدہ ہوکر عرض رسا ہوا کہ ای شہریار مین قدوم میمنت لزوم سے آج تک کبھی جدا نہین ہوا اب آپ مجھے اپنی خدمت سے علٰحدہ کرتے ہین یہ سنکر امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای رستم زمان ہرچند کہ جدائی تمھاری مجھے کسی طرح گوارا نہین ہی مگر کیا کرون کہ سوائے تمھارے اس امر کے لائق کسی اور کو مین نہین پاتا سوائے تمھارے کوئی ایسا نہین ہی جو ایرج سے تاب مقاومت لاسکیگا تمھارا رہنا مثل میرے قیام کے ہی مین تمھین اپنا قوت بازو اور اپنا جانشین تصور کرتا ہون القصہ لندھور بن سعدان کسی طرح راضی نہین ہوتا تھا جون تون صاحبقران نے اُسے راضی کیا اور دامنۂ کوہ مشتری حصار مین قیام کا حکم دیا بعد اُسکے تمام رفقا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے جو بے سردار تھے اُنکا سردار قیاس خان خاوری کو معین فرما کے ملک فرنگوشیہ کا مالک کیا اور کہا کہ تم جاکر ملک فرنگوشیہ مین قیام کرو غرض جب سب کے سب امور مختلفہ پر مامور ہو چکے تو اسد غازی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا اور امیر حمزۂ صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا ارادہ ہی عرض کیا کہ ای شہریار میری خواہش یہ ہی کہ مین بھی وارائے ہند رستم زمان کی خدمت مین رہون آپ فرماتے ہین کہ ایرج ظاہر ہوگا تو مین بھی اُسکی خدمتگزاری کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای اسد شاید تو یہ خیال کرتا ہی کہ مین ایرج کو قتل کرونگا برب کعبہ جو شخص ایرج کو قتل کریگا مین اُسکو مع اُسکی ذریات کے قتل کرونگا اسلیے کہ ایرج میری اولاد مین سے ہی یہ سنکر اسد غازی نے کہا کہ نانا جان یہ خیال آپ کا ناحق ہی مین تو ایرج کا نام بھی نہین لیتا مجھے ایرج سے کیا مطلب ہی آپ بیکار خفا ہوتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا کچھ ہی ہو مگر مین تمھین چھوڑونگا نہین یہ سنکر اسد آبدیدہ ہوکر رہگیا مگر صاحبقران جو اُس شب کو سوئے تو حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ارشاد فرماتے ہین کہ ای فرزند ارجمند اسد غازی کا قیام ملک باختر ہی مین خوب ہی اس واسطے کہ وہان ایرج کے ہاتھ سے تمھارے ناموس مین رخنہ پڑنے کا خوف ہی اگر اسد وہان ہوگا تو حفاظت ناموس مین بہت کوشش کریگا جب صبح ہوئی اور صاحبقران بیدار ہوئے تو اسد کو بلاکر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ای اسد ہمین تمھاری آزردگی گوارا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تم باختر ہی مین رہو اسد یہ سنکر بہت خوش ہوا صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بھی اپنی خوشنودی اسد سے ظاہر کرکے خلعت سے سرفراز کیا اسد وہان سے پھر کر کرب کے پاس آیا تمام حال بیان کیا کرب بھی بہت خوش ہوا اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فتاح پلنگینہ پوش کو بارہ ہزار قزاقون سمیت ساتھ کیا اور مرکب ابرش گل اندام سکندری اسد کو عنایت کیا اور فتاح سے بہت تاکید کی کہ ای فتاح اسد سے بہت ہوشیار رہنا خبردار کسی وقت اسد سے غافل نہ ہونا فتاح نے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہیے جس طرح مین آپ کا مطیع ہون اور آپکو اپنا پیر و مرشد جانتا ہون اُسی طرح مین انکو بھی اپنا پیر و مرشد جانتا ہون جو بات خیرخواہی کی ہوگی مین انسے عرض کرونگا ماننا نہ ماننا انکے اختیار مین ہی غرض اسد بھی ملک سبائل کو روانہ ہوا اور صاحبقران بھی ساعت سعید دیکھکر جہازون پر سوار ہوئے اور وقت روانگی کے ایک نامہ سربمہر لندھور کے حوالے کیا اور فرمایا کہ ای لندھور اگر فلک کجرفتار اور گردون غدار کوئی شعبدہ اُٹھائے اور تمکو انجام مرام مین دقت ہو اور کوئی تدبیر صائب ذہن مین نہ آئے تو اس کاغذ کو کھولکر پڑھنا جو کچھ اسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا لندھور بن سعدان نے وہ نامہ اپنے بازو پر باندھا اور امیر سے رخصت ہوا صاحبقران مع سرداران عالیشان و لشکر فراوان تعاقب مین زمرد شاہ باختری بے ایمان کے

جانب ظلمات روانہ ہوئے مگر لقا جو کوچ بکوچ جزیرۂ اخراسیہ مین پہونچا تو سامنے سے ایک پیر مرد آتا تھا اس سے بلاکر پوچھا کہ اس جزیرے کے لوگ کسکی پرستش کرتے ہین اُسنے کہا یہان کے لوگ شجر پرست ہین لقانے پوچھا کہ شجر پرستی کیسی آخر یہان کا بادشاہ کون ہی اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ بادشاہ یہان کا اخراس زحل پیشانی ہی اور اس جزیرے مین ایک درخت ہی کہ اُسمین ایک ہزار ایک شاخ ہی اور ایک ہزار آدمی اُسکے سایے کے نیچے بیٹھ سکتے ہین تمام جزیرے والے اُسی کی پرستش کرتے ہین اور اُسی کو خدا جانتے ہین لقا یہ سنکر چپ ہو رہا اور اُسی جزیرے مین خیمے استادہ کرائے اپنے لوگون سے کہا کہ ایک آدھ روز یہان قیام کرلو تو پھر آگے بڑھینگے الغرض لقاے بے بقانے وہان قیام کیا مگر جب اخراس زحل پیشانی کو اُسکے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو دوڑکے اُسکے پاس آیا اور اُس خرس بادیہ ضلالت کے قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ چومے شروط خدمتگزاری کما ینبغی بجالایا لقانے کہا کہ ای اخراس زحل پیشانی تیری فراست سے سخت تعجب ہی کہ میرا مخلوق ہوکر شجر پرستی کرتا ہی اور بدعقل عیاذًا باللہ مین خالق جن وانس ہون تجھکو لازم ہی کہ تو مجھے سجدہ کرے اخراس زحل پیشانی نے کہا کہ اچھا مین دو شرطون سے آپ کو بخدائی سجدہ کرتا ہون ایک تو یہ کہ کشتی مین مجھکو زیر کیجیے دوسرے یہ کہ یہ درخت جو ایک ہزار ایک شاخ رکھتا ہی اور ہر فصل مین سرسبز و شاداب رہتا ہی ایک ہزار ایک آدمی اُسکے سایے کے نیچے بیٹھ سکتے ہین کم و زیادہ لوگ منکشف ہوجاتے ہین اُسکے بھید سے مطلع کیجیے لقانے کہا کہ امر اول تو البتہ ممکن الوقوع ہی لیکن امر ثانی کی نسبت تو مصر نہ ہو کہ یہ امر ہمارے اسرار قدرت سے ہی اس سے کسی کو مطلع نہ کرینگے اخراس نے کہا کہ اچھا یہی سہی کشتی ہی مین امتحان ہو جائے غرض اُسی وقت اکھاڑا کھود اگیا اخراس اور لقا مین کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی ہوا کی شام کو اخراس نے لقا کو زیر کیا اور کہا کہ بس اسی مُنھ معالحہ پر خدائی کا دعوی ہی بہتر یہ ہی کہ اب ٹھنڈے ٹھنڈے یہان سے ہوا کھائیے اور چلتا دھندا کیجیے ورنہ میرے ہاتھ سے بہت کچھ ذلت اُٹھاکر نکالا جائیگا لقا یہ سُنکر خائف و ترسان وہان سے کوچ کرکے جانب ظلمات روانہ ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ صاحبقران جہازون پر سوار راہ دریا طی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک روز دریا متلاطم ہوا اور جہازون پر شور و غل بلند ہوا کہ دریا متلاطم ہوگیا امیر نے فرمایا کہ یہ غل کیسا ہی ناخداؤن نے عرض کیا کہ حضور اب نہنگ نکلا چاہتا ہی دریا متلاطم ہو رہا ہی صاحبقران نے کہا کہ پھر خوف کاہے کا ہی ناخدا نے عرض کیا کہ حضور جب وہ اپنی دُم کسی جہاز مین مارتا ہی تو جہاز پاش پاش ہو جاتا ہی یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین ہی یہ کہکر نورالدہر کو اپنے ہمراہ لیکر کشتی پر سوار ہوئے تھوڑی دور آگے بڑھے ہونگے کہ وہ نہنگ بلا ظاہر ہوا اور کلا اپنا پانی سے باہر نکالکر جہاز کی طرف چلا بس صاحبقران نے بہت پھرتی سے ایک تیر اُسکی داہنی آنکھ پر اس زور سے مارا کہ وہ پیوست ہوگیا ساتھ ہی اُسکے نورالدہر نے بائین آنکھ پر تیر مارا کہ وہ بھی پیوست ہوگیا دونون آنکھین اُسکی کور ہوئین اُس نہنگ نے دُم اُٹھائی کہ جہاز پر مارے بس ساتھ ہی اُسکے نورالدہر نے ایک تلوار اُسکی دُم پر ماری کہ دُم اُسکی دو ٹکڑے ہوگئی اور ایک تلوار صاحبقران نے ماری کہ وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو کر دریا مین غرق ہوگیا نورالدہر اور امیر نے صداے تکبیر بلند کی اور جہاز پر آبیٹھے سب کے سب خوش ہوئے اور جہاز وہان سے روانہ ہوئے جاتے جاتے بعد چند روز کے جزیرۂ اخراسیہ مین پہونچے جب اخراس زحل پیشانی کو خبر ہوئی تو وہ تحف و ہدایا لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوا امیر کو نذر دی صاحبقران نے نذر اور تحف اُسکے قبول کرکے خلعت سے ممتاز کیا اور فرمایا کہ ای خرس لقا تو یہان نہین آیا تھا اُسنے عرض کیا کہ ہان حضور آیا تھا اور تمام سرگذشت اُسکی بیان کی امیر نے فرمایا کہ اچھا اُس مردود پر تو لعنت کرو مگر دین اسلام اختیار کرو اخراس نے عرض کیا کہ مجھے تقبیل اسلام مین عذر نہین ہی مگر وہی شروط جو مین نے لقا سے کہے تھے آپ کے سامنے بھی پیش کرتا ہون اگر آپ مجھکو زیر کرین اور اس درخت کے

بھید سے مطلع کیجیے تو مین ابھی اپنے لوگون سمیت دائرۂ اسلام مین داخل ہوتا ہون صاحبقران نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی ہم
درگاہ باری تعالے مین عرض کرتے ہین جیسا ہوگا ویسا کرینگے یہ فرما کر حکم دیا کہ خیمے ہمارے جہازون سے اُتار کر کنارے
دریا کے نصب کر دیے جائین اور ہماری عبادت کے لیے ایک بارگاہ الگ برپا کیجائے اُسی وقت خیمے اُتارے گئے دریا کے
کنارے استادہ ہوئے اور صاحبقران کے واسطے ایک سفید کپڑے کی راوٹی علیحدہ استادہ کی گئی صاحبقران عالیشان
سرشام سے اُس بارگی مین داخل ہوئے بعد فراغ نماز مغربین و وظائف معمولی سے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کے طلب
حاجت مین مصروف ہوئے اور درگاہ باری مین بصد خضوع و خشوع دعا کرنے لگے کہ ای پروردگار عالم اپنے لوگ اس جزیرے
کے مسلمان ہوتے ہین حال اس درخت کا مجھپر منکشف کر دے یہ دعا مانگتے مانگتے کوئی چار گھڑی رات رہے دیدۂ ظاہر بین
بند ہو گئے اور دیدۂ باطنی وا ہو گئے عالم رویا مین حضرت سلیمان بن داؤد علے نبینا و آلہ علیہما السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف
لائے ہین ملائکہ کے گروہ ساتھ ساتھ ہین تخت حضرت کا سرہانے آکر اُترا صاحبقران نے اُٹھکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑے
ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند پریشان و ہراسان کیون ہو صاحبقران نے عرض کیا کہ اس درخت
کے انکشاف حقیقت کی خواہش ہی کہ آخر اس درخت پر کیون جانور سایہ فگن رہتے ہین اور بیٹھتے نہین بیٹ تک نہین
کرتے اور اسکی یہ عظمت و شان کس وجہ سے ہی حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند ایک انگوٹھی میری کہ جسپر نام نامی اور اسم
گرامی حضرت حبیب خدا ختم الانبیا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مع اسم مقدس حضرت ولایت مآب خلافت
جناب امیر المشارق والمغارب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا کندہ ہی ایک صندوقچے مین مقفل کی ہوئی اس درخت
پر رکھی ہی یہی باعث اسکی عظم و شان کا ہی صبح کو یہی باعث تم اخراس سے بیان کر دینا اگر وہ تمھارے کہنے کا یقین لا لے
تو بہا ورنہ تم خود جا کر اُس صندوقچے کو اُتار کر اپنے ہاتھ سے کھولکر وہ انگوٹھی نکالکر دکھلا دینا اور پھر اُس انگوٹھی کو کسی مقام
طاہر پر پوشیدہ کر کے دفن کر دینا اس طرح کہ اس حال سے کوئی دوسرا مطلع نہ ہو کیونکہ اسمین اسرار خداوندی محفوظ ہین
یہ بیان کر کے حضرت تشریف لیگئے صاحبقران کی آنکھ کھلگئی دیکھا تو اول وقت نماز صبح کا ہی اور ایک لمعۂ نور زمین سے
چرخ برین تک بلند ہی خوشبو نہایت نفیس چلی آتی ہی ہوا نہایت خوش اسلوبی سے چل رہی ہی یقین ہو کہ خواب سچا ہی
وضو کر کے نماز پڑھی اور اوراد معمولی سے فراغت کر کے بارگی سے باہر آئے اخراس زحل پیشانی کو طلب کیا
حقیقت حال سے مطلع کیا اُسنے عرض کیا کیا ہوا ممکن ہی کہ ایسا ہی ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ای اخراس اگر
تمکو یقین نہ ہو تو مین ابھی تمھین ساری حقیقت دکھائے دیتا ہون اور اُن جانورون کو درخت سے اُڑائے دیتا ہون یہ
کہکر اُس درخت کے قریب مع اخراس تشریف لیگئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر درخت پر چڑھ گئے اور اُس
صندوقچے کو اُتار لائے انگوٹھی اپنے ہاتھ مین پہن لی جتنے جانور اُس درخت پر سایہ فگن تھے وہ سب درخت سے جدا
ہو گئے اور صاحبقران کے سر پر سایہ افگن ہوئے امیر نے اخراس سے کہا کہ ای اخراس دیکھا تو نے اخراس
اُسی وقت امیر حمزۂ صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا اور پیشانی اپنی صاحبقران کے قدمون پر ملنے لگا اور عرض کیا
کہ ای امیر عالیشان اعتقادات اسلام تلقین فرمائیے مین از سر صدق مسلمان ہوتا ہون امیر باتوقیر نے اعتقادات اسلام تلقین
فرمائے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اخراس کلمۂ طیبہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اور تمام اہالیان سلطنت رعایاے جزیرہ کو تلقین کی
دن تو اس اہتمام مین گزرا کہ جوق جوق لوگ آتے تھے شرف قدمبوسی صاحبقران حاصل کرتے تھے صاحبقران اُنھین
تلقین اسلام فرماتے تھے جب رات ہوئی تو اُس صندوقچے اور انگوٹھی کو لیے ہوئے صاحبقران جانب صحرا روانہ ہوئے اور
ایک گوشے مین صندوقچے سمیت اُس انگوٹھی کو دفن کر دیا اور بعد چند روز کے ارادہ کوچ کا کیا حکم دیا کہ اسباب جہازون پر

لادا جائے کہ کسی نے آکر عرض کیا کہ حضور سامان سفر کرتے ہین اور شاہزادۂ عالیقدر نور الدہر عالیشان تپ شدید مین ہو بیہوش پڑے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی مین آپنے ساتھ سے نور الدہر کو جدا نہ کرونگا گہرا اختر شناس نے عرض کیا کہ شہریار ہوا ظلمات کی نہایت خراب ہی شاہزادے کو ہرگز موافق نہ ہوگی میری رائے تو یہ ہی کہ آپ کوچ فرمایئے اور شاہزادے کو یہین چھوڑ جایئے جب یہ اچھے ہو جاینگے تو آپ کے عقب مین چلے آئینگے صاحبقران نے فرمایا کہ ای گہرا پہر تم بھی شاہزادۂ نور الدہر کے ساتھ رہو گہرا نے عرض نے کیا کہ بہت مبارک مجھے کیا عذر ہی پہر چالاک بن عمرو سے فرمایا کہ بھئی تمہارا رہنا بھی یہان مناسب معلوم ہوتا ہی تم بھی یہین رہو چالاک نے کہا کہ بہت خوب ارشاد حضور کی تعمیل مین کیا عذر ہی بعد اُسکے نور الدہر کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تمکو خداوند عالم کے سپرد کیا جب تم اچھے ہو لینا تو ہمارے پاس چلے آنا گہرا اختر شناس اور چالاک بن عمرو کو تمہارے پاس چھوڑے جاتا ہون ای نور الدہر مین مجبور ہون کیا کرون بیٹا مین تمہین تنہا چھوڑ کر نہ جاتا مگر جو بہلوا اور جو انب سوچ کر مین مستعجل ہون اُس سے تم بھی واقف ہو نور الدہر نے عرض کیا کہ جو مرضی مبارک مجھے کیا عذر ہی صاحبقران نے نور الدہر کی پیٹھ پر ہاتھ ٹھونکا اور ادعیۂ حفاظت بازو پر پڑھ کے سوار ہوئے مگر بدیع الزمان کو جو دیکھتے ہین تو آنسو آنکھون سے جاری ہچکیان بندھی ہوئی ہین فرمایا کہ بھئی تم بہت ہراسان ہو نہ جاؤ یہین بیٹے کے پاس رہجاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا کہ حضور نہین مین آپ کے ساتھ ہی ساتھ رہونگا کاب سعادت انتساب کو نہ چھوڑونگا لاکھ ایسے بیٹے ہون تو حضور پر سے نثار کرون یہ فقط مقتضائے بشریت ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تمہین اختیار ہی الغرض نور الدہر کو اُنکے رفقا سمیت جزیرۂ اخراسیہ مین چھوڑا اور خود اُس راندۂ درگاہ آلہ زمرد شاہ کے تعاقب مین جہاز چھڑوا دیے اب صاحبقران عالیشان کو تو رہو ظلمات چھوڑیے اور نور الدہر عالیقدر کو مبتلائے علالت و آلام جزیرۂ اخراسیہ مین چھوڑیے

اب یہان سے دو کلمے داستان عبرت بیان اور حیرت نشان ایرج نوجوان بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ بیخبر اپنے بستر خواب پر سو رہا تھا دفعۃً آنکھ جو کھلتی ہی تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین پایا بہت حیران ہوا کہ مین اپنے بستر خواب پر سو رہا تھا یہان مجھے کون لے آیا لشکر میرا کدھر گیا مالک بن ملکوت شاہ زمرد شاہ ارسلان شاہ وغیرہ کہان گئے یہ معرکہ کیا ہی چارون طرف آنکھین پہاڑ پہاڑ کے دیکھتا ہی مگر کچھ حال نہین کھلتا مجبور و ناچار تھوڑی دیر تک تو حیرت زدہ کھڑا رہا بعد اُسکے ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور پر جا کے آواز طبلے اور سارنگی کی سنائی دی ایرج اُسی آواز پر آگے بڑھا تھوڑی دور آگے بڑھکے ایک بارہ دری نہایت پر تکلف اور عالیشان نظر پڑی ایرج نوجوان بے تامل اُس بارہ دری کے اندر چلا گیا جا کر کیا دیکھتا ہی کہ اُس بارہ دری مین تمام سامان شاہانہ مہیا ہی نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین کا مجمع ہی انواع انواع طرح کے ساز بج رہے ہین ناچ گانا ہو رہا ہی صحبت عیش و عشرت مہیا ہی ایرج یہ خیال کر کے کہ معلوم نہین کسکا ناموس ہی ٹھٹک رہا اور آگے نہ بڑھا مگر اُن عورتون نے ایرج کو دیکھ پایا سب غل مچانے لگین کہ ارے یہ مردوا نگوڑا مارا کہان سے آیا ہی ارے جلد اسے نکالو لیکن وہ جو صاحب مسند اُن نازنینون کے بیچ مین بیٹھی ہوئی تھی اُسنے برہم ہو کر کہا کہ ارے یہ کیا غل مچایا ہی کہ دماغ اُڑا جاتا ہی سبھون نے عرض کیا کہ حضور ہی کیا ایک غیر مردوا سامنے آکھڑا ہوا ہی خدا جانے کہان سے آیا ہی یہ سنکر وہ نازنین اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہان کہان کہتی ہوئی آگے بڑھی اور آکر ایرج کو بغور دیکھنے لگی ایرج کی نگاہ جو اُس حسینہ مہ جبینہ پر پڑتی ہی تو ایک جان سے ہزار جان عاشق ہو گیا اسلیے کہ مدت العمر مین ایسی حسینہ نگاہ سے نہین گذری تھی بے اختیار ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا اور اُس نازنین کا بھی یہ حال ہوا کہ بے اختیار ہو کر کہنے لگی کہ ای شہریار آئیے تشریف لائیے خانۂ ماخانۂ شماست اور ساتھ والیون سے کہا کہ تم کیا بکتی ہو تمہاری آرسی بھی ٹوٹ گئی سمجھ بوجھ کر بات

کیا کردار ہے یہ کوئی سردار زادہ یا کوئی شہریار زادہ ہی راستہ بھولکر یہان نکل آیا ہی مین اسکو اپنا مہمان کرونگی سامان دعوت
اور اسباب ضیافت مہیا کرو ایرج تو مائل ہوہی چکا تھا اُسکے کہتے ہی ایرج مین جان آگئی مُسکراتا ہوا اُس نازنین کے
قریب آیا اُس نازنین نے ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا اور لاکر مسند زرنگار پر بٹھایا اسباب عیش و راحت مہیا کیا ناچ گانا شروع
ہوا جام شراب گلگون گردش مین آیا اُس نازنین نے ایرج کو جام بھر کر دیا ایرج نے اُسے جام بھر کر دیا خوب شراب اڑی
جب دونون کے دونون شراب پی کر خوب مست ہوئے تو اب کچھ رمز و کنایے کی باتین ہونے لگین وہ سب عورتین تو کچھ
سمجھ بوجھ کر چلی گیئن ایرج نے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ بوسۂ رُخ لے جیسے ہی منھ اُسکے منھ کے برابر لیگیا ایک
ایسی بوے بد اُسکے منھ سے آئی کہ دماغ ایرج کا پریشان ہوگیا قریب تھا کہ استفراغ ہوجاے بس جلدی سے الگ
ہٹ بیٹھا اور کہا کہ ارے یہ بُو تیرے دہن سے کیسی آئی کہ دماغ میرا پریشان ہوگیا اُس نازنین نے کہا کہ اے شہریار قسم ہی تیری
جان عزیز کی کہ سواے اس بو کے اور کوئی عیب مجھ مین نہین ہی ایرج نے کہا کہ جب تیرے منھ سے ایسی بُو آتی ہی کہ بیٹھا نہین جاتا
تو میرے تیرے کیونکر صحبت برآر ہوگی اُس نازنین نے کہا کہ ارے شاید تیرا خیال یہ ہی کہ تو میرے پنجے سے اب چھوٹ بھی
جائیگا ارے مین تو تجھپر بچپن سے عاشق ہون مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا کہ تجھے اُٹھا لاتی اب جو تجھے عالم شباب پر دیکھا تو ایک
شخص کو تیری صورت بنا کر تیرے بستر پر سلادیا اور سر اُسکا کاٹ کر تیرے پلنگ پر لٹادیا اور خنجر عمرو کا چرا کر تیرے سرہانے
ڈالدیا اور تجھے اُٹھا لائی اب تو اُن سب سے دست بردار ہو اور میرا کام دل برلا اور مجھکو اپنے وصال سے محظوظ کر تیرے
ساتھ والے سب جان چکے کہ تجھکو عمرو نے مار ڈالا اب تو اُن سب کی ملاقات کی امید نہ رکھ اگر میرا کام دل ہنسی خوشی برلائیگا
تو خیر ورنہ مین بزور اپنی آگ کو بجھاؤنگی اور کام دل اپنا حاصل کرونگی اے ایرج یہ جزیرۂ مسخرہ ہی اور میرا نام الضروت جادو
ہی اے ایرج مین اپنے نام کی ایک ہی ہون ہرگز تجھے نہ چھوڑونگی اے ایرج بہتر یہ ہی کہ اب اُن خیالات سے درگذر کر
اور میرے ساتھ بعیش و عشرت تمام بسر کر ایرج نے یہ باتین سُنکر کہا کہ او لگانہ گندہ دہن غضب کیا تو نے کہ مجھکو یون تباہ
و پریشان کیا اور میرے سردارون کو یون آوارہ و خراب کیا اور مجھسے پھر خواہش کرتی ہی کہ مین تیرا وصل حاصل کرون یہ ہرگز
نہ ہوگا مین تو کبھی تیری طرف تھو کو نگا بھی نہین یہ سُنکر الضروت جادو آگ ہوگئی اور کہا کہ او موے بزازبچے دیکھ تو تجھے کس
عذاب سے مارتی ہون یہ کہکر آواز دی کہ اے فولاد زنگی اور اے رستم زنگی جلد آکر اس مردوے بزازبچے کو پکڑ لیجاؤ یہ آواز
سنتے ہی ایک جانب سے دو زنگی پیدا ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہی الضروت جادو نے کہا کہ اس موے کو پکڑ
لیجاؤ یہ حکم سُنکر وہ زنگی ایرج کی جانب لپکے ایرج نے چاہا کہ اُن زنگیون کا مقابلہ کرے اور یہ قصد کرکے اُٹھا ہی تھا
کہ اُس ساحرہ نے فوراً اُسپر کیا ہاتھ ایرج کے خشک ہوگئے اُن زنگیون نے بڑھ کر ایرج کو پکڑ لیا اور مشکین باندھ کر
لے گئے اور قیدخانے مین لیجاکر بند کردیا اور تین دن تک بے آب و دانہ رکھا بعد تین دن کے الضروت جادو نے
پھر ایرج کو طلب کیا جب ایرج اُس ساحرہ کے سامنے آیا تو وہ بہت شفقت سے پیش آئی اپنے پاس بٹھایا کھانا کھلایا
شراب پلائی اور کہا کہ او کمبخت کیون مجھے اسقدر جلاتا ہی اور ستاتا ہی اور اپنی شامتین بلاتا ہی ارے کمبخت اب بھی مجھے قبول کر
اور مجھسے مواصل ہو ایرج نے کہا کہ او لگانہ اگر تو مجھے مار بھی ڈالیگی تو مین تیرے پاس نہ بیٹھونگا اور تجھے قبول نہ کرونگا
تو کیون اسقدر اصرار کرتی ہی یہ سُنکر وہ ساحرہ بہت برہم ہوئی اور پھر ایرج کو زندانخانے مین بھیجدیا اسی طرح سے
چار مہینے ایرج پر کٹے کہ ہر روز وہ لگانہ ایرج کو بُلاتی تھی اور منت و زاری کرکے طالب وصل ہوتی تھی اور جب ایرج
انکار کرتا تھا تو پھر زندانخانے مین بھیجدیتی تھی القصہ ایک روز ایرج اپنے حال پر روتے روتے جو سوگیا تو عالم
رویا مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین سیاہ لباس پہنے ہوئے ایرج کے پاس آئی اور

کہا کہ اے فرزند تو غمگین کیوں ہوتا ہے اپنا حال تو بیان کر جو کچھ چاہیے ہو مجھسے لے اُسی عالم میں ایرج نے جو نظر بھر کر دیکھا تو ایک تیر حُسن جگر کے پار ہو گیا کہنے لگا کہ اے محبوب جانی اور اے یار جادو دانی پہلے میرے گلے سے لگ جا اور ایک بوسہ رُخ انور کا دیدے تو پھر میں کچھ کہوں یہ سُنکر اُس نازنین نے کہا کہ پہلے دودھ تو میرا پی لے کہ تجھ میں کچھ قوت آئے اور ہوش وحواس تیرے درست ہوں پھر مجھسے بات چیت کرنا تو جانتا بھی ہے کہ میں کون ہوں ارے میں تیری ماں ہوں محبت تیری بیقرار کر کے مجھے لے آئی ہے یہ سُنکر ایرج چاہتا تھا کہ نام اُس نازنین کا پوچھے کہ آنکھ کھلگئی دیکھا تو پھر وہی زندان ہے اور وہی زندان بان بیقرار ہو کر ڈاڑھیں مار مار کے رونے لگا زندان بانوں نے کہا کہ او نوجوان کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے کیوں اپنی حالت تباہ کرتا ہے اور وصل ملکہ النضروت جادو کا قبول نہیں کرتا مگر ایرج نے کچھ جواب نہ دیا اپنے حال پر رویا کیا جب علی الصباح النضروت جادو کو یہ خبر پہونچی تو اُسنے ایرج کو اپنے سامنے بلوایا دیکھا کہ آنکھیں سوجی ہوئی ہیں اور بیر بہٹی ہو رہی ہیں آنسوؤں کے نشان رُخساروں پر بنے ہوئے ہیں بیقرار ہو کر یہ بھی رو دی اپنے پاس بٹھایا کھانا کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ اے ایرج تو کیوں اپنے کو ہلاک کرتا ہے عبث تکلیفیں اُٹھاتا ہے ارے تو جسکے واسطے اسقدر نالاں ہے اُسکا نام تو بتا میں ابھی اُسے بلوا دوں ایرج نے کہا کہ اے النضروت جادو میں نے ایک نازنین کو عالم خواب میں دیکھا ہے اُسپر دلدادہ ہوا ہوں اور اُسی کے واسطے بیقرار ہوں اگر تو اُسے ڈھونڈھ لادے تو یہ بیقراری میری ابھی کم ہو جائے بس یہ سُنتے ہی النضروت جادو آگ بھبولا ہو گئی اور کہا کہ ہاں موئے ہم تجھپر مریں اور تو اور پر جان دے اچھا اپنی معمولی جگہ پر بیٹھ کے اُسکے فراق میں جان کھو اور اپنی ماں کو یاد کر کر کے رو وہ آکر تمھیں خوب دودھ پلائیگی اور بانس اُٹھا کر کوئی دو سو بانس ایرج پر مارے کہ وہ بیہوش ہو گیا اور اُنھیں زنگیوں سے کہا کہ اس موئے کو اُٹھالیجاؤ اور ڈالدو کوٹھری میں یہ سُنتے ہی وہ زنگی اِدھر تو ایرج کو اُٹھا کر لیگئے اور اُدھر النضروت بھی تڑپ کے گر کر بیہوش ہو گئی ساتھ والیوں نے لخلخے سنگھائے پنکھے جھلے کیوڑے گلاب کے چھینٹے دیے جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی آہ وزاری اور نوحہ وبیقراری تھی نہ کھانا تھا نہ پانی ہر چند ساتھ والیوں نے کہا کہ حضور آپ کیوں اس اندرائن کے پھل کے واسطے بیقرار ہوتی ہیں یہ مُوا دیکھنے ہی کا ہوتا ہے کھانے کا نہیں ہوتا ہم آپ کے واسطے اور اور جوان خوبصورت تلاش کر لائینگے دنیا میں ایک سے ایک حسین اور خوبصورت پڑا ہوا ہے اس موئے کی حقیقت کیا ہے وہ بھی ہیچ ہے النضروت جادو نے کہا کہ او کمبختو کیا بکتی ہو چپ رہو میں تو اسپر بچپن سے عاشق ہوں اور دم دیتی ہوں تمھیں اسکی کیا قدر اور تم اس مزے کو کیا جانو جسپر بیتے سو جانے ہر چند کہ میں اسکو سحر سے راضی کر سکتی ہوں مگر اسمیں کچھ لطف نہیں ہے اور کچھ مزا نہیں کیونکہ اگر میں نے اسپر سحر کر کے راضی کیا بھی تو یہ امر ایک زبردستی سے ہو جائیگا خوشی کا سودا نہ رہیگا اور جو بات خوشی سے ہوتی ہے اُسکا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے اُسکا کچھ ذائقہ ولذت ہی اور ہے غرض یہی باتیں کرتی تھی اور روتی تھی بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر ساتھ والیوں نے کھانا کھلایا پانی پلایا اسکو سکون ہوا مگر اب حال ایرج کا سنیے کہ اسے جو قید خانے میں ہوش آیا تو اپنی ایذا کا تو مطلق دھیان نہ ہوا کہ مار کسپر پڑی کسپر بانس ٹوٹے رو رو کر پکارنے لگا کہ اے محبوب جانی اور اے یار جادو دانی یہ کیسا غضب کر گئیں کہ اپنی صورت دکھا کر بیقرار کر گئیں

اشعار یہ تو کیا غضب ہے کہ خواب میں ہمیں شکل اپنی دکھا گئیں + بھلے چنگے دل کو جلا گئیں نئے سر سے آگ لگا گئیں + نہ کسی زلف سے کام تھا نہ کسی کی زلف کا دام تھا + ہمیں تو فراغ مدام تھا مگر آپ کے بیچ میں آ گئے + اے ملکہ صاحب حسن وجمال ہم تو تمسے آگاہ بھی نہ تھے تمسے واقف بھی نہ تھے تم آپ ہی خواب میں آ کر اپنا عاشق بنا گئیں اور دل کو جلا گئیں اگر تمھیں ہمسے کچھ محبت ہے تو پھر ایکبار خواب میں آؤ اور اپنے نام ونشان سے آگاہ کر جاؤ اور اس رنج جدائی سے چھڑاؤ

ہاے تمھاری محبت ظاہر کرنے مین ہمپر کسقدر بانس پڑے مگر ہنے اُسے پھولون کی بدھیان سمجھا ای محبوبۂ دلفریب تمکو قسم ہی
اپنے دین ومذہب کی کہ پھر ایکبار اپنی صورت دکھا جاؤ یہ کہتے کہتے اور روتے روتے سو گیا کوئی دو گھڑی کے بعد عالم
خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ وہی نازنین مہ جبین سامنے سے چلی آتی ہی اور آتے ہی ایرج سے لپٹ گئی اور خوب پیار کیا اور
کہا کہ ہاے مین تیرے صدقے مین تیرے قربان ہاے تیرے بدن نازنین پر اُس لکاتہ نے اسقدر بانس مارے ہین
کہ بدن تیرا افگار ہو گیا خدا اُس سے سمجھے اور خدا اُسے غارت کرے ایرج تو اُسکی محبت مین بیقرار تھا ہی بس یہ کلمات
محبت اُس نازنین سے سنکر باغ باغ ہو گیا اور کھلکھلا کر ہنس پڑا چاہا کہ رُخ انور کا بوسہ لے فوراً آنکھ کھلگئی اور چہار
طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا جب کسی کو نہ پایا تو بے اختیار چیخین مار مار کر رونے لگا اس بیقراری اور اس
شدت سے چیخین مار کر رویا کہ النضروت جادو کو بھی خبر ہو گئی اُسی وقت ایرج کو طلب کیا اور اپنے کو خوب آراستہ
و پیراستہ کرکے بیٹھی جب ایرج سامنے آیا تو اُسے اپنے پاس بُلا کر بٹھایا کھانا کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ ای ایرج
نوجوان مین تیرے قربان تو کیون اسقدر بیقراری کرتا ہی اور اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈالتا ہی اور مجھکو جلاتا ہی
ای ایرج میرے کہنے پر عمل کر اور اپنے وصل سے مجھے شاد و مسرور کر ای ایرج مین تیری عاشق زار ہون
اور تیری فرقت سے بیقرار بھی اور رہون ای ایرج تو اتنا بڑا عقلمند ہو کر بے عقلی کی باتین کرتا ہی ای ایرج تو اتنا نہین
سمجھتا کہ اپنا چاہنے والا کہین میسر ہوتا ہی ارے اس دن کی تو لوگ آرزو کرتے ہین کہ کوئی اپنا چاہنے والا پیدا ہو ای
ایرج دیکھ اپنے ہاتھون اپنے پاؤن مین کلھاڑی نہ مار میرا مطلب دل پورا کر دے پھر جو تو کہیگا آنکھون سے بجالاؤنگی
جسے کہیگا اُسے تیرے پاس لادونگی جو تیری آرزو ہوگی اُسے پورا کرونگی ایرج نے کہا کہ ای النضروت جادو مین اول ہی
روز تجھسے کہ چکا ہون کہ جان دینا مجھے قبول ہی مگر تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی ای النضروت جادو اب تو بیکار اصرار
کرتی ہی جو منھ سے کہا سو کہا اگر تو مجھے مار بھی ڈالیگی تب بھی نہ مانونگا بلکہ اور تیرا ممنون ہونگا کہ تیرے ہاتھون اس کشمکش دنیا
سے نجات ملیگی یہ سُنکر النضروت جادو آگ ہو گئی اور کہنے لگی کہ خیر ای ایرج قتل تو تجھے کیا کرونگی مگر ایسی قید شدید مین
تجھے مبتلا کرونگی کہ تو خود ہی گھل گھل کر مر جاے یہ کہکر پھر ایرج کو زندانخانے مین بھیجدیا دن بھر تو ایرج یاد معشوق
مین رویا کیا جب شام ہو گئی تو روتے روتے سو گیا عالم خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ وہی نازنین سیاہ پوش عجب سج دھج
سے ایرج کے قریب آئی اور کہا کہ کیون ایرج کیون کیا حال ہی اور کیا خیال ہی ایرج نے کہا کہ ای جان سواے تیرے
خیال کے اور کوئی خیال نہین ہی ای نازنین مہ جبین تجھے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ تو اپنے نام نامی سے آگاہ کر شعر
اگر ماہی ترا آخر چہ نام است + دگر شاہی ترا منزل کدام است + یہ سُنکر اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج تو مجھسے واقف
نہین آگاہ ہو کہ نام میرا ملکہ گیتی افروز ہی مقام سکونت میرا قلعہ ذو الامان ہی یہ سُنکر اسی عالم خواب مین ایرج اُٹھکر
چلا اور کہا کہ ای ملکہ مجھے گلے سے تو لگا لو کہ ذرا دل کو تسکین ہو مین دن بھر تمھاری جدائی مین تڑپتا ہون یہ کہکر جیسے ہی
اُسکے قریب آکر ہاتھ پھیلاے ویسے ہی آنکھ اسکی کھلگئی جب چہار طرف دیکھکر کسی کو نہ پایا تو ایک ہاے کا نعرہ مارکر
زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی گریہ و زاری اور وہی نوحہ و بیقراری وہی رونا
اور وہی چلانا کہ ہاے ای محبوب جانی اور ہاے ای یار روحانی مین تمکو کدھر ڈھونڈھون اور کہان سے اور کیونکر
لے آؤن اس قید شدید سے نجات پاؤن تو جستجوے منزل عالی مین نکلون اسطرح چیخین مار مار کر رویا کہ پھر النضروت جادو
کو خبر ہو گئی فوراً زنگیون سے بلا کر کہا کہ لاؤ تو اس موے نگوڑے مارے کو ہم تو اسیر جان و دین اور یہ کسی اور کا دلدادہ
ہو اور پھر ایسا بیقرار ہو کہ میرا بھی لحاظ نہ کرے اور یون اپنے تعشق کا اظہار کرے اُسی وقت اُن زنگیون نے ایرج کو

زندان ۶

زندان سے لاکر انضروت جادو کے سامنے کھڑا کیا انضروت جادو کی جو نگاہ ایرج پر پڑی تو دیکھا کہ رنگت زرد
لب پر آہ سرد آنکھوں سے آنسو جاری چہرے پر ظہور قلق و بیقراری انضروت جادو نے پوچھا کہ ارے مجھے اُسکا نام و
نشان تو بتاؤ کہ جس امان بر عاشق ہوئے ہو ارے مجھے تو اُسکا حال بتاؤ میں بھی تو سنوں مگر ہائے افسوس کوئی کسی کا نہیں
ہوتا ہم تو تیرے یوں جان دیں اور اس طرح دالہ و فریفتہ ہوں کہ ہماری جان پر بن بن جاے اور تم اوروں پر دم دیتے
پھرو ارے یہ کیا ناانصافی ہے مجھ دل ہالم ہے کہ اگر اپنے عاشق سے نفرت بھی ہوتی ہے اور اُسکی جان پر بنی دیکھتے ہیں تو کچھ اُسکے حال پر
رحم کرتے ہیں اور جان بچانے کی فکر کرتے ہیں ایرج نے کہا کہ ای انضروت جادو تم لاکھ لاکھ مجھے سمجھاؤ گی مگر میں ایک نہ سنونگا
میرا جی تو تمہارے پاس بیٹھنے کو بھی نہیں چاہتا یہ سُنکر انضروت جادو آگ بگولا ہو گئی اور کہا کہ او مونڈی کاٹے ستیاناس
گئے دیکھ تو تجھے کیا مزہ چکھاتی ہوں اور کیسا ہی تو تجھے درست کرتی ہوں کہ تو بھی تمام عمر یاد کرے کہ ہاں کسی ساحرہ سے سابقہ
پڑا تھا ایرج نے کہا کہ خیر ہم تو تمہارے قبضے ہی میں ہیں کہیں جا سکتے ہیں انضروت جادو نے کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا
اور یہ کہکر ایک گھڑا پانی کا منگوا کر اسم سحر دم کرکے جو ایرج کو نہلواتی ہے تو فوراً ایرج نوجوان ایک سیاہ رو کریہ منظر
زنگی کی قطع پر متشکل ہو گیا بس انضروت جادو نے ایک سوداگر کے ہاتھ ایرج کو بیچ ڈالا اور کہا کہ جا موے تیری یہی سزا تھی
اب غلامی اس سوداگر کی کرو وہ سوداگر ایرج کو لیکر راہی ہوا مہینوں اُس سوداگر کے ہمراہ رہا مگر حال ایرج کا یہ تھا
کہ علی الاتصال مثل ابر نوبہار رویا کرتا تھا روز بروز طاقت گھٹتی جاتی تھی چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا تھا سوکھ کے لقات
ہو گیا تھا ہرچند اُس سوداگر نے استفسار کیا لیکن ایرج نے مطلق نہ بتایا بعد چند روز کے انضروت جادو کو پھر ولولہ
اُسکی محبت کا پیدا ہوا اور جا کر اُس سوداگر کے پاس سے ایرج کو اٹھا لائی حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام
نے بحر اخضر اور دریاے محیط اور دریاے عمان اور بحرین کے درمیان میں ایک قصر بنام قصر مجمع البحرین
سلیمانی دیوؤں سے تیار کرایا تھا اُس قصر میں لیجا کر ایرج کو بند کر آئی تین دن تک نہ کھانا دیا نہ پانی دیا اور نہ خود گئی
مارے بھوکھ کے ایرج کا عجب حال ہوا ساری عشق و عاشقی بھول گیا اور خیال کرنے لگا کہ ای ایرج اب کوئی تدبیر ایسی
کر کہ اس لکاتہ کی قید سے نجات ملے سوچتے سوچتے خیال آیا کہ جہان آقا کرک مست قلماق نے اور فنون سپہ گری تعلیم
کیے تھے وہاں یہ بھی بتایا تھا کہ ایرج جب تو ساحرہ کے پھندے میں پھنس جاے اور کسی صورت سے شکل رہائی نہ دکھائی دے
تو تو اُس سے بمکر و زور ملکر اپنا مطلب نکالنا اور خبردار تیزی نہ کرنا یہ سوچ کر اپنے دل میں کہا کہ ای ایرج آج اگر وہ لکاتہ آئے
تو تو اُس سے خوب ہی اختلاط کرنا یہ بات اپنے دل میں ٹھہرا کر چپکا بیٹھا ہوا تھا کہ انضروت جادو سامنے سے نمودار
ہوئی اور کہا کہ ای ایرج اب تیرا کیا حال ہے اور کیا خیال ہے ایرج نے کہا کہ حال کیا ہے اور خیال کیا ہے میں فقط
تجھے آزماتا تھا کہ تو کسقدر مجھے چاہتی ہے خیر اب معلوم ہو گیا کہ تجھے محبت تو مجھسے ضرور ہے مگر اپنے مطلب کی کیونکہ اگر
محبت صادق ہوتی تو تو مجھے اسقدر رنج و آزار نہ پہونچاتی اور یوں میری ہلاکت کی درپے نہ ہوتی بھلا عاشق
بھی کہیں ایذاے معشوق دیکھ سکتے ہیں ای ملکہ عاشق صادق تو تمہارے ہم ہیں کہ جو کچھ تمنے ایذا دی سب گوارا
کی اور منھ سے اُف نہ کی تمنے مارا بھی فاقے بھی کرائے بیچا بھی مگر ہم ہر حال میں راضی برضا رہے اور ہمیشہ یہی خیال کیا
کیے کہ مصرع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست + ای ملکہ ذرا اپنے دل پہ ہاتھ تو رکھو بس یہ کلمہ جو انضروت جادو
نے سُنا دوڑ کر ایرج سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ ارے میرے جانی میں ایذا دینے والی تجھپر صدقے گئی تھی میں یہ نہ جانتی
تھی کہ تو مجھے اسقدر چاہتا ہے اور یہ کہکر زار زار رونے لگی ایرج نے اُسکے آنسو پونچھکر کہا کہ ای ملکہ جو ہونا تھا وہ ہوا
اب تم رو رو کر میرا دل نہ دکھاؤ ای ملکہ تمہارے رونے سے میرے دل پہ ایک موگری سی پڑتی ہے غرض سمجھا بجھا کر

اُسے ساکت کیا ملکہ نے اُسی وقت تمام اسباب عیش وعشرت مہیا کیا پہلے کھانا کھلایا پھر شراب پلائی ایرج نے اُسے شراب پلائی جب خوب دونون مست ہوچکے تو ایرج نے اُسے اُٹھاکر گود مین بٹھالیا اور گلے سے لگایا وہ لکاتہ اسکی گود مین تڑپنے لگی اور کہنے لگی کہ ہائین ہائین یہ کیا کرتا ہی لیکن بظاہر تو انکار اور بہ باطن غنچۂ دل ہائی شگفتگی کہ اب مطلب دل حاصل ہوا القصہ وہ تو بظاہر انکار کرتی رہی مگر ایرج نے اُسے جون تون کرکے پلنگ پر لٹایا اُسنے بھاگنے کا قصد کیا ایرج نے اُسے دونون پانون مین رکھ کے خوب دبوچا اور اس زور سے ایک جھٹکا دیا کہ کمر اُسکی ٹوٹ گئی جب وہ بھاگنے سے مجبور رہوئی تو اُسنے چاہا کہ اسم سحر کا ایرج پر دم کرے پُورا منتھ نہ نکلنے پایا تھا کہ ایرج نے اُسکے دہن نجس پر اس زور سے ہاتھ رکھا کہ روح نجس اُسکی قالب تن سے پرواز کرگئی اور ایک غل وشور بلند ہوا سارے بیر اُسکے اپنی تدابیر بھولکر خاک اُڑانے لگے تمام مکان تیرہ وتار ہوگیا اور ایک آواز دردناک پیدا ہوئی کہ ای نوجوان. مارا جوان کشتی مارا جوان کشتی نام من انضروت جادو بود القصہ جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی بالکل رفع ہوئی تو ایرج نے کیا دیکھا کہ ایک پیرزال پشت خمیدہ سر کے بال جیسے روئی کا گالا نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت کوئی تین سو برس کا سن سیاہ فام زشت رو کریہ منظر کوئی سوگز کا قد مری ہوئی پڑی ہی بس ایرج نے ایک لات مارکر اُسے دریا مین پھینکدیا اب جو اُس قصر مین چارطرف پھر کے دیکھا اور کسی کو نہ پایا سوائے عالم آب کے اور کچھ نظر نہ آیا تو نہایت دم گھبرایا اور اپنے جی مین بہت نادم ہوا اور کہتا تھا کہ ای ایرج غضب کیا تو نے کہ اس لکاتہ کو مارڈالا اس ساحرہ کو یہان ہرگز نہ مارنا تھا اسلیے کہ اب اس عالم آب سے نجات کیونکر ہوگی اور کون یہان سے نکالیگا القصہ تین روز تک اسی ششش وپنج مین بسر ہوئی تیسرے روز ایک جانب سے اُس قصر کے کچھ لوگون کے بولنے کی آواز اور پانون کی چاپ آئی چارطرف نظر پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا جب کسی کو نہ پایا تو نہایت درجہ حیران ہوا کہ یہ معرکہ کیا ہی یہ صدا لوگون کے بولنے کی اور چلنے پھرنے کی کیسی آرہی ہی اور کوئی دکھائی نہین دیتا اسی حیرت مین کھڑا ہوا تھا کہ ایک آواز سُنائی دی کہ ارے اس جوان کا نام تو پوچھو کہ یہ کون ہی اور یہان کہان سے آیا ہی یہ سُنکر ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای جوان اپنا نام بتا اور یہ کہہ کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور کون تجھے لایا ہی یہ آواز سنکر ایرج نے کہا کہ مین نہایت حیران ہون کہ آوازین تمھاری سُنتا ہون اور صورتین تمھاری نہین دکھائی دیتین تمھین دیکھون تو کچھ جواب دون جب ایرج نے یہ جواب دیا تو ایک نازنین کی آواز آئی کہ اچھا اسکی دونون آنکھون مین سرمہ سلیمانی لگادو کہ یہ بھی ہمکو دیکھ سکے یہ حُکم سُنکر کسی نے ایرج کی آنکھون مین سرمہ لگادیا کہ آنکھین خنک ہوگئین اب جو آنکھ ملکر دیکھتا ہی تو پریزادون کا ایک اکھاڑا مجتمع ہی کہ جس مین ہر ایک پریزاد ایسی حسینہ ہی کہ آنکھین اُسکی خیرگی کرنے لگین اور ایک نازنین مہ جبین سر سے پانون تک دریائے جواہر مین غرق انداز جلوۂ برق طور سراپا سے ظاہر بیچ مین اُن پریزادون کے نہایت نازوانداز سے کھڑی ہی بس اُسے دیکھتے ہی ایرج کا یہ عالم ہوا کہ ہوش وحواس بجا نہ رہے شعر صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق + کہا صبر نے الفراق الفراق ایک گھڑی بھر تو سکتے کے عالم مین کھڑا رہا بعد اُسکے اُس مہر طلعت کے قریب جاکر دست بستہ عرض رسا ہوا کہ ای نازنین مہ جبین آپ کو قسم ہی اپنے دین ومذہب کی کہ مجھے اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے مطلع فرمایے اُس نازنین نے یہ سنکر ایرج کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ارے صاحب تم تو پہلے اپنا نام ونسب بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ اس قصر مین تمھارے آنے کا کیا باعث ہوا اور کون لایا یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ ای نازنین ماہ طلعت ومہ جبین مہر صورت اس فقیر کو ایرج نوجوان صاحبقران لشکر آفتاب پرستان کہتے ہین اتفاقات روزگار سے انضروت جادو کی قید مین مقید ہوگیا تھا اور مدتون بعذاب الیم مبتلا رہا آخر کار اُس لکاتہ نے مجھے یہان لاکر مقید کیا انجام کار مین نے بفریب

اُسے قتل کرکے اس دریا مین پھینکدیا مگر اپنی حرکت پر کمال نادم تھا اور اپنے جی مین کہہ رہا تھا کہ اب یہان سے کیونکر نجات ہوگی اور کس طرح اس عالم آب سے رہائی پاؤنگا کہ نیر اعظم آفتاب تابان نے تمکو یہان بھیجدیا اب تم کہو کہ تمھارا کیا نام ہی اور کس آسمان کی ماہ اور کس گلستان کی سرو ہو اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج تم عجیل ماہرو سے واقف ہو ایرج نے کہا کہ ہان ہان مین خوب واقف ہون اور اچھی طرح سے آگاہ ہون وہ امیر حمزہ صاحبقران کے چھوٹے بھائی ہین یہ سُنکر اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج مین اُنھین کی بیٹی ہون اکثر اس قصر کی سیر کو آیا کرتی ہون لعل افروز پری میری مان کا نام ہی عجیل ماہرو اُنپر عاشق ہوئے تھے مین اُنھین کے بطن سے پیدا ہوئی ہون نام میرا عالم آرا بانو ہی آج جو سیر قصر مجمع البحرین کو آئی تو تمھین دیکھکر دل پر قابو نہ رہا مگر ای ایرج اگر تو دین آفتاب پرستی ترک کرکے ملت بیضاے اسلامیہ کو اختیار کر تو کیا مضائقہ ہی ایرج نے کہا کہ بھلا مین ایسے دین روشن کو کیونکر چھوڑ دون اور مذہب اسلام اختیار کرون یہ ہرگز نہ ہوگا یہ کلام بدانجام ایرج کا سُنکر ملکہ عالم آرا بانو کو تنفر ہوگیا اور پاس بیٹھنے کو جی نہ چاہا مگر خلاف مروت جانکر صحبت شراب و کباب مہیا کرائی خود بھی شراب پی ایرج کو بھی پلوائی جب ایرج کو خوب نشہ ہوگیا تو اُسنے قصد کیا کہ ملکہ سے مختلط ہو ملکہ کو اگرچہ اسکی طرف میلان طبع تھا مگر یہ خیال کیا کہ ای عالم آرا یہ مردود کافر اور تو ایک مسلمان مسلمان کی بیٹی تجھپر حیف ہی کہ تو اس سے مختلط ہو یہ سوچ کر اٹھکھڑی ہوئی اور کہا کہ ای ایرج تو بڑا بدنہاد اور نہایت نالائق معلوم ہوتا ہی مین تو جاتی ہون اب تیری سزا یہی ہی تو یہین پڑا رہ یہ کہکر اپنے تخت پر سوار ہوگئی اپنی پریزادون سمیت پرواز کرکے چلی گئی ایرج ہر چند چلایا کیا کہ ای جان جہان وای راحت جان ایرج نوجوان ہمکو زخمی تیغ ابرو کرکے چھوڑے جاتی ہو ای ملکہ یہ کیا ستم کیے جاتی ہو شعر مرا کشتی و تکبیری نہ گفتی + عجب سنگین دلے اللہ اکبر + ایضاً نیمجان ہون مین کوئی وار لگاتے جاؤ + بیکلی سے مجھے ای جان چھڑاتے جاؤ + دیکر گئے تم اُدھر اور ہوئے ہم یقین ہی + کوئی دم جیے تو دم واپسین ہی + مگر ملکہ نے کچھ نہ سُنا تخت پر سوار ہوکے چلی گئی ایرج نہایت مضطر و پریشان ہوا چارون طرف اُس قصر مین دوڑتا پھرتا تھا اور ٹکرین لگاتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ شعر بس اپنا کچھ نہین اب آہ چلتا + کہ دل کو لیگیا ایک راہ چلتا + ہاے ای ملکہ عالم آرا بانو تم ہمین مجروح تیغ ابرو کرکے چلی گئین ای ملکہ ہم یونہین تڑپتے رہگئے اگر تمکو یہ بیمروتی کرنا تھی تو پہلے ہی اپنی صورت نہ دکھائی ہوتی ہاے ای یار جانی و محبوب جاودانی شعر سخت بے تیرے قلق دل کا ستاتا ہی مجھے + گہ اُٹھاتا ہی مجھے گاہ بٹھاتا ہی مجھے + القصہ چار پہر تو اسی بیقراری اور آہ وزاری مین بسر ہوئی بعد اُسکے جو گرسنگی نے غلبہ کیا تو ساری عشق و عاشقی بھولگئے اور اب بھوکھ کے مارے دم نکلنے لگا لیکن سواے غم و غصہ کھانے کے غذا وہان کہان دو شبانہ روز فاقے سے گذر گئے غش پر غش آنے لگے اُٹھنا بیٹھنا محال ہوگیا کہ یکایک اُس دریا مین چند جہاز اور کشتیان نمودار ہوئین اور آن واحد مین قصر کے قریب آگئین ہر چند ایرج چلایا لیکن کسی نے سماعت نہ کی اسلیے کہ بسبب گرسنگی کے آواز مین اتنی قوت ہی کہان تھی کہ اہالیان جہاز کے کان تک پہونچ سکتی جب کسی نے جواب نہ دیا تو مجبور ہوکر اُسنے رومال ہلانا شروع کیا قضاے کار اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد سوداگر کے تھے اور خواجہ فولاد خواجہ فرخ تاجر کا غلام ہی اُسکی نظر جو ایرج پر پڑی تو دیکھا کہ ایک شخص نہایت حسین خوبصورت قصر مین کھڑا ہوا رومال ہلا رہا تھا خواجہ فولاد یہ معرکہ دیکھکر متعجب ہوا کہ اس قصر مین یہ کون شخص کھڑا ہی اور کہان سے آیا ہی اپنے لوگون سے کہا کہ ذرا اس جوان کا حال تو دریافت کرو کہ یہ کون ہی یہ سُنکر لوگ کشتی پر سوار ہوکے اُس قصر کے متصل آے اور ایرج سے کہا کہ ای جوان تو کون ہی اور یہان کہان سے آیا ہی ایرج نے اپنے نام و نشان سے مطلع کیا اُن لوگون نے آکر خواجہ فولاد سے کہا کہ

ایک شخص نہایت وجیہ بلند قامت جسکا چہرہ آفتاب درخشان کے مانند چمک رہا ہو اور پیشانی سے فر بادشاہی نمایان ہی بسبب ضعف وناتوانی کے طالب امداد ہو تمام حال بیان کیا خواجہ فولاد ایرج کا نام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ صاحبو مین اس جوان کے باپ کا غلام ہون اُسکی خدمتگزاری میرے فخر وافتخار کا باعث ہی اور کیونکر فخر وافتخار کا باعث نہو کہ اسکے باپ نے مجھکو بہت سا مال دے کر آزاد کیا ہی یہ کہکر جہاز اپنا آگے بڑھایا اور بہر نوع ایرج کو قصر سے اپنے جہاز پر اُتارا اور مستفسر احوال ہوا ایرج نے کل حال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا خواجہ فولاد نے کہا کہ خیر ای شہریار جو تکلیف آپ کو پہونچنا تھی وہ تو پہونچی مگر اب تو یہ غلام حاضر ہی جو ارشاد فرمایئے گا بجالاؤنگا یہ کہکر ایرج کو کھانا کھلایا پانی پلایا شراب پلائی اور کہا اب آپ دم بھر استراحت فرمایئے یہ سُنکر ایرج لیٹ رہا دو آدمی چپی کرنے لگے ایک آدمی پنکھا جھلنے لگا تا اینکہ ایرج سو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی تو حال اپنے لشکر کا استفسار کیا کہ ای خواجہ فولاد اگر تمھین میرے لشکر کا کچھ حال معلوم ہو تو بیان کرو خواجہ فولاد نے کہا کہ ہان بخوبی معلوم ہی عرض کرتا ہون ایرج نے کہا کہ اچھا بیان کرو خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہریار مالک بن ملکوت شاہ تو اب لشکر لندھور بن سعدان مین ہی اور حمزہ بہ تعاقب لقا ظلمات کو گئے ہین کہ وہ بعد اسکے جانے کے ظلمات کی طرف بھاگ گیا تھا اب آپ یہان سے میرے ہمراہ شہر فرنگوشیہ کا راستہ لیجیے مین بہ آرام تمام آپ کو فرنگوشیہ مین پہونچادونگا ایرج نوجوان نے کہا کہ اچھا یہ تو سب ہو رہیگا پہلے یہ تو بتاؤ کہ انتظام باختر کے واسطے امیر حمزہ صاحبقران کسے چھوڑ گئے ہین خواجہ فولاد نے کہا کہ لندھور بن سعدان کو ایرج نوجوان نے کہا کہ اسد دیوانہ امیر حمزہ کے ساتھ ہی یا باختر مین رہگیا ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ وہ باختر ہی مین رہگیا ہی امیر حمزہ صاحبقران کے ساتھ نہین گیا یہ سُنکر ایرج بہت دل ملول ہوا اور کہا کہ ای خواجہ فولاد قسم ہی نیر اعظم کی کہ اگر حمزہ اپنے تمام لشکر کو چھوڑ جاتا تو مجھے اتنا تردد نہوتا جتنا کہ اس دیوانے کے باعث سے اندیشہ ہوا ہی ای خواجہ فولاد یہ دیوانہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی مگر خیر اب جو کچھ ہو سو ہو سمجھ لیا جائیگا اچھا خواجہ اب تم بتاؤ کہ تمھارا کیا عزم ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ پہلے آپ کو ملک فرنگوشیہ مین پہونچا کر ملک سبائل کو جاؤنگا ایرج نوجوان نے جو نام ملک سبائل کا سُنا نہایت خوش ہوا اور اپنے دل مین کہا کہ وہی تو کوے یار اور کوچۂ دلدار ہی وہین تو ملکہ گیتی افروز ہی یہ سوچ کر خواجہ فولاد سے کہا کہ ای خواجہ فولاد مین شہر فرنگوشیہ کو نہ جاؤنگا مجھے بھی ملک سبائل ہی مین پہونچادو کہ مین بہت مشتاق ہون سیر سبائل کا مین نے ملک سبائل کی بڑی تعریف سُنی ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہریار ملک سبائل مین آپ کا جانا نہایت نامناسب معلوم ہوتا ہی اور مین آپ کو ہرگز نہ لیجاؤنگا اسلیے کہ شاید کوئی آپ کو پہچان لے تو قیامت ہی ہو جائیگی وہان آپ تنہا ہونگے نہ آپ کا لشکر وہان موجود ہی نہ اور کوئی رفیق و یار پھر کہیے تو کہ کیا صورت ہوگی ایرج نوجوان نے کہا کہ خواجہ فولاد اس امر سے تم مطمئن رہو مجھے کوئی نہین پہچانیگا مین اپنی شکل تبدیل کر ڈالونگا خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہریار مجھے اطمینان نہین ہی مین آپ کو نہین لیچلونگا یہ سُنکر ایرج نوجوان نے کہا کہ ای خواجہ فولاد اگر تم مجھے ملک سبائل نہ لیچلوگے تو مین تمھین بھی مار ڈالونگا اور اپنے کو بھی ہلاک کر ڈالونگا مجبور ہو کر خواجہ فولاد نے کہا کہ بہت اچھا چلیے جو آپ کی خوشی مگر یہ تو فرمایئے کہ آخر ملک سبائل مین کون ایسی ضرورت اور اصل مطلب کیا ہی ایرج نوجوان نے کہا کہ سواے سیر و تماشے کے اور کچھ مطلب نہین ہی خواجہ فولاد خاموش ہو رہا اور لنگر جہاز و ان کا وہان سے اُٹھوا کر ملک سبائل کا راستہ لیا ایک چند ہی روز کے بعد ملک سبائل مین پہونچکر کارہ وان سرا ضیغم خون آشام مین مقام کیا اور اسباب نذر مہیا کرکے دوسرے روز سلمان شاہ فارسی کے دربار مین جانیکا

قصد کیا ایرج نے کہا کہ ای خواجہ فولاد ہم بھی چلینگے خواجہ فولاد نے کہا کہ آپکا جانا میرے ہمراہ مناسب نہین ہی آپ اور ملازمین کو ساتھ لیکر تشریف لیجائیے گا ایرج نے کہا کہ ای خواجہ فولاد کیون تمھین اپنے ساتھ لیجانے مین کیا اندیشہ ہی کیا یہ خیال ہی کہ مین وہان جاکر کوئی حرکت ناشایستہ کر بیٹھونگا تو اب ایسا بھی مین بیوقوف نہین ہون خواجہ فولاد نے مجبور ہوکر ایرج کو اپنے ساتھ لیا ایرج اپنی وضع بشکل تجار تبدیل کر کے خواجہ فولاد کے ساتھ ہوا اور یہان سلمان شاہ فارسی تازہ تازہ حاکم ہوکر آئے ہین ابھی کلھم چار ہی پانچ مہینے گذرے ہین کل شاہان باختر آئے ہوئے ہین سلمان شاہ ہر ایک سے بکمال خلق و مروت پیش آرہا ہی ہر ایک کو اپنے سے گرویدہ کر رہا ہی ہر ایک کا دل ہاتھ مین لے رہا ہی سب کے سب سلمان شاہ سے بہت خوشنود و راضی ہین برابر نذر خراج لالا کر دے رہے ہین خلعت و انعام سے ممتاز و سرفراز ہو رہے ہین تمام رعایا و برایا آباد کل علہ اور کارندے شاد و شاد ہین الغرض خواجہ فولاد بارگاہ سلمان پر اُسوقت پہونچا کہ جس وقت سلمان شاہ دربار کر رہے تھے سلمان شاہ ایک تخت زرنگار پر متمکن وس بارہ ہزار شاہان باختر گرداگرد تخت سلطنت کے کرسیہاے جواہر نگار پر بیٹھے ہوئے ہین خادم و خدمتگار دست ادب بستہ دور دور کھڑے ہوئے ہین منشی اور محرر سامنے استادہ ہین کاغذات ملکی ملاحظہ ہو رہے ہین ہرکارون نے عرض کیا کہ حضور خواجہ فولاد سوداگر نذر دینے در دولت پر حاضر ہوا ہی کیا حکم ہوتا ہی فرمایا کہ بلالو ہرکارے گئے اور خواجہ فولاد کو مع ایرج نوجوان بارگاہ مین لائے مجراگاہ پر سے مجرا کرایا مگر جب سلمان شاہ فارسی کی نظر ایرج پر پڑی بے اختیار ہوکر تعظیما کھڑا ہو گیا اُٹھنا تھا کہ ایک چھینک آئی اور تاج سر سلمان شاہ سے گر پڑا جو بادشاہ قریب بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے دوڑکر تاج اُٹھالیا اور سلمان شاہ فارسی کے سر پر رکھا لیکن سلمان شاہ بہت نادم اور متحیر ہوا کہ یہ کیا بیہودہ حرکت مجھسے سرزد ہوئی کہ ایک ادنے سوداگر کی تعظیم کے واسطے تو اُٹھ کھڑا ہوا مگر پھر اپنے دل مین خیال کیا کہ ای سلماہ شاہ ضرور اس امر مین کوئی بھید ہی اور ادھر ایرج نے جو سلمان شاہ کو اس رعب و دبدبے سے دیکھا ہاتھ پانون مین تھرتھری پڑ گئی رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا رعب شاہی نے قلب ایرج پر پورا اثر کیا القصہ خواجہ فولاد نے وہ کشتیان جو نذر کے لیے لایا تھا پیشکش کین سلمان شاہ نے نذر اُسکی قبول کی اور خلعت و انعام سے ممتاز کیا اور بیٹھنے کا حکم دیا ایرج اور خواجہ فولاد دونون کرسیون پر بیٹھے لیکن سلمان شاہ فارسی ایرج نوجوان کو خیرہ خیرہ نظرون سے دیکھ رہا ہی اور اپنے جی مین خیال کرتا ہی کہ ای سلمان اسکو تو تونے کہین دیکھا ہی اور سوچتا ہی کہ کہان دیکھا ہی آخرکار خواجہ فولاد سے پوچھا کہ کیون خواجہ فولاد یہ جوان تمھارا کون ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ پیر و مرشد یہ میرا آقازادہ ہی مین اسکا مطیع و منقاد ہون جو کچھ مال و اسباب میرے پاس ہی وہ سب اسی کا ہی سلمان شاہ نے پوچھا کہ اچھا اس جوان کا نام کیا ہی خواجہ فولاد نے کہا کہ حضور انکا نام خواجہ خورشید ہی فنون سپاہ گری مین انکو مداخلت تامہ ہی یہ سنکر سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ خیر یہ تو معلوم ہوا اب یہ بتاؤ کہ تم کیا کیا چیزین لائے ہو اور کہان سے پھرتے پھراتے یہان آئے ہو خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ خداوند ہر قسم کی چیز تابعدار کے پاس موجود ہی جو حکم ہوگا وہ حاضر کرونگا اور بالفعل تو مین ظلمات سے آیا ہون سلمان شاہ نے کہا کہ حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان سے تو ملاقات نہین ہوئی خواجہ فولاد نے کہا کہ پیر و مرشد وہ ہفت منظر سے گئے ہین اور مین دوسری جانب سے واپس آیا ہون سلمان نے کہا کہ آجکل حاکم ظلمات کا کون ہی عرض کیا کہ زبرجد شاہ چھوٹا بھائی زمرد شاہ کا بادشاہ ہی اور خداوند بادشاہت کیسی وہ ملعون تو خدائی کا دعوی کرتا ہی اور فی الحقیقت اُسکا جاہ و جلال بھی بہت کچھ ہی اور اصل یہ ہی کہ ملکہ دمامہ جادو

شاہنشاہ ساحران اُسکی مددگار ہوگئی ہی یہ سارا جاہ وجلال اُسی کے بدولت ہوا ہی ایک تاج مرصع کار مکلل بجواہر آبدار زبرجد شاہ کو بنا کر پہنا دیا ہی اور بیچون بیچ تاج مین ایک لعل درخشندہ سحر سے ترتیب دے کر لگا دیا ہی کہ جب وہ ملعون دربار مین بیٹھتا ہی تو مثل آفتاب نیمروز کے اُسکی ضو پڑتی ہی جو شخص اُسے دیکھتا ہی وہ بے اختیار اُس کافر خاسر کو سجدۂ اُلوہیت کرتا ہی اور عیاذاً باللہ وہ ملعون گویا خدائی کرتا ہی اور کل امور ملکہ دمامہ جادو کے مشورے سے سرانجام دیتا ہی لیکن اس راز سے کوئی مطلع نہین ہی سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ دیکھیے صاحبقران عالیشان کی آبرو خدا ہی رکھے خواجہ فولاد نے کہا کہ حضور وہ با اقبال ہین اُنکا خدا اُنکا حامی ومددگار ہی سلمان شاہ نے کہا کہ ہان خدا ہی مددگار ہی الغرض بڑی دیر تک باتین ہوا کین جب دربار برخاست ہوا تو خواجہ فولاد مرخص ہو کر کاروانسرا مین آیا جب خبر ورود تجار کی تمام ملک مین مشہور ہوئی اور رفتہ رفتہ ملکہ گیتی افروز کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ سوداگر بہت عمدہ عمدہ چیزین لیکر آئے ہین ملکہ نے کہا کہ مین کیا کرونگی جب میرا وارث ہی میرے پاس نہین ہی تو اب مجھے کسی شی سے سروکار نہین ہی نہ مجھے احتیاج لعل وگوہر نہ تمنائے زر وزیور خورشید خاوری نے کہا کہ بیٹا مین صدقے تم کیون اسقدر رنج والم کرتی ہو اور اپنے کو حیران وپریشان کرتی ہو ای گیتی افروز تو نے تو مجھے اور بھی ہلاک کر دیا ای بیٹی سوداگرون کو بلواؤ جو چیز چاہے خرید و اپنا جی بہلاؤ شاہزادہ صحیح وسالم اور حی القایم ہی خواجہ زادون کا کہنا جھوٹ نہین ہوتا چھ برس گذر چکے ہین چھ سال اور باقی ہین یہ بھی بات کہتے مین گذر جائینگے تم اسقدر ہراسان کیون ہوتی ہو یہ سُنکر ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ اچھا اماجان بلواؤ تمہین اختیار ہی خورشید خاوری نے اُسی وقت مظفر بن ضیغم خون آشام سے کہ وہ منجانب قاسم تمام قلعۂ ذوالامان کا مالک ہی اور قاسم کا مصاحب خاص ہی کہلا بھیجا کہ ای مظفر مین نے سنا ہی کہ کچھ سوداگر کاروانسرائے ضیغم خون آشام مین آکر فروکش ہوئے ہین اور بہت عمدہ عمدہ اشیا لائے ہین اُنکو ہمارے پاس بھیجو مظفر بن ضیغم خون آشام نے اُسی وقت چوبدارون کو کاروانسرا کیطرف روانہ کیا جب قافلۂ خواجہ فولاد مین پہونچے تو ایرج کو دیکھا کہ ایک جوان حسین وخوبصورت باشوکت وشان بیٹھا ہوا ہی حیران ہو کر لوگون سے دریافت کیا کہ وہ سوداگر کہان ہی جو جواہر واسباب بیش قیمت لایا ہی سب نے متفق اللفظ ایرج کی طرف اشارہ کیا کہ یہی ہی وہ چوبدار ایرج کے پاس آئے اور نہایت ادب سے جھککر ایرج کو سلام کیا ایرج نے جواب سلام کا دے کر استفسار کیا کہ تم لوگ کون ہو اور کہان سے آئے ہو اور کیا مطلب ومدعا رکھتے ہو چوبدارون نے عرض کیا کہ ہم مظفر بن ضیغم خون آشام کے جو قلعۂ ذوالامان کا مالک وحاکم ہی ملازم ہین امیر حمزہ صاحبقران کے حرم محترم نے سنا ہی کہ آپ جواہر بیش بہا لائے ہین اور اُنکا بیچنا آپ کو مقصود ہی لہذا مظفر بن ضیغم خون آشام کا حکم ہی کہ آپ اپنا مال واسباب لیکر دردولت صاحبقرانی پر تشریف لائیے یہ سُنکر ایرج نوجوان اپنے دل مین بہت خوش ہوا اور کہا کہ خیر وہان تک رسائی کی صورت تو نکل آئی اور اُن چوبدارون سے جواب دیا کہ ہان ہمارے پاس بہت عمدہ عمدہ اشیا اور نہایت نایاب جواہر معرض بیع مین ہی چوبدارون نے کہا کہ پھر تشریف لیچلیے ایرج نے خواجہ فولاد سے کہا کہ ای خواجہ فولاد چلنے کی تیاری اور اسباب درست کرو مظفر بن ضیغم خون آشام کے یہان سے طلب آئی ہی خواجہ فولاد نے اُسی وقت جواہر واشیائے نفیسہ شاہانہ صندوقچہ ہائے زرنگار مین بھروا کر اپنے ہمراہ لیے اور اُن چوبدارون کے ساتھ مع ایرج نوجوان قلعۂ ذوالامان کا راستہ لیا جب متصل مکان مظفر بن ضیغم خون آشام کے پہونچے تو چوبدارون نے کہا کہ آپ مہربانی فرما کر ایک لحظہ کے لیے یہان توقف فرمائیے ہم عرض کر لین پھر آپ کو بلیجین خواجہ فولاد نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی چوبدار گئے اور خواجہ فولاد کے

آنے کی اطلاع کرکے اجازت حضوری حاصل کرکے خواجہ فولاد کو مظفر کے سامنے لائے مظفر نے جو ایرج نوجوان کو
دیکھا پھڑک اُٹھا کہ کیا جوان رعنا ہی القصہ ایرج و فولاد نے سلام کیا مظفر نے جواب سلام دے کر بیٹھنے کا حکم دیا فولاد
و ایرج سلام کرکے کرسیون پر بیٹھ گئے بعد اُسکے خواجہ فولاد نے ایک دانۂ یاقوت بیش بہا مظفر کو نذر دیا مظفر بہت
خوش ہوا اور نہایت نوازش سے پیش آیا اور کہا کہ تم یہین بیٹھو اور اسباب اپنا یہین دیدو ہم جا کر دکھا آئین جو شی
پسند آئیگی اُسکی قیمت ملجائیگی اور جو ناپسند ہوگی واپس آئیگی یہ سُنکر ایرج نوجوان نے اپنے دل مین کہا کہ واہ واہ یہان تو
مطلب ہی فوت ہوا جاتا ہی ہمنے چاہا تھا کہ ہم ملکہ گیتی افروز کی صورت ہی دیکھکر دل کو تسکین دے لینگے اور کم سے
کم یہ ہی کہ آواز ہی سُن لینگے سو یہان تو وہ عنوان ہی تشریف لیے جاتا ہی یہ سوچ کر خواجہ فولاد سے کہا کہ اے خواجہ تم کہدو
کہ ہم یون معاملہ نہ کرینگے بیچینگے تو دست بدست بیچینگے یہ سُنکر خواجہ فولاد نے کہا کہ اے شہریار اس طرح تو معاملت ہمین
منظور نہین ہی کہ جواہر و اسباب ہم آپ کے ساتھ کردین اور ہم نہ جائین بیچینگے تو دست بدست ہی بیچینگے ہمنے کئی مرتبہ
اس طرح دھوکا اُٹھایا ہی آپ کا جہان جی چاہے لیجائیے مگر ہم بھی ساتھ ساتھ رہینگے مظفر نے برہم ہو کر کہا کہ کیا تو ہمین
بے ایمان سمجھا ہی کہ ہمارا اعتبار نہین کرتا ہم مرد مسلمان ہزارہا اور لکھوکھا اور کرورہا روپیے کی چیز پر خیال نہین کرتے
وہ اور ہی لوگ ہونگے جہان تو نے دھوکا اُٹھایا ہی ہمارے یہان بے ایمانی کا کیا دخل خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ
حضور یہ تو بجا ارشاد ہوتا ہی اور بہت صحیح و درست خداوند فقیر کی یہ مجال نہین ہی کہ حضور کو معاذ اللہ ایسا کلمہ کہہ سکے مگر
خداوندا اگر درمیانی لوگ تبدل کرلین تو اُس وقت ہم کیا کرینگے مظفر نے کہا کہ اے تاجر زبان اپنی سنبھال ہوش و حواس
درست کرارے یہ معظمات ناموس امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزۂ صاحبقران ہین یہان کیا مجال ہی کہ کوئی غیر
شخص آئے یا جائے یہ سُنکر خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ حضور اگر مجھسا بوڑھا چلیگا بھی تو کیا مضائقہ ہی مین ہون اور
میرے ساتھ ساتھ یہ لڑکا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور وہان سے چوبدار پر چوبدار خواجہ سرا پر خواجہ سرا چلا
آتا ہی کہ جلد سوداگرون کو لاؤ آخر کار مظفر ناچار ہو کر خواجہ فولاد و ایرج کو اپنے ہمراہ لیکر باغ یاقوت مین لایا یہ وہ
باغ ہی کہ شاہزادۂ ملک قاسم نے تعمیر کرایا ہی اور سوداگرون سے کہا کہ تم یہین ٹھہرو ہم اطلاع کراتے ہین اور یہ وہ
مقام ہی کہ سوائے شاہزادۂ خاور سیاہ اور شاہزادۂ بدیع الزمان ناموس کے اور کوئی نہین آیا غرض خواجہ
فولاد اور ایرج نوجوان وہان بیٹھے اور خواتین صاحبقرانی پس پردہ رونق افروز ہوئین اور حکم ہوا کہ سوداگرون
کو لاؤ خواجہ فولاد اور ایرج کو پردے کے قریب لاکر بٹھایا اب جو ایرج غور سے دیکھتا ہی تو ایک لو نور کی اُٹھ رہی ہی
دل اسکا تڑپ گیا اور بیقرار ہو کر کانپنے لگا خواجہ سرا نے پوچھا کہ خواجہ فولاد یہ لڑکا کانپتا کیون ہی خواجہ فولاد نے
کہا کہ یہ لڑکا مرتعش ہی لیکن ایرج نہایت دل ملول ہی اور دل مین کہتا ہی کہ اے ایرج افسوس معشوق پس پردہ
بیٹھا رہے اور تو اُسے نہ دیکھ سکے حیف ہی تیری ہمت پر کہ تو قریب آکر خالی پھر جائے اے ایرج ہرچہ باداباد بغیر معشوق
کے دیکھے یہان سے نہ جانا کہ اس عرصے مین خواصون نے صندوقچہ جواہر بیش بہا کا خواجہ فولاد سے طلب کیا خواجہ
فولاد نے صندوقچہ اُنکے حوالے کیا وہ اندر لیکر گئین ایک منٹ کے بعد پس پردہ سے آواز آئی کہ اے گوہر ملک تم
کیا لوگی کسی نے جواب دیا کہ یاقوت سرخ پھر آواز آئی کہ گیتی افروز تم کیا لوگی جواب دیا کہ زمرد چاہیے ہی بس ایرج
نے جو گیتی افروز کی آواز سُنی قریب تھا کہ غش کھا کر گر پڑے مگر بہت ضبط کیا اور اپنے دل مین کہا کہ اے ایرج تو گھبراتا کیون
ہی جس نیر اعظم نے آواز سُنادی ہی وہی وصل سے بھی کامیاب کردیگا صبر کر صبر کر مگر جون جون دل کو سمجھاتا ہی دون
دون بیقراری اور شدت کرتی جاتی ہی ہر مرتبہ ارادہ کرتا ہی کہ پردے کے اندر گھس چل اور معشوق کو نکال بھی لا

اور پھر ضبط کرکے خاموش رہجاتا ہو لیکن حالت یہ ہو کہ ایک رنگ آتا ہو اور ایک جاتا ہو دلولۂ محبت کا وفور اور جوش عشق کی شدت ہو یکایک خواجہ فولاد کی نظر جو ایرج کے چہرے پر پڑتی ہی تو دیکھا کہ آثار عشق کے ظاہر ہین رنگ زرد ہو لب پر آہ سرد ہو آنکھون مین اشک بھرے ہین منہ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین ایرج سے کہا کہ شہریار خیر باشد مین آپ کے اور ہی رنگ پاتا ہون ای شہریار اتنا سمجھ لیجیے کہ حرم محترم صاحبقرانی ہو مظفر ایسا مقرب یہان نہین آنے پاتا کہین ایسا غضب نہ کیجیے گا کہ کسی پر مبتلا ہو بیٹھیے نہ میرا ہی پتا لگیگا نہ آپ ہی کا نشان ملیگا کچھ تو کہیے آخر معرکہ کیا ہو اُسوقت ایرج نوجوان نے تمام کیفیت اپنی چپکے چپکے بیان کی اور کہا کہ ای خواجہ فولاد مین تو فقط گیتی افروز کے لیے یہان آیا ہون ورنہ یہان میرا کیا کام تھا اور ای خواجہ فولاد جب شہر فرنگوشیہ مین مین نے لقا کو پناہ دی ہو تو اُسنے اپنی انگشتری اور اپنی دختر ملکہ گیتی افروز مجھکو دے دی تھی تو انگشتری تو مین نے لے لی تھی اور کہا تھا کہ ای لقا ملکہ گیتی افروز تو قاسم کے پاس ہو اُسے مین کیونکر لونگا تو اُسنے کہا کہ مین نے تمھین دے دی تم جس طرح چاہو لیلو تو پہلے تو مجھے خیال نہ تھا مگر جب الضرورت جادو کی قید مین مین نے ملکہ گیتی افروز کو خواب مین دیکھا تو اُسپر ہزار جان سے عاشق ہوگیا اب نیر اعظم کی اعانت سے یہانتک تو مین پہونچگیا اب اُس سے لو لگی ہوئی ہو وہی وصل سے کامیاب کردیگا ای خواجہ فولاد اب مین بغیر معشوق کے لیے ہوے یہان سے تھوڑی جاؤنگا خواجہ فولاد نے جو یہ حال سُنا تو سن سے جان نکلگئی اور اپنے دل مین کہا کہ ای خواجہ فولاد تو بھی مارا گیا اور ایرج بھی قتل ہوا ای خواجہ فولاد مال بھی گیا جان بھی گئی ہاے فلک تفرقہ پرداز نے یہ کیا حادثہ دکھایا ارے مین تو کہین کا نہین رہا کہ اس اثنا مین دواساز دوا کا پیالہ لیے ہوئے آیا ایرج نے خواجہ سرا سے کہا کہ ای نواب ناظر یہ دوا کسکے واسطے آئی ہو اُسنے کہا کہ یہ دوا ملکہ گیتی افروز کے واسطے آئی ہو ایرج نے پوچھا کہ کیون بنصیب دشمنان مزاج کیسا ہو خواجہ سرا نے کہا کہ جس روز سے شاہزادۂ خاور سپاہ کو اژدہا نگل گیا ہو اُس روز سے ملکہ کسی روز اچھی نہین رہتی ہر روز دوا پیا کرتی ہو ایرج نے کہا کہ ہمین بھی تپ ہو تھوڑی ہمین بھی دینا خواجہ سرا نے کہا کہ اچھا ملکہ تو کہین ایک گھونٹ بھر پی لیتی ہو باقی دوا جو پھر آئیگی وہ تمھین دیدینگے یہ سُنکر ایرج بہت خوش ہوا القصہ محلدار دوا اندر لیگئی ملکہ گیتی افروز نے کوئی گھونٹ دو گھونٹ پی کر واپس کردی خواجہ سرا نے وہ دوا لاکر ایرج کو دیدی ایرج نے وہ دوا پی لی اور پیالہ بغل مین دبا لیا غلامون نے کہا کہ دوا پی چکے پیالہ ہمارے حوالے کرو ایرج نے کہا کہ پیالہ تو مین نہ دونگا خواجہ سراؤن نے کہا کہ یہ کیا واہیات بات ہو کہ تو پیالہ نہین دیتا ایرج نے کہا کہ بھائی تم تو کچھ خلاف انصاف باتین کرتے ہو بھائی جو کوئی بزرگ کسی کو کچھ دیتا ہو تو مع ظرف دیتا ہو اور ظرف واپس نہین کرتا اب وہ غلام اور خواجہ سرا سختی کرنے لگے کہ جلد پیالہ حوالے کر نہین تو بُری درگت بنائی جائیگی اور ایرج پیالے کو سینے سے لگائے ہوئے ہو اور جی مین کہتا ہو کہ ای ایرج یہ پیالہ معشوق کے مُنھ لگا ہوا ہو مین اس مین پانی پیا کرونگا اور اپنا دل بڑھاؤنگا مجھسے تو نہ دیا جائیگا ہرچند خواجہ فولاد ایرج سے کہتا ہو کہ ای شہریار پیالہ دیدو کیون اپنی اور میری شامتین بلواتے ہو مگر ایرج چپکا بیٹھا ہوا ہو پیالے کو دمبدم چومتا ہو سینے سے لگاتا ہو اور کسی طرح نہین دیتا اب خواجہ سراؤن نے قصد کیا کہ اس سے بہ جبر چھین لین اور ایرج نے قصد کیا کہ اگر جبر کیا جائے تو تو بھی لپٹ جاؤ جو ہو سو ہو خواجہ فولاد نے دیکھا کہ اب بڑی قباحت ہوا چاہتی ہو اور فساد عظیم ہوا چاہتا ہو جلدی سے کچھ لعل و گوہر خواجہ سراؤن کو دیا کہ بھائیو یہ تم لیلو اور پیالہ چھوڑ دو خواجہ سراؤن نے خوشی خوشی وہ لعل و گوہر لے لیے اور پیالہ چھوڑ دیا اور اپنے اپنے کام کو چلے گئے اب ایرج تو بیٹھا ہوا دعائین مانگ رہا ہو کہ ای نیر اعظم ای آفتاب تابان دروازۂ معشوق پر بیٹھا ہوا ہون

اور صورت دیکھنے کو ترستا ہون یہ کہتا ہی اور روتا ہی اور جب آتش عشق بھڑکتی ہی تو یہ ارادہ کرتا ہی کہ اندر محل کے
گھس چل خواجہ فولاد ہر چند روک رہا ہی اور ہاتھ جوڑ رہا ہی کہ ای شہریار کیون آپ میرے قتل کے درپی ہوئے ہین
مگر یہ کسی طرح نہین مانتا اور کہتا ہی کہ مین تو بغیر معشوق کے لیے ہوئے نہ جاونگا یہان تو یہ باتین ہین اور وہان جواہر
پسند ہو رہا ہی کہ اسی اثنا مین ایک جھونکا ہوائے تند کا جو آتا ہی تو پٹ سے پردہ اُڑ گیا اور ایرج نے بخوبی تمام
ہر ایک کو دیکھا اپنے جی مین کہا کہ واہ واہ کیا حرم سرائے صاحبقرانی ہی کہ ایک سے بہتر ایک یہان موجود ہی اور ایک
نازنین سیاہ پوش بیچ مین اُن پریوشون کے جلوہ گر ہی اور ایک لو نور کی اُسکے چہرۂ نورانی سے اُٹھ رہی ہی شعر
جمالے ویداز حد بشر دور + نہ دیدہ از پری نشنیدہ از حور + غور سے جو دیکھا تو خیال آگیا کہ یہ وہی مہ جبین ہی کہ جسے
خواب مین دیکھا تھا بس تڑ سے غش کھا کر زمین پر گر پڑا خواجہ سراؤن نے پوچھا کہ خواجہ اسے کیا ہوا خواجہ فولاد
نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی یہ مرض صرع مین مبتلا ہی اور اس مرض کا خاصہ یہ ہی کہ آب جاری کے دیکھنے سے تزاید
کرتا ہی از بسکہ یہان بھی نہرین جاری ہین اس سبب سے اِسکو دورہ ہو گیا یہ سُنکر حکم ہوا کہ اسے یہان سے لیجاؤ
خواجہ فولاد مین یہ سُنکر جان آگئی اور اُسکا اُٹھا لیجانا بہت مناسب سمجھا اور سوچا کہ اگر ذرا بھی تو نے تامل کیا اور اسے
ہوش آگیا تو معلوم نہین یہ کیا حرکت بیہودہ کر بیٹھیگا یہ سوچ کر جو جواہر اُسکا تھا اُسکی قیمت بھی نہ لی اور بجلد ہی تمام
ایرج نوجوان کو باغ سے باہر لایا اور سواری پر ڈال کے کاروانسرا مین لایا بعد تھوڑی دیر کے جو ایرج
ہوش مین آتا ہی تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی نہ قصر نہ وہ حرم سرا خواجہ فولاد اور اُسکے گماشتے بیٹھے ہین بس ہائے کا
نعرہ مار کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی تو نے کی کہ معشوق کو دکھا کر
پوشیدہ کر دیا شعر من جدا از یار و یار از من جدا افتادہ است + اینچنین مشکل کہ من وا ہم کرا افتادہ است اور ای
خواجہ فولاد یہ تو نے کیا حرکت ناشائستہ کی کہ مجھکو وہان سے اُٹھا لایا مین تو بغیر معشوق کے لیے ہوئے ہرگز وہان
سے نہ ہٹتا کیا کرون کہ تو میرے باپ کا غلام ہی ورنہ بے تامل تجھے مار ڈالتا کہ تو مجھکو در محبوب سے پھیر لایا خواجہ
فولاد نے کہا کہ نہین نہین سر میرا حاضر ہی شوق سے کاٹ لیجئے ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھے کیا مارون مگر سلمان شاہ
اور مظفر سے سمجھ لونگا اگر اُنھون نے بسہل مجھے دیدیا تو دیدیا ورنہ بزور شمشیر لونگا میرے پاس لقا کی سند موجود ہی کہ
اِسنے ملکہ گیتی افروز کو مجھے بخشدیا ہی یہ سنکر خواجہ فولاد اپنے جی مین ڈرا کہ ارے غضب ہی ہو گیا مفت مین یہ قتل
ہوا بہتر یہ ہی کہ تو اسے بیہوش کر کے یہان سے نکال لیجا اور ایرج نے خواجہ فولاد سے کہا کہ ای خواجہ فولاد اب
مین سلمان شاہ فارسی کو تنبیہ کرنے جاتا ہون کہ وہ مرد پیر ہی اور اُس سے کچھ اندیشہ نہین ہی خواجہ فولاد
نے کہا کہ ای شہریار جو چاہے سو کیجئے مگر جو بات کیجیے وہ تدبیر اور تحمل کے ساتھ کیجیے ایرج نے کہا کہ اچھا ایسا ہی
ہوگا غرض دن تو انھین باتون مین گذر گیا رات کو خواجہ فولاد نے ایرج کو بیہوش کر کے جہاز پر ڈالکے روانہ
کر دیا اور ایک پٹی داروے بیہوشی کی دماغ پر ایرج کے چڑھا دی کہ یہ ہوش مین نہ آنے پائے اور جہاز
ران سے کہدیا کہ جہاز کو جلدی نہ چلانا ایک ہفتے مین مین بھی یہان سے چل کھڑا ہونگا اور تمسے آکر ملجاؤنگا جب
صبح ہوئی تو جو جواہر بک چکا تھا اُسکی قیمت حاصل کی اور جو نہین بکا تھا اُسے بیچ کر ایک ہفتے بعد وہان سے کوچ
کیا اور جلد جلد جہاز ہانکتا ہوا چلا تا اینکہ تیسرے دن قریب اُس جہاز کے پہونچگیا جسپر ایرج تھا اب دونون جہاز
ساتھ ساتھ روانہ ہوئے جب مقام لنگر جہازات پر پہونچے تو جہازون کا لنگر کرا کے خواجہ فولاد اُس جہاز
پر آیا کہ جسپر ایرج تھا اور بعجلت تمام ایرج کو ہوش مین لایا اب جو ایرج کو ہوش آتا ہی تو اپنے کو

جہازون پر دیکھا خواجہ فولاد سے کہا کہ کیا تو مجھے سبائل سے لے آیا اُسنے عرض کیا کہ جی ہان آپ تو بہوت عشق
ہورہے تھے جنون کا ولولہ تھا اور ہر مرتبہ یہ خیال تھا کہ سب کو مار کر معشوق کو لے لیجیے پیر و مرشد یہ امر بہت مشکل تھا
آپ اکیلے کیا کر سکتے مفت مین مین رسوا ہوتا اور آپ مارے جاتے پھر مین فرخ تاجر کو کیا جواب دیتا ای
شہریار اب آپ لشکر جمع کیجیے اور ملک سبائل پر چڑھائی کر کے بزور شمشیر معشوق کو لے آیے اور اگر ایسی ہی
خفگی ہی تو سر غلام کا حاضر ہی شوق سے کاٹ لیجیے یہ سنکر ایرج دم بخود ہو رہا اور اپنے جی مین سوچا کہ خواجہ فولاد
سچ کہتا ہی کہا کہ خیر ای خواجہ فولاد جو کچھ تمنے کیا بہتر کیا لیکن اگر وہ پیالہ دوا کا جو ہمنے لیا تھا اپنے ساتھ لیتے آئے ہو
تو ہمین دے دو خواجہ فولاد نے کہا کہ حاضر ہی اور جلدی سے پیالہ نکالکر ایرج کو دے دیا ایرج نے اس پیالے
کو لیکر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ خیر اگر نیر اعظم نے مدد کی تو معشوق کو بھی لیتے ہی ہین ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین
کہ سامنے سے کچھ جہاز اور نمایان ہوئے ایرج نے دریافت کرایا معلوم ہوا کہ یہ جہاز شہر فرنگو شیہ سے آتے ہین
اور انھون نے دریافت کرایا کہ ان جہازون پر کون ہی تو اُنکو بھی معلوم ہوا کہ ان جہازون مین ایرج نوجوان ہی
الغرض دونون باہم ملاقی ہوئے ایرج نے احوال اپنے لشکر کا دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ ای شہریار جب آپ پر
یہ حادثہ گذرا ہی تو مالک بن ملکوت شاہ نے اقبال شاہ کو دشت کافور مین روانہ کیا اور دیلم کو جزیرۂ
کاخ مین بھیجدیا اور خود لشکر امیر حمزۂ صاحبقران مین چلا گیا اور لقا ظلمات کی جانب راہی ہوا اور حمزۂ
صاحبقران اُسکے تعاقب مین گئے ہین اور اب مالک بن ملکوت شاہ لشکر لندھور بن سعدان مین ہے
ایرج یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا اور وہین جہاز سے اتر کر دشت کافور کا راستہ لیا دوسرے روز حوالی شہر
اسکندریہ مین پہونچا باہر قلعہ کے ایک مینار بلند دکھائی دیا کہ طول اُسکا دو سو بیس گز کا تھا وہان کے لوگون سے
مستفسر حال ہوا اُن سب نے بیان کیا کہ ہمکو اسکی کیفیت مفصلاً نہین معلوم مگر ایک پیر مرد اُس جگہ موجود تھا اُسنے
بیان کیا کہ اس قلعہ کو سکندر ذو القرنین نے تعمیر کرایا تھا اور گرداگرد اس قلعہ کے تیغہ دودمی اور خزانہ مدفون
ہی اور مینار کی پیشانی پر لکھا ہی کہ جو شخص صاحبقران ہو وہ اس مینار پر جاے اور تیر و کمان
بالاے مینار رکھا ہوا ہی اُسکو اُٹھالے اور تیر چلہ کمان مین پیوستہ کر کے مارے جس جگہ وہ تیر گریگا وہین خزانہ اور
تیغہ دودمی ہی کھود کر نکال لے اور اگر سواے صاحبقران کے کوئی دوسرا شخص اس قصد سے بالاے مینار جائیگا
تو ایک چمک بجلی کی سی پیدا ہوگی اور وہ شخص مر کر گر پڑیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ مین بھی اپنے کو آزماؤنگا
اتفاقاً اُسی وقت کسی نے داراشاہ بادشاہ اسکندریہ سے جا کر بیان کیا کہ ابھی ایک شخص آیا ہی اور بالاے
مینار جانے کا قصد کرتا ہی داراشاہ اُسی وقت سوار ہو کر آیا اور ایرج نوجوان سے ملاقات کر کے احوال
پوچھا کہ آپ کون ہین جب ایرج نوجوان نے اپنا حال بیان کیا تو داراشاہ نے کہا کہ پہلے آپ شہر مین
تشریف لیچلیے وزیر میرا علم نجوم مین دخل تامہ رکھتا ہی مین آپ کا حال اُس سے دریافت کر لون تو پھر آپ
بالاے مینار جا کر تیر پھینکیےگا ایرج نوجوان نے کہا کہ اگر تم آفتاب پرستی قبول کرو تو مین تمھارے ساتھ
چلون داراشاہ نے کہا کہ مین آفتاب پرستی اُس وقت اختیار کرونگا کہ جب یہ خزانہ آپ کے ہاتھ لگیگا
اور حال اس مینار کا معلوم ہو جائیگا ایرج نوجوان نے اُسے قبول کیا اور داراشاہ کے ساتھ ہوا داراشاہ
بعزت تمام ایرج نوجوان کو شہر مین لایا بعد دعوت و ضیافت کے سلیم اختر شمار اپنے وزیر کو
طلب کر کے حکم دیا کہ ای سلیم تو علم نجوم مین دخل کامل رکھتا ہی اس شخص کا تو حال دیکھ کہ یہ صاحبقران

ہی یا نہین اور اگر اُس مینار پر جا کے تیر پھینکیگا تو کامیاب ہوگا یا نہین اسی وقت سلیم اختر شمار نے حال
ایرج نوجوان کا بقاعدہ نجوم دیکھکر ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ بیشک تو صاحبقران ہی اور کامیاب ہوگا
مال تیرے ہاتھ لگیگا دوسرے روز دارا شاہ ایرج کو لیکر اُس مینار کے قریب آیا تمام خلائق شہر تماشے کے لیے
مجتمع ہوئی ایرج دامن گردان کے اور آستینین چڑھا کر کمندانون پر پانون رکھتا ہوا اور زنجیرین جو اُس مین
نصب تھین اُنھین پکڑتا ہوا بالاے مینار چڑھ گیا دیکھا کہ ایک کمان آہنی کئی سو من کی بھاری اور ایک تیر آہنی
نیزے کے برابر رکھا ہوا ہی بس ایرج نوجوان نے تیر کمان اُٹھا کر تیر کو کمان مین پیوستہ کر کے بقوت تمام مارا
وہ تیر سہر بھر کر اُس مینار کی جڑ مین غرق ہوگیا اور ایرج اُس مینار سے اُترا بیلدارون کو بلوا کر کھدوانے کا حکم
دیا ہرچند بیلدار انکار کرتے رہے کہ ہم ہرگز نہ کھودینگے معلوم نہین کہ کس بلا مین گرفتار ہو جائینگے مگر ایرج
نے نہ مانا اور خود بھی کدال اُٹھا کر کھودنا شروع کیا اور بیلدارون سے بھی بہ جبر کھدوانا شروع کیا تا اینکہ کھودتے
کھودتے وہ مینار ہلکر گر پڑا اب جو دیکھتا ہی تو ایک تختۂ سنگ گران نمودار ہی اور ایک قلابہ اُسمین لگا ہوا ہی ایرج
نے اُس قلابے کو پکڑ کر خوب زور کیا کہ وہ تختۂ سنگ اُکھڑ آیا اور دہرہ نقب کا دکھائی دیا اور ایک ہواے گرم
وتند اُس نقب سے ایسی نکلی کہ ایرج تاب نہ لا سکا اور ہٹ کھڑا ہوا جب وہ ہواے گرم موقوف ہوئی تو ایرج
روشنی کرا کے اُس نقب کے اندر گیا بعد ایک سو ساٹھ زینے کے ایک برنجی دروازہ دکھائی دیا مگر مقفل اب ایرج
حیران ہوا کہ اس قفل کو کیونکر کھولے چہار طرف دیکھنے لگا کہ ایک طاق پر کنجی سی دکھائی دی ایرج نوجوان نے
اُس کنجی سے قفل کھولکر دروازہ وا کیا اور اندر چلا گیا دیکھتا کیا ہی کہ چار طرف کوٹھے مقفل ہین اور کنجیان اُنکی
لنڈون مین لٹک رہی ہین ایرج نے کنجیان اُتار کر اُن سب کوٹھون کو کھولا اور اُن کوٹھون کے اندر گیا
جا کر کیا دیکھتا ہی کہ ایک مین روپیہ ایک مین اشرفیان ایک مین جواہر ایک مین نرے صندوقچے مقفل رکھے
ہوئے ہین اور کنجیان اُنکے برابر رکھی ہوئی ہین اُسنے ایک کنجی اُٹھا کر ایک صندوقچے کو کھولا دیکھا کہ اُس صندوقچے
مین ایک مار سیاہ گنڈلی مارے ہوئے بیٹھا ہوا ہی اُس مار سیاہ کو دیکھکر یہ بہت خائف ہوا کہ یہ بلاے بد ہی
مگر غور سے جو دیکھتا ہی تو اُسمین مطلق حس و حرکت نہین ہی اور بیچ مین اُس گنڈلے کے قبضہ شمشیر آبدار کا معلوم
ہوتا ہی ایرج یہ دیکھتے ہی خوش ہوگیا اور سمجھا کہ یہی تیغۂ دودمی ہی بس اُس تلوار کو نکالکر جو قبضے پر ہاتھ
ڈالکے کھینچتا ہی تو وہ شمشیر آبدار نظر آئی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی کمر مین لگا کر باہر آیا اور سب
مال و خزانہ نکلوانا شروع کیا یہ دیکھتے ہی بادشاہ و وزیر مع رعایاے شہر ایرج نوجوان کے قدمون پر
گر پڑے اور دین آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے دارا شاہ سے کہا کہ اے دارا شاہ اب مین دشت
کافور کو جاتا ہون کہ اقبال شاہ میرا بادشاہ وہان موجود ہی دارا شاہ نے کہا کہ مین بھی آپ کے ساتھ
ہون اور بارہ ہزار کی جمعیت لیکر ایرج کے ساتھ ہوا اور ایرج نوجوان نے وہان سے کوچ کیا اور منزل
بمنزل چلنا شروع کیا اب اسکو تو راستے ہی مین چھوڑیے اور کچھ حال اقبال شاہ کا سنیے کہ یہ جو قلعے
نہ طاق سکندریہ مین پہونچا تو میعاد رشک دراز گردن نے بہت اچھی طرح اقبال شاہ کو رکھا
اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا احوال ایرج نوجوان کا استفسار کیا اقبال شاہ نے کل کیفیت
ایرج کی از ابتدا تا انتہا بیان کی اور کہا کہ اے میعاد رشک دراز گردن نجومی یہ کہتے ہین
کہ ایرج زندہ و سلامت ہی باشوکت و صولت پیدا ہوگا میعاد نے بھی اپنے یہان کے اہل نجوم کو جمع کر کے

استفسار کیا اُن سب نے عرض کیا کہ حضور اسی مقام پر باشان وشوکت پیدا ہوگا اقبال شاہ نے کہا کہ کتنی مدت مین اُنھون نے کہا کہ اسکا جواب کل دینگے میعاد رشک دراز گردن نے اُن سب کو رخصت کیا علی الصباح وہ سب پھر حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ ای شہریار چار مہینے کے بعد ایرج یہان آئیگا اور ایسے وقت مین آئیگا کہ آپ کمال مصیبت مین مبتلا ہونگے اقبال شاہ یہ سنکر چپ ہو رہا اور ایک ایک دن اُسنے گنا شروع کیا تا اینکہ چند روز کے بعد میعاد رشک دراز گردن کے بھائی معاد رشک دراز گردن نے کہ اُسکا ملک اُسکے ملک سے تین منزل تھا معلوم کیا کہ میعاد آفتاب پرست ہو گیا ہی ایرج مارا گیا اور اقبال شاہ یہان آیا ہی اُسنے مشورہ کارون سے کہا کہ ارے یہ تو بڑا غضب ہو گیا کہ میعاد آفتاب پرست ہو گیا اور اپنا دین چھوڑ کر پرایا دین اختیار کیا اس ملعون کو سزاے کافی اور تعذیر وافی دینا ضرور معلوم ہوتی ہی مشورہ کارون نے عرض کیا کہ حضور اس ارادے سے باز آئیے اور ہرگز ایسی جرأت نہ کیجیے مفت مین آپ کو ذلت حاصل ہوگی اور مآل کار کچھ بھی حاصل نہ ہوگا وہ آپ سے بہت زبردست اور قوی ہی فوج اُسکی آپ کی فوج سے کہین زیادہ ہی غالب آنا کیسا مساوات بھی تو دشوار ہو جائیگا یہ سُنکر معاد نے کہا کہ پھر کیا کیا جاے کوئی تدبیر تو ایسی چاہیے کہ وہ ملعون پھندے مین پھنسے اور مین اُسے اچھی طرح بسزا پہونچاؤن یہ سُنکر سبھون نے اپنے اپنے سر زانوے فکر پر جھکا لیے اور غور کرنا شروع کیا بڑی دیر تک سب غور و تامل کیا کیے مگر دُر مقصود ایک کے ہاتھ نہ آیا لیکن وزیر کی عقل لڑگئی اور اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ خداوندا اس غلام کے ذہن مین ایک امر آیا ہی اُسے بہ توجہ سماعت فرماکر غور فرمائیے اگر پسند خاطر فیض مآثر ہو تو اُسپر کاربند ہوجیے معاد نے کہا کہ جلد بیان کر وہ کیا امر ہی شاید تیرا ہی تیر عقل ہدف مقصود پر جا بیٹھے وزیر نے عرض کیا کہ حضور میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ آپ میعاد کو بہ بہانۂ دعوت طلب فرمایے جب وہ یہان آجاے تو کھانے پانی وغیرہ مین بیہوشی دے کر اُسے گرفتار کر لیجیے یہ تجویز اُس وزیر کی معاد کو بہت پسند آئی اور بہت خوش ہوا اور اُسی وقت میعاد رشک دراز گردن کو پیام دعوت بھیجکر طلب کیا جب وہ آیا تو اُسی ترکیب سے اُسے گرفتار کر لیا اور جو لوگ اُسکے ساتھ آے تھے اُنکو بھی مقید کر لیا اور حکم دیا کہ فوج مین کمر بندی ہو مین اقبال شاہ پر فوج کشی کرونگا اور میعاد کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے اپنے سامنے طلب کیا اور کہا کہ او میعاد رشک دراز گردن یہ تجھے کیا خبط اور جنون ہوا تھا کہ اپنے دین آبائی کو ایک ادنے شخص کی تعلیم سے چھوڑ کر دین باطلہ آفتاب پرستی کو اختیار کیا اور پرستش لات اعلی اور منات معلی کی چھوڑ کر آفتاب کی پرستش اختیار کی جلد لعنت کر دین آفتاب پر اور بت پرستی کو حق جان ورنہ تجھے بعذاب الیم مار ڈالونگا میعاد نے کہا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی کہ مجھکو بہ نامردی گرفتار کرکے یہ کلام بدانجام پیش کرتا ہی مگر خیر اب تو مین تیرے قبضے مین ہون چاہے مار ڈال اور چاہے رہا کر لیکن مین دین آفتاب پرستی ہرگز ترک نہ کرونگا یہ سنکر معاد نے کہا کہ خیر اب تو مین اقبال شاہ کو تنبیہ کرنے جاتا ہون وہان سے آلون تو پھر تجھے سمجھ لونگا تو جائیگا کہان اور یہ کہکر میعاد کو زندانخانے مین بھیجدیا اور خود فوج ولشکر لیکر اقبال شاہ پر آیا ہرکارون نے یہ خبر اقبال شاہ کو پہونچائی کہ میعاد کو تو معاد نے بدغابازی بحیلۂ دعوت بلاکر گرفتار کر لیا اور اب بجمعیر فوج کثیر لیکر آتا ہی یہ سُنتا تھا کہ اقبال شاہ کے ہوش وحواس پراگندہ ہوگئے اور ہاتھ پانون مین رعشہ پڑگیا لیکن بہ مجبوری بہ خیال ننگ لشکر اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا یہ خبر ہرکارون نے معاد کو پہونچائی کہ اقبال شاہ

لشکر کثیر لیکر آیا ہی یہ خبر سنکر معاد نے طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوادیا دوسرے دن دونون لشکر صف آرائے میدان نبرد ہوے چھ میدا نداریون مین تمام سردار اقبال شاہ کے زخمی ہوئے اور بہت سی فوج کام آئی اور اقبال شاہ خود بھی مجروح ہوا مجبور ہوکر قلعہ مین بھاگ آیا اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور خندق پُرآب کروادی پل تختہ اُٹھوا لیا گولندازون کو توپون پر بٹھا دیا جب یہ خبر معاد کو ہوئی تو وہ اپنا لشکر لیکر قلعہ پہ آیا چہار طرف سے قلعہ کو گھیر لیا کئی روز تک تو قلعہ کو گھیرے ہوئے کھڑا رہا کئی دن کے بعد طبل جنگ بجوا کر قلعہ پہ یورش کی اور گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچگیا اب اقبال شاہ گھبرا گیا اور اُسکو یقین ہوگیا کہ اب قلعہ ہاتھ سے جاتا ہوا اسلیے کہ جب لب خندق معاد پہونچگیا تو پل تختہ لگا کر دروازے پر آجانا کیا بات ہی اُسی گھبراہٹ مین نجومیون سے ملا کر کہا کہ تمنے جو حکم لگایا تھا کہ ایرج نوجوان چار مہینے کے بعد پیدا ہوگا تو وہ چار مہینے تو گذر گئے اور اس مصیبت سے بڑھکر کون مصیبت ہوگی کہ ہماری جان ہی پربنی ہوئی ہی نجومیون نے عرض کیا کہ حضور متردد نہ ہون دل کو ٹھہرایے ایرج نوجوان آیا ہی چاہتا ہی اور نیر اعظم کی مدد ہوا ہی چاہتی ہی اقبال شاہ نجومیون سے یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ گولندازون نے عرض کیا کہ حضور بہت فلیتے باڑھ کے داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہی حکم دیا کہ اچھا اب ہاتھ روک لو دیکھو کہ اتنے گولون مین کوئی گولہ تھا کہ اُس حرامزادے کے لگا یا نہین یہ حکم سنکر گولندازون نے ہاتھ روک لیا اور جب دھوان برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ معاد مع فوج لب خندق کھڑا ہوا ہی تمام اہل قلعہ مین کل جل مچگئی اور اقبال شاہ سے گولندازون نے عرض کیا کہ حضور وہ ملعون تو سب گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچ گیا اقبال شاہ بھی مضطر و پریشان ہوکر دعائین مانگنے لگا کہ ای نیر اعظم ای آفتاب تابان اب وقت مدد ہی ابھی اقبال شاہ یہ دعا مانگ ہی رہا تھا کہ گرد و غبار جانب صحرا سے بلند ہوا اور ایرج مع دارا شاہ نمایان ہوا اہل قلعہ نے ایرج نوجوان کو دیکھکر طبل شادمانی بجانا شروع کیا اور ایرج نے بعد دریافت حال مرکب کو اُڑا کر نعرہ کیا کہ او عادی پھر قلعہ کی طرف سے ورنہ کل فوج تیری تباہ کیے دیتا ہون ادھر سے تو ایرج نوجوان نے یہ نعرہ کیا اور اُودھر سے آواز طبل شادمانی کی سُنائی دی معاد نے اُسوقت پکار کر کہا کہ ای اہل قلعہ اپنے مارے جانے کی یہ شادی کر رہے ہو اُنھون نے جواب دیا کہ نہین بلکہ تیرے مارے جانے کی یہ خوشی کر رہے ہین کہ پھر ایرج نے نعرہ کیا کہ او عادی پھر قلعہ کی جانب سے ورنہ لشکر تیرا تباہ کیے دیتا ہون معاد نے جو پھر کر دیکھا تو دیکھا کہ ایرج ایک بہت بڑے کرگدن پر سوار چلا آتا ہی بس یہ بھی اپنے مرکب کو چمکا کر مقابل ایرج نوجوان ہوا اور اہل قلعہ سے پکار کر کہا کہ بس اسی پاجی کے آنے پر اسقدر پھولے ہو کہ طبل شادمانی بجانے لگے دیکھو ابھی مین اسکا کام تمام کرتا ہون اور اسے مار لون تو پھر قرار واقعی تمھاری خبر لونگا القصہ ادھر سے معاد بڑھا اور اُودھر سے ایرج لپکا دونون مقابل یکد گر ہوئے ایرج تو پہلے ہی میعاد کے گرفتار ہونے کا حال سُن چکا تھا معاد سے کہا کہ او عادی حیف ہی تیری جرأت پر کہ تو اپنے بھائی کو دغابازی گرفتار کر کے اُسکے قلعہ پر چڑھ آیا ہی اور پھر باوجودیکہ ان لوگون نے تیرا مقابلہ کیا اور زخمی ہوکر فرار اختیار کر کے قلعہ بند ہو گئے اوسپر بھی تو انکا پیچھا نہین چھوڑتا مفرور کا تعاقب کرنا کون سی بہادری ہی اونا مرد لعنت ہی تجھپر بس یہ کلمہ سننا تھا کہ معاد آگ ہوگیا اور کہا کہ میعاد تو میرا بھائی تھا اُسے مین نے گرفتار کر لیا کہ اُسنے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے آفتاب پرستی اختیار کی تھی تو کون ہی کہ اُسکا حمایتی بنکر آیا ہی اور آیا ہی تھے یہ کہکر لگی گرز ایرج کے حوالے کیا ایرج نے کلہ عمود پکڑ کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر معاد چھوڑ نہ دے تو ہاتھ اسکا اکھڑ جائے بسبب خوف جان کے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ کر

ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالدیا معاد بھی اُس سے لپٹ گیا اور زور ہونے لگے مرکب تو اس کشمکش مین بیٹھ گئے اور یہ دونون مرکبون سے کود پڑے اور کشتی ہونے لگی سر شام ایرج نے معاد کو زیر کر کے مشکین اُسکی باندھلین یہ معرکہ دیکھکر اقبال شاہ نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور اپنے لوگون سمیت قلعہ سے باہر آکر ایرج سے ملاقات کی اور اُسے اندرون قلعہ لیگیا اور بہت تزک و احتشام سے ایرج کی دعوت کی بعد فراغ طعام ایرج نے معاد کو اپنے سامنے بلوایا اور دین آفتاب پرستی کی جانب دعوت کی معاد دین بت پرستی کو ترک کر کے بصدق دل آفتاب پرست ہوا ایرج نے اُسے قید سے رہا کیا اور حکم دیا کہ میعاد کو طلب کر معاد نے میعاد کو طلب کیا وہ بھی آکر قدمبوس ہوا دو چار روز ایرج وہان رہ کر سبھون کو ساتھ لیکر جانب ملک فرنگوشیہ روانہ ہوا دوسری منزل پر ایک دیو پیدا ہوا اور اقبال شاہ کو اُٹھا کر یہ آواز دیتا ہوا اڑا ہی ہوا کہ ای ایرج منم دیو قہار تو نے میری معشوقہ کو قتل کیا یعنے انضروت جادو کو گلا گھونٹ کر دریا مین ڈالدیا اب مین تیرے بادشاہ کو اُٹھائے لیے جاتا ہون کہ تو بھی تو اسکے فراق مین اُسی طرح رو کہ جس طرح مین انضروت جادو کے فراق مین تڑپ رہا ہون اور ای ایرج مین نہ طاق سکندری مین رہتا ہون اگر تو یہ چاہتا ہی کہ اقبال شاہ کو میرے پھندے سے چھڑاوے تو نہ طاق سکندری مین آنا اور یہ کہکر پرواز کیے ہوئے چلا گیا ایرج اس واقعہ سے بہت پریشان ہوا اور وہین سے عنان عزیمت کو طرف نہ طاق سکندری کے منعطف کیا جب چند روز کے بعد وہان پہونچا خیمے اپنے استادہ کراے کل ہمراہی اپنے اپنے خیمون مین گئے یہ اپنے خیمے مین داخل ہوا شب بھر استراحت کی علی الصباح نہ طاق سکندری کے دیکھنے کو چلا جا کر کیا دیکھتا ہی کہ تلے اوپر نو رنگ کے نو طاق بنے ہوئے ہین اور ہر طاق ہزار ہزار گز کا رفیع و وسیع ہی اور اوپر اُس نہ طاق کے ایک عمارت عالیشان رفیع المکان نظر آتی ہی اور ایک جانب کو زینے لگے ہوئے ہین ایرج اُس زینے پر چڑھتا ہوا اُس عمارت پر گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین بلکہ رشک فردوس بریں بنا ہوا ہی ہوائے خوش اور طرب افزا چلی آتی ہی ایرج چہار طرف سیر کرنے لگا چلتے چلتے ایک جانب کو گیا دیکھتا ہی کہ ایک اژدر آتش فشان منہ کھولے ہوئے بیٹھا ہوا ہی اور قلا بہاے آتشین منہ سے چھوڑ رہا ہی ایرج نے اُسکے قریب جا کر ایک تیر چلہ کمان مین پیوستہ کر کے جو مارا تو داہنی آنکھ اُسکی کور ہو گئی دوسرا تیر اور مارا کہ بائین آنکھ بھی اندھی ہو گئی مگر اُس اژدہے نے بعد کور ہو جانے کے جو نفس کشی کی تو ایرج زمین سے اُکھڑ کر اُسکے مُنہ کی طرف چلا جس وقت برابر وہان اژدر کے پہونچا تو اپنے حواس درست کر کے تیغہ دودمہ سکندری کمر سے لیکر اس زور سے مارا کہ آدھا منہ اُسکا کٹ گیا دوسرا تیغہ اور مارا کہ بالکل سر اسکا کٹ گیا پھر تو ایرج نے تلوارین مار کر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور وہان سے آگے بڑھا دیکھا کہ ایک ایوان بہت بلند ایک جانب بنا ہوا ہی اور اُس ایوان سے ایک آواز دردناک آرہی ہی کہ افسوس صد افسوس قریب الموت شدیم و بمطلب خود نہ رسیدیم ایرج یہ آواز سنکر اُس ایوان کے اندر آیا دیکھا کہ اقبال شاہ ایک ستون سے بندھا ہوا غل و زنجیر مین گرفتار کھڑا ہوا ہی اور ایک دیو بہت زبردست قوی ہیکل دالان مین سو رہا ہی یہ معرکہ دیکھکر ایرج آگے بڑھا اور اقبال شاہ سے کہا کہ ای شہریار آپ گھبرایے نہین مین آپہونچا دیکھیے کہ مین اس دیو کو مار کر آپ کو کسطرح چھڑاے لیے جاتا ہون اقبال شاہ ایرج نوجوان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور ایرج نوجوان سے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ای ایرج نوجوان ای صاحبقران زمان خوش آمدی و صفا آوردی آپ اچھے وقت پر

تشریف لائے کہ یہ بدبخت و ناہنجار نالائق روزگار پڑا ہوا سو رہا ہی جلد اسے قتل کیجیے ورنہ اگر یہ جاگ اُٹھا تو قیامت
ہی برپا کر دیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ اے اقبال شاہ سوتے مین کسی کو قتل کرنا تو عین نامردی ہی مین اسے
ہوشیار کر کے مارونگا یہ کہکر قریب دیو کے جا کر ایک ٹھوکر ماری اور کہا کہ اے خوابیدہ بخت اُٹھ خواب خرگوش سے
جلد بیدار ہو کہ قضا تیری آن پہونچی یہ آواز سُنکر دیو چونک اُٹھا اور ایک چیخ ماری کہ ہان او آدمزاد تو آ پہونچا
خیر تو جاتا کہان ہی دیکھ تو کس طرح تجھے قتل کرتا ہون کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال زار پر نوحہ و بکا کرین
یہ کہکر اُٹھا اور دار شمشاد اُٹھا کر ایرج پر ماری ایرج نے وار اسکا رد کر کے یا نیر اعظم آفتاب تابان مدد دے
کہکر جو ایک وار تیغۂ دو دمہ سکندری کا اُسکی کمر پر مارا تو برابر اُس دیو کے دو حصے کر دیے اور اقبال شاہ
کو قید سے رہا کیا اب جو ادھر اُدھر نظر دوڑا کر دیکھتا ہی تو دیکھا کہ ایک جانب کچھ کوٹھے برنجی قفلون سے مقفل
ہین ایرج نے جو قفل اُنکے توڑ کر دیکھا تو خزانۂ عظیم الشان نظر آیا بہت خوش ہوا اور اُن کوٹھون سے وہ خزانہ
نکلوا کر چار ہزار شترون پر بار کرا کے وہان سے کوچ کیا اور راستے مین اقبال شاہ سے مشورہ کیا کہ اے
اقبال شاہ میرے ذہن مین یہ بات آتی ہی کہ مین خفیہ خفیہ اپنے ظاہر ہونے کی خبر مالک بن ملکوت شاہ سے کر دون
اور کہلا بھیجون کہ اے مالک بن ملکوت شاہ تم لندھور کو غافل کر کے وہان سے چلے آؤ اقبال شاہ نے کہا کہ ہان
ہان بہت اچھی بات ہی ضرور چاہیے جب اقبال شاہ نے بھی اس راے کو پسند کیا تو یکہ بہادر نام ایک شخص
اقبال شاہ کے ساتھ تھا اُس سے کہا کہ اے یکہ بہادر تو جا کر مالک بن ملکوت شاہ کو خفیہ میرا نامہ پہونچا دے
اور اُسکو جس طرح بن پڑے لے آ اُسنے عرض کیا کہ بہت اچھا مین ابھی جاتا ہون اور جس طرح بنتا ہی اُسے لیے
آتا ہون آپ ہر طرح خاطر جمع رکھیے کہ مین عیار پیشہ بھی ہون جس طرح بنیگا مین مالک بن ملکوت شاہ
تک پہونچونگا اور آپ کا نامہ اُس تک پہونچا ہی دونگا یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا اور اُسی وقت ایک نامہ
بنام مالک بن ملکوت شاہ بدین مضمون تحریر کر کے یکہ بہادر کے حوالے کیا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ
آگاہ ہو کہ مین الضروت جادو کی قید سے چھوٹ کر اور اُس لکاتہ کو مار کر نہ طاق سکندری سے اقبال شاہ
کو چھڑا لایا ہون تم میرا نامہ دیکھتے ہی جلد اپنے کو مجھ تک پہونچا دو اسلیے کہ ابھی خدا پرست میرے آنے سے
مطلع نہین ہین ابھی تمھارا نکل آنا سہل ہی اور اگر تمنے ذرا بھی تعویق کی اور خدا پرست میرے ظاہر ہونے
سے مطلع ہو گئے تو پھر نکلنا تمھارا بہت دشوار ہو جائیگا بس یکہ بہادر اُسی وقت اُس نامے کو لیے ہوئے
راہی ہوا بعد چند روز کے قریب شہر مشتری حصار کے پہونچ کر قیام کیا کہ وہان سے لشکر لندھور بن سعدان
کا پانچ چار کوس پر تھا اور اُس گانون مین ایک پیر زال اور ایک پیر مرد اُسکا شوہر ایک مدت سے قیام
پذیر تھا یکہ بہادر نے اُنسے جا کر ملاقات کی اور کہا کہ اے پیر مرد جلد میرے واسطے بیضۂ مرغ اور شراب مہیا کر
اُسنے کہا کہ صاحب ہمنے تو اُن چیزون کا نام بھی یہان نہین سُنا روٹی اور مٹھائی البتہ ممکن ہو سکتی ہی کہیے تو
جا کر مہیا کر لائین چونکہ یکہ بہادر نے کئی دن سے کچھ نہ کھایا تھا جھلا اُٹھا اور ڈانٹ کر کہا کہ نہین جس طرح
ہو سکے انڈے اور شراب میرے واسطے مہیا کر ورنہ مین بہت بُری طرح تجھسے پیش آؤنگا اور تیرے
ناموس مین خلل انداز ہونگا پھر تجھے روتے نہ بن پڑیگا مجھے تو ایسا ویسا نہ سمجھنا مین بہت بُرا آدمی ہون
اور اگر تو انڈے اور شراب مہیا کر لائیگا تو تجھے بہت کچھ انعام دونگا اور تجھسے بہت خوش ہونگا یہ سُنکر اُس
پیر مرد نے کہا کہ ارے صاحب ہم تو ایک کمزور اور بوڑھے آدمی ہین آپ کا کیا بنا سکتے ہین آپ زور آور آدمی ہین

جو چاہے وہ ہمارا حال بنائیے لیکن جب یہ اشیا یہان ممکن ہی نہین اور ممکن ہونا کیسا ہمنے کبھی نام بھی ان چیزون کا سوائے آپ کے اور کسی کی زبان سے نہین سنا تو ہم لائین کہان سے آپ کا غصہ بیکار ہی بس یہ سنتے ہی یکہ بہادر نے اُس پیر مرد کے کئی کوڑے بہت زور زور سے مارے کہ وہ پیر مرد تڑپ گیا اور بلبلا کر دعا کرنے لگا کہ ای پروردگار تو خوب جانتا ہی کہ ہم مظلوم ہین اس ظالم کو ظلم کی تو ہی سزا دینے والا ہی کہ ہم بالکل بے قصور تھے یہ سُنکر یکہ بہادر نے کہا کہ اب خدا تیرا تیری فریاد کو پہونچتا ہی اور یہ کہکر بارادۂ فعل بد اُس پیرزال کو اپنے آگے کھینچا یہ معرکہ دیکھکر وہ پیر مرد اور بھی بلک بلک کر رونے لگا اور دعا کرنے لگا اتفاقات روزگار قضائے کار ضیغم روز ہیجا شیر بیشۂ وغا نجم سپہر شجاعت دُر دریائے فتوت صف شکن وصفدر اسد بن کرب دلاور شکار کھیلنے کو نکلا تھا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑائے ہوئے چلا آتا تھا آتے آتے اس رباط کے پاس آکر اُس ہرن کو صید کیا مگر بسبب تمازت آفتاب کے تشنگی نے غلبہ کیا ایک درخت سایہ دار کے نیچے کھڑا ہو کر خیال کیا کہ اس رباط کے اندر میٹھا پانی ملیگا چلکر سیراب ہو جیے یہ خیال کر کے آگے بڑھا اور یہان اُس وقت پہونچا کہ یکہ بہادر اُس پیرزال کو عریان کر چکا تھا۔ اور وہ عورت چلا رہی تھی اور یکہ بہادر سے منت کر رہی تھی کہ ای شخص از برائے خدا مجھے چھوڑ دے اور بے عزت نہ کر ارے مین نے تو تیرا کوئی قصور نہین کیا اور دوسرے مجھ بڑھیا سے تجھے کیا حظ ہوگا لیکن وہ کسی کی نہین سنتا اور اپنے ارادے کو میان وقوع مین لایا چاہتا ہی اور جب وہ پیر مرد تڑپ کر فریاد کرتا ہی تو یہ اُسپر کوڑا اُٹھاتا ہی اور اُسے مارنے کا قصد کرتا ہی اور کہتا ہی کہ بس خاموش رہ نہین تو مارے کوڑون کے اُدھیڑ دونگا کیون تونے میری نافرمانی کی اب تونے میری عدول حکمی کی ہی تو اُسکا خمیازہ بھگت بس اسد غازی نے جو یہ نقشا دیکھا اُسکی تڑپ اور بیقراری پر رحم کھا کر اُس پیرزال کو اس حرامزادے کے پھندے سے چھڑا کر اسے گرفتار کر لیا اور کہا کہ او مردود تو حکومت صاحبقرانی کے احاطہ مین ایسے مظالم سخت کا مرتکب ہوا اب تو بھی اسکی سزا بھگت القصہ یکہ بہادر کو تو باندھ کر کھڑا کر دیا اور اُس پیر مرد سے کہا کہ ای پیر مرد صاف صاف اور مفصلاً بیان کر کہ یہ کیا ماجرا تھا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار اصل حقیقت یہ ہی کہ اس شخص نے آتے کے ساتھ ہی مرغ کے انڈے اور شراب مجھسے طلب کی اور کہا کہ اگر نہ لائیگا تو مین بہت بُری طرح پیش آؤنگا جب مین نے انکار کیا اور اس سے کہا کہ مین نے تو یہان ان چیزون کا نام بھی نہین سُنا اور آنکھ سے نہین دیکھا مین لاؤن کہان سے یہ سُنکر اُس شخص نے کئی تازیانے مارے کہ مین بلبلا گیا جب مین نے فریاد کی تو اُسنے میرے ناموس مین دست اندازی چاہی ای شہریار یہ تو بڑی قیامت کا مقام ہی کہ امیر حمزۂ صاحبقران کی عملداری مین ایسے مظالم سخت ہمپر گذر جائین یہ سنکر اسد غازی نے یکہ بہادر سے کہا کہ ای شخص خوب کان کھولکر سُن مین حضرت امیر حمزۂ صاحبقران کا نواسا ہون اسد بن کرب پُرحرب میرا نام ہی اور حرامزادے حلال زادے کو مین خوب جانتا ہون اگر تونے اپنی کیفیت مشرح ومفصل بیان کر دی تو تو خیر تجھے چھوڑ دونگا اور کچھ نہ کہونگا اور اگر تونے ایک شمہ بھر بھی جھوٹھ کہا تو قسم ہی اُسی پروردگار عالم کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ مین تیرے ٹکڑے ٹکڑے ہی نہ کر ڈالون تو اپنا نام اسد غازی نہ رکھون یکہ بہادر نے کہا کہ اچھا ای شہریار مین بھی صاف ہی صاف بیان کیے دیتا ہون ای شہریار مین ایرج نوجوان کا ملازم ہون یکہ بہادر میرا نام ہی ایرج نوجوان الضرورت جادو کی قید مین تھا اب وہ اُسے مار کر چھوٹا ہی اور نہ طاق سکندری سے خزانۂ کثیر اُسکے ہاتھ لگا ہی مجھے نامہ

نامہ دے کر مالک بن ملکوت شاہ پاس بھیجا ہے اسد غازی نے کہا نامہ مین دیکھون یکہ بہادر نے نامہ دیا اسد غازی نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی مشکین یکہ بہادر کی کھلوا دین اور کہا کہ تونے سچ سچ حال جو بیان کیا اس سبب سے تجھے چھوڑ دیا اب جہان تیراجی چاہے وہان چلا جا یکہ بہادر اسد کے پیرون پر گر پڑا اور عرض کیا کہ اب غلام کہان جائے مین حضور ہی کے پاس رہونگا اسد غازی نے کہا تو مسلمان ہو اور کلمۂ طیبہ تلقین کیا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اسد غازی نے کہا کہ ای یکہ بہادر مجھکو تو لشکر ایرج کی جانب لیچل اُسنے کہا کہ بہت اچھا اسد مع رفقا روانہ ہوا بعد کئی روز کے جہان لشکر ایرج نوجوان کا تھا وہان پہونچا دن کو تو دامان کوہستان مین رہا رات کو جہان لشکر پڑا تھا شبخون مارکے روانہ ہوا مگر ایرج نوجوان کا حال سنیئے کہ جس وقت قلعۂ قمر بخش کے قریب پہونچا ہرکارون نے عرض کیا کہ ای شہریار قارن قمر بین نجومی پیدل ہی آپ کی قدمبوسی کے واسطے آتا ہے ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار اُسے کوئی روکے نہین جب قارن قمر بین ایرج کی خدمت مین آیا نذر دی گرد پھر التصدق ہوا ایرج نوجوان نے کہا کہ ای قارن قمر بین ہمارے واسطے احکام نکالو اُسنے کہا بہت اچھا غرض اُسی وقت قارن قمر بین نے قرعہ پھینکا حال دریافت کرکے عرض کیا کہ آپ صاحبقران عالم ہونگے تمام ملک باختر مین آپ کا عمل ہوگا اور یہ چپکے سے کان مین کہا کہ ایک معشوق پر خواب مین عاشق ہوئے ہین اور ظاہر مین بھی اُسے دیکھا ہے جلد اُسکے وصل سے آپ کامیاب ہوا چاہتے ہین ایرج یہ سُنکر بہت خوش ہوا قارن قمر بین کو خلعت دیا دو پہر رات گئی تھی کہ پھر اسد بن کرب غازی شبخون لشکر ایرج پر کرا اور بارہ ہزار یوق برابر سے بجے لگی سوتے جاگتے کھاتے پیتے کو قتل کرنا شروع کیا خیمون مین آگ لگادی طنابین کاٹ دین اور لشکر والون کی یہ کیفیت کہ کچھ لوگ اس خیمے سے نکلے اور کچھ اُس خیمے سے باہر آئے یہ اُنکو حریف سمجھے اور وہ اِنکو حریف سمجھے باہم لڑنا شروع کیا اسد غازی یہ تماشا بھی دیکھتا جاتا تھا اور قتل مین بھی مصروف تھا یہان تک کہ تمام لشکر کو یونہین آپس مین لڑوا دیا اور کٹوا دیا اور خود بھی خوب قتل کیا تلوارین مارتا ہوا خزانے پر پہونچا جو نگہبان خزانے کے تھے اُنکو مارکر دو دو صندوق ہر قزاق نے اُٹھا اُٹھا کر اپنے اپنے مرکب پر رکھ لیے اور صاف نکلے ہوئے چلے گئے صبح کو ایرج جو سوکر اُٹھا غل سُنا کوئی شبخون آکر کرا اور خزانہ لوٹ لیگیا اور کئی ہزار آدمی مارے گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ کوئی اُئین کا بھی مارا گیا یا پکڑا گیا دریافت جو کیا تو کسی حریف کا لاشہ نہ تھا سب آفتاب پرست مارے گئے تھے ایرج حیران ہوا اور وہان سے کوچ کیا جب منزل پر اُترا چوکیسان پہرے قائم کیے ادھر اسد جو صندوق جواہر کے لوٹ لیگیا تھا جواہر تو اُنمین سے نکال لیا اور ہڈیان کنکر پتھر سرگین اسپ و خر جوتیان باندون کے چھلّے اُن صندوقون مین بھرکر آکر لشکر ایرج پر نعرہ کیا کہ ای آفتاب پرستان منم دارائے صاحب رائے سواد اعظم ہندوستان جانشین امیر حمزۂ صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان کہان جاتے ہو میرے ہاتھ سے یہ کہکر شبخون مارتا ہوا آپسمین اہل لشکر کو لڑواتا ہوا خزانے پر آیا نگہبانون کو مارکر وہ صندوق جو لیگیا تھا رکھدیے اور اور صندوق جواہر لیکر لڑتا ہوا چلا گیا ایرج پچھلے پہر سوار ہوا جدھر آتا تھا لڑائی موقوف ہوجاتی تھی آپسمین ایک دوسرے کو پہچانتا اور تا دم صبح لڑائی موقوف ہوئی ایرج نوجوان نے پوچھا کہ کوئی حریف بھی مارا گیا یا گرفتار ہوا دریافت کیا تو کوئی نہ تھا نہایت متحیر ہوا خزانے پر آیا حال خزانے کا دریافت کیا تو لوگون نے عرض کیا کہ وہ جو کل صندوق غائب ہوگئے تھے وہی رکھے گئے ہین

اور نہین گئے سب صندوق مقفل اُسی طرح ہین ایرج پھر بارگاہ مین آیا اور کہا کہ یہ کون شخص شبخون مارتا ہی لوگون نے بیان کیا کہ نعرہ تو لندھور بن سعدان کا تھا اقبال شاہ بولا کہ لندھور بن سعدان کا یہ کام نہین ہی ایرج بولا سچ ہی یہ کام اُسی دیوانے کا ہی ایک شخص نے عرض کیا کہ آواز بوق کی بھی تھی ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ چالاکی اُسی کی ہی آج رات کو مین خود طلایہ کا گشت پھرونگا اُسے گرفتار کرونگا میعاد رشک دراز گردن نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ تکلیف نہ اُٹھائین غلام یہ خدمت بجا لائیگا جب مجھسے کچھ نہ ہوسکیگا تو آپ سمجھ لیجیے گا ایرج نوجوان نے منظور کیا اور کہا کہ ای میعاد رشک دراز گردن اُس سے خوف نہ کرنا وہ بہت کمزور ہی میعاد بولا اُسے مین زندہ گرفتار کر لاؤنگا اور سر شام سے اپنے لوگون کو ساتھ لیکر طلایہ کا گشت پھرنے لگا اور ادھر اسد غازی کو ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر ایرج مین بڑی نگہبانی ہی اور میعاد رشک دراز گردن طلایہ کی گشت پر ہی اور ایرج نوجوان سے وعدہ کیا ہی کہ جو شخص شبخون کرتا ہی مین اُسے زندہ گرفتار کر لاؤنگا یا سر اُسکا کاٹ لاؤنگا فتاح پلنگینہ پوش اور اندلس تیز رفتار وغیرہ نے اسد غازی کو سمجھایا کہ ای شہریار آج نہ جائیے اسد غازی نے کہا کہ اگر آج نہ جاؤنگا تو وہ عادی کافر سمجھیگا کہ جو شخص شبخون مارتا تھا وہ مجھسے دب گیا آج جا کر اس کافر کو سزا دے آؤن تو پھر نہ جاؤنگا اور میعاد کیا مرغا ہی کہ جس سے مین دبونگا فتاح پلنگینہ پوش نے کہا کہ صاحبزادے ہم تمھارے ساتھ ہین جو تمھارا جی چاہے وہ کرو غرض پہر رات گئے اسد غازی سوار ہوا اور دو پہر رات گئے لشکر ایرج پر نعرہ کر کے گرا اور قتل کرنے لگا خیمون کی طنابین کاٹ دین آگ لگا دی اور غلغلہ ہوا کہ وہ حریف آیا آپسمین ہر ایک نے کہا کہ میان شب تیرہ و تار ہی خیمے سے باہر نہ نکلو اپنا بیگانہ پہچان نہین پڑتا یہ کہہ رہے تھے کہ قزاقون نے بھی طنابین کاٹ دین کسی کا مُنھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے پانون پر ضرب آئی بہت سے مر گئے ایک آدھ نے کہا کہ افسوس باہر نکلتے تو کچھ ہاتھ پانون ہلاتے یہان کتے کی موت مرتے ہین جی کا ارمان جی ہی مین رہا بعضون کا یہ نقشا تھا کہ رنڈی کے ساتھ سوتے تھے کہ غلغلہ شبخون کا جو ہوا اُٹھے مسلح و مکمل ہوئے کوڑہ تو بھولے رنڈی کی چوٹی پکڑ کر کھینچی اُسنے کہا کہ میان ہو تو حریف سے کیا لڑوگے تم تو آپ ناک چوٹی گرفتار ہو کہا کہ ہان بی بی بھول گیا چوٹی اُسکی چھوڑ دی باہر نکلے مارے گئے بعضے آپ بھی سیانے تھے مسلح و مکمل ہو کر نکلے سائیس نے بھی گھوڑا تیار کیا تھا مگر اگاڑی کھولی پچھاڑی کھولنا بھول گیا تھا میان جو آ کر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ مارتے ہین گھوڑا اچلتا نہین کوڑے بھی مارتے ہین جھنجلا بھی رہے ہین کہ چار سو کو لیا تھا وقت پر سقط ہو گیا ہی چلا نہین جاتا ایک کوڑا اور تے پر گھوڑے کے جو پڑا گھوڑے نے تلملا کر جھٹکا دیا میخ پچھاڑی کی اُکھڑ کر اُنکی پیٹھ پر پڑی سمجھے کہ حریف نے گرز مارا ہائے ہائے کر کے گرے اور حریف نے پہونچ کر اُنکے ٹکڑے کیے بعضون کا یہ نقشہ تھا کہ غل جو ہوا لنگی باندھے سوتے تھے آنکھ کھل گئی خدمتگار سے کہا کپڑے لاؤ اُسنے کپڑے لا کر سامنے رکھ دیے زیر جامے کو پائجامہ سمجھکر دونون آستینون کو پانون مین پہننے لگے وہ کب پانون مین آتی ہین درزی کو گالیان دے رہے ہین کہ کہا تھا حرامزادے سے کہ مُہریان تنگ نہ رکھنا اُسنے تنگ کر دی ہین خدمتگار نے کہا کہ پیر و مرشد یہ جامہ ہی زیر جامہ نہین ہی کہا میان سچ ہی بدحواسی مین کچھ معلوم نہین ہوتا بعضون نے زیر جامے کو جامہ سمجھکر دونون ہاتھ مُہریون مین ڈال دیے اور میانی مین سر ڈالے ہوئے مثل شیخ سدو کے کھیل رہے ہین درزی کو گالیان دے رہے ہین کہ کہا تھا حرامزادے سے کہ گریبان تنگ نہ رکھیو نہ باناطرہ بران یہ کہ گریبان رکھا ہی نہین خدمتگار نے کہا پیر و مرشد یہ جامہ نہین ہی زیر جامہ ہی کہا کہ بدحواسی مین کچھ معلوم نہ ہوا غرض عجب کیفیت ہی اور اسد قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی

کہ میعاد کو خبر پہونچی کہ وہ حریف آ پہونچا میعاد اُسی طرف آ پہونچا جب اسد غازی کے قریب پہونچا للکارا کہ باش ای خیرہ سر تو نے تو غضب کیا کہ خزانہ لوٹ لیگیا بہت سے لوگون کو قتل کیا اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا اسد نے کہا او حرامزادے وہ تیرا آقا جو ہی بزاز بچہ ہین اُنکو کیا سمجھتا ہون تو کیا ہی میعاد در شک دراز گردن نے کہا ارے تو ایرج نوجوان صاحبقران کو بُرا بھلا کہتا ہی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر آرہ پشت پر مارا اسد غازی نے آتے ہی ارے پر تلوار ماری کہ ارے کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین رہگیا وہ بھی پھرا کر مارا اسد غازی نے خالی دیا بعد اُسکے اسد غازی نے تلوار ماری کہ میعاد کی کمر پر پڑی کہ تمام تیر و ترکش کو کاٹ کر چار آئینہ پر آئی یاقوت درمیان چار آئینہ کے تھا اُسپر تلوار ٹھہری اگر وہ نہ ہوتا تو میعاد کے دو ہی ٹکڑے ہوئے ہوتے اسپر بھی پہلو کو کاٹا کہ آنتین نکل آئین میعاد پکارا کہ ہاے مجھے مارا اور پیٹ پکڑ کے جھکا جھکتے ہوئے پر اسد غازی نے دوسری تلوار ماری کہ پشت و شانہ نشانہ ہوا تیسری تلوار سر پر ماری کہ زخم کاری لگا کھاتے ہی اس زخم کے میعاد بھاگا بھاگتے ہین چوتڑون پر تلوار پڑی لوگ میعاد کو لیکر بھاگ گئے سامنے سے چلے گئے اسد غازی بھی لوگون کو قتل کرتا ہوا صاف نکلا ہوا چلا گیا جب صبح ہوئی میعاد کو ایرج نوجوان کے سامنے لاے میعاد تو بیہوش تھا لوگون نے حال بیان کیا ایرج نوجوان نے اُسکے زخم مین ٹانکے لگوائے جب میعاد کو ہوش آیا ایرج سے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان آپ تو کہتے تھے کہ اسد دیوانہ بہت کمزور ہی مین نے تو اُنکو اژدہاے وہان پایا آپ سے مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو جائیگا ایرج نوجوان سمجھا کہ یہ شاید اسد غازی نہین ہی کوئی اور ہی کہا خیر آج رات کو مین خود مستعد رہونگا یہی باتین تھین کہ یکہ بہادر نے جو نامہ ایرج نوجوان کا لیکر مالک بن ملکوت شاہ کو لینے گیا تھا سامنے سے آکر سلام کیا ایرج نے یکہ بہادر سے کہا کہ کیون تو نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو دے آیا بولا کہ نامہ کیسا جان میری بچگئی اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور کہا کہ از روے ترس مین اسلام اختیار کر کے اسد غازی سے اپنی جان بچاے رہا مجھکو اپنے ساتھ لیے ہوئے آپکے لشکر پر آیا کئی شبخون مار چکا ہی اور اس وقت دامان کوہستان مین فلان مقام پر گھوڑون کے نعل بندھوا رہا ہی مین فرصت پا کر نگاہ بچا کر یہان چلا آیا ایرج پکارا کہ او حرامزادے جب بہت سے آدمیون کو قتل کرا چکا خزانہ میرا لٹوا چکا تب آکر مجھے خبر دی ہی یہ کہکے تلوار کھینچکر ماری کہ یکہ بہادر کے دو ٹکڑے ہوئے اور ہرکارون کو حکم دیا کہ جا کر اسد غازی کی خبر تو لاؤ کہ کسی مقام پر ہی یا نہین اُسی وقت ہرکارے گئے اور خبر لاے کہ سچ ہی اسد نعلبندی کروا رہا ہی بس ایرج بہ جلدی تمام سوار ہو کر بہ جیہۂ قتل اسد غازی چلا اسد یہان بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہی کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ایرج کو میری خبر کسی نے دیدی ایرج مجھپر آتا ہی اور کہا کہ دیکھو تو یکہ بہادر کہان ہی عرض کیا کہ وہ بڑی دیر سے یہان نہین ہی بولا کہ معلوم ہوا یہ فساد اُسی نے برپا کیا ہی جلد سوار ہو یہ سوار نہ ہونے پائے تھے کہ ایرج نے نعرہ کیا کہ باش او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے اور ادھر اسد للکارا کہ او کرپاس فروش بچۂ بزازی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرنا خداے ما بزرگ است اور بوق بجا کر گرا لشکر ایرج پر لگی تلوار چلنے غلغلۂ دار و گیر بلند ہوا مگر اسد کا یہ عالم ہی کہ لڑتا جاتا ہی اور پسپا ہوتا جاتا ہی یہانتک کہ لڑتے لڑتے دامن کوہ مین پہونچا کہ وہ پہاڑ بہت بلند تھا پس مع اپنے سمند کے اُس پہاڑ پر چڑھگیا اس امید پر کہ دن کو پہاڑ پر سے لڑیے اور رات کو اُدھر سے اُتر کر چلے جائیے اب اوپر جو پہاڑ کے آیا اور دیکھا کہ وہ پہاڑ اسقدر بلند ہی کہ اگر کودے تو زمین پر

آتے آتے جان نکلجاے بلکہ زمین معلوم نہین ہوتی ایک تاریکی سی نظر آتی ہی بس اسد بہت پریشان ہوا کہ افسوس مفت مارے گئے اب کسی طرح جان نہین بچتی آپ اپنے بیرون سے اجل کے مُنھ مین آے رفقانے کہا کہ پیرومرشد خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا آج کی شب تو جس طرح ہو بسر کیجیے صبح کو جیسا ہوگا سمجھا جائیگا اسد بولا کہ ہان بھائی جو مرضی الٰہی لیکن ایرج جو زیر کوہ آیا چاہا کہ اوپر پہاڑ کے جاے تمام رفیق مانع ہوئے کہ شام قریب ہی ایرج نے کہا کہ یہ دیوانہ نکلجائیگا پھر میرے ہاتھ نہ لگیگا قارن قمر بین بولا کہ اے شہریار اس سے اطمینان رکھیے اور کسیطرف راستہ نکلجانے کا نہین ہی مجھکو خوب معلوم ہی پہاڑ نہایت بلند ہی اگر اسد رات کو چلاجاے تو آپ مجھکو جھوٹا جانیے گا اس عرصے مین اور لشکر ایرج کا آگیا حکم کیا کہ گھیر کر درہ کوہ کو اُترو کہ یہ دیوانہ نکلکر چلا نہ جاے تمام لشکر ایرج اُس پہاڑ کا محاصرہ کرکے اُتر پڑا ایرج جاکر خیمے مین داخل ہوا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا مگر یہان اسد کمال فکرمند ہی کہ افسوس ہاتھ سے اس بچہ بازاری کے تو مارا گیا اور ان سبھون کو بھی قتل کرایا سکوت مین بیٹھا ہوا ہی اور غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا ہی جملہ رفقا بھی حیران و پریشان بیٹھے ہین کبھی اسد کہتا ہی کہ چچا فتاح آپ تو باوا جان کے ساتھ رہے ہین بہت سے شبخون مارے ہین کوئی تدبیر تو بتایے فتاح نے کہا کہ میری جان مجھکو اگر کوئی تدبیر سوجھتی تو مین بیان نہ کرتا سواے مرجانے کے اور کوئی تدبیر نہین ہی سو پہلے ہم اپنی جان نثار کرلین تب تمپر آنچ آنے دینگے اسد نے سر جھکالیا و پھر باغبان فکر کو گلشن سینہ پر لاکے کار فرمایا کہ ہزار ہزار طرح کے گلدستے تدبیر کے لالاکر اُسنے سامنے کیے کوئی رنگ پسند نہ ہوا پھر سر اُٹھایا کہا کہ کیون چچا اندلس تم کوئی تدبیر کرو وہ بولا کہ صاحبزادے مین بھی متحیر ہون کیا کرون اگر فرمایے تو ایرج کو جاکر پکڑ لاؤن اسد نے کہا کہ اس سے بہتر تو کوئی تدبیر نہین ہی مگر ایرج ہاتھ نہ لگیگا آج کی رات وہ جاگ کر بسر کریگا اور اگر سو بھی جائیگا تو بڑی نگہبانی اور پاسبانی رہیگی اور قطع نظر اسکے قارن قمر بین ساہوشیار و دانا وہان ہی تم جاؤگے تو خطا اُٹھاؤگے اگر ایسا نہ جانتا تو مین خود جاتا اور اُس پاجی کو پکڑ لاتا یہ کہکر پھر سر جھکا لیا اکی نقاش خیال نے کچھ نقشے پیش کیے ایک نقشہ اُنمین سے پسند آیا اُچھل پڑا اور پکارا کہ وہ مارا لگا کودنے لگا ٹوپی اچھالنے اور کہا کہ میان تم سب خوش ہو کہ اس بلاسے خدانے نجات دی سب رفیقون نے عرض کیا کہ فرمایے تو کیونکر ہمکو نجات ہوگی بولا کہ دیکھو کسیطرح تمھین لیے چلتا ہون اور کہا کہ صاحبو تم سب بارہ ہزار ہو اور سب کے پاس کمندین ہین سب اپنی اپنی کمندین مجھے دو سب نے کمندین اپنی دین اسد نے ایک کمند دوسری کمندمین باندھی اور دوسری تیسری مین اور تیسری چوتھی مین اسیطرح ہزار کمندین بندھ گئین اب اسد نے پہلے ایک آدمی کو اُتارا وہ نیچے اُترا اور پھر چڑھ کر آیا کہا کہ شہریار نیچے زمین بہت صاف وشفاف ہی شوق سے چلیے اسد نے کئی کمندین اسی طرح جوڑ کر پہلے سب مرکب اُتارے بعد اُسکے تمام رفقا اور قزاقون کو اُتارا اور آپ کمندین پکڑے رہا جب سب اُتر چکے ایک قزاق کہ زجام اوتک اُسکا نام تھا وہ رہگیا اسد نے کہا کہ مین کمند پکڑے ہون تم بھی اُتر جاؤ مین کہین چھپ کر بچ جاؤنگا اُسنے عرض کیا کہ شہریار مجھکو اپنی جان سے آپ کی جان زیادہ عزیز نہین ہی آپ اُتر جایے مین کمند پکڑے ہون شہریار اگر مین ایک آپ پرسے نثار ہو جاؤنگا تو مین تو بوڑھا ہون آپ کے باپ کا رفیق ہون آپ میرے بال بچون کو بہت سا کچھ دینگے اور جو خدانخواستہ آپ کے دشمن مارے گئے اور ہم بچے تو کس کام کے ہم ایسے ہزارون نثار ہو جائینگے اور جو آپ نہ مانینگے تو مین اپنے تئین ابھی ہلاک کرونگا اُسوقت اسد نے کہا اے زجام مرحبا صد مرحبا رفیق جانباز ایسے ہی ہوتے ہین خیر اچھا تم یہان رہو کیا مجال ایرج کی جو تمھین قتل کرسکے اے زجام صبح کو ایرج جو تجھے ڈھونڈھتا ہوا پہاڑ پر آے اور حال میرا پوچھے تو صاف صاف حال میرا

کہدینا اور یہ کہنا کہ ای ایرج اسد نے کہدیا ہی کہ اگر زجام کو ایذا پہونچائی تو مین آکر تجھکو تیرے لشکر مین مار ڈالونگا اور جو زجام او تک کو تو ایذا نہ دیگا تو مین تیرا احسان مانونگا یہ کہکر کمند کا سرا زجام کے ہاتھ مین دیا اُسنے کمند پکڑی اسد اُتر گیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر مع رفقا ایک جانب کو چلا گیا زجام آکر ایک جا سو رہا جب چار پہر رات گذری اور صبح کو ایرج بیدار ہوا خیمے سے باہر آیا خبر پوچھی افسران فوج نے عرض کیا کہ ہم چار پہر رات جاگا کیے چڑیا تک نہین اُڑ جانے پائی ایرج خوش ہوا اور مسلح و مکمل ہوا رفیق بھی سب جمع ہوئے قارن قمر بین سے کہا کہ کیون قارن دیوانہ پہاڑ پر سے بھی تک تو نہین گیا قارن نے کہا کہ پیر و مرشد اُدھر جانے کا راستہ نہین ہی وہ جائیگا کیونکر یہی باتین کرتے ہوئے اوپر پہاڑ کے آے دیکھا تو پہاڑ پر کوئی نہین معلوم ہوتا ایرج نوجوان نے کہا ای قارن قمر بین معلوم ہوتا ہی کہ یہ دیوانہ کسی تدبیر سے چلا گیا اور غضب کیا تو نے کل مین پہاڑ پر چڑھتا تھا تو مانع ہوا آخر دیکھا تو تیے کہ وہ زندہ وسلامت چلا گیا قارن نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ پہاڑ پر چڑھ کے دیکھیے تو سہی مین نے جو عرض کیا وہ سچ ہی یا جھوٹھ ہی کہ راستہ نکلجانے کا ہی یا نہین اور جانا دیوانہ کا بڑا تعجب ہی ایرج پہاڑ پر چڑھ آیا ہرچند دیکھا کوئی آدمی نظر نہ آیا اور کسی کو نہ پایا اور بلندی کوہ کی اسقدر دیکھی کہ زمین نظر نہین آتی تھی حیران ہوکر بولا ای قارن تو سچ کہتا ہی یہان سے تو اُتر جانے کا راستہ نہین ہی پھر یہ دیوانہ کیونکر چلا گیا مگر یہ کیے کہ پر پرواز پیدا کرکے اُڑ گیا یا دیو پری آکر اُٹھا لیگئے یہ بات قابل قیاس کرنے کے نہین ہی یہی باتین کرتا ہوا پہاڑ پر سے نیچے اُترنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا ایک شخص دیوانے کے ساتھ کا کھڑا ہی ایرج نے اُسے اپنے پاس بلایا پوچھا کہ تو کون ہی وہ بولا کہ مین قورچی باشی کرب غازی کا ہون نام میرا زجام ہی ایرج نے کہا ای زجام سچ سچ کہنا کہ اسد کیونکر پہاڑ پر سے چلا گیا اور اگر سچ نہ کہیگا تو ابھی تجھے قتل کرونگا اُسنے تمام سرگذشت از ابتدا تا انتہا بیان کی کہ کمندین جوڑکر اُتر گیا ایرج نے کہا کہ یار وا ے دیوانہ کون کہے لاکھ سیانون کا ایک سیانہ ہی ایسی راہ ہولناک سے کس طرح سہل مین چلا گیا ہی اُسی کا کام تھا کمال عاقل ہی دیوانہ بکار خود ہوشیار جو سُنا تھا وہ اسد ہی ہی پھر ایرج نے کہا کہ ای زجام اب اسد کہان گیا اُسنے کہا کہ مجھے کیا معلوم اور لو فرضاً اگر معلوم بھی ہوتا تو مین کب بتاتا بس یہ کلمہ سُنکر ایرج اسقدر برہم ہوا کہ مارے غصّے کے بال تن پر کھڑے ہوگئے گویا کسی نے آتش اُسکے قلب مین مشتعل کردی حکم کیا کہ جہانتک مارا جاے اس نامعقول کو مارو پس جب اُسپر کوڑے پڑنے لگے زجام چلایا کہ ای آفتاب پرست جسقدر تیرا جی چاہے تو مجھے ایذا دے اسد اسکا عوض تجھسے لیگا تیرے بادشاہ کو اس سے زیادہ ماریگا اور مین تو اپنے آقا پر اپنی جان نثار کرچکا ہون غرض ایرج نے سو بانس زجام پر پڑوا ے جب وہ بیہوش ہوگیا کہا کہ قید کردو اور پہاڑ پر سے نیچے چلا ادھر اسد لشکر ایرج پر اور ہوتے ہوئے گر اخیمون مین آگ لگادی مال و اسباب لوٹا خوب آفتاب پرستون کو قتل کیا اقبال شاہ پائخانے مین چھپا تھر تھر کانپا کیا اسد مار پیٹ کر چلا گیا ایرج کو ہرکارون نے خبر دی کہ دیوانے نے لشکر پر شبخون مارا ایرج یہان سے دوڑا جب وہان پہونچا اسد جا چکا تھا اقبال شاہ کمال و جبہ خائف و ترسان ایرج کے پاس آیا کہا کہ آج جان ہماری بچگئی ایک نہ ایک دن دیوانہ مار ڈالیگا آپ ہمکو اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہین یہ تو بتلایے آپ جاکر کیا کرلیتے ہین وہ آپ کے ہاتھ لگتا ہی ایرج نے کہا ای اقبال شاہ اس دیوانے کو ناحق کا مجھسے بغض ہی خیر کبھی تو میرے ہاتھ لگیگا غرض رات کو تو آرام کیا صبح کو کوچ کرکے روانہ ہوا قریب قریۂ قارن کے پہونچا قارن نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ حضور اس ذرۂ بیمقدار کو سرفراز فرمائین اور جو کچھ ماحضر ہی اُسے تناول کرین تاکہ عزت غلام کی زیادہ ہوجاے مشہور رہیگا کہ صاحبقران آفتاب پرستان قارن کے گھر مین آیا تھا ایرج نے کہا ای قارن مین چلتا مگر مجھے دیوانے کا اندیشہ ہی کہ مین تمھارے ساتھ گیا اور دیوانے نے آکر لشکر کو میرے تاراج کیا سواے اس امر کے

اور کوئی اندیشہ مانع مجکو جانے کو نہین ہی قارن نے کہا کہ ای شہریار مین نے پیشتر سے کل سامان دعوت مہیا کر رکھا ہی اور حضور کے قدم مبارک نہ جائینگے تو سب خراب ہو جائیگا اور محنت میری رائیگان ہوگی ایرج بولا کہ تمھاری خاطر عزیز ہی اقبال شاہ کو لیجاؤ قارن کمال عزت وحرمت سے اقبال شاہ کو لیگیا اسد جو اُن کوہستان مین بیٹھا تھا ہرکارے نے آکر خبر دی کہ آج قارن نے دعوت کی ہی ایرج تو آپ کے خوف سے نہین گیا اقبال شاہ کو بھیجا ہی اسد بھی اپنے رفیقون سے کہہ رہا تھا کہ اس بزاز بچے نے زجام کو کوڑے مارے ہین اگر اسکے عوض مین اُسکے بادشاہ کو نہ مارا تو اپنا نام اسد نہین یہ خبر جو سنی کہ اقبال شاہ قارن کے قریے مین ہی شبرنگ عیار سے کہا کہ ہماری امانت لاؤ وہ امانت کیا ہی اسباب عیاری کا دستبقچہ شبرنگ نے سامنے لا رکھدیا اسد نے اُسے کھولکر سیاہ پاندھی گلے مین پہنی بانے عیاری کے بدن پر آراستہ کیے سیاہ دوشالے کا جھمپٹ مارا شبرنگ سے کہا کہ چلو عوض زجام کا لین شبرنگ ساتھ ہوا اسد وہان سے روانہ ہوا یہانتک کہ شہر قارن مین پہونچا ایک شخص سے مکان قارن کا پوچھا اُسنے جو دو سیاہ پوش دیکھے کہا کہ آپ کیون مکان قارن کا پوچھتے ہین کیا کام ہی کہا کہ اقبال شاہ کی دعوت ہی ہم پیچھے رہ گئے تھے اب آئے ہین اُسنے کہا کہ یہ راہ جو سامنے گئی ہی ادھر چلے جاؤ وہان داہنے ہاتھ کو راستہ پھرا ہی اور نخاسون کا محلہ ہی جب وہ کوچہ تمام ہوگا تو بائین ہاتھ کو مڑنا اور وہ بازار ہی جلاہون کا جب وہ تمام ہو تو پھر داہنے ہاتھ کو ایک گلی گئی ہی اُسطرف مکان کچھ مین اور دکانین صرافون کی ہین جب اُس بازار مین نکلو گے تو سامنے مکان قارن کا ہی اسد نے کہا ای عزیز مجھکو یہ راستہ کبھی نہ ملیگا تو مجھکو چلکر پہونچا آ مین ملازم ہون اقبال شاہ کا اپنے آقا کی خدمت مین جاتا ہون اور یہ پتا جو تو نے دیا اگر ہزار برس ڈھونڈھونگا تو نہ ملیگا اُٹھ میرے ساتھ چل رہبری کر مین تجھے روپیہ دونگا اُسنے کہا کہ مین فقیر ہون میرے مانگنے کھانے کا وقت ہی تم لاکھ روپیہ دوگے تو بھی نہ جاؤنگا مین نے پتا بتا دیا ہی چاہے تمھین راستہ ملے چاہے نہ ملے اسد یہ سنکر غضبناک ہوا بولا کہ تیرے بے وحدت کی ایسی تیسی کی تھی اب او مادر بخطا نہ چلیگا تو جان سے مار ڈالونگا اور خنجر کھینچا اُسنے خنجر جو دیکھا کانپنے لگا کہا چلیے آپ کچھ نہ دیجیے گا مین آپکو پہونچائے آتا ہون آئیے چلیے یہ کہکر ساتھ ہوا اور تا مکان قارن آیا اسد سے کہا کہ تو مین جاؤن اسد نے کہا ای فقیر تو یہین بیٹھ مین تجھکو ایک صراحی مرصع لاکر دونگا کہ تجھے تمام عمر حاجت بھیک مانگنے کی نہوگی وہ یہ سنکر خوب ہنسا کہا کہ آپ تشریف لیجائین مین کچھ آپ سے نہین مانگتا اسد نے برہم ہو کے کہا کہ تو مجھکو جھوٹا جانتا ہی خیر جھوٹھ سچ میرا تجھے معلوم ہو جائیگا خبردار یہان سے جانا نہین اور اگر تو چلا گیا تو قسم ہی اپنے دین ومذہب کی مین ڈھونڈھکر تجھے مار ڈالونگا بلکہ تیری ذریات مین سے کسی کو زندہ نہ رکھونگا اُسنے کہا آپ جایئے مین صبح تک تو یہان سے نہ ہلونگا اسد اُسے بٹھا کر روانہ ہوا آکر دیکھا کہ ٹھاٹھ بندی ہی شعل وچراغ روشن ہین ہجوم خلائق ہی انبوہ عام ہی ناچ ہو رہا ہی قانون وبین ورباب مرچنگ جلترنگ سارنگی بانسری الگوجہ بج رہا ہی ساقیان سیمین ساق صراحیان مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوئے پلا رہے ہین دورہ جام گردش مین ہی اقبال شاہ تخت زرنگار پر بیٹھا ہوا ہی رفیق گرد واطراف مین جواہر نگار کرسیون پر متمکن ہین قارن خدمتگزاری مین مصروف ہی اسد تماشائیون مین ملکر کھڑا ہوا لگا ناچ دیکھنے پہر رات گئے قارن نے کھانا اقبال شاہ کو کھلایا بعد اُسکے آتشبازی کا تماشا دکھلایا دو پہر رات گئے صحبت برخاست ہوئی طائفے وغیرہ سب چلے گئے اقبال شاہ پلنگ پر جا کے لیٹا دروازے بند ہو گئے اسد مع شبرنگ ایک گوشے مین پوشیدہ رہا جب دیکھا کہ اب کوئی ڈیڑھ پہر رات باقی رہی ہی اور سناٹا ہوا فقط پہرے والے اور خدمتگار رہگئے اُسوقت اسد نے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑائی کہ نگہبان ودرباسبان سب بیہوش ہو گئے اسد نے پکڑ کے خنجر سب کے سر کاٹے اور اقبال شاہ کو بیدار کر کے کہا کہ دیکھ رنگ محفل کو اقبال شاہ نے دیکھا کہ ایک شخص خنجر خون آلودہ لیے سر پر کھڑا ہی اور تمام فرش پر لاشون کا فرش ہی مسلخ قصابان معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر کانپ گیا کہا کہ آپ کون ہین اسد بولا کہ تو مجھے پہچانتا نہین ہی مین قابض ارواح کافران ملک الموت آفتاب پرستان اسد نوجوان ہون ارے حرامزادے تو نے اُس بزاز بچے کا

منع نہ کیا کہ زجام کو ذلیل نہ کرے زجام کو ایرج نے کوڑے مارے دیکھ تو اُسکے عوض مین تیرا کیا حال بناتا ہون اقبال شاہ نے سُوت دیا اور کہا ای شہسوار میدان یکہ تازی واہ اسد بن کرب غازی میری کیا خطا ہی مین پہاڑ پر کہان گیا تھا ایرج نے جو کچھ کیا زجام کے ساتھ پہاڑ پر کیا اور آپ کو اختیار ہی مجھکو چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے مین تقصیر ہون اور اقبال شاہ کانپ رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ اب تو مارا گیا یہ دیوانہ کسی طرح جیتا نہ چھوڑیگا اسد نے جو یہ حال اقبال شاہ کا دیکھا کہا کہ تو ڈر نہین مین تجھے مار نہ ڈالونگا تجھکو اپنے ملازم کے عوض مین پکڑے لیے جاتا ہون جب ایرج زجام اوتک کو چھوڑ دیگا مین تجھے چھوڑ دونگا یہ کہکر اقبال شاہ کو جبرًا قہرًا بیہوشی دے کر پشتارے مین باندھا شبرنگ کے حوالے کیا اور تمام اسباب جواہر نگار اُٹھا لیا کمند مار باہر آیا جہان فقیر کو بٹھا گیا تھا وہان پہونچا دیکھا وہ فقیر بیٹھا ہوا ہی صراحی مرصع فقیر کو دی اور کہا کہ اب جہان تیرا جی چاہے وہان جا فقیر تو خوشی خوشی چلا گیا اب آپ مع شبرنگ دروازۂ شہر کی طرف روانہ ہوا کوتوال شہر قمریہ کا کہ شعلۂ شب گرد اُسکا نام تھا وہ بیٹھا ہوا سر بازار شراب پی رہا تھا اتفاقات روزگار شراب اُسکے پاس ہو چکی ہی کچھ پیادون سے کہا کہ تم جاکر شراب لاؤ دس پندرہ پیادے روانہ ہوئے آپسمین باتین کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ یہ پہر رات نیر اعظم نے بخیر وخوبی بسر کی کوتوال کو کبھی ایسی مشقت نہین پڑی تھی اور حکم ہی قارن کا کہ رات بھر گشت پھرنا ایک بولا ہم حیران ہین کہ اب ڈر کسکا ہی جو یہ چوکی پہرا ہی ایک بولا مین نے سُنا ہی کہ کوئی اسد دیوانہ ہی کہ اُسنے مارے شبخون کے آفتاب پرستون کو دیوانہ کر دیا ہی اُسی کا اندیشہ ہی کہ اقبال شاہ یہان آیا ہوا ہی ایسا نہ ہو اُسے آکر ایذا پہونچاے ایک بولا کہ میان تمھین سودا ہی وہ یہان کہان آئیگا کوتوال صاحب شام سے گشت پھر رہے ہین جب سے اقبال شاہ یہان آیا ہی انتہا کا بندوبست ہی یہی باتین کرتے چلے آتے تھے کہ دیکھا دو سیاہ پوش چلے آتے ہین مگر پشتارہ بدوش ہین آپسمین کہا کہ میان یہ چور ہین کسی کا مال چرائے لیے جاتے ہین انھین گھیر کر آدھا بانٹ کر لو یہ صلاح کرکے آواز دی کہ ای رندو یہ مال کہان لیے جاتے ہو ہم بھی رند ہین آدھا ہمین دیدو نہین تو ہم تمھین پکڑ کر کوتوال کے پاس لیجائینگے پھر سب مال چھن جائیگا اور قید ہوگے بہتر یہ ہی کہ نصف ہمین دے کے چلے جاؤ اسد نے کہا کہ آؤ تم بھی مال لو اور پشتارہ رکھکے تلوار کھینچکر اُنپر گرا اور شبرنگ خنجر پکڑ کر ایک لمحہ بھر مین بارہ تیرہ کو مار لیا ایک بھاگ گیا ایک کو زندہ پکڑ لیا وہ کانپ رہا ہی اسد نے کہا کہ کیون تو بھی مال لیگا اُسنے کہا کہ پیرومرشد میری جان بخشی کر دیجیے تو بڑی بات ہی اور غلام کی دو جوروان اور چار لڑکیان ہین اُنکا کوئی خبر لینے والا نہین ہی اسد پکارا کہ اچھا مین تجھے نہ مارونگا مگر اس شرط سے کہ تجھے مین ستون سے باندھے جاتا ہون خبردار سوائے ایرج کے اور کسی سے کلام نہ کیجو جب ایرج تجھے بلاے اور تجھسے پوچھے اب حال کہہ تب ایرج سے کہیو کہ ای ایرج اقبال شاہ کو اسد بن کرب غازی پکڑ لیگیا ہی اور کہہ گیا ہی کہ مین اقبال شاہ کو عوض مین زجام اوتک کے پکڑے لیگیا ہون جس طرح تو نے زجام کے کوڑے لگواے ہین اسیطرح اقبال شاہ کو مین مارونگا اور جو تو زجام کو چھوڑ دیگا تو مین اقبال شاہ کو چھوڑ دونگا اور مین فلان پہاڑ پر بیٹھا ہون اگر تو لشکر وفوج لیکر میرے اوپر آیا تو اُسی وقت اقبال شاہ کا سر کاٹ ڈالونگا اور چلا جاؤنگا اور جو تو زجام کو خلعت دے کر چھوڑ دیگا تو مین بھی اقبال شاہ کو مخلع کر کے رخصت کر دونگا القصہ جس طرح تو میرے غلام سے پیش آئیگا اُسی طرح مین تیرے بادشاہ کے ساتھ پیش آؤنگا نام اس پیادے کا فرفرک تھا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار مین اس سے زیادہ کہونگا جیسا آپ فرماتے ہین مجھکو اپنی جان کا اندیشہ کیا نہین ہی آپ ایسے بہادر ہین کہ اس مردانگی سے جب تو اقبال شاہ کو پکڑ لیچلے تو مجھ غریب کا مار ڈالنا کتنا بڑا کام ہی مین ہرگز عدول حکمی نہ کرونگا جیسا آپ نے فرمایا ہی ویسا ہی بجا لاؤنگا اسد نے فرفرک کو ستون مین باندھ دیا اور دیوار قلعہ پر کمند مار کر صاف چلا گیا مگر وہ شخص جو بھاگا تھا وہ سیدھا کوتوال کے پاس پہونچا اور تمام حال شعلۂ شب گرد سے بیان کیا شعلہ وہان آیا جہان لڑائی ہوئی تھی دیکھا کہ لاشین پڑی ہوئی ہین اور ایک پیادہ

ستون سے بندھا ہوا ہی آگے آیا فرفرک کو پہچانا اُسے کھولا احوال پوچھا کہ کون تجھے باندھ گیا ہی اُسنے کہا کہ جسنے ان سب کو
قتل کیا کوتوال نے پوچھا ارے وہ کون ہی اُسنے کہا کہ مین ہرگز نہین کہنے کا کیونکہ اُسنے مجھسے قسم لے لی ہی کہ خبردار سواے
ایرج کے کسی سے کچھ نہ کہنا نہین تو رات کو آکر مار ڈالونگا سو مجھکو جان اپنی دینا منظور نہین ہی کوتوال نے کہا مفصل حال کہہ
نہین تو مین تجھے قتل کرتا ہون فرفرک نے چپ اختیار کی پھر نہ بولا ہرچند ڈرایا دھمکایا کوڑا مارنے کو اُٹھایا مگر اُسنے
جواب نہ دیا ادھر صبح کو گھر مین قارن کے غلغلہ اُٹھا کہ کوئی رات کو آکر بہت سے لوگون کو مار کر اقبال شاہ کو پکڑ
لیگیا اور اسباب بھی لوٹ لیگیا قارن قمر بین سر پیٹنے لگا کہ افسوس مین ایرج کے سامنے روسیاہ ہوا شعلہ فرفرک کو
لیے ہوئے پہونچا اور کہا کہ اسے حال معلوم ہی یہ نہین کہتا قارن قدمون پر گرا کہا کچھ تو حال بیان کر اُسنے کہا کہ مفصل
حال ایرج کے سامنے بیان کرونگا اور مجمل یہ ہی کہ اسد بن کرب غازی اقبال شاہ کو لیگیا ہی قارن نے کہا
ارے کیون لیگیا ہی فرفرک اب جو چپ ہوا تو پھر کچھ نہ کہا آخرکار قارن اُسے لیے ہوئے ایرج کے پاس آیا ایرج
اقبال شاہ کا حال پہلے سُن چکا تھا نہایت آزردہ خاطر بیٹھا تھا کہ قارن مع فرفرک اور شعلہ شب گرد پہونچا اور کہا کہ
یہ شخص حال اقبال شاہ کا جانتا ہی ایرج نے اُس سے پوچھا اُسنے جو کچھ کہ اسد کہہ گیا تھا سب بیان کیا ایرج کو تسکین
ہوئی اُسیوقت زجام کو زندانخانے سے بلایا قید اُسکے بدن پر سے دور کی سروقد تعظیم کر کے پاس بٹھایا اور کہا کہ اے
زجام تقصیر میری معاف کر اور خلعت دیا زجام سمجھا کہ اسد نے کچھ کارروائی کی جب تو یہ تیری تعظیم و توقیر کرتا ہی
زجام نے کہا اے ایرج مین نے پہلے تمسے کہا تھا کہ مجھکو ایذا نہ دو تمنے نہ مانا اور اپنے بادشاہ کو گرفتار کرایا ایرج نے کہا کہ جیسا
کیا ویسا پایا اور قارن سے کہا کہ اے قارن تم زجام کو گھوڑے پر سوار کر کے اپنے ساتھ لیجاؤ اسد فلان پہاڑ پر بیٹھا ہی
جاکر اس سے میرا سلام کہو اور زجام کو اُسے دے کے اقبال شاہ کو لے آؤ قارن نے گھوڑے پر زجام کو سوار کیا گھوڑا
باساز و یراق مرصع آراستہ تھا اور خلعت بھاری زجام کو دیا تھا قارن زجام کو لیے ہوئے وہان آیا جہان اسد پہاڑ پر بیٹھا تھا
قارن نے جھککر باادب سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ جس طرح حضور نے فرفرک سے فرمایا تھا ویسا ہی ایرج نے کیا یہ
زجام حاضر ہی بس اسد نے زجام کو دیکھتے ہی کہا کہ اقبال شاہ کو بھی خلعت پہنا کر لاؤ اُسیطرح اقبال شاہ کو گھوڑے پر
سوار کر کے قارن کے سپرد کیا اور کہا کہ ہمکو گلہ ایرج سے یہ ہی کہ اُسنے نہ طاق سکندری مین سے چار ہزار صندوق جواہر
و اشرفی کے پائے اور ہمکو ایک صندوق بھی نہ بھیجا آخر کو بزاز بچہ ہی اُسکا دل کیا ہی ایسی ہمت اُسے کہان پائی کھانے کو
اچھا اُسے ملا چھو گیا اصل پر اپنی گیا مگر خیر وہ پاجی ہی تو اپنے واسطے ہی یہ ایک صندوق ہماری طرف سے اُسے دینا
اور ملازمون سے کہلا بھیجا کہ لاؤ صندوق اُسی وقت صندوق اطلس سے منڈھا ہوا لاکر قارن کو دیا کہ یہ ایرج کو
ہماری طرف سے دینا اور ہماری دعا کہنا قارن اقبال شاہ کو اور اس صندوق کو لیکر روانہ ہوا ہر قدم پر
تعریفین اسد غازی کی کرتا جاتا تھا مگر بعد قارن قمر بین کے رخصت کرنے کے اسد نے کہا کہ اے چچا فتاح واے
چچا اندلس اب چلکر چھوٹے نانا لندھور بن سعدان کو دیکھیے اور مالک بن ملکوت شاہ کو چلکر سزا
پہونچائیے اور جو مین نہ جاؤنگا تو مالک بن ملکوت شاہ صاف نکلجائیگا اُسکو زجر و توبیخ کر کے پھر اس آفتاب پرست
کی خدمتگزاری مین آؤنگا یہ کہکر اپنے رفقا اور قزاقون سمیت ملک یسبائل کو روانہ ہوا ادھر قارن اقبال شاہ
کو ایرج نوجوان کے پاس لایا ایرج نے احوال پوچھا قارن قمر بین نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان جو اسد غازی
کو دیوانہ کہتا ہی وہ خود دیوانہ ہی اور جو اسد غازی کو نامرد کہتا ہی وہ خود نامرد ہی اسد مرد مردانہ اور شیر فرزانہ
ہی اور وہ دبدبہ اُسکے چہرے پر ہی معلوم ہوتا ہی کہ شیر بیٹھا ہی وہ باتین کرتا تھا میرا بند بند کانپتا تھا مین نے ایسا

بہادر نہین دیکھا اور گلہ کیا ہی کہ آپ نے خزانہ پایا اور ہمکو کچھ اُسمین سے نہ بھیجا اسد نے یہ صندوق آپ کو بھیجا ہی اور آپ ملک سبائل کو مالک بن ملکوت شاہ کی تنبیہ کے واسطے گیا ہی ایرج نے کہا لاؤ کہان ہی وہ صندوق دیکھون قارن قمر بین نے صندوق ایرج کے سامنے رکھا ایرج نے کہا کہ یہ صندوق تو میرے صندوقون مین کا ہی ارے کھولو تو اُس صندوق کو جو کھولا جواہر بیش بہا اور اشرفیان کہ جنپر سکہ سکندر ذوالقرنین کا تھا نکلین ایرج پکارا کہ یہ میرا صندوق ہی ارے بلاؤ خزانچی کو جب وہ آیا کہا کہ ہمارا خزانہ نہین ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ کے صندوق اسی طرح مقفل ہین ایرج بولا کہ ایک صندوق اُٹھا لاؤ مین دیکھون تو خزانچی مجبور حکم کے صندوق اُٹھا لایا جو تہین اُسے کھولا کیا دیکھتے ہین کہ اندر اُسکے سرگین اور کنکر پتھر ہڈیان اور خاک بھری ہوئی ہی اور صندوق منگوا کر کھلوائے اُسمین سے بھی یہی بلا نکلی بس ایرج نے سر پیٹ لیا اور کہا افسوس یہ دیوانہ مجھے لوٹ لیگیا ارے یارو اُسے دیوانہ کون کہتا ہی یہ تو لاکھ سیانون کا ایک سیانہ ہی اُسنے کلیجا میرا پکا دیا قسم ہی نیر اعظم کی کہ اگر حمزہ سے سامنا ہوتا تو مجھے اندیشہ نہ تھا مگر اس دیوانے نے مجھے دیوانہ کر دیا خیر جائیگا کہان میرے ہاتھ سے جب ہاتھ لگیگا سزائے معقول دونگا یہ کہکے کہا کہ صندوق کو صاف کر دین اور ملک گیری کرکے خزانہ جمع کرونگا اور حکم کیا کہ کوچ ہو طرف ملک سبائل کے یہ تو تعاقب مین اسد غازی کے روانہ ہوا لیکن اسد خدمت لندھور بن سعدان مین آیا سلام کیا پاس آکر بیٹھا لندھور بن سعدان نے پوچھا ای شہزادے اسد بن کرب غازی کہان سے آتے ہو اسد نے تمام حال ایرج کا بیان کیا اور کہا کہ نانا جان اُسنے جو خزانہ کہ نہ طاق سکندری مین سے پایا تھا وہ سب مین لوٹ لایا چار ہزار صندوق طلاے خالص کے آپ کے واسطے لایا ہون یہ لیجیے اور اسکا سکہ بنوا کر سب لشکر مین بٹوا دیجیے لندھور نہایت خوش ہوا اور سکہ کرکے لشکر مین بٹوا دیا دوسرے دن اسد غازی نے لندھور کو تنہا کرکے کان مین کہا کہ چھوٹے نانا مالک بن ملکوت شاہ کو قید کر لیجیے کسواسطے کہ یہ از روے ترس جان مسلمان ہوا ہی ہمسے موافق نہین ہی جس وقت یہ سُنیگا کہ ایرج پیدا ہوا بھاگ کر چلا جائیگا لندھور بن سعدان نے کہا کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ مسلمان نہین اور ایرج کے پاس کیونکر چلا جائیگا اسد غازی نے جو نامہ ایرج کا پکہ بہادر سے لیا تھا وہ لندھور بن سعدان کو دیا کہ ملاحظہ فرمایے لندھور نے اُسے پڑھا جب مضمون سے آگاہ ہوا کہا کہ اگر مالک بن ملکوت شاہ اس نامے کو دیکھکر کہے کہ مین نے تو ایرج کو کچھ نہین لکھا ایرج نے اگر مجھے لکھا ہی تو لکھا کرے مجھے اُس سے کچھ کام نہین مین آپ کے ساتھ ہون تو پھر شرمانا پڑیگا اس نامے سے مالک پر گرفت نہین ہو سکتی اسد غازی نے کہا مین آپ پر اسکا کفر ظاہر کر دونگا اور نامہ لندھور سے لے لیا اور ایک پیادے کو دے کر کہا کہ تو صورت آفتاب پرستون کی بنا کر جا اور یہ نامہ مالک بن ملکوت کو تنہائی مین دے اور یہ کہہ کہ یہ نامہ ایرج نے بھیجا ہی وہ بہت خوش ہوگا تجھے خلعت دیگا اور جو جواب اُسکا وہ لکھکر تجھکو دے تو اُسکو میرے پاس لے آنا وہ پیادہ اُسی طرح مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا وہ نامہ دیا وہ ایسا خوش ہوا کہ اُچھلنے لگا اُس پیادے کو گلے سے لگا لیا اور ہر دفعہ اُس سے پوچھتا تھا کہ ایرج بہت اچھی طرح سے ہی وہ کہتا تھا کہ ایرج نوجوان بڑی شان و شوکت سے ہی طلسم توڑا ہی خزانہ نکالا ہی اقبال شاہ ساتھ ہی جو جو یہ باتین مالک بن ملکوت شاہ سُنتا تھا خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا آخر کار اُس پیادے کو جواب نامہ لکھکر دیا اور مخلع بخلعت کرکے روانہ کیا اور کہا کہ تو جلد یہان سے چلا جا القصہ وہ پیادہ جواب لیے ہوئے اسد غازی کے پاس آیا اور سارا حال اسد سے بیان کیا اسد اُسے لندھور بن سعدان

کے پاس لایا اور جواب نامے کا دکھلایا لندھور بہت خوش ہوا اسد غازی کو گلے سے لگا لیا اور کہا مرحبا صد مرحبا
آفرین صد آفرین صبح کو مالک بن ملکوت بہت خوش وخرم باین ارادہ آیا کہ آج شکار کی رخصت لیجیے اور ادھر
سے اودھر چلے جایے بارگاہ مین آیا اور سلام کر کے بیٹھا پہلو مین اسد کو بیٹھے دیکھا جی مین کہا کہ یہ بلا تو گئی تھی پھر کہان
سے پیدا ہو گئی بس یا تو خوش تھا یا مرجھا گیا اسد نے پوچھا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ آج تم محظوظ آے تھے
کیا وجہ ہی کہ مجھے دیکھتے ہی پژمردہ ہو گئے مین نے تمھارا کیا بگاڑا ہی کیا ایذا پہونچائی ہی کچھ کہو تو مالک بن ملکوت
نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ آج مجھپر کیا اعتراض ہی کہ حضور یہ کلمہ فرماتے ہین اسد غازی نے کہا کہ ای مالک
تو جانتا ہی کہ مین بیخبر ہون رات کو نامہ ایرج کا تیرے پاس پہونچا اور جواب مین نامے کے تو نے ایسا کچھ لکھا
مین نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی کہ تو نے لکھا کہ اسد کے ہاتھ سے جگر خون ہو گیا ہی آپ کے پاس پہونچونگا تو عرض
کرونگا ظاہر مین اسلام لایا ہی اور باطن مین بھاگنے کی فکر مین ہی مالک بن ملکوت شاہ نے عرض کیا کہ مین ان
باتون سے آگاہ نہین ہون کسی دشمن نے از راہ بغض مجھپر بہتان کیا ہی اسد غازی نے کہا اگر یہ بات سچ ہو تو تیرا کیا
حال مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ جو چور کا حال وہ میرا حال اسد بولا یہی بات مالک نے عرض کیا
کہ ہان اسد غازی نے کہا کہ سب شاہد رہین بعد اسکے حکم دیا کہ لاؤ اُس پیادے کو اُسی وقت وہی پیادہ
جو رات کو مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا تھا آکر موجود ہوا اور اُسنے جواب نامہ کا جو مالک بن ملکوت نے
لکھا تھا دے دیا پس مالک اُسکو دیکھتے ہی کانپ گیا اور ایسا خوف غالب ہوا کہ مارے ڈر کے پیشاب خطا ہو گیا رنگت
زرد ہو گئی اسد غازی نے نعرہ کیا کہ باندھ لو اس حرامزادے کو پس لوگون نے دوڑ کر مالک اور نیلم وفیلم
زنگی اور انتر صبا اور نصر طراول کشتی گیر وغیرہ سب کی مشکین باندھین آہنگرون کو بُلا کر غل و زنجیر مین گرفتار
کر دیا زندانخانے مین بھیجدیا اور لشکر جو اسکے ساتھ تھا اُسکا محاصرہ کر لیا خزانہ سب لوٹ لیا لندھور بہت شاد
ہوا کہا کہ ای شاہزادے اسد بن کرب غازی اب ایرج کے مقدمے مین کیا کہتے ہو اسد نے کہا کہ آپ
بزرگ ہین جو بہتر جانیے وہ کیجیے مین آپ کے سامنے کل کا بچہ ہون آپ پیر جہان دیدہ وکار آزمودہ ہین مین
ناتجربہ کار ہون البتہ آپ تو صاف آدمی ہین مین عیار ہون لندھور بن سعدان بولا کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی
شخص جاکر راستے پر شہر فرنگوشیہ کے ایرج کو روکے جبتک مین لشکر تیار کر کے آؤن اور اُس آفتاب پرست
سے مقابلہ کرون اسد غازی نے کہا کہ مین موجود ہون جا کر اُسے روکونگا لندھور نے کہا کہ صاحبزادے
مین تمکو کیونکر کہون کہ جاکر اُس زبردست سے سامنا کرو ایرج بلاے بے درمان و آفت جان ہی خدانخواستہ
تمکو اگر گزند پہونچی تو مین روسیاہ ہوا مین اپنے سردارون مین سے کسی کو بھیجونگا اسد بولا چھوٹے نانا اُس
گرباس فروش بچۂ بازاری کی کیا حقیقت ہی ایک گگڑکی کے ساتھ پاجی کا پیشاب خطا ہو جاتا ہی مین جا کر اُسے
تنبیہ کرونگا جب تک آپ آئین مین اُسے آگے نہ بڑھنے دونگا اور جو آپ مجھے نہ جانے دینگے تو مین رنجیدہ
ہونگا اور نانا جان بغیر موت آے کوئی کسی کو مار نہین سکتا ہی نہین سنا ہی آپ نے شعر گر تیغ عالم بجنبد ز جاے +
نبرد رگے تا نخواہد خداے + لندھور بن سعدان نے کہا کہ صاحبزادے اچھا جایے خدا آپ کا نگہبان
ہی اسد بن کرب غازی اُسی وقت اپنے رفیقون سمیت روانہ ہوا راستہ فرنگوشیہ کا لیا بعد اُسکے لندھور
بن سعدان نے کہا کہ رہنا میرا اس مقام پر لاحاصل ہی لشکر تو عادل شیردل کے حوالے کیا اور کہا
کہ تم پیچھے پیچھے آؤ مین آگے چلتا ہون کس واسطے کہ اسد غازی جا چکا ہی اور چالیس ہزار سوار لیکر

ہمراہ

نقابدار سفید پوش بنکر روانہ ہوا لیکن ایرج نوجوان کا حال سنیئے کہ یہ کوچ بہ کوچ چلا آتا ہی سمت فرنگوشیہ سے
گرد و غبار کا تتق اُٹھا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا آواز بوق کے بجنے کی آئی ایرج نوجوان نے اپنے رفقا سے کہا
کہ یہ تو دیوانہ آتا ہی سبھون نے عرض کیا کہ آمد تو اُسی کی ہی یہ کہتے تھے کہ گرد شق ہوئی اور اسد بن کرب غازی
چوبیس ہزار قزاقون سے پہونچا صف باندھی میدان مین آکر نعرہ کیا کہ او بزار بچے کر پاس فروش آمیرے مقابلے
کو حال تجھے معلوم ہو جائیگا مالک بن ملکوت شاہ کو قید کر کے تیری گوشمالی کرنے آیا ہون ایرج نوجوان نے
اپنے دل مین کہا کہ یہ دیوانہ کیا بہادر و جری ہی از بسکہ مجھسے عمدہ برا نہین ہوتا اور پھر مانند شیر کے تیرے سامنے
آتا ہی مجھسے ناحق کی عداوت و بغض رکھتا ہی اور اپنے سردارون سے رخصت ہو کر فوراً مقابلے مین اسد
بن کرب غازی کے آیا بعد تگاورزنی کے ایرج نوجوان نے کہا کہ ای اسد غازی تو عبث مجھے عداوت رکھتا
ہی اسکا کیا باعث ہی ارے یہ وضع چھوڑ دے کہ تو کسی طرح مجھسے عمدہ برا نہ ہو سکیگا ناحق تو اپنے کو ہلاکت مین
ڈالتا ہی اسد بن کرب غازی نے کہا او بزاز بچے تو اپنے دل مین یہ گھمنڈ رکھتا ہی کہ مین زبردست ہون ارے
مین نے مارے تلوارون کے تجھے اُتو نہ کر دیا تو کچھ کام نہ کیا اور نام اسد غازی نہ رکھا دیکھون
کیا بہادری اور کیا دلیری تو کرتا ہی قدرت خدا کی کل کپڑا بیچتا تھا آج بہادر بنا ہی دیکھون تو کہ تو میرا کیا بناتا
ہی لاحرم یہ اپنا ایرج نوجوان نے کہا او دیوانے بدبخت مجہول العقل کیون شامت تیری آئی ہی قسم ہی نیر اعظم
آفتاب تابان کی یہ سب زبان درازی تیری بھلا دونگا بہتر ہی کہ اطاعت اور فرمانبرداری میری اختیار
کر و ورنہ بہت پچتائیگا اسد غازی غیظ و غضب مین آیا اور پکارا کہ او پاجی نالائق کیا بکتا ہی اُس وقت
ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار رہ اور نیزہ اسد غازی پر مارا اسد بن کرب غازی نے نیزے
کو تلوار سے قلم کیا اور وہی تلوار ایرج نوجوان پر ماری ایرج نوجوان نے تلوار سپر پر روکی اسد بن کرب
غازی نے دوسری تلوار ماری وہ بھی ردکی اب اسد بن کرب غازی برس پڑا کہ ایرج
نوجوان کو وار اُسکے روکنا مشکل ہو گئے اسد غازی نے سر سے پاؤن تک تلوار کا رجھاڑ باندھ
دیا چھڑا چھڑ تلوارین مار رہا ہی اور ایرج نوجوان کا بھی یہ عالم ہی کہ ہمہ تن چشم بنا ہوا ہی جہان تلوار
ماری وہین نگاہ پہونچی اور فوراً اُسکے وار کو روکا دو گھڑی تک اسد بن کرب غازی نے تلوار کا مینھ برسایا
آخر کو ایک مقام پر اسد غازی کا ہاتھ سست پڑا بس ایرج نوجوان نے تھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی ایرج
نوجوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکے یا نیر اعظم کہہ کے اُٹھا لیا
اور کہا کہ بتا تیرا اب کیا حال کرون اسد بن کرب غازی نے کہا کہ تو مجھے قتل کر مگر قزاقون نے ارادہ
کیا کہ اسد غازی کی مدد کرین اسد غازی نے آواز دی کہ خبردار تم لوگ میری مدد نہ کرنا
جاؤ اپنے اپنے مقامون پر اور پہلے بھی اسد بن کرب غازی نے اِن سب سے کہدیا تھا کہ اگر مین
گرفتار ہو جاؤن تو تم سب چلے جانا اور میری مدد نہ کرنا پس قزاقون نے پکار کے کہا کہ ای آفتاب پرست
اگر تو نے ایک رونگٹے کو ہمارے آقاے نامدار کے ایذا دی تو ہم تجھے بھی مار ڈالینگے یہ کہکر بوق بجا بجا کر صحرا کا
راستہ لیا یہان ایرج نوجوان نے اسد بن کرب غازی کو زمین پر پٹکا مشکین باندھین اپنی بارگاہ مین
لایا کہا کہ ای دیوانے یا تو دین آفتاب پرستی قبول کر کے میرے ساتھ رہ اور یا آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو
اسد بن کرب غازی نے کہا کہ او بیہودہ فلک سفلہ پرور ہی کہ تجھ نالائق کے ہاتھ سے مجھے گرفتار کرایا

توشوق سے میرا سر کٹوا کر فرخ تاجر کی جورو کے واسطے بھیجدے کہ وہ بہت خوش ہوگی اور اگر تجھکو یہ خیال ہی کہ مین تیری اطاعت کرونگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ مجھکو جان دینا قبول ہی اور تیری اطاعت نہین قبول ہی ایرج نوجوان نے کہا او دیوانے کل تجھے قتل کرونگا آج تو شام ہوگئی اور آہنگرون کو بُلا کر کہا کہ اسے غل وزنجیر مین مسلسل کرو اور لیجاؤ زندانخانے مین اقبال شاہ نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان اسد غازی کو اُسکے عیار چھڑا کر لیجائینگے اور پھر یہ دیوانہ کبھی نہ ہاتھ لگیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ مین اسکو بہت احتیاط سے رکھونگا کوئی اسکا سُراغ بھی نہ پائیگا یہ کہکر اسد بن کرب غازی کو صندوق مین بند کیا اور خزانچی کے حوالے کیا اور کہا کہ صندوقون مین جواہر کے اسے بھی رکھو صبح کو مین منگاؤنگا خزانچی صندوق اُٹھوا لیگیا اور قفل دے کر جواہر خانے مین رکھدیا اور چوکی پہرے والون کو تاکید کی کہ خبردار آج غافل نہ ہونا آج بڑی رقم یہان رکھی ہی اُنھون نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے ہم بہت ہوشیار رہینگے قضائے کار و اتفاقات روزگار جہان لشکر ایرج نوجوان کا اُترا ہی سامنے ایک پہاڑ ہو اُس پہاڑ پر ایک شخص رہتا ہی نہایت بہادر و شجاع بے بدل ہی مکار زمانہ قطاع الطریق مال مردم خوار نام اُسکا ضرغام شیر دل ہی ہمیشہ لوٹ مار پر اوقات بسری اُسکی ہوتی ہی اور چالیس چوٹٹے اسکے ساتھ مین وہ بھی علامۂ دہر اور آفت روزگار ہین اور ضرغام شیر دل لقا پرست ہی سُنا اُسنے کہ لشکر ایرج زیر کوہ اُترا ہی اور طلسم نہ طاق سکندری توڑ کر مال و خزانہ بہت سا لایا ہی ضرغام شیر دل نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ یارو کہانتک غریب آزاری ہم کرین اور روز لوٹ مار پر اوقات گذارین اس سے بہتر یہ ہی کہ ایرج نوجوان کے لشکر مین چلو اور جواہر خانہ اُسکا لوٹو ایک مدت تک کھائین سبھون نے عرض کیا کہ ہم بھی آپکے ہمراہ ہین چلیے پس ضرغام شیر دل اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا سر شام سے لشکر ایرج مین داخل ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی یہانتک کہ قریب خزانے کے پہونچا چارطرف سبھون کو پھیلا دیا اور جب رات زیادہ گئی تو ہوا کا رُخ دیکھکر بیہوشی اُڑانا شروع کی کہ سب پہرے والے اور خزانہ دار بیہوش ہوئے پس ضرغام شیر دل نے اسد بن کرب غازی کا صندوق کہ سب سے بڑا تھا اُسے اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا تمام طلایہ کی گشت سے بچتا ہوا اور اپنے کو بچاتا ہوا صحیح و سلامت لشکر سے نکلا اور پہاڑ پر پہونچ کر ضرغام شیر دل اپنے مکان مین آیا پہلے اُن چالیسون نے صندوق اپنے اپنے کھولے اشرفیان اور جواہر نکلا ضرغام شیر دل نے کہا کہ بھائیو میرے صندوق مین سب سے اچھا جواہر ہی دیکھو مین بھی کھولتا ہون یہ کہکر صندوق جو کھولا تو دیکھا کہ ایک آدمی مانند شیر کے بیہوش پڑا ہی نہایت آزردہ ہوا سبھون سے کہا کہ بھائیو ہماری محنت رائگان ہوئی سبھون نے عرض کیا کہ آپ ہمارے مالک ہین یہ مال آپہی کا ہی ہمکو جو آپ دیجیے گا وہ ہم لینگے مگر اسے ہوش مین تو لایے احوال تو پوچھیے کہ یہ کون ہی کیا اس سے تقصیر ہوئی ہی کہ ایسے مقام پر اسے بند کیا تھا ضرغام شیر دل نے اسد غازی کی صندوق سے باہر نکالا فتیلہ رفع بیہوشی دیا اسد غازی کی ناک سے چند قطرے آب کثیف کے گرے چھینک آئی آنکھ اسد کی کھلگئی اپنے کو ایک مکان مین دیکھا اور چند عیار وضع قطاع الطریق گرد و اطراف مین کھڑے ہوئے تھے ایک شخص کو دیکھا چست و چالاک بہادر و شجاع کھڑا ہوا ہی مگر آزردہ ہی اسد نے کہا کہ تم لوگ کون ہو اور مجھے کون پکڑ لایا ہی ضرغام شیر دل نے کہا کہ یہ مین بدقسمت ہون کہ جواہر سمجھ کے لایا تھا جواہر تو نہ نکلا آپ نکلے اسد غازی ہنسا

اور کہا کہ ای عزیز تو ناحق رنجیدہ ہی تجھکو بڑا فائدہ ہوگا تو مجھسے واقف نہین کہ مین کون ہون ضرغام نے کہا کہ کیا فائدہ مجھکو ہوگا اور تو کون ہی یہ جانتا ہون کہ تو ایسا خطاوار ہی کہ تجھکو خزانہ مین چھپا کر رکھا تھا مقرر صبح کو تجھے قتل کرتا افسوس کہ مال میرے ہاتھ سے گیا اسد نے کہا کہ ایک صندوق کے عوض دس صندوق مین تجھے زر و جواہر کے دونگا کہ پشت بہ پشت تک کے کھانے کو کافی ہوگا اور کم نہوگا ارے مین تو نواسا حمزۂ صاحبقران کا اسد دیوانہ ہون اور تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا بیان کیا اور کہا کہ ای ضرغام چوبیس ہزار قزاق میرے ساتھ ہین اور مین نے مال و خزانہ ایرج کا بہت سا لوٹا ہی تو جسقدر کہیگا مین تجھے دونگا اب تو قزاقی سے توبہ کر میرے ساتھ رہ مسلمان ہو مین تیرا بڑا ممنون ہون ضرغام نے جو سُنا کہ یہ اسد جن کر سب غازی ہی اور وضع بھی اسد کی پسند آئی ایک محبت اسد سے ہوئی پس ضرغام مسلمان ہوا اور کلمہ پڑھا اسد نے کہا کہ کوئی گھوڑا سواری کو لاؤ ضرغام نے گھوڑا حاضر کیا اسد سوار ہوا وہان آیا جہان اسکے لوگ تھے سب رفیقون نے جو اپنے آقا کو دیکھا نہایت خوش ہوے عرض کی کہ شہریار ہم سب اسی فکر مین تھے کہ اپنی جانین دین یا آپ کو چھڑا لائین اسد نے کہا کہ یارو سنو جب تک میری قضا نہین ہی کوئی مجھے مار نہین سکتا اور تم سبھون سے مین کہے دیتا ہون کہ جب مین گرفتار ہو جایا کرون تو تم سب لڑ بھڑ کر نکل جایا کرو اور جو ٹھہروگے تو گرفتار ہوکے مارے جاؤگے تمھارا خون تمھاری گردنون پر ہوگا ابھی دیکھو کہ خدا نے مجھے کیونکر چھڑایا اور چچا فتاح چلو لشکر ایرج پر وہ پاجی تو میرے قتل کرنے کی فکر مین ہی اُسے چلکر قتل کرون فتاح نے اتنا تو کہا کہ صاحبزادے ابھی اُسکی قید سے چھوٹ کر آئے ہو دو ایک روز تو صبر کرو اسد نے کہا کہ چچا کچھ تمھین خبر ہی مین جاکر مارونگا آپ جی چاہے چلیے اور جی چاہے نہ چلیے یہ کہکر بوق بجائی کہ قزاقان تیار شوید پس تمام قزاق تیار ہوے اسد نے نقاب بنفشہ رنگ منھ پر ڈالی اور بیابان کیطرف روانہ ہوا آکر لشکر پر ایرج کے گرا قتل کرنا شروع کیا غل ہوا کہ نقابدار بنفشہ پوش روز خون گراتا ہی سبکو مارے ڈالتا ہی ایرج صبح کو بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی اقبال شاہ بھی تخت پر بیٹھا ہوا ہی اور چاہتا ہی کہ اسد کو خزانے سے بلوائے اور قتل کرے کہ غلغلہ نقابدار کا سنا کہ لشکر پہ گرا ہوا قتل کر رہا ہی بجلدی تمام سوار ہوکر چلا اُسیطرف کو تمام لشکر ایرج کا تیار ہو گیا ہی اور کہ رہا ہی کہ بھئی یہ غضب کہان سے آیا کہ دنکو اگر لشکر پر گرا ہی ایرج صفون کو چیرتا ہوا وہان آیا جہان نقابدار لڑ رہا ہی نعرہ کیا کہ باش او نقابدار مفلوک روزگار کہان جائیگا آیا مین نقابدار للکارا کہ او نزا بچے تو میرا تو کیا اگر لیگا یہ کہکر مقابل ہوا اور لگا تلوارین مارنے دیکھنے والے کہتے تھے کہ کیا بہادر ہی کہ ایرج کو مہلت دم لینے کی نہین دیتا تلوار پر تلوار اسطرح برسا رہا ہی گویا ساون بھادون کی جھڑی لگی ہی جب نعرہ کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ ابر نو بہار گرج رہا ہی غرض ایسے تلوارون کے وار کیے کہ ایرج کو روکنا مشکل ہو گیا لیکن ایرج اپنے دلمین کہتا ہی کہ یہ شمشیر زنی تو اُسی دیوانہ کی معلوم ہوتی ہی مگر وہ کہان وہ تو تیرے خزانے مین قید زندان مین مقفل ہی یہان تو یہ اس شش و پنج مین ہی وہان اسد کی یہ کیفیت ہی کہ تلوار پر تلوار لگا رہا ہی کبھی ہتھکٹی مارتا ہی کبھی سر و کھا کر کینٹی مارتا ہی کبھی کڑک لگاتا ہی ہول مارتا ہی وہ تیاری ہاتھ کی ہی کہ کسیطرح رُکتا ہی نہین تلوار ہی کہ ایک بجلی درمیان لشکر کے کوندرہی ہی آخر کو جب ہاتھ اسد کا سُست ہوا ایرج نے تلوار اسد کی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ او دیوانے اب دیکھ تجھے کسطرح مارتا ہون ارے تجھکو کون چھڑا لیگیا تھا اسد بولا کہ میرا عیار اور قزاقون کو آواز دی کہ تم سب چلے جاؤ خبردار کوئی نہ ٹھہرو وہ تو گھوڑے اُٹھا کر لڑتے ہوئے چلے گئے اب اسد کو کسیکو نہ دیا اُسیطرح ہاتھ پر اُٹھائے بارگاہ مین لاکے زمین پہ پٹکا مشکین باندھین حکم ہوا کہ جلاد کو بلاؤ اور جلدی اسکی گردن مارو اور کہا او دیوانہ دیکھ اب بھی میری اطاعت کر مین تیری جرأت و شجاعت پر عاشق ہون مین نہین چاہتا ہون کہ تو مارا جائے گو کہ تو نے کیسی کیسی بدیان میرے ساتھ کین ہین مگر مین تیری جانکا دشمن نہین ہون اسد بولا او کرپاس فروش بچہ بازاری تو تو میرا عاشق نہین ہی یہ مجھکو بھی خوب معلوم ہی مگر فرخ تاجر

کی جورو تجھپر ضرور عاشق ہو تو میرا سر کٹوا کر اُسکے پاس بھجوا دے وہ تجھسے بہت خوش ہو گی اور تمام عمر تیری احسانمند رہیگی
پس جو نہین یہ کلمہ اسد کے مُنھ سے ایرج نے سُنا نہایت برہم ہوا اور بسبب غصہ کے قشعریرہ ہو گیا اور کہا کہ دیکھ اس سخن ناشایستہ
کی سزا ے شایستہ تجھکو دیتا ہون یہ کہکر دریافت کیا کہ کوئی جلاد ہی اُسیوقت ایک جلاد دلبناتر نگا قوی ہیکل قوی بازو قوی تن
سچ تو یہ ہی کہ اُسکے قد ناموزون کے بیان مین زبان قاصر ہی شعر حال کیا قامت کا اُس جلاد کی تحریر ہو + تھا دو بالا کچھ قد موزون
درخت تاڑ سے + سامنے آیا اور پاے تخت کو بوسہ دیا اور بولا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد
طعنہ بر صیاد چیست + کسکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا کسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی کون اسیر دام بلاے
ناگہانی ہی ایرج بولا کہ ای جلاد ہم سب اسکے خون کے پیاسے ہین چاہتے ہین کہ قد جو نمین خون اسکا پئین عرض کی جلاد نے
کہ ای شہریار آفتاب پرستان اگر حکم ہو تو اسے بارگاہ سے باہر لیجا کر قتل کرون ایرج نے کہا کہ نہین نہین میرے سامنے قتل کر اگر
تو باہر جائیگا تو کوئی اسکا دوست تجھسے اسکو چھڑا لیجائیگا اور مجھکو کمال رنج ہو گا جلاد نے عرض کیا بہت اچھا یہین گردن مارتا ہون
غلام کو کچھ جاے کلام نہین ہی جو مرضی مولی ہمہ اولے اب مین منتظر تین حکمونکا ہون ایرج نے حکم دیا کہ ای جلاد جلد اسے قتل کر
جلاد نے فوراً بموجب حکم ایرج کے ایک چبوترہ ریگ کا بنایا نطع اُسپر ڈالا اب اسد کا ہاتھ پکڑ کر لا کے نطعے پر بٹھایا اور کہا
کہ جو تجھے کھانا ہو کھا لے پینا ہو پی لے وصیت کرنا ہو کر لے جس عزیز کا دیدار دیکھنا ہو دیکھ لے جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے کہ وقت
تیرا آخر ہی اسد کی آنکھون مین آنسو بھر آئے بے اختیار دلکو رجوع طرف پروردگار عالم کے کیا اور دعا مانگنے لگا کہ ای خالق اکبر
عزت دینے والا بھی تو ہی ہی اور ذلت دینے والا بھی تو ہی ہی موت و زندگی بشر کی تیرے ہی ہاتھ ہی تجھے اختیار ہی جو تیرے نزدیک
مصلحت ہو وہ کر بعد اُسکے کچھ فلک کجرفتار سے شکایت کرنے لگا کہ کیون فلک ناہنجار وای گردون دون پرور ونابکار یہ کیا
تیرا شعار ہی کہ کسی سے تو موافقت نہین کرتا کہا شک تیری شکایت تجھسے کرون ہمیشہ تیرا یہی شیوہ رہا کہ شعر یکے را بسر بر نہد
تاج و تخت + یکے را بخاک اندر آرد ز تخت + خیر تو بھی اپنا حوصلہ نکال لے کوئی حسرت تیرے بھی دلمین باقی نرہجائے یہان
تو اسد بدرگاہ قاضی الحاجات دست مناجات بلند کیے یہ دعا کر رہا ہی اور شکایت فلک سفلہ پرور سے کر رہا ہی وہان کا اب
حال سُنیے کہ ایرج نے جلاد سے کہا کہ دیر کاہیکی لگائی ہی اُسنے کہا کہ آنکھون مین اسکے پٹی باندھ لون تو ایک ہی ہاتھ مارتا ہون یہ
کہکر جلاد بیٹھا ایرج نے جانا کہ یہ پٹی باندھتا ہی مگر جلاد نے اسد سے کہا شہریار مین آپکا غلام ضرغام ہون حضور اب مین
پائون کی رسّی کاٹے دیتا ہون آپ میری گردن پر سوار ہو جے مین لیے چلتا ہون یہ کہکر رسّی کاٹ دی اسد اُچک کر گردن پر
سوار ہوے اور جلاد سیدھا ہوا غل ہوا کہ جلاد نے اسد کو اپنے اوپر سوار کر لیا ایرج نے نعرہ کیا کہ پکڑ لو اُسے جلاد پکار اکہ او
آفتاب پرست منم ضرغام شیر دل لیچلا اپنے آقا کو اب دیکھون مجھسے کون چھین لیتا ہی یہ کہکر سراپچے کو پھاند کر لیکر روانہ
ہوا اور خنجر برہنہ ہاتھ مین تھا جو سامنے آیا اُسے مارا اسیطرح تمام لشکر سے نکل کر راہی ہوا ایرج جب تک سوار ہو کر
دوڑے اور تعاقب کرے ضرغام کا نام و نشان بھی نہ تھا ناچار ہاتھ ملکر رہگیا کہ ارے یہ دیوانہ کیا نصیبے ور ہی کس کسطرح
میرے ہاتھ سے بچا افسوس مگر اب جو ہاتھ لگیگا تو وہین مین سر اُسکا کاٹ ڈالونگا اور وہ ایک روز اسد کا انتظار کیا جب
اسد شبخون مارنے نہ آیا تو کوچ کر کے فرنگو شیہ کو روانہ ہوا مگر ضرغام نے اسد کو صحرا مین لا کر اُتارا رسیان ہاتھون کی
کاٹین مرکب پر سوار کیا اسد اپنے قراقوین آیا سبھون کو عید ہوئی سب دوڑ دوڑ کر لپٹنے لگے لیکن اب اسد نے اپنے دلمین
عہد کیا کہ ایرج سے اب سر بکھ ہو کر مقابلہ نہ کرونگا اور وہان سے لندھور کے پاس روانہ ہوا لیکن ادھر ایرج کوچ بکوچ
چلا جاتا ہی قریب فرنگو شیہ پہونچا ہی کوئی پہر دن چڑھا ہی کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا ہرکارون کو خبر کیواسطے بھیجا کہ گرد شق ہوئی اور
نقابدار چالیس ہزار سوار سے نمودار ہوا اور مقابل مین لشکر ایرج کے صف باندھی اُدھر ایرج کے لشکر مین صف آرائی ہوئی

نقابدار مرکب چمکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا ایرج مرکب کو بڑھا کر مقابل ہوا آنکا ورزنی ہوئی دونون رکاب برابر سے مرکبون کو رانون مین مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوے نقابدار نے کہا اے ایرج تو تو ملک باختر مین آیا ہی کیا باعث ہی یہ ملک لیا ہوا حمزۂ صاحبقران کا ہی ایرج نے کہا اے نقابدار تو نہین جانتا کہ لقا نے ملک باختر بخوشی مجھے بخشا ہی اور دختر بھی اپنی مجھے دی ہی حمزہ نے تو بجبر و تعدی لقا سے ملک چھینا ہی مین جسطرح ہوگا ملک باختر لونگا نقابدار بولا کہ کیا مجال کسیکی کہ ملک باختر کیطرف آنکھ ٹیڑھی کر کے دیکھ سکے ہم ملازم حمزہ کے ہین ایرج بولا خیر حال معلوم ہو جائیگا حمزہ تو میری نہیب شمشیر سے بھاگ گیا اب تو اسکا ملازم پیدا ہوا ہی دیکھون میرا کیا کرتا ہی اے نقابدار میری اطاعت کر نہین تو ہاتھ سے میرے ذلیل ہوگا نقابدار بولا اے آفتاب پرست تجھے بڑا گھمنڈ ہی غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی برابر رہے ایرج نے گرز مارا نقابدار نے روکیا اور اپنا گرز مارا کہ مرکب ایرج کا مارا گیا ایرج دوسرے مرکب پر سوار ہوکر تلوار کھینچکر دوڑا خوب تلوار چلی کہ تلوارون کی آریان بنگئین ہاتھونسے پھینک دین اور مرکبون سے اُتر کر لگی کشتی ہونے تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز ریلا پیلی کی ہونے لگی کبھی ایرج نقابدار کو ریل لیجاتا ہی اور کبھی نقابدار لے دوڑتا ہی ایرج نے نقابدار کو نو قدم لیجا کر جھٹکا دیا کہ دہنا گھٹنا اور بایان ہاتھ زمین سے لگ گیا مگر نقابدار نے گھٹنے کی کھا کر لنگر جو مارا ساق پا تک غرق ہوگیا ایرج نے خوب زور کیا جب لنگر نے نقابدار کے جنبش نہ کھائی ہاتھ اُٹھا لیا اب نقابدار ایرج کو لیکر دوڑا وہی آٹھ نو قدم یہ بھی لیگیا اور جھٹکا دیا کہ بایان گھٹنا اور دہنا ہاتھ ایرج کا زمین پہ جا لگا مگر لنگر جو مارا پشت پا تک غرق ہوگیا نقابدار نے ہر چند زور کیا کچھ نہوا اسیطرح کئی مرتبہ زور ہوئے انجام کار ایرج نے اپنے دلمین کہا کہ یہ ہی کون دیکھ تو سہی اور ہاتھ بڑھا کر بند نقاب کا توڑ ڈالا ریش سفید لندھور کی دیکھی ایرج نے لندھور کو جو دیکھا حیران ہوگیا اور کہا کہ قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی اگر مین جانتا کہ آپ ہین تو ہرگز نہ لڑتا اور اپنے دلمین کہا کہ اے ایرج اس پیرانہ سالی مین تو یہ قوت و طاقت ہی جوانی مین نہین معلوم کیا عالم ہوگا یہ حمزہ کا حوصلہ تھا اور قوت صاحبقرانی تھی کہ اسکو زیر کیا اور لندھور سے کہا کہ آپ کیون مجھسے پوشیدہ ہوکر لڑے لندھور بولا مین اسواسطے تمسے پوشیدہ لڑا کہ تمپر ظاہر ہو جاے کہ تم مجھپر غالب نہین ہوے اور مین تمپر کسیطرح زیادتی نہ کر سکا ایرج بولا اے لندھور حمزہ نے تمھین کسطرح زیر کیا تھا مین نے سنا ہی کہ حمزہ کی محبت مین تم مسلمان ہوے حلقۂ غلامی کا کان مین پہنا لندھور نے کہا اے ایرج جو تم کہتے ہو سچ ہی پہلی مرتبہ ملک ہندوستان مین ایسا ہی ہوا تھا مگر حمزہ قدرت رب جلیل شاگرد پسندیدۂ جبرئیل ہی کئی مرتبہ مجھکو زیر کیا ایرج نے کہا مرحبا جسکا نمک کھائے اسکو ایسا ہی بڑھانا چاہیے لندھور بولا اے ایرج ہم جھوٹھ نہین بولتے جب حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھر آئینگے اور تمسے مقابلہ ہوگا تو حال معلوم ہو جائیگا کہ مین جھوٹھا ہون یا سچا ہون ایرج نے کہا اے لندھور یہ تو ظاہر ہی کہ ہم تم دونون برابر ہین مگر مین ایک باختر کو لونگا لندھور بولا اے ایرج اگر تو مجھسے ملاپ کرے تو مین تیری بیعت کرنے کو موجود ہون مگر جو شرایط مجھسے اور تمسے ہو جائین تم اُسپر قایم ہو عہد شکنی نہ کرو جبتک حمزہ ظلمات سے پھرے ایرج نے کہا کہ مجھے سب قبول ہی لندھور نے کہا کہ ہم تم خیمہ مین چلکر بیٹھین تو کچھ گفتگو ہو آج تم بھی تھکے ہو مین بھی ماندہ ہون ایرج بولا کہ کیا مضائقہ ہی دونون اپنی اپنی طرف کو پھر گئے کھانا کھایا آرام کیا صبح کو دونون لشکرون کے درمیان مین ایک خیمہ ایستادہ ہوا ادھر سے لندھور عادل شیر دل فاضل شیر دل کو اپنے ساتھ لیے آیا اُدھر ایرج میعاد رشک درازگردن کو ہمراہ لایا دونون نے سلام کیا لندھور بھی دست بسر ہو کے خیمے مین آکر ایک مسند پر دونون بیٹھے بعد عیش و طرب کے ایرج نے کہا فرمائیے وہ شرطین کیا ہین لندھور نے کہا اے ایرج تمھارا ارادہ ملک گیری کا ہی یہ سب ملک حمزہ کے لیے ہوے ہین سب مسلمان ہین تم جس شہر کو جاؤ پہلے مالک کو نامہ لکھو کہ اگر میری بیعت کر اور خراج مجھے دے تو مین تمہارے دین و آئین سے متعرض نہونگا اگر وہ مانے تو بہتر ورنہ تم اُس سے لڑو مین اُسکی طرفداری نہ کرونگا دوسر

یہ کہ جو روپیہ جہان سے لو نصف بانٹ لو ایرج نے کہا مجھے سب کہنا آپکا قبول مگر معاملہ اسد کا کیونکر ہوگا لندھور بولا اے ایرج وہ نواسا ہی حمزہ کا مجھے اُسکے مقدمہ مین کچھ دخل نہین پس لندھور نے ایرج کی بیعت کی خیمون سے اُٹھے لندھور اپنے خیمہ مین آیا رفقاے لندھور بھی مع لشکر آچکے تھے سب گرد و اطراف مین بیٹھے کہ اس اثنا مین اسد مع رفیقون کے آیا اور سلام کیا لندھور نے تعظیم کی اور برابر بٹھایا اسد نے کہا کہیے تنہائی مین کیا گفتگو ایرج سے ہوئی لندھور نے کہا کہ مین نے بموجب وصیت امیر کے اُسکی بیعت کی کہ وہ فرماتے تھے کہ لندھور اگر تو حریف سے زور آزمائی مین برابر رہنا تو تو اُسکی بیعت کرنا جبتک مین ظلمات سے پھرون پس مین اُسپر غالب نہ آیا اور اکثر امیر نے کہا کہ ایرج میری اولاد مین ہی جو کوئی اُسے قتل کریگا مین اُسکی ذریات تک زندہ نہ چھوڑونگا اسد نے کہا آپ کیا فرماتے ہین آپنے تو اُسکی بیعت کی ہی لندھور نے کہا مین عدول حکمی امیر کی کیون کرتا اسد نے مونچھون کا پر تاؤ دیکے کہا اے ہندی مین حیلہ سازیان خوب جانتا ہون نانا جان نے کبھی یہ حکم نہ دیا ہوگا معلوم ہوا کہ آپ اُسکے ساتھ ہین خیر ہمارا بھی خدا ہی اور نہایت آزردہ اُٹھا اور کہا کہ ہم تو اُس آفتاب پرست کو مارینگے اور ضامن کو بھی اُسکے ساتھ دیکھ لینگے یہ کہکر مونچھون پر ہاتھ پھیرتا ہوا چلا گیا اور ملکوت شاہ وغیرہ جو قید تھے اُنکو اپنے ساتھ لیتا گیا لندھور نے جو سُنا کہ اسد قیدیون کو بھی لیگیا ہی بولا کہ مجھے اسمین کیا دخل اُسی نے تو مالک بن ملکوت شاہ کو پکڑا تھا بعد اُسکے لندھور نے قیماس خان خاوری کو بُلایا اور بہت اعزاز و اکرام کیا اور قاسم کو یاد کر کے رویا بعد اُسکے لندھور نے کہا اے قیماس خان مین پہلے ایرج سے پوشیدہ ہو کر لڑ چکا ہون جب اُسپر غالب نہ آیا تو بحسب ارشاد امیر مین نے اُسکی بیعت کی جب امیر ظلمات سے پھر آئینگے اُسوقت سمجھ لینا قیماس خان نے کہا کہ اے دارائے ہند مین کیا تمھارے کہنے سے باہر ہون جو مرضی تمھاری ہی مجھے تمھارے کہنے سے انکار نہین یہ کہکر اُٹھا اور بارگاہ سے باہر نکلکر سوار ہو کر شہر فرنگوشیہ کو چلا قضاءِ کار اثناے راہ مین خیمہ اسد کا تھا دروازے پر خیمہ کے جو پہونچا تو کیا دیکھا کہ آواز رونے کی خیمہ سے چلی آتی ہی قیماس خان نے لوگون سے پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہی کہا کہ اسد کا قیماس خان خیمہ مین آیا دیکھا کہ اسد بیٹھا ہی اور رو رہا ہی رفیق گرد بیٹھے ہین قیماس خان کو صدمہ ہوا پاس آکر سلام کیا کہ صاحبزادے آپ کیون گریہ و زاری کرتے ہین اسد نے کہا اے قیماس خان کیا گردش فلکی کا تم سے حال کہون کہ صاحبقران تو اس ہندی کو ملک باختر مین چھوڑ گئے تھے اور اپنا نائب کر گئے تھے کہ یہ میرے ملک کو آباد رکھیگا سو یہ ہندی نمک حرام اس پیرانہ سالی مین ایرج پر عاشق ہوا ہی چاہتا ہی کہ ملک باختر مین خلل انداز ہو اور وہ آفتاب پرست حرام کے لقمے کھا کھا کر مسٹنڈا ہوا ہی مین اس سے عہدہ برا نہین ہو سکتا نہ کوئی میرے شریک ہی مین نہ رؤن تو کیا کرون اگر کوئی میرے شریک ہو تو اُس آفتاب پرست کو ناک چنے چبوا دون قیماس خان نے عرض کیا کہ مین تمھارے شریک ہون تم سے بیعت کرتا ہون مجھکو اس ہندی سے کچھ سروکار نہین شہر فرنگوشیہ مجھکو صاحبقران نے دیا ہی مین اس آفتاب پرست سے لڑونگا اسد قیماس خان سے بہت خوش ہو گلے سے لپٹ گیا کہا کہ بہادر ایسے ہی ہوتے ہین اے قیماس خان تم اس آفتاب پرست سے سرکش ہو کر کاہیکو لڑو قلعہ کے اندر بیٹھے رہو اگر یہ بزازبچہ قلعہ پر یورش کرے تو مین مالک بن ملکوت شاہ کو تمھین دیتا ہون جب وہ قلعہ کے دروازے پر پہونچے تم مالک کو زیر تیغ بٹھانا وہ پھر جائیگا اور اُس سے کچھ نہو سکیگا اور اندر قلعہ کے تم لڑو باہر مین اُسکی دُرگت بنالونگا قیماس خان نے کہا اے نشان صاحبقران مین آپکے ساتھ ہون اور اسد سے بیعت کی اسد نے سب قیدیون کو قیماس خان کے حوالہ کیا بلکہ آپ ساتھ قیماس خان کے قلعہ مین پہونچا قیماس خان قلعہ کی آراستگی مین مصروف ہوا اور سب بھائیون اور لڑکون سے کہا کہ صاحبو مجھکو اس بزازبچے کی اطاعت کرنا منظور نہین ہی اور لندھور تو اُسپر عاشق ہو کر دیوانہ ہو گیا ہی سبھون نے کہا کہ ہمین تو آپکے ساتھ لڑنا اور مرنا ہی اور کسی سے سروکار نہین ہی یہان سب ترک سامان جنگ مین مصروف تھے مالک بن ملکوت شاہ کو زندانخانے مین بھیجا رسد جمع کرتے تھے ادھر اسد بن کرب غازی نے تمام مال و خزانہ جو ایرج کا لوٹا تھا اشرفیان

گلوا کر چوبیس ہزار بوقین سونے کی بنوائین اور سب قزاقون کو بانٹ دین اور کہا کہ صاحبو جب مین بوق بجاؤن تو پہلی آواز مین گھوڑون کو آراستہ کرنا اور دوسری آواز مین خود مسلح اور مکمل ہونا اور تیسری آواز کے ساتھ سب آکر موجود ہو جانا اور جب ہم حریف کے لشکر پر جائین شبخون یا روزِ خون مارین اور جسوقت ہم بوق بجائین کہ ای قزاقان بدر رو یدا اُسیوقت تم سب چلے جانا سبھون نے عرض کیا کہ بہت اچھا مگر یہ سب خبر لندھور کو پہونچی کہ اسطرح سے قیماس خان کو باغی کیا ہے اور اب یہ تدبیر کی ہے لندھور بہت آزردہ ہوا اور کہا کہ افسوس مفت مین یہ دیوانہ مارا جائیگا خیر مین ناچار ہون مگر اسد بوقین بنوا کر بانٹ چکا اور مال و جواہرات کو جا کر صحرا مین گاڑ آیا اور کمر قزاقی پر باندھکر کوہستان کو نکل گیا لیکن ایرج نے لندھور سے کہلا بھیجا کہ ہمارا اور آپکا لشکر ایک جگہ ہو جائے اور بارگاہ سلیمانی آپ مجھکو عنایت کرین لندھور نے یہ پیغام سنتے ہی لشکر اپنا شریک ایرج کیا اور ایرج سے کہا کہ آپ بارگاہ لیجیے مگر اس شرط سے کہ جب صاحبقران ظلمات سے مراجعت فرمائینگے مین بارگاہ لے لونگا اور بالفعل دنگل صاحبقران پر کسیکو بیٹھنے نہ دونگا اور تخت سلیمانی اُٹھوا لونگا اور دنگل اور تخت بچھا کر آپ بیٹھیے ایرج سے جو لندھور نے کہا سب قبول کیا لندھور نے سب باتون کا عہدنامہ لکھوا کر مہرین اُسپر کرا کے بارگاہ حوالے کی ایرج بہت خوش ہوا بارگاہ ایستادہ کروائی صاحبقران کے دنگل کی جگہ پر اپنا دنگل بچھوا کر بیٹھا اور تخت سلیمانی اُٹھوا کر اور تخت بچھوا کر اقبال شاہ کو بٹھایا دست راست مین جگہ لندھور بن سعدان کو دی دست چپ کو اپنے سرداروں کو بٹھایا جشن کیا اور بعضے راوی نے بیان کیا ہے کہ اپنے سردارون کو دست راست بٹھایا اور لندھور کو دست چپ کیطرف بعد اُسکے لندھور سے کہا کہ آپ جانتے ہین کہ ملک فرنگوشیہ میرا مولد و مسکن ہے اسکا مقدمہ کیونکر ہوگا لندھور بولا ای ایرج حمزہ صاحبقران نے شہر فرنگوشیہ ترکون کو دیا ہے قیماس خان اور ترک طہماس خجندی دونون ترکون کے افسر ہین تے قیماس خان کو بلوا کر راضی کیا تھا وہ بیعت پر تمھاری موجود تھا مگر اسد نے اُسے بھگا دیا اور مالک بن ملکوت شاہ جو قید تھا اُسکو بھی ترکون کے حوالے کیا وہ سب قلعہ کی آراستگی مین مصروف ہین لیکن ایک نامہ آپ لکھیے اور ایک مین لکھون اگر وہ راہ راست پر آئے تو فبہا نہین پھر سمجھ لیجیے گا ایرج نے کہا اچھا یہ بات بہت خوب ہے لندھور نے تو نامہ لکھکر اکرمہ ہندی کو دیا اور ایرج نے اپنا ایلچی سنجر آفتاب پرست کو کیا دونون نامہ لیکر روانہ ہوے یہ خبر اسد بن کرب غازی کو ہوئی پہلے سے آکر شہر فرنگوشیہ مین داخل ہوا قیماس خان خاوری تمغاج خان ترک دونون استقبال کر کے لائے اسد کو مسند پر بٹھایا آپ پائین مسند بیٹھے اسد نے کہا کہ ایلچی آتے ہین عرض کیا کہ ہان سنا ہے کہا کہ خیر آنے دو دیکھو کیا امر خرافات ان دونون نے لکھا ہے اور حکم دیا کہ خبردار ایلچیون کو کوئی روکے نہین کہ بعد دو گھڑی کے ایلچی حاضر ہوے حکم ہوا کہ بلا ؤ جب ایلچی آکر داہنے دنگل پر بیٹھے دورہ جام آب گردش مین آیا پہلے نامہ چاک کیا گیا اور دبیر سے حکم ہوا کہ نامہ پڑھ اُسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی بعد تعریف قطب دوران کی تھی پھر تعریف اپنی لکھی تھی زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان صاحبقران بکجروہ ہون ای قیماس خان و تمغاج خان آگاہ ہو کہ لندھور جانشین حمزہ تھا اُسنے رکاب کو میری بوسہ دیا ملازمت میری اختیار کی اور حمزہ تو ہیبت شمشیر سے میری ظلمات کو بھاگ گیا اور لندھور کے ساتھ مروت کی مین نے عزت و حرمت سے اپنے پاس رکھا ہے اگر تم بھی اپنی جان کی سلامتی اور حرمت اپنی چاہتے ہو تو نامہ کو دیکھتے ہی غاشیۂ علم دوش ہوش پر رکھکر خدمت مین میری حاضر ہو اور جو اُس دیوانے کے بہکانے سے گمراہ ہو گئے ہو تو اپنی سزا کو پہونچو گے بس یہ سننے کے ساتھ ہی اسد نے نامہ دبیر سے لیکر چیر کر پھینک دیا اور کہا کہ یہ کرپاس فروش بچہ بازاری اپنے کو صاحبقران جانتا ہے لندھور نے عاشق ہو کر بارگاہ دیکر آسمان پر چڑھا دیا اور کہدینا اُس سے کہ کیون شامت تیری دامنگیر ہوئی ہے ایک آدھ دن ایسی تنبیہ کرونگا کہ کپڑا اینچنا بھول جائیگا یہ کہکر نامہ پھینک دیا اور تھوک دیا بس سنجر نے کہا کہ ای دیوانے آج ایرج علم اژدہا پیکر کے سائے مین بیٹھتا ہے اور طبل سکندری اُسکے نام پر صدا دیتا ہے وہ صاحبقران زمانہ ہے اُسکے نامہ کو

تونے ذلیل کیا ایسی سزا کو تجھے پہونچاؤنگا کہ تو بھی یاد کریگا دیوانہ پن بھول جائیگا بس یہ سنتے ہی اسد آگ ہوگیا کہا کہ لینا اس
حرامزادے کو سنجر چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے چہار طرف سے لوگون نے پکڑ لیا حکم کیا کہ اسکے ناک اور کان کاٹ ڈالو اور سب اسکے ساتھ والونکا بھی
یہی حال کرو اُسیوقت سبکو پکڑ کر ناک اور کان کاٹ ڈالے اور منھ کالا کرکے گدھے پر سوار کیا اسد نے اپنے رفیقون سے کہا کہ ان سبکو لشکر
ایرج مین جاکر چھوڑ آؤ بعد اُسکے نامہ اکرمہ ہندی سے طلب کیا اُسنے بھی نامہ دیا اسد نے پڑھوایا لکھا تھا کہ اے قیماس خان مین نے تمکو
پہلے بھی سمجھایا تھا اور اب بھی اسیواسطے تمکو لکھا ہی کہ جہالت کو چھوڑو اگر ایرج کی بیعت کرو تمھارے آئین و دین مین وہ خلل انداز نہوگا اور
اگر میرے کہنے پر نہ آؤگے تو مین تمھاری طرفداری نہ کرونگا تمھارا خون تمھاری گردن پر ہوگا ہاتھ سے ایرج کے مارے جاؤگے اور اسد
تو صاحبزادہ ہی جو اُسکے دلمین آتا ہی وہ کرتا ہی اُسکے کہنے پر اپنی جان نہ دو وہ تو دیوانہ ہو کر چھوٹ جائیگا تم مفت خراب ہوگے یہ مضمون سُنکے
اسد آگ ہوگیا کہا کہ او اکرمہ یہ ہندی مجھکو دیوانہ سمجھتا ہی مین اور کو دیوانہ بنا دیتا ہون اور تم اُس نمکحرام کا نامہ لیکر آئے ہو اور نامہ کے ٹکڑے
ٹکڑے کیے اور پھینک دیا اکرمہ نے کہا کہ صاحبزادے یہ جہالت اچھی نہین ہی تم آقازادے ہو اگر اور کوئی نامہ لندھور کا پھاڑتا
تو مزہ دکھاتا بس یہ کہنا تھا کہ اسد للکارا کہ پکڑو اس نمک حرام کو لوگ دوڑے اکرمہ نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ مجھکو سنجر آفتاب پرست
نہ جاننا کہ اتنے مین لوگ تلوارین کھینچکر جا پڑے اکرمہ پر تلوارین مارنے لگے اکرمہ بھی لڑنے لگا تمام اسد کے رفیقون کو زخمی کیا اور آپ اسد
سے زخمی ہوا مگر اسد پر تلوار نہ ماری یہی کہا کہ صاحبزادے میرا ہاتھ تم پر نہ اُٹھیگا مین تمھارے نانا کا نمکخوار ہون تم مجھے مار ڈالو مجھکو گوارا ہی
یہانتک کہ اکرمہ زخمون سے چور ہو کر گرا بیہوش ہوگیا اسد نے حکم دیا کہ اس ہندی کو اور اُسکے ساتھ والون کو جاکر لشکر لندھور مین
پہونچا آؤ یہان ایرج بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ایلچی بڑی بھیڑ سے آتا ہی بہت لوگ اُسکے ساتھ ہین ایرج سمجھا
کہ شاید قیماس خان وغیرہ مرد فہمیدہ ہین ساتھ ایلچی کے میری بیعت کرنے کو آتے ہین کہ اس اثنا مین لوگ اسد کے اُن نکٹے بوچون روسیاہون
کو گدھون پر سوار کیے ہوئے سامنے سے لشکر مین داخل کرکے چلے گئے لڑکون نے اُن کلموہون کو گدھے پر سوار دیکھکر قہقہے مارے اور
تالیان بجائین پکارے کہ لُولُو ہی لُولُو ہی اور گدھون پر پتھر مارے گدھے بھاگ کر برابر خیمۂ ایرج کے پہونچے ایرج نے مارے خوشی کے تالیان
اُٹھوا دین ہین کہ دیکھون قیماس خان کو کسطرح ایلچی لیے آتا ہی کہ سامنے سے کلموہے دکھائی دیے اور لڑکونکا غل پیچھے ہوتا ہوا چلے آتے ہین
ایرج نے کہا یہ کیا ہی دریافت تو کرو کہ سنجر سامنے آیا کہ مین ہون آپکا غلام سنجر آفتاب پرست اسد دیوانے نے یہ حال کیا ایرج نے
کہا کہ سن او نمکحرام تو ناک کان کٹوا کر یہ صورت بنوا کر میرے سامنے آیا تجھے تو وہین مرجانا تھا زندہ صورت نہ دکھانا تھا یہ کہکر تلوار ماری کہ
سنجر کے دو ٹکڑے ہوے اتنے مین خبر پہونچی کہ لندھور کا ایلچی بھی جو زخمی ہوا اُسے بھی اسد کے لوگ لاکر پہونچا گئے مگر اکرمہ ہندی
خوب لڑا ایرج نے کہا کہ بہادر ایسے ہی ہوتے ہین نہ کہ یہ نامرد سنجر کہ ناک کان کٹوا کر چلا آیا اُسکو مین نے یہان مار ڈالا اور ارادے
ہند مین سمجھا تھا کہ مین چوکا لیکن تم بھی چوکے اب مین شہر فرنگوشیہ کو طرفۃ العین مین لے لونگا لندھور نے کہا تمھین اختیار ہی
جو چاہو سو کرو ایرج اُسیوقت کوچ کرکے سامنے فرنگوشیہ کے آیا خیمہ مین داخل ہوا لشکر اسکا تمام اُتر پڑا اُدھر ترکون نے قلعہ کو
آراستہ کیا ایرج نے طبل جنگ بجوایا صبحکو قلعہ پر یورش کی قلعہ پر سے توپ پڑنے لگی خوب لڑائی ہو رہی ہی کہ اسد لشکر پر
ایرج کے گرا اور قتل کرنے لگا خیمہ جلانے لگا لوٹنے لگا ایرج سے لوگون نے یہ حال آکر بیان کیا کہ ادھر آپکے لوگ توپ سے مارے جاتے
ہین اُدھر اسد روز خون گراتا ہی لوگونکو ہلاک کر رہا ہی ایرج یہ خبر سُنکر طبل بازگشت بجوا کر پھرا جب تک یہ آئے آئے اسد
جا چکا تھا ایرج کف افسوس ملکر رہگیا کہا کہ اس دیوانے کے ہاتھ سے ناک مین دم آیا ہی قارن نے کہا اے زبدۂ آفتاب پرستان
آپ جب قلعہ پر جائینگے تو وہ دیوانہ لشکر کو برباد کریگا اُدھر دیوانہ اِدھر لوٹیگا ایرج نے کہا سچ ہی اور آپ لندھور کو بھی اپنا
دوست نہ جانیے یہ گرگ باران دیدہ ہی آپ زیرکاہ ہی ایرج نے کہا اے قارن لندھور کے حق مین کچھ نہ کہو وہ بہت مجھسے محبت
رکھتا ہی اور مین نے آج تک کوئی بدی اُسکی نہین دیکھی اقبال شاہ بولا اے ایرج قارن سچ کہتا ہی خدا پرست کبھی آپکے

دوست ہونگے قارن نے عرض کی کہ اب ہر کارون کو لگا رکھیے ابھی انپر حال جھوٹھ سچ کا کھل جائیگا ایرج نے شاپور کو تنہائی مین بلا کر کہا کہ ای شاپور تو کسیطرح سے دریافت کر کہ ہندی باطن مین مجھسے کسطرح ہی شاپور نے عرض کیا بہت خوب اُسدن سے شاپور آٹھ پہر صورت تبدیل کیے ہوے گرد خیمۂ لندھور کے رہتا ہی لیکن لندھور نے دیکھا کہ ایرج ایک شہر فرنگو شہر کے تسخیر کرنے مین ایسا متردد ہی کہ اگر اور شہرون پر بھی ایسا ہی ہوا تو بہت کشت و خون ہوگا بہت سے بندگان خدا ضایع ہونگے اس سے بہتر یہ ہی کہ مین پہلے اُنکو طلب کرون او بیعت پر ایرج کی راضی کرون بس یہ خیال اپنے دلمین کرکے نامے چہارسو شاہان باختر کو لکھے سبکا ایک مضمون تھا کہ مین تم سبکو آگاہ کرتا ہون کہ مجھکو صاحبقران کل باختر کا مالک کر گئے ہین اور مین نے بموجب فرمانے اپنے آقا کے ایرج کی بیعت کی ہی تم سبکو بھی لازم ہی کہ ہرگز سرکشی نہ کرو اگر ایرج کی بیعت کرو اور اگر حمزہ صاحبقران ظلمات سے تشریف لائینگے اور تمسے بازپرس کرینگے تو اسکی جوابدہی میرے ذمہ ہی اور کہنا میرا نہ مانوگے تو مارے جاؤگے تمھارا لہو تمھاری گردن پر ہی اور سب نامونپر اپنی مہر کرکے عیار شہاب ہندی کے ہاتھ مین دیے کہ لیجا اور جاکر سبھونکو پہونچادے شہاب ہندی نامے لیکر روانہ ہوا شاپور تو اسی فکر مین لگا تھا کہ دیکھون لندھور کس فکر مین ہی عیار جو نامے لیکر چلا شاپور سمجھا کہ لندھور نے اپنی مدد کیواسطے ہر ایک کو طلب کیا ہی ای شاپور اس عیار کو پکڑکر نامون سمیت ایرج کے پاس لیجا یہ خیال اپنے دلمین لاکر اُس عیار کے تعاقب مین روانہ ہوا اور اُس سے آگے بڑھکر اثنائے راہ مین کمند کے حلقے زمین مین خسپوش کرکے بیٹھا جیسے شہاب ہندی وہانپر پہونچا اور پانون حلقہاے کمند مین پڑے شاپور شیر کی بولی بولا شہاب ہندی ٹھہرکر دیکھنے لگا کہ شیر کدھر ہی بس ٹھہرنا تھا کہ شاپور نے جھٹکا دیا کہ شہاب حلقہ مین پھنسکر گرا شاپور نے اُسکی چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھین اور لیے ہوے سامنے ایرج کے آیا اور کہا کہ شہریار لندھور کے برابر کوئی آپکا دشمن نہین ہی قارن قمر بین اور اقبال شاہ سچ کہتے ہین ایرج نے کہا کیا ہوا شاپور نے کہا کہ آج رات کو نامے لندھور نے لکھے ہین اور تمام شاہان باختر کو آپسے لڑوانیکو طلب کیا ہی یہ عیار نامے لیے جاتا تھا کہ مین اسے پکڑ لایا عیار اور نامے موجود ہین اقبال شاہ اور قارن قمر بین نے کہا کہ آپکو ہمارے کہنے کا یقین نہ تھا اب تو حال کھلگیا بس ایرج کا یہ حال ہوا کہ غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور مارے غصے کے نامون کو بھی نہ دیکھا کہا کہ ای شاپور نامون کو اپنے پاس رکھو اور عیار کو قید کرو خیر اس ہندی سے سمجھا جائیگا بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا اور دوسرے دن صبح کو آکر تخت پر بیٹھا سردار آآکر مجرا کرتے تھے اور بیٹھتے جاتے تھے کہ اسمین لندھور بھی اپنے رفیقون سمیت آیا ایرج کو سلام کیا ایرج نے منھ اپنا پھیر لیا اور جواب سلام نہ دیا لندھور نے ایرج سے سبب پوچھا کہ میری خطا کیا ہی کہ جو آپ نے سلام نہ لیا بس قریب آنا تھا کہ ایرج نے سردارون کو کہا کہ پکڑو اس منافق دورنگے کو لوگ لندھور کی طرف مخاطب ہوے بس تمام ہندیون مین غل ہوا کہ مارو اس بزانبچے کو یہ کیا اپنے دلمین سمجھا ہی لندھور ہندیون کو مانع ہوا کہ تم سب صاحب میرے مقدمہ مین دخل نہ دو تم سب صاحب بارگاہ سے باہر چلے جاؤ مین نے خون اپنا ایرج پر حلال کیا کوئی قصاص میرے خونکا ایرج سے نہ لے سب ہندی بارگاہ سے باہر گئے لندھور اپنے ہاتھ آپ رومال سے باندھکر ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ گنہگار حاضر ہی جو چاہیے سو کیجیے مگر پہلے تقصیر میری ثابت کر لیجیے ایرج نے کہا کہ پہلے تجھکو گرفتار غل و زنجیر کرلون تو تقصیر تیری بتاؤن اور کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو اور لاؤ جلادون کو اُسیوقت آہنگرون نے لندھور کو مطوق اور مسلسل کیا اور جلاد آکر حاضر ہوے ایرج نے کہا کہ جلد اسکی گردن مارو جلادون نے ریگ کا چبوترہ بنایا فلاکت کا بوریا بچھایا نطع اُسپر ڈال تلوار برہنہ کرکے کھڑا ہوا اُسیوقت لندھور نے کہا کہ ای ایرج تم مجھے قتل کرو مین راضی ہون مگر تقصیر میری ثابت کردو ایرج بولا اس سے زیادہ کیا گناہ ہوگا کہ ظاہر مین تو تو نے میری بیعت کی اور یہ کہا کہ تیرے دوست کا دوست اور تیرے دشمن کا دشمن اور باطن مین شاہان باختر کو نامے لکھے ہین اور میرے مقابلہ مین بلوایا ہی اس سے معلوم ہوا کہ ترکون کو بھی تو ہی نے بہکایا ہی ناحق اسد کا نام بدہی

جو کچھ کرنا ہی تو کرنا ہی لندھور نے کہا آپکو کیونکر ثابت ہوا ایرج نے کہا میرا عیار اُس عیار کو کہ جسکے ہاتھ تمنے نامے بھیجے تھے اُن
ناموں سمیت پکڑ لایا لندھور نے کہا کہ آپ اُن ناموں کو منگوائیے اور اُس عیار کو بلوائیے شاپور اُسیوقت گیا اور شہاب ہندی
کو ناموں سمیت لایا ایرج نے کہا کہ یہ عیار تمہارا ہی یا نہیں اور ناموں پر کسکی مُہر ہی لندھور بولا یہ عیار میرا ہی اور مُہر بھی میری ہی
مگر آپنے کوئی نامہ بھی پڑھا ہی کہ اُسمین کیا لکھا ہی پہلے نامہ پڑھ لیجیے بعد اُسکے میرے قتل کا حکم دیجیے ایرج نے کہا کہ مین نے نامۂ غیر
کے نامہ پڑھا نہیں ارے لانا تو نامہ شاپور نے نامہ ہاتھ مین دیا ایرج نے نامہ کھولکر پڑھا یہی مضمون تھا کہ اے شاہان باختر
جسطرح مین نے بیعت ایرج کی کی ہی اُسیطرح تم بھی آکر بیعت ایرج کی کرو نہین تو تمہارا خون تمہاری گردنوں پر ہوگا بس ایرج یہ
مضمون پڑھکر شرمندہ ہوا اور آپ اُٹھکر قید لندھور کی توڑ ڈالی اور گلے مین لندھور کے ہاتھ ڈالکر لپٹ گیا کہا کہ اے برادر
آپ اپنے خطا میری معاف کیجیے مین نے آپکو اپنا باپ کیا لندھور نے کہا کہ اے ایرج تمہاری کچھ خطا نہین وہ منافق حرامزادے
نہین چاہتے کہ مجھسے اور تمسے موافقت رہے ایسے لوگون کو اپنی صحبت سے نکالدو ایرج نے اُسیوقت قارن فریدون کو
نکالدیا اور داراب کو کہا کہ خبردار میرے سامنے نہ آئیو اور اقبال شاہ سے برہم ہوا شاپور سے کہا کہ تونے بغیر دریافت کیے
عیار کو کیون پکڑا پھر ایسا نہ کرنا نہین صورت سے بیزار ہوجاؤنگا تیری وہ حرکتین ہین کہ دوست کو دشمن بناتا ہی اور شہاب
ہندی عیار کو زندانخانے مین سے بُلواکر خلعت دیا اور لندھور کو اپنی داہنی طرف بٹھایا اور اپنے سردارون کو بائین طرف جگہ
دی غرض لندھور اب اپنے خیمہ کیطرف روانہ ہوا یہان تمام ہندیون مین کمر بندی ہی کہ اگر ایرج نے لندھور کو مار ڈالا تو ہم
اپنی جانین دینگے اور سعی ایرج ایک آفتاب پرست کو زندہ نہ چھوڑینگے اور سب مسلح اور مکمل ہو چکے ہین قبضون پر ہاتھ ڈالے
کھڑے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج آکر لندھور کے قدمون پر گرا اور قید سے رہا کیا وہ دار اے ہند آتے ہین سب دوڑے
اور آآکر قدمون سے لپٹے مگر اکرمہ نے کہا کہ اے رستم زمان آپ ہم سبھونکو ذلیل کراتے ہین یا تو وہ آبروئین ہماری تھین کہ ہمسے
کوئی آنکھ نہ ملا سکتا تھا یا اب ایک ادنے سے دبتے ہین اور خود ہاتھ باندھکر ایرج کے سامنے چلے گئے یہ بھی مجال تھی کسیکی کہ آپکی
طرف ٹیڑھی نظر کرکے دیکھ سکتا لندھور نے کہا کہ سنو صاحبو اپنے آقا کے فرمان کی اطاعت کرنا اسمین چاہے ذلت ہو چاہے خفت
ہو اور صاحبو تم میرے رفیق جانی ہمدم روحانی ہو تمہاری بہادری مین کسیطرح فرق نہین آتا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا ادھر ایرج نے
حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ مین قلعہ پر حملہ کرونگا اگر چاہا نیر اعظم نے تو قلعہ کو بغیر لیے نہ پھرونگا اُسیوقت طبل جنگ بجا اقبال شاہ نے کہا
کہ آپ قلعہ پر جائینگے دیوانہ لشکر پر آگریگا سبکو قتل کریگا ایرج نے میعاد عاد سے کہا کہ تم لشکر مین رہنا اگر دیوانہ آئے تو اُسکو گرفتار
کرلینا دیوانہ بہت کم زور ہی اُس سے کچھ اندیشہ نکرنا اُسنے عرض کیا بہت خوب اور قلعہ مین ترکون کو خبر پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ
بجوایا ہی کل یورش کریگا رضینا بالقضا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارہ گڑگڑایا اُدھر اسد کو ہرکارون نے
جاکر خبر دی کہ آج لندھور کو ایرج مارے ڈالتا تھا بارے بچگیا اسد بولا کہ یہ ہندی جوتیان کھائیگا وہ بڑا بچہ خوب رسوا
کریگا اور مین نے سُنا ہی کہ پھر گلے سے لپٹا کیا لذت حاصل ہوئی ہوگی اُس ہندی کو کہ معشوق نے گلے سے لپٹا لیا کہ اُس اثنا مین
ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی کل قلعہ پر یورش کا ارادہ ہی اور اُردو بازار کی حفاظت کیواسطے میعاد
عادی کو مقرر کیا ہی اسد بولا کہ عادی کی قضا آئی ہی کل اُسے مارونگا اور رفقا سے کہا کہ صبحکو تم سب تیار رہنا غرض رات بھر
طرفین مین طیاری رہی صبحکو قیماس خان اور تمغاج خان فیلبند دروازے پر آکر بیٹھے رفقا گرد و اطراف مین جمع ہوے
اُدھر سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور آفتاب پرست نمودار ہوے یہان سے ایک آدھ گولہ چھوٹنے لگا کفار گولے کی زد سے ہٹکر رہے
ہوے ایرج نے کہا کہو صاحبو کیا ارادے ہین اُن سبنے عرض کیا کہ ہم سب جانبازی کو موجود ہین ایرج نے کہا کہ مجھے تمہاری
جان لینا منظور نہین ہی خواہ مخواہ مارے جاؤگے بہتر یہ ہی کہ جب مین قلعہ کو لیلون تو اُسوقت تم آنا یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ

ہشت پہلو پرچہ کوہ ہاتھ مین اُٹھا کر قلعہ کیطرف روانہ ہوا ادھر دیدبانون نے دیکھا کہ ایک یکہ سوار چلا آتا ہی عرض کیا کہ ایک
یکہ سوار سامنے سے چلا آتا ہی یقین ہی کہ ایرج ہی قماس خان نے کہا کہ خوب زد پر آنے دو یہانتک کہ جب ایرج نے کچھ میدان
زد کا بھی طی کر لیا تو اسوقت قیماس خان نے ہوائی داغی گولہ اندازون نے گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعدشکوہ جوش وخروش
مین آیا بجلی رنجک کی چمکنے لگی دھوین کا ابر بنکر تیار ہوا کہ گولے مثل اولے کے پڑنے لگے مگر ایرج کا یہ عالم ہی کہ گرز سے برابر گولون
کو رد کرتا چلا آتا ہی لیکن اسد نے جو فرصت پائی اور ایرج کو جانب قلعہ متوجہ پایا تو چوبیس ہزار قزاقون سے آکر لشکر ایرج پر روز
خون گرا اور آفتاب پرستون کو قتل کرنے لگا یہ رنگ دیکھکر میعاد عاد دوڑ پڑا اور پکارا کہ او دیوانے کھڑا رہ کہان جاتا ہی
اس نے کہا کہ مین نے سنا تھا کہ ایرج تجھکو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑ گیا ہی آگاہ ہو کہ وہ آفتاب پرست تجھکو حفاظت کے لیے نہین
بلکہ ملک الموت کے لیے چھوڑ گیا تھا اب مین بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا میعاد عاد نے یہ سنکر کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا یہ کہکر
ارہ پشت نہنگ اس قصد سے اُٹھایا کہ اسد پر مارے بس اُسکے ہاتھ کا اُٹھنا کہ اسد نے نہایت پھرتی سے ایک ہاتھ تلوار کا اُسکے پہلو
پر مارا کہ پہلو اُسکا زخمی ہوا اور مُنھ اُسکا پھر گیا اسد نے اُسکے پھرتے ہی دوسرا وار کیا کہ سر بھی اُس خود سر کا مجروح ہوا اور سامنے
سے بھاگا اسد نے لپک کر ایک تلوار اُسکی پشت پر ماری کہ پشت بھی اُسکی زخمی ہوئی کہ اس اثنا مین لوگ بیچ مین آگئے اور اُسے اُٹھا
لیگئے اور اسد لشکر کو پھر لوٹنے لگا اور خیمون مین آگ لگا دی لشکر آفتاب پرستان مین ہل چل پڑگئی قزاق قتل کر رہے تھے اور لوگ
بھاگ رہے تھے اور ادھر ایرج گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا تھا کہ میعاد عاد کو لوگ لیکر ایرج کے سامنے آے اور
کہا کہ آپ تو قلعہ ستانی کی فکر مین ہین اور یہان اُس دیوانے نے لشکر کو لوٹ لیا ہی اور میعاد کا یہ حال کر دیا ہی بس یہ سنتے ہی
ایرج نے زانو پر ہاتھ مار کے پشت دست کو دانتون سے کاٹ لیا اور کہا کہ افسوس قلعہ لیا ہوا ہاتھ سے جاتا ہی یہ سنکر دیلم شباط
نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین ابھی جا کر اس دیوانے کو گرفتار کر لاؤن آپ یہین ٹھہریے یہان سے پھریے نہین ایرج نے کہا کہ اچھا
جلد جا اُس دیوانے کو زندہ یا مردہ جسطرح سے ہاتھ آئے لے آ یہ سنکر دیلم شباط یہان سے روانہ ہوا لیکن اُسوقت پہونچا کہ جب
اسد نے مار کر ستھراؤ کر دیا تھا اور آفتاب پرست بھاگ گئے تھے قزاق خیمہ لوٹ رہے تھے اور اسباب باندھ رہے تھے کہ دیلم
نے پہونچتے ہی نعرہ کیا کہ باش او دیوانہ مجہول مین آپہونچا یہ سنکر اسد نے جواب دیا کہ آ تو بھی آ کہ تیری قضا بھی دامنگیر ہی یہ کہکر
مثل شیر غضبناک کے دیلم پر جھپٹا برابر پہونچنا تھا کہ دیلم شباط نے ارہ پشت نہنگ کا وار اسد پر کیا اسد نے آتے ہوے ارہ
پر تلوار ماری کہ آرہ کے دو ٹکڑے ہو گئے دیلم نے وہی ٹکڑا ارہ کا اُٹھا کر اسد پر مارا اسد نے اُسے خالی دے کر دیلم پر تلوار ماری کہ سر کو
قلم کر کے سر پر پڑی اور تا وا بروا اُتر گئی دوسری تلوار اور ماری کہ نشانہ بھی نشانہ ہوا تیسری تلوار پہلو پر ماری کہ پہلو بھی زخمی ہوا
غرض دس پانچ زخم ایسے لگے کہ بیقرار ہو کے اپنے لوگون کو پکارا کہ ارے جلدی مجھے بچاؤ کہ یہ دیوانہ مارے ڈالتا ہی یہ آواز
سنکر کچھ زخمی جھپٹ پڑے اور دیلم کو لے بھاگے اور سامنے ایرج کے لا کر ڈالدیا کہ دیکھیے دیوانے نے دیلم کا یہ حال کیا ہی
ایرج ناچار ہو کر قلعہ سے پھر کر اپنے لشکر کیطرف راہی ہوا جب اسد کو یہ خبر ہوئی کہ ایرج آتا ہی تو جلد جلد اسباب لوٹ کا باندھکر مع
رفقا صحرا کا راستہ لیا اب ایرج جو اپنے لشکر مین آتا ہی تو اسد کا کہین پتا بھی نہین ہاے ہاے کا غل چہار طرف مچ رہا ہی
لوگ اپنے عزیزون کو رو پیٹ رہے ہین لاش پر لاش گری پڑی ہی خون کی ندیان بہی ہوئی ہین ایرج جھنجلاتا ہوا خیمہ
کیطرف چلا دیکھا کہ خیمون مین آگ لگی ہوئی ہی مال و اسباب کھلا پڑا ہوا ہی سب کو اکٹھا جمع کرایا اور آگ بجھوائی ہر ایک کو تسلی و تشفی
دی راوی کہتا ہی کہ ایرج نے نو دس حملے اسیطرح قلعہ پر کیے مگر کچھ نہوا ہر مرتبہ یہی صورت ہوئی کہ ادھر ایرج قلعہ پر گیا اور
اُدھر اسد لشکر پر آگرا اور ایرج ہر مرتبہ پھر پھر آیا اور ہرچند اسد کو ڈھنڈھوایا لیکن کہین پتا نہ لگا ایرج نہایت تنگ ہوا
کہ اب مین کیا کرون اور کیونکر قلعہ کو لون تقارن قمر بین نے کہا کہ اے شہریار آپ مطمئن رہیے کہ مین نے علم نجوم مین دیکھا ہی

کہ آپ قلعہ بیشک لینگے اور ترک سب مارے جائینگے ایرج نے شاپور سے کہا کہ تو اسد کی خبر نہین لاتا کہ وہ کہان رہتا ہے اُسنے
عرض کیا کہ مین نے ہرچند ڈھونڈھا لیکن پتا نہ لگا ایرج نے برہم ہوکے کہا کہ یہ بات میری کچھ سمجھ مین نہین آتی کہ آخر وہ دیوانہ
کہان رہتا ہے ارے کیا آسمان پر رہتا ہے کہ جو تجھے نہین ملتا آخر نہ ملنے کی وجہ کیا ہے جا جلد تلاش کر کہین نہ کہین مل ہی جائیگا۔
یہین کہین کسی پہاڑ کے دامن مین رہتا ہوگا یہ سنکر شاپور پھر روانہ ہوا اور کوہ و صحرا مین تجسس کرنے لگا جاتے جاتے کیا دیکھتا ہے
کہ اسد ایک پہاڑ کے نیچے مع رفقا بیٹھا ہوا قہقہے مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کیون فتاح سچ کہنا کہ اس آفتاب پرست کو کیا ہی ناک چنے
چبوائے ہین فتاح کہہ رہا ہے کہ ہان بھائی واقعی امر یہ ہے کہ یہ کام تمھارا ہی تھا لیکن خدا ہی اس آفتاب پرست کے شر سے تمھین بچائے
بس شاپور یہ دیکھکر ایرج کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ اسد فلان دامن کوہ مین بیٹھا ہوا ہے جلد تشریف لیچلیے ایرج یہ
سنتے ہی سوار ہوا اور اسد کیطرف چلا اتفاقاً یہان ضرغام موجود تھا اُسنے جلد سے اگر اسد کو خبر دی کہ ہوشیار ہو جائیے ایرج
آپہونچا بس اسد یہ سُنتے ہی قزاقون سمیت دوسرے راستہ سے نکل کر لشکر ایرج پر آگرا خوب لوٹا خوب قتل کیا اور وہان جب
ایرج درۂ کوہ پر پہونچا تو گرد پہاڑ کے گھیرا ڈالکر اندر درۂ کوہ کے گیا دیکھا کہ وہان بھیرون ناچ رہا ہے کسیکا پتا بھی نہین برہم ہوکر
شاپور سے کہا کہ ارے اسد کہان ہے شاپور نے کہا کہ مین نے آپسے خلاف نہین عرض کیا تھا معلوم ہوا کہ اُسے آپکے آنیکی خبر
ملگئی اور وہ دوسرے راستے سے نکل گیا دیکھیے ایک علامت تو یہی ہے کہ گھوڑے کی لید اور ٹوٹی ہوئی رسیان پڑی ہین اور دوسری
علامت یہ ہے کہ ہانڈیان چولھے سب معلوم ہوتے ہین اب جلد یہان سے اپنے لشکر کا راستہ لیجیے ایسا نہو کہ وہ آپکے لشکر پر جا گرے یہ
سنکر ایرج لشکر کیطرف چلا اور یہان اسد ایرج کے آنیکی خبر سنکر جھٹ پٹ لوٹ مار کر چلتا ہوا اب جو ایرج آکر دیکھتا ہے کہ اسباب
لٹا ہوا اور خیمے جلے ہوے پڑے ہین کمال غضبناک ہوا اور اپنا ضروری بندوبست کرکے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل بغیر قلعہ لیے
ہوے نہ پھرونگا اقبال شاہ نے کہا کہ حضور یہ تو اُدھر جائینگے اور وہ دیوانہ پھر لشکر پر آگریگا ایرج نے کہا کہ نہین تم گھبراؤ نہین
مین ویلم شباط زنگی اور میعاد درشک دراز گردن کو یہین چھوڑتا جاؤنگا اور ویلم و میعاد سے کہا کہ تم دونون کل یہین رہنا
میرے ساتھ نہ جانا جسوقت وہ دیوانہ آجاے اُسیوقت بلا تامل اُسے قتل کر ڈالنا یا زندہ گرفتار کر لینا ویلم اور میعاد نے کہا کہ بہت
اچھا آپ گھبرائیے نہین لشکر سے مطمئن رہیے ہمکو آپ ہی اس امر کا خیال تھا کل ہم اپنی جانین لڑا دینگے مگر لشکر پر کوئی آسیب نہین
آنے دینگے الغرض شب بھر تو یہ سب بندوبست ہوا کیے جب صبح ہوئی تو ایرج نے کافور زنگی اور راہور زنگی کو بھی یہین چھوڑا
اور ہدایت کی کہ تم دونون بھی بہت ہوشیار رہنا یہ کہکر جانب قلعہ متوجہ ہوا اب سنیے کہ اُدھر ایرج قلعہ گیری مین مصروف ہوا
ادھر اسد غازی کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ایرج ویلم و میعاد اور کافور و راہور زنگی کو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑکر
جانب قلعہ گیا ہے تو تھوڑی دیر تک تو متفکر رہا بعد اُسکے زانوے فکر سے سر اُٹھا کر فتاح کو بمعیت آٹھ ہزار قزاقون کے لشکر ایرج
پر جانیکا حکم دیا اور کہا کہ تم لشکر ایرج پر جاکر گرو اور جسطرح بنے میعاد کو نکال لیجاؤ اور آٹھ ہزار قزاق ابراہیم کے
ساتھ کرکے حکم دیا کہ تم ویلم شباط کو جانب صحرا نکال لیجانا اور چار ہزار قزاق علقمہ کے زیر حکم دیکر ہدایت کی کہ تم کافور
اور راہور کو جانب صحرا نکال لیجانا اور چار ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکر لشکر ایرج کا راستہ لیا وہان ایرج گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو یہ چہ کوہ ہاتھ مین لیکر جانب قلعہ چلا اور قلعہ سے توپ چلنے لگی اور ادھر فتاح بوق بجاکر لشکر ایرج
پر گرا میعاد درشک دراز گردن نے جو فتاح کو آٹھ ہزار قزاقون سے آمادۂ پیکار خیال کیا تو اپنے لوگون کو لیکر فتاح کیطرف
جھپٹا فتاح اُسکے سامنے سے بھاگ کر صحرا کو روانہ ہوا اور میعاد درشک دراز گردن اُسکے تعاقب مین چلا جب دونون
صحرا مین پہونچ گئے تو فتاح نے گھوڑے کی باگ روک کر کہا کہ او حرامزادے کیا تو مجھکو ایسا بودا سمجھا تھا کہ میرا تعاقب کیا
اور سمجھا کہ اب یہ بھاگ نکلا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ارے مین تو رستم سے بھی نہین خوف کرتا جب میعاد نے فتاح کی آواز سُنی

تو سمجھا کہ یہ اسد نہین ہی اور ہی کوئی شخص ہی پکارا آخر تو ہی کون فتاح نے جواب دیا کہ مین تیری جان کا ملک الموت ہون
تو میرے پنجے سے جاتا کہان ہی بس یہ سننا تھا کہ میعاد آگ ہو گیا اور کہا کہ او قزاق بد اخلاق کیا تیری قضا آگئی ہی فتاح نے
کہا کہ او مردود تو بکتا کیا ہی اب میعاد کو کب تاب تھی بس نہ پوچھ کہا نہ کچھ سنا ارہ پشت نہنگ اُٹھا کر بڑے ہی زور مین فتاح پر
وار کیا لیکن جیسے ہی ارہ فتاح کے قریب آیا اُٹھا کر جو ایک تلوار کا ہاتھ مارتا ہی تو ارہ کے دو ٹکڑے تھے میعاد نے وہی ٹکڑا
ارہ کا پھر فتاح پر مارا فتاح نے اُسے خالی دے کر جو ایک تلوار سر میعاد پر لگائی تو خود و سپر وغیرہ کو کاٹ کرتا دو آبرو
اُتر گئی اور پھر دوسرا نعرہ جو کرتا ہی تو تا جگر اُتر آئی میعاد تو وہین تڑپ تڑپ کر مر گیا اور فتاح نے اپنی راہ لی اور اُدھر
ابراہیم بن مالک بوق بجا کر اور نام اسد لیکر لشکر ایرج پر گرا ویلم شباط زنگی نے کہا کہ ارے لینا اسے یہ دوسرا
دیوانہ پیدا ہوا یہ کہکر ابراہیم کیطرف دوڑا تو ابراہیم بھی اُسکے سامنے سے بھاگا دیلم نے اُسکا تعاقب کیا اور پکارتا ہوا چلا
کہ او دیوانے کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کھڑا تو رہ دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون تا اینکہ لشکر سے کئی کوس نکل آیا اُسوقت
ابراہیم بن مالک نے باگ اپنے مرکب کی روک لی اور مُنھ پھیر کے کہا کہ او رو سیاہ تو میرے پیچھے خواہ مخواہ کے نعرے بھرتا
ہوا آیا ہی کیا تو نے مجھے بھی کوئی بھگوڑا خیال کیا ہی بس یہ سنتے ہی ویلم نے تلوار کا ہاتھ بلند کیا ابراہیم نے نہایت پھرتی سے
زیر بغل خالی پا کر اس زور سے تلوار ماری کہ زرہ چار آئینہ قلم ہو کر ہاتھ ابراہیم کا پسلیو نپر رہا اور بہت کاری زخم آیا ویلم اسطرف
جھکا ہی تھا کہ ابراہیم نے دوسرے پہلو پر بھی تلوار رسید کی یہ بھی اہتزار ہو کر سامنے سے بھاگا اور چلایا کہ اس قزاق کے پنجہ سے بچاؤ یہ
آواز سنکر زنگی بیچ مین آپڑے اور ویلم کو لے بھاگے جب ویلم کو زنگی لے بھاگے تو ابراہیم بھی اپنی طرف چلا گیا اور یہان علقمہ لشکر
ایرج پر گرا اور ماہورا اور کافور زنگی کو اُسیطرح لشکر سے نکالکر قتل کیا اور صحرا کی راہ لی بعد اسکے اسد لشکر ایرج پر گرا اور لاش پر
لاش گراتا ہوا وہان پہونچا جہان اقبال شاہ مقیم تھا وہ توسند اس مین چھپ رہا اور اسد نے اُسے ڈھونڈھنا شروع کیا اور اس اثنا
مین جو سامنے آیا اُسے واصل جہنم کیا لاشون کے انبار اور کشتون کے پشتے لگا دیے کچھ لوگ یہ حال دیکھکر ایرج کے پاس دوڑ گئے
ایرج گولون کو سر کرتا ہوا لب خندق پہونچ چکا تھا کہ اُن لوگون نے جا کر عرض حال کیا ایرج یہ حال سنکر بہت متردد ہوا اور کہا کہ
اس دیوانہ نے سخت عاجز کیا ہی کہ اس اثنا مین میعاد اور کافور اور ماہورہ کا لاشہ کچھ لوگ لیے ہوے پہونچ گئے اور عرض
کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے اُس دیوانے نے کیا حال کیا ہی خداوند آج تو ایک عجیب حیرت زدہ واقعہ نظر آتا ہی کہ ایک دیوانہ کے
سو دیوانے نظر آتے ہین ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیلم شباط زنگی زخم خوردہ با حال خراب گرتا پڑتا ہوا پہونچا اور اپنا
حال دکھا کر عرض کرنے لگا کہ خداوند ملاحظہ فرمائیے کہ اُس دیوانے نے میرا کیا حال کر دیا ہی اسی زبدۂ آفتاب پرستان ہر چند
مین نے کوشش کی مگر کچھ بس نہ چلا ایرج نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ شاپور دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ خداوند
جلدی چلیے دیوانے نے ستھراو کر دیا ہی لاش پر لاش گرا رہا ہی آفتاب پرست بھاگے پھرتے ہین میرے سامنے تک تو اقبال
شاہ چھپ رہا تھا اور اسد ڈھونڈھ رہا تھا اب معلوم نہین کہ اُسکا کیا حال ہوا اگر اقبال شاہ آج اُس دیوانے کے ہاتھ لگ گیا
تو بیشک وہ گردن ماریگا اور ہرگز نہ چھوڑیگا بس یہ سُنتے ہی ایرج کا رنگ فق ہو گیا اور مضطر و متردد ہو کر جانب قلعہ سے
پھرا اور جانب لشکر راہی ہوا جب اپنے لشکر مین پہونچا تو اسد کا کہین نام و نشان بھی نہ پایا لشکر تمام تباہ و پریشان پایا خیمہ
اور اسباب سب لٹا ہوا ایک عجب ہی کیفیت پائی اور سامنے کافور و ماہورا اور میعاد کا لاشہ دکھائی دیا بہت شدت سے
رویا اور کہا کہ افسوس صد افسوس اس دیوانہ کے ہاتھ سے کیسے کیسے میرے سردار مارے گئے معلوم نہین کہ اس دیوانے مجہول العقل کو
مجھسے کہان کی عداوت آپڑی ہی کہ خواہ مخواہ بھی میرے اور لشکر آفتاب پرستان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہی یہ کہکر داخل خیمہ
خاص ہوا دیکھا کہ اقبال شاہ ایک جانب کو بیٹھا ہوا تھر تھر کانپ رہا ہی ابتک ہوش و حواس بجا نہین ہوے ایرج نے

اسے بہت تشفی اور دلاسا دیا اور کہا کہ ہائین اقبال شاہ حواس درست کرو تم سے یہ اضطراب و تردد سخت تعجب خیز ہے یہ سنکر اقبال شاہ نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان اب ہمکو چراغ سحر سمجھیے وہ مثل مشہور ہے کہ کاغذ کی ناؤ کبھی آج نہ ڈوبی کل ڈوبی ای ایرج نوجوان ایک نہ ایک دن یہ دیوانہ ضرور ہی مجھے مار ڈالیگا آپ تو یونہین چھوڑ چھوڑ کر ہر روز چلے جاتے ہین اور ہماری جان ہر وقت سولی پر رہتی ہے آخر ایک آدھ دن سولی کا سامنا ہو ہی جائیگا ایرج نے کہا کہ ای اقبال شاہ اصل یہ ہے کہ آج مین خود حیرتین ہون کہ کیسے کیسے سردار زبردست کو تمہاری حفاظت کے لیے چھوڑ گیا تھا وہ سب مارے گئے اقبال شاہ نے کہا کہ ای ایرج نوجوان آپ اسے سمجھے کیا ہین اسکا ایک ایک رفیق ایسا ایسا زبردست ہے کہ سو سو جوان پر بھاری ہے ای صاحبقران آفتاب پرستان پہلے تو اسکے رفقا ہی نے ستھراؤ کیا ہے اسد تو انکے بعد آیا ہے مین یقین کر چکا تھا کہ آج کبھی نہ بچونگا اور ضرور مارا جاؤنگا یہ دیوانہ آج نہ چھوڑیگا وہ تو یہ کہیے کہ زندگی تھی جو مین آج بچ گیا ای صاحبقران آفتاب پرستان اب قلعۂ فرنگوشیہ سے ہاتھ دھوئیے اور اسکے لینے کی تدبیر سے باز آئیے چلے ہی چلیے یہ دیوانہ بہت پیچھے پڑا ہے جس روز اسکا دسترس چل گیا وہ اُس روز فیصلہ ہی کر دیگا ای صاحبقران آفتاب پرستان وہ ایک ہی آفت کا بنا ہوا ہے اور بلاے بے درمان ہے نیر اعظم ہی اسکے شر سے بچائے رکھے تو ہم بچین ای زبدۂ آفتاب پرستان بہتر یہی ہے کہ آپ میرا کہنا مانیے اور یہان سے چلے چلیے کیون خواہ مخواہ مفت مین آپ خود پریشان ہوتے ہین اور ہمکو بھی پریشان کرتے ہین اس سے کیا حاصل یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای اقبال شاہ یہ تو مجھسے ہرگز نہوگا کہ مین بغیر قلعہ کے لیے ہوے یہانسے چلا جاؤن اب اسمین جو کچھ ہونا ہو سو ہو مگر افسوس یہ ہے کہ ابتک کوئی صائب تدبیر ذہن مین نہین آئی کہ اس مقدمہ مین کیا کرنا چاہیے اور قلعہ کیونکر ہاتھ لگے یہ سنکر اقبال شاہ تو خاموش ہو رہا مگر قارن قمر بین نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار اس غلام کے ذہن مین ایک امر آتا ہے اگر حضور لحاظ فرمائین تو مین عرض کرون یقین تو ہے کہ اگر حضور اُس امر پر کاربند ہونگے تو بہت سہل و آسان طور سے قلعہ ہاتھ لگ جائیگا ایرج نے کہا کہ ای قارن قمر بین اچھا جلد بیان کرو کہ وہ کیا امر ہے اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار جب سکندر سد یاجوج سے پھر کر قلعہ فرنگوشیہ پر آیا ہے اور اُسنے اُس قلعہ کے لینے کی تدبیر کی ہے تو وہ بھی انتہا کا عاجز و پریشان ہوا تھا اُسوقت حکیم ارسطو جو اُسکے ساتھ تھا اُسنے جوالہ کے ذریعہ سے لڑکر اس قلعہ کو لیا تھا میری راے یہ ہے کہ آپ بھی یہی کیجیے اور جوالہ کے ذریعہ سے لڑکر اس قلعہ کو اپنے قبضہ مین کیجیے ایرج نے کہا کہ ای قارن بیان کر جوالہ کسے کہتے ہین قارن نے کہا کہ خداوندا ایک مکان بہت بڑا لکڑیون سے تین درجہ کا تیار کیا جاتا ہے اُسے جوالہ کہتے ہین پہلا طبقہ اُسکا اسقدر بلند ہوتا ہے کہ جسپر سے قلعہ کے کل برج محسوس ہوتے ہین اور گولنداز اُس درجہ مین بیٹھکر اہل قلعہ کا مقابلہ کرتے ہین دوسرے درجہ سے برجہاے قلعہ کی چھتین اور اندرون قلعہ کا حال معلوم ہوتا ہے اور اُسمین گولہ بارود رکھا جاتا ہے اور تیسرا درجہ اسقدر بلند ہوتا ہے کہ جسپر سے شہر کی گلیان اور کوچے سب معلوم ہوتے ہین ایرج اس تدبیر کو سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای قارن قمر بین ضرور جوالہ بنواؤنگا اور اُسیوقت حکم دیا کہ تبردار جاکر جلد جلد جنگل سے لکڑیان کاٹین اور مزدور جلد جلد اُٹھالائین یہ حکم محکم سنکر اُسیوقت تبردار اور مزدور جانب صحرا روانہ ہوے لیکن قضاے کار اتفاقات روزگار ضرغام شیر دل اپنی صورت تبدیل کیے ہوے یہان موجود تھا یہ باتین سنکر دوڑا ہوا اسد کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا اسد یہ سُنتے ہی اپنے رفقا کو ہمراہ لیکر صحرا کیطرف روانہ ہوا جلد جلد راہ طی کرتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ جب تبردار لکڑیان کاٹ چکے تھے اور چاہتے تھے کہ چھکڑون اور اونٹون پر بار کرکے لیجائین کہ اسد نے پہونچتے ہی خبردار ہوشیار کہکر اُن سب پر حملہ کیا کچھ لوگون کو پھانسی دیدی کچھ لوگون کو تلوار سے قتل کیا کچھ لوگون کو بیچ سے چیر ڈالا کچھ اپنی جان بچاکر بھاگ نکلا اور جو چھکڑے اور اونٹ لکڑیان بار کرنے کو آئے تھے وہ سب اپنے قبضہ مین کرکے چلتا ہوا جو لوگ بھاگ نکلے تھے وہ لپکے ہوے ایرج کے پاس آے اور تمام کیفیت بیان کی ایرج یہ حال سنکر بہت آزردہ ہوا اور خود سوار ہوکر جنگل کیطرف چلا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ گردنین کٹی ہوئی پڑے ہین اور بہت سے لوگ

پھانسی دیے ہوے پڑے ہین یہ دیکھکر کمال درجہ دل ملول ہوا اور لکڑیان اپنے ہمراہ لدوا کر لشکر کا راستہ لیا ادھر تو ایرج نے اپنے لشکر کا راستہ لیا اور اُدھر اسد کو خبر ملگئی کہ ایرج لکڑیان لادے لیے چلا جاتا ہی کہنے لگا کہ کہان جائیگا یہ کہکر سوار ہو کر لشکر ایرج پر گرا اور قتل و قمع کرنے لگا آفتاب پرست بھاگنے لگے ایک قیامت سی برپا ہو گئی اور اسد مارتا پیٹتا ہوا اقبال شاہ کے خیمہ کے قریب پہونچا تو اپنے رفقا سے کہا کہ اے اس حرامزادے قارن کو تو تلاش کرو کہ یہ مردود کہان ہی قارن نے جو اسد کی آواز سنی مارے ڈر کے بیت الخلا کی قنات مین لپٹ کر کھڑا ہو رہا اور اقبال شاہ تخت کے نیچے چھپ رہا یہ حال دیکھکر شاپور ایرج کے پاس دوڑ گیا راہ مین ایرج سے ملاقات ہوئی شاپور نے کل حال بیان کیا اور کہا اے صاحبقران آفتاب پرستان جلد چلیے آپ تو ادھر آئے اور رائس دیوانے نے وہان پہونچکر لشکر کا حال دگرگون کر دیا سیکڑون ہی کو تہ تیغ کر ڈالا اور قارن کی تلاش مین ہی اگر وہ ملگیا تو دیوانہ ہرگز نہ چھوڑیگا یہ سنکر ایرج گھبرا گیا بار لکڑیون کے ولیم شباط زنگی کے سپرد کیے اور خود لشکر کیطرف روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا تو اُسکا پتا بھی نہین تھا لوگ رو پیٹ رہے تھے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگے ہوے تھے سر دھنتا ہوا داخل خیمہ ہوا قارن قمر مین کا یہ حال دیکھا کہ کھڑا ہوا تھر تھر کانپ رہا ہی قارن سے کہا کہ ای قارن یہ کیا حال ہی قارن نے کہا کہ خداوند کیا عرض کرون اُس دیوانہ کے ہاتھ سے سارے لشکر کا ناک مین دم ہو گیا ہی ایرج نے کہا کہ ای قارن یہ دیوانہ جائیگا کہان جسدن میرے ہاتھ لگ گیا دار اُنپار اہی کر دونگا یہان تو یہ باتین تھین اور اُدھر اسد کا حال سنیے کہ یہ جو لشکر ایرج سے واپس چلا تو راہ مین معلوم ہوا کہ ولیم شباط لکڑیونکا بار لیے جاتا ہی بس وہین سے ولیم کی جانب پھرا اور رائس سے مقابلہ کر کے اُسے زخمی کیا اور اُسکے ہمراہیونکو بھگا کر لکڑیون مین آگ لگا دی اور اپنا راستہ لیا لوگ ولیم شباط زنگی کو زخمی لیے ہوے ایرج کے سامنے لائے اور عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمایے اُس دیوانہ کے ہاتھ سے ولیم کا پھر یہ حال ہوا ایرج نے یہ دیکھکر زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ ہاے افسوس مین اس دیوانہ کے ہاتھون سخت عاجز ہو گیا ہون کوئی تدبیر نہین بن پڑتی کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون کچھ سمجھ مین نہین آتا بقیہ روز یونہی فکر مین گذرگیا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے اور کیونکر اس دیوانہ کی شر سے نجات ملے جب شب ہوئی تو سوچتے سوچتے یہ امر ذہن مین آیا کہ کل سردارون اور مزدورون کو کسی سردار کے ساتھ لکڑیان کاٹنے کیواسطے روانہ کرو اور خود اثناے راہ مین بیٹھو اور دونون جانب ہرکارون کی ڈاک بٹھا دو کہ اُدھر کی خبر ادھر اور ادھر کی خبر اُدھر برابر پہونچاتے رہین جسطرفسے وہ دیوانہ آکر سردار و نبرد گریگا یا فوج پر گریگا ہرکارے خبر دینگے فوراً انسداد کر دیا جائیگا غرض جب صبح ہوئی تو سردارون کو ولیم اور کلید جحیم کے زیر حکم جانب صحرا روانہ کیا اور خود اثناے راہ مین بیٹھا ڈاک ہرکارون کی دونون جانب بٹھا دی اسد کے مخبرون نے اسد کو بھی یہ خبر پہونچائی کہ آج ایرج ہوشیار و خبردار بیٹھا ہی آپ جسطرف سے جائینگے وہ اُسی جانب دوڑ پڑیگا اسد نے یہ سنکر کہا کہ خیر سمجھا جائیگا ابھی مجھے کیا فرض ہی کہ اُس پاجی سے جا کر سامنا کرون دیر آید درست آید بہرطور ایرج نے جنگل سے لکڑیان منگوا کر نجارون کو جمع کیا اور تین طبقہ کا جوالہ تین روز کے عرصہ مین تیار کروا لیا اور ہر طبقہ اتنا اتنا بڑا تھا کہ چار چار ہزار تیر انداز بفراغت بیٹھ سکین طبقہ اول پر توپین چڑھوائین دوسرے طبقہ مین گولہ بارود جمع کروا دیا تیسرے طبقہ مین تیر انداز وغیرہ بٹھا دیے اور سامنے قلعہ کے استادہ کرایا تیماس خان اور تمغاج خان اور تمام ترکون نے جو اُس جوالہ کو دیکھا سب کے سب اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گئے آپس مین ایک دوسرے سے رخصت ہونے لگا ہر ایک آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا ہو بیٹھا ایرج نے طبل جنگ بجوایا کہ کل صبح کو ہم قلعہ لے لینگے جب یہ خبر اسد کو پہونچی کہ جوالہ بنکر تیار ہو گیا اور ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا تو یہ اپنے مقام پر سوچا کہ ای اسد تو ہی ان ترکون کو بیعت ایرج سے مانع ہوا تھا اور تیرے ہی سبب سے یہ لوگ بیعت ایرج سے باز رہے اور اب یہ سب تیرے ہی سبب سے مارے جائینگے ای اسد بہت مرحمت سے یہ امر بہت بعید ہی کہ اب تو اُنکی اعانت پر کمر نہ باندھے اور اپنی جان کو عزیز کرے مگر ساتھ ہی اس خیال کے یہ امر ذہن مین آیا کہ یہ سب تو صحیح اور بہت صحیح ہی لیکن یون بے سوچے سمجھے بھی جان دیدینا کچھ ٹھیک نہین ہی پہلے کوئی تدبیر سوچ لینا چاہیے اور

اسی کے موافق کاربند ہونا چاہیے بعد اُسکے پھر جو کچھ خداوند دکھائے یہ سوچ کر تھوڑی دیر تک تو سرزانوے فکر پر جھکائے رہا بعد ایک ساعت کے مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور بیساختہ زبان سے نکل گیا کہ وہ مارا فتاح نے کہا کہ صاحبزادے مجھسے تو بیان کرو کیا بات تم سوچتے ہو جو اسقدر خوش و مسرور ہوئے اسد نے کہا کہ بس عمو جان جو کچھ مین سوچا ہون جب اُسکا ظہور ہوگا تو آپ اچھی طرح دیکھ لینگے فتاح نے کہا کہ نہین میان مجھسے ابھی کہدو کہ مجھے اطمینان ہوجائے اسد نے کہا کہ عمو جان خلاصہ یہ ہے کہ مین اس جوالہ کو بغیر جلائے تھوڑی چھوڑونگا اور یہ کہکر ضرغام سے کہا کہ ارے بھائی ضرغام تم جلدی جاؤ اور جسقدر تیل اور چربی کثرت سے مہیا ہوسکے لے آؤ ضرغام نے کہا کہ خداوند ابھی لیجیے یہ کہکر اُسیوقت روانہ ہوا اور ایک تھوڑے ہی عرصہ مین منون تیل اور چربی مہیا کرلایا اور تمام رفقا سے کہا کہ تم سب کے پاس جسقدر پرانے دگلے اور قبائین اور پرانے کپڑے ہون سب لے آؤ اُسیوقت سبھون نے دگلے اور قبائین اور پرانے کپڑے حاضر کیے اسد نے خوب روغن اور چربی مین اُنکو تر کیا خلاصہ یہ کہ علاوہ اور کپڑے کے چوبیس ہزار قبائین اور دگلے تیل اور چربی مین تربتر کیے گئے جب یہ سب مال مہیا ہوچکا تو اسد نے ضرغام سے کہا کہ اے ضرغام اب یہ سب سامان تو مہیا ہوگیا اب تم لشکر ایرج کی خبر لے آؤ تو پھر کوئی تدبیر کرین یہ سنکر ضرغام اُسیوقت گیا اور جاکر خبر لے آیا اور عرض کیا کہ ویلم تو طلایہ کی گشت پر ہے اور ایرج سیحون بیچ لشکر مین صحبت آرا ہے یہ سنکر اسد نے ابراہیم بن مالک کو حکم دیا کہ اے ابراہیم تم جاؤ ہزار سوار لیکر لشکر ایرج پر جاگرو اور جسطرح بن پڑے ویلم کو اپنے ساتھ لگا کر نکال لیجاؤ اور علقمہ سے حکم دیا کہ اے علقمہ تم بھی چار ہزار سوار لیکر جاگرو بعد اسکے ابراہیم سے کہا کہ نہین اے ابراہیم تم تو میرا نام لیکر لشکر ایرج پر حملہ آور ہو اور ایرج کو اپنے ساتھ لگا لیجاؤ اور علقمہ ویلم کو نکال لیجائے بعد اُسکے پھر مین لشکر پر جاگرونگا اور سارے لشکر کا ستیاناس کرکے اُس جوالہ کو جلا دونگا بعد اسکے سمجھ لیا جائیگا اور سُنا بھی تم دونون بھاگتے وقت غل مچا دینا کہ ہائے ہائے اسد کے تیر لگا اور دو زخم بہت کاری لگے ہین ایک زانو پر اور دوسرا شانے پر ہائے اب کیا ہوگا الغرض جب سامان درست ہوچکا تو پہلے علقمہ طلایہ کی گشت پر جاگرا اور پکارا کہ کون طلایہ کی گشت کا افسر ہے ہوشیار و خبردار ہوجائے کہ مین آپہونچا ویلم نے جو یہ آواز سنی نعرہ کیا کہ تو کون ہے کھڑا تو رہ مین آپہونچا یہ کہکر ویلم پر جھپٹا علقمہ ویلم کے سامنے سے بھاگا ویلم نے اُسکا تعاقب کیا تا اینکہ سرحد لشکر سے نکل گیا اودھر اسکا جانا کہ ابراہیم اسد کا نام لیکر آگرا اور تلوار برسانا شروع کی ایرج نے کہا کہ ایک دیوانہ تو پہلے آیا تھا کہ تعاقب مین ویلم گیا ہوا ہے اب یہ دوسرا دیوانہ کدھر سے آپڑا اقبال شاہ نے کہا کہ خداوند اب آپ ہوشیار و خبردار رہیے اب وہ دیوانہ ایسی ہی ہلکی حقیقین کیا کرتا ہے دیکھیے خبردار کچھ ہی ہو لشکر سے باہر نہ جائیگا ایرج نے کہا کہ نہین بھائی مین کیا اُسکا فریب سمجھتا نہین مین کیا اُسکے دم پر آؤنگا یہ کہکر مرکب کو آگے بڑھایا اور وہان آیا کہ جہان ابراہیم قتل و قمع کر رہا تھا بیرنگ دیکھکر ایرج نے نعرہ کیا کہ کھڑا تو رہ مردود کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ تو مین تیری کیسی درگت بناتا ہون کہ ساری دیوانگی تیری دماغ سے رفو چکر ہوجائے یہ سنکر ابراہیم نے جواب دیا کہ اگر کچھ دم دعوی ہے تو آگے بڑھ زبانی جمع خرچ سے تو کچھ کام نہین چلتا یہ سنکر ایرج ابراہیم کیطرف بڑھا اور ابراہیم پیچھے ہٹا اب جون جون ایرج آگے بڑھتا آتا ہے دون دون ابراہیم ہٹتا جاتا ہے تا اینکہ دہی دم مین ایرج کو بڑھاتا ہوا چلا آیا اور لشکر کے سر پر پہونچکر غل مچایا کہ ہائے ہائے اسد کے زانو اور پہلو مین تیر لگا اور ایسا زخم لگا ہے کہ اب بچنا بہت دشوار ہے یہ کہکر ایرج کے سامنے سے بے تحاشا گھوڑے کی باگ موڑکر بھاگا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ آج دیوانہ کو نچھوڑیے اور اسکا کام ہی تمام کردیجیے یہ سوچ کر للکارتا ہوا ابراہیم کے تعاقب مین چلا تا اینکہ کوسون اپنے لشکر سے نکل گیا جب اسد نے یہ خبر سُنی کہ ابراہیم ایرج کو لگا لایا تو کمینگاہ سے آٹھ ہزار سوار لیکر لشکر ایرج پر شبخون گرا اسد نے تو لشکر کا صفایا کرنا شروع کیا اور اُسکے ہمراہی تیز و تبر و سب پرانے کپڑے تیل اور چربی مین بھیگے ہوئے لیکر لائے تھے وہ جوالہ پر ڈالدیے اور آگ لگادی اور لشکر ایرج سے تیل لیکر چھڑکنا شروع کیا اور آگ بھڑکنے لگی ہر چند لوگون نے چاہا کہ اس آگ

کو بجھائین مگر وہ آگ کیا بجھ سکتی ہی جون جون تیل پڑتا جاتا ہی وون وون آگ بھڑکتی جاتی ہی جو لوگ جوالہ مین بیٹھے ہوے تھے اُنھون نے بہت بہت کوشش کی کہ کسیطرح نکل جائین مگر کچھ نہو سکا ایک تو اُس جوالہ مین ہزارون من بارود دوسرے بیٹھے اودے مین توپین بھری ہوئین تیسرے یہ تیل اور چربی کے بھیگے ہوے کپڑے چوتھے تیل کے چھینٹے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آتش نمرودی شعلہ زن ہی غرض ہزارون ہی آدمی جل بھن کر خاک سیاہ ہوگئے اور اسد خوشوقتی مین بغلین بجارہا ہی اُچھل رہا ہی کود رہا ہی چلا رہا ہی کہ وہ جوالہ کو جلا دیا لیکن ہرکارون نے لپک کر ایرج سے خبر کی کہ آپ کسکے تعاقب مین جاتے ہین پھر آیئے یہ اسد نہین ہی کوئی دوسرا شخص ہی خداوند اسد تو آپکے لشکر مین قیامت برپا کر رہا ہی جوالہ مین آگ لگادی ہزارون آدمی جل بھن کر خاک سیاہ ہوگیے دیکھیے وہ روشنی آگ کی دکھائی دیتی ہی ایرج اب جو منھ پھیر کر دیکھتا ہی تو فی الواقع روشنی معلوم ہوتی ہی صاف یہ ثابت ہوتا ہی کہ ساکھو یا شیشم کے پورے دس بیس قریب قریب کے جنگلوںمین آگ لگ گئی ہی بس یہ دیکھکر جھنجلاتا ہوا نیچ بیچ اُدھر سے پھرا اور اپنے لشکر کا راستہ لیا یہان اسد کے مخبرون نے اسد کو خبر دی کہ بھاگیے ایرج آتا ہی اسد یہ سنتے ہی بھاگ نکلا اب جو ایرج یہان آکر دیکھتا ہی تو اسد کا نشان بھی نہین اور جوالہ مین آگ لگی ہوئی ہی اور آدمیون کے جلنے کی چراہند آرہی ہی بس یہ دیکھکر منھ اپنا دونون ہاتھون سے پیٹ لیا اور کہا کہ ہاے یہ دیوانہ کسیطرح ہاتھ نہین لگتا اور میرا لشکر ہر مرتبہ پریشان کر دیتا ہی ارے صاحب لسے دیوانہ کون کہے ابتک تو مین بھی اسے دیوانہ کہتا تھا مگر آج معلوم ہوا کہ ہزار سیانو ن کا یہ ایک سیانہ ہی دیوانہ کیسا جو اسے دیوانہ کہے وہ خود دیوانہ ہی اور اُدھر قیماس خان اور تمغاج خان وغیرہ نے جو جوالہ کو جلتے دیکھا تو سب کہنے لگے کہ بھئی کیا بے کلیجہ آدمی ہی کیا کار نمایان کیا ہی واہ واہ صاحب اصل یہ ہی کہ ہمنے ایسا بہادر بے ہمتا آج تک نہین دیکھا اور دیکھنا کیسا کہ اس کلیجہ اور اس جسہ کا آدمی سنا بھی نہین فی الحقیقت یہ شخص اسم بامسمے ہی اور ادھر ایرج نے ہر چند تدبیر کی کہ آتش جوالہ کو فرو کرے کسیطرح ممکن نہوا آخر کار مجبور ہو کر اپنے خیمہ مین آیا قارن قمر بین سے کہا کہ اہی قارن دیکھا تمنے کہ اسنے کیا تدبیر کی ہی اور کس فکر صائب سے جوالہ کو جلایا ہی اور کیا پختہ تدبیر کی ہی کہ واہ واہ پھر ہرکارون سے بلا کر کہا کہ جلد جاکر اسد کا پتا لگاؤ اگر آج تمنے اسد کا پتا نہ لگایا اور نشان اُسکا مجھے آکر ٹھیک ٹھیک نہ بتایا تو تم سب کو قتل کرونگا یہ حکم محکم قضا شیم سنکر اُسیوقت ہرکارے روانہ ہوے اور مصروف تلاش ہوے جاتے جاتے اسد کو ایک کوہستان مین پایا جھٹ پٹ جاکر ایرج کو خبر دی کہ اہی صاحبقران آفتاب پرستان اسد کوہ صنوبر پر برہنہ سو رہا ہی یہ سنکر اُسیوقت خوشی خوشی ایرج سوار ہو کر چلا قضاے کار اتفاقات روزگار ضرغام لشکر ایرج مین موجود تھا ادھر تو ایرج سوار ہوا اور اُدھر سے ضرغام اسد کی خدمت مین روانہ ہوا ایرج کے آنے سے قبل اسد کو خبر دی کہ بھاگو بھاگو ایرج آتا ہی مگر ایرج اسطرح بھاگا بھاگ ہوا کیطرح آگیا کہ جب تک اسد پوشاک پہنے ہی پہنے ایرج قریب آگیا اب اسد بالکل دست پاچہ ہو گیا اور تو کسیطرف راہ جانکی نپائی مگر ناچار ہو کر فرنگوشیہ کا راستہ لیا ایرج نے اسد کا تعاقب کیا اسد بے تحاشا بھاگتا ہوا قلعہ کے سامنے آیا تمغاج خان نے آواز دی کہ اہی شہریار مین مجبور ہون ایرج پیچھے چلا آتا ہی اگر دروازہ قلعہ کا کھولدیا گیا تو وہ بھی چلا آئیگا شہر کو تاخت تاراج کر دیگا اسد نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین قلعہ سے لپٹ کر کھڑا ہوتا ہون تم گولہ مارنا شروع کرنا اور جب مین آواز دون تو دروازہ کھولدینا تمغاج خان یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اسد نے مع رفقا زیر دیوار قلعہ اپنے کو پہونچا دیا فوج جو ایرج کے تعاقب مین آئی تھی ترکون نے اُسپر گولے مارنا شروع کیے ہزارہا آفتاب پرست مارے گیے اور دور دور جاکر کھڑے ہوے یہ دیکھکر اسد نے آواز دی کہ اہی تمغاج خان جلد دروازہ کھولو تمغاج خان نے بعجلت تمام دروازہ قلعہ کا کھولکر اسد کو اندر لے لیا اور پھر جھٹ سے دروازہ بند کر لیا اسد نے اندرون قلعہ آکر تاج مرصع کار سر پر رکھا اور مسلح و مکمل ہو مع رفقا فیلبند دروازہ پر آکر بیٹھا ایرج نے جو اسد کو اس حیثیت سے دیکھا نہایت بد دماغ ہو کر دیا نے ہاتھ ملتا ہوا پھرا اور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جامہاے شراب اُڑنے لگے جب خوب نشہ ہو گیا تو عین حالت نشہ مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین قلعہ کو لے لونگا یہ حکم سنتے ہی لشکر ایرج مین نقارہ رزمی گڑ گڑایا جب اسد کو یہ خبر ہوئی تو اُسنے بھی حکم دیا کہ جانے یہان بھی

نقارۂ رزمی نوازش مین آئے القصہ رات بھر دونون جانب تیاری رہی صدائے ہوشیار باش اور بیدار باش بلند رہی جب صبح ہوئی تو اسد مع رفقا دروازہ فیلبند پر آکے بیٹھا اور ادھر لشکر آفتاب پرستان کی آمد شروع ہوئی قلعہ پر سے اکا دکا گولہ پڑنے لگا فوج گولے کی زد سے ہٹکر کھڑی ہوئی اور ایرج گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر چہ کوہ لیکر قلعہ کیطرف چلا دیدبانون نے دوربین سے دیکھکر اسد سے عرض کی کہ ایک سوار گرز ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہے یقین ہے کہ ایرج ہی ہوگا اسد نے کہا کہ زد پر آنے دو جب ایرج زد کے میدان سے بھی کچھ آگے بڑھ آیا تو گولندازون نے عرض کی کہ اب ایرج خوب زد پر آگیا ہے اسد نے حکم دیا کہ گولہ مارنا شروع کرو بس یہ حکم سنتے ہی توپخانۂ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا اور گولے پڑنا شروع ہوے لیکن ایرج گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا جب ہفت فلیتہ باڑھ کے داغ چکے تو اسد سے عرض کیا کہ اے شہریار اب ہفت فلیتہ باڑھ کے بھی داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہے اسد نے کہا کہ بس اب ہاتھ روک لو دیکھو کہ کوئی نہ کوئی گولہ تو قضا کا بھی پڑا ہی ہوگا یہ سنکر گولندازون نے ہاتھ روک لیا بس دھوئین کا موقوف ہونا اور روشنی کا ہونا تھا کہ گولندازون نے عرض کیا کہ حضور وہ تو لب خندق پہونچگیا اور کوئی گولہ بھی اُسکے نہین لگا تمام قلعہ مین ایک ہلچل پڑگئی ہر ایک کی زبان پر یہ تھا کہ اب خدا ہی بچاے تو بچین اسلیے کہ اب وہ لب خندق پہونچگیا یہانتک آجانا اب کوئی دشوار نہین ہے اور ایرج نے اتنے مین آواز دی کہ اے خداپرستو دیکھو تو مین تمھارا کیا حال کرتا ہون ایک کو تو زندہ چھوڑونگا نہین سبھی کو قتل کرونگا اگر تم مین سے ایک کو چھوڑ دیا تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہوگا اسد نے یہ سنکر حکم دیا کہ ارے مالک بن ملکوت شاہ کو جلد زیر تیغ بٹھاؤ ایرج چاہتا ہی تھا کہ خندق سے جست کرکے پار چلا جائے اور دروازہ قلعہ کا توڑ ڈالے کہ لوگون نے مالک بن ملکوت شاہ کو لاکر زیر تیغ بٹھا دیا اور اسد تلوار کھینچکر مالک بن ملکوت شاہ کے سر پر کھڑا ہوا اور ایرج سے پکار کر کہا کہ اے ایرج اگر ایک قدم بھی تو نے آگے بڑھایا تو مین نے مالک بن ملکوت شاہ کا کام تمام کیا اور تو میرا بال بھی بیکا نہین کرسکتا ایرج نے جو مالک بن ملکوت شاہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اے اسد غازی آپ اسے نہ ماریے مین ابھی پھرا جاتا ہون مالک بن ملکوت شاہ میری جان ہے اسے کسیطرح تکلیف نہ پہونچا اور اچھی طرح رکھ اسد نے کہا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری ارے بس جو کچھ میرے پاس ہے جو دہی وہ مین کھاؤنگا اپنے رفقا کو کھلاؤنگا یا مالک بن ملکوت شاہ کو کھلاؤنگا اگر تو یہ چاہتا ہے کہ مالک بن ملکوت شاہ اچھی طرح رہے اور اُسے راحت و آرام ملے تو اپنے باورچیخانہ سے کھانا معین کر اپنے خدمتگارون کو خدمت کے لیے بھیجدے کہ میرے لوگ بھی اُسکے ساتھ آرام پائین ایرج نے کہا کہ اچھا اے اسد مین دو سو خوان کھانے کے ہر روز روانہ کیا کرونگا یہ کہکر قلعہ کیجانب سے پھر کر اپنے لشکر کیطرف آیا اور دو سو خوان کھانے کے ہر روز بھیجنا شروع کیے چند روز اسیطرح گذرے اب ایرج کمال حیران و پریشان ہوا اور بہت متردد ہوا کہ اب کسطرح قلعہ کو لے اور کیا تدبیر کرے جب قلعہ پر یورش کرتا ہے اسد مالک بن ملکوت شاہ کو زیر تیغ بٹھاتا ہے قضا کا اتفاقات روزگار فرخ تاجر کا بھائی مظفر تاجر قضا کر گیا تھا اور اُسکی زوجہ بچپن سے ایرج پر عاشق تھی اور کچھ بس نہین چلتا تھا کہ کسطرح ایرج تک پہونچے اب اُسکو یہ موقع بہت غنیمت معلوم ہوا اور اُسنے خیال کیا کہ جسطرح بن پڑے نقب کتی کرواکے ایرج کو براہ نقب شہر مین بلوالو اور مطلب دلی حاصل کرو اور شہر کو اُسکے قبضہ مین کرادو بس یہ خیال اپنے دل مین مستحکم کرکے اپنے باغ مین سے جو دروازہ شہر سے بہت قریب تھا نقب کھدوانا شروع کی اور اتنی بڑی نقب کھدوائی کہ ایک سوار مع مرکب کے اچھی طرح نکل آے اور مہرہ اُس نقب کا قریب لشکر ایرج صحراے اختم مین نکلوا دیا جب وہ نقب تیار ہوچکی تو اُس لکاتہ نے ایک نامہ اشتیاق شمامہ ایرج نوجوان کو بدین مضمون تحریر کیا کہ اے مہر سپہر محبوبی و دلفریبی ماہ آسمان حسن و خوبی معشوق دلربا و جان ستان ہوشربائے عالم و عالمیان صاحبقران لشکر آفتاب پرستان یعنے ایرج نوجوان زاد مجدہ پس از اداے ہدیۂ تسلیم عرض کرتی ہے یہ کنیز قدیم یہ خادمہ حضور پر نور بہ ایک مدت مدید سے دلدادہ و جاندادہ تھی اور دیدار حسن و جمال اور لذت شراب وصال کی مشتاق تھی نہین کوئی موقع آپ تک پہونچنے کا نہ پاتی تھی کیونکہ ایک ظالم کے پھندے مین پھنسی تھی آتش فراق سے جلا کرتی تھی اور کوئی تدبیر نظر نہ آتی تھی قضا کار اتفاقات روزگار بعد

عرصہ دراز و مدت بسیار مجھکو اُس ظالم کے پھندے سے نجات ملی ہی مگر بمصالح چند در چند میرا حاضر ہونا آپ تک مناسب نہین معلوم ہوتا ہر چند کہ اگر ارشاد عالی ہوگا تو یہ خادمہ اول سب مصالح سے درگذر کر کے حاضر ہوسکیگی لیکن زیادہ تر مناسب میرے اور آپکے لیے امر اول یہی ہی لہذا عرض رساے خدمت سامی ہوں کہ مین نے قبل سے ایک نقب کھدوا رکھی ہی کہ جسمین سے آپ مع راہوار شہر مین تشریف لا سکتے ہین اُسی نقب کے راستے سے باطمینان تمام تشریف لائیے دامن اس کنیز کا گوہر امید سے پُر کر دیجیے اور تمام شہر کو اپنے قبضہ مین کیجیے جب خط تمام ہو چکا تو مہر اپنی ثبت کر کے براہ نقب خدمت ایرج مین ارسال کیا جب ایلچی خط لیکر خدمت ایرج مین حاضر ہوا تو بعد ادائے مراسم آداب وہ نامہ ایرج کے ہاتھ مین دیا ایرج نے اُسے تمام و کمال پڑھکر قارن قمر بین سے پوچھا کہ ای قارن جو عورت کہ اپنے باپ یا چچا کے تصرف مین آئی ہو وہ حلال ہی یا نہین قارن اُسکے فحواے کلام سے مطلب تاڑ گیا کہنے لگا کہ ای حضور کیا مضائقہ ہی یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا اور کل مضمون نامہ سے قارن کو مطلع کیا قارن بھی یہ سنکر بہت خوش ہوا اور عرض کیا کہ خداوند اسیکو تائید غیبی کہتے ہین تیر اعظم کی کمک اسیکا نام ہی آپ شوق سے تشریف لیجائیے تیر اعظم اچھا ہی کریگا یہ سنکر ایرج نے اس قاصد سے کہا کہ بھائی تو چل اور اپنے یہان تیاری کر مین آج رات کو ضرور بالضرور آؤنگا وہ قاصد سلام کر کے رخصت ہوا اور یہان سے جا کے کل حال زن مظفر سے بیان کیا وہ یہ حال بد مآل سُنکر بہت خوش ہوئی اور اسیوقت حمام کیا نہا دھوکر پاکیزہ کپڑے پہنے خوب عطر ملا اور زیور جواہر سے آراستہ ہوکر پھولونکا گہنا پہنا باغ کو بھی نہایت آراستہ و پیراستہ کیا سامان صحبت عیش بوجہ احسن تیار کرایا جب سامان مہیا ہو چکا تو اُسی قاصد کو جو خط لیکر گیا تھا ایرج کے لینے کیواسطے روانہ کیا اور ادھر ایرج نے بھی نہا دھوکر خوب آراستہ و پیراستہ ہوکر لباس فاخرہ پہنکر نقب مین جانے کا قصد کیا اور پھر لشکر کے افسرون سے حکم دیا کہ تم سب میرے نعرہ پر گوش بر آواز رہنا جسوقت میرے نعرہ کی آواز سننا اور اہالیان قلعہ مین غل و شور کی آواز بلند دیکھنا فوراً سب کے سب یورش کر دینا قلعہ لے لیا جائیگا یہ سنکر سبھون نے اُسے قبول کیا ایرج نے ویلم شباط زنگی اور عوجان دریا باری اور عنتر صبا کو اپنے ساتھ لیکر براہ نقب اُس باغ کا راستہ لیا آن واحد مین باغ مظفر تاجر مین پہونچگیا رفقا کو ایک جانب بٹھا کر خود زوجہ مظفر کے پاس آیا دیکھا کہ ایک زن حسینہ و جمیلہ دریاے جواہر مین غرق لباس سُرخ پہنے ہوے عطر مین ڈوبی ہوئی نہایت زرق برق بنی ایک مسند زرین نگار و گوہر بار پر نہایت عزت و وقار سے بیٹھی ہوئی ہی گرداگرد اُسکے خواصین اور کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے ہوے اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہین نکہت گل سے تمام مکان بہشت عنبر سرشت کا نمونہ معلوم ہوتا ہی ایرج دوڑ کر گلے سے لپٹ گیا اُسنے بھی گلے مین ہاتھ ڈالدیے مسند پر بٹھایا جام شراب گلگون گردش مین آیا ناچ ہونے لگا کوئی ڈیڑھ پہر رات گئے تک یہ صحبت برپا رہی بعد اُسکے دسترخوان بچھا دونون نے بیٹھکر کھانا کھایا بعد کھانا کھانے کے ایک ایک جام مئے گلگون پی کر باہم اختلاط ہونے لگے جتنی کنیزین خواصین وغیرہ وہان موجود تھین وہ سب ہٹ گئین یہ دونون کے دونون مسہری پر گئے شربت وصال سے محظوظ ہوے اتفاقاً وہ لکاتہ اسی روز حاملہ ہوئی اور تورج بدرگ حرامی اسی کے بطن سے پیدا ہوگا القصہ رات تو اس عیش و عشرت مین بسر ہوئی جب صبح ہوئی تو ایرج نے عوجان دریا باری کو دروازہ ظلمات کیطرف بھیجا اور عنتر صبا کو دروازہ اختم کی جانب روانہ کیا اور ویلم شباط زنگی کو دروازہ ہفت منظر کی سمت روانہ کیا اور چوتھے دروازے پر خود متمکن ہوا اب اس عرصہ مین کچھ فوج بھی براہ نقب آگئی تھی اُسے بھی اپنے ہی پاس رکھا اور تلوار کھینچکر نعرہ کیا کہ ای اہل شہر ہوشیار و خبردار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا جس کسیکو اپنی جان بچانا ہو وہ دین آفتاب پرستی قبول کرے اور جو آفتاب پرستی قبول نہ کریگا وہ بے تامل مارا جائیگا یہ کہکر پہلے ایرج زندانخانہ مین آیا مالک بن ملکوت شاہ کو قید سے چھڑایا تمغاج خان اور ایرج سے مقابلہ ہوا وہ بھی زخمی ہوا ایرج کے بھی دو چار زخم لگے مگر ایرج کا آخر کار قابو چلگیا اور تمغاج خان ایرج کے ہاتھ سے بہت زخمی ہوا کہ ہوش و حواس اُسکے بجا نرہے ایرج نے اُسے گرفتار کر لیا بعد اُسکے اسد کے گرفتار کرنے کو چلا ضرغام شیردل وہین موجود تھا یہ ارادہ ایرج کا دیکھکر لپک گیا اور کل حال سے مطلع کر دیا اسد نے چاہا کہ کسی نہ کسی طرح شہر سے نکل جاے یہ قصد کر کے دروازہ ظلمات کیطرف روانہ ہوا وہان پہونچکر

عوجان دریا باری کو دیکھا اور عوجان نے اسد کو دیکھکر آواز دی کہ خبردار او دیوانے ادھر آیا تو زندہ نہ جائیگا اسد نے
یہ آواز سنکر دروازۂ اختم کا رخ کیا وہان عنتر صبا بیٹھا ہوا تھا جب اسد دروازۂ اختم پر پہونچا عنتر صبا نے للکارا اسد گھبرا کر
وہان سے بھی پھرا اور دروازۂ ہفت منظر پر آیا وہان ویلم شباط بیٹھا ہوا تھا اُسنے آواز دی کہ اسد ہوشیار رہو کر یہان آنا ورنہ
اجل تیری آجائیگی اب اسد گھبراگیا اور ویلم شباط سے لڑنے کا قصد کیا مگر پھر دل مین یہ سوچا کہ ہرچند مجھکو ان ایسے زنگیونسے کوئی
خوف نہ ہونا چاہیے ان بھر کو تو ابھی کافی ہون لیکن ابھی اگر اثنائے جنگ مین ایرج آپڑا تو پھر دشواری ہوگی اس سے بہتر یہی ہو
کہ یہانسے چلا ہی چل اس ملعون سے جان بچنا بہت ہی وقت کا امر ہو یہ سوچکر وہانسے بھی بھاگا مگر حال یہ ہو کہ زمین پائون
تلے سے نکلی جاتی ہو پائون ڈالتا ہو کہین پڑتا ہو کہین دعائین مانگتا ہوا ہانپتا ہوا چلا جاتا ہو اور آسمان کیطرف مُنھ اُٹھا اُٹھا کر
دعائین مانگتا جاتا ہو کہ ای پروردگار عالم تو ہی اس ظالم کے پنجہ سے نجات دینے والا ہو ای پروردگار اب تو دوڑا بھی نہین جاتا
خداوندا جلد کسی جلے امن مین پہونچادے یہ دعائین مانگتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک احاطہ کے قریب پہونچگیا غور سے جو دیکھتا ہو
تو دیوارین اسکی نہایت مستحکم ہین بس جھپ قلا کرکے اُس احاطہ کے اندر جا کودا اور چار جانب اپنے سردارون کو مسلح و مکمل کرکے
بٹھا دیا اور اُس احاطہ کو مثل کٹہرے کے تیار کرلیا اور آمادۂ پیکار و مستعد کارزار ہو بیٹھا لیکن ایرج جب اہل اسلام کو قتل کرتا
ہوا اُس احاطہ کے قریب پہونچا اور اسد کو مع رفقا مسلح و مکمل احاطہ کے دروازہ پر بیٹھا دیکھا تو نعرہ کیا کہ بھلا او دیوانے خبردار
و ہوشیار اچھے موقع سے تیرا سامنا ہوا اب مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون اسد نے یہ سنکر جواب دیا کہ جا بیٹھ او آفتاب پرست
اپنے گریبان مین منھ ڈال دنیا مین تجھسے زیادہ شاید ہی کوئی بیحیا اور بے شرم ہوگا تجھے شرم نہین آتی کہ تونے اپنی چچی کو جورو بنالیا
اور اُسکی مدد سے قلعہ مین آیا مگر اب تو خوب یاد رکھنا کہ میرا تو کچھ نہین بناسکتا مین اپنے خدا پر تکیہ کیے ہوے بیٹھا ہون خدائے ما
بزرگ است اگر خدا نے مدد کی تو تجھکو بھی واصل جہنم کرتا ہون اور اُس لکاتہ کو درست کرتا ہون تجھکو اور اُسکو ایک ہی بورے مین
رکھکر نہ بھیجون تو اسد اپنا نام نہ رکھون بس یہ کلمات سنکر ایرج آگ ہوگیا اور پکارا کہ او دیوانے مردود ٹھہر جا مین ابھی تو تیرے
ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہون اور چاہا کہ گھوڑے کو آگے بڑھائے کہ قارن قمر بین اور مالک بن ملکوت شاہ نے آگے بڑھکر
عرض کیا کہ خداوندا رات ہو چکی ہو تاریکی خوب پھیل چکی ہو اسوقت جانا مناسب نہین ہو معلوم نہین رات کو کیسی گذرے کیسی نہ گذرے
اسوقت پھر چلیے صبح کو سمجھا جائیگا ایرج نے قبول کیا اور کہا کہ خوب اس احاطہ کو چارطرفسے گھیر لو ایسا نہو کہ دیوانہ کسی طرف سے
نکل جاے اُسیوقت تمام آفتاب پرستون نے چارطرفسے نرغہ کرلیا اور اسطرح سے اُس احاطہ کو گھیر لیا کہ جسطرح دانتون مین زبان
یا انگوٹھی پر نگینہ ہوتا ہو جب خوب چارطرفسے اُس احاطہ کو گھیر لیا تو ایرج پکارا کہ خیر دیوانے رات بھر کے لیے تجھکو اور چھوڑے
دیتا ہون کل تو ہو اور تیغۂ آبدار کی دھار یہ کہکر ایرج وہان سے پھر گیا اور اسد کو یقین ہوگیا کہ کل صبح کو ضرور قتل کیا جاؤنگا
سبھونسے کہا کہ یارو یہ شب شب آخر ہو ہم تم سے بغلگیر ہولین تم ہمسے مل لو اور سب کے سب میرے پاس سے چلے جاؤ اور ایرج کی بیعت
کرلو اسلیے کہ اُسے صرف مجھسے غرض ہو تم سب کیون میرے ساتھ جانین دیتے ہو اگر میری ہمراہی کروگے مارے جاؤگے یہ سنکر
سبھون نے عرض کیا کہ خدا ہمکو وہ روز نہ دکھاے کہ ہم آپ کا ساتھ چھوڑ دین اور ایرج بدنہاد کا ساتھ دین آپ کی بیعت چھوڑ کر
اُس آفتاب پرست کی بیعت کرین العیاذ باللہ کعبہ کو چھوڑ کر بتکدہ کا راستہ لین یہ ہمسے کبھی نہوگا آپ کی ہمراہی مین مارے جانے کو ہم
حیات ابدی تصور کرتے ہین یہ آپ کیا فرماتے ہین آپ وہ وقت تو آنے دیجیے پھر دیکھیے گا کہ ہم نے کیا کام کیا انشاء اللہ
جسوقت تک ہم زندہ ہین آپ پر ذرا سی بھی آنچ نہ آنے دینگے ہان جب ہم نہونگے اُسوقت پھر آپکا خدا مالک ہو اور خداوند ہمکو تو تعجب
اور تحیر یہ ہو کہ آپنے ہماری نسبت ایسا گمان کیونکر کرلیا کہ ہم سب آپکا ساتھ چھوڑ دین ہمکو آپکے اس خیال ہی سے تحت استعجاب ہو خداوند نعمت
ایسی آپ سے امید نہ تھی کہ آپ ہمین ایسا تصور کرینگے سبحان اللہ یہ سنکر اسد نے رو دیا اور کہا کہ صاحبو بیشک تم ایسے ہی ہو

خیر جو مرضی خدا کی مرگ انبوہ جشنے دارد لیکن خداوند عالم سے کسی وقت ناامید نہونا چاہیے لائیسو من رحمۃ اللہ دعا کرو شاید
اللہ رحم کرے اور اس ظالم کے دام ظلم سے نجات دے یہ سنکر سبھون نے تیمم کر کے بہ کمال خضوع وخشوع نمازین پڑھین اور
بعد فراغ نماز بہ تضرع وزاری بدرگاہ جناب باری دعا کرنا شروع کی کہ خداوندا واسطہ اپنے بندگان خاص کا خداوندا واسطہ اپنے
اصفیا کا خداوندا واسطہ اپنی کبریائی کا کہ ہم سب کو اس بلا سے نجات دے کہ اسی اثنا مین اسد پر تشنگی نے غلبہ کیا اسلیے کہ فکر و تردد
مین اکثر تشنگی غلبہ کرتی ہے ضرغام شیردل سے کہا کہ اے ضرغام جہانسے بن پڑے اور جسطرح ممکن ہو میرے واسطے پانی لاکہ
بسبب پیاس کے میرے حلق مین کانٹے پڑے جاتے ہین ضرغام نے کہا کہ شہریار آپکی بھی عجب باتین ہین آبرو پر تو آبنی ہے اب کہان سے
لاؤن اسد نے کہا کہ کہین تو تلاش کر کے لا میرے تو دم پر بنی ہوئی ہے اور تو باتین بناتا ہے جہان سے بن پڑے وہانسے لا ضرغام نے
کہا کہ بہت اچھا آپکی تعمیل ارشاد کرتا ہون جاتا ہون پانی اگر ملا جاتا ہے تو لاتا ہون یہ کہکر نہایت ہی پھرتی سے اُس احاطہ کی دیوار کو پھاند کر
تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ ایک باغ کی دیوار دکھائی دی ضرغام شیردل کمند مار کر اُس باغ کے اندر آیا دیکھا تو یہ وہی باغ ہے مظفر
بازارگان کا کہ جسمین سے زوجہ مظفر نے نقب کنی کرا کے ایرج کو شہر مین بلایا تھا غرض پانی تلاش کرتا ہوا ایک جانب کو چلا جاتے جاتے ایک مقام پر
کیا دیکھتا ہے کہ ایک ڈھیر خاک کا لگا ہوا ہے حیران ہوا کہ یہ خاک کیسی ہے شاید کوئی کنوان کھدا ہوگا لیکن کنوین کی مٹی اس کثرت سے
نہین ہوتی یا تو کوئی تالاب کھُدا ہے یا کوئی نقب کھدی ہے یہ سوچ کر اُس خاک کے ڈھیر پہ آیا مہرہ نقب کا دکھائی دیا فتیلہ عیاری روشن
کر کے نقب کے اندر روانہ ہوا جاتے جاتے شہر کے باہر نکلا وہان سے شادان وفرحان پانی لیکر اسد کی خدمت مین روانہ ہوا جب اسد
کے پاس پہونچا پانی پلایا اسد نے پانی تو پی لیا مگر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ افسوس صد افسوس مفت اس پاجی کے
ہاتھ سے مارے گئے اب یہ آخری پانی ہے اب اسکے بعد پھر کاہیکو پانی نصیب ہوگا یہ سنکر ضرغام نے کہا کہ شہریار آپ یہ کیا کلمے یاس کے
فرماتے ہین دشمن آپکے مارے جائین اے خداوند آپکا تو ایک رونگٹا بھی کوئی میلا نہین کر سکتا آپکا خیال کدھر ہے اسد نے جو ضرغام سے
اس قسم کے کلمات سنے اور خوش ومسرور پایا تو پوچھا کہ اے ضرغام سچ کہہ تو اسقدر بشاش کیون ہے کیا کوئی شکل تو نے نجات کی
پیدا کی ہے ضرغام نے عرض کیا کہ حضور ہان بسم اللہ چلیے مین ابھی تو آپکو قلعہ سے باہر لیے چلتا ہون اسد نے کہا کہ آخر کچھ کہہ تو کیونکر لیچلیگا
کیا تدبیر تو نے سوچی ہے ضرغام نے کہا کہ خداوند جس نقب سے ایرج قلعہ مین داخل ہوا تھا وہی نقب مجھکو مل گئی اُسی راستے سے
مین بیرون قلعہ گیا اور آپ کے واسطے پانی ڈھونڈھ لایا اسد یہ سنکر بہت خوش ہوا ضرغام کو گلے سے لگایا کہا کہ تو سچ کہتا ہے
اُسنے کہا کہ آپ بسم اللہ کر کے تشریف لیچلیے راست و دروغ میرا کھل جائیگا اور آپکا یہ خیال بالکل نادرست ہے کہ مجھسے وفادار
غلام کو آپ بیوفا تصور کرتے ہین اور آپکو میرے کہنے کا یقین نہین ہے آپ میرے کہنے سے چلے تو چلیے غلام حضور سے کبھی جھوٹھ بولا ہے جو
آج دروغ کہیگا یہ سنکر قریب تھا کہ اسد کو شادی مرگ ہو جائے جب تھوڑی دیر کے بعد اُس حالت سے نجات پائی تو پہلے لکمندین
مار مار کر مرکبون کو اُس احاطہ سے باہر نکالا بعد اُسکے آپ مع رفقا اس احاطہ سے باہر آیا کوئی پہر رات باقی تھی کہ نقب سے باہر نکلا
اور رفیقونسے کہا کہ بھائیو مین لشکر ایرج پر شبخون کرنے کا ارادہ رکھتا ہون تم سب کی کیا رائے ہے سبھون نے عرض کیا کہ بسم اللہ چلیے
یہ سنکر اسد لشکر ایرج کیطرف چلا تھا کہ روشنی مشعلون کی نمایان ہوئی دوربین سے جو اُسطرف دیکھا تو دیکھا کہ ایک لشکر کثیر
چلا آتا ہے اور اُدھر سے اُن لوگون نے دوربین سے لشکر اسد کو دیکھا ادھر سے اسد نے آواز دی کہ تم کون لوگ ہو اُدھر سے اُن
لوگون نے جواب دیا کہ شاہزادہ زنگبار بادشاہ خبر رفتار رون لکمن بن لکمنات زنگی ایرج آفتاب پرست سے لڑنے کو آیا ہے اسلیے
کہ ایرج بدنہاد نے ترکون کے قتل کا ارادہ کیا ہے یہ سنکر ہمراہیان اسد نے آواز دی کہ یہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران شہسوار
میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی ہے یہ سنکر لکمن بن لکمنات آگے بڑھا اور اقدام اسد کو بوسہ دیا اسد نے اُسے
گلے سے لگا لیا اور کہا اے لکمن بن لکمنات فلک کجرفتار اور گردون غدار سفلہ پرور ہے کہ اس پاجی کو آسمان پر چڑھا دیا ہے

اور سر اُسکا عرش سے ملا دیا ہو اور ہمین یہ ذلتین دکھاتا ہی مجبور ہین کیا کیا جاے مگر ای لکمن اصل یہ ہی کہ جو کچھ کیا وہ لندھور نے کیا نہ لندھور اُسکے شریک حال ہوتا نہ یہ پاجی زوروں پر چڑھتا اور نہ اسقدر سر اُٹھاتا لکمن نے کہا کہ ای شہریار آپ مطمئن رہیے اور گھبرایئے نہین مین اس آفتاب پرست سے لڑونگا اور اُسے واصل جہنم کرونگا یہ سنکر اسد نے کہا کہ ای لکمن خدا تیرے ارادے مین برکت دے اور مجھے فتحیاب کرے مگر جو مین کہون اُسپر عمل کر لکمن نے کہا کہ مین بہر طور آپکا مطیع ہون جو کہیے گا سو کرونگا اسد نے کہا کہ ای لکمن اب تو تم میرے ساتھ چلو لشکر ایرج پر شبخون مارو بعد اُسکے پھر سمجھ لیگا لکمن نے کہا کہ بہت اچھا مین آپکے ساتھ ہون بس لکمن اور اسد دونون کے دونون اپنی اپنی فوج بمعیت لشکر ایرج پر شبخون گرے قتل و تاراج کرنا شروع کیا خیمون مین آگ لگادی لشکر ایرج مین ایک غلغلہ بلند ہوا کہ ارے دیوانہ مارے ڈالتا ہی یہان ایرج جو صبح کو بیدار ہوتا ہی تو اپنے لشکر کی سمت سے ایک غلغلہ سا سنائی دیا لوگون سے کہا کہ دریافت تو کرو میرے لشکر مین یہ غلغلہ کیسا ہی اسد تو یہین کھڑا ہوا ہی پھر کیا اور کوئی شخص حریف آگرا جسنے شبخون مارا ہی یہ کہکر مارے گھبراہٹ کے خود ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور برج پر آکے کان لگا کر جو سنتا ہی تو اسد کے بوق کی آواز آئی حیران ہوا کہ اسد وہان کیونکر پہونچگیا وہ تو یہین گھرا ہوا تھا یہ خیال کرکے اُس احاطہ کے پاس آکر دربانون سے پوچھا کہ کیا اسد نکل گیا اُن سب نے کہا کہ حضور جسوقت سے آپ ہمین یہان تعینات کر گئے ہین اُسوقت سے ہم ہلے نہین آخر وہ گیا کدھر سے یہ سُنکر ایرج اُس احاطہ کے اندر آیا دیکھا کہ احاطہ خالی پڑا ہی اسد کا پتا نہین یہ دیکھکر نہایت آزردہ ہوا اور دربانون سے بہت برہم ہوا اور ہر ایک پر بہت ہی خفا ہوا اور کہا کہ تمھین لوگون کے منع کرنے سے مین قتل اسد سے شب کو باز رہا آخر کار دیکھا تمنے کہ وہ صبح ہوتے ہی صاف نکلا ہوا چلا گیا اچھا اب یہ تو دریافت کرو کہ وہ گیا کسطرف سے اور کون سا راستہ ایسا اُسکے ہاتھ لگ گیا کہ تم لوگون کو خبر نہوئی اور وہ نکل گیا یہ سنکر لوگون نے تفحص جو کیا تو معلوم ہوا کہ نقب کے راستہ سے نکل گیا آکر ایرج سے بیان کیا کہ حضور جس نقب مین سے آپ آئے تھے اُسی مین سے اسد بھی نکل گیا یہ سنکر اُسیوقت ایرج اپنے لشکر کیطرف چلا اور اُس گھبراہٹ مین یہ بھی نہ کیا کہ نقب پر کسیکو متعین کرے اسی طرح نقب چھوڑ کر روانہ ہوا جب قریب اپنے لشکر کے پہونچا تو نعرہ کیا کہ باش او اسد ناہنجار او دیوانہ و مکار مین آپہونچا تو جاتا کہان ہی دیکھ تو مین تیری کیا گت بناتا ہون یہ نعرہ ایرج کا ضرغام نے سن پایا اسد سے جاکر بیان کیا کہ ہوشیار و خبردار ہو جیسے ایرج بدنہاد آپہونچا یہ سنکر اسد نے بوق بجادی کہ ای یاران بدر روید اور مع لکمن وہانسے قلعہ کا رُخ کیا مہرہ نقب کا تو بدستور کھلا ہی ہوا تھا اُسی نقب کے راستے سے پھر داخل قلعہ ہوا اور قلعہ مین آکر نقب بند کروادی یہ خبر سنکر زوجہ خواجہ مظفر بازارگان بھاگ گئی اُسے ڈھونڈھنا شروع کیا چارطرف تفحص کیا مگر کہین پتا نہ لگا مجبور ہو کر اُسکی تلاش سے دست بردار ہو کر تمغاج خان اور قیماس خان وغیرہ جو ایرج کی قید مین تھے اُن سبکو مع امراے ترکستان قید سے رہا کیا اور مالک بن ملکوت شاہ کو پھر بدستور سابق مقید کیا اور فیلبند دروازے پر آکے حکم دیا کہ ہان طبل شادمانی بجادو اُسیوقت طبل شادمانی بجنے لگا اور خود اسد نے بوق بجانا شروع کیا ایرج اپنے لشکر مین اسد کو تلاش کر رہا تھا کہ صداے بوق سمت قلعہ سے سنائی دی متحیر ہو کر قلعہ کے سامنے آیا دیکھا کہ اسد مع رفقا بوق بجا رہا ہی اور مالک بن ملکوت شاہ بندھا ہوا کھڑا ہی یہ دیکھکر ایرج نہایت تاؤ پیچ کھا کر نقب کیطرف چلا جب نقب پر آیا دیکھا کہ نقب کا مہرہ بند ہی ناچار ہو کر وہان سے بھی پھرا اور نہایت درجہ متاسف ہوا کہ افسوس مین نے نقب پر کسیکو نہ معین کیا مارے گھبراہٹ کے کچھ خیال نہ آیا نقب کو یونہین چھوڑ دیا معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ اسی نقب کی راہ سے نکل گیا یہ سنکر ہر ایک نے عرض کیا کہ ہان ای شہریار فی الواقع بڑی ہی چوک اور انتہاے مرتبہ کی غلط فہمی ہوئی قلعہ لیا ہوا ہاتھ سے جاتا رہا یہ سنکر قاران قمر بن جلے عرض کیا کہ حضور متاسف نہون قلعہ پھر آپ کے ہاتھ لگ جائیگا اور پھر آپ قلعہ پر بخوبی قابض ہونگے این ہم شدنی بود شد لیکن اب حال لکمن بن لکمنات زنگی کا ملاحظہ فرمایئے کہ لکمن نے اسد سے کہا کہ ای شہریار مین اس آفتاب پرست سے مقابلہ کرونگا اسد نے کہا

کہ اے لکمن یہ پاجی بہت زبردست ہے تم اسکے مقابلہ کو نہ جاؤ لکمن نے عرض کیا کہ اے شہریار مین انشاء اللہ آپ کے اقبال سے اس مردود پر غالب آؤنگا ہر چند اسد نے سمجھایا مگر لکمن کب سنتا ہے اپنے لوگون سمیت قلعہ سے باہر آکر مقابل لشکر ایرج کے اُترا ہرکارون نے اُسوقت ایرج کو مطلع کیا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان لکمن بن لکمنات زنگی آپکے مقابلہ کو آیا ہے ایرج نے لندھور سے پوچھا کہ لندھور امیر حمزہ صاحبقران لکمن بن لکمنات زنگی پر کیونکر غالب آئے تھے اور اُسنے کسطرح اسلام قبول کیا تھا لندھور نے کہا کہ جی کچھ بھی نہین فقط امیر سے اور اس سے ایک دن بھر کشتی رہی شام کو امیر نے اُسے زیر کر لیا یہ سنکر ایرج خاموش رہا اور نشہ شراب مین بدمست ہو کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاے بموجب حکم اُسوقت لشکر ایرج مین طبل جنگی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر لکمن بن لکمنات زنگی کو پہونچائی لکمن نے بھی نقارۂ رزمی بجوا دیا شب بھر دونون لشکر و نمین تیاری رہی صداے بیدار باش ہوشیار باش بلند رہی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر معرکہ آراے میدان نبرد ہوے صفین جدال و قتال کی آراستہ ہوئین جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو پہلے ایرج اپنے لشکر سے مرکب کو چمکا کر آگے بڑھا اور مبارز طلب کیا اسد فیلبند دروازے سے تماشا دیکھ رہا تھا کہ ساتھ ہی ایرج کی مبارز طلبی کے لکمن بن لکمنات زنگی اپنی صف سے نکلکر ایرج کے مقابل ہوا پہلے نگاور زنی ہوئی چار قدم مرکب ایرج کا پیچھے ہٹا اور سات قدم مرکب لکمن بن لکمنات کا پسپا ہوا تو سنون کو رانون مین مسلکر ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے لکمن سے کہا کہ او زنگی مجھکو نیر اعظم آفتاب تابان نے صاحبقران کیا ہے اور حمزہ میری شمشیر کی ہیبت سے ظلمات کو بھاگ گیا بہتر یہ ہے کہ تو میری اطاعت کر ورنہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہوگا لکمن نے جواب دیا کہ او بزاز بچے کل کا ذکر ہے کہ تو شہر فرنگو شیر مین گلی گلی گاڑھا دھوتر بیچتا پھرتا تھا اور آج صاحبقرانی کا دعوی کرنے اُٹھا ہے اور حضرت امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران کی نسبت ایسی بدتہذیبی کے کلمات کہتا ہے کہ وہ تیری شمشیر کی ہیبت سے ظلمات کو بھاگ گئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیا دریدہ دہنی ہے ارے وہ صاحبقران باقبال موید من اللہ مین لقا کے تعاقب مین گئے ہین انشاء اللہ المستعان بہت جلد اُس کافر خاسر کو سزا دیکر مراجعت فرماینگے اور کفار کی سرکوبی کرینگے اور مین تجھ ایسے پاجی کی اطاعت کیا کرونگا انشاء اللہ و بحول اللہ مین تمام سرکشی تیری ابھی نکالے دیتا ہون ایرج یہ کلمات سنکر نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ او زنگی بس خاموش زبان اپنی بند کر اور بیہودہ و واہیات نہ بک میدان کارزار جاے گفتگو نہین ہے اگر ہوس جنگ ہے تو اپنا حربہ لا یہ سنکر لکمن نے کہا کہ خبردار ہوشیار یہ کہکر نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک تیر کے فاصلہ پر پیچھے ہٹ کے سینۂ ایرج پر مارا ایرج نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایرج شاگرد ہے آقا کرک مست قلماق کا کوئی دو سو طعن کی رد و بدل کے بعد ایرج نے نیزہ لکمن کا ہوائی کر دیا بس نیزے کا ہوائی ہونا کہ جہان لکمن کی آنکھون مین تیرہ و تاریک ہو گیا گرز گران سنگ آسمان رنگ پرچۂ کوہ ہشت پہلو اُٹھا کر ایرج پر مارا ایرج نے اُسے بھی رد کیا اور اپنا گرز لکمن پر مارا لکمن نے روکا تو سہی مگر صدمۂ گرز سے مرکب لکمن کا ہلاک ہوا لکمن نے بھی نہایت چالاکی سے نکلکر تلوار مرکب ایرج پر ماری کہ ایرج کا مرکب بھی ہلاک ہوا بس ایرج فوراً مرکب سے کود پڑا لکمن نے دوسری تلوار ایرج پر ماری ایرج نے بفنون سپاہگری لکمن کی تلوار کو اپنے قبضہ مین کر لیا لکمن نے چاہا کہ تلوار ایرج سے چھین لے مگر کسیطرح ممکن نہ ہوا زور اور کشمکش ہونے لگی آخر ہاتھون سے تلوارین رکھ رکھکر دونون باہم کشتی لڑنے لگے کوئی چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ ایرج نے لکمن کو زیر کیا او مشکین باندھکر اپنے لشکر مین لیگیا خود داخل بارگاہ ہو کر پوشاک رزمی اُتار کر پوشاک بزمی پہنی اور دنگل شوکت پر رونق افروز ہوا کہ اسی اثنا مین لندھور بھی اپنے رفقا سمیت داخل بارگاہ ہوا ایرج تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر لا کے بٹھایا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ایرج نے حکم دیا کہ لکمن زنگی کو حاضر کرو اُسیوقت کچھ لوگ لکمن زنگی کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے ایرج کے سامنے لاے لکمن نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے مع رفقا جواب سلام دیا ایرج نے کہا کہ اے لکمن مین نے تجھے سر میدان بھی فہمایش کی تھی لیکن تو نے نصیحت میری قبول نہ کی خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہے سرکشی کو چھوڑ نیر اعظم آفتاب تابان کو بصدق دل سجدہ کر مین تیری بہت عزت و حرمت کرونگا یہ سنکر لکمن نے کہا کہ اے ایرج

جس شخص نے دین اسلام کی لذت چکھی ہو وہ کبھی کافر نہین ہوسکتا ایرج نے کہا کہ اچھا ای لکمن یہ بھی مین نے تسلیم کیا دین اسلام کو
ترک نہ کر لیکن بیعت ہماری اختیار کرلے کہ ہمارے یہان ہر مذہب و ہر طریق کے آدمی موجود ہین لکمن نے کہا کہ ای ایرج کیا بکتا ہی
مین اسد بن کرب غازی کی بیعت ترک کرکے تیری بیعت کرونگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ سنکر ایرج بہت برہم ہوا اور پکارا
کہ او زنگی روسیاہ اگر بیعت نہ کریگا تو مارا جائیگا یہ سنکر لکمن نے کہا ہرچہ بادا باد جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر کوتاہی نہ کر خدائے ما بزرگ است
یہ سنکر ایرج نے حکم دیا کہ بلاؤ جلادون کو چوبدار جلاد کو بلانے چلا ہی تھا کہ لندھور مانع ہوا اور ایرج سے کہا کہ ای ایرج دیکھو
ہمارے تمھارے جو عہد و پیمان ہی اُسے نہ برطرف کرو اور اُسپر قائم رہو یعنے تین روز تک اسے قید رکھو اگر اس مدت مین یہ راہ
راست پر آیا تو فبہا ورنہ بعد تین روز کے اختیار ہی چاہنا قتل کرنا چاہنا جان بخشی کرنا ایرج نے کہا کہ ای دارائے ہند رستم زمان
جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی ہوگا مین اُس عہد کو بھولا ہوا تھا اور چوبدار کو حکم دیا کہ جلاد کو نہ بلاؤ اور انتر صبا کے بھائی
کو حکم دیا کہ تم لیجاکر اُسے قید کرو اور جس روز دارائے ہند یا اُنکے رفیق اگر اُسکی فہمایش کو جائین تو روکنا نہین اور لکمن سے
کہا کہ الہی لکمن جا یہ تصدق لندھور تجھکو تین روز کی مہلت دی لکمن نے کہا کہ او بزاز بچے کیا بکتا ہی مجھکو میرے خدا نے بچایا تو
کیا مہلت دیگا مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد • ایرج نے کہا کہ لیجاؤ اس زبان دراز کو عمر صبا برادر عنتر صبا لکمن زنگی
کو لیکر زندان خانہ کی طرف لیگیا اور لیجاکر گرفتار کیا لندھور نے کئی مرتبہ عادل شیردل وغیرہ کو سمجھانے کے لیے لکمن کے
پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ای لکمن زنگی جبتک صاحبقران ظلمات سے معاودت فرمائین تو ایرج سے بیعت کرلے لیکن لکمن نے نہ مانا
اور کہا کہ یہ مجھسے ہرگز نہ ہوگا کہ مین اس پاجی کی بیعت کرون ناچار ہوکر لندھور خاموش ہو رہا لیکن ضرغام شیردل استفسار حالت
کے لیے لشکر ایرج مین آیا اور بعد تفحص حالات اسد سے تمام حالات بیان کیے کہ لکمن کسیطرح ایرج کی اطاعت قبول نہین کرتا کل
ایرج اُسے قتل کریگا اسد نے کہا کہ ای ضرغام آج انشاء اللہ مین لکمن کو چھڑالاؤنگا اور اگر لکمن آج میرے ہاتھ نہ لگا تو مین اپنی جان
دیدونگا القصہ دن تو یونہین فکر و تدبیر مین گذر گیا جب رات ہوئی تو اسد نے ضرغام سے اسباب شب روی طلب کیا ضرغام نے
دست بقچہ حاضر کیا اسد نے تمام لباس عیاری بدن پر آراستہ کیا اور ضرغام کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلکر لشکر ایرج کا راستہ لیا جب
داخل لشکر ہوا تو ہر ایک کی زبان سے یہی سنا کہ ہر ایک اسد کا نام لے لیکر گالیان دے رہا ہی نہایت آزردہ ہوا مگر سوائے خاموشی
چارہ ہی کیا چپکا گالیان سنتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر آیا ایرج کو دیکھا کہ بجائے صاحبقران بیٹھا ہوا ہی اور دارائے ہند رستم
زمان لندھور بن سعدان دست راست کیطرف بیٹھے ہوے بہ نگاہ عاشقانہ ایرج کیطرف نگران مین نہایت در پیچ و تاب
کھایا اور دل مین کہا کہ واہ واہ واہ میان لندھور بھی ایک چیز ہین القصہ لشکر ایرج کی سیر کرتا ہوا جس جگہ لکمن بن
لکمنات زنگی مقید تھا وہان آیا دیکھا کہ در زندان پر پاسبان بہ کثرت بیٹھے ہوے ہین مشعلین روشن ہین آوازہ ہوشیار
باش بیدار باش کی بلند ہی یہ دیکھکر اسد نے ضرغام سے کہا کہ کیون بھائی کیونکر لکمن کو چھڑائین اُسنے عرض کیا کہ شہریار
آپسے زیادہ مجھے عقل نہین ہی مگر اتنا جانتا ہون کہ لندھور بن سعدان اکثر اپنے رفقا کو فہمایش کے لیے بھیجا کرتا ہی اور ایرج
نے لندھور اور اُسکے رفقا کو لکمن کے پاس جانے کی اجازت دیدی ہی اسد نے کہا کہ واہ واہ اگر یہی امر ہی تو بہت سہل ہی خود
اکرمہ ہندی کی شکل پر متشکل ہوا اور ضرغام شیردل کو نعمان ہزار کی صورت پر تبدیل کیا اور دونون کے دونون زندان خانہ مین
آئے عمر صبا نے کہا کہ ای اکرمہ تم بھی آج سمجھانے کو آئے ہو عادل شیردل وغیرہ تو خوب خوب سمجھا چکے اسد نے کہا
کہ یہ زنگی تو کسیکی سنتا نہین کسیکو کچھ سمجھتا نہین ایسے کو سمجھانا بھی بے سود ہی معلوم ہوا کہ اب اسکی قضا ہی آئی ہی مین سمجھا کر کیا
کرونگا بجز اسکے کہ میرا بھی سخن ضائع ہو اور کوئی نتیجہ مترتب ہوتا نہین معلوم ہوتا دارائے ہند کے کہنے سے مین چلا آیا ہون گھڑی
دو گھڑی تمھارے پاس بیٹھکر چلا جاؤنگا اُس زنگی کے پاس تو مین جاؤنگا بھی نہین یہ کہکر بیٹھ گیا ادھر اُدھر کی باتین ہونے لگین

عمرم صبا نے جام شراب پیشکش کیا اکرمہ مصنوعی نے اُس جام کو پی کر کہا کہ اے عمرم صبا یہ شراب تو عجیب الذائقہ شراب ہے
مین نے اس رنگ کی شراب آجتک نہین پی مین حیران ہون کہ تمسے کیونکر پی جاتی ہے اور مصنوعی نعمان ہزار سے کہا کہ بھئی
نعمان وہ شراب جو ہمنے بنوائی ہے کوئی شیشہ اُسکا اپنے ساتھ لاے ہو نعمان ہزار نے کہا کہ جی ہان لایا ہون یہ کہکر دو شیشے شراب کے
بغل سے نکالکر سامنے رکھدیے اکرمہ نے ایک جام اُس جام شراب مین سے بھر کر عمرم صبا کو دیا عمرم صبا اُسے پی کر بہت خوش
ہوا اور کہا کہ اے اکرمہ کیا عمدہ شراب ہے اکرمہ نے کہا کہ اے عمرم صبا اگر ایک جام اس شراب کا اُس ہی بُری شراب کے قرابے بھر مین بھی
ملادو تو وہ بھی اچھی ہو جاے عمرم صبا نے کہا کہ بھرا سمین سے تھوڑی مجھے بھی عنایت کیجیے مین آپکا بہت ممنون ہونگا اکرمہ نے کہا کہ بھئی
احسان کا ہیکا شراب ابھی موجود ہے اور نسخہ بھی حاضر ہے یہ ہو چکیگی تو اور بنوا لیجیے کا یہ کہکر دونون شیشے شراب کے عمرم صبا کو دیدیے
یہ دیکھکر سب کے سب پیادے دوڑ پڑے کہ تھوڑا تھوڑا تبرک ہمین بھی عنایت کیجیے عمرم صبا نے کہا بھئی غل کیون کرتے ہو یہ کہکر
ایک شیشہ خود لے لیا اور ایک شیشہ سبکو تقسیم کر دیا اُن سبھون نے اپنی شرابون مین ملا ملا کر خوب پی جب خوب پی کر بیہوش ہوے تو اکرمہ
نے عمرم صبا سے کہا کہ اے عمرم صبا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ سنکر عمرم صبا اُٹھا تھا کہ دو چار قدم اکرمہ کو پہونچا دے کہ بیہوشی
نے طمانچہ مارا عمرم صبا بیہوش ہو کر گر پڑا یہ دیکھکر اکثر لوگ اُٹھانے کو دوڑے جو اُٹھا وہ گرا جو اُٹھا وہ گرا بس
اسد نے خنجر لیکر معہ عمرم صبا سبکو ذبح کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑا بعد اُسکے زندان خانہ کے اندر آیا یہان لکمن اس خیال سے کہ
صبحکو ضرور قتل کا سامنا ہے سویا نہین دلمین کہہ رہا ہے کہ اے لکمن جیسا تو نے اسد کے کہنے کا خیال نہ کیا ویسی ہی سزا پائی اگر ابتو زبان سے
انکار بیعت کر چکا مرجانا قبول ہے اور بیعت اس آفتاب پرست کی قبول نہین ہے ہرچہ بادا باد لیکن چونکہ موت کا سامنا تھا اس سے آنسو
آنکھون مین بھر بھر آتے ہین اور بے اختیار دعا کر رہا ہے کہ اے پروردگار عالم اس کافر خاسر کے پنجہ سے نجات دے صاحبقران کی زیارت سے
مشرف ہو لون تو پھر مجھے اختیار ہے ابھی لکمن یہ دعا کر رہا تھا کہ یکایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ اے لکمن بس خاموش دعا تیری قبول ہوگئی
زانوے تردد سے سر اُٹھا کر دیکھ تو سہی یہ آواز سنکر جو لکمن نے سر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ دو سیاہ پوش با خنجر خون آلود چلے آتے ہین
گویا روح نکل گئی کلیجا چھناک سے ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ یہ دونون تیرے قتل کرنے کو آے ہین یہ سوچ کر سر جھکا لیا اور رضیا بالقضا
ہوکر خاموش ہو رہا اسد نے آواز دی کہ اے لکمن متردد نہو اور اطمینان رکھ ارے مین ہون اسد بن کرب غازی اور ساتھ
میرے ضرغام شیر دل ہے تیرے چھڑانے کو آیا ہون تمام زندان بانون کو مار آیا ہے تیری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دون لکمن
نے جو اسد کی آواز پہچانی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے مگر اپنے کو تھام کر کہا کہ اے شہریار قید کا توڑنا تو دشوار نہین ہے مگر مشکل یہ ہے
کہ پہرا چوکی بہت سخت تھا ورنہ مین ابتک کبکا قید توڑ کر حاضر خدمت ہو چکتا یہ کہکر سلاسل کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ تمام قید مثل تار عنکبوت
کے ٹوٹ گئی اسد اُسے اپنے ساتھ لیکر زندان خانہ سے باہر آیا اور صاف و بیباک نکالے ہوے لیے چلا گیا اور راتا رات داخل قلعہ
ہوا اور یہان جو صبح کو ایرج بارگاہ مین آکر بیٹھا اہل دربار جمع ہونے لگے لندھور بھی آکر موجود ہوا ایرج نے تعظیم کی اور کہا اے
دارائے ہند آج چوتھا دن ہے ایام موعودہ گذر گیے اب آپ لکمن کے مقدمہ مین کیا کہتے ہین لندھور نے کہا کہ جو حق سمجھانے کا تھا وہ
مین سمجھا چکا اب تمھین اختیار ہے جو مرضی تمھاری اب کسیطرح مزاحم نہین ہون اسلیے کہ وہ کسیطرح مانتا ہی نہین یہ سنکر ایرج نے
کہا کہ لاؤ لکمن کو چوبدار جو زندان خانہ مین گیا تو دیکھا کہ عمرم صبا مع اپنے ہمراہیون کے مذبوح پڑا ہوا ہے دروازہ زندان کا
کھلا ہوا ہے ہتھکڑیان بیڑیان ٹوٹی ہوئی پڑی ہین لکمن کا نام و نشان نہین یہ رنگ دیکھکر چوبدار واپس گیا اور ایرج سے کل ماجرا
بیان کیا یہ حال ایرج سنکر بہت متاسف ہوا اور عمرم صبا کے مارے جانے پر بہت کچھ افسوس ظاہر کیا اور شاپور شیر دل سے
کہا کہ جا کر دیکھ تو یہ کام کس عیار چالاک کا ہے یہ سنکر شاپور زندان خانہ مین گیا پیترا اسد اور ضرغام کا پہچانا اور ایرج سے آکر
تمام ماجرا عرض کیا اور کہا کہ حضور یہ کام اسد اور ضرغام کا ہے یہ سنکر ایرج کمال غضبناک ہوا اور کہا کہ افسوس صد افسوس

کیا کرون اور کیا نہ کرون اس دیوانے نے کلیجا پکا دیا ہی دلکو خون کر دیا ہی کوئی تدبیر بن نہین پڑتی ادھر تو ایرج کو تاسف اور
اُدھر اشتر صبا نے حال ابتر کیا ایرج نے اُسکو تسلی و تشفی دی اور بڑی دھوم سے عمر و صبا کی لاش دفن کرائی بعد اُسکے
بکمال غیظ و غضب طبل جنگ بجنے کا حکم دیا بموجب حکم اُسیوقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر قلعہ مین پہونچائی
وہان بھی کوس حبی پہ چوب پڑی شب بھر دونون لشکر و نمین تیاری رہی علی الصباح ایرج نے قلعہ پر یورش کی گولون کو رد کرتا
ہوا لب خندق پہونچگیا اور پکارا کہ او دیوانے اب تو میرے ہاتھ سے کدھر جائیگا اسد نے آواز دی کہ او یاجی تیری حقیقت کیا ہی تجہ
لایزال تو میرا ایک بال بھی بیکا نہین کر سکتا یہ کہکر مالک بن ملکوت شاہ کو بلوا کر زیر تیغ بٹھایا جلاد سر پہ مالک کے تلوار کھینچکر
کھڑا ہوا چاہتا تھا کہ مالک بن ملکوت شاہ کے تلوار لگاے کہ ایرج نے آواز دی کہ ای اسد مین ابھی پھرا جاتا ہون ای اسد
تجھے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ مالک بن ملکوت شاہ کے قتل سے درگذر یہ کہکر قلعہ کے سامنے سے پھر گیا اسد نے مالک
بن ملکوت شاہ کو زندان خانہ مین بھیجدیا بعد اسکے قیماس خان نے اسد سے کہا کہ ای اسد غازی اب میرے نزدیک یہ امر مناسب ہی
کہ آپ ایک نامہ سپہ سالار لشکر صاحبقران مالک اژدر کو بدین مضمون تحریر کیجیے کہ ای سپہ سالار لشکر صاحبقران مالک
اژدر نوجوان لند ھور بن سعدان کو امیر کشور گیر اپنے ملک کی حفاظت کیواسطے چھوڑ گئے تھے تو وہ ہندی نمک حرام ایرج پر
عاشق ہوگیا اور اُسکی بیعت کر کے تمام بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی اُسکے سپرد کر دیا ہم سے سخت برگشتہ ہی ایرج کے عشق مین
سخت وارفتہ ہی اُسکو سوا خوشنودی ایرج کے اور کسی سے کچھ سروکار نہین چاہے کوئی مرے چاہے جیے اور اُسکی اسطرح اطاعت کرتا ہی
کہ بجاے صاحبقران بلکہ صاحبقران سے کچھ زیادہ سمجھتا ہوگا ہم مجبور ہوکر شہر فرنگو شیہ مین قلعہ بند ہو گئے ہین اور وہ آفتاب
پرست یعنے ایرج بدبخت ہمارا محاصرہ کیے ہوے ہی راہ رسد بالکل بند ہی اب ہر ایک کو موت پسند ہی لہذا آپکو لازم و واجب ہی کہ
بہت جلد آکر ہماری اعانت کیجیے اور اس آفتاب پرست کے پنجہ سے نجات دیجیے اسد نے یہ راے قیماس خان کی بہت پسند کی اسد نے
اسی مضمون کا نامہ لکھکر شبرنگ عیار کو دیا کہ جلد اس نامہ کو مالک اژدر کے پاس پہونچادے شبرنگ نے نامہ لیکر سر سے باندھا
اور خدمت مالک مین روانہ ہوا اب اسکو تو راہ مین چھوڑیے اور چند کلمہ حال مالک اژدر کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب صاحبقران
با اقبال لقاے خسران مآل کے تعاقب مین جانب ظلمات روانہ ہوے تھے تو لندھور بن سعدان کو ایرج کی حفاظت
کیواسطے چھوڑا تھا کہ خبردار کسیطرح کا چشم زخم ایرج کو نہ پہونچنے پاے اور جس امر مین وہ رضامند ہو اُسمین کوتاہی نہووے اور
مالک کو داراب کی نگرانی کیواسطے مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ای مالک داراب کشور کشا میری اولاد مین سے ہی جبتک مین ظلمات
سے واپس آؤن تم اُسکی نگہبانی کرتا القصہ مالک اژدر بحکم صاحبقران نامور اسی ہزار تیرہ داران عرب سے آکر درہ کشور یہ پر
اُترا جب یہ خبر داراب کو پہونچی تو نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ مجھکو اس عرب نے قید کیا ہی یہ کہکر اُسیوقت فتاح کشوری سے کہا کہ ای
فتاح کشوری جلد ہمارا نامہ لیکر مالک اژدر کے پاس جا اور زبانی بھی کہدینا کہ ای مالک بہتر یہ ہی کہ تم یہان سے چلے جاؤ یہ کہکر
قلم دوات کاغذ اُٹھا کر اپنے ہاتھ سے ایک نامہ بنام مالک بدین مضمون تحریر کر کے فتاح کو دیا کہ ای مالک اژدر بعد ما وجب کے
معلوم کرو کہ تمہارے آنے کی خبر ہمکو پہونچی اور معلوم ہوا کہ تمنے ہمارا محاصرہ کیا ہی اور ہمکو ایک قیدی فرض کیا ہی تو ای مالک کیا
اب ہم ایسے گئے گذرے ہین کہ تم ہمارا محاصرہ کرنے آے ہو بہتر یہ ہی کہ تحریر ہذا کے دیکھتے ہی تم یہان سے چلے جاؤ اور اپنے خیمہ ڈیرے
یہان سے اُٹھوا لو فتاح کشوری اس نامہ کو لیکر خدمت مالک مین حاضر ہوا اور نامہ مالک اژدر کے حوالہ کیا مالک نے فتاح
کشوری کی بہت کچھ عزت و توقیر کی اور نامہ کو پڑھوا کر جواب اُسکا اُسیوقت تحریر کیا کہ ای صاحبقران آفتاب پرستان ای
داراب کشور کشا نامہ تمہارا میرے پاس آیا مین نے اُسے پڑھا مطلب سے آگاہ ہوا تم کسی طرح کوئی خیال بدسلوکی میری طرف
اپنے دلمین نہ لاؤ مین تمہارا حریف بنکر نہین آیا ہون جو تمہارا حریف ہوا اُسے شوق سے تم قتل کرو مین تو تمہارا دوست خالص ہون
تمہاری

تمہاری حفاظت کے لیے آیا ہون جہان تمہارا جی چاہے وہان جاؤ جسے چاہو لاؤ مجھے کوئی سروکار نہین مین کسیطرح مانع و حارج
نہین بلکہ جہان جہان تم جاؤگے بمزید احتیاط تمہارے ساتھ رہونگا اور ہر مقام پر تمہاری حفاظت کرونگا لیکن یہ امر کہ مین تمہارے
یہان سے چلا جاؤن یہ ممکن نہین اور یہ جواب لکھکر فتاح کے حوالہ کیا فتاح اُس تحریر کو لیکر داراب کی خدمت مین آیا داراب
اُس نامہ کو پڑھکر نہایت غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ کیا خوب اس عرب نے مجھے نظر بند کیا ہی اور اپنے زعم مین مجھے معلوم نہین کیا
سمجھتا ہی خیر مین اسے بزور تیغ یہان سے ہٹا دون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر نکلے ہر چند کشور شاہ نے سمجھایا کہ اے داراب
تمہاری عقل کو ہوا کیا ہی مالک اژدر بارادۂ جنگ نہین آیا ہی بلکہ واقعاً تمہاری حفاظت کو آیا ہی اور نہایت سچا دوست ہی دوست
کو دشمن بنانے سے کیا فائدہ ہی داراب نے کہا کہ اے کشور شاہ تم کہتے ہو مین قیدی بنکر تھوڑی رہونگا کہ مین جہان جاؤن یہ میرا
محاصرہ کیے رہے مجھے تو یہ ہرگز نہوگا مین حمزۂ صاحبقران سے تو ڈرتا ہی نہین اور قصد مقابلہ رکھتا ہون تو بھلا اس سے کیا دبونگا
اگر آج مین اس سے دب گیا تو پھر ہمیشہ دبتا ہی پڑیگا وہ جو جانشین حمزہ کہلاتا ہی لندھور بن سعدان اُسکی تو مین حقیقت سمجھتا ہی نہین
اور کلہ بکلہ اُس سے لڑچکا تو یہ کیا چیز ہی یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر ہمارا مقابل لشکر مالک کے اُترے اور نقارۂ رزمی بجا دیا جاے تمام لشکر
اُسیوقت مقابل لشکر مالک کے جا اُترا اور نقارۂ رزمی نوازش مین آیا داراب نے حکم دیا کہ آج راتا رات سامان جنگ مہیا کرو کل اس
عرب سوسمار خوار ریگ بیابان شمار سے مین مقابلہ کرونگا ہرکارون نے یہ خبر مالک اژدر کو پہونچائی کہ داراب جوابنامہ دیکھکر بگڑ
بیٹھا اور اپنے لشکر کو مقابل آپکے لشکر کے بھیجکر طبل جنگ بجوا دیا ہی مالک نے کہا کہ پھر کیا اندیشہ ہی خداوند عالم مالک و مختار ہی ہمارے یہان بھی
کوس حربی نوازش میں آئے جو خالق اکبر چاہیگا سو ہوگا شعر سر نپیچم ز شمشیر عیب • ہرچہ آید بر سر من یا نصیب • القصہ لشکر مالک
مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور ایک غلغلہ بلند ہوا کہ مالک و داراب سے مقابلہ ہوگا القصہ چار پہر رات دونون لشکر وہین
تیاری رہی جب صبح ہوئی تو میدان کارزار مین صفوف جدال و قتال ہر دو جانب سے درست ہوئین ایک طرفسے مالک اژدر صاحب
نیزۂ دو سر اسی ہزار عرب نیزہ دار سے عرصۂ کارزار مین باین شان و شوکت نمایان ہوا کہ تمام لشکر مالک کا نادیان عربی پر سوار مالک کے
جسم مین زرہ یاقوت نگار سر پر تاج مرصع کار دو زبانہ نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے تیغۂ آبدار کمر مین لگا ہوا غرض اس شان و شوکت سے
معرکہ آرا ہوے کہ ترک فلک بھی کانپ اُٹھا اور ایک طرفسے داراب کشور کشا باین تجمل جلوہ نما ہوا کہ خود لباس اطلس آبی پہنے
ہوے تمام اسلحۂ جنگ بدنپر سجے ہوے چھ لاکھ پیادہ اور سوار ہمراہ لیے ہوے علم و نشان آبی رنگ کے کھلے ہوے پھریرونپر مچھلیان
بنی ہوئین کہ ہر ایک مچھلی ماہی چشمۂ خورشید معلوم ہوتی تھی علمدار بھی آبی پوشاک پہنے ہوے ہاتھیونپر سوار جھولین ہاتھیون کی کارچوبی
آئینے مستکونپر بندھے ہوے زنجیرین طلائی نقرئی بھسونڈونمین لپٹی ہوئین قصہ مختصر کمال عظم و شان سے دونون لشکر مقابل یکدگر
ہوے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال داراب نے مرکب کو جولان کیا تمام لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے آواز کثر دم گاو دم نفیری
شتری دماموں کی بلند ہوئی داراب کشور کشا نے تخت کشور شاہ کے سامنے آکر اجازت میدان طلب کی اُسنے کہا کہ خداوند
آب حیات تیرا حافظ و نگہبان ہو بس یہ سنکر داراب گھوڑے کو اُڑاکر بگدریان دکھاتا ہوا میدان مین آیا خوب مرکب کو
جولان دیا خوب برچھے کے ہاتھ نکالے جب داراب عرق مین غرق ہوگیا اور گھوڑا بھی پسینا کرلایا تو اُسوقت داراب مرکب کو
روک کر کھڑا ہوا اور دم لینے لگا اور لشکر مالک کو دیکھنے لگا نہایت آراستہ و پیراستہ پایا مبارزطلبی کی اور پکارا کہ اے لشکر خدا پرستان
ناحق تمنے مجھے آکر تنگ کیا ہی مین نے کہلا بھی بھیجا کہ یہان سے چلے جاؤ مگر تمنے نہ مانا معلوم ہوا کہ یہ سر فساد ہو خیر اگر دعواے بہادری
ہی تو نکلو میرے مقابلہ کو مین بزور تمکو یہان سے ہٹا دونگا بس یہ سننا تھا کہ مالک نے مرکب کو اُڑایا وہ مرکب عربی بجلی کے مانند
چمک کر میدان کو چلا اشعار

چمک کر میدان کو چلا اشعار	نکو بیم توسن سرعت نژادے	نسیم دلکش و باد مرادے	چہ توسن توسن شاہد پسندے
روج نشۂ بخت بلندے	برفتن گرم چون دل سوے دلدار	بہ برگشتن سبک چون وعدۂ یار	بس ایک طرفة العین مین برابر

داراب کے پہونچا داراب نے جو ایک شیر صولت اژدہا صفت کو آتے دیکھا بہ تہیہ تگاورزنی دوڑ پڑا اور ادھر مالک نے گردہ سپر کا ہاتھ مین لیا اور بڑے زور سے دونون تگاورزن ہوے برابر سے سپر پر سپر پڑی سپرون کے پھولون سے چنگاریان آگ کی جھڑ پڑین گلہاے سپر مثل گلہاے آتشبازی کے شرر افشان ہوے پانچ پانچ سات سات قدم دونون کے مرکب برابر سے ہٹ گئے مثل مسلکرانون مین ایک دوسرے کے مقابل ہوا اب داراب نے مالک کو دیکھا کہ چہرے پر ایک عجیب شان ودبدبہ اور رعب وداب معلوم ہوتا ہی ایک آنکھ فتح پیچ کے نیچے چھپی ہوئی اور دونون ہاتھ زانون سے گذرے ہوے علامت سوری پائی جاتی ہی بس داراب کو اُس سے ایک الفت پیدا ہوئی اور مالک کی نگاہ جو داراب پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ عفض گردن بلند بالا کمر پتلی سینہ چوڑا بعینہ صورت وشکل حمزۂ صاحبقران کی صورت سے مشابہ معلوم ہوتی ہی مالک کو بھی اُس سے کمال محبت پیدا ہوئی سامنا ہوتے ہی دونون کے ہاتھ سلام کو اُٹھ گئے داراب نے کہا کہ اے مالک تم کیون میری سرحد مین آکر فروکش ہوے ہو مالک نے کہا کہ میرا آقا تمھاری حفاظت کے لیے مقرر کر گیا ہی اور حکم ہی صاحبقران کا کہ جب تک مین ظلمات سے واپس آؤن تم داراب کا ساتھ نہ چھوڑنا اسلیے کہ داراب میری اولاد مین سے ہی داراب نے کہا کیا خوب یہ عجب بات ہی جسکا باپ موجود ہو وہ اُسے حرامی نہین کہتے میرا باپ تو موجود ہی حمزۂ صاحبقران نے یہ امر بالکل خلاف کہا ہی مین ہرگز اُنکی اولاد مین نہین ہون مالک نے کہا کہ اے داراب ہمنے امیر حمزۂ صاحبقران کے ارشاد کو کبھی جھوٹھ نہین پایا وہ ہرگز خلاف واقع امر زبان سے نہین نکالتے بدیع الزمان کشتی لڑتا پھرتا تھا اور باپ اُسکا رفیع گاذر مشہور تھا مگر جب حمزۂ صاحبقران نے اُسے زیر کیا تو رفیع گاذر سے تحقیقاً ثابت ہوا کہ بدیع الزمان حمزۂ صاحبقران کا فرزند ہی کیا عجب ہی بلکہ مجھے تو یقین ہی کہ ایسا ہی کچھ معاملہ تمھارا بھی ہی جب تمسے اور صاحبقران سے تصفیہ ہوگا تو ثابت ہو جائیگا یہ سنکر داراب نے کہا کہ خیر ایسی ہی باتین ہمنے بہت سی سنی ہین میدان جنگ جاے قیل وقال نیست اب تمسے جو کچھ ہوسکے قصور نہ کرو مالک نے کہا کہ سنو اے داراب ہم اہل اسلام پیشدستی جائز نہین رکھتے سبقت جنگ اہل اسلام کے قواعد سے مخالف ہی داراب نے کہا کہ خیر ہمارا تو قاعدہ ہی خبردار ہوشیار یہ کہکر مرکب کو پیچھے ہٹایا اور پھر خبردار خبردار کہکر مالک پر نیزہ مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر روکا بس اب کیا تھا نان پر تان نکلنے لگی چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی سنان سے سنان لڑنے لگی مرکبون کا یہ حال ہی کہ اشارہ دنیر مثل تیلیون کے چل رہے ہین سنانین مثل ستارون کے درخشان ہین خوب نیزہ بازی ہو رہی ہی مالک اژدر صاحبقران نیزہ داران ہی داراب عمرو کا تعلیم یافتہ ہی عمرو فنون سپاہگری مین حمزۂ صاحبقران کا شاگرد ہی غرض دونون نیزہ بازی مین برابر رہے سنانین ناکارہ ہوگئین نیزون کو ہاتھ سے پھینک دیا نوبت شمشیرزنی کی پہونچگئی داراب نے مالک پر تلوار ماری مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جسوقت تلوار قریب پہونچی سپر کو چھوڑ دیا علی بند سپر کی پشت کے نیچے جا جھولا اور پنجہ پیلی کو دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ تلوار چھین لے داراب نے ہنسکر کہا کہ اے مالک مین ایسا نہین ہون کہ تم تلوار مجھسے چھین لوگے مالک نے کہا کہ جی ہان بہت سچ ہی مگر مجھکو تو خود تمسے تلوار کی لڑائی منظور نہین ہی اسلیے کہ تلوار کی لڑائی وارے نیارے کی ہوتی ہی اور مین تمھارا دشمن جان نہین ہون بلکہ محافظ جان ہون داراب نے کہا کہ مین بھی کشت وخون کا خواہان نہین ہون یہ سنکر مالک نے تلوار چھوڑ دی داراب نے تلوار میان مین رکھلی اور مرکب سے اُتر پڑا مالک بھی یہ رنگ دیکھکر مرکب سے کود پڑا دونون نے دامن گردانے آستینین چڑھائین باہم دست وگریبان ہوکر کشتی لڑنے لگے دن بھر مصروف زور آزمائی رہے شام کو بھی علحدہ نہوے دونون لشکرون مین روشنی ہوگئی اُدھر کشور شاہ نے بھی تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور تمام لشکر کو اُترپڑنے کا حکم دیا اُدھر رفقاے مالک بھی اُتر بیٹھے القصہ دو شبانہ روز کشتی رہی اب تیسرا دن ہوا دونون برابر سے لڑ رہے ہین کوئی آپس مین غالب ومغلوب نہین ہوتا کہ یکایک جانب صحراے ایک بگولہ گرد کا اُٹھا اور ایک عیار کمال چست وچالاک ایک نامہ سر سے باندھے ہوے مالک کے قریب آیا داراب نے مالک کو سلام کیا مالک نے پہچانا کہ یہ شبرنگ ہی پوچھا اے

شبرنگ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کیا کہ اسد نے نامہ آپکو بھیجا ہی وہ لیکر آیا ہون مالک نے داراب سے کہا کہ ای داراب ایک لمحہ بھر ٹھہر جاؤ مین اس سے ایک دو دو باتین کرلون اور اس نامہ کو پڑھ لون یہ سنکر داراب علیحدہ ہو گیا مالک شبرنگ کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ای شبرنگ کچھ زبانی تو بیان کرو کہ آخر سانحہ کیا ہی اور اسد کسطرح ہی شبرنگ نے کہا کہ آپ خط پڑھیے معلوم ہو جائیگا مالک نے کہا کہ خط تو مین پڑھ ہی لونگا مگر پہلے میرے دلکو مطمئن کر دو اسد کی صحت کا حال سناؤ شبرنگ نے کہا کہ آپ گھبرائیے نہین اسد صحت سے ہی مگر ایرج اور اُس سے لاگ ڈانٹ آپڑی ہی اب ترک خاوری شہر فرنگوشیہ مین قلعہ بند ہین اسد اُسکا شریک حال ہی ایرج اُنھین گھیرے ہوے ہی مالک نے کہا کہ وہ ہندی کہان ہی اور کسکا طرفدار ہی شبرنگ نے کہا کہ ای مالک اُسکا حال نہ پوچھیے یہ سارا فساد اُسی کی ذات سے اُٹھا ہی وہ ہندی ایرج پر عاشق ہو گیا ہی اور اُس سے بیعت کر لی ہی بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی سب اُسکے حوالہ کر دیا ہی تمام ملک صاحبقران کا اُسکے ہاتھون خراب کروا رہا ہی اُس نے ایرج کو آسمان پر چڑھا دیا ہی اور جذبۂ اسلام سے دست بردار ہو گیا ہی مالک نے یہ سنکر کہا کہ خیر سمجھا جائیگا لاؤ وہ خط لاؤ شبرنگ نے خط مالک کے حوالہ کیا مالک نے اُسے بآواز بلند پڑھنا شروع کیا داراب نے مضمون نامہ کا سنکر مالک سے کہا کہ اب تمھارا کیا ارادہ ہی مالک نے کہا کہ مجھکو اس معاملہ مین ایک حیرت سی ہی کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون امیر حمزہ صاحبقران تو تمھاری حفاظت کے لیے چھوڑ گئے ہین اور اسد یون تحریر کرتا ہی کہ اُسکی حمایت بھی منجملہ واجبات سے ہی کوئی بات میری سمجھ مین نہین آتی ہی داراب نے کہا کہ ہم آپ کے شریک ہین زور ہمارے اور آپ کے خوب طرح ہو چکے نہ ہم آپ پر غالب آئے اور نہ آپکو ہم پر غلبہ ہوا اب بہتر یہی ہی کہ جسطرح لندھور نے ایرج کی بیعت کر لی اُسیطرح آپ بھی ہماری بیعت کر لیجیے ہم آپکے ساتھ ہین مالک نے کہا کہ مجھے منظور ہی یہ کہکر داراب سے بیعت کر لی داراب نے کہا کہ ای مالک اس شرط کو خوب غور سے سن لو کہ جس لقاپرست کو مین گرفتار کرونگا تم اُس سے معترض نہونا مین اُسے دین آفتاب پرستی مین لے آؤنگا اور مقدمہ اہل اسلام مین مین خیل و معترض نہونگا جو مال و خزانہ ہاتھ لگیگا اُسمین نصف و نصف مالک کا حساب ہوگا مالک نے کہا کہ یہ سب مجھے منظور ہی یہ سنکر داراب نے کہا کہ اب مین ہر طرح تمھارے ساتھ ہون جہان چاہو وہان چلو القصہ داراب مع فوج ظفر موج و مع بادشاہ لشکر ہمراہ مالک اژدر جانب شہر فرنگوشیہ روانہ ہوا اور شبرنگ کو پہلے سے روانہ کر دیا کہ تم جاکر ہمارے آنے کی خبر کر دو القصہ کوچ بکوچ اور منزل بمنزل بعد چند روز کے قریب ہمایل کوہ کے پہونچے خیمے ڈیرے استادہ کرائے ہمایل شاہ شہر ہمالیہ کا بادشاہ یہ خبر سنکر استقبالاً جانب کوہ روانہ ہوا یہ شہر کوہ ہمایل کے بہت قریب واقعہ ہی بلکہ ہمایل کوہ بھی اُسکے زیر حکومت ہی چالیس ہزار سوار کا لشکر اُسکے تابع ہی القصہ ہمایل شاہ نے داراب سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ اگر آپ میرے شہر مین بھی قدم رنجہ فرمائیے اور مجھکو بھی سرفراز کیجیے تو بعید از عنایت نہ ہوگا داراب نے کہا کہ تم اپنا مذہب بیان کرو کہ کسکی پرستش کرتے ہو اُسنے کہا کہ مین تو لقاپرست ہون مگر عجب عذاب مین گرفتار ہون داراب نے استفسار حال کیا اُسنے کہا کہ اگر آپ میری دعوت قبول کرین تو حال اپنا بیان کرون داراب نے دعوت قبول کی ہمایل شاہ داراب کو اپنے شہر مین لایا اور باعزاز و اکرام ایوان شاہی مین لاکر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا صحبت رقص و سرود برپا ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش اور نوشا نوش بلند ہوئی جب وقت کھانے کا آیا تو ہمایل شاہ نے داراب سے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمائیے داراب نے کہا منگواؤ اُسیوقت دسترخوان بچھایا ہمہ نعمت لاکر چن دیگئی داراب نے مع ہمراہیان کھانا کھایا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو داراب کشور کشا نے کہا کہ ای ہمایل شاہ اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تمپر کیا مصیبت پڑ گئی ہی ہمایل شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار ایک دیو غراب نامے ہمایل کوہ مین آکر سکونت پذیر ہوا ہی تمام شہر تباہ و ویران کر رکھا ہی عاجز و مجبور ہو کر ہر چند مین نے اُس دیو کے آگے ہاتھ تک باندھے اور کہا کہ ای شاہ دیوان جو خطا ہماری تمھارے نزدیک ہوئی اُسے معاف کرو اور ہماری جان بخشی کرو پھر جو کچھ تم حکم کرو مین اُسکی تعمیل کرونگا اور اگر تمکو شہر کا ویران ہی کرنا منظور ہی

تو خیر آپکا کوئی ہمسر نہین ہی لیکن اُس دیو کو میرے عجز و انکسار پر مطلق رحم نہ آیا اور کہا کہ اچھا ہمارے واسطے سو قرابے شراب کے اور ایک آدمی روزنہ بھجوا دیا کر و جب مین نے اُسکو قبول کیا تو وہ دیو چلا گیا اب مین ہر روز اُسکے واسطے سو قرابے شراب کے اور ایک آدمی بھیجا کرتا ہون ایک روز کا ذکر ہی کہ ایک لاغر انسان یہان سے اُسکے کھانے کے لیے بھیجا گیا تھا اُسے دیکھکر وہ بہت خفا ہوا اور اُس آدمی کو پھیر دیا تین دن ہوے ہین کہ اُس دیو کی آزردگی نہین جاتی اور ہر مرتبہ یہی کہتا ہی کہ تو نے آدم فربہ کیون نہ بھیجا ای شہریار اب مین بھی آمادۂ مرگ اور مہیاے قضا ہون اور خوب سمجھے ہوے ہین کہ یہ دیو کسی نہ کسی دن آکر مجھکو ضرور کھا جائیگا لیکن اگر آپ میری حمایت کرین اور اُس دیو کا کچھ تدارک کرین تو مین آپ کا مطیع ہون داراب نے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو اب جسوقت وہ آئیگا مین اُس سے سمجھ لونگا اور جب وہ اگر تم سے کہے کہ تو نے آدم فربہ کیون نہ بھیجا آخر تو کسکی حمایت پر بھولا ہوا ہی تو تم میری طرف اشارہ کر دینا اور کہنا کہ یہ میرا حامی ہی اسی نے نہ بھیجنے دیا ہمایل شاہ نے یہ سنکر کہا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا لیکن یہان دیو غراب نے چار روز تک انتظار کیا جب دیکھا کہ ہمایل شاہ نے شراب و کباب اور آدم زاد نہین بھیجا تو نہایت درہم و برہم ہو کر داخل بارگاہ ہوا اور نعرہ کیا کہ کیون ہمایل شاہ تو اب ایسا مغرور ہو گیا کہ آج چار روز گذر چکے پانچوان دن ہی کہ تو نے ہمارے لیے کچھ نہین بھیجا ایک دم بھر مین تو مین تجھکو مع شہر غارت کر دونگا جلد کوئی آدم زاد توانا اور فربہ میرے واسطے حاضر کر یہ سنکر ہمایل شاہ نے داراب کی طرف اشارہ کیا مگر مارے ڈر کے بند بند کانپ رہا ہی ہاتھ پانؤن مین رعشہ پڑ گیا ہی رنگ بھی اسکے تھرتھرا رہے ہین اور ہر ایک یہی خیال کرتا ہی کہ آج یہ سب کا ایک ہی لقمہ کر جائیگا مگر دیو نے جو داراب کو دیکھا کہ ایک جوان حسین و خوبصورت نہایت فربہ اور توانا بیٹھا ہوا ہی دلمین بہت خوش ہوا کہ آج خوب لقمہ چرب ہاتھ لگا اور کہا کہ ای ہمایل شاہ تو ڈر نہین مین نے خطا تیری معاف کی بس ایسا ہی آدمی تو مجھے چاہیے تھا یہ سنکر ہمایل شاہ نے کہا کہ ای دیو غراب تم یہ کیا کہ رہے ہو یہ تمسے لڑنیکا ارادہ رکھتا ہی اسیکے منع کرنے سے مین نے آج چار روز سے کچھ نہین بھیجا یہ سنکر دیو نے کہا کہ یہ ہی کیا مال مین ابھی اسے کھاے لیتا ہون اور داراب کی جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ ای آدم زاد تو مجھسے لڑیگا یہ سنکر داراب نے کہا کہ او حرامزادے مردم آزار تو بکتا کیا ہی مین تجھکو وہ سزا دونگا کہ تو مدت العمر یاد کریگا یہ سنکر دیو نہایت غضبناک ہوا اور دونون چنگل بڑھا کر داراب کی طرف بڑھا کہ اُسے اُٹھا کر کھا جاے لیکن داراب بغور دیکھا کیا جب دونون ہاتھ اُسکے قریب پہونچے تو داراب نے اُسکے ہاتھ پکڑ کر اس زور سے جھٹکا مارا کہ دیو منھ کے بھل زمین کی طرف جھک گیا بس دیو یہ سمجھکر کہ آدم زاد بہت زبردست معلوم ہوتا ہی کہنے لگا کہ ای آدم زاد تو مجھے چھوڑ دے اب مین تجھے نہ کھاؤنگا تو لقمہ سخت ہی داراب نے کہا کہ او مردک اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون اور ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالدیا اور زور کرنے لگا دیو بھی داراب سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی ہمایل شاہ اور تمام اہل بارگاہ خوف کے مارے مثل چوب خشک کے کھڑے ہوے تماشا کشتی کا دیکھ رہی ہین اور دیو کے مغلوب ہونے کی دعائین مانگ رہے ہین کوئی دوپہر تک تو خوب زور ہوا کیا بعد دوپہر کے داراب نے دیو کو چار دن شانے چت دے مارا دیو نے چاہا کہ سنبھل کر اُٹھے مگر داراب کب اُٹھنے دیتا تھا جھپ دیو کی چھاتی پر تھا اور زور سے سینہ کو دبا کر کہا کہ او مردک دین آب پرستی اختیار کر اور مذہب ابلیس پرستی ترک کر اُس نے کہا کہ ای داراب یہ مجھسے ہرگز نہوگا بس یہ سنکر داراب کو غصہ آگیا اور ایک ہاتھ گدی کے نیچے اور ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھکر جھٹکا دیا کہ نرخرے سمیت دھڑ سے گردن کھنچ آئی ایک غلغلہ بلند ہوا کہ آدم زاد نے دیو کو ہلاک کیا ہمایل شاہ نے اُٹھکر دونون ہاتھ داراب کے چوم لیے اور گرد داراب کے پھرنے لگا اور اُسیوقت لقا پر لعنت کر کے دین آب پرستی اختیار کیا لاش دیو کی

اٹھوا کر باہر پھکوا دی لوگون نے عرض کیا کہ خداوند دامنہ کوہ مین اس دیو کا مکان بنا ہوا ہی کچھ مال و اسباب وہان موجود ہی اور بہت سے آدم زاد وہان قید ہین داراب نے کہا کہ کل چلکر دیکھینگے رات تو وہین بسر کی صبح کو ہمایل شاہ و داراب کشور کشا و مالک اژدر کشور شاہ وغیرہ جانب کوہ روانہ ہوے جب دامنہ کوہ مین پہونچے دیکھا کہ درہ پہاڑ مین اسقدر گلہاے رنگین لگے ہین کہ نگاہ خیرگی کرتی ہی لالے کا تختہ پھولا ہوا ہی درختان میوہ دار لگے ہوے ہین چشمے پانی کے جاری ہین چادرین آتشبازون کی گر رہی ہین کوسون تک سبزہ معلوم ہوتا ہی ہواے سرد چل رہی ہی جانور درختون پر نغمہ سرا ہین بزبان بیزبانی تعریف ایزد متعال کر رہے ہین القصہ تماشہ دیکھتے ہوے قصر دیو کے قریب پہونچے کوٹھون کو کھلوا کر دیکھا کہ واقعی مال و اسباب و زر و جواہر کا ڈھیر لگا ہوا ہی بہت سے آدم زاد قفل و زنجیر مین گرفتار بیٹھے ہوے ہین اتفاق کا رطرماسپ بن طہماس بھی انھین مین قید تھا مالک نے پہچان کر تمام حال داراب سے بیان کیا داراب نے پوچھا کہ ای طرماسپ تو کیونکر گرفتار ہوا ہی طرماسپ نے کہا کہ مین ہمایل شاہ کا طرفدار ہوکر اس دیو سے لڑا تھا پانون میرا اکھڑ گیا دیو نے مجھے گرفتار کر لیا ایک مدت مدید سے مین اسی قید مین مبتلا ہون داراب نے کہا کہ اگر دین آب پرستی اختیار کر تو مین ابھی تجھکو رہا کرتا ہون طرماسپ نے کہا کہ یہ ہرگز نہوگا مالک نے کہا کہ اچھا باپ تیرا مسلمان ہی تو بھی اسلام اختیار کر طرماسپ نے کہا کہ مین مذہب آفتاب پرستی کو ترک کر کے کوئی مذہب نہ اختیار کرونگا مجھسے یہ امر ہرگز ممکن الوقوع نہین ہی کہ مین رفاقت ایرج ترک کر کے کسی دوسرے کا مطیع ہون یہ سنکر داراب بہت برہم ہوا اور تمام قیدیون کو تو رہا کر دیا لیکن طرماسپ کو چاہا کہ قتل کرے کہ مالک مانع ہوا اور طرماسپ کو بہت سمجھایا کہ ای طرماسپ ایرج ایک تاجر زادہ ہی وہ سامنے نور الدہر کے کیا لیاقت رکھتا ہی یہ سنکر طرماسپ نے کہا کہ ای مالک تم میرے محسن ہو مین تمھارا ممنون ہون وہ بات نہ کرو کہ ملال کیصورت دکھائی دے تم میرے سامنے میرے آقا کو برا کہتے ہو اگر مقید نہوتا تو پھر اسکا مزا چکھا دیتا یہ سنکر داراب آگ ہو گیا اور مالک سے کہا کہ ای مالک مین اسے اس عذاب شدید مین مبتلا کرتا ہون کہ یہ خود ہی پھڑک پھڑک کر مر جاے مالک نے کہا کہ نہین اس مین بہت بڑی بدنامی متصور ہی لندھور کہیگا کہ مالک نے طرماسپ کو دیدہ و دانستہ کشتہ کروایا یہ سنکر داراب نے کہا کہ اچھا ای مالک مین اسکو قلعہ حصین قرطاس مین بھیجے دیتا ہون کہ یہ وہان مقید رہے مالک نے کہا کہ اچھا اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی یہ سنکر شیرزاد کشوری سے کہا کہ ای شیرزاد کشوری طرماسپ کو قلعہ حصین قرطاس مین لیجاکر مقید کرو اسنے کہا کہ بہت اچھا اور اسیوقت دو ہزار سوار لیکر آراہے پر طرماسپ کو ڈالکر ملک کشوریہ کو روانہ ہوا واضح راے ناظرین ہو کہ یہ قلعہ بھی سرحد ملک کشوریہ ہی مین ہی القصہ دوسری ہی منزل تھی کہ قافلہ خواجہ فولادباز اگان کا ظلمات سے آتے ہوے ملا واضح ہو کہ یہ وہی خواجہ فولاد ہی کہ جسنے ایرج کو قصر بحرین سلیمانی سے چھڑا کر قلعہ ذو الامان پہونچایا تھا قصہ مختصر جب خواجہ فولاد کو یہ معلوم ہوا کہ طرماسپ رفیق خاص ایرج نوجوان کا شیرزاد کشوری کی قید مین ہی اور وہ قلعہ حصین قرطاس مین لیے جاتا ہی تو اپنے لوگون سے کہا کہ صاحبو یہ طرماسپ ایرج نوجوان کی جان و روح ہی ایرج اسے دم و ہوش چاہتا ہی اسکا رہا کرنا منجملہ واجبات ہی یہ کہکر تحفہ کشتیون مین لگوا کر شیرزاد کشوری کی خدمت مین نذر گذرانی شیرزاد نے اسے خلعت دیا بعد اسکے خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ غلام کی خواہش دلی یہ ہی کہ فقیر کو جو کچھ آشامیسر ہی اگر اسے بھی قبول کیجیے تو باعث افتخار ہی یہ سنکر شیرزاد نے کہا کہ خواجہ ہم بھی سفر مین ہین اور تم بھی سفر مین ہو یہ کونسا موقع ہی کہ تم میری دعوت کرو خواجہ فولاد نے کہا کہ نہین خداوند میری یہی آرزو ہی کہ مین خداوند کی خدمت بجا لاکر افتخار حاصل کرون اگر آپ قبول نہ فرمائیے گا تو میری سخت دلشکنی

ہو گی خلاصہ یہ کہ جب خواجہ فولاد بہت مصر ہوا تو شیرزاد کشوری نے دعوت اُسکی قبول کی خواجہ فولاد نے اپنی فرودگاہ مین جاکر سامان دعوت مہیا کیا اور طعام و شراب بیہوشی آلود تیار کرایا جب شیرزاد اپنے رفقا سمیت خواجہ کے خیمہ مین آیا تو اُسکو وہ طعام و شراب کھلا کر مع رفقا بیہوش کر کے قید کیا اور طرماسپ کو سامنے بلوا کر کہا کہ ای پہلوان دوران وای سپہ سالار لشکر ایرج نوجوان آپنے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون طرماسپ نے کہا مین نے تو نہین پہچانا خواجہ فولاد نے کہا کہ طرماسپ مین خواجہ فرخ بازرگان کا غلام ہون شیرزاد کشوری کو مین نے گرفتار کر لیا اور آپ کو قید سے نجات دیتا ہون یہ کہکر آہنگرونکو بلوا کر کہا کہ جلد قید کو طرماسپ کی کاٹ دو طرماسپ نے کہا کہ ای فولاد آہنگرون کی کوئی حاجت نہین مین قید کو خود ہی توڑ سکتا ہون یہ کہکر ہاتھون کی ہتھکڑی اور پانؤنکی بیڑی وغیرہ کو مثل رسن کہنہ کے جھٹکا دے کر توڑ ڈالا خواجہ فولاد نے طرماسپ کو حمام کروا کے لباس فاخرہ پہنایا اور صدر محفل مین لاکر بٹھایا طرماسپ نے کہا کہ جلد شیرزاد کشوری کو بلواؤ اسیوقت خواجہ فولاد کے لوگ شیرزاد کو طرماسپ کے پاس لائے شیرزاد نے بطرز آب پرستان سلام کیا طرماسپ نے کہا کہ ای شیرزاد دین آفتاب پرستی قبول کرو ورنہ مارا جائیگا شیرزاد نے کہا تو بکتا کیا ہی ابھی تک تو تو میری قید مین مقید تھا اور آج یہ کلمہ و کلام درمیان مین لاتا ہی ارے لاکھ جان میری خداوند آب حیات پر سے نثار ہین تو جو چاہے میرے حق مین حکم کر مین اپنا دین ہرگز نہ چھوڑونگا لیکن اگر کچھ بھی غیرت رکھتا ہی تو اتنا سمجھ کہ جب تو میری قید مین تھا تو مین نے تجھے کوئی گزند نہین پہونچائی ہرچند کہ جب مین چاہتا تجھے قتل کرتا بس یہ سنتے ہی طرماسپ نے ایک ساطور شیرزاد پر مارا کہ اُسکے برابر دو ٹکڑے ہوگئے اور بعد اُسکے شیرزاد کے ہمراہیون کو بھی جہانتک ملے قتل کیا اور جو بھاگ گئے اُنکا تعاقب نہین کیا مال و اسباب سب لوٹ لیا بعد اُسکے خواجہ فولاد نے کہا کہ مین آپ کو فرنگوشیہ مین پہونچا دون آپ وہین چلے جائیے طرماسپ نے کہ نہین جہان تمھین جانا ہو تم جاؤ مین چلا جاؤنگا خواجہ فولاد نے گینڈا سواری کو دیا اور کچھ آدمی بھی زبردستی اصرار کر کے ساتھ کر دیے اور خود ملک ظلمات کو روانہ ہوا ادھر تو طرماسپ شہر فرنگوشیہ کو چلا جاتا تھا کہ تیسری منزل پر کوئی چار گھڑی دن رہے صحرا مین ایک خیمہ دکھائی دیا حیران ہوا کہ یہ خیمہ کسکا ہی اور کھڑا ہو کر تفحص کرنے لگا کہ یکایک ایک سواری نمایان ہوئی اور ایک جوان قوی ہیکل قوی بازو غنغص گردن بلند بالا بہ تزک و احتشام نمودار ہوا اُدھر تو طرماسپ کی نگاہ اُسپر پڑی اور اُدھر اُس جوان کی نگاہ طرماسپ پر پڑی دیکھا کہ ایک دیو قالب انسانی مین کھڑا ہوا ہی اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یارو اگر یہ شخص میری نوکری کرے تو کیا اچھی بات ہی اسلیے کہ یہ شخص بڑا ہی جری معلوم ہوتا ہی چوبدار سے کہا کہ جلد جاکر اسے بلاؤ چوبدار اُدھر گیا اور ادھر یہ خیمہ استادہ کرا کے داخل خیمہ ہوا چوبدار طرماسپ کی طرف چلا اور ادھر طرماسپ بھی اُس جوان کے استفسار حال کے لیے آگے بڑھا چوبدار نے قریب آکر سلام کیا اور کہا کہ چلیے آپ کو ہمارے مالک نے بلایا ہی طرماسپ اُسکے ساتھ داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ وہی جوان ڈنگل شوکت پر بیٹھا ہوا ہی رفقا اُسکے گرداگرد بیٹھے ہوے ہین طرماسپ نے بطرز آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو نیر اعظم آفتاب تابان اور اسکے نائب پیر قطب دوران کو برحق جانتا ہو بس یہ سننا تھا کہ اُس جوان نے کہا کہ ای عزیز مجھکو سخت تعجب ہی کہ تو لقاے بے بقاے باختری کو جو ہیزدہ ہزار ملک باختر کا خداوند ہی برحق نہین جانتا طرماسپ نے کہا کہ تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو کہان سے آتے ہو اُسنے کہا کہ آپ بیٹھیے تو مین کہتا ہون اور کرسی زرنگار طرماسپ کے واسطے طلب کر کے بچھوائی طرماسپ اُس کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا کہ اچھا بیان کرو کہ تم کون ہو اس جوان نے کہا کہ طوفان سماک اژدر گیر میرا نام ہی سماک اژدر گیر ایک سردار ہی سرداران باختر سے لقا کا رفیق خاص ہی اُسکا بیٹا ہون مین نے سنا ہی کہ لاہوت شاہ میرے خداوندزادے نے خروج کیا ہی اور روامنہ آذر کوہ مین آیا ہی ارادہ ہی کہ اُسکی خدمت مین

جا کر کسب سعادت کرون اور حصول قدمبوسی سے مشرف ہون اب آپ اپنی کیفیت بیان کیجیے طرماسپ نے کہا کہ مجھے طرماسپ بن طہماس کہتے ہین زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا رفیق خاص ہون طوفان بن سماک اژدرگیر نے کہا کہ ای طرماسپ باپ تیرا ستون بارگاہ لقا مشہور تھا تو بھی خداوندزادے کے پاس چل طرماسپ نے کہا کہ اے طوفان مین اپنے مالک کی خدمت مین جاتا ہون مجھے کیا ضرورت کہ مین ایرج کی رفاقت ترک کر کے لاہوت شاہ کے پاس جاؤن ای طوفان ایرج وہ شخص ہی کہ تیرے خداوند لقا نے بھی اُسکے پاس پناہ لی تھی شہر فنگوشیہ مین لقا سہ نشر لیے بیٹھا ہوا تھا جنگ فیل کا تماشا دیکھنے مین مصروف تھا کہ کٹہرہ ٹوٹا اور لقا اُسپر سے گرا ایرج نے لقا کو بالاے ہوا اس طرح روکا کہ اُسکے ذرا بھی چوٹ نہ لگی جب لقا کو ہوش آیا تو ایرج کو اپنی دختر اور تمام ممالک باختر ہبہ کر دیے اور اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اُتار کر ایرج کو پہنا دی اور مدتون ایرج کے ساتھ رہا سبب جادوگرنی نے سر ایرج کا کاٹ لیا اور اُسے اُٹھا لیگئی تب لقا مایوس ہو کر ظلمات کو چلا گیا اب ایرج پھر پیدا ہوا ہی جب لقا سنے گا تو پھر چلا آئیگا یہ سنکر طوفان نے کہا کہ اچھا طرماسپ ہم تم دونون باہم زور آزمائی کرین جو غالب آئے دین اُسکا برحق ہی طرماسپ نے کہا کیا مضائقہ ہی طوفان نے اسیوقت اکھاڑا تیار کرایا طوفان اور طرماسپ دونون آستینین چڑھا کر دامن گردان کے اکھاڑے مین کودے اور مصروف کشتی ہوے دن بھر کشتی ہوا کی شام کو طوفان نے کہا کہ ای طرماسپ اب تو رات ہو گئی شب بھر آرام کرو کل پھر صبح کو لڑنا ہین اور تمہین فقط آزمایش ہی تو منظور رہی طرماسپ نے کہا کہ ای طوفان نہین اب فیصلہ ہی ہو جاے تو بہتر ہی بغیر فیصلہ کشتی موقوف نہ کر زیادہ یہ کہ کچھ کھا پی لو اور روشنی کروا دو یہ سنکر طوفان نے حکم دیا کہ جلد روشنی کرا دو اور کھانا منگوا دو بموجب حکم اُسیوقت پنجشاخے مشعلین روشن ہو گئین خوان کھانے کے آگئے دونون نے تھوڑا تھوڑا کھا کر کشتی لڑنا شروع کیا اب لوگ کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہین اور آپس مین کہہ رہے ہین کہ دیکھیے کیا اسلوب ہوتا ہی کون غالب ہوتا ہی کون مغلوب ہوتا ہی بعضے کہہ رہے ہین کہ بھئی طوفان ہی طوفان اُٹھائیگا بعضے کہہ رہے ہین کہ نہین طرماسپ بلاے بے درمان ہی باپ اسکا کیسا زبردست ہی یہی غالب آئیگا بعضے کہتے ہین کہ میان کیون سرگوشیان کر رہے ہو جو کچھ ہونے والا ہو گا وہ ہو گا سبھی دیکھ لینگے غرض اسی طرح تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز طرماسپ نے طوفان کو زیر کیا بس طوفان نے طرماسپ کے قدمون پر سر رکھدیا اور کہا کہ مین نے غلامی آپ کی اختیار کی اب آپ جہان جاہے چلیے مین آپ کے ہمراہ ہون طرماسپ نے کہا کہ اچھا پہلے خبر منگواؤ کہ زبدہ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کہان ہی طوفان نے اُسیوقت اپنے عیار ارقم کو بلا کر کہا کہ جلد جا کر ایرج کی خبر لا کہ وہ کہان ہی ارقم ایرج کی خبر کے لیے اُسیوقت روانہ ہوا جاتے جاتے قریب لشکر داراب پہونچا تو اتفاق روزگار داراب اپنے لشکر سے بہ ارادہ صید افگنی نکلا تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑاے ہوے چلا جاتا تھا دور جا کر ہرن کو شکار کیا تھا اس فکر مین بیٹھا ہوا تھا کہ کوئی شخص آجاے تو اِسکے کباب بھنوا کر کھاؤن کہ اس اثنا مین ارقم بن ازرق فقیر کی شکل بنا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور پکارا نظم کہ با کرم تجھپہ معبود کا ہو رہے فضل ذرات موجود کا ہو تو کھاتا رہے اور کھلاتا رہے ہمیشہ مددگار داتا رہے وہ معبود ہمیشہ تجھکو شاد و خرم رکھے اقبال تیرا بلند رہے داراب نے کہا کہ آؤ شاہ صاحب آؤ کہان سے آنا ہوا کدھر کا قصد ہے اُس نے کہا کہ بابا جہان سے سب آتے ہین وہین سے مین بھی آیا ہون اور جہان سب جائینگے وہین مین بھی جاؤنگا داراب نے کہا کہ اچھا آئیے بیٹھیے کرم کیجیے اس شکار کے کباب بنا کر نوش فرمائیے مجھے بھی کھلائیے فقیر نے کہا کہ بابا داتا تجھے آباد رکھے اپنے نام سے تو فقیر کو آگاہ کر کس واسطے کہ اُسکا ظہور تجھ مین پایا جاتا ہی داراب نے کہا کہ شاہ جی مین تو ایک بندۂ خداوند آب حیات کا ہون

نام میرا داراب کشور کشا ہی دعوی صاحبقرانی کا رکھتا ہون لشکر میرا یہان سے قریب اترا ہوا ہی مین شکار کھیلنے کو نکلا تھا لوگ میرے دور رہ گئے ہین ابھی مجھ تک پہونچے نہین لیس یہ سنتے ہی ارقم بن ازرق نے خیال کیا کہ طرماسپ اسکی قید مین تھا اگر تو اسکو پکڑ لیجائیگا تو طرماسپ بہت خوش ہوگا اچھا شکار ہی جو ہاتھ آجائے داراب سے کہا کہ بابا تو ہی نے طرماسپ کو قید کرکے شہر کشوریہ مین بھیجا تھا داراب نے کہا ہان شاہ صاحب کیا تمنے کہین دیکھا تھا اُسنے کہا کہ بابا وہ تو قید سے چھوٹ گیا تمہارا رفیق خود اسکو لیے جاتا تھا وہ مارا گیا افسوس کیا اچھا جوان تھا داراب نے پوچھا کہ شاہجی کس نے اسے مارا اور طرماسپ کیونکر چھوٹا فقیر نے کہا کہ بابا فولاد بارزارہ گان غلام فرخ بازارگان نے جسنے ایرج کو قصر بحرین سلیمانی سے نجات دی تھی اُس نے شیرزاد کی دعوت کی طعام بیہوشی آلود کھلا کر طرماسپ کو قید سے نجات دی طرماسپ نے شیرزاد کو قتل کیا داراب یہ سُنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور پوچھا کہ اب طرماسپ نابکار اور وہ سوداگر مکار کہان گیا فقیر نے کہا کہ داتا سوداگر تو ظلمات کو چلا گیا اور طرماسپ بھی کسیطرف چلا گیا بابا اب وہ وہان نہین ہین تو رنج کیون کرتا ہی صبر کر خداوند آب حیات اس سے بہتر رفیق تجھے عنایت کردیگا یہ کہکر جنگل سے لکڑیان توڑین چقماق تھیلی مین سے آگ نکالی ہرن کے کباب لگائے نمک مرچ بیہوشی آلود اُسپر چھڑک کر کباب تیار کرکے داراب کو کھلائے پانی پلایا ایک دم بھر کے بعد داراب کا سر گھومنے لگا فقیر سے کہا کہ بابا میرا سر گھومنے لگا فقیر نے کہا کہ بابا زحمت شکار کے بعد کباب کھائے ہین پانی پیا ہی اسوجہ سے دوران ہونے لگا ہی دم بھر لیٹ رہو یہ کہکر زین پوش بچھا دیا داراب اُسپر لیٹتے ہی بیہوش ہوگیا لیس اس حرامزادہ نے حلقہاے کمند نکال کر داراب کو گرفتار کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لادکے راہی ہوا تیسرے دن بارگاہ طوفان مین اُسوقت پہونچا کہ جبکہ طوفان اور طرماسپ بیٹھے ہوے ناچ دیکھ رہے تھے آکر سلام کیا طوفان نے کہا ارے تجھے بھیجا تھا تو کہان سے اس قدر جلد جاکر چلا آیا کیا خبر لایا عرض کیا کہ جی ہان بہت خوشخبری لایا ہون طوفان نے کہا کہ کیا تیری پیٹھ پر چیز بندھی ہوئی ہی یہ کیا پہیلی سی کہتا ہی مفصل بیان کر اس وقت اُس نے پشتارہ سامنے رکھدیا اور حال داراب کے گرفتار کرنے کا بیان کیا طرماسپ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی تو نے بڑا کار نمایان کیا اس آب پرست کو جلد ہوش مین لا اس نے عرض کیا کہ پہلے اسے غل وزنجیر مین گرفتار کرلیجیے بعد اُسکے ہوش مین لائیے طرماسپ نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو اسیوقت آہنگر حاضر ہوے اور داراب کو قید آہن مین مقید کیا بعد اُسکے فتیلہ رفع بیہوشی دے کر داراب کو ہوش مین لایا داراب کی جو آنکھ کھلتی ہی تو اپنے کو طرماسپ کے سامنے مقید بہ قید آہن پایا سمجھا کہ یہ اُسی فقیر عیار پیشہ کا کام تھا کہ مجھے بیہوش کرکے پکڑ لایا جبراً قہراً بطریق آب پرستان اُٹھکر سلام کیا طرماسپ نے کہا کہ ای داراب دیکھا تو نے کہ کیا جلد نیر اعظم نے عوض دیا ہی یا تو مین تیری قید مین تھا یا اب تو میری قید مین ہوگیا داراب نے کہا کہ کیا بہادر بہادرونکو اسیطرح بدغابازی پکڑوا بلاتے ہین طرماسپ نے کہا کہ جسطرح مین تیرے ہاتھ لگ گیا تھا اسیطرح تو بھی میرے ہاتھ آیا ہی تو نے مجھے بارادہ حبس دوام قلعہ خصین قرطاس مین بھیجدیا تھا اگر مین تجھے ایرج کی خدمت مین لیے جاتا ہون جو وہ چاہیگا سو تیرے حق مین حکم دیگا مجھے تجھسے سروکار نہین ہی ہرچند داراب نے کہا کہ تو مجھے ایرج کے پاس نہ لیچل بلکہ مجھے قتل کرڈال تو بہتر ہی قتل ہونا گوارا ہی مگر ایرج کے سامنے جانا ناگوارا ہی لیکن طرماسپ نے نہ مانا بلکہ حکم دیا کہ ابھی اسے قیدخانہ مین لیجاؤ سمجھ لیا جائیگا اور وہان سے کوچ کرکے فرنگو شبیہ کو روانہ ہوا اب یہان سے حال ہمراہیان داراب سنیے کہ یہ جو داراب کو ڈھونڈھتے ہوے جانب

صحرا آئے تو دیکھا کہ نہ مرکب ہی نہ داراب بلکہ کچھ گوشت ہرن کا پڑا ہوا ہی کچھ کباب بنے ہوئے پڑے ہین سخت متعجب ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہی ہرچند داراب کو ڈھونڈھا لیکن کچھ سراغ نہ لگا مگر مرکب داراب کا بعد تلاش بسیار مل گیا اُسے لیکر کشورشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تمام حال بیان کیا مالک اژدر اور کشورشاہ نے ہرچند تمام صحرا چھان مارا مگر کہین پتا نہ پایا تھک کر بیٹھ رہے مالک اژدر نے نجومیون کو بلوا کر حال داراب کا استفسار کیا نجومیون نے احکام مطابق کرکے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہے مالک صحیح و سالم ہی اُسکا ایک رویان بھی کم نہین ہوا ہی شہر فرنگوشیہ پر داراب کا پتا لگیگا مالک نے یہ سنکر ان نجومیون کو خلعت دے کر رخصت کیا بعد اُسکے مالک اژدر اور کشورشاہ وہان سے کوچ کرکے شہر فرنگوشیہ کی طرف روانہ ہوئے اب یہان سے حال ایرج کا سنیے کہ یہ قلعہ فرنگوشیہ پر محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہی اسد کے ہاتھ سے بہت عاجز ہی کہتا ہی کہ مین اس دیوانے کی کیا فکر کرون جب ایرج قلعہ پر یورش کرتا ہی اسد مالک بن ملکوت شاہ کو زیر خنجر بٹھا دیتا ہی ہر روز کھانا بھیجنا پڑتا ہی اسد اپنے رفقا سمیت خوب مزے سے چکھتا ہی جو کچھ جھوٹا بچ جاتا ہی وہ مالک کو بھی بھیج دیتا ہی اور اسد مجلس مین جاتا ہی اور مالک سے کہتا ہی کہ تو ایرج سے منع نہین کرتا کہ وہ قلعہ پر یورش نہ کیا کرے اور یہان سے چلا جائے مالک کہتا ہی کہ اے اسد میرا اس امر مین کیا اختیار تم مجھپر بیکار ہی کو خفا ہوتے ہو اسد یہ سنکر دو چار گالیان دے کر چلا جاتا ہی القصہ ایک روز حسب دستور جو گیا تو کیا دیکھتا ہی کہ نقب کھدی ہوئی ہی اور مالک بن ملکوت شاہ کا پتا نہین ہی اور بستر اکسی عیار کا بنا ہوا ہی مگر کچھ ایسا مٹا مٹا ہی کہ پہچانا نہین جاتا اور آفتاب پرستون کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہین اُن سے پوچھا کہ مالک کو کون لیگیا سب نے کہا کہ ہم نہین جانتے چاہیے آپ ہمین قتل کیجیے چاہیے بخشیے ہم تو غافل بیٹھے ہوئے تھے ہمنے نہین دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ سنکر اسد بہت حیران ہوا ہرچند اُن سب کو ڈرایا دھمکایا لیکن کسی نے نہ قبولا اسد نے پریشان ہوکر ضرغام سے کہا کہ اے ضرغام جسطرح ہو تلاش کرو ضرغام نے اپنے شاگردون کو حکم دیا کہ جاؤ جاکر ڈھونڈھو اور آپ بھی مصروف تلاش ہوا لیکن اب حال مالک کے غائب ہونے کا سنیے کہ اندرون شہر دیو چہر کی مان گل اندام اور بھائی اُسکا نہروان سکونت پذیر تھا ان دونون نے باہم صلاح کی کہ شہر فرنگوشیہ کسیطرح ایرج کے ہاتھ نہین آتا جب وہ یورش کرتا ہی اسد مالک ابن ملکوت کو زیر تیغ بٹھاتا ہی بہتر یہ ہی کہ مالک بن ملکوت شاہ کو اسد کی قید سے چھڑائین گل اندام نے نہروان سے کہا کہ بیٹا اگر اسد دیوانہ آگاہ ہوگیا تو معلوم نہین ہمارا کیا حال کریگا نہروان نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو اگر ہم مالک بن ملکوت شاہ کو چھڑا لائے اور قلعہ ایرج کے ہاتھ آگیا تو رتبہ اعلی ہمین حاصل ہوگا اور عجب نہین کہ کوتوالی شہر ہمین مل جائے گل اندام نے کہا کہ بیٹا تو بڑا بیخوف ہی ارے ایک گوشہ مین بیٹھے ہوئے روٹی کھاتے ہین کوئی ہمین جانتا بھی نہین کہ کون ہین اور کدھر ہین کیون اپنی شامت لایا چاہتا ہی اس ارادے سے باز آ نہروان نے کہا کہ اب تو جو قصد کیا سو کیا یہ کہکر فکر رہائی مالک بن ملکوت شاہ مین مصروف ہوا اتنا اینکہ فکر کرتے کرتے ایک روز موقع پاکر نقب کنی کرکے مالک کو نکال لیگیا اور نشان اپنے قدم کا مٹا دیا گل اندام نے تہ خانہ مین چھپا رکھا اور یہان منجانب اسد لوگ مالک کی تلاش کرنے لگے ایک ایک کی خانہ تلاشی ہونے لگی تمام شہر مین چار طرف غلغلہ ہو گیا اسد ضرغام پر تاکید کر رہا ہی کہ اے ضرغام جلد تلاش کرو ورنہ اگر ایرج کو خبر ہو گئی کہ مالک اسد کے پاس سے چھوٹ گیا تو بڑی ہی قباحت ہوگی قلعہ مین رہنا دشوار ہو جائیگا ضرغام ہر مرتبہ یہی کہتا ہی کہ شہر یار مین کیا کرون دن رات تجسس کرتا ہون مگر سراغ نہین لگتا اسد حیران و پریشان ہی کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے اور نہروان حرامزادے نے اپنی مادر بد اختر سے مشورہ کیا کہ ابھی ایرج کو خبر نہین ہوئی ہی مین تجزیدہ آفتاب پرستان کو جاکر اطلاع کرتا ہون پہر رات رہے ایک پیادہ کی صورت بنکر قلعہ کے برج پر آیا پہرے والے کا پہرا بدلوا کر آپ پہرے پر بیٹھا اور ایک رقعہ لکھ کر مضمون کا

لکھکر کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان آگاہ ہوجیے کہ مالک بن ملکوت شاہ اسد کی قید مین نہین ہی چھوٹ گیا اب بلا خوف
وخطر آکر قلعہ لے لیجیے ایک تیر مین باندھکر لشکر ایرج کی جانب پھینکدیا صبح کو ہرکارون نے وہ تیر مع رقعہ لاکر ایرج کو دیا
ایرج اُس رقعہ کو پڑھکر باغ باغ ہوگیا اور اُسیوقت سوار ہوکر سامنے قلعہ کے آیا اور پکارا کہ او دیوانہ مجہول اب تو میرے
ہاتھ سے کہان جائیگا جس کے بھروسے پر تو کودتا تھا وہ تو تیری قید سے رہا ہوگیا اسد نے اپنا جی مضبوط کرکے جواب دیا کہ او
آفتاب پرست یہ کیا خیال خام کرتا ہی کسی نے جھوٹھ موٹھ تجھسے کہدیا ہوگا جب تو قلعہ پر آئیگا تو حال معلوم ہوجائیگا ایرج
نے کہا کہ بہت اچھا کل قلعہ لے لیا جائیگا یہ کہکر وہان سے واپس آکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور نقارۂ رزمی بجانیکا حکم دیا
ایرج کے لشکر مین تو نقارۂ رزمی نوازش مین آیا اور ادھر اسد نے ضرغام سے کہا کہ ای ضرغام بتاؤ اب کیا ہونا ہی اُس نے
کہا کہ اہ شہریار بجز مرجانے کے اور کیا چارہ ہی اسد نے کہا کہ خیر رضینا بالقضا جو مرضی خدا کی اتنے مین خبر پہونچی کہ ایرج نے
طبل جنگ بجوادیا اسد نے قیماس خان اور تمغاج خان سے خطاب کیا کہ کیون صاحبو میرے ورغلانے سے تمھاری
بھی جانین جاتی ہین ترکون نے یہ سنکر کہا کہ صاحبزادے یہ کیا باتین کرتے ہو مرنا ایک دن ضرور ہی اگر قضا ہماری یونہی مقدر
ہوئی ہی تو ضرور مارے جائینگے مگر آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے بلکہ آپ لڑ بھڑ کر نکل جایے جو کچھ ہوگا وہ ہم اپنے اوپر اوڑھ لینگے
آپ کی جان بچ جائیگی اسد نے کہا کہ سبحان اللہ تم سب کی تو میرے ساتھ یہ وفا شعاری اور مین تمھارے ساتھ بیوفائی کرون
ہرگز یہ نہ ہوگا مین تمکو بلا مین پھنسا کر چلا جاؤن اور اپنی جان کی فکر کرون لاحول ولاقوۃ الاباللہ یہ کہکر ضرغام سے لباس
شب روی طلب کیا اُس نے دست بقچہ سامنے لاکر رکھدیا اسد نے لباس سیاہ زیب بدن کیا ضرغام کو ساتھ لیکر مالک
بن ملکوت کی تلاش مین روانہ ہوا چار پہر رات گذر گئی کہین مالک کا سراغ نہ لگا کوئی دو گھڑی رات رہے کو جب
نور بافان سے گذر ہوا دیکھا کہ ایک جلاہا ٹھیک مالک بن ملکوت کی صورت کھڑا ہوا ہی اُسے دیکھکر اسد بہت خوش ہوا
ضرغام سے کہا کہ اس جلاہے کو ساتھ لو ضرغام نے پوچھا کہ کیون شہریار اس سے کیا مطلب ہی اسد نے کہا کہ یہ مالک بن
ملکوت شاہ سے مشابہ ہی جسوقت ایرج قلعہ کے سامنے آئیگا تو مین اسے لباس شاہانہ مالک کا پہنا کر زیر تیغ بٹھادونگا
ضرغام نے اُس جلاہے کو اپنے ساتھ لے لیا ضرغام نے اُس سے استفسار نام کیا اُسنے کہا کہ مجھکو محمود کہتے ہین الغرض قریب
صبح فیلبند دروازے پر آیا دیکھا کہ تمام ترک مستعد جنگ ہین گولنداز توپون پر بیٹھے ہوئے ہین مہتابین سلگ رہی ہین مگر
قیماس خان وغیرہ نہایت اُداس ہین اسد نے کہا کہ بھائی گھبراؤ نہین خدا کو یاد کرو سبھون نے عرض کیا کہ ای شہریار ہم
گھبراتے نہین مرنے سے کیا ڈر ہی جبتک زندگی ہی کوئی نہین مار سکتا جب قضا آئیگی تو کوئی بچا نہین سکتا ہم سب راضی
برضا ہین ہرچہ بادا باد ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ یکایک تتق گرد وغبار کا پیدا ہوا اور فوج آفتاب پرستون کی نمودار
ہوئی بیچون بیچ مین ایرج گردر فقا یہ معلوم ہوتا ہی کہ گرد قمر نجوم کا مجمع ہی پشت ایرج پر تمام فوج زرق برق لباس
آہن مین غرق چلی آتی ہی جب فوج کچھ قریب پہونچی تو گولندازون نے اکا دکا گولہ مارنا شروع کیا اہل سپاہ گولون کی
زد سے ہٹ ہٹ کر کھڑے ہوئے ایرج گرز گران سنگ آسمان رنگ پر چہ کوہ ہشت پہلو ہاتھ مین لیکر قلعہ کیطرف
چلا اور پکارا کہ او دیوانہ مجہول آج مالک کو کہان سے لائیگا جو زیر تیغ بٹھائیگا اسد نے کہا کہ او بزاز بچے جب تو
یہان آئیگا اُس وقت تجھکو خود معلوم ہوجائیگا اور یہ کہکر ہوائی داغی بس ہوائی کا داغنا کہ گولندازون نے گولے مارنا
شروع کیے چار طرف سے ایرج پر گولے برسنے لگے ایرج سب لوگون کو رد کرکے لب خندق پہونچ گیا اور نعرہ کیا
کہ او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول دیکھ ہوشیار مین آپہونچا اسد نے للکار کر کہا کہ او بزاز بچے کیا مجال ہی
تیری لاؤ تو مالک کو لوگون نے پہلے ہی محمود جلاہے کو لباس فاخرہ مثل مالک کے پہنا رکھا تھا صرف منتظر حکم تو تھے ہی

فوراً اسد کی زبان سے نکلتے ہی فیلبند دروازہ پر لاکر بٹھایا اسد حسب دستور سابق تلوار کھینچکر کھڑا ہوا اور کہا کہ او نابکار دیکھ مالک بن ملکوت شاہ کو تو نے آگے قدم بڑھایا اور مین نے مالک کا کام تمام کیا ایرج نے قصد کیا ہی تھا کہ خندق کو پھاندکر دروازۂ قلعہ پر جاے کہ ایک ہی مرتبہ اسد کی یہ آواز سنکر آنکھ جو اونچی کی دیکھتا ہی تو دیکھا کہ مالک بن ملکوت شاہ قید آہن مین گرفتار سر جھکاے ہوے بیٹھا ہوا ہی بس یہ دیکھتے ہی ایرج بہت حیران ہوا کہ یہ کیا سحر کہ ہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا محمود تو ہو بہو مالک کی صورت تھا ہی کسی طرح امتیاز نہ ہوا کہ مالک ہی یا اور کوئی شخص ہی جب یقین کامل ہوگیا کہ بیشک یہ مالک ہی ہی پکار کر کہا کہ اے اسد مالک کو نہ مار مین ابھی پھرا جاتا ہون یہ کہکر قلعہ سے پھر کر اپنے لشکر مین آیا اور رفقا سے کہا کہ مجھکو کسی اہل قلعہ نے بہکا دیا تھا یہ تیر رقعہ باندھ کر انھین قلعہ والون نے پھینکا ہوگا یہ کہکر داخل خیمہ ہوا اور یہان قیماس خان اور تمغاج خان وغیرہ نے فرط مسرت سے اسد کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ سبحان اللہ کیا بے مثل عیاری کی ہی اصل یہ ہی کہ اس بدحواسی مین یہ تدبیر سوچنا آپ ہی کا کام تھا اسد نے کہا کہ ہان بھائی تدبیر ہی تو ہی سوجھ گئی مگر سخت استعجاب یہ ہی کہ لے جانے والا اب تک معلوم نہین ہوتا باوجودیکہ اسقدر تلاش کی کہ ضرغام شل ہوگیا لیکن مین یہ خوب جانتا ہون کہ ابھی مالک شہر کے باہر نہین جانے پایا ہی مگر تو سہی جو مالک بن ملکوت شاہ کو نہ پیدا کرون ضرور تلاش کرکے ڈھونڈھ نکالونگا اور یہ کہکر سر زانوے فکر پر جھکا کے سوچنا شروع کیا کہ اس امر مین کیا کرنا چاہیے تھوڑی دیر کے بعد سوچتے سوچتے حکم دیا کہ اسم نویسی تمام شہر کی طلب کی جاے حکم کے ساتھ ہی ہزارون متصدی مقرر ہوگئے اور تمام سکناے شہر کی مردم شماری ہونے لگی فردین اسامی وار اسد کی نظر سے گذرنے لگین لیکن حال نہروان کا سنیے کہ اسنے اب اپنے دل مین خیال کیا کہ اے نہروان غضب ہوگیا اسد نے محمود حلاج کو مالک بن ملکوت شاہ بنا کر بٹھا دیا ہی اور اب مالک کا تفحص بطور کافی کر رہا ہی اب تجھکو لازم ہی کہ ایرج کے پاس جسطرح ہوسکے چلا چل اور اسکو اس راز سے آگاہ کردے بس یہ خیال کرکے براہ بدرروقلعہ کے باہر نکلا اور خندق کو پیر کر لشکر ایرج کیطرف روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ جب ایرج اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ معلوم نہین اہالیان قلعہ سے یہ سخت فریب مجھے کس نے دیا ہی کہ یکایک خدمتگار نے عرض کیا کہ ایک شخص دروازے کے باہر کھڑا ہوا اجازت حضوری طلب کر رہا ہی کہتا ہی کہ مجھے زبدۂ آفتاب پرستان سے کچھ کہنا ہی ایرج نے کہا کہ اچھا بلا لو کیا مضائقہ ہی چوبدار گیا اور نہروان کو جاکر بلا لایا جب نہروان سامنے آیا تو اُسنے سلام کیا ایرج نے کچھ پہچان کر کہا کہ مین نے تجھے کہین دیکھا ہی اُسنے قریب آکر کان مین کہا کہ خداوندنعمت مین دیو چہر کا بھائی ہون نہروان میرا نام ہی مالک بن ملکوت شاہ کو چھڑا لیگیا ہون وہ میرے مکان مین موجود ہی اور اسد نے کل محمود حلاج کو لباس شاہانہ پہنا کر زیر تیغ بٹھلایا تھا اسلیے کہ محمود حلاج مالک بن ملکوت سے بہت مشابہ ہی یہ سنکر ایرج نہایت خوش ہوا اور اُسیوقت سوار ہوکر قلعہ کے سامنے آیا اور کہا او دیوانے کل تو نے خوب حکمت کی تھی کہ محمود حلاج کو مالک کی قطع پر شکل کرکے زیر تیغ بٹھا دیا تھا اور مین فریب کھاکر پھر گیا خیر آج میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اور قلعہ کو کیونکر بچائیگا اسد نے ہنسکر جواب دیا کہ او آفتاب پرست کیا کہنا خوب سمجھا خیر جسوقت بارادۂ قلعہ گیری آئیگا اُسوقت حال کھُل جائیگا ایرج یہ سنکر پیچ وتاب کھاتا ہوا پھر آیا اور آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا اسد آواز طبل جنگ کی سنکر نہایت ہی سراسیمہ وپریشان ہو مالک بن ملکوت شاہ کو تلاش کرتا ہوا نکلا دربدر کوچہ بکوچہ ڈھونڈھتا ہوا چلا تا اینکہ نہروان کے مکان پر پہونچا اور لوگون سے دریافت کیا کہ یہ مکان کسکا ہی لوگون نے کہا کہ یہ مکان دیو چہر عیار کا ہی اسد نے پوچھا کہ وہ گھر مین ہی یا نہین معلوم ہوا کہ وہ تو نہین ہی مگر بھائی اُسکا نہروان گھر مین ہی اور اُسکی ماں گل اندام

ہی اسد نے کہا کہ اچھا اسے بلاؤ تو اور دروازہ کھلوا دیہ سنکر ہر چند لوگون نے شور مچایا یا دستکین دین مگر نہ صدائے نہ ندائے نہ جوابے نہ طلبے کسواسطے کہ نہروان تو ایرج کے پاس جا چکا تھا مان اُسکی گھر مین چپکی بیٹھی ہوئی تھی مگر جان بر صدمہ تھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی معلوم نہین ہوتی پس اسنے جلدی سے مالک بن ملکوت شاہ کو تو بیہوش کر کے ایک تہ خانہ مین کہ جو سات درجے کا تھا اور اُس مین گھانس بھری ہوئی تھی ڈالدیا اور خود دیوار پھاندکر بھاگ گئی جب اسد کو بڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ مکان مین کوئی نہین ہی یقین ہوا کہ مالک ضرور بالضرور یہین ہی حکم دیا کہ زینے لگا کر مکان کے اندر اُتر جاؤ اُسیوقت لوگ سیڑھیان لگاکر مکان کے اندر گئے دیکھا کہ گھر مین کوئی نہین ہی ادھر اُدھر دیکھکر دروازہ مکان کا کھولدیا اسد بھی مکان کے اندر گیا چار طرف ڈھونڈھنے لگا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اسد کی نگاہ ایک دروازے پر پڑی حکم دیا کہ یار واسے کھلواؤ مجھے یقین ہی کہ مالک یہین ہوگا میرا دل گواہی دے رہا ہی لوگون نے اُسیوقت دروازے کو کھولا دیکھا کہ ایک تہ خانہ سات درجے کا معلوم ہوتا ہی مگر تاریکی اسقدر ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا اسد کو اطلاع دی کہ خداوندیہان تو تاریکی اس شدت کی ہو کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا یہ سنکر اسد نے روشنی اپنے ساتھ لی اور اُس تہ خانہ کے اندر گیا دیکھا کہ تمام تہ خانہ مین گھانس بھری ہوئی ہی جو درجہ کھولکر دیکھا سوائے گھانس کے اور کچھ نظر نہ آیا اسد نے حکم دیا کہ تمام گھانس اُسمین سے نکال لو گھوڑون کو کھلائینگے اُسیوقت گھانس نکلنا شروع ہوئی تا اینکہ جب ساتوین درجے سے گھانس نکالی تو اُس درجے مین ایک آدمی کو بیہوش پڑے ہوے دیکھا اسد سے عرض کیا اسد نے کہا کہ اُسے لے آؤ حسب الحکم لوگ اُسے باہر اُٹھا لاے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مالک بن ملکوت شاہ ہی بس ایک غل ہو گیا کہ مالک بن ملکوت شاہ مل گیا اسد کا یہ حال ہوا کہ مارے خوشی کے پھولا نہین سماتا اُچھلکر ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر جاتا تھا کہہ رہا تھا کہ کیون علقمہ سچ کہنا کیا اس کافر کو ڈھونڈھا ہی علقمہ اور سب لوگ کہہ رہے ہین کہ بیشک یہ کام حضور ہی کا تھا سوا حضور کے کس مین یہ جیبہ تھا کہ اس عالم اضطراب مین یون تلاش کرتا القصہ تھوڑی دیر کے بعد اسد نے کہا کہ اسے ہوش مین لاؤ ضرغام نے بٹی داروسے بیہوشی کی دماغ سے اُتار کر فتیلۂ رفع بیہوشی دیا مالک کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی ہوش آیا سر پر ملک الموت کو پایا جان نکل گئی اسد نے کہا کہ اے مالک تو ڈر نہین مین تجھے قتل نہ کرونگا مگر سچ بتا دے کہ تجھے کون چھڑا لایا مالک نے کہا نہروان عیار اور اُسکی مان گل اندام بدکردار اسد نے پوچھا کہ پھر وہ کہان چلی گئی مالک نے کہا کہ نہروان تو میری رہائی کی خبر دینے ایرج کے پاس گیا ہی اور گل اندام آپ کے خوف سے بھاگ گئی اسد نے کہا کہ خیر معلوم ہوا اور مالک کو پھر گرفتار غل وزنجیر کر کے زندان خانہ مین بھیجدیا لشکر ایرج مین طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا جب شب گذری اور صبح ہوئی تو ایرج بدستور قلعہ پر آیا اور نہروان کو ساتھ لایا قلعہ پر سے حسب معمول گولہ پڑنے لگا جب ایرج گولون کو رد کر کے لب خندق پہونچا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو خبردار ہو جاؤ مین آپہونچا جب اسد نے یہ نقشا دیکھا تو کہا کہ جلد مالک بن ملکوت شاہ کو لاؤ اور زیر تیغ بٹھاؤ اُسیوقت لوگ مالک کو زندان خانہ سے لے آے اور اسد مالک کے سر پر تلوار کھینچ کے کھڑا ہوا اور للکارا کہ او کر پاس فروش بچہ بازاری مالک کو نہروان عیار چھڑا لے گیا تھا مگر مین اُسکا بھی اُستاد ہون مین نے مالک کو نہروان کے گھر سے ڈھونڈھ نکالا دیکھ یہ مالک بن ملکوت شاہ موجود ہی یہ کہکر چاہتا تھا کہ مالک کی گردن پر تلوار لگاے کہ مالک نے بلبلا کر آواز دی کہ اے ایرج کیا مجھے قتل کرایا چاہتے ہو پس ایرج نے جو مالک کو دیکھا اور اُسکی آواز بھی سنی تو یقین ہو گیا کہ بیشک یہ مالک ہی مجبور ہو کر کمال درجہ اُداس و مایوس ہو کر جانب قلعہ سے پھر گیا اور داخل بارگاہ ہوا اپنے لوگون سے کہا کہ یار و عجب بلا کا مقابلہ ہی نہ اب طرح ہی دیتے بن پڑتی ہی اور نہ قلعہ ہی ہاتھ آتا ہی اس دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا ہون یہ سنکر قارن قہرمین نے کہا کہ خداوند

یہ خیال نہ فرمائے قلعہ تو ضرور آپ کے ہاتھ آئیگا اور عنقریب آئیگا ایرج نے آزردہ ہو کر کچھ جواب نہ دیا کہ اس اثنا مین جوڑی ہرکارے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق حاضر بارگاہ ہوئی اور دعا دے کر عرض کیا کہ خداوند نعمت طرماسپ بن طہماس مع طوفان بن سماک اژدر گیر ساٹھ ہزار کی جمعیت سے داراب کشور کشا کو قید کیے ہوے لاتا ہی بس یہ خبر سنتے ہی ایرج بہت شادان اور فرحان ہوا اور تمام سردارون کو استقبال کیواسطے روانہ کیا اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اور خود بھی دروازۂ بارگاہ تک استقبال کے لیے آیا اور بکمال عزت و تکریم طرماسپ کو بارگاہ مین لایا صحبت عیش برپا ہوئی ایرج نے احوال پوچھا طرماسپ نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا ایرج نے کہا کہ واقعی نیر اعظم نے بہت جلد انتقام لیا یا تو تم داراب کی قید مین تھے یا اب داراب تمھارے قید مین ہی خیر وہ آب پرست ہی کہان اُسے بلاؤ تو اُسیوقت داراب کو ایرج کے سامنے حاضر کیا جب داراب داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ گرداگرد ایرج کے تمام آفتاب پرست جمع ہین لندھور ایک جانب بیٹھا ہوا ہی ایرج بمرتبۂ صاحبقرانی مسند شوکت پر متمکن ہی طرماسپ سپہ سالاری کے دنگل پر بیٹھا ہوا ہی مگر اُس نہنگ بحر شجاعت نے بلا خوف و خطر بطریق آب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا مگر ایرج نے تعظیم کر کے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی داراب کرسی پر بیٹھا ایرج نے کہا کہ اے داراب تو اتنا بڑا سمجھدار ہو کر اُس چیز کی پرستش کرتا ہی کہ جس مین تمام دنیا کی نجاست بہتی ہی بہتر یہ ہی کہ نیر اعظم آفتاب تابان کو سجدہ کر اور آگاہ ہو کہ حمزہ میری تلوار کے خوف سے ظلمات کی طرف بھاگ گیا جانشین حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے میری بیعت کر لی آج مین صاحبقران زمانہ ہون داراب نے جواب دیا کہ اے ایرج صاحبقران ایسے نہین ہین کہ تمھارے خوف سے بھاگ جاتے وہ تو لقا کے تعاقب مین جانب ظلمات گئے ہین اور اگر صاحبقرانی تمھاری لندھور کے بیعت کرنے سے مستحکم ہوئی ہی تو دوسرے جانشین مالک اژدر نے میری بیعت اختیار کی ہی مین بھی صاحبقران ہونے کا دعوے کرون تو کچھ ہرج ہو جائیگا اور خیر اس گفتگو سے تو کچھ حاصل نہین ہی دین آفتاب پرستی تو مین جب قبول کرون کہ جب تم مجھپر غالب آؤ اگر دعوے صاحبقرانی کا رکھتے ہو تو اُسکے شایان یہ امر ہی کہ مجھکو چھوڑ دو اور سر میدان میرا مقابلہ کرو اگر مجھپر غالب آجاؤ گے تو پھر جو کہو گے قبول کرونگا ایرج نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی جو تم کہتے ہو ویسا ہی ہوگا قلعۂ فرنگوشیہ کے معاملہ سے ہمکو انفراغ ہولے تو تمھین چھوڑ دینگے اور شاپور سے کہا کہ شاپور لے جاؤ داراب کو اور بہ آرام تمام رکھو خبردار کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے شاپور اُسیوقت داراب کو زندان خانہ مین لے گیا اور یہان ایرج نے صحبت جشن برپا کی ناچ ہونے لگا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا قضائے کار اتفاق روزگار ضرغام شیر دل بھی استخبار لشکر ایرج مین آیا ہوا تھا یہ حال دیکھکر اسد کے پاس گیا اور تمام حال اسد سے بیان کیا اسد سے کہا کہ اس آفتاب پرست نے اُس عادی کے آنے کا جشن کیا ہی تو پھر آؤ ہم تم چلکر اُسے گرفتار کر لائین قیماس خان نے جو طرماسپ کا نام سنا کانپ گیا اور کہا کہ اے اسد دلاور جانے بھی دو لشکر ایرج کا بادشاہ جب تمھارے پاس موجود ہی تو پھر اُس عادی کا گرفتار کرنا بے سود ہی اسد نے کہا اب تو ہمارے منھ سے نکل گیا یہ ممکن نہین کہ کہکر کسی کام کو نہ کرین اور اب اُس عادی کو نہ گرفتار کرین القصہ دن تو یونہین گذر گیا جب شب ہوئی تو اسد نے لباس شب روی زیب بدن کر کے اور بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کر کے صورت عیارون کی بنا کر سپر تلوار بغل مین لیکر قلعے کی کھڑکی کو کھول کے خندق کو پیر کر لشکر ایرج کا رُخ کیا جب متصل بارگاہ پہونچا تو دیکھا کہ تمام ہندی دروازۂ بارگاہ پر پہرے ہین طوفان بن سماک کے لوگ بھی لشکر کا تماشا دیکھ رہے ہین کسی نے اسد سے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو تا اینکہ اسد دروازہ بارگاہ پر پہونچ گیا اور بلا خوف و خطر داخل بارگاہ ہوا ایرج کو بکمال شان و شوکت سے بجائے صاحبقران پایا اور طرماسپ کو برابر بیٹھے ہوے دیکھا بس نہایت غضبناک ہوا قبضہ پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ ایرج کو مارے ضرغام نے

جو یہ ارادہ اسد کا دریافت کیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ از برائے خدا جانے دیجیے دور کیجیے اسد نے کہا کہ ای ضرغام تم دیکھتے ہو کہ یہ آفتاب پرست نانا جان کی جگہ پر بیٹھا ہی ضرغام نے عرض کیا کہ یہ خطا الندحور کی ہی ایرج اس امر مین بالکل بے خطا ہے اور ای شہریار جب صاحبقران ظلمات سے واپس آئینگے پھر یہ بارگاہ صاحبقران کے قبضہ مین ہو جائیگی آپ اس امر کا رنج وملال نہ کیجیے چلیے اور طرف کی سیر کیجیے طرماسپ کی خوابگاہ دریافت کیجیے غرض اسد وہان سے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا وہان آیا جہان طرماسپ کا خیمہ تھا گرد خیمہ کے پھرنے لگا مقام گھات کا تلاش کرنے لگا کوئی ڈیڑھ پہر رات گئے طرماسپ مع طوفان بن سماک اور ارقم اپنے خیمہ مین آیا تھوڑی دیر کے بعد طوفان وارقم تو چلے گئے طرماسپ نے کھانا کھایا دو چار جام شراب کے پی کر سو رہا نگھبان و پاسبان اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے طلایہ پھرنے لگا اسد نے ضرغام سے کہا کہ ای ضرغام چلو طرماسپ کو لے آؤ ضرغام نے کہا کہ آپ یہین ٹھہریے مین جا کر ابھی اُسے لیے آتا ہون یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا نکال کر ارقم بن ارزق کی قطع بنکر اور ادھر اُدھر کے خیمون مین سے چھپتا چھپاتا ہوا خیمہ طرماسپ کے پاس پہونچا لوگون نے کہا کہ تو کون ضرغام نے کہا ارقم بن ازرق میرے مالک نے مجھے طرماسپ کی نگھبانی کو بھیجا ہی اسواسطے کہ قلعہ قریب ہی اور دیوانہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی سنا ہی کہ وہ دست بردی کرتا ہی اُن دربانون نے کہا کہ آپ کے آنے باعث تقویت ہو گئے ضرغام بیٹھ گیا دربانون نے شراب کا جام حاضر کیا ضرغام نے کہا کہ یارو تمھین پیو ہم تو پیے چلے آتے ہین دربانون نے کہا کہ یہان تو سب دو کے سبو بھرے ہوے ہین آپ بھی پیجیے ضرغام نے ایک پیالہ اُس مین سے پی لیا اور سب کو آغشتہ بہ داروے بیہوشی کر کے کہنے لگا کہ ایک ذرا مین اندر بھی ہو آؤن شاید طرماسپ نے ابھی آرام نہ کیا ہو تو سلام بھی کر آؤن سب نے کہا کہ بسم اللہ آپ کو کون روکتا ہی جائیے ہو آئیے یہ سنکر ضرغام خیمہ کے اندر آیا دیکھا کہ خاص بردار پہرہ پر ہی خدمتگار پلنگ کے پاس بیٹھا ہوا ہی مگر اونگھ رہا ہی ضرغام کے پانون کی چاپ سنکر آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ارقم چلا آتا ہی پوچھا کہ کہ مہتہ جی تم اسوقت کہان آئے ہو ضرغام نے کہا کہ فقط پاسبانی کے واسطے اُس نے کہا کہ آئیے آئیے بیٹھیے ضرغام بیٹھ گیا اور کچھ حلوا سوہن اُسے نکال کر دیا اور کچھ پٹی نکال کر خاصبردارون کو دی وہ دونون کھاتے ہی بے ہوش ہوے بس اُن دونون کے بیہوش ہوتے ہی سناٹا پا کر تمام روشنی گل کر دی اور ہاتھ کو چرب کر کے بیلہ عیاری کا ہاتھ مین پہنکر برابر طرماسپ کے آیا اور کانٹے سے دوشالہ اُٹھا کر داروے بیہوشی نکال کر کفچۂ عیاری ناک سے ملا دیا جیسے ہی طرماسپ نے اوپر کا دم لیا ضرغام نے زور سے پھونک مارا کہ بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی طرماسپ کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی ضرغام پلنگ کے نیچے چھپ رہا طرماسپ نے ادھر اُدھر دیکھ کے جب کسیکو نہ پایا پھر تکیہ پر سر رکھدیا اور بیہوش ہو گیا پھر ضرغام نے حلقہ ہاے کمند سے جکڑ کر پشتارہ باندھ کر چادر عیاری مین لپیٹ کر پیٹھ پر رکھا اور خیمہ کے باہر آیا یہان بھی سب کے سب بیہوش ہو چکے تھے اُنکو دو چار لاتین مار کر اسد کے پاس آیا کہا کہ طرماسپ حاضر ہی لیجیے بس اسد خوشی خوشی طرماسپ کو لیے ہوے پہر رات رہے داخل قلعہ ہوا اور اُسیوقت آہنگرون کو بلوا کر اسیر غل و زنجیر کیا اور صبح کو فیلبند دروازے پر لا کر چو منیخہ بندھوا کر حکم دیا کہ مار و اس حرامزادے کو یہ حکم سُنتے ہی لگد کوبی شروع ہو گئی اور وہان ایرج جو آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تمام دنگل نشینان بارگاہ آکر جمع ہوے مگر طرماسپ اور طوفان کے نہ آنے سے سخت تحیر ہوا الندحور سے کہا کہ ای دارلے ہند معلوم نہین کہ آج طرماسپ کیون نہین آیا الندحور نے کہا کہ خبر منگوانا چاہیے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ طوفان بن سماک روتا ہوا آیا اور بیان کیا کہ شب کو طرماسپ اپنے خیمہ سے غائب ہو گیا ایرج نے یہ سنکر طرماسپ سے کہا کہ شاپور جا کر دیکھو تو یہ جو آتا ہی تو دیکھا کہ بستر اضرغام کا بنا ہوا ہی دریافت حال کیا لوگون نے بیان کیا کہ اور تو کوئی نہین آیا مگر ہان ارقم بن ارزق آیا تھا شاپور نے کہا کہ وہ ارقم نہ تھا بلکہ ضرغام ارقم کی قطع بنکر آیا تھا وہی چُرائے گیا القصہ وہان سے

آکر کل کیفیت ایرج سے بیان کی ایرج نے یہ سنکر زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ ہاے اس دیوانے نے دیوانہ کر دیا سمجھ مین
نہین آتا کہ کیا کرون کیا نہ کرون کہ اس اثنا مین ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ ای شہریار اسد نے طرماسپ کو فیلبند
دروازے پر چوبیخہ بند صوا دیا ہی اور خوب زدوکوب کروا رہا ہی بس یہ سنتے ہی ایرج بیقرار ہوکر سامنے قلعہ کے آیا اور
کہا کہ ای اسد دلاور طرماسپ پر رحم کھاؤ اسے ایذا نہ دو اسد نے پکار کر کہا کہ او تاجرزادے تو تو طرماسپ کے آنے کا
جشن کرے اور ہمین کھانا تک نہ بھیجے آخر ہم کہانتک ساکت رہتے ہمنے بھی تیرے عیش کو تلخ کر دیا ایرج پکارا کہ ای اسد
مجھسے خطا ہوئی آپ طرماسپ کو نہ مارئیے مین ابھی آپ کے واسطے کھانا بھیجتا ہون اسد نے اپنے لوگون کو منع کیا کہ بس
اب زدوکوب موقوف کر دو اور طرماسپ کو کھولدو یہ سنکر طرماسپ نے آواز دی کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان آپ میرے
مارے جانیکا افسوس نہ کیجیے مجھسا ایک غلام آپ کے پاس نہ ہوا نہوا آپ شوق سے قلعہ کو لیجیے یہ سنکر علقمہ نے ایک لات ماری اور
کہا کہ او حرامزادے کیون بیفائدہ خواہ مخواہ غل مچاتا ہی بس طرماسپ پر لات پڑنا تھا کہ طرماسپ غصہ کے مارے آگ ہو گیا
زنجیر کو پکڑ کر ایک جھٹکا جو مارتا ہی تو سرا زنجیر کا علقمہ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس یا نیر اعظم لمکر قید کو مثل تار عنکبوت کے
توڑ ڈالا ایک غل و شور برپا ہو گیا کہ طرماسپ نے قید کو توڑ ڈالا بس یہ شور سنکر لکمن زنگی طرماسپ کے قریب آیا اور ایک
تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے تلوار کو تھپکی دی کہ پٹ پڑی بس فوراً ہاتھ ڈال کے ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لی اور
وہی تیغ آبدار لکمن پر ماری کہ جگر تک اُتر گئی پھر تو جو طرماسپ کے سامنے آیا وہ ہلاک ہوا یا زخمی ہوا ایرج نے جو یہ نقشا
دیکھا گھوڑا اُٹھا کر مع فوج آفتاب پرستان قلعہ پر آیا اب یہان گولہ مارنے کا ہوش ہی نہین طرماسپ سے جنگ ہو رہی
ہی اُدھر کا خیال نہین ایرج خندق پھاند کر قلعہ کے پار آیا اور گرز سے دروازہ قلعہ کا توڑ کر قلعہ کے اندر رکھا تلوار ہاتھ مین
لیکر مقابلہ کرنا شروع کیا اسد نے جو یہ نقشا دیکھا کہ اب کچھ نہین ہو سکتا ضرور ہلاکت کا سامنا ہو گا اور تیرے ساتھ والے
مفت مین مارے جائینگے پکار کر ترکون سے کہا کہ یارو قلعہ سے نکل چلو اور اپنی جانین نہ دو لڑائی بالکل بگڑ گئی ہی مین تو جاتا ہون اور
تمھین فہمایش کرتا ہون آیندہ تمھین اختیار ہی اگر میرے ساتھ چلوگے تو نکسیر بھی نہ پھوٹیگی مگر ترک کب سنتے ہین ڈاڑھیان دانتون مین
دبا دبا کر اسطرح تلوارین مارنا شروع کین کہ آفتاب پرستون کے رخ پھر گئے لاش پر لاش گرا دی خون کا دریا بہا دیا اسد اپنے
قزاقون سمیت دروازۂ ہفت منظر سے نکل کر چلا گیا اگر ترک و خاوری جانبازی کر رہے ہین کوئی آفتاب پرست انکے
سامنے نہین ٹھہرتا لیکن طرماسپ اور ایرج کے ہاتھ سے بہت سے ترک و خاوری قتل ہوے تا اینکہ تمغاج خان سے
اور ایرج سے مقابلہ ہوا تمغاج خان نے تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر دو اُنگل سر مین در آئی مگر ایرج نے جواب دیا
تو تمغاج خان کے سر مین تا دوابرو اُتر گئی پھر جو تمغاج خان نے وار کیا تو ایرج کا شانہ نشانہ ہوا پھر جو ایرج نے
جواب دیا تو دہنا ہاتھ تمغاج خان کا قلم ہو گیا تمغاج خان نے بائین ہاتھ مین خنجر لیکر ایرج پر مارا ایرج نے پھر تلوار
لگائی تو بایان ہاتھ بھی تمغاج خان کا کٹ گیا اور تمغاج خان ایرج پہ گر پڑا اور دانتون سے کاٹنا شروع کیا ایرج
نے تلوار کا قبضہ تمغاج کے سر پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ ہلاک ہو گیا اُدھر قیماس خان طرماسپ سے لڑ کر
خود بھی زخمی ہوا اور اُسے بھی زخمی کیا جب ترکون نے دیکھا کہ دونون افسرون کا یہ حال ہوا تو ناچار لاشین انکی اُٹھا کر
مردانہ دار لڑتے بھڑتے اپنا مال اور اسباب لیتے ہوے شہر سے نکل گئے آفتاب پرستون نے اُن کا تعاقب نہ کیا اسد تو
دامنہ کوہ پر موجود ہی تھا اُن لوگون کو جاتے دیکھکر پہاڑ پر سے اُتر کر ان سب کو اپنی فرودگاہ پر لیگیا اور لاش مردہ
تمغاج خان کی خوب رو یا تابوت اُسکا درست کروایا زخمون کے ٹانکے لگوائے بعد اُسکے ایک عرضی شاہزادہ نورالدہر کی
خدمت مین بدین مضمون لکھکر روانہ کی کہ بھائی صاحب یہان اس بزاز بچے نے خروج کیا ہی اور لندھور اُسپر فریفتہ ہو کر

اُسکے ساتھ ہو گیا ہی بیعت اسکی کرلی ہی بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی سب اُسکے حوالہ کر دیا ہی تمام ملک نانا جان کا اُسکے ہاتھون تباہ و برباد کر وار ہا ہی چنانچہ اُس آفتاب پرست نے ترکون کا قتل و قمع کر کے شہر فرنگوشیہ اُنسے چھین لیا لکمن بن لکمنات زنگی بھی مارا گیا اب ارادہ ایرج کا یہ ہی کہ یہان سے کوچ کر کے قلعۂ ذو الامان پر جائے اور ناموس صاحبقرانی مین رخنہ انداز ہو آپ کو لایق و لازم یہ ہی کہ عرضی ہذا کے دیکھتے ہی باختر مین تشریف لائیے ورنہ ناموس صاحبقرانی مین رخنہ اندازی کا خوف کیسا بلکہ یقین ہی ہر چند کہ مین ہر طرح جان دینے پر مستعد ہون جو کچھ ہو سکیگا قصور و کوتاہی نہ کرونگا مگر بغیر آپ کے کام نہ چلے گا یہ عرضی روانہ کر کے اسد تو شہر اخثم کو روانہ ہوا اور ترک خاوری تمغاج کا تابوت لیکر سیاہ پوش ہو کے خدمت صاحبقران مین روانہ ہوے اور یہان جب ایرج شہر فرنگوشیہ کو اپنے قبضہ مین کر چکا تو مالک بن ملکوت شاہ کو زندان سے بلوا کر حمام کروایا لباس فاخرہ پہنا کر تخت پر بٹھایا طرماسپ کے علاج مین مصروف ہوا جو آفتاب پرست مارے گئے تھے اُنکی لاشون کو جلوا دیا لندھور نے ترکون اور خاوریون کی لاشون کو دفن و کفن کروایا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ دیکھا تمنے ان لوگون نے میرا کہنا نہ مانا آخر اپنی جانین دیدین اب زمانہ بجز اسکے کیا کہیگا کہ لندھور موجود رہا اور اہل اسلام قتل ہوا کیے اور حالانکہ مین حالت مجبوری مین تھا اپنے آقا کے حکم کا تابع تھا کیا کر سکتا تھا ساتھ والون نے کہا کہ بہت درست ہی بہت بجا ہی جیسا کیا ویسا پایا ان سب کا خون انھین کی گردن پر ہوا غرض لندھور تو اس رنج مین رہا اور ایرج نے تین دن تک جشن کر کے فرخ تاجر کو شہر فرنگوشیہ کا حاکم کر کے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار رہو ہم ملک گیری کو چلینگے اُسی وقت سامان سفر درست ہوا اور لشکر شہر سے باہر نکلا

چند کلمہ حال پر اختلال مالک اژدر اور کشور شاہ لشکر داراب کے بیان کیے جاتے ہین

کہ مالک اژدر اور کشور کشا کامون کی خبر دینے پر شہر فرنگوشیہ کو روانہ ہوے کوچ بکوچ اور منزل بمنزل جب حوالی فرنگوشیہ پہونچ گئے تو ہرکارون کو خبر کیواسطے روانہ کیا حسب الحکم جاسوس گئے اور دوسرے دن آکر خبر دی کہ ایرج نے شہر فرنگوشیہ کو لے لیا ترک اور خاوری لڑ بھڑ کر شہر سے نکل گئے تمغاج خان مارا گیا مالک نے پوچھا کہ ارے شاہزادۂ اسد بن کرب غازی کی کچھ خبر معلوم ہوئی عرض کیا کہ وہ پہلے ہی نکل گئے تھے بھلا وہ کسکے ہاتھ لگتے ہین مگر پیر مرشد ترکون اور خاوریون کی تلوار کی دھاک بھی بندھی ہوئی ہی کئی لاکھ آفتاب پرستون کو قتل کر ڈالا مالک نے کہا کہ بیشک وہ سب ایسے ہی دلاور و جانباز ہین وہ سب کے سب شاہزادۂ قاسم کے رفیق اور عزیز ہین ان لوگون کا نام لیکر تلوار باندھنا چاہیے اور ہاے اگر شاہزادۂ خاور سیاہ زندہ ہوتے تو کاہیکو یہ لوگ یون تباہ و برباد ہوتے اور خوب قاسم کو یاد کر کے رویا کشور شاہ نے کلمات تسکین اور صبر کہکر ہرکارون سے پوچھا کہ بھلا خیر یہ تو سب باتین معلوم ہوئین داراب کی بھی کچھ خبر لائے کہ وہ کہان ہی ہرکارون نے عرض کیا کہ حضور ہان معلوم ہوا کہ ارقم بن ارزق طوفان بن سماک اژدر گیر کا عیار شکار گاہ سے اُسے پکڑ لیگیا اور طرماسپ کے حوالہ کر دیا وہ ایرج کے پاس لے گیا ایرج نے بعد فتح فرنگوشیہ یہان سے کوچ کیا داراب اُسی کے لشکر مین قید ہی یہ سنکر کشور کشا نے فتاح کشوری عیار داراب سے کہا کہ اے فتاح اپنے آقا کا حال تمنے سنا اب معنے وفا شعاری کے یہ ہین کہ اپنے آقا کو جا کر چھڑا لاؤ فتاح نے کہا کہ آپ اطمینان سے رہیے مین گیا اور لایا یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اسباب عیاری درست کر کے لشکر ایرج کا رخ کیا جلد جلد پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دوسرے ہی دن قریب لشکر ایرج کے پہونچ گیا رنگ و روغن عیاری اپنے چہرے پر ملکر صورت اپنی فقیر آزادی کی بنا کر چار ابرو کا صفایا کر کے الف آزادی کا ناک پر کھینچا چھڑی رومال ہاتھ مین لیکر داخل لشکر ہوا کوڑی کوڑی مانگتا ہوا چلا جاتا تھا دیکھا کہ لشکر ایرج کا لا انتہا بے حد و بے پایان ہی لندھور بھی ایک طرف اُترا ہوا ہی

بڑی گہما گہمی ہی جی مین کہنے لگا کہ ای فتاح حقیقتاً ایرج بڑا صاحب جلال ہی صاحبقران جہان اقبال ہی غرض سیر
کرتا ہوا دروازہ بارگاہ پر پہونچا وہان اور زیادہ شان وشوکت نظر آئی ملک گیری کے منصوبہ دکھائی دیے غرض وہان سے
پھر کر زندان خانہ داراب کا تلاش کر کے ایک نالے مین بیٹھ رہا اور چپکے چپکے نقب کنی شروع کی پہر رات رہے دوسرا سر
نقب کا زندان خانہ مین نکالا دیکھا کہ داراب بے خبر سو رہا ہی جگانا نامناسب جان کر نہ جگایا اور بیہوش کر کے چادر عیاری
مین پشتارہ باندھ کر براہ نقب صحیح وسالم لیے ہوے چلا گیا اور جلد قریب صبح دوسرے دن لشکر مالک مین پہونچ گیا اور
پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ میرا مالک وآقا داراب حاضر ہی کشور شاہ نے کہا کہ ای فتاح بیشک تو نے کار نمایان
کیا تیرے سوا اور کسی کا یہ کام نہ تھا اب اس پشتارے کو کھول فتاح نے پشتارہ کھولا اور رفع بیہوشی دے کر بیہوشی بر طرف کی
داراب ہوش مین آیا دیکھا کہ کشور شاہ اور مالک اژدر مع تمام سرداران لشکر بیٹھے ہوے ہین حیران ہو کر عالم خواب
تصور کر کے آنکھین بند کر لین مالک نے پکار کر کہا کہ ای داراب ہوشیار ہو یہ خواب نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی کچھ مقام
تحیر نہین ہی تمہارا عیار فتاح کشور ہی تمکو چھڑا لایا ہی یہ سنکر داراب شادان وفرحان ہو کر اٹھا کشور شاہ ومالک اژدر
سے صاحب سلامت کی اور فتاح کو گلے سے لگا کر خلعت گران بہا منگوا کر دیا بعد اسکے حمام کر کے کھانا نوش فرمایا اور آرام
کیا سہ پہر کو بارگاہ مین آکر بیٹھا صحبت عیش وعشرت برپا ہوئی داراب نے مالک سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای سپہ سالار لشکر
صاحبقران وای رفیق خاص امیر گیتی ستان شہر فرنگوشیہ کا معاملہ تمنے سنا کہ ترک مارے گئے اسد چلا گیا اور ایرج وہ ایرج ہی
نہین رہا اور ہی کچھ رتبہ اور مرتبہ حاصل کیا ہی لشکر بیشمار جمع کیا ہی مال وخزانہ لا انتہا خداوند آب حیات نے عنایت کیا ہی
تمام اسباب صاحبقرانی ایرج کے پاس موجود ہی آج کل نہایت نمود ہی اب ہم کیا کرین جیسی تمہاری صلاح ہو ویسا
کرین مالک نے ایک گھڑی بھر تک تامل کیا بعد اسکے کہا کہ ای داراب ایرج پرستان بالا باختر سے خراج لیتا پھرتا ہی تم
چلکر تاجداران کوچک باختر سے خراج لو اور ان سب کو اپنا مطیع کرو تمہاری شان وشوکت بھی قریب قریب ایرج کے ہو جائیگی
اس گفتگو سے داراب بہت خوش ہوا اور دل مین سمجھا کہ واقعی مالک میرا ترقی خواہ ہی کہا کہ ای مالک اژدر واقعی خوب
صلاح تمنے دی ابھی تو پہلے ملک سنجان کو چلیے یہ کہکر وہین تین دن مین سامان درست کر کے ملک سنجان کو روانہ ہوا اور
لشکر ایرج مین صبح کو ایک غلغلہ بلند ہوا کہ داراب کو کوئی چرا لیگیا جب ایرج کو یہ خبر پہونچی کہ داراب زندان خانہ سے
غائب ہو گیا مہرہ نقب کا لگا ہوا ہی پھر ایرج نے شاپور کو بلا کر کہا کہ ای شاپور مین نے داراب کو تیرے حوالہ کیا تھا اور
تو ایسا غافل ہو گیا کہ کوئی شخص نقب لگا کر اسے چرا لے گیا اور تجھے خبر نہ ہوئی جا جا کر دریافت کر کہ یہ کام کس بد انجام کا تھا
یہ سنکر شاپور زندان خانہ مین گیا بستر افتاح کا پہچان کر ایرج کے پاس آیا اور کل حال بیان کیا یہ سنکر ایرج نے بہت
تاسف کیا اور کہا کہ افسوس اگر مین خود ہی اسکی درخواست کے موافق اسکو چھوڑ دیتا تو میرا کتنا بڑا احسان ہوتا شاپور
نے کہا کہ اگر آپ حکم دین تو مین پھر داراب کو جا کر گرفتار کر لاؤن آپ اسے اگلی مرتبہ چھوڑ دیجیے گا ایرج نے کہا کہ نہین
اب کچھ حاجت نہین ہی اور دو روز کے بعد حکم دیا کہ کوچ کی تیاری کرو لندھور نے کہا کہ ای ایرج نوجوان اب تم تکلیف
سفر گوارا نہ کرو آخر اب کیا ضرورت ہی اگر یہ غرض ہی کہ ملک گیری کیجیے اور سب سے خراج لیجیے تاجداران باختر کو
اپنا مطیع کیجیے تو تمہارے سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی صاحبقران کی جانب سے کل ملک باختر میرے قبضہ
مین ہی صاحبقران مجھے مالک کر گئے ہین مین خراج ہر ملک کا تم کو منگوا دونگا تم کہین نہ جاؤ ایرج نے جواب دیا کہ
ای داراے ہند رستم زبان مجھے ملک ومال سے کچھ غرض نہین ہی بلکہ مطلب میرا اور ہی کچھ ہی بعد چند روز کے تم پر
ظاہر ہو جائیگا لندھور نے کہا کچھ تو کہیے کہ مین آپکا خیر خواہ ہون بد خواہ نہین ہون کچھ تو مجھے بیان کیجیے شاید مین

کوئی تدبیر کرسکون ایرج نے کہا کہ نہین اسے آپ نہ پوچھیے جب لندھور بہت مصر ہوا تو اُسوقت ایرج نے کہا کہ ای لندھور بن سعدان مین اپنی معشوقہ کی جستجو مین جاتا ہون ای لندھور اول تو لقاے خداوند باختر مجھکو اپنی دختر بخش گیا ہی دوسرے مین خواب مین دیکھکر اُسپر عاشق ہوا ہون اگر تم چاہتے ہو اور تمھاری یہ خواہش ہی کہ مین یہان سے جنبش نہ کرون تو ملکہ گیتی افروز کو مجھے منگوا دو اور نہین تو جسطرح مجھے معشوق میسر آئیگا اُسطرح لونگا ہرچہ بادا باد بغیر وصل یار کمال مضطر و بیقرار ہون اور یہی سودا ہی کہ کسیطرح جا کر اپنی محبوبہ کو لون بس ان کلمات سے لندھور کی یہ حالت ہوئی کہ بید وار کانپنے لگا قریب تھا کہ کوئی کلمہ سخت ایرج کو کہے مگر ازبسکہ مرد جہان دیدہ تھا چپ ہو رہا اور اپنے دل مین کہا کہ ابھی بگاڑنے سے کیا فائدہ ہی وقت پر سمجھ لیا جائیگا لیکن پھر بھی اتنا منھ سے نکل گیا کہ ای ایرج یہ تمھین بڑی سمائی ہی اس امر مین بہت کچھ کشت و خون ہوگا اور مین تو ایسا ہی تمھارا دوست ہون کہ سن کے چپ ہو رہا اور دم نہ مارا لیکن یہ خیال بہت محال ہی اس سے درگذرو آیندہ تمھین اپنے فعل کا اختیار ہی یہ کہکر بارگاہ ایرج سے اُٹھکر اپنے خیمہ مین چلا آیا رفقا نے کہا کہ شہریار کیا ارادہ ہی لندھور نے کہا کہ یارو ابھی تو مین کچھ خبر نہین ہوتا یہ آفتاب پرست جو واہیات بکتا ہی بکا کرے جس وقت دیکھون کہ یہ آفتاب پرست قلعہ ذوالامان پر پہونچ گیا اور کوئی رخنہ اندازی کیا چاہتا ہی اور کوئی روکنے والا نہین ہی تو پھر اُس وقت جان دینے پر مستعد ہو جاؤنگا ابھی بگاڑنا مناسب نہین ہی یہ ہرگز ہرگز ممکن نہین ہی کہ میرے جیتے جی ناموس صاحبقرانی مین کوئی شخص رخنہ انداز ہو اگر تم سب میرے ساتھ ہو تو ساتھ رہو ہر ایک نے کہا کہ آپ کی بیعت سے تو ہم کیا کنارہ کشی کرین گے مگر اتنا جانتے ہین کہ آپ نے ساری حرمت ہندوستان کی خاک مین ملادی اب تو کچھ اسد ہی کا کلام سچ معلوم ہوتا ہی یہ سنکر لندھور نے کہا کہ یارو تم جو کچھ کہتے ہو کہو مگر مین اپنے آقا کے حکم سے سرتابی نہ کرونگا کہ میرے آقا نے مجھے اسکی حفاظت کا حکم دیا ہی حتے الامکان تو اس سے نہ بگاڑونگا اور جب ایسا ہی پانی سر سے اونچا ہو جائیگا تو پھر سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر ہر ایک نے کہا کہ ای دارلے ہند اچھا آپ نہ بولیے مگر ہمکو تو اجازت دیدیجیے کہ ہم اس سے سمجھ لین لندھور ہر ایک کو مانع ہوا اور ہر ایک سے کہا کہ صاحبو ابھی توقف کرو جلدی نہ کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہی غرض ادھر تو ہر ایک پیچ و تاب کھا کر ساکت ہو رہا اور اُدھر ایرج نوجوان نے ملک سبائل کی طرف کوچ کا قصد کیا فوج سب تیار ہوئی لندھور بھی مع رفقا اُسکے ہمراہ ہوا جاتے جاتے لشکر ایرج کا ایک چوراہے پر پہونچا عرض ہوئی کہ ای شہریار یہان سے چار راہین ہین جس طرف حکم ہو اُسطرف چلین ایرج نے دریافت کیا لوگون نے عرض کیا کہ خداوندا ایک راہ تو شہر اختم کو گئی ہی دوسری راہ شہر زریج آباد کو گئی ہی تیسری راہ جزیرۂ نارون کو گئی ہی چوتھی بستہ حصار کو گئی ہی یہ سنکر ایرج نے کہا کہ سب لشکر یہین قیام کرے اور ان سب مقامات کے تاجدارون کو نامے لکھے جائین کہ یہ سب آکر حاضر ہون اور جو خراج حمزۂ صاحبقران کو دیتے تھے وہ مجھے آکر دین اور میری بیعت کرین کسواسطے کہ حمزۂ صاحبقران جسکو اپنی طرف سے حاکم کر گئے تھے یعنی دارلے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان اُس نے میری بیعت کر لی ہی اگر تم سب میری اطاعت نہ کروگے تو جو حال مین نے ترکون کا کیا ہی اُس سے بدتر تمھارا حال کرونگا فوراً حسب الحکم ہمنشینون نے نامے تحریر کر کے روانہ کیے ادھر تو ایرج نے اپنی جانب سے یہ نامے لکھے اور اُدھر لندھور نے اپنی طرف سے لکھوا بھیجا کہ حمزۂ صاحبقران اپنی طرف سے مجھکو حاکم کر گئے ہین اب مین تمھارا حاکم و مالک ہون تمکو تاکیداً یہ لکھتا ہون کہ تم سب کے سب آکر ایرج سے بیعت کر لو اور خراج اُس کی خدمت مین گذرانو جسوقت کہ صاحبقران آوینگے اور تم سے بازپرس کرینگے تو تم سب میرا نوشتہ پیش کر دینا چنانچہ نیلم زنگی ایرج کا نامہ لیکر چلا اور الیاس ہندی لندھور کا نامہ لیکر چلا اب حال شہر اختم کا سنیے کہ جسوقت

اسد بن کرب غازی شہر اختم مین پہونچا تو جمشید اور خورشید اختمی استقبال کرکے اپنے ساتھ لائے ایوان شاہی مین لاکر بٹھایا صحبت عیش و عشرت کی آراستہ کی حال حمزۂ صاحبقران کا دریافت کیا اسد نے کہا کہ مجھے مطلق علم نہین کہ نانا جان کہان پہونچے اُنھون نے عرض کیا کہ ہمنے سُنا ہی کہ ایرج نے خروج کیا ہی اسد نے کہا کہ بھائی وہ کیا اور اسکا خروج کیا یہ سارا کردار اُس ہندی نے کیا ہی بارگاہ سلیمانی اُسے دے کر آسمان پر چڑھا دیا اور مرتبۂ صاحبقرانی کو پہونچا دیا اور ہاے اس ہندی کے سامنے ایرج ترکون کو قتل کرے اور یہ تماشا دیکھا کرے ای جمشید اور خورشید مین مجبور ہون کہ فلک نے مجھکو زیر دست کر دیا کہ مین کسیطرح اُس پاجی سے عہدہ بر آ نہین ہو سکتا ہاے افسوس اسوقت بھائی صاحب یعنے نور الدہر بن بدیع الزمان نامور یہان نہین ہین کہ اسے سزاے معقول اور تنبیہ قرار واقعی دین یقین ہی کہ اب تمھارے پاس بھی اُس آفتاب پرست کا نامہ و پیام آتا ہوگا جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ خیر آنے دیجیے سمجھ لیا جائیگا اسد نے کہا کہ بھائی مجبوری ہی اسوقت ہم تم بغیر سردار ہین عزت و آبرو کی حفاظت لازمی ہی جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ نامور یہ آپ کیا فرماتے ہین ہمین آپ کے ارشاد سے سرتابی نہین ہی جو حکم دیجیے گا قبول کرینگے مگر ایرج کی بیعت قبول نہ ہوگی اسد نے کہا کہ صاحبو کاہیکو جہالت کرتے ہو اور اپنی جانین دیتے ہو بالفعل بیعت کر لو بعد چند روز کے جب حمزۂ صاحبقران آئینگے اُسوقت سمجھ لینا پھر اُن دونون نے وہی کلمہ کہا کہ ای شہریار ہمین جان دینا قبول مگر یہ امر قبول نہین ہی اسد نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہی تو مین ہر حال مین تمھارا شریک ہون القصہ اسد بعد دو ایک روز کے صید و شکار کو چلا گیا اور ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایلچی ایرج کا آتا ہی جمشید نے کہا کہ آنے دو دیکھین کیا پیغام لاتا ہی جب ایلچی سامنے آیا سلام کیا جمشید و خورشید نے کرسی بیٹھنے کو دی صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا جب نشۂ بادۂ ناب سے دماغ ایلچی کا گرم ہوا تو اُس نے کہا کہ منم نامہ دار ایرج نوجوان زبدۂ آفتاب پرستان جمشید نے کہا کہ نامہ لاؤ نیلم نے نامہ سر سے کھول کر دیا دبیر نے نامہ پڑھا جمشید و خورشید مضمون نامہ سے آگاہ ہوے نامہ دبیر سے لیکر پھاڑ ڈالا اور کہا کہ جا جا کر اس بزاز بچے سے کہدینا کہ تو لندھور کی حمایت پر بھولا ہی ہم کبھی تیری بیعت نہ کرینگے تو ہی کیا چیز اب اس اثنا مین لندھور کا ایلچی بھی پہونچ گیا اُس سے بھی نامہ لیکر پڑھوایا اور کہا کہ تو بھی لندھور سے کہدینا کہ تو اس پیرانہ سالی مین ایرج پر عاشق ہوکے دیوانہ ہو گیا ہی تو نے دیدہ و دانستہ تمام ترکون کو قتل کروا ڈالا ہم ہرگز ہرگز تیرے قول و فعل پر اعتماد نہین کرینگے لندھور کا ایلچی تو خاموش ہو رہا مگر ایرج کے ایلچی نے کہا کہ ای شاہان اختم یہ تمنے کیا غضب کیا اور کیا لایعقلانہ حرکت کی کہ صاحبقران زمانہ کے نامے کو پھاڑ کر پھینکدیا اپنے حق مین بہتر نہ کیا بس یہ کہنا تھا کہ جمشید و خورشید نے کہا کہ لینا اس حرامزادے کو یہ سنکر نیلم زنگی چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے فوراً ہی لوگون نے گرفتار کر لیا اور جو ہمراہی اُسکے بارگاہ کے باہر تھے اُنکی مشکین بھی باندھ لین اسکے بعد حکم ہوا کہ مع نیلم زنگی ان سب روسیاہون کو زنانہ لباس پہنا کر گدھون پر سوار کرکے سوانگ بنا کر شہر سے باہر نکال دو بموجب حکم ملازمان جمشید نے اُسی وقت نیلم وغیرہ کی ڈاڑھی مونچھین منڈوا کر زنانہ لباس پہنا کر تیل توے سے منھ سیاہ کرکے گدھون پر بٹھا کے شہر سے نکال دیا ایلچی روتا پیٹتا ہوا مع اپنے ہمراہیون کے اُسوقت بارگاہ ایرج مین پہونچا کہ جب ایرج مع تمام اہل دربار کے مصروف عیش و عشرت تھا اُنکے جاتے ہی ایک غلغلہ ہو گیا کہ ارے یہ کلموہی عورتین کہان سے آئی ہین مگر ایلچی نے ایرج کے پاس جا کر تمام سرگذشت اپنی بیان کی ایرج یہ سنکر مارے غصہ کے بید وار کانپنے لگا اور پوچھا کہ کیا وہ دیوانہ بھی وہان موجود تھا نیلم نے کہا کہ نہین ایرج نے لندھور سے کہا کہ سنا آپ نے جو کچھ جمشید و خورشید اختمی نے میرے

ایلچی کے ساتھ سلوک کیا لندھور نے کہا کہ میرے نامے کا بھی ایسا ہی جواب واہیات آیا ہے اب آپ جسطرح چاہین انھین تنبیہ کرین مجھے اُن سے سروکار نہین ہے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ جو ایلچی شہر زرنج آباد گیا تھا وہ بہت بھاری خلعت پہنے ہوے عرضی اسفندیار خان زرنج آبادی کی لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے شہریار اُس نے آپکے نامے کی بہت کچھ عزت و تکریم کی اور میری دعوت بھی بہت عمدہ طریقے سے کی انجام و اکرام مناسب جیسا کہ ایلچیون کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ سب عمل مین لایا ایرج نے کہا کہ اچھا وہ عرضی لاؤ ایلچی نے عرضی حاضر کی دیکھا کہ اُس عرضی مین بکمال ادب یہ مضمون تحریر ہے کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان اے ایرج نوجوان مجھکو امیر بانو قیر وصیت فرما گئے ہین تو جاتا ہون اور لندھور کو تمپر حاکم کرتا ہون جو وہ کہے اُسکے حکم سے سرتابی نہ کرنا سو مین ہر طرح حاضر ہون مجھے آپکی اطاعت ہر طرح منظور ہے خیر یہ مضمون سنکر فی الجملہ غیظ و غضب ایرج کا فرو ہوا ایک تھوڑی ہی دیر کے بعد جو ایلچی بستہ حصاری کو گیا تھا وہ بھی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مالک بستہ حصار کو بھی خراج گذاری مین کچھ عذر نہین ہے در دولت پر آستانہ بوسی کو حاضر ہوگا یہ سنکر ایرج نہایت خوش ہوا اور کہا کہ یہ لوگ بہت ذوی فہم معلوم ہوتے ہین کہ میری اطاعت کرنے مین کچھ عذر نہ کیا ابھی یہی باتین ہو رہی تھین کہ وہ ایلچی جو جزیرۂ نارون کو گیا تھا وہ بھی آموجود ہوا اور وارداد لکمن بن لکمنات کی عرضی حاضر کی ایرج نے جو اُسے پڑھوایا تو لکھا تھا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان اے ایرج نوجوان پروانہ حضور موفور السرور نے بنام کمترین شرف اصدار پایا غلام نے اُسے آنکھون سے لگایا مضمون نامے سے بطور کافی آگاہ ہوا فدوی بہرطور تابع امر عالی ہے مگر التماس یہ ہے کہ جبسے روز سے لکمن بن لکمنات زنگی مارا گیا ہے کوئی میرا حکم نہین مانتا ہے نہ مجھکو حاکم جانتا ہے غلام امیدوار ہے کہ حضور یہان تشریف لاکر جزیرۂ نارون کا بندوبست فرماوین پس اس مضمون سے آگاہ ہوکر لندھور سے خطاب کیا کہ اے لندھور مین ضرور جزیرۂ نارون کو جاؤنگا لندھور نے کہا کہ جیسا مزاج مبارک مین آئے مجھے کیا عذر ہے یہ سنکر ایرج نے سامان سفر درست ہو جانے کا حکم دیا اور طرماسپ سے کہا کہ اے طرماسپ تم لشکر اپنے ساتھ لیکر شہر اختم پر جاؤ اور شاہان اختم کو سمجھاؤ اگر وہ مان جائین تو فہو المراد ورنہ بزور شمشیر دائرۂ اطاعت مین لاؤ بعد اُسکے مالک بن الملکوت شاہ اور لندھور کو بھی طرماسپ کی بیعت کا حکم دیا الحاصل لندھور اور مالک اور طرماسپ تو مع فوج و سپاہ جانب شہر اختم روانہ ہوے اور ایرج بارہ ہزار آفتاب پرست لیکر جانب جزیرۂ نارون روانہ ہوا لیکن اب چند کلمے داستان جزیرۂ نارون کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب لکمن بن لکمنات زنگی طرماسپ کے ہاتھ سے مارا گیا اور خبر اُسکے قتل کی جزیرۂ نارون مین پہونچی تو لکمن کی دختر نے حال اپنا تباہ کیا باپ کے ماتم مین سیاہ پوش ہوئی اپنے شوہر سے کہا کہ جسطرح ہو سکے میرے باپ کے خون کا عوض ایرج سے لے نہین تو مین اپنی جان دیدونگی اور تیری بھی جان لونگی یہ سنکر اسکے شوہر طراقوس زنگی نے کہا کہ ایرج سے مین سرمکھ ہوکر نہین لڑ سکتا الا بہ تدبیر اگر منعم حقیقی نے چاہا تو عوض لیلونگا تم گھبراؤ نہین کہ اسی اثنا مین ایرج کا نامہ پہونچ گیا بس اسنے غنیمت جانکر بہت عزت و تکریم کی اور مضمون مسطورہ کی عرضی لکھکر روانہ کی اور اپنی زوجہ سے کہا کہ لو اب وقت انتقام آپہونچا ہے اگر وہ آگیا اور میرے ہاتھ لگ گیا تو دیکھنا کیسا عوض لیتا ہون اور آبباز جو عمرو کے وقت مین تیار کیے گئے تھے اُنکو بلا کر کہا کہ یار و آقا تمھارا اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے مارا گیا مین نے اب اُسے بفریب بلوایا ہے تمھین لازم ہے کہ جسوقت کشتی اُسکی وسط دریا مین پہونچے تو تم سب حسب معمول سینخچے مار کر کشتی اُسکی غرق کر دینا اور اُسے زندہ پکڑ لینا اُن سب نے عرض کیا کہ پیر و مرشد کشتی اُسکی دریا مین آئے تو سہی پھر دیکھین تو کیونکر بچ کر جاتا ہے خداوند ہم تو پیر کوے ہین تین تین دن تک دریا سے باہر نہین آتے اور خداوند پہر دو پہر کا غوطہ مارنا کیا بات ہے

طراقوس نے کہا کہ اچھا تم پہنچے تو اپنے درست کرو عرض کیا کہ خداوند اگر فولاد کے تختے ہون تو دم بھر مین بغارے کردین اور لکڑی کا چھیدنا کیا امر مشکل ہی القصہ یہان تو یہ تدبیر تھی اور اُدھر ایرج بعد قطع منازل اور طی مراحل چندہی روز مین قریب جزیرۂ نارون کے پہونچ گیا طراقوس خبر آمد سنکر استقبال کے واسطے آیا اثنائے راہ مین ایرج سے ملاقات ہوئی بس جھٹ سے طراقوس قدمون پر گر پڑا ایرج نے اُسے سینہ سے لگایا تشفی و دلاسا دیا کہ تو گھبرا نہین تجھی کو مین یہان کا بادشاہ مین کرونگا اور جو شخص عدول حکمی کریگا اُسے سر جنگ معقول دونگا القصہ اُس روز تو کنارہ دریا خیمے برپا ہوے رات کو ایرج وہین رہا صبح کو طراقوس زنگی نے عرض کی کہ حضور شہر مین تشریف لے چلیے ایرج آمادہ ہوا اور اُٹھکر دریا کے کنارے آیا دیکھا کہ دریا نہایت مواج اور متلاطم ہی کوسون کا پاٹ پانی مین تلوار کا کاٹ ہر موج ماہی بحر فضا ہر حباب چشم نہنگ ایرج نے جو یہ کیفیت دریا کی دیکھی کہنے لگا کہ ای طراقوس یہ وہی دریا ہی کہ جہان عمرو بن امیہ ضمیری نے حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کیا تھا اور تمام لشکر کو غرق کروا دیا تھا طراقوس نے کہا کہ جی ہان یہ وہی دریا ہی ایرج نے پوچھا کہ مین نے سنا ہی کہ اُس زمانہ مین آبباز اچھے اچھے تیار کیے تھے اب وہ لوگ ہین طراقوس نے کہا کہ شہریار اب وہ لوگ کہان رہے کوئی بھی اُنمین کا باقی نہین رہا اور اگر ایک آدھ اُنہین کا باقی ہوگا تو مین تلاش کر کے بلواؤنگا اور آپ کو تماشا دکھلاؤنگا غرض جہاز اور کشتیان آکر موجود ہوئین ایرج مع رفقا سوار ہوا طراقوس بھی ساتھ ساتھ چلا آتا ہی جب کشتیان قریب نصف دریا کے پہونچین تو زنگیون نے طراقوس سے پکار کر کہا کہ اس آفتاب پرست کا شہر مین کیا کام ہی ہم اسکو یہین قتل کرینگے اور عوض خون لکمن بن لکمات زنگی کا لینگے اور ای طراقوس یہ تو بتاؤ کہ کیا تم بھی اس بزاز بچے کے شریک ہوگئے ہو طراقوس نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ لکمن کو طرماسپ نے قتل کیا ایرج بیخطا ہی زنگیون نے کہا کہ اگر ایرج بے خطا ہی تو طرماسپ کو باندھکر ہمارے حوالہ کر ایرج نے جو یہ گفتگو سنی متوحش ہو کر طراقوس سے کہا کہ ای طراقوس انہین کلمات کے سنانے کے واسطے مجھے طلب کیا تھا کیا ایسا بھی کوئی آج زمانے مین ہی کہ طرماسپ کو مجھ سے لے اور جب حمزہ میرے نہیب شمشیر سے بھاگ گیا تو اب کس مین یہ طاقت ہی کہ مجھسے تاب مقاومت لائے یہ سنکر زنگیون نے کہا کہ او بزاز بچے تو سمجھا کیا ہی ہم تجھکو ابھی سزا دینگے ایرج دست بہ قبضہ ہوا آببازون نے دریا مین غوطے لگا لگا کر کشتیون مین سوراخ کر دیے کشتیون مین پانی آنے لگا اور غرق و ہلاکت کا سامنا ہوا یہ دیکھکر آفتاب پرستون نے دریا مین کودنا شروع کیا کہ سوراخ کشتیون کے بند کرین مگر جو پانی مین کودا پھر نہ اُبھرا اور ایک شور و غوغا ہمراہیان ایرج مین بلند ہوا زنگی یہ غل سنکر پکار اُٹھے کہ او کافرو کہان جاؤگے یہان کے آببازون کا اب اچھی طرح تماشا دیکھو اب ایرج ہر چند چاہتا ہی کہ زنگیون کی کشتیون پر جا رہے مگر کسیطرح نہین پہونچ سکتا تا اینکہ جتنی کشتیان تھین سب کی سب مع سفینۂ ایرج غرق بحر خار ہوئین بہت سے آفتاب پرست ڈوب گئے بہت سے زندہ گرفتار ہوے ایرج بھی اسیر زنجیر موج تزویر ہوا طراقوس نے حکم دیا کہ ان سب کو مطوق و مسلسل کر کے زندان خانہ مین بھیجاؤ کل انکا مقدمہ پیش ہوگا ملازمان طراقوس ایرج کو مع ہمراہیان ایرج زندان خانہ مین لے گئے اب ان سب کو تو زندان خانہ مین چھوڑیے اور ایک جملۂ معترضہ اور ملاحظہ فرمایئے وہ یہ کہ ایک ملک ہی غرفیہ باختر بادشاہ وہان کا ملک دودۂ زنگی ہی ملک دودۂ زنگی کے چالیس بیٹے اور بیس بیٹیان ہین ازانجملہ ایک بیٹی اُسکی لکمن بن لکمات زنگی کو منسوب تھی اُس سے ایک بیٹا الکن بن لکمن نام پیدا ہوا تھا نہایت زیرک اور [illegible] بڑے زور آور اور ان روزگار مین سر برآوردہ ہی وہ اپنے نانا کے پاس رہتا ہی جب اُس سے یہ سرگذشت [illegible]

ہوئی کہ باپ اُسکا ایرج کے ہاتھ سے مارا گیا تو نہایت غضبناک ہوا اور اپنے نانا کے پاس آکر عرض کیا کہ نانا جان
باپ میرا ایرج کے ہاتھوں مارا گیا زمانہ میری آنکھون مین تیرہ و تار ہی ہر دم زیر دم تیغ آبدار گذرتا ہی جب تک
مین اپنے باپ کے خون کا عوض نہ لونگا مجھے آرام نہ آئیگا اور اگر آپ مجھے جانے نہ دیجیے گا تو مین اپنے کو ہلاک
کر ڈالونگا اتفاقاً دودہ زنگی اُسوقت نشہ شراب مین بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا کہ جاؤ مین تمھین اجازت دیتا ہون الکن
بن لکمن چالیس ہزار زنگی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا کہ دیکھو جلد ایرج کی خبر لاؤ
دو ہی چار دن کے بعد معلوم ہوا کہ ایرج جزیرۂ نارون کو گیا ہی یہ سنکر اُسیوقت الکن نے عنان عزیمت کو طرف
جزیرۂ نارون کے منعطف کیا جب قریب جزیرۂ نارون کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ کل طراقوس زنگی نے ایرج کو
گرفتار کر لیا یہ سنکر الکن نے طراقوس سے کہلا بھیجا کہ بھائی خبردار ابھی ایرج کو قتل نہ کرنا مین آپہونچا ہون جب مین
آلون تو پھر اختیار ہی طراقوس نے جو خبر آمد الکن کی سنی بہت خوش ہوا خود استقبال کر کے لایا دعوت کی نہایت تعظیم و
تواضع سے پیش آیا اُس روز تو عیش و نشاط اور دعوت و ضیافت مین بسر ہوئی دوسرے روز الکن بن لکمن
بارگاہ مین آیا طراقوس سے کہا کہ ہان بھائی ذرا اُس آفتاب پرست کو بلانا اُسیوقت طراقوس نے چوبدار کو حکم دیا
چوبدار زندان خانہ سے جا کر ایرج کو لے آیا ایرج نے بہ طریق آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ اُس شخص پر میرا سلام ہو جو
نیر اعظم آفتاب تابان کو برحق جانتا ہو الکن نے جو ایرج کو بغور دیکھا تو ایک جوان حسین خوبصورت پایا آثار دلاوری
اور شجاعت کے چہرے پر ہویدا پایا پوچھا کیون ایرج تو نے لکمن زنگی کو قتل کیا ایرج نے کہا کہ نہین بلکہ میرے
ملازم نے اُسے مارا کسلیے کہ جب دو لڑتے ہین تو ایک قتل ہوتا ہی اور ایک فتحمند ہوتا ہی وہ دونون باہم لڑے لکمن
مارا گیا الکن نے کہا کہ تجھے طراقوس نے کیونکر گرفتار کیا ایرج نے جواب دیا کہ جیسے شیر ژیان روباہ حیلہ گر کے پھندے
مین آجاتا ہی الکن نے کہا کہ خیر اگرچہ تو میرے باپ کا قاتل ہی لیکن مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی اگر تو اب بھی خداوند
لقا کو سجدہ کرے اور میری رفاقت اختیار کرے تو مین ابھی تجھے چھوڑ دون ایرج نے کہا کہ اے لکمن لقا تو میرے ہی
پاس خائف ہو کر چھپ رہا تھا جب ساحرہ بظاہر سر میرا کاٹ لیگئی تو وہ مایوس ہو کر ظلمات کو چلا گیا اور مین نے تو اُس نے
خود وعدہ کیا تھا کہ مین ملک سبائل تجھے دلوا دونگا اس سبب سے وہ خود ہی دین آفتاب پرستی قبول کرنے پر راضی ہو گیا
تھا پھر ایسا شخص بھی لائق پرستش ہوتا ہی کہ جو خود اپنے کامون مین عاجز ہو اور اگر تو رفاقت کو کہتا ہی تو اس امر
مین کچھ مضائقہ نہین ہی اگر فن سپاہگری مین تو مجھپر غالب آئے تو مین بدل و جان تیرا رفیق ہون بلکہ تیرا دین قبول
کرنے پر راضی ہون الکن نے کہا کہ بیشک تمنے ایک امر معقول بیان کیا ہم تمھین ابھی چھوڑے دیتے ہین مگر اپنے
قول کو یاد رکھنا جب ہم تمھین زیر کرینگے تو ہماری اطاعت سے سرتابی نہ کرنا ایرج نے کہا کہ کیا مجال جو ہم کہتے ہین سو کرتے
ہین یہ سنکر الکن نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو قید اسکی دور کرین طراقوس زنگی ہر چند چلایا کیا کہ اے الکن یہ کیا غضب
کرتے ہو اے بھائی ہرگز اسے نہ چھوڑو میرا کہنا مانو یہ بلائے بے درمان آفت جان ہی الکن نے کہا کہ تم تماشا دیکھو دیکھو
تو ہوتا کیا ہی بھائی مین ابھی تو اسے لڑ بھڑ کر پھر گرفتار کر لونگا تم اُسوقت ہو کہان اور ادھر ایرج نے جو آہنگرون کا نام
سُنا پکار کر کہا کہ اے لکمن آہنگرون کی طلب بیکار ہی قید کا ٹوٹنا وقت پر منحصر ہی یہ کہکے ہاتھ کی ہتھکڑی اور پانون کی
بیڑی گلے کا طوق سب ایک ہی جھٹکے مین توڑ ڈالا اور کل قید کو مثل تارہائے عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا یہ دیکھکر الکن
بہت متحیر ہوا اور دوڑ کر ایرج کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا بعد اُسکے ایرج کو
حمام کروا کے خلعت فاخرہ پہنایا اور کہا کہ دو چار روز آسایش کرو بعد اُسکے پھر ہم تم دونون لڑینگے اب ایرج

بھی اپنے دل مین خوش ہی اور کہتا ہی کہ جو تو اسکو زیر کرے اور یہ تیرے شریک حال ہو جاے تو دیلم شاطر زنگی سے کم نہین ہی مگر الکن جو اندرون محل گیا تو بہن نے کہا کہ بھیا یہ تمنے کیا قیامت کی کس آفت جہان کو چھوڑ دیا ارے اسکو تو کس وقت سے کس مشکل سے تمھارے بہنوئی نے بفریب گرفتار کیا تھا اور تمنے اسے چھوڑ دیا ہاے کیا غضب کیا الکن نے کہا کہ بہن دیکھو تو مین اُسے کیونکر گرفتار کرتا ہون بہن جو بہادر ہوتے ہین وہ بہادری پر حرف نہین آنے دیتے ہین وہ ہرگز بدنامی نہین لیتے تم خاطر جمع رکھو الغرض دوسرے دن ایک گھوڑا ایرج کو دیا ایک پر آپ سوار ہوا دونون میدان مین آے پہلے نیزہ بازی ہوئی نیزہ الکن کا ایرج نے ہوائی کیا الکن نے گرز مارا ایرج نے بفنون سپاہ گری گرز اُسکا چھین لیا اب نوبت بزور آزمائی ہوئی تین شبانہ روز کشتی رہی انجام کار ایرج نے لنگر الکن کا اکھاڑ کر سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر دے مارا کہ چارون شانے چت زمین پر گرا الکن نے چاہا کہ سنبھلے ایرج نے نہ سنبھلنے دیا چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کہا کہ اے الکن مین صاحبقران زمان ہون مجھپر کوئی غالب نہین آسکتا طراقوس زنگی نے بہ دغابازی مجھے گرفتار کر لیا تھا اب تجھے دین آفتاب پرستی قبول کرنے مین کیا عذر ہی الکن نے کہا کہ مین نے دین آپ کا اختیار کیا تا زندہ ایم بندہ ایم یہ سنکر ایرج اُسکے سینہ پر سے اُتر پڑا الکن ایرج کے قدمون پر گر پڑا اور خواستگار تلقین دین آفتاب پرستی ہوا ایرج نے کہا کہ لقا پر لعنت کر اور نیر اعظم کو بخدائی اور پیر قطب دوران کو بہ نیابت خداوندی برحق جان الکن نے لقا پرستی ترک کر کے آفتاب پرستی اختیار کی بعد اُسکے اپنے ہمراہیون سے دین آفتاب پرستی کے قبول کرنے کو کہا وہ سب بھی آفتاب پرست ہوے طراقوس زنگی نے اپنی زوجہ سمیت بھاگ کر قلعہ حصین آہن مین پناہ لی ایرج نے تمام جزیرہ نارون کو آفتاب پرست کیا اور الکن کو ساتھ لیکر شہر اختم کا راستہ لیا اب اسکو تو اس حال مین چھوڑیے اور کچھ حال طرماسپ بن طہماس کا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کافر خاسر جو تمام لشکر اور سردار ایرج کے ساتھ لیکر شہر اختم کو روانہ ہوا تھا تو بعد طی منازل اور قطع مراحل قریب لشکر اختم پہونچ کر خورشید و جمشید کو اطلاع کرائی جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کر لو اور تمام قلعہ کو آراستہ کرو اُسیوقت بموجب حکم دروازہ بند کر لیا پل تختہ خندق پر سے اُٹھا لیا خندق کو پُر آب کر دیا گولنداز توپون پر مستعد ہو بیٹھے جب طرماسپ کو خبر ہوئی کہ شاہان اختم قلعہ بند ہو گئے ہین تو اُس نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہی میرے ہاتھ سے جائینگے کہان اور فوج کو حکم دیا کہ قلعہ کو گھیر لو رسدین بند کرو اُسی وقت لشکر آفتاب پرستان نے قلعہ کو گھیر لیا رسدین بند کر دین قلعہ پر سے گولہ برسنے لگا آفتاب پرستون نے گولون کی زد سے ہٹ ہٹ کر خیمہ برپا کیے طرماسپ داخل خیمہ ہوا وہ دن یونہین گذر گیا دوسرے دن سوار ہو کر قلعہ کے دیکھنے کو نکلا دیکھا کہ قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی دُہری تہری ضربین چڑھی ہوئی ہین توپین اژدہاے دہان معلوم ہوتی ہین ہمراہیان طرماسپ نے طرماسپ سے عرض کیا کہ حضور قلعہ بہت مستحکم و پائدار ہی اسکا ہاتھ لگنا امر دشوار ہی حمزہ صاحبقران مدتون یہان پڑے رہے ہین جب یہ قلعہ فتح ہوا ہی طرماسپ نے کہا کہ صاحبو تم سب کے خیال کسطرف ہین مین ایک طرفۃ العین مین تو اس قلعہ کو لے لونگا آج انھین اچھی طرح سمجھا لون تو پھر دیکھا جائیگا اگر یہ ارادہ راست پر آے تو خیر ورنہ کل فیصلہ ہی اور ایک دو ہرکارون کو بلا کر کہا کہ تم جا کر اختم والون سے کہو کہ اگرچہ تمنے حرکت بہت ناشایستہ کی کہ الٹی کو ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان کے بہت ذلیل کر کے نکلوا دیا مگر اب بھی خیر ہی کچھ نہین گیا ہی بہتر یہ ہی کہ تم میرے پاس آکر حاضر ہو مین تقصیر تمھاری معاف کر دونگا اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی وہ بُرا اور ہاڑا کرونگا کہ تمام عمر بھر یاد کروگے دیکھو یہ نہ سمجھنا کہ ہم قلعہ کے اندر بیٹھے ہوے ہین میرے توپ دیگ

اس قلعہ کی کوئی حقیقت نہین ہی ایک طرفۃ العین مین قلعہ لے اڑونگا یہ حکم محکم سنکر ہرکارے رومال ہلاتے ہوے گئے اور جمشید کی خدمت مین عرض ہوئی کہ دو آدمی کچھ کہنے کو آتے ہین حکم دیا کہ آنے دو جب وہ ہرکارے سامنے فیلبند دروازے کے پہونچے جمشید و خورشید کو سلام کرکے پیغام طرماسپ کا پہونچایا خورشید و جمشید نے کہا کہ ہماری جانب سے جاکر کہو کہ ای طرماسپ معلوم ہوا کہ تو طہماس کے نطفے سے نہین ہی نطفۂ شیطان ہی اگر تو طہماس کا نطفہ ہوتا تو ہرگز ہرگز دائرۂ اسلام سے باہر نہ جاتا اہل اسلام کے قتل کا بیڑا نہ اٹھاتا بس جب تو نطفۂ شیطان ہی تو ہم فرزند ابلیس کے کہنے پر عمل نہین کرتے جو تجھسے ہوسکے قصور وکوتاہی نہ کر خدا ہمارا حامی و مددگار ہی شعر سر نپیچم زشمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سرمن یا نصیب + اگر زندگی ہماری باقی ہی تو بچینگے اور اگر قضا آئی ہی تو مارے جائینگے یہ سنکر ہرکارے وہان سے واپس آے تمام حال طرماسپ سے بیان کیا طرماسپ یہ سنکر آگ بہولا ہوگیا مونچھون پر تاؤ دے کر کہنے لگا خیر جو سمجھانے کا حق تھا سمجھا چکے اب اگر تمام قلعہ کو کل قتل نہ کیا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہکر مصروف عیش و عشرت ہوا شراب کا دورہ چلنے لگا ناچ رنگ شروع ہوا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل قلعہ پر یورش ہوگا اسیوقت طبل جنگ نوازش مین آیا جاسوسون نے جمشید و خورشید کو خبر پہونچائی کہ طرماسپ نے طبل جنگ بجوا دیا انھون نے کہا کہ خیر جو مرضی الہی ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے اہل قلعہ مین بھی صداے کوس حربی بلند ہوئی دونون جانب جنگ کی تیاری ہونے لگی لشکر آفتاب پرستان مین ایک غلغلہ بلند ہوگیا کہ بھائیو کل روز مجادلہ ہی ادھر سے گولا چلیگا ہمارا اپنی بے اختیاری پر جی جلیگا ہاے لطف جنگ نہ اٹھائینگے مفت مین مارے جائینگے گوشت مٹی کا مقابلہ ہی اگا حربہ ہم تک بخوبی آئیگا ہمارا وار ان تک ہرگز نہ جائیگا اور ادھر اہل قلعہ آپس مین کہرہے ہین کہ بھائی طرماسپ بلاے بے درمان ہی آفت جہان ہی اسنے اکثر قلعہ لے لیے ہین بہت سے معرکہ سر کیے ہین دیکھیے کیا فساد اٹھائیگا کیا آفت ڈھائیگا خدا ہی اسکے شر سے بچائیگا تو بچینگے اور ایک جانب جمشید و خورشید باہم باتین کررہے ہین کہ اگر طرماسپ آگیا ہی تو آجانے دو جب تک دم مین دم ہی قلعہ کے اندر نہ آنے دینگے یہ سن سن کر رفقا کہرہے ہین کہ پیر مرشد آپ مطمئن رہیے جب تک ہم زندہ رہینگے آپ پر آنچ نہ آنے دینگے جب ہم مرجائینگے تو کہین آپ تک نوبت آئیگی یہ سنکر جمشید و خورشید نے کہا کہ بھائیو جان دینا بہت مشکل ہی مگر تم سب صاحب اتنا کرنا کہ جب طرماسپ اندرون قلعہ آجاے اور ہمسے لڑائی بڑھ جاے تو تم ہمارے ناموس کو لے کر کسی طرف نکل جانا اور انکی غیرت بچانا حتے الامکان تو قلعہ ذوالامان مین پہونچا دینا ورنہ بہر صورت ہمارے ناموس کی عزت تمھارے ہاتھ ہی ہمارے ساتھ مرجانے سے یہ امر بدرجہا بہتر ہی رفقا نے عرض کیا کہ پیر مرشد یہ سب صحیح ہی مگر دنیا کیا کہیگی یہی نا کہ اس بہانے سے اپنی جان بچا کر نکل گئے پھر یہ طعنہ زنی کون سنیگا جمشید و خورشید نے کہا کہ بھائیو کوئی تمہین کچھ نہ کہیگا تم سب آمادہ رہو اور جو عابد و زاہد تھے ان سب نے عرض کیا کہ شہریار یہ سب باتین تو ہوچکین وقت مشکل درپیش ہی رجوع الی اللہ کیجیے یہ وقت باتین کرنے کا نہین ہی وضو کیجیے نماز پڑھیے دعا کیجیے کہ حق تعالے مشکل آسان کرے یہ سنکر جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ جانماز بچھواؤ اور وضو کے لیے پانی لاؤ ملازمون نے جانماز بچھایا وضو کے لیے پانی حاضر کیا جمشید و خورشید نے وضو کرکے نماز ادا کی بعد الفراغ نماز دعا کرنا شروع کی اور مشغول گریہ و زاری ہوے کہ ای رب العالمین ای مالک آسمان و زمین ای خالق حقیقی ای رازق تحقیقی ای کریم واکرم ای راحم و ارحم تو ہی اس وقت بدین حافظ و نگہبان ہی تو ہی ان کافرون کی شر سے بچانے والا ہی پروردگار سواے تیرے کس سے اپنا درد دل بیان کرین خداوندا تو ہی حامی و معین ہی مصرع عرض حاجت بر تو حاجت نیست

بیان

میدانی کر چیست ٭ یہ تو قلعہ مین بیٹھے ہوئے دعائین مانگ رہے تھے اور سامنے سے اسفندیار خان زریخ آبادی
پسر خواندہ صاحبقران خراج ملک زریخ آباد کا لے کر ایرج کی خدمت مین چلا جاتا تھا اُسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ طرماسپ
فوج کثیر لیے ہوے قلعہ کو گھیرے کھڑا ہی اور جمشید و خورشید نے مجبور ہو کر بحالت تنہائی دروازہ قلعہ کا بند کر لیا ہی اور
طرماسپ حرامزادہ یورش کیے ہوئے ہی اگر اس حرامزادے نے قلعہ پر فتح یابی حاصل کی تو مفت مین یہ ہزارون سیکڑون
مسلمان مارے جاینگے بس یہ خیال کر کے عشرت نام اپنے عیار کو خلوت مین بلوا کر کہا کہ ای عشرت تجھ سے ہو سکتا ہی کہ جا کر
طرماسپ کو بعیاری گرفتار کر کے جمشید اور خورشید کو دے آ اور کوئی اس راز سے آگاہ نہو اُسنے عرض کیا کہ یہ کچھ امر دشوار
نہین ہی مجھے بہر طور آپ کی اطاعت مرکوز خاطر ہی اگر کوئی دشوار گذار امر ہو تب بھی مین اُس سے باہر نہوتا یہ کہکر روانہ ہوا اور
طرماسپ کے خیمے مین آکر ایک خدمتگار کی شکل بنا کر کھڑا ہو رہا جب طرماسپ وقت شب کھانا کھا کر سو رہا چوکی پہرہ
قائم ہو گیا تو اُسنے اپنا دماغ بند کر کے بیہوشی اُڑانا شروع کی جب خدمتگار خاص بردار سب کے سب بیہوش ہو گئے
تو اُسنے ساری روشنی گل کر کے طرماسپ کے پلنگ کے برابر آ کر طرماسپ کو بیہوش کیا اور چادر عیاری مین پشتارہ
باندھکر پہلے بستر اٹھایا بعد اُسکے نقب کنی کرتا ہوا براہ نقب طرماسپ کو لے چلا جسوقت حد لشکر سے باہر نکلا مہرہ
نقب کا توڑا اور وہان بھی نقش پا کا نشان باقی نہ چھوڑا اور صحیح و سلامت پشتارہ طرماسپ کا لے کر جانب قلعہ
راہی ہوا جب نزدیک قلعہ پہونچگیا تو زمین پر لیٹ گیا اور پیٹ کے بھل خندق تک گیا اور مشک کو پھلا کر زیر شکم رکھ کے
شناوری کرتا ہوا دروازہ قلعہ تک پہونچا اور پکارا کہ پہرے پر کون ہی جلد دروازہ قلعہ کا کھول دو کہ مین طرماسپ کو
گرفتار کر کے لایا ہون تم بعجلت تمام مجھسے لے لو پہرے والے نے جمعدار کو جگا دیا جب جمعدار اٹھا تو اُسنے پوچھا کہ تو
کون ہی نام تیرا کیا ہی عشرت نے کہا کہ تمکو میرے نام سے کیا غرض ہی مین کوئی ہون مگر تمھارے دشمن کو زندہ گرفتار
کر لایا ہون جمعدار نے اُسی وقت جمشید و خورشید کو اطلاع دی کہ وہ دونون اُسی وقت دروازے پر آئے عشرت
نے جو دیکھا کہ روشنی بہت سی آگئی دریافت کیا کہ کون آتا ہی معلوم ہوا کہ بادشاہ آئے ہین جب جمشید و خورشید
قریب دروازہ آئے تو خود پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے ایک کاغذ دراز کی راہ سے دیا کہ اسے پڑھ لیجیے اور پھاٹک
پھینک دیجیے جمشید نے اُس کاغذ کو پڑھ کر عشرت سے کہا کہ بھائی اندر آ اُسنے کہا کہ طرماسپ کو لیجیے مین اندر نہ آؤنگا قصہ
مختصر دروازہ کھول کر پشتارہ لے لیا اور دونون بھائیون نے جو جو جواہر پہنے تھے وہ عشرت کو دے کر رخصت کیا عشرت
تو اپنی طرف راہی ہوا اور جمشید و خورشید پشتارہ لے کر شکر جناب باری ادا کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم یہ کہتے ہوے
پھرے کہ ہمارے پروردگار نے ہماری مدد کی اور دعا ہماری قبول کی خداوندا کہان تک تیرا شکر ادا کرین شعر اگر ہر موے
من گردد زبانے ٭ نشاید حرفے از شکرت بیانے ٭ غرض اپنے مقام پر آ کر آہنگرون کو بلا کے حکم دیا کہ جلد طرماسپ کو غل و
زنجیر مین گرفتار کرو آہنگرون نے اُسکے گلے مین طوق پانون مین بیڑیان ہاتھون مین ہتھکڑیان کمر مین زنجیر ڈال دی اور جمشید
و خورشید سے عرض کیا کہ حضور اب اسکے حق مین کیا حکم ہوتا ہی جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ اسے ہوش مین لا کر ہمارے
سامنے لاؤ لوگون نے اُسکو سامنے لا کر فتیلہ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا اب جو طرماسپ کی آنکھ کھلتی ہی تو دیکھا
کہ غل و زنجیر مین گرفتار مسلسل و مطوق سامنے شاہان اختم کے کھڑا ہون حیران و پریشان ہو کر اپنے دل مین سمجھا کہ یہ خواب
پریشان دیکھ رہا ہون جلدی سے آنکھین بند کر لین جب اُسنے آنکھین بند کر لین تو اکثر لوگون نے پکار کر کہا کہ ای
طرماسپ کیا تو اسے خواب و خیال سمجھے ہو ارے یہ خواب نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی ہوشیار ہو کر تو گرفتار ہو کر
آیا ہی یہ سنکر اس اکڑ مکڑ سے اُٹھا لاخانہ زنجیر مین فغان پیدا ہوئی لوگون نے کہا غضب ہوا قید اسنے توڑ ڈالی

ہر ایک نے ہوشیار ہوکر اسلحہ اپنے درست کرلیے مگر قید کا ٹوٹنا تو وقت پر منحصر ہی طرماسپ نے جبرًا قہرًا اُٹھکا بطرز آفتاب پرستان سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا جمشید وخورشید نے آواز دی کہ ای طرماسپ تو نے دیکھا کہ پروردگار نے اپنا کیسا فضل کیا کہ تجکو گرفتار کرواکے ہمارے پاس بھجوادیا ای طرماسپ خداوند عالم و دانا منتقم حقیقی ہی کسی کی سرکشی کو پسند نہین کرتا ای طرماسپ تو نے بہت سخت آفت جوت رکھی تھی خیر اب یہ کہ اسلام اختیار کرنے مین کیا کہتا ہی ارے بابا تو تیرا شاہزادہ نورالدہر والا قدر کا رفیق خاص کیسا بکا مسلمان ہی تو کیون کفر اختیار کیے ہوئے ہی اور اس لامذہبی سے تو باز نہین آتا اور اُس آفتاب پرست کی رفاقت سے کنارہ کشی نہین کرتا طرماسپ نے یہ سنکر کہا کہ اول تو تم یہ بتلاؤ کہ مجھے کون یہان پکڑ لایا جمشید وخورشید نے کہا کہ ای طرماسپ قسم بخدا ہمنے اُس شخص کی صورت بھی نہین دیکھی کہ کون تھا کون نہ تھا اگر البتہ یہ جانتے ہین کہ کوئی ہمارا مددگار غیب سے پیدا ہوا تھا جو تجھے گرفتار کرکے یہان دے گیا طرماسپ نے کہا کہ آخر اس چھپانے سے کیا نفع ہی مین خوب جانتا ہون کہ یہ کام اُسی نابکار کا ہی اُسی نے اپنے عیار کے ہاتھ اسیر کرکے یہان بھجوادیا ہوگا جمشید وخورشید نے کہا ای طرماسپ اگر خدانخواستہ لندھور کے سامنے ہمین کوئی ذبح بھی کرڈالے تب بھی وہ ہماری طرفداری نہ کرے تو ہی بتا کہ ترک اُسکے سامنے کس طرح مارے گئے وہ ہندی کچھ بھی خبر ہوا وہ کو ایرج کا عاشق صادق ہی ہمارا ساتھ کیون دینے لگا تو محض نادان ہی ناحق تیرا اُدھر گمان ہی طرماسپ نے جواب دیا کہ خیر جھوٹ کو تو بتاؤنگا ای جمشید وخورشید باپ کو میرے نورالدہر کے عشق نے مبہوت کردیا ورنہ وہ کبھی مسلمان نہ ہوتا اور اپنے دین کو نچھوڑتا اور ای جمشید وخورشید مجھسے اسلام لانے کی توقع ہرگز نرکھنا اگر تمھین بہادری ومردمی کا نشہ ہی تو مجھے بزور دقوت زیر کرو تو مین البتہ اسلام قبول کرونگا اور یہ کیا کہ عیار کے ہاتھ گرفتار کرواکے ایسی گفتگو کرتے ہو جمشید وخورشید نے کہا کہ اگر ہم مقابلے کے قابل ہوتے تو قلعہ بند کیون ہوتے اب تا وقتیکہ کوئی ہمارا حامی ومددگار پیدا نہو گا تمکو قید سے رہا نہ کرینگے بلکہ یونہین اسیر رکھینگے طرماسپ نے کہا کہ خیر جبتک کوئی میرا بھی خواہان آہی جائیگا جمشید وخورشید نے حکم دیا کہ اسے زندان خانہ مین لیجاؤ اور بحفاظت تمام رکھو قصہ کوتاہ طرماسپ کو قیدخانہ مین بھیجکر آپ فیلبند دروازے پر آکے بیٹھے اور لشکر آفتاب پرستان مین صبح کو ایک غلغلہ بلند ہوا کہ طرماسپ خیمے سے غائب ہوگیا اور نقب لگی ہوئی ہی یہ سنکر شاپور شیردل آیا پاؤن کا نشان مٹا ہوا پایا داخل خیمہ ہوا دوسرا سر انقب کا دکھائی دیا وہان بھی بستر امٹا ہوا تھا اب شاپور حیران ہوا اور فکر کرنے لگا کہ کون طرماسپ کو لیگیا اب ایک ہل چل سی تمام لشکر مین پڑگئی ہی کل فوج تلے اوپر ہوگئی ہرکارے دوڑے ہوئے قلعہ کے سامنے آئے اور پکارکر کہا کہ تمنے طرماسپ نوجوان پہلوان دوران کو خیمے سے چرا منگوایا اپنے حق مین اچھا نہ کیا اہل قلعہ نے جواب دیا کہ ہمارے خدا نے اُسے ہمارے پاس گرفتار کرکے بھیجدیا بس یہ تقریر سنکر ہرکارون نے مالک بن ملکوت شاہ کو مطلع کیا کہ طرماسپ قلعہ مین قید ہی مالک نے کہا دریافت کرو کہ یہ کام کسکا ہی ارے شاپور جا تو دیکھ تو سہی شاپور نے کہا کہ خداوند ہرچند کہ مین بہت تفحص کر آیا ہون مگر پھر جاتا ہون یہ کہکر سلام کرکے روانہ ہوا اور سرگرم تلاش ہوا اب یہان سے حال مالک اژدر کا ملاحظہ فرمایئے کہ جب یہ کوچ بکوچ شہر اختم پر پہونچے تو ایک طرف کو انکا لشکر بھی اُترا خیمے ڈیرے استادہ ہوئے داراب نے فتاح کشوری سے کہا کہ ای فتاح شہر اختم اور لشکر ایرج کا حال دریافت کرلاؤ وہ اسیوقت گیا اور بعد دریافت حال آکر عرض کیا کہ ای شہریار ایرج تو جزیرۂ نارون کو گیا ہوا اور طرماسپ سب فوج لے کر یہان آیا تھا اور قصد قلعہ گیری مین طبل جنگ تک بجوا چکا تھا کہ رات کو طرماسپ خود بخود اسیر ہوکر قلعہ مین پہونچ گیا داراب نے کہا کہ خوب شد وہ حرامزادہ اپنی سزا کو پہونچا اب مین ایرج کے لشکر کو قتل وغارت کرونگا کسواسطے

ایرج نے میرے ساتھ جو بے مروتی کی ہی اسکا عوض اطور کافی لونگا ایک آفتاب پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اور نشہ شراب
مین بدمست ہو کر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اُسی وقت نقارہ رزمی بجنے لگا ہر کارون نے مالک بن ملکوت شاہ
کو خبر دی کہ داراب نے طبل جنگ بجوا دیا ہی اور کہتا ہی کہ جو بے مروتی ایرج نے میرے ساتھ کی ہی اُسکا عوض ضرور
لونگا مالک سے مقابلہ کرونگا ایک آفتاب پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر مالک نے کہا کہ خیر اچھا جو مرضی نیر اعظم
کی میرا کیا چارہ ہی اگر زندگی ہی تو اس ایسے دو سو بھی میرا کچھ نہین کر سکتے اور اگر قضا ہی آگئی ہی تو لڑ بھڑ کر مرجانا مردون
کے واسطے ناموری کا سبب اور افتخار کا ذریعہ ہی سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور کلمات یاس کیون ارشاد فرماتے
ہین اور اس قدر اُداس کیون ہوتے ہین گھبرائیے نہین مطمئن رہیے اور کسی طرح فکر و تردد نہ کیجیے ہم سب جان دینے کو
مستعد ہین اُس آفتاب پرست سے اچھی طرح مقابلہ کرینگے اور اس آفتاب پرست کا بانی سے پتلا حال بنا دینگے وہ ہی کیا
مال اُسکی حقیقت کیا ہی ای شہریار آپ بے خوف و خطر بے اندیشہ و ضرر طبل جنگ بجوائیے اور کسی طرح کا خیال دلمین نہ لائیے
قصہ مختصر مالک بن ملکوت نے اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیا جانبین مین ایک غل پڑ گیا کہ کل ملک الموت کا بازار گرم ہوگا
غرضکہ ساری رات درستی آلات حرب و ضرب مین گذری صبح اس طرف سے مالک بن ملکوت شاہ مع فوج و سپاہ
عرصہ کارزار مین صف آرا ہوا اور اُدھر سے داراب کشور کشا مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر مع فوج جرار بہ کمال شان و شوکت
و وقار سے میدان کارزار مین صف آرا ہوا ایک طرف مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرا اسّی ہزار عرب نیزہ دار سے حرب
و پیکار پر آمادہ ہوا اور ایک جانب لندھور بن سعدان اپنے ہندیون سمیت میدان کارزار مین استادہ ہوا تلو پر
جمشید و خورشید اختمی بہر تماشا آکر ٹھہرے جب جانبین سے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوچکین اور نقیب بھی نقابت
کر کے چلے گئے تو پہلے داراب کشور کشا مرکب تیز رفتار کو چمکا کر کشور شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکار اکہ ای
آفتاب پرستو تم سب آگاہ ہو کہ مین بارادہ مقابلہ ایرج بے مروت اپنے مقام سے آیا تھا مگر خیر وہ تو مجھے نہ ملا کہ لطف
جنگ حاصل ہوتا لیکن خیر تم سب تو ہو جسکا جی چاہے میرا مقابلہ کرے اور جسکو خواہش مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے اور
مجھسے سرگرم ہو کر معرکہ آرا ہو اور لطف جنگ و جدل کا اُٹھائے بس یہ کلام داراب کا سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے
داہنے بائین جانب مُڑ کے دیکھنا شروع کیا کہ ولیم شباط زنگی اپنے گینڈے کو بڑھا کر روبروے تخت مالک آکر
دست بستہ عرض رسا ہوا کہ اگر حکم والا شرف اصدار پائے تو یہ غلام داراب کے مقابلے کو جائے یہ سنکر مالک نے
کہا کہ اے ولیم جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان اور پیر قطب دوران تمہارا حافظ و مددگار رہے اور تمکو اس معرکہ مین
فتحمند کرے اب ولیم شباط اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر داراب کیطرف چلا جس وقت برابر داراب کے پہونچا
گینڈے کو خوب جولان کر کے نگاور زن ہوا سپر پر سپر بڑی جھنکار یان آگ کی سپر کے پھولون سے نکل آئین تین چار
قدم گھوڑا داراب کا اور پانچ سات قدم مرکب ولیم کا پیچھے ہٹا مسلا مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا ولیم
شباط پکارا کہ ای آب پرست آگاہ ہو اور خوب کان کھول کر سن کہ زبدۂ آفتاب پرستان صاحبقران زمان ایرج
نوجوان نے تیرے ساتھ بہت بڑی مروت کی اور حق یہ ہی کہ تیرے ساتھ بہت بڑی رعایت اور لطف و عنایت فرمائی کہ تو
قید ہو کر اُسکے سامنے آیا اور اُسنے تجھے کچھ بھی آزار نہ پہونچایا آرام تمام اپنے پاس مقید رکھا اور وعدہ کیا کہ بعد انفصال
شہر فرنگ و تسخیر تجھے چھوڑ دونگا مگر معلوم ہوا کہ تو نہایت محسن کش اور بے مروت و بیوفا ہی اگر تو با مروت ہوتا اور احسان فراموش
نہ کرتا تو ہرگز ہرگز اُس احسان کو نہ بھولتا اور ایرج کے بار احسان سے سر نہ اُٹھاتا تجکو لازم تھا کہ تو ہمیشہ ایرج کا
مطیع و منقاد رہتا مگر افسوس ہی تیری عقل و دانش پر کہ تو خلاف اسکے ایرج کے مقابلہ کا مدعی ہوا اور مزید بران

یہ کہ ایرج کی غیبت مین اُسکی فوج سے برسر مقابلہ ہوتا ہی اگر اُس سے مقابلے کا ارادہ تھا تو اُسکی غیبت مین اُسکی فوج سے مقابلہ تجھسے شخص کے واسطے نہایت شرمناک ہی مگر خیر تو بھی کیا یاد کریگا ایرج کا تو بڑا رتبہ ہی دیکھو تو سہی کہ مجھ ادنے ملازم ایرج نے کیا کام کیا لا ہو کچھ حربہ تیرے پاس ہو یہ سنکر داراب نے کہا کہ او زنگی رو سیاہ کیا واہیات و ہزلیات بکتا ہی ایرج نے میرے ساتھ کیا احسان کیا اور کیا مروت کی مروت و مردمی اسی کا نام ہی کہ مجکو طوفان کا عیار پکڑ لایا اور اُسنے قید کر لیا مردی و بہادری کے معنے یہ ہین کہ جسوقت مین اُسکے سامنے مقید ہوکر آیا تھا اُسی وقت مجھے چھوڑ دینا تھا اسلیے کہ یہ امر مردی کے بہت خلاف تھا کہ کسی بہادر کو بفریب گرفتار کروا لین اگر مجھے زیر کرنا تھا تو سرکھ ہوکر لڑ بھڑ کر زیر کیا ہوتا برخلاف اسکے مجھے قید کر لیا اور مجھے دھوکا اور بھلاوا دیا کہ بعد انفصال فرنگوشیہ چھوڑ دونگا ارے رہا کر دینے مین بھی کیا ہاتھی گھوڑے لگتے تھے رہا کرنا تھا تو اُسیوقت چھوڑ دیا ہوتا مقصود ایرج تو یہ تھا کہ مجھے تمام عمر قید رکھے اگر عیار میرا مجھے نہ چھوڑاتا تو تمام عمر مین رہا نہوتا تجکو اور اُسے دونون کو شرم نہین آتی کہ باوجود ان لاطائل اور بیہودہ حرکات کے نام صاحبقرانی کا منہ سے نکالتا ہی ایرج کیا صاحبقرانی کریگا صاحبقران امیر ابو العلاء کی حمزۂ صاحبقران ہین کہ کبھی کسی حریف کو عیار کے ہاتھ نہ پکڑوایا باوجود اس امر کے کہ کل بردۂ قاف کے دیوؤن کی جماعت کثیر مطیع و منقاد ہی مگر کبھی دیوؤن کو ساتھ لیکر کسی سے مقابلہ نہین کیا اگر صاحبقران چاہتے تو بذریعہ دیوؤن کے تمام بردہ دنیا کے مالک ہوجاتے مگر ان سب باتون کو خلاف مردی و مردانگی جان کر کبھی ان امور کی طرف متوجہ نہین ہوئے جب کبھی دیوون نے قصد کیا کہ صاحبقران کی ہمراہی کر کے حریف سے مقابلہ کرین تو انھین رخصت کر دیا اور کبھی مدد نہ چاہی ایک مرتبہ از راہ عیاری عمرو نے اپنے بیٹے کے غم مین آس بن الوس کی ناک کاٹ لی تھی تو اُسکی عوض مین عمرو کو ایک مدت تک اپنے پاس نہ آنے دیا اور نکال دیا اور برسون عمرو کا نام نہ لیا ایرج کیا صاحبقرانی کریگا اور ہمارا یہ معمول نہین ہی کہ ہم حریف پر پیشدستی کرین پہلے تو اپنا حوصلہ نکال لے اگر ہم تیرے حربے سے بچ گئے تو بجواب وار کرینگے بس یہ سنکر دیلم شیاط نے خبردار خبردار کہکر داراب پر نیزہ مارا داراب نے اُسکے نیزے کا نیزے سے برروکا بس پھر کیا تھا لگی نیزہ بازی ہونے طعن بر طعن نکلنے لگی دونون نیزے مثل بلبلون کے گتھ گئے ڈانڈ پر ڈانڈ جھڑ پر جھڑ چھوٹ بجنے لگی آخر کار بعد دو گھڑی کے داراب نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا دیلم نے غضبناک ہوکر ازہ پشت خدنگ کا وار کیا داراب نے آتے ہوئے ورے کو خیال مین لا کے ارے پر تلوار ماری کہ ارے کے دو ٹکڑے ہوئے بعد اُسکے نہایت پھرتی سے ایک تلوار دیلم کے سر پر لگائی کہ سپر سے گذر کر خود اور دوبلغہ و عرق چین اور زرہ ٹوپ کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ تا ابرو اُتر گئی دیلم نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی اور ایک چادر خون کی سر سے جاری ہوئی اور غش آگیا داراب نے آواز دی کہ اے آفتاب پرستو دیلم زخمی ہوکر گرا ہی اسے لیجاؤ کہ زخمی پر ہاتھ ڈالنا مردی و مردانگی کے بالکل خلاف ہی لوگ یہ سنکر دوڑ پڑے اور دیلم کو اُٹھا لے گئے داراب نے پھر آواز دی کہ اب پھر جسکو دعوے بہادری اور آرزوے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے پھر داہنی بائین طرف دیکھا سقیل سپر گردان مرکب کو اُڑا کر مالک بن ملکوت شاہ کے تخت کے سامنے آکر اجازت خواہ ہوا اور عرض کی کہ اے بادشاہ اگر میری نسبت حکم عالی شرف اصدار پائے تو مین اس آب پرست سے مقابلہ کرون مالک نے کہا کہ اے سقیل جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمھارا حامی و کفیل ہی یہ سنکر سقیل سپر گردان مرکب کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے آب پرست دیلم شاط کو زخمی کر کے مغرور نہونا اور یہ نہ سمجھنا کہ اب میرا مقابل کوئی نہین ہی آگاہ ہو کہ ابھی تیرے مار لینے کے واسطے لشکر آفتاب پرستان مین بہت سے سوار ایسے جو

ہین اور مین تیرا کام تمام کرنے کو موجود ہون یہ کہکر داراب کے سامنے آکر داراب پر تلوار لگائی داراب نے وار
اُسکا بپشت شمشیر پر روک کے اپنا وار کیا کہ گوشۂ سپر کو قلم کرکے سقیل کے شانہ پر پڑی کہ شانہ اُسکا نشانہ ہوا ہاتھ سقیل کا
جھول پڑا بائین ہاتھ سے داراب پر خنجر مارا داراب نے بفنون سپاہگری جھٹکا دے کر خنجر اُسکا چھین لیا اور سقیل سپر گردان
بیہوش ہوکر گرا سپہر سپر گردان بھائی اُسکا مقابلے کو آیا وہ بھی مجروح ہوا تا اینکہ سات زنگی نامی گرامی شام تک داراب کے
ہاتھ سے زخمی ہوے اور تین چار جان سے مارے گئے داراب نے طبل بازگشت بجوا کر آواز دی کہ ای آفتاب پرستو آج تو
شام ہوگئی کل پھر تمھارا مقابلہ ہوکل میرے ہاتھ سے کہان جاؤگے کشور شاہ داراب کشور کشا پر سے زر و جواہر نثار کرتا ہوا
بارگاہ مین لایا اور اُدھر مالک بن ملکوت شاہ کمال اُداس اور نہایت پریشان زخمیون کو اپنے ساتھ لے کر داخل خیمہ ہوا
جراحون کو بلوا کر زخمیون کو ٹانکے لگوائے بعد اُسکے منشی طلب کرکے حکم دیا کہ بہت جلد ایرج نوجوان کو بدین مضمون ایک
نامہ تحریر کرکے روانہ کرو کہ مین بحکم والا شہر اختم پر مع طرماسپ اور لندھور کے پہونچا اور شاہان اختم کو بہت کچھ فہمائش
کی لیکن اُنھون نے کوئی بات نہ مانی اور ارادۂ جنگ کا اظہار کرکے قلعہ بند ہوگئے اور طرماسپ بھی معلوم نہین کسطرح
وہان قید ہوکر پہونچ گیا چنانچہ اب تک قلعہ مین مقید ہی یہ معرکہ تو ایک طرف اب سُنیئے کہ داراب کشور کشا مع فوج
و سپاہ کثیر آیا ہوا اور ہمسے مقابلہ کر رہا ہی بہت سے سرداران نامور کو قتل کر چکا ہی اور بہت سے مجروح ہو چکے ہین
آپ کو لازم ہی کہ بمجرد ملاحظۂ عریضۂ ہذا عنان عزیمت اس جانب منعطف فرمایئے ورنہ معلوم نہین کہ ہم داراب کے ہاتھ سے
کس گت کو پہونچ جائینگے دبیر نے اُسی وقت یہ نامہ لکھکر مالک کے سامنے حاضر کیا مالک نے اپنی مہر اُس نامے پر ثبت
کرکے خدمت ایرج مین روانہ کیا کہ اسی اثنا مین ہرکارے دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ داراب کشور کشا نے
طبل جنگ بجوا دیا کل پھر ارادہ ہی کہ معرکہ آراے میدان نبرد ہو مالک نے یہ سُنکر حکم دیا کہ جو مرضی نیر اعظم آفتاب تابان
کی خیر ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا دیا جاے بموجب حکم مالک اُسی وقت لشکر آفتاب پرستان مین کوس حربی نوازش
مین آیا شب بھر دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی علی الصباح دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین بعد نقابت نقبا کے داراب کشور کشا کشور شاہ سے اجازت خواہ ہوا کشور شاہ نے کہا کہ جاؤ تمکو
خداوند آب حیات کی حفظ و امان مین دیا کہ وہی تمھارا حافظ و کفیل اور مددگار و معین ہی یہ سُنکر داراب سلام
کرکے میدان کارزار مین آیا اور مبارز طلب ہوا پکارا کہ آج پھر جس کسی کو جوش مرگ اور خواہش جنگ ہو وہ میرے
مقابلے کو نکلے یہ سنکر عوجان دریاباری مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت خواہ ہوا مالک نے کہا کہ جاؤ تمکو
نیر اعظم آفتاب تابان کے سپرد کیا یہ سنکر عوجان دریاباری سلام کرکے مقابل داراب ہوا اور پکارا
کہ او آب پرست تو چند آدمیون کو مجروح کرکے مغرور نہو ابھی بہت سے بہادر ایسے ایسے لشکر آفتاب پرستان مین
موجود ہین کہ جو تیرے اور تیرے لشکر کے لیے بس ہین داراب نے کہا کہ او عوجان کیا ہزلیات خواہ مخواہ بک رہا ہی
میدان مصاف جاے گفتگو نہین ہی اگر بارادۂ جنگ آیا ہی تو اپنا حربہ اُٹھا عوجان نے یہ سنکر خبردار خبردار کہکر نیزہ داراب پر
مارا داراب نے نیزہ اسکا اپنے نیزے پر رد کا بس پھر کیا تھا کوئی دو گھڑی تک طعن پر طعن نکلا کی خوب ڈانڈ پر ڈانڈ اور
چھڑ پر چھڑ بجا کی آخر کار داراب نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا عوجان نے جھلا کر تلوار ماری داراب نے تلوار اُسکی
بپشت شمشیر پر روک کے جواب اپنا وار کیا تو تلوار داراب کی سپر کو کاٹ کر سر پر آئی کہ تا دوابر داتر ہوگئی عوجان نے
دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی اور عوجان غش کھا کر گر پڑا آفتاب پرست آئے
اُٹھا کر لیگئے داراب پھر مبارز طلب ہوا مرجان دریاباری مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر مقابل داراب ہوا

وہ بھی مجروح ہوا بعد اُسکے نیلم زنگی آیا وہ بھی زخمی ہوا بعد اُسکے فیلم زنگی آیا وہ بھی مجروح ہوا القصہ چند میدان داریون
مین لشکر مالک مین کوئی ایسا شخص باقی نرہا کہ جو داراب کا مقابلہ کرتا اب جتنے سر برآوردہ اور نام آوران لشکر تھے یا وہ
مجروح ہوئے یا مارے گئے مالک نے مجبور و ناچار ہوکر قصد کیا کہ مقابلہ داراب سے فرار اختیار کرے اور یا داراب
سے امان طلب کرے قارن قمر بین نے مالک بن ملکوت سے کہا کہ آپ ابھی فرار اختیار نہ کیجیے اور نہ امان مانگیے
پہلے آپ لندھور کے پاس جایئے اور اُنسے کہیے کہ ای رستم زمان دارائے ہند لندھور بن سعدان اب سوائے تمھارے
ہم کسکے پاس جایئں اور کس سے اپنا احوال بیان کرین لشکر ہمارا بالکل تباہ و برباد ہوگیا کوئی مقابل داراب کا
باقی نرہا اب آپ کا دامن ہے اور میرا ہاتھ ہے جس طرح ہو میری اعانت کیجیے آپ کی اس لجاجت سے اگر لندھور آپکی
کمک کا ارادہ کرین تو فھوالمراد اور اگر وہ انکار کرین اور کہین کہ مجھسے تمسے اور تمھارے لشکر سے کوئی سروکار نہین ہے
مین فقط ایرج کا محافظ جان ہون تم جانو تمھارا کام جانے تو اُسوقت آپ فرمایئے گا کہ پھر مین آپ کے قدوم میمنت لزوم
چھوڑ کر کہان جاؤن جب آپ اسطرح کہینگے تو وہ ضرور آپ کی سرنداری کرینگے مالک بن ملکوت شاہ کو یہ مشورہ
قارن قمر بین کا بہت پسند آیا اُسی وقت سوار ہوکر لندھور کے پاس آکر سلام کیا لندھور نے تعظیم کر کے اپنے
برابر بٹھایا بعد مزاج پرسی کے پوچھا کہ کیون مالک اسوقت تمنے کیون تکلیف کی مالک نے کہا کہ ای دارائے ہند کیا تمکو
معلوم نہین کہ داراب نے لشکر کی کیا حالت کر دی ہے کوئی سردار صحیح و سالم نہین ہے کہ داراب سے سامنا کرے کل ہم
سب اُسکے ہاتھ سے مارے جایئنگے مین اسواسطے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ آپ میری دستگیری کیجیے اور مجکو
داراب کے شر سے بچایئے اور جتنا کہ قارن نے تعلیم کیا تھا اُس سے کچھ زیادہ لجاجت و منت کی لندھور نے کہا کہ مجھے کیا کام
ہے جو مین تمھاری طرف سے ہوکر آب پرستون سے مقابلہ کرون مجھسے یہ ہرگز نہوگا مین تو فقط ایرج کا محافظ جان ہون مجھے
دنیا بھر کے قصون سے کیا کام ہے کہ تمھارا حیلہ کر کے ہر ایک سے لڑتا پھرون تمنے دیکھ لیا کہ ترک کس طرح قتل ہو گئے اور
مین خبر نہوا اور مطلق دخل نہ دیا ہر چند مین مسلمان ہون اور وہ سب بھی پکے اور سچے مسلمان تھے اعانت انکی مجھپر واجب
تھی مگر مین نے دم نہ مارا اور تمام زمانہ کی بدنامی کا ٹوکرا اپنے سر پر رکھ لیا ہر ایک مسلمان نے یہی کہا کہ لندھور موجود تھا
اور ترک قتل ہو گئے اور اُسنے جنبۂ اسلام نہ کیا مگر مین نے اِس کان سنا اور اُس کان اُڑا دیا جب مالک نے یہ گفتگوئے
درشت سُنی تو کہا کہ ہم یہ نہین کہتے کہ آپ ہماری جانب سے لڑیے مگر اتنی خواہش ہے کہ آپ چند روز کی مہلت دلوا دیجیے
جب ایرج آجایئگا پھر کچھ پروا نہین لندھور نے کہا کہ یہ بھی مجھسے نہوگا مالک نے کہا کہ ای دارائے ہند پھر مین آپکا
دامن چھوڑ کر کہان جاؤن قصہ مختصر ہر چند لندھور نے چاہا کہ کسی طرح مالک چلا جائے مگر وہ کب ٹلتا ہے جب
لندھور نے دیکھا کہ مالک کسی طرح نہین جاتا تو مجبور ہوکر کہا کہ اچھا مین داراب سے کہونگا اگر اُسنے مان لیا تو خیر
ورنہ میرا کیا اختیار ہے یہ کہکر سواری تیار کرنے کے واسطے حکم دیا اور کہا کہ اس وقت کوئی ہمارے ساتھ چلیگا
اگر مہندی نے کہا کہ ای شہریار یہ آپ کو کیا سوجھی ہے آپ کیون اپنی بات کھونے جاتے ہین داراب ہرگز نہ مانیگا
جب وہ آپ کا کہنا نہ مانیگا تو پھر خواہ مخواہ لڑنا پڑیگا لندھور نے کہا کہ بھائیو مجھے تو کچھ بن نہین پڑتی صاحبقران
مجھے عذاب مین پھنسا گئے اُدھر تو مین اس ضغطہ مین ہون اور اُدھر اسد بن کرب غازی مجھپر کیا طوفان
اُٹھاتا پھرتا ہے کیا کیا تہمتین مجھپر لگاتا ہے میرا تو ناک مین دم ہوگیا ہے گو جرملک نے کہا کہ ای دارائے ہند
انھین باتون سے آپ بدنام ہین جو آپ کو سمجھاتا ہے اُسپر آپ عمل نہین کرتے لندھور نے کہا کہ بھئی ہوگا ہرچہ بادا باد
یہ کہکر سوار ہوا اور جانب لشکر داراب روانہ ہوا جو ہرکارے داراب کے لگے ہوئے تھے اُنھون نے جھپٹ کر داراب کو

خبر دی کہ خداوند ہوشیار ہوجیے لندھور ہندی آتا ہی داراب نے پوچھا کہ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ آخر غرض آنے کی کیا ہی
ہرکارون نے کہا کہ خداوند یہ ہمین نہین معلوم کہ کیون آتا ہی اور کیا غرض ہی مگر یہ جانتے ہین کہ بہت قریب آگیا ہی یہ سُنکر
داراب بہت برہم ہوا اور مالک اژدر سے کہا کہ ای مالک مین خوب جانتا ہون اور خوب مجھے معلوم ہی کہ یہ ہندی
مالک بن ملکوت شاہ کی جانب سے مہلت طلب کرنے آتا ہی اور ای مالک مین ہرگز مہلت نہ دونگا ایک لندھور نہین
سوا ایسے لندھور آئینگے تو مین نہ سنونگا اور ہرگز ہرگز مہلت نہ دونگا ای مالک تم سمجھو تو سہی کہ مین مہلت دے کر
اپنا کیا کرایا کام بگاڑ دون جب مین مہلت دے دونگا تو وہ اپنا سامان درست کریگا پھر مجھے اُسکے زیر کرنے مین اُتنی
ہی دقت بڑے گی تو بھائی مجھے کیا فرض مارا جاتا ہی کہ مین لندھور کی مروت سے اُس دقت کو برداشت کرون
مجھسے تو یہ ہرگز نہوگا یہ سنکر مالک اژدر نے کہا کہ ای داراب کشورکشا بھائی ذرا عقل سے کام لو کچھ سمجھو کچھ بوجھو
بھائی یہ ہندی ہی بڑا بہادر نہایت صاحب حوصلہ ہی یہ ہندی دوسرا امیر حمزۂ صاحبقران ہی بلاے بے درمان
آفت جہان وجہانیان ہی اسکے کاٹے کا علاج نہین ہی لندھور کو مالک بن ملکوت سا بودا نہ سمجھنا یہ ہندی اپنی بات
کا بڑا دھنی ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی اگر تمنے اُسکے کہنے کو نہ مانا تو مجھے خوف ہی کہ وہ اپنی سخن پروری کے واسطے خود
تمسے مستعد کارزار اور آمادۂ پیکار نہو جاے اور اگر وہ ہندی آمادۂ جنگ ہو گیا تو آفتاب پرست تو ایک کونے مین
بیٹھ رہینگے ہندیون سے مقابلہ پڑیگا اور جب ہندیون سے مقابلہ پڑجائیگا تو پھر بڑی دقت ہو جائیگی تم یہ خوب سمجھے
رہو کہ فوج ہندی تمام لشکر امیر حمزۂ صاحبقران مین فرد ہی اور اپنی بہادری وہمت وعلو حوصلگی مین مثل ونظیر نہین
رکھتی انمین ایک ایک اپنے کو رستم وقت سمجھتا ہی اور اپنی بہادری کے غرے مین ملتا ہی میرے نزدیک تو یہی بہتر ہی
کہ اگر لندھور تمسے آکر مہلت طلب کرے تو تم یہی جواب دینا کہ ای داراے ہند مجھے تمھارے ارشاد سے عذر نہین ہی یہ سنکر
داراب نے کہا کہ ای مالک مین لندھور سے خائف نہین ہون کوئی اُسکا دبیل نہین ہون اگر وہ قائم مقام
حمزہ ہی تو ہوا کرے مین خود حمزہ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون اور حمزہ سے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہون تو
وہ ہندی کیا مال ہی اور اُسکی کیا ہستی ہی اگر مستعد جنگ ہوگا تو اُس سے مقابلہ کر لینگے مالک نے کہا کہ یہ سچ ہی مگر
کوئی اور تدبیر ایسی سوچنا چاہیے کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے کسواسطے کہ مین تمھارے ساتھ ہون اور اس ہندی
سے اور مجھ سے ہمیشہ سے لاگ ڈانٹ چلی آتی ہی صرف خیال اس امر کا ہی کہ ہم مسلمانون سے باہم مقابلہ نہ ہوجاے اور
مسلمان آپسمین نہ لڑ بڑین ای داراب اتنا سمجھ لو کہ اگر عربیون اور ہندیون سے بگڑ گئی تو پھر ایک بھی زندہ نہ رہیگا
سب ہی تو کٹ کے مرجائینگے اور ابدالآباد تک یہ بدنامی میرے پاے نام رہجائیگی داراب نے کہا کہ پھر کیا ہو
فتاح کشوری نے کہا کہ میری راے تو یہ ہی کہ جب لندھور آکر گفتگوے ترش کرے تو حلقہاے کمند مار کر گرفتار
کرلیجیے اور ہندیون سے کہلا بھیجیے کہ ہمنے لندھور کو اسلیے گرفتار کیا ہی کہ آفتاب پرستون کا جنبہ نہ کرے جسوقت
ہم آفتاب پرستون پر فتحمند ہونگے اُسوقت لندھور کو چھوڑ دینگے مالک نے کہا کہ واقعی یہ صلاح اچھی ہی مگر میرا
ٹھہرنا مناسب نہین ہی مین یہان سے چلا جاتا ہون یہ کہکر مالک تو چلا گیا مگر لندھور جب قریب دروازے کے
پہونچا تو اس خیال سے ٹھہر گیا کہ شاید کوئی استقبال کو آئے جب تھوڑی دیر تک ٹھہرا رہا اور کوئی نہ آیا تو اسکے دلمین
یہ خیال گذرا کہ اولاً تو نے اپنے آنے کی اطلاع پیشتر سے کسی کو نہین کی کیا معلوم کہ کون آتا ہی کون نہین آتا اور دوسرے
اگر اطلاع ہو بھی گئی ہو اور کسی نے کہہ دیا ہوگا تو اُسکو تیرے استقبال کی وجہ کیا ہی وہ تجھسے تو سخت مخالفت رکھتا ہی
ایرج نے اُسے سخت تنگ کیا تھا ایک مدت مدید تک قید رکھا تھا وہ کیون تیرا استقبال کریگا یہ سوچ کر دروازہ

بارگاہ پر آیا اور چوبدار سے کہا کہ جاؤ داراب سے ہمارے آنے کی اطلاع کرو کہ لندھور بن سعدان آیا ہی چوبدار نے کہا کہ آپ شوق سے تشریف لیجائیے آپ کے آنے کی پہلے ہی اطلاع ہوچکی ہی کوئی ضرورت اطلاع کرنے اور اجازت لینے کی نہین ہی یہ سنکر لندھور بن سعدان بارگاہ کے اندر آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا داراب نے کرسی جواہرنگار بیٹھنے کو دی لندھور بن سعدان کرسی پر بیٹھ گیا داراب نے پوچھا کہ ای دارای ہند اسوقت تمھاری تشریف آوری کی کیا وجہ ہی یہ سنکر لندھور نے کہا کہ مین تمھارے ہی پاس سخت ضرورت سے آیا ہون اور ایک نہایت ضروری التجا رکھتا ہون اگر تم میرے سخن کو رد نہ کرو اور جو مین کہون اُسے قبول کرلو تو مین بیان کرون داراب نے کہا کہ کہیے تو آخر وہ امر ہی کیا ہی لندھور نے کہا کہ ای داراب مین اسواسطے تمھارے پاس آیا ہون کہ آفتاب پرست تمھارے ہاتھ سے بہت عاجز و تنگ آگئے ہین اور بشدت زخمی ہوچکے ہین بہت سے آفتاب پرست جان سے ضائع ہوچکے ہین اب کوئی مقابلہ کرنے والا صحیح وسالم باقی نہین ہی بس میری خواہش یہ ہی کہ ایک چندروز کے لیے اُنھین مہلت دیدو تاکہ زخم اُنکے اچھے ہوجائین یا ایرج آجائے پھر تمکو اختیار ہی لڑلینا داراب نے یہ سنکر کہا کہ ای رستم زمان لندھور بن سعدان سنو جب مین قید ہوکر ایرج کے سامنے گیا تھا تو تم بھی اُسوقت بارگاہ ایرج مین بیٹھے ہوے تھے مین نے تمھارے سامنے اُس بے مروت سے یہ کہا تھا کہ مجکو طوفان کا عیار بعیاری دمگر گرفتار کرلایا ہی تم مجھے رہا کردو اور اگر تمکو یہ منظور ہی کہ مین تمھاری اطاعت کرون تو حسب قواعد اہل شجاعت تم مجھسے سرکُھ ہوکر آزمائش کرو اگر مین تمسے زیر ہوجاؤنگا تو ضرور تمھاری اطاعت کرونگا اُس بے مروت نے میرے کہنے کی سماعت نہ کی اور مجھے بہلاکر قید رکھا اگر میرا عیار نہ چھڑاتا تو مین اب تک قید رہتا اُسوقت تمنے میری سفارش نہ کی اور اب آفتاب پرستون کی سفارش کرنے آئے ہو مین ہرگز نہ مانونگا یہ سُنکر لندھور نے کہا کہ ای داراب حق تمھاری جانب ہی تم جو کچھ کہتے ہو بجا کہتے ہو واقعی مجھے آفتاب پرستون سے کوئی غرض نہ تھی مگر مالک بن ملکوت شاہ نے مجھے ایسا ہی تنگ کیا جو مین تمھارے پاس آیا مگر خیر اب تو مین آیا میرے آنے کا خیال کرو اور ایک ہفتہ کی مہلت دے دو یہ سُنکر داراب خشمناک ہوکر کہنے لگا کہ ای دارای ہند تم کہتے کیا ہو ایک ہفتہ تو بہت ہوتا ہی مین ایک گھڑی بھر کی مہلت نہ دونگا یہ سنکر لندھور نے کہا کہ ای داراب اب تو مالک بن ملکوت شاہ سے تمسے مقابلہ ہوچکا اور اُسنے میرے پاس آکر پناہ لی ہی اگر تم مہلت نہ دوگے اور طبل جنگ بجواؤگے تو پھر میرے تمھارے مقابلے کی ٹھہر جائیگی مین تمسے لڑونگا اور اُسے قتل سے بچاؤنگا یہ کہکر درہم وبرہم ہوکر اُٹھا ہی تھا کہ فتاح کشوری نے جو پہلے ہی سے چار سو کمند انداز دن کو لیے ہوئے بیٹھا تھا حلقہاے کمند لندھور کے گلے مین ڈالدیے بس فتاح کا کمند مارنا کہ چارطرف سے کمندون کی بوچھار ہوگئی ہرچند لندھور نے کمندون کو کاٹا مگر کیا ہوسکتا ہی چار سو کمندون کو کہان تک کاٹتا اور کہانتک بچتا آخر مجبور و ناچار ہوگیا اور زمین پر گر پڑا بس اُسکا گرنا تھا کہ چارطرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اور لندھور کو گرفتار کرلیا اور آہنگرون کو بلواکر اسیر غل و زنجیر کرلیا اور مسلسل اور مطوق کرکے زندان خانہ مین بھیجدیا بعد اُسکے آکر داراب سے عرض کیا کہ لندھور کو تو اسیر غل و زنجیر کرکے زندان خانہ مین بھیجدیا اب جو لوگ کہ لندھور کے ساتھ آئے تھے اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی لندھور نے ہرچند زور کیا اور حلقہاے کمند کاٹنے مگر ملازمان والا نے کسی طرح نہ چھوڑا اور قید کرلیا داراب نے کہا کہ بہت خوب کیا مگر ہمراہیان لندھور کو میرے سامنے بلاؤ فتاح جاکر ہمراہیان لندھور کو داراب کے سامنے بلالایا داراب نے کہا کہ تم لوگ کسی طرح خائف نہو مجھے تمسے کوئی مطلب نہین ہی تم شوق سے اپنی فرودگاہ کو واپس جاکر رفقاے لندھور سے کہدینا کہ ہمنے ہرچند لندھور بن سعدان کو فہمایش کی کہ تم آفتاب پرستون کی جنبہ داری نہ کرو اور اُنکے معاملے مین دخل نہ دو تمھین اس معاملے مین کوئی دخل و بحث نہین ہی تم اپنے کام سے کام رکھو لیکن لندھور نے مطلق نہ مانا اور کوئی بات

زنسی اور سراسر آفتاب پرستون کی جنبہ داری کیے گیا اور آمادۂ فساد و جنگ ہوا اُسوقت ہمنے بہ مجبوری قید کرلیا تم سب
مطمئن رہو جسوقت ہم آفتاب پرستون کا استیصال کر لینگے اُسوقت لندھور کو فوراً رہا کردینگے اور حتے الامکان یہان
کسی طرح کی تکلیف و ایذا لندھور کو نہونے پائیگی مثل اپنے گھر کے یہان رہینگے تم لوگ یہ خوب سمجھ لو کہ اگر لندھور
کو ہم چھوڑ دیتے تو وہ ضرور آمادۂ جنگ ہوتا اور مفت تم لوگ ہلاک ہوتے بعد اُسکے خلعتہاے گران بہا منگوا کر
اُن سب کو عنایت کیے اور خوشی خوشی رخصت کیا وہ سب متحیر و متعجب رخصت ہوئے اور جاکر اکریمۂ ہندی
وغیرہ سے کل حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا وہ لوگ بھی حماقت لندھور پر انگشت بدندان ہوئے اور کل حال
مالک بن ملکوت شاہ سے بلاکر بیان کیا اور کہا کہ اب تو تمکو صبر آیا لندھور بھی اسیر دام تذدیر ہوا اور خوب ہوا کہ
لندھور قید ہو گیا ہم تو بہت خوش ہوئے جیسا کیا ویسا پایا مالک بن ملکوت شاہ وہان سے نہایت مایوس اور اُداس
اپنے خیمے مین آیا اور قاران قمر مین سے کل حال بیان کرکے کہا کہ افسوس ہمارا ستارہ آج کل گردش مین ہی جو
ہمارا طرفدار ہوتا ہی وہ بھی مبتلاے عذاب ہوتا ہی ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے اطلاع دی کہ داراب نے
طبل جنگ بجوا دیا بس یہ سنتے ہی سبھون کی عجب حالت ہو گئی اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ افسوس مفت ہی
مفت مین مارے گئے خواہ مخواہ جان سے ہلاک ہوئے کوئی تدبیر بن نہ پڑی آخر کار صلاح ہونے لگی کہ بھائیو کدھر جان
بچانے جائین کدھر جاکر چھپین انجام کار یہ مشورہ ٹھہرا کہ مال و اسباب تو وقت شب فرنگوشیہ کو روانہ کر دیجیے آپ
صبح کو میدان مین چلکر لڑیے اگر صورت فتح کی نظر آئے تو فبہا نہین تو بھاگ کر فرنگوشیہ کا راستہ لیجیے القصہ رات تو
گذری علے الصباح دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر نکلگئے داراب کمال آب و
تاب سے میدان مین آیا خوب مرکب کو جولان کیا خوب برچھے کے ہاتھ نکالے جب کمال لپسینہ آیا تو مرکب کو کا کر میدان مین
آیا اور کہا کہ ای آفتاب پرستو نکلو میرے مقابلے کو افسران سپاہ مع مالک بن ملکوت شاہ نے کچھ توقف کیا بعد اسکے جواب
نہین دیا مالک بن ملکوت تخت پر سوار چپ کھڑا ہوا ہی کہ دوسری مرتبہ داراب پھر پکارا کہ اگر فرداً فرداً نہین آتے تو
دو دو چار چار ملکر آؤ مگر یہان ہی کون جو مقابلے کو جائے سب کے سب مضطر و پریشان ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ
یا نیر اعظم تو ہی مددگار ہی یعنے قطب دوران کو پکار رہے ہین ایک غلغلہ ہی یا آفتاب تابان کا کہ داراب نے گھڑی بھر
تامل کرکے تیسری آواز دی کہ ای نامردو نہین کوئی میرے مقابلے کو خیر اگر نہین آتے ہو تو ہمین آتے ہین یہ کہکر ارادہ
کیا تھا کہ آفتاب پرستون پر جا پڑے کہ گرد و غبار کا تق صحرا سے اُٹھا فتاح کشوری نے کہا کہ ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے
کون آتا ہی ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے جب گرد برابر پہونچی اور شق ہوئی تو اسمین سے چالیس علم نشان چالیس
ہزار سوار دکھائی دیئے ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان پیر قطب دوران کی لکھی ہوئی تھی بعد
اُسکے ہاتھی تھے شتر نالین قیچیان کی بالون کی پیدیون کے فول کے غول مرکب کوتل باساز و یراق اور سقے چھڑکاؤ
کرتے ہوئے پیچھے زبدۂ آفتاب پرستان و منظر کردۂ پیر قطب دوران ایرج نوجوان چالیس ہزار زنگیان خونخوار
کی جمعیت سے نظر آیا بس لشکر آفتاب پرستان مین تو طبل شادمانی کے بجنے لگے اور مالک بن ملکوت مع افسران
سپاہ ایرج کے استقبال کے واسطے دوڑا اور ایک ایک گرد پھرا تصدق ہوا غرض آمد مین ایرج کی دن تمام
ہو گیا داراب طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور کشور شاہ سے کہا کہ آج تو یہ آفتاب پرست منزل کا تھکا ہوا ہی کل
اس سے سمجھ لیا جائیگا یہی باتین اپنے جی مین کرتا ہوا آکر داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اُتاری پوشاک بزم پہن کر
کرسی جواہر نگار پر بیٹھا بعد اُسکے کہا لاؤ لندھور بن سعدان کو جب لندھور سامنے آیا داراب نے تعظیم کی اور کرسی

جواہر نگار پر ٹہلایا بعد اُسکے کہا کہ ای دارائے ہند مجھے تمسے کچھ عداوت نہین ہی فقط اسواسطے یہ حرکت کی تھی کہ میرے
اور تمہارے رزم وپیکار ہووارے بلاؤ آہنگر کو کہ قید انکی دور کرے لندھور بولا کچھ حاجت آہنگری نہین ہی یہ
کہکر قید کو جھٹکا دے کر توڑ ڈالا اور اُٹھ کھڑا ہوا داراب نے مرکب سواری کے لیے منگوا دیا لندھور اپنے لشکر کو روانہ
ہوا بعد اُسکے داراب نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسوقت نقارۂ رزمی بجا ہرکارے خبر لیکر
روانہ ہوئے یہان مالک بن ملکوت شاہ نہایت شادان وفرحان ایرج پر سے زروجواہر لٹاتا ہوا بارگاہ مین
لایا تمام حال بربادی وتباہی لشکر کا از ابتدا تا انتہا سنایا ایرج نہایت خشمناک ہوا کہا کہ خیر میرے سردارون پر جو کچھ
گذری سو گذری مگر لندھور کے ساتھ اُسنے بڑی بے مروتی کی مین اسکا عوض ضرور لونگا بعد اُسکے ایرج نے اپنی
سرگذشت جزیرۂ نارون مین قید ہوجانے کی اور وہان الکن بن لکمن کے آنے کی بیان کی یہی باتین ہورہی تھین
کہ اس اثنا مین خبر پہونچی کہ لندھور کو داراب نے چھوڑ دیا لندھور آتا ہی ایرج استقبال کے واسطے دوڑا
اثنائے راہ مین لیا سلام کیا لندھور مرکب پر سے کود پڑا ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایرج بولا ای دارائے ہند آپنے
حق بزرگی ادا فرمایا مگر بڑی ایذا اُٹھائی لندھور بولا ای ایرج کچھ ایذا کا خیال نہین دوستی اور محبت مین ایسا ہی ہوتا
ہی اور ای ایرج کہو حال جزیرۂ نارون کا ایرج نے کہا کہ کچھ نیّر اعظم کے فضل سے مین بچا نہین تو طراقوس زنگی
مجھے قتل کرچکا تھا بڑی مکاری اُسنے کی تھی تمام سرگذشت بیان کی لندھور نے کہا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر
گذشت + ای ایرج نوجوان جب تم اُدھر چلے تھے تو مجکو کھٹکا گذرا تھا مگر مین نے کچھ نہ کہا اب کہو طراقوس زنگی کیا ہوا ایرج
نے کہا وہ بھاگ گیا اور جاکر قلعہ بند ہوا مین نے پھر اُسکا تعاقب نہ کیا اور طرح دے کر چلا آیا لندھور بولا خوب کیا یہی ذکر کرتے
ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ داراب نے طبل جنگ بجوایا ہی ایرج پکارا کہ ہمارے یہان بھی
کوس حربی پر چوب پڑے اُسی وقت طبل رزمی بجا لندھور اپنے خیمے کو گیا ایرج نے دربار برخاست کیا کھانا کھا کر
سو رہا رات بھر دونون لشکرون مین طیاری رہی صبح کو ایرج سوار ہوکر عرصۂ کارزار مین آیا اُدھر سے داراب
نمودار ہوا دونون صفین قائم ہوئین اِدھر خورشید وجمشید اختی فیلبند دروازے پر آکر بیٹھے داراب نے
مرکب کو مہمیز کرکے سامنے تخت کشورشاہ کے آکر مجرا کیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا کشورشاہ بولا کہ جاؤ
خداوند آبحیات اور پیر زلال روشنضمیر تمہارے نگہبان داراب سلام کرکے مرکب کو جھکاتا ہوا برچھے کے
ہاتھ نکالتا ہوا چلا جسوقت میدان مین پہونچا تو مرکب کو روکا نیزہ میدان مین گاڑکر نعرہ کیا کہ ای آفتاب پرستو
آؤ میرے مقابلے کو یہ آواز سنتے ہی ایرج نے مرکب کو جولان دیا تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور آواز کر دم
گاو دم نفیری شتری ودمامون کی بلند ہوئی سردار پیادہ ہوکر ساتھ ایرج کے ہولیے ایرج نے ایک ایک کو رخصت کیا اور
مالک بن ملکوت سے رخصت ہوکر چلا جب برابر داراب کے پہونچا داراب نگاہ درزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے
کلہائے سپر شرر افشان ہوئے مرکبون کو پھیر کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے کہا کہ ای داراب مردمی سے
بعید ہی کہ تمنے میرے لشکر کی بربادی کا ارادہ کیا تھا یہ کونسی سپاہگری تھی کہ لشکر بے سردار پر زیادتی کی اور لندھور
جو مہلت مانگنے گیا تو اُسے بلاکر قید کیا اور اسپر دعوے صاحبقرانی کا کرتے ہو داراب بولا کہ پہلے تمسے حرکت نامردانہ
سرزد ہوئی کہ مجکو عیار طوفان بن سماک کا پکڑ لایا اور تمنے مجکو نہ چھوڑا اور لندھور کا قید کرنا تو فقط اسکے
کے واسطے تھا کہ حمزہ یہان نہین ہی اور یہ سب حمزہ کے ملازم مین ہمین نہ چاہیے کہ بعد حمزہ کے ان لوگون سے
ہم لڑین فقط رفع شر کے لیے یہ امر کیا تھا اور شاہد اس امر کی یہ بات ہی کہ جب تم آئے اُسی وقت مین نے لندھور کو

چھوڑ دیا تمھاری طرح سے نامردی نہیں کی کہ تمنے فرنگوشیہ کے فتح کرنے کے بعد مجکو نہ چھوڑا وہ تو خدا وند آ بحیات سے مدد
کی کہ میرا عیار مجکو چھڑا لیگیا ایرج نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اتنا تامل کرو کہ مین شہر اختسم کا فیصلہ کرون پھر
مجھسے لڑلینا داراب بولا سبحان اللہ کیا بہادری ہی کہ وہ بیچارے قلعہ بند ہوکر بیٹھے ہین اور تم اُنکو آزار دینا چاہتے
ہو میرے ہوتے تو کوئی قلعہ اختسم کو لے نہین سکتا ایرج نے کہا کہ مین ہر چند چاہتا ہون کہ میرے تمھارے
فساد نہ ہو مگر تم نہین مانتے اچھا جو کچھ ہوسکے قصور نہ کرو داراب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ سینۂ ایرج پر مارا پھر
نیزہ بازی ہونے لگی اب سنان پر سنان اور بنان بر بنان بج رہی ہو مرکبون نے زمین کو کھود ڈالا ہی تق گرد کا بلند ہی
اُسمین سنانین اور بنانین مانند ستارون کے درخشان ہین گھوڑے اشارون پر پھر رہے ہین گویا کل کے پتلے بنے
ہوئے ہین ایرج بند باندھتا ہی داراب اُسکے توڑ مین رد کرتا ہی داراب بند باندھتا ہی ایرج اُسکو رد کرتا ہی
دونون برابر مصروف نیزہ بازی ہین کوئی کسی پر غالب نہین ہی کسواسطے کہ ایک اُستاد کے دونون شاگرد ہین بہانتک
چھڑ پر چھڑ پڑ رہی ہی سنانین اور بنانین بیکار ہوگئین قبضون پر ہاتھ پڑ گئے تلوارین کھینچ گئین داراب ایرج
پر حملہ آور ہوا ایرج نے پھر کر تلوار روکی داراب نے پھر تلوار ماری ایرج نے ضرب شمشیر لگائی داراب
نے صاف بہ پشت سپر روکی اب تیغ بازی انکے اور اُنکے ہورہی ہی نہ یہ کمی کرتا ہی نہ وہ کمی کرتا ہی یہان تک کہ ایرج نے داراب
کو مجروح کیا داراب نے تلوار پھر ماری ایرج نے شمشیر پر روکی اسی طرح سے تمام دن تلوار چلی آخر کو ایک مقام پر جو ایرج
نے تلوار ماری تو سپر کو قلم کرکے لگی اور تا دوابرو اُتری اُسنے وشتانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر سے ایک چادر خون کی جاری
ہوئی داراب نے زخم سر پہ ہاتھ رکھکر تلوار ایرج پہ ماری مگر بسبب زخم کاری کے چشم بصارت پر چادر خون حائل
ہی دیکھتا ہی کچھ دکھائی نہین دیتا ہی لیکن پھر جیداری کرکے ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے مرکب ترچھا کرکے خالی
دی ہاتھ جو تلوار کا خالی گیا تکان مین اُسکی آپ بھی جھکا سر سے داراب کے ایک چادر خون کی جاری ہوئی
غشی طاری ہوئی ایرج پکارا کہ ای آب پرستو داراب زخمی ہوا لیجاؤ اسے کل تم سب سے سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر
طبل بازگشت بجواکر پھرا اور آکر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہن کر صحبت مین بیٹھا رفقا سے
کہا کہ دیکھا تمنے کہ کیسا اس آب پرست نے مثل حباب دریا سر اُٹھایا تھا وہ آپ ہی پست ہوگیا سب نے عرض کی کہ ای شہریار
کسی کو آپ سے کیا نسبت ہی آپ کو نیر اعظم نے صاحبقران کیا ہی یہی باتین ہورہی تھین دورہ جام گردش مین ہی کہ نشہ
شراب مین آکر ایرج نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل صبح کو سب آب پرستون کا استیصال کرونگا اُسی دقت نقارہ گرگڑایا
ہرکارے خبر لیکر روانہ ہوے ادھر کشور شاہ داراب کو لیکر بارگاہ مین آیا زخم مین ٹانکے دلوا رہا ہی کہ خبر آئی
ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی کشور شاہ نہایت متردد ہوا سرداروں نے عرض کیا کہ آپ متردد نہو جیسے ہم سب جانبازی
کو تیار ہین القصہ رات گزری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے پیچھے چلے
گئے لشکر مین ایرج کے علم جلوہ گری پر آئے ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
مبارز طلب کیا جو سردار لشکر داراب سے نکلا ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہوا یا مارا گیا کوئی پہر دن چڑھا تھا کہ بیا اندر
ہوگیا ایرج نے زیادتیان کرنا شروع کین اور چاہا کہ لشکر داراب پر آپڑے اُسوقت مالک اژدر پکارا کہ
او آفتاب پرست تامل کر آیا مین یہ کہکر گھوڑا اُٹھایا برابر ایرج کے آیا ہم تگا در ہوا برابر سے مرکب ہٹ گئے
مرکبون کو پھیر پھیر کر مقابل یکدیگر ہوے ایرج نے مالک سے پوچھا کہ آپ مقابلے کے واسطے آئے ہین مالک نے
کہا کہ حمزہ نے مجھے داراب کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہی کہ کوئی اسے قتل نہ کرے مین تمسے کہنے آیا ہون کہ داراب

زخمی ہی اُسے مہلت دو ایرج نے کہا ای مالک اژدر ابھی کل کا ذکر ہو کہ جب لندھور ہماری طرف سے مہلت طلب
کرنے کو گیا اُسکو داراب نے مہلت نہ دی بلکہ لندھور کو قید کر لیا اب مین کیونکر مہلت دونگا مالک اژدر بولا
ای ایرج داراب نے فقط رفع شر کے واسطے یہ امر کیا تھا نہین وہ کاہیکو اسکا مرتکب ہوتا ایرج نے کہا اچھا
لاؤ مین تمہاری مشکین باندہ لون رفع شر ہو جائیگا مالک بولا ای آفتاب پرست تو کیا میری مشکین باندھیگا وہ ہندی
کہ تو جسکی حمایت سے صاحبقران بنا ہی وہ تو ہمیشہ مجھسے دبا کیا تیری کیا حقیقت ہی ایرج یہ سُنکر آگ ہو گیا کہا خیر
سمجھا جائیگا یہ کہکر نیزہ مالک پر مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی کہ ایرج اپنے
دل مین تعریفین کرتا جاتا تھا کہ حقا یہ نیزہ باز بے بدل ہی اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا یہان تک کہ دونون نیزے ناکارہ ہوگئے
نیزون کو پھینک دیا تلوار چلنے لگی آخرکار مالک ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا لیس اعرابی نے سامنا کیا مجروح
ہوا قیس اعرابی مقابل ہوا وہ بھی گھائل ہوا قصہ مختصر پہر دن پچھلا باقی تھا کہ ایرج لشکر آب پرستان پر گرا اور لگی تلوار
چلنے چار گھڑی آب پرست آفتاب پرستون سے اٹکے انجام کار پسپا ہونے لگے دیکھا عربون نے کہ سامنا نہین
کر سکتے اور وہ اُنکو مارے ڈالتے ہین آپسمین کہا ایسا نہو کہ داراب بھی مارا جائے تو آقا ہمارا بدنام ہو گا جلکر اُنکو ہٹائیے
اور داراب کو بچائیے یہ مشورہ کرکے ڈاڑھیان دامنون کے نیچے دابین اور ولائتیان کھینچ کھینچ کے برچھے ترچھے
کرکے جو آفتاب پرستون پر گرے لاش پر لاش گرا دی نیزون پر چھید چھید کر اُٹھا لیا ہزارون آفتاب پرست
کباب سیخ آتش آفتاب مین بھن کر واصل جہنم ہوئے رخ اُنکے پھر گئے عربون سے اٹکے آگے نہ بڑھ سکے اور وہ عرب
معاف آب پرستون کو مع مال و اسباب و خیمہ و خرگاہ نکالے لیے چلے گئے ایرج حیران دیکھتا رہگیا تعریفین کرتا ہوا
پھرا کہ یہ عرب کیا بہادر تھے جسوقت داخل بارگاہ ہوا حکم دیا کہ جتنے آفتاب پرست مارے گئے ہین اُنکی لاشین جلوا دو
اور آب پرستون کے کشتون کو پانی مین بہا دو یہ کہکر دنگل پر بیٹھا صحبت رقص و غنا شروع ہوئی دورہ شراب کا
چلنے لگا بعد اُسکے دربار برخاست ہوا سب اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے صبح کو پھر دربار ہوا ایرج نے لندھور
سے کہا کہ ای رستم زمان معاملہ شہر اختسم کا کیا ہو گا لندھور نے جواب دیا کہ ای ایرج نوجوان مین انکے مقدمہ
مین کیا دخل دون کہ وہ کہنا میرا سنتے نہین بلکہ طرماسپ بھی اُنکے پاس قید ہی معلوم ہوتا ہی اسد نے اُنکو بھی ورغلایا ہی
خراب ہونگے ایرج لندھور سے یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہا وربعد اُسکے حکم دیا کہ شہر اختسم پر زرغہ کرو اُسیوقت
فوج نے چہار طرف سے قلعہ کو گھیر لیا سہ پہر کو ایرج قلعہ کے سامنے آیا اور پکارا ای ساکنان شہر اختسم بہتر ہی
تمہارے واسطے کہ طرماسپ کو قید سے رہا کرکے میرے پاس لے آؤ اور بیعت میری کرو مین بیقین کچھ نہ کہونگا اور اگر
تمنے میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو یہ سمجھ لو کہ جو ترکون کے ساتھ مین نے کیا ہی اُس سے بدتر تمہارا حال کرونگا قلعہ والون نے جواب
دیا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری کبھی ہم تیری اطاعت نہ کرینگے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر پروردگار ہمارا حامی و مددگار
ہی ایرج نہایت خشمناک پھر کر داخل خیمہ ہوا اور اس فکر مین مصروف ہوا کہ کیونکر قلعے کو لیجیے اگر یورش کرکے جاؤنگا
تو وہ طرماسپ کو زیر تیغ بٹھا دینگے ناچار پھر آنا پڑیگا یورش کرنا عبث ہی پھر آخر کیا کرین اب دو کلمے ادھر سنیے کہ اسد
نے ضرغام شیر دل کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ کیفیت دریافت کرکے خدمت اسد مین گیا ایرج کا جزیرہ ماردون
سے آنا اور داراب کو شکست دے کر بھگانا بیان کیا اسد نے کہا کہ یارو یہ پاجی کسی سے مغلوب نہین ہوتا اسکے ہاتھ
سے کلیجا پک گیا ہی ضرغام سے خطاب کیا کہ جس طرح ہو سکے تو اس بزاز بچے کو گرفتار کر لا ضرغام بولا بہت اچھا
جاتا ہون اگر ہاتھ لگتا ہی تو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا پاے شاطری مارتا ہوا شب کو جست و خیز کرتا ہوا مانند ہرن چوکڑیان

پھرتا چلا جاتا ہی آتے آتے جب قریب لشکر ایرج کے پہونچا صورت تبدیل کرکے ایک فقیر صاحب کی شکل بناکر شنجرفی کرتہ گلے مین شنجرفی چھیٹا سر سے لپٹا ہوا تہمد شنجرفی باندھے ہوے ایک ہاتھ مین تسبیح ہزار دانے کی یاد خدا کرتا پڑھتا ہوا ایک ہاتھ مین پیرا کی اس صورت سے داخل لشکر ہوا اور ایک مقام پر وسط لشکر مین آکر بیٹھ گیا اتفاقات روزگار الکن بن لکمین ایرج کے پاس آتا تھا اُسکی نگاہ ایک درویش عبادت کیش پر پڑی کہ خضر جادۂ طریقت اور موسے طور معرفت پایا خلائق سے آنکھین پھرائے ہوئے خدا کی طرف لو لگائے ہوئے ہی بس دیکھتے ہی شاہ صاحب کے پاس آیا پکارا کہ عشق الہی ہی شاہ صاحب نے جواب دیا بابا سدا راعشق ہی کرم کرو الکن نے جھک کے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ غریبخانے پر تشریف لیچلیے یہان کیون بیٹھے ہین شاہ جی نے کہا بابا گھر تو وہی ہی ہمیشہ رہنے کا یہ سراہی جیسے یہان ویسے وہان اُسنے کہا آپ بجا فرماتے ہین مگر آپ اللہ والے ہین مین آپ کی خدمت بجالانا موجب فخر سمجھتا ہون شاہ جی نے کہا بابا اللہ والے لوگ گوشہ نشین منہ چھپائے بیٹھے ہین اُنکو کوئی دیکھتا بھی نہین ہم لوگ مکار ہین جو ٹھگ کر تم لوگون کو لیجاتے ہین ہمکو حق رسیدہ نہ جانو الکن بولا شاہ صاحب آپ مکار سہی مگر مین تُمہین آپ کو لیچلونگا یہ کہکر ہاتھ پکڑکر اُٹھا لیا اپنے خیمہ مین لایا اور صدر مین بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا فقیر نے کہا کہ بابا اگر مجھے لائے ہو اور چاہتے ہو کہ دو چار روز تمھارے پاس رہون تو مجکو ایک مکان علحدہ دو الکن نے اُسی وقت ایک خیمہ جدا ایستادہ کرادیا اور کہا کہ مین آپ کو زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے پاس لیجاؤنگا اُس سے ملاقات کراؤنگا وہ بولا کہ بابا فقیر کو کسی کی ملاقات سے سروکار نہین ہی مین ایرج سے تمکو زیادہ جانتا ہون اور جب تک کہ وہ شہر ختم کی فتح سے نجات پائے فقیر یہان کا ہیکو ٹھہرےگا غرض دو چار گھڑی صحبت رہی الکن تو چلا گیا ضرغام اُس خیمہ مین داخل ہوا پہر رات گئے سے نقب کنی کرنا شروع کی دروازہ خیمے کا بند کردیا تھا اور سبھون سے کہدیا تھا کہ خبردار رات کو فقیر کے پاس کوئی نہ آئے القصہ پچھلے پہر دوسرا نقب کا ایرج کے خیمے مین نکالا پہرے والے بیہوشی کے لوپر مارے وہ جلے دھوان اُنکا اُٹھا دماغ مین خدمتگارون اور خاصبردارون کے گیا وہ بیہوش ہوے ضرغام نے چادر عیاری سے روشنی گل کی اور ہاتھ کو چرب کرکے بہلہ عیاری کا پہنا ایرج کے پلنگ کے پاس آیا دو شالہ منہ پر سے الٹا داروے بیہوشی نکال کر ہتھیلی پر رکھی کفچۂ عیاری ناک پر لگا دیا جب ایرج نے اوپر کا دم لیا اور اُسنے پھونکا کہ بیہوشی دماغ کو چڑھ گئی ایرج چھینک مارکر بیہوش ہوگیا ضرغام نے دو حلقون سے دونون ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پیر دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے گولا الٹی کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ چھاتی سے آگے لگا کر نقب کی راہ سے اُسی خیمے مین آیا اور خیمے کو باندھکر وہان سے راہی ہوا تمام لشکر کو طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا اب میدان پکڑا صبح بھی ہوگئی ہی ضرغام بہت خوش ہی کہ مین نے کار نمایان کیا اسد نہایت راضی ہوگا اسی خیال مین پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کہ سامنے سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا ضرغام نے اپنے دل مین کہا کہ یہ گرد کیسی اُٹھی نہین معلوم کون آتا ہی ایک درخت کی آڑ مین کھڑا ہوکر دیکھنے لگا جسوقت گرد شق ہوئی علم ونشان معلوم ہوئے مگر ہر علم پر تعریف الہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی خاطر جمع ہوا کہ ای ضرغام دوست ہین دشمن نہین ہین اب بے خوف وخطر آگے بڑھا قضاے کار اتفاقات روزگار ملک مسمار دریا باری اور مالک بتہ حصاری ہین خراج لیے ہوئے ایرج کی بیعت کے واسطے جاتے تھے انھین لوگون نے اطلاع دی کہ ایک عیار پشتارہ دوش لشکر ایرج کی طرف سے اُدھر آیا ہی حکم کیا خبردار جانے نہ پائے ہمارے پاس اُسے لاؤ ہم دیکھین کسکا عیار ہی کسے گرفتار کرلایا ہی سوار دوڑے جاکر ضرغام کو گھیر لیا کہا چل ہمارے مالکون نے تجھے بلایا ہی ضرغام بولا کہ چلو مین کافر نہین ہون جو ڈرون اور ساتھ اُنکے ملک مسمار کے پاس آیا سلام

کیا مالک بستہ حصاری نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی اور اِس پشتارے مین کیا لیے جاتا ہی کہا نام میرا ضرغام شیر دل ہی
مین عیار ہون اسد بن کرب دلاور کا اور پشتارے مین ایرج ہی کہ اپنے آقا کے پاس لیے جاتا ہون بس یہ جو سنا
ملک مسمار نے مالک بستہ حصاری سے کہا کہ بھیا اسد اسکا دشمن جان ہی ایک دم زندہ نہ چھوڑیگا اور حمزہ
صاحبقران اکثر فرماتے تھے کہ ایرج تیری اولاد مین سے ہی بلکہ لندھور کو اُسکی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین
بہتر ہی کہ ایرج کو اس سے لے لو اور لندھور کے پاس لے چلو یہ صلاح کرکے ضرغام سے کہا کہ ایرج کا پشتارہ ہمارے
حوالے کر اور تو چلا جا اور اگر بخوشی نہ دیگا تو ہم زبردستی چھین لینگے ضرغام نے کہا کہ ای مسمار دریا باری وای مالک بستہ حصاری
تم کچھ تعرض نہ کرو مجھے مع پشتارہ چلا جانے دو اسد بن کرب غازی کے مزاج سے واقف نہین ہو جسوقت وہ سُن پائیگا
کہ تمنے پشتارہ ایرج کا لے لیا بُری طرح پیش آئیگا یہ کلمہ دونون نے سنکر کہا ارے اس سے پشتارہ چھین لو لوگ دوڑے دیکھا
ضرغام نے کہ تو اکیلا ہی یہ ہزارون ہین تو مارا جائیگا اور ذلیل ہوگا پشتارہ کھول کر رکھدیا اور کہا مجھے کیا کام ہی جیسا
کروگے ویسا پاؤگے اور جست وخیز کرکے نکل گیا وہان پہونچا جہان اسد بن کرب غازی دامنہ کوہ مین اپنے زنبون
مین بیٹھا ہی اور کہ رہا ہی کہ ضرغام کو گئے ہوئے تیسرا روز ہی اب تک نہین آیا خدا جانے جس کام کے واسطے گیا تھا اُسکا بھی
کچھ سر انجام کیا یا نہین علقمہ بولا کہ پیر و مرشد جو رکا کام چوری کرنا ہی سہر زوری تو ہو نہین سکتی قابو پڑ جائیگا تو ایرج کو پکڑ لائیگا
یہی باتین تھین کہ ضرغام سامنے سے دکھائی دیا اور اسد نے کہا کہ ای ضرغام کہو کچھ نہ ہوا خالی پھر آئے ضرغام بولا کہ
میرا جو کام تھا وہ مین نے کیا ایرج کو لیے ہوئے آتا تھا قریب آپ کے آچکا تھا کہ ادھر سے ملک مسمار دریا باری اور
مالک بستہ حصاری آتے تھے اُنھون نے ایرج کا پشتارہ مجھسے چھین لیا ہر چند مین نے آپکا نام لیا ڈرایا دھمکایا کچھ
نہ ہوا جب مین نے دیکھا کہ مین گرفتار ہو جاؤنگا ناچار پشتارہ دے کر چلا آیا یہ امر تقدیری ہی مین کیا کرون اسد بولا تو سچ کہتا ہی
یا حیلہ کرتا ہی ضرغام بولا کہ اگر آپ جلد جائیے تو وہ ابھی دامنہ کوہ مین ہونگے کہین گئے نہین چلکر دیکھ لیجیے بس یہ سنتے
ہی اسد آگ ہوگیا اور کہا کہ ملک مسمار دریا باری اور مالک بستہ حصاری کی یہ تاب و طاقت ہوئی کہ میرے عیار سے
پشتارہ چھین لیا تو سہی نام میرا اسد بن کرب غازی ابھی جاکر انھین سزا دون اور سوار ہوکر روانہ ہوا اُس وقت پہونچا
کہ مالک بستہ حصاری نے ایرج کا سر غل و زنجیر کرکے زندانخانہ مین بھیجا ہی اور ملک مسمار سے کہ رہا ہی
کہ کل اسے لیجاکر لندھور کے سپرد کیجیے پھر اُسے اختیار ہی جو چاہے اُسکے حق مین کرے کہ اس اثنا مین اسد سامنے
سے دکھائی دیا یہ دونون نہایت ادب سے تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے اسد مسند پر آکر بیٹھ گیا مالک بستہ حصاری
نے عطردان پاندان چنگیردان پیو گھڑے سامنے لگا دیے اسد نے پوچھا کہ کیون ای مالک بستہ حصاری تمنے ایرج کا
پشتارہ میرے عیار سے چھین لیا اُسنے ہاتھ باندھکر کہا کہ پیر و مرشد واقعی یہ بے ادبی غلام سے ہوئی جو چاہین آپ مجکو سزا
دین مین تقصیر وار ہون اسد بولا کہ خیر کیا کرون کہ تم مسلمان ہو نہین تو اس فعل کی سزا دیتا مگر یہ تو کہو کہ اُس بزاز بچے کو
کیا کہین چھوڑ تو نہین دیا اُسنے عرض کیا کہ مین نے اُسے چھوڑا نہین قید آہن مین گرفتار کرکے زندان مین بھیجا ہی اسد نے
کہا جلد ایرج کو بلواؤ مالک بستہ حصاری ملتمس ہوا کہ مین نے زبان مبارک صاحبقران سے سنا ہی کہ جو کوئی ایرج
کو قتل کریگا اُسکی ذریات مین سے ایک کو باقی نہ چھوڑونگا ایرج میری اولاد مین سے ہی ای شہریار اگر آپ کو دونگا
آپ اُسے مار ڈالینگے بدنام مین ہونگا لندھور کے پاس ایرج کو لیے چلتا ہون آپ بھی چلیے جو کچھ ہو لندھور کے
سامنے ہو وہ چاہے قتل کرے چاہے بخشے بس یہ سنتے ہی اسد کا یہ عالم ہوا کہ غصہ سے چہرہ لال ہو گیا نعرہ کیا کہ او نابکار
لندھور تو اُسپر عاشق ہی وہ بے تکلف ایرج کو چھوڑ دے گا اور ایرج دشمن جان اہل اسلام ہی تو نے نہین سنا

کہ فرنگو شیرین ترکون کو قتل کیا بہتر یہ ہی کہ جلد اُسے منگوا اُس نے کہا کہ ہرگز نہ دونگا اگر دنیا ہوتا تو مین آپ کے عیار سے کیون چھین لیتا یہ جو سنا تاب باقی نہ رہی اور کھینچکر تلوار ماری کہ مالک لبستہ حصاری کے دو ٹکڑے ہوئے وہ مرد مسلمان شہید ہوا لاش تڑپنے لگی بعد اُسکے ملک مسمار دریاباری سے کہا بلوا ایرج کو نہین تجھے بھی زندہ نچھوڑونگا ملک مسمار بھائی کی لاش دیکھکر رونے لگا خوف سے کانپنے لگا عرض کی اے شہریار اُسنے جیسا کیا اپنی سزا کو پہونچا مین جاکر ایرج کو لیے آتا ہون اور روتا ہوا زندان خانہ مین آیا کلیجا پکڑکر سامنے ایرج کے بیٹھ گیا ایرج نے کہا کہ ملک مسمار کیون تم روتے ہو ملک مسمار بولا اے ایرج نوجوان تمھاری دوستی مین ایک بھائی اسد کے ہاتھ سے مارا گیا ایرج نے کہا کیونکر اُسنے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ اب مین کیا کرون اگر تمھین دونگا تو یہ دیوانہ تمھین مار ڈالیگا مین روسیاہ ہونگا اور جو نہین دیتا ہون تو خود مارا جاتا ہون ایرج بولا کہ تم پریشان کیون ہوتے ہو مجھے چھوڑ دو مین اُس دیوانے کو بھی سزا دونگا اور تمکو بھی بچاؤنگا ملک مسمار نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ ایرج نے کہا کچھ آہنگر کی حاجت نہین ہے ایرج نے زور مین آکر قید توڑ ڈالی ملک مسمار نے مرکب دیا اور ہتھیار دیے اب ایرج بارگاہ کی طرف چلا یہان اسد بیٹھا کہ رہا ہے کہ ارے ملک مسمار ایرج کو نہ لایا معلوم ہوا اُسکی قضا آئی ہے یہ بھی میرے ہاتھ سے مارا جائیگا کہ اس اثنا مین ایرج دروازہ بارگاہ سے دکھائی دیا اور نعرہ کیا کہ باش او دیوانہ بھول تونے مجھے عیار کے ہاتھ باندھ قتل پکڑوا بلوایا تھا کہ قتل کرون اور جسنے مجھے تیرے عیار سے چھینا اُسکو تونے مار ڈالا غضب کیا اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون اور تلوار کھینچکر دوڑا دیکھا اسد نے کہ یہ آفتاب پرست آپہونچا ہوش و حواس باختہ ہوگئے اب تو اسکو اُسوقت کچھ بن نہ پڑا خنجر سے خیمے کی قنات چاک کرکے نکل کر بھاگا اور بجلدی تمام دروازے کی طرف چلا تھا کہ ملک مسمار کو آتے دیکھا وہی خنجر ملک مسمار پہ مارا کہ ارے اپنے داماد کو چھوڑ دیا غضب کیا ملک مسمار اپنی جان بچاکر سامنے سے بھاگا مگر زخم پہلو پر لگا کہ اس اثنا مین ایرج کا نعرہ ہوا کہ آیا مین اسد دروازہ بارگاہ پر پہونچ گیا تھا کئی گھوڑے کھڑے ہوے تھے کسی کے ہاتھ کاٹ ڈالے کسی کا منھ ایک گھوڑا باقی رہا اُسپر خود سوار ہوکر بھاگا ایرج نعرہ کرتا ہوا جو آیا کسی مرکب کو زندہ نہ پایا اور اسد کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار بھاگا ہوا چلا جاتا ہے قصہ مختصر ایرج ایک گھوڑے پر سوار ہوکر تعاقب مین اسد کے چلا اب آگے آگے اسد ہے اور پیچھے پیچھے ایرج پکارتا ہوا چلا آتا ہے کہ او دیوانے جہان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا اگر تو آسمان پر جائیگا تو مین بھی دعاے مظلومان بنکر وہین پہونچونگا اور اگر زمین مین در آئیگا تو پانی کی طرح جذب ہونگا آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اسد کہتا جاتا ہے کہ تو فرخ تاجر کی جورو کا شوہر ہو جو میر العاقب چھوڑے ایرج سنتا ہے اور کہتا آتا ہے کہ جہان تک تجھ سے گالیان دیجائین دے مین آپہونچا جب ایرج قریب آتا ہے اسد گلہ گوپھن مین پتھر دے کر منھ پر مرکب ایرج کے مارتا ہے کہ منھ اُسکا پھر جاتا ہے مرکب ٹھہر جاتا ہے اسد پھر دور ہو جاتا ہے یہان تک کہ اسد ایک پہاڑ کے پاس پہونچا وہان بھی مفر نہ ہوا تو اس پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج نے بھی قصد کیا کہ پہاڑ پر چڑھے اسد نے پتھر کی بوچھار کردی کہ گھوڑے کا منھ مجروح ہوگیا اب گھوڑا پہاڑ پر رخ نہین کرتا ہے ایرج تنگ ہوکر گھوڑے پر سے کودا کہا کہ اے دیوانے مین آیا اور دامن گردان کر آستینین چڑھاکر بائین ہاتھ مین سپر دہنے مین تلوار لے کر حربہ اسد کا سپر پہ روکتا ہوا پہاڑ پہ چلا لیکن اسد دُبلا پتلا جو تھا یہ اُچکتا ہوا بجلدی تمام چوٹی پر پہاڑ کی پہونچ گیا اور ایرج جسیم و تنہیم ہے آہستہ آہستہ چلا آتا ہے حاصل کلام جب دیکھا اسد نے کہ قریب آگیا بس اُسوقت ایک عالم یاس طاری ہوا کہ اے اسد مارے گئے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے

افسوس کہ آرزو دل کی دل مین رہی قضا نے مہلت نہ دی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا پکارا کہ ای خالق حقیقی و ای نگہبان تحقیقی اس کافر کے ہاتھ سے مجھے بچا اور جو قضا ہی آئی ہو تو اُسکے ہاتھ سے نہ مارا جاؤن ایرج پکارتا ہی دیکھو تو تجھے کیونکر تیرا خدا بچاتا ہی اسد بولا او آفتاب پرست مین ایک ناچیز اُسکا بندہ ہون اُسسے میری کیا برواہی البتہ اگر قضا نہین ہی تو بچ جاؤنگا ایرج نے کہا کیونکر بچ جائیگا اور یہ کہکر چلا تھا کہ اسد کو پکڑے اور چاہا کہ ہاتھ اسد کی طرف بڑھائے کہ ایک پنجہ گرا اور ایرج کو اُٹھاکر آسمان پر لے چلا اسد نے نعرہ کیا کہ او بد ناز بیے دیکھا تو نے کسطرح سے ہمارے خدا نے ہمین بچایا کہ اسمین ایرج نظرون سے غائب ہوگیا اسد اُترکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا لیکن ایرج کا حال سنیے کہ جب بہت بلند ہوا بیہوش ہوگیا اُسکو کچھ خبر نہین کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اور کون تجھے لیے جاتا ہی نہین معلوم کہ کتنی دیر تک بیہوش رہا پھر جو ہوش آیا تو ایک باغ بہشت آئین مین اپنے تئین پایا دیکھا کہ ایک باغ ہی اور وہ باغ کاہیکو ہی نمونہ بہشت ہی گلہاے رنگا رنگ پھولے ہین درخت میوہ دار لگے ہین نہرین جاری ہین جانوران خوش الحان بول رہے ہین خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی ہواے سرد سے روح تازہ ہوتی ہی اور وسط باغ مین ایک بارہ دری ہی اُسمین فرش بہت تکلف کا بچھا ہوا ہی پریزادان ماہ طلعت کھڑے ہین اور پلنگ جواہر نگار پر عجیل ماہرو بھائی حمزہ صاحبقران کا لیٹا ہی اور اُدھر عجیل نے ایرج کو پہچانا پریزادون سے کہا کہ ارے یہ تم کیسے لائے ہو مین نے تو تمسے کہا تھا کہ سرداران لشکر اسلام مین سے کسی کو لاؤ اُنھون نے عرض کی کہ شہریار ہم اسے زبردست جان کر لائے تھے اب کیسے جہان سے لائے ہین وہین چھوڑ آئین لیکن ایرج نے عجیل ماہرو کو سلام کیا اور کہا کہ جو آپ کا کام ہوگا مین بجالاؤنگا گو کہ مسلمان نہین ہون مگر آپ کی خدمت مین بدل و جان بجالاؤنگا عجیل یہ سنکر خوش ہوا اور ایرج کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ مین بیمار ہون اس سے تعظیم کو اُٹھ نہ سکا ایرج بولا کہ کچھ مضائقہ نہین ہی آپ اپنے مرض کا حال بیان کیجیے اور یہ فرمائیے کہ مجھے آپ نے بلوایا کیون ہی عجیل نے کہا ای ایرج نوجوان مجکو حمزہ صاحبقران خورشید ستارہ پرست اور تورج ماہ پرست کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے تھے کہ بھائی تم ان دونون کی حفاظت کرنا مین درہ سیقولیہ اور اختریہ کے درمیان مین جاکر اُترا تھا اب بسبب درد کمر کے پردہ قاف مین چلا آیا ابھی تک اچھا نہین ہوا ہون اور تمھارے بلانے کا سبب یہ ہی کہ ایک دیو ہی افرنج نام وہ مجھے بیمار جان کر میرا علاقہ آبائی لیے لیتا ہی اور میرے لوگون پر ظلم کرتا ہی پکڑلیجاتا ہی مار ڈالتا ہی اگر اچھا ہوتا تو اُسکو سزا دیتا درد نے ناچار کردیا ایرج نے کہا کہ مین اُسکی تنبیہ کرونگا آپ مجھے وہان بھیجدیجیے عجیل نے ایرج کی دعوت اور ضیافت کی بعد اسکے فوج و لشکر ایرج کے ساتھ کرکے افرنج کی تنبیہ کو روانہ کیا جب ایرج قریب پہونچا افرنج کو خبر ہوئی کہ عجیل ماہرو نے ایک آدم زاد تجھسے لڑنے کو بھیجا ہی یہ سنکر نہایت برہم ہوا لشکر لیکر باہر آیا نشہ شراب مین طبل جنگ بجوایا ایک غلغلہ ہوا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے افرنج میدان مین نکلا مبارزطلب کیا ایرج نوجوان مقابلے کے واسطے آیا افرنج نے جو ایرج کو دیکھا عاشق ہوگیا کہا ای آدم زاد تو برادر زلزلہ قاف کا کون ہی اور کیا نام ہی ایرج نے کہا کہ مین کوئی عزیز عجیل کا نہین ہون اپنے لشکر کا صاحبقران ہون نام میرا زہرہ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان ہی مجھے عجیل سے شناسائی تھی تو نے عجیل کو تنگ کیا اور وہ بیمار تھا اُسنے پریزادون کو بھیجا اور کہا کہ اولاد صاحبقران مین سے کسی کو اُٹھا لاؤ پریزاد مجکو لے آئے افرنج نے کہا ای آدم زاد مجکو یہان کا بادشاہ کردیگا اور عجیل سے سب علاقہ چھین لونگا افرنج نے کہا ای آدم زاد تو آفتاب پرست ہی کہا ہان دیو نے کہا بہتر یہ ہی

کہ میری اطاعت کرین بھی نیز اعظم کو مانتا ہون ایرج نے کہا کہ یہ کبھی نہوگا کہ مین تیری اطاعت کرون اور عجیل سے پھر جاؤن
بلکہ تجکو گرفتار کرکے عجیل کے پاس لیجاؤنگا یہ سُنکر دیو بہت ساگر جا اور کہا کہ او آدم زاد تو نہایت مغرور ہی خیر معلوم ہو جائیگا
لا اپنا حربہ ایرج بولا مین پیشدستی نہ کرونگا بس یہ سنتے ہی افریج پکارا کہ ایک حربے مین تیرا کام تمام کرتا ہون
خبردار رہنا یہ کہکر زاغنول کو گردش دے کر ایرج پر مارا ایرج نے خالی دیا زاغنول زمین پر پڑا زمین سے
خاک اُڑی ایرج خاک مین چھپ گیا دیو پکارا آدم زاد آخر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا افسوس کہ تو جوان خوبصورت تھا
ایرج نے خاک مین سے نعرہ کیا کہ حریف تیرا مین زندہ ہون تو افسوس کر رہا ہی اور دوڑکر زاغنول سے لپٹ گیا دیو افریج
ایرج سے دست گریبان ہوا کشتی ہونے لگی خوب زور آزمائی ہوئی بعد اُسکے ایرج نے لنگر دیو کا اُکھاڑا اور چرخ
دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ اب کیا کہتا ہی میری اطاعت کرنے مین اُسنے کہا کہ مین نے غلامی آپ کی
اختیار کی ایک تو دین و مذہب میرا اور آپ کا ایک ہی دوسرے آپ ایسا آقا زبردست مین کہان پاؤنگا ایرج اُسکے سینہ پر سے
اُترا وہ اُٹھکر گرد ایرج کے پھرا حلقہ غلامی کا کان مین پہنا ایرج کو اپنے خیمے مین لیگیا دعوت کی بعد اُسکے ایرج
افریج کو عجیل ماہرو کے پاس لایا قدمون پر گرایا اور کہا خبردار اب اسنے پر خاش نہ کرنا افریج بولا کہ کبھی مجھسے ایسی خطا
نہوگی اب عجیل نے بڑی دھوم سے ایرج کی دعوت کی ناچ پریزادون کا دکھلایا گانا سنوایا مگر ایرج نے ہرچند چاہا
کہ ملکہ عالم آرا دختر عجیل ماہرو کو دیکھے مگر دیکھ نہ سکا ایرج نے اپنے دلمین کہا کہ جب حمزہ کا مقدمہ یکسو ہو جائیگا
اُسوقت سمجھا جائیگا القصہ جب عجیل ماہرو دعوت و ضیافت کر چکا ایرج نے رخصت طلب کی کہ مین پردۂ دنیا کو جاؤنگا
عجیل نے کہا بہتر ہی مین بھجوائے دیتا ہون ایرج بولا اب افریج مجھے پہونچا دیگا عجیل نے بہت سا جواہر
دے کر ایرج کو رخصت کیا ایرج افریج کے مکان مین آیا اور کہا کہ پہلے ابھی مجھے پردہ دنیا مین لے چلو
اُسنے کہا کہ شہریار مین پہلے آپ کو قلعہ آفتاب نگار پر لیچلونگا جہان سے آفتاب تابان برآمد ہوتے ایرج
بولا اے افریج مین بھی زیارت کا مشتاق ہون مگر ایک دشمن میرا پردہ دنیا مین ہی کہ اُسکے ہاتھ سے تنگ ہون نہین معلوم
اُسنے میرے لشکر کا کیا حال کیا ہوگا افریج نے کہا کہ مجکو آپ صورت اسکی بتا دیجئے مین اُسے یہان اُٹھا لاؤن اور
آپ زیارت کو چلیے ایرج نے اسد کی صورت کا نقشہ کھینچکر افریج کو دیا اُسنے ایک دیو کے حوالے کیا کہ پردۂ دنیا
مین شہر اختم پر جاکر اس صورت کے آدمی کو اُٹھا لا وہ دیو نقشہ لے کر روانہ ہوا یہان اسد بن کرب غازی نے
کئی شبخون لشکر ایرج پر مارے کہ لشکر آفتاب پرستون کا تہ و بالا ہی ہرچند چاہتے ہین کہ اُسکے ہاتھ سے نجات
ہو مگر نہین ملتی ہزارہا آفتاب پرست روز قتل ہوتے ہین کہ تمام شب لشکر ایرج کو سوائے قتل ہونے کے سونا
نہین ملتا ایک دن کا ذکر ہی کہ رات بھر اسد لشکر ایرج کو قتل کرتا رہا صبح کو کوہستان کا راستہ لیا فتاح بلنگینہ پوش
سے باتین کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دیو اُٹھا کر اسد کو لیگیا فتاح اور جو لوگ ہمراہ تھے دیکھتے ہوئے رہ گئے مگر اسد
کو دیو لیے ہوئے چلا آتا ہی پردۂ قاف مین پہونچا ہی کہ ایک دیو ہی نام اُسکا افغان کوچک ہی رفیق ہی شاہزادہ
بدیع الزمان کا قلعۂ زمردنگار مین رہتا ہی وہ اب دریا پر بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہی دیو گرد و اطراف مین اُسکے
کھڑے ہین کہ ناگاہ آواز پرواز دیو کی آسمان پر سے آئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک دیو نے کہا کہ کسی آدمزاد کو کوئی دیو
اُٹھائے لیے جاتا ہی افغان نے حکم دیا کہ یہ حرامزادہ جانے نہ پائے مع آدمزاد اسے پکڑ لاؤ یہان سے دیو دوڑے
جاکر اُس دیو کو گھیرا اُسنے اسد کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور چاہا کہ بھاگ جائے ممکن نہوا دیوون نے اُس دیو کو گرفتار
کیا اور اسد کو بھی برو بے ہوا رو کا سامنے افغان کوچک کے لائے اُسنے اسد کو دیکھا بدیع الزمان کی شکل سے

مشابہ پایا ہوش مین لایا اسد کی جب آنکھ کھلی دیکھا ایک دیو سامنے بیٹھا ہے اور گرد اسکے مجمع اور بہت سے دیوؤن کا ہی
اور ایک دیو کو دیکھا کہ بندھا ہوا کھڑا ہے اسد پکارا کہ مجھکو کون یہان لایا افغان کوچک بولا کہ یہ دیو آپ کو لیے جاتا
تھا مین نے اس دیو سے آپ کو چھینا ہے آپ یہ فرمایئے کہ حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان سے آپ کو علاقہ
ہے اسد نے کہا کہ نواسا ہون کوچک سلیمان کا اور ہمشیرہ زادہ ہون بدیع الزمان کا بس یہ سنکر افغان کوچک اٹھ کھڑا
ہوا سلام کیا اسد کو لا کر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ مین غلام ہون آپ کا مجکو شاہزادہ بدیع الزمان نے
مسلمان کیا ہے اسد نے کہا کہ یہ دیو جو بندھا ہوا کھڑا ہے اسے ہمارے پاس لاؤ اُس دیو کو کھول کر سامنے لائے
اسد نے استفسار کیا کہ تو کون ہے اور مجھے کسکے پاس لیجاتا تھا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا کہ بحکم دیو افرنج مین
تجھے ایرج کے پاس لیے جاتا تھا مگر تیری زندگی تھی کہ بچگیا اگر مین جانتا کہ اس راہ مین تیرے دوست ہین تو کبھی
ادھر سے نہ آتا اور راستے جاتا اسد بولا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اگر تو مسلمان ہو تو مین تجھے چھوڑ دون اُسنے جواب دیا
کہ مین کبھی دین آفتاب پرستی نہ ترک کرونگا اسد پکارا کہ قتل کرو اس نابکار کو اُسی وقت اُس دیو کے ٹکڑے ٹکڑے
کیے لاش کو بھی پھکوا دیا افغان نے پوچھا کہ شہریار ایرج کون ہے اور اُسکو آپ سے عداوت کی کیا وجہ ہے اسد نے تمام
حال ایرج کا اور اپنی دشمنی کا بیان کیا اور کہا کہ ای افغان وہ پاجی نہایت زبردست ہے مین کسی طرح اُس سے عہدہ برآ ئی
نہین کرسکتا لیکن پردۂ دنیا مین مین نے بھی اسے بہت تنگ کیا ہے اور وہ میرے ہاتھ سے نالان ہے اور ای افغان
مین نے ایسے ایسے شبخون اُسپر مارے کہ اُسی کا دل جانتا ہے اور تم بھی اگر شریک ہو تو یہان بھی شبخون لشکر
افرنج پر مارون افغان نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ مین غلام ہون جان تک کام آئے تو موجود ہے جیسا ارشاد
ہو بجالاؤن اسد نے کہا کہ مین بوقین بنواؤنگا تم بھی سامان جمع کرو اور دیوؤن کو پردۂ دنیا مین بھیجکر آہنگرون اور
زرگرون کو اٹھوا منگواؤ افغان نے دیوؤن کو بھیجا وہ صدہا آہنگرون اور ہزارہا زرگرون کو اٹھا لائے وہ
سب سہمے ہوئے آئے اسد نے اُنھین تسلی دی کہ تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو جسوقت ہمارا کام بن چکیگا تم سب کو
بھجوا دینگے خاطر جمع رکھو یہ کہکر نقشا بوق کا اپنے ہاتھ سے بنا کر اُنھین دیا کہ ایسی بوقین تیار کردو اُنھون نے چند روز
مین ویسی بوقین تیار کین اسد نے اُنکو انعام دے کر دیوؤن سے کہا کہ جہان سے اُنھین لائے ہو وہین پہونچا دو
دیوؤن نے اُنکو طرفۃ العین مین پہونچا دیا اسد نے افغان کوچک کے دیوؤن کو بوق بجانا سکھایا اور کہا کہ
جب ہم بوق بجائین تم بوق کی صدا سنکر تیار رہو کہ ہمارے پاس آنا ساتھ ہمارے چلنا ہر گاہ لشکر حریف پر گرین تم
بے تکلف اُنھین قتل کرنا اور جسوقت ہم دوبارہ بوق بجائین تم لشکر حریف سے نکلکر چلے جانا پھر نہ ٹھہرنا القصہ جب
دیوؤن کی تعلیم سے فراغت پائی پوچھا کہ قلعہ آفتاب نگار یہان سے کتنی دور ہے اُنھون نے عرض کی کوئی چار
پانچ منزل ہے اسد نے حکم دیا کہ جلو بس افغان کوچک بارہ ہزار دیوؤن سے اسد کے ساتھ روانہ ہوا اب حال
ایرج کا سنیئے کہ یہ دیو افرنج کے ساتھ قلعہ آفتاب نگار مین آیا تمام قلعہ یاقوت احمر کا پایا دیکھا کہ بروج و فصائل
نادر کار ہین دکانین اور مکان یاقوت نگار ہین ہمدم مردمان سرخ پوش باسے شگفتگی لالے کا جوش ہے القصہ وہان افرنج
نے بہت تکلف سے ایرج کی دعوت کی بعد الفراغ دعوت کے ایرج نے کہا کہ اب مجھے نیر اعظم
کی زیارت کراؤ اُسنے کہا بہت اچھا اور دوسرے دن ایرج کو لے کر کوہ بلند پہ آیا نہایت فضا کا مقام نظر آیا
سامنے اُسکے ایک دریائے عظیم الشان موج مار رہا ہے جہان تک نگاہ کام کرتی تھی وہی دریا تھا ایرج نے کہا
ای افرنج یہ بڑا دریا ہی اُسنے عرض کی کہ شہریار یہ دریا نہین ہے ایک کنوان ہے کہ پچیس ہزار فرسنگ کے دور مین ہے

اسی مین سے آفتاب طلوع ہوتا ہی آپ صبح کو ملاحظہ فرمائیے گا غرض ایرج رات کو اُسی پہاڑ پر رہا اور صبح کو بہت سویرے سے اُٹھا دیکھ رہا تھا کہ ایک مرتبہ پانی نے جوش مارا اور رنگ پانی کا زرد ہونے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پانی مین سے رنگ نکلتا آتا ہی بعد اُسکے رنگ پانی کا مائل بسرخی ہوا بعد دم بھر کے قرص آفتاب پانی مین سے نکلا جہان تک نگاہ کام کرتی تھی وہی قرص آفتاب معلوم ہوتا تھا اور دمبدم بلند ہوتا تھا جیسے طائر تیز پر اُڑتا ہی اور قطرے پانی کے اُسمین سے ٹپکتے جاتے ہین یہ معلوم ہوتا تھا کہ لعل احمر مین سے مروارید سفید رنگ گر رہے ہین پس ایرج یا نیر اعظم یا خداوند نور بخش عالم کہکر سجدے مین گرا بعد تھوڑی دیر کے جو سر اٹھایا دیکھا کہ ہزار ہا فرسخ آفتاب بلند ہو گیا اور اب رنگ زرد معلوم ہوتا ہی ایرج نے افرنج سے کہا کہ آج زیارت خداوندی تیرے سبب سے نصیب ہوئی مین کمال ممنون ہوا دولت لازوال مجھے ملی غرض ایرج وہان سے پھر کر قلعہ آفتاب نگار پہ آیا سیر و تماشا دیکھنے لگا افرنج سے کہا کہ وہ جو دیو تمنے اس آدم زاد کے لانے کو بھیجا تھا اُسکا کچھ پتہ نہ معلوم ہوا دریافت تو کرو اُسنے دیوون سے کہا کہا رے دیو افرغہ کو نقشہ دے کر اُس آدم زاد کے لینے کو بھیجا تھا وہ لایا یا نہین دریافت جو کیا تو سُنا کہ ابھی نہین آیا ایرج نے کہا کہ کتنا عرصہ ہوا کہا مہینا بھر کا پوچھا کہ پردہ دنیا کے رفر کا راستہ ہی کہا کہ آتے جاتے آٹھ دن کا ایرج بولا ای افرنج وہ دیوانہ اسکو نہین ملا اور افرغہ مارے شرمندگی کے نہین آیا یا یہ کہ ہے آتا ہو کسی نے پکڑ لیا ہو دیو کو مار ڈالا ہو کچھ نہ کچھ پتہ چلا دن بھر یہان یہی باتین رہین رات کو وہان اسد بوق بجا کر لشکر افرنج پر شبخون کر قتل کرنے لگا ایرج جو بیدار ہوا بوق کی آواز سنی جلدی سے اُٹھکر روانہ ہوا یہان اسد شبخون مار کر چلا گیا تھا دیو آپسمین لڑ رہے تھے جدھر کو ایرج آیا اُدھر لڑائی موقوف ہوئی مگر لاشش پر لاش پڑی کہا ہر کسی کا بھائی مارا گیا ہر کسی کا باپ قتل ہوا ہی ایک تلاطم مچا ہوا ہی ایرج نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی ارے کون آیا تھا دریافت تو کرو اور کوئی لاش حریف کی بھی ہی یا نہین تلاش جو کیا تو کوئی لاشہ غیر کا نہ نکلا حیران ہوکر بیٹھ رہے دوسری شب کو پھر وہی کیفیت ہوئی کہ اسد پھر آکر شبخون کر ایک طرف سے آیا دوسری طرف سے نکلگیا دیو آپس مین رات بھر لڑا کیے ایرج جب آیا تب لڑائی موقوف ہوئی القصہ تین شبین اسیطرح گذرین خورد و خواب دشوار ہو گیا اور افرنج ہر چند تلاش کرتا تھا حریف نہ ملتا تھا کہ کون ہی ایرج نے کہا ای افرنج یہ وہی آدم زاد اسد دیوانہ ہی پردہ دنیا مین بھی یہی حشر اُسنے برپا کیا تھا افرنج بولا ای زبدہ آفتاب پرستان آپ کیا فرماتے ہین کہان پردہ دنیا کہان آدم زاد اور یہ مکان مشرق قاف مشہور ہی یہان وہ کہان پہونچا ایرج نے کہا ای افرنج میرے گمان مین یہ وہی ہی ایک نہ ایک دن یقین معلوم ہو جائیگا اور آج رات کو مین طلایہ پھرونگا بیٹا افرنج دیو کا سارنج نام بہت زبردست ہی اُسنے عرض کیا کہ ای ایرج نوجوان آپ تکلیف نہ کرین جو کوئی شبخون کرتا ہی آج مین اُسے گرفتار کرونگا افرنج بولا ای فرزند تو ارادہ نہ کرین خود آج شب کو طلایہ کا گشت پھرونگا حریف سے سمجھ لونگا کس واسطے کہ اگر کچھ چشم زخم تجھکو پہونچا تو مجھے کمال رنج ہوگا ایرج نے کہا ای افرنج اگر شبخون کرنے والا اسد دیوانہ ہی تو بہت کمزور ہی تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو فرزند تمھارا اُسے پکڑ لائیگا افرنج چپ ہو رہا سارنج مستعد ہوا قضائے کار یہ خبر ہرکارون نے اسد کو پہونچائی کہ آج افرنج کا بیٹا مقرر ہوا ہی کہتا ہی کہ جو شبخون آکر کرتا ہی اُسے گرفتار کرونگا اسد بولا کچھ پروا نہین اور اپنے دل مین کہا کہ ای اسد تیرے بھائیون نے ہزارہا دیو قتل کیے ہین کیا تو ایک کو بھی نہ مار سکیگا آج جس طرح ہو اُس حرامزادے کو قتل کر ورنہ تیری زیست عبث ہی اور حکم دیا کہ مین آج سویرے جاؤنگا سب تیار رہنا الغرض پہر رات گئے بوق بجائی سب دیو تیار تو بیٹھے تھے آکر حاضر ہوئے اسد ایک دیو پر آپ سوار

ہوا اور سب کو ساتھ لے کر دو پہر رات گئے لشکر افریخ پر آیا دیکھا کہ آج بڑی جاگ ہے روشنی بھی بہت ہے کچھ اندیشہ نہ کیا
تلوار کھینچکر مع ہمراہیان لشکر پر گرا قتل کرنے لگا سارنج کو خبر ہوئی کہ حریف شبخون مارنے آیا ہے وہ دوڑا کہ یہان سے یہ جاتا
تھا اُدھر سے اسد بن کرب غازی لڑتا چلا آتا تھا اثنائے راہ مین مقابلہ ہوا سارنج پکارا کہ ارے کمبختون لوگ مانند
چورون کے آتے ہو اور بھاگ بھاگ جاتے ہو آج کدھر جاؤ گے اسد پکارا کہ ہم اس آفتاب پرست کے بھگا دینے والے ہین
بھگوڑا کوئی اور ہوگا سارنج للکارا کہ پھر لڑ کر سلمنا کر اسد بکارا آیا ہون اور مرکب چمکا کر برابر اُسکے پہونچا اُسنے دیکھا کہ آدمزاد
دُبلا پتلا مگر ماہ صورت آفتاب طلعت ہے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے کہا کہ ملک الموت قابض ارواح کفار سارنج برہم ہوا اور
دار شمشاد اٹھائی کہ مارے اسد تو نہایت چالاک ہے ہاتھ اُسکا دنیا نہ ہونے پایا تھا کہ ایک تلوار ماری کہ شانہ اُسکا افشان
ہو گیا دار شمشاد سارنج کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی لہو خوب بہا پونچھکر چاٹنے لگا اسد نے دوسری تلوار لگائی کہ دوسرا
ہاتھ بھی اُسکا جھول پڑا اور سارنج پکارا کہ ارے مجھے بچاؤ مین تو اس آدمزاد سے مارا جاتا ہون ہزار ہا دیو درمیان مین
آ پڑے دیو سارنج کو لے بھاگے اسد اُسکے تعاقب مین چلا کہ ایرج اس اثنا مین بیدار ہوا مرکب پر سوار ہوا پوچھا چلا
کہ حریف کدھر ہے افریخ بھی اُسکے ساتھ ہو لیا اسد کو بھلا کب پاتا ہے لیکن لاش پر لاش دیکھتا چلا آتا ہے اور کف افسوس
بھی ملتا آتا ہے لیکن حریف کا کہین پتا نہین اور افریخ اپنے بیٹے کی تلاش مین تھا یہان تک کہ صبح ہو گئی اور ایک
جانب سے سارنج کو دیو لے کر پہونچے وہ بیہوش تھا افریخ نے پوچھا کہ ارے اسے کیا ہوا دیوؤن نے کہا کہ یہ
حریف کے گرفتار کرنے کو گیا تھا خود مبتلائے آفت ناگہانی ہو گیا اسکا ایک حربہ بھی نہ کارگر ہوا اُسنے کئی زخم لگائے
آخر کار ہم لوگ اسے لے کر بھاگے ایرج نے کہا اے افریخ یہ وہی اسد دیوانہ ہے افسوس کہ اُسے بلوا کر مین اس آفت
مین پڑا افریخ بولا کہ آپ تو کہتے تھے کہ وہ بہت کمزور ہے یہ کیا حالت کی ایرج نے کہا کہ اے افریخ مین جانتا تھا
کہ وہ مجھسے عہدہ بر آ نہین ہوتا اور اُسنسے بھی عہدہ برآ نہ ہوگا افریخ نے کہا کہ آپ نے کس طرح دریافت کیا کہ یہ
وہی ہے اور آپ نے کس دلیل سے ایسا قیاس کیا ذرا ہمکو بھی سمجھا دیجیے ایرج نے کہا کہ ایک دو دلیلین نہین ہین
کئی دلیلین ہین اول تو یہ کہ مین نے ایک دیو کو اُسکے اُٹھالانے کے لیے روانہ کیا تھا وہ دیو غالباً حاضر ہو گیا ہوگا اور اُٹھالایا ہوگا
چونکہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے اکثر دیوؤن کو مسلمان کر لیا ہے تو کیا عجب ہے کہ کسی مسلمان دیو نے اُسے پہچان کر چھڑا لیا ہوا اور اسد
نے اُس دیو سے میرا حال استفسار کیا ہو اور اب آکر شبخون مارنا ہو ایک دلیل تو یہ تھی دوسری یہ ہے کہ اسطرح کی لڑائی سوا
اُسکے دوسرا نہین لڑ سکتا اور یہ انداز جنگ سوائے اسد کے اور کسی مین نہین ہے مجھے یقین کامل ہے کہ یہ وہی دیوانہ ہے یہ باتین
کرتے ہوئے وہانسے پھرے اور جراحون کو طلب کرکے دیو سارنج کے زخمون مین ٹانکے لگوائے جب وہ ہوش مین آیا تو اس سے ایرج
نے استفسار حال کیا کہ کیون اے سارنج یہ جس شخص سے تمسے مقابلہ ہوا کس قطع اور کس شباہت اور کس رنگ اور کس قد و قامت
کا آدمی ہے اور تمسے کیونکر لڑا اور تمھین کس طرح زخمی کیا یہ سنکر دیو سارنج نے کہا کہ اے ایرج نوجوان مین اس شخص کی کیا
حالت بیان کرون آدمی کا ہے کو تھا ایک چھلاوا تھا اسطرح سے اُسنے میرا مقابلہ کیا کہ مین اچھی طرح اُسے دیکھ
بھی نہ سکا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بجلی کوند رہی ہے جیسے ہی مین نے دار شمشاد مارنے کے قصد سے ہاتھ بلند کیا ویسے ہی
اُس مرد سفاک نے زیر بغل خالی پا کر ایک ہاتھ تلوار کا رسید کیا کہ شانہ سیر الشانہ ہو گیا پھر تو مثل بجلی کے وہ مرد چالاک مجھپر
گرا وار پر وار کرنے لگا دم لینے کی مہلت نہ دی میری زندگی باقی تھی کہ مین بچگیا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ قسم ہے نیر اعظم
کی کہ یہ وہی دیوانہ تھا جو آج شب کو مین گرد لشکر کے طلایہ پھر رہا تھا سارنج نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان ہرگز
ایسا قصد نہ کیجیے گا وہ شخص نہایت سفاک اور بڑا بیباک ہے ایرج نے کہا کہ ہان مین خوب جانتا ہون وہ میرا دیکھا ہوا ہے

سوائے میرے وہ کسی سے نہ دیگا قصہ مختصر شب کو ایرج ہوشیار بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک آواز بوق کی آنے لگی تمام دیو ومخنین ایک غل پڑگیا کہ وہ حریف پھر شبخون مارنے آتا ہی ایرج اُس بوق کی آواز پر دوڑا اسد ایرج کے آنے کی خبر سنکر صاف نکلا ہوا چلا گیا ایرج نے ہرچند تعاقب کیا مگر اسد کو نہ پایا لیکن ایک دیو کو اسد کے ہمراہیان سے ایرج نے گرفتار کر لیا صبح کو اُس دیو کو اسیر کرکے ایرج کے سامنے لائے ایرج نے اُس دیو سے پوچھا کہ ای دیو تو صاف صاف اور سچ سچ بیان کردے کہ یہ جوانمرد جسکی ہمراہی مین تو تھا یہ کون شخص ہی اور کیا نام ونسب رکھتا ہی اگر تو نے سچ سچ بیان کر دیا تو تو خیر ورنہ یہ سمجھ لے کہ مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اور اُسی دم زیر شمشیر کر دونگا اور ایک ساعت نہ کرونگا یہ سنکر اُس دیو نے کہا کہ ای ایرج اگر تیرا یہ ارادہ ہی تو مین بھی صاف ہی صاف بیان کیے دیتا ہون ای ایرج نوجوان آگاہ ہو کہ یہ آدمزاد زلزلہ قاف حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا نواسا ہی اسد بن کرب دلاور نام نامی ہی ایرج نے کہا اچھا یہ تو بیان کر کہ اسد بردہ قاف مین کیونکر ہو پہنچا اُس دیو نے جملہ کیفیت بیان کر دی ایرج نے یہ سنکر افرخ سے کہا کہ کیون افرخ سنا تو نے جو کچھ کہ مین کہتا تھا وہی بات نکلی یا نہین ای افرخ مین تو اُسکی طرز جنگ سے سمجھ گیا تھا کہ اسد ہی بعد اُسکے اُس دیو کو اُسیوقت یہ کہکر رہا کر دیا کہ جا جہان تیرا جی چاہے وہان چلا جا چونکہ تو نے اس امر کو بالکل سچ سچ بیان کر دیا لہذا ہمنے تجکو رہا کر دیا یہ کہکر قید اُس دیو کی کٹوا دی وہ دیو بھاگا بھاگ اسد کے پاس چلا گیا اسد نے اُس سے استفسار حال کیا اُسنے کل سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک بیان کر دی یہ سنکر اسد نے اپنے کل دیوون کو شمار کیا کہ شاید کوئی اور دیو بھی اسی طرح گرفتار ہو گیا ہو جب شمار کیا تو پورے نکلے کہنے لگا کہ افسوس اس دیو کے گرفتار ہو جانے سے ہمارا حال ایرج پر منکشف ہو گیا مگر خیر کچھ پروا نہین ہی اگر حال کھلگیا تو کھل گیا وہ مردود میرا کیا بگاڑیگا کیا روز شبخون مارونگا اور اسکو پریشان وحیران کر کے انشاء اللہ العزیز یونہین نکل جایا کرونگا القصہ ہر روز اسد یونہین شبخون مارتا تھا اور اسی طرح نکل جاتا تھا ایرج ہرچند کوشش کرتا تھا مگر نہ پاتا تھا قضائے کار اتفاقات روزگار ایک شب جو اسد نے شبخون مارا تو گھیرے مین پڑگیا یہان تک کہ لڑتے لڑتے صبح ہو گئی صبح ہوتے ہی اسد ایرج کے سامنے سے بھاگ کر ایک جانب کو راہی ہوا ایرج نے بھی اُسکے ساتھ ہی ساتھ گھوڑا ڈال دیا تا اینکہ ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچے اب اسد نے خیال کیا کہ ای اسد بغیر لڑے مرے ہوئے اب کوئی چارہ نہین ہی جس طرح ہو جان پر کھیل جا یا اُس سرے یا اس سرے تا اینکہ ایرج سے اور اسد سے سامنا پڑ گیا ایرج پکارا کہ او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول تو نے بردہ قاف مین بھی مجھے دق کیا یہان بھی چین سے لینے نہ دیا ہر روز میرے لشکر کو تباہ کیا کرتا ہی مگر آج تو میرا تیرا سامنا ہو گیا ہی اب تو جائیگا کہان دیکھ تو تجھے کیونکر مارتا ہون یہ سنکر اسد پکارا کہ اچھا یہ تو مین نے تسلیم کیا کہ تو مجھے قتل کریگا مگر یہ تو بتا کہ فرخ تاجر کی زوجہ جو مجھپر عاشق ہی اُسکا رنج تجھے کیونکر گوارا ہوگا ایرج نے پکار کر کہا کہ او دیوانے کیا واہیات وہملات بکتا ہی خاموش رہ مین آ پہونچا یہ کہکر گھوڑا اکڑا کے اسد کے برابر ہو پہنچکر ایک تلوار رسید کی بس پھر کیا تھا اسد بھی برس پڑا تلوار پر تلوار مارنا شروع کی مگر کیا ہوتا ہی دیو بیچ مین آگئے اور جان دینے پر مستعد ہو گئے اسد دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار اس ظالم کے پنجہ سے تو ہی بچانے والا ہی ابھی اسد یہ دعائین مانگ ہی رہا تھا کہ یکایک ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر ہویدا ہوا اور آواز نوبت دنقارے کی آنے لگی جب وہ ابر شق ہوا تو ایک نقابدار سفید پوش با کروفر دیو وپری کا لشکر لیے ہوئے تخت پر سوار نمودار ہوا اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست او پاجی نامعقول کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کھڑا تو رہ تو اپنے زعم ناقص مین یہ تصور کرتا ہی کہ اسد صفدر بن کرب دلاور کمزور ہی اور اسکا کوئی معین ومددگار نہین ہی تو اسے مار لیگا یہ تو خیال تیرا بالکل فضول ولغو ہی ایرج نے کہا کہ ای نقابدار

یہ اس کمزوری پر تو بلاے بے درمان اور آفت جان وجہانیان ہی اس دیوانے نے بتنگ کر مارا ہی کسی مقام پر چین نہین
لینا دو اغافل ہوے اور آکر لشکر تباہ و برباد کر دیا دیکھ تو اسکی حمایت نکر نقابدار نے کہا کہ یہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ تو
میرے سامنے اسد کو قتل کرے مین انشاءاللہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے نکرون تو نام اپنا بدل ڈالون القصہ بعد گفتگوے بسیار
خوب تلوار چلی تا اینکہ تلوارین آنکی آریان ہوگئین ہاتھ سے پھینک دین اور نوبت بہ کشتی پہونچی اسد نے افغان کوچک سے
کہا کہ یہ دونون جو باہم لڑ رہے ہین پھر اگر نقابدار اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے زیر ہوا تو پھر مجھے کون بچائیگا اور یہ
ممکن نہین کہ ایرج نقابدار سے مغلوب ہو پھر ایسے مین وقت فرصت کا ہی اسے غنیمت جان کر مجھے پردہ دنیا پر لے چل
اُسنے کہا کہ بہت خوب یہ کہکر اسد بن کرب غازی کو ساتھ لیکر پردہ دنیا کو راہی ہوا مگر یہان ایرج اور نقابدار باہم
دو روز لڑ چکے ہین اب تیسرا دن آگیا ہی ریلا پیلا ہو رہا ہی وہ اِسے ریل لیجاتا ہی یہ اُسے ریل لیجاتا ہی تا اینکہ ایک مرتبہ ایرج
نقابدار کو ریلے کر دوڑا اور نقابدار نے پیچھے ہٹنا شروع کیا تا اینکہ تھوڑی دور پر موش خانہ تھا پیچھے ہٹتے ہٹتے پانون
نقابدار کا اُس ہوش خانہ مین جا رہا مگر بہت دلاوری کرکے زور ایرج کا روکا اور پانون ہوش خانہ سے نکال کر ایرج
کو ریل کے چلا ہی تھا کہ پانون مین ایک درد پیدا ہوا اور رنگ نقابدار کا زرد ہوگیا اور تھرتھر کانپنے لگا ایرج نے کہا
کہ کیون کیون کیا حال ہی نقابدار نے کہا کہ اے ایرج پانون میرا موش خانہ مین جاکر اُکھڑ لیا ایرج نے کہا کہ اچھا اب
اپنی فرودگاہ کو واپس جاؤ جب اچھے ہو لوگے تب لڑینگے یہ سنکر دو لوگ نقابدار کے نقابدار کو اُٹھا لے گئے اب جو
ایرج ادھر سے پھرتا ہی تو اسد ندارد دریافت کیا کہ اسد کیا ہوا لوگون نے بیان کیا کہ حضور وہ تو جبھی چلا گیا تھا
ایرج نے کہا کہ جاکر افغان کوچک کے مکان پر تو دیکھو اب جو دیو خبر کو جاتے ہین تو سنا کہ افغان کوچک اسد
کے ساتھ پردہ دنیا کو چلا گیا دیو نے آکر ایرج سے بیان کیا ایرج نے افرنج سے کہا کہ غضب ہوا یہ دیوانہ
ضرور میرے لشکر کو جاکر غارت کریگا مجھے بھی بہت جلد پردہ دنیا پر لیچلو القصہ ایرج بھی مع اپنے لشکر کے پردہ دنیا پر
روانہ ہوا اب اس قصہ کو تو یہین چھوڑیے اور دو کلمے حال مالک اور داراب کے سنیے کہ یہ دونون جو شکست کھاکر
ایرج کے ہاتھ سے جانب ملک کشور یہ روانہ ہوے تو منزل بمنزل کوچ بکوچ چلے جاتے تھے کہ تیسری منزل پر
پہونچکر ایک صحرا مین اُترے کشور شاہ نے سب زخمیون کے ٹانکے لگواے علاج و معالجہ ہونے لگا جب زخم اُنکے
بھر ہرے ہوے تو داراب نے مالک سے کہا کہ یہ تیسرا مرتبہ ہی کہ مین جاتا ہون اور بے نیل مقصود پھر آتا ہون اب جی نہین
چاہتا کہ اس ذلت و خواری سے ملک کشور یہ جاؤن مالک نے کہا کہ اے داراب خدا چاہیگا تو یہ سب ذلت مٹ
جائیگی کوئی مقام رنج و غم نہین ہی اکثر یہ دیکھا گیا ہی کہ اولاد حمزہ کبھی شکست بھی پا جاتے ہین اگر خدا نے چاہا تو تم پھر
کامیاب ہوگے زخم اچھے ہو لینے دو گھبراؤ نہین اور یہان سے جاؤ نہین تا وقتیکہ زخم تمھارے اچھے ہون داراب
نے کہا کہ بہت اچھا جو مرضی آپ کی بجاؤنگا ارشاد آپ کا بجا لاؤنگا القصہ دو روز وہان قیام کو گذرے تھے کہ تیسرے
دن صبح کے وقت جانب صحرا سے ایک تتق گرد و غبار کا اُٹھا داراب نے ہرکارون سے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ دیکھو تو
کون آتا ہی اور افسران فوج کو حکم دیا کہ کل مال و اسباب بیچ مین کرلو اور کل فوج کو گرداگرد کھڑا کرو القصہ ویسا ہی کیا گیا
کل فوج گرداگرد ہوگئی مال و اسباب بیچ مین کرلیا گیا کہ یکایک دامن گرد کا شق ہوا اور پانچ سو علم نشان پانچ لاکھ
سوار کا نمایان ہوا علمون کے پھریرون پر کام ستارون کا بنا ہوا ہاتھیون کی جھولون پر بھی ستارے ٹکے ہوے
علمدار زرین پوش دوش بدوش چلے آتے ہین بعد اُسکے اور کل سامان جلوس سواری کا سامنے سے نمودار ہوا بعد
اُسکے خورشید ستارہ پرست مرکب پری پیکر پر سوار آگے آگے اور پشت بر اختر اختران خورشید اختری

وناہید اختری تخت پر سوار اور پانچ لاکھ سوار اور پیدل پیچھے پیچھے چلے آتے ہین اور ہر ایک مقام پر قیام کرتے جاتے ہین تا اینکہ تمام لشکر نے ایک مقام سبزہ زار مین قیام کیا خیمے ڈیرے استادہ ہوے ہرکارون نے آکر داراب کو خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست آیا ہی داراب نے کہا کہ خبر معلوم ہوا ادھر جب خورشید ستارہ پرست نے داراب کا لشکر اُترتے دیکھا تو کہا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کسکا اُترا ہوا ہی اُسی وقت ہرکارون نے جاکر دریافت کر کے عرض کیا کہ یہ لشکر داراب کشور کشا کا ہی ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آئے ہین اور آپ کو دیکھ کر بہت خائف ہین اسباب سب بیچ مین کر لیا ہی فوج سب گرد کھڑی ہوگئی ہی خورشید نے کہا کہ بھئی ہم کیا قزاق ہین کہ جو ہم سے اسباب کی حفاظت کی ہی اگر وہ زخمی ہی تو مین اُسکی عیادت کو جاؤنگا اور اُسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوا جب داراب کے خیمے مین پہونچا تو داراب نے کہا کہ اے خورشید مین زخمی ہون نہ تمھارا استقبال کر سکا نہ تمھاری تعظیم کو اُٹھا خورشید نے کہا کہ آپ بیکار عذر کرتے ہین مین آپ کا حال پہلے ہی سُن چکا ہون فقط آپ کی عیادت کے واسطے آیا ہون کیسے تو آپ کا حال کیا ہی داراب نے کہا کہ اے خورشید حمزہ صاحبقران تو لقا کے تعاقب مین ظلمات کو گئے ہین اور ہم لوگون سے اُنھین ایسی الفت تھی کہ لندھور کو تو ایرج کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین اور مالک اژدر کو میری نگہبانی کے واسطے معین کیا اور عجیل ماہرو کو تمھاری نگرانی کے واسطے چھوڑا ہی تو بھائی مالک نے تو میرے ساتھ وہ کیا کہ جو باپ بیٹے کے واسطے کرتا ہی ہر وقت میرے واسطے سینہ سپر ہی پھر مجھے یہ کب لازم ہی کہ صاحبقران کے ملک سے علاقہ نہ رکھون مگر ایرج کی خواہش یہ ہی کہ علاقے کو صاحبقران کے برباد کرے اور برباد کر رکھا ہی اور لندھور اُس سے بالکل متعرض نہین ہوتا یہان تک کہ شہر فرنگوشیہ ایرج نے لے لیا اور ترکون کو قتل کیا اور اسیر بھی وہ ہندی خبر نہ ہوا یہ بعیت کا ہیکو ہی عین اطاعت ہی یا وہ جو اسد مشہور کرتا ہی کہ لندھور ایرج پر عاشق ہی ایسا ہی کچھ ہی مین ایرج کو سمجھانے گیا تھا جب اُسنے نہ مانا تو نوبت بہ جنگ پہونچی گردش فلکی سے مین بھی مجروح ہوا اور مالک بھی زخمی ہوا خورشید نے کہا کہ اچھا مضائقہ کیا ہی زخمی ہونے سے شجاعت مین فرق نہین آتا حمزہ صاحبقران بھی اکثر زخمی ہو گئے ہین مگر تم مجکو ایسا نامرد سمجھتے تھے اور افسوس کہ ایسا بدا جانتے تھے جو مال و اسباب اپنا حفاظت مین کیا اور یہ خیال کیا کہ مین مال و اسباب تمھارا لوٹ لونگا اور تمھین حالت زخمداری مین ایذا دونگا اول مجھے تمسے مخاصمت کی کوئی وجہ نہین دوسرے اگر کوئی وجہ بھی ہوتی تو مین ایسا نامرد اور دیوانہ نہ تھا کہ حالت زخمداری مین دق کرتا داراب نے کہا کہ بھائی بجا ہی تو اسکا گمان بھی نہ تھا خورشید نے کہا بس بس اب کچھ نہ کہو تمنے مجھے دیکھتے ہی تو اپنے مال و اسباب کی حفاظت کا حکم دیا داراب نے کہا کہ خورشید تم ایسی باتون کا خیال نہ کرو اور دعوت میری قبول کرو خورشید نے کہا کہ مجھے کیا عذر ہی ہم تم سب ایک حالت مین ہین غرض دو دن تک خورشید کی دعوت کی تیسرے روز خورشید نے داراب سے کہا کہ اے داراب چلو جب کہ حمزہ صاحبقران ظلمات سے واپس آئینگے تو سمجھ لیا جائیگا داراب نے کہا کہ بات تو بہت اچھی ہی مگر میری حالت ظاہر ہی کہ زخمی ہو رہا ہون تمھاری معیت مین نہین چل سکتا مگر تمکو بہت جلد جانا چاہیے کس واسطے کہ ایرج اہل اسلام کا خاتمہ کیے دیتا ہی آجکل ایرج شہر اختم پر ہی تم پہلے چل کھڑے ہو پیچھے پیچھے مین بھی آتا ہون خورشید نے کہا کہ اچھا آج مین اپنا سامان درست کرتا ہون کل شہر اختم کو روانہ ہونگا اور داراب سے رخصت ہو کر اپنے خیمے مین آیا اور دوسرے روز روانہ ہوا اب اسے تو راہ مین چھوڑیے اور چند کلمے داستان شہر اختم کے سنیے کہ جب یہان ایرج بستر خواب پر سے غائب ہو گیا تو مالک بن ملکوت شاہ نے شاپور کو بلا کر کہا کہ اے شاپور تم دریافت تو کرو کہ یہ کام کسکا تھا شاپور اُسی وقت گیا اور جاکر بستر اضرغام کا پہچانا کہنے لگا کہ غضب ہو گیا اسد نے ایرج کو پکڑوا بلوایا اب اسد کو کہان ڈھونڈیے معلوم نہین کہ وہ دیوانہ کہان ہی مالک بن ملکوت شاہ سے آکر حال بیان کیا اور کہا کہ ہرچند مجکو معلوم نہین کہ اسد کہان ہی مگر غالبًا کسی پہاڑ مین ہوگا مین کوہستان کو ڈھونڈھتا

جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور جب تبلاش ایرج قریب لشکر مسمار دریاباری اور لبستہ حصار کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ
ضرغام سے ایرج کا پشتارہ چھین لیا ہے اور اسد آیا ہوا ہے ایرج کو مانگ رہا ہے بس یہ سنتے ہی شاپور نے خیال کیا
کہ اگر لندھور آجائے تو ایرج بچ جائے یہ خیال کرکے لشکر لندھور کیطرف روانہ ہوا اور اسوقت پہونچا کہ جب لندھور
اپنے رفقا سے کہہ رہا ہے کہ نہین معلوم ایرج کو کون چُرا لیگیا پہلے طرماسپ غائب ہوگیا تھا اب ایرج کا پتہ نہین لگتا
خدا جانے کون ایسا زبردست عیار ہے کہ ایسی ایسی چالاکیان کرتا ہے اور کچھ حال نہین کھلتا کہ شاپور نے پہونچکر
سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ ایرج زندہ رہے تو جلد چلیے ورنہ اسد دیوانہ ایرج کے ٹکڑے
ٹکڑے کردیگا لندھور نے کہا کہ اچھا مین چلتا ہون مگر کچھ حال تو بیان کر یہ سنکر شاپور نے کل حال بیان کردیا جب
لندھور نے کل حال سن لیا تو سوار ہوکر اُسی وقت روانہ ہوا مگر اسوقت پہونچا کہ ملک مسمار دریا باری بھائی کی
لاش پر رو رہا تھا استفسار حال کیا اُسنے کل حال اور کیفیت بیان کی بارے خاطر جمع ہوئی کہ ایرج تو چھوٹ گیا
شاپور ملک مسمار کو تشفی و دلاسا دے کر ایرج کے تعاقب مین روانہ ہوا تھوڑی دور آکر معلوم ہوا کہ ایرج کو
کوئی آسمان پر اُٹھا لیگیا لندھور حیران و پریشان اُدھر سے واپس ہوا ملک لبستہ نے مسمار دریا باری کی لاش کو دفن
کروا دیا اور ایرج کی خبر کے واسطے ہرکارون کو روانہ کیا اور وہان مالک بن ملکوت شاہ نے سانڈنی سوار ایرج
کی تلاش کے لیے روانہ کیے اب اس قصے کو تو یہین چھوڑیئے اور دو کلمے کچھ حال طرماسپ کے ملاحظہ فرمایئے کہ جمشید اور
خورشید اخمی نے طرماسپ کو اپنے وزیر برجیس اختر شناس کے حوالے کیا برجیس نے اپنے قصر کے نیچے لاکر قید کیا
مقتضاے کار اتفاقات روزگار ایک روز برجیس کی بیٹی سمن عذار اپنے قصر پر بیٹھی ہوئی تھی کہ یکایک طرماسپ پر نگاہ جا پڑی
بس دیکھتے ہی ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہوگئی تیر ابرو جگر کے پار ہوگیا دل سو جگہ سے فگار ہوگیا اشعار
تھی نگہ یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا ایک
آہ کے ساتھ + بس ہوش وحواس رخصت ہوگئے عقل بالکل جاتی رہی حالت جنون کی طاری ہوئی ہر چند اپنے دلکو
سمجھایا کہ اے سمن عذار یہ تجھے کیا دیوانہ پن ہوا ہے کیا وحشت سوجھی ہے اپنے دل کو سنبھال جی کو تھام عقل سے کام لے
اسقدر بیقرار و مضطر نہو معلوم نہین یہ کون شخص ہے اور کس مذہب کا آدمی ہے تو مسلمان اُسکے دین و مذہب سے لاعلم
محض دوسرے تو وزیرزادی یہ مجرم بادشاہ اور معلوم نہین کس علت مین مقید ہے تو جو اسیر دلدادہ ہوئی ہے تو یہ کونسی
لاطائل حرکت ہے سنبھل سنبھل ایسے مہمل حرکات تجھے زیبا نہین ہین انجام اسکا اچھا نہین ہے مگر دل بیقرار کو کب قرار آتا ہے
ہر دم ولولۂ عشق بڑھتا جاتا ہے صبر و قرار رخصت ہوتا جاتا ہے اشعار سر کیے لگا پاس ناموس و ننگ + لگی
عقل اور عشق مین ہونے جنگ + مسلط ہوئی دل پہ فوج جنون + علم عقل کے سب ہوئے سرنگون + اب یہ حال ہے
کہ ملکہ سمن عذار کو نہ کھانے سے سروکار نہ پانی سے کام خواب و خور سب حرام شعر چپکی رہتی ہے خستہ حالی سے + گفتگو منقشت
صورت خیالی سے + پہرون دل سے باتین کیا کرتی ہے اکثر منھ ڈھانپ کر رو دیا کرتی ہے تنہائی پسند آئی ہے
و برخاست سے نفرت ہوئی جاتی ہے تا اینکہ اگر کوئی خواص تک آجاتی ہے تو اُس سے برہم ہوکر کہتی ہے کہ تو کیون آئی
ہے مجھے کس نے بلایا تھا جا چلی جا خبردار بغیر ہمارے طلب کیے نہ آیا کر اور اگر بار دگر پھر تو بغیر میرے
بلائے ہوے آئی تو بہت سخت سزا پائیگی اور اکثر اوقات اُسی قصر پر آکے بیٹھا کرتی تھی اور طرماسپ کو دیکھا کرتی
تھی یہ حالت ہوگئی کہ دن بھر بدن تپ غم سے جلتا ہے اور ہر لحظہ ہر ساعت دل سلگتا ہے نہ کسی سے بات نہ چیت منھ پر لپیٹے
دن بھر پڑے رہنا اور ہر وقت دل پر صدمہاے فراق کا سہنا جب کوئی زیادہ مصر ہوتا ہے تو کچھ کھا لیتی ہے اور پھر منھ لپیٹ کر

پڑی رہتی ہے ورنہ غذا غم ہے اور پانی اشک چشم پرنم ہے نہ تن کی خبر نہ من کا ہوش بالکل مبہوت عشق اور مست و بیہوش نہ گرمی
کا ادراک نہ سردی کا احساس پارہ پارہ لباس گریبان چاک جہان پڑی ہے وہان پڑی ہے جہان کھڑی ہے وہان کھڑی ہے اگر
کسی نے پوچھا کہ ملکہ کیون مزاج کیسا ہے جواب دیا کہ اچھی ہون جو دم گذرتا ہے غنیمت ہے گذرتا ہے مجھ کمبخت کو کیا ہوگا کبھی آہ سرد بھرنا
کبھی آہ و نالہ کرنا کبھی کسی گوشے مین بیٹھی زار زار روتی ہے کبھی شکوہ پرداز جور فلکی ہوتی ہے شعر اے چرخ دکھایا
کیا یہ نیرنگ + ظالم تیرے بھی ہین عجب ڈھنگ + او بیداد گر خدا سے مطلق نہین ڈرتا ہے مجھپر ناحق بیداد عشق کرتا ہے
مین تو جانتی تا نہ تھی کہ عشق کیا شے ہے ناحق مجھپر یہ بیداد و جفا ہے قصہ مختصر ملکہ سمن عذار پر جب کئی روز اس حالت مین
گذر گیے انیسون جلیسون نے متفق اللفظ ہو کر یہ مشورہ ٹھہرایا کہ جا کر ملکہ سے استفسار کرو اور سمجھاؤ سب نے آکر عرض
کیا کہ ملکہ آپ کی یہ حالت ہمنے کبھی نہین دیکھی ایسا محو و بیخود کبھی نہین پایا کہ نہ کھانے کا ہوش نہ پانی کی پروا نہ آپ کسی سے
بولتی ہین نہ کسی سے بات کرتی ہین چپکے چپکے آہ سرد بھرتی ہین رنگ چہرے کا متغیر ہے ہر وقت حال ابتر ہے ہر وقت
آنکھون مین آنسو بھرے ہین دشمنون کو کیا بیماری ہے کیا عارضہ ہے اگر حول دل ہے تو اسکا علاج فرمائیے اور اگر کوئی دوسرا امر ہے
تو خدا کے واسطے آگاہ کیجیے کہ اسکی تدبیر کیجاے ملکہ نے جواب دیا کہ صاحبو مجھے کوئی عارضہ نہین ہے مین اچھی بھلی ہون اگر
تم سب میرے دوست ہو تو اب کبھی نہ پوچھنا ورنہ صورت سے بیزار ہو جاؤنگی پھر کبھی اپنے سامنے نہ بلاؤنگی اور صاحبو
انسان کی طبیعت کیا ہمیشہ یکسان رہتی ہے کبھی عیش و نشاط کبھی غم مین گذر جاتی ہے یہ کہکر پھر اندر بارہ دری کے چلی گئی پردے
چھوڑ دیے پلنگ پر جا پڑی مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگی اب وہ پلنگ نہ تھا بلکہ پلنگ تھا کہ پھاڑے کھاتا تھا اور بار بار
بآواز نحیف یہ شعر ورد زبان تھا - شعر سخت بن تیرے قلق دل کا ستاتا ہے مجھے + گہ اٹھاتا ہے مجھے گاہ بٹھاتا ہے مجھے + اور از بسکہ
بدنامی کا خوف ہے تو قصر پر جانے سے بھی اکراہ کرتی ہے جب کبھی زیادہ بیقرار ہوتی ہے تو جا کر غرفے سے طرماسپ کو دیکھ
آتی ہے اور پھر جلدی سے چلی آتی ہے کہ کوئی دوسرا اس راز سے آگاہ نہو القصہ ایک روز کا ذکر ہے کہ دوپہر کا وقت تھا
سب کو ملکہ نے اپنے پاس سے سرکا دیا تھا کوئی اسوقت پاس نہ تھا بس آکر کرسی پر بیٹھی اور طرماسپ کو دیکھنے لگی
اور یہ خیال کر کے کہ اے ملکہ یونہین گھل گھل کر جان تیری گئی اور بے حصول مطلب دنیا سے چلی بے اختیار زار زار مثل ابر نوبہار
کے رونے لگی ہنوز رو رہی تھی کہ دایہ اسکی نرگس نام دبے پاون آئی اور ملکہ کو روتے دیکھکر کہنے لگی کہ اے ملکہ یہ دائی تجھ
سے نثار کچھ کہ تو کیون اسقدر زار زار رو رہی ہے ملکہ نے آہ سرد بھر کر کہا کہ اے انا کیا کہون کچھ کہہ نہین سکتی کہ کیا ہوا ہے شعر
کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا + بن کہے بھی رہا نہین جاتا + دایہ نے کہا کہ اچھا پھر مجھسے کاہیکا اخفا ہے اگر مجھسے نہ کہوگی تو
کس سے کہوگی مجھسے زیادہ تمھارا رازدان کون ہوگا مجھسے مفصل حال بیان کرو اور اے بیٹیا تم لاکھ مجھسے چھپاؤگی مگر مین سمجھ گئی
یہی دن سن مین یہی سن و سال ہے اس عمر مین انسان سبھی کچھ کرتا ہے بیٹیا نہ مان کا خوف کرتا ہے نہ باپ سے ڈرتا ہے بیٹا تو
دائی سے پیٹ چھپاتی ہے کیا مین نے دھوپ مین بال سفید کیے ہین مین مافی الضمیر تیرا پہچان گئی آہ سرد دلیل مایوسی ہے
چہرے پر تیرے بےبسی اور بیکسی ہے تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تو کہین عاشق ہوئی ہے مگر یہ تو بتا دے کہ آخر کیسکے تیر عشق کی گھائل
ہے کس پری پیکر پر تیرا دل مائل ہے اے ملکہ تیری جانکی قسم مین ہرگز کسی سے نہ کہونگی بلکہ اسکی تدبیر کرونگی تو مجھسے کہدے
اور اگر مجھسے اظہار نہ کیا اور یونہین رو رو کر اپنا حال تباہ کیا تو اس سے کیا فائدہ ہے جب ملکہ نے دیکھا کہ دایہ بہت گرویدہ
ہے تو اپنے دل مین کہا کہ اے ملکہ یہ امر تو دایہ پر حالی منکشف ہو گیا کہ تو کسی پر عاشق ہے پھر اب اصل کیفیت کے بیان
کر دینے مین کیا ہرج ہے آخر یہ اخفا تابکے جب جان ہی پر بن آئی تو کاہیکا ڈر اگر یہ تیری شریک حال ہو گئی اور تیری
جوانی پر رحم کھا کر کوئی فکر اسنے نکال دی تو تو فہو المراد ورنہ جو ہو سو ہو مرتا کیا نہ کرتا اور اگر فرضاً اسنے تیرے

باپ سے خبر کر بھی دی تو بہت ہوگا وہ تجھے قتل کریگا پھر ہر روز کی جلسازی سے ایکدن کا مرجانا اچھا بس یہ بات
دل مین سوچ کر کہا کہ ای دایہ کیا پوچھتی ہی جان ہماری جاتی ہی دوا ایک روز کے ادرھان ہین ہمکو وہ مرض ہی جو علاج پذیر
نہین ہی وہ درد ہی جسکی کوئی تدبیر نہین پھر اظہار سے کیا فائدہ بیان سے کیا حاصل دایہ نے کہا کہ بیٹا یہ خیال تمھارا بالکل
فضول ہی صرف ایک مرض موت تولاعلاج ہی باقی ہر درد کا علاج ہی ملکہ نے کہا کہ کہنے سے کیا حاصل ہوگا تم سمجھاؤگی رنج اور
فاضل ہوگا بس مجکو میرے حال ہی پر چھوڑ دو کچھ نہ پوچھو دایہ نے کہا کہ ای سیمین عذار مین نہ مانونگی کچھ تو کہہ سمجھا نا کیسا اور
اُس سے خدا سمجھے جو تیرے شریک حال نہو یہ سُنکر ملکہ نے رو رو کر کہا کہ ای دایہ شعر کو مصیبت مرا فتادہ بر دل + بر داشتنش
بس است مشکل + مین جس مرض مین گرفتار ہون خدا اُس بلا مین کسی کو نہ پھنسائے جو روگ مجھے لگا ہوا ای یہ درد گار کسی کو نہ لگائے
وہ مرض ہی اجل جسکی طبیب ہی وہ درد ہی جسکی دوا وصل حبیب ہی نرگس نے کہا کہ ارے بیٹا کس پر عاشق ہوئی ہو اُسکا نام تو بتا و اُسکی
صورت تو دکھاؤ ملکہ نے کہا کہ دایا ذرا ادھر تو آو یہ جو فریب گئی تو طرماسپ کو دکھا کر ملکہ کہنے لگی کہ ای دایہ اگر اس جوان کا
وصل ممکن ہوا تو خیر زندگی کی شکل نکل آئیگی ورنہ ہم بہت جلد رخصت ہین نرگس نے جو بغور دیکھا تو اُسنے طرماسپ کو پہچان کر کہا کہ
ہی ہی میری جان یہ کہان تیرا دل آیا ای بیٹی ایک تو یہ غیر مذہب کافر اکفر دوسرے تیرے باپ کا عدو ملکہ نے کہا کہ ای دایہ مین سو
طرح دل کو سمجھایا مگر یہ دل نہین مانتا ہی مین کیا کرون اب تدبیر اس دل ناہنجار کی یہ ہی کہ یا تو تو میرے باپ سے کہکر مجھے قتل کروادے
یا مجھے اس جوان سے ملادے اور جوان دونون کامون مین سے کوئی کام نہ کریگی تو پچھتائیگی مین زہر کھاکر مر رہونگی تو ہاتھ ملکر رہجائیگی دایہ
نے کہا کہ چھوکری ہوش کی دوا کر خوب روش پیدا کی ہی خوب نئے نئے ڈھنگ نکالے ہین ایسا کون ہوگا جو آگے دے کر قتل کروادے
ملکہ نے کہا کہ ای دایہ اس زخم پر نمک نہ چھڑک مین اسی واسطے تجھسے نہ بیان کرتی تھی جا چلی جا میرے پاس سے مجھے میرے حال پر
چھوڑ دے شعر بر و بکار خود ای واے این چہ بیداد ست + مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتاد ست + دایہ نے کہا کہ بیٹی بیٹھ
تو بچہ کہکے چھوٹ جائیگی حق ناحق سر مجھ منڈو چرخہ کا مونڈا جائیگا ملکہ نے کہا کہ اچھا اگر تیرا یہ ارادہ ہی کہ وہ کسی طرح رہا ہو
اور مجکو تسکین ہو تو مین تجھے ایک تدبیر بتائے دیتی ہون دایہ نے کہا کہ وہ کیا بیان کر د ملکہ نے کہا کہ جو نقب ہمارے گھر
مین ہی اسی راہ سے اُسے چھڑا کر نکل چلین دایہ نے کہا کہ اگر وہ یا نون پھیلائے اور مستعد بہ جنگ ہو تو پھر کیا ہوگا
ملکہ نے کہا کہ یہ میرا ذمہ ہین اُسے ہرگز نہ لڑنے دونگی دایہ یہ سُنکر جانے پر آمادہ ہوئی اور تھوڑا سا حلوا پکا کر اور
داروے بیہوشی اُسمین ملا کر زندان خانہ مین لیکر آئی زندان بانون نے پوچھا کہ دایہ یہ کیا لائی ہو دایہ نے کہا کہ ہماری
ملکہ بیمار ہوئی تھی اُسکے اچھے ہونے کی منت مانی تھی کہ جب وہ اچھی ہوجاے گی تو مین قیدیون کو حلوا کھلاؤنگی تو لفضلہ تعالی
ملکہ اچھی ہوگئی اب مین نے ادائے نذر کی ہی یہ حلوا لیکر آئی ہون سو بیٹا تم بھی کھاؤ اور تھوڑا بہت قیدیون کو بھی دے دو
زندان بانون نے یہ سُنکر وہ خوان حلوے کے لے لیے اور دایہ وہ خوان دے کر دور جا کھڑی ہوئی یہان ان سبھون نے
خوب تعریفین کر کے حلوا نوش جان کیا جب سب کھا چکے تو بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک کی آنکھون مین سرسون پھول گئی ساری
مسرت بھول گئے اب آپسمین ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ واہ جی تمنے بہت سا حلوا کھالیا اور ہمکو اتنا سا دیکر ٹالدیا
اُسنے کہا کہ میان ہمنے کیون ذرا سا دیا جو جمعدار نے حصہ رسد دیا وہ سب نے لیا جو تمکو ملا وہی ہمکو بھی ملا اُسنے کہا کہ واہ جی
تمکو ہمسے ہمیشہ کی عداوت ہی تم ہمین ہمیشہ تھوڑا سا حصہ دیا کرتے ہو اُسنے کہا کہ چلو جی یو نہین سہی اُسنے کہا کہ بہت اچھا ایک
دن ہم سب روز کی کسر لے لینگے اور سب رکھوا لینگے اُسنے کہا کہ جی ہان ایک آپ ہی تو بڑے دھنتر ہین ہمنے بڑے بڑے دن کو
دیکھا ہی تو تم کیا کرلوگے بس اُسنے یہ سُنکر دوڑ کے ایک طمانچہ مارا اُسنے ایک گھونسا رسید کیا اُسنے ایک لات دی لگی لات
لگی ہونے جمعدار نے پکار کر کہا کہ ارے میان اسے چھڑاؤ یہ سنکر جو اُٹھا وہ گرا تا اینکہ جمعدار تک اُٹھکے دھڑ سے گرا باقیماندہ

جمعدار کے اُٹھانے کو اُٹھے تھے وہ بھی دھڑ سے گرے جب کوئی ذی ہوش نہ رہا تو دایہ نے آکر کنجی جمعدار کے سرہانے سے اُتار کر دروازہ زندان کا کھولا روشنی ہاتھ مین لے کر اندر آئی طرماسپ اُسوقت سو گیا تھا دایہ نے آکر جگایا اور کہا کہ جلد چلو مین تمھارے چھڑانے کو آئی ہون سب پاسبانون کو بیہوش کر چکی ہون طرماسپ نے پوچھا کہ تم کون ہو جو مجھے چھڑانے آئی ہو آخر کہان لیجاوگی دایہ نے کہا کہ یہ وقت گفتگو کا نہین ہے اب یہان سے جلد چلو تم پر سب حال خود ہی منکشف ہو جائیگا طرماسپ اُٹھکر دایہ کے ساتھ ہو لیا دایہ اُسکو لیے ہوئے ایک خانہ باغ مین آئی طرماسپ نے دیکھا بیچون بیچ باغ مین ایک بارہ دری عالیشان بنی ہوئی ہے طرماسپ اُس بارہ دری مین آیا دیکھا کہ فرش بہت ہی پر تکلف بچھا ہوا ہے مسند زرتار بچھی ہوئی ہے دایہ نے طرماسپ کو اُس مسند پر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا طرماسپ نے کہا کہ ای مادر مہربان واقعی تمنے تو وہ شفقت کی کہ میری حقیقی مان بھی نہ کرتی مگر اب تک کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ تمکو میرے رہا کرنے کی وجہ کیا تھی دایہ نے کہا ٹھہر او نہین تھوڑی دیر مین سب حال کھلا جاتا ہے یہ کہکر ایک جانب پردہ پڑا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر اندر گئی اب کوئی پہر رات باقی ہے ملکہ بیٹھی ہوئی دایہ کا انتظار کر رہی تھی بلکہ اسی قصر سے بیٹھی ہوئی سارے تماشے دیکھ رہی تھی دایہ کا حلوا لیجانا اور زندان بانون کو کھلانا اُنکا بیہوش ہونا اور دایہ کا طرماسپ کو لیے کر نکلنا جب دایہ طرماسپ کو لیکر نکلی تھی تو یہ قصر سے اُتری ہوئی بیٹھی تھی کہ دایہ سامنے سے نمایان ہوئی ملکہ نے پوچھا کہ لائی طرماسپ کو دایہ نے کہا کہ جی ہان لائی اُخر گئی اسی واسطے تھی نہ کیونکر لاتی بس یہ سُنکر قریب تھا کہ اسے شادی مرگ ہو جائے مگر دل کو سنبھالکر اُٹھی اور طرماسپ کی طرف چلی آگے آگے لالٹین جلتی ہوئی ملکہ اپنے تئین بناتی سنوارتی ہوئی دل مین یہ خیال کرتی ہوئی مسکراتی چلی آتی ہے کہ ای ملکہ تو جاتی تو ہے لیکن اُس سے کیا بات کریگی وہ ایک مرد اجنبی تو کبھی غیر عورت کی بھی صحبت سے واقف نہین ہائے جو کچھ کیا وہ اس نالائق دل نے کیا ہائے مین جو یکایک اُسکے سامنے جا بیٹھونگی اور آثار عشق میرے چہرے سے وہ مشاہدہ کریگا تو بجز اسکے اور کیا کہیگا کہ یہ عجب بد عورت ہے نہایت مرد کی بھوکھی ہے جو مجھے اس جد و کد سے بلوایا ہائے افسوس تو مفت مین ذلیل ہوگی ہائے وہ تو آفتاب پرست اور تو مسلمان جب تو اُس سے مواصلت چاہیگی تو وہ تجھ سے دین آفتاب پرستی قبول کرنے کا خواستگار ہوگا اور تجھے اس دل نابکار کی وجہ سے ترک مذہب آبائی کرنا پڑیگا ہائے دین بھی گیا دنیا بھی گئی پھر اپنے دل مین خیال کیا کہ ای ملکہ بہت سے عاشق کافر ہو گئے بہت سے مسلمان اس کے ہاتھون دین اپنا کھو گئے شعر عشق ازین بسیار کرد است و کند + سبحہ را زنار کرد است و کند + ہر چہ بادا باد جان تو بری بچگی ارے جان ہے تو جہان ہے القصہ یہ باتین اپنے دل سے کرتی ہوئی طرماسپ کے سامنے آئی طرماسپ نے دیکھا کہ واہ واہ سورج بیٹھا چاند نکل آیا ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین سامنے سے چلی آتی ہے کہ تمام عمر ایسی خوبصورت نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی بس دیکھتے ہی بیقرار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ رباعی از آمدنت اگر خبر داشتمے + در رہگذرت گل و سمن کاشتمے + تا گرد نشیند کہ بپائے بر خاک نہی + خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمے + ملکہ نے قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا وہ پنجہ خورشید نما دست نگارین جو طرماسپ کے ہاتھ مین آیا گویا دولت جاوید پر قبضہ پایا بس ہاتھ پکڑے ہوئے آگر دونون ایک مسند پر بیٹھے طرماسپ نے پوچھا کہ ای ملکہ تم کون ہو حال اپنا بیان کرو اور مجھے بلوانے کی جہت ارشاد کرو ملکہ نے کہا کہ ای طرماسپ مین تنگ خاندان وزیر اعظم دستور معظم برجیس اختر شناس کی بیٹی ہون اور نام میرا ملکہ سمن عذار ہے جس روز تم یہان آکر قید ہوئے تھے مین اُسی روز تمھین دیکھکر عاشق ہوئی تھی ہر چند ضبط کیا اور صبر سے کام لیا مگر دل نے نہ مانا انجام کار تمکو دایہ سے چرا منگوایا اب مین تمھاری کنیز ہون بدل و جان تمھاری خدمتگزاری کو مستعد ہون طرماسپ نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے تم مجھے اس قید سے رہا کرو مین جمشید اور خورشید کو جا کر قتل کر دون شہر پر قابض ہون تم کو تخت نشین کرادون یہ سنکر ملکہ نے

کہا کہ صاحب تم تو یہ باتین کرتے ہو اور ہم کوئی دم کے مہمان ہین طرماسپ نے کہا کہ اچھا آخر کچھ تو کہو وجہ کیا ہی ملکہ نے
کہا کہ اب کوئی دم مین صبح ہوا چاہتی ہی باپ میرا تمہارے چھوٹ جانے سے مطلع ہوگا تم اُدھر جاکر جنگ و جدل مین
مصروف ہوگے باپ میرا اس راز سے مطلع ہوکر آمادہ قتل ہوگا اور اُدھر تم یکہ و تنہا کس کس سے لڑوگے آخر کار گرفتار ہوگے
اس سے بہتر یہ ہی کہ وہ تدبیر کیجاے کہ ہماری جان بھی بچے اور شہر بھی ہاتھ آئے طرماسپ نے کہا کہ پھر وہ کونسی صلاح ہی ملکہ
نے کہا کہ ابھی تھوڑی سی رات باقی ہی ہمکو اپنے ساتھ لو اور جس طرح ہو اپنے لشکر مین پہونچا دو اور بعد اُسکے فوج و لشکر لیکر
آؤ اور لڑبھڑ کر شہر کو شوق سے لو طرماسپ نے کہا کہ اچھا وہ راہ بھی تو بتاؤ کہ آخر جائین کس راہ سے ملکہ نے کہا کہ یہان ایک
نقب ایسی کھدی ہوئی ہی کہ جسکا ایک سرا یہان ہی اور ایک سرا صحرا مین نکلا ہی طرماسپ نے کہا اس سے بہتر کیا ہی ابھی چلو غرض
طرماسپ نے تو اپنی قید کو جھٹکے دے کر توڑ ڈالا اور ملکہ نے بہت کچھ مال و اسباب ہمراہ لیا اور کچھ انیسین ہمراہ لیکر
نقب کا مہرہ کھلوا کر اُسی نقب کے راستے سے ملکہ اور طرماسپ نکلے ہوئے چلے گئے اور یہان جو صبح کو پاسبان زندانخانے
کے ہوش مین آئے تو دروازہ زندان کا کھلا ہوا دیکھا اور طرماسپ کا نشان بھی نہ پایا بس ہر ایک نے بجاے خود کہا کہ یہ
ساری فتنہ گری اُسی دایۂ عیار ہیبتہ کی ہی ہمین حلوا کھلا کر بیہوش کر دیا اور طرماسپ کو چُرا لیگئی چلیے چلکر برجیس کو خبر کیجیے
یہ سوچ کر اُسیوقت یہ لوگ برجیس اختر شناس کے پاس دوڑے ہوے گئے برجیس دربار شاہ مین جانے کے لیے کمر باندھ رہا تھا
کہ موکلان زندان نے پہونچکر کل حال بیان کیا برجیس یہ سنکر دوڑا ہوا محل مین آیا معلوم ہوا کہ ملکہ سمن عذار براہ نقب طرماسپ
کو لیکر نکلگئی بس یہ سنتے ہی سر سے پا تک عرق الفعال مین غرق ہوگیا مارے غیرت کے پسینہ پسینہ ہوگیا چاہا کہ خنجر سے کر اپنے کو
ہلاک کرے پھر خیال مین گذرا کہ پہلے نقب تو بند کرا دے یہ خیال کر کے بہت سے مزدور لیکر نقب مین کود کر اُس سرے کو جو جانب
صحرا تھا بند کر دیا بعد اُسکے تمام نقب کو مسدود کروا دیا اور بعد اُسکے ایک عرضی جمشید اور خورشید کو اس مضمون کی لکھی
کہ اے شہریار آج شب کو اس شخص کی بیٹی گیسو بریدہ طرماسپ کو قید خانہ سے رہا کر کے براہ نقب نکال لیگئی جب صبح کو
مین مطلع ہوا تو نقب کو بند کروا کے اپنے حال سے مطلع کیا خداوندان نعمت اب یہ حقیر کسی کو صورت نہ دکھائیگا اور اس
دنیا کو الوداع کہیگا امیدوار ہون کہ جرائم میرے عفو فرمایئے گا اور فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمایئے گا بس یہ عرضی لکھکر
جمشید و خورشید کی خدمت مین روانہ کر کے سودۂ الماس پھانک کر سو رہا جب وہ عرضی جمشید و خورشید کے ملاحظہ سے
گذری فوراً سوار ہوکے برجیس کے مکان پر آئے مگر اُسوقت پہونچے کہ جب کام برجیس کا تمام ہوچکا تھا دونون بھائی
برجیس کی لاش سے لپٹ کر چیخین مار مار کر رونے لگے اور پکارے کہ ہاے اے برجیس تمنے یہ کیا ستم کیا اگر اُس بدکار نے
یہ فعل بد کیا تھا تمنے کیون ہماری کمر توڑ ڈالی ہاے اے برجیس اب تجھسا رفیق ہم کہان سے پائینگے قصہ مختصر بعد گریہ و زاری
لاشہ برجیس کا بہت دھوم سے اُٹھا کر دفن کیا اب وہان طرماسپ کا حال سنیے کہ یہ جو ملکہ کو لیے ہوئے اپنے لشکر مین
آیا تو پہلے ملکہ کو خیمے مین داخل کیا بعد اُسکے خود مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت مین آیا کہا کہ جلدی فوج کو تیار کروایئے
مین ابھی جاکر قلعے کو لیلونگا مالک نے اُسی وقت تیاری فوج کا حکم دیا جب فوج تیار ہوئی تو طرماسپ فوج کو لیے ہوے
نقب پر آیا دیکھا نقب کا بند پایا مایوس ہوکر کف افسوس ملتا ہوا واپس ہوا اور کہا کہ خیر یہ بدبخت جائینگے کہان مین کل قلعے پر
یورش کر کے قلعے کو لیلونگا یہ کہکر مالک کے پاس آیا اور تمام حال اپنی رہائی کا بیان کیا اور کہا کہ اے مالک قلعے کو تو مین
لڑبھڑ کر جسطرح ہوتا لیتا مگر جسے میرا بچھڑا یا ہی اُسکا کام تمام ہوجاتا بعد اُسکے پوشاک رزمی اُتار کر لباس بزمی پہنکر بارگاہ
مین بیٹھا ناچ دیکھنے لگا عین حالت نشہ مین حکم نوازش نقارۂ رزمی نافذ کیا اُسی وقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا
جب یہ خبر اہل قلعہ کو پہونچی تو وہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا الغرض شب بھر دونون طرف تیاری رہی لشکر

آفتاب پرستان مین آلات حرب کی درستی رہی اور اہل قلعہ مین رات بھر دعا و نماز اور گریہ و زاری مین بسر ہوئی صبح کو جمشید و
خورشید فیلبند دروازے پر آ کے متمکن ہوئے اور رفقا گرد مجتمع ہوئے کہ یکایک طرماسپ ناہنجار مع فوج بیشمار سامنے
سے دکھائی دیا یہان سے گولہ پڑنے لگا وہ گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑے ہوئے مالک بن ملکوت شاہ قلب سپاہ مین تھا
فوج سب گرد اگرد مجتمع تھی طرماسپ سب سے آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا کہ مالک نے طرماسپ سے کہا کہ کیون طرماسپ
کیا ارادہ ہی طرماسپ نے کہا کہ باقبال حضور تن تنہا جا کر قلعے کو لیتا ہون آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان تنگ
ہشت پہلو برچہ کوہ لے کر چلا اہل قلعہ نے دوربینون سے دیکھکر جمشید و خورشید سے عرض کیا کہ حضور ایک سوار آتا ہی
یقین ہی کہ طرماسپ ہو گا حکم ہوا کہ اچھا آنے دو جب خوب زد پر آجاے تو ہمسے کہو ایک تھوڑی دیر کے بعد دیدبانون
نے عرض کیا کہ حضور اب وہ سوار خوب زد پر آگیا ہی فرمایا کہ بس اب گولہ مارنا شروع کرو گولہ انداز تو منتظر حکم تھے ہی اسیوقت
دھڑا دھڑ گولہ برسانا شروع ہو گیا مگر یہ کافر خاسر شیطان مجسم گولون کو گرز سے رد کرتا ہوا چلا آتا ہی تا اینکہ لب خندق پہونچکر
نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو مین آپہونچا بس یہ نعرہ سنکر ایک غلغلہ ہو گیا کہ طرماسپ لب خندق آگیا اہل قلعہ نے چاہا کہ ماتا متوالا
لڑھکائین ہانڈیان پھینکین مگر جمشید نے منع کیا کہ صاحبو ان باتون سے اب کچھ نہو گا اب ہاتھ روک لو اور خداوند
عالم سے دعا کرو کیا عجب ہی کہ پروردگار عالم رحم کرے یہ کہکر تاج ہاتھون پر رکھکے دعا کرنے لگے کہ ای خالق بیچون
و ای مالک کن فیکون اس کافر کے ہاتھ سے نجات دے اور بھیج کسی مددگار کو کہ وہ ہماری دستگیری کرے
اور اگر قضا ہی آگئی ہی تو جو مرضی تیری ہم راضی برضا ہین اہل قلعہ تو بخضوع و خشوع تمام بدرگاہ جناب باری
بعجز الحاح و زاری دعا کر رہے ہین اور طرماسپ پکار رہا ہی کہ اب اپنے حال پر گریہ و زاری کرتے ہو اور آسمان کے
خداے نادیدہ کو پکار رہے ہو بھلا دیکھون تمھارا خدا کیونکر تمھاری مدد کرتا ہی اور ارادہ کیا کہ خندق کو پھاند کر پار جاے
کہ یکایک بقدرت خداے لم یزل و عزیز بے بدل از پردہ بیابان گردے برخاست اور ایک ماہ طلعت مہر صورت مرکب
پری پیکر پر سوار گھوڑا اڑاے ہوئے چلا آتا ہی اور پیچھے اُسکے پانچ لاکھ سوار جرار اور تین غضنفر یار گردون وقار تخت پر
سوار چلے آتے ہین جب وہ وہان قریب پہونچا تو نعرہ کیا کہ او طرماسپ کہان جاتا ہی پہلے پھر کر مجھسے سامنا کر طرماسپ
نے جو مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست آپہونچا پکار کر کہا کہ مین اہل قلعہ کا کام تمام کر لون تو پھر تجھسے سمجھ لونگا خورشید
نے کہا کہ درست مین نے جہان سے توپ کی آواز سنی تھی وہین سے گھوڑا اُڑا کر چلا تھا کہ تو قلعے مین کوئی رخنہ اندازی
نہ کرے اب اگر تو پھرتا ہی تو پھر ورنہ مین تیرے لشکر کو تاراج کرتا ہون طرماسپ یہ سنکر ناچار و مجبور جانب قلعہ سے
واپس ہوا اور پکار کر کہا کہ پہلے اس ستارہ پرست کو مار لون پھر تمسے سمجھونگا مگر چونکہ شام قریب تھی تو خورشید سے کہا کہ
آج تو دن تمام ہو گیا کل تمسے سامنا کرونگا اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ دیکھا آپ نے قلعہ مین لے ہی چکا تھا
کہ یہ ستارہ پرست آپڑا اتفاقات روزگار اسی کو کہتے ہین مگر خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر داخل لشکر ہوا اور ادھر خورشید نے قلعے
کے سامنے آکر کہا کہ تم مطمئن رہو جب تک کہ مین زندہ ہون تمسے کوئی آنکھ نہ ملا سکیگا سبھون نے دعائین دین کہ خدا تمکو
جزاے خیر دے قصہ مختصر خورشید کے خیمے مقابل ایرج کے برپا ہوے خورشید داخل خیمہ ہوا جب دماغ اسکا زحمت
راہ سے درست ہوا تو صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا دورہ جام شراب گلرنگ گردش مین آیا جب خوب نشہ ہو لیا
تو اُسنے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دو اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی خورشید نے اپنے رفقا سے کہا کہ اب کل یہ
آفتاب پرست ہین اور مین ہون دیکھون تو یہ کیا کرتے ہین اور اس ہندی کے حرکات تو دیکھو کہ یہ چپکا بیٹھا تماشا
دیکھ رہا ہی اور بالکل جنبہ اہل اسلام کا نہین کرتا کوکب عیار نے کہا کہ پیر و مرشد مشہور ہی کہ لندھور ایرج پر عاشق ہو گیا ہی

خورشید نے کہا کہ ہان عجب کیا ہی ایسا ہی ہوگا مین نے بھی یونہین سنا ہی القصہ جب یہ خبر ہرکارون نے مالک کو پہونچائی
توطرماسپ نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہی یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑے اُسی وقت لشکر آفتاب پرستان مین بھی نقارہ
حربی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو اسطرف سے خورشید اپنی فوج و لشکر لیکر میدان مین آیا ادر ادھر سے
مالک بھی بہونچا قلعے برشاہان ختم آ کر بیٹھے نسد صعود بھی ایک جانب آ کر کھڑا ہوا صفوف ہدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب
نقابت کرکے خب چلے گئے تو لشکر خورشید مین علم جلوہ گری برآئے سنتری اور فیلی دمامے بجنے لگے آواز نفیر کی بلند ہوئی
سب سردار پیادہ ہوگئے خورشید مرکب کو پھیر کر سامنے تخت کے آیا اجازت میدان چاہی ناہید اختری خورشید اختری
اختر اختران نے کہا کہ جاؤ خداوند یزدین تمھارا نگہبان ہی یہ سنکر خورشید مرکب کو اُڑا کر میدان مین آیا اور پکارا
کہ ای ناانصافو یہ کیا انصاف ہی کہ حمزہ صاحبقران تو یہان موجود ہون اور تم اُسکے ممالک کے برباد کرنے کی فکر کرو
اس ارادے سے باز آؤ یہان سے چلے جاؤ ورنہ تم اسکی سزا پاؤ گے اُسطرف سے ہر ایک نے جواب دیا کہ کیا خوب آپکو
اس سے کیا بحث ہی حمزہ کا جو نائب ہی لندھور بن سعدان ہندی اُسنے تو ایرج کی بیعت کرلی اور اثاثہ صاحبقرانی
حوالے کر دیا اب یہ لوگ کیا سمجھکر زبدۂ آفتاب پرستان کی اطاعت نہین کرتے اور بیعت ایرج اختیار نہین کرتے جیسا
کرتے ہین ویسا پاتے ہین اور تمھین اس سے کیا بحث ہی جو تم ان لوگون کی جنبہ داری کرتے ہو خورشید نے کہا کہ اُس
ہندی کا تو ذکر ہی کیا کرنا ہی وہ عشق ایرج مین ایسا بیخود ہوگیا کہ اگر ترک اسلام کرکے آفتاب پرستی اختیار کرلے
تو عجب نہین ہی اور لوگ کیون اطاعت کرین اور خراج گذرانین اور خیر اس گفتگو سے تو کچھ حاصل نہوگا جس کسی کو
جوش جنگ ہو میرے مقابلے کو نکلے یہ سنکر ویلم شیاط زنگی اپنے مرکب کو اُڑا کر مقابل خورشید ہوا پہلے تو آتے ہی
تگادرزن ہوا کوئی دو تین قدم مرکب خورشید کا پیچھے ہٹا اور کوئی چھ قدم مرکب ویلم کا پس پا ہوا بعد اُسکے مرکبون
کو پھیر پھیر کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا پہلے ویلم نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا خورشید نے وار اسکا رد کیا بعد اُسکے
خورشید نے وار کیا ویلم نے رد کیا بس پھر تو طعن پر طعن نکلنے لگی دونون نیزے مثل بلبلون کے گتھ گئے آخرکار خورشید
نے نیزہ ویلم کا ہوائی کیا ویلم نے ارہ پشت نہنگ مارا خورشید نے آتے ہوے آرے کو خیال کرکے تلوار ماری کہ آرے
کے دو ٹکڑے ہوے اور وہی تلوار جو ویلم پر ماری تو ایک ہلکا سا زخم شانے پر آیا ویلم نے وہی ٹکڑا آرے کا خورشید کے
منھ پر مارا خورشید نے وار اسکا سپر پر روک کے جو پوری قوت سے ایک تلوار لگائی تو سپر کو کاٹ کر چار انگل سر مین
در آئی ویلم نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی کہ ویلم بیہوش ہو کر گر پڑا خورشید نے
آواز دی کہ لیجاؤ اس روسیاہ کو لوگ دوڑے اور ویلم کو اُٹھا لیگئے بعد اُسکے کلید جہنم میدان مین آیا اُسے بھی قعر جہنم
جھنکا یا سقیل سپر گردان مقابلے کو نکلا وہ بھی زخمی ہوا بعد اُسکے سپہر سپر گردان مقابلے کو نکلا خورشید نے اسکا حملہ بھی رد کرکے
جو تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر سر مین در آئی مگر اوچھا سا زخم آیا سپہر نے جلدی سے گردن ہٹالی گردن مرکب کی قلم ہوئی
گینڈا اور سپہر دونون تہ و بالا ہو کر گرے سپہر کا شانہ اکھڑ گیا قصہ مختصر اور چند آدمیون کو شام تک زخمی کرکے طبل بازگشت
بجوا کر اپنے خیمے کو واپس گیا دوسرے دن پھر میدان مین عوجان دریا باری مرجان دریا باری نیلم فیلم سب کو زخمی
کیا تیسرے روز اختر صبا نصر طراول کشتی گیر غراب کشتی گیر قارن بن بلوطنج گردن خورشید کے ہاتھ سے
زخمی ہوے اور طرماسپ جب میدان مین جانے کا ارادہ کرتا ہی قارن قسم مین مانع ہوتا ہی کہ آپ نجائیے ستارہ اس
ستارہ پرست کا ترقی پر ہی القصہ جب سب سردار زخمی ہو چکے اور کوئی مقابلہ کرنے والا باقی نرہا تو طرماسپ مالک بن ملکوت شاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا خورشید نے جو طرماسپ کو دیکھا کہا کہ او عادی تو اب تک اپنی جان چھپایا کیا اور میرے

مقابلے کو نہ آیا طرماسپ نے کہا کہ او ستارہ پرست جب مین آنے کا قصد کرتا تھا لوگ مجھے منع کرتے تھے اور وجہ یہی تھی کہ زندگی تیری اتبک باقی تھی جو میرا مقابلہ نہ ہوا مگر اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا خورشید نے کہا کہ خداوند پروین مجھے بچائیگا طرماسپ نے کہا کہ اچھا لا حربہ اپنا خورشید نے کہا کہ مین صاحبقران ہون سبقت نہ کرونگا تو اپنا حربہ کر جب خداوند مجھے بچائیگا تو مین اپنا حربہ کرونگا طرماسپ نے نیزہ ہاتھ مین اٹھایا خبردار کہکر نیزہ مارا خورشید نے نیزے کو نیزے پر روکا سنانون مین سے شرارے آتش کے نکل گئے نیزہ بازی ہونے لگی کوئی دو تین گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخرکار خورشید نے نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ کی آنکھون مین جہان تیرہ و تاریک ہوگیا کمال غضبناک ہوکر ساڑھے سات سو من کا ساطور اٹھاکر یہ کہتا ہوا اچھلا کہ ای ستارہ پرست غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کردیا مگر اس ساطور سے بچکر کہان جائیگا اور جسوقت قریب پہونچا خبردار کہکر ساطور خورشید پر مارا خورشید نے بڑھکر سپر فولادی پر روکا مگر یہ معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا مرکب خورشید کا تنگ تک زمین مین درآیا ہر بن مو سے پسینا جاری ہوا اور غش طاری ہوا یہ توتق گردین آلودہ ہوا اور طرماسپ پکارا کہ زدم و کشتم خورشید را یہ سنکر کوکب عیار گرد گرد کے جگر مار کے اندر آیا پکارا کہ شہریار حریف زیادتی کرتا ہی آنکھ خورشید کی کھل گئی کوکب نے پوچھا شہریار مزاج کیسا ہی کہا اچھا ہون خداوند پروین نے رحم کیا یہ کہکر مرکب کو کڑکڑا باہر آیا اور تلوار کھینچکر کہا کہ ای طرماسپ خبردار ایک ضرب میرے ہاتھ کی بھی اٹھا طرماسپ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا خورشید نے جو تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر دو انگل سر مین درآئی طرماسپ نے داستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی طرماسپ نے جلدی سے زخم سر کو باندھکر ساطور مارا خورشید نے ساطور کا وار خالی دیکر جو تلوار ماری تو زخم سر کا دوبارہ ہوگیا یہ رنگ دیکھکر مالک بن ملکوت شاہ نے کل فوج کو حکم دیا کہ مار لو اس ستارہ پرست کو بس چار طرف سے تمام آفتاب پرست تلوارین لیکر دوڑے خورشید بھی مع فوج دوڑ پڑا ادھر سے ستارہ پرست ادھر سے آفتاب پرست باہم تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی خورشید نے شام تک کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے شام کو طبل بازگشت بجاکر دونون لشکر اپنے اپنے خیمون کو واپس گئے مالک نے جراحون کو طلب کرکے پہلے طرماسپ کے ٹانکے لگوائے بعد اسکے اور زخمیون کی دوا دارو کی بعد اسکے پوچھا کہ یارو ایمج کا کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ کون لیگیا اور کہان گیا اور اب یہان خورشید سے کوئی مقابلہ کرنے والا نہ نکلا کیا ہوگا کسی نے کہا بھاگ چلیے جب ایرج آئیگا سمجھ لیا جائیگا کسی نے کہا کہ لندھور سے اعانت طلب کیجیے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ مین لندھور سے تو اعانت طلب نہ ہونگا کسواسطے کہ سابق ازین لندھور داراب سے مطلب طلب کرنے گیا تھا اسنے لندھور کو قید کرلیا تھا اب لندھور ہرگز ہماری جانبداری نہ کریگا رات کو اسی صلاح و مشورے مین کٹ گئی جب صبح ہوئی تو خورشید نے مالک سے کہلا بھیجا کہ ای مالک اب مجکو تمھاری حالت پر رحم آتا ہی مین تمکو مہلت دیے دیتا ہون جہان جی چاہے چلے جاؤ مگر شرط یہ ہی کہ بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی میرے حوالے کردو یہ سنکر مالک نے جواب دیا کہ ای کوکب اثاثہ صاحبقرانی میری ملک اور قبضے مین نہین ہی مالک اسکا لندھور بن سعدان ہندی ہی وہ جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے ہمسے کچھ علاقہ نہین ہی جب یہ پیام خورشید کے عیار کوکب نے سنا تو مالک سے کہا کہ ای مالک یہ بہانہ اچھا نہین ہی اگر خورشید بگڑ گیا تو پھر تمکو زندہ بھی نہ چھوڑیگا مالک نے کہا کہ ای کوکب مجھے قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین اسمین کچھ حیلہ گری نہین کرتا خورشید سے جاکر کہو کہ وہ لندھور سے طلب کرے اگر لندھور دیدے تو شوق سے لیجائے مجھے کچھ دخل نہین ہی کوکب نے کہا اچھا مین جاکر عرض کرتا ہون یہ کہکر کوکب نے خورشید کے پاس آکر جواب پیام سنایا خورشید اسی وقت سوار ہوکر لندھور کے خیمے مین آیا لندھور نے جو خورشید کو دیکھا مع رفقا

تعظیم دی مسند پر لاکے بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا جام ارغوانی گردش مین آیا خورشید نے دو ایک جام پی کر لندھور سے
کہا کہ ای لندھور مین تمھارے پاس کچھ پوچھنے آیا ہون لندھور نے کہا کہ فرماییے خورشید نے کہا ای لندھور حمزہ صاحبقران
کی طرف سے آپ ان ممالک کے مالک ہین اور صاحبقران آپ کو ہم لوگون کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین پھر آپ نے
ترکون کو ایرج کے ہاتھ سے کیون قتل کروا دیا لندھور نے کہا کہ ترکون نے ایرج کی بیعت نہ کی میرا کہنا نہ مانا جہالت
کو کام فرمایا تباہ ہوئے اب اختم والے بھی میرے کہنے پر عمل نہین کرتے قتل ہونگے خورشید نے کہا کہ آپ کو صاحبقران کا
یہی حکم تھا کہ اہل اسلام قتل ہون اور تم تماشا دیکھو لندھور نے کہا کہ خورشید تمھین ان معاملون سے کیا کام ای تمھین
کیا معلوم کہ بیان کیا ماجرا ہے ہوئے خورشید نے کہا بہت اچھا اب مجھے ان معاملون سے کوئی سروکار نہین آپ مجھے
اثاثہ صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی عنایت کر دیجیے لندھور نے کہا کہ مین بارگاہ سلیمانی ایرج کو دے چکا اب یہ مجھ سے
نہو گا کہ مین اُس سے لیکر تمھین دے دون خورشید نے کہا کہ ای لندھور ایرج تو غائب ہے اُسکا پتہ نہین بارگاہ آفتاب پرستون
کے پاس ہے تم کہو تو مین اُنسے لیلون لندھور نے کہا کہ آفتاب پرست کیسے بارگاہ میرے قبضے مین ہے اور سوائے ایرج کے اور
کسی کو نہ دونگا یہ سنکر خورشید درہم و برہم ہوا اور کہا کہ بہت اچھا ہم بزور شمشیر لے لینگے لندھور نے کہا کہ بہت اچھا جا تیسے لیجیے گا
یہ سنکر خورشید بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے خیمے مین آکر کل حال اپنے رفقا سے بیان کیا اور کہا کہ مین اس ہندی کو مار کر
بارگاہ کو لیلونگا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جائے اُسی وقت بموجب حکم نقارہ رزمی نوازش مین آیا جب یہ خبر لندھور
کو پہونچی تو اُسنے بھی طبل جنگ بجوا دیا مالک بن ملکوت شاہ نے اپنے رفقا سے کہا کہ بھائیو قدرت نمائی نیر اعظم آفتاب تابان کی
کہ لندھور سے اور ستارہ پرست سے کسطرح مجادلہ ٹھہر گیا اب دیکھو کیا ہوتا ہے غرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے اُدھر سے خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار ستارہ پرستان سے میدان کارزار
مین آیا اور صف آرائی شروع کی ادھر سے لندھور بن سعدان سات لاکھ ہندیون سے کہ جنمین سب دکھنی کھماچی روہیلی پوربی
تھے اسطرح میدان مین آیا کہ تمام ہندیون کے گلون مین بالنے پڑے ہوئے سر وہیان پٹے ہاتھونمین چڑھے ہوئے تھے اور
ایک طرف مالک بن ملکوت شاہ بھی آکر کھڑا ہوا قلعے پر خورشید وجمشید اختمی آکر کھڑے ہوئے القصہ جب یہان صفین جدال
وقتال کی آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو خورشید ستارہ پرست اپنے مرکب کو جولان دیکر خورشید اختمی
وغیرہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور ادھر لندھور بن سعدان نے اپنے ہاتھی کو ہولا بارہ سو بادشاہان ہندوستان
نیم جامے گلون مین پہنے ہوئے کوتہ خانی کٹارین کمرون مین لگی ہوئین تاج سرون پر رکھے ہوئے پیادہ پا ساتھ چلے لندھور
نے یہ کہکر سب کو رخصت کیا کہ تم سب یہین ٹھہرو میدان مین ایک ایک سے لڑنا ہی بہادرون کے دستور سے یہ امر خلاف ہے کہ ایک کے
مقابلے کو دس جائین چہ جائے کہ تم اتنے لوگ ہو اگر میرے لیے دست بدعا رہو کہ آبرو میری رہجائے یہ سنکر سب کے سب دعائین دیتے
ہوئے پھر گئے لندھور نے ہاتھی کو اشارہ کیا وہ جھک کر چلا جب برابر خورشید کے پہونچا تو لگا در زن ہوا اور جھر جھری ہاتھی کی مستک پر
پڑی ہاتھی فیق مار کر پیچھے ہٹا اور خورشید کا مرکب بھی پسپا ہوا لندھور نے گجبانک مار کر ہاتھی کو آگے بڑھایا اور خورشید نے
مرکب کو رانون مین دبایا دونون مقابل یکدیگر ہوئے بعد گفتگوے بسیار برچھے ہاتھونمین لے لیے لگی نیزہ بازی ہونے تا اینکہ سنانین
ناکارہ ہوگئین نیزون کو ہاتھ سے ٹپکا دیا گرز ہاتھون مین لے لیے خورشید نے خبردار خبردار کہکر لندھور پر مارا لندھور نے اپنا گرز
اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز گرز پر پڑا تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی کہ رنگ آسمان فق ہو گیا جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا
ہاتھی لندھور کا چار بند تک زمین مین سما گیا لندھور کو غش آ گیا یہ تو سب گردین غائب ہو گیا اور خورشید نے آواز دی
کہ بدخبر لو اس ہندی کی دیکھو تو اس ہندی پر کیا گذری عیار دوڑ پڑے گر دگرد کے خرچ مار کر گرد کے اندر گھس گئے

لندھور کو بیہوش پایا پکارے کہ شہریار حریف تربادتی کرتا ہی اُسے جواب دیجیے لندھور نے ہوشیار ہوکر ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی طبقۂ زمین کا لیکر نکلا لندھور گرد مُنہ کی جھاڑتا ہوا باہر آیا اور پکارا کہ اے ستارہ پرست دو ضربین مین نے تیری اُٹھائین اب ایک ضرب میری بھی اُٹھا یہ کہکر گرز خورشید پر مارا خورشید نے ضرب اُسکی روکی تو سہی مگر چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا ہر سر مو اور ہر بن مو سے پسینا جاری ہوا کمر مرکب کی ٹوٹ گئی گھٹنے زمین کو جا لگے مگر دونون ہاتھ اسیطرح ستون گرز بنے رہے اُنمین خلل واقع نہوا خورشید خاک مین چھپ گیا لندھور پکارا کہ خبر لو اس ستارہ پرست کی دیکھو اسپر کیا گذری یہ سنکر کوکب عیار دوڑ پڑا اندر جاکر دیکھا کہ خورشید بیہوش ہی پکارا کہ ای شہریار ہوشیار ہوجیے خورشید نے جواب نہ دیا عیار نے پانی کا چھینٹا منہ پر دیا جب ہوش آیا تو کوکب نے پوچھا کہ شہریار کیا حال ہی خورشید نے کہا کہ ای کوکب مین نے تمام عمر ایسی ضرب کسی کے ہاتھ سے نہین کھائی جیسا گرز لندھور کا سنا تھا ویسا ہی پایا اب دوسرے گرز کی مجھمین تاب نہین ہی یہ کہکر مرکب کو جو دیکھا تو کام اُسکا تمام تھا یہ دیکھکر خورشید پشت زین سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر پیادہ پا لندھور کے ہاتھی پر دوڑا یہ دیکھکر لندھور بھی بعجلت تمام اپنے ہاتھی کو بڑھا کر مقابل خورشید آکر ہاتھی سے کود پڑا خورشید نے آواز دی کہ واہ واہ تو نے اپنے مرکب کو بچا لیا اور میرے مرکب کو ہلاک کیا لندھور نے کہا کہ ای خورشید مین نے دیدہ و دانستہ تیرے مرکب کو نہین مارا اور تو نے تو زبردستی میرے ہاتھی کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تھا خورشید نے کہا کہ اب کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا یہ کہکر سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دوڑا اُدھر سے لندھور ہنستا ہوکر چلا دونون گرم تلاش ہوئے باہم کشتی لڑنے لگے تین شبانہ روز تک متواتر کشتی رہی اب چوتھا روز آگیا ہی خوب زور ہو رہے ہین لندھور خورشید کو ریل لیجاتا ہی خورشید لندھور کو ریل لیجاتا ہی ریلتے ریلتے ایک مقام پر ہوش خانہ تھا پانون لندھور کا اُس ہوش خانہ مین جاتا رہا اور ادھر سے خورشید نے زور کیا لندھور نے خورشید کا زور روکا تو سہی مگر کولا لندھور کا اُتر گیا اب جو زور کرکے لندھور نے پانون نکالا تو ایک ہوک درد کی پیدا ہوئی بے چین ہوگیا رنگ متغیر ہوگیا تھر تھر کانپنے لگا غش سا آنے لگا دونون ہاتھ خورشید کے شانون پر رکھدیے خورشید نے جو یہ رنگ دیکھا پوچھا کہ ابھی تو تم اچھی طرح لڑ رہے تھے یکایک یہ کیا ہوگیا لندھور نے کہا کہ ای خورشید کولا میرا اُتر گیا ہی اب بات کرنے کی طاقت نہین ہی یہ کہکر بیہوش ہوگیا خورشید پکارا کہ ای سندیو لندھور کو لیجاؤ یہ سنکر لوگ پالکی لے کر دوڑ پڑے اور سوار کرکے لندھور کو لیگئے خورشید طبل بازگشت بجا کر پھر گیا اُدھر لوگ لندھور کو اُسکے خیمے مین لائے علاج معالجے مین مصروف ہوئے کوئی پہر رات گئے لندھور کو ہوش آیا اسفندیار خان زرنج آبادی نے کہا کہ اگر مجھے حکم ہو تو مین جاکر قلعہ زرنج آباد کو آراستہ کرادون کہ اگر وقت پر حاجت پڑے تو آپ اُس قلعے مین چلے آیئے لندھور نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی جاؤ یہ سنکر اسفندیار خان نے تو اُسی وقت کوچ کرکے زرنج آباد کا راستہ لیا اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ لندھور کی عیادت کو آیا اور اپنے ہمراہ قارن قہرمین کو لیتا آیا لندھور تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا مالک سلام کرکے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ ای لندھور ستارہ ہم لوگون کا گردش مین ہی کہ آپ بھی زخمی ہوئے اب کوئی اس ستارہ پرست سے مقابلہ کرنے والا نہ رہا لندھور نے کہا کہ اب جو تمھاری صلاح ہو وہ کیا جائے مالک نے قارن قہرمین سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اُسنے کہا کہ ای شہریار مین نے علم نجوم مین دیکھا ہی کہ قلعہ زرنگوشیہ پر ایرج آئیگا اور وہین ہماری بہتری ہوگی اور وہ قلعہ دریا کے بیچ مین ہی حریف دفعۃً اُس قلعہ کو لے بھی نہ سکیگا وہین چلنا مناسب وقت معلوم ہوتا ہی مالک نے لندھور سے کہا کہ اب آپ کی کیا مرضی ہی لندھور نے کہا کہ مین تمھارے ساتھ ہون غرض وقت شب اُن سب نے قلعہ زرنگوشیہ کا راستہ لیا ادھر یہان جو صبح کو خورشید بیدار ہوا تو آکر بارگاہ مین بیٹھکر کوکب کو طلب کیا اور کہا کہ ای کوکب تو جاکر میری جانب سے لندھور کو

پیام دے کر ای لندھور اب بھی بارگاہ سلیمانی میرے حوالے کر دو تو بہتر ہی ورنہ مین جبرا لیلونگا یہ سنکر کوکب گیا اور بعد
تھوڑی دیر کے واپس آکر کہا کہ ای خورشید وہان تو میدان صاف پڑا ہوا ہی نہ لندھور ہی نہ مالک نہ لشکر ہی نہ فوج وہ
سب کے سب رات کو بھاگ گئے خورشید نے کہا کہ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کدھر گئے کوکب نے کہا کہ سُنتی ہون زریخ آباد
کو چلے گئے اور لندھور مالک کے ہمراہ قلعہ زرنگوشیہ کو روانہ ہوا اور سنا ہی کہ وہ قلعہ وسط دریا میں ہی اور نہایت مستحکم قلعہ ہی
خورشید نے کہا کہ ہم اُن سب کو وہین جا کر مارینگے اور اُسی وقت حکم دیا کہ فوج ہماری تیار ہو بموجب حکم ابھی وقت سب فوج
تیار ہو گئی خورشید نے مع فوج و سپاہ وہان سے کوچ کیا اور یہان مالک بن ملکوت شاہ گریخان گرز قلعہ زرنگوشیہ مین آیا
تو ابیٹا مالک کا وہان حاکم تھا وہ استقبال کر کے مع فوج قلعہ مین لایا مالک نے کل حال بیان کر کے کہا کہ خورشید میرے تعاقب
مین ضرور آئیگا یہ سنکر ارسلان شاہ نے کہا کہ اچھا پھر آئے گا تو آپ کا کیا بنائے گا یہ قلعہ وہ نہین ہی کہ حریف بجا یک اسپر فتحیاب ہوگا
آپ مشوق سے یہان قیام فرمائیے بعد اُسکے اُسی وقت آراستگی قلعہ کا حکم دیا تمام فصیل اور برج جھاڑے گئے جہان جہان
تو مین نہ تھین وہان تو مین چڑھائی گئین رسید جمع ہونے لگی جب خورشید بعد تین روز کے وہان پہونچا تو لشکر اُسکا وہان اترا خیمے
ڈیرے برپا ہوئے خورشید قلعہ دیکھنے کو گیا جب دریا کے کنارے پہونچا دیکھا کہ قلعہ وسط دریا میں بہت مستحکم بنا ہوا ہی گولنداز
مستعد بیٹھے ہوئے ہین مہتابین سلگ رہی ہین یہ رنگ دیکھکر ناہید اختری نے کہا کہ ای فرزند یہ قلعہ ہاتھ نہ آئیگا اسکے لینے
کا ارادہ نہ کرو تمنے اخثم پر سے انھین بھگا دیا اب یہ تمسے بھاگ کر قلعہ نشین ہوئے ہین انھین یہین پڑا رہنے دو جب
یہ تنگ ہونگے آپ سے آپ تمھاری اطاعت کرینگے خورشید نے کہا کہ مین انھین ہرگز نہ چھوڑونگا کہ یہ چین سے قلعہ مین بیٹھے
رہین مین ان سب کو قتل کرونگا یہ کہکر تیاری جہازات کا حکم دیا جب جنگی جہاز تیار ہو چکے تو خورشید نے طبل جنگ بجوا دیا جب یہ
خبر مالک کو پہونچی تو بہت ہی متردد ہوا ارسلان شاہ نے مالک کو متردد دیکھکر کہا کہ آپ مطلق اندیشہ نہ کیجیے یہ ستارہ پرست
کیا کر سکتا ہی غرض وہ رات تو ان باتون چیتون مین کٹ گئی جب صبح ہوئی تو مالک اکر فیلبند دروازے پر بیٹھا رفقا گرد و
اطراف مین آکر کھڑے ہوئے فوج ستارہ پرستون کی دریا کنارے آئی خورشید جہاز پر سوار ہو کر قلعے کی طرف چلا ادھر قلعے
سے دیدبانون نے دیکھا ستارہ پرست آتے ہین جب خوب زد پر آچکے تو مالک سے عرض کیا کہ ستارہ پرست زد پر آگئے یہ سنکر مالک
نے ہوائی داغی گولندازون نے گولے مارنا شروع کیے تو پین رعد کیطرح گرجنے لگین رنگ برق خرمن حریف ہوئی اول بعد
ستارہ پرست یہ سمجھکر بڑھے آتے ہین کہ جہازات جنگی ہین رنگیر ٹھٹھان ہین گولے سب رد ہو جائینگے مگر گولہ وہ بلا کی چیز ہی کہ جس ٹھٹھ
پر پڑا ابغار اکر دیا جہاز تختہ تختہ ہو گئے خورشید کا جہاز جو سب سے آگے تھا وہ تو الٹا بیٹھا اور اسطرح غرق ہوا کہ خورشید کا پتا نہ لگا
ہزار ہا ستارہ پرست غرق ہو گئے غلغلہ عظیم برپا ہوا آفتاب پرستون نے خوش ہو ہو کر طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا کہ یکایک
ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر پیدا ہوا اور اُس ابر مین سے آواز نوبت اور نقارے کی پیدا ہوئی جب ابر شق ہوا تو آفتاب پرستون
نے دیکھا کہ ضیغم وز ہیجا شیر بیشہ وغا نجم سپہر شجاعت اور دریائے فتوت صف شکن و صفدر اسد بن کرب دلاور تخت پر
سوار دیو تخت اسد کا اُٹھائے ہوئے افغان کو جک بارہ ہزار دیوون کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوا جسوقت قریب
پہونچکر یہ معرکہ ہول خیز ملاحظہ کیا تو ایک دیو کو استفسار حال کے لیے روانہ کیا وہ دیو اُسی وقت گیا اور بعد دریافت حال
اسد سے آکر عرض کیا کہ ای عنبر یار آفتاب پرست خورشید ستارہ پرست کے نہیب شمشیر سے شہر اخثم سے بھاگ کر
اس قلعے مین آئے تھے اور خورشید نے بارادہ قلعہ گیری یہان آکر یورش کیا تھا سو جہاز گولون کی ضرب سے شق ہو کر ڈوب
گئے یہ سنکر اسد نے لفف دیو ان ہمراہی سے کہا کہ تم جا کر ان سب کو پانی مین سے نکال لو خبردار خبردار ایک تنفس بھی انمین سے
ڈوبنے نہ پائے اور لفف سے کہا کہ تم ان قلعے والون کو پکڑ پکڑ کر کھا جاؤ یہ سنکر دیو اہل قلعہ پر دوڑ پڑے اور بڑی بڑی توپین

چھ چھ سات سات سو گز کی بجانے لگے آفتاب پرستون کی جانین نکل گئین کلیجے شق ہو گئے قلعہ ہلنے لگا اسد نے نعرہ
کیا کہ ای آفتاب پرستو اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے مالک بن ملکوت شاہ مع لندھور کے ڈر کے مارے
ایک تہ خانہ مین جاکر پوشیدہ ہوا مگر ہاتھ پانون مین تھرتھری پڑی ہوئی ہی یقین ہو گیا کہ اب نہ بچینگے اور اسد کے ہاتھ جو
آفتاب پرست لگجاتا ہی دیوؤن کو کھلوا دیتا ہی اور مالک بن ملکوت شاہ کو ڈھونڈھ رہا ہی اور کہرہا ہی کہ ارے
یہ حرامزادہ کہان گیا ایک غلغلہ اہل قلعہ مین برپا ہی آفتاب پرست رو رو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ یا نیر اعظم
آفتاب تابان دیا پیر قطب دوران تھین اسوقت بدین ہماری اعانت کرو گے تو بچینگے ورنہ کونسی صورت رہائی کی ہی
کہ اسی اثنا مین ایک ابر سیاہ آسمان پر ہویدا ہوا اور ایرج نوجوان مع دیو افرنج آپہونچا اسد تو یہ معرکہ دیکھکر مع اپنے
دیوؤن کے بھاگ گیا ایرج نے آکر تمام آفتاب پرستون کو عجب حالت اضطراب مین پایا لیکن اُن لوگون نے
جو ایرج کو دیکھا جان مین جان آگئی پکارے کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان اسد دیوانہ ہم سب کو دیوؤن سے کھلوائے
دیتا تھا نیر اعظم نے آپ کو اسوقت پہونچا کر ہم سب کی جان بچائی ایرج نے پوچھا کہ مالک بن ملکوت شاہ کہان ہی زندہ
ہی یا دیو کھا گئے کہا کہ خوف جان سے بھاگ کر کسی طرف چھپ رہا ہی تا اینکہ مالک کو ایرج کے آنے کی خبر ہو گئی تہخانے
سے نکلکر مع لندھور اور ارسلان شاہ اور اقبال شاہ ایرج کے پاس آیا ایرج سبھون سے بغلگیر ہوا آگر اُوان
شاہی مین متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے استفسار حال کیا اُسنے کل سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی اور کہا
کہ خورشید کے جہاز تو ہمنے مارے گولون کے تباہ کر دئے تھے اور ستارہ پرست سب ڈوب گئے تھے تا اینکہ خورشید کا پتا بھی
نہ لگا مگر اس دیوانے نے آکر ہم سب کو ہلاک ہی کر ڈالا تھا کہ آپ تشریف لے آئے نہین تو دیو اب تک کھا بھی گئے ہوتے یہ سُنکر
ایرج نے بھی اپنی کیفیت ابتدا سے انتہا تک بیان کی مالک نے کہا کہ ای ایرج اب تک تو جو ہوا سو ہوا مگر اب اس دیوانے کے
ہاتھ سے بچنا بہت مشکل ہی اسلیے کہ اب اُسکی ہمراہی مین دیوان زبردست ہین اور تمھارے دیو اُسکا کچھ نہ کر سکینگے افرنج
بولا کہ ہان بہت سچ ہی ایرج نے کہا کہ خیر اچھا سمجھ لیا جائیگا اور لشکر اپنا قلعہ زرنگوشیہ سے باہر نکلوایا خورشید ستارہ پرست
کے گم ہو جانے کا حال سُنکر بہت افسوس کیا کہ افسوس خورشید مفت مین تباہ ہوا بعد اُسکے ایک دیو سے کہا کہ تو جاکر
تلاش کر کہ دیو افغان کوہ چاک کہان اُترا ہی اسد بھی اُسکے پاس ہو گا دیو گیا اور ایک دو گھڑی کے بعد آکر بیان کیا کہ فلان فلان
کوہ مین اُترا ہوا ہی اور اُسکے رفیق بھی سب جمع ہوتے جاتے ہین دیو لیے آتے ہین یہ سنکر ایرج نے اسد کو ایک نامہ
اس مضمون کا لکھا کہ تم مرد مردانہ اور بڑے شیر فرزانہ ہو بہادری اور دلاوری تمپر ختم ہی نانا تمھارے امیر بانوقیر کیسے بہادر
بے نظیر ہین مگر اُنھون نے کبھی دیوؤن سے مدد نہین چاہی جب تک ہم تم پردۂ قاف مین تھے دیو ہمارے تمھارے
دونون کے شریک حال تھے لیکن اب ہم تم دونون پردۂ دنیا پر آگئے ہین ہم بھی دیوؤن کو رخصت کیے دیتے ہین تم بھی
روانہ کر دو فقط ہماری تمھاری لڑائی رہیگی جو کچھ ہو گا وہ ہو رہیگا اور اُسکے خلاف ورزی وقوع مین آئے تو خلاف دعوی
مردی و مردانگی ثابت ہو گا القصہ ایک دیو اُس نامہ کو لیکر روانہ ہوا اور اسد کو جاکر دیا اسد نے اس نامے کو پڑھکر
جواب لپشت نامہ پر تحریر کیا کہ ای آفتاب پرست اگر تو یہ نہ بھی لکھتا تو بھی مین اپنے دیوؤن کو رخصت کر کے تیرے دیوؤن کو
مار ڈالتا مگر خیر تو بھی میرا مدعا سمجھ گیا اب مین اپنے دیوؤن کو رخصت کیے دیتا ہون یہ جواب لکھکر اُس دیو کو تو رخصت کیا
اور افغان کوہ چاک سے کہا کہ ای افغان تم اپنے دیوؤن کو لیکر قاف مین چلے جاؤ ہمنے تمھین رخصت دی اُسنے عرض
کی کہ ای شہریار پہلے ایرج کے دیوؤن کو چلا جانے دیجیے پھر ہم بھی چلے جائینگے اسد نے کہا کہ نہین مجھے کچھ ان دیوؤن کا
ڈر نہین تم جاؤ آخر افغان کوہ چاک مجبور ہو کر دیوؤن کو لیکر دامن کوہ مین پوشیدہ ہو رہا اُدھر ایرج کے پاس جو

جواب آیا ایرج نے مع دیو افرنج سب کو بردۂ قاف کی جانب روانہ کیا افغان کو جب بھی افرنج کے جانے کی
خبر سنکر قاف کو روانہ ہو گیا اب ایرج نے بھر بار دگر شہر اختم کی جانب کوچ کیا جب ایرج بعد قطع منازل اور طی مراحل
شہر اختم میں پہونچا تو شاہان اختم نے دروازے قلعے کے بند کر دیے اور لڑنے پر مستعد ہوئے ایرج نے شہر کو گھیر لیا تمام
آفتاب پرستون نے گرد شہر کے گھیرا ڈال دیا رستے بند کر دیں دوسرے دن ایرج قلعے کے سامنے آیا ادھر سے گولہ پڑنے لگا
ایرج اپنے لشکر کو لیکر وہان سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور خورشید و جمشید سے کہلا بھیجا کہ اب مین دوسری مرتبہ تمھارے قلعے پر
آیا ہون مجھے تمھارے دین و مذہب سے کچھ سروکار نہین ہی تم اگر میری بیعت اختیار کرو اور مجھے خراج دو مین یہان سے چلا جاؤن
یہ سنکر جمشید و خورشید نے کہلا بھیجا کہ جا کر اُس ہزار بچے سے کہدو کہ پہلے جو تو آیا تھا تو تو نے کیا کر لیا تھا اور اب آیا ہی تو کیا کریگا ہم
ہرگز تیری بیعت نہ کرینگے خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہی ایرج یہ سنکر کمال آزردہ و افسردہ ہوا اپنے خیمے مین آکر بیٹھا اتفاقات
روزگار تصویر خیالی ملکہ گیتی افروز کی آنکھونکے سامنے پھرنے لگی بس آہ سرد کھینچکر رونے لگا اور شکوہ پرداز جور فلکی ہونے لگا
کہ ای فلک کجرفتار واے گردون غدار یہ تو نے کیا کجروی کی کہ مین ہرچند قلعہ ذوالامان پر جانے کی کوشش کرتا ہون مگر تو
نہین جانے دیتا شعر جدا ہون یار سے مین اور یار مجھسے جدا + دل اشکبار جدا آنکھ اشکبار جدا + یہ کہکر چیخین مار مار کر
رونے لگا مالک بن ملکوت شاہ اور سب سردار مستفسر حال ہوئے کہ خیر باشد کچھ فرمائیے تو یہ کیا حال ہی ایرج نے کہا کہ
صاحبو مین یاد معشوق مین بیقرار ہون کیونکر پر پرواز لگ جائین جو مین اُڑکر چلا جاؤن اور اُس آرام جان کو دیکھ آؤن
اور یہ قلعہ کسی طرح ہاتھ نہین لگتا اگر اسے یونہین چھوڑکر چلا جاتا ہون تو لوگ یہی کہینگے کہ یہ کیا صاحبقران تھا کہ ایک
قلعہ اُسکے لیے نہ لیا گیا اور نہین جاتا ہون تو دل نہین مانتا ہی اور ہر بار یہی کہتا ہی کہ کوچہ دلدار مین چل کچھ عجب مشکل
مین پڑا ہون کچھ بن پڑتی کہ کیا کرون کیا نہ کرون مالک نے کہا کہ ای ایرج اس سب سے تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہی
کہ ایک مرتبہ تمام فوج کو مضبوط کر کے حملہ آور ہو جیسے جو کٹجائینگے کٹجائینگے باقی ماندہ جا کر قلعے سے لپٹ جائینگے ایرج
نے کہا کہ اس سے بھی کچھ نہوگا جو پہلے ہین وہ کٹجائینگے جو بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے پھر وہی ذلت کا سامنا ہوگا
البتہ مین تنہا ارادہ کرون تو ممکن ہی مین قلعے کو لیلون مالک نے کہا کہ ہم آپ کو تو ہرگز نجانے دینگے اسلیے اگر آپکو
کوئی چشم زخم آگیا تو پھر کدھر کے نرہینگے ہمارا تو سوائے آپ کے کوئی نہین ہی اور ای زبدۂ آفتاب پرستان دریافت
کیجیے حمزۂ صاحبقران بھی کسی قلعے پر تنہا نہین گئے یہ سنکر طرماسپ نے کہا کہ ای شہریار مین جا کر قلعہ لیے لیتا ہون ایرج
نے کہا کہ ای طرماسپ مین تمھین اپنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہون تمھارا جانا مجھے گوارا نہین ہی یہ سنکر طرماسپ نے سر
جھکا لیا اور فکر کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ایک تدبیر مجھے سوجھی ہی یقین ہی کہ اس
تدبیر سے قلعہ ہاتھ آجائیگا ایرج نے کہا کہ جلد بیان کرو اُسنے کہا وہ تدبیر یہ ہی کہ مین دس بارہ ہزار آدمیون سے
سامنے قلعے کے جا کر کہونگا کہ ای اہل قلعہ مرحبا صد مرحبا بہادر ایسے ہی ہوتے ہین کہ جان سے ہاتھ دھوتے ہین مگر بات
نہین کھوتے اب زبدۂ آفتاب پرستان کو تمسے کوئی پرخاش نہین ہی مجھے پیغام صلح دے کر بھیجا ہی مین تمھارے
پاس آؤن تو کہون یہ سنکر وہ مجھکو ضرور بلا لینگے جب مین اندرون قلعہ چلا جاؤنگا تو ساطور پکڑ کے لڑنے لگونگا جب
مین وہان پہونچکر قتل و قمع شروع کر دونگا تو آپ بھی یہان سے پہونچ جائیے گا اور یورش کر کے قلعے کو لے لیجیے گا
ایرج نے کہا کہ ہان بات تو اچھی ہی اگر اسمین بھی کوئی فتور نہ پیدا ہوا القصہ طرماسپ نے دوسرے روز قلعے کے سامنے
جا کر وہی کلمات کہے جمشید نے خورشید سے کہا کہ بھائی یہ جعلساز ہمکو فریب دیتا ہی جب ہم اسے اندرون قلعہ بلا لینگے تو یہ ضرور
فساد اُٹھائیگا اور ایرج بھی اُسی طرح مین چلا آئیگا قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا اگر ایرج کو صلح منظور تھی تو کسی پیر مرد کو

بھیجا ہوتا اس حرامزادے قوی بازو کا کیا کام تھا ہم اسکے فریب مین نہ آئینگے اس سے کہدو کہ ہمین صلح منظور نہین ہی خورشید نے کہا کہ بھائی صاحب اگر اُسنے جعلسازی کی ہی تو آپ ابھی اسے اسیر دام تزویر کیجیے جمشید نے کہا کہ بھائی وہ کیا تدبیر ہی خورشید نے کہا کہ آپ طرماسپ کو تنہا بلائیے دروازہ نہ کھولیے بلکہ کھڑکی کے راستہ بلائیے جب وہ سر اندر ڈالے کمندین مار کر پکڑ لیجیے جمشید نے اس راے کو پسند کرکے اُسیوقت کمند اندازون کو بلاکر دروازے مین بٹھا دیا اور پکار کر کہا کہ اچھا ای طرماسپ آؤ جو کچھ تمکو کہنا ہو کہہ جاؤ یہ سُنکر طرماسپ خوشی خوشی اپنے دل مین یہ کہتا ہوا کہ اب قلعہ لیلیا اور اب قلعہ لیلیا الغرض جسوقت دروازے مین پہونچا چارطرف سے کمندون کی بوچھار ہوگئی طرماسپ نے دو چار حلقے تو کاٹے مگر یہ تن تنہا کہان تک کام آخر کار گرفتار ہوگیا جمشید و خورشید نے اُسی وقت آہنگرون کو طلب کرکے اسیر غل و زنجیر کر لیا اور جو لوگ طرماسپ کے پیچھے چلے آئے تھے اُنھین باڑہ توپون کے اُڑا دیا بعد اُسکے طرماسپ کو فیلبند دروازے پر لا کے بٹھایا اور پکار کر کہا کہ ای آفتاب پرستو تمھارا فریب تمھارے کام نہ آیا اور آخر کار تمنے طرماسپ غریب کو گرفتار کروا دیا بس آفتاب پرست یہ سنکر ایرج کے پاس آے یہان ایرج منتظر بیٹھا ہوا تھا کہ طرماسپ قلعے مین جاکر لڑنے لگے تو مین بھی چلون یہ لوگ جو گھبرائے ہوے آئے ایرج نے پوچھا کہ خیر باشد کچھ کہو تو سہی گھبرائے ہوئے کیون آئے ہو آفتاب پرستون نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا ایرج اس کیفیت کو سنکر بہت آزردہ ہوا اور مالک سے کہا کہ اب کل مین قلعے پر تنہا یورش کرونگا اور بغیر قلعہ لیے ہوے نہ پھرونگا اب ایمین خواہ طرماسپ مارا جائے اور خواہ زندہ رہے اور یہ کہکر نقارہ رزمی بجوا دیا جب خبر شاہان اختم کو پہونچی تو اُنھون نے بھی تائید الٰہی پر تکیہ کرکے نقارہ رزمی بجوا دیا رات تو جون تون کرکے گذر گئی صبح کو جمشید و خورشید فیلبند دروازے پر آکے بیٹھے ادھر رفقاے جانباز کا دورہ بندھا اور اُدھر سے فوج آفتاب پرستون کی نمایان ہوئی قلعے سے گولہ برسنے لگا آفتاب پرست گولے کی زد سے ہٹ کھڑے ہوے ایرج مالک سے اجازت خواہ ہوا مالک نے کہا کہ جب اہل قلعہ طرماسپ کو زیر تیغ بٹھالینگے تو آپ کو بھی بے نیل مقصود پھرنا پڑیگا ایرج نے کہا کہ مجھے آفتاب تابان کی قسم ہی کہ مین بغیر قلعہ لیے نہ پھرونگا اب ایمین جو مارا جاے مارا جاے جو بچ جاے بچ جاے یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو برچہ کوہ ہاتھ مین لے کر جانب قلعہ روانہ ہوا ایرج کو اہل قلعہ نے آتے دیکھکر گولہ برسانا شروع کر دیا مگر ایرج برابر گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہی گولنداز ہر طرف سے ایرج کو تاک تاک کر گولہ مار رہے ہین تمام میدان دھوان دھار ہو رہا ہی تا اینکہ ایرج تمام گولون کو رد کرکے لب خندق پہونچ گیا جمشید و خورشید نے کہا کہ ایک ذرا ہاتھ کو روک لو دیکھو کہ ایک آدھ گولہ قضا کا اُس نابکار کے لگا ہی ہوگا بس گولندازون نے ہاتھ کو روک لیا دھوان برطرف ہوا روشنی ہوئی دیکھا کہ ایرج بر لب خندق موجود ہی اور للکار رہا ہی کہ ای اختمیو اب میرے ہاتھ سے کہان جاؤگے تمنے تو کلیجا پکا دیا ہی دیکھو تو اب تمھارا کیا حال کرتا ہون جمشید و خورشید نے یہ رنگ دیکھکر حکم دیا کہ جلد طرماسپ کو لاکر زیر تیغ بٹھا دو یہ حکم سنکر لوگ قید خانے کی طرف چلے کہ طرماسپ کو جاکر لے آئین مگر طرماسپ نے جو سنا کہ ایرج تا در قلعہ آ چکا ہی تو اپنے جی مین کہا کہ جبتک ایرج قلعہ نہ لیلے تو یہان سے نہ چل یہ سوچ کر لنگر مار کر بیٹھ گیا اب لوگ چلا رہے ہین کہ ارے اُٹھ یہان سے چل جلدی مگر یہ کب اُٹھتا ہی ہر چند لوگ تلوارین کھینچے سر پر کھڑے ہوئے ہین لوگ دھمکا رہے ہین کہ نہ چلیگا تو سر تیرا کاٹ ڈالینگے نہ چلیگا تو تجھے ہم یہین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالینگے مگر یہ کسی کی نہین سنتا اسی طرح سر جھکائے ہوے بیٹھا ہی اپنی جگہ سے جنبش تک نہین کھاتا اور جمشید و خورشید کا حکم پر حکم چلا آتا ہی کہ جلدی طرماسپ کو لاؤ جلدی طرماسپ کو لاؤ آخر کار داروغہ زندان خانہ نے زنجیر پکڑ کر جھٹکا دیا کہ اُس جھٹکے مین خار دار لٹو بہت زور سے چبھ گیا اور طرماسپ کو سخت ایذا ہوئی بس غصے مین آکر

جو ایک جھٹکا مارتا ہی تو زنجیر داروغہ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور داروغہ منھ کے بھل زمین پر گر پڑا بس اُسنے بگڑ کے طوق وسلاسل کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور داروغہ کو ایک گھونسا مارا کہ مغز سر اُسکا پاش پاش ہو گیا پس طرماسپ اُسکی تلوار لیکر لڑنے لگا ایک غل پڑ گیا کہ بڑا غضب ہوا طرماسپ چھوٹ گیا جمشید و خورشید کے رنگ فق ہو گئے مرگ کا یقین ہو گیا آنکھوں سے آنسو گر پڑے لیکن جمشید نے خورشید سے کہا کہ بھائی مین اب اِس آفتاب پرست کا سامنا کرتا ہون جب تک جان مین جان رہیگی قلعے مین نہ آنے دونگا اور اگر مارا گیا تو تم میرے فرزند کی جگہ ہو تمسے نام و نشان میرا قائم رہیگا مگر بعد میرے تم اتنا کرنا کہ میرے ناموس کو فوراً قتل کر ڈالنا اور اپنے ناموس کو نکال لیجانا کہ بعد ہمارے ناموس اسیر نہو اور یہ کوئی نہ کہے کہ جمشید و خورشید کا ناموس بندی مین آیا اسلیے کہ آدمی ہر وقت عزت و حرمت کا خیال رکھتا ہی خورشید نے کہا کہ بھائی جو حال تمھارا وہی حال میرا تمنے تو مجھے فرزندون کی جگہ سمجھا اور فرزندون سے زیادہ میری پرورش و پرداخت کی اب اگر مین تمھین چھوڑ دون تو زمانہ کیا کہیگا کہ یہ جوان ہو کر نہ لڑا اور اپنی جان بچا کر چلا آیا تو مجھے رسوائے عالم نہ کیجیے آپ ناموس کے لیجانے کی تدبیر کیجیے مین ایرج سے لڑونگا یہ سنکر جمشید خورشید کے قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ بھائی یہ وقت تکرار کا نہین مینے تمھین فرزندون کی طرح پالا ہی تمھارا صدمہ مجھسے نہ اُٹھ سکیگا برائے خدا و رسول تم جلد جاؤ اور جو مین کہتا ہون اُسپر عمل کرو اور جسوقت حمزہ صاحبقران یا نور الدہر بن بدیع الزمان ظلمات سے پھر کر آئین اور تمسے ملاقات ہو تو پہلے میرا اسلام کہنا اور بعد اُسکے عرض کرنا کہ میرے خون ناحق کا عوض اس آفتاب پرست سے ضرور لیجیے گا یہ سنکر خورشید روتا ہوا اپنے ناموس مین آیا سب کے سب خورشید کو تنہا دیکھکر پوچھنے لگے کہ کیون تم روتے کیون ہو بھائی تمھارے کہان ہین خورشید نے کہا کہ ارے بھائی کو کیا پوچھتے ہو وہ جان دینے پر مستعد ہوئے ہین مجھے اسواسطے بھیجا ہی کہ تم جا کر سب کو قتل کر دو تاکہ بعد ہمارے مر جانے کے ہماری رسوائی نہ ہو یہ کوئی نہ کہے کہ ناموس خورشید و جمشید کا اسیر ہوا اور کافر اُنھین لیے جاتے ہین زوجہ جمشید نے کہا کہ بھیا ہمکو خود زندگی منظور نہین کہ کوئی نامحرم بعد تمھارے ہمکو ہاتھ لگائے جلد ہمکو قتل کر دو اور ادھر خورشید کی زوجہ نے بھی یہی آواز دی کہ ہمکو بھی مار ڈالو مگر خورشید کا یہ عالم ہی کہ آنکھون سے علے الاتصال آنسو جاری ہین خنجر برہنہ ہاتھ مین ہی اور ہاتھ کانپتے جاتے ہین کہ اسی اثنا مین خورشید کی زوجہ زیر تیغ آکھڑی ہوئی خورشید نے ایک ہاتھ اُسکی گردن پر مار دیا کہ کام اُسکا تمام ہو گیا لاش اُسکی زمین پر گر کے لوٹنے لگی تمام محل مین ایک کہرام عظیم برپا ہو گیا صدا گریہ و زاری انسان کی سی در و دیوار سے پیدا ہوئی یہ رنگ دیکھکر جمشید کی زوجہ بھی سامنے آکھڑی ہوئی کہ بھیا مجھے بھی مار ڈال خورشید یہ سنکر چیخین مار مار کر رونے لگا اور کہا کہ ای بھابھی تم تو میری ماں کی جگہ ہو تمپر میرا ہاتھ ہرگز نہ اُٹھیگا اب دیکھیے کہ خورشید کی زوجہ مذبوح تو سامنے لوٹ رہی ہی خورشید کے خنجر سے لہو ٹپک رہا ہی آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین جمشید کی زوجہ زیر تیغ کھڑی ہوئی منتین کر رہی ہی کہ بھیا جان تونے اپنی بی بی کا کام تمام کیا وہان مجکو بھی قتل کر وہ کہتا ہی کہ ای بھابھی وہ تو تمھاری خادمہ تھی مر گئی مر گئی تمپر میرا ہاتھ نہ اُٹھیگا ای بھابھی از برائے خدا یہ کلمات کہکر دل کے ٹکڑے نہ کرو اور جلد محمل پر سوار ہو وہ کہتی ہی نہین بھیا اب مجھے زندگی کٹھن معلوم ہوتی ہی ہائے جسکو مین نے بیٹی کی طرح پالا اور بلکہ بیٹیون سے زیادہ سمجھا وہ تو مر جائے اور مین زندہ رہون مین اپنے ہاتھ سے اپنے کو ذبح کر دونگی اور یہ کہکر ایک خنجر ہاتھ مین اُٹھا کر چاہتی تھی کہ اپنے کو ذبح کرے کہ خورشید نے دوڑ کر خنجر ہاتھ سے چھین لیا اور حکم دیا کہ جلد اونٹ لاؤ اسیوقت اونٹ اور محملین اور کجاوے کس کے حاضر کیے گئے خورشید نے ہاتھ پکڑ کے ایک محمل مین سوار کیا اور جہان تک کہ مال و اسباب اُٹھ سکا وہ سب بار کیا اور تمام عورتون کو بھی سوار کر کے بحال تباہ و پریشان دروازہ جانب ملک

سبائل اور زائل کا کھول کر صحرا کا راستہ لیا اب زوجہ جمشید کا یہ حال ہے کہ روتی پیٹتی زوجہ خورشید کو یاد کرکے بین
کرتی ہوئی چلی جاتی ہے اور ادھر خورشید کا یہ حال ہے کہ آنکھیں لال آنسو جاری بصد اشکباری حفاظت کرتا ہوا
چلا جاتا ہے یہ تو ادھر روانہ ہوا اور یہاں کا حال سنیے کہ ایرج خندق کو پھاند کر پار آیا گرز سے قلعہ کا دروازہ توڑ کر
اندر چلا اور جمشید بھی رفقائے جان نثار کو ساتھ لیے ہوئے للکارتا ہوا ایرج کی طرف بڑھا کہ او کافر کہاں آتا ہے
اور لپک کر ایک تلوار ایرج پر جماہی دی ایرج نے وار اسکا رد کرکے جو اپنا وار کیا تو تلوار اسکی سپر کو کاٹ کر جمشید کے
سر پر پہونچی کہ کوئی تین انگل کا زخم آیا رفقائے جمشید باری باری حملہ آور ہوئے مگر سب مارے گئے اب اس عرصے میں
اور لوگ بھی ایرج کے آپہونچے تلوار چلنے لگی جمشید اور ایرج سے پھر مقابلہ ہوا ایرج نے شانہ جمشید کا نشانہ کیا
جمشید نے جو تلوار لگائی تو سپر کو کاٹ کر ایرج کے سر پر پہونچی کوئی دو انگل کا زخم آیا ایرج نے پھر جو تلوار لگائی تو
زخم سر جمشید کا جو پارہ ہو گیا پھر جمشید نے جرأت کرکے پہلو ایرج کا زخمی کیا تیسرا ایرج نے تلوار لگائی کہ ہاتھ
جمشید کا اڑ گیا تا اینکہ جمشید بیہوش ہو کر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اب ایرج نے جانب شہر رخ کرکے حکم دیا کہ خبردار
کسی کو زندہ نہ چھوڑنا جو سامنے آجائے اسکے قتل سے منہ نہ موڑنا بموجب حکم اسی وقت شہر قتل ہونے لگا ایک جانب
ایرج قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے ایک طرف طلماسپ دست تعدی دراز کرتا ہوا چلا آتا ہے عورات حاملہ کے پیٹ چاک
کر رہا ہے بچوں کو نیزوں پر اچھال اچھال کر چوبرنگ کر رہا ہے ہر چند رعایا چلا رہی ہے کہ ارے صاحب ہم رعایائے شہر ہیں
ہمارا کیا قصور ہے ہم پر رحم کرو لیکن کون سنتا ہے گھروں میں گھس گھس کر لوگوں کو قتل کر رہا ہے صدائے یا رب الغیاث
تا فلک الافلاک بلند ہے اتفاقات روزگار قضائے کار حارث بن سلطان سعد بادشاہ لشکر لندھور نے کہ یہ بعد روانگی
امیر با توقیر جانب ظلمات لشکر لندھور کا بادشاہ ہوا تھا اپنے دل میں یہ خیال پر ملال کرکے کہ افسوس اہل اسلام عبث
قتل ہو رہے ہیں لندھور سے کہنے لگا کہ ای دارائے ہند جائے تعجب ہے کہ آپ دیدہ و دانستہ اہل اسلام کو قتل
کروا رہے ہیں اور جب اہل اسلام ہی قتل ہو رہے ہیں تو ہمارا بیعت کرنا بالکل فضول ہوا ہمنے تو فقط آپ کے بچاؤ کے
واسطے بیعت کی تھی نہ اسلیے ہم تو چین سے بیٹھیں اور اہل اسلام قتل ہوں لندھور نے کہا کہ پھر مجھسے کیا کہتے ہو میں
ہر طرح موجود ہوں چلو ایرج کو منع کرو یہ کہکر لندھور اٹھ کھڑا ہوا اور حارث کو ساتھ لے کر داخل شہر ہوا حارث
تلوار کھینچکر آفتاب پرستوں کو قتل کرنے لگا لندھور مانع ہوا اور کہا کہ ای حارث یہ امر اچھا نہیں چلو ایرج کے پاس
چلو یہ سنکر حارث نے تلوار میان میں رکھ لی اور مع لندھور ایرج کے پاس آیا ایرج برابر حکم قطعی دے رہا تھا
کہ خبردار خبردار ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا یہ دیکھکر حارث کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور ایرج سے بڑھکر کہا کہ ای زبدہ
آفتاب پرستان اب ان پر رحم کرو یہ لوگ رعایائے شہر ہیں قابل ترحم کے ہیں انکے قتل سے کیا حاصل جو تمھارے نزدیک
مفسد تھے وہ تو مارے جا چکے تم صاحبقران ہو تمکو سب کی پرورش و برداخت لازم ہے اور قطع نظر اسکے ابھی یہ فتح اول
ہے اگر ایسا ہی مظالمہ کروگے تو تمسے کیوں کوئی گرویدہ ہونے لگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ تم عبث سعی و سفارش کرتے ہو میں
ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا تم اپنی جانبری کو غنیمت سمجھو اور سعی و سفارش سے ہاتھ اٹھاؤ یہ سنکر چہرہ حارث
پر آثار غیظ و غضب کے ہویدا ہوئے لندھور نے یہ رنگ دیکھکر خیال کیا کہ لیجیے اور غضب ہوا اور یہ خیال کرکے
ایرج سے کہا کہ ای ایرج بس اب قتل و قمع موقوف کرو تمام شہر تمھاری دہائی دے رہا ہے اور بیعت کرنے پر آمادہ
ہے اور یہی ہمارے تمھارے اقرار تھا اب اگر تم نقض عہد کرتے ہو تو میں بری الذمہ ہوں ساتھ والے میرے اب نہیں
ملتے اور نہیں رکتے اگر تم نہ مانوگے اور وہ بگڑ کر آمادہ جنگ ہو جائینگے تو پھر تم کہوگے کہ لندھور نے بیعت بھی کی اور

ہمسے مخالفت بھی کی یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای لندھور آخر تمکو پاس اسلام آہی گیا ہمارے لوگ جب مارے گئے تو جب تمنے جنبہ داری نہ کی لندھور نے کہا کہ سبحان اللہ تمہارے لوگون کے لیے مین داراب کے یہان قید ہوا خورشید سے لڑکر زخمی ہوا پھر اور جنبہ داری کسے کہتے ہین یہ سنکر ایرج نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ خبردار اب کسی کو قتل نہ کرنا بس قتل کا موقوف ہونا تھا کہ یکایک خبر آئی کہ اسد لشکر آفتاب پرستان پر آگرا ہی اور قتل وغارت کر رہا ہی یہ سنکر ایرج نے لندھور سے کہا کہ لیجیے اب مین اسد کو بھی جاکر تنبیہ کرون یا نہ کرون وہ دیوانہ وہان قیامت برپا کر رہا ہی یہ کہکر قلعے سے باہر آیا دیکھا کہ تمام خیمون مین آگ لگی ہوئی ہی لوگ دہائی مچا رہے ہین جلد گھوڑا دوڑا کر لشکر مین آیا سنا کہ وہ دیوانہ آپ کے آنے کی خبر سنتے ہی چلتا ہوا یہ سنکر ایرج نے پشت دست دانتون سے کاٹ لی بعد اُسکے خیمون کی آگ بجھوائی لاشین اُٹھوا کر جلوائین زخمیون کے ٹانکے لگوائے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان اگر تم ایک تھوڑی دیر اور نہ آتے تو ہمارا کام تمام تھا الغرض اپنے لشکر مین سب درستی کر کے مالک بن ملکوت شاہ کو لے کر قلعہ مین آیا حکم دیا کہ لاشین اُٹھواؤ شہر کو پاک کرو جب لاشین اُٹھ چکین اور شہر پاک وصاف ہو چکا تو خزانہ شہر اختم کا نکلوایا نصف خود لیا نصف لندھور کو دیا اور حکم دیا کہ جلد ہمارے واسطے بارگاہ تیار کرو بموجب حکم اُسی وقت سے بارگاہ کی تیاری شروع ہوئی اور ادھر حارث بن سعد اپنے خیمے مین آکر تخت پر متمکن ہوا لندھور بن سعدان نے دنگل کو رونق بخشی سردار سب اپنے مقام پر متمکن ہوے صحبت عیش گرم ہوئی حارث نے لندھور سے کہا کہ ای دارا اے ہند ابھی تو ایرج نے یہ شہر اول ہی اول فتح کیا ہی اور اسپر کس طرح قتل عام کیا ہمارے مانع ہونے پر کس قدر برہمی کا اظہار کیا مین نے تو اُسی وقت چاہا تھا کہ اس سے بگڑ جاؤن مگر تمہاری وجہ سے خاموشی اختیار کی مگر اب مین تو بالکل اُسکی دوستی سے منھ موڑ لونگا اور ہرگز اُسکی صحبت نہ کرونگا یہ سخت پاجی اور انتہاے مرتبہ کا نالائق ہی تم اس مقدمے مین کیا کہتے ہو صحبت شکنی کروگے یا نہین لندھور نے کہا کہ ای شہریار سنیے آپ ہین ابھی کمسن مزاج مین آپ کے حرارت کی زیادتی ہی میرے خیال مین آپ کا یہ ارادہ محض بیجا ہی آیندہ آپ اپنے فعل کے مختار ہین مین تو جبتک صاحبقران نہ آئینگے ہرگز ایرج سے نہ بگاڑونگا یہ سنکر حارث بن سعد نے کہا کہ اسد سچ کہتا ہی تم ضرور ایرج پر عاشق ہوے ہو خیر ہمین اس سے کیا کام تم اُسکی نگاہبازی مین مصروف رہو ہمنے تو اس پاجی کی صحبت ترک کی اور تمہارا ساتھ بھی چھوڑا اب ہم اس آفتاب پرست سے نبٹ لینگے یا تو اس کو قتل کرینگے یا اپنی جان دینگے یہ سنکر لندھور نے کہا کہ ای شہریار یہ آپ کے دل مین کیسی سمائی ہی شہریار دیکھیے یہ بات اچھی نہین ہی اگر میرا کہنا نہ مانیے گا تو بہت پچھتائیے گا مفت مین ذلت اُٹھائیے گا ہاتھ ملکر رہجائیے گا حارث نے کہا کہ خیر جو کچھ ہونا ہو سو ہو ہمسے مسلمانون کا قتل نہین دیکھا جاتا یہ کہکر سر سے تاج اُتار کر تخت پر رکھدیا اور بارگاہ سے نکلکر چلا لندھور ہرچند کہتا رہا کہ ای شہریار دیکھیے آپ کیا کرتے ہین دیکھیے آپ اچھا نہین کرتے مگر یہ کب سنتا ہی مع اپنے بارہ ہزار رفقا کے چلتا ہوا اور علحدہ جاکر خیمہ برپا کیا لندھور نے وہان بھی آکر بہت کچھ فہمائش کی اور سمجھایا کہ ای شہریار رنجیدہ چلیے غصے کو جانے دیجیے انجام کار اسکا اچھا نہین ہی مگر حارث نے ایک نہ مانی اور کہا کہ او ہندی تو تو اپنے معشوق کی طرفداری کیا ہی چاہے مجکو اس پاجی سے کمال نفرت ہوگئی ہی اُس مردود کی بیحیائی تو دیکھیے کہ ہمارے سامنے سب کو سنا سنا کر ملکہ گیتی افروز کا عشق ظاہر کرتا ہی تمسے یہ کلمے سُنے جاتے ہین مگر ہمسے نہ سنے جائینگے اب اُسکو قتل ہی کرینگے یا اسکے ہاتھ سے مارے جائینگے آپ تشریف لیجائیے مجکو نہ سمجھایئے وہ دن تو جون تون کٹ گیا جب رات ہوئی تو حارث بارہ ہزار سوار سے لشکر ایرج پر شبخون کر کے مارتا پیٹتا لوٹتا خیمے ڈیرے جلاتا ہوا نکل گیا یہان تمام لشکر مین باہم

تلوار چلائی باہم ایک دوسرے کو حریف سمجھ سمجھ کر مارا کیا جب صبح ہوئی تو اُسوقت ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑائی موقوف ہوئی جب ایرج بیدار ہوا اور اُسنے یہ ہنگامہ عظیم دیکھا تو کہا کہ مین اس دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا ہون ہرکارون نے عرض کیا کہ خداوند دیوانہ کیسا یہ تو ایک بڑا کیانہ تھا ایرج نے پوچھا کہ وہ کون ہرکارون نے عرض کیا کہ خداوندنعمت بادشاہ لشکر لندھور حارث بن سعد لندھور سے آزردہ ہوکر بارگاہ لندھور سے چلا آیا اور رات کو آپ کے لشکر پر شبخون کرکے صاف نکلا ہوا چلا گیا ایرج نہایت حیران ہوا لاشے مقتولون کے اُٹھواکر بارگاہ مین آیا اہل دربار جمع ہونے لگے جب لندھور آیا تو ایرج نے کہا کہ ای دارائے ہند یہ کیا معرکہ گذرا کہ حارث بن سعد نے میرے لشکر پر شبخون مارا کیا تمنے میری بیعت شکنی کرڈالی لندھور نے کہا کہ ای ایرج یہ اولاد صاحبقران ہین جب بگڑ جاتے ہین تو پھر کسی کا کہنا انکے خیال مین نہین آتا ہرچند مین نے سمجھایا نہ مانا میرے پاس سے چلے گئے مین تو حتے الامکان تمھاری بیعت شکنی نہ کرونگا معلوم ہوتا ہی کہ شاید تمھین نے انسے کچھ سخت کلامی کی ہوگی ایرج نے کہا کہ وہ بگڑکر میرا کیا کرینگے کیا مفت مین اپنی آبرو کھودینگے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا بود اپن تو اُنکا یہ ہی کہ سرکھو ہوکر سامنا نہ کیا قزاقون کی طرح لوٹ مار کرکر چلے گئے خیر سمجھا جائیگا اور یہ کہکر اپنی جانب سے شہر اختسم مین حاکم متقرر کرکے کوچ کی تیاری کی اور حارث بن سعد نے شبخون مارکے ملک رزائل کا راستہ لیا بعد چند روز کے جب وہان پہونچے تو وہان کے تینون بادشاہ شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش شہنشاہ مرصع پوش استقبال کرکے بعزت تمام توقیر مالاکلام قلعے مین لائے اسباب عیش کا مہیا کیا اور مستفسر حال ہوئے حارث نے کل سرگذشت اپنی بیان کی اور حال شہر فرنگو کشیہ اور شہر اختسم کا بیان کرکے کہا کہ بھائی مجھسے اس پاجی کی بیداد گری نہ دیکھی گئی مین تو مجبور ہوکر چلا آیا مگر لندھور نے اُس آفتاب پرست کا ساتھ نہ چھوڑا بیعت کو نہ توڑا اور اُسی کے ہمراہ رہا اب مین خواہ قتل ہون خواہ فتحیاب ہون اُس سے ضرور لڑونگا اور دلکا حوصلہ نکالونگا ایسی زندگی سے تو موت بہتر ہی یہ سنکر اُن سب نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو لندھور کا نوشتہ بایں مضمون بہونچ چکا تھا کہ تم میرے کہنے سے آکر بیعت ایرج کی اختیار کرو اور خراج اُسے دو ہم سب مستعد ہوگئے تھے کہ جب لشکر ایرج کا یہان آئیگا تو ہم جاکر اُسکے شریک ہونگے مگر ای شہریار اب تو ہم اُس ظالم کے پاس ہرگز نہ جائینگے کافر سے مسلمان ہوئے مسلمان ہوکر اپنے کو کافر نہ کہلوائینگے بہرحال آپکی شرکت کرینگے یہ سنکر حارث نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا الغرض حارث نے وہان استقامت کی اور اپنے آغاز و انجام کو سوچنے لگا ایک روز خیال کرتے کرتے یہ بات ذہن مین آئی کہ ای حارث بن سعد نہ تیرے پاس فوج نہ لشکر نہ مال نہ زر تو کیونکر ایرج سے مقابلہ کریگا افسوس صد ہزار افسوس تو وہان سے آکر بھی ذلیل ہوا اسی سوچ مین متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی دل متردد شکار کی طرف متوجہ ہوا حارث نے شہریار مرصع پوش سے کہا کہ ای شہریار یہان شکار بھی ملیگا اُسنے کہا کہ بہ کثرت آپ شوق سے تشریف لیجائیے جانوران صیدگیر ہمراہ لے کر شکار کھیلیے یہ سنکر حارث نے شکار کی تیاری کی جانوران صیدگیر ہمراہ لے کر جانب صحرا روانہ ہوا صید و شکار مین مصروف ہوا ایک جگہ بہت سے ہرن اکٹھا چر رہے تھے سم مرکب کی آواز سے متفرق ہوکر بھاگ گئے ایک ہرن کو حارث نے سب ہرنون مین تیز پا اور چالاک پاکے اسکے پیچھے گھوڑا ڈال دیا اور قصد کیا کہ ای حارث اگر اس ہرن کو تم پا گئے تو ایرج پر فتحیاب ہوگے ایک پہر بھر کامل اُس ہرن کا تعاقب کیا تا اینکہ وہ ہرن ایک درہ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا اور حارث نے ڈھونڈھنا شروع کیا ہرچند تلاش کی مگر کہین پتا نہ لگا جاتے جاتے ایک مقام با فضا مین پہونچکر دیکھا کہ کچھ لوگ کھڑے ہین اور کچھ بیٹھے ہوے ہین اور شکار کی گوشت کے کباب

بھن رہے ہین حیران ہوکر قریب اُن لوگون کے آیا دیکھا کہ اسد بن کرب غازی اپنے رفقا سمیت بیٹھا ہوا ہی اسد کی نگاہ جو حارث بن سعد پر پڑی دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آئیے تشریف لائیے حارث صاحب سلامت کرکے گھوڑے سے کود پڑا اسد قدمبوسی کو جھکا حارث لپٹ گیا دونون آکر فرش پر بیٹھے اسد نے جام شراب کا تواضع کیا کباب سامنے رکھدیئے حارث نے شراب پی کر کباب تناول کیے دماغ مین نشہ آیا اسد نے پوچھا کہ شہریار اسوقت آپ یہان کہان حارث نے تمام حال بیان کرکے کہا کہ ای اسد اب آفتاب پرست سے مقابلے کا قصد ہی مگر بالکل بے سروسامان ہوگیا ہون گردش فلکی سے عاجز آیا ہون کوئی سروسامان درست نہین ہی اسد نے کہا کہ شہریار سروسامان درست ہونا تو کچھ مشکل نہین ہی آپ جسوقت ارشاد فرمایئے گا مین سب چیز مہیا کر دونگا مگر ایرج سے عہدہ برآ ہونا سخت دشواری کا امر ہی حارث نے کہا کہ ای اسد ہرچہ بادا باد یا مارا یا مرے یہ سنکر اسد نے کہا کہ ای شہریار اگر یہی ارادہ ہی تو بسم اللہ آپ خاطر جمع رکھیے روپیہ بھی مین لا دونگا فوج و سپاہ بھی مین مہیا کر دونگا جاہیے آپ مرصع حصار مین تشریف فرما ہوجیے مین روپیہ کی تدبیر مین جاتا ہون غرض پہر دن رہے تک تو وہین بیٹھے رہے بعد اُسکے حارث نے مرصع حصار کا راستہ لیا اور اسد نے شہر اختم کا قصد کیا اور ضرغام سے کہا کہ تم جاؤ جسوقت وہ آفتاب پرست لشکر مین موجود نہو تو اسی وقت ہمسے خبر کرو ضرغام نے تو بخط مستقیم لشکر ایرج کا رخ کیا اور اسد نے قریب لشکر ایرج کے پہونچکر ایک پہاڑ کے دامن مین پناہ لی اب سنیے کہ جب ضرغام لشکر ایرج مین پہونچگیا تو صورت اپنی تبدیل کرکے موقع و محل اور وقت دیکھنے لگا قضائے کار اتفاقات روزگار ایرج کو ایک دن بیٹھے بیٹھے شکار کی سوجھی سوار ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا طرماسپ کو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑ گیا ضرغام نے یہ وقت اور موقع غنیمت جان کر اسد کو مطلع کیا اسد نے ابراہیم سے کہا کہ ای ابراہیم تم ایک دو ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر لشکر ایرج پر روز خون کرو اور خوب قتل و قمع کرو اور خوب لوٹ مار کرو جسوقت طرماسپ تمہارا سامنا کرے تو اُسوقت تم اُسکے سامنے سے بھاگ جانا جب تم بھاگوگے تو وہ ضروری تمہارا تعاقب کریگا بس تم اُسے لگا کر لشکر سے باہر لے آنا یہ سنکر ابراہیم اُسی وقت روانہ ہوا اور آتے ہی اسد کا نام لے کر لشکر ایرج پر گرا دو ہزار تلوار برابر سے پڑنے لگی ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوگیا کہ اسد آج روز خون گرا ہی جب طرماسپ کو یہ خبر پہونچی تو اُسنے کہا کہ آج تو یہ دیوانہ روز خون گرا ہی اب مین اسے کیا چھوڑتا ہون اور گرگدن سیاہ رنگ پر سوار ہوکر للکارتا ہوا چلا کہ او دیوانے تجھے میری خبر نہ تھی کہ ایرج نہین ہی تو کیا ہوا مین تو ہون دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون جب طرماسپ للکارتا ہوا ابراہیم کے قریب پہونچا تو ابراہیم نے بوق بجا دی کہ ای قزاقان بدر روید اور بوق بجاکر طرماسپ کے سامنے سے بھاگا طرماسپ بھی اُسکے تعاقب مین یہ پکارتا ہوا چلا کہ او دیوانے جہان تو جائیگا مین بھی وہین موجود ہونگا یہ سنکر ابراہیم نے بھی آواز دی کہ تجھے بھی اپنے دین و مذہب کی قسم ہی کہ تو میرے تعاقب مین چلا آ دیکھون تو تو کہان تک میرا تعاقب کرتا ہی یہ سنکر ابراہیم نے گینڈے کو اور تیز کیا جلد جلد چلا آتا ہی تا اینکہ حد لشکر سے باہر نکل آیا ضرغام نے جاکر اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار اب لشکر ایرج کا خالی ہی طرماسپ کو ابراہیم لشکر سے باہر نکال لایا اسد تو منتظر بیٹھا ہی ہوا تھا بس یہ سنتے ہی جھٹ دوڑا اور لشکر ایرج پر جا گرا بس اسکا گرنا تھا کہ ایک غلغلہ برپا ہوگیا اُس سٹری کے تعاقب مین تو طرماسپ گیا ہی یہ دوسرا خبطی کہان سے پیدا ہوا ہی اب یہ حالت ہی کہ کسی کا قدم نہین تھمتا جو ہی وہ بھاگا جاتا ہی ایک ہی تو بھاگا جاتا ہی سو ہین تو سب کے سب منھ موڑے ہوے بھاگے چلے جاتے ہین کوئی اسد کے منھ پر نہین ٹھہرتا چوبیس ہزار تلوار برابر سے پڑ رہی ہی ایک شور و شور برپا ہی کہ ارے بھاگو ارے بھاگو اسد آ پہونچا مارے خوف کے مالک قنات مین چھپ گیا اقبال شاہ باورچیخانے مین پوشیدہ ہوا اقارن قمر بین تنور مین چھپ رہا دارا بسر یہ حالت ہی کہ تھر تھر کانپ

رہے ہین اور ہر شخص یہ خیال کرتا ہی کہ دیکھیے جان بچتی ہی یا نہین مگر اسد کو تو خاص خزانہ لینے سے غرض تھی وہ بے تامل گھوڑا اُٹھائے ہوے خزانہ پر جا دھمکا اور ایک صندوق بیانداز اشرفی و جواہر گھوڑے پر لاد لیا اور ایک ہاتھ مین لٹکا لیا اور لشکر سے صاف نکلا ہوا چلا گیا اور یہان ایرج شکار کر کے خیمے مین بیٹھا ہی کباب تیار ہو رہے ہین کباب کھاتا جاتا ہی ناچ دیکھ رہا ہی مگر دل گرفتہ ہی رفقا سے کہ رہا ہی کہ اسوقت کچھ میرا دل گھبرایا جاتا ہی معلوم نہین کیا سبب ہی لوگ عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد ابھی آپ شکار کھیل کے آئے ہین زحمت شکار سے طبیعت پریشان ہی بعد تھوڑی دیر کے مزاج درست ہو جائیگا ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ شاپور سامنے سے نمایان ہوا اور آ کر عرض کیا کہ خداوند نعمت اسد تمام لشکر کو مارے ڈالتا ہی لوٹے رہا ہی ایک غلغلہ و ہنگامۂ عظیم برپا ہی ایرج نے کہا کہ ظرماسپ کیا ہوا شاپور نے کہا کہ اُسکو تو اسد نے عیاری پہلے ہی نکلوا دیا بعد اُسکے خود لشکر پر آ گرا یہ سنکر ایرج بہت پریشان ہوا عیش اُسکا تلخ ہو گیا مرکب پر سوار ہو کے جانب لشکر روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا تو معلوم ہوا کہ دیوانہ ابھی ابھی خزانہ لوٹ کر لیگیا ہی اگر آپ تھوڑی دیر اور قبل آتے تو وہ سڑی مل جاتا ایرج یہ سنتے ہی بہت آزردہ ہوا المالک بن ملکوت شاہ کی خبر تک نہ پوچھی اور اسد کے تعاقب مین روانہ ہوا مگر اسد اور ہمراہی اُسکے گران باری سے چل نہ سکتے تھے اور مڑ مڑ کے گھبرا گھبرا کر جانب پشت دیکھتے جاتے تھے کہ کوئی آتا تو نہین ہی کہ یکایک ضرغام نے آ کر خبر دی کہ اے شہریار ایرج آ پہونچا اسد نے دیکھا کہ خزانہ کے بوجھ سے مرکب چل نہین سکتا اور خود بھی اُسکی وجہ سے ٹھہرا ہوتا ہی یار و صندوق کو تو پھینکدو اور اپنی جان بچا کر بھاگ چلو سمجھ لیا جائیگا اُسی وقت صندوق تو پھینکدیئے اور آپ سبک ہو کر بھاگے ایرج جو دوڑتا ہوا وہان پہونچا تو دیکھا کہ صندوق پڑے ہوے ہین انتر صبا سے کہا کہ تم تو صندوق لیکر چلو مین اس دیوانہ کے تعاقب مین جاتا ہون انتر صبا تو صندوق لے کر چلا اور ایرج اسد کے پیچھے چلا آگے آگے اسد پیچھے پیچھے ایرج بھاگا بھاگ بگٹٹ گھوڑے اُٹھائے چلے آتے ہین ایک مقام پر آتے آتے بڑا سا جنگل ملا کہ ہزار درخت گھنیرے لگے ہوے تھے اسد نے مرزنگ بن مرزبان سے کہا کہ مین تو یہین طرف درختون کی آڑ مین چھپا رہتا ہون اور تم شاخین درختون کی کاٹ کر کمندون مین باندھ کر کھینچتے ہوے چلو جب ایرج تمھارے پیچھے چلا جائیگا تو مین جا کر پھر ان صندوقون کو لیلونگا مرزنگ بن مرزبان نے کہا کہ بہت اچھا القصہ اسد تو جا کر درختون کی آڑ مین چھپ رہا اور مرزنگ بن مرزبان درختون کی شاخین کاٹ کر کمندون مین باندھکر گھسیٹتا ہوا چلا ڈھیرون خاک اڑنے لگی ایرج تو اُنکے تعاقب مین چلا اور اسد درختون کی آڑ مین سے نکلکر صندوقون کے تفحص مین چلا انتر صبا وہ صندوق لیے ہوے تھوڑی ہی دور پہونچا تھا کہ اسد نے نعرہ کیا کہ او نابکار صندوق کہان لیے جاتا ہی ٹھہر تو جا آیا مین اور یہ کہکر تلوار کھینچکر اپنے قزاقون سمیت انتر صبا پر گرا انتر صبا نے صندوقون کو تو پیچھے کر لیا اور آپ آگے ہوا اسد کے ہمراہیون سے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ مین اسد سے اور انتر صبا سے مقابلہ ہو گیا انتر صبا نے اسد سے پوچھا کہ او دیوانے تو ایرج سے کیونکر بچ آیا اسد نے کہا ارے تو کیا بکتا ہی مین نے ایسے ایسے لونڈے بہت سے چرا دیئے ہین اور ایسے گمراہون کو بہت راہین بتائی ہین یہ سنکر انتر صبا کو غصہ آگیا پکارا کہ او دیوانے کیا تیری قضا دامنگیر ہوئی ہی یہ کہکر اسد پر تلوار ماری اسد نے وار اُسکا رد کر کے اپنا وار کیا کہ انتر صبا زخمی ہوا بس پھر کیا تھا اسد برس پڑا مارے تلوارون کے بولا دیا انتر صبا سامنے سے اسد کے بھاگا اُسکے ساتھ والے بھی تاب مقاومت نہ لا سکے فراری ہوے صندوق چھوڑ چھوڑ کر بھاگے اسد خزانہ لے کر جانب کوہستان روانہ ہوا ادھر مرزنگ بن مرزبان خاک اڑاتا ہوا آگے آگے اور ایرج پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا کہ ہرکارون نے اطلاع دی کہ اے نبیرۂ آفتاب پرستان آپ کس کے تعاقب مین جاتے ہین اسد تو آپ سے مکر کر کے

چھپکر رہگیا تھا جب آپ آگے نکل آئے تو اُسنے انتر صبا کو بھگا کر خزانہ پھر چھین لیا آپ ناحق اس خاک کے پیچھے چلے جاتے ہین اسد اسمین نہین ہے یہ سنکر ایرج نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ افسوس مین اس دیوانے کی کیا تدبیر کرون اسکے ہاتھون سخت عاجز آیا ہون اور یہ کہکر مرکب کو پھیر کر اُس مقام پر آیا جہان سے اسد انتر صبا کو زخمی کرکے خزانہ لیگیا تھا وہان پہونچکر کچھ نہ پایا ہاتھ ملکر رہگیا اور وہان سے پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا انتر صبا کے زخمون مین ٹانکے لگوائے مستفسر حال ہوا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی ابھی ایرج سے اور انتر صبا سے باتین ہو رہی تھین کہ اسی اثنا مین لندھور بھی وارد ہوا استفسار حال کیا ایرج نے کہا کہ ای دارائے ہند اس دیوانہ نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے کوئی تدبیر تمھین بتاؤ لندھور نے کہا کہ ای ایرج اس مقدمے مین مین خود حیران ہون کہ اسکی کیا تدبیر کرون کہ اُسنے جیسا مجھے رسوا کیا ہے میرا ہی دل خوب جانتا ہے ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر پرچہ گذرانا کہ اسد فلان پہاڑ مین چھپا ہوا بیٹھا ہے ایرج یہ سنکر اُسی وقت سوار ہوکر مع لشکر اُس طرف کو روانہ ہوا یہان اسد دامنۂ کوہ مین بآرام بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ایک تتق گرد و غبار کا پیدا ہوا اسد گھبرا کر دیکھنے لگا کہ یہ گرد کیسی ہے ایک لمحہ بھر کے بعد دیکھا کہ ایرج مع فوج چلا آتا ہے ادھر تو اسد نے ایرج کو دیکھا اور اُدھر ایرج نے اسد کو دیکھ پایا ایرج نے وہین سے نعرہ کیا کہ او دیوانے خبردار ہو جا مین آپہونچا اسد نے بھی یہ سنکر وہین سے آواز دی کہ او بزار بچے آتا ہے تو کیا بنا لیگا یہ کہکر اپنے لوگون سے کہا کہ یارو وہ آفتاب بدست آپہونچا جلد بھاگنے کی تیاری کرو اور علقمہ سے کہا کہ ای علقمہ تم تو خزانہ لے کر ایک جانب کو چلے جاؤ دس مین اور لوگون کو لیکر ایک جانب چلا جاؤن اگر وہ بزار بچہ تمپر آپڑیگا تو تم سب بے تامل خزانہ چھوڑ کر بھاگ جانا مین سمجھ لونگا علقمہ نے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا اور خزانہ لے کر ایک جانب کو راہی ہوا اور اسد ایک طرف کو راہی ہوا ایرج نے خزانہ سے تو کوئی سروکار نرکھا اور اسد کا تعاقب کیا اسد نے جو دیکھا کہ ایرج تیرے پیچھے چلا آتا ہے تو اپنے دل مین کہا کہ اس پاجی کو بھلا دا دیا چاہیے ابراہیم سے کہا کہ تم کل تزاقون کے دس غول کرکے دس طرف بھاگ چلو ایرج لامحالا ایک ہی غول کا تعاقب کریگا دسون غولون کا تو تعاقب کرنے سے رہا ایک ہی غول پر جو کچھ آفت آنا ہوگی وہ آجائیگی اور سب تو محفوظ رہینگے یہ مشورہ کرکے اسیطرح تعمیل کی لیکن اتفاق کار جس غول مین اسد تھا ایرج نے اُسی غول کا تعاقب کیا اور للکارتا ہوا چلا کہ او دیوانے آج تو مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا تو جائیگا کہان جہان جائیگا وہین پہونچونگا یہ سنکر اسد نے جواب دیا کہ او بزار بچے تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی جو میرا تعاقب نہ کرے دیکھون تو کہان تک تو میرے پیچھے آتا ہے اسد یہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سامنے سے ایک جوے آب دکھائی دی کہ کوئی دس گز کی چوڑی تھی اور طول کا کوئی حساب نہ تھا اسد نے بے تکلف مرکب کو پانی مین ڈال دیا لیکن دفعتہً جو گرمی سے پانی کی سردی گھوڑے کو محسوس ہوئی تو وہ بالکل اکڑ گیا اسد گھوڑے سے کود کر پیادہ ہوکے بھاگا ایرج نے کہا کہ او دیوانے اب تو کہان جائیگا لیا مین نے تجھے اسد نے جواب دیا کہ او پاجی کیا مجال تیری جو مجھے پاسکے ایرج نے خشمناک ہوکر گھوڑے کو کوڑا کیا اور ایک طرفۃ العین مین اسد کے قریب پہونچگیا اسد نے جلدی سے ایک بڑا بھاری پتھر اُٹھا کر گھوڑے کے منھ پر مارا کہ اسکا منھ پھر گیا ایرج نے پھر باگ موڑ کر اسد کی جانب دوڑایا جب پھر اسد کے قریب پہونچا اسد نے پھر ایک پتھر مار کے اپنی راہ لی اب ہرچند ایرج کوڑا مارے جاتا ہے ایڑ کر رہا ہے مگر گھوڑا اسد کی طرف رخ نہین کرتا ناچار ایرج بھی گھوڑے سے کود پڑا اور پیادہ ہوکر دوڑا لیکن اسد ایک بلائے بے درمان آفت جہان و جہانیان دبلا پتلا چھریرا سا آدمی ایرج اُسے کب پاسکتا ہے اسد چھلاوے کی طرح کودتا پھاندتا ہوا چلا جاتا تھا ایرج ہرچند کوشش کرتا ہے مگر اسد کے

برابر نہین پہونچ سکتا یہان تک کہ اسد بھاگتے بھاگتے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج بھی جب قریب کوہ پہونچا تو دامن گردان کر پہاڑ پر چلا اور للکارا کہ او دیوانے اب تو کہان جائیگا اسد نے کہا کہ تو کیا بکتا ہی اگر قضا میری نہین ہی تو کیا مجال تیری کہ ایک رونگٹا بھی میرا میلا کر سکے اب آگے آگے اسد جو گامین بھر رہا ہی اور پیچھے پیچھے ایرج جس کھوہ مین اسد جاتا ہی ایرج بھی اُس کھوہ مین چلا جاتا ہی مگر اسد ایرج سے بھڑ بھڑ کر نکلجاتا ہی تا آنکہ کوئی نصف راہ کوہ اسد نے طی کی تھی کہ ایک غار دکھائی دیا اسد گھبرا کر اُس غار مین اُتر گیا اور ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا تھا اُسکی آڑ مین چھپکر کھڑا ہو رہا ایرج گھبرایا ہوا اپنے زور مین آگے بڑھا چلا گیا جب ایرج کوئی سو قدم آگے نکلگیا تو اسد اُس غار مین سے نکلکر پکارا کہ او بزار نچے مین تو یہان ہون تو کہان بدحواس بھاگا ہوا چلا جاتا ہی اب مین تیرے مرکب پر سوار ہو کر جاتا ہون تو یہین پڑا ہوا جھک مارا کر ایرج مضطرب ہو کر چلایا کہ ای اسد تو مجھسے قسم لے لے مین تجھے کچھ نہ کہونگا تو میرا مرکب نہ لے اسد نے کہا کہ او بزار نچے بیٹھ بھی تو اور مجھے قریب دوے مین ایسے لونڈے بہت چرایا کرتا ہون یہ کہکر پہاڑ سے اُتر کر بجلدی تمام وہان پہونچا ایرج کا جہان مرکب کھڑا ہوا تھا اور اُس مرکب پر سوار ہو کر ایک طرفۃ العین مین نظرون سے ناپدید ہوگیا اب ایرج حیران و پریشان ہو کر رہبری کرنے لگا خار مغیلان پانون مین چبھے جاتے ہین خون پانون سے بہتا جاتا ہی ہر مقام پر تھک تھک کے بیٹھ جاتا ہی جب کوئی کانٹا زور سے چبھ جاتا ہی تو اسم اعظم کو پکارنے لگتا ہی کوئی چار گھڑی کے بعد لوگ اسکے پہونچگئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر پیچھے شاپور نے کہا کہ ای شہریار یہ دیوانہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی آپ نے ناحق اسکا تعاقب کیا یہ کبھی آپ کے ہاتھ نہ لگیگا آپ ہرگز اسکا تعاقب نہ کیا کیجیے پریشانی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا جب تعاقب کیجیے گا یونہین تباہ و پریشان ہوجیے گا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای شاپور اب ملامت سے کیا فائدہ ہی زخم پر نمک نہ چھڑک شاپور نے کہا کہ خداوند نعمت یہ تو کوئی بُرا ماننے کی بات نہین ہی کیا مین نے کچھ خلاف عرض کیا ہی ایرج نے کہا خیر زیادہ باتین نہ بنا جو ہونا تھا وہ ہوچکا جلدی جا کر خبر لا کہ وہ دیوانہ کہان ہی یہ سنکر شاپور خبر کے لیے روانہ ہوا اب اسکو تو سرگرم تلاش اسد چھوڑیے اور حال اسد کا ملاحظہ فرمایئے کہ یہ جو وہان سے آیا تو خزانہ حارث بن سعد کی خدمت مین پہونچا دیا حارث وہ خزانہ لے کر شہر مرصع حصار مین روانہ ہوا وہان پہونچکر مردان جنگی ملازم رکھے فوج مہیا کرنا شروع کی تا آنکہ چند دن مین ساٹھ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر نقاب سبز منہ پر ڈالکے روانہ ہوا ادھر سے تو یہ چلا اور اُدھر سے ایرج نے جانب شہر مرصع حصار کوچ کیا قریب پہونچا تو نقابدار سبز پوش سد راہ ہوا لشکر نے ایرج کو خبر دی کہ ایک نقابدار سبز پوش سد راہ ہوا ہی ایرج نے کہا کہ خیر پہلے اُس سے سمجھ لونگا تو آگے جاؤنگا یہ کہکر اُسی جگہ خیمے برپا کروا دیئے دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو صف آرائی ہوئی نقابدار سبز پوش مرکب کو جہکا کر میدان مین آیا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے خوب تماشے فنون سپاہگری کے اور بگدربان دکھائین جب خوب عرق عرق ہولیا تو مبارزطلبی کی طرماسپ نے چاہا کہ مقابلے کو جائے ایرج اُس سے مانع ہوا اور خود میدان مین آیا جب برابر نقابدار کے آیا تو پہلے نگاہ در زن ہوا دونون کے مرکب برابر سے ہٹے بعد اُسکے توسنون کو پھیر پھیر کر مقابل یکدگر ہوئے ایرج نے پوچھا کہ ای نقابدار تو کیون میرا سد راہ ہوا ہی کیا تجھے خیال نہین آتا کہ مین وہ شخص ہون کہ نائب حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے میری بیعت اختیار کی ہی حمزہ میری تلوار کے خوف سے ظلمات کو بھاگ گیا بہتر یہ ہی کہ تو بھی بیعت میری اختیار کر ورنہ پچھتائیگا نقابدار پکارا کہ او پاجی بزار نچے کیا بکتا ہی حمزۂ صاحبقران اُسوقت لقا کے تعاقب مین گئے تھے کہ جب تیرا نام و نشان بھی نہ تھا ساحرہ تجکو اُٹھا لیگئی تھی اور لندھور کا کیا ذکر ہی وہ تو تجھپر عاشق ہوگیا ہی صاحبقران لندھور کو حفاظت ملک کے واسطے چھوڑ گئے تھے اُسنے تجھپر فریفتہ ہوکر بارگاہ سلیمانی تجھے دیکر آسمان پر چڑھا دیا اور تو نے ظلم و بدعت پر

کمر باندھی ترکون کا خون ناحق کیا خمیون کو بیکار تباہ کیا خون ان سب کا اپنی گردن پر لیا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون ایرج نے یہ سنکر کہا کہ بہت درست ہی بجا ارشاد ہوتا ہی آپ ایسے ہی ہین اچھا لائیے اپنا حربہ اور دل مین اپنے خیال کرتا ہی کہ اس آواز سے تو کچھ کان آشنا ہین یہ کسکی صدا ہی خیر معلوم ہی ہو جائیگا القصہ نقابدار نے ایرج پر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے پر روکا چنگاریان آگ کی سنانون سے نکل گئین لگی نیزہ بازی ہونے لگی کوئی تین سو طعن کی رد و بدل کے بعد ایرج نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے خشمناک ہوکر عمود گران سنگ ایرج پر مارا ایرج نے گرز کو گرز پر روکا مگر صدمہ گرز سے بیہوش ہو گیا شاپور نے ایرج کو ہوشیار کیا ایرج اپنا گرز لیکر نقابدار پر دوڑا اور برابر آکے وار کیا نقابدار نے بھی گرز کو روکا شرارے آتش کے گرزون سے نکل گئے تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی ہر سر ہوا در ہر بن مو سے پسینا جاری ہوا مرکب نقابدار کا زمین مین دھنس گیا اور کمر ٹوٹ گئی نقابدار پر غش طاری ہوا عیار نقابدار کا دوڑا ہر چند چلایا آواز نہ آئی منھ پر پانی کا چھینٹا دیا نقابدار کی آنکھ کھلگئی عیار سے کہا کہ یہ آفتاب پرست واقعی بہت زبردست ہی بلا کی ضرب لگائی تھی مگر خدا نے بچا لیا مرکب کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا پہلے کر نکلا تو سہی مگر گر پڑا نقابدار کو دکر علیحدہ ہوا مرکب تڑپ کر مر گیا نقابدار اس ارادے سے تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو ایرج کے پر کرے ایرج اسکے دوڑتے ہی مرکب سے کود پڑا ادھر سے نقابدار جھپٹا ادھر سے ایرج دوڑا ہتھیار دونون نے رکھدیے کشتی ہونے لگی بعد دو شبانہ روز کے ایرج نے لنگر نقابدار کا توڑ کے زمین پر دے مارا اور مشکین باندھ لین طبل بازگشت کو بجا کر داخل خیمہ ہوا نقابدار کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانہ مین بھیجدیا اور آپ کھانا کھاکر سو رہا جب صبح کو بیدار ہوا تو اٹھکر بارگاہ مین آیا اہل دربار جمع ہونے لگے لندھور بھی ایک طرف آکر بیٹھا ایرج نے حکم دیا کہ جلد جاکر نقابدار کو قید خانہ سے لاؤ اسی وقت لوگ جاکر نقابدار کو زندان خانہ سے لے آئے نقابدار داخل بارگاہ ہوکر بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے نقابدار کو بلاکر اپنے برابر ونگل پر جگہ دی اور استفسار حال کیا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے تھے اور مجھ سے کیون لڑے یہ سنکر نقابدار نے جواب دیا کہ فلک نے تیرے ہاتھون گرفتار کر دیا مین اپنا حال کیا بیان کرون نقابدار کی آواز سنکر ایرج نے کہا کہ کل بھی مجھے اسکی آواز سنکر ایک دھوکا سا ہوا تھا اور آج بھی شک ہوتا ہی کہ مین نے اسکی آواز کہین سنی ہی ارے کوئی اسکی نقاب تو اٹھاؤ شاپور نے یہ سنتے ہی جو نقاب چہرے سے اٹھائی تو دیکھا کہ حارث بن سلطان سعد ہی ایرج نے متحیر ہوکر کہا کہ ہائین ای حارث تو ہمارے تو نے یہ کیا غضب کیا کہ میری بیعت شکنی کر کے مجھسے جنگ کی اور پھر بھی میرا کچھ نہ بنا سکا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو تو میری آزمائش بھی کر چکا بہتر یہی ہی کہ پہلے تو جسطرح لندھور کے پاس رہتا تھا اسی طرح رہ مین تجھ سے کچھ متعرض نہو نگا یہ سنکر حارث نے کہا کہ ای ایرج لندھور کا تو ذکر نکر وہ تو تجھ پر عاشق و فریفتہ ہی اور مین نے جو تیری بیعت کی تھی تو فقط حفاظت اہل اسلام کے واسطے جب تو نے میرا کہنا نہ سنا تو مین نے بھی بیعت تیری توڑ ڈالی اور اب تو اگر مر بھی جاؤنگا تو بھی تیری بیعت قبول نہ کرونگا خیر معلوم ہو گیا کہ فلک نہایت سفلہ پرور ہی جو تجھ ایسے پاجی کو مجھپر غالب کرا دیا جو تجھے منظور ہو وہ میرے حق مین تو کر ایرج یہ کلام سنکر نہایت برہم ہوا اور قتل حارث کے لیے جلاد کو طلب کیا لندھور نے کہا کہ ای ایرج ہمارے تمہارے جو وعدہ ہوا اسکا بھی خیال ہی ایرج نے کہا کہ ہان یاد ہی لندھور نے کہا کہ بس پھر حسب وعدہ تم اسے تین روز تک مقید رکھو اگر یہ راہ راست پر آگیا اور میری فہمائش کو قبول کر لیا تو خیر ورنہ بحقین اختیار ہی ایرج نے یہ سنکر کہا کہ اچھا کیا مضائقہ اور چوبدارون سے کہا کہ اسے زندان خانہ مین لیجاؤ اور لندھور اور رفقاے لندھور اگر اسکے پاس

جائین

جاہیں تو منع نہ کرنا حارث نے یہ گفتگو سنکر کہا کہ ای ایرج یہ سب باتیں بیکار ہیں تو مجھے قتل کر ڈال میں ہرگز تیری اطاعت
نہ کرونگا اور لندھور سے کہا کہ او ہندی تو کیوں میرے قتل کا مانع ہوتا ہی میں ہرگز ایرج سے بیعت نہ کرونگا اور
قطع نظر اسکے تجکو ان باتوں سے کیا کام ہی ان حرکتوں سے تجھے کوئی یہ نہیں کہیگا کہ لندھور اہل اسلام کا طرفدار
ہی او نمکحرام تجھے اہل اسلام سے کیا کام ہی القصہ لندھور نے تو ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا اور لوگ ایرج کے اسے
زندانخانہ میں لے گئے دن تو جوں توں گزر گیا شب کو لندھور زندان خانہ میں آیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ
شہریارا آپ شوق سے مجھے جو چاہیے کہیے میں ہرگز برا نہ مانونگا مگر تا آمد صاحبقران ایرج سے بیعت کر لیجیے میں آپکے
دادا کا نمکخوار ہوں مجھے آپ کا قتل ہونا ناگوار ہی یہ سنکر حارث نے کہا کہ ای لندھور قول مردان جان دارد اب تو جو منھ سے
نکل گیا سو نکل گیا لندھور ناچار و مجبور ہو کر چلا آیا دوسرے دن پھر جا کر سمجھایا مگر وہی جواب پایا سمجھاتے سمجھاتے عاجز ہوگیا
آخرکار تھک کر بیٹھ رہا ایسے روز ایرج نے لندھور سے کہا کہ ای لندھور تین روز گزر چکے کہو اب کیا کہتے ہو لندھور
نے کہا کہ اب تمھیں اختیار ہی میں اب دخل نہ دونگا یہ سنکر ایرج نے حکم دیا کہ میدان خونی تیار کرو کل میں حارث کو قتل کرونگا
اور غراب زنگی سے کہا کہ حارث کو جھیل کے کنارے لیجا کر قتل کرنا اسنے کہا بہت اچھا آپ میدان خونی تو تیار
کروائیے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور وہاں اسد نے ضرغام سے کہا کہ ای ضرغام لشکر ایرج میں جاکر حارث
کی خبر لاوہ جو یہاں آیا تو قتل حارث کے مشورے دیکھے الٹے پاؤں پھرا ہوا اسد کے پاس آیا اور تمام قصہ بیان کیا
اسد نے فتاح بلنگینہ پوش سے کہا کہ ای فتاح چچا امروز روز فناے من در رسید یا تو ہمنے حارث کو جا کر چھڑا لیا اور یا اپنی
جان ہی دیدی فتاح نے کہا کہ ای اسد جو مرضی تمھاری ہمیں کیا عذر ہی ہم بھی تمھارے ساتھ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ بے غیر
ہم اپنی جان دینگے تین پہر رات تو یہی باتیں رہیں پہر رات رہے اسد نے بوق بجائی کہ ای یاران تیار شوید سب کے
سب تیار ہو گئے اسد نے پھر دوسری بوق بجائی کہ ای قزاقان سوار شوید سب کے سب مسلح و مکمل سوار ہو گئے تیسری
بوق اسد نے پھر بجائی کہ ای یاران ہمراہ من بیائید سب کے سب اسد کے ساتھ ہو لیے اور یہاں ایرج نے
دو گھڑی رات رہے سے حکم دیا کہ ای غراب جا حارث کو قتل کر غراب اسی وقت حارث کو لیکر میدان خونی میں
آیا اور ارہ کش تسمہ کش قیچیان لکسولیان تمام اسباب درست پایا غراب نے حکم دیا کہ جلد اسے قتل کرو جلاد جلدی سے
ریگ کا چبوترہ بنا کر نطع ڈال کر حارث کو نطع پر بٹھا دیا اور کہا کہ اب جو تجھے کھانا ہو کھا لے جو پینا ہو پی لے جو
وصیت کرنا ہو کر لے کہ اب وقت تیرا اخیر ہی حارث نے کہا کہ نہ کچھ کھانا ہی نہ پینا ہی خوب سا غم کھا چکے خوب
آب اشک حسرت پی چکے مگر وصیت یہ ہی کہ جب صاحبقران ظلمات سے پھر کر آئیں تو اتنا کہدینا کہ حارث بن سعد
ایرج کے ہاتھ سے قتل ہوا اسکا انتقام ضرور لیجیے گا یہ سنکر غراب نے کہا کہ ارے جلاد دیکھتا کیا ہی جلد قتل کر
جلاد کو لے کا خط کھینچکر تلوار سونت کے سر پر کھڑا ہوا اپنے حکم کا منتظر تھا اب جو حارث نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تمام عالم
تشنہ خون دشمن جان معلوم ہوتا ہی کوئی دوست نہیں معلوم ہوتا خیال گذرا کہ ای حارث افسوس لندھور سے علیحدہ
ہو کر ذلیل بھی ہوا اور جان بھی گئی اب حیات نہیں معلوم ہوتی یہ خیال کر کے رونے لگا اور پکارا کہ ای کس بیکسان
دای با درغریبان سوائے تیرے اسوقت میں کسکو پکاروں تو ہی بچانے والا ہی خدا وندا واسطہ اپنے بندگان
خاص کا اس ظالم کے ظلم سے محفوظ رکھ ہنوز دعا نہ تمام ہوئی تھی اور غراب تیسرا حکم دینے پایا تھا کہ آواز بوق
کی بلند ہوئی اور ایک نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ باشید ای کافران بردغا واہ کافران بجیا منم ضیغم رزم بیجا شیر بیشہ وغا
انجم سپہر شجاعت دردریاے فتوت صف شکن و صفدر اسد بن کرب دلاور لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگے

کہ یہ آواز کس طرف سے آرہی ہی ہنوز دیکھ رہے تھے کہ اسد تلوار کھینچکر مثل بلاے سرم اُن آفتاب پرستون پر
گرا جتنے تماشائی تھے وہ سب بھاگ کھڑے ہوے غراب زنگی بھی مارے ڈر کے اِدھر اُدھر چھپ رہا حارث
نے زنجیر پکڑ کے جھٹکا دیا جلاد بھی چھوڑ کر بھاگا حارث نے قید توڑ ڈالی ضرغام گھوڑا سواری کو لایا پھر تلوار لا کر
موجود کی حارث بھی اسد کے ساتھ ہولیا ایک حشر برپا ہوگیا ایرج نے جو لوگون کی آواز سُنی دونون ہاتھ زانو پر
مار کے کہا کہ ہاے اس دیوانے نے دیوانہ کردیا مصرع غم را کہ نشان داد بلا را کہ خبر کرد ۔ طہماسپ نے کہا کہ شہریار آج
تو یہ دن کو آیا ہی مین جا کر اسے مارتا ہون یا زندہ لاتا ہون ایرج نے کہا کہ اچھا جاؤ مین مانع نہین ہون مگر یہ خوب جانتا ہون
کہ وہ تمھارے ہاتھ لگیگا نہین تیرے ہم جلو مین بھی آتا ہون یہ سنکر طہماسپ اپنے لوگون کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور پہونچتے
ہی نعرہ کیا کہ او دیوانے کھڑا رہ ہین آ پہونچا ہر روز شبخون مارتے مارتے آج دن دہاڑے آفت جوتنے آیا ہی اسد
پکارا کہ او حرامخوار بھلا تو آ تو سہی دیکھ تو تیرا کیا حال بناتا ہون یہ سنکر طہماسپ نے برابر پہونچکر ساطور مارنے کے لیے ہاتھ
بلند کیا اسد نے لپک کر ایک تلوار اُسکے گینڈے کی گردن پر ماری کہ سر اُسکا قلم ہوگیا اور وہ گرا اسکا گرنا تھا کہ طہماسپ
بھی دھڑ سے زمین پر تھا اسد نے لپک کر اور ایک تلوار ماری کہ طہماسپ کے سر پر پڑی اور ایک تلوار رسید
کی کہ گینڈے کا پیٹ چاک ہوگیا پھر ایک تلوار کمر پہ لگائی پھر ایک تلوار شانے پہ ماری غرض مارے تلوارون کے
بولا دیا اس اثنا مین ایرج بھی پہونچگیا اور نعرہ کیا کہ باش او دیوانے نابنجار تو نے کیا میرا بگاڑ دیا ہی اور لوگون کو
ہٹاتا ہوا اسد کے سامنے آیا اسد نے ایک پتھر گھوڑے کی پیشانی پر مارا کہ گھوڑا لوٹ پوٹ ہوگیا جبتک ایرج
دوسرے گھوڑے پر سوار ہووے ہی ہووے تب تک مع اپنے قزاقون کے حارث بن سعد کو لیے ہوے صاف نکلا ہوا چلا گیا
ایرج تھوڑی دور اُسکے تعاقب مین چلا تھا کہ شاپور نے آواز دی کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان پھر چلیے ایسا نہو کہ دیوانہ آپکو
دھوکا دے کر اور طرف سے لشکر پر آگرے یہ سنکر ایرج ناچار پھر کر اپنے خیمے کو چلا آیا اور اسد حارث کو لیے
ہوے دامنۂ کوہ مین پہونچا اور کہا کہ مین آج مرنے کا قصد کر کے گیا تھا مگر خدا نے خیر کی کہ آپ چھوٹ بھی گئے اور صحیح
وسلامت نکل بھی آئے اب بہتر یہ ہی کہ آپ نانا جان کے پاس ظلمات کو چلے جائیے اور اس آفتاب پرست کی زیادتیان
بیان کر کے فرمائیےگا کہ کسی شخص کو حفاظت ملک کے واسطے روانہ فرمائیے ورنہ ملک آپ کا بالکل تباہ ہوجائیگا ور یا
سبائل مین سلمان شاہ فارسی کے پاس جائیے وہ بھی آپ کو بہت اچھی طرح رکھینگے جسوقت نانا جان ظلمات سے پھر کر
آئینگے سمجھ لیا جائیگا لیکن اس بزرگ سے اب سامنا نہ کیجیے کہ وہ حرامخور بہت شہ زور ہوگیا ہی حارث نے کہا کہ ای
اسد مین نہ ظلمات کو جاؤنگا نہ سبائل کو جاؤنگا تمنے میری جان بخشی کی ہی تمھارے ہی ساتھ رہونگا اسد نے کہا کہ
ای شہریار آپ میرے مالک ہین مین آپ کا مطیع ہون ایک خدمت مین آپ کی بجا لایا تو کیا ہوا اور جو کچھ ارشاد
ہو اُسے بھی بجا لاؤن جہان آپ فرمائیے وہان آپ کو پہونچا دون حارث نے کہا کہ بھائی مین تو کہ چکا اب مین
تمھارا ساتھ چھوڑ کر کہین بھی نجاؤنگا جہان اور اکثر امیرزادے تمھارے ساتھ ہین وہان مین بھی ہون تو کیا مضائقہ
ہی مین اب ہرگز ہرگز تمھارے ساتھ سے نجاؤنگا اسد نے کہا کہ ای شہریار مین تو آپ کا تابع فرمان ہون آپ کی معیت میرے
واسطے باعث افتخار ہوجائیگا اور برکت ہوگی مگر ایک تو میرے ساتھ مین دوڑ دھوپ بہت ہی اور ہر روز موت
کا سامنا ہی آپ سے میرا ساتھ نہ دیا جائیگا دوسرے یہ کہ میرے پاس آپ کے لائق کوئی سامان عیش بھی موجود نہین
ہی میرے ساتھ مین کمال بے چینی اُٹھائیگا حارث نے کہا کہ مجھے یہ سب قبول و منظور ہی ہر چند لاکھ لاکھو اسد نے چاہا
کہ حارث کو اپنے ساتھ نہ رکھے لیکن حارث نے ایک نہ مانی اور کسی طرح ترک معیت گوارا نہ کی مجبور و ناچار ہوکر

اسد نے جام شربت کا حارث کو پلایا اب یہ بھی اسد کا ہم پیالہ ہوا تینتالیس امیرزادے اسد کے ساتھ تھے اب چوالیس ہوئے اب انکو تو اسی حال پر چھوڑ دیئے اور کچھ حال ایرج کا سنیئے کہ اسنے بعد رہائی حارث جانب مرصع حصار کوچ کیا جب بعد بادیہ پیمائی راہ دشت دجیل قریب مرصع حصار کے پہونچا تو لندھور نے شاہان مرصع حصار کو ایک نامہ بدین مضمون تحریر کیا کہ اے شہنشاہ مرصع پوش و شہریار مرصع پوش و شہسوار مرصع پوش تم سب آگاہ ہو کہ مجکو حضرت امیر حمزہ صاحبقران نے اپنا نائب معین کرکے جانب ظلمات کوچ فرمایا اور تم سب کو میرا مطیع و تابع فرمان کر گئے اور مین نے بیعت ایرج کی اختیار کرلی ہی تم سب کو بھی میری اطاعت اور پیروی لازم و ملزوم ہی مین تمکو لکھتا ہون کہ جب تک کہ حضرت صاحبقران زمان ظلمات سے مراجعت کرین تم بیعت ایرج سے کنارہ نہ کرو اور ایرج کو حسب دستور صاحبقران خراج دیا کرو اور اس نامے کو دیکھتے ہی حاضر خدمت ہو اور اگر تمنے اسکی خلاف ورزی کی تو آگاہ و مطلع ہو کہ مین بالکل بری الذمہ ہون تمھارا خون تمھاری ہی گردن پر ہوگا جسطرح کہ اہل اختم و اہل فرنکوشیہ قتل ہوے اسی طرح تم بھی مارے جاؤگے اور سخت خجالت اٹھاؤگے اور مجھے لوگ مفت مین بدنام کرینگے قصہ مختصر جب یہ نامہ شہنشاہ مرصع پوش کو پہونچا تو اسنے اپنے دونون بھائیون سے صلاح کی کہ ہمنے تو حارث بن سعد کی وجہ سے قصد کرلیا کہ بیعت ایرج سے کنارہ کشی کرین اور اسکی اطاعت سے منھ نہ موڑین مگر وہ مقدمہ ہی گاؤخوردہ ہوگیا حارث بن سعد یہان سے چلا ہی گیا پھر اب ہم کسکے بھروسے پر ایرج سے بگاڑین اور حق ناحق اپنی جانین دین بس ہمارے پاس یہ نوشتہ لندھور بن سعدان کا کافی ہی اور سند وافی ہی جب ہمسے کوئی مستفسر حال ہوگا کہ تمنے ایرج سے کیون بیعت کی تو اسوقت ہم یہ نوشتہ لندھور کا دکھا دینگے ان دونون بھائیون نے بھی اس راے کو پسند کیا اور کہا کہ واقعی الامر کذلک جب یہ راے مستحکم ہوگئی تو شہنشاہ مرصع پوش نے جواب نامہ لندھور کا بدین مضمون تحریر کیا کہ ہمکو آپ کے ارشاد فیض بنیاد سے کسی طرح کا عذر نہین ہی ہم بے تامل و تعویق خدمت فیضدرجت مین حاضر ہونگے جسوقت یہ نامہ لندھور کو پہونچا تو وہ مضمون نامہ سے مطلع ہوکر نہایت خوش و مسرور ہوا اور ان تینون بادشاہون کا منتظر رہا دوسرے دن تینون بھائی علے الصباح حاضر خدمت لندھور ہوے نذرین گذرانین لندھور نے انکی نذرین لیکر خلعت سے ممتاز کیا اور بعد اسکے اپنے ساتھ لیکر خدمت ایرج مین حاضر ہوا ایرج کی بیعت کروائی ایرج نے بھی ان تینون بھائیون کو خلعت سے سرفراز کیا اور ایک ایک روز مرصع حصار نقرہ حصار زہرہ حصار مین رہ کر خوب دعوتین کھائین خراج ملک حاصل کیا بعد اسکے وہان سے کوچ کرکے مشتری حصار کی جانب روانہ ہوا عوجان کو ہراول لشکر کیا بارگاہ سلیمانی دے کر آگے آگے روانہ کیا عوجان دریاباری پیش خیمہ لیے ہوے چلا آتا تھا کہ درۂ کوہ مین پہونچکر ایک نقابدار زردپوش سے سامنا ہوا اور وہ چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے آکر سد راہ ہوا اور للکارا کہ او آفتاب پرست اگر اپنی زیست تجھے منظور ہی تو بارگاہ سلیمانی میرے حوالے کردے اور تیرا جدھر جی چاہے ادھر چلا جا یہ سنکر عوجان دریاباری نے نعرہ کیا کہ او نقابدار گمنام کیا تجھے معلوم نہین کہ یہ بارگاہ زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان نظر کردۂ پیر قطب دوران صاحبقران زمان کی ہی بھلا یہ کسکی مجال ہی کہ اس بارگاہ عالیجاہ کی طرف نظر بھر کے دیکھ سکے یہ سنکر نقابدار نے آواز دی کہ او یاوہ گو کیا مہملات و واہیات بک رہا ہی تو جائیگا کہان اگر بسہولت تو نے بارگاہ میرے حوالے کردی تو خیر ورنہ سر جنگ تجھے دے کر بارگاہ تجھسے چھین لیجائیگی غرض بعد از گفتگوے بسیار ہر دو جانب سے صف آرائی ہوئی نقابدار نے میدان مین آکر مبارزطلبی کی عوجان دریاباری نے آکر مقابلہ کیا پہلے نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے نیزہ اسکا ہوائی کیا عوجان نے برہم ہوکر تلوار ماری نقابدار نے تلوار اسکی روکی اپنا وار کیا کہ تلوار نقابدار کی سپر کو کاٹ کر دو انگل عوجان کے سر مین در آئی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی عوجان کو غشس آگیا

اُسے تو لوگ اُٹھا لیگئے مگر مرجان دریا باری سے بھائی نے پھر مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا بس پھر تو نقابدار لشکر کفار پر مثل بلائے مبرم کے جا پڑا جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی کوئی پہر بھر کی لڑائی کے بعد نقابدار نے بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی چھین لیا آفتاب پرست بھاگے ہوئے ایرج کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا ایرج اس حال کو سنکر نہایت درہم اور برہم ہوا اور لندھور سے کہنے لگا کہ ایکبار تو حارث نقابدار بنکر مجھسے لڑا تھا اب کی مرتبہ نہین معلوم کہ کس ذات شریف کی یہ حرکت ہے لندھور نے کہا کہ مجھے بھی اسکا علم نہین ہے قصہ مختصر ایرج نے وہان سے کوچ کر کے برابر کوہ مشتری حصار کے خیمہ برپا کیا یہ خبر سنکر نقابدار زرد پوش بھی درہ کوہ سے اتر کر مقابل ایرج خیمہ زن ہوا اور نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اور یہان ایرج اس قصد مین بیٹھا ہوا تھا کہ نقابدار زرد پوش کو نامہ تحریر کرے کہ یکایک آواز نقارے کی کان مین آئی ایرج نے دریافت حال کا حکم دیا ہی تھا کہ اس اثنا مین ہرکارے آگئے اور اُنھون نے خبر دی کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوا دیا ہے کل میدان مین نکلیگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا ہمارے یہان بھی کوس حربی پر چوب لگے بموجب حکم لشکر ایرج مین بھی صدائے نقارۂ حربی بلند ہوئی اور رات بھر لشکرون مین تیاری جنگ رہی علے الصباح دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے بعد نقابت نقبائے بلند آواز کے لشکر نقابدار مین علم جلوہ گری پر آئے نقارے بجے بہزاد بن گیرنگ شاہ زرانگلی نقابدار زرد پوش مرکب کو چمکا کر میدان مین آکر مبارز طلب ہوا ویلم شیاط زنگی اپنے گینڈے کو بڑھا کر مالک سے اجازت لیکر مقابل نقابدار ہوا بعد تگاور زنی کے ویلم نے کہا کہ ای نقابدار بڑا غضب کیا تو نے کہ لشکر صاحبقران زمان ایرج سے بارگاہ چھین لی یہ نہ سمجھا کہ یہ بارگاہ اُس شخص کی ہے کہ حمزہ جسکے ہیبت شمشیر سے ظلمات کو بھاگ گیا مائیے حمزہ لندھور بن سعدان نے اُسکی متابعت اختیار کی خیر اب تو جو حرکت تجھ سے ہوئی ہوئی اب میرے ساتھ خدمت ایرج مین چلا چل مین تیری خطا معاف کرا دونگا تو چل کر اُسکی بیعت کرلے کہ یہی تیرے حق مین بہتر اور افضل ہے یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ او حبشی رو سیاہ بس چپ رہ بیہودہ اور لاطائل بک رہا ہے وہ کرباس فروش بچہ بازاری یہ حقیقت رکھتا ہے کہ ہم اسکی بیعت کرینگے ارے وہ دعا دے عمرو کو کہ جسنے اُسے بادشاہ بنایا اور لندھور نے عاشق ہو کر ملک گیر کیا وہ کرباس فروش بچہ بازاری اپنے کو سمجھا کیا ہے دیکھو تو کیسی سر جنگ معقول دیتا ہون کہ ساری سرہنگی بھول جائے اور تمام عمر کو یاد کرے ویلم شیاط تو یہ کلمات سنکر آگ ہوگیا اور کہا کہ بس اب زبان اپنی بند کر اور جو کچھ تجھے کہنا ہو زبان نیزہ و شمشیر سے کہہ بہت زبان درازیان اچھی نہین ہوتین یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ پہلے تو سبقت کر اور اپنے دل کا حوصلہ نکال لے پھر ہم بھی سمجھ لینگے یہ سنکر ویلم شیاط نے نیزے کا وار کیا نقابدار نے نیزے کو سنان نیزہ پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی تین گھڑی کے بعد نقابدار نے نیزہ ویلم کا ہوائی کیا ویلم نے غضبناک ہو کر اور پشت تہنگ کا وار کیا نقابدار نے آتے آرے کو خیال مین لا کر جو ایک تلوار ماری تو آرہ اور سر دونون کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر آئی ویلم غش کھا کر زمین پر گرا نقابدار نے پھر مبارز طلبی کی سفیل سپہر گردان مقابلے کو نکلا وہ بھی زخمی ہوا نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ سپہر سپر گردان نے مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا نقابدار نے پھر مبارز طلبی اب کی مرتبہ کلید جہنم نے مقابلہ کیا وہ بھی گھائل ہوا تا اینکہ شام تک سترہ آدمی سربرآوردہ مجروح ہوے نقابدار طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے کو گیا اور تھوڑی دیر آرام لیکر پھر طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے یہ خبر ایرج کو پہونچائی اُسنے بھی نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا غرض شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو پھر دونون لشکر صف آرا ہوے اس روز میعاد رشک دراز گردن اور معاد رشک دراز گردن یکے بعد دیگرے مقابل نقابدار ہو کر مجروح ہوے غرض تین دن کی میدانداری مین کوئی مقابلہ کرنے والا ایرج اور طرماسب کے سوا باقی نہ رہا چوتھے روز پھر نقابدار طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ او ایرج ماہنجار اب سوائے تیرے تیرے لشکر مین کوئی مقابلہ کرنے والا باقی نہ رہا سب سردار تیرے باری باری مجھسے لڑ کر مجروح ہو چکے اب اگر تجھ مین جرات جنگ ہو تو تو

بھی میرا مقابلہ کر یہ کلام نقابدار کا سنکر ایرج نے پودا باگ کا لیکر مرکب کو جھکاکر نقابدار کا سامنا کیا اور بعد تگادر زنی کے نقابدار سے کہا کہ ای نقابدار تو نے تو کلیجہ میرا پکا دیا معلوم نہین کہ تجکو میرے ساتھ کیا دشمنی ہی نقابدار نے کہا کہ ای ایرج اب تو صاحبقران ہوا ہی مین تجھسے فقط آزمائش چاہتا ہون ایرج نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہی لا اپنا حربہ نقابدار نے کہا کہ پہلے تو اپنا وار کر ایرج نے نیزہ نقابدار کے حوالے کیا نقابدار نے نیزہ اسکا روک کر اپنا وار کیا غرض کوئی تین گھنٹے کی نیزہ بازی کے بعد ایرج نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے جھلاکر تلوار ماری ایرج نے تلوار کو آتے خیال مین لاکر سپر کو توڑ دیا اور پنجہ ہی کو دراز کرکے تلوار نقابدار کی پکڑ لی زور ہونے لگے لنگر جو مارے مرکب پیٹ کے بل بیٹھ گئے دونون بغلت مرکب سے کود کر دامن گردان کر آستینین چڑھا کر سرگرم تلاش ہوئے چار پہر دن کشتی ہوا کی شام کو بھی علیحدہ نہوئے دونون طرف سے روشنی آگئی لوگ جانبین کے کمرین کھولکر بیٹھ گئے اب سب کو اشتیاق ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کھانے وہین کھائے بستر لگاکر بیٹھ گئے کٹورہ جھنکنے لگا خوانچے والے آموجود ہوئے الغرض رات بھر کشتی ہوا کی اور ایک میلا سا لگا رہا پھر دوسرے دن اور رات بھر کشتی رہی تیسرے روز پہر دن رہے ایرج نے لنگر نقابدار کا اُکھیڑ کے سر سے بلند کرکے بالاے سر چرخ دے کر زمین پر دے مارا اور نقابدار کی مشکین باندھکر طبل بازگشت بجواکر لشکر کیجانب پھرا مالک ین ملکوت شاہ ایرج پر سے زر نثار کرتا ہوا خیمے مین لایا نقابدار کو ایرج نے اسیر غل و زنجیر کرکے زندان خانہ مین بھیجدیا اور خود کھانا کھاکر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین آکر بیٹھا اہل دربار مجتمع ہوے لندھور بھی اپنے رفقا سمیت آکر موجود ہوا ایرج نے نقابدار کو طلب کیا جب نقابدار حاضر بارگاہ ہوا تو نہایت ادب سے سلام کیا ایرج نے اسکی فروتنی دیکھکر کرسی زرنگار بیٹھنے کو دی اور حکم دیا کہ نقاب اُسکے منہ سے ہٹاؤ مین دیکھون تو یہ کون ہی شاپور شیر دل نے اُسی وقت بند نقاب توڑ کر جو دیکھا تو دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ قوی ہیکل قوی بازو تنومند عفص گردن ہی ایرج نے لندھور سے پوچھا کہ ای دارائے ہند تم پہچانتے ہو کہ یہ کون شخص ہی لندھور نے کہا کہ ہان مین خوب جانتا ہون کہ یہ گبرنگ شاہ زنزائلی کا بیٹا بہزاد یل ہی مدتون رفاقت نورالدہر مین رہا ہی یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای بہزاد جسطرح اور اہل اسلام نے بیعت کی ہی اُسی طرح تو بھی مجھسے دست بیعت ہو مین بے تامل تجھے چھوڑ دونگا بہزاد نے کہا کہ ای ایرج نوجوان بیعت کیسی مین دین تمھارا اختیار کرنے کو موجود ہون اب تم مجکو اپنا ایک ادنی غلام تصور کرو یہ سنکر ایرج باغ باغ ہوگیا قید اسکی توڑ کر گلے سے لگا لیا اور کلمہ نیر اعظم آفتاب تاباں کا پڑھوایا بہزاد دین اسلام ترک کرکے دین آفتاب پرستی مین آیا مگر لندھور اس مرتد سے نہایت آزردہ ہوا اور اپنے دل مین کہا کہ خیر سمجھا جائیگا اب اس قصے کو یونہین چھوڑیے

دو کلمے داستان نور دیدۂ مسلمانان بصارت چشم حمزۂ صاحبقران نور دیدہ بدیع الزمان کے ملاحظہ فرمائیے

راویان اخبار صداقت آثار و کاتبان حکایات عبرت آمیز بیشمار اس داستان صحت بیان کو اسطرح تسطیر و تحریر کرتے ہین کہ جب بعد چند روز کے شاہزادۂ نورالدہر نے جزیرۂ اخراسیہ مین صحت پائی تو خدمت صاحبقران عالی مکان مین جانے کا قصد کرکے حکم دیا کہ اسباب ہمارا جہازون پر بار کیا جاے کل سامان سفر درست کیا جاے یہ حکم دے کر خود دریا کنارے جا بیٹھے اسباب جہازون پر لدنے لگا سامان سفر درست ہونے لگا نورالدہر کنارے دریا کے بیٹھے ہوے سیر دریا کر رہے ہین اسباب لدوا رہے ہین کہ یکایک باختر کی طرف سے کچھ جہاز آتے ہوے دکھائی دیے جب وہ جہاز قریب ہو پہنچے تو دیکھا کہ سب اہل جہاز سیاہ پوش ہین با حال پریشان ایک تابوت لیے ہوے چلے آتے ہین یہ حال دیکھکر نورالدہر نے کہا کہ ایک ذرا کوئی جاکر انکا حال دریافت کر لاے کہ یہ تابوت کسکا ہی اور یہ کون لوگ ہین اور ادھر جب اُن لوگون نے دریافت کیا کہ یہی جہازات شاہزادہ نورالدہر کے ہین وہ تو سب کے سب خدمت باسعادت مین حاضر ہوے نورالدہر

انھین پہچان کر کے یہ سب لوگ شاہزاد خاور سیاہ کے ہین بہت کچھ گریہ و زاری کی اور کہا کہ افسوس یہ سب لوگ شاہزادہ خاور سیاہ کے مرنے سے تباہ و برباد ہوئے بعد اُسکے پوچھا کہ یہ تابوت کسکا ہی قیماس خان نے کہا کہ یہ لاشہ تمغاج خان ترک خطائی کا ہی بیان کیا اسد بن کرب غازی کی عرضی نکال کر پیشکش کی دیکھا کہ تمام عرضی پر جابجا آنسو گرے ہوے ہین کہ حرف جابجا سے مٹ مٹ گئے ہین یہ حال دیکھکر نور الدہر متحیر ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی جب اُس عرضی کو پڑھا تو لکھا تھا کہ بھائی صاحب مین اس بزاز بچے کے ہاتھ سے بہت پریشان ہوا ہون اہل اسلام پر بیحد زیادتیان کر رہا ہی اہل فرنگو شیہ اور اہل اختسم پر بیجا بدعت کی اور اُنھین ناحق قتل کیا اور اب اُسنے رخنہ اندازی ناموس صاحبقرانی کا قصد کیا ہی اور برملا ہر ایک کے سامنے کہتا ہی کہ مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور وہ میری معشوقہ ہی اور لقاے باختری اُسے مجکو دیچکا ہی اور یہ ہندی لندھور بن سعدان ایرج پر عاشق ہوگیا ہی اور اُس سے بیعت کرلی ہی چپکا بیٹھا ہوا یہ کلمات ناسزا سنا کرتا ہی اور کچھ نہین کہتا لہذا جسطرح ممکن ہو آپ بہت جلد تشریف لائیے اور میری دستگیری فرمایئے کھانا وہان کھایئے تو ہاتھ یہان دھویئے اور اگر آپ نے ذرا بھی تعویق و تامل کیا تو پھر مجکو نہ پایئے گا دست تاسف مل کر رہجایئے گا اور حشر مین ملاقات ہوگی مین آپ کی زیارت کا اشتیاق لیکر مرجاؤنگا نور الدہر نے یہ عرضی پڑھکر گھبرا اُسنے اختر شناس سے کہا کہ ای گرامی صاحبقران کچھ میری مدد کے محتاج نہین ہین کہ میرا جانا اُنکے پاس ضروری ہو اور چونکہ ایرج اور اسد مین ہمیشہ سے دشمنی ہی اگر وہ مارا گیا تو سخت رنج ہوگا اور بعلاؤ سکے اگر کسی قسم کی رخنہ اندازی خدانخواستہ ناموس مین واقع ہوئی تو مرجانا بہتر معلوم ہوگا اس لحاظ سے میری راے مین باختر کو جانا منجملہ واجبات سے ہی یہ سنکر سب نے عرض کیا کہ حضور بہت بجا ارشاد ہوتا ہی یہ سنکر اُس روز نور الدہر نے ترک اور خاوریون کو مہمان کیا اور دوسرے دن حضرت امیر حمزہ صاحبقران کو اس مضمون کی عرضی لکھکر قیماس خان کے ہاتھ روانہ کی کہ فدوی حاضر حضور ہونے والا تھا کہ عرضی اسد بن کرب کی پہونچی ایرج کی زیادتیون کا حال دریافت کرکے مین اُسی طرف کو روانہ ہوا ہون جب حضور ظلمات سے مراجعت فرماینگے تو قدمبوسی حاصل کرونگا اور عرضی روانہ کرکے جانب باختر روانہ ہوئے دوسری ہی منزل ہوگی کہ ایک شور تلاطم دریا مین بلند ہوا اور ایک غلغلہ قیامت خیز اُٹھا شاہزادے نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہی عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہوا کہ ایک نہنگ سیاہ رنگ دریا سے نکلکر جہازون کی طرف آتا ہی نور الدہر نے کہا کہ گھبراؤ نہین خدا بچانے والا ہی اور ہمارے سوار ہونے کے لیے ایک کشتی چھوٹی سی لاؤ جب کشتی حاضر ہوئی تو مع طہماس اور چالاک سوار ہوکے اُس نہنگ کی طرف چلے جیسے ہی نہنگ نے سر اپنا نکالا ایک تیر نور الدہر نے داہنی آنکھ پر اور ایک تیر طہماس نے بائین آنکھ پر ایسا مارا کہ دونون آنکھین اُسکی کور ہوگئین سر تو اُسنے پانی مین کرلیا اور دم اٹھا کر چاہتا تھا کہ جہاز پر مارے کہ ایک طرف سے نور الدہر کی تلوار اور ایک طرف سے طہماس کا ساطور پڑا نہنگ کے تین ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا اسکا جو کشتی پر اُچھل کر گرتا ہی تو کشتی شق ہوکر غرق ہوگئی اور شاہزادہ بھی غرق ہوگیا صداے نالہ و فریاد بلند ہوکر فلک کو ہلانے لگی گھبرا اے اختر شناس نے زایچہ کھینچکر سب کو تسلی و دلاسا دیا کہ گھبراؤ نہین باختر کو چلے چلو شاہزادہ صحیح و سلامت ہی ملک باختر ہی مین ظاہر ہوگا اور تم سب سے ملاقات ہوگی یہ سنکر سب کے سب ناچار و مجبور ملک باختر کو روانہ ہوے لیکن اب حال شاہزادہ نور الدہر کا سنیے کہ یہ ایک تختہ پر بہتا ہوا چلا آتا ہی جہان تک نظر کام کرتی ہی سواے عالم آب کے اور کچھ نظر نہین آتا کنارہ ہمکنار عدم ہی جی مین کہتا ہی کہ واہ دادا دادہ نہنگ کے مارنے کو گئے تھے خود ہی طعمہ نہنگ قضا ہوگئے الغرض اسی حالت مین دو شبانہ روز یونہین گذر گئے بھوک کے مارے غش پر غش آنے لگے تیسرے روز بقدرت خداوند تختہ ایک کنارے پر جا لگا نور الدہر نے جو اُس تختہ پر سے اُتر کر دیکھا تو ایک بیشہ ہی نہایت سبز و شاداب اور جابجا میوہ دار

درخت لگے ہوئے نورالدہر نے کچھ میوہ توڑ کر کھایا پانی پیا جب فی الجملہ ہوش و حواس بجا ہوئے تو ایک درخت سایہ دار کے نیچے لیٹ کر سو رہا کوئی پہر بھر کے بعد آنکھ کھل گئی منھ ہاتھ دھو کر ایک جانب کو روانہ ہوا کوئی دو تین کوس کے بعد سواد شہر کا نظر آیا کہ کچھ تیلی خالی کپیان تیل کی لیے ہوئے شہر سے جا رہے ہین کچھ گاڑیان غلے کی شہر کو چلی جاتی ہین دھوبی لادیان کپڑون کی بیلون پر لادے ہوئے بے قلعی کے پتیلے ہاتھون مین لیے ہوئے چلے آتے ہین کچھ خوانچے والے خوانچے لگائے ہوئے آ رہے ہین کچھ سپاہی تعیناتی پر سے ساز سنگرہ لگائے ہوئے ایک کاندھے پر بندوق دوسرے کاندھے پر رسی و دری لوٹا رکھے ہوئے چلے آتے ہین نورالدہر بھی بسم اللہ کہکر داخل شہر ہوا دیکھا کہ دو طرفہ نہایت عمدگی اور صفائی سے دکانین لگی ہوئی ہین تمام دنیا کی چیزین رکھی ہوئی ہین سقے کٹورے بجا رہے ہین پانی پلا رہے ہین عطر فروشون سے کوچے مہک رہے ہین بلبل جابجا چہک رہے ہین غرض عجب گہما گہمی معلوم ہوتی ہے شاہزادہ تفرج کنان آگے بڑھتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک مقام پر کیا دیکھتا ہے کہ چوطرفہ ٹھاٹھ بندھے ہوئے ہین ہر طرف نوبتین بج رہی ہین ناچ ہو رہا ہے ایک شخص سے پوچھا کہ بھائی اس شہر کا کیا نام ہے اور بادشاہ یہان کا کون صاحب احتشام ہے یہ روشنی کیسی ہو رہی ہے اور ناچ رنگ کیون ہو رہا ہے اُس شخص نے کہا کہ بھائی اس شہر کو شہر مہرانیہ کہتے ہین اور بادشاہ عالیجاہ یہان کا صدران ماہ منظر ہے اور آج اُسکے بیٹے دراج در درگوش کی شادی ہے یہ سنکر شاہزادہ بعد سیر و تماشا کاروان سرا مین آکر ایک بھٹیاری کے یہان اُترا اور کھانے کا بندوبست کر کے اُسے کچھ دینے لگا اُسنے کہا کہ میان تم ناحق اپنے پاس سے پکواتے ہو کھانا تمھارا بادشاہ کے یہان سے آئیگا شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا جب شام ہوئی تو خوان کھانے کا بادشاہ کے یہان سے اُسکے واسطے آیا شاہزادہ کھانا کھا کر سو رہا علے الصباح بیدار ہوا وقت فضیلت نماز صبح کا تھا شاہزادہ نماز صبح بجا لا کر سیر کو چلا گیا ہر ایک شخص جو جمال عدیم المثال شاہزادۂ عالیجاہ دیکھتا ہے بے اختیار ٹکٹکی باندھکر دیکھنے لگتا ہے اور پوچھتا ہے کہ آپ کہان کے رہنے والے ہین شاہزادہ کہدیتا ہے کہ مین فلان ملک کا باشندہ ہون متلاشی روزگار آیا ہون اور تمام شہر مین ایک غلغلہ مچا ہوا ہے کہ آج بادشاہ کے بیٹے کی برات جائیگی نورالدہر نے یہ سنکر اپنے دل مین کہا کہ کہین سر راہ بیٹھکر دیکھیے اتفاق کار صدران ماہ منظر کا بھائی ہزبر سرکش نہایت بہادر دوست ہے اپنے رفقا سمیت سر راہ ایک مکان پر بیٹھا ہوا تھا ہزبر کی نگاہ جو شاہزادے پر پڑی بے اختیار پکار اُٹھا کہ اے بہادر یہان تشریف لائیے یہ آپ کا کفش خانہ ہے اور چوبدار سے کہا کہ جلد جا کر اس جوان کو لے آ چوبدار گیا اور نورالدہر کو جا کر لے آیا جب نورالدہر بالا خانہ پر قریب ہزبر کے پہونچا تو وہ نورالدہر کی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر ہاتھ پکڑ کے بٹھایا اور مزاج پرسی کے بعد مستفسر ہوا کہ آپ کیسے اس شہر مین فروکش ہوئے ہین اور آپ کے یہان تشریف لانے کا کیا باعث ہے اور آپ کیا نام و نسب رکھتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے کہا کہ مین کل سے اس شہر مین وارد ہوا ہون اور مصر کا باشندہ ہون پیشہ میرا تجارت ہے مین جہاز مال تجارت کے لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ قضائے کار اتفاقات روزگار دریا مین طوفان آیا مال و اسباب اور ہمراہی میرے سب غرق ہو گئے مین آوارہ و برباد ایک تختے پر بہتا ہوا یہان تک پہونچ گیا یہان آکر سنا کہ بادشاہ کے بیٹے کی شادی ہے اور آج برات جائیگی خیال ہوا کہ کہین سر راہ چلکر بیٹھیے اور دیکھیے کہ آپ نے طلب کر لیا مین آپ کی خدمت مین چلا آیا اب شاہزادے کی باتین سنکر ہزبر نے غور سے دیکھا تو دیکھا کہ ایک عجیب رعب و دبدبہ اور صولت و شوکت چہرے پر نورالدہر کے ملاحظہ کی اپنے دل مین کہا کہ اے ہزبر یہ کوئی سردار جلیل القدر ہے حال اپنا چھپاتا ہے کیفیت اپنی ظاہر نہین کرتا یہ خیال کر کے ہزبر نے پوچھا کہ اچھا آپ اُترے کہان ہین نورالدہر نے کہا کاروان سرا مین ہزبر نے کہا کہ پھر آپ یہین چلے آیئے مین بادشاہ سے آپ کی ملاقات کرا دونگا نورالدہر نے اسے قبول کیا ہزبر نے

اسباب اُنکا سرا سے منگوا لیا اپنے ساتھ کھانا کھلایا شراب پلائی باتین چیتین کرتے کرتے دو پہر رات آئی ہوگی کہ یکایک برات کے آنے کا غل ہوا یہ غل سنکر سب کے سب اُسی طرف دیکھنے لگے ایک دو ہی چار منٹ کے بعد استقدر مشعلین اور پنجشاخے دکھائی دیے کہ تمام شہر روشن اور منور ہو گیا بعد اُسکے نشان کے ہاتھی آگے آگے دف دنی بجتے ہوئے ہاتھیون پر زرنگار جھولین پڑی ہوئین مستکون پر سونے کے چاند لگے ہوئے فیلبان فاخرہ لباس پہنے ہوئے چاندی کی گجباگین ہاتھون مین لیے ہوئے نشان بردار بھی لباسہاے زرتار پہنے ہوئے دکھائی دیے بعد اُسکے ماہی مراتب کے ہاتھی دکھائی دیے بعد اُسکے پلٹنین اور رسالے نہایت کروفر سے فوجی باجے ساتھ ساتھ بجتے ہوئے نمایان ہوئے بعد اُسکے خاصبردار بان بردار برچھی والے زرق برق لباس پہنے ہوئے غول کے غول ہر غول کے آگے ایک ایک باجا بجتا ہوا بعد اُسکے طائفون کے تخت آرائش کے چمن آتشبازی کے انار چھوٹنے کی بہار آگے آگے روشنچوکیان بجتی ہوئی معلوم ہوئین اور بعد اُسکے دولھا مع بادشاہ اعزا اقرباے شاہی تخت شاہی وغیرہ پر سوار اور تمام اعیان ملک اور بہی خواہان سلطنت ہاتھیون پر متمکن دکھائی دیے اور بعد اُسکے سکھپال اور پینسین محلات کی نہایت زرق برق سے خواجہ سرا اور کہاریان لباس مکلف پہنے ہوئے برات کے ساتھ ساتھ جب برات نکل گئی تو ہنربر نے نورالدہر سے کہا کہ اب آپ آرام فرمایئے رات زیادہ آگئی ہے جب صبح کو اسطرف سے برات پھریگی تو پھر آپ کو جگا کر دکھا دینگے الغرض شاہزادہ بھی سو رہا ہنربر بھی سو رہا جب صبح کو بیدار ہوئے منہ ہاتھ دھو کر ہنربر نے کھانا منگوایا آپ بھی کھایا نورالدہر کو بھی کھلایا کہ اس اثنا مین پھر برات کے آنے کی دھوم ہوئی اور اُسی دھوم دھام سے برات آئی جب چوک مین پہونچی تو ایک ہرکارے نے پرچہ گذرانا اُس پرچے کو پڑھ کر بادشاہ چیخین مار مار کر رونے لگا سر اپنا پیٹ پیٹ کر وا دیلا کا غل مچانے لگا محافون مین عورتین رونے پیٹنے لگین ہاے بیٹا تم یون نامراد دنیا سے چلے کہ کہگران دولھا کی جان کھونے لگی نورالدہر یہ معرکہ دیکھکر متحیر ہوا اور ہنربر سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے دولھا تو زندہ ہے پھر یہ ماتم کا ہیکا ہے اور یہ صداے گریہ وزاری کیون بلند ہے ہنربر بولے کہا کہ بھائی مصرع عجیب معرکہ وطرفہ ماجرائے ہست + کیا بیان کرون اس شہر پر ایک آفت بے اندازہ نازل ہے نورالدہر نے کہا کہ کچھ بیان تو کیجیے یہ سنکر ہنربر نے کہا کیا بیان ہو بھائی اس شہر مین چند دن سے ایک دیو نازل ہوا ہے اور اُسنے تمام شہر کے کھا جانے کا ارادہ کیا تھا سب اہل شہر اور بادشاہ کی منت وزاری پر اُسے رحم آگیا اور کہا کہ اچھا تم میرے واسطے سو من جنس اور سو قرابے شراب کے اور ایک آدمی روز گزک کے واسطے بھیجدیا کرو تو مین ایک مرتبہ تم سب کو نہ کھاؤنگا بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا اور از روے انصاف وعدالت کے نام پر قرعہ اندازی ہوتی ہے جسکا نام نکلتا ہے وہ شخص اُسکی گزک کے لیے بھیجا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آج شاہزادے کا نام نکلا ہے تو آج شاہزادہ جائیگا اور دیو اُسے کھائیگا رونا اس امر کا ہے کہ آج شادی تھی برات بھی گھر تک نہ پہونچی تھی اور کوئی منت مراد نہ ہونے پائی تھی کہ یہ نامرادی حاصل ہوئی ہاے افسوس اس لڑکے کو ابھی اٹھارہوان سال تھا اور بالکل نونہال تھا ہاے اس جوان رعنا کو قضا نے نہ چھوڑا اور گلچین اجل نے عین بہار مین اس گل کو توڑا دیکھو اس محافہ سے اُسکی زوجہ کی آواز آرہی ہے اور وہ محافہ اُسکی مان کا ہے وہ بلبلا رہی ہے نورالدہر نے یہ سنکر کہا کہ اے ہنربر ہم اس جوان کے بدلے اُس دیو کے پاس جائینگے اور نیا تماشا دکھائینگے ہنربر نے کہا کہ حضرت آپ کو کچھ خبر ہے کوئی کسی کے عوض جان نہین دیتا اور نہ یہان کا یہ دستور ہے نورالدہر نے کہا کہ چاہے دستور ہو چاہے نہ ہو مین ضرور اُسکے عوض جاؤنگا اور اُس دیو کو لسنر پہونچاؤنگا ہنربر نے کہا کہ سچ کہیے یہی ارادہ ہے نورالدہر نے کہا کہ اچھا منہ سے خود کہنا تو شیخی ہانکنا ہے پھر جب وقت آئیگا تو دیکھ لینا یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور بادشاہ کے پاس آیا دیکھا کہ بادشاہ پچھاڑین کھا رہا ہے اور بیٹے سے لپٹا ہوا ہے اور بیٹا باپ سے

لٹا ہوا ہی اور کہرہا ہی کہ جناب عالی آپ اسے کیا کیجیے گا میری قسمت ہی مین یوہین لکھا ہوا تھا صبر کیجیے اور دلکو تھامکر مجھے رخصت دیجیے کہ اتنے مین نور الدہر قریب پہونچگیا اور بادشاہ سے کہا کہ آپ کیون روتے ہین مین آپ کے بیٹے کے عوض جانے کو مستعد ہون مین اپنی جان آپ کے بیٹے پر نثار کرنے کو فخر جانتا ہون آپ شوق سے مجھے دیو کے پاس بھیجدیجیے بادشاہ نے دیکھا کہ اس جوان خوبصورت نے ایسی آمادگی ظاہر کی کہنے لگا کہ مرحبا صد مرحبا آپنے مجھے تسکین تو دی خیر مین آپ کو نوکر رکھ لونگا اور جو مانگیے گا وہ دونگا نور الدہر نے کہا کہ بہت اچھا جب مین اُس دیو کے ہاتھ سے بچ آؤنگا جو چاہیے گا وہ دیجیے گا اور اُس ہرکارے سے کہا کہ تو مجھے لے چل اُس دیو کے سامنے دیکھ لو مین کیا کرتا ہون ہر چند بادشاہ بہت مانع ہوا مگر نور الدہر نے ایک بات نہ مانی آخر کار لوگون نے کہا کہ حضور جانے بھی دیجیے آپ کا فرزند بچا جاتا ہی آپ کا ہرج کیا ہی یہ یہان کا رہنے والا بھی نہین معلوم ہوتا مجبور و ناچار جنس و شراب معمولی اور نور الدہر کو اُس ہرکارے کے ساتھ روانہ کیا یہ معرکہ دیکھکر بہت سے تماشائی بھی نور الدہر کے ساتھ ہو لیے تا اینکہ نور الدہر جب دیو کے مسکن پر پہونچا تو معلوم ہوا کہ وہ دیو شکار کو گیا ہوا ہی مگر ایک چٹان پتھر کی جسپر وہ دیو سوتا تھا پڑی ہوئی ہی ہرکارے نے کہا کہ آپ یہین ٹھہریے دیو آتا ہو گا نور الدہر نے کہا کہ اچھا تم جاؤ یہ سنکر ہرکارہ تو دور ہٹ گیا کوئی دو گھڑی کے بعد ہوا کا ایک سناٹا سا پیدا ہوا اور ایک ہزار گز کا دیو آسمان پر سے ہویدا ہوا وہ جنس اور شراب معمولی اور نور الدہر کو دیکھکر خوش ہوا اور ہرکارے سے پکارکر کہا کہ بادشاہ سے کہدینا کہ آج ایسا فربہ آدمی تمنے ہمارے واسطے بھیجا کہ ہم بہت خوش ہوئے لہذا اب دو روز تک تم سے ہم آدمی نہ مانگینگے یہ کہکر نور الدہر کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے آدم زاد مین اپنا منہ کھولے دیتا ہون اور آنکھین بند کیے لیتا ہون تو بے تامل میرے منہ مین کود پڑ نہ دانت لگاؤنگا نہ داڑھ تجکو یونہین نگلجاؤنگا نور الدہر نے کہا کہ ارے تو کیا بکتا ہی مین خود تجھے کھانے آیا ہون مجکو لوگ آدم دیو خوار کہتے ہین یہ سنکر وہ دیو ایک قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا کہ اے آدم زاد تو مجھے کھا جائیگا ارے اچھا تو مجھے کھا جا یہ کہکر دونون ہاتھ اس قصد سے بڑھائے کہ شاہزادے کو اُٹھا کر کھا جائے پس جیسے ہی ہاتھ اُسکے نور الدہر کے قریب پہونچے نور الدہر نے اُسکے دونون ہاتھونکو پکڑکر یا علی ولی کہکر جو ایک جھٹکا مارا تو دیو دھڑ سے منہ کے بھل زمین پر آیا مگر اُٹھکر نور الدہر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی اب وہ جو لوگ تماشائی تھے وہ دور سے کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین اور آپسمین ایک دوسرے سے کہتا ہی کہ بھئی کیا زبردست آدمی ہی کہ دیو سے لڑ رہا ہی مگر کیا کر سکیگا انجام کار مار ڈالا جائیگا اُسنے کہا کہ عجب کیا ہی جو یہی اس دیو کو مثل رستم کے مار ڈالے رستم نے بھی اکثر دیوؤن کو مار ڈالا ہی اور اُس شخص کا دل بھی رستم سے کم نہین ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور وہان یہ صورت تھی کہ جہان نور الدہر کا ہاتھ پڑ جاتا ہی اور رکھکے دبا دیتا ہی وہین پر دیو بلبلا جاتا ہی اور کہتا ہی کہ اے آدم زاد تو مجھے چھوڑ دے مین تجھے نہ کھاؤنگا اور حضرت سلیمان کی قسم لیلے کہ اگر تو مجھے چھوڑ دیگا تو مین فوراً یہانسے چلا جاؤنگا اور کبھی اس شہر مین نہ آؤنگا نور الدہر کہتا ہی کہ او حرامخوار تو نے یہان کے رہنے والون کو بہت سخت تکلیف پہونچائی ہی مین بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اور تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون مین نبیرہ ہون زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا نور الدہر بن بدیع الزمان میرا نام ہی تیرے ہی مارنے کو خدا مجھے لایا تھا دیو نے جو زلزلہ قاف کا نام سنا تو رعشہ بدن مین پڑ گیا اور پھر دلکو مضبوط کرکے خیال کیا کہ یہ آدم زاد تجھے دھمکاتا ہی تو اسے پیس ڈال یہ خیال کرکے لگا گاؤزور یان کرنے نور الدہر نے جو ملا کو حویا علی مدد دے کہکر ایک اڑنگا مارا تو دیو دھڑ سے چارون شانے چت زمین پر آیا چاہا کہ اُٹھکر بھاگے مگر شاہزادہ کب چھوڑتا ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ دین شیطان پرستی ترک کرکے

دین خداپرستی اختیار کرو اُسنے کہا کہ یہ تو مجھ سے نہوگا تو جو چاہے سو میرا حال کر ہزار جان اُس شخص کی خداوند لقا ابلیس پر سے نثار یہ سنکر نورالدہر نے ایک ہاتھ اسکے سر تلے اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھکر جو ایک جھٹکا دیا تو گردن اُس کی نرخرے سمیت کھنچ آئی دونون ہرکارے تو نورالدہر کے گرد پھرنے لگے اور تماشائی لوگ مرحبا اور آفرین کہتے ہوئے شہر مین آئے اور ایک غل شور تمام شہر مین برپا ہوگیا کہ اُس آدم زاد تازہ وارد نے اُس دیو کو مار ڈالا شہر سے وہ بلا دفع ہوئی اور یہان صدران ماہ منظر بیٹے سے کہرہا تھا کہ فرزند یہ بھی قدرت نمائی خداوند باختر کی ہے کہ اُسنے تیرے عوض دیو کی خوراک کو بھیجدیا اور تو بچ گیا اور بیٹا باپ سے کہرہا تھا کہ اے پدر بزرگوار اُسکے بشرے سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ دیو سے ضرور لڑیگا مین تو اُسکے ہمراہ بہر تماشا چلا جاتا مگر آپ کی مرضی نہ پائی اس سے رک گیا خیر اُسکی خبر تو منگوائیے کہ کیا گذری ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ خبر غلغلہ شہر کی آئی کہ حضور تمام شہر مین ایک عام ہلڑ مچا ہوا ہے کہ اُس آدمی نے دیو کو مار ڈالا صدران ماہ منظر نے کہا کہ بالکل جھوٹھ ہے یہ بات میری عقل مین نہین آتی ہے ارے جلد تحقیق کرو کہ یہ امر کہان تک راست ہے کہ پھر متواتر وہی خبر پہونچی اب دراج دردرگوش نے کہا کہ حضور متواتر خبر پہونچ رہی ہے اب یقین کذب جاتا رہا اور اُسنے دیو کو مارا ہوگا خداوند لقا ے باختری کی قدرت سے کچھ بعید نہین ہے آپ اُس شخص کو باعزاز واحترام استقبال کر کے لائیے کہ وہ ہمارا جان بخش ہے صدران ماہ منظر نے کہا کہ بیٹا اگر یہ بات سچ ہے تو ہمارا جان بخش ہونا کیسا وہ تمام شہر کا جان بخش ہے اور اُسی وقت سوار ہو کر چلا تھوڑی ہی دور چلنے پایا تھا کہ نورالدہر کو خوش اور بشاش آتے ہوئے دیکھکر دونون باپ بیٹے اپنے اپنے مرکبون سے کود کر شاہزادے کے قدمون سے لپٹ کر گرد پھرنے لگے اور شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکر مراجعت کی اب تمام خلائق دیکھنے کو دوڑی اور ہر طرف سے اُنگلی اُٹھنے لگی کہ یہی شخص ہمارا جان بخش ہے تا اینکہ صدران ماہ منظر نورالدہر کو لیے ہوئے ایوان بادشاہی مین آیا اور شاہزادے کو کرسی جواہر نگار پر بٹھلا کر سامان دعوت مہیا کیا نورالدہر نے کہا کہ اے صدران ماہ منظر جب تک تم مسلمان نہوگے مین تمھارے یہان کا کھانا حرام سمجھونگا یہ سُنکر صدران نے کہا کہ آپ اپنے حسب ونسب سے تو مجھے آگاہ کیجیے کہ آخر آپ ہین کون یہ سُنکر نورالدہر نے اپنا حسب ونسب بیان کیا جب وہ آگاہ ہوا کہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہین تو مع اپنے فرزندون کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور بعد اُسکے تمام شہر کو مسلمان کیا اور نورالدہر سے کہا کہ اے شاہ عالیجاہ آپ تخت پر بیٹھیے کہ لائق سلطنت آپ ہی ہین نورالدہر نے کہا کہ بھائی تمھارا تاج وتخت تمھین مبارک رہے ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین اور صدران ماہ منظر کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ناچ شروع ہوا جب دربار برخاست ہوا تو نورالدہر کے واسطے ایک مکان نہایت عظیم الشان خالی کرایا نورالدہر اُسمین قیام پذیر ہوا جب چند روز اسی طرح کٹ چکے تو ایک روز نورالدہر نے جانے کا سامان کیا اور صدران ماہ منظر کے پاس رخصت کے لیے گیا ابھی نورالدہر اور صدران ماہ منظر مین باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک ہرکارے نے آکر پرچہ اخبار کا گذرانا صدران نے اس پرچے کو پڑھکر نورالدہر کو دیا نورالدہر نے اس پرچے کو پڑھکر کہا کہ کچھ پروا نہین ایلچی آتا ہے تو آنے دو اور خبردار روکنا نہین یہ سنکر نورالدہر نے حکم دیدیا کہ اگر وہ ایلچی آئے تو اُسے روکنا نہین آنے دینا قصہ مختصر جب وہ ایلچی بارگاہ مین آیا تو صدران ماہ منظر نے ذگل بیٹھنے کو دیا اور ساقی سے اشارہ کیا کہ اسے جام شراب حوالے کرو جب ایلچی نے دو تین جام شراب کے پیے اور دماغ اُسکا گرم ہوا تو اُسنے عرض کیا کہ مین ایک نامہ لیکر آیا ہون صدران نے پوچھا کسکا نامہ ہے اُسنے عرض کیا کہ پہلوان دوران گرشاسپ جہان پہلان بن سہیل اژدہا چشم شیر سر کرگدن پیشانی فیلبند بینی کا

صدران نے اُس نامے کو ایلچی سے لیکر دبیر کو بلاکر پڑھوایا اُس نامے مین لکھا تھا کہ ای صدران ماہ منظرین نے سنا ہی
کہ تو نبیرۂ حمزہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہی اور لقا پرستی سے منحرف ہو گیا ہی بس تجھے لایق و لازم
یہ ہی کہ اس نامے کو دیکھتے ہی اگر تجھے اپنی حرمت منظور ہو تو لقا کو سجدہ کر اور اُس خدا پرست کو باندھکر میرے پاس لے آ
ورنہ در صورت عدم قبول مستعد جنگ اور آمادۂ پیکار رہو رہ اور مجھے آیا سمجھ اور جب مین آجاؤنگا تو پھر کوئی عذر تیرا قبول
نکرونگا اور ایک کو زندہ نچھوڑونگا شاہزادے نے یہ مضمون سنکے نامہ دبیر کے ہاتھ سے لے لیا اور چیر کر پھینکدیا اور
ایلچی سے کہا کہ تو اس نابکار سے کہدینا کہ تو نے یہ کیا واہیات و لیوچ مضمون تحریر کیا ہی کل کا آتا تو آج ہی چلا آ ہمکو تیرا خوف
نہین ہی یہ زنگ ایلچی نے دیکھکر جھلا کے شاہزادے پر تلوار اُٹھائی شاہزادے نے آتے تلوار کو خیال مین لاکر ایک جھنکی دی کہ
تلوار اُسکی ہٹ پڑی اور پنجہ اُسکا مروڑکر تلوار اُس سے چھین لی اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ وہ لوٹن کبوتر کی طرح گر کر لوٹنے لگا
اور بیہوش ہو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو آنکھ کھول کے نور الدہر کو بیٹھا دیکھکر پھر آنکھ بند کر لی کہ کہین ابکی تو مار انجانے
اسی طرح دو تین مرتبہ آنکھین کھولین اور بند کین نور الدہر نے یہ تماشا دیکھکر آواز دی کہ دور ہو او مردک جلد نکلجا بارگاہ
سے کوئی تجھسے متعرض نہو گا یہ سنکر آنکھین بند کیے ہوئے سلام کرتا ہوا سیدھا دروازے کی جانب چلا گیا اور اپنے دل مین
کہتا تھا کہ آج میری جان خداوند لقا نے بچالی ورنہ کوئی صورت زیست کی نہ تھی اور سہیلان بن سہیل اسکا کیا بنا سکتا ہی
اسکی ایک تلوار مین تو اُسکا کام تمام ہو جائیگا الغرض افتان و خیزان سہیلان کی خدمت مین پہونچکر تمام حال بیان کیا اور
دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ ہرگز ہرگز آپ مہرانیہ جانے کا قصد نہ کیجیے گا نبیرۂ حمزہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی
سہیلان نے کہا کہ او نامرد ایک تو تو ذلیل ہوکر آیا ہی اور اپنے ساتھ سبھے مجھے بھی ذلیل کروانے کا قصد ہی جبکہ مین لکھ چکا
ہون اور نہ جاؤنگا تو پھر کیسی ذلت ہوگی اور کتنی بڑی سبکی ہوگی یہ کہکر جھلاکر اُسکے ایک تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے اور
لاش اُسکی پھنکوادی بعد اُسکے تیاری فوج کا حکم دیا اور دو ہی روز مین کل ساز و سامان درست کرکے شہر مہرانیہ کا
راستہ لیا کوچ بکوچ منزل بمنزل ہوکر قریب شہر مہرانیہ کے پہونچکر خیمے اپنے استادہ کیے اور یہ خبر شاہزادہ نور الدہر
کو پہونچی تو اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بیرون شہر آیا اور مقابل اُسکے خیمے برپا کیے یہ خبر سنکر سہیلان نے طبل جنگ بجوادیا
اور نور الدہر نے بھی نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابل
یکدگر صف آرا ہوئے جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو سہیلان بن سہیل میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا
نور الدہر عالیقدر اپنے مرکب کو نچکاکر اُسکے مقابل ہوئے بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہونے لگی ایک تھوڑی ہی
دیر مین نور الدہر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا سہیلان نے خشمناک ہوکر تلوار ماری نور الدہر نے بفنون سپاہگری
جھنکی دے کر تلوار اُسکی پکڑلی باہم زور ہونے لگے مرکب تو دونون کے ہٹ کے بھل بیٹھ گئے دونون
مرکبون سے کود کر سرگرم تلاش ہوئے کشتی ہونے لگی دو شبانہ روز کشتی ہو کی تیسرے دن شاہزادے نے
لنگر اُسکا توڑکر بالاے سر چرخ دے کر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کہا کہ او مردود دین
لقا پرستی ترک کرکے دین اسلام اختیار کر اُسنے عرض کی کہ اچھا ایک شرط ہی اگر اُسے ادا کیجیے تو مین مسلمان
ہوتا ہون یہ سنکر نور الدہر اُسکی چھاتی پر سے اُتر پڑا اور کہا کہ بیان کرو وہ کیا شرط ہی سہیلان نے عرض کیا
کہ قریب میرے لشکر کے ایک درۂ کوہ ہی اور اُس درۂ کوہ مین ایک تختہ گلزار لگا ہوا ہی اور اسمین ایک چاہ
عمیق ہی اُسی چاہ مین سے ایک اژدہا اکثر نکلکر آدمیون کو کھا جاتا ہی اور کوئی حربہ اُسپر اثر نہین کرتا اگر آپ
اُس اژدہے کا حال دریافت کر دیجیے تو مین تمام اہل شہر کے مسلمان ہوتا ہون یہ سنکر نور الدہر نے کہا

کہ اچھا تم جاؤ ہم کل تمھارے ساتھ چلکر اُس اژدہے کو دیکھینگے یہ کہکر نور الدہر اپنی طرف آیا اور سہیلان اپنے لشکر
مین آیا لوگون نے استفسار حال کیا کہ یہ تو بتایئے کہ آپ نور الدہر کے ہاتھ سے چھوٹے کیونکر سہیلان نے کہا کہ
کیا بیان کرون وہ خدا پرست واقعی ایک بلاے بے درمان آفت جہان ہی مگر دیکھو تو مین بھی اُسے کس بلا مین پھنساتا ہون
کہ تمام عمر رہا نہو سکے یہ کہکر کھانا کھا کر سو رہا اور صبح کو شاہزادے کی خدمت مین روانہ ہوا اور ادھر
نور الدہر جو پھر کر صدران ماہ منظر کے پاس آیا تو اُسنے پوچھا کہ اے شاہ عالیجاہ یہ تو مجھے معلوم ہوا کہ آپنے
اُسے زیر کیا مگر یہ بتایئے کہ آپ نے قابو پاکر اور زیر کرکے چھوڑا کیون فرمایا کہ وہ ایک حجت اور ایک شرط
درمیان مین لے آیا اب ہم جب اُس حجت اور شرط کو ادا کر لینگے تو پھر اسلام کی طرف دعوت کرینگے صدران نے کہا
کہ اے شہریار مین بھی سنون کہ وہ کیا حجت ہی یہ سنکر نور الدہر نے کل حال بیان کیا صدران ماہ منظر نے کہا کہ
شہریار وہ بڑا فیلسوف معلوم ہوتا ہی آپ کو بلا مین مبتلا کرنا چاہتا ہی آپ ہرگز ہرگز اُسکے دام تزویر مین نہ آیئے گا
اور اُسکے ہمراہ نہ جایئے گا وہ یہ چاہتا ہی کہ جب آپ کے دشمن مبتلاے بلا ہولین تو پھر وہ ہمین ایذا دی اور یہ ظاہر ہی
کہ ہم اُس سے عہدہ برآنہ ہوسکینگے نور الدہر نے کہا کہ اے صدران ہم لوگون کو حق تعالے نے حلال مشکلات بنایا ہی
ہم اُسکے ساتھ ضرور جاینگے حق سبحانہ وتعالے ہمارا حافظ ونگہبان ہی القصہ جب سہیلان نور الدہر کی خدمت مین
آیا تو شاہزادہ اُسکے ہمراہ اُسکے ملک کو روانہ ہوا جب بعد طے مراحل اور قطع منازل نور الدہر اُسکے ملک مین پہونچے
تو اُس روز سہیلان نے شاہزادے کی دعوت کی اور دوسرے روز اُس درۂ کوہ مین لایا نور الدہر نے دیکھا کہ
وہ مقام نہایت پر فضا ہی گلہاے رنگارنگ کھلے ہوے ہین درختان میوہ دار لگے ہوے ہین ہواے خوشگوار چلی
آتی ہی بس سہیلان تو وہین ٹھہر گیا اور نور الدہر سے کہا کہ دیکھیے وہ کوان ہی جسمین سے اژدہا نکلا کرتا ہی نور الدہر
آہستہ آہستہ سیر کرتا ہوا جب اُس کنوین کے قریب آیا تو جھک کر دیکھنے لگا پہلے تو شعلہ ہاے آتش نمودار ہوے
بعد اُسکے اژدر آتش فشان اُس کنوین سے نکلا نور الدہر نے جو دیکھا کہ ایک اژدہا آتش فشان سیاہ رنگ سنہرے
سنہرے خط وخال نقارے کے مانند دونون آنکھین چالیس گز کا لنبا قریب میرے لپکتا ہوا چلا آتا ہی تو فوراً ایک تیر
سہ پہلو کمان مین جوڑ کر اژدہے پر مارا مگر کارگر نہوا دوسرا تیر اور مارا لیکن وہ بھی اچٹ گیا تیسرا تیر اور مارا وہ بھی
خالی گیا اور اژدہے نے نفس کشی شروع کی نور الدہر نے لنگر مارا مگر قائم نہو سکا آخر لوٹتا ہوا اُسکے منہ کے برابر
پہونچا گلے پر ہاتھ رکھکے تلوار ماری جیسے گھڑیال پر سے موگری اچٹ جاتی ہی اسی طرح سے وہ تلوار بھی اچٹ گئی
اور ابکی جو اُس اژدہے نے نفس کشی کی تو شاہزادے کو نگل گیا اور اُسی چاہ مین چلا گیا سہیلان شادان
و فرحان خوش خوش اپنے ساتھ والون سے یہ کہتا ہوا پھرا کہ دیکھا تمنے مین نے اس دشمن کو کیسا غارت کیا
اب صدران ماہ منظر کو جا کر مارونگا اور بعد دو روز کے فوج اور لشکر اپنا آراستہ کرکے شہر مہرانیہ کو روانہ ہوا
اور وہ لوگ جو صدران نے شاہزادے کے ساتھ کیے تھے روتے پیٹتے خاک بسر صدران کے پاس آئے
اور کل کیفیت بیان کی صدران ماہ منظر یہ حال سنکر بہت رویا اور کہا کہ افسوس ہرچند مین نے شاہزادے کو منع
کیا لیکن اُنھون نے ہرگز نہ مانا اور اپنی جان دیدی خراب مین آمادۂ مرگ وجھاے قضا ہون جو کچھ ہو سو ہو اُس مردود سے
قلعہ بند ہو کر مین ضرور لڑونگا اور حکم دیا کہ رسد جمع کرو قلعے کو آراستہ کرو بموجب حکم اُسیوقت قلعہ آراستہ ہونے لگا
رسد جمع ہونے لگی لیکن اب کچھ حال شاہزادہ نور الدہر کا ملاحظہ فرمایئے کہ انھین جو ہوش آیا تو اپنے کو ایک باغ
جنت نشان قصر عالی شان مین مسند جواہر نگار پر متمکن پایا اور پہلو مین ایک نازنین مہر تمکین مہ جبین کو مع اسباب

تماشا

عیش و عشرت جلوہ آرا دیکھا حیران ہوا کہ یہ کون مقام ہی اور کون یہان بمجھے لے آیا ہی یہ خیال کرکے اس نازنین سے کہا کہ مجھے تو ایک اژدہا نگل گیا تھا تجھے معلوم ہی کہ مین کیونکر یہان تک پہونچگیا اُس نازنین نے کہا کہ ہان مجھے خوب معلوم ہی اے شہریار آگاہ ہو کہ وہ طلسمی اژدہا تھا مین اُس سے تجھے لے آئی ہون اور تجھپر سو جان سے عاشق ہوئی ہون یہ کہکر جام شراب گلگون شاہزادے کو اپنے ہاتھ سے بھر کر پلایا شاہزادے نے وہ جام پی کر اپنے ہاتھ سے اُس نازنین کو پلایا اسی طرح دو تین جام باہم چلے گزک اڑی جب خوب نشہ ہو لیا تو باہم اختلاط ہونے لگے جو لوگ وہان بیٹھے ہوے تھے وہ ہٹ گئے نورالدہر عالی قدر نے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈال کر بوسہ لینے کا قصد کیا کہ ایک بوے بد اُس گندہ دہنا کے منہ سے ایسی آئی کہ دماغ شاہزادے کا پریشان ہو گیا شاہزادہ اُس سے دور ہٹ بیٹھا اور کہا کہ معلوم ہوا تو کوئی ساحرہ ہی اور تو ہی اژدہا بنکے مجھے نگلگئی تھی اُس ساحرہ نے کہا کہ او شاہزادے مین مشکل جادو ہون مین ہی تجھپر عاشق ہو کر یہان لے آئی ہون اور سواے گندہ دہنی کے اور کوئی عیب مجھ مین نہین ہی نوجوان ہون نوخاستہ ہون لباس و پوشاک نفیس سے آراستہ ہون جو کچھ تو کہیگا مین اُسے پورا کرونگی تو مطلب دلی میرا بر لا نورالدہر نے کہا کہ او لکاتہ مردار مجھسے مطلب دل تیرا ہرگز نہ حاصل ہوگا مین ساحرہ سے ہمیشہ متنفر رہتا ہون مشکل جادو نے کہا کہ اے شہریار اگر مجھے ناراض کریگا تو بہت پچھتائیگا ارے مجھے گلسے تو لگا لے یہ کہکر شاہزادے کی طرف بڑھی شاہزادے نے ایک الٹا ہاتھ اُسکے ایسا رسید کیا کہ ہونٹھ اُسکا شق ہو گیا اور دور جا گری بس اب جو وہ گر کے اُٹھی تو نہایت غضبناک اُٹھی کہا کہ رہ موے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون اور شاہزادے کے گرفتار کرنے کو بڑھی شاہزادے نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اُس ساحرہ نے کہا کہ اے شہریار تلوار تیری مجھپر کارگر بھی اثر نہ کریگی یہ کہکر اسم پڑھکر شاہزادے پر پھونک دیا کہ ہاتھ شاہزادے کا خشک ہو گیا بس اُسنے نورالدہر کو گرفتار کرکے ایک چاہ تاریک مین اسیر کیا نورالدہر حیران و پریشان اُس چاہ تاریک مین بیٹھا رہتا تھا ساحرہ ہر روز شاہزادے کو بلوا تی تھی کھانا کھلاتی تھی اور سمجھاتی تھی کہ مجھے قبول کر شاہزادہ جواب دیتا تھا کہ او مردار تیری طرف مین تھوکتا بھی نہین مشکل جادو پھر کنوین مین بند کروا دیتی تھی ایک روز کا ذکر ہی کہ نورالدہر کمال اُداس نہایت پریشان بیٹھا ہوا تھا اور اپنے دل سے باتین کر رہا تھا کہ اے نورالدہر تم چلے تھے اسد کی مدد کو افسوس کہ ایسی حالت مین مبتلا ہو گئے کہ اب رہائی دشوار ہی کون یہان چھڑا ئیگا بغیر مرے نجات نہو گی اور رو کر دعا مانگنے لگا کہ اے پروردگار عالم واسطہ اپنی خدائی کا مجھے اس قید سے نجات دے ابھی یہ دعا شاہزادے کی تمام نہو ئی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک شخص اس قطع کا نمودار ہوا کہ سر دونون شانون پر رکھا ہوا گردن ندارد چھوٹی چھوٹی آنکھین نورالدہر کے قریب آکر سلام کیا جب وہ قریب آیا تو نورالدہر نے پہچانا کہ یہ اولوس جنی ہی نورالدہر نے کہا کہ بھائی تم خوب آگئے ہم تو عجب مصیبت مین گرفتار ہین اُسنے کہا کہ آپ گھبرائیے نہین مین ابھی آپ کو چھڑا لیتا ہون اور بلند ہو کر جو پتھر اُس کنوین پر رکھا ہوا تھا وہ ہٹایا اور شاہزادے کو اپنی گردن پر سوار کرکے چاہ سے باہر نکلا اور کہا کہ آپ چلکر مشکل جادو کو ماریئے اور جو چاہیے تعزیر دیجیے نورالدہر نے کہا کہ اچھا چلو اولوس شاہزادے کو وہان لایا جہان مشکل جادو سوتی تھی اولوس نے کہا کہ آپ اچھے وقت پر پہونچے کہ جب مشکل جادو سو رہی ہی شاہزادے نے کہا کہ اے اولوس مین سوتے مین نہ مارونگا اسے چونکا کر اور ہوشیار کرکے مارونگا سوتے مین مارنا کام نامردون کا ہی اولوس نے کہا کہ اے شہریار یہ چونکیگی تو آفت برپا کریگی آپ مردمی اور نامردی کو جانے دیجیے اور ایک ہاتھ مار کر اسکا کام تمام کیجیے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ مشکل جادو کی آنکھ کھلگئی مشکل جادو نے دیکھا

کہ نور الدہر اولوس سے باتین کر رہا ہی سمجھی کہ یہی اسے کنوین سے نکال لایا ہی فوراً اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ دونون لغف
قد تک زمین مین سما گئے اور اپنی جگہ سے اُٹھکر کہا کہ ادلبسر مکلل خان ہم تو جانتے تھے کہ تو ہمارے شریک ہو مگر آج
معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہی خیر دیکھو تو کیسا تجھے رسوا کرتی ہون اور زمین سے نکالکر ستون سے باندھ دیا اور کوڑا لیکر کے
اُٹھی اولوس نے کہا کہ او مشکل جادو تم مار ڈالنا نہین مین اسے تمھارے وصل پر ابھی راضی کیے دیتا ہون یہ سُنکر مشکل جادو
نے کہا کہ اچھا تو اسے راضی کر الغرض اولوس اور نور الدہر کو ایک جگہ بٹھا دیا اور آپ بھی صحبت آراستہ کر کے بیٹھی اولوس
نے نور الدہر سے کہا کہ شہریار آپ مشکل جادو کے وصل سے کیون انکار کرتے ہین دیکھیے اسکی کیا اچھی صورت ہی
نور الدہر نے کہا کہ ای اولوس اب تو نے فرمساقی پر کمر باندھی ہی خبردار پھر ایسی بات نہ کہنا اولوس نے مشکل جادو سے کہا
کہ آپ مجھے اور اُنھین ایک جگہ قید کیجیے مین ابھی سمجھا لونگا یہ سنکر مشکل جادو نے حکم دیا کہ اچھا ان دونون کو ایک جگہ قید
کرو لیکن مشکل جادو نور الدہر کے وصل سے کمال مایوس ہی محو حسرت و افسوس ہی اداس و پریشان بیٹھی ہوئی ہی کہ اسکی بہن
مسہل جادو کے آنے کی خبر پہونچی مشکل جادو جبراً قہراً اپنی جگہ سے اُٹھی اور اُسے استقبال کر کے لائی اسباب عیش مہیا کیا
مسہل جادو شراب پینے لگی ناچ دیکھنے لگی مگر مشکل جادو کو جو اداس دیکھا پوچھا کہ کیون بہن چپ چپ کیون ہو مزاج کیسا
ہی مشکل جادو نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ای بہن کیا کہون اس دل کمبخت کا ستیاناس جائے جو کچھ کیا وہ اسی نے کیا مسہل
نے پوچھا کہ آخر کچھ کہو تو سہی اپنی بہن سنون مشکل نے کہا کہ ایک شخص کو مین اُٹھا لائی ہون اسی کے عشق مین میرا یہ حال ہی لیکن اُسے
مطلق میری پروا نہین ہی ہر چند مین چاہتی ہون کہ وہ مجھسے ہمبستر ہو مگر وہ کسی طرح نہین مانتا یہ سنکر مسہل جادو
نے بھی ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ہان ای بہن یہ دل کمبخت ایسی ہی بلا ہی مین بھی اُسی صدمے مین مبتلا ہون ایک
روز مین اپنے تخت پر سوار ایک دریا کی جانب سے جو گذری تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اُس دریا مین ڈوب
رہے ہین منجملہ اُنکے ایک شخص ایسا حسین و خوبصورت ہی کہ آفتاب جسکے حسن سے شرمندہ ہی اُسے مین اُٹھا لائی
اور طالب وصل ہوئی مگر وہ بھی میری صورت سے اسی طرح متنفر ہی اور کسی طرح وصل پر راضی نہین ہوتا یہ کہکر
چیخین مار مار کر رونے لگی مشکل جادو بھی اُسے روتا دیکھکر پھوٹ پھوٹ رونے لگی پھر ساتھ والون نے کہا کہ خداوند
آپ کیون اپنی جان ہلاک کرتی ہین وہ نگوڑا ہی کیا اُس سے بہتر بہتر مستنڈے دنیا مین پڑے ہوئے ہین ہم جا کر آپکے
لیے ڈھونڈھ لا دینگے مشکل جادو اور مسہل جادو نے اُنھین جھڑک دیا اور کہا کیا واہیات بکتی ہی اور آپس مین مشورہ
کیا کہ بہن ہم اپنے معشوق کو بلوا لیتی ہین اور تم اپنے معشوق کو بلواؤ مسہل نے اپنے لوگون سے کہا کہ تم جا کر میرے معشوق کو
لے آؤ اور مشکل جادو نے اپنے لوگون سے کہا کہ تم جا کر نور الدہر کو لے آؤ ادھر مسہل کا معشوق سطوق و
مسلسل حاضر ہوا اور اُدھر لوگ نور الدہر کو لائے جب نور الدہر اور مسہل کا معشوق دونون آئے تو نور الدہر نے
پہچانا کہ یہ خورشید ستارہ پرست ہی اور خورشید نور الدہر کو دیکھکر حیران ہوا کہ یہ بھی یہان گرفتار ہی اشارون مین
باتین ہوئین لیکن مسہل اور مشکل دونون اپنے اپنے معشوق کو بحسرت دیکھ رہی ہین اور لاکھ لاکھ طرح چاہتی
ہین کہ یہ ہماری جانب مخاطب ہون لیکن خورشید اور نور الدہر دیکھتے بھی نہین مشکل جادو خورشید کو
سمجھانے لگی کہ ارے تو دریا مین ڈوبتا تھا تجھے مسہل جادو نے دریا سے نکال کر جان بخشی کی اور تو اس سے
استغفر اللہ متنفر ہی یہ امر نہایت نا زیبا ہی وہ کہتی ہی اُسے قبول کر ورنہ بہت پچھتائیگا خورشید نے کہا کہ ای مشکل مین
کیا کرون اسکے منھ سے وہ بدبو آتی ہی کہ بمقابلہ اُس بو کے مجھے قید رہنا گوارا ہی اور وصل اسکا ناگوارا ہی
مین تو ہرگز اُسکے نزدیک نہ بیٹھونگا چاہے مارے چاہے چھوڑے چاہے نہ چھوڑے مشکل نے کہا کہ اچھا

تو مجھے قبول کرین اپنا معشوق اسے دیدونگی خورشید نے کہا کہ او مردار منہ تیرا خود ہی سنڈاس ہی مین تیری طرف بھی نہ تھوکونگا اور ادھر مسہل نور الدہر کو سمجھا رہی ہی کہ ای شہریار مشکل جادو تجھپر عاشق ہی اور تیرے ہجر مین مثل شمع گھلی جاتی ہی تو کیون اُسے جلاتا ہی اور اپنی زندگی کو تلخ کرتا ہی ارے او مردود ہے تو اُس سے ہنس بول زندگی کا لطف حاصل کر آزردگی اور رنج کو دور کر تو تم آپ کو رنجیدہ اور وہ آپ کو دل ملول و افسردہ اور اگر اُس سے قطعی نفرت ہی تو تو مجھے قبول کر مین اپنا معشوق اُسے دیدونگی یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ او فاحشہ لکاتہ کیا بکتی ہی ہمارے خاندان مین کوئی جادوگر سے کبھی مصاحبت نہین ہوا مین تجکو اُس سے بدتر جانتا ہون مسہل نے کہا کہ اگر یہی حالت ہی تو مارے جاؤ گے نور الدہر نے کہا کہ یہ قبول مگر تمسے اور اس سے اختلاط اور ارتباط نامنظور ہی یہ سنکر انجام کار دونون رونے لگین کہ ہائے کیا کرین تقدیر ہی ہماری بُری ہی اور انکے مار ڈالنے کا ارادہ نہین ہوتا اور ارادہ کیسا ہم تو لاکھ قصد کرین مگر جب دل ہی اُٹھے یہ دونون اسی حالت مین بیٹھی تھین کہ مخمور دربان نے کہا کہ حضور ایک دو گویّے نہایت ہی خوش گلو حاضر ہین کہ اگر آپ اُنھین سنیے گا تو بہت ہی خوش ہو جیے گا جسمین ایک تو مرد پیر ہی اور ایک جوان ہی مشکل جادو نے کہا کہ آئے ہین تو آنے دو ہمین گانا بجانا کچھ بھلا نہین معلوم ہوتا مسہل نے کہا کہ بہن یہ تو سب بجا ہی جیتے جی تو یہ صدمہ نہ جائیگا جان کو روگ ہو کر لگا ہی لیکن مناسب یہ ہی کہ ایک دو گھڑی دل کو بھی بہلاؤ اُن گویون کو ضرور بلواؤ یہ سنکر مشکل نے کہا کہ اچھا بلالو مخمور باہر آن کر اُن گویون کو بلا لایا گویون نے آتے ہی دعا دی کہ حضور موفور السرور ابد الآباد سلامت باکرامت رہین چراغ سامری و جمشید کا روشن رہے مسہل نے کہا کہ اچھا کچھ گاؤ یہ سنکر اُن گویون نے رباب و چنگ بجا بجا کر گانا شروع کیا اُن دونون کا یہ نقشا ہوا کہ چیخین مار مار کر رونے لگین آنسوؤن کا تار بندھ گیا ایک نے موتیون کا مالا اُتار کر سامنے رکھدیا اور دوسری نے نورتن بازو سے کھولکر سامنے پھینکدیے اُن گویون کے جوان دونون کو روتے دیکھکر بے اختیار چیخین مار مار کر رو رہی ہین پوچھا کہ سامری و جمشید اپنی پناہ مین رکھین آپ رنجیدہ کیون ہین مشکل و مسہل نے کہا کہ ہم اپنا حال زار تمسے کیا بیان کرین کہ کس رنج مین گرفتار ہین گویون نے کہا کہ حضور کچھ ارشاد تو فرمائیے کیا آپ کسی کو پیار کرتی ہین اور وہ آپ کے ہاتھ نہین آتا یا اور کوئی صدمہ ہی مشکل و مسہل نے جواب دیا کہ جنھین ہم چاہتے ہین وہ ہمارے پاس ہین مگر اتنے متنفر ہین کہ ہمین اُنکے وصل سے یاس ہی گویون نے کہا کہ حضور آپ تو ساحرہ زبردست ہین اور آپ سے اینر کچھ نہین ہو سکتا ہم تو آپ کے گھر کے ایک ادنے پرجا ہین مگر ایسے پریم کے انجھر ہمین یاد ہین اگر ہم پڑھکر انکے کانون مین پھونک دین تو وہ بھی راضی ہو جائین اور نہین سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھین ہم دونون تو موجود ہی ہین یہ دونون بولین کہ مٹھو بھی موڈی کاٹا کیا واہیات بکتے ہو ہر چند کہ تم دونون بڑے گرما گرم ہو مگر اُن کو کب پہونچ سکتے ہو گویون نے کہا کہ ابھی سے گرمی ہماری آپ پر ثابت ہو گئی مشکل اور مسہل نے کہا کہ بس بے بس اب بہت نہ بکو اُن ظالمون کے راضی کرنے کی فکر کرو اُن گویون نے کہا کہ ہمارے اُنکے یکجائی ہو تو ہم ابھی راضی کر دین یہ سنکر مشکل اور مسہل نے حکم دیا کہ اچھا نور الدہر اور خورشید اور اِن دونون گویون کو ایک مکان تنہا مین لیجاؤ مخمور اِن چارون کو لیے ہوئے ایک مکان تنہا مین آیا اور ایک گوشے مین علیحدہ بٹھایا گویون نے مخمور سے کہا کہ اچھا اب تم یہان سے چلے جاؤ مخمور تو یہ سنکر چلا گیا نور الدہر اور خورشید اکیلے رہ گئے اُسوقت اُس پیر مرد نے ہاتھ باندھکر نور الدہر سے عرض کیا کہ ای شہریار مین ہون غلام آپکا چالاک بن عمر اور اس جوان نے خورشید سے عرض کیا کہ مین ہون تابعدار آپ کا کوکب عیار ہم دونون آپکی رہائی کے واسطے آئے ہین آپ ان جادوگرنیون سے

مختلط ہو جیدا نکے پاس چل کر بیٹھے جان پر جبر کیجیے ہم اُنھین بیہوش کر کے مار لینگے خورشید نے کوکب سے کہا کہ اگر
کوکب اُس لکاتہ کے منھ سے تو ایسی بدبو آتی ہی کہ بیٹھا نہین جاتا مگر تمھارے کہنے سے یہ بھی قبول ہوا و علی ہذا القیاس
چالاک نے نور الدہر کو راضی کیا اور بعد چار گھڑی کے آواز دی کہ اے حضور دروازہ کھول دو حضور آیا اور دروازہ
کھولکر پوچھا کہ کہو کیسے نقشے ہین اگر یون نے کہا کہ سامری و جمشید کی مدد ہو سب نقشے اچھے ہین اور یہ کہکر مسہل اور مشکل جادو
سے جا کر کہا کہ اے ملکۂ جادوگران وہ تو خود آپ پر عاشق ہین آپ بلایئے تو ابھی مشکل اور مسہل نے کہا کہ جلو جلو اپنا
کام کرو معلوم نہین کیا بکتے ہو گویون نے کہا کہ بھلا آپ سے خلاف عرض کرینگے یہ سنکر مشکل اور مسہل نے اُن
دونون کو تخلیہ مین طلب کر کے استمزاج جو لیا تو معلوم ہوا کہ فی الواقع ملتفت ہین بس دونون کی دونون دوڑکر
اپنے اپنے معشوق سے لپٹ گئین پہلو مین لا کر بٹھایا غبار کدورت آئینۂ دل سے زائل ہوا غنچۂ آرزو شگفتہ
ہوا بزم عیش آراستہ ہوئی چالاک بانسری بجا کر گانے لگا کوکب جام و صراحی ہاتھ مین لے کر ساقی گری کرنے لگا اور
آنکھ بچا کر بیہوشی شراب مین ملادی جسوقت کہ دو دو تین تین جام پی کر وہ دونون خوب مست و مدہوش ہوئین تو
مشکل جادو نور الدہر کی طرف جھکی نور الدہر نے ایک دھکا دیا کہ وہ بیہوش ہو کر گری اور خورشید مسہل کو
ساتھ لے کر اُٹھا کہ پلنگ پر چلو وہ خوشی خوشی اُٹھکر چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا وہ بھی فرش خاک ہوئی بعد
اُسکے اور ساتھ والیان بھی بیہوش ہو کر گرین چالاک و کوکب نے مشکل اور مسہل کو اُسی وقت قتل کیا اور اُنکے
ہمراہیون مین بھی جس جس کو ساحر سمجھا اُسے قتل کیا دفعۃً ایک آندھی تیرہ و تار ایسی اٹھی کہ زمانہ کو تیرہ و تار کر دیا
اور در و دیوار سے دھوان اُٹھنے لگا وہ گلزار آتش بہار ہو گیا بعد دو گھڑی کے ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی
مرا نام مین مشکل جادو و مسہل جادو بود تھوڑی دیر کے بعد جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی
نہ وہ قصر نہ وہ چاہ ہی نہ وہ مکان بلکہ ایک مکان کئی سو برس کا پرانا معلوم ہوتا ہی کوٹھون مین بہت سے
آدمی قید ہین اسباب لا انتہا ہی مرکب بیشمار ہین نور الدہر نے سبھون کو مال و اسباب دے کر رخصت کیا جب
وہ سب چلے گئے تو نور الدہر نے خورشید سے پوچھا کہ تم کیونکر اسکے پھندے مین گرفتار ہوئے خورشید نے
کل حال اپنا شہر اختتم پر جانا اور لشکر ایرج کو شکست دے کر بھاگنا اور شہر فرنگوشیہ پر آنا اور قلعے پر
یورش کرنا اور پانی مین گرنا بیان کیا نور الدہر نے اپنی سرگذشت بیان کر کے کہا کہ اچھا بھلا اب کیا ارادہ ہی
خورشید نے کہا کہ اب مین شہر اختتم پر جاؤنگا لوگ میرے نہایت فکرمند ہونگے نور الدہر نے کہا کہ اچھا تم
جلو ہم بھی ایرج کے مقابلے کو آتے ہین خورشید تو یہ سنکر رخصت ہوا نور الدہر نے چالاک سے کہا کہ شہر سہیلیہ کو
چلنا چاہیے اُسنے عرض کیا کہ پہلے مین جا کر حال دریافت کر آؤن تو پھر آپ چلیے گا یہ کہکر چالاک شہر مین گیا
سنا کہ سہیل بن سہیلان مہرانیہ کو گیا ہوا ہی یہ خبر سنکر چالاک بہت جلد نور الدہر کی خدمت مین آیا اور بیان
کیا کہ وہ صدران ماہ منظر کے قتل کے لیے مہرانیہ کو گیا ہوا ہی یہ خبر سنکر شاہزادہ نور الدہر نے اُسی وقت
شہر مہرانیہ کا راستہ لیا مگر اُس وقت پہونچا کہ جب سہیلان زیر قلعہ مہرانیہ استادہ تھا اور پھاند جانے پر
آمادہ تھا اور صدران ماہ منظر اور دراج در در گوشہ دعائین مانگ رہے تھے کہ نعرہ شاہزادے کا بلند
ہوا کہ او کافر خاکسر ذرا ٹھہر تو سہی مین آ پہونچا تو جاتا کہان ہی تو یہ سمجھے ہوئے تھا کہ اژدہا مجھے نگل گیا اور
یہ نہ جانتا تھا کہ مین اژدہے کو قتل کر کے پھر صحیح و سالم ظاہر ہونگا اہل قلعہ نے جو شاہزادہ نور الدہر کو
دیکھا باغ باغ ہو گئے طبل شادمانی بجنے لگا اور سہیلان نور الدہر کا نعرہ سنکر قلعے کیطرف سے پھرا اور کہا

کہا ای اہل قلعہ پہلے اس خداپرست کو مار لون تو پھر تمسے سمجھونگا یہ کہکر نورالدہر سے مقابل ہوا اور پکارا کہ ای نبیرۂ حمزہ اگر تو اژدہے سے بچ گیا تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا دیکھ یہی گرز ہی جس سے دروازہ قلعہ کا توڑنے چلا تھا اب اسی سے تیرے قصر تن کو برباد کرونگا یہ کہکر شاہزادے پر گرز کا وار کیا نورالدہر نے آتے گرز کو خیال مین لاکر ایک ایسی ضرب تیغ آبدار کی لگائی کہ مثل خیار تر گرز کے دو ٹکڑے ہوئے سہیلان نے بھی جھلاکر تلوار ماری شاہزادے نے تلوار اسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اُٹھا کر بالائے سر چرخ دے کر زمین پر دے مارا کہ نقش زمین ہوگیا فوج سہیلان یورش کرکے نورالدہر پہ آگری صدران ماہ منظر اور فرود گوش یہ رنگ دیکھکر دروازہ قلعے کا کھول کر فوج اپنے ہمراہ لیکر شریک نورالدہر ہوئے نورالدہر نے سہیلان کو تو بجائے سپر اُٹھا لیا اور داہنے ہاتھ مین تلوار لیکر فوج سہیلان سے حرب و پیکار شروع کی بس جب سہیلان نے یہ رنگ دیکھا اور دم اُسکا گھٹنے لگا تو عرض رسا ہوا کہ ای شہریار اب مین افعال شنیعہ اور حرکات قبیحہ سے توبہ کرتا ہون اور لقاے بے بقا پر لعنت کرتا ہون آپ مجھے چھوڑ دیجیے یہ سنکر نورالدہر نے اُسے چھوڑ دیا وہ قدمون پر گر کے شرف اسلام سے مشرف ہوا سہیلان اپنے خیمے مین آیا جملہ سپاہ اور سرکردگان لشکر کو شرف اسلام سے مشرف کیا اور نورالدہر صدران کے ساتھ چلا بارگاہ شاہی مین جاکر بیٹھا صدران ماہ منظر سے کل سرگذشت اپنی بیان کی بعد اُسکے کھانا کھاکر آرام کیا جب صبح ہوئی تو سہیلان نورالدہر کی خدمت مین حاضر ہوا صدران ماہ منظر اور سہیلان مین باہم صلح ہوئی بعد اُسکے صدران نے سامان دعوت مہیا کیا دو روز تک دعوت و ضیافت رہی تیسرے روز سہیلان شاہزادے کو ہمراہ لیکر اپنے شہر مین آیا تمام شہر کو اسلام آباد کیا بڑی تیاری سے شاہزادے کی ضیافت کی شاہزادے کو آئے ہوئے دو تین روز گذرے ہونگے کہ ایلچی ثمود عاد اور عاد بن ثمود کا داخل شہر ہوا ہرکاردن نے آکر خبر دی کہ ایلچی ثمود عاد اور عاد بن ثمود کا آتا ہی سہیلان کی تو یہ سنتے ہی رنگت زرد ہوگئی اور رعشہ پڑگیا اور تھرتھر کانپنے لگا جام شراب ہاتھ سے گر کر چور ہوگیا شاہزادے نے پوچھا کہ ای سہیلان ثمود عاد کون ہی جو تم اُسقدر خائف ہو سہیلان نے کہا شہریار یہ اولاد مین عوج بن عوق کی ہین اور صحراے قاف مین سمندر کے کنارے رہتے ہین نہایت دراز قد ہین آفتاب سے مچھلی بھونکر کھاتے ہین آدمی کی تو مجال نہین کہ اُنکا سامنا کر سکے شاہزادے نے کہا کہ تم گھبراتے کیون ہو ایلچی کو آنے دو دیکھو تو مضمون نامہ کیا ہی خدا کو یاد کرو قصہ مختصر ایلچی داخل بارگاہ ہوا تو دنگل آہنی پر متمکن ہوا ساقی نے جام شراب کا تواضع کیا ایلچی نے جام شراب پی کر کہا کہ مین نامہ دار ہون پہلوان دوران گرشاسپ جہان ثمود عاد کا سہیلان نے کہا کہ لاؤ نامہ ایلچی نے نامہ سر سے کھول کر دیا سہیلان نے دبیر کو دیا اُس نامہ مین لکھا تھا کہ ای سہیلان اس نواح مین آج کل مواشی کی بہت قلت ہوگئی ہی تمکو چاہیے کہ بھینسین بکریان گائین جسقدر ہوسکین ہماری خوراک کے واسطے روانہ کیا کرو ورنہ ہم آکر مواشی کیسے آدمیون تک کو کھاجائینگے بس یہ مضمون سنکر نورالدہر آگ ہوگیا اور نامہ دبیر کے ہاتھ سے لے کر پرزے پرزے کر ڈالا ایلچی نے یہ دیکھکر کہا کہ ای جوان غضب کیا تو نے کہ ایسے پہلوان کے نامے کو پھاڑ ڈالا اور تلوار کھینچکر نورالدہر کو ماری نورالدہر نے بفنون سپاہگری تلوار اُسکی چھین کر ایک طمانچہ مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا پھر جو ہوش آیا تو اُٹھکر بھاگا اور ثمود کے پاس اُسی حال سے جاکر وہ ٹکڑے نامے کے دکھاکر کل حال بیان کیا بس ثمود کو یہ حال سنکر غصہ آیا اور لشکر اپنا درست کرکے سہیلیہ کا راستہ لیا جب بعد چند روز کے سہیلیہ مین پہونچا تو تمام شہر مین ایک تہلکہ پڑگیا کہ عادیان آدمخوار آپہونچے جب خبر سہیلان کو پہونچی رنگت اُسکی زرد ہوگئی

نورالدہر نے کہا کہ اے سہیلان تم بالکل خوف نہ کرو اور خدا کو یاد کرو قصہ مختصر جب لشکر ثمود کا شہر مین قیام پذیر ہو چکا تو نورالدہر نے بھی حکم دیا کہ لشکر ہمارا شہر سے باہر نکلے بموجب حکم اُنکا لشکر بھی شہر سے باہر نکلکر مقابل لشکر ثمود عاد خیمہ زن ہوا دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا رات بھر جانبین مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ے میدان نبرد ہوے صفوف جدال اور قتال کی آراستہ ہوئین جب نقابت نقبا ختم ہوئی تو ثمود عاد میدان مین آکر کھنگھارا کہ وہ شخص کہان ہی جسنے میرے نامے کو پھاڑ ڈالا تھا یہ سنکر نورالدہر عالی قدر عرصہ کارزار مین جلوہ افروز ہوا دیکھا کہ ثمود عاد آدمی کا ہیکلو ہی ایک دیو ہی دو سو اسّی گز کا قد ہی کوئی مرکب زیر ران نہین ہی پیدل کھڑا ہوا ہی ایک میل گران سنگ کاندھے پر رکھا ہوا مثل شراب کھڑا پی رہا ہی یہ دیکھکر نورالدہر بھی پیادہ پا ہو کر میدان کو چلا جب ثمود عاد کے مقابل ہوا تو اُسنے دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت سامنے کھڑا ہوا ہی سمجھا کہ سہیلان نے اسے صلح کے واسطے بھیجا ہی یہ سمجھکر کہنے لگا کہ اے جوان مین ایک طرح صلح پر آمادہ ہون کہ جسنے میرا نامہ پھاڑا ہی اُسے باندھکر میرے پاس بھیجدے ورنہ مین تمام شہر کو کھا جاؤنگا نورالدہر نے کہا کہ او خود سر تو کن خیالون مین ہی وہ مین ہی ہون جب تو مین نے تیرا نامہ پھاڑا تھا اب تیرا سر توڑونگا یہ سنکر ثمود عاد بہت ہنسا اور کہا کہ آہا تو میرا سر توڑیگا پہلے تو یہ تو بتا کہ تو ہی کون شاہزادے نے کہا کہ مین نبیرۂ حمزہ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان ہون یہ سُنکر ثمود عاد نے کہا کہ جبیر تجھے یہ گھمنڈ ہی اچھا اجر پہ اپنا نورالدہر نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ نہین ہی کہ ہم حریف پر پیشدستی کرین پہلے تو اپنا حربہ کر جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو سمجھا جائیگا یہ سُنکر اس عادی نے کہا کہ شاید تجکو اپنی شجاعت پر نہبت غرور ہی یہ کہکر خبردار خبردار کہکر وہی میل گران سنگ چرخ دے کر نورالدہر پر مارا نورالدہر نے آتے ہوے میل کو خیال مین لاکر ایک ضرب شمشیر آبدار سے اُس میل کے دو ٹکڑے کر دیے ایک ٹکڑا گر پڑا ایک اُسکے ہاتھ مین رہگیا اُسنے وہی ٹکڑا نورالدہر پر مارا نورالدہر نے اسے بھی خالی دیا اب ثمود جھلا کر دوڑا کہ تجھے مسلکر مار ڈالونگا نورالدہر بھی دوڑ کر اس سے لپٹ گیا زور کشمکش ہونے لگے دن بھر کشتی رہی شام کو ثمود عاد نے پھرنے کا قصد کیا مگر شاہزادے نے پھرنے نہ دیا جا بجا نہین سے روشنی آگئی غرض دو شبانہ روز کشتی رہی تیسرے دن شاہزادے نے لنگر ثمود عاد کا توڑ کر سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر چاہا کہ زمین پر دے مارے کہ اُسنے شور الامان کا بلند کیا نورالدہر نے کہا کہ لک الامان بشرط الایمان اگر تو دین اسلام قبول کر تو برادر ایمانی ہی اُسنے کہا کہ مین نے قبول کیا نورالدہر نے اُسے زمین پر رکھدیا وہ شاہزادے کے گرد پھر کر از سر صدق مسلمان ہوا حلقۂ غلامی کان مین پہنا اور عرض کیا کہ اے شہریار اگر حکم ہو تو مین اپنے اہل لشکر کو مسلمان کرلاؤن شاہزادے نے کہا کہ اچھا جاؤ ثمود عاد اپنے لشکر مین گیا اور سہیلان شاہزادے پر سے زر نثار کرتا ہوا خیمے مین لے کر آیا اور بہزار زبان شاہزادے کی تعریفین کرنے لگا کہ حضور اس عادی کا مارنا آپ ہی کا کام تھا نورالدہر نے کہا کہ اے سہیلان اسکی کیا حقیقت ہی ہمنے بعنایت خدا بڑے بڑے دیوؤن کو زیر کیا ہی اور پوشاک رزمی اُتار کر لباس بزمی پہن کر کھانا کھایا اور سو رہا اور اُدھر ثمود عاد جو اپنے خیمے مین آیا نہ کسی سے بات کی نہ کسی سے بولا کچھ تھوڑا بہت کھا پی کر سو رہا صبح تک ہوش نہ آیا صبح کو ام ٹھکر بیٹے سے کہا کہ اے فرزند یہ خدا پرست بہت زبردست ہی مین نے تو اُسکا دین قبول کرلیا تو کیا کہتا ہی اُسنے کہا کہ اے پدر بزرگوار مین ہر طرح آپ کے ساتھ ہون جب آپ اُس سے لڑکر عہدہ برآ نہ ہوے تو مین کس قطار و شمار مین ہون بعد اُسکے کل فوج سے کہا کہ مین نے تو

سہیلا

ابلیس پرست پر لعنت کی تم لوگ کیا کہتے ہو سب نے کہا کہ ہمنے بھی دین قدیم اپنا ترک کیا ہر طرح آپ کے ہمراہ ہین الغرض سب کو مسلمان کر کے اپنے ساتھ لیکر خدمت نور الدہر مین حاضر ہوا ہر ایک کو شرف قدمبوسی سے مشرف کرایا شاہزادے نے اُن سب کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور ثمود عاد اور عاد بن ثمود کو اپنی فوج کا سپہ سالار کیا صحبت جشن برپا ہوئی چند روز اسی عیش و عشرت مین گذرے ہونگے کہ ایک روز ہرکارون نے خبر دی کہ ایک لشکر عظیم دریا کنارے آیا ہوا ہی نور الدہر نے چالاک کو استفسار حال کے لیے روانہ کیا وہ ایک گھڑی بھر کے بعد نہایت خوش و خرم نور الدہر کے پاس آیا اور کہا کہ ای شاہ عالیجاہ مبارک ہو کہ یہ لشکر آپ ہی کا ہی اور دوسری بشارت یہ ہی کہ ہرمز بن نوشیروان بشارت پاکر مسلمان ہوا ہی وہ بھی آپ کے لشکر کے ہمراہ ہی نور الدہر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور ہرمز تاجدار کی ملاقات کو چلا اور اُدھر سے ہرمز بھی نور الدہر کے آنے کی خبر سنکر روانہ ہوا راہ مین باہم ملاقات ہوئی اور باہم بغلگیر ہوئے لشکر نور الدہر کا اترنے لگا خیمے استادہ ہونے لگے جملہ سرداروں نے مع گہراے اختر شناس شاہزادے کی قدمبوسی حاصل کی صحبت عیش برپا ہوئی سرداران قدیم اُن عادیان بلند بالا بلند گردنوں کو دیکھکر بہت خوش ہوئے نور الدہر نے بمشورہ گہراے اختر شناس ہرمز تاجدار کی تخت نشینی کا سامان کیا ہرمز نے عرض کیا کہ ای شہریار عالی وقار اورنگ نشینی آپ ہی کو زیبندہ ہی آپ تخت پر رونق افروز ہوجیے اور زیادہ سے زیادہ یہ ہی کہ مجھے خلعت وزارت سے ممتاز کر دیجیے فقط زیر اقدام حضور رہا ہونگا اور ابتدا مین حمزہ صاحبقران بھی خود ہی تخت پر بیٹھے تھے آپ بھی اپنے لشکر کی بادشاہت فرمائیے مضائقہ کیا ہی نور الدہر نے کہا کہ ای شہریار اب آپ اسمین اصرار نہ کیجیے شاہی و سلطنت آپ ہی کو سزاوار ہی کہ آپ خاندان کیہان سے ہین اور یہان کی تخت نشینی بھی عارضی ہی جب صاحبقران ظلمات سے مراجعت فرمائینگے تو اُنسے عرض کر کے آپ کو مین کل لشکر کا بادشاہ کرا دونگا مین نے اکثر جد بزرگوار سے سنا ہی کہ ہم نوشیروان ملک العادل کے نمکخوار ہین جو کچھ ہمارے اُنکے عداوت ہی وہ سب بختیارک کی وجہ سے ہی ورنہ وہ ہمارے بادشاہ ہین ہین ہر طرح اُنکا مطیع ہون بس ای شہریار جب آپ کی نسبت جد بزرگوار میرے یون ارشاد فرمائین تو مین کس حساب مین ہون آپکو مجرا اور سلام کرنا ہمارا فخر ہی اور کوئی نئی بات نہین ہی آپ کو خدا نے ظل اللہ کیا ہی ہرمز نے یہ سنکر سر جھکا لیا نور الدہر نے سامان تخت نشینی مہیا کر کے ہرمز کو تخت پر بٹھایا اور نقارہٴ شادیانی بجنے کا حکم دیا بعد اسکے پہلے خود نذر دی پھر تمام سرداروں سے نذرین دلوائین گہراے اختر شناس کو وزیر کیا اور خود سپہ سالاری کے دنگل پر بیٹھا اور حکم جشن دیا بعد از فراغ جشن حکم کوچ دیا جہاز اور کشتیان تیار ہوئین اسباب لدنا شروع ہوا جب سب سامان درست ہوچکا تو شاہزادہ نور الدہر سوار ہوا لنگر جہازات کے اُٹھا دیے بادبان کھولدیے اب شبانہ روز جہاز چلے جاتے ہین کسی مقام پر لنگر نہین کرتے جاتے جاتے ایک روز غلغلہ ہوا کہ افسوس راہ بھولکر کدھر سے کدھر آگئے کہان جانا تھا اور کہان پہونچ گئے نور الدہر نے ناخدا سے پوچھا کہ ارے یہ کیسا غل ہی اُسنے عرض کیا کہ حضور رات کو مجھسے یہ خطا ہوگئی کہ چند شبانہ روز کا تھکا ہوا تھا سو گیا جہاز راہ سے بے راہ ہوکر جزیرہ کشیدہ رویان کی طرف آپڑے اور یہ وہ قوم ہی کہ آدمی کی تو کیا حقیقت ہی شیر کو چبا جاتے ہین ہاتھی کو کھا جاتے ہین بارہ بارہ گز کے منہ ہین پانچ پانچ گز کی ناکین ہین تمام عالم مین اُنکے زور و قوت کی دھاک ہی پانچ بھائی یہان کی بادشاہت کرتے ہین اقباش کشیدہ رو لقیاش کشیدہ رو اقداش کشیدہ رو اقران کشیدہ رو وقارن کشیدہ رو جو جہاز یہان آجاتا ہی کوئی اسمین کا زندہ پھر کر نہین جاتا ایسی بھیانک صورتین ہین کہ اگر آدمی بھانکے با خندون کو دیکھے تو مارے وحشت کے مرجائے نور الدہر نے کہا کہ کیا جہاز اور طرف کو نہین پھر سکتا عرض کیا نہین نور الدہر

نے کہا کہ پھر مجبوری ہے کیا کیا جائے زندہ ابا القضا جو مشیت باری تعالے عز اسمہ ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ
کشیدہ رویون کے آنے کا ایک غل شور پڑ گیا خوف جان سے لوگ کانپنے لگے نورالدہر نے ثمود عاد اور عادین
ثمود اور سہیلان منارہ گردن وغیرہ کو ساتھ لے کر جہاز اپنا آگے بڑھایا کہ اتنے مین اقداش کشیدہ رو آ پہونچا اور
نعرہ کیا کہ تمھارا سردار کون ہے نورالدہر نے کہا کہ کیون تم کسواسطے پوچھتے ہو سرداران سب کے ہم ہین اُسنے کہا
کہ ہمارا بادشاہ آدمی کا گوشت بہت پسند کرتا ہے مگر با انصاف ہے تم پر رحم کھا کر اُسنے حکم دیا ہے کہ تمھارے ساتھ کئی لاکھ
آدمی ہین اُنمین سے تم چار ہزار آدمی چن کر رکھ لو اور اپنا کل مال و اسباب لیکر یہان سے چلے جاؤ باقی کو ہمکو دیدو
اور اگر اسکی خلاف ورزی کروگے تو پھر تم مین سے ایک بھی زندہ نہ بچیگا اور مال و اسباب بھی لوٹ لیا جائیگا شاہزادے
نے کہا کہ او نا انصاف کیا خوب انصاف ہے کہ مین لاکھون بندگان خدا کو اُسکے کھانے کے لیے چھوڑ جاؤن اور
مین اکیلا یہان سے چلا جاؤن کہدینا اُس حرامخوار سے کہ امنین سے ایک بال بھی کسی کا تمکو نہ ملیگا جو تمسے ہو سکے
قصور نہ کرو بس یہ سنکر اقداش کشیدہ رو آگ ہو گیا اور حکم دیا کہ جلد ان سب کو گرفتار کرلو یہ سنکر کشیدہ رو دوڑ پڑے
نورالدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالکے بہت سے کشیدہ رویون کو قتل کیا ثمود عاد کے ہاتھ سے اقداش کشیدہ رو
زخمی ہو کر بھاگا نورالدہر دریا کے کنارے پر اُتر پڑا بازار آراستہ ہو گئے دوسرے دن تین لاکھ کشیدہ رو مقابل
نورالدہر کے فوج کش ہوئے بس اقباش کشیدہ رو نے نشہ شراب مین آکر طبل جنگ بجوادیا جب یہ خبر نورالدہر کو پہونچی تو فرمایا کچھ
اندیشہ نہین ہے خدا کا نام لے کر یہان بھی نقارہ رزمی بجوادو قصہ مختصر دونون لشکرون مین طبل جنگ بجکر تیاری شروع
ہوئی شب بھر تیاری رہی صبح کو مقابلہ ہوا اقباش کشیدہ رو سوار ہو کر میدان مین آیا اور پکارا کہ آدمزادو تم ایسے زبردست
ہو کہ تمنے میرے ایلچی کو ذلیل کیا خیر جاتے کہان ہو یہ سنکر نورالدہر میدان مین جانے لگا ثمود عاد قدمون پر گر پڑا
اور عرض رسا ہوا کہ آقا آپ نہ جائیے مین اسے پکڑے لاتا ہون فرمایا کہ اچھا جاؤ خدا تمھارا حافظ و نگہبان ہے یہ سنکر
ثمود عاد جانب میدان روانہ ہوا جب برابر اقباش کشیدہ رو کے پہونچا تو وہ دیکھکر نہایت خائف و ترسان اور
حیران و پریشان ہوا کہ یہ آدمی کا ہیکل ہے بلائے بے درمان ہے دو سو آٹھ انچھ کا قد ایک ہزار سات سو من کا میسل
کاندھے پر رکھے ہوئے للکار رہا ہے اقباش نے پوچھا کہ مین تو ان آدمزادون سے لڑنے آیا ہون تو کون ہے جو میرے
مقابلے کو آیا ہے ثمود نے کہا کہ وہ جوان آدمزادون کا سردار ہے مین اُسکا غلام حلقہ بگوش ہون اقباش نے کہا کہ مجکو اس
اُس آدمزاد نے زیر کیا ہے ثمود نے کہا کہ ہان مجھپر کیا منحصر ہے اُسنے بڑے بڑے دیوان تہمتن کو زیر کیا ہے اور یہ
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کا نبیرہ ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اس شہریار کا نام ہے دادا اس جوان کا
امیر حمزہ صاحبقران لقا کے تعاقب مین جانب ظلمات گیا ہے اقباش نے کہا کہ جب تجھ ایسے شخص نے اُسکی
غلامی اختیار کی تو پھر مجھے بھی کوئی عذر ہونا چاہیے مین بھی اُسکی غلامی اختیار کرتا ہون بشرطیکہ وہ مثل تیرے مجکو
بھی اپنا بندۂ درگاہ سمجھے ثمود عاد نے کہا کہ تم مطمئن رہو ایسا ہی ہوگا تم میرے ساتھ چلو یہ سنکر اقباش ثمود کے
ساتھ خدمت شاہزادۂ عالیقدر مین حاضر ہوا شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض
کیا کہ حکم ہو تو مین جاکر اپنے سپاہیون اور اپنے لشکر کو بھی ملقین اسلام کرون نورالدہر نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ
یہ سنکر اقباش اپنے لشکر مین گیا اور سب بھائیون کو بلا کر بٹھایا اور کہا کہ صاحبو سنو جسکا اد نے ملازم ثمود عاد
سا شخص ہو اسکا مین کیا کر سکتا ہون مین نے تو یہ سمجھکر اسکی اطاعت اختیار کر لی اور مشرف اسلام سے مشرف
ہوا تم سب کو کیا منظور ہے سبھون نے کہا کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہین دوسرے روز کشیدہ رو شاہزادے کی خدمت مین

حاضر

حاضر ہوے اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے بعد اُسکے اقباش کشیدہ رو نے شاہزادے کی دعوت کی
صحبت رقص وغنا برپا ہوئی ہرمز تاجدار تخت پر متمکن ہوا شاہزادے نے دنگل شوکت کو رونق بخشی ایک ہزار
سات سو پہلوان اور گردن کش اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوے ایرج تاج بخش انور شاہ سعادت شعار
صدران ماہ منظر دراج دردر گوش ویلیان زنگی وغیرہ بھی حاضر ہین مگر کرسی وزارت بر زو کش ہی تمام دربار آراستہ
اور پیراستہ ہی مگر بہر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران طہماس بن عنقویل دیو پرور کا دنگل نور الدہر نے خالی دیکھکر
بے ساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آنکھون مین آنسو بھر آئے یہ دیکھکر ہر ایک مستفسر ہوا کہ کیون شہریار کیون
خیر باشد آپ کے آہ سرد بھرنے اور آبدیدہ ہونے کا کیا باعث ہی فرمایا کہ صاحبو اسوقت سب موجود ہین مگر میرا عاشق صادق
رفیق موافق صاحب ساطور گران جان نثار خاندان صاحبقران طہماس بن عنقویل دیو پرور جو موجود نہین ہی تو
کمال متاسف ہون اور میری آنکھین اُسی کے دنگل کو خالی دیکھ دیکھکر پر آب ہوئی جاتی ہین ہاے افسوس ہم اور وہ
ایسی ساعت سے جدا ہوئے کہ پھر یکجا نہوئے اور صاحبو طہماس سا بہادر کاہیکو دنیا مین پیدا ہوگا سب نے طہماس کی تعریفین
کین اور عرض رسا ہوئے کہ واقعی خداوند وہ بہت بڑا بہادر شخص ہی نور الدہر نے کہا کہ ہان جیسا رفیق وصدیق میرے
دادا کو لندھور ہاتھ آیا ویسا ہی شفیق بالتصدیق مجھے طہماس ملگیا اور ہان چالاک یہ تو سب کچھ باتین ہوا ہی کرینگی
تم تو اس ملک مین اپنے آنے کا حال بیان کرو چالاک نے عرض کیا کہ حضور میرا تختہ بھی یونہین بہتا بہتا شہر سہیلیہ
ہو پہنچگیا تھا نور الدہر نے کہا کہ بھلا کہین ہمارے دوست طہماس کو بھی دیکھا تھا چالاک نے عرض کیا کہ حضور
کہین نہین نور الدہر نے رو رو کر کہا کہ شاید وہ ڈوب ہی گیا یہ باتین سنکر اقباش کشیدہ رو نے ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ آپ کے تشریف لانے سے چند روز پیشتر اس دریا مین ایک شخص دراز قد ہاتھ مین ساطور گران بغل مین
کچھ درخت غلطان و پیچان ڈوبتا اُچھلتا چلا آتا تھا بھائی میرا اقداش کشیدہ رو دریا کے کنارے شکار مین مصروف
تھا اُسنے لپک کر اُس عادی کو نکال لیا اُس عادی نے نکلتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا یہ نعرہ سنکر دراز رو بہت برہم ہوئے
اور تلوارین کھینچ کھینچکر باین ارادہ دوڑ پڑے کہ اسے پکڑ کر کھا جائین مگر اے شہریار وہ عادی جو ساطور پکڑ کر گرا تو کوئی
ڈیڑھ سو دراز گردنون کو ہلاک کر ڈالا انجام کار جب دراز رویون نے دیکھا کہ ہم اس سے عہدہ برا نہین ہو سکتے
تو دور بھاگ کر اینٹون اور پتھرون سے اُسے مجروح کیا جب وہ مجروح ہوکر گرا تو اُسے گرفتار کر کے میرے سامنے
لائے مین نے اُسے لاغر پاکر حکم دیا کہ اسے آہنی پنجڑے مین بند کرو میوہ وغیرہ کھانے کو دو کہ یہ خوب فربہ ہو جائے
جب خوب فربہ ہو جائیگا تو پھر اسکے کباب بناکر کھائینگے اے شہریار ابھی تک وہ اُسی پنجڑے مین قید ہی اور فی الجملہ موٹا
بھی ہو گیا ہی تین سو سات من کی قید مین مقید ہی لیکن وہ ہرگز اس قید کو خیال مین نہین لاتا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب
اُسنے قید توڑی اور اب توڑی مین مناسب جانتا ہون کہ آپ اُسے ملاحظہ فرمایئے اگر وہ طہماس ہی تو اُسے
قید سے نجات دیجیے اور اگر وہ طہماس نہین ہی تو پھر ہم اُسکے کباب نوش جان کرینگے نور الدہر نے کہا کہ او احمق
گوشت آدمی کا حرام ہی اور تمھارے بیان سے تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ طہماس ہی ہی کیونکہ کل کوائف اُسی کے سے تم بیان کرتے ہو
اچھا منگواؤ تو ہم بھی دیکھین تو یہ سنکر اسی وقت وہ پنجڑا طلب ہوا اور طہماس نے جسوقت سے سُنا ہی کہ کسی شاہزادے
نے آکر اِن لوگون کو مسلمان کیا ہی اُسوقت سے دعائین مانگ رہا ہی کہ خدا خیر کرے شاہزادہ نور الدہر ہی ہو ہر ایک سے
پوچھتا ہی کہ اس شاہزادے کا کیا نام ہی کوئی بتاتا نہین طہماس تڑپتا ہی چیخین مار کر روتا ہی اور کہتا ہی کہ بھائیو وہ
ضرور شاہزادہ نور الدہر ہی ہی تم جاکر ذرا اُس سے میرا حال کہو وہ ضرور مجھے چھڑا لیگا اور مجھے اگر رہائی

ہو جائیگی تو مین تمھارے ساتھ بہت سلوک ہونگا وہ لوگ جو نگہبان ہین جواب دیتے ہین کہ خوب تو ہمکو فریب دیتا ہی ارے تو جھوٹا ہی اور تمام زمانے کو تونے ہلاک کیا ہی ہم نہ کسی سے کہین گے نہ کہین جائینگے طہماس منتظر ہی کیونکر شاہزادے کے پاس جایئے کہ یکایک کچھ عادی آئے اور کہا کہ جلد اس عادی کو لیچلو شاہزادے کو دکھایا جائیگا طہماس یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا القصہ پنجڑا طہماس کا شاہزادۂ عالی وقار کے پاس لائے شاہزادے کی نگاہ جو پڑی اُٹھکر دوڑا اور ادھر طہماس نے شاہزادے کو دیکھکر مارے خوشی کے قید توڑ ڈالی اور پنجڑا توڑ کر نکل آیا اور شاہزادے کے قدمون سے لپٹ گیا نور الدہر نے اُسے گلے سے لگایا دونون کے دونون روتے روتے بیہوش ہو گئے کشیدہ رو طہماس کی طاقت دیکھکر بہت متحیر ہوئے کہ کیا قوت حقتعالے نے اسے عنایت کی ہی جب کیوڑا اور گلاب وغیرہ چھڑکا گیا تو ان دونون کو ہوش آیا شاہزادہ کمال مسرور طہماس کو ساتھ لیکر ڈنگل سالاری پر متمکن ہوا آپسمین ایک دوسرے کا استفسار حال ہوا کئی دن تک جشن رہا بعد اُسکے اقداش کشیدہ رو کو تو وہین چھوڑا اور پانچ چارسو کشیدہ رویون کو ہمراہ لے کر کوچ کیا اور جانب باختر روانہ ہوئے تیسرا روز تھا کہ ایک میل دریا مین دکھائی دیا تمام جہازون مین غل پڑ گیا کہ افسوس راہ بھولکر گرداب مین آ پھنسے شاہزادے نے استفسار حال کیا لوگون نے عرض کیا کہ حضور راہ بھول کر گرداب طلسمی مین آ پھنسے جو جا پھنستا ہی پھر عمر بھر رہا نہین ہوتا نور الدہر نے کہا کہ اچھا جہازون کو اور جانب پھیر لیچلو عرض کیا کہ ای شہریار اب خدا ہی پھیرے تو پھیرین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ جہاز مثل باد صرصر کے چل نکلے ناخدا نے عرض کیا کہ حضور اب بالکل حد گرداب مین آ گئے اور جہاز اسطرف کھنچے جاتے ہین شاہزادے نے کہا کہ خیر جو مرضی الٰہی چارہ کیا ہی القصہ جب جہاز اُس میل کے پاس پہونچے تو دیکھا کہ وہ میل سر بفلک کشیدہ ہی اور ایک زنجیر طلائی سر میل سے تا پائین میل لٹکی ہوئی ہی بس جہاز گرداگرد میل کے چکر کھانے لگے اور دیکھا کہ بہت سے جہاز بھی گرداگرد میل کے اسی طرح مبتلا بہ بلا ہین لوگ بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے ہین نہ ہاتھ ہلتا ہی نہ پانون مین جنبش ہی ایک سکتے کا عالم ہی مال و اسباب سب اسی طرح رکھا ہوا ہی شاہزادے نے کہا کہ معلوم نہین یہ لوگ زندہ ہین یا مردہ چالاک نے کہا کہ شہریار مین ابھی جا کر خبر لاتا ہون یہ کہکر اپنے جہاز سے کود کر اُن جہازون پر گیا پہلے سلام علیک کی جواب نہ آیا چالاک نے ایک شخص کا شانہ پکڑ کے اُٹھانے کا قصد کیا انگلیان چالاک کی بدن مین اُس شخص کے در آئین گوشت و پوست سب گھل گیا تھا یہ حال دیکھکر چالاک نے آواز دی کہ ای شہریار یہ لوگ تو اس مدت سے گرفتار ہین کہ انکا جسم تک گھل گیا ہی شاہزادے نے بہت افسوس کیا اور اور سبھون کا تو یہ عالم ہوا کہ ڈاڑھین مار مار کر رونے لگے پکارے کہ افسوس ہمارا بھی یہی حال ہونا ہی شاہزادہ ایک ایک کو دلاسا دینے لگا کہ ارے یارو خدا کو یاد کرو وہ بڑا حامی و مددگار ہی اور چالاک کا یہ حال ہی کہ روتا جاتا ہی اور مال و اسباب سمیٹ رہا ہی نور الدہر نے کہا کہ ای چالاک یہ مال و اسباب تو کیون سمیٹ رہا ہی کیا تجھکو اب زندگی کی بھی امید ہی چالاک نے کہا کہ ای شہریار آپ سے شخص بہادر اور مستقل مزاج سے یہ یاس و حسرت سخت تعجب خیز ہی ای شہریار اگر وہ قادر مطلق چاہیگا اور اُسکا حکم قبض روح کو نہین ہوا ہی تو بچ ہی جاینگے آمین کیا کلام ہی نور الدہر نے کہا کہ ہان بھائی سچ ہی مگر بار بار یہی افسوس آتا ہی کہ اسد کی مدد کو چلے تھے اور اس بلا مین پھنس گئے جد بزرگوار کی قدمبوسی کی بھی آرزو دل ہی دل مین رہ گئی چالاک نے کہا کہ ای شہریار مایوس نہو جیے حق تعالی کو یاد کیجیے اگر حیات مستعار باقی ہی تو نجات ہو جاتی ہی اور اگر اسی طرح قضا آئی ہی تو رضینا بالقضائہ و تسلیما لامرہ خلاصہ اینکہ ایک ماہ کامل اسی حالت خوف و رجا مین گذر گیا غلہ بھی تمام ہو گیا مویشیون سے کے

گوشت پر نوبت پہونچی اب وہ بھی تمام ہوگئے اسپ گاؤ کی نوبت آگئی نورالدہر نے گھبرا کے اختر شناس سے کہا کہ ای گہرا ذرا آج زائچہ تو کرو کہ ہم اس گرداب سے نجات بھی پاوینگے یا یہین مر کر رہجاوینگے گہرا نے اسی وقت زائچہ کھینچکر عرض کیا کہ حضور مایوس نہوجیے آپ بتائید ایزدی وبہ اعانت بزرگان دین اس طلسم کو فتح کرینگے مناسب یہ ہی کہ آپ درگاہ ایزدی مین رجوع فرمائیے یقین ہی کہ فضل خدا شامل حال ہوگا یہ سنکر نورالدہر نے علحیدہ عبادت خانہ قائم کرایا اور نماز حاجت پڑھکر پہلے حمد خداوند جہان مین زبان سے یہ اشعار ارشاد کیے

تو عجب باغبان قدرت ہی / نام سے تیرے دلکو فرحت ہی
باغ عالم کو تو نے خلق کیا / کیا بھلا پوچھیے پھر اسکی فضا
کہین چرچے ہین حسن والفت کے / کھیل سارے ہین تیری قدرت کے
نخل بند ریاض قدرت ہی / چمن آرا سے باغ الفت ہی
بخشی ہر گل کو نکہت ورنگت / اور بلبل کو گل کی دی الفت
کہین سنبل کے گیسو ونپہ نثار / باغ مین آگئے بوے مشک تتار
کہین قمری ہی سرو پہ بیکل / اسکی الفت کا پائیگی کیا پھل
در شبنم کہین ہین گل پہ نثار / کہین سبزے پہ لوٹ باد بہار
تو نے ہر جیب کو اثر بخشا / نخل امید کو ثمر بخشا
جسطرف دیکھیے فسانے ہین / تیری قدرت کے کارخانے ہین
ذات تیری ہی جیب پوش کل / ساتر راز عشق بلبل وگل
نہین ترا عدیل ای عادل / تجھسے میلا نہین ہی کوئی دل
تیرے آگے ہی ایک سب مخلوق / اسمین عاشق ہو یا کوئی معشوق
نہین جاتا کہین بھی عدل ترا / کہ اثر دونون ہی کو ہی بخشا
حسن والون کی تو نگاہ ہو نہین / دل جلے عاشقو نکی آہ ہو نہین
آگ فقرون سے وہ لگاتے ہین / یہ ادھر سے دھوئین اڑاتے ہین
تو ہی محبوب سارے عالم کا / سب کے دلمین ہی جوش عشق ترا
جتنے عاشق ہین دلربا جتنے / ہین گرفتار تیری الفت کے
ہجر کے دن جو کٹتے جاتے ہین / جانین دیدیکے تجھ تک آتے ہین
نام تیرا وہ راحت جان ہی / مرض لا دوا کا درمان ہی
مرہم زخم قلب ہی بسمل / چارہ ساز دوا ے درد دل
جب ہو تازہ کوئی غم جانکاہ / تو نکلتا ہی منھ سے یا اللہ
نہین کر سکتا کوئی تیری ثنا / کہ ہر ایک چیز کو کیا پیدا
نطق عقل وزبان وگویائی / کلک وقرطاس ودست وبینائی
علم وفضل وکمال خلق کیا / گل الفاظ وصف ومدح وثنا
تجھسے ادراک نطق پایا ہی / تو ہی نے آدمی بنایا ہی
نئی باتین کہانسے بھر آئین / جو تری حمد مین لکھی جائین
تو ہی باقی ہر ایک فانی ہی / ذات تیری ہی جاودانی ہی
بدلائل ہی آشکار یہ بات / وحدہ لاشریک ہی تری ذات
جتنے فرقے بحق ہین اور باطل / احدیت کے ہین وہ تری قائل
اپنے اپنے طریق دین پہ سب / مانتے ہین مگر تجھے یا رب
کوئی پتھر مین تجھکو سمجھا ہی / کوئی مسجد مین سجدہ کرتا ہی
کوئی کہتا ہی آفتاب مین ہی / کوئی کہتا ہی ماہتاب مین ہی
سوز الفت اسے بھی تیرا ہی / آگ مین جسنے تجھکو جانا ہی
غوطہ زن قلزم جہالت کا / کوئی کہتا ہی آب مین ہی خدا
کوئی ہر دم ہوا کا بھرتا ہی دم / کہ اسی مین ہی خالق عالم
زیست اس سے ہر آدمی کی ہی / زندہ ہی سانس جبتک آتی ہی
ہین بہت سے اسیطرح فرقے / اور طریق ایک سے نہین سبکے
ہم یہ کہتے ہین سب کہین تو ہی / اور مالک کہین نہین تو ہی
پھر جو کچھ چاہتا ہی کرتا ہی / حاکم غائب زمانہ ہے
تجھکو قادر اسی سے تو جانا / جو ارادہ کیا ہوا نہ ہوا
گو کہ ناچیز ایک جاہل ہون / احدیت کا تری مین قائل ہون
رہیو تو ہی گواہ یا اللہ / کہتا ہون لا الہ الا اللہ
تیرا بندہ گنہگار ہون مین / شجر زشت باردار ہون مین
نہ کیا مین نے کچھ سواے گناہ / ہون سزاوار نار یا اللہ
عمل زشت کے سوا نہ کیا / دل سے سجدہ کبھی ادا نہ کیا
گر کبھی کوئی نیک کام ہوا / تیری توفیق سے وہ تھا مولا
اب جو روز حساب آئیگا آہ / پاس ہوگا نہ کچھ سواے گناہ
اس سے مین جھک گیا ہون ای غفا / کہ بہت سر پہ ہی گناہون کا با
گو کہ عصیان کی حد سے شدت ہی / تیری حد سے زیادہ رحمت ہی

بعد حمد الہی کے پہر بھر کامل بعد تضرع وزاری بدرگاہ جناب باری دعا مانگا کیا بعد پہر بھر کے غنودگی سی آگئی دیدہ ظاہری

بند ہوگئے اور دیدۂ باطنی کھل گئے عالم خواب مین دیکھا کہ آسمان سے ایک نورانی تخت آکر سرہانے اُترا اور ایک
بزرگ نورانی شکل عمامہ بہ سر پیراہن در بر تسبیح بکف نمودار ہوئے اور آواز سبوح وقدوس ربنا ورب الملائکہ
والروح کی بلند ہوئی جب شاہزادے نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت سلیمان بن داؤد علے نبینا وآلہ وعلیہما السلام
ہین نورالدہر سامنے حضرت کے دست بستہ کھڑا ہوا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے نورالدہر تم اسقدر مضطر کیون
ہو نورالدہر نے عرض کیا کہ آپ پر سب حال میرا روشن ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے نورالدہر یہ طلسم
آصف بن برخیا کا بنایا ہوا ہے نام اسکا طلسم کرۂ آصفی ہے نورالدہر نے عرض کیا کہ پھر مین کیونکر اس طلسم
سے نجات پاؤنگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مین یہ اسم تمھین تعلیم کرتا ہون تم اسے پڑھکر اُس میل پر دم کرنا
ایک جوان خوش رو بالاے میل نمایان ہوگا اور تمھین طلب کریگا لیکن تم مطلق سماعت نہ کرنا اور ہرگز جواب نہ
دینا یہ اسم پڑھے جانا دوسری مرتبہ تمکو وہ پھر بلائیگا پھر جواب نہ دینا اور اپنے کام مین مصروف رہنا جب وہ
سہ بارہ تمھین بلاوے تو تم یہ اسم اُس زنجیر پر دم کردینا وہ زنجیر نیچی ہوجائیگی تم اُس زنجیر کو پکڑکر اُس میل پر چلے جانا
جب تم میل پر چلے جاؤگے تو وہ جوان تو غائب ہوجائیگا اور کچھ زینے نمایان ہونگے جب اُن زینون کو تم طے کروگے
تو ایک مکان عالی شان دکھائی دیگا جب تم اُس مکان مین جاؤگے تو ایک کنوان دیکھوگے اور اُس کنوئین پر
چرخ قائم ہوگا اور سامنے اسکے ایک گنبد عالی شان ہوگا کلس پر اُس گنبد کے ایک جانور عظیم الجثہ بیٹھا ہے اور بار
بار آسمان پر اُڑکے جاتا ہے اور آواز ہیہات ہیہات کی بلند کرتا ہے اور پھر آکر بیٹھ جاتا ہے جو تین بار اُسکی صدا
سن لیتا ہے وہ پتھر کا ہوجاتا ہے تمھین لازم ہے کہ غور سے اُس جانور کے سینے پر نگاہ کرنا ایک خال سیاہ اُسکے سینے
پر ہے تم بہت غور سے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑکر اُس خال پر مارنا اگر تیر تمھارا اُسکے خال پر پڑگیا تو تم فتحیاب
ہوگے ورنہ پتھر کے ہوکے رہجاؤگے اور اگر تیر تمھارا پورا جم بیٹھے اور اُس طائر کو تم مار لو تو بعد اُسکے تم اُس
گنبد کے اندر جانا ایک صندوق زنجیر مین آویزان ہے تم یہی اسم پڑھکر اُس صندوق پر دم کرنا وہ تمھارے
پاس آجائیگا تم اُس صندوق کو بیخوف وخطر کھولنا لوح طلسم اُسی صندوق مین ہے اُسے نکال لینا بعد اُسکے ایک
صندوق اور وہین رکھا ہوا ہے اُس صندوق مین سلیح سنجوگ اور تیغۂ نیلگون سلیمانی رکھا ہوا ہے اُسے بھی اپنے قبضے
مین کرنا اور بعد اُسکے لوح طلسمی کو دیکھنا جو اُسمین لکھا ہوگا اُسپر عمل کرنا انشاء اللہ طلسم فتح کروگے اور اس گرداب
سے نکلجاؤگے پھر جہان جی چاہیگا چلے جانا یہ خواب دیکھکر نورالدہر کی آنکھ کھل گئی تمام مکان کو معطر اور معنبر پایا
ایک تو نور کی از زمین تا چرخ بریں معلوم ہوئی اور ایک کاغذ اپنے سرہانے سے پایا پڑھکر کمال مسرور ہوا بعد
تجدید وضو نماز پڑھکے عبادت خانے سے باہر آیا سبھون سے حال خواب کا بیان کیا ہر ایک نے خوش ومسرور
ہوکر مبارکباد دی کہ شہریار مبارک ہو حق تعالے نے بڑی مدد کی اب انشاء اللہ آپ اس گرداب سے چھوٹے
جو دیر کی کسر ہے وہ ہے الغرض باتون باتون مین شب ہوگئی شاہزادہ کھانا کھاکر سو رہا جب صبح ہوئی تو اُس کاغذ
کو دیکھکر اسم کو حفظ کرکے اُس میل کے سامنے آیا اور اسم پڑھنا شروع کیا سات ہی مرتبہ پڑھنے پایا تھا کہ ایک
جوان حسین زرین پوش اُس میل پر نمایان ہوا اور پکارا کہ اے عزیز تو نے مجھے کیون طلب کیا تھا اب مین حاضر
ہون جو تیرا کام ہو اُسے آکر بیان کر مگر نورالدہر کب جواب دیتے ہین اسم پڑھے گئے وہ جوان پکار کر چپ ہو رہا
بعد تھوڑی دیر کے پھر آواز دی کہ اے عزیز تو نے مجھے بلایا ہے اور جب مین آیا ہون تو خود میرے پاس نہین
آتا اور اپنا مطلب دل نہین بیان کرتا پھر نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنے کام مین مصروف رہا جب

ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر اُس زنجیر پر دم کیا تو وہ زنجیر خود بخود نیچی ہو گئی اور وہ جوان پکارا کہ اے آرزوے دلی پوری ہوئی تُو اِس زنجیر کو پکڑ کر چڑھ آ شاہزادہ اپنے ہمراہیون سے یہ کہکر کہ صاحبو جاتے ہین دعا کرو کہ یہ طلسم فتح ہو اس زنجیر پر چلا اُدھر تو نور الدہر یا علی یا علی کہتا چلا جاتا ہے اور اِدھر یہ لوگ دعا مانگ رہے ہین کہ بار الہا واسطہ محمدؐ و آل محمدؐ کا نور الدہر کو اس طلسم پر فتحیاب کرتا اینکہ نور الدہر اُس میل پر چڑھ گیا دیکھا تو میدان بالکل صاف ہے اور راہل جہاز مثل چڑیون کے معلوم ہوتے ہین کسواسطے کہ وہ میل پانی سے تین سو گز بلند تھا القصہ اِدھر اُدھر دیکھتے دیکھتے شاہزادے نے دیکھا کہ چند زینے نیچے اُترنے کے بنے ہین شاہزادہ نور الدہر علی علی کہتا ہوا اُن زینون کو طی کرتا ہوا چلا ایک سو ساٹھ زینے طی کیے تھے کہ ایک دروازہ مقفل دکھائی دیا اور کنجی اُسکی ایک طاق پر رکھی معلوم ہوئی شاہزادے نے اُس کنجی سے دروازہ کھولکر اندر قدم رکھا دیکھا کہ وہی باغ ہے وہی کنوان ہے وہی گنبد ہے اور اُسیطرح کلس پر گنبد کے جانور بھی ہے اور سامنے اُسکے ہزارہا آدمی پتھر کے بنے ہوئے کھڑے ہین اپنے دل مین کہا کہ اے نور الدہر یہ سب بھی تیری طرح آرزومند فتاحی طلسم آئے ہین اور اُس جانور کے خال پر تیر لگائے ہین اور تیر نے خطا کی ہے دیکھیے تیرا کیا انجام کار ہوتا ہے خیر تیر لگا تو سہی یہ خیال کر کے تیر چلہ کمان مین پیوستہ کر کے اُس جانور کے خال کو خوب طرح تاک کر مارا مگر ایک تل بھر کا فرق رہگیا تیر اُسکے خال پر نہ پڑا نور الدہر نے دیکھا تا زانو پتھر کا ہو گیا نہایت غمناک ہو کر دوسرا تیر مارا وہ بھی خالی گیا ابکی مرتبہ تا سینہ سنگین ہو گیا بس ابکی مرتبہ عالم یاس طاری ہو گیا کہ اب نجات ملنا دشوار ہے اور دل کو پروردگار کی طرف رجوع کر کے عرض پیرا ہوا کہ اے پروردگار عالم سوائے تیرے اِسوقت کوئی مددگار نہین مین تیرا نام لیکر ایک تیر اور مارتا ہون یہ کہکر ابکی جو تیر لگاتا ہے تو ٹھیک اُسکے خال پر پڑ گیا اور پشت کو توڑ کر پار نکل گیا اور وہ طائر گر کے مر گیا ایک تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ کشتی مارا نام من طائر جادو بود اور جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ وہ کنوان اور چرخ اور گنبد سب اُسی طرح قائم ہین اور جو پتھر کے آدمی بنے ہوئے کھڑے تھے وہ سب بہ ہیئت اصلی آ گئے اور سب کے سب شاہزادے کے قدمون پر گر پڑے شاہزادے نے سب کو دلاسا دیا مگر اُن سب مین ایک شخص کو نہایت ہی حسین و خوبصورت تاج بر سر لباس سرداری در بر سبزہ رنگ کھڑا کھڑا النقشہ کوئی بیس بائیس سال کا سن دیکھا کہ وہ بھی سامنے آ کھڑا ہوا اور نور الدہر کو سلام کیا اور قدمبوسی کے لیے سر جھکا دیا نور الدہر نے اُسے گلے سے لگا کر پوچھا کہ کیون بھائی تم کون شخص ہو اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ خاکسار خداوند زبرجد شاہ کا بیٹا ہے ریحان شاہ میرا نام ہے فوج و لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیکر خداوند لقاے باختری کی مدد کو چلا تھا کہ وہ میرا چچا ہے جب مین یہان پہونچا تو اِس گرداب مین مبتلا ہو گیا بعد چند روز کے اس مینار پر مین نے لکھا پایا کہ یہ گرداب طلسمی ہے نام اسکا گرداب طلسم کرکرۂ آصفی ہے جو اس گرداب بلا سے نجات کا خواہان ہو وہ اِس زنجیر کو پکڑ کر اس میل پر چڑھ آئے اور زینون کے راستہ سے نیچے اُتر کر ایک جانور جو وہان بیٹھا ہے اُسپر تیر لگائے اگر اُسے مارا تو طلسم فتح کیا ورنہ پتھر ہو کر رہگیا اے شہریار مین نے یہان آ کر تین تیر مارے کوئی کارگر نہوا آخر کار مین پتھر کا ہو گیا اور آپ کے باعث سے نجات پائی مین اب آپ کا غلام ہون ہرگز ہرگز قدمون سے جدا نہونگا نور الدہر نے کہا کہ اچھا پہلے ادیان باطلہ پر لعنت کر کے دین اسلام تو قبول کر بعد اُسکے سمجھا جائیگا ریحان شاہ نے اپنے باپ زبرجد شاہ پر لعنت کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ اچھا اب تم اُنھین زینون کی راہ سے زنجیر پکڑ کر جہازون پر چلے جاؤ اب ہم طلسم کشائی کو جاتے

ہین اُسنے عرض کیا کہ یہ ہرگز نہو گا مجکو اپنے ساتھ لیے چلیے نورالدہر نے کہا کہ ہین تو لوح کے باعث سے محفوظ رہونگا تمکو جادوگر ایذا دینگے بلکہ کیا عجب ہو کہ مارڈالین تمھارا یہان سے چلا ہی جانا بہتر ہو یہ سنکر ریحان شاہ اور کل اسیران طلسم چلے گئے نورالدہر اُس گنبد کے اندر آیا دیکھا کہ چھت مین ایک صندوق آویزان ہو اسم پڑھکر دم کیا صندوق نیچے آیا شاہزادۂ نورالدہر نے اُس صندوق کو کھولکر لوح نکال لی بعد اُسکے دوسرا صندوق کھولکر تیغۂ نیلگون سلیمانی اور زرہ بکتر وغیرہ اُٹھا لیا تیغہ جو کھینچکر دیکھا تو مقابل تیغہ عقرب سلیمانی تھا بہت خوش ہوا اور وہ اسباب اپنے بدن پر آراستہ کیا اور اُس کنوئین اور چرخ کی طرف روانہ ہوا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ای شکنندۂ این طلسم وای سیاح این عجائب جب لوح طلسم کرکرۂ آصفی تیرے ہاتھ لگے تو تجکو لازم ہو کہ تیغۂ نیلگون سلیمانی کھینچکر اُس چرخ کے ستون پر مار وہ ستون اُس کنوئین کے اندر کٹکر گریگا تو بھی اپنے کو اُس کنوئین کے اندر گرادے جب وہان پہونچکر اور عجائبات ملاحظہ کرنا تو پھر لوح کو دیکھنا اور جو لوح سے غفلت کریگا تو پھر کہین کا نہ رہیگا شاہزادے نے موافق تحریر اُس لوح کے تعمیل کی اور اُس کنوئین مین غلطان و پیچان چلا بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہو گیا جب پانؤن اُسکے زمین سے مس ہوئے تو آنکھ کھل گئی اور ایک دروازے کے برابر اپنے کو کھڑا ہوا پایا دیکھا کہ اب کوئی چیز معلوم نہین ہوتی دروازہ کھولکر اندر گیا دیکھا کہ چار طرف کو چار دالان بنے ہوئے ہین اور ہر دالان مین چالیس چالیس شیر کھڑے ہین شاہزادۂ نورالدہر حیران ہوکر اُس لوح کو دیکھنے لگا اور وہ شیر چہار طرف سے حملہ آور ہوئے شاہزادۂ نورالدہر نے موافق تحریر لوح کے وہ لوح اُن شیرون کے سامنے پھینکدی کہ اگر تم اس لوح کے خواہان ہو تو لو بس وہ شیر اُس لوح پر دوڑ پڑے آپس مین پنجہ اور حکیت چلنے لگے ایک دوسرے پر غراغرا کر دوڑتا ہو لوح بیچ مین پڑی ہوئی ہو چھیکے خون کے اُڑرہے ہین یہانتک کہ لڑتے لڑتے سب شیر مرگئے اور ایک شیر رہگیا اُس شیر نے لوح اُٹھانے کا قصد کیا شاہزادۂ نورالدہر نے بڑھکر لوح اُٹھالی وہ شیر شاہزادۂ نورالدہر پر حملہ آور ہوا اور پنجہ مارنے لگا شاہزادۂ نورالدہر نے خالی دی اور تیغۂ نیلگون سلیمانی کھینچکر اُسپر مارا کہ اُس شیر کے دو ٹکڑے ہوئے بس اُس شیر کے مرتے ہی ایک آندھی تیرہ و تاریک چلی کہ تمام زمانہ سیاہ ہوگیا اور آگ اور پتھر برسنے لگے آواز دار و گیر کی بلند ہوئی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ حیف صد حیف مارا جوان گشتی نام من ہیران جادو بود پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ مکان ہو اور نہ وہ شیر ہو بلکہ ایک صحراے پر فضا طرب خیز معلوم ہو رہا ہو شاہزادۂ نورالدہر سیر کرتا ہوا آگے چلا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ارے ادخیرہ سر کہان جاتا ہو آیا مین اگر ہزار جانین لیکر آیا ہوگا تو ایک جان سلامت لیکر یہان سے نہ جائیگا پھر دیکھا کہ ایک دیو نہایت زبردست طویل القامت خیرہ سر سیاہ فام تبر و گرز ہاتھ مین لیے ہوئے چلا آتا ہو بس شاہزادۂ نورالدہر نے لوح کو دیکھا احال معلوم ہوا اُس دیو نے تبر مارا شاہزادے نے خالی دیا وہ تبر زمین پر گرا اور زمین مین در آیا ایک شور گرد کا بلند ہوا دیو پکارا کہ ارے افسوس گوشت بھی تیرا کر کرا ہو گیا کھانا بھی نصیب نہوا نورالدہر نے نعرہ کیا او کمبخت کیا ہو کسکو تو نے مارا اور کسکا گوشت کر کرا ہوا مین حریف تیرا ابھی زندہ ہون یہ کہکر دیو کے ہاتھ سے لپٹ گیا تبر اُسکے ہاتھ سے چھین کر اُسی پر مارا کہ برابر سے اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک غلغلہ

دار وگیر بلند ہوا اور بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس مردیم وبمطلب خود نرسیدیم کشتی مرا کہ نام من عفریت جادو بود اور جب
وہ طوفان برطرف ہوا تو ایک باغ نہایت پرفضا سامنے سے دکھائی دیا شاہزادہ اسیطرف کو چلا جب قریب باغ کے پہونچا تو دروازہ باغ
کا کھلا ہوا تھا شاہزادہ باغ کے اندر آیا دیکھا کہ وہ باغ باغ شداد کا جواب معلوم ہوتا ہی ایک طرف نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان
مہر تمکین کا ہجوم ہی رقص وغنا کی دھوم ہی ایک جانب دف و نے بج رہا ہی عبیر وگلال اُڑ رہا ہی پچکاریاں رنگ کی ہر ایک کے ہاتھون
مین ہین شاہزادے کو جو دیکھا غل ہوا کہ وہ طلسم کشا آیا ہی نور الدہر اُس آواز پر آگے بڑھا دیکھا کہ وسط باغ مین ایک قصر
عالیشان ہی اور اُس قصر کے اندر فرش زرنگار کیا ہوا ہی اور ایک نازنین زرین پوش تخت جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی اور
ایک عجیب شان وشوکت اُسکے چہرے سے ظاہر وآشکار ہی یہ رنگ دیکھکر شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا دیکھا کہ اُس لوح
مین لکھا ہی کہ اے طلسم کشا یہ وہی شخص ہی کہ جسنے تجھے مینار پر بلایا تھا یہی مالک طلسم ہی ہلاہل جادو اِسکا نام ہی اور ترکیب
اُسکے قتل کی لکھی ہوئی تھی مضمون لوح سے مطلع ہوکر شاہزادہ اُس پری تمثال کی جانب چلا اور وہ بھی بہر استقبال دوڑی
اور پاس آکر ہاتھ پکڑ لیا کہ آئیے آئیے مین نوجمال عدیم المثال حضور کی مشتاق تھی یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھایا
بہت کچھ خاطر ومدارات کی اور جام مے گلگون لبریز کرکے شاہزادے کو دیا نور الدہر نے اُس جام ناز جام کو ہاتھ مین
لیکر بحکم لوح اُسی کے منھ پر مارا کہ وہ بصورت اصلی متشکل ہوگئی شاہزادے نے دیکھا کہ ایک پیر زال سر کے بال سفید منھ مین
دانت نہ پیٹ مین آنت شاہزادہ پکارا کہ او مردار دیکھ اپنی اصلی صورت کو اُسنے جو اپنی صورت اصلی کو معائنہ کیا شاہزادے
کے سامنے سے بھاگی شاہزادے نے تیغ نیلگون سلیمانی کا دوڑکر اس زور سے پورا ہاتھ اُسکے مارا کہ برابر سے اُسکے دو حصے ہوئے
غلغلۂ عظیم برپا ہوگیا در و دیوار سے شعلے آتش کے نکلنے لگے بجلی چمکنے لگی آگ برسنے لگی ہوائے تند وتیز چلنے لگی زمانہ تیرہ وتار
ہوگیا کوئی چار گھڑی تک یہ حالت رہی جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ اُسی طرح باغ سرسبز اور شاداب جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی معلوم
ہوتا ہی اور لاشہ ہلاہل جادو کا سامنے پڑا ہوا ہی ایک دو گھڑی کے بعد ایک شخص سامنے سے دکھائی دیا اور قریب آکر اُسنے
سلام کیا شاہزادے نے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ مین یہان کا خزینہ دار ہون شاہزادہ اُسکے ساتھ ہولیا اُسنے
کوٹھے اور صندوق مال واسباب کے کھولکر دکھائے بعد اُسکے دروازہ باغ کا کھولکر باہر لایا شاہزادے نے باہر
آکر دیکھا کہ سب لوگ اُسی طرح جہازون پر موجود ہین جہاز اُسی طرح دریا مین کھڑے ہوئے ہین اور اُس میل کا نام ونشان
بھی نہین ہی اور یہان کا حال سنیے کہ جسوقت شاہزادے نے ہلاہل جادو کو مارا تھا تو اُسوقت یہان بھی ایک سیاہ آندھی
سی چلکر وہ میل غائب ہوگیا تھا اور یا تو جہاز چرخ کھا رہے تھے یا اُس میل کے غائب ہوتے ہی جہاز ٹھہر گئے ملاح اس سے کہا
کہ شاید بلکہ لابد شاہزادے نے طلسم کو فتح کیا اب آپس مین ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے صدائے تہنیت بلند ہوئی کہ
اس اثنا مین شاہزادہ بھی آپہونچا سب کے سب دوڑکر قدمون سے لپٹ گئے شاہزادے نے ہر ایک کو گلے سے لگایا مال
طلسم منگوا کر سب کو تقسیم کیا باقی ماندہ جہازون پر لدوا کے اُسی خزانہ دار کو کہ نام اُسکا خازن جنی تھا سپرد کرکے
ایک روز وہان قیام کیا دوسرے دن لنگر جہازون کا اُٹھوا دیا اب جہاز بالکل بیخوف وخطر چلے جاتے ہین جہان کوئی
جزیرہ ملجاتا ہی غلہ میوہ اشیائے ضروری وہان سے لیکر بھر لیتے ہین اور پھر روانہ ہوجاتے ہین تا اینکہ بعد چند روز
کے سفر دریا تمام ہوا جہاز کنارے پر پہونچ گئے میر بحر نے مہاشیر تھال مین رکھکر شاہزادے کو نذر گذرانا اور عرض کیا
ہوا کہ اقبال خداوندی روز افزون ترقی کرے اور عمر ودولت مین ترقی ہو سفر دریا تمام ہوا جہاز کنارہ پر پہونچ گئے
شاہزادے نے اُسے بہت کچھ خلعت وانعام عنایت کیا اور دریافت کیا کہ یہ کون مقام ہی معلوم ہوا کہ یہ علاقہ شہر
فرنگو شبہ کا ہی نور الدہر نے کہا کہ الحمد للہ والمنہ اچھی جگہ پر پہونچے القصہ اُس روز کنارے دریا کے بسر کی دوسرے

دن مقدر روانگی کیا تھا کہ خواجہ گہرا سے مصری کے آنے کی اطلاع ہوئی کہ خواجہ گہرا سے مصری آیا ہی اور رودہ ظلمات کو جاتا ہی حکم ہوا کہ جلد اُسے بلا لاؤ چوبدار جاکر خواجہ کو بلا لایا اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا پہلے شاہ کو نذر دی بعد اُسکے شاہزادے کی قدمبوسی حاصل کی نورالدہر نے ملک باختر کا حال پوچھا اُسنے ایرج کی زیادتیان شہر اختم کا تاخت و تاراج جمشید اختمی کا مارا جانا سب بیان کیا نورالدہر نے حال جمشید کا سنکر بہت افسوس کیا اور اسد کا حال پوچھا گوار ان مصری نے عرض کیا کہ حضور اسد نے تو اسقدر شبخون ایرج کے لشکر پر مارے کہ ایرج دیوانہ ہو گیا اور آفتاب پرستون کا خواب و خور حرام کر دیا لیکن اسد اپنی کمزوری سے مجبور ہی کیا کرے لیکن اسیر بھی اُسنے وہ وہ کام کیے ہین کہ رستم سے بھی ممکن نہ تھے یہ سنکر نورالدہر بہت خوش ہوا اور کہا کہ خواجہ آپ ظلمات کو جاتے ہین یہ عرضی میری صاحبقران کی خدمت مین پہونچا دیجیے گا خواجہ نے کہا کہ بہت اچھا غرض نورالدہر نے اُس روز خواجہ کی دعوت کی اور خلعت دیکر رخصت کیا اور خواجہ کوچ کر کے جانب فرنگوشیہ روانہ ہوا جب قریب شہر فرنگوشیہ کے پہونچا خیمہ برپا کیا لشکر اُترا یہان فرخ تاجر بادشاہی کر رہا تھا فتاح زرین علم وزارت کر رہا ہی نورالدہر کے آنے کی خبر سنکر فرخ تاجر بہت پریشان ہوا اور حکم دیا کہ دروازے شہر کے بند کر لو ہم نورالدہر سے سرکھ ہو کر نہین لڑ سکتے بموجب حکم اُسی وقت توپین درست ہو گئین گولنداز بیٹھ گئے دروازے بند کر دیے پل تختہ اُٹھا لیا گیا خندق کو پر آب کر دیا دوسرے روز صبح کو فرخ فیلبند دروازے پر آکے بیٹھا فتاح زرین علم پاس موجود تھا کہ یکایک تتق گرد کا بلند ہوا سپہر دوار تیرہ و تاریک ہو گیا جب وہ گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ بر بلبتیہ کلنگان صاحب ساطور گران مع پیش خیمہ نورالدہر عالیشان تین لاکھ سوارون سے آپہونچا بعد اُسکے پھر گرد نمایان ہوئی اور ایرج تاج بخش چارسو بادشاہ اور چار لاکھ سوارون سے آپہونچا بعد اُسکے انور شاہ اور سعادت شاہ لاکھ سوارون سے آئے بعد اُسکے ویلمان زنگی ساٹھ ہزار سوارون سے نمودار ہوا بعد اُسکے صدران ماہ منظر اور دراج در در گوش چالیس ہزار سوارون سے نمایان ہوئے بعد اُسکے سیلان سہیل ستارہ گردن لاکھ ستارہ گردنون سے نمودار ہوا بعد اُسکے ثمود اور عاد بن ثمود لاکھ عادیون سے نمایان ہوا بعد اُسکے اقیاش اور لقداس اور اقداش اور اقران کشیدہ رو لاکھ درازرویون سے آکر نمودار ہوئے بعد اُسکے گہرا سے اختر شناس عشیان عنبر قلم بیضا رقم مندیل وزارت برسر لباس مکلف در بر کمال عظم وشان سے آشکار ہوا بعد اُسکے آواز طبل و بوق کی آنے لگی شاہزادہ عالیوقار کی آمد ہوئی آگے آگے چالاک بن عمرو بارہ ہزار عیارون سے اور پیچھے پیچھے شاہزادہ نورالدہر مرکب پری نژاد پر سوار پشت پر ہرمز تاجدار نوبت و نقارہ بجتے ہوئے کمال شان و شوکت سے نمایان ہوا جتنے سردار پہلے آئے تھے پیادہ ہو ہو کر سلام کرنے لگے چارطرف سے سلامیان سر ہونے لگین نورالدہر داخل بارگاہ ہوا فرخ تاجر یہ شان و شوکت دیکھکر مردہ ہو گیا اور فیلبند دروازے پر سے اُٹھکر فتاح سے کہا کہ ای فتاح یہ نبیرۂ حمزہ دوسرا حمزہ ہی خیر اعظم اُسکی شر سے محفوظ رکھے یہ کہتا ہوا لرزان و ترسان داخل ایوان شاہی ہوا جب رات گذر گئی تو شاہزادہ نورالدہر قلعہ کے سامنے آیا قلعہ پر سے گولہ پڑنے لگا شاہزادہ گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور ہرکارون سے حکم دیا کہ فرخ تاجر کو جاکر پیام دو کہ دروازہ قلعہ کا کھولکر میرے پاس چلے آؤ دین اسلام قبول کرو ورنہ ایک دم مین قلعہ لیلونگا میرے پاس وہ لوگ ہین کہ گولہ کو کھیلنے کی گولیان جانتے ہین یہ سنکر ہرکارے رومال ہلاتے ہوئے قلعہ کے سامنے آئے شاہزادے کا پیغام فرخ تاجر کو پہونچایا فرخ تاجر نے جواب دیا کہ جاکر نبیرۂ حمزہ سے کہدینا کہ یہ قلعہ زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا ہی جسکے نہیب شمشیر سے حمزہ ظلمات کو بھاگ گیا لندھور نے اپنی جان

بجانے کو بیعت کرلی تجھے لائق و لازم ہے کہ تو بھی ایرج نوجوان کی اطاعت قبول کر مین سفارش نامہ لکھے دیتا ہون
تو ایرج کے پاس لیے ہوئے چلا جا وہ تیری بہت حرمت کریگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو ایرج کو دور نہ جاننا وہ اگر بہت
تنبیہ سخت کریگا جب یہ جواب فرخ تاجر کا نورالدہر نے سنا تو نہایت برہم ہوا اور قلعہ کے سامنے سے پھر کر داخل بارگاہ
ہوا صحبت عیش برپا ہوئی نورالدہر نے طبل جنگ بجانے کا حکم دیا بموجب حکم اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
جب یہ خبر قلعہ مین پہونچی تو وہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر جانبین مین تیاری رہی صبح کو فرخ تاجر مع
فتاح زرین علم دروازۂ قلعہ بلند پر آکے متمکن ہوا رفقا گرد و پیش جمع ہوئے اور اُدھر سے شاہزادۂ نورالدہر کی سواری
نمایان ہوئی نورالدہر نے جو قلعہ کو دیکھا تو نہایت ہی مستحکم پایا عادیون نے عرض کیا کہ حضور یہین کھڑے ہوئے تماشا دیکھین ہم ابھی
قلعہ لیے لیتے ہین کہا اچھا جاؤ خدا حافظ و نگہبان ہے یہ حکم سنکر عادی قلعہ پر چلے اُدھر سے گولہ پڑنے لگا جب اِدھر سے گولہ آتا ہے یہ ہاتھ
مین اُچھال کر پھینکدیتے ہین تا اینکہ اسیطرح لب خندق پہونچ گئے گولندازون نے عرض کیا کہ اب ہفت فلیتہ باڑھ کے داغ
چکے اب کیا حکم ہوتا ہے فرخ نے کہا اب ہاتھ روک لو دیکھو کہ آخر ہوا کیا جب گولے چلنے موقوف ہوئے اور دھوان
برطرف ہوا تو دیکھا کہ عادیان دراز قد لب خندق کھڑے ہوئے ہین بس یہ دیکھتے ہی جان نکل گئی پکار کر کہا کہ ہماری جانب
سے شاہزادۂ عالیقدر کی خدمت مین عرض کرو کہ ہم کل آکر حاضر خدمت ہونگے اور دین اسلام قبول کرینگے اسوقت
آپ تشریف لیجایئے نورالدہر نے یہ پیام سنکر اُن سبھون کو بلا لیا اور طبل شادمانی بجواتا ہوا داخل خیام بلند احتشام
ہوا اور یہان فرخ تاجر نے فتاح زرین علم سے کہا کہ آج تو مین نے ان سب کو بفریب ٹالدیا اب کل کیا عذر کرونگا
اور یہ مجھسے ممکن نہین کہ دین آفتاب پرستی چھوڑکر خدا پرستی اختیار کرون اور اگر قلعہ مین سے بھاگونگا تو مال و اسباب
سب رہجائیگا ناموس مین خلل ہوگا فتاح نے کہا کہ آپ ایرج نوجوان کو اعانت طلبی کے واسطے نامہ تحریر کیجیے فرخ
نے کہا کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جبتک کوئی وہانسے مدد کو آئیگا یہان کام تمام ہوجائیگا
فتاح نے کہا کہ اچھا سوا اسکے اور تدبیر کیا کیجیے گا میرے ذہن مین تو اور کوئی بات نہین آتی یہ سنکر فرخ نے
دیو چہر کو طلب کیا اور کہا کہ اے دیو چہر مین جب تیری عیاری جانون کہ جب تو جس طرح ہوسکے نورالدہر کو گرفتار کر
لا مین تجھے دولت دنیا سے مالامال کردونگا اُسنے کہا کہ بہت اچھا اور اُسیوقت لشکر نورالدہر کو روانہ ہوا جب داخل لشکر
نورالدہر ہوا تو یہان نورالدہر خاصہ نوش فرماکر سردارون کو رخصت کرکے سو رہا تھا چالاک بھی جا بجا پہرے قائم
کرکے اپنے خیمے مین جاکر سو رہا دو پہر رات گئے دیو چہر عیار اپنی صورت کو بصورت چالاک بن عمرو تشکل کرکے پہلے باہر بیٹھا
چوکیدارون کو شراب بیہوشی آلودہ پلاکر بیہوش کیا بعد اِسکے اندر آکر سب خاصبردارون اور خدمتگارون کو میوہ
کھلاکر بیہوش کیا پھر روشنی گل کرکے شاہزادے کو بیہوش کیا اور حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کرکے چادر عیاری مین پشتارہ
باندھکر صحیح و سلامت نکلا ہوا فرخ بازرگان کے پاس پہونچا فرخ نے پوچھا ارے دیو چہر کہو شیر یا روباہ عرض کیا کہ لیجیے نورالدہر
کو لیجیے پھر شیر سمجھیے یا روباہ فرض کیجیے فرخ نے کہا سچ کہو اُسنے کہا دیکھ لیجیے اور پشتارہ کھولکر رکھدیا فرخ نورالدہر کو دیکھ کے باغ
باغ ہوگیا دیو چہر کو گلے سے لگایا پیراہن جو آپ پہنے تھا وہ اُسے اُتار کر پہنایا اور بہت کچھ مالامال کیا بعد اُسکے دیو چہر سے کہا کہ اسے
ہوش مین لا دیو چہر عیار نے کہا کہ پہلے قید کر لیجیے بعد اُسکے مین ہوش مین لاؤنگا ورنہ یہ آفت ہی برپا کردیگا فرخ نے اُسیوقت
آہنگرون کو بلاکر اسیر غل و زنجیر کیا بعد اُسکے دیو چہر نے فتیلہ رفع بیہوشی دیکر نورالدہر کو ہوشیار کیا شاہزادے
کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے کفار کے گرفتار پایا خیال گذرا کہ خواب ہے آنکھین بند کرلین دیو چہر پکارا کہ یہ خیال تیرا خام ہے
یہ خواب نہین ہے مین بیداری ہے مین تجھے تیرے خیمے سے پکڑ لایا ہون یہ سنکر نورالدہر اسقدر طیش سے اُٹھا کہ کفارون

نے خیال قید ٹوٹ جانے کا کیا مگر قید کا ٹوٹنا تو وقت پر منحصر ہی اُٹھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا فرخ نے کہا کہ ای نورالدہر رسی جل گئی بل نہین گیا ابھی تک تجھے وہی گھمنڈ ہی ای نورالدہر تو عبث صاحبقرانی کا دعوی کرتا ہی ارے صاحبقران میرا بیٹا ایرج نوجوان ہی تجھے لازم ہی کہ دین آفتاب پرستی قبول کر اور ایرج کی اطاعت اختیار کر وہ تجھے بہت عزیز رکھیگا بہت عزت و حرمت کریگا ورنہ بہت سا ذلیل ہوگا نورالدہر نے کہا کہ او کافر خاسر کل جو مین نے تیری عذر خواہی سے تجھے چھوڑ دیا تو اُسکا عوض تو نے یہ کیا کہ مجکو بدغابازی پکڑوا منگوایا اور ہیچ بالی یہ ہی کہ مجھسے دین آفتاب پرستی قبول کرنے کو کہتا ہی لعنت ہی تجھپر اور تیرے دین پر مین جان دیدونگا مگر اُس ہزار بیچے کی اطاعت نہ کرونگا فرخ نے کہا کہ او تو کون ہی وہ تو فی الحقیقت ایک تاجر زادہ ہی ارے تو اپنی خبر لے کہ ایک مجاور زادہ مکہ کا پوتا ہی اور ایرج پر تو کیا سمجھ کے معترض ہوتا ہی ارے یہی تین قومین دنیا مین ہین بادشاہ وزیر سوداگر اور خیر تو دین آفتاب پرستی قبول کر یا نہ کر سب حال تیرا ایرج سے کہلا بھیجین گے جیسا وہ حکم بھیجے گا ویسا کیا جائیگا یہ کہکر نورالدہر کو زندانخانہ مین بھیجدیا اور لشکر نورالدہر مین صبح کو غلغلہ ہوا کہ شاہزادہ بستر خواب سے غائب ہی یہ غل و شور سنکر تمام سردار جمع ہوئے چالاک بن عمرو نے آکر پتہ دیوچہر کا پہچان کر کہا کہ شاہزادہ قلعہ فرنگوشیہ مین قید ہی فرخ تاجر نے دیوچہر عیار کے ہاتھ پکڑوا بلوایا ہی طہماس نے کہا کہ مین ابھی جاکر قلعہ لیے لیتا ہون اور طبل جنگ بجوا کر اُسیوقت قلعہ کی جانب چلا آفتاب پرستون نے ہر چند گولے مارے مگر کچھ نہوا طہماس لب خندق پہونچ گیا جب فرخ تاجر نے یہ معرکہ دیکھا اُسیوقت نورالدہر کو زندانخانہ سے بلوا کر زیر تیغ بٹھا دیا اور پکار کر کہا کہ اگر تو آگے بڑھے گا تو ہم اسے ابھی مار ڈالینگے طہماس نے جو اپنے مالک کو دیکھا سلام کر کے فرخ تاجر سے کہا کہ ای فرخ ہم ابھی پھرے جاتے ہین تو شاہزادے کو تکلیف نہ دے یہ کہکر کف افسوس ملتا ہوا اپنے لشکر کی جانب پھرا اور فرخ نے نورالدہر کو زندانخانہ مین بھیجکر ایرج کو اس مضمون کا ایک نامہ تحریر کیا کہ ای ایرج نورالدہر ظلمات سے پھر کر یہان آیا تھا تو مینے اُسے تو گرفتار کر لیا ہی مگر فوج اور سردار اُسکی فوج کے قلعہ کو گھیرے ہوئے ہین تا وقتیکہ تم نہ آؤگے علاج اِسکا نا ممکن ہی ہم قلعہ بند بیٹھے ہوئے ہین اور یہ نامہ دیوچہر کو دیکر کہا کہ ای دیوچہر یہ نامہ بھی دیدینا اور سارا حال زبانی بھی کہدینا دیوچہر نامہ لیکر روانہ ہوا مگر اب ایرج کا حال سنیئے کہ اُسنے جس روز سے بہزاد کو گرفتار کیا ہی اور وہ آفتاب پرست ہوا ہی اُس روز سے بہزاد نے کچھ ایسے عشق و عاشقی کی باتین کی ہین کہ ایرج ایک دن اُسے جدا نہین کرتا بلکہ ایکدن کیسا کوئی دم نہین چھوڑتا اور بہزاد ایرج سے اکثر کہا کرتا ہی کہ ای صاحبقران زمان جسطرح آپ ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہین اُسیطرح وہ بھی آپ پر عاشق ہین بلکہ اُنکا حال کچھ آپ سے زیادہ ہی جس روز سے کہ آپ خواجہ فولاد کے ہمراہ قلعۂ ذو الامان مین گئے تھے اور آندھی سے پردہ اُٹھ گیا اور اُنکے آپ سے چار آنکھ ہوئی تھی اُس روز سے اُدھر آپکی یہ حالت ہی اور اُدھر وہ شمع سان گھل رہی ہین مگر مارے خوف کے کچھ زبان سے نہین نکل سکتا مجھے تو دم بدم کی خبر مفصل ملا کرتی ہی مین جانتا ہون کہ آپ نیر اعظم کا نام لیکر اُٹھ بھی کھڑے ہوجیے اور اپنے معشوق کو اپنے قبضہ مین کیجیے ہر روز یہ باتین سنتے سنتے ایک روز اُسکے ذہن مین آیا کہ اب چلا ہی چاہیے ارادہ کوچ کا کیا ہی تھا کہ دیوچہر پہونچ گیا نامہ فرخ کا ایرج کے حوالہ کیا ایرج نے مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر زانو اپنا پیٹ لیا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ کیون کیون خیر باشد ایرج نے تمام حال بیان کیا مالک نے کہا پھر مشکل کیا ہی آپ لکھ بھیجیے کہ اُسکا سر کاٹ کر بھیجدو ایرج نے کہا کہ ای مالک یہ تو مجھسے ہرگز نہوگا کہ مین ایسا کچھ لکھون لیکن حیران ہون کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون اگر فرنگوشیہ کو جاتا ہون تو قلعۂ ذو الامان کا جانا ملتوی ہوتا ہی اور اگر ذو الامان پر جاتا ہون

تو اہل فرنگوشیہ مبتلاے بلا ہونگے مگر خیر تم لکھ بھیجو کہ جبتک مین آؤن تم نور الدہر کو بہت اچھی طرح قید رکھو مین آکر سمجھ لونگا مالک
نے ایرج سے تو اقرار کرلیا اور پوشیدہ طور سے لکھ بھیجا کہ جبتک مین آؤن تم نور الدہر کا سر کاٹ کر بھیجدینا خبردار خبردار تعویق
نہ کرنا دیو چہر کو رخصت کردیا اور ولدان آفتاب پرست کو وہ نامہ دیکر جانب فرنگوشیہ رخصت کیا ولدان آفتاب پرست
بارہ ہزار آفتاب پرستون سے فرخ کے پاس چلا قضاے کار اتفاقات روزگار ضرغام شیردل کو اسد نے استجابۂ لشکر ایرج
مین بھیجا تھا اور وہ بصورت مبدل بارگاہ ایرج مین موجود تھا اسنے دیو چہر کا آنا نامہ کا دینا زبانی حال بیان کرنا اور دیو چہر کا جانا
اور ولدان آفتاب پرست کی روانگی سب بچشم خود معائنہ کی اور بہت جلد اسد کے پاس جاکر تمام حال بیان کیا اسد نے یہ
سنکر فتاح پلنگینہ پوش سے کہا کہ چچا تمنے سنا کہ بھائی صاحب تو ہماری مدد کے لیے ظلمات سے پھر کر آئے اور اس بزاز نے بدغابازی
انھین گرفتار کردیا اگر جاکر اس بزاز آفتاب پرست کو تنبیہ کامل نہ کی اور بھائی صاحب کو رہا نہ کیا تو نام اپنا اسد نہ رکھا اور
اس ولدان کو تو انشاء اللہ راستہ مین جہنم واصل کردونگا وہانتک پہونچنے بھی نہ دونگا یہ کہکر تمام قزاقون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا
اور بہت جلد جلد راہ طے کرنا شروع کی کسی مقام پر قیام نہ کیا ولدان کو دوسری ہی منزل تھی کہ اسد پہونچ گیا اور نعرہ کرکے
اسکے لشکر پر گر اگیا تلوار چلنے ولدان نے جو اسد کے گرنے کا غلغلہ سنا یہ بھی اسد کیطرف چلا کہ ابھی جاکر مین اس دیوانہ کو دیوانہ
بنائے دیتا ہون یہ سودائی میرے ہاتھ سے جائیگا کہان یہ کہکر ادھر سے یہ چلا اور ادھر سے اسد آتا تھا دونون کا مقابلہ ہوا ولدان
نے کہا او دیوانے تو ہر مرتبہ ذلیل ہوتا ہے اور پھر مقابلہ کرتا ہے اگر بہادر ہے تو جمکر لڑ اسد نے کہا اگر مین بھاگتا ہون تو ایرج سے
کودہ حرام کے لقمے کھاکھا کر مسٹنڈا ہوا ہے یا تجھ ایسے ناہنجار سے بھاگتا ہون دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون ولدان نے
کہا کہ بس زبان اپنی سنبھال تو میرے سامنے ایرج نوجوان صاحبقران زمان کو برا کہتا ہے یہ کہکر اسد پر تلوار ماری اسد
نے جھپکی دی کہ تلوار اسکی ہٹ پڑی پنجہ مروڑ کر تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر تاش زین سے اٹھا کر بالاے
سر چرخ دیکر کہا کہ ہی شرط کہ اس زور سے پٹخون کہ تو نقش زمین ہوجائے ولدان پکارا کہ شہریار مین نے دین آفتاب
پرستی پر لعنت کی ساتھ اس بزاز بچہ کا بھی ترک کرکے غلامی آپکی اختیار کی واقعی آپ بڑے جری اور بہادر پر زور
ہین اسد نے اسے ہاتھ سے رکھدیا وہ قدمون پر گر کے از سر صدق مسلمان ہوا اور اسکے ساتھ والے بھی اسلام
لائے اسد نے کہا کہ وہ نامہ کہان ہے جو تو لیکر چلا تھا ولدان نے وہ نامہ کمر سے نکالکر اسد کے حوالے کیا اسد نے اسے
پڑھکر زانو پر ہاتھ مارکے کہا کہ غضب ہی ہوا تھا اس آفتاب پرست نے بھائی صاحب کا قتل ہی کرانا چاہا تھا خیر سمجھا جائیگا یہ
کہکر آپ ولدان کی قطع پر متشکل ہوا اور فتاح سے کہا کہ چچا آپ ولدان کو ساتھ لیکر پیچھے پیچھے آئیے مین آگے بڑھتا ہون
یہ کہکر طماس کے پاس ضرغام کو روانہ کیا کہ تو جاکر طماس سے کہدینا کہ مین ولدان کی صورت بنکر قلعہ مین آؤنگا
تم مجھے آنے دینا روکنا نہین ضرغام ادھر روانہ ہوا اور اسد فرنگوشیہ کے قلعہ کیطرف چلا ضرغام نے تمام حال
طماس اور رہرمز تاجدار وغیرہ سے بیان کیا وہ بہت مسرور ہوئے اور ادھر اسد نے قلعۂ فرنگوشیہ پر پہونچ
کے نعرہ کیا کہ ای خدا پرستون کیون تمنے قلعہ پر یورش کیا ہی بھاگو بھاگو کہ ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان
آپہونچا جب وہ آئے گا تو اسی سے سامنا کرلینا اہل اسلام تو پہلے ہی باخبر ہوگئے تھے سب کے سب کنارے ہوگئے
اسد پکارا کہ ای فرخ دروازہ قلعہ کا کھولدو فرخ تو پہلے ہی دیو چہر سے خبر پاچکا تھا کہ ولدان نامہ لیکر آتا ہی پس
اسنے فوراً دروازہ کھولدیا ولدان مصنوعی اندر آیا فرخ ایوان شاہی مین تخت پر متمکن تھا فتاح زرین علم ذگل سپہ سالاری
پر بیٹھا ہوا تھا ولدان عملی مع رفقا اندر آیا فرخ کو سلام کیا فرخ نے کہا کہ آؤ ولدان آؤ بیٹھو اسد آکر کرسی پر بیٹھا
رفقا اسکے گرد و اطراف مین بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی دورۂ جام شراب گلرنگ گردش مین آیا فرخ نے کہا کہ ولدان

نامہ تو مجھے دو مین دیکھون تو کہ فرزند ارجمند نے مجھے کیا تحریر کیا ہی اُسنے کہا کہ پہلے تم نور الدہر کو بلواؤ پھر مین تمھین نامہ دونگا فرخ نے چوبدار سے نور الدہر کو طلب کرایا چوبدار گیا اور شاہزادے کو زندانخانہ سے لیکر آیا نور الدہر نے بطریق اہل اسلام سلام کیا اسد نے جو شاہزادے کو دیکھا قریب تھا کہ دوڑکر لپٹ جائے مگر ضبط کیا فرخ نے کہا کہ ای ولدان اب تو نامہ مجھے دو اُسنے کہا کہ پہلے جو زبانی حال ہی وہ تو سن لو فرخ نے کہا کہ بیان کرو اُسنے کہا کہ ای فرخ جسوقت دیو چہر تمھارا نامہ لیکر پہونچا تو ایرج نے اُس نامے کو پڑھکر کہا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ اگر مین فرنگوشیہ کو جاؤنگا تو ذو الامان نہ جاسکونگا اور اگر ذو الامان کو جاؤنگا تو اہل فرنگوشیہ مبتلاے بلا رہینگے بہتر یہ ہو کہ تم بدر بزرگوار کو لکھ بھیجو کہ جبتک مین قلعۂ ذو الامان سے پھرون تم نور الدہر کو اچھی طرح قید رکھنا جب آؤنگا تو سمجھ لونگا مالک نے ایرج سے پوشیدہ تمکو یہ نامہ لکھا کہ ایرج کا حکم یہ ہو کہ نور الدہر کو بہت جلد قتل کرکے سر اُسکا میرے پاس بھیجدو ولدان یہ نامہ لیے ہوئے آتا تھا کہ راہ مین مجھسے ملاقات ہوگئی مین نے اُسے زیر کرکے مسلمان کرلیا اور مین اُسکی صورت بنکر یہان آپہونچا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون او حرامزادے اب تیرا سر ہی اور میری تلوار آگاہ ہو کہ شعر

اسد نامدارم کہ در روز جنگ ❊ بدرم دل شیر و جرم پلنگ ❊

یہ کہکر تلوار کھینچ کے دوڑا فرخ کی جان نکل گئی ہاتھ باندھکر اُٹھا اور عرض کیا کہ ای اسد دلاور مین گنہگار ہون چاہے بخشو چاہے قتل کرو اسد نے دوڑکر فرخ کی مشکین باندھ لین ابراہیم سے کہا کہ تم فتاح کو پکڑلو ابراہیم نے فتاح کو گرفتار کرلیا علقمہ وغیرہ نے اور سردارون کو گرفتار کیا اور شاہزادہ نور الدہر نے فرط خوشی سے قید اپنی توڑڈالی اسد قدمون سے نور الدہر کے لپٹ گیا جب یہ خبر لشکر نور الدہر مین پہونچی تو سب سردار دوڑ آئے ہرمز تاجدار بھی سوار ہوکر آیا نور الدہر مع اپنے لوگون کے داخل خیمہ ہوا صحبت عیش برپا ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا رؤساے شہر نے آآکر نذرین دین سکہ بنام ہرمز تاجدار جاری ہوا تمام شہر اسلام آباد ہوا نور الدہر نے فرخ کو اپنے سامنے بلواکر کہا کہ کیون فرخ تو تو کہتا تھا کہ بیٹا میرا صاحبقران زمان ہی تو اطاعت اُسکی قبول کر اب بتلا کہ یہ کیا معرکہ ہوا ارے بدبخت تو نے سمجھا کہ ایرج کو عمرو کے باعث سے یہ دن نصیب ہوگئے ورنہ اُسکی بھی کوئی حقیقت تھی ارے ہمیشہ تو اور وہ گزمی گاڑھا بیچا کیا اور آج یہ باتین کرتا تھا اپنے دن کوچہ گردی کے اور گاڑھے دھوتر کی آواز دینا بالکل بھول گیا فرخ نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہی اب خطا میری معاف کیجیے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب اب اِسے قتل ہی کیجیے تو بہتر ہی نور الدہر نے کہا کہ نہین بھائی اسکے قتل سے کیا فائدہ ہوگا اسے جاکر قید کردو فرخ تو زندانخانہ مین گیا اور نور الدہر نے اسد سے کہا کہ بھائی اسد جسوقت تمھارا نامہ ترکون نے مجھے دیا ہی تو مین اُسوقت در بند اطر اسیہ پر تھا تمھارا نامہ دیکھتے ہی مین اسطرف روانہ ہوا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب خداوند عالم آپ کو صحیح و سلامت رکھے سواے آپکے ہمارا مدد کرنیوالا ہی کون لیکن بھائی صاحب اس ہندی نے تو غضب ہی جوت دیا ہی اُس آفتاب پرست جناز بچے پر عاشق ہوکے تمام اثاثہ صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی اُسکے حوالے کردی ہی اور وہ بالکل اہل اسلام کی طرفداری نہین کرتا ترک اُسکے سامنے قتل ہوسے ولولا اختمی اُسکے سامنے قتل و قمع ہوئے نہ خبر ہوا اب وہ ایرج کے ساتھ ساتھ ہی اور اِس بیغیرتی کو تو دیکھیے کہ ایرج برملا پکارتا ہی کہ ملکہ گیتی افروز پر مین عاشق ہون اور یہ مردود سنا کرتا ہی دم نہین مارتا نور الدہر نے کہا کہ ای اسد بس اب چپ رہو کچھ دم مارنے کا مقام نہین ہی ہاے افسوس یہ کسی بہادر کا ناموس ہی اگر وہ جنت آرامگاہ نہ مرجاتا تو یہ کلمے کاہیکو سنائی دیتے اور خیر سمجھا جائیگا اگر اس آفتاب پرست سے قرار واقعی عوض نہ لیا تو نام اپنا نور الدہر نہ رکھا ہوگا یہ کہکر شہر فرنگوشیہ مین اپنی جانب سے حاکم مقرر کرکے ایرج تاج بخش سے کہا کہ مین

ایرج سے لڑنے جاؤنگا بہتر یہ ہو کہ تم ہمارا پیش خیمہ لیکر آگے بڑھو اسد بن کرب دلاور نے عرض کیا کہ بھائی صاحب یہ
خدمت میرے بارے نام فرمائیے تو بہتر ہو مین ہی پیش خیمہ لیکر جاؤنگا نور الدہر نے کہا کہ بھائی تمہارے مزاج مین وحشت ہی
تم لوگون کو ہلاک کروگے تم یہ خدمت نہ لو اسد نے کہا کہ واہ بھائی صاحب واہ آپ مجھے ایسا نالائق سمجھتے ہین کہ اس
خدمت کے قابل نہین سمجھتے جب نور الدہر نے دیکھا کہ اسد آزردہ ہوتا ہی تو کہا اچھا بھائی تم آزردہ نہو تمہین پیش خیمہ
لیکر آگے بڑھو غرض دوسرے روز اسد پیش خیمہ لیکر آگے بڑھا جلدی جلدی بھاگنا شروع کیا پہلے ہی روز بارہ کوس پر
جاکر خیمہ کیا لوگ خراب خستہ حال مرتے پیٹتے منزل پر پہونچے نور الدہر کو جو یہ خبر پہونچی کہ اسد نے پہلے ہی دن یہ حرکت
کی دو منزلے کا ایک منزلہ کرکے اسد کے پاس آئے اور کہا کہ بھائی یہ کیا حرکت تھی پہلے ہی دن تمنے اسقدر لوگون کو ہلاک
کیا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب آج کوئی مقام راہ مین اچھا نہ ملا اسواسطے ایسا کچھ ہوا اب ایسا نہوگا نور الدہر سے تو یہ
کہا اور دوسرے دن پندرہ کوس پر جاکے مقام کیا اور زیادہ لوگ ہلاک ہوئے فتاح نے یہ رنگ دیکھکر کہا کہ صاحبزادے
آخر تمہین منظور کیا ہی لوگ لشکر کے مفت مین ہلاک ہوتے ہین اس سے حاصل کیا ہی اسد نے کہا کہ چچا میری خواہش یہ ہی
کہ مین سب کے پہلے پہونچکر ایرج سے بارگاہ سلیمانی چھین لون فتاح نے کہا کہ صاحبزادے آپ تو جو زبان سے نکالتے ہین
وہ کرتے ہین مگر لشکر مفت مین تباہ ہوگا یہ سنکر اسد نے کہا کہ اچھا چچا تم لشکر کے ساتھ آؤ مین بارگاہ سلیمانی چھیننے جاتا ہون
یہ کہکر لشکر کو فتاح کے سپرد کیا اور خود لشکر ایرج کیطرف راہی ہوا جب جاتے جاتے قریب لشکر پہونچا تو قضائے کار
اتفاقات روزگار الکن بن لکمن زنگی ایرج کے پاس سے پریشان ہوکر صحرا مین شکار کھیلنے آیا تھا اسد کو جو دیکھا جھککر سلام کیا
اسد نے بھی سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا کہ ای الکن اسوقت تمہارے باپ کی صورت میری آنکھون مین پھر گئی الکن نے کہا
کہ شہریار بجا ہی وہ شہید راہ خدا ہوا مین اُسکے عوض غلامی مین حاضر ہون اور ایرج سے تو مجھے کمال نفرت ہوگئی ہی
اسد نے پوچھا کہ کیا کچھ سبب بھی عرض کیا کہ شہریار جب سے بہزاد مرتد آیا ہی اُسنے ایرج کے دل مین یہ جگہ کی ہی کہ ایرج
اُسے مجھسے بالادست بٹھاتا ہی اور سوائے اُسکے اور کسی سے بات تک نہین کرتا اسد نے کہا کہ ای الکن وہ بزانجہ بہادرون
کی قدر کیا جانے اور علاوہ اسکے وہ ملعون تو تمہارے باپ کا قاتل ہی اُس سے تو انتقام خون لکمن لینا چاہیے اور
اب تو شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر بن بدیع الزمان ظلمات سے پھر کر آیا ہی دیکھنا کیسا کلہ چہرہ ایرج کا
توڑتا ہی الکن نے کہا کہ وہ تو فرنگوشیہ مین قید ہی اسد نے کہا کہ ہمنے جاکر چھڑا لیا الکن نے کہا بہتر مین آپ کے ہمراہ
ہون اسد نے کہا کہ ای الکن خالی نہ چلو کچھ تحفہ شاہزادے کے لیے لیتے چلو الکن نے کہا پھر کیا تحفہ ہونا چاہیے اسد نے کہا
کہ بارگاہ سلیمانی سے بہتر کوئی ہدیہ نہین ہی الکن نے کہا کہ اچھا پھر وہ کیونکر ہاتھ آئے اسد نے کہا کہ تم لشکر ایرج مین
جسطرح رہتے تھے اسیطرح رہو مگر اپنی فوج کو تیار رکھو مین لشکر ایرج پر شبخون کرکے اپنے ساتھ لگاکر دور نکال لیجاؤنگا
تم بارگاہ لدواکر جانب شہر فرنگوشیہ راہی ہوجانا الکن نے کہا کہ کیا خوب ترکیب آپ نے بتائی ہی سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ کہکر الکن لشکر ایرج مین آیا خود بھی مستعد ہوکر بیٹھا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ تم بھی مستعد ہوکر بیٹھے رہو مین آج
شب کو لشکر ایرج سے نکل چلونگا کسواسطے کہ یہان سوائے بھڑدون اور مسخرون کے کسی بہادر اور شریف آدمی کا کام
نہین ہی سب نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے ہم سب مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے ہین یہان تو یہ صورت ہی اور اسد
کا حال سنیے کہ دن بھر اُسنے تیاری کی شام ہوتے ہی لشکر ایرج پہ شبخون گرا بوق کی آواز بلند ہوئی اسد کے آنے کا
ایک غلغلہ ہوگیا ایرج بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا بس یہ خبر سنتے ہی ایرج نے زانو اپنا پیٹ لیا اور کہا کہ ہائے
دیوانہ مجھے کسی طرح چین نہین لینے دیتا اور سوار ہوکر چلا اور اسد کا یہ عالم ہی کہ تلوار ہاتھ مین کھینچے ہوئے

آفتاب پرستون کو قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی بارہ ہزار تلوار برابر سے پڑرہی ہی بارہ ہزار بوق بج رہی ہی کوئی اسد سے سامنا
نہین کرتا برابر بھاگے ہوئے چلے جاتے ہین اسد نے خیمون مین آگ لگادی ایک حشر برپا کردیا جو سامنے آیا وہ تھا اسی
اثنا مین ایرج اور اسد سے سامنا پڑگیا ایرج نے نعرہ کیا کہ باش او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول آیا مین کہان
جائیگا اسد نے آواز دی کہ او بزازبچہ تو آیا ہی تو کیا کریگا یہ کہکر بوق بجائی کہ ای قزاقان بدررو ید اور قتل و تاراج
کرتا ہوا ایک جانب کو راہی ہوا ایرج اور طہماسپ وغیرہ تعاقب مین اسد کے چلے اب الکن نے جو دیکھا
کہ میدان صاف ہی یا لاخالی ہی یہ بھی لشکر ایرج پر گرا اور نعرہ کیا کہ مالک بن ملکوت حرامزادے کو جلد گرفتار
کرلو ہرکارون نے یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچائی کہ الکن پکڑلیگا مالک یہ سنکر بارگاہ مین سے نکلکر بھاگا
الکن اُسی وقت بارگاہ سلیمانی اشترون پر بار کرواکے صاف نکلا ہوا چلا گیا مالک بن ملکوت نے جو دیکھا
کہ الکن بارگاہ لیگیا ہرکارون سے کہا کہ جلد ایرج کو خبر کرو ہرکارے دوڑے ہوئے ایرج کیطرف چلے ایرج اسد
کے پیچھے للکارتا ہوا چلا جاتا تھا کہ او دیوانے آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور اسد گالیان دیتا ہوا بھاگا چلا جاتا تھا
جب اسد گالیان دیتا ہی تو ایرج اور جھنجھلاکر گھوڑا بڑھا دیتا ہی اور ریلتا ہی مگر زیر ران اسد مرکب گل اندام
سکندری ہی ایرج کا مرکب اُسکی گرد کو بھی نہین پاتا رات کوئی دوپہر کے قریب آپہونچی ہی کچھ عجب حالت ہی بھوکھ کی بہت
شدت ہی کہ ہرکارون نے پکار کہا کہ خداوند آپ اسد کا تعاقب بیکار کر رہے ہین اُسے آپ ہرگز نہ پاسکینگے آپ کے
اسقدر جدا ہوجانے مین یہ ستم برپا ہوگیا کہ الکن بن لکمن بارگاہ سلیمانی لیکر چلا گیا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم
ہوا اسد سے اور اُس سے سازتھا اسد تو مجکو اُدھر لگا کے لیگیا اور خود اپنا کام کرلیگیا یہ کہکر اپنے لشکر کی جانب
چلا اور آکر مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ ای مالک الکن کو بارگاہ لیکر گئے ہوئے کتنی دیر ہوئی اُسنے کہا کہ کوئی
دوپہر کا عرصہ ہوا ہوگا بلکہ کچھ زیادہ اور اب وہ کیا تمہارے ہاتھ لگیگا وہ کب کا لشکر نورالدہر مین چلا گیا ہوگا ایرج
نے کہا کہ نورالدہر کا لشکر کیسا وہ تو فرنگوشیہ مین قید ہی مالک نے کہا کہ کچھ آپکو لبنت کی خبر بھی ہی اسد نے جاکر
اُسے چھڑالیا وہ اب آپ پر لشکر لیکر آتا ہی یہ سنکر ایرج سن سے ہوگیا سناٹا سا آگیا طہماسپ نے کہا کہ شہریار آپ
اسقدر اندیشہ کیون کرتے ہین آتا ہی تو آنے دیجیے لڑبھڑکر بارگاہ سلیمانی چھین لیجیے ایرج نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا
یہ کہکر کھانا کھاکے سورہا صبح کو اٹھکر اپنی بنوائی ہوئی بارگاہ درست کرکے طہماسپ کو سپرد کی اور حکم دیا کہ تم اسے لیکر آگے بڑھو
طہماسپ تو وہ بارگاہ لیکر آگے بڑھا بعدہٗ مع ویلم شباط وغیرہ کے آپ بھی کوچ کیا مگر اسد بن کرب غازی کا حال سنیے
کہ یہ صبح کو نورالدہر کی خدمت مین پہونچا اور آداب بجالایا تمام سردارون نے تعظیم کی اسد آکر شاہزادے کے پاس
بیٹھا نورالدہر نے کہا کہ کیسے خوب ہراول لشکر ہوئے خوب لوگون کو ہلاک کیا اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ تو
خدا معلوم کیا فرماتے ہین مین بارگاہ سلیمانی لینے گیا تھا مجھسے نہ دیکھا گیا کہ وہ پاجی اُس بارگاہ مین بیٹھے وہ بارگاہ آپ
کے سزاوار تھی یا اُسکے نورالدہر نے کہا کہ اچھا پھر تمنے کیا کیا اسد نے تمام سرگذشت بیان کرکے کہا کہ کیا الکن بارگاہ
لیکر ابھی نہین آیا شاہزادے نے گلے سے لگاکر کہا کہ خیر ابھی نہین آیا تو کیا ہوا اب آتا ہوگا مرحبا صد مرحبا مگر بھائی کوئی
کام بغیر ہماری مرضی کے نہ کیا کرو یہ باتین ہو ہی رہین تھین کہ الکن بن لکمن مجروح و زخمدار سامنے آیا اسد نے
کہا کہ ارے الکن یہ زخم کہان لگا اُسنے کہا کہ شہریار مین بارگاہ لیے آتا تھا کہ اثنائے راہ مین داراب کشورکشا
اور مالک اژدر ملے اُنسے مجھسے تکرار ہوئی وہ بارگاہ مجھسے طلب کرتے تھے جب مین نے نہ دی تو میرے اُنکے
تلوار چلی مین داراب کے ہاتھ سے زخمی ہوا داراب نے بارگاہ مجھسے چھین لی لوگ میرے بہت سے کام آئے اسد

یہ سنتے ہی آگ ہو گیا کہا کہ لو اس دھوبی بچے کی بھی شامت آئی ہے بہت چل نکلا ہے میرے رفیق سے بارگاہ چھین لی اگر ابھی جاکر بارگاہ نہ لایا تو اپنا نام اسد نہ رکھا یہ کہکر اسد اُسیوقت اُٹھا ہر چند نور الدہر نے ممانعت کی نہ مانا باہر نکلکر بوق بجائی کہ ای قزاقان تیار شوید اور سوار ہو کر چلا ابراہیم سے کہا کہ تم تو میرا نام لیکر لشکر داراب پر گرو اور داراب کو اپنے ساتھ لگا کر لیجاؤ اور مین مالک کے لشکر کی خبر لیتا ہون اور اُسے لشکر سے باہر لیے جاتا ہون اور علقمہ سے کہا کہ جب تم میدان خالی پاؤ تو تم بارگاہ لیکر چلتے ہونا یہ تجویز کرکے داراب کے لشکر پر گرا جب ابراہیم اور اسد داراب اور مالک کو نکال لیگئے علقمہ میدان خالی پاکر لشکر پر گرا کشور شاہ تو مع فوج بھاگ کھڑا ہوا یہ بارگاہ سلیمانی لدوا کر روانہ ہوا اور اُدھر اسد اور ابراہیم داراب اور مالک کو کئی کوس پر لیجاکے غائب ہو گئے داراب اور مالک جو لشکر مین پھر کر آئے تو کشور شاہ نے کہا کہ وہ دیوانہ بارگاہ سلیمانی لیگیا داراب نے پوچھا کتنی دیر ہوئی کشور شاہ نے کہا کوئی دو پہر گذر چکے ہین داراب نے مالک سے کہا کہ یہ دیوانہ کیا سیانا شخص ہے کیا کیا مکر و فریب اسے یاد ہین دو دیوانے تو ہمین لشکر سے نکال لیگئے تیسرا دیوانہ بارگاہ لے بھاگا مالک نے کہا کہ ای داراب جتنے اسد کے ساتھ ہین سب اسد ہین ہر ایک کو اسد دیوانہ جانو ہر ایک انمین سے بلاے بے درمان آفت جہان و جہانیان ہے یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور اسد بن کرب غازی لشکر نور الدہر مین پہونچا نور الدہر نے کہا کہ بھائی تم تو ہمارا کہنا سنتے نہین ہو جو مزاج مین آتا ہے وہ کرتے ہو خیر کہو کیا گذری اسد نے تمام نقل گذشتہ بیان کی اور پوچھا کہ کیا بارگاہ ابھی یہان نہین پہونچی نور الدہر نے کہا کہ اچھا بھائی کہو تو کھولو بارگاہ بھی آ رہیگی اسد نے کہا کہ معلوم نہین دیر کا کیا باعث ہے علقمہ تو مجھسے بہت پیشتر کا چلا ہوا ہے مین جاکر ابھی لاتا ہون یہ کہکر چلا کوئی پاؤ کوس آیا ہوگا کہ علقمہ کو دیکھا کہ مجروح چلا آتا ہے پوچھا کہ ارے علقمہ یہ کیا ہوا علقمہ نے عرض کیا کہ لوبرج ماہ پرست مجھے زخمی کرکے بارگاہ لیگیا میرے لوگ مجکو لیکر فراری ہوئے بس یہ سنتے ہی آتش غضب کا لون سینہ مین مشتعل ہوئی دود بدود نحی دماغ جان سے اُٹھا کہا کہ اللہ اکبر یہ ماہ پرست بھی مجھے اپنا بانکپن دکھاتا ہے خیر جاتا کہان ہے مین ابھی جاکر اُسے سزا دیتا ہون یہ کہکر راہی ہوا ضرغام کو پیشتر روانہ کیا کہ جاکر اُس ماہ پرست کی خبر لا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ضرغام پھر کر آیا عرض کیا کہ شہریار بارگاہ تو لدی ہوئی ہے لوبرج اور نقابدار سرخ پوش سے اُسی بارگاہ پر لڑائی ہو رہی ہے وہ چاہتا ہے کہ مین بارگاہ لے لون اور وہ چاہتا ہے کہ مین اسے بارگاہ نہ دون اسد یہ سنتے ہی دوڑ پڑا مگر اُسوقت پہونچا کہ لوبرج اور نقابدار سے نیزہ بازی گرز بازی شمشیر زنی ہو چکی ہے اور اب کشتی ہو رہی ہے اسد وہین آکر تماشا دیکھنے لگا یہ دونون کلا بکلا مشت بمشت لڑ رہے ہین اسد نے فتاح پلنگینہ پوش سے کہا کہ چچا ان دونون کو تو لڑنے دو ہم تم بارگاہ لے چلین کس واسطے کہ ان دونون مین سے جو غالب و مغلوب ہوگا پھر ہمسے اُس سے لڑائی پڑ جائیگی ہمین ایسا لڑنا کچھ ضرور نہین ہے یہ کہکر بارگاہ اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا ان دونون نے جو لڑتے مین دیکھا کہ بارگاہ ندارد ہو گئی پوچھا کہ بارگاہ کیا ہوئی کون لے گیا لوگون نے عرض کیا کہ بارگاہ تو اسد لے گیا نقابدار نے لوبرج سے کہا کہ جبتک ہم تم دونون لڑ رہے تھے وہ لو اسد یہان سے لیگیا اب وہین سمجھ لینا جہان سب جمع ہونگے لوبرج نے کہا کہ تم خواہ مخواہ مجھسے لڑے بھی اور بارگاہ بھی نہ اپنی کی نہ میری نقابدار نے کہا کہ خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا سو ہوا اس گفتگو سے کیا حاصل غرض اُس روز تو دونون علیحدہ ہو کر وہین رہگئے دوسرے دن کوچ کیا لیکن نور الدہر اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا اسد کے واسطے متردد ہے اور کہ رہا ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ہائے دیکھیے اسکا غصہ اور وحشت کیا کرتی ہے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اسد بارہ ہزار

قزاقون سے بارگاہ لیے ہوئے آپہونچا شاہزادہ نورالدہر نے خوش ہوکر گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ مرحبا صد مرحبا مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ کہو اکی کیونکر بارگاہ ہاتھ آئی اسد نے تمام حال بیان کیا شاہزادہ نورالدہر نے یہ سنکر حکم دیا کہ اچھا اب بارگاہ استاد کیجائے اسد نے خود کھڑے ہوکر بارگاہ استاد کرائی نورالدہر نے ہرمز تاجدار کو بلا کر تخت پر بٹھایا اور آپ بجاے امیر باقر متمکن ہوا طماس کو دنگل سپہ سالاری پر بیٹھایا او۔ اور سردار بھی جابجا اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا رات بھر یہ جشن وعیش برپا رہا صبح کو طرماسپ بن طماس بارگاہ ایرج سلیے ہوئے تین لاکھ سوار کی جمعیت سے نمودار ہوا بعد اُسکے سقیل سپہر گردان سپہر گردان لاکھ زنگیون سے آپہونچا پھر قارن قمر بین لاکھ سوار سے نمایان ہوا پھر حامد بن حمید زنگی ایک لاکھ زنگیون سے آشکار ہوا بعد اُسکے قارن بن بلوط جگر دن چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا پھر عوجان دریا باری مرجان دریا باری لاکھ سوارون سے پہونچا پھر نیلم زنگی فیلم زنگی انتر صبا نصر طرا ول کشتی گیر لاکھ سوارون سے نمودار ہوئے بعد اُسکے پھر ایک گرد عظیم نمایان ہوئی اور آگے آگے ایرج اور پیچھے پیچھے مالک بن ملکوت شاہ اقبال شاہ ارسلان شاہ تخت پر سوار بہزاد مرتد دہنی طرف دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان سات لاکھ ہندیون سے ساتھ ساتھ چلا آتا ہے شاہزادے نے کہا کہ اچھا لشکر اور اچھے سردار ایرج نے جمع کیے ہین اسد نے کہا کہ بھائی صاحب ماشاء اللہ آپ نے بھی وہ لشکر اور سردار جمع کیے ہین کہ نانا جان کے پاس ایسا لشکر اور ایسے سردار بہم نہین ہوئے اور ایرج کے سردار تو سب میرے ہاتھ سے مارے جائینگے اور سب میری چوٹین کھا چکے ہین انکی حقیقت ہی کیا ہے القصہ لشکر آفتاب پرستون کا ایک جانب کو فروکش ہوا خیمے سراچے سب برپا ہوئے لندھور نورالدہر کی ملاقات کو آیا جب نورالدہر کو خبر ہوئی تو دروازے پر استقبال کے لیے آیا اُدھر لندھور قدمبوسی کو خم ہوا اور اِدھر نورالدہر سلام کو جھکا دونون آپس مین بغلگیر ہوئے نورالدہر لندھور کو اندرون بارگاہ لایا ہرمز تاجدار کو نذر دلوا کر کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی لندھور نے کرسی پر بیٹھ کے ہرمز سے استفسار حال کیا ہرمز نے کل کیفیت اپنے مسلمان ہونے کی بیان کی لندھور نے کہا کہ الحمد للہ والمنۃ حق تعالے نے آپ کو راہ حق کی طرف ہدایت کی اور آپ مؤید من اللہ ہوئے بعد اُسکے شاہزادے نے صحبت عیش برپا کی جام مئے گل رنگ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا مگر اسد کا یہ حال ہے کہ ہر مرتبہ ہر ہر بات مین طنز آمیز گفتگو کیے جاتا ہے ہرچند شاہزادہ مانع ہوتا ہے مگر یہ کسی طرح نہین سنتا القصہ کوئی پہر بھر تک لندھور بیٹھا رہا بعد اُسکے رخصت ہوکر چلا گیا ایرج طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا جب نورالدہر کو یہ خبر ہوئی تو وہ بھی طبل جنگ بجوا کر صف آرا ہوا ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ یکایک ایک گرد نمودار ہوئی جب وہ گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ داراب کشور کشا چھ لاکھ سوار کی جمعیت سے نمودار ہوا اور ایک جانب آکر قائم ہوا بعد اسکے اور ایک تتق گرد آشکار ہوا اور جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ تورج ماہ پرست چار لاکھ سوار سے نمودار ہوا بعد اُسکے اور ایک تتق گرد کا آشکار ہوا جب دامن گرد کا شق ہوا تو دیکھا کہ نقابدار سرخ پوش چالیس ہزار سوار سے آپہونچا صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین ایرج نے میدان مین نکلکر مبارز طلب کیا نقابدار سرخ پوش شتر سوار نے مقابلہ کیا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی

شروع ہوئی مگر کوئی غالب نہ آیا نیزے ناکارہ ہو گئے ہاتھون سے پھینک کر شمشیر زنی کرنے لگے دن بھر تلوار
چلی شام کو نقارہ بدار مجروح ہو کر مع فوج نکلا ہوا چلا گیا بعد اُسکے جانے کے طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی
اپنی فرودگاہ مین آئے ایرج نے بہزاد سے کہا کہ ای بہزاد یہ جتنے آئے ہین سب مجھی سے لڑنے آئے ہین
بہزاد نے کہا پھر خوف کیا ہی آنے دیجیے پروانون کا ہجوم شمع کو کیا نقصان پہونچا سکتا ہی ایرج
نے کہا کہ مجھے اور تو کسی سے ڈر نہین ہی اگر کچھ ہی تو نورالدہر سے باقی سب لقمۂ شمشیر ہین غرض پوشاک رزمی
اُتار کر لباس بزمی زیب تن کیا صحبت عیش برپا ہوئی جام مے گلرنگ گردش مین آیا ناچ رنگ ہونے لگا
کہ اتنے مین ایک نامہ دار داخل بارگاہ ہوا اور ایک نامہ ایرج کے ہاتھ مین دیا ایرج اُس نامہ کو پڑھکر
بہت خوش ہوا اور نامہ دار کو بیٹھنے کا حکم دیا بہزاد نے کہا ای شہریار یہ نامہ کسکا ہی اور اسمین کیا لکھا ہی
مجھے بھی ارشاد کیجیے ایرج نے کہا ای بہزاد یہ نامہ لاہوت شاہ کا ہی جب لقا ظلمات کو گیا ہی تو
لاہوت شاہ سے کہہ گیا تھا کہ تم ہمیشہ تنگرگ مین جاکر قیام کرنا جب حمزہ یہان نہوگا تو تم خروج کر کے
باختر کو لے لینا اب اُسکے ہمراہ سات سو پہلوان نوجوان مثل حنظل بن نخجہ روئین تن اور قہر بن سماک
اژدر گیر اور تلقاش بن القاش خون آشام اور ارماق بن گراق یک چشمی اور قیفال بن اقوال
کوہکن اور آہنگ بن سرہنگ مشت زن اور الکوس بن ملکوت تبردار اور ظہیر بن مظفر
پیل گردن اور عقیل بن بناقوس کرگدن بینی اور کوہ یار بن ماہیار سرکش اور ہلیل بن مہلیل
رعد آواز اور شرارہ بن شریر آتش بار و کہل بن کاہل خشت انداز اور فضل بن فضیل وغیرہ
کے ہمراہ ہین اور سات لاکھ سوار کی جمعیت ہی لکھا ہو کہ آپ چونکہ ہمیشہ لقا کے مددگار رہے لہذا مین بھی آکر
آپ کے شریک حال ہوتا ہون کہ آپ نظر کردۂ خداوند باختر ہین خداوند باختر نے آپکو انگشتر اور دختر عنایت
کی ہی بہزاد نے کہا ای شہریار نیر اعظم نے آپ ہی کو یہ اقبال عنایت کیا ہو کہ ایسا شخص بے طلب آپ کے آپکی خدمت
مین آنے پر مستعد ہو گیا یہ سنکر ایرج نے اُس عیار سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی اُسنے عرض کیا کہ مجھے آفت بن
مکند بہ کذاب کہتے ہین ایرج نے اُس عیار نامہ دار کو خلعت سے ممتاز کیا اور خود مع سرداران لشکر استقبال کو
چلا کوئی دو تین کوس آیا ہو گا کہ ایک ایسا تحق گرد و غبار کا اُٹھا کہ جسنے سپہر دوار کو تیرہ و تاریک کر دیا جب وہ گرد
شق ہوئی تو سات سو علم نشان ساتھ لاکھ سوارون کے نمودار ہوئے اور بعد اُسکے اور تمام جلوس شاہی اور فوج
بادشاہی نمودار ہوئی بعد اُسکے لاہوت شاہ تخت پر متمکن سات سو پہلوان اُسکے ساتھ ساتھ گرد و پیش درے
آہن مین غرق چلے آتے ہین لاہوت شاہ جب قریب ایرج کے پہونچا تخت سے کود پڑا ایرج بھی یہ دیکھکر
پیادہ ہو لیا دونون باہم بغلگیر ہوئے ایرج نے مزاج پرسی کی لاہوت شاہ نے کہا کہ آپکی دعا مین مصروف
ہون مگر اب تو مین آپ تک پہونچ گیا میرا ہاتھ ہی اور آپ کا دامن ایرج نے کہا کہ ای لاہوت شاہ تم مطمئن
رہو مین تمہین ملک سبائل مین لیجا کر بجائے لقا قائم کرونگا گھبراتے کیون ہو یہ باتین کرتا ہوا ہاتھ پکڑے ہوئے
داخل بارگاہ ہوا لاہوت شاہ آکر تخت پر بیٹھا مالک بن ملکوت شاہ نے نذر دی لاہوت شاہ نے کہا
کہ ای مالک مین تو خود تمھارے دامن مین پناہ لینے آیا ہون تم مجھے کیا نذر دیتے ہو نذر تو مجھے دینا چاہیے مالک
بن ملکوت شاہ نے کہا کہ مین تو آپ کو بجائے لقا جانتا ہون لاہوت شاہ نے ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر تخت
پر بٹھایا ایرج سامان دعوت مین مصروف ہوا جب ہرکارون نے یہ خبر نورالدہر کو دی تو شاہزادے نے

فرمایا کہ کچھ پروا نہین ہی خدای ما بزرگ است الغرض ایرج اپنی بارگاہ مین مصروف سامان دعوت تھا لاہوت شاہ
ناچ دیکھ رہا تھا کہ ایک عیار نے لاہوت شاہ کو ایک نامہ لاکر دیا لاہوت شاہ اُسے پڑھکر زرد ہوگیا بدن مین
رعشہ پڑگیا جام شراب کا ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا ایرج نے جو یہ حالت دیکھی پوچھا کہ خیر باشد یہ کیا حال ہی لاہوت شاہ
نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان کیا بیان کرون بڑا غضب ہوگیا ایرج نے کہا کہ آخر کچھ کہو تو لاہوت شاہ نے کہا کہ
اے زبدۂ آفتاب پرستان ایک شخص ہی سالوت بن جالوت رعد آواز دیوانہ نہایت قوی ہیکل اور قوی بازو سات
سو من کا گرز اور سات سو من کا تیغہ باندھے ہوئے ہی اُسنے پہلے ہی مجھسے کہلا بھیجا تھا کہ مین چلکر تمام خدا پرستون کا کام تمام
کرونگا تم ابھی یہان سے خدا پرستون پر نہ جانا میرا انتظار کرنا مین نے کچھ دنون تو انتظار کیا جب وہ نہ آیا تو مین چل کھڑا ہوا اب
اُسنے جو میرے چلے آنے کی خبر سنی ہی تو لکھ بھیجا ہی کہ اے لات شاہ بہتر یہ ہی کہ تم ایرج کے پاس سے چلے آؤ نہین تو مین آکر
مع ایرج تمکو سزاے معقول دونگا ایرج نے یہ سنکر وہ نامہ لاہوت شاہ کے ہاتھ سے لیکر چیر کے پھینک دیا اور اُس
عیار سے کہا کہ جا اُس دیوانے سے کہدینا کہ جسطرح اور سرداران باختر نے میری اطاعت قبول کی ہی تو بھی مجھسے بیعت
کر ورنہ بہت سخت سزا پائیگا اور اگر چلا آئیگا تو سب سے زیادہ تیری عزت و حرمت کرونگا عیار وہ نامہ پھٹا ہوا لیکر
سالوت کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا بس یہ سنتے ہی اُسکی رگ دیوانگی جوش مین آئی اور اُسی وقت فوج اپنے
ہمراہ لیکر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر ایرج کے پہونچا تو خیمہ اپنا استادہ کرا کے داخل خیمہ ہوا صحبت
عیش برپا ہوئی شراب پینے لگا عین حالت نشہ مین طبل جنگ بجانے کا حکم دیا اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی جب
یہ خبر ایرج کو پہونچی تو اُسنے بھی نقارۂ رزمی بجوا دیا رات بھر جانبین مین تیاری رہی صبح کو صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین بعد نقابت نقبا کے سالوت دیوانہ نے میدان مین آکر مبارزطلبی کی ایرج نے اُسکا مقابلہ کیا پہلے لگاوٹ زنی ہوئی
سپرون کے پھولون مین سے چنگاریان آگ کی اُڑنے لگین کوئی چار قدم مرکب ایرج کا ہٹا اور کوئی سات قدم گینڈا
سالوت کا پسپا ہوا مثل کر مرکبون کو رانون مین ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا سالوت نے کہا کہ مین نے تو ایرج کو
طلب کیا تھا تو کیون میرے سامنے آیا ایرج نے کہا کہ او غافل مین ہی ایرج ہون سالوت نے کہا کہ بس اسی قد و قامت
پر تیرا اسقدر شہرہ ہی ایرج نے کہا کہ بس بس زبان کو اپنے قابو مین رکھ زیادہ یاوہ گوئی اچھی نہین ہوتی اُس دیوانے
نے کہا کہ اے ایرج اگر تو میری اطاعت قبول کرے تو مین تیرے ہاتھ سے شراب پیا کرون ایرج نے کہا کہ تو بکتا کیا ہی
مین تیرا جام عمر لبریز کرنے کو آیا ہون یہ سنکر دیوانہ آگ ہوگیا بولا کہ خیر معلوم ہوا تو میری اطاعت نہ کریگا جو کچھ حربہ
رکھتا ہو لا ایرج نے کہا کہ مین صاحبقران زمان ہون ہرگز پیشدستی نہ کرونگا یہ سنکر اُس دیوانے نے چوبدست ایرج
پر ماری ایرج نے وار اُسکا خالی دیا اور ہاتھ سے اُسکے لپٹ گیا وہ بھی چوبدست چھوڑ کر ایرج سے لپٹ گیا
باہم زورہونے لگے مرکب دونون کے تاب نہ لاسکے آخر کو پیٹ کے بھل بیٹھ گئے وہ دونون کے دونون مرکبون
سے کود پڑے دامن گردان کر اور آستینین چڑھاکر سرگرم تلاش ہوئے باہم کشتی ہونے لگی دو شبانہ روز
متواتر کشتی رہی تیسرے روز ایرج نے لنگر اُسکا توڑ کر سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر دے مارا
اور سینے پر اُسکے چڑھکر توڑا زنجیر فولادی کا کھولکر مشکین اُسکی باندھ لین اور طبل بازگشت بجوا کر پھر اسب لشکر
اپنی اپنی فرودگاہ مین داخل ہوئے تین روز کے تھکنے مین عجب ہی حالت تھی جا جا کر سو سو رہے صبح کو ایرج
آکر بارگاہ مین بیٹھا سالوت دیوانہ کو طلب کیا جب وہ آیا تو ایرج نے اُس سے پوچھا کہ او دیوانے اب
تو میری اطاعت کرنے مین کیا کہتا ہی اُسنے کہا اطاعت کیسی مین آپ کا دین قبول کرنے کو موجود ہون یہ سنکر

ایرج بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ آہنگرون کو بلوا کر قید اسکی کٹوا دو سالوت نے کہا کہ آہنگر کی کیا حاجت ہی فقط آپ کے حکم کی دیر تھی قید ابھی ٹوٹی جاتی ہی یہ کہکر جھٹکا دے کے قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا ایرج نے اُسے خلعت دیکر کل سرداران باختر پر مقدم بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عین نشۂ شراب مین نگاہ سالوت کی لندھور پر جا پڑی پوچھا کہ یہ کون ہین ایرج نے کہا کہ یہ جانشین حمزہ ہین مین انھین مثل اپنے پدر بزرگوار کے جانتا ہون ایسے صادق القول اور شجاع اور دلاور ہوتے کاہیکو ہین بعد اُسکے سالوت اور اہل اِسلام کے حال سے مستفسر ہوا ایرج نے ایک ایک کی مدح و ثنا کی اور بعد اُسکے کہا اے سالوت یہ سب باتین تو ایک طرف مین اس اسد دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا ہون اس دیوانے نے تو مجکو دیوانہ کر دیا سالوت نے کہا پھر خداوند کیا ارشاد ہوتا ہی فقط حکم کی دیر ہی کہیے تو مین ابھی جاکر اُسے گرفتار کر لاؤن ایرج نے کہا اچھا تامل کرو مین اُسے گرفتار کرائے لیتا ہون اور شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ بھائی شاپور اس دیوانے اسد کو تو پکڑ لاؤ شاپور نے کہا بہت اچھا مگر یہ فرمائیے کہ آپ اُسکا کچھ بنا بھی سکین گے مین تو جاکر پکڑ لاؤنگا مگر یہ خیال کر لیجیے کہ نورالدہر موجود ہی اسد ضرور آپ کے پھندے سے چھوٹ جائیگا اور آپ مفت مین بدنام ہونگے یہ سنکر ایرج برہم ہوا اور کہا کہ واہ تم صرف باتین ہی بنانے کے واسطے ہوتے کچھ خاک وصول ہو بھی سکتا ہی شاپور نے کہا کہ حضور مین نے تو خیر خواہانہ التماس کیا تھا آپ مانین یا نہ مانین مجھے اس سے کیا ہی آپ فرماتے ہین مین ابھی جاکر پکڑے لاتا ہون یہ کہکر جانب لشکر نورالدہر روانہ ہوا اسپر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا دیکھا کہ ہرمز تاجدار تخت پر جلوہ فرما ہی نورالدہر دنگل شوکت پر بیٹھا ہی اور سردار بھی اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین ہنگامۂ عیش گرم ہی جام شراب گلرنگ دورے مین ہی ناچ ہو رہا ہی اسد نورالدہر سے کہ رہا ہی کہ بھائی صاحب سنا آپ نے یہ سالوت دیوانہ لقا پرستی چھوڑ کر آفتاب پرست ہوا ہی مگر بھائی صاحب مین اِسے ضرور مار ڈالونگا سارا دیوانہ پن اِسکا نکال دونگا نورالدہر نے کہا کہان بھائی وہ جائیگا کہان شاپور چپکا کھڑا ہوا یہ باتین سنا کیا جب پہر رات گئے دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے اسد بھی مع رفقا باتین کرتا ہوا چلا شاپور یہ دیکھکر پہلے ہی اُسکے خیمے مین لپک کر ہو رہا جب اسد داخل خیمہ ہوا کھانا کھاکر سو رہا بس اُسنے بیہوشی اُڑا کر پہلے خدمتگارون اور خاصبردارون کو بیہوش کیا بعد اُسکے روشنی گل کر کے اسد کو بیہوشی دیکر حلقہ ہائے کمند مین باندھکر پشتارہ بدوش ہو کے خنجر سے نقب کنی کرتا ہوا چلا تھوڑی دور پر جا کے مہرہ نقب کا نکالا میدان صاف پایا بیخوف و خطر پاے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا قضائے کار اتفاقات روزگار داراب کشور کشا کا عیار فتاح کشوری شب ماہ کی سیر دیکھنے کو صحرا مین نکلا تھا اور ٹہل رہا تھا آواز زنگولون کی سنکر خیال کیا کہ کوئی عیار آتا ہی یہ خیال کر کے گوش بر آواز اُسیطرف کو چلا اور اُدھر شاپور نے زنگ کی آواز سنکر آواز دی کہ ارے کون ہی فتاح نے کہا کہ مین ہون فتاح کشوری عیار داراب کشور کشا کا پھر اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی کہا کہ مین شاپور شیر دل ایرج کا عیار ہون فتاح نے کہا شاپور کہانسے آتے ہو شاپور نے کہا کہ مین اسد کو گرفتار کرنے آیا تھا سو اُسے گرفتار کر کے لیے جاتا ہون فتاح نے کہا اے شاپور میرا آقا اس دیوانے کا دشمن جان ہی اسکو مجھے دیدو مین تمھارا بہت ممنون ہونگا شاپور نے کہا کہ اے فتاح میرا آقا ایرج بھی اُسکے خون کا تشنہ ہی مین اسے ایرج کے واسطے لیے جاتا ہون تمھین کیونکر دیدون کمال محنت اور مشقت سے لایا ہون فتاح نے کہا کہ پھر بھائی جسطرح دو گے اُس طرح لین گے شاپور نے کہا کہ تمھاری بھی یہ طاقت جو ہمسے یہ پشتارہ لے سکو گے فتاح نے نیمچہ کھینچا شاپور نے بھی تلوار میان

سے لی لگی شمشیر زنی ہونے قضائے کار اتفاقات روزگار کشمات کشور ہی طلایہ کی گشت پر تھا وہ بھی ہوا کھاتا ہوا
وہان پہونچ گیا دیکھا کہ ایک دو بجلیان چمک رہی ہین اور آواز جھنا کے کی چلی آتی ہی اور اُسکے ہمراہ کوئی دو ہزار
سوار ہین قریب آکر جو دیکھا معلوم ہوا کہ دو شخص باہم لڑ رہے ہین پکارا کہ جلد بتاؤ تم کون لوگ ہو فتاح نے آواز پہچان
کر کہا کہ اے کشمات تم خوب اتفاق سے اسطرف نکل آئے اور بہت اچھے وقت پر آپہونچے یہ شاپور اسد کو لیے
جاتا ہی مین اس سے پشتارہ اسد کا مانگتا ہون یہ کسی طرح نہین دیتا اسی بات پر میرے اسکے نوبت شمشیر زنی آگئی ہی
کشمات نے اپنے لوگون سے کہا کہ ارے جلد اِسے گرفتار کرلو سوار شاپور کے گرفتار کرنے کو بڑھے شاپور نے
جو یہ رنگ دیکھا خیال کیا کہ تو تنہا یہ اسقدر لو اسکا کیا بنائیگا مفت مین گرفتار ہوگا پشتارہ پھینک کر بھاگ چل بس یہ خیال
کرکے پشتارہ کھولکر پھینک دیا کہ لو اسے اور خود بھاگ کر چلتا ہوا فتاح کو تو پشتارے سے غرض تھی شاپور سے تو کوئی
مطلب نہ تھا پشتارہ اُٹھا کر اپنے لشکر مین آیا صبح ہو چکی تھی دربار داراب کا معمور تھا کہ فتاح پشتارہ لیے ہوئے
سامنے آیا داراب کو سلام کیا داراب نے پوچھا کہ فتاح کیا لائے عرض کیا کہ حضور یہ پشتارہ اسد بن کرب
کا ہی شاپور اسے لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لایا داراب یہ سنکر بہت خوش ہوا فتاح کو خلعت و انعام سے ممتاز کیا اور کہا
فتاح اسے ہوش مین تو لاؤ فتاح نے کہا کہ حضور ابھی نہین پہلے اسے اسیر غل و زنجیر کر لیجیے بعد اُسکے اسے ہوش مین
لائیے اسلیے کہ یہ دیوانہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی اگر یون اسے ہوش مین لائیےگا تو معلوم نہین یہ کیا آفت
برپا کر دیگا یہ سنکر داراب نے آہنگرون کو طلب کیا اُسیوقت آہنگر حاضر ہوئے اسد غازی کو اسیر غل و زنجیر
کیا بعد اُسکے فتاح نے فتیلہ رفع بیہوشی دیکر اسد کو ہوشیار کیا اسد کو ہوش آیا اور آنکھ کھولکر جو دیکھا تو اپنے
کو اسیر غل و زنجیر سامنے داراب کے پایا یقین ہوا کہ اسنے تجھے پکڑوا بلایا ہی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی زندہ چھوڑتا ہی
یا نہین مگر ایک نہایت ہی اکڑ تکڑ سے اُٹھکر پکارا کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو بہادر ہو اور آئین شجاعت سے آگاہ ہو
اور نامرد سے کچھ سروکار نہین داراب نے کہا کہ بھلا او دیوانے ارے تو نے کیا کیا حرکتین میرے ساتھ کی ہین مکر و کید
سے بارگاہ سلیمانی مجھسے چھین لیگیا ارے دیوانے تو اتنا نہ سمجھا کہ کاغذ کی ناؤ کب تک چلیگی آج نہ ڈوبیگی کل ڈوبیگی
ترا یہ مکر و کید آخر کب تک چلتا اسد نے کہا او گاذر بچے تو نے بھی تو میرے رفیقون سے بارگاہ چھین لی تھی داراب
نے کہا اچھا یہ تو بتا کہ تو اُسوقت اپنے کو کیونکر پاتا ہی اسد نے کہا کہ جسطرح شیر نر مجمع روباہ مین داراب نے
کہا خوب تو تو شیر نر ہی جو بھاگتا پڑا پھرتا ہی اور مین روباہ ہون جو تجھے پکڑ بلایا خیر بہت اچھا اب تو جو کچھ ہوا
سو ہوا ان باتون سے کوئی فائدہ نہین ہی میری اطاعت اختیار کر تو مین چھوڑ دونگا ورنہ بہت بُری طرح پیش
آؤنگا اسد نے کہا او گاذر بچے بھلا مین تو تیری اطاعت کیا کرونگا لیکن اگر تو میری اطاعت کرے تو مین تجھے
تمام دھوبیون کا افسر کردونگا اور اپنی پوشاک خاص تجھی سے دھلوایا کرونگا بس یہ کلمہ سنکر داراب کو غصہ آگیا
اور اُسیوقت حکم دیا کہ جلد جلاد کو طلب کرو کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار فوراً جلاد کو بلانے گیا لیکن
شاپور شیر دل جو ایرج کے پاس خالی ہاتھ پہونچا تو ایرج نے نہایت ہی تیوری پر بل ڈالی کے کہا کہ بس
روتے ہوئے گئے تھے موے کی خبر لے کے آئے شاپور نے کہا کہ مین آفت ناگہانی کو کیا کرون اپنا کام مین
پورا کر چکا تھا اسد کو لیے آتا تھا کہ راستے مین داراب کے عیار سے مجھسے ملاقات ہوئی وہ پشتارہ اسد
کا مجھسے چھین لیگیا میری اسمین کیا خطا ہی ایرج نے پوچھا کہ خیر یہ کہیے اب اسد کا پشتارہ داراب کے
پاس ہی شاپور نے کہا جی ہان یہ سنکر ایرج اُسی وقت سوار ہوکر یکہ و تنہا لشکر داراب کی جانب چلا شاپور

ساتھ ہولیا مگر اُسوقت ایرج بارگاہ داراب مین پہونچا کہ جلاد اسد کو نطعے پر بٹھا چکا ہی داراب ایرج کو دیکھکر تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پکڑکے برابر بٹھایا اور پوچھا کہ اسوقت آپ نے کسطرح تکلیف فرمائی ایرج نے کہا کہ بھائی اس دیوانے کے ہاتھ سے کلیجا پک گیا ہی مین نے اپنے عیار کو اسکے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا تھا سو وہ پشتارہ اسکا لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ راہ مین تمھارے عیار سے ملاقات ہوئی وہ پشتارہ اسکا چھین لایا مگر خیر مجھے اس امر کا مطلق ملال نہین ہی غرض اسکے مارے جانے سے ہی کہ کسی طرح یہ بلا دفع ہو یہ سنکر داراب نے جلاد سے کہا کہ جلد اسے قتل کر دیر کیون کرتا ہی جلاد نے یہ حکم سنکر اسد سے کہا کہ اب جو کچھ تجھے کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے جو وصیت کرنا ہو کر لے وقت تیرا اخیر ہی اسد نے کہا کہ کیون فضول بک بک کر رہا ہی اپنا کام کر یہ سنکر جلاد تلوار کھینچکر اسد کے سر پر کھڑا ہوا مگر اب حال لشکر نور الدہر کا سنیے کہ جب صبح ہوئی تو خیمۂ اسد مین ایک غلغلہ برپا ہوگیا کہ اسد بستر خواب سے غائب ہوگیا یہ سنکر ضرغام شیر دل نے خیمۂ اسد مین بستر شاپور کا پایا نکر نور الدہر کو مطلع کیا نور الدہر نے یہ سنکر ہرکارون سے حکم دیا کہ جلد خبر لاؤ کہ یہ آفتاب پرست اسد سے کیونکر پیش آیا یہ ہرکارے جایا ہی چاہتے تھے کہ وہ جاسوس جو شاہزادۂ نور الدہر کیطرف سے لشکر داراب مین معین تھے گھبرائے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور آج شب کو شاپور شیر دل ایرج کا عیار اسد کو لیے جاتا تھا اثناے راہ مین فتاح کشوری داراب کا عیار پہونچ گیا اور پشتارہ اسد کا شاپور سے چھین لے گیا اب داراب نے اسد کو زیر تیغ بٹھایا ہی اور ایرج بھی داراب کے پاس آگیا ہی بس یہ سنتے ہی جہان روشن چشمہاے نور الدہر مین تاریک ہوگیا فرمایا کہ خیر ہم ابھی چلتے ہین کیا مجال کسی کی جو ایک رونگٹا بھی اسد کے جسم سے کم کر سکے یہ کہکر اُسیوقت مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکے جانب لشکر داراب روانہ ہوا بگٹٹ گھوڑا اُٹھائے ہوئے چلا جاتا ہی بس آن واحد مین نور الدہر دروازۂ بارگاہ داراب پر پہونچ گیا مگر اُسوقت پہونچا کہ جلاد کو دو حکم مل چکے ہین تیسرے حکم کا منتظر ہی اور اسد پروردگار عالم کیطرف رجوع کیے ہوئے دعا مانگ رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین اور داراب سے کہ رہا ہی کہ اے داراب تو مجھے اس بزاز بچے کے سامنے قتل نہ کر یہ جالے تو مجھے قتل کرنا اور داراب کہ رہا ہی کہ ارے دیوانے مین تجھے ایک دم کی مہلت نہ دونگا کہ یکایک دروازۂ بارگاہ پر غل ہوا اور نور الدہر مع مرکب بارگاہ مین گھس آیا اور بطلب اہل اسلام سلام کرکے جلاد کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جا یہاں سے دور ہو وہ تو فوراً ہٹ گیا نور الدہر نے کہا کہ سبحان اللہ واہ واہ کیا مردانگی ہی اور کیا شجاعت ہی کہ عیار سے پکڑوا کر ارادۂ قتل کرتے ہو اگر بہادری کا دعوی ہی تو میدان مین نکلو لڑ بھڑ کر گرفتار کرو ایرج پکارا کہ اے نور الدہر تمھین بتا فرکہ یہ دیوانہ کونسی بہادری کرتا ہی اور کونسی شجاعت اس سے وقوع مین آئی یہ تو خود بودا اور نامرد ہی کبھی کسی سے سرکھو ہوکر نہین لڑا ہمیشہ چوروں کیطرح شبخون مار مار کے بھاگ جاتا ہی ابھی نور الدہر جواب نہ دینے پایا تھا کہ اسد نے ایرج کو دشنام دی ایرج کو گالی سنکر غصہ آگیا اور سامنے اُسکے ڈالی مین انار رکھے ہوئے تھے اُسمین سے ایک انار اُٹھاکر اسد پر کھینچ مارا کہ وہ اسد کی چھاتی پر لگا بس انار کے لگتے ہی اسد کو بھی غصہ آگیا یا علیؑ ولی کہکے جو ایک جھٹکا دیتا ہی تو ساری قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی بس قید کے ٹوٹتے ہی جلاد کے ہاتھ سے تلوار چھین کر لپک کے ایک ہاتھ ایرج کے رسید کیا کہ پہلو اُسکا زخمی ہوا اور اُدھر سے پلٹ کے ایک ہاتھ داراب پر مارا داراب نے تکیے پر روکا تلوار اسد کی تکیے کو کاٹ کر داراب کے سر پر پڑی کہ کوئی دو اُنگل کا زخم آیا اور یہ دونون جبتک سنبھلے ہی سنبھلین اسد دوڑکر دروازۂ بارگاہ پر آیا مرکب داراب کو قتل کرکے مرکب ایرج پر سوار ہوکے راہی ہوا اور ایرج

نے سنبھلکر نور الدہر سے کہا کہ واہ واہ آپ نے اسد کو آکر شیر دل کر دیا اور چھڑوا دیا کیا کرون مجبور ہون کہ یہ بارگاہ اور لشکر میری بارگاہ اور لشکر نہین اگر آپ میرے یہان آکر میرے ایسے دشمن کو چھڑوا دیتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ ای ایرج اسمین تو شک نہین کہ مین آیا تھا اسد ہی کے چھڑانے کو مگر الحمدللہ کہ مین تمھارا ممنون احسان نہ ہوا وہ آپ ہی سے چھوٹ کر چلا گیا اور بھائی اپنی اور پرائی بارگاہ کیسی تمھارا جہان اور جب جی چاہے میرا سامنا کر لو مین موجود اور مستعد ہون تمھارا مقابلہ کرونگا مین نور الدہر ہون کوئی ایسا ویسا لے بھگو اور بودا نہین ہون کہ بتسے ڈر جاؤنگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر خیر بہت اچھا بہت اچھا سمجھا جائیگا یار زندہ اور صحبت باقی یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ بہتر سمجھ لیجیے گا اور یہ کہکر بارگاہ سے باہر آکے اپنے لشکر کو روانہ ہوا اور ایرج نے داراب سے کہا کہ ای داراب اب مین بھی رخصت ہونگا داراب ایرج کے ساتھ ساتھ دروازۂ بارگاہ پر آیا دیکھا کہ ایرج کا گھوڑا تو ندارد ہے اور اپنا گھوڑا مرا ہوا پڑا ہے کہنے لگا کہ ای ایرج دیکھی تمنے چالاکی اس دیوانے کی بکار خود خوب ہوشیار است یہ کہکر دوسرا گھوڑا منگوا کے ایرج کو دیا اور کہا کہ لیجیے آپ اس گھوڑے پر سوار ہو کے تشریف لیجائیے ایرج داراب سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا مگر اب سنیے کہ اسد غازی گھوڑا اُٹھائے ہوئے چلا آتا تھا کہ یکایک ایک تتق گرد و غبار کا سامنے سے نمایان ہوا اسد اُس گرد کو دیکھکر ٹھہر گیا غرض جب دامن گرد شق ہوا تو دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست سامنے سے چلا آتا ہے اسد غازی خورشید کو دیکھکر اُسکی جانب بڑھا اور خورشید اسد کو دیکھکر اسد کی جانب بڑھا دونون قریب آکر بغلگیر ہوئے لیکن خورشید نے جو اسد کو شمشیر خون آلودہ ہاتھ مین لیے اور گلے مین زنجیر پڑے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ کیون بھائی اسد کیون خیر تو ہے کہا سے آتے ہو اور یہ کیا وضع بنائے ہوئے ہو اسد نے تمام حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ بھائی صاحب بھی تو ظلمات سے واپس آگئے اور یہین فروکش ہین خورشید نے کہا کہ ہان مجھے خوب معلوم ہے بلکہ ہم اور وہ ایک ہی جگہ دو جادوگرنیون کے یہان قید تھے ابھی یہ باتین تمام نہوئی تھین کہ شاہزادۂ نور الدہر بھی گھوڑا اُٹھائے ہوئے آپہونچے خورشید نے سلام کیا نور الدہر نے خیر و عافیت پوچھی اور اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا خیمہ خورشید کا ایک سمت برپا ہوا لوگ خورشید کے اُتر پڑے ہرکارون نے خبر آمد خورشید کی ایرج کو پہونچائی ایرج نے کہا کہ خیر آیا ہے تو آنے دو اگر نیر اعظم کی مدد شامل حال ہوگی تو اِن سب کو مارونگا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر نشۂ شراب مین آکے نقارۂ رزمی بجوا دیا ہرکارون نے یہ خبر تمام لشکرون مین پہونچائی سب جگہ رات بھر نقارہ ہاے رزمی بجا کیے آلات حرب و ضرب درست ہوتے رہے علی الصباح پانچون لشکر صف آراے میدان قتال ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال سالوت دیوانہ ایرج سے اجازت لیکر میدان مین آیا پہلے خوب برچھے کے ہاتھ نکالے خوب گینڈے کو جولان کیا بعد اُسکے مبارز طلب ہوا لشکر نور الدہر سے ثمود عاد ہرمز تاجدار سے اجازت لیکر مقابل سالوت ہوا سالوت نے جو دیکھا کہ عجیب الخلقت شخص ایک سو چالیس ارنج کا قد سامنے آکھڑا ہوا بس زہرہ اُسکا آب ہو گیا اور ایک چیخ مارکر سامنے سے بھاگ گیا ثمود عاد ہر چند چلاتا رہا کہ ارے ٹھہر تو سہی مگر یہ کب سنتا ہے بے تحاشا بھاگا ہوا چلا جاتا ہے تا اینکہ ایرج کے پاس پہونچکر دم لیا ایرج نے جو اسے بوکھلائے ہوئے اور سانس پھولی ہوئی دیکھا بہت برہم ہوا اور کہا کہ اگر تو ایسا ہی ڈرپوک ہے تو میدان مین کیون گیا تھا اُسنے کہا کہ مین آدمیون سے لڑنے گیا تھا یا دیوؤن سے ای زبدۂ آفتاب پرستان یہ شخص جو میرے مقابلے کو نکلا تھا یہ آدمی کا ہیکل ہے ایک دیو کا دیو ہے دیو سے لڑنا میرا کام نہین ہے اگر آدمی ہوتا تو مین اُس سے لڑتا کہ اسی اثنا مین

ثمود عاد نے مبارز طلب کیا طرماسپ بن طہماس مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر مقابل ثمود عاد ہوا بعد تگاورزنی کے نیزہ بازی ہوئی طرماسپ نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ثمود عاد نے چوبدست ماری طرماسپ نے چوبدست اُسکی ساطور سے قلم کرکے وہی ساطور جو ثمود عاد کے مارتا ہو تو سپر کو قلم کرکے سر پر بیٹھا کوئی دو اُنگل سر مین دراآیا ثمود عاد نے دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر نکل گیا مگر چادر خون کی جاری ہوئی ثمود عاد کو غش آگیا طرماسپ نے پھر مبارز طلب کیا عاد بن ثمود نے مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا پھر طرماسپ نے مبارز طلب کیا اقیاش کشیدہ رو اور بقیاش کشیدہ رو نے یکے بعد دیگرے مقابلہ کیا وہ بھی گھائل ہوئے جب شام ہوئی تو ہر ایک لشکر مین طبل بازگشت بجا سب کے سب اپنی اپنی فرودگاہون کو واپس آئے اور پھر طبل جنگ بجانے کا حکم دیا رات بھر ہر ایک لشکر مین نقارۂ رزمی بجا کیا جنگ کی تیاری ہوتی رہی آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند رہی علے الصباح پھر سب لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے اُس روز طرماسپ اور طہماس سے مقابلہ ہوا بعد تگاورزنی کے طرماسپ نے طہماس کو سلام کیا اور کہا کہ ای پدر بزرگوار آپکو جو عشق نورالدہر کا سودا ہو گیا ہی اُسے دور کیجیے دماغ کو درست کیجیے اپنے دین قدیم پر پھر قائم ہو جیے زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے پاس چلے چلیے دیکھیے تو کہ وہ آپ کی کیسی تعظیم و تکریم کرتا ہی اور کسطرح آپ کے ساتھ پیش آتا ہی اب تو وہ جوش جوانی بھی آپ کا باقی نہ رہا سن آپ کا کیا کا کیا ہوا اس واہیات و خرافات کو چھوڑیے اس عشق خانہ خراب سے منہ موڑیے بدنامی کو دفع کیجیے زبدۂ آفتاب پرستان کے پاس چلکر خلعت و انعام لیجیے غرض بہت کچھ سمجھایا جب دیکھا کہ کوئی بات میری پذیرا نہین ہوئی تو کہا کہ اب جو کچھ مجھے سمجھانا تھا سمجھا چکا اب بھی اگر نہ مانا تو یہ یاد رکھو کہ مشکین باندھکر تمکو پکڑ لیجاؤنگا اور جبتک یہ سودا تمھارے سر سے نہ جائیگا اُسوقت تک تمھین قید رکھونگا یہ سنکر طہماس نے کہا کہ او ناہنجار و بدکردار نالائق روزگار تو اور مجکو سمجھانے آیا ہی مین خوب جانتا ہون تو شیطان کے نطفہ سے پیدا ہوا ہی اسلیے کہ اگر میری صلب سے ہوتا تو تو میری اطاعت کرتا خیر اب جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر معلوم ہوا کہ اب اجل تیرے سر پر کھیل رہی ہی آخر مارا جائیگا اول مارا جائیگا پھر جو کچھ حوصلہ تیرے دل مین ہی وہ کیون باقی رہجائے طرماسپ نے کہا کہ بہت اچھا اب دیکھین اجل ہمارے سر پر کھیل رہی ہی یا تمھارے سر پر لاؤ جو حربہ تمھارے پاس ہو طہماس نے کہا کہ ہمیشہ ستی ہمارا دستور نہین ہی پہلے تو اپنا حربہ کرلے پھر ہم بھی دیکھ لینگے طرماسپ نے کہا کہ خیر ہمارا دستور تو ہی اور خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا طہماس نے وار اُسکا رد کیا بس اب کیا تھا لگی نیزہ بازی ہونے کوئی چار گھڑی کی نیزہ بازی مین طہماس نے سنان نیزہ طرماسپ کی نکال دی اور نیزہ بھی اُسکا پرچھے پرچھے کر دیا بس طرماسپ آگ ہو گیا دوڑ کر ساڑھے سات سو من کا گرز ارابے پر سے اُٹھا کے خبردار خبردار کہکر طہماس پر مارا طہماس نے گرز اُسکا رد کرکے اپنا گرز مارا طرماسپ نے وار گرز کا رد کیا غرض تین پہر کامل گرز بازی ہوا کی جب اُس سے بھی کچھ نہوا تو ساطور بازی شروع ہوئی بس ایک مقام پر طہماس نے چاہا کہ ساطور طرماسپ کا چھین لے بس گینڈے کو اشارہ کیا کہ زیر بغل جا رہے گینڈا جو آگے بڑھتا ہی تو پانون اُسکا موش خانے مین جاتا رہا اور وہ جھک گیا گینڈے کے جھکنے سے جو طہماس کے سر کو ہکا پہونچتا ہی تو خود طہماس کے سر سے گر گیا بس طرماسپ نے اس موقع کو مغتنم جانکر جو ایک وار دودستی ساطور کا کیا تو خوب ہی کاری زخم آیا قریب تھا کہ یہ دم سے گزر جائے بس طہماس نے بہت جلد دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر نکل گیا مگر چادر خون کی سر سے جاری

ہوئی طہماس کو غش آگیا لوگ آکر طہماس کو اُٹھا لیگئے چونکہ دِن کم رہگیا تھا اس سبب سے طرماسپ طبل بازگشت
بجواکر پھر گیا نور الدہر طہماس کو لیے ہوئے داخل خیمہ ہوا جراح کو بلواکر ٹانکے لگوا دئے کہ اسی اثنا مین
پھر ہر کارون نے آکر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین طبل جنگ بجا دیا گیا فرمایا کہ کیا پرواہ ہی خداے ما بزرگ است
ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجوادو اُسی وقت لشکر نور الدہر مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی قصہ مختصر شب
بھر سامان جنگ رہا صبح کو شب لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے لشکر ایرج سے طرماسپ بن طہماس
مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر آگے بڑھا اور میدان مین آکر مبارز طلب کیا اُدھر سے نور چشم
مومنان روشنی بخش دیدۂ مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان شاہزادۂ بدیع الزمان صاحبقران
بن صاحبقران زمان نور الدہر عالی شان مرکب پری پیکر کو چمکاکر ہرمز تاجدار سے اجازت لیکر مقابل
طرماسپ ہوا پہلے آنے کے ساتھ ہی تلوار زنی ہوئی کہ کوئی تین چار قدم مرکب شاہزادے کا پیچھے ہٹا
اور کوئی چھ سات قدم مرکب طرماسپ کا پسپا ہوا بس مارکر تجک مسلکر رانون مین بھیر کر گینڈے کو طرماسپ
نے شاہزادے کا سامنا کیا اور پکارا کہ اے نور الدہر بہتر یہ ہی کہ دین آفتاب پرستی اختیار کر اور زبدۂ
آفتاب پرستان کی خدمت مین چلکر اطاعت اُسکی اختیار کر ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دیکھا تو نے کہ کل
مین نے طہماس سے زبردست کی کیا حالت کردی نور الدہر نے یہ سنکر آواز دی کہ او کافر بدکیش
ناعاقبت اندیش تو میرے ایک ملازم کی اولاد ہی بہتر یہ ہی کہ اس خودسری کو چھوڑ کر میری رکاب کو بوسہ
دے دین آفتاب پرستی کو ترک کر مذہب حق شریعت غرے اسلامیہ کا مطیع و منقاد ہو مثل تیرے باپ
طہماس کے تیری بھی عزت کیجائیگی طرماسپ نے کہا کہ باپ تو میرا تجھپر عاشق ہوگیا ہی اس سبب سے تیرا
مطیع ہوا ورنہ وہ تیرے پاس آتا ہی کیون اور مجھے تیری اطاعت کرنے کی کیا وجہ ہی اگر مین بھی تجھپر عاشق
ہوتا تو مین بھی تیری اطاعت کرتا نور الدہر کو یہ سنکر غصہ آگیا فرمایا کہ بس خاموش رہ ورنہ زبان گدی سے
کھینچ لیجائیگی اگر تجکو جنگ ہی کی ہوس ہی تو لا حربہ اپنا طرماسپ نے یہ سنکر خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا
شاہزادے نے وار اُسکا روک کے چند ہی طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کردیا طرماسپ نے خشمناک ہوکر
ساطور اُٹھایا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب ساطور اُسکا قریب آیا سپر کو چھوڑ کے پنجۂ یلی کو
دراز کرکے قصد کیا کہ ساطور کو چھین لے اور قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا لیکن ممکن نہوا زور کشمکش ہونے لگے لنگر جو
مارے تو مرکب پیٹ کے بل بیٹھ گئے دونون کے دونون مرکبون سے کود کر دامنون کو گردان کر آستینون
کو چڑھاکر باہم مصارعت کرنے لگے ایرج نے یہ رنگ دیکھکر لاہوت شاہ سے کہا کہ مجھے اب طرماسپ
کے غالب ہونے کی امید جاتی رہی نور الدہر بلاے بے درمان سر برآوردۂ لشکر صاحبقران ہی
لاہوت شاہ نے کہا کہ اے ایرج نوجوان تم گھبراؤ نہین دیکھو تو ہوتا کیا ہی طرماسپ کیا کسی سے
کم ہی قصہ مختصر دو شبانہ روز متواتر کشتی رہی تیسرے دِن دو گھڑی دن رہے شاہزادے نے لنگر طرماسپ
کا توڑ کر زمین سے اُٹھالیا اور بالاے سر چرخ دے کر زمین پر دے پٹکا کہ چار و ناچار شانے چت گرا طرماسپ
چاہتا تھا کہ سنبھلے مگر شاہزادے نے ایک ٹھوکر ماری کہ غش ہوگیا بس نور الدہر نے جھٹ اُسکی
چھاتی پر چڑھ کے مشکین باندھ لین اور طبل بازگشت بجواکر اپنے لشکر کو لیکر مراجعت کی اور داخل بارگاہ
ہوکر حکم دیا اِسے قید کرو کل اسکا دیوان کیا جائیگا بعد اُسکے پھر نقارۂ رزمی بجوادیا حکم تیاری جنگ کا دیا

شب بھر تیاری رہی صبح کو سب لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے نورالدہر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ایرج نوجوان نورالدہر کے مقابلے کو جایا ہی چاہتا تھا کہ داراب نے سبقت کی اور مرکب کو بڑھا کر مقابل نورالدہر ہوا بعد لگاورنی کے نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی چار گھڑی کے بعد جب سنانین نیزون کی ناکارہ ہوگئین تو گرز بازی شروع ہوئی جب اسمین بھی ایک دوسرے پر غالب نہوا تو تلوارین کھینچ لین اور برابر سے شمشیر زنی کرنے لگے اب یہ عالم ہی کہ گویا دو بجلیان کوند رہی ہین کبھی یہ وار کرتا ہی وہ روکتا ہی کبھی وہ ہاتھ مارتا ہی اور یہ روکتا ہی چار گھڑی تک یونہین تلوار چلا کی آخرکار ایک مرتبہ نورالدہر نے کمر بتا کر جو سر پہ ہاتھ مارا تو گوشہ سپر کٹ گئے تلوار داراب کے سر پر پڑی کہ تا دوابرو اُتر گئی دستانہ مارنے سے تلوار تو جھنا کر نکل گئی مگر چادر خون کی داراب کے سر سے جاری ہوئی او غشی طاری ہوا لوگ آکر داراب کو اُٹھا لے گئے نورالدہر طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر کو گیا اور فوج داراب وغیرہ کی اپنی اپنی آرامگاہ کو گئی اُدھر داراب کے زخم کا علاج شروع ہوا جراح حاضر ہوئے زخم مین ٹانکے لگائے مرہم پٹی کی اور اُدھر نورج ماہ پرست نے جو خبر زخمداری داراب کی سنی تو وہ عیادت داراب کے لیے روانہ ہوا کشور شاہ نورج کے استقبال کے لیے لشکر سے باہر نکلا بارگاہ مین لاکر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا کہ اس عرصہ مین داراب کو بھی ہوش آیا نورج نے صاحب سلامت کی بعد مزاج پرسی کے داراب نے کہا کہ ہان بھائی ایک زخم میرے سر پر آگیا ہی ورنہ مین ہیرہ حمزہ کو ضرور گرفتار کر لاتا نورج نے کہا کہ تم مطمئن رہو کل نورالدہر سے ہم مقابلہ کرینگے اور اُسے باندھ لائینگے اور تمھارا عوض لینگے داراب نے ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ بھائی آرزو تو یہ ہی کہ مین خود ہی اچھا ہوکر نورالدہر سے عوض لون نورج نے کہا کہ بھائی گھبراؤ نہین اچھے ہو جاؤ گے بڑے بڑے بہادر زخمی ہو ہو گئے ہین زخمدار ہو جانے سے کیا کسی کی شجاعت مین بھی فرق آجاتا ہی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ مالک اژدر نے آہ سرد کھینچکر کہا کہ افسوس صد ہزار افسوس کئی مرتبہ فوج و لشکر لیکر آئے اور بےنیل مرام واپس گئے کچھ نہو سکا لندھور سے اور مجھسے ہمیشہ یہی ہمچشمی ہی مگر کبھی وہ مجھسے برابری نہین کر سکا اب وہ ہندی ایرج کے ہمراہ ہو لیا ہی اور ایرج نے اُسے بڑی ہی شان و شوکت دے رکھی ہی لندھور نے اُسے ملک گیر بنایا ہی اور وہ صاحبقرانی کا دعوے کرتا ہی کتنے ملک ایرج نے اپنے قبضے مین کر لیے ہین اور کتنے ہی ملکون سے خراج لیتا ہی مگر افسوس ہم کچھ نہ کر سکے یہ کہکر رونے لگا داراب اُسکے ساتھ اشکبار ہوکر کہنے لگا کہ ہان ای مالک سچ کہتے ہو اب ایرج کا ہمسر سوائے نورالدہر کے اور کوئی نہین ہی اور کوئی شخص تنہا اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا بہتر یہ ہی کہ اب ہم تم یکجا ہو جائین اور آپس مین دست بیع ہوکر بہ مشورہ باہمی تمام امور کو انجام دین داراب نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی ہمنے تمسے بیعت کی اور عہد کیا کہ بغیر مشورہ کوئی کام نہ کرینگے ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ لشکر ایرج اور نورالدہر مین طبل جنگ بجنے کی خبر معلوم ہوئی نورج داراب سے رخصت ہوکر اپنے خیمہ مین آیا اور اِسنے بھی طبل جنگ بجوایا شب بھر ہر ایک لشکر مین تیاری رہی صبح کو پانچون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال و نقابت نقبائے بلند آواز لوگ دیکھنے لگے کہ دیکھین میدان کارزار مین کون نکلتا ہی کہ یکایک علم آفتاب پیکر جلوہ گری پہ آئے ایرج مالک بن ملکوت سے

اجازت لیکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا نورالدہر ایرج کے مقابلہ کو جایا ہی چاہتا تھا کہ تورج ماہ پرست
نے سبقت کی اور مرکب بڑھا کے مقابل ایرج ہوا بعد تکاورزنی کے نیزہ بازی ہوئی ایرج نے سنان نیزہ
تورج کی نکال دی ڈانڈ پر ڈانڈ لگی نیزون کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گئے تورج نے تلوار ماری ایرج نے
تلوار اُسکی رد کرکے اپنا وار کیا اُسنے بھی پشت شمشیر سے وار اُسکا رد کیا غرض چار پہر دن تلوار چلا کی قریب
شام تورج ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا ایرج طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر کو پھرا تورج کو لوگ تورج
کے خیمہ مین لے آئے جراح کو بلوا کر ٹانکے دلوائے داراب کشور کشا تورج کی عیادت کو آیا یعقول
شاہ استقبال کرکے لے گیا اور جائے صدر پر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا صحبت رقص و غنا برپا ہوئی
داراب نے کہا کہ ای تورج دیکھا تمنے مین نورالدہر کے ہاتھ سے زخمی ہوا تمکو فلک نے اس تاجربچے
سے مجروح کروایا مگر خیر اچھا ہو لون تو سمجھونگا اور مالک اژدر بھی داراب کے ساتھ آیا ہو وہ بھی
بیٹھا ہوا ہی اور کہہ رہا کہ کل مین سامنا کرونگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ اس اثنا مین چوبدار نے آکر عرض کیا
کہ ملک کشور یہ سے عیار نامہ لیکر آیا ہی داراب نے حکم دیا کہ بلاؤ غرض وہ عیار اندر آیا سلام کیا نامہ
داراب کے ہاتھ مین دیا داراب نے ہاتھ مین لے لیا لفافہ چاک کرکے پڑھا مضمون سے واقف ہوا کہا ای
تورج مین اب ملک کشور یہ کو جاؤنگا ٹھہر نہین سکتا تورج نے کہا کہ فرمائیے تو کیا لکھا ہی خیر تو ہی فرمایا کہ ای تورج
ہمارے شہر سے قریب ایک پہاڑ ہی فرامرزکوہ اُسکے پاس ایک ملک قیامت نگار ہی قیامت شاہ وہان کا
شہریار ہی بیٹا اُسکا صور بن قیامت اُسکا سپہ سالار ہی بلا کا زبردست ہی اندنون مین شہر کشور یہ کو خالی پاکر چاہتے
ہین کہ اسے خراب کرین تو مین جاکر اُنکو سزا دونگا مجھے جانا ضرور ہی تورج بولا بھائی مین بھی ساتھ چلونگا غرض
داراب اور تورج دونون اپنے اپنے لشکرون کو ساتھ لیکر شہر کشور یہ کو روانہ ہوئے نورالدہر بارگاہ
مین بیٹھا تھا کہ طہماس بن عنقویل دیو پرور کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے آہ سرد کھینچی نورالدہر
نے پوچھا کہ ای طہماس خیر باشد کیون روتے ہو طہماس نے کہا کہ شہریارا اس ناہنجار طرماسپ کے
ہاتھ سے فلک نے ذلیل کروایا کہ اگر میرے ہاتھ آئے تو بغیر مارے نہ چھوڑون نورالدہر نے کہا کہ بھئی آدمی
کا زخمی ہو جانا کچھ شجاعت مین فرق نہین لاتا اور خیر مین طرماسپ کو بلواتا ہون جو چاہو سو کرو غرض نورالدہر
نے حکم دیا کہ لاؤ تو طرماسپ کو زندانخانے سے اُسی وقت طرماسپ کو لائے اُسنے بطریق دین آفتاب پرستی
سلام کیا نورالدہر بہت آزردہ ہوا کہا ای طرماسپ اس جہالت کو ترک کر اور دین اسلام قبول کر باپ
تیرا میری جان ہی تو تمکو جان جان سمجھونگا اُسنے جواب دیا ایرج چشم چراغ میرا ہی ہزار جان میری اُسکے
اوپر سے فدا ہی مین جان دونگا مگر پرستش نیر اعظم نہ چھوڑونگا اور رفاقت سے ایرج کی نہ ہاتھ اُٹھاؤنگا
نورالدہر نے کہا ای طرماسپ اپنی جوانی پر رحم کر نہین تو مارا جائیگا طرماسپ پکارا مجکو مارے جانے سے
نہ ڈراؤ اگر ایرج سلامت ہی تو ایک مجھ ایسا نہ ہوا نہوا میرے مارے جانے سے ایرج کے یہان کچھ
کمی نہ ہو جائیگی نورالدہر نے کہا معلوم ہوا پیمانہ تیری عمر کا لبریز ہو چکا ہی ارے بلاؤ جلاد کو چوبدار جلاد کے
لینے کو روانہ ہوا مگر شاپور نے یہ خبر ایرج کو پہونچائی اُسی وقت ایرج سوار ہو کے بارگاہ نورالدہر
مین آیا سلام کیا نورالدہر نے از راہ حلم و مروت تعظیم کی کرسی جواہر نگار پر بٹھایا نورالدہر نے مزاج پرسی
کی سبب آنے کا پوچھا ایرج نے کہا کہ سنا ہی اور آکر آنکھون سے دیکھا کہ طرماسپ کے قتل کرنے کا

ارادہ کیا ہی اسواسطے آیا ہون نور الدہر نے جواب دیا کہ ای ایرج آپ جو یہان تشریف لائے ہین تو کچھ دریافت بھی کیا آپ نے یا یہان آکر آپ نے کچھ اپنی آنکھ سے بھی دیکھا کہ ہمارے یہان کا یہ دستور ہی کہ جسے ہم زیر کرتے ہین اُس سے کہتے ہین کہ اسلام اختیار کر اگر اُسنے دین ہمارا قبول کیا تو بہتر نہین تو اُسے مار ڈالتے ہین ایرج نے کہا کہ طرماسپ کو قتل کرنے سے کیا فائدہ ہی ابھی تو میرے آپ کے لڑائی درپیش ہی اگر آپ نے مجھے زیر کیا تو مین مسلمان ہونگا اور طرماسپ بھی اسلام لائیگا اور جو مین آپ پر غالب ہوا تو آپ میرے دین کو اختیار کرین اب میری خاطر سے طرماسپ کے قتل سے باز رہیے یہ کہنا تھا کہ اسد نے کھنکھار کر تھوکا اور کہا کہ سبحان اللہ پاجیون کو بھی دِن لگے ہین کہ شاہزادون کی برابری کرتے ہین یہ نہین جانتے کہ ہم کون ہین اور دوسرا کون ہی آدمی کو لازم ہی کہ اصل اپنی نہ بھولے ہمت نہ بھولے بحد گلیم پایہ سرو پا دراز کردن ایرج یہ کلمے سنکر پکارا کہ او دیوانے کیون تیری شامت آئی ہی مین نور الدہر کا پاس کرتا ہون نہین تو تجکو سزا دیتا اسد پکارا او بزاز بچے تو مجکو کیا سزا دیگا اور تلوار کھینچکر دوڑا نور الدہر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ کیا حرکتین ہین اپنے گھر آئے کا بھی خیال نہین کرتے اور ایرج سے کہا آپ جائیے مین طرماسپ کو نہ قتل کرونگا اور حکم دیا کہ طرماسپ کو زندانخانہ مین لیجاؤ ایرج اُٹھ کھڑا ہوا نور الدہر سے رخصت ہو کر چلا گیا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب اگر آپ روک نہ لین تو آج زندہ ایرج کو نہ چھوڑتا اور یہ تو کہیے آپ نے طرماسپ کو کیون چھوڑ دیا نور الدہر نے کان مین اسد کے کہا کہ طماس کا بھی تو مجھے منہ ہی ہزار وہ کہتا ہی کہ ایسا فرزند نالائق ہوا بھلا مگر پھر وہ پارہ جگر ہی مین طرماسپ کو قتل نہ کرتا یہ مفت کا احسان میرا ایرج پر ہوا اسد خاموش ہو رہا پھر کہا کہ بھائی صاحب آپ نے غضب کیا کہ ایرج کو زندہ جانے دیا اس پاجی کو مار لینا تھا کہ فساد جاتا رہتا نور الدہر بولا کہ یہ نامردی مین کیونکر گوارہ کرتا کہ وہ تو میرے گھر مین آیا تھا مین اُسکو مار ڈالتا خورشید ستارہ پرست بیٹھا ہوا تھا اُسنے بھی یہ گفتگو سنی اسد سے کہا کہ سچ ہی شاہزادہ نور الدہر سے ایسا امر کبھی ہوتا اور ابھی نور الدہر ایرج کو میدان مین سے پکڑ لائینگے وہ جائیگا کہان یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر مین ایرج کے طبل جنگ بجا ہی نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ کوس حربی بجے خورشید اپنے لشکر مین آیا وہان بھی نقارہ گڑگڑایا رات بھر تیاری سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہوئے ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا جب گرد نزدیک آکر شق ہوئی تو دیکھا کہ نقابدار سفید پوش چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا اور آکر صف باندھکر کھڑا ہوا جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو ایرج نے جو نقابدار کو دیکھا کہا کہ یہ بھی ہماری جان کا وبال آیا ہی سب سے پیشتر نقابدار نے مرکب کو جھکایا عرصۂ کارزار مین آکر مبارز طلب کیا ایرج بھی اُس سے ہم تگاور ہوا بعد از تگاور زنی کے ایرج بولا کہ ای نقابدار تو کون ہی کہان سے آیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ملک الموت میرا نام ہی کفار کی روح قبض کرنے کو آیا ہون ایرج نے کہا کہ تو زبان دراز بہت ہی معلوم ہو جائیگا کہ کون کسکی قبض روح کرتا ہی لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو نقابدار بولا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ایرج نے ہنسکر کہا کہ مین سبقت کرونگا اور نیزہ اُٹھا کر نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر لیا غرض لگی نیزہ بازی ہونے تین سو طعن رد و بدل ہوئی بس ایک مقام پر نیزہ ایرج نے نقابدار کا گانٹھ کر جو تھپیڑا مارا صاف نقابدار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بس روز روشن نگاہ مین نقابدار

کی تیرہ ہو گیا تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار
نزدیک آئی سپر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا پنجۂ پیلی دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار پہٹ پڑی
بس قبضے پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لے ممکن نہوا زور ہا کشمکش کے ہونے لگے لنگر جو مارے
گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے صیحہ کرنے لگے آخر کار دونون پیادہ ہوئے سپر اور تلوار ہاتھ سے رکھکر زور آزمائی پر آمادہ
ہوئے ایک دوسرے پر دوڑا کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہوئے دونون طرف سے روغنی
آئی میدان روشن ہو گیا تمام لشکری کمرین کھول کھولکر زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھ گئے میلہ سا ہو گیا غرض چھ شبانہ روز
کشتی رہی ساتوین روز ایرج نے لنگر توڑا سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر سوار ہو کر زنجیر فولادی
سے مشکین اُسکی باندھ لین اور طبل بازگشت بجوا کر پھر اپنے لشکر مین آیا نقابدار کو بستۂ غل و زنجیر کر کے زندانخانہ
مین بھجوایا بعد اُسکے کچھ کھانا کھا کر آرام کیا دوسرے روز آکر بارگاہ مین بیٹھا تمام سردار جمع ہوئے مالک بن
ملکوت تخت پر متمکن ہوا لاہوت شاہ وغیرہ سب جمع ہوئے لندھور بھی آکر مع رفقا موجود ہوا ایرج نے
حکم دیا کہ لاؤ نقابدار کو چوبدار نقابدار کو لیکر آئے نقابدار نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے
جواب سلام کا دیا ایرج نے کرسی منگوا کر بچھادی نقابدار کرسی پر بیٹھا ایرج نے پوچھا ای نقابدار حال
اپنا بیان کرو کہ تم کون ہو نقابدار نے جواب دیا کہ اگر خدا مجکو نام دیتا تو نام اپنا مین بیان کرتا فلک نے مجھ
ایسے سفلے سے مجکو ذلیل کروایا اب مین اپنا نام کیا بتاؤن کہ کون ہون اور اگر اپنا نام بتاؤن تو باپ کے نام
کو بھی ذلیل کرون ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب اسکے منہ پر سے اُٹھا شاپور نے بند نقاب کا توڑا
دیکھا کہ آفتاب چمکا کرشمۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہو گئی اور خال سبز رگ ہاشمی سب علامتین اولاد
ابراہیمی کی چہرے سے ظاہر تھین ایرج نے لندھور سے پوچھا کہ ای دارائے ہند تم اسے پہچانتے ہو
لندھور نے کہا کہ مین نے انھین شہر عدن مین کوئی دو برس کا دیکھا تھا نام مجکو یاد نہین الا یہ جانتا ہون کہ میرے
آقا کے دل و جان ہین جگر گوشۂ حمزۂ صاحبقران ہین اور کہا کہ صاحبزادے آپ اپنا منہ کیون چھپاتے ہین
کچھ حال بیان کیجیے اُسوقت کہا نام میرا سعید عدنی ہی ماں میری بلقیس عدنی قارن عدنی کی بیٹی ہی
ایرج نے پوچھا کہ مین نے تمکو کیونکر گرفتار کیا کہا بقوت پہلوانی ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار
کرو سعید بولا ہزار ہزار لعنت ہی آفتاب پرستی پر ایرج نے کہا کہ اچھا دین نہین قبول کرتے ہو تو مجھے
دست بیع ہو وہ بولا جان دونگا بیعت نہ کرونگا ایرج چپ ہو رہا اور اپنے دل مین سوچا کہ جو تو اسکے
قتل کا ارادہ کرتا ہی تو لندھور مانع ہوگا کہ تین روز کی مہلت دو اور اگر زندانخانہ مین بھیجتا ہی تو اور
کوئی آکر اُسے چھڑا لے گیا تو مفت ہاتھ سے گیا بہتر یہ ہی کہ اسے تو نور الدہر کو دیدے اور طرماسپ کو لیلے
لندھور نے کہا ای ایرج نوجوان آپ سعید کو میرے حوالے کیجیے کہ مین پھر سمجھا لونگا پھر آپکو اختیار ہی
ایرج نے کہا کہ آپکے فرمانے سے قتل نہ کرونگا مین نے انکے چھوڑ دینے کی تدبیر لگائی ہی آپ چپکے تماشا دیکھے اور پھر
اُس سے کہا کہ تم نور الدہر کے پاس جاؤ میری طرف سے کہو کہ آپ طرماسپ کو چھوڑ دین مین سعید عدنی کو
چھوڑ دون پھر اُسنے عرض کیا کہ اسد دیوانہ میرا دشمن ہی مجھے مار ڈالیگا مین نہ جاؤنگا ایرج ہنسکر چپ ہو رہا
قارن قمر بین کے ہاتھ پیام بھیجا یہان نور الدہر سے ہرکارون نے مفصل آکر سب حال بیان کیا کہ وہ
نقابدار پسر حمزۂ صاحبقران ہی سعید عدنی اُسکا نام ہی بلقیس عدنی اُسکی ماں ہی ایرج نے سوال

کیا تھا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کر اُسنے انکار کیا پھر کہا بیعت میری قبول کر اسکا بھی نہ اقرار کیا انجام کار ایرج نے یہ صورت ٹھہرائی ہی کہ معاوضہ کیجیے سعید عدنی کو آپکی خدمت مین بھجوا دیجیے اور طرماسپ کو منگوا لیجیے سواے شہریار ایرج کا فرستادہ آتا ہی اور سعید عدنی کو بھی ہمراہ لاتا ہی نورالدہر کو یہ حال سنکر پہلے تو کمال رنج ہوا کہ فلک نے سعید عدنی کو ایرج سے زیر کروایا پھر جب یہ معلوم ہوا کہ اُسے ایرج نے یہان بھیجدیا تو شکر خدا بجالایا کہ اس اثنا مین نورالدہر کے پاس قارن پہونچا سلام کیا ایرج کا پیغام دیا شاہزادے نے کہا کیا مضائقہ ہی اور کہا سعید عدنی کو لو اور طرماسپ کو قارن کے حوالے کرو غرض اُسیوقت طرماسپ کو بھی زندانخانہ سے بلوا کر قارن کے ساتھ کر دیا وہ ہمراہ اُسکو لیکر روانہ ہوا نورالدہر نے سعید کو بلا کر گلے سے لگایا اور کہا کہ آفتاب پرست بہت زبردست ہی تمھین اُس سے مقابلہ نہ کرنا تھا سعید بولا خیر اب تو جو ہوا سو ہوا اس ذکر کو جانے دیجیے لیکن اُدھر طرماسپ نے آکر ایرج کی قدمبوسی حاصل کی ایرج نے اُسے گلے سے لگایا اور صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا نشۂ شراب مین آکر ایرج نے حکم دیا طبل جنگ بجے اُدھر نورالدہر اور خورشید کے لشکر مین نقارہ بجا رات بھر غلغلہ رہا ہر ایک آلات حرب وضرب درست کیا کیا اور صبح کو مسلح و مکمل ہو کر معرکہ آراے نبرد ہوے صفین آراستہ ہوئین خورشید ستارہ پرست اجازت اختر اختران سے لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا طرماسپ نے سامنا کیا بعد از نگاورزی اور گفتگوے زبانی کے نوبت حرب وضرب کی آئی نیزہ طرماسپ کا ہوائی گیا طرماسپ نے ساطور رابلی پر سے اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر مارا خورشید نے سپر پر روکا کہ پھل تو گذر گیا اور دستہ زبردستی پڑا کہ مرکب خورشید کا تنگ تک زمین مین غرق ہو گیا خورشید کو غش طاری ہوا مگر دونون ہاتھ مانند ستون کے قائم رہے اسمین خلل واقع نہوا تتق گرد مین چھپ گیا کوکب عیار دوڑا گرد گرد کے چرخ مارا اندر گرد کے گھس کر پکارا کہ شہریار ہوش مین آئیے حریف کو جواب دیجیے خورشید کی آنکھ کھل گئی عیار کو کھڑے دیکھا اور سمجھا کہ بچایا تو مجھے خداوند پروین نے اور گھوڑے کو جھکا کر نکالا للکارا کہ او کافر خبردار رہنا اور تلوار کھینچکر طرماسپ پر ماری کہ سپر اور ساطور دونون کو قلم کر کے سر پر پڑی کہ تا دوابرو اُتر گئی طرماسپ نے دستانہ مارا تلوار تو اپنا کام کر کے نکل گئی مگر زخم سے خون جاری ہوا چرخ کھا کر گرا طرماسپ کو لوگ اُٹھا لیگئے خورشید نے پھر مبارز طلب کیا ولیم شباجا نے نکلکر مقابلہ کیا ارہ پشت نہنگ مارا خورشید نے اُسکے وار کو رد کر کے جو تلوار ماری تو ارے کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ زخم کاری لگا ولیم شباجا بیہوش ہو کر گرا خورشید نے پھر مبارز طلب کیا ابکی ایرج مرکب جھکا کر نکلا خورشید اُس سے نگاورزن ہوا مرکب برابر سے پیپا ہوئے ایرج نے کہا ای خورشید تو نے جو بیچ مین دخل دیا اس سے کیا حاصل مجھسے تو سامنا نورالدہر سے ہی خورشید نے کہا کہ مین اپنے ہوتے کبھی نورالدہر کو میدان مین نہ نکلنے دونگا کہ وہ نبیرۂ صاحبقران ہی مجھسے کمال محبت کرتا ہی ایرج نے کہا ای خورشید ان لوگون سے محبت کر کے بہت پچتائیگا بڑا پھل پائیگا یہ بلاے بیدرمان آفت رسیدہ ہین مین انکو خوب جانتا ہون اس نورالدہر نے ایک گوہر نایاب میرے ہاتھ سے کھوا دیا مجکو ورغلان کر عمرو کو میرے پاس سے نکلوا دیا خورشید نے کہا ای ایرج مرو جسکے ساتھ ہوئے ہوئے غرض بعد گفتگوے بسیار رد و بدل بیشمار کے نیزہ بازی ہوئی بعد اُسکے عمود بازی مین بھی کوئی غالب اور مغلوب نہین ہوا نوبت تلوار پر پہونچی تلوار چلنے لگی کوئی دو پہر دن کے قریب گذرا تھا کہ ایک مقام پر خورشید نے جو تلوار ماری سپر کو کاٹ کر ایرج کے سر پر پڑی کہ کوئی چار اُنگل سر تک

درآئی ایرج نے سر پیچھے کھینچا کہ تلوار گھوڑے کی گردن پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوگئی ایرج کود پڑا اور گھوڑے پر سوار ہوا مگر مالک بن ملکوت شاہ نے فوج کو اشارہ کیا کہ ایرج کی کمک کرو تمام فوج دوڑ پڑی اور ادھر خورشید کے لوگ بھی دوڑے جنگ مغلوبہ شروع ہوئی اسد بھی خورشید کی مدد کو آیا خوب تلوار چلی شام تک ایرج بھی لڑا کیا اور جب زخم سے خون بہت جاری ہوا تو غشی طاری ہوا ایرج نے تلوار میان مین کی دونون ہاتھ مرکب کی گردن مین ڈالدیے اور بیہوش ہوگیا مرکب نے جو راکب کو سست پایا عرصہ کارزار سے لیکر جدھر منھ اُٹھا یا نکل گیا یہان جب رات ہوگئی تو طبل بازگشت بجا لشکر اپنے اپنے خیمون کو پھرے مالک ابن ملکوت شاہ نے سب کو دیکھا مگر ایرج کو نہ پایا مضطر اور پریشان ہوا کہا دیکھو تو ایرج کہان ہے اگر اُسکے دشمن مارے جاتے تو حریف کے لشکر مین کمال خوشی ہوتی یا گرفتار ہوتا تو بھی خبر معلوم ہو جاتی ارے لاشون مین ڈھونڈھو ہر چند لاشون کو اُلٹا پلٹا مگر نام ونشان ایرج کا نہ پایا خورشید اور نورالدہر کے لشکر مین تلاش کیا وہان بھی پتا نہ لگا آخر کار لندھور نے کہا کہ زخمی ہوگیا تھا گھوڑا کسی طرف لیکر نکل گیا ہرکارے سانڈنی سوار خبر کے واسطے ہر طرف روانہ کیے اور کہا کہ جو کوئی خبر لائیگا بہت کچھ انعام پائیگا یہان نورالدہر دوسرے دن بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ شہر سے ثمود عاد کے ایلچی نامہ لیے ہوئے آیا ہاتھ مین ثمود کے نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھا نہایت رنجیدہ ہوا شاہزادے نے پوچھا کیا ہے ثمود عاد نے عرض کیا کہ شہر بار بیابان عاق میری مملکت ہے وہان فیل سرون کی چڑھائی ہے وہ چاہتے ہین کہ مجکو مارین لہذا جو شخص میری طرف سے وہان جائے وہ مجھے لکھے بس نورالدہر نے کہا کہ تم بتعجیل تمام یہان سے جاؤ رشیدہ روپون کو بھی ثمود عاد کے ہمراہ کیا قصہ مختصر ثمود عاد اور عاد بن ثمود رشیدہ روپون کو ساتھ لیکر بیابان عاق کو روانہ ہوئے یہان اسد نے نورالدہر سے کہا کہ بھائی صاحب لشکر آفتاب پرستان کا کام تمام کیجیے ایک کو زندہ نہ چھوڑیے نورالدہر نے کہا کہ ابھی ایرج لشکر مین نہین ہے مین لشکر بے سردار سے نہ لڑونگا یہ ننگ اپنے اوپر گوارا نہ کرونگا آداب شجاعت سے بعید ہے اسد بولا بھائی صاحب ایرج قابوچی ہے اُسکو کچھ پاس اور لحاظ ان امور کا نہین دیکھیے ملک ناناجان کا جان کے کس طرح سے برباد کرتا ہے نورالدہر بولا جیسا وہ ہے ویسا مین بھی ہو جاؤن مجھسے کبھی یہ نہوگا اسد مایوس ہوا کہ اسمین خورشید نے کہا کہ ای اسد تم خاطر جمع رکھو مین ان آفتاب پرستون کو زندہ نہ چھوڑونگا اور حکم کیا کہ طبل جنگ بجے جب مالک بن ملکوت شاہ کو خبر ہوئی کہ اسد نے خورشید کو ورغلا کر طبل جنگ بجوایا ہے اُسنے کہا جو مرضی نیر اعظم کی لاہوت شاہ بولا آپ کیون گھبراتے ہین میرے سردار کس دن کے لیے ہین آپ بھی شوق سے نقارۂ جنگ بجوائیے غرض اُسی وقت کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر غلغلہ رہا صبح کو تینون لشکر معرکہ آراے ہوئے صفین آراستہ ہوئین نقیب پکارے کو نسا بہادر ہے کہ نکلے معرکۂ کارزار مین آئے اور ہنر مردی دکھائے اُسی وقت خورشید ستارہ پرست اختر اختران سے اجازت لیکر میدان مین گیا نعرہ کیا کہ ای آفتاب پرستو آؤ میرے مقابلے کو بس نعرے کا ہونا تھا کہ سالوت دلوانہ لاہوت شاہ سے رخصت ہوکر مقابل خورشید ہوا بعد بگاورزنی کے ایک نے دوسرے کو اپنے اپنے دین کی طرف تلقین کی بعد اُسکے سالوت نے نیزہ خورشید پر مارا خورشید نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا سالوت نے غیظ وغضب مین آکر چوب دست ماری خورشید نے تلوار سے چوب دست کے دو ٹکڑے کیے اور اپنا

وار کیا کہ تلوار سپر کو قلم کر کے اُسکے کوئی چار انگل سر مین در آئی سالوت صدمۂ زخم کا متحمل نہو سکا اور غش کھا کر
گرا خورشید نے آواز دی کہ لیجاؤ اسکو اور کسیکو میرے مقابلہ کو بھیجو ایکی تلقاش بن القاش خون آشام گینڈے
کو گجک مار کر میدان مین آیا اور کہا کہ او ستارہ پرست غضب کیا کہ ایسے بہادر کو زخمی کیا کہ جو عدیل و نظیر نہ رکھتا تھا مگر جائیگا
کہان میرے ہاتھ سے دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہون اور تلوار کھینچکر ماری خورشید نے بڑھکر تلوار کو روکا دنبال
سپر پر پڑا اور وار اُسکا رد کر کے اپنی تلوار ماری کہ سپر کو قلم کر کے تا دو ابرو اُتر گئی وہ بھی چرخ کھا کر گرا اشام
تک سرداران لاہوت شاہ مین سے اُنیس جوالون کو زخمی کیا اور رجان سے مار اشام کو طبل بازگشت
بجا مالک بن ملکوت شاہ اور لاہوت شاہ نہایت اُداس فکرمند اور بکمال پریشان پھر کر داخل
لشکر ہوئے اُدھر اسد بن کرب غازی خورشید پر سے زر نثار کرتا ہوا خورشید کو بارگاہ مین لایا خورشید
پوشاک رزمی اُتار کر صحبت مین بیٹھا ناچ ہونے لگا اور شراب چلنے لگی اسد ہزار ہا تعریف خورشید کی کر رہا تھا کہ
بھائی کیا خوب تمنے ان سگ بچون کو سزا دی اب انمین سے ایک کو باقی نہ چھوڑنا خورشید کہہ رہا ہو کہ بھائی ایسا ہی
ہوگا غرض چند میدان داریون مین بہت سے سردار جا کر زخمی کیے اکثر کو جہنم واصل کیا آفتاب پرستون کا جی چھوڑ وا
دیا اب کوئی سردار لشکر لاہوت شاہ مین ایسا نہ رہا کہ خورشید سے سامنا کرے اور خورشید نے پھر طبل جنگ بجوایا
اور صبح کو چاہا کہ میدان مین جائے کہ سعید عدنی طبل جنگ بجوا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اظہر بن مظہر پیل گردن
مقابلے کو آیا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی سعید عدنی نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اظہر نے خشمناک ہو کر بیلچہ مارا
سعید عدنی نے اُسکے بیلچہ کو رد کیا اور تلوار ماری کہ زخم کاری لگا اور کئی سردار مقابل سعید عدنی ہوئے
وہ بھی زخمی ہوئے اُدھر کو اسد میدان مین آکر للکارا کہ بہزاد مرتد میرے مقابلے کو آئے مالک بن ملکوت شاہ
نے بہزاد سے کہا کہ جاؤ اسد تمھین بلاتا ہی اُسنے کہا یہ دیوانہ مجھے مار ڈالیگا مین دیدار سے ایرج نوجوان کے
محروم رہونگا مین نہ جاؤنگا آخر کو عوجان دریا باری مقابلے کو آیا اسد نے عوجان سے کہا کہ وہ بہزاد
نہ نکلا تجکو اپنے اوپر سے تیل ماش اُتارنا چاہیے عوجان بولا کہ او دیو اسنے قضا تیری دامنگیر ہوئی کہان جائیگا
میرے ہاتھ سے اسد بولا او مادر بخطا دیکھ آج تیرا کیا حال کرتا ہون غرض عوجان نے برچھا مارا اسد نے
نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اسد نے بفنون سپہ گری تلوار اُسکی پٹ کر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا زور
ہونے لگے مرکبون سے کود کے کشتی ہونے لگی شام کو اسد نے لیکر عوجان کا لنگر توڑ کر زمین پر پٹک دیا
اور دوڑ کر مشکین باندھ لے گیا سب حیران رہگئے اور کہا کہ میان اسے کمزور کون کہتا ہو یہ تو بڑا زبردست ہی
وقت شب طبل بازگشت بجا تمام لشکر پھر گئے خورشید نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان مین آیا مبارز طلب
کیا طوفان بن سماک اژدر گیر مقابل ہوا بعد نیزہ بازی کے تلوار چلی خورشید کے ہاتھ سے گھائل ہوا
ولیم شباط نے سامنا کیا ارہ بہشت ننگ مارا خورشید نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر گرزہ چھین لیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا
کبھی یہ اُسے ریل لیجاتا ہی اور کبھی وہ اسے ریل دیتا ہی شام تک کشتی رہی غرض خورشید نے لنگر اُسکا توڑ کر زمین پر
پھینکدیا اور مشکین باندھ کر لیگیا جب دیکھا مالک بن ملکوت نے کہ کتنے سردار مارے گئے اور کتنے اسیر ہوئے
اب کوئی نہ رہا کہ میدان مین آکر لڑے لندھور کی خدمت مین آیا اور کہا کہ ای رستم زمان آپ نے دیکھا کہ ایرج کی
تو کچھ خبر معلوم نہین ہوتی کہ کیا ہوا اور کہان گیا سردار دن مین کوئی لڑنے والا باقی نہین اب آپ دستگیری کیجیے لندھور
نے کہا کہ ای مالک مین تمھاری طرف ہو کر نورالدہر سے ہرگز نہ لڑونگا اسکے کئی سبب ہین ایک یہ کہ ہمیشہ مین

طرفدار بدیع الزمان کا مشہور رہا دوسرے مین اسکے دادا کا نمکخوار تیسرے جب یہ نقابدار بنکر آیا تھا کوئی سردار لشکر حمزہ مین ایسا نہین کہ جسے نورالدہر نے زیر و زبر اور حلقہ بگوش نہ کیا ہو مین اس سے سامنا نہ کرونگا مالک نے پھر عرض کیا کہ آپ چاہتے ہین ہم سب مارے جائین لندھور نے کہا کہ مجھے کیا اختیار ہی مالک نے کہا کہ آپ ہماری طرف سے نہ لڑیے مگر چند روز کی مہلت دلوا دیجیے لندھور بولا اچھا مین جاؤنگا نورالدہر کو سمجھاؤنگا یہ کہکر مالک کو رخصت کیا اور آپ خدمت مین نورالدہر کی روانہ ہوا جب دروازۂ بارگاہ پر آیا نورالدہر پیشوائی کرکے لیگیا اپنے برابر اُسے بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا اسد بولا کہ آپ سفارش کرنے آفتاب پرستون کی آئے ہونگے لندھور بولا کہ صاحبزادے تمنے خوب مجھے رسوا کیا سبحان اللہ یہی چاہیے تھا خدا جانے کیا آپ کے مزاج مین سمائی ہی اور مین تو اپنے آقا کے فرمان پر چلتا ہون جو انھون نے فرمایا دیا ہی نورالدہر نے جواب دیا کہ اے اسد یہ بات اچھی نہین ہی اس سے درگذر کرو اسد نے کہا بھائی صاحب یہ فرمائیے قمر چہر کے عشق مین آپکی کیا حالت ہوگئی تھی دنیا و مافیہا فراموش تھی اپنے بیگانے کو نہ پہچانتے تھے برا بھلا کچھ نہ جانتے تھے یہانتک کہ اُسی حالت مین ایرج نے کوڑا بھی آپ پر اُٹھایا اور آپکو خبر نہوئی نورالدہر بولا کہ بھائی تم سچ کہتے ہو یہ عشق ایسی ہی بلا ہی اسد نے کہا کہ پھر ایسا ہی کوئی امر سمجھیے کہ مجھکو میرے حال پر چھوڑ دیجیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ مرکب اُسکا اُسے لیکر جو عرصۂ کارزار سے نکلا رات بھر چلا آیا صبح کو ایک دامن کوہ مین پہونچا گھانس پر منھ ڈالدیا تھوڑی دیر کے بعد چشمۂ آب مین سے پانی پیا پھر ہری ہری جھرجھرایا ایرج پشت زین سے روے زمین پر گرا اب یہ تو بیہوش پڑا ہوا ہی اور گھوڑا چرائی کر رہا ہی قضاے کار نام اس سرزمین کا مینا حصار ہی خورشید وہانکا سردار ہی وہ شکار کیواسطے نکلا ہی بہری کے پیچھے گھوڑا پھینکے چلا آتا ہی قریب ایرج کے شکار کو بہری دبوچ کر بیٹھ گئی خورشید نے بہری کو آکر گوشت سے سیر کیا ہاتھ پر اُٹھا لیا ایک طرف کو دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت زخم کھائے ہوئے بیہوش پڑا ہی اور گھوڑا باساز و یراق مرصع چر رہا ہی خورشید نے اپنے لوگون سے کہا اُسے اُٹھا لے چلو نہین معلوم کہان تلوار چلی ہی کسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ہی لوگ ایرج کو اُٹھا لائے جب خورشید شہر مین پہونچا جراحون کو بلوا کر زخم مین ایرج کے ٹانکے لگوائے انگوٹھی جو ایرج کے ہاتھ مین تھی اسمین روشنائی لگا کر کاغذ پر چھاپی نام پڑھا معلوم ہوا کہ ایرج صاحبقران لشکر آفتاب پرستان ہی خوش ہوا کہ اچھا شخص میرے ہاتھ آیا اب مطلب میرا بر آئیگا مدعا نکلجائیگا علاج مین مصروف ہوا تیسرے دن سے شوربہ مرغ ملنے لگا جب زخم ایرج کا پھر ہرا ہوا خورشید آکر سرہانے بیٹھا حال پوچھا کہ یہ زخم کیونکر لگا ایرج نے تمام حال اپنا بیان کیا بعد اُسکے ایرج نے پوچھا کہ تم کون ہو اور دین اور مذہب تمھارا کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ لقا پرست ہون ایرج نے کہا کہ تم مجھسے واقف ہو کہ مین کون ہون وہ بولا مین جانتا ہون کہ آپ ایرج آفتاب پرست ہین ایرج بولا اے خورشید لقا نے میرے پاس آکر دامن پناہ لیا تھا اور مجھسے وعدہ کیا تھا کہ ملک باختر جو حمزہ نے مجھسے چھینا ہی وہ مجھے دلا دو تو دین آفتاب پرستی اختیار کرونگا اس عرصہ مین الضرورت جادوگرنی مجھے اُٹھا لیگئی اور میری صورت کا ایک آدمی بنا کر اُسکا سر کاٹ کر ڈال گئی پس لقا کو یقین میرے قتل کا ہوا مایوس ہوکر ظلمات کو چلا گیا اے خورشید تو دین آفتاب پرستی اختیار کر اُسنے کہا کہ آپکا زخم اچھا ہولے تو سمجھ لیا جائیگا القصہ بعد چند روز کے ایرج نے غسل صحت کیا خورشید نے جراح کو بہت سا انعام دیا نارنج رنگ کی صحبت آراستہ کی ایرج نے خورشید کو پھر دین آفتاب پرستی

قبول

کیطرف تلقین کیا اُسنے کہا کہ ای شہریار اگر مشکل میری آسان کیجیے تو مین آپکا دین قبول کرون ایرج نے کہا
بیان کر کیا مشکل ہی تیری اُسنے کہا یہان سے کئی منزل پر ایک شہر ہی نیلم حصار اور بادشاہ وہان کا نیلم شاہ ہی
مین اُسکی بیٹی پر عاشق ہون اُسکی یہ شرط ہی کہ جو میرے پہلوان کو زیر کرے مین اُسکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کردون
مین جاکر اُس سے لڑا مغلوب ہوا چلا آیا پھر حوصلہ میرا نہ پڑا کہ وہان جاتا اور جاتا بھی تو کیا کرتا اور زیادہ
ذلیل ہوتا ایرج نے کہا کہ ہم تمھاری شرط پوری کر دینگے تم ہمارے ساتھ چلو خورشید نے لشکر اپنا آراستہ کیا
اور کوچ کرکے ایرج کے ساتھ نیلم حصار پر آیا خیمہ برپا ہوا خبر نیلم شاہ کو ہوئی کہ خورشید ایرج کو اپنے ساتھ
لایا ہی برہم ہوکر اُسنے بھی لشکر اپنا باہر شہر سے نکالا بعد نامہ و پیام کے طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر معرکہ آرے
نبرد ہوئے فولاد دشت زن نیلم شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا خورشید نے ایرج سے عرض کیا
کہ شہریار یہی پہلوان ہی کہ جسکا ایک ہی گھونسا کھا کر مین بیہوش ہو گیا اور تاب مقاومت کی نہ لا سکا فولاد
اسی کا نام ہی ایرج نے کہا کہ بعد نیر اعظم مین اسے معدوم کر دونگا کہ اُسمین فولاد نے مبارز طلب کیا ایرج
نے یودھا باگ کا لیا اُڑا کر مرکب کو برابر فولاد کے پہونچا بعد تگا ورزنی کے فولاد نے پوچھا کہ تو خورشید
کا حمایتی بنکر کیون آیا ہی اور تو پر اسے واسطے کیون پھنستا ہی ایرج نے کہا کہ جو مین اُسکے معشوق کو اُس سے
ملا دون تو وہ دین آفتاب پرستی قبول کرے اور مین نے اُس سے وعدہ کیا ہی کہ معشوق کو اُسکے اُس سے
ملا دونگا فولاد نے جواب دیا کہ بہت مشکل ہی اس ارادے سے باز آ یہان سے چلا جا ایرج نے کہا
کہ مرد اپنی بات سے نہین پھرتے فولاد نے کہا کہ خیر میرے اور تیرے پہلے گھونسا چلے ایرج موجود ہو گیا
دونون مرکبون پر سے اُترے مقابل یکدیگر بیٹھے فولاد پکارا ای ایرج پہلے تم کوئی مجھپر گھونسا لگاؤ ایرج
بولا کہ مین کیا حیوان ہون پیشدستی نہ کرونگا تمھین اپنی قوت آزماؤ فولاد نے خبردار خبردار کہکر ایک وار
گھونسے کا ایرج کے سر پر کیا کہ ایرج کو ضرب گرز لندھور بن سعدان کی یاد آئی اُسوقت ایرج
نے ایک گھونسا فولاد دشت زن پر مارا کہ فولاد وہ گھونسا کھا کر بیہوش ہو گیا ایرج نے کہا کہ اسے
اُٹھا لیجاؤ نیلم شاہ نے ایرج کے سامنے سے اُٹھوا منگوایا طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور بعد اُسکے فولاد
کو ہوش آیا نیلم شاہ نے پوچھا کہ کیا حال ہی اُسنے کہا کہ زندگی تھی کہ جیتا بچگیا نہین مرجانے مین فرق نہ تھا پوچھا
کہ ایرج سے لڑوگے کہا کہ کیا مین دیوانہ ہون یا جان اپنی مجھے دوبھر ہی کہ پھر اُس سے سامنا کرونگا یہ باتین
تھین کہ ایرج اندر بارگاہ کے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا نیلم شاہ تعظیم کے واسطے اُٹھا کرسی
جواہر نگار پر ایرج کو بٹھایا خورشید ایرج کے ہمراہ تھا وہ بھی بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی دورہ جام
گردش مین آیا ایرج نے نشہ مین آکر کہا کہ ای نیلم شاہ مین شرط تمھاری جیت چکا اب تم اپنی بیٹی کی شادی
خورشید کے ساتھ کردو نیلم شاہ بولا ای شہریار مین غلام ہون وہ کنیز ہی لیکن مین بھی ایک شرط رکھتا
ہون اُسے بھی ادا کیجیے اور وہ شرط یہ ہی کہ یہان سے دو کوس پر ایک پہاڑ ہی اُسمین ایک اژدہا رہتا
ہی وہ اژدہا جسکو پاتا ہی نگل لیتا ہی اور کنوؤن مین زہر اپنا گرا کر پانی اُنکا خراب کر دیتا ہی اور جب وہ شہر
مین آتا ہی تو تمام شہر بھاگ جاتا ہی اگر اُسکو مار لیے تو مین دین آفتاب پرستی بھی اختیار کرون اور بیٹی
بھی اپنی خورشید کو دون ایرج نے کہا کچھ اندیشہ نہین تم اُس اژدہے کو بتاؤ کدھر ہی جب ایرج کو
جانے پر زیادہ مستعد پایا خورشید مانع ہوا اور کہا کہ آپ اژدہے پر نہ جائیے مین معشوق سے درگذرا

اُدھر نیلم شاہ نے کہا کہ شہریار مجکو منظور نہین ہی کہ آپسا بہادر اژدہے کے منہ مین جائے مین نے اپنی بیٹی آپکے حوالے کی جسکو چاہیے دیجیے مگر آپ اژدہے کیطرف رخ نہ کیجیے ایرج نے کہا ای نیلم شاہ ہم صاحبقران ہین اپنے ارادے سے پھرتے نہین یا اُسے مارینگے یا اپنی جان دینگے بس کسیکو میرے ہمراہ کرو کہ وہ جاکر مسکن اُس اژدہے کا بتا آئے نیلم شاہ ناچار ہوا ایرج کو ساتھ لیا قریب درۂ کوہ کے آیا اور کہا اسی جگہ وہ اژدہا رہتا ہی پس ایرج اُس درہ کو کیطرف روانہ ہوا نیلم شاہ تو وہین رہگیا خورشید پیچھے پیچھے ایرج کے پوشیدہ چلا کچھ راہ ایرج نے طی کی ہوگی کہ تمام خس و خاشاک جلی ہوئی نظر آئی اور درختون کے پوست تک اُڑے ہوئے پائے کہین زمین اونچی ہی اور کہین نیچی ہی ہڈیان جانورون کی پڑی ہوئی ہین اُسمین سے بوے بد چلی آتی ہی ایرج کا دماغ پریشان ہوا جاتا ہی کہ آتے آتے سامنے سے ایک بلند ٹیلا سیاہ معلوم ہوا ایرج نے اپنے دلمین کہا کہ یہ سیاہی کیسی ہی دیکھا اُسمین ایک حرکت پیدا ہوئی بو سا انسان جو اُسکی ناک مین پہونچی سر اُٹھایا تو وہ سر ایک گنبد معلوم ہوا دونون آنکھین مانند شعلون کے معلوم ہونے لگین بالو سمٹا ہوا بیٹھا تھا پھیلا اور ایرج کیطرف چلا قلاب آتشین چھوڑے اور نفس کشی شروع کی کہ کنکر اور پتھر لڑھکتے ہوئے وہان سے سب منہ مین اژدر کے چلے اور ایرج کے قدمون کے تلے سے زمین نکلنے لگی اور لنگر اُکھڑا چاہتا تھا کہ ایرج نے تیر کمان مین پیوستہ کر کے آنکھ پر اژدہے کی مارا کہ ایک آنکھ اُسکی کور ہوئی ایرج نے دوسرا تیر مارا کہ دوسری آنکھ سے دوسار ہوا اب وہ تیر آنکھ مین مع سوفار پیوستہ ہوگیا اور اژدہے نے تڑپ کر سر پتھر پر مارا کہ شق ہوگیا اور بو اُسکی جو پھیلی ایرج بیہوش ہو کر گرا خورشید دور کھڑا ہوا تھا دیکھا اُسنے کہ اژدہے کو ایرج نے مارا مگر خود بھی بیہوش ہو کر گرا تھوڑی دیر تو اُسنے صبر کیا بعد اُسکے باہر آیا نیلم شاہ سے حال بیان کیا وہ طبیبون کو ساتھ لیکر ایرج کے پاس پہونچا ہوش مین لانے کی تدبیرین ہونے لگین بعد تھوڑی دیر کے ایرج ہوش مین آیا نیلم شاہ سے کہا کہ دیکھا تمنے مین نے اژدہے کو کیونکر مارا اُسنے کہا کہ آپ ہی کا کام تھا کہ جو اژدہے کو آپ نے مارا ایرج نے کہا کہ ای نیلم شاہ اب تم اس اژدہے کی پوست کشی کرواؤ ہم اپنے ساتھ اسے لیچلینگے مگر اسلحہ تیار کراؤ کہ زندہ معلوم ہو اُسنے کہا کہ بہت اچھا قصہ مختصر ایرج وہان سے شہر مین آیا تمام شہر کو آفتاب پرست کیا اور اژدہا اسلحہ تیار ہوا کہ دونون آنکھین اُس اژدہے کی پوست کشی کروا کہ چند دن مین اژدہا تیار ہوا شیشے کی آنکھین لگی ہوئی ہین اور آتشباز اندر اُسکے بیٹھے ہوئے تھے رال اُڑا رہے تھے معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا قلاب آتشین چھوڑ رہا ہی اور قد اُسکا پچاس ارش کا ہی بعد اُسکے خورشید کی شادی ملکہ نیلگون پوش کے ساتھ کرکے فولاد مشت زن اور خورشید کو ہمراہ لیکر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے اپنے لشکر کو روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان اور لقاے بدخصال خسران مآل کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا جو جزیرۂ اختر اسیہ سے بھاگا ظلمات کو روانہ ہوا ایک دربند پہ ظلمات کا جرم حصار وہان پہونچا اور منصور شاہ بادشاہ جرم حصارین لقا کو لیگیا دعوت کا اہتمام کیا عین گرمی صحبت مین بختیارک نے اُٹھکر کمر کو ہلا کر منصور شاہ کو سلام کیا اُسنے دیکھا کہ ایک مضحک وضع آدمی ہی پہلے نام پوچھا بعد اُسکے کہا کہ آپ اپنا مطلب بیان کیجیے بختیارک بولا ای منصور شاہ مین یہ کہتا ہون کہ ہمارے تعاقب مین ایک اژدہاے ہفت سر آتا ہی تمنے جو ہمکو دامن پناہ دیا ہی تو اُس سے سامنا کر سکو گے منصور شاہ نے کہا کہ ملک جی ہمنے کچھ تو سمجھ کر دامن پناہ دیا ہی آپ خاطر جمع رکھیے اگر حمزہ آئیگا تو سزا پائیگا بختیارک بولا کہ کوئی پہلوان زبردست یا ساحر بے نظیر یا عیاری پر جسکا بھروسا ہی منصور شاہ نے کہا کہ ملک جی میرے پاس عیار بے بدل ہی دیکھنا ۱۱

اُسکے ہاتھون سے لشکر اسلام کو کیا تباہ کرواتا ہون بختیارک نے جواب دیا البتہ خاطر جمع اس امر سے ہو کہ عمرو اور مہتر قران حبشی لشکر حمزہ مین نہین ہین شاید کچھ کام عیاری سے نکل آئے بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند چندے قیام کیجیے یہان کا تماشا بھی دیکھ لیجیے الغرض ایک عصہ یہان گذرا تھا کہ ہرکارے خبر لائے کہ لشکر حمزہ آپہونچا لقا کے ہاتھ مین جام شراب تھا بس نام حمزہ کا لیتے ہی ہاتھ کا نیا جام ہاتھ سے گر پڑا چوبرچوب ہوگیا رعشہ بدن مین پڑگیا منصور شاہ نے جو کیفیت دیکھی پوچھا کہ آپکا کیا حال ہے جواب دیا کہ ای منصور شاہ مین نے صدمے پر صدمے اُس عرب کے ہاتھ سے اُٹھائے ہین جہان اسکا نام سنتا ہون کلیجا میرا تھرا جاتا ہے اور تمام بدن میرا کانپنے لگتا ہے اُسنے کہا کہ آپ ہرگز اندیشہ نہ کیجیے اور اُسیوقت اپنی بیٹی کو طلب کیا بعد تھوڑی دیر کے بختیارک نے دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ بڑی بڑی آنکھین بہت حسین اسباب عیاری بدن پر آراستہ کیے ہوئے نہایت چست و چالاک کوئی دو سو عیار بچیان اُسکے ہمراہ جو تارہ بجتا ہوا سامنے سے آئی لقا اور منصور شاہ کو سلام کیا کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اور لقا سے خطاب کیا کہ آپ گھبرائیے نہین دیکھیے تو لشکر خدا پرستون کا مین کیا حال کرتی ہون چند روز مین مشکین باندھکر آپکے حوالے کیے دیتی ہون پہلے اُنکو آگاہ کر لونگی بعد اُسکے گرفتار کرونگی بختیارک نے کہا کہ اسیطرح لشکر حمزہ مین جاؤ گی یا کوئی اور صورت بدل کے اُسنے کہا کہ نہین بصورت اصلی جاؤنگی بختیارک بولا تو تمھاری فتح ہے ہر ایک تمکو دیکھکر مائل ہوگا اُسنے کہا کہ ملک جی یہ بھی ایک فن عیاری کا ہے بختیارک نے کہا سچ ہے بس ہمکو یقین ہوا کہ تم خوب عیاری کروگی القصہ جب لشکر اسلام تمام و کمال آچکا اور صاحبقران نے ارادہ کیا کہ ایلچی منصور شاہ پاس بھیجین کہ پہلوان عادی نے آکر عرض کیا شہریار ایک عیار بچی دروازہ بارگاہ پر حاضر ہے اگر اجازت پائے تو دربار مین حاضر ہو صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ پہلوان عادی باہر آیا اور اس عیار بچی کو لیکر اندر گیا جب وہ اندر بارگاہ کے آئی دیکھا بارگاہ کو کہ ایک آسمان ہے پر از کواکب یا ایک گلستان ہے پر از گلہاے رنگا رنگ بس آگے بڑھکر سلام کیا کرسی بیٹھنے کو ملی اور وہ اُسپر متمکن ہوئی مگر جس سردار کی نگاہ اُسپر پڑی وہ فریفتہ ہوگیا خصوصاً پہلوان عادی سب سے زیادہ مائل ہوا اور برابر اُسی کو دیکھ رہا ہے کہ صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا کہ دو اسے جام شراب کا جب اُسنے جام شراب کا پیا اور نشہ شراب مین آکر دماغ گرم ہوا امیر نے فرمایا کہ تم کون ہو کیون آئی ہو اُسنے کہا کہ مین بیٹی ہون منصور شاہ کی دعوی مجھے عیاری کا ہے اور چوگان بازی مین مجکو ید طولی حاصل ہے جو آپکے سردارون سے چوگان بازی مین مجپر غالب آئے مین اُسکی کنیز ہون اور اگر عمرو ہوتا تو مین اُس سے عیاری بھی کرتی بس یہ سنتے ہی پہلوان عادی نے عرض کیا کہ مین اُس سے چوگان بازی کرونگا اُس عیار بچی نے کہا کہ پہلے یہ شرط ہو جانی چاہیے کہ مین غالب جسپر ہونگی باندھکر لیجاؤنگی پہلوان عادی نے قبول کیا نوشتہ پر مہر کردی بس دوسرے دن اُس عیار بچی سے اور پہلوان عادی سے چوگان بازی ہوئی عیار بچی گو نکال لیگئی پہلوان عادی نے کہا کہ ای جان جہان تمکو چوگان بازی مین واقعی خوب دخل ہے اُسنے کہا کہ مین شرط جیتی اب تمکو باندھکر لیجاؤنگی پہلوان عادی نے کہا کہ کیا قدرت کسی کی جو مجھے باندھے اُسنے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ شہریار کنیز نے پہلے شرط کر لی تھی کہ اگر مین غالب ہونگی تو مشکین باندھکر لیجاؤنگی یہ ایفاے شرط نہین کرتا امیر نے فرمایا ای پہلوان عادی یہ کیا ہٹ دھرمی ہے اُسنے چاہا کہ کوئی عذر کرے امیر نے اُسکو باندھکر اُس عیار بچی کے حوالے کیا اور کہا کہ لو لیجاؤ کیون اُسنے شرط بدی تھی وہ عیار بچی لیکر پہلوان عادی کو چلی گئی اور اپنے باپ کے سامنے لائی اور غل و زنجیر مین گرفتار کر کے زندانخانہ مین بھیجدیا بختیارک نے منصور شاہ سے کہا کہ یہ خدا بہت تمھارے ہاتھ لگا ہے اسکو قتل کرو اُسکی بیٹی نے کہا کہ ملک جی تم ایسے دانا ہو کر ایسی بات کہتے ہو ابھی جو حمزہ سنے کہ میرے

شیر شریک بھائی کو قتل کیا تو وہ چڑھ آئیگا تو اُسے کون روک سکے گا کوئی اُس سے سامنا کرنیوالا الاہی ملک جی مین تمام سردارون کو مع حمزہ پکڑ لاؤن تو ایک مرتبہ سبکو قتل کرون اور بختیارک بولا کہ اس چوگان بازی مین تو تم سب پر غالب نہ آسکو گی اور بالفرض اگر غالب آؤ گی بھی تو پکڑ نہ لاسکو گی ایک دفعہ ایسا ہو گیا کہ تمھاری خاطر سے ایک سردار کو حمزہ نے باندھکر حوالے کر دیا وہی مثل ہی کہ ہر مرتبہ گڑ ہی بیناہی بینا اُسنے کہا کہ ملک جی رائے تمھاری بہت درست ہی بات سچ کہتے ہو مین اب اُسنے چوگان بازی نہ کرونگی آج جاکر حمزہ کو آگاہ کر آؤنگی اور کل جاکر راستے مین بیٹھونگی جو میرے ہاتھ لگیگا اُسے پکڑ لاؤنگی بختیارک نے کہا آگاہ کرنے کی کیا حاجت ہی اُسنے کہا کہ مردمی سے بعید ہی کہ غافل کرکے ہم عیاری کرین غرض دوسرے دن پھر بارگاہ صاحبقران مین گئی اور عرض کیا کہ شہریار مین آپکو آگاہ کرنے کو آئی ہون کہ آپ ہوشیار رہین آج شب سے مین عیاری کرونگی اور جو سردار میرے ہاتھ لگے گا اُسے پکڑ لیجاؤنگی ایسا نہو کہ آپ فرمائیے کہ ہمکو غافل کرکے یہ مکارہ عیاری کر گئی یہ کہکر وہ عیار بچی چلی آئی صاحبقران نے تمام سردارون سے کہا کہ تم سب ہوشیار رہو کہ حریف زبردست ہی سبھون نے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے ہم غفلت نہ کرینگے اُسیوقت سے بندوبست ہونے لگا کمین گاہ مین لوگونکو بٹھایا پہرے چوکیان قائم کین طلائے کا گشت پھرنے لگا ہر طرح کی ہوشیاری ہونے لگی مگر اُسنے کیا کام کیا ہی کہ لشکر اسلام سے باہر نہین گئی اپنی صورت مبدل کیے ہوئے پھر رہی ہی اور اس فکر مین ہی کہ کیا کیجیے کہ پھرتے پھرتے ایک کبابی کی دوکان پر پہونچی دیکھا کہ دوکان بہت آراستہ ہی ایک طرف کو سیخین کبابون کی لگی ہوئی ہین کباب بھن کے سرخ ہو گئے ہین بوندین روغن کی ٹپک ٹپک کر آگ پر گر رہی ہین خوشبو اُسکی پھیلی ہوئی ہی ادرک کا لچھا کتا ہوا لیمو تراشے ہوئے رکھے ہین ڈبیا مین لونگ الائچی پسی ہوئی بھری رکھی ہی اور ایک طرف تنور مین شیرمالین باقرخانیان لگ رہی ہین سالن انواع انواع طرح کا پلاؤ زردہ مطنجن سب اشیا تیار رکھی ہین سینیان رکابیان نقرئی و طلائی رکھی ہوئی ہین دکان بہت سجی ہوئی ہی اُمرا کے یہان کباب شیرمال باقرخانیان چلی جاتی ہین یہ جو اُسنے دیکھا خیال مین گذرا کہ اسی دکان پر قائم ہو جیے بس ایک مزدور کی صورت بنکر دکان مین رہنی اور اُس کبابی کو بیہوش کرکے پٹی داروے بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کے ایک صندوق مین بند کر دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر مالک بنکے دکان پر بیٹھی اور جو عیار بچیان اسکے ہمراہ تھین اُنکو صورت مبدل کرکے مکان پر سے بلا لیا قدیمی جو نوکر تھے اُنھین موقوف کر دیا بعد اُسکے اب دکان مین نقب کنی شروع کی ایک سرا یہان تھا دوسرا صحرا مین جاکر نکالا اور اُسی نقب مین سے راہ ہر سردار کے خیمہ مین جانے کی نکالی پھر جس سردار کے خیمہ مین گئی پہلے خدمتگارون اور خاصبردارون کو بیہوش کرکے اُس سردار کو بیہوشی دیکر حلقہ ہائے کمند مین جکڑ کر چادر عیاری مین باندھکر اُسی نقب مین داخل ہوئی پھر نقب کا بند کرکے نشان قدم مٹا کر اُسی کبابی کی دکان مین لائی وہان سے اُسے عیار بچی کو دیکر نقب کی راہ سے قلعہ مین لیگئی قید کرکے چلی آئی اور یہان ہر روز صبح کو غل ہوتا تھا کہ فلان سردار غائب ہو گیا فلان پہلوان گم ہو گیا امیر عیارون کو بلاکر تاکید فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ تم سب غافل رہتے ہو ہوشیاری نہین کرتے مین ایک ایک سے سمجھونگا بری طرح سے پیش آؤنگا عیار عرض کرتے تھے کہ شہریار ہم رات بھر جاگتے ہین کوئی آتا جاتا معلوم نہین ہوتا نہ خیمے کے اندر نشان نقب پاتے ہین نہ قنات چاک ہوتی ہی کوئی آسمان پر سے گر کر لیجاتا ہو تو ہم کیا کرین یہانتک کہ سردارون سے نوبت اولاد صاحبقران پر پہونچی تیسری شب کو بدیع الزمان قاسم عالیشان کرب غازی ہاشم تیغزن فرخ بخت قلندر وغیرہ غائب ہو گئے امیر نے عیارون کو بلایا کوڑا اُنپر اُٹھایا اور کہا کہ مارتے مارتے پوست تک اُڑا دونگا ارے یہ کام اُسی عیار بچی

کاہی اور تم اُسکو پکڑتے نہین کہ کدھر سے آتی ہی کیونکر لیجاتی ہی سب نے عرض کیا کہ حضور ہمین چاہیے قتل کرین چاہیے بخشین ہم اپنی مقدور بھر قصور و کوتاہی نہین کرتے صاحبقران چپ ہو رہے غرض لشکر مین سوا بادشاہ اسلام اور صاحبقران او رمقبل اور چند مشیران سلطنت کے اور کوئی باقی نہ رہا سب کو وہ عیارہ بھی گرفتار کرکے لگئی امیر بے اختیار عمرو کو یاد کرتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک عمرو کے نہونے سے یہ ساری خرابیان ہین اگر وہ ہوتا تو کاہیکو یہ عیارہ بھی سب سردارون کو پکڑ لیجاتی افسوس صد ہزار افسوس کہ کیسا شخص مجھسے جدا ہوگیا کیسا رفیق جان نثار چھوٹ گیا اور واللہ وہ مجھسے کبھی جدا نہوتا مگر اُسکے دل پر چوٹ لگ گئی کہ مین نے بے تحقیق جرم اُسے باندھکر مالک بن ملکوت شاہ کو دیدیا وہ شخص بے قصور تھا بادشاہ اسلام نے کہا کہ بعض مقام پر آپ غصے کو کام فرماتے ہین دریافت نہین کرتے وہ بھی بشر تھا دل نے اُسکے برا مانا چلا گیا اور شہریار اب پچتانے سے کیا حاصل رنج کرنے سے کیا فائدہ اور یہ امر پیشتر نہ سوچے اور اب پچتاتے ہین آپ کی تو وہی مثل ہی کہ اب پچتائے کیا ہوتا ہی جب چڑیان چگ گئین کھیت عمرو کا ملنا دشوار ہی وہ تو تیر بے بہا تھا ہاتھ سے جاچکا امیر نے کہا کہ ابتو کوئی ایسی تدبیر ہو کہ اس بلا سے نجات ملے بادشاہ اسلام نے کہا کہ مین نجوم مین دکھلواتا ہون دیکھون کیا نکلتا ہی اور حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو اُسی وقت چارون بیٹے آکر موجود ہو گئے ارشاد ہوا دیکھو تو اس مکارہ کے ہاتھ سے کیونکر نجات ہوگی اور انجام کیا ہوگا اُنھون نے علم نجوم مین دیکھکر عرض کیا کہ انجام بخیر ہی بعد مہینا بھر کے ایکی فتح ہی یہ شہر اسلام آباد ہو جائیگا مگر صاحبقران شکار کھیلنے کو تشریف لیجائین اور بادشاہ اسلام اپنی نگہبانی خود فرمائین تو بہتر ہی کہ یہم سر ہو جائیگی یہ چارون بیٹے بزرجمہر کے تو یہ حکم لگاکر چلے گئے اب حال سنیے کہ امیر کشور گیر صاحبقران زمان برائے صید افگنی صحرا کو روانہ ہوئے خبر منصور شاہ کو ہوئی کہ حمزہ شکار کھیلنے گیا ہی لشکر مین فقط بادشاہ اسلام ہین اسنے چاہا کہ شبخون مارے بختیارک نے منع کیا کہ کچھ نہوگا بادشاہ اسلام بہت زبردست ہین منصور شاہ چپ ہو رہا اور یہ عیارہ بھی ہرچند چاہتی تھی کہ بادشاہ اسلام کو گرفتار کرے ممکن نہوا جب جاتی ہی بادشاہ اِسلام کو دیکھتی ہی کہ بیٹھے ہوئے کتاب پڑھ رہے ہین سردار گرد بیٹھے ہوئے ہین عیار خیمے کے اندر پھر رہے ہین بے نیل مقصود چلی آتی ہی اُدھر حمزہ صاحبقران نے ایک دامن کوہ مین خیمہ بر پا کیا ہی دن بھر صید و شکار مین جی بہلاتے ہین رات بھر خیمے مین آکر آرام فرماتے ہین بس ایک دن ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا ہو جاتے جاتے ایک مقام پر اُسے صید کیا اور کچھ لوگ بھی پیچھے ہرن کے چلے آتے تھے جسوقت اُس ہرن کو صید کیا اُسکے گوشت کے کباب لگائے اور صاحبقران کو کھلائے اور پانی پلایا صاحبقران نے توقف فرمایا بعد اُسکے نماز ظہر و عصر پڑھکر وہان سے روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک تکیہ فقیر کا دکھائی دیا کہ ایک بلند ٹیلا ہی اُسکے چارطرف دوب جمی ہوئی درخت انار اور امرود کے لگے ہوئے ہین امیر اُس ٹیلے کے اُدھر آئے دیکھا کہ چمن بندی کی ہوئی ہی کہین شاخ درخت مین طوطی کا قفس آویزان ہی کہین یاہو کا جوڑا حق سرہ کہ رہا ہی اور ایک طرف ایک بنگلہ پڑا ہی اُسمین ایک درویش باریش عمامہ سر پر باندھے ہوئے پیراہن سفید گلے مین پہنے ہوئے تہمد باندھے ہوئے گھٹنا ماسکے پر پڑا ہوا نور مجسم تسبیح ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہی عبادت کر رہا ہی اور سامنے اگالدان ماشی رنگ کا رکھا ہوا ہی اور لوٹا پانی سے بھرا لگن پر دھرا ہی اور تکیہ پس پشت لگا ہوا ہی اور باہر بنگلے کے

ایک طرف آگ ٹھیک مین دبی ہوئی ہو دس پندرہ فقیر اور بیٹھے ہین کوئی افیون گھول رہا ہو کوئی سبزی رگڑ رہا ہو کوئی چرس پی رہا ہو کوئی حقے کے دم لگا رہا ہو کسی کی یا ہادی یا مرشد یا معبود یا موجود کی آواز بلند ہو بس امیر کو اُسکے دیکھنے سے یقین ہوا کہ اس درویش سے مطلب تمھارا بر آئیگا کہ یہ مرد باخدا ہو بہت صاحب کمال معلوم ہوتا ہو شعر مردان خدا خدا نباشند ٭ لیکن ز خدا جدا نباشند ٭ پس صاحبقران پاس جاکر پکارے کہ عشق اللہ ہو فقیر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا کہ او بابا سدا ر اعشق ہو یا حمزہ صاحبقران تم یہان کہان آئے پس یہ کہنا تھا کہ صاحبقران کو یقین کلی ہوگیا کہ بیشک یہ صاحب کمال ہو ورنہ تمھین کیا جانتے تم کون ہو پس دوڑکر قدمون پر سر رکھدیا ہاتھ چوم لیے کہا کہ آج فقیر صاحب کمال دیکھا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ میری مشکل آپ سے حل ہوگی شاہ جی نے کہا کہ بابا صاحب کمال کوئی نہین ہو سب مکار ہین میرا یہی خرقہ وجہ ہزار مکر ہو جو صاحب کمال ہوتے ہین وہ دنیادار سے نہین لپٹتے ہاتھ کو کھینچ لیتے ہین اپنے کو مردہ جانتے ہین زندون مین شمار نہین کرتے بابا مین مکار ہون مجھسے کچھ مطلب تمھارا نہ نکلے گا امیر نے کہا شاہ صاحب جبتک کہ میرا مدعا بر نہ لائیے گا مین آپ کے قدم نہ چھوڑونگا شاہ جی نے کہا کہ بابا تم اپنا مطلب تو بیان کرو کیا ہو کیا منصور شاہ کی بیٹی سے تم نہایت تنگ آئے ہو بس امیر بولے کہ آپ پر تو سب حال روشن ہو کوئی امر آپ سے پوشیدہ نہین کہ تمام سردار اسیر کرکے لیگئی مین ادھر شکار کے بہانے سے نکل آیا ہون لشکر مین فقط بادشاہ اسلام باقی ہین تو آنکو رات کی نیند اور بھوکھ پیاس حرام ہو شاہ جی نے کہا کہ بابا عمرو ایسا عیار تمھارے پاس تھا کیا ہوا امیر نے جونہین عمرو کا نام سنا چیخ مارکر روئے اور کہا کہ شاہ صاحب اگر عمرو ہوتا تو یہ نوبت کاہکو ہوتی وہی تو میرے پاس نہین ہو مجھسے خفا ہوکر چلاگیا ہو شاہ جی نے کہا کہ بابا مین نے سنا ہو کہ وہ تمھارا عاشق تھا تم اُسکے شیدا تھے ایسا کیا ہوا جو وہ تمسے بیزار ہوکر چلاگیا صاحبقران نے کہا کہ حضرت خطا میری تھی اُسکا کچھ قصور نہ تھا اور تمام سرگذشت از ابتدا تا انتہا بیان کی شاہ جی نے کہا تعجب ہو کہ جو ایسا جان نثار اور سرفروش ہو اُسکی تلاش نہ کیجیے یون اُسے دل سے بھلادیجیے ایک مدت کے بعد آپ سے اُس سے صفائی ہوئی تھی اور پھر اُسپر یہ بہتان لگایا گیا بس اُسکو بُرا معلوم ہوا چلاگیا اور تمنے بے پروائی سے اُسکی تلاش نہ کی اگر تلاش کرتے تو وہ ملجاتا یا کوئی اسم پڑھتے تو وہ آپ سے آپ تمھارے پاس چلا آتا تم بے پرواہ رہے کچھ خیال نہ کیا وہ بھی تمسے جدا رہا امیر نے کہا کہ شاہ صاحب اگر کوئی اسم ایسا ہو کہ عمرو مجھسے آملے تو وہ اسم مجھے بتائیے کہا کہ بابا اسم مین بڑی بڑی تاثیرین ہین بڑی بڑی قدرتین ہین مردے کو زندہ کردیتا ہو بچھڑے ہوئے کا آملنا تو کچھ بات نہین امیر نے کہا کہ پھر مجکو بتائیے یا اپنی زبان سے تعلیم فرمائیے شاہ جی نے کہا کہ بابا تمسے جفاکشی ہو نہ سکے گی اور جو جفاکشی کروگے اذیت اُٹھاؤگے اگر موافق قاعدے کے عمل مین لاؤگے تو سات دن مین عمرو تمسے آملیگا امیر نے کہا کہ شاہ صاحب مین سب اذیتین اُٹھاؤنگا جفائین کھینچونگا آپ وہ اسم جو کچھ کہ فرمائینگے عمل مین لاؤنگا مجھے طریقہ اُسکا تعلیم فرمائیے شاہ جی نے کہا کہ بابا تمسے ایذا اُٹھائی نہ جائیگی امیر نے کہا مین قسم کھاتا ہون عہد کرتا ہون کہ جو کچھ فرمائیے گا اُسے بجالاؤنگا شاہ جی نے کہا کہ بابا تم مجد ہو تو مین کہتا ہون کہ تمکو جو کا آٹا اپنے ہاتھ سے پیسنا ہوگا روٹی اُسکی اپنے ہاتھ سے پکاکر بے نمک و روغن سات روز تک کھانا ہوگی اور زمین مین رات کو سونا ہوگا دوپہر دن سے شام تک اور پھر دوپہر رات گئے سے صبح تک اسم پڑھنا ہوگا ایک مقام پر بیٹھکر اور کسی سے بات نہ کرنا جب سات روز تک یہ مشقت کروگے ایذا اُٹھاؤگے

تو عمرو کو پاؤگے امیر نے کہا کہ مین نے سب مشقتون کو گوارا کر لیا آپ اسم بتائین شاہ جی نے کہا کہ بابا ایسا اشتیاق
ہی تمکو عمرو کی ملاقات کا صاحبقران نے کہا کہ شاہ صاحب کیا حقیقتین عمرو کی آپ سے بیان کرون اول تو عمرو
باعث میری صاحبقرانی کا ہوا اُسنے مجکو صاحبقران بنایا جس جگہ سردار میرے اور مین مشکل مین پھنسا اور
یقین ہوا کہ اب زندہ نہ بچین گے اُسنے اُس بلا کو دفع کیا تمام میر لشکر اور مین خود ہزار مرتبہ کا آزاد کیا ہوا اُسکا
ہون شاہ جی نے کہا کہ بابا ایسے شخص کو کوئی بھی ناراض کرتا ہی ایسے آدمی کو تو سر کا تاج بنا کر رکھتے ہین امیر
نے عرض کیا کہ شاہ صاحب جیسا مین نے کیا ویسا ہی مین اپنی سزا کو پہونچا اب آپ وہ اسم بتائین شاہ جی نے
کہا کہ وہ اسم یہ ہی یا محول الاحول ارجع حالنا الی احسن الحال اسے آج ہی شروع کرو دیکھو تو ساتوین روز عمرو سے
ملاقات ہوتی ہی یا نہین اگر نہو تو میرا نام شاہ جہان گرد نیرنگ نہ رکھنا اور عجیب رعب و دبدبہ شاہ صاحب کا تھا
کہ کوئی اُنسے بات نہ کر سکتا تھا مگر ایک فقیر سیاہ فام رومال لیے ہوئے سر پر شاہ صاحب کے ہر وقت موجود رہتا تھا
اور شاہ صاحب کو جو کچھ کام ہوتا تھا اُسی سے کہتے تھے کھانا پینا شاہ جی کا اُسی کے ہاتھ تھا الغرض صاحبقران
نے سب اپنے ساتھ والون کو رخصت کر دیا ایک خدمتگار رکھ لیا ایک درخت پھر یا کا بہت گنجان تھا اُسکے نیچے سامنے
شاہ جی کے بیٹھ گئے سات روز کے کھانے کے واسطے جو اور ایک چکی ایک گھڑا پانی کا ایک آبخورہ ایک بدھنی اور
سب اسباب منگوا کر رکھا بعد اُسکے امیر نے وہ جو اپنے ہاتھ سے چکی مین پیسے اور اپنے ہاتھ سے آگ سلگائی
آٹا گوندھکر ٹھیک پر روٹی پکائی دو پہر رات گئے سے اسم پڑھنے بیٹھے پڑھتے پڑھتے صبح ہو گئی پھر وہی جو پیسے روٹی
پکا کر کھائی دو پہر سے شام تک پھر اسم پڑھا کیے الحاصل اسی طرح سے چھ روز گذرے ساتوین دن پھر اسم
پڑھنے بیٹھ گئے سات روز مین چکی پیستے پیستے ہاتھ مین گھٹے پڑ گئے ہین روٹی پکانے سے اُنگلیان جل جل گئین
غذا نہ کھانے سے دبلے ہو گئے ہین رنگ سیاہ ہو گیا جو بات کبھی نہ کی تھی اب وہ کرنا پڑی جو اذیت کبھی نہ
اُٹھائی تھی اب وہ اُٹھائی غرض قریب شام اسم تمام کیا ہاتھ باندھکر شاہ صاحب سے کہا کہ اسم تمام ہوا اور
ابھی یار وفادار میرا نہین مجھسے اگر ملا بس یہ کہنا تھا کہ شاہ جی دوڑکر صاحبقران کے قدمون پر گر پڑے
اور کہا قطعہ شاہا ز کرم بر من درویش نگر + بر حال من خستہ دل ریش نگر + ہر چند نیم لائق بخشایش تو + بر من منگر بر
کرم خویش نگر + امیر نے بھی شاہ صاحب کے قدمون پر سر رکھدیا شاہ جی تو بے اختیار رو رہے ہین کہ رہے ہین
کہ آپ خطا میری معاف کیجیے مین وہی غلام ہون آپکا عمرو بن امیہ ضمری مین نے عہد کیا تھا کہ جبتک حمزہ سے
مین ایسی محنت نہ لونگا حمزہ سے نہ ملونگا معلوم ہوا کہ مین آپکا غلام ہون اور آپ میرے آقا ہین امیر یہ کلمہ سنکر
قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائین فرمایا کہ خواجہ اگر تم ہو تو صورت اصلی اپنی بناؤ اُسی وقت عمرو گرم پانی
منگوا کر نہایا صورت اصلی پر آیا صاحبقران کو عید ہو گئی اور وہ فقیر سیاہ فام جو ہر وقت سر پر کھڑا رہتا تھا
مہتر قران حبشی تھا وہ بھی قدمبوس ہوا اور فقیر جو تھے وہ بھی اسی سرزمین کے عیار تھے عمرو کے مرید ہوئے
تھے انھین عیارون مین ایک عیار تھا مہتر پروین نام وہ اُستاد تھا دختر منصور شاہ کا اُسے بھی عمرو
نے مسلمان کر رکھا تھا قدمون پر صاحبقران کے گرا اُسنے امیر سے عرض کیا کہ شہریار آپ مضطر و پریشان
ہون دختر منصور شاہ نے ایک جا سردارون کو اسیر کر کے قلعہ بند کیا ہی مین آپ کو قلعہ مین لیجلونگا آپ
خاطر جمع رکھین امیر نے فرمایا اب مجھے خدا کی عنایت سے کچھ اندیشہ نہین عمرو سا شخص میرے پاس موجود
ہی غرض عمرو نے سب اسباب سمیٹ کے نذر زنبیل کیا اور ساتھ حمزہ صاحبقران کے لشکر مین آیا ہر ایک

دوڑتا تھا اور عمرو سے لپٹتا تھا غل تھا کہ عمرو آیا چہار طرف سے لوگ دوڑے آتے تھے جو دیکھتا تھا کہتا تھا
کہ اب کیا پروا ہی ایسی عیار بچیان سو گرفتار ہو جائنگی معین لشکر ظفر اثر آپہونچا بادشاہ کو خبر ہوئی کہ صاحبقران
عمرو کو لیے آتے ہین اسقدر اشتیاق ہوا کہ دروازہ بارگاہ پر آکھڑے ہوئے کہ عمرو آپہونچا سلام کیا
قدمون سے لپٹا بادشاہ نے سر چھاتی سے لگایا اندر بارگاہ کے لائے حال پوچھا صاحبقران نے ہاتھ
کے گھٹے انگلیان جلی ہوئین دکھائین عمرو نے کہا ای شہریار جب ہمنے اتنی محنت لے لی اُسوقت اپنے تئین ظاہر
کیا بادشاہ نے عمرو کو خلعت دیا امیر کو ایسی خوشی ہوئی کہ سردارون کی گرفتاری کا رنج بھولا ہوا ہی خواتین معظم
مین سے تصدق چلا آتا ہی عمرو جا جا کر روپیہ لے رہا ہی کہ مین تمھارے فرزندون کو چھڑا کے لاتا ہون اسی کیفیت
مین دو دن بسر ہوئے تیسرے دن عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار مین اب قلعہ لینے اور سردارون کی رہائی
کو جاتا ہون امیر نے فرمایا خواجہ مین تمھارے ساتھ ہون بادشاہ نے کہا ہم بھی چلینگے غرض ایک سات
آدمی ساتھ ہوئے عمرو یہان سے روانہ ہوا رات کا وقت تھا ہر ایک چست و چالاک تھا ہر ایک سپاہی
بس کی گانٹھ بنا ہوا تھا آتے آتے قریب قلعے کے پہونچے گرد قلعے کے پھرنے لگے راستہ قلعے کے اندر جانے کا
ڈھونڈھنے لگے پھرتے پھرتے ایک برج کے پاس پہونچے دیکھا کہ ایک مرد افیونی پہرے پر بیٹھا ہی کبھی اونگھ
جاتا ہی کبھی ہوشیار ہو جاتا ہی عمرو نے کیا کام کیا کہ جب وہ پینک مین چلا آنکھین بند کر کے جھکا عمرو نے حلقہ
کمند کا کشادہ کر کے برج پر پھینکا اور جھٹکا دیا کہ وہ نیچے آگیا عمرو نے اور اُس افیونی کا گلا دبوچا کہ دم اُسکا خفا ہو کر
نکل گیا اُسکو عمرو نے خندق مین ڈالدیا اور صاحبقران بادشاہ اسلام مہتر قران مقبل سرہنگ ملی مہتر
پروین ان سب کو اُسپر چڑھایا برج سے نیچے اُترے پروین سے کہا کہ تم اب خوابگاہ مین کفار کی لیچلو
کہ تم یہان کے واقف کار ہو اُسنے کہا چلیے وہ سبھون کو ساتھ لیے ہوئے وہان آیا جہان سب کفار صحبت آرا
ہین رات کوئی پہر بھر گئی ہوئی ہی پروین اُس مکان کی پشت پر سے کمند مار کر پہلے آپ چڑھا پھر اُن سبھون کو
بلایا بالاے بام لیکر آیا دیکھا کہ نیچے ایک بارہ دری عالیشان ہی اُسکے صحن مین فرش ہی لقا منصور شاہ اور
کار فرما بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی وہ عیار بچی بیٹی منصور شاہ کی جام ہر ایک کو پلا رہی ہی اور بختیارک نے
جو سنا ہی کہ عمرو بن امیہ ضمری پھر لشکر اسلام مین داخل ہوا فلک کو گالیان دے رہا ہی کہ ای فلک پھر وہ
ساربان زادہ آیا ہی ابھی تو مین دم بھی اچھی طرح نہ لینے پایا تھا کہ پھر تو نے ملک الموت کو بھیجدیا ہاے یہ کیا
ہوا اُس عیار بچی نے کہا کہ ملک جی تم کیون عمرو کے آنے سے آزردہ ہو وہ آیا تو خوب ہوا مین دیکھنا اُسکو کیونکر
گرفتار کرتی ہون بختیارک بولا کہ صاحب ہمنے عمرو کا نام فقط سنا ہی دیکھا نہین وہ بلاے روزگار اور آفت
زمانہ ہی اُسے اور کسی عیار سے کیا نسبت منصور شاہ نے کہا کہ ملک جی تم عمرو کو میری بیٹی سے مقابل کرتے ہو
اُسکی کیا حقیقت ہی اُسکے سامنے بختیارک نے کہا آپ سے ابھی پالا نہین پڑا اور اُنکا ذکر یہان ہو رہا ہی
وہ یہان مقرر آئے ہونگے منصور شاہ یہ سنکر بہت ہنسا بختیارک بولا خیر معلوم ہو جائیگا اور بختیارک کو خیال ہوا
کہ تو پوشیدہ کوٹھے پر چلکر دیکھو تو بس یہان سے بولا کر اُٹھا اور اکیلے کوٹھے پر آیا کہ دیکھین کہین کوئی معلوم ہوتا
ہی یا نہین عمرو نے بختیارک کو آتے ہوئے دیکھا سب کو پوشیدہ کر دیا اور آپ بختیارک کی پشت پر سے
ہو کر سامنے آیا بختیارک آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا چلا آتا تھا کہ عمرو نے سلام کیا اور کہا کہ ملک جی اچھی طرح
رہے ہو کہ تم بالکل بھول گئے بختیارک نے جو عمرو کو دیکھا جان نکل گئی اور وہ قدمون پر گر پڑا بولا کہ پیر و مرشد

کی مدت کے بعد زیارت ہوئی آنکھین ترس گئین حضور کے دیکھنے کو کیا ہوا کیونکر صفائی ہوئی حمزۂ صاحبقران سے عمرو بولا کہ وہ بھی ساتھ آئے ہین کہ اسمین امیر اور بادشاہ اسلام وغیرہ سب سامنے آئے بختیارک نے ایک ایک کو سلام کیا اور پکارا کہ مین مطیع اسلام ہون آپ کا غلام ہون اور دل مین کہا کہ مرشد خوب بندوبست کرکے آئے ہین کیا قلعے کو اب چھوڑتے ہین افسوس لقا بھی گرفتار رہا عمرو سے عرض کیا کہ حضور قلعہ لینے کو کافی تھے ان سب صاحبون کو ناحق تکلیف دی عمرو بولا کہ یونہین سیر کو یہ لوگ چلے آئے ہین اور یہ وہین عیار کو دکھا کر کہا کہ ملک جی اسے آپ نے پہچانا یہ اُستاد دختر منصور شاہ کا ہے اسی نے اُسے عیاری سکھائی ہے اور میرا مدت سے یہ مرید ہے بختیارک نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے عمرو نے باتین کرتے کرتے ڈلیان مصری کی نکالکر بختیارک کو دین اور کہا کہ اسے کھا جاؤ یہ بہت تحفہ مصری ہے ہمنے تمھارے واسطے رکھی ہے بختیارک نے کھانے مین کچھ تامل کیا عمرو نے خنجر پر ہاتھ ڈالا کہ ملک جی کیا ہمنے تمھین زہر دیا ہے کہ نہین کھاتے خیر اگر نہین کھاتے ہو تو خنجر کھاؤ بختیارک نے جلدی اسے منھ مین ڈال لیا کہ پیر مرشد آپ کے ہاتھ کا زہر بھی امرت ہے پس جو نہین مصری کی ڈلیان حلق سے نیچے اُترین تھین کہ بیہوش ہو کر گر پڑا عمرو نے اُسیوقت بختیارک کی صورت بناکر صاحبقران سے کہا کہ آپ یہین تشریف رکھیے مین جاکر سبھون کو گرفتار کرتا ہون پھر آپ آئیے گا یہ کہکر کوٹھے سے اُترکر صحبت مین آیا ہر ایک نے پوچھا ملک جی کہان گئے تھے تمھارے بغیر صحبت مین سناٹا تھا کہا کہ رفع حاجت کو گیا تھا اور لگا مسخرہ پن کرنے اور ہنسانے لگا اور جہان قرابے شراب کے تھے وہان جاکر اُسکی شراب اُسمین اور اُسکی شراب اُسمین ملانا شروع کی سب کو آغشتہ بداروے بیہوشی کیا اور وہی شراب صحبت مین خرچ ہونے لگی اور جب دیکھا کہ داروے بیہوشی نے اپنی تاثیر کی بختیارک عملی نے اُس عیار بچی سے کہا کہ ملکہ تم فن عیاری مین یکتا ہو اور تمھارا جواب نہین ہے عمرو کو کیا لیاقت ہے تمھارے سامنے مگر اتنا ہے کہ ابھی خود وہ میری صورت بنکر آئے تو تم اُسے پہچان نہ سکو اُسنے کہا کہ ملک جی یہ کیا کہا تمنے ہم تو اُڑتی چڑیا کو پہچانتے ہین بختیارک نے کہا ملکہ پہچاننا بہت دشوار ہے مین عمرو ہون بختیارک کی صورت بنکر آیا ہون کیا خاک تمنے پہچانا عیاری بہت مشکل ہے اور مین تو تم سب کا کام تمام کر چکا اب عیار بچی کو بھی اثر بیہوشی کا ہوا خنجر پکڑ کر دوڑی تھی کہ بیہوش ہو کر گری منصور شاہ زمرد شاہ اُٹھے تھے کہ عمرو کو پکڑین کہ نعرۂ صاحبقرانی کی آواز بلند ہوئی امیر نے آکر لقا کو پکڑ لیا منصور شاہ کو بادشاہ نے اسیر کیا اور کفار کو مقبل اور مہتر قران نے پکڑ کر مشکین باندھین بختیارک کو بھی کوٹھے پر سے اُتارا سب کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا اور دروازہ قلعہ کا صبح کو کھلواکر فوج کو مع افسران فوج اندر بلوایا اور تمام قلعہ مین بندوبست کروایا بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے منصور شاہ کو مع اُسکی دختر کے ہوش مین لائے اور کہا دین اسلام قبول کرو منصور شاہ از روے ترس مسلمان ہوا اور سردار جو لشکر اسلام کے قید تھے اُنکو زندان سے بلواکر حوالہ صاحبقران کے کیا سبھون نے رہائی پائی بعد اُسکے لقا کو بلاکر فرمایا کہ دین اسلام قبول کر اُسنے تین روز کی مہلت مانگی صاحبقران نے اُسے چھوڑ دیا لقا اور منصور شاہ آپس مین مشورہ کرکے رات کو کالا منھہ کرکے اُس عیار سمیت بھاگ کر ظلمات کو روانہ ہوئے صبح کو صاحبقران کو جو خبر ہوئی اُس شہر کا بندوبست کرکے تعاقب مین زمرد شاہ کے روانہ ہوئے

اب چند کلمے داستان نور الدہر اور اسد اور خورشید کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسد بن کرب غازی خورشید ستارہ پرست کی بہن پر عاشق ہی ہر شب اُس سے جاکر ہمصحبت رہتا ہی صبح
کو چلا آتا ہی قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ کی دایہ اور ناہید جنگی نے جو یہ حال دیکھا دو چار دن تو یہ چپ رہین جب
دیکھا اُنھون نے کہ ملکہ عشق مین اُس دیوانے کے دیوانی ہوئی ہی اور کوئی شب ایسی نہین ہوتی کہ اسد اُسکے پاس
نہ آتا ہو بس اِن دونون نے باہم صلاح کی کہ ایک دن اختران شاہ اور خورشید کو ضرور اسکی خبر ہوگی ہمارے
واسطے خرابی ہوگی بہتر یہ ہی کہ ہم خود چلکر خورشید کو خبر کرین دوپہر کے وقت دن کو یہ خورشید کی خوابگاہ مین
آئین خورشید کھانا کھاکر پلنگ پر لیٹا ہی کہ ان دونون کو جو دیکھا اُٹھ بیٹھا دونون نے سلام کیا ہاتھ باندھکر
کھڑی ہوگئین خورشید نے پوچھا کہ کیا ہی عرض کیا کہ خلوت مین عرض کرینگے خورشید نے سب کو ہٹا دیا
اُسوقت اِن دونون نے حال اسد اور پیکر بانو کی محبت کا بیان کیا خورشید نے کہا کہ اسد نہوگا
کوئی اور ہوگا اِن دونون نے سب پتے ٹھیک ٹھیک دیے خورشید بولا اچھا جسوقت اسد آکر پیکر بانو
کے پاس بیٹھے تو تم اُسوقت آکر مجھے خبر دینا کہ مین اُسکے گرفتار کرنے کی تدبیر کرون دونون نے عرض کیا بہت
اچھا اب وہ تو چلی گئین مگر خورشید کی یہ حالت ہی کہ آتش غضب کا کانون سینہ مین مشتعل ہی دود بد دماغی دماغ جان
سے اُٹھ رہا ہی عجب حالت ہی دل مین کہتا ہی ای خورشید یہ اس دیوانے نے کیا کیا دوستی اور اتحاد پر خاک
ڈالی کچھ اسکو خیال ہماری محبت کا نہ رہا خیر کیا مضائقہ ہی سمجھا جائیگا مگر یہان اسد بن کرب غازی وقت
معین پر ملکہ کے پاس چلا ضرغام شیردل ساتھ ساتھ ہی اُس سے کہتا چلا آتا ہی کہ آج مین ملکہ پاس چلتا
ہون ضرغام خبر کے واسطے روانہ ہوا اسد ملکہ کے پاس آیا ملکہ دوڑ کر لپٹ گئی لاکر مسند پر بٹھایا اور کہا کہ
شہریار اسوقت طبیعت میری گھبرائی ہی اسد بولا ملکہ میری بھی یہی حالت ہی ملکہ نے کہا کہ صاحب پھر کیا ہوا
اسد بولا کہ تم اپنے لوگون کو تو دیکھو سب یہان موجود ہین یا کوئی نہین ہی تلاش جو کی تو ملکہ کی دایہ اور
ناہید جنگی کو نہ پایا پوچھا کہ کہان گئی ہین ایک نے عرض کیا کہ بلا لون کل دوپہر کو بھی وہ کہین چلی
گئی تھین اور آج بھی گئی ہین اسد نے کہا کہ ملکہ اِن دونون نے جاکر خورشید سے سب حال بیان
کردیا اب مقرر خورشید یہان آتا ہوگا تم جلد تیاری کرو کہ ضرغام شیردل پہونچا عرض کیا کہ
شہریار ہوشیار ہوجیے خورشید آتا ہی اسد اُسی وقت ملکہ کو اپنے گھوڑے پر بٹھا کر لے بھاگا کہ خورشید
آئیگا تو اپنا سر کھائیگا مجھے کہان پائیگا اور ضرغام اُسکی وزیرزادی کو کاندھے پر سوار کرکے بھاگا جب اسد
جا چکا تو اُسکے دو گھڑی کے بعد خورشید آیا چارطرف سے اُس کوہ کو گھیر لیا آپ اکیلا پہاڑ کے اوپر
چڑھا اندر خیمے کے گھسا اسد اور پیکر بانو کو نہ دیکھا نہ اسد نظر آیا نہ پیکر بانو کو پایا مگر کچھ عورتون کو پایا
پوچھا کہ پیکر بانو کہان ہی اُنھون نے عرض کیا کہ کوئی ساعت بھر ہوئی کہ اسد اُنکو لیگیا خورشید
یہ سنکر تلوار کھینچکر اُنپر لپکا اور کہا کہ تم بتاؤ پیکر بانو کو اسد لے گیا اور تم دیکھا کین بس دو چار کو تو قتل
کیا اور ایک اُنمین سے بولی کہ بلا لون ہم سب مار ڈالنے کے لائق ہین آپ سب کو حلال کیجیے مگر
ہماری خطائین پہلے ثابت کر لیجیے اس اثنا مین اختران شاہ بھی پیچھے پیچھے خورشید کے آپہونچا
دیکھا کہ شمشیر برہنہ خورشید کے ہاتھ مین ہی کئی لاشین پڑی ہوئی ہین اختران شاہ خورشید سے لپٹ
گیا اور کہا کہ بابا اِنکے قتل کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا انپر غصہ نہ کرو اور کوئی تدبیر کرو کہ پیکر بانو ہاتھ
لگے کہ وہ دیوانہ مارا جائے اور یہ بدنامی مٹے خورشید اپنی بارگاہ مین آیا ڈنگل پر بیٹھا دبیر کو بلایا کہا کہ نامہ لکھو

نورالدہر کو کہ اُسنے ایسی حرکت کی ہو نامے کو دیکھتے ہی پیکر بانو کو اور اُس دیوانے کو باندھکر میرے پاس بھیجدو
اور اگر نہ بھیجوگے تو مین سر میدان اُس دیوانے کو مار کر اپنی بہن کو چھین لونگا دبیر نے اِس مضمون کا نامہ
لکھکر تیار کیا خورشید نے کوکب عیار کو دیا اور کہا کہ تو جا کر یہ نامہ نورالدہر کے ہاتھ مین دینا اور
جواب اِسکا لیے آنا کوکب نامہ لیکر روانہ ہوا اُدھر اسد بن کرب غازی ملکہ پیکر بانو کو اپنے ساتھ
لیے ہوئے داخل خیمہ ہوا رات بھر عیش و آرام مین بسر کی صبح کو نماز پڑھکر خدمت نورالدہر مین آنے کا
ارادہ کر کے ملکہ کو پلنگ پر سلا دیا اور آپ غنودہ چشم بارگاہ سلیمانی مین پہونچکر بادشاہ اسلام کو سلام
کیا نورالدہر کو مجرا کر کے دنگل پر بیٹھا نورالدہر نے جو دیکھا کہ اسد کی آنکھون مین نیند بھری ہوئی ہے رات کا
جاگا ہوا ہے کہا کہ اے اسد ہم تمھین ہر چند سمجھاتے ہین تم اپنی باتون سے باز نہین آتے نہ تمھین دوسرے کا پاس
ہے نہ برادری کا دھیان ہے آج معلوم ہوتا ہے کہ تم رات بھر جاگے ہو اسد بولا بھائی صاحب رات بھر
جاگنا کیسا آج مین فیصلہ کر آیا کہا بھتی کیا فیصلہ کر آئے اسد پکارا کہ خورشید کی بہن کو لے آیا خورشید کو
خبر ہو گئی وہ چلا تھا کہ پیکر بانو کو قتل کرون مین اُس سے لے آیا نورالدہر نے پوچھا کہ پیکر بانو کہان ہے
کہا کہ میرے خیمے مین ہے اور بھائی صاحب اُسے کوئی لیجا نہین سکتا کیا مجال جو کوئی اُسکی طرف دیکھ سکے
نورالدہر یہ سنکر چپ ہو رہا اتنا تو کہا کہ افسوس دوستی خورشید کی مبدل عداوت سے ہو گئی یہ باتین
تھین کہ عیار خورشید کا نامہ لیے ہوئے آیا ہاتھ مین شاہزادہ نورالدہر کے دیا شاہزادے نے
اُسے کھولکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا اُسی وقت اٹھ کھڑا ہوا کہا کہ اے کوکب مین تمھارے ساتھ چلتا ہون
جواب اسکا خورشید کو وہین جا کر دونگا اسد نے کہا بھائی صاحب آپکی پاپوش جاے حاصل کیا ہے اُسے
آپ طبل جنگ بجوا کر میدان مین آنے دیجیے دیکھیے مین کیا حالت کرتا ہون نورالدہر نے کہا اے اسد
مین اسواسطے جاتا ہون کہ صلح ہو جائے تو خوب ہے ورنہ جنگ وجدل سے کون ڈرتا ہے اب تو ایک بات
تمسے ہو گئی کیا کیجیے یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا سب سردار ساتھ اُٹھے نورالدہر نے سبھون کو کہا کہ صاحبو مین
کسی سے لڑنے نہین جاتا ہون جو تم سب میرے ساتھ اُٹھے ہو جاؤ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو کوئی میرے ساتھ نہ آؤ
یہ سب تو وہین رہگئے نورالدہر سوار ہو کر یکہ و تنہا روانہ ہوا کوکب نے آگے بڑھکر خورشید کو خبر دی
کہ نورالدہر اکیلا آتا ہے خورشید ایسا خشمناک تھا کہ استقبال کو بھی نہ اُٹھا جب شاہزادہ نورالدہر اندر
بارگاہ کے داخل ہوا خورشید تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا ابا کر مسند پر بٹھا لیا اسباب دعوت مہیا کیا ساقی
نے جام شراب کا دیا شاہزادے نے پیا اور کہا کہ اے خورشید تم خشمناک کیون ہو کیا ہوا یہ نامہ کیسا ہے
خورشید بولا آپ تو اجنبی بنگئے ہین گویا اُس معاملہ سے واقف ہی نہین آجکل جو حرکت کہ اسد نے کی کیا
آپ نہین جانتے نورالدہر نے کہا اے خورشید قسم ہے مجھے اپنے دین کی کہ مین نے جب سے سنا ہے اسد
کو روز منع کرتا ہون کہ اے کمبخت تو نے خورشید سے بگاڑنی بدلی ہے بھائی چارہ کیا ہے اس حرکت سے باز آ
زمانہ تجھے کیا کہیگا اُسنے نہ مانا آخر کار پیکر بانو کو لے آیا اڑی تو تھا اپنے سودائی پنے سے باز نہ رہا
اب تم میری طرف دیکھو اس معاملہ کو یون کر دو کہ پیکر بانو کو اُسکے ساتھ منسوب کر دو اسمین بدنامی
بھی نہین ہے اور بھائی حسب و نسب مین اسد کسی طرح سے برا نہین ہے باپ اُسکا ذی عزت ماں اُسکی
صاحبقران کی بیٹی خورشید نے یہ سنکر کہا کہ اے شاہزادہ نورالدہر جو زمانے مین ہے اُسکو اپنے ناموس کا

پاس ہی اپنی حرمت کا خیال ہی اگر آپ پہلے سے کہتے کہ اسد کے ساتھ پیکر بانو کو منسوب کر دو تو مضائقہ نہ تھا
کسواسطے کہ جب یہ رسوائی نہ ہوئی تھی اور ایسی حرکت ناشائستہ اسد کی نہ تھی خیر اگر آپ چاہتے ہین کہ میرے
آپکے ملاقات رہے تو لازم یہ ہی کہ اسد کو مع پیکر بانو میرے پاس بھیجدیجیے اور اگر اسد کو نہ دیجیے
تو اُس گیسو بریدہ پیکر بانو کو تو میرے حوالے کیجیے کہ وہ میری بہن ہی مین جو چاہون وہ کرون اور اگر نہ
دیجیے گا تو مین اسد کو زندہ نہ چھوڑونگا نور الدہر نے کہا کہ ای خورشید جو کچھ ہوا سو ہوا الماضی لا یذکر گذشتہ
را صلوات ابھی اس معاملہ کو ایک آدھ نے سنا ہی مشتہر نہین ہوا دیکھو کہنا مانو پیکر بانو کو اسد کے ساتھ منسوب
کر دو آخر تم کسی کے ساتھ کرتے یا گھر مین بٹھا رکھتے اور اگر تم اس امر کو کروگے تو یہ احسان مجھپر ہوگا ورنہ
تمھین اختیار ہی اور کیا طاقت کسی کی اسد کو میرے ہوتے قتل کر سکے اور پیکر بانو بھی اسلام لا چکی ہی
ہم کیونکر اب تمھارے پاس اُسے بھیجدین خورشید نے کہا کہ اچھی بات ہی کہ اسد پر اسکے ناموس مین
خلل انداز ہوا اور آپ اُسکی طرفداری کرین پس ان کلمون سے معلوم ہوا کہ اسد نے آپ ہی کے بھروسے
پر یہ حرکت کی ہی اور آپکو خود فساد منظور ہی خیر سمجھ لیا جائیگا نور الدہر نے کہا کہ مین فقط اسواسطے آیا تھا
کہ رفع شر ہو جائے فیمابین جو اتحاد ہی اُسمین فرق نہ آئے اگر تم مستعد جنگ ہو تو بسم اللہ بجاؤ طبل جنگ
خورشید نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نور الدہر وہان سے لشکر مین آیا اسد سے کہا کہ بھائی صاحب
فرمائیے آپ تشریف لیگئے تھے آخر آپ کا سخن ضائع ہوا اُسنے آپ کا کہنا نہ مانا مین کہتا تھا کہ آپ نہ جائیے
نور الدہر بولا میرا کیا بگڑا اب اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی کل صبح کو معلوم ہو جائیگا اور حکم کیا کہ ہمارے یہان
بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے القصہ رات بھر طرفین مین تیاری رہی علے الصباح دونون لشکر میدان مین
آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز پکارے کو لنسا بہادر ہو کر نکلے میدان مین خورشید چاہتا تھا کہ
مرکب اُٹھائے کہ جانب صحرا سے گرد تیرہ و تار اُٹھی ہرکارے خبر کیواسطے تینون لشکرون مین سے روانہ ہوئے
مگر گرد جب قریب آئی اور شق ہوئی تو سو علم نشان لاکھ سوار کا نمودار ہوا تمام علم آفتاب پیکر تھے پھریرون
پر تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی بعد اُسکے ہتھنالین شترنالین پیدلون کے غول کے غول ڈفلے نفیری کے آواز بلند
خاصبردارون کے غول بعد اُسکے ایک اژدر آتش فشان پچاس ایرج کا قلاب آتشین منہ سے چھوڑتا ہوا نمودار ہوا
بعد اُسکے دیکھا کہ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران ایرج نوجوان زیر سایۂ علم آفتاب پیکر مرکب پری پیکر
پر سوار پس پشت نیلم شاہ بالائے تخت زرنگار داہنی طرف خورشید اور بائین طرف فولاد مشت رزن لاکھ سوار
کی جمعیت سے دکھائی دیا لشکر آفتاب پرستانمین غل ہوا کہ ایرج صاحبقران آیا ہی شاپور دوڑ کر قدمون پر گرا ایرج
نے آکر مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا ملکوت شاہ نے گلے سے لگایا پھر تو ہر ایک سردار دوڑ دوڑ کر ایرج کے قدمون پر گرا ایرج
نے سب کو گلے سے لگایا بلطف پیش آیا لیکن ایرج نے جو لشکرون کو میدان مین صف آرا دیکھا پوچھا کہ یہ
کس سے مقابلہ ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ نور الدہر اور خورشید سے ہی ایرج نے کہا کہ انسے
تو آپس مین بڑی محبت تھی اسد نے خورشید سے بگڑی بدلی تھی یا ایسی عداوت ہوگئی یہ کیا ہوا مالک
بن ملکوت شاہ نے کہا کہ وہ دیوانہ تو بڑا مفسد ہی خورشید کی بہن کو عاشق ہوکر لے بھاگا یہ باعث عداوت
ہوا ایرج یہ سنکر بہت شاد ہوا کہ لشکر ہو تیرا اعظم کا کہ انمین باہم تفیض ہوگئی مگر ایرج کی آمد مین دن تمام ہوگیا
تھا طبل آسائش بجا اور دونون لشکر پھر گئے ایرج سوار ہوکر لشکر خورشید کو روانہ ہوا جب قریب پہونچا خورشید نے

سناکہ ایرج آتاہے استقبال کیواسطے نکلا ایرج کو سلام کیا گھوڑے پر سے اُتارا ہاتھ پکڑکر اندر خیمے کے لایا مسند پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا آپ بھی پاس بیٹھا خورشید نے حال زخم کے اچھے ہونے کا پوچھا ایرج نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور کہا کہ بھئی خورشید ہمنے سارا ماجرا سنا یہ لوگ ایسے قابو چی ہین ہمتو کہتے تھے کہ نورالدہر غضب کا ہے اور دیو تو بلا کا ہے خدا اُسکی شر سے بچائے رکھے میرا تو ناک مین دم ہے اسکے ہاتھ سے خورشید بولا بھائی مین اب اس دیو لئے کو زندہ نہ چھوڑونگا ایرج نے کہا اے خورشید دیوانہ بلا کا ہے ابھی تمسے پالا نہین پڑا ہے مجکو ایک عرصہ ہوچکا اُسے دیکھتے ہوئے اول تو نورالدہر اُسے میدان مین نکلنے کا ہیکو دیگا اور جو وہ دیوانہ آئیگا تو آفت ڈھائیگا خورشید نے کہا کہ سمجھا جائیگا ایرج بولا کہ اب بھی ہمسے تمسے بھائی چارہ ہوجائے خورشید بولا کہ مین کیا تمسے باہر ہون زبان سے جو کہا سو کہا تمام جسم مین جو کچھ ہے زبان ہے غرض ایرج نے خورشید سے کہا کہ کل ہمارے یہان تمہاری دعوت ہے خورشید نے کہا کہ اچھا بس ایرج رخصت لیکر چلا گیا اپنے خیمے مین کھانا کھاکر سورہا صبح کو جو اُٹھا خورشید کی دعوت کی تیاری کا حکم دیا دن بھر تیاری رہی شام کو خورشید نے جاکر ناچ رنگ کی صحبت آراستہ دیکھی کھانا کھایا آتشبازی چھڑوائی رات بھر بیدار رہے صبح کو خورشید جو رخصت ہونے لگا ایرج سے کہا کہ کل ہمارے یہان آپکی دعوت ہے ایرج نے کہا قبول ہے لیکن ضرغام شیردل نے یہ خبر اسد کو دی کہ کل ایرج نے خورشید کی دعوت کی تھی آج خورشید نے ایرج کی ضیافت کی ہے اسد نے کہا خیر ان دونون پاجیون کو درست کرونگا کہان جاتے ہین میرے ہاتھ سے اور کہا کہ شبرنگ لاؤ ہمارا لباس شب روی اُسنے وستقچہ سامنے لاکر رکھدیا اسد نے عبا باندھی گلے مین پہنی کمند بازو پر باندھی گوپھین سر سے لپیٹا سپر تلوار بغل مین ڈالی سیاہ دو دستا لے کا جھرمٹ مارا ضرغام کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور آیا لشکر خورشید مین دیکھا کہ بٹھا ٹھر بندی ہے چراغان سے زمین فلک انجم معلوم ہوتی ہے آتشبازی انواع طرح کی چھٹ رہی ہے اور فرش تمامی کا کیا ہوا ہے زربفت کا نمگیرہ کھنچا ہوا اُسکے نیچے مسند پر ایرج بیٹھا ہے اور ایک طرف خورشید بیٹھا ہے ایرج کے رفیق بھی بیٹھے ہین اسد دیکھکر جل گیا ضرغام سے کہا کہ دیکھو اس ستارہ پرست کو سزا دیتا ہون اُسی وقت ایک ساقی پسر کی صورت بنکر جام و صراحی ہاتھ مین لیکر صحبت مین آیا اور وہ جو ساقی شراب پلا رہا تھا اُس سے کہا کہ تم تھک گئے ہو جاؤ آرام کرو اب ہم پلائینگے اُسے غنیمت جانا چلا گیا اسد نے جام لبریز کرکے خورشید کے ہاتھ مین دیا اور کہا او ستارہ پرست یہ ہمسے الگ ہوکے اس بزانیچے سے ملکر بیٹھا ہے منم اسد بن کرب غازی مین تجکو چین سے بیٹھنے دونگا یہ کہکر خنجر مارا خورشید نے ہاتھ پر روکا تھا کہ ہتھیلی کو توڑکر باہر نکل گیا خورشید سنبھلنے نہ پایا تھا کہ ایک خنجر اور مارا وہ اُسکی ران پر پڑا کہ خورشید بیہوش ہوکر گر پڑا غل ہوا کہ اسد نے خورشید کو مارا ایرج اُدھر سے دوڑا اسد بھاگ کر صحبت سے باہر آیا اور بیٹھ گھوڑے پر روانہ ہوا یہان ایرج نے جراح کو بلوایا زخم مین ٹانکے لگوائے صبح ہوتے خورشید کو ہوش آیا ایرج نے کہا دیکھا تمنے اس دیوانے کی چالاکی کو خورشید بولا ہان وہ مجکو مار چکا تھا ایرج نے کہا خیر اب کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے غرض ایرج سوار ہوکے اپنے لشکر کو گیا اُدھر اخبار نورالدہر کو پہونچا اسد سے کہا کہ میان یہ کیا حرکت تمنے کی کہا کہ بھائی صاحب مجھے تاب نہ آئی کہ ایرج نے اس پاجی سے ایسی صحبت کی ہو کہ اُسکو پہلو مین لیکر بیٹھا ہے اور مین نے للکار کر خنجر مارا تھا زندگی تھی کہ بچگیا اسکی بدعنوانیان تو آپ پر ظاہر مین شاہزادہ نورالدہر نے فرمایا کہ تمنے اُسکی بہن سے عشق کیا اور لیکر چلے آئے اور وہ تو رسوائے عالم ہوا پھر سوائے

جان دینے کے اور جان لینے کے کیا چارہ ہی اُسپر آنکھی یہ زبان دیتا ن ہین کہ اُسکے دربار مین بہو نچکر اور بحیلہ ساقی گری اُسکو خنجر مارا کہ اُسکی حیات باقی تھی کہ وہ تمہارے ہاتھ سے بچگیا آیندہ ایسی حرکت نہ کرنا ہمارے بہت خلاف ہوگا اسد نے کہا کہ ابتو بچگیا نہین تو مین کام تمام کرچکا تھا خیر یار زندہ صحبت باقی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا جبتک وہ اُس کرباس فروش بچہ بازاری کی ملاقات سے دست بردار نہوگا مین ہرگز اُسکو بے سزا دیے نہ رہونگا نورالدہر نے کہا بھائی صاحب آپ ہی بہادر و شجاع ہین مگر تمکو مناسب ہی کہ ہمارے خلاف مزاج کے کوئی امر نہ کرنا چاہیے دن بھر یہی ذکر و مذکور رہا رات کو خبر معلوم ہوئی کہ ایرج خورشید کے دیکھنے کو گیا اسد شیر دل اپنے ساتھ قزاقون کا لشکر لیکر بطور شبخون لشکر ایرج پر گرا یہان بھی وہ سب آفتاب پرست مسلح و مکمل تھے تلوارین پکڑ پکڑ کے خیمون سے نکلے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی اسد اُن آفتاب پرستون کے سامنے سے مثل فراریون کے رخ پھیر کر مع لشکر قزاقان چلا اور لشکر ایرج نے تعاقب کیا اسد پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی اور آفتاب پرست تعاقب کنان پیچھے پیچھے اسد کے ہین اسی طرح اسد اُن آفتاب پرستون کو اپنے ساتھ لگائے ہوئے لشکر خورشید مین آپہونچا ستارہ پرستون سے تلوار چلنے لگی اسد شیر دل لڑتا بھڑتا صاف مع قزاقون کے نکل گیا یہان آفتاب پرستون اور ستارہ پرستون مین جنگ عظیم ہوئی رات بھر خوب تلوار چلی بڑا کشت و خون ہوا صبح کو حال معلوم ہوا آفتاب پرستون نے ستارہ پرستون کو پہچانا سب جدا جدا ہوئے لڑائی موقوف ہوئی ایرج نے خورشید سے کہا کیون اس دیوانے کی حرکتون کو دیکھا تمنے آپس مین لڑائی کروادی آگ لگا کر آپ الگ ہوگیا خورشید نے کہا خیر سمجھا جائیگا کبھی تو میرے ہاتھ لگیگا القصہ ایرج تو لشکر لیکر اپنی فرودگاہ پر آیا یہان خورشید نے طبل جنگ بجوایا اُدھر لشکر ایرج مین کوس حربی بجا یہان ہرکارون نے نورالدہر کو خبر دی کہ رات کو اسد شیر دل نے آفتاب پرستون پر شبخون مارا اُدھر سے لڑتا ہوا لشکر خورشید پر آپڑا لڑائی ہونے لگی آپ وہان سے صاف نکل آیا لشکر خورشید اور لشکر ایرج مین تمام رات تلوار چلا کی نورالدہر نے اسد سے کہا کہ واہ وا بھائی صاحب آپ خوب بیٹھے بیٹھے شعبدے کرتے ہین اسد نے کہا کہ اب دیکھیے گا ہوتا کیا ہی ان ستارہ پرستون کو انشاءاللہ درست کرتا ہون کہ عمر بھر یاد کرین یہ ذکر تھا کہ دوسرے ہرکارے نے خبر دی کہ لشکر آفتاب پرستان و ستارہ پرستان مین طبل جنگ بجا ہی نورالدہر نے بھی حکم دیا فوراً اُدھر بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر تینون لشکرون مین تیاری جنگ و جدل رہی کوئی تلوار کو صاف کرکے باڑھ دیکھتا ہی کوئی سنان نیزۂ جان ستان آبدار کرتا ہی کوئی تیرون کو ترکش مین بھرتا ہی کوئی گرز گران سنگ کو تولکر ضرب یاد کرتا ہی کوئی سپر ہتھوانسکر سوچتا ہی کوئی خود و زرہ سے آراستہ ہوتا ہی کوئی دستانے مین کرتنتا ہی غرض کہ صبح تک جوانان فوج و لشکر سامان کارزار مین رہے جب سحر ہوئی معرکہ آرا ے کارزار ہوئے اور قلعۂ مشرق سے خسرو خاور مع لشکر شعاع عرصہ فلک نیلوفری پر مسلح و مکمل بطور ضیا تخت احمری پر حدت کنان جلوہ گر بکمال تیزی ہوا تینون لشکر معرکہ آراے کارزار ہوئے ہر طرف صفیں آراستہ ہوئین بعد آرائش میدان نقباے بلند آواز صدائین دینے لگے اے پہلوانان دلاور و اے جوانان نامور میدان مین آؤ ہنر جنگ دکھاؤ رستمانہ کارزار کرو تلوار کے رنگ دکھاؤ نقیب چاؤشان لشکر سب لشکر نگران تھے کہ دیکھیے کون میدان مین نکلتا ہی کہ علمہاے ستارہ پیکر جلوہ گری پر آئے آواز کرنا دم و گاؤ دم نفیری و ماموں کی بلند ہوئی خورشید ستارہ پرست نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت اختران شاہ کے آیا اور اجازت میدان حرب کا خواستگار ہوا اسنے

کہا کہ جاؤ خدا وند برومین تمھارا حافظ و نگہبان ہو خورشید مرکب ناہوش کو چمکا کر میدان مین آیا پہلے خوب سلطنشوری
کی برچھا ہلایا مرکب کو کاوے پر لگایا پھر مبارز طلب کیا سعد عدنی لشکر نورالدہر سے نکلا اور ہرمز تاجدار سے
رخصت کارزار لیکر میدان مین آیا خورشید کا مقابلہ کیا بعد تگاورزنی و ہمسختی نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ
سعد کا ہوائی کیا سعد عدنی نے تلوار ماری خورشید نے وار اُسکا رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا تا دو ابرو اُتر
آیا سعد نے وستانہ مارا تلوار نکل گئی سر سے خون کا دریا جاری ہوا سعد بیہوش ہو گیا خورشید نے جھک کر پھر
مبارز طلب کیا بیکر بن اسلم لشکر سے نکلا وہ بھی خورشید کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسیطرح خورشید نے شام تک
سات جوانون کو زخمی کیا تین بہادرون کو جان سے مارا طبل بازگشت بجوا کر خورشید مع لشکر اپنی فرودگاہ کی
طرف پھر گیا داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر خورشید مسند پر جلوہ آرا ہوا دورۂ جام سے
گردش مین آیا جب نشۂ شراب مین چور ہوا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور کہا کہ کل صبح نورالدہر کو سزا نہ پہونچائی
تو اپنا نام خورشید نہ رکھا فوراً نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر روانہ ہوئے اُدھر نورالدہر زخمیون
کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے جراحون کو بلوا کر سب کے ٹانکے دلوائے مرہم کی پٹیان چڑھین علاج ہونے
لگا کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ اُدھر لشکر مین طبل جنگ بجا ہو شاہزادۂ نورالدہر نے
فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے بھی لشکر مین کوس حربی بجے بموجب حکم شاہزادۂ والا قدر نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
رات بھر سامان جنگ وجدال بدستور سابق ہوا کیا صبح کو تینون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوئے بعد آراستگی صفوف
جدال و قتال چاوش نہیب دیکر چلے گئے خورشید مرکب ماہ صورت کو چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب ہوا سب
منتظر تھے کہ دیکھیے آج کون مقابلے کو اُدھر سے نکلتا ہی یکایک طور بن اطہر ہرمز تاجدار سے اجازت لیکر
میدان مین آیا بعد تگاورزنی اور ہمسختی کے نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا طور نے تلوار ماری
خورشید نے تلوار کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی طور زخمدار ہو کر بیہوش
ہو گیا خورشید نے پھر مبارز طلبی کی اسی طرح تا شام خورشید نے کئی سردار زخمی کیے اور طبل بازگشت
بجوا کر پھر اگر آواز دی ای سرداران لشکر نورالدہر کہدینا کہ کل سواے نورالدہر کے کوئی میرے
مقابلے کو نہ آئے غرض کہ پھر کر خورشید اپنے خیمے مین آیا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر دورۂ شرابخواری
مین مشغول ہوا جب نشۂ شراب سے دماغ گرم ہوا پھر طبل جنگ بجوایا اُدھر نورالدہر زخمیون کو لیکر بارگاہ
مین داخل ہوئے زخمیون کا علاج کیا ہرکارون نے پھر خبر دی کہ طبل جنگ اُدھر بج رہا ہی نورالدہر نے
بھی حکم دیا اِدھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے جانبین مین تیاری جنگ وجدال اور سامان حرب و ضرب
میدان قتال رات بھر ہوا کیا صبح کو تینون لشکر معرکۂ جنگ مین آئے میدان آراستہ ہوا ہر طرف صفین برابر سے
اپنے اپنے مقام پر جم گئین نشان لشکر کے پھریرے کھلے صداے زیر و بم بلند ہوئی النقیب صفون سے نکل کر نقابت
مردانہ وار کرنے لگے دل بہادرون کے بڑھانے لگے کڑکیتون نے کڑکا کیا بعد اُسکے خورشید مرکب کو چمکا کر
میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا سب نگران تھے کہ دیکھیے آج کون مقابلۂ خورشید کو آتا ہی یکایک علمہاے
لشکر اسلام جلوہ گر ہوئے افسران فوج کی سلامی ہوئی شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان عالیشان مرکب پری
پیکر پر چڑھکر سامنے ہرمز تاجدار عالیوقار کے آئے اور اجازت میدان طلب کی ہرمز تاجدار نے فرمایا جاؤ تمکو سپرد
بپروردگار کیا نورالدہر سلام کرکے عازم کارزار بصد وقار ہوئے خورشید مرکب کو چمکا کر تگاورزن ہوا کہ برابر

پہونچکر سپر سے سپر لڑی مرکب گرد بردہو گئے مرکب خورشید کا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شاہزادۂ نور الدہر
کا دو قدم پسپا ہوا شاہزادۂ نور الدہر نے بعد خشم و قہر خورشید سے کہا کہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا بہت برا کیا خورشید
نے کہا کہ واہ واہ بقول عاقلان دل برخاستہ عذر بسیار تم لوگون سے خدا محفوظ رکھے جیسا تم لوگون کو اچھا جانتا
تھا ویسا ہی تمنے سلوک کیا خیر اسکا عوض نہ لیا ہو تو نام اپنا خورشید نہ رکھا ہو نور الدہر نے فرمایا جو کچھ تمسے
ہو سکے کرنا خورشید نے پیچھے ہٹکر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے پر نیزے کو روکا نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک
کہ سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہو گئین نیزے ہاتھون سے پھینک دیے دونون نے گرز گران اوٹھائے چوٹین
چلنے لگین خورشید نے جو گرز مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا گھوڑا گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گیا شاہزادۂ
نور الدہر نے پودھا باگ کا لیکر ایک چھچکاری مرکب کو بتائی گھوڑا اچمک کر نکلا نور الدہر نے بڑھکر گرز کا وار کیا
خورشید نے گرز کو روکا بار گرز گران سے مرکب خورشید تا کمر زمین مین دھنس گیا گرد اُڑی میدان رزم تیرہ و تار
ہو گیا غرضکہ خورشید نے مرکب کو بکوشش تمام زمین سے نکالا اور تلوار کھینچکر وار نور الدہر پر کیا شاہزادۂ
نور الدہر نے بکمال ہنر سپر پر تلوار روک کر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا تلوار نے سپر خورشید کو کاٹ کر تا دو
ابرو پہونچکر مقام کیا خورشید نے فوراً دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی منھ پر آ پڑی خورشید زخم کاری
کھا کر گھوڑے پر جھومنے لگا لوگون نے آکر خورشید کو سنبھالا طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنے اپنے مقام پر پھر گئے
خورشید خیمے مین آیا جراح نے زخم مین ٹانکے دیے پٹی مرہم کی چڑھائی اس اثنا مین ایرج واسطے عیادت
خورشید کے آیا اور کہا کہ کل مین اس سے مقابلہ کر کے تمھارا عوض لونگا خورشید نے کہا کہ دل تو یہ چاہتا تھا کہ
مین اچھا ہو کر نور الدہر سے مقابلہ کرتا مگر خیر کل تمھین مقابلہ کر لو ایرج یہ سنکر اپنے خیمے مین آیا اور طبل جنگ بجوایا
اُدھر شاہزادۂ نور الدہر جو بارگاہ مین آئے سلاح جنگ کھولے پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے
لوگون نے عرض کیا کہ حضور طہماس بن عنقویل دیو پر ور بہت بیمار ہی گھبرا کے اختر فشاں نے کہا کہ آب و ہوا
یہان کی طہماس کو مضر ہوئی اگر مناسب ہو طہماس کو بقلعۂ گلنگان کیطرف روانہ کیجیے نور الدہر نے اُسیوقت طہماس
کو رخصت کر کے روانہ کیا ہرکارون نے خبر دی کہ طبل جنگ لشکر ایرج مین بجا ہی نور الدہر نے بھی حکم دیا اِدھر
بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر جانبین مین سامان جنگ وجدال رہا صبح کو تینون لشکر عرصۂ کارزار
مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرنے لگے کڑکیت کڑکے کہنے لگے علمہائے لشکر اسلام جلوہ گر ہوئے
پھریرے کھل گئے پرچم لچک کر خورشید کی ضیا باری دکھانے لگے ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ یہ معرکۂ آرائی
اور یہ مقابلہ ایرج و نور الدہر کا بعد ایک مدت دراز کے ہوا ہی جس جنگ وجدال کا اشتیاق شائقین
کو بکمال درجہ تھا ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی الغرض ایرج مالک بن ملکوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا منم زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران نعرۂ
ایرج شعر ملک ایرج آن آفتاب منیر ٭ نظر کردۂ قطب دوران سریر ٭ بعد سلحشوری کے مبارز طلب کیا
اُدھر سے شاہزادۂ نور الدہر بعد خشم و قہر ہی مرزا تاجدار سے اجازت کارزار لیکر میدان مین آئے اور
بمقابلۂ ایرج نعرہ زن ہوئے نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر ٭ ستارہ حشم شاہزادۂ نور الدہر
پہلے تگاورزنی ہوئی سپر سے سپر لڑی دونون گھوڑے گرد برد ہوئے ایرج کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا مرکب
نور الدہر دو قدم پسپا ہوا بعد اُسکے نیزہ بازی ہونے لگی طعن پر طعن چلنے لگی یہانتک کہ نیزے بیکار ہو گئے

نوبت گرز کی پہونچی ایرج نے گرز مارا نور الدہر نے سر گرز بیداد ربو کا تتق گرد اُٹھا گھوڑا تا بہ کمر غرق زمین ہوگیا ایرج نے نعرہ کیا کہ زدم وبست کردم اسعد پکارا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تیرا ایک یہی باجی بن ہو دیکھ بھائی صاحب آتے ہین تیری ہڈیان توڑنے کو اسی اثنا مین شاہزادہ نور الدہر تتق گرد سے باہر آئے اسعد پکارا کہ بھائی صاحب یہ بہت لاف وگزاف کر رہا تھا اب اسے نہ چھوڑیے گا توڑ ڈالیے گا اسکی گردن کو اور شاہزادہ نور الدہر نے جھپیٹ کر وار کیا معلوم ہوا کہ ایک کوہ پھٹ پڑا گرز پر گرز بیٹھا شرار سے نکلے گھوڑا تا بہ سینہ غرق ہوگیا عیار ایرج کا جھپٹ کر آیا پانی کا چھینٹا دیا پوچھا مزاج کیسا ہو ایرج گھوڑے پر سے کود پڑا اور ہاتھ کا سہارا دیا مرکب زمین سے نکلا پھر پشت مرکب پر بیٹھ گیا تلوار میان سے کھینچ لی نور الدہر نے بھی تلوار کھینچی معلوم یہ ہوا کہ دو بجلیان کوندنے لگین نگاہ نہ ٹھہرتی تھی کہ ایک مرتبہ شاہزادہ نور الدہر نے ہاتھ بند دست پر ڈال دیا تلوارین پھینک دین گھوڑون پر سے کود پڑے زور ہونے لگا تا دو پہر کشتی رہی کہ یکایک ایک پنجہ آسمان سے گرا اور نور الدہر کو اُٹھا لیگیا ایرج خوش ہوا اور دل مین کہا کہ یہ نیر اعظم کا کرم ہو کہ نور الدہر کو پنجہ لیگیا مین اِسپر کبھی غالب نہ آسکتا اور اب اقبال میرا درست ہو یہ سوچکر پھر مبارز طلب کیا کوئی لشکر نور الدہر سے مقابلے کو نہ نکلا اُسوقت ایرج نے خود گھوڑا لشکر اسلام کیطرف اُٹھا دیا یہ حال دیکھکر جملہ آفتاب پرست لشکر نور الدہر کی طرف چلے اور عقب مین لشکر خورشید بھی واسطے اعانت لشکر ایرج کے چلا تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ مین اسعد اور خورشید کا سامنا ہوا خورشید نے آواز دی کہ او دیوانے کہان جاتا ہو بہت تو چھپتا پھرتا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار ماری اسعد نے سپر پر روکی سپر کٹ گئی اور اسعد زخمی ہوا لیکن اسعد بھی زخم کھا کر بھرا اور اُسنے بھی تلوار ماری خورشید نے سپر اُٹھائی تلوار سپر کو قلم کر کے تا دو ابرو اُتری زخم سر چہار پارہ ہوگیا خورشید کو غش آنے لگا اسعد نے قصد کیا کہ اسکو گرفتار کر لون لوگ خورشید کو اُٹھا لے گئے لیکن دونون لشکرون مین تلوار چل رہی ہو اور لغرے بزن وبگیر کے بلند ہین لیکن ایرج سے کوئی سامنا نہین کرتا آخر کو اہل اِسلام پسپا ہوئے کمین بے افسر کی سپاہ لڑتی ہو جو کچھ کہ مال واسباب لیا گیا اُٹھا کر بھاگے اور جو کچھ رہگیا وہ خوب آفتاب پرستون نے لوٹا طبل شادمانی بجا ایرج بارگاہ مین آیا اور سرکارون کو بلا کر حکم دیا کہ جاؤ اور خبر لاؤ کہ لشکر اسلام بھاگ کر کہان گیا ہو بہزاد مرتد نے کہا کہ سوائے شہر فرنگوشیہ کے اور کہان جائینگے دوسرے دن خبر پہونچی کہ سب فرنگوشیہ مین ہین ایرج نے اُسی وقت کوچ کیا اور فرنگوشیہ مین پہونچکر قلعے کو چار طرف سے گھیر لیا اور چارون طرف خیمے برپا کیے کہ ہمارے خوف سے یہ کسی طرف شب کو نکل نہ جائین اور کل تو ہم سب کو چن چن کر قتل کرینگے یہ سوچکر انتظام اپنا درست کر کے آرامگاہ مین گیا اسعد نے یہان قلعے کا وہ بندوبست کیا کہ پرندہ پر بھی نہین مار سکتا در تمدون کی کیا تاب وطاقت ہو کہ اسکین فیلبند دروازے پر بیٹھا دیکھ رہا ہو کہ لشکر ایرج کا کہانتک ہو شب کو اسعد نے ضرغام سے کہا کہ یہ آفتاب پرست تمام وکمال اسباب بھائی صاحب کا لوٹ لے گئے ہین اگر تو ایرج کو لا تو مین اِن لوگون سے تمام مال واسباب لے لون ضرغام نے عرض کیا کہ بہت خوب مین جاتا ہون اور لاتا ہون یہ کہکر روانہ لشکر ایرج ہوا بعد اُسکے اسعد نے شبرنگ سے کہا کہ تو بھی جا اور دیکھ کہ ضرغام کیا کرتا ہو غرض کہ یہ بھی عقب مین روانہ ہوا ضرغام قریب لشکر ایرج کے پہونچکر صورت اپنی بدل کر داخل لشکر ہوا آتے آتے سامنے بارگاہ ایرج کے پہونچا دیکھا کہ ایرج دنگل پر بیٹھا ہو اور سردار دو جانب

کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین صحبت رقص گرم ہو سامان اور مشورے قلعہ لینے کے ہو رہے ہین ضرغام ٹھہرا رہا جب دربار برخاست ہوا سب اپنی اپنی خوابگاہ پر آئے ایرج بھی اُٹھکر آرامگاہ مین آیا بعد خاصہ نوش فرمانے کے سو رہا شاپور شیر دل بھی چوکی پہرے درست کرکے جا کر سو رہا ضرغام گرد خیمے کے پھر رہا ہی مقام گھات کا ڈھونڈھ رہا ہو پشت پر خیمے کی آیا دیکھا کہ مہترجی بیٹھے گنجفہ کھیل رہے ہین کہین چوسر ہو رہی ہر کوئی کسی شغل مین کوئی کسی شغل مین دل بہلا رہا ہو غرضکہ سب جاگ رہے ہین ضرغام اپنی صورت تبدیل کرکے ایک سقے کی شکل بنکر شراب عیاری مشک مین بھر کر کیفیت نشہ پیدا کرکے لڑکھڑاتا ہوا چلا سامنے سے آیا مہترجی کے پاس شراب ہو چکی تھی آدمی سے کہا کہ دیکھو اس سقے کو بلا لو خدمتگار نے کہا کہ اجی میان بہشتی تمھین مہترجی بلاتے ہین اُسنے جواب دیا کہ خداوند اب تو خوب نشے جمے ہوئے ہین گھر کو جاتے ہین کچھ لوگ دوڑے پکڑنے کے لیے یہ بھاگا تھوڑی دور پر لڑکھڑا کر گر پڑا لوگ اسے پکڑ لائے مہترجی نے کہا ارے تو آج ایسا بدمست ہی کہ ہم بلاتے ہین اور نہین آتا اگر مشک مین تھوڑی شراب ہو تو لا بولا کہ نہین پیر و مرشد دو چار جام ہونگے مہترجی نے کہا کہ جو دام کہو وہ دین یہ شراب ہمین دو اُسنے کہا کہ پیر و مرشد دام چاہے دیجیے چاہے نہ دیجیے یہ تو میرے آرام کی چیز ہی اس سے تو میری زندگی ہی جو آپ کو دے دونگا تو مین کیا پیونگا مہترجی نے کہا بیٹھ ابھی ہوش کی باتین کر اچھا تو بھی پی اور ہم بھی پئین اور دام بھی لے کہا بہت اچھا غرضکہ سب نے خوب شراب پی اور آپسمین لڑ بھڑ کر بیہوش ہو گئے ضرغام قنات چاک کرکے جھانکنے لگا دیکھا کہ خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین خدمتگار رجی کر رہا ہو مگر آنکھین اُسکی بند ہوئی جاتی ہین ضرغام جلدی سے ایک خدمتگار کی صورت بنکر اُسکے پاس آکر کہنے لگا کہ میان تمھارا جی چاہے گھر جاؤ چاہو یہان سو رہو اب ہم جاگتے ہین اُسنے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم ہو کون اور آئے کہانسے ہو تو کب ہوئے جا کر الگ لیٹ رہا بعد اُسکے خاصبردار کو بتی کھلا کر بیہوش کیا اور چادر عیاری پکڑ کر چرخ دیا کہ جتنی شمعین روشن تھین گل ہو گئین ایک آدھ شمع مصلحتاً رہنے دی اب ایرج کے پلنگ کی طرف چلا ایرج کی یہ عادت ہی کہ اِدھر اندھیرا ہوا اور گھبرا کر آنکھ کھل گئی ابھی ضرغام مسہری سے دور تھا کہ ایرج نے ایک سیاہ پوش کو آتے دیکھا چپکا دم بخود گھات مین پڑا رہا جب ضرغام مسہری کے قریب آیا اور بیہوشی سنگھانے کو ہاتھ بڑھایا ایرج نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور آواز دی کہ ارے کوئی ہی جلد روشنی لاؤ مین نے ایک عیار کو پکڑا ہی فراش دوڑے ہوئے آئے اور شمع روشن کی ایرج نے پہچانا اور کہا کہ کیون ضرغام تجھے اسد نے میری گرفتاری کو بھیجا تھا ضرغام بولا ہان آیا تو ایسے ہی ارادے سے تھا لیکن اقبال تیرا یاور تھا کہ بچ گیا اور جب موقع ہوگا لیجاؤنگا ایرج نے کہا کہ مین تجھے زندہ کاہیکو چھوڑونگا صبح کو تیرا بند بند جدا کرونگا یہ کہکر ستون مین بندھوا دیا اور آپ پھر مائل خواب ہوا ابھی رات نے دو پہر سے تجاوز نہین کیا تھا شبرنگ جو ضرغام کے پیچھے پیچھے آیا تھا اُسنے جو یہ حال دیکھا اُلٹے پیرون بھاگا کہ اسد کو جلد خبر گرفتاری ضرغام کی کردون کہین ایسا نہو کہ صبح کو ضرغام قتل ہو جائے یہان ہرمز تاجدار تخت پر جلوہ فرما ہین اسد بن کرب غازی دنگل پر بیٹھا ہوا ہی رفقا گرد و پیش جمع ہین رات زیادہ جانے کی وجہ سے بادشاہ بار بار فرماتے ہین کہ ای اسد اب تم اپنی خوابگاہ مین جاؤ کہ پھر اور لوگ بھی رخصت ہون اور استراحت کرین اسد نے جواب دیا کہ ای شہریار مین نے ضرغام کو واسطے گرفتاری ایرج کے بھیجا ہی مین اُسکا راستہ دیکھ رہا ہون آپ دربار برخاست کیجیے مین بیٹھا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ ابھی اتنے مین شبرنگ آیا اسد نے پوچھا کیون شبرنگ

کہ

صرغام کہان ہی شبرنگ نے بخاطر ملول بیان کیا کہ حضور اُسکو ایرج نے پکڑ لیا بس یہ سُنتے ہی خشمناک ہوکر کہا کہ ابھی جاکر اگر
صرغام کو نہ چھڑا یا ہوگا تو اپنا نام اسد نہ رکھا ہوگا ای شبرنگ جا اور جلد اسباب عیاری لا ہرمز تاجدار نے منع کیا کہ آپ زخمی ہین آپکا
جانا مناسب نہین ہی یہ کسکی سنتا ہی اپنی ٹر مار رہا ہی کچھ بادشاہ کا بھی پاس ولحاظ نہین کرتا کہہ رہا ہی کہ اگر وہ بزار بچہ صرغام کو مار ڈالیگا تو مین
پھر ایسا رفیق کہانسے پاؤنگا جاتا ہون یا تو مین نے اپنی جان دی اور یا اُسے چھڑا لایا شبرنگ نے دست بقچہ لاکر رکھدیا اسد نے اُسکو
کھولکر سیاہ بانڈی گلے مین ڈالی اسباب عیاری تن پر آراستہ کیا سیاہی کا کانٹا بنکر شبرنگ کو ساتھ لیکر چلا آتے آتے داخل لشکر ایرج
ہوا راہین گھات کی دیکھتا ہوا چلا آیا اب رات نے دو پہر سے تجاوز کیا ہی ؤکا نین بند ہین کتے بھونک رہے ہین لوگ طلایہ کے گشت
پر ہین اسد برابر خیمۂ ایرج کے پہونچا اور اُس مقام پر آیا کہ جہان فراش صرغام کے بیہوش کیے ہوئے پڑے ہین شبرنگ نے
نشان دیا کہ دیکھیے اسیطرف سے صرغام گیا تھا دیکھیے قنات بھی چاک ہی اسد بھی وہین آڑ پکڑ کر جھانکنے لگا دیکھا کہ خاصبردار
جاگ رہا ہی اور صرغام ستون سے بندھا ہوا ہی ایرج بیخبر سو رہا ہی اسد نے پروانے بیہوشی کے اُڑائے اور شمع کی لو پر مارے
وہ جلے اور دُھوان پھیلا جس سے خاصبردار اور خدمتگار دونون بیہوش ہو گئے اسد اندر آیا پہلے صرغام کو چھڑایا بعد اُسکے ایرج
کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر شبرنگ کو دیا تمام لشکر ایرج کو طی کرتا ہوا قلعہ مین آیا ایرج کو اُسی عالم بیہوشی مین طوق و زنجیر مین
جکڑ کر مسلسل کیا رات گذری صبح کو ہرمز تاجدار نے دربار آراستہ کیا تخت پر جلوہ افروز ہوئے سردار جمع ہونے لگے اسی اثنا
مین اسد دلاور داخل دربار ہوا ہرمز تاجدار نے پوچھا کہ ای اسد دلاور صرغام کے چھڑانے کی کیا تدبیر کی عرض کیا کہ ای شہریار صرغام
کو بھی چھڑا لایا اور ایرج کو بھی گرفتار کرکے لایا ہون ہرمز تاجدار نے ہنسکر فرمایا کہ یہ کیا کہتے ہو مجھسے بھی مزاح کرتے ہو اسد نے
آواز دی کہ ای صرغام لاؤ ایرج کو صرغام ایرج کو سامنے لایا بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای اسد غازی مرحبا صد مرحبا
صاحب اولاد ایسے ہی ہوتے ہین غرضکہ جو دربار مین آتا تھا وہ اُنکی تعریفین کرتا تھا اسد نے کہا کہ اسے ہوشیار کرو صرغام نے فتیلہ رفع بیہوشی
دیا ایرج کی آنکھ کھلی عوض صرغام کے اپنے کو وابستہ اور صرغام کو سہا دیکھا اسد پکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری آنکھ کھول کے دیکھ تو سہی
کہ تو کس بلا مین گرفتار ہی مین نے صرغام کو چھڑایا اور تجکو گرفتار کیا ایرج اب جو چارون طرف دیکھتا ہی تو دربار آراستہ ہی ہرمز تخت پر بیٹھے
ہین اسد کرسی زرنگار پر متمکن ہی یقین ہو گیا کہ آج جان نہ بچیگی یہ دیوانہ مجھے زندہ نہ چھوڑیگا آہ کا نعرہ مارا کف افسوس ملنے لگا اور کہا کہ ای اسد
حقا کہ تو مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہی دوسرے کی یہ جرأت نہ تھی کہ مجھپر ہاتھ ڈال دیتا اسد بولا او آفتاب پرست اس خوشامد سے کیا حاصل
مین تجھسے تمام اسباب بھائی صاحب کا لیلونگا اور تجھے فیلبند دروازے پر لیجاکر اُس ہندی کو کہ جو تیرا عاشق ہی دکھا کر قتل کرونگا ایرج
نے کہا کہ ای اسد جو تیرا جی چاہے وہ کر لیکن ایسے کلمات مُنہہ سے نہ نکال کہ لندھور میرے باپ کی جگہ ہی اسد پکارا سچ ہی عاشق باپ سے
بھی زیادہ مہربان ہوتا ہی قصہ مختصر ایرج کو فیلبند دروازے پر لائے اسباب سیاست منگوایا کلمات طعن آمیز کی ایرج پر بوچھار
کرنے لگا ایرج خاموش سنتا ہی اور کچھ جواب دیتا ہی تو بہت نرمی کے ساتھ اِدھر حال سنیے خورشید ستارہ پرست کا کہ اُسے دو پہر رات گئے
خبر پہونچی تھی کہ ایرج نے صرغام شیر دل کو پکڑا ہی یہ جو صبح کو اُٹھا کہا کہ مرکب ہمارا لاؤ کہ اس عیار کے قتل کی سعی کو جا ناحق رہی
اس دیوانے نے میرے دلپر داغ دیے ہین اگر نہ مین جاؤن تو شاید ایرج اُسکو رحم کھاکر چھوڑ دے یہ کہکر مرکب پر سوار ہوکر چلا جب قریب
خیمۂ ایرج کے پہونچا اور گریہ و زاری کی سنی تو مرکب سے کہا ارے دریافت تو کر یہ غل کیسا ہی اُسنے دریافت کرکے عرض کیا کہ رات کو اسد
صرغام کو چھڑا کر ایرج کو پکڑ لیگیا یہ سنکر خورشید نہایت آزردہ ہوا اُدھر سے پھر اتھا یہ سنا کہ اسباب سیاست دروازۂ قلعہ پر
موجود ہی اسد کا ارادہ ہی کہ ایرج کو قتل کرے خورشید کو یہ سنکر کمال صدمہ ہوا اپنے لشکر مین پھر آیا اور اُسیوقت شہر اختریہ کو روانہ
ہوا بیابان مالک بن ملکوت شاہ و لاہوت شاہ و طرماسپ وغیرہ سب سوار ہوکر سامنے قلعہ کے آئے ہین دیکھا کہ ایرج طوق
و زنجیر مین گرفتار زیر دار بیٹھا ہی اور ہرمز تاجدار تخت پر جلوہ افگن ہی اور اسد غازی کرسی زرنگار پر جلوہ افروز ہی مالک

وغیرہ نے جھک جھک کر ایرج کو سلام کیا اسد پکارا شاباش اپنے مالک کی یونہیں اطاعت کرتے ہیں لیکن میں اس پاجی کا بند بند جدا کر دونگا
اور اگر تم سب یہ چاہتے ہو کہ خیر دو چار دن اسکی جان بچ جائے تو تمام مال و اسباب شاہزادہ نورالدہر کا جو لوٹ لیگئے ہو لاؤ یہ کہکر مالک بن
ملکوت شاہ کو قریب بلایا وہ ڈرتا ہوا سلام بجالایا کہا کہ تو اسباب دینے کے بارے میں کیا کہتا ہی اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہی میں
تمام مال و اسباب ابھی حاضر کیے دیتا ہوں اسد نے کہا کہ او مردود تو نے ایرج کو منع بھی نہ کیا کہ وہ اسباب بھائی صاحب کا نہ لوٹتا اُسنے عرض کی
کہ اے خیر بیشہ شجاعت میرا کہنا کون سنتا ہی اور میں تو آپ ایسا ڈرتا ہوں جیسے گاؤ قصاب سے ڈرتی ہی اسد بولا او حرامزادے تو مجھے قصاب
بتاتا ہی مالک مُہر آتا کانپتا وہانسے آیا حکم دیا کہ جلد نقد و جنس جو کچھ لوٹا ہی حاضر کرو غرضکہ اسباب و مال آتا جاتا ہی مالک بن ملکوت شاہ ایک
ایک چیز اسد کو دکھاتا جاتا ہی اسد غازی فرد ہاتھ میں لیے ہوئے ہی ایک ایک چیز پر صاد کرتے جاتے ہیں دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہی مال اندر رکھا
جاتا ہی اسد نے مالک کو ڈانٹ ڈانٹ کر کچھ اسباب ایرج کا بھی منگوا لیا یہانتک کہ لوگوں نے عرض کی کہ اب سب اسباب آگیا اسد تلوار کھینچکر
ایرج کے قتل کو چلا ایرج کو یقین ہو گیا کہ یہ دیوانہ زندہ نہ چھوڑیگا تمام سردار ایرج کے طرماسپ وغیرہ چلانے لگے کہ اے اسد یہ کیا کرتے ہو جو
جا ہو کر دو لیکن ایرج کو قتل نہ کرو اُدھر ایرج اپنی مجبوری پر رو رہا ہی کہ ہرمز تاجدار نے اسد کو پکارا کہ اے اسد غازی ذرا میرے پاس آؤ
ابھی اسے قتل نہ کرو اسد قریب آیا ہرمز تاجدار نے فرمایا کہ تمھیں صاحبقران کا قول کچھ نہیں یاد ہی کہ بارہا امیر نے فرمایا کہ ایرج میری اولاد
میں ہی اسے جو قتل کریگا وہ میرا دشمن ہی اور لندھور کو اسیواسطے محافظ کر گئے ہیں دوسرے یہ کہ اگر اُسکو تمنے قتل کیا تو طرماسپ ابھی قلعہ میں گھس
آئیگا تو اُس سے کون لڑ سکیگا اس طرح جب سمجھایا اسد نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی اور پکار کر کہا کہ اے آفتاب پرستو عماد و شہریار ہرمز تاجدار کو
کہ ایرج کی جان بخشی کی اب جبتک کہ صاحبقران نہ آئینگے یہ یہاں قید رہیگا آفتاب پرست یہ سنکر خوش ہوئے لیکن لندھور چھپا ہوا پیچھے کھڑا ہوا
تھا اپنے دلمیں ٹھان لیا تھا کہ جسوقت اسد برابر ایرج کے آجاتا اور تلوار واسطے قتل کے اُٹھاتے اُسوقت تو نعرہ کر کے دوڑ پڑے اور ایرج کو لیجا جب
یہ سنا کہ ہرمز نے ایرج کی جان بخشی کی تو جان تازہ بدن میں آگئی ساتھ آفتاب پرستوں کے پھر گیا اُدھر اسد نے ایرج کو زندان میں بھیجدیا چوکی پہرے
قائم ہو گئے پانچ چار روز گذرے ہونگے کہ ایکدن اسد کی پسلی پھڑکی دلمیں یہ خیال کیا کہ تو نے اس آفتاب پرست کو چھوڑ دیا بُرا کیا اب ہرگز نہ چوک اور جاکر
اسے قتل کر یہ سوچکر دروازہ زندان پر آیا قفل کھلوایا اندر جاکر جو دیکھا تو ایرج کا نام و نشان نہ پایا البتہ پشت پر سے زندانخانہ کے نقب لگی ہوئی دیکھی پتہ دیوچہر عیار
کا پہچانا اُسیوقت طیش کھا کر نکلا مکان پر دیوچہر کے آیا دیکھا تو مکان کھدا ہوا پڑا ہی حیران و پریشان وہانسے پھر کر ہرمز تاجدار کی خدمت میں آیا اور کہا
کہ سبحان اللہ خوب بادشاہت آپ نے کی ایرج کو اُس روز میرے ہاتھ سے بچوادیا آخر وہ چھوٹ گیا دیکھیے وہ کیسا بدلہ لیتا ہی اب کیا کیجیے گا ہرمز
یہ سنتے ہی سن ہو کے رہگیا کہا کہ اے اسد سچ کہتے ہو کہا کہ آپ اور کسیکو بھیجکر دریافت فرمائیں دیوچہر عیار نالے کیطرف سے نقب دیکر اُسے نکال لیگیا ہی
سنکر ہرمز کی رنگت زرد ہو گئی کہا اے اسد کاش کہ تم ایرج کو پکڑ لائے ہوتے غضب ہو گیا اور حکم دیا کہ تلاش کرو عیار تمام شہر میں گھر گھر
ڈھونڈھنے لگے مگر کہیں پتا نہ لگا اب حال ایرج کا بیان کیا جاتا ہی کہ دیوچہر نقب کھود کے ایرج کو چھڑا کر ایک اور مکان میں لایا ہی پہلے قید
بدن سے دور کی بعد اُسکے فتیلہ رفع بیہوشی دیا ایرج ہوش میں آیا دیوچہر سے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے دیوچہر اب تو ہمارے لشکر میں
جا مالک بن ملکوت شاہ سے خبر کر آ یہ کہدے کہ وہ طبل جنگ بجا کر صبح کو یورش کر دے دیوچہر لشکر ایرج میں آیا مالک بن
ملکوت شاہ سے تمام کیفیت بیان کی اُسنے خوش ہو کر طبل جنگ بجوادیا اُدھر ہرکاروں نے آکر ہرمز تاجدار کو
خبر کی کہ لشکر آفتاب پرستان میں طبل جنگ بجا ہی ایرج کی رہائی کی خبر اُنکو پہونچ گئی ہرمز نے جواب دیا رضینا بالقضا جو مرضی
الٰہی رات اُسی انتشار میں بسر ہوئی صبح کو ہرمز تاجدار فصیلبند دروازے پر مع رفقا آکر بیٹھے اُدھر سے آفتاب پرست بھی یورش
کر کے قلعہ پر چلے اُدھر سے ایرج نے دیوچہر کے مکان سے نکل کر نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو کب چھوڑتا ہوں میں تمکو ایک ایک کو قتل کرونگا
کہ تمنے کلیجا پکا دیا ہی اور تلواریں مارتا ہوا قتل و قمع کرتا ہوا چلا بس غلغلہ ہوا کہ ایرج تو قلعہ کے اندر سے نکلا لوگ از بس بدحواس
ہو گئے توپیں چھوڑ چھوڑ کر اپنے اپنے ناموس کی حفاظت کو چلے تمام شہر میں غدر مچ گیا ہرمز نے دیکھا کہ عجب بدحواسی

ہو لوگون کے پانون کے نیچے سے زمین نکلی جاتی ہو اسی اثنا مین آفتاب پرست دروازہ قلعہ پر پہونچ گئے اُدھر سے ایرج آیا دروازہ قلعہ کا کھولدیا آفتاب پرست شہر مین در آئے تلوار چلنے لگی اہل اسلام کا قتل عام ہونے لگا اسد نے جو حال دیکھا دروازہ ہفت منظر سلیمانی کھلوا کر مع اپنے رفقا و رقراقون کے نکل گیا اُدھر اہل اسلام جان پر کھیل گئے بہت سے مارے گئے ہزارون زخمی ہوئے ہرمز تاجدار گرفتار ہو گئے اب دل فوج کا ٹوٹگیا کہین بے افسر کی سپاہ لڑتی ہو شور الامان بلند ہوا تمام اسباب و مال لٹ گیا شہر فرنگوشیہ مین پھر دین آفتاب پرست جاری ہوا اہل اسلام نے بحالت مجبوری و بخوف جان تقیہ کیا ایرج نے اسد کو ہر چند تلاش کیا نہ پایا معلوم ہوا کہ نکل گیا بار دیگر بارگاہ سلیمانی ایستادہ ہوئی اُسمین بیٹھکر جشن کیا ناچ ہو رہا تھا کہ ایرج نے ملکہ گیتی افروز کی یاد مین آہ کر کے بہزاد مرتد سے کہا کہ ای بہزاد دیکھیے کب وصل محبوب کا نصیب ہو صبح کو جانب قلعۂ ذوالامان کوچ کیا راستے مین قلعۂ آفتاب نما ہو وہان پہونچکر نوفل بن زرین کفش کو کہ ایرج کیطرف سے وہان کا حاکم ہو طلب کیا وہ حاضر ہوا قدمبوسی کی ایرج نے اُسے خلعت دیا اور تمام قیدی یعنی ہرمز تاجدار اور انکے سردارونکو نوفل کے سپرد کیا اور تاکید کی کہ اچھی طرح انسکو رکھنا ایسا نہو کہ انھین کوئی چھڑا لیجائے اور ایک روز یہان رہا دوسرے دن کوچ کیا جب شہر مشتری حصار کے قریب پہونچا حکم دیا کہ نامہ سہیل خان کو لکھو کہ خدمت مین ہماری حاضر ہو نہین تو جو حال کہ شہر اختیم و آلونکا کیا اُس سے بدتر تمھارا حال کیا جائیگا سہیل خان پسر خواندہ حمزۂ صاحبقران ہو نہایت فہمیدہ و سنجیدہ ہو عمرو جب امیر سے بگڑ کر بادشاہ ہوا تھا اُس نمک کی اطاعت اُسنے نہ کی تھی یہ کب کسیکو موجود جانتا ہو بس جسوقت نامہ ایرج کا آیا مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی ایلچی سے کہا اپنے کو وہ بزاز بچہ صاحبقران جانتا ہو بتصدق سے لندھور کے بارگاہ سلیمانی اساسۂ صاحبقرانی جو ملگیا اُسپر بھول گیا ہو اپنی حقیقت کو بھول گیا ہو کہدینا اُس کرپاس فروش بچۂ بازاری سے کہ تو دشمن دین اسلام ہو مین تجھسے کبھی ملاقات نہ کرونگا اور ایلچی کو ذلیل کروا کے نکلوا دیا وہ باحال خراب خدمت مین ایرج کی پھر گیا تمام حال بیان کیا ایرج نہایت برہم ہوا کہا خیر سمجھا جائیگا اور اُسیوقت وہانسے کوچ کر کے قریب شہر کے آیا سہیل خان مشتری حصاری اپنی فوج کو آراستہ کر کے دو پہر رات گئے لشکر ایرج پر شبخون کر ا ایک طرف سے آیا تھا دوسری طرف سے نکل گیا رات بھر لشکر ایرج مین خوب تلوار چلی صبح کو معلوم ہوا کہ سہیل خان شبخون مار کر اُسیوقت نکل گیا ہزارہا آفتاب پرستون کے خون ہوئے ایرج نہایت پریشان ہوا پھر اپنے لشکر کو درست کر کے قلعۂ مشتری حصار پر نرغہ کیا سہیل خان نے جلدی سے پہاڑ پر جا کر بند پانی کا کاٹ دیا کہ ایک پانی جو آیا تمام لشکر ایرج کا ڈوبنے لگا کتنے لوگ بہگئے باقی جلدی جلدی مال و اسباب لیکر بھاگے ایرج یہ حال دیکھکر گھوڑا اُڑا کر دور نکل گیا اور بارگاہ استادہ کرائی اب جو دیکھتا ہو تو قلعہ کے گرد دریائے عظیم الشان بہ رہا ہو قلعہ بیچ مین ہو نہایت غمناک ہوا لیکن غصہ کے مارے کانپتا تھا وزکین اُٹھا کر اور متردد ہوا لیکن خیال ملکہ گیتی افروز کا تڑپاتا تھا حکم دیدیا کہ جلد انگھڑٹیان تیار رہون مین اس قلعہ کو ضرور لونگا اور آہ سرد کھینچکر کہا افسوس صد ہزار افسوس یہ فلک تفرقہ انداز معشوق تک نہین پہونچنے دیتا رخنہ پر رخنہ پڑتا جاتا ہو کام بنا ہوا بگڑ جاتا ہو یہ کہکر یاد محبوب مین خوب رویا بہزاد مرتد نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان انگھڑٹیان نہ بنوائیے مین قلعہ آپکو باسانی دلوا دونگا پانی یہانسے اور طرف کو نکال دونگا ایرج نے کہا کیونکر کہا کہ آپ میرے ساتھ آئیے غرضکہ اُسیوقت ایرج کو سوار کر کے وہان لایا کہ جس مقام پر پانی رُک گیا تھا اور ایک بلند ٹیلہ تھا بہزاد نے کہا کہ اسکو آپ کھدوا ڈالیے سارا پانی بہ جائیگا میدان صاف ہو جائیگا کہین نشیب کیطرف پانی رہجائیگا اُسے لنگر پتھر سے پٹوا دیجیے گا پھر یورش کر کے قلعہ لے لیجیے گا ایرج بہت خوش ہوا اور ہزار بیلدار لگا دیے وہ ٹیکرا کھدنے لگا یہ خبر سہیل خان کو پہونچی کہ بہزاد مرتد نے یہ تدبیر بتائی ہو کہا کہ صاحبو اب قلعہ نہ بچے گا مگر خیر یہ آفتاب پرست پائیگا کیا صندوقون مین مال و اسباب بھروا کر زمین مین دفن کرا دیا کہ جسوقت یہ آفت جائیگی تو پھر نکلوا لینگے اور خود سہیل خان تمام اہل قلعہ کو لیکر نقب کی راہ سے نکل گیا اور معتوے کے گولہ انداز بنا کر توپون پر بٹھا گیا اُدھر ایرج نے جب وہ ٹیلہ کٹوا کر پانی بہا دیا نشیب و فراز

برابر کرا دیا فوراً طبل جنگ بجوا دیا صبح ہوتے ہی گرز آہنی پکڑ کر نکلا لیکن اُدھر سے گولا گولی کچھ نہ چلا بآسانی تمام ایرج دروازۂ قلعہ پر پہونچ گیا بہزاد بھی آکر شریک ہوا اور سردار بھی پہونچ گئے خندق پر پل بنا لیا تمام لشکر آنے لگا دروازۂ قلعہ پر گرز مارا دروازہ کھل گیا بہزاد نے کہا کہ ہرگز اب کسیکو زندہ نہ چھوڑئیے گا قتل عام کیجیے گا ایرج جو اندر آیا کسیکو نہ پایا کہا کہ ای بہزاد کسکو قتل کرون بیان کون ہی غرضکہ تمام قلعہ چھان مارا مگر کوئی دکھائی نہ دیا ایک پھوٹی کوڑی تک نہ ملی بھلا مال کا کیا ذکر ہی ناچار اب کیا کرین ایک روز وہان رہکر ملک زرلقا کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسکو نیند اُٹھا لیگیا تھا آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک خیمہ مین پایا سامنے نقابدار سرخ پوش کو دنگل شوکت پر تمکن دیکھا پریزادین ناچ رہی ہین دیو حاضر ہین نورالدہر نے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیا اور بلا کر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور جام شراب تواضع کیا نورالدہر نے کہا ای نقابدار تمنے مجھے کیون اٹھوا منگوایا مین تو ایرج سے لڑ رہا تھا نقابدار نے کہا ای نورالدہر تجکو لازم نہین ہی کہ تو ایرج سے مقابلہ کرے کسواسطے کہ ایرج دوستدار شاہزادۂ خاور سپاہ کا ہی قاسم کا ہوا خواہ ہی نورالدہر نے کہا ای نقابدار قاسم نے تو مجھے اپنا فرزند کیا لیکن تو اپنی کیفیت سے مطلع کر مسلمان ہی یا کافر اگر مسلمان ہی تو آفتاب پرست کی طرفداری کیون کرتا ہی اور اگر کافر ہی تو اُسکا جنبہ بجا ہی آ اور مجھسے مقابلہ کر اگر تو مجھپر غالب آئے تو مین تیری اطاعت کرنے کو موجود ہون نقابدار نے کہا مجھے یہ معلوم تھا کہ تو قاسم کا پسر خواندہ ہی اور مین تو تجھسے لڑتا مگر بیان دیکھنے والا کون ہی اب مین تجھے وہین بھجوائے دیتا ہون چلا جا اور ایک دیو سے خطاب کیا کہ اسے شہر فرنگوشیہ مین پہونچا دے اور نورالدہر سے کہا کہ مین بھی عقب مین آتا ہون وہین میرے تمھارے مقابلہ ہوگا غرضکہ وہ نورالدہر کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے لے اُڑا اور فرنگوشیہ مین تو نہ اُتارا سرحد باختر مین لاکے چھوڑ دیا ہرچند شاہزادۂ نورالدہر نے کہا کہ مجکو کہان جنگل مین چھوڑے جاتا ہی کسی بستی مین پہونچا دے اُسنے کچھ نہ سنا اُڑ کر چلا گیا شاہزادۂ نورالدہر مجبور و ناچار وہان سے پیدل چلا شام کو ایک قصبے مین پہونچا وہانکے زمیندار نے انکی صورت دیکھکر بہت خاطر کی اپنے گھر مین لایا ہاتھ منھ دھلایا کھانا حاضر کیا نورالدہر نے خاصہ نوش فرمایا اور اُس زمیندار سے پوچھا کہ یہانسے شہر فرنگوشیہ کتنی دور ہی اُسنے جواب دیا کہ مین نے نام بھی نہین سنا شاہزادہ رات بھر وہان رہا صبح کو ایک گھوڑا اُس سے لیا اور کچھ اشرفیان اُسکو دیکر خوش کیا اور سوار ہوکر ایک سمت کو باگ اُٹھا دی چلتے جاتے کوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھا ہوگا کہ دھوپ کی شدت ہوئی ایک درخت بہت گنا معلوم ہوا اُسکے نیچے اگر زینپوش بچھا کر بیٹھ گیا کچھ دیر گذری ہوگی کہ یکا یک ایک ہرن تیر خوردہ سامنے سے نظر آیا شاہزادے نے جو تیر جوڑ کر مارا بھرپور بیٹھا وہ ہرن گر کر تڑپنے لگا شاہزادے نے دوڑ کر اُسے ذبح کر ڈالا اور چقماق سے آگ نکالی درختون کی گری ہوئی خشک لکڑیان جمع کر جلائین ترکش مین سے سیخچہ کھینچکر کباب لگا لیے بھوک لگی ہوئی تھی خوشبو کباب کی بھلی معلوم ہوتی تھی کہ اسی اثنا مین آواز سم مرکب کی آئی دیکھا کہ ایک نقابدار بادپوش گھوڑا اُٹھائے اپنے شکار کی تلاش مین چلا آتا ہی کہ نگاہ اُس نقابدار کی پڑی دیکھا کہ ایک شخص نہایت حسین بیٹھا ہوا اُسی ہرن کے گوشت کے کباب بھون رہا ہی بس یہ دیکھتے ہی نقابدار آگ ہوگیا حسن خلق کو بھول گیا نعرہ کیا با شتر و خیرہ سر غضب کیا تو نے کہ میرے صید کو شکار کیا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اگر اسکے عوض مین نے تجکو صید نہ کیا تو اپنا نام نقابدار بادپوش نہ رکھا اور قبضہ پر ہاتھ ڈالکر تلوار کھینچ لی قریب آیا نورالدہر نے کہا ای شہسوار عرصہ تہوری مجکو معلوم نہ تھا کہ یہ صید آپکا ہی نہین تو مین تیر نہ لگاتا مجھسے خطا ہوئی معاف فرمائیے گا اب یہ ہرن بھی پڑا ہی کباب بھی حاضر ہین یہ سنکر نقابدار اور غضہ مین آیا کہا کیا مین پارچہ گوشت کا محتاج ہون مین صبح سے اسکے پیچھے خراب تھا تو نے میرے شکار کا مزا کھو دیا اب جبتک تجھے نہ مارلونگا چین نہ آئیگا نورالدہر نے اپنے دل مین کہا کہ کسی نقابدار کو جہان مین معقول نہ پایا اور پکارا کہ او نقابدار جا تنگ مغز کرنا تھا کر چکا تو سب صحرا پر حکومت جتاتا ہی تمام باختر اور صحرائے باختر ہمارے تحت فرمان ہی ہمنے لقا کو باختر سے بھگا دیا ہمنے ملک سماٹل تک قبضہ کیا تجھسے جو کچھ ہوسکے قصور نہ کرنا بس یہ سنکر نقابدار غضبناک ہوا تلوار کھینچی ہوئی تھی ماری نورالدہر نے تلوار خیال مین کرکے جب تلوار نزدیک آئی گرد اسپر کا جو ہاتھ مین تھا چھوڑ دیا

شمشیر

علی بند کا سیر کا پشت کے نیچے جا چھولا اور پنجہ بلی کو دراز کرکے تھپکی دی کہ تلوار چٹ پڑی بس قبضہ پر ہاتھ ڈالا بامر دو رکر ہاتھ تلوار لقا بدکار کی چھین
لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کرکے زور کیا کہ قاش زمین سے اُٹھا لیا مگر ارکان دیگر جو اُٹھایا جھٹکے سے بند نقاب ٹوٹا یہ عالم نظر آیا شعر حُسنی
اُسکے چہرے سے جسدم نقاب ✣ گرا چرخ سے کھا کے چرخ آفتاب ✣ ایک نازنین مہر تمکین پری پیکر حور نژاد فتنہ زا مایۂ فساد سرو باغ دلبری
شمشاد چمن جلوہ گری غنچہ لب لالہ رو نرگس چشم سنبل موئے کج نگہ برگشتہ مژہ ہلال ابرو بدر پیشانی ملکۂ اقلیم حسن کو بر سپہر جوانی کو دیکھا بس یہ کیفیت ہوئی
کہ وہ غیظ و غضب مبدل بہ عشق و محبت ہوگیا شعر صد اول نے کی اشتیاق اشتیاق ✣ کہا صبر نے الفراق الفراق ✣ ہزار جان سے عاشق ہوا ہاتھ سے
رکھ دیا گو رعب حسن مانع تھا کہ کچھ نہ کیجیے لیکن بیقراری کا تقاضا تھا کہ عرض حال کیجیے کہا اے نازنین تو گل کس بوستان کی ہے ماہ کس آسمان کی ہے
اُدھر اسکا غصہ بھی برطرف ہوا اب جو شاہزادے کو دیکھا نادم ہوئی سر کو جھکا لیا بیان کیا کہ اے شہریار بیابانسے پانچ چار کوس پر ایک شہر ہے کہ
نام اسکا انجم حصار ہے اور کیوان انجم سپاہ وہاں کا بادشاہ ہے بہت سے پہلوان مثل دستان روئین تن و فرامرز بن جرامش زنگی شیر زور
تہمتن شیر اسپ جنگی و فیلا اسپ جنگی خسرو زرین علم سپہر گاؤ چشم سہراب تیر افگن وغیرہ اُسکے پاس ہیں سات لاکھ سوار کا مالک ہے میں اُسکی بیٹی
ہوں ملکہ زہرۂ سیمبر میرا نام ہے اب آپ اپنا حسب و نسب بیان کیجیے اُسوقت شاہزادۂ نور الدہر نے کہا کہ میں بیٹا ہوں بدیع الزمان کا پوتا ہوں
حمزۂ صاحبقران کا ایک دیو مجھے شہر فرنگو شیہ سے اُٹھا لایا تھا پردۂ قاف میں لیگیا تھا اب اس سرزمین پر پہونچا گیا ملکہ سنکر اپنے دل میں بہت خوش
ہوئی کہ یہ خاندان عالی سے ہے بولی کہ اے شہریار باغ میرا بیابانسے نزدیک ہے آپ وہاں تشریف لیچلیے نور الدہر نے کہا کہ ایک شرط سے چلتا ہوں کہ تم
لقا پر لعنت کرو دین اسلام اختیار کرو اسلیے کہ وہ ایک گبر نا ہنجار ہے خدا میں اور انسان میں بڑا فرق ہے یہ بات ملکہ کے ذہن نشین ہو گئی جواب دیا
کہ مجھے لقا مردے سے کیا سروکار ہے میں اُسپر لعنت کرتی ہوں اور از سر صدق مسلمان ہوتی ہوں آپ مجھے ارکان مذہب اسلام سے آگاہ فرمایئے
شاہزادۂ نور الدہر نے کلمۂ طیبہ تعلیم فرمایا ملکہ مسلمان ہوئی شاہزادۂ نور الدہر ایسا محو جمال ہوا کہ لشکر کا خیال بھی بھول گیا اور باغ ملکہ کی
طرف ساتھ ملکہ کے چلا راستہ میں کہتا تھا کہ اے ملکہ اگر پروردگار عالم نے چاہا تو میں تمھارے باپکو بھی مسلمان کرونگا ملکہ سمجھاتی جاتی ہے کہ ایسا
غضب نہ کرنا اُسکے لشکر میں بڑے بڑے پہلوان نامی ہیں کہ جنکا نام میں نے تمسے بیان کیا فرض کردم اگر آپ بڑے بہادر ہیں ایک دو کو
زیر کیجیے گا کہاں تک لڑیے گا گرفتار ہوجایئے گا میرا زار قتنا ہو جائیگا میں کہیں کی نہ رہونگی شاہزادۂ نور الدہر اپنی سرگذشتیں بیان کرتا
ہے کہ میں اکیلا لاکھوں سے لڑا ہوں ہمیشہ فضل خداوند کریم سے فتحیاب ہوا انشاء اللہ اسے بھی زیر کرونگا اسی اثنا میں ملکہ کی ہمنشین
جلیسیں خواصیں کنیزیں جو ملکہ کے عقب میں بہ تلاش ملکہ آتی تھیں ملیں ایک جوان حسین کو ساتھ دیکھا کہ ایسا کبھی نظر سے نہ گذرا تھا
حیران ہوگئیں کہ یہ جوان کون ہے ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگی کہ شاید ملکہ اسپر عاشق ہوئی ہے جو اپنے ہمراہ لیے آتی ہے دم مارنے
کی جگہ نہیں ہے کوئی کچھ کہہ نہیں سکتی ایک ایک کا منھ دیکھتی ہے وہ سب بھی پیچھے پیچھے ملکہ اور شاہزادۂ نور الدہر کے چلیں یہانتک
کہ ملکہ زہرۂ سیمبر باغ میں اپنے پہونچی شاہزادۂ نور الدہر نے دیکھا کہ باغ آراستہ و پیراستہ ہے بلبلیں چہک رہی ہیں گلہاے سرخ
کھلے ہوئے باغبانیاں مصروف انتظام ہیں کوئی کیاری بنا رہی ہے کوئی گلچینی کر رہی ہے کوئی وہ پھل چن چنکر توڑ رہی ہے کہ جو اپنی مراد
پر آ چکے ہیں بیچ میں ایک قصر عالیشان بنا ہوا ہے کہ جسکی گلکاری سے یہ نمایاں ہے کہ یہ گل بغیر درخت کے کھلے ہیں باغ پر جوبن ہے
زیر قصر ایک حوض پر تکلف ہے کہ جسمیں عکس اُس عمارت کا پڑ رہا ہے گویا آئینۂ حسن نمار کھا ہوا ہے شاہزادہ یہ رنگ دیکھکر حمد
باغبان بہار آفرین کی زبان پر لایا غرضکہ ملکہ شاہزادے کو اُس قصر میں لائی گائنیں موجود ہوئیں شغل رقص و سرود شروع ہوا
ملکہ نے اشارے سے منع کیا اور اپنی دایہ کو بلایا اور تمام عملا اپنا جمع کیا اور دایہ سے سرگذشت شاہزادۂ نور الدہر کے
ساتھ اپنے تعشق کی بیان کی اور سب کیطرف خطاب کرکے کہا کہ میں نے تو بصدق و صفائی دل سے دین اسلام قبول کیا اب تم سبکو بھی
لازم ہے کہ اسلام اختیار کرو اور بیقین دل مسلمان ہو جاؤ لقا پر لعنت کرو کیونکہ وہ خدا نہیں ہے مثل ہمارے تمھارے ہاتھ منھ رکھتا ہے
سب نے عرض کی کہ جو راہ آپکی وہ راہ ہماری ہم آپکے ساتھ ہیں غرضکہ سب کو ملکہ نے کلمہ پڑھایا اور لباس و جواہر تقسیم کیا اب ملکہ نے

اچھی طرح بند و بست کرکے حکم دیا کہ خبردار کوئی غیر شخص ہماری صحبت مین نہ آنے پائے محلدار دروازۂ باغ پر آ بیٹھی اب ملکہ اور شاہزادے مین چھیڑ چھاڑ ہونے لگی انیسین جلیسین اُٹھ اُٹھکر کوئی پیشاب کے بہانے کوئی پانی پینے کے فقرے سے رخصت ہونے لگین غرضکہ بالکل تخلیہ ہوگیا پردے مسہری کے چھوڑ دیے دونون ہمبستر ہوئے اسیطرح شب و روز بسر ہونے لگی مگر شاہزادۂ نورالدہر اس فکر مین تھا کہ کسیطرح چلکر کیوان انجم سیاہ کو مسلمان کیجیے کوئی صورت بن نہ پڑتی تھی ایک روز دونون خوش و خرم بیٹھے تھے باتین اختلاط کی ہو رہی تھین کہ محلدار نے آکر عرض کیا کہ بلالون میان عنبر بڑی بیگم صاحبہ کے پاس سے کچھ پیغام لیکر آئے ہین ملکہ نے شاہزادے سے کہا کہ آپ دو گھڑی کیواسطے دوسرے مکان مین جا بیٹھیے میری والدہ کے یہان کے خواجہ سرا میان عنبر آئے ہین مجھسے دو باتین کرکے چلے جائینگے پھر آپ تشریف لے آئیےگا شاہزادے نے یہ سنکر تیوریان چڑھائین ترش ہوکر جواب دیا کہ اے ملکہ مین تو یہانسے نہ جاؤنگا مین تمھارے باپ سے تو ڈرتا نہین ہون یہ نس لگا کیا مال ہے جسکے خوف سے مین چھپ جاؤن اور واللہ مین اس جگہ سے نہ ہٹونگا ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ آزردہ خاطر ہے ڈرتے ڈرتے کہا کہ اچھا آپ نہ تشریف لیجائیے لیکن مجھکو اتنی اجازت دیجیے کہ مین اُس سے دو دو باتین کر آؤن اسلیے کہ مصلحت یہی ہے شاہزادہ چپ ہو رہا ملکہ خاموشی نیم رضا سمجھکر دوسرے مکان مین آکر بیٹھی میان عنبر کو بلایا میان عنبر آئے آداب بجا لائے ملکہ نے اشارہ کیا بیٹھ گئے پوچھا کہ امان جان کا مزاج کیسا ہے خیر تو ہے تم بیوقت کیسے آئے ہو ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپکی والدہ ماجدہ نے آپکو طلب فرمایا ہے مین آپکے لینے کو حاضر ہوا ہون ملکہ نے پوچھا کیا کچھ کام ہے میان عنبر نے جواب دیا کہ ایلچی ستارہ چشمونکا ارماق ستارہ چشم آپ کی خواستگاری کو آیا ہے اسلیے بلایا ہے یہ سنتے ہی ملکہ کے چہرے کی رنگت زرد ہوگئی تمام بدن سنسنانے لگا جبین پر عرق آگیا جی نڈھال ہوگیا لوگون نے یہ حال دیکھا گلاب چھڑکا شربت انارین پلایا لخلخہ سنگھایا بازو کسکے باندھ دیے بعد تھوڑی دیر کے ملکہ کو ہوش آیا میان عنبر سے کہا کہ تمنے میرا حال دیکھا جاکر امان جان سے عرض کر دینا کہ جسوقت میری طبیعت سنبھلیگی مین دو ایک روز مین حاضر ہونگی اسلیے کہ اس باغ کی ہوا مجھے موافق آگئی ہے اور میان عنبر کو ایک خلعت پر زر عنایت کیا اور رخصت کر دیا ملکہ وہانسے اُٹھکر آئی شاہزادۂ نورالدہر نے پوچھا کہ ملکہ وہ خواجہ سرا کیا کہ گیا جو تم اسقدر رنجیدہ اور بیحواس ہو ملکہ نے آہ سرد کھینچی اور شاہزادے کیطرف دیکھکر آنکھ نیچی کر لی آہستہ سے کہا کہ گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل یہ کہکر پھر چپ ہو گئی زار زار رونے لگی نورالدہر نے پھر اصرار کیا اور قسم اپنے سر کی دی جب تو ملکہ کو مجبوراً ناچار کہنا پڑا لیکن کہا بھی تو یہ کہ مین تمھارے ساتھ ہون مجھے یہانسے نکال لیچلو نورالدہر نے کہا ایسا ہی ہوگا تم کچھ بیان تو کرو ملکہ کو بیان کرتے شرم آتی ہے ہر مرتبہ ایک آدھ جملہ معترضہ کہکر چپ ہو رہتی تھی جب نورالدہر بہت مصر ہوئے تو بیان کیا کہ ایلچی بادشاہ ستارہ چشم ارماق ستارہ چشم کا میری خواستگاری کو آیا ہے شہر سے باہر ایک باغ ہے اُسمین مقیم ہے سہیل ستارہ چشم اُس بادشاہ کا نام ہے اُسکا ایک بیٹا ہے خورشید ستارہ چشم اُس سے مجھکو منسوب کرتے ہین مین تو اُس ستارہ چشم کو کبھی قبول نہ کرونگی اپنی جان دیدونگی نورالدہر نے کہا کہ اے ملکہ کیا مجال کسیکی جو تمھاری طرف آنکھ اُٹھا سکے اگر بدنگاہ سے دیکھے تو آنکھین نکال لون اور مین تمھین یہانسے نکال لیچلونگا خاطر جمع رکھو کیون اتنا پریشان ہوتی ہو ملکہ کو تو یہ کلمات تسلی و تشفی کے سنائے لیکن نام جو ارماق کا سنا ہے تو غصہ سے تھرتھرا رہا ہے کہ اے نورالدہر جسطرح بنے اس ستارہ چشم کو چلکر مار یہ سوچکر جب دو گھڑی دن باقی رہا ملکہ سے بہانہ کیا کہ مین ذرا جاکر راستہ دریافت کر آؤن تو تمھین یہانسے نکال لیچلون ملکہ بولی کہ تم بہانہ کرتے ہو مین نہ جانے دونگی تم مجھے چھوڑ جاؤگے نورالدہر نے کہا کہ ملکہ یہ نامردون کا کام ہے تم ہماری حرمت ہو تمھین چھوڑکر کہان جائینگے اور ہمارے خاندان مین ایسا کسی نے نہین کیا تمھارے ساتھ ہماری جان ہے یہ کہکر مرکب پر سوار ہوکر راہ باغ ارماق ستارہ چشم کی لی ملکہ دروازۂ باغ تک آکے بنگاہ یاس دیکھتی رہ گئی شاہزادہ روانہ ہوگیا راستہ مین پتا اُس باغ کا کہ جسمین ارماق مقیم ہے پوچھتا ہوا چلا آتا ہے قریب چار گھڑی رات گئے کے نزدیک باغ کے پہونچا گھوڑا ادھر اُدھر بھٹکنے لگا سوچ رہا ہے کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے قضائے کار دیکھا کہ ارماق دربار سے آیا داخل باغ ہوا وہ تو کھانا کھا کر پلنگ پر سونے کے قصد سے لیٹا یہان شاہزادۂ نورالدہر اُسکے لشکر پر شبخون کر قتل کرنا شروع کیا ارماق غلغلہ سنکر باغ سے باہر نکلا پوچھا لوگون سے کیا ہے ایک آدھ نے بیان کیا کہ ایک سوار تنہا شہری سودائی شبخون کرتا ہے اُسے مارے لیتے ہین ارماق نے پوچھا کدھر ہے کسی نے ہاتھ کے اشارے سے بتا دیا کہ وہ لڑ رہا ہے ارماق للکار کر چلا کہ باش خبردار ہوشیار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہ تو نے لشکر کو میرے تباہ کیا ہے اُدھر سے شاہزادہ

نورالدہر نعرہ اسکا سنکر عقل سے دریافت کرکے کہ ارماق یہی ہو چلا دونون مقابلے پر آئے ارماق نے پوچھا کہ ای خیرہ سر پہلے سبب دشمنی کا مجھسے بیان کر کہ میرے لشکر پر تو کیون شبخون لایا آواز دی کہ او بیحیا تو نہین جانتا آگاہ ہو کہ ملکہ زہرہ سیمبر مجھسے علاقہ رکھتی ہی اور تو اُسکی خواستگاری کو آیا ہی مین تجکو زندہ کب چھوڑونگا ارماق پکارا او مفسد تو ہی بگیر یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے روک کرکے جو ہاتھ تیغ نیلگون سلیمانی کا مارا مع گینڈے اُس کافر کے چار ٹکڑے ہوئے ایک غل ہوا کہ ارماق مارا گیا سب کافر ٹوٹ پڑے شاہزادے نے قتل کرنا شروع کیا خوب تیغزنی کی مگر کہین بے افسر کی فوج لڑتی ہی قدم کافرون کے اُٹھ گئے اسوجہ سے کچھ لوگ بھاگ کر بچ گئے چار گھڑی رات باقی ہی اب شاہزادہ باغ کو ملکہ زہرہ سیمبر کے روانہ ہوا یہان ملکہ انتظار مین بیٹھی ہی ایک ایک سے گھبرا کر کہتی ہی کہ وہ تو کہگئے تھے کہ مین راہ دریافت کرنے جاتا ہون یہان چار پہر رات گذر گئی اُنھین ابھی تک رستہ نہین ملا معلوم ہوتا ہی کہ راہ محبت بھول گئے کوئی کہتی ہی کہ صدقے جاؤن ارماق ستارہ چشم کے خوف سے اپنی جان بچا کر نکل گئے ملکہ کہتی ہی مین نہ مانونگی کیونکہ وہ بڑے بہادر ہین مجکو لمحہ بھر مین زیر کرکے گرفتار کر لیا تھا کسی نے کہا کہ ہمنے مانا وہ بہادر تھے مگر سو رما چنا بھاڑ نہین پھوڑتا وہ چلے گئے ملکہ بولی اگر وہ چلے گئے تو ہم بھی اُنکے پیچھے جوگن بنکے نکلینگے بے اُنکے لطف زندگی نہین ایک بول اُٹھی کہ بی بی یہ رنڈی تو خیال ہی مگر وہ کسی شہر مین گئے ہین آدمی رنگیلے معلوم ہوتے ہین کہین جی لگ گیا ہی شب بھر کے لیے رہگئے ہونگے یقین ہی کہ صبح کو آئینگے ملکہ بولی کچھ دیوانی ہی مجھے یہ خیال ہی کہ جنگل مین گئے تھے کہین ایسا نہو کہ کوئی درندہ اُنکو گزند پہونچائے اُسنے کہا کہ قربانت شوم ماشاء اللہ وہ ایسے بہادر ہین کہ شیر تک اُنکا کچھ نہین کر سکتا ملکہ بولی اُنکو خدا کی امان مین دیا غرضکہ ملکہ رات بھر جاگی اور یہی باتین رہین نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا کیسا سونا بلبلا بلبلا کر دعائین مانگ رہی ہی آنسو جاری ہین صبح قریب ہو نزدیک ہی کہ ملکہ بھی پنجہ غم سے گریبان اپنا پھاڑے چہرہ فق ہی کہ آواز دروازہ کھلوانے کی آئی ملکہ دوڑی کہ یہ آواز تو اُنھین کی سی ہی دروازہ کھولکر جو دیکھا تو گل امید کو شگفتہ و شاخ تمنا کو ہرا پایا ملکہ نے چاہا کہ شاہزادہ عالیمقدار سے لپٹ جائے نورالدہر پکارا ملکہ مجھسے الگ رہنا کیونکہ مین خون مین ڈوبا ہوا ہون ملکہ بولی خیر تو ہی زخمی تو نہین ہوئے کیا ہوا اسی سے رات بھر نہین آئے شاہزادے نے جواب دیا کہدونگا اندر تو چلو ملکہ بیتاب ہوکر بولی کہ اتنا تو پہلے بتا دو کہ کوئی زخم تمھارے تو نہین لگا شاہزادے نے کہا کہ فضل الٰہی سے صحیح و سالم ہون القصہ دونون اندر آئے شاہزادے نے لباس اُتار تمام جسم کو لہو سے پاک کیا ایک عضو دھویا اور لباس پہنکر صحبت مین آکر بیٹھے ایک آدھ خواص خاص نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار اگر دو ایک روز یونہین غائب رہیے گا تو ملکہ کے دشمن کاہیکو جیئے گے رات بھر کیسے انتظار مین کھانا تک نہین کھایا ملکہ کہتی تھین کہ اگر وہ نہ آئے تو مین جوگن بنکر نکل جاؤنگی نورالدہر نے باتون مین ٹالدیا کہا کہ کھانا منگواؤ اُسیوقت دسترخوان بچھا کھانا آیا دونون نے ملکر کھایا جب کھانے سے فراغت ہوئی دونون رات بھر کے جاگے تھے درد فراق کے ستائے تھے لیٹ لیٹ کر بیہوش سو رہے اب اُدھر کا حال سنیے کہ صبح کو خبر کیوان انجم سپاہ کو پہونچی کہ کوئی شخص رات کو ارماق ستارہ چشم کو قتل کر گیا اور تمام فوج کو اُسکی تباہ اور برباد کر گیا کیوان نے وزیر سے کہا کہ دریافت کرو کہ وہ کون شخص تھا کہ جسنے ارماق کو مارا وزیر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ کام کسی عہدہ دار کا ہی کیوان یہ سنکر وزیر سے آزردہ ہوا کہا کہ او نمک حرام تو نے میری بیٹی کا اور کوئی عاشق تجویز کیا ہی وزیر تو مصلحتاً خاموش ہو رہا مگر ایک چاپلوس سگ نامے سہیل ستارہ چشم کیطرف سے انجم حصار مین رہتا ہی جب سے سلسلہ نسبت کا شروع ہوا ہی اسنے یہین اپنا گھر بنا لیا ہی جو یہانکی خبر ہوتی ہی سہیل کو لکھتا ہی کیوان نے اُسے بلا کر کہا کہ یہ کام تجسے خوب ہوگا جا اور تمام کیفیت لشکر مین ارماق کے دریافت کر کس نے ارماق کو مارا ہی دست بستہ عرض کی کہ بہت خوب اور اُسیوقت روانہ ہوا جسوقت قریب باغ کے پہونچا دیکھا کہ لشکر ارماق تباہ و برباد ہی بہت سے لوگ مرے پڑے ہین کچھ زخمی ہین جراح کیوان کے یہانسے آئے ہین علاج ہو رہا ہی لاش ارماق کی جلا دی گئی ہی وہ کچھ لوگ جو زندہ بچ گئے اُنسے پوچھا کہ جسنے ارماق کو مارا وہ کدھر کو گیا ایک نے کہا کہ میان ہم اپنی جان بچانے کی فکر مین تھے ہمین کیا معلوم کہ کون تھا اور کدھر گیا ایک نے کہا اگر ہم بتادین تو بھی تم اُسکا کیا کر سکتے ہو

چاپلوسک بولا تم بتاؤ تو اُنسے جواب دیا کہ سمت مغرب کو گیا ہی اور زیادہ ہم نہین جانتے چاپلوسک اُسیطرف چلا لشکر سے نکلکر دیکھتا چلا
جاتا تھا کہ سم مرکب کا نشان اسکو معلوم ہوا خون کے قطرے بھی جمے ہوئے زمین پر نظر آئے اِسکو وہ نشان سم مرکب اُس جنگل مین گویا
خضر راہ ملے اُسی نشان پر چلا جاتا تھا یہانتک کہ پاس باغ ملکہ کے پہونچا وہانسے نشان غائب ہو گئے اُس باغ کے گرد وجوانب مین جو محلے
رہتے تھے اُنسے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ باغ ملکہ زہرۂ سیمبر کا ہی جو دختر ہی کیوان انجم سیاہ کی جسکی خواستگاری کو ارماق آیا تھا
جی مین کہتا ہی ای چاپلوسک کیا ملکہ خود جا کر ارماق کو قتل کر آئی پھر اپنے جی مین کہا کہ یہ مدت سے خورشید ستارہ چشم کے ساتھ منسوب ہی
اسکے لوگ اکثر یہان آئے کبھی اور کسیکو نہین مارا اب کیون مارنے جاتے دوسرے یہ کہ ملکہ ایسی نہین زبردست ہی کہ جا کر ارماق کو
قتل کر آئی مگر کوئی شخص اور ہی کہ جسپر ملکہ عاشق ہی یا وہ ملکہ پر عاشق ہوا اُسنے جا کر مارا ہو تو عجب نہین ہی مگر خیر رات کو باغ مین چلکر
دیکھو تو سہی کہ کیا ماجرا ہی یہ دلمین قرار دیکر ٹھہرا رہا بعد اُسکے گرد و اطراف مین پھرنے لگا راستہ ڈھونڈھنے لگا پہر رات گئے شاخ درخت
پر کمند مارکر چڑھ گیا باغ کے اندر اُترا جدھر ملکہ صحبت آرا تھی اُدھر چلا یہان ملکہ اور نور الدہر دن بھر تو سویا کیے قریب شام کے بیدار
ہوئے مُنہ ہاتھ دھو کر بیٹھے ہین گائنین جمع ہوتی جاتی ہین انکےسین جلسےمین سلام کر کرکے باادب بیٹھتی جاتی ہین ٹھاٹھر بندی کو حکم دیا ہی چراغان
ہو رہا ہی سب سامان عیش بہم ہین دن عید سات شب برات ہی دو گھڑی رات گئے ملکہ اور شاہزادے نے ملکر کھانا کھایا ناچ ہو رہا ہی
چاپلوسک درخت کی آڑ پکڑے سب تماشا دیکھ رہا ہی کہ ملکہ پہلو مین ایک جوان حسین کے بیٹھی ہوئی ہی اور عجب جوان خوبصورت ہی کہ تمام
عمر ایسا مرد نہین دیکھا تھا کہ رخ سے دبدبۂ شاہی عیان معلوم ہوتا ہی کہ کسی خاندان عالی سے ہی اور شاہزادہ ہی جی مین کہتا ہی ای چاپلوسک
بیشک اسی جوان نے ارماق کو مارا ہی اور ملکہ اسی پر عاشق ہی چلکر کیوان سے حال بیان کر پھر خیال ہوتا ہی کہ سن تو سہی باہم کیا باتین ہوتی ہین
جیکا کھڑا ہوا ہی ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہا ہی کان آواز پر لگے ہوئے ہین کہ اسی اثنا مین ملکہ نے ہاتھ شاہزادے کے گلے مین ڈال دیے کہا کہ
صاحب تم جو لہو مین تر آئے تھے کہان لڑے ہو کسکو مارا آخر کچھ بیان تو کرو نور الدہر نے کہا صاحب تمھین ان باتون سے کیا کام ہی ملکہ بولی
تمھین ہماری جان کی قسم سچ سچ بتاؤ اُسوقت شاہزادے نے کہا کہ ملکہ وہی ارماق حرامزادہ جو تمھین لینے آیا تھا اُسے رات کو جا کر مین نے
قتل کیا اور اُسکے ہمراہیون کو قتل کیا تین پہر تک کامل لڑا کیا دس بیس آدمی اُسکے ساتھ کے جو بھاگ کر بچ گئے سو بچ گئے باقی سب میرے
ہاتھ سے قتل ہوئے ملکہ نے کہا کہ صاحب تمھارا ہی حوصلہ تھا کہ اکیلے جا کر لشکر سے لڑے اور کوئی تو زخم بھی نہ کرتا صاحب تم بیشک سور ہو
نور الدہر نے کہا کہ ملکہ ہم اولاد مین سے حمزۂ صاحبقران کی ہین لاکھون کو کچھ خیال مین نہین لاتے یہ کیا دس بارہ سو آدمی انکی حقیقت
کیا تھی میرے پدر نامدار بدیع الزمان بن حمزۂ صاحبقران نے گنجاب پر کہ جسکے مکان کے گرد اٹھارہ لاکھ سوار کی چھاؤنی پڑی
رہتی تھی کیسے کیسے شبخون مارے ہین دو دو تین تین دن اکیلے لڑا کیے اور پھر لقا پر روز خون مارے کہ جہان چوسٹھ لاکھ سوار گرد قیلولہ
کے رہتے تھے ہم انھین کی اولاد ہین کیا اتنے آدمیون سے ڈرتے اور ای ملکہ دیکھنا کہ تمھارے باپکو مسلمان کرتا ہون یا مارتا ہون ملکہ بولی
ہان صاحب آپ ایسے ہی ہین مگر مجکو یہانسے جلد کسیطرح نکال لیجیے نور الدہر نے کہا کہ ملکہ تم ہر بار یہی کہتی ہو اس سے کچھ حاصل نہوگا
ہمارے خاندان مین کوئی عورت کو لیکر بھاگا نہین تم دیکھو کہ خدا کیا کرتا ہی یہ سب باتین چاپلوسک نے سنین اپنے دل مین
متعجب ہو کر کہا کہ یہ خداپرست نبیرۂ حمزہ کیا لاف وگزاف کر رہا ہی ایک ارماق کو کیا مارا ہی جانتا ہی کہ مین سب کو مار ڈالونگا
خیر تو چلکر کیوان سے یہ حال بیان کر کہ اسکو حقیقت دلیری اور بہادری کی کھل جائے یہ سوچکر اُسیطرح کمند مار کر باغ سے نکلا اپنے گھر کا
راستہ لیا جو کچھ رات باقی تھی وہ گھر مین سو کر گذاری صبح کو کیوان انجم سیاہ بارگاہ مین آیا حکم کیا کہ دیکھو چاپلوسک گیا تھا کچھ خبر لایا
یا نہین اسی اثنا مین چاپلوسک داخل بارگاہ ہوا دعا و سلام شاہی بجا لا کر دست بستہ مفصلاً و مشرحاً تمام کیفیت نور الدہر اور ملکہ
کی بیان کی اور عرض کی کہ وہ شخص قاتل ارماق ابھی باغ مین ملکہ زہرۂ سیمبر کے موجود ہی بس کیوان یہ سنکر برہم ہوا اور کہا کہ معلوم
ہوتا ہی تجھے وزیر نے یہ پٹی پڑھائی ہی وہ بھی میری بیٹی پر بہتان لیتا تھا چاپلوسک نے ڈرتے ڈرتے پھر کہا کہ وزیر کا کہنا کیا مین اپنی آنکھون

آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اور جو کچھ مین نے عرض کیا ہی اگر اسمین سر مو فرق نکلے تو گردن مارے گا یا قتل کیجیے گا یہ سنکر کیوان پر غیظ و غضب طاری ہوا کہا کہ دیکھو تو اُس گیسو بریدہ کا کیا حال کرتا ہوں اور شیر اسپ جنگی کہ اسکے یہان کا سردار ہی اُس سے خطاب کیا کہ تو جا کر اُس نبیرۂ حمزہ کو پہلے گرفتار کر بعد اُسکے اُس ننگ خاندان کو لے آ شیر اسپ جنگی نے اُٹھکر سلام کیا اور لاکھ سوار لیکر واسطے گرفتاری شاہزادۂ نور الدہر کے روانہ ہوا جسوقت وہان پہونچا باغ کو ہر چہار سمت سے گھیر لیا یہان ملکہ اور نور الدہر دونون آرام کرکے اُٹھے ہین صبح کا وقت ہی ہاتھ منھ دھوکر بیٹھے ہین گانا ہو رہا ہی کہ یکایک محلدار گھبرائی ہوئی آئی پانؤن مین جوتا نہین سر ننگے بدحواس کہتی کچھ ہی منھ سے کچھ نکلتا ہی ملکہ نے کہا اے خیر تو ہی یہ تجھے کیا ہوا دست بستہ عرض کرنے لگی کہ صدقے جاؤن بڑا غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کسی غماز نے جاکر آپکے باپ سے چغلی کھائی ہی کہ جو وہانسے شیر اسپ جنگی فوج قاہرہ لیکر آیا ہی باغ کو چارونطرف سے گھیر لیا ہی ملکہ تو یہ سنتے ہی سکتے کے عالم مین ہو گئی رنگ چہرے کا مثل صبح کے فق ہو گیا منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین آبدیدہ ہو کر کہا کہ ای شہریار ہم آپ سے نہ کہتے تھے کہ ہمکو یہانسے نکال لیچلیے آپ نے نہ مانا دیکھا آپ نے کیا انجام ہوا نور الدہر نے کہا کہ ملکہ کچھ اندیشہ نہ کرو خوب ہوا جو ایسا ہوا مین تو خود اسی فکر مین تھا کہ کسیطرح کیوان سے لڑائی ہو میری تو امید برآئی اور شیر اسپ جنگی کیا مرغا ہی مین ابھی جاکر اُسے ذبح کیے ڈالتا ہون اور قضاے کار اگر مین مارا گیا تو تمھارے لیے کوئی حرج نہین ہی تمھارا باپ دو ایک روز تمھین تنبیہ کریگا پھر کچھ نہین تمسے صاف ہو جائیگا یہ سنا تھا کہ ایک تیر دلدوز کلیجے کے پار ہوا حسرت سے شاہزادے کو دیکھکر کہا کہ ای شہریار اگر خدا نکردہ شیطان کے کان بہرے ایسا ہوا تو کیا مین زندہ بھی رہونگی زہر کھالونگی اور اب یہ شکل زندگی مین کیوان کو نہ دکھاؤنگی نور الدہر نے کہا کہ خیر جو تمھاری چاہ ہے وہ کرنا کہین ایسا نہو کہ وہ انتقام کرکے باغ مین چلا آئے مین اب جاتا ہون اس سے مقابلہ کرونگا ملکہ نے کہا کہ ای شہریار اگر مانیے تو ایک بات عرض کرون نور الدہر نے کہا کیا ملکہ بولی کہ آپکو صندوق مین بند کرکے تہ خانہ مین چھپا دون کوئی لاکھ ڈھونڈھیگا آپکو نہ پائیگا مین اپنے باپ سے کہونگی کہ مجھپر بہتان لگایا اور اسکی سزا چغلخور رون کو دلواؤنگی میرا اور اعتبار بڑھ جائیگا جب یہ قصہ رفت و گزشت ہو جائیگا پھر آپکو نکال لینگے اُسیطرح عیش و عشرت مین بسر کرینگے نور الدہر بولا ای ملکہ یہ مجھکو منظور نہین کہ مین چھپکر بیٹھون اور نہ لڑون یہ نامردون کا کام ہی اور تمھارا خدا نگہبان ہی یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اپنے تئین لباس جنگ سے آراستہ کیا گھوڑے پر سوار ہو کر دروازۂ باغ سے نکلا ملکہ بیتاب و بیقرار پیچھے پیچھے کلیجا تھامے ہوئے دروازۂ باغ تک آئی چلمن چھوڑ دی گئی ملکہ کرسی زرنگار کو ہٹا کر زمین پر بیٹھ گئی کہ دیکھون کیا ہوتا ہی دل سے کہتی تھی کہ پروردگار عالم مین نے دین اسی شخص کے ذریعہ سے پایا اسکو بچائیو ادھر شاہزادہ نور الدہر اُسوقت دروازۂ باغ سے نکلکر کھڑا ہوا کہ جسوقت شیر اسپ جنگی پہرے بٹھا رہا ہی کہ ایسا نہو وہ شخص دیوار پھاندکر چلا جائے اور سب طرف کا بندوبست کرے اب دروازۂ باغ کی طرف متوجہ ہوا ہی دیکھتا کیا ہی کہ ایک جوان خوبصورت مرکب پر سوار دروازۂ باغ پر باشتیاق نبرد کھڑا ہوا ہی شیر اسپ نے گھوڑے کو جولان کیا لوگون سے پوچھا کہ کیا وہ خداپرست یہی ہی وہ بولے کہ ہم تہین پہچانتے ادھر سے شاہزادہ نور الدہر نے بھی اپنے مرکب کو آگے بڑھایا جب دونون مقابل ہوئے اب شیر اسپ جو قریب آیا دیکھا کہ ایک جوان رعنا نہایت حسین چہرہ مثل مہر درخشان کے روشن ہی جرأت و شجاعت چہرے سے عیان ہی عالی نسبی رخ سے نمایان ہی ہیبت بڑھ بڑھکر پکار رہی ہی کہ دشمن کی شکست اور تیری فتح شیر اسپ بھی مرد جری ہی بہادر کا بہادر عاشق ہوتا ہی یہ دیکھتے ہی ایک محبت دل مین شیر اسپ کے پیدا ہو گئی کہا کہ کیا تو ہی نبیرۂ حمزہ صاحبقران بن بدیع الزمان نامور ہی شاہزادے نے نعرہ کیا کہ بیشک ہون تو سہی شیر اسپ نے کہا کہ اب آپ کیا مجکو مع فوج مار ڈالینگے یہ کیا نادانی تھی کہ یکہ و تنہا نکل آئے اتنے زمانہ تک یہان بیٹھے رہے ملکہ کو ساتھ لیکر نکل نہ گئے اور خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہی اپنی صورت و جوانی پر رحم کرو مین اجازت دیتا ہون کہ تم یہانسے چلے جاؤ اپنی جان نہ دو اور اگر اکیلے نہ جاؤگے تو ملکہ کو بھی ساتھ لیکر چلے جاؤ مین بادشاہ کو جواب دے لونگا نور الدہر بولا ای بہادر مرحبا صد مرحبا دلاور ایسے ہی ہوتے ہین مگر ہمارے خاندان مین آجتک کوئی عورت کو لیکر بھاگا نہین اور نہ ہمنے حریف کو پشت دی ہی جو تیرے مالک کا حکم ہی وہ ہمارے ساتھ تو کر شیر اسپ نے جو یہ جرأت و شجاعت دیکھی غضب کی

کہ ای شہریار میرا تو ہاتھ آپ پر نہین اُٹھتا ہی مین نے تو غلامی آپکی اختیار کی میری نظر سے ایسا بہادر آجتک نہین گذرا کہ یکہ و تنہا لاکھ سوارون مین گھڑے ہوکر ایسے کلمات جراُت آمیز کہے ہاتھ رومال سے باندھے گھوڑے سے اُترکر شاہزادے کے قدمون پر گرا اور عرض کی کہ مجھکو آپ دین اسلام تعلیم فرمائیے کلمہ پڑھائیے شاہزادہ نورالدہر نے سر اُسکا اُٹھاکر چھاتی سے لگالیا اور دلیلین وحدانیت خدا کی اور اوصاف باریتعالی بیان کیے جس سے سیاہی کفر کی دل سے شیر اسپ کے بالکل دور ہوگئی اور کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا شیر اسپ نے تمام افسران فوج کو بلاکر کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا منظور ہو وہ اسلام قبول کرے اور غلامی شاہزادے کی اختیار کرے سب پکارے کہ ہم تمھارے ساتھ ہین اور کسی سے کچھ مطلب نہین غرضکہ سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اور قدمبوسی شاہزادے کی کی شیر اسپ نے عرض کی کہ ای شہریار اب مین آپکے ساتھ ہون ملکہ کو ساتھ لیکر جدھر چاہیے نکل چلیے نورالدہر نے کہا ای شیر اسپ یہ تو کبھی نہین ہونیکا کہ اس شہر کو بغیر اسلام آباد کیے ہوئے چلا جاؤن شیر اسپ نے عرض کیا کہ ای شہریار مکان امن تو رہنے کو ضرور چاہیے کہ ملکہ آپکے ہمراہ ہی نورالدہر نے کہا کہ مکان امن یہان کہان امان خدا کی درکار ہی شیر اسپ نے کہا یہ بجا ہی لیکن پھر بھی تا امکان ناموس کی حفاظت ضرور ہی ای شہریار اگر مناسب ہو تو یہانسے سات کوس پر میرا قلعہ ہی بھائی میرا فیلا اسپ جنگی وہان رہتا ہی اُسمین چلے چلیے تو بہتر ہی فرمایا اسکا مضائقہ نہین اسنے کہا کہ ملکہ کو سوار کیجیے فرمایا اچھا اور پھر کر باغ مین آیا ملکہ دروازے پر تو کھڑی ہی تھی شاہزادے کو دیکھکر کہا کہ صاحب کہو کیا ہوا نورالدہر نے ہنسکر فرمایا کہ ای ملکہ فضل الٰہی ہی شیر اسپ بغیر لڑے بھڑے مسلمان ہوگیا اور اپنے قلعے کو لیے چلتا ہی اب تم جلد سوار ہو ملکہ نے شکر کا سجدہ ادا کیا اور اُسیوقت سواریان تیار ہوئین اپنی انیسون جلیسون کو لیکر سوار ہوئی جسوقت سواریان باغ سے نکلین نورالدہر ساتھ ساتھ تھے شیر اسپ جنگی مع سپاہ حلقہ کیے ہوئے شاہزادہ شیر اسپ سے پکار پکار کر واسطے دلدہی ملکہ کے باتین کرتا جاتا تھا غرضکہ سب کے سب قلعہ کیطرف روانہ ہوئے شیر اسپ نے اپنے بھائی سے پہلے سے کہلا بھیجا تھا کہ مین آتا ہون تم قلعہ آراستہ کرو فیلا اسپ جنگی نے تمام قلعہ کو درست کیا جبکہ شیر اسپ جنگی قریب آیا اور یہ حال معلوم ہوا کہ زنانی سواری بھی ساتھ ہی یعنی بیٹی کیوان انجم سپاہ کی ملکہ زہرہ سیمبر محافے مین سوار ہی خیال گذرا کہ کیا شیر اسپ جنگی اُسکو عاشق ہوکر لے آیا ہی یا ملکہ خود عاشق ہوکر اُسکے ہمراہ آئی ہی یہ کیا معاملہ ہی غرض استقبال کیواسطے نکلا جب شیر اسپ جنگی پاس پہونچا بھائی کو سلام کیا اُسنے جواب دیا کہ بھیا میرے آقا کو تو سلام کرو مین نے جسکی غلامی اختیار کی ہی اور شاہزادے کیطرف اشارہ کیا فیلا اسپ نے عجب جوان والا شان کو دیکھا کہ کبھی ایسا جوان حسین صاحب شوکت و تمکین نظر سے نگذرا تھا دنگ ہوگیا پوچھا کہ بھائی یہ کون صاحب ہین شیر اسپ نے نام و نشان سے آگاہ کیا اور تمام حال مفصل کہدیا فیلا اسپ قدمون پر شاہزادے کے گرا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اہتمام کرتا ہوا قلعہ مین آیا دروازہ شہر سے بارگاہ پا انداز ڈلوایا زر و جواہر نثار کرتا ہوا ہمراہ آیا ملکہ کو محل مین داخل کیا خود سامان دعوت مین مصروف ہوا فیلا اسپ نے کہا بھائی اگر کیوان انجم سپاہ کو خبر ہوگی تو وہ لشکر کشی کریگا شیر اسپ نے کہا کہ بھیا قلعہ تمھارا نہایت مستحکم ہی ہم قلعہ بند ہوکر لڑینگے وہ اگر تمام عمر لشکر کشی کریگا تو بھی کچھ نہین کر سکتا نورالدہر نے کہا کہ ای شیر اسپ تمنے دیکھا کہ مین بھتے لڑنیکو باغ سے تنہا نکل آیا تھا اور اب تو تم مع فوج میرے ساتھ ہو اور اگر تمھین دہشت کیوان کی ہی تو تم قلعہ مین رہو مین اکیلا جاکر سامنا کرونگا اور ہم لوگ کبھی قلعہ بند ہوکر نہین لڑنے کا ارادہ رکھتے ہین شیر اسپ نے کہا میری جان آپ پر فدا ہی مین نے لڑنیکا پہلے ارادہ کر لیا ہی جب آپکا ساتھ دیا ہی نورالدہر نے کہا کہ تم ایسے ہی ہو غرضکہ دن بھر تو یہی باتین رہین راتکو نورالدہر محل مین آیا ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا پلنگ پر لیٹا دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ نورالدہر کو کچھ کچھ آثار بخار کے ظاہر ہوئے تھوڑی دیر کے بعد وہ شدت تپ کی ہوئی کہ بیہوش ہوگیا زبان بہکنے لگی ملکہ نے شیر اسپ سے کہلا بھیجا کہ شاہزادے کو بہت بخار ہی شیر اسپ نے اُسیوقت حکم دیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کردو رسد جمع کرو پل تختہ اُٹھالو خندق کو پرآب کردو کہ شاہزادہ جب اچھا ہولیگا تو دروازہ کھول دینگے غرضکہ یہ تو بندوبست کرکے یہان بیٹھے لیکن ادھر ہرکارون نے جاکے خبر کیوان انجم سپاہ کو دی کہ شیر اسپ جنگی مسلمان ہوگیا ملکہ کو مع نبیرہ حمزہ قلعہ سنگ پارہ پر لیگیا بس یہ سنتے ہی غضبناک ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا اور آواز دی کہ یہ کہان جائینگے میرے ہاتھ سے وہین جاکر مارا ہو تو اپنا نام کیوان انجم سپاہ نہ رکھا ہوا ور

حکم دیا کہ تمام فوج ہماری تیار ہو کر آئے ہم قلعہ سنگ پارہ کو جاتے ہین الحاصل جو لوگ کہ ہر وقت سواری مین رہتے تھے وہ
ہمراہ رکاب ہوئے اور باقی چند پہلوانون کو جو مثل شیر اسپ کے تھے اور موجود تھے ساتھ لیکر روانہ ہوا چلا آتا ہی کہ سامنے گرد وغبار
کا تتق معلوم ہوا ہر کارون کو خبر کیواسطے روانہ کیا قضاے کار یہ خورشید ستارہ چشم بھی کہ جسکو ملکہ زہرہ پیمبر منسوب ہی اپنی شادی کرنے آتا ہی
اور خورشید کو ہر کارون نے خبر دی کہ یہ کیوان انجم سیاہ ہی اسی کی بیٹی آپکو منسوب ہی کہ جسکو نبیرۂ حمزہ یعنے نور الدہر بھگا کر شیر اسپ جنگی
کی اعانت سے قلعہ سنگ پارہ مین لیگیا ہی کیوان اُسی قلعہ پر چلا ہی کہ جا کر اپنی بیٹی کو چھین لائے اور اُس نبیرۂ حمزہ کو لبنڑا سا نچائے
خورشید نام نور الدہر کا سنکر جل گیا خیال مین گذرا کہ چلکر اُسی مفسد کو مار اور اپنے معشوق کو چھین یہ دلمین ٹھانکر قریب کیوان کے آیا سلام
کیا اور کہا کہ چلیے مین بھی موجود ہون اُس نبیرۂ حمزہ کو قتل کر کے ملکہ کو لے آئین کیوان نے جواب دیا کہ مین اسیواسطے تو چلا ہون غرضکہ دونون
ملکر قلعہ سنگ پارہ پر آئے فوج کو حکم دیا کہ چارطرف سے قلعہ کو گھیر لو اُسیوقت فوج نے قلعہ کا محاصرہ کر کے بڑا اُڈا ڈالدیا اُدھر شیر اسپ جنگی فیلبند
دروازے پر بیٹھا تھا دیکھا اسنے کہ قلعہ پر نرغہ ہوا اور سنا کہ خورشید ستارہ چشم بھی آگیا ہی جا کر ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی ملکہ بولی کہ بھیا اسوقت
مین سوا تمھارے کوئی مددگار نہین ہی اسنے عرض کیا کہ مین اپنی جان نثار کرنیکو موجود ہون آپ نہ گھبرائیے اور حال شاہزادۂ عالی مرتبت کا پوچھا ملکہ
نے کہا آج تیسرے روز آنکھ کھولی تھی دو گھڑی کے بعد پھر بیہوش ہو گئے پاشویا بار بار کیا جاتا ہی نخلخے سنگھائے جاتے ہین شاخین کھنچوائی جاتی ہین چھانوین بہم
ہوتے ہین تبرید دن بھر مین چار چار مرتبہ پلائی جاتی ہی خدا ہی شفا دے شیر اسپ نے دعائین دین اور ملکہ کو سلام کر کے وہانسے پھر اقلعے کے بند وبست مین
مصروف ہوا گولندازونکو دو ماہہ پیشگی تقسیم کروا دیا اور کہا کہ صاحبو آبرو تمھارے ہاتھ ہی وہ بولے کہ پیر و مرشد آپکے کہنے کی کیا بات ہی ہمارے بھی تو اہل و عیال
یہین رہتے ہین ہمین آخر اُنکا بھی تو خیال ہی اُسطرف کیوان اور خورشید دونون ایک جگہ بیٹھے باہم صلاح اور مشورہ کر رہے ہین کہ کیا کیجیے قلعہ نہایت مستحکم ہی ہاتھ
آنا بہت مشکل ہی غرضکہ یہ بات قرار پائی کہ پہلے انھین سمجھا لو کیجیے پھر جب نہ مانینگے تو جیسا ہوگا سمجھا جائیگا غرضکہ صبح کو سامنے قلعے کے آئے قلعہ سے ایک آدھ گولہ
چلا یہ گولے کی زد سے ہٹکر کھڑے ہوئے اور دو شخصونکو سمجھانیکو وکالتاً بھیجا وہ رومال ہلاتے ہوئے جو نشانی رفع شر کی ہی آئے شیر اسپ جنگی نے اُنکو زیر دیوار
قلعہ بلا کر پوچھا کہ کیا پیغام لائے ہو وہ پکارے کہ ملک کیوان انجم سیاہ نے کہا ہی کہ ای شیر اسپ اگر تو نبیرۂ حمزہ کا شریک ہوا خوب کیا یا دین اُسکا
اختیار کر لیا بہتر کیا مگر تو نے نمک ہمارا بھی کھایا ہی لازم ہی کہ کور نمکی نہ کر ملکہ کا شوہر آیا ہی تو ملکہ کو ہمارے حوالے کر ہم اُسے لیکر یہانسے چلے جائینگے تجھسے کچھ
سروکار نہ رکھینگے اور اگر خلاف اسکے کریگا تو قلعہ دم بھر مین لے لینگے اور سبکو قتل کرینگے شیر اسپ نے کہا کہ جا کر میری طرف سے کہدینا کہ جسکو چھوڑا اُسکو چھوڑا
اور جسکا ساتھ دیا اُسکا ساتھ دیا یہ کام مردان عالم کا نہین ہی کہ ساتھ دیکر دغا کرین جسوقت تک میرے جسم مین جان باقی ہی ملکہ کی پرچھائین بھی کوئی نہین
دیکھ سکتا اور اب ملکہ ناموس شاہزادۂ نور الدہر کی ہی اور وہ شہر یار تپ مین مبتلا ہی ورنہ تین قلعہ پر چڑھکے آنا معلوم ہو جاتا
خدا جانے وہ کیا حال کرتا خیر جسوقت تک وہ علیل ہی اُسوقت تک تم بچے ہوئے ہو جسروز عارضہ اُسکا دور ہو جائیگا دیکھنا کیسی سر جنگ دیتا ہی اور کیسی
ستارہ چشمون کی آنکھین پھوڑتا ہی یہ جواب سنکر ہر کارے پھرے اور تمام گفتگو کیوان اور خورشید سے بیان کی کہ دونون نہایت غضبناک ہو کر پھر سے خیمے
مین آئے خیال کرنے لگے کہ کیا فکر کرنا چاہیے افسران فوج نے عرض کیا کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجیے ہم صبح کو یورش کر کے قلعہ لے لینگے کیوان نے اُسیوقت
طبل جنگ بیدرنگ بجوا دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی یہ خبر شیر اسپ جنگی کو پہونچی اُسنے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ
بجے نقارے گڑگڑائے گویا بادل گرجنے لگے چار پہر رات تیاری جنگ کی رہی صبح کو شیر اسپ جنگی فیلبند دروازے پر آکے بیٹھا اُدھر سے دیکھا کہ آمد لشکر
کفار کی ہوئی قلعہ پر سے ایک آدھ گولہ چلا کفار زد سے ہٹ گئے جب تمام فوج کیوان اور خورشید کی جمع ہوئی سردارون نے فوج کیطرف اشارہ
کیا کہ کیا کہتے ہو اور کیا ارادہ ہی وہ جو منچلے تھے آگے بڑھ بڑھ کر پکارے کہ اگر حکم ہو تو ہم قلعے پر یورش کرین آپکے اقبال سے قلعہ کو لے لین کیوان نے
کہا اچھا جاؤ لقا خداے باختر تمھارا نگہبان ہی یہ سنتے ہی ایک مرتبہ تمام فوج نے حملہ کر دیا قلعے پر چلے باجے جنگی بجنے لگے چاوش دل بڑھانے لگے شور
برن وبگیر بلند ہوا یہان دیدبان جو بیٹھے تھے اُنھون نے دیکھا کہ لشکر کفار یورش کر کے چلا ہی شیر اسپ سے عرض کیا کہ حضور کفار چل چکے اب آپ
بھی حکم دیدیجیے اُسنے ہوائی جو سامنے رکھی تھی اُٹھا کر داغ دی بس گولندازون نے نشانہ باندھ لیا گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد شکوہ چلنے

خروش مین آیا گولہ برسنے لگا جسم کفار کے مانند روئی کے اُڑنے لگے گولے اسلح برس رہے تھے جیسے اولے پڑتے ہین جو کفار کہ آگے تھے
فی النار والسقر ہوگئے اور جو پیچھے تھے وہ بھاگ کر دور جا کھڑے ہوئے یہان ہفت فلیتے بارود کے گولنداز داغ چکے ہاتھ رکھ لیا جسوقت دھوان برطرف
ہوا اور روشنی ہوئی دیکھا کہ ہزارہا آدمی مرے ہوئے پڑے ہین باقی دور ہٹ ہٹ گئے ہین بس نقارۂ شادمانی قلعے پر بجا اور غل ہوا کہ وہ بھگایا یہ شور سنکر
کیوان کو غیرت آئی افسران فوج کو یہ تدبیر بتائی کہ ایک طرف سے کچھ حملہ کرین اور دوسری طرف سے جا پڑین پھر سامان جنگ ہوا نقارۂ
رزمی رانکو پھر بجا اُدھر شیر اسپ مظفر و منصور شادمان و فرحان ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوا اندر خوشی کی گذرانی اور عرض کی کہ آپکے اقبال سے
آج قلعہ تک نہ آسکا مین نے سبکو مار کر بھگا دیا یہ سنکر ملکہ نے خلعت دیا اور کہا کہ شاباش و مرحبا اسی اثنا مین خبر طبل جنگ کی پہونچی یہ وہانسے ملکہ کو
سلام کر کے مزاج پرسی شاہزادے کی کر کے جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور انتظام جنگ مین مصروف رہا غرضکہ ستارۂ سحری فلک پر چمکا مینار قلعہ سے آواز
اذان بلند ہوئی لوگ اُدھر سے مصروف طاعت باری ہوئی اُدھر لشکر کفار مین شور ناقوس بلند ہوا القاپرست اپنے رسوم دین کو ادا کر کے میدان نبرد مین
آئے خورشید نے بارہ سو سوار سامنے قلعے کے بھیجے باقی فوج کو لیکر کیوان پھیری راہ سے پشت قلعہ کیطرف چلا کہ لوگ قلعے کے اُدھر مصروف ہونگے
مین اُدھر سے حملہ کر کے لیلونگا اُدھر نمازیون نے نماز سے فراغت کی شیر اسپ جنگی دروازے پر آکے بیٹھا لیکن یہ کہہ دیا مقرر رہی کہ اسکو خبر ہرکارون
نے دی تھی کہ کل پشت قلعہ پر سے حملہ ہوگا اِسنے اور ہی انتظام کیا ہی کہ رات بھر مین قلعہ سے باہر سرنگ کھدوا کر پیپے بھروا دیے ہین اور فلیتہ اُسکا
شہر سے اُسطرف لاکر نکال دیا ہی کہ جب کفار یہان آجائینگے اس فلیتہ پر توپ مارینگے سرنگ اُڑ جائیگی آج خاتمہ ہی اور فیلا اسپ جنگی نے اپنے بھائی کو
دوسری طرف بٹھا دیا ہی اور بلکہ احتیاطاً ہر چہار جانب کا انتظام کر لیا ہی الغرض بیلا یورش سامنے سے ہوا شیر اسپ نے دیکھا ہوائی داغی
گولا چلنے لگا لیکن کفار آج اسلح لڑتے ہین کہ گویا پہلا رہے ہین سامنے آتے ہین جب گولا چلتا ہی زد سے ہٹ جاتے ہین گولا خالی جانے لگتا ہی شیر اسپ
منع کر دیتا ہی جب کفار پھر سامنے آتے ہین پھر گولہ چلنے لگتا ہی اُدھر کا تو یہ حال ہی اُسطرف فیلا سپ جنگی نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم چلا آتا ہی لیکن
کوئی آثار جنگ کے نہین پائے جاتے ہین نہ باجا بجتا ہی نہ نقیب بولتے ہین یہ سمجھ گیا کہ ان لوگون کے نزدیک ہم غافل ہین اچھا ہی انکی قضا لیے
آتی ہی چپکا بیٹھا تماشا دیکھا کیا جب وہ سب قریب آگئے غوغہ کر کے چلے کہ لیلو قلعے کو لیکن کیوان خود نہین چلا ہی بلکہ دور گولے کی زد سے
ہٹ کر کھڑا ہو رہا ہی جسوقت دیکھا کہ اکثر قریب قلعے کے پہونچ گئے ہین سب فوج بلوہ کر کے چلی ہی کہ قریب ہی کہ قلعہ لے لین دلمین سوچتا ہی کہ عقب
مین تو بھی چل لیکن دل اُسکا نہین اُٹھتا ٹھٹک رہتا ہی اُدھر جب فیلا اسپ نے دیکھا کہ فوج سرنگ پر آگئی ہی اُسنے بھی ہوائی داغی گولندازون
نے ایک آدھ گولہ اِدھر اُدھر مار دیا اُدھر ایک گولہ فلیتہ پر پڑا سرنگ نے آگ پکڑی یہ معلوم ہوا کہ طبقۂ زمین کا اُڑ گیا قلعہ تک ہل گیا وہ دھوان
ہوا کہ زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا کیوان بھاگا جو لوگ سرنگ کے پیچھے رہ گئے تھے بہت سے بھاگ نکلے بہت لوگون کے کلیجے پھٹ گئے لاکھون دہل دہلکر
مر گئے جو کچھ سرنگ پر آگئے تھے اُنکا پتا بھی نہ لگا کہ کیا ہوئے اور کہان گئے زمین کو جو دیکھا تو ایک تالاب بنا ہوا ہی پانی نہر کا بانسون اُچھل کر گرا
بعد تھوڑی دیر کے آسمان سے چہار رکے چہار گرنے لگے مردے جلے ہوئے برسنے لگے درندون کے لیے بھنے ہوئے کباب موجود ہوگئے غرضکہ
کفار افتان و خیزان تباہ و سرگردان بھاگے ہوئے دور دور نکل گئے کتنے ہی رستہ بھولکر نکل گئے جنکو درندے کھا گئے جنکی زندگی تھی وہ پلٹ
کر اپنے مقام پر آئے یہ وہ شکست اُٹھائی ہی کہ حواس کسی کے بجا نہین ہین طبل بازگشت بجا ہی خورشید بھی پلٹ کر آیا ہی کیوان نے تمام
حقیقت بیان کی ہی خورشید نے کہا کہ ابھی مناسب نہین ہی کہ کل پھر لڑین اب ہم اپنا انتظام کر لینگے تو لڑینگے اور سرکارون کو روانہ کیا
اپنے باپ سہیل ستارہ چشم کو نامہ لکھا کہ تھوڑی فوج اور روانہ کیجیے اور تمام حقیقت شاہزادۂ نور الدہر کی ملکہ کے لے آنے کی لکھی ہرکارے
اُدھر روانہ ہوا دونون اپنی اپنی بارگاہ مین آئے اور سو رہے یہان ملکہ نے جو سرنگ کی آواز سنی ڈر گئی اور عورتین دہلگئین کتنون کے حمل
ساقط ہوگئے سر کھولدیا قرآن ہاتھ مین لیکر دعا کرنا شروع کی شاہزادۂ نور الدہر بخار سے چونک پڑا پوچھا ارے یہ کیا ہوا حواس کس مین
تھے جو بیان کرتا کسی نے اتنا کہدیا کہ کفار نے غرغہ کیا تھا اور لڑائی ہو رہی ہی نہین معلوم یہ کیا ہوا شاہزادہ گھبرا کر محل سے نکلا دیکھا کہ
شیر اسپ اور فیلا اسپ آتے ہین دونون نے شاہزادے کو جھک جھک کر مجرا کیا نور الدہر نے گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیا ہوا انھون نے

سب کیفیت مفصل بیان کی شاہزادے نے آفرین کہی دونون کو خلعت دیے اور پوچھا کہ اب کفار کتنے بچے ہین اُنھون نے عرض کی کہ حضور یقین ہی کہ قریب نصف آدمیون کے بچ رہے ہون اور اگر اور فوج آئیگی تو شاید مقابلہ ہو باقی اب دو ایک روز تو یقین ہی کہ کیوان اُدھر کا رخ بھی نہ کریگا ایسی شکست فاش اُٹھائی ہی غرضکہ شاہزادہ محل مین داخل ہوا دو تین روز تک کفار نہ لڑے ایک روز کیوان اور خورشید دونون بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ آواز نقارے کی آئی عیار کو روانہ کیا کہ دیکھ کون آتا ہی عیار گیا اور خبر لیکر آیا کہ سہیل ستارہ چشم کا سردار مریخ ستارہ چشم تیغ زن لاکھ سوار سے آتا ہی خورشید نے استقبال کیا بارگاہ مین لایا تمام کیفیت شکستین کھانے کی بیان کین یہ سنکر مریخ ستارہ چشم تیغ زن غیظ و غضب مین آیا عرض کی کہ طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے کل مین قلعہ کو لیلونگا یہ سنکر کیوان نے حکم دیا نقارے پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی اُدھر شیر اسپ جنگی کو خبر پہونچی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو لشکر کفار صف آرا ہوا اُدھر شاہزادہ نور الدہر کا مزاج آج کسیقدر درست ہی دروازۂ قلعہ پر آکے بیٹھے ہین شیر اسپ داہنی جانب فیلا سپ بائین جانب بیٹھے ہوئے ہین کہ ناگہان چاپلوسک نے خورشید ستارہ چشم سے کہا کہ آج وہ نبیرہ حمزہ دروازۂ قلعہ پر بیٹھا ہی خورشید لشکر سے بڑھا اور پکار کر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ مین نے تیری جرأت کا بہت شہرہ سنا تھا لیکن کچھ نہ پایا کہ قلعہ بند ہو کر لڑ رہا ہی مرد میدان ہی تو میدان مین آ اور مقابلہ کر مجھے ملکہ کو میرے سپرد کر اور اولاد حمزہ مین کسیکو نہین سنا کہ پرائی زوجہ کو بھگا کر لیجائے اور قلعہ بند ہو کر لڑے خیر کب تک لڑیگا یہ سنکر شاہزادے کو کا یہ عالم ہوا کہ فرط غضب و غیرت سے تھرانے لگا اور مصلحتاً اتنی دور سے خورشید کی کسی بات کا جواب نہین دیا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر اس کافر کو مارونگا اور جوش غضب سے پسینا جو آیا بخار بھی اُتر گیا شاہزادہ صحیح و سالم ہو گیا سچ ہی بہادرون کا علاج شجاعت ہی بیرون قلعہ چلا شیر اسپ و فیلا سپ نے عرض کیا کہ ای شہریار ابھی آپ مین لڑنے کی طاقت کہان ہی جو لڑنے چلے ہین بخار بھی تو اچھی طرح نہین اُترا شاہزادے نے کہا کہ خیر اب مجھے بخار نہین ہی اور طاقت خدا کی دی ہوئی ہی مین بغیر اس کافر سے سامنا کیے ہوئے کب رہتا ہون ہرچند اُنھون نے روکا سمجھایا نہ مانا مجبور ہو کر چپکے سے ملکہ کو بلایا ملکہ قدمون پر شاہزادے کے گرنے لگی کہ دو روز کے بعد آپ لڑیے گا ابھی آپ ناطاقت بہت ہین نور الدہر نے ملکہ کا سر اُٹھا لیا اور کہا کہ خبردار پھر میرے مقدمے مین دخل نہ دینا نہین مجھسے نہ بنیگی ملکہ تو روتی رہ گئی شاہزادہ دروازہ قلعہ کا کھلوا کر کس عظم و شان سے باہر آیا شیر اسپ جنگی و فیلا سپ جنگی دونون ہمراہ ہین فوج بھی قلعے سے نکلکر صف بندی کرنے لگی جب سے کہ دروازہ قلعہ کا کھلا تھا کافرون مین خروش تھا کہ نبیرہ حمزہ قلعے سے باہر نکل آیا اب کہان جائیگا غرض طرفین سے صف آرائی ہوئی نقیب نقابت کر کے چلے گئے اُدھر خورشید ستارہ چشم نے کیوان سے اجازت چاہی مریخ ستارہ چشم جو سردار کہ آیا ہوا ہی اُسنے عرض کی کہ ای شہریار مین ابھی اس نبیرۂ حمزہ کو قتل کرتا ہون یا باندھ کر لیے آتا ہون اور آپکو کبھی نہ جانے دونگا اسلیے کہ طبل بھی میرے ہی نام پر بج چکا ہی یہ کہکر گینڈے کو چمکا کر میدان مین آیا بعد بلخشوری پکار کر کہا کہ او نبیرۂ حمزہ تو نے مفسدی پر کمر باندھی ہی ہوشیار ہو کر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یا مقابلے کو آ اور نہین تو وہین آ کر قتل کرونگا بھلا شاہزادہ نور الدہر کے کان تو ان باتون کا ہیکو آشنا تھے آواز دی کہ او گبر کیا بکتا ہی اور مرکب کو چمکایا مریخ بقصد نگاور زنی گینڈے کو دوڑا کر چلا جیسے دونون مقابل ہوئے اور جھڑ سپر کی چلی سینہ سے سینہ بازو سے بازو شانے سے شانہ ملگیا اب جو دیکھا تو گینڈا مریخ کا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا مرکب شاہزادے کا حسب عادت دو قدم پیچھے سرکا مریخ نے نیزہ اُٹھایا اور سینے پر شاہزادے کے مارا نور الدہر نے نیزہ اُسکا قلم کیا جھنجھلا کر گرز اُٹھایا جھپٹ کر وار کیا لگا دیہ سمجھ کہ اُسنے کام شاہزادے کا تمام کیا نور الدہر نے گرز پر سر گرز روکا مریخ نے دیکھا کہ ضرب پر ضرب بیٹھی لیکن کچھ نہوا چالاکی سے گرز ہاتھ سے چھوڑ دیا تلوار کھینچ لی اور برس پڑا شاہزادے نے بھی تیغ نیلگون سلیمانی پر ہاتھ ڈالا لگی تلوار چلنے غرضکہ ایک مقام پر مریخ نے کمر تبا کر وار سر کا کیا شاہزادے نے کہا کہ یہ دغا باز ہی اسکے ساتھ ایسا ہی کرو کہ دل کی دل ہی مین رہجائے چالاکی سے خالی دیا اپنے زور مین اوندھے منھ سر پر گینڈے کے جا رہا شانہ سر گینڈے کی سینے مین در آئی اُدھر سے تلوار شاہزادے کی پڑی کہ مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے اب نور الدہر نے آواز دی کہ او خورشید یہی معنے بہادری کے ہین کہ مجکو تو قلعے سے بلایا اب میدان مین نہین آتا اور ملکہ کو مجھسے لیجا دیکھون کہ تو کیسا بہادر ہی یہ سنکر غیرت دامنگیر ہوئی کیوان

جسنے اجازت چاہی اُسنے منع کیا کہ اور افسر بھی تو ہین وہ لڑینگے اسنے جواب دیا کہ وہ رقیب تو میرا ہی کیوان انجم سپاہ نے ہرچند منع کیا اسنے نہ مانا گھوڑے کو چمکا کر میدان مین آیا اُدھر سے شاہزادہ نور الدہر بقصد نگاہ روزنی جھپٹا اور جھڑ سپر کی ماری کہ مرکب خورشید کا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا وہ غیظ و غضب خورشید کا برطرف ہوا خوف دامنگیر ہوا مگر جسوقت شاہزادہ مقابلے کو چلا تھا تو شیر اسپ نے کہدیا تھا کہ اے شہریار آپ اس ستارہ چشم سے آنکھ نہ ملائیےگا کسواسطے کہ بجائے سفیدی سیاہی اور بجائے سیاہی سفیدی ہے آنکھ مانند ستارے کے چمکتی ہے جہان حریف نے نگاہ ملائی بیہوش ہو گیا شاہزادے کی نظر اسکے حربہ پر رہتی ہے لیکن خورشید کی نگاہ جو نور الدہر پر پڑی عجب شان و شوکت دیکھی کہ کسی مین نہ دیکھی تھی حیران ہو گیا دل مین یقین کر لیا کہ یہ جان کو تیری ملک الموت ہے مگر اب سامنے سے کیونکر چلا جائے کہ حیا دامنگیر ہے دلکو قوی کر کے کہا کہ اے خداپرست تو ہی نبیرہ حمزہ ہے نور الدہر نے کہا کہ ہان مین ہی ہون اُسنے پوچھا پھر قلعے مین کیون چھپا تھا فرمایا او بدکردار ہم چھپکر بیٹھنے والے نہین مگر مرض سے مجبور رہتے خورشید نے کہا اے نبیرہ حمزہ زن شوہردار پر کس مذہب مین قبضہ کرنا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو میرے سپرد کر مین تجھسے تعرض نہونگا جہان جی چاہے چلا جا نور الدہر پکارا اے بیعقل زن شوہر دار وہ ہوتی ہے جسکا عقد ہو جائے ملکہ کا نکاح تیرے ساتھ کب ہوا ہے دوسرے یہ کہ وہ مسلمان ہوئی ہے اور مجھسے علاقہ رکھتی ہے خبردار بار دیگر اُسکا نام نہ لینا ورنہ سر جنگ معقول دونگا بس یہ سنکر خورشید آگ بگولا ہو گیا غل مشہور ہے کہ عورت کے مقدمے مین نامرد بھی مرد ہو جاتا ہے جھپٹ کر نیزہ مار شاہزادے نے چند طعنون مین نیزہ ہوائی کیا اُسنے خشمناک ہو کر تلوار ماری شاہزادے نے پشت سپر پر روکی کہ تلوار اُسکی دو ٹکڑے ہو گئی شاہزادے نے جو غیظ مین آکر وار اپنا کیا مع مرکب چار ٹکڑے ہو گئے فوج مین خورشید کی تہلکہ مچ گیا غل ہوا کہ خورشید مارا گیا تمام ستارہ چشم تلوارین کھینچ کھینچکر جھپٹے اُدھر کیوان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ارے مارلو اس خداپرست کو جانے نہ پائے لاکھون آدمی نور الدہر پر ٹوٹ پڑے شاہزادے نے بھی تیغ زنی کرنا شروع کی اُدھر سے شیر اسپ جنگی اور فیل اسپ جنگی بھی مدد کو شاہزادے کی مع فوج چلے اور لشکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی آواز دارو گیر اور بگیر و بزن کی بلند ہوئی نور الدہر کا یہ عالم ہے کہ جسپر تلوار پڑی مع مرکب چار ٹکڑے لاش پر لاش گرا دی ہے کشتون کے پشتے باندھ دیے ہین اُدھر کیوان پکار رہا ہے کہ ارے خداپرست کم ہین تم لوگ بہت ہو مارلو انھین سب طرف سے ہجوم ہے نور الدہر بیچ مین ہے دہنی بائین طرف شیر اسپ و فیل اسپ ہین تلوارین مارتے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ سامنے علمدار کفار کے پہونچے اُسنے نور الدہر کو آتے دیکھکر لوگون سے کہا کہ یارو خداپرست بلائے بیدرمان ہین آفت جان ہین وہ نبیرہ حمزہ آپہونچا اگر علم قلم ہو گیا شکست ہو جائیگی بس یہ سمجھکر طبل بازگشت بجوا دیا شاہزادہ مظفر و منصور پھر اقلعے مین داخل ہوا محل مین گیا ملکہ دوڑکر لپٹ گئی پوچھا کہ کیا ہوا کہا کہ ملکہ علمدار نے طبل بازگشت بجوا دیا نہین تو آج ہی لڑائی سر ہو گئی تھی خیر کل سہی ملکہ نے کہا اے شہریار ستارہ چشم بڑے بلا ہین اگر انکو خبر اس نابکار کے مارے جانے کی ہوئی مانند مور و ملخ اُمڈینگے فرمایا کچھ پروا نہین خدا ہمارا حامی و مددگار ہے غرض لباس رزم اُتارا پوشاک بزم پہنکر بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی جب پہر رات گئی بسبب اسکے کہ تھکے ہوئے تھے صحبت برخاست ہوئی خاصہ سے فراغت کر کے آرام کیا مگر یہان کیوان انجم سپاہ جو خیمے مین پھر کر آیا نہایت پریشان تھا خورشید کے تابوت بنانے کا حکم دیا بعد اُسکے یہ خیال ہوا کہ اے کیوان تو خراج گذار سہیل ستارہ چشم کا ہے بیٹا اُسکا یہان مارا گیا وہ جو سنیگا گمان ہوگا کہ کیوان کی سازش سے بیٹا تیرا مارا گیا ایسا نہو کہ وہ تجھسے برہم ہو اور ملک چھین لے ایسی تدبیر کر کہ وہ تجھسے بد مزہ نہو حکم کیا کہ بلاؤ چاپلوسک عیار کو اُسیوقت وہ حاضر ہوا کیوان نے کہا اے چاپلوسک ممکن ہے کہ جا کر قاتل کو خورشید کے پکڑ لا اُسنے کہا کہ ابھی جاتا ہون اور لاتا ہون اُسیوقت نکلا اور راہ قلعے کی لی جب قریب پہونچا ایک فقیر کی صورت بنکر داخل قلعہ ہوا دروازہ تو قلعے کا حکم سے نور الدہر کے کھلا ہوا تھا فوج شیر اسپ جنگی کی پڑی ہوئی تھی صدا کہتا ہوا دروازہ محلسرا پر پہونچا ایک اصیل کی صورت بنکر داخل محل ہوا اور کسی گوشہ مین چھپ رہا جب ملکہ اور شاہزادہ دونون سو رہے اور تمام عملہ اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہا ایک حبشن پلنگ کی چوکی کو رہگئی اُسکو تو اُسنے داروے بیہوشی اُڑا کر بیہوش کیا چادر عیاری سے روشنی گل کر دی بعد اُسکے داروے بیہوشی دماغ مین شاہزادے کے پھونکی جب وہ چھینک مار کر بیہوش ہوا حلقہ ہائے کمند مین جکڑ کر چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر کوٹھے پر سے کمند مار کر اُتر گیا قلعے کے دروازے پاس آکر پکار کر

کھڑا ہو رہا جب دو گھڑی رات رہی روانہ قلعے کا وا ہوا اُسی تاریکی مین نکل چلا صبح کے قریب کیوان کی بارگاہ مین داخل ہوا اور پشتارہ دوش سے رکھدیا کہا کہ لیجیے وہ مقصد حاضر ہی کیوان نہایت خوش ہوا چاہا کہ اُسی بیہوشی مین نورالدہر کو قتل کرے ستارہ چشم نے کہا کہ ہم قتل ہونے دینگے زہرہ حصار مین مع تابوت خورشید کے سہیل پاس لیجائینگے وہ چاہے قتل کرے چاہے بخشے کیوان نے کہا اچھا لیجاؤ بس نورالدہر کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے ارابے پر ڈالکر تمام ستارہ چشم مع تابوت خورشید کے زہرہ حصار کو روانہ ہوئے کوچ بکوچ جب قریب شہر زہرہ حصار پہونچے ہرکارون نے سہیل کو جاکر خبر دی کہ خورشید ہاتھ سے نبیرۂ حمزہ کے مارا گیا کیوان نے لاش اُسکی اُسکے قاتل سمیت بھیجی ہی سہیل نے یہ سنکر ایک نعرہ مارا اور پکارا کہ بیٹا خورشید گئے تھے عروس کو لینے مگر دلھن بیاہ کے لانا نصیب نہوا اور اُسکے عوض مین عروس مرگ سے ہمکنار ہوئے افسوس ہی کہ قضا نے چراغ میری سلطنت کا گل کردیا روتا پیٹتا سر و پا برہنہ روانہ ہوا سامنے سے دیکھا کہ لوگ تابوت لیے آتے ہین خاک اُڑاتے ہوئے گریبان پھٹے ہوئے بس دوڑکر تابوت سے لپٹ گیا بہت اپنی حالت تباہ کی آخر کار لاش کو جلایا لباس سیاہ پہنکر حکم کیا کہ ہان لاؤ قاتل خورشید کو لوگ نورالدہر کو سامنے لائے اُس بہادر دوران نے سلام بطریق اسلام کیا کفار پکارے کرسی جلکئی بل نہین گیا سہیل نے کہا ای نبیرۂ حمزہ تجکو خورشید کی جوانی پر رحم نہ آیا ابھی اُسکا سن کیا تھا نورالدہر نے کہا او گبر ناہنجار مین نے اُسکو بہت سا سمجھایا کہ تو مسلمان ہو اُسنے نہ مانا میرے ہاتھ سے مارا گیا اور لڑائی مین یہی ہوتا ہی اگر اُسکا ہاتھ پڑجاتا مین مارا جاتا اور کیا لڑائی مین پھول پان بٹتے ہین اُسکی قضا تھی مارا گیا سہیل نے کہا کہ تو نے گھر میرا ویران کیا مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگا نورالدہر نے کہا جو تجھسے ہو سکے دقصور نہ کرنا اگر میری زندگی ہی تو بچونگا اور قضا ہی تو مارا جاؤنگا سہیل پکارا کہ بلاؤ جلاد کو پھر دلمین یہ سوچا کہ اگر سر اسکا قلم ہو جائیگا کچھ صدمہ اپنے مرنے کا یہ نہ اُٹھائیگا اسکو سسکا سسکا کر مارنا چاہیے یہ خیال کرکے جلاد کو منع کیا اور کہا کہ ایک قفس آہنی لاؤ اُسمین اسے بند کردو اور کوتوال شہر کہ نام اُسکا گرگین تھا نہایت لچا اور گرگا تھا کہا کہ ای گرگین اس خدا پرست کا پنجرا لیجا کر چار سوق چوک مین دو چوبین بلند کروا کر لٹکوا دے دن کی دھوپ رات کی اوس اسپر پڑے کھانا پانی کچھ نہ دینا یہ بھوکا پیاسا پھڑک کر مرجائے کوئی اسپر رحم نہ کھائے گرگین حکم بجا لایا اُسیوقت نورالدہر کو عقابین پر چڑھایا نورالدہر نے اپنے دلمین کہا کہ اتبو دادا کے ور شر پر قائم ہو عجب حالت ہی کہ دنکو دھوپ مین تڑپتا ہی راتکو بھوکھ سے بلکتا ہی لوگون کا یہ عالم ہی کہ جو دیکھتا ہی وہ کف افسوس ملتا ہی کہ ہائے کیا جوان خوبصورت ہی جان اسکی مفت جاتی ہی ایک نے کہا یہ قاتل ہی خورشید کا دوسرے نے کہا قطع نظر اسکے یہ خدا پرست بھی ہی لقا کو نہین مانتا سبھی طرح کی باتین ہوتی ہین نورالدہر کی یہ حالت ہی کہ جدھر دیکھتا ہی سوا دشمنون کے کوئی دوست نظر نہین آتا دو دن اسیطرح بے آب و دانہ گذرے فاقے متواتر ہوئے تیسرا دن ہوا اب یہ حال ہی کہ غش پر غش چلا آتا ہی خدا کو پکارتا ہی کوتوال پیادے حرامزادے نورالدہر کی آواز سنکر کہتے ہین کہ کیون اب تو نے مزا خورشید کو قتل کرنے کی پائی نورالدہر جواب نہین دیتا درگاہ خدا مین التجا کرتا ہی کہ اب مجھسے صدمہ نہین اُٹھ سکتا حکم کر عزرائیل کو کہ میری روح قبض کرے اور اگر ابھی حیات باقی ہی تو آب و غذا بھیج اس عذاب سے چھڑا ایمان تو یہ کیفیت ہی اُدھر عطارد اختر شناس کہ وزیر ہی سہیل کا بیٹا ہی اُسکا سمنک نیئر دل وضع اُسکی لنگارونکی ہی دس بیس شہدے بھنگی چرسی اُسکے ساتھ رہتے ہین وہ چوک کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی دس بیس سوار گھٹنے گلبدن و اطلس کے اُنکے پانوٗن مین اونچی چوٹی کے انگرکھے گلو مین ڈھاٹے بندھے ہوئے دوشالے بھاری بھاری کمرون مین لپیٹے ہوئے برچھے ہاتھون مین تانے ہوئے چرس کے دم لگتے ہوئے آنکھین نشے سے چڑھی ہوئی پیچھے چلے آتے ہین جسوقت اُس مقام پر پہونچے کہ جہان نورالدہر عقابین پر چڑھا ہوا ہی اور لوگ کہ رہے ہین کہ آج یہ مرجائیگا تیسرا روز ہی کہ اِسے کھانیکو کچھ نہین ملا ہی نورالدہر کا یہ عالم ہی کہ کبھی غش آجاتا ہی کبھی ہوشیار ہوتا ہی سمنک کی نگاہ جو نورالدہر پر پڑی بے اختیار ایک محبت دلمین پیدا ہوئی گرگین کو بلایا اُسنے سلام کیا پوچھا کہ یہ کون شخص ہی اُسنے تمام کیفیت بیان کی سمنک بولا کہ کی روز سے قید ہی اور کھانا اسے کب سے نہین ملا ہی گرگین نے کہا کہ تین روز ہوئے ہین کہ آب و دانہ اسے بالکل نہین ملا ایک آدھ روز مین یہ مرجائیگا سمنک یہ سنکر افسوس کرتا ہوا پھر اپنے مکان مین آیا سب شغلون

سے کہا کہ صاحبو آج رات کو میں جا کر اُس شخص کو ضرور چھڑاؤنگا تم میرا ساتھ دوگے سب نے دست بستہ عرض کیا ہم آپکے نمکخوار ہیں ساتھ دینا کیسا جان دینے کو موجود ہیں مگر آپ اتنا سمجھ لیجیے کہ بادشاہ سے دشمنی مول لینا ہے دوسرے یہ کہ گرگین ایک حرامزادہ ہے وہ خدا جانے کیا خرابی لائیگا تیسرے یہ کہ عتاب شاہی آئیگا سمنک بولا چاہے رسوائی ہوجائے چاہے بدنامی ہوجائے چاہے جان جائے چاہے آفت آئے میں اُسے چھڑاؤنگا مجھے اُس سے عشق ہوگیا ہے فرقت کے مرنے سے یہ مرنا بہتر ہے سبھوں نے عرض کیا کہ اگر ارادہ آپکا یہی ہے تو اسطرح چھڑائیے کہ کوئی آگاہ نہو سمنک نے کہا یارو وہ قریب بمرگ ہے اور اس تدبیر سے چھڑانے میں عرصہ ہوگا بس تدبیر یہی ہے کہ وضع اپنی بدلکر جا کر دونگا اور سبکو مار کر اُسے چھڑا لاؤنگا سب چپ ہو رہے مگر کسی نے کہا اے شہریار اگر لڑائی کو عرصہ لگا اور خبر بادشاہ کو ہوئی اور وہاں سے فوج آئی دشمن آپکے پھنس گئے تو پھر کیا ہوگا مفت میں ذلت ہوگی سمنک نے کہا کہ جو کچھ ہو تم ڈرتے ہو ساتھ نہ دینا میں اکیلا جاؤنگا حتر گردک کہ عیار اسکا ہے اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ اتنا مجھسے بھی ہوسکتا ہے کہ گرگین کو عقابین پر سے ہٹا دونگا میدان صاف کردونگا سمنک نے پوچھا کہ کیا کروگا اُسنے کہا کہ میں گرگین کے پاس جا کر دھول ماردونگا اور مندیل اُسکی لیکے بھاگونگا وہ میرے پیچھے دوڑیگا تمام اُسکے ساتھ والے بھی میرا تعاقب کرینگے وہاں کوئی نہ رہیگا آپ اتنی مہلت پاکر اپنا کام کر گذریے گا پنجرہ لے آئیے گا سمنک نے گردک کو گلے سے لگایا اور کچھ اشرفیاں انعام میں دیں غرضکہ سمنک نے دن سے تیاری کی ساتھ والونکو واسطے جان لڑانیکے لاامال کردیا وہ سب کے سب مسلح و مکمل ہوکر بیٹھے پہر رات گئے سمنک نے کہا کہ اب چلو اور پچاس رفیق جانباز مرجانیوالے ساتھ لیکر چلا قریب عقابین کے پہونچکر ایک مقام پر پوشیدہ کھڑا ہو رہا اور گردک گرگین کی خدمتگاری کو چلا گرگین سامنے عقابین کے کرسی پر بیٹھا ہوا ہے چارسو پیادے گرد و اطراف میں کھڑے کہ رہے ہیں تیسری رات ہے کہ جاگتے جاگتے آنکھیں کھٹکنے لگیں ہیں دیکھیے یہ عذاب کب کٹتا ہے ایک نے کہا کہ میاں یہ آج کل میں تمام ہو جائیگا مگر کیا جوان ہے افسوس اسکی جوانی مفت برباد ہوئی گرگین نے یہ باتیں سنکر ڈانٹا کہ ارے یہ کیا بک بک لگا رکھی ہے چپکے بیٹھے رہو پنجتباخے چہار طرف کو روشن ہیں دور کا آدمی آتے جاتے معلوم ہوتا ہے گرگین کہ رہا ہے کہ یہ خداپرست بڑا سخت جان ہے کہ ابتک نہیں مرا کہ اسی اثنا میں ایک آواز آئی کہ خداوندا ایک ظالم نے میرے اوپر ظلم کیا ہے میری داد دیجیے گرگین نے اُسکی طرف دیکھا پوچھا تو کون ہے کسنے تجھپر ظلم کیا ہے وہ بولا حاضر ہوں تو عرض کروں کہا آ گردک شکل ایک مفلوک کی بنا ہوا سامنے آیا لوگ پکارے کہ ارے کہ اسنے کہا کوتوال صاحب کے پاس جا کر عرض کرونگا گرگین نے کہا مصیبت زدہ ہے آنے دو گردک پاس اُسکے گیا ہاتھ باندھکر کہا کان میں کہونگا اُسنے سر جھکا دیا بس بمجرد سر جھکنے کے گردک نے ایک دھول ماری اس زور سے کہ سر گرگین کا زمین پر جا لگا گردک مندیل سر سے لیکر بھاگا گرگین پیچھے دوڑا کہ پکڑو جانے نہ پائے تمام پیادوں نے تعاقب کیا لینا پکڑنا کا غل ہوا اُدھر سمنک موقع پاکر عقابین پر آیا جو دو چار پیادے وہاں باقی رہگئے تھے اُنکو مار کر عقابین پر سے قفس شاہزادہ نورالدہر کا اُتار کر لیگیا ادھر گرگین کا حال سنیے کہ گردک کے تعاقب میں چلا آیا لیکن گردک کو نہ پایا آخر مجبور ہوکر پھر اپنے مقام پر آیا دیکھا تو عقابین پر سے پنجرہ غائب ہے پانچ چار پیادے قتل کیے پڑے ہیں حیران ہوا لوگوں سے کہا یارو تم سب میرے ساتھ چلے گئے قیدی کی خبر کسی نے نہ رکھی قیدی غائب ہوگیا اب میں بادشاہ کو کیا جواب دونگا رات اسی فکر میں گذری صبح کو خدمت میں بادشاہ کی گیا یہاں سہیل ستارہ چشم کو پہلے ہی پرچہ اخبار گذر چکا ہے کہ رات کو پنجرہ اُس نبیرہ حمزہ کا غائب ہوگیا کوئی اُتار لیگیا اسنے حکم دیا ہے کہ بلاؤ گرگین کو اسی اثنا میں گرگین کانپتا ہوا پہونچا سلام کیا سہیل نے پوچھا کہ ارے یہ خداپرست کیونکر غائب ہوا اسنے سارا ماجرا بیان کیا سہیل نے کہا تو نے کچھ جستجو کی یہ کسکا کام ہے اُسنے عرض کی یہ کام زبردست کا ہے جنکے حمایتی زبردست ہیں سہیل پکارا کہ یہ معما کیا ہے کھل کر کہ تجھے ڈر کسکا ہے اگر میرے کسی عزیز نے بھی یہ کام کیا ہوگا تو میں سزا دونگا گرگین نے بیان کیا کہ پیر و مرشد حق تو یہ ہے کہ کل سہپہر کو بیٹے وزیر اعظم کے سمنک شیر دل سیر کرتے ہوئے آئے تھے اُس قیدی کو دیکھکر بہت افسوس کیا تھا اُسیوقت اُنکے تیور سے ثابت تھا کہ یہ چھڑانے پر مستعد ہیں دنکو تو کسی مصلحت سے تشریف لیگئے رات کو آکر مجکو تو ایک بچے سے کے پیچھے دوڑا دیا اور آپ اُسے عقابین پر سے اُتار لیگئے سوا اُنکے اور کسیکا یہ کام نہیں ہے سہیل نے وزیر کیطرف دیکھا عطارد اختر شمار نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ خداوند نعمت چونکہ میرا بیٹا بدوضع ہے اور اُسکے مزاج میں ایک بانکپن ہے تو یہ اُسی سبب سے اُسکی طرف گمان کرتا ہے اُسکا ہرگز یہ کام نہیں اور ایسا شخص کہ جسنے بادشاہ کے دلبند کو قتل کیا ہو اُسکی وہ کفالت کرے یہ بعید از عقل ہے ہزار بیٹا میرا لچا اور شہدہ ہے لیکن آجتک کوئی حرکت کورنگی کی اُس سے سرزد نہیں ہوئی سہیل نے گرگین کیطرف دیکھا اُسنے عرض کیا کہ حضور سمنک کو بلائیں سب حقیقت کھل جائیگی عطارد نے

عرض کیا کہ ابھی وہ حاضر ہوتا ہی اور چوبدار سے کہا کہ اسیوقت جاکر سمنک کو بلا لاؤ کہ بادشاہ یاد فرماتے ہین چوبدار روانہ ہوا اُدھر سمنک شیردل جو پنجرہ شاہزادے کا لیکر گھر مین آیا اول بندوبست اس امر کا کیا کہ کوئی شخص غیر بے اطلاع نہ آنے پائے بعد اُسکے شاہزادے کو قفس سے باہر نکالا بیہوش تھا پانی منھ مین اُس شہریار کے ٹپکایا کچھ شوربہ پلایا کہ تو شاہزادے کے درست ہوئے ہوش آیا دیکھا کہ ایک نوجوان سپاہی وضع سامنے بیٹھا ہوا ہی اور دس پانچ شخص ہتھیار بند مثل اُسکے ملازمین کے اور بیٹھے ہوئے ہین حیران ہوا کہ یہ کون لوگ ہین بات کرنے کی طاقت تو نہ تھی مگر اشارے سے پوچھا کہ مجھے کون عقابین پر سے لایا سب نے سمنک شیردل کیطرف اشارہ کیا شاہزادہ چپ ہو رہا جب پہر رات رہے تک خوب ہوش و حواس درست ہوئے اُٹھ بیٹھا سمنک سے کہا اے بہادر تیرے باعث سے میری زندگی ہوئی اُسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون مین نے جسوقت سے آپکو دیکھا تھا عاشق ہوگیا تھا نورالدہر نے کہا کہ تم میرے بھائی ہو مین تمھارا ممنون احسان سمنک نے کہا اے شہریار احسان کیسا میری جان تک آپکے کام آئی تو موجب تھا اور موجب ہون اب شاہزادہ نورالدہر نے کھانا کھایا ہی پلنگ پر لیٹا ہی سمنک سے نئی دوستی ہی محبتین بڑھی ہوئی ہین دوسرے کام کتنا بڑا کیا ہی کہ گویا جان بچائی ہی یہ باتین ہو رہی ہین یہانتک کہ صبح ہوگئی کہ اسی اثنا مین خبر ہوئی کہ چوبدار بادشاہی حاضر ہی سمنک جلدی سے باہر نکل آیا چوبدار نے سلام کیا اور عرض کیا کہ جلدی چلیے بادشاہ نے یاد فرمایا ہی سمنک نے پوچھا کہ بھئی آج کیا ہی جو مجھے خلاف عادت یاد فرمایا ہی چوبدار نے چپکے سے کان مین کہا کہ رات کو نبیرہ حمزہ عقابین پر سے غائب ہوگیا ہی کوتوال پر عتاب شاہی نازل ہی وہ نام آپکا لیتا ہی سمنک نے کہا دیکھو تو چلکر کیسی سزا دیتا ہون جیسی اس حرامزادے نے تہمت میرے اوپر لگائی ہی پس اُسیوقت اندر آیا پوشاک درباری پہنکر لوگون سے اپنے کہا کہ خبردار شاہزادے کی خدمتگاری مین فرق نہو اور وہی بندوبست رہے کہ غیر شخص اندر نہ آنے پائے مین ابھی بادشاہ پاس سے ہوکر آتا ہون یہ کہکر باہر آیا اور سوار ہوکر چلا یہان وزیر اعظم اور گرگین سے تکرار ہو رہی تھی وزیر کہہ رہا ہی کہ اے گرگین میرے بیٹے سے تیرا کیا بگاڑا ہی جو تو اُسکا نام بدنام کرتا ہی گرگین کہہ رہا ہی مجکو چاہے بادشاہ کرے چاہے بخشے مین یہی کہونگا کہ سوا سمنک کے یہ کام دوسرے شخص کا نہین ہی یہی رد و قدح تھی کہ سمنک پہونچا دور سے سلام کیا بادشاہ پکارا اے سمنک تیری اور حرکتین تو لنگارون کی تھین اب تو امور سلطنت مین بھی دخل دینے لگا کہ ہمارے قیدی کو چھڑا لیگیا ہمارا نمک کھانا اور ہمین سے روگردانی کرنا اور ہمارے خلاف حرکتین ہمارے ساتھ کرنا سمنک بولا اے شہریار یہ کون کہتا ہی کہ مین قاتل کو شاہزادے کے چھڑا لیگیا ہون بادشاہ پکارا کہ دیکھو گرگین کھڑا ہوا کہہ رہا ہی سمنک نے کہا اے شہریار یہ مجھسے عداوت رکھتا ہی اور باعث عداوت یہ ہی کہ یہ اکثر رعایا پر ظلم کرتا ہی اور مین مانع ہوتا ہون یہ اکثر دباؤ ڈال کر لوگون سے روپیہ لے مرتا ہی اگر مین پاتا ہون تو مال لوگونکا دلوا دیتا ہون اور چوریان اسکی پکڑتا ہون اسکو کچھ بن نہین پڑتا ہی اب اسکو موقع دشمنی کا پورا ملگیا یہ چاہتا ہی کہ مجھے پھنسا دے اور اے شہریار خدا آپکو سلامت رکھے مین حضور کے باعث سے تمام شہر مین حاکم بنا پھرتا ہون مجھسے یہ کب ہوگی نہوگی کہ جو شاہزادے کا قاتل ہو اُس سے دوستی کرون اور چھڑا کر لیجاؤن اور مین تو خود کہتا ہون اگر مجھپر یہ امر ثابت ہو تو مین نے اپنا خون آپ پر حلال کیا تمام گھر اور بلکہ تمام شہر موجود ہی آپ میری خانہ تلاشی کر لیجیے مجکو یہین بٹھا رہنے دیجیے یہ کام اسی گرگین کا ہی اے شہریار آپ نے اسکو ایک خدمت سپرد کی تھی کہ جبتک یہ قیدی مر نہ جائے تو اسکے پاس سے نہ ہلنا ایک شخص خدا جانے سڑی تھا دیوانہ تھا کون تھا کہ اسکی مندیل لے بھاگا تو یہ ایک مندیل کے لالچ مین ایسا بیہوش ہوکر دوڑا کہ قیدی کی کچھ خبر نہ رکھی اور خوف بادشاہ کا دل سے بھلا دیا یہ ہرگز قابل کوتوالی کے نہین ہی اسنے خود قتل ہونیکا کام کیا ہی اب بادشاہ اُس مجرم کے عوض مین اسے قتل کرین تو مناسب ہی اور کوتوالی میرے سپرد کرین تو مین تین دن مین اُس قیدی کا پتا لگا دون اور اگر یہ کام مجھسے سرانجام کو نہ پہونچے تو مجھے بھی قتل کرین بادشاہ نے جو یہ سنا خیال کیا کہ اکثر رعایا سے بھی اسکی شکایتین سنی ہین غضبناک ہوکر کہا کہ او گرگین یہ تیری بدذاتیان ہین اسنے جواب دیا بجا ہی جو آپ سمجھے خوب انصاف کیا بادشاہ تو آگ بگولا ہو رہا تھا حکم دیا کہ پکڑو اس گرگین حرامزادے کو اُسی جگہ کہ جہان سے قیدی غائب ہوا ہی لیجا کر قتل کرو اور مال و اسباب اسکا سب سمنک شیردل کو دو اور اُسیوقت خلعت نہایت بھاری منگوا کر سمنک شیردل کو دیا اور عہدہ کوتوالی کا بھی سپرد کیا اب سمنک خلعت پہنے ہوئے سواری کوتوالی سے لوگ ہمراہ گرگین کی یہ شکل کہ مشکین بندھی ہوئین آدھا منھ کالا آدھا لال کیا ہوا گدھے پر سوار ڈھنڈھورا پٹتا ہوا جارچی جار دیتا ہوا کہ جو بادشاہ کے قیدی کو غفلت کرکے کھو دیگا اُسکا یہی حال ہوگا القصہ سر چوک گرگین کو لاکر دار پر چڑھا دیا اور وہ تڑپ تڑپکر فی النار و السقر ہوگیا

کو اُٹھوا کر مزبلے پر پھنکوا دیا مال و اسباب اُسکا خوب لوٹا اب سمنک اپنے مکان کیطرف متوجہ ہوا ترہی بجتی ہوئی نرسنگا پھنکتا ہوا جب دروازے پر
پہونچا اور داخل محل ہونے لگا سبکو رخصت کر دیا آپ اندر آیا دیکھا کہ شاہزادہ بیٹھا ہوا ہے سلام کیا پاس آکر بیٹھا پوچھا کہ کچھ تکلیف تو حضور کو نہیں ہوئی
نورالدہر نے کہا کہ نہیں مگر تمکو بڑا عرصہ لگا کیا ہوا بیان تو کرو سمنک نے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا کہ آپکے اقبال سے گرگین حرامزادے
کو مار کر آتا ہوں اور میں اُسکے عہدے کا مالک ہوں نورالدہر نے کہا کہ بھئی تمنے کار نمایان کیا اور گلے میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ ہمنے تمکو اپنا بھائی کیا اور
بعضے بھائیوں نسے بھی یہ ہنو سکتا جو تمنے میرے ساتھ کیا سمنک نے کہا اے شہریار میں غلام ہوں یہ آپکی بندہ نوازی ہے کہ مجھ نالائق کو اپنا بھائی فرمایا
نورالدہر نے پوچھا کہ اے سمنک تم بادشاہ سے تین روز کا وعدہ کر آئے ہو کہ میں خونی کو پیدا کردونگا آخر تیسرے روز کیا کروگے اور بادشاہ کو کیا جواب
دوگے سمنک بولا اے شہریار یہ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے پھر پانچ روز کا وعدہ کرلونگا کہونگا کہ ڈھونڈھ رہا لیکن ابھی پتا نہیں لگا یونہیں
چندے ٹال لیجاؤنگا جب معاملہ کہنہ ہوجائیگا پھر کوئی نہ پوچھیگا اور موقع دیکھکر آپکو ساتھ لیکر جدھر فرمائیے گا نکل چلونگا نورالدہر نے کہا کہ
اگر اسی عرصہ میں افشائے راز ہوگیا اور کسی غماز نے جاکر چغلی کھائی تو پھر لڑنا پڑا سمنک بولا اول تو اے شہریار افشائے راز ہونا غیر ممکن ہے
اور بالفرض اگر ایسا ہوا بھی تو تا تلوارین یہانسے نکل چلینگے نورالدہر نے کہا کہ سنو بھئی میں صاحبقران ہوں اور صاحبقران اُسے کہتے
ہیں جو کبھی حریف سے نہ بھاگے میں اس شہر کو بغیر اسلام آباد کیے ہوئے نہ جاؤنگا اب جو میں کہوں وہ کرو عرض کیا فرمائیے نورالدہر نے کہا اے
سمنک تم پرسوں مجھے اپنے ساتھ لیے ہوئے دربار میں بادشاہ کے چلے چلو کہ یہ خونی حاضر ہے موافق اقرار کے میں ڈھونڈھ لایا بس پھر تم جانے
میرے شریک ہونا چاہے ہو تو نا میں سمجھ لونگا اگر اقبال میرا یاور ہے تو سہیل کو مارکر تمہیں بادشاہ کردونگا اور اگر سہیل مسلمان ہوگیا تو تمہیں اُسکا
نائب کردونگا سمنک نے کہا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو بہت اچھا میں موجود ہوں کہ تیسرے دن سمنک نے آلات حرب و ضرب درست کیے اور اپنے
رفیقوں سے کہا کہ اگر خدا نے فضل کیا اور شاہزادۂ نورالدہر کا ارادہ پورا ہوا تو یاد رہے جو جمعدار ہے اُسکو تمنداری اور جو تمندار ہے اُسکو سالاری
دونگا غرضکہ پانچ ہزار آدمیوں سے مسلح و مکمل نورالدہر کو بیچ میں لیے ہوئے ایوان شاہی کیطرف چلا جسوقت بازار میں پہونچا غل ہوا کہ ارے
میاں اُس خونی کو سمنک لیے ہوئے آتا ہے چہار طرف سے اُنگلی اُٹھنے لگی عجب عجب چرچے ہوتے تھے کہ وزیر کے بیٹے نے بڑا کار نمایان کیا کہ خونی
کو ڈھونڈھ نکالا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ قاتل خورشید کو سمنک ڈھونڈھ لایا اور لیے آتا ہے سہیل نہایت خوش ہوا عطارد کیطرف دیکھکر کہا
کہ تمکو معلوم ہے کہ کہاں سے اُسکو پایا اُسنے عرض کیا غلام کو نہیں معلوم قریب ہے کہ حال روشن ہو جائے کہ اسی اثنا میں سمنک اندر بارگاہ کے آیا آداب
بجا لایا دست بستہ عرض کیا کہ وہ گنہگار حاضر ہے اب جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے کہا کہ بلاؤ میرے سامنے سمنک نے کہا لاتا ہوں یہ کہکر باہر آیا
نورالدہر سے کہا کہ بسم اللہ چلیے شاہزادے نے دلیرانہ قدم بارگاہ میں رکھا دیکھا کہ کافران خرس ہیئت بیٹھے ہوئے ہیں شاہزادے نے بطریق اہل اسلام
سلام کیا سہیل نے دیکھا کہ یہ وہی اسیر غل و زنجیر مسلح و مکمل ہے کہا اے سمنک اسے کسطرح تو لایا ہے نورالدہر نے کہا او کافر سمنک کو میں نے مسلمان
کیا ہے مگر موافق وعدے کے مجھے وہ تیرے پاس لے آیا ہے اب میں موجود ہوں جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرنا اور میں تو اسی ارادے پر آیا ہوں کہ
تجھے بھی مسلمان کروں یا مار کر اور کو بادشاہ کروں بس یہ سنتے ہی سہیل کے حواس پراگندہ ہوئے کہ یہ تنہا ایسی گفتگو کر رہا ہے اور بیخوف و خطر دربار
میں چلا آیا اپنے لوگوں سے کہا کہ مار لو اسے جانے نہ پائے کہ یہ بڑا سرکش ہے لوگ یہ حکم سنتے ہی ہر چہار جانب سے تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے شاہزادہ
اُدھر جھپٹا تلوار چلنے لگی نورالدہر کی یہ کیفیت ہے کہ باحواس لڑ رہا ہے جو سامنے آیا تلوار ماری کہ پھل تیغہ کا زمین کی خبر لایا سمنک شیر دل پشت پر
شاہزادے کی سینہ سپر ہے کسیکو قریب نہیں آنے دیتا جو بڑھا ایک ہی ہاتھ میں فیصلہ کیا یہ بھی جوان زبردست ہے کوئی حوصلہ نہیں کرتا غلغلہ دارو گیر
بلند ہوا باہر وہ پانچ ہزار سوار جو سمنک کے ساتھ آئے ہیں جان پر کھیل چکے ہیں کہ بادشاہ سے لڑ رہے ہیں کسیکو اندر آنے نہیں دیتے کمک بادشاہ
کو نہیں پہونچ سکتی قریب ہزار آدمی کے اندر بھی واسطے مدد کے گھس آئے ہیں لڑ رہے ہیں سمنک اور شاہزادۂ نورالدہر کو حلقے میں لیلیا ہے اب
شاہزادے نے رخ کیا ہے طرف تخت سہیل کے برابر تخت کے پہونچکر نعرہ کیا کہ او کافر کب چھوڑتا ہوں تجھے سہیل نے دیکھا کہ اب جان بچنا مشکل ہے تلوار کھینچکر
شاہزادۂ نورالدہر پر ماری شاہزادے نے خالی دیکر ہاتھ مروڑا تلوار نکل گئی سہیل بے بس ہوا شاہزادے نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر

کھینچکر اُٹھالیا اور سر پر چرخ دینا شروع کیا سہیل سمجھا کہ اگر اب اسنے پٹکا ٹہریان چور ہو جائینگی پکار کر امان فرمایا بسبب طلایان اسنے کہا قبول ہی شاہزادے
نے فرمایا کہ لعنت کر لقا بے بقا پر اسنے لعنت کی لقا پر شاہزادے نے آہستہ سے رکھدیا سہیل قدم پر شاہزادے کے گرا کلمہ پوچھکر پڑھا مسلمان ہوا
پکار کر کہا کہ خبردار اب نہ لڑو اور تم سب بھی مسلمان ہو غرض جو افسران فوج مارے گئے تھے اُنکا ذکر نہین باقی سب بصدق دل مسلمان ہونے کلمے پڑھے
ہر شخص اپنے اپنے مقام پر تعریف جرأت و ہمت شاہزادۂ نور الدہر کی کرتا ہی عطارد بھی مسلمان ہوا نور الدہر نے سمنک کو نائب سہیل کا
کیا عطارد اختر شمار نے بیٹے کیطرف دیکھکر کہا ای سمنک مین جو تیری باتین اُٹھاتا تھا مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ تو کسی جلیل القدر کا رفیق ہوگا
غرض تمام شہر کو شاہزادۂ نور الدہر نے اسلام آباد کیا بتخانے مسمار کرائے مسجدونکی بنا ڈلوائی صدائین اذان کی ہر طرف بلند ہوئین سکہ نام پر
ہرمز تاجدار کے جاری ہوا سمنک کی شادی سہیل کی بیٹی کے ساتھ نہایت دھوم سے ہوئی بعد الفراغ جمیع امور ضروری شاہزادۂ نور الدہر
نے سہیل سے کہا کہ مین ملکۂ زہرہ سیمبر پر عاشق ہون اور وہ شہر انجم حصار سے سات کوس پر قلعہ سنگ پارہ مین محصور ہی اور باپ اُسکا کیوان
انجم سیاہ اُسکا دشمن ہو رہا ہی قلعے پر یورش کر رہا ہی مجھے نہایت تشویش ہی کہ وہان کیا گذری اب مین وہان جاؤنگا سہیل نے کہا مین آپکے ہمراہ
ہون نور الدہر نے پوچھا یہان شہر مین کسے چھوڑوگے عرض کیا کہ چھوٹا بیٹا میرا کوکب ستارہ چشم موجود ہی گو وہ ابھی کمسن ہی لیکن عطارد اختر شمار
اُسکے ساتھ رہیگا کوئی انتظام سلطنت مین خلل نہ آئیگا کہا کہ اچھا تیاری کرو غرضکہ تین روز مین لشکر آراستہ کرکے سمنک شیردل کو ہراول لشکر کرکے کوچ
کیا تیسری منزل تھی جو غل ہوا کہ عادی منارہ گردن آتے ہین سبکو کھا جائینگے ستارہ چشم بہت ہراسان ہوئے نور الدہر سے آکے بیان کیا شاہزادے نے
ہنسکر فرمایا کوئی ڈرنے کا مقام نہین ہی یہ سب میرے مطیع ہین تم جاکر اُنسے کہو کہ آقا تمہارا شاہزادۂ نور الدہر تمھین بلاتا ہی وہ میرا نام سنتے ہی چلے آئینگے
کسی سے کچھ نہ بولین گے سمنک یہ سنتے ہی لشکر سے نکلا گھوڑا بڑھا کر سامنے آیا پکار کر کہا کہ ہوشیار ہو کہ یہ لشکر شاہزادۂ نور الدہر کا ہی اور انھین نے تمھین طلب
فرمایا ہی ثمود و عاد و عاد بن ثمود و اقران کشید رود وغیرہ نے جو نام اپنے آقا کا سنا اُسیوقت سمنک سے بغلگیر ہوئے اور ساتھ ساتھ خدمت شاہزادۂ عالیجاہ
مین حاضر ہوئے قدمبوسی حاصل کی دونون لشکر ایک ہو گئے نہایت خوشی ہوئی اُس روز وہین مقام کیا ثمود و عاد نے مارنا فیلسرونکا بیان کیا شاہزادے
نے اپنی سرگذشت کہی دوسرے روز پھر کوچ کرکے روانہ ہوئے قریب انجم حصار کے پہونچے تھے کہ از پردۂ بیابان گرد برخاست تیرہ تیرہ خیرہ
خیرہ سر گرد بر آسمان کشید دو پائے گرد در زمین دوزیدہ بوق کی آوازین بلند ہین اسی اثنا مین نور الدہر بھی گھبرا کر لشکر سے آگے بڑھ آئے
تھے دیکھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور اسد بن کرب غازی مع اپنے رفیقون کے آتا ہی اسد نے دیکھکر سلام کیا نور الدہر نے دوڑ کر گلے
سے لگالیا خیمے مین لیگیا احوال پوچھا اسد نے بیان کیا کہ بھائیصاحب تمام ملک باختر کو مین نے چھان مارا جب یہان آپکا پتا لگا تو مین حاضر
ہوا نور الدہر نے اپنی کیفیت از اول تا آخر بیان کی رات بھر وہین قیام کیا جب کھانے سے فراغت ہوئی دربار آراستہ ہوا ایک ایک آتا
جاتا ہی اپنی اپنی کرسی دنگل پر بیٹھا جاتا ہی کہ سمنک شیردل بھی آیا نور الدہر نے اسد سے کہا کہ ہماری جان بخشی اسی شخص نے کی یہ بھائی سے
زیادہ ہی اور ای اسد یہ تمھارے رنگ کا جوان ہی اسد بولا بھائیصاحب مین تو سپاہی کا عاشق ہون اور آپ نے بھائی کیا تو یہ میرے بھی
بھائی ہین یہ کہکر سمنک سے اُٹھکر بغلگیر ہوا سمنک نے کہا ای شہریار مین اُنکا بھی غلام ہون آپکا بھی بندہ ہون اسد بولا کہ بھائی اب تم
میرے ساتھ رہو جسطرح اور امیرزادے میرے ساتھ ہین اور اُن سبکی غلامی کرتا ہون اُسیطرح تمسے بھی پیش آؤنگا نور الدہر نے سمنک کا ہاتھ پکڑ
کے اسد کے ہاتھ مین دیا کہ بھئی تم دونون ایک وضع کے ہو تمھاری اُنکی خوب بسر ہوگی بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو
خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو + القصہ رات تو گذری صبح کو وہانسے کوچ کیا لیکن اب حال سنیے قلعۂ سنگ پارہ کا کہ راتکو شاہزادے کو
چالپوسک پکڑ لیگیا صبح کو وہانسے کوچ کیا ہر چند ڈھونڈھا کہین نہ پایا اب شیر اسپ جنگی کو خبر ہوئی کہ شاہزادہ بستر خواب پر سے غائب ہوگیا
نہایت متردد ہوا تمام قلعے مین تلاش کیا جب کہین پتا نہ لگا تو ہرکارون کو لشکر مین بھیجا اُنھون نے آکے خبر دی کہ شبکو چالپوسک عیار آکے
لیگیا تھا تمام ستارہ چشم قید کرکے زہرہ حصار کو لیگئے شیر اسپ جنگی تو یہ سنکر دم بخود ہو گیا اور حکم دیا کہ دروازہ قلعے کا بند کرلو یہ کہکر ملکہ
کے پاس آیا اور حال گرفتاری شاہزادۂ نور الدہر اور لیجانے زہرہ حصار کا بیان کیا ملکہ نے یہ سنتے ہی ایک آہ سرد دل پر درد سے

کھینچی اور بیہوش ہوگئی تا دیر ہوش نہ آیا جب لوگون نے گلاب مُنھہ پر چھڑکا بازو کسکر باندھے غش سے افاقہ ہوا پھر وہی گریہ وزاری تھی
ہر آن بیقراری تھی ہر شام سیہ پوشی تھی ہر صبح چاک گریبانی تھی ہر چند لوگ سمجھاتے تھے کہ بی بی خدا کو یاد کرو وہی اُنکا حافظ و نگہبان
ہی ملکہ کہتی تھی صاحبو مجکو کیونکر صبر آئے کہ اُنھون نے چراغ زہرہ حصار کا گل کردیا ہی تمام ستارہ چشمون کی آنکھون مین دنیا اندھیر ہی
ہر شخص اُنکے لہو کا پیاسا ہی خصوصاً میرا باپ خورشید سہیل ستارہ چشم اُنکو کبھی زندہ نہ چھوڑیگا سبھون نے عرض کیا کہ حضور دعا کیجیے ملکہ نے کہا
کہ صاحبو جبتک خبر اُنکے ہست و نیست کی نہین آتی اُسوقت تک مین زندہ ہون جس روز یہ سنا کہ کام اُنکے دشمنون کا تمام ہوا ہرگز زندہ نہ رہونگی حاصل
کلام یہ کہ جتنا لوگ سمجھاتے تھے بیقراری بڑھتی جاتی تھی اشعار حسرت آمیز زبان پر جاری ہوتے تھے شعر کوئی دن گر زندگانی اور ہی + اپنے دلمین
ہمنے ٹھانی اور ہی + آتش دوزخ مین یہ گرمی کہان + سوز غمہاے نہانی اور ہی + ہوچکین غالب بلائین سب تمام + ایک مرگ ناگہانی اور ہی
ملکہ کے اس حال زار پر ایک ایک کا دل بھر آتا تھا سمجھانے والے خود رونے لگتے تھے یونہین بسر ہوتی تھی لیکن ہر کارے لشکر مین کیوان کے خبر
کے واسطے لگے رہتے تھے کہ ایک دن کیوان کو خبر ملی کہ اُس نبیرہ حمزہ نے تمام زہرہ حصار کو مسلمان کیا اور تمام لشکر سہیل کا ساتھ ہی
بلکہ خود سہیل ستارہ چشم بھی ہمراہ ہی اور کل قلعہ سنگ بارہ مین داخل ہوجائیگا کیوان تو یہ سنتے ہی دنگ ہوگیا لیکن شیطان بھی ہر وقت
ورغلانے کو موجود ہی کہا کہ اگر آتا ہی تو کیا پروا ہی اگر چا بازہر دشاہ باختری نے تو اُس سے مقابلہ کرینگے اُدھر شیر اسپ جنگی یہ خبر
ہر کارون سے سنتے ہی سر و پا برہنہ مارے خوشی کے آپ سے باہر دوڑتا ہوا ملکہ کے پاس آیا ملکہ گھبرا گئی پوچھا خیر تو ہی اور کچھ کہا چاہتی تھی
کہ شیر اسپ جنگی نے عرض کیا کہ اے ملکہ ہان خیریت ہی مبارک ہو کہ وہ شہریار عالیوقار با فتح و فیروزی آپہونچا کل یہان داخلے کی خبر ہی اور سنا
ہی کہ لشکر قدیم بھی اُس شہریار کا اُسکے ساتھ ہی اور بھائی اُنکا اسد دیوانہ بھی آگیا ہی بڑی دھوم دھام سے آمد ہی ملکہ نے کہا اے شیر اسپ جنگی
تم میری تسکین کیواسطے کہتے ہو اُسنے قسم کھاکر عرض کیا کہ یہ خبر لشکر مین کیوان کے آئی ہی مین خلاف نہ عرض کرونگا اب ملکہ کو بھی یقین کامل ہوگیا
لیکن کون بتھوڑا اُنسے یہ کیفیت ہوئی کہ شادی مرگ کی نوبت پہونچی غش آگیا بڑی دیر مین طبیعت سنبھلی حکم کیا کہ ہان پیر دیدار کے کونڈون کی
تیاری کرو جتنی منتین مجھے مانی ہین سب کل ادا کرینگے رات بھر اسی تیاری مین گذری ملکہ خود ہر طرف انتظام کرتی پھرتی ہی لوگ کہتے ہین کہ آپ
آرام فرمائیے یہان بھلا نیند کسکو آتی ہی غرضکہ صدا مرغ کی آئی سفیدۂ سحری فلک پر نمودار ہوا اور دری بجنے لگی ملکہ نے نماز پڑھی بعد اسکے شیر اسپ
جنگی کو بلا کر کہا کہ چلمنین ڈلوادو مین قلعہ بند دروازے پر بیٹھونگی اُسیوقت انتظام ہوگیا ملکہ اپنی انیسون جلیسون سمیت آکر بیٹھی دیکھا کہ کیوان مع
رفقا لشکر کے سرے پر آکر کھڑا ہوا کہ یکایک گرد اُڑی جب دامن گرد کا پھٹا علم اور نشان دکھائی دیے آگے آگے اسد بن کرب غازی پہلوان
سمنک شیر دل سے نئی دوستی ہی پینگ بڑھے ہوئے ہین برابر پٹری جمائے ہوئے نہایت عظم و شان سے نمودار ہوئے بعد اُسکے علم و
نشان جلوس سواری کا سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے مرکب سیجے کرتے ہوئے قاصبر وار زرق برق لباس پہنے ہوئے دکھائی دیے بعد اُسکے
شاہزادہ نور الدہر مرکب پر سوار داہنے بائین عادی اور گشتیدہ روپشت پر سہیل ستارہ چشم تخت پر سوار سات لاکھ فوج سے نظر آئے
اُدھر کیوان انجم سپاہ عادی اور گشتیدہ رویون کو دیکھکر خائف ہوا پھر کر اپنے خیمے مین چلا آیا یہان ملکہ زہرہ سیمبر اس شان و شوکت
سے شاہزادے کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی سجدۂ شکر بجا لائی پھر وہان سے سوار ہو کر داخل محل ہوئی اُدھر شیر اسپ جنگی نے قلعے سے باہر
نکلکر قدمبوسی شاہزادے کی حاصل کی نور الدہر نے اُسے گلے سے لگا لیا حال ملکہ کا پوچھا عرض کیا کہ کل سے حضور کے آنے کی خبر سنکر طبیعت
اُنکی بحال ہوئی ہی نہین تو آٹھ پہر گریہ وزاری سے مطلب تھا آپکی یاد مین چین کب تھا غرض تمام لشکر تو باہر قلعے کے اُترا شاہزادہ نور الدہر
اسد کا ہاتھ پکڑکر قلعے مین آئے جب محل مین داخل ہونے لگے آواز بسم اللہ کی بلند ہوئی ملکہ بیتابانہ دوڑی کہ سامنے نور الدہر
اور اسد دکھائی دیے ملکہ کچھ حجاب زدہ ہوئی تھی کہ شاہزادے نے کہا اے ملکہ یہ میرا بھائی ہی اس سے پردے کی کیا ضرورت ہی اسد
نے کہا بھابھی صاحبہ بندگی اور قریب آکر قدمون کیطرف جھکا ملکہ نے دونون ہاتھون سے سر اُٹھاکر بلائین لین کہ اسمین ایک
خواص نے آکر عرض کیا کہ صدقے جاؤن کونڈے نذر کے تیار ہین ملکہ نے شاہزادے سے عرض کیا کہ صاحب چلکر نذر دیجیے دو چاول

پھر چلے آئیے شاہزادے نے فرمایا کہ یہ کیا سوانگ ہی اسد بولا بھائیصاحب یہ عورتون کی رسم ہی چلیے چلیے انکار مناسب نہین ہی شاہزادہ آیا دیکھا کہ ایک درہ لپا پتا ہوا ہی کورے کورے کونڈے رکھے ہوئے ہین بیچ کونڈون کے پالک کا ساگ بچھا ہوا ہی سبز و سرخ شمعین روشن ہین کسی کونڈے مین دہی خشکا کسی مین زردہ کسی مین جلیبیان کسی مین امرتیان اور انواع اقسام کی شیرینی بھری ہوئی ہی بتیان اگر کی سلگ رہی ہین دماغ خوشبو سے معطر ہو رہا ہی غرضکہ شاہزادے نے نذر دی ایک ایک نوالہ چکھکر ہٹے بس پھر تو لوگ آکر جھکے لگا ہاتھ بڑھنے دم بھر مین کونڈے صاف کر دیے شاہزادہ ہنستا ہوا وہانسے پلٹا اپنے مقام پہ آیا صحبت عیش برپا ہوئی جام مئے آتش رنگ گردش مین آیا اسد تو کونڈے اٹھا کر چلا گیا تھا اب ملکہ نے احوال پوچھا شاہزادے نے تمام سرگذشت بیان کی ملکہ نے کہا اگر آپ فرمائین تو مین بھی سمنک شیر دل کے لیے خلعت بھیجون شاہزادے نے فرمایا کیا مضائقہ ہی ملکہ نے اسیوقت خلعت پر زر اور خوان دعوت کے بھیجے اسنے بھی نذر بھجوائی القصہ رات بھر شاہزادہ محل مین رہا صبح کو دربار آراستہ ہوا آکر بیٹھا لیکن کیوان انجم سپاہ نے نورالدہر کو اس جاہ و تجمل سے دیکھکر جسوقت بارگاہ مین آیا تھا سرداروں سے کہا کہ صاحبو تمنے دیکھا فوج کو نورالدہر کی بھلا ان عادی اور کشیدہ رویون سے کسکا منہ ہی جو مقابلہ کریگا اور شاہزادہ کیسا زبردست ہی کہ جسنے انکو اپنا حلقہ بگوش کیا ہی تمھارے حوصلے ہین کہ ایسے زبردستون سے مقابلہ کرو سبھون نے عرض کیا کہ ہم آپکے ساتھ جانبار کو موجود ہین لیکن عہدہ برا ہونا تو معلوم نہین ہوتا کیوان نے کہا کہ تم سب کیا صلاح دیتے ہو عرض کیا کہ جو رائے بادشاہ کی کیوان بولا کہ مین تو اسکی خدمت مین جاتا ہون اور دین اسکا اختیار کرتا ہون سبھون نے کہا کہ اس سے بہتر کوئی صلاح نہین ہی وہ آپکو اپنا بزرگ جانیگا بہت اچھی طرح پیش آئیگا بس اسیوقت کیوان نے تیاری کی صبح کو خدمت شاہزادہ نورالدہر مین روانہ ہوا شاہزادے نے خبر سنکر سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا جب سردار استقبال کرکے لائے کیوان نے چاہا کہ شاہزادہ نورالدہر کو نذر دے نورالدہر اٹھکر گلے سے لپٹ گیا کہا کہ آپ میرے بزرگ ہین چاہیے کہ مین آپکو نذر دون نہ کہ آپ مجھے نذر دیتے ہین اسکے عوض مین کلمہ پڑھیے مسلمان ہو جیے کیوان بولا مین خود یہی سوچکر حاضر ہوا ہون غرضکہ شاہزادے نے کلمہ تعلیم کیا کیوان ایمان لایا اور تمام سردار کیوان کے مسلمان ہوئے نورالدہر کیوان کو ساتھ لیکر محل مین آیا ملکہ کو پہلے سے اطلاع کرا دی تھی جب کیوان سامنے آیا ملکہ سلام کرکے قدمون کیطرف جھکی کیوان نے سر اسکا سینے سے لگا لیا بہت پیار کیا کہا کہ بیٹا میرا ایسا مقدر کہان تھا کہ خاندان صاحبقران سے مجکو سلسلہ ہوتا مگر تیرے باعث سے یہ سعادت حاصل ہوئی بڑی دیر تک بیٹھا رہا شاہزادے سے کہا کہ یہ کنیز مین نے آپکو خدمت کیواسطے دی ہی نورالدہر نے کہا کہ یہ خاتون محل مین ملکہ قمر چہر کے برابر انھین بھی سمجھونگا پھر تو کیوان نے کہا اے شہریار اب مین چاہتا ہون کہ ارمان میرے جی کا بھی نکلے آپ یہان رہیے مین ملکہ کو لیکر انجم حصار مین جاتا ہون شادی کی تیاری کرتا ہون آپ یہانسے تشریف لیکر آئیے ملکہ کو بیاہ کر لیجائیے نورالدہر نے سر جھکا لیا کہا کہ جو آپکی خوشی غرض بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی رات برات کی آئی شاہزادہ وصل سے کامیاب ہوا امیدین بر آئین حسرتین نکلین صبح کو حمام کرکے دربار مین آیا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مر گردش مین آیا اسد نے کہا کہ بھائیصاحب آپکو کچھ اس آفتاب پرست کی خبر ہی ناموس صاحبقرانی کو بدنام کرتا ہی بلکہ یہانتک صحبت مین ذکر کرتا ہی کہ عاشق ہون ملکہ گیتی افروز پر جاکر قلعۂ ذوالامان پر اپنے معشوق کو لونگا اسیطرف چلا جاتا ہی مشتری حصار تک پہونچ چکا ہی اب جلد یہانسے تشریف لیچلیے کہین ایسا نہو کہ خدا نکردہ وہ ناموس مین خلل انداز ہو شاہزادے نے حکم کیا کہ کوچ کی تیاری ہو مین طرف شہر فرنگوشیہ کے جاؤنگا چند روز مین تیاری ہوئی جسوقت کوچ ہوا اسد نے کہا کہ بھائیصاحب مجھے ہراول لشکر کیجیے جواب دیا کہ بھئی تم لشکر کو ہلاک کروگے تیس تیس چالیس چالیس کوس پر قیام کرتے ہو لوگ کاہیکو زندہ رہینگے مجھے یاد ہی تمنے آگے بھی یونہین لشکر کو پریشان کیا تھا آخر اس سے تمھارا مطلب کیا ہی تم تو میری جان و مال اور تمام لشکر کے مالک ہو اسد نے کہا کہ بھائیصاحب حقیقت حال یہ ہی کہ مین جبتک بارگاہ سلیمانی اس آفتاب پرست سے چھین کر آپکے واسطے نہین لاتا ہون مجھے آرام نہین ہی آپ جسطرح رخصت دینگے مین جاؤنگا نورالدہر نے اپنے دلمین کہا اگر اسے روکا یہ چھپکر چلا جائیگا حاصل کیا ہوگا دیوانہ ہی سمجھانے سے نہ مانیگا کہا اچھا بھئی تمھارا خدا معین و مددگار ہی مگر ذرا اپنے کو بچائے رہنا کہا کہ بھائیصاحب آپ کچھ اندیشہ نہ فرمائیے مین گیا اور بارگاہ سلیمانی لایا یہ کہکر روانہ ہوا نورالدہر کوچ بکوچ چلے آتے ہین بعد چند روز کے قریب شہر فرنگوشیہ کے پہونچے قضائے کار

اتفاقات روزگار فرخ بازرگان اور فتاح زرین علم دونون شکار کیواسطے نکلے تھے اُدھر سے اسد جاتا تھا دونون کو گھیر لیا فرخ تو جیتے جی مردہ ہوگیا دونون کی مشکین باندھ لین اور شہر فرنگوشیہ مین گھس گیا اور قتل کرنا شروع کیا نورالدہر بھی یہ خبر سنکر آپڑا دم بھر مین شہر کو لیلیا دوہائی پڑگئی مال و اسباب و خزانہ ایرج کا اسکے ہاتھ لگا فرخ اور فتاح کو قید کر لیا شیر اسپ جنگی کو خلعت دیکر فرنگوشیہ کا مالک کیا اور یہانسے کوچ کرکے راہی ہوا اسد تو بارگاہ سلیمانی کی فکر مین ہے اور کوچ بکوچ چلا آتا ہے کہ قریب حصین گنجور اور قلعہ قمر بخش کے پہونچا وہان دامن کوہ مین خیمہ کیا ہرکارون کو خبر کیواسطے روانہ کیا وہ کئی صورتین بدلکر حال وہانکا دریافت کرکے شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوئے عرض کیا ای شہریار یہانسے نزدیک قلعۂ حصین گنجور ہے اس مقام پر مہران گنجوری مالک ہے خزانہ بھی ایرج کا یہین ہے اور اس سے دو منزل پر قلعہ قمر بخش ہے شارق قمر بین وہان کا حاکم ہے اور بڑا مفسد ہے لیکن دروازے قلعون کے بند رہتے ہین کسی کا گذر وہان نہین ہوتا نورالدہر نے کہا کہ لینا ان قلعون کا از حد واجبات ہے کسواسطے کہ ایرج نے جبتک قلعۂ اختم نہین لیلیا آگے نہین بڑھا مین بھی بغیر مسخر کیے نہ جاؤنگا سرداروں نے عرض کیا کہ ای شہریار پھر تامل کس امر کا ہے چلیے ایک ہی مرتبہ یورش کرکے لے لیجیے نورالدہر نے کہا کہ نہ صاحبقران نے کبھی یورش کرکے قلعہ لیا نہ مین لونگا کسواسطے کہ ہین اہل اسلام بہت ضائع ہونگے خیر کسی تدبیر سے قلعہ ہاتھ لگ جائیگا حکم دیا کہ بلاؤ چالاک کو چالاک حاضر ہوا اسلام کرکے دست بستہ کھڑا ہوا ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ چالاک بیٹھ گیا کہا کہ ای چالاک تم عمرو کے بیٹے ہو اور وہ قلعہ گیر بے جنگ مشہور ہے تم بھی کوئی تدبیر ایسی نکالو کہ حصین گنجور ہاتھ لگے چالاک نے عرض کیا کہ ای شہریار وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ولی اللہ اسباب عیاری کیسے کیسے اُنکے پاس ہین مین اُنکے غلامونکی برابری نہین کرسکتا مگر تدبیر کرونگا یہ کہکر غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا گھڑی دو گھڑی کے بعد مانند حباب سر اُٹھا کے عرض کیا کہ شہریار کچھ لوگ سوداگر بنکر مال و اسباب ساتھ لیکر سامنے قلعے کے جائین اور کچھ لوگ قزاقون کی وضع بنکر اُنپر جاکر گرین دو ایک کو زخمی کرین کچھ اسباب چھین لین سوداگر بھاگ کر زیر قلعہ جائین اور غل مچائین کہ ہم لوگ آفتاب پرست ہین قزاق ہمکو ایذا پہونچاتے ہین مال ہمارا لوٹے لیتے ہین اگر ہم اُدھر جائینگے تو لشکر نورالدہر کا اُترا ہوا ہے وہ ہمکو تباہ کریگا اُس طرف جا نہین سکتے ہمین دامن پناہ دو اور اگر ہماری مدد نکروگے مال ہمارا لٹ جائیگا ہم جاکر ایرج صاحبقران سے فریاد کرینگے کہ حصین گنجور والون نے قزاقون سے سازش کرکے مال ہمارا لٹوا لیا ہمکو تباہ کیا ایرج صاحبقران بستے مال ہمارا دلوا دیگا یہ سنکر یقین ہے کہ وہ دروازہ قلعے کا کھولدینگے اندر بلا لینگے قافلے مین جوانان زبردست ہون اندر جاتے ہی شمشیر زنی کرنے لگین آپ بھی مقام گھات کا دیکھکر چھپ رہیے گا غلغلہ سنکر جلد قلعے کے اندر پہونچیے گا قلعہ لے لیجیے گا نورالدہر نے یہ تدبیر سنکر چالاک کو گلے سے لگایا خلعت دیا فرمایا کیون نہو اُسکے بیٹے ہو انجام کار اسی تدبیر سے حصین گنجور مین لوگ داخل ہونے لگے تلوار چلنے لگی غلغلہ ہوا کہ خدا پرست دغا سے گھس آئے مہران گنجوری فوج کو ہمراہ لیکر لڑتا ہوا چلا اُدھر سمنک شیر دل تلوار بن مارتا ہوا جاتا تھا ان دونون کا سامنا ہوا مہران نے تلوار ماری سمنک نے رد کرکے ہاتھ اُسکا پکڑکر تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا زمین پر پٹک کر مشکین باندھ لین پھر تو گلی کوچے مین دوہائی شاہزادہ نورالدہر کے نام کی بلند ہوئی نورالدہر نے منع کیا کہ اب کسیکو قتل نہ کرو آکر ایوان شاہی مین بیٹھا رؤسائے شہر آنے لگے نذرین گذرنے لگین ہر ایک کو خلعت دیا بعد اُسکے مہران گنجوری کو بلایا تلقین بدین اسلام کیا مہران گنجور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور تمام مال و خزانہ ایرج کا بموجب فرد حساب کے نورالدہر کے حوالے کیا بعد اُسکے عرض کیا کہ ای شہریار ایک دختر ناکتخدا رکھتا ہون اُسے کسی سے اپنے ملازمون کے ساتھ منسوب کر دیجیے اور تصویر اُسکی ہاتھ مین شاہزادے کے دی نورالدہر نے سمنک شیر دل کو دی کہ اگر کہو تو شادی تمھاری اس صاحب تصویر کے ساتھ ہو جائے سمنک نے عرض کیا بہت اچھا شاہزادے نے مہران گنجوری سے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے بلکہ میرا جان بخش ہے اسکے ساتھ کتخدا کر دو اُسنے عرض کیا کہ یہ میرا فخر ہے الغرض روز سعید دیکھکر عقد سمنک شیر دل کا دختر مہران گنجوری سے کر دیا بعد اُسکے تدبیر قلعہ قمر بخش کے لینے کی ہونے لگی مہران نے عرض کیا ای شہریار ابھی آپکے آنیکا میان شہرہ نہین ہے آپ ایک کام کیجیے کہ صندوق بڑے بڑے بنوائیے مخمل کاشانی اور بانات سلطانی سے منڈھوائیے اور ہر صندوق مین ایک ایک پہلوان نامی بٹھائیے اور سامنے قلعے کے بھیجیے اور لوگ پکارکر کہین کہ فرخ شاہ نے یہ صندوق مال و جواہر کے بھیجے ہین کہ اسکو تم قلعے مین اچھی طرح رکھو کسواسطے کہ نورالدہر قریب شہر فرنگوشیہ کے آپہونچا ہے اگر اُسنے شہر لیلیا تو مال و اسباب و جواہر سب تلف ہو جائیگا یہ بات سنکر وہ مقرر صندوق اندر قلعے کے منگوا لینگے پس جب صندوق اندر جائین سردار

نکل نکلکر باہر آئین اور دروازے بھی کھول دین حضور لوگونکو لیے ہوئے پوشیدہ رہین غلغلہ سنکر آپ بھی قلعے مین چلے جائیےگا قلعہ ہاتھ لگ جائیگا نورالدہر یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا کہ واقع مین یہ تدبیر بہت اچھی ہی اور اُسیوقت دو ہزار صندوق تیار ہوئے سردار انکو اُنمین بند کیا اور کچھ لوگونکو ساتھ کرکے بھیجا جسوقت سامنے قلعے کے پہونچے لوگون نے پکار کر کہا کہ یہ صندوق جواہر کے ایرج صاحبقران کے ہین فرخ بازرگان نے بھیجے ہین انھین قلعے مین رکھ لیجیے یہ خبر شارق قمر بین کو ہوئی وہ فیلبند دروازے پر آکر بیٹھا صندوقونکو دیکھا کہ نہایت پر تکلف ہین منھ مین پانی بھر آیا لیکن ساتھ ہی دل اسکا کھٹکا کہ اسقدر صندوق زر و جواہر کے کہان سے آئے لوگونسے کہا کہ ایسا نہو کہ کچھ اسمین فریب ہو خدا پرستون نے دغا کی ہو اس سے بہتر یہ ہی کہ کچھ صندوق اندر قلعے کے منگواؤ انھین کھلواکے دیکھو اگر زر و جواہر نکلے تو اور صندوقون کو بھی منگوالین بس دروازہ قلعہ کا کھولا اور کہا کہ چار صندوق پہلے بھیجدو انھین دیکھ لین کہا کہ اچھا لیجیے اور اُن صندوقونمین سے چار صندوق اندر قلعے کے بھیجے اور اُن چارون صندوقونمین ایرج تاج بخش سمنک شیر دل رستم فیل زور تہمتن ابر سیمان تھے جب صندوق سامنے شارق قمر بین کے لاکر رکھے گئے کہا کہ کھولو ان صندوقونکو بس قفل کھولکر تختہ اُٹھایا ایک ایک تیر بشبہ شجاعت مسلح و مکمل نکلا اور نعرہ کرکے تلوار کھینچکر دوڑا قتل کرنا شروع کیا اور باہر کے صندوقون مین سے ایک ایک بہادر نکلا نعرہ کر کرکے قلعے کیطرف دوڑا شاہزادہ نورالدہر بھی آیا قلعے مین گھسکر قتل کرنا شروع کیا لگی قلعے مین تلوار چلنے خوب قتل عام ہوا اُدھر ایرج تاج بخش لڑ رہا ہی کہ اسکی چلی آتی ہی شارق قمر بین حیران و پریشان ہی کہ یہ کیا آفت آئی لوگو سے کہہ رہا ہی کہ مجھے پہلے ہی سے کھٹکا تھا کہ یہ فریب ہی فرخ کا صندوق جواہر کے کیسے ان خدا پرستون نے دغا کی اسی اثنا مین ایرج تاج بخش برابر اُسکے آیا تلوار اُسکی چھین لی کمر بزنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا قائم مقام اسیر کیا غرضکہ تمام قلعے مین دوہائی مچگئی شاہزادہ نورالدہر نے فرمایا کہ اب کسیکو قتل نکرو سبکو امان دو اور آکر ایوان شاہی مین بیٹھا تمام روساے شہر کو طلب فرمایا اور ترغیب دین اسلام کی دی اُن سب نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئے ہر طرف بتخانے ٹوٹے جانے لگے مسجدون کی بنا پڑنے لگی سکہ نام پر ہرمز تاجدار کے جاری ہوا بعد اُسکے فرمایا لاؤ شارق قمر بین کو لوگ اُسیوقت اُسے لے آئے وہ کافر جو آیا بدا اخلاق آفتاب پرستان سلام کیا نورالدہر نے جواب سلام تو نہ دیا لیکن کرسی پر بٹھایا جام شراب تواضع کیا اور فرمایا کہ ای شارق لعنت کر دین آفتاب پرستی پر مسلمان ہو اُسنے کہا کہ اگر ہزار بار مجھے قتل کروگے اور زندہ کروگے تو بھی خدا پرستی نہ اختیار کرونگا لاکھ جانین ہون تو نیر اعظم پر نثار ہین بس یہ سنکر شاہزادہ نورالدہر نہایت برہم ہوا فرمایا کہ جلد اسے دار پر کھینچ دو اور تیرباران کرو لوگ اسے کھینچتے ہوئے لیگئے اور تیرباران کرکے لاش کو اُسکی گڑہے پھینکدیا غرضکہ وہ کافر واصل جہنم ہوا بعد اُسکے شاہزادہ نورالدہر نے پوچھا کہ اب اسکی اولاد مین کوئی ہی لوگون نے عرض کیا کہ ایک طفل شش ماہہ اسکے بیٹے کا بیٹا ہی حکم دیا کہ لاؤ اُسے جب لوگ اُسے سامنے لائے دیکھا شاہزادے نے کہ عجب صورت کوتاہ گردن تنگ پیشانی آنکھین کرنجی حرمزدگی کی نشانی فرمایا کہ یہ بڑا بد ذات ہوگا اہل اسلام کو اس سے ایذا پہونچیگی شعر عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ٭ گرچہ با آدمی بزرگ شود ٭ زادۂ ظالم ستمگر میشود ٭ تیغ چون بشکست خنجر میشود ٭ لوگون نے عرض کیا کہ پھر اسے بھی قتل کرنا مناسب ہی افعی را کشتن و بچہ را نگہداشتن کار خردمندان نیست نورالدہر نے کہا کہ یہ سب سچ ہی مگر ابھی یہ معصوم بیگناہ اس سے سرزد نہین ہوا ہم اسے بیگناہ قتل نہین کرسکتے فرمایا کہ لیجاؤ اسے پرورش کرو اور تمام مال و اسباب ایرج کا جو وہان تھا اُسے تقسیم کیا تمام رفیقونکو دیا اتفاق کار وہ لوگ شاہزادہ نورالدہر کے جو بعد گرفتار ہو جانے ہرمز تاجدار کے بھاگ بھاگ کر کوہ و صحرا مین چھپے تھے سب متفرق خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہوئے نورالدہر نے سبکو سرفراز فرمایا بعد اُسکے ہانسے بھی تیاری کوچ کی ہوئی بعد دو روز کے شاہزادہ نورالدہر بتلاش ایرج روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان ایرج کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج شہر مشتری حصار سے کوچ کرکے روانہ ہوا جب قریب زرلقا کے پہونچا ایک جگہ پر قیام کیا دبیر کو بلاکر حکم دیا کہ نامہ لکھو گلباش اور گلبین کو اور مضمون اُسکا یہ ہو کہ تم دونون خدمت مین ہماری حاضر ہو خزانہ ہمارے حوالے کرو دبیر نے اُسیوقت نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای گلباش اور گلبین مین ایرج نوجوان صاحبقران جہان ہون برابر ملک لیتا چلا آتا ہون جسنے میری اطاعت کی اُسکو امان دی اور جسنے سرتابی کی وہ سزا کو پہونچا بہتر یہ ہی کہ غاشیہ التمیل حکم کو دوش فرمانبرداری پر رکھکر خدمت مین ہماری حاضر ہو اور خزانہ جو تمھارے پاس ہی وہ سپرد خزینہ دار سرکار دولت مدار کرو اور اگر خلاف کیا تو جو حال ترکون کا اور ختم والونکا کیا ہی اُس سے بدتر تمھارا درجہ کرونگا اور ایک نامہ لندھور نے لکھا کہ ای گلباش اور گلبین مین نائب ہون حمزۂ صاحبقران کا کل باختر کا اختیار رکھتا ہون مین نے مصلحت وقت دیکھکر ایرج کی بیعت کی ہی تم بھی آکر دست بیعت

ہو اور جو مال و خزانہ تمھارے پاس ہی حوالے کردو رسید مجھسے لکھوا کر اپنے پاس رکھو جسوقت صاحبقران ظلمات سے پھر کر آئینگے تم وہ سند اُنہین ا
دکھا کر بری الذمہ ہوجانا مین سمجھ لونگا اور اگر میرا کہنا نہ مانوگے تو تمھارا خون تمھاری گردنون پر ہوگا الحاصل جب دونون نامے گلباش و گلبین
پاس پہونچے یہ دونون اصل مین چیلے تھے یاقوت شاہ کے پہلے خزانہ یاقوت شاہ اُنکے پاس رہتا تھا اب جبسے یہ اسلام لائے ہین اور یہ قلعہ بادشاہ کو ملا ہی
بادشاہ اسلام نے اپنا خزانہ انکے سپرد کیا ہی یہ خزینہ دار بادشاہی ہین جب نامے کے مضمون سے آگاہی ہوئی آپسمین دونون بھائیون نے صلاح کی کہ ہمنے
سامان کیا تھا کہ رسد جمع کرین تو ایرج سے قلعہ بند ہوکر لڑینگے ابھی غلہ یہانتک نہین آنے پایا اثناے راہ مین ہی اب کیا کرین اور سرکھ ایرج
سے لڑ نہین سکتے بہتر یہ ہی کہ چلکر ایرج پاس موجود ہو بیعت کرلو لندھور سے رسید لیکر خزانہ دیدو واجی جان کا صدقہ مال ہی بس یہ مشورہ
کرکے تحفے ہمراہ لیکر خدمت مین زبدۂ آفتاب پرستان یعنے ایرج نوجوان کی حاضر ہوئے نذر گذرانی بیعت کی خزانہ بموجب فرد حساب
پیش کیا ایرج اُنسے بہت خوش ہوا خلعت دیا کہا کہ جسطرح تم قلعے کے مالک تھے اُسیطرح رہو اور خزانہ ایرج نے نصف آپ لیا نصف لندھور
کو دیا لندھور نے وہ نصف خزانہ پھر گلباش و گلبین کے سپرد کیا ایرج وہ خزانہ لیکر پکار کر کہتا تھا کہ ایہا الناس اگر نیر اعظم نے
فضل کیا کہ قلعۂ ذوالامان مین پہونچا اور ملکہ گیتی افروز کو اپنے قبضہ مین لایا تو اس خزانہ کی کیا حقیقت ہی اس سے چہار چند اپنی
شادی مین صرف کردونگا اور دیکھنا کس دھوم سے شادی کرتا ہون کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی بہزاد مرتد بولا کہ اب حضور
جلد پہونچتے ہین نیر اعظم آپکا مطلب بر لاتا ہی بس یہ کلمہ سنکر ہندیون نے پیچ و تاب کھایا قبضون پہ ہاتھ پڑگئے لندھور بھی ایرج
کے واہیات بکنے پر برہم ہوکر ہندیون کو اپنے ساتھ لیکر وہان سے اُٹھا اپنے خیمے مین آیا تمام ہندیون نے کہا ای دارای ہند
اب باقی کیا رہگیا ہی یہ آفتاب پرست بے محابا نام پردگیان سرادق عصمت صاحبقرانی کا لیتے ہین اور ہم سب بیٹھے ہوئے
سنتے ہین لعنت ہی ہماری غیرتون پر اب ہمسے صبر نہین ہوسکتا ہم اس سے لڑینگے اور مارینگے اور ای خسرو ہند تمھاری
غیرت کیا ہوگئی وہ جو اسد کہتا ہی سچ کہتا ہی کہ تم اُسکے عشق مین مبہوت ہوگئے ہو یا تو اب اُس سے بیعت توڑ کر خود لڑو
ورنہ ہمکو اجازت دو کہ ہم مارینگے اور مرجائینگے یہ کلمات سنین گے لندھور کو کچھ بن نہین پڑتا گویم مشکل وگرنہ گویم
مشکل جواب دیا کہ ای بھائیو اسمین شک نہین ہی مین حقیقت مین بڑا بے غیرت ہوگیا ہون مگر مین نے تہیہ یہ کیا ہی
کہ جسوقت ایرج قلعۂ ذوالامان پر پہونچے اور ارادہ تخریب ناموس صاحبقرانی کا کرے اُسوقت دروازہ
شہر پر اس سے لڑونگا اپنی زندگی مین اندر قلعے کے نہ جانے دونگا اور ابھی نہ مین خود اس سے بگاڑونگا نہ
تمکو اجازت دونگا آیندہ تمھین اختیار ہی ایک جوش و خروش ہندیون مین تھا لندھور نے سمجھا بجھا کر سب کو
روکا خاموش کیا القصہ ایرج وہان سے کوچ کرکے روانہ ہوا آذرکوہ مین پہونچا آذرکوہ والون نے
بھی بیعت کی وہان سے شہر عنطلی آباد پر آیا لندھور سے کہا کہ یہان کے لوگ سب ساحر ہین یہ حوصلہ صاحبقران
کا تھا کہ ان لوگون کو زیر کیا مین کیا کرونگا لندھور نے کہا کہ ای ایرج نوجوان سب ساحر یہان کے
قتل ہوگئے باقی جو رہگئے ہین اُنھون نے سحر سے توبہ کی اب کوئی ساحر باقی نہین ہی اس سے تم خاطر جمع رکھو
اور مالک یہان کی ملکہ جادو ہی اُسنے بھی ترک سحر کیا ہی یہ سنکر ایرج کی خاطر جمعی ہوئی اُسی وقت ملکہ جادو
کو نامہ لکھا کہ جلد خدمت مین ہماری حاضر ہو ورنہ مجھسے مضرت پہونچیگی اور نامہ عوجان دریاباری کو دے کر
روانہ کیا جب عوجان نامہ لیکر شہر عنطلی آباد مین آیا ملکہ جادو کو خبر ہوئی اُسکے یہان برہان جادو مختار رہی
یہ سردار قدیم عنطلی آباد کا ہی ملکہ اُسکو بجاے باپ کے جانتی ہی اس سے اُسنے کہا کہ اُسے استقبال کرکے لاؤ
برہان جادو نے وہی کیا بعد اُسکے مجلس آراستہ کی خود آکر تخت پر بیٹھی عوجان کو اپنے سامنے بلایا کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو
دی ساقی کو اشارہ کیا کہ دو اسے جام شراب کا عوجان نے جام شراب کا پیا نشہ مین جو آیا اور نگاہ چہرے پر ملکہ جادو کے پڑی

ملکہ جادو ایسی خوبصورت ہو کہ عمرو ایسے شخص نے اُسکو دیکھتے ہی دیوانہ ہوکر اپنے کو گرفتار کرا دیا بس عوجان دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا مگر ضبط کیا جی مین کہا کہ ای عوجان ابتو تیری جان پر بنگئی انجام اسکا کیا ہوگا کاشکہ تو ایلچی ہوکر نہ آیا ہوتا اب دل اسکا بیقرار ہی لیکن چپ بیٹھا ہی ملکہ نے پوچھا ای عوجان کہو تم کیون آئے ہو اسنے کہا حضور کے پاس نامہ لایا ہون ملکہ نے کہا لاؤ عوجان نے نامہ دونون ہاتھون پر رکھکر گذرانا ملکہ نے دبیر سے پڑھوایا مضمون سے آگاہی ہوئی جواب دیا کہ میری طرف سے ایرج سے کہنا کہ مجکو اطاعت تمہاری منظور ہی گو کہ حمزہ نے خراج مجکو معاف کر دیا ہی لیکن تمھین خراج دونگی یہ کہکر خلعت دیکر عوجان کو رخصت کیا اُسنے حرز جان سمجھکر اُسے پہن لیا جی تو اُٹھنے کو نہ چاہتا تھا مگر ناچار اُٹھا چلا تو مگر بیجان ہی پانون ڈالتا کہین ہی پڑتا کہین ہی اسی حالت سے بارگاہ ایرج مین پہونچا جواب نامے کا دیا اور زبانی بھی کہا کہ اُنکو آپکی اطاعت مین انکار نہین ہی یہ کہکر بغیر اجازت بیٹھ گیا مگر دل بیٹھا جاتا تھا چہرہ زرد دلمین درد ایرج اسکی یہ حالت دیکھکر کچھ سمجھا اور بہزاد و مرتد کیطرف دیکھکر کہا کہ عشق کیا بری چیز ہی خدا کسیکو یہ مرض نہ دے ای بہزاد کو لقا نے ملکہ گیتی افروز کو مجھے بخشا تھا لیکن مجھے مطلق اسکا خیال بھی نہ تھا کہ یہ امر مہمل ہی وہ مثل ہی کہ موتی بچھیا بامھن کے نام وہ خدا پرستون کے قبضے مین ہی تیرے ہاتھ کا ہیکو لگے گی مجھے کچھ اسکی جستجو بھی نہ تھی مگر جبسے مین نے خواب مین دیکھا ہی دیوانہ ہو گیا ہون اور قلعۂ نو والامان پر بر ملا دیکھا اُس روز سے جان پر بنگئی ہی عجب حالت ہی دن رات یہی فکر ہی کہ الٰہی وہ کونسا دن ہوگا کہ وصل اُسکا نصیب ہوگا یا یونہین صدمے اُٹھاتے اُٹھاتے جان جائیگی یہ کہکر روتا تھا اور یہ غزل پر درد زبان پر لاتا تھا غزل

کوئی امید بر نہین آتی ۔ کوئی صورت نظر نہین آتی
ہو کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہون ۔ ورنہ کیا بات کر نہین آتی
آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی ۔ اب کسی بات پر نہین آتی
ہم وہان ہین جہانسے ہمکو بھی ۔ کچھ ہماری خبر نہین آتی

کبھی یہ اشعار پڑھکر دلکو سمجھاتا تھا **اشعار** دل نادان تجھے ہوا کیا ہی ✤ آخر اس درد کی دوا کیا ہی ✤ عبث اُس بیوفا کی ہی امید ✤ جو نہین جانتا وفا کیا ہی ✤ مگر عوجان تازہ چوٹ کھائے ہوئے ہی یہ باتین ایرج کی مثل نشتر کے دل پر کارگر ہوئین تاب ضبط باقی نہ رہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تصویر ملکہ کی نگاہون کے نیچے پھر گئی ایرج نے جو یہ کیفیت عوجان کی دیکھی پوچھا کہ ای عوجان تو میرے حال پر روتا ہی یا خود بھی اسی بلا مین مبتلا ہوا ہی عوجان اور زیادہ بیقرار ہوا ہچکی لگ گئی بات منھ سے نہ نکلتی تھی قریب تھا کہ غش آجائے ایرج یہ حال دیکھکر عوجان سے لپٹ گیا کہ ای عوجان واسطے نیر اعظم کے مفصل حال اپنا بیان کر عوجان نے دل سنبھال کر اتنا کہا کہ ای شہریار مین مرض لاعلاج مین مبتلا ہون میری چارہ گری سوا موت کے کسی سے نہو سکے گی میرا بیان کرنا عبث ہو اب اس ذکر کو جانے دیجیے خیر جو مجپر گذرتی ہی بہتر گذرتی ہی جسطرح اس عشق خانہ خراب نے اور بہت سے گھر اُجاڑ دیے اُسیطرح مجھے بھی برباد کریگا یہ کہتا تھا اور روتا تھا ایرج نے کہا کہ ای عوجان قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین حتے الامکان تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا عوجان نے کہا کہ اب آپ بہت مصر ہوتے ہین اور قسم کھاتے ہین تو مین عرض کرتا ہون اصل امر یہ ہی کہ مین جو نامہ آپکا لیکر گیا اور ملکہ جادو کو دیکھا دل قابو سے نکل گیا صبر نے منھ موڑا ضبط نے ساتھ چھوڑا اب ای شہریار اگر وصل اُسکا ممکن نہوگا تو میری زندگی بھی ہونا مشکل ہو مجھے یقین ہی کہ میری جان جائیگی یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای عوجان قسم ہی نیر اعظم کی کہ ملکہ جسطرح مانیگی تیرے ساتھ شادی اُسکی کر دونگا چاہیے خوشی سے ہو چاہے رنج سے ہو عوجان یہ مژدۂ جانبخش سنکر ایرج کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ اب زندگی میری آپکے ہاتھ ہی ایرج نے اُسوقت تو تامل کیا اور عوجان کی تسلی کی باتین ین دوسرے روز دربار مین آیا امرا اور روسا آنے لگے جب دربار جمع ہو گیا یہانتک کہ لندھور بھی آگئے ایرج نے دبیر سے کہا کہ نامہ لکھو میری طرف سے ملکہ جادو کو اور مضمون نامہ یہ ہو کہ رفیق میرا عوجان دریا بار ہی برسم ایلچی گری تمہارے پاس آیا تھا تمکو دیکھکر فریفتہ ہوا اب اُسکی بغیر تمہارے بہت بری کیفیت ہی اب لازم تمکو یہ ہی کہ عوجان کے ساتھ شادی اپنی قبول

کرو اور مین تمکو اُسے بخش چکا ہون لندھور نے جو یہ مضمون سنا کان کھڑے ہوئے کہا کہ ای ایرج ملکہ جادو زوجہ
عمرو کی ہی اور عمرو تمہارا استاد ہی تمھین مناسب نہین ہی کہ اُسکے پاس پیغام اس طرح کا بھجوا ایرج نے جواب
دیا کہ ای لندھور عمرو نے پیر قطب کو مارا ہی مین تو جہانتک ہوسکے گا اُسے ذلیل کرونگا اور افسوس ہی کہ وہ
میرے پاس سے بھاگ گیا نہین تو اُسے سزاے معقول دیتا لندھور نے کہا کہ اچھا اگر عمرو کا بھی خیال نہین ہی
تو اس بات کا لحاظ ضروری ہی کہ ملکہ جادو تمھاری اطاعت پر راضی ہی جب یہ پیغام جائیگا ایسا نہو کہ وہ بگڑ کر توبہ توڑ
دے سحر کرنے لگے تو قیامت ہو جائے اُسکا سامنا کون کریگا بہت بُری بات ہو گی کیا ہوا سے لڑو گے اس ارادے
سے باز آؤ لندھور نے کس کس طرح سمجھایا اور ڈرایا لیکن وہ کسکی سنتا ہی جواب دیا کہ مین صاحبقران ہون مجکو ان باتون
کی پروا نہین ہی اُسکا سحر مجھپر کیا چلیگا دوسرے یہ کہ مین عوجان سے وعدہ کر چکا ہون اگر جان بھی جائیگی تو اس
ارادے سے باز نہ رہونگا لندھور چپ ہو رہا غرضکہ پیغام شادی کا ملکہ کے پاس گیا ملکہ نے جو سنا نہایت آزردہ
ہوئی کہلا بھیجا کہ سبحان اللہ خوب حق شاگردی عمرو کا ادا کرتے ہو معلوم ہوا کہ تمھارے یہان ایسا ہی ہوتا آیا ہی
تمکو لازم ہی کہ اس امر سے باز رہو اور دوسرا نامہ لندھور کو لکھا کہ ای رستم زمان خوب نیابت صاحبقران آپ
نے کی اور خوب عمرو کا حق دوستی ادا کیا بہتر یہ ہی کہ ایرج کو سمجھاؤ کہ اس ارادے سے باز رہے مگر ایرج پیغام
ملکہ جادو کا سنکر برہم ہوا جواب لکھا کہ عمرو ظلمات مین جاکر مرگیا اور اس عیار نے میرے ساتھ وہ سلوک کیے
ہین کہ مین تو اُسکی کچی بوٹیان دانتون سے نوچ کر کھاؤن تو شاید کچھ چین آئے ای ملکہ جادو بس خیر اسی مین ہی کہ
عوجان کو قبول کرو نہین تو بہت بری طرح پیش آؤنگا ادھر لندھور نے ملکہ کو جواب لکھا کہ مجھے جہانتک سمجھانا تھا
پہلے ہی سمجھا چکا اب تم چند دنون کے لیے بمصلحت توبہ شکنی کرکے سحر ابر کر و عصمت کو بچاؤ ملکہ جادو دونون نامے
دیکھکر عمرو کو یاد کر کے بہت روئی بعد اُسکے سوچی کہ سحر سے توبہ کرکے پھر توبہ شکنی کرنا بڑا گناہ ہی مگر تو زوجہ عیار
کی ہی فریب سے عوجان کو مار کر نکل چل آگے خدا نگہبان ہی یہ خیال کرکے تمام اہل شہر سے خفیہ طور پر کہلا بھیجا کہ تم
سب یہان سے مال و اسباب لیکر نکل جاؤ اور مین عوجان کو مار کر یہان سے بھاگونگی اسلیے کہ یہ مونڈی کاٹا مجھپر
عاشق ہوا ہی ذرا عشق کا مزا تو چکھے بعد اسکے نامہ ایرج کو لکھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران
مین فقط آزمائش کرتی تھی اور یہ دیکھتی تھی کہ عوجان کو مجھسے کہانتک عشق ہی ورنہ مین تو خود اسپر مائل ہو چکی تھی اگر تم
پہلے نامہ و پیغام نہ کرتے تو مین خود چند دن مین راستہ دیکھکر پیغام بھجواتی مجکو خود وصل عوجان کی تمنا ہی تم شوق سے
عوجان کو دولھا بناکر لاؤ اور مین بھی یہان سامان شادی مہیا کرتی ہون یہ مضمون جو ایرج نے سنا نہایت خوش
ہوا عوجان کی طرف دیکھکر کہا کہ اقبال میرا یاور ہی دیکھ ملکہ نے منظور کر لیا عوجان کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ شادی مرگ
ہو گیا الحاصل سامان شادی کا ہونے لگا عوجان نے ایرج سے کہا کہ ای شہریار اور رسوم کو جانے بھی دیجیے کہ دیر
ہو گی اور اب فراق اُسکا مجھپر شاق ہی بس برات لیکر چل کھڑے ہو جیے غرضکہ عوجان کو دولھا بناکر بڑی دھوم سے
برات لیکر چلے راستے مین جا بجا ناچ ہوتا ہوا آتشبازی چھوٹتی ہوئی تمام افسران فوج لباس پر تکلف پہنے ہوئے
ہمراہ تھے یہانتک کہ برات شہر عنظلی آباد مین آکر اُتری ایرج اپنے ہمراہ تمام افسران فوج کو لیے ہوئے عوجان
کے ساتھ مکان پر ملکہ کے آیا عقد عوجان کا ملکہ کے ساتھ بڑھا گیا عوجان کو ایرج اندر محل کے داخل کرکے چلا
آیا وہان عوجان خوشی خوشی اندر گیا دیکھا کہ حجلۂ عروسی آراستہ و پیراستہ ہی پھولون کی خوشبو سے دماغ جان
معطر ہوتا ہی گل امید شگفتہ ہی یعنی ملکہ جادو سرخ جوڑا پہنے ہوئے ہاتھون مین مہندی لگائے ہوئے سر جھکائے ہوئے

آیا

مانند طاؤس طناز کے بیٹھی ہی عوجان خوشی خوشی تخت پر آکر پہلو مین ملکہ کے بیٹھ گیا اور بیتابی دل سے تصدق اور قربان ہونے لگا چاہا کہ گھونگھٹ اُٹھائے ملکہ نے آپ منھ کھولدیا معلوم ہوا کہ بدلی ہٹ گئی اور چاند نکل آیا قریب تھا کہ عوجان غش کھاکر گرے مگر اپنے کو سنبھالا ضبط کیا ملکہ نے پوچھا اے عوجان اب کیا ارادہ ہی کیا چاہتا ہی اُسنے کہا کہ اے ملکہ مین دلدادہ اور فریفتہ ہون بھلا مجکو اس دن کی امید کب تھی اب نیر اعظم نے یہ دن دکھایا ہی چاہتا ہون کہ گوہر مقصود صدف تمنا سے لون ملکہ نے کہا اے عوجان یہ سودا جو تجھے ہوا ہی اس سے باز رہ مجکو دیکھ کہ مین نے یہانتک تیری خاطر کی کہ بلا کر تجھے پہلو مین بٹھالیا اور اچھی طرح بن سنور کر خوب تجھے دکھادیا اب اس سے زیادہ ہوس کرنا اچھا نہین ہی اب تو میرے پاس سے چلا جا نہین تو خدا جانے کیا ہوگا عوجان نے کہا مین جبتک وصل تمہارا یہ حاصل کرونگا بھلا کہان جاؤنگا اور سب عورتین وقت پر یونہین انکار کرتی ہین کچھ تمہر موقوف نہین ہین بغیر کام دل حاصل کیے ہوئے چھوڑتا کب ہون مثل مشہور ہی کہ اونٹ کو بلبلاتا ہوا لادتے ہین بس یہ کہکر دست ہوس ثمر آرزو کی طرف بڑھایا تھا کہ اُس شیرزن نے ایک طمانچہ مارا کہ او نابکار اجل رسیدہ دور ہو ہاتھ ملکہ کا اس زور سے گلے پر عوجان کے پڑا کہ تخت سے نیچے گر پڑا اور پھر اُٹھکر وہی قصد کیا کہ ملکہ پر ہاتھ ڈالے ملکہ نے آواز دی کہ ارے لینا اس حرامزادے کو اور چار سو زرہ پوش پوشیدہ بٹھا رکھے تھے وہ سب ایک مرتبہ جو عوجان پر گرے عوجان کو بیجان کردیا ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کرکے ڈالدیا اور اُسی وقت ملکہ کو مع بارہ سو غلام و کنیز مال و اسباب و جواہر لیکر قلعۂ ذو الامان کی طرف روانہ ہوئے یہان صبح کو ایرج نے خلعت بھیجا کہ عوجان کو نہلا کر خلعت پہنا کر لاؤ لوگ جو وہان آئے سناٹا دیکھا شہر بھر مین کسی آدمی کا نام و نشان نہ پایا حیران ہوئے محل کے دروازے پر آئے وہان بھی کوئی نہ تھا کھڑے رہے یکایک کیونکر جیتے جاتے کھڑے پکارا کیے جب مطلق کسی کی آواز نہ آئی تو ڈھونڈھتے ڈھونڈتے اندر گئے دیکھا کہ لاش عوجان کی پڑی ہوئی ہی باقی کسی کا پتا بھی نہین معلوم کیا کہ ملکہ جادو اسے مار کر اپنی آبرو بچا کر نکل گئی بس روتے اور پیٹتے پیٹتے یہان ایرج دنگل شوکت پر بیٹھا ہوا ہی سب امرا اور اراکین جمع ہین لندھور ایک طرف بیٹھا ہوا ہی لیکن چپ اور ایرج طرماسپ سے کہہ رہا ہی کہ دیکھا تمنے کہ ملکہ جادو جوان معقول دیکھکر کیسی جلد راضی ہوگئی عمرو ایک مرد پیر تھا دوسرے یہ کہ وہ مرگیا ہوگا زندہ کہان سب عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد جادوگرنیان ایک پر تھوڑی بند رہتی ہین جسکو اچھا دیکھا اُسی کی ہو رہین اور لندھور بھی یہ باتین سُن سُنکر ملکہ کو اپنے دل مین نفرین کر رہا ہی کہ اسی اثنا مین لوگ روتے پیٹتے آئے عرض کیا کہ ملکہ جادو عوجان کو عروس مرگ سے ہمکنار کر گئی ایرج بولا کہ تم سب یہ کیا کہتے ہو اُنھون نے جواب دیا کہ آپ خود چلکر دیکھ لیجیے لاش کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے ہین آدمی کا قلعے بھر مین نام و نشان بھی نہین بس یہ سنتے ہی ایرج نے لندھور کی طرف دیکھا کہا کہ اے دارائے ہند سُنا تمنے کہ اس جادوگرنی نے میرے رفیق کے ساتھ کیا کیا لندھور نے کہا کہ مین کیا جانون مجھے اسمین کیا دخل ہی جیسا تمنے اُس سے کیا ویسا وہ تمسے پیش آئی اور وہ عیار کی زوجہ تھی اُسنے عیاری کرکے اپنی عصمت بچائی یہی غنیمت سمجھو کہ سحر سے کام نہین لیا ایرج نے کہا اے رستم جہان کیا خون عوجان کا یونہین ضائع جائیگا اب کیا وہ میرے ہاتھ سے زندہ بچ جائیگی میرے رفیق کو مار کر صاف نکل جائیگی قسم ہی نیر اعظم کی جہان جائیگی وہین جاکر اُسے مارونگا اور اُسی وقت کہا کہ لاؤ مرکب ہمارا طرماسپ سے کہا کہ تم لاشہ عوجان کا گڑوا کر آنا مین جاتا ہون یہ کہکر تعاقب مین ملکہ جادو کے روانہ ہوا طرماسپ بجلدی تمام لاش عوجان کی زمین مین تہ کرکر روانہ ہوا مالک بن ملکوت شاہ نے سام بن عوجان کو بادشاہ عنطلی آباد کیا اور مرجان دریا بازی کو مختار کرکے

آپ بھی روانہ ہوا بعد اُسکے لندھور بن سعدان بھی کوچ کرکے چلا مگر اب حال ملکہ جادو کا سنیے کہ یہ بھاگا
بھاگ ہفت دارے پر پہونچی صبح ہوگئی ہو یہ خیال ہوا کہ اب خود بھی کچھ کھائیے گھوڑون کو بھی دانہ گھانس کھلائیے
کہ چلنے کی طاقت ہو تو آگے بڑھیے غرض سب دامن کوہ مین اُترے اور امور ضروری سے فراغت کی کوئی دو پہر دن
چڑھا ہوگا چاہتے ہین کہ سوار ہوکر کسی طرف کو روانہ ہون کہ یکایک تتق گرد و غبار بلند ہوا زمین سے آسمان تک ایک
کیفیت نظر آئی ملکہ نے کہا غضب ہوا معلوم ہوتا ہو کہ ایرج آپہونچا اب کہان بھاگ کر جا سکتے ہین صلاح ہوئی کہ پہاڑ
پر چڑھ چلو ملکہ اپنے ہمراہیون سمیت کوہ پر چڑھ آئی اتنے مین ایرج بہزاد مرتد کو لیے ہوئے چالیس ہزار سوار سے پہونچا
دیکھا کہ لوگ پہاڑ پر چڑھ رہے ہین مہزاد سے کہا کہ بیشک یہ ملکہ جادو کے ساتھ والے ہین جائین گے کہان میرے
ہاتھ سے دیکھو کیا حالت کرتا ہون اگر ایک کو بھی زندہ چھوڑا ہوگا تو نام اپنا ایرج نہ رکھا ہوگا اور نعرہ کیا کہ نعرہ نظر کردہ
پیر قطب زمان ٭ قضائے شما ایرج نوجوان ٭ باش خبردار و ہوشیار ہوکہ پہاڑ پر چڑھکر میرے ہاتھ سے نہ بچوگے
یہ آواز ایرج کی مانند صدائے عزرائیل کے تھی ملکہ کانپ گئی یقین مرگ ہو گیا جادوگرون نے کہا کہ ای ملکۂ آفاق
آپ کسواسطے خوف کرتی ہین ہمکو حکم دیجیے تو ہم ابھی سحر کرکے کام اسکا تمام کرین ملکہ بولی کہ صاحبو مجھسے کبھی یہ نہوگا
کہ دین محمدی اختیار کرکے پھر مرتد ہو جاؤن اگر قضا میری آچکی ہو تو ماری جاؤنگی بعد میرے تم لوگون کو اختیار ہو
جو چاہنا وہ کرنا یہی باتین تھین کہ ایرج زیر کوہ آگیا اور نعرہ کیا کہ ای ملکہ جادو تو نے میرے رفیق کو مار ڈالا
مین اُسکے عوض مین تجھے قتل کرونگا ملکہ جادو آگے بڑھی اور کہا کہ ای ایرج مین نے تیری کوئی تقصیر نہین کی اُس بدذات
کو اپنی عصمت بچانے کے لیے مار ڈالا اب میرے قتل کرنے سے عوجان زندہ نہو جائیگا اور تو عمرو کے سامنے
شرمندہ ہوگا چلا جا مجھے آزار نہ دے ایرج نے کہا کہ عذر بدتر از گناہ ہو ہرگز تیری الحاح وزاری نہ سنونگا جسطرح تونے
عوجان کے ٹکڑے کیے ہین اُسیطرح تیرا بھی بند بند جدا کرونگا ملکہ جادو نے کہا کہ اچھا تو مجھے قتل کر مگر آج رات کی
مہلت دے کہ مین دعائے توبہ پڑھ لون اور درگاہ خدا مین گریہ وزاری کرلون صبح کو تو مجھے قتل کرنا اور مین تجھسے
عاجز ہوکر نہین کہتی ہون مجکو اختیار رہا ابھی جو ساحرون سے کہون تو وہ سحر کرکے خدا جانے تیری کیا حالت کرین ایرج
نے کہا کہ مین ایک دم کی تجھے مہلت نہ دونگا بغیر تجھے قتل کیے مجھے کب چین پڑیگا یہ کہکر گھوڑے سے اُترا اور دامن گردامن
آستینین چڑھائین اور پہاڑ پر چلا ادھر ملکہ جادو نے دست دعا بلند کیے ابھی ایرج پہاڑ پر ایک قدم آگے نہین
بڑھا تھا کہ گرد اُڑی اور آوازٹاپون کی آنے لگی دیکھا کہ گرد سے نقابدار سرخ پوش بارہ ہزار سوار سے پیدا ہوا
نعرہ کیا کہ باش او آفتاب پرست کہان جاتا ہو عورتون پر ہاتھ اُٹھاتے شرم نہین آتی پہلے مجھسے سامنا کرلے بعد اُسکے
عورتون سے لڑنے کا قصد کرنا ایرج نے نقابدار کو جو دیکھا کہا تو کون ہو جو اس عورت مردکش کی سعی کرتا ہو
نقابدار پکارا کہ یہ ناموس شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کا ہو ہم کب تجھے چھوڑتے ہین کر تو اسے ذلیل
کرے اور عوجان ایسے بہت سے جہنم واصل ہو جایا کرتے ہین ایرج یہ کلمات نقابدار کے سنکر پھر اتھا اور
قصد کیا تھا کہ مقابلہ آس سے کرے ن کہ طرماسپ پہونچا بعد اُسکے مالک بن ملکوت شاہ اور تمام لشکر ایرج کا آیا
لندھور کا بھی خیمہ استادہ ہوا ایرج نے کہا ای نقابدار آج تو شام ہوگئی کل مین تجھسے سمجھ لونگا نقابدار بولا مین
اسوقت بھی موجود ہون اگر تم کل کو کہتے ہو کل سہی یہ کہکر نقابدار زیر کوہ اُترا ایرج کا خیمہ بھی پہاڑ سے ہٹکر برپا ہوا مگر
نقابدار چار گھڑی رات گئے تنہا پہاڑ پر چڑھا دیکھا کہ ملکہ جادو بہ ہان جادو وغیرہ سے کہہ رہی ہو کہ خدا
اس نقابدار کو جزائے خیر دے کہ آج اُسکے باعث سے زندہ بچ گئی کل دیکھیے کیا ہوتا ہو سب کہہ رہے ہین

اگر زندگی ہی تو کل بھی خدا بچائیگا یہی باتین تھین کہ غل ہوا نقابدار آتا ہی ملکہ جادو پکاری ای نقابدار تو نامحرم ہی یہان نہ آنا یہ
نقابدار اسد بن کرب غازی ہی پکارا کہ دادی جان مین کوئی غیر نہین ہون اور نقاب منہ پر سے اُٹھا دی ملکہ نے اسد کو پہچانا
دوڑکر بلائین لین کہا کہ بیٹا تم خوب بروقت پہونچے اسد نے کہا کہ اب آپ جلد سوار ہوجیے کہ آپکو قلعۂ ذوالامان کو روانہ کردون
ملکہ جلد اپنے ہمراہیون سمیت سوار ہوئی اسد نے ابراہیم کو ساتھ کیا کہا کہ بھیا انھین تم کشتیون پر سوار کرکے پھرنا ابراہیم
تو ملکہ کو لیکر روانہ ہوا اور اسد زیر کوہ آکر مع رفقا سوار ہوکر لشکر ایرج پر شبخون گرا اور ایک طرف کو راہی ہوا لیکن پرچے
مین کچھ لکھکر ڈال گیا یہان تمام آفتاب پرستون مین باہم جنگ تھی تلوار چل رہی تھی ایک غلغلۂ عظیم برپا تھا ایرج یہ شور سنکر
گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا پوچھا کیا ہی لوگون نے کہا کہ نقابدار شبخون گرا ہی ایرج تلاش مین نقابدار کے چلا چورہتا مین روشن
بجنا نے جلتے ہوئے دستیان جھلکتی ہوئی نرسنگا بجتا ہوا جدھر ایرج پہونچا وہان لڑائی موقوف ہوئی دیکھا تو حریف کوئی
نظر نہین آتا آفتاب پرست آپس مین لڑ رہے ہین ایرج صبح تک پھرا کیا لیکن کہین حریف کا پتا نہ لگا اور چھ ہزار آفتاب پرست
باہم لڑکر کٹ گئے ایرج نے کہا کہ مین جانتا ہون یہ شبخون اسد نے مارا ہی نقابدار کی خبر لاؤ یہی باتین تھین کہ ہرکارون
نے عرض کیا کہ نقابدار کسی طرف کو چلا گیا اور پہاڑ پر بھی کوئی معلوم نہین ہوتا ایرج پریشان ہوکر خود کوہ کی طرف گیا
جب زیر کوہ پہونچا دیکھا کہ واقع مین پہاڑ پر کوئی نہین ہی اور نقابدار کا لشکر کیسا چڑیا تک نہین معلوم ہوتی مگر ایک بانس
کھڑا ہوا ہی اور ایک کاغذ اُسپر ڈورے مین بندھا ہوا ہی ایرج نے کہا یہ کاغذ تو لاؤ شاپور نے وہ کاغذ لاکر دیا ایرج
نے جو اُسے پڑھا لکھا تھا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری دیکھا یون ملکہ کو لیکر صاف نکل جاتے ہین یہ دیکھکر ایرج نے اپنا
منہ پیٹ لیا کہا کہ یہ دیوانہ بڑی دغا کر گیا ملکہ جادو کو قلعۂ ذوالامان کو روانہ کر گیا آفتاب پرستون کو کشتہ کرا گیا خود
صاف نکل گیا ناچار مجبور رہا اُسنے پھر اُسی وقت کوچ کرکے جانب شماریہ روانہ ہوا جب کوچ بکوچ منزل بمنزل قریب
پہونچا سنا کہ بھائی منصور کامرانی کا کاؤس کامرانی حاکم شماریہ ہی اور اُسنے ابتک اطاعت حمزۂ صاحبقران
کی نہین کی کسیکو اپنے سامنے موجود نہین جانتا ایرج نے نامہ کاؤس کو لکھا کہ ای کاؤس آگاہ ہو کہ منم ایرج نوجوان زبدۂ
آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران مین نے سنا ہی کہ تو ابتک دین لقا پر ہی اہل اسلام سے تو نہین ملا ای کاؤس
لقا بھی میرے پاس دامن پناہ لیے ہوئے تھا تو بھی آکر اطاعت میری اختیار کر دیکھ مین تیرا کیا مرتبہ کرتا ہون اور تجکو کیسی
عزت بخشتا ہون اور اگر خلاف اسکے کریگا تو ہاتھ سے میرے سزاے معقول پائیگا جسوقت یہ نامہ کاؤس کو پہونچا مضمون
نامہ سے آگاہی ہوئی نہایت برہم ہوکر یہ جواب لکھا کہ تجکو خود لازم ہی کہ آکر میری رکاب کو بوسہ دے اور ملازمت میری
اختیار کر مین تیری بہت عزت کرونگا اور سپہ سالاری اپنے یہان کی تجکو دونگا اور اگر نہ مانیگا اور خلاف کریگا تو سر جنگ معقول
پائیگا جب نامہ بر جواب خط لیکر آیا ایرج کو دیا اُسنے پڑھا غضبناک ہوکر اُسی وقت کوچ کرکے سامنے شہر شماریہ
کے آیا اور خیمہ استادہ کروایا تمام لشکر اُسکا اُتر پڑا لیکن یہ جملہ اس مقام پر بیان کردینا ضرور ہی کہ ایک دیو ہی نہایت
زبردست و سخت کہ نام اُسکا فولاد ہی اُس سے اور کاؤس سے ازحد دوستی ہی اور یہانتک بے تکلفی حاصل ہی کہ کبھی کبھی وہ
دیو کاؤس شاہ پاس آکر رہتا ہی اور کبھی کاؤس شاہ کو پردۂ قاف مین لیجاتا ہی دونون مین نہایت ربط و ضبط ہی کاؤس
اُسکی حمایت پر لشکر اپنا لیکر شہر سے باہر آکر اُترا اور ایک دیو فولاد کیطرف سے ہمیشہ ایسی ہی ضرورتون کے لیے کہ جیسی
درپیش ہی اسکے پاس رہا کرتا ہی کاؤس شاہ نے اُسی دیو کو واسطے لینے فولاد کے روانہ کیا اُدھر ایرج اپنے لشکر کے
سرے پر کھڑا ہوا لشکر کاؤس کو دیکھ رہا ہی کہ وہ کون سردار ایسے ہین جو مجھسے لڑینگے کہ یکایک تتق گرد بلند ہوا ہرکارے
خبر کے لیے روانہ ہوئے جب گرد شق ہوئی دیکھا کہ ببر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران بہادر و صفدر یعنے طہماس بن

عنقویل دیو بر ور تین لاکھ سوار سے پہونچا ایک طرف خیمہ نصب کرایا کہ اسی اثنا مین ایک گرد اوڑی آواز بوق کے بجنے کی
آئی اسد بن کرب غازی بارہ ہزار قزاقون سے نمایان ہوا ایرج اُسے دیکھکر نہایت پریشان ہوا طماس واسطے
استقبال کے گیا قریب پہونچکر سلام بجا لایا قدمون کو بوسہ دیا خبر شاہزادہ نور الدہر کی پوچھی اسد نے کہا ای طماس
بھائی صاحب بخیر و خوبی تشریف لاتے ہین لشکر ستارہ چشمون کا ساتھ ہی عادی اور کشیدہ رو بھی ہمراہ ہین بڑی جمعیت
سے آتے ہین مین بارگاہ سلیمانی اُنکے واسطے لینے کو پہلے آیا ہون دیکھنا کسطرح لیجاتا ہون طماس بولا کہ میرا ابھی تماشا دیکھے گا
کہ مین کیا کرتا ہون الغرض یہ دونون باتین کرکے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے ہرکارون نے یہ خبر ایرج کو دی کہ اسد بارگاہ
سلیمانی لینے کو آیا ہی ایرج نے کہا پناہ ہی نیر اعظم کی یہ دیوانہ بلا بے دربان ہی کسی نہ کسی مکر سے بارگاہ سلیمانی لیجائیگا ہرکارون
سے پوچھا کہ کیا نور الدہر پھر ظاہر ہو گیا اُنھون نے عرض کیا کہ بڑی فوج ساتھ لیے ہوئے آتا ہی ایرج یہ سنکر چپ ہو رہا حکم دیا کہ بارگاہ
سلیمانی لدی ہوئی تیار ہر وقت ساتھ ہمارے رہے کسی وقت ہمارے ساتھ سے جدا نہو یہ خبر اسد کو ہوئی قہقہہ مار کے ہنسا کہا
کہ یہ امر تو خوب ہوا مجکو مشقت بھی نہ کرنا پڑیگی لدوانے مین تو بڑی دیر لگتی اب لدی لدائی تیار ملے گی جب جا ہونگا لیکر نکل جاؤنگا
القصہ ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُدھر طماس کے لشکر مین نقارہ رزمی گڑگڑایا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون
لشکر میدان مین صف آرا ہوئے نقیب نکلکر پکارے کہ ای بہادرو کونسا دلاور ایسا تم مین سے ہی جو میدان مین آئے کہ طرماسپ
بن طماس سامنے ایرج کے آیا اجازت میدان چاہی ایرج بولا ای طرماسپ سامنا بڑے زبردست کا ہی ذرا سمجھ بوجھکر لڑنا
اُسنے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے باندھکر مشکین طماس کی لیے آتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے کہا کہ جا سپرد کیا نیر اعظم کو طرماسپ
بار دگر سوار ہو کر میدان مین آیا خوب گینڈے کو گرمایا نیزے کے ہاتھ نکالے بعد اُسکے مبارز طلب کیا طماس نے اسد سے
عرض کیا کہ اجازت ہو تو مقابلے کو جاؤن اور اس نا اہل کو باندھکر لے آؤن اسد نے کہا کہ جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہی طماس
گینڈا اچھکا کر مقابل ہوا طرماسپ تنگاور زن ہوا دونون کے گینڈے برابر سے ہٹگئے تھے مسل کر رانون مین لجک مار کر ایک
نے دوسرے کا سامنا کیا طماس نے کہا کہ او طرماسپ کیون تو مسلمان نہین ہوتا آ میرے ساتھ آ اور اطاعت شاہزادہ
نور الدہر کی اختیار کر یہ شہریار برابر میرے تیری بھی حرمت کریگا طرماسپ بولا کہ تم عاشق ہو نور الدہر کے مین محبت
رکھتا ہون ایرج سے اور دین روشن نیر اعظم کا ہی بہتر ہی کہ تم چلکر قدمبوسی ایرج نوجوان کی حاصل کرو وہ مجھسے بڑھکر
تمھاری عزت کریگا اور اگر نہ مانوگے تو باندھکر مشکین لیجاؤنگا طماس نے کہا کہ او بدکردار نا اہل تو کیا مجھے باندھکر لیجائیگا
دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہون طرماسپ بھی برہم ہوا نیزہ طماس پر مارا طماس نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے
آخرکار طماس نے نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ نے ارابے پر سے ساطور اپنا اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر طماس
پر مارا طماس نے پشت ساطور پر روکا صاف ضرب اُسکی روکی اور اپنا ساطور طرماسپ پر خبردار و ہوشیار کہکر مارا
اُسنے سپر بلند کی ساطور سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو اُترا اور وہان سے گینڈے کی گردن پر گرا کہ گردن
اُسکی قلم ہو گئی طرماسپ گینڈے سمیت گر کر بیہوش ہو گیا سر سے چادر خون کی جاری ہوئی طماس غصے مین تھا چاہا کہ اور
ساطور مارے کہ کام طرماسپ کا تمام ہو جائے کہ ولیم شباط زنگی دوڑ پڑا کہ ای طماس خبردار زخمی پر ساطور نہ مارنا آپہونچا مین
اور سامنے طماس کے گیا کہا کہ واہ بعید ہی جرأت سے تمھاری کہ زخمی کو مارنے کا ارادہ کرتے ہو جواب دیا کہ کلیجا اس بدکردار
کے ہاتھ سے پک گیا ہی اسواسطے چاہتا تھا کہ اسکا خاتمہ کردون اور بدنامی سے بچون ولیم نے کہا کیا محبت پدری ہی کہ بیٹے کو
مارے ڈالتے ہو کہا کہ ایسے نالائق کا مرنا ہی بہتر ہی غرض بعد گفت و شنید ولیم نے کہا کہ ہوشیار رہو یہ کہکر ارہ پشت نہنگ
طماس پر مارا طماس نے اُسے روکے جو ساطور مارا ولیم بھی زخمی ہوا میعاد رشک وراز گردون نے

سامنا کیا آتے ہی برس پڑا پیہم تلوارین مارنا شروع کین طہماس نے ایک وار خالی دیکر جو ساطور مارا سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا زیر تنگ جا کر بوسہ دیا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے معاد رشک دراز گردن آیا مقابلہ کیا وہ بھی مارا گیا اسد نے پکارا کہ طہماس مرحبا صد مرحبا طہماس نے پلٹ کر سلام کیا اور پھر مبارز طلب ہوا مگر اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا ایرج نے چاہا کہ خود مقابلے کو جائے بہزاد نے عرض کیا کہ آج طہماس نہایت خشمناک ہے اور دن قلیل ہے کل سامنا کر لیجیے گا ایرج نے یہ سنکر طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنے خیمے مین پھر آیا طہماس بھی پھرا اسد ساتھ ساتھ تعریفین کرتا ہوا آکر داخل خیمہ ہوا اُدھر ایرج زخمیون کو لیے ہوئے جو خیمے مین آیا جراحون کو بلوایا اُدھر جراح چارہ گری مین مصروف ہوئے ادھر اسنے حکم دیا کہ ناچ ہو صحبت گرم ہو جام مئے آتش رنگ گردش مین آیا جب ایرج کو خوب نشہ ہوا حکم کیا طبل جنگ بجے یہ خبر طہماس کو پہونچی کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل بجے رات بھر زور شور سے تیاری رہی صبح کو دونون لشکر صف آرائے میدان کارزار ہوئے نقیب نیب دیکر چلے گئے کڑکیت کرما کا لنگر ہٹ گئے چاؤش دل بڑھا گئے ایرج نوجوان مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا ہنوز مبارز طلب نہ کیا تھا کہ طہماس لشکر سے نکلا مقابل ہوا بعد لگا درزنی ایرج نے کہا اے طہماس اگر تو میری اطاعت کرے تو تمام لشکر کی سالاری تجھے دون طہماس بولا کہ اگر تو شاہزادہ نور الدہر کی غلامی اختیار کریگا تو مین تجھے تمام جوہریون اور بزازون وصرافون کا چودھری کر دونگا ایرج یہ سنکر غصے مین آیا دونون آمادۂ کارزار ہوئے خوب نیزہ بازی ہوئی آخر نیزے بیکار ہو گئے گرز چلا مطلب حاصل نہوا نوبت بہ اینجا رسید گرز ور ہونے لگا دونون گھوڑے پر سے کود پڑے لگی کشتی ہونے اسد کو پورا موقع ملگیا یہ سوچا کہ اب ایرج طہماس کو چھوڑ کر تو میرے پیچھے دوڑنے سے رہا اور فرض کردم اگر ایسا قصد کریگا بھی تو طہماس کاہیکو جانے دیگا ابراہیم سے کہا کہ چلو بارگاہ سلیمانی چھین لین اُسنے کہا بہت بہتر ہے بس جا کر عقب لشکر پر گرا کچھ لوگون کو قتل کر کے بارگاہ تہ لدی ہوئی موجود تھی لیکر روانہ ہوا مالک بن ملکوت شاہ نے بہزاد سے کہا کہ بڑا غضب ہوا وہ دیوانہ بارگاہ لیے جاتا ہے کوئی روکنے والا نہین بہزاد نے کہا مین جاتا ہون اور تعاقب مین اسد کے للکارتا ہوا چلا ضرغام نے اسد سے کہا کہ بہزاد مرتد آپکے عقب مین آتا ہے کہا کہ شامت اُسکی آئی ہے اور ٹھہرا جب وہ مرتد قریب آیا اسد پکارا کہ کیا ارادہ ہے کیا بارگاہ لینے کو آیا ہے تیرا ابھی یہ منہ ہوا کہ تو مجھسے بارگاہ چھین لیجائے دیکھ کہ طہماس نے اُس بزاز بچے کو مار ڈالا ہوگا اُسنے کہا کہ مین بغیر بارگاہ سلیمانی لیے نہ جاؤنگا کہا کہ اچھا لے یہ کہکر تلوار ماری کہ سر زخمی ہوا کہا اور لے یہ کہکر برس پڑا بہزاد از سر تا پا زخمی ہوا آخر بھاگا اسد دور تک بھگاتا ہوا آیا اب پلٹ کر بارگاہ سلیمانی علقمہ کو دی کہ بھائی تم بارگاہ لیکر چلو مین جا کر دیکھتا ہون کہ طہماس سے اور ایرج سے کیا ٹھہری یہ کہکر یہ اُدھر پلٹا علقمہ بارگاہ لیکر ابھی کوئی دو تین کوس آگے بڑھا ہوگا کہ اُدھر سے دیو فولاد آتا تھا بارگاہ سلیمانی کو پہچانا کہا کہ یہ کون لیے جاتا ہے معلوم ہوا کہ علقمہ لیے جاتا ہے یہ رفیق ہے اسد بن کرب غازی کا اُسنے کہا کہ یہ بارگاہ قابل کاؤس شاہ کے ہے مین اسے چھوڑتا کب ہون اور کوئی سو دیو اُسکے ساتھ تھے آکر علقمہ کے لوگون پر گرا علقمہ دیو سے لڑکر زخمی ہوا لوگ بھی اُسکے بھاگے دیو فولاد بارگاہ لیکر روانہ ہوا علقمہ بحال پریشان اسد کے پاس آیا اور تمام سرگذشت بیان کی کہ دیو فولاد بارگاہ کاؤس شاہ کے لیے لیگیا اسد یہ سنکر آگ ہو گیا تعاقب مین فولاد کے روانہ ہوا یہان طہماس و ایرج کشتی لڑ رہے ہین کہ شاپور نے آکر خبر دی ایرج کو کہ اسد بارگاہ لیکر چلا گیا بہزاد تعاقب مین گیا تھا زخمی ہو کر بھاگ آیا ایرج نے کہا کہ اے طہماس سنی تمنے اسکی مکاری طہماس بولا اسکی حرکتین ہمیشہ سے ایسی ہی ہین پھر باہم زور کرنے لگا کوئی پہر بھر گذرا ہوگا کہ دیو فولاد بارگاہ لیے ہوئے آیا ایرج نے طہماس سے کہا دیکھا تمنے اسد نے مجھسے بھی بارگاہ کھوائی اور اپنے پاس سے بھی چھنوا دی

آخر کمزور ہوا کیا کرتا اسی اثنا مین اسد کا نعرہ ہوا کہ باش خبردار ہوشیار کہ قضا تیری آپہونچی او ابلیس پرست تو بارگاہ
میرے رفیق سے چھین لایا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے یہ نعرہ کرکے اسد تلوار کھینچکر دوڑ پڑا فولاد پکارا او آدمزاد
کیا تیری قضا آئی ہی مین تجھے کھا جاؤنگا یہ کہکر دار شمشاد کو بلند کیا کہ اسد پر مارے اسد ایک چالاک و ہوشیار ہی زیر
بغل جو ہاتھ تلوار کا مارا اوپر کا دھڑ لٹک کر گرا غل ہوا کہ اسد نے دیو فولاد کو مارا ایرج حیران رہگیا طماس نہایت
خوش ہوا مگر اسد اور دیوون کو مار کر بارگاہ سلیمانی لیکر روانہ ہوا طماس و ایرج دن بھر لڑا کیے رات کو بھی
علیحدہ نہ ہوئے دوسرا دن تھا کہ ایک پنجہ ایرج کو اُٹھا کر لیگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو قصر بحرین سلیمانی مین دیکھا کہ عالم آرا بانو
بیٹی عجیل کی سامنے بیٹھی ہوئی ہی ایرج کو بلا کر تخت پر بٹھایا اور کہا کہ ای ایرج تو مسلمان ہو جا اُسنے کہا کہ ای نازنین تو مجھسے
محبت کرتی ہی مگر کس کام کی یہ محبت بدتر از دشمنی ہی ملکہ نے کہا کہ کیون کیا ہی ایرج نے کہا کہ مین جس سے لڑ رہا تھا
وہ میرا دشمن جانی ہی تم نے مجھے یہان اُٹھوا منگوایا اب وہ بیخوف و خطر میرے لشکر کو غارت کریگا ملکہ نے ایک
دیو سے کہا کہ تو جا کر اسکے حریف کو بھی اُٹھا لا اُسی وقت وہ دیو روانہ ہوا طماس بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ وہ دیو
اسکو بھی اُٹھا کر لیگیا اور مشکین باندھکر سامنے ملکہ کے لے آیا ملکہ نے کہا اسے ستون سے باندھ دو اور آپ ایرج سے
صحبت آرا ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا اب یہ دونون شراب پی رہے ہین اور دُرد طماس کی طرف پھینک
رہے ہین کباب کھاتے ہین استخوان طماس کیطرف پھینکتے ہین طماس اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ یہ پریزاد کون ہی طریقے اور
گفتگو سے ثابت ہوتا ہی کہ مسلمان ہی مگر اس آفتاب پرست سے اس نازنین کو کمال محبت ہی اور تو بری طرح یہان گرفتار ہوا
دیکھیے کیونکر نجات ہوتی ہی یہی باتین اپنے دل سے کر رہا ہی کہ ایک پریزاد دوڑا ہوا آیا عالم آرا بانو سے کہا کہ عجیل ماہرو آتے ہین
یہ سنتے ہی وہ بدحواس ہوکر بھاگی اسباب صحبت اُسیطرح پڑا رہا کہ عجیل ماہرو وہان آیا ایرج کو دیکھا کہ بیٹھا ہی اور طماس سامنے بندھا
ہوا ہی اور شراب و کباب ہمہ چیز موجود ہی ایرج نے سلام کیا عجیل نے سلام لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو یہان تمھین کون لایا ہی ایرج
نے کہا کہ ایک پریزاد مجکو یہان لائی تھی پوچھا کہ کیا نام تھا اُس پریزاد کا ایرج نے مکر کیا بولا کہ مجھے نام نہین معلوم عجیل نے
طماس سے دریافت کیا کہ تمھاری مشکین کسنے باندھی ہین کہا کہ اسی آفتاب پرست بیمروت نے مجکو میرے لشکر سے دیو
کے ہاتھ اُٹھوا منگوایا ہی اور ستون سے مشکین بندھوا دی ہین اور اُس پریزاد سے یہ مشغول اختلاط تھا کہا ای طماس
تم اُس پریزاد سے واقف ہو کہ کون تھی بولا کہ نام تو نہین جانتا مگر طریقے سے معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان ہی عجیل چپ ہو رہا
اور خطاب ایرج سے کیا کہ جرأت اور بہادری اسی کا نام ہی کہ طماس کو تو نے بندھوا دیا کوئی شجاع و دلاور ایسی
حرکت نامردی کی نہ کریگا جیسی تو نے کی اور اسپر دعوی صاحبقرانی کرتا ہی تو کہان صاحبقران کہان حالانکہ ایسی ہی حرکت
نامردانہ پر ایک مرتبہ کرب تجکو گوشمالی دے چکا ہی اور پھر تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتا اور جیسی حرکت نامردانہ تو نے
طماس کے ساتھ کی ویسا ہی مجھے پیش آنا چاہیے اور دیوون سے کہا کہ باندھ لو مشکین اسکی ایرج نے چاہا کہ دیوون سے
لڑے کہ دیو چہار طرف سے لپٹ گئے ایرج کو پکڑ لیا مشکین باندھ لین آہنگرون کو بلوا کر اسیر غل و زنجیر کرایا طماس کو
ستون سے کھلوا کر کھانا کھلوایا شراب و کباب تواضع کیے اور کہا کہ ای طماس تم اس آفتاب پرست کو لیجاؤ اپنے
پاس قید رکھنا جبتک کہ صاحبقران ظلمات سے تشریف لائین طماس نے کہا بہت اچھا عجیل نے تخت منگوا کر طماس
کو مع ایرج کے سوار کیا اور دیوون سے کہا کہ جلد انھین لیجا کر پردۂ دنیا مین پہونچا دو رسید لے آؤ دیو طماس
کو لشکر مین پہونچا کر رسید لے کر چلے گئے طماس نے ایرج کو زندان خانے مین بھجوایا یہ خبر لشکر ایرج مین ہوئی کہ
ایرج و طماس جو غائب ہوئے تھے اب طماس ایرج کو قید کرکے لایا ہی سب بہت پریشان ہوئے مگر اسد بھی

بارگاہ سلیمانی لیکر گیا نہ تھا یہین ہی فقط اسواسطے کہ کچھ خبر ایرج و طہماس کی معلوم ہوے تو جاؤن کہ سنا طہماس ایرج کو قید کرکے لایا ہی اُسی وقت سوار ہوا خیمہ طہماس مین آیا طہماس نے جو سنا دروازے تک پیشوائی کو آیا اسد کو بعزت تمام لاکر مسند پر بٹھایا اسد نے پوچھا ای طہماس کہان غائب ہو گئے تھے کون تمہین لے گیا تھا طہماس نے تمام حال بیان اسد بولا ای طہماس بلاؤ تو اُس کرباس فروش بچہ بازاری کو عرض کیا کہ ای شہریار کیا کیجیے گا بولا کہ مین اُسے قتل کرونگا طہماس بولا کہ مین آپ کا مطیع و فرمانبردار بیشک ہون مگر ایرج کو قتل نہ کرنے دونگا کسواسطے کہ حمزہ صاحبقران نے اکثر زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا ہی کہ ایرج میری اولاد مین سے ہی جو اُسے قتل کریگا مین اُسکو مع ذریات اُسکی کے قتل کرونگا اور شاہزادہ نورالدہر بھی مارا جاتا اسکا گوارا نہ کرینگے آپ ایرج کو مجھسے نہ مانگیے کہ غلام سے عدول حکمی ہوگی اسد یہ سنکر چپ ہو رہا پھر کہا ای طہماس اچھا تم ایرج کو نہ دو مگر اُسکے لشکر کو تو لڑکر غارت کرو طہماس بولا مین حاضر ہون اسمین عذر نہین اور اُسی وقت حکم کیا کہ بجے طبل جنگ نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہ خبر لشکر ایرج مین ہوئی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ سردار سب جنگی ہین ایرج قید مین گرفتار ہی بہتر ہی جو مرضی نیر اعظم کی کہدو کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اور ادھر کاؤس کے لشکر مین بھی طبل بجا غرضکہ رات بھر تیاری رہی صبح کو تینون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے طہماس نے میدان مین آکر مبارز طلب کیا ارفیل مشت زن لشکر ایرج سے مقابلے کو آیا بعد لگاورزنی کے گفتگو زبانی درمیان مین آئی بعد اُسکے مصروف حرب و ضرب ہوئے طہماس نے بضرب ساطور اُسکے چار ٹکڑے کیے پھر تو جو مقابلے کو آیا وہ مارا گیا تین دن مین جتنے سردار ایرج کے تھے کچھ زخمی ہوئے کچھ مارے گئے پہر دن باقی تھا کہ براہند ہو گیا اب کوئی لشکر ایرج سے مقابلے کو نہین آتا قضاے کار اتفاقات روزگار اُس روز ایرج نے طہماس سے کہلا بھیجا تھا کہ مجکو بھی اپنے ساتھ میدان مین لیے چلنا طہماس ایرج کو ہاتھی پر ڈالکر اپنے ساتھ لیے آیا تھا جب طہماس کے منھ سے یہ سنا کہ آفتاب پرستو تم سب نامرد ہو بس یہ کلمہ سنتے ہی تاب باقی نہ رہی اور رگ ہاشمی جوش مین آئی جھٹکا مارا کہ قید ٹوٹی جھپٹا نعرہ کرکے کہ ای طہماس یہ کیا کہا تو نے کہ سب آفتاب پرست نامرد ہین آیا مین اُدھر سے آفتاب پرستون نے جو دیکھا کہ ایرج قید توڑکر چلا ہی مرکب اور ہتھیار جلد لاکر دیے ایرج بزودی تمام سوار ہوکر مقابل طہماس ہوا طہماس نے کہا کہ ای ایرج آج تم قید سے چھوٹے ہو جاکر آسائش کرو اور دن بھی کم باقی ہی کل ہمارے تمہارے سامنا ہوگا اور طبل بازگشت بجواکر پھر گیا مالک بن ملکوت شاہ کو عید ہو گئی ایرج کو ساتھ لیکر زر نثار کرتا ہوا پھرا آفتاب پرستون مین طبل شادمانی بجنے لگا صحبت عیش آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب چلنے لگا ایرج نے نشۂ شراب مین طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اور لشکر دن مین ہوئی وہان بھی نقارے گڑگڑائے رات بھر تیاری رہی صبح کو معرکہ آراے میدان نبرد ہوے نقیب نقابت کر گئے کہ ایرج مرکب کو چمکاکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اور نعرہ مارا کہ جسکو آرزو مرگ کی ہو میرے مقابلے کو آئے طہماس چاہتا تھا کہ نکلے کاؤس پیشدستی کر بیٹھا مرکب کو اُڑاکر سامنے ایرج کے آیا لگاورزن ہوا مرکب اسکا چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور توسن ایرج کا حسب عادت دو قدم پیچھے سرکا ایرج نے کہا کہ ای کاؤس تجھے بڑا بھروسا دیو فولاد کا تھا وہ تو ایک دیوانے کمزور کے ہاتھ سے مارا گیا اب تجکو لازم ہی کہ رکاب کو میری بوسہ دے اور غلامی میری اختیار کر مین ملک تیرا تجھے بخشدونگا اور جو مجھسے مانگے گا تجھے دونگا وہ پکارا او بزاز بچے مجکو اپنی اطاعت کے واسطے کہتا ہی تو کیون نہین میری اطاعت کرتا اور دیو فولاد کا بھروسا کسے تھا ہان اُس سے مجھسے ملاقات بیشک تھی ایرج نے کہا کہ تو جبتک سزا نہ پائیگا نہ مانیگا خیر لا حربہ اپنا کاؤس نے برچھا مارا

ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا کاؤس نے تلوار ماری ایرج نے بڑھ کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا زور آزمائی ہونے لگی
آخرکار مرکبون سے نیچے اُترے کشتی ہونے لگی چار گھڑی دن باقی تھا کہ اب زور کاؤس کا گھٹنے لگا دم بھر آیا ایرج نے اب
جو ہکہ مارا لنگر کاؤس کا توڑا اُٹھا کر سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر دے مارا کہ چارون شانے چت گرا چاہتا تھا کہ پھر سنبھلین
ایرج نے ٹھوکر ماری کہ فرش ہوگیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ نیر اعظم کو سجدہ کر اسنے کہا یہ کبھی نہوگا ایرج نے اُسے چیر پھینکا
غل ہوا کہ وہ کاؤس مارا گیا لوگ کاؤس کے ایرج پر دوڑے ایرج بزودی تمام مرکب پر بیٹھکر تلوار کھینچ کے اُنپر جا پڑا
لگی تلوار چلنے اُدھر سے اور آفتاب پرست دوڑ پڑے لشکر کاؤس سے جنگ ہو رہی ہی اسد نے دیکھا کہ یہ سب لڑائی مین
مصروف ہوئے اپنے رفقا سے کہا کہ اب یہان ٹھہرنا عبث ہی چلو بارگاہ شاہزادہ نور الدہر کو دلبس یہ خیال کرکے
مع بارگاہ روانہ ہوا یہان اہل شماہ یہ جو مارے گئے وہ مارے گئے باقی سب نے دین آفتاب پرستی قبول کیا
چہار جانب دوہائی مچ گئی ایرج نے امان دی اور خسرو بن کاؤس کو وہان کا بادشاہ کیا بعد اُسکے سنا کہ اسد بارگاہ
سلیمانی لیکر چلا گیا ایرج نے طوفان بن سماک اژدرگیر اور معود رشک دراز گردن کو بلا کر کہا کہ تم دونون جاؤ
اور بارگاہ اُس دیوانے سے چھین لاؤ مین پیچھے تمھارے آتا ہون وہ دونون تو اپنی اپنی فوج لیکر تعاقب مین
اسد کے روانہ ہوئے طہماس نے دیکھا کہ اسد کے پیچھے آفتاب پرست گئے ہین خیال مین گذرا کہ ایسا نہو کہ کچھ چشم زخم
اسد کو پہونچے تو تو سامنے نور الدہر کے شرمندہ ہوگا بس یہ سوچکر مع لشکر کوچ کرکے چلا اور لقا بد ابر پوش
بھی روانہ ہوا ایرج کو خبر پہونچی کہ طہماس اور لقا بد ابر پوش اسد کی کمک کو یہان سے گئے ہین بولا کہ اب مین یہان
رہکر کیا کرونگا اور کوچ کرکے روانہ ہوا یہ داستان پھر بیان ہوگی

اب داستان صاحبقران ذوالاحتشام اور لقاے بدانجام کی سنیے

کہ لقا جو بھاگا تو احتشامیہ ظلمات مین پہونچا چار بھائی وہان بادشاہ ہین شاہ ذکریا شاہ سکندر شاہ شمس شاہ سیمین تنان
یہ چارون لقا کو استقبال کرکے لیگئے دعوت وضیافت مین مصروف ہوئے بختیارک نے شاہ سیمین تنان سے کہا کہ ہمارے
تعاقب مین ایک اژدہا ہے ہفت سر آتا ہی اُس سے کون سامنا کریگا اُسنے کہا کہ ملک جی ہمارے ساتھ ایک پہلوان زبردست
ہی کہ سب خدا پرستون کا کام تمام کریگا اور کہا کہ لاؤ نعمان کاؤس کو اُسی وقت چوبدار گیا اور نعمان کو لیکر حاضر ہوا دیکھا
بختیارک نے پہلوان اچھا ہی کوئی ساٹھ ارنج کا قد ہی ہاتھ پانون سڈول ہین پسند کیا اور لقا سے کہا کہ ایک لڑائی اسکی
بھی دیکھ لیجیے ساتوان دن لقا کو آئے ہوئے تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ لشکر حمزہ کا آپہونچا لقا خوف سے
تھرانے لگا شاہ سیمین تنان نے کہا کہ یا خداوند خدا پرستون کا نام سنتے ہی آپ کی حالت غیر ہوگئی لقا نے کہا کہ مین نے
انکے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے ہین سیمین تنان بولا کہ آپ خاطر جمع رکھیے کہ ان سبھون کا یہان استیصال ہوگا اور
حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر نکلے اُسی وقت لشکر کفار تیاری کرکے شہر سے باہر آیا اور بمقابلہ لشکر حمزہ صاحبقران اُنکا خیمہ
بھی استادہ ہوا اسب آکر ایک جگہ بیٹھے ناچ ہونے لگا دورہ جام کا شروع ہوا نعمان کاؤس کو جب نشہ ہوا
شاہ سیمین تنان سے کہا کہ آپ طبل جنگی بجوائیے کل دیکھیے کہ کیونکر ان خدا پرستون کو مارتا ہون اُسی وقت طبل جنگی پر چوب
پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے اہل اسلام کے جو خبر کے واسطے لگے رہتے تھے روانہ ہوئے یہان حمزہ
صاحبقران بارگاہ مین دنگل پر جلوہ افروز ہین بادشاہ اسلام تخت پر جلوس فرمان ہین سردار حلقہ باندھے ہوئے
اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین ناچ ہو رہا ہی ساقی جام پلا رہا ہی امیر کا ارادہ ہی کہ دبیر کو بلوا کر نامہ
لکھوائین اور ایلچی کے ہاتھ شاہ سیمین تنان کو بھجوائین کہ اُسیوقت ہرکارے پہونچے دعا و ثناے بادشاہی بجا لا کر

عرض کیا کہ شہریار عالم کی عمر دراز ہو مزاج دشمن کا ناساز ہو لشکر شاہ سیمین تنان مین نعمان کاؤس ایک سپہ سالار ہو اُسی کے نام پر طبل جنگ بجا ہو کل اُسکا ارادہ ہو کہ غازیان دیندار سے مقابلہ کرے فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہو ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی نوبتا ہندربانی کوس حربی بجے بموجب حکم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی غلغلہ ہوا کہ طبل جنگی بجا ہو کل سامنا ہو لشکر کفار سے بس تیاری ہونے لگی ہر ایک آلات حرب وضرب درست کرنے لگا چار پہر رات اسی طرح گذری جب صبح ہوئی بادشاہ اسلام برآمد ہوئے حمزۂ صاحبقران اور تمام سردار عالیشان ہمراہ رکاب تھے سواری میدان مین آئی پرے بندھ گئے صاحبقران زیر علم اژدہا پیکر چالیس قدم سروری و سرداری کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے اُدھر سے لشکر کفار کی آمد شروع ہوئی لقاے بے بقا تخت پر سوار شاہ سیمین تنان تینون بھائیون سمیت گرد تخت کے آگے آگے نعمان کاؤس گینڈے پر سوار دریاے آہن مین غرق پشت پر تمام سپاہ مسلح و مکمل عرصۂ کارزار مین آکر صف آرا ہوا جب صفین درست ہو چکین نقیب نسب دیکر چلے جا چکے اُسوقت نعمان کاؤس اپنے گینڈے پر سے اُترکر سامنے تخت لقا کے آیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا جاؤ سپرد کیا اپنے ید قدرت کے نعمان کاؤس سلام کرکے بارد گر گینڈے پر سوار ہوکر میدان مین آیا سراپا دکھلایا جب خوب عرق عرق ہو چکا نیزہ گاڑ دیا اب لگا دیکھنے صفہاے لشکر اسلام کی طرف بعد ایک لمحہ کے آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان واے زبردستان جسے تمناے مرگ کی ہو وہ آئے میرے مقابلے کو کہ داہنی طرف سے علمہاے زمرد رنگ جلوہ گری پر آئے اور بدیع الزمان مرکب کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اجازت میدان طلب کی فرمایا سپرد کیا پروردگار عالم کو بدیع الزمان سلام کرکے مرکب کو گرما کر سامنے نعمان کاؤس کے آئے بعد لگاورزنی کے نعمان نے دیکھا کہ جوان نہایت خوبصورت ہو پوچھا کہ نام اپنا بیان کر کہ گمنام نہ مارا جائے فرمایا کہ مجھے بدیع الزمان نامور کہتے ہین پوچھا اُسنے کہ کلید فتح باختر تو ہی ہو فرمایا ہان نعمان نے کہا کہ اگر تو میری اطاعت کرے تو مین تجھے اپنے گھر کا مختار کر دون بدیع الزمان نے کہا اگر تو مجھپر غالب آئیگا تو ایسا ہی ہوگا نعمان بولا کہ اچھا آ نمائش ہو جاے کہا جو تیرا جی چاہے وہ لڑائی لڑ یہ سنکر اُسنے نیزہ بدیع الزمان پر مارا شاہزادے نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا نعمان آگ ہوگیا ڈالکر قبضے پر ہاتھ کھینچی تیغ آبدار وار شاہزادے پر کیا بدیع الزمان نے آتے تلوار خیال مین کرکے دھار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش کے ہونے لگے مرکب انکے لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونون گھوڑون سے کود کر سرگرم تلاش ہوئے دو شبانہ روز تک کشتی رہی تیسرے روز شاہزادے نے لنگ نعمان کا توڑا چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھے مشکین اُسکی باندھین طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر پھر گئے تھکے ماندے تھے اپنی اپنی خوابگاہ مین آرام کرنے لگے نعمان کاؤس کو اسیر غل و زنجیر کرکے زندان خانے مین بھیجا دوسرے روز بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوئے تمام دربار جمع ہوا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے بدیع الزمان بلاؤ نعمان کاؤس کو اُسی وقت حکم کیا کہ لاؤ نعمان کو لوگ اُسے لیکر حاضر ہوئے نعمان کاؤس نے سلام کیا بادشاہ اسلام نے اُسے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی جام شراب تواضع کیا بعد اُسکے فرمایا کہ اے نعمان تجھے بدیع الزمان نے کیونکر زیر کیا جواب دیا کہ جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین فرمایا کوئی حجت تو باقی نہین عرض کیا نہین کہا کہ پھر شناخت پروردگار عالم مین کیا کہتا ہو وہ بولا کہ مین نے لعنت کی ادیان باطلہ پر مجھے دین آپکا پسند ہو صاحبقران نے کلمہ تلقین فرمایا وہ بہادر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور از سر صدق ثناے پروردگار عالم بجالایا امیر نے فرمایا کہ جلد قید اسکے بدن سے دور کرو نعمان کاؤس نے یہ سنکر آپ اپنی قید توڑ ڈالی اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا بادشاہ اسلام نے خلعت عطا فرمایا نعمان کاؤس نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر اپنے بادشاہونکو مسلمان کرکے لاؤن فرمایا ایسا ہو

کروہ مجھسے بہ بدی پیش آئین اور دغا سے پکڑ لین عرض کیا کیا مجال اُنکی غلام ایسا بودا نہین ہی فرمایا اچھا جاؤ نعمان کاؤس سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلا جسوقت لشکر کفار مین یہ خبر ہوئی کہ نعمان کاؤس آتا ہی خود شاہ سیمین تنان آیا اور استقبال کرکے لے گیا نعمان کاؤس آکر اپنے دنگل پر بیٹھا شاہ سیمین تنان نے پوچھا کہ ای نعمان کیونکر تمنے نجات پائی کہا کہ مین نے دین حمزۂ صاحبقران کا اختیار کیا اور تمکو بھی مسلمان کرنے آیا ہون اسلیے کہ لقا قابل خدائی نہین ہی اسپر لعنت کرو اور بہت سے خدا اور بندے کے فرق بیان کیے جنکا ایسا اثر ہوا کہ وہ چارون بھائی از سر صدق مسلمان ہوئے اور یہ صلاح ہوئی کہ لقا کو گرفتار کرکے حمزۂ صاحبقران کے پاس لیچلیے قضاے کار بختیارک اُس صحبت مین موجود تھا اُسنے تمام گفتگو سنی جلدی سے کسی بہانے سے دربار سے اُٹھکر لقا پاس گیا اور کہا کہ یہانسے بھاگنا بہتر ہی نہین تو گرفتار ہو جاؤگے اور تمام کیفیت مفصل بیان کی لقا اُسی وقت پوشیدہ ہو کر راتون رات بھاگا اور راستہ زبرجد نگار کا لیا صبح کو نعمان کاؤس اور شاہ سیمین تنان وغیرہ کو خبر ہوئی بہت افسوس کیا کہ یہ شکار مفت ہاتھ سے نکل گیا الغرض نعمان کاؤس اور پانچون بادشاہون نے اپنے اپنے لشکر اور متعلقین کو مسلمان کیا اور تحفے اور نذرین لے کر خدمت صاحبقران عالیشان مین حاضر ہوئے ملازمت حاصل کی عرض کیا کہ لعنت کی بھنے لقا اور زبرجد شاہ پر بادشاہ اسلام نے خلعت سے سرفراز کیا بعد اُسکے شہر مین لیکر آئے دعوت کی تمام شہر اسلام آباد ہوا مسجدون کی بنا پڑی آواز اذان کی ہر طرف بلند ہوئی سکہ سعد بن قباد کے نام پر جاری ہوا تین روز وہان رہے بعد اُسکے پھر تعاقب مین لقا کے راہی ہوئے لیکن لقا کوچ بکوچ درہ شبنم مین پہونچا بادشاہ وہان کا ملک ثریا تھا اُسنے خبر سنی آیا اور استقبال کرکے لقا کو قلعے مین لیگیا دعوت و ضیافت کی بختیارک نے کہا کہ ای ملک ثریا ہمارے پیچھے ایک ننگ آتا ہی کہ جسکے سبب سے ہم ملک بملک بھاگتے چلے آتے ہین اُس سے سامنا کون کریگا ثریا نے کہا کہ ملک جی تم یہانتک حمزہ کو آنے تو دو اول تو مین اُنھین دریا پر سے اُترنے نہ دونگا اور اسی دریا مین اُنکا کام تمام کر دونگا ایک دیو ہی کہ نام اُسکا کیوس ہی اُس سے مجھسے کمال دوستی ہی اُس سے تمام خداپرستون کو قتل کرا دونگا بختیارک بولا ای ثریا وہ خداپرست دیو بند دیو کش ہی اُسکا ایک ایک طفل دیو ہفت سر کو مار لیتا ہی دیو مقابلہ کیے اُس سے عہدہ برآ نہوگا پوچھو لقا سے کہ دیو ہفت سر کے ساتھ چار دیو افسر اور چالیس ہزار دیو اُسکے زیر حکم تھے وہ سب مارے گئے ثریا نے کہا مین یون اُس دیو کو نہ لڑاؤنگا مین اُس سے کہونگا کہ تو آسمان پر سے سلین کی سلین جہازون پہ خداپرستون کے برساوے اس طرح مسلمانون کا استیصال کریگا بختیارک نے کہا کہ طریقہ اچھا ہی مگر نزدیک خداپرستون کے وہ نہ جائے ثریا بولا ہرگز نہ جائیگا غرض ایک ہفتے کے بعد جہاز اہل اسلام کے نمایان ہوئے ثریا نے فوج اپنی کنارہ دریا پر قائم کی تھی وہ سب تیر و تفنگ لیے کھڑے تھے غل مچایا کہ یہان جہاز نہ لانا حکم خداوند باختر کا نہین ہی وہین رہو یہان نہ آنا اور تیر کمانون مین جوڑکر سب مستعد جنگ ہو گئے یہ خبر صاحبقران کو ہوئی فرمایا کہ انکی زد سے ہٹکر لنگر ڈالدو جہازون کے لنگر پڑ گئے کئی فرسخ تک دریا مین جہاز ہی جہاز معلوم ہوتے تھے بختیارک نے ثریا سے کہا کہ اب اُس دیو کو بلاؤ ثریا نے دیو کیوس کو بلا کر جہاز اہل اسلام کے دکھائے اور حکم دیا کہ ابر سنگساری کرکے ڈبو دو اُسنے کہا کہ اچھا اور جاکر پہاڑ پر سے ایک بڑی بھاری چٹان پتھر کی لایا اور اُسے چرخ دے کر ایک جہاز پر مارا کہ وہ جہاز ٹوٹا آدمی غرق ہو گئے وہ جہاز تھا ابو المعجن گرد کا کوئی ہزار آدمی کے قریب بچ گئے باقی سب غرق ہو گئے کچھ ڈوبتے ہوؤن کو ملاحون نے کود کود کر نکالا غلغلہ ہوا کہ یہ کیا آفت آئی دوسرے روز پھر دیو کیوس نے ایک بڑی چٹان پہاڑ سے لاکر دوسرے جہاز پر ماری وہ جہاز پہلوان حادی کا تھا اُسی طرح جہاز ٹوٹا لوگ ڈوبے

جو پیراک تھے اُنھون نے پیرکر اپنی جان بچائی اور ڈوبتے ہوؤن کو بھی نکالا لوگون نے دیکھا کہ دیو آسمان پر سے پتھر مارتا ہی خبر دی امیر کشور گیر کو صاحبقران نے جام لبریز کرکے رکھوایا اور فرمایا ہی کوئی شخص کہ اس دیو کا کام تمام کرے سرخیل وفاداران یعنی مقبل وفادار نے وہ جام پیا عرض کیا کہ غلام یہ خدمت بجا لائیگا فرمایا اچھا مقبل تیر وکمان ہاتھ مین لیکر منتظر دیو کے آنے کا بیٹھا کہ اسمین غل ہوا کہ دیو آتا ہی اور علامت اُسکی یہ ہو کہ جسوقت دیو پتھر مارنے آتا ہو اُسوقت لقا اور ثریا شاہ اور بختیارک وغیرہ سب فیلبند دروازے پر قلعے کے آکے بیٹھے ہین تماشا دیکھتے ہین اور صاحبقران سے عمرو کئی مرتبہ کہ چکا ہو کہ حمزہ یہانسے چلا چل کیون اپنی جان دیتا ہی لوگون کو کیون قتل کراتا ہو صاحبقران فرماچکے ہین کہ خواجہ جسکا جی چاہے وہ چلا جائے مین جبتک کہ اس کافر کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر نہ کھینچ لونگا ہرگز یہانسے نہ جاؤنگا القصہ وہان مقبل تاک مین بیٹھا ہوا ہی اور دیو نیچا ہوا چاہتا ہو کہ پتھر مارے مقبل نے تاک کر تیر جو مارا سینہ پر اُس دیو کے پڑا کہ پشت کو توڑ کر پار نکل گیا اور دیو چرخ کھا کر مع اُس سنگ گران کے دریا مین گرا غل ہوا کہ وہ دیو مارا گیا بختیارک نے کہا کہ ای ثریا شاہ دیکھا تمنے ان خداپرستون کو کہ آسمان پر حریف تھا وہان بھی اُسکی جان نہ چھوڑی یہ بلاے بے درمان آفت جہان ہین ثریا نے کہا کہ ملک جی خداپرستون کو مین دریا سے تو اُترنے نہ دونگا اور کوئی تدبیر اُنکے غارت کرنے کی نکالونگا لیکن یہان اس خبر کا کھولدینا ضرور ہو کہ ہمشیرزادہ زرجد شاہ کا کہ نام اُسکا سعادت شاہ ہی یہ سعادت شاہ ظلمات مین رہتا ہی نہایت زبردست ہو اور بہت سے پہلوان نامی بھی اسکے ساتھ ہین سات لاکھ سوار کی جمعیت رکھتا ہی ملک اُسکے زیرنگین بہت ہین اُسنے ملک ثریا پاس کہلا بھیجا کہ اگر کوئی خداپرست تمھارے ہاتھ لگے تو ہمارے پاس بھیجدینا کہ ہمین نہایت اشتیاق اُسکے دیکھنے کا ہی ثریا پاس جو یہ پیغام پہونچا اُسکا عیار ہی عقرب مریخ چشم اسکو اُسنے بلایا اور کہا کہ تجھسے ہوسکتا ہی کہ کسی خداپرست کو جا کر پکڑ لائے اُسنے کہا کہ آپ کے حکم کی دیر تھی گیا اور لایا یہ کہکر روانہ ہوا اور رات کے وقت مشک کو پھلا کر سینے کے نیچے رکھکر شناوری کرتا ہوا قریب جہاز بدیع الزمان کے پہونچا بسبب دریا کے کوئی نگہبانی و پاسبانی تو کرتا نہین یہ صورت ایک فراش کی بنکر خدمتگارون مین آکر ملگیا کام اور خدمت کرنے لگا جب شاہزادہ بدیع الزمان کھانا کھا کر سویا اور لوگ بھی سو رہے عقرب بدیع الزمان کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھ لے گیا یہان صبح کو غلغلہ ہوا کہ بدیع الزمان بستر خواب پر سے غائب ہو گئے صاحبقران نہایت متردد ہوئے عمرو کو طلب کیا اور فرمایا کہ خواجہ تمھاری غفلت سے یہ ہوا اب تو ہوشیاری کرو اور بدیع الزمان کو تو خدا کے سپرد کیا ہی عمرو نے یہ سنکر اُسیوقت چوکی پہرے قائم کیے سب طرف ہوشیاری ہو گئی مگر عقرب پشتارہ لیے ہوئے سامنے ثریا کے آیا لقا و بختیارک وغیرہ سب بیٹھے ہوئے ہین کہ اسی اثنا مین عقرب نے پشتارہ لاکر سامنے رکھدیا بختیارک نے پوچھا کہ ای عقرب کسکو لایا اُسنے کہا کہ نہ مین نام جانتا ہون نہ پہچانتا ہون مگر اتنا بیشک جانتا ہون کہ کوئی سردار جلیل القدر ہی بختیارک بولا کھولو پشتارہ اگر تم پہچانتے نہین ہو تو ہم پہچانتے ہین اُسنے گرہ جو پشتارے کی کھولی بختیارک اور لقا نے پہچانا کہ یہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سرفتنہ ملک باختر ہی لقا پکارا ای عقرب مین تو اسی کا برباد کیا ہوا ہون اسی نے مجکو دربدر کیا ہی اسے تو مجھے دے کہ مین جلد قتل کرڈالون اور تو کسی اور سردار کو گرفتار کرکے پاس سعادت شاہ کے بھیجدے عقرب بولا کہ مجکو جان اپنی دو بھر نہین ہی جب خداپرست غافل تھے کہ مین اسے پکڑ لایا اب وہ ہوشیار ہو گئے مثل مشہور ہی کہ کچھ نہ کچھ کھو کر آدمی سیکھتا ہی اتنا بڑا سردار گم ہو گیا ہی وہان کیسی اسکی جستجو نہوگی اور لوگون کو میری تاک ضرور ہو گی میری اتنی ہمت نہین کہ اب مین وہان جاسکون لقا نے کہا ای عقرب میرے پاس اب کچھ نہین رہا مگر ہان ایک لعل میری ڈاڑھی مین لگا ہوا ہی یہ مین تجھے اسکے عوض مین دیتا ہون کہ تو بدیع الزمان کو مجھے دیدے یہ جو عقرب نے سنا راضی ہو گیا لقا نے وہ لعل گران بہا عقرب کو دیا اُسنے بدیع الزمان کو لقا کے حوالے کیا لقا نے آہنگرون کو بلاکر جلد

بدیع الزمان کو اسیر غل و زنجیر کرایا بعد اُسکے فتیلہ رفع بیہوشی دلوایا آنکھ کھلی بدیع الزمان نے دیکھا کہ قید مین گرفتار ہون
اور سامنے لقا بیٹھا ہوا اور سب کافر جمع ہین دل مین خیال کیا کہ کیا خواب بد تو نے دیکھا ہو چاہا کہ آنکھین بند کرے کہ عقرب پکارا
اے پسر حمزہ یہ بیداری ہو خواب نہین ہو مین تجھے پکڑ لایا ہون اُسوقت یقین ہوا کہ واقع مین یہ عیار پکڑ لایا ہو نہایت
زور کرکے اُٹھا کہ خانۂ زنجیر مین سے آواز فغان پیدا ہوئی قریب تھا کہ زنجیر کی صدا سے خوفناک ہو کر کفار دیوانے
ہو جائین یقین یہ ہوا کہ قید لوٹی مگر قید کا لوٹنا وقت پر مقرر ہو غرض بدیع الزمان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا جواب
سلام غیب سے آیا بختیارک نے درود پڑھا لقا نے کہا اے بدیع الزمان کیا ئیا صدی مین نے تیرے ہاتھ سے
اُٹھائے ہین یہ دن تجھے یاد نہ تھا خیر اب بھی مین تجھپر رحم کرتا ہون اگر تو مجھے سجدہ کرے تو ابھی رہا کرتا ہون اور جرم
تیرے عفو کرتا ہون بدیع الزمان نے کہا او گبر نا ہنجار و اے کندۂ ناتراش لاکھ لاکھ لعنت ہو تجھپر اور تیرے پرستارون
پر جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کرنا اگر حیات مستعار میری باقی ہو تو بچونگا اور قضا ہو تو مارا جاؤنگا لقا نے کہا بلاؤ جلاد کو اُسیوقت
جلاد حاضر ہوا حکم دیا کہ جلد اسے قتل کرو جلاد نے ریگ کا چبوترہ بنایا نطع اُسپر ڈالکر بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور
کہا کہ جو کچھ تجھے کہنا ہو کہہ لے کھانا ہو کھا لے پینا ہو پی لے جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے وصیت کرنا ہو وصیت کر لے کہ وقت تیرا اخیر
ہو خط سیاہ گردن پر کھینچکر تلوار علم کرکے سر پر کھڑا ہوا دوسرے حکم کا منتظر تھا بختیارک نے کہا ارے کیا دیکھتا ہو جلد
فیصلہ کر جلاد پکارا کہ مار ڈالنا میرا کام ہو زندہ کرنا میرا کام نہین سمجھکر حکم دیجیے لقا بولا مین نے تین حکمون کا ایک حکم دیا جلد
اسکو قتل کر جلاد تلوار کو تولنے لگا اور بدیع الزمان نے دیکھا کہ جو یہان ہو تشنۂ خون ہو بے اختیار آنکھون مین آنسو
بھر لایا دلکو رجوع پروردگار عالم کی طرف کیا کہ اے خالق حقیقی و اے مالک تحقیقی اے کس بیکسان و اے یاور غریبان سوا تیرے
اسوقت مین کوئی نہین ہو اگر قضا بھی آئی ہو تو ایسی جگہ آئے کہ مجھے دفن و کفن تو نصیب ہو ہنوز یہ دعا نا تمام تھی کہ دروازۂ
بارگاہ پر غلغلہ ہوا کہ نریمان آہن تاب خدمت خداوند زبرجد شاہ سے خدا پرستون کے استیصال کے واسطے
آیا ہو اور یہ ایسا زبردست ہو کہ بارہ گز کا میل آہنی ہاتھ سے گول کرکے حلقہ بنا لیتا ہو اور پھر سیدھا کر دیتا ہو غرض ثریا
اُسے استقبال کرکے لایا نریمان جب بارگاہ مین آیا اور دنگل پر بیٹھا جام گردش مین آیا جلاد نریمان کی آمد سنکر ٹھہر گیا
تھا کہ لقا نے پکار کر کہا تو اپنے کام مین مصروف ہو جلد کام اسکا تمام کر نریمان کی نگاہ جو بدیع الزمان پر پڑی ایک
جوان ماہ طلعت کو زیر تیغ بیٹھا دیکھا پوچھا کہ یہ کون ہو ثریا نے کہا کہ یہ پسر حمزہ نہایت زبردست و بہادر ہو پوچھا کہ اسے
کسنے زیر کیا اور کیونکر اسیر کیا ثریا نے کہا کہ یہ عیار میرا پکڑ لایا ہو نریمان نے بدیع الزمان سے پکار کر کہا کہ اگر تو
زبرجد شاہ کو سجدہ کرے تو مین تجھے چھوڑ دون بدیع الزمان نے کہا کہ اگر تو مجھے بفن سپاہگری زیر کرے تو مین
ترا دین قبول کرون اُسنے کہا کہ اچھا بلاؤ آہنگرون کو کہ قید اسکی دور کرین بختیارک بولا کہ یہ چھوٹا تو اسے کون پکڑ سکتا ہو
نریمان بولا ہم اسکی مشکین باندھ لینگے بختیارک ہرچند منع کرتا رہا نریمان نے نہ مانا اور حکم دیا کہ جلد لاؤ آہنگرونکو
بدیع الزمان نے کہا کچھ آہنگرون کی حاجت نہین ہو یہ کہکر قید کو توڑ ڈالا نریمان حیران ہو گیا کہ یہ بڑا زبردست معلوم
ہوتا ہو بدیع الزمان کو کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ اب آپ اپنے لشکر مین جائیے طبل جنگ بجوائیے میرے آپ کے مقابلہ
ہوگا بدیع الزمان نے کہا کہ اے نریمان لشکر تو ہمارا ابھی جہازون پر ہو ملک ثریا نے اُترنے نہین دیا نریمان نے
ثریا سے کہا کہ تم خداوند کو بدنام کرتے ہو ہم خداوند کی طرف سے اسی واسطے آئے ہین کہ خدا پرستون سے لڑین اور کام
انکا تمام کرین تم جلد اپنی فوج کو دریا سے ہٹوا دو کہ لشکر اُنکا پار اُتر آئے الحاصل بدیع الزمان نریمان سے رخصت
ہو کر چلا اُدھر ثریا نے فوج کو اپنی بلا لیا یہان بدیع الزمان کے واسطے صاحبقران بہت فکرمند تھے کہ ہرکارون

سے خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کشتی پر سوار آتے ہین امیر نے کہا کہ ایک جہاز آگے بڑھا لیجاؤ اُسپر سوار کرلاؤ
غرض چند سردار ایک جہاز بڑھا لے گئے اور بدیع الزمان کو لے آئے صاحبقران دیکھکر بہت خوش ہوئے فرزند
کو گلے سے لگالیا احوال پوچھا شاہزادہ بدیع الزمان نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور عرض کیا کہ اب کوئی مانع
نہوگا لشکر کو حکم دیجیے کہ پار اُترے اُسی وقت امیر نے حکم دیا جہازون کے لنگر اُکھڑے اور کنارے پر آگئے لشکر ظفر اثر
امیر کا اُترنا شروع ہوگیا بارگاہ شاہی ایستادہ ہوئی خیمے برپا ہوگئے اُدھر سے لشکر ملک ثریا کا قلعے سے باہر آیا
نریمان نے نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ خبر لشکر مین صاحبقران کے پہونچی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے
یہان بھی طبل جنگ بے درنگ بجے غرض نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گونجی رات بھر تیاری جنگ
کی رہی صبح کو دونون لشکر آکر مقابل یکدگر کھڑے ہوئے صفوف قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے
نریمان لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اُدھر سے شاہزادہ بدیع الزمان سامنے تخت بادشاہ
اسلام کے آئے اجازت چاہی فرمایا سپرد بپروردگار کیا سلام کرکے میدان جنگ کی راہ لی سامنے نریمان کے پہونچے
بعد از لگادرزنی و گفتگوے زبانی کے نیزہ بازی ہوئی بدیع الزمان نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا نریمان
نے گرز مارا بدیع الزمان نے وار روک کر جب گرز مارا اُسنے بھی چوٹ سرگز بر رہی لیکن کمر مرکب کی ٹوٹ گئی نریمان
نے چاہا کہ مرکب بدیع الزمان کا بھی پکڑے شاہزادہ یہ ارادہ دیکھکر بزودی تمام گھوڑے سے کود پڑا اور نریمان بھی
تلوار ہاتھ سے رکھکر جھپٹا بدیع الزمان بھی دامن گردان کر آستینین چڑھا کر دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی ایک
دن گذرا دو دن گذرے غرضکہ چار شبانہ روز کشتی رہی اب دم نریمان کا ٹوٹا پانچوان دن تھا کہ بدیع الزمان نے کہا
کہ او نریمان سنبھل یہ کہکر یکہ مارا کہ سات قدم نریمان کو پیچھے دوڑا لیگیا اور لنگر توڑ کر زمین سے اُٹھا لیا چرخ دے کر
زمین پر مارا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور توڑا زنجیر فولادی کا کھولکر مشکین اُسکی باندھ لین لیکر میدان سے پھرا اُدھر ثریا
اور لقا نہایت اُداس اور پریشان اپنی فرودگاہ کو پھرے اِدھر حمزۂ صاحبقران جو بدیع الزمان کو ساتھ لیکر داخل
بارگاہ ہوئے نریمان کو اسیر غل و زنجیر کرا کے زندانخانے مین بھیجدیا اور آپ تھکے ماندے پانچ روز کے تھے خاصہ نوش
فرما کر آرام کیا صبح کو اُٹھے نماز پڑھکر بارگاہ مین آکر بیٹھے سب سردار جمع ہوئے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے فرمایا
کہ لاؤ نریمان کو اُسیوقت اُسے لاکر حاضر کیا نریمان نے سلام کیا صاحبقران نے تعظیم کی کرسی بیٹھنے کو دی ساقی کو حکم دیا
کہ جام شراب اُسے دو نریمان نے شراب پی اور نشہ ہوا امیر نے پوچھا کہ او نریمان تجھے بدیع الزمان نے کیونکر زیر کیا بولا
جسطرح بہادر بہادر کو زیر کرتے ہین فرمایا کہ پھر تم دین اسلام قبول کرتے ہین کیا کہتے ہو جواب دیا کہ مین نے لعنت کی زبر جد بتان
پر اور غلامی شاہزادہ بدیع الزمان کی اختیار کی صاحبقران نے کلمۂ طیبہ تعلیم فرمایا نریمان از سر صدق و صفا مسلمان ہوا
بادشاہ اسلام نے اُسے خلعت دیا نریمان نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو غلام جا کر ملک ثریا اور لقا کو مسلمان کرکے لائے
صاحبقران نے فرمایا ایسا نہو کہ وہ تجھسے بدی پیش آئین عرض کیا کہ کیا طاقت اُنکی ہے مین سب کو درست کرونگا صاحبقران
نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مین نہین روکتا نریمان آہن تاب اُسیوقت سوار ہو کر روانہ ہوا ہرکارون نے یہ خبر لقا اور ملک ثریا
کو پہونچائی کہ نریمان آتا ہے بختیارک نے کہا کہ نریمان مسلمان ہو کر اب ہم سبھون کو مسلمان کرنے آتا ہے ملک ثریا بولا کہ پھر کیا
اسکی تدبیر کیجائے بختیارک نے کہا اے ملک ثریا مثل مشہور ہے جو گڑ دیے مرے اُسے زہر کا ہیکو دیجیے اگر وہ سختی و درشتی کرے
اُس سے بخوشامد پیش آؤ کہو کہ اچھا ہم تمہارے ساتھ چلنے کو راضی ہین مگر نذر کے لیے کشتیان تحائف و ہدایا کی جمع کرلین
تو کل تمہارے ساتھ چلین وہ راضی ہو جائیگا بس شراب مین بیہوشی دے کر پکڑ لو ملک ثریا بولا بہتر ہے غرض یہ کہ

نریمان کو استقبال کرکے لائے اور اُسیطرح شراب مین بیہوشی دے کر پکڑ لیا اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین بھیجدیا اب
اُسکے دو پہلوان تھے اسکے ایک کا نام فیلان جنگی اور دوسرے کا نام فیلاب جنگی ہر دونون کے نام پر طبل جنگ بجا
یہان امیر کشورگیر بیٹھے ہین دربار جمع ہے راہ نریمان کی دیکھ رہے ہین کہ اتنے مین جوڑیان ہرکارون کی آئین بعد دعا و
ثنائے بادشاہی بجالانے کے تمام کیفیت اسیر ہوجانے نریمان کی بیان کی بعد اُسکے عرض کیا کہ طبل جنگ نام پر فیلان جنگی
اور فیلاب جنگی کے بجا ہے امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ یہ سب بدذاتیان بختیارک کی ہین اور حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ
بجے اُسیوقت کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر بقصد جنگ
اپنی اپنی جگہ سے آگے بڑھے ادھر بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہوئے حمزۂ صاحبقران اور تمام سرداران عالیشان ہمراہ
رکاب نوبت و نقارہ بجتا ہوا عدہ گاہ مصاف مین آئے اُدھر سے لقا اور ثریاشاہ تخت پر سوار آگے آگے دونون پہلوان
نامدار پشت پر فوج جرار نمودار ہوئے اور سامنے لشکر اسلام کے پرا باندھکر کھڑے ہوئے فیلاب جنگی پرے سے نکلا سامنے
تخت لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا کہ جاؤ سپرد کیا مین نے اپنے یدقدرت کے فیلاب میدان مین آیا بعد سلحشوری کے
مبارز طلب کیا اُدھر سے شاہزادۂ بدیع الزمان نامور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل ہوا فیلاب نگاور زن ہوا تین
قدم مرکب بدیع الزمان کا ہٹا اور سات قدم توسن فیلاب پیچھے ہٹ گیا مسلکر رانون مین بھیر کر مرکبون کو سامنا کیا بعد از گفتگو
نیزے سنبھالے طعنین چلنے لگین چند طعنون مین بدیع الزمان نے نیزہ فیلاب کا ہوائی کیا فیلاب نے تلوار ماری شاہزادہ
بدیع الزمان نے وار اُسکا رد کرکے اپنی ضرب لگائی کہ گینڈے سمیت چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ وہ فیلاب مارا گیا
فوج کفار بدیع الزمان پر دوڑی یہ بھی تلوار کھینچکر اُنپر گرا بادشاہ اسلام نے بھی غازیان دیندار کو حکم دیا کہ مار لو ان
کافرون کو وہ بھی آکر بدیع الزمان کے شریک ہوئے تلوار چلنے لگی غلغلۂ دار و گیر بلند ہوا بازار موت گرم تھا لاش
پر لاش گر رہی تھی کشتون کے پشتے بندھ گئے عین گرمی جنگ مین فیلان جنگی اور شاہزادۂ علمشاہ سے مقابلہ ہوا
اُسنے تلوار ماری علمشاہ نے تلوار اُسکی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سوئے آسمان اُچھالکر جسوقت گرنے
لگا تلوار ماری کہ مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوئے اور اسیطرح سرداران اسلام کے ہاتھ سے پہلوانان نامی ملک ثریا
کے مارے گئے بدیع الزمان نے علم کو قلم کیا علمشاہ نے علمدار کو مارا لشکر کفار شکست کھا کر بھاگا ثریا قید نریمان کی
ساتھ لیے ہوئے قلعے مین داخل ہوا اور صلاح کی کہ یہان سے بھاگ چلیے ایک ملاح ہے کہ نام اُسکا راسو ہے اُسنے
ثریا سے کہا کہ آپ تو تشریف لیجائین مین اُس امر کا ذمہ کرتا ہون کہ حمزہ کو مع لشکر گرداب طلسمی مین پھنسا دونگا کہ کبھی
نجات نہوگی لقا نے یہ سنکر اُس ملاح کو خلعت دیا اور خود ظلمات کیطرف کا دروازہ کھولکر مع قید نریمان اور
ملک ثریا کے روانہ ہوا صبح کو روسائے شہر جمع ہوکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے عرض کیا کہ وہ کافر
تو سب بھاگ گئے شہر خالی ہے بادشاہ اسلام اور صاحبقران سوار ہوکر داخل شہر ہوئے تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے
تڑوا کے مسجدون کی بنا ڈالوائی سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا تمام لوگ درۂ شبنم کے مسلمان ہوئے دو روز
صاحبقران وہان رہے بعد اُسکے فرمایا کہ کشتیان تیار رہون کہ مین تعاقب مین لقا کے جاؤنگا کشتیان جہاز تیار ہونے لگے
کہ اس اثنا مین لوگون نے آکر عرض کیا کہ راسو ملاح حاضر ہوا ہے کہتا ہے کہ مجھے راستہ زبرجد نگار کا خوب معلوم ہے لقا سے
پیشتر آپکو زبرجد نگار مین پہونچا دونگا فرمایا کہ بلاؤ اُسے جب وہ مکار حاضر ہوا قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا گرد پھر
تصدق ہوا عرض کیا کہ حضور اتنا جلد چلیون کہ زمردشاہ اور ثریا کو اثنائے راہ مین پایئے امیر اُس سے بہت خوش ہوئے
خلعت دیا عمرو نے بزبان عربی عرض کیا کہ ای امیر پیشانی اس تیرہ دردن کی سیاہ ہے اسکے کہنے پر سمجھکر عمل کیجیے گا ارشاد

کیا کہ خواجہ واقع مین ابھی یہ نومسلم ہر اسکا اعتبار کیا ہو اور اگر یہ مکر پیش آئیگا تو سزا پائیگا راسو سے پوچھا کہ کشتیان بھی ہین اُسنے
عرض کیا کہ مین نے حضور کیواسطے بہت سی کشتیان چھپا رکھی ہین ہر چند لقا اور رشریا مانگا کیے مین نے نہین دین پانچ سو کشتیان دریا مین
ڈوبی پڑی ہین اُنکو نکلواتا ہون ملاح میرے ساتھ بھیجے صاحبقران نے سرخاب کشتیبان سے بلا کر فرمایا کہ ملاح اپنے ساتھ لیجاؤ
کشتیان نکلواؤ غرض ملاح گئے اور پانی سے کشتیان نکالین صاحبقران نے راسو کو ناخدا کیا خلعت سے سرفراز فرمایا اور
جہازون پر سوار ہوئے عمرو نے کہا ای حمزہ مین سفر دریا سے ڈرتا ہون مین تو کبھی نہ جاؤنگا جبتک آپ ظلمات سے پھر ین
مین یہین رہونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ زبرجد شاہ نے تمام مکان سونے کا بنوایا ہو در و دیوار مین لعل وجواہر جڑے ہین یہ
مفت ہاتھ سے جائیگا اور مین تو مہر کیے دیتا ہون کہ جو مال و اسباب وہان کا ہو سب تمہارا ہو اور یہان ڈرتے ہو یہ دریا شبنم بھی
تو دریا کے بیچ مین ہر یہان سے بھی تو تمہارا نکلنا مشکل ہو اور بھئی لاکھ روپیے تو ہم ابھی تمھین دیتے ہین یہ سنکر رگ طمع جوش مین آئی بولے
وہ لاکھ روپیے لے لیے پھر سوار ہوئے جہازون کے لنگر اُٹھوا دیے بادبان کھل گئے جہاز روانہ ہوئے روز و شب چلے جاتے
ہین غلہ لا انتہا لدوا لیا ہو راسو ملاح بد ذات پانچون وقت کی نماز پڑھتا ہو صاحبقران کے پیچھے جماعت مین شریک ہوتا
ہو ہر وقت مسائل شرعی پوچھا کرتا ہو صاحبقران اُس سے نہایت خوش ہین مگر عمرو کو کھٹکا لگا ہوا ہو کہ خدا اس ناخدا کی
شر سے بچانیوالا ہو وہی بیڑا پار لگانیوالا ہو ؎ درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا
جہاز سات شبانہ روز تک برابر چلے گئے امیر کو جلدی ہو کہ کسطرح زبرجد نگار مین پہونچین آٹھوین دن صبح کو دیکھا کہ جہاز بہت
جلد چلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوئی کھینچے لیتا ہو ملاحون نے غل مچایا کہ افسوس جہاز گرداب مین آ گئے یہ خبر جب صاحبقران
کو ہوئی فرمایا ملاحون سے کہ جہازون کو اُدھر سے پھیر لو گرداب کیطرف نہ جانے دو ملاحون نے ہر چند زور مارا جہاز نہ پھرے
پھر آکر عرض کیا کہ ای شہریار اب جہاز نہین پھرتے گرداب مین پھنس گئے فرمایا کہ بلاؤ راسو کو کہان ہو یہ کیسے راستے
سے لایا لوگ راسو کو ڈھونڈھنے لگے کہین اُسکا پتا نہ لگا عرض کیا کہ خداوند راسو کہین نہین ہو فرمایا کہ اُسنے دغا کی
دیدہ و دانستہ پھنسا گیا خیر خدا ہی حافظ و نگہبان ہو ملاحون نے عرض کیا کہ ہمنے سنا ہو کہ اس راہ مین ایک طلسم ہو یہ گرداب
اُسی کا ہو غرض دوسرا دن ہوا دیکھا کہ اب جہاز مانند باد صرصر کے چلے ابھی پہر بھر گزرا ہوگا کہ ایک قلعہ فولاد کا نہایت
جوہر دار دریا مین نظر آیا بس جہاز گرد قلعے کے گردش کرنے لگے قلعے کے بارہ برج تھے ایک بصورت حمل دوسرا
بصورت ثور تیسرا بہیئت جوزا چوتھا مشابہ بہ سرطان پانچوان بشکل اسد چھٹا بصورت سنبلہ ساتوان بمنزلہ میزان
آٹھوان ہیئت عقرب نوان بشکل قوس دسوان بصورت جدی گیارھوان بشکل دلو بارھوان بصورت حوت
اور نیچے برجون کے بارہ میل تھے ایک میل پر کوئی تلوار لیے تھا دوسرے میل پر ایک مرد پیر کاغذ اُسکے ہاتھ مین کچھ
لکھ رہا تھا تیسرے میل پر ایک نازنین ماہ تمثال چنگ بجا رہی تھی چوتھے میل پر گولے طلائی نصب تھا کہ اُسمین سے
تین سو ساٹھ شعلے نکلتے تھے اُسکی روشنی کا پرتو دریا مین پڑتا تھا کہ دریا دریاے نور معلوم ہوتا تھا پانچوین میل پر ایک
جوان سرخ رو سرخ مو کلاہ جلادی سر پر رکھے ہوئے پانچ ہاتھ اُسکے تھے ہر ہاتھ مین ایک حربہ چھٹے میل پر ایک شمشیر برہنہ
رکھی ہوئی تھی ساتوین میل پر ایک سر کٹا ہوا رکھا تھا آٹھوین میل پر ایک تاج بادشاہی رکھا ہوا تھا نوین میل پر ایک
جام شراب رکھا تھا دسوین میل پر ایک طشت آتشین رکھا تھا گیارھوین میل پر ایک شخص باریش سفید بیٹھا ہوا تھا سات
ہاتھ اُسکے تھے ایک ہاتھ مین تاج دوسرے مین خرطوم فیل تیسرے مین ایک میل گران چوتھے مین دم موش پانچوین
مین سر کٹا ہوا چھٹے مین تیغ برہنہ ساتوین مین تسبیح یہ علامتین صاحبقران نے دیکھین فرمایا کہ یہ طلسم دروازہ بروج ہفت
کواکب ہو اب خدا ہی اس سے نجات دیگا تو چھوٹینگے اور دیکھا کہ نرا ہا جہاز اور کشتیان گرد قلعے کے پھر رہی ہین آدمی اپنی

کے سب مرگئے ہین بدن اُنکے تمام بوسیدہ ہو گئے ہین مال واسباب پڑا ہوا ہی جسنے یہ ماجرا دیکھا اپنی زندگی سے مایوس ہوا
لیکن عمرو یہ دیکھکر ایک جہاز پر کود کر پہونچا اُسکا مال واسباب سمیٹ کر داخل زنبیل کیا اُسپر سے دوسرے پر پہونچا روپیہ سمیٹنے
لگا امیر نے فرمایا او کمبخت کیا کریگا اس روپیہ کو لیکر ارے ہمارا ابھی یہی حال ہونے والا ہی ہم کیا زندہ بچین گے عمرو بولا کہ
حمزہ میرے دل کو یقین ہی کہ یہ طلسم فتح ہو گا اور ہم اسمین سے چھوٹینگے یہ کہتا جاتا تھا اور مال سمیٹتا جاتا تھا یہانتک کہ تمام جہاز
مال واسباب کے خالی کردیے بعد اُسکے کود کر پھر اپنے جہاز پر آبیٹھا امیر نے حکم دیا کہ غلہ کفایت سے صرف کرو جو دو
وقت کھاتا ہی ایک وقت کھائے اور فرمایا کہ ہر ایک شخص نمازین پڑھے دعائین مانگے شاید خدا فضل کرے الحاصل اسی
طرح ایک مہینا روتے بلبلاتے بسر ہوا تھا کہ ایک روز خواجہ بزرگ امید کی نگاہ ایک میل پر پڑی دیکھا کہ بخط جلی لکھا ہی
کہ یہ طلسم دروازۂ بروج ہفت کواکب ہی وہ شخص اس طلسم کو فتح کریگا جو صاحبقران ہو گا اور زبان جن والنس
ووحش وطیر سے واقف ہو گا اور علم کیمیا ریمیا سیمیا معکوس الخیال توسیع الخیال اور علم نجوم جانتا ہو گا خواجہ نے
وہ نوشتہ صاحبقران کو دکھایا اور کہا کہ آپ رجوع کیجیے درگاہ جناب ایزدی مین پروردگار آپ کی مدد کریگا
اس طلسم کو آپ فتح کرینگے اسواسطے کہ سب باتین طلسم کشائی کی آپ مین موجود ہین امیر نے بدل قبول فرمایا اور
اپنے واسطے ایک راوٹی علیحدہ ایستادہ کرائی شام سے کھانا کھاکر وضو کرکے اُسمین داخل ہوئے پہلے نماز مغرب وعشا
بخضوع وخشوع بجالائے پھر دو رکعت نماز حاجت پڑھکر برجوع قلب بگریہ وزاری دعا مانگنا شروع کی کہ اے مالک
حقیقی واے رب تحقیقی ہمین اس گرداب بلا سے نکال او...بیڑا ہمارا پار لگا کہ ہزار ہا تیرے بندون کا خون ہوتا ہی جو
تیری راہ مین سر دینے کو موجود ہین جان نثار کرنے کو حاضر ہین اگر انسے کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو اُسکو اپنی رحمت
سے بخشدے اسی حالت مین امیر کو ساری رات گذری قریب صبح دیدۂ ظاہری بند ہوئے اور چشم باطن مین بیداری
ظاہر ہوئی دیکھا کہ ایک تخت آسمان پر سے سرہانے اُترا امیر نے دیکھا پہچانا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا وآلہ
وعلیہ السلام ہین کھڑے ہو گئے ادب سے عالم رویا مین تعظیم بجالائے سلام کیا دست بستہ سامنے کھڑے ہوئے حضرت
سلیمان نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ اے فرزند کیا ہی کیون اسقدر پریشان ہو عرض کی یا حضرت آپ پر سب حال
روشن ہی کہ مین یہان گرفتار بلا ہون تمام لشکر گرداب آفت مین پھنسا ہوا ہی اگر مرضی پروردگار ہو تو یہان سے
نجات پاؤن اور اگر قضا آگئی ہی تو راضی برضا ہون حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ گرداب طلسم ہی جبتک طلسم نہ ٹوٹیگا
رہائی نہو گی اور طلسم کا ٹوٹنا بہت دشوار ہی اسلیے کہ وہ شخص اس طلسم کو فتح کرسکتا ہی جو صاحبقران جہان ہو اور
زبان جن والنس ووحوش وطیور کی جانتا ہو اور علم نجوم سے بخوبی واقف ہو امیر کشور گیر نے عرض کیا کہ یہ سب
باتین آپ کی دعا سے مجھ مین موجود ہین اور پھر آپ ایسا بزرگ مددگار ہو اور طلسم نہ فتح کرون یہ سنکر حضرت سلیمانؑ
ہنسے اور فرمایا کہ تم بعد نماز صبح کے دیکھنا ایک جانور زرد رنگ برابر فیل کے برج اسد پر آکے بیٹھیگا تین بار
اُس برج کے گرد پھریگا بعد اُسکے دریا مین کود کر ایک مچھلی بہت بڑی پکڑ لائیگا اور برج اسد پر بیٹھکر کھائیگا
اور پرواز کرکے چلا جائیگا اسی طرح پھر دوسرے روز آئیگا تمھین لازم ہی کہ جب وہ جانور مچھلی پکڑنے کے لیے دریا
مین کودے تم جست کرکے برج اسد پر جاؤ جب وہ جانور مچھلی پکڑ لائے اور کھائے تم اُسکی پیٹھ پر سوار ہو جاؤ وہ
بنگاہ غضب تمھین دیکھیگا تم ڈرنا نہین کہنا اے طائر طلسمی مجکو جزیرۂ عنبر مین پہونچادے وہ طائر تمھین لیکر اُڑیگا اور
طرفۃ العین مین منزل مقصود پر پہونچادیگا تم وہان سیر کرتے ہوئے آگے بڑھنا ایک عمارت عالیشان مین پہونچوگے
کہ وہ مکان ہی زلزلہ جادو کا اندر اُس عمارت کے جاکر دیکھوگے کہ تخت پر ایک سو بیس بت اور دیوؤن سے

خوبصورت طوق و زنجیر مین گرفتار بیٹھا ہی دیو عنقا اُسکا نام ہی اور دو سو برس سے زلزلہ جادو کے یہان قید ہی
وہ تمھاری تواضع تعظیم کریگا اور کہیگا کہ اے آدمزاد تو کیون گرفتار ہونے کو یہان آیا یہ مکان اُس ساحرہ کا ہی کہ مجھ ایسا
دیو اُسکی قید مین پھنسا ہوا ہی تم اُسکو جواب دینا کہ اے عنقا مین دیدہ و دانستہ یہان اسلیے آیا ہون کہ اُس جادوگرنی کو
مار کر تجھے رہا کرون بشرطیکہ تو مجھے جزیرۂ ماران مین درخت گردون سا پر پہونچا دے وہ قبول کریگا آگے اُس
جادوگرنی کا مارنا تمھارا کام ہی اور ایک انگشتری عنایت کی بعد اُسکے تخت حضرت کا غائب ہو گیا صاحبقران قریب
صبح بیدار ہوئے نماز شکر پڑھی بعد اُسکے پاس بادشاہ اسلام کے آئے سب رفیق جمع تھے امیر نے خواب اپنا بیان
کیا سبھون نے تعبیر دی کہ مبارک ہو یا امیر آپ بیشک اس طلسم کو فتح کرینگے امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ
خواجہ تم بھی ہمارے ساتھ چلوگے طلسم کی عجیب سیر ہی عمرو بولا کہ حمزہ مین تیرے ساتھ ہون مگر جادوگرون سے مجھے بچانا امیر نے
کہا کہ خواجہ ایسا ہی ہوگا غرضکہ صاحبقران صبح کو قلعے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک مرغ زرد رنگ نہایت جسیم مانند
فیل کے آیا اور برج اسد پر بیٹھا تین مرتبہ برج کے صدقے ہوا اور دریا مین کودا ایک مچھلی بہت بڑی نکالکر لے گیا
اور برج پر بیٹھکر کھائی اور اُڑا ہوا چلا گیا صاحبقران نے آج حسب الحکم حضرت سلیمان توقف کیا دوسرے دن عمرو
کو لیکر کنارۂ جہاز پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ وہی جانور آیا اور اُسیطرح برج کے صدقے ہو کر دریا مین مچھلی پکڑنے کے
لیے کودا امیر اور عمرو جست کر کے برج اسد پر پہونچے اس اثنا مین وہ جانور مچھلی منقار مین دبائے ہوئے اُسی
برج پر آیا اور وہ مچھلی چالیس گز کی تھی اُس جانور نے مچھلی کو کھایا اور چاہا کہ پرواز کرے امیر اور عمرو جست کر کے
اُسکی پیٹھ پر پہونچے اُس جانور نے بنگاہ غیظ دیکھا امیر نے نعرۂ صاحبقرانی کیا وہ مرغ ڈر کر اُڑا اور بلند ہونا
شروع ہوا فراٹا ہوا کا امیر اور عمرو کے کانون سے لگا یہانتک کہ دونون بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا
اپنے کو ایک مقام پر دیکھا کہ بو مشک و عود کی چلی آتی ہی جس سے دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی امیر اور عمرو اُس مرغ
سے نیچے اُترے وہ تو پرواز کر کے چلا گیا یہ سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہی عودستان معلوم
ہوتا ہی کوسون تک زمین مہک رہی ہی کہ یکایک دور سے ایک عمارت عالیشان نظر آئی صاحبقران اندر اُسکے
آئے دیکھا کہ وہی دیو بیٹھا ہی اُسنے جو صاحبقران کو دیکھا سلام کیا پوچھا کہ آپ یہان کیون آئے ہین اور کیونکر آئے
بہتر ہی کہ یہان سے چلے جایئے یہ مکان زلزلہ جادو کا ہی اور زلزلہ جادو آفت روزگار ہی کہ مجھ ایسا دیو اُسکا
کچھ نہین کر سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ مین اسی واسطے آیا ہون کہ اُسے مار کر تجھے قید سے چھڑاؤن اس شرط
سے کہ تو مجھے جزیرۂ ماران مین درخت گردون سا پر پہونچا دے دیو بولا اے آدم زاد نام میرا دیو عنقا ہی
اور مین وہ دیو ہون کہ پردۂ قاف مین میرا ثانی نہ تھا اور جبتک مین شہپال بن شہرخ کا شریک رہا کبھی دیو عفریت
سر نہ اُٹھا سکا اور نہ سمندون ہزار دست میرے مقابلے کی تاب لا سکا مجھے یہ زلزلہ جادو پکڑ لائی اور مجھے
کچھ نہو سکا تو تم اُسکا کیا کر سکوگے مگر یہ تو بتاؤ کہ تم جو کہتے ہو کہ مین اُسے مارونگا تم ایسے کون ہو امیر نے فرمایا اے عنقا
تو نے سنا ہوگا کہ آدم زاد نے پردۂ قاف مین جا کر جتنے سرکشان تھے سب کو زیر کر کے جفت آسمان پری زلزلۂ
قاف کوچک سلیمان نام پایا وہ مین ہون شہر کے شہر گروہ کے گروہ جادوگرون کے مین نے غارت کر دیے
ہین اس ساحرہ کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہی مجھے اسم رد سحر یاد ہی دیو عنقا نے کہا کہ اگر آپ کے سامنے اسکا مارنا کچھ
کار دشوار نہین ہی تو درخت گردون سا پر پہونچانا میرے سامنے سہل ہی آپ زلزلہ جادو کو مار لیے مجھے چھڑا لیجیے
مین لیچلونگا بلکہ ہمیشہ آپ کا غلام رہونگا یہی باتین تھین کہ ایک آندھی سیاہ چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پھر جو روشنی ہوئی ایک

جادوگرنی کو دیکھا کہ سر جھاڑ منھ پہاڑ چلی آتی ہو مگر زلزلہ جادو کی نگاہ جو صاحبقران پر پڑی بصدجان و دل
عاشق ہوگئی ظاہر اتو پکاری کہ ارے تو کون ہو جو میرے معشوق سے باتین کر رہا ہو کیا اُسے بھڑکا رہا ہو صاحبقران
پکارے کہ او لکاتہ مین تیری جان کا ملک الموت ہون تجھے قتل کرنے آیا ہون زلزلہ پکاری او آدم زاد کیا تو سمجھ گیا کہ
مین تجھپر فریفتہ ہون جو یہ ناز کے کلمے کہتا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ او مردار تجکو ناز و غمزہ معلوم ہو جائیگا وہ دوڑی کہ
ارے مجکو گلے سے تو لگالے صاحبقران نے بھی ہاتھ پھیلائے وہ مانند بلا کے آئی ہاتھ صاحبقران کے گلے مین
ڈالنے لگی امیر نے ایک ہاتھ سے تو اُسکا ایک ہاتھ پکڑ لیا دوسرے ہاتھ سے چاہا کہ طمانچہ مارین اُسنے دیکھا کہ یہ زبردست
ہو سحر پڑھکر دم کیا کہ صاحبقران کی طاقت زائل ہونے لگی عمرو پکارا کہ حمزہ اسم اعظم پڑھ کس غفلت مین ہو اُسیوقت
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ اُس ساحرہ کے دم پر بنگئی زبان لکنت کرنے لگی کلوا بھیرون کا نام بھول گئی
صاحبقران نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھالیا سر پر چرخ دینے لگے عمرو پکارا کہ حمزہ جلد مار اس سگ بچی کو صاحبقران
نے زمین پر مارا وہ ایک شیر کی صورت بنکر امیر پر دوڑی امیر نے اسم اعظم دم کیا کہ شیر کی صورت اُسکی بدل گئی کتے کی
طرح زمین پر ہاتھ پانوُن مارنے لگی امیر نے فرمایا او لکاتہ دیکھ اپنی صورت کو اُسنے دیکھا کہ سحر میرا رد ہوا سمجھی کہ یہ شخص
زبردست ہو اب جادو اسپر کارگر نہوگا تو اسکے ہاتھ سے ماری جائیگی اسکے سامنے سے ہٹ جا یہ دل مین خیال کرکے
قصد بھاگنے کا کیا امیر نے دوڑکر تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آندھی چلی زلزلہ آیا غل و شور برپا ہوا کہ کشتی مرا
نام من زلزلہ جادو بود دیو عنقا جو قید مین گرفتار تھا وہ رہا ہوا قدمون پر صاحبقران عالیشان کے گرا گرد پھر التصدق
ہوا کہا کہ حقیقت مین آپ صاحبقران زمان ہین کیسی زبردست ساحرہ کو آپ نے مارا عمرو نے جتنا گنا وہ پہنے تھی
سب اُسکے بدن پر سے اُتارا ہرچند صاحبقران نے منع کیا کہ ارے یہ مردے کا مال ہو نہ لے کہا مجھے حلال ہو اب صاحبقران
نے دیو عنقا سے کہا کہ مجھے جزیرۂ ماران مین لیچل اُسنے عرض کیا کہ آج یہین رہیے کل آپ کو لیچلونگا غرض رات کو دیو
عنقا نے صاحبقران کی دعوت کی نشۂ شراب مین ایسا بیخود ہو کہ آپ ہی ناچ رہا ہو کمال خوش و خرم ہو کیونکر
نہو کہ دوسو برس کے بعد قید سے چھوٹا ہو ہر مرتبہ صاحبقران کے ہاتھ چومتا ہو کہتا ہو کہ ان ہاتھون کے صدقے
کہ جس سے تو نے اُس بلاے بے درمان آفت جہان کو مارا غرض کہ رات کو بھی صحبت رہی گویا جنگل مین منگل تھا صبح کو
دیو عنقا نے عرض کیا کہ چلیے جزیرۂ ماران مین امیر نے فرمایا کہ عمرو کو بھی ساتھ لیلو اُسنے کہا کہ مین نے آپ کے لیجانیکا
اقرار کیا تھا انکو تو کبھی نہ لیجاؤنگا انھین یہین رہنے دیجیے امیر نے فرمایا کہ اچھا خواجہ تم چند دن یہین رہو جب ہم اُدھر
سے پھرینگے تو تمھین ہمراہ لے لین گے عمرو نے کہا کیون تو اسیواسطے مجھے لایا تھا فرمایا کہ میرا کیا اختیار ہو عمرو نے دیو
عنقا سے کہا کہ بھلے آدمی تو جو یہان مجھے چھوڑے جاتا ہو تو اس جادوگرنی کے لواحق آکر مجھے مار ڈالین گے کہ اسی نے
زلزلہ جادو کو مارا ہوگا تجھے میرے قتل کرانے سے کیا حاصل ہوگا اور صاحبقران نے بھی بلجاجت فرمایا کہ ای دیو عنقا
یہ میرا بھائی ہو اسے بھی ساتھ لیلو کچھ ایسے تھک نہ جاؤگے اُسنے عرض کیا بہت اچھا القصہ دیو عنقا دونون کو کاندھون پر
بٹھاکر پرواز کرکے جانب جزیرۂ ماران روانہ ہوا صاحبقران اور عمرو دونون اُس دیو سے لپٹے ہوئے ہین دیو
درجہ بدرجہ بلند ہوتا جاتا ہو یہانتک کہ کرۂ ہوا مین پہونچا امیر اور عمرو تو بیہوش ہوگئے پھر بعد تھوڑی دیر کے ہوش جو آیا
آنکھ کھولی ایک صحراے عجیب دیکھا کہ بجاے گیاہ سانپ معلوم ہوتے ہین اور سانپ سب رنگ کے ہین کسی کا منھ سرخ
ہو باقی سفید کوئی سیاہ ہو لیکن سر اُسکا سفید ہو عجب عجب رنگ کے سانپ نظر آئے اور دین اُنکی زمین پر ہین اور
سر آسمان کی طرف بلند کیے ہوئے کھڑے ہین بعضون کے منھ سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین بعضے زہر اُگل رہے ہین

اور بیچ مین اُس صحرا کے ایک درخت ہی نہایت بلند کہ دورہ اُسکا چار فرسخ تک ہی اور تنہ اُسکا اسقدر گندہ ہی کہ چالیس آدمی کولی بین
لین تو بھی نہ آسکے اور برگ اُسکے سبز مانند زمرد کے ہین دیو عنقا نے پوچھا کہ ای آقا اب آپ کو کس مقام پر اُتار دون فرمایا کہ
درخت کے اوپر جہان تابوت ہی آصف کا دیو عنقا نے عرض کیا کہ نشان اُس جگہ کا کیا ہی جہان تابوت آصف بن برخیا
کا ہی فرمایا کہ پتے وہان کے مانند عقیق سرخ کے ہین دیو عنقا نے اُسی جگہ لاکر اُتارا دیکھا کہ ایک سطح ہی بہت لطیف اُسپر نگیرہ
مخمل سیاہ کا استادہ ہی لوبے لخلخے کے جل رہے ہین خوشبو چلی آتی ہی بیچ مین تابوت رکھا ہی اور ایک مار سفید اُس تابوت
کے گرد حلقہ کیے بیٹھا ہی صاحبقران نے چاہا کہ تابوت کے پاس جائین اُس مار سفید نے بنگاہ غضب صاحبقران کو دیکھا
دیو عنقا پکارا کہ ای شہریار آپ قریب نہ جائیے گا نہین تو اس مار سفید سے آپکو ایذا پہونچیگی فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو مگر حضرت
سلیمانؑ وہ انگوٹھی جو خواب مین مرحمت فرما گئے تھے صاحبقران نے وہ ہاتھ سے اُتار کر اُس مار سفید کو دکھلائی اور فرمایا
کہ ای ابیض جنی مین فرستادہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہون یہ انگوٹھی حضرت کی نشانی موجود ہی مین لوح طلسم دوازدہ
بروج ہفت کواکب لینے آیا ہون یہ سنتے ہی وہ مار سفید غائب ہو گیا صاحبقران تابوت کے پاس آئے فاتحہ پڑھا
بیٹھے بمجرد بیٹھنے کے ایک غنودگی طاری ہوئی خواب مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا اُنھون نے فرمایا کہ یا صاحبقران تو جسین
بیمان بہت سی رکھی ہین اور جتنی لوحین ہین تمھارا ایک پوتا ہوگا کہ نام اُسکا بدیع الملک ہوگا وہ طلسم کشائیان کریگا اُسکے واسطے
رکھی ہین تم فلان صندوقچہ جو صندل کا ہی اُسمین سے لوح طلسم دروازہ بروج ہفت کواکب کو نکال لو اور طلسم کو فتح کرو
بس آنکھ صاحبقران کی کھل گئی مکان کو معطر پایا اور اُٹھکر دیکھا تو واقعی صندوقچے بہت سے رکھے ہین اُسمین سے صندل
کا صندوقچہ لے لیا اور دیو عنقا سے کہا کہ اب مجھے طلسم مین لیچل اُسنے عرض کیا بہت اچھا صاحبقران نے پوچھا کہ طلسم
یہان سے کتنی دور ہی اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار مین جاؤن تو چالیس روز مین اور کوئی دیو جائے تو چھ مہینے مین اور
انسان قصد کرے تو چالیس برس مین پہونچے فرمایا خیر اب چلو دیو عنقا عمرو اور امیر کو کاندھون پر بٹھا کر لے اُڑا
اور اب پرواز کرتا چلا جاتا ہی کوئی چار گھڑی دن رہے ایک دامن کوہ مین پہونچا صاحبقران اور عمرو کو اُتارا
اور کہا کہ آپ نماز پڑھیے مین جاکر کچھ کھا پی آؤن یہ کہکر روانہ ہوا صاحبقران نے چشمۂ آب پر وضو کیا نماز پڑھی اب
وظیفہ مین مصروف ہین کہ ایک آواز پیدا ہوئی ای حمزہ کہان جائیگا تو میرے ہاتھ سے تو میری بہن لیعنے زلزلہ جادو
کو مار آیا مین دیو عنقا کو پکڑ لیچلا ہون اور تیری فکر مین ہون جبتک عوض اُسکے خون کا نہ لیلونگا مجکو چین نہ آئیگا منم
زلازل جادو یہ سنکر امیر نہایت پریشان ہوئے چہار طرف دیکھا کوئی نظر نہ آیا عمرو سے کہا کہ خواجہ سنا تم نے کہ یہ
آواز کیسی آئی جواب دیا کہ ہان حمزہ سنا مین نے یہ کوئی ساحر زبردست ہی خدا اس سے محفوظ رکھے لیکن امیر نے جو
دیکھا عمرو غائب ہی متحیر ہوئے کہ عمرو کدھر چلا گیا فرمایا کہ خواجہ تم کیا کسی کھائین مین چھپے ہو کہا کہ ای حمزہ مین تو گلیم عیاری
اوڑھے تیرے پاس کھڑا ہوا ہون غرض رات کو تو وہین رہے عمرو بار بار امیر سے کہتا تھا کہ حمزہ اسم اعظم پڑھو امیر اسم
ردسحر پڑھکر حصار باندھکر قریب صبح سو رہے جب وقت نماز صبح کا قریب آیا عمرو پکارا ای حمزہ کیا سو گئے اُٹھو یہ لیکر آب وضو
کرکے اذان کہی امیر بیدار ہوئے نماز پڑھی بعد اُسکے عمرو سے کہا کہ خواجہ پہلے مارنا اُس جادوگر کا فرض ہی یہ کہکر جدھر سے آواز
آئی تھی اُس سمت کو روانہ ہوئے امیر دعا کرتے جاتے ہین کہ خداوندا دیو عنقا کو اُس ساحر نے قتل نہ کیا ہو کہ مین جاکر اُسے تیری
مدد سے چھڑاؤن عمرو بھی ساتھ ساتھ ہی مگر نہایت خائف و ترسان تیسرے روز ایک شہر ملا کہ نام اُس ملک کا شہر انور بیر
تھا اور بادشاہ وہان کا اکوان شاہ تھا مسلمان آسمان پری کا تابع فرمان اُسنے جو سنا کہ زلزلۂ قاف کوچک سلیمان
جفت آسمان پری حمزۂ صاحبقران زمان آتا ہی استقبال کو آیا نہایت اعزاز و اکرام سے شہر مین لایا دعوت و ضیافت

کی صاحبقران نے اکوان شاہ سے احوال اپنا بیان کیا اور کہا کہ زلازل جادو بھائی زلزلہ جادو کا دیو عنقا
کو پکڑ لیگیا ہی مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون تمھین معلوم ہو تو بتاؤ اُسنے عرض کیا ای شہریار مجھے نہین معلوم کہ وہ کہان رہتا
ہی فرمایا کہ تلاش کراؤ اُسنے ہرکارے ہر چہار جانب واسطے سراغ زلازل جادو کے روانہ کیے ایک دن اکوان شاہ
ایک ڈالی انگور کی صاحبقران کے لیے لایا امیر نے جو اُسے نوش فرمایا عجب لذت پائی کہ کبھی ایسے انگور نہ کھائے
تھے فرمایا ای اکوان مین نے تمام عمر اس مزے کے انگور نہ کھائے تھے مگر یہ کیا کہ اتنے دنون مین تمنے آج یہ انگور کھلائے
اور کبھی ہمارے واسطے نہ لائے اکوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور رو کر کہا کہ ای شہریار ایک باغ ہی
میرا کہ اُسمین صرف یہی انگور ہین اور مین نے اُسکو بڑی محنت سے تیار کرایا تھا جب وہ باغ اپنی مراد پر آیا تو اُسکو ایک
دیو نے کہ نام اُسکا ہوشنگ ہی مجھسے چھین لیا ہی یہ بھی اُسکی انسانیت ہی کہ سال بھر کے بعد ایک ڈالی میرے واسطے
بھیجدیتا ہی اگر وہ یہ بھی نہ دیتا تو مین اُسکا کیا کر سکتا ابکی مرتبہ یہ ڈالی مین نے نہین کھائی آپ کے واسطے لے آیا امیر نے
فرمایا تمنے پہلے سے ذکر نہ کیا خیر اب تمھارا باغ اُس دیو سے دلوا دونگا تمھارا کام اتنا ہی کہ تم مجھے وہان تک پہونچا دو
پھر مین سمجھ لونگا اُسنے کہا کہ ای شہریار در گذریے جانے دیجیے اگر خدانخواستہ آپکو کچھ چشم زخم پہونچا تو ملکۂ قاف کے سامنے مین
شرمندہ ہونگا دوسرے وہ دیو میرا اور زیادہ دشمن ہو جائیگا اب وہ دیو اُن انگورون کی شراب بنواتا ہی اور سالہا سال
پیتا ہی آپ ہرگز وہان جانے کا ارادہ نہ کیجیے فرمایا برب کعبہ مین جاؤنگا اور اُس ملعون کو مارونگا اکوان شاہ نے
مجبور ہو کر جوڑی ہرکارے کی ساتھ کی کہ پہونچا آؤ صاحبقران روانہ ہوئے جب وہ باغ قریب رہا ہرکارے
پتا بتا کر چلے گئے صاحبقران اُس باغ کی طرف روانہ ہوئے یہانتک کہ سامنے دروازۂ باغ کے پہونچے قضا کا
اتفاقات روزگار دیو ہوشنگ دروازۂ باغ پر بیٹھا ہوا سیر صحرا کی دیکھ رہا تھا کہ یکایک دیکھا اُسنے کہ دو آدمی
اسی باغ کی طرف چلے آتے ہین للکارا کہ ای آدمزادو تم کون ہو اور کہان آتے ہو کیا نہین جانتے ہو کہ یہ باغ میرے
قبضے مین ہی صاحبقران پکارے کہ او حرامزادے تو نے اکوان شاہ کا باغ ضبط کر لیا ہی مین آیا ہون تجھے
سزا دینے اور باغ اُسکا اُسے دلوانے کو ہوشنگ نے کہا کہ تو ایسا ہی زبردست ہی فرمایا کہ مین نے تمام سرکشان
قاف کو زیر کیا ہی اور کوچک سلیمان میرا لقب ہی یہ سنکر وہ دیو دار شمشاد ہاتھ مین پکڑ کر صاحبقران پر چلا اُدھر سے
صاحبقران بقصد پیکار بڑھے تھے کہ فلک پر بجلی کڑکی اور ایک پنجہ گرا کہ صاحبقران کو لیے ہوئے چلا گیا دیو نے
عمرو کو گرفتار کر لیا کہ تو ہمراہ آیا تھا تیرے کباب کر کے کھاؤنگا اور پھر اکوان شاہ سے سمجھونگا کہ میرے اوپر اُسنے
زلزلۂ قاف کو بھیجا تھا ہرکارے یہ خبر سنکر بھاگے اور تمام کیفیت اکوان شاہ سے بیان کی وہ نہایت مضطر ہوا سمجھا کہ
قضا نزدیک ہی اب یہ دیو کاہکو زندہ چھوڑیگا اور یہان دیو ہوشنگ نے کوئلے سلگائے اور عمرو کے کباب لگانے
کی تیاری کی مگر حال صاحبقران با اقبال کا سنیے کہ آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک مکان مین اسیر غل و زنجیر اور گرفتار
سحر پایا اور ایک طرف دیو عنقا معلق و مسلسل نظر آیا اور ایک جادوگر زشت رو کریہ منظر سیاہ فام کو دیکھا کہ بال فتیلہ
فتیلہ چھوٹے ہوئے ہین بجاے موباف مار سیاہ سر مین لپیٹے ہوئے منہ سے شعلے آتش نکل رہے ہین آنکھین دونون سرخ
قشقہ ماتھے پر کھچا ہوا ہی بت شانے سے کہنی تک بندھے ہوئے ہین اسباب سحر پاس رکھا ہوا ہی اُس ساحر نے
صاحبقران سے کہا کہ کیون یہ دن تجھے یاد نہ تھا جو تو نے میری بہن کو مارا مین تو اُسی وقت تجھسے عوض لیتا مگر یہ
سمجھ کر کہ تو مالک باطل السحر ہی جادو میرا تجھپر کارگر نہوگا مین بھی زلزلہ جادو کی طرح تیرے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اب
مین نے اسم اعظم تیرا بند کر لیا ہی اور تجھے پکڑ لایا ہون اب تیرے گوشت کے کباب لگا کے کھاؤنگا بعد اُسکے دیو

عنقا کو بسرا پہونچاؤنگا صاحبقران نے اب جو خیال کیا بالکل اسم اعظم یاد نہ تھا کمال ملال ہوا اور یقین مرگ ہوگیا
خیال ہوا کہ ای امیر تم تو یہان پھنسے ہو عمرو کو دیو ہوشنگ پکڑ لیگیا ہوگا وہ اُسے کھا ہے گو زندہ چھوڑیگا جسطرح ہو
عمرو کی خبر اسی جادوگر سے منگوانا چاہیے یہ اپنے دل مین قرار دے کر کہا کہ ای زلازل جادو مین نے تیری بہن
کو نہین مارا بلکہ میرے ساتھ وہ جو شخص دبلا سا تھا عمرو اُسکا نام ہی اُسنے مارا اور وہ اُسی باغ مین دیو ہوشنگ
کے پاس ہی زلازل نے کہا مین ابھی جا کر اُسے لاتا ہون یہ کہکر بزور سحر پرواز کر کے روانہ ہوا اور اُسوقت پہونچا کہ
دیو ہوشنگ عمرو کے کباب کیا چاہتا تھا ایک پتھر کی چوکی پر نمکدان چھریان کانٹے لاکر رکھے ہین آگ دہک رہی ہی کہ
زلازل جادو پہونچا اور عمرو کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیچلا دیو ہوشنگ پکارا کہ ارے لا کون ہی جو میرا شکار
لیے جاتا ہی آیا مین یہ کہکر پرواز کی اور تعاقب مین زلازل جادو کے چلا زلازل نے جو پلٹ کر دیکھا کہ دیو قریب
آگیا ہی اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا ہوشنگ کو کچھ دکھائی نہ دیا کہ عمرو کدھر گیا اور کون لیگیا ناچار مجبور
پلٹا اور یہ سوچا کہ چلکر اکوان شاہ کو مارے اور رعد اور شمشاد پکڑ کر رنج شہر اکوان کا کیا اگر زلازل جادو عمرو کو لیے
ہوئے پاس صاحبقران کے آیا اور کہا کہ یہی عمرو ہی اسی نے زلزلہ جادو کو مارا ہی امیر بولے ای زلازل جادو سچ
تو یہ ہی کہ یہ میرا بھائی ہی جسوقت سے تو مجھے اسکے ساتھ سے اُٹھا لایا تھا تبسے اسکی خبر نہ معلوم تھی مین نے اس بہانے سے
تجھے بھیجکر اسے منگوا لیا اور اسنے تیری بہن کو نہین مارا بلکہ حقیقت مین مین ہی نے مارا ہی اب تمہارا جو جی چاہے وہ میرے
ساتھ کرو اختیار باقی ہی عمرو نے جو یہ تقریر امیر کی سنی کہا ای زلازل میرا لقب سر برندہ جادوگران ہی مین نے
لاکھون ساحر مارے ہین اور تمہاری بہن کا قاتل مین ہی ہون حمزہ بے قصور ہی زلازل نے کہا کہ مین دونون کو مارونگا
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اسنے اپنی دونون بیٹیون کو ایک جادوگر کے ہاتھ بلوایا کہ سوسن جادو اور نسرین جادو
جنکا نام تھا وہ دونون آئین سلام کیا بیٹھین زلازل نے کہا کہ بیٹا یہ دونون شخص قاتل ہین تمہاری پھوپھی کے مین
انکو پکڑ لایا ہون تمھین انکے کباب کھلانے کو بلایا ہی وہ دونون بہت خوش ہوئین اور کہا کہ باباجان آدمی کا گوشت
بہت سلونا ہوتا ہی شراب پی کر خوب کھائینگے اب زلازل جادو نے گائنین بلوائین اور ناچ شروع ہوا شراب
کا دور چلنے لگا جب زلازل جادو مست ہوا دونون بیٹیون سے اختلاط کرنے لگا چھوٹی بیٹی گود مین آبیٹھی گلے
سے لپٹ گئی زلازل اُس سے ہمبستر ہوا لیکن بڑی لیٹی ہوئی ہی کہ باواجان مین کیا محروم رہونگی زلازل اُس سے
علیحدہ ہو کر اس سے بھی اُسی طرح پیش آیا دونون سے اپنا منہ کالا کیا اور امیر اُنکے اعمال پر نفرین کر رہے ہین
کہ ای فلک تو کیا کیا تماشے دکھاتا ہی کہ ہم بندھے ہون اور ہمارے سامنے ایسے ایسے فعل ہون عجب طرح کی صحبت
ہی مگر اب رات کوئی دوپہر گئی ہی نشے شراب کے تیز ہین کہ ایکمرتبہ نسرین جادو کی آنکھ کھلی اور نظر امیر پر پڑی
کہنے لگی کہ اب کباب کب کھانے مین آئینگے زلازل کہ رہا ہی کہ جب تم کہو گی یہ سنکر ایک اُٹھی کہ باباجان مین تو
اُس شخص کے کباب کھاؤنگی کہ یہ ذرا فربہ ہی اسکا گوشت اچھا ہوگا اور اشارہ امیر کی طرف کیا دوسری بولی
کہ واہ بہن اسے تو مین پہلے سے تجویز کر چکی تھی جو یہ تم لیلوگی تو دوسرا موا کھیل کس کام کا ہی غرض کہ یہانتک بڑھی
کہ دونون مین ہاتھا پائی ہونے لگی زلازل بیچ بچاؤ کرنے لگا لیکن اب اِن تینون کی یہ کیفیت ہی کہ باتین بہکی بہکی
کر رہے ہین پانون ڈالتے کہین ہین پڑتا کہین ہی عمرو نے امیر کی طرف دیکھکر اشارے سے کہا کہ اے خواجہ مجکو
تو معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے انھین بیہوشی دی ہی بھئی خوب قید مین سے تمنے اپنا کام کیا سبحان اللہ کیا اچھی عیاری کی ہی
عمرو نے کہا کہ حمزہ مین خود حیران ہون کہ کسنے انکو بیہوشی دی یہ سرحد قاف و ظلمات ہی آدم زاد کا یہان گذر

نہین آخر یہ کون ہی یہ باتین تھین کہ زلازل پر شیطان سوار ہوا نسرین جادو کی طرف بقصد بیہودہ دوڑا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہو گیا نسرین و سوسن اُسکے اُٹھانے کو چلی تھین کہ وہ بھی بیہوش ہو گئین گائنون مین سے ایک گائن اُٹھی اور صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ مین غلام ہون آپ کا ادلوس جسکو نورالدہر نے مجکو اپنا بھائی کیا ہی مین بیٹا ہون بادشاہ طلسم گوہربار مکلل خان جادو کا یہ کہکر اپنی صورت اصلی بنائی اب امیر کیا دیکھتے ہین کہ گردن تو نہین ہی دونون شانون پر ایک سر رکھا ہی تین آنکھین ہین عمرو نے کہا کہ حمزہ مین اسے پہچانتا ہون امیر نے فرمایا کہ خواجہ نورالدہر نے کیا سمجھکر اسے اپنا بھائی کیا تھا نہ صورت نہ شکل عجیب الخلقت ہی ادلوس یہ کلمہ سنکر بہت ناخوش ہوا اور منھ پھیر کر چلا عمرو نے کہا کہ حمزہ تو نے غضب کیا کہ اسکو بیزار کر دیا ابھی جو یہ ہوش مین آئینگے تو پھر ہمارا تمھارا بچنا بہت مشکل ہی یہ سنکر صاحبقران نے پکار کر کہا کہ ای ادلوس تم ہمین یونہین چھوڑ جاؤگے بھی احسان بھی کیا تو ادھورا اور تم ہمارے کہنے سے خفا ہو گئے بھئی خطا ہماری معاف کرو ہمین آکر رہا کرو ادھر سے عمرو پکارا کہ ای ادلوس ای شاہزادہ طلسم گوہربار تم یہان تو آؤ بھئی تمھین قسم ہی شاہزادہ نورالدہر کے سر کی ہماری مشکل آسان کیے جاؤ غرض ادلوس آیا اور آکر چاہا کہ زلازل کو قتل کرے ہر چند خنجر اُسکی گردن پر پھیرا لیکن پوست بھی نہ کٹا کسواسطے کہ زلازل جادو روئین تن ہی اب ادلوس حیران ہوا کہ کیا کرے امیر نے کہا ای ادلوس وہ طاق مین شیشہ باطل السحر رکھا ہی اُسے اُتار کر توڑ ڈالو اسم اعظم ہمارا بند ہی کھل جائے تو ہم اسے قتل کرین اُسنے کہا کہ بہت اچھا مین شیشہ اُتارے لاتا ہون اور قصد کیا کہ شیشہ اُتارے طاق بلند ہو گیا ادلوس بھی اونچا ہوا طاق اور زیادہ بلند ہوا ہر چند ادلوس نے چاہا شیشہ ہاتھ لگے لیکن نہ پایا امیر نے فرمایا سبحان اللہ ادلوس بالکل نالائق ہی یہ مکلل خان کا بیٹا کاہیکو ہی اگر اُسکی اولاد ہوتا تو سحر ضرور جانتا ہوتا مگر یہ کچھ بھی نہین جانتا اسے مکلل خان کی اولاد کاہے کو کہیے ادلوس یہ باتین سنکر اور بھی آزردہ ہوا اور کہا کہ مجھے سرو کار نہین مین جاتا ہون آپ جانیے اور زلازل جادو جانے یہ کہکر چلا تھا کہ عمرو نے کہا کہ ای حمزہ پھر تو نے ایسے کلمے کہے کہ ادلوس ناراض ہو گیا تجھے اور مجھے اسی طرح گرفتار چھوڑ چلا ای حمزہ یہ وقت خوشامد کا ہی نہ کہ تمنے اُسے ناراض کیا بس صاحبقران نے پکار کر کہا کہ ای ادلوس تم کیسے نورالدہر کے بھائی ہو بس اپنے مین اور غیر مین یہی تو فرق ہوتا ہی ہم اگر نورالدہر کو کہین بھی تو وہ سر نہ اُٹھائے اور رہنے تو تجکو بجائے نورالدہر کے سمجھکر ایسے کلمات کہے کہین غیر کی نسبت کوئی ایسا کچھ کہیتا ہی اور بھئی معلوم ہوتا ہی کہ تم بڑے نازک مزاج ہو اور اگر ہمکو یہان قتل کرا جاؤگے تو نورالدہر نہ کہین گے کہ واہ خوب حق بھائی گری کا ادا کیا ادلوس یہ کلمات سنکر دل مین پشیمان ہوا اور پھر ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای شہریار مین اس مرتد کو کیونکر مارون یہ تو روئین تن ہی آہنین بدن ہی عمرو بولا ای ادلوس تم ہماری شاگردی کرو تو ہم ترکیب بتائین ادلوس نے سر جھکا کر کہا کہ مجھے تو مدت سے آرزو ہی کہ آپکی غلامی مین رہکر کچھ حاصل کرون عمرو نے کہا کہ ای ادلوس دو بڑی بڑی پتھر کی سلین لاؤ ایک سل اسکے سر کے نیچے رکھو اور دوسری سل اُٹھا کر اسکے سر پر مارو کہ سر اُسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے ادلوس نے کہا کہ واہ اُستاد کیا کہنا بس اُسیدم تعمیل حکم کرکے زلازل جادو کو مارا جب وہ فی النار ہوا امیر اور عمرو قید سے چھوٹے شیشہ باطل السحر طاق سے اُتار کر توڑ ڈالا سوسن اور نسرین کو بھی قتل کیا اور جتنے جادوگر تھے سب کا استیصال کیا صاحبقران نے ادلوس کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ تم ہمارے محسن ہو اور سفارش نامہ لکھدیا کہ نورالدہر کو دینا ادلوس تو چلا گیا مال و اسباب زلازل کا عمرو نے لیا بعد اسکے امیر نے دیو عنقا سے کہا کہ جلد مجکو شہر انور میں لیچل ایسا نہو کہ دیو ہفت سنگ لوگون کو ایذا رسانی کرے اسلیے کہ

مین بادشاہ اکوان کیطرف سے اُسکے قتل کو گیا تھا دیو عنقا امیر اور عمرو کو لیکر اُڑا اُسوقت شہر انوریہ مین پہونچا کہ دیو ہوشنگ
نے شہر کو غارت کر دیا ہی بہتون کو کھا گیا ہی ہزارون کو قتل کیا ہی لاکھون شہر سے بھاگ گئے ایک غدر کا عالم ہی ہر چند اکوان شاہ
چاپلوسی و خوشامد کر رہا ہی لیکن دیو نہین مانتا کہتا ہی کہ تجھے بغیر قتل کیے نہ مانونگا تو نے زلزلۂ قاف کو میرے قتل کے واسطے
بلایا تھا اب وہ کہان ہی اُسے اپنی حمایت کو بلاؤ اکوان شاہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہین یقین مرگ ہی دلسے دعائین
مانگ رہا ہی کہ ای خالق سوا تیرے کوئی اس وقت بدین میرا مددگار نہین ہی مجکو اس ظالم کے ظلم سے بچانا یہ سخن دردہان تھا کہ نعرۂ
صاحبقرانی کی صدا آسمان سے آئی کہ او کافر آپہونچا مین تیری جان کا ملک الموت کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیو ہوشنگ
نے جو صاحبقران کو دیکھا ہوش باختہ ہو گئے ملک الموت کا سامنا ہو گیا مگر وار شمشاد جو ہاتھ مین تھی اُسنے صاحبقران
پر ماری امیر نے وار شمشاد اُسکی خالی دی اور ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا کمر پر مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک غل ہوا کہ وہ
دیو ہوشنگ مارا گیا اکوان شاہ آکر امیر کے قدمون پر گرا تمام روساے شہر تصدق ہوئے اکوان شاہ امیر کو
ایوان شاہی مین لایا دعوت کی لیکن اور لوگ شہر کے دیو عنقا کو دیکھکر نہایت خائف ہوتے کہ یہ تو اس سے بھی بڑا دیو
ہی امیر نے فرمایا کچھ خوف کا مقام نہین ہی اِسلیے کہ یہ میرا تابع حکم ہی کسیکو ایذا نہ پہونچائیگا اکوان شاہ نے کہا کہ یہ آپ کے ساتھ
ہی تو اسکی بھی دعوت ضرور ہی غرضکہ دیو عنقا کے لیے دو ہزار دیگین کھانے کی جسمین کچھ پلاؤ کی کچھ زردے کی تھین تیار ہوئین
دیو عنقا دیگون سمیت کھا گیا غرضکہ امیر تین دن وہان رہے چوتھے روز رخصت ہو کر طلسم دروازۂ بروج ہفت کواکب
کو روانہ ہوئے دیو عنقا اپنے کاندھون پر امیر اور عمرو کو بٹھائے ہوئے اُڑا چلا جاتا ہی مگر یہان بادشاہ اسلام اور سرداران
ذو الاحترام اور سارا لشکر حیران اور پریشان ہی جا بجا گرد قلعۂ طلسم کے پھر رہے ہین غلہ جتنا تھا ختم ہو گیا ہی اب نوبت گاؤ و
اسپ و شتر کے کھانے کی پہونچی ہی آپس مین کہہ رہے ہین کہ حمزۂ صاحبقران کو گئے ہوئے مہینا بھر کا عرصہ گذرا خدا جانے
اُنپر کیا گذری کہان گئے یا اسیر طلسم ہوئے اگر چھوٹے ہوتے تو مقرر ہماری خبر لیتے خدا اُنکو سلامت رکھے بادشاہ نے تاج
سر پر سے اُتار لیا ہی اور تمام سردار پیچھے اُنکے سر برہنہ پروردگار کو پکار رہے ہین کہ تصدق اپنے بندۂ خاص کا ہمکو قید
طلسم سے نجات دے یا ربا یا مستغیثا کی صدائین بلند ہین سارا لشکر تہِ دل سے دعائین مانگ رہا ہی کہ تیر دعا اُنکا ہدف اجابت
پر پڑا اور آسمان پر سے حمزۂ صاحبقران دیو کی گردن پر سوار مع عمرو بن امیہ نامدار لوح مدور مانند قمر گلے مین
چمکتی ہوئی چہرہ مانند آفتاب کے درخشان نمایان ہوئے غل ہوا کہ صاحبقران آئے امیر اور عمرو نے قدمبوسی بادشاہ
اسلام کی حاصل کی بادشاہ اسلام گلے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ کیا وقت پر خدا آپکو لایا صاحبقران نے سب احوال
بیان کیا کہا کہ لوح بھی لایا ہون غرض وہ دن تو گذرا دوسرے روز صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای
شکنندۂ طلسم اگر لوح تیرے ہاتھ لگے تو گوے بلورین بھی بہم پہونچانا کہ حرف لوح کے بالمشافہ دیکھ سکے اور اگر گوے بلورین
نہوگا تو لوح بیکار ہی کچھ کام اُس سے نہ نکلیگا یہ دونون لازم و ملزوم ہین بلکہ ایک درج لوح نہوا اور گوے بلورین ہو
تو کام نکل جائیگا پس تجھے لازم ہی کہ دیو عنقا پر سوار ہو کر برج سرطان مین جا اور وہان میل آہنی پر گوے ماہتاب
یعنے گوے بلورین قائم ہی اتنی طاقت تو رکھتا ہو کہ اُس میل کو اُکھیڑے اُسکے نیچے سے ایک دھوان نمودار ہوگا وہ
گوے بلورین اُسی کنوئین مین جانے کا قصد کریگا پس تجھے لازم ہی کہ جلدی سے اُس گوے کو لے اور اگر جلدی نہ کریگا
تو بہت لوگ اُسکے خواہان ہین اور کوئی لیجائیگا تو غضب ہو جائیگا پھر تیرے ہاتھ ہرگز نہ آسکیگا اور طلسم فتح نہو سکیگا اور
جب گوے بلورین تیرے ہاتھ آجائے تو اُس چاہ کے اندر کود پڑ جو عجائب و غرائب نظر آئے لوح کو دیکھنا اور اُسپر عمل
کرنا پس یہ لوح مین دیکھکر پہلے ایک سفارش نامہ دیو عنقا کے لیے آسمان پری کو اس مضمون کا لکھکر کہ دیو عنقا ہمارا

خدمتی ہی طلسم دروازۂ بروج مین ہمارے بہت کام آیا ہی تم اسکی نہایت خاطرداری کرنا اور اسکا منصب سپہ سالاری جو قدیم سے تھا اسے دینا کہ ہماری خوشنودی ہی دیو عنقا کو وہ نامہ دیا اور فرمایا کہ ای دیو عنقا اب اتنا کام ہمارا اور ہی کہ ہمین برج سرطان پر پہونچا کے تم پردۂ قاف کو چلے جانا اُسنے عرض کیا بہت اچھا غرضکہ امیر سب سے رخصت ہوئے کہ اب طلسم کشائی کو جاتا ہون عمرو نے کہا کہ ای شہریار مین بھی چلونگا فرمایا کہ ای خواجہ اب تمھارا چلنا اچھا نہین خدا جانے تم کس بلا مین گرفتار ہو جاؤ گے مین تمھین بچا نہ سکونگا تم یہین رہو یہ کہکر دیو عنقا کے کاندھے پر بیٹھ کے چلے سبھون نے دعا دی دیو عنقا صاحبقران کو برج سرطان پر اُتار کر خود رخصت ہو کر چلا گیا صاحبقران نے دیکھا کہ ادلوس جنی سامنے سے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ ای شہریار مین نے آپکی خدمت بہت سی کی ہی اس طلسم مین میرا بھی حق ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا ای ادلوس اگر ہمنے طلسم کو فتح کیا تو تمھین عہدۂ جلیل دینگے یہ کہکر متوجہ ہوئے برج سرطان کی طرف دیکھا کہ ایک بڑا سا گنگٹا منھ کھولے بیٹھا ہی عجب ہیبتناک شکل ہی اور سامنے ایک میل آہنی ہی اُسپر گوے مہتاب یعنے گوے بلورین قائم ہی بس صاحبقران نے اسم پڑھکر اُس میل کو حکہ دہنی طرف سے دیا کہ وہ میل ہلا پھر بائین طرف سے حکہ دیا کہ خوب جنبش مین آیا تیسری مرتبہ لپٹ کر میل سے زور کیا کہ وہ میل اُکھڑا نیچے سے ایک چاہ نمودار ہوا اور وہ گوے بلورین اوپر سے نشیب کو چلا امیر دوڑے کہ اُس گوے بلورین کو چاہ مین نہ گرنے دین کہ اُس کنوئین سے ایک دیونی پیر زال نکلی اور وہ گو اُسنے ہاتھ مین لیلیا اور پکاری کہ ای طلسم کشا چاہتا تھا کہ گوے بلورین کو لیکر طلسم فتح کرے بس جا تیری قسمت مین طلسم کشائی نہین ہی یہ کہکر چاہتی تھی کہ چاہ مین کود پڑے کہ امیر دوڑ کر اُس سے لپٹے کہ او لکاتہ مین تجھے جانے کہان دیتا ہون زور ہونے لگے ایک دو گھڑی مین وہ مردار سست ہو گئی امیر نے چاہا کہ گو اُسکے ہاتھ سے چھینین کہ اُس لکاتہ نے وہ گوے پھینک دیا کہ ای عفریت لے اسے ایک دیو دریا مین سے نکلا تھا کہ اُس گو کو روکے کہ ادلوس نے جلدی سے وہ گو لیکر صاحبقران کی طرف پھینک دیا صاحبقران نے اُس دیونی کو مار کر گوے بلورین کو دوڑ کر اُٹھا لیا لیکن وہ دیو پکارا کہ ادلوس تو نے بڑا غضب کیا کہ گوے بلورین میرے ہاتھ سے کھو دیا مین تجھے چھوڑتا کب ہون اور اُسکو پکڑ کر دریا کے اندر لیگیا پھر نہ نکلا امیر کو ادلوس کے گرفتار ہو جانیکا بڑا صدمہ ہوا یہان لاشہ اُس دیونی کا آپ سے آپ تڑپ کر چاہ کے اندر گرا صاحبقران بھی ساتھ ہی اُسکے چاہ کے اندر کود پڑے اور اُدھر بادشاہ اسلام اور سرداران والاشان نے دیکھا کہ برج سرطان اور میل مہتاب اور برج جوزا اور سنبلہ غائب ہو گئے بادشاہ اسلام نے فرمایا معلوم ہوا کہ صاحبقران نے طلسم مہتاب فتح کیا سبھون نے عرض کیا ظاہر ہی کہ شکل اُسکی قلعے پر سے غائب ہو گئی مگر صاحبقران جو تہ چاہ پر پہونچے تو نہایت تاریکی دیکھی اُس گوے بلورین کی روشنی سے راستہ معلوم ہوا آگے بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک دست سیاہ گوے بلورین پر پڑا کہ چھین لے صاحبقران نے اُس ہاتھ کو پکڑ کر دیکھا کہ ایک دیو ہی سیاہ فام بدہیئت ایک گھونسا اُسکے مُنھ پر صاحبقران نے مارا کہ کئی دانت اُسکے ٹوٹ کر حلق مین جا رہے اور بھاگا غل ہوا کہ دربان طلسم کو مارا مگر صاحبقران گوے بلورین کی روشنی مین چلے جاتے تھے جب راہ تاریک تمام ہوئی ایک گنبد لاجوردی معلوم ہوا صاحبقران اندر اُسکے گئے دیکھا کہ فرش آبی رنگ کا بچھا ہوا ہی اور سات تخت بچھے ہوئے ہین اُنپر سات تاجدار بیٹھے ہوئے ہین اور بارہ کرسیان بچھی ہوئی ہین اُنپر بارہ وزیر مندیلین سر پر رکھے متمکن ہین اور سیکڑون متصدی حساب و کتاب لکھ رہے ہین مگر سب آبی لباس پہنے ہین اور چھت سے گنبد کی ایک زنجیر لٹکی ہوئی ہی اور ایک سوراخ چھت مین ہی لیکن ڈاٹ لکڑی کی اُسمین دی ہوئی ہی اور ایک جانب سقف گنبد مین ایک لوح نصب ہی صاحبقران ابھی نگران تھے کہ غل ہوا کہ ارے طلسم کشا آیا لو اسے جانے نہ پائے صاحبقران لوح کو دیکھکر پکارے

کہ میاں اگر لوح کے خواہان ہو تو لو اسے یہ کہکر لوح آگے اُنکے پھینکدی ایک تخت نشین کہ سب کا حاکم وافسر معلوم ہوتا تھا
لوح اُٹھانے کو دوڑا صاحبقران نے کھینچکر تیغۂ عقرب سلیمانی مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک شور ہوا کہ مارا
عطارد جادو کو لینا اس مفسد کو جانے نہ پائے اور سب طرف سے لوگ دوڑے صاحبقران اُن لوگون کو آتے دیکھکر
زنجیر پکڑ کر سقف گنبد پر چڑھ گئے اور ٹانٹ جو لگی ہوئی تھی اُسے علیحدہ کیا بس ساتھ ہی اُسکے جدا ہونے کے چھت سے پانی گرنے لگا
یہانتک بارش آب ہوئی کہ جتنے لوگ تھے سب غرق ہوئے اور پانی بلند ہونے لگا حتے کہ صاحبقران کے قریب پہونچا
اُسوقت لوح دیکھا اُس توے مین قلابہ لگا ہوا تھا جھٹکا دیا کہ توا اُکھڑ گیا سوراخ نمایان ہوا اور ایک اژدہا دکھائی دیا
وہ صاحبقران پر حملہ آور ہوا بحکم لوح صاحبقران نے وہ گوے بلورین دکھایا کہ آنکھین اژدہے کی اُسکی چمک سے جھپک گئین صاحبقران
بحکم لوح اژدہے کے منھ مین کود پڑے راستہ معلوم ہوا روانہ ہوئے ایک دروازہ دکھائی دیا نزدیک جاکر اُسے کھولا ایک باغ نظر آیا
کہ اُسمین سواے گلاب کوئی دوسرا پھول نہ تھا بہت خوش ہوئے شکر پروردگار بجا لائے دیکھا کہ جانوران خوش الحان
دمزمہ پیرائی کر رہے ہین ذکر حق سبحانہ وتعالی مین مصروف ہین سیر کرتے چلے آتے تھے کہ آواز چنگ ورباب کی کان
مین آئی آگے بڑھے ایک بارہ دری دکھائی دی اُسمین سات تخت بچھے ہوئے دیکھے اور ہر ایک تخت پر ایک ایک
نازنین مہر طلعت بیٹھی ہوئی تھی جام مے گلرنگ گردش مین تھا ناچ ہو رہا تھا ساز بج رہا تھا گرد واطراف اُن نازنینون
کے اور نازنینین کھڑی تھین اُنھون نے صاحبقران کو جو دیکھا تعظیم کے واسطے اُٹھین جام شراب کا سے لیکر
چلین امیر نے بحکم لوح چھ جام تو چھ نازنینون کے ہاتھ سے لیکر پی لیے ساتوین نے جام دیا اُسے پھینک دیا نہ پیا
اُسنے کہا کہ اے شہریار یہ آپ نے کیا کیا کہ میرے ہاتھ سے جام نہ پیا بلکہ پھینک دیا کیا مین اس قابل نہ تھی صاحبقران
نے فرمایا کہ تم خفا نہو ایسی شی تمھین دونگا کہ خوش ہو جاؤگی یہ کہکر بحکم لوح سے گوے بلورین سامنے اُسکے پھینک دیا
کہ لو اسی کی تم خواہان تھین وہ نازنین خوشی خوشی گوے بلورین لینے کو دوڑی جب قریب گوے کے پہونچی صاحبقران
نے کھینچکر تیغۂ عقرب سلیمانی کمر پر اُسکی مارا کہ مانند خیار تر اُسکے دو ٹکڑے ہوئے پھر گوے بلورین صاحبقران
نے اُٹھا لیا پھر ایک غوغا ہوا کہ مارا زہرہ جادو کو لینا اسے جانے نہ پائے صاحبقران کسی طرف متوجہ نہوئے
اور جس نازنین کو مارا تھا اُسکے تخت پاس آئے تخت کو بحکم لوح وہان سے ہٹایا دیکھا کہ ایک تختہ سنگ نصب ہے
قلابہ اُسمین جڑا ہوا ہے قلابے مین ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا اور بزور صاحبقرانی اُسے اُکھیڑ کر علیحدہ پھینکا منہ نقب
کا نمایان ہوا اور دود گرم اُسمین سے نکلا صاحبقران دور ہٹ گئے دیکھا کہ ایک گینڈا سیاہ اُسی نقب سے نکلا
اور صاحبقران پر دوڑا امیر نے گوے بلورین اُسے دکھایا وہ گینڈا ایک طرف کو بھاگا صاحبقران اُسکے
تعاقب مین روانہ ہوئے یہان بادشاہ اسلام اور تمام لشکر نے دیکھا کہ میل زہرہ غائب ہوا اور برج ثور و میزان
دونون ناپدید ہو گئے فرمایا کہ طلسم زہرہ صاحبقران نے فتح کیا مگر صاحبقران اُس گینڈے کے پیچھے دوڑے
چلے جاتے ہین یہانتک دوڑے کہ پاؤن مین چھالے پڑ گئے پاؤن تھک گئے اب یہ حال ہو کہ گر گر پڑتے ہین
اور پھر اُٹھکر دوڑتے ہین آخر کار دعا مانگنا شروع کیا کہ دور سے ایک مرکب باساز و یراق مرصع دیکھا لوح
کو دیکھکر اُسکی طرف متوجہ ہوئے مرکب امیر کو دیکھکر وحشت کرنے لگا صاحبقران نے فرمایا اے خنگ تو میری
سواری کے واسطے ہے کیون وحشت کرتا ہے یہ سنکر وہ رام ہوا صاحبقران کو تکنے لگا صاحبقران نے گوے بلورین
اُسے دکھایا وہ جھک گیا صاحبقران پشت پر اُسکی سوار ہوئے وہ ایک طرف لیکر روانہ ہوا تھوڑی دور
آئے تھے کہ سم مرکب کی آواز بلند ہوئی دیکھا تو سات سوار تاجدار اور سات شاطر اُنکے ہمراہ اور بارہ سو سوار

پیچھے اُنکے زرد لباس پہنے ہوئے سامنے سے نمودار ہوئے اور صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ کیا خوب مرکب آپ کا ہی سبحان اللہ واہ یہ آپ نے ابھی لیا ہی یا مدت سے آپ کے پاس ہی امیر نے فرمایا کہ یہ کیا چیز ہی اس سے زیادہ عمدہ تحفہ میرے پاس ہی کہ تم دیکھو گے تو بہت خوش ہو گے بادشاہون نے کہا کہ وہ کیا شئ ہی صاحبقران نے گو نکالکر دکھایا اُن سبھون نے ہاتھ پھیلائے کہ ہمارے ہاتھ مین دیجیے امیر نے فرمایا کہ ایک شخص تم مین سے لے جائے دو ن ایک تاجدار کہ سب کا افسر معلوم ہوتا تھا وہ آگے بڑھا کہ مجھے دیجیے امیر نے گوے بلورین ہاتھ سے ڈالدیا کہ لو وہ گھوڑے سے کود اگر گوے بلورین لے صاحبقران بھی ساتھ ہی مرکب سے کود ے اور کھینچکر تیغۂ عقرب سلیمانی ایک ہاتھ جو مارا اُس تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے اور خود گوے بلورین کو اُٹھا لیا اور آپ اُسکے مرکب پر سوار ہوئے اور رون نے غل مچایا کہ ارے آفتاب جادو کو مار لینا اسے امیر نے خیال بھی نہ کیا کہ یہ بکتے کیا ہین اور وہ گھوڑا امیر کو ایک درخت چنار کے پاس لایا امیر نے بحکم لوح اُس درخت کو اُکھیڑا نیچے اُسکے ایک چاہ دکھائی دیا امیر اُسمین کود پڑے یہان بادشاہ اسلام اور تمام لشکر نے دیکھا کہ برج اسد مٹ گیا اور گوے آفتاب مع میل نقب مین گر پڑا سب سمجھ گئے کہ طلسم آفتاب امیر نے فتح کیا مگر صاحبقران جو نقب مین روانہ ہوئے تھے جب اُسکو طے کر کے باہر نکلے دیکھا کہ ایک شیر بندھا ہی اور ایک آدمی گوشت بکری کا شیر کو دکھار ہا ہی جب شیر جھپک کر چاہتا ہی کہ منہ بڑھا کر اُسے لے وہ آدمی اُس پارچہ گوشت کو ہٹا لیتا ہی شیر غراتا ہی اور زنجیر توڑ ڈالنے کا قصد رکھتا ہی کہ اسی اثنا مین صاحبقران ضیغم شکار جو سامنے سے نمودار ہوئے اُس شخص نے شیر کو چھوڑ دیا وہ شیر امیر شیر گیر پر حملہ آور ہوا صاحبقران نے اُسکا حملہ رد کر کے گوے بلورین اُسے دکھایا کہ وہ شیر اُس آدمی کی طرف جو اُسے گوشت دکھار ہا تھا جھپٹا اور ایک طمانچہ مارا کہ وہ گرا شیر اُسے کھا گیا امیر نے قریب جا کر اسم پڑھکر دم کیا کہ وہ شیر بت ہو کر رہگیا جنبش نکر سکا امیر نے بحکم لوح ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا کہ اُس شیر کے دو ٹکڑے ہو گئے بس آندھی سیاہ چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من اسد جادو بود بس پھر جو روشنی ہوئی امیر نے ایک میدان وسیع مین اپنے کو دیکھا بحکم لوح ایک طرف کو روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک کوہ نظر آیا زیر کوہ ایک چشمہ دیکھا امیر قریب اُسکے گئے ایک نہنگ نکلا امیر منہ مین اُسکے کود پڑے وہ لیکر امیر کو غرق ہو گیا صاحبقران نے اپنے کو ایک دروازے پر پایا دیکھا کہ دروازہ بند ہی قفل چڑھا ہوا ہی امیر نے بحکم لوح زنجیر کو کاٹا دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے دیکھا کہ ایک باغ رشک گلزار ارم ہی اور ایک عمارت عالیشان اُسمین بنی ہوئی ہی اور ایک طرف نہر ہی اور بیچ مین اُس نہر کے ایک میل فولادی قائم ہی اور مقابل مین اُس میل کے ایک قرابہ بہت بڑا کہ اُسمین کوئی سو من شراب سمائے رکھا ہوا ہی اور شعلہ ہائے آتش اُسمین سے بلند ہین اور ایک عمود گران سنگ آسمان رنگ قریب اُس قرابے کے رکھا ہی اور ایک سمت کو بارہ مرد پیر بار ریش سفید شمشیر ہائے برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے بیٹھے ہین اور اُنکے پس پشت بارہ نوجوان تیغہ ہائے عریان ہاتھون مین سنبھالے کھڑے ہین ایک طرف بارہ زنگیان سیہ رو تیرہ درون ننگی تلوارین علم کیے ہوئے استادہ ہین جیسے ہی اُن زنگیون کی نگاہ امیر پر پڑی دوڑے کہ لینا طلسم کشا کو جانے نہ پائے صاحبقران نے لوح کو دیکھکر اُس قرابے کے پاس آکر وہ عمود اُٹھا کر قرابے پر مارا کہ قرابہ ٹوٹا اور شعلہ ہائے آتش بھڑک کر اُن زنگیون پر اور اُن آدمیون پر گرے کہ وہ جلنے لگے تمام مکانون مین آگ لگ گئی امیر کو لوح سے آگاہی تھی کہ شعلہ ہائے آتش سے بچنا امیر بھاگے اور اُس حوض مین کود ے اور

لپٹ کر اُس میل کو اُکھاڑا وہ پائی تو میل کی جڑ مین غائب ہو گیا اور دروازہ نمودار ہوا اندر دروازے کے داخل ہوئے
یہان لشکر والون نے دیکھا کہ شکل مریخ مٹ گئی اور برج عقرب اور برج حمل نابود ہو گئے معلوم ہوا کہ صاحبقران نے طلسم مریخ
کو فتح کیا یہان صاحبقران جو داخل دروازہ ہوئے دیکھا کہ ایک فقیر صندلی رنگ ہی اور بارہ فقیر صندلی پوش ساز بجا
رہے ہین اور بارہ فقیر معروف رقص و غنا ہین بارہ فقیر محو تماشا ہین صاحبقران کو جو دیکھا ہر ایک پکارا عشق اللہ
ہو بابا آؤ قدم رنجہ فرماؤ جو فقیرون کو میسر ہو وہ کھاؤ اور ہر ایک مستفسر حال ہوا کہ تم کون ہو یہان کیونکر تشریف لائے آنے
کا کیا سبب ہی امیر حمزہ صاحبقران نے کہا کہ لشکر میرا گرداب طلسم مین پھنسا ہوا ہی آیا ہون کہ طلسم کو توڑون اور اُن
سب کو نجات دون وہ پکارے فضل معبود تجھپر ہی تو نے طلسم کو فتح کیا ہمنے ایک تحفہ تیرے واسطے بہت خوب رکھ
چھوڑا ہی وہ دروازہ بند ہی اُسے کھولکر اندر جا اُس تحفے کو حجرے سے نکال لا امیر نے لوح کو نہ دیکھا فریب مین
آ گئے اُنکو بسبب فقیری وضع کے سچا جانکر اُس دروازے کے پاس گئے دروازہ کھولنے کا قصد کیا تھا کہ جتنے فقیر
تھے سونٹے پکڑ پکڑ کر دوڑے پکارتے کہ لینا اس قاتل ساحران کو امیر نے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے عزیز خبردار
اِن فقیرون کے کہنے سے دروازہ نہ کھولنا اندر نہ جانا اور اگر تو نے از راہ غلطی دروازہ کھولا تو سب قلندر لاٹھیان
پکڑ پکڑ کر تجھپر دوڑینگے اگر ایک لاٹھی بھی تجھپر پڑ گئی تو کام تیرا تمام ہو جائیگا کچھ صاحبقرانی تیری نہ چلیگی چاہیے کہ تو بھاگ
فقیر تیرا تعاقب کرینگے اور غیرت دلائینگے کہ تو صاحبقران کہلاتا ہی باوجود صاحبقرانی بھاگا جاتا ہی اے زہے
جرات و ہمت تو کچھ ان باتون پر ہرگز اعتنا نہ کرنا جواب نہ دینا اور پیچھے پلٹ کر نہ دیکھنا جاتے جاتے ایک
میدان مین پہونچے گا کہ چار میل وہان نصب ہین اُن چارون میلون کے بیچ مین بیٹھکر یہ اسم پڑھکر فقیرون کی طرف دم
کرنا وہ آپس مین لڑ کر مر جائینگے ایک باقی رہ جائیگا اُسے تم خود مار لینا صاحبقران یہ دیکھکر بھاگے وہ فقیر پیچھے دوڑے
امیر کو وہ میل نظر آئے بیچ مین اُن میلون کے بیٹھکر امیر نے اسم پڑھنا شروع کیا وہ فقیر باہر سے اُن میلون کے
غل مچا رہے ہین کہ تو یہ کیا پڑھ رہا ہی لیکن اندر میلون کے نہین آ سکتے تھے کہ امیر نے اسم کو ختم کر کے فقیرون
کی طرف دم کیا اُنمین وہ نفاق پیدا ہوا کہ لڑنے لگے آخر سب مر گئے جب ایک فقیر رہ گیا امیر نے جھپٹ کر تیغ مارا
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک شور و غل بپا ہوا آندھی چلی جہان تیرہ و تار ہو گیا شعلے مانند برق کے چمکے تگرگ باری
ہوئی وہ میل کہ شکل مشتری جسپر بنی ہوئی تھی غائب ہو گیا اور برج قوس و حوت نابود ہو گئے اب جو روشنی ہوئی
صاحبقران نے اُنھین میلون مین اپنی لوح کو دیکھکر اسم اعظم پڑھنا شروع کیا جب ایک سو ایک مرتبہ پڑھ چکے
ایک شخص مہیب شکل دکھائی دیا کہ جسکے سات سر ہین بارہ ہاتھ ہین ہاتھی پر سوار ہی ایک ہاتھ مین تصویر مینڈھے
کی ہی ایک ہاتھ مین تصویر گاؤ کی ایک ہاتھ مین تصویر دو شخص توام کی ایک ہاتھ مین صورت سرطان کی ایک ہاتھ
مین تصویر شیر کی ایک ہاتھ مین تصویر خوشۂ گندم کی ایک ہاتھ مین ترازو اور ایک ہاتھ مین تصویر عقرب کی ایک ہاتھ مین کمان
ایک ہاتھ مین تصویر بزغالہ ایک ہاتھ مین ڈول ایک ہاتھ مین تصویر پیکر ماہی کی عجب زور شور سے نمودار ہوا کہ رستم
دیکھے تو زہرہ آب ہو جائے صاحبقران نے دل کو قوی کر کے اسم پڑھنا شروع کیا وہ پکارا اے اجل رسیدہ یہ کیا پڑھ
رہا ہی اسے موقوف کر نہین تو مارا جائیگا صاحبقران کو لوح سے ممانعت تھی کچھ جواب نہ دیا اسم خوانی مین مصروف رہے
پھر اُسنے نعرہ کیا کہ نہین مانتا تو شاید قضا تیری آ گئی ہی اور صورت حمل کو امیر کی طرف پھینکا وہ صاحبقران پر تلوار
کھینچکر چلی امیر اُسی طرح بیٹھے ہوئے اسم پڑھا کیے وہ صورت قریب امیر کے آ کر نابود ہو گئی پھر اُسکے ہاتھ مین
اور صورتین جو تھین اُنکو چھوڑا وہ سب چار طرف سے امیر پر حملہ آور ہوئین اب امیر پریشان ہوئے چاہا کہ

تلوار پکڑکر دوڑین لیکن لوح کی طرف سے ممانعت تھی کہ اُٹھنا نہین اسم پڑھے جانا امیر اُسی طرح اسم پڑھتے رہے
وہ صورتین ڈر اڑ کر غائب ہوگئین اب خود وہ فیل سوار سامنے آیا اور کہا کہ اے عزیز مطلب تیرا کیا ہی بیان
کر مین مطلب تیرا پورا کر دون امیر نے کچھ جواب نہ دیا دوسری مرتبہ اُسنے بہ لجاجت پوچھا کہ جو مال طلسم تجھے
درکار ہووے اور جو اسباب چاہیے ہو وہ بھی لے امیر چپکے بیٹھے اسم پڑھ رہے ہین کچھ جواب نہین دیتے
آخر کار رو رو کر کہا کہ تو کچھ نہین کہتا کیا میری جان لیگا میرے ہلاک کرنے سے کیا حاصل ہوگا کچھ تو بیان کر مین نے
تیری کیا تقصیر کی ہی جو منہ سے نہین بولتا صاحبقران نے بالکل اعتنا نہ کی اب اُس فیل سوار نے کہا کہ تو میرے
پیچھے پڑا ہی خیر مین چلا جاتا ہون نہایت مضمحل ہاتھی سے اُتر کر ایک طرف کو بھاگا صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او کافر
جاتا کہان ہی اور نکالکر کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمردپیکان عقاب پر کمان
مین پیوستہ کر کے جو مارا البشت پر لگا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا اور وہ چرخ کھا کر گرا شور و غل پیدا ہوا زمانہ
تاریک ہوگیا آواز گیر و دار کی بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من اکوان جادو
بادشاہ طلسم بود اب جو روشنی ہوئی صاحبقران نے دیکھا کہ سامنے قلعے کے کھڑا ہون اور وہ جو گردش
جہازون کی تھی موقوف ہی سب اپنی جگہ پر قائم ہین جتنے سردار تھے اُنھون نے قدمبوسی امیر کی حاصل کی
امیر نے بادشاہ اسلام کو سلام کیا عمرو دوڑ کر قدمون سے امیر کے لپٹ گیا کہ اسمین دروازہ قلعے کا کھلا اور
غول کے غول جادوگرون کے آکر سلام کر کے صف بستہ سامنے صاحبقران کے کھڑے ہوئے اور اُنکے افسرون نے عرض
کیا کہ ہم حضور کے مطیع ہین چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے صاحبقران نے فرمایا کہ وزیر بادشاہ اکوان جادو کا کون ہی
اور لوح کو جو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ یہ سب تمھارے مطیع ہین جو چاہو سو کرو غرض اُن جادوگرون سے ایک جادوگر
سامنے آیا اور اُس جادوگر کے سر پر مندیل رکھی تھی کہا کہ مین وزیر ہون یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ کیا نام
ہی تیرا عرض کیا کہ مشتری اختر شمار جادو فرمایا کہ تم سب اگر مسلمان ہوا ور ترک سحر کرو تو مین تمھین قتل نہ کرونگا
سبھون نے عرض کیا کہ ہمنے لعنت کی سامری اور جمشید پر اور سحر سے توبہ کی غرض صاحبقران مع سرداران
عالیشان اندرون قلعہ آئے اور بادشاہ اسلام تخت پر آکر بیٹھے تمام تبخانے تڑوا ائے مسجدین بننے لگین آواز
اذان کی جابجا سے آنے لگی مشتری اختر شمار نے مال و خزانہ پیشکش کیا امیر نے دہ یکی تو عمرو کو دی اور
باقی اپنا حق اور بادشاہ اسلام کا حصہ اور سب سردارون کو تقسیم کر دیا بعد اُسکے مشتری سے پوچھا کہ ایک
شخص از قوم جن ادلوس نامے گرفتار طلسم ہوا تھا وہ کہان ہی عرض کیا اُسنے کہ زندان مین گرفتار ہی فرمایا کہ بلواؤ
اُسے وہ ہمارا دوست ہی مشتری نے ادلوس کو زندان سے نکالا قید اُسکی دور کرائی حمام کروا کر خلعت پہنا کر
سامنے لایا اُسنے سلام کیا قدمون پر گرا صاحبقران نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے مشتری ہمنے اس طلسم
کا بادشاہ ادلوس کو کیا تم سب اسکی اطاعت کرو سب نے عرض کیا کہ حضور یہ تو شاہزادہ ہی اسکی اطاعت مین ہمین
انکار کیا ہی اگر آپ ایک ادنے کو حاکم کر دیتے تو ہم اُسکی اطاعت سے باہر نہ ہوتے صاحبقران نے یہ گفتگو سنکر خلعت
منگوا کر اُسکو پہنایا تخت پر بٹھایا سب ساحرون سے نذرین دلوائین دہائی ادلوس کی تمام قلعے مین پھر گئی بعد اُسکے
سامان کوچ ہونے لگا اسی اثنا مین خبر ملی کہ بیٹا خواجہ بہلول کا ادہم بن بہلول ظلمات کیطرف سے آیا ہی آرزو قدمبوسی کی
رکھتا ہی فرمایا کہ جلد اُسے لاؤ کہ باپ اُسکا پردۂ قاف مین ہمارے ساتھ رہا ہی اُسیوقت خواجہ ادہم بن بہلول اندر بارگاہ کے
آئے سلام کیا نذر گذرانی امیر نے خلعت دیا گلے سے لگایا کرسی زرنگار پر بٹھایا دورہ جام گردش مین آیا فرمایا کہ خواجہ

ادہم حال زبرجد نگار کا بیان کرو اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار زبرجد شاہ کا بڑا جاہ و جلال ہے وہ تو دعوی خدائی کرتا ہے قیطول مابین زمین و آسمان معلق ہے دوزخ اور بہشت بنے ہین سست اعتقاد لوگ اُسکی خدائی پر ایمان لائے ہین ملکہ دمامہ جادو اُسکی معین و مددگار ہے یہ سب اُسکے سحر کا کردار ہے فرمایا کہ اگر چاہا پروردگار عالم نے تو اُسے مارینگے اور کہا اے ادہم اب حال زمرد شاہ کا بیان کرو کہ کہان پہونچا عرض کیا کہ شہریار ایک شہر ہے سعادت آباد حاکم وہان کا بھانجا زبرجد شاہ کا سعادت شاہ ہے لقا وہان پہونچا ہے چاہتا تھا کہ ظلمات کو چلا جائے مگر اُسنے نجانے دیا روک لیا اور ایک پہلوان ہے اُسکے پاس زال تیغزن اُسکا نام ہے سوگز کا اُسکا قد ہے اُسنے وعدہ کیا ہے کہ مین خدا پرستون کو قتل کرونگا اور لڑونگا اور بختیارک نے بھی اُسے بہت پسند کیا مگر بختیارک نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا شکوہ کیا تھا کہ اُسنے اپنے عیار کو بلا کر سامنے کیا کہ کاؤس اُس عیار کا نام تھا بختیارک اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور اُسے اپنا فرزند کیا یہ کافر سب سعادت آباد مین ہین فرمایا کہ کہان جائینگے میرے ہاتھ سے قصہ مختصر دو روز خواجہ ادہم کو اپنے پاس مہمان رکھا بعد اُسکے رخصت کیا اور آپ کوچ کرکے روانہ ہوئے جب قریب سعادت آباد کے پہونچے اور لشکر وہان اُترا عمرو نے کہا کہ حمزہ مین ذرا سعادت آباد کی سیر کر آؤن فرمایا اچھا جاؤ خواجہ عمرو اُسیوقت روانہ ہوئے اُدھر ہرکارون نے سعادت شاہ کو خبر دی کہ لشکر حمزہ کا آپہونچا لقا تو کانپنے لگا رنگ چہرہ کا پرواز کر گیا مردنی سی چھاگئی مگر کاؤس عیار نے کہا کہ عمرو کو مین گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر راہی ہوا جب لشکر اسلام مین بصورت مبدل پہونچا ہرچند عمرو کو تلاش کیا مگر نہ پایا خیال مین آیا کہ عمرو تو معلوم نہین ہوتا ہے اب حمزہ کو پکڑ لیجیل اور اگر افسر پکڑا گیا تو لشکر بیکار ہو جائیگا یہ سمجھکر فکر مین ہوا کہ امیر کو پکڑے اتنے مین جب دربار برخاست ہوا سب افسر رخصت ہو ہو کر اپنی اپنی خوابگاہون مین گئے کاؤس ایک پیرزال کی صورت بنکر روتا ہوا دروازے پر آیا نگہبان اور پاسبان جو بیٹھے تھے پوچھا کہ ارے تو کون ہے کہا محتاج ہون اسوقت نہ کوئی دستگیری کرنے والا ہے نہ روٹی کا سہارا ہے لوگون نے ترس کھا کر اُسے بٹھایا دو دو چار چار پیسے دیئے کھانا کھلایا اُس نمکحرام نے کیا کام کیا کہ جلدی سے آب و شراب مین بیہوشی ملائی جتنے نگہبان اور پاسبان تھے سب پی پی کر بیہوش ہوئے اب یہ حرامزادہ ایک خدمتگار کی صورت بنکر اندر آیا وہان بھی جو دو ایک آدمی تھے اُنکو میوہ کھلا کر بیہوش کیا تمام شمعون کو گل کیا صاحبقران کے پلنگ کے پاس آیا دوشالہ منہ پر سے اُٹھایا دیکھا کہ چہرہ مانند آفتاب کے چمک رہا ہے اور دبدبہ و شان و شوکت ہویدا ہے اُنکا چہرہ دیکھکر یہ بھول گیا سعادت شاہ اور زبرجد شاہ کو اپنے دل مین کہا کہ یہ رعب دار چہرہ تو نے کسی کا نہین دیکھا الغرض صاحبقران کو بیہوش کرکے حلقہ ہائے کمند مین باندھکر چادر عیاری مین لپیٹا پشتارہ پیٹھ پر لگا کر چلا تمام لشکر طے کرکے راستہ شہر کا لیا مگر بیان اُنکا حال سنیئے کہ عمرو بن امیہ ضمری جب قریب شہر سعادت آباد کے پہونچا صورت اپنی ایک پیادے کی بنائی داخل شہر ہوا دیکھا کہ شہر آباد ہے عجیب رونق ہے گرم بازاری ہو رہی ہے بازاری تماشا کر رہے ہین طوائف اپنے اپنے کمرون مین بیٹھی ہوئی ہین عاشق کھڑے ہوئے ہین شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہین نظارہ بازیان کر رہے ہین عمرو سیر و تماشا دیکھتا ہوا ایوان شاہی تک پہونچا شکل چوبدار کی بنکر داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ لقا تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور سعادت شاہ برابر اُسکے تخت پر ایک طرف بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف زال تیغزن کہ نام ایک پہلوان کا ہے اُسے دیکھا کہ دنگل آرائے سپہ سالاری ہے اور سردار گرد و اطراف مین بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین کہ کاؤس عیار عمرو کے گرفتار کرنے کو گیا ہے ابھی تک پھر کر نہین آیا بختیارک کہہ رہا کہ عمرو شاہ عیاران عیار ہے وہ کب

کسکے ہاتھ لگتا ہو مگر ہان کاؤس کی خیر مناؤ کہ وہ خود ہی زندہ و سلامت پھر کر چلا آئے سعادت شاہ نے جواب دیا کہ ملک جی کاؤس بلائے بے درمان ہو دیکھو وہ کیا کرتا ہو عمرو نے یہ ذکر سنکر اپنے دل مین کہا غضب ہوا کہ وہ کافر لشکر اسلام مین ہو خدا جانے کیا آفت برپا کریگا پھر جو یہ سوچا کہ تو جو یہان آیا اپنا دو کوڑی کا روزگار تو کرے اُن لوگون کا خدا مالک ہو یہ سوچکر بس ایوان شاہی سے باہر نکلا اور داخل بارگاہ ہوا اور ساقی بچون کے طائفے مین جاکر بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے میخانے مین آیا ہر قرابے کو سونگھکر بیہوشی اُسمین ملائی بعد اُسکے صحبت مین آکر وہ ساقی جو شراب پلا رہا تھا اُس سے کہا کہ اب تم تھک گئے ہو جاؤ مین سمجھ لونگا وہ تو جام صراحی دیکر چلا گیا عمرو نے تمام محفل کو شراب پلاکر بیہوش و مدہوش کیا پہلے سب اسباب صحبت کا لیکر نذر زنبیل کیا بعد اُسکے سعادت شاہ کی ڈاڑھی مونڈکر صورت قلندر کی بناکر اور وزیر کو اُسکے شکل بندر کی بناکر پٹا گلے مین ڈال رسی باندھی دوسرا سرا رسی کا سعادت شاہ کے ہاتھ مین دیا اور پھر تو تمام صحبت کا رنگ دگرگون کرکے باہر بارگاہ سے آیا تمام چوبدارون کو برہنہ اور روسیاہ کرکے چراغ کی بتیان ناکون مین چڑھا کر جوتیان ہاتھون مین دیکر ایک رقعہ مونچھون مین سعادت شاہ کی اس مضمون کا لکھکر باندھ دیا کہ اے سعادت شاہ آگاہ ہو کہ یہ کام عمرو عیار بن امیہ ضمری نامدار کا ہو تجھے لائق و لازم ہو کہ تو ہوش مین آتے ہی اسلام قبول کر اور لقا کی مشکین باندھکر حمزہ کے پاس لے آ اور اگر خلاف اسکے کیا تو سزا پائیگا اور خراج ماہ بماہ بھیجے جائیگا تو ڈاڑھی منہ پر تیرے جمیگی نہین تو اسی طرح رہے گا بس یہ رقعہ سعادت شاہ کے باندھکر کوئی دو پہر رات گئی ہوگی کہ عمرو وہان سے چلا گذر باورچی خانے کیطرف سے جو ہوا دیکھا کہ ایک شخص مزدور کو پکار رہا ہو عمرو مزدور کی صورت بنکر سامنے آیا پوچھا کہ صاحب مزدور کو کیون ڈھونڈھتے ہو اُس شخص نے کہا کہ یہ خوان کھانے کا ہو اسے لیچل پوچھا کہ کہان جائیگا اسوقت کون کھانے کو کھائیگا کہا تجھے کیا کام ہو مزدوری کریگا یا نہین وہ بولا پیر مرشد خدا جانے کتنی دور لیجائیے گا اُسنے کہا تو بڑا تکراری ہو یہین زندانخانے مین یہ کھانا نریمان آہن تاب کے واسطے لیجاؤنگا کہ لقا اُسے قید کیے ہوئے اپنے ساتھ لایا ہو سعادت شاہ نے اُسے ہر چند سمجھایا کہ زبرجد شاہ کو سجدہ کر اُسنے نہ مانا ازبسکہ سعادت شاہ اُسکو بہت عزیز رکھتا ہو یہ اُسکے واسطے کھانا جائیگا آج دیر ہوگئی روز سویرے سے جایا کرتا ہو عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ اب چلنا واجبات سے ہو کہا پیر مرشد اسوقت دو گنڈے نقد اگر آپ غلام کے ہاتھ پر رکھدینگے تو غلام خوان لے چلے گا اُسنے جلدی سے چار ٹکے نکالکر دیے اور کہا کہ لیچل خوان کو اور ایک ہاتھ مین فلیتے بھی لے لیے عمرو نے جلدی سے خوان اُٹھالیا فلیتہ روشن کرکے آگے بڑھا داروغہ ساتھ ہوا اب پوچھتا چلا جاتا ہو کہ صاحب کتنی دور زندانخانہ رہا جب قریب پہونچا تو اُسنے بتایا کہ وہ ہو زندانخانہ بس عمرو نے حلقے کمند کے مارکر داروغہ کو گرفتار کیا اور زمین کھودکر اُسے گاڑدیا اب وہ کھانا لاکر موکلان زندان کو کھلایا وہ کھاکر بیہوش ہوئے عمرو اندر آیا نریمان کو دیکھا کہ سوتا ہو بس اُسے بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالکر روانہ ہوا لشکر اسلام کے قریب پہونچا اتفاقات روزگار بادشاہ اسلام بنیۂ صید افگنی نکلے تھے کہ عمرو نے سلام کیا اور عرض کیا کہ نریمان کو چھڑالایا اور سعادت شاہ کو خوب ذلیل کر آیا بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے جسوقت شکارگاہ سے پھرے اور داخل لشکر ہوئے تو سنا کہ رات کو کوئی حمزۂ صاحبقران کو بستر خواب پر سے لیگیا عمرو نے کہا کہ مقبل کیا مرگیا تھا کہا کہ وہ پانی کی عفونت سے ماندہ ہوگیا ہو دو بھائی اُسکے فتاح اور فتوح موجود تھے اُنکو مارکر حمزہ کو کوئی گرفتار کرلے گیا بس عمرو مضطر اور پریشان ہوکر خیمۂ صاحبقران مین آیا عمرو نے پیترا کاؤس عیار کا پہچانا بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ شہریار سعادت شاہ کا عیار حمزہ کو پکڑلے گیا ہو

یہ

مین جاکر خبر لاتا ہون نریمان کو توزنبیل سے نکالکر بدیع الزمان کے حوالے کیا اور آپ سعادت آباد کو روانہ ہوا
مگر بیان کاؤس جو دروازۂ ایوان شاہی پر پہونچا کلموہون کو لڑتے دیکھا اندر گیا تو بدر اور قلندر مین لات مکی چل رہی
تھی توبہ توبہ کا غل تھا ایک کہہ رہا تھا کہ واہ کیا شعور ہی تمھارا کہ تمنے مونچھون مین تانت باندھی ہی دوسرا کہہ رہا ہی واہ
اُلٹی تہمت لگاتے ہو تمنے خود اُس شخص کے انثیین مین تانت باندھی بختیارک انفصال کر رہا ہی کہ کاؤس
پہونچا بختیارک نے کہا ہی کاؤس دیکھو عمرو نے یہ رنگ صحبت کا کیا کاؤس بولا ملک جی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا
مگر مین حمزہ کو پکڑ لایا ہون کہا کہ مرحبا صد مرحبا کاؤ نمایان تو نے کیا الغرض امیر کو تو اسیر غل و زنجیر کیا اور سعادت شاہ
کو آگاہ کیا کہ یہ سب کردار عمرو کے ہین سعادت شاہ بہت منفعل ہوا وہان سے گیا حمام کیا کپڑے پہن کے آکر
بیٹھا لقا نے کہا کہ لاؤ حمزہ کو اُدھر صاحبقران کو جو ہوش آیا اپنے تئین غل و زنجیر مین گرفتار زندانخانے مین
پایا یقین ہوا کہ کوئی عیار پکڑ لایا کہ اسمین چوبدار نے آکر داروغہ سے کہا کہ حمزہ کو لیچلو خداوند نے یاد کیا ہی داروغہ
صاحبقران کو زندان خانے سے سامنے لقا کے لایا امیر نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لقا پکارا کہ حمزہ تو مجھے سجدہ
کر تو ابھی مین تجھے چھوڑ دون ازبسکہ تیرے ہاتھ سے کیا کیا رنج مجھے پہونچے ہین مگر مین سب معاف کر دونگا صاحبقران
پکارے کہ او بھگوڑے جہنمی کیا بکتا ہی تجکو شرم نہین آتی کہ میرے ہاتھ سے ملک بملک بھاگتا پھرتا ہی اور پھر یہ کلام زبان
پر لاتا ہی او کافر مکار لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر بس وہ یہ کلام سخت سنکر غصے مین آیا اور حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو
کہ اسکی گردن مارے عمرو بصورت مبدل کھڑا ہوا تھا چاہتا تھا کہ کچھ تدبیر کرے کہ وزیر سعادت شاہ کا
نیک اندیش ظاہر مین کافر اور باطن مین مسلمان ہی اُسنے سعادت شاہ سے کہا کہ یہ سردار جلیل القدر ہی بغیر اجازت
خداوند زبرجد شاہ کے اسکا قتل کرنا مناسب نہین ابھی اسکو قید کیجیے عرضی خداوند زبرجد شاہ کو لکھیے
جیسا وہانسے حکم آئے ویسا عمل مین لایا جائے سعادت شاہ بولا اے وزیر رائے تیری درست ہی مین یہی
کرونگا بختیارک نے کہا کہ یہ ہرگز قید مین نہ رہے گا عیار اسے چھڑا لیجائینگے اور مین تو جانتا ہون کہ خدا پرستون
کی موت نہین خوب حمزہ اسوقت قتل سے بچا سعادت شاہ نے کہا کہ ملک جی ہم اسے ایسی جگہ قید کرینگے کہ
جہان وہم وگمان بھی نہ پہونچے گا اور ایک سردار ہی صیقل بن صیقلان قلعۂ آہن حصار کا رہنے والا اور وہ قلعہ کوہ
پر ہی اور راہ اُسکی ایسی تنگ ہی کہ دو آدمی برابر سے جا نہین سکتے اور گھاٹیون پر بڑے بڑے پتھر رکھے رہتے ہین
کہ ایک اُنمین سے ڈھلکا دیجیے تو حریف کا کام تمام ہو جائے بس اُس سردار سے کہا کہ تم حمزہ کو لیجا کر اپنے قلعے مین اسیر
کرو ہم عرضی خداوند کو بھیجتے ہین جیسا جواب وہانسے آئیگا ویسا کیا جائیگا صیقل بولا بہت اچھا اُسی وقت بارہ ہزار سوار
سے حمزۂ صاحبقران کو لیکر قلعۂ آہن حصار مین داخل ہوا صاحبقران کو تو زندانخانے مین بھیجا اور آپ اپنی
بارگاہ مین آکر بیٹھا رفیق گرد و اطراف مین آکر جمع ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی عین گرمی صحبت مین صیقل نے آہ سرد
کھینچی اور آہ سرد کھینچکر رونے لگا اتفاقات روزگار ایک بیٹی ہی سعادت شاہ کی کہ نام اُسکا شمسہ بانو ہی اُسی پر
یہ عاشق ہی اور مارے خوف کے منہ سے نکال نہین سکتا ہی اب اُسنے اپنے رفیقون سے حال بیان کیا اور کہا کہ عاجز
مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا مین سعادت شاہ کو تحریر کرتا ہون اور پیغام بھیجتا ہون کہ اگر شمسہ بانو کا عقد میرے
ساتھ کر دیجیے تو بہتر ہی نہین تو مین مسلمان ہو جاؤنگا اور صاحبقران کو چھوڑ دونگا وہ میری معشوقہ مجھے دلادیگا
سبھون نے عرض کیا کہ خداوند بہت مناسب ہی پس صیقل بن صیقلان نے عرضی سعادت شاہ کے پاس
بھیجی اُسنے جو عرضی کو پڑھا مضمون سے واقف ہو کر آگ ہو گیا کہا کہ اس مردود ازلی نے عرضی لکھکر بھیجی ہی مین

ہرگز اپنی بیٹی اُس پاجی کو نہ دونگا بختیارک بولا اے سعادت شاہ دیکھا اقبال حمزہ کا کہ دشمن دوست ہوگیا مگر
ابھی اُسنے حمزہ کو چھوڑا نہیں تم جواب سخت بھیجوگے تو وہ حمزہ کو چھوڑ دیگا پھر حمزہ کا مقابلہ کرنے والا
زمانے مین کوئی نہین اب جو مین صلاح دون وہ تم کروگے کہا کہو بختیارک بولا کہ تم اُس سے کہلا بھیجو کہ تو حمزہ کو
ہمارے پاس لے آ تو ہم شمسہ کو تجھے دین جب حمزہ تمہارے ہاتھ آجائیگا پھر تمہین اختیار ہے سعادت شاہ نے کہا
کہ اچھا اور وہی پیغام صیقل بن صیقلان کو بھیجا اُسنے یہ سنکر کہلا بھیجا کہ ایسے فریب مین مین نہین آنا پہلے تم ملکہ شمسہ کو میرے
پاس بھیجدو اور مین اُس سے اپنا کام دل حاصل کرلون بعد اُسکے حمزہ کو دونگا اور یون جو مین حمزہ کو لیکر آیا اور تمنے
حمزہ کو مجھسے چھین لیا اور ملکہ کو نہ دیا تو مین کیا کرونگا بس یہ جواب جو سعادت شاہ نے سنا آگ ہوگیا اور کہا کہ فوج
ہماری تیار کرو اس صیقل کی شامت آئی ہے ابھی جاکر قلعہ لیلونگا اور فوج و لشکر ساتھ لیکر قلعے پر آیا چہار طرف سے قلعۂ
آہن حصار کو گھیر لیا اور لشکر گرد اُتر پڑا پہلے صیقل بن صیقلان کو سمجھایا جب اُسنے نہ مانا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگی صیقل
نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو آگر فیلبند دروازے پر بیٹھا اور رفیقون سے کہا کہ اول تو یہ قلعہ کوئی لے ہی نہین سکتا ہے اور
بالفرض اگر ایسا ہوا تو حمزہ کو چھوڑ دونگا کہ اس اثنا مین اُدھر سے اور فوج سعادت شاہ کی دکھائی دی آگے آگے
زال تیغزن کرگدن سیاہ رنگ پر سوار جب سامنے قلعے کے آیا وہان سے گولہ لگا پڑنے یہ فوج کو لیکر گولے کی زد سے
ہٹکر کھڑا ہوا زال نے سعادت شاہ سے کہا کہ آپ کو ان لوگون کے قتل کرانے سے کیا فائدہ ہے مین اکیلا جاکر
قلعہ لیے لیتا ہون اُسنے کہا جاؤ زبر جد شاہ تمہارا نگہبان ہے زال تیغزن گرز گران سنگ ہاتھ مین لیکر قلعے پر چلا
اُدھر سے گولہ پڑنے لگا یہ تمام گولون کو رد کرکے زیر کوہ پہونچا قلعے والون نے دیکھا کہ زال آپہونچا کہا کچھ پروا نہین
ہے اور اُدھر زال دامن گردان کر آستینین چڑھاکر پہاڑ پر چلا تھوڑی دور چلا ہوگا کہ اوپر سے گھاٹی والون نے کئی
سو من کا پتھر ڈھلکایا اور وہ کھڑکھڑاتا ہوا جب قریب زال کے آیا ہر چند چاہا کہ اُسے روکے مگر نہ رکا زال اُسکی
ٹکان مین گرا کہ شانہ اور کولہ دونون اُکھڑ گئے بیہوش ہوگیا بمشکل اُسکو سعادت شاہ نے وہان سے اُٹھوایا اور
خیمے مین لیکر آیا عمرو نے جاکر بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا بادشاہ اسلام بھی کوچ کرکے مع لشکر اُسی وقت پہونچے
ایک طرف بارگاہ ایستادہ ہوئی بادشاہ اسلام وہان اُترے اور تمام لشکر بھی اُسی جگہ اُتر پڑا سعادت شاہ
نے بھی دیکھا بختیارک سے کہا کہ بہت بڑا لشکر انکے ساتھ حمزہ کا ہے اُسنے کہا کہ تمام لشکر یہ نہین ہے اور کچھ لشکر تو ملک
باختر مین ہے اور دونون سپہ سالار لشکر حمزہ کے یہان نہین ہین اور نور الدہر بن بدیع الزمان بھی ہمراہ نہین
ہے وہ بھی وہین ہے غرضکہ اُدھر پہلوان لشکر نے سعادت شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے بمجرد حکم سعادت شاہ کے
طبل جنگ بجا اُدھر لشکر اسلام مین بھی خبر ہوئی اُدھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری
جنگ رہی صبح کو دونون لشکر مقابل ہوئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے ماروت اعظم
میدان مین آیا مبارز طلب کیا اُدھر سے شاہزادۂ بدیع الزمان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مرکب
کو بڑھایا ماروت اعظم دوڑکر نگاوزن ہوا کوئی تین چار قدم مرکب بدیع الزمان کا پیچھے ہٹا اور کوئی
سات قدم اسکا مرکب پسپا ہوا مسل کر رانون مین توسنون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اُسوقت اُسنے
پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے شاہزادے نے کہا کہ یہ باتین مجکو لڑائی کی نہین معلوم ہوتین بلکہ مصالحہ کی معلوم ہوتی ہین ہمارے
نام و نشان سے تمکو کیا فائدہ تمکو اپنے مطلب سے مطلب ہے غرض بعد استفسار نام و نشان کے نیزے ہاتھون
مین لیے خوب نیزہ بازی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غیظ و غضب مین آکر تلوار

ماری بدیع الزمان نے بفنون سپاہگری تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ لعنت کر زبرجد شاہ پر اور دین اسلام قبول کر اُسنے کہا کہ ہزار جان میری زبرجد شاہ پر سے نثار مین اپنا دین کبھی ترک نہ کرونگا اور یہ ہم لوگون کا شیوہ نہین کہ ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرین بس اسکا یہ کہنا تھا کہ بدیع الزمان برہم ہو کر اُٹھا اور دونون ٹانگین اُسکی پکڑ کر چیر کر ایک مشرق اور ایک مغرب کی طرف پھینک دین ہاروت اعظم وہین سے تلوار کھینچکر دوڑا اور کہا کہ ای خداپرست غضب کیا تو نے جو ایسے بہادر کو مارا آخر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اور تلوار بدیع الزمان پر ماری شاہزادہ سے نے ضرب اُسکی رد کر کے جو اپنا وار کیا تو سر کو قلم کر کے مع مرکب و راکب چار ٹکڑے کر کے زمین کو بوسہ دیا پھر مبارز طلب کیا قارن ظلماتی سعادت شاہ سے اجازت لیکر مقابل بدیع الزمان ہوا بعد از گفتگوے زبانی اور رد و بدل کے جو شاہزادہ بدیع الزمان نے کمر پر اُسکی تلوار ماری تو مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے القصہ شام تک سترہ جوانون کو مارا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے سعادت شاہ نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے اتنے مین حارث نبرد آزما اپنے مرکب کو بڑھا کر سامنے سعادت شاہ کے آیا اجازت میدان کی چاہی سعادت شاہ نے کہا کہ جاؤ تمکو سپرد کیا زبرجد شاہ کے غرض حارث میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام مین سے کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر عرب بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل ہوا بعد از جنگاوری زنی اور گفتگوے زبانی کے حارث نے نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا حارث نے گرز مارا کرب نے گرز کو رد کر کے جو شمشیر سکندری ماری وہ پیوند زمین ہو گیا قارن نبرد آزما نے مقابلہ کیا کرب نے حملہ اُسکا رد کر کے جو تلوار ماری تو سر کو کاٹتی ہوئی زیر تنگ جا کر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب و راکب چار ٹکڑے ہوئے پھر مبارز طلب کیا ارماق بلند گردن نے سامنا کیا تلوار جو ماری تو اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے ہارون نے مقابلہ کیا وہ بھی مارا گیا قصہ مختصر شام تک انیس جوانون کو مارا شام کو دونون لشکر پھر گئے سعادت شاہ اپنے مقام پر آیا اور پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے اُس روز ہاشم تیغزن کے ہاتھ سے ارفیل فیل زور ارتال شیر جنگ ارجال مردم خوار اور قارن مرد افگن وغیرہ پندرہ سردار مارے گئے سعادت شاہ نہایت اُداس کمال پریشان پھر کر خیمے مین آیا اور وہان سے محل مین داخل ہوا نہایت متردد مسند پر بیٹھا ہوا تھا کہ زوجہ نے اُسکی کہا کہ صاحب تم کیون فکرمند ہو بولا کہ زال تو ابھی اچھا نہین ہوا اور کوئی اِن خداپرستون سے عہدہ برائی کرنے والا نہین ہے اُسنے کہا کہ تم ملول نہو تم بجا نجے ہو خداوند کے عنقریب مدد تمھاری آیا چاہتی ہے یہ سب خداپرست مارے جائینگے اتفاقات روزگار بیٹی اسکی ملکہ قلمسہ بالو کہ نہایت زبردست ہے وہ کھڑی سن رہی تھی وہان سے آکر دایہ سے کہا کہ باباجان نہایت پریشان ہین مین جا کر اُن خداپرستون سے مقابلہ کرونگی دایہ نے کہا کہ بیٹا وہ خداپرست بڑے زبردست ہین اور تو عورت ہے اُنسے کیا سامنا کر سکیگی اس اپنے ارادے سے باز رہ شمسہ نے کہا کہ دایہ کیا اُمنگ چار ہاتھ پاؤن ہین ہر چند دایہ نے کہا شمسہ نے نہ مانا دونون لشکرون مین طبل جنگ تو بج چکا تھا معرکہ آرا سے نبرد ہوئے منصور لشکر سعادت شاہ سے نکلا اجازت لیکر میدان مین آیا خوب مرکب کو گرمایا مبارز طلب کیا شاہزادہ بدیع الزمان اُسکے مقابلے کو آیا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا منصور نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر اس زور سے زمین پر مارا کہ زمین شق ہو گئی منصور تا بسینہ زمین مین غرق ہو گیا روح

بنجس اُسکی اسفل کی طرف سے نکل گئی اور وہ داخل جہنم ہوا بدیع الزمان نے اور ہمارز طلب کیا ابھی لشکر کفار مین سے کوئی مقابلے کو نہ آیا تھا کہ ایک بگولہ گرد کا اُٹھا اور لقا بداختر گلنار پوش پیدا ہوا اور آکر شاہزادہ بدیع الزمان سے مقابلہ کیا اور کہا کہ اے خدا پرست تو نے قیامت مچا رکھی ہے بہت سے سردار سعادت شاہ کے تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہین خیر اب تو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مین تجکو سزا دینے آیا ہون یہ کہکر نیزہ بدیع الزمان پر مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے بفنون سپاہگری نیزہ اُسکا چند طعن مین ہوائی کیا جب اُسنے یہ دیکھا تو اُسی وقت خشمناک ہوکر ایک وار تلوار کا بدیع الزمان پر کیا شاہزادے نے آتے ہوئے تلوار کو خیال مین لاکر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ مروڑ کر تلوار ہاتھ سے چھین لی اور کمر زرہ مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ لنگر اُسکا قاش زین سے اُٹھا لیا مگر جھٹکا دے کر جو اُٹھایا تو بند نقاب ٹوٹ گیا اُسوقت ایک آفتاب ایسا چمکا کہ جس طرح سے آئینہ دھوپ مین چمکتا ہی اور اُسکی چھائین پڑتی ہی تو ایک نازنین مہر طلعت کو دیکھا کہ کبھی ایسا حسن و جمال نہ دیکھا تھا بس بمجرد دیکھنے کے تیر عشق جگر کے پار ہوگیا بس اُسوقت یہ اشعار با حال زار ورد زبان کیے اشعار

چین مطلق نہین آرام نہین ہو دم بھر
آہ نے شمع کے مانند جلایا مجکو

زیب ہر گوشۂ دامن ہی مرے خون جگر
کثرت اشک نے طوفان مین ڈبایا مجکو

دامن شام ہی آنکھون مین گریبان سحر
وحشت دل نے بھی دیوانہ بنایا مجکو

ہو نسیم سحری اپنی نظر مین صرصر
گردش چرخ نے کیا روز دکھایا مجکو

بس یہ اشعار پڑھکر ہاتھ اور پاؤن مین تھرتھری پیدا ہوئی اور لقا بداختر کو اُسی طرح گھوڑے پر بٹھا دیا اور حیرت زدہ ہوکر دیکھنے لگا اور وہ نازنین تو پہلے ہی سے شاہزادے پر عاشق ہو چکی تھی وہ یہ غزل پڑھنے لگی غزل

خار غم دل سے نکلتا ہی نہین
اُٹھ کھڑا ہوتا ہی ہوا جو درد جگر
اے فلک اب مین گلہ کرتا ہون

عشق کرنا ہمین پھلتا ہی نہین
ساتھ اُس تک کوئی چلتا ہی نہین
کوئی ارمان نکلتا ہی نہین

تو نہ گھبرا ابھی وا ہی زخم جگر
کیونکر اُس غنچہ دہن کا ہو وصال

لغو ان مین منھ سے اُگلتا ہی نہین
آسمان رنگ بدلتا ہی نہین

جسوقت یہ غزل پڑھ چکی اُسوقت بند نقاب کا منھ پر آکے پھر درست کر لیا اور بدیع الزمان سے مخاطب ہوکر کہا کہ جو ہمسے محبت رکھتا ہی اُس سے ہم بدل محبت کرتے ہین اور اپنی جان اُسپر فدا کرتے ہین اور اُسکا ساتھ انجام عمر تک دیتے ہین بس یہ سننا تھا کہ بدیع الزمان نے بیتاب ہوکر کہا کہ ہم بھی تمھارے اوپر جان تک فدا کرتے ہین اُسنے کہا واہ بدیع الزمان نے کہا کہ ہم مرد ہین جس بات کو کہتے ہین اُسی بات کو کرتے ہین اُسوقت اُسنے یہ سنکر کہا کہ اگر محبت ہی تو ہمارے ساتھ آؤ اور گھوڑا دوڑا کر روانہ ہوئی غرض بدیع الزمان اُسکے عقب مین چلا دونون لشکر طبل بازگشت بجوا کر پھر گئے اور وہ بدیع الزمان کو لیے ہوئے باغ مین پہونچی اُس باغ کو عجیب دلکشا دیکھا جسوقت باغ مین پہونچے ایک سرور حاصل ہوا فوراً ہی دونون گھوڑے سے اُترے بس اُسنے بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ لیا سیر کرتی ہوئی ایک بارہ دری کے پاس پہونچی وہان تمام اسباب عیش مہیا کیا بدیع الزمان کو مسند پر بٹھایا آپ پوشاک بدلکر آئی اُسرخ جوڑا گلے مین پہنے ہوئے پھولون کا گہنا عطر ملا ہوا خوشبو بدن سے آرہی تھی بدیع الزمان اُسکے گلے مین پوشاک پر تکلف دیکھکر اور زیادہ فریفتہ ہوا اور اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ پکڑ کر مسند پر لاکر بٹھایا اب جو اسکی ناک مین خوشبو عطر کی اور مشک پھولون کی آئی اور بیقرار ہوگیا لیکن انیسین جلیسین آسکے گرد و اطراف مین بیٹھین اور گائنین سامنے آکر موجود ہوئین ناچ اور گانا شروع ہوا دورہ جام گردش مین آیا ملکہ نے جام شراب کا شاہزادے کو دیا اُسنے جام تو ملکہ کے ہاتھ سے لے لیا مگر کہا کہ اے ملکہ پہلے تم اپنا حال مجھسے بیان کرو کہ تم کون ہو اور دین و مذہب تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ مین بیٹی ہون سعادت شاہ کی شمسہ بانو میرا نام ہی زبرجد شاہ کو مانتی ہون بدیع الزمان نے

کہا ای ملکہ جو تم مجھسے نسبت رکھتی ہو تو لعنت کرو زبرجد شاہ پر اور مسلمان ہو اُسنے کہا کہ مجھے زبرجد شاہ سے کچھ کام نہین مجھے تمسے علاقہ ہو مین نے زبرجد شاہ پر لعنت کی بدیع الزمان یہ کلام ملکہ کا سنکر شاد شاد اور باغ باغ ہو گئے اور کہا کہ اب تم کلمہ پڑھو ملکہ نے کہا کہ آپ مجھے کلمہ تعلیم فرمائیے بدیع الزمان نے کلمہ اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ملکہ نے کلمہ پڑھا اور از سر صدق مسلمان ہوئی اب دورہ جام گردش مین آیا صحبت شراب وکباب کی گرم ہوئی جب نشۂ شراب مین آکر دماغ گرم ہوا تو دونون عاشق ومعشوق مشغول بوس وکنار ہوئے باتین اختلاط کی ہونے لگین کئی دن اسی طرح گذرے دایہ جو اُسکی آئی تھی اُسنے جو دیکھا کہ یہ ایک جوان کو لائی ہو اُسکے ساتھ عیش کر رہی ہو اپنے دل مین سوچی کہ اگر بادشاہ اس امر سے آگاہ ہوگا تو میرا سر پہلے مونڈ ڈالیگا بہتر یہ ہو کہ اُسے جلد چلکر مطلع کر بس یہ خیال کرکے اُس باغ سے سوار ہوکر محل مین آئی اور سعادت شاہ سے تمام حال بیان کیا وہ سنتے ہی آگ ہو گیا محل سے باہر آیا زال تیغزن کو صحت ہو گئی تھی اور غسل صحت کر چکا تھا اُس سے کہا کہ تو جا کر اُس خدا پرست اور اُس گیسو بریدہ ننگ خاندان کو پکڑ لا اور اگر زندہ ہاتھ تیرے نہ لگے تو سر کاٹ کے لا مگر جہانتک ہو سکے اُسکو زندہ لانا یہ سنکر زال تیغزن بہت اچھا کہکر کچھ فوج اپنے ساتھ لیکر آیا چارطرف سے باغ کو نرغہ کرکے گھیر لیا اور آپ اندر باغ کے آیا اور یہان ملکہ اور بدیع الزمان دونون بیٹھے ہوئے گانا سن رہے تھے کہ ملدار مضطر اور سراسیمہ پہنچی اور سامنے آکر گر پڑی ملکہ نے پوچھا کہ ای ملدار تجکو کیا ہوا اُسنے عرض کیا کہ بلائون غضب ہو گیا کسی نے آپ کے باپ سے جاکر تمام سرگذشت بیان کی ہو وہانسے زال تیغزن ہمراہ فوج کے آیا ہی اور باغ کو نرغے مین کرکے آپ اندر باغ کے چلا آتا ہو دیکھیے اب کیا ہوگا ملکہ تو یہ سنتے ہی بدحواس ہو گئی ہوائیان منھ پر چھوٹنے لگین گھبرا کر شاہزادے سے خطاب کرکے کہا کہ ای شہریار اب کیا ہوگا بدیع الزمان نے کہا ملکہ تم اسقدر مضطر اور پریشان کیون ہوتی ہو گھبرانے کی کوئی بات نہین ہو جس مقام پر ہم ہونگے اُس مقام پر کوئی بلا تک بھی نہ آویگی کوئی خوف کا مقام نہین ہو آنے دو زال تیغزن کو دیکھو تو مین کیا کرتا ہون اور گائنین اُٹھین کہ جاکر کہین پوشیدہ ہون شاہزادے نے کہا کہ صاحبو اگر یہان سے اُسوقت کوئی تم مین سے ہلا تو مین تمکو مار ڈالونگا جسطرح سے گاتی بجاتی تھین اُسی طرح سے گائے بجائے جاؤ وہ حیران بیٹھی رہین گانا کیسا اور یہی خیال بندھا ہوا ہو کہ اسمین زال تیغزن روش پر باغ کی دکھائی دیا اور نگاہ اُسکی بدیع الزمان پر پڑی بدیع الزمان کو ایک جوان حسین وجیہ دیکھا کہ کبھی ایسا جوان خوبصورت صاحب شان وشوکت اپنی آنکھ سے ہینے تو نہین دیکھا اور خوبصورتی کا یہ عالم کہ جو آدمی مین چاہیے وہی ہو کہ جیسے خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہو ایک ادنی سی خوبصورتی یہ ہو کہ بڑی بڑی آنکھین کتابی چہرہ نہ بہت لنبا نہ بہت چھوٹا موافق کا قد سینہ کا یہ عالم کہ مثل سپر کے تنا ہوا ہو زیادہ اوصاف اسکے کیا بیان کیے جائین اب سنیے کہ قضائے کار وزیرزادی ملکہ کی مہر انگیز نامے نہایت قطعدار سبزہ رنگ بڑی بڑی آنکھین جٹی بھوین غنچہ سا دہن سیب ذقن یہ بھی وہان اُسوقت حاضر تھی زال تیغزن کی نگاہ جو اُسپر پڑی ہزار جان سے عاشق ہوا دل پکڑ کے رہگیا پکارا کہ او لیبر حمزہ مین تیرے قتل کرنے کو آیا ہون تو ناموس بادشاہی مین خلل انداز ہوا خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مین نے بڑے بڑے پہلوانان نامی وگرامی کو اپنے زور بازو سے ایک دم مین زیر کیا ہی تیری کیا حقیقت ہی یہ کہکر اور شمشیر آبدار کھینچکر دوڑا زال نے تلوار ماری بدیع الزمان نے دونون گھٹنون کو زمین پر ٹیک کر تلوار کو جھکی دی کہ وہ ہٹ پڑی بس قبضے پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ دے کر نعرۂ اللہ اکبر کا کھینچکر زور کیا کہ لنگر زال کا توڑ لیا سر سے بلند کرکے چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا چاہا کہ سنبھلے مگر شاہزادۂ بدیع الزمان نے نہ سنبھلنے دیا ایک ٹھوکر جو ماری تو غش ہو گیا

شہزادہ چہانی ہر اُسکی چڑھکر لکارا کہ دین اسلام قبول کر دو بولا کہ جو مین مانگون وہ پاؤن تو ابھی اسلام اختیار کرتا ہون شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ سوائے ملکہ شمسہ بانو کے اور جو کچھ تو مانگے گا وہ مین تجھے دونگا زال نے عرض کیا کہ ملکہ تو میری پیر مرشد ہین مگر ہان اُس نازنین سبز پوش کو مانگتا ہون کہا اچھا ہمنے تمکو اُسے بخشا مہر انگیز بھی بہت خوش ہوئی کہ ایسا جوان تیرا شوہر ہوا اب زال تیغزن کلمہ پڑھکر اسلام لایا اور باہر جاکر اپنے لوگون سے کہا کہ مین نے تو اسلام قبول کیا ہی اگر تمھین میرا ساتھ دینا منظور رہی تو تم بھی اسلام قبول کرو اور میرے پاس رہو نہین تو اپنی اپنی راہ لو سبھون نے عرض کیا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین ہمنے بھی زبرجد شاہ پر لعنت کی زال نے اُن سب کو کلمہ پڑھایا دائرۂ کفر سے دائرۂ اسلام مین لایا پھر باغ کے اندر آیا ملکہ شمسہ نے مہر انگیز سے کہا کہ جاؤ تم زال تیغزن کے پاس بیٹھو مہر انگیز زال تیغزن کا ہاتھ پکڑکر علیحدہ آکر بیٹھی بدیع الزمان نے شراب اور کباب اور اشیائے گزک سب یہانسے بھیجدیا اب یہ شرابخواری کرنے لگا اور مشغول اختلاط ہوا جب خوب نشہ شراب کا ہوا اُٹھکر خدمت مین بدیع الزمان کی آیا کہا ای شہریار یہ سعادت شاہ فقط میرے سبب سے لشکر اسلام سے مقابلہ کیے ہوئے تھا مین نے تو غلامی آپکی اختیار کی حکم ہو تو جاکر سعادت شاہ کو مسلمان کرون اور اگر وہ نہ مسلمان ہو تو اُسکا سر کاٹ لاؤن بدیع الزمان نے کہا کہ ہم بھی چلینگے اُسنے کہا بہت اچھا اُسیوقت بدیع الزمان نے ملکہ کو تو سوار کرکے لشکر اسلام کو روانہ کیا اور یہ دونون باغ سے باہر نکلے مرکبون پر سوار ہوکر چلے ہرکارون نے آکر سعادت شاہ کو خبر دی کہ زال تیغزن اور بدیع الزمان گردلشکر فلکن آتے ہین سعادت شاہ نے کہا کہ زال تیغزن بدیع الزمان کو زبرجد پرست کیے ہوئے لاتا ہوگا بختیارک نے کہا کہ ای سعادت شاہ یہ گمان تیرا غلط ہی بدیع الزمان نے اُسے مسلمان کرلیا اور اب وہ تیرے مسلمان کرنے کو آتا ہی اگر اسمین فرق نکلے تو جو چاہنا سو کرنا اور ای سعادت شاہ تمھارے یہان کوئی ایسا نہین ہی جو بدیع الزمان اور زال تیغزن سے مقابلہ کرے اور اگر وہ تمھارے اوپر سختی کرین کہ مسلمان ہو تو تم اُنسے یہ کہنا کہ پہلے حمزۂ صاحبقران کو صیقل بن صیقلان سے چھڑالو تو مین مسلمان ہون اس اثنا مین بدیع الزمان اور زال تیغزن اور پہلوان وغیرہ بارگاہ مین سعادت شاہ کے آئے بطریق اہل اسلام سلام کیا سعادت شاہ نے کہا ای زال تیغزن یہ کیا کلمہ اور کلام میرے سامنے کرتا ہی کیا تو زبرجد پرستی سے برگشتہ ہوگیا ہی زال تیغزن نے اپنے دنگل پر شاہزادے کو بٹھایا اور آپ اور دنگل پر بیٹھا اور کہا کہ ای سعادت شاہ زبرجد شاہ کیا نالائق ہی کہ اُسے بخدائی کوئی مانیگا اور تو بھی اُسپر لعنت کر اور مسلمان ہو نہین تو تجھے سزائے معقول دونگا اُسوقت سعادت شاہ نے بختیارک کے کہنے پر عمل کیا یعنے جو کچھ اُسنے سکھایا تھا وہی کہا زال چاہتا تھا کہ کچھ اور کہے کہ وہ کہتے کہتے ٹھہر گیا اور بدیع الزمان نے کہا کہ ای زال اب یہ حجت درمیان مین لایا ہی اب سے کچھ نہ کہو ہم جب صاحبقران کو چھڑا لینگے تو اس سے کچھ کہین گے یہ کہکر بدیع الزمان مع زال تیغزن اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہر نکلکر مرکبون پر سوار ہوکر روانہ لشکر اسلام ہوئے یہان ملکہ شمسہ بانو آکر بارگاہ مین داخل ہوئی بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ یہان ملکہ شمسہ بانو بارگاہ مین داخل ہوئی ہی وہ نقابدار جو بدیع الزمان کو لے گیا تھا وہ ملکہ شمسہ بانو بیٹی سعادت شاہ کی تھی اُسے بدیع الزمان نے مسلمان کیا ہی اب وہ یہان آئی ہی اور بدیع الزمان بارگاہ مین سعادت شاہ کی گیا ہی بادشاہ اسلام نے یہ سنکر کہا کہ ہمارا لشکر بھی تیار رہے کہ وقت پر کام آوے یہی باتین تھین کہ بدیع الزمان بارگاہ مین آکر داخل ہوا بادشاہ اسلام کو سلام کرکے ملکہ شمسہ کے پاس گیا کہ وہ بہت مضطر تھی اُدھر بختیارک نے سعادت شاہ سے کہا کہ دیکھو مین ملکہ شمسہ کو خدا پرستون سے چھینوا لانے کی تدبیر نکالتا ہون اور جسوقت یہ تدبیر مین اُنکے ساتھ کرونگا تو وہ صاف بھیجدینگے ایک دم تو قف اُنکا اُنکو گوارا نہوگا اور تمنے جو صیقل سے نفاق

اُسے بھی دور کروا دیتا ہون سعادت شاہ نے کہا وہ کیا تدبیر ہے اُسنے کہا کہ ابھی مین منھ سے نہ نکالونگا
اور سوار ہو کر قلعے کی طرف روانہ ہوا جب سامنے قلعۂ آہن حصار کے پہونچا پکار کر کہا کہ جاکر صیقل بن
صیقلان سے کہو کہ ملک بختیارک وزیر اعظم نوشیروان کا تجھسے کچھ کہنے کو آیا ہے اُسنے کہا کہ اُسے اندر قلعے کے بلالو
غرض اُسے اندر قلعے کے بلایا جسوقت سامنے آیا مزاج پرسی کی پوچھا کہ آپ کسواسطے آئے ہین بختیارک نے کہا ای
صیقل بن صیقلان مین نے سعادت شاہ کو راضی کیا تھا کہ شمسہ بانو کو تمھارے حوالے کرے لیکن اُسکو بدیع الزمان
پسر حمزۂ صاحبقران لے گیا تم ایک کام کرو کہ نامہ خداپرستون کو لکھو کہ شمسہ بانو میری معشوقہ ہے اُسے میرے
واسطے بھیجدو اور حمزہ کو لیلو اور اگر اسمین کوئی فرق سر ہو گیا تو جو میرے دل مین آئیگا وہ کرونگا یعنے ایک ایک کو
چن چنکر قتل کرونگا بہتر یہ ہے کہ کوئی گفتگو درمیان مین نہ آنے پائے شمسہ بانو کو میرے پاس روانہ کرو اور اگر تمکو
یہ بات منظور نہو گی تو مین حمزہ کو قتل کرونگا بس اگر وہ شمسہ بانو کو بھیجدین تو تم لیلو اور حمزہ کو نہ دو اور اگر نہ بھیجین
تو اُسے قتل کر دو یہ بات سنکر صیقل راضی ہو گیا اسی مضمون کا نامہ لکھکر ہلال تیغزن کو دیا کہ یہ اُسکا غلام تھا وہ نامہ
لیکر روانہ ہوا اور داخل لشکر اسلام ہوا بادشاہ اسلام نے نامہ بدیع الزمان کو دکھایا بدیع الزمان نے عرض کیا
کہ ای شہریار یہ کب ہو سکتا ہے کہ عورت مسلمان کو کافرون کے حوالے کر دون مگر قلعے کو مین لڑکر لونگا پیغامبر یہ سنکر پھر گیا
اُدھر بدیع الزمان نے طبل جنگ بجوایا صبح کو قلعے پر یورش کی اُدھر سے گولندازون نے مہتاب کو رکھکر گولے
مارنا شروع کیے یہ تمام گولون کو رد کرکے پائین قلعہ پہونچا تھا کہ صیقل نے بتعلیم بختیارک صاحبقران کو بلاکر
زیر تیغ بٹھایا اور کہا کہ اگر آگے قدم بڑھایا تو مین حمزہ کو قتل کرونگا بدیع الزمان ناچار گھبرایا نہایت آزردہ و کمال
پریشان اور مضطر بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ صیقل بن صیقلان نے پھر ہلال تیغزن کے ہاتھ نامہ روانہ کیا اور
ہلال تیغزن نامہ لیکر بعد طی مراحل و قطع منازل کے پہونچا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صیقل بن صیقلان نے
ہلال تیغزن کے ہاتھ نامہ روانہ کیا ہے اور وہ لیکر آیا ہے حکم ہوا کہ بلالو جسوقت اندر بارگاہ کے آیا اُسنے بادشاہ اسلام
کو سلام کیا نامہ پگڑی سے نکالکر بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ اسلام نے لفافے کو چاک کرکے اُسے دیکھا تو مضمون اُسکا
یہ تھا کہ تم قلعہ مجھسے لے نہین سکتے بہتر یہ ہے کہ میری معشوقہ کو میرے پاس بھیجدو تو مین حمزہ کو تمھین دیدون نہین تو
حمزہ کو زندہ نہ چھوڑونگا اور تم زندہ نہ پاؤگے بادشاہ اسلام نے ہلال سے کہا کہ کل ہم اسکا جواب دینگے آج تم جاؤ
کل جواب لینے کو آنا ہلال تو چلا گیا اب بدیع الزمان اور تمام سردارون سے بادشاہ اسلام نے کہا کہ تم ایک
عورت کے واسطے صاحبقران کو قتل کرواتے ہو صاحبقران تمکو ممکن نہونگے اور عورتین بہت ہین چاہیے تمکو
یہ ہے کہ عورت کو دیدو اور صاحبقران کو لیلو بدیع الزمان نے جواب دیا کہ کل اسکا جواب دونگا اور نہایت
غمناک اور پریشان خاطر وہان سے اٹھا ملکہ شمسہ بانو کے پاس آکر چپ اور حزین ہو کر بیٹھا ملکہ نے کہا کہ شہریار آپ
آزردہ کیون ہین کچھ حال تو بیان کیجیے بدیع الزمان نے ہلال کا آنا اور شمسہ بانو کی طلب کا پیغام بیان کیا شمسہ
نے کہا کہ آپ مجھے سوار کرا کے بھیجدیجیے مین جب قلعہ مین پہونچونگی خنجر میرے پاس ہے مار کر مرجاؤنگی اور حمزۂ
صاحبقران اُس کافر کی قید سے نجات پائینگے قتل سے بچ جائینگے میری قسمت مین یہ نامی لکھی تھی یہ کہکر رونا شروع
کیا بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ تم میری جان کے ساتھ ہو اور امیہ کو بلاکر کہا کہ جاکر خواجہ کو بلا لاؤ اور کہنا کہ ایک
کام تمسے ضروری ہے جلد چلیے امیہ عمرو کے پاس گیا سلام کیا عمرو نے کہا کہ او جوانا مرگ کیون آیا ہے امیہ نے کہا کہ
خواجہ جلدی چلیے گا تو بدیع الزمان کو زندہ پائیے گا اور اگر تھوڑی دیر ہوئی تو وہ اپنے تئین ہلاک کر ڈالینگے

عمرو یہ سنتے ہی دوڑا اور راہ کو جلدی جلدی طی کرتا ہوا داخل بارگاہ بدیع الزمان ہوا جب خیمہ مین ہونچا بدیع الزمان نے سلام کیا اور دوڑکر قدمون پر سر رکھدیا اور کہا کہ میری جان و آبرو آپ کے ہاتھ ہی عمرو نے کہا کہ کچھ تو بیان کیجیے کیا واردات گذری بدیع الزمان نے دو توڑے اشرفیون کے نکالکر آگے عمرو کے رکھدیے عمرو نے وہ توڑے اُٹھاکر نذر زنبیل کیے بعد اُسکے پوچھا کہ مطلب آپکا کیا ہی اور جو کچھ آپ کا مطلب ہو بیان کیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ عمو جان آپ پر حال روشن ہی اور اب اتنا عرض کیے دیتا ہون کہ اگر ملکہ میرے پاس سے جائیگی تو مین اپنے کو ہلاک کرونگا اور جو آپ نے صاحبقران کو چھڑایا اور ملکہ کو بچایا تو ایک مہینے کا خراج کل کوچک باختر کا آپکو دونگا عمرو نے کہا خیر لکھدو اور مہر کردو بدیع الزمان نے نوشتہ لکھکر مہر کرکے عمرو کو دیدیا عمرو نے کہا کہ اب ملکہ تمھین مبارک ہو کہ مین ملکہ شمسہ بانو کی صورت بنتا ہون مجھے تم ہلال تیغزن کے ساتھ بھیجدو غرض اُسی وقت رنگ و روغن عیاری کا نکالکر شمسہ کی صورت بنکر کھڑا ہوا کہ شمسہ بھی دیکھکر حیران ہوگئی اور ابو الفتح و سمک بلطاقی و برق فرنگی و گلباز عراقی وغیرہ کو صورت مبدل کرکے ہمراہ لیا جسوقت ہلال تیغزن آیا شمسہ عملی کو محافے مین سوار کرکے اُسکے ساتھ کردیا وہ لیے ہوئے اپنے ساتھ قلعے مین آیا جب محافہ ملکہ کا داخل قلعہ ہو چکا تو دروازہ قلعے کا بند کرلیا وہ جو لوگ لشکر اسلام کے ساتھ آئے تھے اُنسے کہا کہ جاؤ صاحبقران کو ہم نہ دینگے جیسے تم ملکہ کو جبر سے لیگئے تھے ویسے ہی ہمنے ملکہ کو مکر سے بلوالیا لوگ مایوس پھر کر چلے گئے اور جاکر بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا بدیع الزمان نے کہا ای شہریار دیکھیے ان لوگون کی دغابازی ملکہ بھی میرے ہاتھ سے گئی اور صاحبقران بھی نہ ملے بادشاہ خاموش ہوئے اور اُسوقت کچھ نہ بن پڑا کہ کوئی جواب دین یہان جو ملکہ آچکی تو بختیارک نے کہا ای صیقل ایسی ذلت کبھی خداپرستون کی نہین ہوئی کیا اقبال تمھارا زبردست ہی اور ہمنے کیا تمھاری معشوقہ کو تمھین دلوا دیا ہی اب چین کرو اور مزے اُڑاؤ صیقل نے بہت کچھ بختیارک کو دیا اور آپ شب کو محل مین گیا پوشاک بہت نفیس پہنی عطر ملا جواہر پہنا مٹھائی کے خوان ساتھ لیے اندرون محل آکر دیکھا کہ ملکہ سرخ جوڑا پہنے دولھن بنی ہوئی بیٹھی ہی سب انیسین جلیسین موجود ہین گھونگھٹ منھ پر پڑا ہوا ہی چہرہ مانند آفتاب کے چمک رہا ہی کہ گھونگھٹ مین سے اُسکا عکس جو پڑتا ہی تو نگاہ نہین ٹھہرتی ہی اور رنگ چہرے کا مانند آفتاب کے جلوہ گر ہی پاس آکر بیٹھا گرد پھر اتصدق ہوا دورہ شراب کا گردش مین آیا ساقی جام و صراحی لیکر ہر ایک کو شراب پلانے لگا جب سب شراب پی چکے اور بادۂ ناب سے دماغ گرم ہوا اُسوقت صیقل نے کہا کہ ملکہ کچھ کھائیے ملکہ نے شرم سے کچھ جواب نہ دیا ساتھ والیون نے کہا کہ ملکہ کو کوئی چیز کھانے کی نوش کروائیے کسی نے کہا کہ ملکہ کا جسوقت حجاب دور ہوگا اُسوقت آپ ہی کھائینگی کوئی کہنے کی ضرورت نہین ہی وہ بولا کہ مین تو غلام ہون مجھسے حجاب کاہیکا ایک نے کہا کہ تم ذرا منھ پھیر لیو صیقل بن صیقلان نے منھ پھیر لیا ملکہ نے کچھ کھانا کھایا اور کباب مرغ اور بادام وغیرہ کھائے اور باقی جو بچا وہ آدمیون کو اُٹھاکر دیدیا اور دار و بیہوشی کھانے مین ملاکر منھ پھیر کر یہ کہا کہ صاحب تم بھی کچھ کھاؤ صیقل نے کھانا کھایا اور شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا بمستی سوجھی انیسین تو سب چلی گئی تھین صحبت خالی تھی اسنے چاہا کہ لپٹے ملکہ پیشاب کے بہانے سے اُٹھی یہ بھی ملکہ کے ساتھ ہی اُٹھا کہ جان صاحب کہان جاتی ہو عمرو دور ہٹ گیا یہ دوڑا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا بس عمرو نے اُسے پکڑا اُسکی صورت آپ بنا اور بیہوشی کی صیقل کے دماغ پر چڑھائی اور دماغ مین چڑھاکر صندوق مین بند کردیا اور سمک بلطاقی کو شمسہ کی صورت بنایا اور جو عیار تھے اُنکو صیقل کی نگہبانی کے واسطے مقرر کیا اور آپ رات کو سو رہا صبح کو باہر آیا بارگاہ مین آکر دنگل پر بیٹھا

بختیارک نے کہا مبارک ہو کیسے رات کو مقصد بھی حاصل ہوا صیقل بولا کہ ملک جی یہ امر بغیر اجازت سعادت شاہ مناسب نہین ہی اب وہ میرے پاس ہی مجھے اختیار ہی بعد انفصال خدا پرستون کے سمجھا جائیگا اُسدن تو یہ باتین رہین دوسرے دن کہا کہ ملک جی آج رات کو مجھے زبرجد شاہ نے نظر کر دہ کیا خوب قوت اور طاقت عنایت کی فرمایا کہ تو خدا پرستون سے سامنا کر اب تو اُنپر غالب ہوگا اب آپ جا کر طبل جنگ بجوائین کل صبح کو مین بھی میدان مین نکلونگا بختیارک نے جا کر طبل جنگ بجوایا یہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی گڑ گڑایا رات بھر تیاری جنگ دونون لشکرون مین رہی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے سقے آبپاشی کر کے گرد و غبار بٹھانے لگے بیلدار برق رفتار پستی اور بلندی کی درستی کرنے لگے جب صیقل بن صیقلان قلعے سے باہر نکلا میدان مین آکر مبارز طلب کیا زال تیغزن بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو میدان مین آیا عمرو نے کہا ای زال تو نے مجھے پہچانا کہ مین عمرو ہون ملکہ کی صورت بنکر گیا تھا صیقل کو مین نے گرفتار کیا ہی اُسکی صورت بنکر آیا ہون تا کہ بہت سے سردار لیجاؤن اور قلعے کو لیلون تو اپنی مشکین دانستہ بندھوا دے اُسنے کہا بہت اچھا غرض عمرو نے ایک ڈانڈ نیزے کی ماری کہ زال تیغزن اُسکی ضرب سے گرا اور گر کر زمین پر تڑپنے لگا یہ ماجرا دیکھکر عمرو نے اُسے باندھکر اپنے عیار کو بلا کر دیا اور کہا کہ اس نابکار کو لیجا جب وہ عیار زال کو اُٹھا لیگیا پھر اُسنے مبارز طلب کیا نریمان آہن تاب نکلا اُسے بھی عمرو نے اُسیطرح سے گرفتار کیا اور باندھکر اُسے بھی اپنے عیار کے سپرد کیا اِبکی مرتبہ بدیع الزمان خود میدان مین تشریف لائے عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھا کر اُنکو بھی ایک ڈانڈ نیزے کی ماری اور اُسکی ضرب سے بدیع الزمان گرے اُسنے اُسیطرح باندھکر عیار کے حوالے کیا اور کہا اسکو لیجا کر قید کراو پھر مبارز طلب کیا یہانتک کہ قریب شام بیس بائیس بہادرون کو باندھکر لے گیا اور طبل بازگشت بجوا کر دونون لشکر پھر گئے اُدھر بادشاہ اسلام کمال پریشان و مضطر اور متفکر پھرے اُدھر لقا اور سعادت شاہ نہایت مسرور اور بشاش داخل بارگاہ ہوئے بختیارک صیقل بن صیقلان پاس آیا بہت سی تعریفین کین اور کہا ای صیقل جو خدا پرست ہاتھ لگتے جائین اُنھین قتل کرتے جاؤ صیقل عملی نے جواب دیا کہ ابھی تامل کرو جب بہت سے جمع ہولینگے تو ایک مرتبہ سبکو قتل کرونگا الغرض پھر طبل جنگ بجا غرض چار دن کی میدانداری مین کوئی اسی نوے سردارون کو پکڑ لیگیا بختیارک ہر روز مصر ہوتا تھا کہ انھین قتل کرو یہ بلطائف الحیل ٹالتا تھا ایک دن کہا کہ ملک جی کل تم لقا اور سعادت شاہ کو یہان لے آؤ تو اُنکے سامنے ہم انھین قتل کرین بختیارک دوسرے روز سب کو لیکر آیا صیقل استقبال کر کے لایا صحبت مین بٹھایا رقص و سرود شروع ہوا اور جام مے گردش مین آیا ساقی جام و صراحی ہاتھ مین لیے ہوئے ہر ایک کو پلاتا تھا جب شراب ناب سے دماغ گرم ہوا اُسوقت بختیارک نے کہا ای صیقل بن صیقلان تمنے کیا وعدہ کیا تھا وہ وعدہ اب پورا کرو فقط مجکو جلدی اس بات کی ہی کہ مجھے عمرو کا کھٹکا ہی کہ اگر وہ آگیا تو کوئی بات نہ ہوسکے گی اور وہ سبکو اکر چھڑا لیجائیگا بلکہ یہ کیا ہمکو اپنے لشکر اور اپنے بادشاہ کا کھٹکا ہی کہ اگر رات کو وہ کسی کی صورت بنکر آیا تو کوئی پہچان نہ سکے گا اور سب کو باندھکر لیجائیگا اور عجب نہین ہی کہ یہان موجود ہوا و تلاش تو کرو کہ عمرو یہان کہان ہی لوگون نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو غضب لات اعلی و منات معلی مین گرفتار ہی بختیارک نے کہا اب اُس سے کیا ہوسکتا ہی وہ بوڑھا ہوچکا ہی اگر کچھ بھی اُسکو قدرت ہوتی تو حمزہ کو چھڑا کر ضرور لیجاتا اب تم ہرگز اندیشہ نہ کرو اور یہان تو اُس جنبی کا سایہ تک بھی نہین آسکتا ہی اور اُسکو خداوند نے غارت کیا ہی وہ بہت مضمحل ہوچکا ہی نہین تو ابتک وہ حمزہ کو چھڑانے ضرور آتا اور چاہا کہ گالیان عمرو کو دے کہ صیقل نے کہا کہ حمزہ کو مع سرداران حمزہ کے لاؤ پس صاحبقران کو زندانخانے مین سے لائے تو کپڑے میلے اور بال خط کے بڑھے ہوئے تھے آکر بطریق اہل اسلام سلام کیا صیقل عملی نے کہا کہ کیون ملک بختیارک اب عمرو کا اندیشہ تو نکلا

نہین ہی اور آنکھ ملاکر بائین آنکھ کا تل دکھایا بختیارک نے پہچانا قریب تھا کہ جان نکل جائے دل مین اپنے کہا کہ تو حیران تھا
کہ صیقل نظر کردہ کیونکر ہوا اور بدیع الزمان ایسے سردار کو کیونکر پکڑ لایا اب معلوم ہوا کہ یہ مرشد کامل کے کرشمے
ہین اور ملکہ شمسہ بنکر آپ ہی آئے ہین غضب ہو گیا سب گرفتار ہوئے بہت برے پھنسے کہ اسمین عمرو نے کہا کہ ملک جی
تم چپ کیون ہو گئے عمرو کا اندیشہ تو نہین ہی بختیارک بولا ای صیقل وہ تو ولی اللہ ہین اُنسے تو کوئی مقام خالی نہین تھا
کہ جہان وہ نہون اور مین کیا تعریفین اُنکی کرون کہ جو کشف اور کرامات خواجہ عمرو مین ہین وہ مین نے کسی خداوند مین
نہین دیکھے اور عجب خواص رکھتے ہین کہ دروازہ بند کر لو تو وہ ہوا بنکر دروازے کی روزن سے تشریف لاتے
ہین اور پانی کیطرح سے زمین مین جذب ہو جاتے ہین صیقل عملی نے کہا کہ ملک جی ابھی تم عمرو کی مذمت بے انتہا کرتے تھے اب تعریفین
کرنے لگے بختیارک نے کہا کہ زبان جلجائے جو اُنھین برا کہون نشہ شراب مین شاید کچھ اُنکی شان مین برا نکل گیا ہو صیقل
نے کہا خیر ملک جی اب ہم خدا پرستون کو تلقین کرتے ہین اگر اُنھون نے دین زبرجد پرستی اختیار کیا تو خیر ورنہ جس طرح
تم کہو گے اُسی طرح اُنکو قتل کرینگے بختیارک نے کہا بہتر ہی پس عمرو پکارا ای حمزہ سجدہ کر خداوند زبرجد شاہ کو
مین نے سب تیرے سردارون کو بزور و قوت بازو اسیر کیا ہی اگر دین لقا پرستی قبول نہ کریگا تو مین تجکو قتل کرونگا
سبھون نے کہا کہ اب چھوڑ دو اور پھر پکڑ لو تو ہم تمہارا دین قبول کرین اور صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے عیار پکڑ لایا
تھا اگر تم مجھپر غالب ہو تو مین تمہارا دین قبول کرون عمرو نے کہا کہ مین سب کو چھوڑے دیتا ہون تم سامنا میرا کر لو اور
حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون کو کہ قیدانکی دور کرین اُسی وقت سب سردارون نے اور حمزہ نے قید توڑ ڈالی اور ایک
مرتبہ دوڑ پڑے بدیع الزمان نے عمرو کو پکڑ لیا امیر لقا پر دوڑے وہ پکارا کہ او بندۂ گستاخ تو مجھپر آیا یہ کہکر تلوار
ماری صاحبقران نے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کرب غازی نے سعادت شاہ کی
مشکین باندھ لین وہ سب گرفتار ہو گئے بعد اُسکے عمرو نے بدیع الزمان سے کہا کہ مین آپ کو ایک تماشا دکھاؤنگا
اور ایک مکان مین لایا آپ صورت شمسہ بانو کی بنکر بیٹھا اور صیقل کو صندوق مین سے نکالکر اپنے پاس بٹھایا
اور دو ایک جام شراب کے پلائے جب خوب نشہ ہوا ملکہ کی طرف مخاطب ہوا چاہا کہ پستان پر ہاتھ ڈالے نخر مرادلوٹے
ملکہ اُٹھکر بھاگی اور یہ شخص پیچھے چلا عمرو بھاگا ہوا وہان آیا جہان صاحبقران اور تمام سردار بیٹھے تھے صیقل بھی وہین
پہونچا صاحبقران کو دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کیونکر چھوٹے اور یہ سرداران حمزہ کہان سے یہان آئے کہ اسمین
بدیع الزمان پکارا کہ او کافر تو حیران کیا ہی تمام شہر مسلمان ہو چکا تو بھی مسلمان ہو نہین تو مارا جائیگا اب اُسنے یہ سنکر قبضے
پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر شاہزادۂ بدیع الزمان پر حملہ کیا بدیع الزمان نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا
لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا چاہا اُسنے کہ سنبھل کر اُٹھے مگر یہ کب سنبھلنے دیتا ہی ایک ٹھوکر
ماری کہ لوٹ پوٹ ہو گیا یہ دوڑکر سینے پہ چڑھ بیٹھا اور کہا کہ لعنت کر زبرجد شاہ پر اور دین اسلام ملت بیضا اختیار
کر اُسنے عرض کیا کہ ہزار جانین ہون تو زبرجد شاہ پر سے نثار کرون مین کبھی مسلمان نہونگا یہ سنکر بدیع الزمان
چھاتی پر سے اُسکی اُٹھے اور ایک پاؤن اُسکا دونون پاؤن سے دبایا دوسرے پاؤن کو دونون ہاتھون سے
پکڑ کر جھٹکا دیا کہ اسفل سے اعلی تک چیر ڈالا اور دو ٹکڑے کر کے پھینک دیا اور صیقل کے بھائی کا ایک بیٹا تھا کہ نام
اُسکا عصبل آہن حصاری تھا وہ مسلمان ہوا ہی اُسے صاحبقران نے وہان کا بادشاہ کیا تمام شہر کے بتخانے
تڑوا ڈالے مسجدون کی بنیاد ڈلوادین بانگ صلوۃ کی آواز چار طرف سے بلند ہوئی سکہ نام پر سعد بن قباد کے
جاری کروایا پھر وہانسے لشکر مین آئے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا تمام سردار استقبال کر کے لیگئے اور تمام سرگذشت

بیان کی بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے عمرو کو خلعت دیا بدیع الزمان نے ایک مہینے کا خراج کوچک باختر کا عمرو کے حوالے کیا بعد اُسکے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ لاؤ لقا اور سعادت شاہ وغیرہ کو عمرو نے زنبیل سے نکالکر سب کو ہوش مین کیا لقا سے حمزہ صاحبقران نے کہا کہ تو کیا کہتا ہی دین اسلام قبول کرنے مین تجھے کیا عذر ہی وہ تو بختیارک کا سکھایا ہوا تھا بولا کہ مجھے چھوڑ دو تو مین اپنے لشکر مین جاکر طبل جنگ بجوا کر سامنا کرونگا اگر تم مجھپر غالب آؤگے تو مین دین اسلام قبول کرونگا سعادت شاہ سے کہا اُسنے بھی یہی جواب دیا کہ مین لقا کے ساتھ ہون صاحبقران نے فرمایا کہ چھوڑ دو ان سبکو اُسیوقت اُن کافرون کو رہا کیا وہ اپنے لشکر مین آئے شام کو طبل جنگ بجوایا دوپہر رات گئے سعادت شاہ اور لقا سے روسیاہ بھاگ کر زبرجد نگار کو روانہ ہوئے صبح کو ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ لقا اور سعادت شاہ بھاگ کر زبرجد نگار کو راہی ہوئے یہ سنکر حمزہ صاحبقران مع غازیان دیندار اور پہلوانان عالیوقار شہر سعادت آباد مین آئے تمام اہل شہر نے دین اسلام قبول کیا پہلے وہ شہر بسبب کفر کے نحوست آباد تھا اب واقعی سعادت آباد ہوا کئی روز صاحبقران نے وہان جشن کیا عقد بدیع الزمان کا شمسہ بانو کے ساتھ کردیا بعد اُسکے پہلوان عادی کو بلا کر کہا کہ پیش خیمہ لیکر شہر زبرجد نگار کی طرف روانہ ہو عرض کیا کہ نہبت خوب اور باہر نکلکر بارگاہ ہشامی لدوا کر روانہ ہوا نقارہ کوچ کا بجنے لگا بہیر و بنگاہ چلی جاتی تھی بیل و بدھیا کے گھنٹے کی آواز بلند تھی بیلون پر چھیون کے سڑاکے پڑ رہے تھے تنک تنک کی آواز بلند تھی خیمہ و اسباب لدا ہوا شتر و قاتر پر چلا جاتا تھا ہر جگہ درختون کے نیچے جماؤ تھا چھپتے جاتے تھے لوگ چلے جاتے تھے اب اِدھر احوال لقا کا سنیے کہ یہ جو بھاگا تو شہر زبرجد نگار مین آکر پہونچا خیمہ اُسکا استادہ ہوا خبر زبرجد شاہ کو ہوئی کہا کہ لاؤ میرے سامنے جب آیا تو پکارا کہ جو مجھے بخدائی برحق جانتا ہو اُسپر سلام میرا ہو پہنچے زبرجد شاہ نے کہا سن تو او لقا مین نے تجھے اپنا نائب کرکے باختر مین بھیجا تھا تو نے جاکر اپنی خدائی ظاہر کی دیکھا تو نے کہ کیسی اس خودستائی کی سزا پائی خداپرستون نے سب ملک و مال تیرا چھین لیا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو مجھے سجدہ کر تقصیر تیری معاف کردونگا خداپرستون کو مار کر تجھے ملک باختر مین بھیجدونگا لقا پکارا او حرامخوار دروغگو تو میرا چھوٹا بھائی ہوکر یہ کلمہ اور کلام مجھسے کرتا ہی تو کیا اپنا نائب کریگا زبرجد شاہ نے کہا کہ پکڑ لو اس حرامزادے کو اس درجہ کو پہونچا ہی مگر اسکا ابھی تک بل نہین گیا یہ کہنا تھا کہ لقا نے دوڑ کر ایک طمانچہ زبرجد شاہ پر مارا اور ڈاڑھی اُسکی پکڑ لی زبرجد شاہ نے ریش لقا کی پکڑ کر ایک گھونسا مارا اب لگی کشتی ہونے لوگ تماشا دیکھ رہے ہین کہ دونون خداوند آپسمین لڑ رہے ہین بس کوئی بیچ مین دخل نہین دیتا خوب لڑائی ہو رہی ہی بختیارک اُچھل رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ نکٹی کا ہارے اور چپٹی کا جیتے کبھی لقا نیچے اور زبرجد شاہ اوپر اور کبھی زبرجد شاہ نیچے اور لقا اوپر غرض ڈاڑھیون کے پوٹے کے پوٹے نچ گئے دونون کے رخسارون سے خون جاری ہی یہ تماشا قابل دید ہی آخرکار لقا تو قد و قامت مین نہایت زبردست ہی زبرجد شاہ کو دبوچ بیٹھا گھونسے اور لاتین مارنے لگا زبرجد شاہ پکارا کہ اے بندگان من مرا دریابید لوگ تلوارین گھسیٹ گھسیٹ کے دوڑے لقا کو پکڑا زبرجد شاہ پھر تخت پر بیٹھا حکم دیا کہ لقا کو اسکے ہمراہیون سمیت دوزخ برف مین ڈالدو لقا کو لیجاکر ایک کوٹھری مین بند کیا کہ وہ برف کا مکان ہی وہان لوگون کو دیکھا کہ زرد رو اور ضعیف ہو رہے ہین اور وہ افیون کھاتے ہین تو بسبب افیون کے زندگی ہوتی ہی ہر وقت کثرت کیا کرتے ہین اور ڈنڑ پیلا کرتے ہین مگر رہلاتے ہین بختیارک نے لقا سے کہا کہ مین نے تجھسے کہا تھا کہ تو دامن پناہ لینے کو آیا ہی زبرجد شاہ کے خلاف کوئی امر نہ کرنا تو نے نہ مانا انجام کار اس حال کو پہونچا لقا نے کہا اے بختیارک مین نے اپنے جی کی بھڑاس تو نکال لی اب جو کچھ ہو سو ہو بختیارک نے

کہا مناسب یہ ہی کہ اب آشتی کرو اور کہو کہ میرا ہاتھ ہی اور تیرا دامن ہی لقا نے کہا اب ایسا ہی کرونگا غرض ایک ہفتہ وہان رہے افیون کھانے کی کثرت کی جب زندگی ہوئی یہان لوگون نے زبرجد شاہ کو سمجھایا کہ لقا آپ کا بڑا بھائی ہی آپ خطا اُسکی معاف کر دیجیے اور بلاکر سرفراز کیجیے اب اُس سے ایسی تقصیر نہو گی کہا کہ اچھا بلاؤ لقا کو اب جو لقا آیا بختیارک نے خوب اُسے سکھا پڑھا رکھا تھا زبرجد شاہ کو سلام کیا دونون ہاتھون کو چوما اور کہا کہ جسدن آپ خدا پرستون کو غارت کرینگے اُس روز مین آپ کو سجدہ کرونگا زبرجد شاہ نے اُسی وقت خلعت دیا اپنے برابر اُسے بٹھایا مگر بختیارک نے مسخرہ پن جو کیا تو بہت خوش ہوا لقا سے پوچھا کہ یہ کون ہی کہا کہ میرا شیطان درگاہ ہی زبرجد شاہ نے کہا کہ ہماری خدائی مین شیطان نہ تھا ہنسے اُسکو اپنا شیطان کیا اور کہا کہ لاؤ طوق سونے کا مرصع کار بنواکر بختیارک نے کہا کہ خواجہ عمرو مجھسے چھین لیجائینگے اور تمام حال عمرو کا بیان کیا زبرجد شاہ نے کہا کہ تو خاطرجمع رکھ کہ ہم اُسکا کام تمام کرینگے یہان تو یہ سب چین سے بیٹھے ہین مگر حمزۂ صاحبقران بعد از قطع منازل و طی مراحل قریب شہر زبرجد نگار کے پہونچے بارگاہ برپا کروا کے نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا سیف ذوالیدین کو منشی لشکر تھا اُس سے بلاکر کہا کہ نامہ لکھو اس زبرجد شاہ بجبر کو کہ ہمارا چور بینی لقا تمھارے یہان آکر چھپا ہی بہتر یہ ہی کہ اُسے باندھکر ہماری خدمت مین لے آؤ اور دین ہمارا قبول کرو اور اگر تم میری خدمت مین میرے چور کو لیکر آؤ گے تو جو ملک مین نے تمھارے سے لیے ہین وہ بھی تجھین دونگا بلکہ اور جو ملک باختر وغیرہ مین سے مجھسے طلب کروگے عطا کرونگا اور جو تجنے کہنا نمانا تو جس طرح سے اور بادشاہان ضلالت شعار کا حال کیا ہی اُس سے بدتر تمھارا حال کرونگا اشعار اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ + وگر جنگ جوئی ندارم درنگ + دم از مہر زن باکین دہ پیام + حکایت درین ختم شد والسلام + بس جسوقت یہ نامہ لکھا جاچکا تو صاحبقران نے صحن بارگاہ مین چوکی پر رکھوایا خلعت پر تکلف سپر اور شمشیر اور بیڑا پان کا اور جام شربت اُسکے برابر رکھدیا اور فرمایا کہ ای بہادر و ہی کوئی ایسا کہ یہ نامہ زبرجد شاہ کے پاس لیکر جائے اور جواب باصواب اسکا لیکر آئے مرزبان خراسانی اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور عرض کیا کہ اگر ارشاد عالی ہو تو غلام اس خدمت کو بجا لائے فرمایا کیا مضائقہ ہی بس مرزبان نے نامہ اُٹھا لیا خلعت زیب جسم کیا جام پی لیا بیڑا چبا لیا نامہ دستار مین رکھکر پانچ ہزار آدمیون کی جمعیت سے شہر زبرجد نگار کی طرف روانہ ہوا شام کو دوراہے پر پہونچا خیمہ برپا ہوا وہان کے باشندون سے پوچھا کہ یہ دونون راستے کدھر گئے ہین عرض کیا کہ دونون راہین زبرجد نگار کو گئی ہین لیکن ایک راہ بہت صاف ہی کسی طرح کا کچھ خوف اُسمین نہین ہی اور دوسری راہ پرخطر ہی کوئی اُسطرف سے جانے کا قصد نہین کرتا ایک راستہ بیش کوس کی مسافت رکھتا ہی اور ایکدا ستہ مین دس کوس کی مسافت ہی مرزبان نے کہا کہ آقا میرا فراش راہ اسلام ہی چاہیے کہ جو خار راہ مین ہو اُسکی خلش کو مٹاتے چلیے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم راہ بیخطر سے جاؤ اور مین اس راہ کو صاف کرکے آتا ہون اُن پانچ ہزار مین سے پانچسو آدمی ساتھ لیکر روانہ ہوا پانچ کوس آئے تھے کہ ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ وہ باغ خشک ہو رہا ہی اُسی وقت کوئین کھدواسے باغبان مقرر کیے رات کو وہین اُترے دوسری رات کئی ہزار بھیڑیے پیدا ہوئے اور لشکر مرزبان پر آگرے لوگ تلوارین پکڑ پکڑ کر دوڑے مرزبان بھی بیدار رہوا جتنے گرگ تھے سب کے ٹکڑے اُڑائے ایک زندہ بچکر نہ گیا دو دن مرزبان اور وہان رہا پھر کوئی بلا وہان نہ آئی معلوم ہوا کہ یہی بلا اس راہ مین تھی مرزبان اُس راہ سے گذر الشکر سے اپنے آکر ملا تمام حال راہ کا بیان کیا غرض زبرجد نگار مین پہونچا یہ خبر زبرجد شاہ کو ہوئی کہ ایلچی حمزہ کا آپہونچا زبرجد شاہ نے بختیارک سے پوچھا کہ ایلچی کسے کہتے ہین اُسنے بیان کیا کہ حمزہ کا معمول ہی کہ جس ملک مین جاتا ہی وہان ایک سردار زبردست کو برسم رسالت

نامہ دیکر بھیجتا ہی کہ جاکر دریافت کرو کہ وہان لوگ کیسے ہین اور ایلچی اپنی زبردستیان دکھاتا ہی زبرجد شاہ نے سنکر کہا
کہ ای بختیارک اور جگہ ایلچی جاکر سرکشی کرتا ہوگا یہان آکر سجدہ کریگا اور حکم دیا کہ ایلچی کو کوئی نہ روکے آنے دینا لیکن مرزبان
جسوقت داخل شہر زبرجد نگار ہوا دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہی پاکیزہ بنیاد ہی سیر کرتا ہوا ایوان بادشاہی کے پاس پہونچا دیکھا
کہ تمام ایوان مرصع کار ہی اور اپنے ہمراہیون کو باہر چھوڑا آپ تنہا داخل بارگاہ ہوا عمرو بن امیہ ضمری کو دیکھا کہ بختیارک
کا خدمتگار بنا ہوا بختیارک کے عقب کھڑا ہوا ہی ایلچی جو آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا دیکھا کہ تخت زرنگار بچھا ہوا ہی گرد و
اطراف مین کفار جمع ہین ایک کرسی مرزبان کو ملی اُسپر مرزبان بیٹھا دور جام گردش مین آیا مرزبان نے دیکھا کہ
ایک مکان معلق بہوا الماس زرنگار کا اس قصر سے تین سو گز بلند معلوم ہوتا ہی مرزبان نے پوچھا کہ یہ مکان کیسا ہی لوگون
نے کہا کہ خداوند زبرجد شاہ اسمین رہتے ہین لقا نے کہا کہ ای مرزبان لاؤ نامہ دو مرزبان نے کہا کہ مین سوائے
زبرجد شاہ کے اور کسی کے ہاتھ مین نامہ نہ دونگا آسمان پر سے آواز آئی کہ کیا مضائقہ ہی ہم آتے ہین اور تخت
اُس قصر مین سے پیدا ہوا اُس مکان مین آیا مرزبان نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل قوی بازو لباس مکلف پہنے ہوئے
دریا سے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے نقاب بادلے کی منھ پر پڑی ہوئی آسمان پر سے آیا اور تخت جواہر نگار پر متمکن ہوا سب
کافرون نے سجدہ کیا اُسنے آواز دی کہ ای بندگان من سر خود را از سجدہ بردارید کہ لعنت بر شما الغیب کردم سبھون نے سر
سجدے سے اُٹھایا اب مرزبان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا مطلب یہ تھا کہ سلام میرا اُسپر ہی جو پروردگار عالم کو برحق جانتا
ہی زبرجد شاہ نے کہا کہ ای خدا پرست تو نے آسمان کے خدائے نادیدہ کو دیکھا ہی مرزبان نے کہا کہ خداوند عالم کو کسکی طاقت
ہی کہ دیکھ سکے یہ سنکر زبرجد شاہ نے کہا ای مرزبان اگر خداوند از راہ مہربانی کے صورت جسمانی تجھے دکھا دے تو تو پہچان
لیگا مرزبان نے جواب دیا کہ آجتک کسی پیغمبر نے بھی خدا کو آنکھون سے نہین دیکھا حضرت موسیٰ علی نبینا مصر ہوئے تھے کہ ہم خدا کو کسیطرح
سے دیکھین گے بس ایک نور چمکا کہ کوہ طور جلگیا کسکی قدرت ہی کہ اُسے بے پردہ دیکھ سکے زبرجد شاہ نے کہا کہ ہم تمھین دکھاتے ہین پہچانو
اپنے خدا کو یہ کہکر بند نقاب کا منھ پر سے اُٹھایا اور پکارا مصرع برمن نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا + مرزبان کی نگاہ جو اُسکے
روے نجس پر پڑی دیکھا کہ تاج مین اس گبر ناہنجار کندہ ناتراش کے ایک لعل سحر کا نصب ہی کہ جو اُسے دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی بس
مرزبان نے جو دیکھا بے اختیار مسحور سحر ہو کر اُس کافر کو سجدہ کیا اور رونے لگا پکارا کہ آجتک مین نے اپنے خالق کو نہ دیکھا تھا
اب جو دیکھا پہچانا افسوس مین نے اتنی عمر اپنی گمراہی مین بسر کی حمزہ نے مجھے بہت گمراہ رکھا ہائے مین نے کیا کیا خداوند کو اپنی زبان
سے برا کہا اور اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا زبرجد شاہ نے بند نقاب کا پھر منھ پر ڈال لیا مرزبان پر جب گلاب اور کیوڑہ
چھڑکا گیا تب ہوش مین آیا زبرجد شاہ نے ہاتھ اپنا مرزبان کے سر پر پھیرا تسلی دی اب رونا مرزبان کا موقوف ہوا اور
نامہ جو صاحبقران کا سر بمہر بندھا ہوا تھا اُسے کھولکر پھینکدیا زبرجد شاہ نے نامہ اُٹھا کر دبیر سے پڑھوایا مضمون سے آگاہ ہو بولا
کہ اسکی پشت پر جواب جنگ لکھدو اور پکار کر کہا کہ عمرو بن امیہ ضمری تو بختیارک کے خدمتگار کی صورت بنا ہوا کھڑا ہی مجھے معلوم
ہی مگر تو اپنے دلمین اندیشہ نہ کر یہ جواب نامے کا لیجا کر حمزہ کو دے بس عمرو یہ سنتے ہی لرزتا کانپتا ہوا نامہ کو اُٹھا کر باہر آیا لوگون
سے مرزبان نے کہا آقا تمھارا زبرجد شاہ پرست ہوگیا تم چلو یہان سے مین جواب نامے کا لیے جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا لوگ
مرزبان کے پیچھے چلے مگر یہان زبرجد شاہ سوار ہو کر قیطول معلق پر گیا اور لقا کمال اُداس اور نہایت پریشان اُٹھکر
اپنے خیمے مین آیا اور بختیارک سے کہا ای شیطان درگاہ یہان آکر مین بہت ذلیل ہوا جی چاہتا ہی کہ اپنے تئین ہلاک کرون
کسواسطے کہ اُسکا جاہ و جلال بہت بڑا ہی خدا پرستون نے کبھی کسیکو سجدہ نہین کیا لیکن اُسکو سجدہ کیا بختیارک نے کہا ای
لقا تم ان باتون کو خیال نہ کرو سجدہ کرنے کا ملال نہ کرو یہ باعث ہی کہ حرامجادے نے ایک لعل بنا کر دیا ہی وہ اُسنے اپنے

تاج مین نصب کیا ہی یہ اُس لعل کی تاثیر ہی جو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی اور رای لقا یہ کارخانہ چند روز کا ہی مرشد کامل دمامہ جادو
کو بھی مارینگے اور زبرجد شاہ کو غارت کرینگے پھر وہی تم خداوند ہو اور مین تمھارے ساتھ ہون جد صر چاہنا چلنا مصرع
خلق خدا تنگ نیست پای مرا لنگ نیست + چند روز کا یہ شعبدہ ہی غرض اسکے سمجھانے سے لقا کو تسکین ہوئی اور اُدھر عمرو
جواب نامے کا لیے ہوئے خدمت امیر مین پہونچا تمام حال مرزبان کا بیان کیا اور کہا کہ حمزہ پھر چل بیٹھنے زبرجد نگار پر جانا
اچھا نہین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خداے ما بزرگ است جبتک لقا اور زبرجد شاہ کو مار نہین لیتا ہون مجھے آرام
نہین آتا اور پہلوان عادی کو بلاکر فرمایا کہ کوچ ہمارا ہی طرف زبرجد نگار کے اُسی وقت بموجب حکم کے عمرو معدی کرب
پیش خیمہ لدوا کر راہی ہوا غرض بعد طی منازل اور قطع مراحل کے شہر زبرجد نگار مین پہونچا اور سامنے شہر
زبرجد نگار کے خیمہ برپا کیا اور سرداروں کے بھی وہین خیمے ایستادہ ہوئے لشکر فرسنگ در فرسنگ اُترا ہوا تھا امیر عالیمقام
و بادشاہ اسلام و سرداران ذوالاحترام داخل خیمہ ہوئے اُدھر ہرکارے خدمت زبرجد شاہ مین آئے پہلے بددعا دی
بعد اُسکے بیان کیا کہ لشکر حمزۂ صاحبقران آپہونچا زبرجد شاہ نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی سب کو مار کر خاک تیرہ برابر
کرونگا اور لقا سے کہا کہ ہمارے پہلوان قدرت اُغراق رعد آواز کو تم ساتھ لیجاکر سامنا ان خدا پرستون سے کرو کہ
اعراک رعد آواز بندہ ہمارا بندۂ خاص ہی وہ سب خدا پرستون کا کام تمام کردیگا لقا نے کہا کہ اچھا اور اُسیوقت لقا
اعراک رعد آواز کو ساتھ لیکر باہر شہر کے آیا مقابل لشکر اسلام خیمہ استادہ کیا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا صحبت رقص و سرود کی
شروع ہوئی دورۂ جام گردش مین آیا اعراک بدمست ہوا بولا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارون نے
خبر لشکر اسلام مین پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ بفضل ایزدی اور بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے چار پہر
رات طبل جنگ بجنے مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ے نبرد ہوئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نیب دے کر
چلے گئے اعراک رعد آواز اپنے گینڈے کو جھکا کر لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان کیا پھر
مبارز طلب کیا بمجرد مبارز طلبی کے لشکر ظفر اثر مین داہنی طرف علمہاے زمرد رنگ جلوہ گری پر آئے شاہزادۂ بدیع الزمان
مرکب کو چھیڑ کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ بھٹی رنگ تو لڑائی کا دیکھ لیا ہوتا عرض کیا کہ اب
معلوم ہو جائیگا فرمایا کہ جاؤ خدا تمھارا حافظ ہی بدیع الزمان بارد گر مرکب کو جھکا کہ برابر اُس کافر کے آیا نگاوہ رزن ہوا
مرکب برابر سے پسپا ہوئے پھیر پھیر کر مرکبون کو مقابل ہوئے اعراک نے کہا ای پسر حمزہ سجدہ کر زبرجد شاہ کو دیکھ تو
تجھے کیسا حسن و جمال و قوت و طاقت عطا کی ہی بدیع الزمان پکارے لاکھ لاکھ لعنت ہی زبرجد شاہ پر اور اسکے
پرستارون پر بس اعراک نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اُسکو بھی رد کیا اب نوبت
کشتی کی آئی دوپہر ڈھلے اعراک نے نعرہ مارا کہ بدیع الزمان بیہوش ہو کر گرا اعراک نے اُسکی مشکین باندھین اور طبل بازگشت
بجوا کر پھر گیا حمزۂ صاحبقران نمایت اُداس میدان کارزار سے پھرے اعراک بدیع الزمان کو لیے ہوئے
سامنے زبرجد شاہ کے آیا زبرجد شاہ نے کہا کہ ای پسر حمزہ سجدہ کر مجھے شاہزادے نے کہا کہ او خرس بادیۂ ضلالت
کیا بکتا ہی زبرجد شاہ نے بند نقاب کا منھ پر سے دور کیا اور پکارا مصرع برمن نگر بر من نگر شاید کہ بشناسی مرا +
بس بدیع الزمان نے اُس لعل کو جو دیکھا تو مانند مرزبان کے سجدہ کیا اور گریہ و زاری کرنے لگا زبرجد شاہ نے
دست نجس اپنا بدیع الزمان کے سر پر پھیرا اور برابر مرزبان کے بٹھنے کا حکم دیا ہرکارون نے خبر حمزۂ صاحبقران کو
دی کہ بدیع الزمان نے زبرجد شاہ کو سجدہ کیا یہ سنکر نہایت صدمہ حمزۂ صاحبقران کو ہوا فرمایا کہ افسوس صد ہزار افسوس
کہ ایسا فرزند ارجمند ہمارے ہاتھ سے گیا یہ کہکر رونے لگے عمرو نے کہا یا حمزۂ صاحبقران اگر ارشاد ہو تو مین جاکر شاہزادۂ

پہنچا ان

بدیع الزمان کو لے آؤن امیر نے پانچ توڑے منگوا کر کھلوا دیئے کہ یہ تو خرچ کیواسطے موجود ہین بدیع الزمان کو جسطرح
ہو سکے لاؤ عمرو نے وہ روپیے زنبیل مین داخل کیے اور روانہ ہوا صورت بدلکر داخل شہر زبرجد نگار ہوا دیکھا
کہ سب دربار جمع ہی زبرجد شاہ نقاب ڈالے ہوئے تخت پر بیٹھا ہی بدیع الزمان اور مرزبان دونون ایک جگہ
بیٹھے ہین مگر بیہوش اور مدہوش ہین صبر کیا جب دربار برخاست ہوا بدیع الزمان اپنی خوابگاہ مین آیا عمرو ایک
خدمتگار کی شکل بنکر ساتھ ہو لیا جب بدیع الزمان کھانا کھا کر سویا عمرو نے پہلے خاصبردارون اور خدمتگارون کو
بیہوش کیا بعد اُسکے بدیع الزمان کو بیہوشی دیکر پشتارے مین باندھکر لے آیا رات کو تو اپنے خیمے مین رکھا صبح کو خدمت مین
صاحبقران کی لایا پشتارے سے نکالکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا بدیع الزمان کو ہوش آیا دیکھا سامنے بادشاہ اسلام حمزۂ
صاحبقران وجملہ سرداران عالیشان بیٹھے ہین غیظ و غضب مین آکر کہا کہ مجھے کون یہان لایا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند
ارجمند مین نے تمھین بلوایا ہی یہ کیا تمنے باطل پرستی اختیار کی ہی اس سے باز آؤ بدیع الزمان نے کہا کہ یا حمزۂ صاحبقران جو مین نے
دین اختیار کیا ہی یہ دین برحق ہی مین نے اپنے خدا کو دیکھا اور پہچانا زبرجد شاہ خداوند برحق ہی امیر نے فرمایا ای بدیع الزمان
تو کلید فتح باخبر ہی سالہا سال تو نے جہاد کیا ہی اور زبرجد شاہ کون گدھا ہی کہ اُسے بخدائی مانیگا یہ کلمہ سنکر بدیع الزمان
نہایت برہم ہوا کہا کہ میرے ساتھ چلکر زبرجد شاہ کو دیکھو اور سجدہ نہ کرو تو پھر جو چاہو سو کہو صاحبقران نے فرمایا
کہ زبرجد شاہ کیا گیدی خر ہی کہ اُسکے پاس مین جاؤنگا لاکھ لاکھ لعنت ہی زبرجد شاہ اور اُسکے پرستارون پر یہ کلمہ سنتے ہی
بدیع الزمان برہم ہو کر اُٹھا اور کہا کہ تم لوگ اس قابل نہین ہو کہ تمھارے پاس کوئی بیٹھے اور چلا دروازے
کیطرف کو لوگون نے چاہا کہ روکین صاحبقران نے منع کیا کہ وہ اپنے ہوش مین نہین ہی نہ روکو کیا فائدہ ہی روکنے سے سب نے
تامل کیا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر آکر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا یہان زبرجد شاہ کی بارگاہ مین ذکر ہو رہا ہی
کہ رات کو عمرو بدیع الزمان کو چرا لیگیا زبرجد شاہ کہ رہا ہی کہ وہ میرا بندہ ہی کبھی وہان نہ ٹھہریگا یہی باتین تھین
کہ بدیع الزمان آپہونچا سجدہ کیا تمام احوال بیان کیا زبرجد شاہ بہت خوش ہوا اور خلعت دیا بعد اُسکے پھر
اعراک رعد آواز نے طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین آکر للکارا کہ ای خدا پرستو تم بندگان
زبرجد شاہ کو چرا منگواتے ہو اور چاہتے ہو کہ دین زبرجد پرستی سے پھر جائین یہ کبھی نہ ہوگا کہ جو زبرجد شاہ کو سجدہ
کرے وہ پھر زبرجد شاہ سے پھر جائے خراب جسکو تمنا مجھسے مقابلے کی ہو وہ آئے میدان مین کہ لشکر اسلام مین
سے جمشید بن قباد نکلا اور مقابل ہوا بعد از گفتگوے بسیار اعراک نے نعرہ کیا کہ جمشید بیہوش ہو کر گرا اعراک
نے اُسکی مشکین باندھکر اپنے لشکر مین بھیجدیا اور پھر مبارز طلب کیا اکی شاہزادہ علمشاہ رومی آکر مقابل ہوا بغیر گفتگو تیغہ کپتان
فرنگی کھینچکر اعراک پر مارا اُسنے سپر پر روکا جیسے گھڑیال پر سے موگری اُچٹتی ہی اُسیطرح صاف اُچٹ گیا بس اعراک
نے نعرہ کیا کہ علمشاہ بھی بیہوش ہو کر گرا اعراک نے اُسکی بھی مشکین باندھکر بھیجدیا پھر عمرو بن رستم نکلکر گرفتار
ہوا شام تک اُنتیس سردار اعراک نے اسیر کیے پھر طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اعراک تو صحرا کی طرف روانہ ہوا
لقا پھر کر خیمے مین آیا اور پھر طبل جنگ بجوایا اُدھر لشکر اسلام مین نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اعراک نے مبارز طلب کیا اُس روز شہنشاہ عراقی جہلیل جنگ عراقی
ہندویل اصفہانی وغیرہ کوئی بتیس سردارون کے قریب گرفتار ہوئے دوسرے روز سلطان سربرہنہ طبسی طول
زنگی طال زنگی وغیرہ بتیس سردار گرفتار ہوئے جب اعراک طبل بازگشت بجوا کر پھرا اقتضاے کار ابوالفتح اصفہانی
عیار پیچھے اعراک کے چلا کہ آج اسے پکڑ ہی لاؤن جاتے جاتے صحرا مین پہونچکر حلقے کمندکے مار کر اُسے مرکب پر سے گرایا

چاہا کہ مشکین باندھے کہ ایک چیل آسمان پر سے آکر ابوالفتح کو دبوچ بیٹھی اتنے مین اعراک ہوش مین آیا اور ابوالفتح کو باندھکر لیگیا شب تو یون گذری صبح کو میدان مین آیا پکارا ای خدا پرستو ارے یہانتک نوبت پہونچی کہ عیارون کو میرے گرفتار کرنے کیواسطے بھیجتے ہو وہ شخص بندۂ خاص زبرجد شاہ کا ہی میرا کوئی کچھ نہ کر سکیگا خیر آؤ میرے مقابلہ کو اُس روز ہاشم تیغزن اور چوگان بن حمزہ وغیرہ بھی گرفتار ہوئے شام کو دونون لشکر پھر گئے لقا نے آکر زبرجد شاہ سے کہا کہ اب بہت سے سردار لشکر اسلام کے جمع ہو چکے ہین کہا کہ لاؤ اُنھین ہمارے سامنے آکر ہمکو سجدہ کرین تو یہان رہین نہین تو چلے جائین اُسیوقت جتنے سردار قید تھے اُنھین زبرجد شاہ کے سامنے لائے اُس ملعون نے نقاب چہرے سے اُٹھائی بصورت نحس دکھائی سب اہل اسلام گرفتار سحر ہوکر سجدے مین گرے بعد اُسکے جہان بدیع الزمان بیٹھا تھا سب آکر بیٹھے القصہ چند روز مین تمام سرداران اسلام نے مبتلاے سحر ہوکر دین زبرجد پرستی اختیار کیا بادشاہ اسلام و حمزۂ صاحبقران و مقبل و کرب غازی یہ تین چار شخص باقی رہگئے اور لشکر کفار مین پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اعراک پکارا کہ ای خدا پرستو کیا پردے غفلت کے تمھاری آنکھون پر پڑے ہین کہ سجدہ نہین کرتے دیکھتے جاتے ہو کہ جو تم مین سے آیا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا تم جو باقی ہو بغیر لڑے بھڑے چلے آؤ اور سجدہ کرو خداوند کو نہین ذلیل و خراب ہوگے یہانسے لوگون نے پکار کر کہا کہ او حرامخور کیا گوہ کھاتا ہی اور کیا جھک مارتا ہی او گیدی اب تو مارا جائیگا بس یہ سنکر خشمناک ہو کر للکارا اور کہا کہ پھر آؤ میرے مقابلے کو صاحبقران اشقر دیوزاد کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آکر اُترے اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے تخت رکھوا دیا اور فرمایا کہ مین میدان مین جاؤنگا آپ یہین تشریف رکھیے اُدھر سے کرب غازی نے عرض کیا کہ شہریار پہلے اپنی جان مین نثار کر دونگا بعد اُسکے آپ عازم میدان ہون یہی باتین ہو رہی تھین کہ جانب صحرا سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا جب گرد شق ہوئی تو ایک نقابدار مرصع پوش چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا اور ایک طرف آکر میدان مین کھڑا ہوا عیار نقابدار نے حال دریافت کرکے نقابدار سے بیان کیا کہ یہ اعراک رعد آواز پہلوان زبرجد شاہ کا ہی سب سرداران لشکر اسلام کو اسیر کر کے لیجا چکا اب صاحبقران کا ارادہ ہی کہ خود مقابلے کو نکلین نقابدار نے کہا کہ مین اس سے مقابلہ کرونگا اور مرکب بڑھا کر سامنے اعراک کے آیا بعد تگاورزی کے اعراک نے کہا ای نقابدار تجھے سامنا خدا پرستون سے ہی تو بیچ مین دخل دینے کیون آیا ہی نقابدار بولا کہ مین بھی ایک غلامان حمزۂ صاحبقران مین سے ہون مجھسے مصیبت لشکر اسلام کی کب دیکھی جائیگی اعراک نے کہا معلوم ہوا حال تیرا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے لا حربہ اپنا نکال لے حوصلہ اپنا نقابدار بولا او ملعون ہمارا دستور نہین ہی کہ حریف پر پیشدستی کرین تو پہلے اپنا وار کر لے جب تیرے حربے سے بچونگا تو مین بھی اپنا حربہ تجھپر کرونگا اُسنے کہا کہ خبردار رہو مین نعرہ کرتا ہون کہا شوق سے چلا منع کون کرتا ہی اُسوقت اعراک نے نعرہ کیا کہ زمین ہلنے لگی نقابدار بیہوش ہوکر گر پڑا اعراک نے اُسکی مشکین باندھلین اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا نقابدار کو سامنے زبرجد شاہ کے لایا اُسنے حکم دیا کہ نقاب اُسکے منہ پر سے دور کرو اُسیوقت نقاب اُٹھا کر دیکھا تو ایک آفتاب چمکا اور ایک جوان حسین مشابہ حمزۂ صاحبقران کے نظر آیا لوگون نے استفسار کیا کہ تو کون ہی اور کیا نام ہی تیرا اُسنے کہا کہ مین بیٹا ہون امیر کشورگیر کا نام میرا اسکندر فرخ لقا ہی بادشاہ طلسم ہزار اسپ ملکہ رضیہ سلطان خورشید رو میری مان ہی آیا تھا مدد کیواسطے پدر بزرگوار کی یہان گرفتار ہو گیا زبرجد شاہ نے کہا کہ ای پسر حمزہ دیکھ تیرے اور بھائیون نے بھی مجھے سجدہ کیا ہی تو بھی سجدہ کر اُسنے کہا او ملعون مین لعنت کرتا ہون تجھپر بس اُسی وقت اُسنے بند نقاب کا منہ پر سے اُٹھایا اور سکندر فرخ لقا نے جو روے نحس اُسکا دیکھا اور اُسکے نعل پر نگاہ

پڑی اُسیوقت سر سجدے مین جھکایا بعد اُسکے جہان سب اہل اسلام بیٹھے تھے وہان یہ بھی آکر بیٹھا عمرو خبر کے واسطے آیا ہوا تھا جاکر صاحبقران سے تمام حال بیان کیا امیر کو نہایت افسوس ہوا فرمایا کہ ہا۔ ے مین صورت بھی اُسکی دیکھنے نہ پایا کہ فلک نے یہ تفرقہ ڈالا اور فرمایا کہ خواجہ بتسے ہو سکتا ہی کہ اس سبب کو دریافت کرو کہ اہل اسلام نے اسے کیون سجدہ کیا اور کیا وجہ ہی کہ اعراک پر کوئی غالب نہین ہوتا اور یہ کہکر دو توڑے اشرفیون کے منگوا کر رکھدیے عمرو نے وہ توڑے ہزار نکتو ڑون سے زنبیل مین ڈالکر شہر زبرجد نگار کا راستہ لیا اور کہا کہ چلکر اس معما کو دریافت کیجیے

اب وہ دو کلمے داستان داراب اور مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ داراب ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہو کر شہر اختم سے شہر کشوریہ مین آیا اور مالک اژدر بھی ساتھ تھا جب زخم اُسکا اور مالک کا بھی اچھا ہو چکا بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا عرض کیا کہ خواجہ سہیل بازرگان ملک باختر کی طرف سے آئے ہین حکم ہوا کہ بلاؤ خواجہ سہیل آئے نذر گذرانی بیٹھے باتین ہونے لگین داراب نے کہا کہ حال ایرج کا کچھ بیان کرو عرض کیا کہ ای شہریار اب ایرج کو اژدہا نے دمان کیا چاہیے اور وہ ملک گیری کرتا ہوا چلا آتا ہی عنقطلی آباد بھی لیلیا اب شمار یہ پر لشکر ہی یہ سنکر مالک اژدر نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ ای داراب مجھے اور لندھور سے ہمیشہ کھچتی رہی اور کبھی آنکھ میری اُس سے نیچی نہین ہوئی اگر اب اُسنے ایرج کو اتانہ صاحبقرانی دیکر صاحبقران بنایا اُسے آسمان پر چڑھا دیا اور ہم تمھارے ساتھ ہین تمسے آجتک کچھ نہ بن آیا اسکا مجھے بڑا افسوس ہی داراب نے کہا کہ ای مالک مین کیا کرون جب ایرج سے سامنا کرنے گیا زخمی ہوا ذلت اُٹھائی چلا آیا یہ کارخانے قضا و قدر کے ہین اسمین کسیکا کیا دخل ہی مجکو خود افسوس ہی مالک نے کہا ای داراب اب تم یہان سے ملک کوچک باختر کو چلو اور اُس ملک کو اپنے قبضے مین لاؤ کہ وہ ملک بہت زرریز ہی اور پھر وہانسے سبائل کو چلے چلو داراب نے کہا اچھا مجھے منظور ہی مین چلنے کو موجود ہون غرض خواجہ سہیل سے کچھ اسباب مول لیکر رخصت کیا اور خود اسباب سفر درست کروا کر جہازون پر سوار ہو کر جانب کوچک باختر کے روانہ ہوا اتفاقات روزگار باد مراد تھی جہاز جلد آکر ملک کوچک باختر مین پہونچے جہازون پر سے اُترے ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ کہان ہم آکر پہونچے ہرکارے گئے بعد دوپہر کے خبر لیکر آئے کہ یہ علاقہ شہر اختم کا ہی بیٹے شعشہ قلم کوہی کے یہان کے مالک ہین اور آجکل بھانجے کنجاب کے سعد و سعید دونون یہان ہین بس داراب کوچ کرکے برابر شہر اختم کے آیا نامہ اس مضمون کا لکھکر شاہان اختم کو بھیجا کہ اگر اطاعت میری اختیار کرو اور خراج مجھے دو اور بیعت میری کرو تو خیر اور اگر خلاف اسکے کیا تو بہت بری طرح سے پیش آؤنگا جب نامہ شاہان اختم نے پڑھا اور مضمون سے آگاہ ہوئے وہ تو چپ ہو رہے مگر سعد و سعید نے نامے کو چیر کر پھینک دیا ایلچی کو نکالدیا اور کہا کہ کہدینا اُس دھوبی بچے سے کہ کیون شامت آئی ہی یہ ملک سرفتنہ ملک باختر بدیع الزمان دلاور کا ہی یہان اور کسی طرح کا خیال نہ کر جدھر سے آیا ہی اُدھر ہی چلا جا نہین تو سزا پائیگا داراب نے پھٹا ہوا نامہ جو دیکھا آگ ہو گیا کہا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا اُدھر سعد و سعید نے بھی لشکر باہر نکلوایا جانبین مین طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال کے سعد میدان مین آیا مبارز طلب کیا داراب مقابلے کو نکلا بعد تگا و رو ئی کے نیزہ بازی ہوئی داراب نے نیزہ سعد کا ہوائی کیا سعد نے تلوار ماری داراب نے بفنون سپاہگری تلوار چھین لی دوپہر کی کشتی مین اُسے زیر کیا سعید نے سامنا کیا شام تک وہ بھی اسیر ہوا داراب پھر کر اپنے خیمے مین آیا کھانا کھا کر آرام فرمایا صبح کو دربار مین آکر بیٹھا اور بلایا سعد و سعید کو غرض دونون آکر حاضر ہوئے اور داراب نے کہا کہ سجدہ کرو خداوند آب حیات کو سعد و سعید نے

کہا کہ ہم لعنت کرتے ہین مالک نے کہا ای داراب مسلمان کبھی کافر نہوگا تم کیا کہتے ہو داراب نے کہا کہ اچھا اُو مجھسے دست بیع ہو تو مین تمھین چھوڑ دونگا نہین مارے جاؤگے اِن دونون نے کہا کہ ہمین جان دینا گوارا ہی مگر تمہاری اطاعت قبول نہین تو ہمین قتل کرو داراب نے چاہا کہ جلاد کو بلائے مالک نے کہا ابھی قتل کرنا انکا مناسب نہین ہی بلکہ انکو قید کرو داراب نے اُسیوقت زندانخانے مین بھیجدیا اور پھر پیغام شاہان اختم کو بھیجا کہ آؤ اب بھی کچھ نہین گیا ہی اگر بیعت میری کرو وہ آکر موجود ہوئے بیعت کی خراج دیا داراب وہ ایک روز یہان رہکر عجم کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا نامہ طاہر بن قہرمان کو لکھا کہ جلد آکر اطاعت میری اختیار کرو نہین تو تمکو بہت بڑی ذلت حاصل ہوگی یہ نامہ جو طاہر بن قہرمان کو پہونچا اُسنے ایلچی کی ناک اور کان کٹوا کر کالا منھ کر کے گدھے پر سوار کروا کے بھیجدیا داراب صورت اُسکی دیکھکر آگ ہوگیا سامنے شہر عجم کے آکر خیمہ برپا کیا اُدھر سے طاہر بن قہرمان نکلا طرفین سے طبل جنگ بجا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر ہوئے بعد صف آرائی کے طاہر بن قہرمان میدان مین آیا مبارز طلب کیا داراب مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی گرز چلے آخر کار تا شام طاہر کو زیر کیا اور باندھکر مشکین لے آیا اُسکو زندانخانے مین رکھا صبح کو سامنے بلاکر کہا کہ تم دین آتش پرستی اختیار کرو اُسنے کہا کہ لعنت ہی تیرے دین و آئین پر داراب نے کہا خیر میری بیعت کرو اُسنے کہا یہ بھی نہوگا پس داراب نے کہا اسے قتل کرو اُسوقت مالک مانع ہوا داراب نے کہا مین نہ مانونگا اور ابرہائے کشوری سے کہا کہ جلد لیجا کر قتل کر ابرہائے کشوری طاہر کو باہر لشکر کے لایا میدان خونی کی تیاری کروائی بیڑیون مین رسیان باندھکر چرخی پر کھینچا جب یہ بلند ہوا تیر باران کیا بس اُسوقت طاہر بن قہرمان عجم زندگی سے اپنی مایوس ہوا اور دعا مانگنے لگا کہ خداوندا اسوقت مین کوئی میرا بچانے والا نہین ہی یہ وقت مددگاری کا ہی ہنوز یہ مصروف دعا تھا کہ دامن صحرا سے گرد اُٹھی اور ایک نقابدار سبزپوش نمایان ہوا اور بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے آکر ابرہائے کشوری پر گرا اور نعرہ کیا کہ او کافر جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اُدھر سے ابرہائے کشوری نے دوڑ کر تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے ضرب اُسکی ردکر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوئے کچھ لوگ اُسکے ساتھ کے مارے گئے کچھ بھاگ گئے نقابدار نے طاہر بن قہرمان کو چھڑا لیا اور اپنے ہمراہ لیجا کر قلعہ عجم مین پہونچایا اور کہا کہ طاہر تو نے مجھے پہچانا اُسنے کہا کہ نہین امیدوار ہون کہ نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ کیجیے نقابدار نے نقاب اُٹھائی اور نام بتایا کہ مجھے غضنفر بن اسد کہتے ہین تم خاطر جمع سے قلعہ بند ہوکر بیٹھو مین تمھاری مددگاری کو موجود ہون یہ کہکر صحرا کیطرف روانہ ہوا اور یہان طاہر نے قلعے کو آراستہ کیا خندق پرآب کردی پل تختہ بنوا دیا توپین جہان نہ چڑھی تھین وہان چڑھوا دین گولندازون کو مستعد کر کے بٹھا دیا

اب اُدھر کا حال سنیے کہ لاشہ ابرہائے کشوری کا داراب کے پاس پہونچا لوگون نے بیان کیا کہ نقابدار سبزپوش اسے مار کر طاہر بن قہرمان کو چھڑا لیگیا اور طاہر قلعہ بند ہوکر بیٹھا ہی داراب نے کہا کہ وہ نقابدار کدھر گیا عرض کیا کہ طاہر کو قلعے مین پہونچا کر صحرا کو چلا گیا کہا خیر کہان جائیگا اور افسران فوج کو حکم دیا کہ چلکر قلعے پر یرغہ کرو تمام فوج نے آکر گرد شہر عجم کے گھیر ڈال دیا اور وہین اُتر پڑے رات کو غضنفر بن اسد بارہ ہزار قزاقون سے آکر لشکر داراب پر شبخون گرا اور قتل کرنا شروع کیا غل ہوا کہ حریف شبخون آکر گرا ہر طرف سے لوگ مسلح اور مکمل ہوکر نکلے غضنفر نے ایک طرف سے ایک غول کو دوسرے غول سے لڑوا دیا آپ بیچ مین سے نکلا ہوا صاف چلا گیا یہ آپس مین لڑنے لگے غضنفر دوسری جانب سے پہونچا خیمے مین آگ لگائی طنابین کاٹ دین خیمہ گرا دیا پچھلے پہر داراب کو خبر ہوئی کہ غضنفر بن اسد دیوانہ شبخون گرا ہی بس اُسیوقت یہ سوار ہوکر اُدھر چلا جدھر غضنفر تھا اُدھر غضنفر کو اطلاع ہوئی کہ داراب آتا ہی بس بوق بجائی کہ ای قزاقان بدر رد دیدہ اور تلوارین مارتا ہوا چلا گیا داراب نے سنا غضنفر بن اسد دیوانہ

چلا گیا صبح کو دیکھا کہ حریف کا لاشہ کوئی نہین ہی آب پرست ہزار رہا آپسمین لڑکر مر گئے بہت افسوس کیا اور کہا کہ ای مالک یہی دیوانہ نقابدار بنکر طاہر کو چھڑا لیگیا مالک نے کہا کہ بیشک یہی تھا داراب نے افسران فوج کو تاکید کی کہ اب ہوشیار رہنا سبھون نے عرض کیا کہ اب یہ دیوانہ اگر آئیگا تو دیکھیےگا کس طرح اُسکو مارتے ہین دن کو یہ بندوبست رہا رات کو دو پہر رات گئے پھر غضنفر آکر نعرہ کرکے تلوار کھینچکر گرا اور قتل کرنا شروع کیا ہلڑ ہوا کہ پھر وہ دیوانہ آکر شبخون گرا بعضے تو اُس شب تاریک اور بدحواسی مین جامے کو پائجامہ سمجھکر آستینون مین پانون ٹھونسنے لگے اُسکی مہریان تنگ تھین پانون مین کب آتی ہین درزی کو گالیان دینے لگے کہ کیا پائجامہ کی مہریان اسنے خراب بنائی ہین کہ پانون مین نہین آتی ہین خدمتگار نے کہا کہ پیر و مرشد یہ جامہ ہی زیر جامہ نہین ہی اُسوقت اُسے پھینکا بعضون نے زیر جامہ کو جامہ سمجھکر دونون مہریون مین ہاتھ ڈالے میانی مین پھنسے سر دھکیل رہے ہین درزی کو برا بھلا کہہ رہے ہین کہ اُس نالکار نے گریبان تنگ رکھا ہی خدمتگار نے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ زیر جامہ ہی جامہ نہین ہی کہا کہ جلدی مین کچھ معلوم نہین ہوتا اور ایک آدھ شخص جو بہت ہوشیار رہتے تھے اُنھون نے لباس پہنا ہتھیار لگائے چلے اور ایک مرتبہ کوڑا اپنا ڈھونڈھنے لگے رنڈی کی چوٹی پکڑ کر لیچلے اُسنے کہا صاحب سبحان اللہ یہ بدحواسی ہی کہ کوڑا بھولکر چوٹی میری کھینچتے ہو حریف سے کیا لڑوگے خوب سامنا کروگے شرمندہ ہوکر چوٹی چھوڑ دی باہر نکلے حریف کے ہاتھ سے مارے گئے بعضون کا یہ نقشا ہی کہ مسلح اور مکمل ہوکر آئے یہان سائیس نے گھوڑے کو تیار کر رکھا تھا مگر اگاڑی کھولی تھی اور پچھاڑی کھولنا بھول گیا تھا آکر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کرتے ہین گھوڑا اپنی جگہ سے ہٹتا نہین خوب جھنجھلا جھنجھلا کر کوڑے مارتے ہین اور کہہ رہے ہین کہ اسے پانچسو کو لیا تھا وقت پر کمبخت سقط ہو گیا ہی ایک کوڑا کسین جو اُس گھوڑے کی ران کے قریب مارا اُسنے جھٹکا جو مارا پچھاڑی کی میخ اُکھڑ کر انکی پیٹھ پر لگی اُنھین خیال ہوا کہ حریف نے گرز مارا ہاے کرکے گرے حریف جو پہنچے اُنھون نے مار کر ٹکڑے ٹکڑے کیے غرض لشکر داراب کا تہ و بالا ہو گیا اسی طرح سات شبخون متواتر مارے کہ ہزار ہا آب پرست مارے گئے آٹھوین شب کو داراب نہ سویا جسوقت غضنفر شبخون آکر گرا اُسوقت سوار ہوکر دوڑا اور للکارتا ہوا پہونچا کہ او دیوانے جاتا کہان ہی میرے ہاتھ سے آیا مین اُدھر غضنفر نے دیکھا کہ داراب آپہونچا پکارا کہ او گاؤ ریچے پاجی تو کیا کریگا میرا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ صاحبو اگر مین گرفتار ہو جاؤن تو تم پھر یہان نہ ٹھہرنا چلے جانا کہ اسمین داراب قریب آیا پکارا کہ او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول روز تو شبخون مار کر چورون کی طرح بھاگ جاتا ہی آج تو میرے ہاتھ لگا ہی غضنفر نے کہا کہ تو میرا کیا کریگا یہ کہکر تلوار ماری داراب نے روکی اُسنے دوسری اور تیسری تلوار برس پڑا سر سے پانون تک تار باندھ دیا روکنا داراب کو مشکل پڑ گیا ایک گھڑی بھر کے بعد ہاتھ جو غضنفر کا سست ہوا بس داراب نے بھبکی دیکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر مین ہاتھ یا پیر زلال روشن ضمیر کہکر زور کیا غضنفر کو اُٹھا لیا اسکے ساتھ والے گھوڑے اُٹھا اُٹھا کر چلے گئے داراب غضنفر کو پکڑے ہوئے لایا زمین پر مارا گھوڑے سے اُترکر چھاتی پر چڑھکے مشکین باندھین صبح قریب تھی حکم کیا کہ اسے غل و زنجیر مین گرفتار کرکے قید مین رکھو سہ پہر کو سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر سو رہا سہ پہر کو بارگاہ مین آکر بیٹھا مالک اپنے دنگل پر متمکن ہوا کشورشاہ تخت پر جلوہ گر ہوا ناچ ہونے لگا دور جام کا گردش مین آیا داراب پکارا کہ لاؤ اُس دیوانے کو غضنفر کو بارگاہ مین لیکر آئے اُسنے بطریق اہل اسلام سلام کیا داراب نے کہا او دیوانے دین آب پرستی قبول کر نہین تو مارا جائیگا غضنفر نے کہا لاکھ لاکھ لعنت ہی اس دین پر مجھے اپنا مارا جانا گوارا ہی مالک بولا او غضنفر تم اپنی جوانی پر رحم کرو بیعت داراب سے کرلو تو ابھی چھوٹ جاؤگے غضنفر نے کہا بیعت کسے کہتے ہین کوئی کھانے پینے کی چیز ہی مالک نے کہا نہین نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین

بیعت اسے کہتے ہین کہ تم ہاتھ مین ہاتھ داراب کے دو اور کہو کہ ہم تمہارے دوست کے دوست ہین اور دشمن کے
دشمن ہین غضنفر نے کہا یہ تو بہت سہل ہے مین بیعت کرنے کو موجود ہون مجھے چھوڑ دو داراب یہ سنکر بہت خوش ہوا
اور آہنگرون کو بلا کر قید غضنفر کی کٹوا دی غضنفر داراب کے پاس آیا داراب نے ہاتھ بڑھایا کہ بیعت کرے
غضنفر نے ایک ہاتھ سے ہاتھ داراب کا پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ او دھوبی بچے ہم تیری بیعت
کرینگے لیکن ایسا طمانچہ پڑا کہ داراب کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اور بیہوش ہوکر گرا لوگ دوڑے کہ لینا اُس دیوانے کو
غضنفر نے داراب کی سپر تلوار اُٹھائی مالک بولا انے دیوانے تو نے بہت برا کیا غضنفر نے ایک تلوار مالک پر ماری
اور کہا کہ معلوم ہوا تو بھی مانند لندھور کے داراب کا عاشق ہوا ہے اوچھا سا زخم مالک کے لگا اُسوقت آب پرست
چہار طرف سے دوڑے تھے اور کہتے آتے تھے کہ لینا اور پکڑنا اس دیوانے کو غضنفر جھٹ پٹ ایک تیس چالیس
آدمیون کو زخمی کرکے بارگاہ سے باہر آیا مالک کے گھوڑے کو مار ڈالا داراب کے گھوڑے پر سوار ہوکر چلا
گیا یہان داراب کو جو ہوش آیا بارگاہ کو مثل قتل گاہ کے دیکھا کہ لاشین پر لاشین پڑی ہین اور کچھ لوگ زخمی تڑپ
رہے ہین باہر آیا کہ تعاقب مین روانہ ہو گھوڑا نہ پایا چاہا کہ اور گھوڑا منگوائے لوگون نے کہا کہ اب آپ اُسکو
کہان پائینگا جانا عبث ہے داراب پھر آیا اُسنے غصے مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل صبح کو قلعہ عجم کو لونگا اُسی وقت طبل جنگی
بجا اُدھر طاہر بن قہرمان کو خبر ہوئی اسنے بھی نقارۂ رزمی کے بجنے کا حکم دیا غرض چار پہر رات دونون لشکرون مین
تیاری رہی صبح کو طاہر فلیبند دروازے پر آکر بیٹھا اُدھر سے آمد لشکر حریف کی ہوئی یہان سے گولہ اکا دُکا پڑنے لگا
آب پرست گولے کی زد سے ہٹکر کھڑے ہوئے داراب نے کہا کہ سمجھاؤ عجم والون کو کہ اگر میری بیعت کرین تو خیر ورنہ طرفۃ العین
مین قلعہ لیلونگا ہرچند اُنکو سمجھایا اُنھون نے سوائے دشنام کے اور کچھ جواب نہ دیا آخرکار داراب غضبناک
ہوکر گرز گران سنگ ہاتھ مین لیکر قلعے کی طرف چلا اُدھر سے گولہ پڑنے لگا زمین جلنے لگی آگ برسنے لگی زمانہ تیرہ و تار
معلوم ہوتا تھا مگر داراب کشور کشا گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا لگا مونچھون پر تاؤ دینے یہان
گولندازون نے عرض کیا کہ ہفت فلیتے بار دہر کے داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہے کہا ہاتھ روک لو ایک آدھ گولہ
قضا کا لگا ہوگا بس توپ چلنا جو موقوف ہوئی اور ہوا دھوئین کو اُڑا کر لیگئی روشنی ہوئی دیکھا داراب کو کہ
لب خندق کھڑا ہے قلعے مین ہلچل مچگئی ماتا متوالا تیل کا کڑھاؤ کڑک کر لولا بارود کی ہنڈیان اور پتھر داراب پر مارنے
لگے طاہر نے کہا کہ یارو جو شخص گولے سے نہ رکا وہ ماتے متوالے سے کیا رکیگا یہ وقت دعا کا ہے شاید پروردگار عالم ہماری
مدد کرے اور اُسی وقت طاہر نے تاج سر سے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر پکارا اے پروردگار عالم کافر کے ہاتھ
سے ہمکو بچائیو ابھی دعا تمام نہوئی تھی کہ داراب نے ارادہ کیا کہ خندق کو پھاند کر اُس پار جائے دروازہ قلعے کا
توڑے کہ اُسی وقت آواز بوق کی بلند ہوئی اور غضنفر آکر لشکر داراب پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا یہان فتاح
کشوری نے آکر داراب سے عرض کیا کہ جلد چلیے نہین تو دیوانہ کشور شاہ کو مار ڈالیگا داراب ناچار وہانسے
پھرا لشکر مین آیا دیکھا کہ ایک غلغلہ برپا ہے خیمے جل رہے ہین غضنفر دیوانہ لوگون کو قتل کرتا پھرتا ہے بس داراب
پکارا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ قلعہ لیا ہوا تو نے میرے ہاتھ سے کھوا دیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون
او مکار تو بیعت کرنے کے بہانے سے مجکو طمانچہ مار کر بھاگ گیا غضنفر نے کہا او دھوبی بچے اُس روز تو طمانچہ مارا
تھا آج خوب تیری درگت کرونگا اور لگا تلوارین مارنے داراب کو روکنا مشکل ہوگیا ایک جگہ ہاتھ جو سست ہوا
داراب نے تلوار ماری کہ سپر کو سر پر غضنفر کے پڑی کہ تا دہا نہ وہ آگرآئی اسنے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر

نکل گئی مگر سر سے ایک چادر خون کی جاری ہوئی رفیق غضنفر کے بیچ مین آکر لے بھاگے داراب کشور کشا داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر صحبت مین بیٹھا مالک اژدر سے کہا کہ اس دیوانے نے ناک مین دم کر دیا ہی اسکا کہین مسکن نہین ملتا خدا جانے رہتا کہان ہی مجکو قلعہ لینا مشکل کر دیا ہی مالک اژدر نے کہا کہ اب وہ دیوانہ زخمی ہوا ہی اب آپ شوق سے قلعہ لیجیے اُسکا اندیشہ نہ کیجیے داراب نے پھر طبل جنگ بجوایا اور صبح کو قلعے پر یورش کی گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا تھا کہ بوق کی آواز بلند ہوئی بس داراب ناچار پھرا مالک سے کہا کہ تم کہتے تھے کہ اب وہ دیوانہ نہ آئیگا مالک بولا ہی داراب یہ کچھ اپنے باپ سے بھی زیادہ فتنہ انگیز معلوم ہوتا ہی اسکا جنون اسد کے جنون سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہی غرض لشکر مین پہونچا دیکھا کہ دیوانہ قتل کر رہا ہی للکار کر دوڑا مقابلہ ہوا غضنفر نے تیغ مارنا شروع کی مگر داراب نے سب حملون کو رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا تو زخم غضنفر کا دوپارہ ہو گیا پھر لوگ غضنفر کو لیکر بھاگ گئے داراب داخل خیمہ ہوا کہا کہ اس دیوانے نے بہت تنگ کیا ہی مگر گیا کیا جانے جبتک یہ یہان ہی قلعہ نہ ہاتھ لگے گا اور پھر فتاح کشوری سے کہا کہ تو کوہ و صحرا مین جا کر تلاش کر کہین تو پتا اُسکے لشکر کا معلوم ہوگا یہ سنکر وہ چلتا ہوا اور تلاش کرنے لگا مگر غضنفر نے دوسرا زخم جو کھایا تو بیحال ہو گیا اور بخار رہو آیا لوگ اُسکو اُسی عالم بیہوشی مین جانب سبائل اُٹھا لیگئے ساتوین دن فتاح کشوری کو حال معلوم ہوا کہ غضنفر بیمار ہو کر سبائل کو چلا گیا داراب سے آکر فتاح نے عرض کیا کہ یہان اُس دیوانے کا نام و نشان بھی نہین داراب نے کہا کہ اب مین قلعہ تجھ کو لونگا مالک بولا کہ مین ایکبار طاہر بن قہرمان کو اور سمجھاؤن اگر وہ مانے تو فبہا ورنہ تو پھر سمجھ لینا کہا کیا مضائقہ ہی مالک نے طاہر بن قہرمان سے کہلا بھیجا کہ جسکا تمھین بھروسا تھا وہ تو بیمار ہو کر چلا گیا تم اب مفت مین اپنی جان کیون دیتے ہو اور قلعہ کیون برباد کرتے ہو آکر داراب کی بیعت کرو اسمین تمھاری ہی بہتری ہی نہین تو مارے جاؤگے طاہر نے یہ پیغام سنکر کہلا بھیجا کہ او عرب سوسمار خوار ریگ بیابان شمار تجکو جو عداوت دست راستیون سے ہی تو تو داراب کو یہان چڑھا کر لایا ہی کینۂ دیرینہ اپنا ظاہر کیا ہی ہمارے آقا شاہزادہ نور الدہر کو خدا سلامت رکھے وہ تجھسے آکر عوض لیگا اور ہم تو اُس پاجی دھوبی بچے کی بیعت نہ کرینگے خدا ہمارا معین و مددگار ہی اور جو ہمارے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا بس یہ جواب جو مالک کے پاس پہونچا چپ ہو گیا داراب نے کہا کہ اب آپ اتمام حجت کر چکے کہا کہ بس طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارہ گڑگڑایا یہ خبر طاہر کو ہوئی سمجھا کہ اب قلعہ ہاتھ سے جائیگا چاہا کہ ناموس کو قتل کرے لوگ مانع ہوئے اور کہا کہ اُنکو نقب کی راہ سے نکال دیجیے طاہر نے ناموس کو مع مال و اسباب رات کو نقب کی راہ سے جانب قلماق کوہ روانہ کر دیا اور خود مستعد ہو کر بیٹھا اُدھر صبح کو داراب سوار ہو کر مع فوج کے سامنے قلعے کے آیا اور گرز ہاتھ مین لیکر قلعے کیطرف چلا تمام گولون کو رد کیے لب خندق پہونچا غل ہوا کہ داراب آگیا اور داراب خندق پھاند کر اُس پار آیا اُدھر سے طاہر دروازہ قلعے کا کھولکر نکلا داراب سے سامنا کیا خوب کلہ بکلہ لڑا جب کئی تلوارین پڑین اور زخم کاری لگے اُسوقت گرا مگر داراب کو بھی خوب زخمی کیا جب طاہر گرا داراب نے چاہا کہ سر کاٹ لے اُسوقت مالک نے دوڑ کر کہا کہ بس اب سر نہ کاٹو داراب نے ہاتھ روک لیا اور کہا کہ مجھے آپکے فرمانے سے انکار نہین غرض طاہر کو وہان سے اُٹھوایا کہا لیجاؤ علاج اسکا کرو اور تمام قلعے مین داراب نے بندوبست اپنا کر لیا مال و اسباب جو کچھ تھا سب پر قبضہ کیا اور دو روز وہان رہا بعد اُسکے کوچ کر کے ملک سنجان کو روانہ ہوا کئی دن کے بعد سرحد عجم مین پہونچا مملوک عجم وہان کا حاکم تھا اور قلعہ بالائے کوہ تھا داراب جب وہان پہونچا مالک سے حال اُس قلعے کا پوچھا مالک نے کہا کہ اس قلعے مین خزانہ گنجاب کا رہتا تھا اب بدیع الزمان کا خزانہ اسمین رہتا ہی اور جتنا خراج ملک کوچک باجم

کا ہی آدھا اسمین رکھا جاتا ہی اور آدھا ملک حرمان مین جمع ہوتا ہی داراب نے کہا کہ مین اس قلعے کو لونگا مالک نے کہا کہ اس قلعے کا لینا بہت دشوار ہی داراب نے کہا کہ مین بغیر لیے اس قلعے کے آگے نہین بڑھتا مالک نے جواب دیا کہ مین پہلے مملوک عجم کو سمجھا لون بعد اُسکے آپکو اختیار ہی یہ کہکر نامہ مملوک عجم کو لکھا اور مضمون اُس نامے کا یہ تھا کہ ای مملوک عجم مین نائب ہون حمزۂ صاحبقران کا مجکو صاحبقران داراب کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین مین نے داراب کی بیعت کی ہی اُسکے ساتھ ہون تمھین بھی لائق و لازم ہی کہ آکر اطاعت داراب صاحبقران کی کرو اور جو کچھ مال و اسباب ہی وہ داراب کو دو اور اگر خلاف اسکے کروگے تو مین پھر دخل نہ دونگا تم جانو مملوک نے یہ پیغام مالک کا سنکر کہا کہ کہدینا یہ مال خزانہ ہی شاہزادۂ بدیع الزمان کا کسیکو یہ نہین ملیگا اور قلعے کیطرف کیا مجال کسیکی جو نگاہ ٹیڑھی کرکے دیکھ سکے نامہ بر نے جواب نامے کا لاکر مالک کو دیا مالک نے داراب سے کہا کہ اب آپکو اختیار ہی داراب نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ بجا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو داراب مع لشکر سامنے قلعے کے آیا صف باندھکر کھڑا ہوا فوج کیطرف اشارہ کیا سب گھوڑے اُٹھا اُٹھا کر چلے اُدھر سے گولہ گولی کچھ نہ چلا یہ سب زیر کوہ پہونچ گئے پہاڑ پر چڑھے جب کچھ تھوڑی دور آئے تھے کہ گھاٹی پر سے پہاڑ کی ایک پتھر کئی ہزار من کا ڈھلکا دیا وہ جو آکر انپر پڑا اسیکڑون آدمی پسکر مرگئے باقی بھاگے اُنھین اوپر سے گولندازون نے اُڑا دیا ہزار ہا آدمی واصل جہنم ہوئے آخرکار پھر کر چلے گئے اسیطرح تیس بار یورش کی مگر کچھ نہوا داراب نہایت پریشان ہوا تین مہینے اُسی قلعے پر گذر گئے مالک سے پوچھا کہ بدیع الزمان نے یہ قلعہ کیونکر لیا تھا کہا کہ مکر و فریب سے داراب نے کہا کہ مین ایلچی بنکر جاؤنگا قلعے کو لونگا مالک نے کہا کہ صلاح اچھی ہی اُسیوقت داراب نے ایک کاغذ لپیٹ کر مانند نامے کے سر پر باندھا اور وضع اپنی بدلکر کچھ لوگون کو ساتھ لیکر سامنے قلعے کے آیا اور پکارا کہ جاکر کہو مملوک سے کہ ایلچی داراب کا آیا کچھ تمسے کہتا ہی اگر تمنے مانا تو بہتر نہین تو چلا جائیگا مملوک سے جاکر لوگون نے کہا اُسنے کہا کہ اچھا بلا لاؤ لوگون نے آکر دروازہ کھولا داراب کو اندر بلایا جب داراب ایوان شاہی مین پہونچا اور مملوک کی نگاہ اُسپر پڑی دبدبہ و شان و شوکت دیکھکر پہچانا کہ یہ خود داراب ہی یہ تونے کیا کیا کہ اندر قلعے کے بلا لیا غضب ہوا اب قلعہ ہاتھ سے گیا مگر اپنے دل مین کہا کہ ای مملوک جیسی مکاری اسنے کی ہی تو بھی مکر اس سے پیش آ بس یہ سوچکر داراب کو بلا کر اپنے برابر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور اسباب دعوت مہیا کیا پوچھا کہ آپ سچ کہیے داراب کشور کشا آپ ہی ہین داراب نے کہا کہ اس سے مطلب تمھارا کیا ہی مملوک بولا کہ مین نے رات کو صاحبقران کو خواب مین دیکھا ہی کہ مجھسے فرمارہے ہین کہ ای مملوک تو داراب کی بیعت کر داراب فرزند ہمارا ہی کوئی غیر نہین ہی صبح کو وہ ایلچی بنکر آئیگا تو اُسکی اطاعت سے باہر نہونا جسطرح سے وہ راضی ہو اُسے راضی رکھنا اس باعث سے مین نے آپکو پہچانا داراب یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا ای مملوک حقیقت تو یہ ہی کہ مین داراب ہون اس مکر سے قلعے مین آیا تھا مملوک نے قدمون کو بوسہ دیا کہا بلائیے مالک اژدر کو کہ مین مال و خزانہ اُنکے سپرد آپکے سامنے کردون داراب نے اُسیوقت رقعہ لکھا کہ ای مالک اژدر رقم جسواسطے قلعے مین آئے تھے بغیر جنگ و جدل تصفیہ ہوگیا تم جلد یہان آؤ مالک رقعہ دیکھتے ہی قلعے مین آیا مملوک نے بہت خاطر و مدارات کی خزانہ دکھلایا کہ یہ حاضر ہی آپ مالک و مختار ہین جسے چاہیے دیجیے القصہ مملوک نے دعوت کی اور کھانے مین بیہوشی ملاکر داراب اور مالک کو گرفتار کیا صبح کو اپنے سامنے بلاکر مالک سے کہا کہ وہ جو کینہ تجھے دوست راستیون کے ساتھ تھا وہ تو نے کیا کہ داراب کو چڑھا کر ہمپر لایا دیکھا تو نے عوض اُسکا اب تم دونون کو جبتک کہ صاحبقران ظلمات سے تشریف لائین قید رکھونگا وہ آکر جو چاہے سو کرین اور اسسے پیشتر مملوک نے نامہ عامل خان بن گنجاب کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ داراب چڑھ آیا ہی اسکی تدبیر کیجیے وہ نامہ پڑھتے ہی لشکر کو اپنے آراستہ کرکے چل کھڑا

ہوا تھا اُسوقت آیا کہ مملوک داراب کو پکڑ چکا ہی بس آتے ہی کامل خان نے لشکر پر داراب کے شبخون مارا وہ شکست
کھا کر بھاگے کامل خان سرحد عجم مین داخل ہوا مملوک استقبال کرکے لیگیا کامل خان نے مملوک کو خلعت دیا داراب کو
بلایا بہت سا عتاب و خطاب کیا قضائے کار اتفاقات روزگار بدر بن زلازل یک حبشی فوج و لشکر بہت سا جمع کرکے جزیرۂ فندق
سے خروج کرکے ملک سنجان مین آیا کامل خان نے اُسکا مقابلہ کیا و رقاے زنجیر خوار قارن بلند کمان ترک جوشن پوش
بدر سے سامنا کرکے زخمی ہوئے اُسکے پاس خفتان مریخ بند تھی اس سبب سے حربہ حریف کا اُسکے بدن پر تاثیر نکرتا تھا یہانتک
کہ کامل خان بھی لڑا اور مجروح ہوا اور بدر نے کہلا بھیجا کہ ای کامل خان تو کوئی غیر نہین ہی دین لقا پرستی اختیار کر مجھسے
صلح کرلے کہ نصف ملک سنجان میرے پاس رہے اور نصف تیرے پاس رہے نہین تو مار کر سب ملک چھین لونگا کامل خان
نے نامہ بر کو پاپوش کاری کروا کر نکلوا دیا جب ایلچی پھر کر بدر پاس پہونچا اور حال بیان کیا بدر نہایت غضبناک ہوا کہا
کہ بجے طبل جنگ کل ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا کامل خان کو خبر ہوئی سلحشوری ہونے لگی علقمہ نے کہا کہ صاحبو یہ
بدر تو کسی سے مغلوب نہوگا ایسا ہی زبردست مانند بدیع الزمان اور نور الدہر کے ہو تو اسکو سزا سے معقول دے
سوا ایسا کوئی مجھے نہین معلوم ہوتا ہی جو اسکو تنبیہ کرے مگر داراب کشورکشا اور مالک اژدر تمھاری قید مین گرفتار
ہین اُنسے بلوا کر جو چاہیے عذر کیجیے چاہیے بیعت لیجیے پھر اُنکو بدر بن زلازل حبشی سے لڑوا دیجیے قصہ مختصر داراب کو زندانخانے
سے بلا کر اُس سے بیعت کی مالک اژدر کے قدمون پر گر کے کہا ہمسے خطا ہوئی القصہ بدر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین بدر مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا داراب کشورکشا نے نکلکر مقابلہ کیا بعد
گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی داراب نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا بدر نے جھنجھلا کر تلوار ماری داراب نے سپر کو جبرے کی پناہ
کیا جب تلوار نزدیک پہونچی علی بند سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا جھولی اور پنجۂ یلی کو دراز کرکے تھپکی دی کہ تلوار
پلٹ پڑی بس قبضے پر ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ یا پیر زلال رو تنفضیر کیلئے زور کیا کہ قاش
زمین سے اُٹھالیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا مملوک عجم نے اپنے لشکر کو داراب کی کمک کو بھیجا اور وہان داراب نے چھاتی
پر چڑھکر مشکین بدر کی باندھ لین بس فوج نے بدر کی یورش کی داراب بھی اُٹھکر جا گرا خوب جنگ مغلوبہ ہوئی آخرکار
شکست کھا کر لشکر بدر کا بھاگا کامل خان داراب پر زر نثار کرتا ہوا لایا اور داخل خیمہ ہوا رات کو تو آرام فرمایا صبح کو
صحبت عیش کی برپا ہوئی بدر کو سامنے بلوایا وہ کافر جو آیا اُسنے بطریق آب پرستان سلام کیا داراب نے چاہا کہ اسے چھوڑ دے
کامل خان نے کہا ای شہریار اسکے فریب مین آپ نہ آئیے گا یہ بڑا مکار ہی مین ہی اسے خوب جانتا ہون اسکو چھوڑیے گا نہین داراب
نے کہا خیر قتل تو اس مکار کو نکرونگا اسکی بدولت مین قید سے چھوٹا ہون الا اسے اسیر کرونگا یہ کہکر حکم دیا کہ بدر کو زندانخانہ مین
لیجاؤ کامل خان نے خراج ملک حرمان و درۂ خونریز اور ملک سنجان اور کل کوچک باختر کا داراب کو دیا اور اقرار کیا کہ تا عہد
صاحبقران جسطرح سے بدیع الزمان کو خراج دیتے تھے اُسیطرح آپکو بھی دینگے مگر وہ مال جو آیا تھا داراب نے آدھا آپ
لیا اور آدھا مالک کو دیا مالک نے اپنا حصہ کامل خان کے سپرد کیا اب داراب نے ارادہ کوچ کا کیا ہمراہ اُسکے چھ لاکھ
تو آب پرست تھے اور پانچ لاکھ اہل باختر اور اسی ہزار عرب نیزہ دار اس جمعیت سے بہ نیت مقابلہ ایرج کے یہانسے کوچ کرکے روانہ

اب دو کلمے داستان ایرج اور اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسد جو بارگاہ سلیمانی کو ایرج نوجوان سے چھین کر ملک مسماریہ سے روانہ ہوا قریب آذر کوہ کے پہونچا تھا
کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور طوفان بن سماک اژدر گیر جو تعاقب مین اسد کے چلا تھا وہ وہان پہونچا اور نعرہ
کیا کہ دیوانے مجہول کہان تو بارگاہ کو لیے ہوئے جاتا ہی دیکھ آ پہونچا مین اسد نے بارگاہ کو پشت پر لیا آپ مقابلہ

کو طوفان کے آگے آیا اور للکارا کہ او نابکار تو آیا ہی تو کیا کریگا بس آپس مین تلوار چلی اسد کے زخم کاری لگا بیہوش ہو کر گرا طوفان نے چاہا کہ ایک تلوار اور مارے کہ ابراہیم بن مالک دوڑ پڑا اسد کو تو لوگ اُٹھا لیگئے ابراہیم نے مقابلہ کیا طوفان نے ایک تلوار ماری ابراہیم زخمی ہوا علقمہ نے سامنا کیا وہ بھی مجروح ہوا معظم خان مقابل ہوا وہ بھی گھائل ہوا اب قریب ہی کہ اسد شکست کھا کر بھاگے کہ بر بختیہ کلنگان طہماس بن تخقویل دیو پرور آپہونچا اور نعرہ کیا کہ او کافر جاتا کہان ہی آیا مین طوفان نے جو اُسے دیکھا جان پر صدمہ ہوا اور کہا کہ یہ کہانسے آپہونچا یہ تو ایرج سے لڑ رہا تھا مگر ناچار سامنا کیا دو تلوارین برابر طہماس پر مارین طہماس نے رد کر کے ساطور جو مارا زخم کاری طوفان کے لگا بیہوش ہو کر گرا کہ اتنے مین میعاد رشک وراز گردن دکھائی دیا اور آکر طہماس سے مقابلہ کیا طہماس نے ضرب اُسکی رد کر کے جو ساطور مارا تو تا جگر اُسکے اُتر گیا کہ واصل جہنم ہوا اسد پکارا ای طہماس اگر ایک آفتاب پرست کو تمنے زندہ چھوڑا تو بھائی صاحب سے شکوہ تمھارا کرونگا طہماس نے ارادہ کیا کہ آفتاب پرستون پر جا پڑے کہ طرماسپ نمودار ہوا ہنوز وہ مقابل طہماس کے نہوا تھا کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور ایرج نوجوان آپہونچا طرماسپ کو نہ جانے دیا آپ مقابل طہماس کے ہوا بعد نیزے اور گرز کے نوبت تلوار پر پہونچی دو گھڑی تک تلوار چلی آخر کار طہماس زخمی ہوا اور لوگ اُسے اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا اب کون تھا جو مقابلے کو آتا اسد مع بارگاہ آذر کوہ کیطرف بھاگا ایرج نے تعاقب کیا اسد تو پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج نے آکر چہار طرف سے نرغہ کیا اور چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائے لوگون نے منع کیا کہ شام ہو گئی ہی اسوقت مناسب نہین ہی کل صبح کو سمجھ لیجیے گا ناچار ایرج نے وہین خیمہ برپا کیا اور نشۂ شراب مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُدھر اسد نے عرضی شاہزادہ نور الدہر کو لکھی کہ ای شہریار مین جو آپ سے جدا ہوا اگر بارگاہ ایرج سے چھینی مگر آذر کوہ تک پہونچا تھا کہ وہ تعاقب مین آگیا مین زخمی ہوا رفیق بھی میرے مجروح ہوئے طہماس نے گردش فلک سے زخم کھایا اب مین پہاڑ پر چھپا ہوا ہون آپ جلد آکر میری مدد کرین نہین تو مجھے زندہ نہ پائیے گا ضرغام شیر دل یہ عرضی لیکر روانہ ہوا چار پہر رات تو اسمین گذری صبح کو ایرج مع لشکر آذر کوہ کے سامنے آیا اور پکار کر کہا کہ او دیوانے بارگاہ سلیمانی دیدے اور جدھر چاہے چلا جا اُدھر سے جواب یہ ملا کہ او بزاز بچے کیا بکتا ہی اور کیا گوہ کھاتا ہی بارگاہ کبھی تجکو نہ ملیگی جو تجھسے ہو سکے کسیطرح قصور اور کوتاہی نہ کر خداے ما بزرگ است ایرج یہ سنکر غیظ و غضب مین آیا شمشیر آبدار ہاتھ مین لیکر پہاڑ کی طرف چلا ہنوز نزدیک پہاڑ کے نہین پہونچا ہی کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور جب گرد شق ہوئی ایک نقابدار سبز پوش نمایان ہوا اور نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری کہان جاتا ہی پہلے مجھسے سامنا کر لے پھر پہاڑ پر جانا ایرج یہ آواز سنکر مقابل نقابدار ہوا اور پوچھا او گمنام تو کہان سے آیا ہی قضا تجکو کھینچکر میرے سامنے لائی ہی چلا تھا مین خدا پرستون کو قتل کرنے کو مگر پہلے تجھے مار لون پھر تو اُنسے سمجھ لونگا نقابدار نے کہا کہ او آفتاب پرست آجتک کوئی بہادر بھی زخمیون سے لڑا ہی جو تو اُنپر چلا ہی اور دعوے صاحبقرانی کا کرتا ہی صاحبقران ایسے ہی ہوتے ہین وہ بولا تجکو کیا معلوم ہی کہ اس دیوانے نے کیا کیا صدمہ و رنج دیے ہین اب بارگاہ سلیمانی مجھسے چھین کر لے آیا ہی تو مجھے اس سے بارگاہ سلیمانی دلوا دے مین کچھ سروکار نہ رکھونگا چلا جاؤنگا نقابدار نے کہا بارگاہ کا حقدار نور الدہر ہی ایرج نے کہا خیر معلوم ہوا لا حربہ اپنا نقابدار بولا کہ تیرے حربے سے بچونگا تو مین بھی اپنا حربہ کر لونگا اُسوقت ایرج نے برچھا نقابدار پر مارا اُسنے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تکنیزہ بازی رہی کہ سنانین اور بنانین ناکارہ ہو گئین چھڑ پر چھڑ لگی پڑنے مانند خلال خراشان کے پرنچے پرنچے اُڑ گئے ہاتھ سے ٹیک دیے تلوار چلنے لگی تا شام تلوار چلی آخر کار ایک مقام پر سپر کو نقابدار کی قلم کر کے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی نقابدار نے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی مگر چادر خون کی جاری ہوئی

اُسی حالت مین نقابدار نے تلوار ماری ایرج نے خالی دی تکان جو پہونچی سر نقابدار کا ہرنے سے جا لگا اور بیہوش ہوگیا ایرج نے کہا کہ لیجاؤ نقابدار کو بس آواز سنکر لشکر نقابداریں سے لوگ پالکی لیکر آئے دیکھا کہ نقابدار بیہوش پڑا ہی اُٹھا کر اُس پالکی مین ڈالکر نقابدار کو اُٹھا لیگئے ایرج میدان سے کہتا ہوا پھرا کہ او دیوانے آج نقابدار کے صدقے سے بچگیا کل کہان جائیگا اسد پکارا او برازبچے خداے ما بزرگ است ایرج کا یہ حال ہی کہ مانند مار سر کوفتہ کے بل کھاتا ہوا چلا گیا مگر اس قصے کو تو ہین چھوڑ دیے

اب چند کلمے داستان نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہین

شاہزادہ نور الدہر حصن گنجور اور قلعہ قمر بخش کو مسخر کرکے روانہ ہوا ہی کوچ بکوچ چلا آتا ہی قلعہ آفتاب نما کے پاس پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی داخل بارگاہ ہوا ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ ایرج نے ہرمز تاجدار کو مع سرداران نامدار کے اس قلعے مین قید کیا ہی شاہزادے نے چہار طرف سے اُس قلعے کو گھیر لیا مگر یہ قلعہ پہاڑ پر ہی بنوایا ہوا ہی سکندر ذو القرنین کا اور اُسکی گھاٹیون پر کئی کئی سو من کے پتھر رکھے ہوئے ہین کہ حریف جو قلعے پر جانیکا ارادہ کرتا ہی تو پتھر وہان سے لڑھکا دیتے ہین کہ حریف کا کام تمام ہو جاتا ہی اور نوفل زرینہ کفش یہان کا حاکم ہی نور الدہر نے نوفل سے کہلا بھیجا کہ جو تو اپنی جان بچایا چاہتا ہی تو میرے سردارون کو میرے پاس لے آ نہین تو اسطرح مارونگا کہ لوگ تیری حالت پر عبرت کرینگے اُسنے کہلا بھیجا کہ جب قلعہ لوگے تو سمجھ لیا جائیگا اب شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہوا اور فکر مین ہوا کہ کسی تدبیر سے قلعہ لے لیجیے بس ایک ہفتہ گذرا تھا کہ ضرغام شیر دل عرضی اسد کی لیے ہوئے پہونچا سلام کیا وہ عرضی ہاتھ مین دی شاہزادے نے اُسے کھولکر پڑھا اور آگاہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کہ مین اس قلعہ کو بغیر لیے نہ پھرونگا اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی غل ہوا کہ کل شاہزادہ قلعہ پر یورش کریگا یہ خبر نوفل کو ہوئی اُسنے بھی طبل جنگ بجوایا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو نوفل آکر فیلبند دروازے پر بیٹھا گولنداز مستعد ہوئے اُدھر سے نور الدہر چلا یہان سے اکا دکا گولہ پڑنے لگا فوج زد سے ہٹکر کھڑی ہوئی نور الدہر نے گرز گران سنگ ہاتھ مین لیا اور یکہ و تنہا قلعہ پر چلا یہان دیدبان جو بیٹھے دیکھ رہے تھے اُنھون نے نوفل سے کہا کہ ایک سوار آتا ہی کہا کہ آنے دو زد پر جب کچھ میدان زد کا طی کیا اُسوقت نوفل نے ہوائی داغی بس گولندازون نے گولے مارے گولہ مانند اولے کے لگا برسنے مگر شاہزادہ گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہی غرض تمام گولون کو رد کرتا ہوا زیر کوہ پہونچا دیکھا کہ نور الدہر آگیا نوفل نے کہا کچھ پروا نہین نور الدہر دامن گردان کر آستینین چڑھا کر سپر فولادی ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چلا جب تھوڑی دور آیا اُدھر سے قلعے والون نے ایک پتھر ڈھلکایا اور وہ جب قریب پہونچا نور الدہر نے جھکا پتھر لڑھکتا ہوا چلا گیا آگے بڑھا دوسرا پتھر اور آیا وہ بھی خالی دیا اسی طرح سے تمام پتھرون کو رد کرکے زیر قلعہ پہونچا قلعے مین ہلچل مچگئی نوفل نے دیکھا کہ شاہزادے کا اقبال یاور ہی اور دین اُسکا برحق ہی تو اپنی جان کیون دیتا ہی بس دروازہ قلعے کا کھولکر قدمون پر گرا عرض کیا کہ لعنت کی مین نے دین آفتاب پرستی پر نور الدہر نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا شاہزادہ نور الدہر کو قلعے مین لایا ہرمز تاجدار کو مع سرداران زندانخانے مین سے بلوایا نور الدہر نے ہرمز کو مجرا کیا اُس شہریار کو حمام کروا کر تخت پر بٹھایا جملہ سردارون کو بلوا کر خلعتہاے فاخرہ پہنائے پھر مال و اسباب وہانکا اپنے قبضۂ قدرت مین کیا یعنے وہ اسباب نگہبان کے حوالے سے اپنے قبضے مین لیا بعد اُسکے ضرغام شیر دل سے کہا کہ تم جلد جاکر اسد سے کہدو کہ گھبرانا نہین ہمکو اپنے پاس آیا سمجھو ضرغام تو آذر کوہ کی جانب روانہ ہوا شاہزادے نے نوفل کو اپنی جانب سے قلعۂ آفتاب نما کا حاکم کیا اور مال و اسباب وہان کا اُسکے سپرد کیا اور ایرج تاج بخش کو ہراول لشکر کر کے سمت آذر کوہ مع لشکر ظفر اثر روانہ ہوا الغرض قطع منازل کے تیسری منزل تھی کہ شاہزادہ نور الدہر لشکر سے علحدہ رفقا ہمراہ رکاب شکار کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا ناگاہ برق چمکی اور ایک پنجہ گرا اور شاہزادے کو اُٹھا کر سوے آسمان لے گیا رفقا دیکھتے ہی رہگئے آخر باہم کہنے لگے کہ یہ کیا بلاے آسمانی تھی کہ جو خورشید فلک کامرانی کو لیگئی جب رفقا مین شور و غل زیادہ

ہوا یہ خبر ہرمز تاجدار کو پہونچی ہرمز نے محزون ہوکر اُسی جگہ قیام کیا اور ہرکارون اور سانڈنی سوارون کو براے سراغ رسانی شاہزادۂ نور الدہر روانہ کیا مگر حال اس عالیوقار کا سنیئے کہ جب پنجہ لیکر بلند ہوا شاہزادہ کثرت ہواسے بیہوش ہوگیا جب پنجے نے بالاے زمین رکھدیا شاہزادۂ نور الدہر کامگار کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک بارہ دری مین فرش ملوکانہ کیا ہی بارہ دری نہایت آراستہ ہی جھاڑ آویزان ہین قندیلین اعجوبہ فانوسین طرفہ مرد نگین بیشالی ہین پہلو مین ایک نازنین کے مسند جواہر نگار پر بیٹھا ہون نازنینان گل پیراہن غنچہ دہن آمادۂ رقص و نغمہ ہین ساقیان سیمین ساق مے گلرنگ کی کشتیان لیے ہوئے موجود ہین جام بلورین مین بادۂ ناب بھر رہے ہین شاہزادہ یہ حال دیکھکر متحیر ہوا اور اُس مسند نشین سے پوچھنے لگا کہ مجھے یہان کون لایا مین تو ہمراہ اپنے رفقا کے شکار کھیلتا ہوا جاتا تھا نازنین مسند نشین نے مسکراکر جواب دیا صاحب مین تمھین اُٹھالائی ہون نام میرا دل افروز جادو ہی اول مین عاشق تھی قارن قہرمین پر تو نے اُسے مارڈالا مین اس قصد سے گئی تھی کہ وہان پہونچتے ہی فے الفور تجھے قتل کرونگی لیکن تیرے جمال عدیم المثال کو دیکھکر خود قتیل تیغ ابرو اور ہدف تیر نگاہ ہوگئی اب تو مجھے قبول کر جو مطلب دلی تیرا ہوگا وہ بر لاؤنگی بادشاہ ہفت کشور کردونگی نور الدہر نے جو روے زیباے نازنین دیکھا اور تقریر دلفریب سنی بے اختیار دل مین محبت پیدا ہوئی مگر وقت گفتگو جو بوے بد اُسکے دہن سے آئی دماغ شاہزادے کا بوے بد سے پریشان ہوگیا اُسوقت جھنجھلاکر جواب دیا کہ او مردار مین تیرے لائق نہین ہون میرے خاندان مین کوئی جادوگرنی سے ہمصحبت نہین ہوتا ہی تا وقتیکہ ساحرہ کو مسلمان نہین کرتے ہین بس مدعاے دلی تیرا بر نہ آئیگا دل افروز نے پوچھا سواے ساحرہ ہونے کے مجھ مین کیا برائی ہی نور الدہر نے جواب دیا بالفرض تو جملہ خوبرویان جہان سے حسن و جمال مین بہتر ہی مگر میرے نزدیک کمال بدصورت اور نہایت کریہ منظر ہی مین تیری طرف کبھی رخ بھی نہ کرونگا دل افروز نے یہ سنکر شراب پینا شروع کی جب خوب نشہ ہوا دونون ہاتھ پھیلاکر چاہا کہ گلے مین شاہزادے کے ہاتھ ڈالے شاہزادے نے فوراً ایک اُلٹا ہاتھ مارا کہ دل افروز جادو مسند سے دور جاکر گری ہر چند چوٹ لگی مگر جھاڑ پونچھ کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور پھر قریب شاہزادہ آکر جوش محبت مین کہنے لگی خیر جو کچھ تو نے میرے ساتھ کیا اچھا کیا معشوق عاشق پر یونہین جور و جفا کرتے ہین تو جسقدر چاہے مجھپر جفا کر لیکن مجھے قبول کر جلد مجھسے وصل کر تمناے دلی میری بر لا نور الدہر نے جواب دیا خبردار مجھسے جدا رہنا اگر مجھسے لپٹیگی تو سخت سزا دونگا دل افروز نے مسکرا کر کہا کہ اے معشوق من کیون اسقدر ناز و ادا کرتا ہی باتین معشوقانہ کرتا ہی ناحق مجھے ڈراتا ہی مین دل و جان سے تجھپر فدا ہون میرے قسمت کہ تو اپنے ہاتھ سے مجھے سزا دے یہ کہکر عالم عشق مین بے اختیار جانب شاہزادہ بڑھی اور کہنے لگی تجھکو میرے سر کی قسم انکار نہ کر اسوقت مجھے اپنے گلے سے لگالے مجھے پیار کرلے نور الدہر نے برہم ہوکر تلوار میان سے کھینچی اور فرمایا او جیا دور رہو ورنہ تجکو ابھی اس تیغ سے قتل کرونگا ساحرہ نے گفتگوے نور الدہر سنکے کہا کہ اے شاہزادے تمنے جس ہاتھ سے تلوار واسطے میرے قتل کرنے کے کھینچی تھی تو سہی جو یہ ہاتھ بلکہ ہمہ تن تمکو بجیس و حرکت نہ کردون یہ کہکر چند دانے ماش کے نکالکر اور سحر پڑھکر وہ دانے مارے ہاتھ شاہزادے کا خشک ہوگیا اور تمامی تن بجیس و حرکت ہوگیا جب شاہزادے کو مبتلاے سحر کرچکی تو مسند جواہر نگار سے شاہزادے کو علٰحدہ کیا اور خود مسند پر بیٹھکر ساقی سے جام شراب لیکر پی لیا بعد ایک دم کے جب غصہ فرو ہوا پھر محبت نے جوش مارا پکاری اے شاہزادے مین فریفتہ ہون ذرا مجھپر رحم کر مدعاے دل بر لا اُسوقت ساحرہ اس صورت سے بالاے مسند بیٹھی تھی اور یہ حرکات کرتی تھی کہ عالم نشہ مین بالاے مسند کبھی جھومتی تھی گاہ سینہ اُبھار کر نور الدہر کو دکھاتی تھی کبھی ساق بلورین تا زانو دکھاتی تھی نور الدہر ساحرہ کے افعال پر لاحول پڑھتا تھا اور کہتا تھا مین کسی طرح تجھسے ہمبستر نہونگا اسیطرح تا دیر دل افروز طالب وصل

رہی نورالدہر نے انکار کیا آخر دل افروز نے کہا اے شاہزادۂ ذیوقار اگر تو میرا کہنا نہ مانیگا تو بہت پچھتائیگا مین بری طرح سے تجھے قتل کرونگی نورالدہر نے جواب دیا مجھے قتل ہونا منظور ہے اور تجھسے صحبت ہونا منظور نہین ہے دل افروز نے یہ سنکر کہا ہاے افسوس ہاتھ میرا واسطے تیرے قتل کرنے کے نہین اُٹھتا ہے کیونکر تجھے قتل کرون ہر چند کہ تو نے میرے معشوق کو مار ڈالا ہے لیکن تیرے قتل کرنیکو دل نہین چاہتا ہے مین تجھسے اسدرجہ محبت کرتی ہون اور تو مجھسے بیمروتی کرتا ہے یہ کہکر زار زار رونے لگی نازنینان بزم نے دست بستہ عرض کیا اے ملکۂ عالم اس گوری صورت پر نظر نہ کیجیے یہ موا اندرائن کا پھل ہے فقط دیکھنے ہی کا ہے کھانے کا نہین ہے آپ کچھ رنج و ملال نہ کرین آنسو نہ بہائین دل مضطر کو سمجھائین ناچ دیکھکر دل بہلائین ہم اس سے زیادہ موٹے اور سنڈے جوان ڈنڈپیل پہلوان کو ڈھونڈھکر لادینگے حضور آپ شب و روز اُنسے عیش و عشرت کیجیے گا ہر وقت مدعاے دل حاصل کرائیے گا وہ جوان ایسے ہونگے کہ جب آپ کہیے گا موجود ہو جائینگے جب ارشاد فرمائیےگا ہٹ جائینگے دل افروز نے کہا دور ہو مردار و دل تو میرا اس شاہزادے پر آیا ہے تم سب کُتنی ہو ہم او مردوے لا دینگے آتش ہوس اُنسے بجھوائیے گا الغرض خوب گریہ و بکا کرکے کنیزون وغیرہ کو سخت و سست کہکر یہ فکر کرنے لگی کہ اب کسطرح اس طائر دانا کو دام مین لاؤن اتفاقاً ایک شہر ہے نیلم حصار بادشاہ وہاں کا نیلم شاہ ہے بیٹی اُسکی جہان آرا نام دل افروز سے کمال دوستی رکھتی تھی زیر قصر بادشاہ جہان آرا کا باغ ہے اکثر دل افروز ملکہ جہان آرا کے پاس جایا کرتی تھی اسوقت دل افروز کے دل مین یہی آیا کہ ابھی ملکہ جہان آرا کے پاس جاکر تمام احوال اپنا اور شاہزادے کا بیان کر اور اُسے لاکر یہان شاہزادے کو اُس سے راضی اور قائل کرا لیں یہ خیال کرکے فوراً ملکہ جہان آرا کے پاس گئی اُسنے جو دل افروز کو ملول اور اداس پایا گھبراکر پوچھا اے ہمشیرہ خیر تو ہے دل افروز نے اشکبار ہوکر کہا نبیرۂ حمزہ پر عاشق ہوئی ہون وہ کسی طرح مجھسے ہمبستر نہین ہوتا ہے اسوقت مین اسواسطے آئی ہون کہ تم میرے ساتھ چلکر میرے معشوق خوبرو کو سمجھاؤ شاید تمھارے کہنے سے وہ راضی ہو جائے یہ کہکر دل افروز خاموش ہوئی چونکہ جہان آرا ایک مدت سے نام پر شاہزادۂ نورالدہر کے عاشق تھی بغیر دیکھے شاہزادے پر فریفتہ تھی فقط ذکر شاہزادے پر شنیدہ عاشق ہوئی تھی ہر روز دعا کرتی تھی کہ جلد اُس شاہزادۂ ذیجاہ کو دیکھون آرزوے دل مضطر نکالون اب دل افروز نے جو مژدہ دیا کہ شاہزادۂ نورالدہر میرے باغ مین ہین مین اُنپر عاشق ہون آپ چلکر اُنھین سمجھائیے یہ مژدہ سُنکر جہان آرا خوش ہوئی اور خیال کرنے لگی اب میری حسرت دل نکلے گی یہ خیال کرکے جہان آرا نے کہا اے بہن خیر مین تمھاری خاطر سے مرد نامحرم کے سامنے چلتی ہون حتی الامکان سمجھاؤنگی دل افروز یہ سنکر جہان آرا کو اپنے ساتھ لیکر اُس جگہ آئی جہان آرا کو بصد عزت بٹھایا پھر نورالدہر کو کنیزون سے بلوایا کنیزین نورالدہر کو جاکر لے آئین جب قریب آئے نورالدہر نے دیکھا جہان آرا ایسے ناز و انداز سے بیٹھی ہے کہ دل پہلو مین بیتاب ہوا جاتا ہے سن شباب ہے بقول شخصے شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ✤ جوانی کی راتین مرادون کے دن ✤ وہ اُسکے گلشن جوانی کی بہار وہ جوبن کا اُبھار وہ کھنچا کھنچا پن سبزہ رنگ دھانی جوڑا زیب بدن از قدم تا فرق دریاے جواہر مین غرق عطر فتنہ پوشاک مین ملا ہوا خوشبو سے ہر ایک کپڑا بسا ہوا چہرے پر آثار شوخی و شرارت ظاہر کوچۂ عشق و عاشقی سے ماہر شاہزادہ دیکھتے ہی جہان آرا کو عاشق ہو گیا اُدھر جہان آرا نے جو شاہزادے کے چہرۂ انور پر نگاہ کی نام سنکر تو عاشق ہوئی تھی اب جو رخ پر نور شاہزادۂ ذیوقار کو دیکھا بے اختیار ایک آہ کی اور شاہزادے پر فریفتہ ہوئی ابیات دونون جسوقت دان دو چار ہوئے ✤ تیر الفت دلون کے پار ہوئے ✤ وہ ہوا تیغ ناز سے گھائل ✤ یہ ہوئی تیغ عشق سے بسمل ✤ نہ تحمل ادھر رہا باقی ✤ نہ ذرا صبر اُدھر رہا باقی ✤ مگر بدشواری اُدھر نورالدہر نے اپنے تئین سنبھالا اُدھر ملکہ جہان آرا نے بہزار مشکل ضبط کیا اور دل افروز سے پوچھا کیا یہی وہ جوان ہے دل افروز نے کہا ہان یہ جوان وہی ہے جسکا ذکر ہمنے کیا تھا

جہان آرا نے کہا مین اب اُسے سمجھاتی ہون تم یہان سے مع اپنی خواصون وغیرہ کے چلی جاؤ دیر نہ لگاؤ دل افروز سب کو ہمراہ لیکر وہان سے چلی گئی جہان آرا خالی میدان پاکر اور بزم کو صحبت اغیار سے خالی دیکھکر شاہزادے کے پاس آبیٹھی اور کہا ای شہریار آپکو معلوم ہو کہ مین کئی سال سے نادیدہ آپ پر عاشق ہوئی تھی آج آپکو دیکھا آرزوے دلی برآئی مگر ایسے مقام پر آپ سے ملاقات ہوئی کہ آپ بھی مجبور ہین اور ہم بھی ناچار ہین حسرتین دل کی نکال نہین سکتے جو جو تمنائین دل مین ہین اچھی طرح زبان پر نہین لاسکتے آپکا خدا آپکو اس مکارہ کی شر سے بچائے اور اسکی قید سے نجات دے بظاہر تو یہ مکارہ جوان معلوم ہوتی ہی لیکن تین سو برس کا دل افروز کا سن ہی کہ منہ مین دانت ہی نہ پیٹ مین آنت ہی ایسی بوے بد اسکے دہن سے آتی ہی کہ غلیظ سے بھی ایسی بوے بد نہ آتی ہوگی نورالدہر نے کہا ای ملکہ مین بھی تمپر والہ و شیدا ہوا ہون تم اپنے حسب و نسب اور اپنے نام سے آگاہ کرو ملکہ نے کہا نام میرا جہان آرا ہی شاہ نیلم کی بیٹی ہون باپ میرا شہر نیلم حصار کا بادشاہ ہی نورالدہر نے پوچھا تمہارا دین و مذہب کیا ہی جواب دیا لقا پرست نورالدہر نے کہا ای ملکہ لقا تو تمہارے ہاتھ سے بھاگتے بھاگتے پردۂ ظلمات مین گیا وہ قابل خدا کہنے کے نہین ہی اُسمین کونسی بات ہی جس وجہ سے اُسے خدا تصور کیا جائے لقا مثل تمہارے اور جملہ اشخاص کے کھاتا پیتا ہی اور سوتا ہی جملہ افعال انسانی کرتا ہی یہ امور خدائی کے خلاف ہین تمکو لازم ہی کہ لقا پر لعنت کرو خالق شمس و قمر معبود جن و بشر کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھو غرض نورالدہر نے اسطرح جہان آرا کو سمجھایا کہ تاریکی کفر اسکے دل سے دور ہوئی بزم دل روشنی شمع اسلام و ایمان سے پرنور ہوئی جہان آرا نے کہا کہ لاکھ لعنت ہی لقا پر اور کرور کرور لعنت ہی اسکے پرستارون پر اب ای شاہزادۂ ذیجاہ مجھے اُس ایسے تیسے لعنتی سے کیا کام ہی آپ مجکو مسلمان کیجیے نورالدہر نے کلمہ تعلیم کیا جہان آرا کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی شاہزادے نے خوش ہوکر ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ملکہ بھی بے اختیار لپٹ گئی اختلاط ہونے لگا نورالدہر بوسے روے جہان آرا کے لینے لگا قضاے کار دل افروز کو پہلے ہی یہ گمان ہوا تھا کہ جہان آرا نورالدہر پر مائل ہوگئی ہی اب جو ساحرۂ نابکار نے دیکھا کہ دونون باہم لپٹے ہوئے ہین یہ دیکھکر آتش رشک سے جلگئی اور برہم ہوکر جانب بزم چلی جہان آرا نے جو دیکھا کہ دل افروز آتی ہی جلد شاہزادے سے جدا ہوکر بیٹھی اور کہا ای شاہزادۂ ذیجاہ اب تو مین جاتی ہون اگر خدا چاہیگا تو پھر آپ سے ملاقات ہوگی یہ کہکر دل افروز سے رخصت ہوکر روانہ ہوئی لیکن پھر پھر کے شاہزادے کو دیکھتی ہوئی گئی اثناے راہ مین پانون کہین رکھتی تھی اور پڑتا کہین تھا تصویر خیالی شاہزادے کی پیش نظر تھی دمبدم خیال کرتی تھی کہ ای جہان آرا تو کیون شاہزادے کو دیکھنے گئی تھی اب جدائی مین شاہزادے کی کیونکر زندگی بسر ہوگی جسوقت ہنگام شب دل مضطر پہلو مین شاہزادے کو ڈھونڈھیگا اُسوقت دل بیتاب کو کیونکر تسلی دیگی پلنگ ہجر مین شاہزادے کے پلنگ ہوجائیگا مجکو ڈرائیگا اُسوقت ہجر سے جان زار بچانا دشوار ہوگا غرض جہان آرا تو ایسے ہی خیالات کرتی ہوئی اپنے مکان مین داخل ہوئی اور دل افروز نورالدہر کے سامنے آئی اور کہنے لگی کیون مونڈی کاٹے سنڈے ہمسے تو اسقدر نفرت اور غیر سے یہ محبت مین دور سے بخوبی دیکھتی تھی خوب باتین راز و نیاز کی ہوتی تھین سینے سے سینہ منہ سے منہ ملا مقدمہ بیخوف و خطر ہو رہا تھا حرکت سے صاف ظاہر ہوتا تھا خیر جسکے ساتھ تو نے عیش کیا ہی دیکھ تو اُسکا کیا حال کرتی ہون یہ کہکر شاہزادے کو خواصون وغیرہ کے حوالے کرکے جانب مکان جہان آرا روانہ ہوئی جہان جہان آرا اکیلی قصر مین پلنگ پر لیٹی ہوئی رو رہی تھی ہر ایک کنیز وغیرہ کو اپنے پاس سے ہٹادیا تھا مثل ماہی بے آب پلنگ پر تڑپتی تھی کھانا بھی نہ کھایا تھا آخر تڑپتے تڑپتے پلنگ سے اُٹھکر اشک آنکھون سے پونچھکر ایک کنیز کو اپنی خوابگاہ مین چھوڑکر اپنی مادر کے پاس چلی گئی کنیز فرش خواب پر لیٹکر سو رہی جب دل افروز قصر جہان آرا مین پہونچی اُس عالم غیظ و غضب مین

سمجھی کہ جہان آرا سو رہی ہے یہ خیال نہ کیا کہ ایک کنیز سوتی تھی غرض دل افروز نے جلد اُس کنیز کا ہنگام شب سر تیغ سے جدا کیا خنجر حلق کنیز پر بیخطا رواں کیا بعد قتل کرنے کے سر اُسکا ایک رومال مین باندھا اور وہانسے چلی ہنگام سحر وہ سر نورالدہر کے سامنے لائی اور کہنے لگی دیکھو اسے رومال مین کیا ہے اس رومال مین تمھاری معشوقہ کا سر ہے آج بھی کل کیطرح گلے سے لگاؤ پیار کرو یہ کہکر رومال سے سر نکالکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ سر ملکہ کا نہین ہے اسکی ایک کنیز کا ہے دل افروز سر کو دیکھکر کہنے لگی خیر آج وہ فریب دیکر بچگئی کل کہان جائیگی پس اُس سر کو اُٹھا کر پھینک دیا دوسری رات کو فکر مین ملکہ کے روانہ ہوئی لیکن اُدھر ملکہ جہان آرا جو صبح کو اپنے مقام پر آئی اپنی جلیس کا لاشہ پڑے ہوئے دیکھا یقین ہوا کہ دل افروز اسکا سر کاٹ لیگئی اُسکی لاش کو تو وہانسے اُٹھوایا اور آپ شب کو دروازے مین با تیغ برہنہ چھپکر اکیلی بیٹھی اور سب اپنی انیسون کو رخصت کیا کچھ جو رکھی تھین اُنھین سلادیا اتفاقات روزگار دل افروز جادو جو ملکہ کے قتل کو آئی کہ ملکہ نے آواز دی کہ ای دل افروز تو اسوقت یہان کہان کل میری ایک جلیس کا سر کاٹ لیگئی تھی آج مجھے قتل کرنے کو آئی ہے اُسنے پھر کر دیکھا اور چاہا کہ سحر کرے کہ ملکہ نے ایک ہاتھ تلوار کا کمرگاہ پر مارا کہ مانند خیار تر کے اُس لکاتہ کے دو ٹکڑے ہوئے شور وغل پیدا ہوا آواز گیرودار کی بلند ہوئی بعد اُسکے ایک صدا پیدا ہوئی اور غلغلہ موقوف ہوا کہ کشتی مرا نام من دل افروز جادو بود سحر کے مرتے ہی نورالدہر قید سے چھوٹ گیا لیکن حیران تھا کہ ساحرہ کو کسنے مارا جو مین نے قید سے رہائی پائی اسی حیرت مین تھا کہ ملکہ نے لاش تو اُس ناپاک کی پھنکوادی اور صبح کو نورالدہر کی خدمت مین روانہ ہوئی یہان شاہزادہ قید سحر سے چھوٹ چکا تھا پاؤن مین اسکے طاقت آچکی تھی حیران تھا کہ دل افروز کیونکر ماری گئی کہ ملکہ جہان آرا نے سامنے سے سلام کیا اور کہا کہ شہریار مبارک ہو کہ دل افروز جادو کو مین نے مارا تمام سرگذشت بیان کی نورالدہر بہت خوش ہوا اور اُسی باغ مین ملکہ سے سرگرم اختلاط ہوا صحبت آراستہ کی اتفاقات روزگار اُسی شب کو نیلم شاہ نے حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کو خواب مین دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین کہ ای نیلم شاہ نورالدہر فرزند ہمارا دل افروز کے باغ مین تیری بیٹی کے ساتھ ہمصحبت ہے اور دل افروز کو تیری بیٹی نے مارڈالا اب تو جا خدمت مین نورالدہر کی اور مسلمان ہو اور لعنت کر لقا پر پس یہ جو صبح کو اُٹھا پہلے محل مین آیا بیٹی کو نہ پایا بس یقین ہوا کہ خواب تیرا سچا ہے وہانسے اُسی باغ مین آیا نورالدہر کو مجرا کیا اور مسلمان ہوا بیٹی کو گلے سے لگایا شاہزادے سے خواب بیان کیا بعد اُسکے شہر مین لایا تمام شہر کو اسلام آباد کیا ملکہ کی شادی نورالدہر کے ساتھ کردی اور بہت سامال و خزانہ دیا شاہزادہ چند روز وہان رہا بعد اسکے کوچ کرکے لشکر مین آیا قدمبوسی ہرمز تاجدار کی حاصل کی اور وہانسے کوچ کرکے روانہ ہوا مال و اسباب جو شہر نیلم حصار سے لایا تھا وہ جملہ سردارون کو تقسیم کیا کوچ بکوچ شہر اختم پر پہونچا دیکھا کہ شہر اختم ویران پڑا ہے چہار دیواری کھد گئی ہے اور خورشید اختمی کو دیکھا کہ جمشید جو ایرج کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اُسکی قبر پر فقیر بنا ہوا کفنی گلے مین تہمد باندھے ہوئے سر کے بال بڑھے ہوئے خاک اُن بالون مین جمی ہوئی شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا ہے ایک طرف ٹھیک مین آگ دبی ہے حقہ رکھا ہے ایک مٹکا پانی کا گڑا ہوا ہے دو گھڑے رکھے ہوئے ہین دو چار درخت انار اور امرود کے لگے ہوئے ہین اُسکی شاخون مین پنجرے طوطیون کے لٹکے ہوئے ہین دو چار فقیر اور ادھر اُدھر بیٹھے ہین یا ہادی یا داتا یا معبود یا موجود یا مرشد کی آواز بلند ہے خورشید نے جو شاہزادہ نورالدہر کو دیکھا پہچانا دوڑکر مجرا کیا قدمون سے لپٹا نورالدہر نے حال پوچھا اُسنے آبدیدہ ہو ہو کر تمام حال بیان کیا نورالدہر نے اُترکر جمشید کی قبر پر فاتحہ پڑھا خوب رویا خورشید سے کہا کہ بھئی صبر کرو اور اُسکو نہلواکر لباس فقیری اُتروا کر پوشاک شاہانہ پہنائی اور جواہر بہت سا دیا اور حکم کیا کہ شہر اختم از سر نو تیار ہو دے اسلم کو مقرر کیا کہ تم اس شہر کو بنواکر بعد کو آنا اور خورشید سے کہا کہ مین ٹھہر نہین سکتا اسد آذر کوہ پر گھرا ہوا ہے

اُسکی کمک کو جاتا ہون ایک روز وہان رہکر دوسرے روز روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا دیکھا کہ ایک بارہ ہزار شتر و قاطر پر زر وجواہر اور خیمہ اسباب لدا ہوا چلا آتا ہی اور کوئی ہزار بارہ سو سوار اُنکے ساتھ اور ایک شخص مندیل اُسکے سر پر رکھی ہوئی مرکب عربی پر سوار آگے آگے اُسکے لشکر جو شاہزادہ نورالدہر کا دیکھا کہ فوج نشان ہی سمجھا کہ یہ لشکر ایرج صاحبقران کا ہی ہرکارون کو خبر کیواسطے بھیجا وہ گئے اور حال دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ لشکر ایرج نوجوان کا تو آذرگوہ پر ہی یہ لشکر نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان شاہزادۂ بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر عالیشان کا جاتا ہی ایرج نوجوان سے لڑنے کو اور شاہزادۂ نورالدہر نے جو بالسون کو خبر کیواسطے بھیجا تھا وہ حال دریافت کرآئے اور نورالدہر سے بیان کیا کہ یہ وزیر ہی زرہاب شاہ کا دانشمند اسکا نام ہی اور زرہاب شاہ بادشاہ ہی شہر زرہابیہ کا زرہاب شاہ کا ایک فرزند تھا نہایت زبردست سپاہی سبے بدل اُسکو ایک اژدہا سے طلسمی نگل گیا ہی اسواسطے زرہاب شاہ نے وزیر کو اپنے تحائف ساتھ کرکے ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہی کہ جاکر ایرج سے کہ کہ جو آپ میرے فرزند کو اس طلسم سے چھڑا دیجئے تو مین مع شہر آفتاب پرست ہوتا ہون سو یہ فرستادۂ زرہاب شاہ ایرج کے پاس جاتا ہی قصہ وزیر نے جو سنا کہ یہ ایرج نہین نورالدہر ہی اسنے اپنے دلمین کہا کہ چلکر اس سے حال بیان کیجیے اگر اسنے اقرار کیا کہ مین چلکر طلسم فتح کرکے ہزبر کو چھڑا لاتا ہون تو خیر نہین تو ایرج کے پاس چلے چلین گے اپنے دل مین یہ سوچکر شاہزادۂ نورالدہر کے پاس آیا نذر دی بعد اُسکے حال ہزبر کے گرفتار ہو جانے کا بیان کیا اور عرض کیا کہ آپ لوگ حلال مشکلات ہین اگر چلکر طلسم کو فتح کرکے شاہزادے کو نجات دیجیے تو زرہاب شاہ مع لشکر اور اہل شہر کے مسلمان ہوگا نورالدہر نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور اپنے دل مین کہا کہ تو اگر طلسم کیطرف گیا تو وہان اسد نرغے مین ہی ایرج کے ہاتھ سے قتل ہوگا اور وہ اگر مارا گیا تو دادا جان کو کیا جواب دیگا اور پھر اسد ایسا بھائی مجھے کہان ملیگا اور جو اسد کی مدد کو جاتا ہی تو زمانہ یہ کہیگا کہ نورالدہر سے طلسم فتح نہ ہو سکا ڈر گیا دوسرے یہ کہ اگر طلسم فتح ہوگا تو شہر مسلمان ہوگا یہ کام عنداللہ ہی پس یہ خیال کرکے ہرمز تاجدار سے کہا کہ شہریار مین نے اسد کو خدا کے حوالے کیا پروردگار عالم اُسکا نگہبان ہی مین شہر زرہابیہ کو جاتا ہون اور اُسی وقت ایک ہزار آدمی ساتھ لیکر ہمراہ دانشمند وزیر کے شہر زرہابیہ کو روانہ ہوا بعد از قطع منازل و طی مراحل کے قریب شہر زرہابیہ کے پہونچے زرہاب شاہ استقبال کرکے لے گیا دروازۂ شہر سے تا در بارگاہ پا انداز ڈلوا دیا دعوت و ضیافت کی مگر زرہاب شاہ دیکھکر شاہزادے کو عاشق ہوگیا اور اپنے دل مین سوچا کہ بیٹا تو تیرا گرفتار بلا ہو چکا ہی ایسے جوان ماہ طلعت کو کیون گرفتار کرواتا ہی بس دوسرے دن نورالدہر نے زرہاب شاہ سے کہا کہ مجھے اُس مقام طلسم مین لیچلو اُس اژدہے کا نشان دو زرہاب نے عرض کیا ای شہریار آپ وہان تشریف نہ لیجائیے مین اپنے بیٹے سے دست بردانشتہ ہوا اب وہ وہانسے نہ چھوٹیگا اور خدا جانے وہ زندہ ہی یا مردہ ہی مجھے کیا حاصل ہوگا کہ مین آپ ایسے جوان کو یہان بلاکر کھودون مین دین اسلام قبول کرنے کو موجود ہون اب آپ اس طلسم مین نہ جائیے نورالدہر نے کہا ای زرہاب شاہ ہم جبتک طلسم کو فتح نہ کرینگے اور تمھارے بیٹے کو نہ چھڑائینگے اُسوقت تک یہانسے نہ جائینگے اُسنے عرض کیا کہ شہریار مجکو کلمہ تعلیم فرمائیے مین مسلمان آپکے سامنے ہو لون شاہزادے نے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا اور وہ از سر صدق اسلام لایا بعد اُسکے شاہزادۂ نورالدہر کو زرہاب شاہ اُس مقام طلسم مین لیکر آیا دیکھا نورالدہر نے کہ ایک صحراے بافضا ہی فرسخ در فرسخ سبزہ پھیلا ہوا ہی کوسون تک گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین خوشبو چلی آتی ہی دماغ معطر ہوا جاتا ہی بیچ مین

صحرا

اُن پھولون کے ایک اژدہاے عظیم الشان بیٹھا ہوا ہی لوگ چہار طرف مصروف سیر اُس گلزار کے پھر رہے ہین اُنمین سے کسیکو وہ اژدہا آزار نہین دیتا نور الدہر نے زرہاب شاہ سے پوچھا کہ یہ اژدہا کسیکو ستاتا نہین پھر ہزل کو کیونکر نگل گیا زرہاب شاہ نے عرض کیا کہ یہ جتنے آدمی مصروف سیر ہین یہ باشندۂ طلسم ہین اُنسے یہ کچھ تعرض نہین کرتا ہان کوئی شخص غیر جو آتا ہی اُسکو نگل جاتا ہی شاہزادے نے کہا کہ کسی واجب القتل کو بلاؤ اُسیوقت لاکر ایک اسیر کو حاضر کیا کہ اسنے خون کیا ہی کل مارا جائیگا اُسے شاہزادے نے قید سے رہا کیا اور فرمایا کہ تو اس چمن مین جاکر چلا آ پھر جدھر جا ہے چلا جا تو کوئی متعرض تیرا نہوگا وہ شخص چمنستان مین گیا بمجرد اُسکے قدم رکھنے کے وہ اژدہا اپنے مقام سے چلا شاہزادے نے تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا اژدہے پر پڑکر اُچٹ گیا دوسرا تیر تیسرا تیر ایک چھ تیر مارے ایک کارگر نہوا آخرکار اژدہے نے دم کشی کی نور الدہر کا لنگر اُکھڑا جب منھ کے پاس پہونچا تو کھینچکر ایک تلوار اژدہے پر ماری وہ بھی صاف اچٹ گئی بالکل خطا تک نہ پڑا اب جو اژدہے نے دم کھینچا نور الدہر کو نگل گیا اور پھر اپنے مقام پر جا بیٹھا لوگ نور الدہر کے نہایت پریشان ہوکر اُسی جگہ انتظار مین شاہزادے کے بیٹھے مگر حال شاہزادے کا یہ ہی کہ اپنے تئین ایک باغ مین دیکھا کہ وہ باغ حقیقت مین نمونہ بہشت ہی گلہاے گوناگون پھولے ہوئے تھے درخت میوہ دار لگے ہوئے تھے نہرین سلسبیل آسا جاری تھین نور الدہر سمجھا کہ یہ بہشت برین ہی کہ خدا نے مجکو بعد مرگ کے عطا کیا الحمد للہ کہ خاتمہ بخیر ہوا لگا سیر کرنے پھرتے پھرتے بھوک جو معلوم ہوئی ایک انار پر ہاتھ دوڑایا کہ توڑ کر کھائے شاخ درخت کی اونچی ہوگئی انار ہاتھ نہ آیا پھر اور درخت کے پاس گیا امرود نارنگی وغیرہ جسپر ہاتھ ڈالا کوئی ہاتھ نہ آیا اب نور الدہر کے ذہن مین آیا کہ یہ طلسم ہی بہشت نہین ہی اور تو زندہ ہی مر نہین گیا حیران و پریشان چلا جاتا ہی نہایت آشفتہ دماغ ہی باغ کے اندر باغ ہی جاتے جاتے ایک جگہ پہونچا دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہین مگر خاموش اور ایک شخص اُنمین نہایت وجیہ آثار سرداری چہرے سے اُسکے ظاہر اپنے دل مین کہا ہزل بن زرہاب شاہ یہی ہوگا اور پکار کر کہا کہ اے عزیز تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی اُسنے بالکل جواب نہ دیا اور لوگون سے صاحب سلامت کی حال پوچھا کسی نے نہ بتایا نہ سلام کا جواب دیا نور الدہر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سب بہرے ہین یا انکو بات کرنے سے بہرہ نہین غرض اُسی جگہ یہ بھی خاموش ہوکر بیٹھ رہا شام کو خوان میوے کے آئے سبھون کو تین تین قاشین میوے کی ملین نور الدہر کو ایک ہی دی نور الدہر نے جلکر پوچھا کیا سبب ہی کہ مجکو ایک ہی قاش دی اور سبھون کو تین تین قاشین دین کہا کہ جتنے بات کیون کی منھ سے بولے کیون جو چپکے بیٹھے رہتے تو تمکو بھی برابر حصہ ملتا نور الدہر خاموش ہو رہا دوسرے دن صبح کو دیکھا کہ وہ باغ تو نہین ہی دریا مین ایک کشتی پر اُن سبھون کے ساتھ سوار ہون پوچھا کہ اُس باغ سے اس کشتی مین کون تم سب کو اور ہمکو لے آیا ہر ایک صورت دیکھکر چپ ہو رہا کسی نے جواب نہ دیا دن بھر کشتی اُس دریا مین پھرا کی شام کو کچھ سالن اور روٹیان خوان مین آئین سبکو تو دو دو روٹیان ایک ایک پیالہ ملا انکو فقط ایک روٹی خشک ملی اور جواب ملا کہ تمکو کل بھی کہا گیا تھا کہ منھ سے نہ بولو گے اور کچھ بات نہ کروگے تو تمکو برابر ملے گا جتنے نہ مانا اور بات کی یہ اُسکی سزا ہی نور الدہر خاموش ہو رہا غصہ تو آتا ہی مگر چپ ہو رہتا ہی کہ بدن مین تاثیر طلسم کے سبب طاقت نہین ہی کیا کرے تیسرے دن نور الدہر نے ایک مکان عالیشان مین اپنے کو دیکھا پوچھا کہ یہان کون لایا ہی اور کیونکر اس مقام پر پہونچے کسی نے پھر جواب نہ دیا اور حیرت سے شاہزادے کو دیکھنے لگے اور اپنے دل مین کہنے لگے کہ عجب طرح کا یہ شخص ہی کہ روز بھوکھا رہتا ہی اور بولنا نہین چھوڑتا کہ شام کو وہی شخص جو کھانا لایا کرتا ہی تو اسنے سب کو تو تین تین پیالے دیے اور انکو ایک پیالہ دیا نور الدہر پکارا کہ مین تین روز سے بھوکھا رہتا ہون تم مجھی کو کم دیتے ہو اُسنے کہا کہ پھر کیون منھ سے بولتا ہی جبتک بولے جائیگا یہی صورت تیرے واسطے رہیگی تو منھ سے بولنا نہین موقوف کرتا جو تجکو بھی برابر حصہ ملے نور الدہر

نے کہا کہ اب مین عہد کرتا ہون کہ منھ سے کچھ بات نہ کرونگا مگر اتنا بتادو کہ یہ جوان ہزل بن زرہاب شاہ ہی یا کوئی
اور ہی اُسنے کہا کہ تمنے خوب پہچانا یہ وہی ہی مگر دیکھیے وہ خوف کے مارے بات نہین کرتا نورالدہر چپ ہو رہا اب
بات کرنا موقوف کیا جو تھے دن پھر اُسی باغ مین اپنے کو دیکھا کسی نے کچھ بات نہ کی شام کو سب کے برابر انھین بھی
حصہ ملا آج پیٹ بھر کے کھایا غرض اب شاہزادے نے خاموشی اختیار کی روز کھانا شکم سیر ہو کر ملنے لگا ایک عرصہ اسیطرح
گذرا بس ایک روز شاہزادہ نہایت اُداس اور کمال پریشان تھا کہ ای نورالدہر تابزیست ہمین قید مین گرفتار
رہے بس یہ خیال اپنے دل مین لا کر شام سے کھانا کھا کر وضو کر کے نماز مغرب وعشا کی ادا کی بعد اُسکے دو رکعت نماز حاجت
پڑھکر دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار عالم مین عاجز وبیکس عبد ذلیل تیرا ہون تو خالق جلیل القدر میرا ہی اگر زندگی
میری باقی ہی تو اس قید طلسم سے مجکو نجات دے اور اگر قضا میری آچکی ہی تو جلد عزرائیل کو حکم ہو کہ قبض روح میری
کرلین بلبلا کر از تہ دل دعا مانگتا تھا کہ آنکھ نورالدہر کی لگ گئی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک تخت نورانی آسمان سے
نمایان ہوا سامنے شاہزادے کے اُترا پوچھا کہ کیون ای عزیز تو پریشان کسلیے ہی نورالدہر نے کہا کہ حضرت آپ بندۂ خاص
خدا ہین آپ پر سب حال ظاہر ہی اس طلسم مین گرفتار ہون آیا تھا ایک شخص کے رہا کرنے کو خود گرفتار بلا ہو گیا آپکی مہربانی
ہوئی ہی شاید مجھسے کام بن پڑے اُن بزرگوار نے فرمایا کہ یہ طلسم خیال ہی اسکا ٹوٹنا محال ہی نورالدہر نے عرض کیا
کہ یا حضرت ایسا بزرگوار میرا کفیل ہوگا اور مین طلسم فتح نہ کرسکونگا اُن مرد بزرگ نے ارشاد کیا کہ تم بعد نماز صبح سمت
شمال کو جانا جب ایک درخت چنار پاس پہونچوگے تو وہ درخت بہت بلند ہی اُسکو جڑ سے اُکھیڑنا نیچے سے اُسکے ایک
تختہ سنگ پیدا ہوگا اور اُسمین ایک حلقہ پڑا ہوگا اُسکو اُٹھانا اُسکے نیچے سے مہرہ نقب پیدا ہوگا مگر وہ درخت زور
صاحبقرانی سے اُکھڑیگا اور اُس نقب کے نیچے سے ایک دیو نکلیگا کہ صندوقچہ اُسکے ہاتھ مین ہوگا اور وہ ایک
جانب کو چلا جائیگا بعد اُسکے دوسرا دیو نکلیگا لوح اُسکے گلے مین پڑی ہوگی وہ بھی ایک سمت کو چلا جائیگا بعد اُسکے
تیسرا دیو اور نکلیگا کہ دیو بلاشان اُسکا نام ہی اور تیغہ بلاشان سلیمانی اُسکے پاس ہی چاہیے کہ اُسکو تم جانے نہ دو
روک کر اُسسے وہ تیغہ تم اُس سے چھین لو اور اُسی تیغ سے اُس دیو کو مارو بعد اُسکے اُسی نقب مین کود پڑو ایک مکان
مین پہونچوگے دیکھوگے کہ ایک تخت بچھا ہوا ہی اور ایک پریزاد اُسپر سوتی ہی تم اُسکو جا کر قتل کرنا نام کہ اُسکا ذوفنون
جادو ہی اُسکو مہلت نہ دینا کہ وہ سر اُٹھاسکے جب اُسے مارو گے تو اُسوقت وہ دیو لوحدار تمھارے سامنے آئیگا تم
سر ذوفنون جادو کا اُسکے ہاتھ مین دینا اور لوح اُس سے لیلینا جب وہ سر لیکر جانے لگے تو اُسے بھی مار ڈالنا اور وہی
لوح اُسکے سینے پر مارنا کہ وہ جلکر رہ جائیگا بعد اُسکے وہ دیو کہ جو صندوقچہ لیکر پہلے نقب سے نکلا تھا وہ آئیگا اُس سے کہنا
کہ بحکم سلیمانی تو میری مدد کر وہ پوچھیگا کہ کیا نشانی رکھتا ہی کہنا کہ نام تیرا دیو ہمراز ہی وہ یہ کلمہ سنکر تیری اطاعت کریگا
اور جو کچھ وہ کہیگا اُسپر عمل کرنا طلسم فتح ہوجائیگا بس یہ خواب دیکھکر شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا کہ ایک نور کی لڑی
از زمین تا سپہر برین معلوم ہوتی ہی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی اپنے دل مین کہا کہ خواب تیرا سچا ہی بہت خوش
ہوا نماز صبح کی ادا کی سمت شمال کو روانہ ہوا اور موافق ارشاد اُن حضرت کے درخت کو بزور صاحبقرانی اُکھیڑا
نقب پیدا ہوئی دو دیو نکلے اور ایک جانب کو چلے گئے بعد اُسکے دیو بلاشان نکلا نورالدہر نے لپککر تیغہ بلاشان اُس سے
لیا اور اُسی تیغے سے دیو بلاشان کو مارا نقب مین کودا اُس پریزاد یعنے ذوفنون جادو کو مارا سر اُسکا کاٹ لیا دیو
لوحدار کو دیکر لوح لی اور وہی لوح اُس دیو پر ماری کہ وہ جلکر خاک ہو گیا بعد اُسکے دیو ہمراز آیا اور وہ نام اپنا
شاہزادے سے سنکر مطیع ہوا صندوقچہ شاہزادے کو دیا نورالدہر نے چاہا کہ صندوقچہ کھولے دیو ہمراز نے

منع کیا کہ ہرگز اس صندوقچے کو نہ کھولیے گا اسکے اندر ایک جادوگر بادشاہ طلسم ہی سانپ کیصورت بنا ہوا بیٹھا ہی اور زہر اُسکا ایسا
کاہی کہ جسپر پڑجائے وہ پانی ہوکر بہ جائے بہتر یہ ہی کہ اسکو مع صندوقچے کے جلادیجیے شاہزادے نے کہا کہ اچھا لاؤ لکڑیان اُسیوقت
دیو ہمراہ اڑگیا اور بہت سی لکڑیان لایا آگ سلگائی جب خوب آگ روشن ہوئی تو صندوقچے کو اُسمین ڈالدیا کہ طرفۃ العین مین وہ جلگیا
ایک آندھی اُٹھی کہ زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا پرکالہاے آتش اُڑنے لگے مکان ریزہ ریزہ ہوکر گرنے لگے ایک پہر تک
قیامت برپا رہی بعد اُسکے ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اژدر جادو بادشاہ طلسم بود اب جو روشنی ہوئی
شاہزادے نے دیکھا کہ ایک گنبد کے پاس کھڑا ہون اور ہنزل بھی ہی اُدھر زرہاب شاہ نے دیکھا کہ جہان وہ اژدر
تھا وہان ایک گنبد سبز معلوم ہوتا ہی اژدہے کا نام و نشان بھی نہین ہی اور شاہزادہ مع ہنزل خان کھڑا ہوا ہی بہت خوش
ہوا دوڑکر قدمون پہ گرا التصدق ہوا بیٹے کو گلے سے لگایا بعد اُسکے شاہزادے نے مال و اسباب طلسم کا سب نکلوایا دیو ہمراہ کو
وہانکا مالک کیا شہر زرہا بیمہ مین آیا تمام شہر کو اسلام آباد فرمایا ایک روز وہان رہا بعد اُسکے کوچ کرکے مع مال و اسباب اپنے لشکر مین آیا ملازمت
ہرمز تاجدار سے مشرف ہوا اور تمام حال بیان کیا مال طلسمی سب رفقا کو تقسیم کردیا بعد اُسکے کوچ کرکے اسد کی مدد کو آذر کوہ کیطرف روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان ایرج صاحبقران اور اسد نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسد اور طہماس نے زخمی ہوکر آذر کوہ پر پناہ لی ہی اور ایرج پہاڑ کو گھیرے ہوئے پڑا ہی ایک مرتبہ ارادہ کیا تھا کہ پہاڑ
پر چڑھجائے کہ نقابدار سبز پوش حارج ہوا تھا وہ بھی زخمی ہوکر چلا گیا اب پھر ایرج نے چاہا کہ طبل جنگ بجوائے کہ ایک
عیار نامہ سر سے باندھے ہوئے سامنے مالک بن ملکوت شاہ کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا مالک نے نامہ کھولکر جو پڑھا
بہت خوش ہوا اُس عیار کو کہ نام اُسکا دیوسار تھا خلعت دیا ایرج نے پوچھا کہ یہ نامہ کیسا ہی اور کہانسے آیا ہی مالک
بن ملکوت نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان حقیقت حال یہ ہی کہ بھائی ہی میرا اسالک بن ملکوت اُسکی بیٹی ہی تھوڑا عرصہ ہوا
مین نے اقبال شاہ کے ساتھ اُسے منسوب کیا تھا مگر وہ کہتا تھا کہ میرے سواے اسکے اور کوئی اولاد نہین ہی اقبال شاہ
کو مین بھیجدیجے تو مین شادی کردون اور اقبال شاہ آپ کو چھوڑکر کیونکر وہان جاتا مین بھی چپکا ہو اتھا اب
اُسنے لکھا ہی کہ بیٹی جوان ہوچکی ہین اُسے کہانتک بٹھاؤن اب وہین بھیجے دیتا ہون اب آپ جیسا کہیے ویسا کرون کہا
بلاؤ اُسے مین بڑی دھوم سے شادی کرونگا بس مالک بن ملکوت نے جواب نامے کا لکھا کہ تم محافۂ ملکہ کا بھیجدو مین یہانسے
تیاری کرتا ہون وہ عیار یہانسے روانہ ہوا اور ایرج نے بلاکر حلوائیون کو حکم دیا کہ نقل بنین اور زرگرون کو فرمان پہونچا
کہ گھڑے چاندی سونے کے گڑھے جائین اور آرائش والون سے فرمائش آتشبازی کی کی بعد اُسکے حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ کہ عروس کے آنے کے قبل ہی مین اس دیوانے کا کام تمام کردون اور بارگاہ سلیمانی چھین لون اُسیوقت
طبل جنگ بجا یہ خبر اسد دلاور کو ہوئی کہا کہ کچھ پروا نہین ہی جو خدا بہتر جانیگا وہ کریگا ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی
پر چوب پڑے چار پہر رات دونون طرف تیاری رہی صبح کو لوگ اسد بن کرب غازی کے گھاٹیون پر پہاڑ کی مستعد
ہوکر بیٹھے تیر و کمان ہر ایک لیے ہوئے تیر کمان مین پیوستہ کیے ہوئے اُدھر سے دیکھا کہ لشکر آفتاب پرستون کا نمایان
ہوا ایرج آگے آگے مالک بن ملکوت پیچھے پیچھے اُسکی پشت پر تمام آفتاب پرست ایک ایک دریاے آہن مین
غوطہ مارے ہوئے سامنے پہاڑ کے آئے اور ایرج نے مرکب آگے بڑھاکر نعرہ کیا کہ او دیوانے مجھول لا بارگاہ
سلیمانی میرے حوالے کر پھر جدھر جی چاہے چلا جا مین متعرض نہونگا نہین تو آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا یہانسے
لوگ پکارے کہ او بزا نہ بچے بارگاہ تجھکو ہرگز ہرگز نہ ملیگی کیون تیری شامت آئی ہی اگر اسد دلاور زخمی نہ ہوتا
تو معلوم ہوجاتا بس یہ کلمات سنکر ایرج آگ ہوگیا پکارا کہ دیکھو تو آکر تمھاری کیا حالتین کرتا ہون یہ کہکر سپر فولادی

ہاتھ مین لیکر گھوڑے کو بڑھایا پہاڑ کی طرف چلا جب قریب پہونچا مرکب پر سے اُترا دامن گردان کر آستینین چڑھاکر
پہاڑ پر چلا اُدھر سے تیر سنگ پڑنے تیرون کو کاٹتا ہوا چلا جاتا ہے غل ہوا کہ ایرج رکتا نہین چلا آتا ہے بس سبھون نے دعائین
مانگنا شروع کین بس حالت اضطراب مین دعا کا مانگنا تھا کہ صحرا سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا کہ روے آفتاب سیاہ ہوگیا
ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے گرد جب شق ہوئی دیکھا کہ سو علم نشانہ لاکھ سوار کا اور ہر ایک علم کے پھریرے
پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم بعد گذر جانے جلوس کے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل قوی بازو گردن
بلند کرگدن سیاہ رنگ پر سوار آگے آگے نسبت پر میچ جی آتی ہے معلوم ہوا کہ عنقویل دیو پر در ہے باپ طماس
کا اور اُدھر عنقویل نے سنا کہ طماس اور اسد زخمی ہین آفر کوہ پر پناہ لیے ہوئے ہین اور ایرج پہاڑ پر
جاتا ہے کہ اُنھین قتل کرے بس عنقویل نے اپنا گینڈا آگے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست اُتر پہاڑ پر سے نہین
تو تیری فوج کو قتل کرتا ہون ایرج ناچار پہاڑ پر سے اُترا کہا کہ کیا نصیبا ہے اس دیوانے کا کہ ہر روز میرے ہاتھ سے
بچ جاتا ہے مگر کہان جائیگا پہلے اس عادی کو مارلون پھر اس سے سمجھ لونگا غرض پہاڑ پر سے اُترتے اُترتے دن کم رہگیا تھا
ایرج نے پکار کر کہا کہ اے عنقویل کل صبح کو سمجھ لونگا اور جاکر اپنے خیمے مین داخل ہوا اُدھر عنقویل طماس کے دیکھنے کو پہاڑ
پر آیا بیٹے کو دیکھا کہ زخم کی شدت سے بخار بھی ہوگیا ہے اور اسد مع رفقا زخمی ہے بس بہت سی تشفی اور تسلی دی اور کہا
کہ کل اس آفتاب پرست سے عوض تمھارا لیا جائیگا بس کوئی دو گھڑی بیٹھکر چلا آیا خیمے مین اپنے داخل ہوا مگر عیار ہے
عنقویل کا کہ نام ہے اُسکا الماس تیز رفتار اُسنے اپنے دل مین کہا کہ تو آج رات کو ایرج کو چلکر پکڑ لایے روانہ
ہوا صورت بدلکر لشکر آفتاب پرستان مین داخل ہوا آیا دروازہ بارگاہ ایرج پر دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہے تمام دربار
معمور ہے ناچ ہو رہا ہے دورہ جام گردش مین ہے صبر کیا یہانتک کہ دربار برخاست ہوا اور سب سردار اپنے اپنے
خیمون مین چلے گئے ایرج نے کھانا طلب کیا کھانا آیا ایرج نے شاپور سمیت کھانا کھایا اور دو چار رفیق بھی تھے
سب چلے گئے شاپور بھی چوکی پہرہ قائم کرکے چلا گیا اب ایرج آکر پلنگ پر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے
جب خوب نشہ ہوچکا سو رہا اب الماس تیز رفتار دوپہر رات گئے شاپور کی صورت بنکر آیا پہلے دروازے
پر جو پاسبان اور نگہبان تھے اُن سبکو بیہوش کیا اور چادر عیاری سے روشنی گل کی اور حیلہ عیاری کا ہاتھ مین پہنا ہاتھ کو جریب
کرکے پلنگ کے برابر آیا دوشالہ منھ پر سے اُٹھایا نلکی داروے بیہوشی دماغ کے برابر لگا دی جب اوپر کا دم لیا تھا
جو پھونکا بیہوشی دماغ کو پڑھ گئی چھینک مارکر ایرج بیہوش ہوگیا الماس باندھکر چادر عیاری مین پشتارہ پیٹھ
پر لگاکر روانہ ہوا تمام لشکر مین سے نکل گیا اب عنقویل کے لشکر کا راستہ لیا کوئی چار گھڑی رات باقی ہے کہ آواز نعرہ
کی بلند ہوئی قضاے کار شبرنگ عیار اسد کا بالا دوی کے واسطے نکلا تھا اُسنے ایک عیار کو پشتارہ بدوش دیکھا
قریب آکر احوال پوچھا الماس نے کہا کہ تو کون ہے پہلے اپنا حال بیان کر اُسنے کہا کہ مین اسد کا عیار ہون شبرنگ
میرا نام ہے بالا دوی کو نکلا ہون اُسنے کہا مین عنقویل دیو پر در کا عیار ہون ایرج کو پکڑے لیے جاتا ہون شبرنگ
نے کہا اگر تو ایرج کو اسد کی خدمت مین پہنچاے تو بہت کچھ انعام تجھے ملے الماس بولا یہ کبھی نہوگا کہ مین بغیر اجازت اپنے آقا کے
کہین اور لیجاؤن شبرنگ نے کہا جیسی خوشی تمھاری یہ کہکر خدمت اسد مین روانہ ہوا جب وہان پہونچا تو حال اسد سے
بیان کیا اسد نے جو سنا کہ عیار عنقویل کا ایرج کو پکڑ لیگیا ہے اُسیوقت مرکب پر سوار ہوکر خیمے کی طرف عنقویل کے روانہ
ہوا کہ چلکر ایرج کو قتل کروا نہ دے مگر الماس عیار پشتارہ ایرج کا لیے ہوئے سامنے عنقویل کے آیا پشتارہ سامنے رکھدیا عنقویل
نے پوچھا کیا ہے عرض کیا کہ ایرج کو پکڑ لایا ہون جو چاہیے سو کیجیے عنقویل نے کہا ارے تجھے کسنے کہا تھا کہ ایرج

کو تو پکڑ لا تو نے مجکو بدنام کیا لوگ کہین گے کہ عنقویل دیو پرور ایسا نامرد تھا کہ ایرج کو چرا منگوایا خیر اب تو تو نے
یہ امر کیا پھر ایسی حرکت نہ کرنا اور اسے ہوش مین لا الماس نے ایرج کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا ایرج کو ہوش آیا بارگاہ مین
عنقویل کی اپنے کو مقید پایا حیران ہوا خیال مین آیا کہ یہ خواب ہی چاہا کہ آنکھین بند کرے عنقویل پکارا ای ایرج یہ
خواب نہین ہی مین بیداری ہی بس ایرج نے آنکھین کھولدین اور کہا کہ ای عنقویل بہادرون کو یونہین پکڑوا بلواتے ہین
واہ کیا جرات ہی کیا شجاعت ہی عنقویل نے کہا ای ایرج تم اپنے دل مین تصور کرو کہ تم کیا بہادری کر رہے ہو کہ بیٹا میرا زخمی
پہاڑ پر ہی اور تم ٹھیرے ہوئے ہو بلکہ ارادہ قتل کرنے کا ہی یہ کونسی دلاوری ہی ایرج نے کہا کہ مجھے تو اُس دیوانے سے روکا
ہی کہ وہ بارگاہ سلیمانی چرا کر لے بھاگا ہی عنقویل بولا ای ایرج میرا عیار میرے بغیر اطلاع تمکو پکڑ لایا ہی مین نے اُس سے نہین کہا تھا
کہ تمھین پکڑ لائے تم جاؤ یہان سے طبل جنگ بجواؤ بس اُسیوقت ایرج نے وہ کمندین توڑ ڈالین اور اُٹھکر کھڑا ہوا عنقویل نے
گھوڑا سواری کو منگوا دیا ایرج سوار ہوکر اپنے لشکر کو روانہ ہوا بعد اُسکے اسد بن کرب غازی آیا عنقویل تعظیم کیواسطے
اُٹھ کھڑا ہوا بعد سلام ہاتھ پکڑکر لاکر مسند پر بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا آپ جام شراب کا اسد کو دیا اسد نے کہا کہ ای
عنقویل تمھارا عیار ایرج کو پکڑ لایا ہی وہ کہان ہی عنقویل نے عرض کیا کہ شہریار سچ ہی بیشک وہ ایرج کو پکڑ لایا تھا مین نے
بسبب بدنامی کے چھوڑ دیا کل مین پکڑکر اُسے آپ کے حوالے کرونگا اسد نے کہا ای عنقویل تمنے بہت بُرا کیا ایسا موذی
ہاتھ لگا اور تمنے چھوڑ دیا خیر سامنا کروگے تو معلوم ہوگا یہ کہکر اسد اُٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا مگر یہان لشکر ایرج مین صبح کو
غلغلہ ہوا کہ ایرج بستر خواب پر سے غائب ہی کوئی اُسے گرفتار کر لیگیا مالک بن ملکوت و اقبال شاہ وغیرہ آئے
شاپور نے آکر دیکھا کہا کہ یہ تو عنقویل دیو پرور کے عیار کا پتہ اثبات ہوتا ہی فوراً خبر کے واسطے روانہ ہوا جب
شاپور قریب لشکر عنقویل کے پہونچا دیکھا کہ ایرج نوجوان بصد عز و شان چلا آتا ہی شاپور دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا اور کیفیت
دریافت کی ایرج نے جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا اور داخل لشکر ہوکر بارگاہ مین جلوہ گر ہوا زر و جواہر نثار ہونے لگا جلسہ جشن
آراستہ ہوا بڑی خوشی کی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے حکم دیا کہ ابھی طبل جنگ بجے فوراً نقارہ رزمی پر
چوب پڑی اُدھر ہرکارون نے عنقویل دیو پرور کو خبر جنگ پہونچائی وہان بھی کوس حربی بجا چار پہر رات دونون
طرف سامان جنگ رہا صبح کو اُدھر سے عنقویل فوج لیکر میدان مین آیا اُدھر سے لشکر ایرج معرکہ آرای نبرد ہوا اسد
شیردل مع فوج جرار بلندی کوہ پر آبیٹھا میدان آراستہ ہونے لگا صفین جمنے لگین یکایک دامن صحرا سے تتق گرد و غبار
اُٹھا اور بعد چاک ہونے دامن گرد کے ضرغام شیردل نمودار ہوا اور خدمت اسد دلاور مین آکر مژدہ مسرت افزا
سنایا کہ شاہزادہ نور الدہر نے قلعۂ آفتاب نما کو فتح کیا اپنے سردارون کو چھڑایا اب ادھر کا ارادہ ہی یقین ہی کہ دو چار
روز مین آجائیگا اسد نے نقارۂ شادمانی بجوایا ادھر میدان رستخیز مین نقیبان بلند آواز نقابت کرکے چلے گئے ایرج
نے مرکب سے اُترکر مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک نے کہا جاؤ تمکو سپرد نیر اعظم کیا
ایرج مرکب پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا مبارز طلب کیا اُدھر عنقویل کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے آواز
کرنا و گاؤدم نفیری شتری دمامون کی بلند ہوئی عنقویل گینڈا اپنا اُڑا کر برابر ایرج کے پہونچا ایرج بڑھکر تگاور زن
ہوا کئی قدم گینڈا عنقویل کا پیچھے ہٹ گیا چار قدم ایرج کا مرکب پسپا ہوا پھر مرکبون کو رانون مین مسلکر برابر دونون
مقابل ہوئے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نے نیزہ عنقویل کا ہوائی کیا عنقویل نے خشمناک ہوکر میل
آہنی ایرج پر مارا ایرج نے تلوار سے میل آہنی کو قلم کیا اور بڑھکر ہاتھ تیغۂ آبدار کا عنقویل کو مارا تلوار نے سپر کو
کاٹا عنقویل نے سر و گردن کو بچایا تلوار گینڈے پر پڑی سر گینڈے کا کٹکر گرا عنقویل بھی ساتھ ہی گینڈے کے افتان

وخبران زمین پر آیا پانون عنقویل کا نیچے گینڈے کے دب گیا ضرب شدید آئی مگر عنقویل پانون اپنا گینڈے کے
نیچے سے نکالکر اُٹھا اور رمر کب سے ایرج کے لپٹ گیا اور سر مرکب کا گردن مین سے کھینچ لیا ایرج بھی مرکب سے کود پڑا اور
کہا ای عنقویل غضب کیا تو نے میرے مرکب کو مار ڈالا اُسنے کہا کہ میرا گینڈا بھی تو مارا گیا غرضکہ ایرج نے سپر تلوار وغیرہ ہاتھ سے
رکھدی اور کشتی ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے عنقویل کے پانون مین درد شدید ہوا اور خون بہنے لگا رنگ زرد ہو گیا
مثل بید خشک کے کانپا ایرج نے کہا ای عنقویل خیر باشد کیا حال ہی کچھ بیان کر اُسنے کہا پانون میرا گینڈے کے نیچے دبکر
اُکھڑ گیا ہی پہلے مجھے کچھ نہ معلوم ہوا لڑا کیا اب طاقت کھڑے ہونے کی نہین ہی ایرج بولا خیر کیا مضائقہ ہی اب جا جسوقت
پانون ترا اچھا ہو جائیگا لڑ لینا ایرج نے ہمراہیان عنقویل کو پکارا کہ یہ زخمی ہی لیجاؤ لوگ عنقویل کے اُٹھا کر لیگئے ایرج
بھی اپنے لشکر مین آیا مگر جب عنقویل کو ہوش آیا کہا مجکو پہاڑ پر طہماس کے پاس لیچلو وہین میرا علاج ہو جائیگا اُسیوقت
لوگ عنقویل کو لیکر پہاڑ پر آئے علاج پانون کا ہونے لگا یہان صبح کو ایرج کو خبر ہوئی کہ عنقویل بھی پہاڑ پر گیا ہی
ایرج نے کہا خوب ہوا مین سب کو قتل کرونگا اب میرے ہاتھ سے بچکر یہ لوگ کہان جائینگے ایرج نے حکم طبل جنگ
بجنے کا دیا لوگون نے منع کیا کہ اب آپ عبث طبل جنگ بجواتے ہین آزوقہ ہو چکا ہی وہ خود پریشان ہو کر پہاڑ سے اُتر آئینگے
ایرج یہ سنکے چپ ہو رہا اور یہان درحقیقت غلہ ہو چکا ہی نوبت اسپ و گاؤ کے کھانے کی پہونچی ہی آخر مجبور ہو کر اسد
رات کو خیمہ لندھور مین گیا لندھور نے اسد کی تعظیم کی اور پوچھا کہ صاحبزادے اسوقت آپ کے آنے کا کیا سبب
ہوا اسد نے کہا ای دارا ے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان مین اسواسطے آیا ہون کہ مجھپر اور میرے ہمراہیون
پر تیسرا فاقہ ہی یا تو مجھے آپ آزوقہ دیجیے یا اب مجھے مار ڈالیے لندھور نے کہا مجھے کیون خراب کرتے ہو مین ایرج کو کیا منھ
دکھاؤنگا اسد بولا یہ تلوار حاضر ہی میرا سر کاٹ لیجیے اسوقت بغیر غلہ لیے ہوئے نہ جاؤنگا لندھور مجبور و ناچار رہوا
اور بہت سا غلہ اسد کے ساتھ کرا یا اسد وہان سے غلہ لیکر آیا اور سبکو تقسیم کر دیا مگر لندھور اپنے دل مین سوچا کہ ایرج
کو اگر خبر غلہ رسانی کی پہونچیگی تو وہ نہایت بدمزہ ہوگا اسکی کچھ تلافی کیا چاہیے کچھ دل مین سوچکر صبح کو رومال سے ہاتھ باندھکر
ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ مجھسے ایک خطا ہو گئی ہی امیدوار ہون کہ معاف فرمائیے نہین تو اختیار ہی سزا دیجیے
ایرج نے کہا کچھ بیان کرو کیا ہوا لندھور نے حال اسد کے آنے اور غلہ لیجانے کا بیان کیا یہ سنکر ایرج نے کہا ای
لندھور آج تو مین تمکو کچھ نہ کہونگا مگر آئندہ پھر ایسا نہ کرنا لندھور نے عذر کیا اور کہا کبھی ایسا نہو گا ناگاہ عیار
مالک بن ملکوت شاہ کا آیا سلام کیا اور کہا محافہ ملکہ شور انگیز بانو کا آپہونچا ایرج نے یہ سنکر اُس عیار کو خلعت
دیا اور اپنے کارگذارون سے پوچھا کہ سب سامان ساچق وغیرہ کا تیار ہی یا نہین لوگون نے عرض کیا کہ حضور کے
اقبال سے سب سامان درست ہی بس داروغۂ باورچی خانہ کو بلوا کر حکم دیا کہ مطبخ سرکاری گرم ہو طعامہاے لذیذ تیار ہونا
چاہیے اُسیوقت پخت شروع ہو گئی اور خوانہاے نعمت الوان گھر گھر تقسیم ہونے لگے جابجا نوبت خانے آراستہ ہوئے اور نقارۂ
شادمانی بجنے لگے ہر خیمے ہر ڈیرے مین بزم رقص و غنا آراستہ ہوئی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ای ایرج تم چاہتے ہو
کہ شادی بڑی دھوم سے ہو ایرج نے جواب دیا مین جشن ملوکانہ کرونگا غرضکہ فرمان جاری ہوئے کہ صاحبان طبل و علم اہل قلم
شاہ و وزیر فقیر و امیر برنا و پیر کہ و مہ اعلی و ادنی رند و زاہد عالم و فاضل سب آکر شریک انجمن عشرت ہون اور تمام سرداران
لشکر کو ارشاد کیا کہ لباسہاے تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہو کر مع مخدرات عالیہ استقبال عروس کے واسطے جائین اور
اقبال شاہ کو خلعت شاہانہ پہنا کر تخت جواہر نگار پر بٹھائین یہ حکم سنتے ہی اُسیوقت تمام سرداران ذی احتشام و شہر یاران
عالی مقام لباس مرصع کار و خلعت زرتار پہنکر مرغ زرین بنکر استقبال عروس کو روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے قریب

محافے کے پہونچکر خوب انتظام درست کرکے نہایت شان وشوکت سے طرف بارگاہ ایرج چلے ہین مگر اب حال سنیے اسد بن
کرب غازی کا کہ یہ اپنے رفیقون سمیت سرے پر آذر کوہ کے بیٹھا ہوا ہی دل مین یہ خیال کر رہا ہی کہ تو تو اس غم والم
مین مبتلا ہو اور یہ بزاز بچہ اس دھوم سے شادی کرے چلکر اس شادی کو مبدل بہ غم کرنا چاہیے یہ سوچکر اپنے رفیقون سے
کہا کہ چلو تماشا دیکھین سب ہمراہ ہوئے غرضکہ پہاڑ پر سے اُترے جہرے پر درۂ کوہ کے آکر کھڑے ہوئے اب جلوس گذرنے
لگا وہ سردار و تاجدار جو استقبال کو گئے تھے پھر پھر کر آنے لگے روشنی کا یہ انتظام ہی کہ شب تاریک مانند شب ماہ کے
روشن و منور ہی پنجشاخے ہزارے دھڑ دھڑ کر رہے ہین دستیان روشن ہین فانوسین فروزان ہین آتشبازی انواع
اقسام کی چھوٹ رہی ہی جو انار چھوٹا ایک گلدستۂ دلفریب کی شکل نظر آگئی جو مہتاب دغی شب ماہ کا تماشا دکھا گئی بعد
اُسکے آرائش کے تخت بوقلمون جنمین لعل و زمرد و پکھراج کے گلہائے گوناگون اس تکلف سے نصب کیے ہوئے کہ جیسا پھول
ویسا ہی عطر اُسمین بھرا ہوا کہ جسکی خوشبو سے تمام صحرا معطر ہو رہا ہی جب یہ چیزین گذر چکین تو جنگی پلٹنون کی آمد شروع ہوئی
کہ تمام وردیان زرق برق پہنے ہوئے کلغیان کلاہون کی چمکتی ہوئی سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ گھوڑے
اُڑاتے ہوئے نکلے چلے گئے بعد اُسکے خواتین عالیجاہ کے سکھپال کمال حشمت و اجلال سے آنے لگے پھر سواریان
امراے ذوی الاحتشام کی نہایت عزم و شان سے آنے لگین ناظر نجکانے لباس زرنگار پہنے ہوئے مرکبون پر سوار رنگین
حبشنین اردہ بیگیان غول کے غول انکے بعد مغلانیان خواصین محلدارین فنسون مین سوار سرخ جھمکے نہایت پر تکلف پڑے
ہوئے بعد اُسکے چار سو کہاریان لنگے گلبدن و اطلس و زربفت کے حسب مراتب پہنے ہوئے ساتھ ساتھ فنسون کے
پائے پکڑے دوڑتی چلی آتی ہین کامدانی کے ڈوپٹے جھلجھلا رہے ہین مچھلیان سرون کی عجب لطف دکھا رہی ہین پانون
کے گھنگھروؤن کی جھنکار بلند ہی اور محافہ ملکہ شور انگیز کا الماس نگار ہی کہ جسپر آنکھ نہین ٹھہرتی ہی طرفہ آب و تاب ہی کہ جسکا چاند
رشک ماہتاب ہی بس یہ جاہ و حشم سواری کا جو اسد بن کرب غازی نے دیکھا دل سے کہا کہ یہ عروس بھی نہایت
حسین ہوگی ایک نعرہ کیا کہ ہم بھی مشتاق ہین یہ کہکر نیزے سے پردہ اُلٹ دیا اب جو نظر اسد بن کرب غازی کی پڑی
تو ایک آفتاب برج شرف کو جلوہ افروز دیکھا اور اختر بخت کو اپنے تابندہ پایا تیر عشق جگر پر کھایا دل سے کہا جو کچھ ہو
اسے لیچلو لیکن اِدھر ملکہ شور انگیز اسکے پردہ اُٹھا دینے پر جھجکی گھونگھٹ مین منھ چھپانے لگی لیکن وہ شرمائی ہوئی آنکھ
شاہزادۂ اسد بن کرب غازی پر پڑی ایک خورشید فلک قدر کو دیکھا کہ عاشق مزاجی چہرے سے ٹپک رہی ہی آنکھون
مین لال لال ڈورے وحشت کے پڑے ہوئے ہین بھورے بھورے بال تاج کے باہر نکلے ہوئے ہین ذرہ کی آستینین
لٹکی ہوئی گریبان مثل مجنون چاک شمشاد قد چشم توجہ سے دیکھ رہا ہی ملکہ بصد شوق دل عاشق ہو گئی لیکن نئی دولھن ہی منھ سے
کیا کہے شوق دل کا معشوق سے اشارہ ہی کہ اگر ہمت مردانہ ہی تو مجکو نکال لیچل گھونگھٹ سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی ہی اِدھر
اسد کو بھی ایک سکتے کا عالم ہی کہ اس اثنا مین دایہ نے غل مچایا کہ یہ کس ناشدنی نے پردہ اُلٹ دیا ہی لینا اسکو اسد
نے یہ خیال کیا کہ لشکر دور ہی پھر پڑیگا تو غضب ہو جائیگا جلدی سے دو چار محافظون کو قتل کرا اور محافہ ملکہ کا لیکر
راہی ہوا قضائے کار اتفاقات روزگار سالک بن ملکوت نے ہبران کشوری کو کہ بہت بڑا سردار ہی ملکہ کے ساتھ
کر دیا تھا یہ محافے سے کسیقدر پیچھے آتا تھا یہ خبر سنتے ہی کہ اسد ملکہ کو لیگیا بس گینڈے کو دوڑا کر چلا قریب پہونچکر
نعرہ کیا کہ او دیوانے چھوڑکر محافہ ملکہ شور انگیز کا چلا جا کیون تیری قضا آئی ہی کوئی ایسی حرکت کرتا ہی اسد نے
محافہ اپنے رفیقون کے سپرد کیا اور خود پلٹ کر سامنا کیا اور کہا کہ شاید تیری قضا لائی ہی ملکہ کو مجھسے کون لے سکتا ہی
اسی مین خیر ہی کہ چپکا چلا جا یہ سنکر ہبران نے گینڈے کو جولان کیا کہ نگاہ و رزن ہو لیکن گینڈا جو جھاڑی مین اُلجھکر گرتا ہی

بہران اوندھے منھ آرہا اسد کو پورا موقع ملا اُنھون نے اوپر سے گرز دھمک دیا کہ بہران کا سر چور ہو گیا اور
لوگ جھپٹے اسد نے دو چار کو قتل کیا باقی لاش بہران کی لیکر راہی ہوئے اسد باطمینان تمام پہاڑ پر آیا مگر یہان
یہ خبر دیو سار عیار نے ایرج اور اقبال شاہ کو دی کہ اسد ملکہ شور انگیز بانو کو لیگیا بہران نے تعاقب کیا
تھا وہ ہاتھ سے اُس دیوانے کے مارا گیا اقبال شاہ نے یہ سنکر گریبان اپنا پھاڑ ڈالا اور پچھاڑین کھانے لگا ایرج نے تسلی
دی کہ مین اُس دیوانے کو مار کر چھین لاؤنگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارۂ رزمی گڑگڑایا ادھر اسد نے بھی حکم دیا
کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی فوراً کوس رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی
لیکن طہماس نے کہا کہ ای اسد دلاور تمنے اور زیادہ ایرج سے دشمنی مول لی کہ ناموس اُسکے بادشاہ کا چھین
لائے ہو اسد نے کہا کہ ای طہماس وہ دوست میرا کسدن تھا ہمیشہ مین اُسکا دشمن جان وہ میرے لہو کا پیاسا رہا اور
مین ملکہ کو عاشق ہو کر لے آیا ہون اور ملکہ مسلمان ہو چکی ہی اب تو مین ہرگز اُسے نہ دونگا غرض چار پہر رات تیاری
رہی صبح کو دونون لشکر عرصۂ قتال مین آئے اسد قلۂ کوہ پر بیٹھا لوگ گھاٹیون پر تیر و کمان استوار ہاتھ مین لیکر
بیٹھے اُدھر ایرج مع اقبال شاہ اور مالک بن ملکوت شاہ تمام لشکر سمیت سامنے آذر کوہ کے آیا ایرج
نے گھوڑا بڑھایا اور کہا کہ ای اسد یہ کیا حرکت تھی کسی مذہب مین بھی زن شوہردار پر نظر کرنا درست ہی لا اور ملکہ کو میرے
حوالے کر اسد نے کہا ای ایرج وہ موجود ہی مجھے اُس سے سروکار نہین تم لیجاؤ لیکن تجھ ایسا بیمروت زمانے مین
نہوگا آخر پاجی ہی نا اپنے پاجی پن پر گیا ایرج نے کہا ای اسد کونسی حرکت بد مجھسے ہوئی اسد نے کہا تو نے اتنی
بڑی شادی کی اور لاکھون روپیے خرچ کیے اور سب کو میوے نقل کی کشتیان کھانے کے خوان بھیجے مین گو کہ دشمن
تھا حالانکہ یہ رسم دشمنی قدیم ہو چکی تھی لیکن تو نے ایک خوان بھی میرے لیے نہ بھیجا اگر شریف ہوتا یا کوئی شاہزادہ
شہریار زادہ ہوتا تو اُس سے کا ہیکو ایسی حرکت سرزد ہوتی ایرج بولا ای اسد مین معقول ہوا حقیقت مین یہ
حرکت مجھسے ناشایستہ ہوئی مین ابھی جا کر کشتیان میوے کی اور خوان طعام تیرے واسطے بھیجتا ہون اور وہانسے پھر کر
اپنے خیمے مین آیا اُسوقت چار ہزار کشتیان میوے اور نقل اور نبات وقند کی بھیجین یہ ساری خوشامد و چاپلوسی اسلیے
تھی کہ اسد عروس کو دیدے مگر جسوقت چوبدار وہ کشتیان لیکر اسد کے پاس آئے اسد نے کشتیان اور خوان لیکر
سب لیکر رکھ لیے اور عنقوبیل سے کہا کہ بھئی تم بڈھے ہو اور زخمی ہونے سے طاقت گھٹ گئی ہی تو یہ میوہ خوب
کھاؤ اور اپنے بیٹے طہماس کو بھی دو اور چوبداروں کو بجاے انعام کان ناک کاٹ کر انکی ہاتھ پر رکھدیے کہ بس
دعائین دیتے چلے جاؤ کہ مین نے جان بخشی کردی کہ فقط کان وناک پر خیر گذری وہ سب بحال خراب ایرج کے
پاس آئے ایرج یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا کہا کہ اس دیوانے نے مجکو فریب دیا خیر جائیگا کہان میرے
ہاتھ سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل آذر کوہ پر چڑھکر اس دیوانے کو مع لشکر قتل کرونگا غرضکہ طبل جنگ بجا یہ خبر
اسد کو ہوئی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے غرضکہ دونون طرف تیاری جنگ کی ہوئی
صبح کو اسد قلۂ کوہ پر بیٹھا جوانان جنگ آزما گھاٹیون پر مستعد پیکار ہوئے اُدھر سے آمد آفتاب پرستون کی
شروع ہوئی آگے آگے ایرج نوجوان پیچھے پیچھے تخت اقبال شاہ لیکن بحال تباہ تاج اسکے سر پر نہین ہی ایرج
نے سامنے پہونچکر نعرہ کیا کہ او دیوانے اب لڑنے پاجی پن کیا یا مین نے پاجی پن کیا مین نے تجکو کشتیان بھیجین اور تو نے یہ
سلوک کیا کہ میرے آدمیون کے کان کٹوا ڈالے بہتر اسی مین ہی کہ جیسے مین نے اپنا وعدہ پورا کیا تو بھی اپنا وعدہ
پورا کر کہ ملکہ شور انگیز بانو کو بھیجدے ورنہ بھترا کردونگا اسد ہنسا اور کہا کہ مصرع دولت سے کمینے کو

شرافت نہین ہوتی ÷ لاکھ تو بادشاہ ہی لیکن طریقہ اور نکات امتیاز تجکو کہان سے آئینگے تو نے مجکو صرف میوہ اور نقل کی کشتیان بھیجین
نہ ہارون کی کشتیان بھیجین نہ طعام کے خوان بھیجے نہ تو نے جسطرح اور اراکین دربار کو جوڑے تقسیم کیے تھے جوڑے بھیجے
ایرج نے کہا تمنے کل ہی یہ بھی کہدیا ہوتا اسد نے کہا واہ عاقلان را اشارہ کافی ست جب ہمنے ایک چیز کو کہا تھا تمنے سب
ایک مرتبہ بھیجدیا ہوتا ایرج نے کہا او دیوانے تو بڑا فریبا ہی مین تجھے خوب جانتا ہون مصرع این را بہ کسے گو کہ ترا نشناسد
اب مین تیرے فریب مین نہ آؤنگا اسد پکارا پھر تو میرا کیا کریگا تو نے شکوہ کیا تو مین نے اُسکا جواب دیا نہین بھلا مین خوشامد
کرنی کسیکی کیا جانون اقبال شاہ نے کہا اے ایرج اب جو اسد کہتا ہی ایسا ہی کرو شاید ملکہ شور انگیز ہاتھ لگجائے ایرج
نے کہا اے اقبال شاہ یہ دیوانہ بڑا مکار ہی مین اسکی خوبو سے واقف ہون ہرگز ملکہ کو نہ دیگا خیر تمھارے کہنے سے یہ بھی
کرتا ہون اور پھر پکار کر اسد سے کہا کہ فرد لکھکر بھیجدو کہ کتنے جوڑے اور کتنے حصے آئین اسد نے کہا بہتر لیکن چلتے وقت پھر
اسد نے کہا کہ اے ایرج تمنے پینڈی کا حصہ نہین بھیجا تھا وہ علیحدہ بھیجنا ہم شربت پلائی بھیجنگے ایرج نے کہا بھیجے اور سنیے
خیر بہتر آپ فرد بھیجیے ایرج تو اُدھر پلٹ کر بارگاہ مین آیا اور حکم دیا رکابدارون کو کہ بہت عمدہ پینڈیان پانچ
پانچ سیر کی تیار ہون اور جوڑے سیے جانے لگے طعام لذیذ کی پخت شروع ہو گئی لیکن پینڈیون کی لم کو اقبال شاہ
مسخرہ بھی نہ سمجھا کہ انجام کیا ہوگا اُدھر اسد بن کرب غازی نامور خیمے مین تشریف لائے اور تمام سرداران لشکر
اور عیارون کے نام لکھکر فرد تیار کی لیکن یہ خیال مین گذرا کہ شاید میرا ایلچی ذلیل کیا جائے تو بڑی سبکی ہوگی ساری بات مٹجائیگی
وہ پرچہ فرد کا تیر مین باندھکر قلعے سے نیچے اُتر کر درختون کی آڑ مین جاتے جاتے قریب لشکر ایرج پہونچکر مارا کہ تیر بارگاہ
ایرج مین گرا ایرج نے اُس تیر مین پرچہ لٹکتے دیکھکر اُسکو اُٹھاکر پڑھا معلوم ہوا کہ فرد اسد نے بھیجی ہی دل مین کہا کہ یہ دیوانہ
بڑا ہوشیار ہی غرضکہ کشتیان آراستہ کرکے ایرج نے روانہ کین وہان اسد انتظار مین بیٹھا ہوا ہی کہ یہان سے چوبدار
پہونچے اسد نے طہماس سے کہا کہ بھئی آؤ اور تمام سردارون کو بلایا کہ جوڑے پہنو یہ میری شادی کے جوڑے
ہین ایرج نے مجکو بیٹی بیاہ دی ہی اور ماجھا بھیجے دیا ہی تو بھئی پینڈیان چکھو مزے کرو طہماس اور عنقویل کی یہ حالت
ہی کہ اسد کی حرکتون پر مارے ہنسی کے بات نہین کیجاتی ہی لیکن دل مین کہتے ہین کہ یہ حضرت بے قتل کرائے نہ چھوڑینگے
غرضکہ سب نے خوب جوڑے پہنے اور اسد کے لیے اقبال شاہ نے مارے خوشامد کے تاج بھیجدیا آپ اُسے سر پر رکھے
ہوئے بیٹھے ہین آج چوبدارون کی یہ گت بنائی ہی کہ آدھا منھ کالا آدھا منھ لال کرکے ہولی کا سوانگ بناکر نکلوادیا وہ روتے
پیٹتے سامنے ایرج کے گئے ایرج نے کہا اے اقبال شاہ دیکھا تمنے اقبال شاہ نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ اب
وہ مجکو اور کھجائیگا کہ مین نے اپنا تاج بھیجدیا ہی ایرج نے کہا بہت اچھا کیا مگر خیر کہان جائیگا جب تک قضا نہین ہی اُسوقت
تک بچا ہوا ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کوس حربی گرجا یہ خبر اسد کو ہوئی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی بجے طبل جنگی
قصہ مختصر رات گذری صبح کو دونون طرف سے سامنا ہوا لیکن اسد ابھی اچھا نہین ہوا ہی رفقا سے کہا کہ آج تم اس سے
سامنا کرو کل مین سمجھ لونگا اُنھون نے عرض کیا کہ ہم جانبازی کو موجود ہین ایرج نے للکار کر کہا کہ او دیوانے اب کیا حجت
باقی ہی اسد نے جواب دیا کہ ایک حجت باقی ہی پوچھا وہ کیا کہا کہ تمنے کھانا جوڑا دیا ماجھے کی پینڈیان بھیجین بیٹی دی
لیکن کنگنا نہین بھیجا تھا بس یہ سننا تھا کہ آگ لگ گئی کچھ جواب دیتے نہ بن پڑا جو جو اسد کے سردارون کو اپنے
بھیجے ہوئے سرخ جوڑے پہنے دیکھتا تھا کٹا جاتا تھا طرماسپ یہ رنگ دیکھکر اجازت لیکر نکلا پہاڑ کی طرف چلا تھا
کہ اُدھر سے ابراہیم بن مالک مرکب کو چھیڑ کر آگے بڑھا طرماسپ نے نیزہ مارا ابراہیم نے چند طعنون مین نیزہ
طرماسپ کا ہوائی کیا اُسنے جھٹ ساطور مارا ساتھ ہی گینڈے نے سکندری کھائی اپنے زور مین ساطور کی جھونک

مین منھ کے بھل گرا ابراہیم نے زد سے ہٹکر تلوار ماری کہ تا دو ابرو اُتر آئی ایرج نے کہا طرماسپ کی تقدیر گردش
مین ہی اور کسی سے کچھ ہنو سکے گا خود تیغہ پکڑ کر للکارتا ہوا چلا کر او ابراہیم خبردار اب ہاتھ طرماسپ پر نہ اُٹھانا کہ مین پہنچا
یہ کہکر قریب پہونچا ابراہیم نے تلوار ماری اُسنے رد کرکے جو تیغہ مارا ابراہیم نے ہرچند سپر کی آڑ کی لیکن یہ وار ایرج
کا ہی سپر کو کاٹکر خود کو دو کرکے تا دو ابرو اُتر آیا ابراہیم نے دستانہ مارا کہ تیغہ سر سے دور ہوا ابراہیم زخمی ہو کر پھرا
علقمہ نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا معظم خان بن بہرام نے سامنا کیا یہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک سب رفیق اسد کے
زخمی ہوئے ایرج پکارا او دیوانے آج تو تو یون بچگیا کل کہان جائیگا بہتر یہ ہی کہ اب بھی دیدے ملکہ کو اسد پکارا
او آفتاب پرست ملکہ سے تو دستبردار ہو اسلیے کہ اُسپر مین خود عاشق ہون تو اگر اس آذر کوہ سے سر ٹکرا کر مرجائیگا
تو بھی ملکہ کو نہ پائیگا ایرج نے کہا خیر کل معلوم ہوگا یہ کہکر خیمے مین پھر آیا پوشاک رزم اُتاری رخت بزم پہنکر صحبت عیش
گرم ہوئی دور جام چلنے لگا جب نشہ تیز ہوا حکم طبل جنگ کو ہوا دونون طرف نقارون نے سر پیٹا کہ یہ روز کی کہان کی
آفت ہی اسد وہی جوڑا پہنے ہوئے ملکہ سے صحبت آرا ہوا اور کہا کہ آج تم مجھپر حلال ہوئین ملکہ کبھی ہنستی ہی کبھی روتی ہی کبھی
کہتی ہی کہ اے شہریار عجب قدم نحس میرا آیا کہ تمام رفیق آپ کے زخمی ہوئے اور میرے باعث سے لاکھون جانین مفت جاتی
ہین بہتر یہ ہی کہ مجھے ایرج کے حوالے کر دیجیے وہ جبتک مجھے اپنے خیمے تک لیکے پہونچیگا مین کام اپنا تمام کرونگی اسد
نے کہا ملکہ کچھ تمھین خبر ہی جبتک ہم زندہ ہین کوئی تمھین نہین لیجا سکتا جب ہم نہ ہونگے اُسوقت جیسا ہوگا سمجھ لینا ملکہ
نے کہا اے شہریار اُسدن کو خدا مجھے نہ رکھے کہ آپ کے دشمنون کا لاشہ دیکھون مین اپنی جان دونگی غرض رات
انھین باتون مین گذری صبح کو اسد نماز پڑھکر قلۂ کوہ پر مسلح اور مکمل ہو کر کھڑا ہوا اُدھر سے آمد لشکر آفتاب پرستان
کی شروع ہوئی ایرج دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوئے چلا آتا ہی مالک بن ملکوت و اقبال شاہ نیں پشت
تخت پر سوار غرضکہ جسوقت سامنے پہاڑ کے آئے ایرج گھوڑا بڑھا کر چلا اُدھر سے تیر چلنے لگے ایرج ناوک
قلم کرتا ہوا گھاٹیان طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی بالاے کوہ ایک غلغلہ ہی کہ ایرج آپہونچا ہر ایک دعائین مانگ رہا ہی کوئی دو
تین گھاٹیان پہاڑ کی طی کرنے کو باقی ہونگی کہ پردہ بیابان سے گرد اُڑی حمیر اسے زنگی داماد دودہ زنگی بیٹا
لکمن بن لکمنات زنگی کا چالیس ہزار زنگیان آدمخوار سے آیا اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست کہان جاتا ہی زخمیون پر
پھر وہانسے اور مجھسے سامنا کر کہ مین ملک الموت تیرا آپہونچا ایرج نے پکار کر کہا کہ اے حمیر اسے زنگی تو بھی تھکا ہوا ہی
آج دم لے کل مجھسے سامنا کر لینا مین آج اس دیوانے کا کام تمام کر لون حمیر اسے زنگی پکارا کہ مین نہین جانتا جلد
پھر کر مجھسے مقابلہ کر ورنہ لشکر کو تیرے پامال کرتا ہون ایرج ناچار و مجبور پھرا اگر مقابل ہوا حمیرا نے کہا اے ایرج میرا
باپ تیرے ہاتھ سے مارا گیا مین اُسکا بدلہ لینے آیا ہون ایرج بولا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر حمیر اسے زنگی نے
نیزہ مارا ایرج نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا حمیر اسنے تلوار ماری ایرج نے جھپٹکی دیکر تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا
چاہا کہ تلوار ہاتھ سے اُسکے چھین لے وہ لپٹ پڑا ایرج بھی اُس سے دست و گریبان ہوا زور ہونے لگے آخر کو مرکبون
سے کود پڑے کشتی جھڑاکے سے ہونے لگی یہانتک کہ ایک دن گذرا لالٹینین روشن ہوئین شب بھر کشتی رہی دوسرے
دن قریب شام دم حمیر اسے زنگی کا ٹوٹا اور اُسنے ایک زور ایسا کیا کہ ایرج کو بیس قدم دوڑا لیگیا لیکن اب اسمین
حال نہین باقی رہا ایرج نے جو زور کیا تو ساٹھ قدم دوڑا لیگیا بلکہ مار کر اُٹھا لیا بارگاہ مین اُسی طرح لیے ہوئے چلا آیا
اسیر غل و زنجیر کرا کے زندانخانے مین بھجوا دیا صبح کو ایرج نے حمیرا کو طلب کیا جب لوگ اُسے لیکر حاضر ہوئے
کہا کہ اے حمیر اسے زنگی دین آفتاب پرستی اختیار کر دیکھ بیٹا لقا کا بھی میرا شریک ہی لقا میرے ساتھ رہا جب مین

سر گشتۂ صحرا ہوا تو وہ مایوس ہو کر ظلمات کو چلا گیا لاہوت شاہ نے کہا ای حمیرا دین آفتاب پرستی برحق ہی نیر اعظم کو سجدہ
کرو رفاقت مین ایرج صاحبقران کی رہو اُسیوقت حمیرا آفتاب پرست ہوا اور اپنے لشکر کو بھی آفتاب پرست کیا ایرج نہایت
خوش حمیرا کو خلعت دیا یہ خبر اسد کو ہوئی اسد نہایت آزردہ ہوا کہا کہ خیر سمجھا جائیگا مگر ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اب
کل صبح کو اس دیوانے کو جا کر قتل کرونگا اقبال شاہ نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان مجکو معلوم ہوا کہ معشوق میرا اب مجھے
نہ ملیگا یا میری تقدیر مین وصال اُسکا نہین ہی کہ آفت پر آفت آتی ہی ایرج نے کہا ای اقبال شاہ مین تو ہر روز کوشش
کرتا ہون پھر نہ ہاتھ لگے تو مین کیا کرون مگر کل نیر اعظم نے چاہا تو ضرور تمھاری معشوقہ کو چھین لاؤنگا غرض رات بھر تیاری
رہی صبح کو ایرج سامنے قلعے کے آیا اور پکارا کہ او دیوانے آج میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اسد نے کہا جاؤنگا کہان فرخ
تاجر کی جورو پاس جاؤنگا بس یہ سننا تھا کہ ایرج آگ ہو گیا چاہا کہ گھوڑا اُٹھا کر پہاڑ کیطرف جائے کہ بائین سمت سے تتق گرد
بلند ہوا اور وہ گرد سمٹی ہوئی مانند بگولے کے چلی آتی ہی کہ اُس گرد سے ایک نقابدار سبزپوش یکہ و تنہا پیدا ہوا اور
للکارا کہ او آفتاب پرست تجھے شامت آئی ہی یہ کیا بہادری ہی کہ زخمیون کو ستانے جاتا ہی کیا مجال تیری کہ جو اُنکا بال
بیکا کر سکے جسکو اپنی شجاعت پر گھمنڈ ہو آئے میرے مقابلے کو بس یہ سنکر حمیرا ے زنگی ایرج سے رخصت لیکر مقابل ہوا
بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا حمیرا ے زنگی نے تلوار ماری نقابدار نے دھار بچا کر قبضے
پر ہاتھ ڈالدیا حمیرا ے زنگی لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے کود کے کشتی ہونے لگی پہر دن رہے باندھکر حمیرا کو نقابدار
لیگیا دوسرے دن پھر میدانداری ہوئی و یلم شباط زنگی کو گرفتار کرکے لیگیا چند روز مین بہزاد مرتد سام بن
عوجان دریا باری مرجان دریا باری لاہوت شاہ وغیرہ کو مع سرداران لاہوت شاہ گرفتار کرکے لیگیا آخر کار طہماسپ
بھی ایرج سے رخصت ہو کر نقابدار کے مقابلے کو گیا اُسے بھی تین پہر کی کشتی مین باندھکر مشکین لیے چلا گیا ایرج کا ہر روز ارادہ ہوتا
تھا لیکن اقبال شاہ مانع ہوتا تھا اب جو کوئی نہ رہا ناچار ایرج خود مقابلے کو آیا پکارا کہ او نقابدار تو نے
کلیجا پکا دیا نقابدار پکارا او آفتاب پرست تو نے تو وہ بدعتین کین ہین کہ کبھی کسی نے نہ کین تھین اسکا انتقام تجھسے لینا ہی ایرج
نے کہا کیسی بدعتین جسنے میری بیعت کی مین اُسکے تئین متعرض نہوا اُسکو پناہ دی نقابدار نے کہا کہ ملکہ جادو تیرے
اُستاد کی زوجہ وہ بیعت بھی کرتی تھی خراج بھی دیتی تھی پھر تو نے اُسکے ساتھ کیا سلوک کیا نہ اسد ہوتا نہ اُسکی آبرو
بچتی ایرج نے کہا کہ اُسنے میرے رفیق کو مار ڈالا غضب کیا نقابدار نے کہا اب تجکو حال معلوم ہو جائیگا یہ کہکر نقابدار
نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا چنگاریان اُڑین نیزہ بازی ہونے لگی سنان پر سنان بنان پر بنان
بج رہی تھی کونسا بند نقابدار نہین باندھتا ہی اور ایرج توڑ اُسکا نہین کرتا کونسا پیچ ایسا ہی کہ ایرج نہین کرتا اور
نقابدار اُسے رد نہین کرتا خوب نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا نہوا سنانین بنانین بیکار ہو گئین چھڑ پر چھڑ پڑنے
لگی پر نیچے اُڑ گئے ہاتھ سے ڈانڈون کو پٹک دیا تلوارین کھینچ گئین خوب شمشیر زنی ہوئی یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیان کوند
گئین آخر کار تلوارین بھی آری ہو گئین اُنکو بھی عاری ہو کر ہاتھ سے پھینک دیا اب دست و گریبان ہوئے گھوڑے
لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون پشت زین سے بروے زمین آئے کشتی ہونے لگی تین پہر دن کامل کشتی
رہی گھڑی بھر دن باقی تھا کہ نقابدار نے ایرج کا لنگر توڑا اور باندھکر لیگیا اسد نے جو قلعہ کوہ پر سے دیکھ رہا تھا
اپنے رفیقون سے کہا کہ یہ نقابدار مقرر جادوگر ہی اسواسطے کہ ایرج ایسے شخص کو کہ جسکا الندھور نہ کچھ بگاڑ سکا
اُسکو یہ تین پہر مین باندھکر لیگیا یہ کار سحر ہی سبھون نے عرض کیا کہ بجا ہی اسمین کوئی شک نہین ہی اور اُدھر مالک
بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ ایرج کے گرفتار ہو جانے سے نہایت پریشان تھے کہ کہین یہ دیوانہ آکر نہ آزار

پہونچائے وہی ہوا کہ پہر رات رہے اسد نے لشکر ایرج پر شبخون مارا جسے جلا دیے لوٹتا مارتا بارگاہ مین آیا اقبال شاہ اور مالک بن ملکوت شاہ کو ڈھونڈھنے لگا یہ حرامزادے مفسدہ پرداز بھلا ایسے موقع پر بارگاہ مین کب رہتے ہین مالک بن ملکوت شاہ تو پاٹخانے مین چھپ رہا اور اقبال شاہ ایک قنات کی آڑ مین کھڑا ہو رہا اسد کے جو کچھ ہاتھ لگا نقد و جنس گھی نمک وغیرہ سب لوٹکر پہاڑ پر لیگیا صبح کو مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ نے سنا کہ اسد سب لوٹ لیگیا کھانے تک کو نہین باقی رہا باورچی ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہین کہا کہ خوب ہوا جانین تو نہین بعد اسکے شاپور شیر دل سے کہا کہ جاکر ایرج کی تلاش کرو کہ نقابدار کہان لیگیا شاپور تلاش مین ایرج کی روانہ ہوا اب حال گذارش کیا جاتا ہے نقابدار سبز پوش کا کہ یہ ایک ساحرہ ہے ساحران عنظلی آباد سے شہناز جادو اسکا نام ہے مطیع الاسلام ہوا سنے جو سنا کہ اسد پہاڑ پر گھرا ہوا ہے نقابدار بنکر آئی اور مع ایرج سب کو گرفتار کرکے لیگئی مگر لاہوت شاہ کو جب سے دیکھا ہے اُسپر عاشق ہوئی ہے جب ایرج کو پکڑ لائی تو اپنے کو آراستہ وپیراستہ کرکے مسند پر بیٹھی سبکو سامنے بلایا کہ مین اسد کی طرفدار ہون اس سبب سے تم سبکو پکڑ لائی ہون ہر ایک نے دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین ہے اور بارہ دری کمال آراستہ وپیراستہ ہے اور ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی ہے ایرج نے کہا اے نازنین ہم سمجھے کہ تم بزور سحر پکڑ لائی ہو لیکن مطلب تمھارا کیا ہے وہ بولی مین تم سب کو قتل کرڈالتی مگر بچ گئے اسوجہ سے کہ مین تم مین سے ایک شخص پر عاشق ہون اگر تمنے کہنا میرا مانا اور مطلب میرا پورا کیا تو مین تمھارا ساتھ دونگی نہین تو اسد کی طرفدار رہونگی ایرج یہ سمجھا کہ مجھپر مائل ہوئی ہے بلکہ ہر شخص کو یہی گمان ہے کہ ایرج پر عاشق ہوگی اسلیے کہ یہ صاحب صولت وشوکت جوان خوشرو ہے لیکن ایرج اسکے وصل سے دل مین کراہت کر رہا ہے مگر لاہوت شاہ کی رال ٹپکی پڑتی ہے اُسیطرف دیکھ رہا ہے ایرج نے پوچھا آپ فرمائین تو آخر کسپر مائل ہین اُسنے لاہوت شاہ کیطرف اشارہ کیا کہ مین اس جوان کی خواہان ہون لاہوت شاہ پکارا کہ دلکو دل سے راہ ہوتی ہے مین دیکھتے ہی تجپر عاشق ہوا ہون بلکہ جان جاتی ہے شہناز جادو نے سب کو کمند سحر سے رہا کیا لاہوت شاہ شہناز سے دوڑ کر لپٹ گیا وہ کہنے لگی یہ کیا کرتے ہو اتنے لوگ بیٹھے ہین تمھین ذرا حمیت نہین جتنے سردار تھے مع ایرج منہ ملاکر چلے گئے بس پھر تو خوب بوس وکنار ہونے لگا بعد اُسکے شہناز نے جام شراب کا لاہوت کو دیا لاہوت نے پیا اور دوسرا جام بھر کر شہناز کو پلایا لگا دور چلنے دونون مست باہم صحبت آرا ہوئے بعد تھوڑی دیر کے دونون اپنا اپنا کام کرکے فارغ ہوئے لاہوت شاہ نے شہناز سے کہا کہ اے ملکہ شہناز اس دیوانے اسد نے ایرج کو کیا کیا صدمے پہونچائے ہین کہ بیان سے باہر ہین تمھارا قدم درمیان مین نہوتا تو اب تک کبکا قتل کرڈالا ہوتا شہناز نے کہا کہ اب مین اُسکی طرفداری نہ کرونگی تم سوق سے جو چاہو وہ کرو بلکہ مین تمھارے ساتھ ہون قصہ مختصر لاہوت شاہ اور شہناز دونون رات بھر مزے لوٹا کیے صبح کو ایرج اور تمام سردار باغ سے نکلکر سوار ہو ہو کر چلے تھے کہ شاپور ملا اور اسد کے شبخون مارنے کی کیفیت بیان کی ایرج نے پوچھا کہ ارے اقبال شاہ زندہ بچا شاپور نے عرض کیا کہ زندگی تھی جو بچ گیا ایرج نے شہناز سے کہا کہ سنا تمنے وہ نقابدار بنی ہوئی ساتھ تھی اُسنے کہا خیر اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا چلیے تو سہی کوئی تدبیر ہو جائیگی غرض وہانسے لشکر کو روانہ ہوئے اسد پہاڑ پر بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ یکایک گرد وغبار بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایرج سرداروں سمیت اور مع اُس نقابدار کے چلا آتا ہے اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ جاکر خبر تو لاؤ یہ کیا ہوا آیا تو یہ نقابدار ہماری طرف تھا یا ایرج کیطرف ہو گیا ضرغام روانہ ہوا لشکر ایرج مین ایک اجنبی کی شکل بنکر گیا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ ساحران عنظلی آباد سے ہے اور عورت ہے پہلے اسد کی طرفدار ہوکر آئی تھی اب لاہوت شاہ پر عاشق ہو کر آفتاب پرستون کیطرف ہو گئی ضرغام نے آکر تمام حال بیان کیا

اسد نے کہا خیر یہ لگاتہ جاتی کہان ہی اسکو حد سے زیادہ عاجز نہ کیا ہو تو کچھ کام نہ کیا اِدھر ایرج بارگاہ مین پہونچا اقبال
شاہ اور مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ استقبال کر کے لیگئے اور رو کر تمام حال بیان کیا ایرج نے کہا کہ تم کہان چھپا بیٹھے یہ سنکر
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ کیا عرض کرون مجکو شرم آتی ہی ایرج نے کہا وقت ہی اور بات ہی کوئی شرم کی جگہ نہین اور
یہان کون غیر ہی کہا کہ مین بدرو کی موری مین چھپ رہا سب خلعت شاہی خاک مین ملگیا بلکہ تاج ابتک پڑا تھا مہتر نکالکر لے گیا
ایرج نے منھ پر رومال رکھ لیا اور سروار بھی منھ پھیر پھیر کر مسکرا دیئے اب ایرج نے اقبال شاہ کیطرف دیکھا اور کہا کہ آپ کیسے
کیا گذری کہا کہ مین باورچی خانے کی قنات مین لپٹ گیا تھا وہان نہ معلوم کس خدمتگار نے حقہ بھرا تھا کچھ چنگاریان اور جلتی ہوئی
راکھ پڑی تھی میری پسلی جلگئی لیکن مین نے کیا جرأت کی کہ اُٹھا نہین ایرج نے کہا سبحان اللہ واہ واہ غرضکہ ایرج نے
دونون کو تسلی اور تشفی دیکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے شہناز جادو نے کہا کہ آپ ابھی نہ طبل جنگ بجوائیے مین انکو سحر سے پہلے
مضمحل کرلون تو پھر آپ جو چاہیے گا کیجیے گا ایرج نے کہا کہ حمزۂ صاحبقران نے کبھی جادوگرون کی مدد نہین چاہی مین
بھی سحر سے کام نہ لونگا لاہوت شاہ نے کہا کہ ای شہریار آپ اسمین دخل نہ دیجیے مین اس دیوانے کو مار کر ملکہ شور انگیز بانو
کو چھین کر اقبال شاہ کے حوالے کردونگا اقبال شاہ نے کہا ای زبدۂ آفتاب پرستان میرا معشوق شاید اسیطرح میرے ہاتھ
آجائے ایرج نے کہا تو اچھا میرا یہان رہنا ٹھیک نہین مین شکار کے بہانے جاتا ہون اُسی کوہ کے پس پشت کسی گوشے مین چھپکر
بیٹھونگا دوسرے دن آکر طبل بجوا کر دھاوا کردونگا اور طرماسپ کو ہمراہ لیکر نکل گیا شہناز جادو نے خون خوک سے
ہوم کیا چوکا دیا اسمین بیٹھی اور اسم سحر پڑھنے لگی وہ بچہ خوک جو مرا پڑا تھا اُسپر دم کیا وہ جی اُٹھا اُسکی پیشانی پر سیندور کے
ٹیکے دیے ہار گلے مین ڈالدیے پھر سحر کیا کہ وہ اُٹھکر گرد پھرنے لگا ساٹھ بار پھر کر کھڑا ہو رہا پہلے موہن بھوگ اُسے کھلایا پھر
شراب پلائی اُسنے جماہی لی شہناز نے ایک روئی کا پہل اُسکے منھ مین دیدیا اُسنے منھ بند کر لیا شہناز نے ایک دانہ پڑھکر مارا
کہ وہ چکر مارنے لگا جب اکیس چکر کھا چکا شہناز نے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اُسنے جماہی لی شہناز نے وہ روئی کا پہل نکال لیا
پھر وہ اُسیطرح مردہ ہو کر گر پڑا بس جو جو لوگ گرد و نواح مین تھے اُنسے کہا کہ جاؤ وہ تو چلے گئے شہناز جادو نے اُس روئی کے
پہل کے دو حصے کیے ایک کا ایک جانور ٹٹیری کی صورت کا بنایا کہ برسات سے قبل منھ کھولے ہوئے چیخا کرتی ہی اُسکو قلعہ کیطرف
اُڑا دیا جب وہ قریب قلعے کے پہونچا دستک دی کہ وہ وہین قلعے پر بیٹھکر چیخنے لگا اسد نے چوکنا ہو کر دیکھا کہا یہ بے فصل کی ٹٹیری
کیسی شاید یہ شگون بد ہی یہ ہم سب کے خون کی پیاسی ہی کل ایرج دھاوا کریگا تو کامیاب ہو جائیگا لوگون نے کہا جی نہین
جانور ہی نکل آیا ترائی مین کسی نے ستایا ہو گا یہان اُڑکر چلا آیا اُدھر شہناز نے دوسرے روئی کے پہل کو توڑنا شروع
کیا اور ایک بڑا سا ابر کا ٹکڑا بنا کر اسم سحر دم کیا کہ اُسی ہوا مین یہ اُڑکر اُس ٹٹیری کی آواز پر چلا اور تمام کوہ پر چھا گیا اور برسنا
شروع ہوا اب اسد نے کہا کہ یارو یہ ابر مجھے سحر کا معلوم ہوتا ہی ضرغام نے کہا کہ ایک تیر اس جانور کو لگائیے اگر یہ نخچیر
ہوا تو یہ ابر سحر نہین ہی اسلیے کہ یون بھی غیر فصل کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہی اور اگر یہ جانور تیر کھا کر نہ گرا تو بیشک یہ ابر
سحر ہی اسد نے یہ راے نہایت پسند کی اور ایک تیر جوڑ کر اُس ٹٹیری کو مارا وہ تیر عین بوٹے پر بیٹھا لیکن صاف مثل فولاد
کے اُچٹ گیا ضرغام پکارا بیشک ابر سحر ہی اسد نے کہا کہ مجکو تمام عنوان سحر کے معلوم ہوتے ہین اسلیے کہ ایسا ابر مین نے
سن بھر مین دو مرتبہ دیکھا ہی ایک مرتبہ تو ملک سبائل پر ایسا ہی ابر آیا تھا اور برف باری ہوئی تھی اور دوسری دفعہ
اسی آذر کوہ پر بارش برف ہوئی تھی معلوم ہوتا ہی کہ یہ اسی شہناز جادو نے یہ کرشمہ دکھایا یہ کہکر قلۂ کوہ پر سے نعرہ کیا کہ او
آفتاب پرست لعنت ہی تیری صاحبقرانی پر کہ ساحرون سے کام لیتا ہی سبحان اللہ کیا دعوی مردی اور شجاعت ہی ایرج
آوازہ اسد کی سنکر دل مین کٹ گیا مگر چپکا بیٹھا رہا لیکن لاہوت شاہ نے پکار کر کہا کہ او دیوانے کیا بکتا ہی ایرج شکار نہ

گیا ہوا ہی وہ یہان کہان یہ ہمارے دم کی روشنی ہی ایرج ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا تو نے کیون ملکہ شور انگیز اقبال شاہ
کی معشوقہ کو چھین لیا جبتک سزاے معقول نہ دلوا دونگا مین بھوڑی باز آ دونگا اگر اب بھی ملکہ کو بھیجدو تو مین شہناز کو منع کردون
اسد نے کہا او حرامخوار اسی پر بھولا ہی تو ہی بڑا مرد معلوم ہوتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر لیکن ملکہ شور انگیز کی
تو کوئی پرچھائین بھی نہین دیکھ سکتا اب تو ہم مزے کرتے ہین اقبال شاہ سے کہو کہ روئے لاہوت نے کہا کہ پھر
شکوہ کیون کرتا ہی یہ کہکر سامنے سے ہٹ گیا اسد نے کہا کہ خیر آج اس جادوگرنی کو نہ مارا ہو گا تو اپنا نام اسد غازی
نہ رکھا ہو گا القصہ تا شام تو بارش رہی رات ہوتے ہی برف باری شروع ہوئی اسد نے ضرغام کو ساتھ لیا اور لشکر
ایرج کیطرف روانہ ہوا آتے آتے داخل لشکر ہوا یہان دیکھا تو نہ ابر ہی نہ ہوا ہی اسد نے کہا ای ضرغام دیکھا تمنے یہ اسی
شہناز لکاتہ کا سحر ہی کہ ہمارے پہاڑ پر برف برس رہی ہی اور یہان کچھ بھی نہین خیر کیا مضائقہ ہی غرض سیر کنان دروازہ
بارگاہ پر آیا دیکھا کہ دربار معمور ہی شمعہاے کافوری روشن ہین اقبال شاہ شہناز جادو سے کہ رہا ہی کہ کہو تمنے کیا کیا
اُسنے کہا آج رات بھر مین پہاڑ والے مردہ ہو جائینگے طاقتین سلب ہو جائینگی صبح کو قتل کر ڈالنا اپنی معشوقہ کو لے آنا اقبال
شاہ بولا کہ وہ جب میرے ہاتھ آئے تو مین جانون اسد یہ باتین سنا کیا جب دربار برخاست ہوا اور لوگ اُٹھ اُٹھکر
اپنے اپنے خیمون کو جانے لگے اسد لاہوت شاہ کے خیمے کے برابر آکر کھڑا ہو رہا کہ اسی کے برابر خیمہ شہناز جادو
کا ہی وہان دیکھا کہ لاہوت شاہ اور شہناز دونون باہم گلے مین ہاتھ ڈالے چلے آتے ہین یہانتک کہ لاہوت شاہ اپنے
خیمے کو چلا شہناز اُس سے جدا ہونے لگی تو لاہوت شاہ نے کہا کہ ای شہناز کیا آج بھی ہمارے پاس نہ رہو گی اُسنے
کہا کہ آج رات کو اور ہماری جدائی گوارا کرو کہ کام ان خدا پرستون کا تمام ہو جائے کل سے پھر ہم تم باطمینان تمام یکجا رہینگے
لاہوت ناچار اپنے خیمے کیطرف پھرا شہناز اپنے خیمہ کو مڑی ایک سیاہ پوش کو کھڑے دیکھا پکاری کہ ارے تو کون ہی
اور نزدیک آئی اسد پکارا کہ لو تو پہلے اسد کی طرفدار بنکر آئی تھی اب ایسا لاہوت کے پیچھے مبہوت ہوئی کہ ترک
اسلام کر کے مسلمانون کے قتل پر آمادہ ہی او مکارہ مین ہون اسد بن کرب غازی تجھے مارنے آیا ہون یہ چاہتی تھی
کہ کچھ اسم سحر پڑھے اسد نے ہونٹھ بھی نہ ہلنے دیے منھ دبایا اور نکالکر تلوار بیچ ٹانگون سے تا شکم اسے چیر ڈالا بس ایک غلغلہ
حشر انگیز اور ایک شور قیامت خیز برپا ہوا ابر اُسکے خاک اُڑا کر چلانے لگے کہ کشتی مرا نام من شہناز جادو بود ابھی لاہوت
شاہ کپڑے بھی نہ اُتار چکا تھا کہ خبر ہوئی اسد شہناز جادو کو مار کر چلا گیا دیوانہ وار نکلا اسد اب وہان کہان تھا
وہ اُسیوقت چلدیا تھا اسنے لاش شہناز کی پڑی دیکھی خاک اُڑانے لگا گریبان چاک کر ڈالا اب یہ خبر سارے لشکر مین
تشہیر ہوئی اقبال شاہ بھی دوڑا ہوا آیا یہ بھی رونے لگا کہ اسے بھی ایک بہت بڑی امید لگی ہوئی تھی وہ منقطع ہو گئی اُدھر
ایرج یہ غلغلہ اپنے لشکر مین سنکر اُسیوقت دامنہ کوہ سے دوڑا ہوا یہان آیا دیکھا کہ لاش شہناز کی پڑی ہی لاہوت شاہ
باحال تباہ کھڑا رو رہا ہی بہت تسلی اور تشفی دی غرض لاش کو اُس مردار کی اُٹھوایا جلایا پھونکا جہنم واصل کیا مگر ایرج
کو کمال صدمہ ہوا کہ مفت کی بدنامی ہوئی اور کچھ کام نہ نکلا غرضکہ سب فارغ ہو کر اپنے اپنے مقام پر آئے اپنی اپنی خوابگاہ
پر لیٹے تھے کہ بوق کی آوازین بلند ہوئین اور نعرہ ہوا کہ منم اسد غازی اور آفتاب پرستون کو قتل کرنا شروع
کیا اور غل ہوا کہ دیوانہ شبخون گرا ہی رات بھر خوب آپسمین کشت و خون ہوا کیا لوگون نے ایرج سے فریاد کی کہ وہ دیوانہ
شبخون گرا تھا ہزارہا آفتاب پرست مارے گئے ایرج نے کہا وہ تو گھرا ہوا ہی پہاڑ پر وہ آیا کدھر سے اگر آتا تو تنہا کسی
تدبیر سے آپ ہی آجاتا اتنے قزاقون سے کیونکر آکر شبخون مار سکتا ہی ہرکارون نے عرض کی کہ حضور وہ ایک نقابدار
سبز پوش تھا جو شبخون گرا تھا حکم دیا کہ تلاش تو کرو وہ نقابدار کہان رہتا ہی کدھر سے آیا تھا کسطرف گیا اُدھر یہ خبر

ہے

اسد کو ہوئی کہ رات کو ایک نقابدار سبز پوش آپکا نام لیکر شبخون لشکر ایرج پر گرا تھا اور مار پیٹ کر نکل گیا تھا اسد نے نام جو نقابدار کا سنا خون عزیزی نے رگون مین جوش کھایا محبت پیدا ہوئی کہا کہ کبھی نہین معلوم یہ نقابدار کون ہی جو ہمارے طرفین پر چلا ہی خدا اسکی حرمت کا نگہبان ہی یہان دن ایرج کو لاشین آفتاب پرستون کی اُٹھوانے مین گذر گیا رات کو سب تھکے ماندے جہان سے پڑ پڑ کے سوئے دو پہر رات گئے پھر وہی بوق کی آواز بلند ہوئی اور نقابدار شبخون گرا قتل کرنا شروع کیا چالیس ہزار قزاق اسکے ساتھ تھے خیمون مین آگ لگانا شروع کی دکانین لوٹ لین یہ خبر ایرج کو ہوئی یہ بجلدی تمام سوار ہو کر چلا نقابدار کو جو حال ایرج کے آنے کا معلوم ہوا صاف نکلا چلا گیا ایرج نے ہر چند تلاش کی حریف کو نہ پایا نہایت پریشان ہوا کہا کہ یہ تو کوئی اسد کا بھی اُستاد معلوم ہوتا ہی ارے اسکی جستجو کرو کیا یہ آسمان پر سے آتا ہی ایک ستانے والا کیا کم تھا کہ یک نشد دو شد دوسرا اور پیدا ہو گیا الحاصل اسی طرح اُس نقابدار نے چھ شبخون مارے لاکھون آفتاب پرست واصل جہنم ہوئے ایرج نہایت مضطر ہوا اور کہا کہ یہ تقدیر اقبال شاہ ستارہ پرست کی ہی اسکا ستارہ نہایت بد اقبال ہی مین ہر چند چاہتا ہون کہ پہاڑ پر سے اسکی معشوقہ کو چھین لاؤن مگر وہ دیوانہ ایسا قسمت کا زبردست ہی کہ کوئی نہ کوئی اُسکی مدد کو آجاتا ہی مین کیا کرون مجبور ہون کچھ بن نہین آتا مالک بن ملکوت شاہ نے اقبال شاہ سے کہا کہ بیٹا بیس روز سے شورانگیز بانو اس دیوانے کے پاس ہی اب وہ تمھارے کس کام کی رہی اُس سے دست بردار ہو نام بھی اُسکا نہ لو دور کرو یہ سمجھو کہ میری شادی اُسکے ساتھ نہوئی تھی اور اُسے اگر تمسے محبت ہوتی تو جسطرح ہوتا وہ خود چلی آتی عورت کا جی چاہے تو اُسے کوئی روک نہین سکتا اور جسے اپنے سے محبت نہین اُس سے الفت کرنا مین نادانی ہی اقبال شاہ نے کہا کہ جبتک میرے جسم مین جان ہی تبتک ملکہ کا دم بھرے جاؤنگا ہر چہ باداباد اور ایرج سے کہا آپ ہرگز زحمت میرے واسطے نہ اُٹھائین ایرج نے کہا اے اقبال شاہ تم خاطر جمع رکھو آج مین اُس نقابدار کو پکڑے لاتا ہون اور صبح کو پہاڑ پر یورش کرتا ہون اور شام سے کھانا کھا کر طلایہ کا گشت پھرنے لگا صبح ہو گئی اور کوئی آکر شبخون نہ گرا بس ایرج طبل جنگ بجوا کر پہاڑ پر چلا زیر کوہ پہونچکر نعرہ کیا کہ او دیوانے اب بھی ملکہ شورانگیز کو میرے حوالے کر دے اور تو جہان چاہے جا اسد پکارا کہ اُسکی پرچھائین بھی تجکو نہ دکھاؤنگا اور اُس مردک اقبال شاہ کی تو قضا آئی ہی جو تجکو بھڑکا بھڑکا کر بھیجتا ہی ایرج پکارا آیا مین تجھے تنبیہ کرنے کو جاتا کہان ہی یہ کہکر بڑھا اُدھر سے تیر لگے پڑنے یہ تیر کاٹتا ہوا چلا آتا تھا کہ بوق کی آوازین بلند ہوئین نقابدار سبز پوش لشکر پر ایرج کے گرا اور قتل کرنا شروع کیا شاپور دوڑ کر آیا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان نقابدار تمام لشکر کو ہلاک کیے ڈالتا ہی ایرج ناچار پہاڑ پر سے اُترا مرکب کو دوڑا کر اپنے لشکر مین آیا نقابدار جانے نہ پایا تھا کہ ایرج آپہونچا اور للکارا کہ باش او نقابدار تو نے میرے سارے لشکر کو تباہ کر دیا میرے ہاتھ سے کہان جائیگا کب تجھے چھوڑتا ہون اُدھر سے نقابدار نے نعرہ کیا کہ باش او کرپاس فروش بچہ بازاری مین تیرا کام تمام کرتا ہون قصہ مختصر دونون مقابل یکدگر ہوئے نقابدار نے آتے ہی ایرج پر تلوار کی بوچھار کر دی برس پڑا اپنے نزدیک مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا ایرج کو بھی روکنا مشکل پڑ گیا گھڑی بھر کے بعد ہاتھ نقابدار کا سست ہو گیا ایرج نے دھار بچا کر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مڑوڑ کر تلوار ہاتھ سے چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا وہ قزاق جو اُسکے ہمراہ تھے انمین سے ایک نہ ٹھہرا اور کوئی گرفتار نہین ہوا نہ مارا گیا سب لڑتے بھڑتے نکل گئے ایرج نے نقابدار کی مشکین باندھ لین اسد نے سنا کہ نقابدار اسیر ہو گیا کمال رنج ہوا ضرغام سے کہا کہ جاکر خبر تو لاؤ نقابدار کی کہ وہ کون ہی وہ اُسیوقت روانہ ہوا اور صورت ایک چوبدار کی بنکر داخل بارگاہ ہوا یہان ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا ہی لندھور بھی موجود ہین تمام دربار معمور ہی اُسوقت ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ نقابدار کو نقابدار غل و زنجیر مین گرفتار سامنے ایرج کے

آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے حکم کیا کہ نقاب اسکے منہ پر سے ہٹاؤ عیار نے دوڑ
کر نقاب کھینچ لی بس یہ دیکھا کہ ایک ستارہ ہی کہ چمک رہا ہی بارہ تیرہ برس کا ایک طفل ٹھیک اسد بن کرب غازی
کی صورت ہی ایرج نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ مین گمنام ننگ خاندان کیا نام اپنا بتاؤن کہ فلک نے تیرے ہاتھ سے ذلیل کر دیا
حق تعالے مجکو نام دیتا تو نام اپنا بتاتا لندھور نے کہا کہ خدا نے ایک ہر ایک کو غالب کیا ہی فضلنا بعضکم علے بعض اسکا کچھ مضائقہ
نہین اُسوقت اُسنے کہا کہ نام میرا غضنفر بن اسد بن کرب غازی ہی مین نواسا ہون یاقوت شاہ کا ایرج نے
کہا اگرچہ تو نے میرے بہت سے لوگون کو قتل کیا ہی لیکن اگر تو میری بیعت کرلے تو تجھے چھوڑ دون غضنفر بولا یہ کبھی نہ ہوگا
اگر میرا باپ بیعت تیری کرتا تو مین بھی دست بیع ہوتا اور اگر چھوٹا تو تجھے قتل کرنے کو موجود ہونگا ایرج نے کہا اگر تو
زندہ میرے ہاتھ سے بچیگا تو جو چاہے سو کرنا اور حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو اُسوقت لندھور پکارا اے ایرج ہمسے بھتے جو وعدہ ہی
اُسپر قائم رہو تین روز کے بعد تجھین قتل کرنے کا اختیار ہی ایرج نے کہا بہت اچھا اور بہزاد سے کہا کہ لیجاؤ اسے تم اپنے
پاس اسیر رکھو بہزاد اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا ضرغام جو خبر کیواسطے آیا تھا جاکر تمام حقیقت اسد سے بیان کی کہ نقابدار
آپکا فرزند ذی احتشام ہی غضنفر اُسکا نام ہی اسد بولا کہ مجکو بیقراری دل سے پہلے ہی معلوم ہوا تھا کہ یہ مجھسے علاقہ رکھتا ہی
اب چھڑا لانا اسکا لازم ہوا اے ضرغام چلو اُسنے عرض کیا مین حاضر ہون اسد نے اُسیوقت لباس شب روی پہنا
سیاہ باندھی گلے مین ڈالی سیاہ دوشالے کا جھمٹ مارکر تلوار بغل مین دابکر روانہ ہوا اُدھر بہزاد نے غضنفر کو اپنے
خیمے مین لاکے بٹھایا نگہبان مقرر کیے اور اپنے دل مین سوچا کہ اے بہزاد اسد مقرر اسکے چھڑانے کو آئیگا وہ بھی اگر گرفتار
ہوا تو لطف ہی یہ خیال کرکے چہار طرف کمندین زمین مین بچھا کر خس پوش کرکے کمینگاہ مین بیٹھا لیکن اسد آتے آتے لشکر مین
ایرج کے داخل ہوا اور وہان پہونچا کہ جس مقام پر خیمہ بہزاد مرتد کا تھا گرد خیمے کے پھرنے لگا سب طرف دیکھا کہ لوگ ہوشیار
بیٹھے ہین ایک جگہ پر کھڑے رہکر بیہوشی اڑائی کہ پاسبانون کو جماہیان آئین اور وہ بیہوش ہوئے اسد اور ضرغام
نے خیمے مین پاؤن رکھا تھا کہ بہزاد نے حلقہ ہاے کمند کھینچے اسد اور ضرغام دونون گرے لوگ کمینگاہ سے نکلکر دوڑے
دونون کو گرفتار کیا اُسیوقت آہنگرون کو بلواکر اسیر غل و زنجیر کرکے جہان غضنفر تھا وہین ان دونون کو بھی لاکر رکھا
غضنفر نے سلام کیا اسد نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند تمھارے چھڑانے کو آئے تھے
بیان خود ہی پھنسے غضنفر نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ کیون تشریف لائے مجھپر جو گذرتی وہ گذرتی اسد نے کہا بھی خیر
ہمنے تمھین دیکھ تو لیا اور مثل مشہور ہی کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اگر مارے جائینگے تو ایک جگہ مارے جائینگے ہم تم جدا تو نہ رہے
غضنفر کہہ رہا ہی کہ اے پدر بزرگوار میری سبز قدمی ایسی تھی کہ آپ گرفتار ہو گئے اسد بولا بابا یہ کارخانے قضا و قدر کے
ہین اسمین کیا چارہ ہی لیکن بہزاد مرتد نہایت خوش ہی اسکو کب تاب رہتی ہی شیطان نے ورغلایا یہ اسد کو لیے ہوئے
ایرج کی خوابگاہ مین آیا ایرج کو چونکایا ایرج نے پوچھا کیا ہی بہزاد بولا مین نے اُن مرشد کو آج پکڑا اپنے لڑکے کو
چھڑانے آئے تھے ایرج نے کہا کون بہزاد بولا میان اسد صاحب مع ضرغام شیر دل کے حاضر ہین ایرج نے کہا سچ
کہو اُسنے کہا حضور کے نمک کی قسم اور تمام حال گرفتار کرنے کا بیان کیا ایرج نے کہا اے بہزاد کیا کار نمایان کیا مین نہایت مسرور
ہوا تم جاؤ ان دونون کو اچھی طرح رکھو صبح کو قتل کرینگے اور حکم دیا کہ میدان خونی تیار ہو بہزاد اسد اور ضرغام کو لیکر
وہان سے آیا اور نگہبان پاسبان مقرر کیے اور تاکید کی کہ خبردار یہ دو پہر رات جاگ کر تمام کرو صبح کو تم سبکو انعام ملیگا یہ کہکر
آپ بھی جاکر باطمینان تمام سو رہا مگر بیان اسد و غضنفر و ضرغام تینون شیر دل زندانخانے مین بیٹھے ہین اسد کہہ رہا ہی
افسوس ایک نگاہ شاہزادہ نور الدہر کو نہ دیکھ لیا دل کی آرزو دل ہی مین رہگئی غضنفر پکارا مجکو کمال اشتیاق تھا زیارت کا

افسوس ہی کہ قضا نے مہلت نہ دی خیر جو مرضی خدا یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اسد بیٹے کو اس حالت سے دیکھکر قریب
تھا کہ چیخ مار کر روئے مگر ضبط کیا کہا کہ بابا خدا کو یاد کر وہ مسبب الاسباب ہی اگر حیات ہماری باقی ہی تو خدا بچالیگا وقت
دعا کا ہی دعا مانگو شاید پروردگار عالم رحم کرے اور دعا تمھاری مستجاب ہو اور اس بلا سے نجات دے کہ تم ابھی معصوم
ہو گناہون سے بری ہو جسقدر رات کم رہتی ہی زندگی سے یاس ہوتی جاتی ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین مصروف
گریہ وزاری ہین کوئی پہر رات باقی ہی کہ سامنے سے طبق زمین کا ٹوٹا اور ایک شخص سیاہ فام ڈھنگا نقاب منھ پر پڑی
ہوئی خنجر ہاتھ مین خاک لبسر نکلا اسد کو سلام کیا اور کہا کہ جلد چلیے مین فقط آپکے چھڑانے کو آیا ہون لبس اسد اور
غضنفر اور رعد غاہم اُٹھ کھڑے ہوئے وہ عیار ان سبکو لیکر نقب سے آیا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین اور کہا کہ تشریف
لیجائیے اسد نے کہا کہ صورت دیکھنے کا مشتاق ہون اور نام کا شائق ہون اُس شخص نے جواب دیا کہ جب مجھے
خدا نام عطا کریگا اُسوقت ظاہر کرونگا اور صورت بھی جبھی دکھاؤنگا اور ابھی مجھے کام ایسا کو لسنا ہوا ہی جو نام بیان
کرون یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہو گیا اسد نے غضنفر سے کہا ای فرزند تم ہمارے ساتھ آذر کوہ پر چلوگے یا اپنے لشکر کو
جاؤگے عرض کیا کہ تمام لوگ میرے فکرمند ہونگے مجھکو جانے دیجیے کہا کہ بھئی خدا حافظ ہی جاؤ غضنفر نے سلام کیا اور
جنگل کی راہ لی اسد پہاڑ پر آیا صبح قریب تھی تمام رفیق مع ملکہ شور انگیز بانو جبسے خبر گرفتاری کی سنی تھی دعائین مانگ
رہے تھے اسد کو جو دیکھا سب کو عید ہوئی دوڑ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئے گرد پھرے تصدق ہوئے ملکہ تو گلے مین
ہاتھ ڈالکر رونے لگی طہماس بھی مسرور ہوا عنقویل کو بھی سرور ہوا ادھر صبح کو ایرج بیدار ہوا بارگاہ مین آیا مالک
بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور مژدہ دیا کہ رات کو بہزاد نے اسد اور رعد غام کو پکڑا مالک نے کہا اُسنے بڑا کام کیا پھر
اقبال شاہ بولا ابتو شور انگیز بانو ہاتھ لگے گی ایرج بولا بیشک اب جسطرح چاہو لیلو اسی اثنا مین لندھور بن سعدان
کا ورود ہوا ایرج نے آنکھ چرائی صاحب سلامت تک نہ کی لندھور سمجھا کہ آج یہ مجھسے ایسی بے اعتنائی کرتا ہی شاید مطلب
یہ ہو کہ تو اسد کی سفارش نہ کرے خیر اُسکا خدا حافظ و نگہبان ہی اور اپنے دنگل پر آکے چپکا بیٹھ گیا یہ سوچ رہا تھا کہ
ای لندھور اب کیا ہوگا اسد مفت مارا جائیگا سعی تیری رائیگان ہوگی آج ایرج نہین ماننے کا اسد کو قتل کریگا اور
اگر اسد مارا گیا تو تو صاحبقران کو کیا جواب دیگا بس مجبور ہو کر دلمین اپنے اسد کی رہائی کی دعا مانگنے لگا ایرج
کا یہ عالم ہی کہ جو آتا ہی اُس سے پہلے یہی کہتا ہی کہ وہ دیوانہ مدت کے بعد میرے ہاتھ لگا ہی جب سب اہالیان دربار جمع
ہو گئے حکم دیا کہان ہی بہزاد بلاؤ اسے کہ اسد کو لائے پہلے اُس سے شور انگیز بانو کو لیلون پھر اُسے قتل کرون چوبدار
بہزاد کے بلانے کو چلا تھا کہ بہزاد پژمردہ خاطر سامنے سے آیا سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا ایرج پکارا ای بہزاد لائے
اسد کو اُسنے کہا کہ پیر و مرشد مین حاضر ہون مجھے قتل کیجیے اسد کو مع غضنفر اور رعد غام کوئی نقب دیکر لیگیا ایرج
پکار اٹھا کیا کہا اُسنے عرض کیا کہ اسد چھوٹ گیا بس ایرج یا تو خوش تھا یا اُداس ہو گیا شاپور سے کہا جاکر دیکھ تو سہی
وہ گیا پھر آکر عرض کیا کہ یہ عیار جو اسد کو چھڑا لیگیا کوئی نیا ہی مین اسے نہین پہچانتا کہا کہ بہزاد نے غفلت کی ورنہ اسد
کیا چھوٹ سکتا تھا مگر لندھور اسد کی رہائی کی خبر سنکر کیا خوش ہوا ہی کہ پھولا نہین سماتا بلکہ اپنے خیمے مین جاکر سجدۂ شکر
بجا لایا لیکن اس طرف اسد بن کرب دلاور نے عرضی نور الدہر کو لکھی کہ بھائی صاحب آپ کے انتظار مین کام
ہمارا تمام ہوا اور اب تو ایک دانہ غلہ کا ہمارے پاس نہین ہی گوشت اسپ و شتر کے کھانے کی نوبت پہونچی ہی کہ انھین
ذبح کر کے کھاتے ہین جلد ہماری خبر لیجیے ورنہ زندہ ہمکو نہ پائیے گا عرضی شبرنگ کو دے کر روانہ کیا شبرنگ
بعد طے مراحل و قطع منازل خدمت مین شاہزادہ نور الدہر کی پہونچا نور الدہر شہر زرہا بیہ سے کوچ کر چکا ہی

قریب زرنیخ آباد کے پہونچا ہے اسفندیار خان زرنیخ آبادی نے ملازمت شاہزادہ نور الدہر کی حاصل کی
ہے مگر مجنون تیغ بند ایک کافر زبردست ہے حوالی زرنیخ آباد سے کہ وہ مقابلے کو شاہزادہ نور الدہر کے آیا ہوا ہے کہ شبرنگ
نے پہونچکر مجرا کیا اور وہ عرضی پیش کی نور الدہر نے بکمال اشتیاق سے حال اسد کا پوچھا اُسنے کہا ابتک تو زندہ و سالم ہین
جب عرضی نور الدہر نے پڑھی آبدیدہ ہوا اور بہت سا غلہ کشیدہ ردیون کے ساتھ کرکے روانہ کیا شبرنگ سے کہا کہ تم چلو
مین آتا ہون شبرنگ بھی روانہ ہوا اُدھر مجنون نے طبل جنگ بجوا دیا نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ نقارۂ رزمی نوازش مین
آئے رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر مقابل ہوئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر چلے گئے مجنون تیغ بند
میدان مین آیا مبارز طلب کیا نور الدہر نے نکلکر سامنا کیا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی چند طعنون مین شاہزادے
نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر تلوار ماری شاہزادے نے بدلاوری دھار بچا کر ہاتھ قبضۂ شمشیر پہ ڈالدیا اُسنے
بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا لگے زور ہونے آخر دونون گھوڑون پر سے کودے چار پہر دن کشتی رہی قریب شام
شاہزادے نے لنگر اُسکا توڑا باندھکر مشکین لے آیا اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین بھیجدیا رات کو خاصہ
نوش فرما کر آرام کیا صبح کو دربار مین آیا مجنون تیغ بند کو اپنے سامنے طلب کیا تلقین بدین اسلام کی لیکن وہ
کافر از روے ترس جان اسلام لایا اور رات کو وہ مکار اپنی فوج سمیت بھاگ گیا صبح کو اُسکے بھاگنے کے بعد
نور الدہر کو خبر ہوئی فرمایا کہ دور کرو جانے دو اُس کافر کو اور کوچ کرکے روانہ ہوا مگر مجنون تیغ بند بھاگا بھاگ
شہر مرصع حصار مین پہونچا یہان بھانجا مالک بن ملکوت شاہ کا قنود آفتاب پرست حاکم ہے مجنون اُس سے آکر
ملا اور کہا کہ ای قنود تمھین کچھ معلوم ہے کہ نور الدہر ملک گیری کرتا ہوا چلا آتا ہے اور قریب آپہونچا ہے ہوشیار رہو جاؤ اُسنے
کہا کہ سچ کہتے ہو مجنون نے اپنی سرگذشت بیان کی اور خبردار کیا کہ ای قنود لشکر بے پایان اور فوج فراوان اُسکے ساتھ
ہے دو چار دن مین یہان آیا چاہتا ہے قنود بولا ای مجنون یہ میری تاب و طاقت نہین کہ نور الدہر سے مقابلہ کرون
مگر قلعہ بند ہوکر لڑونگا اور حکم دیا کہ جلد قلعہ تیار ہو توپین جہان نہ چڑھی ہون وہان چڑھواو و رسد جمع کرلو اور
ہرکارون کو خبر کیواسطے روانہ کیا یہان دو دن یہ سب انتظام قلعہ مین مصروف رہے تیسرے دن ہرکارون نے خبر
دی کہ لشکر نور الدہر کا قریب آپہونچا ہے حکم دیا قنود نے کہ دروازہ قلعہ کا محکم کرلو پل تختہ اُٹھا لو خندق کو پر آب کردو
غرضکہ بخوبی تمام سد باب کردیا یہانتک کہ لشکر نور الدہر کا سامنے سے نمایان ہوا قلعہ پر سے گولہ پڑنے لگا نور الدہر
زد سے بچکر اُترا اور فوج کو حکم دیا کہ قلعہ پر نرغہ کرو چہار طرف سے گھیر لو یہ کہکر داخل خیمہ ہوا تمام سرداران عالیشان
جمع ہوئے مشورہ ہونے لگا کہ کیونکر قلعہ لیجیے عادیون کشیدہ ردیون نے عرض کیا کہ آپ طبل جنگ بجوائین دم بھر
مین قلعہ لے لینگے ہمارے سامنے یہ توپون کے گولے کھیلنے کی گولیان ہین قصہ مختصر شاہزادے نے حکم دیا کہ طبل جنگ
بجے مین بھی یہی چاہتا ہون جلد یہانسے فیصلہ کرکے اسد کی مدد کو پہونچون اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی خبر
قنود آفتاب پرست کو ہوئی کہ لشکر نور الدہر مین طبل جنگ بجا ہے صبح کو قلعے پر یورش ہوگی قنود نے کہا کہ جویر اعظم
بہتر جانینگے وہ کرینگے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر جانبین مین تیاری جنگ رہی صبح کو قنود آفتاب پرست
اور مجنون تیغ بند فصیل و دروازے پر بیٹھے اُدھر سے آمد لشکر نور الدہر کی شروع ہوئی دیکھا کہ لشکر مانند مور و ملخ
کے اُمنڈا چلا آتا ہے انھون نے دیکھا کہ قلعہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہے عادیون نے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے
نور الدہر نے فرمایا کہ جاؤ خدا تمھارا حافظ و نگہبان ہے اُسیوقت یہ سب قلعے کیطرف روانہ ہوئے قلعے پر سے مانند
اولون کے گولہ پڑنا شروع ہوا مگر عادیون کی یہ حالت ہے کہ جو گولہ اُنکے پاس سے نکلتا ہے بے تکلف ہاتھ مین پکڑ لیتے ہین

اور پھینک دیتے ہین غرض یونہین تمام گولون کو رد کرکے بر لب خندق پہونچے یہان جب ہفت فلیتے دغ چکے گولنداز ون نے ہاتھ رکھدیا دیکھا کہ عادیان دراز قد سامنے کھڑے ہین بس قنود کی جان پر بنگئی تھرایا کانپا پکار کر کہا کہ آپ شاہزادہ نور الدہر سے عرض کیجیے کہ ہین کل صبح کو خدمت شریف مین حاضر ہونگا قدمبوسی حاصل کرونگا لیکن آج مہلت دیجیے شاہزادے نے جو یہ سنا عادیون سے کہلا بھیجا کہ اچھا بھئی آج پھر آؤ کل جیسا ہوگا سمجھا جائیگا یہ سب پھر گئے شاہزادہ سبھون کو ہمراہ لیکر مراجعت کرکے داخل خیام ذوالاحتشام ہوا اُدھر قنود اداس و پریشان ایوان بادشاہی مین آکر بیٹھا مجنون تیغ بند سے کہا کہ اب کیا تدبیر ہی اُسنے کہا کہ نقب کی راہ سے بھاگ کر ایرج کے پاس چلیے کسی نے کہا ازروے ترس مسلمان ہوجاؤ موقع پاکر بھاگ چلنا مگر قنود کے پاس ایک عیار ہی کہ نام اُسکا شب آہنگ ہی اور اصل مین یہ عیار ہام دمشقی کا ہی جب ہام دمشقی صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا تو یہ بھاگ کر ملک قریشیہ مین آیا اور قنود کے پاس رہا حاصل کلام قنود نے اُس عیار سے کہا کہ تجھسے ہوسکتا ہی کہ جاکر نور الدہر کو پکڑ لاؤ اُسنے کہا بہت اچھا مین گیا اور لایا یہ کہکر اسباب عیاری بدن پر آراستہ کیے اور لشکر نور الدہر کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر کے پہونچا صورت ایک سپاہی کی بنکر داخل لشکر ہوا اسیر کرتا ہوا اور دیکھتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر آیا دیکھا تو بارگاہ آراستہ و پیراستہ ہی دربار جمع ہی ہر مرز تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہی اور شاہزادۂ نور الدہر دنگل شوکت پہ بیٹھا ہوا ہی صحبت عیش برپا ہی جام گردش مین ہی یہ کسی کونے مین چپکا کھڑا ہو رہا جب دربار برخاست ہوا نور الدہر اپنی خوابگاہ مین آیا خاصہ نوش فرماکر آرام کیا شب آہنگ نے دریافت کیا کہ چالاک بیمار ہی بس اُسی کی شکل بنکر پہلے دروازۂ بارگاہ پر آکر بیٹھا دربانون کو شراب مین بیہوشی پلاکر بیہوش کیا پھر اندر گیا خدمتگارون خاصبردارون کو میوہ دیا کہ بھائی ہم اچھے ہوئے ہین غسل صحت کیا ہی یہ میوہ تمھارے لیے لائے ہین لیکن ہمارے سامنے کھاؤ کہ ہماری طبیعت بھی خوش ہو اُنھون نے وہ میوہ کھایا بعد دو گھڑی کے بیہوش ہوگئے چادر عیاری ہلاکر روشنی کو گل کیا برابر پلنگ کے آیا دوشالہ منھ پر سے سرکایا کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر سنگھائی نور الدہر چھینک مار کر بیہوش ہوگیا شب آہنگ چادر عیاری مین لپیٹ کر پشتارہ لیکر شلنگین لگاتا ہوا نکل گیا قلعہ مین داخل ہوا یہان قنود رات بھر بیدار رہا اسی کا انتظار رہا صبح کو شب آہنگ پشتارہ بدوش پہونچا قنود پکارا ای شب آہنگ کیا کیا پکار اکہ لایا اُس نبیرۂ حمزہ کو یہ پشتارہ اُسکا موجود ہی قنود نہایت خوش ہوا شب آہنگ کو گلے سے لگالیا مالا مروارید کا گلے سے اُتارکر شب آہنگ کے گلے مین ڈالدیا اور کہا ای شب آہنگ کھول اس پشتارے کو اور نبیرۂ حمزہ کو ہوش مین لا اُسنے کہا اسے پہلے اسیر غل و زنجیر کرلیجیے بعد اُسکے مجھسے ہوش مین لانے کو کہیے قنود نے آہنگرون کو بلواکر شاہزادہ نور الدہر کو قید شدید مین گرفتار کرایا کہ اس اثنا مین مجنون تیغ بند اور تمام رفقا اُسکے آکر حاضر ہوئے شب آہنگ نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا جس سے نور الدہر کو ہوش آیا شب آہنگ پکارا کہ او خدا پرست مین تجھے گرفتار کر لایا آنکھ کھولکر دیکھ کہ کہان ہی نور الدہر ہوشیار ہوا اپنے کو اسیر غل و زنجیر پایا بارگاہ کفار مین عیار کو سر پر کھڑے دیکھا بس نہایت زور سے اُٹھا کہ کڑیان زنجیر کی چیخ اُٹھین اور بطریق اہل اسلام سلام کیا قنود بولا ای نور الدہر کل تو ہمپر چڑھ آیا تھا آجکی تجکو خبر نہ تھی اب ایرج کو تیرا حال لکھا جاتا ہی جیسا وہ تیرے حق مین کہلا بھیجیگا ویسا کیا جائیگا اور حکم کیا کہ لیجاؤ زندانخانے مین لوگ شاہزادے کو زندانخانے مین لیگئے مگر یہان لشکر نور الدہر مین صبح کو غل ہوا کہ شاہزادہ خیمے سے غائب ہی چہار طرف ڈھونڈھا کہین پتہ نہ پایا وہ ہرکارے جو قلعے کے مخبر تھے اُنھون نے آکر عرض کیا کہ شاہزادہ قید ہوکر قلعے مین گیا ہی بس اُسیوقت ہرمز تاجدار طبل بجواکر قلعے پر چڑھ گیا کشیدہ رو اور عادی لشکر لیے آگے گئے تھے گولون کو رد کرکے لب خندق پہونچ گئے تھے کہ قنود نے نور الدہر کو زیر تیغ بٹھایا اور پکار کر کہا کہ اگر تم لوگ آگے بڑھے

تو ہم اسے قتل کر ڈالینگے ہرمز تاجدار ناچار ہو کر پھر اقنود نے عرضی ایرج کو لکھی کہ ای صاحبقران آفتاب پرستان مین نے نبیرہ حمزہ کو پکڑ کر قلعہ مرصع حصار مین قید کیا ہو مگر فوج اسکی بیشمار ہی مین عہدہ برا نہین ہوسکتا آپ تشریف لائیے یا کسی ایسے کو بھیجیے کہ نورالدہر کی فوج کا سامنا کرے اور اگر نورالدہر قید سے چھوٹ گیا تو بڑا غضب ہو جائیگا جلد دستگیری کیجیے ایک عیار یہ عرضی لیکر روانہ ہوا ہرمز تاجدار خیمے مین آیا چالاک بن عمرو کا حال دریافت کیا سُنا کہ تپ محرقہ مین گرفتار ہو اُسی وقت نامہ اسد بن کرب غازی کو اس مضمون کا لکھا کہ ای شیر بیشۂ شجاعت شاہزادہ نورالدہر تمھاری مدد کو آتا تھا گردش فلکی سے قلعہ مرصع حصار مین گرفتار ہو گیا اور چالاک بن عمرو بہت بیمار ہو جلد آکر نورالدہر کی خبر لو یا کسی ایسے کو بھیجو کہ وہ آکر شاہزادہ نورالدہر کو رہائی دے اِدھر سے عیار نامہ لیکر روانہ ہوا اب حال سُنیے آذر کوہ کا کہ ایرج پہاڑ کو گھیرے ہوئے پڑا ہو یہ فکر ہو کہ کسی طرح اس دیوانے کو قتل کرون لوگ کہ رہے ہین کہ پیر و مرشد اب غلہ پہاڑ پر نہین رہا ہو وہ خود ہی تنگ ہو کر اُتر یگا پہاڑ پر جانا خالی از دقت نہین ہو کہ اسمین جوڑی ہرکارے کی دوڑی ہوئی آئی سلام کر کے عرض کیا کہ اقیاش کشیدہ رو نو ہزار اونٹ غلے کے لیے ہوئے اسد کے واسطے آیا ہو ایرج نے کہا کب چھوڑتا ہون اُسے کہ وہ غلہ دیوانے کو پہونچائے اور اُسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوا دو چار سردار بھی ہمراہ چلے جب قریب پہونچا ایرج نے نعرہ کیا کہ باش ای کشیدہ رو کب چھوڑتا ہون تجھے کہ تو غلہ اسد کو لیجا کر دے اُدھر سے یہ سنکر اقیاش دوڑا مقابلہ ہوا اقیاش نے تیغہ مارا ایرج نے تیغہ اُسکا بفنون سپہ گری چھین لیا اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چاروں شانے چت گرا کود کر مرکب سے مشکین اُسکی باندھ لین اور کشیدہ رو چھینے ایرج نے لوٹنا شروع کیا یہانتک کہ غلہ اپنے قبضے مین کیا اور سب کو شکست دی اور پھر اُدھر ضرغام نے اسد کو خبر دی کہ شاہزادہ نورالدہر نے غلہ آپ کے لیے بھیجا تھا ایرج اُسکو چھیننے کے واسطے روانہ ہوا ہو اسد نے کہا خوب ہوا مین اس آفتاب پرست کے لشکر مین سے لاتا ہون اور رقزاقون کو لیکر پس پشت سے لشکر ایرج پر گرا تمام غلہ لدوا کر آذر کوہ کو روانہ کر دیا اُدھر سے شاپور دوڑا ہوا پہونچا کہا کہ غضب ہوا وہ دیوانہ آپ کے لشکر کو بے افسر پاکر گرا اور تمام غلہ لوٹ لیگیا ایرج نے قید اقیاش کی اور غلہ عنتر صبا کے سپرد کیا اور آپ وہان سے روانہ ہوا اسد نے سنا کہ ایرج آتا ہو اور غلہ عنتر صبا کے حوالے کر آیا ہو غلہ تو ابراہیم کے ساتھ آذر کوہ کو روانہ کیا اور خود دوسرے راستے سے عنتر صبا پر آیا اور للکارا کہ او حرامزادے تجھے کہان جانے دیتا ہون یہ کہکر پڑا عنتر صبا کو جان بچانا دشوار پڑ گئی آخرکار اسد کے ہاتھ سے بہت زخمی ہوا اسد نے اقیاش کشیدہ رو کو رہا کیا اور غلہ لیکر آذر کوہ کی جانب روانہ ہوا یہان ایرج جو لشکر مین آیا سنا کہ وہ دیوانہ تمام غلہ لیگیا نہایت پریشان ہوا لیکن کہ رہا ہی کہ کچھ پروا نہین مین اُسکا بہت سا غلہ چھین لایا ہون اسے صرف کرو اسی اثنا مین خبر پہونچی کہ دیوانے نے عنتر صبا کو زخمی کیا اور غلہ آذر کوہ کو لیے جاتا ہو ایرج پھر مرکب پر بیٹھکر چلا تھا کہ عنتر صبا کو آتے دیکھا تمام سر سے پیر تک چور چور جھنجھلا کر وہان پہونچکر دیکھا کہ اسد کا کہین نام و نشان بھی نہین ہو سنا کہ وہ غلہ لیکر آذر کوہ پر چلا گیا ہو جب تلاش کی اسد کا پتا نہ لگا اسد نے آذر کوہ پر پہونچکر بوق بجانا شروع کی کو دراہی طہماس سے کہ رہا ہو کہ کہانتک کھاؤ گے مین تو نفع سے رہا ایرج کا بھی غلہ لوٹا اور اپنا غلہ بھی چھین لایا طہماس اور سب سردار مارے ہنسی کے یہ کیفیت ہو کہ لوٹ رہے ہین ایک تو غلہ آنے کی خوشی ہو دوسرے اس حرکت پر کہ سارے قلعے مین اسد کو دتا پھرتا ہو ایرج دیکھ دیکھ کر جل رہا ہو ناچار خیمے مین پھر آ تلوار سپر کو ٹیک دیا سر پکڑ کو بیٹھ گیا ملکوت شاہ نے کہا

ای ایرج ناحق کی زحمت تمنے اوٹھائی لشکر کا بھی غلہ وہ دیوانہ لیگیا جھنجھلا کر بولا کہ پھر کیا کرون اُس دیوانے سے کسیطرح عہدہ برا نہین ہوتا اور کسی طرح مجکو نجات نہین ہوتی کہین کوے یار کو چہ دلدار مین جاؤن اور تصویر ملکہ گیتی افروز کی نگاہ کے نیچے پھر گئی آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے منھ سے آہین نکلنے لگین سب غم دور ہو گئے ایک غم فرقت کے سوا کوئی غم نظر مین نہ سماتا تھا اور کہا کہ افسوس صد ہزار افسوس شعر من جدا از یار و یار از من جدا افتادہ است + این چنین مشکل کہ من دارم کرا افتادہ است + اور مین یون اُسکی جدائی مین تڑپتا بلبلاتا ہون اُسے بھی خدا جانے میری محبت ہی یا نہین بہزاد مرتد نے عرض کیا ای شہریار یہ تو سہل ہی آپ اُسکو نامہ لکھیے اگر وہ بھی آپ کو پیار کرتی ہی تو جواب لکھے گی ورنہ چپ ہو رہیگی کہا کہ نامہ لے کون جائیگا بہزاد نے کہا کہ قارن قمر بین منجم ہی وہ بہر طریق نامہ لیجائیگا ایرج نے قارن قمر بین کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ ہمارا لیجاؤ اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار یہ سب حرم محترم حمزہ ہین وہان کون جا سکے گا کسکی مجال ہی وہان پرندہ تو پر مار نہین سکتا دوندے کی کیا طاقت ہی کہ اُدھر کا رخ کرے آپ مجھے کیا قتل کرایا چاہتے ہین اگر مار ڈالنا ہی تو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیے وہان مارا جاؤنگا تو لاش کو کتے کوے کھائینگے یہان دفن و کفن تو نصیب ہوگا ایرج نے کہا ای قارن سوا تمہارے اور کوئی ایسا نہین ہی جو نامہ میرا اُس محبوب جانی تک پہونچائے مرد رمال ہو ہر طرح وہان پہونچو گے نامہ میرا دے کر جواب لیلو گے قارن نے کہا ای شہریار نامہ بغیر اُنکے ہاتھ مین دیے جواب کیونکر ملسکتا ہی اور سنتا ہون کہ دروازۂ محلسرا تک مرد نہین جاسکتا ایرج بولا یہ غلط ہی مین خود خواجہ فولاد بازار گان کے ساتھ ایوان یاقوت تک گیا تھا بلکہ تریدہ جو گیتی افروز کو گئی وہ پیالہ دوا ساز سے لے لیا تھا جسکو ملکہ بلاتی ہی وہ وہان جاتا ہی اور تم تو نجومی ہو تمھین وہ خواہ مخواہ بلائیگی تم اُسے خوش کر کے نامہ دینا جواب لینا ہر چند قارن قمر بین نے پہلو تہی کی کہ نہ جائے مگر کچھ نہوا ایرج نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہ ای قارن مین تیرا بڑا ممنون ہونگا اور ایک مالا مروارید کا اپنے گلے سے اُتار کر قارن کے گلے مین ڈالدیا اور پانچ توڑے اشرفیون کے راہ خرچ کو دیے قارن سوداگرون کے ساتھ قلعۂ ذوالامان کو روانہ ہوا سوداگرون کو اپنا مطیع کر لیا ہر حال ماضی و مستقبل بتاتا چلا جاتا ہی وہ معتقد ہوتے جاتے ہین کسیکو بتایا کہ اس مال مین نفع ہی اور اس چیز مین نقصان ہی سوداگرون نے وعدہ کیا ہی کہ ہم حاکم شہر سے ملازمت کرائینگے اور تمکو بہت کچھ دلوائینگے یہانتک کہ جاتے جاتے قلعۂ ذوالامان پر پہونچے تمام اسباب لا کر کاروان سرا مین اُتارا لیکن راوی بیان کرتا ہی کہ قلعۂ ذوالامان اتنا بڑا قلعہ ہی کہ اُسمین پانچ ہزار پانچسو پچپن تلورئیے اور چار سو تاجدار اٹھارہ سو مدائنی بارہ سو فرنگی بارہ سو مغربی سولہ سو ترک چار سو بربری دو ہزار باختری چار سو چینی ان سب کے ناموسون کے مکانات ہین اور ایک طرف ایوان یاقوت قاسم کا اور ایک طرف ایوان زرنگار بدیع الزمان کا اور باغات ان سبھون کے بنے ہوئے ہین شہر غدار ہی برابر شہر سبائل کے ہی اور مظفر بن ضیغم خون آشام کوتوال شہر ہی سوداگرون نے مظفر کو نذر دی اور مال دکھایا مظفر نے کچھ اسباب آپ خریدا کچھ خواتین معظمہ کین پہونچایا دوسرے دن سوداگر قارن قمر بین کو ساتھ لیگئے بہت سی تعریفین کین مظفر نے امتحاناً اُس سے جو کچھ پوچھا جواب معقول پایا مظفر بہت خوش ہوا انعام دیا یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو ہوئی کہ ایک نجومی بہت اچھا آیا ہی اور خوب حال بتاتا ہی ذرا عورتون کو تو ایسی باتون کا بہت اعتقاد ہوتا ہی مظفر پاس کہلا بھیجا کہ وہ نجومی جو تمہارے پاس آیا ہی اُسے ہماری ڈیوڑھی پر بھیجدو مظفر نے یہ حکم سنتے ہی خواجہ سراؤن کے ساتھ قارن کو روانہ کر دیا جسوقت خواجہ سرا قارن کو لیے ہوئے در محلسرا پر پہونچے خبر اندر ہوئی ملکہ گیتی افروز نے پردہ ڈالکر قارن کو طلب کیا قارن نے سلام کیا دعا دیکر کھڑا ہوا ایک محلدار نے کرسی لا کر رکھدی قارن سلام کر کے بیٹھ گیا اندر سے حکم آیا کہ دیکھو نجوم ہمارے واسطے عرض کیا کہ جو

ارشاد ہو کیا دیکھون فرمایا کہ ہم نیت کرتے ہین تم قرعہ پھینکو اور دیکھو جو احکام نکلین ہمسے بیان کرو عرض کیا بہت خوب
بس اُسی وقت تھوڑی سی جگہ لیپی اصطرلاب کو آفتاب کے مقابل کیا تختۂ عقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا اور ساتون ستارے
بارہ بروج سولہ خانے نگاہ مین کرکے احکام طرح دینا شروع کیے اور عرض کیا کہ حضور تنہا ہون تو غلام عرض کرے
گیتی افروز نے سب کو ہٹا دیا کسی کو پاس نہ رکھا کہا کہ اب مین تنہا ہون جو تجھے نجوم مین معلوم ہوا ہو کہ قارن نے
عرض کیا کہ حضور نے حال اُس شخص کا دریافت کیا ہے کہ جانور اُسکو نگل گیا ہے کہا کہ ہان سچ ہے پھر عرض کیا کہ وہ شخص ابھی
زندہ و سالم ہے مگر ابھی قید سحر سے چھوٹا نہین قریب ہے کہ چھوٹے اور اُس سے ملاقات ہو ملکہ نے کہا کہ او جھوٹھے جسکو
کہ اژدہا نگل گیا ہو وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہے قارن نے کہا کہ پیرو مرشد اگر وہ حمزۂ صاحبقران کے ساتھ نہ آئے
تو مجھکو آپ ٹکرے ٹکرے اور پرزے پرزے کرڈالیے گا مین نے خون اپنا معاف کیا گیتی افروز یہ سنکر نہایت خوش
ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹون سے بھی یہی سُنا تھا مالاے مروارید گلے سے اُتار کر قارن کو دیا قارن نے وہ مالا
نہ لیا اور نامہ ایرج کا نکالکر دیا کہ حضور اسکے عوض مین نامہ پڑھکر جواب اسکا لکھدین گیتی افروز نے نامہ ہاتھ مین
لیا دیکھا کہ نامہ ایرج کا ہے نامے کو چاک کرکے مضمون نامہ پر جو نگاہ پڑی اور شعر عاشقانہ لکھے ہوئے دیکھے بس عرق
شرم مین غرق ہو گئی اور کہا کہ او حرامزادے یہ اپنے باپکا نامہ و پیغام لایا ہے ارے ہے کوئی اسکو پکڑ کر ایک ایک بال
ڈاڑھی کا نوچو اور کالا منھ کرکے تمام شہر مین گدھے پر سوار کرکے خوب ہنڈاؤ اور جوتیان لگاکر شہر سے نکالدو قارن
نے کہا اے ملکہ مین بیشک تقصیر وار ہون مگر ناچاری اور مجبوری سے مین نامہ لیکر آیا تھا نہ آتا تو ایرج مجھے مار ڈالتا مجھسے
یہ حرکت بخوف جان ہوئی آپ مجکو اپنے ہاتھ سے قتل کرڈالین مجھے گوارا ہے مین نے خون اپنا معاف کیا ملکہ نے کہا مین تجھے
کبھی نہ مارونگی لیکن ذلیل کرونگی قارن نے کہا جو مرضی آپکی لیکن نامے کی پشت پر کچھ جواب لکھدیجیے نہین تو ایرج
مجھے مار ڈالیگا ملکہ نے نامے کی پشت پر بہت سی گالیان لکھدین اور قارن کو دیدیا اور کہا کہ جا اسکی ڈاڑھی کا ایک
ایک بال نوچو خواجہ سرا اور حبشنین دوڑین قارن کو خوب مارا اور ڈاڑھی نوچی آدھا منھ کالا آدھا نیلا کرکے گدھے پر سوار
کرکے شہر سے نکلوا دیا مظفر سے کہلا بھیجا کہ خبردار تم اس سے خبر نہونا جیسا اسنے کیا تھا ویسا ہمنے اسے سزا دی اسے
شہر سے نکل جانے دو مظفر نے ہر چند عرض کرا بھیجا کہ اسنے ایسی کیا حرکت بیجا کی مجھے بھی تو معلوم ہو ملکہ نے نہ بتایا
اُدھر وہ سب سوداگر بھی ڈر کے مارے بھاگ گئے قارن بیچارہ ذلیل و خوار شہر بدر ہو کر اُسی قافلے کے ساتھ
نامہ لیے ہوئے روانہ ہوا اگر یہان ایرج جب قارن کو روانہ کرچکا طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اسد کو ہوئی فرمایا کہ ہمارے
لشکر مین بھی طبل جنگ بجے غرض کوس حربی رات بھر گڑگڑایا کیے صبح کو اسد قلۂ کوہ پر آکر بیٹھا لوگ گھاٹیون پر قائم
ہوئے کہ یکایک سامنے سے لشکر آفتاب پرستون کا نمایان ہوا ایرج آگے مرکب پر سوار پیچھے مالک بن ملکوت
اور اقبال شاہ تخت پر سوار اور تمام لشکر چلا آتا ہے سامنے گولون کی زد سے ہٹکر قائم ہوا ایرج مرکب کو چمکا کر سامنے
آیا اور پکارا کہ او دیوانے اب بھی میرا کہا مان کہ ملکہ شور انگیز بانو کو دیدے اسد پکارا کہ او بزاز بچے کبھی اُسکی پرچھاین
تک تو نہ دیکھ سکے گا تو نام اُسکا مابدولت کے سامنے بار بار لیتا ہے یہی ہمارے خلاف گذرتا ہے ایرج پکارا او دیوانے
آج تجکو زندہ نہ چھوڑونگا آیا مین یہ کہکر پہاڑ کیطرف چلا اقیاش کشیدہ رو نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو مین اس سے
جاکر سامنا کرون ایک مرتبہ اسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہون آج اُسکا عوض لیلون اسد نے کہا اے اقیاش یہ نہایت
بہت زبردست ہے تم مقابلے کو نہ جاؤ اگر خدانخواستہ تمھارے لیے کچھ نوع دگر ہوا تو مین بھائی صاحب سے شرمندہ ہونگا
اقیاش سنکر کہنا اسد کا نہ سنا اور پہاڑ سے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست آیا مین تجھے سزا دینے کو اور مرکب پر سوار

ہو کر مقابلہ ہوا بعد لگاوٹ رزمی ایرج نے کہا اگر ایک مرتبہ تو میرے ہاتھ سے ذلیل ہو چکا ہی اب تجھے مقابلے کو نکلتے غیرت بھی نہ آئی اقیاش نے کہا کہ زخمی ہونے سے ذلت نہین ہوتی بڑے بڑے زخمی ہوتے ہین تو بھی اکثر زخمی ہوا ہی ایرج بولا خیر آج تیری قضا ہی میرے ہاتھ سے ہی جو حربہ تیرے پاس ہو حوصلہ نکال لے کہ کوئی حسرت دل مین نہ رہجائے اقیاش نے نیزہ مارا ایرج نے چند طعن مین نیزہ ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری ایرج نے دھار بچا کر ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالدیا زور ہونے لگا مرکب لنگر دن کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے کود کر گھوڑون سے سرگرم تلاش ہونے لگے کشتی ہونے لگی چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایرج نے لنگر اقیاش کا لوڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا سنبھلنے نہ دیا اور چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کر اُسنے لعنت کی ایرج نے دھڑ پر سے سر کھینچکر پھینکدیا اور اُٹھ کھڑا ہوا طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اسد گریان و نالان لاش اُسکی اُٹھوا کر لیگیا دفن و کفن کیا روتا ہوا شور انگیز بانو پاس آیا دیکھا کہ ملکہ منھ ڈھانکے ہوئے چیخ مار کر رو رہی ہی اسد نے اُسے گلے سے لگا کر کہا کہ ملکہ کیون روتی ہو تمھین کیا ہوا اگر اقیاش کے واسطے روتی ہو تو ملازم اسی دن کیواسطے ہوتے ہین وہ مرگیا اور اُسکے بھائی موجود ہین ملکہ بولی مین اقیاش کیواسطے نہین روتی ہون مین اسواسطے روتی ہون کہ اقبال شاہ ایرج نوجوان کو بھڑکاتا ہی اور ایرج پہاڑ پر چڑھکر آتا ہی ایسا نہو کہ ایک آدھ روز آنکھ چشم زخم پہونچے تو میرا کہین ٹھکانا نہین ہی مین کسکی ہو کر رہونگی مین تو بن موت مری ہاے وہ کونسی گھڑی تھی کہ مین گھر سے چلی تھی وہ کونسی ساعت تھی کہ مین عاشق ہوئی تھی یہ کہکر پھر رونے لگی اسد نے کہا کہ ملکہ روؤ نہ مین اُس حرامزادے اقبال شاہ کو مارے ہی ڈالتا ہون مجھے اقیاش کے خون کا عوض بھی لینا ہی یہ کہکر کوئی دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ اسد باہر چلا ہر چند ملکہ منع کرتی رہی نہ مانا اور باہر آکر ضرغام شیر دل سے کہا کہ بھائی آج چلکر اقبال شاہ حرامزادے کو پکڑ لانا چاہیے ضرغام نے کہا بہت اچھا آپ بیٹھیے مین جا کر ابھی لیے آتا ہون اسد بولا کہ بھئی ہم تم دونون چلین ضرغام نے دستبقچہ سامنے رکھا اسد نے سیاہ لباس پہنا تلوار ہاتھ مین لیکر ضرغام سے کہا چلو اور رخ لشکر ایرج کا کیا چار گھڑی رات گئے وہان پہونچا لشکر کی سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر آیا وہ سپاہی جو بیرا بدلانے کو اندر جاتے تھے اُنمین ملکر اندر بارگاہ کے آیا ایک کونے مین لپٹ کر کھڑا ہو رہا ایرج بیٹھا ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے کہہ رہا ہی کہ مین ہر چند چاہتا ہون کہ ملکہ شور انگیز بانو کو اسد سے چھینون مگر ایک نہ ایک رخنہ پڑجاتا ہی وہ میرے ہاتھ نہین لگتی اور اب شور انگیز بانو رہی کس کام کی مہینا بھر ہو چکا اُس دیوانے کے پہلو مین سوتی ہوئی اقبال شاہ اُس سے دست بردار نہین ہوتا دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی اقبال شاہ نے کہا ای ایرج نوجوان تم میرے واسطے زحمت کیون اُٹھاتے ہو اور میرے تو بدن مین جسوقت تک جان باقی ہی ملکہ کی محبت سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا اب دیکھیے کہ ملکہ گیتی افروز قبضے مین خداپرستون کے ہی اور کسیکا دسترس نہین مگر آپ کیسی بیقراری کرتی ہین اور ارادہ ہی کہ جسطرح ہو پہونچیے وہان اور لیجیے معشوقہ کو مگر ہمارا کون ہی جو حالت ہماری دیکھے اور ہمپر رحم کرے اور معشوقہ کو ہماری ہمسے ملائے یہ کہکر خوب رویا کہ آنکھین لال ہوگئین اور غزل عاشقانہ زبان پر لایا غزل

بسر یون رات فرقت کی تیرے ناشاد کرتے ہین
بہت ہم خود فراموشی مین تجکو یاد کرتے ہین
بہت تصویر اُسکی کھینچکر کھینچین گے خمیازہ
ابھی روتے ہین چپکے چپکے گہ فریاد کرتے ہین
گلی سے اپنی اُٹھواتے ہین میت اپنے عاشق کی
ارے یہ کیا قیامت مانی و بہزاد کرتے ہین
بھلا دیتا ہی دل سے دھیان تیرا رنج فرقت کے
اُسے برباد کرکے خاک بھی برباد کرتے ہین
اسیطرح اکثر اشعار متفرق پڑھتا تھا

اور روتا تھا ایرج اُٹھکر اقبال شاہ سے لپٹ گیا اور کہا کہ آپ روتے کیون ہین مین تو جانبازی کو موجود ہون پہلے آپکی معشوقہ کو آپ سے ملالون تو بعد اُسکے اپنی معشوقہ کی تدبیر کرونگا اور بہت سے تسکین آمیز کلام کیے جنکو سنکر اقبال شاہ چپ ہو رہا اسد نے یہ سب باتین سنین اور دل مین کہا کہ شور انگیز سچ کہتی ہی یہی حرامزادہ ایرج کو اشتعالک

دیا کرتا ہی خیر کہان جاتا ہی آج میرے ہاتھ سے بچکر جیا نک صبر کیا کہ دربار برخاست ہونا شروع ہوا جیسے ہی خدمتگار
حقہ وغیرہ اُٹھانے کو آئے اسد تو پہلے ہی سے بارگاہ کے باہر تھا لوگ اپنے اپنے خیمون کو جانے لگے سب کے بعد
اقبال شاہ اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا اسد پیچھے پیچھے چلا اقبال شاہ نے خیمے مین پہونچکر لباس اُتار اکھانا زہرمار کر
خواب مرگ مین گرفتار ہوا نگہبان جابجا قائم ہوئے پلنگ کے پہرے والے بھی تلوارین ننگی لیکر کھڑے ہوئے اسد اور ضرغام
نے پہلے بیہوشی اُڑا کر باہر والون کو بیہوش کیا بعد اُسکے پروانے بیہوشی کے اُڑائے کہ وہ شمعون پر گر گر کر جلے جنکے دھوئین
سے خدمتگار خاصبردار سب بیہوش ہوئے سب کے سر کاٹے اقبال شاہ کو دیکھا کہ بیہوش پڑا سو رہا ہی اسد نے آگے
بڑھکر شانہ ہلایا وہ گھبرا کر خواب سے بیدار ہوا کیا دیکھا کہ اسد تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہوا ہی اور سب خدمتگار خاصبردار
پڑے تڑپتے ہین جان نکل گئی بیتاب خطا ہو گیا اسد نے کہا کہ روشنین مین تمھین لینے آیا ہون لیچلکر شور انگیز کے
پہلو مین بٹھاؤنگا ملکہ کو دکھاؤنگا اقبال شاہ بولا کہ ای اسد دلاور مین ملکہ شور انگیز سے درگذرا نام بھی اُسکا کبھی
نلونگا اسد پکارا او حرامزادے کل پھر تو ایرج سے کیا کہ رہا تھا مین تو کھڑا ہوا سن رہا تھا کہ تو نے کہا جبتک میرے
بدن مین جان ہی مین ملکہ شور انگیز بانو سے دست بردار نہونگا اب چل مین ملکہ کو تجھے دکھا دون اقبال شاہ نے
ہاتھ باندھے کہ مجھسے خطا ہوئی اب جو مین نام بھی ملکہ کا لون تو مجھے قتل کیجیے گا اسد نے کہا کہ مین تجھے چھوڑتا کب ہون
ضرغام سے کہا کہ باندھ لے مشکین اسکی اگر یہ ذرا اپنے مقام سے حرکت کریگا تو ابھی اسے قتل کر ڈالونگا اقبال شاہ نے
کہا جو چاہے سو کیجیے اور چپکا پڑا رہا ضرغام نے خوب حلقہ ہاے کمند مین جکڑا اور پشتارہ کرکے چادر عیاری مین لپیٹ کر
روانہ ہوا صبح کو ایک غل ہوا کہ کوئی چوکیدارون کو مار کر اقبال شاہ کو لیگیا مالک بن ملکوت شاہ دوڑا ہوا ایرج
کے پاس آیا اور رو رو کر کیفیت بیان کی ایرج نے آکر دیکھا کہ کئی لاشین پڑی ہین اقبال شاہ نہین ہی شاپور شیر دل کو
بلایا کہا کہ یہ کون لیگیا اُسنے پیترا ضرغام شیر دل اور اسد کا پہچانا عرض کیا کہ اسد آکر اُسے پکڑ لیگیا اور ضرغام بھی ہمراہ
تھا بس یہ سنتے ہی مالک بن ملکوت شاہ سر پیٹنے لگا اور پچھاڑین کھانے لگا اور چیخنے لگا کہ ہاے فرزند اب دیوانہ کاہیکو
چھوڑیگا ایک تو وہ یون نہین ہم سب کا دشمن ہی دوسرے اقبال شاہ کا تو پورا رقیب ہی ایرج نے کہا کہ مین نے کمبخت کو بار
سمجھایا کہ ارے شور انگیز بانو سے ہاتھ اُٹھا اُسنے نہ مانا آخر کو یہ انجام ہوا کہ وہ دیوانہ جلکر پکڑ لیگیا اب کیونکر اسکے ہاتھ
سے چھڑائیے اور ای مالک بن ملکوت شاہ وہ دیوانہ اقبال شاہ کو پکڑ تو لیگیا ہی مگر قتل نہین کر سکتا ہی تم خاطر جمع رکھو
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اچھا ہرکارے جاکر خبر لائین دیو چہر عیار روانہ ہوا لیکن اسد جو مع ضرغام اقبال شاہ
کو لیے ہوئے آذر کوہ پر آیا صبح ہو چکی تھی سب نماز کیواسطے اُٹھے تھے رفیقون نے سلام کیا اور پوچھا کہ پیر و مرشد کسے لائے
کہا کہ لایا اُسی بد اقبال کو یہ کہکر فرمایا کہ میدان خونی تیار کرو ملکہ کو دکھا لاؤن تو آتا ہون سبھون نے کہا کہ آپ اسے قید رکھیے
جب ایرج پہاڑ پر چڑھکر آئے اُسے زیر تیغ بٹھائیے کہ وہ پلٹ جائیگا اسد نے کہا بھائیو مجھے خدا پر بھروسا ہی آخر اب تک
کیونکر بچا ہین اسے قید رکھون اور کوئی عیار آکر چھڑا لیجائے تو کیا کرون ہاتھ ملکر رہجاؤن جلد چرخی کھڑی کرا دو مین آیا
یہ کہکر اندر گیا ملکہ شور انگیز بانو انتظار مین بیٹھی تھی جاگ کر فکر مین صبح کی تھی نیند کا خمار آنکھون مین تھا کہا لو صاحب
لایا مین اس حرامزادے کو یہ کہکر پشتارہ رکھکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا کہ اقبال شاہ نے آنکھ کھولی دیکھا کہ اسد بیٹھا ہی
اور ملکہ پہلو مین بیٹھی ہی اسد نے کہا ای اقبال شاہ تو ملکہ کو دیکھ لو ملکہ بولی ای اقبال شاہ تم ہمارے عاشق ہوئے تھے
کہا کہ آپ میری پیر و مرشد ہین میری کیا مجال جو مین دم عشق کا بھرون اسد بولا او حرامزادے مین کب تیری باتین مانتا ہون
خاص تیرے بھڑکانے سے یہ کشت و خون ہوا کہ لاکھون آدمی طرفین کے مارے گئے ایرج کو زیر کوہ پڑے ہوئے اور زحمتین

کھینچتے ہوئے مہینون گذر گئے اگر تو نہ بھڑکاتا تو کاہیکو یہ حالت ہوتی بس بانی فساد تو ہی ہے تجکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور
پھر زخم کیا کہ آرزو تیری پوری کردی کہ ملکہ کو تجھے دکھا دیا یہ کہکر اقبال شاہ کو باہر لایا ہر چند اقبال شاہ نے گریہ وزاری
کی کچھ نہوا کہا کہ جلد اسے چرخی پر کھینچو بس جلادون نے رسی مین باندھکر اور تسمون مین جکڑ کر چرخی پر کھینچا بس اقبال شاہ
زمین سے بلند ہوا اسد مع رفیقا تیر کمان لیے تیار بیٹھا تھا کہ یکایک استنے تیر ایک مرتبہ پڑے کہ سارا بدن اقبال
شاہ کا چھلنی ہوگیا اور روح بس نکلکر وادی برہوت کو روانہ ہوئی اسد نے حکم دیا کہ نقارۂ شادمانی بجے اُدھر
تو نقارے پر چوب پڑی اِدھر اسد دلاور مع رفیقون کے بوق بجاتا ہوا قلعہ بھر مین کودتا پھرتا ہے ایک شور ہے کہ
وہ مارا آفتاب پرست حیران ہوئے کہ آج یہ نفیرین بوقین کیسی بج رہی ہین دیکھا کہ اقبال شاہ دار پر لٹک رہا ہے اور
دیو چہر عیار جو خبر کیواسطے آیا تھا روتا پیٹتا روانہ ہوا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے ہوکر ٹوپی سر سے دیماری
اور خبر مرگ اقبال شاہ کی سنائی اور کہا کہ دیکھیے وہ نفیرین بج رہی ہین خدا پرست خوشیان کر رہے ہین مالک بن
ملکوت شاہ نے پچھاڑ کھائی اور کہا کہ اب مزا زندگی کا نہین رہا جب ایسا بیٹا صاحب اقبال مرجائے تو زندگی ہیچ ہے
ایرج نے کہا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ اسکے عوض مین اگر اسد کو نہ مارا تو اپنا نام زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان
نہ رکھا آپ صبر کیجیے اور قضا اقبال شاہ کی آچکی تھی کیا اجارہ ہے بہت سی تسلی اور تشفی کی اور کہا کہ اب ارسلان شاہ کو
تخت پر بٹھایئے غرض ارسلان شاہ کو حمام کرا کے خلعت شاہی پہنا کر تخت پر بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے تاج اُسکے سر پر
رکھا اندرین گذرنا شروع ہوئین چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ شب آہنگ عیار عرضی قنود شاہ آفتاب پرست کی لیے ہوئے
آیا سلام کرکے عرضی ایرج کو دی ایرج نے اُسے کھولکر پڑھا آگاہ ہوا کہ نورالدہر کو قنود نے گرفتار کیا ہے اور قلعہ
مرصع حصار مین ہے بس مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ لیجیے عوض اقبال شاہ کے نورالدہر کو قتل کیجیے یہ کہکے مالک
کے ہاتھ مین وہ عرضی دی وہ بھی پڑھکر بہت خوش ہوا ایرج نے کہا کہ جواب عرضی لکھو کہ ای قنود مجکو آیا سمجھو اور شب آہنگ
کو خلعت دیا اور بہت کچھ انعام دیکر رخصت کیا وہ تو جواب لیکر روانہ ہوا ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ تم پہاڑ کو گھیر کے
پڑے رہو طرماسپ تمہارے پاس رہیگا مین جاکر نورالدہر کو قتل کرتا ہون اور فوج کو اُسکی شکست دیکر آتا ہون یہ سنکر
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ای ایرج آپ یہانسے گئے اور اسد نے آکر مجکو اور ارسلان شاہ دونون کو قتل کیا طرماسپ
سے وہ دبتا نہین ہے آپ نہ جایئے بلکہ طرماسپ کو بھیجدیجیے ایرج نے مجبور ہوکر طرماسپ کو فوج بہت سی دیکر مرصع حصار
کو روانہ کیا اور کہدیا کہ جاتے ہی پہلے نورالدہر کو قتل کر ڈالنا اُسنے عرض کیا کہ بہت خوب اور کوچ کرکے روانہ ہوا اقتضائے کار
شبرنگ عیار اسد کا یہان صورت بدلے کھڑا تھا جاکر تمام حال شب آہنگ کے عرضی لیکر آنے اور طرماسپ کا فوج
لیکر واسطے قتل نورالدہر کے جانے کا بیان کیا اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ بھائی تم یہانسے جاؤ پیشتر طرماسپ
سے مرصع حصار مین پہونچکر جسطرح ہوسکے بھائی صاحب کو قید سے رہا کرو اُسنے کہا بہت اچھا اور اُسی وقت
روانہ ہوا لشکر طرماسپ کا راہ مین چھوڑا آپ دوسرے روز غلغلین لگاتا ہوا مرصع حصار مین پہونچ گیا بارگاہ
ہرمز تاجدار مین پہونچکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالا کر عرض کیا کہ غلام شاہزادہ نورالدہر کی رہائی کو حاضر ہوا ہے
فرمایا کہ خدا تمھین جزائے خیر دے عرض کیا کہ چالاک کہان ہے ارشاد ہوا کہ وہ بہت علیل ہے ضرغام اُسکے دیکھنے کو آیا
دیکھا کہ تپ سے زرد و ضعیف ہو رہا ہے سلام کیا اور دوڑکر لپٹ گیا چالاک آبدیدہ ہوا کہا کہ بھائی خدا بچائیگا تو جیتے
نہین تو انکی بے طرح پڑے ہین دعا کے امیدوار ہین اگر ہم اچھے ہوتے تو شاہزادہ کاہیکو قید رہتا محنت اور مشقت
کرکے چھڑاتے ضرغام بولا بھائی صاحب خدا آپ کو اچھا کیے دیتا ہے آپ اسقدر ہراسان کیون ہین آپ نے تو بڑے

بڑے کام کیے ہین کہ ایسے کسی سے کاہیکو ہونگے بڑون کی بڑی بات ہی آپکے تو بڑے نام ہین اور آپ دعا کرین تو مین شاہزادے کی رہائی کو جاؤن چالاک بولا کہ بھائی تمھارا خدا نگہبان ہی جاؤ دیر نہ کرو ضرغام سلام کرکے روانہ ہوا گرد قلعۂ مرصع حصار کے چرخ مارنے لگا گھات دیکھنے لگا کہین راستہ پاؤن تو اندر قلعے کے جاؤن جسطرف جاتا ہی دیکھتا ہی کہ نگہبان پاسبان نہایت ہوشیار بیٹھے ہین اوپر قلعے کے روشنی ہو رہی ہی لوگ پہرا دے رہے ہین ضرغام پھرتے پھرتے ایک طرف جو آیا دیکھا کہ ایک برج مین کوئی مرد سپاہی بیٹھا ہی او رافیون جو کسیقدر پیتا ہی اسوجہ سے اونگھ رہا ہی کبھی آنکھ کھل جاتی ہی کبھی بند ہو جاتی ہی حقہ منہ سے لگا ہوا ہی دل سے کہا کہ ای ضرغام یہی مقام گھات کا ہی اسی طرف سے چلیے جب دیکھا کہ وہ پینک مین گیا کمند مار کر ضرغام اوپر چڑھ گیا وہ سپاہی غریب آنکھین بند کیے بیٹھا تھا کہ ضرغام نے اُسکا گلا داب کر اُسے مار ڈالا اور آپ وہانسے اُسکی شکل بنکر نیچے اُترا دوسرے درجے مین او پہرے والے تھے اُنمین آکر بیٹھا دو ایک نے پوچھا کہ کیون بھئی کہا کہ اکیلے دم گھبراتا ہی یہ کہکر گنڈیریان چھیل چھیل کر ہر ایک کو بھاٹ پر لگایا اور سب گنڈیریان کھا کر بیہوش ہوئے اُن سب کے بھی سر کاٹ لیے اب جو نیچے اُترا تو صبح ہو چلی تھی اپنے دل مین کہا کہ دن کو پوشیدہ ہو کر بیٹھیے رات کو زندانخانہ تلاش کیجیے یہ سوچکر ایک طرف کو روانہ ہوا قریب دروازۂ اختم کے پہونچا دیکھا کہ ایک صفہ ہی اور اُسپر درخت چنار لگا ہوا ہی نہایت کہنہ اور گرد سبزہ زار ہی ضرغام اُسی درخت چنار کے نیچے ایک بیمار کی صورت بنکر لیٹ رہا یہان صبح کو قنود آفتاب پرست کو خبر ہوئی کہ فلان پہرے کے چار سپاہی قتل کیے پڑے ہین اُسیوقت شب آہنگ کو بلوا کر کہا کہ دیکھ تو سہی کسنے ان سب کو مارا وہ اُسیوقت روانہ ہوا اور آکر بیترا ضرغام کا پہچانا آکر قنود سے کہا کہ ضرغام شیر دل عیار اندر قلعے کے آیا ہوا ہی اُسنے ان سپاہیون کو مارا ہی کہا کہ جلد تلاش کرو نہین تو اندیشے کی بات ہی ایسا نہو کہ نور الدہر کو چھڑا لیجائے تو غضب ہو شب آہنگ پھر وہین آیا اور عیار بھی اسکے ساتھ ہین وہانسے نشان قدم ضرغام کا دیکھتا ہوا چلا یہانتک کہ اُس مقام پر پہونچا جہان ضرغام صورت بیمار کی بنا ہوا پڑا تھا اُس درخت چنار پاس آکر دیکھا کہ اب نشان قدم غائب ہین اور کسی طرف نہین معلوم ہوتے دیکھا بیمار کو غور سے کہ پڑا ہوا کراہ رہا ہی آواز آہ آہ کی بلند ہی اپنے دل مین کہا ای شب آہنگ یہی ضرغام ہی کہ بیمار بنا پڑا ہی بس ایک ٹھوکر دی کہ اُٹھ مکر کرکے پڑا ہی مین نے پہچان لیا تجکو کہ ایک آواز آئی کہ ارے کچھ خوف خدا بھی تجھے ہی کہ دست و پا شکستہ کو ایذا دیتا ہی شب آہنگ نے نیمچہ کھینچا کہا کہ اُٹھ او مکار نہین تو ایک ہاتھ مارتا ہون کہ دو ٹکڑے ہونگے ہمسے مکر کرتا ہی ہم اُڑتی چڑیا پہچانتے ہین اور ہاتھ نیمچے کا بلند کیا دیکھا ضرغام نے کہ یہ بدذات جہاندیدہ ہی کبھی فریب مین نہ آئیگا یہ بھی خنجر اٹھارہ من کا باندھتا ہی بس وہ خنجر کھینچکر اور چمک کر اُٹھا نعرہ کیا کہ او حرامزادے پہچان لیا تو کیا کر لیگا یہ کہکر خنجر مارا کہ سینہ کو توڑ کر پشت کے پار گذر گیا ضرغام نے خنجر کھینچا کہ کلیجا شب آہنگ کا کٹ گیا اور وہ گر کر تڑپنے لگا غل ہوا کہ ارے شب آہنگ کو مار الینا اسے جانے نہ پائے اور تمام شاگردون نے شب آہنگ کے ضرغام کو گھیر لیا نیمچہ عیار ہی پکڑ پکڑ کر مستعد پیکار ہوئے اب ضرغام کا خنجر چل رہا ہی کہ اللہ کی پناہ جسپر پڑا دو ٹکڑے جو قریب آیا مارا گیا ضرغام قتل کرتا چلا جاتا ہی اور اِدھر عیار اور پیادے برابر چلے آتے ہین غل ہی کہ مارلو پکڑلو جانے نہ پائے ارے غضب کیا اسنے کہ قلعے مین آیا اور شب آہنگ سے عیار کو مارا ضرغام جسکو خنجر مارتا ہی وہ پھر ملکر پانی بھی نہین پیتا ایکبارگی خبر قنود کو ہوئی کہ شب آہنگ ہاتھ سے ضرغام شیر دل کے مارا گیا اور بہت سے عیار شاگرد اسکے قتل ہوئے ضرغام بڑا شیر دل ہی اُس سے عیار پیش پائے یہ ناممکن ہی لڑ رہا ہی ابتک زخمی بھی نہین ہوا قنود نے مجنون تیغ بند سے کہا کہ لیجیے اور سنیے عیار تک ایسے زبردست ہین اسکا مارنا جملہ واجبات

سے ہی مجنون بولا بھیجے کسیکو کہ اُسے زندہ پکڑ لائے یا سر اُسکا لائے مگر رفیق ہی اسکا شدید آفتاب پرست یہ اُٹھ کھڑا ہوا اور بہت سی فوج ہمراہ لیکر روانہ ہوا دوپہر کو وہان پہونچا سنا کہ صدہا آدمی ضرغام کے ہاتھ سے مارے گئے ہین اور ابتک ایک ذراسی بھی اُسکے چپیٹ نہین آئی بس یہ سنکر شدید آفتاب پرست حیران ہوا فوج جو ساتھ تھی اُس سے کہا کہ جاؤ اور اُسے گرفتار کرو بس یہ حکم سنتے ہی وہ بھی سب تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے لینا لینا کا غل ہوا اُدھر ضرغام لڑ رہا ہی جس غول مین جا پڑتا ہی لاش پر لاش گرا دیتا ہی دن بھر لڑا اب رات ہوگئی چاہا کہ نکل جائے کہین راہ نہ پائی دل مین کہا کہ قضا تجھے لائی تھی افسوس ہی کس بے بسی سے مارے گئے خیر جو مرضی الٰہی لڑتے لڑتے کوئی پہر رات آئی ہی اب ہاتھ ضرغام شیر دل کا تھک گیا ہی اور پانوٴن بھی شل ہو گئے ہین پیترا ٹھیک نہین رہتا اب دل کو رجوع کیا ہی پروردگار کیطرف دعا مانگ رہا ہی اور ایک جگہ کھڑا ہوا ہی جو آگے بڑھتا ہی اُسے مار لیتا ہی لوگون کی یہ کیفیت ہی کہ کوٹھون پہ چڑھ گئے ہین چور رہتا ہین روشن ہین چہار طرف سے اُنگلیان اُٹھ رہی ہین کہ میان دیکھو کیا بہادر ہی چھ پہر ہو چکے ہین لڑتے ہوئے اور اب بھی کسیکو قریب نہین آنے دیتا ہی یہی ذکر ہی اب کوئی دوپہر رات گئی ہوگی کہ ایک سمت سے نعرہ ہوا منم ضیغم روز ہیجا شیر بیشہ وغا انجم سپہر شجاعت در دریاے فتوت صف شکن وصفدر یعنے اسد بن کرب دلاور اور ایک طرف سے نعرہ ہوا منم ابراہیم بن مالک اژدر ایک طرف سے نعرہ ہوا منم علقمہ بن جمہور ایک نعرہ ہوا کہ منم مرزنگ بن مرزبان ایک نعرہ ہوا کہ منم معظم خان بن بہرام الغرض اسیطرح بارہ نقابدار آکر گرے فوج کا ستھراؤ کر دیا اب ضرغام کا دل بھی شیر ہوا پکڑ کر خنجر جا پڑا اور مارنا شروع کیا لیکن دل مین کہتا ہی کیا اسد بھی میرے پیچھے چل چکا تھا لیکن قلعہ سے راہ کیونکر پائی مین تو بہ تدبیر آیا تھا یہ اس خیال مین ہی وہان جو نقابدار اسد کے نام سے گرا تھا قضاے کار اتفاقات روزگار اُسکا اور شدید کا سامنا ہو گیا شدید آفتاب پرست نے نعرہ کیا کہ او نقابدار تو اسد کا نام لیتا ہی جائیگا کہان میرے ہاتھ سے یہ کہکر تلوار کھینچکر چلا تھا کہ نقابدار نے تیر کمان مین رکھکر جو مارا تو توڑ کر سینۂ شدید کو پار گذر گیا کہ وہ خطا شعار گرا اور تڑپنے لگا گوشۂ امن دامان ڈھونڈھنے لگا ساتھ والے سہم گئے اور جو نقابدار تھے اُنھون نے بھی لاش پر لاش گرادی رعب بندھ گیا بعد اُسکے ضرغام کو حلقے مین لیکر ایک راہ سے راہی ہوئے ایک دروازہ باغ کا تھا اُسمین چلے گئے کسی نے تعاقب بھی نہ کیا یہان نقابدار ضرغام کو لیے ہوئے باغ مین آئے تھے ایک بارہ دری بنی ہوئی تھی ضرغام سے کہا کہ آپ بیٹھیے ضرغام نے سجدۂ شکر کیا اور نہایت تھکا ہوا تھا سو گیا صبح تک ہوش نہ رہا مگر یہان رات بھر لوگ ضرغام کو ڈھونڈھا کیے کہین پتا بھی نہ لگا آکر قنود کے سامنے لاش شدید آفتاب پرست کی رکھدی اور تمام حال بیان کیا قنود نے کوتوال شہر کو بلا کر کہا کہ خانہ تلاشی کرو ڈھونڈھو کون ضرغام کو لیگیا کوئی اسکا دوست یہان ضرور ہی کوتوال نے عورت مرد تلاش کیواسطے گھرون مین بھیجے تمام شہر مین ایک ہلڑ ہی خانہ تلاشیان ہو رہی ہین بیچارے شریف جو ہین وہ کٹے مرتے ہین غیرت سے اُبر چھری پھر رہی ہی نیچ لوگون کا کیا ذکر ہی اُنکے کان پر جون نہین رینگتی بلکہ ایک دل لگی ہی مگر یہان ضرغام شیر دل جو سو کر اُٹھا خواصون نے پانی لاکر رکھدیا اُسنے وضو کیا نماز پڑھی وظیفے سے فراغت حاصل کی اب بیٹھا سوچ رہا ہی کیا تدبیر کرنا چاہیے کہ یکایک ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کشادہ گیسو سنبل مو پری پیکر سمن بر گلعذار سرو نوبہار خوبصورت نیک سیرت فخر لیلی و رشک شیرین سامنے سے نمودار ہوئی انیسین جلیسین ہمراہ آتے ہی مسند پر بیٹھ گئی ضرغام نے سلام کیا اسنے جواب سلام دے کر کہا ای عزیز وہ نقابدار ہمین ہین جو اسد بنکر گئے تھے اور تجھے چھڑا کر لائے ضرغام بولا کہ آپ نے میری جان بخشی کی مین ممنون احسان ہون اُسنے کہا تو نے مجھے جانا مین کون ہون ضرغام بولا ارشاد فرمایے کہا کہ مین بیٹی ہون قنود آفتاب پرست کی ملکہ گلرخ میرا نام ہی اور مائل ہون نور الدہر پر لیکن کوئی صورت رہائی کی مجھسے نہین ہو سکتی ضرغام بولا آپ

خاطر جمع رکھیے مجکو فقط زندانخانہ اُسکا بتا دیجیے مین تو مخصوص اُنکی رہائی کیواسطے آیا ہون وہ ضرغام کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بالاے قصر آئی اور حجرۂ قید نورالدہر کا دکھایا ضرغام نے دن تو کاٹا رات کو حلوائیون سے حلوا پکوا کر دروازۂ زندان پاس آیا دربانون سے کہا کہ ملکہ نے نذر مانی تھی کہ قیدیون کو حلوا کھلاؤنگی سو تم لوگ نام کیواسطے قسم کھانے کو اُس قیدی کو بھی ذرا سا دیدینا باقی جیسکو مزے کرو موکلان زندان نے سب حلوا لیکر آپس مین بانٹ کھایا خوب ہنستے پڑے آخر کو چھینک مار مار کر بیہوش ہوئے ضرغام نے سب کے سر کاٹے قفل توڑ کر اندر آیا شاہزادے کو سلام کیا نورالدہر نے ضرغام کو دعا دی کہ عجب وقت مین تم کام آئے اور بھی بہت جلد آئے ضرغام نے عرض کیا اب جلد میرے ساتھ چلیے نورالدہر نے قید کو توڑا ضرغام اپنے ساتھ لیے ہوئے باغ مین ملکہ گلرخ کے آیا نورالدہر نے دیکھا کہ ایک حور ہی کہ بیٹھی ہوئی ہی بیساختہ منھ سے واہ دل سے آہ نکلی طبیعت فریفتہ ہوئی ضرغام نے چپکے سے کچھ شاہزادے کے کان مین کہا نورالدہر آتے ہی پہلو مین ملکہ کے بیٹھ گئے ملکہ بسبب حیا کے کھنچنے لگی بولی کہ مردوے تجھے یہ کیا ہوا ہی میرے ہی پہلو مین تیری جگہ ہی نورالدہر جوش محبت سے بیتاب ہی یہ رنگ صحبت کا دیکھکر انیسین جلیسین ملکہ کی کوئی پیشاب کے بہانے سے اور کوئی پانی پینے کے فقرے سے سب چلی گئین ضرغام بھی ہٹ گیا بالکل تخلیہ ہو گیا اب تو نورالدہر نے ہاتھ ملکہ کا کھینچا اور گود مین اُٹھا کر مسہری پر لیگیا پردے چھوڑ دیے اب نہین معلوم کیا ہوا پردے کا حال کوئی کیا جانے غرض خوب حسرتین امیدین برآئین اب کوئی دو پہر رات گئی ہوگی کہ نورالدہر کو جوش شجاعت آیا ملکہ گلرخ سے کہا کہ صبح ہولے تو جاکر قنود سے سمجھون ملکہ گلرخ نے کہا اے شہریار آ مین تمکو خوابگاہ قنود کی بتا دون اور اپنے ساتھ لیے ہوئے صحن مین آئی کہ وہ جو روشنی معلوم ہوتی ہی وہی خوابگاہ میرے باپ قنود آفتاب پرست کی ہی اُسیوقت جو کچھ کرنا ہو کر گذریے اسلیے کہ آپ تنہا ہین وہ بھی تنہا ہوگا بس نورالدہر یہ سنکر اُسیوقت سلاح جنگ آراستہ کرکے چل کھڑا ہوا اور کوٹھون کوٹھون اُس حجرے مین گیا کہ جہان قنود کا پلنگ لگا ہوا تھا نعرہ کیا کہ اے قنود خواب غفلت سے بیدار ہو کہ مین تیرے سر پر مانند اجل کے کھڑا ہون قنود جو نعرے سے شاہزادے کے چونکا دیکھا کہ نورالدہر سرہانے کھڑا ہوا ہی حیران ہوا کہ یہ خواب ہی یا خیال ہی آنکھین بند کرلین نورالدہر نے پھر آواز دی کہ اے قنود اُٹھتا نہین ارے یہ خواب نہین ہی عین بیداری ہی دیکھ قدرت خدا کو کہ تیری بیٹی نے مجھے چھڑایا بس یہ سننا تھا کہ قنود چونکا سپر تلوار اُسکے پہلو مین رہتی ہی بس قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالتا ہوا اور سپر کو سنبھالتا ہوا اُٹھا نعرہ کیا کہ کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر تلوار نورالدہر پر ماری شاہزادے نے اپنی سپاہگری دکھائی کہ بیخوف و خطر ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالدیا اور تلوار چھین لی بعد اُسکے کمر زنجیر پکڑ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا بس سینے پر چڑھ بیٹھا اور فرمایا کہ دین اسلام قبول کر ورنہ قتل کرونگا قنود نے کہا مین نے معلوم کیا کہ دین آپکا برحق ہی کہ خدا آپ کو کن کن آفتون سے بچاتا ہی مین نے بصدق دل دین اسلام قبول کیا نورالدہر اُسکے سینے پر سے اُترا وہ قدمون سے لپٹ گیا نورالدہر نے کلمہ تعلیم کیا وہ مسلمان ہوا اب صبح ہو گئی ہی قنود شاہزادے کو لیے ہوئے ایوان بادشاہی مین آیا اور اعلان کیا کہ صاحبو مین تو مسلمان ہوا اور غلامی اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی تم سب بھی مسلمان ہو سب رفیق اسکے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے مگر مجنون تیغ بند خبر مسلمان ہونے قنود آفتاب پرست کی سنکر خدمت مین ایرج کی روانہ ہوا اُدھر قنود نے نورالدہر سے دست بستہ عرض کیا کہ مین نے ملکہ گلرخ کو حضور کی کنیزی مین دیا شاہزادے نے فرمایا کہ وہ میری محسن ہی مین نے اُسکو خاتون محل کیا پھر تو دروازہ شہر کا کھولدیا ضرغام اُسی وقت خدمت مین بادشاہ ہرمز تاجدار کے روانہ ہوا لیکن یہان دو دن ہوئے ضرغام کو گئے ہوئے ہرمز تاجدار نہایت فکرمند بیٹھے تھے دربار جمع تھا کہ اتنے مین

ضرغام سامنے سے نمودار ہوا اسلام کیا عرض کیا کہ چلیے اندر قلعے کے شاہزادہ چھوٹ گیا اور قنود مسلمان ہوا یہ سنکر
ہرمز تاجدار اُسی وقت مع لشکر فراوان قلعۂ مرصع حصار مین آئے نورالدہر استقبال کرکے لیگئے قدمبوسی بادشاہ
کی حاصل کی قنود نے چاہا کہ شادی ملکہ گلرخ کی ساتھ نورالدہر کے دھوم سے کرے شاہزادے نے جواب دیا کہ مجھے
عذر نہ تھا لیکن بھائی میرا اسد بن کرب دلاور پہاڑ پر گھرا ہوا ہی مجھے اُسکی مدد کو جانا لازم ہی غرض ایک دن مین سب
رسوم ہو گئے اور شادی ملکہ گلرخ کی نورالدہر کے ساتھ ہوئی شاہزادہ نورالدہر نے قنود سے کہا کہ اب آپ میرے
بزرگ ہو چکے جو مین کہون اُسے قبول کیجیے اُسنے عرض کیا کہ جو ارشاد ہو فرمایا کہ بادشاہ یہانکا شہنشاہ مرصع پوش ہی
تم اُسکی نیابت کرو ہمارے ایمان کا یہ تقاضا ہی کہ جسکا حق ہوتا ہی اُسکو دیتے ہین حق تلفی نہین کرتے قنود بولا مجھے بسر و چشم
منظور ہی اُسیوقت شہنشاہ مرصع پوش کو بلوا کر خلعت دیا یہانکا بادشاہ کیا قنود کو نائب کیا بعد اُسکے جہان جہان
پرستش گاہین آفتاب پرستون کی تھین اُنکو تڑوا کر مسجدین قائم کین سکہ نام پر ہرمز تاجدار کے جاری کیا بعد اُسکے
مہتر ضرغام شیردل کو بہت بھاری خلعت عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ تم ہمارے آنے کی خبر جلکر اسد کو دو کہ ہم انشاءاللہ
بہت جلد آتے ہین اسلیے کہ صرف مشتری حصار بیچ مین ہی ضرغام تو سلام کرکے پیغام لیکر انعام پاکر روانہ ہوا شاہزادہ
نورالدہر نے بھی دوسرے دن کوچ کیا انھین تو راہ مین چھوڑ لیے

اب دو کلمے احوال ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج اقبال شاہ کے غم مین سیاہ پوش بیٹھا ہی کہ رہا ہی مالک بن ملکوت شاہ سے کہ اب دیکھیے کہ ادھر تو نورالدہر
کا سر مین نے منگوایا ہی اُدھر اس دیوانے کا کام تمام کرتا ہون یہی باتین تھین کہ سامنے سے جوڑی ہرکارون کی پیدا
ہوئی دعا و ثنائے بادشاہی بجا لا کر عرض کیا کہ قارن قمر مین جواب آپکے نامے کا لیکر آتا ہی یہ سنتے ہی ایرج اور بھی
مسرور ہوا حکم دیا کہ سب سردار قارن کے استقبال کو جائین اور اُسے باعزاز و اکرام لائین کہ بہت بڑا کام کرکے آیا
ہی اور خود بھی دروازۂ بارگاہ تک آیا اور استقبال کرکے اپنے ساتھ لایا اور علیحدہ لیے چلا گیا اور گلے مین ہاتھ ڈالکر
حال پوچھا قارن نے پہلے تو ٹوپی اپنی اُتاری اور کہا کہ دیکھیے اسقدر جوتیان پڑین کہ بیچ کھوپڑی مین تو ایک بال نہین
رہا اور جواب نامے کا دکھایا کہ جسپر ہزار ہا گالیان لکھی ہوئی تھین مہرادمرتد تو بڑا رازدان ہی یہ بھی اُس صحبت مین موجود
تھا کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان اب آپکو ثابت ہوا کہ اُنکو محبت آپ سے ہی یا نہین اگر محبت نہوتی تو قارن کو مروا
ڈالتین اور جواب نامے کا کبھی نہ لکھتین ایرج نے کہا یہ سچ کہتا ہی اُدھر قارن نے اُسکی تعریف کرنا شروع کی کہ خداوند
مین پردے کے پاس بیٹھا ہوا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مکان برج آفتاب ہی اور سلیقہ بیان کی کیا تعریف کرون یہ فصاحت
یہ بلاغت عورت مین دیکھی کاہیکو تھی یہانتک تعریفین کین کہ ایرج محو ہو گیا قارن قمر مین کو بٹھا کر اسکے چارون طرف
اشرفیان اسقدر ڈھیر کرائین کہ یہ اُنمین پوشیدہ ہو گیا مالا مال کر دیا اب خلوتخانے سے باہر آیا اُس خط کو دیکھتا ہی خوش
ہوتا ہی اُن گالیون کو پڑھتا ہی ہنستا ہی غرضکہ اُس خط کو سونے سے منڈھوا کر تعویذ بازو کیا نہایت خوش کمال مسرور
حکم کیا کہ طبل جنگ بجے کل صبح کو اس دیوانے کو مارونگا اُسی وقت نقارۂ حربی پر چوب پڑی اور صدا نقارے کی
پھیلی یہ خبر اسد کو ہوئی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی کل پہاڑ پر یورش کریگا کہا کچھ پروا نہین ہی خداے ما بزرگ است
ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا چار پہر رات غلغلہ رہا صبح کو اسد قلعہ پر آکے
بیٹھا اُدھر سے آفتاب پرست نمایان ہوئے ایرج آگے آگے پیچھے تخت ارسلان شاہ کا غرض تمام فوج سامنے قلعے کے آئی
ایرج نے مرکب کو آگے بڑھا کر پکار کر کہا کہ او دیوانے آج تجھے زندہ کب چھوڑتا ہون کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اسد پکارا

او بزاز بچے کیا بکتا ہی یہانتک آئیگا تو حال کھلیگا ایرج غیظ و غضب مین آکر چلا تھا کہ دامن صحرا سے گرد اُڑی اور دفعتہً
قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو پانچ نقابدار پیدا ہوئے ایک تو بنفشہ پوش اور دو سبز پوش دو سرخ پوش لاکھ سوار
اُنکے ہمراہ کہ ایک گرد اور اُڑی اُسمین سے ایک نقابدار یاقوت پوش پیدا ہوا اور وہ بھی آکر اُنھین نقابدارون مین
شامل ہوگیا اب چھ نقابدار ہوئے سب نے پکار کر کہا کہ او آفتاب پرست نامرد کوئی زخمیون کو بھی قتل کرتا ہی اب لحظہ
تیرے ہم ہین ایرج نے سر دھنا کہ کیا نصیبہ اس دیوانے کا ہی کہ ہر مرتبہ میرے ہاتھ سے بچ جاتا ہی اور اُن نقابدارون
کیطرف پھرا اسد پکارا کہ او پاجی اب کہان پھرا جاتا ہی آ تو حقیقت کھلے ایرج چپکا چلا آتا ہی کچھ جواب نہین دیتا سامنے آکر نعرہ
کیا کہ ای نقابدارو آؤ میرے مقابلے کو بس نقابدار بنفشہ پوش مرکب اپنا چمکا کر سامنے آیا بعد از تگاورزنی نیزہ بازی ہوئی ایرج
نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے تلوار ماری ایرج تلوار اُسکی پکڑلی اس نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا لگا زور ہونے
گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اُتر کر گرم تلاش ہوئے دن بھر کشتی رہی شام کو بھی جدا نہوئے رات بھر لڑا کیے دوسرے دن ایرج نے
لنگر نقابدار کا توڑا سر سے بلند کیا زمین پر مارا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا مشکین باندھلین وہانسے لیکر پھرا خیمے مین آیا بیٹھا کہا
کہ لاؤ نقابدار کو لوگ اُسے لائے نقابدار نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے حکم دیا
کہ نقاب اُسکی اُٹھاؤ جب نقاب دور ہوئی دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ ہی اٹھارہ برس کا سن ہاتھ پیر خوبصورت لندھور
سے ایرج نے پوچھا کہ آپ پہچانتے ہین کہ یہ کون ہی لندھور بولا کہ مین نے اسے بہت کمسن زرائل مین دیکھا تھا اُسنے
کہا کہ نام میرا گیرنگ بن مرزبان ہی اور نواسا ہون گیرنگ زرائلی کا ایرج نے کہا کہ آؤ اور میری بیعت اختیار
کرو اُسنے کہا کہ یہ کبھی نہو گا کہ مین کافر کی بیعت کرون حکم دیا کہ لیجاؤ زندانخانے مین قید کرو بعد فیصلے نقابدارون کے سمجھا
جائیگا اور حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت کوس حربی پر چوب پڑی یہ خبر نقابدارون کو ہوئی اُنھون نے بھی طبل بجوایا
رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اسد بھی آکر قلعہ کوہ پر بیٹھا صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا
ایک نقابدار سبز پوش مقابلے کو نکلا نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا نقابدار آگ ہوگیا کہا کہ ای
آفتاب پرست غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا لیکن نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی است
بازی خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ دھوکا دیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر اور تیغ آبدار کھینچکر ایک ہاتھ ایرج پر مارا ایرج نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار کی دھار سے لڑی رہی جب تلوار نزدیک سپر کے پہونچی ہاتھ سے سپر چھوڑ دی کہ علی بند
سپر کا پشت کی جانب جا جھولا اور پنجہ ایلی دراز کر کے جھٹکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین
لے ممکن نہوا زور ہونے لگے گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے دونون گھوڑون سے کودے کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی رات کو
بھی جدا نہوئے چار پہر رات کشتی رہی صبح کو دوپہر دن چڑھے لنگر نقابدار کا لوٹا ایرج نے اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر
زمین پر مارا مشکین باندھلین لیے ہوئے چلا گیا اور حکم دیا کہ اسے بھی قید کرو ان تینون نقابدارون کو بھی پکڑلون تو
سمجھونگا نقابدار کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے مین بھیجا ایرج نے پھر طبل جنگ بجوایا دوسرے دن دوسرے
نقابدار سبز پوش نے سامنا کیا ایرج نے اُسکو بھی دس پہر کی کشتی مین زیر کیا اسے بھی زندانخانہ مین بھیجکر طبل بجوا کر
صبح کو میدان مین آیا نقابدار سرخ پوش نکلا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار چلی ایرج نے قبضہ شمشیر پکڑلیا
اس سے بھی ایک دن رات کشتی رہی پہر دن چڑھے لنگر نقابدار کا لوٹا ایرج نے اُٹھا کر زمین پر مارا مشکین
باندھکر لیے ہوئے چلا گیا پھر طبل بجوا کر چوتھے دن اُس نقابدار سرخ پوش کو بھی پکڑ لیگیا چار دن نقابدارون کو

اُسیوقت لوگون نے حاضر کیا اُنھون نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے کہا کہ نقابین
انکے چہرون پر سے دور کرو اُسیوقت نقابین اُترگئین چارون جوان خوبصورت حسین بارہ بارہ برس کے سن وسال سبزہ
رنگ زلفین عنبرین خلیلی اُنکے چہرون پر ہویدا نشانیان اولاد صاحبقرانی کی ظاہر پوچھا کہ حال اپنا ظاہر کرو سبزپوشون نے کہا کہ ہم
گمنام بیٹے بدیع الزمان نامور نواسے جمشید تاج بخش کے ہین نورالعیان و نورالزمان ہمارے نام ہین اور دونون
سرخ پوشون نے کہا کہ ہم اولاد شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے ہین اور ملک زادہ و ملک شاہ
ہمارے نام ہین اور ملکہ لعل دخت بیٹی لعلان لعل قبا کی ہماری مان ہی بس یہ سنکر ایرج نے کہا کہ باپ سے تم دونون کے مجھسے
کمال محبت ہی تو میری بیعت اختیار کرو سب نے کہا کہ ہم اولاد صاحبقران ہین ہم کافر کی بیعت نہین کرتے ہمین جان دینا
گوارا ہی کہ لندھور بولا صاحبزادو بیعت کرنے مین کیا نقصان ہی اپنے لڑکپن پر رحم کرو بیعت کرکے چاہو یہان رہو چاہو چلے جاؤ
دوستی کا ایرج کی دم بھرے جاؤ جسوقت تک کہ حمزۂ صاحبقران آئین اُن چارون نے کہا کہ اے ہندی تو نے نمک
صاحبقران کا حلال کیا ایرج پر عاشق ہوکے خوب اُسکا ساتھ دیا مرحبا صد مرحبا اسیواسطے تجھے حمزۂ صاحبقران چھوڑ گئے
تھے کہ تو ملک کو اُنکے برباد کرے اور ہماری طرفداری نہ کرے خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہی جان دینگے اور بیعت نہ کرینگے لندھور
انکی باتون سے نہایت برہم ہوا اور سر جھکا لیا ایرج نے کہا کہ لیجاؤ زندانخانے مین قید کردو یہ نقابدار جو چھٹا باقی ہی کل اُسے بھی
پکڑ لاؤن تو سمجھا جائیگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارے گڑگڑائے یہ خبر لشکر مین نقابدار کے پہونچی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی
نقارۂ رزمی بجے رات بھر تیاری رہے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین کڑکیتون نے کڑکا کہا نقیب
نقابت کرکے چلے گئے ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا نقابدار یاقوت پوش
شتر پرند کو بڑھا کر مقابل ایرج ہوا ایرج اُس سے نیگاور زن ہوا مرکب برابر سے ہٹے شتلکر رالون مین پھیر کر مرکبون کو ایک
نے دوسرے کا سامنا کیا ایرج نے کہا اے نقابدار دیکھا تو نے کہ مین کسطرح اُن پانچون نقابدارون کو پکڑ لیگیا تجکو بھی باندھکر
مشکین لیجاؤنگا بہتر یہی کہ تو بغیر لڑے میری بیعت اختیار کر نہین تو اُسیطرح میرے ہاتھ سے ذلیل ہوگا نقابدار بولا کہ تو
اُن نقابدارون کو کیا پکڑ لایا ہی کہ بڑا مغرور ہوگیا ہی اتنا غرا نہ کر کہ غرور خدا کو ناپسند ہی نہین سنا تو نے شعر مرا و را رسد کبریا و منی +
کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی + یہ کبر و غرور خدا کو سزاوار ہی اور جو تجھسے ہوسکے قصور اور کوتاہی نہ کر بس ایرج نے نیزہ
اُسپر مارا اُسنے اپنے نیزے سے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے خوب نیزہ چلا لیکن مطلب کسیکا حاصل نہوا سنانین نکل گئین خالی ڈانڈین
ٹیک ٹیک کر تلوارین کھینچ لین نقابدار نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے باجرات و جوانمردی رد کی اور اپنا وار نقابدار پر
کیا نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ایرج کی سپر سے کب رکتی ہی کاٹکر سپر کو خود پر گری جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اُتری
نقابدار نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی نقابدار نے اپنے شتر کو جو اشارہ کیا وہ لیکر اُڑا ساتھ والے نقابدار کے اپنے اپنے
شترون کو اُڑا کر راہی ہوئے ایرج پھر داخل لشکر ہوا بارگاہ مین بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی کہا کہ لاؤ قاسم و
بدیع الزمان کے بیٹون کو جب وہ آئے اُنسے کہا اب بھی کچھ نہین گیا ہی آؤ اور بیعت میری اختیار کرو اُنھون نے جواب دیا
کہ ہم یہ ننگ گوارا نہ کرینگے تو ہمین قتل کر لندھور نے پھر سمجھایا اسے بھی برا بھلا کہا ایرج نے کہا خیر لیجاؤ کل صبح کو مین انھین قتل
کرونگا اور دیلم شباط اور طوفان بن سماک اژدر گیر سے کہا کہ تم رات بھر نگہبانی کرو صبح کو ہمارے پاس لاؤ کہ ہم انھین
تیرباران کرینگے اُنھون نے عرض کیا بہت اچھا اور سر شام سے خوب بندوبست کرکے خود دروازۂ زندانخانہ پر بیٹھے ناچ دیکھنے
شراب پینے مین مصروف ہوئے شبرنگ نے جاکر اسد سے کہا کہ وہ پانچون نقابدار ایرج جنکو پکڑ لیگیا ہی حال اُنکا ظاہر ہوا کہ
اولاد صاحبقران ہین صبح کو اُنکو تیرباران کرینگے ٹھہری ہی اسد نے کہا ایسے نالائق موے بھلے باپ دادا کا نام ڈبونے والے

ہین مگر ساتھ ہی یہ خیال گذرا کہ زمانہ جو ہنسے گا کہ اسد وہان موجود تھا اُسنے قتل ہو جانے دیا کیا تھو کیگا کہا کہ مین قتل کب ہونے دیتا ہون اے شبرنگ لامیر الباس شب روی شبرنگ نے لاکر دستبچہ سامنے رکھدیا اسد نے سیاہ لباس بدن پر آراستہ کیا سپاہی شبرنگ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا لشکر ایرج مین داخل ہوا سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہی دربار معمور ہی ناچ ہو رہا ہی ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے کہہ رہا ہی کہ کل ان پانچون کو مارلون تو اُس دیوانے سے سمجھون اب وہانسے اسد یہ باتین سنکر زندانخانے کیطرف آیا دیکھا کہ بڑا بند وبست ہی کوئی غیر نزدیک نہین جانے پاتا وہانسے پھر آیا کہ اب دوسری تدبیر کیجیے دیکھا کہ دربار برخاست ہی لوگ اپنی اپنی خوابگاہ کیطرف جاتے ہین سب کے بعد ارسلان شاہ اور بہزاد مرتد دونون ہاتھ مین ہاتھ پکڑے ہوئے چلے خیمہ نزدیک تھا اُسمین داخل ہوئے کھانا کھاکر دو چار جام شراب کے پی کر خواب مرگ مین گرفتار ہوئے لوگ چلے گئے صرف پہرے والے رہگئے شبرنگ نے داروے بیہوشی اُڑا کر اُنھین بیہوش کیا بعد اُسکے پروانے بیہوشی کے شمعون پر مارے جھکے جلنے سے تمام لوگ اندر کے بیہوش ہوئے اب پلنگ کے برابر آئے اسد نے داروے بیہوشی بہزاد مرتد کو دی شبرنگ نے ارسلان شاہ کو بیہوش کیا اور حلقہاے کمند سے گرفتار کرکے چادر عیاری مین باندھ باندھکر پشتارے پیٹھ سے لگائے اور چلتے وقت جو مال واسباب کہ پسند آیا اُسے بھی اُٹھالیا اور نکلکر خیمہ سے روانہ ہوئے ڈیڑھ پہر رات پچھلی باقی ہی تمام بازارین بند ہین کتے بھونک رہے ہین طلایہ کا گشت پھر رہا ہی خبردار باش حاضر باش ناظر باش کی آوازین بلند ہین ایک آدھ خوانچے والا کہ جوے خانہ سے پھرا ہی چلا جاتا ہی کوئی سپاہی بیچارہ تھکا ماندہ پہرا بدلا کر نیند مین جھومتا ہوا اپنے گھر جاتا ہی ایک آدھ مہاجن نے ٹھاٹھر دوکان کا بند کرلیا ہی گماشتے کو لیے بیٹھا ہی بہی کھاتا کھلا ہی میتی درست کر رہا ہی چراغ جل رہا ہی اسد و شبرنگ بچستی و چالاکی اُڑے ہوئے چلے جاتے ہین جہان دوڑ جانے کا مقام دیکھتے ہین وہان یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک جھونکا باد صرصر کا نکلگیا جہان بیٹھ جانے کا مقام دیکھتے ہین مانند نقش پا کے اپنے کو زمین سے ملا دیتے ہین جہان چھپ جانے کی جگہ پاتے ہین اسطرح پوشیدہ ہو جاتے ہین جیسے چور کسی اُس گھر مین کونے مین دبکتا ہی جسمین کچھ چرانے آیا ہو غرض اسیطرح تمام لشکر ایرج کو کہ فرسخ در فرسخ پڑا ہی طی کرتے ہوئے آذر کوہ کو روانہ ہوئے قریب صبح کے پہونچے سب رفیقون نے سلام کیا کہ اے شہریار رات بھر آپکے واسطے تشویش رہی الحمدللہ کہ آپکو خدا نے صحیح وسالم پہونچایا اسد بولا کہ ہم بامقصد آئے ارسلان شاہ اور بہزاد مرتد کو پکڑ لائے اب دیکھین ایرج کیونکر اُن لڑکون کو قتل کرتا ہی اور حکم کیا کہ لاؤ دو دارین استادہ کرو اُسیوقت دو دارین کھڑی ہوگئین اسد نے آہنگرون کو بلاکر حکم دیا کہ اِنکو غل وزنجیر مین گرفتار کرو اُسیوقت ارسلان شاہ اور بہزاد مرتد کے بدن مین بہت بھاری قید ڈالی گئی اور دار سے بندھوا کر شبرنگ سے کہا کہ ہوش مین لاؤ اُسنے فتیلۂ رفع بیہوشی دیا ان دونون کافرونکی آنکھ کھلی اپنے کو اسیر غل وزنجیر سامنے اسد کے دار مین بندھا دیکھا اسد مع رفقا تیر وکمان ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھا ہی دلون مین کہا کہ کیا خواب بد دیکھا ہی آنکھین بند کرلین اسد پکارا اے مردیہ خواب نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی مین تمھین پکڑ لایا ہون آنکھین کھولو اب اِن دونون نے ڈر کر اسد کو سلام کیا اور کہا کہ ہماری کیا خطا ہی جو آپ ہمکو پکڑ لائے اسد بولا کہ مین تمھین عوض مین فرزندان قاسم و بدیع الزمان کے لایا ہون اگر ایرج نے ایک بال اُنکے بدن کا کم کیا تو مین تمھین مار ڈالونگا اور بہزاد سے کہا کہ او مرتد تو نے اسلام چھوڑکر آفتاب پرستی اختیار کی اور جو باتین تو ایرج سے کرتا ہی مجکو سب خبر ہی بدبختی ہی ارے حرامزادے تو نے قارن قمر بین کو بہانے سے قلعۂ ذوالامان پر بھیجا تھا مجکو خوب معلوم ہی خیر سمجھونگا تجھسے بہزاد مرتد کا پیشاب خطا ہوگیا قریب تھا کہ زندگی سے آزاد ہوجائے گھرا رہا ہی کہہ رہا ہی کہ واقعی مین خطاوار ہون شعر

مقر خطا کا جو ہو حاجت گواہ نہین + مجھے جو چاہو کرو مین تو بیگناہ نہین +

اے اسد دلاور جو چاہے مجھے سزا دو مگر احوال ایرج

کا شیشے کہ یہ صبح کو جو بیدار ہوا آیا بارگاہ مین دنگل شوکت پر بیٹھا لندھور بھی سویرے سے آیا ایرج نے دیلم شباط کو بلایا پوچھا کہ رات کو کچھ فتور تو نہین برپا ہوا قیدی برقرار ہین اُسنے کہا کہ رات بھر جاگ کے کاٹی ہی مجال تھی جو کوئی آسکتا کہا کہ اچھا مین میدان خوئی کیطرف چلتا ہون تم اُن سبھون کو لاؤ ابھی ایرج یہ کہکر آگے نہین بڑھا تھا کہ آواز واویلا وامصیبتا کی بلند ہوئی اور مالک بن ملکوت باحال تباہ پہونچا اور کہا کہ ای ایرج نوجوان مین ایسی بادشاہت سے درگذرا اقبال شاہ کو اُس دیوانے نے مار ڈالا اُسکو آکر ارسلان شاہ اور بہزاد کو پکڑ لیگیا بس سنتے ہی حیران ہوگیا اب کیا میدان خوئی کو جاتا رخ آذر کوہ کا کیا سامنے آکر کیا دیکھتا ہی کہ دو دارین استادہ ہین اور ارسلان شاہ اور بہزاد مرتد دونون اُس سے بندھے ہوئے ہین اسد اپنے رفیقون سمیت تیر وکمان لیے مستعد بیٹھا ہی ایرج نے بڑھکر آواز دی کہ ای اسد دلاور کیا ارادہ ہی پکارا کہ مین اپنے کو مردون مین شمار کیے ہون زندہ کب سمجھتا ہون یہ قصد ہی کہ ہر ایک سردار کو تیرے اسیطرح سے پکڑ لاؤن اور قتل کر دن ایرج نے کہا مین پسران بدیع الزمان اور قاسم کو مار ڈالونگا اسد پکارا شوق سے تو اُنکو قتل کر میری بھی یہی خوشی ہی ایسے ناقابل موے بھلے زندہ رہے تو کیا مارے گئے تو کیا اُنکا ہست و نیست برابر ہی اور تو مجھے دھمکاتا ہی ایرج نے کہا ای اسد اب مجھسے صلح کرو نہ مین اُنکو مارون نہ تم اُنھین ایذا دو اسد بولا اچھا جاؤ کیا مضائقہ ہی مگر اُنکو کسیطرح کی ایذا نہونے پائے ایرج نے کہا کیا مجال یہ اقرار کر کے ایرج وہانسے پھرا اپنے لشکر مین آیا حکم کیا کہ پسران قاسم و بدیع الزمان کو دار پر سے کھولو زندانخانے مین لیجاؤ لیکن وہان اُنکو کسیطرح کی تکلیف نہونے پائے کھانا نہایت پر تکلف جایا کرے صحبت راگ و رنگ کی اُنکے سامنے رہے اُدھر اسد نے بہزاد مرتد اور ارسلان شاہ کو قید کیا اور رات کو کہا کہ ای شبرنگ لاؤ لباس شب روی ہمارا ہم آج چلکر بھائیون کو چھڑا لائین اُسنے لاکر دستبقچہ سامنے رکھا اسد نے سیاہ لباس پہنا سپر تلوار بغل مین دابکر روانہ ہوا آتے آتے سامنے لشکر ایرج کے پہونچا تھا کہ آواز زنگولون کی بلند ہوئی دیکھا تو جانسوز بن قران چلا آتا ہی اور فرزندان قاسم و بدیع الزمان اور گیرنگ بن مرزبان ساتھ ہین جانسوز نے اسد کو پہچانا سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کہان تشریف لیچلے تھے فرمایا کہ انھین کے چھڑانے کو جانسوز نے کہا کہ یہ تو حاضر ہین اور اُن پانچون لڑکون سے کہا کہ یہی اسد دلاور ہین اُنھون نے جھک جھک کر تسلیمین کین اور پیرون کیطرف جھکے اسد نے گلے سے لگا لیا تشفی دلاسا دیا بعد اُسکے جانسوز بن قران سے کہا کہ بھئی تمنے کئی بار ہماری مدد کی ہی اب تم ہمارے ساتھ رہو اُسنے کہا انشاءاللہ اگر کوئی کام ایسا مجھسے بن پڑیگا تو مین آپکی ہمراہی اختیار کرونگا ابھی تو مین جاتا ہون یہ کہکر صحرا کی جانب شلنگین لگاتا چلا گیا اسد نے اُن لڑکون سے کہا کہ تمھارے کیا ارادے ہین جاؤ گے یا میرے ساتھ رہو گے لیکن بھئی میرے ساتھ تکلیفین ہین اسلیے کہ مین آذر کوہ پر گھرا ہوا ہون اُنھون نے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ کے باعث سے تو ہماری جان بچی ہم اسوقت مین آپکو چھوڑ کر کہان جائینگے اسد اپنے ساتھ اُنھین آذر کوہ پر لایا طلماس اور عنقویل دیو پرور نے بہت سی تعریفین کین کہ آپ نے کار نمایان کیا مگر یہان لشکر مین ایرج کے صبح کو غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار نقب زنی کر کے پسران قاسم و بدیع الزمان کو نکال لیگیا یہ خبر ایرج کو ہوئی اُسنے شاپور کو بلا کر کہا کہ جا کر دیکھ تو وہی دیوانہ چھڑا لے گیا یا اور کوئی شاپور نے آکر دیکھا تو بیترا بہت بڑا لگا ہوا تھا اُسنے پھر آکر ایرج سے عرض کیا کہ یہ کام نہ اسد کا ہی نہ اُسکے عیار کا ہی یہ اور کسی عیار کا کام ہی جسکے نام ونشان سے مین واقف نہین ہون ایرج یہ سنکر چپ ہو رہا مالک بن ملکوت شاہ نے رو کر کہا ای ایرج نوجوان اب اسد کاہیکو ارسلان شاہ کو زندہ چھوڑیگا یہ کہکر بہت حال اپنا تباہ کیا ایرج نے تسلی دی کہ ای مالک بن ملکوت شاہ قسم ہی نیر اعظم کی کہ اگر اُس دیوانے نے رونگٹا ارسلان شاہ کا کم کیا تو آذر کوہ پر جا کر ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا اتفاقاً اُسوقت دیو چہر اور دہ دیو عیار دونون سامنے کھڑے تھے اُنسے کہا کہ تمنے نام عیاری کا ڈبو دیا دیکھو کہ عیاران خدا پرست

کیسے کیسے کام کر گئے ہین وقت پر کوئی کام نہ نکلا اُنھون نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپ نے کس کام کو ہمسے فرمایا جو ہمسے نہو سکا آپ کچھ ارشاد تو کیجیے ہمتو حکم کے تابع ہین ایرج نے کہا ہوسکتا ہو کہ ارسلان شاہ اور بہزاد مرتد کو اُس دیوانے کی قید سے چھڑا لاؤ دونون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ بڑا کار دشوار ہی بلکہ اندیشۂ جان ہی اول تو پہاڑ پر پہونچنا مشکل اگر جان پر کھیل کر گئے تو اُس دیوانے کے قید سے چھڑانا امر ناممکن مگر آپ کے اقبال سے ہم جاینگے اور چھڑا لاینگے اور تا امکان اُس دیوانے کو بھی پکڑ لاینگے ایرج نے کہا کہ اگر اُس دیوانے کو بھی پکڑ لائے تو دولت دنیا سے مالا مال کر دونگا یہ سنکر دونون سلام کر کے آذر کوہ کی جانب چلے راہ مین آپس مین مشورہ کیا کہ دیوانہ بڑا ہوشیار اور فیلسوف ہی اس سے ایسی مکاری کرو کہ یہ دام مین ہمارے تمھارے آجائے وہ دیو بولا کہ بھائی جو تدبیر تم ٹھہراؤ اُسنے کہا کہ چلکر مسلمان ہو سوا اُسکے دوسری تدبیر نہین یون دسترس ہونا ناممکن ہی یہ صلاح کر کے بصورت اصلی آذر کوہ پر آئے اور پکار کر کہا کہ ہماری خبر اسد دلاور کو کرو کہ ہمنے خواب مین حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کو دیکھا ہی اُن حضرت نے ہمسے ارشاد فرمایا کہ تم دونون اسد کے پاس جاؤ وہ تمھین طریقۂ دین اسلام بتائیگا ہم حاضر ہوئے ہین اور ہمنے لعنت کی دین آفتاب پرستی پر اسد نے جو یہ خبر سنی غافل شعبدہ بازی فلک تھا اُن مکارون کو بلوایا وہ آئے اور قدمون پر اسد کے گرے اور عرض کیا کہ ہمکو مسلمان کیجیے اسد نے کہا کہ اچھا زنار اپنے گلون کے توڑو قطب دوران اور آفتاب تابان پر لعنت کرو اُن مکارون نے جو کچھ کہ اسد نے کہا وہی کیا اسد نے کلمہ تلقین کیا اُن دونون نے طوطے کیطرح کلمہ پڑھا اور از بس جان مسلمان ہوئے نماز سیکھنے لگے ہر نمازی کی خدمت کرنے لگے دو چار روز خوب خدمت کی اپنا اعتبار جتایا ایک روز شبکو داروے بیہوشی اُڑا کر موکلان زندان کو بیہوش کیا وہ بیچارے بیخبر تھے اس مکر کی کیا خبر تھی غرض یہ دونون مکار اندر زندان کے آئے اور ارسلان شاہ اور بہزاد مرتد کو قید سے رہا کیا پشتارہ باندھ باندھکر کوہ سے نیچے اُترے دیو چہر نے کہا ای وہ دیو تو دونون پشتارے لیجا مین یہین رہتا ہون یا تو اسد کو پکڑ کر لایا مجھے جانے دے وہ دیو نے کہا بہتر اور دونون پشتارے لیکر راہی ہوا صبح کو اپنے لشکر مین پہونچا دونون پشتارے سامنے ایرج کے لاکر رکھدیے کہا کہ یہ بہزاد مرتد اور ارسلان شاہ دونون حاضر ہین پوچھا کہ دیو چہر کہان ہی وہ دیو نے چپکے سے کان مین کہا کہ وہ اسد کی فکر مین ہی اور پسران بدیع الزمان وقاسم اسد کے پاس موجود ہین کہا خیر کچھ مضائقہ نہین ہی اور ارسلان شاہ اور بہزاد مرتد کو پشتارون سے نکالا وہ دیو نے فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھایا وہ ہوش مین آئے آنکھین کھولکر جو دیکھا اپنے کو رہا پایا اور ایرج کی بارگاہ مین دیکھا بہت خوش ہوئے وہ دیو کو بہت بھاری خلعت دیے اپنے پاس بٹھالیا بہزاد مرتد نے قدمبوسی ایرج کی کی کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان دوبارہ میری زندگی ہوئی ہر روز دیوانہ مجھسے کہتا تھا کہ اب تجھے مارے ڈالتا ہون یہ سنکر روز مین نیمجان ہو جاتا تھا خداوند شیر بکری کا سامنا تھا مین نے فقط آپکے اقبال سے نجات پائی ورنہ وہ دیوانہ اور دام مین آجاتے

اب وہان کی کیفیت سنیے کہ دیو چہر آکر اپنے بستر خواب پر مر رہا صبح جو ہوئی اور نگہبان بیدار ہوئے نظر کی زندانخانے کیطرف قیدیون کو نہ پایا سر پیٹتے ہوئے اسد غازی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ نہین معلوم کون عیار آیا تھا قیدیون کو لیگیا اسد کو کھٹکا پیدا ہوا کہا کہ دیکھو تو دیو چہر اور وہ دیو کہان ہین لوگ ڈھونڈھنے لگے دیکھا تو دیو چہر ہی وہ دیو کا کہین پتا نہ لگا آکر عرض کیا کہ وہ دیو نہین ہی اسد نے دیو چہر کو پکڑ کر خوب تازیانے مارے کہ حرامزادے یہ تیرے ہی سازش سے چھوٹے اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار مجھے چاہین آپ مارین چاہین بخشین لیکن میری اسمین خطا نہین مین پرائے دل مین تھوڑی بیٹھا ہون کہ وہ مکاری سے مسلمان ہوا تھا یا صدق دل سے اور اگر میری سازش ہوتی تو مین کیا بیٹھا رہجاتا ابتک پتا بھی نہ تا اس گفتگو پر اس مکار کی بعض لوگون نے سعی کی کہ یہ بے تقصیر معلوم ہوتا ہی اسد بولا مین چھوڑے تو دیتا ہون

لیکن یہ دغا کریگا اور کہے سنے سے لوگون کے اُسے چھوڑ دیا اب دیوچہر ایک ایک کی خوشامد کرنے لگا ہر شخص کی خدمت کرنے لگا اب چند دن مین اسد کے دل سے کدورت بالکل دفع ہوگئی کہ علامت منافقت کی ہر نہین تو اسد بہت ہوشیار ہی اب دیوچہر اسد کا کام کاج کرنے لگا ایک شب کو قضائے کار اتفاقات روزگار اسد کو انتظام قلعہ مین یہانتک رات گذر گئی کہ باہر ہی سو رہا ملکہ شورانگیز پاس اندر محل کے نہ گیا بس دیوچہر کو پورا موقع ملا خوب بیہوشی اڑا کر ہر طرف جو پہرے والے اونگھ رہے تھے اُنھین بالکل بیہوش کیا اور اسد کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ پیٹھ پر لگا کر روانہ ہوا پہاڑ سے نیچے اُترا خوشی خوشی لیے ہوئے چلا جاتا ہو دل مین کہتا ہو کہ اے دیوچہر تونے کار نمایان کیا ایرج کیسا خوش ہوگا اور بہت کچھ تجھے دیگا یہ باتین دل سے کرتا ہوا کوئی دو کوس بھر پہاڑ سے آیا ہوگا اب رات تمام ہوچکی ہو آثار سحر نمایان ہونے جاتے ہین کہ آواز زنگولون کی بلند ہوئی دیوچہر سمجھا کہ وہ دیو ہو یا شاپور ہو اور آواز دی کہ ارے تو کون ہو اور یہ ضرغام شیردل ہو کہ نورالدہر کے پاس سے پھرا ہوا آتا ہو پکارا تو کون ہو دیوچہر پکارا کہ مین ہون دیوچہر بس یہ سنتے ہی ضرغام سامنے آیا کہا کہ اس پشتارے مین کیا ہی سچ بتا دیوچہر اب جو دیکھتا ہو تو ضرغام شیردل ہو جان نکل گئی منھ سے بات نہ نکل سکی گڑگڑانے لگا ضرغام کے ساتھ پانچ سات عیار اور ہین کہا کہ پکڑو اس حرامزادے کو سب چار طرف سے لپٹ گئے مشکین اسکی باندھ لین اور پشتارہ چھین لیا کھولا تو دیکھا کہ **اسد بن کرب غازی** ہین فتیلہ رفع بیہوشی دیا اسد کو ہوش آیا دیکھا تو حلقہ ہاے کمند مین بندھا ہوا ہون ضرغام سامنے کھڑا ہی کہا کہ بھئی ضرغام مین نے تمھارے ساتھ کیا برائی کی ہو جو تمنے مجھے باندھا ہی اُسنے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ میری کیا مجال جو مین آپکو باندھون یہ دیوچہر حرامزادہ آپکو لیے جاتا تھا مین نے اس سے چھینا ہو فرمایا کہ کہان ہی دیوچہر عرض کیا کہ حاضر ہو اسد نے کمندین توڑین اور تھمکر اُس سے کہا کیون حرامزادے دغاباز اسیواسطے مسلمان ہوا تھا اور کہا کہ مارو اس حرامزادے کو بس تمام عیارون نے ٹکڑے ٹکڑے کرکے حصہ بانٹ کر لیا اور ایک روایت مین ہو کہ دیوچہر کو اسد نے دیدار کہا ہو غرضکہ اب ضرغام شیردل سے حال شاہزادۂ نورالدہر کا پوچھا ضرغام نے تمام نقل گذشتہ بیان کی اور عرض کیا کہ قریب ہو کہ شاہزادہ آج ہی کل مین آجائے اسد ضرغام کو لیے ہوئے آذرکوہ پر آیا یہان سب کو تشویش تھی کہ دیوچہر اسد کو پکڑ لیگیا ہو دیکھیے کیا ہونے والا ہو کہ سامنے سے اسد نمودار ہوا سب نے سجدۂ شکر ادا کیے تصدق اُتروایا اسد نے آتے ہی حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے کہ آمد شاہزادۂ نورالدہر کی ہو اُسیوقت نقارۂ شادمانی نوازش مین آیا اُدھر صبح کو لوگ غریب سپاہی بیچارے جو جنگل کیطرف حاجت رفع کرنے کو آئے دیکھا کہ ایک لاش ٹکڑے ٹکڑے کی ہوئی پڑی ہو قریب آکر غور سے جو دیکھا تو دیوچہر کو پہچانا اُٹھا کر خدمت مین ایرج کی لائے اور یہ خبر سنی کہ ضرغام نے دیوچہر کو مارا اور اسد کو چھڑا لیگیا اور وہان نورالدہر کو چھڑایا اُسی کا طبل شادمانی آذرکوہ پر بج رہا ہو ایرج نے دیوچہر کا بہت افسوس کیا لاش اسکی شہر فرنگوشیہ کو روانہ کی اور سہ پہر کو حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگی نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی رات بھر تیاری رہی صبح کو ایرج سامنے پہاڑ کے بافوج قاہرہ آیا اور چاہتا ہو کہ پہاڑ پر جائے کہ **گیرنگ** بن مرزبان مرکب کو چھیڑ کر اسد سے اجازت لیکر مقابل ہوا پہلے نیزہ بازی ہوئی بعد اُسکے تلوار چلی آج **گیرنگ** نے ایرج سے کہدیا ہو کہ ہمارے تمھارے فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہو فقط تلوار کی لڑائی رہے اسمین جو مارا جائے غرض دن بھر تلوار چلی قریب شام **گیرنگ** زخمی ہوا اب ایرج نے ہاتھ روک لیا کہ زخمی کو کیا مارے اپنے لشکر کو پھر گیا اُدھر **گیرنگ** کو لوگ لائے زخم مین ٹانکے دیلے اُدھر ایرج نے پھر طبل جنگ بجوایا اُدھر سے رات بھر کوس حربی گڑگڑایا صبح کو پھر ایرج سامنے سے نمودار ہوا آج **ملک زاد** اور **ملک شاہ** ایرج سے دو دو پہر مین زخمی ہوئے پہر رات بھر دونون طرف طبل بجے صبح کو ایرج پہاڑ پر چلا تھا کہ

نورالزمان اور نورالعیان باری باری مقابلے کو آئے خوب لڑے گردش فلکی سے زخمی ہوئے ایرج طبل بازگشت بجوا کر
پھر گیا اور بارگاہ مین اپنی داخل ہوا کہا کہ کل یہ دیوانہ میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہان تو یہ صورت ہی

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ادھر سے شاہزادہ کوچ کیے ہوئے آذرکوہ کو جاتا ہی ادھر سے طرماسپ بن طہماس واسطے قتل نورالدہر کے چل چکا ہی
اسے ایرج نے روانہ کیا تھا دونون لشکر مقابل یکدگر اُترے ہرکارون نے طرماسپ کو خبر دی کہ نورالدہر مرصع حصار سے
چھوٹ گیا اور جاتا ہی مدد کو اسد کی طرماسپ نے کہا کہ مین کب اسے چھوڑتا ہون کہ میرے آقا نے مجکو اسی کے قتل کے لیے تو بھیجا
ہی اسکا سر کاٹ کے لیجاؤنگا اور جب خوب نشہ شراب کا ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسیوقت نقارہ گڑگڑایا اُدھر ہرکارے
خبر لیکر خدمت نورالدہر مین حاضر ہوئے بعد دعا و ثناے بادشاہی بجالا نے کے عرض کیا کہ اے شہریار طرماسپ کو ایرج
نے حضور کے دشمنون کے قتل کو بھیجا تھا یہان پہونچکر جو اُسنے سنا کہ حضور قلعہ مرصع حصار سے چھوٹے اور اب ارادہ
آذرکوہ کا ہی طبل جنگ بجوایا ہی کہ صبح کو معرکہ آراے نبرد ہو یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا کچھ اندیشہ نہین جو کچھ پروردگار بہتر
جانیگا وہ کریگا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آئے غرض چار پہر رات تیاری جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے طرماسپ اپنا
گینڈا جھکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا نورالدہر قصد کر رہے تھے کہ خود نکلین کہ کیوان انجم سیاہ نے اپنے ایک سردار
کیطرف دیکھا کہ نام اسکا خرامش زنگی ہی بس اپنے مرکب کو جھکا کر سامنے تخت ہرمز تاجدار کے آیا اجازت لیکر میدان مین آیا
نگاور زن ہوا کہ گینڈا طرماسپ کا دو قدم اور مرکب اسکا تین قدم پسپا ہوا مسل مسلکر رالون مین ایک نے دوسرے کا
سامنا کیا بعد نیزہ بازی طرماسپ نے ساطور مارا خرامش زنگی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور اسکا ساڑھے سات سو
من کا ہی بھلا سپر سے کب رکتا ہی دو ٹکڑے سپر کے ہوئے تا دو ابرو اُترا آیا خرامش زنگی تاب نہ لا سکا بیہوش ہوکر گر پڑا لوگ
آکر اسے اُٹھا لیگئے دوسرا سردار کیوان انجم سیاہ کا کہ نام اُسکا دستان روئین تن ہی اجازت لیکر میدان مین آیا اب طرماسپ
ساطور پکڑے کھڑا ہی اسنے تلوار ماری طرماسپ نے ساطور پر روکی اور پھر ساطور مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اب فرامرز ابلق سوار
میدان مین آیا اس سے بھی تلوار چلی یہ بھی ساطور کھا کر زخمی ہوا اسکے بعد شیر اسپ جنگی میدان مین آیا خوب لڑا لیکن
ضرب ساطور نہ رک سکی زخمی ہوا فیل اسپ جنگی اسکا بھائی آیا یہ خوب لڑا آخر ساطور سے زخمی ہوا یہانتک کہ شام تک
دس سردار ہاتھ سے طرماسپ کے زخمی ہوئے اور شام کو یہ نلوہ بجکر پھرا آکر بیٹھا اور شاہزادہ نورالدہر ملول اپنے
زخمی سردارون کو لیے ہوئے واپس ہوا بارگاہ مین آکر زخمون مین ٹانکے دلوائے بعد اُسکے اپنے دنگل شوکت پر جلوہ گر
ہوا جب سردارون سے دربار معمور ہو گیا سب کی طرف خطاب کر کے کہا کہ مجکو جلدی ہی کہ کسیطرح اسد کی مدد کو آذرکوہ
پر پہونچون لیکن فلک تفرقہ انداز ایک نہ ایک رخنہ لگا دیتا ہی کل طرماسپ سے کوئی مقابلے کو نہ نکلے مین خود سمجھ لونگا یہی ذکر
تھا کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے غرض چار پہر رات تیاری جنگ کی رہی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ایک دوسرے کے مقابل صفین باندھکر کھڑا ہوا نقیب نقابت کر گئے طرماسپ اپنے
گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا بعد از لحشوری مبارز طلب کیا اُدھر سے شاہزادہ نورالدہر مرکب کو جھکا کر سامنے
تخت ہرمز تاجدار کے آئے لشکر مین علمون کو جلوہ ہوا آواز کٹ دم کا دم نفیری شتری دمامون کی بلند ہوئی قصہ مختصر
شاہزادہ نورالدہر ہرمز تاجدار سے اجازت لیکر مقابل طرماسپ ہوئے طرماسپ اپنے گینڈے کو بڑھا کر
نگاور زن ہوا لیکن گینڈا اسکا چھ سات قدم اور مرکب شاہزادے کا کوئی تین قدم پسپا ہوا مسلکر رالون مین تھپیڑا دیکر

مرکبون کو ایکسنے دوسرے کا سامنا کیا نورالدہر نے کہا ای طرماسپ کیون تو گمراہ ہورہا ہی باپ تیرا میری خدمت مین موجود ہی تو بھی اسلام اختیار کر مین تجکو اُسی کے برابر سمجھونگا وہ بولا ای نورالدہر باپ میرا کبھی مسلمان نہوتا مگر تجھپر عاشق ہوکر مسلمان ہوگیا اب مین زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کی غلامی چھوڑ کر کبھی تیری اطاعت نکرونگا بلکہ تیری مشکین باندھکر ایرج پاس لیجاؤنگا جو کچھ حربہ رکھتا ہو شاہزادۂ نورالدہر نے جواب دیا ہم لوگ کبھی پیشدستی نہین کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو سمجھا جائیگا طرماسپ نے کہا خیر معلوم ہوا کہ تجکو بڑا گھمنڈ ہی اپنی شجاعت پر خبردار رہنا یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر نیزہ سینۂ بے کینۂ شاہزادۂ نورالدہر پر مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے پر لیا لگین طعنین چلنے گویا دو شعلے تھے کہ باہم لپک رہے تھے بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے نے نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا بس آگ ہوگیا اور دوڑا اپنے ارابے کی طرف ساڑھے سات سو من کا ساطور گران اُٹھایا خبردار خبردار کہتا ہوا دوڑا اور شاہزادے پر مارا شاہزادے نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر نگاہ دم ساطور سے لڑی ہوئی تھی جبتک ساطور دور تھا دور تھا جب قریب آیا سپر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا اور پنجۂ یدللہی دراز کرکے تھپکی دی کہ ساطور ریٹ پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مڑ مڑ کر ہاتھ ساطور چھین لیا اور دور پھینک دیا ثمود عاد نے دوڑ کر وہ ساطور اُٹھالیا کہا ای شہریار میرے پاس کار دقلمتراش نہ تھی اب آپ کے بدولت ملگئی اور ساطور کو دیکھ دیکھ کر قہقہے مارتا ہی لیکن طرماسپ جھنجھلا کر شاہزادے سے لپٹ گیا نورالدہر نے اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش ہونے لگے مرکب لنگر نہ اُٹھا سکے بیٹھ بیٹھ گئے کود کر مرکبون سے دامن گردان کر آستینین چڑھا کر ایک دوسرے پر متوجہ ہوا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی رات بھر زور رہا کیا ایک مرتبہ شاہزادۂ نورالدہر کو یہ خیال آیا کہ کہین ایسا نہو کہ اسد قتل ہوجائے بس طبیعت کو ایک ہیجان ہوا جھنجھلا کر اب جو زور کیا سات قدم دوڑا لگیا ہلکہ جو مارا سر سے اونچا کرکے چرخ دیکر زمین پر مارا کہ طرماسپ چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا مشکین باندھکر لیے ہوئے چلا گیا اُدھر لشکر طرماسپ نہایت اُداس بکمال پریشان اپنی فرودگاہ پر آیا رات بھر تو سب کے سب وہان رہے صبح کو بھاگ کر خدمت مین ایرج نوجوان کی روانہ ہوئے اُدھر شاہزادۂ نورالدہر نے طرماسپ کو اسیر غل و زنجیر کرا کے زندانخانے مین بھجوا دیا دوسرے دن صبح کو دربار آراستہ ہوا سب دربار جمع ہین حکم کیا کہ طرماسپ کو لاؤ لوگ اُسے لائے شاہزادے نے تلقین دین اسلام کی طرماسپ بولا ای نورالدہر مین کبھی ایسا دین روشن نیر اعظم آفتاب تابان کا چھوڑ کر اسلام نہ لاؤنگا حکم دیا اسے لیجاؤ زندانخانے مین بعد اُسکے اسفندیار خان زریخ آبادی اور قارن بن اسفندیار سے خطاب کیا کہ تم پیش خیمہ لیکر جانب آذرکوہ روانہ ہو وہ حکم سنتے ہی اُسیوقت راہی ہوئے پیچھے خود مع تمام لشکر کے چلا کوچ بکوچ منزل بمنزل قریب شہر مشتری حصار کے پہونچا دیکھا تو تمام شہر کھدا ہوا پڑا ہی سہیل خان فقیر بنا ہوا ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہی اُسنے جو دیکھا اُٹھا سلام کیا قدمبوسی شاہزادے کی حاصل کی خوب رویا نورالدہر نے سہیل خان کو گلے سے لگایا تسلی دی لباس گدایانہ اُتروایا قارن بن اسفندیار کو تعمیر شہر مشتری حصار پر معین کیا اور خود سہیل خان کو اپنے ہمراہ لیکر راستہ آذرکوہ کا لیا جسوقت قلعۂ زرلقا پاس پہونچا گلباش اور گلبن نے آکر ملازمت حاصل کی اور تمام حال گذارش کیا کہ خزانہ بادشاہ اسلام کا لندھور نے ایرج کو دلوا دیا نورالدہر نے فرمایا خیر سمجھا جائیگا اور وہان ایک روز رہکر آذرکوہ کو روانہ ہوا اب جبتک نورالدہر آذرکوہ پر پہونچے ایرج کا حال سنیے کہ طبل جنگ بجوا چکا تھا رات بھر تیاری رہی صبح کو مع فوج قاہرہ سامنے آذرکوہ کے آیا نعرہ کیا کہ او دیوانے اب آج تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اگر آج بچھے

نہ مارا ہوگا تو نام اپنا ایرج نہ رکھا ہوگا اسد پکارا او بزا زبچے تو روز یونہین ارادہ کرکے آتا ہی اور کچھ تیرے
بنائے نہین بن پڑتی میرا پروردگار مجھکو بچاتا ہی ایرج نے کہا آیا مین اور یہ کہکر سپر فولادی ہاتھ مین لیکر اور تیغہ کھینچکر
چلا اُدھر سے تیر پڑنے لگے ایرج پتر قلم کرتا ہوا چلا جاتا ہی یہانتک کہ ایک گھاٹی طے کی اب اہل قلعہ مین ایک شور وغل ہی کہ دیکھیے
کیا منظور رضا ہوتا ہی اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے کیونکر جانبری ہوتی ہی ہر ایک دعائین مانگ رہا ہی کہ ای مالک حقیقی
و ای رب تحقیقی اسوقت بیکسی مین سوا تیرے کوئی محافظ ہمارا نہین ہی کسی کو بھیج ہماری مدد کے لیے اُدھر ایرج نے اتنے
عرصے مین دوسری گھاٹی طے کی اور چلا آتا ہی کسی سے نہین رکتا کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اُڑی اور جب وہ قریب
آکر شق ہوئی چار سو علم نشان چار لاکھ سوار کا ہر علم پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم پیچھے اُنکے ہتھنالین
شترنالین قینچیان بانون کے غول کے غول خاصبرداروں کے نظر آئے بعد اُنکے ایرج تاج بخش عفریت دیوانہ
و طیمان زنگی سعادت شاہ انور شاہ دراج در در گوش صدران ماہ منظر نمودار ہوئے پرا باندھکر ایک
جانب کھڑے ہوئے اب ایرج پہاڑ پر کیا جائے حیران ہوکر دیکھنے لگا اسد نے بوق بجائی اور پکارا کہ او بزا زبچے بھاگیو صاحب
تیر اگردن مہرہ توڑنے کو آپہونچے ایرج ناچار پھر اور ہانسے اور اسد نے دامنۂ کوہ کو صاف کرانا شروع کیا اسی اثنا مین
اور گرد اُڑی خسرو زرین علم بادشاہ سپہر تحت الشعاع اور کیوان فلک رفعت لاکھ لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے پرا
باندھ رہے تھے کہ اور گرد اُڑی خضران شاہ اساس زرین بن قارن بن اسفندیار خسرو شاہ مشتری حصاری
لاکھ لاکھ سوار کی جمعیت سے نمودار ہوئے بعد اُنکے پھر ایک گرد تیرہ و تار اُٹھی اور دل گرد سے فوج عادیون کی نمایان
ہوئی ثمود عاد اور عاد بن ثمود ہزار عادی ہمراہ لباس صدف کا پہنے ہوئے ساطور طرماسپ کا جو نورالدہر نے
چھینا تھا ثمود وعاد کے بندھا ہوا طرماسپ اسیر غل و زنجیر ارابے پر ساتھ ساتھ اس صورت سے دکھائی دیے بعد اُنکے
اقداش کشیدہ رو و اقران کشیدہ رو و قارن کشیدہ رو چالیس ہزار کشیدہ رویون سے آئے بعد اُنکے اور گرد
اُڑی سہیلان بن سہیل شیر سر اژدہا چشم بلند بینی ستر ہزار سوار سے آیا اب اسد کا یہ عالم ہی کہ جو سردار آتا ہی یہ بارہ
ہزار قزاقون سے بوق بجاتا ہی آذرکوہ پر کودتا پھرتا ہی ایرج آگ بھولا ہورہا ہی مگر کیا کرے کچھ بس نہین اور گرد
اُڑی چالیس ہزار سوار سے ریحان شاہ بن زبرجد شاہ آیا اور گرد اُڑی مالک البتہ لقا بہرام بن
مالک دیو ساری چالیس ہزار سوار سے پہونچا ایک طرف قائم ہوا تھا اور گرد و غبار کا تتق بلند ہوا جب قریب آکر دو
گردشق ہوئی سہیل ستارہ چشم ہنگ شیر دل سات لاکھ سوار سے پیدا ہوئے کہ اسی مین اور گرد اُٹھی اور کیوان انجم سپاہ
اپنے زخمی پہلوانون سمیت مانند لنگور آہن کلاہ خرامش زنگی دستان روئین تن فرامرز ابلق سوار شیر اسپ
زنگی فیلاسپ جنگی کمال عزم و شان سے نظر آئے پھر گرد اُڑی روہاب شاہ سنجین بن زرہاب ساٹھ ہزار سوار سے
پہونچے پھر گرد اُڑی خورشید اختمی جمشید اختمی چالیس ہزار سوار سے آئے بعد اُسکے شہسوار مرصع پوش شہنشاہ
مرصع پوش بادشاہان مرصع پوش لاکھ سوار سے نمودار ہوئے اور گرد اُڑی سہیل خان مشتری حصاری
چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا بعد اُسکے گلباش اور گلبین بھی نہایت سامان سے پہونچے بعد اُنکے قنود آفتاب پرست تازہ
مسلمان لاکھ سوار سے اور مہران گنجوری نوفل زرین کفش بارہ ہزار سوار سے آئے اب آمد شاہزادہ نورالدہر کی لگی ہوئی
ہی نگاہین لڑی ہوئی ہین جنگل مین ہر شخص تصویر کیطرح ایک حالت پر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے
برخاست تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین دوزیدہ جنگل چھپ گیا اب جو دیکھا تو دل گرد سے
آگے آگے غلامان زرین ترکش زرین کمان لباس مکلف پہنے ہوئے مرکبان پری نژاد پر سوار کوئی گیارہ ہزار کے

قریب گذر گئے بعد اُنکے خاصبرداروں کے غول کے غول مرکب باساز و یراق مرصع آگے آگے بہشتی چھڑکاؤ کرتے ہوئے شاہزادہ
نورالدہر مرکب پری پیکر پر سوار پیش و پس خدام و جلودار لباس مکلف پہنے ہوئے بارہ ہاتھیون پر تخت جواہر نگار کسا ہوا اُسکے
اوپر ہرمز تاجدار جلوہ فرما عقب مین پرے کے پرے سوارون کے نوبت شہنا بجتی ہوئی کمال شان و شوکت سے نمودار ہوا جتنے
سردار آئے ہوئے تھے پیادہ ہو ہوکر استقبال کو آگے بڑھے چہار طرف سلامی اُتری اُدھر سے اسد بن کرب دلاور بارگاہ سلیمانی
لیے ہوئے آیا نورالدہر کو سلام کیا قدمون سے لپٹا ہوا نورالدہر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا بعد اُسکے طماس
عنقویل دیو پرور نورالعیان نورالزمان ملک زاد ملک شاہ گیرنگ بن مرزبان زرانگلی ان سبھون نے ملازمت حاصل کی
اسد نے حال پانچون کا بیان کیا شاہزادے نے بہت سی شفقت فرمائی بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوا ایرج
یہ سنکر اور یہ شوکت نورالدہر کی دیکھکر حیران و پریشان ہوا اور پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اسد نے تمام احوال ملکہ شورانگیز کو
لے آنیکا اور اقبال شاہ کو قتل کر ڈالنے کا نورالدہر سے بیان کیا اور عرض کیا کہ بھائی صاحب ملکہ مشتاق قدمبوسی ہی آپ
دو گھڑی کے لیے فورا اندر تشریف لیچلیں نورالدہر اسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ اسد غازی کے آذر کوہ پر چلا یہان ملکہ
شورانگیز بانو نے خبر آنے شاہزادہ نورالدہر کی سنکر نہایت مسرور ہو کر پوشاک نفیس پہنی ہی انتظار مین بیٹھی ہی دروازہ محلسرا پر
آواز بسم اللہ کی بلند ہوئی اور سامنے سے شاہزادہ نورالدہر اسد کا ہاتھ پکڑے نظر آئے ملکہ نے اُٹھکر سلام کیا اور تھوڑا
گھونگھٹ اور آگے کھینچ لیا حجاب سے جھک گئی نورالدہر نے دست شفقت سر پر پھیرا جواہر بیش بہا منھ دکھائی مین دیا اور کہا کہ
ہم پہلے تمھاری شادی کر لینگے تو اور کچھ کام کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا فرودگاہ پر آیا خاصہ نوش کر کے آرام فرمایا صبح کو اُٹھکر
بارگاہ مین آکر دنگل شوکت پر جلوہ گر ہوا ہرمز تاجدار تخت شاہی پر بیٹھے گہرائے اختر شناس کرسی وزارت پر متمکن
ہوا چالاک بن عمرو اپنی کرسی پر بیٹھا تمام سردار آ آکر آداب بجا لاکر اپنی اپنی کرسی دنگل پر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب
گردش مین آیا شاہزادہ نورالدہر نے ایکبار گہرائے اختر شناس سے خطاب کیا کہ مجھے منظور یہ ہی کہ پہلے شادی اسد بن
کرب غازی کی کرون لہذا چاہتا ہون کہ ایرج سے مہلت طلب کرون اور اگر ایرج بھی شریک شادی ہو تو بہت مناسب ہی اس
مضمون کا مسودہ تم درست کر کے لاؤ گہرائے اختر شناس نے عرض کیا بہت خوب اور جا کر بعد ایک دو گھڑی کے مسودہ لکھکر لایا
پیشکش کیا نورالدہر نے بہت پسند فرمایا اور حکم دیا کہ اسے صاف کر کے سہ پہر کیوقت دربار مین لانا گہرائے اختر شناس نے اُس مسودے
کو بہت عمدہ کاغذ پر صاف کر کے دوسرے وقت لاکر گذرانا شاہزادے نے پسند فرمایا اور گہرائے اختر شناس کو خلعت دیا اور منگوا کر
چوکی مخمل سے منڈھی ہوئی صحن بارگاہ مین بچھوائی وہ نامہ اور سپر شمشیر خلعت جام شربت اُسپر رکھوا کر چارون طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ ہی کوئی
ایسا ہمارے سردارون مین کہ اس نامے کو لیکر ایرج کے پاس جائے اور جواب باصواب لائے ابھی پوری بات منھ سے نہ نکلی تھی کہ
ضیغم روز ہیجا شیر بیشۂ وغا انجم سپہر شجاعت دُر دریاے فتوت صف شکن و صفدر یعنی اسد بن کرب دلاور اپنے دنگل شوکت پر سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور نورالدہر سے عرض کیا کہ مین اس نامے کو لیجاؤنگا نورالدہر حیران پریشان دلمین کہتا ہی کہ عجب حرکتین اس دیو آدمی
کی ہین جواب دیا کہ بھائی مین تمھین کیونکر جانے دون ایرج تمھارے لہو کا پیاسا ہو رہا ہی تمنے کونسی ایسی ایذا تھی جو اسکو نہ دی ہو یہانتک
کہ اُسکے بادشاہ کو لاکر قتل کر ڈالا مین تمھین بھیجکر دیدہ و دانستہ قتل کرا ڈالون تم بیٹھو کوئی اور چلا جائیگا اسد بولا کہ بھائی صاحب اب تو مین
ارادہ کر چکا اگر نہ جاؤنگا تو زمانہ مجھے بودا سمجھے گا مجھی کو جانے دیجیے اور اگر اور کسیکو اس امر پر مامور کیجیے گا تو مین اپنا گلا خود کاٹ
ڈالونگا یہ جو نورالدہر نے سنا فرمایا کہ بھائی جاؤ تمھارا خدا نگہبان ہی بس اُسیوقت اسد نے خلعت زیب بدن کیا جام شربت
اُٹھا کر پی لیا نامہ سر سے باندھا تلوار سپر زیب کمر و دوش کر کے اپنے رفقا کو ساتھ لیکر راستہ لشکر ایرج کا لیا یہ خبر ایرج کو ہوئی
کہ اسد برسم ایلچی گری آتا ہی ایرج سنتے ہی حیران ہو گیا اپنے سردارون کیطرف دیکھکر کہا ایسا بیخوف بے کلیجے آدمی آجتک کسی نے

دیکھا ہی کیسی کیسی عداوت میرے ساتھ کی کہ تمام لشکر کو میرے خاک مین ملا دیا کسقدر آفتاب پرست قتل کیے اور پھر کیسا بے پروا آتا ہی
اب مجکو بھی لازم ہی کہ ایسے بہادر کو باعزاز و اکرام بلاؤن اور میری شجاعت سے بعید ہی جواب بہ بدی پیش آؤن یہی باتین تھین کہ جو
ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ اسد داخل لشکر ہوا اور نشان و علم گروا تا چلا آتا ہی کہا کہ وہ جو چاہے کرے کوئی اُس سے خبر نہو اور تمام
سردارون کو حکم دیا کہ اسد کے استقبال کیواسطے جاؤ اور خود بھی دروازۂ بارگاہ تک آیا اسد مرکب پر سے اُترا صاحب سلامت
ہوئی ایرج نے ہاتھ اسد کا پکڑکر مصافحہ اور معانقہ کیا اور اپنے ساتھ بارگاہ مین لاکر کرسی زرنگار پر بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا کہ دے
جام شراب ساقی نے جام مے گلرنگ حاضر کیا اسد نے پیاپی دو تین جام پیے جب دماغ نشۂ بادہ سے گرم ہوا اُسوقت ایرج نے پوچھا کہ
آپکے تشریف لانیکا کیا سبب ہی اسد نے جواب دیا کہ شاہزادۂ نورالدہر نے تمکو نامہ بھیجا ہی اُسے لیکر آیا ہون ایرج نے کہا کہ پھر لائیے
دیجیے اسد نے کہا کہ پہلے شرائط نامہ لینے کے سن لو تو پھر نامہ لینا ایرج نے کہا وہ بیان ہون اسد نے اقرار لیکر بیان کیا کہ اول تو
زر و جواہر اس نامے پر نثار کرو سات قدم پیشوائی کو بڑھو تین تسلیمین کرو تو نامہ ملے اب ایرج نے سوچا کہ نورالدہر نے اچھے شخص
کو بھیجا ہی اگر نامہ نہین لیتا ہون تو یہ بالکل خلاف ہی اور بغیر شرائط یہ دیوانہ کبھی نہ دیگا مجبور ہوکر حکم دیا کہ لاؤ کشتیان جواہر کی اُسیوقت
حاضر کی گئین ایرج نے نامے پر نثار کین اور سات قدم بڑھکر پیشوائی کی اور تین مرتبہ تسلیم کو سر جھکایا بعد اُسکے نامہ طلب کیا اسد نے
اب اُسے کھولکر پیش کیا ایرج نے لیکر دبیر کے حوالے کیا اُسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا پہلے حمد خداوند و نعت محمد مصطفےٰ بعدہ لکھا تھا کہ ای ایرج
نوجوان ہم پندرہ روز کی تمسے مہلت لیتے ہین اسلیے کہ شادی اسد کی ملکہ شور انگیز کے ساتھ کردین اسد اس مقام کے آتے ہی بہت تنے کر
اکثر بند قبا ٹوٹ گئے ایرج کھپ گیا بعد اُسکے یہ لکھا تھا کہ اگر تم بھی شریک شادی ہو تو عین عنایت و مہربانی ہی ایرج نے یہ مضمون سنکر کہا کہ اس
پر نامے کی جواب لکھدو کہ میرا شریک ہونا تو نہین ہوسکتا مگر مہلت مین نے آپکو دی آپ شوق سے شادی کرین لیں یہ جواب لکھوا کر اسد
کو دیا اسد اُسے لیکر اُٹھا اور یہ کہا کہ ای ایرج آج تو میری خوشامد کرکے میرے ہاتھ سے بچگیا ورنہ آیا تھا مین تیرے قتل کرنیکو ایرج نے کہا
خیر پھر سمجھ لیجیے گا جائیے تشریف لیجائیے اسد اکڑتا ہوا بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر چلا لشکر ایرج کو طے کرکے اب نکل چکا ہی کہ
فرخ آفتاب پرست نے آکر للکارا کہ او دیوانے بھائی میرا تیرے ہاتھ سے مارا گیا ہی مین تجھے زندہ کب جانے دیتا ہون اسد پکارا او حرامزادے
تو کیسے روک سکتا ہی یہ ساری بدذاتیان بہزاد مرتد حرامزادے کی ہین مین تجکو بھی مارونگا اور اُسکا بھی برا حال کرونگا یہی گفتگو تھی
کہ ایرج کا نعرہ ہوا کہ او فرخ تجھے کسنے بھیجا تھا کہ اسد کا سد راہ ہو تو نے مجھے بدنام کیا آیا مین سزا دینے کو فرخ کہا چاہتا تھا کہ مجھے بہزاد نے
بھیجا ہی ایرج نے آتے ہی غصہ مین جو تلوار کمرگاہ پر ماری دو ٹکڑے ہوئے فرخ گرکر تڑپنے لگا اسد پکارا کہ او آفتاب پرست غضب کیا تو نے
کہ میرے صید کو شکار کیا مین تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور تلوار کھینچی ایرج نے کہا او دیوانے اس جہالت سے کیا حاصل میرا اسرار تھا
بے اجازت میری آیا تھا مین نے اس جرم بیجا سے سزا کو پہونچایا تجھے کیا لو جا اسد نے اُلجھنے کا قصد کیا تھا کہ اس اثنا مین شاہزادۂ نورالدہر
سامنے سے آیا اسد کو آواز دی کہ بس ایلچی گری ہوچکی جواب نامے کا لیچکے اب تشریف لائیے اور ایرج سے خطاب کیا کہ مرحبا صد مرحبا
بہادر ایسے ہی ہوتے ہین اور شجاع ایسا ہی کرتے ہین جو تمنے کیا سبحان اللہ کیا بات ہی ایرج نے بھی بڑھکر نورالدہر سے مصافحہ و معانقہ
کیا القصہ نورالدہر ایرج سے رخصت ہوکر اسد کو اپنے ساتھ لیے ہوئے پھر لشکر مین آیا اور اُسی روز سامان شادی کرنا شروع کیا ہرمز
تاجدار سے کہا کہ آپ دلھن والے ہوجائیے اور رانجھا بھیجیے ہم دولھا کیطرف ہین برات اسد کی لیکر آئینگے ہرمز تاجدار یہ سنکر ہنسے اور اُسیوقت
اپنا لشکر لیکر آذر کوہ کیجانب روانہ ہوئے اور سامان درست کرکے دوسرے روز مانجھا بھیجا یہان شاہزادۂ نورالدہر نے حکم دیا کہ جا بجا
نوبتین رکھی جائین ہر خیمے ہر ڈیرے مین چوتھی کے روز تک برابر ناچ رہے میراثنین خوش گلو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر آنے لگین محل مین
ناچ شروع ہوا باہر کا انتظام ہو رہا ہی زنانے مردانے طائفے چالاک بن عمرو ڈھونڈھتا پھرتا ہی ایک ایک اوچھے طائفے کو چوتھی تک
کی کھچڑی دیدی گئی کہ کہین نہ جائین اب مانجھے کا انتظار ہی چراغان کا انتظام ہوچکا ہی کہ مانجھا رانکو پلٹ کر جائیگا راستون مین تھیان

روشنی کی لگی ہین لشکر مین چار سو دروازے قائم کیے گئے ہین ہر دروازے پر چراغان کا لطف دو راستہ آذر کوہ تک ٹھاٹھ بندی ہی
ہر دروازے پر سرو چراغان لگائے گئے ہین امرا و روسا اپنے اپنے کوٹھون پر جنکے مکان سر راہ ہین بیٹھے ہین مانجھے کا راستہ دیکھ رہے
ہین نورالدہر نے مردانی محفل الگ آراستہ کی ہی محلسرا مین عورتونکو علیحدہ انتظار ہی کہ یکایک آواز باجے کی آئی کوٹھون پر چلمنین پڑ گئین دیکھا
کہ سامنے سے نشان کا ہاتھی نمودار ہوا اور اسکے پیچھے پانچہزار فیل جنگی گنگا جمنی ہودے جھولین مرصع کار کچھ ہاتھیون پر نوبت خانہ ہی کچھ ہاتھیون پر
جھنڈیان ہین بعد اسکے اونٹ نظر آئے اسکے بعد گھوڑون پر بادبہاری بجتی ہوئی بعد اسکے اور بہت سا جلوس جس وردی کے لوگ آنا شروع
ہو جاتے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہی ایک رنگ کا جلوس نظر آتا ہی القصہ جب سب جلوس نکلگیا تو اب خوان آنا شروع ہوئے یہ مانجھا دو
بجے دن سے آیا تھا تین بجے تک جلوس آیا کیا اب جو خوان اور کشتیون کے آنے کا لگا لگا تو قریب شام کے ختم ہوئے خدا جانے کی کروڑ
خوان اور کشتیان آگئین اسلیے کہ سارے لشکر مین بینڈیان تقسیم ہونگی اور لشکر نورالدہر کا جتنا بڑا ہی ظاہر ہی بعد اسکے ایک غلام زرین
لباس کے سر پر چوکی جواہر نگار جسپر ایک لوٹا زمرد کا اسپر کٹورا یاقوت کا جسمین بٹنا گھلا ہوا آیا بعد اسکے فینسین جنپر مرصع کار جھپکے
پڑے ہوئے کہاریان ساتھ ساتھ دولہن ہوئی آکر در محلسرا پر اترین نورالدہر نے اسد کو اندر بھیجا آپ باہر کے انتظام مین مصروف
ہوا دورہ جام گلرنگ ہوا کشتیان ہارون کی آئین نورالدہر نے اپنے ہاتھ سے ایک ایک سردار کے گلے مین ہار ڈالا وہان اسد
کو مانجھا پہنایا گیا اور کہا کہ چارون کو لوگ سلام کرو یہ خبر ہی لیکن عورتین کب مانتی ہین کہہ رہی ہین کہ ہم بلاتے ہین نورالدہر کو آخر کو
سب رسمین اسد کو ادا کرنا پڑین اب یہ مانجھا پہنکر اور ایک طرہ ہاتھ مین لیے باہر نکلے ایک ایک سردار کو سلام کیا سبنے مبارکباد دی
اسد وہ طرہ لیے ہوئے نورالدہر کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے مجکو عورتون مین بیوقوف بنوایا اب مین آپکو یہ ہار پہناؤنگا اور طرہ کان مین
لٹکاؤنگا کبھی نہ مانونگا نورالدہر ہنسے کہا کہ بھئی مجھے تمھاری خوشی منظور ہی تم جو چاہو میری گت بناؤ کسکی مجال ہی کہ اسد کو روکے آپ نے
آتے ہی ہار نورالدہر کے گلے مین ڈالدیا اور طرہ کان مین لپیٹ دیا غرضکہ اب کوئی نو بجے کے قریب مانجھا رخصت ہوا وہان لوگون نے ملکہ
شور انگیز بانو کو مانجھے بٹھایا دونو طرف ساچق کے دن تک رات بھر ناچ رہا کہانتک گذارش کیا جائے کہ ساچق بھی یہان سے مانجھے
کے جواب پر بڑی دھوم سے گئی وہانسے پھر منہدی اسیطرح آئی اب برات کا دن آیا آج کے انتظام کا کیا پوچھنا وہ چراغان کی سیر کہ ایک عالم
انوار کا سمان بندھا ہوا ہی جا بجا رقص و غنا کی صحبت ہی ادھر خاص جلسہ ہی کہ تمام سرداران عالیوقار بادشاہان نامدار آنے لگے اور
شریک صحبت عیش ہونے لگے جلسہ رقص و غنا کا شروع ہوا ایک ایک طائفہ مجرا کرکے چلا جاتا ہی جو اسباب ضیافت ہی سب مہیا ہی انتظام درست
ہی جو امیر جو وزیر جو تاجدار جو سردار آتا ہی حسب مراتب خرام گلوریون کے خاصدان عطردان اگالدان آگے لاکر رکھدیتے ہین نورالدہر ایک
ایک کی خاطر مدارات مین مصروف تھا اسد دولھا بنا ہوا خلعت مرصع پہنے ہوئے مسند جواہر نگار پر متمکن تھا یہان تو یہ کیفیت ہی ادھر سنیے کہ ایرج
نے بہزاد سے کہا کہ اے بہزاد نورالدہر نے اسد کی شادی بڑی تیاری سے کی ہی جی چاہتا ہی کہ چلکر تماشا دیکھیے بہزاد ادھر تو بولا جیسا مزاج
مین آئے مین موجود ہون چلیے اسوقت ایرج نے شاپور کو بلا کر کہا کہ اے شاپور مجکو کسیطرح لیچلیے اس برات کا تماشا دکھلا اسنے کہا بہت اچھا
صورت بدلکر چلیے ایرج نے کہا اچھا بھئی جو صورت چاہو بناؤ شاپور نے ایرج اور بہزاد کو فقیر کی شکل بنایا اور خود بھی فقیر
بنا آتے آتے قریب لشکر نورالدہر کے پہونچے عجب سامان دیکھا کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا روشنی وہ روشنی ہی کہ دیدہ انجم سے
منور عجب عالم ہی کہ زمین نور کی آسمان نور کا ایرج سیر کرتا ہوا لشکر مین داخل ہوا دیکھا کہ ہر خیمے ہر ڈیرے سے صدائے غنا آتی ہی
نازنینان زہرہ ادا مہ جبینان مہر لقا مصروف رقص و غنا ہین نقارہ شادمانی کی آواز گونج رہی ہی ایرج سیر تماشا دیکھتا ہوا
چلا آتا ہی تماش بینون کا ہجوم ہی آتشبازی چھوٹنے کی دھوم ہی اب ایرج وہان پہونچا ہی کہ جہان بارگاہ سلیمانی مین صحبت عیش آراستہ
ہی ہر سو تاجدار تخت زرنگار پر بیٹھے ہین اسد دولھا بنا ہوا مسند پر زریں بیٹھا ہی تمام سردارون کا جماؤ ہی شمعہائے کافوری
مومی مردنگون مین کنولون مین فروزان ہین اسقدر روشنی ہی کہ تمام بارگاہ جگر جگر کر رہی ہی حد نظر دیکھو نگاہ نہین قائم ہوتی

ہرستون بارگاہ مین ہار پھولون کے لپٹے ہوئے ہین زمین کے فرش پر پھولون کا بستر لگا ہوا ہی مشعلون مین عطر جل رہا ہی کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہی پریزادان طناز بصد کرشمہ و ناز رقصان ہین نورالدہر اہل صحبت کی مدارات مین مصروف ہی محفل قابل دید ہی ایرج اور شاپور اور بہزاد ایک طرف کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگے قضاے کار اتفاقات روزگار سے ضرغام طالقون کو بلوانے کے لیے جو آیا ایرج کو مع بہزاد اور شاپور کے پہچانا چپکے سے اسد کے کان مین آکر کہا اور اشارے سے بتایا کہ وہ سامنے ایرج و بہزاد اور شاپور لباس درویشی پہنے ہوئے کھڑے ہین اسد نے نورالدہر سے کہلا بھیجا کہ ایرج بشکل درویش یہان آیا ہوا ہی نورالدہر نے جو سنا اپنے تمام رفیقون سمیت ایرج کے لینے کو بڑھا ایرج نے دیکھا یکبارگی سب اُٹھ کھڑے ہوئے سمجھا کہ شاید نورالدہر اپنے ساتھ کھانا کھلانیکو لیے جاتے ہین نورالدہر سیدھے ایرج کے پاس آئے اور ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بھئی چلکر صحبت مین بیٹھو خوب ہوا کہ تم آگئے میرا بھی یہی جی چاہتا تھا اور اپنے سردارون کو بھی بلوالو ایرج نے شرما کر کہا کہ یہ کونسی وضع صحبت مین بیٹھنے کی ہی کہ مین لباس فقیری پہنے ہوئے ہون نورالدہر نے کہا کہ بھئی گھر ہی تمھارا سب کچھ موجود ہی اور اُسیوقت تین خلعت بھاری کشتی مین منگوائے اور تینونکو پہنا کر اپنے ہمراہ صحبت مین لاکر بٹھایا طہماسپ کو زندانخانے سے بلوا کر قید سے نجات دیکر پہلو مین ایرج نوجوان کے بٹھایا ایرج نہایت ممنون ہوا اب شریک صحبت ہی اپنے سردارون کو سپہ سالارون کو بلوالیا ہی دونون لشکر ایک ہوگئے ہین ناچ ہو رہا ہی ایرج انعام بانٹ رہا ہی عجب صحبت ہی کہ گاہے ایسی صحبت جشن عروسی کی منعقد ہوئی تھی ہر ایک کو غم کونین فراموش بادۂ مسرت سے بیہوش ہی دو پہر رات گئے دولھا کو نہلایا خلعت پہنایا برات کے چلنے کی تیاری ہونے لگی ایرج نے چاہا کہ رخصت ہو نورالدہر نے نہ جانے دیا کہ بھئی اب برات کے ساتھ بھی چلو صبح کو چلے جانا ایرج ناچار رہگیا یہانتک کہ برات کے لوگ سوار ہونے لگے نشان کا ہاتھی آگے بڑھا جلوس چلنا شروع ہوا وہ آرائش کے تخت جواہر نگار و مرصع کار آگے آگے آتشبازی انواع اقسام کی چھٹتی ہوئی زر و جواہر نوشاہ پر سے نثار ہوتا ہوا اس شان و شوکت سے دولھا کی سواری دُلھن کے مکان پر پہنچی سلامی ہوئی توپین چھوٹین ہرمز تاجدار نے استقبال کیا سبکو لاکر باعزاز تمام بٹھایا بعد اُسکے گہراے اختر شناس نے عقد پڑھا طالقون نے مبارکباد گائی نورالدہر نے ایک ایک دو دو توڑے سبکو انعام مبارکباد مین دئے دولھا اندر گیا جب رسم سے فراغت ہوئی عروس کو دولھا نے گود مین لاکر سکھپال مین سوار کیا ایرج بھی یہانتک ساتھ تھا اب رخصت ہوکر اپنے لشکر کو گیا برات گھر پر آئی مہمان رخصت ہوئے اسد نے ملکہ شور انگیز سے گوہر مقصد حاصل کیا اُسی روز یہ حاملہ ہوئی اسکے شکم سے اکبر برق رو پیدا ہوگا کہ ذکر اُسکا تورج نامے مین کیا جائیگا الحاصل صبح کو اسد نے اُٹھکر حمام کیا تین دن تک صحبت عیش اور برپا رہی لیکن اسطرف ایرج نوجوان نے قارن سے کہا کہ تم علم نجوم مین دریافت کرو کہ مین نورالدہر پر ہنگام جنگ غالب آؤنگا یا نہین قارن تہمتن نے بعد دریافت عرض کیا کہ اے شہریار ستارہ آپکا کسیطرح نورالدہر کے ستارے پر غالب نہین ہی اور نہ اسکا ستارہ آپ پر غالب ہی لیکن ہان آجکل آپکے طالع اچھے نہین ہین اگر لڑائی ہوئی تو عجب نہین کہ دشمن آپکے زخمی ہون ایرج نے کہا پھر کیا تدبیر کرنا چاہیے وہ دیوانہ نورالدہر کو ضرور لڑوائیگا قارن تہمتن نے عرض کیا کہ آپ دو چار روز کیواسطے شکار کو چلے جائیے بعد اُسکے کیا عجب ہی جو آپکی ترقی ہو ایرج نے کہا اچھا اور سامان شکار درست کرکے دوسرے دن جانب صحرا روانہ ہوا آکر شکار کھیلنے لگا تین دن تک مصروف صید افگنی رہا چوتھے دن ایک ہرن کو تیر مارا وہ بھاگا ایرج اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا دور جاکر وہ ہرن گرا اب ایرج اپنا شکار لیکر واپس ہوا ہی کہ جانب صحرا سے گرد کا تتق بلند ہوا جب وہ غبار شق ہوا لشکر ستارہ پرستون کا نمودار ہوا خورشید ستارہ پرست مرکب برق پیکر پر سوار آگے آگے ہی شاپور نے ایرج سے کہا کہ دستار بدل بھائی آپکا خورشید آپہونچا ایرج دوڑا ملاقات کی تمام سرگذشت اور مارے جانا اقبال شاہ کا بیان کیا اور کہا کہ بھئی اسد کے ہاتھ سے نہایت تنگ آیا ہون اب نورالدہر اسکی کمک کو آیا ہوا ہی خورشید بولا کیا مضائقہ ہی سمجھ لیا جائیگا غرض اُس روز تو وہین رہے دوسرے دن ایرج خورشید کو ہمراہ لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا یہ خبر نورالدہر اور اسد کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین خداے ما بزرگ است یہ تیاری جنگ مین ہین اس قصے کو یہین چھوڑیے

اب اسکے آگے اسی ایرج نامہ کی جلد دوم شروع ہوگی اور اسمین اس سلسلہ کے باقی حالات بیان ہونگے یعنے پہونچنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ملک زبرجد نگار مین اور عجائب و غرائب وہان کے یہ داستانین نہایت عمدہ ہین انشاءاللہ تعالے ناظرین باتمکین اُنکے ملاحظہ سے بہت مسرور ہونگے۔

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

کہان ہین دلفریب داستانون کے طلبگار کدھر ہین دلچسپ قصون کے خریدار جلد تشریف لائین کہ حسن محبوب بےنظیر و معشوق برناو پیر کے شہرۂ جمال باکمال نے مدت مدید اور عرصۂ بعید سے ایک عالم کو اپنا مشتاق کر رکھا تھا راتون کی نیند کو اُڑا دیا تھا سوا اُس حُسن و خوبی کی داستان کے کوئی لیلی و مجنون کا فسانہ نہ سنتا تھا شکر ہی کہ اب اُسنے بفضل ایزدی و تائید سرمدی اپنا چہرۂ زیبا حجاب خفا سے باہر نکالا ہی اور تشنہ کامان اشتیاق کو اپنے شربت دیدار سے سیراب کرنا چاہا ہی دیکھین کون کون سے شائقین والا ہمت اور کون کون سے طالبان حاتم خصلت اپنے نقد دل سے اس یوسف ہر دلعزیز کے خریدار ہوتے ہین غرض اس تمہید سے یہ ہی کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران مصنفہ علامہ شیخ ابوالفیض فیضی طاب ثراہ مصاحب جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی شہرت کا ایسا گرم بازار تھا کہ ہرکس و ناکس نقد دل سے اُسکا خریدار تھا مگر بسبب کمیابی کے اُسکا دستیاب ہونا بہت دشوار تھا ہر شخص کا اشتیاق اسکے دل ہی دل مین رہتا تھا کچھ بس نہ چلسکتا تھا چونکہ فات ستودہ صفات فیض آیات جناب مستطاب معلی القاب عالی ہمم جناب منشی نولکشور صاحب سی-آئی-ای باعث بقاے نام متقدمین اور موجب قیام یادگار متاخرین ہی کہ کیسے کیسے نایاب عربی و فارسی بجا کا و انگریزی کتابون کو فراہم کرکے شایع کیا جنکو کئی صدی پیشتر کے علماء فضلاء و کملا نے تصنیف کیا تھا اور جنکے نام سے بھی آجکل کے لوگ واقف نہ تھے اور اگر نام جانتے بھی تھے تو اُن کتابون کو کبھی نظر سے نہ دیکھا تھا اور نیز جن کتب کے ترجمہ کی ضرورت تھی واسطے افادۂ عام کے بصرف کثیر اُنکا ترجمہ کراکے شایع کیا علی ہذالقیاس سابقًا داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے پانچوین دفتر ہوشربا کی جو سات جلدون پر مشتمل ہی چار جلدون کو فصاحت پناہ بلاغت دستگاہ منشی سید محمد حسین صاحب جاہ سے اور تین جلدون کو منشی والا گہر صاحب علم و ہنر منشی مرزا احمد حسین صاحب قمر سے ترجمہ کراکے شایع کیا چونکہ اُس دفتر کی سیر سے ناظرین والا تمکین ایسے محظوظ و مسرور ہوئے کہ باقیماندہ دفترون کا اشتیاق دوچند ہوگیا اور ہر وقت اُنکی خبر اشاعت سُننے کے لیے گوش برآواز رہنے لگے لہذا اُسکے چار دفترون یعنی نوشیرواں نامہ-کوچک باختر-بالا باختر-ایرج نامہ-کا ترجمہ گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت طوطی اللسان عذب البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب الایماے مالک مطبع نہایت فصیح اور صاف صاف عام فہم اُردو زبان مین کیا ہی مترجم صاحب نے علاوہ لطف زبان اور حُسن بندش و تسلسل عبارت و محاورات روزمرہ کے یہ نہایت تکلف کیا ہی کہ ایسے طولانی دفترون کو کس اختصار کے ساتھ ترجمہ کیا ہی گویا دریا کو کوزے مین بند کیا ہی اور اگر ایسا اختصار ملحوظ خاطر نہوتا تو یقین ہی کہ ہر دفتر کی آٹھ آٹھ دس دس جلدین ہوتین فی الحقیقت مترجم صاحب موصوف نے اس ترتیب و تدوین مین بڑی جانکاہی و جانفشانی کی ہی اگر علامی فیضی طاب ثراہ بقید حیات ہوتے تو ان ترجمون کی داد دیتے مترجم صاحب اس زمانہ مین آپ اپنی نظیر ہین ہم یقین کرتے ہین کہ جو صاحب اس دفتر کو ملاحظہ فرمائینگے وہ اور دفترون کی بھی ضرور خواہش ظاہر کرینگے اسلیے کہ ہر دفتر مین ایک جداگانہ لطف ہی واضح ہو کہ اس دفتر ایرج نامہ کی دو جلدین ہین-پس الحمدللہ کہ بار دوم جلد اول ایرج نامہ دفتر چہارم داستان امیر حمزۂ صاحبقران باہ رجب المرجب سنہ ۱۳۱۶ ہجری مطابق ماہ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء بعلو ہمتی جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع بہ حسن انتظام و مزید اہتمام مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوکر منظور نظر خاص و عام ہوا

واضح ہوگا اگرچہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے کل دفترون کی داستانین اور انکا طرز بیان اور عجائب وغرائب طلسمات اور بہادرون کی لڑائیان اور عیارون کی عیاریان اور ساحرونکی سحرکاریان اور حسینون کی خوش ادائیان وغیرہ وغیرہ مضامین رشک سحر حلال اور قابل دید ہین مگر طلسم ہوش ربا سب دفترون کی جان ہی اور اسکا بیان بھی بہت ہی کہ بڑی بڑی سات جلدون مین ہی جلد پنجم اسقدر ضخیم ہی کہ بڑے بڑے دو حصون پر منقسم ہی اس طلسم ہوش ربا کی ساتون جلدین کئی مرتبہ طبع ہوکر نذر ناظرین ہوچکی ہین اور ہر مرتبہ اگرچہ تعداد طبع کثیر تھی مگر بوفور خواہش خریداران فوراً دست بدست ہوگئین - واقعی اسکے مضامین ایسے دلچسپ اور دلآویز ہین کہ جسنے اسکی پہلی جلد کے عنوان کو بھی ملاحظہ کیا پھر کیا ممکن ہی کہ وہ محو نظارہ نہو کر اسکی ساتون جلد کے مطالعہ سے اپنے کو باز رکھے - اول تو اصل داستان طلسم ہوش ربا کی خوبیان ممکن نہین کہ بیان ہوسکین - ہر جلد مین نیا رنگ ہی صدہا طرح پر لڑائیون کا بیان - ہزارہا طرز پر سحر آزمائیون کا عنوان - میلون اور تماشون کا نئے نئے انداز پر ذکر - عیاریون کی عیاریان مکاریون کی نرالی فکر - پہلوانون کی لڑائیان - بہادرون کی جانبازیان - طلسمات کا بیان - جادوگرون کے سامان - وصل کی راتین حسن وعشق کی گھاتین فراق محبوب - وصال نامرغوب - درد جدائی کی مصیبت - دشت نوردی کی محنت - دوسرے لائق مترجمون کی فصاحت وبلاغت نے سمند مضامین پر ایک اور تازیانہ لگادیا - ہر ہر موقع پر جادو بیانی کا دریا بہادیا - ہر فقرہ مقفی ومسجع انشاپردازی کی شرح - حق تو یہ ہی کہ فسانہ عجائب کی نثر نگاری آنکھون سے گرگئی - بیان حسن وعشق پر عاشقون کی جان جاتی ہی - سامان فراق و مضامین ہجر پر تصویر کی بھی آنکھون سے آنسو بہاتی ہی - اتنا بڑا قصہ اور ہر جگہ صبح وشام کے بیان کا نیا انداز - باغ وصحرا کا ہر مقام پر جدا طرز - آرائش بزم وصال کا ہر جگہ پر نیا رنگ معشوقون اور حسینون کے سراپا کا ہر کہین دوسرا ڈھنگ - ہر ہر مقام پر اشعار اس مناسبت سے درج کیے ہین گویا اسی حالت کے واسطے نظم ہوے تھے - اور صدہا مقام پر ان ہمہ دان مترجمون نے اشعار اور غزل وغیرہ مناسب مقام اپنے اپنے طبعزاد بھی تصنیف فرماکر درج کیے ہین - فی الواقع جسطرح یہ دفتر طلسم ہوش ربا ساری داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان ہی ویسا ہی اس دفتر کا ترجمہ بھی لائق دید اور سزاوار تحسین وآفرین ہی - کیون نہو حضرات مترجم اس دفتر کے ایسے لائق وفائق نثار مستند روزگار ہین جنکی فصاحت بیانی اور ہمہ دانی سے تمام اہل ہند واقف وآگاہ ہین - یعنی اس دفتر کی اول چار جلدون کا ترجمہ بلبل بوستان فصاحت طوطی شکرستان بلاغت نثار بے عدیل شاعر عدیم المثیل منشی میر محمد حسین جاہ مرحوم نے فرمایا ہی - اور آخر کی تین جلدون کا ترجمہ استاد سخنور ماہر پر فن فخر داستانگویان کامل ہمہ دان مصائب خوان جناب سید الشہدا مقبول ومحبوب امرا منشی احمد حسین صاحب قمر نے فرمایا ہی - ہزارہا روپیہ اس دفتر ضخیم کی تالیف وترتیب مین مالک مطبع کا صرف ہوا ہی جب اس ناظورہ دلفریب نے ہر دل عزیز ہونے کا مرتبہ حاصل کیا ہی - اب اس اشتہار کی ذیل مین کچھ مختصر مختصر حالات ساتون جلد کے عرض کیے جاتے ہین تاکہ ناظرین کو فی الجملہ اس دفتر کے مضامین سے آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو - اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ ساتون جلدین ایک ہی تقطیع اور ایک ہی قسم کے کاغذ پر طبع ہوئی ہین جو صاحب اس دفتر طلسم ہوش ربا کی ساتون جلدین یکمشت خرید فرمائینگے انکو بہ نسبت فرادی فرادی جلدون کے خرید فرمانے کے قیمت مین بہت تخفیف ہوگی یعنی بیس عہ روپیہ کو ساتون جلدین دستیاب ہونگی - اور ہر ہر جلد کی علحدہ قیمت بھی ہر جلد کے ضمن بیان مین مندرج ہی - مگر یہ واضح رہے کہ پورا لطف جب ہی حاصل ہوگا جبکہ ساتون جلد کی بحیثیت مجموعی سیر کیجائے کیونکہ ایک دو جلد کے مطالعہ مین پورا حال معلوم نہوگا اور سلسلۂ بیان کے قطع ہوجانے سے انتشار طبیعت باقی رہیگا - اب حالات کل دفتر کے بطریق اختصار مع قیمت ہر ہر جلد کے تحریر کیے جاتے ہین

جلد اول آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا اور داخلہ لشکر لقا کا کوہستان مین - نامہ لکھنا سلیمان عنبرین موے کوہی کا شریک لقا ہوکر افراسیاب جادو کو مدد لقا کے لیے جادوگر کا آنا

باہمی لڑائی- عیارون کی عیاری- جانا اسد بن کرب غازی کا مع خواجہ عمرو اور دیگر عیارون کے براے فتح طلسم ہوش ربا- داخلہ عمرو کا طلسم مین مع چار عیارون کے اور قتل کرنا ساحرون کا اور ملاقات مہرخ سحر چشم سے- لشکر کشی کرنا افراسیاب کا عمرو اور مہرخ پر اور باہمی جنگ- گرفتار ہو جانا اسد و مہ جبین کا بمکر- بادشاہ ہونا مہرخ کا لشکر اسلام مین بصلاح عمرو اور جنگ افراسیاب- پہونچنا عمرو کا طلسم باطن مین اور لوٹ لینا دربار افراسیاب کو- عاشق ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا شہزادہ نور الدہر پر- مقابلہ کرنا ساحرون سے شہزادہ قاسم کا اور عاشق ہونا شہزادہ کا ملکہ نرگس چشم دختر خنظل جادو سے- داخل ہونا شہزادہ ایرج کا طلسم آئینہ مین- ملاقات عمرو کی کوکب روشن ضمیر سے اور جنگ افراسیاب اور عیاری خواجہ عمرو- بسیلہ ہونا چاہ زمرد پر اور لوٹ لینا میلہ کو عمرو کا آنا عشاق جادو کا عجیب عجیب داستانین طول و طویل ہین کہ تفصیل انکی مطالعہ سے معلوم ہوگی یہ جلد ہندسہ ۹۸۰ پر ختم ہے قیمت عہ

جلد دوم جانا عمرو کا سمت کوکب روشن ضمیر- لڑائیان امیر حمزہ کی لقا سے- آنا ساحرون کا براے مدد لقا از طرف افراسیاب- عیاریان عیارونکی شریک ہونا ملکہ بران شمشیر زن دختر کوکب کا عمرو سے اور جانا طلسم آئینہ مین اور عاشق ہونا ایرج پر اور فتح طلسم آئینہ- مقابلہ مہرخ و مصور جادو کا اور عیاریان عیارون کی- نامہ کوکب کا بنام افراسیاب جواب افراسیاب اور باہمی تنازع راہ بھولکر آنا ملکہ بہار کا لشکر اسلام مین اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر لشکر امیر حمزہ مین- فوج کوکب و افراسیاب مین باہمی مقابلے- آنا حیرت جادو کا اور قید ہونا سحر کوکب مین- روانہ ہونا ملکہ اختر کا براے مدد مہرخ- ملاقات مہرخ و ملکہ بران- ساحرون کی لڑائیان عیارون کی عیاریان- حالات طلسم ہزار برج عجیب مزے کی بیوتائین ہین جنکا خلاصہ بھی نہین ہو سکتا یہ جلد ہندسہ ۹۷۶ پر ختم ہے قیمت عہ

جلد سوم نامہ افراسیاب کا طاق چشم جادو کو پہونچنا- آنا صنعت سحر ساز کا اور آفت لانا لشکر مہرخ پر عمرو کی عیاریان- تورج کا آہن تن فولاد کوہی سے مقابلہ کرنا اور طلسم مین داخل ہونا- طاق چشم جادو کا بمقابلہ مہرخ کے مارا جانا- جنگ افراسیاب- آنا عمرو کا مع ماہی پریزاد طلسم نور افشان کے اور جنگ عظیم- ایرج کا داخلہ طلسم ہزار برج مین- بسا طرح کے واقعات دیگر- جانا قاسم کا جانب طلسم گوہر گرہ اور داخل طلسم ہونا اور فتح کرنا بڑے غضب کی داستانین ہین یہ جلد ہندسہ ۹۲۲ پر ختم ہے قیمت عہ

جلد چہارم رہائی شہزادہ قاسم کی بعیاری عیارہ- عاجز ہونا افراسیاب کا خاک قبر جمشیدی سے- قتل محافظان زندان اور رہائی بران کی- لڑائی اژدر کوہی کی معمار قدرت کا شریک مہرخ ہونا حالات جہانگیر بن صاحبقران- حالات قلعہ انجم حصار عمرو کی عیاریان مقابلہ مہرخ و افراسیاب- جنگ غضنفر قتل ساحران- صرصر شمشیر زن کی عیاریان- آنا قہار شعلہ بدن کا- مارا جانا نویر آہن کلاہ کا وغیرہ وغیرہ بڑی بڑی داستانین ہین اور صدہا واقعات دیگر ہین جنکا خلاصہ بھی غیر ممکن ہے اگر فی ورق ایک نقطہ کا پتہ دیا جائے تو کئی جزو ہو جائین یہ جلد ہندسہ ۱۲۷۹ پر ختم ہے قیمت ے

جلد پنجم یہ جلد سب جلدون سے بڑی ہے اسکے بڑے بڑے دو حصہ ہین اسمین متعدد داستانین ہین اور بڑے غضب کی اسمین لڑائیان اور سحر آزمائیان ہین جنکا پتہ دینا بھی مشکل ہے اس جلد کے حصہ اول کا آغاز یہ ہے- تحریک کلاب عقاب سوار افراسیاب کا آمادہ قتل اسد غازی ہونا اور تمامی داستان شہنشاہ زرین علم پر ہے اور حصہ دوم کا شروع یہ ہے پہونچنا عمرو و اسد کا شہر داؤد مین اور عاشق ہونا ملکہ لالان نغمہ قبا دختر خداوند داؤد کا اسد پر اور تمامی بیان حسین سحر ساز پر ہے اور درمیان کے واقعات بے انتہا ہین یہ جلد ہندسہ ۱۷۵۵ پر ختم ہے قیمت للعہ

جلد ششم حالات جنگ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب آخر عیاری عمرو پر قتل ہونا اسکا- کھلنا ہفت حجرہ بلا کا اور بعد بڑی بڑی لڑائیون اور تباہیون کے مارا جانا کئی بعد دیگرے مشعل جادو حاکم حجرۂ اول اور تاریک شکل کش مالک حجرۂ دوم اور احتقاق جادو نقارہ نواز مالک حجرہ سوم اور شہنا نواز جادو مالک حجرہ چہارم اور ملک اخضر گوہر پوش مالک حجرۂ پنجم کا مع یاقوت خندان اسکی دختر کے- اور دختر ثانی لعل خندان کا عشق اسد مین مبتلا ہو کر مطیع اسلام ہونا وغیرہ حالات دیگر یہ جلد ہندسہ ۱۲۷۷ پر ختم ہے قیمت ے

جلد ہفتم یہ جلد بھی بڑے بڑے عجائب و غرائب سے مملو ہے آغاز اسکا بیان ہفت در بند ساختہ ماہیان زمرد پوش اور ہر مقام پر شکست سحر پہونچنا کوکب کا اور عیاریان عمرو کی بطرز نو تا بباغ ظلمات اور تمامی اسیرون- شادی اسد غازی وغیرہ ملکہ مہ جبین وغیرہ سے اور روانہ ہونا ایرج کا سمت غروب باختر یہ جلد ہندسہ ۱۰۷۷ پر ختم ہے قیمت ے